تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

جلد اوّل

المقدمہ۔ کتاب الطہارۃ (حدیث 1 تا 612)

تالیف

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاذ القشیری النیشاپوری

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات:

محدث عصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عثمان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37321865

www.KitaboSunnat.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

جلد اول

نام کتاب

تحفۃ المسلم
جلد اول

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاذ القشیری النیشابوری

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی ﷾

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش ﷾

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری ﷾

مقدمہ وسوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی ﷾

تاریخ اشاعت: فروری 2017ء

مطبعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن درد بن کرشاد القشیری النیشاپوری

جلد اول

المقدمہ۔ کتاب الطہارۃ (حدیث 1 تا 612)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین

(جلد اول)

تحفۃ المسلم اردو شرح صحیح مسلم جلد اول

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○﴾ [النجم: ٣، ٤]

''اور آپ (ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، بلکہ وہ (آپ کا کلام) تو وحی ہوتا ہے جو آپ کو القاء کیا جاتا ہے۔''

مسلمانوں تک احادیث رسول ﷺ کا گراں قدر سرمایہ پہنچانے کے لیے ائمہ حدیث نے بڑی محنتیں کی ہیں اور بہت مشقت اٹھا کر لمبے لمبے اسفار کیے ہیں۔ بے پناہ تگ و دَو اور جہدِ مسلسل کے بعد ائمہ کرام رحمہم اللہ نے کتب حدیث کے کئی مجموعے مرتب کیے۔ گلشنِ حدیث کے ان رنگا رنگ پھولوں میں سے ہر ایک کی الگ الگ خوشبو ہے۔ ہر ایک اپنا خاص مقام رکھتا ہے اور ہر کسی کے اپنے اپنے امتیازات ہیں۔ حدیث کی ضیاپاشیوں سے چمکتے ہوئے آسمان پر ایک دمکتا ستارہ ''صحیح مسلم'' کے نام سے معروف ہے، جسے امام المحدثین مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ امام موصوف نے پہلے چار لاکھ احادیث جمع کیں اور پھر ان میں سے ایک لاکھ مکرر احادیث کو ترک کر کے تین لاکھ احادیث کو پرکھنا شروع فرمایا۔ جو احادیث ہر اعتبار سے مستند ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم میں جمع کیا۔ پندرہ سال کی جدوجہد اور کاوش کے بعد یہ اہم کتاب مکمل ہوئی۔ اس میں تقریباً سات ہزار احادیث ہیں، جن میں سے متعدد احادیث ایک سے زیادہ مرتبہ ذکر کی گئی ہیں۔ غیر مکرر احادیث کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے۔

صحیح مسلم کا مقدمہ بعض وجوہ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مقدمہ میں وجہ تالیف کے علاوہ فن روایت کے بہت سے فوائد جمع کیے گئے ہیں۔ امام موصوف نے یہ مقدمہ تحریر کر کے فن اصول حدیث کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ اس مقدمہ کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے اس کی مستقل شروحات بھی لکھی گئی ہیں۔

حدیث کی متعدد کتابیں تحریر کی گئی ہیں مگر اہل علم نے چھے کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر انھیں صحاح ستہ

(چھ صحیح کتابوں) کا خطاب دیا ہے، یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ۔ ان کتابوں میں سے صحیح بخاری وصحیح مسلم کو سب سے زیادہ مستند قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں کون سی کتاب زیادہ معتبر اور کس کتاب کا مقام بلند ہے؟ اکثر علماء ومحدثین نے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت وفضیلت دی ہے، البتہ بعض محدثین وعلماء نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فوقیت دی ہے۔

حافظ عبدالرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ صحت میں صحیح بخاری اور حسن ترتیب میں صحیح مسلم قابل ترجیح ہے۔

شیخ ابوعمر بن احمد بن حمدان بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالعباس بن عقدہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ بخاری ومسلم میں سے کسے فوقیت حاصل ہے؟ فرمایا: دونوں محدث ہیں۔ میں نے پھر دوبارہ دریافت کیا تو فرمایا: امام بخاری رحمہ اللہ اکثر اسماء وکنی کے مغالطہ میں آ جاتے ہیں مگر امام مسلم رحمہ اللہ اس مغالطہ سے بری ہیں۔ غرضیکہ مسلم کے متون کا حسن سیاق، تلخیص طرق اور ضبط انتشار صحیح بخاری پر بھی فائق ہے۔ متونِ احادیث کو موتیوں کی طرح ایسے روایت کیا ہے کہ احادیث کے معانی چمکتے چلے جاتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کیے گئے ہیں اور ان میں اخص الخصوص متون کا حسن سیاق ہے۔ روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے کہ جس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں۔ اختصار کے ساتھ طرقِ اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں صرف ان احادیث کو بیان کریں گے جسے کم از کم دو ثقہ تابعین نے دو ثقہ راویوں سے نقل کیا ہو اور یہی شرط تمام طبقات تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ میں ملحوظ رکھی ہے، یہاں تک کہ سلسلہ روایت امام مسلم رحمہ اللہ پر آ کر ختم ہو جائے۔ امام مسلم رحمہ اللہ راویوں کے اوصاف میں صرف عدالت کو ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ شرائط شہادت کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں جبکہ امام بخاری کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ہر حدیث کو جو اس کے لئے مناسب مقام تھا، وہیں ذکر کیا ہے اور اس کے تمام طُرق کو اسی مقام پر بیان کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کر دیا ہے تا کہ طالبِ علم کو آسانی ہو، البتہ یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے، نیز صحیح مسلم کی ایک امتیازی صفت یہ ہے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب میں تعلیقات بہت کم ذکر کی ہیں برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بکثرت ہیں۔

الغرض! صحیح مسلم اپنی بے شمار خوبیوں کے باعث ایک اعلیٰ اور امتیازی مقام رکھتی ہے۔ اسی طرح امتیاز کی وجہ

سے ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اس پر ایک علمی شرح لکھوا کر زیورِ طباعت سے آراستہ کی جائے۔ اشاعت حدیث کے میدان میں نعمانی کتب خانہ کو تاریخی اعزاز حاصل ہے کہ اس کے زیر اہتمام صحاح ستہ کی تمام کتب پاکستان میں پہلی بار اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی گئیں جنہیں عوام میں بے حد پذیرائی ملی۔

اب موجودہ دور میں اس کے ساتھ ساتھ علوم حدیث کے شائقین کے لیے نعمانی کتب خانہ کی طرف سے صحاح ستہ کی ان اہم ترین کتب کی عظیم الشان شروحات بھی پیش خدمت ہیں، اس سلسلہ کی پہلی کتاب ''تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم'' پیش خدمت ہے۔

اور عنقریب اگلی کتاب ''تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی'' (از للامام الحافظ ابی العلاء محمد عبدالرحمٰن ابن عبدالرحیم المبارکپوری رحمہ اللہ) کا اردو ترجمہ (از مولانا ابو یاسر و حافظ رضوان عبداللہ حفظہما اللہ) آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

اس سے قبل ہمارے ادارہ کی جانب سے درج ذیل کتب احادیث کی شروحات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا چکے ہیں:

1. امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کی الجامع الصحیح کی شرح تیسیر الباری (چھ جلد) از علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ اور اس کے بعد اس کتاب کی دوسری شرح مولانا داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ کی آٹھ جلدوں پر مشتمل، نیز صحیح مسلم کی چھ جلدوں پر مشتمل مختصر شرح نووی از امام نووی رحمہ اللہ اردو قالب از وحید الزماں رحمہ اللہ۔
2. فقہی احکام پر مشتمل امام شوکانی رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب الدرر البھیّۃ کی گراں قدر شرح ''فقہ الحدیث'' از ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ۔
3. حافظ عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ کی مشہور و معروف کتاب ''عمدۃ الاحکام من کلام خیر الانام'' کی شرح ''ضیاء الکلام شرح عمدۃ الاحکام من کلام خیر الانام'' اردو قالب از مولانا محمود احمد غضنفر رحمہ اللہ۔
4. علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء کتاب ''الالمام باحادیث الاحکام'' کا اردو ترجمہ ''ضیاء الاسلام شرح کتاب الالمام باحادیث الاحکام'' اردو قالب از مولانا محمود احمد غضنفر رحمہ اللہ۔
5. حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب ''بلوغ المرام'' کی شرح ''تفہیم الاسلام'' تحقیق و افادات از علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، مترجم و شارح الشیخ حافظ عباس انجم گوندلوی۔

اور اسی کتاب کی دوسری شرح ''فقہ الاسلام'' تحقیق و افادات از مولانا ڈاکٹر عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ اور عنقریب اس کتاب کی تیسری شرح ''تلخیص سبل السلام شرح بلوغ المرام'' مترجم از محمد سلیمان کیلانی رحمہ اللہ

ان شاء اللہ ہدیہ قارئین کی جائے گی۔

ہم اس کتاب کے شارح حضرت مولانا عبدالعزیز علوی ﷾ کے بے حد ممنون ہیں جنھوں نے نعمانی کتب خانہ کی حدیث کی اشاعتی خدمات اور والد گرامی سے دیرینہ رفاقت اور محبت کی بناء پر ہمیں اس کارِ خیر کو منصۂ شہود پر لانے کی سعادت بخشی۔ باوجودیکہ ان کی اس عظیم المرتبت خدمتِ حدیث کی اشاعت کے لیے دیگر کئی نامور ادارے بھی خواہش مند تھے مگر شیخِ محترم نے ہم ہی پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اس کتاب کے حسنِ اشاعت کا اعزاز بخشا۔ہم نے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر بجا لاتے ہوئے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھانے کی کوشش کی ہے۔

حضرت الاستاذ نے بڑی محنت کے ساتھ اپنے علمی رشحات کو قلمبند کیا اور صحیح مسلم کی یہ ایسی شرح تالیف فرمادی ہے جو بلاشبہ علماء وطلباء کے ہاں لائقِ ستائش ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کی نظروں میں بھی مقبول ہوگی۔ ان شاء اللہ

آخر میں ہم حافظ فیض اللہ ناصر ﷾ (جن کی متعدد کتابیں ہمارے ادارے سے شائع ہو چکی ہیں) اور بھائی عبدالقدوس (تلمیذ رشید مولانا عبدالعزیز علوی ﷾) کے بے حد مشکور ہیں جن کی وساطت سے یہ سعادت نعمانی کتب خانہ کے حصے میں آئی۔

اس کتاب کے شروع سے آخر تک کئی ایک اہل علم وفن نے حصہ لیا، اس کتاب کی نظر ثانی و تصحیح فضیلۃ الشیخ ''مولانا عبدالسلام بھٹوی ﷾'' نے کی، پروف ریڈنگ حافظ سعید الرحمٰن اور حافظ ثناء اللہ تبسم نے کی اور اس کتاب کی کمپوزنگ و ڈیزائننگ کی ذمہ داری حسن خان، ابتسام حمید اور امجد خلیل نے بخوبی نبھائی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کے ساتھ ساتھ ان احبابِ گرامی بل خصوص (ڈاکٹر حافظ عمران ایوب، حافظ ابو بکر، حافظ عمر فاروق فیصل آباد، قاری سجاد قصوری) کو بھی اجرِ عظیم سے نوازے جو ہمارے ادارے کی کامیابی کے لیے دعا گو رہتے ہیں، مفید مشوروں سے نوازتے ہیں اور گاہے گاہے حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔

بارگاہِ الٰہی میں یہ بھی التجا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ہمارے والدین اور اساتذہ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم کتاب وسنت

محمد ضیاء الحق نعمانی

عرضِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو انسان کے امتحان اور آزمائش کے لیے پیدا فرمایا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ لَىٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ (ھود: ۷)

''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تا کہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور یقیناً اگر تو کہے کہ بے شک تم موت کے بعد اٹھائے جانے والے ہو تو وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ضرور ہی کہیں گے یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔''

اور ''احسن عملا'' کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں توضیح وتفسیر فرمائی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ (الکھف: ۳۰) ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھا عمل کرے۔''

گویا ایمان اور عمل صالح کرنا ہی احسن عمل ہے، لیکن انسان اپنے طور پر ایمان کا مفہوم ومعنی اور اس کے تقاضے اور مطالبات پوری طرح نہیں جان سکتا اور نہ ہی عمل صالح کی تفصیلات سے آگاہ ہو سکتا ہے، اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پورے انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کو نبی بنایا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع کیا، جس کا اختتام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا۔ اور کامیابی وکامرانی کا تحفہ انھی کے سر پر رکھا جنھوں نے اللہ کے رسولوں کی پیروی اور فرمانبرداری کی، فرمایا:

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰى﴾ (طٰہٰ: ۱۲۳)

''جو میری ہدایت اور رہنمائی کے پیچھے چلا تو وہ میری راہ سے نہیں بھٹکے گا اور نہ ہی مصیبت میں پڑے گا اور نہ ناکام ہوگا۔''

اور اللہ تعالیٰ کی آخری ہدایت کتاب وحکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا﴾ (النساء: ۱۱۳)

''اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔''

اور ہمیں اس کتاب وحکمت کی اطاعت واتباع کا حکم دیا۔

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ (البقرة: ۲۳۱)

''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو اور اس کو بھی جو اس نے کتاب وحکمت میں سے تم پر نازل کیا ہے، وہ تمھیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اور کتاب قرآن مجید ہی کا دوسرا نام ہے اور حکمت بقول صاحب تاج العروس: ((الحكمة العدل في القضاء والعلم بحقائق الأشياء على ماهي عليه والعمل بمقتضاه وهذا انقسمت الى علمية وعملية)) (تاج العروس فصل الحاء من باب الميم)

حکمت فیصلہ میں عدل کرنا اور اشیاء کی اصل اور صحیح کو جان لینا اور اس صحیح علم پر عمل پیرا ہونا ہے، اس لیے اس کی دو قسمیں ہیں، حکمت علمی یعنی اشیاء کی ماہیت وحقیقت کا صحیح علم اور دوسری قسم حکمت عملی یعنی علم کے تقاضے کے مطابق اس پر عمل کرنا۔ اور یہ بات طے ہے کہ ان تینوں چیزوں کا علم ہمیں صرف حدیث وسنت سے ہی حاصل ہوسکتا ہے اور وہ حکمت جس کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں تلاوت ہوتی تھی، حدیث وسنت ہی ہے۔

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب: ۳۴)

''اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے جس کتاب وحکمت کی تعلیم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی آپ نے اس کی تعلیم اپنی امت کو دی۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (البقرة: ۱۵۱)

''اور تمھیں وہ کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بتاتے ہیں تعلمنا (النبی صلی اللہ علیہ وسلم) القراٰن والعلم والعمل جميعاً،

ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پڑھنا، اس کے معانی ومطالب اور عمل سب کچھ سیکھا۔''

اور امت مسلمہ نے آپ کی حدیث وسنت کو مختلف مجموعوں میں جمع کیا ہے اور صحیح ترین مجموعہ کتب ستہ ہیں اور ان میں صحیحین کو اولیت حاصل ہے، صحیح بخاری کا درجہ پہلا ہے اور ثانی اثنین کا درجہ صحیح مسلم کو حاصل ہے، اس لیے ہر دور میں ان دونوں کی مخصوص اہمیت رہی ہے اور ان کی مختلف انداز میں شروحات کی جا رہی ہیں اور کی جاتی رہیں گی۔

اردو زبان کا دامن بھی اس سے خالی نہیں ہے اہل السنۃ کے مختلف مکاتب فکر نے اس کی شرح میں طبع آزمائی کی ہے اور کی جا رہی ہے اس کم علم اور کم سوار نے بھی خدمت حدیث کے جذبہ کے تحت صحیح مسلم کی اردو زبان میں شرح پیش کرنے کی جسارت کی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کا کرم واحسان ہے اگر من آنم کہ من دانم اس

میں جو کچھ صحیح ہے وہ اللہ کی توفیق سے ہے اور اہل علم کی خوشہ چینی ہے جہاں کوئی غلط بات ہے وہ میرے علم کی کوتاہی اور نقص ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور ناظرین باتمکین سے عرض ہے وہ نشان دہی فرما کر اجر وثواب حاصل کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے، میں نے اس شرح میں ان چیزوں کا لحاظ رکھا ہے اور یہ سب کچھ مختلف شروحات سے ماخوذ ہے، میں نے تو محض مختلف پھولوں سے گلدستہ سجایا ہے، ❶ سب سے پہلے امام مسلم رحمہ اللہ کے مقدمہ کی تشریح وتوضیح کی ہے اور یہ مقدمہ امام مسلم رحمہ اللہ کا امتیازی وصف ہے، صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے اپنی کتاب کا مقدمہ نہیں لکھا، امام صاحب نے سب سے پہلے سبب تالیف کی وضاحت کی ہے پھر اسلوب تخریج احادیث کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور راویوں کے بارے میں گفتگو کی ہے اور پھر بتایا کہ انھوں نے صرف احادیث صحیح کی تخریج کا اہتمام کیوں کیا ہے اور ضعیف اور منکر روایات کو کیوں نظر انداز کیا ہے کتاب وسنت سے اس کے دلائل فراہم کیے ہیں اس کے بعد یہ واضح فرمایا کہ آپ نے بکل ما سمع کے بیان کرنے سے کیوں منع فرمایا ہے، پھر دین میں سند کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کیا ہے اور پھر رواۃ کی جرح و تعدیل کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے یہ غیبت نہیں ہے اور بعض مجروح راویوں کا تذکرہ کیا ہے پھر معنعن روایات کے بارے میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور اپنا موقف پیش کیا ہے اور اپنے مخالفین پر انتہائی تند وتیز تبصرہ کیا ہے اور میں نے اس مسئلہ میں صحیح موقف کی وضاحت کی ہے، پھر کتاب کا آغاز کتاب الایمان سے کیا ہے۔ ❷ امام صاحب نے اپنی کتاب کی احادیث کو انتہائی عمدہ اور مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے لکھا ہے لیکن ان پر تراجم ابواب قائم نہیں کیے۔ تراجم امام نووی رحمہ اللہ نے قائم کیے ہیں اور ان میں اپنی شافعیت کا بھرپور لحاظ رکھا ہے میں نے تراجم کی وضاحت کی ہے اور ان کی مندرجہ احادیث سے تطبیق وتوثیق بھی بیان کی ہے۔ ❸ پھر سند کا ترجمہ کیا ہے اگر کہیں اس میں کوئی اشکال ہے تو فوائد میں اس کو حل کیا ہے۔ ❹ متن کا مکمل ترجمہ کیا ہے کہیں بھی کسی لفظ کے ترجمہ کو نظر انداز نہیں کیا۔ ❺ متن کے ترجمہ کے بعد مفردات الحدیث کے عنوان کے تحت حدیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تشریح کی ہے اور اگر کہیں ترکیب کے بیان کی ضرورت ہے تو اس کو بھی بیان کیا ہے۔ ❻ فوائد کے عنوان کے تحت حدیث کی مکمل تشریح کی ہے، اس کے فہم وتفہیم میں اگر کوئی اشکال ہے تو اس کو بھی حل کیا ہے۔ ❼ احادیث میں بیان کردہ احکام ومسائل کی ضروری توضیح وتفصیل بیان کر دی ہے۔ ❽ احکام ومسائل کے سلسلہ میں شہسوار ائمہ کی آراء کو بھی بیان کر دیا ہے اور صحیح رائے کی بھی نشان دہی کر دی ہے اس میں کسی امام کے ساتھ کسی قسم کا تعصب روا نہیں رکھا ہے، احادیث کی روشنی میں صحیح موقف کی وضاحت کی ہے اور صحیح حدیث کی صورت میں کسی کے قول کو قبول نہیں کیا۔ ❾ بعض شارحین نے صحیح احادیث سے بعض غلط مسائل کے استنباط کی کوشش کی ہے ان کا بھی مناسب انداز میں جواب دیا ہے، لیکن احترام کو ملحوظ خاطر رکھا

ہے۔ ⑩ تمام اہل علم، چاہے ان کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو ان کے علم کی قدر کرتے ہوئے ان کے لیے دعائیہ کلمات کا لحاظ رکھا ہے اور کسی قسم کا بخل روا نہیں رکھا۔

کچھ اور چیزیں بھی ہیں جن کا باوقار قارئین خود احساس کر لیں گے۔

تشریح و توضیح میں بہت طوالت بھی نہیں ہے اور خواہ مخواہ کتاب کا حجم نہیں بڑھایا۔

آخر میں سب سے پہلے اپنے دیرینہ دوست اور محترم ساتھی "**فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی** ﷾" کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مکمل کتاب پر انتہائی جانفشانی اور اخلاص سے نظر ثانی فرمائی اور انتہائی باریک بینی اور دقیقہ رسی سے کام لیتے ہوئے بعض لغزشوں اور کوتاہیوں کی نشان دہی کی جن کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

جزاك الله أحسن الجزاء فی الدنيا والاٰخرة

پھر اپنے پیارے دوست اور محترم بھائی صاحب العلم والقلم "**مولانا ارشاد الحق اثری صاحب** ﷾" بارك الله فی جهده کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے تقدیم کی صورت میں امام مسلم اور صحیح مسلم پر انتہائی فکر انگیز اور پر مغز باتوں کو ضبط تحریر میں لایا ہے اور اس کم علم کی بھی اچھے الفاظ میں حوصلہ افزائی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انھیں بھرپور صلہ عنایت فرمائے، سب سے آخر میں مکتبہ نعمانی کے پر خلوص اور دین دار مدیر مالک "**ضیاء الحق نعمانی** ﷾" وسلمه من الشرور والآفات کا شکر گزار ہوں جن کی محنت و کوشش اور تگ و دو سے یہ شرح انتہائی اعلیٰ اور عمدہ معیار کے ساتھ چھاپی جو ہمارے طالب علمی دور کے دوست "**مولانا بشیر احمد نعمانی** رحمہ اللہ" کے صاحب زادے ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کے نامہ اعمال میں اس عمل کو درج فرمائے جنھوں نے کسی اعتبار سے بھی اس میں دلچسپی لی ہے اور اس کے باعث یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو میرے لیے اور میرے والدین کے لیے جن کی دعاؤں اور محنتوں کے سبب ہی میں کچھ ہوں اور میرے اہل و عیال کے لیے جنھوں نے میری مصروفیتوں کو برداشت کیا اور حرف شکایت لب پر نہیں لائے ذخیرہ آخرت بنائے اور اس کو شرف قبولیت بخشے اور لوگوں کے لیے اس کو مفید اور نافع بنائے۔ آمین صد ہزار بار۔

محتاج دعا

عبدالعزیز احمد اللہ علوی

رئيس هيئة التدريس

جامعہ سلفیہ فیصل آباد

۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ، ۲۹ دسمبر ۲۰۱۶ء، جمعرات بعد از نماز ظہر

تقریظ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الاولين والاخرين ،
وعلى اٰله وصحبه ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين ، أما بعد!

دوسری اور تیسری صدی ہجری کوحدیث کی ترویج وتحفیظ کا ذہبی دور ہے جس میں ہر سو قال رسول الله ﷺ کی صدا گونجتی تھی، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں آٹھویں طبقہ کے حفاظ کرام کا ذکر کرتے ہوئے بالآخر فرمایا ہے:

فهؤلاء المسمون في هذه الطبقة هم ثقات الحفاظ ، ولعل قد أهملنا طائفة من نظرائهم ، فإن المجلس الواحد في هذا الوقت كان يجتمع فيه أزيد عن عشرة آلاف محبرة يكتبون الآثار النبوية و يعتنون بهذا الشأن ، وبينهم نحو من مائتي إمام قد برزوا وتأهلوا الفتيا

(تذکرہ الحفاظ ج۷ ص ۵۲۹ ، ۵۳۰)

یہ اس طبقہ کے ثقہ حفاظ حدیث کے اسمائے گرامی ہیں اور ممکن ہے کہ ہم سے ان کے ہم پایہ ایک جماعت کا ذکر رہ گیا ہو، کیونکہ اس زمانے میں اس عظیم الشان علم کے قدر دانوں کی ایک ایک مجلس میں دس ہزار سے زیادہ کی تعداد احادیث لکھنے والوں کی ہوتی تھی اور ان میں تقریباً دو سو ایسے ممتاز امام ہوتے تھے جو فتویٰ نویسی کے اہل ہوتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں کہ جب وہ بصرہ تشریف لے گئے تو اہل بصرہ نے احادیث املاء کروانے کا مطالبہ کیا تو دوسرے روز جب مجلس املاء منعقد ہوئی تو محدثین، فقہاء اور دیگر حاضرین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۷)

صالح بن محمد بغدادی کہتے ہیں کہ بغداد میں امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس املاء میں بیس ہزار سے زائد لوگ ہوتے تھے۔ (الجامع للخطیب ج۲ ص ۵۳)

امام بخاری کے استاد امام سلیمان بن حرب رحمہ اللہ المتوفی ۲۲۴ھ کے بارے میں حافظ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ بغداد میں جب تشریف لائے، مجلس املا منعقد ہوئی تو حاضرین مجلس کا جو اندازہ لگایا گیا وہ چالیس ہزار تھا، یہ مجلس قصر مامون کے قریب تھی، ایک منبر تیار کیا گیا امام سلیمان رحمہ اللہ اس پر تشریف فرما ہوئے، خود مامون اپنے محل کی بالائی منزل پر

دروازہ کھول کر بیٹھ گیا اور دروازے پر باریک پردہ لٹکا لیا، امام صاحب کے اردگرد سیاہ لباس پہنے ہوئے سپہ سالاروں کی ایک جماعت بھی براجمان تھی، امام صاحب نے املاء کی ابتدا کی تو "حدثنا حوشب بن عقیل" کہا اور یہ جملہ دس بار دہرایا، سامعین نے کہا آواز نہیں آتی پھر تین مستملیوں نے ان کی یہی آواز آگے پہنچائی، مگر ان کی آواز بھی سب تک نہ پہنچ پائی، حتی کہ طے پایا کہ ہارون مستملی آئے تو آواز پہنچ پائے گی، چنانچہ ہارون مستملی کو بلایا گیا، وہ آئے ان کی آواز بجلی کی مانند تھی، انھوں نے امام سلیمان کی بیان کی ہوئی احادیث املا کروائیں امام صاحب سے جس حدیث کے بارے میں دریافت کیا جاتا وہ اسے زبانی بیان فرما دیتے۔ (السیر ج۹ ص۳۳۱۔ تہذیب الکمال ج۸ ص۲۶)

اسی قسم کا حال امام جعفر بن محمد ابوبکر الفریابی کی مجلس کا تھا امام جعفر فریابی ۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۱ھ میں وفات پائی، جب وہ بغداد تشریف لائے تو وہاں شارع المنار کے قریب احادیث لکھوانے کا انھوں نے وعدہ کیا، چنانچہ جب مجلس املا منعقد ہوئی تو حاضرین کا اندازہ تیس (۳۰) ہزار تھا جبکہ املا کروانے والوں کی تعداد تین سو سولہ تھی۔ (السیر ج۱۴ ص۹۸)

ابوالفضل الزہری کا بیان ہے کہ جب میں نے امام فریابی سے سماع کیا تب ان کی مجلس میں دس ہزار لکھنے والے تھے، باقی حاضرین ان کے علاوہ تھے، ان میں سے میرے سوا اب کوئی زندہ نہیں، یہ کہہ کے وہ آبدیدہ ہو گئے۔ (ایضاً)

امام مسلم ابراہیم بن عبداللہ رستہ الکجنی البصری المتوفی ۲۹۲ھ کے بارے میں ہے کہ جب انھوں نے بغداد کے رحبۂ غسان میں مجلس املا سجائی تو سات مستملی تھے اور لوگ کھڑے ہوئے لکھ رہے تھے، جب اس میدان کی پیمائش کی گئی اور قلم دوات لے کر حاضر ہونے والوں کا اندازہ لگایا گیا تو ان کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔ یہ منظر دیکھنے والے ان سے مستزاد تھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ قصہ صحیح ثابت ہے جسے خطیب نے روایت کیا ہے۔ (التذکرۃ ج۲ ص۶۲۱)

امام یزید بن ہارون کی مجلس میں ستر ہزار، عاصم بن علی کی مجلس میں تیس ہزار اور ابوالحسن الواسطی کی مجلس میں ایک لاکھ حاضرین ہوتے تھے۔

اس نوعیت کی بہت سی روایات و حکایات کو آخر کہاں تک نقل کیا جائے، ان واقعات سے عیاں ہوتا ہے کہ اس دور میں علم حدیث کا کتنا چرچا تھا اور اس کو جمع کرنے اور محفوظ کرنے میں کتنی دلچسپی تھی۔

حدیث کے ان خدام کی قدر و منزلت کا اندازہ آپ امام عبداللہ بن مبارک کے "الرقہ" میں ورود مسعود پر ان کے استقبال میں حاضر ہونے والوں کا جم غفیر دیکھ کر خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی کے تبصرہ سے کر سکتے ہیں جس نے کہا تھا۔ "ھذا واللہ الملک لا ملک ھارون الذی لا یجمع الناس الا بشرط واعوان"

اللہ کی قسم یہ بادشاہ ہیں، ہارون بادشاہ نہیں، جس کے لیے لوگوں کو سپاہیوں اور کارندوں کے ذریعہ جمع کیا جاتا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۵۶)

امام احمد کے تلمیذ رشید امام ابوبکر احمد بن محمد المروزی جنھوں نے امام احمد کی وفات پر ان کی آنکھیں بند کیں اور غسل دیا تھا خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ ''الغزو'' روانہ ہوئے تو ان کو الوداع کہنے والوں کا یہ عالم تھا کہ وہ ''سامرا'' تک ساتھ چلتے گئے سامرا بغداد سے تیس فرسخ کی مسافت پر ہے، انھیں کہا گیا کہ واپس پلٹ جاؤ مگر وہ واپس نہ ہوئے، سامرا تک ساتھ جانے والوں کا جو اندازہ لگایا گیا وہ پچاس ہزار تھا۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۲۴، التذکرہ، الانساب)

امام بخاری رحمہ اللہ بھی جب بخارا تشریف لائے تو منظر دیدنی تھا لکھا ہے کہ بخارا سے ایک فرسخ تک لوگوں نے استقبالی خیمے لگائے، سارا شہر اُمنڈ آیا حتی کہ کوئی مرد شہر میں نہ رہا اور لوگوں نے ان پر درہم و دینار اور شکر نچھاور کی ہدی الساری ۴۹۲، السیر ج ۱۲ ص ۴۶۳)

اور جب نیشاپور تشریف لے گئے تو صرف گھوڑوں پر سوار استقبال کرنے والے چار ہزار تھے خچروں، گدھوں پر سوار اور پیادہ لوگ ان کے علاوہ تھے۔ (السیر ج ۱۲ ص ۴۳۷)

حضرات محدثین کی اس قدر افزائی اور مجالس علمی کو دیکھ کے خلیفہ مامون نے کہا تھا میں دنیا کی لذتوں میں سے صرف ایک لذت چاہتا ہوں کہ میرے پاس اصحاب الحدیث جمع ہوں اور مستملی مجھے کہے " من ذكرت اصلحك الله" اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے آپ کسے یاد رکھتے ہیں، یعنی کس سے روایت کرتے ہیں۔ (الجامع للخطیب وغیرہ ج ۲ ص ۵۵)

خلافت عباسی کا دوسرا فرماں روا ابوجعفر منصور سے پوچھا گیا کیا دنیا کی کوئی نعمت ولذت ایسی ہے جس سے تم محروم ہو؟ تو اس نے کہا ہاں! ایک خصلت ہے کہ میں چبوترے پر بیٹھا ہوا ہوں، اصحاب الحدیث میرے اردگرد بیٹھے ہوں اور مستملی کہیں اللہ آپ پر رحمت فرمائے آپ کس سے روایت کرتے ہیں؟ تو میں کہوں " حدثنا فلان قال: حدثنا فلان قال حدثنا فلان عن رسول الله ﷺ" چنانچہ رفقاء اور وزراء کے بیٹے دوسرے روز قلم، دوات اور رجسٹر لے کر حاضر ہو گئے تو ابوجعفر منصور نے کہا:

لستم بهم، إنما هم الدنسة ثيابهم، المشققة ارجلهم، الطويلة شعورهم، برد الآفاق ونقلة الحديث

(تاریخ الخلفاء ص ۲۶۶، ابن عساکر وغیرہ)

''تم اصحاب الحدیث نہیں، اصحاب الحدیث وہ ہیں جن کا لباس خاک آلود ہو، پاؤں ان کے پھٹے

ہوئے لمبے بالوں والے، دنیا میں گھومنے پھرنے والے اور حدیث کو سننے سنانے والے۔"

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں قاضی، امیر اور وزیر رہا ہوں، مگر میرے کانوں میں مستملی کی اس آواز سے میٹھی آواز نہیں پڑی، "من ذکرت رضی اللہ عنك" اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو تم کس سے روایت کرتے ہو۔ (تہذیب ج ۱۱ ص ۱۸۳)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے اس دور میں علم حدیث اور حضرات محدثین کی کیا آن بان اور شان تھی۔

اسی سنہری دور میں الامام الکبیر الحافظ الحجۃ ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری النیشاپوری ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے، ۲۱۸ھ میں چودہ سال کے تھے کہ تعلیم کا آغاز کیا، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام محمد بن اسماعیل البخاری، امام علی بن المدینی، امام یحییٰ بن معین، امام عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہم اللہ جیسے اعیان سے علم حاصل کیا، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام مسلم کی الجامع الصحیح میں ان کے شیوخ کو حروف تہجی کے تحت ذکر کیا ہے جن کی تعداد ۲۲۰ ہے۔ (السیر ج ۱۲ ص ۵۶۱)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انھیں حفظ وضبط کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، اسی بنا پر حفاظ حدیث میں شمار ہوتے تھے چنانچہ امام مسلم کے استاد امام محمد بن بشار بندار فرماتے ہیں۔

حفاظ الدنیا اربعة ابو زرعة بالری، والدارمی بسمرقند
ومحمد بن اسماعیل بخاریٰ مسلم نیسا بور؟!

(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲)

کہ دنیا کے حفاظ چار ہیں "رَی" میں ابو زرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازی، "سمرقند" میں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، "بخارا" میں محمد بن اسماعیل بخاری، "نیساپور" میں مسلم بن الحجاج القشیری۔

امام مسلم کے رفیق سفر امام احمد بن سلمۃ فرماتے ہیں:

رأیت أبازرعة وأبا حاتم یقدمان مسلما فی معرفة الصحیح علی مشائخ عصرهما (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۰۱ وغیرہ)

میں نے امام ابوزرعہ اور امام ابو حاتم کو دیکھا دونوں امام مسلم کو معرفت حدیث میں اپنے زمانہ کے مشائخ پر ترجیح دیتے تھے۔"

امام مسلم کے استاد امام اسحاق بن راہویہ نے امام مسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس جیسا کون ہوگا۔
(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۰۲)

ابوعمرو بن حمران فرماتے ہیں میں نے حافظ ابن عقدہ سے امام بخاری اور امام مسلم کے بارے میں دریافت کیا کہ دونوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا امام بخاری بھی عالم ہیں اور امام مسلم بھی عالم ہیں، میں نے بتکرار یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: امام بخاری سے شامی راویوں کے بارے خطا اور تسامح ہو جاتا ہے کیونکہ انھوں نے اہل شام کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، بسا اوقات ایک راوی کو کنیت سے ذکر کرتے ہیں اور اسی کو دوسرے مقام پر نام سے ذکر کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دو راوی ہیں، رہے امام مسلم تو ان سے العلل میں بہت کم خطا ہوئی ہے، کیونکہ انھوں نے مقطوع، مراسیل کو نہیں لکھا صرف مسانید کو قلم بند کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۰۲)

امام ابن مندہ کا یہ تبصرہ من وجہ محل نظر ہے، امام بخاری نے سچ فرمایا تھا:

هو لاء لم يفهموا كيف صنفت كتاب التاريخ و لا عرفوه (تاريخ بغداد ج ٢ ص ٧)

یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ میں نے "کتاب التاریخ" کیسے مرتب کی ہے۔ یہ بحث یہاں بے محل ہے، البتہ امام ابن مندہ کے اس قول سے امام مسلم کی عظمت کا پتا چلتا ہے۔

یہ اور اسی نوعیت کے دوسرے اقوال جنھیں خطیب بغدادی، علامہ نووی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ وغیرہ نقل کیا ان سے امام مسلم کی شخصیت علم حدیث اور علل الحدیث میں ان کی معرفت وبصیرت کا پتا چلتا ہے۔

علاوہ ازیں امام مسلم نے جو تقریباً دو درجن کتب یادگار چھوڑی ہیں وہی ان کے علم وفضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں، ان کتابوں میں ان کی شہرہ آفاق کتاب "المسند الصحیح" ہے جسے عموماً "الجامع الصحیح" کہا جاتا ہے۔ مگر اس کا صحیح نام "المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ" ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض نے "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" اور الغنیۃ مع الکمال المعلم ج ۱ ص ۱۷ میں اور حافظ ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الأموی الاشبیلی نے اپنی فہرسۃ ص ۸۵ رقم ۱۵۳ میں ذکر کیا ہے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مرحوم نے ایک رسالہ "تحقيق اسمي الصحيحين واسم جامع الترمذي" کے نام سے لکھا ہے، جس میں انھوں نے صحیح مسلم کے اسی نام کو درست اور راجح قرار دیا ہے، خطیب بغدادی کے کلام سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہیں: چنانچہ ان کے الفاظ ہیں۔

واحقها بالتقديم كتاب "الجامع والمسند" الصحيحان
لمحمد بن اسماعيل البخاري و مسلم بن الحجاج النيسابوري
(الجامع للاخلاق الراوي والسامع ج ٢ ص ١٨٥)

یہاں انھوں نے امام بخاری کی کتاب کو الجامع'' اور امام مسلم کی کتاب کو'' المسند'' قرار دیا ہے، اسی طرح خطیب بغدادی نے امام مسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے:

صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاث مائة الف حديث مسموعة (تاريخ بغداد ج١٣ ص١٠٠، ١٠١)

یہ کہ میں نے اس " المسند الصحیح " کو تین لاکھ مسموعہ احادیث سے منتخب کیا ہے۔ امام مسلم کا یہ قول بھی اسی کا مؤید ہے۔ کتاب کا نام " الجامع المسند الصحیح "نہیں بلکہ " المسند الصحیح " ہے۔

امام مسلم نے یہ کتاب کیوں لکھی، اس کی ضرورت کیا تھی، اس کے دو اسباب ہیں، جنھیں خود انھوں نے "المسند الصحیح" کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔

❶ ایک سبب تو یہ کہ امام مسلم کے ایک تلمیذ رشید نے ان سے احادیث مرتب کرنے کی تمنا کی تھی، جیسا کہ مقدمہ مسلم کی ابتدا میں امام مسلم نے ذکر کیا ہے۔ اس تلمیذ سے مراد حافظ احمد بن سلمۃ النیساپوری سمجھے جاتے ہیں، جو امام مسلم کے رفیق سفر اور'' المسند الصحیح کی تالیف میں ان کے معاون رہے، جیسا کہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج۴ ص۱۸۶ میں انھی کے ترجمہ میں اشارہ کیا ہے، حافظ ابن سلمۃ کا بیان ہے:

"كنت مع مسلم فی تأليف صحيحه خمس عشره سنة، قال وهو اثنا عشر الف حديث" (السير ج١٢ ص٥٦٦ التذكره ج٢ ص٥٨٩)

'' میں امام مسلم کی'' الصحیح" کی تالیف میں پندرہ سال ان کے ساتھ تھا اور وہ بارہ ہزار احادیث پر مشتمل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم نے پندرہ سال کی مدت میں المسند الصحیح کو مرتب کیا ہے۔

شیخ ابو غدہ اور دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے " المسند الصحيح" کا کام ۲۵۰ھ میں مکمل کیا تھا، جیسا کہ حافظ احمد بن سلمۃ سے حافظ عراقی نے التقیید والایضاح ج ۲ ص ۲۳۶ میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (التتمة الثالثة على الموقظة ص١٣٨)

مگر یہ بات محل تامل ہے، دراصل بات یہ ہے کہ حافظ عراقی نے علامہ مغلطائی کے علامہ ابن الصلاح پر ایک اعتراض کے ضمن میں یہ بات فرمائی ہے، علامہ ابن الصلاح نے فرمایا تھا سب سے پہلے صحیح احادیث کو امام بخاری نے، پھر امام مسلم نے جمع کیا ہے اس پر علامہ مغلطائی سے جو اعتراض نقل کیا اس کے الفاظ ہیں:

اعترض عليه بقول ابى الفضل احمد بن سلمة كنت مع مسلم بن الحجاج فى تاليف هذا الكتاب سنة خمس ومأتين

اس پر ابوالفضل احمد بن سلمۃ کے قول سے اعتراض کیا گیا ہے کہ میں اس کتاب کی تالیف میں مسلم بن حجاج

کے ساتھ ۲۰۵ھ میں تھا، حافظ عراقی اسی پر فرماتے ہیں:

اسی طرح میں نے ابن الصلاح پر اعتراض کرنے والے کے خط سے "سنة خمس" دیکھا ہے، اور اس سے معترض کا مقصد یہ ہے کہ امام مسلم کی کتاب پہلے کی ہے یہ امام بخاری کی کتاب کے بعد نہیں، مگر معترض پر تاریخ نقل کرنے میں تحریف وتصحیف ہوئی ہے۔ یہ تاریخ سنة خمسين ومائيتن ۲۵۰ھ ہے اور یہ بات تو قطعاً باطل ہے، کیونکہ امام مسلم ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اس (۲۰۵) تاریخ میں تو امام بخاری نے حدیث کی کتاب نہیں لکھی چہ جائیکہ امام مسلم نے لکھی ہو کیونکہ دونوں کی عمر میں دس سال کا فرق ہے، جبکہ امام بخاری ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (التقیید والایضاح ج ۱ ص ۲۳۶ دار البشائر الاسلامیۃ)

لیکن اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا جائے کہ علامہ عراقی نے حافظ ابن سلمہ کا یہ قول بتلایا ہے کہ وہ ۲۵۰ھ میں امام مسلم کے ساتھ "المسند الصحيح" کی تکمیل میں شریک تھے؟ علامہ مغلطائی نے ایک غلط بات کہی تو انھوں نے اس پر تاریخی اعتبار سے اس کی تردید کی ہے۔

یہاں یہ مقصد بھی عجیب ہے کہ علامہ المغلطائی کی کتاب جس میں انھوں نے حافظ ابن الصلاح پر اعتراضات کیے اور کئی مقامات پر ان کا تعاقب کیا ہے وہ "اصلاح کتاب ابن الصلاح" کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو گئے ہیں، مگر حیرت کی بات ہے کہ اس کی ج ۲ ص ۶۲ پر یہ مبحث تو موجود ہے کہ سب سے پہلے "الصحيح" پر مشتمل کتاب کون سی ہے؟ مگر جو اعتراض علامہ عراقی نے نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے وہ اس میں قطعاً نہیں ہے۔

بات یہ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ خود علامہ عراقی نے فرمایا ہے:

وقد كان الشيخ الامام العلامة علاء الدين مغلطائي اوقفني على شيء جمعه عليه سماه اصلاح ابن الصلاح وقرا من لفظه موضعا منه ولم اركتاب المذكور بعد ذلك (التقيد والايضاح ج ۱ ص ۲۰۲، ۲۰۳)

کہ شیخ امام علامہ علاء الدین مغلطائی نے ابن الصلاح کے متعلق جو کچھ جمع کیا اور اس کا نام "اصلاح ابن الصلاح" رکھا، اس سے مجھے انھوں نے مطلع کیا اور ایک مقام سے اس کے الفاظ پڑھے، اس کے بعد میں نے یہ کتاب نہیں دیکھی۔

گویا حافظ عراقی نے ایک بار یہ کتاب دیکھی دوبارہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا، اسی پہلی بار دیکھنے میں جو اعتراضات محسوس ہوئے ان کے جوابات دیے۔

اس پہلی خواندگی میں یہ اعتراض بھی تھا جس کا انھوں نے جواب دیا مگر علامہ مغلطائی نے جب مکرر اس کی نظر ثانی کی تو اس اعتراض کو نامناسب سمجھ کر حذف کر دیا، غالباً یہی وجہ ہے کہ "اصلاح ابن الصلاح" کے

مطبوعہ نسخہ میں یہ اعتراض ہی نہیں ہے۔

اس داستان سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ حافظ عراقی کے کلام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ۲۵۰ھ میں حافظ احمد بن سلمۃ امام مسلم کے ساتھ "المسند الصحیح" کی تکمیل میں تھے، انھوں نے یہ بات محض تاریخی تناظر میں کہی ہے امر واقع کے لحاظ سے نہیں کہ وہ ۲۵۰ھ کا اثبات کر رہے ہیں۔ حافظ احمد بن سلمۃ کا قول یہ ہے کہ میں ۱۵ سال "المسند الصحیح" کی ترتیب میں امام مسلم کے ساتھ تھا، جیسا کہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے۔

البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵۷ھ سے پہلے امام صاحب "المسند الصحیح" کو مرتب کر چکے تھے کیونکہ امام ابراہیم بن محمد ابن سفیان النیساپوری جو صحیح مسلم کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ امام مسلم ہم پر اس کتاب کی قراءت سے ۲۵۷ھ میں فارغ ہوئے۔ (مقدمہ شرح مسلم للنووی، ص۱۲) واللہ اعلم

حافظ احمد بن سلمۃ کے مذکور الصدر قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح مسلم میں مرویات کی تعداد بارہ ہزار ہے، مگر جو نسخہ شیخ محمد فواد عبدالباقی کی ترقیم سے شائع ہوا ہے اس میں مکرر روایات کی تعداد ۷۵۶۳ اور بلا تکرار کی تعداد ۳۰۳۳ ہے، جیسا کہ صحیح مسلم مطبوعہ دارالسلام میں ہے۔

اس بارے میں حافظ ذہبی نے وضاحت فرمائی ہے۔

"یعنی بالمکرر، بحیث أنه إذا قال حدثنا قتیبة، و أخبرنا ابن رمح یعدان حدیثین اتفق لفظهما او اختلف في کلمة" (السیر ج۱۲ ص۵٦٦)

یعنی امام احمد بن سلمۃ کی مراد مکررہ احادیث ہیں، بایں طور کہ جب وہ فرماتے ہیں: حدثنا قتیبة، وأخبرنا ابن رمح، تو وہ دو احادیث شمار کی جائیں گی، ان کے الفاظ متفق ہوں یا کسی کلمہ میں اختلاف ہو بلاشبہ شیخ فواد الباقی مرحوم نے مکررہ احادیث کو محدثین کے اس اسلوب کے مطابق شمار نہیں کیا۔

❷ "المسند الصحیح" کو تصنیف کرنے کا دوسرا سبب امام مسلم نے یہ بیان فرمایا ہے:

اللہ تم (یعنی احمد بن سلمۃ) پر رحمت فرمائے، اگر ہم بہت سے ایسے لوگوں کو جو حقیقتاً محدث نہیں ہیں مگر خود کو محدث کہتے ہیں کی غلط روش کو نہ دیکھ لیتے جو ضعیف اور منکر روایات کو لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور صحیح مشہور احادیث پر اکتفا نہیں کرتے جنھیں ثقہ راویوں نے جو صدق و امانت میں معروف ہیں، ان کو جاننے اور زبانی اقرار کرنے کے باوجود بہت سی احادیث جنھیں وہ لوگوں میں بیان کرتے ہیں منکر ہیں اور وہ ایسے راویوں سے مروی ہیں جن سے روایت کرنے کی مذمت ائمہ حدیث مثلاً امام مالک بن انس، شعبہ بن الحجاج، سفیان بن عیینہ یحییٰ بن سعید القطان عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث نے کی ہے (اگر ایسا نہ ہوتا) تو ہمارے

لیے تمھاری خواہش کے مطابق صحیح احادیث کو منتخب کرنا آسان نہ ہوتا، لیکن جو سبب ہم نے تم سے بیان کیا ہے یعنی مجہول وضعیف اسانید سے لوگوں کا منکر احادیث بیان کرنا اور لوگوں میں انھیں پھیلانا جوان کے عیوب کو نہیں جانتے تمھاری درخواست کو قبول کرنا ہمارے دل پر آسان ہوگیا۔ (مقدمہ المسند الصحیح ص۵،۶ کراچی)

گویا اس دور میں مجہول، ضعیف اور کذاب راویوں نے ضعیف اور منکر روایات کو جس طرح عامۃ الناس میں پھیلانے کی جسارت کی ایسے راویوں کی روایات کی بجائے ثقہ وصدوق راویوں کی صحیح وحسن روایات کو جمع کر کے صحیح اور مستند روایات کا مجموعہ امت کے سامنے پیش کیا۔

امام بخاری نے "الجامع الصحیح" کو امام اسحاق بن راہویہ کے اشارہ سے اور ایک خواب کے تناظر میں مرتب کیا، مگر امام مسلم نے حدیث وسنت کی غیرت وحمیت میں "المسند الصحیح" کو تین لاکھ۔ یعنی تین لاکھ اسانید سے مروی۔ احادیث سے ترتیب دیا۔ (تاریخ بغداد ج۱۱۳ص۱۰۱) اور اسے امام ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے جس حدیث کے بارے میں کسی علت کا یا سبب ضعف کا اشارہ کیا تو انھیں اس سے حذف کردیا اور جن کے بارے میں فرمایا کہ یہ صحیح ہے اس میں کوئی علت وضعف نہیں اسے باقی رکھا۔ (السیر ج۱۲ص۵۶۸) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے "کتاب العلل" میں صحیح مسلم کی چند روایات کو امام ابوزرعہ کے حوالے سے معلول قرار دیا ہے۔ ایسا کیوں ہے اور کیا فی الواقع وہ روایات معلول ہیں، اس کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔

یہاں یہ بھی دیکھئے کہ سعید بن عمرو البرذعی فرماتے ہیں میں امام ابوزرعہ کے پاس تھا، ایک روز ایک صاحب امام مسلم کی کتاب کو لائے، امام ابوزرعہ اسے دیکھنے لگے تو اس میں اسباط بن نصر کی حدیث آئی تو انھوں نے فرمایا یہ الصحیح سے بہت بعید ہے پھر قطن بن نسیر کی حدیث نظر آئی تو فرمایا: یہ اس سے بھی سنگین ہے، پھر دیکھا تو فرمایا یہ احمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا گویا وہ فرماتے ہیں جھوٹ ہے، پھر فرمایا یہ ایسے راویوں سے روایت کرتے ہیں اور ابن عجلان رحمہ اللہ اور اس جیسے راویوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اہل بدعت کے لیے راستہ کھول دیتے ہیں، وہ کہیں گے یہ ان کی حدیث "الصحیح" میں نہیں ہے۔

سعید البرذعی فرماتے ہیں جب میں نیشاپور گیا تو امام مسلم سے امام ابوزرعہ کا اعتراض ذکر کیا، انھوں نے فرمایا میں نے اسباط قطن اور احمد کی وہ روایات ذکر کی ہیں جو ثقات سے نازل سند سے مروی ہیں اور ان کی روایات عالی سند سے ہیں اس لیے میں ان کی روایات لایا ہوں، اصل حدیث معروف ہوتی ہے، اس کے بعد امام "مسلم الری" تشریف لے گئے تو امام محمد بن مسلم بن وارہ سے ملے، انھوں نے بھی ناراضی کا اظہار کیا اور وہی اعتراض کیا جو امام ابوزرعہ نے کیا تھا امام مسلم نے فرمایا: میں نے یہ کہا ہے کہ یہ کتاب صحیح احادیث پر مشتمل ہے، میں

نے یہ تو نہیں کہا کہ جو روایت اس میں نہیں وہ ضعیف ہے تو انھوں نے امام مسلم کی وضاحت تسلیم کر لی۔"
(ملخصاً) یہ واقعہ خود امام برذعی سے الضعفاء والمتروکین لابی زرعہ کے الجزء الثانی میں ہے جو "ابو زرعہ الرازی وجهوده فی السنة النبویة" کی جلد ثانی ص ۶۷۵، ۶۷۶ میں مطبوع ہے، یہی واقعہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج ۴ ص ۲۷۴ میں امام نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ ص ۱۶ میں، حافظ ذہبی نے السیر ج ۱۲ ص ۵۷۱ میں، علامہ ابن رجب نے شرح العلل للترمذی ص ۳۷۲ میں اور علامہ حازمی نے شروط الأئمة الخمسة ص ٦٠ میں ذکر کیا ہے، البتہ شرح العلل للترمذی میں یہ قول سعید بن عثمان سے ہے، مگر صحیح سعید بن عمرو البرذعی ہے وہی امام ابو زرعہ سے سوال کرنے والے ہیں اور یہ "الضعفاء" مسائل البرذعی لابی زرعہ کے نام سے بھی معروف ہے۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہے حافظ عبدالقادر القرشی الحنفی نے الکتاب الجامع میں جو ان کی کتاب الجواہر المضیہ کے آخر میں مطبوع ہے امام ابوزرعہ کا اعتراض تو نقل کر دیا مگر اس کا جو جواب امام مسلم رحمہ اللہ نے دیا اسے نظر انداز کر دیا۔ امام مسلم کی الصحیح کے بارے میں مزید انھوں نے کیا گل کھلائے ہیں اس کی تفصیل ہمارا موضوع نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں متکلم فیہ راویوں کے بارے میں جو وضاحت امام مسلم رحمہ اللہ نے کی امام ابن وارہ نے اسے قبول کیا، مگر انھی راویوں پر اعتراض کرنے والے متجددین کی اس سے تشفی نہیں ہوتی اور یہ اس لیے کہ وہ اسے فنی اعتبار سے سمجھنے کی توفیق سے ہی محروم ہیں۔

امام مسلم کی "المسند الصحیح" کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہرت دوام بخشا ہے، اہل علم کا تقریباً اس بات پر اتفاق ہے صحت کے اعتبار سے سب سے پہلی کتاب امام بخاری کی "الجامع الصحیح المسند" ہے، اس کے بعد امام مسلم کی "المسند الصحیح" کا مقام ہے۔ علامہ عینی رقمطراز ہے۔

اتفق علماء الشرق والغرب على انه ليس بعد كتاب الله تعالىٰ اصح من صحيحى البخارى ومسلم فرجح منهم المقاربة صحيح مسلم على صحيح البخارى والجمهور على ترجيح البخارى على المسلم

(عمدة القارى ج ١ ص ٥)

مشرق ومغرب کے علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری ومسلم سے کوئی کتاب اصح نہیں ہے، البتہ مغرب کے علماء نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے، مگر جمہور کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح ہے اہل مغرب ہی نہیں بلکہ اہل مشرق میں حافظ ابوعلی الحسین بن علی النیسابوری نے فرمایا ہے:

"ما تحت أديم السماء كتاب اصح من كتاب مسلم"

کہ آسمان کے نیچے امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب سے کوئی کتاب اصح نہیں علامہ نووی رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری، النکت علی ابن الصلاح والعراقی اور شرح نخبۃ الفکر میں اس پر تفصیلاً بحث کی اور مختلف جہتوں سے اس رائے پر تبصرہ کیا ہے، جہاں تک صحت کا معاملہ ہے تو بلاشبہ امام بخاری کو علم حدیث، معرفت علل، معرفت رجال و تاریخ میں جو تقدم حاصل ہے جس کا اعتراف امام مسلم کو بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں جن احادیث پر کلام کیا گیا ہے ان کی کل تعداد ۲۱۰ ہے جن میں ۳۲ احادیث وہ ہیں جو صحیحین میں ہیں اور تنہا بخاری کی متکلم فیہ روایات ۷۸ ہے (مقدمہ فتح الباری ص ۳۴۶ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۳۴) یوں تنہا مسلم کی متکلم فیہ روایات کی تعداد ۱۰۰ ہے اسی طرح بخاری میں متکلم فیہ راوی ۸۰ ہیں جبکہ مسلم میں ۱۶۰ ہیں۔ (النکت ج ۱ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

باقی تفصیلات کے علاوہ متکلم فیہ احادیث و رجال کی تعداد میں یہ تفاوت بجائے خود صحیح بخاری کی ارجحیت کی بین برہان ہے، رہی دونوں میں یہ روایات تو ان کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كان جمهور ما أنكر على البخاري مما صححه يكون قوله فيه راجحاً على قول من نازعه، بخلاف مسلم بن الحجاج فانه نوزع في عدة أحاديث مما خرجها وكان الصواب فيها مع من نازع" (التوسل والوسيلة، مجموع فتاوی ج ۱ ص ۲۵۶)

امام بخاری کی تصحیح میں سے جن پر اعتراض کیا گیا ہے ان میں اعتراض کرنے والوں کی نسبت اکثر امام بخاری کا قول راجح ہے، برعکس امام مسلم بن الحجاج کے، ان سے متعدد احادیث میں اختلاف کیا گیا ہے جن کی انھوں نے تخریج کی ہے اور ان میں صحیح رائے ان سے اختلاف کرنے والوں کی ہے، اس لیے حافظ ابوعلی النیشاپوری کا یہ قول بالکل درست نہیں، البتہ اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کا مرتبہ ہے بلکہ شیخ الاسلام نے ہی فرمایا ہے کہ

"ولا يبلغ تصحيح الواحد من هؤلاء مبلغ تصحيح مسلم ولايبلغ تصحيح مسلم مبلغ تصحيح البخاري" (ايضاً)

ان میں یعنی امام ابن حبان، ترمذی، ابن خزیمہ، دارقطنی اور ابن مندہ رحمہم اللہ وغیرہ سے کسی کی تصحیح امام مسلم کی تصحیح کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی اور امام مسلم کی تصحیح امام بخاری کی تصحیح کو نہیں پہنچتی، اس لیے صحیح بخاری کے بعد صحت میں صحیح مسلم کا مقام و مرتبہ ہے۔

صحیح مسلم کی اسی اہمیت کی بنا پر ہر دور میں اس کی خدمت کی گئی ہے، حتی کہ اس کے مقدمے کی شرح اور توضیح پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ کے اسلوب پر بعض نے اس پر مستخرجات، بعض نے مختصرات، بعض نے اس کے غریب الفاظ اور ضبط الفاظ پر کتابیں لکھیں اور بعض نے اس کی شروح وحواشی مرتب کیے۔

یہی خدمت ہمارے مخدوم ومحترم مولانا ''حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ شیخ الحدیث الجامعۃ السلفیۃ'' نے سرانجام دی ہے، حضرت علوی صاحب تقریباً پچاس سال سے درس و تدریس کے میدان میں ہیں، درس نظامی کے موضوع کی تمام کتب کئی مرتبہ پڑھا چکے ہیں اور تقریباً تیس سال سے الجامع الصحیح للامام البخاری اور دیگر منتھی کتابوں کا درس دے رہے ہیں۔

انھیں یہ امتیاز واختصاص بھی حاصل ہے کہ جہاں انھوں نے اہل حدیث مکتب فکر کے شیوخ الحدیث مثلاً شیخ العرب والعجم حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی، حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث، حضرت مولانا محمد عبد الفلاح، حضرت مولانا عبدالغفار حسن رحمہم اللہ جیسے اعیان سے شرف تلمذ حاصل کیا وہاں انھیں دیوبندی مکتب فکر کے معروف محقق ومصنف حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی اور شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور بریلوی مکتب فکر کے غزالی دوراں مولانا احمد سعید کاظمی مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان سے بھی کسب فیض کا موقع ملا ہے، یوں تینوں مکاتب فکر کے طرز استدلال واستنباط کو جاننے کے مواقع میسر آئے، فکر ونظر میں وسعت واعتدال ان کا طرہ امتیاز ہے: حضرت علوی صاحب نے صحیح مسلم کا رواں اردو میں ترجمہ کیا اور اس کی شرح بھی لکھی، کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے تطویل لاطائل سے اجتناب کیا، کتاب کے متن کو حل کرنے، اسے آسان بنانے اور مناسب فقہی واجتہادی مسائل پر بحث اور جچی تلی رائے متعین کر کے اردو دان حضرات کے لیے آسانی پیدا فرمادی ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عنا وعن المسلمین ترجمہ کی ثقاہت اور مباحث کی تنقیح وتحقیق میں اصابت فکر کے لیے حضرت علوی صاحب حفظہ اللہ کا نام ہی کافی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے علماء وطلباء اور عامۃ المسلمین کے لیے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ اس عظیم مشروع کی طباعت کی ذمہ داریوں کو نبھانے والے ''نعمانی کتب خانہ'' جو ہمارے دیرینہ دوست مولانا محمد بشیر صاحب نعمانی رحمہ اللہ کی یادگار ہے کے منتظمین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے اس عظیم الشان کتاب کو منصۂ شہود میں لانے کی کوشش کی ہے۔

خادم العلم والعلماء

ارشاد الحق اثری

۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ، ۲۸ نومبر ۲۰۱۶ء

اصطلاحات حدیث

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَعْدُ.

حدیث:

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبین، رسول العالمین ﷺ کے قول، عمل اور تقریر کو محدثین کی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں، تقریر کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ نے وہ کام سرانجام دینے والے کو روکا نہ ہو۔

سند اور متن:

ہر حدیث دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے، سند اور متن۔ حدیث کے راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں اور حدیث کی عبارت کو متن کہا جاتا ہے۔

خبر متواتر:

متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جسے ہر دور میں اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہو جس کا کذب بیانی پر متفق ہونا محال نظر آتا ہو۔

خبر متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے، ایسا یقینی علم کہ انسان اس کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

خبر واحد:

خبر واحد اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی تعداد میں تواتر کے درجے کو نہ پہنچتے ہوں۔

خبر واحد صحیح سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور عقائد و اعمال میں حجت ہے۔

محدثین کے نزدیک خبر واحد کی تین قسمیں ہیں: مشہور، عزیز اور غریب۔

مشہور:

مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند یعنی سلسلہ رواۃ کے ہر طبقہ میں تین یا تین سے زائد راوی ہوں بشرطیکہ تین سے زائد کی تعداد تواتر کو نہ پہنچے۔

عزیز:

عزیز اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو روایت کرنے والے کسی بھی دور میں دو سے کم نہ ہوں۔

غریب:

غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جسے صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو۔

صحیح:

اصول حدیث کی اصطلاح میں کسی قوی حافظہ والے پاکیزہ کردار شخص کا اپنے ہی طرح کے حامل صفات شخص سے ایسی حدیث نقل کرنا جو ابتداء سے انتہاء تک پاکیزہ کردار، قوی حافظہ والے اشخاص سے منتقل ہوتی ہوئی پہنچے اور اس میں شذوذ یعنی کسی زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ ہو اور نہ ہی اس میں کوئی علت پائی جائے۔

اصحاب حدیث، اہل اصول اور فقہاء کے نزدیک صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔

حسن:

حسن اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں صحیح حدیث کی مذکورہ تمام صفات پائی جائیں، صرف راوی کا حافظہ قدرے کمزور ہو۔

دلیل کے طور پر استعمال کرنے میں اس کا درجہ صحیح کے برابر ہے اگرچہ قوت میں اس سے قدرے کم ہے، اس وجہ سے جملہ فقہاء نے اس سے استدلال کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کیا ہے، بہت سے اصولیوں اور محدثین نے اس سے صرف استدلال کیا ہے البتہ بعض شدت پسند علماء نے اس سے بھی احتراز کیا ہے اور بعض نرم رویہ اختیار کرنے والوں نے ''حسن'' کو حاکم، ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ کی تصانیف میں مندرج صحیح حدیث کا درجہ دیا ہے، البتہ انہوں نے ساتھ ہی یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ اس کا درجہ صحیح سے کم ہے۔

ضعیف:

اصول حدیث کی اصطلاح میں ضعیف ہر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں حسن کی ضروری شرائط میں سے کوئی ایک شرط موجود نہ ہو۔

موضوع:

اصطلاح میں موضوع حدیث اس کو کہتے ہیں جو اپنی طرف سے بنالی جائے اور پھر اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کردی جائے۔ محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حدیث کے موضوع ہونے کا علم رکھتا ہو اس کے لیے کسی بھی ایسی حدیث کا بیان کرنا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ اس کا موضوع ہونا بھی بیان نہ کردے۔

مسلم شریف میں ہے کہ '' مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ فَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كِذْبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ''

''جس شخص نے میری طرف نسبت کر کے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو ایسا شخص جھوٹوں میں سے ہے۔''

معلق:

اصول حدیث کی اصطلاح میں **معلق** اس سند کو کہتے ہیں جس کی ابتداء سے ایک یا ایک سے زائد راویوں کا لگا تار نام چھوٹ جائے۔

معلق حدیث قابل قبول نہیں ہوتی، اس لئے کہ شرائط قبول میں سے اہم شرط اتصال سند ہے جو اس میں موجود نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی سند میں ایک یا ایک سے زائد راوی محذوف ہوتے ہیں ان کا ہمیں کچھ علم نہیں۔

مرسل:

اصطلاح میں مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ یعنی تابعی سے اوپر کا راوی ساقط ہو۔

مرسل حدیث اتصال سند کی لازمی شرط کے مفقود ہونے کے باعث ضعیف اور نا قابل قبول ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس محذوف کا حال معلوم نہیں ہوتا ہو سکتا ہے وہ محذوف غیر صحابی ہو چنانچہ ایسی صورت میں اس کے ضعیف ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

معضل:

اصول حدیث کی اصطلاح میں اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سے پے در پے دو یا دو سے زائد راوی ساقط ہو گئے ہوں۔

منقطع:

اصول حدیث میں منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو اور یہ انقطاع خواہ کسی بھی وجہ سے ہو۔

محدثین اس پر متفق ہیں کہ منقطع حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہوتا۔

مدلس:

اصول حدیث کی اصطلاح میں مدلس اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند کے عیب کو مخفی رکھا جائے اور ظاہری شکل کو حسین بنا دیا جائے۔

معلل:

اصول حدیث کی اصطلاح میں معلل وہ حدیث ہے جس کی کسی ایسی کمزوری کی اطلاع ہو جائے جو اس کی صحت کو مجروح کر دے۔

مدرج:

اصول حدیث کی اصطلاح میں مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے سلسلہ سند کو بدل دیا گیا ہو یا متن حدیث میں باہر سے ایسے الفاظ شامل کر دیئے گئے ہوں جس کے متن حدیث سے علیحدہ ہونے کی کوئی صورت باقی

رہنے نہ دی گئی ہو۔

مضطرب:

اصول حدیث کی اصطلاح میں مضطرب وہ حدیث ہے جو مختلف طرق سے مروی ہو اور سب طرق قوت میں مساوی ہوں اور ان میں ترجیح کی کوئی صورت نہ ہو۔

شاذ:

اصول حدیث کی اصطلاح میں شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں جسے مقبول راوی نے روایت کیا ہو، لیکن یہ راویت اس سے بہتر کے مخالف ہو۔

حدیث قدسی:

اصول حدیث کی اصطلاح میں حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے روایت ہو کر ہم تک اس طرح پہنچے کہ آپ ﷺ نے اس کی نسبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کی ہو۔

قرآن لفظاً و معناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

لیکن حدیث قدسی کا مفہوم اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور الفاظ رسول اقدس ﷺ کے ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے جبکہ حدیث قدسی کی تلاوت عبادت متصور نہیں ہوتی۔

احادیث قدسیہ کی تعداد احادیث نبویہ کی نسبت بہت کم ہے، ان کی تعداد دو سو سے کچھ زائد ہے۔

مرفوع:

ہر وہ قول، عمل، تقریر یا صفت جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی جائے اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔

موقوف:

اصول حدیث کی اصطلاح میں ایسا قول، فعل یا تقریر جس کی نسبت صحابی کی طرف کی گئی ہو وہ حدیث موقوف کہلاتی ہے۔

مقطوع:

اصول حدیث کی اصطلاح میں مقطوع اس قول و فعل کو کہتے ہیں جس کی نسبت تابعی کی طرف کی گئی ہو۔

مسند:

اصول حدیث کی اصطلاح میں مسند وہ روایت ہے جس کی سند اتصال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہو۔

سیرتِ امام مسلم رحمہ اللہ

بلاشبہ تعریف وشکر کا حقدار اللہ تعالیٰ ہے، ہم اسی کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے بخشش کے طالب ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں۔

جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازے، اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ راہ راست پر چلنے کی توفیق نہ دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں چلاسکتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی واطاعت نہیں ہے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔'' (آل عمران:۱۰۲)

''اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو (اس کی حدود کی پابندی کرو) جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ داروں کے بارے میں خبردار رہو (رشتہ داری کو نہ توڑو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نظر رکھے ہوئے ہے۔'' (النساء:۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور بات سیدھی (درست) کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، تو اس نے یقیناً بڑی کامیابی حاصل کر لی۔'' (الاحزاب:۷۰،۷۱)

امابعد! بلاشبہ سچی ترین بات، اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت، محمد ﷺ کی رہنمائی ہے اور بدترین معاملات میں نئے پیدا کردہ ہیں اور ہر نیا تراشہ معاملہ، بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ اس امت مسلمہ کے بعض علماء اور محدثین کے حالات زندگی کا سلسلہ ہے، جس امت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک بزرگی اور بلندی سے نوازا ہے، اس میں ہم ان علماء کی زندگی کے خصوصی اور عمومی پہلوؤں پر اپنی توجہ

مرکوز کریں گے، ان کی صفات، اخلاق، آداب، علم، دین اور عبادت پر کیونکہ ہم اس دور میں ان صفات کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔

اس امت کی عزت وعظمت اس وقت تک نہیں لوٹ سکتی، جب تک پہلوں کی ان صفات کو نہ اپنایا جائے اور ان خوبیوں میں سے فوت شدہ کو زندہ نہ کیا جائے۔ ایک عرصہ ہوا ان علماء کی سیرت بہت سے مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے، جو لوگ اس دین کی طرف منسوب نہیں ان کا کیا نام لینا، حیرت زدہ لوگوں کی رہنمائی کرنے والی مشعل بجھ گئی ہے، امت اس کی منتظر ہے، جو اسے روشن کرے تا کہ راستہ روشن ہو، کیونکہ لوگ باتیں سن کر اکتا چکے ہیں، سب یہ چاہتے ہیں یہ دین اس طرح وقوع پذیر ہو، جیسے کہ وہ ان علماء اور ان کے پیروکار مسلمانوں کے ہاں قائم تھا، اس طرح ثابت تھا کہ ان کے دلوں اور عقلوں میں رچ بس گیا تھا اور ان کے گوشت اور پٹھوں میں سرایت کر گیا تھا۔ ان کی جانیں اللہ کے لیے تھیں اور ان کی حرکات وسکنات اللہ کے لیے تھیں، اگر وہ بولتے تو ان کا بولنا اللہ کے لیے ہوتا اور اگر وہ چپ رہتے تو ان کا سکوت اللہ کے لیے ہوتا۔

انہوں نے اپنے دین، علم، عبادات اور اعمال سے دنیا کو منور کر دیا، اگر آپ ان کے آداب واخلاق پر نظر دوڑائیں تو آپ ان کے آداب واخلاق، انبیاء علیہم السلام والے پائیں گے۔ اگر آپ ان کی خرید وفروخت اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کے بارے میں پڑھیں تو اسے اللہ کی کتاب کی ترجمانی دیکھیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ثابت پائیں گے۔ سو ان لوگوں کا تذکرہ دلوں کو نرم کرتا ہے اور معطل اعضاء کو اللہ کی طرف حرکت کرنے پر بھڑکاتا ہے۔ کہ اللہ کی طرف حرکت کریں تا کہ ان نیک لوگوں کے قافلہ کو پالیں، دیکھئے اور غور کیجیے تا کہ مخلد بن حسین سے سیکھ سکیں، وہ نیک لوگوں کے کسی اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

لا تعرضن بذكرنا في ذكرهم
ليس الصحيح اذا مشى كالمقعد

حلية الاولياء ج٨ ص٢٦٦

مصنف نے یہ صراحت کی ہے کہ میں نے ماخذ کا حوالہ دیا ہے تو اس حوالے کو بیان کرنا چاہیے میں نے بھی تقریباً سب مراجع کی طرف رجوع کیا ہے تا کہ ان کی صحت کا یقین ہو سکے، عبدالعزیز علوی (حلیۃ الاولیاء، ابونعیم: ۸/ ۲۷۷)''ان کے تذکرہ میں ہمارا تذکرہ نہ کریں، تندرست جب چلاتا ہے وہ اپاہج کی طرح نہیں ہوتا۔''

انگلیاں کچھ بھی لکھیں اور زبان کچھ بھی بولے، تو ان کے تذکرہ کو بیان کرنا ممکن نہیں، اور انسان ان کے ذکر سے اکتاتا نہیں، بعض اوقات میں ہی اس سے توقف کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ان کی بکھری ہوئی سیرتوں

کو اکٹھا کرنے اور ان کی پوشیدہ خبروں کا تذکرہ کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ ان کا تذکرہ امت اور اس کے نوجوانوں کے لیے قندیل بنے تاکہ وہ ان کے طرز عمل کو اپنائیں اور ان کی راہ پر چلیں اور ان کے ڈھنگ کی پابندی کریں، میں نے اکتا دینے والی طوالت اور مقصد میں مخل اختصار کو ہی اختیار نہیں کیا اور ہر واقعہ کا ماخذ بیان کیا ہے، لیکن مراجع کے تذکرہ میں وسعت سے کام نہیں لیا تاکہ حواشی کی طوالت قاری کی اکتاہٹ کا باعث نہ بنے، میں نے صرف انہی واقعات کو بیان کیا ہے جن پر علماء کا اعتماد ہے، اپنی طرف سے حدیث کے بیان کرنے کے اصولوں کی پابندی نہیں کی، محض ثقہ علماء ذہبی وغیرہ کے واقعہ کے بیان کرنے پر اسے بیان کر دیا ہے اور جس میں ناپسندیدگی (نکارت) تھی یا اسے اہل علم، محقق علماء نے رد کر دیا ہے، اسے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے وہ ان واقعات کو سود مند بنائے اور امت کے نوجوانوں کو ہر خیر و فلاح کی بصیرت بخشے۔

تحریر کنندہ

صلاح الدین علی عبدالموجود رحمہ اللہ

مترجم

عبدالعزیز احمد اللہ علوی

صدر مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مقدمہ

تعریف وشکر اللہ کے لیے ہے جو شکر و ثنا کا سزاوار ہے، جو عظمت کی چادر کے لیے منفرد ہے، بزرگی اور بلندی کی صفات میں یکتا ہے، اپنے برگزیدہ دوستوں کی تائید کرتا ہے، انہیں خوشحالی اور تنگ حالی میں صبر کی قوت عنایت کرتا ہے، آزمائشوں اور نعمتوں میں شکر کی توفیق بخشتا ہے اور رحمت ہو، انبیاء کے سردار محمد ﷺ پر اور آپ کے چنیدہ لوگوں کے سردار ساتھیوں پر، اور آپ کی آل پر جو متقیوں، نیکوں کے راہنما ہیں ایسی رحمت جو تسلسل کے باعث فنا سے محفوظ ہو اور یکے بعد دیگر آنے کے سبب کٹنے اور ختم ہونے سے بچی رہے۔

تعریف اللہ کے لیے جو اپنی محکم کتاب میں فرماتا ہے: ''اس کے بندوں میں بس اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' (فاطر: ۲۸) رحمت وسلامتی ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر جو انبیاء ورسل علیہم السلام کے سردار ہیں اور آپ کی آل اور آپ کے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک آپ کی ہدایت اختیار کریں اور آپ کی دعوت کو پھیلائیں۔

اما بعد! جو انسان امت کے حالات پر نظر دوڑائے گا، وہ دیکھ لے گا کہ ہوش مند نوجوانوں کی اکثریت پر تلخ حقیقت خیمہ زن ہے جو ان کی علم، اور اہل علم سے اجنبیت میں پوشیدہ ہے اس کا سبب یا تو علم، اس کی حقیقت اور اہل علم کے حالات سے ناواقفی ہے یا اس کا سبب خواہش پرستی کا غلبہ ہے، اس بنا پر میں اصل موضوع پر گفتگو سے پہلے، علم اور اہل علم کے فضائل اور امت کی ان کے بارے میں ذمہ داری بیان کرنے پر مجبور ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی فضیلت کو بہت خراج تحسین پیش کیا ہے ان کی شان کو اس قدر رفعت بخشی ہے اور ان کے مقام کو اس قدر بلند قرار دیا ہے کہ اس کو بیان کرنے سے رب العالمین کے واضح بیان کے سوا بیان بے بس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سب سے بڑی شہادت کا گواہ ٹھہرایا ہے۔ اور انہیں سب سے بہتر گواہوں کا ساتھی قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی وہ انصاف کو قائم کیے ہوئے ہے، اس زبردست اور حکیم کے سوا کوئی اطاعت کے لائق نہیں۔'' (آل عمران: ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل علیہم السلام اور اپنے بندوں پر اپنے فضل واحسان کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس

نے انہیں علم سے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے آخری فرد پر اپنی نعمت کا تذکرہ ان لفظوں میں فرمایا: ''اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ تمہیں بہکانے کا ارادہ کر چکا تھا، اور وہ صرف اپنے آپ کو ہی بہکاتے ہیں اور آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری ہے۔ اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔'' (النساء: ۱۱۳) اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکومت اور علم دیا اور ہم نیک کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔'' (یوسف: ۲۲) اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا طاقت ور ہوا ہم نے اسے حکمت اور علم دیا اور ہم نیک کاروں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔'' (القصص: ۱۴) مسیح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''جب اللہ فرمائے گا، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میں نے جو نعمت تجھ پر اور تیری والدہ پر کی تھی اسے یاد کر جب میں نے تجھے پاکیزہ روح (روح القدس) سے قوت بخشی، تو لوگوں سے گود میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی۔'' (المائدۃ: ۱۱۰)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی تعلیم کو ایسی چیز قرار دیا جو اس کی ماں کے لیے بشارت اور اس کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک (قرار) کا باعث بنی۔

داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا اور ہم نے اسے حکمت سے نوازا اور فیصلہ کن بات کا سلیقہ بخشا۔'' (ص: ۲۰)

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی اور ان کے خادم (خضر علیہ السلام) کے بارے میں فرمایا: ''پس ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، اسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عنایت کی تھی اور ہم نے اسے اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا۔'' (الکہف: ٦۵) ''اور داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو ہدایت دی جب وہ دونوں کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں ایک قوم کی کچھ بکریاں چگ (چر) گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے (گواہ تھے) پس ہم نے فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا۔ اور ہم نے ہر ایک کو حکمت اور علم سے نوازا۔'' (الانبیاء: ۷۸۔۷۹)

اس طرح دو معزز انبیاء علیہما السلام کا تذکرہ فرمایا، اور ان کی حکمت اور علم کی تعریف کی، اور ان میں سے ایک کو فیصلہ کے فہم کے لیے مخصوص فرمایا۔

اور اللہ سبحانہ نے اپنی خشیت کو علماء میں منحصر فرمایا، اس سلسلہ میں فرمایا اور بس اس کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، بلاشبہ اللہ غالب، بہت بخشنے والا ہے۔'' (فاطر: ۲۸) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فرمایئے کیا جو لوگ جانتے ہیں اور جو لوگ نہیں جانتے، برابر ہو سکتے ہیں، بس یاد دہانی وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو خالص

عقل کے مالک ہیں۔'' (الزمر:۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔'' (المجادلہ:۱۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور جو ایسے راستہ پر چلا جس میں وہ علم سیکھتا ہے (تلاش کرتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ذریعہ جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم:۲۶۹۹)

سو حاملین علم، علماء ہیں اور میری مراد وہ اللہ والے علماء ہیں جو اپنے علم پر مزدوری نہیں لیتے اور نہ لوگوں کی مدح وثنا کا انتظار کرتے ہیں اور لوگوں کو سلف صحابہ رضی اللہ عنہم اور خوبی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں کے فہم کی روشنی میں کتاب وسنت کی تعلیم دیتے ہیں۔

علم دین ہے'' سوچ لیجیے آپ اپنا دین کس سے سیکھتے ہیں اگر آپ کو ایسا شخص مل جاتا ہے جسے آپ اپنے دین کے بارے میں قابل اعتماد سمجھتے ہیں، تو آپ کے قدم، بہترین قدم ہیں، ان کے سبب اللہ تعالیٰ نے جنت کی راہ کو آسان کر دیا ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول ہے ''یہ علم (علم حدیث) بلاشبہ دین ہے، فکر کر لو، تم اپنا دین کن سے لیتے ہو۔'' (مقدمہ صحیح مسلم، منۃ المنعم:۱/ ۳۵، دارالسلام)

یحییٰ بن اکثم بیان کرتے ہیں، مجھ سے رشید (خلیفہ) نے پوچھا، بلند ترین مرتبہ کونسا ہے؟ میں نے کہا، اے امیرالمومنین! جو آپ کو حاصل ہے، اس نے کہا، مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ والے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے کہا، لیکن میں اسے جانتا ہوں، وہ انسان جو اپنے حلقہ تلامذہ میں کہتا ہے، مجھے فلاں نے فلاں سے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے کہا اور مسلمانوں کی امانت ضمانت (حکومت) کا ذمہ دار؟ اس نے کہا، ہاں، تجھ پر افسوس! یہ مجھ سے بہتر ہے، کیونکہ اس (راوی) کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ملا ہوا ہے جو فوت نہیں ہوگا۔ ہم مر کر فنا ہو جائیں گے اور علماء جب تک زمانہ باقی ہے، باقی رہیں گے۔ (ادب الاملاء: ص۲۰)

ابوالحسین احمد بن فارس لغوی بیان کرتے ہیں، میں نے استاذ بن عمید کو کہتے سنا، میرا خیال تھا، دنیا میں جو ریاست و وزارت مجھے حاصل ہے، اس سے زیادہ، لذیذ شیرینی نہیں ہے حتیٰ کہ میں اس مذاکرہ میں حاضر ہوا۔ جو سلیمان بن احمد طبرانی اور ابوبکر جعابی کے درمیان میرے سامنے ہوا۔ امام طبرانی اپنے حفظ (یادداشت) کی کثرت کے سبب جعابی پر غالب آتا اور جعابی اپنی فطانت اور اہل بغداد کی ذکاوت کے باعث طبرانی پر غالب آتا حتیٰ کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، اور ان میں کوئی بھی اپنے ساتھی پر غالب نہیں آرہا تھا، تو جعابی نے کہا، میرے پاس ایک ایسی حدیث ہے جو دنیا میں میرے سوا کسی کے پاس نہیں، طبرانی نے کہا، پیش کیجیے۔ جعابی نے

کہا، مجھے ابوخلیفہ جمحی نے سلیمان بن ایوب سے بیان کیا، اور ایک حدیث سنائی، تو طبرانی نے کہا، سلیمان بن ایوب میں ہوں، اور ابوخلیفہ نے مجھ ہی سے سنی ہے، اس لیے تو مجھ سے سن لے تاکہ تیری سند عالی ہو جائے کیونکہ تو مجھ سے ابوخلیفہ کے واسطہ سے بیان کر رہا ہے، اس پر جعابی شرمندہ ہوگیا اور طبرانی اس پر غالب آ گیا، ابن العمید نے کہا، اس وقت میں نے چاہا۔ اے کاش! مجھے وزارت اور ریاست حاصل نہ ہوتی اور میں طبرانی ہوتا۔ اور مجھے وہ فرحت حاصل ہوتی جو فرحت اسے حدیث کے باعث حاصل ہوئی یا جو اس نے کہا۔ (ترجم الطبرانی للاصبہانی: ۳۴۴)

جاحظ بیان کرتا ہے، میں اسحاق بن سلیمان کے دور امارت میں، اس کے پاس گیا، تو میں نے فوجی دستوں اور لوگوں کو اس کے سامنے، اس طرح سیدھے کھڑے دیکھا گویا کہ ان کے سروں پر، پرندے بیٹھے ہیں، اور میں نے اس کا گدا اور اس کا ڈریس (لباس) دیکھا، پھر میں اس کے معزول ہونے کے بعد اس کے پاس گیا، اور وہ اپنے کتب خانہ میں تھا اور اس کے گرد، اس کا خوشبودان، سفید کاغذ کا دستہ اور کتابوں کا بستہ، نوٹ بک اور پیمانہ تھا اور دواتیں تھیں، تو میں نے کبھی اسے، اس دن سے بڑھ کر شان وشوکت والا، زیادہ بلند مرتبہ، زیادہ ہیبت والا اور زیادہ پختہ رائے والا نہیں دیکھا، کیونکہ اس میں عظمت کے ساتھ محبت اور بڑائی کے ساتھ شیرینی اور سرداری کے ساتھ دانشمندی مل چکی تھی۔ (حیاۃ الحیوان: ۱/ ۶۱)

چونکہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر لوگوں کے سامنے حق بیان کرنا، لازم اور اس کا چھپانا حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی، سے عہد لیا، تم اسے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں، تو انہوں نے اسے (عہد کو) اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک ڈالا اور اس کے عوض حقیر قیمت حاصل کی، پس بہت برا ہے جو وہ حاصل کرتے ہیں۔'' (آل عمران: ۱۸۷)

فرمان باری تعالیٰ ہے: ''جو لوگ ہم نے جو کھلے دلائل اور ہدایت اتاری ہے، اسے اس کے بعد کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح کر دیا، چھپاتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور ان پر سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔'' (البقرہ: ۱۵۹)

ان آیات کا مصداق ہر وہ فرد ہے جو اللہ کے دین کا علم رکھنے کے بعد اسے چھپاتا ہے جب کہ لوگ اس کے محتاج ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص سے ایسے علم کے بارے میں پوچھا گیا جسے وہ جانتا ہے، پھر اس نے اسے چھپایا، قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

(ابوداؤد: ۳۶۵۸، ترمذی: ۲۶۴۹ اور بقول امام ترمذی یہ روایت حسن ہے)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے علماء پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ حق لوگوں کے سامنے واضح کریں اور اسے چھپائے نہیں، لوگوں پر واجب ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں، ان سے پوچھیں اور ان سے دریافت کریں، فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (قرآن کے عالم) سے پوچھو۔'' (الانبیاء: ۷)

سائل پر لازم ہے وہ ایسے عالم کا انتخاب کرے جسے اپنے علم میں رسوخ حاصل ہو، اور ان جاہلوں سے بچے جو علم کے دعویدار ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ اسے بندوں (کے سینوں) سے سلب کر لے، لیکن وہ علم کو علماء کو فوت کر کے قبض کرے گا، حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو نہیں چھوڑے گا، تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، سو ان سے دریافت کیا جائے گا اور وہ علم کے بغیر جواب دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (صحیح بخاری: ۱۰۰، صحیح مسلم: ۲۶۷۳)

اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فرد ایسا بھی ہے جو ان جاہل روساء جن کو اسلامی مناصب سپرد کر دیئے گئے ہیں، سے ناواقف ہے، یہ لوگ اللہ کے دین کو سامان تجارت بنانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں تاکہ اپنے قائدین کو راضی کر سکیں اور وہ تحفے تحائف جو انہیں پیش کیے جاتے ہیں ان میں اضافہ ہو جائے، جیسے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کوئی فرد ان غالی لوگوں کے فتاویٰ سے آگاہ نہیں، جنہوں نے ائمہ اسلام کے ان اقوال کو سمجھنے میں غلطی کی ہے، جن سے وہ استدلال کرتے ہیں، اور انہوں نے ان کو امت کے واقعہ پر چسپاں کرنے میں غلطی کی ہے اور ان کی تیسری غلطی یہ ہے کہ وہ ایسے اہم کام کے درپے ہیں جس کے وہ اہل نہیں ہیں۔ صرف علماء ہی ہیں جو اس انتشار کو ختم کر سکتے ہیں اور امت مسلمہ کی صحیح رفتار کی تحدید کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیے، مختلف ادوار میں سے کوئی دور بھی نیک اصلاح پسند علماء سے خالی نہیں رہا، نہ کوئی علاقہ خالی رہا، اللہ کا شکر ہے لوگ ان تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی صعوبت (مشکل) نہیں پائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی ایسی خصوصی صفات سے متصف فرمایا ہے، جن سے اس دین کے وہ ائمہ ممتاز تھے جو ہدایت یافتہ رہنما (ہادی) تھے۔ ان علماء کی ذمہ داری بڑی اور بہت ہی بڑی ہے، اللہ تعالیٰ کے بعد ان سے کئی گنا امید وابستہ ہے، کیونکہ ان سے مطلوب ہے وہ لوگوں کی اصلاح کریں اور ان سے مطلوب ہے وہ ضرورت کے وقت بیان کرنے میں تاخیر سے کام نہ لیں۔ اس لیے امت کے نوجوان اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے، جب تک اپنے علماء کی طرف رجوع نہ کریں، ان کے کردار اور حالات سے آگاہ نہ ہوں، اپنے چال چلن اور سیرت میں ان کی پیروی نہ کریں، وہ اللہ کے دین کے زندہ ترجمان ہیں۔ اور کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا جو علم انہیں

حاصل ہے اس کا عملی نمونہ ہیں۔

یہ محدثین کے سردار، باعمل علماء میں سبقت لے جانے والے، علم کے بلند پہاڑ، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ کے حالات ہیں، امت کے ایسے علماء کے تعارف اور تذکرہ کے لیے جو ایسے مقام پر فائز تھے، جہاں کسی امت کا کوئی عالم کبھی نہیں پہنچ سکا، جب انہوں نے اللہ کی خاطر سیکھا اور اس کی رضا کے حصول کی بھرپور کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو راستہ دکھا دیا اور ان پر ایسے علوم کھول دیئے جو دوسروں پر بند تھے۔

یہ امام علم کی ممتاز شخصیت، علم حدیث کا شاہسوار، جس نے دلوں میں جگہ بنائی اور علماء میں صدارت کا درجہ پایا، حتیٰ کہ اس کی کتاب، کتاب اللہ کے بعد صحت واتقان میں دوسرے مقام پر فائز ہے، جسے قافلے لے کر چلے ہیں اور اسے بڑوں اور بچوں نے یاد کیا ہے، حتیٰ کہ جس نے اسے اچھی طرح یاد کیا ہے وہ علماء میں شمار ہوتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے اقوال میں سے نفیس (قیمتی) قول ہے، جسے یحییٰ بن ابی کثیر کے قول کی صورت میں پیش کیا ہے، لا یستطاع العلم براحة الجسم ''بدن کی سہولت پسندی راحت طلبی کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔'' (صحیح مسلم: ۱۳۹۰، منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم: ۱/ ۳۸۸)

نام اور خاندان:

وہ بڑے امام، حافظ، بہترین، ثقہ، سچے ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ قشیری نیشاپوری ہیں، صحیح کتاب کے مؤلف ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۵۷)

امام مسلم رحمہ اللہ حلیفوں میں سے ہیں، اصل عرب نہیں ہیں، تعلق و دوستی کی بنا پر بنوقشیر کی طرف منسوب ہیں۔

امام سمعانی لکھتے ہیں: قشیری، قشیر کی طرف منصوب ہے، قاف پر پیش، شین پر زبر اور نقطہ والی یا ساکن ہے۔ یہ نسبت دوستانہ ہے، ان کی طرف دوستی کی بنیاد پر ابوالحسین مسلم بن حجاج بھی منسوب ہیں۔ جو دنیا کے اماموں میں سے ایک ہیں جن کی کتاب "الصحیح" مشرق ومغرب میں مشہور ہے۔ (الانساب: ۴/ ۵۰۳)

جو شخص اکثر علماء کی سیرت پر نظر دوڑائے گا، وہ جان لے گا ان میں اکثر موالی میں سے تھے (یعنی خالص عرب نہ تھے، دوستانہ کے سبب عربوں کی طرف منسوب تھے) ان پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا، ان کے علاقے مفتوح ہوئے اور ان کے اطراف میں اسلام پھیل گیا، یا اس نے اپنے علاقہ سے سفر کیا اور کسی عرب قبیلہ جس کا مہمان بنا، اس کی پناہ میں داخل ہوا اور ان کی طرف منسوب ہو گیا اور یہ نسبت ولاء ہوئی۔ عرب اصولی طور پر اپنے نسب پر فخر کرتے تھے اور سب لوگوں سے بڑھ کر اپنے نسب کی حفاظت کرتے تھے، اور یہ ان کی بہت بڑی خوبی ہے اور جب ان میں نسب کا شرف اور دینی شرف جمع ہو جائیں، وہ سرداری حاصل کر لیتے ہیں اور جب

دینی شرف سے محروم ہوں تو ان کا نسبی شرف ان کے لیے سودمند نہیں ہوتا۔

علم کا شرف صاحب علم کو دنیا اور آخرت میں اسی قدر رفعت بخشتا ہے جو رفعت بادشاہی اور مال وغیرہا سے حاصل نہیں ہوتی۔علم عزت دار کی عزت کو بڑھاتا ہے اور مملوک غلام کو رفعت بخش کر بادشاہوں کی جگہ پر بٹھاتا ہے۔

نافع بن عبدالحارث کا بیان ہے کہ اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عسفان نامی جگہ پر ملے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکہ کا گورنر بنایا تھا، انہوں نے پوچھا تم نے مکہ والوں کا گورنر کس کو بنایا ہے؟ جواب دیا، ابن ابزٰی کو۔ پوچھا، ابن ابزٰی کون ہے؟ جواب دیا، ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے،فرمایا تو نے ان کا گورنر ایک آزاد کردہ غلام کو مقرر کیا ہے؟ جواب دیا، وہ اللہ کی کتاب پڑھنے والا ہے، وہ علم وراثت کا عالم ہے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے باعث، بہت سے لوگوں کو بلند فرمائے گا اور دوسروں کو اس کے سبب مرتبہ سے گرا دے گا۔ (صحیح مسلم، ۸۱۷، منۃ المنعم: ۱/ ۵۱۱)

حضرت ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور قریشی ان کے اردگرد ہوتے،تو وہ میرا ہاتھ پکڑتے اور مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھا لیتے، قریش نے مجھے آنکھیں دکھائیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کا مقصد سمجھ گئے تو فرمایا: اسی طرح یہ علم شریف کے شرف کو بڑھاتا ہے اور غلاموں کو تختوں پر فروکش کرتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۴/ ۲۰۸)

امام عطاء بن ابی رباح عبدالملک بن مروان کے پاس گئے جبکہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور معزز لوگ اس کے اردگرد تھے، یہ مکہ کی بات ہے جب اس نے اپنی خلافت کے دور میں حج کیا تھا، جب عطاء پر اس کی نظر پڑی، اس کی طرف اٹھا اور اسے تخت پر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا، اور پوچھا، اے ابومحمد! اپنی ضرورت بتائیے؟ عطاء نے کہا اے امیرالمومنین! اللہ کے حرم اور اس کے رسول علیہ السلام کے حرم کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اور اس کی آبادی کا خیال رکھیں اور مہاجرین وانصار کی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈریں کیونکہ آپ انہیں کے باعث اس مقام پر تشریف فرما ہیں اور سرحدی لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈریں کیونکہ وہ مسلمانوں کا قلعہ ہیں اور مسلمانوں کے معاملات کا دھیان رکھیں، کیونکہ صرف آپ ہی سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اپنے دروازے پر آنے والوں کے بارے میں اللہ سے ڈریں، ان سے غافل نہ ہوں اور نہ ان کے سامنے اپنا دروازہ بند کریں، عبدالملک نے اس سے کہا، میں یہ کام کروں گا پھر عطاء اٹھ کر کھڑے ہو گئے، تو عبدالملک نے اسے پکڑ لیا اور کہا، اے ابومحمد! آپ نے ہم سے صرف دوسروں کی ضروریات کا سوال کیا ہے اور ہم نے ان کو پورا کر دیا، سو آپ کی حاجت کیا ہے؟ کہا مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں، پھر (دربار سے) نکل

گئے تو عبدالملک (خلیفہ) نے کہا تیرے باپ کی قسم یہ ہے شرف تیرے باپ کی قسم یہ ہے سرداری (سیادت)۔
(سیر اعلام النبلاء: ۵/۸۴)

امام مسلم بنو قشیر کے موالی میں سے تھے، اپنے علم کے سبب بلند درجہ پالیا حتیٰ کہ ان کی کتاب صحت کے اعتبار سے کتاب اللہ کے بعد ہے۔ کیونکہ بخاری سے متصل بعد ہے اس سے وہ شرف پالیا جسے رات، دن ختم نہیں کر سکیں گے اور قیام قیامت تک ادوار اسے بوسیدہ نہیں کر پائیں گے۔

کنیت اور لقب:

کنیت، انسان کا وہ نام ہے جو توقیر و تعظیم کے لیے رکھا جائے۔ کنیت بعض دفعہ نام کے قائم مقام ہوتی ہے، انسان اسی سے معروف ہوتا ہے۔ جس طرح وہ اپنے نام سے معروف ہوتا ہے۔ کنیة، کاف پر پیش اور زیر ہے اس کی جمع کُنٰی ہے۔ محاورہ ہے اکتنٰی فلان بکذا، فلاں نے یہ کنیت رکھی، اور اس کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور میں نے اس کی کنیت ابوزید رکھی ہے۔ با کے صلہ کے ساتھ اور صلہ کے بغیر کَنَّیتُہٗ، ابازید وابی زید۔ بابی زید، میں نے اس کی کنیت ابوزید رکھی۔

عرب کنیت کا بہت اہتمام کرتے تھے کیونکہ یہ صاحب کنیت کی شخصیت کی تعبیر ہے، اور صاحب کنیت کو اختیار ہے جو کنیت چاہے رکھ لے، خاص کر جبکہ اس کا نام، قبیح نام ہو جیسا کہ مرة (تلخ) کلب (کتا) حنظلة (اندرائن، تمہ) یا ایسا نام ہو جس میں تزکیہ (پاکیزگی) کا اظہار ہو یا کوئی اور حرام نام ہو تو اسے اختیار ہے اپنی کنیت خود رکھ لے یا اہل علم میں سے کوئی اس کی کنیت رکھ دے جو اس کی شناخت بنے۔

لقب:

ایسا اسم ہے جو علم کے علاوہ ہے، اس کی جمع القاب ہے، کبھی لقب انسان کی کسی کمزوری کی علامت ہوتا ہے، جیسے اعمش (چوندھا، کمزور نگاہ) اعرج (لنگڑا) اس لقب سے بلانا ناپسندیدہ ہے الا یہ کہ اس کے بغیر انسان کا پتہ نہ چلتا ہو، کبھی نام کو مختصر کر لیا جاتا (سیف اللہ سے سیف) اور انسان کو خاندانی لقب سے بھی پکارا جاتا ہے، یہ بھی پسندیدہ رویہ ہے۔ صاحب ترجمہ (سوانح حیات) کی کنیت، ابوالحسین ہے اور لقب قشیری ہے۔ امام خطیب نے لکھا ہے، مسلم بن حجاج بن مسلم ابوالحسین القشیر ی النیشاپوری۔ (تاریخ بغداد: ۱۳/۱۰۰)

تاریخ ولادت:

عموماً علماء کی تاریخ ولادت کے تعین میں اختلاف ہوتا ہے لیکن تاریخ وفات میں عموماً اختلاف نہیں ہوتا، اس کے سبب کا محور عالم کی فضیلت اور لوگوں کا اس سے ربط ہے اور اس کی موت ایسا حادثہ ہوتا ہے جو کانوں سے

اوجھل نہیں رہتا۔ ولادت کے سلسلہ میں عربوں کی عادت ہے کہ وہ اسے کسی معین مشہور حادثہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس لیے عالم کی ولادت کی تحدید میں دقت (باریک بینی) سے کام نہیں لیا جاتا۔

ابن خلکان رحمہ اللہ کا قول ہے: میں نے کسی حافظ کو نہیں پایا کہ اس نے اس کی (امام مسلم کی) تاریخ ولادت کی تحدید کی ہو اور ان کی عمر کی مقدار معین کی ہو، اس پر اتفاق ہے کہ وہ دوسری صدی کے بعد پیدا ہوئے۔ (وفیات الاعیان: ۵/ ۱۹۵)

حافظ مزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (تہذیب الکمال: ۲/ ۵۰۷)

اور بقول امام ذہبی، بعض لوگوں کا قول ہے ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور میرے خیال میں وہ اس سے پہلے پیدا ہوئے۔ (تاریخ الاسلام)

امام مسلم رحمہ اللہ کی نشوونما کا زمانہ:

امام مسلم، اسلام کے ادوار میں سے اس دور میں پیدا ہوئے پھلے پھولے اور نشوونما پائی جو عزت، شرف، علم اور عمل کے اعتبار سے سب سے زیادہ روشن تھا۔ مسلمان امت، غالب امت تھی، جس سے مشرق و مغرب خوف زدہ تھے۔ امام مسلم بنوعباس کی خلافت میں پیدا ہوئے۔

بنوعباس کے خلفاء:

۱۔ خلیفہ مامون:...... ابوالعباس عبداللہ بن رشید، بنوعباس کے خلفاء میں سے حزم (دور اندیشی) عزم، تحمل، عمل، رائے، بصیرت، دبدبہ، شجاعت، سیادت اور سخاوت کے اعتبار سے سب سے بہتر تھا، وہ بہت سے محاسن اور طویل سیرت کا حامل ہے، اگر اس نے لوگوں کو خلق قرآن کے قول کے فتنہ میں مبتلا نہ کیا ہوتا، بنو عباس سے اس سے زیادہ علم والا کوئی خلیفہ نہیں بنا، وہ فصیح، قادرالکلام تھا، وہ کہتا تھا، معاویہ اپنے عمرو یعنی عمرو بن عاص کی معیت کی بنا پر تھا اور عبدالملک اپنے حجاج یعنی حجاج بن یوسف کی معیت کے سبب تھا اور میں اپنی ذات کے ساتھ (خلیفہ) ہوں۔

کہا جاتا ہے، بنوعباس کا آغاز، درمیان اور اختتام ہے، آغاز سفاح ہے درمیان مامون ہے اور انتہا عبدالملک ہے، جس کی خلافت میں امام مسلم، پیدا ہوئے۔

۲۔ معتصم باللہ:...... ابواسحٰق محمد بن الرشید ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ معتصم عظیم ترین اور باوقار خلفاء میں سے تھا۔ اگر اس نے اپنی سیادت کو علماء کو خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش میں ڈال کر عیب دار نہ کیا ہوتا۔

نفطو یہ اور صولی کا قول ہے معتصم میں بہت سی خوبیاں تھیں اور اس کو ہشت پہلو کا نام دیا جاتا تھا کیونکہ وہ بنوعباس کا آٹھواں خلیفہ عباس کی اولاد میں آٹھواں اور رشید کے بیٹوں میں سے آٹھواں تھا۔ اٹھارہویں سال میں خلیفہ بنا، آٹھ سال، آٹھ ماہ اور آٹھ دن بادشاہ رہا۔ ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا (اڑتالیس سال زندہ رہا، اس کا زائچہ عقرب ہے جو آٹھواں برج ہے، اسے آٹھ فتوحات حاصل ہوئیں اور آٹھ دشمن قتل کیے اور آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں، ربیع الاول کے آٹھ دن باقی تھے جب فوت ہوا، اس میں محاسن تھے، فصیح اقوال اور گوارا شعر کہے۔

۳۔ واثق باللہ:......ابوجعفر ہارون اور بقول بعض ابوالقاسم بن معتصم بن رشید ۲۳۱ھ میں، اس نے بصرہ کے گورنر کو خط لکھا، اسے حکم دیا کہ مؤذنوں اور اماموں کا خلق قرآن کے سلسلہ میں جائزہ لے، اس سلسلہ میں اس نے اپنے باپ کی پیروی کی۔ اپنے آخری دور میں اس نے اس سے رجوع کر لیا، ابوطالب کے خاندان کے ساتھ اس نے (واثق نے) جس قدر اچھا سلوک کیا اس قدر اچھا سلوک کسی نے نہیں کیا، اس کی موت تک ان میں کوئی محتاج نہیں رہا تھا اور بقول بعض واثق مکمل ادیب تھا اور بقول صولی واثق کو اس کے ادب وفضل کے سبب مامون اصغر کا نام دیا جاتا تھا۔

۴۔ متوکل علی اللہ:......ابوالفضل جعفر بن معتصم بن رشید، اس کا میلان سنت کی طرف تھا اور اس نے اہل السنہ کی مدد کی اور آزمائش کو ختم کر دیا، اس سلسلہ میں ۲۳۴ھ میں اطراف کی طرف خط لکھا۔

محدثین کو سامرا میں طلب کیا، ان کو عمدہ تحائف دیئے اور ان کی تکریم کی اور انہیں صفات اور دیدار الٰہی کی احادیث بیان کرنے کا حکم دیا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع الرصافہ میں مجلس قائم کی، اس کے پاس تقریباً تیس ہزار لوگ جمع ہوگئے اور اس کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ نے جامع المنصور میں مجلس قائم کی، اس کے پاس بھی تقریباً تیس ہزار افراد جمع ہوگئے۔ اور لوگوں نے بکثرت متوکل کے لیے دعائیں کیں، اس کی تعریف اور تعظیم میں انتہاء کو پہنچ گئے۔ حتیٰ کہ کسی نے کہا، خلفاء تین ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، مرتدوں کی سرکوبی، میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ظلم وزیادتی ختم کرنے میں، اور متوکل سنت کے احیاء اور جہمیت کو ختم کرنے میں۔ (جہمیہ منکرین صفات الٰہی)

۵۔ منتصر باللہ:......ابوجعفر محمد اور بقول بعض ابوعبداللہ بن المتوکل بن المعتصم بن الرشید بارعب، وافر عقل والا، نیکی کا شوقین، بہت کم ظالم اور علویوں کے ساتھ احسان کرنے والا، ان سے میل ملاپ رکھنے والا تھا، ابوطالب کی آل جس ڈر اور فتنہ میں مبتلا تھی، اس کا ازالہ کیا، ۲۴۸ھ میں چھبیس سال کی عمر میں پانچ ربیع الآخر میں فوت ہوا، چند ماہ جو چھ ماہ سے بھی کم ہیں عہدہ خلافت پر متمکن رہا۔

۶۔ مستعین باللہ:...... ابوالعباس احمد بن المعتصم بن الرشید جو متوکل کا بھائی تھا بہت فیاض، فاضل، بلیغ اور ادیب تھا۔

۷۔ معتز باللہ:...... ابوعبداللہ محمد اور بقول بعض زبیر بن متوکل بن معتصم بن رشید اس سے پہلے، اس سے کم عمر کا کوئی شخص عہدہ خلافت پر فائز نہیں ہوا، انتہائی خوبصورت تھا ابن المعتز کے حدیث کے استاد علی بن حرب کا قول ہے، میں نے اس سے زیادہ خوبصورت خلیفہ نہیں دیکھا۔

۸۔ نیک خلیفہ مہتدی باللہ:...... ابواسحاق اور بقول بعض ابوعبداللہ محمد بن واثق بن معتصم ابن رشید، مہتدی گندم گوں، نرم دل، خوب رو، پرہیزگار، انصاف پسند، اللہ کے دین کے بارے میں قوی تھا، بہت دلیر، شجاع تھا لیکن اسے کوئی مددگار اور معاون نہیں مل سکا اور بقول خطیب، وہ جب سے خلیفہ بنا ہمیشہ روزہ رکھتا رہا یہاں تک کہ ۲۵۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔

۹۔ معتمد علی اللہ:...... ابوالعباس احمد بن متوکل، جب مہتدی کو قتل کیا گیا یہ قید میں تھا، لوگوں نے اسے قید سے نکال کر اس سے بیعت کی، اس کے دور میں بڑے بڑے فتنہ وقوع پذیر ہوئے، مثلاً سیاہ فام لوگ بصرہ میں گھس گئے، وہاں تباہی و بربادی اور تخریب کاری کی بہت بڑی وبا پھیل گئی جس میں بے شمار لوگ فوت ہوگئے۔ پھر خطرناک آوازیں اور زلزلے آئے جن میں بہت لوگ مر گئے۔ اسی کے عہد میں علماء کی بہت اکثریت فوت ہوئی، امام نسائی کے سوا، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ، صحاح ستہ کے مصنفین اسی کے دور میں فوت ہوئے۔

گزشتہ حالات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دو وجوہ سے امام مسلم رحمہ اللہ نے خلق قرآن کے فتنہ سے تعرض نہیں کیا۔

۱۔ اس فتنہ کا آغاز مامون نے ۲۱۸ھ میں کیا، اور امام مسلم اس وقت طلب علم کے ابتدائی سفر سے گزر رہے تھے، اس سال انہوں نے امام یحییٰ بن یحییٰ سے سماع کا آغاز کیا تھا۔

۲۔ امام مسلم کا علاقہ، اس فتنہ کے علاقہ سے بہت دور تھا، وہ نیشاپور میں تھے اس علاقہ کے علماء سے یہ فتنہ بہت دور تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امام مسلم کو اس میں بحث وتمحیص سے محفوظ رکھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا نشوونما پانا:

انسان کی زندگی میں تربیت کا اثر:...... یہ بات شک وشبہ سے بالا ہے کہ انسان کی زندگی میں تربیت کا بہت بڑا اثر ہے، اگر کنبہ نیک ہے تو وہ اپنی اولاد کو نیکی اور بہتری کی طرف لے جاتا ہے۔

علمی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ انسان ایک سفید ورق کی طرح پیدا ہوا ہے، وہ ذاتی طور پر ہر قسم کے

میلان اور جہت فکری، سے خالی ہوتا ہے، اور وہ علوم و معارف کے حصول اور شخصیت کی تعمیر و تشکیل کی استعداد، ایک معین اخلاقی خطوط کے مطابق حاصل کرتا ہے، اس لیے ہم دیکھتے ہیں، قرآن کریم، انسان کو اسی حقیقت کے مطابق مخاطب فرماتا ہے اور اسے علم و تعلیم اور ہدایت کی نعمت یاد دلاتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں سننے کی طاقت اور آنکھوں اور دلوں سے نوازا تا کہ تم شکر گزار بنو۔'' (النحل: ۷۸)

اسی فہم اور معرفت کے حصول اور شخصیت کی تعمیر کی انہیں علمی بنیادوں پر اسلام میں اصول تربیت تشکیل پاتے ہیں اور ابتدا میں والدین کو بچے کی تیاری، تربیت اور تعلیم کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔

تربیت اپنے ابتدائی مراحل میں ایک علمی مشق و تربیت کا معاملہ ہے جو بچہ حواس کے ذریعہ والدین سے سیکھتا ہے، سو ان سے روش، اخلاق، عادات اور برتاؤ کا طریقہ سیکھتا ہے، اسی لیے خاندانی طرز عمل، اور کنبہ کا ماحول دونوں شخصیت کی تعمیر اور مستقبل کے فکری میلان میں بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ تعلیم کا مقصد علوم شرعیہ کا سیکھنا ہے تاکہ اسلامی ذہنیت بنے، اس کا انداز فکر پیدا ہو اور اسلامی شخصیت کی فکری خواہش کا رنگ تشکیل پائے۔ اس لیے ماحول کا ان چیزوں کی طرف میلان پیدا کرنے میں بچے کے رخ پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے، اس لیے حدیث شریف میں آیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح حیوان کا بچہ مکمل صورت میں پیدا ہوتا ہے، کیا تم ان میں کان ناک کٹا پاتے ہو، پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے: ''اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کی پابندی کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہی پختہ دین (دستور زندگی) ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۳۵۹، صحیح مسلم: ۲۶۵۸)

سو وہ بچہ جو کسلمند، بے کار نشوونما پاتا ہے وہ کبھی نفع بخش، فائدہ مند انسان نہیں بن سکتا، کہ وہ یہ جان سکے کہ اپنے اوقات کی تحدید کیسے کرے، اپنی طاقت کا رخ کس طرف پھیرے بلکہ وہ اپنی طاقت کی حدود ہی کو نہیں جانتا، اس لیے ان کو بے مقصد کاموں میں ضائع کر دیتا ہے۔

وہ بچہ جو اپنے والدین یا سوسائٹی یا اردگرد کے ماحول کی بدمعاملگی کی بنا پر آوارہ اور سرکش نشوونما پاتا ہے، بہت مشکل ہے کہ ایسا انسان بنے جو کسی ضابطہ کا پابند ہو، اس لیے وہ طرز عمل اور مقصد کو ریزہ ریزہ کرے گا۔ وہ بچہ جو الگ تھلگ ماحول میں زندگی گزارتا ہے یا اس کی تربیت برے انداز میں کی جاتی ہے، وہ تربیت اس کے رویہ پر بہت اثر چھوڑتی ہے اور وہ اس سے ایک ایسا انسان بنتا ہے جو مجرم ہوتا ہے، اپنی زندگی میں دکھ میں مبتلا

رہتا ہے اور آخرت میں بدبختی سے دوچار ہوگا۔

وہ تجربات اور علمی اعداد وشمار جو تحقیق وریسرچ کرنے والوں نے فرد اور معاشرہ پر تربیت کے اثر کے سلسلہ میں پیش کیے ہیں وہ تربیت کے سلسلہ میں اسلامی پیغام اور اس کی علمی طے شدہ تشخیص کے بالکل مطابق ہیں، ہم چند تجربات بیان کرتے ہیں۔ عربی اور مغربی دنیا میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہیں ان کا اکثر حصہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بچے کی ابتدائی عمر ہی انسانی شخصیت کی تشکیل اور انفرادی استعدادوں کے نشوونما میں مؤثر ہے، بچہ خارجی محرکات پر اپنے ردعمل کا اپنے ماحول کے ساتھ ٹکراؤ سے، اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں تقریباً نصف حصہ مکمل کر لیتا ہے جو زندگی بھر جاری رہتا ہے اور بدیہی بات ہے کہ وہ اخلاقی اقدار ایجابی ہوں یا سلبی جو اس کے خاندانی ماحول پر غالب ہوتی ہیں ان کا اس کے دوسرے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں فعال اور موثر کردار ہوتا ہے۔

تربیتی تحقیقات سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ بچے کی نوخیزی کے سالوں میں اس کے نزدیک جو ذاتی تصویر بنتی ہے وہ اس کے زندگی بھر کے سالوں میں اس کی اپنے بارے میں نگاہ پر اثر انداز ہوتی ہے جب اس کے نزدیک اپنے خاندان کے اندر اپنی صلاحیت اور مقام ومرتبہ کے بارے میں سلبی تصویر قائم ہو جاتی ہے، وہ اپنے آپ کو بے کار سمجھتا ہے اور اپنے خاندانی ماحول میں کوئی معین کردار نہیں پاتا جو کسی کی توجہ کو نہیں ابھارتا گویا کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے، اس کے نزدیک معاشرہ میں اپنے بارے میں تاریک تصویر نشوونما پاتی ہے تو وہ کچھ عرصہ کے بعد انتقامی ذہنیت کے ساتھ اپنا وجود منوانے کے لیے ایسی سرگرمیوں کا ارتکاب کرتا ہے جو درشتی، مخالفت اور انحراف سے متصف ہوتی ہیں اس کے برعکس جب وہ اپنے خاندانی افراد کی طرف سے رعایت، محبت، شفقت، عزت اور حوصلہ افزائی پاتا ہے، اس کی اپنے بارے میں تصویر نکھرتی ہے، اس کی صلاحیتیں اور قدرتی قابلیتیں پھلتی پھولتی ہیں اور وہ اپنے اندر خوبصورت روشن کرنیں محسوس کرتا ہے جو اس کی شخصیت کو روشن کرتی ہیں، اور اسے اپنی خاندانی زندگی میں فعال کردار ادا کرنے کی اہلیت عطا کرتی ہیں اور اس طرح وہ اپنی امت کے لیے فعال فرد بن جاتا ہے۔

دکتور مصطفی العوجی لکھتے ہیں، وہ رپورٹ جو کہ کولمان نے ان تربیتی تحقیقات کے نتیجہ میں تیار کی ہے جسے ان تحقیقات کی تائید حاصل ہے جو انگلستان کی تربیتی مرکزی مجلس شوریٰ نے سرانجام دی ہیں کہ سترہ سال کی عمر کے بچوں کی پچاس فیصد ذکاوت جنین سے لے کر چار سال کی عمر میں تشکیل پا جاتی ہے اور اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے والوں کی پچاس فیصد علمی کامیابیاں نو سال کی عمر سے شروع ہو جاتی ہیں، اور بچے میں تینتیس فیصد ذہنی، انتظامی، دلیری اور مہربانی کی صلاحیتوں کے بارے میں دو سال کی عمر میں پیش گوئی کی جا سکتی ہے اور پانچ سال کی

عمر میں پیشین گوئی سو فیصد کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ دوسری تحقیقات یہ اضافہ کرتی ہیں کہ وہ زبان جس سے گھر والے اپنے بچوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں وہ ان کے فہم اور ان میں ثواب وعقاب کے معانی کی تمیز ان کی کرداری اقدار ان کی سوجھ بوجھ، ان کے کردار اور ان کے اخلاقی ضوابط پر کافی حد تک اثر انداز ہوتی ہے۔ (الامن الاجتماعی: ۳۳٦)

امام مسلم رحمہ اللہ پر اس تربیت کا اثر:

جو انسان امام مسلم کی تربیت پر نظر دوڑاتا ہے، وہ دیکھ لیتا ہے، ان کی پرورش مہربان اور شفیق والدین اور علمی گھرانے نے کی ہے۔ جس نے بچپن میں ہی حصول علم کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی اور یہ ایک چھوٹا ماحول تھا اور جس طرح ہم پہلے لکھ چکے ہیں، انہوں نے بنوعباس کے دور میں پرورش پائی ہے جو علم، علماء اور اسلامی حکومت کے عروج کا دور تھا اور غیر مسلم سرکش حکومتیں ذلیل تھیں، اس تربیت کا علمی کمال کے حصول میں بہت بڑا دخل تھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے والد محترم:

ہم ان کے والد کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے کہ وہ اہل علم میں سے تھا، اور اس نے اپنے بیٹے کو اس قدر توجہ اور نگرانی سے نوازا جس نے اسے عروج کمال تک پہنچا دیا۔

حافظ محمد بن عبداللہ کا قول ہے، میں نے ابوعمرو مستملی کی تحریر پڑھی کہ مسلم بن حجاج لوگوں کے علماء اور علم کے محافظوں میں سے تھے میرے علم کی رو سے وہ بہت خوب (نیک) تھے، اللہ تعالیٰ ہم پر اور اس پر رحم فرمائے، اپنے باپ کے اطاعت گزار (باوفا) تھے، اور ان کے باپ حجاج بن مسلم، میرے باپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

(تاریخ دمشق: ج۵۸، ص۸۹)

یہ بات اس کی دلیل ہے کہ امام مسلم کا باپ اہل علم میں سے تھا، اور یہ چیز امام مسلم کے لیے طلب علم میں مددگار بنی۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی والدہ:

امام صاحب کی والدہ کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے، ہاں امام مسلم اور ان کے والد بزرگوار کے بارے میں ہمارا حسن ظن ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں بھی حسن ظن رکھیں، اور بلاشبہ اس علم کے پہاڑ کی تربیت میں اس ماں کا نمایاں واضح کردار تھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی بیوی اور اولاد:

جو انسان علماء کی سیرت اور ان کے اہل وعیال اور متعلقین کے سوانح حیات پر نظر دوڑاتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اہل علم مؤرخین عالم کے شخص اور اس کے ان متعلقین جو علم میں مصروف ہوتے ہیں۔ یا جن کا دینی خدمت میں نمایاں کردار نہیں ہوتا ان کے شخصی پہلو کو اہمیت نہیں دیتے، اس بنا پر عالم کی اولاد اگر علم شرعی میں یا جس فن کا

وہ ماہر ہے اس میں مشغول نہ ہو ان کا تذکرہ بہت کم ہوتا ہے۔

ہم امام مسلم کی بیویوں اور ان کی اولاد کے بارے میں امام حاکم کے قول سے زائد کچھ نہیں جانتے، امام حاکم ان کی بیوی کی بہن کے بارے میں کہتے ہیں، ہمیں محمد بن صالح بن ہانی نے بتایا، میں نے احمد بن سلمہ سے سنا: میں صبح سویرے مسلم بن حجاج کی بیوی کی بہن کی شادی کے سلسلہ میں عبدالرحمٰن بن بشر کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے اسے مسجد میں پایا، اس نے پوچھا، آج صبح سویرے کیوں آ گئے ہو؟ میں نے کہا عبدالواحد اصفار نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ آپ اس کی بیٹی کی شادی کر دیں، اس نے کہا، میں جب کسی کی شادی میں حاضر ہوتا ہوں، جب وہ وقت آتا ہے، جب منگیتر سے کہا جاتا ہے یہ نکاح تمہیں قبول ہے اور تیرے ذمہ بیوی کا اتنا اتنا مہر ہے تو جب وہ کہتا ہے ہاں، میں اپنے جی میں کہتا ہوں، تو ایسی بدبختی میں مبتلا ہوا جس کے بعد کبھی تجھے سعادت حاصل نہ ہوگی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۳۴۳)

ان کے بیٹوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے ہاں بیٹیوں کی طرف سے اس کے نواسے تھے۔

امام حاکم کا قول ہے، امام مسلم کی تجارت گاہ خان محمش تھی اور ان کی روزی ان کی جاگیر سے تھی جو ''استوا'' میں تھی، میں نے ان کے گھر میں ان کی بیٹیوں کی طرف سے ان کی نسل دیکھی اور میں نے اپنے باپ سے سنا، میں نے امام مسلم کو ''خان محمش'' میں حدیث بیان کرتے دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۵۷۰)

ان کا بھانجا:

امام مسلم کا بھانجا ممتاز محدثین میں سے تھا، جس کا نام ابوبکر محمد بن علی ہے، جس نے ابویعقوب اسحاق بن منصور بن بھزام الکوبج مروزی تمیمی کے سامنے زانوتلمذ طے کیے جو نیشاپور میں رہائش پذیر تھا، جو ائمہ محدثین، زہاد اور سنت سے تمسک کرنے والوں میں سے تھا۔ (تہذیب التہذیب: ۱/ ۲۱۸)

اسباب زندگی:

طلب علم کے معاون اسباب میں سے سب سے بڑا سبب رزق اور اسباب زندگی کا آسان اور حلال ہونا ہے کیونکہ طالب علم دنیا کا اس قدر محتاج ہوتا ہے جو اس کے لیے آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہو جب دنیا اس کے لیے مانع (رکاوٹ) ہوگی، اس کا آخرت پر اثر پڑے گا، دنیا آخرت کی کھیتی اور گزرگاہ ہے اور لوگ دنیا کے بارے میں مختلف ہیں۔ بعض کو دنیا آخرت سے مشغول رکھتی ہے اور بعض آخرت کے لیے دنیا سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور بعض آخرت کی خاطر اسباب زندگی حاصل کرتے ہیں، یہی لوگ معتدل ہیں اور یہی میانہ رو ہیں اور کوئی انسان میانہ روی کا درجہ پا نہیں سکتا جب تک اسباب زندگی کے حصول کے لیے میانہ روی کی راہ کی

پابندی نہ کرے اور کوئی انسان طلب دنیا کو آخرت کا وسیلہ نہیں بنا سکتا جب تک اس کی طلب میں شرعی آداب کو اختیار نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے کسب دنیا کو وسیلہ ٹھہرایا ہے اور اس کے لیے شرعی ضوابط مقرر کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے تمہارے لیے اس میں اسباب زندگی رکھے ہیں تم بہت کم شکر کرتے ہو۔'' (الاعراف: ١٠)

اور فرمایا: ''اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' (الاسراء: ١٢)

اور نبی اکرم ﷺ نے کمانے اور دنیا کا سامان زندگی طلب کرنے کا حکم دیا ہے اور اس بات سے ڈرایا ہے کہ انسان لوگوں کا دست نگر بنے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم میں سے کسی کا اپنی رسی لینا کہ اپنی پشت پر لکڑی کا گٹھ اٹھالے اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی سے سوال کرے وہ اسے دے یا نہ دے۔'' (صحیح بخاری: ١٤٧٠، صحیح مسلم: ١٠٤٢)

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میں تین چیزوں کی قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اس کو یاد کرلو، کسی انسان کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا، اور کسی انسان پر ایسا ظلم نہیں کیا جاتا جس پر وہ صبر کرتا ہے، مگر اس سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور کوئی بندہ مانگنے کا دروازہ نہیں کھولتا مگر اس پر اللہ تعالیٰ احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے اور میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اس کو یاد کرلو، دنیا بس چار قسم کے افراد کے لیے ہے ایسا بندہ جس کو اللہ مال اور علم عطا کرتا ہے اور وہ اس کے بارے میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اس کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حق سمجھتا ہے یہ بلند ترین درجہ ہے اور ایسا بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور مال نہیں دیا اور وہ سچی نیت سے یہ کہتا ہے، اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں والا طرز عمل اختیار کرتا تو اس کا حساب اس کی نیت کے مطابق ہے اور دونوں کا اجر برابر ہے اور ایسا بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا اور علم نہیں دیا، تو وہ اپنے مال میں علم کے بغیر ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے، نہ اس کے بارے میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ کا حق سمجھتا ہے یہ بدترین مرتبہ ہے اور ایسا بندہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کو مال دیا اور نہ علم اور وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا میں فلاں والا رویہ اپناتا، تو اس کا حساب اس کی نیت کے مطابق ہے اور دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(سنن ترمذی: ٢٣٢٥، سنن ابن ماجہ: ٤٢٢٨)

اس لیے طالب علم کے لیے لازم ہے کہ وہ حلال کمائی کی کوشش کرے اور پاک دامن ہوتا کہ لوگوں کے نزدیک اس کے چہرے کی رونق ذلیل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پاک یعنی حلال کھانے کا حکم دیا ہے اور ناجائز طریقہ سے کھانے کو قتل کرنے سے پہلے منع

فرمایا ہے تا کہ حرام کھانے کا گھناؤنا پن اور حلال کی برکت کی عظمت کا اظہار ہو، فرمان باری تعالیٰ ہے: ''ایمان والو! ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ الا یہ کہ باہمی رضا مندی سے سودا ہو اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔'' (النساء:۲۹)

کھانے میں بنیادی چیز اس کا پاک ہونا ہے اور یہ فرض اور دین کی اساس ہے، اس لیے رزق حلال کی تلاش فرض ہے، اور یہ ایسا فریضہ ہے جس کا عقول کے لیے سمجھنا سب فرضوں سے مشکل ہے اور جوارح کے لیے اس کا عمل میں لانا سب سے گراں ہے۔ اس لیے اس کا علم وعمل مکمل طور پر مٹ چکا ہے اور اس کے علم کا پوشیدہ ہونا اس کے عمل کے مٹنے کا سبب ہے، جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ حلال مفقود ہو چکا ہے اور اس تک پہنچنے کا راستہ بند ہو چکا ہے، پاکیزہ چیزوں میں سے صرف فرات کا پانی اور بنجر زمین میں اگنے والی گھاس باقی رہ گئی ہے، ان کے سوا کو ظالم ہاتھوں نے پلید بنا دیا ہے اور فاسد معاملات نے بگاڑ دیا ہے اور جب نباتات میں سے محض گھاس پر قناعت کرنا ممکن نہیں ہے تو پھر کھلے پیمانے پر محرمات کے ارتکاب کے سوا چارہ نہیں ہے، اس لیے دین کے اس مدار کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور حلال وحرام میں فرق وامتیاز کا شعور ختم ہو گیا ہے اور یہ بات حقیقت سے بہت بہت دور ہے، کیونکہ حلال بالکل واضح اور حرام بالکل واضح ہے ان دونوں کے درمیان مشتبہ اشیاء ہیں اور یہ تینوں چیزیں ہمیشہ باہمی ملی جلی رہیں گیں، حالات چاہے کس قدر ہی بدل جائیں جبکہ اس بدعت کا نقصان دین میں عمومی ہے اور لوگوں میں اس کا شر پھیلا ہوا ہے اس لیے بندے پر یہ لازم ہے کہ وہ تحقیق ووضاحت کے ساتھ حلال، حرام اور مشتبہ میں فرق جانے، اس کا مشکل ہونا، اس کو اس کے ممکن ہونے کے درجہ سے نہیں نکال دیتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔'' (المومنون:۱۵)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے عمل سے پہلے پاکیزہ اشیاء کھانے کا حکم دیا ہے۔

دل کا دنیا کے ساتھ تعلق ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس سے اپنا حصہ چاہتا ہے اگر بندہ اس تعلق کو آخرت کو بہتر بنانے کا رخ دے، اس کی دنیا اور آخرت بہتر بن جاتی ہے اور اگر دنیا پر اوندھا جھک جائے اور اس میں مشغول ہو جائے تو دنیا اسے بگاڑ دیتی ہے اور ضائع کر دیتی ہے اور اس کی دنیا اور آخرت خراب ہو جاتی ہے۔

امام ابوحازم کا قول ہے، آخرت کے سامان کی مانگ نہیں، اس لیے اس کے نامقبول ہونے کے دور میں اسے زیادہ سے زیادہ حاصل کر لو، کیونکہ جب وہ دن آ جائے گا جب اس کو مقبولیت حاصل ہو جائے گی تو اس سے کم یا زیادہ نہیں مل سکے گا۔ (حلیۃ الاولیاء:۲/۲۷۲)

ابوبکر بن عیاش کا قول ہے اگر کسی کا ایک درہم گر جائے تو وہ دن بھر یہ کہتا رہتا ہے، انا للہ، میرا درہم گم

ہو گیا، اور وہ یہ نہیں کہتا، میرا دن ضائع ہو گیا، میں نے اس میں کوئی عمل نہیں کیا۔ (حلیۃ الاولیاء: ۸/۳۰۳)

حمید بن ہلال بیان کرتے ہیں، حفص بن ابی العاص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے کے وقت موجود ہوتے اور کھانا نہ کھاتے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، آپ ہمارے کھانے سے کیوں باز رہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا، آپ کا کھانا بدمزہ معمولی ہے اور میں ایسے کھانے کی طرف لوٹوں گا جو نرم ہے، میرے لیے تیار کیا جا چکا ہے، میں وہ کھاؤں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تیرا خیال ہے، میں اس سے بے بس ہوں کہ ایک بکری کے بارے میں حکم دوں، اس کے بال اتارے جائیں (اور سالم بھونی جائے) اور آٹے کے بارے میں حکم دوں اسے ایک کپڑے میں چھان لیا جائے، پھر میں حکم دوں اس سے باریک چپاتی پکائی جائے اور میں ایک صاع (ڈھائی کلو) منقہ، کو ایک ڈول میں ڈالنے کا حکم دوں، پھر اس پر پانی ڈالا جائے تو وہ اس طرح رنگ چھوڑے گویا ہرن کا خون ہے، تو حفص نے کہا، میں جان گیا، آپ عمدہ زندگی بسر کرنے سے آشنا ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر یہ ڈر نہ ہوتا میری نیکیاں کٹ جائیں گی، تو میں تمہارے ساتھ تمہاری نرم (آسودہ) زندگی میں شرکت کر لیتا۔ (الطبقات الکبری، لابن سعد: ۳/۲۸۰))

ربیع بن زیاد حارثی بیان کرتے ہیں، وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں اس کی شکل (ہیئت) وغیرہ پسند آئی۔ اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بدمزہ کھانا کھانے کی شکایت کی، تو ربیع نے کہا، اے امیر المومنین! آپ نرم کھانے، نرم سواری اور ملائم لباس کے سب لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جو چھڑی تھی اٹھا کر اس کے سر پر دے ماری اور فرمایا، ہاں میں جانتا ہوں تو نے یہ بات اللہ کی رضا کے لیے نہیں کہی، تو نے محض میرا تقرب حاصل کرنے کے لیے کہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں تیرے اندر یہ یہ، یعنی خوبیاں ہیں، تجھ پر افسوس کیا تو جانتا ہے میری اور ان لوگوں کی تمثیل کیا ہے؟ ربیع نے پوچھا: آپ کی اور ان کی کیا مثال ہے؟ فرمایا: ان لوگوں کی مثال ہے جو سفر پر روانہ ہوئے اور اپنے اخراجات اپنے میں سے ایک آدمی کے سپرد کر دیئے اور اسے کہا، ہم پر خرچہ کر، تو کیا اس کے لیے جائز ہے، وہ اس میں سے کسی چیز پر اپنے آپ کو ترجیح دے؟ اس نے کہا، نہیں۔ اے امیر المومنین! فرمایا تو میری اور ان کی یہی مثال ہے۔ (الطبقات الکبریٰ، لابن سعد: ۳/۲۸۰، ۲۸۱)

مسلمہ بن عبدالملک (جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی بیوی کے بھائی ہیں) بیان کرتے ہیں، میں فجر کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس اس گھر میں گیا جس میں وہ فجر کے بعد خلوت اختیار کرتے تھے، ان کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا، لونڈی ایک تھال لائی جس میں ص صیحانی کھجوریں تھیں، اور انہیں کھجوریں پسند تھیں۔ انہوں نے اپنی ہتھیلی میں کچھ کھجوریں اٹھا کر کہا، اے مسلمہ! تیرا کیا خیال ہے، اگر کوئی آدمی یہ کھا لے، پھر ان پر پانی پی

لے، کیونکہ کھجوروں کے بعد پانی خوشگوار ہوتا ہے، کیا یہ رات تک اس کے لیے کافی ہوں گی؟ میں نے کہا، میں نہیں جانتا، تو انہوں نے ان سے زائد اٹھالیں اور کہا، کیا یہ؟ میں نے کہا، ہاں اے امیر المومنین، اس سے کم کافی ہوں گی، حتیٰ کہ اسے اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ اور کھانا نہ کھائے، فرمایا تو پھر ہم آگ میں کیوں داخل ہوں، مسلمہ کہتے ہیں مجھ پر اس نصیحت نے جو اثر کیا کسی اور نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا۔ (حلیۃ الاولیاء: ۵/ ۲۷۷)

ابراہیم تیمی کا قول ہے، انسان کے لیے اس سے بڑھ کر حسرت کیا ہوگی، کہ وہ ایک غلام کو دیکھے، جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسے عنایت فرمایا تھا کہ قیامت کے دن اس کا مقام اللہ کے ہاں اس سے بڑھ کر ہے، اور انسان کے لیے اس سے بڑی حسرت کیا ہوگی، کہ اس کے مال کا وارث دوسرا بنے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا عمل کرے، گناہ اس پر ہو اور اس کا اجر دوسرے کو ملے۔ اور انسان کے لیے اس سے بڑھ کر حسرت کا باعث کیا چیز ہوگی کہ جو انسان نابینا تھا، قیامت کے دن اسے کھلی آنکھ مل جائے اور یہ اندھا ہو جائے۔ تم سے پہلے لوگ دنیا سے بھاگتے تھے اور وہ ان کی طرف بڑھتی تھی، اور انہیں جو تقدم حاصل تھا اس کا کیا کہنا اور تم اس کا پیچھا کرتے ہو اور وہ تمہیں پشت دکھاتی ہے اور تم جن حوادث سے دوچار ہو وہ تم ہی جانتے ہو۔ لہٰذا تم اپنے معاملہ کا ان کے معاملہ سے مقابلہ کرو، پھر کہا، انسان کے لیے اس سے بڑھ کر حسرت کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اسے علم سے نوازے اور وہ اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ اور دوسرا اس سے سن کر اس پر عمل کرے، قیامت کے دن اس کے علم کا فائدہ دوسرے کو ملے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۴/ ۲۱۴)

اس لیے طالب علم کے پاس اس قدر مال کا ہونا ضروری ہے جس سے وہ اپنے چہرے کی رونق کو سوال (مانگنے) سے بچا سکے اور وہ اس قدر دنیا پر قناعت کرے جو اسے اس میں مشغول نہ کر دے، امام مسلم رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ ان کی تجارت گاہ تھی جس سے وہ اپنی روزی حاصل کر لیتے تھے اور ان کے باغات تھے جو انہیں گزر بسر کی مشقت سے کفایت کرتے تھے اور اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے طلب علم کو آسان بنا دیا تھا۔

بقول امام ذہبی رحمہ اللہ امام مسلم رحمہ اللہ کے پاس استوا نامی جگہ میں باغات اور جاگیر تھی۔ امام حاکم لکھتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ کی تجارت گاہ خان محمش میں تھی اور ان کا گزر بسر ان کی استوا میں جاگیر سے ہوتا تھا، وہ تاجر تھے اور وہ نیشاپور کے محسن تھے۔ اور صاحب مال وثروت تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۰، العبر فی خبر من غبر: ۲/ ۲۹)

شکل وصورت اور وقار وتمکنت:

بلاشبہ شکل وصورت اور وقار وتمکنت کا طالب علم اور عالم کی نسبت سے بہت بڑا اثر ہے کیونکہ سب سے پہلے انسان کی نظر اس پر پڑتی ہے اور اس کے ذہن میں پہلی صورت نقش ہو جاتی ہے، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ

وقار و تمکنت دیکھنے والے کی آنکھ کے لیے، اس کے کان سے سننے سے پہلے داخلہ کا دروازہ ہے، اس لیے ہم دیکھتے ہیں علماء کی شکل و ہیئت کا طالب علم پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

یحییٰ بن محمد الشہید کا قول ہے: میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ پرہیزگار اور خوبصورت لباس والا محدث نہیں دیکھا۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۳۸۱)

امام خطیب لکھتے ہیں: محدث کو چاہیے کہ حدیث بیان کرتے وقت اپنی اکمل ہیئت اور اپنی بہترین زینت میں ہو اور اس سے پہلے وہ اپنے ان امور کی اصلاح کی نگہداشت کرے جو اسے موافق ومخالف حاضرین کے سامنے حسین بنائیں۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۳۷۲)

علی بن جعفر الوراق نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے یہ شعر سنائے۔

اجـــد الثيـــاب اذا اكتسيـــت فـــانهـــا
زيـــن الـــرجـــال بهـــا تـعـــز و تـكـــرم

''لباس جب پہنو عمدہ پہنو کیونکہ یہ مردوں کی زینت ہے، اس سے وہ عزت وشرف پاتے ہیں۔''

ودع التـــواضـــع فـــی الثيـــاب تـحـــوبـــا
فـــالـلّـــه يـعـلـــم مـــا تـجـــن وتـكـتـم

''گناہ سے بچنے کے لیے کپڑوں میں تواضع چھوڑ دیجیے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور چھپاتے ہو۔''

فـــرثـــاث ثـــوبك لا يـــزيـــدك زلـــفة
عـــنـــد الالـــه وانـــت عبـــد مـــجـــرم

''تیرے کپڑے کی بوسیدگی، اللہ کے ہاں تیرے رتبہ کو نہیں بڑھاتی جبکہ تو گناہ گار بندہ ہے۔''

وبهـــاء ثـــوبك لا يـــضـــرك بـــعـــد ان
تـــخشـــى الالـــه وتـتـقـــى مـــا يـحـــرم

(الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۳۸۳)

''اور تیرے کپڑے کی رونق تیرے لیے نقصان دہ نہیں ہے جبکہ تو اللہ سے ڈرتا ہے اور حرام چیزوں سے بچتا ہے۔''

جس طرح کم درجہ کا کپڑا پہننا ناپسندیدہ ہے اسی طرح بلند درجہ کا کپڑا اس ڈر سے پہننا ناپسندیدہ ہے کہ کہیں یہ شہرت کا باعث نہ بنے اور اس کے سبب لوگوں کی نظر اس کی طرف نہ اٹھیں، جس طرح یہ ناپسندیدہ ہے

کہ امیر لوگ تمہیں کم تر لباس میں دیکھیں یہ بھی ناپسندیدہ سمجھتے کہ فقراء تمہیں نفیس کپڑوں میں نہ دیکھیں، یحییٰ بن بکیر کا بیان ہے ''جب امام مالک بن انس کے سامنے موطا کی قراءت کی جاتی وہ اپنا لباس زیب تن کرتے، اپنی ٹوپی پہنتے اور پگڑی باندھ لیتے، پھر سر جھکا لیتے اور کھنگھار سے گریز کرتے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی خاطر جب تک قراءت سے فارغ نہ ہولیا جاتا اپنی داڑھی کے بالوں سے مشغول نہ ہوتے۔ (ادب الاملاء: ص ۲۷)

اسماعیل بن یحییٰ کا بیان ہے، مجھے سفیان نے دیکھا جبکہ میں بنوشیبہ کے ایک آدمی سے بیت اللہ کے پاس مذاق کر رہا تھا، میں مسکرایا، تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تو اس جگہ مسکرا رہا ہے، ایک آدمی ایک حدیث سنتا تھا تو ہم تین دن تک اس پر اس کا وقار و تمکنت اور سیرت دیکھتے تھے۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۱۵۷)

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے: علم کے طالب پر لازم ہے کہ اس کے اندر وقار، سکون اور خشیت ہو اور وہ گزشتہ لوگوں کے نقش قدم کا پیروکار ہو۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۱۵۶)

حدیث کے طالب پر لازم ہے کہ وہ کھیل، فضول کام سے اجتناب کرے اور مجالس میں بیہودگی (نامعقولیت) ہنسی، قہقہہ، بکثرت عجیب وغریب باتیں کر کے، مسلسل اور بکثرت مذاق کر کے بے وقار نہ ہو، کیونکہ اس مذاق کی گنجائش ہے جو کم ہو، انوکھا ہو اور نیا اور پسندیدہ ہو (یا عمدہ ہو) جو حد ادب اور علمی طریقہ سے خارج نہ ہو، رہا جو مسلسل ہو، بیہودہ ہو، لچر ہو اور جس سے سینہ میں آگ بھڑکتی ہو اور شر کا سبب ہو تو وہ مذموم ہے، اور مذاق کی کثرت اور ہنسی قدر و منزلت گراتی ہے اور انسانیت کو زائل کر دیتی ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۱۵۶)

سعید بن عامر بیان کرتے ہیں، ہم ہشام دستوائی کے پاس تھے تو ہم میں سے ایک آدمی ہنس پڑا، اس پر ہشام دستوائی نے اسے کہا، تو حدیث کا طالب ہونے کے باوجود ہنستا ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۱۵۷) اللہ تعالیٰ نے امام مسلم کو رونق حیا دیا تھا ان پر علماء کا وقار تھا اور نیک لوگوں کی شکل وصورت تھی۔

امام حاکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا، میں نے امام مسلم بن الحجاج کو ''خان محمش'' میں حدیث سناتے دیکھا، ان کا قد وقامت پورا تھا، سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور اپنی پگڑی کا ایک کنارہ اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۰)

اور وہ بیان کرتے ہیں، میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی کو یہ کہتے سنا: میں نے خواب میں ایک بزرگ خوبصورت چہرے اور لباس والا دیکھا، وہ خوبصورت چادر اوڑھے ہوئے تھے اور پگڑی کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا، کہا گیا، یہ امام مسلم ہیں تو بادشاہ کے مصاحب آگے بڑھے اور کہا امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کی امامت مسلم بن الحجاج کرائیں، سو انہوں نے جامع مسجد میں اسے آگے کیا، امام صاحب نے

تکبیر تحریمہ کہہ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۶)

اس لیے طالب علم پر لازم ہے کہ وہ علماء کی سیرت و کردار اور شکل صورت کو اپنے لیے نمونہ بنائے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں اکثر طالب علموں نے سر ڈھانپنا چھوڑ دیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے پگڑیوں کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے اور میں نے اس وقت پگڑی باندھنی شروع کی جبکہ میرے چہرے پر ایک بال بھی نہیں تھا، اور میں نے امام ربیعہ کی مجلس میں تیس سے زائد افراد دیکھے، سب پگڑی باندھے ہوئے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، مجھے عبدالعزیز ابن المطلب نے بتایا کہ وہ ایک دن اس مسجد میں پگڑی باندھے بغیر داخل ہوا تو مجھے میرے باپ نے بہت برا بھلا کہا اور میں ان سخت سست باتوں کو جو مجھے باپ نے کہیں بیان کرنا پسند نہیں کرتا، اور باپ نے کہا تو مسجد میں ننگے سر بغیر پگڑی باندھے داخل ہو جاتا ہے۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں پگڑیاں اور جوتے پہننا گزشتہ عربوں کا عمل ہے، عجمی اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے اور پگڑی اس کے ایک طرف کا لٹکانا پسندیدہ ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ۱/ ۳۵۸)

امام مسلم رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام مسلم کا عقیدہ، اہل حدیث، اہل السنہ والجماعۃ والا تھا وہ انہیں کے نقش قدم پر چلتے تھے اور انہیں کی ڈگر اپناتے تھے۔

اہلحدیث کے بنیادی عقائد:

اللہ تعالیٰ ہم پر اور آپ پر رحمت فرمائے، جان لیجیے! اہل الحدیث، اہل السنۃ والجماعۃ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا اقرار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فرمان قبول کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح روایت کو تسلیم کرتے ہیں، آپ سے جو مروی ہے اس سے گریز کی کوئی صورت نہیں اور نہ اس کو رد کرنے کی کوئی راہ ہے، کیونکہ وہ کتاب وسنت کی پیروی کے پابند ہیں، ان کے سامنے اس بات کی شہادت دی گئی ہے کہ ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی راہ بتاتا ہے وہ اس کی مخالفت کی صورت میں فتنہ اور دردانگیز عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اسماء اور صفات کے بارے میں مؤقف:

اہل الحدیث کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنیٰ سے پکارا جاتا ہے اور وہ ان صفات سے متصف ہے، جو اس نے بتائی ہیں اور جن سے اس نے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے اور جن سے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متصف فرمایا ہے، اس نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں جیسے

چاہتا ہے وہ خرچ فرماتا ہے، اس کی کیفیت کے بارے میں کوئی عقیدہ نہیں رکھتے اور وہ عزت وجلالت والا عرش پر بلا کیف مستوی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی بتایا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے اور بیٹھنے کی کیفیت بیان نہیں کی۔

اسے اس کے ناموں سے پکارا جاتا ہے اور وہ ان صفات سے متصف ہے جو اس نے بتائی ہیں اور جن سے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے اور جو اس کے نبی اکرم ﷺ نے بتائی ہیں اور جن سے اسے متصف فرمایا ہے، زمین آسمان کی کوئی چیز اسے بے بس نہیں کر سکتی اور اسے نقص، عیب اور آفت سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ عزت وجلالت والا ان چیزوں سے بلند و بالا ہے۔

اہل الحدیث وہی کچھ کہتے ہیں جو سب مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہو گیا اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا (ماشاء الله كان وما لا يشاء لايكون) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم بس وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔'' (الدھر:۳۰) ان کے بقول کسی کے لیے اس کے علم سے باہر ہونے کی کوئی راہ نہیں اور نہ اس کی کہ کسی کا فعل وارادہ اللہ کی مشیت پر غالب آ جائے یا اللہ کے علم میں تبدیلی پیدا کرے کیونکہ وہ ایسا عالم ہے جو ناواقف نہیں اور نہ بھولتا ہے اور وہ ایسا ایسا قادر ہے جو مغلوب نہیں ہوتا۔

مخلوق کے افعال اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں:

ان کے بقول حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں اور بندوں کے افعال اللہ کے پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کے پاس کوئی دلیل اور عذر نہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''فرما دیجیے! اللہ تعالیٰ کی دلیل ہی غالب ہے پس اگر وہ چاہتا تم سب کو ہدایت کرتا (راہ پر لگا دیتا)۔'' (الانعام:۱۴۹)

اور فرمایا: ''جیسے تمہیں پہلے پیدا کیا ویسے ہی لوٹو گے، ایک گروہ کو ہدایت کی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوئی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا شیطانوں کو دوست بنایا اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ یاب ہیں۔'' (الاعراف:۲۹،۳۰)

اور فرمایا: ''اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا۔'' (الاعراف:۱۷۹)

اور فرمایا: ''جو آفات زمین پر آتی ہیں اور جو خود تم پر آتی ہیں، وہ سب اس سے پہلے کہ ہم پیدا کریں لوح محفوظ میں لکھی ہیں، یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان ہیں۔'' (الحدید:۲۲)

نبرأها، کا معنی لغوی طور بلا اختلاف ان کا پیدا کرنا ہے اور اہل جنت کے بارے میں اطلاع دی ہے۔ ''شکر وتعریف کا حق دار اللہ ہے جس نے ہمیں اس راہ پر چلایا اگر اللہ تعالیٰ ہمیں راہ راست پر نہ چلاتا تو ہم راہ یاب نہ ہو سکتے۔'' (الاعراف:۴۳)

اور فرمایا: ''اور اگر تیرا رب چاہتا لوگوں کو ایک گروہ بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر تیرا رب رحم فرمائے۔'' (الاعراف: ۱۱۸، ۱۱۹)

اور فرمایا: ''یہ کہ اگر اللہ چاہتا سب لوگوں کو راہ پر چلا دیتا۔'' (الرعد: ۳۱)

خیر وشر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے:

وہ کہتے ہیں، خیر وشر، شیریں اور تلخ اللہ عزوجل کے فیصلہ کے سبب ہے، اس نے انہیں جاری اور طے کیا ہے، لوگ اللہ کی مشیت کے بغیر اپنے نقصان اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور وہ سب اللہ عزوجل کے محتاج ہیں اور کسی وقت اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

آسمان دنیا پر اترنا:

اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کی رو سے آسمان دنیا پر اترتا ہے، اس کی کیفیت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

آخرت میں مومنوں کا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا:

قیامت کے دن متقی بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے درست ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں دنیا میں نہیں، اور ان کے لیے اس کا دیدار لازم ہے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں یہ بدلہ رکھا ہے جیسا کہ فرمایا:

''اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔'' (القیامہ: ۲۲، ۲۳)

کافروں کے بارے میں فرمایا: ''ہرگز نہیں، یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں ہوں گے (اس کے دیدار سے محروم رہیں گے)۔'' (المطففین: ۱۵) سو اگر مومن کافر سب اس کو نہ دیکھ سکتے ہوں تو سب ہی اس کے پردہ میں ہوتے، یہ رؤیت، اس عقیدہ کے بغیر ہے کہ اللہ عزوجل کا جسم ہے (مخلوق جیسا) اور وہ محدود ہے وہ اسے اپنی آنکھوں سے جیسے وہ چاہے گا دیکھیں گے، کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔

نوٹ حاشیہ:

سلف اہل حدیث کا عقیدہ، کیفیت کے بغیر اس لیے ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہمارے سامنے کیفیت بیان کر دیتا، ہم اس کے محکم حکم پر رک گئے ہیں اور متشابہ سے باز ہیں کیونکہ اس نے ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ اس کا فرمان ہے: ''اس نے آپ پر کتاب اتاری اس کی بعض آیات محکم ہیں یعنی ان کا مفہوم واضح ہے اور وہی کتاب کی جڑ بنیاد ہیں اور کچھ دوسری متشابہ ہیں یعنی کئی پہلو رکھتی ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ ان کی پیروی کرتے ہیں جن کا مفہوم کئی معنوں کا احتمال رکھتا ہے، فتنہ کی تلاش میں اور ان کی اصل حقیقت چاہتے ہوئے حالانکہ ان کی اصل حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے، یہ

سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور وہی لوگ یاددہانی حاصل کرتے ہیں جو صاحب عقل ہیں۔" (آل عمران: ۷)

ایمان کی حقیقت:

ان کے بقول ایمان قول، عمل اور معرفت (تصدیق) ہے اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے، جس کی نیکیاں (اطاعت) زیادہ ہیں، اس کا ایمان اس سے بڑھ کر ہے جو اطاعت میں کم تر ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا نہج واسلوب طرز وطریقہ:

آپ کا عقیدہ، اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ تھا، گمراہ فرقوں اور راہ راست سے ہٹے مسالک کے لوگوں سے احتراز کرتے تھے۔

مکی بن عبدان کا قول ہے میں نے امام مسلم سے علی بن الجعد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ تھا لیکن وہ جھمی ہے اور اس سے اپنی صحیح میں کوئی روایت بیان نہیں کی حالانکہ اس سے ۲۲۵ھ سماع کیا تھا کیونکہ وہ اس بدعت (تجہم) سے متصف تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ کا عقیدہ:

اسلامی عقائد اور اس کے طے شدہ ضوابط میں سے ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین یا انصار اور ان کی خوبی کے ساتھ پیروی کرنے والوں سے محبت رکھنا، ان کی فضیلت وصداقت کا عقیدہ رکھنا اور ان کی عزتوں اور عظمتوں کی حفاظت کرنا، اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا، وہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے ان کی فضیلت، صداقت کا اعتراف کرنا اور ان کے لیے دعاء رحمت کرنا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا طرۂ امتیاز ہے اور اہل اثر واتباع کی علامت ہے کہ ان کے دل اور زبانیں برگزیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم نیک، متقی حاملین شریعت کے بارے میں محفوظ ہیں اور وہ ان کی عظمتوں، عزتوں کا جرح کرنے والوں کے اشارات، بیہودہ کار لوگوں کی ملامت اور کینہ ور لوگوں کی زبانوں سے دفاع کرتے ہیں اور جو لوگ اوہام کے باریک دھاگوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تاریک وادیوں میں رہتے ہوئے اپنی زبانوں کو الزام تراشی اور گناہوں میں ڈبوتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عدالت کو سلب کرتے ہیں اور انہیں عام لوگوں کی طرح قرار دیتے ہوئے ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہیں، ان کی عظمتوں اور عزتوں کو داغ دار کرتے ہیں اور ان کی برائیوں اور لغزشوں کو جمع کرتے ہیں ان سب کو زجر وتوبیخ کرتے ہیں اور ان سے درشتی سے پیش آتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ایسے لوگوں پر تعجب کا اظہار کیا ہے جنہوں نے ان روایات کو جمع کیا جن میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن پایا جاتا ہے اور اس پر شدید غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اگر یہ عمل غیر معروف لوگوں کے

بارے میں ہوتا تو میں اس کو برا خیال کرتا، چہ جائیکہ یہ کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کیا جائے اور فرمایا، میں نے اس قسم کی احادیث نہیں لکھیں۔

امام مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ (احمد) سے پوچھا، اگر میں کسی کو اس قسم کی ردی احادیث لکھتے پاؤں کہ وہ انہیں اکٹھی کرتا ہے کیا اس کو چھوڑ دیا جائے گا؟ جواب دیا، ہاں ان ردی احادیث کو جمع کرنے والا سنگساری کا اہل ہے۔ (السنۃ للخلال: ۳/ ۵۰۱، اس کی سند صحیح ہے تفصیل کے لیے دیکھئے الشرح والدیانۃ لابن بطہ: ص ۲۶۸، ۲۶۹۔ الحجۃ فی بیان المحجۃ امام اصبہانی: ۲/ ۳۶۸ تا ۳۷۱۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ امام لالکائی، عقیدہ السلف واصحاب الحدیث، امام ابوعثمان صابونی ۸۰، ۸۱۔ العقیدہ الطحاویہ تحقیق امام البانی ص ۵۷، الصارم المسلول لابن تیمیہ: ۳/ ۱۰۸۵)

جو انسان علمائے حدیث، اہل السنۃ والجماعۃ کی سیرت وسوانح کا تتبع کرتا ہے، وہ جان لیتا ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرتے ہیں اور انہیں کے ڈگر پر چلتے ہیں اور وہ ان کے اللہ تعالیٰ کے تزکیہ (تطہیر وصفائی) کرنے کی بنا پر ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور وہ ان کو وہ مقام دیتے ہیں جو انہوں نے ایک دوسرے کو دیا تھا۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت:

وہ سب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت کرتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا انتخاب کیا تھا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ نامزد کرنے کی بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتے ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی بنا پر اہل شوریٰ اور تمام مسلمانوں کے اتفاق کی بنا پر خلیفہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو سابقیت وفضیلت اور بعض بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا عمار بن یاسر اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کی اتباع کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت کی بنا پر خلیفہ مانتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہمی فضیلت:

(اور اہل الحدیث، اہل السنۃ والجماعۃ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک دوسرے پر فضیلت کے قائل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہوگیا جو درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔'' (الفتح: ۱۷) اور فرمایا: ''مہاجرین وانصار میں سے سب سے پہلے آگے بڑھنے والے اور جوان کی خوب کاری کے ساتھ پیروی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔'' (التوبہ: ۱۰۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا جن کے لیے ثابت کی ہے، ان سے اس کے بعد کوئی ایسی بات صادر نہیں ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا، اور اللہ تعالیٰ نے پیروی کرنے والوں کے لیے رضامندی اس شرط کے ساتھ مقید کی ہے کہ یہ خوب کاری کے ساتھ ہو، ان کے بعد تابعین میں سے جس نے ان میں نقائص بیان کیے (ان کی تنقیص

کی) وہ خوب کار نہ ہوا، اس لیے اس کا رضا مندی میں کوئی دخل نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں کے بارے میں ان کا مؤقف:

جو اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ سے ناراض ہے، اس کے بارے میں اس قدر بڑا خطرہ ہے، جس سے بڑا خطرہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں رکوع کرتے، سجدہ ریز ہوتے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کے حصول میں لگے ہوئے دیکھتے رہو ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجود کے اثر سے نمایاں ہے، یہ صفت ہے ان کی تورات میں، اور ان کی صفت انجیل میں اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنا انکھواں (سوئی) نکالا، اسے مضبوط کیا سو وہ موٹا ہوگیا، اور وہ اپنے تنے پر کھڑا ہوگیا، کاشتکار کو اچھا لگتا ہے تاکہ وہ ان سے (آپ کے ساتھیوں سے) کافروں کا دل جلائے، اللہ تعالیٰ نے ان سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔'' (الفتح:۲۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے انہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) کافروں کے غصہ دلانے کا سبب بنایا ہے (لہٰذا ان سے جلنے والا کافروں کا ہم نوا ہے)

اور ان کی خلافت کے اس لیے قائل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔'' (النور:۵۵) اللہ تعالیٰ نے انہیں ''منکم'' سے مخاطب فرمایا ہے کہ جواب پیدا ہو چکے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے دین پر ہیں، اس کے بعد فرمایا: ''وہ انہیں اسی طرح زمین میں خلافت عنایت فرمائے گا جس طرح اس نے ان لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو ان کے لیے پائیدار کر دے گا اور خوف وخطرہ کے بعد ان کو امن و راحت سے تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' (النور:۵۵)

سو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ذریعہ دین کو قوت بخشی، اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا وہ بلاخوف وخطر حملہ آور ہوں گے، ان پر حملہ نہیں ہوگا، وہ دشمن کو خوف زدہ کریں گے، دشمن ان کو ڈرا نہیں سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں جو اس جنگ سے اس کے نبی علیہ السلام سے پیچھے رہے جس کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی تھی، یہ فرمان جاری کیا: ''پھر اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لائے تو وہ آپ سے میدان جنگ کی طرف نکلنے کی اجازت طلب کریں تو فرما دیجیے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہیں نکل سکتے اور ہماری ہمراہی میں ہرگز دشمن سے نہیں لڑ سکتے کیونکہ تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنے کو پسند کیا، پس بیٹھ رہو، پیچھے رہنے والوں

کے ساتھ۔'' (التوبہ:۸۳)

جب وہ نبی اکرم ﷺ کو ملے آپ سے دشمن سے مقابلہ کے لیے نکلنے کی اجازت طلب کی، تو آپ نے ان کو اجازت نہ دی، اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان اتارا: ''جب تم مال غنیمت لینے چلو گے تو پیچھے چھوڑے گئے ضرور کہیں گے، ہمیں چھوڑ دو، ہم تمہاری پیروی کریں (تمہارے ساتھ چلیں) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام (فرمان) کو بدل ڈالیں، فرما دیجیے، تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ایسا فرما دیا۔ پھر وہ یقیناً کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو، بلکہ وہ بات بہت کم سمجھتے ہیں۔'' (الفتح:۱۵)

اور ان کے بارے میں فرمایا: ''پیچھے چھوڑے گئے گنواروں سے فرما دیجیے، تم جلدی ایک جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ موڑ لیا جیسا کہ اس سے پہلے منہ پھیر لیا تھا تم کو دردناک عذاب دے گا۔'' (الفتح:۱۶)

جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زندہ تھے جب وہ آپ سے پیچھے رہے تو انہیں ان کلمات سے مخاطب کیا گیا، اور ان میں سے کچھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور تک باقی رہے کہ ان کے اطاعت کرنے کی صورت میں ان کے لیے اجر اور نافرمانی کی صورت میں دردناک عذاب ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہی ہے کہ وہ خلافت کے اہل تھے، اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کے لیے ہمارے دل میں کینہ پیدا نہ کرے۔ جب ان میں سے کسی ایک کی خلافت ثابت ہوئی، تو اس سے چاروں کی خلافت لڑی میں پروئی گئی۔

امام مسلم رحمہ اللہ اپنے علماء بھائیوں کے طرز پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی تعظیم کرتے تھے ان کی برتری کی شہادت دیتے تھے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے صحیح مسلم میں ایک مستقل کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پر مشتمل بیان کی ہے۔ جو حدیث: ۲۳۸۱/۲۵۳۲ سے حدیث کو محیط ہے۔

مکی بن عبدان تمیمی بیان کرتے ہیں، میں نے امام مسلم بن الحجاج سے سنا کہ ابو عبدالرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے۔ (تاریخ دمشق:۴/ ۳۴۹)

امام مسلم رحمہ اللہ کا قرآن کے بارے میں عقیدہ:

تمام سلف کا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، ان کا قول ہے قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے، پڑھنے والے کی پڑھائی اور اس کے تلفظ سے اس کو کیسے پھیرا جا سکتا ہے، وہ سینوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے اس کی تلاوت کی جاتی ہے، مصاحف میں اسے تحریر کیا گیا ہے، وہ غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کے الفاظ سے قرآن مراد لے کر ان کی تخلیق کا قائل ہے وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہے۔

حاشیہ:...... بہت سے بدعتیوں کا نظریہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: لفظی بالقران مخلوق، میری زبان سے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں۔ یہ کہنا کہ قرآن کے الفاظ کا میرا تلفظ کرنا مخلوق ہے، صحیح ہے لیکن یہ کہنا میری زبان سے ادا ہونے والے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں، یہ درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ تو اللہ کا کلام ہے اور ان کا تلفظ کرنا انسان کا فعل ہے، اللہ کا کلام تو مخلوق نہیں ہے لیکن انسان کا فعل مخلوق ہے۔

لیکن تحقیق سے یہ بات کھل گئی ہے کہ اس قول کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف جھوٹی شہادت ہے اور وہ اس قول سے بری الذمہ ہیں، نصر بن محمد بیان کرتے ہیں، میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہتے سنا جس نے یہ کہا میں نے کہا ہے لفظي بالقراٰن مخلوق، میری زبان سے نکلنے والے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ جھوٹا ہے، میں نے یہ نہیں کہا۔ (طبقات الحنابلہ: ۱/ ۲۷۷، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۷) (سیر اعلام النبلاء میں محمد بن نصر مروزی ہے، نصر بن محمد نہیں علوی)

ابوعمرو الخفان بیان کرتے ہیں، میں امام بخاری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کچھ احادیث کے بارے میں گفتگو کی حتیٰ کہ ان کا موڑ خوشگوار ہو آیا۔ (سیر اعلام: ۱۲/ ۴۵۷، یہ طابت نفسہ ہے طابت نفسی نہیں، کہ میرا موڑ خوش گوار ہوگیا۔علوی) تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ یہاں ایک آدمی ہے جو آپ سے یہ نقل کرتا ہے کہ آپ نے یہ بات کہی ہے، تو انہوں نے کہا اے ابوعمرو، جو بات میں تمہیں کہتا ہوں اس کو یاد کر لے، نیشاپور، قوس، ری، ہمدان، حلوان، بغداد، کوفہ، بصرہ مکہ اور مدینہ کے جو انسان یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے کہا ہے لفظی بالقراٰن مخلوق، تو وہ بہت بڑا جھوٹا (کذاب) ہے کیونکہ میں نے یہ نہیں کہا، ہاں میں نے کہا ہے افعال العباد مخلوقة، بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔ (تاریخ بغداد: ۲/ ۳۲، مقدمہ فتح الباری: ۴۹۲، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۷، ۴۵۸) (قرآن کے الفاظ بندوں کا فعل نہیں ہے، ہاں قرآني الفاظ کا تلفظ، قراءت، تلاوت، کتابت، بندوں کا فعل ہے لہٰذا تلفظ، قراءت، تلاوت اور کتابت وتحریر مخلوق ہے قرآن کے الفاظ مخلوق نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہیں۔عبدالعزیز علوی)

صفت کلام، اوصاف کمال میں سے ہے اور عدم تکلم صفت عیب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا جو ایک جسم تھا جو گائے جیسی آواز رکھتا تھا کیا انہوں نے یہ نہ جانا کہ وہ نہ تو ان سے گفتگو کرتا ہے اور نہ ہی ان کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔'' (الاعراف: ۱۴۸)

بچھڑے کے پجاری کا کافر ہونے کے باوجود، معتزلہ سے جنھوں نے اللہ کے کلام کا انکار کیا ہے اللہ کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب نہیں دیا، تیرا رب بھی تو کلام نہیں کرتا، اللہ

تعالیٰ نے بچھڑے کے بارے میں یہ بھی فرمایا: ''کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا مالک ہے۔'' (طٰہٰ: ۸۹)

اس سے پتہ چلا بات کا جواب نہ دینا اور کلام نہ کر سکنا ایک ایسا نقص ہے جس سے بچھڑے کے الٰہ نہ ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے۔

کسی معتزلی نے ابوعمرو بن علاء سے جو سات قاریوں میں سے ایک ہے، کہا، میں چاہتا ہوں آپ کلم الله موسیٰ میں لفظ جلالہ پر نصب (زبر) پڑھیں تا کہ موسیٰ فاعل بنے۔ اور معنی یہ ہو کہ کلام موسیٰ علیہ السلام نے کی نہ کہ اللہ تعالیٰ نے تو ابوعمرو نے کہا: فرض کر لو، میں نے یہ آیت آپ کے کہنے کے مطابق پڑھ دی، تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تاویل کیا کرو گے۔ ﴿وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ (الاعراف: ۱۴۳) ''اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر آئے اور ان کے رب نے ان سے گفتگو کی۔'' تو معتزلی لاجواب (کھسیانا) ہو گیا۔ (شرح العقیدہ الطحاویہ)

کتاب وسنت میں بے شمار دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت اور دوسروں سے گفتگو فرمائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''ان کو ان کے مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔'' (یٰس: ۵۸)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور مجھ سے پوچھا اے جابر! کیا بات ہے میں تجھے شکستہ دل دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ احد کے دن شہید ہو چکا ہے اور پیچھے اہل وعیال اور قرضہ چھوڑ گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ سے کس انداز میں ملاقات کی ہے میں نے کہا، ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی سے پس پردہ کے سوا گفتگو نہیں فرمائی، اور تیرے باپ کو زندہ کر کے اس سے رو در رو گفتگو فرمائی اور پوچھا، اے میرے بندے! مجھ سے تمنا کرو میں پوری کروں گا، عرض کیا: اے میرے رب! تو مجھے زندگی عنایت فرما تا کہ میں تیری خاطر دوبارہ شہادت پاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ لوگ دوبارہ دنیا کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے اور یہ آیت اتاری گئی: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کرو۔'' (آل عمران: ۱۶۹)، (حسن روایت ہے، ترمذی: ۳۰۱۰، ابن ماجہ: ۲۸۰۰)

اس صورت حال میں یہ کیسے صحیح قرار دیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کلام کا ایک ہی معنی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر قلیل معاوضہ لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، نہ ان سے اللہ قیامت کے دن بولے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔'' (آل عمران: ۷۷)

تو اللہ تعالیٰ نے ان سے گفتگو نہ فرما کر ان کو رسوا کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں مختلف ابواب قائم کیے ہیں۔

باب: رب تعالیٰ کا جبریل سے گفتگو فرمانا اور اللہ کا فرشتوں کو آواز دینا۔

باب: قیامت کے دن رب تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام اور دوسرے لوگوں سے کلام کرنا۔

باب: رب تعالیٰ کا اہل جنت سے کلام کرنا۔

اور ان ابواب کے تحت کئی احادیث نقل کی ہیں۔

اہل جنت کے لیے سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ان سے گفتگو فرمانا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے جیسا کہ ان کے استاد امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی عقیدہ تھا اور وہ بندوں کے افعال کے مخلوق ہونے کا کھلم کھلا اظہار کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی کے ساتھ واقعہ پیش آیا اور ان کے درمیان باہمی شکر رنجی (بدمزگی) پیدا ہوئی جیسا کہ جلد ہی آ رہا ہے۔

بدعتیوں اور خواہش پرستوں کے ساتھ رویہ:

امام مسلم رحمہ اللہ بدعتیوں اور خواہش پرستوں کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرتے تھے نہ ان سے نرمی برتتے تھے اور نہ ان کے قریب ہوتے تھے اس لیے ہم دیکھتے ہیں انہوں نے اپنی صحیح کتاب میں بدعتیوں سے بہت کم روایات بیان کی ہیں۔ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام مسلم رحمہ اللہ سے علی بن الجعد کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: ثقہ ہے لیکن وہ جہمی ہے، میں نے ان سے محمد بن یزید کے بارے میں پوچھا، تو کہا اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، میں نے ان سے محمد بن عبدالوہاب اور عبدالرحمٰن بن بشر کے بارے میں دریافت کیا؟ تو انہوں نے ان کی توثیق کی، میں نے ان سے قطن بن ابراہیم کے بارے میں سوال کیا، تو کہا، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔ ابراہیم بن ابی طالب کہتے ہیں میں نے امام مسلم رحمہ اللہ سے کہا، آپ نے ''صحیح'' میں احمد بن عبدالرحمٰن الوہبی سے بکثرت روایات کی ہیں اور اس کی حالت واضح ہو چکی ہے تو انہوں نے جواب دیا، ان پر میرے مصر سے نکلنے کے بعد اعتراض شروع ہوا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸) امام مسلم رحمہ اللہ کے مصر سے نکلنے کے بعد وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

طلب علم میں ان کے اسفار:

طالب علم کی اہم ترین علامت اس کا علم کی طلب وحصول کے لیے سفر اختیار کرنا ہے جیسا کہ مقولہ ہے: من لم يكن رَحلة فلن يكون رحلة ، جو بہت سفر نہیں کرتا، اس کی طرف بھی کوئی سفر نہیں کرتا۔ (حلية طالب العلم للشيخ ابوبكر زيد)

اللہ تعالیٰ نے علم کی طلب، اس کے لیے سفر، اس کے حصول اور اس کے لیے کوشش اور اس کی تکمیل پر داد

دی ہے، فرمایا: ''یہ نہیں ہوسکتا کہ سب مسلمان (تحصیل علم کے لیے) نکل کھڑے ہوں، تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر گروہ سے چند لوگ نکل کھڑے ہوتے، تاکہ وہ دین کی سوجھ بوجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئیں تو ان کو ڈرائیں، تاکہ وہ (برے کاموں، نافرمانی) سے بچ جائیں۔'' (التوبہ:۱۲۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایسے راستہ پر چلا جس کے ذریعہ وہ علم تلاش کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم:۲۶۹۹)

علم کے حصول کے لیے محدثین کے طریقہ اور ڈگر میں طلب حدیث کے لیے سفر لازمی چیز تھی، ابن الصلاح کا قول ہے: جب وہ اپنے علاقہ کی بلند سند والی اور اہم احادیث سن لے تو وہ دوسروں کی طرف سفر کرے۔ (علوم الحدیث:۲۲۲)

یحییٰ بن معین کا قول ہے چار قسم کے افراد میں آپ عقل وشعور محسوس نہیں کریں گے۔ گلی کا پہرے دار، قاضی کا منادی (اعلان کرنے والا) محدث کا بیٹا اور وہ آدمی جو اپنے شہر کی احادیث لکھتا ہے اور حدیث کی طلب کے لیے سفر پر نہیں نکلتا۔ (الجامع لاخلاق الراوی:۲/ ۲۲۵)

احادیث کی سند پر غور کرنے والے پر سفر کا اثر بالکل کھل جائے گا، جب ہم ان میں سے کسی سند کو لیتے ہیں اور اس کے راویوں کے حالات پڑھتے ہیں، ہم عموماً دیکھتے ہیں کہ وہ کئی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ بعض جگہ ہر راوی کا علاقہ الگ ہوتا ہے، طلب حدیث کے لیے سفر نے ان مختلف لوگوں کو اکٹھا کر دیا اور ان کے بعد (مسافت کی دوری) کو قریب کر دیا، حتیٰ کہ ایک صدی کے لوگ لگاتار ایک حدیث کی سند میں آ گئے۔

محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک سفر کے مقاصد:

اہل الحدیث کے نزدیک سفر کی بہت سی اغراض اور مقاصد ہیں، ہم ان میں سے اہم ترین کی مندرجہ ذیل میں وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ تحصیل الحدیث (حصول حدیث) سفر کے اسباب میں سے پہلا سبب ہے، خصوصاً اسلام کے ابتدائی دور میں یہی ہے، اسی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور بعد کے ادوار میں سفر اختیار کیا گیا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف علاقوں میں بکھر گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس وہ علم تھا جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے اخذ کیا تھا، اور ان میں ایک معقول تعداد ان کی تھی جن کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں، ان کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ تھا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خلفاء مختلف علاقوں کی طرف داعی اور معلم کی حیثیت سے بھیجتے تھے، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجا اور سیدنا ابو الدرداء کو شام پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم ان کے تابعین تلامذہ میں بٹ گیا، اس لیے علماء کو ضرورت پیش آئی کہ وہ سنت نبوی کے علم کی تکمیل کے لیے حاملین حدیث کے سینوں سے

اس کو حاصل کریں مسلمانوں نے اس سلسلہ میں بلند مثالیں چھوڑی ہیں اور اس سلسلہ میں اس حد تک پہنچے ہیں جہاں تک پہنچنا بہت نایاب ہے حتیٰ کہ انہوں نے ایک حدیث کی خاطر (مہینوں کا) سفر کیا۔

۲۔ حدیث کے سلسلہ میں وثوق حاصل کرنا: حدیث کے بارے میں وثوق حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ ایک محدث بہت سی احادیث بیان کرتا ہے، وہ دوران سفر ان میں سے بعض احادیث ایسی اسانید سے سن لیتا ہے جو کسی جگہ اس کی سند سے جاملتی ہیں اور ان احادیث کے الفاظ یا معانی یکساں ہوتے ہیں یا اور احادیث سن لیتا ہے جو اس کی بیان کردہ احادیث کے ہم معنی ہوتی ہیں، اس سے محدث کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں پہلے ضعف (کمزوری) ہو اس سے وہ قابل حجت ٹھہرتی ہے اور اگر پہلے ہی صحیح ہو تو اس کی صحت میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ روایات اور اسانید کے تتبع (تلاش و جستجو) سے بعض دفعہ وہ خلل نمایاں ہو جاتا ہے، جس سے وہ حدیث ضعیف ٹھہرتی ہے جسے وہ پہلے صحیح خیال کرتا تھا، اسی مقصد کی خاطر سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مصر کا سفر اختیار کیا تا کہ اس حدیث کے سلسلہ میں انہیں وثوق حاصل ہو جائے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور اب اس کے سننے والوں میں سے ان کے اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی زندہ نہیں رہا تھا۔

۳۔ عالی سند کی خاطر سفر: علوسند کا معنی ہے کہ حدیث کی سند کے متصل ہونے کے ساتھ واسطوں کی تعداد کم ہونا۔ علوسند کی صورت یہ ہے ایک محدث ایک راوی سے حدیث سنتا ہے جب کہ اس راوی کا استاد موجود ہوتا ہے تو وہ اس کے استاد کے پاس جا کر اس سے براہ راست وہ حدیث سن لیتا ہے، اس طرح روایت نقل کرنے والی سند کے واسطے کم ہو جاتے ہیں۔ علوسند کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے سند میں خلل کا شبہ کم ہو جاتا ہے، کیونکہ سند کے ہر راوی کے بارے میں یہ خیال ہوسکتا ہے اس سے نقل سند میں کوئی کوتاہی سرزد نہ ہوگئی ہو، تو جب واسطے کم ہوں گے تو کوتاہی کے اشکالات بھی کم ہو جائیں گے اور علوسند حدیث کی قوت کا سبب ہوگا، اسی بنا پر محدثین نے علوسند پر بہت توجہ کی، اس میں تصنیفات لکھیں اور اس کی تحصیل کے لیے بہت تکلیفیں برداشت کیں، حتیٰ کہ علوسند کی خاطر دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا، ان میں سے کوئی اگر اپنے ہم عصر محدث کی روایت بالواسطہ سنتا تو اس سے براہ راست سننے کی خاطر اس کی طرف سفر کرتا۔

حافظ ابوالفضل مقدسی کا قول ہے: اہل نقل کا علوسند کی طلب اور تعریف پر اتفاق ہے کیونکہ اگر وہ سند نازل پر اکتفا کر لیتے تو ان میں سے کسی کو سفر کی ضرورت پیش نہ آتی۔ (وہ سفر نہ کرتا)۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے: سند عالی کی جستجو سلف کا طریقہ ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے ان کی بیماری کے دوران پوچھا گیا، آپ کی خواہش کیا ہے؟ کہا: خالی گھر اور عالی سند۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا طلب علم کی خاطر سفر کیا جائے؟ تو جواب دیا: ضرور اللہ کی قسم بہت ضروری ہے، سیدنا علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچتی تو وہ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے تھے جب تک سفر کر کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے براہ راست سن نہ لیتے۔

ابوالعالیہ کا قول ہے: ہم بصرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی روایت سنتے تو ہم اس وقت مطمئن نہ ہوتے جب تک مدینہ کا سفر کر کے ان کے مونہوں سے نہ سن لیتے۔

امام خطیب کی کتاب ''الرحلۃ'' میں اس سلسلہ میں بے شمار اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

۴۔ راویوں کے حالات کی کھوج کرید: راوی کا حدیث اسی طرح بیان کرنا جس طرح اس نے سنی ہے، یہ معرفت وہ مقصد ہے جس پر اس علم کی بنیاد ہے، اس کی خاطر تمام کوششیں صرف کی گئی ہیں، اور جان پرکھ کے قواعد وضع کیے گئے ہیں، اس لیے راویوں کے حالات اور واقعات کا استیعاب ضروری تھا کہ قابل قبول کو قابل رد سے ممتاز کیا جا سکے۔ ہم اپنی کتاب ''منہج النقد'' لکھ چکے ہیں، اگر فن حدیث کے ناقدین ائمہ نے، راویوں کی عدالت اور ان کے حفظ کی جانچ پڑتال میں کوشش صرف نہ کی ہوتی اور انہوں نے بیداری سے کام لیتے ہوئے اس کی خاطر سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کی ہوتیں اور پھر لوگوں کو جھوٹوں، ضعیفوں سے اور اختلاط کے شکاروں سے ہوشیار نہ کیا ہوتا تو اسلام کا معاملہ مشتبہ ٹھہرتا بے دین لوگ غالب آ جاتے اور جھوٹے نکل کھڑے ہوتے۔

راویوں کے سلسلہ میں بحث کی اہمیت کے لیے وہ بہت سے علوم ہی بطور دلیل کافی ہیں جن میں راویوں کے ہر پہلو کی تفتیش کی گئی ہے، جو بنیادی طور پر تیس علوم تک پہنچتے ہیں۔

احمد بن منصور الرمادی بیان کرتے ہیں، میں امام احمد اور یحییٰ کے ساتھ بطور خادم امام عبدالرزاق کی خدمت میں حاضر ہوا، تو جب ہم واپس کوفہ پہنچ گئے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہنے لگے، میں ابونعیم کا امتحان لینا چاہتا ہوں، تو امام احمد نے کہا، اس کی ضرورت نہیں ثقہ آدمی ہے، امام یحییٰ نے کہا: میں ضرور یہ کام کروں گا، سو ایک کاغذ لے کر اس پر تیس احادیث تحریر کیں اور ہر دسویں حدیث کے بعد ایک ایسی حدیث لکھ دی، جو ابونعیم کی روایت کردہ نہ تھی، پھر وہ تینوں ابونعیم کے پاس آ گئے، وہ (گھر سے) باہر نکل کر مٹی کے ایک چبوترہ پر بیٹھ گئے۔ امام احمد کو پکڑ کر اپنے دائیں اور یحییٰ کو اپنے بائیں بٹھا لیا۔ اور میں چبوترہ کے نیچے بیٹھ گیا، امام یحییٰ نے (کاغذ والا) کور نکالا۔ اس کو دس احادیث سنائیں، جب گیارہویں حدیث پڑھی، ابونعیم نے کہا یہ میری حدیث نہیں ہے۔ اس کو قلم زد کر دو، پھر اس نے دوسری دس احادیث پڑھیں اور ابونعیم خاموش رہے، پھر دوسری اضافہ کردہ حدیث

پڑھی، تو ابونعیم نے کہا یہ میری حدیث نہیں، اس پر لکیر کھینچ دو، پھر تیسری دس احادیث پڑھیں، پھر تیسری زائد حدیث پڑھی، تو ابونعیم کا رنگ تبدیل ہوگیا اور آنکھیں پلٹ گئیں، پھر یحییٰ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ احمد کا باز و اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس قسم کی حرکت کرنے سے زیادہ پرہیز گار ہے اور یہ یعنی الرمادی وہ یہ حرکت کرنے سے قاصر ہے، لیکن یہ کام تیرا ہے تو نے ہی کیا ہے اور اپنا پاؤں نکال کر یحییٰ کو لات رسید کر کے چبوترہ سے گرا دیا، اور اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے، تو امام احمد بن حنبل نے یحییٰ سے کہا، کیا میں نے تجھے روکا نہیں تھا اور یہ نہیں کہا تھا، وہ ثقہ ہے، یحییٰ نے جواب دیا اللہ کی قسم! اس کا لات رسید کرنا مجھے میرے سفر سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۱۴۸، ۱۴۹)

۵۔ احادیث پر نقد اور ان کی پوشیدہ کمزوری جاننے کے لیے علماء کا مذاکرہ کرنا، یہ ایک بلند مقام فن ہے جو دقت نظر، اسانید اور روایات کے استقصاء کا محتاج ہے، علماء کا قول ہے، اس میں تعمق اور علمی ملکہ کا حصول اس فن کے ماہر نقاد کی ہم نشینی اور مذاکرہ کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ امام خطیب بغدادی اپنی کتاب ''الکفایۃ'' میں لکھتے ہیں: ''اگر متصل اور مرسل کا حکم یکساں ہوتا تو احادیث لکھنے والے سفر نہ کرتے اور دور دراز کے علاقوں کے سفر کی مشقتیں برداشت نہ کرتے تاکہ تمام علاقوں کے علماء سے ملاقات کی جائے اور ان سے سماع کیا جائے۔ (الکفایۃ: ۴۰۲)

سفیان بن عیینہ مکہ میں تھے اور علی بن المدینی رحمہ اللہ مذاکرہ کے لیے سفر کر کے عراق سے ان کے ہاں آئے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں، لوگ مجھے علی بن المدینی رحمہ اللہ سے محبت کرنے پر ملامت کرتے ہیں، اللہ کی قسم جس قدر میں اس سے سیکھتا ہوں وہ اس سے زیادہ ہے جو وہ مجھ سے سیکھتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۴۲۸)

یحییٰ القطان کا قول ہے: میں علی سے اس سے زائد سیکھتا ہوں جو وہ مجھ سے سیکھتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۱/ ۴۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ رات کو سو سے زائد نفل پڑھتے تو جب یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ملاقات کے لیے ان کے ہاں آئے بہت کم نوافل پر اکتفا کر لیتے اور مذاکرہ کے لیے یحییٰ کے ساتھ بیٹھ جاتے، اس سلسلہ میں ان کے بیٹے نے ان سے عرض کی: تو جواب دیا، اے پیارے بیٹے! جو نفل رہ گئے ہیں ان کو حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اس نوجوان سے جو علم حاصل نہ ہوسکا وہ حاصل نہیں کیا جا سکے گا۔ سفر کے بہترین نتائج میں سے وہ افادات ہیں جو امام ترمذی نے علل حدیث کے سلسلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کیے ہیں، ان کی کتاب ''العلل الکبیر'' اس کا صادق شاہد ہے کیونکہ امام ترمذی نے کتاب کی اکثر احادیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے بکثرت اقوال نقل کیے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جامع کے آخر میں ان مباحث میں امام بخاری رحمہ اللہ سے استفادہ کی تصریح کی ہے، فرماتے ہیں اس جامع میں، احادیث کی علل، رجال اور تاریخ کے بارے میں جو کچھ ہے وہ میں نے تاریخ کی کتابوں سے نکالا ہے، اور اس کا اکثر حصہ میں نے امام محمد بن اسماعیل سے علمی مباحثہ سے حاصل کیا ہے۔

حدیث کے متلاشیوں نے اس میدان میں بلند ترین حصہ حاصل کیا ہے، تاریخ میں کسی ایسے انسان کی مثال نہیں ملتی جس نے ان کی طرح سفر کیا ہو، اس میدان میں امام مسلم رحمہ اللہ کو وافر حصہ ملا ہے، ان کے سماع کا آغاز ۲۱۸ھ میں یحییٰ بن یحییٰ التمیمی سے ہوا، انہوں ۲۲۰ھ میں حج کیا جبکہ وہ ابھی امرد (بے ریش) تھے، مکہ مکرمہ میں امام قعنبی سے سنا جو ان کے سب سے بڑے استاد ہیں، کوفہ میں احمد بن یونس اور ایک جماعت سے سنا پھر جلد اپنے وطن لوٹ آئے، پھر چند سال کے بعد ۲۳۰ھ سے پہلے سفر پر نکلے اور علی بن الجعد سے بہت کچھ سیکھا، لیکن اپنی صحیح میں سے اس سے کوئی روایت بیان نہیں کی، عراق، حرمین (مکہ ومدینہ) اور مصر میں (مختلف علماء سے) سنا۔

مختلف علاقوں میں سماع کی تفصیل:

۱۔ دمشق:...... دمشق میں محمد بن خالد سکسکی سے سماع کیا اور اس سے ولید بن مسلم کی احادیث لکھیں۔
(تاریخ دمشق: ۵/ ۸۸)

ابونصر بن محمد یوناری بیان کرتے ہیں مجھے صالح بن ابی صالح نے درخت کی چھال کا ایک ورقہ دیا جو مسلم بن حجاج کا تحریر کردہ تھا، اس میں دمشق میں ولید بن مسلم کی احادیث لکھی تھیں۔

بعض علماء نے ان کی دمشق میں آمد کا انکار کیا ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں، حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں امام مسلم کا اس بنیاد پر تذکرہ کیا ہے کہ اس نے صرف محمد بن خالد سکسکی سے سماع کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی اس سے ملاقات موسم حج میں ہوئی ہے، یہ ممکن نہیں ہے وہ دمشق جائیں اور صرف ایک استاد سے سماع کریں۔ واللہ اعلم (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۲)

۲۔ بغداد:...... بغداد بے شمار دفعہ آئے اور وہاں احادیث بیان کیں اور وہاں کے باشندوں، یحییٰ بن صاعد، محمد بن مخلد نے ان سے روایات بیان کیں، اور بقول ابن خیرون ان کی بغداد میں آخری دفعہ آمد ۲۵۹ھ میں تھی۔
(تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۸)

۳۔ خراسان:...... خراسان میں قتیبہ بن سعید، یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ اور بشر بن الحکم سے سنا۔
(تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۵)

ثقہ اور حافظ ابوالفضل احمد بن سلمہ نیشاپوری، قتیبہ بن سعید کی طرف سفر اور بصرہ کے دوسری دفعہ سفر میں ان کے رفیق تھے اور شیوخ سے اپنی منتخب احادیث لکھیں اور امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم اس کی خاطر لکھی۔
(تاریخ بغداد: ۴/ ۱۸۶)

۴۔ الری:...... رے میں محمد بن مہران الجمال، ابراہیم بن موسیٰ الفراء، اور ابوغسان محمد بن عمرو زنیجا سے سماع کیا۔
(تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۵)

۵۔ العراق:...... عراق میں احمد بن حنبل، القواری، خلف بن ہشام، عبداللہ بن عون الخزار، سریج بن یونس، سعید بن محمد الحرمی، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، ابو ربیع زہرانی، عمرو بن حفص بن غیاث، ابوغسان مالک بن اسماعیل اور احمد بن عبداللہ بن یونس سے سنا۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۵)

۶۔ الحجاز:...... حجاز میں ابن ابی اویس، ابو مصعب ظہرانی، سعید بن منصور، ابوعمر محمد بن یحییٰ اور عبدالجبار بن العلاء سے سنا۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۵)

۷۔ مصر:...... مصر میں محمد بن اصبح، عیسیٰ بن حماد، عمرو بن سواد، حرملہ بن یحییٰ، ہارون بن سعید ایلی اور محمد بن سلمہ مرادی وغیرہم سے سنا۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۵)

طلب علم کا حوصلہ:

حوصلہ ایک قلبی عمل ہے، اور دل پر صرف صاحب دل ہی کا قبضہ ہوتا ہے جس طرح پرندہ اپنے پروں سے اڑتا ہے، اسی طرح انسان اپنے حوصلہ سے اٹھتا ہے اور وہ اسے بلند آفاق تک پرواز کراتا ہے، ان بیڑیوں سے آزاد ہو کر جو جسموں کو جکڑتی ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے صاحب حوصلہ اگر گرتا ہے تو اس کا نفس اسے بلندی کی طرف لے جاتا ہے جس طرح آگ کا شعلہ اس کو اگر انسان نیچا کرتا ہے تو وہ بلندی کی طرف اٹھتا ہے۔ (عیون الاخیار: ۳/ ۲۳۱)

حوصلہ سے چوٹی سر کرنا:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''سال ایک درخت ہے، مہینے جس کی شاخیں، دن جس کی ٹہنیاں اور اوقات جس کے پتے اور انفاس (سانس) جس کا پھل ہیں، تو جس کے سانس اطاعت میں گزرے، اس کے درخت کا پھل عمدہ (پاکیزہ) ہے اور جس کے سانس بدی میں گزرے اس کا پھل کڑوا ہے اور پھر پھل قیامت کو توڑے جائیں گے، جب توڑے جائیں گے تو پھر میٹھا اور کڑوا پھل الگ الگ ہو جائیں گے، اخلاص اور توحید دل میں لگا ایک درخت ہے، جس کی شاخیں اعمال ہیں اور اس کا پھل دنیوی زندگی کی پاکیزگی ہے اور خوش گواری ہے اور آخرت میں دائمی نعمتیں ہیں، جس طرح آخرت کے پھل نہ ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے، توحید اور اخلاص کے پھل کی یہی صورت دنیا میں ہے شرک، جھوٹ اور ریاء دل میں لگا ایک پودا ہے، جس کا پھل دنیا میں شقاوت، خوف، فکر، گھٹن، سینہ کی تنگی اور دل کی تاریکی ہے اور اس کا آخرت میں پھل تھوڑا اور دائمی دکھ ہے، جب انسان بالغ ہو جاتا ہے تو اس کے سپرد اس کا وہ عہد (معاہدہ) کیا جاتا ہے جس کی اسے اس کے خالق اور مالک نے اسے تاکید کی ہے، جب وہ اپنا عہد، قوت، قبولیت اور اس میں جو کچھ ہے اس کی تنفیذ کے عزم کے ساتھ لے لیتا ہے تو اس کے اندر ان مراتب اور مناصب کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، جن کی اہلیت ان لوگوں

میں پیدا ہوتی ہے جو اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں، تو جب اس کا نفس عہد قبول کرتے وقت خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کا قصد کرتا ہے اور کہتا ہے، میں اپنے رب کے عہد کا اہل ہوں تو مجھ سے بڑھ کر کون اس کے قبول کرنے اور اس کو سمجھنے اور اس کی تنفیذ کا حق دار ہے اس لیے وہ پہلے اپنے عہد کے سمجھنے، اس پر غور کرنے اور اپنے آقا کی ہدایات کو جاننے کا خواہش مند ہوتا ہے، پھر وہ اپنے آپ کو، اس عہد میں جو کچھ ہے اس کے امتثال (اس کی فرمانبرداری) اس پر عمل اور اپنے عہد کے بشمولات کی تنفیذ کا عادی بناتا ہے اور اپنے دل سے عہد کی اور اس کے مشمولات کی حقیقت کی بصیرت حاصل کر لیتا ہے، پھر نئی ہمت اور اس عزیمت کے سوا عزیمت پیدا کرتا ہے جو بچپن میں عہد کے پہنچنے سے پہلے تھی، پھر وہ بچپن کی سادہ لوحی (فقدان) کی تاریکی میں عادت اور طبیعت کی اطاعت سے ہوش میں آتا ہے اور بلند ہمتی پر جم جاتا ہے، اور ظلمت کے پردہ کو چاک کر کے، یقین کی روشنی تک پہنچتا ہے، پھر اپنے صبر کے بقدر اور درست اجتہاد (محنت وکوشش) سے اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ فضل کو پا لیتا ہے، اس کی سعادت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اس کا کان یاد رکھے اور اس کا دل کان کی یادداشت کو سمجھے جب وہ سن اور سمجھ لے اور اس پر راستہ واضح ہو جائے اور اس پر صحیح نشانات کو دیکھ لے اور لوگوں کی اکثریت کو دیکھے وہ صحیح راہ سے دائیں بائیں پھر رہے ہیں تو وہ سیدھی راہ کی پابندی کرے اور ان انحراف کرنے والوں کے ساتھ منحرف نہ ہو جن کے انحراف کا سبب عہد قبول نہ کرنا ہے یا اسے کراہت کے ساتھ قبول کرنا ہے اور اسے قوت وعزیمت کے ساتھ نہ لینا ہے انہوں نے اپنے نفوس میں اس کے سمجھنے، اس پر غور کرنے، اس کے مشمولات پر عمل پیرا ہونے اور اس کی نصیحتوں کی تنفیذ کی تحریک پیدا نہیں کی بلکہ ان پر ان کا عہد اس طرح پیش کیا گیا کہ ان میں بچپن کی درندگی، اور عادت کی پیروی اور ماں باپ کے طرز عمل کی اقتدا موجود تھی، انہوں نے عہد کو اس انسان کی طرح لیا ہے جو اپنے آباء واجداد، گزشتہ لوگوں اور ان کی عادات پر اکتفا کرتا ہے، اس انسان کو کافی خیال نہیں کرتا جو پوری دل جمعی اور ہمت سے عہد کو سمجھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے، گویا کہ وہ یہ سمجھتا ہے یہ عہد صرف اس اکیلے کے پاس آیا ہے اور اسے کہا گیا ہے، اس میں جو کچھ ہے اس پر غور کر پھر اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کر، تو جب وہ اپنے عہد کو اس انداز سے نہیں لیتا۔ تو وہ اپنے رشتہ داروں کی چال اور اپنے اہل، ساتھیوں، پڑوسیوں اور علاقہ کے لوگوں کی دائمی عادت ہے اس کی طرف جھکتا ہے، اگر اس کی ہمت بلند ہوتی ہے تو وہ اپنے سلف اور متقدمین کی طرف مائل ہوتا ہے اور اپنے عہد اور اس کے فہم کی طرف التفات نہیں کرتا، اپنے لیے عادت کے رویہ کو رویہ بنا لیتا ہے، تو جب شیطان اس کا اندازہ لگا لیتا ہے اور اس کی اس ہمت اور عزیمت کے منتہیٰ کو دیکھ لیتا ہے، اس میں آباء اور سلف کی عصبیت اور حمیت اجاگر کرتا ہے اور اس کے لیے اس بات کو آراستہ کرتا

ہے کہ حق یہی ہے، اس کے سوا جو کچھ ہے باطل ہے اور اس کے لیے ہدایت کو گمراہی کی تصویر میں پیش کرتا ہے اور گمراہی کو ہدایت کی شکل دیتا ہے، اس عصبیت اور حمیت کی بنیاد پر جو علم پر مبنی نہیں ہے، اس کی رضا یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے قبیلہ اور قوم کے ساتھ رہے، اسے وہی حاصل ہو جو انہیں حاصل ہوا اور اس پر وہی پڑے جو ان پر پڑے، تو راہ ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے ادھر جانے دیتا ہے جس کا وہ رخ کرتا ہے اگر اس کے پاس مکمل ہدایت اپنی قوم اور خاندان کے مخالف آئے تو وہ اسے ضلالت خیال کرتا ہے اور اگر اس کا حوصلہ اس سے بلند ہو اور اس کا نفس اوپر اٹھے اور اس کا مرتبہ اس سے بلند ہو تو وہ اپنے عہد کو یاد رکھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ صاحب عہد کی حیثیت دوسروں کی طرح نہیں ہوتی، تو اس کا نفس، صرف عہد کی معرفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے، اس کی ذات، اس کی صفات اس کے افعال اور اس کے احکام کی شناخت کر لیتا ہے اور اس عہد ہی سے وہ اس ذات کو جان لیتا ہے جو خود قائم ہے اور دوسروں کو قائم رکھے ہوئے ہے وہ ہر ماسوا سے بے نیاز ہے اور اس کے سوا ہر چیز اس کی محتاج ہے، وہ اپنی تمام مخلوقات سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے، پسند کرتا ہے، ناراض ہوتا ہے، محبت کرتا ہے اور غصے ہوتا ہے اور اپنے عرش کے اوپر رہتے ہوئے اپنی مملکت کا انتظام کرتا ہے۔ گفتگو فرماتا ہے، حکم دیتا ہے، روکتا ہے، اپنی مملکت کے اطراف میں اپنی اس کلام سے جسے وہ اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔ اپنے رسول بھیجتا ہے، وہ عدل کو قائم کیے ہوئے ہے، نیکی اور بدی کا بدلہ دیتا ہے، بردبار، بہت بخشنے والا، قدر دان، بہت سخی، اور خوب کار ہر صفت کمال سے متصف ہے، ہر عیب اور نقص سے پاک ہے، اور اس کا کوئی مثیل نہیں ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی اپنی مملکت میں تدبیر کی حکمت اور اس بات کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ تقادیر کس طرح طے کرتا ہے جو اس کے عدل اور حکمت کے منافی نہیں ہے اور اس کے نزدیک عقل، شریعت اور فطرت میں تعاون پایا جاتا ہے، اور ان میں ہر ایک اپنے دونوں ساتھیوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہ اللہ کی طرف سے اس کے ان ناموں کی حقیقت کو جن سے اس نے اپنے آپ کو اپنی نازل کردہ کتاب میں متصف فرمایا ہے۔ سمجھ لیتا ہے وہی نام لیتا ہے، ان کو ثابت اور بیان کرتا ہے اور انہی سے اپنے بندوں کے ہاں اپنی شناخت کرواتا ہے، حتیٰ کہ انسانی عقول ان کا اقرار کر لیتی ہیں اور انسانی فطرت ان کی گواہی دیتی ہے، تو جب انسان اپنے دل سے پہچان لیتا ہے اور صاحب عہد کی صفات کا یقین کر لیتا ہے اور ان صفات کے انوار اس کے دل پر روشن ہو جاتے ہیں گویا کہ وہ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے تب وہ دیکھتا ہے کہ ان صفات کا تخلیق و حکم سے تعلق ہے اور ان سے ربط ہے اور ان کے اثرات روحانی عالم اور محسوس عالم میں سرایت کیے ہوئے ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ مخلوقات میں ان کا تصرف ہے کس طرح اس میں عموم

وخصوص سے قرب و بعد ہے اور عنایت کرنا اور محروم کرنا ہے، پھر وہ اپنے دل سے اللہ سبحانہ کے عدل وانصاف اور اس کے فضل ورحمت کا مشاہدہ کر لیتا ہے اور اس میں اس بات پر ایمان مجتمع ہو جاتا ہے کہ اس کی حجت ثابت ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے فیصلے نافذ ہیں، اس کی قدرت اس کے کمال عدل وحکمت کے ساتھ کاملہ ہے اور وہ اپنی تمام مخلوقات پر انتہائی بلند ہے اور اس کے ساتھ اس کا احاطہ، معیت، عظمت، جلالت، کبریائی، اس کی رحمت واحسان، لطف وجود اور عفو وتحمل کے ساتھ پکڑ اور انتقام کو تسلیم کرتا ہے اور وہ دیکھتا ہے ان تقدیروں کے ساتھ جو سب پر غالب ہیں اور مخلوق ان سے نکل نہیں سکتی ہے، حجت ثابت ہے اور وہ دیکھتا ہے صفات کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ اور موافق ہیں اور ایک دوسرے کے بارے میں گواہ ہیں اور کس طرح حکمت جو آخر میں اور انتہا ہے ان تقادیر پر جو آغاز اور ابتداء ہیں سایہ فگن ہے، شاخیں اپنی جڑوں اور مبادی اپنے مقاصد کی طرف لوٹتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ حکمت کے مبادی کا اور قضایا کی حکمت، عدل، مصلحت، رحمت اور احسان کے موافق بنیاد رکھنے کا مشاہدہ کر لیتا ہے، کوئی فیصلہ کائنات کے اختتام اور لوگوں کے درمیان فیصلے کے دن، احکام کے فیصلہ تک اس سے باہر نہیں جس دن اس کا عدل، حکمت، اس کے رسولوں کی صداقت اور انہوں نے اس کے بارے میں جو خبریں دی ہیں، تمام مخلوق، انسان ہوں یا جن، مومن ہوں یا کافر کے سامنے ظاہر ہو جائیں گی جب لوگوں کے سامنے اس کی وہ صفات جلال اور نعوت کمال کھل جائیں گی جن کو وہ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ دنیا میں تمام مخلوق سے بڑھ کر اس کو جاننے والا (آخری رسول) اس دن اس کی ان صفات کمال اور صفات جلال سے تعریف کرے گا جن کو وہ دنیا میں اچھی طرح نہیں جانتا تھا جس طرح مخلوق کے سامنے یہ چیزیں واضح ہو جائیں گی۔ اس طرح وہ اسباب ظاہر ہو جائیں گے جن کے سبب کج ہونے والے کج ہوئے، گمراہ ہونے والے گمراہ ہوئے اور الگ ہونے والے الگ ہوئے، اس دن دنیا اور آخرت کے علم کا فرق اسماء اور صفات کے حقائق کی روشنی میں نمایاں ہو جائے گا، جس طرح جنت اور دوزخ کے علم اور مشاہدہ میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس وقت انسان سمجھ جائے گا کس طرح اللہ کے اسماء اور صفات نے نبوت اور شرائع کے پائے جانے کا اور اس کا تقاضا کیا کہ انسانوں کو شتر بے مہار نہ چھوڑا جائے اور کس طرح اوامر ونواہی کا تقاضا کیا اور کس طرح ثواب وعقاب اور معاد (آخرت) کا تقاضا کیا اور یہ ہمارے امور اس کے اسماء اور صفات کا تقاضا ہیں، اس سلسلہ میں اس کے دشمن کافر جو گمان کرتے ہیں وہ اس سے پاک ہے، انسان دیکھ لے گا، اس کی قدرت اور احاطہ تمام کائنات کو شامل ہے، حتیٰ کہ اس سلسلے ذرہ برابر کوئی چیز باہر نہیں اور وہ دیکھ لے گا اگر اس کے ساتھ اور الٰہ (معبود) ہوتا تو یہ جہاں برباد ہو جاتا۔ آسمان زمین اور ان کی مخلوقات تباہ ہو جاتیں، اور اللہ سبحانہ پر اگر نیند یا

موت طاری ہوسکتی تو یہ سارا جہاں ویران ہو جاتا اور آنکھ جھپکنے کے بقدر قائم نہ رہتا، اور وہ دیکھ لے گا یہ اسلام اور ایمان جن کے تمام لوگ پابند ہیں وہ صفات مقدسہ، پاکیزہ صفات سے کس طرح ابھرتے ہیں اور وہ کس طرح فوری اور تاخیر سے ثواب وعقاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی دیکھ لے گا کہ اس کا اس عہد بندگی، کا قبول کرنا صحیح نہیں ہے جو صفات کا منکر ہے اور اس کے مخلوقات پر بلند ہونے کا منکر ہے، اور اس کے اپنی کتابوں اور عہد کی صورت میں بولنے کا منکر ہے، جس طرح یہ عہد وہ انسان قبول نہیں کر سکتا، جو اس کی سماعت، بصارت، زندگی اور ارادہ اور قوت کی حقیقت کا منکر ہے اور وہ دیکھ لے گا یہی لوگ ہیں جنھوں نے اس کے عہد کو رد کیا، اس کے قبول کرنے سے انکار کیا، اور ان میں سے جس نے اسے قبول کیا، مکمل طور پر قبول نہیں کیا، توفیق اللہ کی طرف ہے۔ (مدارج السالکین: ۱۶۶، مجھے یہ عبارت مدارج السالکین میں نہیں مل سکی، اس لیے مقابلہ نہیں ہو سکا)

(بلند ہمتی) حیات کاملہ کا نتیجہ ہے:

امام صاحب مزید لکھتے ہیں:

ارادہ اور جستجو میں کمزوری، دل کی زندگی کی کمزوری کے باعث ہے، دل کی زندگی جس قدر کامل ہوگی، اس کی ہمت اور طلب اسی قدر بلند ہوگی اور محبت قوی ہوگی کیونکہ ارادہ اور محبت (مگن) محبوب مقصود کے شعور اور دل کے ان آفات سے محفوظ ہونے کے تابع ہے جو مقصد اور اس کے طلب اور ارادہ کے درمیان حائل ہوتی ہیں اس لیے طلب کی کمزوری اور ہمت کی سستی یا تو شعور واحساس کے ناقص ہونے یا زندگی کو کمزور کرنے والی آفت کے باعث ہے، اس لیے شعور کا قوی ہونا اور قوت ارادہ، زندگی کے قوی ہونے کی دلیل ہیں اور ان دونوں کی کمزوری، زندگی کی کمزوری کی دلیل ہے، اور جس طرح بلند ہمتی، ارادہ اور طلب کی صداقت، زندگی کے کمال کے باعث ہے، اس طرح یہ چیزیں کامل تر اور پاکیزہ تر زندگی کے حصول کا باعث ہیں کیونکہ پاکیزہ زندگی بلند ہمت سچی محبت اور خالص ارادہ سے ہی پائی جا سکتی ہے، انہیں کے بقدر زندگی پاکیزہ ہوگی۔

حسین ترین (نکمی) زندگی اس کی ہے جس کی ہمت انتہائی نکمی ہے اور اس کی محبت اور طلب کمزور ترین ہے، اس کی زندگی سے تو حیوانوں کی زندگی بہتر ہے، کسی کا شعر ہے:

نهارك يا مغرور سهو وغفلة
وليلك نوم والردى لك لازم

''اے فریب خوردہ! تیرا دن بھول وغفلت کا نام ہے اور تیری رات نیند ہے اور ہلاکت تیرے لیے لازم ہے۔''

تــكــدح فيــمـــا ســوف تــنــكـــر غبـــه
كـــذالك فـــي الـــدنيـــا تـــعيـــش البهـــائـم

"تو ایسی چیزوں کے لیے انتھک کوشش کرتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جس کے انجام کا انکار کرے گا۔ دنیا میں حیوانات اسی طرح زندگی گزارتے ہیں۔"

تســر بـمـــا يـفـنـــي و تــفـــرح بـــالـمـنـــى
كـمـــا غـــر بـــالـــلـذات فـــي الـنـوم حـالـم

"فنا پذیر چیزوں پر تو خوش ہوتا ہے اور آرزوؤں سے فرحت پاتا ہے، جس طرح خواب دیکھنے والا نیند میں لذتوں سے دھوکا کھا جاتا ہے۔"

مقصد یہ ہے دل کی زندگی کا مدار علم، ارادہ اور ہمت پر ہے، لوگ جب کسی انسان میں یہ چیزیں دیکھ لیتے ہیں، کہتے ہیں، اس کا دل زندہ ہے اور دل کی زندگی دائمی ذکر اور گناہوں کے چھوڑنے سے ہے۔ جیسا کہ امام عبداللہ بن مبارک کا شعر ہے:

رايـــت الـــذنـــوب تـــمـيـــت الـــقـــلـــوب
وقـــد يـــورث الـــذل ادمــــانهـــا

"میں نے گناہوں کو دلوں کو مارنے والا پایا ہے، اور ان پر دوام ذلت پیدا کرتا ہے۔"

وتـــرك الـــذنـــوب حيـــاـــة الـــقـــلـــوب
وخيـــر لـــنـــفسك عـــصيـــانهـــا

"گناہوں کا ترک کرنا دلوں کی زندگی ہے اور تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ تو نفس کی نافرمانی کرے۔"

وهـــل افســـد الـــديـــن الا الـــمـــلـــوك
واحبـــار ســـوء و رهبـــانهـــا

"دین کو تو بس بادشاہوں، برے علماء اور مشائخ نے ہی تباہ کیا ہے۔"

وبـــاعـــوا الـــنـــفـــوس ولـــم يـــربـــحـــوا
ولـــم يـــغـــل فـــي البيـــع اثـــمـــانهـــا

"انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر کے نفع نہ کمایا اور نہ سودے میں ان کی قیمت بلند مہنگی ہوئی۔"

فـــقـــد رتـــع الـــقـــوم فـــي جيـــفـــة
يبيـــن لـــذي الـــلـــب خســـرانهـــا

''لوگوں نے لاش کو کھایا، عقلمند کے نزدیک اس کا نقصان ہونا واضح ہے۔'' (مدارج السالکین: ۳/۲۶۳)

مردانِ کار ایسے ہی ہونا چاہیے:

امام مسلم رحمہ اللہ بلند ہمت تھے، جو ان کے ساتھ بچپن سے ہی پائی گئی اس نے انہیں طلب علم، اس کے لیے سفر اور اس کے حصول پر آمادہ کیا۔

اس سلسلہ میں قابل ذکر احمد بن سلمہ کا بیان ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے لیے ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی گئی اور ان کے سامنے ایک حدیث پیش کی گئی، وہ گھر لوٹ آئے اور چراغ روشن کر لیا اور گھر والوں سے کہا، تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے۔ (تاکہ حدیث کی تلاش میں خلل نہ پڑے) انہیں بتایا گیا، ہمیں کھجوروں کی ایک ٹوکری تحفہ میں دی گئی ہے، فرمایا اسے پیش کرو، گھر والوں نے انہیں پیش کر دی، وہ حدیث کی تلاش کے ساتھ ایک ایک کھجور لیتے رہے، صبح ہوئی تو کھجوریں ختم ہو چکی تھیں اور انہیں حدیث مل گئی تھی، یہ حکایت امام ابوعبداللہ الحاکم نے بیان کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۵۶۴، آگے لکھا ہے یہی واقعہ ان کی موت کا باعث بنا۔)

جو انسان ان کی ہمت اور ان کی صحیح مسلم میں حوصلہ مندی پر غور کرے گا وہ انتہائی حیرت سے دوچار ہوگا، کیونکہ حدیث کی مختلف سندوں اور متون کو جمع کرنے میں بلند ہمتی سے کام لیتے ہیں، اس وجہ سے نیشاپور کے بعض علماء نے ان کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے اور جب انہوں نے نماز کے اوقات کے سلسلہ میں اپنے آپ کو تھکا دیا، آرام طلبی کے لیے یحییٰ بن یحییٰ کا قول نقل کر دیا۔

باب مواقیت الصلاۃ کے دوران لکھتے ہیں، ہمیں یحییٰ بن یحییٰ تمیمی نے عبداللہ بن یحییٰ ابن ابی کثیر کے واسطہ سے خبر دی، میں نے اپنے باپ سے سنا، لا یستطاع العلم براحة الجسم (صحیح مسلم مع المنعم: ۱/ ۳۸۸، حدیث: ۱۳۹۰، ۱۷۵ یہ قول یحییٰ بن ابی کثیر کا ہے) ''علم بدنی راحت کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتا۔''

امام نووی یحییٰ بن ابی کثیر کے قول ''لا یستطاع العلم براحة الجسم '' کے بارے میں لکھتے ہیں، اہل فضل ہمیشہ یہ سوال کرتے ہیں کہ امام مسلم نے یحییٰ کا یہ قول کیوں نقل کیا ہے حالانکہ وہ اپنی کتاب میں صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہی بیان کرتے ہیں، مزید برآں اس حکایت کا نماز کے اوقات کی احادیث سے کوئی جوڑ نہیں ہے، تو کیوں وہ اسے ان احادیث کے درمیان لائے ہیں؟

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض ائمہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو عبداللہ بن عمرو کی حدیث کی مختلف اسانید کا بیان، ان کے فوائد کی کثرت ان کے مقاصد کی تلخیص اور ان میں احکام کے بہت سے فوائد وغیرہا چیزیں بہت اچھی محسوس ہوئیں، اور ہمارے علم کی حد تک ان میں اور کوئی امام ان کے ساتھ شریک

نہیں۔تو جب انہوں نے ان چیزوں پر نظر ڈالی تو یہ چاہا کہ جو انسان وہ مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے جس سے اس قسم کا علم حاصل ہوسکتا ہے، اس کو آگاہ کریں کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حصول علم میں مشغول رہنے کا اہتمام کرے اور اس میں اپنی جان کھپا دے۔ (مسلم بشرح النووی: ۵/۱۱۴)

امام مسلم رحمہ اللہ کے شیوخ (اساتذہ) اور شاگرد:

امام مسلم رحمہ اللہ نے، تدوین وتصنیف کی خاطر بہت سفر کیا، مشرق ومغرب کے تمام شہروں میں گھومے (احادیث کو) سنا، جمع کیا، بیان کیا اور سنایا۔

شیوخ:

امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، کیونکہ وہ انتہائی پختہ ہمت کے مالک تھے، جس میں کمزوری نہ تھی، جیسا کہ ہم علم اور علماء کی بحث کے تحت بیان کر چکے ہیں، وہ تمام اسلامی ممالک میں گھومے تھے۔

طالب علم کی زندگی میں اساتذہ کی اہمیت:

شیخ ابوبکر زید حفظہ اللہ لکھتے ہیں: جو اصول میں رسوخ حاصل نہیں کرتا، وہ علم تک پہنچنے سے محروم رہتا ہے اور جو بیک وقت سب علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی دسترس سے سارا علم نکل جاتا ہے۔ (حلیۃ طالب العلم: ص ۱۸)

ایک مقولہ ہے: ازدحام العلم فی السمع مضلة الفهم ، (شرح الدنیا: ۱/۳۴۴) ''بیک وقت بہت سا علم سننا، فہم کو خراب کرتا ہے۔''

اس لیے ہر فن جس کے آپ طالب ہیں، اس کی اساس، و بنیاد مضبوط ہو جس کی صورت یہ ہے کہ کسی پختہ استاد کے سامنے، اس کے اصل اور اختصار کو ضبط کریں، اکیلے ذاتی طور پر حاصل نہ کریں اور تدریجاً حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا﴾ (الاسراء: ۱۰۶)

''اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا، جزو جزو کر کے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اسے آہستہ آہستہ (تدریجاً) اتارا ہے۔''

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾ (الفرقان: ۳۲) ''اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا، اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیے اتارا گیا ہے تاکہ اس سے آپ کے دل کو قائم رکھیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر سنایا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۲۱) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے، یہی لوگ اس پر ایمان لانے والے ہیں اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔''

شیخ ابوزید لکھتے ہیں علم شیوخ سے سیکھئے: طلب علم کے لیے اساس یہ ہے کہ وہ اساتذہ سے بالمشافہ سمجھ کر سیکھا جائے اور اساتذہ سے بحث ومباحثہ ہو، مردوں کی زبان سے حاصل کیا جائے نہ کہ رسالوں اور کتابوں کے اندر سے، استاد سے علم سیکھنا، ایک صاحب نسب کا ایک بولنے والے صاحب نسب سے سیکھنا ہے اور دوسری صورت میں کتاب سے لینا ہے جو جامد چیز ہے، اس کا نسب ورشتہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے من دخل في العلم وحده، خرج وحده، جو طلب علم میں استاد کے بغیر داخل ہوتا ہے وہ علم سے خالی نکلتا ہے کیونکہ علم ایک فن ہے اور ہر فن کاریگر کا محتاج ہے، اس لیے اس کا ماہر استاد سے سیکھنا ضروری ہے۔ (الجواہر والدرر للسخاوی: ۱/ ۵۸)

اس بات پر تقریباً اہل علم کا اجماع ہے ہاں بعض اہل علم نے اس سے الگ راہ اختیار کی ہے۔

مثلاً علی بن رضوان مصری طبیب (م ۴۵۳) لیکن اس کے ہم عصر اور بعد والے اہل علم نے اس کی تردید کی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اس کے حالات میں لکھتے ہیں: اس کا کوئی استاد نہ تھا، یہ کتابوں سے علم حاصل کرنے میں مشغول رہا اور فن کتابوں سے سیکھنے کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور کہا یہ طریقہ اساتذہ سے زیادہ بہتر ہے اور یہ اس کی غلطی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۸/ ۱۰۵، مزید دیکھئے شرح الاحیاء: ۱/ ۶۶، بغیۃ الوعاۃ: ۱/ ۲۸۶، شذرات الذہب: ۵/ ۱۱، الغنیۃ قاضی عیاض: ۱۶، ۱۷)

امام صفدی نے اس بات کی الوافی میں تفصیلاً تردید کی ہے اور شرح الاحیاء میں علامہ زبیدی نے بہت سے علماء سے کئی اسباب کی صورت میں تردید نقل کی ہے، ایک سبب ابن بطلان سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں۔ (شرح الاحیاء: ۱/ ۶۶)

چھٹا سبب: کتاب میں بہت سی ایسی اشیاء موجود ہوتی ہیں جو علم سے روکتی ہیں اور استاد کے ہاں یہ چیز نہیں، مثلاً وہ تصحیف جو تلفظ نہ ہونے کے سبب حروف کے اشتباہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور وہ لغزش جو نظر کے اچٹ جانے سے لاحق ہو جاتی ہے یا اعراب سے کم آگاہی کے سبب پیش آتی ہے یا اس میں اعراب غلط ہوتا ہے اور کتاب کی درستگی نہیں ہوتی، ایسی چیز لکھی ہوتی ہے جو پڑھی نہیں جاتی اور ایسی چیز پڑھنی ہوتی ہے جو لکھی نہیں جاتی اور صاحب کتاب کا موقف درست نہیں ہوتا، نسخہ ناقص ہوتا ہے، نقل میں سقم ہوتا ہے، پڑھنے والا

رکنے کی جگہ ملا کر پڑھ لیتا ہے، تعلیم کی اساسی باتوں میں اختلاط ہو جاتا ہے، اور کتاب میں اس فن کے اصطلاحی الفاظ بیان ہوتے ہیں، یونانی الفاظ ہوتے ہیں، ناقل لغت سے ان کی وضاحت نہیں کرتا مثلاً نوروس کا لفظ ہے یہ ساری چیزیں علم میں رکاوٹ ہیں۔

جب طالب علم استاد کے سامنے پڑھتا ہے تو وہ ان تمام چیزوں کی مشقت سے بچ جاتا ہے، جب صورت حال یہ ہے تو ثابت ہوا، اہل علم سے پڑھنا زیادہ مفید ہے اور خود پڑھنے سے افضل ہے اور اس اسی کو بیان کرنا ہمارا مقصود ہے۔

امام صفدی لکھتے ہیں: اس بنا پر اہل علم کا قول ہے: لا تاخذ العلم من صحفي ولا من مصحفي، یعنی ایسے انسان کے سامنے قرآن کی قراءت نہ کریں جس نے مصحف سے پڑھا ہے، اور نہ حدیث وغیرہ ایسے انسان سے سیکھیں جس نے کتابوں سے پڑھا ہے۔ (مقدمۃ التحقیق الغنیۃ، للقاضی عیاض: ۱۶، ۱۷)

ابن رضوان کے نظریہ کے باطل ہونے کی یہ مادی (محسوس) دلیل موجود ہے کہ آپ مختلف ادوار اور ازمنہ گزشتہ اور علوم کے تنوع کے باوجود تراجم اور سوانح کی ہزاروں کتابیں دیکھتے ہیں جو اساتذہ اور تلامذہ کے ناموں کے تذکرہ سے بھری پڑی ہیں، بعض کے شیوخ و تلامذہ کم ہیں اور بعض کے زیادہ۔ ان لوگوں کی فہرست دیکھئے جنہوں نے ہزاروں شیوخ سے علم حاصل کیا۔ جس طرح راقم کی کتاب الاسفار کا العزابؓ والا حصہ۔

ابوحیان محمد یوسف اندلسی (م۷۴۵ھ) کے سامنے جب ابن مالک کا ذکر ہوتا، تو وہ پوچھتا این شیوخه؟ اس کے اساتذہ کہاں ہیں؟ ابوالولید کا قول ہے: امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے تھے، یہ علم جب لوگ ایک دوسرے سے حاصل کرتے تھے، معزز تھا، جب کتابوں میں چلا گیا تو اس میں غیر اہل لوگ بھی در آئے۔ (السیر: ۷/۱۱۴) یہی بات اوزاعی سے عبداللہ بن مبارک بھی نقل کرتے ہیں، بلاشبہ اوراق اور اجازت سے اخذ کرنے میں خلل واقع ہو جاتا ہے، خاص کر اس دور میں، جس میں نقطے اور حرکات نہ تھیں، اس سے کلمہ میں ایسی تصحیف (تبدیلی) واقع ہو جاتی ہے جس سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، انسانوں سے روبرو اخذ کرنے میں، اس قسم کا خلل (کوتاہی) واقع نہیں ہوتا، اسی طرح زبانی حدیث بیان کرتے وقت ایسا وہم لاحق ہو سکتا ہے، جو تحریر کی صورت میں نہیں ہوتا۔

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اس پر انتہائی نفیس بحث کی ہے۔ (مقدمہ: ۴/۱۲۴۵)

کسی کا شعر ہے:

من لم يشافه عالما باصوله
فيقينه في المشكلات ظنون

''جو کسی عالم سے اس کے نسخہ سے بالمشافہ علم حاصل نہیں کرتا، تو مشکل مقامات میں اس کا یقین بھی

ظن ہی ہوتا ہے۔''

ابوحیان عموماً یہ شعر پڑھتا تھا:

یظن الغمر ان الکتب تهدی
اَخَافَهْم لادراك العلوم

''ناتجربہ کارگمان کرتا ہے کہ کتابیں، صاحب فہم کی علوم کی تحصیل میں رہنمائی کرتی ہیں۔''

وما یدری الجهول بان فیها
غوامض حیرت عقل الفهیم

''جاہل یہ نہیں جانتا، اس میں ایسی پوشیدہ باتیں ہیں جو صاحب فہم کی عقل کو حیران کر دیتی ہیں۔''

اذا رمت العلوم بغیر شیخ
ضللت عن الصراط المستقیم

''جب آپ بلا استاد علوم کا قصد کرتے ہیں تو سیدھی راہ سے ہٹ جاتے ہیں۔''

و تلتبس الامور علیك حتی
تصیر اضل من "توما الحکیم"

''آپ کے لیے امور پیچیدہ ہو جاتے ہیں، آپ توم الحکیم سے بھی زیادہ بھٹک جاتے ہیں۔''

جو انسان امام مسلم کے حالات کا جائزہ لیتا ہے، اسے پتہ چل جاتا ہے کہ امام مسلم کے اساتذہ کی ایک کثیر تعداد ہے۔ جن کے پاس جا کر ان سے علم حاصل کیا ہے۔ امام ذہبی نے انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا ہے۔ جو ان کی تعداد ۲۲۰ تک پہنچ گئی، صحیح مسلم میں، ابراہیم بن خالد یشکری، ابراہیم بن دینار تمار، ابراہیم بن زیاد سبلان، ابراہیم بن سعید جوہری، ابراہیم بن عرعرۃ، ابراہیم بن موسیٰ، احمد بن ابراہیم، احمد بن جعفر، احمد بن جناب، احمد بن جواس، احمد بن حسن بن خراش، احمد بن سعید رباطی، احمد بن سعید دارمی، احمد بن سنان، احمد بن عبداللہ کردی، احمد بن عبداللہ بن یونس، احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب، احمد بن عبدہ، احمد بن عثمان اودی وغیرہم۔ بے شمار اساتذہ کی روایت موجود ہے، ان میں علم کے پہاڑ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، اور قعنبی ہیں جو ان کا قدیم ترین استاد ہے۔ جن کی روایت صحیح مسلم میں ہے ان کی تعداد، دو سو بیس ہے، اس کے ان کے علاوہ اساتذہ بھی ہیں، جن سے صحیح مسلم میں روایت بیان نہیں کی۔ مثلاً علی بن جعد، علی بن المدینی اور محمد بن یحییٰ ذہلی ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۵۸)

امام مسلم کے شاگرد، اور ان سے روایت بیان کرنے والے:

ہر طالب علم اپنے استاد کا تسلسل اور اس کے علم کی بقا ہے، جس استاد نے اپنا علم روکے رکھا، اسے پھیلایا نہیں، تو یہ علم استاد کی موت کے ساتھ مر گیا۔

ہمارے اسلاف، شیخ کے علم اور پیغام کے تحمل کے لیے مجالس علمی، طلبہ کی تربیت اور ان پر توجہ دینے کے بارے میں انتہائی حریص تھے، استاد فوت ہو جاتا ہے اور وہ وراثت میں ایسا علم چھوڑتا ہے جو مختلف علاقوں میں پھیل جاتا ہے (تقسیم ہوتا ہے)۔

ان کے شاگردوں میں ابوعیسیٰ، علی بن حسن ہلالی ہے جو عمر میں ان سے بڑا تھا۔ محمد بن عبدالوہاب الفراء ہے جو ان کا استاد ہے، لیکن صحیح مسلم میں اس سے روایت بیان نہیں کی۔ حسین بن محمد قبانی، ابوبکر محمد بن نضر بن سلمہ جارودی، علی بن حسین ابن جنید رازی، صالح بن محمد جزرۃ، ابوعیسیٰ ترمذی صاحب جامع، احمد بن مبارک المستملی، قاضی عبداللہ بن یحییٰ سرخسی، ابوسعید حاتم بن احمد بن محمود سنانی بخاری، ابراہیم بن اسحاق صیرفی ان کے ساتھی ابراہیم بن ابی طالب، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، فقیہ ابراہیم بن محمد بن سفیان، جو صحیح مسلم کا راوی ہے، ابوعمرو احمد بن نصر خفاف، زکریا بن داود خفاف، عبداللہ بن احمد بن عبدالسلام خفاف، حافظ ابوعلی عبداللہ بن محمد بن علی بلخی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، مکی بن عبدان اور ان کے علاوہ بے شمار لوگ ہیں، امام ترمذی نے امام مسلم سے اپنی جامع میں صرف ایک حدیث جس کے راوی ابوہریرہ ہیں، بیان کی ہے۔

احصوا هلال شعبان لرمضان ، رمضان کی خاطر شعبان کے دن بھی شمار کرو۔ (تہذیب التہذیب: ۱۰/۱۱۳)

علم حدیث سے محبت:

علم حدیث ایک بلند مرتبہ، باعث فخر، باعث عزت وشرف علم ہے، صرف اہل علم ہی اس کو اہمیت دیتے ہیں اور سادہ لوح ہی اس سے محروم رہتے ہیں۔ زمانہ کے گزرنے کے باوجود اس کے محاسن ختم نہیں ہوتے، قدیم وجدید دور میں اسی کی عزت وجلالت میں اضافہ ہی ہوا ہے، اسی سے کتنے ہی ایسے لوگ معزز بنے، جن پر اللہ تعالیٰ نے اس کے پوشیدہ اسرار اور عظمت کو واشگاف کیا، کیونکہ اسی کے ذریعہ رب العالمین کے کلام کی مراد کو جانا جا سکتا ہے اور اس کی متصل مستحکم رسی سے مقصد واضح ہوتا ہے اور اسی سے بلند ذات، صفات اور نام کے شمائل (خوبیاں) کا پتہ چلتا ہے اور اس شخصیت کی بلاغت کے رموز سے آگاہی ہوتی ہے جو تمام عرب وعجم لوگوں سے بلند مقام کی حامل ہے اور اسی پر توجہ مبذول کرنے والے کے لیے اس کی برکات سے مخلوق کے آقا کے عزت والے دستر خوان پھیلتے ہیں، جو اس کے حوض سے پیتا ہے اور اس کے گلستان سے چرتا ہے، وہ تھوڑے ہی عرصہ

میں، عظمت والے آقا سے بلند مقام اور اعلیٰ مراتب حاصل کر لیتا ہے، اس کے علم کے کیا ہی کہنے، جس کی ابتداء سہارا وسند اور انتہا نبی ﷺ ہیں۔ حدیث کے راوی کے شرف، فضل، جلالت اور شان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اس زنجیر کی ابتدا ہے جس کی انتہاء پر رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کی ذات مقدسہ تک ہی اس سے پہنچا جاتا ہے اور اختتام ہوتا ہے، عرصہ دراز تک ہمارے اسلاف تحمل حدیث کے لیے سفر کے شدائد جھیلتے رہے ہیں تا کہ اسے اہل الحدیث سے بالمشافہ (روبرو) حاصل کر سکیں، سفر کی بجائے محض نقل پر قناعت نہیں کی، بسا اوقات سفر کے کندھے پر سوار ہو کر دور کے ممالک تک کا سفر کیا تا کہ اس امام سے حدیث حاصل کر سکیں جس پر اس کا انحصار ہوتا ہے اور حدیث کے من گھڑت ہونے کی وضاحت کے لیے، اس کی سند کی تلاش میں اس راوی تک پہنچ جائیں جو جھوٹ گھڑتا ہے اور افترا باندھتا ہے، ان کے بعد آنے والے ناقلین حدیث نبوی سنت محمدیہ کے حافظین نے بھی ان کی پیروی کی، اسانید کو ضبط (محفوظ کیا اور ہر غیر معروف (بے گھر) کو قلمبند کیا جرح و تعدیل کی خاطر راویوں کا جائزہ لیا، اور متون کی تہذیب کے لیے انتہائی سیدھا راستہ اختیار کیا، اور ان کا مقصد صرف یہی تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحیح اقوال اور افعال سے آگاہی حاصل کی جائے، سند کے اتصال کی تحقیق کر کے ہر شبہ کا ازالہ کیا جائے، بس وہ منقبت (فضیلت) ہے جس کے لیے بلند ہمتیں ایک دوسرے سے مسابقت کرتی ہیں اور مآثر (خصائل) ہیں جن کے حصول کے لیے دن اور راتیں صرف کی جاتی ہیں۔ (قواعد التحدیث للقاسمی: ص ۴۴)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: احادیث نبویہ کی معرفت کی تحقیق، انتہائی اہمیت والے علوم میں سے ہے یعنی ان کے متون کے صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کی معرفت، اور اس کی بقیہ اقسام کی معرفت، اس کی دلیل یہ ہے کہ ہماری شریعت کی اساس کتاب عزیز اور بیان کردہ سنن ہیں اور اکثر فقہی احکام کا مدار سنن پر ہے کیونکہ اکثر فقہی احکام سے تعلق رکھنے والی آیات مجمل ہیں اور ان کی وضاحت محکم سنن میں ہے۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مجتہد کے لیے وہ قاضی ہو یا مفتی یہ شرط ہے کہ وہ احکام سے تعلق رکھنے والی سنن سے آگاہ (کا عالم ہو) ہمارے بیان سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حدیث میں اشتغال بلند مرتبہ علوم میں جلیل تر، خیر کی اقسام میں برتر اور تقرب کی باعث چیزوں میں سے تاکیدی چیز ہے۔ اور ایسے کیوں نہ ہو جبکہ وہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا مخلوق میں سے افضل ہستی، اللہ کریم کی اس پر فضل صلوات، وسلام اور برکات ہوں۔ کے احوال پر مشتمل ہے۔ گزشتہ ادوار میں اہل علم عام طور پر علم حدیث میں مشغول رہتے تھے، حتیٰ کہ ایک ایک حدیث کی علمی مجلس میں ہزاروں طلبہ جمع ہو جاتے تھے۔ اب اس میں کمی آ گئی ہے اور ہمتیں کمزور پڑ گئی ہیں، اب ان کے نشانات میں سے کم نشان باقی رہ گئے ہیں، اس مصیبت اور دوسری آفات پر اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔ (مقدمہ صحیح مسلم شرح نووی ص ۳)

امام زہری کا قول ہے، علم نر ہے اور مردوں میں سے نر ہی اس سے محبت کرتے ہیں، مؤنث صفت اس سے گریز کرتے ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۳۴۵)

جو انسان امام مسلم رحمہ اللہ کے حالات پر نظر ڈالتا ہے، وہ جان لیتا ہے کہ حدیث ان کے گوشت اور خون میں رچ بس گئی تھی، انہیں کسی مشغلہ کی فکر نہ تھی اور نہ کوئی مسئلہ ان کے لیے حیران کن تھا جس کا تعلق حدیث سے نہ ہوتا، بطور دلیل یہی کافی ہے کہ ان کی وفات ایک حدیث کی علت کی تلاش میں واقع ہوئی جیسا کہ ان شاء اللہ ان کی موت کے تذکرہ میں آئے گا۔

علم اور اہل علم کی تعظیم:

علماء لوگوں کے امام اور اسلام کے بار بردار ہیں جنہوں نے امت کے لیے دین کی حفاظت گاہوں اور قلعوں کی حفاظت کی ہے اور اس کی گھاٹوں اور سرچشموں کو گدلا ہونے سے بچایا ہے۔

حضرت میمون کا قول ہے: علماء ہر علاقہ میں میری گم گشتہ متاع ہیں اور وہی میرا مطلوب ہیں، میں نے اپنے دل کی اصلاح علماء کی مجالس میں پائی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۴/ ۸۵)

کتاب اور سنت مطہرہ کے دلائل یکساں علماء کی فضیلت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کے علو مقام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (المجادلۃ: ۱۱) ''اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔''

حضرت ابوالاسود کا قول ہے: ''علم سے زیادہ کوئی قیمتی متاع نہیں، کیونکہ بادشاہ لوگوں کے حکمران ہیں اور اہل علم بادشاہوں پر حاکم ہیں۔'' (جامع بین العلم: ۱/ ۲۵۷)

نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین، لوگوں کے دین اور ان کی دنیا دونوں کے نگران تھے، اس کے بعد معاملات بکھر گئے، جنگ کے متولی (حکمران) دنیوی معاملات اور دین کے ظاہری معاملات کا انتظام کرنے لگے اور علم اور دین کے شیوخ علم اور دین کے جن معاملات کے سلسلہ میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، ان کی نگہداشت کرنے لگے۔ یہی وہ اولوالامر ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلہ میں جس کے یہ منتظم ہیں اطاعت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ۵۹) ''اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔''

اس آیت میں سے اولوالامر کی تفسیر حاکموں اور ان کے نائبین، سپہ سالاری اور اہل علم و دین جو لوگوں کو ان

کا دین سکھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، سے کی گئی ہے۔ کیونکہ دین کا قیام کتاب اور لوہے پر موقوف ہے، کتاب اہل علم کے پاس ہے اور جنگی قوت امراء کے پاس ہے اور کبھی دونوں امراء کے ہاتھ میں ہو سکتے ہیں جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں تھا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (الحدید: ۲۵) ''بلاشبہ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو کو نازل کیا، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے (لوگوں کے لیے) لوہا اتارا جس میں سخت لڑائی (کا سامان) اور لوگوں کے لیے بہت سے فوائد ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون لوگ بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں، یقیناً اللہ بڑی قوت والا بہت غالب ہے۔''

امام میمون بن مہران کا قول ہے: علاقہ میں عالم کی مثال علاقہ میں شیریں چشمہ جیسی ہے۔ (جامع بیان العلم: ۱/ ۲۴۷)

حضرت اسماعیل بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: ہارون رشید نے ایک بے دین آدمی پکڑا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دیا، تو زندیق نے اسے کہا، اے امیر المومنین! آپ میری گردن کیوں مرواتے ہیں؟ کہا میں تجھ سے لوگوں کو راحت دیتا ہوں تو اس نے کہا، آپ میری ان ہزار احادیث کا کیا کریں گے، جو میں نے ساری کی ساری گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا مرفوعاً ایک حرف بھی ان میں نہیں ہے، کہا اے اللہ کے دشمن تجھے ابواسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک کا علم نہیں وہ ان کو چھان لیں گے اور ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔ (تاریخ دمشق)

علماء اللہ کے ولی ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں جب ربیع بن خثیم عبداللہ بن مسعود کے پاس آجاتے، کسی کو وہ اجازت نہ دیتے حتیٰ کہ دونوں ایک دوسرے سے فارغ ہو جاتے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: اے ابویزید! اگر تمہیں رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو تجھ سے محبت کرتے، مجھے تجھے دیکھ کر عجز وفروتنی کرنے والے یاد آجاتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۴/ ۲۵۸)

ابواسحٰق سبیعی اپنے استاد، عمرو بن میمون کے بارے میں کہتے ہیں: انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا تھا۔ (تہذیب التہذیب: ۸/ ۱۰۹)

محمد بن سیرین جب بازار میں گزرتے تو انہیں دیکھ کر انسان کو اللہ یاد آتا۔ (تاریخ الاسلام: ۴/ ۱۹۳)

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے کہا، شافعی کس قسم کا انسان تھے، کیونکہ میں آپ کو ان کے لیے بکثرت دعا کرتا سنتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: اے لخت جگر! وہ دنیا کے لیے سورج کی طرح اور لوگوں کے لیے تندرستی جیسی چیز تھے، کیا ان دونوں کا کوئی جانشین یا ان دونوں کا کوئی متبادل ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۴۵)

اللہ تعالیٰ نے بلا استثناء سب لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرة: ۸۳) ''لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

ان میں سے علماء اور اہل فضل کے ساتھ یہ رویہ کیوں نہیں اپنایا جائے گا، ان کے لیے تو احسان، لطف وکرم اور انتہائی وفاداری اختیار کرنا ضروری ہے۔

علماء اساتذہ کا احترام:

طالب علم کے لیے ان کے عظیم احترام کے لیے چند باتوں کا اپنانا ضروری ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے تیرہ مندرجہ ذیل اوصاف ہیں۔

۱۔ طالب علم پر لازم ہے سب سے پہلے اس کے لیے غور وفکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے کہ وہ کس شخص سے تحصیل علم کرے اور اس سے حسن اخلاق وآداب حاصل کرے اور کوشش کرے کہ وہ کامل اہلیت رکھتا ہو، مشفق ہو، اس کی جوانمردی پاکیزہ ہو، عفت معروف ہو، صیانت مشہور ہو اور بہت اچھے طریقہ سے تعلیم دیتا ہو اور بہتر طریقہ سے سمجھاتا ہو، طالب علم علم میں اضافہ کا شوقین نہ ہو جب کہ ورع، دین اور خلق جمیل میں نقص ہو، سلف کا قول ہے: یہ علم (حدیث) دین ہے ذرا سوچ لو تم دین کس سے حاصل کرتے ہو، وہ مشہور سے علم لینے کی پابندی اور گم ناموں سے ترک تحصیل سے بچے، کیونکہ امام غزالی وغیرہ نے اسے علم میں تکبر سے شمار کیا ہے، کیونکہ حکمت مومن کی گم شدہ متاع جہاں سے بھی ملے وہ اٹھا لے اور اس کے حصول میں کامیابی کو غنیمت تصور کرے جس سے بھی وہ حاصل ہو اس کا احسان مند ہو۔

وہ جہالت کے خوف سے اس طرح بھاگے جس طرح شیر کے ڈر سے بھاگتا ہے۔ اور شیر سے بھاگنے والے کو کسی سے نفرت نہیں ہوتی جو بھی اس سے خلاصی کا طریقہ بتائے۔

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما زید بن اسلم کے ہاں جاتے تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھتے، کسی نے ان سے کہا، آپ لوگوں کے سردار اور افضل فرد ہیں اور اس غلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے پاس بیٹھتے ہیں انہوں نے کہا، علم جہاں بھی ہو اور جس کے پاس ہو اسے تلاش کیا جاتا ہے۔

اگر گمنام ایسا فرد ہو جس سے برکت کی امید ہو، اس کا نفع زیادہ عام ہوگا اور اس سے تحصیل علم زیادہ کامل

ہوگا، اگر سلف وخلف کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تو عام طور پر طالب علم کو نفع حاصل نہیں ہوگا اور کامرانی نہیں ملے گی اگر استاد کے پاس تقویٰ کا وافر حصہ نہیں ہوگا، اسی طرح اگر تصانیف کا خیال کیا جائے، تو زیادہ متقی، پرہیزگار (زاہد) کی تصنیف کا نفع زیادہ ہوگا اور اس میں اشتغال (یعنی مشغول ہونے) سے کامیابی زیادہ ملے گی، طالب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ استاد ایسا ہو جو علوم شریعہ سے مکمل آ گاہ ہو اور اس دور کے معتمد اساتذہ سے بہت بحث کرنے والا اور طویل رفاقت رکھنے والا ہو، ایسا نہ ہو جس نے علم اوراق سے سیکھا ہو جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے جو بطون کتب سے فقہ حاصل کرتا ہے اس میں پختگی نہیں ہوتی اور بعض کا قول ہے، کتابی اساتذہ یعنی جو کتابوں سے علم سیکھتے ہیں، وہ بہت بڑی آفت ہیں۔

۲۔ اپنے معاملات میں استاد کی اطاعت کرے، اس کی رائے اور تدبیر سے باہر نہ نکلے بلکہ اس کے ساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کرے جو بیمار ایک ماہر معالج کے ساتھ رکھتا ہے، اپنے تمام مقاصد میں اس سے مشورہ لے، اپنی تمام معتمد چیزوں میں اس کی رضامندی کا خواہاں ہو اس کا انتہائی احترام کرے اور اس کی خدمت کر کے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔ اور جان لے اس کا استاد کے سامنے عجز ونیاز، عزت ہے، اس کے سامنے جھکنا باعث فخر ہے اور اس کے ساتھ تواضع سے پیش آنا رفعت (بلندی) ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی جلالت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت اور اپنے بلند مقام کے باوجود سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی رکاب کو پکڑا، یہ وہ شخص ہیں جن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علم سیکھا۔ اور فرمایا ہمیں اپنے اہل علم کے ساتھ یہی سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام طبرانی کی اوسط کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث گزر چکی ہے ''علم سیکھو اور علم کے لیے سکینت بھی سیکھو اور جس سے علم سیکھو اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔''

علم تواضع اور کان لگانے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے، استاد تحصیل علم کا جو طریقہ بتائے، اس کی تقلید کرے اور اپنی رائے چھوڑ دے، اس کے مرشد کی غلطی، اس کے لیے اس کی ذاتی درستگی سے زیادہ نفع مند ہے۔

۳۔ اپنے استاد کو عظمت کی آنکھ سے دیکھے اور اس کے درجہ کمال تک پہنچنے کا یقین رکھے، اس کی توقیر و تعظیم کرے، اس سے اس کو نفع حاصل کرنا، بہت قریب ہو جائے گا۔ بعض کا قول ہے حسن ادب عقل کا ترجمان ہے اور محقق حضرات کا باہمی آداب کا لحاظ رکھنا دوسروں سے مقدم ہے، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ایسوں کی کس طرح تعریف کی ہے اور انہیں بلند مقام دیا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (الحجرات: ۳) ''بے شک جو لوگ

اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیے، ان کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔"

اسے اپنے استاد کو خطاب کی ت اور کاف یعنی تو کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے اور نہ ہی دور سے آواز دینا چاہیے، بلکہ ہمارے سید، ہمارے مولیٰ جیسے الفاظ سے مخاطب ہونا چاہیے، اور یوں کہے، آپ کا اس کے بارے میں کیا قول ہے، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اس کی غیر حاضری میں اس کے نام کے ساتھ تعظیمی کلمات استعمال کرے مثلاً الشیخ الاستاد، شیخنا، مولانا نے یہ فرمایا وغیرہ ذالک۔

۴۔ استاد کے حق کو پہچانے، اس کے احسان کو نہ بھولے، سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے جس نے کسی انسان کو کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم دی وہ اس کا آقا ہے۔" اس میں یہ بھی داخل ہے، وہ اس کی شخصیت کی تعظیم کرے، اس کی غیبت کی تردید کرے اور اس کی خاطر ناراض ہو، اگر وہ اس سے بے بس ہو تو وہ اٹھ کھڑا ہو اور ایسی مجلس سے الگ ہو جائے۔ اور عمر بھر اس کے حق میں دعا کرے، اور اس کی وفات کے بعد اس کی ذریت، اقارب اور اولاد کا خیال رکھے اور اس کی قبر کی زیارت کا التزام کرے، اس کے لیے استغفار کرتا رہے اور اس کی طرف سے صدقہ کرے، ہدایت، اخلاق و کردار میں اس کی راہ پر چلے، اس کے آداب اپنائے اور اس کی اقتدا کو ترک نہ کرے۔

۵۔ اگر اس کے استاد کی طرف سے، بے رخی یا بدخلقی پیش آئے، تو اس پر صبر کرے، یہ چیز اس کی ملازمت (اس کے ساتھ رہنے) اور حسن عقیدت میں رکاوٹ نہ بنے۔

اس کے ایسے افعال جو بظاہر درست نہ ہوں، ان کی اچھی تاویل کرے، اور استاد کی تند مزاجی کی صورت میں معذرت کرنے میں پہل کرے، جو کچھ ہو جائے اس سے توبہ اور استغفار کرے اور خود کو اس کا سبب سمجھے، اس سلسلہ میں عتاب اپنے آپ کو کرے، کیونکہ یہ رویہ استاد کی مودت کو باقی رکھے گا، اس کے دل میں وہ خوب یاد رہے گا، اور طالب علم کے لیے دنیا اور آخرت میں خوب نفع بخش ہوگا۔

بعض سلف کا قول ہے: جو تعلیم کی ذلت برداشت نہیں کرتا، عمر بھر جہالت کی عملداری میں رہتا ہے اور جو اس پر صبر کرتا ہے اس کا انجام دنیا اور آخرت کی عزت ہوتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: میں نے طالب کی حیثیت میں ذلت برداشت کی اور مطلوب ہونے پر عزت ملی۔ امام ابو یوسف کا قول ہے، پانچ افراد کی دلجوئی ضروری ہے، ان میں عالم کو بھی شمار کیا ہے تاکہ اس سے علم اخذ کر سکے۔

کسی کا شعر ہے:

اصبر لدائك ان جفوت طبيبه

واصبر لجهلك ان جفوت معلما

''اگر بیماری کے معالج سے بے رخی برتتے ہو تو اپنی بیماری کو برداشت کر اور اگر استاد سے بے تعلق رہتے ہو تو اپنی جہالت پر صبر کر۔''

۶۔ استاد اگر فضیلت والی چیز سے آگاہ کرے یا تنقیص والی چیز پر سرزنش کرے تو اس کا شکریہ ادا کرے، اسی طرح جب کسلمندی کے لاحق ہونے پر یا کوتاہی کے طاری ہونے پر یا اس قسم کی کوئی اور چیز جس سے وہ آگاہ کرے، ڈانٹے، رہنمائی یا اصلاح کرے، استاد کے اس رویہ کو اپنے اوپر اللہ کا انعام سمجھے کہ استاد اس کی طرف متوجہ ہے اور اس کا دھیان رکھتا ہے، اس صورت میں، استاد کا دل اس کی طرف زیادہ مائل ہوگا اور وہ اس کے مصالح پر توجہ دے گا۔ اور استاد جب اسے کسی ایسی ادبی باریکی سے آگاہ کرے یا اس سے صادر ہونے والی کوتاہی بتائے اور اسے اس کا پہلے سے علم ہو، اگر اس کے پاس اس سلسلہ میں کوئی عذر ہو تو اس کا اظہار نہ کرے، استاد کا آگاہ کرنا اس کے حق میں بہتر ہے، اگر عذر نہ ہو تو اس سے باز آجائے۔

۷۔ عمومی مجلس کے سوا، استاد کے پاس بلا اجازت نہ جائے، استاد اکیلا ہو یا دوسروں کے ساتھ ہو، اجازت بار بار طلب نہ کرے، اگر اسے شک ہو کہ شاید استاد کو اس کا علم نہیں ہو سکا، تو تین دفعہ سے زیادہ اجازت طلب نہ کرے یا دروازے پر تین سے زائد دستک نہ دے، یا کنڈا نہ ہلائے، اور دروازہ پر آہستگی سے ادب کے ساتھ انگلیوں کے ناخنوں سے پھر انگلیوں سے دستک دے پھر آہستہ آہستہ کنڈا ہلائے، اگر استاد کی جگہ دروازہ یا حلقہ (کنڈا) سے دور ہو تو بس صرف سنانے کے بقدر ان کو اونچا کرے، اور جب اجازت مل جائے اور ساتھیوں کی ایک جماعت ہو تو داخلہ اور سلام کہنے کے لیے اپنے میں سے افضل اور عمر رسیدہ کو آگے کریں، پھر درجہ بدرجہ جا کر سلام کہیں، بال، ناخن تراشنے ضرورت پوری کرنے اور بدبو کے ازالہ کے بعد کامل شکل وصورت میں، پاک، صاف ستھرے بدن اور کپڑوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہو، خاص طور پر اگر علمی مجلس میں حاضر ہونے کا ارادہ ہو کیونکہ وہ ذکر وعبادت کے اجتماع کی مجلس ہے، اگر شیخ کے پاس عمومی مجلس کے علاوہ جائے اور اس کے پاس کوئی بات چیت کر رہا ہو تو یہ گفتگو سے خاموش رہے، یا وہ جب داخل ہو اور استاد اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر، کتابت اور مطالعہ میں مصروف ہو اور استاد یہ کام چھوڑ کر خاموش رہے اور گفتگو کا آغاز نہ کرے یا کھل کر گفتگو نہ کرے تو سلام کہہ کر جلد واپس آجائے، الا یہ کہ استاد اسے ٹھہرنے پر آمادہ کرے، اور جب ٹھہر جائے، تو کافی

دیر کے لیے نہ رکے، الا یہ کہ استاد اسے اس کا حکم دے اور وہ استاد کے پاس اسی طرح جائے یا اس طرح بیٹھے کہ اس کا دل اپنے مشاغل سے خالی ہو، ذہن صاف ہو، اونگھ، غصہ، شدید بھوک یا شدید پیاس وغیرہ کی حالت نہ ہو تاکہ اسے جو کچھ بتایا جائے اسے کھلے دل سے سن سکے اور جو سنے اس کو یاد رکھ سکے، جب استاد کی جگہ پر جائے اور استاد وہاں بیٹھا نہ ہو تو اس کا انتظار کرے، تاکہ درس کا سماع نہ رہ جائے، کیونکہ جو سبق رہ جائے گا، اس کا کوئی مداوی نہیں ہوگا اور استاد سے ایسے وقت پڑھنے کا مطالبہ نہ کرے جو اسے گراں گزرے یا اس وقت اس کے پڑھانے کا معمول نہ ہو اور اس سے اپنے لیے خصوصی وقت دوسروں سے الگ طلب نہ کرے، اگرچہ طالب علم سردار یا بڑا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس میں اپنے آپ کو استاد، طلبہ اور علم پر فوقیت دینا اور ان کو احمق بنانا ہے، اگر استاد اسے، اس کی مجبوری کی بنا پر جو اسے ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہونے سے رکاوٹ بنتی ہو، یا کوئی مصلحت دیکھ کر اپنے طور پر کوئی معین یا خاص وقت عنایت کر دے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۔ استاد کے سامنے ادب کے ساتھ اس طرح بیٹھے جس طرح بچہ قاری کے سامنے بیٹھتا ہے یا تواضع خضوع، سکون اور خشوع کے ساتھ چوکڑی مار کر بیٹھے اور استاد پر نظر ڈالتے ہوئے کان لگائے، اور مکمل طور پر اس کی بات سمجھتے ہوئے، اس کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ استاد کو دوبارہ کلام کا اعادہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور بلاضرورت ادھر ادھر نہ دیکھے، نہ اپنی آستین جھاڑے، نہ بازو کھولے، نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو فضول حرکت دے، نہ اپنا ہاتھ اپنی داڑھی یا منہ پر رکھے، نہ اپنے ناک سے کھیلے اور نہ اپنے ہاتھ سے ناک سے کچھ نکالے، نہ اپنا منہ کھولے، نہ دانت بجائے، نہ اپنی ہتھیلی زمین پر مارے اور نہ اپنی انگلیوں سے زمین پر خط کھینچے، نہ ہاتھوں کو ہاتھوں میں ڈالے اور نہ اپنی تہبند سے کھیلے، نہ استاد کی موجودگی میں دیوار سے ٹیک لگائے نہ گدے سے نہ اس پر ہاتھ رکھے یا اس قسم کا کوئی اور کام کرے استاد کی طرف اپنا پہلو یا پشت نہ کرے اور بلاضرورت زیادہ گفتگو نہ کرے، نہ ہنسی والی بات کرے یا جس میں بیہودگی ہو یا وہ بدکلامی یا سوء ادب پر مشتمل ہو، نہ استاد کو چھوڑ کر تعجب یا بلا تعجب ہنسے، اگر مسکراہٹ کا غلبہ ہو تو بلا آواز مسکرا لے، نہ بلاضرورت کھانسے اور نہ جہاں تک ممکن ہو تھوک اور کھنگار سے کام لے، نہ منہ سے بلغم پھینکے بلکہ اسے رومال یا کپڑے کے ٹکڑے یا کپڑے کے کونہ میں لے، اور اس سے بحث اور مذاکرہ کے وقت اپنے قدموں کو ڈھانپنے اور ہاتھوں کو ساکن رکھنے کا التزام کرے، اور جب چھینک آئے تو اپنے مقدور بھر آواز پست رکھے، اور اپنا چہرہ رومال وغیرہ سے ڈھانپ لے، اس طرح جب جمائی آئے، اسے مقدور بھر روکنے کے ساتھ اپنا منہ ڈھانپ لے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: عالم کا تم پر یہ حق ہے کہ لوگوں پر عمومی سلام کے بعد اس کو خصوصی سلام کہو، اس

کے سامنے بیٹھو، اس کے پاس اپنے ہاتھوں اور اپنی آنکھوں سے اشارہ نہ کرو، اور اس کے سامنے اس کے مخالف کا قول پیش نہ کرو، اور اس کے سامنے کسی کی غیبت کرو اور نہ اس کی لغزش تلاش کرو اگر وہ لغزش کر بیٹھے اس کی معذرت قبول کرو اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا احترام کرو اگر اسے کوئی ضرورت ہو تو دوسروں سے پہلے اس کی خدمت کی طرف لپکو، اس کی مجلس میں سرگوشی نہ کرو اور نہ اس کا کپڑا پکڑو اور اگر وہ کسل کا شکار ہو تو اصرار نہ کرو اور طول صحبت سے سیر نہ ہو اور اس کی مثال کھجور کی ہے، اس سے کسی چیز کے گرنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ مومن عالم کا ثواب، روزے دار، قیام کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا سے بڑا ہے۔ جب عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں ایسا شگاف پیدا ہوتا ہے جسے قیامت تک کسی چیز سے پر نہیں کیا جا سکتا (یہ بات خطیب بغدادی نے اپنی الجامع لاخلاق الراوی میں بیان کی ہے)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت میں کفایت بخش باتیں جمع کر دی ہیں۔

بعض کے بقول، استاد کی تعظیم میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ شاگرد، اس کے پہلو میں اس کے مصلیٰ پر اس کے گدھے پر نہ بیٹھے، اگر استاد اس کا حکم دے پھر بھی یہ کام نہ کرے الا یہ کہ اس قدر اصرار کرے کہ مخالفت کرنا ناگوار ہو جائے، تو ایسی صورت میں اس کے حکم کی پیروی میں کوئی حرج نہیں، پھر دوبارہ ادب کے تقاضا کے مطابق بیٹھ جائے۔

۹۔ بقدر امکان اس سے اچھے انداز سے گفتگو کرے یہ نہ کہے، کیوں؟ ہم نہیں مانتے، کس نے یہ کہا ہے، یہ کہاں ہے؟ اور اس قسم کی باتیں نہ کرے اگر ان چیزوں کے پوچھنے کی ضرورت ہو تو کسی دوسری مجلس میں ان کے حصول کے لیے کوئی نرم انداز اختیار کرے اگر اس کے سامنے کچھ بیان کرنا ہو تو یہ نہ کہو، میں یوں کہتا ہوں، میرے دل میں یوں آیا ہے میں نے فلاں کو اس طرح کہتے سنا ہے اور یہ بھی نہ کہو، فلاں نے اس کے خلاف کہا ہے یا فلاں نے اس کے خلاف بیان کیا ہے یا یہ صحیح نہیں وغیرہ، اگر استاد کسی قول یا دلیل پر اصرار کرے اور اس کے خلاف بھول کے سبب صحیح بات اس پر نہ کھلے، تو اس کی بات کا انکار کرتے ہوئے اپنے چہرہ میں تغیر پیدا نہ کرے یا اپنی آنکھوں وغیرہ سے اشارہ نہ کرے، بلکہ اسے کھلی پیشانی قبول کرے، اگر چہ استاد نے غفلت یا بھول یا اس وقت قصور نظر کی بنا پر صحیح بات نہ کہی ہو کیونکہ وہ معصوم نہیں ہے اور استاد سے گفتگو کے وقت ایسی گفتگو نہ کرے جو لوگ عموماً کرتے ہیں، لیکن استاد کے شایانِ شان نہیں ہے مثلاً تمہیں کیا ہے، تو نے سمجھ لیا، سن لیا، جانتے ہو، اے انسان وغیرہ ذالک، اسی طرح اس کے سامنے دوسروں کے سامنے کی گئی گفتگو نہ کو، جس کے ذریعہ استاد کو مخاطب بنانا مناسب نہ ہو، اگر چہ وہ حکایت ہی ہو۔

مثلاً، فلاں نے فلاں سے کہا، تو وفادار نہیں ہے، تو خیر سے خالی ہے یا اس قسم کے الفاظ، بلکہ جب ان الفاظ

کو نقل کرنا چاہے، تو عمومی طور پر ان کو جن کنائی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے، وہ استعمال کرے مثلاً یوں کہے، فلاں نے فلاں سے کہا وہ کم حیثیت، وفادار کم ہی ہے اور اس کمینہ کے ہاں خیر نہیں وغیرہ الفاظ اور استاد کی فوری تردید کرنے سے احتراز کرے، کیونکہ جو لوگ حسن ادب سے محروم ہیں وہ عام طور پر ایسا کر گزرتے ہیں، مثلاً استاد اس سے کہے تیرے سوال کا یہ مقصد ہے یا تیرے دل میں یہ خیال آیا ہے، یوں نہ کہے، نہیں، میرا یہ مقصد نہیں یا یہ میرے دل میں نہیں آیا وغیرہ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے، اپنا کلام دھرائے یہ نہ کہے میں نے یہ کہا ہے، میرا یہ مقصد ہے جس میں اس کی تردید ہو، اس طرح لِـمَ یوں کی بجائے کہے، ہم سمجھ نہیں سکے اگر ہمیں یوں کہا جائے یا اس سے ہمیں روکا جائے یا ہم سے فلاں چیز کے بارے میں پوچھا جائے اس طرح استاد سے حسن ادب اور بہتر انداز میں سوال کرنے والا ہوگا۔

۱۰۔ اگر استاد سے کسی مسئلہ کے بارے میں، ایسا حکم سنے یا تعجب انگیز نکتہ سنے یا وہ کوئی حکایت نقل کرے یا کوئی شعر پڑھے جو اسے یاد ہو، تو وہ اس کو اس وقت پوری توجہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوں سنے گویا کہ اس نے یہ چیز کبھی سنی ہی نہیں۔

امام عطاء کا قول ہے: میں ایک انسان سے ایسی حدیث سنتا ہوں جسے میں اس سے بہتر طور پر جانتا ہوں، تو میں اسے اپنے بارے میں یوں تصور دلاتا ہوں کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، وہ فرماتے ہیں، میں ایک نوجوان سے حدیث اس طرح سنتا ہوں گویا کہ وہ میں نے سنی ہی نہیں حالانکہ میں وہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے سن چکا ہوتا ہوں، اگر استاد آغاز میں اس سے اس کے یاد ہونے کے بارے میں سوال کرلے تو یوں نہ کہے، ہاں۔ کیونکہ اس جواب میں استاد سے استغناء کا اظہار ہوتا ہے۔ نہ ہی ''نہ'' کہے کیونکہ یہ جھوٹ ہوگا بلکہ کہے، مجھے استاد سے استفادہ پسند ہے یا میں اس سے سننا چاہتا ہوں یا آپ کی طرف سے زیادہ درست ہوگا۔

معلوم چیز کے بارے میں دوبارہ سوال نہ کرے، اپنے ذہن کو کسی فکر یا بات میں مصروف نہ کرے کہ استاد سے اس کی بات دوبارہ سننے کی ضرورت پیش آئے، یہ سوء ادبی ہے، بلکہ پہلی دفعہ ہی اس کا کلام حاضر الذہن ہو کر پوری توجہ سے سنے، اگر دور ہونے کی وجہ سے استاد کا کلام نہ سن سکے یا کان دھرنے اور پوری طرح توجہ کے باوجود نہ سمجھ سکے تو معذرت کے ساتھ اعادہ اور تفہیم کی درخواست کرے۔

۱۱۔ کسی مسئلہ کی تشریح یا سوال کے جواب میں اپنے استاد یا دوسروں سے پہل نہ کرے نہ مسابقت کرے اور استاد سے پہلے اس کی معرفت و ادراک کا اظہار نہ کرے۔ استاد کی کسی قسم کی گفتگو قطع نہ کرے نہ اس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے اور نہ ساتھ ساتھ بولے بلکہ استاد کی گفتگو کے ختم ہونے تک صبر کرے، پھر بولے اور جب

استاد اس سے یا اہل مجلس سے ہم کلام ہو تو کسی اور سے گفتگو نہ کرے۔

حضرت ھند بن ابی ہالہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ کے ہم نشین سر جھکائے رہتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب آپ ﷺ چپ ہو جاتے تو وہ بولتے۔

۱۲۔ استاد جب اسے کوئی چیز عنایت کرے تو اسے دائیں ہاتھ سے لے اور جب وہ استاد کو کوئی چیز پیش کرے تو دائیں ہاتھ سے پکڑائے، اگر شاگرد کوئی ورقہ پڑھ رہا ہو، یا کوئی قصہ یا کوئی شرعی تحریر وغیرہ تو اسے استاد کو کھول کر پیش کرے، بند کر کے اس کے حوالہ نہ کرے الا یہ کہ اسے معلوم ہو استاد بند کو ہی پسند کرتا ہے، اگر استاد اسے کوئی کتاب دے تو وہ اسے کھولنے کے لیے تیار ہو کر پکڑے اور پڑھنا شروع کر دے، اسے الٹ پلٹ کی ضرورت پیش نہ آئے، اگر مخصوص جگہ سے پڑھنا ہو تو کتاب کھول کر جگہ متعین کر کے پیش کرے، اس کی طرف کوئی کتاب، کاغذ وغیرہ نہ پھینکے، اس کی طرف ہاتھ نہ پھیلائے الا یہ کہ دور ہو، اس طرح استاد سے کوئی چیز لینی یا دینی ہو تو استاد کو ہاتھ بڑھانے کی ضرورت نہ پیش آنے دے، بلکہ سیدھا کھڑے ہو کر جائے، گھسٹ کر نہ جائے اور جب لوگ استاد کے پاس کچھ لینے دینے کے لیے بیٹھے ہوں، تو اس کے اس قدر قریب ہو کر نہ بیٹھے کہ اسے سوء ادبی سمجھا جائے، اپنا پاؤں، ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ اور کپڑا، استاد کے کپڑے تکیہ یا مصلیٰ پر نہ رکھے، اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ نہ کرے اور اسے اس کے منہ یا سینہ کے قریب نہ کرے یا اپنے ہاتھ اس کے بدن یا کپڑوں پر نہ لگائے، اور جب لکھنے کے لیے قلم پیش کرے تو اس کے دینے سے پہلے اس کی طرف بڑھائے، اور اگر اس کے پاس دوات رکھے تو اسے کھول کر، ڈھکنا اٹھا کر لکھنے کے لیے تیار کر کے رکھے اور اگر اسے چھری پیش کرے تو چوڑائی میں دھار اپنی طرف کر کے پیش کرے اور پھل کے قریب والے حصہ سے دستہ پکڑے، پھل پکڑنے والے کے دائیں طرف ہو، استاد کی خدمت میں انقباض محسوس نہ کرے، ایک قول ہے کہ بلند مقام چاہے حاکم ہی کیوں نہ ہو اسے چار چیزوں سے تکبر نہیں کرنا چاہیے اپنی جگہ سے اپنے باپ کے لیے اٹھنا، اپنے استاد کی خدمت کرنا، جس چیز کا علم نہیں اس کے بارے میں پوچھنا اور اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔

۱۳۔ جب استاد کے ساتھ چلے، تو رات کو آگے ہو اور دن کو پیچھے ہو، الا یہ کہ حالات کا تقاضا اس کے برعکس ہو، کسی جگہ کیچڑ وغیرہ ہونے کا علم نہ ہو تو آگے بڑھے، اپنے ساتھیوں یا اپنے پاس آنے والے افراد سے استاد کو آگاہ کرے، اگر وہ انہیں نہ جانتا ہو، اگر استاد سے ملاقات ہو جائے تو سلام کہنے میں پہل کرے اگر دور ہو تو اس کا رخ کرے، اسے آواز نہ دے، دور سے یا پیچھے سے اسے سلام نہ کہے، بلکہ قریب ہو کر، آگے بڑھ کر سلام کہے، استاد کی رائے اگرچہ غلط ہو اس کی تغلیط نہ کرے اور نہ یہ کہے یہ تو کوئی رائے نہیں بلکہ غلطی کی اصلاح

اچھے اسلوب سے کرے مثلاً یوں کہے مصلحت اس میں ہے، یوں نہ کہے میری رائے یوں ہے وغیرہ۔ (امام نووی نے المجموع شرح المہذب کے مقدمہ میں ج اص ۳۵ تا ۳۹ آداب المعلم لکھے ہیں، مطبوعہ دار الفکر)

امام مسلم رحمہ اللہ اپنے اساتذہ اور اہل علم کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آتے تھے، حالانکہ مزاج میں تیزی، اور شدید غصہ تھا، جو ان کے اساتذہ کے ساتھ معاملہ اور ان کے تذکرہ پر نظر ڈالے گا وہ دیکھ لے گا کہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو عظیم ادب سے نوازا تھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ثوری کے اساتذہ میں، ثابت بن ہرمز ہے جسے ہریمز بھی کہا جاتا ہے، ابن حبان نے ''ثقات'' میں لکھا ہے، جس نے اسے ابن ہرمز کہا، تو محض تصغیر سے بچنے کے لیے کہا، اور کہا یعقوب بن سفیان کوفی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۲/ ۱۵)

امام ابوعبداللہ ابن الاخرم کا قول ہے: میں نے امام مسلم رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے سیکھنے والے بچہ کی طرح سوال کرتے دیکھا۔ (تہذیب التہذیب: ۹/ ۴۵)

ابوحامد احمد بن قصار کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج کو دیکھا وہ امام محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس آئے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: اے استادوں کے استاد، حدیث کی علتوں کے طبیب، سید المحدثین، مجھے اپنے پاؤں کا بوسہ لینے کی اجازت دیں اور بتائیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث کفارۃ المجلس میں کیا علت ہے؟ امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ نہایت عمدہ حدیث ہے، میرے علم میں دنیا میں اس سلسلہ میں اس کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے مگر یہ معلول ہے، مجھے یہ حدیث موسیٰ بن اسماعیل نے وہیب کے واسطے سے سہیل سے بیان کی وہ اسے عون بن عبداللہ سے اس کے قول کی صورت میں بیان کرتے ہیں، اسے موسیٰ بن عقبہ، سہیل سے وہ اپنے باپ کے واسطہ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں حالانکہ موسیٰ بن عقبہ کو سہیل سے سننے کا موقع نہیں ملا۔ اس لیے وہیب والی سند بہتر ہے۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۹۱)

امام مسلم رحمہ اللہ کا اپنے اساتذہ، امام بخاری اور امام ذہلی رحمہما اللہ کے سلسلہ میں آزمائش:

امام مسلم رحمہ اللہ کو اپنے دور کے دو انتہائی عظیم وجلیل اساتذہ، امام بخاری اور امام ذہلی رحمہما اللہ کے سلسلہ میں آزمائش سے گزرنا پڑا۔ حتیٰ کہ اس آزمائش سے امام مسلم رحمہ اللہ کی علمی اور عملی زندگی متاثر ہوئی، اس آزمائش نے سنگینی اختیار کی اور اس کا خطرہ شدید ہوگیا، حتیٰ کہ امام مسلم کو اپنے استاد امام ذہلی کو چھوڑنا پڑا جس کے زیر سایہ پرورش پائی تھی اور وہ ان کا ہم وطن اور ہم شہر تھا۔ پھر اس کا شر (بگاڑ) اور بڑھ گیا اور سنگین ہوگیا حتیٰ کہ اپنے اس استاد کو چھوڑ دیا جس نے اسے فن حدیث کی تعلیم دی تھی اور ان کے ہاتھوں نشو ونما پائی تھی، اور جس کے ہاتھوں

اور قدموں کو بوسہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مختلف حالات سے دوچار فرماتا ہے۔

محمد بن یحییٰ الذہلی کے ساتھ بُعد (دوری) کا آغاز:

امام مسلم رحمہ اللہ کے مزاج میں تیزی، اور جوشِ غضب تھا، ان کے دور کے علماء نے ان کی یہ خامی بیان کی ہے، بعض دفعہ یہ جوش جلد قرار پکڑ لیتا اور بعض دفعہ پر جوش شیوخ کی ناراضی کا باعث بن جاتا جیسا کہ آغاز میں محمد بن یحییٰ ذہلی کے ساتھ واقع ہوا۔

محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپور کے جلیل ترین اہل علم میں سے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں بلکہ اپنے زمانہ کے بلند مقام اور بلند شان عالم ہیں، اس کے باوجود امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے کوئی حدیث بیان نہیں کی، اس کا سبب باہمی بعض مسائل کا اختلاف ہے، دونوں ہی جوش غضب کا شکار تھے، جس نے زمانہ کے گزرنے کے ساتھ بہت دوری پیدا کر دی۔

حتیٰ کہ امام ابوزرعہ نے کہا: امام مسلم عقل سے کورا ہے، اگر یہ محمد بن یحییٰ کے ساتھ نرم برتاؤ اختیار کرتا، مرد کامل بن جاتا۔ (تہذیب الکمال: ۲۶/ ۶۲۷) یعنی اس کا علم بڑھتا اور زیادہ ہوتا۔

امام مکی بن عبدان بیان کرتے ہیں: امام داؤد بن علی اصفہانی امام اسحاق بن راہویہ کے ایام میں نیشاپور گیا، اہل علم نے ان کے لیے فکری مجلس قائم کی اس میں امام مسلم اور محمد بن یحییٰ ذہلی کا بیٹا یحییٰ بھی شریک ہوئے، ایک مسئلہ چھڑا، یحییٰ نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو امام داؤد نے اسے ڈانٹ پلائی۔ کہا، اے بچے! خاموش ہو جا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی حمایت نہ کی، اس نے واپس آ کر اپنے باپ کے سامنے امام داود کی شکایت کی، باپ نے پوچھا، وہاں کون تھا؟ اس نے کہا: امام مسلم، اس نے میری حمایت نہ کی۔'' باپ نے کہا، میں نے ان تمام احادیث سے رجوع کر لیا جو میں نے اسے بیان کی تھیں، یہ بات امام مسلم تک پہنچی، تو انہوں نے ان کی تمام تحریر کردہ احادیث اکٹھی کر کے ایک ٹوکری میں ڈال کر امام ذہلی کی خدمت میں بھیج دیں، اور کہا میں کبھی تمہاری بیان کردہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔ اس واقعہ کے بعد بھی امام مسلم، امام ذہلی رحمہ اللہ کی مجلس میں آتے جاتے رہے، بس امام بخاری کے واقعہ کے سبب ان سے الگ ہو گئے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۱، ۵۷۲)

امام بخاری رحمہ اللہ کا امام ذہلی کے ساتھ ابتلاء اور آزمائش:

امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنے دور کے عالم، فاضل بلند شان صاحب علم، امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ کے ساتھ سنگین ابتلاء پیش آیا جس کا سبب ہم عصر اہل علم کا باہمی تنافس اور حسد بنتا ہے، اور امام بخاری اور امام ذہلی رحمہما اللہ کے درمیان یہ ابتلاء اس قسم کا ہے، جبکہ دونوں عظیم شخصیتیں ہیں اور اس ابتلاء میں امام بخاری حق پر اور مظلوم ہیں،

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو معاف فرمائے اور ان لوگوں کی فہرست میں داخل فرمائے جن کے بارے میں اس کا فرمان ہے: ''اور ان کے سینوں میں جو کینہ ہے ہم اس کو نکال لیں گے ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔'' (الاعراف: ۴۳)

اس آزمائش کا امام مسلم رحمہ اللہ کی علمی زندگی پر عمومی اور ان کی صحیح پر خصوصی اثر ہوا، امام بخاری، اپنے دور کے علماء کے ہاں معزز ومکرم تھے، ہر جگہ ان کا چرچا تھا، اسی مرتبہ نے اپنے زمانہ کے امام اور اپنے عہد کے عالم محمد بن یحییٰ کو امام بخاری رحمہ اللہ کے نیشاپور آنے کی دعوت دینے پر آمادہ کیا۔

امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کا بیان ہے، جب امام محمد بن اسماعیل نیشاپور تشریف لائے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اہل نیشاپور کسی نے حکمران یا عالم کا ایسا استقبال کیا ہو جس قسم کا استقبال امام بخاری رحمہ اللہ کا کیا، لوگ ان کے استقبال کے لیے شہر سے دو یا تین مراحل (منزل) آگے گئے۔ (مقدمہ فتح الباری: ۵۱۲، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۸)

امام محمد بن یعقوب اخرم کا بیان ہے: میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا، جب امام بخاری رحمہ اللہ نیشاپور آئے تو ان کے استقبال کے لیے چار ہزار گھڑسوار نکلے، خچر، گدھے پر سوار اور پیدل ان کے علاوہ تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۳۷)

امام حسن بن محمد بن جابر بیان کرتے ہیں: جب امام محمد بن اسماعیل نیشاپور رحمہ اللہ آئے تو ہمیں محمد بن یحییٰ نے کہا، اس صالح انسان کے پاس جاؤ، اس سے سنو، تو لوگ ان کے پاس جانے لگے اور اس سے سماع کے لیے اس کی طرف بڑھے، جس سے محمد بن یحییٰ کی مجلس میں خلل پیدا ہو گیا، اس سے وہ حسد میں مبتلا ہو گئے اور ان پر جرح شروع کر دی۔ (تاریخ بغداد: ۲/ ۳۰، طبقات السبکی: ۲/ ۲۳۰، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۳، مقدمۃ الفتح: ۴۹۱)

جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی آمد پر خود محمد بن یحییٰ نے اعلان کیا تھا، جو کل محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کے استقبال کے لیے جانا چاہے وہ استقبال کرے، کیونکہ میں خود اس کا استقبال کروں گا، لہٰذا خود محمد بن یحییٰ اور نیشاپور کے علماء نے عموماً اس کا استقبال کیا، وہ شہر میں آئے اور اہل بخارا کے محلّہ میں اترے، محمد بن یحییٰ نے تلامذہ سے کہا، اس سے کلام کے بارے میں کسی قسم کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر انہوں نے ہمارے مؤقف کے خلاف جواب دیا تو ہمارے اور اس کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا، ہمارے خلاف ناصبیوں، رافضیوں، جہمیوں اور خراسان کے جھمیہ کو خوش ہونے کا موقعہ ملے گا، محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کے ہاں لوگوں کا اژدہام ہو گیا، حتیٰ کہ گھر اور چھتیں بھر گئیں، ان کی آمد کے دوسرے یا تیسرے دن کسی آدمی نے قرآن کے الفاظ پڑھنے کے بارے میں پوچھ لیا، امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے افعال مخلوق ہیں اور ہمارے الفاظ ہمارے افعال ہیں، اس پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، بعض نے کہا، اس نے کہا، میرا قرآن کا تلفظ کرنا مخلوق ہے، بعض نے کہا اس نے یہ نہیں کہا، اس طرح

لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کی طرف (لڑائی کے لیے) بڑھے، محلّہ کے لوگ جمع ہو گئے اور ان لوگوں کو نکال دیا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۸، یہاں تام کی جگہ "تواثبوا" ہے ایک دوسرے پر پل پڑے۔ مقدمہ الفتح، ص ۵۱۵)

ابن علی مخلدی کہتے ہیں، میں نے محمد بن یحییٰ کو کہتے سنا: بخاری نے ہمارے سامنے لفظیہ کا قول ظاہر کیا ہے اور لفظیہ میرے نزدیک جہمیہ سے بھی بدتر ہے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۹، مقدمۃ الفتح: ۵۱۵)

نوٹ:...... اس مسئلہ میں حقیقت یہ ہے، امام احمد، امام ذہلی اور امام بخاری کے نزدیک قرآن لفظاً اور معنیً اللہ کا کلام ہے، اس حد تک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن لفظی بالقراٰن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے یہ کہنے میں اختلاف ہے۔ امام احمد اور امام ذہلی، اس کو درست نہیں سمجھتے کیونکہ لفظ دو معنی میں مستعمل ہے۔ (۱) قرآن کے الفاظ (۲) قرآن کے الفاظ پڑھنا اور اپنی زبان سے ان کو ادا کرنا پہلے معنی کی رو سے الفاظِ قرآن اللہ کا کلام ہیں۔ انسانی فعل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے، دوسرے معنی کے اعتبار سے الفاظ کی قراءت اور تلاوت انسان نے کی ہے اس لیے وہ انسان کا فعل وعمل ہے۔

پہلے معنی کی رو سے مخلوق کہنا صحیح نہیں ہے اور دوسرے معنی کی رو سے اسے غیر مخلوق کہنا صحیح نہیں ہے۔ اور عام آدمی دونوں معنوں میں فرق و امتیاز نہیں کر سکتا اس لیے امام احمد اور امام ذہلی کہتے تھے، لفظی بالقراٰن مخلوق یا غیر مخلوق کہنا درست نہیں ہے تا کہ غلط معنی کا اشتباہ پیدا نہ ہو لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے اہل علم کو ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے اور ضرورت کے وقت اس کا اظہار بھی کرنا چاہیے یہ مسئلہ علمی ہے، عوامی نہیں ہے۔ (عبدالعزیز علوی)

ابو احمد بن عدی کہتے ہیں، مجھے شیوخ کی ایک جماعت نے بتایا، جب محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نیشاپور آئے، لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، تو اس وقت کے نیشاپور کے بعض مشائخ کے دل میں لوگوں کا ان کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے گرد اکٹھا ہونا حسد کا سبب بن گیا، تو اس نے طلبہ حدیث سے کہا، محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کہتا ہے، لفظي بالقراٰن مخلوق، قرآن کا تلفظ مخلوق ہے، مجلس میں اس کا امتحان لو، تو جب لوگ بخاری کی مجلس میں آئے، ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے ابو عبداللہ! آپ کیا کہتے ہیں، لفظی بالقراٰن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا، کوئی جواب نہ دیا، اس نے دوبارہ یہی سوال کیا اور امام صاحب نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر تیسری دفعہ یہی سوال کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور امتحان لینا بدعت ہے، اس نے شور ڈال دیا اور لوگوں نے بھی شور ڈالا اور منتشر ہو گئے اور امام بخاری رحمہ اللہ اپنی جگہ بیٹھ رہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۵۳، ۴۵۴، اس رسالہ

کے مصنف نے سیرۃ البخاری کے نام سے رسالہ لکھا ہے، اس میں اس آزمائش پر تفصیلی طور پر لکھا ہے۔)

بہت سے علماء کی یہ بہت خواہش تھی کہ اس مسئلہ کے بارے میں بحث مباحثہ نہ کیا جائے تا کہ عام مسلمان اس مسئلہ میں التباس کا شکار نہ ہو جائیں، پس کافی ہے کہ ہم کہیں قرآن اللہ کا کلام ہے جو مصحف کے دونوں گتوں کے اندر موجود ہے، سیاہی سے کاغذ پر تحریر کیا گیا ہے یہ اللہ کا کلام ہے جسے قاری اپنی آواز میں پڑھتا ہے، کلام تو اللہ کا کلام ہے اور آواز پڑھنے والے کی آواز ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوقدامہ عبداللہ بن سعید سرخسی کو کہتے سنا، ہمیشہ میں اپنے ساتھیوں سے سنتا رہا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں؟

امام محمد بن اسماعیل (بخاری) نے فرمایا: ان کی حرکات آوازیں ان کے کسب (عمل) اور کتابت مخلوق ہے مگر قرآن مبین جسے مصحف میں ثبت کیا جاتا ہے، قلوب میں یاد رکھا جاتا ہے (پڑھا جاتا ہے) وہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بلکہ یہ واضح آیات ہیں، ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔ (العنکبوت، مقدمۃ الفتح دارالسلام: ص ۶۸۵)

اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول ہے، أوعیۃ (جس چیز میں قرآن محفوظ کیا گیا ہے) کے مخلوق ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔ (مقدمۃ الفتح: ۶۸۵)

امام بخاری رحمہ اللہ کے لیے یہ فتنہ سنگین صورت اختیار کر گیا، اس کے چنگارے شدید ہو گئے اور خطرہ بڑھ گیا، حتیٰ کہ محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ نے لوگوں کو امام بخاری سے خوف زدہ کیا۔

ابو حامد اعمش بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کو ابوعثمان سعید بن مروان کے جنازے میں دیکھا، محمد بن یحییٰ (ذہلی) ان سے، ناموں، کنیتوں اور علل حدیث کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ، ان میں تیر کی تیزی سے گزر رہے تھے، اس پر ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ محمد بن یحییٰ نے کہہ دیا خبردار جو ان کی مجلس میں آمد و رفت رکھتا ہے وہ ہمارے ہاں نہ آئے جائے کیونکہ اہل بغداد نے ہمیں لکھا ہے، اس نے (قرآن کے) لفظ کے بارے میں گفتگو کی ہے اور ہم نے اسے روکا ہے لیکن وہ باز نہیں آیا، لہٰذا تم بھی اس کے قریب نہ جاؤ، اور جو اس کے پاس جائے وہ ہمارے پاس نہ آئے، اور محمد بن اسماعیل کچھ عرصہ رہے پھر بخاری چلے گئے۔ (تاریخ بغداد: ۲/ ۳۱، طبقات سبکی: ۲/ ۲۲۹، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۵)

محمد بن یحییٰ کا قول ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے اور ہر جہت سے غیر مخلوق ہے، اس میں کوئی تصرف بھی ہو، جو اس کی پابندی کرے گا وہ قرآن کے بارے میں لفظ اور دوسری گفتگو سے بے نیاز ہو جائے گا اور جس کا نظریہ

یہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے، اس نے کفر کا ارتکاب کیا، وہ ایمان سے نکل گیا اور اس کی بیوی اس سے الگ ہوگئی اس سے توبہ کروائی جائے گی، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک وگرنہ اس کی گردن ماردی جائے گی اور اس کا مال مسلمانوں میں بطور فئی تقسیم کر دیا جائے گا اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا اور جو اس مسئلہ میں توقف کرے اور کہے میں نہ مخلوق کہتا ہوں اور نہ غیر مخلوق، اس نے کفر سے مشابہت اختیار کی اور جس نے کہا میرا قرآن کا تلفظ کرنا مخلوق ہے، وہ بدعتی ہے، اس کے پاس نہ بیٹھا جائے اور نہ گفتگو کی جائے اور جو آج کے بعد محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس گیا، اس کو بھی متہم قرار دو کیونکہ ان کی مجلس میں وہی حاضر ہوگا جو ان والا موقف رکھتا ہے۔ (تاریخ بغداد: ۲/ ۳۱، ۳۲۔ سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۴۵۵، ۴۵۶)

آپ اس سے یہ سمجھ سکتے ہیں، اسلام کی ان دو عظیم شخصیتوں میں اس عظیم اختلاف اور ابتلاء کا کیا سبب تھا جس نے دونوں میں جدائی فرقت پیدا کر دی۔

محمد بن شاذلی کہتے ہیں: جب محمد بن یحییٰ اور بخاری کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا، میں بخاری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے ابوعبداللہ! آپ کے اور محمد بن یحییٰ کے درمیان جو اختلاف پیدا ہوگیا ہے ہمارے لیے اس سے بچنے کا حیلہ کیا ہے جو آپ کے پاس آتا ہے، اس کو دھتکار دیا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا محمد بن یحییٰ کو علم کے سلسلہ میں کس قدر حسد لاحق ہوگیا ہے، علم اللہ کی عنایت ہے وہ جسے چاہے عنایت فرما دے، میں نے پوچھا، یہ مسئلہ جو آپ سے نقل کیا جاتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: اے بیٹا! یہ منحوس مسئلہ ہے، میں نے اس سلسلہ میں احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے وہ دیکھا ہے اس لیے میں نے اپنے اوپر یہ لازم قرار دیا ہے کہ اس کے بارے میں گفتگو نہیں کروں گا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۶، ۴۵۷)

بقول امام ذہبی، مسئلہ یہ ہے کیا لفظ مخلوق ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے توقف کیا، اور توقف کے بعد بطور حجت کہا، ہمارے افعال مخلوق ہیں۔ اس سے ذہلی نے یہ خیال کیا، اس نے یہ بات لفظ کے سلسلہ میں کہی اور اس پر جرح کر دی، گویا کہ ذہلی وغیرہ نے ان کے قول کے لازم کو لے لیا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۷) (حالانکہ جمہور محققین کے نزدیک لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا)

احمد بن سلمہ کا قول ہے: میں ابوعبداللہ (بخاری) کے پاس آیا، اور کہا: اے ابوعبداللہ! یہ آدمی خراسان خصوصاً اس شہر (نیشاپور) میں مقبول ہے (قبولیت عام حاصل ہے) اور اس بات پر وہ اڑ گیا ہے جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں، ہم میں سے کوئی اس سلسلہ میں اس سے گفتگو نہیں کر سکتا، تو انہوں نے اپنی ڈاڑھی پکڑ کر کہا: ''میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں، وہ بندوں سے خوب آگاہ ہے۔'' (الغافر: ۴۴) اے اللہ تو جانتا ہے میں نے نیشاپور

میں فخر وغرور اور اترانے کے لیے اقامت اختیار نہیں کی نہ سرداری کی طلب ہے، میرے وطن میں مخالفین کے غلبہ کی بنا پر میں ادھر جانا نہیں چاہتا، یہ آدمی اللہ نے جو (علم) مجھے عنایت فرمایا، اس پر حسد کرتا ہے۔ پھر کہا: اے احمد! میں کل چلا جاؤں گا تا کہ تم میری خاطر اس کی جرح سے بچ جاؤ۔ میں نے اپنے چند ساتھیوں کو ان کے عزم سے آگاہ کر دیا، اللہ کی قسم میرے علاوہ کوئی اور ان کو الوداع کہنے نہ آیا، جب وہ شہر سے نکلے تو میں ان کے ساتھ تھا، وہ اپنے معاملہ کی اصلاح کی خاطر تین دن شہر کے دروازہ پر ٹھہرے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۴۵۹، مقدمۃ الفتح دار السلام: ۸۵/ ۱، مقدمہ میں اس صفحہ والی عبارت نہیں ہے۔ مقدمۃ الفتح: ص ۶۸۴)

امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ کا اختلاف:

جو انسان بخاری اور مسلم کی سیرت کا تتبع کرے گا وہ جان لے گا وہ آپس میں باپ اور بیٹے کی طرح تھے، جن میں گہرا تعلق تھا، محض استاد و شاگرد کا رشتہ نہ تھا، بلکہ بقول امام دارقطنی: اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کچھ پیش نہ کر سکتے۔

تو کیا وجہ ہے کہ مسلم نے امام ذہلی کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی تعلقات توڑ لیے اور اپنی صحیح میں ان سے کوئی روایت نہیں بیان کی، کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے جس کی بنا پر یہ جدائی اور قطع تعلقی ہوگئی ہم بخاری اور مسلم کے مزاج پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حافظ محمد بن یعقوب اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، میں نے مسلم بن حجاج کو بخاری کے سامنے طالب علم بچے کی طرح سوال کرتے دیکھا۔ (تاریخ دمشق مدینہ: ۵۲/ ۸۹)

امام خطیب کہتے ہیں: مسلم نے بخاری کے راستہ کی پیروی کی، ان کے علم کا جائزہ لیا اور ان کا طرز عمل اپنایا، جب آخر میں بخاری، نیشاپور آ گئے، مسلم ان کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور ان کے ہاں مسلسل آنا جانا رکھا۔ اور مجھے عبیداللہ بن احمد بن عثمان صیرفی نے بتایا میں نے ابوالحسن دارقطنی سے سنا کہ اگر بخاری نہ ہوتے تو امام مسلم کچھ پیش نہ کر سکتے۔ (تاریخ دمشق مدینہ: ج ۵۸/ ۹۰)

ابوسعید حاتم کندی کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج رحمہ اللہ سے سنا جب محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نیشاپور آئے، تو میں نے دیکھا، اہل نیشاپور نے کسی حکمران اور عالم کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا، جو محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کے ساتھ کیا، دو تین منزل آگے جا کر ان کا استقبال کیا۔ (تاریخ دمشق: ۵۲/ ۹۲)

بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں، مسلم نے بخاری کی غلطیوں کو بھی اپنایا۔

عبدالغنی بن سعید کا قول ہے، حرب بن میمون اکبر (بڑا) ابوخطاب ہے اور حرب بن میمون اصغر (چھوٹا) ابوعبدالرحمٰن ہے، ان کے بارے میں بخاری وہم کا شکار ہوئے، سب سے پہلے مجھے اس بات سے علی بن عمر نے

آ گاہ کیا اور مجھے کہا اس غلطی میں مسلم نے بھی ان کی پیروی کی ہے اور دونوں کو ایک قرار دیا ہے اور مجھے کہا، اس وجہ سے ہم یہ دلیل لیتے ہیں کہ مسلم نے بخاری کی پیروی کی ہے، ان کے علم کا جائزہ لیا اور اس پر عمل کیا، ابوبکر بن منجویہ کا قول ہے بعض نے ابوعبدالرحمٰن حرب بن میمون اور ابوخطاب حرب بن میمون کے درمیان فرق کیا اور ان کو دو ساتھی قرار دیا، ابوعبدالرحمٰن صاحب الاغمیہ عبادت گزار تھا، ہم نے امتیاز قائم کرنے کی خاطر اس کا تذکرہ کیا ہے، بہت سے لوگوں نے ایک قرار دیا اور بہت سے حضرات نے ان کو الگ الگ قرار دیا اور ان شاء اللہ یہی درست ہے۔ (تہذیب الکمال: ۵/ ۵۳۶)

ابواحمد حاکم کہتے ہیں: ابوعمران سلیمان بن عبداللہ انصاری جو ام درداء کے قائد اور ان سے راوی ہیں، اس سے ثعلبہ بن مسلم خثعمی بیان کرتے ہیں اور ابوعیسیٰ بھی میرے خیال میں وہ سلیمان بن کیسان تمیمی ہے، پہلے اسے ابوعمران سلیم شامی انصاری ام درداء کا مولیٰ کہا ہے جو ام درداء اور ذوائد صالح سے بیان کرتا ہے، اس سے ثعلبہ بن مسلم خثعمی اور عثمان بن عطاء خراسانی نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت بیان کی ہے، میرے نزدیک سلیمان اور سلیم دونوں ایک ہیں اور قوی بات یہ ہے کہ وہ سلیم ہے، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کا الگ سلیمان کے باب میں تذکرہ کیا ہے اور امام مسلم بھی اپنی کتاب ''الاسامی والکنی'' میں انہیں کی ڈگر پر چلے ہیں اور ابوعمران کے باب میں دو جگہ اس کا ذکر کیا ہے، اور میرے خیال میں وہ وہم کا شکار ہوئے، شاید محمد بن اسماعیل کو نقل کرنے میں غلطی لگ گئی، نون کو گرا کر سلیمان کی جگہ سلیم کے باب میں لکھ دیا، انہیں بعض جگہ اپنی کتاب میں غلطی لگی ہے، خاص کر شامیوں کی روایت میں، امام مسلم نے انہیں کی کتاب سے نقل کیا ہے، ان کی غلطی میں بھی ان کی پیروی کی ہے۔ کبھی گھڑ سوار بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ابوعبداللہ (محمد بن اسماعیل) پر رحم فرمائے، میرے علم میں کوئی آدمی حدیث کی معرفت میں ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۲۲/ ۳۴۱)

اگر ہم دونوں شیوخ کے ربط کی جستجو میں لگے رہیں بحث طویل ہو جائے گی، جس کی یہ کتاب متحمل نہیں، بات وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں یعنی مسلم کی تیزی اور فوراً غصہ میں آ جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے اپنے سب سے بڑے استاد جس پر امام مسلم کی نظر پڑی تھی جدائی اختیار کر لی۔

ابوبکر خطیب کہتے ہیں: مسلم بخاری کا دفاع کرتے تھے، حتیٰ کہ بخاری کے سبب محمد بن یحییٰ اور مسلم کے درمیان وحشت پیدا ہوگئی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۳، تاریخ بغداد: ۱۳/ ۱۰۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مسلم رحمہ اللہ اپنی طبیعت کی تیزی کے باعث بخاری رحمہ اللہ سے بھی الگ ہو گئے، اور اپنی صحیح میں ان سے کوئی حدیث بیان نہیں کی اور نام تک نہیں لیا، بلکہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں معنعن راوی کے لیے

لقا کی (باہمی ملاقات) شرط پر تنقید کی اور دعویٰ کیا ہم عصر ہونا ہی کافی ہے یہ اجماعی مسئلہ ہے اور ان کی باہمی ملاقات سے واقف ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ جنہوں نے یہ شرط لگائی ہے ان کو سرزنش کی ہے، حالانکہ یہ شرط ابوعبداللہ بخاری اور ان کے استاد علی بن مدینی نے لگائی ہے اور یہی قوی موقف ہے اور یہاں مسئلہ کی تفصیل بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۵۷۳)

امام مسلم رحمہ اللہ کا موقف:

امام مسلم رحمہ اللہ نے آغاز میں انتہائی حیرت انگیز رویہ اختیار کیا، وہ دونوں بخاری اور ذہلی کے ہاں آتے جاتے تھے، جب دیکھا فتنہ سنگین ہوگیا ہے اور شدت پیدا ہوگئی ہے اور ذہلی نے ان سے بخاری کے پاس جانے سے اختلاف کیا ہے تو پہلے ذہلی سے قطع تعلق کر لیا، پھر دونوں سے الگ ہو کر انفرادیت اختیار کر لی۔

حافظ محمد بن یعقوب کہتے ہیں: جب بخاری نے نیشاپور کو وطن بنا لیا، مسلم بن حجاج کثرت کے ساتھ ان کے ہاں آنے جانے لگے، اور جب ذہلی اور بخاری کے درمیان لفظ کے مسئلہ میں اختلاف پیدا ہوگیا اور ذہلی نے ان کے خلاف آواز بلند کی اور لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکا، مسلم بن حجاج کے سوا عموماً لوگ ان سے الگ ہو گئے، ایک دن ذہلی نے کہا، خبردار جو لفظ کا قائل ہے اس کے لیے ہماری مجلس میں آنا جائز نہیں ہے۔ تو مسلم نے اپنی پگڑی پر اپنی چادر رکھی اور سب لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ذہلی سے جو کچھ لکھا تھا ایک اونٹ پر ان کی طرف بھیج دیا، مسلم، لفظ کے بارے میں کھل کر بات کرتے تھے، چھپاتے نہیں تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۴۶۰، مقدمۃ الفتح: ۶۸۵)

محمد بن یعقوب اخرم کہتے ہیں: میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا، جب ذہلی کی مجلس سے مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ اٹھ گئے، ذہلی نے ایک دن کہا، یہ آدمی میرے ساتھ اس شہر میں نہیں رہ سکتا، تو بخاری ڈر گئے اور سفر کر گئے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۴۶۰، مقدمۃ الفتح: ۶۸۵)

(مصنف نے اوپر والا پیرا دوبارہ نقل کر دیا ہے، اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا ہے) امام مسلم، بخاری کا دفاع کرتے تھے، حتیٰ کہ انہیں کی خاطر ذہلی اور مسلم میں وحشت پیدا ہوگئی پھر آخر کار بخاری کو بھی چھوڑ دیا۔

اہل علم کا مسلم کی تعریف کرنا:

امام مسلم کی ان کے زمانہ میں اور اس کے بعد بہت تعریف کی گئی ہے بلکہ دنیا کے تمام اطراف میں ان کی بہت مدح وثنا کی گئی ہے اور قیام قیامت تک، جب تک ان کی صحیح باقی رہی تعریف ہوتی رہے گی۔

ابوعمرو مستملی بیان کرتے ہیں: ۲۵۱ھ میں ہمیں اسحاق کوسج نے لکھوایا اور مسلم انتخاب کر رہے تھے، اور میں

استاد کے الفاظ آگے نقل کر رہا تھا، اسحٰق نے انہیں دیکھ کر کہا، جب تک اللہ آپ کو مسلمانوں کے لیے زندہ رکھے گا، ہم خیر سے محروم نہیں ہوں گے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۳)

اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے مسلم بن حجاج پر نظر دوڑا کر کہا، مردا کاین بود، خطیب نے یہ بات منکدری کے واسطہ سے حاکم سے نقل کی ہے اور منکدری نے اس جملہ کی تفسیر یہ کی ہے، وہ کتنا عظیم آدمی تھا۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۸۸)

احمد بن سلمہ کہتے ہیں: ابوزرعہ اور ابوحاتم صحیح کی معرفت کے سلسلہ میں اپنے دور کے شیوخ پر مسلم بن حجاج کو مقدم ٹھہراتے تھے۔ (تہذیب الکمال: ۲۷/ ۵۰۶)

محمد بن بشار بندار کا قول ہے، دنیا میں حافظ چار ہیں، ری میں ابوزرعہ، نیشاپور میں مسلم بن حجاج، سمرقند میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی اور بخارئ میں محمد بن اسماعیل بخاری۔ (تاریخ بغداد: ۲/ ۱۶)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن اخرم کا قول ہے: نیشاپور سے تین آدمی نکلے ہیں، محمد بن یحییٰ، مسلم بن حجاج اور ابراہیم بن ابی طالب۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲۹/ ۵۶۵)

حافظ ابوقریش کہتے ہیں: میں ابوزرعہ کے ہاں تھا تو مسلم بن حجاج نے آ کر سلام کہا، اور دونوں کچھ دیر تک مذاکرہ کرتے رہے، جب مسلم اٹھ کھڑے ہوئے میں نے ابوزرعہ سے کہا اس نے چار ہزار صحیح احادیث جمع کی ہیں، تو ابوزرعہ نے کہا، باقی کیوں چھوڑ دیں۔ (تہذیب الکمال: ۲۶/ ۶۲۷)

محمد بن عبدالوہاب فراء کا قول ہے: مسلم بن حجاج، لوگوں کے عالم اور علم کا مخزن ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۹)

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کا قول ہے: مسلم ثقہ، حافظ ہیں، میں نے ان سے رے میں احادیث لکھیں، میرے باپ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا، صدوق ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۴)

ابوعمرو بن حمدان کہتے ہیں: میں نے حافظ ابن عقدہ سے بخاری اور مسلم کے بارے میں پوچھا، دونوں میں سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس نے کہا محمد یعنی بخاری عالم ہے اور مسلم بھی عالم ہے، میں نے بار بار یہی سوال دہرایا، تو اس نے کہا، اے ابوعمرو، محمد اہل شام کے بارے میں کبھی غلطی کر جاتے ہیں، کیونکہ انہوں نے ان کی کتابوں سے دیکھا ہے، اس لیے بسا اوقات ان میں کسی کا ذکر اس کی کنیت سے کر جاتے ہیں اور دوسری جگہ اس کے نام سے تذکرہ کرتے ہیں، انہیں ان کے دو ہونے کا وہم لاحق ہو جاتا ہے اور مسلم علل میں غلطی کم ہی کرتے ہیں کیونکہ اس نے مسند احادیث لکھی ہیں مقطوع یا مرسل نہیں لکھیں، امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں مقطوع سے مراد فقہ اور تفسیر میں صحابہ اور تابعین کے اقوال مراد ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۵)

آگے ایک قول نقل کیا ہے جو پیچھے گزر چکا ہے۔

راویوں کے بارے میں علم اوران پرنقد:

علم الرجال، عظمت اور ندرت رکھنے والا علم وفن ہے کیونکہ حدیث کی صحت وضعف اسی پر موقوف ہے، اور اس کی بنیاد پر صحت وفساد کا حکم لگایا جاتا ہے۔ محدثین نے علم الرجال کو اہمیت دی ہے اور اس پر پوری توجہ اور نگرانی مبذول کی ہے، بحث و درایت سے اس کا احاطہ کیا ہے، جس نے بھی نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ لکھا ہے، انہوں نے اس کی معرفت حاصل کی ہے، اس کے حالات اور آمدورفت کا مطالعہ کیا ہے اور رجال کو درجات وطبقات میں تقسیم کیا ہے اور اپنی معلومات کی بنیاد پر علماء میں جرح وتعدیل کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حافظ ذہبی نے، ثقات کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے، جن پر ایسی باتوں کی بنیاد پر جرح کی گئی ہے، جو ان کے رد (یعنی جرح) کا باعث نہیں بن سکتیں، امام ذہبی لکھتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بساط تو لپٹی ہوئی ہے، اگرچہ ان کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے اور ان سے بھی باقی ثقات کی طرح غلطیاں سرزد ہوئیں کیونکہ غلطی سے کوئی فرد محفوظ نہیں رہ سکتا، لیکن نادر غلطی کبھی نقصان دہ نہیں ہوتی، ان کی عدالت اور ان کی بیان کردہ روایات کے قبول کرنے پر ہی عمل موقوف ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے، تابعین میں عمداً جھوٹ بولنے والا موجود نہیں ہے، لیکن وہ غلطی اور وہم کا شکار ہوئے ہیں جس کی غلطیاں، بیان کردہ روایات میں قلیل ہیں وہ قابل برداشت ہے اور جن علم کے مخزنوں میں غلطیاں متعدد ہیں وہ بھی قابل عفو ہیں، ان کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور ان پر عمل ہوا ہے، اگرچہ ثقہ ائمہ کے ہاں ایسے لوگوں کی حدیث کے حجت ہونے میں اختلاف ہے جیسے حارث اعور، عاصم بن ضمرہ، تو اُمہ کے مولیٰ صالح اور عطاء بن سائب وغیرہم ہیں۔ اور جن میں غلطیوں کی کثرت ہے اور انفرادیت زیادہ ہے، ان کی حدیث حجت نہیں ہے تابعین کے پہلے طبقہ میں ایسے لوگ نہیں ہیں، اگرچہ صغار تابعین اور بعد کے لوگوں میں یہ چیز موجود ہے، مالک اور اوزاعی اور ان جیسے لوگ جن سے ملے ہیں، ان میں مذکورہ بالا مراتب موجود ہیں، اور ان کے دور میں عمداً جھوٹ بولنے والے اور کثیر الغلط پائے گئے ہیں اور ان کی احادیث چھوڑ دی گئیں ہیں، یہ مالک امت کے لیے ہدایت کا ستارہ بھی جرح سے محفوظ نہیں رہا، اگر امام مالک کی حدیث بطور دلیل پیش کرتے وقت کوئی کہے۔ اس پر جرح کی گئی ہے تو اسے سزا دی جائے گی اور ذلیل کیا جائے گا، اس طرح اوزاعی ثقہ، حجت ہے اور بسا اوقات وہ تفرد اور وہم کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی زہری سے احادیث میں کچھ کلام ہے حالانکہ اس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا، اس کی رائے بھی ضعیف اور حدیث بھی ضعیف، لوگوں نے امام احمد کے اس قول کا مفہوم لینے میں تکلف سے کام لیا ہے، اسی طرح کم فہم والوں نے زہری پر بھی جرح کی ہے۔ کیونکہ وہ بالوں کو سیاہ کرتے تھے اور فوجی لباس پہن لیتے تھے اور ہشام بن عبدالملک کے خادم بھی رہے

ہیں، ثقات پر جرح ایک وسیع باب ہے، پانی جب دو قلے ہو وہ پلید نہیں ہوتا اور مومن کی جب حسنات راجح اور سیأت کم ہوں وہ کافر نہیں ہے، یہ بھی تب ہے اگر ثقہ اور پسندیدہ پر جرح اثر انداز ہو، اور جب اثر انداز ہی نہیں تو اس کی کیا حیثیت۔ (قواعد التحدیث: ص ۱۸۷)

صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے اہل علم کے حالات کے بارے میں وسیع معلومات کی بنا پر امام مسلم جرح وتعدیل میں بہت مہارت رکھتے تھے، سلمان بن عامر بن اوس بن حجر بن عمرو بن حارث الضبی کو شرف رفاقت حاصل ہے اور مسلم بن حجاج کا قول ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ضبی صرف یہی ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۴/ ۱۲۰) (ضبی یعنی ضب قبیلہ سے تعلق رکھنے والا)

مکی بن عبدان کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا کہ ابومحمد عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر عذری، بنوزہرہ کے حلیف اور صحابی ہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۲۷/ ۱۸۶)

امام بعد والوں کے حالات کی بھی درایت ومعرفت رکھتے ہیں۔

احمد بن سلمہ کہتے ہیں میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، محمد بن رافع ثقہ، قابل اعتماد، صحیح تحریر یا کتاب والا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۹/ ۱۴۱)

علی بن حسن بن موسیٰ ہلالی کے بارے میں فرماتے ہیں طیب بن طیب، پاکیزہ کا پاکیزہ بیٹا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۷/ ۲۶۴) بسا اوقات وہ راوی کی آمد ورفت کی باریکیوں سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔

ابو حمزہ نصر بن عمران بن عصام ضبعی بصری کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ نیشاپور میں مقیم تھا، پھر مرو چلا گیا اور پھر سرخس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ (تہذیب التہذیب: ۱۰/ ۳۸۵)

بسا اوقات وہ اپنے شیوخ کے باریک مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کی مسلسل جستجو جاری رکھتے ہیں اگر ان میں کوئی ایسی بات مل جاتی ہے جو ان کی حدیث کے ترک کا باعث بنتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اگر جاری رکھنے کی بات ملتی ہے تو اس پر قائم رہتے ہیں۔

احمد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے مسلم سے سنا، جب ابن جریج، حدثنا، اخبرنا یا سمعت کا صیغہ استعمال کرتے ہیں تو ان سے بڑھ کر کوئی ثقہ نہیں ہوتا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸، سیر اعلام میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔)

ابراہیم بن ابی طالب کہتے ہیں: میں نے مسلم سے پوچھا، آپ نے صحیح میں احمد بن عبدالرحمٰن وہبی سے بکثرت احادیث بیان کی ہیں، حالانکہ اس کا اختلاط واضح ہو چکا ہے، انہوں نے جواب دیا، اس پر اعتراض میرے مصر سے چلے جانے کے بعد ہوا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸)

ان سے علی بن جعد کے بارے میں سوال ہوا، کہا، ثقہ ہے لیکن وہ جہمی تھا۔ محمد بن یزید کے بارے میں کہا، اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں۔ محمد بن عبدالوہاب اور عبدالرحمٰن بن بشر دونوں کی توثیق کی، قطن بن ابراہیم کے بارے میں کہا، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸)

اپنے اساتذہ سے جرح وتعدیل کے دقیق مسائل دریافت کرتے، بسااوقات اپنے سامنے ایسی میزان رکھتے جس سے رجال پرکھتے۔

مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا، عبداللہ بن محمد بن عقیل اور عاصم بن عبیداللہ میں سے آپ کو کون پسند ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے حدیث میں دونوں ہی پسند نہیں۔ (تہذیب الکمال: ۱۶/ ۸۲)

مسلم بن حجاج بیان کرتے ہیں: امام احمد نے عطیہ عوفی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس کی حدیث ضعیف ہے، پھر فرمایا: مجھے پتہ چلا عطیہ کلبی کے پاس جاتا اور اس سے تفسیر پوچھتا ہے اور ابوسعید کی کنیت سے یاد کرتا۔ (تہذیب التہذیب: ۷/ ۲۰۱)

جو راوی ترک کے مستحق ہیں، ان کے لیے انتہائی سخت الفاظ استعمال کرتے۔ یحییٰ بن عبداللہ بن عبداللہ بن موہب تیمی مدنی کے بارے میں مسلم بن حجاج فرماتے ہیں: ساقط متروک الحدیث، امام نسائی نے دوسری جگہ سے متروک الحدیث کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۱۱/ ۲۲۱)

قاضی ابومحمد یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن مروزی کے بارے میں مسلم بن حجاج کہتے ہیں میں نے اسحاق بن راہویہ سے سنا یحییٰ بن اکثم دجال ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۱۱/ ۱۹۵)

مکی بن عبدان کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابومعاویہ صدقہ بن عبداللہ سمین، ابووہب کلاعی سے منکر الحدیث ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۲۴/ ۱۹)

مکی بن عبدان کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوعلی محمد بن معاویہ نیشاپوری، مکہ میں بس گیا تھا، متروک الحدیث ہے۔ (تاریخ بغداد: ۳/ ۲۷۴)

امام مسلم رحمہ اللہ کی علل الحدیث سے آگاہی:

بقول ابن صلاح معلل حدیث وہ ہے جس میں ایسی علت پائی جائے جو صحت میں عیب کا باعث ہو جبکہ ظاہری طور پر وہ صحیح ہو۔

محدث وہی ہے جو اسانید، علل، اسمائے رجال، سند عالی اور سند نازل سے آگاہ ہو اور مزید برآں اسے کثیر تعداد میں متون یاد ہوں۔

ہمارے اسلاف احادیث کا سماع کرتے، انہیں پڑھتے، پھر سفر پر نکلتے، ان کی تفسیر کرتے، یاد کرتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے۔

امام سیوطی لکھتے ہیں: میں نے اپنے استاد ذہبی کا کلام اس گروہ کے بعض محدثین کو نصیحت کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ، ان محدثین کا حصہ صرف اتنا ہے کہ روایت کے لیے صرف سن لیا جائے، اپنے اصل مقصد کی خلاف ورزی کرنے کی بنا پر اللہ ان کو سزا دے گا اور کئی دفعہ کی ستر پوشی کے بعد ان کی تشہیر کر دے گا، زبانوں پر ان کا گوشت رہ جائے گا، اور محدثین کے لیے باعث عبرت ہوں گے، پھر اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، آگے جا کر لکھتے ہیں، کیا سنت کے طلبہ میں سے کوئی طالب نمازوں کے بارے میں تھاون (سستی وکوتاہی) کر سکتا ہے، یا ایسی عادات سے دوچار ہو سکتا ہے؟ ان سب سے منحوس ترین وہ محدث ہے، جو حدیث میں جھوٹ بولتا ہے اور گپ گھڑتا ہے، اگر اس کی فتنہ پرور ہمت نقل میں جھوٹ اور تطبیق میں تزویر تک ترقی آ جاتی ہے تو وہ (محنت سے) آسودہ ہو گیا، اگر وہ اجزاء کی چوری کرتا ہے اور اوقاف کا پردہ چاک کرتا ہے تو وہ محدث کے بھیس میں چور ہے، اور اگر وہ کسی کی حق تلفی کرتے ہوئے اور قیادت پر فائز ہو کر تکمیل نفس کرتا ہے، تو اس نے افادہ مکمل کر لیا اور وہ یہی رویہ علوم میں اختیار کرتا ہے تو وہ ذلت وخبط میں اضافہ کر لیتا ہے، آخر میں لکھتے ہیں، کیا اس قسم کے لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟ اللہ ان کو زیادہ نہ کرے۔ (تدریب الراوی: ۱/ ۴۷)

نیز امام سیوطی، ابن مہدی سے نقل کرتے ہیں: علم حدیث کی معرفت الہامی چیز ہے، اگر آپ کسی علل حدیث کے عالم سے پوچھیں، آپ یہ بات کیوں کر کہتے ہیں؟ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی، کتنے ہی افراد ہیں جو اس تک نہیں پہنچ سکتے، ان سے پوچھا گیا آپ ایک حدیث کے بارے میں کہتے ہیں، یہ صحیح ہے، یہ ثابت نہیں ہے، تو آپ یہ کس سے نقل کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا، آپ بتائیے آپ ایک زرگر کے پاس جائیں اور اسے اپنے دراہم دکھائیں، اور وہ کہے یہ ٹھیک ہے یہ کھوٹا ہے، تو اس سے یہ دریافت کریں گے، آپ کس طرح یہ کہتے ہیں یا تم اس کی بات تسلیم کر لو گے، اس نے جواب دیا بلکہ میں اس کی بات تسلیم کروں گا، تو ابن مھدی نے کہا حدیث کی جانچ پرکھ بھی اسی طرح ہے جس کا سبب (محدثین کی) طویل رفاقت، بحث ومباحثہ اور مہارت وآگاہی ہے۔

ابوزرعہ سے دریافت کیا گیا، حدیث کی علت بیان کرنے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ تو اس نے کہا، اس کی دلیل یہ ہے تم مجھ سے کسی معلول حدیث کے بارے میں پوچھو، میں اس کی علت بیان کروں گا، پھر تم ابن وارۃ کا رخ کرنا، اس سے اس کے بارے میں پوچھنا وہ علت بیان کرے گا، پھر تم ابوحاتم کے پاس جانا وہ اس کی علت بیان کرے گا پھر اس حدیث کے بارے میں ہم سب کی گفتگو کا جائزہ لینا، تم ہمارے درمیان اختلاف پاؤ،

تو سمجھ لینا ہم میں سے ہر ایک نے اپنی مرضی کی بات کی ہے اور اگر ہماری گفتگو میں اتفاق پاؤ تو اس علم کی حقیقت جاننا، اس آدمی نے ایسے ہی کیا، ان سب کی بات یکساں تھی، تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں، یہ علم ایک الہامی چیز ہے، اس کے جاننے کا طریقہ یہی ہے، اس حدیث کی تمام سندوں کو جمع کیا جائے، اس کے راویوں کے اختلاف، ضبط واتقان پر نظر دوڑائی جائے، ابن المدینی کا قول ہے: اگر کسی حدیث کے تمام طرق جمع نہ کیے جائیں تو اس کی غلطی واضح نہیں ہوتی۔ (تدریب الراوی: ۱/۲۵۲، ۲۵۳)

امام مسلم رحمہ اللہ اس فن کے شہسوار تھے، اور یہ علم انہوں نے اپنے اساتذہ، بخاری اور علی بن المدینی رحمہما اللہ سے سیکھا، اگرچہ ان سے روایت نہیں کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، حتیٰ کہ اپنے بعض شیوخ سے بھی سبقت لے گئے، حتیٰ کہ بعض حفاظ نے ان کی صحیح کو بخاری (کی صحیح) پر بھی ترجیح دی ہے، ابوعلی نیشاپوری کا قول ہے: آسمان کی چھت کے نیچے صحیح مسلم سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شاید ابوعلی تک صحیح بخاری نہیں پہنچی۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۵۸۹)

ابوعمرو بن حمدان کا قول ہے میں نے ابن عقدہ سے پوچھا بخاری اور مسلم دونوں میں سے زیادہ حافظ کون ہے؟ تو اس نے کہا محمد بھی عالم ہے اور مسلم بھی عالم ہے میں نے یہ سوال کئی بار دہرایا تو اس نے کہا محمد کو اہل شام کے بارے میں غلطی لگ جاتی ہے کیونکہ اس نے ان کا تذکرہ ان کی کتابوں کو دیکھ کر کیا ہے۔ اس لیے وہ ان میں کسی کا ذکر ایک جگہ اس کی کنیت کے ضمن میں کرتے اور دوسری جگہ اس کو دوسرا سمجھ کر اس کے نام کے ضمن میں کر دیتے ہیں، اور مسلم کو علل کے بیان میں غلطی کم ہی لاحق ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے صرف مسند احادیث بیان کی ہیں، مقطوع اور مرسل روایات بیان نہیں کیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۵۸۹)

یعنی فقہ وتفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے اقوال نقل نہیں کیے۔

اس لیے ہم دیکھتے ہیں، وہ راوی کے دوسرے سے سماع کے ثبوت میں باریک بینی سے کام لیتے ہیں اور علت کا عموماً تعلق سماع ہی سے ہوتا ہے۔

مکی بن عبدان کا قول ہے: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوخالد ثور بن یزید رجی نے خالد بن معدان سے سنا ہے اور اس سے ثوری اور یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۱/۱۸۶)

مکی بن عبدان کہتے ہیں، میں نے مسلم بن حجاج سے سنا ابوعبداللہ ثوبان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۱/۱۸۶)

ابوعبداللہ حافظ کا قول ہے: میں نے مسلم بن حجاج کی تحریر پڑھی، اس نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے

جاہلیت کا دور پایا اور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات نہیں کی لیکن وہ نبی اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہے، ان میں سے شریح بن ہانی حارثی بھی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۲۳/ ۶۸)

مکی بن عبدان کا قول ہے، میں نے مسلم بن حجاج سے سنا ابوفوزہ حدیر بنو سلیم کے آزاد کردہ غلام سے علاء بن حارث روایت کرتا ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۲/ ۲۴۰)

مکی بن عبدان کہتے ہیں: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوالزاہریہ حدیر بن کریب نے ابو امامہ اور عبداللہ بن بسر سے سنا اور اس سے معاویہ بن صالح نے روایت کی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۲/ ۲۴۶)

مکی بن عبدان کا قول ہے: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوعبداللہ حسن بن عمران عسقلانی نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے سنا اور اس سے شعبہ نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۳/ ۳۳۸)

مکی بن عبدان کا قول ہے: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا ابوصالح حکم بن موسیٰ بغدادی نے یحییٰ بن حمزہ اور ھقل بن زیاد سے سماع کیا۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵/ ۵۵)

مکی بن عبدان کا قول ہے: میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوعبیدہ حمید بن تیرویہ طویل نے انس بن مالک اور حسن سے سنا اور اس سے حماد بن سلمہ اور ابن مبارک نے روایت لی۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵/ ۲۵۷)

مکی بن عبدان کا قول ہے میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابوعلی حسین بن قیس اور بقول بعض حنش، عکرمہ سے روایت کرتا ہے وہ منکر الحدیث ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵/ ۳۱۷)

مکی بن عبدان کا قول ہے، میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، ابومحمد داود بن ابی ہند نے ابن المسیب، عکرمہ اور حسن سے سماع کیا اور اس سے ثوری اور یزید بن ہارون روایت کرتے ہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۱۷/ ۱۲۱)

مکی بن عبدان کا قول ہے، میں نے مسلم بن حجاج سے سنا ابوسعید عبدالکریم بن مالک جزری نے مجاہد اور سعید بن جبیر سے سنا اور اس سے ثوری اور ابن عیینہ نے روایت لی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۳۶/ ۴۵۸)

محمد بن ماسرجسی کا قول ہے، میں نے مسلم سے سنا، میں نے ''صحیح'' کو تین لاکھ مسموعات سے انتخاب کر کے لکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۵۸۹)

احمد بن سلمہ کا قول ہے، میں مسلم کے ساتھ ''صحیح'' کی تالیف میں پندرہ سال رہا اور وہ بارہ ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۵۶۹)

روایت حدیث میں احتیاط:

امام مسلم، پرہیزگار، امانت دار تھے، اپنی صحیح میں صرف وہی احادیث درج کیں جن کی صحت کا انہیں یقین

تھا، اور ان کے بارے اپنے مشائخ سے دریافت کیا تھا۔

ابراہیم بن محمد بن سفیان کہتے ہیں، مسلم بن حجاج، ابوسعید قطن بن ابراہیم نیشاپوری کے ہاں گئے اور اس سے کچھ احادیث لکھیں، لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے تو اس نے ابراہیم بن طہمان کے واسطہ سے ایوب سے، نافع کی ابن عمر سے دباغت کے بارے میں روایت بیان کی، لوگوں نے اس سے اصل نسخہ کا مطالبہ کیا، اس نے نسخہ پیش کیا اس میں یہ حدیث نہ تھی، حاشیہ پر لکھی ہوئی تھی، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس بنا پر اس کو چھوڑ دیا۔ (تہذیب التہذیب: ۸/۳۴۰)

فقہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کا درجہ (مقام ومرتبہ):

امام مسلم محدثین کے اسلوب پر متقی، فقیہ، امام تھے، فتویٰ حدیث کی صورت میں دیتے تھے، ایسے کیوں نہ ہوتا، اس کے استاد اور امام محدثین کے استاد، واقف کار فقہاء کے امام، بخاری تھے، جن کے سامنے پروان چڑھے اور ان سے علوم اخذ کیے۔ اس کا بڑا گواہ، ان کا اپنی صحیح کو ایک انوکھے انداز میں فقہی ابواب پر مرتب کرنا ہے، اس میں اول تا آخر صرف نبوی ﷺ احادیث بیان کی ہیں، ان کے ساتھ آپ کے سوا کسی کا قول نہیں ملایا، مگر بہت نادر، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں، کتاب الصلاۃ کے تحت بے شمار احادیث بیان کرنے کے بعد، یحییٰ بن ابی کثیر کا یہ جملہ نقل کیا ہے۔ لا یستطاع العلم براحة الجسد، (صحیح مسلم:۶۱۲) ''جسمانی آسودگی کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔'' بلکہ ہم دیکھتے ہیں، انہوں نے کتاب کے مقدمہ کے بعد مسلسل احادیث لکھیں، ان کے درمیان کوئی باب یا عنوان قائم نہیں کیا، اور تراجم ابواب صحیح مسلم کی شرح کرنے والوں نے لکھے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے علاوہ بھی اپنی آراء کا اظہار کیا ہے، وہ اپنی کتاب ''الانتفاع بجلود السباع'' درندوں کے چمڑے سے فائدہ اٹھانا، میں لکھتے ہیں: یہ ان لوگوں کا قول ہے، جو احادیث کا علم اور فہم رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں انہیں میں یحییٰ بن سعید، ابن مہدی، محمد بن ادریس شافعی، احمد اور اسحاق داخل ہیں۔

دوسری جگہ امام شافعی پر اعتراض کرنے والے کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں:

ورب عياب له منظر، مشتمل الثوب على العيب. (تهذيب التهذيب: ۹/ ۲۷)

''بسا اوقات نکتہ چینی کرنے والے کا منظر یہ ہوتا ہے کہ اس کا کپڑا عیب دار ہوتا ہے۔''

حافظ محمد بن عبداللہ کا قول ہے میں نے ابوعمرو مستملی کی تحریر پڑھی کہ میں نے ابواحمد محمد بن عبدالوہاب سے سنا، اس نے ''مس الذکر'' عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے والی حدیث حسین بن الولید کے واسطہ سے بیان کر کے کہا، مسلم بن حجاج کو یہ حدیث پسند تھی، ان کی رائے اور عمل اس پر تھا، اور مسلم بن حجاج، لوگوں کے علماء میں سے علم کا مخزن تھے، میرے علم کی حد تک وہ بہتر فرد تھے۔ (طبقات الشافعیہ: ۳/ ۲۹۷)

اہل علم نے امام مسلم کو امام، عالم، اور فقیہ قرار دیا ہے اور ان کی صحیح دین کی اساسی کتب میں سے ایک ہے۔

امام بیہقی نے شیخ عمید الملک کو خط لکھا، پھر بیہقی نے شیخ کا شعری ترجمہ لکھا ہے اور نسب لکھنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں جب ہمارے شیخ ابوالحسن اشعری کی باری آئی تو انہوں نے اللہ کے دین میں کوئی نئی بات نہیں نکالی، اور نہ کسی بدعت کو ایجاد کیا بلکہ اصول دین کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور بعد کے ائمہ کے اقوال لیے اور ان کی نصرت میں ان کی مزید تشریح اور وضاحت کی اور بتایا انہوں نے اصول کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اور جو کچھ شریعت میں آیا ہے وہ عقلی رو سے درست ہے، جبکہ اہل ہوی (بدعتی) یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بعض چیزیں عقلی رو سے درست نہیں اور ان کے بیان وثبوت میں اہل السنہ والجماعۃ یکسو نہیں۔ اور اس نے گزشتہ ائمہ مثلاً ابوحنیفہ، سفیان ثوری جو کوفہ کے باشندے ہیں، اوزاعی وغیرہ جو شامی ہیں، مالک اور شافعی جو اہل حرمین سے ہیں اور اہل حجاز اور باقی بلاد سے ان دونوں کے طرز عمل کو اختیار کرنے والے جیسے احمد بن حنبل وغیرہ محدثین اور لیث بن سعد وغیرہ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری اور ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری، جو اہل اثر کے امام ہیں، اور سنن جن پر شریعت کا مدار ہے کے حافظ ہیں۔ کے اقوال کی حمایت کی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی تصانیف:

امام مسلم رحمہ اللہ کی بہت سی مصنفات ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: (۱) اوہام المحدثین (۲) الجامع الصحیح (۳) رباعیات فی الحدیث (۴) طبقات الرواۃ (۵) کتاب الاسماء والکنی (۶) کتاب افراد الشامیین (۷) کتاب الافراد (۸) کتاب الاقران (۹) کتاب الانتفاع باھاب جلود السباع (۱۰) کتاب اولاد الصحابہ (۱۱) کتاب التاریخ (۱۲) کتاب التمییز (۱۳) کتاب الجامع علی الابواب (۱۴) کتاب السوالات عن احمد بن حنبل (۱۵) کتاب العلل (۱۶) کتاب حدیث عمرو بن شعیب (۱۷) کتاب المخضرمین (۱۸) کتاب من لیس لہ الا راو واحد (۱۹) کتاب الوحدان (۲۰) مشائخ الثوری (۲۱) مشائخ مالک (۲۲) مشائخ شعبہ (۲۳) المسند الکبیر علی الرجال۔

بقول امام ذہبی، اس کا کسی نے امام سے سماع نہیں کیا۔

مکی بن عبدان کا قول ہے، میں نے مسلم سے سنا، اگر اہل حدیث دوسو (۲۰۰) سال بھی حدیث لکھتے رہیں، تو ان کا مدار اس مسند پر ہوگا یعنی المسند الکبیر پر۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۹)

نوٹ:...... امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵٦۸ پر مکی بن عبدان کا یہ قول نقل کیا ہے، میں نے مسلم سے سنا، میں نے اپنی یہ کتاب المسند ابوزرعہ کے سامنے پیش کی تو اس نے جس کے بارے میں یہ مشورہ دیا کہ اس کتاب کی یہ حدیث معلول ہے یا اور کوئی سبب ہے اس کو میں نے ترک کر دیا اور جس کے بارے میں کہا، یہ صحیح

ہے، اس میں کوئی علت نہیں، اس کو میں نے پیش کیا اور اگر اہل الحدیث، دو سو سال بھی حدیث لکھتے رہیں تو ان کا مدار اس سند پر ہوگا، اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ''المسند'' سے مراد صحیح مسلم ہے، کیونکہ المسند الکبیر کا تو کسی کو سماع ہی حاصل نہیں ہوا۔ (عبدالعزیز علوی)

ابن الشرقی امام مسلم سے بیان کرتے ہیں، میں نے اس المسند میں جو چیز درج کی ہے وہ دلیل کی بنا پر درج کی ہے اور جو چیز چھوڑی ہے وہ بھی دلیل کی بنا پر چھوڑی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۸۰)

صحیح احادیث پر تصانیف کا آغاز:

اسلام کے دور میں سب سے پہلی کتاب جو لکھی گئی وہ ابن جریج کی کتاب ہے اور بقول بعض امام مالک کا موطا ہے اور بقول بعض سب سے پہلی تصنیف جو ابواب کی صورت میں لکھی گئی وہ ربیع بن صبیح بصری کی ہے پھر حدیث کے جمع وتدوین اور اجزاء اور کتب کی صورت میں لکھنا عام ہوگیا بہت لکھا گیا، جس سے بہت فائدہ پہنچا، یہاں تک کہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری اور امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری ؒ کا دور آ گیا، تو ان دونوں نے اپنی کتابوں کو مدون کیا، اور ان میں ایسی احادیث درج کیں، جو ان کے نزدیک یقینی طور پر صحیح تھیں اور ان کے نزدیک ان کی روایت ثابت تھی اور انہوں نے اپنی کتابوں کو ''صحیح'' کا نام دیا اور وہ اپنے قول میں سچے ہیں، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرق ومغرب میں شرف قبولیت سے نوازا، پھر اس نوع کی تصانیف کے انتشار (پھیلاؤ) میں اضافہ ہوگیا، اور عام لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئیں، لوگوں کے اغراض ومقاصد مختلف تھے، یہاں تک یہ دور جس میں ایسے حضرات جمع تھے اور باہمی اتفاق تھا ختم ہوگیا، مثلاً ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی ؒ وغیرہم جیسے لوگ تھے۔ تحصیل علم کے ادوار میں سے یہ دور خلاصہ اور انتہاء تھا، اس کے بعد طلب وجستجو میں کمی آ گئی، شوق کم ہوگیا، ہمتیں کمزور پڑ گئیں، ہر قسم کے علوم وفنون اور حکومتوں میں یہی صورت حال پیش آتی ہے وہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتے ہیں اور ہمیشہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی انتہاء کو پہنچ جاتے ہیں۔ پھر واپس لوٹنا شروع ہو جاتے ہیں، گویا علم حدیث کی انتہاء بخاری، مسلم اور ان کے دور کے محدثین پر ہوگئی پھر تنزل وانحطاط، اس حد تک پہنچ گیا جو اللہ کو منظور تھا۔ پھر یہ علم اپنے شرف اور بلند مرتبہ ہونے کے باوجود یہ علم کمیاب اپنے لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے مشکل ہے اسی لیے لوگوں کی تصانیف میں مختلف اغراض تھیں، بعض کا مقصد صرف احادیث کی تدوین تھی تاکہ الفاظ کی حفاظت ہو جائے اور ان سے احکام مستنبط ہو سکیں، جیسا کہ عبداللہ بن موسیٰ ضبی اور ابوداؤد طیالسی وغیرہما نے آغاز میں کیا، پھر ان کے بعد احمد بن حنبل ؒ اور ان کے بعد کے لوگوں نے کیا، انہوں نے احادیث اپنے

راویوں کے اعتبار سے لکھیں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسند احادیث لکھتے ہیں جس میں ان کی تمام مرویات کو بیان کرتے ہیں، پھر اسی ترتیب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی الگ الگ احادیث لکھتے ہیں۔ (ابجد العلوم: ۲/۲۲۳)

الجامع الصحیح:

صحیح مسلم عام طور پر مشہور ہے اور وہ مجموعی اعتبار سے مصنف سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے اس لیے وہ یقینی علم کے ساتھ ابوالحسین مسلم بن حجاج کی تصنیف ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر اندلسی کا قول ہے، میں نے حافظ فقیہ ابومحمد علی بن احمد بن سعید سے سنا، جب صحیحین کا تذکرہ ہوا تو اس نے دونوں کی عظمت شان اور رفعت مقام کا اعتراف کیا، اور بتایا کہ سعید بن سکن کے ہاں محدثین کی ایک جماعت جمع ہوئی اور انہوں نے اس سے پوچھا، ہمارے سامنے کتب حدیث بے شمار تعداد میں موجود ہیں تو شیخ ہماری رہنمائی کے لیے کسی کا انتخاب فرما دیں جس پر ہم کفایت کر سکیں، تو وہ خاموشی کے ساتھ اپنے گھر چلے گئے اور چار بنڈل نکال لائے اور انہیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا اور کہا یہ اسلام کی اساس ہیں، مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب، ابوداود کی کتاب اور نسائی کی کتاب۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/۹۳)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن عزیز کے بعد سب سے صحیح ترین کتب صحیحین بخاری اور مسلم ہیں، امت کے ہاں دونوں کو قبولیت حاصل ہے اور بخاری کی کتاب دونوں میں سے صحیح تر ہے اور اس کے ظاہری اور مخفی فوائد ومعارف زیادہ ہیں اور صحیح سند سے ثابت ہے، مسلم نے بخاری سے استفادہ کیا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ علم حدیث میں وہ بے مثال ہیں اور ہم نے جو بخاری کو ترجیح دی ہے، یہی مختار موقف ہے۔ جس کے جمہور، اہل اتقان، ماہرین اور اسرار حدیث کے غواص (ماہرین) قائل ہیں۔

حافظ ابوعلی حسین بن علی نیشاپوری جو امام حاکم ابوعبداللہ بن بیّع کے استاد ہیں کا قول ہے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے، اور بعض مغربی شیوخ اس کے ہم نوا ہیں، لیکن صحیح پہلا قول ہے اور امام، حافظ، فقیہ، تیز نگاہ، ابوبکر اسماعیلی نے اپنی کتاب ''المدخل'' میں بخاری کی ترجیح ثابت کی ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے: ان تمام کتب میں سے کوئی بھی بخاری کی کتاب سے بہتر نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اختصار کے ساتھ بخاری کے راجح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ علماء کا اتفاق ہے (الف) بخاری کا درجہ مسلم سے فائق ہے (ب) وہ فن حدیث کے اس سے زیادہ عالم ہیں (ج) اس نے اپنے علم کا انتخاب اور اپنی پسندیدہ احادیث کی تلخیص اس کتاب میں کر دی ہے۔ (د) اس کی تہذیب و تنقیح میں سولہ برس صرف کیے ہیں۔ (س) اسے ہزارہا احادیث سے جمع کیا ہے، میں نے ان سب باتوں کے دلائل اپنی صحیح بخاری کی شرح

کے آغاز میں بیان کیے ہیں، بخاری کی کتاب کے راجح ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ امام مسلم کا موقف جس پر انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے، یہ ہے کہ معنعن سند، متصل کے حکم میں ہے یعنی سماع کا حکم رکھتی ہے جبکہ عن سے روایت کرنے والے راوی اور اس کا استاد ہم عصر ہوں، اگر چہ ان کی ملاقات ثابت نہ ہو، اور امام بخاری رحمہ اللہ جب تک دونوں کی ملاقات ثابت نہ ہو، اس کو موصول قرار نہیں دیتے۔ یہ موقف، بخاری کی کتاب کا راجح ہونا ثابت کرتا ہے، اگر چہ ہم یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اپنے موقف پر عمل کیا ہے کیونکہ اس قدر زیادہ طرق جمع کر دیتے ہیں، جن کی موجودگی میں امام مسلم رحمہ اللہ کے جائز کردہ موقف کا پایا جانا مشکل ہے۔ (مقدمہ صحیح مسلم شرح نووی پاکستانی نسخہ: ۱/۱۳)

صحیح مسلم یقینی طور پر صحیح ہے:

شیخ ابوعمرو بن صلاح لکھتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں جن احادیث کو صحیح قرار دیا ہے وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور نفس الامر میں ان کے صحیح ہونے کا علم نظری حاصل ہے یہی صورت بخاری کی بیان کردہ صحیح احادیث کی ہے کیونکہ چند ان لوگوں کے سوا جن کے قول کا مخالف و موافق ہونا اجماع میں معتبر نہیں ہے، امت کے ہاں ان کو قبولیت حاصل ہے، شیخ فرماتے ہیں، ہمارا پسندیدہ مؤقف یہ ہے کہ وہ حدیث جو درجہ تواتر کو نہیں پہنچتی، امت کا اس کو قبول کر لینا اس کی صحت کا علم نظری پیدا کرتا ہے، اگر چہ بعض اصولی محققین نے اس کی مخالفت میں یہ کہا ہے کہ ''چونکہ یہ سب لوگوں کے حق میں صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے، اس لیے اس کو علم قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ ظن، حدیث پر عمل کو ثابت کرتا ہے، اس لیے اس کو قبول کر لیا گیا ہے، لیکن ظن میں غلطی کا امکان ہے۔'' شیخ فرماتے ہیں یہ اعتراض اس لیے اٹھ جاتا ہے کہ جو لوگ غلطی سے محفوظ ہیں، وہ غلطی نہیں کر سکتے اور امت اپنے اجماع میں غلطی سے محفوظ ہے۔ اس لیے امام الحرمین کا قول ہے، اگر کوئی انسان یہ قسم اٹھاتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں جن احادیث کو صحیح قرار دیا ہے، اگر وہ صحیح نہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق، تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں پڑے گی اور نہ وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا کیونکہ ان دونوں کی صحت پر مسلمان اہل علم کا اجماع ہے۔ شیخ فرماتے ہیں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ قسم تو تب بھی نہیں ٹوٹے گی اگر مسلمانوں کا ان کی صحت پر اجماع نہ بھی ہو، کیونکہ شک کی صورت میں قسم نہیں ٹوٹتی، اگر انسان یہ قسم کسی ایسی حدیث کے بارے میں اٹھائے جس کی یہ کیفیت نہ ہو تو وہ نہیں ٹوٹے گی، اگر چہ اس کا راوی فاسق ہو، اس طرح قسم کا نہ ٹوٹنا تو اجماع کے بغیر بھی حاصل ہے، اس کو اجماع کی طرف منسوب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ شیخ فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اجماع کی طرف منسوب کرنے کی صورت میں قسم کا نہ ٹوٹنا ظاہری اور باطنی پر قطعی ہے اور شک کی صورت

میں قسم کا نہ ٹوٹنا صرف ظاہری اعتبار سے ہے، باطنی اعتبار سے ٹوٹنے کا احتمال موجود رہتا ہے، امام الحرمین کے کلام کا محمل یہی ہے اور ان کی محققانہ شان کے لائق یہی صورت ہے، جب ہماری بات کا علم ہوگیا، تو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بخاری اور مسلم کی جن احادیث پر کسی قابل اعتماد حافظ نے گرفت اور تنقید کی ہے تو وہ علم نظری سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کی قبولیت پر اجماع نہ ہوا اور یہ مقامات بہت کم ہیں جیسا کہ ہم اس کتاب میں واضح کریں گے۔

(مقدمہ صحیح مسلم مع شرح نووی: ۱/۱۳، پاکستانی نسخہ)

امام ابوعمرو اپنے ایک جزء میں لکھتے ہیں: جس حدیث کی تخریج پر بخاری اور مسلم متفق ہوں اس کے راوی کا صدق قطعی اور یقین سے ثابت ہے، کیونکہ امت نے اس کو قبول کرلیا ہے، اور یہ تلقی (قبولیت) علم نظری کا فائدہ دیتی ہے جو علم کے افادہ میں متواتر کی طرح ہے، صرف یہ فرق ہے متواتر سے علم ضروری (بلاغور وفکر) حاصل ہوتا ہے اور امت کے قبول کر لینے سے علم نظری (جو غور وفکر کا محتاج ہے) حاصل ہوتا ہے اور امت کا اتفاق ہے کہ بخاری اور مسلم جس حدیث کی صحت پر متفق ہیں تو ان کی بات حق اور سچ ہے، شیخ نے اپنی کتاب علوم الحدیث (مقدمہ ابن الصلاح) میں لکھا ہے، میرا رجحان یہ تھا کہ جس حدیث پر دونوں متفق ہوں، ان کی صحت کا ظن غالب حاصل ہے اور میں اسے قوی موقف خیال کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ حقیقت کھلی ہے کہ صورت حال یہ نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔

امام ابن صلاحؒ نے ان مقامات پر جس رائے کا اظہار کیا ہے یہ محققین اور اکثریت کے قول کے مخالف ہے، ان کے نزدیک صحیحین کی وہ احادیث جو متواتر نہیں ہیں وہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں کیونکہ وہ آحاد ہیں اور آحاد ظن کا فائدہ دیتی ہیں جیسا کہ (اصول حدیث میں) ثابت ہے اس سلسلہ میں بخاری اور مسلم اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

امت کے قبول کر لینے نے ان کی احادیث پر عمل کرنے کو ثابت کیا ہے اور یہ اتفاقی بات ہے کیونکہ ان کے علاوہ کتابوں کی احادیث پر عمل کا ثبوت تب ہوگا جب ان کی سند صحیح ہو اور ان سے صرف ظن حاصل ہوگا، صحیحین کا حکم بھی یہی ہے، ان میں اور دوسری کتابوں میں امتیاز یہ ہے کہ ان کی احادیث کا صحیح ہونا محتاج نظر نہیں ہے ہر حالت میں ان پر عمل کرنا ثابت ہے اور باقی کتابوں کی احادیث محتاج نظر ہیں، ان میں شروط صحت کا پایا جانا قابل غور ہے، اور ان دونوں کی کتابوں کی احادیث کے قابل عمل ہونا کے اجماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا کلام نبوی ہونا بھی قطعی ہے، امام ابن برہان نے بڑی سختی کے ساتھ ان لوگوں کے قول کا انکار کیا ہے جنہوں نے شیخ والا موقف اپنایا ہے اور بڑے مبالغہ کے ساتھ اس کی تغلیط کی ہے، اور شیخ نے امام الحرمین کے کلام کی جو

تاویل بیان کی ہے کہ وہ قسم میں حانث نہیں ہوگا وہ یہ شیخ کے مختار موقف کی بنیاد پر ہے، اکثریت کے موقف کی رو سے یہ احتمال ہے کہ امام الحرمین کا مقصد یہ ہے کہ ظاہری طور پر حانث نہیں ہوگا اور اس کے لیے قسم ٹوٹنے کو پسندیدہ قرار دینا درست نہ ہوگا کہ اس کے لیے رجوع کرنا پسندیدہ ہو، اگر وہ دوسری کتابوں کی کسی حدیث پر یہ قسم اٹھائے تو ہم اس کو حانث قرار نہیں دیں گے۔ ہاں اس کے لیے رجوع کرنا پسندیدہ ہوگا، قسم میں حانث ہونے کا احتمال ہے، اس لیے احتیاط رجوع میں ہے یہ واضح چیز ہے، لیکن صحیحین میں حنث کا احتمال انتہائی کمزور ہے، اس لیے احتمال کے ضعیف ہونے کے باعث، رجوع کرنا پسندیدہ نہیں ہوگا۔ (مقدمہ صحیح مسلم مع نووی: ۱/۱۵)

نوٹ:...... امام سیوطی نے بہت سے اہل علم سے حافظ ابن الصلاح کے موقف کی تائید نقل کی ہے دیکھیے تدریب الراوی: ۱/۱۳۲ تا ۱۳۴، اور حافظ ثناء اللہ زاہدی ﷾ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ مولانا انور شاہ بخاری نے بھی امام ابن صلاح کی تائید کی ہے اور احناف میں شمس الائمہ سرخسی اور حنابلہ میں سے حافظ ابن تیمیہ کا یہی موقف نقل کیا ہے ج ۱ ص ۴۵۔

الشیخ الامام ابو عمرو بن صلاح لکھتے ہیں: امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں یہ شرط ملحوظ رکھی ہے کہ حدیث کی سند متصل ہو، راوی از اول تا آخر ثقہ ہوں، حدیث شذوذ اور علت سے پاک ہو، یہ صحیح کی تعریف ہے تو جس حدیث میں یہ تمام شروط موجود ہوں تو وہ بالاتفاق تمام محدثین کے نزدیک صحیح ہوگی اور جن احادیث کی صحت میں اختلاف ہے تو اس کی وجہ (ا) ان شروط میں سے کسی شرط کے پائے جانے میں اختلاف ہوگا۔ (ب) اس شرط کے بارے میں اختلاف ہوگا مثلاً کوئی راوی مستور الحال ہے۔ (ج) یا حدیث مرسل ہوگی (د) یہ اختلاف بھی ہوسکتا ہے کیا اس حدیث میں ساری شرطیں موجود ہیں یا کوئی شرط مفقود ہے۔ عموماً سبب اختلاف یہی ہوتا ہے، مثلاً اس حدیث کے کسی راوی کے بارے میں اختلاف ہے کیا وہ شرط صحیح کے معیار پر پورا ہے، جب حدیث کے سارے راوی ثقہ ہوں مگر ان میں ابو زبیر مکی بھی موجود ہو یا سہیل بن ابی صالح ہو یا عبدالرحمٰن بن علاء ہو یا حماد بن سلمہ ہو تو اس کے بارے میں کہتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان راویوں میں امام مسلم کے نزدیک شروط صحت پوری ہیں اور امام بخاری کے نزدیک ان میں شروط صحت مکمل نہیں، ایسی صورت حال بخاری کی ہے وہ عکرمہ مولیٰ ابن عباس، اسحاق بن محمد فروی اور عمرو بن مرزوق وغیرہم سے حدیث لاتے ہیں اور امام مسلم ان تینوں کو حجت خیال نہیں کرتے، امام حاکم نے اپنی کتاب ''المدخل الی معرفة المستدرك'' میں لکھا ہے جن راویوں کی احادیث کی تخریج امام بخاری نے اپنی ''الجامع الصحیح'' میں کی اور امام مسلم نے اپنی الصحیح میں نہیں کی ان کی تعداد چار سو چونتیس ہے۔

اور ان راویوں کی تعداد جن سے امام مسلم نے اپنی مسند الصحیح میں روایت لی ہے اور امام بخاری نے اپنی الجامع الصحیح میں ان سے روایت نہیں لی چھ سو پچیس ہے۔ اور امام مسلم نے اپنی الصحیح میں باب صفة الصلاة کے تحت لکھا ہے، ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے، میں نے اس کو اپنی اس کتاب میں درج نہیں کیا، میں نے اس میں صرف ان احادیث کو درج کیا ہے جن کی صحت پر اتفاق ہے۔ اس قول پر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی الصحیح میں بہت سی ایسی احادیث درج کی ہیں جن کی صحت پر اتفاق نہیں ہے کیونکہ وہ ان راویوں سے ہیں جن کے بارے میں ہم بتا چکے ہیں کہ وہ بخاری کے نزدیک حجت نہیں اور کچھ اور راوی بھی ہیں، جن کی احادیث کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے، الشیخ (ابن الصلاح) نے اس کا جواب دو طرح دیا ہے: (۱) ان کا مقصد یہ ہے، انہوں نے صرف وہ احادیث درج کی ہیں جن میں ان کے نزدیک اجماعی شروط پائی جاتی ہیں، اگرچہ بعض دوسرے حضرات کے ہاں بعض احادیث میں ساری شروط جمع نہیں ہیں۔ (۲) ان کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے ایسی احادیث درج کی ہیں کہ نفس حدیث یا سند میں ثقہ لوگوں کے ہاں اس میں اختلاف نہیں ہے، اگرچہ بعض راویوں کی توثیق میں اختلاف ہے۔ ان کی کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب ان سے ابو ہریرہ کی حدیث "فاذا قرأ فانصتوا" جب امام قراءت کرے تم چپ رہو۔ کی صحت کے بارے میں سوال ہوا۔ تو انہوں نے جواب دیا: میرے نزدیک یہ صحیح ہے۔ تو ان سے سوال ہوا، آپ نے اپنی کتاب میں اُسے کیوں درج نہیں کیا، تو انہوں نے مذکورہ بالا جواب دیا، تاہم ان کی کتاب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن کی سند یا متن کی صحت میں اختلاف ہے، اور ان کے نزدیک وہ صحیح ہیں، ان میں اس اجماعی شرط سے ذہول ہو گیا ہے یا کوئی اور سبب ہے۔ ان کا استدراک اور تعلیل کی گئی ہے۔

صحیح مسلم کی معلق روایات:

معلق وہ روایت ہے جس کی سند کے شروع سے ایک یا زائد راوی حذف کر دیئے جائیں، بخاری میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ اس کی تعداد گزر چکی ہے۔ اور مسلم میں ایک ہی جگہ تیمّم کے سلسلہ میں ہے۔ لیث بن سعد روایت کرتے ہیں اور آگے ابو الجہم بن حارث بن صمہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ بئر جمل نامی جگہ سے آئے اور دو اور جگہ حدود اور بیوع میں لیث سے تعلیقاً روایت کی ہے جبکہ پہلے متصلاً بیان کر چکے ہیں، اس کے علاوہ چودہ جگہ اور متصل روایت بیان کرنے کے بعد تعلیقاً روایت بیان کی ہے۔ (تدریب الراوی: ۱/ ۱۱۷)

الشیخ الامام ابو عمرو ابن الصلاح لکھتے ہیں: بخاری اور مسلم کی صحیحین میں جو روایات منقطع کی صورت میں بیان کی گئی ہیں، وہ اس معنی میں منقطع نہیں ہیں کہ وہ صحیح کے مقام سے نقل ہو کر ضعیف بن جاتی ہیں جسے امام

ابوالحسن دارقطنی نے تعلیق کا نام دیا ہے، حمیدی انہیں الجمع بین الصحیحین میں بیان کرتے ہیں اور دوسرے اہل مغرب حضرات بھی، وہ بخاری کی کتاب میں بہت زیادہ ہیں اور مسلم کی کتاب میں بہت ہی کم۔ فرماتے ہیں اگر وہ تعلیق کے لیے معلوم صیغہ استعمال کریں مثلاً قال اور روی سے نقل کریں اور وہاں تک ان کی سند متصل ہو جہاں انقطاع ہے مثلاً یوں بیان کریں روی الزہری عن فلان، اور زہری کی صحیح سند بیان کریں، تو ان کی کتابوں کے حالات کا تقاضا یہ ہے، یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے، اس طرح ان کی مذاکرہ کی صورت میں حاصل والی روایت جسے وہ مبہم الفاظ میں بیان کریں جس سے اس کا پتہ نہ چل سکے، لیکن وہ اسے بطور دلیل پیش کریں وہ بھی صحیح ہوگی مثلاً یوں بیان کریں، حدثنی بعض اصحابنا یا اس کے ہم معنی الفاظ۔

اپنی صحیح میں مسلم کی باریک بینی:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں احتیاط، اتقان، ورع اور معرفت کی انتہائی آخری راہوں کا خیال رکھا ہے جو ان کے کمال ورع، مکمل معرفت، علوم کی کثرت، حفظ کے پختہ ثبوت اور فن حدیث میں مہارت، اس کی مختلف انواع پر قدرت، اور اس فن میں تفوق اور اس کے دقیق علوم میں امتیاز قائم کرنے میں بلند مقام پر فائز ہونے پر دلالت کرتے ہیں، ان تک یگانہ روزگار افراد ہی پہنچتے ہیں۔ میں بطور مثال چند چیزوں کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ باقی سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ کیونکہ ان کے حالات کی حقیقت سے وہی آگاہ ہوسکتا ہے جو کمال اہلیت اور ان فنون کو جاننے والا ہو جن علوم کی معرفت کا وہ محتاج ہے مثلاً فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، علوم عربیہ، اسمائے رجال، علم الاسانید کی باریکیاں اور تاریخ کی واقفیت کے ساتھ ان کی کتاب پر خوب غور وفکر کرے اور اس فن کے ماہرین کے ساتھ اٹھے بیٹھے، ان کے ساتھ بحث ومباحثہ میں حصہ لے۔ مزید برآں اچھی فکر اور بلند ذہن کے ساتھ ہمیشہ اس علم کے ساتھ تعلق رکھے اور ان کے علاوہ وسائل جن کی ضرورت ہے، سے متصف ہو، امام مسلم کے قصد تجسس کی دلیل ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا حدثنا اور اخبرنا میں فرق کرنا:

امام مسلم رحمہ اللہ نے حدثنا اور اخبرنا کے امتیاز پر توجہ مبذول رکھی، اپنے استاد اور ان سے روایت کے سلسلہ میں اس کی پابندی کی۔ ان کے نظریہ کے مطابق دونوں میں فرق ہے، حدثنا صرف وہاں استعمال ہوسکتا ہے جہاں استاد سے الفاظ حدیث سنے ہوں اور اخبرنا وہاں استعمال ہوگا جہاں الفاظ حدیث استاد کے سامنے پڑھے گئے ہوں، امام شافعی، شوافع اور مشرقی اہل عالم کی اکثریت کا موقف یہی تھا۔ محمد بن حسن جوہری مصری کہتے ہیں: اکثر محدثین جن کی تعداد شمار نہیں ہوسکتی کا نظریہ یہی تھا، یہی فرق، ابن جریج، اوزاعی، ابن وہب اور نسائی سے منقول ہے۔ عام محدثین کے ہاں یہی موقف مشہور اور غالب تھا اور بہت سے لوگوں کے نزدیک قراءۃ علی الشیخ استاد کے سامنے

پڑھنے کی صورت میں حدثنا اور اخبرنا دونوں کا استعمال جائز ہے۔ زہری، مالک، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان اور دوسرے متقدمین کا یہی موقف تھا۔ بخاری اور محدثین کی ایک جماعت کا نظریہ یہی ہے، اہل حجاز اور اہل کوفہ کی اکثریت کی یہی رائے ہے اور ایک گروہ کے نزدیک قراءۃ علی الشیخ کی صورت میں حدثنا اور اخبرنا میں سے کسی کا استعمال درست نہیں ہے، ابن المبارک، یحییٰ بن یحییٰ، احمد بن حنبل اور نسائی کا مشہور قول یہی ہے۔ واللہ اعلم

راویوں کے الفاظ میں اختلاف کی تعیین وتحدید:

امام مسلم رحمہ اللہ راویوں کے الفاظ میں اختلاف کا بہت خیال رکھتے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں: حدثنا فلان و فلان اور الفاظ فلاں کے ہیں: قال یا قالا حدثنا فلان .

اسی طرح اگر متن کے الفاظ میں فرق ہو یا راوی کے وصف یا نسبت وغیرہ میں فرق ہو تو وہ اس کی وضاحت فرماتے ہیں، بعض دفعہ اس سے معانی میں فرق نہیں پڑتا اور بعض دفعہ بعض جگہ معنی میں فرق پڑ جاتا ہے، لیکن وہ پوشیدہ ہوتا ہے جسے ان علوم کا ماہر ہی سمجھ سکتا ہے جن علوم کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے، مزید برآں جو فقہی دقائق اور فقہی مذاہب سے آگاہ ہو۔

ہمیں اس سلسلہ میں مسلم کے مقصد کو دقت نظری سے سمجھنا چاہیے، مثلاً وہ صحیفہ ہمام بن منبہ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن رافع نے عبدالرزاق سے روایت سنائی، اس نے معمر کے واسطہ سے ہمام سے، روایت سنائی کہ یہ وہ روایت ہے جو ہمیں ابوہریرہ نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائی، انہوں نے بہت سی احادیث سنائیں ان میں سے ایک یہ ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی فرد جب وضو کرے تو ناک میں پانی کھینچے۔''

اس کی وجہ یہ ہے، صحیفے، اجزاء اور کتب جن میں ایک ہی سند سے بہت سی روایات بیان کی گئی ہیں ان کے سماع کے وقت جب سند صرف آغاز میں بیان کی جاتی ہے اور ہر حدیث کے ساتھ نئے سرے سے سند دہرائی نہیں جاتی تو جب انسان جس نے احادیث کا سماع اس طریقہ سے کیا ہے جب وہ ان میں سے کوئی حدیث الگ بیان کرتا ہے اور وہ پہلی حدیث نہیں ہے جس کے ساتھ وہ سند بیان کی گئی تھی تو کیا وہ بعد والی کوئی حدیث اس سند کے ساتھ بیان کر سکتا ہے یا نہیں؟

وکیع بن جراح، یحییٰ بن معین اور ابوبکر اسماعیلی شافعی جو حدیث، فقہ اور اصول میں امام تھے، ان کی رائے کی رو سے یہ جائز ہے اور اکثر علماء کا موقف یہی ہے کیونکہ بیان کردہ تمام روایات کا عطف پہلی روایت پر ہے، لہٰذا جو سند پہلی حدیث کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ حکماً تمام احادیث کے ساتھ دہرائی گئی ہے اور امام ابواسحاق

اسفرائینی جو شافعی فقیہ، اصول فقہ اور دوسرے علوم کے امام ہیں، ان کے نزدیک یہ طریقہ درست نہیں اس وجہ سے جس نے اس طرح احادیث کا سماع کیا ہو، اسے اس کی وضاحت کرنی چاہیے، امام مسلم رحمہ اللہ نے وضاحت والا طریقہ اختیار کیا ہے، امام مسلم نے یہ راہ بطور ورع، احتیاط، تحقیق اور اتقان اختیار کی ہے۔

استاد سے سنے الفاظ کا قصد کرنا:

مثلاً ان کے استاد عبداللہ بن مسلمہ نے کہا، حدثنا سلیمان اس کی نسبت بیان نہیں کی امام مسلم یعنی کے لفظ کے استعمال کے بعد کہیں گے بن بلال، عن یحییٰ، اب یحییٰ کی تعیین کے لیے جب کہ استاد نے صرف یحییٰ کہا، وہ کہیں گے ہو بن سعید، امام مسلم نے اس طرح کہنا درست نہیں سمجھا۔ حدثنا سلیمان بن بلال عن یحیی بن سعید کیونکہ استاد نے سلیمان اور یحییٰ کی نسبت بیان نہیں کی، اگر استاد سے منسوباً نقل کرتے ہیں تو معنی ہوگا، استاد نے نسبت بیان کی تھی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

احادیث کی اسانید کی تلخیص:

اس طرح وہ اسانید کی تلخیص میں احتیاط سے کام لیتے ہیں، سند کی تحویل کے وقت مختصر الفاظ لاتے ہیں اور خوب کمال سے کام لیتے ہیں، اس طرح احادیث کی ترتیب اور تنسیق (نظم) کمال خوبی اور حقیقت بنی سے کرتے ہیں، موقعہ خطاب کو خوب سمجھتے ہیں، علمی باریکیوں اصولی قواعد اور علم الاسانید کے مخفی گوشوں اور راویوں کے مراتب وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ (مسلم شرح نووی مقدمہ: ۱/ ۲۰)

صحیح مسلم میں روایت کرنے کا طریقہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی اطراف کے آغاز میں ''صحیح بخاری'' کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے، مسلم بن حجاج نے بھی انہیں کا راستہ اپنایا، اپنی کتاب کی تخریج اور تالیف شروع کی اور اس کی ترتیب وتصنیف کی دو قسمیں بنائیں ان کا ارادہ یہ تھا کہ پہلی قسم میں، اہل اتقان لوگوں کی احادیث بیان کریں اور دوسری قسم میں ان اہل ستر وصدق کی جو پختہ کار لوگوں کے درجہ کو نہیں پہنچتے، ان کی اس آرزو کے درمیان موت حائل ہوگئی، اور کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی فوت ہوگئے لیکن ان کی کتاب ہے کمی کے باوجود شہرت پا کر پھیل گئی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۳، ۵۷۴)

امام حاکم کا قول ہے، مسلم کا ارادہ تھا کہ صحیح کی تخریج، تین اقسام میں کریں۔ جن میں راویوں کے تین طبقات ہوں، اس کا انہوں نے اپنے خطبہ کے آغاز میں تذکرہ کیا ہے۔ لیکن وہ صرف پہلے طبقہ کی روایات سے ہی فارغ ہو سکے اور وفات پا گئے، پھر حاکم نے ایسی بات بیان کی جو محض ایک دعویٰ ہے، کہا وہ صرف وہی روایات بیان

کرتے ہیں جسے ایک مشہور صحابی جس سے بیان کرنے والے دو یا زائد ثقہ راوی ہوں، بیان کرتا ہو پھر اس سے بھی دو یا زائد ثقہ راوی بیان کریں، یہی صورت بعد میں بھی قائم رہے، ابوعلی جبائی کہتے ہیں، حاکم کا مقصد یہ ہے کہ یہ صحابی یا یہ تابعی اس سے بیان کرنے والے دو ہوں جو انہیں جہالت حد سے نکال دیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۵۷۴)

قاضی عیاض کہتے ہیں، حاکم نے مسلم کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ اپنے مقصد کو پورا کرنے سے پہلے موت کا شکار ہو گئے، صرف پہلے طبقہ کی روایات بن کر سکے۔ میں کہتا ہوں جب آپ مسلم کی اپنی کتاب میں احادیث کی تقسیم لوگوں کے طبقات کی صورت میں بلا تکرار، پر نظر دوڑائیں گے، مسلم نے بیان کیا ہے پہلی قسم، حفاظ حدیث کی ہے۔ پھر جب یہ پورے ہو جائیں گے تو میں ایسے راویوں کی احادیث لاؤں گا جو مہارت اور اتقان سے متصف نہیں ہیں اور پہلے طبقہ سے لاحق ہیں، جو ابواب پر غور کرے گا تو اسے پتہ چل جائے گا یہ لوگ ان کی کتاب میں موجود ہیں اور دوسرا طبقہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جن پر بعض حضرات نے جرح کی ہے اور بعض نے ان کی توثیق کی ہے، ان کی احادیث کی تخریج ایسے راویوں سے جو ضعیف قرار دیئے گئے یا ان پر بدعت کا الزام تھا۔ بخاری نے بھی ایسے ہی کیا ہے، پھر قاضی عیاض نے لکھا ہے، میرے نزدیک وہ اپنے بیان کردہ تینوں طبقات کی احادیث لائے ہیں اور چوتھے طبقہ کی احادیث چھوڑ دی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۵۷۴، ۵۷۵۔ مقدمہ صحیح مسلم شرح نووی: ۱/۱۵)

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، میرے نزدیک پہلے طبقہ اور دوسرے طبقہ کی روایات سوائے ان چند کے جن کو دوسرے طبقہ کی روایات سے ناپسند کیا ہے، بیان کیا ہے۔ پھر تیسرے طبقہ کی روایات ان کی تعداد زیادہ نہیں، شواہد، اعتبار اور متابعت کی صورت میں بیان کی ہیں اور اصول میں کم ہی کسی روایت کی تخریج کی ہے اگر اس طبقہ کی احادیث کا ''صحیح'' میں استیعاب (احاطہ) کیا جاتا تو کتاب دوگنا ہو جاتی اور اس استیعاب کے نتیجہ میں ان کی کتاب ''صحیح'' کے درجہ سے نکل جاتی جیسے عطاء بن سائب، لیث، یزید بن ابی زیاد، ابان بن صمعۃ، محمد بن اسحاق، محمد بن عمرو بن علقمہ اور ان جیسے لوگ ہیں۔ ان کی جستہ جستہ احادیث اس صورت میں بیان کی ہیں جبکہ ان کا کچھ اصل موجود تھا۔ اس طبقہ کی بکثرت احادیث امام احمد نے اپنی مسند ابوداود اور نسائی وغیرہم نے بیان کی ہیں، یہ حضرات اگر چوتھے طبقہ کی احادیث کی طرف اترتے ہیں۔ جو ضعیف لوگ ہیں تو اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق انتخاب کرتے ہیں، ان کی احادیث کا استیعاب نہیں کرتے، رہا پانچواں طبقہ جس کے نظر انداز کرنے اور ترک کرنے پر ان کے فہم وضبط سے محروم ہونے یا متہم ہونے کے باعث اتفاق ہے، احمد اور نسائی ان کی بہت کم روایات لائے ہیں، امام ابوعیسیٰ اپنے اجتہاد کی روشنی میں ان کی بہت کم روایات، وضاحت کرنے کی صورت میں لائے ہیں، ابن ماجہ بلا بیان چند روایات لائے ہیں۔ واللہ اعلم

ابوداود ان کی روایات بہت کم لائے ہیں اور عموماً ان کے بارے میں وضاحت کر دی ہے۔ (بعض جگہ ضعیف ہونے کے باوجود سکوت اختیار کیا، ضعف بیان نہیں کیا)

چھٹا طبقہ جیسے غالی، رافضی، جہمیت کے داعی، جھوٹے احادیث وضع کرنے والے اور متروک متہم لوگ جیسے عمر بن صبح، محمد مصلوب، نوح بن ابی مریم، احمد جویباری اور ابوحذیفہ بخاری، صحاح ستہ میں ان راویوں سے کوئی حرف نہیں لیا گیا، ہاں ابن ماجہ نے غلطی سے عمر (بن صبح) کی ایک حدیث روایت کی ہے، اس طرح ابن ماجہ نے نام میں تدلیس کرتے ہوئے، نام لیے بغیر ایک حدیث بیان کی ہے۔ (بقول بوصیری یہ روایت ابوداود میں صحیح سند سے موجود ہے) (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۷۵، ۵۷۶)

صحیح مسلم کے امتیازات:

اللہ تعالیٰ ہم پر اور امام پر رحمت فرمائے، ان کے علم حدیث میں کچھ ایسے ساتھی تھے جو ان کے ہم پلہ تھے، اور کچھ ایسے ساتھی تھے جو ان پر فائق تھے، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی صحیح کے باعث ستاروں تک رفعت بخشی اور وہ امام، حجت بن گئے، حدیث اور دوسرے علوم میں ان کا ذکر خیر بار بار آتا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اسے عنایت فرمائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مسلم ایک عمدہ فائدہ میں منفرد ہیں یعنی ان کی کتاب سے استفادہ بہت آسان ہے کیونکہ انہوں نے ہر حدیث کے بیان کے لیے اس کی مناسب جگہ کا انتخاب کیا ہے، جہاں وہ ان تمام طرق کو جمع کر دیتے ہیں جن کے تذکرہ کو وہ پسند اور مختار سمجھتے ہیں، وہاں متعدد اسانید اور مختلف الفاظ لے آتے ہیں، طالب علم پر اس کی سندوں پر نظر دوڑانا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اور امام جن مختلف طرق سے پیش کرتے ہیں، ان پر اعتماد حاصل ہو جاتا ہے اس کے برعکس بخاری ان مختلف طرق کو متفرق دور دور ابواب میں لاتے ہیں۔ اور بہت سی احادیث ایسے ابواب کے تحت لاتے ہیں کہ فہم ان کی طرف نہیں جاتا اور وہاں مناسب نہیں سمجھتا، امام بخاری یہ اپنی دقیقہ رسی کی بنا پر کرتا ہے، طالب علم کے لیے ان طرق کو جمع کرنا اور امام بخاری کے بیان کردہ تمام طرق پر اعتماد پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، میں نے متاخرین حفاظ حدیث کی ایک جماعت پائی ہے، جنھوں نے ان مقامات پر ٹھوکر کھائی ہے اور بخاری کی کئی احادیث جو کتاب میں ایسی جگہ موجود ہیں، جن کی طرف ذہن سبقت نہیں کرتا، ان کا انکار کیا ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/ ۱۳)

صحیح مسلم کی فضیلت میں مکی بن عبدان جو نیشاپور کے ایک حافظ ہیں، کا یہ بیان بھی ہے میں نے مسلم بن حجاج سے سنا، اگر اہل حدیث دو سو سال تک حدیث لکھتے رہیں تو ان کا مدار اس مسند یعنی ان کی صحیح پر ہوگا، اور

میں نے مسلم سے سنا، میں نے اپنی یہ کتاب ابو زرعہ رازی کے سامنے پیش کی جس حدیث میں انہوں سے کوئی علت بتائی، میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جس کے بارے میں کہا یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں اس کو روایت کیا، اور ابو بکر خطیب بغدادی اپنی سند سے مسلم سے نقل کرتے ہیں۔ میں نے یہ ''مسند صحیح'' تین لاکھ سنی ہوئی ص۷۰ کے آغاز پر یہ قول محمد بن ماسرجسی کی طرف منسوب کیا ہے احادیث سے تصنیف کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸، لیکن خطیب کا قول یہاں موجود نہیں ہے اور نہ ہی: ۱۲/ ۵۷۹ پر ہے)

علمائے مغرب کے نزدیک صحیح مسلم کا مقام:

علمائے مغرب کے ہاں صحیح مسلم کو بہت بلند مقام حاصل ہے، حتیٰ کہ انہوں نے اسے صحیح بخاری سے بھی برتر قرار دیا ہے، ان کے ہاں اسے بہت شہرت اور بہت عظمت ملی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلم تک متصل سند کے ساتھ، متصل روایت، ان علاقوں اور اس دور میں ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن مسلم پر بند ہے اور بلاد مغرب میں اس سند کے ساتھ ابو محمد احمد بن علی قلانسی کی روایت بھی موجود ہے، یہ دونوں براہ راست مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (مقدمہ شرح مسلم نووی: ۱/۱۲)

اہل علم مسلم کی روایت کی تلاش میں یا صحیح مسلم کی روایت اور قراءت کی خاطر مغربی علاقوں کا رخ کرتے تھے، نصر بن حسن شاشی مغرب تک جانے کے لیے کئی دفعہ بغداد آئے اور اندلس میں صحیح مسلم پڑھائی۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۶۲/ ۳۱)

صحیح مسلم کی شرط:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ وہ احادیث کو تین قسموں میں تقسیم کریں گے:

(۱) وہ احادیث جنہیں متقن (پختہ) حافظوں نے روایت کیا ہے۔ (۲) وہ راوی جن کے عیوب پوشیدہ ہیں اور حفظ و اتقان کا درمیانی درجہ حاصل ہے۔ (۳) جن روایات کو ضعیف اور متروک راویوں نے بیان کیا ہے۔

پہلی قسم سے فراغت کے بعد دوسرے درجہ کی احادیث بیان کروں گا، لیکن تیسرے درجہ کے راویوں کی احادیث بیان نہیں کروں گا، علماء کا ان کی اس تقسیم کے بارے میں اختلاف ہے، دو ائمہ حفاظ، ابو عبد اللہ حاکم اور ان کے ساتھی ابو بکر بیہقی کا قول ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو موت نے دوسرے درجہ کی احادیث نکالنے کا موقعہ نہیں دیا۔ انہوں نے صرف پہلی قسم کی احادیث بیان کی ہیں، قاضی عیاض کے بقول شیوخ اور لوگوں نے ابو عبد اللہ حاکم کی بات قبول کرتے ہوئے اس کی پیروی کی ہے۔

لیکن قاضی عیاض کے بقول بات اس طرح نہیں ہے بشرطیکہ دقت نظر سے کام لیا جائے اور تقلید کی پابندی نہ کی جائے، اگر آپ مسلم کی اپنی کتاب میں حدیث کی تقسیم میں تین طبقات پر غور فرمائیں گے جیسا کہ انہوں

نے بیان کیا ہے کہ قسم اول میں حفاظ کی احادیث ہیں اور جب اس طبقہ کی احادیث ختم ہو جائیں تو اس کے بعد ان لوگوں کی احادیث لاؤں گا جو مہارت اور اتقان سے متصف نہیں لیکن اس کے باوجود ان کے عیوب پوشیدہ ہیں اور وہ سچے ہیں اور علم سے شغف رکھتے ہیں، پھر اشارہ کیا ہے جن کی احادیث کے ترک پر اہل علم کا اجماع ہے یا ان میں سے اکثر ان کے متہم ہونے پر متفق ہیں، ان کی روایات نہیں لاؤں گا: رہ گئے وہ راوی جو بعض کے نزدیک متہم ہیں اور بعض کے نزدیک صحیح، ان کا تذکرہ نہیں کیا، میں نے ان کی کتاب میں ان کا یہ رویہ پایا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے ابواب میں پہلے دونوں طبقوں کی روایات بیان کی ہیں، اور دوسرے طبقہ کی اسانید پہلے طبقہ کی متابعت اور شواہد کے طور پر بیان کی ہیں یا جب مسئلہ کے بارے میں پہلے طبقہ کی حدیث نہیں ملی اور ایسے راویوں کی احادیث بھی بیان کی ہیں جن پر بعض نے جرح کی ہے اور بعض نے تعدیل کی ہے اور ان کی احادیث ایسے راویوں سے ہیں جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے یا ان پر بدعتی ہونے کا الزام ہے۔ بخاری نے بھی ایسے ہی کیا ہے، میرے نزدیک وہ اپنی کتاب میں اپنے بیان کردہ تینوں طبقات، اپنی کتاب کی ترتیب کے مطابق لائے ہیں جیسا کہ انہوں نے تقسیم کی ہے اور اپنی صراحت کے مطابق چوتھے طبقہ کو چھوڑ دیا ہے، حاکم نے ان کے قول کی تاویل یہ کی ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا ہر طبقہ کی احادیث الگ الگ لائیں گے اور ان کے لیے الگ کتاب قائم کریں گے حالانکہ یہ ان کی مراد نہ تھی، بلکہ جیسا کہ ان کی تالیف سے ظاہر ہوا ہے اور غرض سے واضح ہوا ہے کہ وہ ان کو ابواب میں جمع کریں گے اور دونوں طبقوں کی احادیث لائیں گے، آغاز پہلے طبقہ کی احادیث سے کریں گے پھر شواہد و متابعت کے طور پر دوسرے طبقہ کی احادیث لائیں گے، اسی طرح انہوں نے تینوں قسموں کو استیعاب کر لیا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تین طبقات سے ان کی مراد حفاظ حدیث پھر ان کے قریب کے لوگ پھر تیسرا طبقہ جس کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اس طرح علل حدیث جن کے بیان کا انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ لائیں گے وہ انہیں مختلف ابواب میں ان کے محل پر لائے ہیں، سند میں اختلاف بیان کیا ہے ان کے ارسال و اتصال کمی وبیشی اور پڑھنے لکھنے والوں کی غلطی کی نشان دہی کی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے غرض تالیف کو پورا کیا ہے اور جو وعدہ کیا تھا اس کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں: میں نے اپنی اس تاویل اور رائے پر ان لوگوں سے تبادلہ خیال کیا، جو اس مسئلہ کو سمجھتے ہیں، تو ہر منصف نے اس کی تصویب کی اور میری بات اس پر واضح ہوگئی اور یہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو کتاب پر غور کرتا ہے اور تمام ابواب کا مطالعہ کرتا ہے، اس پر امام مسلم کے ساتھی ابن سفیان کے اس قول کو اعتراض کے طور پر پیش نہ کیا جائے کہ مسلم نے مسندات پر تین کتابیں لکھی ہیں، ایک یہ ہے جو لوگوں کو سنائی ہے، دوسری جس میں عکرمہ، صاحب مغازی محمد بن اسحاق اور ان

جیسوں کی روایات داخل کی ہیں اور تیسری جس میں ضعیف راویوں کی روایات بھی ہیں کیونکہ آپ ابن سفیان کے بیان پر غور کریں گے تو وہ اس کے غرض ومقصد کے مطابق نہیں ہے جس کی طرف حاکم نے اشارہ کیا ہے اور مسلم نے اپنی کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے اس پر غور کیجیے، آپ اسے اس طرح ہی ان شاء اللہ تعالیٰ پائیں گے۔

(مقدمہ صحیح مسلم، شرح نووی: ۱/ ۱۵، ۱۶)

صحیح مسلم کے بارے میں علماء کے اقوال اور اس کی تعریف:

صحیح مسلم کو اس قدر شہرت ملی ہے کہ نجم (ستارہ) بھی اس کی حد تک نہیں پہنچ سکتا، اس کا چرچا بلند ہوا، اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی حتیٰ کہ اسلام کی اساسی کتابوں میں سے ایک کتاب ٹھہری۔

حافظ ابن مندہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوعلی نیشاپوری سے سنا، آسمان کی نچلی سطح تلے مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب موجود نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۶)

مکی بھی عبدان کا قول ہے، میں نے مسلم سے سنا، میں نے اپنی یہ مسند ابوزرعہ کے سامنے پیش کی، اس کتاب کی جس حدیث کے بارے میں یہ کہا، اس میں علت ہے اور سبب (ضعف) ہے، میں نے اس کو چھوڑ دیا اور ہر وہ جس کے بارے کہا یہ صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں تو اس کی تخریج کی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۸)

ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر اندلسی، بیان کرتے ہیں، میں نے حافظ، فقیہ ابومحمد علی بن احمد ابن سعید سے سنا، جبکہ صحیحین کا ذکر چھڑا، اس نے دونوں کی عظمت اور رفعت شان بیان کی اور بتایا، سعید بن سکن کے ہاں کچھ اہل الحدیث احادیث کے طالب، جمع ہوئے اور عرض کیا، ہمارے سامنے بہت سی کتب حدیث ہیں، شیخ ہماری رہنمائی فرمائیں، ہم ان میں کس پر اکتفا کریں، تو وہ خاموش ہو کر اپنے گھر میں داخل ہوئے اور چار بنڈل لائے اور انہیں ایک دوسرے پر رکھ دیا، اور فرمایا یہ اسلام کی بنیادیں ہیں، مسلم کی کتاب، بخاری کی کتاب، ابوداود کی کتاب اور نسائی کی کتاب۔ (تاریخ دمشق: ۵۸/ ۹۳)

ابوسعد کا بیان ہے، میں نے عبدالرزاق بن ابی نصر طبری سے سنا، میں نے صحیح مسلم امام فراوی کو سترہ دفعہ سنائی، آخری دنوں میں انہوں نے فرمایا، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، تو میری موت کے وقت میرے غسل میں موجود ہونا اور اہل محلّہ کو جنازہ پڑھانا اور اپنی زبان، میرے منہ میں داخل کرنا کیونکہ تو نے اس سے بکثرت حدیث نبوی کی قراءت کی ہے۔ امام سبکی فرماتے ہیں: فراوی نے ایک ہزار سے زائد دفعہ مجلس املاء (حدیث لکھوانا) قائم کی، اور وہ علمی بصیرت اور پختہ دیانت کے ساتھ بلند سند رکھنے میں ممتاز منفرد ہیں۔ (طبقات الشافعیہ: ۶/ ۱۹۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مسلم کو اپنی کتاب کے سبب حد سے بڑھا بلند حصہ ملا، اس جیسا حصہ کسی کو نہیں

ملا، حتیٰ کہ بعض لوگ اسے محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کی صحیح پر بھی برتری دیتے تھے، جس کا سبب، ان کا سندوں کا جمع کرنا، عمدہ ترتیب اور الفاظ کی ادائیگی میں ان کی پابندی کرنے بغیر تقطیع اور روایت بالمعنی کرنے میں ممتاز ہونا ہے، نیشاپور کے بہت سے لوگوں نے ان کے انداز پر کتابیں لکھیں، لیکن ان کے مقام تک نہ پہنچ سکے، مجھے مسلم پر مستخرج لکھنے والے بیس ائمہ کے نام یاد ہیں پاک ہے عنایت کرنے والا، دینے والا۔ (تهذيب التهذيب: ۱۰/۱۱۴، المعطی الوهاب)

امام مسلم رحمہ اللہ پر اعتراضات:

لوگوں کے مزاج میں اختلاف پایا جاتا ہے، وہ بہت ہی کم کسی رائے اور قول پر متفق ہوتے ہیں، پاک ہے وہ ذات جو ہر ایک کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق سلوک کرتی ہے۔

پہلا اعتراض:...... شیخ الاسلام (امام نووی) کا قول ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو احادیث کا استیعاب آسان کام تھا، سب سے پہلا مصنف اپنے تک پہنچنے والی احادیث جمع کر دیتا پھر اس کے بعد والی رہ جانے والی احادیث یا احادیث میں جس زائد لفظ سے آگاہ ہوتا، اس کا اضافہ کر دیتا، جو اس سے آگاہی کی دلیل بنتی، ان کے بعد والا بھی یہ طریقہ اختیار کرتا، اس طرح تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد تمام احادیث کا استیعاب ہو جاتا اور تقریباً ایک ہی تصنیف بن جاتی اور یہ کام انتہائی عمدہ ہوتا۔ (تدریب: ۱/۱۰۰)

سعید بن عمرو بردعی بیان کرتے ہیں، میں ابوزرعہ یعنی رازی کے ہاں حاضر ہوا، ان کے پاس مسلم بن حجاج کی تصنیف "صحیح" پھر ان پر جو ان کے انداز میں اضافہ ہوا کا ذکر چھڑا، تو ابوزرعہ نے مجھے کہا، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے وقت سے پہلے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے اور ایسی چیز تیار کی ہے جس سے اپنے لیے مارکیٹ بنا لیں، ایسی کتاب تالیف کی ہے کہ کسی نے پہلے ایسی کتاب نہیں لکھی تا کہ اپنے لیے وقت سے پہلے قیادت حاصل کر لیں۔ میری موجودگی میں ایک دن، ایک آدمی صحیح مسلم لایا، وہ اس پر نظر دوڑانے لگے، ان کی نظر اسباط بن نصر کی حدیث پر پڑی، تو ابوزرعہ نے کہا، یہ کتاب صحت سے بہت دور ہے، اس میں اسباط بن نصر کی احادیث بیان کی گئی ہیں، پھر اس میں قطن بن نسیر کا نام دیکھا، تو مجھے کہا، یہ پہلے سے بڑھ کر آفت ہے، قطن بن نسیر نے، ثابت کی احادیث کو، متصل کرتے ہوئے، انس رضی اللہ عنہ کی احادیث بنا ڈالا، پھر نظر دوڑائی اور کہا، اپنی صحیح میں احمد بن عیسیٰ مصری سے احادیث لاتا ہے اور ابوزرعہ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، میرے نزدیک اہل مصر کو احمد بن عیسیٰ کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ پھر مجھے کہا، ان جیسوں سے روایت لی ہے اور محمد بن عجلان اور اس جیسوں کو چھوڑ دیا ہے اور بدعتیوں کو ہمارے خلاف راہ دے دی ہے، جب ان کے خلاف کوئی حدیث بطور دلیل پیش کی جائے گی تو وہ کہہ دیں گے، یہ صحیح میں موجود نہیں ہے، میں نے دیکھا وہ اس کتاب کی

تدوین کرنے والے کی مذمت کرتے اور اس کی سرزنش کرتے ہیں، تو میں جب دوبارہ نیشاپور لوٹا، میں نے مسلم بن حجاج کو بتایا، ابوزرعہ نے ان کی صحیح کتاب، میں اسباط بن نصر، قطن بن نسیر اور احمد بن عیسیٰ کی احادیث ہونے پر اعتراض کیا ہے، تو مسلم نے مجھے بتایا، آپ کی بات درست ہے، میں نے تو اسباط، قطن اور احمد کی صرف وہ احادیث یہاں لی ہیں جن کو ثقہ راویوں نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے، مگر ان کی سند میرے پاس عالی تھی اور ان سے اوثق راویوں کی سند میرے پاس نازل (زیادہ واسطوں والی) تھی، اس لیے میں نے ان پر اکتفا کیا کیونکہ ثقہ راویوں سے اصل حدیث معروف تھی، اس واقعہ کے بعد مسلم ری شہر میں آئے، تو مجھے پتہ چلا ہے، وہ ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن وارۃ کے پاس گئے۔ انہوں نے اسی کتاب کی بنا پر ان سے سخت کلامی کی اور ڈانٹ پلائی اور اسے وہی بات کہی جو مجھے ابوزرعہ نے کہی تھی کہ اس سے اہل بدعت کو ہمارے خلاف راہ ملے گی، مسلم نے ان کے سامنے یہ عذر پیش کیا، میں نے اس کتاب میں بیان کردہ احادیث کو صحیح کہا ہے، اور یہ تو نہیں کہا جو حدیث اس کتاب میں نہیں ہے، وہ ضعیف ہے، میں نے صحیح احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے تا کہ یہ مجموعہ میرے پاس رہے اور جو اسے مجھ سے لکھنا چاہے، اس کے پاس بھی رہے اور اسے اس کی صحت میں شک نہ ہو، اور میں نے یہ نہیں کہا، اس مجموعہ کے سوا احادیث ضعیف ہیں یا اسی قسم کا عذر مسلم نے محمد بن مسلم کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے ان کے عذر کو قبول کر کے، انہیں احادیث سنائیں۔ (تہذیب الکمال: ۱/ ۴۲۰)

ابوعبداللہ حاکم کا بیان ہے، میں نے ابوعمرو بن ابوجعفر سے سنا کہ ابوقریش الحافظ نے بتایا، میں ابوزرعہ رازی کے پاس تھا تو مسلم بن حجاج آ گئے، انہوں نے سلام کیا اور کچھ دیر بیٹھے دونوں مذاکرہ کرتے رہے، جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے میں نے ابوزرعہ سے کہا: اس نے اپنی صحیح میں چار ہزار احادیث جمع کی ہیں، تو ابوزرعہ نے کہا، باقی کیوں چھوڑ دیں؟ پھر کہا: یہ عقل سے محروم ہے اگر یہ محمد بن یحییٰ سے بنا کر رکھتا تو کامل مرد بن جاتا۔ (تہذیب الکمال: ۲۶/ ۶۲۷)

امام حافظ ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی وغیرہ نے بخاری اور مسلم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے ایسی احادیث چھوڑ دیں ہیں جن کی سندوں میں وہی راوی ہیں جن کی روایات وہ اپنی اپنی صحیح میں لائے ہیں، دارقطنی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک ایسی جماعت کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سندوں سے، جن کے ناقلین پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے، بیان کی ہیں اور انہوں نے ان کی کوئی روایت بیان نہیں کی، ان کے موقف کے مطابق ان کی روایات بیان کرنا ضروری تھا۔ اور بیہقی نے اعتراض کیا ہے کہ ان دونوں نے صحیفہ ہمام بن منبہ سے روایات نقل کی ہیں اور دونوں اس سے بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہیں حالانکہ سب کی سند ایک ہی ہے، امام دارقطنی اور ابوذر ہروی نے اس سلسلہ میں ان احادیث کے بارے میں جو انہیں بیان کرنی

چاہیے تھیں کتاب بھی لکھی ہے اور یہ الزام درحقیقت ان پر صادق نہیں آتا، کیونکہ انہوں نے صحیح حدیث کے استیعاب کا التزام نہیں کیا، بلکہ انہوں نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ انہوں نے استیعاب سے کام نہیں لیا، ان کا مقصد تو بس صحیح احادیث کا ایک مجموعہ تیار کرنا تھا، جس طرح فقہ میں کتاب لکھنے والا مسائل کا ایک مجموعہ تیار کرتا ہے، تمام فقہی مسائل کا استقصاء نہیں کرتا، لیکن وہ حدیث جو ان دونوں نے یا ایک نے ترک کر دی ہے، حالانکہ ظاہری اعتبار سے اس کی سند صحیح ہے اور وہ اس مسئلہ میں اساس ہے اور اس کی نظیر یا اس کے قائم مقام کوئی روایت بیان نہیں کی تو ظاہر ہے کہ انہیں اس میں کسی علت کا پتہ چلا جبکہ وہ روایت ان کے پاس تھی یا نسیانا چھوڑ دی ہے یا طوالت سے بچنے کو ترجیح دی ہے یا ان کا خیال تھا جو احادیث انہوں نے بیان کی ہیں انہوں نے ان کی ضرورت پوری کر دی ہے یا کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/۱۶)

دوسرا اعتراض، مسلم کے بعض راویوں پر جرح:

اعتراض کرنے والوں نے مسلم پر ایسے راویوں کی روایات بیان کرنے پر اعتراض کیا ہے جو ضعیف ہیں یا درمیانی درجہ کے دوسرے طبقہ کے لوگ ہیں جو صحیح کی شرط پر پورے نہیں اترتے، اس سلسلہ میں ان پر اعتراض وارد نہیں ہوتا، شیخ امام ابو عمرو بن صلاح نے اس کا جواب کئی صورتوں میں دیا ہے۔

۱۔ وہ کسی اور کے نزدیک ضعیف امام کے نزدیک ثقہ ہے، یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جرح، تعدیل سے مقدم ہے کیونکہ یہ تب ہے جب جرح سبب کی وضاحت کے ساتھ پائی جائے، اگر وہ ایسی نہیں تو قابل قبول نہیں، امام حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی وغیرہ کا قول ہے بخاری، مسلم اور ابوداود کے وہ راوی جن پر دوسرے لوگوں نے طعن کیا ہے، اس پر محمول ہے کہ ان پر طعن مؤثر انداز میں سبب کی توضیح کے ساتھ ثابت نہیں۔

۲۔ ایسے راویوں کی روایات متابعات اور شواہد میں لائی گئی ہیں، اصول میں نہیں، یعنی پہلے حدیث صاف سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں کو بطور اصل بیان کر دیا پھر بعد میں دوسری سند یا اسانید سے بطور متابعت یا کسی مزید فائدہ سے آگاہ کرنے کے لیے بیان کیا، اگرچہ ان میں کوئی راوی ضعیف بھی موجود تھا۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/۱۶۱)

امام ابو عبداللہ حاکم نے مسلم سے ایک ایسی جماعت کی روایات جو صحیح کی شرط پر پورے نہیں اترتے یہی عذر پیش کیا ہے کہ ان سے اور بہت سے ان جیسوں سے روایات متابعت اور شاہد کے طور پر بیان کی ہیں مثلاً مطر وراق، بقیہ بن ولید، محمد بن اسحاق بن یسار عبداللہ بن عمر عمری، نعمان بن راشد اور ان جیسے۔

۳۔ ضعیف راوی میں ضعف ان کے اس سے روایت لینے کے بعد پیدا ہوا ہے مثلاً وہ اختلاط کا شکار ہو گیا، تو اس کی اختلاط سے پہلے کی روایات جب کہ اس کا حافظہ درست تھا، قابل اعتراض نہیں، مثلاً عبداللہ بن وہب کا

بھتیجا، احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب، ابوعبداللہ حاکم نے بیان کیا ہے وہ ۲۵۰ھ کے بعد اختلاط کا شکار ہوا جبکہ مسلم مصر سے جا چکے تھے، اس لیے اس کا حکم سعید بن ابی عروبہ اور عبدالرزاق وغیرہما جیسا ہے جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوئے اور اس سے پہلے کی صحیحین میں ان کی احادیث بیان کرنا رکاوٹ کا باعث نہیں بنا۔

۴۔ ضعیف سند والے کی روایت عالی تھی، جبکہ ثقہ راویوں کی سند سے نازل تھی، تو انہوں نے عالی سند پر کفایت کی، سند نازل بیان کر کے سند کو طویل نہیں کیا، کیونکہ اس فن کے ماہرین کو سند کا پتہ تھا، اور یہ عذر انہوں نے صراحتاً بیان کیا ہے، یہ صورت حال اس کے برعکس ہے کہ پہلے ثقہ راویوں کی روایات بیان کر دیں پھر بعد میں بطور متابعت ان سے کم تر راوی کی روایت بیان کر دی گویا اس میں طبیعت کی نشاط اور عدم نشاط کا اثر تھا، ہم پیچھے سعید بن عمرو برزعی کا واقعہ نقل کر چکے ہیں جو ابوزرعہ کے امام مسلم کے راویوں کے سلسلہ میں پیش آیا اور امام مسلم نے اس کا جواب دیا۔ (ص ۸۵)

شیخ ابن صلاح کہتے ہیں: ہم امام مسلم کا یہ قول بھی نقل کر چکے ہیں (ص ۸۳) کہ میں نے ابوزرعہ کے سامنے اپنی کتاب پیش کی، جس حدیث کی علت کی انہوں نے نشان دہی کی میں نے اسے چھوڑ دیا اور ہر وہ حدیث جس کو انہوں نے صحیح کہا بیان کر دیا۔

شیخ فرماتے ہیں، یہ مقام بڑا سنگاخ ہے جس کو میں نے واضح انداز سے ہموار کر دیا، کسی نے اس کو ایک جگہ جمع نہیں کیا وللہ الحمد۔ اور میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی راوی سے محض امام مسلم کے روایت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مسلم کے نزدیک صحیح کی شرط پر پورا اترتا ہے، ان کی شرط پر قرار دینا غفلت اور خطا پر مبنی ہے بلکہ اس کے لیے یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ اس سے روایت کس قسم کی روایات میں لائے ہیں۔ واللہ اعلم

(مقدمہ شرح صحیح مسلم، نووی: ۱/ ۱۶)

مسلم پر استدراک تصحیح:

علماء نے بخاری اور مسلم کی کچھ احادیث پر استدراک کیا ہے کہ ان میں وہ شروط موجود نہیں یا بعض موجود نہیں جو علماء نے صحت کے لیے مقرر کی ہیں، یہ اس کی تقسیم کی رو سے جو علماء نے انواع حدیث کے سلسلہ میں کی ہے، بعض کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ وہ شروط کے موافق ہیں اور بعض کے بارے میں کہا گیا ہے یہ مخالف ہیں، لیکن یہ چیز ان دونوں کتابوں میں بہت کم ہے اور اکثر مخالفت کا تعلق فن حدیث سے ہے اور بشری کوشش میں کچھ نہ کچھ خطا کا پایا جانا لابدی ہے خطا سے پاک ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کا امتیاز ہے جو مثل وتشبیہ سے منزہ ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں باہمی اختلاف بہت ہوتا۔" (النساء: ۸۲)

اقسام حدیث:...... علماء نے حدیث کی تین اقسام بتائی ہیں: (۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف اور ہر قسم کی ذیلی اقسام ہیں:

حدیث صحیح: وہ حدیث ہے جس کی سند ایسے راویوں سے متصل ہو جو عادل اور ضابط ہوں اور اس میں شذوذ اور علت بھی نہ ہو، یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے۔

نوٹ:...... (۱) سند متصل کا معنی یہ ہے کہ سند میں سے کوئی راوی گرا نہ ہو، سند اول تا آخر مربوط ہو۔ (۲) عادل وہ راوی ہے جو صاحب تقویٰ اور بامروت ہو۔ (۳) ضابط کا معنی یہ ہے کہ وہ خوب حفاظت کرنے والا اور اچھی طرح یاد رکھنے والا ہو۔ (۴) شاذ، اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہو۔ (۵) علت، وہ حدیث جس میں بظاہر کوئی عیب نہ ہو اور پوشیدہ طور پر عیب دار ہو۔

اگر مذکورہ بالا شروط میں کوئی خلل کوتاہی ہو تو اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ابوسلیمان، احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی فرماتے ہیں، حدیث کی اہل حدیث کے نزدیک تین قسمیں ہیں، صحیح، حسن اور سقیم، صحیح وہ ہے جس کی سند متصل ہو اور ناقلین عادل ہوں، حسن وہ ہے، جس کے مخرج (اصل) کا علم ہو اور راوی مشہور ہوں، اکثر احادیث ایسی ہی ہیں، اسے اکثر علماء نے قبول کیا ہے اور عام فقہاء اس سے استدلال کرتے ہیں، سقیم کے تین درجات ہیں، بدترین موضوع من گھڑت، پھر مقلوب (الٹ پھیر والی) پھر مجہول ہے۔

صحیح کی اقسام:...... امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب ''المدخل الی کتاب الاکلیل'' میں حدیث صحیح کی دس اقسام بیان کی ہیں، پانچ کی صحت پر اتفاق ہے اور پانچ کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے۔

اتفاقی کی پہلی قسم:...... وہ احادیث ہیں جن کا انتخاب بخاری اور مسلم نے کیا ہے اور یہ صحیح کا پہلا مرتبہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ ایسے صحابی کی روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کرنے میں مشہور ہے اور اس سے دو یا زائد راوی بیان کرتے ہیں، اور اسے وہ تابعی بیان کرتا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے میں مشہور ہے، اور اس سے بیان کرنے والے بھی دو یا اس سے زائد ہیں، پھر اس سے ایسا تبع تابعی بیان کرتا ہے جو حافظ متقن (پختہ کار) ہے اور مذکورہ بالا شرط پر پورا اترتا ہے، اس طرح آگے مروی ہو اور بقول حاکم ایسی احادیث کی تعداد دس ہزار بھی نہیں ہے۔

دوسری قسم:...... پہلی والی شروط ہیں فرق یہ ہے کہ صحابی سے بیان کرنے والا صرف ایک راوی ہے۔

تیسری قسم:...... پہلی والی صورت ہے فرق یہ ہے کہ تابعی سے بیان کرنے والا صرف ایک راوی ہے۔

چوتھی قسم:...... غریب وافراد روایات جن کے راوی ثقہ عادل ہیں۔

پانچویں قسم:...... ائمہ کی وہ جماعت جو اپنے باپوں کے واسطہ سے اپنے دادوں سے بیان کرتے ہیں اور ان کے باپوں کے واسطہ سے دادوں کی روایت صرف یہی حضرات بیان کرتے ہیں۔ دوسروں سے اس طرح ثابت نہیں مثلاً عمرو بن شعیب کا صحیفہ جو وہ اپنے باپ کے واسطہ سے دادے سے بیان کرتے ہیں، بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطہ سے، اپنے دادے سے بیان کرتے ہیں، ایاس بن معاویہ، اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے دادا صحابی ہیں اور پوتے ثقہ ہیں، امام حاکم فرماتے ہیں، یہ پانچ اقسام ائمہ نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہیں، یہ حجت ہیں، اگرچہ صحیحین میں ان میں سے صرف پہلی قسم کی احادیث نقل کی گئی ہیں۔

وہ فرماتے ہیں، وہ پانچ اقسام جن کے بارے میں اختلاف ہے، وہ (۱) مرسل روایات (۲) مدلسین کی وہ روایات جس میں انہوں نے اپنے سماع کا تذکرہ نہیں کیا۔ (۳) جسے ایک ثقہ متصل بیان کرتا ہے اور دوسری ثقہ جماعت منقطع بیان کرتی ہے۔ (۴) ان ثقہ راویوں کی روایت جو حافظ ماہر نہیں ہیں۔ (۵) بدعتیوں کی روایات جب وہ سچ بولنے والے ہوں، حاکم کی عبارت ختم ہوئی۔ (مقدمہ شرح مسلم نووی: ۱/ ۱۶، ۱۷)

ابوعلی غسانی جیانی کا قول ہے، راویوں کے سات طبقات ہیں، تین قابل قبول ہیں اور تین متروک ہیں اور ساتویں میں اختلاف ہے۔

پہلا طبقہ:...... حدیث کے ائمہ، حفاظ، جن کی دوسروں کے مخالف حدیث، ان کے خلاف دلیل ہے اور ان کی انفرادی روایت بھی قبول ہوگی۔

دوسرا طبقہ:...... جو حفظ اور ضبط میں پہلے سے کم تر ہے، ان کو بعض روایات میں وہم اور غلطی لاحق ہوئی ہے، عام طور پر ان کی روایات صحیح ہیں، اور ان کے وہم کی درستگی پہلے طبقہ کی روایات کی روشنی میں کی جائے گی اور یہ پہلے طبقہ سے متصل ہیں۔

تیسرا طبقہ:...... ان راویوں کا رجحان بدعات کی طرف ہے لیکن غلو نہیں اور اس کی دعوت بھی نہیں دیتے، ان کی حدیث صحیح ہے یہ سچے ہیں وہم کم ہے۔

محدثین نے ان طبقات کی احادیث بیان کی ہیں اور نقل روایت کا مدار انہیں طبقات پر ہے۔

وہ تین طبقات جنہیں اہل معرفت (ماہرین فن) نے ساقط قرار دیا ہے یعنی ان کی حیثیت گھٹائی ہے۔

چوتھا طبقہ:...... جن پر جھوٹ بولنے اور حدیث گھڑنے کا داغ ہے۔

پانچواں طبقہ:...... ان پر وہم اور غلطی غالب ہے۔

چھٹا طبقہ:...... بدعت کے سلسلہ میں غالی، اس کے داعی ہیں، اور اپنی دلیل بنانے کے لیے احادیث میں

تحریف اور اضافہ کرتے ہیں۔

ساتواں طبقہ:......جن کے بارے میں اختلاف ہے، مجہول لوگ جو ایسی روایات بیان کرنے میں متفرد ہیں، جن کی متابعت موجود نہیں ہے، کچھ لوگوں نے ان کی روایات قبول کی ہیں اور بعض نے ان کے بارے میں توقف کیا ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/ ۱۷)

اہل بدعت کی روایت کا حکم:

امام غسانی نے جو یہ بات کہی ہے کہ اہل بدعت اور اہل ہوی جو بدعت کی طرف بلاتے نہیں اور اس میں غلو نہیں کرتے، ان کی روایت بالاتفاق قبول کی گئی ہیں یہ بات اس طرح نہیں ہے بلکہ ان کے بارے میں بھی اختلاف ہے، اسی طرح دعوت دینے والوں کے بارے میں بھی اختلاف مشہور ہے، امام مسلم نے اس کا تذکرہ کیا ہے، مجہول راویوں کے بارے میں اس نے جس اختلاف کا ذکر کیا ہے وہ درست ہے، حاکم نے اس اختلافی قسم کو نظر انداز کر دیا ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/ ۱۷)

مجہول راویوں کی روایت کا حکم:

مجہول راوی کی تین اقسام ہیں:

(۱) اس کی ظاہری اور باطنی عدالت کا پتہ نہیں ہے۔ (۲) ظاہری طور پر وہ عادل ہے، باطنی عدالت کا علم نہیں ہے اس کو مستور کا نام دیا جاتا ہے۔ (۳) مجہول العین، جس کی شخصیت کا ہی علم نہیں ہے۔

پہلی قسم کی روایات اکثریت کے ہاں حجت نہیں، اور دوسری دونوں کو محقق حضرات میں سے بہت سے حضرات نے قبول کیا ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۷)

امام حاکم کا یہ قول کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی سے بیان کرنے والا راوی ایک نہ ہو، ائمہ نے اس کی تغلیط کی ہے کیونکہ صحیحین میں سعید بن میسب کے والد میسب بن حزن کی ابو طالب کی وفات کے سلسلہ میں روایت موجود ہے، جسے صرف اس کے بیٹے سعید نے ہی بیان کیا ہے اور بخاری میں عمرو بن تغلب کی روایت کہ ”میں ایک ایسے آدمی کو عنایت کر دیتا ہوں، جبکہ جس کو چھوڑا ہے وہ مجھے زیادہ پسند ہوتا ہے۔“ اسے اس سے صرف حسن نے بیان کیا ہے اور مرداس اسلمی کی روایت ”نیک لوگ ختم ہو جائیں گے“ اسے اس سے صرف قیس بن ابی حازم نے بیان کیا ہے اور مسلم میں رافع بن عمرو غفاری کی حدیث ہے جسے اس سے صرف عبداللہ بن صامت نے بیان کیا ہے، اور ربیعہ بن کعب اسلمی کی روایت جسے اس سے صرف ابو سلمہ نے بیان کیا ہے۔ صحیحین میں اس قسم کی مثالیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۷)

امام بخاری نے الفیۃ الحدیث للعراقی کی شرح فتح المغیث جلد اص ۴۷، ۴۸ پر لکھا ہے، میں نے حاکم کے کلام میں اس شرط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استثناء کی تصریح پائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی پہلی بات سے رجوع کر لیا تھا امام حاکم کا قول ہے، صحابی المعروف اذا لم نجد له راوياً غير تابعي واحد معروف احتججنا به و احتججنا حديثه اذ هو على شرطهما جميعاً معروف صحابی سے اگر ایک ہی معروف تابعی روایت بیان کرے تو ہم اس کو دلیل بنائے گے اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیں گے کیونکہ وہ دونوں (بخاری و مسلم) کی شرط پر پورا آتا ہے، کیونکہ امام بخاری نے مرداس اسلمی اور عدی بن عمیرہ کی حدیث بطور حجت پیش کی ہے، حالانکہ ان سے صرف قیس بن ابی حازم ہی روایت بیان کرتا ہے، اس طرح امام مسلم نے ابو مالک اشجعی کی روایات بیان کی ہیں جو وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے۔

حسن حدیث:

بقول خطابی وہ ہے جس کے مخرج (اصل) کا پتہ ہو اور اس کے راوی مشہور ہوں اور امام ابوعیسیٰ ترمذی کے نزدیک حسن وہ ہے جس کی سند میں متہم راوی نہ ہو اور وہ شاذ نہ ہو اور ایک سے زائد سندوں سے مروی ہو۔

امام الشیخ ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ نے حسن کی دو قسمیں بنائی ہیں:

پہلی قسم:...... جس کی سند میں مستور راوی جس کی اہلیت ثابت نہیں موجود ہے، لیکن روایت میں وہ بہت غلطیاں نہیں کرتا اور اس سے عمداً جھوٹ بولنا یا کوئی اور فسق کا باعث عمل ظاہر نہیں ہوا اور حدیث کا متن معروف ہو یعنی دوسری سند سے اس جیسا یا اس کے ہم معنی مروی ہو۔

دوسری قسم:...... اس کا راوی صدق اور امانت میں مشہور ہو حفظ و اتقان میں کمی کی وجہ سے صحیح کے راویوں کے درجہ پر فائز نہ ہو، ہاں وہ اپنے متفرد ہونے کی صورت میں منکر کے درجہ سے بلند ہو۔

بقول ابن صلاح ترمذی کی مراد پہلی قسم ہے اور خطابی کا مقصد دوسری قسم ہے۔ دونوں نے جس قسم کو پوشیدہ خیال کیا اس کی تعریف کر دی، بہر صورت دونوں قسموں کا شذوذ اور علت سے پاک ہونا ضروری ہے۔

ضعیف حدیث:

ضعیف حدیث وہ ہے جس میں صحیح اور حسن کسی کی بھی شروط موجود نہ ہوں اور اس کی بے شمار اقسام ہیں مثلاً موضوع، مقلوب، شاذ، منکر، معلل اور مضطرب وغیرہا، ان سب کی تعریفات، احکام اور تفصیلات اہل فن کے ہاں معروف ہیں اور اس کے ساتھ طالب حدیث جن آلات اور مقدمات کا محتاج ہے امام ابوعمرو بن صلاح نے انہیں پورے پختہ انداز میں بیان کیا ہے۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی: ۱/ ۱۷)

صحیحین پر استدراک ان احادیث کے سلسلہ میں جہاں انہوں نے اپنی شرطوں کی پابندی نہیں کی یا وہ ان کی شرط پر ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیں۔

پہلی صورت وہ احادیث جن میں انہوں نے اپنی شروط کا التزام نہیں کیا۔ ایک جماعت نے امام بخاری اور مسلم پر ان احادیث کے سلسلہ میں استدراک کیا ہے جہاں انہوں نے اپنی شروط میں کوتاہی کی ہے اور جس درجہ کا التزام کیا تھا اس سے نیچے اتر آئے ہیں، اس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے، امام حافظ ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی نے اس سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "الاستدراکات وتتبع" اس میں دونوں کتابوں کی دو سو احادیث کا تذکرہ ہے، اس طرح ابومسعود دمشقی نے بھی دونوں پر استدراک لکھا ہے اور ابوعلی غسانی جیانی نے اپنی کتاب "تقیید المهمل فی جزء العلل" میں ان کے راویوں پر استدراک کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے ان پر کیا لازم تھا۔ ان سب کا یا اکثر کا جواب دیا جا چکا ہے۔

نوٹ:...... امام دارقطنی کے الزامات اور تتبع کا تفصیلی جواب شیخ مقبل بن حادی بن مقبل نے دیا ہے جس کا نام "تحقیق ودراسۃ لالزامات وتتبع" ہے، ناشر مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ۔

عکرمہ بن عمار کے سلسلہ میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف:

امام حاکم کا قول ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے شواہد میں اس کی روایات بکثرت بیان کی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے پاس کتاب نہ تھی، اس لیے یحییٰ سے روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح مسلم میں اس اصول میں ایک منکر حدیث موجود ہے، جو سماک حنفی کے واسطہ سے ابن عباس سے ابوسفیان کی آپ سے تین درخواستوں کے بارے میں ہے اور اس سند سے تین اور احادیث بیان کی ہیں۔ (میزان الاعتدال ترجمہ: ۵۷۱۳)

امام مسلم اپنی سند سے عکرمہ کی ابوزمیل کے واسطہ سے، ابن عباس کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمان ابوسفیان کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھتے تھے، اس نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے نبی، مجھے تین چیزیں عنایت فرمائیں، میری بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عرب کی حسین اور جمیل ترین عورت ہے اس سے آپ کی شادی کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک، کہا۔ معاویہ کو اپنا کاتب بنا لیں فرمایا، درست، کہا مجھے امیر مقرر کر دیجیے تاکہ میں کافروں سے اسی طرح جنگ کروں جس طرح مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ فرمایا، ہاں۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۰۱)

یہ ایک ایسی روایت ہے، بخاری نے بیان نہیں کی اور مسلم نے بیان کی ہے، امام بخاری اپنی صحیح میں عکرمہ

بن عمار سے حدیث نہیں لائے اور کہا، اس کے پاس کتاب نہ تھی اس لیے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

ابوبکر کا قول ہے، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ والی حدیث، اہل مغازی کا اس کے خلاف اتفاق ہے کیونکہ ان کے نزدیک بالاتفاق، جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے حبشہ سے واپس آنے سے پہلے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی آپ سے شادی ہو چکی تھی، وہ خیبر کے موقعہ پر واپس آئے، اور ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوا جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کو دو یا تین سال گزر چکے تھے، تو وہ اس کی شادی کی درخواست کیسے کر سکتا ہے اور اگر اس نے یہ درخواست اس وقت کی تھی، جب وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کی حبشہ کی سرزمین میں موت کی خبر سن کر کفر کی حالت میں مدینہ آیا تھا، تو پھر دوسری اور تیسری درخواست مسلمان ہونے کے بعد کی ہے، تو حدیث میں اس طرح ہونا چاہیے تھا۔ (تاریخ مدینہ دمشق: ۶۹/ ۱۴۸)

نوٹ:...... راوی کا نکاح کے سلسلہ میں ام حبیبہ کا نام لینا، اس کا وہم ہے جس سے شادی کی درخواست کی وہ ابوسفیان کی ایک دوسری بیٹی تھی، لیکن چونکہ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح نہیں ہو سکتا، اس لیے آپ نے یہ درخواست قبول نہ فرمائی۔ جیسا کہ خود سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی بہن سے نکاح کی پیش کش کی تھی، کیونکہ باپ اور بیٹی کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا، کہ بیک وقت دو بہنیں نکاح میں نہیں آ سکتیں۔ (عبدالعزیز علوی)

دوسری صورت: ان دونوں کا صحیح احادیث چھوڑ دینا۔

علماء کی ایک جماعت نے صحیحین کی تصحیح کے سلسلہ میں یہ بھی کہا ہے کہ دونوں نے ایسی احادیث چھوڑ دی ہیں، جو ان کی شرط پر پوری اترتی تھیں، یہ اعتراض اس کے باوجود ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انہوں نے تمام صحیح احادیث کا استقصاء کیا ہے، امام حاکم نیشاپوری نے ان پر مستدرک لکھی ہے جس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری اور ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ نے صحیح احادیث کے سلسلہ میں دو شائستہ پاکیزہ کتابیں تصنیف کی ہیں، دونوں کی شہرت تمام اکناف میں پھیل گئی ہے، ان دونوں اور ان میں کسی ایک نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہماری بیان کردہ احادیث کے سوا کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور ہمارے دور میں بدعتیوں کی ایک جماعت رونما ہوئی ہے جو احادیث بیان کرنے والوں کو یہ طعنہ سنا دیتے ہیں کہ تمہارے نزدیک تمام صحیح احادیث کی تعداد، دس ہزار احادیث تک نہیں پہنچتی، آگے لکھتے ہیں اور مجھ سے اس شہر اور دوسرے شہروں کے کبار اہل علم کی ایک جماعت نے یہ درخواست کی کہ میں ایک ایسی کتاب مدون کروں جس میں محمد بن اسماعیل اور مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کی بیان کردہ احادیث کی اسانید جیسی اسانید سے روایات بیان کی گئی ہوں، کیونکہ جس حدیث میں کوئی علت نہ ہو، اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں، انہوں نے

سب کے بیان کرنے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ان کے دور کے اور ان کے بعد کے کچھ علماء نے ان کی بیان کردہ کچھ احادیث کو معلل قرار دیا ہے اور میں نے پوری اس کوشش سے "المدخل الی الصحیح" میں ان دونوں کا دفاع کیا ہے، جو اہل فن کے ہاں پسندیدہ ٹھہرا ہے۔ (المدخل الی الصحیح کی تحقیق ڈاکٹر ربیع بن ہادی عمیر المدخلی نے کی ہے)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حاکم کو یہ بات تسلیم ہے کہ بخاری اور مسلم نے صحیح کے استیعاب کا دعویٰ نہیں کیا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں، خود حاکم نے استدراک میں اپنی شرط کی پابندی نہیں کی، اس میں ایسی صحیح احادیث جمع کی ہیں جو ان دونوں کی شرط پر صحیح ہیں یا اوروں کی شرط پر صحیح ہیں۔

امام سخاوی فرماتے ہیں: امام حاکم ابوعبداللہ ضبی نیشاپوری جو حافظ، ثقہ ہے، کی المستدرك علی الصحیحین جس میں ان کے مافات کی تلافی کی گئی ہے، اس کے متن میں تساہل موجود ہے کہ اس میں بھی کئی موضوع روایات ہیں جن کی تصحیح یا تو تعصب کی بنا پر کی ہے کیونکہ اس پر تشیع کا الزام ہے یا کوئی اور وجہ ہے، ضعیف وغیرہ تو کیا کہنا، بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس تساہل کا سبب یہ ہے کہ اس نے یہ کتاب اپنی آخری عمر میں لکھی ہے جب اس میں غفلت اور تغیر رونما ہو چکا تھا یا اسے اس کی تہذیب و تنقیح کا موقعہ نہیں ملا، اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب کے ابتدائی پانچویں حصہ تک باقی حصہ کے اعتبار سے تساہل بہت ہی کم ہے اور یہاں لکھا ہوا، حاکم کا املاء ختم ہوا۔ (فتح المغیث)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مستدرک کی مختلف اقسام بیان کی ہیں اور ہر قسم کو پھر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم:...... جو حدیث اس نے بیان کی ہے اس کے راوی صحیحین میں یا ان میں سے ایک میں سے مجموعی صورت میں موجود ہیں اس میں کوئی علت نہیں ہے، مجموعی صورت کی قید ہم نے اس لیے لگائی ہے کہ بعض دفعہ راوی سے انفرادی طور پر روایت لی ہے مثلاً سفیان بن حسین کی زہری سے روایت، ان دونوں نے ان دونوں سے الگ الگ روایت بیان کی ہے، لیکن سفیان بن حسین کی زہری سے کوئی روایت بیان نہیں کی، کیونکہ زہری سے اس کے سماع میں ضعف ہے باقی اساتذہ میں یہ صورت نہیں، لہٰذا جب وہ زہری سے روایت کرے گا تو یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا یہ شیخین کی شرط پر، یا ان میں سے ایک کی شرط پر ہے کیونکہ ان کی شرط پر تو تب ہوتا جب وہ دونوں کی اجتماعی صورت میں روایت لاتے اس طرح کی وہ سند جب وہ دونوں ایک راوی کو حجت سمجھیں اور دوسرے کو حجت نہ سمجھیں، مثلاً ایک حدیث ہے جسے شعبہ، سماک بن حرب کے واسطہ سے عکرمہ سے وہ ابن عباس سے بیان کرتے ہیں، کیونکہ مسلم سماک کی حدیث اس وقت لیتے ہیں جب ثقہ

راوی اس سے بیان کریں، وہ عکرمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے، امام بخاری کے نزدیک عکرمہ ثقہ ہے اور سماک ثقہ نہیں، اس لیے یہ سند اس حالت میں ان کی شرط پر نہیں ہو سکتی، اگر وہ ان کی اجتماعی صورت میں روایت لیتے تو پھر ان کی شرط پر ہوتی، امام ابوالفتح قشیری وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے۔

میں نے علل سے پاک ہونے کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ اگر مجموعی صورت میں وہ راوی روایت میں موجود ہوں، لیکن ان میں کوئی ایسا راوی ہو جو تدلیس کرتا ہے یا عمر کے آخری حصہ میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، تو ہم اجمالی طور پر یہ جانتے ہیں کہ شیخین نے مدلس راوی کی عن والی روایت نقل نہیں کی الا یہ کہ دوسری سند سے اس کا سماع ان کے نزدیک ثابت ہو، اس طرح کسی ایسے مختلط کی روایت بیان نہیں کی جو اس نے اختلاط (قدرتی عوامل سے قوت یادداشت کا متاثر ہونا کے) بعد بیان کی ہو، دونوں نے اس کی صرف وہی روایت بیان کی ہے جو اختلاط سے پہلے کی صحیح حدیث تھی، جب صورت حال یہ ہے تو جس حدیث میں مدلس کا عنعنہ موجود ہو یا ایسے استاد کی حدیث ہو جس کا سماع اختلاط کے بعد ہو، اس کو اس بنیاد پر ان کی شرط پر قرار دینا درست نہیں کہ یہ سند ان کی کتابوں میں موجود ہے، الا یہ کہ مدلس دوسری سند میں سماع کی صراحت کرے اور یہ ثابت ہو کہ راوی نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے سنی تھی اس قسم کو ان دونوں کی یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر قرار دیا جا سکتا ہے، مستدرک میں کوئی ایسی شروط والی حدیث موجود نہیں جس کی نظیر یا اصل کو انہوں نے بیان نہ کیا، مگر بہت کم جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ہاں اس میں کثیر تعداد میں ان شروط والی احادیث موجود ہیں، لیکن شیخین نے یا ان میں سے ایک نے اسے روایت کیا ہے اور حاکم نے استدراک وہم کا شکار ہو کر اس گمان کی بنیاد پر کیا کہ انہوں نے یہ حدیث بیان نہیں کی (حالانکہ انہوں نے یا ایک نے وہ روایت بیان کی ہے)۔

دوسری قسم:...... حدیث کی سند ایسی ہے کہ شیخین نے اس کے تمام راویوں سے روایت بیان کی ہے مگر حجت ودلیل کے طور پر نہیں صرف شواہد، متابعات اور معلقات کے طور پر یا دوسری سند کے ساتھ، اس کے ساتھ وہ سند ملحق ہے جس میں کسی راوی کی ایسی روایت ہے جس میں وہ متفرد (اکیلا) نہیں یا کسی کے مخالف نہیں، جیسا کہ مسلم نے علاء بن عبدالرحمٰن کے نسخہ کی وہ روایات بیان کی ہیں جنہیں وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اکیلا ہی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے، اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ نسخہ کی باقی احادیث بھی مسلم کی شرط پر ہیں، کیونکہ انہوں نے تحقیق کے بعد وہی روایات بیان کی ہیں جن میں وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس لیے تفرد کی صورت میں، ایسی روایات بخاری اور مسلم کی شرط پر نہیں ہوں گی۔

امام حاکم نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں ایک مستقل باب میں ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے جن کی روایات شیخین نے متابعات میں بیان کی ہیں اور ان روایات کی تعداد بھی بیان کی ہے، اس آگاہی کے باوجود وہ ان کی روایات مستدرک میں اس تصور کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ وہ دونوں کی شرط پر ہیں، حالانکہ ان لوگوں کی روایات کے صحیح کے درجہ سے کم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ بعض ان میں شاذ اور ضعیف بھی ہیں لیکن اکثر حسن کے درجہ سے کم تر نہیں، حاکم اپنے اساتذہ ابن خزیمہ اور ابن حبان کی طرح جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، صحیح اور حسن میں فرق نہیں کرتا، سب کو صحیح قرار دیتا ہے اس کا یہ دعویٰ قابل نقد ہے کہ ان لوگوں کی احادیث شیخین یا ان میں سے ایک کی شرط پر ہیں، کتاب کا اکثر حصہ ان روایات پر مبنی ہے۔

تیسری قسم:......ایسی سند جس کی روایت صحیحین میں احتجاج کے (بطور دلیل) اور متابعت کے طور پر بھی موجود نہیں، ایسے لوگوں کی بکثرت احادیث حاکم نے بیان کی ہیں جن کی حدیث دونوں کتابوں میں موجود نہیں اور ان کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن ان کے ان میں سے کسی کی شرط پر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بعض جگہ وہم کا شکار ہو کر یہ دعویٰ بھی کیا ہے۔ اور بعض دفعہ اس حدیث کی صحت کو کسی راوی سے خالی ہونے پر معلق کیا ہے، مثلاً عید کے لیے زیبائش والی حدیث لیث کی سند سے اسحاق بن برزج کی حسن بن علی سے روایت اس کے آخر میں لکھا ہے اگر اسحاق مجہول نہ ہوتا تو میں اس کو صحیح قرار دیتا، اور بہت سی احادیث کے بارے کسی قسم کا تبصرہ نہیں کیا، اس وجہ سے اس کی بہت سی صحیح قرار دی احادیث میں یہ آفت موجود ہے، اس قسم میں بہت قلیل احادیث درجہ صحت تک پہنچتی ہیں چہ جائیکہ کہ ان کو شیخین کی احادیث کے درجہ پر فائز کیا جائے۔ واللہ اعلم

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حاکم نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت کے آخر میں لکھا ہے، صحیح الاسناد، یہ عبدالرحمٰن کی پہلی حدیث ہے جو میں نے بیان کی ہے اس کے ساتھ، اپنی اس کتاب میں جس میں ضعیف راویوں کو جمع کیا ہے، عبدالرحمٰن کے بارے میں لکھا ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم، نے اپنے باپ سے موضوع (من گھڑت) روایات بیان کی ہیں اور جو صاحب فن ان پر غور کرے گا، اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی کہ اس کا مرتکب یہی ہے یعنی عبدالرحمٰن ہے اور کتاب کے آخر میں لکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا مجروح ہونا مجھ پر واضح ہوا، میں کسی کی تقلید میں جرح کرنا جائز نہیں سمجھتا۔ (النکت علی مقدمہ ابن الصلاح: ۱/۲۶۴)

صحیحین کا موازنہ:

سیوطی نے تدریب الراوی: ۱/ ۹۱ میں لکھا ہے، یہ دونوں کتابیں قرآن کے بعد صحیح ترین ہیں اور دونوں میں سے صحیح بخاری زیادہ صحیح اور زیادہ فوائد کی حامل ہے یعنی اس کی متصل سند والی احادیث تعلیق اور تراجم کو چھوڑ کر اور

فوائد اس لیے زیادہ ہیں کیونکہ اس میں فقہی استنباطات اور حکیمانہ نکتے وغیرہ ہیں اور بعض کے بقول مسلم صحیح تر ہے لیکن پہلا قول صحیح ہے اور جمہور کا موقف یہی ہے کیونکہ بخاری اتصال اور راویوں کے پختہ کار ہونے میں زیادہ قوی ہے اس کی وضاحت مختلف صورتوں میں ہوسکتی ہے۔ (۱) جن راویوں کی روایت بیان کرنے میں بخاری، مسلم سے متفرد ہیں ان کی تعداد چار سوتیس سے اوپر ہے ان میں سے جرح اسی (۸۰) پر ہے اور جن راویوں کی روایات میں مسلم بخاری سے متفرد ہیں ان کی تعداد چھ سو بیس ہے اور ان میں سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) پر جرح ہے، بلاشبہ ایسے راویوں سے روایت لینا جن پر بالکل جرح نہیں، ان راویوں سے بہتر ہے جن پر جرح ہے، اگرچہ وہ جرح عیب کا باعث نہ بھی ہو۔

(۲) جن مجروح راویوں سے روایت لینے میں بخاری متفرد ہیں اس نے ان سے زیادہ احادیث نہیں لیں اور ان میں سے کسی راوی کا نسخہ بڑا نہیں جس کی سب یا اکثر روایات لی ہوں، سوائے عکرمہ عن ابن عباس کی سند کے، اس کے برعکس مسلم نے ایسے نسخوں کا زیادہ حصہ بیان کیا ہے جیسے ابوزبیر، جابر سے۔ سہیل اپنے باپ سے، علاء بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے، حماد بن سلمہ، ثابت سے اور ایسی ہی اور سندیں ہیں۔

(۳) بخاری جن مجروح راویوں سے روایت لینے میں متفرد ہیں، ان کی اکثریت ان کے اساتذہ کی ہے جن سے وہ ملے ہیں، ان کے ساتھ مجلس کی ہے، ان کے حالات سے آگاہی حاصل کی ہے۔ اور ان کی احادیث سے باخبر ہوئے ہیں اور ان کی اچھی احادیث کو دوسری احادیث سے پہچان لیا ہے اس کے برعکس جن مجروح راویوں کی احادیث بیان کرنے میں مسلم متفرد (اکیلے) ہیں وہ ان سے پہلے کے دور کے یعنی تابعین اور ان کے بعد کے ہیں اور بلاشبہ محدث اپنے اساتذہ کی احادیث ان سے پہلے راویوں کے مقابلہ میں بہتر طور پر جانتا ہے۔ (۴) بخاری پہلے طبقہ کی جو حفظ واتقان میں بلند مقام پر فائز ہے، احادیث لاتا ہے اور جو طبقہ پختگی اور طویل رفاقت میں اس پہلے طبقہ سے متصل ہے اس کی روایات انتخاب کر کے اور تعلیق کی صورت میں لاتا ہے اور مسلم اس دوسرے طبقہ کی روایات بھی اصول میں لائے ہیں جیسا کہ امام حازی نے بیان کیا ہے۔ (۵) مسلم کے نزدیک معنعن روایت جب راوی ہم عصر سے بیان کرے اگرچہ ملاقات ثابت نہ ہو متصل سمجھی جائے گی اور بخاری کے نزدیک جب تک ملاقات ثابت نہ ہو وہ متصل نہ ہوگی، اس لیے وہ بسا اوقات باب کے تحت ایسی روایت لے آتے ہیں جس کا باب سے بالکل تعلق نہیں ہوتا، مقصد صرف راوی کا استاد سے سماع ثابت کرنا ہوتا ہے، کیونکہ وہ اسے پہلے معنعن صورت میں بیان کر چکے ہوتے ہیں۔

(۶) دونوں کی جن احادیث پر تنقید کی گئی ہے، ان کی تعداد دو سو دس (۲۱۰) ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور

بخاری میں خصوصی طور پر اسی (۸۰) سے کم ہیں اور بلاشبہ جن پر نقد کم ہے وہ زیادہ نقد والی سے راجح ہے، امام نووی نے اپنی بخاری کی شرح میں لکھا ہے، خصوصی طور پر جو چیز بخاری کو ترجیح دیتی ہے، وہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بخاری، مسلم سے بڑا اور حدیث اور اس کی باریکیوں کا بہتر طور پر علم رکھتا تھا، اس نے اپنے علم کا انتخاب کیا اور جس کو پسند کیا اس کا خلاصہ اس کتاب میں پیش کر دیا، شیخ الاسلام (ابن حجر) کا قول ہے، علماء کا اتفاق ہے کہ بخاری علوم اور فن حدیث میں مسلم سے بڑے اور زیادہ علم رکھتے تھے، اور مسلم ان کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے اور ہمیشہ ان سے استفادہ کرتے رہے اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ دارقطنی نے تو کہا: ''اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کچھ پیش نہ کر سکتے۔''

(ابن صلاح نے لکھا ہے) ابوعلی غسانی نیشاپوری کا قول ہے، آسمان کی چھت تلے، مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں۔ (تدریب الراوی: ۱/ ۹۱ تا ۹۳) میرے نزدیک ابوعلی کی کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کا صحیح مسلم کو مقدم کرنے کا مفہوم کچھ اور ہے، صحت کے لیے مطلوب شرطیں، جو ہم بیان کر رہے ہیں، وہ نہیں بلکہ یہ مقصد ہے کہ مسلم نے اپنی کتاب کی تصنیف اپنے شہر میں اصل نسخوں کی موجودگی میں اپنے اکثر اساتذہ کی زندگی میں کی ہے، اس لیے امام بخاری کے برعکس الفاظ اور احادیث کے بیان میں زیادہ احتیاط کرتے ہیں، بخاری نے بعض دفعہ حدیث اپنے حافظہ کی مدد سے لکھی اور الفاظ میں امتیاز نہیں کیا اور مسلم کا یہ امتیاز بھی ہے اس نے احادیث کی اسانید ایک جگہ جمع کر دی ہیں، اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ کو بعض دفعہ شک ہو جاتا ہے۔

بخاری سے صحیح سند سے ثابت ہے، بعض احادیث میں نے بصرہ میں سنی ہیں اور شام میں لکھی ہیں۔ بخاری نے احکام کے استنباط اور احادیث کی تقطیع (مختلف حصوں میں تقسیم کرنا) کا ارادہ کیا ہے اور موقوفات لکھی ہیں، مسلم نے یہ کام نہیں کیا اور بعض مغربی لوگوں سے جو بات انہوں نے نقل کی ہے تو کسی سے یہ بات ثابت نہیں کہ اس نے مسلم کی فضیلت کو اس کے اصح ہونے سے مقید کیا ہو، بلکہ بعض نے افضلیت بلا قید بیان کی ہے، قاضی عیاض نے ابومروان طبنی یعنی قاضی کے نزدیک (طاء پر پیش ہے باء ساکن ہے اور پھر نون ہے) سے نقل کیا ہے کہ میرے بعض شیوخ صحیح مسلم کو صحیح پر فضیلت دیتے تھے، اور میرے خیال میں اس کی مراد ابن حزم ہے، قاسم تجیبی نے اپنی فہرست میں اس سے (ابن حزم سے) یہ نقل کیا ہے، اس نے کہا، کیونکہ اس نے خطبہ کے بعد صرف مسلسل احادیث بیان کی ہیں، امام دارقطنی کے ساتھیوں میں سے مسلم بن قاسم قرطبی کا قول ہے کسی نے صحیح مسلم جیسا نام نہیں کیا، یہ بات اچھے اسلوب اور بہتر ترتیب کے لحاظ سے ہے، صحت کے اعتبار سے نہیں، امام نووی نے ابن صلاح پر اضافہ کرتے ہوئے یہ لکھا ہے، مسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے حدیث کو متعدد سندوں

اور مختلف الفاظ کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس لیے اس کا سمجھنا آسان ہوگیا، اس کے برعکس بخاری نے انہیں مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا ہے، تاکہ اس سے احکام کا استنباط کر سکیں اور بہت سے الفاظ غیر محل موقعہ پر بیان کیے ہیں، شیخ الاسلام (ابن حجر) فرماتے ہیں، اس لیے ہم دیکھتے ہیں بہت سے مغربی مصنفین جنھوں نے احکام کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کی ہیں، وہ متون حدیث کے بیان کے سلسلہ میں مسلم کی کتاب پر اعتماد کرتے ہیں، بخاری پر نہیں کیونکہ اس نے احادیث میں تقطیع کی ہے، وہ فرماتے ہیں جب مسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے، تو اس کے مقابلہ میں بخاری کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے ابواب کے تحت ایسے تراجم بیان کیے ہیں جنھوں نے افکار کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ (میرے نزدیک اس سے مراد حافظ ابن حجر ہیں، تدریب الراوی میں: ۱/ ۹۵، ۹۶ میں ان سے یہ طویل عبارت نقل کی گئی ہے)

صحیح مسلم کے ناقل، صحیح مسلم کی روایت کرنے والے:

شیخ ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری لکھتے ہیں: یہ کتاب، صحیح مسلم اپنی مکمل شہرت کے باوجود اس کی روایت مسلم تک متصل سند کے ساتھ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان پر موقوف ہوگئی ہے، ہاں مغربی علاقوں میں اس کے ساتھ، ابو محمد احمد بن علی قلانسی بھی مسلم سے روایت بیان کرتے ہیں اور ابواسحاق وہ نیشاپور کا باشندہ اور نیشاپوری ہے، وہ زاہد فقیہ تھا، ابوعبداللہ بن بیع حاکم نیشاپوری بیان کرتے ہیں، میں نے محمد بن یزید مجسم پیکر عدل سے سنا، ابراہیم بن محمد بن سفیان مستجاب الدعاء تھے، اور اس نے ابوعمرو بن نجید سے سنا ابراہیم بن محمد بن سفیان صالح بزرگ تھے اور حاکم نے بیان کیا، وہ محنت و کوشش کرنے والے عبادت گزار تھے، اور مسلم بن حجاج کے ہمہ وقتی ساتھی تھے اور ایوب بن حسن زاہد صاحب رائے یعنی حنفی فقیہ کے شاگردوں میں سے تھے، انہوں نے محمد بن رافع قشیری وغیرہ سے نیشاپور، ری، عراق اور حجاز میں سماع کیا اور بقول حاکم رجب ۳۰۸ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن محمد بن سفیان کا قول ہے مسلم ہمیں کتاب سنانے سے ماہ رمضان ۲۵۷ھ میں فارغ ہوئے۔

(صیانۃ صحیح مسلم: ص ۱۰۶)

صحیح مسلم پر مستخرجات:

استخراج:...... کا مفہوم یہ ہے کہ ایک حافظ مثلاً بخاری یا مسلم کو سامنے رکھے پھر اس کی ہر ایک حدیث کو اپنی سند سے بیان کرے، اس میں راوی کے ثقہ ہونے کا التزام نہیں کیا جاتا، اگرچہ بعض نے شذوذ اختیار کرتے ہوئے یہ شرط لگائی ہے، اس سند میں بخاری یا مسلم کا نام نہ ہو، سند ان کے استاذ یا استاذ کے استاذ پر جا ملے، اسی

طرح اوپر چاہے صحابی پر جا ملے جیسا کہ بعض نے صراحت کی ہے، لیکن استخراج کرنے والے کے لیے اس سند سے علیحدگی اختیار کرنا جو اصل کتاب کے مصنف سے قریب ترین راوی پر ملتی ہے اس سے دور والی سند کی طرف جانا درست نہیں، الا یہ کہ علو سند یا اہم حکم کا اضافہ یا کوئی اور غرض ہو، اور صحابی پر ملنے کو کافی سمجھنے کا تقاضا یہ ہے اگر دونوں کسی شیخ پر مل جائیں اور دونوں کی سند ایک نہ ہو، پھر صحابی پر متفق ہو جائیں وہ بھی اس میں داخل ہو گی، اگرچہ بعض نے اس کے مخالف لکھا ہے۔

بعض دفعہ حافظ کے لیے احادیث کا پایا جانا مشکل ہو جاتا ہے تو وہ ان کو بالکل ترک کر دیتا ہے یا اس کے بعض راویوں سے تعلیقا بیان کر دیتا ہے، یا اس کو اصل مصنف کی سند سے بیان کر دیتا ہے، حافظوں کی ایک جماعت نے بخاری اور مسلم میں سے ہر ایک پر مستخرجات لکھی ہیں۔

جنہوں نے صحیح پر استخراج کا التزام کیا ہے وہ ایک جماعت ہے جیسے حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی شافعی نے مسلم پر مستخرج لکھی، حافظ ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل اسماعیلی نے بخاری پر مستخرج لکھی، ابوبکر احمد بن محمد بن احمد خوارزمی برقانی اور ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی ایک دور کے ہیں دونوں نے دونوں پر مستخرجات لکھیں۔ ابوبکر احمد اسماعیلی، ابوبکر احمد خوارزمی کے استاد اور ابوعوانہ کے شاگرد ہیں، اس لیے اس کے نام کی (الفیہ الحدیث میں) تصریح کی گئی ہے اور اس کا خیال نہیں کیا گیا کہ دوسرے حضرات نے بھی صحیحین کا استخراج کیا ہے یا بخاری کا استخراج لکھا ہے جس کا درجہ بلند ہے، خاص کر جبکہ پہلے باب کے مناسب بھی یہی تھا اس سے پہلا باب ہے الصحیح الزائد علی الصحیحین، کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں مستقل متون کا اضافہ کیا ہے اور کئی سندیں بیان کی ہیں اور وہ دوسروں کے ساتھ ان کی احادیث میں مستقل اضافہ وغیرہ میں شریک ہے، مستخرجات میں اضافے اس لیے آ گئے ہیں کیونکہ ان کے مصنفین نے صحیحین کے الفاظ کا التزام نہیں کیا۔

اس لیے مستخرجات سے نقل کرنے والے کو کہا گیا ہے کہ ان کے متون کے الفاظ، یعنی جن احادیث کو ان سے نقل کرو صحیحین کی طرف منسوب نہ کرنا، جب کہ تم بطور دلیل اس کو پیش کرو، جیسے ابواب پر تصنیف جیسا کہ ابن دقیق العید نے قید لگائی ہے کہ بخاری نے یا مسلم نے ان الفاظ سے روایت کی ہے الا یہ کہ اس کے ساتھ موازنہ کر لو یا استخراج کرنے والا اس کی صراحت کر دے کیونکہ مستخرجات میں بہت سے الفاظ مختلف ہیں، کیونکہ ان کے مؤلف حضرات نے اپنی روایات کے الفاظ کا التزام کیا ہے اس طرح بسا اوقات اختلاف کم ہے اور جب صورت حال یہ ہے، تو جائزہ لو مستخرجات یا مستخرج میں کیا اضافہ ہے، ان کی احادیث کو صحیح قرار دیا جائے گا بشرطیکہ وہ

راوی جو استخراج کرنے والے اور اصل راوی جس پر اتفاق ہوا ہے کے درمیان آنے والے ہیں، وہ صحت کی شرط پر پورے اترتے ہوں جس طرح اس تعلیل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحیح کے منبع سے نکلی ہیں۔

مستخرجین کا بڑا مقصد علو سند ہے، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اور جس پر استخراج کر رہے ہیں وہ (راویوں میں) برابر ہوں، اگر یہ صورت حاصل نہ ہو سکے تو جو سند میسر ہو سکے، اس کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ بعض حفاظ نے اس کی صراحت کی ہے۔ اور کبھی ان کے لیے سند عالی میسر نہیں ہوتی تو وہ سند نازل کی صورت میں ہی لے آتے ہیں جبکہ ان کا اصل مقصد علو ہی ہوتا ہے بشرطیکہ مل جائے'' اگر اس میں صحیح کی شروط پائی جائیں تو یہ مقصود ہے وگرنہ ان کا مقصد تو پورا ہو گیا، بعض احادیث بخاری نے مثلاً زہری کے کسی شاگرد کی سند سے بیان کی ہے اور مستخرج دوسری سند سے لاتا ہے جس میں مجروح راوی زہری سے کچھ اضافہ بیان کرتا ہے، ایسی صورت میں اس پر صحیح ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

امام مسلم کی صحیح کو ان کے دور کے اور بعد کے ادوار کے علماء کے ہاں پسندیدگی حاصل ہوئی ہے، اس لیے اس پر بہت سی مستخرجات لکھی گئی ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: صحیح مسلم میں عالی اسانید بہت کم ہیں، جیسے قعنبی افلح بن حمید سے بیان کرتے ہیں پھر حماد بن مسلمہ، ہمام، مالک اور لیث کی حدیث ہے اور کتاب میں کوئی حدیث سند عالی شعبہ، ثوری اور اسرائیل کی موجود نہیں ہے اور یہ کتاب اپنے مقصد میں کامل نفیس ہے، جب حفاظ کی اس پر نظر پڑی، انہیں وہ پسند آئی اور اس کی سند کے نازل ہونے کی بنا پر انہوں نے اس کا سماع نہیں کیا، انہوں نے اس کتاب کی احادیث پر توجہ مبذول کی اور انہیں اپنی مرویات کی صورت میں ایک دو درجے بلند کر کے بیان کیا، اس طرح انہوں نے اس کی تمام احادیث بیان کیں اور اس کا نام ''مستخرج علی صحیح مسلم'' رکھا، یہ کام بہت سے حدیث کے شاہ سواروں نے سرانجام دیا، ان میں سے ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء اور ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی ہیں جس نے اپنی کتاب میں معروف متون کا اضافہ کیا، بعض ضعیف ہیں اور ابوجعفر احمد بن حمدان زاہد حیری، ابوالولید حسان بن محمد فقیہ، ابو حامد احمد بن محمد شاذکی ہروی، ابوبکر محمد بن عبداللہ بن زکریا جوزقی، امام ابوعلی ماسرجسی، ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی اور بہت سے دوسرے حضرات ہیں جن کا تذکرہ، اس وقت مجھے یاد نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۵۶۷ تا ۵۷۰)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بہت سے لوگوں نے صحیح مسلم کے سلسلہ میں کتابیں لکھی ہیں، یہ مسلم کے بعد کے تھے اور انہیں عالی اسانید حاصل ہو گئی تھیں اور ان میں ایسے بھی تھے جنہیں امام مسلم رحمہ اللہ کے بعض اساتذہ

سے سننے کا موقع مل گیا تھا، تو انھوں نے اپنی مذکورہ تصانیف میں مسلم کی احادیث اپنی مذکورہ اسانید سے روایت کیں، الشیخ ابوعمرو رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ متخرجات کی کتب یہ صحیح مسلم سے اس اعتبار سے ملحق ہیں کہ ان کو بھی صحیح ہونے کا نام حاصل ہے لیکن اس کی تمام خصوصیات میں اس سے ملحق نہیں اور ان متخرجات سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں: (۱) سند کی رفعت وعلو (۲) طرق کے تعدد سے حدیث کی قوت میں اضافہ۔ (۳) صحیح، مفید الفاظ کا اضافہ۔

مزید برآں ان حضرات نے مسلم کے ساتھ الفاظ کی موافقت کی پابندی نہیں کی کیونکہ وہ انہیں اور اسانید سے بیان کرتے ہیں، اس لیے بعض الفاظ میں تفاوت پیدا ہو جاتا ہے، صحیح مسلم کی متخرجات میں سے ہے: (۱) نیک بندے ابوجعفر، زاہد، عابد احمد بن احمد بن حمدان نیشاپوری کی کتاب (۲) حافظ ابوبکر محمد بن محمد بن رجا نیشاپوری جو متقدم ہیں اور امام مسلم کے ساتھ اکثر شیوخ میں شریک ہیں، کی مسند الصحیح۔ (۳) حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی کی مسلم کی کتاب پر مختصر الصحیح جس میں مسلم کے شیخ یونس بن عبداللہ علی وغیرہ کی روایات بیان کی ہیں۔ (۴) ابوحامد شاز کی ہروی شافعی فقیہ کی کتاب جو ابویعلی موصلی سے بیان کرتے ہیں۔ (۵) ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی نیشاپوری الشافعی کی المسند الصحیح۔ (۶) حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ مصنف اصفہانی کی مسلم کی کتاب پر المسند المستخرج۔ (۷) امام ابوالولید حسان بن محمد قرشی، شافعی فقیہ کی صحیح مسلم پر متخرج اور اس کے علاوہ۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم نووی ج:۱/۱۶)

صحیح مسلم کی شروحات:

عوام وخواص کے ہاں صحیح مسلم کے مرتبہ اور امت کے اس کی جلالت پر اجماع کے باعث بہت سے علماء نے صحیح کی شروحات لکھی ہیں جن کی تعداد پچاس سے زائد ہے، چند ایک شروح کے یہ نام ہیں:

(۱) المفصح المفهم والموضح الملهم معانی صحیح مسلم، تصنیف محمد بن یحییٰ انصاری م ۵۴۶ھ۔

(۲) اکمال الاکمال تصنیف عیسیٰ بن مسعود زواوی (م ۷۴۴ھ)

(۳) فضل المنعم فی شرح صحیح مسلم، از شمس الدین بن عبداللہ عطاء اللہ رازی (م ۸۲۹ھ)

(۴) غنية المحتاج فی ختم صحیح مسلم بن حجاج از محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م ۹۰۲ھ)

(۵) الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج از السیوطی (م ۹۱۱ھ)

(۶) شرح صحیح مسلم، از عبدالرؤف المناوی (م ۱۰۳۱ھ)

(۷) عناية المنعم شرح صحیح مسلم از عبداللہ بن محمد یوسف آفندی زادہ حلمی (م ۱۱۶۷ھ)

(۸) وشی الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج از علی بن سلیمان بجمعوی،

(۹) المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم از احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی (۶۵۶ھ)

(۱۰) المطر الثجاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج از شیخ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی۔ (ابجد العلوم: ۳/ ۱۶۱)

یہ صحیح مسلم کی بعض شروحات ہیں اور یہ علمائے مغرب کی اور شروحات کے ساتھ اس کتاب کو جو بلند مقام حاصل ہوا پر دلالت کرتی ہیں اور علماء کے ہاں اس کی اہمیت کو مؤکد کرتی ہیں، اور اس کا سبب اس کی بہترین خصوصیات، منفرد امتیازات اور صحیح مسلم کی اہمیت پر نظر ہے، اور اس سے احادیث کا آسانی کے ساتھ مل جانا، الفاظ میں احتیاط، سیاق میں کوشش، تصنیف کا حسن اور ترتیب کی عمدگی ہے، اس لحاظ سے جیسا کہ گزر چکا ہے، بعض علماء اس کو صحیح بخاری پر برتری، فضیلت دیتے ہیں۔

(۱۱) ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن یوسف غسانی، جو جلیل القدر اور بلند مقام، ذہین اور صالح طالب علم تھے، جو فقہ سے آگاہی، حدیث میں شراکت، نحو، ادب کا علم، اچھے شاعر اور نثر نگار، دستاویز کے بہترین اور پختہ مرتب اور ان کے نقد سے خوب آگاہ تھے۔ ابو العباس جزولی، ابوالحسن طاہر بن یوسف بن فتح انصاری اور دوسروں سے روایت بیان کرتے ہیں نے بھی کئی مجلدات میں صحیح مسلم کی بہترین شرح لکھی۔

(۱۲) علی بن احمد بن محمد بن یوسف بن مروان بن عمر غسانی نے بھی اقتباس السراج فی شرح مسلم بن حجاج نامی صحیح مسلم کی شرح لکھی۔

صحیح مسلم کے مختصرات:

علماء کی ایک جماعت نے صحیح مسلم کا اختصار کیا چند ایک مختصرات یہ ہیں۔

(۱) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن تومرت (م ۵۲۴ھ) کی مختصر۔

(۲) عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری (م ۶۵۶ھ) کی الجامع المقلم بمقاصد صحیح مسلم، جو قدیم زمانہ میں ہند میں نواب صدیق حسن خان کی شرح السراج الوہاج فی کشف مطالب مختصر صحیح مسلم بن حجاج کے ساتھ طبع ہوئی تھی۔

(۳) احمد بن عمر قرطبی (م ۶۵۶ھ) کی تلخیص صحیح مسلم۔

وفات:

امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن یعقوب کا قول ہے، مسلم بن حجاج، اتوار کی شام فوت ہوئے اور سوموار کو تدفین ہوئی جبکہ رجب ۲۶۱ھ کے پانچ دن باقی تھے، عمر پچاس سال سے کچھ اوپر تھی، اور نیشاپور میں دفن کیے گئے۔ (تہذیب الکمال: ۲۷/ ۵۰۷)

سبب وفات:

امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات علم کی طلب میں ہی ہوئی کیونکہ یہ لوگ علم کی خاطر زندہ رہے اور اس کے لیے ہی اپنی ہر چیز حتیٰ کہ زندگی بھی قربان کر دی۔

احمد بن سلمہ کا بیان ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کے لیے ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی گئی اور ان کے سامنے ایک حدیث پیش کی گئی جس کی تلاش میں اپنے گھر لوٹے، چراغ روشن کیا اور گھر والوں سے کہا، تم میں سے کوئی اندر نہ آئے، ان کو بتایا گیا، ہمیں کھجوروں کی ایک ٹوکری تحفہ میں پیش کی گئی ہے تو فرمایا، لاؤ، انہیں پیش کر دی گئی، وہ حدیث کی تلاش میں ایک ایک لیتے رہے، صبح ہوئی تو کھجوریں ختم ہو چکی تھیں اور حدیث بھی مل گئی تھی، یہ بات ابوعبداللہ حاکم نے نقل کی ہے پھر لکھا ہے ہمارے قابل اعتماد ساتھیوں نے اس پر اتنا اضافہ کیا، وہ انہیں کھجوروں کے سبب فوت ہو گئے۔ (تہذیب التہذیب: ۱۰/ ۱۱۴)

ان کے اور ان کی صحیح کے بارے میں خواب:

عمر بن احمد الزاہد بیان کرتے ہیں میں نے اپنے ایک ثقہ، قابل اعتماد ساتھی سے سنا، اور ظن غالب یہ ہے وہ ابوسعید بن یعقوب ہے اس نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ابوعلی زغوری حیرہ کی بڑی سڑک پر چل رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں مسلم کی کتاب کا ایک جزء ہے میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے اس جزء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، میں اس کے سبب نجات پا گیا۔ (تہذیب الکمال: ۲۷/ ۵۰۵)

ابوعبدالرحمٰن بن ابوالحسن سلمی بیان کرتے ہیں، میں نے خواب میں ایک بوڑھا، سفید سر، سفید ریش، خوبصورت چہرہ اور حسین لباس دیکھا، جس نے بہترین چادر اوڑھ رکھی تھی، اور اس کے سر پر پگڑی تھی، جسے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا بتایا گیا یہ مسلم بن حجاج ہے جس کا جامع مسجد میں ذکر ہوا، شاہی کارندے آگے بڑھے اور کہا امیر المومنین نے حکم دیا ہے، مسلمانوں کی امامت مسلم بن حجاج کرائے، تو انہوں نے اسے جامع مسجد کے محراب میں آگے بڑھا دیا تاکہ وہ نماز پڑھائیں، تکبیر ہوئی اور انہوں نے جماعت کرائی۔

خاتمہ:

وہ بھی اللہ کے کیا ہی خوب بندے تھے، جنہوں نے لذیذ نیند کو چھوڑا، جب وہ اللہ کے حضور کھڑے ہوئے

تو ان کے رنگ اڑ گئے، وہ تاریکی میں انعام الٰہی میں سے حصہ لینے کے لیے کھڑے ہو کر مشقت جھیلتے، جب رات طاری ہو جاتی وہ جاگتے رہتے، جب دن ہو جاتا وہ عبرت پکڑتے، جب ان کی نظر اپنے عیبوں پر پڑتی بخشش طلب کرتے اور جب اپنے گناہوں پر غور کرتے رو دیتے اور ٹوٹ جاتے۔

اے احباب کے گروہ، اے اخلاص کے مجسموں کہاں ہیں تمہارے باسی؟ اے نیک لوگوں کے وطنو! کہاں ہیں تمہارے باشندے؟ اے تہجد کی جگہو، کہاں ہیں تمہیں آباد کرنے والے؟ کہاں ہیں تمہارے ملاقاتی؟ اللہ کی قسم، گھر خالی ہو گئے، لوگ برباد ہو گئے اور جاگنے والے کوچ کر گئے، نیند کے متوالے باقی رہ گئے، زمانہ بدل گیا، شہوات غالب آ گئیں اے روزہ دار! محبت میں دیوانے، گرویدہ لوگوں کے حزن کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ محبوب لوگوں کے گھروں کو بنجر اور بیاباں دیکھیں، وہ کیا ہی اللہ کے خوب بندے تھے، جو اطاعت میں کدوکاوش اور اپنے رب سے تجارت کرتے ہوئے سامان میں نفع کما گئے اور قیامت تک ان کی تعریف باقی رہے گی، اگر آپ انہیں اندھیرے میں دیکھیں، ان کا نور چمک رہا ہوگا اور ہر چیز سے آگاہ مالک کے ساتھ سرگوشی میں اپنی مسرت تام حاصل ہوگی اور جب گزشتہ گناہ کو یاد کرتے، ان کے سینے تنگ پڑ جاتے، اور ان کی پشتوں کے بوجھ سے ان کے دل افسوس کی بنا پر ریزہ ریزہ ہو جاتے وہ ندامت کا نامہ بھیجتے، جن کی سطریں آنسو ہوتے۔

قرآن کا ترنم، ان کے ساتھیوں کے ساتھ ان کا افسانہ ہوگا، اطاعت الٰہی میں انہوں نے اپنے نیزے گاڑے اور انہوں نے اس کی خدمت میں اپنی زندگی خرچ کر ڈالی، ان کے حسن کا کیا کہنا، بادسحری ان کے کپڑوں کو حرکت دیتی، اس نے ان کے رنج والم کی سرگزشت کو اٹھایا اور ان کا جواب لوٹایا۔

اے محبوب بھائی! اس عمر کے بارے میں سوچ جس کا اکثر حصہ گزر گیا، اور ان قدموں کے بارے میں جو مسلسل لڑکھڑا رہے ہیں، اور اس خواہش پر جس کا قیدی بن چکا ہے اور ایسے پراگندہ دل کے بارے میں، جس جیسے کم رہ گئے ہیں اور اس صحیفہ پر غور کر جو سیاہ ہو چکا ہے اور اس نفس کے بارے میں جو ہر نصیحت پر عمل سے باز رہتا ہے اور ان لاتعداد گناہوں پر جو حد وشمار سے باہر ہیں۔

اے مسلسل حدود سے تجاوز کرنے والے، اے غلطیوں پر جم جانے والے، اے کسی سے ناراضی پر اسے سزا دینے والے، اے جس کے کان عبرت پذیری سے اعراض کرتے ہیں، اے غلطیوں کے لیے زبان کو آزاد کرنے والے، اے وہ انسان جو صحیح بات اور نکمی بات میں فرق نہیں کرتا، کیا قرطبہ میں اس کے لیے عبرت کا سامان نہیں، کیا ادھر کسی کوتاہی کا تدارک نہیں، کب تک قبیح بات اس کو ڈھانپے رکھے گی، اس نے

اپنے سامان کو نکمے سے الگ کیوں نہیں کیا جو باورچی کے ہاتھ میں ہے وہ کیوں نہیں ڈرا، ہرگز نہیں، اگر وہ ہوش میں ہوتا تو عبرت پکڑتا، اس پر ملامت اثر انداز ہوتی وہ رک جاتا، لیکن وہ انتہائی سخت ہو چکا، معاصی نے اسے خراب کر ڈالا، بڑھاپے پر غالب نہ آسکا، وہ ختم ہوا وہ ملامت کرنے والے اور نصیحت کرنے والے کی طرف متوجہ نہ ہوا، یقیناً جس چیز کو ضائع کر چکا ہے، اس پر پشیمان ہوگا، حفاظت کر علاج ختم ہوگا، جب رنج و تکلیف بڑھ جائے گی، زبان گنگ ہو جائے گی، اس نے بہت باتیں کیں جس کی عمر کی امید ہی رہ گئی ہے اور وہ پشت پر بہت بڑا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، تیرے سامنے جلد ہی چھوٹے بڑے گناہ پیش ہوں گے، مخلوق کا تو لحاظ رکھتا ہے اور اللہ عزوجل کے حق کو بھلا بیٹھا ہے، اس نے اپنا صحیفہ سیاہ کر ڈالا ہے برے عمل سے بھر دیا ہے، اس پر ذمہ داری ڈالی گئی، اس نے اس سے غفلت برتی اور راہ گم کر دی اس کو استقامت کی دعوت دی جاتی ہے اور جب اسے سیدھا کیا جاتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے کر لوں گا کے فریب نے اسے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے اور عمل کی قید نے اسے باندھ رکھا ہے۔

اے محبوب بھائی! یہی لوگ ہیں جنہوں نے صحیفوں پر علم لکھا اور کس قدر ان کا ورثہ کتابوں کی شکل میں موجود ہے جبکہ ان کے جسم مٹی میں چھپ چکے ہیں، ان کا علم مسلسل محرابوں میں پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے، کیا کوئی ہے جو نیند سے بیدار ہو اور اپنے آپ کو آواز دے کیا ہم ان لوگوں سے مل جائیں گے؟

ہائے گزشتہ عمر پر افسوس اور ہم نیند میں ڈوب چکے ہیں، ان لوگوں کی سیرت پڑھو اور اے لوگو! عبرت حاصل کرو۔

تحریر کنندہ:

صلاح الدین علی عبدالموجود

۲ رجب ۱۴۲۵ھ

ترجمہ کنندہ:

عبدالعزیز علوی جامعہ سلفیہ فیصل آباد

۵ صفر المصفر ۱۴۲۹ھ


مطبوعات نعمانیہ
برصغیر پاک وہند کے نامور اور مستند مصنفین کی زندگی کے ہر شعبے
میں رہنمائی کے لیے مختلف موضوعات پر دیدہ زیب انتہائی خوبصورت
اور مستند دینی کتب خود پڑھیں، دوستوں کو تحفہ میں دیں
اور اپنے سینوں کو ایمان کے نور سے منور کریں۔
ہر گھر کی ضرورت
ہر لائبریری کی زینت
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شکر و تعریف کے لائق اللہ کی ذات ہے، جو تمام کائنات کا مدبر و منتظم ہے، اور حسن انجام حدود الٰہی کے پابند لوگوں کے لیے ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمتیں محمد پر جو تمام انبیاء کے بعد آنے والے ہیں، اور تمام انبیاء اور فرستادوں (رسولوں) پر نازل فرمائے۔

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاثُوْرَةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَآءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ فَاَرَدْتَّ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً وَسَاَلْتَنِيْ اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّالِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يُكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصَدْتَّ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَاقِبَةٌ مَّحْمُوْدَةٌ وَ مَنْفَعَةٌ مَوْجُوْدَةٌ ظَنَنْتُ حِيْنَ سَاَلْتَنِيْ تَجَشُّمَ ذٰلِكَ اَنْ لَّوْ عُزِمَ لِيْ عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِيْ تَمَامُهٗ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يُصِيْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِكَ اِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِيْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ يَّطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ لِاَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ اَنَّ ضَبَطَ الْقَلِيْلِ مِنْ هٰذَا الشَّانِ وَاِتْقَانَهٗ اَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ

الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمِيزَ عِنْدَهُ، مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يُوَقِّفَهُ، عَلَى التَّمِييزِ غَيْرُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْلَى بِهِمْ مِنْ ازْدِيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْاسْتِكْثَارِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيهِ بَعْضُ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعِلَلِهِ فَذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَهْجِمُ بِمَا أُوتِيَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاسْتِكْثَارِ مِنْ جَمْعِهِ فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ تَكْثِيرًا وَقَدْ عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ ثُمَّ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ مُبْتَدِعُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ وَتَأْلِيفِهِ عَلَى شَرِيطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ أَنَّا نَعْمِدُ إِلَى جُمْلَةِ مَا أُسْنِدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُقَسِّمُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِّنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكْرَارٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَغْنَى فِيهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيثٍ فِيهِ زِيَادَةُ مَعْنًى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ إِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُونُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيثِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ أَوْ أَنْ نُفَصِّلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا أَمْكَنَ وَلَكِنْ تَفْصِيلُهُ، رُبَمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهِ فَإِعَادَتُهُ، بِهَيْئَتِهِ إِذَا ضَاقَ ذَلِكَ أَسْلَمُ فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِّنْ إِعَادَتِهِ بِجُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا إِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلَّى فِعْلَهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَإِنَّا نَتَوَخَّى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَأَنْقَى مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا أَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوا مَا لَمْ يُوجَدْ فِي رِوَايَتِهِمُ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ وَلَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ فَإِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا أَخْبَارَ هَذَا كَالصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِي أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَّيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ

وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ۔ ١ ۔ وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ.

امابعد، اللہ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے، تم نے اپنے خالق کی توفیق سے، یہ بیان کیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی ان تمام احادیث کی تلاش وجستجو، کا ارداہ رکھتے ہو، جو آپ سے دین کے طریقوں اور اس کے احکام کے بارے میں منقول ہیں، اور ان کا جن کا تعلق ثواب وعقاب، ترغیب (شوق ورغبت دلانا) وترہیب (خوف دلانا) اور ان کے علاوہ دوسری قسم کے موضوعات ومسائل سے ہے، ان اسانید کے ساتھ، جن کے ذریعہ انہیں نقل کیا گیا ہے، اور ان کو اہل علم نے باہمی قبول کیا اور چن لیا ہے، آپ کا ارادہ ہے۔

اللہ آپ کی رہنمائی فرمائے، آپ کو ان سب سے اکٹھا ایک مجموعہ کے ذریعہ آگاہ کیا جائے، اور آپ نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں ان کو آپ کی خاطر، بلا کثرت، تکرار، ایک تالیف میں تلخیص کروں، کیونکہ یہ کثرت تکرار، تمہارے خیال کے مطابق، تمہارے مقصود واسلوب، ان میں سوچ وبچار اور ان کے فہم، اور ان سے مسائل کے استنباط سے، مشغول کر دے گا، (یہ مقصد حاصل نہ ہو سکے گا)، اور جس کا تم نے سوال کیا ہے، اللہ تمہیں عزت بخشے، جب پلٹ کر میں نے اس پر غور وفکر کیا، اور جو اس کا نتیجہ وانجام ہوگا، ان شاء اللہ، وہ انجام قابل تعریف ہے اور اس میں منفعت وفائدہ موجود ہے، اور میں نے گمان کیا، جب تم نے مجھ سے اس محنت ومشقت طلب کام کی درخواست کی۔ اللہ کی توفیق سے اگر میں نے اس کا عزم وارادہ کر لیا اور یہ کام مجھ سے مکمل ہو سکا، تو اس کا سب سے پہلے فائدہ، دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر، خالص طور پر، مجھے ہی ہوگیا، جس کی بہت سی وجوہ اور اسباب ہیں، جن کا بیان بہت طویل ہے، مگر ان کا خلاصہ اور اجمال یہ ہے کہ اس قسم کی قلیل (کم) احادیث کو یاد اور مستحکم وپختہ کر لینا، ان میں سے بکثرت پر محنت ومشقت کرنے سے بہت آسان ہے، خاص طور پر ان عوام کے لیے جو جانچ پرکھ نہیں کر سکتے، الا یہ کہ دوسرا ان کو جانچ پڑتال کر کے آگاہ کرے، جب بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے، (کہ تھوڑی اور صحیح، ممتاز شدہ احادیث کو زیادہ اور مخلوط احادیث جن میں صحیح اور ضعیف میں امتیاز نہیں کیا گیا، کے مقابلہ میں یاد کرنا آسان ہے) تو پھر احادیث میں صحیح اور قلیل کا مقصود وارادہ کرنا لوگوں کے لیے زیادہ ضعیف احادیث بیان کرنے کے مقابلہ میں زیادہ مناسب ہے، ہاں، اگر زیادہ احادیث بیان کرنے اور مکرر احادیث جمع کرنے سے کچھ نفع یا فائدہ کی امید رکھی جا سکتی ہے، تو وہ ان مخصوص لوگوں کے لیے ہے، جنہیں کچھ بیداری، (حدیث کے امتیاز میں مہارت) اور ان کے اسباب وعلل (صحت وضعف کے سبب) کی معرفت حاصل ہے، تو یہ لوگ ان شاء اللہ، چونکہ معرفت اور مہارت رکھتے ہیں، یہ زیادہ احادیث جمع کرنے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، رہے عوام الناس، جو معرفت و مہارت میں خواص کے برعکس اور مخالف ہیں، تو ان کا تو زیادہ حدیثوں کی طلب وتلاش میں کوئی فائدہ نہیں ہے، جبکہ وہ تو کم احادیث کی معرفت وشناخت سے عاجز ہیں، (ان کے معانی ومطالب اور صحت وضعف کو نہیں جان سکتے)

خلاصہ کلام:

امام مسلم رحمہ اللہ کے بعض تلامذہ نے ان سے خواہش اور درخواست کی کہ فن حدیث میں کوئی ایسی کتاب تصنیف فرمائیں، جو ہر قسم کی صحیح احادیث کی جامع ہو، فنون حدیث (تفسیر، آداب، سیر وعقائد، فتن واشراط اور احکام و مناقب) پر مشتمل ہو، لیکن مختصر ہو اور صرف صحیح، مرفوع اور متصل روایات ہوں، کیونکہ تھوڑی احادیث کو یاد کرنا اور یاد رکھنا اور ان میں زیادہ تکرار بھی نہ ہو، کیونکہ اس سے طوالت ہو جاتی ہے، امام صاحب فرماتے ہیں، میں ان شاء اللہ آپ کی حسب منشا، عوام الناس کا لحاظ رکھتے ہوئے، خواص حضرات کو نظرانداز کرتے ہوئے، کم احادیث، بلاتکرار جمع کروں گا، کیونکہ سب سے پہلے، اس طرح احادیث جمع کرنے کا فائدہ مجھے ہی حاصل ہوگا۔

ترجمہ:

اب ہم ان شاء اللہ...... آپ کی خواہش اور طلب کے مطابق احادیث کی تخریج وتالیف اس شرط پر کرتے ہیں، جو ابھی میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ وہ تمام احادیث جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں، ہم ان کا رخ اور قصد کرتے ہوئے، ان کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں، اور ان کے بیان کرنے والے لوگوں (راویوں) کے تین طبقات (گروہ) بناتے ہیں، ہم ان احادیث کو بلاتکرار بیان کریں گے، الا یہ کہ کوئی ایسا مقام آ جائے، جہاں حدیث میں کوئی زائد مفہوم ہو یا ایک سند کے ساتھ کوئی ایسی سند ہو، جس میں کوئی علت ہو، جس کی وجہ سے حدیث کا تکرار ناگزیر ہو جائے، کیونکہ حدیث کے اندر زائد معنی جس کی ضرورت اور حاجت ہو، تو وہ مستقل اور مکمل حدیث کے قائم مقام ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں اس اضافہ کی وجہ سے حدیث کا دوبارہ ہونا ضروری ہے، یا اگر ممکن ہوا تو ہم اس زائد معنی کو اختصار کے ساتھ مجموعی حدیث سے الگ کر کے بیان کر دیں گے، لیکن بسا اوقات اس زائد معنی کو مجموعی اور پوری حدیث سے جدا کر کے بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے، تو ایسی صورت، حدیث کو اپنی اصل ہیئت وشکل پر مکمل بیان کرنا، جبکہ الگ کرنا مشکل ہو، زیادہ محفوظ طریقہ ہے، رہا وہ مقام جہاں ہم پوری حدیث کے اعادہ سے گنجائش اور چارہ پائیں گے، ہمیں اس اعادہ کی ضرورت وحاجت نہیں ہوگی، تو ہم ان شاء اللہ اعادہ کا کام سرانجام دیں گے۔

خلاصہ کلام:

ہم آپ کی خواہش اور منشاء کے مطابق احادیث کے بیان اور ان کو جمع کرنے کا آغاز کرتے ہیں، اس کے لیے ہم احادیث کی تین قسمیں بنائیں گے، اور ان کے راویوں کے طبقات بھی، تین ہی قرار دیں گے، حتی الوسع ہم احادیث، کا تکرار اور اعادہ نہیں کریں گے، ہاں جہاں کسی متن حدیث میں زائد فائدہ یا سند حدیث میں کسی مزید خوبی کی بنا پر اس کا تکرار اور اعادہ ناگزیر ہو، تو ہم مجبوراً تکرار کریں گے، اگر ممکن ہوا، تو ہم اس زائد معنی ومفہوم کو مکمل حدیث سے الگ کر کے، اختصار کے ساتھ بیان کر دیں گے۔

ترجمہ (احادیث کی پہلی قسم):

ہمارا مقصد اور ارادہ یہ ہے کہ ہم ان احادیث کو پہلے بیان کریں، جو دوسری احادیث کے مقابلہ میں، عیوب و نقائص سے محفوظ اور پاک و صاف ہوں، کیونکہ ان کے نقل و بیان کرنے والے، حدیث میں، اہل استقامت اور پختہ (ثقہ و عادل) ہیں اور جن روایات کو بیان کرتے ہیں، ان کو اچھی طرح مضبوط اور محکم (صحیح یاد) کرنے والے ہیں، بشرطیکہ ان کی روایات میں (ثقہ اور عادل ضابطہ راویوں سے) شدید اختلاف اور زیادہ آمیزش و اختلاط نہ ہو، جیسے کہ بہت سے محدثین کی احادیث میں یہ چیز دیکھی گئی ہے، اور یہ چیز (شدید اختلاف، تخلیط فاحش) ان کی احادیث میں ظاہر ہے، جب ہم اس قسم کے راویوں کی احادیث کا استیعاب (مکمل طور پر بیان) کر لیں گے، تو پھر ان کے بعد ایسی احادیث لائیں گے، جن کی اسانید میں ایسے راوی ہوں گے جو حفظ و اتقان سے، پہلی قسم کے لوگوں کی طرح متصف نہیں ہوں گے، (حفظ، ضبط میں کم ہوں گے) اگرچہ یہ دوسری قسم کے لوگ حفظ و اتقان میں، پہلی قسم کے لوگوں سے کم ہوں گے، لیکن ستر عیوب و نقائص کی پردہ پوشی، صدق و اعتبار اور علم سے تعلق و ربط ان پر سایہ فگن ہوگا۔ جیسا کہ عطاء بن سائب، یزید بن ابی زیاد، لیث بن ابی سلیم اور ان جیسے حاملین احادیث (احادیث سیکھنے اور یاد کرنے والے) اور ناقلین احادیث (احادیث بیان و نقل کرنے والے) ہیں۔

فَهُمْ وَ اِنْ كَانُوْا بِمَا وَ صَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ معْرُوْفِيْنَ فَغَيْرُهُمْ مِنْ اَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَ هُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْاِتْقَانِ وَ الْاِسْتِقَامَةِ فِى الرِّوَايَةِ يَفْضُلُوْنَهُمْ فِى الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ دَرجَةٌ رَفِيْعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ

اَلَا تَرٰى اَنَّكَ اِذَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَا هُمْ عَطَاءً وَّ يَزِيْدَ وَ لَيْثًا بِمَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ وَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ فِىْ اِتْقَانِ الْحَدِيْثِ وَ الْاِسْتِقَامَةِ فِيْهِ وَجَدْ تَهُمْ مُبَايِنِيْنَ لَهُمْ لَا يُدَانُوْنَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ فِىْ ذٰلِكَ لِلَّذِى اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِتْقَانِهِمْ لِحَدِيْثِهِمْ وَ اَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَّ يَزِيْدَ وَلَيْثٍ ۔ وَ فِىْ مِثْلِ مُجْرٰى هٰؤُلَاءِ اِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْاَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَاَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ اَبِىْ جَمِيْلَةَ وَاَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَ الْحَسَنِ وَ ابْنِ سِيْرِيْنَ كَمَا ابْنُ عَوْنٍ وَاَيُّوْبُ صَاحِبَا هُمَا اِلَّا اَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيْدٌ فِىْ كَمَالِ الْفَضْلِ وَ صِحَّةِ النَّقْلِ وَاِنْ كَانَ عَوْفٌ وَاَشْعَثُ غَيْرَمَدْفُوْعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَّ اَمَانَةٍ عِنْدَاَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنِ الْحَالُ مَاوَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَ اِنَّمَا

مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُوْنَ تَمْثِيْلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيْقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَرْتِيْبِ أَهْلِهِ فِيْهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطٰى كُلُّ ذِيْ حَقٍّ فِيْهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ.

یہ لوگ اگرچہ علم وستر جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، میں اہل علم کے نزدیک معروف ومشہور ہیں، مگر ان کے علاوہ ان کے ہم عصر ساتھی، جو اتقان و استقامت فی الروایہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے، سے متصف تھے، وہ حال و مقام (مرتبہ) میں ان سے بڑھ کر ہیں، کیونکہ اہل علم کے نزدیک اتقان واستقامت (ضبط وعدالت) ایک بلند درجہ اور عمدہ خصلت وخوبی ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے، جب آپ ان تینوں عطاء، یزید اور لیث جن کا ہم نے نام لیا ہے، حدیث کے اتقان (ضبط ولفظ) استقامت میں (اختلاف واختلاط سے محفوظیت) میں ان کا مقابلہ وموازنہ، منصور بن معتمر، سلیمان اعمش، اور اسماعیل بن خالد سے کریں گے، تو ان سے مختلف اور جدا پائیں گے، ان کے قریب کے درجہ تک بھی نہیں پہنچیں گے، حدیث کا علم رکھنے والوں کے نزدیک اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، کیونکہ اہل علم کے نزدیک، منصور، اعمش اور اسماعیل کا حدیث کو صحیح طور پر یاد رکھنا اور اس میں اتقان و پختگی، مشہور اور مسلمہ ہے، اور ان اہل علم کے نزدیک یہ حفظ واتقان عطاء، یزید اور لیث میں نہیں پایا گیا، اس انداز واسلوب میں جب آپ ہم عصر ساتھیوں میں مقابلہ وموازنہ کریں گے، جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کا عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی سے اور یہ دونوں حسن اور ابن سیرین کے ساتھی یعنی شاگرد ہیں، جیسا کہ ابن عون اور ایوب ان دونوں (حسن ابن سیرین) کے شاگرد ہیں، مگر ان دونوں (عون، اشعث) اور ان دونوں (ابن عون، ایوب) میں کمال فضل اور صحت نقل میں بڑا فرق و امتیاز ہے، اگرچہ عوف اور اشعث، اہل علم کے نزدیک صدق و امانت سے محروم نہیں ہیں، لیکن اہل علم کے ہاں مقام ومرتبہ کی کیفیت وصورت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں، یہ دونوں کمال فضل اور صحت نقل میں، ابن عون اور ایوب سے بہت پیچھے ہیں، ان لوگوں کی ہم نے نام لے کر مثال اس لیے دی ہے، تاکہ ان کی تمثیل، ان لوگوں کے فہم کے لیے علامت ونشانی (معیار وکسوٹی) بنے، جن پر اہل علم کے ترتیب دینے (درجہ بندی قائم کرنے) کا راستہ اوجھل یا پوشیدہ ہو گیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو جو عالی اور بلند مرتبہ کے حامل ہیں، ان کے درجہ سے نیچے نہ اتارا جائے، (ان کے مرتبہ میں کمی نہ کی جائے) اور جو علم میں کم مرتبہ والے ہیں، (پست ہیں) ان کو ان کے درجہ سے بلند مقام پر فائز نہ کیا جائے، اور اس سلسلہ میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا جائے، اور اس کے شایان شان مقام پر رکھا جائے۔

وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَانَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ، نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم لوگوں کو ان کے مرتبہ و مقام پر رکھیں، اس کے ساتھ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے ”ہر صاحب علم سے بڑھ کر علم رکھنے والا موجود ہے، (اس طرح قرآن و حدیث دونوں سے اہل علم کے درجات و مراتب میں فرق و تفاوت ثابت ہو گیا، اور یہ بھی کہ ہر ایک کے ساتھ، اس کے مرتبہ و مقام کے مطابق سلوک کیا جائے) تو جو صورتیں ہم نے بیان کی ہیں، ان کے مطابق ہم آپ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث تالیف و جمع کریں گے۔

خلاصہ کلام:

امام صاحب نے راویوں کے حفظ و ضبط اور اتقان و ثقاہت میں کمی و بیشی اور فرق و امتیاز مراتب و درجات کے اعتبار سے، احادیث کی دو قسمیں کی ہیں، پہلی قسم، ان راویوں کی احادیث پر مشتمل ہے، جو فضل و کمال، ضبط و حفظ، اتقان و ثقاہت اور عدالت کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز ہیں، دوسری قسم ان راویوں کی احادیث کی ہے، جو مذکورہ کمالات اور خوبیوں میں ان کا لگا نہیں کھاتے، لیکن وہ ان صفات و کمالات سے بالکل خالی یا محروم نہیں ہیں، اور دونوں طبقات کے راویوں کے نام لے کر، مثال دے کر، درجہ بندی قائم کرنے کا معیار اور کسوٹی فراہم کر دی ہے، تا کہ کم علم حضرات کے لیے راویوں کے درجات میں فرق و تفاوت کو ملحوظ رکھ کر ان کی درجہ بندی قائم کرنا آسان ہو جائے۔

عطاء، یزید اور لیث، تینوں دوسرے طبقہ کے راوی ہیں، جو حفظ و ضبط اور اتقان و استقامت میں پہلے طبقہ سے کم ہیں، مگر فی نفسہ اچھے ہیں، علماء نے ان سے روایت لی ہے، عطاء بن سائب، ثقہ ہے، مگر عمر کے آخری حصہ میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، جس کی بنا پر روایات میں اختلاط کرنے لگا تھا، اس وجہ سے اس کی روایات میں، اضطراب یعنی ثقہ راویوں کی مخالفت پیدا ہو گی، اس لیے جن لوگوں نے ان سے اختلاط و آمیزش سے پہلے سنا ہے، ان کی روایت معتبر ہے، اور اختلاط (سوء حفظ) کے بعد سننے والوں کی روایت معتبر نہیں ہو گی۔

یزید بن ابی زیاد جس کو یزید بن زیاد بھی کہتے ہیں، یہ کوفی ہے، اکثر علماء جرح و تعدیل اس کو سوء حفظ کا شکار قرار دیتے ہیں، اس لیے امام مسلم اکیلے اس سے روایت نہیں لاتے۔ لیث بن ابی سلیم کو بھی اکثر علماء نے ضعیف قرار دیا ہے، امام احمد فرماتے ہیں، اس کی حدیث میں اضطراب ہے، لیکن لوگ ان سے روایت لیتے ہیں، امام حاکم کہتے ہیں، اس کے حفظ کی خرابی پر علماء میں اتفاق ہے۔

منصور بن معتمر، منصور ضبط و عدالت میں، انتہائی بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

سلیمان اعمش، اللہ تعالیٰ کی یاد میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے، بہت بڑے حافظ الحدیث و ثقہ تابعی ہیں، اسماعیل بن ابی خالد، تابعی ہیں، حضرت انس اور سلمہ بن اکوع کو دیکھا ہے، اور بعض صحابہ سے سماع بھی ہے، ائمہ

جرح وتعدیل نے اس کو ثقہ وثبت قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن عون، ثقہ اور ثبت ہیں، اور ایوب سختیانی چمڑہ فروش ہونے کی وجہ سے سختیانی کہلائے، ثقہ، ثبت اور حجہ ہیں، عوف بن ابی جمیلہ، ثقہ اور صالح الحدیث ہیں، قدری اور شیعی میلان تھا۔

اَشعث حُمرانی: اہل صدق سے ہیں اور ثقہ ہیں۔

فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّهَمُوْنَ، أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُم، فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ، كَعَبْدِ اللهِ بْنِ مِسْوَرٍ أَبِي جَعْفَرِ الْمَدَائِنِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، وَعَبْدِ الْقُدُّوسِ الشَّامِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ الْمَصْلُوْبِ، وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ، وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ وَتَوْلِيدِ الْأَخْبَارِ.

وَكَذٰلِكَ مِنَ الْغَالِبُ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوْ الْغَلَطُ، أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ، إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا، خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا، فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذٰلِكَ، كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ، غَيْرَ مَقْبُوْلِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ

فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَرَّرٍ، وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ، وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ، وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ، وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ، وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ، وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ، فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلَى حَدِيثِهِمْ، وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ.

رہی وہ احادیث جو ایسے لوگ بیان کرتے ہیں، جو سب محدثین یا اکثر محدثین کے نزدیک متہم ہیں (ان پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے) تو ایسے لوگوں کی احادیث کے بیان میں ہم مشغول نہیں ہوں گے (ان لوگوں کی احادیث ہم بیان نہیں کریں گے) جیسے ابوجعفر، عبداللہ بن مسور مدائنی، عمرو بن خالد، عبدالقدوس شامی، محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، ابوداود سلیمان بن عمرو نخعی اور ان جیسے لوگ، جن پر احادیث گھڑنے اور ان کے پیدا کرنے، تراشنے، ان میں اضافہ کرنے کا الزام ہے، اس طرح جن کی اکثر احادیث منکر اور غلط ہیں، ان کی احادیث بیان کرنے سے ہم باز رہیں گے۔

محدث (حدیث بیان کرنے والا) کی حدیث کے منکر ہونے کی پہچان یہ ہے کہ جب اس کی روایت کردہ حدیث، دوسرے اہل حفظ اور پسندیدہ حضرت کی حدیث پر پیش کی جائے (ان کا باہمی موازنہ کیا جائے) تو اس

کی روایت، ان کی روایت کے مخالف ہو اور اس کے مطابق و موافق نہ ہو سکے، (دونوں میں تطبیق دینا مشکل ہو) تو جب اس کی اکثر حدیثیں اس قسم کی ہوں گی تو اس کی حدیث کو ترک کر دیا جائے گا، وہ قبول نہیں ہوگی، اور نہ اس پر عمل کیا جائے گا، محدثین کی اس قسم میں سے ہیں، عبداللہ بن محرر، یحییٰ بن ابی انیسہ، جراح بن منہال (ابو العطوف)، عباد بن کثیر، حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ، عمر بن صھبان اور انہی کی ڈگر پر چل کر، منکر حدیث بیان کرنے والے لوگ، تو ہم ان لوگوں کی روایت کی طرف توجہ نہیں کریں گے، اور اس کے بیان میں مشغول نہیں ہوں گے۔

فائدہ:...... ضعیف راوی اگر ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے، تو ضعیف راوی کی روایت کو منکر کہیں گے اور ثقہ کی روایت کو معروف، لیکن اگر ثقہ اپنے سے اوثق یا اکثر کی مخالفت کرتا ہے تو پھر ثقہ کی روایت شاذ ہوگی، اور اوثق یا اکثر کی محفوظ کہلائے گی، اور یہ اس صورت میں ہے، جب دونوں حدیثوں میں تطبیق پیدا کرنا اور ان کی باہمی مخالفت کو دور کرنا ممکن نہ ہو، اگر تطبیق ممکن ہو اور مخالفت ختم ہو سکے تو پھر دونوں روایتیں مقبول ہوں گی۔

لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ ، وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُوْلِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيْثِ ، أَنْ يَكُوْنَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا ، وَأَمْعَنَ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ . فَإِذَا وُجِدَ كَذٰلِكَ ، ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ، قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ .

کیونکہ اہل علم کا ان لوگوں کے بارے میں حکم اور جو ان کا نظریہ و موقف ہم ان محدثوں کی اس حدیث کے قبول کرنے کے بارے میں جانتے ہیں، جس کے بیان کرنے میں یہ متفرد ہیں کہ یہ ثقہ اہل علم اور اہل حفظ کے ساتھ بعض روایات کے بیان کرنے میں شریک ہوں، اور ان روایات میں ان کی موافقت پوری محنت کے ساتھ کی ہو، تو جب موافقت کی یہ صورت پائی جائے گی، پھر وہ اگر کسی ایسی چیز کا اضافہ کرتا ہے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہیں ہے تو وہ زیادتی اور اضافہ قبول ہوگا۔

فائدہ:...... اگر راوی ثقہ ہے اور اس کی روایات عام طور پر دوسرے ثقہ راویوں کی روایات کے موافق اور مطابق ہیں، تو پھر اگر وہ کسی روایت میں ایسا اضافہ کرتا ہے، جو دوسرے ثقہ راویوں کی روایت میں نہیں ہے، تو وہ اضافہ قبول ہوگا، بشرطیکہ وہ دوسرے ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف نہ ہو کہ تطبیق ممکن نہ ہو، لیکن جو راوی، ثقات راویوں کی عام طور پر مخالفت کرتا ہے، یا ان کے ساتھ روایات میں شریک ہی نہیں ہے، تو پھر اس کی روایت قبول نہیں ہوگی، جیسا کہ امام صاحب آگے فرما رہے ہیں:

فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهِ وَحَدِيْثِ غَيْرِهِ ، أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، وَحَدِيْثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ. قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الِاتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ، فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيثِ، مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا، وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ، فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

اگر تم کسی ایسے راوی کو دیکھو جو مثلاً امام زہری جیسے جلیل القدر محدث کا رخ کرتا ہے، (ان سے روایت کرتا ہے) جس کے بے شمار، حفاظ شاگرد ہیں، جو اس کی اور، دوسرے اساتذہ کی روایات کو نہایت پختگی اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں، یا ہشام بن عروہ جیسے محدث سے روایت کرنا چاہتا ہے اور ان دونوں کی احادیث اہل علم کے ہاں مشترکہ طور پر پھیلی ہوئی اور مشہور ہیں، اور ان دونوں کے تلامذہ نے ان کی احادیث کو عام طور پر باہم اتفاق کے ساتھ نقل کیا ہے، (ان سے اکثر روایات میں وہ متفق ہیں) تو یہ راوی ان دونوں سے یا ان میں سے ایک سے، چند ایسی احادیث روایت (بیان) کرتا ہے، جن کو ان کے شاگردوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا، اور یہ شخص ان کی صحیح احادیث میں، ان کا شریک اور ساتھی بھی نہیں ہے، تو اس قسم کے لوگوں کی حدیث قبول کرنا جائز نہیں ہے، واللہ اعلم

خلاصہ کلام:

راویوں کا تیسرا طبقہ یا تیسری قسم جن کی روایت قابل قبول نہیں ہے، وہ لوگ ہیں، جن پر جھوٹ بولنے اور احادیث گھڑنے یا ان میں اضافہ کا الزام ہے، یا ان کی روایات منکر ہیں، یا وہ کثیر الغلط ہیں، وہ ثقہ اور قابل اعتماد راویوں کے ساتھ، صحیح روایات بیان کرنے میں شریک نہیں ہیں۔

فائدہ :...... امام مسلم نے راویوں کے تین طبقات بیان کیے ہیں، (۱) ثقہ اور قابل اعتماد اہل علم (۲) حفظ، اتقان میں متوسط اور درمیان درجہ کے لوگ (۳) ضعفاء اور متہم لوگ جن کی روایات کو تمام یا اکثر اہل علم نے قبول نہیں کیا، امام مسلم نے فرمایا ہے، میں پہلے دو طبقات کی روایات لوں گا اور تیسرے کی روایت بیان نہیں کروں گا، اور قاضی عیاض کے بقول ایک چوتھا طبقہ ہے، یعنی ایسے آدمی جو بعض کے نزدیک ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، اور بعض کے نزدیک متہم ہیں، اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کیا امام مسلم نے اپنے پیش کردہ اصول کے مطابق پہلے دونوں طبقوں کی احادیث بیان کی ہیں یا نہیں، امام حاکم اور ان کے تلمیذ امام ابوبکر بیہقی کا خیال یہ ہے، امام مسلم نے صرف پہلے طبقہ کی احادیث بیان کی ہیں اور دوسرے طبقہ کی روایت بیان کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئے، اور بہت سے لوگ اس کے قائل ہیں، اور قاضی عیاض کا نظریہ، یہ ہے کہ امام مسلم نے اصالۃ اصولی طور پر پہلے طبقہ کی روایات لی ہیں، لیکن تبعاً، استشہاد کے طور پر پہلے طبقہ کی روایت کے بعد، یا جب اس مسئلہ میں پہلے طبقہ کی روایت نہیں ملی، تو پھر دوسرے طبقہ کی روایت بیان کی ہے اور بعض جگہ متابعات اور شواہد میں چوتھے طبقہ کی روایت بھی موجود ہے، تفصیل کے لیے امام نووی کا مقدمہ شرح مسلم دیکھیں۔

قَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ، وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى، شَرْحًا وَإِيْضَاحًا فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ، إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيْضَاحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

ہم نے ان لوگوں کے لیے جو محدثین کے راستہ پر چلنا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس راستہ پر چلنے کی توفیق دی ہے، حدیث اور اہل حدیث کے راستہ کے سلسلہ میں بعض قابل توجہ چیزوں کی تشریح اور توضیح کر دی ہے، اور ہم ان شاء اللہ کتاب کے مختلف مقامات پر مزید تشریح اور توضیح کریں گے، جب ہم معلل احادیث بیان کریں گے، جب ہم ان مقامات پر پہنچیں گے، جہاں شرح اور ایضاح (وضاحت) کا مناسب موقع ہوگا، ان شاء اللہ۔

فائدہ:...... حدیث مُعَلَّلٌ: وہ حدیث جو بظاہر صحیح سالم ہو لیکن اس کے اندر صحت حدیث کو داغدار کرنے والا عیب پوشیدہ ہو۔

وَبَعْدُ، يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلَوْلَا، الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا، فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ، وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ، وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ عَلَى الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ، مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ، بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ، أَنَّ كَثِيْرًا مِمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ، وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ، مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ. مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ۔ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالتَّحْصِيْلِ. وَلٰكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ، بِالْأَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ، وَقَذْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا، خَفَّ عَلَى قُلُوْبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ.

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد سے اللہ تم پر رحم فرمائے، اگر بہت سے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے آپ کو محدث کے طور پر پیش کیا ہے، یہ بری حرکت نہ دیکھتے کہ ان پر لازم تو یہ تھا کہ وہ ضعیف احادیث اور منکر روایات کو پھینک دیتے، (ان کو بیان نہ کرتے) اور ان صحیح اور مشہور احادیث کے بیان کرنے پر اکتفا کرتے، جنہیں ان ثقہ، قابل اعتماد لوگوں نے بیان کیا ہے، جن کا صدق اور امانت معروف اور مسلم ہے، لیکن انہوں نے اس صحیح طریقہ کو نظر

انداز کیا، حالانکہ وہ جانتے ہیں اور اپنی زبانوں سے اعتراف کرتے ہیں کہ بہت سی وہ روایات جو وہ نادان، ناواقف لوگوں کے سامنے ڈال دیتے ہیں، (ان کے سامنے پیش کرتے ہیں) وہ منکر اور ناپسندیدہ ہیں اور ایسے لوگوں سے منقول ہیں، جو ناپسندیدہ ہیں، جن سے روایت لینے کی ائمہ اہل حدیث (محدثین) نے مذمت بیان کی ہے، جیسے امام مالک، شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، وغیرہم ائمہ حدیث (اگر یہ بری صورت حال (حرکت پر) نہ ہوتی) تو ہمارے لیے جس تمیز (صحیح وضعیف امتیاز) اور تحصیل (صحیح اور مقبول کا انتخاب) کی آپ نے درخواست کی ہے، اس کے لیے کھڑا ہونا، (کمر ہمت کس لینا) آسان نہ ہوتا، لیکن اس سبب کی بنا پر، جس سے ہم نے آپ کو آگاہ کر دیا ہے، یعنی ان لوگوں کا منکر احادیث کو ضعیف اور مجہول راویوں کی سندوں کے ساتھ پھیلا دینا اور ان عوام کے سامنے ڈال دینا جو ان روایات کے عیوب سے آگاہ نہیں ہیں، اس چیز سے ہمارے دل کے لیے آپ کی درخواست کو قبول کر لینا آسان اور ہلکا کر دیا۔

فائدہ:...... چونکہ بعض مدعیان علم حدیث، جن کو لوگ ان کے کہنے پر محدث تسلیم کر لیتے ہیں، جان بوجھ کر ان لوگوں کے سامنے، جن میں حدیث کے صحت وضعف کو پرکھنے کی صلاحیت اور استعداد نہیں ہے، ضعیف اور مجہول راویوں سے، منکر احادیث، حدیث کے نام سے پیش کر رہے ہیں، اور وہ ان کے اعتماد پر ان کو قبول کر لیتے ہیں، اس طرح وہ ناواقفی اور جہالت کی بنا پر گمراہ ہو رہے ہیں، اس لیے میں نے آپ کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے صحیح احادیث کا مجموعہ پیش کرنے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔

١...... بَابُ: وُجُوْبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِيْنَ وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب ١: ثقہ راویوں سے روایت بیان کرنا ضروری ہے اور جھوٹوں سے روایت نہ لینا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے سے بچنا اور ڈرانا ضروری ہے

وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ اَنَّ الْوَاجِبَ عَلٰى كُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَ صَحِيْحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيْمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِيْنَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِيْنَ اَنْ لَّا يَرْوِىَ مِنْهَا اِلَّا مَاعَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهٖ وَالسِّتَارَةَ فِى نَاقِلِيْهِ وَاَنْ يَّتَّقِىَ مِنْهَا مَاكَانَ مِنْهَا عَنْ اَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ .

جان لیجئے! اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق سے نوازے، ہر وہ انسان جو صحیح کو ضعیف روایات اور ان کے ثقہ راویوں کو متہم راویوں سے ممتاز (الگ) کرنے کی معرفت رکھتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ صرف ان روایات کو بیان کرے، جن کے مخرج (سند) کی صحت اور راویوں کی محفوظیت (عیب جوئی) سے وہ آگاہ ہو، اور ان روایات کے بیان کرنے

سے اجتناب کرے، جن کے راویوں پر جھوٹ کا الزام ہو اور وہ سنت کے دشمن، ہٹ دھرم بدعتی ہوں۔

فائدہ :...... یہاں بدعتی سے مراد ایسا شخص ہے جو ضروریات دین (ایسی چیزیں جن کا دین سے ہونا قطعی اور یقینی ہے) کا منکر ہو، وگرنہ اگر بدعتی عادل اور ضابطہ ہو، جھوٹ بولنے سے وہ محفوظ ہو اپنی بدعت کے لیے، دروغ گوئی سے کام نہ لیتا ہو، تو اس کی حدیث قابل قبول ہے۔ تفصیل کے لیے شرح نخبۃ الفکر دیکھیں۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الَّذِي قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات : ٦) وَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: ﴿مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ (البقرة :٢٨٢) . وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ (الطلاق : ٢) . فَدَلَّ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْآيِ۔ أَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ ، وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُوْدَةٌ

اس بات کی دلیل کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے، اس کو اختیار کرنا ضروری ہے، اس کے برعکس کرنا صحیح نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق (نافرمان) تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے، تو اس کی تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے، حجرات، نمبر ۶۔ دوسری جگہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے، ان گواہوں سے، جو تمہیں پسند ہوں، جن پر تم مطمئن ہو، البقرہ، نمبر ۲۸۲۔ اور تیسری جگہ فرمایا، اور اپنے میں سے دو عادل گواہ بنالو (طلاق، نمبر ۲) جو آیات ہم نے بیان کی ہیں، وہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ فاسق کی خبر درجہ اعتبار سے گری ہوئی اور ناقابل قبول ہے، اور غیر عادل کی شہادت مردود ہے۔

فائدہ :...... فاسق و نافرمان کی خبر تبین و تحقیق، گہرائی تک رسائی حاصل کیے بغیر قابل قبول نہیں ہے، یہ معنی نہیں ہے اگر تحقیق و جستجو سے وہ صحیح اور درست ثابت ہو جائے تو پھر بھی مقبول نہیں ہے۔

وَالْخَبَرُ وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوْهِ ، فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا إِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ .

خبر کا مفہوم و معنی اگرچہ بعض وجوہ اور اعتبارات سے شہادت کے مفہوم و معنی سے الگ اور جدا ہے، مگر اکثر مقاصد کے اعتبار سے دونوں متفق ہیں، کیونکہ اہل علم کے نزدیک فاسق کی خبر قبول نہیں ہے، جیسا کہ ان سب کے نزدیک اس کی شہادت مردود ہے۔

فائدہ :...... شہادت اور خبر دونوں کے لیے، اسلام، عقل، بلوغ، عدالت اور تحمل و اخذ کے وقت حفظ و ضبط ضروری

ہے، لیکن شہادت کے لیے، حریت وآزادی، عدد (تعداد) مذکر ہونا اور عداوت ودشمنی سے بری ہونا ضروری ہے، تفصیل کے لیے، فتح الملہم ج۱ ص۱۲۲۔۱۲۱ دیکھیے۔

وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ، كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ، وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيْثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ".

جس طرح قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاسق کی خبر قابل رد ہے، اس طرح حدیث (سنت) دلالت کرتی ہے کہ منکر احادیث بیان نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ "جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس کو وہ جھوٹا خیال کرتا ہے، تو وہ بھی جھوٹوں کا ایک فرد ہے۔"

[1] حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَيْضًا، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبٍ

عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ أَبِي شَبِيْبٍ ((عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ)).

[1]۔ آگے امام مسلم اپنی دو سندوں سے، دو صحابہ سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:............ اگر ایسی احادیث بیان کرنا جھوٹ ہے جس کا جھوٹ ہونا ظنی ہے تو جس حدیث کا مرفوع ہونا معلوم اور معروف نہیں ہے، تو اس کو وضاحت کیے بغیر بیان کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

۲...... بَابُ تَغْلِيْظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۲: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی قباحت و برائی

[2] ۱۔(۱) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ. ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ

[1] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی العلم، باب: ماجاء فیمن روی حدیثا وهو یری انه کذب وقال: حدیث حسن صحیح برقم (۲٦٦۲) وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب من حدیثا عن رسول الله ﷺ حدیث وهو یری انه کذب ٤١۔ انظر ((تحفة الاشراف)) (١١٥٣١) وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٨٢٠٦)

[2] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ برقم ←

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَاتَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ)).

[2]۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری طرف بات منسوب نہ کرو، میرے اوپر جھوٹ مت باندھو (حقیقت یہ ہے) جو شخص میرے اوپر جھوٹ باندھے گا (وہ جہنم کا حقدار ہے)، جہنم میں داخل ہوگا۔

فائدہ :...... کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سے مراد یہ ہے کہ اپنی یا کسی دوسرے کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ کے حق میں شریعت کی تائید میں، ترغیب وترہیب کی خاطر حدیث گھڑنا جائز ہے، کیونکہ جو بات آپ نے نہیں فرمائی، اس کو آپ کی قرار دینا ہی جھوٹ ہے۔

[3]٢-(٢) وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ . حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ، يَعْنِي ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ......

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

[3]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں تمہیں زیادہ حدیثیں اس لیے نہیں سناتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جو جان بوجھ کر (جانتے ہوئے) میری طرف جھوٹ بات منسوب کرتا ہے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔''

فائدہ :...... ہر وقت احادیث بیان کرنے میں بھول چوک کا احتمال ہے، اس لیے جو انسان پوری احتیاط اور حزم سے کام نہیں لیتا، وہ گویا کہ عمداً آپ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے، لیکن اگر کوئی انسان پورے طور پر حزم و احتیاط سے کام لے کر ان روایات کو بیان کرتا ہے، جو اسے پوری طرح یاد ہیں، اور اس کو یقین ہے، تو پھر معمولی چوک کا خطرہ نہیں، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس کام کے لیے وقف کر رکھا ہے، یا کتاب سامنے رکھ کر بیان کرتا ہے،

←(١٠٦) والترمذی فی ((جامعه)) فی العلم، باب: ما جاء فی تعظیم الكذب علی رسول الله ﷺ برقم (٢٦٦٠)۔ وفی المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی الله عنه مطولا وقال: هٰذا حديث حسن صحيح غريب برقم (٣٧١٥) وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب: التغليظ فی تعمد الكذب علی رسول الله ﷺ برقم (٣١) انظر ((تحفة الاشراف)) (١٠٠٨٧)۔ وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٨٢٠٠)

[3] انفرد به مسلم كما فی ((التحفة)) برقم (١٠٠٢)۔ وهو عند الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی تعظیم الكذب علی رسول الله ﷺ برقم (٢٦٦٣) بلفظ: ((من كذب علی حسبت انه قال: متعمدا۔ فليتبوا مقعده من النار))۔ وهو فی جامع الأصول برقم (٨٢٠٥)

اور فَلْيَتَبَوَّأْ، امر کا صیغہ ہے، لیکن خبر کے معنی میں ہے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے، یا یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانا جہنم بنائے۔

[4] ۳۔(۳) وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

[4]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص عمداً میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا، وہ اپنا ٹھکانا آگ میں (دوزخ) بنالے۔''

[5] ٤۔(٤) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيِّ قَالَ اَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيْرَةُ اَمِيْرُ الْكُوْفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ((اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

[5]۔ علی بن ابی ربیعہ والبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں مسجد میں پہنچا جبکہ کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ تھے، تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''میری طرف بات منسوب کرنا، کسی اور کی طرف بات منسوب کرنے کی طرح نہیں ہے، جو مجھ پر عمداً جھوٹ باندھے گا، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔''

فائدہ :...... آپ کی طرف جو بات منسوب ہوگی وہ دین و شریعت بن جائے گی، لیکن کسی اور کی بات دین و شریعت نہیں بنتی، اس لیے آپ کی طرف منسوب کرنا، اتنا ہلکا اور آسان نہیں ہے، جتنا کسی اور کی طرف بات منسوب کرنا آسان ہے، کسی اور کی طرف بات منسوب کرنے میں اتنا خطرہ اور خوف لاحق نہیں ہوسکتا، جو آپ کی طرف کسی بات کے منسوب کرنے کی صورت میں لاحق ہوسکتا ہے، اور لاحق ہونا چاہیے۔

[4] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ برقم (۱۱۰) وفی الادب، باب: من سمی باسماء الانبیاء برقم (٦١٩٧) انظر ((تحفة الاشراف)) (١٢٨٥٢) وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٨٢٠٥)

[5] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الجنائز، باب: ما یکره من النیاحة علی المیت برقم (١٢٩١) والمؤلف ((مسلم)) فی ((صحیحه)) فی الجنائز، باب: المیت یعذب ببکاء اهله علیه برقم ((٢١٥٤) وبرقم (٢١٥٥) و (٢١٥٦) والترمذی فی ((جامعه)) فی الجنائز، باب: ماجاء فی کراهیة النوح برقم (١٠٠٠)۔ انظر ((تحفة الاشراف)) (١١٥٢٠) وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٨٢٠٦)

[6] وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْاَسَدِيِّ......

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ)).

[6]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے، یہی روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ''(مجھ پر جھوٹ باندھنا، عام انسان پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے۔''

٣...... باب النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

باب ٣: ہر سنی سنائی بات (بلاتحقیق) بیان کرنے کی ممانعت

[7] ٥۔(٥) وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي . ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)).

[7]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات (بلاتحقیق) بیان کر دے۔''

فائدہ:...... عام طور پر لوگ ہر قسم کی جھوٹی اور سچی باتیں کرتے رہتے ہیں، اس لیے اگر انسان ہر سنی سنائی بات بلاتحقیق بیان کرے گا تو وہ لازماً جھوٹ بولے گا، اس لیے بلاسوچے سمجھے ہر کسی کی بات نقل کر دینا درست نہیں ہے۔

[8] وَحَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

[8] امام صاحب ایک اور استاد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[9] وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ......

---

[6] انظر الحديث الذى قبله (٥)

[7] اخرجه ابوداود فى ((سننه)) فى الادب، باب: فى التشديد فى الكذب برقم (٤٩٩٢) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٢٦٨) وهو فى ((جامع الاصول)) برقم (٨١٨٩)

[8] انظر الحديث الذى قبله (٧)

[9] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٠٥٩٨)۔ لم يذكره فى ((جامع الاصول))

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

[9]۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انسان کے لیے اتنا جھوٹ ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔

[10] وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ......

عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِيْ مَالِكٌ اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُوْنُ اِمَامًا اَبَدًا وَ هُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

[10] ابن وہب کہتے ہیں، مجھے امام مالک نے فرمایا: ''خوب جان لو ہر وہ انسان جو ہر سنی ہوئی بات بیان کر دیتا ہے، وہ جھوٹ سے محفوظ نہیں رہ سکتا، اور نہ وہ کبھی (مقتدا) بن سکتا ہے، جبکہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کرتا ہے۔''

[11] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

[11] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، انسان کے لیے (جھوٹا ہونے کے لیے) اتنا جھوٹ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

[12] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ......

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ لَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ اِمَامًا يُقْتَدٰى بِهٖ حَتّٰى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ۔

[12] عبدالرحمٰن بن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں، انسان لائق اقتدا امام نہیں بن سکتا حتی کہ وہ بعض سنی ہوئی باتیں بیان کرنے سے رک جائے۔

فائدہ:...... انسان اگر ہر سنی ہوئی بات بیان کرے گا، اس کی روایت میں غلطیاں زیادہ ہوں گی، اور نقاد حدیث اس کی غلطیوں سے آگاہ ہو کر، اس پر اعتماد نہیں کریں گے، اس کی روایات بیان نہیں کریں گے، اس لیے وہ امامت کا درجہ حاصل نہیں کر سکے گا، یا اس کی باتوں میں جھوٹ کی آمیزش ہو گی، اور یہ بھی حزم و احتیاط کے منافی ہے، اس لیے ایسا انسان امامت کا اہل نہیں ہو سکتا۔

---

[10] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٩٢٤٧)
[11] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (٩٥٠٨) وهو في ((جامع الاصول)) برقم (٨١٨٩)۔
[12] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٨٩٨٦)

[13] وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ......

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَاَلَنِى اِيَاسُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اِنِّىٓ اَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَاْ عَلَىَّ سُوْرَةً وَفَسِّرْهَا حَتّٰى اَنْظُرَ فِيْمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِىَ احْفَظْ عَلَىَّ مَآ اَقُوْلُ لَكَ اِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِى الْحَدِيْثِ فَاِنَّهٗ قَلَّ مَا حَمَلَهَآ اَحَدٌ اِلَّا ذَلَّ فِىْ نَفْسِهٖ وَكُذِّبَ فِىْ حَدِيْثِهٖ

[13] سفیان بن حسین کہتے ہیں، مجھ سے ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نے کہا، میں دیکھتا ہوں تمہیں علم قرآن کا شوق ہے، اس کی تعلیل پر فریفتہ ہو، مجھے کوئی سورت سناؤ اور اس کی تفسیر کرو تا کہ میں اندازہ لگاؤں، تم نے کیا سیکھا ہے، (تیرے علم کا جائزہ لوں) تو میں نے ایسے کیا، (حکم کی تعمیل کی) تو انہوں نے مجھے کہا، میں جو بات تمہیں کہنے لگا ہوں، میری طرف سے اس کو یاد رکھنا، حدیث میں اپنے آپ کو شناعت (قباحت) سے بچانا، یعنی ایسی موضوع، من گھڑت اور منکر احادیث بیان نہ کرنا، جس سے لوگ تمہیں برا سمجھیں، کیونکہ ایسا کام کرنے والا اپنی نظروں میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور لوگ بھی اس کی حدیثوں کی تکذیب کرتے ہیں۔

فائدہ:......سفیان بن حسین چونکہ تفسیر قرآن کا شائق تھا، اور مفسرین عام طور پر تفسیری روایات کے بیان کرنے میں سہل انداز ی سے کام لیتے ہیں، ہر قسم کی رطب و یابس روایات بیان کر دیتے ہیں۔

[14] وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ. قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَآ اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَاتَبْلُغُهٗ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً.

[14] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم لوگوں کو ایسی احادیث سناؤ گے، جو ان کی عقل کی دسترس سے باہر ہیں، (وہ ان کو سمجھ نہیں سکتے)، تو یہ چیز ان میں سے بعض کے لیے فتنہ (گمراہی) کا باعث ہو گی۔

فائدہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کو ایسی حدیثیں نہیں سنانی چاہئیں، جو ان کی سمجھ بوجھ سے بالاتر ہیں، اور وہ ان کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکتے ہوں، کیونکہ وہ ان کو حدیث نہیں مانیں گے، یا ان کے قلوب واذہان میں ان کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوں گے۔

[13] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٨٤٤٢)

[14] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٩٤٠١) وسنده منقطع فان عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود عن ابيه عبدالله ومرسلة وهو فى ((جامع الاصول)) ٨/ ١٦-١٧۔

٤...... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْاِحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا

باب ٤: ضعیف راویوں سے روایت بیان کرنا منع ہے، اور روایات کے تحمل و اخذ کے وقت احتیاط سے کام لینا چاہیے

[15] ٦۔(٦) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ . قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ ((سَيَكُوْنُ فِىْ آخِرِ اُمَّتِىْ اُنَاسٌ يُّحَدِّثُوْ نَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْآ وَلَا اٰبَآؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ)).

[15] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے، جو تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے، جن کو تم نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمہارے آباؤ و اجداد نے، چنانچہ تم اپنے آپ کو ان سے بچا کر رکھنا۔

فائدہ:...... ایسی روایات جن سے سلف اور خلف (پہلے، پچھلے) تمام مسلمان بے خبر ہوں، جبکہ اللہ نے دین (قرآن وسنت) کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اگر صحیح ہوتیں تو وہ سب مسلمانوں سے کیسے اوجھل رہ سکتی تھیں، جھوٹے اور مکار فریب باز لوگ، دوسروں کی گمراہی کے لیے انہیں گھڑیں گے، اس لیے ان کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے ان سے بچنے کی ضرورت ہوگی۔

[16] ٧۔(٧) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ . قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ . أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ . أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ ......

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ((يَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْ نَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ مَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآءُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَايُضِلُّوْ نَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ)).

[16]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں دجال (ملمع ساز، جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور جھوٹے لوگ، تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے، (پیش کریں گے) جو نہ تم

[15] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٤٦٢١) وهو فى ((جامع الاصول)) برقم (٨١٩٣)
[16] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٤٦١٢) انظر ((جامع الاصول)) برقم (٨١٩٣)

نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے، چنانچہ تم اپنے آپ کو ان سے بچانا، (ان سے دور رہنا) کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور دین سے برگشتہ نہ کردیں۔"

[17] وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَآ اَدْرِيْ مَااسْمُهُ يُحَدِّثُ۔

[17] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شیطان، آدمی کی صورت وشکل اپنا کر لوگوں کے پاس آتا ہے، اور انہیں جھوٹی باتیں سناتا ہے، چنانچہ وہ لوگ بکھر جاتے ہیں، تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے میں نے ایک آدمی سے (یہ یہ سنا ہے) میں اس کا چہرہ (شکل وصورت سے) پہچانتا ہوں، اور مجھے اس کے نام کا پتہ نہیں ہے، وہ بیان کر رہا تھا۔

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا، حدیث کے سننے اور سیکھنے کے لیے حزم واحتیاط کی ضرورت ہے، مجہول الحال لوگ، جن کے نام ونسب اور حالات سے واقفیت نہیں ہے، ان سے روایت نہیں لینی چاہیے۔

[18] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيٰطِيْنَ مَسْجُوْنَةً اَوْثَقَهَا سُلَيْمٰنُ يُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ نَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْاٰنًا۔

[18] حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، سمندر میں بہت سے شیطان قید ہیں، جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے باندھا تھا، قریب ہے وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

فائدہ:...... شیطان قسم کے لوگ، قرآن کے نام سے من گھڑت باتیں سنائیں گے، یا اپنی جمع کردہ معلومات، قرآن کے نام سے پیش کریں گے، یا کوئی پرانی عربی مختصر تفسیر، قرآن کے نام سے پیش کردیں گے، اور کہیں گے، دیکھو، یہ قدیم نسخہ، تمہارے موجودہ قرآن سے مختلف ہے، جیسا کہ متحدہ ہندوستان میں ایک انگریز ڈاکٹر نے، ایک کتاب کہیں سے لاکر قرآن کے نام سے پیش کی تھی، لیکن مسلمانوں نے اس کی بات سنی ان سنی کردی، اور وہ ناکام ہوگیا۔ (فتح الملہم ج ا ص ۱۲۸)

یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن سنا کر اپنا گرویدہ بنالیں گے، جب لوگوں کے دلوں میں ان کی عقیدت

[17] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٩٣٢٦) وهو فى ((جامع الاصول)) برقم (٨١٩٤)

[18] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٨٨٣١) وهو فى ((جامع الاصول)) برقم (٨١٩٥)

بیٹھ جائے گی، تو پھر ان کو گمراہ کرنا شروع کر دیں گے، جس طرح مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے کیا ہے، اسلام کے نام پر لوگوں کو عقیدت مند بنا کر انہیں دین اسلام سے برگشتہ کیا ہے۔ اس قسم کے اور لوگ بھی موجود ہیں، جو لوگوں کو قرآن کے نام پر دین سے گمراہ کر رہے ہیں۔

[19] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ . قَالَ سَعِيدٌ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ......

عَنْ طَآءُ وْسٍ قَالَ جَآءَ هٰذَا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيْثِ كَذَوَ كَذَا فَعَادَلَهُ ثم حدثه فقال له عد لحديث كذ و كذا نعادله نقال له مَا اَدْرِيْ اَعْرَفْتَ حَدِيْثِي كُلَّهُ وَاَنْكَرْتَ هٰذا اَمْ اَنْكَرْتَ حَدِيْثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هٰذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لم يكن يُكْذَبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَكْنَا الْحَدِيْثَ عَنْهُ۔

[19]۔ امام طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، یہ بشیر بن کعب رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں حدیثیں سنانے لگا، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا، فلاں، فلاں حدیث دوبارہ سناؤ، اس نے انہیں دوبارہ سنا دیں، پھر انہیں کہا، میں نہیں جانتا، آپ نے میری تمام حدیثیں پہچان لی ہیں، (ان کی تصدیق اور تائید کرتے ہیں) اور اس کا انکار کیا ہے (منکر ہونے کی وجہ سے دوبارہ سنا ہے) یا میری تمام احادیث کو آپ نے منکر سمجھا ہے، اور اس کو پہچان لیا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا، تو ہم (بلا جھجک اور بلا خوف خطر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے تھے، لیکن جب لوگوں نے ہر قسم کے دشوار گزار اور پامال شدہ چلے ہوئے راستے پر چلنا شروع کر دیا، (صحیح اور ضعیف کو بیان کرنا شروع کر دیا) تو ہم نے آپ سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا، (یعنی صرف وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کی صحت کا ہمیں علم ہے، اور وہی حدیثیں سنتے ہیں، جن سے ہم آگاہ ہیں)

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد تھا، جب لوگوں میں قوت امتیاز ختم ہو گئی ہے اور انہوں نے ہر قسم کی حدیثوں کو قبول کرنا شروع کر دیا ہے، ان میں کمی وبیشی کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہے، تو ہم نے عام لوگوں کو حدیث سنانی چھوڑ دی ہے، صرف قابل اعتماد لوگوں کو سناتے ہیں، جن کے حفظ وضبط پر ہمیں اعتماد ہو اور قابل اعتماد لوگوں کی احادیث ہی ہم سنتے ہیں۔

[19] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (٥٧٥٩)

[20] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَالْحَدِيْثُ يُحْفَظُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اِذَارَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَّذَلُوْلٍ فَهَيْهَاتَ۔

[20] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ہم احادیث یاد کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد کرنا ہی چاہیے، چنانچہ جب تم نے ہر اناڑی اور رام (رطب و یابس) کو قبول کر لیا، تو تم راہ راست سے دور ہٹ گئے، (تمہاری احادیث پر ہمیں اعتماد نہیں رہا۔

مفردات الحدیث ❶ **صَعب:** وہ اونٹ جس پر سواری کرنا مشکل ہو، اس لیے لوگ اس سے بچتے ہوں۔ ❷ **الذُّلول:** رام شدہ سواری کے قابل، اس لیے لوگ اس پر سواری کرنے کے لیے تیار ہوں، مقصد یہ ہے، تم نے ہر رطب و یابس اور صحیح وسقیم کو سن کر اس کو بیان کرنا شروع کر دیا ہے، اس لیے اب ہم نہ ہر ایک کو احادیث سناتے ہیں، اور نہ ہر ایک کی احادیث سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ ❸ **هيهات:** دوری اور بُعد، یعنی تم راہ راست اور درجہ قبولیت واعتماد سے دور ہو گئے۔

[21] وَحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغَيْلَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، يَعْنِي الْعَقَدِيَّ، حَدَّثَنَا رَبَاحٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَآءَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَاْذَنُ لِحَدِيْثِهٖ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَالِيْ لَآ اَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيْثِيْ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا مَرَّةً اِذَاسَمِعْنَا رَجُلًا يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ اَبْصَارُنَا وَاَصْغَيْنَا اِلَيْهِ بِاٰذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُوْلَ لَمْ نَاْخُذْ مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَا نَعْرِفُ۔

[21] امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، بشیر عدوی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حدیثیں بیان کرتے ہوئے، قال رسول اللہ ﷺ، قال رسول اللہ ﷺ، کہنے لگا، چنانچہ حضرت ابن عباس

[20] واخرجه ابن ماجه فى ((المقدمة)) باب: التوقى فى الحديث عن رسول الله ﷺ برقم (٢٧) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٥٧١٧)

[21] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٦٤١٩)

نے، اس کی احادیث پر کان نہ دھرا اور نہ اس کی طرف توجہ کی، تو اس نے کہا، اے ابن عباس! کیا وجہ ہے کہ آپ میری احادیث سنتے ہی نہیں ہیں جبکہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنا رہا ہوں اور آپ سنتے نہیں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کبھی یہ تھا، جب ہم کسی آدمی کو یہ کہتے سنتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ہماری آنکھیں اس کی طرف لپکتیں، (فوراً اس کی طرف اٹھتیں) اور ہم اس کی باتوں پر کان لگاتے، مگر جب لوگوں نے دشوار اور نرم (ضعیف اور صحیح) ہر راستہ پر چلنا شروع کر دیا، تو ہم لوگوں سے وہ حدیث لیتے ہیں جس کو ہم پہچانتے ہیں، جن کی صحت کا ہمیں علم ہے یا جن کو ہم صحیح خیال کرتے ہیں۔

[22] حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ. حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ......

عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهُ اَنْ يَّكْتُبَ لِىْ كِتَابًا وَيُخْفِى عَنِّى فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ اَنَا اَخْتَارُ لَهُ الْاُمُوْرَ اخْتِيَارًا وَّاُخْفِى عَنْهُ۔

قَالَ فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ اَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَاقَضٰى بِهٰذَا عَلِيٌّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ ضَلَّ۔

[22] ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خط لکھ کر درخواست کی کہ آپ مجھے ایک نوشتہ (تحریر) لکھ دیں، اور مجھ سے مشکل حدیث (جو بدفہمی اور غلط فہمی کا باعث بن سکتی ہو) چھپائیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، خیر خواہ، اور مخلص بچا ہے، میں اس کے لیے چند باتوں کا اچھی طرح انتخاب کروں گا، اور اس سے مشکل چیزوں کو پوشیدہ رکھوں گا، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ جات کو منگوایا، اور ان سے کچھ باتیں (منتخب باتیں لکھواتے) یعنی فیصلہ جات لکھوائے گئے اور بعض فیصلوں کو سامنے آنے پر کہتے، واللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ نہیں کیا الا یہ کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے ہوں۔

فائدہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدت مندوں نے ان کے فیصلہ جات میں آمیزش کر دی تھی، اپنی طرف سے من گھڑت اور موضوع باتیں، ان کے فیصلوں اور فتووں میں لکھ دی تھیں، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے صحیح فیصلوں اور فتووں کا انتخاب فرمایا، اور دوسروں کے بارے میں کہا، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا ہے، یا فتویٰ دیا ہے، تو وہ گمراہ ہو گئے، حالانکہ وہ گمراہ نہ تھے، اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کے فیصلے ہی نہیں ہیں، یہ ان کے علم و دیانت سے لگا نہیں کھاتے۔

[22] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (٥٨٠٦)

[23] حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ......

عَنْ طَاءٗوسٍ قَالَ أُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيْهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرَ وَأَشَارَ سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ

[23] حضرت طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک تحریر یا کتاب لائی گئی، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ جات تھے، انہوں نے اس ساری تحریر کو مٹا ڈالا، مگر اتنا حصہ، سفیان بن عیینہ نے اپنے بازو سے اشارہ کیا۔

[24] حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا أَحْدَثُوْا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَيَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوْا!

[24] ابو اسحاق کہتے ہیں، جب ان لوگوں (روافض) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد یہ اشیاء ایجاد کر لیں، (ان کی باتوں میں اپنی طرف سے غلط اور باطل چیزیں ملا دیں) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اللہ ان لوگوں کو تباہ و برباد کرے، اپنی رحمت سے محروم کرے، انہوں نے کتنا عظیم علم برباد کر ڈالا، یعنی صحیح اور عمدہ باتوں میں غلط اور باطل کی آمیزش کر کے، لوگوں کو صحیح چیزوں سے بھی محروم کر ڈالا۔

[25] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ......

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ يُصَدَّقُ عَلَى عَلِيٍّ فِي الْحَدِيْثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

[25] امام مغیرہ رحمہ اللہ کہتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح باتیں صرف عبداللہ بن مسعود کے شاگرد ہی بیان کرتے تھے، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو لوگ روایت کرتے ہیں، ان کی وہی روایت مانی جاتی، جس کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تصدیق کرتے، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی وہی باتیں قابل قبول ہیں جن کی تصدیق حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ کریں، کیونکہ وہ حضرت علی سے صحیح باتیں نقل کرتے ہیں، ان میں اپنی طرف سے آمیزش نہیں کرتے۔

[23] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (٥٧٦٠)
[24] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٩٦١٧)
[25] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٩٤٥٠)

۵...... بَابٌ فِيْ اَنَّ الْاِسْنَادَمِنَ الدِّيْنِ

باب ۵: سند بیان کرنا دین کا حصہ ہے

[26] حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ . حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ وَهِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ . وَحَدَّثَنَا فُضَيْلٌ، عَنْ هِشَامٍ . قَالَ وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ هِشَامٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنِ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ

[26] محمد بن سیرین کا قول ہے کہ یہ علم (علم حدیث) دین ہے لہٰذا سوچ لو تم کن سے اپنا دین لیتے ہو۔

فائدہ:...... جس طرح حیوان (جانور) پاؤں کے بغیر نہیں چل سکتا، اس طرح حدیث بلا سند قبول نہیں کی جا سکتی، اگر سند کا سوال نہ ہوتا تو ہر شخص بلا تحقیق و تفتیش بات سنتا، اور آگے بیان کر دیتا اور وہ دین ٹھہرتی، اس طرح دین کی حفاظت و دفاع سند سے ہو سکتی ہے، اس کے بغیر اس کو آمیزش اور بدعات سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا۔

[27] حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ......

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَسْاَلُوْنَ عَنِ الْاِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ اِلَى اَهْلِ السُّنَّةِ فَيُوْخَذُ حَدِيْثُهُمْ وَيُنْظَرُ اِلٰى اَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُوْخَذُ حَدِيْثُهُمْ

[27] ابن سیرین کا قول ہے تابعین سند کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے تو جب فتنہ پیدا ہو گیا تو انہوں نے کہا اپنے رجال (راویوں) کے نام بتاؤ تو اہل السنۃ راویوں کی روایت ان کو جان کر قبول کر لی جاتی ہے اہل بدعت کی پہچان کر ان کی روایت قبول نہ کی جاتی۔

فائدہ:...... جب بدعتی فرقہ کا ظہور ہو گیا۔ رافضی، مرجیہ پیدا ہو گئے، تو پھر حدیث کے راویوں کے بارے میں چھان پھٹک شروع ہو گئی یہ غالی بدعتی فرقوں سے احادیث لینا ترک کر دیا گیا۔

[28] حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى ، وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ لَقِيْتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِىْ فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ اِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيئًا فَخُذْ عَنْهُ

---

[26] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٩٢٩٢)

[27] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٩٢٩٤)

[28] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٨٨٢٦)

[28] سلیمان بن موسیٰ طاؤس رحمہ اللہ کو ملے اور ان سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں فلاں حدیث سنائی ہے طاؤس نے کہا اگر تیرا استاد ثقہ قابل اعتماد ہے تو اس سے لے لو۔

فائدہ:...... اگر راوی ثقہ، ضابطہ اور دین دار ہے اس لئے قابل اعتماد ہے تو اس کی روایت قبول ہوگی ورنہ قابل قبول نہ ہوگی۔

[29] وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ، يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيِّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ......

عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ قُلْتُ لِطَاءُوْسٍ اِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِىْ بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ۔

[29] سلیمان بن موسیٰ نے طاؤس رحمہ اللہ سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں فلاں حدیث سنائی ہے تو طاؤس نے کہا کہ اگر تیرا استاد علم و معرفت اور دین سے لبریز ہے تو ان کی روایت لے لو۔

[30] حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَصْمَعِيُّ......

عَنْ اَبِى الزِّنَادِ قَالَ اَدْرَكْتُ بِالْمَدِيْنَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُوْنٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيْثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِهٖ

[30] امام ابو زناد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میری مدینہ میں ایک سو راویوں سے ملاقات ہوئی سب کے سب دین دار تھے، لیکن ان سے حدیث نہیں لی جاتی تھی کہا جاتا تھے۔ وہ اس کے اہل نہیں ہے۔

فائدہ:...... بعض لوگ عملی طور پر بہت دین دار ہوتے ہیں لیکن احادیث کے اخذ روایت میں حزم و احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھتے ہر قسم کی روایات لے کر آگے بیان کرنا شروع کر دیتے۔

صحیح و سقیم کی روایات میں امتیاز نہیں کر سکتے اسی لیے ان کے روایت کو قبول نہیں کیا جاتا۔

[31] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. ح وَحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ......

عَنْ مِسْعَرٍ. قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَبْنِ اِبْرَاهِيْمَ يَقُوْلُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا الثِّقَاتُ

[29] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٨٨٢٦)

[30] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٨٨٩٩)

[31] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٨٦٧٣)

[31] سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ کا قول ہے رسول اللہ ﷺ سے صرف ثقہ راویوں کو روایت بیان کرنا چاہیے یعنی صرف ثقہ راویوں کی روایت ہی قبول کی جاسکتی ہے۔

[32] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُوْلُ:......

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَاشَاءَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِيْ الْاِسْنَادَ

عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عِيْسَى الطَّالِقَانِيِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَآ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ جَآءَ ((اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ لِاَ بَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ يَآبَآاِسْحٰقَ عَمَّنْ هٰذَا قَالَ قُلْتُ لَهٗ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِيْنَارٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَآ اَبَآ اِسْحَاقَ اِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيْهَا اَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلٰكِنْ لَّيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ

[32] حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے تھے اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جو انسان جو کچھ چاہتا کہہ دیتا اور فرماتے تھے کہ ہمارے اور لوگوں (راویوں) کے درمیان قوائم (پاؤں یا ستون) ہیں۔ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا، اے ابو عبدا لرحمٰن! یہ حدیث کیسی ہے "یہ نیکی در نیکی ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لیے نماز پڑھو، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان دونوں کے لیے روزے رکھو" تو امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے پوچھا، اے ابو اسحاق! یہ حدیث کون بیان کرتا ہے؟ میں نے انھیں کہا، یہ شہاب بن خراش کی حدیث ہے، اس نے کہا، وہ ثقہ (قابل اعتماد) راوی ہے، وہ کسی سے بیان کرتا ہے؟ میں نے کہا، حجاج بن دینار سے، انہوں نے کہا، وہ بھی قابل اعتماد ہے، اس نے یہ حدیث کس سے بیان کی ہے؟ میں نے کہا، رسول اللہ ﷺ سے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا، اے ابو اسحاق! حجاج بن دینار اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان اتنے بڑے بیابان (صحرا) ہیں، جن میں سواریوں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں، مگر صدقہ کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

[32] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٨٤٨٧) و (١٨٩٢٣) و (١٨٩٢٣) و (١٨٩٢٤) و (١٨٩٢٥)

فائدہ:...... جس طرح کوئی حیون پاؤں کے بغیر نہیں چل سکتا یا کوئی گھر ستون کے بغیر نہیں ٹھہر سکتا اس طرح کوئی روایت سند کے بغیر قبول نہیں ہو سکتی اگر سند ملحوظ نہ ہو تو انسان جو چاہتا بیان کر دیتا اور اس کی تحقیق تفتیش نہ ہو سکتی اب سند کی صورت میں ہر حدیث شکل جانچ پڑتال ہو سکتی ہے اور اس کی صحت وضعف کو جانا جا سکتا ہے۔

فائدہ:...... حجاج بن دینار تبع تابعی ہیں، تو اس کے اور آپ کے درمیان ایک طویل زمانہ ہے، اور کم از کم تابعی اور صحابی کا واسطہ چھوٹا ہوا ہے، معلوم نہیں وہ تابعی کسی صحابی سے روایت بیان کرتا ہے یا کسی اور تابعی سے، اور معلوم نہیں صحابی سے نچلے راوی ثقہ ہیں یا غیر ثقہ، اس لیے اس کو حدیث کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے، ہاں، ماں باپ کو ثواب پہنچانے کے لیے صدقہ و خیرات کرنا، احادیث کی بنا پر بالاتفاق جائز ہے، نماز، روزہ، اور دوسری بدنی عبادتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ شَقِيقٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ عَلٰى رُؤُسِ النَّاسِ دَعُوْاحَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهٗ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ

حضرت عبد اللہ بن مبارک سب لوگوں کے سامنے علی الاعلان فرماتے تھے، عمر ابن ثابت کی حدیث قبول نہ کرو، کیونکہ وہ سلف صالحین کو گالیاں دیتا اور برا بھلا کہتا تھا۔

فائدہ:...... عمرو بن ثابت شیعہ رافضی تھا، اس کے نزدیک آپ کے بعد صرف چار انسان مسلمان رہ گئے تھے، اور عشرہ مبشرہ اور سابقون اولون کے ایمان کا منکر، مومن نہیں ہو سکتا۔

٦...... بَابُ الْكَشْفِ عَنْ مَّعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَقَوْلِ الْاَئِمَّةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب ٦: حدیث کے راویوں اور ابصار کے نقل کرنے والوں کے عیوب کھولنا (واضح کرنا) اور اس سلسلہ میں ائمہ کے اقوال

[33] وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ . قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ...... عَنْ اَبِيْ عَقِيْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَالْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ فَقَالَ يَحْيٰى لِلْقَاسِمِ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّهٗ قَبِيْحٌ عَلٰى مِثْلِكَ عَظِيْمٌ اَنْ تُسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ هٰذَا الدِّيْنِ فَلَا يُوْجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَّلَا فَرَجٌ اَوْ عِلْمٌ وَّلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِاَنَّكَ ابْنُ اِمَامَيْ هُدًى ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

---

[33] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٨٤٨٧) و (١٨٩٢٤) و (١٨٩٢٥)

عَنْهُمَا قَالَ يَقُوْلُ لَهُ الْقَاسِمُ اَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اٰخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا اَجَابَهُ

[33] ابوعقیل جو بہیہ نامی عورت کے شاگرد ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں قاسم بن عبید اللہ اور یحییٰ بن سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو یحییٰ نے قاسم سے کہا، اے ابومحمد! آپ جیسے بلند شان انسان کے لیے، انتہائی بری بات ہے کہ تم سے اس دین کے کسی مسئلہ (معاملہ) کے بارے میں دریافت کیا جائے، اور آپ کے پاس اس کے بارے میں معلومات موجود نہ ہوں اور آپ اس کو حل نہ کر سکیں، یا اس کے بارے میں علم اور نکلنے کی راہ نہ ہو۔ قاسم رحمہ اللہ نے یحییٰ سے پوچھا، یہ کیوں؟ اس نے کہا، کیونکہ آپ ہدایت و رہنمائی کے دو ائمہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ قاسم رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں، جو اللہ کے دین کی عقل و دانش رکھتا ہے، اس کے نزدیک اس سے زیادہ قبیح اور بری بات یہ ہے کہ میں بلاسند و حجت (بلاعلم) بات کہوں (جواب دوں) یا غیر ثقہ، نا قابل اعتبار آدمی سے روایت لوں، تو یحییٰ خاموش ہو گئے، اور کچھ جواب نہ دے سکے۔

فائدہ:...... حضرت قاسم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں، کیونکہ قاسم کی ماں، قاسم بن محمد، بن ابی بکر کی بیٹی ام عبداللہ ہیں، اور قاسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، کیونکہ وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے بیٹے ہیں، اس طرح ددھیال اور ننھیال دونوں کے لحاظ سے نجیب الطرفین ہیں، اس لیے انہوں نے جواب دیا، علم کا اعتراف، تو علم ہے کہ اپنی حیثیت و مقام کا پتہ ہے، اور ادعائے علم، بلاعلم جہالت ہے کہ اپنی حیثیت اور مقام سے ناواقفیت ہے، اس لیے عدم علم کی صورت میں جواب نہ دینا، قصور علم کا اعتراف کرنا مبرا نہیں ہے، لیکن بلاسند و حجت جواب دینا، اور ضعیف لوگوں پر اعتماد کرنا یہ نہایت قبیح اور برا ہے۔

[34] وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ . قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ: أَخْبَرُوْنِي......

عَنْ اَبِيْ عَقِيْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ اَنَّ ابْنًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُعْظِمُ اَنْ يَكُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَيِ الْهُدٰى يَعْنِيْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَّيْسَ عِنْدَكَ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَ هُمَا اَبُوْ عَقِيْلٍ يَحْيَى ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِيْنَ قَالَا ذٰلِكَ

[34] بہیہ نامی عورت کے شاگرد اور غلام ابوعقیل بیان کرتے ہیں، لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

[34] انفرد به مسلم كما في ((التحفة)) برقم (١٩٢٠١) و (١٩٥٣٣)

بیٹے (پوتے) سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کیا، جس کے بارے میں وہ علم نہیں رکھتے تھے، تو انہیں یحییٰ بن سعید نے کہا، اللہ کی قسم! میں اس کو انتہائی ناگوار سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے مرتبہ کا مالک جو ہدایت کے دو راہنماؤں کا یعنی عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیٹا ہے، اسسے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے اور وہ اس کے بارے میں علم نہ رکھتے ہوں، تو انہوں نے جواب دیا، اس سے زیادہ ناگوار اور گراں اللہ کے ہاں اور ان لوگوں کے ہاں جو اللہ کے بارے میں عقل وشعور رکھتے ہیں، اللہ کی قسم، یہ بات ہے کہ میں علم (دلیل وسند) کے بغیر بات کہہ دو، (رائے پیش کر دوں) یا ناقابل اعتبار سے روایت پیش کر دوں، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، ان دونوں (یحییٰ اور قاسم) کی گفتگو کے وقت ابوعقیل یحییٰ بن متوکل موجود تھا۔

فائدہ:...... قاسم کا باپ، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ہے، اس لیے عمر اور ابن عمر دونوں اس کے باپ کی صف میں ہیں اس کی ماں ام عبداللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

[35] وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، أَبُوحَفْصٍ، قَالَ......

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَيَأْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوْا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ

[35] یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے سفیان ثوری، شعبہ، مالک، اور ابن عیینہ رحمہم اللہ (ائمہ دین، اور ائمہ جرح وتعدیل) سے پوچھا، ایک آدمی حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں ہے، کوئی دوسرا آدمی میرے پاس آتا ہے، اور اس کے بارے میں دریافت کرتا ہے، (کہ یہ ثقہ اور معتبر ہے یا نہیں)، سب نے کہا، اس کے بارے میں بتا دو کہ یہ ثقہ اور معتبر نہیں ہے، (کیونکہ اگر اس کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ نہیں کیا جائے گا، تو لوگ اس پر اعتماد کر کے، اس کی غلط اور ضعیف روایات کو مان لیں گے اور وہ دین بن جائیں گی)۔

[36] وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ......

عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُوْلُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيْثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوْهُ إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوْهُ

[36] النضر بن شمیل کہتے ہیں، ابن عون سے جبکہ وہ دروازے کی دہلیز پر کھڑے تھے، شہر (راوی کا نام ہے) کی حدیثوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا، شہر بن حوشب پر محدثین نے جرح کی ہے، شہر پر

[35] انفرد به مسلم كما فى ((التحفة)) برقم (١٨٧٦٢) و (١٨٧٧٥) و (١٨٨٠٣) و (١٩٢٤٨)
[36] اخرجه الترمذ فى ((جامعه)) فى الاستئذان، باب ماجاء فى التسليم على النساء بعد حديث (٢٦٩٧) انظر ((التحفة)) (١٨٩٢١)

لوگوں نے طعن کیا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان کا مقصد ہے لوگوں کی زبانوں نے اس پر گرفت کی ہے، اس کو جرح اور نقد کا نشانہ بنایا ہے۔''

[37] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ عَنْ شَبَابَةَ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ لَقِيتُ شَهْرًا فَلَمْ أَعْتَدَّ بِهِ۔

[37] امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے شہر سے ملاقات کی تو میں نے اسے قابل اعتماد نہیں سمجھا۔

فائدہ :......شہر کے بارے میں توثیق و تعدیل اور جرح و نقد دونوں قسم کے اقوال موجود ہیں۔

[38] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، قَالَ: قَالَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ الثَّوْرِيِّ اِنَّ عَبَّادَ ابْنَ كَثِيْرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهٗ وَاِذَا حَدَّثَ جَآءَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ فَتَرٰى اَنْ اَقُوْلَ لِلنَّاسِ لَا تَاْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيٰنُ بَلٰى قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَكُنْتُ اِذَا كُنْتُ فِىْ مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيْهِ عَبَّادٌ اَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِىْ دِيْنِهٖ وَاَقُوْلُ لَا تَاْخُذُوْا عَنْهُ

[38] امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا، عباد بن کثیر کے حالات سے تو آپ آگاہ ہیں، وہ جب حدیث بیان کرتا ہے، تو انتہائی ناگوار یا سنگین حرکت کرتا ہے، (غلط اور موضوع روایات بیان کرتا ہے) تو آپ کا کیا خیال ہے، میں لوگوں کو کہہ دوں کہ اس سے روایت نہ لو؟ سفیان نے کہا، ضرور کہو، عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، جب میں کسی ایسی مجلس میں ہوتا، جس میں عباد کا تذکرہ ہوتا تو میں اس کی دیانت و امانت، زہد و ورع کی تعریف کرتا اور کہہ دیتا کہ اس سے روایت نہ لو، (کیونکہ روایت بیان کرنے میں قابل اعتماد نہیں، کمزور اور موضوع روایات بیان کر دیتا ہے) یہ بات دوسری سند سے بیان کی گئی ہے کہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں شعبہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا، یہ عباد بن کثیر (موجود) ہے، اس سے بچ کر رہو، (اس سے روایت نہ لو)۔

[39] عَنِ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَاَلْتُ مُعَلَّى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِنِ الَّذِىْ رَوٰى عَنْهُ عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاَخْبَرَنِىْ عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ كُنْتُ عَلٰى بَابِهٖ وَسُفْيٰنُ عِنْدَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُهٗ عَنْهُ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّهٗ كَذَّابٌ

[37] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٨٠٤)

[38] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٦٣) و (١٨٨٠٥) و (١٨٩٢٦)

[39] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٦٤)

[39] فضل بن سہل بیان کرتے ہیں، میں نے معلیٰ رازی سے محمد بن سعید کے بارے میں پوچھا، جس سے عباد بن کثیر روایت بیان کرتا ہے، تو انہوں نے مجھے عیسیٰ بن یونس سے نقل کیا، میں اس کے دروازہ پر تھا، اور سفیان اس کے پاس حاضر تھے، جب وہ نکلے تو میں نے ان سے (سفیان سے) اس (محمد بن سعید) کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے مجھے بتایا، وہ جھوٹا ہے، (مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ نے اس سے مراد عباد بن کثیر لیا ہے کہ وہ جھوٹا ہے)

فائدہ: ...... عباد بن کثیر، یحیٰ بن ابی کثیر اس کے ہم طبقہ بیان کرتا ہے اور اس کے ابراہیم بن ادھم اس کے طبقہ کے لوگ روایت کرتے ہیں اور یہ طبقہ معلیا لرازی کے اساتذہ کا ہے اس نے محمد بن سید عباد سے بیان کرتا ہے نہ کہ عباد محمد بن سعید سے اس نے مولانا بستوی نے جھوٹا عباد بن کثیر کو قرار دیا ہے۔

[40] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتَّابٍ . قَالَ: حَدَّثَنِي عَفَّانُ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِنِ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ نَرَ الصّٰلِحِيْنَ فِيْ شَيْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عِتَابٍ فَلَقِيْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِنِ الْقَطَّانِ فَسَالْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ لَمْ تَرَ اَهْلَ الْخَيْرِ فِيْ شَيْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ مُسْلِمٌ يَقُوْلُ يَجْرِي الْكَذِبُ عَلٰى لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُوْنَ الْكَذِبَ۔

[40] امام یحیٰ بن سعید القطان کہتے ہیں، ہم نے بعض نیک لوگوں کو حدیث میں سب باتوں سے زیادہ جھوٹ بولتے دیکھا ہے، ابن ابی عتاب کہتے ہیں، میں یحیٰ بن سعید القطان کے بیٹے محمد کو ملا اور ان سے اس قول کے بارے میں پوچھا، تو اس نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم نے اہل خیر کو کسی چیز میں حدیث سے زیادہ جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، یعنی جتنا جھوٹ وہ حدیثوں کے بیان میں بولتے ہیں، اتنا جھوٹ عام گفتگو میں نہیں بولتے۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ان کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹ ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے، (کیونکہ وہ بلاتحقیق اور تنقیح ہر ایک پر اعتماد کر لیتے ہیں) وہ قصداً (جان بوجھ کر) جھوٹ نہیں بولتے، (کیونکہ عمداً جھوٹ بولنے والا، صالح یا اہل خیر نہیں ہو سکتا)

[41] حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُمْلِيْ عَلَيَّ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ فَاَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ فَاِذَا فِيْهَا حَدَّثَنِيْ اَبَانٌ عَنْ اَنَسٍ وَاَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ فَقُمْتُ

[40] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٥٢٧)

[41] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٦١٦) و (١٩٠٩٨)

قَالَ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ نِ الْحُلْوَانِيَّ يَقُوْلُ رَأَيْتُ فِيْ كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيْثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ

[41] خلیفہ بن موسیٰ ؒ بیان کرتے ہیں، میں غالب بن عبید اللہ ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ مجھے حدیثیں املاء کروانے (لکھوانے) لگے کہ مجھے مکحول ؒ نے بتایا، تو انہیں پیشاب آ گیا، جس سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے، سو میں نے ان کی کاپی (کاغذات) پر نظر دوڑائی، تو اس میں لکھا تھا، مجھے ابان نے حضرت انس سے حدیث بیان کی، اور ابان نے فلاں سے روایت کی، تو میں انہیں چھوڑ کر چلا آیا، (یحییٰ بن معین ؒ کہتے ہیں، غالب بن عبید اللہ ثقہ نہیں ہے، امام دارقطنی وغیرہ نے اسے متروک قرار دیا ہے)

حسن بن علی حلوانی ؒ کہتے ہیں، میں نے عفان کی کتاب میں ابو مقدام ہشام کی حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ سے حدیث دیکھی، ہشام نے کہا، مجھے ایک آدمی نے حدیث سنائی جسے یحیی بن فلان کہتے ہیں اس نے محمد بن کعب سے سنی ہے حسن بن علی حلوانی کہتے ہیں میں نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں ہشام نے محمد بن کعب سے سنا ہے تو اس نے کہا وہ (ہشام) اسی حدیث کے سبب مصیبت میں گرفتار ہوا، (یعنی اسی حدیث کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا گیا) پہلے کہا کرتا تھا، مجھے یحییٰ نے محمد سے روایت سنائی، بعد میں یہ دعویٰ کر دیا، میں نے محمد سے براہ راست سنی۔

فائدہ:...... محض اتنی بات ضعف کے لیے کافی نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے، ہشام نے یہ روایت پہلے یحییٰ سے سنی ہو، لیکن بعد میں اس کی ملاقات محمد بن کعب سے ہو گئی ہو، تو اس سے براہ راست سن لی ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے، محدثین اور ماہر فن علماء حضرات کے سامنے کچھ خارجی قرآن و آثار تھے جس سے انہوں نے جان لیا کہ ہشام کو محمد سے براہ راست سماع حاصل نہیں ہے، وہ غلط بیانی کر رہا ہے۔

[42] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ . قَالَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ((يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ)) قَالَ سُلَيْمَانُ

[42] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٢٧) و (١٨٩٢٨)

بْنُ الْحَجَّاجِ أُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ ابْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ ابْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرَالدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِ مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَرَوْنِي جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيْثِهِ

[42] عبداللہ بن عثمان بن جبلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا، یہ انسان کون ہے، جس سے آپ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں: ''عید الفطر کا دن انعامات کا دن ہے،'' انہوں نے کہا، وہ سلیمان بن حجاج ہے، دیکھو، میں نے اس سے تیرے ہاتھ میں کیسی چیز رکھ دی ہے، یعنی وہ ثقہ ہے، اور اس نے بہت عمدہ حدیث سنائی ہے۔ ابن قہزاد بیان کرتے ہیں اور میں نے وہب بن زمعہ سے سنا۔

فائدہ:...... پوری حدیث اس طرح ہے، ''جب فطر کا دن ہوتا ہے، فرشتے گلیوں اور راستوں کے آغاز میں کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں، اے مسلمانوں کی جماعت، مہربان رب کی طرف چلو، جو خیر کا حکم دیتا ہے، اور اس پر بہت بڑا اجر عطا کرتا ہے، اس کے حکم سے تم نے روزے رکھے، اس طرح تم نے اپنے رب کی اطاعت کی، اب اپنے انعامات قبول کرو، چنانچہ جب وہ عید سے فارغ ہو جاتے ہیں، آسمان سے منادی کرنے والا آواز لگاتا ہے، راہ یاب ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، میں نے تمہیں تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اور اس دن کو انعامات کو دن کہا جاتا ہے، نیز سفیان بن عبد المالک رحمہ اللہ کہتے ہیں، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا، میں نے روح بن غطیف کو دیکھا، جو درہم کے بقدر خون والی روایت بیان کرتا ہے، یعنی یہ روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی کو درہم کے برابر خون لگ جائے، تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے، اور یہ بے اصل حدیث ہے، امام نووی لکھتے ہیں، هو حديث باطل لا اصل له عند المحدثين، محدثین کے نزدیک یہ حدیث باطل اور بے بنیاد ہے، کیونکہ روح ضعیف اور منکر الحدیث ہے، امام ابن مبارک کہتے ہیں، میں اس کے پاس ایک مجلس میں بیٹھا، تو مجھے اپنے ساتھیوں سے شرم و حیا محسوس ہوئی کہ وہ مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ لیں (تو کیا کہیں گے) کیونکہ وہ اس سے حدیث لینا ناپسند کرتے ہیں۔

[43] حَدَّثَنِي ابْنُ قُهْزَاذَ. قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبًا يَقُوْلُ عَنْ سُفْيَانَ......

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَقِيَّةُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ وَلٰكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّنْ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ

[43] سفیان کہتے ہیں، ابن مبارک رحمہ اللہ نے کہا، بقیہ بذات خود زبان کا سچا ہے، لیکن وہ ہر آنے جانے والے

[43] انفرد به مسلم- (انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٢٩)

سے روایات لے لیتا ہے، یعنی وہ ہر ثقہ اور ضعیف سے روایت بیان کرتا ہے، جانچ پڑتال اور امتیاز کی قوت سے محروم ہے، اس لیے محدثین اس کی روایت قبول نہیں کرتے۔

[44] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ......

عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِى الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ كَذَّابًا

[44] امام شعبی کہتے ہیں، مجھے حارث اعور ہمدانی نے حدیث سنائی اور وہ جھوٹا تھا۔

[45] حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ. حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُفَضَّلٍ، عَنْ مُغِيرَةَ؛ قَالَ......

عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِى الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ

[45] امام شعبی کہتے ہیں، مجھے حارث اعور نے حدیث سنائی، اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ (اعور) جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

فائدہ :...... حارث بن عبداللہ اعور (کانا) کوفہ کا باشندہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہم نشین غالی رافضی ہے، حدیثیں گھڑتا تھا۔

[46] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِى سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ اَلْقُرْاٰنُ هَيِّنٌ اَلْوَحْىُ أَشَدُّ

[46] ابراہیم نخعی کہتے ہیں، حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کہا، میں نے قرآن دو سال میں پڑھا۔ تو حارث نے کہا: قرآن آسان ہے، وحی بہت مشکل اور بھاری ہے، یعنی وہ راز کی باتیں، جو آپ نے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتائیں، اور انہیں اپنا وصی بنایا۔

[47] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ. حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْوَحْىَ فِيْ سَنَتَيْنِ أَوْ قَالَ الْوَحْىُ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ

[47] ابراہیم نخعی کہتے ہیں، حارث نے کہا، میں نے قرآن مجید تین سال میں سیکھا اور وحی دو سال میں یا کہا کہ

[44] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٨٧٠)
[45] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٨٧٠)
[46] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٠٠٠)
[47] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٣٩٩)

وحی تین سال میں سیکھی اور قرآن دو سال میں، (یہی قول، حضرت علقمہ کو کہی ہوئی بات کے مطابق ہے)۔

[48] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجٌ. قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ، وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ. حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْمُغِيرَةِ......

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اتُّهِمَ

[48] ابراہیم نخعی کہتے ہیں، حارث پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے۔

[49] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ......

عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِيُّ مِنَ الْحٰرِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ اقْعُدْ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مُرَّةُ وَ اَخَذَ سيفه وقال واحس الحارث بالشر فذهب

[49] حمزہ زیات کہتے ہیں، مرہ ہمدانی رحمہ اللہ نے حارث سے کوئی بات سنی، تو اسے کہا، دروازے پر بیٹھو، (میں ابھی اندر ہوکر آتا ہوں) چنانچہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار اٹھالی (تاکہ حارث کی گردن اڑادیں) حارث نے برائی کو بھانپ لیا، (سمجھ گیا کہ وہ اندر اچھے ارادے سے نہیں گئے) تو بھاگ گیا۔

[50] وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ......

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِيَّاكُمْ وَالْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ وَاَبَا عَبْدِ الرَّحِيْمِ فَاِنَّهُمَا كَذَّابَانِ

[50] ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں، ہم سے ابراہیم نے کہا، اپنے آپ کو مغیرہ بن سعید اور ابوعبدالرحیم سے دور رکھو، کیونکہ یہ دونوں جھوٹے ہیں۔

فائدہ: ......مغیرہ، کوفی، رافضی اور جھوٹا تھا، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اہل بیت پر ہمیشہ جھوٹ باندھتا رہتا تھا، اور ابوعبدالرحیم شقیق بھی کوفی، خارجی ہے، قصہ گو تھا اور ضعیف ہے۔

[51] حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ. حَدَّثَنَا حَمَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - قَالَ......

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَاتِيْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُوْلُ لَنَا لَا تُجَالِسُوْا الْقُصَّاصَ غَيْرَ اَبِي الْاَحْوَصِ وَاِيَّاكُمْ وَشَقِيْقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هٰذَا يَرٰى رَاْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِاَبِيْ وَائِلٍ

[48] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٣٩٧)

[49] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٥٩٧) و (١٩٤٢٩)

[50] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٣٩٨)

[51] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٨٩٧)

[51] عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے پاس آتے تھے، جبکہ ہم بالغ نوجوان تھے، تو وہ ہمیں کہا کرتے تھے، ابوالاحوص کے سوا قصہ خوانوں کے پاس نہ بیٹھا کرو، اور اپنے آپ کو شقیق سے بچاؤ، اور اس شقیق کے نظریات خارجیوں والے تھے، اور یہ شقیق، ابووائل شقیق بن سلمہ اسدی نہیں ہے، (کیونکہ وہ تو کبار تابعین میں سے ہے)

فائدہ:...... قصاص، واعظ قصہ خواں حضرات عام طور پر کمزور، بودی اور من گھڑت باتیں سناتے ہیں، لیکن ابو الاحوص ثقہ تھے، وہ سچی باتیں اور واقعات نہیں سناتے تھے۔

[52] حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ . قَالَ: سَمِعْتُ......

عَنْ جَرِيْرٍ يَقُوْلُ لَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيْدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ۔

[52] جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں جابر بن یزید جعفی سے ملا، لیکن میں نے اس سے حدیثیں نہیں لکھیں، کیونکہ وہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔

فائدہ:...... رجعت رافضیوں کا عقیدہ ہے، جس سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بادلوں میں زندہ ہیں، جب ان کی اولاد سے امام کا ظہور ہوگا، تو وہ بادلوں سے آواز دیں گے، اے لوگو! اس کے ساتھ جہاد کے لیے نکلو، ظاہر ہے، یہ ایک باطل اور غلط عقیدہ ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے "ما لقیتُ اکذبَ من جابر الجعفی۔" میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا، فتح الملہم، ج ۱، ص ۱۳۵۔

[53] حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ . حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ......

عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ قَبْلَ اَنْ يُّحْدِثَ مَآ اَحْدَثَ

[53] مسعر کہتے ہیں، جابر بن یزید نے ہمیں احادیث سنائیں، ان بدعات سے پہلے جو اس نے ایجاد کر لی ہیں۔

[54] وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ . حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ......

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ يُّظْهِرَ مَآ اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِيْ حَدِيْثِهِ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيْلَ لَهُ وَمَا اَظْهَرَ قَالَ الْاِيْمَانُ بِالرَّجْعَةِ

[54] سفیان کہتے ہیں، لوگ جابر سے احادیث لے لیتے تھے، جبکہ ابھی اس نے اپنی بدعت کا اظہار نہیں کیا تھا، تو جب اس نے اپنی بدعت، (بداعتقادی) نمایاں کر دی، لوگوں نے اس پر حدیث میں جھوٹ بولنے کا الزام لگایا

[52] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٧٦)
[53] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٩٤٣٧)
[54] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٧٤)

اور بعض لوگوں نے اسے چھوڑ دیا، سفیان سے پوچھا گیا، اس نے کس چیز کا اظہار کیا تھا، انہوں نے جواب دیا، وہ رجعت پر ایمان لے آیا تھا، (اور اس کی حمایت میں حدیثیں وضع کرنا شروع کر دیں تھیں)۔

[55] وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ . حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ . حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ وَأَخُوهُ؛ أَنَّهُمَا سَمِعَا الْجَرَّاحَ بْنَ مَلِيحٍ يَقُولُ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ عِنْدِىْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِيثٍ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهَا

[55] جراح بن ملیح کہتے ہیں، میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا، مجھے ابو جعفر (امام محمد باقر) سے ستر ہزار احادیث یاد ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں، ان کے باپ (علی بن حسین) نے رسول اللہ ﷺ کا دور نہیں پایا تو انہوں نے کیسے پانا تھا، اس لیے یہ سب جابر کی تراشیدہ ہیں، جو شیعہ کے ہاں قبول ہو گئی ہیں۔

[56] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ . حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ . قَالَ......

عَنْ زُهَيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ جَابِرٌ اَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ اِنَّ عِنْدِى لَخَمْسِيْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ مَاحَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَىْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيْثٍ فَقَالَ هٰذا مِنَ الْخَمْسِيْنَ اَلْفًا

[56] زہیر کہتے ہیں، جابر نے کہا، میرے پاس پچاس ہزار احادیث ایسی ہیں کہ میں نے ان میں سے کوئی حدیث نہیں سنائی، پھر ایک دن ایک حدیث بیان کی، اور کہا یہ انہی پچاس ہزار میں سے ہے۔

[57] وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيُّ . قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْوَلِيدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ......

عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِىْ مُطِيْعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ نِ الْجُعْفِىَّ يَقُوْلُ عِنْدِىْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[57] سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں، میں نے جابر جعفی کو یہ کہتے ہوئے سنا، میرے پاس نبی اکرم ﷺ کی پچاس ہزار احادیث ہیں۔

[58] وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ . حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ......

---

[55] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٧٥)

[56] انفرد به مسلم-

[57] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٩٧)

[58] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٧٤)

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَأْذَنَ لِيْ اَبِيْ اَوْيَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ۔
فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِئْ تَاْوِيْلُ هٰذِهٖ قَالَ سُفْيٰنُ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيٰنَ وَمَا اَرَادَبِهٰذَا فَقَالَ اِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ اِنَّ عَلِيًّافِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْ وُلْدِهٖ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ يُرِيْدُ عَلِيًّا اَنَّهٗ يُنَادِيَ اخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ يَقُوْلُ جَابِرٌ فَذَا تَاْوِيْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِيْ اِخْوَةِ يُوْسُفَ۔

[58] سفیان کہتے ہیں، میں نے ایک آدمی سے سنا، اس نے جابر سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی پوچھا، ''میں تو اس سرزمین سے کبھی نہ جاؤں گا حتی کہ میرا باپ مجھے اجازت دے یا اللہ میرے حق میں فیصلہ فرما دے، اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔'' تو جابر نے کہا، اس کی حقیقت یا اس کا مصداق ابھی تک ظاہر نہیں ہوا، سفیان کہتے ہیں، اس نے جھوٹ بولا ہے، (کیونکہ اس واقعہ کا تعلق تو حضرت یوسف کے بھائی کے ساتھ ہے) ہم نے سفیان سے پوچھا، یہ کہنے سے اس کا مقصد کیا تھا، تو انہوں نے کہا، رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بادل میں ہیں، ہم ان کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہیں نکلیں گے، یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی کرنے والا، آواز دے گا، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ آواز دیں گے، فلاں کے ساتھ نکلو، (اس کے ساتھ ہم نکلیں گے) جابر کہتے ہیں، اس آیت کی حقیقت یا مصداق یہی ہے، اور اس نے جھوٹ بولا ہے، یہ آیت تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں ہے (یہ بات ان کے بڑے بھائی نے کہی تھی، جس کی تفصیل اور پس منظر قرآن مجید میں موجود ہے)۔

[59] وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ . حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ......
عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ مَا اسْتَحِلُّ اَنْ اَذْكُرَ مِنْهَا شَيْئًا وَاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا۔
عَنْ اَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِيِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِالْحَمِيْدِ فَقُلْتُ الْحٰرِثَ بْنَ حَصِيْرَةَ لَقِيْتَهٗ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيْلُ السُّكُوْتِ يُصِرُّ عَلٰى اَمْرٍ عَظِيْمٍ۔

[59] سفیان کہتے ہیں، میں نے جابر کو تقریباً تیس ہزار احادیث بیان کرتے سنا اور میں اتنی اتنی دولت لے کر بھی ان میں سے کسی ایک کو بیان کرنا حلال نہیں سمجھتا (کیونکہ وہ سب موضوع اور جعلی ہیں)۔

[59] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٧٧) و (١٨٧٧٤)

ابوغسان محمد بن عمرو رازی کہتے ہیں، میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا، آپ حارث بن حصیرہ کو ملے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں، وہ بوڑھا ہے، بہت خاموش (چپ چپ) رہتا ہے، ایک انتہائی ناگوار عقیدہ پر اصرار کرتا ہے، یعنی رجعت پر ایمان رکھتا ہے۔

[60] وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ . قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ اَيُّوْبُ رَجُلًا يَوْمًا فَقَالَ لَمْ يَكُنْ بِمُسْتَقِيْمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَكَرَ اٰخَرَ فَقَالَ هُوَ يَزِيْدُ فِي الرَّقْمِ

[60] حماد بن زید کہتے ہیں، ایوب نے ایک دن ایک آدمی کا تذکرہ کیا، چنانچہ کہا، اس کی زبان درست نہیں ہے، یعنی جھوٹا ہے، ایک اور آدمی کا تذکرہ کیا، تو کہا وہ تحریر میں اضافہ کرتا ہے، یعنی حدیث میں اضافہ کرتا ہے۔

[61] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ . حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ اَيُّوبُ اِنَّ لِيْ جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهٖ وَلَوْ شَهِدَ عِنْدِيْ عَلٰى تَمْرَتَيْنِ مَارَاَيْتُ شَهَادَتَهٗ جَائِزَةً۔

[61] حماد بن زید کہتے ہیں، ایوب نے کہا، میرا ایک پڑوسی ہے، پھر اس کے فضائل اور خوبیاں بیان کیں اور اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں کے بارے میں گواہی دے، تو میں اس کی گواہی کو معتبر قرار نہیں دوں گا، (کیونکہ وہ جھوٹا ہے)۔

[62] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ . وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ . قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ . قَالَ......

عَنْ مَعْمَرٍ مَارَاَيْتُ اَيُّوْبَ اغْتَابَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا عَبْدَالْكَرِيْمِ يَعْنِيْ اَبَا اُمَيَّةَ فَاِنَّهٗ ذَكَرَهٗ فَقَالَ رحمه الله كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَاَلَنِيْ عَنْ حَدِيْثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ

[62] معمر کہتے ہیں، میں نے ایوب کو کسی کی غیبت کرتے نہیں دیکھا، سوائے عبدالکریم یعنی ابوامیہ کے، کیونکہ ایوب نے اس کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا، اللہ اس پر رحم فرمائے، وہ ثقہ نہیں تھا، اس نے مجھ سے عکرمہ کی ایک حدیث دریافت کی، پھر کہنے لگا، میں نے عکرمہ سے سنا ہے۔

فائدہ:...... غیر ثقہ ہونے کے لیے اتنی بات کافی نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے اس نے عکرمہ سے وہ حدیث سنی ہو، پھر بھول گیا ہو، یاد کرنے کے لیے پوچھا، لیکن چونکہ دوسرے قرائن اور حالات سے اس کا ضعف ثابت ہو گیا تھا، اس

[60] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٤٣)
[61] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٤٤)
[62] انفرد به مسلم- انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٨٤٤٥)

لیے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا، اس لیے سفیان بن عیینہ، عبدالرحمن بن مہدی احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید القطان وغیرہم جلیل القدر ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

[63] وَحدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ . قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ......

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْدَاوُدَ الْاَعْمٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ وَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَذَ كَرْنَا ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ سَآئِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ طَاعُوْنِ الْجَارِفِ

[63] ہمام کہتے ہیں، ہمارے پاس ابو داؤد اعمیٰ آیا، اور کہنے لگا، ہمیں براء رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی، ہمیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی، چنانچہ اس واقعہ کا تذکرہ ہم نے قتادہ سے کیا، تو اس نے کہا، جھوٹ بولتا ہے، اس نے کسی صحابی سے نہیں سنا، یہ تو مانگت (سوالی) تھا، تباہ کن طاعون کے وقت لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلاتا تھا۔

فائدہ:...... جرف کا اصل معنی بہا لے جانا ہے، اور جَرَف کا معنی بیلچہ وغیرہ سے مٹی کھودنا یا کھرچنا ہے، اس لیے ہمہ گیر تباہی مچانے والی موت کو جارف کہتے ہیں، اور تباہ کن وبا کو طاعون جارف کا نام دیا گیا ہے، یہ صحیح قول کے مطابق ۸۷ھ میں واقع ہوا تھا، ابو داؤد اعمیٰ غالی رافضی ہے، اور بالاتفاق ضعیف ہے (بصرہ میں واقع ہوا تھا)۔

[64] وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ......

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْدَاوُدَ الْاَعْمٰى عَلٰى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَاحَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ

[64] ہمام کہتے ہیں، ابو داود اعمیٰ قتادہ کے ہاں آیا، پھر جب وہ چلا گیا تو حاضرین نے کہا، اس کا دعویٰ ہے کہ میں اٹھارہ بدری صحابیوں کو ملا ہوں، تو قتادہ نے کہا، یہ تو طاعون سے پہلے مانگتا تھا، ان احادیث سے اس کو کچھ دلچسپی یا واسطہ نہ تھا، اور نہ ان کے بارے میں گفتگو کرتا تھا، اللہ کی قسم، ہمیں حسن بصری نے کسی بدری صحابی سے براہ راست سن کر حدیث نہیں سنائی، اور نہ ہی سعید بن المسیب نے ہمیں کسی بدری سے روبرو سن کر حدیث سنائی، سوائے حضرت سعد بن مالک (ابی وقاص) کے۔

[63] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة الاشراف)) برقم (١٩٢١٣)

[64] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة الاشراف)) برقم (١٨٧٢٠) و (١٩٢١٢)

فائدہ:...... حضرت حسن بصری اور سعید بن المسیب جلیل القدر اور کبار تابعین میں سے ہیں، جو علم اور عمر دونوں میں ابوداؤد اعمیٰ سے فائق تر اور انتہائی بلند ہیں، اگر ان کو بدری صحابہ سے براہ راست روایت کرنے کا موقع نہیں مل سکا، حالانکہ وہ علم حدیث کے انتہائی شیدائی تھے، تو اس اندھے کو اٹھارہ بدری صحابیوں سے شرف ملاقات کیسے حاصل ہو گیا، یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے، (تو تصوف کا سلسلہ، حضرت حسن بصری کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسے شروع ہو گیا)۔

[65] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ . حَدَّثَنَا جَرِيرٌ......

عَـنْ رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامَ حَقٍّ وَ لَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[65] رقبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، ابو جعفر ہاشمی مدنی حق اور سچی باتوں کو احادیث بنا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا، جبکہ وہ احادیث نبوی نہیں ہیں۔

[66] حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ: قَالَ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ . قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ . وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى . قَالَ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ . حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ......

عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو ابْنُ عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ

[66] یونس بن عبیدہ کہتے ہیں، عمرو بن عبید (معتزلی) حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

[67] حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، أَبُو حَفْصٍ . قَالَ: سَمِعْتُ......

عَـنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِي جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)) قَالَ كَذَبَ وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنَّهٗ اَرَادَاَنْ يَحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ .

[67] معاذ بن معاذ کہتے ہیں، میں نے عوف بن ابی جمیلہ سے پوچھا، عمرو بن حمید ہمیں حسن بصری سے یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں ہے۔'' عوف نے قسم اٹھا کر کہا، عمرو جھوٹا ہے، لیکن اس کا مقصد یہ ہے، اس حدیث سے اپنے خبیث نظریہ کو تقویت پہنچائے اور اس کو ثابت کرے (حَوْز کا معنی ہے، جمع کرنا، اکٹھا کرنا)

[65] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٦٥٠)
[66] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٥٥٩)
[67] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩١٨٢)

فائدہ :...... یہ حدیث نفس الامر اور حقیقت واقعہ کے اعتبار سے صحیح ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے خود یہ حدیث بیان کی ہے، اور اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ بلاشرعی ضرورت کے کسی مسلمان کے قتل کے درپے ہونا، مسلمان کا شیوہ نہیں ہے، اس لیے ایسا انسان ہمارے طریقہ اور ڈگر کو چھوڑ دیتا ہے، لیکن اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو معتزلہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، کبیرہ گناہ کا مرتکب، ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ کافر نہیں ہوتا، لیکن کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مسلمان، فاسق اور نافرمان مسلمان ہے، مسلمان کا معنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والا ہے، اور یہ مسلمان کے شیوہ اطاعت وفرمانبرداری سے نکل گیا ہے، اس لیے مجرم اور گناہ گار ہونے کی وجہ سے اگر توبہ نہ کرے، یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش نہ دے، تو سزا کا مستحق ہے اور سزا بھگتنے کے بعد یا سفارش کی قبولیت کی صورت میں سفارش سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

[68] وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى السُّوقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ

[68] حماد بن زید کہتے ہیں، ایک آدمی ہمیشہ ایوب کے ساتھ رہتا اور ان سے حدیث سنتا تھا، چنانچہ ایوب رحمہ اللہ نے اسے گم پایا (تو ساتھیوں سے پوچھا)، تو حاضرین مجلس نے کہا، اے ابوبکر، وہ تو عمرو بن عبید کے ساتھ چپک گیا ہے یعنی اس کا ہم نشین بن گیا ہے ہم علم ہو گیا ہے، حماد کہتے ہیں، جبکہ ایک دن میں صبح سویرے ایوب کے ساتھ بازار کی طرف جا رہا تھا، تو سامنے سے وہ شخص آ گیا، چنانچہ ایوب نے اسے سلام کہا اور حال احوال پوچھا، پھر ایوب نے اسے کہا، مجھ تک یہ بات پہنچی ہے، تو اس آدمی کا ہم نشین ہو گیا ہے، حماد کہتے ہیں، ایوب نے عمرو کا نام لیا، اس نے کہا، ہاں اے ابوبکر! کیونکہ وہ ہمیں عجیب وغریب باتیں سناتا ہے، ایوب نے اس سے کہا، انہی عجائب سے تو ہم بھاگتے یا ڈرتے ہیں، (کیونکہ ان غرائب کو احادیث بتانا جھوٹ ہے، اور اگر یہ آراء یا اقوال ہیں، تو بدعت ہیں۔)

[68] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٨٤٤٦)

[69] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ . حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ . حَدَّثَنَا ابْنُ زَيْدٍ......

عَنْ حَمَّادٍ قَالَ قِيلَ لِاَيُّوبَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ رَوٰى عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُجْلَدُ السَّكْرَانُ مِنَ النَّبِيْذِ فَقَالَ كَذَبَ اَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ يُجْلَدُ السَّكْرَانُ مِنَ النَّبِيْذِ

[69] حماد بن زید کہتے ہیں، ایوب کو بتایا گیا کہ عمرو بن عبید حسن بصری سے نقل کرتا ہے کہ نبیذ سے نشہ آنے پر نشئی کو حد (کوڑے) نہیں لگائیں گے، تو انہوں نے کہا، اس نے جھوٹ بولا ہے، میں نے خود حضرت حسن کو یہ کہتے سنا ہے، نبیذ سے نشہ آنے پر نشئی کو حد لگائی جائے گی۔

[70] وَحَدَّثَنِي حَجَّاجٌ . حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ . قَالَ......

عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِي مُطِيعٍ يَقُوْلُ بَلَغَ اَيُّوبَ اَنِّيْ اٰتِي عَمْرًا فَاَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا لَا تَاْمَنُهُ عَلٰى دِيْنِهٖ كَيْفَ تَاْمَنُهُ عَلَى الْحَدِيْثِ

[70] سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں، ایوب کو پتہ چلا کہ میں عمرو کے پاس جاتا ہوں تو ایک دن وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے، بتاؤ، ایک شخص کے دین پر تمہیں اعتماد نہیں ہے، اس پر حدیث کے سلسلہ میں کیسے اعتماد کرو گے؟ یعنی اس کی حدیث پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

[71] وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ . حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ . حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ اَبِي مُوْسٰى يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ قَبْلَ اَنْ يُّحْدِثَ۔

[71] ابو موسیٰ کہتے ہیں، بدعتی (معتزلی، قدری) ہونے سے پہلے عمرو بن عبید نے ہمیں احادیث سنائیں۔

[72] وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ......

عَنْ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيِّ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ كَتَبْتُ اِلٰى شُعْبَةَ اَسْاَلُهٗ عَنْ اَبِي شَيْبَةَ قَاضِيْ وَاسِطٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ لَا تَكْتُبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَزِّقْ كِتَابِيْ

[72] معاذ عنبری کہتے ہیں، میں نے قاضی واسط، ابو شیبہ کے بارے میں شعبہ کو خط لکھ کر پوچھا، انہوں نے مجھے جواب لکھ کر بھیجا، اس سے کوئی حدیث نہ لکھو اور میرا خط چاک کر دو، (تاکہ وہ اس خط کے سبب مجھے نشانہ نہ بنائے)

[69] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٨٤٤٧) و (١٨٥٠١)

[70] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٤٨)

[71] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٦٠٠)

[72] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٨٠٦)

[73] وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ: قَالَ: سَمِعْتُ......

عَنْ عَفَّانَ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيْثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبَ وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيْثٍ فَقَالَ كَذَبَ

[73] عفان کہتے ہیں، میں نے حماد بن سلمہ کو صالح ومری کی ثابت سے ایک حدیث سنائی، تو انہوں نے کہا، وہ جھوٹا ہے، اور میں نے ہمام کو صالح مری کی ایک حدیث سنائی، تو انہوں نے بھی کہا، اس نے جھوٹ بولا ہے۔

فائدہ :...... صالح مری بھی عابد، زاہد اور پارسا انسان تھا، لیکن حدیث کے معاملہ میں قابل اعتماد نہ تھا۔

[74] وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ. حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: لِي شُعْبَةُ: ايْتِ جَرِيرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَهُ: لَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، فَإِنَّهُ يَكْذِبُ......

عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ ائْتِ جَرِيرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَهُ لَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَيْفَ ذَاكَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَكَمِ بِأَشْيَاءَ لَمْ أَجِدْ لَهَا أَصْلًا قَالَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَقَالَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ يُصَلَّى عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيْثِ مَنْ يُرْوَى قَالَ يُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

[74] ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں، مجھے شعبہ رحمہ اللہ نے کہا، تم جریر بن حازم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو، آپ کے لیے حسن بن عمارہ سے روایت بیان کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے، ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے شعبہ رحمہ اللہ سے پوچھا، یہ کیسے ہے؟ (آپ کو کس طرح پتہ چلا ہے)، اس نے جواب دیا، حسن نے ہمیں حکم سے چند احادیث سنائیں، جن کی مجھے کوئی اصل یا بنیاد نہیں ملی، میں نے کہا، وہ کون سی حدیثیں ہیں؟ شعبہ نے کہا، میں نے حکم سے سوال کیا، کیا نبی اکرم ﷺ نے احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھی ہے؟ حکم نے کہا، نہیں پڑھی، جبکہ حسن بن عمارہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ، ان کی نماز جنازہ پڑھی، اور

[73] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٥٩٠) و (١٩٥١٤)

[74] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٦٤٦٩) و (١٠٣١٦) و (١٨٧٨٢) و (١٨٨٠٧)

ان کو دفن کیا، میں نے حکم سے دریافت کیا، آپ کا زنا کی اولاد کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ اس نے کہا، ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، میں نے پوچھا، کس کی روایت ہے؟ اس نے کہا، حسن بصری سے روایت ہے، جبکہ حسن بن عمارہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے اور حسن بن عمارہ یہ روایت حکم کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

[75] وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ......

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقَالَ حَلَفْتُ اَنْ لَا اَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَّلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوْجٍ وَقَالَ لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيْثٍ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُّ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُّ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسِبُهُمَا اِلَى الْكَذِبِ قَالَ حُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَالصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهٗ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَنَسَبَهٗ اِلَى الْكَذِبِ۔

[75] حسن حلوانی کہتے ہیں، میں نے یزید بن ہارون سے سنا، انہوں نے زیاد بن میمون کا ذکر کر کے کہا، میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں اس سے اور خالد بن محدوج سے کوئی روایت بیان نہیں کروں گا، کیونکہ میں زیاد بن میمون کو ملا اور اس سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو اس نے مجھے وہ بکر مزنی سے سنائی، پھر میں نے اس کی طرف دوبارہ رجوع کیا، تو اس نے مجھے وہ مورق سے سنا دی، پھر میں اسے سہ بارہ ملا تو اس نے مجھے وہ حسن سے سنا دی، اور یزید بن ہارون، ان دونوں (زیاد، خالد) کو جھوٹا قرار دیتا تھا۔

حلوانی کہتے ہیں، میں نے عبدالصمد کے پاس زیاد بن میمون کا ذکر کیا، تو اس نے کہا، وہ جھوٹا ہے۔

فائدہ:...... زیاد بن میمون کو امام بخاری نے متروک الحدیث قرار دیا ہے، اور خالد کو امام نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

[76] عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ اَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ فَمَالَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِيْ رَوٰى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِيَ اسْكُتْ فَاَنَا لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهٗ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَرْوِيْهَا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ اَرَاَيْتُمَا رَجُلًا يُّذْنِبُ فَيَتُوْبُ

[75] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٨٠) و (١٩٥٥٣)

[76] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٨٧٨٢) و (١٨٨٠٧)

اَلَيْسَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيْلًا وَّ كَثِيْرًا اِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَاَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ اَنِّيْ لَمْ اَلْقَ اَنَسًا قَالَ اَبُوْدَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ اَنَّهٗ يَرْوِيْ فَاَتَيْنَاهُ اَنَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ اَتُوْبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ۔ ف ۵۰۔

[76] محمود بن غیلان رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ سے کہا، آپ نے عباد بن منصور سے بہت سی روایات بیان کی ہیں، تو کیا وجہ ہے، آپ نے اس سے عطارہ کی حدیث نہیں سنی، جو ہمیں نضر بن شمیل رحمہ اللہ نے سنائی ہے؟ انہوں نے مجھے کہا، خاموش ہو جا کیونکہ میں اور عبد الرحمٰن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون کو ملے، تو ہم نے اس سے پوچھا، یہ احادیث جو تم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہو؟ (ان کی کیا حقیقت ہے) تو اس نے کہا، بتاؤ، ایک آدمی گناہ کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے، تو کیا اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کر لیتا؟ ہم نے کہا، معاف کر دیتا ہے، اس نے کہا، میں نے ان احادیث میں سے کم یا زیادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا، اگر عام لوگوں کو علم نہیں ہے، تو کیا آپ دونوں کو بھی علم نہیں ہے، میری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی، ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں، ہمیں بعد میں خبر پہنچی کہ وہ پھر حضرت انس سے روایت کرتا ہے، تو میں اور عبد الرحمٰن بن مہدی اس کے پاس آئے، تو اس نے کہا، میں توبہ کرتا ہوں، بعد میں وہ پھر بیان کرنے لگا، تو ہم نے اس کو چھوڑ دیا (کہ یہ تو جھوٹا آدمی ہے)۔

فائدہ:...... زیاد بن میمون، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مدینہ کی ایک حولاء نامی عطر فروش عورت کی طویل روایت بیان کرتا تھا۔

[77] حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ......

عَنْ شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُالْقُدُّوْسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُوْلُ سُوَيْدُبْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَالْقُدُّوْسِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ اَيُّ شَيْءٍ هٰذَا قَالَ يَعْنِيْ يُتَّخَذُ كُوَّةٌ فِيْ حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ قَالَ وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ بِاَيَّامٍ مَاهٰذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِيْ نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا اِسْمٰعِيْلَ۔

[77] شبابہ کہتے ہیں، عبد القدوس ہمیں حدیث سناتا اور راوی کا نام سوید بن عقلہ بتاتا اور متن یوں سناتا کہ

[77] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٨٥٨٩) و (١٨٧٩٨)

رسول اللہ ﷺ نے روح کو عرض بنانے سے منع فرمایا، اس سے پوچھا گیا، یہ کیا ہوا؟ یعنی اس کا مطلب کیا ہے، تو اس نے کہا، ہوا کے داخل ہونے کے لیے دیوار میں سوراخ یا کھڑکی رکھنا منع فرمایا۔

عبید اللہ بن عمیر قواریری کہتے ہیں، میں نے سنا، حماد بن زید کسی آدمی کو کہہ رہے تھے، جبکہ وہ شخص مہدی بن ہلال کے پاس چند روز بیٹھ چکا تھا، یہ تمہاری طرف سے پھوٹنے والا نمکین چشمہ کیسا ہے؟ اس نے کہا، ہاں، اے ابو اسماعیل (یہ حماد بن زید کی کنیت ہے) وہ ایسا ہی ہے، یعنی واقعی ضعیف ہے۔

فائدہ: ......عبدالقدوس نے سند اور متن دونوں میں غلطی کی ہے، راوی کا نام عقلہ نہیں ہے، بلکہ غفلہ ہے، یعنی عین کی جگہ غین ہے اور قاف کی جگہ فاء ہے، متن میں، روح ہے یعنی واء پر پیش ہے، اور اس نے زبر پڑھا، اور غرض (نشانہ) کو عرض بنا دیا، حدیث کا معنی یہ ہے، جاندار کو باندھ کر نشانہ بنا کر مارنے سے منع فرمایا۔

[78] وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ . قَالَ: سَمِعْتُ عَفَّانَ قَالَ......

عَنْ اَبِى عَوَانَةَ قَالَ مَابَلَغَنِى عَنِ الْحَسَنِ حَدِيْثٌ اِلَّا اَتَيْتُ بِهٖ اَبَانَ بْنَ اَبِى عَيَّاشٍ فَقَرَاَهُ عَلَىَّ۔

[78] ابوعوانہ کہتے ہیں، مجھے حسن سے جو روایت بھی پہنچی میں وہ لے کر ابان بن عیاش کے پاس آ گیا تو اس نے وہ مجھے (جھوٹ کے طور پر) سنا دی۔

[79] وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَا وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ مِنْ اَبَانَ بْنِ اَبِى عَيَّاشٍ نَحْوًا مِّنْ اَلْفِ حَدِيْثٍ قَالَ عَلِيٌّ فَلَقِيْتُ حَمْزَةَ فَاَخْبَرَنِى اَنَّهٗ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ اَبَانَ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا اِلَّا شَيْئًا يَّسِيْرًا خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً۔

[79] علی بن مسہر کہتے ہیں، میں نے اور حمزہ زیات نے، ابان بن ابی عیاش سے تقریباً ایک ہزار روایات سنیں، علی بن مسہر کہتے ہیں، بعد میں، میں حمزہ سے ملا تو اس نے مجھے بتائی، میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی، تو آپ پر ابان سے سنی ہوئی احادیث پیش کیں، تو آپ نے ان میں سے چند ایک پانچ یا چھ کے سوا کسی حدیث کو نہ پہچانا۔

[78] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٥١٨)

[79] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٥٩٦)

فائدہ:...... خواب دلیل یا حجت و سند نہیں بن سکتا، لیکن کسی حقیقت اور نفس الامر چیز کے بارے میں اطمینان قلب کا باعث بن سکتا ہے، ابان بن عیاش کا ضعف خارج اور نفس الامر میں ثابت ہے، اس خواب کی بنیاد پر اس کو ضعیف قرار نہیں دیا گیا، خواب سے محض ایک حقیقت کے بارے میں اطمینان ہوا ہے۔

[80] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ......

عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ اَبُو اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَارَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَاتَكْتُبْ عَنْهُ مَارَوٰى عَنْ غَيرِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَارَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ ۔

[80] زکریا ابن عدی کہتے ہیں، مجھے ابو اسحاق فزاری نے کہا، بقیہ سے صرف وہ احادیث لکھو، جو وہ معروف اور مشہور راویوں سے بیان کرتا ہے اور جو روایات وہ غیر معروف راویوں سے بیان کرتا ہے وہ نہ لکھو، اور اسماعیل بن عیاش سے کسی قسم کی روایت نہ لکھو، وہ معروف راویوں سے بیان کرتا ہو یا غیر معروف سے۔

فائدہ:...... ابو اسحاق خزاعی کا قول جمہور اہل علم کے خلاف ہے، وہ بعض علاقہ کے لوگوں کے بارے میں ثقہ ہے اور بعض کے سلسلہ میں غیر ثقہ۔

[81] وَحَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ . قَالَ: سَمِعْتُ بَعْضَ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْ لَا اَنَّهُ يَكْنِي الْاَسَامِيَ وَ يُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْوُحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ۔

[81] عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں، بقیہ اچھا آدمی تھا، اگر وہ ناموں کی جگہ کنیت اور کنیت کی جگہ نام نہ لیتا، ایک عرصہ دراز تک وہ ہمیں ابو سعید وحاظی سے روایت سناتا رہا، تو ہم نے غور وفکر کیا، تو معلوم ہوا وہ عبدالقدوس ہے، (جو ضعیف راوی ہے)۔

فائدہ:...... بعض لوگ راویوں کا عیب چھپانے کے لیے، اگر وہ نام سے معروف ہوں، تو ان کی روایت کنیت بدل کر کر دیتے، اور اگر کنیت سے معروف ہوں تو اس کا نام لینا شروع کر دیتے، مقصد یہ ہوتا کہ ان کے ضعف کا پتہ نہ چل سکے۔

[82] وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْدِيُّ . قَالَ سَمِعْتُ......

---

[80] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی الامثال، باب: ما جاء فی مثل الله علباده بعد حديث (٢٨٥٩) انظر ((التحفة)) برقم (١٨٣٩١)

[81] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٣٠)

[82] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٣١)

عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَارَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهٖ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ كَذَّابٌ

[82] عبدالرزاق بیان کرتے ہیں، میں نے عبداللہ بن مبارک کو کبھی عبدالقدوس کے سوا کسی کو صاف طور پر جھوٹا کہتے نہیں سنا، میں نے ان سے اس کو کذاب کہتے سنا۔

[83] وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ . قَالَ: سَمِعْتُ......

عَنْ اَبِىْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْوَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْنُعَيْمٍ اَرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ ۔

[83] ابونعیم کہتے ہیں، معلیٰ بن عرفان نے کہا، ہمیں ابووائل نے بتایا کہ جنگ صفین کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آئے، تو ابونعیم نے کہا، کیا تمہارے خیال کے مطابق وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے؟

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۳۲ھ یا ۳۳ھ کو ہوئی ہے، اور جنگ صفین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۳۷ھ کو ہوئی، یہ معلیٰ بن عرفان کا ابووائل پر افتراء ہے۔

[84] وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ ، كِلَاهُمَا......

عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَّجُلٍ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهٗ فَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ مَا اغْتَابَهٗ وَلٰكِنَّهٗ حَكَمَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِثَبْتٍ۔

[84] عفان بن مسلم کہتے ہیں، ہم اسماعیل بن علیہ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے حدیث بیان کی، تو میں نے کہا، یہ تو ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہے، اس نے کہا، تم نے اس کی غیبت کی ہے، اسماعیل نے کہا، اس نے غیبت نہیں کی، لیکن یہ حقیقت بتائی ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے (اور راوی کی اصلیت ظاہر کرنا غیبت نہیں ہے)۔

[85] وَحَدَّثَنَا اَبُوْجَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ......

عَنْ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الَّذِيْ

[83] انفرد به مسلم۔
[84] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٣٧)
[85] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٢٤٩)

يَرْوِى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ أَبِى الْحُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِى يَرْوِى عَنْهُ ابْنُ أَبِى ذِئْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوْا بِثِقَةٍ فِى حَدِيْثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ نَسِيْتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِى كُتُبِى فَقُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِى كُتُبِى۔

[85] بشر بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے محمد بن عبدالرحمان، جو حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، وہ قابل اعتماد نہیں ہے اور میں نے ان سے تو أمہ کے آزاد کردہ غلام صالح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، وہ ثقہ نہیں ہے، میں نے ان سے ابوالحویرث (عبدالرحمٰن بن معاویہ) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، وہ معتبر نہیں ہے، میں نے ان سے، اس شعبہ کے بارے میں پوچھا، جس سے ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ القرشی) روایت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا، وہ قابل اعتماد نہیں ہے، اور میں نے ان سے حرام بن عثمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، وہ قابل اعتماد نہیں ہے، میں نے امام مالک سے ان پانچ کے بارے میں دریافت کیا چنانچہ انہوں نے ان سب کے بارے میں فرمایا، وہ حدیث بیان کرتے ہی، معتبر نہیں ہیں اور میں نے ان سے ایک اور آدمی کے بارے میں پوچھا، جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا، تو انہوں نے جواب دیا، کیا، تم نے اس سے میری کتابوں میں روایت دیکھی ہے؟ میں نے کہا، نہیں، فرمایا، اگر وہ ثقہ ہوتا تو اس سے میری کتابوں میں روایت دیکھ لیتے۔

فائدہ :...... امام مالک نے اپنی کتابوں میں صرف ان راویوں سے روایت اپنی کتابوں میں درج کی ہے، جو ان کے نزدیک ثقہ اور قابل اعتماد تھے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب دوسرے ائمہ کے نزدیک بھی ثقہ اور معتبر ہوں اور وہ شعبہ جس کو امام مالک غیر ثقہ قرار دیتے ہیں، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام اور ان کا شاگرد تھا، جس کو قرشی اور ہاشمی کہتے تھے، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں کہا ہے، لیس بہ بأس، اور معروف و مشہور شعبہ بن الحجاج وہ تو ایک جلیل القدر، بلند پایہ محدث ہیں، جن کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہوتا ہے۔

[86] وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ . قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ . حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ......

[86] انفرد به مسلم- انظر التحفة)) برقم (١٩٣١٦)

عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ شُرَحْبِیْلَ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ مُتَّهَمًا۔

[86] حجاج کہتے ہیں، ہمیں ابن ابی ذئب نے شرحبیل بن سعد سے روایات سنائیں، لیکن وہ حدیث میں متہم تھا، یعنی اس پر کذب بیانی کا الزام ہے۔

فائدہ :...... شرحبیل بن سعد یہ مغازی کا جلیل القدر امام ہے، اور بقول ابن عیینہ، مغازی میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، لیکن یہ آخر میں انتہائی تنگدست ہوگیا اور کذب بیانی سے کام لینے لگا، حضرت زید بن ثابت اور دوسرے صحابہ کرام سے روایت لی ہے، آخر میں اختلاط کا شکار ہوگیا، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کی روایات لی ہیں۔

[87] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ . قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ الطَّالِقَانِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ......

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ اَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ اَنْ اَلْقَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ اَنْ اَلْقَاهُ ثُمَّ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ۔

[87] حضرت ابن مبارک کہتے ہیں، مجھے عبداللہ بن محرر سے ملنے کا اس قدر اشتیاق تھا کہ اگر مجھے یہ اختیار دیا جاتا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ یا عبداللہ بن محرر سے مل لو، تو میں یہ پسند کرتا کہ پہلے اس سے ملوں پھر جنت میں داخل ہوں، لیکن جب میں نے اس کو دیکھا تو میرے نزدیک مینگنی کی اس سے زیادہ قدر تھی، (یعنی جب اس قدر شوق اور عقیدت کے بعد ملاقات کا موقع ملا، تو وہ انتہائی نکما نکلا)۔

[88] وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ . حَدَّثَنَا وَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ . قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِیْ اُنَيْسَةَ قَالَ لَا تَاْخُذُوْا عَنْ اَخِيْ۔

[88] عبیداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں، زید یعنی ابن ابی انیسہ نے کہا، میرے بھائی سے روایت نہ لو۔

فائدہ :...... محدثین کے نزدیک دین یعنی قرآن و حدیث کا تحفظ و دفاع اس قدر اہم اور عزیز تھا کہ وہ اس کی خاطر کسی عزیز ترین فرد، بھائی، باپ اور بیٹے کا بھی لحاظ نہیں کرتے تھے، ان کے عیوب و نقائص بھی بیان کر دیتے۔

[89] وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ . قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ الْوَابِصِيُّ . قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ كَذَّابًا

[89] عبیداللہ بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں، یحیٰی بن ابی انیسہ جھوٹا تھا۔

[87] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٣٢)

[88] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٦٦٧)

[89] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٩٩٤)

[90] حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ . قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ فَرْقَدٌ عِنْدَ أَيُّوبَ فَقَالَ اِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ۔

[90] حماد بن زید بیان کرتے ہیں، ایوب کے سامنے فرقد (سنجی، عابد، زاہد) کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا، وہ حدیث کا اہل نہیں ہے۔

فائدہ:...... ابو یعقوب فرقد بن یعقوب تابعی ایک جلیل القدر عابد، زاہد تھا، لیکن اس کا حافظہ نکما تھا، اس لیے مرسل اور موقوف روایات کو بھی غیر شعوری طور پر مرفوع اور مسند بنا ڈالتا تھا، اس لیے امام ساجی نے لکھا ہے کہ وہ احکام وسنن میں لائق اعتماد اور حجت نہیں ہے۔

[91] عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرِ اللَّيْثِيُّ فَضَعَّفَهُ جِدًّا فَقِيْلَ لِيَحْيٰى اَضْعَفُ مِنْ يَّعْقُوْبَ بْنِ عَطَآءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ اَرٰى اَنَّ اَحَدًا يَرْوِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

[91] عبدالرحمٰن بن بشر عبدی بیان کرتے ہیں، یحییٰ بن سعید القطان کے سامنے محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا، یحییٰ سے پوچھا گیا، کیا وہ یعقوب بن عطاء سے بھی زیادہ ضعیف ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، پھر کہا، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرتا ہوگا۔

[92] عَنْ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ ضَعَّفَ حَكِيْمَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ الْاَعْلٰى وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنَ مُوْسَى بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدِيْثُهُ رِيْحٌ وَضَعَّفَ مُوْسَى بْنَ الدِّهْقَانَ وَعِيْسَى ابْنَ اَبِيْ عِيْسَى الْمَدَنِيَّ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيْسٰى يَقُوْلُ قَالَ لِيَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا قَدِمْتَ عَلٰى جَرِيْرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهُ كُلَّهُ اِلَّا حَدِيْثَ ثَلٰثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيْثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ

[92] بشر بن حکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے سنا، انہوں نے حکیم بن جبیر اور عبد الاعلیٰ کو ضعیف قرار دیا، اور یحییٰ بن موسیٰ کی تضعیف کی اور فرمایا، اس کی حدیث ریح (ہوا) ہے، یعنی اس کی کوئی

---

[90] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٨٤٤٩)

[91] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٥٣٩)

[92] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٩٥٣٩) و (١٨٩٣٣)

حیثیت نہیں ہے، اور انہوں نے موسیٰ بن دہقان اور عیسیٰ بن ابی عیسیٰ مدنی کو بھی ضعیف قرار دیا، اور حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں، مجھے عبداللہ بن مبارک نے کہا، جب تم جریر کی خدمت میں حاضر ہو، تو اس کا تمام علم (احادیث) لکھ لینا، مگر تین راویوں کی روایات، عبیدہ بن معتب، سری بن اسماعیل اور محمد بن سالم کی روایات نہ لکھنا، (کیونکہ یہ تینوں ضعیف اور متروک راوی ہیں)۔

فائدہ:...... یحییٰ بن موسیٰ بن دینار، کا لفظ کسی راوی کا وہم ہے، کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ کا مقصد تو یہ ہے کہ یحییٰ نے یعنی یحییٰ بن سعید القطان نے موسیٰ بن دینار کو ضعیف قرار دیا، یہ مقصد تو نہیں ہے کہ یحییٰ بن موسیٰ کو ضعیف قرار دیا۔

قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَاَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَّهَمِي رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَاَخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَائِبِهِمْ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى اسْتِقْصَآءِهِ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيْمَا قَالُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَبَيَّنُوْا۔

امام مسلم فرماتے ہیں، اہل علم کا حدیث میں متہم راویوں پر نقد اور ان کے معائب و نقائص کی آگاہی و اطلاع کے بارے میں ہم نے جو کلام نقل کیا ہے، اس جیسا کلام بہت زیادہ ہے، اگر ہم سب کا استیعاب کریں تو اس کے بیان سے کتاب میں طوالت پیدا ہو جائے گی، اور ہم نے ائمہ کا جو کلام بیان کر دیا ہے جو انسان ان کے اقوال اور بیان کو سمجھ لے گا اور محدثین کے طرز عمل کو جان لے گا، اس کے لیے ہم نے جو کچھ بیان کر دیا ہے وہی کافی ہے، (کیونکہ اصل مقصود تو محدثین کا راویوں کے سلسلہ میں طرز عمل بیان کرنا ہے، تاکہ اس کو نمونہ اور معیار بنایا جائے، جرح و تعدیل کی کوئی مستقل کتاب لکھنی تو مطلوب نہیں ہے، اس فن پر تو الگ اور مستقل کتب موجود ہیں)۔

وَاِنَّمَا اَلْزَمُوْا اَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَآئِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَاَفْتَوْا بِذٰلِكَ حِيْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِيْهِ مِنْ عَظِيْمِ الْخَطَرِ اِذِالْاَخْبَارُ فِي اَمْرِ الدِّيْنِ اِنَّمَا تَاْتِي بِتَحْلِيْلٍ اَوْ تَحْرِيْمٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيٍ اَوْ تَرْغِيْبٍ اَوْ تَرْهِيْبٍ فَاِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدَنٍ لِلصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ ثُمَّ اَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَافِيْهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ اٰثِمًا بِفِعْلِهِ ذٰلِكَ غَآشًّا لِعَوَامِ الْمُسْلِمِيْنَ اِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلٰى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْاَخْبَارَ اَنْ يَّسْتَعْمِلَهَآ اَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا اَوْ اَكْثَرَهَآ اَكَاذِيْبُ لَا اَصْلَ لَهَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِّوَايَةِ الثِّقَاتِ وَاَهْلِ الْقَنَاعَةِ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُّضْطَرَّ اِلٰى نَقْلِ مَنْ لَّيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مَقْنَعٍ۔

اور محدثین نے حدیث کے راویوں اور اخبار (احادیث) نقل کرنے والوں کے نقائص بیان کرنے (لکھوانے) کا اپنے آپ کو محض اس وجہ سے پابند بنایا ہے، اور جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو اس کے جواز کا فتویٰ دیا، کیونکہ یہ بہت اہمیت اور شان والا کام ہے، کیونکہ دین کے معاملہ کے سلسلہ میں جو اخبار و احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں تو کسی چیز حلت یا حرمت، یا حکم یا نہی یا ترغیب (شوق و رغبت دلانے) یا ترہیب (خوف و ڈرد لانے) کا بیان ہے، تو جب ان کے بیان کرنے والا راوی، صدق و امانت کا منبع نہیں ہے، یعنی صدق و امانت سے متصف نہیں ہے، پھر اس کے باوجود ان سے روایت کرنے کا اقدام و جسارت ایسا شخص کرتا ہے، جو ان کی معرفت اور شناخت رکھتا ہے، اور اس کے عیب و نقص کو ان دوسروں کے لیے بیان نہیں کرتا، جو ان کی اصل حقیقت یا اصلیت کی معرفت نہیں رکھتا، تو ایسا نسان اس کتمان علم کی بنا پر گناہ گار ہوگا، اور مسلمان عوام سے فریب اور دغا کرنے والا ہوگا، کیونکہ جو لوگ ان اخبار (احادیث) کو سنیں گے، ان میں سے بعض کے بارے میں اس سے بے خوف یا مطمئن نہیں ہوا جا سکتا کہ وہ ان احادیث پر عمل کریں گے، یا ان میں سے بعض احادیث پر عمل کریں گے اور ممکن ہے یہ سب یا ان میں سے اکثر روایات جھوٹ ہوں، جن کی کوئی اصلیت یا حقیقت ہی نہ ہو، حالانکہ ثقہ اور معتبر راویوں جن پر قناعت و اعتماد ہوسکتا ہے، (کیونکہ وہ عدالت وضبط سے متصف ہیں) کی صحیح روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی موجودگی میں نا قابل اعتماد اور جن پر قناعت و اعتماد نہیں ہوسکتا، کی روایات نقل کرنے کی مجبوری یا ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ :...... احادیث، قرآن کا بیان اور توضیح وتشریح ہیں، اس کے اجمال کی تفصیل، مشکل کی تشریح اور مجمل کی توضیح اور عملی بیان ہیں، اس لیے ان پر دین کا دارومدار اور انحصار ہے، ان کے بغیر قرآن اور دین کا فہم اور اس پر عمل ممکن نہیں ہے، اس لیے ان کا تحفظ اور دفاع، آمیزش و اختلاط سے پاک صاف رکھنا امت کا فریضہ ہے، اور اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی ونصیحت کا تقاضا ہے کہ اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے کہ صحیح احادیث میں، باطل، منکر اور ضعیف احادیث کی آمیزش نہ ہو سکے اور یہ کام اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ حدیث بیان کرنے والے راویوں کے عیوب ونقائص کو ناواقف لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جائے، تا کہ وہ ان سے دھوکہ نہ کھا جائیں، اور ان کی غلط اور نا قابل اعتبار باتوں کو حدیث سمجھ کر قبول نہ کر لیں، اس سے اگر چہ ان کا شخصی وقار مجروح ہوگا، لیکن دین وشریعت اور قرآن وسنت کا تحفظ و دفاع ہوگا، جو ایک امت کا ایک اجتماعی اور دینی فریضہ ہے، اور امت کے اجتماعی مفاد کو شخصی اور انفرادی مفاد کی بھینٹ نہیں چڑھایا جا سکتا، اور ثقہ اور قابل اعتماد لوگوں کی صحیح روایات، اس کثرت سے موجود ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی باطل، بے اصل اور ضعیف روایت کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کی خاطر غیر ثقہ لوگوں کو گوارا کر لیا جائے، ہاں، اس کی ایک وجہ وہ

ہو سکتی ہے، جس کو آگے امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، یعنی اپنی کثرت معلومات کی عوام الناس پر دھاک بٹھانا کہ دیکھو ہمیں کس قدر اور کتنی عجیب وغریب احادیث یاد ہیں۔

وَلَا اَحْسِبُ كَثِيْرًا مِمَّنْ يُعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلٰى مَاوَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهٖ بِمَا فِيْهَا مِنَ التَّوَهُّنِ وَالضُّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِيْ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رِوَايَتِهَا وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا اِرَادَةُ التَّكْثِيْرِ بِذٰلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِاَنْ يُّقَالَ مَا اَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِّنَ الْحَدِيْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ بِاَنْ يُّسَمّٰى جَاهِلًا اَوْلٰى مِنْ اَنْ يُّنْسَبَ اِلَى الْعِلْمِ۔

اور میں سمجھتا ہوں، بہت سے وہ لوگ جنہوں نے ان ضعیف احادیث اور مجہول سندوں (جن کے راویوں کے بارے میں معلوم نہیں) کی طرف توجہ دی ہے اور ان میں جو کمزوری اور ضعف ہے، اس کے جان لینے کے بعد بھی ان کے بیان کو قابل اعتبار سمجھا ہے، ان کی غرض وسبب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان روایات کو بیان کر کے اور ان کو شمار کر کے عوام کے سامنے اپنے علم کی کثرت وزیادتی ثابت کریں (کہ ہم بڑی معلومات رکھتے ہیں، بڑے عالم اور فاضل ہیں) اور یہ کہا جا سکے فلاں شخص نے کس قدر زیادہ احادیث جمع کی ہیں، اور کتنی تعداد میں ان کو جمع کیا ہے، اور جو انسان علم میں یہ راستہ چلتا ہے، اور اس ڈگر وطریقہ کو اختیار کرتا ہے، اس کا صحیح علم میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور اس کو جاہل کہنا اس سے زیادہ مناسب وبہتر ہے کہ اس کی علم کی طرف نسبت کی جائے اور عالم کہا جائے۔

نوٹ:...... صحیح مسلم بشرح النووی، مطبع مصریہ ازہراور پاکستانی نسخوں میں، حدیث مُعَنعن سے احتجاج کی صحت کا یہاں عنوان قائم کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم نے یہ عبارت یہاں لکھ دی ہے اگر چہ علامہ نووی کا نسخہ جو ہمارے پیش نظر ہے اس میں یہ عنوان آگے آئے گا۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيْثِ مِنْ اَهْلِ عَصْرِنَا فِيْ تَصْحِيْحِ الْاَسَانِيْدِ وَتَسْقِيْمِهَا بِقَوْلٍ لَّوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهٖ وَذِكْرِ فَسَادِهٖ صَفْحًا لَّكَانَ رَاْيًا مَتِيْنًا وَّ مَذْهَبًا صَحِيْحًا اِذِ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰى لِاِمَاتَتِهٖ وَاِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهٖ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ ذٰلِكَ تَنْبِيْهًا لِّلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ اَنَّ لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُوْرِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ وَاِسْرَاعِهِمْ اِلَى اعْتِقَادِ خَطَاءِ الْمُخْطِئِيْنَ وَ الْاَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَآءِ رَاَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهٖ وَرَدَّ مَقَالَتِهٖ بِقَدْرِ مَا يَلِيْقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ اَجْدٰى عَلَى الْاَنَامِ وَاَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ہمارے معاصرین میں سے بعض حضرات جو علم حدیث کی مہارت کا دعویٰ رکھتے ہیں، نے اسانید کی تصحیح (صحیح قرار دینا) اور تسقیم (سقیم و کمزور قرار دینا کے بارے میں) ایسی گفتگو کی ہے کہ اگر ہم اس کی نقل سے اعراض کریں، اور اس کے فساد و بگاڑ کے ذکر سے پہلو تہی کریں، تو یہ ایک پختہ رائے اور صحیح نظریہ ہوگا، کیونکہ نظرانداز کردہ اور گرے پڑے قول سے اعراض کرنا ہی (اس پر توجہ اور اس کو اہمیت نہ دینا) اس کو مٹانے اور اس کے کہنے والے کے نام کو گم کرنے کے لیے زیادہ مناسب ہے، اور زیادہ بہتر اور قابل قبول یہی ہے کہ اس کا ذکر کر کے اس سے ناواقفوں کو آگاہ نہ کیا جائے، مگر چونکہ ہمیں یہ اندیشہ اور خطرہ محسوس ہوا کہ اس کا انجام اور نتیجہ برا ہوگا، جاہل لوگ نئی نئی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں، (ان پر فریفتہ اور ان کے دلدادہ ہو جاتے ہیں) اور بہت جلد خطا کر جانے والوں کی خطا و غلطی اور علماء کی نظر میں گرے پڑے اقوال کا اعتقاد کر لیتے ہیں، اس لیے ہماری رائے یہی ٹھہری کہ اس کے قول کا فساد ظاہر کریں، اور بقدر لائق، اس کے قول کی تردید کرنا لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ قابل تعریف ہے۔ ان شاء اللہ۔

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْاَخْبَارِ عَنْ سُوْءِ رَوِيَّتِهِ اَنَّ كُلَّ اِسْنَادٍ لِحَدِيْثٍ فِيْهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ اَحَاطَ الْعِلْمَ بِاَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ وَجَائِزٌ اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَى رَّاوِيْ عَمَّنْ رَّوٰى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَا بِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سِمَاعًا وَّلَمْ نَجِدْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ اَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيْثٍ اَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُوْمُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَآءَ هٰذَا الْمَجِيْءَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِاَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيْثِ بَيْنَهُمَا اَوْ يَرِدُ خَبَرٌ فِيْهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا اَوْ تَلَاقِيْهِمَا مَرَّةً مِّنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَه عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَاْتِ رِوَايَةٌ تُخْبِرُ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهٖ قَدْ لَقِيَهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ فِيْ نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَمَّنْ رُّوَى عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَالْاَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةٌ وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مَوْقُوْفًا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيْهِ سِمَاعُهُ مِنْهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ قَلَّ اَوْ كَثُرَ فِيْ رِوَايَةٍ مِّثْلِ مَاوَرَدَ

اور وہ بات کرنے والا شخص جس کے قول کی نقل اور اس کی بدفکری یا رائے سے آگاہی سے ہم نے کلام کا آغاز کیا، اس کا خیال و گمان ہے کہ ہر وہ حدیث جس کی سند میں فلان عن فلان ہو، جبکہ ہمیں یقینی طور پر علم ہو چکا ہو کہ وہ دونوں ایک دور اور زمانہ کے ہیں، اور یہ ممکن اور جائز ہے کہ اس حدیث کا راوی، جس شخص سے یہ روایت کر رہا ہے، اس سے اسے سن چکا ہے، اور اس کے منہ سے (روبرو) اس کو لے چکا ہے، ہاں اتنی بات ہے، ہمیں اس سے سماع

(سننے) کا علم نہیں ہے اور کسی روایت میں ہم یہ نہیں پاتے کہ وہ کبھی ملے ہوں یا کوئی حدیث روبرو (بالمشافہ) بیان کی ہو، تو اس کے نزدیک اس انداز اور طریقہ پر آنے والی روایت حجت نہیں بن سکتی، (اس سے استدلال نہیں ہوسکتا) جب تک اسے اس بات کا علم نہ ہو جائے کہ وہ دونوں کبھی اپنے دور زمانہ میں ایک یا اس سے زائد دفعہ اکٹھے ہوئے تھے، یا روبرو (آمنے سامنے بیٹھ کر) حدیث سنائی تھی، یا کوئی ایسی خبر واطلاع ہو، جس میں یہ وضاحت ہو کہ وہ دونوں اپنے دور میں کبھی ایک یا زائد مرتبہ جمع ہوئے تھے اور ملے تھے، اگر اسے اس کا علم نہ ہو سکے، اور کوئی ایسی صحیح روایت بھی نہ ہو، جو یہ خبر واطلاع دے کہ یہ راوی اپنے استاد کو ایک دفعہ مل چکا ہے، اور اس سے کچھ سن چکا ہے تو ایسی حدیث کی نقل وخبر، جس کی روایت کی صورت وہ ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں، (کہ راوی اور اس کا استاد ہم عصر ہیں اور ان کی ملاقات کا امکان ہے) حجت اور دلیل نہیں بن سکتی، اور اس حدیث کے بارے میں اس کے نزدیک اس وقت تک توقف کیا جائے گا حتی کہ اس کو پتہ چل جائے کہ اس نے اپنے استاد سے کم یا زیادہ حدیث سنی ہے، ایسے آنے والی کسی ایک حدیث سے ہی۔

فائدہ:...... فلان عن فلان کی صورت میں بیان کردہ حدیث کو مُعَنْعَن حدیث کہتے ہیں، چونکہ اس حدیث میں راوی اس بات کی تصریح یا وضاحت نہیں کرتا کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہے یا اس نے مجھ سے بیان کی ہے، تو اس لیے یہ شبہ پیدا ہو جاتا ہے، شاید اس نے اپنے مروی عنہ جس سے روایت کر رہا ہے، یہ روایت رو برو اور بلا واسطہ براہ راست نہ سنی ہو، درمیان میں کوئی اور واسطہ اور راوی ہو، اور یہ روایت اس تک بالواسطہ، دوسرے راوی کے ذریعہ پہنچی ہو، اور اس نے اس واسطہ، دوسرے راوی کو نظر انداز کر دیا ہے، اور اس کا نام نہیں لیا، اس شبہ کی بنا پر، اس حدیث کے حجت اور لائق استناد ہونے میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک، معنعن حدیث کسی صورت میں حجت نہیں ہے، اور امام مسلم کا نظریہ، یہ ہے کہ اگر راوی اور مروی عنہ جس سے وہ روایات بیان کر رہا ہے، دونوں ہم عصر ہوں اور ان کی ملاقات کا امکان ہو، اور راوی مدلس نہ ہو، یعنی جس استاد سے اسے سماع حاصل ہے، اس سے ایسی روایت بیان نہ کرتا ہو، جو اس سے سنی نہیں ہے کسی اور سے سنی ہے اور اس کو گرا عن کے ذریعہ یہ روایت بھی اپنے استاد کی طرف منسوب کر دی ہے، امام مسلم اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک، یہ روایت حجت ہے اگرچہ دونوں کی ملاقات خارج میں ثابت نہ ہو، محض امکان ملاقات ہی ملاقات کے قائم مقام ہوگا، لیکن امام علی بن المدینی، امام بخاری وغیرہ حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ جب تک ایک یا زائد دفعہ ملاقات ثابت نہ ہو، محض ملاقات کا امکان ہو، تو یہ روایت حجت یا لائق استدلال نہیں ہے، اور صحیح قول یہی ہے، امکان ملاقات کافی نہیں ہے، ملاقات کا ثبوت اور علم ہونا چاہیے، امام مسلم ؒ نے اس نظریہ اور رائے کی بڑے شدومد اور انتہائی سخت انداز میں تردید کی ہے، اور اس قول کے قائل کو جعلی اور بناوٹی محدث قرار دیا ہے، معلوم ہوتا ہے، امام مسلم کو اس بات کا علم نہیں

تھا، کہ ان کے جلیل القدر اساتذہ علی بن المدینی اور امام بخاری کا موقف بھی یہی ہے، اس کی وجہ ہم آگے بیان کریں گے۔

۷...... صِحَّةِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الْمُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَآءُ الْمُعَنْعِنِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مُدَلِّسٌ

باب ۷: حدیث معنعن سے استدلال کرنا، اس کو حجت و دلیل بنانا درست ہے

وَهٰذَا الْقَوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فِي الطَّعْنِ فِي الْاَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهٗ عَلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهٗ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَ ذٰلِكَ اَنَّ الْقَوْلَ الشَّآئِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا وَّ حَدِيْثًا اَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ مِثْلِهٖ حَدِيْثًا وَجَآئِزٌ مُمْكِنٌ لَهٗ لِقَآءُهٗ وَالسِّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا جَمِيْعًا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فِيْ خَبَرٍ قَطُّ اَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَّوٰى عَنْهُ اَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا وَالْاَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْاِمْكَانِ الَّذِيْ فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ عَلَى السِّمَاعِ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِيْ بَيَّنَّا

فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِيْ وَصَفْنَا مَقَالَتَهٗ اَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ اَعْطَيْتَ فِيْ جُمْلَةِ قَوْلِكَ اَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ عَنِ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ اَدْخَلْتَ فِيْهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ حَتّٰى يُعْلَمَ اَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهٗ عَنْ اَحَدٍ يَّلْزَمُ قَوْلُهٗ وَاِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيْلًا عَلٰى مَازَعَمْتَ فَاِنِ ادَّعٰى قَوْلَ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَآءِ السَّلَفِ بِمَازَعَمَ مِنْ اِدْخَالِ الشَّرِيْطَةِ فِيْ تَثْبِيْتِ الْخَبَرِ طُوْلِبَ بِهٖ وَلَنْ يَّجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهٗ اِلٰى اِيْجَادِهٖ سَبِيْلًا وَاِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيْمَا زَعَمَ دَلِيْلًا يَّحْتَجُّ بِهٖ قِيْلَ لَهٗ وَمَا ذَاكَ الدَّلِيْلُ۔

یہ (مذکورہ بالا) قول، اللہ تم پر رحم فرمائے...... سندوں پر طعن کرنے کے سلسلہ میں من گھڑت اور نیا قول ہے، اس قائل سے پہلے کسی نے یہ نہیں کہا، اور اہل علم میں سے کوئی اس کا معاون وحامی نہیں ہے، اس کا سبب اور وجہ یہ ہے کہ احادیث کا علم رکھنے والے قدیم اور جدید اہل علم میں شائع (مشہور، پھیلا ہوا) اتفاقی قول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ثقہ ہے اور اپنے جیسے ثقہ سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اس سے اس کی ملاقات اور سماع (حدیث سننا) ممکن اور جائز ہے، کیونکہ وہ دونوں ایک دور میں تھے، (ان کا زمانہ ایک ہی ہے) اگرچہ کسی حدیث میں کبھی یہ تصریح نہیں ملی کہ وہ دونوں اکٹھے ہوئے تھے اور ان کی رو برو، آمنے سامنے گفتگو ہوئی تھی، بہرحال وہ حدیث صحیح ہے اور قابل

حجت ہے، الا یہ کہ اس کی جگہ، اس بات کی کھلی دلیل موجود ہو کہ یہ راوی جس سے روایت بیان کر رہا ہے، اس سے ملا نہیں ہے، یا اس سے کچھ سنا نہیں ہے، مگر اس صورت میں جبکہ معاملہ مبہم ہو، (سماع یا عدم سماع کی صراحت نہ ہو) اور امکان ملاقات کی وہ صورت موجود ہے، جس کی وضاحت ہم نے کی ہے، تو پھر یہ روایت ہمیشہ سماع پر محمول ہو گی، (اور متصل سمجھی جائے گی) حتی کہ اس کے خلاف واضح دلالت مل جائے کہ اس نے اس سے کچھ نہیں سنا اور نہ ملا ہے (پھر روایت متصل اور حجت نہیں ہو گی) اس قول کے موجد، جس کا قول ہم نے بیان کیا ہے، یا اس کا دفاع کرنے والے حمایتی سے کہا جائے گا، اپنے قول میں تم یہ مان چکے ہو کہ ایک قابل اعتماد شخص کی دوسرے قابل اعتماد شخص سے روایت ایسی حجت ہے، جس پر عمل کرنا ضروری ہے، پھر بعد میں تم نے ایک شرط داخل کر دی ہے، (شرط لگا دی ہے) اور آپ کہتے ہیں، حتی کہ ہم جان لیں، وہ دونوں ایک یا زائد دفعہ مل چکے ہوں، یا اس نے اس سے کوئی حدیث سنی ہو، تو کیا آپ یہ شرط جو آپ نے لگا دی ہے، کسی ایسے شخص کے ہاں پاتے ہیں، جس کا قول ماننا ضروری ولازمی ہے؟ اگر نہیں تو اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کریں، اگر وہ سلف علماء میں سے کسی کے قول کا دعویٰ کرے کہ جس شرط کا حدیث کے اتصال کے ثبوت کے لیے، اس نے دعویٰ کیا ہے، وہ اس کا قول بھی ہے، تو اس سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا، اور اسے یا کسی اور کو اس قول کے پیش کرنے کی کوئی صورت یا راہ نہ مل سکے گی، اور اگر وہ اپنے دعویٰ کے حق میں قابل حجت دلیل پیش کرنے کا دعویٰ کرے، تو اس سے کہا جائے گا، وہ کون سی دلیل ہے؟ (پیش کرو)۔

فائدہ :...... ارسال کا معنی ہے، آزاد کرنا، کھول دینا، یعنی کسی راوی کو چھوڑ دینا، اس لیے مرسل روایات وہ ہوں گی، جس کسی سند سے کوئی راوی گرا ہو، چونکہ گرنے والے راوی کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کون ہے، اس لیے جمہور محدثین اور بہت سے اصولی اور فقہاء حضرات کے نزدیک یہ حجت اور سند نہیں بن سکتی، لیکن امام ابو حنیفہ، مالک اور احمد کے مشہور قول کے مطابق، مرسل روایات حجت ہے، بشرطیکہ ارسال کرنے والا قابل اعتماد اور ثقہ ہو اور ثقہ ہی سے ارسال کرتا ہو، لیکن سوال یہ ہے، کیا یہ ضروری ہے، اگر وہ اس کے نزدیک ثقہ ہے تو دوسروں کے نزدیک بھی ثقہ ہو۔

فَإِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِأَنِّي وَجَدْتُ رُوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا يَرْوِي أَحَدُهُمْ عَنِ الْآخَرِ الْحَدِيثَ وَلَمَّا يُعَايِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ اسْتَجَازُوا رِوَايَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَى الْإِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَّالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ سِمَاعِ الرَّاوِي كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَّاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سِمَاعِهِ مِنْهُ لِأَدْنَى شَيْءٍ ثَبَتَ عِنْدِي بِذٰلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدُ فَإِنْ عَزَبَ عَنِّي مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ أَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ۔

فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْاِحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَّا تُثْبِتَ إِسْنَادًا مُّعَنْعَنًا حَتّٰى تَرٰى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلٰى اٰخِرِهِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْحَدِيْثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِيْنٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيْهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ يَجُوْزُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَّرْوِيْهَا عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِيْ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيْهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ اٰخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيْهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيْهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَّرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلٰى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذٰلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ أَيْضًا مُّمْكِنٌ فِيْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذٰلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِّحَدِيْثٍ لَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيْرًا فَجَائِزٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ أَنْ يَّنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيْثِهِ ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَّلَا يُسَمِّيَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّيَ الَّذِيْ حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيْثَ وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ۔

اگر وہ یہ کہے، میں نے یہ شرط کی بات اس لیے کی ہے کہ میں نے پرانے اور نئے (قدیم اور جدید) حدث کے راویوں کو دیکھا ہے، ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتا ہے، حالانکہ اس نے (دوسرے کو) دیکھا تک نہیں ہے، اور نہ اس نے اس سے کبھی سنا ہے، تو جب میں نے یہ صورت حال دیکھی ہے کہ انہوں نے باہمی طور پر حدیث کو مرسل (منقطع، بلاسماع) طور پر بلاسماع بیان کرنا روا رکھا ہے، (اس کی اجازت دی ہے) جبکہ مرسل روایات ہمارے اصولی قول اور احادیث کا علم رکھنے والے حضرات کے قول کی رو سے حجت نہیں ہے، تو اس طرز عمل کے سبب جو میں نے بیان کیا ہے، مجھے ضرورت اور حاجت لائق ہوئی کہ میں راوی کی ہر حدیث کی جو وہ دوسرے راوی سے بیان کرتا ہے، اس کے سماع کی تلاش اور کرید کروں، تو جب مجھے اس کے کسی چیز کے سننے کی آ گاہی یا واقفیت ہو جائے گی، تو اس سے میرے نزدیک اس کی تمام روایات جو دوسرے راوی سے کرتا ہے، ثابت ہو جائیں گی، (میں سمجھ لوں گا کہ اس نے سب روایات سنی ہیں) لیکن اگر یہ معرفت مجھے حاصل نہ ہو سکے گی، (مجھ سے مخفی اور پوشیدہ رہے گی) تو میں روایت کے بارے میں توقف کروں گا، اور وہ میرے نزدیک، ارسال کے امکان کی بنا پر حجت و دلیل کے مقام پر فائز نہیں ہوگی۔

اس کی اس دلیل کے جواب میں، اسے کہا جائے گا، اگر آپ کے نزدیک حدیث کو ضعیف قرار دینے اور اس سے

احتجاج (حجت بنانا) کے ترک کر دینے کی علت اور وجہ، اس میں ارسال پائے جانے کا امکان ہے، تو آپ پر لازم آتا ہے کہ آپ کسی معنعن سند کی صحت کو تسلیم نہ کریں، جب تک آپ کو ابتدا سے انتہا تک سماع کا ثبوت نہ مل جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ ہمارے سامنے ایک حدیث، ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ، کی صورت میں آتی ہے، تو ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں، ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے، اور اس کا باپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن چکا ہے، جیسا کہ ہمیں یہ علم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے، لیکن یہ ممکن ہے، جب ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے وقت کسی حدیث میں سمعت یا اخبرنی (میں نے سنا، اس نے مجھے خبر دی) نہیں کہتے (عن عروۃ کہتے ہیں) تو اس کے اور اس کے باپ کے درمیان، اس روایت میں کوئی اور انسان ہو جس نے اسے اس کے باپ سے یہ حدیث سنائی ہو، اور اس نے بذات خود براہ راست اپنے باپ سے نہ سنی ہو، لیکن ہشام نے اس کو مرسل صورت میں بیان کرنا پسند کیا، اور جس شخص سے سنا ہے، اس کی طرف اس کی نسبت نہ کی، اور جس طرح یہ امکان اور احتمال ہشام اور اس کے باپ کے سلسلہ میں موجود ہے، وہی احتمال اور امکان اس کے باپ اور حضرت عائشہ کے سلسلہ میں موجود ہے، اور اس طرح یہ امکان حدیث کی ہر اس سند میں موجود ہوگا، جہاں راوی ایک دوسرے سے سننے (سماع) کی صراحت نہیں کرتے، اگرچہ اجمالی طور پر ان میں سے ہر ایک کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ اس نے اپنے مروی عنہ سے (جس سے وہ روایت کر رہا ہے) بہت کچھ سنا ہے، لیکن ہر ایک کے بارے میں یہ جائز اور ممکن ہے کہ وہ بعض روایات میں اس مقام سے نیچے آ جائے اور اس کی بعض روایات اس سے کسی دوسرے کے واسطہ سے سنے، پھر بعض دفعہ ان کو مرسل صورت میں بیان کر دے اور جس سے سنا ہے اس کا نام نہ لے اور بعض دفعہ، وہ چاک و چوبند ہو تو جس آدمی سے وہ حدیث سنی ہے، اس کا نام لے دے اور ارسال نہ کرے۔

خلاصہ کلام:

امام مسلم رحمہ اللہ کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تمہارے نزدیک ارسال کے امکان اور احتمال کی بنا پر، حدیث حجت نہیں ہے، تو یہ احتمال اور امکان تو تمام معنعن سندوں میں موجود رہے گا، کیونکہ ملاقات کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے اپنے استاد سے تمام روایات براہ راست سنی ہوں، کوئی روایت بھی دوسروں کے واسطہ سے نہ سنی ہو تو ملاقات کا ثبوت بھی، ارسال کے امکان کو زائل نہیں کرتا، اس لیے ایک دفعہ یا ایک حدیث کے سماع کی شرط لگانا بے سود ہے، ہر حدیث میں شرط لگاؤ، یا کسی میں بھی نہ لگا۔

اعتراض کا جواب:

امام مسلم کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس قول کا قائل، احتمال یا امکان کو ختم اور زائل کرنے کے لیے ہی تو یہ شرط لگاتا ہے کہ محض امکان یا احتمال ملاقات کے لیے کافی نہیں ہے اور لقاء کا ثبوت ہونا چاہیے، جب ملاقات یا

سماع ثابت ہو جائے گا تو پھر ارسال کا امکان یا احتمال ختم ہو جائے گا، بلکہ سماع کی جانب راجح ہو گی، کیونکہ جب راوی مدلس نہیں ہے، تو وہ ایسی حدیث جو اس نے اپنے شیخ سے سنی نہیں ہے، اس کو ایسے صیغہ سے بیان نہیں کرے گا، جس میں سننے کا وہم پیدا ہوتا ہو، اور جو راوی مدلس ہے، اسکی کوئی روایت سماع کی صراحت کے بغیر قبول نہیں ہے، کیونکہ وہ راوی جو اپنے استاد سے ایسی روایت، سماع کا وہم پیدا کرنے کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے جو اس نے اپنے استاد سے سنی نہیں، تو وہ تو مدلس ہے۔

فائدہ:......اس قائل سے مراد جس کے قول کو امام مسلم رحمہ اللہ بے اصل، مخترع غیر مسبوق بلا دلیل کہہ رہے ہیں، امام بخاری نہیں ہو سکتے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے، جس استاد کی وہ انتہائی تعظیم کریں، جس کی خاطر امام ذہلی کی ساری روایات انہیں واپس کر دیں، اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے یہ کہیں، دَعْنِي حَتَى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يا أُسْتَاذَ الأَسْتَاذِيْنَ يَا سيّد المحدثين او سند المحدثين وطيب الحديث في عِلَلِهِ (مقدمہ فتح الباری) اے اساتذہ کے استاذ، اے محدثوں کے سید، اے محدثوں کے سہارا، معیار، اور علل حدیث (حدیث کے مخفی عیوب) کے ماہر، آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے قدم چوم لوں، اور کہیں، آپ سے حاسد ہی کینہ اور بغض رکھے گا، اور میں گواہی دیتا ہوں، دنیا میں آپ کی نظیر اور تمثیل موجود نہیں ہے، کیا امام مسلم، امام بخاری کو بناوٹی اور جعلی محدث قرار دے سکتے ہیں، اور اس قدر سخت لب ولہجہ اپنا سکتے ہیں، اور شیخین (امام بخاری، مسلم) کے بعد آنے والے محدثین نے بھی امام بخاری کے موقف کو وزنی قرار دیا ہے۔

وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِّنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَ سَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا عَدَدًا يُّسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى اَكْثَرَ مِنْهَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَّ جَمَاعَةً غَيْرُهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاوٗدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ۔

اور جو احتمال ہم نے بیان کیا ہے، وہ واقعتاً نفس الامر میں حدیث میں موجود اور مشہور ہے، جو بڑے قابل اعتماد محدثین اور ائمہ علم کی حدیث میں پایا جاتا ہے، اور ہم چند احادیث اپنی بیان کردہ صورت کے مطابق بیان کرتے ہیں، ان شاء اللہ ان کو نمونہ بنا کر بہت سی روایات سے ہمارے والا استدلال پیش کیا جا سکتا ہے، ان روایات میں سے ایک روایت یہ ہے، جسے ایوب سختیانی، ابن مبارک، وکیع، نمیر اور ان کے علاوہ ایک جماعت عن ہشام، عن

عروہ عن ابیہ عن عائشہ ﷞ بیان کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کھولتے اور احرام باندھتے وقت، اپنے پاس موجود سب سے عمدہ خوشبو لگاتی تھی، یہی روایت ہو بہو، لیث بن سعد، داؤد عطاء، حمید بن اسود، وہیب بن خالد، اور ابو اسامہ، ہشام سے یوں بیان کرتے ہیں، اخبرنی عثمان بن عروۃ، عن عروۃ عن عائشۃ، عن النبی ﷺ۔ ہشام کہتے ہیں مجھے عثمان بن عروہ نے عروہ سے روایت بیان کی اور اس نے اس عائشہ بیان کی۔

خلاصہ کلام:

پہلی سند میں ہشام اپنے باپ سے براہ راست بیان کرتے ہیں اور دوسری میں اپنے بھائی عثمان کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، جس سے ثابت ہوا، ہشام اپنے باپ سے کبھی یہ روایت مرسلا بیان کرتے ہیں، اور کبھی مسنداً۔

جواب:

ہشام نے یہ روایت پہلے اپنے بھائی عثمان سے سنی اور پھر براہ راست اپنے باپ عروہ سے سن لی، پھر اس کو دونوں طرح بیان کر دیا۔

وَرَوٰى هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي اِلَيَّ رَاْسَهُ فَاُرَجِّلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ فَرَوْهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

اس طرح ہشام بن ابیہ عن عائشہ ﷞ بیان کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے، اپنا سر مبارک میرے قریب کرتے، تو میں حیض کی حالت میں کنگھی کر دیتی، یہی روایت ہو بہو وہ امام مالک بن انس، عن الزہری، عن عروۃ عن عمرۃ، عن عائشۃ، عن النبی ﷺ بیان کرتے ہیں، (اس طرح عروۃ اور عائشہ ﷞ کے درمیان عمرہ کا واسطہ ہے، جبکہ پہلی روایت بلا واسطہ ہے۔

جواب:

عروہ نے پہلے یہ روایت عمرہ سے سنی اور پھر خالہ سے براہ راست سن لی اور امام ترمذی کے نزدیک صحیح صورت حال یہ ہے کہ زہری، عروہ اور عمرہ دونوں سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، نہ کہ عن عروۃ عن عمرۃ عن عائشۃ،

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ اَبِي حَسَّانَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔

امام زہری اور صالح بن ابی حسان عن ابی سلمہ عن عائشہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ، روزہ کی حالت میں

بوسہ لیتے تھے، اور یحییٰ بن ابی کثیر بوسہ کی اس حدیث کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، عمر بن عبد العزیز، کے واسطے سے عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، روزہ کی حالت میں، ان کا بوسہ لیتے تھے۔ اس طرح اس سند میں، ابوسلمہ اور حضرت عائشہ کے درمیان دو واسطے ہیں، جبکہ پہلی سند میں کوئی واسطہ نہیں ہے، (اس کا جواب بھی یہی ہے، ابوسلمہ نے یہ حدیث دونوں طرح سے سنی ہے، بلاواسطے میں بیوی کی تعیین نہیں ہے، جبکہ دوسری سند جس میں واسطہ سے بیوی کا تعین ہے کہ وہ بیوی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں)۔

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهٰذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيْرٌ يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ، وَفِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِّذَوِي الْفَهْمِ

ابن عیینہ وغیرہ، عمرو بن دینار عن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا، اور گدھے کے گوشت سے ہمیں روکا، یہی روایت حماد بن زید بیان کرتے ہیں، اور عمرو بن دینار اور جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان محمد بن علی کا واسطہ لاتے ہیں، اس قسم کی روایات بے شمار ہیں، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور ہم نے جس قدر بیان کر دی ہیں، وہ بات سمجھنے کے لیے فہم و فراست والوں کے لیے کافی ہیں۔

جواب:

ان سب کا جواب یہی ہے کہ وہ دونوں طرح سنی گئی ہیں، بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی، اگر یہ صورت حال نہ ہوتی، تو اس قسم کی تمام احادیث میں کبھی نہ کبھی محذوف واسطہ کا ذکر کر دیا جاتا، حالانکہ معنعن احادیث کی انتہائی زیادہ اکثریت میں واسطہ کا ذکر موجود نہیں ہے، اگر واسطہ ہوتا، تو مذکورہ روایات کی طرح ان میں کوئی نہ کوئی راوی تو واسطہ کا تذکرہ کرتا، جس سے پتہ چل سکتا کہ یہ مرسل اور مسند دونوں طرح منقول ہے، لہٰذا مرسل روایت بھی قبول ہے، کیونکہ دوسری سند سے اس کے گرے ہوئے راوی کا پتہ چل گیا ہے، اور ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کا علم ہو سکتا ہے۔

فَاِذَا كَانَتِ الْعِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَّصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ فِي فَسَادِ الْحَدِيْثِ وَتَوْهِيْنِهِ اِذَا لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَّوٰى عَنْهُ شَيْئًا لِّمَكَانِ الْاِرْسَالِ فِيْهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الْاِحْتِجَاجِ فِي قِيَامِ قَوْلِهِ بِرِوَايَةِ مَنْ يَّعْلَمُ اَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَّوٰى عَنْهُ اِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيْهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنِ الْاَئِمَّةِ الَّذِيْنَ نَقَلُوا الْاَخْبَارَ اَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتٌ يُّرْسِلُوْنَ فِيْهَا الْحَدِيْثَ اِرْسَالًا وَلَا يَذْكُرُوْنَ مَنْ سَمِعُوْهُ مِنْهُ وَ

تَارَاتٌ يَنْشَطُوْنَ فِيْهَا فَيُسْنِدُوْنَ الْخَبَرَ عَلٰى هَيْئَةِ مَا سَمِعُوْا فَيُخْبِرُوْنَ بِالنُّزُوْلِ فِيهِ اِنْ نَزَلُوْا وَبِالصُّعُوْدِ اِنْ صَعِدُوْا كَمَا شَرَحْنَا ذٰلِكَ عَنْهُمْ۔

جب علت وسبب اس شخص کے نزدیک، جس کا قول ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، حدیث کے فساد اور کمزوری کا باعث، جب یہ پتہ نہ چل سکے کہ راوی جس سے روایت کر رہا ہے، اس سے کچھ سنا یا نہیں، اس میں ارسال کا امکان یا احتمال ہے تو اس کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جس راوی کی روایت کے بارے میں یہ جانتا ہے کہ اس نے، جس سے وہ روایت کر رہا ہے، سنی ہے تو اس خبر کے سوا جس میں سماع کا ذکر ہے، کسی اور روایت کو لائق حجت نہ سمجھے، کیونکہ ہم پہلے ان ائمہ سے جو احادیث نقل کرنے والے ہیں، یہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ بسا اوقات احادیث میں ارسال سے کام لیتے تھے، اور جس سے روایت سنی ہے، اس کا نام نہیں لیتے تھے، اور بعض دفعہ چاک وچوبند ہونے اور نشاط (مسرت) کی صورت میں حدیث کی سند اس انداز وشکل سے بیان کر دیتے، جس طرح سنی ہوتی، پھر اگر سند میں نزول چاہتے، تو نزول اختیار کرتے اور اگر صعود وعروج چاہتے، تو حدیث میں عروج اختیار کر لیتے، جیسا کہ ہم ان سے واضح کر چکے ہیں۔

فائدہ:...... امام صاحب کے مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا، سند کی دو قسمیں ہیں، سند نازل، جس میں راوی زیادہ ہوں، اور سند عالی جس میں راوی کم ہوں، اور بیان کرنے والا راوی اوپر چڑھ گیا ہو اس میں نے صعود اور عروج حاصل کر لیا ہے، تو اس طرح امام صاحب کے اپنے قول سے ثابت ہو گیا، اس سند میں ارسال نہیں ہوتا، بلکہ راوی بعض دفعہ نزول اختیار کرتے ہوئے سند نازل زیادہ راویوں والی لے آتا ہے، اور کبھی صعود اور علو اختیار کرتے ہوئے سند عالی کم راویوں والی بیان کرتا ہے، سند دونوں صورتوں میں متصل ہی ہوتی ہے، کسی میں ارسال نہیں ہوتا، اس لیے امام مسلم کا الزام ان ہی کے قول سے دور ہو گیا۔

وَمَا عَلِمْنَا اَحَدًا مِّنْ اَئِمَّةِ السَّلَفِ مِمَّنْ يَّسْتَعْمِلُ الْاَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ بِهِ صِحَّةَ الْاَسَانِيْدِ وَسُقْمَهَا مِثْلَ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَّمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فَتَّشُوْا عَنْ مَّوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْاَسَانِيْدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِيْ وَصَفْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاِنَّمَا كَانَ تَفَقَّدَ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سِمَاعَ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ مِمَّنْ رَّوٰى عَنْهُمْ اِذَا كَانَ الرَّاوِيْ مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيْسِ فِي الْحَدِيْثِ وَشُهِرَ بِهٖ فَحِيْنَئِذٍ يَّبْحَثُوْنَ عَنْ سِمَاعِهٖ فِيْ رِوَايَتِهٖ وَيَتَفَقَّدُوْنَ ذٰلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيْسِ فَاَمَّا ابْتِغَاءُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ فَمَا سَمِعْنَا ذٰلِكَ عَنْ اَحَدٍ مِّمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ

نُسَمِّ مِنَ الْاَئِمَّةِ

فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثًا يُّسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السِّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ م بِعَيْنِهَا وَلَمْ يُسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ الَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضُعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَّاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَآ اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّ اٰثَارٍ وَهِيَ فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سِمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَّوٰى۔

وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَّهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيْهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّيْ ذِكْرِهَا وَاِحْصَائِهَا وَلٰكِنَّآ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَّكُوْنَ سِمَةً لِّمَنْ سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا

وَهٰذَا اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَاَبُوْ رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ اَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَآ اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ هَلُمَّ جَرًّا وَّ نَقَلَا عَنْهُمُ الْاَخْبَارَ حَتّٰى نَزَلَا اِلٰى مِثْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيْهِمَا قَدْ اَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّلَمْ يُسْمَعْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا اَنَّهُمَا عَايَنَا اُبَيًّا اَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا

اور ائمہ سلف میں سے جو احادیث پر عمل پیرا تھے، اور ان کی سند کی صحت وضعف کی جانچ پڑتال کرتے تھے، مثلاً ایوب سختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن حجاج، یحیٰی بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی، اور ان کے بعد آنے والے محدثین میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں جانتے کہ اس نے اسانید میں سماع کی اس انداز میں تفتیش وتحقیق کی ہو، جس کا یہ دعویٰ کرنے والا، جس کا قول ہم نقل کر چکے ہیں، دعویٰ کرتا ہے، ان میں سے جو بھی حدیث کے راویوں کا جن سے وہ روایت کرتے ہیں، سماع کی تفتیش وتحقیق کرتا، وہ تحقیق وتلاش صرف اس صورت میں ہوتی، جب وہ تدلیس میں معروف ومشہور ہوتا، ایسی صورت میں وہ روایت میں اس کے سماع کی کرید وجستجو کرتے اور اس کے سماع کی ٹوہ لگاتے تاکہ ان سے تدلیس کی علت وبیماری دور ہو سکے، مگر جو شخص غیر مدلس میں اس انداز کی

جستجو کرتا ہے، جو ہم نے اس مدعی سے نقل کیا ہے، تو ہم نے یہ چیز کسی امام سے نہیں سنی، نہ اس نے جن کے ہم نے نام لیے اور نہ اس نے جن کے ہم نے نام نہیں لیے، اس کی مثال عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، اور حضرت حذیفہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں، یہ ان دونوں سے ایک ایک حدیث بیان کرتے ہیں، جس کی نسبت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کی ہے، اور ان دونوں سے روایت میں، ان دونوں سے روایت سننے کی صراحت موجود نہیں ہے، اور نہ ہی ہم نے کسی روایت میں یہ دیکھا ہے کہ عبداللہ بن یزید، حضرت حذیفہ اور ابو مسعود کے کسی حدیث میں ان کے روبرو ہوئے ہیں، اور ان سے ملاقات کی ہے، اور ہم نے کسی گزشتہ اہل علم سے نہیں سنا، اور نہ ان علماء سے جو ہمارے ہم عصر ہیں کہ انہوں نے ان دونوں حدیثوں پر طعن کیا ہو، جو عبداللہ بن یزید، حضرت حذیفہ اور ابو مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہیں، بلکہ یہ دونوں اور ان سے ملتی جلتی احادیث، جن حدیث کے جاننے والوں سے، ہماری ملاقات ہوئی ہے، ان کے نزدیک صحیح اور قوی سند والی ہیں، ان سندوں سے جو احادیث منقول ہیں، ان کے نزدیک وہ قابل عمل ہیں، اور ان سے مروی آثار وسنن قابل احتجاج ہیں، اور یہ روایات اس کے خیال میں جس کا قول ہم نے نقل کیا ہے، کمزور اور بے کار ہیں، جب تک اسے راوی کی مروی عنہ سے سماع کا پتہ نہ چل سکے، اگرچہ ان صحیح احادیث کو گننے لگ جائیں، جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس قائل کے خیال وگمان کے مطابق ضعیف ہیں، تو ہم ان سب کے ذکر سے اور ان سب کے شمار سے عاجز اور بے بس ہو جائیں گے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے چند کو بیان کردیں، تاکہ جن سے ہم سکوت اور خاموشی اختیار کریں، ان کے لیے نمونہ اور علامت بن جائیں، سنئے، یہ ابو عثمان نہدی، اور ابو رافع صائغ، ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے جاہلیت کا دور پایا، اور رسول اللہ ﷺ کے بدری اور بعد والے صحابہ کے ساتھ رہے اور ان سے روایات نقل کیں، حتی کہ بدری صحابہ سے نیچے اتر کر، ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ان جیسے دوسرے صحابہ سے روایت کی، ان دونوں (ابو عثمان، ابو رافع) میں سے ہر ایک نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے اور ہم نے کسی متعین روایت میں یہ نہیں سنا کہ ان دونوں نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا دیدار کیا یا ان سے کچھ سنا ہے۔

فائدہ :...... ابو عثمان نہدی اور ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کا دور پایا ہے، مگر آپ سے شرف ملاقات حاصل نہیں کر سکے، ایسے لوگوں کو مخضرمین کا نام دیا جاتا ہے، اور کبار تابعین میں سے شمار ہوتے ہیں۔

وَاَسْنَدَ اَبُوْ عَمْرٍ وَالشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ اَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا وَاَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُاللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ اَبِي مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَاَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّ عُبَيْدٌ وُلِدَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَسْنَدَ قَيْسُ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَقَدْ اَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ هُوَ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلٰثَةَ اَخْبَارٍ وَّاَسْنَدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّاَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِّنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّرَوٰى عَنْهُ وَاَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّ اَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّ اَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَّاَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَحَادِيْثَ۔

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سِمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا اَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ اَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سِمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضِهِمْ اِذِالسِّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُمْكِنٌ مِّنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِّكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِيْ اِتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ اَقَلَّ مِنْ اَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهٗ اِذْكَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَّكَلَامًا خَلْفًا لَّمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهٗ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِاَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا اِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

اس طرح ابوعمرو شیبانی، جوان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے جاہلیت کا دور پایا، اور وہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جواں مرد تھے، (بچے اور کم عمر نہ تھے) اور ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ ہیں، ان میں سے ہر ایک نے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، نبی اکرم ﷺ سے دو حدیثیں بیان کی ہیں، اور عبید بن عمیر نے جو نبی اکرم ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے تھے،

اس عبید نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث بیان کی ہے اور قیس بن ابی حازم جس نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا ہے، اس نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے تین احادیث بیان کی ہے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اس نے حضرت عمر بن خطاب کو یاد رکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے اور ربعی بن حراش نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، نبی اکرم ﷺ سے دو حدیثیں بیان کی ہیں، اور عن ابی بکرۃ عن النبی ﷺ ایک روایت بیان کی ہے، اور ربعی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی سن چکے ہیں، اور ان سے روایت بھی کی ہے، اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث بیان کی ہے، اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے تین احادیث بیان کی ہیں، عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث بیان کی ہے، حمید بن عبد الرحمان حمیری نے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، نبی اکرم ﷺ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، یہ تمام تابعین، جن کی روایات ہم نے ان صحابہ کرام سے نقل کی ہیں، جن کے ہم نے نام لیے ہیں، کسی ایک متعین روایت میں بھی ہمارے علم میں ان کا سماع ان صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہوا، اور نہ کسی ایک خاص روایت میں ان سے ملاقات کا تذکرہ محفوظ ہے، اور یہ تمام اسانید، احادیث و روایات کی معرفت و علم رکھنے والے حضرات کے نزدیک صحیح اسانید ہیں، اور اہل علم میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی ہم نہیں جانتے کہ اس نے ان روایات کو ضعیف قرار دیا ہو، یا ایک دوسرے سے سماع کی تلاش و جستجو کی ہو، کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اپنے مروی عنہ سے (جس صحابی سے وہ روایت کرتا ہے) سماع ممکن ہے، جس کا انکار نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ سب ایک مشترکہ دور میں موجود تھے، اور یہ قول جو ہم نے اس قائل نے نیا نکالا ہے، جس کا قول ہم احادیث ضعیف ٹھہرانے کے لیے نقل کر چکے ہیں، اس علت و سبب کی بنا پر جو اس نے بیان کیا ہے، یہ قول اس قابل نہیں ہے کہ اس کی طرف توجہ اور التفات کیا جائے اور اس کا چرچا کیا جائے، کیونکہ یہ قول نیا نکالا گیا ہے، اور ایسا گرا پڑا کلام ہے کہ سلف اہل علم میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے اور ان کے بعد آنے والے خلف نے اس کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے، اس لیے جس شرح سے ہم نے اس کی تردید کر دی، اس سے زیادہ تردید کرنے کی ہمیں ضرورت اور حاجت نہیں ہے، جبکہ اس قول اور اس کے قائل کی حیثیت اور مقام یا وقعت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں، اور جو شخص اہل علم کے موقف و رائے کے خلاف بات کہے، اس سے دفاع و حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مطلوب ہے، اور اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

فائدہ :...... ان کبار تابعین کی عدالت و ضبط اور بلند مقام کی بنا پر، ان کی ان روایات کو سماع پر محمول کر لیا گیا ہے، کیونکہ ان کی معاصرت اور لقاء، قرائن اور حالات کے پیش نظر ایک یقینی چیز ہے، اور صحابہ کرام سے ان کی ملاقات ثابت ہے، اگرچہ جن سے وہ روایت کرتے ہیں، ان سے ملاقات اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

اس کتاب کے کل ابواب (96) اور (441) احادیث ہیں۔

1

كِتَابُ الْإِيمَانِ

ایمان کا بیان

حدیث نمبر 93 سے 533 تک

١...... كِتَابُ الْإِيمَانِ

١. ایمان کا بیان

١...... باب: بَيَانِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَوُجُوبِ الْإِيْمَانِ بِاثْبَاتِ قَدَرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ وَبَيَانِ الدَّلِيْلِ عَلَى التَّبَرِّيْ مِمَّنْ لَايُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ وَإِغْلَاظِ الْقَوْلِ فِيْ حَقِّهِ

باب١: ایمان، اسلام اور احسان کا بیان، اللہ تعالیٰ کے لیے تقدیر کے اثبات پر ایمان لازم ہے، جولوگ تقدیر پر ایمان نہیں لاتے، ان سے براءت کی دلیل اور ان کے بارے میں سخت الفاظ کا استعمال

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نَبْتَدِئُ وَإِيَّاهُ نَسْتَكْفِيْ وَمَا تَوْفِيْقُنَا إِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ۔

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے آغاز کرتے ہیں اور اسے ہی کافی سمجھتے ہیں، ہمیں توفیق عنایت فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظمت وجلالت والا ہے۔''

[93] ١-(٨) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ.

---

[93] اخرجه ابوداود فی ((سننه))، باب: فی القدر برقم (٤٦٩٥) والترمذی فی ((جامعه)) فی الایمان، باب: ماجاء فی وصف جبریل للنبی ﷺ الایمان والاسلام برقم (٢٦١٠) والنسائی فی ((المجتبی)) ٨/ ٩٧-١٠١ فی الایمان، باب نعت الاسلام برقم (٥٠٠٥) وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب: فی الایمان برقم (٦٣)۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٠٥٧٢) وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٢)

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدُنِ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَآءِ فِي الْقَدْرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلَ الْمَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ اَنَا وَصَاحِبِيْ اَحَدُنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِيْ سَيَكِلُ الْكَلَامَ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَ ذَكَرَ مِنْ شَانِهِمْ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ فَقَالَ اِذَا لَقِيْتَ هٰؤُلَاءِ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ بَرِيٌّ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَءٰٓؤُا مِنِّيْ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهٗ مَاقَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّم فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((**اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا**)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ ((**اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ**)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ ((**اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ**)) قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ ((**مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ**)) قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ ((**اَنْ تَلِدَالْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَ اَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعَالَةَ رِعَآءَ الشَّآءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ**)) قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((**فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ**)).

[93]۔ مجھے ابوخیثمہ زہیر بن حرب نے وکیع کے واسطہ سے، کہمس سے سنایا، کہمس کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن بریدہ نے یحییٰ بن یعمر سے نقل کیا، نیز امام مسلم کا قول ہے، ہمیں عبیداللہ بن معاذ العنبری نے اپنے باپ کے

واسطے سے، کہمس سے بیان کیا اور یہ الفاظ عنبری کے ہیں (حدیث عنبری کی نقل کی گئی ہے) کہمسؒ، ابن بریدہؒ کے واسطہ سے یحییٰ بن یعمرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ: بصرہ میں سب سے پہلے مسئلہ تقدیر پر گفتگو کا آغاز معبدالجہنی نے کیا، میں (یحییٰ) اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری حج یا عمرہ کے ارادہ سے نکلے، ہم نے آپس میں کہا: اے کاش! ہماری ملاقات نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو جائے، تو ہم اس سے (یہ لوگ جو کچھ تقدیر کے بارے میں کہہ رہے ہیں) اس کے بارے میں پوچھ لیں، تو اتفاقاً ہماری ملاقات عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ہوگئی، میں اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا، ہم میں سے ایک ان کے دائیں اور دوسرا ان کے بائیں تھا۔ میں نے خیال کیا، میرا ساتھی یقیناً گفتگو کا معاملہ میرے ہی سپرد کرے گا، چنانچہ میں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن (یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) واقعہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں کچھ ایسے لوگ ہیں، جو قرآن کی قرأت کرتے ہیں اور علم کے متلاشی ہیں (اس طرح) ان کے حالات بیان کیے ان لوگوں کا خیال ہے کہ تقدیر کا کوئی مسئلہ نہیں۔ ہر کام نئے سرے سے ہو رہا ہے (اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اس کا علم نہیں ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تیری ان لوگوں سے ملاقات ہو تو انہیں بتانا، میں ان سے بری ہوں (ان سے میرا کوئی تعلق نہیں) اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جس ذات کی قسم اٹھاتا ہے، اس کی قسم، ان میں سے کسی ایک کے پاس اگر احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، جسے وہ خرچ کر دے، اللہ تعالیٰ اس سے قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے، پھر کہا، مجھے میرے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک دن ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، اسی اثنا میں، اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوا، جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے، اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہ دیتے تھے، اور ہم میں سے کوئی ایک اسے جانتا پہچانتا بھی نہ تھا، حتیٰ کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا، اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیئے، اور اپنی ہتھیلیاں، اپنی رانوں پر رکھ لیں، (جیسے طالب علم استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) اور پوچھا اے محمد! (ﷺ) مجھے اسلام کے بارے میں بتلائیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (بندگی اور عبادت کے لائق کوئی نہیں) اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔ نماز کا اہتمام کرے، زکاۃ ادا کرتا رہے، رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ کا حج کرے اگر اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔'' اس نے کہا، آپ نے سچ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہمیں اس کی اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا ہے اور پھر (خود ہی) تصدیق کرتا ہے، اس نے سوال کیا، مجھے ایمان کی حقیقت سے آگاہ کیجئے، آپ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ، اس کے

فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن یعنی قیامت کو مان لے اور تقدیر کو خیر کی ہو یا شر کی، تسلیم کر لے۔'' اس نے کہا، آپ نے درست فرمایا۔ اس نے پوچھا، پس مجھے احسان کی حقیقت کی خبر دیجئے، آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی بندگی وطاعت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے حالانکہ تو اسے نہیں دیکھ رہا یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے، اس نے سوال کیا، مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے، آپ نے جواب دیا: جس سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے، وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا) اس نے کہا، تو مجھے اس کی کچھ علامات (نشانیاں) ہی بتا دیجئے، آپ نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو دیکھے گا ننگے پاؤں، ننگے بدن والے، محتاج، بکریوں کے چرواہے عمارتوں کی تعمیر میں، ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے پھر وہ سائل چلا گیا تو میں کچھ عرصہ ٹھہرا رہا، بعد میں مجھ سے آپ نے پوچھا: اے عمر! تجھے معلوم ہے سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ قَدَرٌ: دال کی زبر اور سکون کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، معنی ہے اندازہ، مقدار، قدرت وطاقت۔ ❷ يَتَقَفَّرُوْنَ: وہ تلاش اور جستجو کرتے ہیں، اگر قاف کی بجائے فاء پہلے ہو یعنی يَتَفَقَّرُوْنَ تو معنی ہوگا باریکیاں نکالتے ہیں، گہرائی میں اترتے ہیں۔ ❸ اَلْاَمْرُ اُنُفٌ: ہر کام نئے سرے سے ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اس کا علم نہیں، اللہ تعالیٰ کو وقوع کے بعد پتہ چلتا ہے۔ ❹ حُفَاة: حَافٍ کی جمع ہے۔ ننگے پاؤں والے، عُرَاةٍ کا مفرد عارٍ ہے، ننگے بدن والے، عالة کا مفرد عائل ہے۔ فقیر محتاج، رِعاءَ راء کے کسرہ کے ساتھ راعٍ کی جمع ہے چرواہا۔ ❺ يَتَطَاوَلُوْنَ: عمارات کے ارتفاع وبلندی اور کثرت پر ایک دوسرے سے بڑھیں گے اور ان کے حسن وزیبائش پر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ ❻ مَلِيًّا: میم کے فتح اور یاء کی تشدید کے ساتھ، کافی عرصہ یا دیر تک ٹھہرنا۔ سنن کی روایت ہے کہ یہ عرصہ تین دن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس سے جلد چلے گئے تھے، اس لیے ان کو آپ نے بعد میں بتایا اور حاضرین کو اسی مجلس میں بتا دیا تھا۔

فوائد:...... ❶ جبریل علیہ السلام کی آمد اور آپ سے گفتگو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بالکل آخری دور میں ہوئی، گویا جس دین کی تکمیل، آپ کی تیئس سالہ زندگی میں ہوئی، آخری دور میں حضرت جبریل کے سوالات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات کی صورت میں اس کا خلاصہ اور نچوڑ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش کر دیا گیا، اور اسی حدیث کو حدیث جبریل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ❷ اس حدیث میں چونکہ پورے دین کا نچوڑ، خلاصہ اور عطر آ گیا ہے، جس طرح فاتحہ میں پورے قرآن کا نچوڑ اور مغز آ گیا ہے، اس لیے اس حدیث کو ام السنۃ یا ام الحدیث کا نام دیا گیا، جس طرح کہ فاتحہ کو ام القرآن یا ام الکتاب کہا جاتا ہے۔ ❸ دین کا حاصل اور روح تین باتیں ہیں:

(الف) انسان اپنے آپ کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، اس کا مطیع اور فرماں بردار بن جائے، اپنی پوری زندگی اس کی بندگی میں گزارے، اس کا نام اسلام ہے، اور اس کے پانچ ارکان، توحید ورسالت کا اقرار وشہادت، نماز، زکاۃ، روزہ اور بیت اللہ کا حج یہ اسلام کا پیکرِ محسوس اور بندگی کا مظہر ہیں۔ (ب) ان غیبی حقیقتوں کا ماننا اور ان پر یقین کرنا، جو اللہ تعالیٰ کا رسول بتلائے اور ان کے ماننے کی دعوت دے اس کا نام ایمان ہے، جس کے چھ ارکان ہیں، اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، قیامت اور تقدیر خیر وشر پر ایمان لانا۔ (ج) اسلام اور ایمان کا اس قدر پختہ یقین، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایسا استحضار ہو کہ اس کے احکام وفرامین، اور اس کے اوامر ونواہی کی تعمیل اس طرح ہونے لگے گویا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ فرماں برداری اور بندگی کی اس کیفیت کا نام احسان ہے۔ اگرچہ انسان دنیا میں نہیں دیکھ سکتا مگر دیکھنے کا تصور کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے اور اصل میں اسی کے دیکھنے کا اعتبار ہے کیونکہ اجر وثواب اسی نے دینا۔ ❹ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا: یہ ہے کہ اس کو ان تمام صفات کمال سے متصف مانا جائے جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں اور ان کو بلا تشبیہ وتمثیل اور بلا تکییف وتاویل تسلیم کیا جائے۔ اور اس کو تمام صفات نقص سے منزہ اور پاک مانا جائے، اس کی ذات، صفات افعال اور حقوق میں کسی کو شریک وسہیم قرار نہ دیا جائے، پوری کائنات کا خالق ومالک اور مدبر ومنتظم مانا جائے، نفع ونقصان کا مالک صرف اسی کو تسلیم کیا جائے۔ اس لیے تمام حوائج وضروریات کا پورا کرنے والا اور تمام مشکلات کا حل کرنے والا اسے ہی مانا جائے۔ ❺ ملائکہ پر ایمان لانا: یہ ہے کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہے، جس طرح انسان، جن اور حیوان ایک الگ الگ اور مستقل مخلوق ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک پاکیزہ اور محترم مخلوق ہے، یعنی "عباد مکرمون" معزز ومکرم بندے ہیں، جن میں شر اور شرارت، عصیان وسرکشی اور نافرمانی کا مادہ نہیں ہے۔ ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم: ٦) "وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو حکم ملتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔" ﴿لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ﴾ (الانبیاء: ٢٧) "بات میں پہل نہیں کرتے، صرف اس کے حکم کے مطابق ہی کام کرتے ہیں۔" اس طرح قرآن وسنت میں ان کی جو صفات اور فرائض وذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں ان کو دل کی گہرائی سے ماننا "ایمان بالملائکہ" ہے۔ ❻ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت اور رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً جو ہدایت نامے بھیجے وہ برحق تھے اور اب آخری ہدایت نامہ قرآن مجید ہے جو پہلی تمام کتابوں کا مصداق اور مھیمن (نگہبان ومحافظ) ہے۔ یہ ہدایت نامہ، آسمانی ہدایت ناموں کا گویا آخری اور مکمل ترین ایڈیشن ہے، جو تمام آسمانی کتابوں کے اساسی وبنیادی اور ضروری مضامین پر مشتمل ہے۔ سب سے مستغنی اور بے نیاز کر دینے والا ہے۔ رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کی ضروریات کا کفیل ہے۔ اب انسان کسی اور ہدایت نامے (آسمانی کتاب) اور شریعت ودین کے محتاج نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قیامت تک، اس کے حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے، فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹) ''بے شک ہم ہی نے ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' 7 اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس واقعی حقیقت کا صدق دل سے اقرار کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے بندوں کی رشد وہدایت اور رہنمائی کے لیے، اپنے مخصوص، برگزیدہ اور منتخب بندوں کو اپنی رضا مندی کا مظہر ضابطہ حیات اور دستور زندگی دے کر مختلف علاقوں اور مختلف لوگوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے انتہائی دیانت وامانت اور فرض شناسی سے اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں تک پہنچایا اور انہوں نے انسانوں کو راہِ راست پر لانے اور کفر وضلالت سے بچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور انتہائی محنت ومشقت برداشت کرتے ہوئے اپنے فرضِ منصبی سے عہدہ برآ ہوئے، وہ سب کے سب صادق اور امین تھے، ان میں سے کسی نے بھی اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی کسی نے سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا، ان میں سے چند ایک کے حالات وواقعات قرآن وسنت میں بیان کیے گئے ہیں اور اکثر کے حالات پردۂ خفا میں ہیں، فرمایا: ﴿مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ (المومن: ۷۸) ''ان میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض کا حال آپ سے بیان نہیں کیا ہے۔'' رسالت ونبوت کا یہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ اب کسی نبی یا رسول کا آنا ممکن نہیں ہے اور جو بھی یہ دعویٰ کرتا ہے، یا کرے گا وہ جھوٹا اور مکار ہے اور اس کو ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ آپ خاتم الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب: ٤٠) ''محمد(ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔'' قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نجات وفلاح آپ ہی کی پیروی پر موقوف ہے اور آپ ہی کی ہدایات وتعلیمات کی پابندی ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔ 8 ایمان بالیوم الآخر کا معنی یہ ہے کہ: اس حقیقت کا یقین کیا جائے کہ یہ دنیا اپنے وقتِ مقررہ پر انجام کو پہنچ جائے گی یعنی موجودہ کائنات فنا کر دی جائے گی، دنیا کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان سے ان کی زندگی کا حساب وکتاب لے گا، انسان نے جو کچھ اس دنیا میں کیا ہے اس کی جزا یا سزا پائے گا جو بویا ہے اسے ہی کاٹے گا، انسان کی کامیابی وکامرانی یا ناکامی ونامرادی کا دارومدار انسان کے اپنے عقیدہ اور عمل پر ہے۔ 9 ایمان بالقدر یہ ہے کہ: اس بات کا اقرار کیا جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے خیر ہے یا شر نیک ہے یا بد، کفر وشرک ہے یا ایمان ویقین، شریعت ودین کی پابندی وپاسداری ہے یا نافرمانی وعصیان اور سرکشی، اس سب کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے اور سب کچھ اس کے ارادہ اور مشیت کے تحت ہو رہا ہے، لیکن وہ ایمان ویقین اور اطاعت وفرمانبرداری کو پسند فرماتا ہے اور کفر وعصیان کو ناپسند کرتا ہے: ﴿لَا

يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (الزمر: ۷) ''وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو ناپسند کرتا ہے اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔'' دنیا میں کوئی چیز اس کی منشا کے بغیر ممکن نہیں وہ جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا، ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ اور چاہتا ہو لیکن اس دنیا میں اس کی منشا کے خلاف کچھ اور واقع ہو جائے وہ عاجز اور بے بس نہیں ہے بلکہ قدرت کاملہ کا مالک ہے۔ اس کا علم محیط ہے یعنی ازلی و ابدی ہے۔ ہر چیز کو اس کے وقوع سے پہلے جانتا ہے اور اس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے علم کے مطابق ہو رہا ہے ایسا نہیں ہے کہ اس کے علم میں کچھ ہو اور واقع کچھ اور ہو جائے۔

قدریہ جو معبد جہنی کے پیروکار ہیں: وہ ان چیزوں کے منکر ہیں، ان کے بقول اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کسی چیز کا علم نہیں ہے، بلکہ اس وقت علم ہوتا ہے جب کوئی چیز واقع ہو جاتی ہے، اس فرقہ کو جو تقدیر کا منکر ہے قدریہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لوگ تقدیر کے مسئلہ پر بہت بحث و تمحیص کرتے ہیں، اہل حق تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام افعال، خیر ہوں یا شر، نیک ہوں یا بد کا خالق اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہیں، انسان کو صرف فاعل (کرنے والا) اور کَاسِبُ (کمانے والا) قرار دیتے ہیں اور قدریہ تمام افعال کا خالق اپنے آپ کو یعنی انسان کو قرار دیتے ہیں، گویا قدر اور فعل کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں، اس لیے ان کا نام قدریہ رکھا گیا، لیکن یہ عقیدہ قدیم قدریہ کا تھا جو ختم ہو چکے ہیں، معتزلہ کو بھی قدریہ کہتے ہیں، کیونکہ وہ بھی اس بات کے قائل تھے کہ بندہ قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال خیر ہوں یا شر، کفر و ضلالت ہوں یا رشد و ہدایت کا خالق ہے۔ رافضی یعنی شیعہ کا موقف بھی یہی ہے، اہل حدیث کے نزدیک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی بھی خالق نہیں، یہاں تک کہ انسان کے ارادہ و اختیار اور افکار و خیالات کا خالق بھی وہی ہے۔

جدید قدریہ: خیر کا خالق اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور شر کا انسان کو، اس لیے ان کو مجوس قرار دیا جاتا ہے کیونکہ مجوسی بھی نور (یزداں) کو خالق خیر قرار دیتے ہیں اور ظلمت (اہرمن) کو خالق شر، جب کہ حقیقتاً یہ لوگ مجوس سے بھی بدتر ہیں، کیونکہ انہوں نے تو ہر انسان کو خالق قرار دیا ہے۔ ⑩ احسان: یہ ہے کہ ہر انسان، ہر عمل انتہائی خوبی و کمال کے ساتھ اس طرح سرانجام دے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، کیونکہ یہ تو ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اگرچہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے ہیں، اس طرح احسان کا تعلق انسان کی پوری زندگی اور ہر حرکت و عمل سے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی و طاعت اور اس کے ہر حکم کی تعمیل اس طرح کی جائے اور اس کے مؤاخذہ و محاسبہ سے اس طرح ڈرا جائے گویا وہ ہمارے سامنے ہے اور ہماری ہر حرکت و سکون اور ہر قول فعل کو دیکھ رہا ہے اور ہمارا داعیہ عمل جذبہ فعل اور اخلاص و محنت اس پر عیاں ہے۔ اس حقیقت کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک غلام اپنے آقا کے حکم کی تعمیل ایک تو اس وقت کرتا ہے جب اس کا آقا و مالک اس کے سامنے موجود ہوتا ہے

اور اس کو یقین ہوتا ہے کہ میرا آقا میرے کام کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ غلام کا آقا اس کے سامنے موجود نہیں ہوتا، اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا مالک میرے کام کو دیکھ نہیں رہا ہے، عام طور پر ان دونوں قسم کے حالات میں فرق ہوتا ہے۔ جس قدر توجہ و اہتمام اور محنت و لگن، اور خوبصورتی و ہنر مندی سے غلام آقا کے سامنے جب کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کام سرانجام دیتا ہے، اس کی عدم موجودگی یا نظر نہ آنے کی صورت میں اس قدر خوش اسلوبی اور محنت یا کاوش اور ذوق وشوق سے کام نہیں کرتا۔ یہی حال انسان کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ ہے کہ جس وقت بندہ یہ محسوس کرتا ہے کہ میرا خالق و مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرا ہر کام، ہر قول و فعل اور اس کا جذبہ محرکہ یا داعیہ عمل اس پر عیاں ہے، اس وقت اس کے عمل و رویہ میں جو دلی توجہ و اہتمام، محنت و لگن اور اخلاص کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے وہ اس وقت نہیں ہوتا۔ جب اسے یہ احساس نہ ہو کہ میرا آقا و مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس لیے ہر قول و عمل کے وقت اس احساس کا استحضار ہونا چاہیے کہ میں اپنے مالک کو دیکھ رہا ہوں جیسا کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے کیونکہ اس کا دیکھنا ایک طے شدہ حقیقت ہے، اس لیے جذبہ مشاہدہ حق کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ علامہ نووی اور امام سندھیؒ نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے، لیکن عام طور پر یہ معنی کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ درجہ اس حقیقت کو پیدا کرنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے، اس کو مشاہدہ حق کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر یہ درجہ پیدا نہ ہو سکے تو کم از کم اس حقیقت کا تو استحضار و تصور ہونا چاہیے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) مجھے دیکھ رہا ہے، اگرچہ میں اسے نہیں دیکھ رہا ہوں اس کو مراقبہ حق کا نام دیا جاتا ہے۔ علامہ نووی و سندھیؒ کے نزدیک انسان کا اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھنا ایک حقیقت ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا انسان کو دیکھنا ایک حقیقت ہے، اس لیے مراقبہ حق کا استحضار اور ذہن نشین ہونا ہی مشاہدہ حق کا ذریعہ وواسطہ ہے۔ (11) اگر انسان کو کسی چیز کا علم نہ ہو تو اسے اہل علم سے دریافت کرنا چاہیے، اور اہل علم کو سائل کے سوال کا خندہ پیشانی سے جواب دینا چاہیے اور اگر صاحب علم کو کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو اسے صاف کہہ دینا چاہیے مجھے اس کا علم نہیں ہے، تحقیق وجستجو کے بعد بتا سکوں گا اور ہر سوال کا جواب معلوم نہ ہونا اہل علم کی شان کے منافی نہیں، کیونکہ عالم کے لیے ہر بات کا معلوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ جبریل علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے سوالات وجوابات اس حقیقت کا مظہر ہیں اور قرآن مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے: ﴿فَسْـَٔلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ٤٣) ''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔'' (12) علامات قیامت: (الف) لونڈی، اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی۔ شارحین حدیث نے اس جملہ کے مختلف معانی بیان فرمائے ہیں۔ دور حاضر کے مناسب معنی یہ ہے کہ قیامت کے وقوع اور قرب کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی حتی کہ بچیاں جن کی جبلت وسرشت میں ماؤں کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ وافر ہوتا ہے، جن سے ماں کی سرکشی ونافرمانی کا صدور بظاہر بہت مشکل ہے وہ بھی نہ صرف یہ کہ ماؤں کی نافرمان ہوں گی، بلکہ الٹا ان پر اس طرح حکم چلائیں گی جس طرح ایک مالکہ اپنی لونڈی پر حکم

چلاتی ہے۔ (ب) بھوکے، ننگے اور بکریوں کے چرواہے یعنی نچلے طبقہ کے لوگ اونچے اونچے محل اور قلعہ نما کوٹھیاں تعمیر کریں گے۔ اس فقرہ میں اس حقیقت کی نشان دہی فرمائی گئی ہے کہ قیامت کے قریب دنیوی مال و دولت اور سرداری، چودھراہٹ ان لوگوں کے ہاتھ میں آئے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے، ان کے نزدیک مال و دولت اور حکومت واقتدار کا مقصد و مصرف یہی ہوگا کہ اونچے اونچے اور شاندار محل بنوائے جائیں اور اسی کو سرمایہ فخر و مباہات قرار دیا جائے۔ اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کی جائے گی ہمارے ملک کا صدارتی محل، وزیر اعظم ہاؤس اور ہمارے لیڈروں کی کوٹھیاں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو ایک دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: ((اِذَا وُسِّدَ الاَمْرُ اِلَى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) (بخاری) ''جب حکومتی اختیارات اور عہدے و مناصب نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کرنا۔''

بعض شبہات کا ازالہ: (۱) بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یا محمد کہنا اور اس کے ذریعہ ندا کرنا جائز قرار دیا ہے اور لکھا ہے یہ ندا ادب اور احترام کے خلاف نہیں، اگر ندا کرنا ادب واحترام کے خلاف ہوتا تو یا اللہ کہنا بھی حرام ہوتا، اس کی تائید میں وہ احادیث بھی پیش کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء نے رسول اللہ ﷺ کو یا محمد کے ساتھ ندا اور خطاب کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے: (۱) اللہ تعالیٰ، جبریل اور بعض انبیاء کا آپ کو یا محمد (ﷺ) کہنا آپ کی دنیوی زندگی میں اور آپ کے سامنے تھا اور آج آپ کو یا محمد حاضر ناظر سمجھ کر استعانت اور استغاثہ کے لیے کہا جاتا ہے۔ اس لیے یہ قیاس مع الفارق ہے، آپ کو حاضر ناظر سمجھنا اور اس وقت آپ سے استعانت واستغاثہ کرنا قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ کو اب حیات برزخی حاصل ہے، اور آپ کا ہم سے تعلق ورابطہ ختم ہو چکا ہے، اس لیے اس عقیدہ کی صورت میں تو یا رسول اللہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) یا اللہ کہنا نصوص شرعیہ سے ثابت ہے اور یا محمد کہنا خلاف ادب واحترام ہے، اور مخلوق کو خالق پر قیاس کرنا، ایک فریب اور دھوکا ہے۔

(۳) یا محمد کہنے کی ممانعت اور اس کا ادب واحترام کے منافی ہونا امۃ محمدیہ علی صاحبہا التحیات والسلام کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ، جبریل علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام اس کے مکلف نہ تھے۔

(۴) اللہ تعالیٰ، جبریل علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کا یا محمد کہنا ندا یا خطاب کے لیے نہ تھا کیونکہ ان کے سامنے اور ان کے پاس آپ موجود تھے۔ محض اپنی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا، اس لیے جبریل علیہ السلام نے کبھی یا محمد کہا اور کبھی یا رسول اللہ جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سورۃ لقمان میں یا رسول اللہ کے الفاظ نقل کیے ہیں، مسلم میں یہ روایت آگے آرہی ہے۔

(۵) جبریل علیہ السلام جس کیفیت اور ہیئت میں آئے تھے اس کا تقاضا مصلحت یہی تھا کہ آپ بدویانہ انداز سے آپ کو

مخاطب کرتے اور ادب و احترام کا اظہار نہ ہو کیونکہ بدو شخص ادب و اداب سے واقف نہ تھے کیونکہ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے اس نے یارسول اللہ کہا تھا۔

(٦) جبریل علیہ السلام نے معنی وصفی کا ارادہ کیا یعنی بہت تعریف کیا گیا، بطور نام خطاب مقصود نہ تھا۔

[94] ۲۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الْغُبَرِيُّ أَبُوْ كَامِلِ الْجَحْدَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِيْ شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِمَعْنَى حَدِيْثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيْهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانُ أَحْرُفٍ۔

[94]۔ مجھے حماد بن زید کے واسطہ سے مطر الوراق نے بیان کیا، مطر نے عبداللہ بن بریدہ کے واسطہ سے یحییٰ بن یعمر سے نقل کیا کہ جب معبد نے تقدیر کے بارے میں جو گفتگو چاہی کی۔ ہم نے اسے بہت عجیب خیال کیا، تو میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری نے حج کیا، امام مسلم کے تینوں اساتذہ نے کہمس کی روایت، اس کی سند سے بیان کی اور الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہے۔

[95] ۳۔(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ.

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ فَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا

[95]۔ عبداللہ بن بریدہ نے یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن دونوں سے نقل کیا کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملے اور ہم نے تقدیر کا تذکرہ کیا اور منکرین تقدیر کا قول نقل کیا۔ محمد بن حاتم نے بھی امام صاحب کے مذکورہ بالا اساتذہ کی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی اس میں کچھ اضافہ ہے اور کچھ کمی بھی کی ہے۔

[96] ٤۔(. . .) وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيْهِ.

[94] انظر الحديث السابق ٩٣۔

[95] اخرجه ابوداود فی ((سننه)) فی السنة، باب فی القدر برم (٤٦٩٦) انظر ((التحفة)) برقم (١٠٥١٦) و (١٠٥٧٢) وهو فی ((جامع الاصول)) برقم (٢)

[96] تقدم تخريجه فی الحديث قبل السابق برقم (٩٣)

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

[96]۔معتمر نے اپنے باپ کے حوالہ سے یحییٰ بن یعمر کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی جو مذکورہ بالا اساتذہ کی حدیث جیسی ہے۔

[97]٥۔(٩) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِيْمَانُ قَالَ ((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ ((الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ)) قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَ اِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوْسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَ اِذَا تَطَاوَلَ رِعَآءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَاَخَذُوْا لِيَرُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ)).

[97]۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک دن لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے تو ایک آدمی

---

[97] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الايمان، باب سوال جبريل النبي ﷺ عن الايمان والاسلام والاحسان وعلم الساعة برقم (٥٠) وفي التفسير، باب: ان الله عنده علم الساعة برقم (٤٧٧٧) وابن ماجه في ((سننه)) في المقدمة، باب في الايمان بتمامه برقم (٦٤) وفي الفتن، باب: اشراط الساعة مختصرا برقم (٤٠٤٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٤٩٢٩) وهو في ((جامع الاصول)) برقم (٣)

نے آ کر آپ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کی ملاقات، اور اس کے رسولوں کو مان لو اور دوبارہ اٹھنے کا یقین کر لو۔'' اس نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز کی پابندی کرو، فرض زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! احسان کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، کیونکہ بے شک تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی، آپ نے فرمایا: ''جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس کے بارے میں پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں تمہیں اس کی نشانیوں سے آگاہ کیے دیتا ہوں، جب لونڈی اپنے مالک کو جنے گی تو یہ اس کی علامات میں سے ہوگا۔ اور جب ننگے جسم، ننگے پاؤں، لوگوں کے سردار (حاکم) ہوں گے تو یہ بھی اس کی نشانی ہوگی اور جب بھیڑ بکریوں کے چرانے والے، بڑی بڑی عمارات بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے (اور اس میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے) تو یہ بھی اس کی علامات میں سے ہے۔ قیامت کے وقوع کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی بارش برساتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے، کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، نہ کسی نفس کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں (کس جگہ) فوت ہوگا۔ بے شک اللہ ہی خوب جاننے والا خبردار ہے۔'' (لقمان: ۳۴)

راوی نے بتایا، پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کو واپس میرے پاس لاؤ۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے واپس لانے کے لیے نکلے تو انہیں کچھ نظر نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔''

مفردات الحدیث ❶ **الایمان:** اُمن سے ماخوذ ہے اور امن خوف کی ضد ہے، اس لیے اس کا معنی ہے خوف کا نہ ہونا۔ طمانیت و تسکین اور انسان جس سے بے خوف ہوتا ہے، اس پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے اور اس سے بیقرار اور پریشان نہیں ہوتا، اس لیے ایمان کا لفظ چار معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ❷ آمَنَهُمْ ان کو بے خوف کر دیا۔ ❸ آمَنَ بِهِ اس کا اعتراف کیا، اس کو مان لیا۔ ❹ آمَنَ لَهُ اس کی تصدیق کی۔ ❺ آمَنَ عَلَيْهِ اس پر اعتماد و بھروسہ کیا۔ اس لیے ایمان کا معنی ہوگا رسول پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی بات کی تصدیق کر کے اس کو مخالفت سے بے خوف کر دینا۔

اسلام: کا معنی ہے، اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دینا۔ اور اس کے تابع فرمان ہو جانا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور اس کے رسولوں کے پیش کردہ، ضابطہ حیات کا نام اسلام ہے، کیونکہ اس کی رو سے انسان اپنے آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنی رضا سے دستبردار ہو کر، مکمل طور پر اس کی اطاعت کا عہد کرتا ہے۔

احسان: حسن سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے خوبی و کمال، استحکام و پختگی، کام اس طرح کرنا جس طرح کے اس کے کرنے کا حق ہے۔

لقاء: مصدر ہے جس کا معنی، ملاقات ہے، لیکن یہاں مراد، حساب و کتاب کے لیے، اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی ہے۔

بعث آخر: اس سے مراد، جزا و سزا کے لیے دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

اشراط: شرط شین اور راء کے فتحہ کے ساتھ، کی جمع ہے جس کا معنی علامت ونشانی ہے یا مقدمات (کسی چیز کے ابتدائی معاملات)۔

بَهْمٌ: بَهْمَةٌ کی جمع ہے اور بَهْمٌ بھیڑ بکری کے بچہ کو کہتے ہیں۔

فوائد :...... ❶ ارکان اسلام: میں سے پہلا رکن اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہے، یہ رکن اساس اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس پر باقی ارکان کی قبولیت اور ان کے قیام و بقا کا انحصار ہے، عبادت کے اصل معنی ہیں کسی کے لیے رام ہونا، اس کے سامنے بچھ جانا اور اس کے حضور انتہائی عاجزی وفروتنی اور بے بسی وانکساری کا اظہار کرنا، چنانچہ اس کے لیے اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے۔

شریعت کی رو سے عبادت: اس عجز و نیاز اور اطاعت و بندگی کو کہتے ہیں، جو کسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر اس کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لیے کی جائے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، پہلے جملہ کی تاکید اور توضیح و بیان کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی وعبادت کا حق اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے، جب اس حق میں کسی اور کو دخیل یا شریک نہ کیا جائے۔

❷ لونڈی اپنے مالک اور آقا کو جنے گی: کا مفہوم یہ ہے کہ بیٹے ماں پر حکمرانی کریں گے، اس کی خدمت وطاعت کی بجائے اس پر رعب جمائیں گے اور اس کو اپنا تابع فرمان سمجھیں گے۔

❸ ننگے بدن، ننگے پاؤں، لوگوں کے سردار ہوں گے: یعنی نچلے طبقہ کے لوگ اور بے حیثیت، اور نااہل افراد حکمران بنیں گے، باصلاحیت اور صاحب استعداد لوگ نظر انداز کر دیئے جائیں گے۔ عہدہ اقتدار واختیار کے حصول کا ذریعہ صرف مال ودولت ہوگا، امانت ودیانت اور علم وفضل کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہے گی۔

❹ پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے: یہاں اللہ تعالیٰ کے علم کو پانچ اشیاء کے ساتھ مختص کیا گیا ہے، حالانکہ اس کا علم غیر متناہی ہے اور ہر چیز کا علم صرف اسے ہی ہے، اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ آپ سے سوال صرف

انھی پانچ چیزوں کے بارے میں ہوا تھا یا اس لیے کہ یہ پانچ اشیاء بنیادی اور مرکز و مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں اور باقی اشیاء انہیں کے تحت مندرج ہیں اور اس علم سے مراد کلی اور مجموعی علم ہے، جو اصول اور کلیات پر مشتمل ہے، بعض افراد یا جزئیات کا علم کسی کو حاصل ہو جائے تو وہ اس کے منافی نہیں۔ نیز اس سے مراد غیبی علم ہے جو حواس، بداہت عقل، علامات وامارات، اسباب ووسائل اور تجربات واستدلال کے بغیر حاصل ہوتا ہے اگر ان اشیاء خمسہ میں سے کسی جزئی یا جزئیات کا علم، کسی سبب، واسطہ وذریعہ یا آلات ووسائل سے حاصل ہو جائے یا ظن وتخمین سے بتا دیا جائے تو وہ اس کے منافی نہیں۔ قیامت کے وقوع کا وقت اور ان کی تعیین کے ساتھ یقینی وقطعی علم مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی حاصل نہیں، وہ فرشتہ ہو یا رسول، ولی جن ہو یا عام انسان۔ بارش کس وقت ہوگی، کتنی ہوگی، کہاں کہاں ہوگی، کب تک رہے گی اس کے اثرات ونتائج کیا نکلیں گے، اس کا قطعی ویقینی علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہے، تجربہ ومشاہدہ یا اسباب ووسائل اور آلات سے صرف اندازہ اور تخمینہ لگایا جا سکتا ہے، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، اس کی رنگت، ڈیل ڈول، قد کاٹھ، عمر، صحت، رزق، احوال کیا ہوں گے، تمام ارحام کے بیک وقت بلا کسی آلہ وذریعہ، بلا سبب ووسیلہ اور بغیر تجربہ ومشاہدہ کے احتیاج کے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، تجربہ ومشاہدہ اور آلات کے ذریعہ کسی مخصوص مال کے بارے میں محدود اور ناقص معلومات کا حاصل ہونا، اس کے خلاف نہیں، آئندہ کل کے بارے میں کامل معلومات، پورے حالات وواقعات، تمام مشاغل اور مصروفیات کا کلی علم، جو ہر انسان پر حاوی ہے، صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، شخصی اور انفرادی طور پر اور محدود پیمانہ پر بعض پروگرام ترتیب دینا اور اس کے مطابق پروگرام سرانجام دے لینا بھی اس کے منافی نہیں، یہ الگ بات ہے پروگرام کی ہر جزئی کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا ایک مشکل معاملہ ہے اسی طرح ہر انسان کی موت، کب، کہاں، کیسے اور کن حالات میں واقع ہوگی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فرد بشر یا فرشتہ وجن نہیں جانتا۔

ایک اشکال اور اس کا حل: بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ ان علوم خمسہ میں سے حظ وافر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عموماً اور رسول اکرم ﷺ کو خصوصاً عنایت فرمایا ہے۔ اس کے لیے بعض علمائے اسلام کی عبارات بھی پیش کی ہیں۔

(۱)...... اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح احادیث کی موجودگی میں جب کہ قرآن مجید کی صریح آیت بھی ان احادیث کی تصدیق اور تائید کرتی ہے، علماء اسلام کا بلا دلیل، قول حجت نہیں اور وہ قول بھی یقینی نہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

وليس عندی ما يفيد الجزم بذالك ، لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں ملی۔ (روح المعانی تفسیر سورۂ لقمان)

(۲)...... ان پانچ اشیاء کا علم ذاتی طور پر یا غیبی طور پر، کلی اور مجموعی حیثیت سے صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر ان میں سے بعض کا علم، جزئیات اور افراد کے اعتبار سے جزئیات کم ہوں یا زیادہ کسی کو کسی ذریعہ اور واسطہ سے حاصل ہو جائے، تو وہ اس کے منافی نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کسی فرد بشر یا ملکی کو عالم الغیب قرار دیا جا سکتا ہے، اطلاع علی الغیب کو

غیب قرار دینا فریب نفس ہے۔ اور اس اطلاع کے لیے بھی دلیل وحجت اور برہان کی ضرورت ہے، محض احتمال پیدا کرنا دلیل نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو غیب کی بعض باتیں بتا دینے سے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب قرار دیا جائے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے امت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہونے والی غیب کی جو باتیں بتائی ہیں ان کی وجہ سے امت بھی عالم الغیب ہونی چاہیے، حالانکہ یہ بات کوئی نہیں کہتا۔

یہ علوم غیب یا علوم خمسہ ہی مفاتیح الغیب ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، اس لیے اگر کسی کا دعویٰ ہے کہ ان میں سے کسی کا علم، کسی کو دیا گیا ہے تو اس کی قطعی اور یقینی دلیل پیش کرنی ہوگی، محض امکان یا احتمال دلیل نہیں۔ امام قرطبی نے تصریح کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مفاتیح الغیب کی تفسیر ان علوم خمسہ سے کی ہے۔ (فتح الباری)

[98]٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَتِهِ إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِيَّ

[98]۔ امام صاحب نے اوپر والی روایت دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔ صرف ان الفاظ کا فرق ہے "اذا ولدت الامة بعلها" لونڈی اپنے مالک کو جنے گی، یعنی رب کی جگہ بعل کا لفظ ہے۔ یعنی السراری، لونڈیاں۔

مفردات الحدیث ❶ بعل: کی تفسیر بعض نے شوہر سے کی ہے اور بعض نے مالک وآقا سے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا۔ ❷ سراری: سرية کی جمع ہے، سریہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جو تعلقات قائم کرنے کے لیے رکھی جاتی ہے۔

[99]٧۔(١٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَلُوْنِيْ)) فَهَابُوْهُ أَنْ يَسْأَلُوْهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْإِسْلَامُ؟ قَالَ ((لَاتُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) وَّ تُقِيْمُ ((الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْإِيْمَانُ؟ قَالَ ((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَلِقَاءِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْإِحْسَانُ قَالَ ((اَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَّاتَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

[98] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٧)
[99] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٩١٥) وهو في ((جامع الاصول)) برقم (١٠)

مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَآ اِذَارَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُرَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ رِعَآءَ الْبُهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ قَرَءَ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَاتَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَاتَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلَى اٰخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ((رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ((هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْآ اِذَا لَمْ تَسْاَلُوْا)).

[99]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پوچھ لو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے سوال کرنے میں ہیبت محسوس کی (آپ کی عظمت کی بنا پر سوال نہ کیا) تو ایک آدمی آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گیا، پھر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز کا اہتمام کرے، زکاۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پوچھا، اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: یہ کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور مرنے کے بعد اٹھنے کا یقین رکھے اور ہر قسم کی تقدیر کو تسلیم کرے۔ اس نے کہا، آپ نے درست فرمایا۔ کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرے، گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، بلا شبہ اگر چہ تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے (اور اصل چیز آقا و مالک کا دیکھنا ہے) اس نے کہا، آپ نے صحیح فرمایا۔ پوچھا، اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے جواب دیا: جس سے قیامت کے (وقوع) بارے میں پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تمہیں اس کی علامات بتائے دیتا ہوں، جب دیکھو لونڈی اپنے آقا کو جن رہی ہے تو یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے، اور جب دیکھو ننگے پاؤں، ننگے بدن، بہرے، گونگے، زمین کے بادشاہ ہیں، تو یہ بھی اس کی علامات میں سے ہے اور جب دیکھو بھیڑ بکریوں کے چرواہے عمارات بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کر رہے ہیں تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ قیامت ان پانچ غیبی چیزوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ نے پڑھا قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا وہ آنے

والے کل کیا کرے گا، اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے وہ کس زمین میں (کہاں) فوت ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے۔ (لقمان: ۳۴) پھر آدمی اٹھ کر چلا گیا، تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس واپس لاؤ۔'' اسے تلاش کیا گیا تو وہ انہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو نہ ملا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے، انہوں نے چاہا تم (دین) سیکھ لو، کیونکہ تم نے سوال نہ کیا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **الصم**: اصم کی جمع ہے، بہرے (کان رکھنے کے باوجود حق قبول نہ کرنا، گویا قوت سماع سے محروم ہونا) ❷ **البکم**: ابکم کی جمع ہے، گونگے (زبان رکھنے کے باوجود حق کا اظہار نہ کرنا، زبان سے محروم ہونا ہے) ❸ **ملوك**: ملك کی جمع ہے، بادشاہ، صاحب اقتدار۔ ❹ **غیب**: جو چیز حواس اور بداہت عقلی سے معلوم نہ ہو سکے اور اس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو۔

فوائد:...... ❶ حدیث میں دین کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں، اسلام، ایمان اور احسان ہر بعد والا درجہ پہلے سے بلند اور اس پر مشتمل ہے، ایمان کے اندر اسلام داخل ہے اور احسان، اسلام اور ایمان دونوں پر مشتمل ہے اور آخری، بلند ترین رتبہ ہے۔

❷ اسلام: جس طرح پورے دین کا نام ہے ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا﴾ جو اسلام کے سوا کسی دین کا متلاشی ہوگا۔ اسی طرح دین کے عملی پیکر جو محسوس ہو کا نام بھی ہے، جو پانچ ارکان سے تشکیل پاتا ہے۔

❸ ایمان: دین کا دوسرا مرتبہ ہے جو دین اسلام کے چھ بنیادی ارکان پر مشتمل ہے اور اسلام کے عملی اور محسوس ہونے والے پانچ ارکان کے لیے قوت محرکہ کا کام دیتا ہے، اس لیے اس پر مشتمل اور برتر درجہ ہے۔

❹ احسان: دین کا آخری اور تیسرا مرتبہ ہے، جو پہلے دونوں درجوں پر مشتمل اور ان سے بلند ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ ہر قول و فعل اور عقیدہ و عمل کے پس منظر میں یہ جذبہ اور داعیہ موجود ہو کہ گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا تو ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی مسلمان منکر نہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اس حقیقت کے تصور کے ساتھ اس تصور کو بھی قائم کرے کہ میں بھی اسے دیکھ رہا ہوں، لیکن آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس حقیقت مسلمہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے، اس کا تصور بھی مفقود ہے۔ اس لیے کم از کم ہمیں ہر عقیدہ و عمل کے ساتھ، اس حقیقت کا استحضار (تصور و خیال میں) کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے کیونکہ اجر و ثواب یا جزا و سزا میں تو اس کے دیکھنے کا اعتبار ہے۔

❺ جس طرح انسان کو اپنی موت کے وقت، دن اور جگہ کا علم نہیں، اسی طرح پورے عالم یا کائنات کے فنا اور خاتمہ کا بھی کسی کو علم نہیں، ہاں قیامت سے پہلے اس کے قرب اور وقوع کی علامات اور نشانیوں کا آہستہ آہستہ، بتدریج ظہور شروع ہو جائے گا، اور اس حدیث میں، ان میں سے صرف تین نشانیوں کو بیان فرمایا گیا ہے: (ا) ننگے بدن، ننگے پاؤں، بکریوں کے چرواہے جو علم و فضل سے محروم جاہل اور ناداں ہوتے ہیں، وہ لوگوں کے سردار وقائد اور

دولت وثروت کے مالک ہوں گے، جن کا کام عمارات بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنا اور اس پر فخر ومباہات کرنا ہوگا۔ (۲) جب فقیر وقلاش لوگ جو بہرے گونگے ہوں گے یعنی صلاحیت واہلیت اور استعداد وقابلیت سے محروم ہوں گے، امانت ودیانت اور علم وفضل سے تہی دامن ہوں گے وہ بادشاہ ہوں گے، انہیں اپنے حقوق و فرائض کا علم نہ ہوگا۔ انہیں تو صرف مال ودولت سمیٹنے اور محلات بنانے کی فکر ہوگی، اس سے دین ودنیا دونوں کا نظم ونسق تباہ وبرباد ہوگا۔ (۳) علم اور دیانت سے محرومی کی بنا پر بیٹیاں، ماؤں کی نافرمان ہوں گی بلکہ مالکہ کی طرح ان پر حکم چلائیں گی۔

❻ ما المسئول عنها اعلم من السائل: آپ نے یہ نہیں فرمایا، میں اسے تجھ سے زیادہ نہیں جانتا بلکہ یہ فرمایا مسئول عنہ، سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس مسئلہ میں میری اور تیری تخصیص نہیں بلکہ ہر سائل اور مسئول اس کے جواب میں برابر ہیں، کسی شخص کو بھی اس کا علم نہیں دیا گیا۔

❼ راوی جب استاد سے اکیلا روایت سنے تو حدثنی کہتا ہے اور جب دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سماع کرے تو حدثنا، اسی طرح جب اکیلا، استاد کو روایت سنائے تو اخبرنی اور جب ساتھیوں کے ساتھ قراءت کرے تو اخبرنا استعمال کرتا ہے۔ امام صاحب کی بھی صورت حال یہی ہے۔

۲...... بَابُ بَيَانِ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ هِيَ اَحَدُ اَرْكَانِ الْاِسْلَام

باب ۲: نماز کا بیان جو اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے

[100] ۸-(۱۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ فَقَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ))۔

---

[100] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب الزکاة فی الاسلام برقم (٤٦) وفی ←

[100]۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نجدی آدمی آیا، جس کے بال پراگندہ تھے، اس کی آواز کی بھنبھناہٹ ہم سن رہے تھے اور وہ جو کچھ کہہ رہا تھا اس کو ہم سمجھ نہیں رہے تھے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آیا وہ آپ سے اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن، رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ تو اس نے پوچھا، میرے ذمہ ان کے علاوہ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، الا یہ کہ تو نفلی نماز ادا کرے، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے، تو اس نے پوچھا، کیا میرے ذمہ اس کے علاوہ روزے بھی ہیں؟ فرمایا نہیں الا یہ کہ تم نفلی روزے رکھو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے زکاۃ کے بارے میں بتایا: تو اس نے سوال کیا، کیا میرے ذمہ زکاۃ کے سوا صدقہ بھی فرض ہے، آپ نے جواب دیا، نہیں۔ ہاں اگر تم نفلی صدقہ کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں وہ آدمی یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا، اللہ کی قسم نہ میں اس پر اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کمی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کامیاب ہوا اگر سچا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ ثَائِرٌ: پراگندہ، بکھرے ہوئے بال۔ ❷ دَوِيّ: دال کی زبر کے ساتھ، دوری اور بعد کی بنا پر آواز کی گنگناہٹ جس سے معنی و مطلب سمجھ میں نہ آ سکے۔

فوائد :...... ❶ دن، رات میں صرف پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے سوا روزانہ اور کوئی نماز فرض نہیں ہے۔ فرض نمازوں کے آگے اور پیچھے یعنی پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتیں، وہ کوئی الگ اور مستقل فرض نماز نہیں ہیں۔ وہ صرف فرض نمازوں کے لیے دل کی حضوری، خشوع وخضوع کے حصول اور فرض میں ہو جانے والی کمی و کوتاہی کے دور کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہیں گویا فرض نمازوں میں حسن وکمال پیدا کرنے کا باعث اور ان کا تتمہ وتکملہ ہیں، مستقل فرض نہیں۔ ❷ صرف ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں، رمضان کے علاوہ روزے، رفع درجات اور نفس انسانی کے تزکیہ وتطہیر کے عمل کو قائم و برقرار رکھنے کے لیے رکھے جاتے ہیں، نفلی نمازوں کی طرح، نفلی روزے بھی گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں اور فرض روزے رکھنے کی ہمت و استعداد پیدا کرتے ہیں۔ ❸ دین میں آئینی وقانونی فرض، صرف زکاۃ ہے جو مال کے شکرانہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے، مال میں زکاۃ کے علاوہ انفاق

← الشهادات، باب: كيف يستحلف برقم (٢٥٣٢) وفي الصوم، باب وجوب صوم رمضان برقم (١٨٩١) وفي الحيل، باب في الزكاة، وان لا يفرق بين مجتمع، ولا يجمع بين متفرق خشية الصدقة برقم (٦٩٥٦) وابوداود في ((سننه)) في الصلاة، باب فرض الصلاة برقم (٣٩١ و ٣٩٢) وفي الايمان والنذور، باب في كراهية الحلف بالآباء برقم (٣٢٥٢) والنسائي في ((المجتبى)) ١/ ٢٢٦ـ ٢٢٧ـ في الصلاة، باب: كم فرضت في اليوم والليلة- وفي الصوم، باب: وجوب الصيام ٤/ ١٢ برقم (٢٠٨٩) وفي ١/ ١١٩ـ١٢٠ الايمان، باب الزكاة برقم (٥٠٤٣) انظر ((التحفة)) برقم (٥٠٠٩) وهو في ((جامع الاصول)) برقم (٧)

ایک اخلاقی، سماجی اور معاشرتی فرض ہے، اس لیے قرآن مجید میں آیت بر میں زکاۃ کے ساتھ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ مال کی محبت کے باوجود، مال دیا۔ مستقل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ❹ اِلَّا ان تَطَوَّعَ: میں لَا شوافع کے نزدیک، استثناء منقطع کے لیے ہے، اس لیے نفل کو پورا کرنا بہتر اور افضل ہے لازم نہیں، ضرورت کے وقت نفلی نماز اور نفلی روزہ کو توڑا جا سکتا ہے۔ اور اس کی قضاء، لازم یا واجب نہیں، احناف کے نزدیک الا استثناء متصل کے لیے ہے، اس لیے توڑنے کی صورت میں قضاء فرض یا لازم ہے مگر احناف کے قول کو درست مانا جائے تو فرض نماز کی تعداد پانچ نہیں رہتی اسی طرح رمضان کے علاوہ روزے بھی فرض ماننا پڑتے ہیں جو ظاہر ہے کہ درست نہیں۔ (مسئلہ کی تفصیل اپنے محل پر آئے گی) ❺ لا ازید ولا انقص: میں کمی وبیشی نہیں کروں گا، مقصد یہ ہے کہ میں آپ کی تعلیم وہدایت کی پوری پوری پابندی کروں گا، اپنی طبیعت ومزاج اور اپنی مرضی وخواہش سے کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ ❻ اس حدیث میں حج کا تذکرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ سوال وجواب فرضیت حج سے پہلے ہوئے ہوں، کیونکہ حج کی ادائیگی کا موقع، فتح مکہ کے بعد ہی ممکن تھا۔ اور حج مشہور قول کی رو سے ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے موقع محل کی مناسبت سے انہیں ارکانِ اسلام سے آگاہ فرمایا ہو۔ بخاری شریف میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں، فَاَخْبَرَهٗ عَنْ شَرَائِعِ الْاِسْلَامِ، آپ نے اسے اسلامی احکام کی خبر دی، اس سے معلوم ہوتا ہے، اس روایت میں اختصار ہے۔ ❼ نفس فلاح ونجات کا انحصار فرائض وواجبات کی پابندی پر ہے، درجات ومراتب کے حصول کے لیے نوافل اور مستحبات کا اہتمام ضروری ہے، جس قدر نوافل اور استحبات کا اہتمام ہوگا اس قدر درجہ بلند ہوگا۔ اور اس کی تعمیل وامتثال (اطاعت وفرمانبرداری ہے) اس لیے آپ نے فرمایا اگر اپنی بات میں سچا ہے تو کامیاب وکامران ہوگا۔

[101] ۹-(. . .) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ)).

[101]۔ امام صاحب یہی روایت دوسرے استاد سے نقل کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کامیاب ہوا، اس کے باپ کی قسم، اگر سچا ہے یا فرمایا، جنت میں داخل ہوگا، اس کے باپ کی قسم، اگر سچا ہے۔

فائدہ :...... وَأَبِيهِ: اس کے باپ کی قسم، آپ نے باپ کی قسم سے منع کرنے کے باوجود، باپ کی قسم اٹھائی ہے، اس کا جواب یہ ہے (ا) یہ قسم سے منع کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ (۲) یہ عربوں کے کلام ومحاورہ یا ان کے عرف

[101] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۰۰)

وعادت کے مطابق ہے، جس میں قسم کا ارادہ یا قصد نہیں ہوتا۔ محض کلام میں زور و تاکید پیدا کرنا مطلوب ہوتا ہے۔

(۳) قسم کا ارادہ یا نیت نہ تھی، تکیہ کلام کے طور پر عَقْرَی، حَلْقی "تَرِبَتْ یَدَاہُ" کی طرح کہہ دیا، اس طرح یہ لغو قسم کی ایک شکل ہے جس پر مؤاخذہ نہیں۔

۳...... بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

باب ۳: ارکان اسلام کے بارے میں سوال

[102] ۱۰۔(۱۲) حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدِ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ ((فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ))قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ ((اللّٰهُ)) قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللّٰهُ أَرْسَلَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ))

---

[102] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی العلم، باب ما جاء فی العلم وقوله تعالی: ﴿وقل رب زدنی علما﴾ تعلیقا برقم (٦٣) والترمذی فی ((جامعه)) فی الزکاۃ، باب ماجاء اذا ادیت الزکاۃ فقد قضیت ما علیك برقم (٦١٩) والنسائی فی ((المجتبی)) فی الصوم، باب وجوب الصیام برقم (٢٠٩٠) انظر تحفة الاشواق (٤٠٤)

[102]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں (بلاضرورت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے سے روک دیا گیا، تو ہمیں اس بات سے خوشی ہوتی تھی کہ کوئی سمجھ دار بدوی، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے سوال کرے اور ہم سنیں، تو ایک بدوی آیا اور کہنے لگا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا، اس نے ہمیں بتایا، آپ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے، آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ اس نے پوچھا: تو آسمان کس نے بنایا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ نے۔'' اس نے کہا: تو زمین کو کس نے بنایا ہے؟ ارشاد ہوا: ''اللہ نے۔'' اس نے سوال کیا، تو یہ پہاڑ کس نے گاڑے ہیں اور ان میں جو کچھ رکھا ہے، کس نے رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' بدوی نے کہا، اس ذات کی قسم، جس نے آسمان بنایا، زمین بنائی اور یہ پہاڑ نصب کیے، کیا اللہ ہی نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اس نے پوچھا، آپ کے قاصد نے کہا، ہمارے ذمہ ہمارے دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے درست کہا۔'' اس نے کہا، تو اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو بھیجا ہے، کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا (کہ ہم پانچ نمازیں ادا کریں) آپ نے جواب دیا: ''ہاں۔'' (یہ اللہ ہی کا حکم ہے) اس نے سوال کیا، آپ کے ایلچی کا گمان ہے، ہمارے ذمہ، ہمارے مالوں کی زکاۃ ہے؟ آپ نے کہا: ''اس نے سچ کہا۔'' بدوی نے کہا: تو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا، کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اعرابی نے کہا، آپ کے پیغامبر کا خیال ہے، ہمارے سال میں ہمارے ذمہ ماہ رمضان کے روزے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اس نے صحیح کہا۔'' اس نے کہا، تو جس نے آپ کو بھیجا ہے اس کی قسم! کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا، آپ نے جواب دیا: ''ہاں۔'' بدوی نے کہا: آپ کے ایلچی نے کہا، ہمارے ذمہ بیت اللہ کا حج ہے، اس پر جو اس تک پہنچ سکتا ہو۔ آپ نے کہا: ''اس نے سچ کہا۔'' صحابی بیان کرتے ہیں پھر وہ واپس چل پڑا اور چلتے چلتے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، میں ان پر اضافہ کروں گا نہ ہی ان میں کمی کروں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے، تو یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔''

مفردات الحدیث ❶ اَھْلُ الْبَادِیَة: اعرابی، بدوی یا جنگلی لوگ، جن میں جہالت اور جفا (درشتی وترشی) عام ہے۔ ❷ اَلْعَاقِل: دانشمند، سمجھ دار۔ ❸ زَعَم: محض گمان یا ظن کے معنی میں نہیں، بلکہ یقین قول (بات) کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس لیے آپ نے تصدیق کی۔ ❹ نَصَبَ: گاڑنا، پیوست کرنا۔ ❺ جِبَال: جبل کی جمع ہے، پہاڑ۔

فوائد: ......(۱) سوال کی بندش کرنے میں قرآن مجید کی سورۂ مائدہ کی آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (المآئدۃ: ۱۰۱) ’’ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہارے لیے ناگواری کا باعث بنیں۔‘‘

اصل بات یہ ہے کہ نئے نئے سوالات کرنا انسانی فطرت ہے، لیکن اس عادت کو اگر بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان غیر متعلق اور بے فائدہ چیزوں کے متعلق سوالات کرنا شروع کر دیتا ہے، اور اس کا رجحان موشگافیوں کی طرف بڑھ جاتا ہے، وہ بال کی کھال اتارتا ہے، جس سے عمل کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے، حالانکہ اصل مقصود عمل ہے نیز رسول سے زیادہ سوال کرنے کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ پابندیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ (جیسا کہ بنواسرائیل کے گائے کے بارے میں سوالات سے یہ بات ظاہر ہے) جس سے عمل میں دشواری پیدا ہوتی ہے اور جذبۂ عمل مزید کمزور ہو جاتا ہے، اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیر ضروری اور بے مقصد سوال کرنے سے روک دیا گیا، اس لیے وہ براہ راست بہت کم سوال کرتے تھے، اور اس بات کے آرزو مند رہا کرتے کہ کوئی عاقل اور سمجھ دار اعرابی آئے۔ جو سوال کرنے کی کیفیت، آداب اور ضرورت کو سمجھتا ہو، وہ آپ سے سوال کرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سننے کا موقع مل جائے۔

(۲) قسم، بعض دفعہ محض تاکید اور تقریر کے لیے اٹھائی جاتی ہے، کسی شک وشبہ کو دور کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

(۳) سائل کو جواب دیتے وقت، اس کی حیثیت و مقام اور معاشرتی سطح کا لحاظ رکھنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ کے ہاں بدویوں کے لیے بڑی وسعت وکشادگی تھی، وہ سوالات میں بڑی جرأت و جسارت دکھاتے اور بے دھڑک جو چاہتے پوچھ لیتے، بسا اوقات سخت رویہ اختیار کرتے، وہ شہری تہذیب وسلیقہ یا ادب وآداب کا لحاظ نہ رکھتے، لیکن آپ کے رخ انوار پر ملال ظاہر نہ ہوتا، خندہ روئی سے جواب دیتے۔

[103] ۱۱-(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ۔

عَنْ أَنَسٍ كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

[103]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ سے (بلا خاص ضرورت کے) کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ بہز نے بھی ہاشم بن القاسم جیسے الفاظ میں حدیث بیان کی۔

[103] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۰۲)

٤...... بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ بِمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

باب ٤: وہ ایمان جس کی بنا پر انسان جنت میں داخل ہو سکے گا اور جو اس چیز کی پابندی کرے گا جس کا حکم ملا ہے وہ جنتی ہے

[104] ١٢ـ(١٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ ((لَقَدْ وُفِّقَ أَوْ لَقَدْ هُدِيَ)) قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَعْبُدُاللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ)).

[104]۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، ایک اعرابی آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا، اور آپ کی اونٹنی کی مہار یا نکیل پکڑ لی پھر پوچھا اے اللہ کے رسول! یا اے محمد! مجھے وہ بات بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور آگ سے دور کر دے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رک گئے، پھر اپنے ساتھیوں پر نظر دوڑائی، پھر فرمایا: اس کو توفیق یا ہدایت ملی اور بدوی سے پوچھا؟ تو نے کیا کہا؟ اس نے اپنی بات دہرائی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بندگی کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز کی پابندی کر، زکاۃ ادا کر، صلہ رحمی کر، اونٹنی کو چھوڑ دے۔''

مفردات الحدیث ❶ خطام اور زمام: دونوں ایک معنی مہار یا ہانکنے کی رسی کے لیے آ جاتے ہیں، اور ان میں فرق بھی کر لیا جاتا ہے۔ خطام رسی یا مہار، زمام نکیل۔ ❷ وُفِّقَ: نیکی کرنے کی قدرت حاصل ہوئی اچھی بات پوچھنے کی ہمت ملی۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ نے جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرنے والے اعمال میں سے صرف چار عملوں کو بیان فرمایا: (الف) صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت۔ (ب) نماز کا اہتمام۔ (ج) ادائے زکاۃ۔

---

[104] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الزكاة، باب وجوب الزكاة برقم (١٣٩٦) وفي الادب، باب فضل صلة الرحم برقم (٥٩٨٢) والنسائي في ((المجتبى)) ١/ ٢٣٤) في الصلاة، باب ثواب من اقام الصلاة برقم (٤٦٧) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٣٤٩١)

(د) عزیز واقارب سے اچھا سلوک، یہاں روزہ اور حج کا تذکرہ نہیں فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک شفیق استاد اور مہربان مربی ہیں، کوئی مصنف یا مؤلف نہیں کہ سب کچھ ایک ہی مجلس ومحل میں بیان فرما دیں، موقع محل کے مطابق اور سائل کے حالات کے مناسب، اس کو انہیں چیزوں کی تلقین کی جن کی اسے ضرورت تھی۔ نیز عموماً لوگ ان ہی چار چیزوں میں زیادہ کوتاہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا خطرہ، تمام کوتاہیوں سے زیادہ ہے۔ نماز کی پابندی، زکاۃ کی ادائیگی اور صلہ رحمی میں غفلت وکوتاہی بھی عام ہے۔ اور جو لوگ ان چار چیزوں کا پورا پورا اور صحیح اہتمام کرتے ہیں۔ وہ یقیناً باقی فرائض وواجبات کی بھی پابندی کرتے ہیں اور منہیات (جن سے روکا گیا ہے) ومحرمات (حرام کردہ) سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے اگلی روایت میں آ رہا ہے، اگر یہ پختگی واستقامت سے ان احکام پر عمل پیرا رہے گا، تو یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ ❷ ایک استاد اور مربی کو انتہائی مشفق اور مہربان ہونا چاہیے کہ اثنائے سفر میں ایک بالکل اجنبی بدوی سامنے آ کر، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے، پھر سوال کرتا ہے آپ اس کے، اس رویہ اور طرز عمل سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ اس کے دینی ذوق وجذبہ کی تعریف فرما کر اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ❸ الفاظ حدیث کے نقل کرنے میں انسان کو انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے، راوی کو تین جگہ الفاظ کے بارے میں شک ہے اور اس نے اس کا اظہار کیا ہے، حالانکہ تینوں جگہ معنی میں کوئی خاص تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔

[105] ١٣-(...) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ

[105]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسرے استاد سے نقل کرتے ہیں۔

[106] ١٤-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي

[105] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٤)

[106] تقدم تخريجه في الحديث قبل السابق برقم (١٠٤)

الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ)) فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِهِ))

[106]۔حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے، آپ نے فرمایا: ''اللہ کی بندگی کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز کی پابندی کر، زکاۃ دیتا رہ اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر۔'' جب وہ پشت پھیر کر چل دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے ان چیزوں کی پابندی کی، جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو جنتی ہے۔'' ابن ابی شیبہ کی روایت ہے اگر ان چیزوں کی پابندی کی۔

[107] ١٥۔(١٤)حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا.))

[107]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے کہ میں اس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کی بندگی کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز قائم کر، فرض زکاۃ ادا کرتا رہ اور رمضان کے روزے رکھا کر۔'' وہ کہنے لگا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس پر کبھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔ پھر جب اس نے پشت پھیر لی (اور چل دیا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جسے اس بات سے خوشی ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے، وہ اس کو دیکھ لے۔''

مفردات الحدیث ❶ دُلَّنِي: میری رہنمائی کیجئے، مجھے بتلایئے۔ ❷ المکتوبة: لکھی گئی، یعنی فرض ولازم ٹھہرائی گئی۔ ❸ المفروضة: فرض اور واجب قرار دی گئی۔ ❹ سَرَّ: مسرت اور خوشی کا باعث بنا۔

فائدہ:...... لا ازید ولا انقص: عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جو کلام کے اندر حسن اور زور و تاکید پیدا کرنے

[107] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الزكاة برقم (١٣٩٧) انظر ((التحفة)) برقم (٤٩٣٠)

کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں ان اعمال کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی یا کمی نہیں کروں گا، یہ مقصد نہیں ہوتا کہ میں اس سے زائد عمل نہیں کروں گا۔ جب کہ ہم دوکاندار سے سودا سلف خریدتے وقت کہہ دیتے ہیں، اس میں کمی، بیشی ہو سکتی ہے، بیشی کا لفظ محض حسن اور زور کلام میں اضافہ کے لیے بڑھا دیا جاتا ہے، ہمارا مطلوب صرف کمی ہوتا ہے نہ کہ بیشی، اس کے لیے تو وہ دوکاندار فوراً تیار ہوگا۔ اسی محاورہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (الاعراف: ٣٤) ''جس وقت ان کا وقت مقررہ آجائے گا، اس وقت نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔'' جب وقت مقررہ آجائے تو اس میں تاخیر کا امکان تو موجود ہے، مگر تقدیم تو عقلاً ممکن ہی نہیں۔ یہاں مقصود صرف تاخیر ہی ہے لیکن کلام کے انداز وتاکید اور تحسین کے لیے تاخیر کے ساتھ اس کے مقابل، تقدیم کو بھی لایا گیا ہے۔ اسی طرح، اس حدیث میں مقصد لا انقص ہے لیکن کلام کی تحسین وتاکید کے لیے اس کے مقابل لا ازید کہہ دیا گیا ہے ورنہ نفل تو مقصود ومطلوب ہیں۔

[108] ١٦۔(١٥) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((نَعَمْ)).

[108]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نعمان بن قوقل آئے اور کہا اے اللہ کے رسول! بتلائیے جب میں فرضی نمازیں ادا کرتا رہوں، حرام سے بچتا رہوں اور حلال کو حلال قرار دوں، تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

مفردات الحدیث ❶ حرمت الحرام: حرام کو حرام سمجھ کر، اس سے بچوں۔ ❷ أحللت الحلال: حلال کو حلال سمجھوں۔

فائدہ:......حرام کو حرام سمجھنا اور اس سے بچنا دونوں لازم ہیں، اور حلال کے لیے محض اس کو حلال سمجھنا ہی لازم ہے اس کا استعمال ضروری نہیں۔

[109] ١٧۔(...) وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي سُفْيَانَ ـ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَارَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فِيهِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا

[108] انفرد به مسلم فی ((صحیحه)) انظر ((التحفة)) برقم (٢٣١٣)

[109] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٣١٢) و (٢٣٢٦)

[109]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نعمان بن قوقل نے کہا، اے اللہ کے رسول! پھر مذکورہ روایت بیان کی اور آخر میں اتنا اضافہ کیا: اور اس پر کس چیز کا اضافہ نہ کروں۔

[110] ١٨۔(. . .)وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِاللهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَاللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا

[110]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، بتلائیے، جب میں فرض نمازیں ادا کروں، اور میں رمضان کے روزے رکھوں اور میں حلال کو حلال سمجھوں اور میں حرام سے اجتناب کروں اور اس پر کچھ اضافہ نہ کروں، تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس پر کچھ اضافہ نہیں کروں گا۔

فائدہ:......اَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَام: میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یا عہد کیا گیا ہے کہ میں شریعت کی تمام حدود و قیود کی پابندی کروں گا۔ نیز نماز کی پابندی اور اہتمام، پورے دین کے قیام اور بقا کا باعث ہے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: من حَفِظَها و حَافَظَ عَلَيها فَقَدْ حَفِظَ دِيْنَهٗ. (موطا) ''جس نے نماز کو یاد رکھا اور اس کی حفاظت و پابندی کی، اس نے اپنے دین کو یاد رکھا۔'' اس لیے یہ وہم نہیں پیدا ہونا چاہیے کہ اس میں ایمان کے کسی رکن کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کے تمام ارکان بیان ہوئے ہیں۔

٥...... بَاب :بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

باب ٥: اسلام کے ارکان اور انتہائی بڑے ستونوں کا بیان

رکن کی جمع ارکان ہے اور رکن اس چیز کو کہتے ہیں، جس کے وجود پر دوسری چیز کے وجود کا انحصار ہو اور وہ اس کا حصہ اور جز ہو، جس طرح نماز میں سجدہ اور رکوع ہیں۔

دَعَائِم: دَعَامَة کی جمع ہے، عمود اور ستون کو کہتے ہیں۔ عِظَام: عظیم کی جمع ہے، بڑا، برتر۔

[111] ١٩۔(١٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنِ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ۔

[110] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٩٥٠)
[111] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٧٠٤٧)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ)) فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هٰكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[111]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی تعمیر پانچ چیزوں سے ہے، اللہ تعالیٰ کو یکتا قرار دیا جائے، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج۔'' ایک شخص نے کہا: حج اور رمضان کے روزے؟ ابن عمر نے کہا: نہیں، رمضان کے روزے اور حج، میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا۔

مفردات الحدیث ❶ بُنِيَ: مجہول کا صیغہ ہے، بنایا گیا، تعمیر کیا گیا۔ ❷ يُوَحَّدُ: مضارع مجہول، یکتا ومنفرد قرار دیا جائے۔ ❸ إِقَام: مصدر ہے، اصل میں اقوام تھا، واو کو حذف کر دیا گیا اس کے عوض میں آخر میں ۃ کا اضافہ کر کے اقامة کہتے ہیں، جو یہاں اضافت کی وجہ سے گر گئی ہے، اس کا معنی بالکل سیدھا کرنا، کجی اور ٹیڑھ نکال دینا، کسی کام یا ذمہ داری کو اس طرح ادا کرنا، جس طرح اس کا حق ہے۔

فوائد:...... ❶ اسلام کو ایک خیمے سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے پانچ ستون ہوتے ہیں، چار ستون یعنی کھونٹیاں چار اطراف میں ہوتے ہیں اور ایک مرکز میں، جس پر خیمہ کھڑا ہوتا ہے اور مرکزی ستون ہی اصل اور بنیاد ہوتا ہے، جس کے بغیر خیمہ کھڑا نہیں ہوسکتا، یہ حیثیت کلمہ شہادت کو حاصل ہے یا اگر اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دیں، جس کی چار دیواریں اور ایک چھت ہوتی ہے، اور چھت کے بغیر مکان بے کار اور بے فائدہ ہوتا ہے۔'' اسی طرح ارکان اربعہ، نماز، زکاۃ، روزہ اور حج کی قبولیت کا انحصار کلمہ شہادت پر ہے، کسی مسلمان کے لیے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان پانچ ارکان کی ادائیگی اور سرانجام دہی میں کسی قسم کی غفلت سستی و کاہلی یا کوتاہی سے کام لے، کیونکہ یہ اسلام کے بنیادی ستون ہیں اور اسلام کا محسوس پیکر ہیں۔ نیز یہ وہ تعبدی امور ہیں جو بالذات اور ہر حالت میں مطلوب و مقصود ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام صرف ان پانچ امور کا نام ہے، خیمہ میں پانچ ستونوں کے سوا اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں، اسی طرح عمارت، صرف چار دیواروں اور چھت کا نام نہیں، لیکن اصلی اور مرکزی اہمیت انھی کو حاصل ہوتی ہے۔ ❷ الفاظ حدیث میں تقدیم و تاخیر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صوم کا تذکرہ حج سے پہلے کیا، کیونکہ عملی ارکان کی فرضیت کی ترتیب یہی ہے، ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز فرض ہوئی، پھر اجمالی طور پر زکاۃ، ہجرت کے دوسرے سال ۲ ہجری میں روزے فرض ہوئے اور ۶ ہجری یا صحیح اور مشہور قول کے مطابق ۹ ہجری میں حج فرض ہوا، لیکن یزید بن بشر السکسکی نے حج کا تذکرہ صوم سے پہلے کیا، اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اعتراض کیا، اور بتایا نبی اکرم ﷺ نے صوم کا تذکرہ حج سے پہلے کیا تھا، اس سے معلوم ہوا جہاں تک

ممکن ہو حدیث کو اسی طرح بیان کرنا چاہیے، جس طرح اس کو سنا ہو، اس میں تغیر و تبدل کرنا اور حدیث کے الفاظ کی ترتیب بدلنا درست نہیں ہے، عبداللہ بن عمر کی اگلی روایت میں حج کا تذکرہ، صوم سے پہلے کیا گیا ہے، تو یہ روایت بالمعنی کی بنا پر ہے کیونکہ راوی نے سمجھا واو ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی جیسا کہ جمہور فقہاء اور نحاۃ کا نظریہ ہے یا اس راوی کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اعتراض اور تردید کا علم نہیں ہوگا، اس لیے اس نے ترتیب بدل دی۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۱ دار السلام)

[112] ۲۰۔(. . .) وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ السُّلَمِيُّ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))۔

[112]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ کی بندگی کرنا، اس کے ماسوا کی عبادت سے انکار کرنا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

فائدہ:...... پہلی روایت میں اللہ تعالیٰ کو یکتا اور منفرد قرار دینا بیان کیا گیا تھا۔ اس روایت میں اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا اور ماسوا اللہ کی عبادت سے انکار کرنا بیان کیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ توحید کی تین اقسام (۱) توحید ربوبیت کہ کائنات کا خالق، مالک، مدبر و منتظم اور رب، صرف اللہ ہے۔ (۲) توحید اسماء وصفات کہ وہ اپنے اسماء وصفات میں بے مثل ہے اور اسی کے اسماء وصفات حسنیٰ ہیں۔ (۳) توحید الوہیت کہ بندگی کا حقدار صرف وہی ہے۔ ان میں مرکز و محور کی حیثیت توحید الوہیت کو حاصل ہے، اس لیے سب سے پہلے اس کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

[113] ۲۱۔(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

[113]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی تعمیر پانچ چیزوں سے ہوئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ (بندگی کے لائق) نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اس

[112] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (۱۱۱)

[113] انفرد به مسلم في ((صحيحه)) انظر ((التحفة)) برقم (۷٤۲۹)

کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے اقرار کے لیے نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار لازم ہے۔ اس لیے اوپر والی روایات میں صرف الوہیت کا تذکرہ کیا گیا ہے، رسالت کا ذکر صراحت کے ساتھ نہیں کیا گیا۔

[114] ٢٢۔(. . .) وَحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَلَا تَغْزُو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بُنِيَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ))

[114]۔ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ جہاد میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟ تو انہوں نے جواب دیا، بلا شبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

فوائد:...... ❶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرنے والا حکیم نامی انسان تھا۔ ❷ جہاد اسلام کے ارکان خمسہ کی طرح بالذات مقصود اور مطلوب نہیں بلکہ اسلام کے باقی امور کی طرح کسی عارضی (ضرورت وحاجت) خاص حالات اور خاص موقعوں پر فرض ہوتا ہے، اس لیے جہاد ہر وقت، ہر حالت میں، ہر مرد اور ہر عورت پر فرض نہیں۔ اس لیے جہاد کو ارکان اسلام میں شمار نہیں کیا گیا۔

٦...... بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُولِهِ ﷺ وَشَرَائِعِ الدِّينِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ

باب ٦: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان، دینی احکام پر عمل، دین کی طرف بلانا، دین کے بارے میں سوال کرنا، اس کی حفاظت کرنا یاد رکھنا اور جن تک دین نہ پہنچا ہو ان تک پہنچانا

[115] ٢٣۔(١٧) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ۔

[114] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: دعاوکم ایمانکم برقم (٨) والترمذی فی ((جامعه)) فی الایمان، باب ما جاء بنی الاسلام علی خمس برقم (٢٦٠٩) انظر ((التحفة)) برقم (٧٣٤٤)

[115] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب اداء الخمس من الایمان برقم ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذِهِ الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَآئَنَا قَالَ ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ)) زَادَ خَلَفٌ فِي رِوَايَتِهِ ((شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً))

[115]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عبدالقیس کا وفد حاضر ہوا، اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! ہم ربیعہ قبیلہ کے افراد ہیں، ہمارے اور آپ کے درمیان، مضر قبیلہ جو کافر ہے، حائل ہے اور ہم حرمت والے مہینے کے سوا آپ تک پہنچ نہیں سکتے۔ لہٰذا آپ ہمیں کسی ایسے امر (حکم، بات) کا حکم دیجیے جس پر ہم عمل پیرا ہوں اور اپنے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں، (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، پھر آپ نے ایمان باللہ کی تفسیر کی، فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکاۃ ادا کرنا۔ (۴) مال غنیمت جو تمہیں حاصل ہو، اس سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں دُباء (کدو کا تونبہ) سبز گھڑے، لکڑی کے برتن، تارکول ملے ہوئے برتن کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔'' خلف نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں کا اقرار اور اس کو آپ نے انگلی کے اشارے سے ایک شمار کیا۔

مفردات الحدیث

❶ وفد: وافد کی جمع ہے، کسی قوم یا قبیلہ کے ان منتخب لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی ضروری کام کے لیے کسی صاحب اختیار واقتدار کی ملاقات کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ عبدالقیس: یہ ایک آدمی کا نام ہے، اس کی اولاد، اس کی طرف منسوب ہوئی اور یہ ربیعہ کی ایک شاخ ہے، ربیعہ بن فزار بن سعد، اور مضر بن نزار بن

← (۵۳) وفي المواقيت، باب ﴿منيبين اليه واتقوه واقيموا الصلاة ولا تكونوا من المشركين﴾ برقم (۵۲۳) وفي الزكاة باب: وجوب الزكاة برقم (۱۳۹۸) وفي فرض الخمس، باب اداء الخمس من الدين برقم (۳۰۹۵) وفي المناقب، باب۔ ۵۔ برقم (۳۵۱۰) وفي المغازي باب: وفد عبدالقيس برقم (۴۳۶۸ و ۴۳۶۹) واخرجه ايضا في: الادب، باب: قول الرجل: مرحبا برقم (۶۱۷۶) وفي اخبار الآحاد، باب وصاة النبي ﷺ وفود العرب ان يبلغوا من ورائهم برقم (۷۲۶۶) وفي التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: ﴿والله خلقكم وما تعملون﴾ برقم (۷۵۵۶)

معد دونوں بھائی تھے۔ عبدالقیس کے لوگ بحرین کے علاقہ میں رہتے تھے، ان کا ایک وفد ۱۲ افراد پر مشتمل ۶ ہجری میں آیا اور دوسرا ۴۰ افراد پر مشتمل ۸ ہجری میں آیا، پہلے وفد کا قائد منذر بن عائذ تھا آپ نے اس کو اشج کے نام سے پکارا۔ ❷ غنیمت: وہ مال جو دشمن پر غالب آنے کی صورت میں اس سے حاصل ہو۔ ❸ الدباء: کدو کے خشک ہونے کے بعد، اس کے گودے کو نکال کر جو تونبہ بنایا جاتا ہے۔ ❹ النقیر: کھجور کے نچلے حصہ کو کرید کر برتن بنایا جاتا ہے گویا کریدی ہوئی لکڑی کا برتن۔ ❺ الحنتم: سبز روغن کا گھڑا، بعض نے مطلقاً روغن گھڑا کہا ہے، تو بعض مصری روغنی گھڑا، یا لال رنگ گھڑا۔ ❻ مقیر: قار سے ماخوذ ہے، رال یا تارکول چڑھا ہوا برتن، اسی کو دوسری روایت میں مُزَفَّتْ کا نام دیا گیا ہے جو زفت سے ماخوذ ہے اور مقیر کا ہم معنی ہے۔

فوائد:...... ❶ شهر الحرام: اہل عرب کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چار ماہ محترم اور معزز خیال کیے جاتے تھے، ان چار مہینوں میں جنگ وجدال اور قتل وغارت کو ممنوع سمجھا جاتا تھا اور لوگ امن وامان سے سفر کر سکتے تھے، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، حج کے لیے مخصوص تھے اور رجب، عمرہ کے لیے، الشهر میں الف لام اگر عہد خارجی کے لیے ہو تو اس سے مراد، رجب مراد ہوگا اور مضری لوگ رجب کی باقی مہینوں سے زیادہ تعظیم کرتے تھے، اس لیے بعض حدیثوں میں رجب کی اضافت مضر کی طرف کر کے رجب مضر کے الفاظ آئے ہیں، اگر مراد جنس ہو تو اس سے چاروں مہینے مراد ہوں گے۔ آگے آنے والے اشهر الحرم کے الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ❷ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں، لیکن جب آپ نے حکم دیا تو صرف ایمان باللہ کا حکم دیا، اور اس کی تفسیر میں امور اربعہ (چار باتیں) بیان فرمائیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ایک چیز جب متعدد اجزا سے مرکب ہوتی ہے، اور وہ اجزاء، الگ الگ، ایک مستقل حیثیت بھی رکھتے ہیں تو اس کے اجزا کے تعدد کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس کو متعدد بھی شمار کر سکتے ہیں اور مجموعہ کی حیثیت سے ایک بھی، جیسا کہ بعض اہل علم کے مختلف رسائل کو یکجا کر دیا جاتا ہے تو وہ ایک کتاب بن جاتے ہیں۔ اور اپنی الگ الگ، مستقل حیثیت کے اعتبار سے متعدد، اسلام کے پانچ ارکان، الگ الگ پانچ ہی شمار ہوتے ہیں اور ان کا مجموعی نام، اسلام ایک ہی ہے، یہی حال ایمان کے چھ ارکان کا ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں، ایمان باللہ کی تفسیر میں جو اشیاء بیان ہوئی ہیں، وہ مجموعی اعتبار سے ایک ہیں اور اپنی الگ الگ حیثیت سے چار۔ اس لیے خلف بن ہشام نے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ کا تذکرہ کرنے کے بعد عقد واحدہ ایک انگلی ہاتھ سے ملا کر ایک شمار کیا۔ ❸ ربیعہ، مضر، انمار اور زید چار بھائی تھے ان میں ربیعہ اور مضر کو بہت شہرت ملی قریش آپ کا قبیلہ مضر کی اولاد سے ہے۔

[116] ٢٤-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ۔

[116] تقدم تخرجه فی الحديث السابق برقم (١١٥)

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ)) قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامٰى)) قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ وَقَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ)) قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ ((احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَّرَاءِكُمْ)) و قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ((مَنْ وَّرَائَكُمْ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرِ۔

[116]۔ ابو جمرہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ ان کے پاس ایک عورت، ان سے گھڑے کے نبیذ کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عبدالقیس کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ وفد کون ہے؟ یا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا، ربیعہ فرمایا قوم یا وفد کو خوش آمدید، جسے رسوائی ذلت اور شرمندگی و ندامت نہیں اٹھانی پڑی، ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم لوگ آپ کے پاس بہت دور سے آئے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان یہ کافر قبیلہ مضر حائل ہے اور ہم آپ کے پاس حرمت والے مہینوں کے سوا نہیں آ سکتے، لہٰذا آپ ہمیں دوٹوک (فیصلہ کن) بات بتائیے، ہم اس کو اپنے پچھلے لوگوں کو بتائیں اور اس کے ذریعہ سے ہم جنت میں چلے جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور ان کو چار چیزوں سے روکا۔ آپ نے ان کو صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور پوچھا: جانتے ہو، صرف اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور تم مال غنیمت میں سے اس کا پانچواں حصہ دینا اور انہیں خشک کدو سے بنائے ہوئے برتن، سبز مٹکے اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع کیا۔'' شعبہ کہتے

ہیں ابو جمرہ نے بعض دفعہ نقیر لکڑی میں کھدائی کیا ہوا برتن کیا اور بعض دفعہ مقیر تارکول ملا ہوا برتن کہا اور آپ نے فرمایا، اس کو خود یاد رکھو اور اس کی اپنے پچھلوں کو خبر دو۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت میں مِنْ وَرَاءِ كُمْ کی بجائے مَنْ وَرَاء کم کے الفاظ ہیں اور اس کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے۔

مفردات الحديث

1 اُتَـرجِمُ: میں ترجمانی کرتا تھا، ایک کی بات دوسرے کو سمجھانا، ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا۔ 2 نبیـذ: انگور یا کھجوروں کو پانی میں بھگونا، تاکہ جب ان کا اثر پانی میں منتقل ہو جائے تو اس کو پی لیا جائے۔ اگر اس میں سکر (نشہ) پیدا ہو جائے، تو پھر اس کا پینا جائز نہیں ہوگا۔ 3 جَـرّ: جَرّة کی جمع ہے، مٹکا، گھڑا۔ 4 مَرحبًا: رَحب دوست، کشادگی سے ماخوذ ہے، کسی کی آمد پر مسرت وخوشی کا اظہار کرنا، اس کو خوش آمدید کہنا۔ 5 خَزَايا: خَزیان کی جمع ہے، رسوا ذلیل۔ 6 نَدامٰی، نَدمان کی جمع ہے جو نَـادِم شرمندہ، پشیمان کے معنی میں ہے۔ 7 شُقّة: شین کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ، ضمہ (پیش) کے ساتھ بہتر ہے، دوری یا طویل مسافت۔

فوائد ...... 1 ایمان باللہ کی تفسیر وتفصیل میں آپ نے پانچ چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے حالانکہ آپ نے چار چیزوں کا حکم دینے کا کہا تھا، اس کا جواب یہ ہے: (ا) آپ نے چار چیزوں کے لیے کہا تھا، لیکن ربیعہ کا مضری کافروں سے مقابلہ تھا، اس لیے ان سے جہاد کا امکان تھا اور جہاد میں دشمن پر غلبہ وفتح کی صورت میں مال غنیمت حاصل ہو سکتا ہے، اس لیے اسلوب کلام بدلتے ہوئے موقعہ محل کی مناسبت سے انہیں غنیمت کا حکم بھی بتا دیا، اور اس کا انہیں خصوصی مخاطب بنایا (أَن تـودوا، تم ادا کرو) (ب) ادائے خمس، زکاۃ ہی کا ایک شعبہ یا حصہ ہے، الگ یا مستقل نہیں، اس لیے، زکاۃ ہی میں داخل ہوگا۔ (ج) ادائے خمس کا عطف، ایمان باللہ یا لفظ صلاۃ، صوم اور زکاۃ پر نہیں ہے بلکہ امـرکـم باربع پر ہے کہ چار چیزوں کے حکم کے ساتھ جو عام ہیں سب کے لیے ہیں) تمہیں خصوصی طور پر ادائے خمس کا حکم دیتا ہوں۔ 2 چار برتنوں میں خصوصی طور پر نبیذ تیار کرنے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ لوگ ان برتنوں میں شراب تیار کرتے تھے اور ان میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا تھا، اس لیے شراب کی حرمت کے بعد ان میں نبیذ تیار کرنے سے منع کر دیا گیا، تاکہ ان برتنوں کو دیکھ کر شراب کا خیال نہ آئے، اور بے خبری یا غفلت وسستی سے غیر شعوری طور پر نبیذ میں نشہ پیدا ہو جانے کے بعد اس کو پی نہ لیا جائے، لیکن جب شراب کی حرمت پر ایک عرصہ گزر گیا، اور اس سے نفرت دلوں میں راسخ ہوگئی، تو پھر ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی گئی اور بتا دیا گیا کہ اس کو نشہ آور ہونے کے بعد نہ پینا جیسا کہ آگے حضرت بریدہ کی حدیث آ رہی ہے، ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور امام مالک، امام احمد، اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ان میں نبیذ بنانے کی حرمت اب بھی موجود ہے۔ (شرح مسلم: ۱/۳۴) لیکن ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔

[117] ٢٥-(. . .) وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ ((أَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ)) وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ))

[117]۔ابو جمرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں تمہیں اس نبیذ سے منع کرتا ہوں، جو دباء (تونبہ) لکڑی کے تراشیدہ برتن) سبز مٹکے اور تارکول ملے برتن میں تیار کیا جائے، ابن معاذ نے اپنے باپ کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس کے اشج کو فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: ''عقل و سمجھ بردباری اور ٹھہراؤ و وقار۔''

مفردات الحدیث ❶ **الحلم**: عقل و دانائی اور تحمل و بردباری۔ ❷ **الاناۃ**: ٹھہراؤ، یا وقار، جلد بازی سے پرہیز۔ ❸ **اشج**: جس کی پیشانی پر زخم ہو۔

فوائد:...... ❶ اشج کی تعریف کا پس منظر: جب عبدالقیس کا وفد مدینہ پہنچا، تو یہ لوگ فوراً رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، مگر اشج سامان کے پاس رک گیا، سب سامان اکٹھا کیا، اونٹ کو باندھا، پھر کپڑے تبدیل کیے، اس کے بعد آپ کے پاس پہنچا، آپ نے اسے قریب بلایا، اپنے پہلو میں بٹھایا اور یہ الفاظ کہے کہ تم میں دو ایسی خوبیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں یہ دونوں خوبیاں تمام خوبیوں کی جڑ اور اصل ہیں۔ ❷ **مثلہ اور نحوہ میں فرق**: مثل میں الفاظ قریباً یکساں ہوتے ہیں اور نحوہ میں الفاظ میں فرق ہوتا ہے معنی یکساں ہوتا ہے۔

[118] ٢٦-(١٨)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ هٰذَا أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا يَانَبِيَّ اللهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((آمُرُكُمْ

[117] تقدم تخرجه فی الحدیث قبل السابق (١١٥)

[118] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤٣٧٥)

بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ أَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيرِ قَالَ ((بَلٰى جِذْعٌ تَنْقُرُونَهُ فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ)) قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّونَ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَخْبَأُهَا حَيَاءً مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ فَفِيمَ نَشْرَبُ يَا رَّسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فِي أَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَرْضَنَا كَثِيرَةُ الْجُرْذَانِ وَلَا تُبْقِي بِهَا أَسْقِيَةُ الْأَدَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ)) قَالَ وَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ))

[118]۔قتادہ کہتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے عبدالقیس کے اس وفد سے ملاقات کی تھی، جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، سعید کہتے ہیں، قتادہ نے ابونضرہ کے واسطہ سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کی یہ روایت بیان کی کہ عبدالقیس کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ربیعہ کے لوگ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلہ جو کافر ہے حائل ہے اور ہم حرمت والے مہینوں کے علاوہ آپ تک نہیں پہنچ سکتے، اس لیے آپ ہمیں ایسا حکم بتایئے جو ہم اپنے پچھلوں تک پہنچائیں، اور اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز کی پابندی کرو، زکاۃ دیتے رہو، رمضان کے روزے رکھو، اور غنیموں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو، اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں، خشک کدو کے برتن سے، سبز مٹکے سے، لکڑی کے تراشے ہوئے برتن اور تارکول ملے برتن سے۔'' انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! نقیر کو آپ جانتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، تنا، تم اسے اندر سے کریدتے ہو، اس میں کھجوریں ڈالتے ہو۔'' سعید کہتے ہیں یا آپ نے کہا: تمر (چھوہارے) ڈالتے ہو، پھر اس میں پانی ڈالتے ہو، جب اس کا جوش ساکن ہو جاتا ہے یعنی (جوش ختم ہو جاتا ہے) اسے پی لیتے ہو، یہاں تک کہ تم میں سے ایک یا ان میں سے ایک اپنے چچا زاد کو تلوار کا نشانہ بناتا ہے۔ لوگوں میں ایک آدمی تھا جس کو اسی صورت میں

ایک زخم لگا تھا، وہ کہتا ہے کہ میں اسے حیا وشرم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ سے چھپاتا تھا، تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز میں پیا کریں، آپ نے فرمایا: ''چمڑے کی ان مشکوں میں پیو جن کے منہ بندھے ہوئے ہوں۔'' اہل وفد نے کہا اے اللہ کے نبی! ہماری زمین میں چوہے بہت ہیں، وہاں چمڑے کے مشکیزے نہیں بچ سکتے، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر چہ ان کو چوہے کھالیں، اگر چہ انہیں چوہے کاٹ لیں، اگر چہ ان کو چوہے کاٹ لیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا تمہارے اندر دو ایسی خوبیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ عقل و دانشمندی اور تحمل و ٹھہراؤ۔''

مفردات الحدیث ❶ جِذع: کھجور کے درخت کا تنا یا نچلا حصہ۔ ❷ تَقْذِفُوْنَ: تم ڈالتے ہو۔ ❸ القُطَيْعَاءُ: کھجوروں کی ایک قسم ہے، جو چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ ❹ تَصُبُّوْن: تم ڈالتے ہوئے یا انڈیلتے ہو۔ ❺ سَكَنَ غَلَيَانَه: جوش کا ماند پڑنا اور اس کا تھم جانا۔ ❻ اسقية: سِقَاء کی جمع ہے مشک، مشکیزہ۔ ❼ آلادم، اديم: کی جمع ہے چمڑا، جِرذان جیم کے کسرہ کے ساتھ، جُرذ کی جمع ہے، چوہوں کی ایک قسم ہے۔

فوائد :...... ❶ جب انسان نشہ آور چیز استعمال کرتا ہے تو اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے اور وہ عقل وشعور سے محروم ہو کر دوست دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا، اپنے قریبی عزیز تک کو نقصان پہنچاتا ہے، اس لیے شریعت اسلامیہ میں نشہ آور اشیاء کے استعمال کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ❷ جب شریعت کسی چیز سے روک دے تو اس کی اجازت کے لیے عذر اور بہانے تلاش کرنا درست نہیں، اس لیے آپ نے فرمایا اگر چہ مشکیزوں کو چوہے کاٹ لیں۔ ❸ کسی کی حوصلہ افزائی کے لیے، اس کی خوبیوں کا اس کے سامنے اعتراف کرنا درست ہے۔ ❹ ایمان اور اسلام: مترادف یا ہم معنی ہیں، اس لیے آپ نے وفد عبدالقیس کے سامنے ایمان کی تفسیر وتشریح میں انھی اعمال کا تذکرہ فرمایا، جن کو عبداللہ بن عمر کی حدیث میں اسلام کے تحت شمار کیا گیا ہے۔ ❺ مسائل پوچھنے کے لیے اہل علم کے پاس، وفد بھیجنا درست ہے تا کہ وہ آ کر پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو آگاہ کریں۔ ❻ اہل علم کے سامنے اپنا صحیح عذر پیش کرنا، تا کہ بار بار آنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ ❼ آنے والوں کے سامنے مسرت وشادمانی کا اظہار کرنا اور انہیں خوش آمدید کہنا تا کہ انہیں اپنی آمد کا مقصد بیان کرنے میں سہولت اور آسانی پیدا ہو، بہتر ہے۔ ❽ بات سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھنا جائز ہے۔

[119] ٢٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ لَقِيَ ذٰلِكَ الْوَفْدَ وَذَكَرَ أَبَا نَضْرَةَ۔

[119] انفرد تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٨)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ ((وَتَذِيفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَ التَّمْرِ وَالْمَاءِ)) وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ

[119]۔ قتادہؒ کہتے ہیں، مجھے بہت سے ان لوگوں نے جن کی ملاقات عبدالقیس کے وفد سے ہوئی تھی، حدیث سنائی، اور ابونضرہ نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر ابن علیہ کی حدیث جیسی حدیث بیان کی۔ ہاں اس میں یہ الفاظ ہیں، تم اس میں چھوٹی کھجوریں ڈالتے ہو اور چھوہارے اور پانی اور اس میں سعید کا قول او قال من التمر یا چھوہارے نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❊ تَذِيفُونَ: ذَاقَ يَذِيقُ سے ہے، ملانا، آمیزش کرنا۔

[120] ۲۸۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو قَزَعَةَ أَنَّ أَبَا نَضْرَةَ أَخْبَرَهُ وَحَسَنًا أَخْبَرَهُمَا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ ((لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ أَوَ تَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ ((نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى))

[120]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر فدا کرے، کون سے مشروبات ہمارے لیے درست ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: لکڑی میں کھدے ہوئے برتن میں نہ پیو، کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر قربان کرے، آپ جانتے ہیں نقیر کیا ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' درخت کا تنا جس کو درمیان سے کھود لیا جاتا ہے (یعنی چٹو) اور نہ خشک کدو کے برتن میں اور نہ سبز گھڑے میں، مشکیزوں میں پیو جن کا منہ بندھا ہوا ہو۔

مفردات الحدیث ❊ ❶ الْأَشْرِبَة: شَرَاب کی جمع ہے، مشروب، پینے کی چیز۔ ❷ الْمُوكَى: جس کا منہ روکا، یعنی تسمہ یا ڈوری سے باندھا گیا ہو۔

---

[120] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤٣٥٥)

۷...... باب الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ

باب ۷: شہادتین (توحید ورسالت) کی گواہی اور اسلام کے احکام کی دعوت دینا

[121] ۲۹-(۱۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ))

[121]۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا اور فرمایا تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے پاس جا رہے ہو، تو انہیں دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں بتلانا اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو بتلانا، اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (زکاۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر، ان کے محتاجوں کی طرف لوٹایا جائے گا، پھر جب وہ اس کو قبول کر لیں تو ان کے بہترین مالوں سے دور رہنا (زکاۃ میں بہترین مال وصول نہ کرنا) اور مظلوم کی دعا (بددعا) سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب (پردہ) حائل نہیں۔

مفردات الحديث

❶ شَرَائِع: شَرِيْعَة کی جمع ہے، حکم، قانون، ضابطہ۔ ❷ اَغْنِيَاء: غَنِيٌّ کی جمع ہے، مالدار، اصحاب ثروت ودولت۔ ❸ فُقَرَاء: فقیر کی جمع ہے محتاج، قلاش۔ ❹ كَرَائِم: كَرِيمة کی جمع ہے نفیس، عمدہ، بہترین، اموال مال کی جمع ہے۔

[121] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الزكاة، باب وجوب الزكاة برقم (١٣٩٥) وفي الزكاة، باب: اخذ الصدقة من الاغنياء، وترد في الفقراء حيث كانوا برقم (١٤٥٨) وفي المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم برقم (٢٤٤٨) وفي المغازي، باب بعث ابي موسى ومعاذ بن جبل رضي الله عنه الى اليمن قبل حجة الوداع برقم (٤٣٤٧) وفي التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي ﷺ امته الى توحيد الله تبارك وتعالى برقم (٧٣٧١)

[122] ۳۰-(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا)) بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ

[122] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا تم جلد کچھ لوگوں کے پاس پہنچو گے، آگے وکیع کی روایت جیسے الفاظ ہیں۔

[123] ۳۱-(. . .)حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ((إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ))

[123] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت سناتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ کو یمن بھیجا، فرمایا: تم اہل کتاب کے لوگوں کے پاس جاؤ گے، تو انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دینا۔ جب وہ اللہ کی معرفت حاصل کر لیں تو انہیں بتانا اللہ تعالیٰ نے ان کے دن، رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، تو جب وہ اس کی تعمیل کر لیں، تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالوں سے لی جائے گی یا ان کے اغنیاء سے لی جائے گی، اور ان کے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ پس جب وہ اس کو مان لیں، تو ان سے زکاۃ لینا اور ان کے نفیس نفیس مال سے بچنا۔

فوائد:...... ❶ آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو امام بخاری وغیرہ کی تحقیق کے مطابق ۱۰ ہجری میں اور اکثر علمائے سیرت اور اہل مغازی کے نزدیک ۹ ہجری میں یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ ❷ دین کی تعلیم اور اسلام کی دعوت میں معلم اور داعی کو ترتیب اور تدریج کا لحاظ رکھنا چاہیے اور ایک دم اسلام کے تمام احکام و مطالبات اور دینکے تمام اوامر و نواہی لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہئیں، اہم فالاہم کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ ❸ دین کی اساس و بنیاد، توحید و رسالت ہے، اس لیے سب سے پہلے انہیں کی دعوت دی جائے گی۔ کیونکہ جب تک کوئی انسان

[122] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۲۱).
[123] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۲۱).

اللہ تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتا، وہ رسول اور اس کے دین وشریعت کو کیسے قبول کرے گا، اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے اقرار کے بعد ہی رسالت اور دین وشریعت کو قبول کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ ❹ توحید ورسالت کے اقرار کے بعد، اسلام کے ارکان اور فرائض میں نماز اور زکاۃ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اور قرآن مجید میں ان ہی دو پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، عبداللہ بن عمر کی روایت جو آگے آرہی ہے، اس میں بھی ان دو کا ہی تذکرہ ہے، کیونکہ نماز تمام حقوق اللہ کی ادائیگی کی بنیاد ہے اور زکاۃ تمام حقوق العباد کی ادائیگی کی اساس ہے، اس لیے جو انسان ان دو کی پابندی کرتا ہے، اس کے لیے اسلام کے تمام ارکان وفرائض کا ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ❺ زکاۃ کی وصولی کے وقت لوگوں کے اموال (پیداوار ہو یا حیوانات) سے نفیس نفیس اور بہتر بہتر چیز نہیں لی جائے گی، بلکہ درمیانی قسم کا مال وصول کیا جائے گا اور مسلمان ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ❻ کسی پر ظلم وزیادتی کرنا، انتہائی حرام ہے، مظلوم کی دعا کی قبولیت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، فسق وفجور کے ارتکاب کے باوجود مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ ❼ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر چلنا، آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کے ماننے والے اہل کتاب کے لیے بھی ضروری ہے، اپنے سابقہ ادیان پر قائم رہنا ان کی نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔

٨...... :بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَيُؤْمِنُوا بِجَمِيعِ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَصَمَ نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهَا وَوُكِّلَتْ سَرِيرَتُهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَقِتَالِ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ أَوْ غَيْرَهَا مِنْ حُقُوقِ الْإِسْلَامِ وَاهْتِمَامِ الْإِمَامِ بِشَعَائِرِ الْإِسْلَامِ

باب ٨: لوگوں سے لڑائی کا حکم، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہیں، نماز کی پابندی کریں، زکاۃ ادا کریں، نبی اکرم ﷺ کی پیش کردہ تمام باتوں کو مان لیں اور جو انسان مذکورہ کام کرے گا، وہ اپنی جان اور مال محفوظ کرے گا، الا یہ کہ اسلام کا تقاضا ہو کہ اس کی جان یا مال محفوظ نہیں اس کا باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اور جو لوگ زکاۃ اور اس کے علاوہ، اسلام کے حق ادا نہیں کریں گے، ان سے جنگ ہوگی اور حکمران اسلامی شعائر (امتیازات) کا اہتمام کرے گا

[124] ٣٢-(٢٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ

[124] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الزكاة، باب وجوب الزكاة برقم (١٣٩٩) وفي باب اخذ العناق في الصدقة مختصرا برقم (١٤٥٧) وفي الجهاد، باب دعاء النبي ﷺ الى ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنْ بِالْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

[124] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض لوگ کافر ہو گئے۔ (اور ابوبکر نے مانعین زکاۃ سے جنگ کا ارادہ کیا) تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں: مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا، اس نے مجھ سے اپنی جان، مال، محفوظ کر لیا، الا یہ کہ لا الٰہ الا اللہ کا تقاضا اس کے خلاف ہو۔ (وہ دین کے احکام وحدود کی خلاف ورزی کرے گا تو مواخذہ ہوگا) اور اس کا محاسبہ، اللہ تعالیٰ کا کام ہے (اس کا باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ان لوگوں سے جنگ لڑوں گا، جو نماز اور زکاۃ میں فرق کریں گے کیونکہ زکاۃ، مال میں (اللہ کا) حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ ایک زانو بند (رسی) جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، مجھے نہیں دیں گے، تو میں اس (زانو بند) کے روکنے پر ضرور ان سے جنگ لڑوں گا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لڑائی کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے (اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے دل میں اس کا القا فرمایا ہے) تو میں جان گیا یہی چیز درست ہے۔

← الاسلام والنبوة، وان لا يتخذ بعضهم بعضا اربابا من دون الله برقم (٢٩٤٦) وفي استتابة المرتدين والمعاندين، باب: قتل من ابى قبول الفرائض وما نسبوا الى الردة برقم (٦٩٢٤) وفي كتاب: الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ برقم (٦٨٥٥) وابوداود في ((سننه)) في الزكاة برقم (١٥٥٦، ١٥٥٧) والترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦٠٧) والنسائي في ((المجتبى)) ٥/ ١٤ـ١٥ في الزكاة، باب مانع الزكاة وفي الجهاد، باب: وجوب الجهاد ٥/ ٦، ٧ وفي كتاب تحريم الدم ٧/ ٧٧ـ٧٨ـ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٠٦٦٦)

مفردات الحدیث ❊ عِقَال: اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی، زانو بند۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ سے دور رہنے والے قبائل جنہیں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت کا زیادہ موقع نہیں ملا تھا اور اسلام کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے تھے، یا محض مسلمانوں کی قوت وطاقت سے خوف کھا کر مسلمان ہوئے تھے وہ اسلام سے پھر گئے، لیکن وہ لوگ جنہیں نبی اکرم ﷺ سے تعلیم وتربیت کا موقع ملا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے لمحات میسر آئے، اور انہوں نے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے سمجھ لیا، ان کے دل میں اسلام کے بارے میں کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوا، وہ اسلام پر قائم رہے، یہی لوگ اکثریت میں تھے اور تقریباً ہر قبیلہ میں کم وبیش موجود تھے۔ اسلام سے پھرنے والوں کے مختلف گروہ تھے۔ (الف) وہ لوگ جو اسلام سے بالکل مرتد ہو کر اپنے پہلے کفر کی طرف لوٹ گئے، دین شعائر، نماز، زکاۃ اور دوسرے احکام شرعیہ کو ترک کر کے، زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں کو اختیار کر لیا۔ (ب) وہ لوگ جنہوں نے مدعیان نبوت کے فریب میں آ کر ان کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر لیا۔ (ج) وہ لوگ جو کنارہ کش ہو کر، حالات کا انتظار کرنے لگے۔ (د) وہ لوگ جو اسلام کے منکر نہیں تھے، صرف زکاۃ کا انکار کرتے تھے کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ ہی وصول کر سکتے تھے، اور ان میں سے بھی کچھ لوگ صرف خلیفہ کو زکاۃ ادا کرنے سے منکر تھے کہ ہم اپنے طور پر اپنے محتاجوں میں تقسیم کریں گے، بلکہ بنو یربوع کے لوگوں نے تو صدقات اکٹھے کر کے، خلیفہ کو دینا چاہا تھا۔ ان کے سردار، مالک بن نویرہ نے ان کو روک دیا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اختلاف اس چوتھے گروہ کے بارے میں تھا، اور پھر یہ اختلاف بھی ختم ہو گیا۔ ❷ نماز اور زکاۃ اسلام کے ایسے دو بنیادی ارکان ہیں کہ اسلام کا قیام وبقا ان پر منحصر ہے، اس لیے ان میں سے کسی ایک کا منکر کافر ہے بلکہ ضروریات دین، جن چیزوں کا دین ہونا، ہر خاص وعام کو معلوم ہے ان کا منکر کافر ہے۔ ❸ جو انسان کلمہ شہادت کا اقرار کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو تسلیم کرتا ہے تو گویا وہ پورے دین کو تسلیم کرتا ہے، اس لیے اس کا مال وجان محفوظ ہوں گے، اور دین کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا وہ پابند ہوگا۔ اس لیے اگر کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے گا، جس سے اس کا مال یا جان محفوظ نہ رہ سکتے ہوں، تو اس کا محاسبہ ہوگا، زکاۃ اگر ادا نہ کرے تو زبردستی لی جائے گی، شادی شدہ ہو کر، زنا کرے گا یا کسی کو ناحق قتل کرے گا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ ❹ جو شخص کلمہ اسلام پڑھ کر ہمارے سامنے اپنے ایمان لانے کا اظہار کرتا ہے تو یہ دنیوی اور قانونی طور پر اس کو مسلمان تسلیم کر لیں گے اور اس کو مسلمانوں والے حقوق حاصل ہوں گے، اور مسلمانوں کے فرائض کا وہ پابند ہوگا لیکن اگر یہ کام، اس نے محض مسلمانوں سے ڈر کر یا کسی بدنیتی سے کیا ہے، تو اللہ اس کا محاسبہ کرے گا، ہم تو ظاہر کے پابند ہیں، باطن کو عالم الغیب اور علیم بذات الصدور، ذات ہی جانتی ہے۔
❺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ'' جو نماز اور زکاۃ میں فرق اور امتیاز کرے گا، ایک کو ادا کرے گا اور دوسری کا منکر ہوگا، اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ ان کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت تھی جس میں جان ومال کی عصمت کو نماز اور زکاۃ پر موقوف کیا گیا ہے، یہ روایت آگے آرہی ہے اور متفق علیہ ہے۔(فتح الباری: ۱/ ۱۰۳)

اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو یکساں اہمیت دی ہے، تو پھر ان میں فرق کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے اور بعض تاریخی روایات میں اس روایت کے پیش کرنے کی تصریح موجود ہے۔ (الامارۃ والسیاسۃ: ۱/ ۱۷)

اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ شیخین کے سامنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نہ تھی، اس لیے حضرت ابوبکر کو قیاس واستنباط سے کام لینا پڑا اور حضرت عمر کو شبہ لاحق ہوا۔

❻ الناس سے مراد، صرف قریش مرد ہیں اس لیے کہا جاتا ہے''عام ارید به الخاص'' لفظ عام لیکن مراد خاص ہے یا ''اختص منه البعض'' عام ہے لیکن دلائل کی روشنی میں اس کی تخصیص کر لی گئی یا الف لام عہد ذہنی کے لیے ہے مراد قریش ہیں کیونکہ اہل کتاب اگر جزیہ ادا کر دیں تو ان سے لڑائی نہیں کی جائے گی حتی یوتو الجزیة عن یدوھم صاغرون (سورۃ توبہ)

[125] ۳۳۔(۲۱) وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ))

[125]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں، جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا، اس کے میری طرف سے مال وجان محفوظ ہو گئے، الا یہ کہ اس کا (کلمہ) حق ہو اور اس کا مواخذہ اللہ تعالیٰ کرے گا۔

[126] ۳۴۔(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ ح وَحَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ

---

[125] اخرجه النسائی فی ((المجتبی)) ۵/ ٦ فی الجهاد، باب: وجوب الجهاد۔ انظر ((التحفة)) برقم ((۱۳۳٤٤))

[126] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱٤۰۱٦)

إِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَآئَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

[126] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیں، اور مجھ پر اور جو (دین) میں لے کر آیا ہوں، اس پر ایمان لے آئیں، سو جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

فائدہ:......اس حدیث میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت و دین پر ایمان لانے کا بھی ذکر موجود ہے، جو اس بات کا واضح قرینہ اور دلیل ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پورے دین کا عنوان ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہونے کا معنی ہے دین اسلام کو قبول کرنا۔

[127] ٣٥ـ(. . .)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ- وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

[127] ۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ملا ہے، پھر وہی الفاظ بیان کیے جو سعید بن المسیب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

[128] حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ [الغاشية:٢١، ٢٢]

[128] اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ملا ہے کہ لوگوں سے جنگ

[127] تقدم

[128] اخرجه ابن ماجة في ((سننه)) في الفتن، بابه: الكف عمن قال: لا اله الا الله برقم (٣٩٢٧) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٢٣٦٧)

لڑوں، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں، جب لا الٰہ الا اللہ کہیں لیں گے تو اس کے بعد میری طرف سے ان کے خون اور مال محفوظ ہیں الا یہ کہ اس (کلمہ) کے حق کا تقاضا ہو اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے، پھر آپ نے پڑھا: ''آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ان پر مسلط (جبر کرنے والے) نہیں ہیں۔'' (سورۂ غاشیہ: ۲۱، ۲۲)

فائدہ:...... جب مصنف سند میں کسی نام کے بعد "یعنی" یا "ھو" کا اضافہ کر کے کسی نام یا نسبت کا تذکرہ کرتے ہیں، تو اس میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ مصنف کے استاد نے اس نام یا نسبت کو ذکر نہیں کیا تھا، بلکہ مصنف نے توضیح وتعیین کے لیے ایسے کیا ہے۔

[129] ۳۶۔(۲۲) حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

[129] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، اور نماز قائم کریں، اور زکاۃ ادا کرنے لگیں، پس جب وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون (جان) اور مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

[130] ۳۷۔(۲۳) وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ))۔

[130] ۔ابو مالک اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اللہ کے سوا جن کی بندگی کی جاتی ہے کا انکار کیا اس کا مال وجان محفوظ ہے اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

---

[129] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الايمان، باب: ﴿فان تابوا وقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم﴾ برقم (۲۵) انظر ((التحفة)) برقم (۷۴۲۲)
[130] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۴۹۷۸)

[131] ٣٨-(...)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ

[131] ۔ ابو مالک رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ تعالیٰ کو یکتا قرار دیا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

فائدہ :...... مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا، مسلمانوں کے قتال وجہاد کی غرض وغایت اس کے سوا کچھ نہیں ہے، کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگیں اور دعوت اسلام کو قبول کر لیں، اور جو لوگ دین اسلام کو قبول کر لیں گے، ان کے جان و مال محفوظ ہوں گے اور وہ حقوق و فرائض (ذمہ داری) میں دوسرے مسلمانوں کے بالکل مساوی ہوں گے۔

٩...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ

باب ٩: جس کی موت کا وقت آ گیا لیکن ابھی تک جان کنی طاری نہیں ہوئی، اس کا اسلام لانا صحیح ہے اور مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کرنے کی اجازت منسوخ ہے اور اس بات کی دلیل کہ جو مشرک فوت ہوا وہ جہنمی ہے اور اس کو جہنم سے کسی قسم کا وسیلہ نجات نہیں دلوا سکے گا

❶ نزع اور غرغرة: جان کنی کے عالم کو کہتے ہیں، یعنی جب موت کی علامات وآثار نمایاں ہو جاتے ہیں اور موت یقینی ہوتی ہے۔ ❷ الوسائل، وسیلة کی جمع ہے، واسطہ، ذریعہ، سبب جس کے ذریعہ دوسرے کا تقرب حاصل ہو سکے۔ ❸ لا يُنْقِذُهُ: انقاذ سے ماخوذ ہے، چھڑانا، بچانا، اس کو نہیں چھڑائے یا بچائے گا۔

[132] ٣٩-(٢٤)وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

[131] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٩)

[132] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الجنائز، باب: اذا قال المشرك عند الموت: لا اله الا الله برقم (١٣٦٠) وفي فضائل الصحابة، باب: قصة ابو طالب برقم (٤٨٨٤) وفي التفسير، باب: ﴿ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين﴾ برقم (٤٦٧٥) وباب: ﴿انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء﴾ برقم (٤٧٧٢) وفي الايمان والنذور ←

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

[132] ۔سعید بن المسیبؒ نے اپنے باپ سے روایت سنائی کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آ پہنچا تو اس کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ابو طالب کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے۔سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! ایک بار لا الہ الا اللہ کہو میں تمہارے حق میں اللہ کے ہاں، اس کے سبب تمہارے (ایمان کی) گواہی دوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا، اے ابو طالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرو گے (چھوڑو گے)؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل اس کو کلمہ پیش کرتے رہے اور اپنی یہ بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ابو طالب نے جو آخری بات ان سے کی، وہ یہ تھی ''وہ عبدالمطلب کی ملت پر قائم ہے۔'' اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''نبی اور مسلمانوں کے لیے مشرکین کی مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان کے سامنے ان کا جہنمی ہونا واضح ہو چکا ہے۔'' (توبہ: ۱۱۳)

← باب: اذا قال: والله لا اتكلم اليوم فصلى اوفرا، او سبح، اكبر، او حمد، او هلل فهو على نيته برقم (٦٦٨١)۔ والنسائی فی ((المجتبى من السنن)) ٤/ ٩٠ فی الجنائز، باب النهی عن الاستغفار للمشركين۔

اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت بھی اتاری، اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرمایا: ہر وہ شخص جس کو آپ چاہیں آپ اسے راہِ راست پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے راہِ راست پر لے آتا ہے اور وہ راہ یاب ہونے والوں کو خوب جانتا ہے۔" (قصص: ۲۸)

[133] ٤٠-(. . .) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآيَتَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ وَيَعُودَانِ فِي تِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَالَا بِهِ

[133] ۔ معمر اور صالح رحمہما اللہ زہری سے اوپر والی سند کے ساتھ مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، فرق یہ ہے کہ صالح کی روایت "فانزل الله عز وجل فيه" اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری، پر ختم ہوگئی اور اس نے دونوں آیتوں کو بیان نہیں کیا اور اپنی حدیث میں یہ بھی کہا کہ وہ دونوں (ابوجہل، عبداللہ بن امیہ) اپنی بات دہراتے رہے، اور معمر کی روایت میں اس کی بجائے یہ ہے، وہ دونوں برابر اس کے پاس رہے یا بات دہراتے رہے۔

[134] ٤١-(٢٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ((قُلْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَأَبٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ الْآيَةَ

[134] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کی موت کے وقت، چچا سے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں، میں قیامت کے دن اس کی بنیاد پر تیرے حق میں (آپ کے اسلام کی) گواہی دوں گا، لیکن چچا نے انکار کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "آپ جسے چاہیں ہدایت پر نہیں لا سکتے۔" (قصص: ۲۸)

---

[133] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣١)

[134] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في تفسير القرآن، باب: ومن سورة القصص وقال: هذا حديث حسن غريب برقم (٣١٨٨) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٤٤٢)

[135] ٤٢۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهِ ((قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

[135]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابو طالب) سے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کہہ دو میں قیامت کے دن اس کی بنا پر تیرے حق میں گواہی دوں گا، اس نے جواب دیا: اگر مجھے قریش کے اس عار دلانے کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ اسے اس بات پر (آخرت کی) گھبراہٹ نے آمادہ کیا ہے، تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اتارا ''آپ جسے چاہیں راہِ راست پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے راہ راست پہ لے آتا ہے۔'' (قصص: ۲۸)

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ اور مشرکوں سے ابو طالب کا گفتگو کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی اس پر نزع کی حالت طاری نہیں ہوئی تھی اور جان حلق میں نہیں پہنچی تھی۔ ابوطالب کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ہے جبکہ نبی ﷺ کی عمر ۴۹ سال آٹھ ماہ اور گیارہ دن تھی۔ ❷ انسان کے مسلمان ہونے کے لیے کلمہ شہادت کا علی الاعلان اقرار اور اعتراف ضروری ہے، محض دل کے اندر آپ کی نبوت کا اقرار کافی نہیں ہے۔ ❸ ابو طالب کی وفات شرک پر ہوئی ہے، یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ابو طالب، ایمان پر فوت ہوا ہے کیونکہ یہ قرآن مجید اور صحیح احادیث کے خلاف ہے، بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں: قرآن مجید کی اول الذکر آیات اور ثانی الذکر احادیث صحیحہ کی روشنی میں مذاہب اربعہ کے معروف علماء، فقہاء، مفسرین اور جمہور اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم اردو: ۱/ ۳۹۸) ❹ ہدایت کا لفظ ''دومعنی میں استعمال ہوتا ہے: (الف) راہ دکھانا، رہنمائی کرنا، یہ رسول کا فریضہ ہے۔ (ب) راہ راست پر چلانا، ہدایت دینا، یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، رسول کے بس میں نہیں ہے۔ ❺ ابو طالب کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے اور آپ نے صلح حدیبیہ کے سفر میں اپنی والدہ کی قبر پر استغفار کی اجازت طلب کی ہے لیکن آپ کو اجازت نہیں ملی اور اس آیت کا نزول ہوا اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ یہ آیت پہلے سے نازل ہو چکی تھی اس لیے آپ نے اجازت طلب کرنے کی ضرورت

[135] تقدیم تخریجه فی الحدیث السابقه برقم (۱۳۳)

محسوس ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کا نزول ابو طالب کی وفات کے کافی عرصہ بعد ہوا ہو کیونکہ یہ آیت سورۃ توبہ کی ہے جس کا نزول ہجرت کے بعد ہوا ہے۔

۱۰...... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

باب ۱۰: اس بات کی دلیل کہ توحید پر مرنے والا قطعی طور پر جنت میں داخل ہوگا

[136] ٤٣-(٢٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حُمْرَانَ۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[136] ۔حضرت حمران رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس یقین پر مرا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ :...... اہل سنت اور اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توحید پر مرنے والا جنتی ہے اگر وہ گناہوں سے بچا ہو۔ صحیح تو یہ ہے کہ وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا، اگر اس نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا اور توبہ کی توفیق نہ ملی، تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی، اس کے گناہ معاف کر دے اور جنت میں داخل کرے یا اس کے گناہوں کے مطابق، دوزخ میں داخل کر کے گناہوں سے پاک، صاف کر کے، جنت میں لے جائے، بہر حال وہ انجام کے اعتبار سے جنتی ہے۔
توحید کے اقرار و شہادت کے لیے رسالت و آخرت پر یقین و ایمان لازم ہے، ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

[137] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ

عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَآءً

[137] حضرت حمران، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، دونوں میں یکسانیت ہے۔

[138] ٤٤-(٢٧) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى

---

[136] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٩٧٩٨)
[137] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩٧٩٨)
[138] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٨٠٦)

هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ أَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهِ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهِ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاتِهِ قُلْتُ وَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنَّوٰى قَالَ كَانُوا يَمُصُّونَهُ وَيَشْرَبُونَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا حَتّٰى مَلَأَ الْقَوْمُ أَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[138]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، لوگوں کا زادِ راہ ختم ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض سواریوں (اونٹوں) کو ذبح کر دیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! کاش آپ لوگوں کا بچا کھچا توشہ جمع فرمالیں اور اس پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا، گندم والا اپنی گندم لایا اور کھجور والا کھجور۔ مجاہد کہتے ہیں جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیاں لے آیا۔ راوی نے پوچھا (مجاہد سے) کہ گٹھلیوں کا لوگ کیا کرتے تھے، جواب ملا، ان کو چوس کر پانی پی لیتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جمع شدہ توشہ پر آپ نے دعا فرمائی، تو لوگوں نے اپنے اپنے توشہ کے برتنوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو ان دونوں باتوں میں (توحید و رسالت) بلا شک وشبہ ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[139] ٤٥۔(. . .) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((افْعَلُوا)) قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ)) قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ

[139] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤٠١٠) و (١٢٥٣٥)

قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ((خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ)) قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ))

[139] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت ابوسعید سے (اعمش کو شک ہے) روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگوں کو بھوک لاحق ہوئی، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کاش! آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم پانی لانے والے اونٹوں کو ذبح کر لیں، کھائیں اور چربی کا تیل بنا لیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایسے کر لو۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی، البتہ آپ ان کو ان کے بچے ہوئے زادِ راہ سمیت بلوائیے، پھر ان کے لیے اللہ سے اس پر برکت کی دعا کیجئے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ٹھیک ہے۔ آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوا کر بچھا دیا، پھر لوگوں کا بچا ہوا زادِ راہ منگوایا کوئی شخص مٹھی بھر جوار لا رہا ہے اور کوئی مٹھی بھر کھجور، کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ اس سے دستر خوان پر تھوڑی سی تعداد جمع ہوگئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی پھر لوگوں سے کہا: اپنے برتنوں میں ڈال لو، تو سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے، یہاں تک کہ لشکر کے تمام برتن بھر گئے تو پھر سب نے مل کر کھایا اور سیر ہو گئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے مستحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو شخص ان دونوں (توحید و رسالت) پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کو ملے گا وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

مفردات الحدیث ❶ **ازواد**: زاد کی جمع ہے، زادِ سفر، توشہ۔ ❷ **حمائل**: حمولة کی جمع ہے، بار برداری کے اونٹ یا سواری کے اونٹ۔ ❸ **نوی**: نواة کی جمع ہے گٹھلی۔ ❹ **اَزْوِدَة**: زاد کی جمع ہے، توشہ، لیکن یہاں توشہ داں مراد ہے، یا مضاف محذوف یعنی ادعية ازودتهم ان کے توشہ کے برتن۔ ❺ **نَاضِحٌ**: ناضحة کی جمع ہے پانی لانے والے اونٹ، مذکر کو ناضح اور مؤنث کو ناضحہ کہتے ہیں۔ ❻ **ادّهنا**: کا ظاہری معنی تیل لگانا ہے، لیکن یہاں مراد، اونٹوں کی چربی کا تیل بنانا ہے۔ ❼ **الظهر**: سواری، کیونکہ اس کی پشت پر سوار ہوا جاتا ہے یا اس سے سفر میں قوت و مدد حاصل کی جاتی ہے۔ ❽ **فَضْل**: بچا کھچا۔ ❾ **نِطَع**: چمڑے کا دستر خواں۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول کرتے ہوئے لوگوں کو بچا کھچا زادِ راہ اکٹھا کرنے کا

حکم دیا اور اس پر برکت کی دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی، اس سے معلوم ہوتا ہے، اگر ادنیٰ، اعلیٰ کو مناسب اور صحیح مشورہ دے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے، بلاوجہ اپنی بات پر اڑنا نہیں چاہیے یا اس کو عزت نفس کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔

[140] ٤٦-(٢٨) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُاللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَآءَ))

[140] ۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بے شک محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اور بے شک عیسیٰ، اللہ کا بندہ، اس کی بندی کا بیٹا ہے اور اس کا وہ کلمہ ہے جس کا اس نے مریم کی طرف القاء کیا اور اس کی طرف سے روح ہے، اور جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے وہ چاہے گا جنت میں داخل کرے گا۔''

مفردات الحدیث ❶ کلمة: بول کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمہ کن (ہو جا) سے پیدا ہوئے ہیں، اس لیے ان کو کلمہ قرار دیا گیا ہے۔ ❷ روح منه: حضرت عیسیٰ کی روح کی نسبت، تعظیم و تکریم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے، جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، سورۂ سجدہ میں انسان کی تخلیق کے سلسلہ میں فرمایا: ﴿نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ﴾ اس میں اپنی روح پھونکی، منه کا معنی اس کا جز نہیں ہے وگرنہ ہر چیز اس کا جز ہوگی۔ سورۃ جاثیہ میں فرمایا: ﴿سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (جاثية: ١٣) ''اس نے تمہارے لیے مسخر کیا جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے۔ یہاں جمیعا منه کا یہ معنی نہیں ہے کہ سب کچھ اس کا حصہ یا جز ہے۔ ❸ الحق: حق اس موجود کو کہتے ہیں جو پایا جائے یا جس کا پایا جانا ضروری ہو، اللہ تعالیٰ کو حق اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ازلی اور ابدی ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جنت اور دوزخ کو حق اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا پایا جانا یقینی ہے، حق لازم اور واجب کو بھی کہتے ہیں۔

[140] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته القاها الى مريم و روح منه فآمنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلاثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد سبحانه ان يكون له ولد له ما في السماوات وما في الارض وكفى بالله وكيلا﴾ برقم (٣٤٣٥) انظر ((التحفة)) برقم (٥٠٧٥)

[141] (. . .) وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ))

[141]۔ عمیر بن ہانی نے مذکورہ بالا سند سے یہی حدیث سنائی، آخری الفاظ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، اس کے عمل کیسے بھی ہوں اور جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے، ذکر نہیں کیا۔

[142] ۴۷۔(۲۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ

عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِي فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ))

[142]۔ صنابحیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ وہ موت کے قریب تھے، تو میں رو پڑا، وہ مجھے فرمانے لگے، ٹھہریے کیوں روتے ہو؟ پس اللہ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی لی گئی، تو میں تیرے حق میں گواہی دوں گا اور اگر مجھے سفارش کا موقعہ ملا تو میں تیری سفارش کروں گا اور اگر میرے بس میں ہوا تو میں تجھے ضرور نفع پہنچاؤں گا۔ پھر کہا: اللہ کی قسم جو حدیث بھی میں نے تمہاری بہتری کا باعث نبی اکرم ﷺ سے سنی، وہ ایک حدیث کے سوا تم تک پہنچا دی اور وہ حدیث بھی آج تمہیں سنائے دیتا ہوں، کیونکہ میری جان قبض ہونے کو ہے، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔“

[141] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۳۹)

[142] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء فيمن يموت وهو يشهد ان لا اله الا الله۔ وقال: حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه برقم (۲۶۳۸) انظر ((التحفة)) برقم (۵۰۹۹)

فائدہ :...... لوگوں کے سامنے ان کی حیثیت اور ان کے علم وادراک کے مناسب ایسی احادیث بیان کرنی چاہئیں، جو ان کے لیے بھلائی اور بہترین یا نفع کا باعث ہوں، ایسی احادیث جو لوگوں کے فہم اور شعور سے بالا ہوں یا ان کے لیے فتنہ یا نقصان کا سبب بن سکتی ہوں، ان کو بیان نہیں کرنا چاہیے۔ آخری وقت میں ان لوگوں کو یہ حدیث سنائی جس کے فہم وشعور پر اعتماد تھا کہ وہ اس سے اس بدفہمی یا غلط فہمی میں تباہ نہیں ہوں گے ان کو عملوں کی ضرورت نہیں ہے۔

[143] ٤٨ـ(٣٠)حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤَخَّرُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَامُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ)).

[143]۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان کجاوے کے پچھلے حصے کے سوا اور کوئی چیز حائل نہ تھی، تو آپ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں اور خدمت کے لیے تیار ہوں، پھر کچھ دیر چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، میں خدمت میں حاضر ہوں، آپ کا فرمانبردار ہوں، پھر کچھ وقت چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، حاضر خدمت ہوں اور اطاعت کے لیے تیار ہوں، آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ

[143] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في اللباس، باب: ارداف الرجل خلف الرجل برقم (٥٩٦٧) وفي الاستئذان، باب: من اجاب بلبيك وسعديك برقم (٦٢٦٧) وفي الرقاق، باب: من جاهد نفسه في طاعة الله بر (٦٥٠٠) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١١٣٠٨)

کریں۔'' پھر کچھ دیر چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں اور خدمت کے لیے تیار ہوں۔'' آپ نے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ جب بندے اللہ کا یہ حق ادا کریں، تو پھر اللہ پر ان کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: ''اللہ و رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔'' آپ نے فرمایا: یہ کہ انہیں عذاب میں نہ ڈالے۔

مفردات الحدیث

❶ **لبیك**: لب کا تثنیہ ہے اور ک کی طرف مضاف ہے، تکرار اور تاکید و کثرت کے لیے ایسا کرتے ہیں، معنی ہے اجبت لك اجابة بعد اجابة، آپ کے لیے بار بار حاضر ہوں یا اقمت علی طاعتك اقامة بعد اقامة، مسلسل آپ کی اطاعت پر قائم ہوں۔ ❷ **سَعْدَیك**: سعد کا تثنیہ ہے اور اس کا مقصد بھی تکرار و کثرت ہے معنی ہے: انا مسعد طاعتك اسعاد بعد اسعادِ، یا اُسْعِدُك اسعاد ابعد اسعاد، آپ کی خدمت و طاعت کی سعادت پر قائم ہوں۔

فوائد: ❶ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ بیٹھنے کی کیفیت کو تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خاص شفقت اور عنایت حاصل تھی اور بارگاہ نبوی میں جو خاص مقام قرب حاصل تھا، وہ سامعین کے پیش نظر رہے تاکہ وہ سمجھ سکیں، کہ آپ نے حضرت معاذ کو ایسی بات کیوں فرمائی، جس کی عام اشاعت کی اجازت نہ تھی جیسا کہ آگے ان کی حدیث میں آ رہا ہے، نیز لوگوں کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ مجھے یہ حدیث اچھی طرح یاد ہے حتیٰ کہ اس کی جزئی باتیں بھی محفوظ ہیں۔ ❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ، حضرت معاذ کو تین دفعہ مخاطب کیا۔ اور پھر تیسری دفعہ بھی بات مکمل نہیں کی، مقصد یہ تھا کہ حضرت معاذ پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہوں اور ہمہ تن گوش ہو کر پوری رغبت و توجہ اور غور و تامل کے ساتھ آپ کی بات سنیں کیونکہ جب انسان کسی چیز کا منتظر ہوتا ہے، تو اس کی طرف پوری توجہ کرتا ہے اور کامل انہماک اور شوق سے سنتا ہے اور اس کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

[144] ٤٩-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا))

[144] اخرجه البخاري في ((الجهاد)) باب: اسم الفرس والحمار برقم (٢٧٠١) وابوداود في ←

[144]۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عفیر نامی گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معاذ! جانتے ہو، اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ ورسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں، اس کے ساتھ کس چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے جو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کو عذاب نہ دے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو خوش خبری نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو خوش خبری نہ دو وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔''

فائدہ: ...... الحق: حق، موجود چیز کو کہتے ہیں، اس لیے سچ، صدق کو بھی حق کہہ دیتے ہیں کیونکہ وہ موجود ہے اور حق ہر اس چیز کو کہہ دیتے ہیں جس کا کرنا لازم اور ضروری ہے، اس لیے فرائض جن کی ادائیگی ضروری ہے یا قرض جس کا ادا کرنا لازم ہے اس کو بھی حق کہہ دیتے ہیں اللہ کا بندوں پر حق ہے کا معنی یہ ہے کہ بندہ پر اس کام کا کرنا لازم اور واجب ہے اور بندوں کا اللہ پر حق ہے کا معنی یہ ہے کہ اس چیز کا پایا جانا قطعی اور یقینی ہے، یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کا کرنا لازم واجب ہے۔

[145] ٥٠۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ يَعْبَدَ اللَّهُ وَلَا يُشْرِكَ بِهِ شَيْءٌ)) قَالَ ((أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ)) فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ))

[145]۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ معاذ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک قرار نہ دیں، آپ نے پوچھا، کیا تم جانتے ہو اگر بندے یہ فرض سرانجام دیں، تو ان کا اس پر (اللہ پر) کیا حق ہے؟'' میں نے جواب دیا، اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کو عذاب نہ دے۔''

← ((سننه)) في الجهاد، باب في الرجل يسمى دابته باختصار برقم (٢٨٥٦) والترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء في افتراق هذه الامة۔ ولم يذكر قصه الحمار، وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦٤٣) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١١٣٥١)

[145] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التوحيد، باب: ما جاء في دعاء النبي ﷺ امته الى توحيد الله تبارك وتعالى برقم (٧٣٧٣) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١١٣٠٦)

[146] ۵۱ ـ(. . .)حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ:سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ)) بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

[146]۔اسود کہتے ہیں، میں نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا، تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے پوچھا: کیا جانتے ہو اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟ پھر اوپر والی روایت بیان کی۔

[147] ۵۲ـ(۳۱)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ قَالَ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَبُوهُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ((اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عمر بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُطْمَئِنًّا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[146] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٤)

[147] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٨٤٣)

((مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي قَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ((يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَخَلِّهِمْ))

[147]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرداگرد بیٹھے تھے، ساتھ ابوبکر اور عمر بھی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھے (اور کسی طرف چلے گئے) پھر آپ کی واپسی میں بہت تاخیر ہوگئی، تو ہمیں ڈر پیدا ہوا کہ کہیں ہم سے علیحدہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ (ہماری عدم موجودگی میں دشمن وغیرہ کی طرف سے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے) اس پر ہم بہت گھبرائے اور ہم لوگ (آپ کی تلاش میں) نکل کھڑے ہوئے، اور سب سے پہلے میں ہی گھبرا کر آپ کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ انصار کے خاندان بنو النجار کے ایک باغ میں پہنچ گیا، جو چہار دیواری سے گھرا ہوا تھا، اور میں نے اس کے چاروں طرف چکر لگایا کہ اندر جانے کے لیے مجھے راستہ مل جائے لیکن نہیں ملا۔ اچانک ایک نالہ دکھائی دیا جو باہر کے کنویں سے باغ کے اندر جاتا تھا، ربیع جدول (نالے) کو کہتے ہیں۔ میں لومڑی کی طرح سمٹ اور سکڑ کر اندر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ نے پوچھا: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم کیسے آئے (کیا بات ہے؟) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے، پھر وہاں سے اٹھ کر چلے آئے، پھر دیر تک آپ کی واپسی نہیں ہوئی، تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا، کہ کہیں دشمن آپ کو تنہا دیکھ کر ایذا نہ پہنچائے، تو اس پر ہم گھبرا گئے، سب سے پہلے میں گھبرایا، تو میں اس باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح سمٹ سکڑ کے (اندر گھس آیا ہوں) اور دوسرے لوگ میرے پیچھے آرہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! اور مجھے اپنے نعلین (جوتے) مبارک عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا: میرے یہ جوتے لے جاؤ اور اس باغ سے باہر جو آدمی بھی تمہیں ایسا ملے، جو دل کے پورے یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو، اس کو جنت کی خوشخبری سنا دو، تو سب سے پہلے میری ملاقات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی، انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''ابوہریرہ! تمہارے ہاتھ میں یہ دو جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا: یہ نعلین مبارک رسول اللہ ﷺ کے ہیں، آپ نے یہ دونوں جوتیاں مجھے دے کر بھیجا ہے، کہ جو کوئی بھی دل کے اطمینان کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہوا، مجھے ملے میں اس کو جنت کی بشارت دے دوں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

پس عمر نے میرے سینے پر ایک ہاتھ مارا، جس سے میں اپنی سرینوں کے بل پیچھے کو گر پڑا، اور مجھ سے انہوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! پیچھے کو لوٹو۔'' میں روتی صورت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا، اور عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پیچھے پیچھے آئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تھے آپ نے مجھے جو پیغام دے کر بھیجا تھا، میں نے انہیں وہ بتلایا، تو انہوں نے میرے سینے پر ایک تھپڑ مارا، جس سے میں اپنی سرین کے بل گر پڑا، اور مجھ سے کہا کہ پیچھے لوٹو۔'' رسول اللہ ﷺ نے عمر کو مخاطب کر کے فرمایا: عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں، کیا آپ نے ابو ہریرہ کو اپنے نعلین مبارک دے کر اس لیے بھیجا تھا کہ جو کوئی بھی دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والا ان کو ملے، وہ اس کو جنت کی بشارت دے دیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (میں نے ہی یہ کہہ کر بھیجا تھا) عمر نے عرض کیا: تو ایسا نہ کیجئے، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں لوگ بس اس شہادت پر بھروسہ کر کے (سعی وعمل سے بے پروا ہو کر) نہ بیٹھ جائیں، لہٰذا انہیں اسی طرح عمل کرنے دیجئے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ان کو عمل کرنے دو۔''

مفردات الحدیث

❶ قعودا حوله: اردگرد بیٹھنا، چاروں اطراف گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔
❷ اظهرنا: درمیان میں یا وسط میں بیٹھنا، اظهركم، ظهرانيكم، ظهريكم سب کا یہی مفہوم ہے۔
❸ خَشِينَا اَنْ يُقْتَطَعَ دُوْنَنَا: ہمیں خطرہ پیدا ہوا کہ آپ کو ہم سے الگ تھلگ، دشمن ایذا نہ پہنچائے۔ ❹ فَزِعْنَا: ہم گھبرائے، کسی چیز کی فکر کرتے ہوئے اٹھے یا مدد ونصرت کے لیے کھڑے ہوئے۔ ❺ حائط: وہ باغ جس کی چار دیواری ہو، چھت نہ ہونے کی وجہ سے اسے حائط (دیوار) کہتے ہیں۔ ❻ الجدول: نالا، اس کو ربیع بھی کہتے ہیں۔ ❼ بِئرْ خَارِجَة: خارجہ کو اگر بئر کی صفت بنائیں تو معنی ہوگا، باہر والا کنواں اور اگر خارجہ کسی انسان کا نام ہو تو معنی ہوگا خارجہ کے کنویں سے۔ ❽ فَاحْتَفَزْتُ: میں سمٹا اور سکڑا، تاکہ اندر گھسنا آسان ہو جائے۔ ❾ ثَعْلَب: لومڑی۔ ❿ استی اپنی سرین، دُبر کو کہتے ہیں، شرم وحیا کی خاطر، صریح لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ ⓫ اَجْهَشْتُ بكاءً: میں گھبرا کر آپ کی پناہ میں آیا، رنگ فق ہو گیا، اور صورت رونی تھی، رویا نہیں تھا۔ ⓬ ركبني عمر: عمر نے میرا پیچھا کیا، اور میرے پیچھے پیچھے چل دیئے۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ نے ابو ہریرہ کو ایک بشارت عظمی کے اعلان کے لیے بھیجا تھا، اس کی غیر معمول اہمیت کے پیش نظر، آپ کی کسی خاص نشانی کی ضرورت تھی، اس وقت میسر نشانی نعلین (دو جوتے) مبارک ہی تھے، وہی عطا فرمائے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گرانا یا ایذا پہنچانا نہ تھا، بلکہ اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا، شاید عمر نے پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس چلنے کو کہا ہو، لیکن چونکہ وہ اہل ایمان کے لیے ایک عظیم بشارت کا

پروانہ لے کر آ رہے تھے، اور انہیں اسی طرح ایک بڑی سعادت حاصل ہو رہی تھی اس لیے انہوں نے واپس جانے سے انکار کیا ہوگا، اس لیے تنبیہ اور سرزنش کے طور پر انہوں نے سینہ پر ہاتھ مارا جو اچانک لگا، اس لیے حضرت ابو ہریرہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ اس بشارت عامہ میں ایک مضر اور نقصان وہ پہلو دیکھتے تھے، وہ وقت سعی وعمل اور جدوجہد کا تھا۔ تمام احکام اسلامیہ کی پابندی کرنا، دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے سعی وکوشش کرنا اور ترقی دین کے لیے جہاد میں حصہ لینا ضروری تھا، اس خوشخبری کے اعلان عام کے بعد احتمال تھا کہ بہت سے لوگ تن آسانی اختیار کر کے، اس پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل وکوشش سے سستی اور تغافل برتیں گے اس لیے حضرت عمر اس کو خلاف مصلحت سمجھتے تھے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں تاکہ ان کے درجات ومراتب میں رفعت اور ترقی ہو، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی بات کو تسلیم کر لیا اور آپ نے خود بھی حضرت معاذ کو اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دی تھی اور وجہ وہی بتائی تھی جو عمر نے بیان کی ہے۔

[148] ٥٣-(٣٢) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ ((إِذًا يَتَّكِلُوا)) فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا۔

[148]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو جبکہ وہ پالان پر آپ کے پیچھے سوار تھے، پکارا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، لبیك يا رسول الله وسعديك، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کہا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا: لبیك يا رسول الله وسعديك، تین دفعہ ایسا ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی سچے دل سے شہادت دے، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں، تو اللہ نے دوزخ پر ایسے شخص کو حرام کر دیا ہے۔'' حضرت معاذ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ سب خوش ہو جائیں؟'' آپ نے فرمایا: پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے، پھر حضرت معاذ نے کتمان علم کے گناہ کے خوف سے اپنے آخری وقت میں یہ حدیث بیان کی۔

فوائد :...... ❶ حضرت ابو ہریرہ کی مذکورہ بالا حدیث میں آپ نے خود یہ خوشخبری دینے کا حکم دیا تھا، لیکن

[148] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في العلم، من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية ان لا يفهموا برقم (١٢٨) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٦٣)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کے سامنے اس میں جو منفی پہلو تھا وہ پیش کیا اور نبی نے اس کو خلاف مصلحت سمجھا تو آپ نے حضرت عمر کی رائے تسلیم کر لی، اس سے یہ اصول نکلا کہ اگر کوئی بڑا حتی کہ اللہ کا نبی و رسول بھی کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کرے اور کسی صاحب رائے آدمی کو اس میں مضرت کا پہلو نظر آئے تو وہ ادب و احترام کے ساتھ اپنی رائے اور اپنا مشورہ پیش کرنے میں تامل نہ کرے اور بڑے کو چاہیے کہ وہ اس رائے یا مشورہ پر غور و خوض کرے، اگر دوسرے کی رائے بہتر اور مصلحت و حکمت کے مطابق ہو تو اس کو قبول کر کے اپنی رائے سے رجوع کرنے میں ادنیٰ تامل نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے بعد اپنی رائے بدل لی تھی۔ ❷ حضرت معاذ جب تک زندہ رہے، اس وقت تک اس حدیث کے ضیاع کا احتمال نہیں تھا، جب مرنے لگے تو انہیں کتمان علم (علم چھپانا) کا اندیشہ لاحق ہوا، جو ایک بڑا جرم ہے، اور نبی اکرم ﷺ کا منع فرمانا، ایک مصلحت و حکمت کے لیے تھا کہ لوگ اس پر اعتماد کر کے، سعی و عمل سے بیٹھ رہیں گے، لیکن جب دین کی نشر و اشاعت عام ہو گئی، آپ کی وفات تک دین و شریعت مکمل ہو گئے، لوگوں کے اندر، دین راسخ ہو گیا اور جذبہ عمل قوی ہو گیا اور عمل و کوشش میں کوتاہی کا ڈر نہ رہا۔ تو حضرت معاذ نے یہ حدیث، موت کے وقت بیان کر دی، کیونکہ نہی تحریم کے لیے نہ تھی، وگرنہ حضرت معاذ جیسے صاحب علم و فضل کو کتمان علم کا اندیشہ لاحق نہ ہوتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کلمہ شہادت کا دل کی گہرائی سے اقرار انسان کو دین کی مکمل پابندی پر مجبور کرتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان دوزخ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

[149] ٥٤ ـ (٣٣) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ انِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي تُصَلِّيْ فِي مَنْزِلِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَسْنَدُوا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ إِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالَ وَدُّوا أَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ وَقَالَ ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُولُ اللّٰهِ)) قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ ((لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُولُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَطْعَمَهُ)) قَالَ أَنَسٌ فَأَعْجَبَنِي هٰذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ

[149] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الصلاة، باب اذا دخل بيتا يصلي حيث شاء، او حيث امر، ولا يتجسس برقم (٤٢٤) وفي باب: في المساجد في البيوت برقم (٤٢٥) وفي ←

[149] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی، محمود کہتے ہیں، میں مدینہ آیا اور عتبان کو ملا، تو میں نے کہا: آپ کی ایک روایت مجھے پہنچی ہے (وہ مجھے براہ راست سنایئے) عتبان نے کہا: میری آنکھوں میں کچھ تکلیف پیدا ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ حضور میری تمنا ہے آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اس کو نماز گاہ بنا لوں (وہاں نماز پڑھا کروں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جن ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بھی ساتھ تھے، سو آپ داخل ہو کر میرے گھر میں نماز پڑھنے لگے اور آپ کے ساتھی آپس میں باتیں کرنے لگے باتوں کا (موضوع منافقوں کے اعمال بد اور ان کی بری حرکات تھیں) اکثر اور بڑا موضوع مالک بن دخشم کی حرکات تھیں، صحابہ نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بددعا فرمائیں وہ مر جائے اور خواہش کی کہ اسے کوئی آفت پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور پوچھا: کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: وہ زبان سے یہ کہتا ہے لیکن دل میں یہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا نہ اسے جہنم کھائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث مجھے بہت اچھی لگی (پسند آئی) تو میں نے اپنے بیٹے کو کہا: اسے لکھ لو، اس نے لکھ لیا۔

مفردات الحديث ❶ **عظم**: عین کے پیش کے ساتھ، بڑا حصہ، کُبر کاف کے پیش اور زیر کے ساتھ، اکثر حصہ۔ ❷ **دعا عليه**: کسی کے خلاف بددعا کرنا۔

فائدہ:...... آپ نے توحید و رسالت کی شہادت دینے والے کو کہا کہ وہ دوزخ پر حرام ہے یا اسے آگ نہیں کھائے گی، اس قسم کی بشارتوں میں آپ کا مقصد اور مطمح نظر کسی عمل خیر کی ذاتی خاصیت اور اس کا اصل اثر بتانا ہے

← الجماعة والامامة، باب الرخصة في المطر والعلة ان يصلي في رحله برقم (٦٦٧) وفي باب: زار الامام قوما فامهم برقم (٦٨٦) وفي كتاب: صفة الصلاة، باب: يسلم حين يسلم الامام مختصرا برقم ((٨٣٨) وفي باب: من لم يرد السلام على الامام، باب: يسلم حين يسلم الامام مختصرا برقم (٨٣٨) وفي باب: من لم يرد الاسلام على الامام، واكتفى بتسليم الصلاة برقم (٨٤٠) وفي التطوع، باب: صلاة النوافل جماعة برقم (١١٨٦) مطولا وفي المغازي، باب: شهود الملائكة بدرا برقم (٤٠٠٩) مطولا وفي الاطعمة، باب: الخزيرة برقم (٥٤٠١) وفي الرقاق، باب: العمل الذي يبتغى به وجه الله مختصرا برقم (٦٤٢٣) وفي استتابة المرتدين والمعائدين، مختصرا برقم (٦٩٣٨) والمولف (مسلم) في ((صحيحه)) في المساجد ومواضع

اور یہ خاصیت اور اثر اسی وقت ظاہر ہوتا ہے، جب کوئی چیز اس کے مانع موجود نہ ہو جو اس کے اثر کو زائل کرنے والی ہو۔ مثلاً طبیب کہتا ہے جو شخص ہمیشہ اطریفل استعمال کرتا رہے گا وہ ہمیشہ نزلہ سے محفوظ رہے گا، تو کیا اس کا یہ معنی لینا درست ہوگا اس کے ساتھ کسی پرہیز اور احتیاط کی ضرورت نہیں ہے وہ شخص اگر نزلہ پیدا کرنے والی اشیاء مثلاً تیل، ترش وغیرہ چیزیں بھی برابر کھاتا رہے تو کیا وہ نزلہ سے بچ سکے گا، توحید ورسالت کی شہادت کا اصل مقصد، دعوت دین وایمان کو قبول کرنا اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو اپنانا ہے جیسا کہ ہم پہلے اس کی وضاحت کر چکے ہیں، اس لیے توحید ورسالت کی شہادت کا اقتضاء یہی ہے کہ ایسا آدمی عذاب دوزخ سے محفوظ رہے اور جنت میں جائے، لیکن اگر اس نے اپنی بدبختی سے کچھ ایسے بداعمال بھی کیے ہیں جن کا ذاتی تقاضا یا خاصیت واثر قرآن وحدیث کی رو سے عذاب پانا اور دوزخ میں جانا بتلایا گیا ہے، تو ظاہر ہے ان اعمال کا بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوگا اور ان کے مطابق (اسے اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ فرمایا) تو کچھ عرصہ دوزخ میں گزارنا ہوگا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: صحیح مسلم کے بعض شارحین نے لکھا ہے کہ بعض صحابہ نے مالک بن دخشم کے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا رد کیا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دلوں کے حال پر مطلع ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ پیچھے ایسی روایات گزر چکی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے، ہمارا کام ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا ہے، ہم کسی کے باطن سے آگاہ نہیں ہیں، اس لیے اس پر حکم لگانا درست نہیں ہے، اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی اصول کے مطابق آپ نے ایک اصولی بات فرمائی ہے کہ ''لا یشھد احد'' جو بھی شہادت دیتا ہے، اور شہادت، دل اور زبان کی یکسانیت کا نام ہے یعنی شہادت دل کی گواہی کا نام ہے، محض زبان سے کہہ دینا شہادت نہیں ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقون میں، منافقوں کے نشہد کہنے کی تردید فرمائی ہے اور آپ نے حضرت اسامہ کو فرمایا تھا: هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ، کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ اس نے اسلام کا اقرار دل سے نہیں کیا، اور آپ نے ابن دخشم کے بارے میں نفاق کا شبہ کرنے والے کو فرمایا تھا: أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ؟ ''کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ لا الہ الا اللہ کا قائل ہے اور وہ اس سے اللہ ہی کی رضا چاہتا ہے۔'' آپ نے تراہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے تو کیا وہ اس کے دل کے حالات سے آگاہ تھا یا اس کے دل میں جھانک رہا تھا، اگر آپ دلوں پر مطلع تھے تو یہ کیوں فرمایا گیا: لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ''آپ آگاہ نہیں ہیں انہیں ہم ہی جانتے ہیں۔'' (توبہ: ۱۰۱)

الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر برقم (١٤٩٤) وبرقم (١٥٩٥ و ١٤٩٦) والنسائي في ((المجتبى من السنن)) في المامة، باب امامة الاعمى ٢/ ٨٠ وفي السهود، باب تسليم المأموم حين يسلم الامام ٣/ ٦٤-٦٥ وابن ماجه في ((سننه)) في المساجد والجماعات، باب المساجد في الدور مطولا برقم (٧٥٤) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٩٧٥٠)

[150] ٥٥۔(. . .)حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِي مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ۔

[150]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے عتبان بن مالک نے بتایا کہ میں نابینا ہوگیا،اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا، (تشریف لاکر میرے مکان میں) مسجد کی ایک جگہ متعین کر دیجئے (تاکہ میں اس میں نماز پڑھ سکوں) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عتبان کی قوم کے لوگ بھی آ گئے، ان میں سے ایک آدمی جسے مالک بن دخشم کہتے تھے، غائب رہا اس کے بعد سلیمان بن مغیرہ کی حدیث کی طرح روایت ہے۔

۱۱...... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنِ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ

باب ۱۱: اس بات کی دلیل کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی الوہیت، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی اور مطمئن ہے تو وہ مومن ہے اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو

[151] ٥٦۔(٣٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَبِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا))

[151]۔حضرت عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، ایمان کا مزہ چکھ لیا اس نے جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد (ﷺ) کو اپنا رسول ماننے پر دل سے راضی ہوگیا۔

فوائد:...... ❶ جس طرح مزیدار اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت اور لطف ہوتا ہے جسے صرف وہ آدمی پا سکتا ہے، جس کی قوت ذائقہ، کسی بیماری کی وجہ سے متاثر نہ ہوئی ہو، اسی طرح ایمان میں ایک لذت اور ذائقہ ہے، جسے وہ خوش قسمت انسان ہی پا سکتا ہے، جس نے پوری خوش دلی اور انبساط اور دل کی رضا کے ساتھ اللہ تعالیٰ

[150] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٨)
[151] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب من ذاق طعم الايمان۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦٢٣) انظر ((التحفة)) برقم (٥١٢٧)

کو اپنا مالک اور پروردگار اور محمد ﷺ کو اپنا رسول اور اسلام کو اپنا دین اور زندگی کا دستور بنا لیا ہو، اللہ و رسول اور اسلام کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی اور موروثی یا محض عقلی اور دماغی نہ ہو۔ بلکہ ان کے ساتھ دل کی گرویدگی اور شیفتگی ہو، کیونکہ رضا کا معنی، قناعت، کفایت اور کچھ نہ چاہنا ہے۔ ❷ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر راضی ہونا یہ ہے کہ اس کی قضا وقدر پر راضی رہے، دکھ سکھ، رنج والم اور تکلیف ومصیبت میں مطمئن رہے، اس کا گلا شکوہ نہ کرے، اسلام پر راضی ہونا یہ ہے کہ اس کے احکام وہدایات کی دل کی گہرائیوں سے، فرمانبرداری کرے اور اس کے احکام وفرامین کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ میں نہ پڑے اور محمد ﷺ کی رسالت پر راضی ہونا یہ ہے کہ آپ کی اطاعت واتباع کرے، آپ سے محبت وعقیدت کا رشتہ استوار کرے، آپ کے طور وطریقہ کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اور رویہ اختیار نہ کرے۔ ایسے انسان کو نیکی کے کام سے لذات وفرحت حاصل ہوتی ہے اور نافرمانی اور معصیت کے ارتکاب سے رنج وکلفت محسوس ہوتی ہے۔

۱۲...... بَاب بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا وَأَدْنَاهَا وَفَضِيلَةُ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنَ الْإِيمَانِ

باب ۱۲: ایمان کی شاخوں کی تعداد، اور ایمان کے اعلیٰ درجہ اور ادنیٰ درجہ کا بیان

حیا وشرم کی فضیلت اور اس کا ایمان میں داخل ہونا

[152] ۵۷-(۳۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))

[152]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

مفردات الحدیث

❶ بضع: اگر عدد کے لیے استعمال ہو تو بَضِعٌ اور بِضْعَة کی باء پر زبر اور زیر دونوں پڑھ لیتے ہیں گوشت کا ٹکڑا بھی مراد لیا جاتا ہے۔ عدد میں، تین سے نو یا دس تک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
❷ الشُعبة: حصہ، ٹکڑا، جز۔

---

[152] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الايمان، باب امور الايمان بر (٩) وابوداود في ((سننه)) في السنة، باب: في رد الارجاء بنحوه برم (٤٦٧٦) والترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء في استكمال الايمان- وزيادته ونقصانه- وقال: هذا حديث حسن صحيح- برم (٢٦١٤) ((سننه)) في المقدمة، باب: في الايمان برقم (٥٧) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٨١٦)

فوائد: ...... ❶ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں اسلام کو ایک عمارت یا خیمہ سے تشبیہ دی گئی تھی اور یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایمان کو ایک درخت سے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر ہے درخت مرکب ہے چند اجزا سے یعنی جڑ، شاخیں، اور پتے، بسیط نہیں ہے یعنی صرف جڑ یا تنے کا نام نہیں ہے، لیکن ان تمام اجزا کی حیثیت یکساں نہیں ہے بلکہ بعض اجزا ایسے ہیں کہ ان کے سوا بھی اصل حقیقت شجرۃ (درخت) برقرار اور قائم رہتی ہے گوان میں نقص اور کمی آ جائے جیسا کہ شاخیں، ٹہنیاں اور پتے ہیں اور بعض اجزا ایسے ہیں کہ اگر وہ نہ رہیں، اور باقی اجزا موجود ہوں تو درخت قائم نہیں رہتا، جیسا کہ جب جڑ اور اصل (تنہ) کو کاٹ دیا جائے اور شاخیں اور پتے صحیح وسالم ہوں تو درخت ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایمان بھی تین چیزوں سے مرکب ہے یعنی اس کے تین اجزا ہیں، مگر تینوں کی حیثیت ورتبہ یکساں اور برابر نہیں ہے، اس لیے ایمان میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔

اس حدیث میں ایمان کے بضع وسبعون ستر سے زائد شعبے بتائے گئے ہیں اور بخاری کی روایت، بضع وستون، ساٹھ سے زائد، اس لیے دونوں حدیثوں کی تطبیق میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کا نظریہ ہے ستر کے لفظ سے محض کثرت مراد ہے، اہل عرب محض مبالغہ اور کثرت کے لیے بھی ستر کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں، عدد متعین مراد نہیں ہوتا۔ علامہ عینی نے تصدیق بالقلب کے لحاظ سے ایمان کی اکتیس شاخیں اقرار باللسان کے لحاظ سے سات اور عمل بالارکان کے لحاظ سے چالیس شاخیں بیان کی ہیں، اس طرح کل شاخیں اٹھتر بنتی ہیں۔

اور حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق اعمال قلبی چوبیس، اعمال لسانی سات اور اعمال بدنی اڑتیس ہیں، اس طرح تعداد انہتر بنتی ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۳، ۷٤)

علامہ شبیر احمد عثمانی کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں بعض ایسے شعبے بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اگر ان کو ایک شمار کیا جائے تو پھر بھی ٹھیک ہے اور ایک سے زائد مان لیں تو پھر بھی درست ہے، مثلاً قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ کو ایمان کا ایک شعبہ قرار دیا گیا ہے اور زکاۃ بھی ایمان کا شعبہ ہے۔

اسی طرح، اجتناب عن الکذب (جھوٹ سے بچنا) ایک شعبہ ہے اور ایک شعبہ جھوٹی شہادت سے پرہیز کرنا ہے، اس قسم کے چھ شعبے ہیں ان کو اگر ایک ایک مانا جائے تو تعداد سرسٹھ بنتی ہے اور اگر دو، دو مانا جائے تو بہتر، اسی طرح ایک اعتبار سے بضع وستون ہوگا اور دوسرے اعتبار سے بضع وسبعون فضل الباری شرح صحیح بخاری اردو ج ۱ ص ۳۱۸۔

❷ اس حدیث سے ایمان کا مرکب ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن بعض حضرات اس کو بسیط مانتے ہیں اس سلسلہ میں مختلف مذاہب ومسالک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایمان کے بسیط ہونے کے اعتبار سے مسالک ومذاہب

(۱) جَهْـمِيه: جوجہم بن صفوان کے پیروکار ہیں، ان کے نزدیک ایمان فقط معرفت قلبی کا نام ہے، وہ معرفت اختیاری

ہو یا اضطراری، اعمال جیسے بھی ہوں لیکن اس صورت میں تو ابلیس اور فرعون بھی مومن ہیں کیونکہ دلی طور پر اللہ تعالیٰ کو وہ بھی جانتے تھے۔ابلیس کا قول ہے۔رب بما اغویتنی (حجرات: ۳۹) فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں ہے وجحدو بھا واستیقنتھا انفسھم (نمل:۱۴)

(۲) کرامیہ: جو محمد بن کرام کے متبع ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف اقرار باللسان (زبان سے تسلیم کرنا) کا نام ہے، اس طرح منافق بھی مومن ہوں گے، الا یہ کہ یہ مراد ہو کہ وہ دینوی احکام کے اعتبار سے مومن ہیں، کیونکہ یہ تو ظاہر کے پابند ہیں، باطن (دل) کو تو اللہ ہی جانتا ہے، اس لیے منافقوں کو مسلمان ہی تصور کیا جاتا ہے۔آخرت میں فیصلہ باطن کے مطابق ہوگا۔

(۳) متکلمین: ابو الحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی اور ان کے متبعین کے نزدیک ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے ان حضرات کے نزدیک اقرار باللسان (زبان سے اقرار) دینوی احکام میں مسلمان تصور کرنے کے لیے شرط ہے کہ اس کے بغیر اس کے مسلمان ہونے کا پتہ نہیں چلے گا، اور ظاہر ہے کسی چیز کی شرط، اس کا رکن یا جز نہیں ہوتی، جس طرح وضو نماز کے لیے شرط ہے، نماز کا رکوع وسجود کی طرح رکن یا جز نہیں ہے۔

بعض احناف بھی اس کے قائل ہیں، احناف فقہاء اقرار باللسان کو رکن مانتے ہیں لیکن رکن زائد جو ساقط ہو سکتا ہے۔

(۴) مرجۂ: ان کے تین قول منقول ہیں: (۱) ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے۔(۲) ایمان صرف تصدیق قلبی (دل سے ماننا) کا نام ہے۔(۳) ایمان تصدیق قلبی اور اقرار باللسان کا نام ہے۔اس تیسرے قول کی رو سے مرجۂ کے نزدیک ایمان مرکب ہوگا۔

ایمان کے مرکب ہونے کے اعتبار سے مسالک ومذاہب:

(۱) مرجۂ: ایمان، اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان کا نام ہے۔

(۲) احناف: احناف کا مشہور قول یہ ہے کہ ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان کا نام ہے۔

(۳) معتزلہ وخوارج: معتزلہ اور خارجیوں کے نزدیک ایمان، اقرار باللسان، تصدیق بالجنان اور عمل بالارکان کا نام ہے، یعنی اعمال ایمان کا جز اور حصہ ہیں۔

(۴) امام مالک، امام شافعی امام احمد، تمام محدثین اور سلف امت کے نزدیک ایمان اقرار باللسان تصدیق بالجنان اور عمل بالارکان کا نام ہے۔مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے امام ابوحنیفہ کا مسلک بھی یہی تسلیم کیا ہے، وہ لکھتے ہیں، امام ابوحنیفہ نے کلام سلف کی تحلیل کر کے بتلا دیا کہ ان کے نزدیک ایمان اعتقاد اور قول وعمل سب کے مجموعہ کا نام ہے ۔لیکن اس مجموعہ میں کچھ اصول ہیں اور کچھ فروع، اصل ایمان جو مدار نجات ہے وہ تصدیق بالجنان اور اقرار باللسان ہے۔(فضل الباری: ۱/ ۲۶۷)

مرجۂ اور احناف میں فرق: مرجۂ کے نزدیک اعمال کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ کہتے ہیں: ’’لا یضر مع

الایمان معصية، كما لا ينفع مع الكفر طاعة" ایمان کی موجودگی میں گناہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، جس طرح کفر کے ساتھ کوئی اطاعت مفید نہیں ہے، لیکن احناف کے نزدیک اعمال، ایمان کا ثمرہ، تقاضا اور مطالبہ ہیں ان کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اس لیے مرجئہ کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب، عذاب سے دو چار نہیں ہوگا، اس کا ایمان کامل ہے، لیکن احناف کے نزدیک اگر گناہ کبیرہ کے مرتکب نے توبہ　کی، یا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہ فرمایا تو وہ دوزخ میں جائے گا گویا ایمان کامل کی صورت میں انسان سیدھا جنت میں داخل ہوگا، وہ منجی عن النار ہے، آگ سے تحفظ و پناہ دینے والا ہے، اگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا تو یہ منجی عن الخلود في النار، ہے کہ عذاب بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل آئے گا۔ گویا احناف کے نزدیک اعمال مطلوب ہیں اگرچہ ایمان کا حصہ نہیں ہیں۔

معتزلہ وخوارج اور سلف امت میں فرق: معتزلہ کے نزدیک اعمال، ایمان کا ایسا جز ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو ایمان ختم ہو جاتا ہے یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن نہیں ہے، اگرچہ وہ اس کو کافر بھی نہیں کہتے لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی قرار دیتے ہیں اور اس کو فاسق کا نام دیتے ہیں۔ خارجیوں کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جائے گا۔ سلف امت، ائمہ اور محدثین کے نزدیک ایمان اگرچہ تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، لیکن تینوں اجزا کی حیثیت برابر نہیں ہے۔ اس لیے عمل بد یا گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں ہوتا، ہاں اس کے ایمان میں نقص اور کمی پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے وہ مومن فاسق کہلاتا ہے یعنی مومن تو ہے لیکن گناہ گار، اس لیے وہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہ کیا، تو سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل کر جنت میں آ جائے گا۔

احناف اور باقی ائمہ ومحدثین میں فرق: (۱) احناف کے نزدیک اعمال حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہیں، اس لیے ایمان کا جز یا حصہ نہیں۔ محدثین اور باقی ائمہ کے نزدیک اعمال، ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں، اس لیے اس کا حصہ اور جز ہیں، جس طرح اغصان واوراق درخت کا حصہ اور جز ہیں انسان کے ہاتھ، پاؤں اس کا حصہ اور جزء ہیں لیکن ان کے کٹنے سے درخت اور انسان ختم نہیں ہوتا۔ (۲) احناف کے نزدیک ایمان میں کمی وبیشی نہیں ہوتی، محدثین اور باقی ائمہ کے نزدیک ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے، جس طرح درخت کے اغصان اور اوراق کٹنے سے اس میں کمی ونقص پیدا ہوتا ہے، اگر اس کی شاخیں موجود ہوں تو وہ کامل ہوتا ہے یا بعض اعضاء جس طرح انسان کے لیے اعضاء کٹنے سے نقص پیدا ہوتا ہے اور اعضاء وجوارح مکمل ہوں، تو وہ کامل، اسی طرح اعمال میں کوتاہی سے ایمان گھٹتا ہے اور اعمال صالحہ کرنے سے ایمان بڑھتا ہے، قرآن وسنت کی نصوص ائمہ ثلاثہ اور محدثین کے موقف کی مؤید ہیں اور یہی نظریہ درست ہے۔

[153] ۵۸۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

[153] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥١)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)).

[153]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے ستر سے اوپر یا ساٹھ سے زائد شعبے ہیں، سب سے اعلیٰ اور افضل شاخ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار اور اس کا نچلا درجہ کسی اذیت اور تکلیف دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیاء، ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

فائدہ:...... حیاء کا لغوی معنی: طبیعت انسانی کے اندر، بری، ناپسندیدہ، قابل عیب یا قابل ملامت چیز کے ارتکاب سے جو انقباض اور شکستگی طبیعت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کو حیاء کہتے ہیں۔

حیاء شرعی: انسان کے اندر وہ ملکہ اور خلق جو انسان کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ کسی برائی کا ارتکاب نہ کرے اور کسی صاحب حق کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی اور تقصیر نہ کرے۔ اس طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی اساس و بنیاد حیاء وشرم ہے، جو ان کو ہر اطاعت کے کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ہر معصیت سے بچنے کی ہمت بخشتا ہے، اس کو ایمان کے شعبوں میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

مفردات الحدیث ❊ اماطة الاذی: ہر وہ چیز جو انسان کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہو یعنی گندگی یا پتھر، کانٹا وغیرہ اس چیز کو ایمان کا ادنیٰ (نچلا درجہ) دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا ہر نیک عمل، وہ ایمان کی شاخ اور جز ہے۔

[154] ٥٩-(٣٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ)).

[154]۔ سالم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا ہے، تو آپ نے فرمایا: (حیا سے مت روکو) حیاء ایمان کا اہم جز ہے۔

[155] ٥٩-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ.

[154] الترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء ان الحياء من الايمان۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦١٥) وابن ماجه في (سننه) في المقدمة، باب: في الايمان برقم (٥٨) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٦٨٢٨))

[155] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٦٩٥٤)

[155]۔ ہمیں عبد بن حمید نے عبدالرزاق سے معمر کی زہری سے مذکورہ بالا سند کے ساتھ روایت بیان کی، جس میں یہ ہے کہ آپ ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔

[156] ٦٠۔(٣٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا السَّوَّارِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ.

عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ. إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ

[156]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حیا خیر و بھلائی ہی کا باعث ہے۔ تو بشیر بن کعب نے کہا: حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس میں سے بعض وقار سے اور بعض سکون سے۔ تو عمران بن حصین نے کہا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تم (اس کے مقابلہ میں) اپنی کتابوں کی باتیں سناتے ہو۔

مفردات الحدیث ❊ **وقار**: سوچ، سمجھ کر کام کرنا، عجلت اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا اس کے قریب سکینہ ہے، اطمینان اور سکون و ثبات، اضطراب و گھبراہٹ سے احتراز کرنا۔

فائدہ:...... قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے دانشمند یا امام کا قول پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ رسول معصوم ہے اور دوسرا کوئی انسان معصوم نہیں۔ آئندہ روایت میں تفصیل ہے کہ اس نے حیاء کی دو قسمیں بنائیں اور کہا کہ بعض تو وقار اور سکون ہوتے ہیں اور بعض دفعہ حیاء آدمی کی کمزوری اور بزدلی ہوتا ہے اس پر صحابی کو غصہ آیا کہ نبی ﷺ تو حیا کو سراسر خیر کہہ رہے ہیں اور یہ حیاء کی بعض قسموں کو ضعف اور بزدلی قرار دے رہا ہے، اس لیے اس پر ناراض ہوئے، جیسا کہ اگلی حدیث میں تفصیل آ رہی ہے۔

[157] ٦١۔(٣٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحٰقَ وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ)) قَالَ أَوْ قَالَ

[156] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الادب، في الحياء برقم (٥٧٦٦) انظر ((التحفة)) برقم (١٠٨٧٧)

[157] اخرجه ابو داود في ((سننه)) في الادب، باب: في الحياء برقم (٤٧٩٦) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٠٨٧٨)

((الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوِ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَّوَقَارًا لِلّٰهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتُعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ

[157]۔ حضرت ابوقتادہ نے بتایا کہ ہم اپنے گروہ کے ساتھ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے، اور ہم میں بشیر بن کعب بھی موجود تھے، اس دن عمران نے ہمیں ایک حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا مکمل خیر ہے یا پوری خیر ہے تو بشیر بن کعب نے کہا: (ہم نے بعض کتابوں یا حکمت میں پایا ہے کہ بعض دفعہ وہ وقار اور اطمینان ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ کمزوری ہوتا ہے، تو حضرت عمران غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، اور فرمانے لگے میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تم اس کے خلاف یا مقابلہ میں باتیں کرتے ہو، ابوقتادہ کہتے ہیں کہ عمران نے دوبارہ حدیث سنائی اور بشیر نے بھی اپنی بات کو دہرایا، اس پر عمران غصہ میں آ گئے (اور بشیر کو سزا دینے کا ارادہ کیا) تو ہم مسلسل کہنے لگے اے ابونجید (عمران کی کنیت) یہ ہم میں (مہمان) ہے اس میں کوئی عیب یا نقص نہیں (منافق یا بے دین نہیں) ہے۔

[158] حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيْرَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَدَوِيَّ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

[158] ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے نضر سے ابونعامہ عدوی کی روایت سنائی، اس نے بتایا کہ میں نے حجیر بن ربیع عدوی سے عمران بن حصین کی روایت سنی یہ روایت بھی حماد بن زید کی روایت کی طرح ہے۔

مفردات الحدیث

❶ ضَعْف: پست حوصلگی، بوداپن، یا ڈرپوک ہونا، ظاہر ہے یہ حیا نہیں، بلکہ جُبْن (بزدلی) یا عجز و بے بسی ہے، اس لیے اس کو حیا کا نام دینا درست نہیں ہے۔ حیاء صرف اس صفت یا ملکہ کو کہتے ہیں جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتا ہے۔ ❷ احمرّتا عيناه: "یہ اسروا النجوی اور یتعاقبون فیکم الملائکۃ کے اصول پر مبنی ہے جس میں ضمیر فاعل ہوتی ہے اور اسم ظاہر بدل بنتا ہے۔

[158] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٠٧٩٢)

۱۳...... بَاب جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ

باب ۱۳: اسلام کے جامع اوصاف

[159] ٦٢-(٣٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ ((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ))

[159]۔ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی (تسلی بخش) بات بتایئے کہ پھر آپ کے بعد مجھے کسی سے اسلام کے متعلق سوال نہ کرنا پڑے (ابواسامہ کی روایت میں بعدك کی بجائے غیرك آپ کے سوا ہے) آپ نے ارشاد فرمایا: اٰمنْتُ باللّٰه (میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ کر اس پر پختگی کے ساتھ قائم رہو یا جم جاؤ۔

مفردات الحدیث ✻ **آمَنْتُ باللّٰه:** یہ ایک عہد و پیمان ہے جس کا معنی ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم ہر ہدایت کو دل و جان سے مان لیا اور دین اسلام پر عمل کرنے کی ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

استقامت: استحکام و پختگی اور مضبوطی، جم جانا، ڈٹ جانا، استقلال و پامردی دکھانا۔ اس لیے استقامت کا تقاضا ہے کہ انسان اس اقرار اور معاہدے سے انحراف اختیار کیے بغیر زندگی بھر اسلام کے احکام کی پابندی اور التزام کرے، ہر قسم کے گرم، سرد حالات، کڑے سے کڑے اور مشکل سے مشکل مرحلہ میں اس کے پائے استقامت میں ضعف و انحلال نہ آئیں اور کسی مرحلہ پر بھی اس کے پاؤں نہ ڈگمگائیں۔ اس لیے امام ابوالقاسم قشیری نے لکھا ہے کہ استقامت درجہ ہے، جس کے نتیجہ میں تمام کام، کامل طریقہ پر سرانجام پاتے ہیں، تمام نیکیاں اور بھلائیاں وجود میں آتی ہیں، جس شخص میں استقامت و استقلال نہ ہو اس کی ہر کوشش رائیگاں جاتی ہے۔ (شرح مسلم نووی: ۱/ ۴۸)

---

[159] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی الزهد، باب: فی حفظ اللسان۔ وقال: هذا حدیث حسن صحیح۔ وقال: وقد روی من غیر وجه عن سفیان بن عبدالله الثقفی برقم (٢٤١٠) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة برقم (٣٩٧٢) انظر ((التحفة)) برقم (٤٤٧٨)

۱۴...... بَاب بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيِّ أُمُورِهِ أَفْضَلُ

باب ۱۴: اسلام کے احکام وخصائل کی ایک دوسرے پر فضیلت اوران میں سے سب سے افضل کام

[160] ٦٣-(٣٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ.

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))

[160] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''اسلام کی کون سی خوبی اور خصلت بہتر ہے؟'' آپ نے جواب دیا: ''لوگوں کو کھانا کھلانا، ہر مسلمان کو سلام کہنا تمہارا شناسا ہو یا ناواقف واجنبی۔''

فوائد: ...... ❶ ای کا مضاف الیہ، جمع ہوتا ہے، اس لیے یہاں عبارت مقدر ہوگی، اَیّ خِصَالِ الْاِسْلَامِ یا اَیْ ذَوِی الْاِسْلَامِ، اسلام کی کونسی خصلت یا کونسا مسلمان بہتر ہے۔ ❷ سلام: اسلام کا مسلمانوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے جو بہتر بھی ہے اور پر مغز بھی کہ اس میں دعا کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہے کہ دو انسان آپس میں ملتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنی طرف سے سلامتی کی خبر سے ایک دوسرے کو مطمئن کر دیتے ہیں کہ میری طرف سے تم کو ہر قسم کی سلامتی ہے کسی قسم کی گھبراہٹ اور تشویش کی ضرورت نہیں۔

[161] ٦٤-(٤٠) وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّهُ.

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

---

[160] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام برقم (۱۲) وفی باب افشاء السلام من الاسلام برقم (۲۸) وفی کتاب الستئذان باب السلام للمعرفة وغیر المعرفة برقم (۵۸۸۲) وابوداود فی ((سننه)) فی الادب، باب: فی افشاء السلام برقم (۵۱۹۳) والنسائی فی ((المجتبی)) ۸/ ۱۰۷ فی الایمان، باب: ای الاسلام خیر برقم (۵۰۱۵) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الاطعمة، باب اطعام برقم (۳۲۵۳) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۸۹۲۷)

[161] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (۸۹۲۹)

[161] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کونسا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔''

فائدہ :...... حدیث میں صرف زبان اور ہاتھ سے ایذا رسانی کا ذکر صرف اس لیے فرمایا گیا ہے کہ عام طور پر ایذاؤں کا تعلق ان دو ہی سے ہوتا ہے، ورنہ اصل مقصد اور مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ لوگوں کو اس سے کسی قسم کی تکلیف یا اذیت نہ پہنچے اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے۔

[162] ٦٥-(٤١) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ عَبْدٌ أَنْبَأَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ.

عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

[162] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

فائدہ :...... اس حدیث میں جس ایذا رسانی کو اسلام کے منافی بتلایا گیا ہے، اس سے مراد وہ تکلیف ہے جو بغیر کسی صحیح وجہ اور معقول یا شرعی واخلاقی سبب کے ہو، ورنہ بشرط طاقت وقدرت مجرموں کو سزا دینا اور ظالموں کی زیادتیوں، شرانگیزوں کی شرانگیزیوں اور مفسدوں کی فساد انگیزیوں کو بزور بازو دفع کرنا یا کم از کم ان کو زبان سے منع کرنا مسلمانوں کا فرض منصبی ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے، تو دنیا امن وراحت سے محروم ہو کر جہنم کدہ بن جائے، جیسا کہ آج کل دنیا جہنم کدہ بن چکی ہے۔

[163] ٦٦-(٤٢) وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

[163] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اسلام کی کونسی خصلت یا عمل افضل ہے۔آپ نے فرمایا: ''مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں۔''

---

[162] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٢٨٣٧)

[163] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان ، باب ای الاسلام افضل برقم (٤) والترمذی فی ((جامعه)) فی الزهد من باب: ٥٢ وقال: هذا حدیث حسن صحیح غریب من هذا الوجه من حدیث ابی موسی برقم (٢٥٠٤) والنسائی فی ((المجتبی)) ٨/ ١٠٧- فی الایمان ، باب ای الاسلام افضل- انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٩٠٤١)

[164] وَحَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

[164] اور مجھے ابراہیم بن سعید جوہری نے ابو اسامہ سے برید بن عبداللہ سے اسی سند کے ساتھ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کونسا مسلمان افضل ہے؟ آگے اوپر والی حدیث ہے۔

فائدہ:...... آپ نے ایک سوال کا جواب دو مختلف انسانوں کو مختلف دیا ہے، اس کا جواب یہ ہے، ایک دوسرے پر فضیلت اشخاص میں ہو یا اعمال میں، اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) فضیلت کلی (۲) فضیلت جزئی۔ فضیلت کلی یہ ہے کہ ایک چیز اپنی ذات اور شخصیت کے لحاظ سے دوسری چیز سے بہتر اور افضل ہے لیکن کسی جزئی امر کے اعتبار سے مفضول چیز میں فضیلت آ سکتی ہے اور اس خاص امر میں اسی کو افضل قرار دیا جائے گا اور اس جزئی امر میں فضیلت سے یہ چیز کلی فضیلت والی چیز سے افضل نہیں بن جائے گی اور یہ جزئی امور یا اوصاف مختلف ہو سکتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء سے افضل اور اشرف ہیں، لیکن اس کے باوجود بہت سے انبیاء کے لیے مختلف وجوہ، مختلف اعتبارات اور مختلف حیثیات سے فضیلت ثابت ہے، ابراہیم خلیل اللہ ہیں جن کو سب سے پہلے حلہ پہنایا جائے گا، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں جو نفخ ثانی کے بعد سب سے پہلے ہوش میں آ کر عرش کا پایا تھامے ہوں گے، تیسرے پارے کی پہلی آیت میں اسی جزئی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلفائے اربعہ، ترتیب خلافت کے مطابق افضل ہیں، اس کے باوجود آپ نے فرمایا: ''أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ'' ''میری امت کے امین ابوعبیدہ ہیں'' اصدقهم لهجة ابو ذر'' ''سب سے سچا آدمی ابوذر ہے۔'' ''اقرأهم ابی'' ''سب سے بڑا قاری ابی ہے۔'' ''اشدهم فی امر الله عمر واصدقهم حیا عثمان واقضاهم علی .'' ''اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں سب سے پختہ عمر، سب سے بڑا حیادار عثمان ہے، اور سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہ ہے۔'' بالکل اسی طرح اعمال میں بھی مختلف حیثیات اور مختلف جہات، فضیلت کی بنا پر تفاضل ہو سکتا ہے، بعض اعمال کی فضیلت مسلمات فطرت میں سے ہونے کی وجہ سے ہے کہ ان کی اچھائی ہر مسلم اور غیر مسلم، نیک و بد تسلیم کرتا ہے مثلاً بچوں سے پیار، غریبوں مسکینوں کی خبر گیری کرنا، مریضوں کی عیادت، لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا اور نرمی کا برتاؤ کرنا، اس لیے وہ تمام امور جن میں خیر ہی خیر ہے، شر کا کوئی پہلو نہیں وہ افضل ہیں، لیکن مختلف اشخاص، مختلف اوقات اور مختلف موقعہ و محل کے اعتبار سے، ان میں سے مختلف عملوں کو افضل قرار دیا جا سکتا ہے، کھانا کھلانا، ہر ایک کو سلام کہنا، دوسروں کو ایذا نہ پہنچانا، سب افضل ہیں لیکن شخص یا وقت یا موقعہ کے بدلنے سے جواب بدل گیا ہے، اس طرح بعض اعمال کی فضیلت، ان سے ثواب عظیم اور اجر

[164] تقدم تخریجه

جزیل کے حصول کی بنا پر ہے کیونکہ ان کے حصول کے لیے محنت ومشقت زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہے اور قاعدہ وقانون سے انعامات کا انحصار، تکالیف ومصائب کی برداشت پر ہے۔''العَطَايا علَى مَتْنِ البلايا'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے فرمایا تھا: "اَجْـرُكِ علی قَدْرِ نَصْبِكِ" تمہیں تمہاری محنت کے بقدر ثواب ملے گا۔اس اعتبار سے سب سے افضل عمل آبائی دین کو چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کرنا ہے اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے اس کے بعد حج مبرور کا درجہ ہے۔بعض اعمال کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ ان سے انسان کی عبدیت، انتہائی عجز وانکساری اور تواضع وتذلل کا اظہار ہوتا ہے، اس اعتبار سے سب سے افضل اور بہتر عمل "الـصلاة لوقتها" ہے یعنی وقت پر نماز پڑھنا، کیونکہ نماز کے اندر جس قدر انتہائی عجز وفروتنی اور انسان کی محکومیت وعبودیت کا مظاہرہ پایا جاتا ہے وہ کسی اور عمل میں نہیں ہے، دوسرا درجہ بـر الـوالدین ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔اور تیسرا درجہ اطاعت امیر ہے۔اس لیے مختلف حدیثوں میں جو ایک سوال کے مختلف جوابات آئے ہیں یا آئیں گے ان میں کوئی تضاد اور مخالفت نہیں ہے۔

۱۵...... بَاب بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

باب ۱۵: ان خصائل اور خوبیوں کا بیان جن سے متصف ہونے سے ایمان کی شیرینی اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے

[165] ٦٧-(٤٣) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)).

[165]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی، جس میں تین خوبیاں پائی جائیں گی، ایک یہ کہ اللہ ورسول کی محبت اس میں تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس

[165] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الايمان، باب: حلاوة الايمان برقم (١٦) وفی الاكراه، باب: من اختار الضرب، والقتل، الهوان علی الكفر برقم (٦٥٤٢) والترمذی فی ((جامعه)) فی الايمان، باب: ١٠ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦٢٤) انظر ((التحفة)) برقم (٩٤٦)

آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لیے ہو، اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت یا ایسی اذیت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔

[166] ٦٨۔(. . . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ))

[166]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین خصلتیں جس میں بھی ہوں گی، وہ ایمان کی شیرینی محسوس کرے گا۔(۱) جو کسی انسان سے محبت صرف اللہ کی خاطر کرتا ہے۔(۲) جسے اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہے۔(۳) جسے کفر سے نجات پانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنے سے آگ میں ڈالا جانا، زیادہ پسند ہے۔

[167] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنْبَأَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَنْبَأَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ((مِنْ أَنْ يَرْجِعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا))

[167] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اوپر والی حدیث ہی ہے،صرف اتنا فرق ہے کہ آپ نے فرمایا:''یہودی اور عیسائی ہو جانے سے آگ میں ڈالا جانا زیادہ پسند ہے۔''

فوائد:...... ❶ حلاوت ایمانی: جس طرح انسان، شیریں اور میٹھی غذاؤں اور مٹھائیوں سے مٹھاس اور شیرینی محسوس کرتا ہے، اور اس ذائقہ ولذت کی بنا پر، ان کی طرف شوق ورغبت رکھتا ہے اور ان سے فرحت وانبساط پاتا ہے اس طرح ان خوبیوں سے متصف انسان کو دینی امور کی اطاعت وفرمانبرداری سے اسے لذت وفرحت حاصل ہوتی ہے، ان کی سرانجام دہی کی طرف رغبت اور شوق ہوتا ہے اور تعمیل حکم کے بعد خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ❷ اس حدیث میں تین چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان تینوں کا مرکز ومرجع اللہ تعالیٰ کی محبت ہے کیونکہ محبت کے تمام اسباب ووجوہ (جن کا تذکرہ جلد ہوگا) بدرجہ اتم اللہ تعالیٰ میں جمع ہیں، اس لیے محبت دراصل

[166] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: من کره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یلقی فی النار من الایمان برقم (١٢) وفی الادب، باب الحب فی الله برقم (٥٦٩٤) والنسائی فی ((المجتبی)) فی الایمان، باب: حلاوة الایمان ٨/ ٩٤۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٥٥)

[167] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) بر (٣٤٢)

اسی سے ہونی چاہیے اور رسول سے محبت اسی کا نمائندہ اور محبوب ہونے کی وجہ سے ہے اور ان سے محبت، نیک بندوں سے محبت کی بنیاد ہے اور اسی وجہ سے اسلام محبوب وپسندیدہ ہے اور کفر ناپسندیدہ ومکروہ۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی علامت ونشانی ان کی اطاعت وفرمانبرداری اور ان کی مخالفت سے نفرت اور دوری ہے۔

۱۶...... بَاب وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلٰى مَنْ لَّمْ يُحِبَّهُ هٰذِهِ الْمَحَبَّةِ

باب ۱۶: رسول اللہ ﷺ سے محبت، اہل، اولاد، والدین اور سب لوگوں سے زیادہ ہونا ضروری ہے اور جس کے دل میں ایسی محبت نہیں وہ مومن نہیں ہے

[168] ٦٩-(٤٤) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

[168] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ (اور عبدالوارث کی حدیث میں ہے کوئی آدمی) اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔"

[169] ٧٠-(...)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

---

[168] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: حب الرسول ﷺ من الایمان برقم (١٥) والنسائی فی ((المجتبی)) ٨/ ١١٥) فی الایمان، باب علامة الایمان۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩٩٣) و (١٠٤٧)

[169] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان برقم (١٥) والنسائی فی الایمان، باب علامة الایمان ٨/ ١١٤-١١٥۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب فی الایمان برقم (٦٧) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٤٩)

[169]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک، اس کی اولاد اس کے ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

مفردات الحدیث

❋ محبت کا لغوی معنی، کسی شے کی طرف میلان قلب یا کسی لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونا یا جھک جانا ہے۔

فائدہ:...... محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) محبت طبعی جو غیر اختیاری ہے جیسے اہل، اولاد، والدین، عزیز واقارب اور مال ومنال کی محبت۔ (۲) محبت عقلی، یہ محبت اختیاری ہے، عقل کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ اس چیز یا ذات سے محبت کا رشتہ استوار کیا جائے، اس کے اسباب و وجوہ مختلف ہیں۔

(۱) احسان وتفضل: کسی شخص کا کسی کا محسن ہونا اور ہمدردی وخیر خواہی کرنا، محبت کا باعث ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: الانْسَانُ عَبْدُ الاِحْسَان ، انسان، محسن کا غلام و بندہ ہے، اس کو حب احسانی کا نام دیا جاتا ہے۔

(۲) حسن وجمال: کسی چیز یا شخص کا حسن وجمال اور خوبصورتی بھی کشش ومیلان اور گرویدگی کا باعث ہے یہ حسن ذات ہو یا حسن صوت وآواز یا حسن صورت وسیرت، اس کو ''حب جمالی'' کہہ سکتے ہیں۔

(۳) کمال وخوبی: کسی کا کسی فن وہنر میں کامل ہونا بھی محبت اور میلان قلبی کا سبب بنتا ہے اور کسی کے کمالات سن کر ہی انسان اس سے محبت کرنے لگتا ہے، اس کا نام ''حب کمالی'' رکھا جا سکتا ہے۔

(۴) کسی چیز کا نافع اور فائدہ بخش ہونا: جس دواء، فن وپیشہ سے انسان کو مطلوب ومقصود فائدہ اور نفع حاصل ہوتا ہے، اس سے بھی انسان محبت کرتا ہے، بعض ائمہ نے اس کو حب عقلی کا نام دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر محبت کا باعث یہ تمام اسباب موجود تھے، یہ اسباب اگر چہ طبعی نہیں ہیں جو ایک اضطراری اور غیر اختیاری محبت کا باعث ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ انسان ان اسباب کو بالکلیہ غیر طبعی بھی قرار نہیں دے سکتا، انسان طبعی اور فطرتی طور پر بھی ان کی طرف کچھ نہ کچھ راغب ہوتا ہے، لیکن رسول کی محبت ان تمام امور سے بالا اور بلند ہے، اس لیے رسول سے محبت بھی اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ رسول سے محبت کا سبب ایمان ہے، اور ایمان ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے، اس کی خاطر، انسان سب کچھ لٹا سکتا ہے لیکن اس کو کسی چیز پر قربان نہیں کیا جا سکتا، اس لیے رسول سے محبت ایمان کے سبب ہے اور اس کو ''حب ایمانی'' کا نام دینا چاہیے اور اس سے آپ سے محبت کا معنی ومفہوم بھی واضح ہوگیا کہ آپ کی خاطر، ہر چیز کو چھوڑا جا سکتا ہے، ہر محبوب سے محبوب اور ہر عزیز سے عزیز چیز آپ کی خاطر قربان کی جاسکتی ہے لیکن کسی محبوب سے محبوب اور عزیز سے عزیز چیز کے حصول کی خاطر آپ کو، آپ کے لائے ہوئے دین کو، اور آپ کی تعلیمات وہدایات اور آپ کے احکام وفرامین کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے، یہی چیز ایمان کی کسوٹی اور میزان وترازو ہے۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود، آپ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کی حیثیت سے ہے اسی لیے آپ محبوب

ہیں۔ لہٰذا آپ کی شان ومقام کو اللہ تعالیٰ سے بڑھانا، غلو ہے جو ایک ناپسندیدہ حرکت ہے۔ ایک بریلوی عالم غلام رسول سعیدی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے: ''یوں نہ کہا جائے کہ خدا کا ذکر مٹ جائے گا اور مصطفیٰ کا ذکر جاری رہے گا، یا خدا کی دی ہوئی آنکھ میں اتنی روشنی نہ تھی، جتنی مصطفیٰ کی دی ہوئی آنکھ میں روشنی تھی، اس طرح یہ شعر بھی غلط ہے:

خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد
محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

یہ شعر بھی غلط ہے ۔

بجاتے تھے جو دنیا میں انی عبدہ کی بین بیسری ہر دم وہ محشر میں انی انا اللہ کہہ کے نکلیں گے

بعض واعظین کلمہ میں اللہ کے ذکر کے مقدم ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے لا الٰہ الا اللہ کہنے سے زبان پاک ہو جائے پھر محمد رسول اللہ پڑھا جائے۔ بعض واعظین جوش خطابت میں یا نعرہ لگوانے اور داد حاصل کرنے کے شوق میں اس قسم کی باتیں کہہ جاتے ہیں، ان سب سے احتراز لازم ہے، رسول اللہ ﷺ، اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں، خدا ہیں نہ خدا سے بڑھ کر ہیں، نہ اس میں آپ کی کوئی فضیلت ہے نہ آپ ایسی تعریف سے خوش ہوتے ہیں، آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ (شرح مسلم اردو: ۱/۴۴۳)

۱۷......بَاب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ

باب ۱۷: اس بات کی دلیل کہ ایمانی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جو اچھی چیز اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے

[170] ۷۱۔(۴۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

---

[170] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الايمان، باب: من الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه برقم (۱۳) والترمذی فی ((جامعه)) فی الزهد، باب (۵۹) وقال: هذا حديث صحيح برقم (۲۵۱۵) والنسائی فی ((المجتبی)) ۸/ ۱۱۹ فی الايمان، باب علامة الايمان، ←

[170] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے پڑوسی یا فرمایا اپنے بھائی کے لیے اس چیز کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

فائدہ :...... مقصد یہ ہے کہ ایمان کے اصل مقام تک پہنچنے کے لیے اور اس کی خاص خیرات وبرکات کے حصول کی خاطر، ضروری ہے کہ انسان خودغرضی سے پاک ہو، اور اس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کے لیے اتنا جذبہ خیر خواہی اور ہمدردی موجود ہو (جیسا کہ نسائی کی روایت میں، من الخیر کی تصریح موجود ہے) کہ جو نعمت، بھلائی اور جو بہتری وہ اپنے لیے چاہتا ہے وہی دوسرے بھائیوں کے لیے بھی چاہے یا جس طرح وہ اپنے لیے احترام واکرام، اپنے جذبات واحساسات کی پاسداری چاہتا ہے اور اپنے ساتھ لوگوں کا جو رویہ اور طرز عمل پسند کرتا ہے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ وہی رویہ اور سلوک اختیار کرے اور جو بات اور جو حال اور جو سلوک وہ اپنے ساتھ پسند نہیں کرتا دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرے، اس کے بغیر وہ کامل ایمان دار نہیں ہوسکتا، اس لیے صحیح ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ الْإِيمَان" ''بندہ ایمان کی حقیقت وکمال کو نہیں پا سکتا۔'' یہ عربی کا اس طرح کا ایک روزمرہ یا عام محاورہ ہے جس طرح ہم اردو میں کسی برے اور غلط کار آدمی کو کہہ دیتے ہیں کہ ''اس میں تو انسانیت ہی نہیں ہے'' مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اچھا اور معقول آدمی نہیں ہے۔

[171] ۷۲۔(. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ)) أَوْ قَالَ ((لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)).

[171] حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے پڑوسی کے لیے پسند کرے'' یا فرمایا اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے کرے۔''

← و ۸/ ۱۲۵۔۱۲۶ فی الایمان، باب علامة المؤمن۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی ((المقدمة)) باب: فی الایمان (٦٦) انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۳۹)

[171] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه برقم (۱۳) واخرجه النسائی فی ((المجتبیٰ)) ۸/ ۱۱۵ فی الایمان، باب علامة الایمان۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۱۵۳)

۱۸...... بَاب بَيَانِ تَحْرِيمِ إِيذَاءِ الْجَارِ

باب ۱۸: پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت

[172] ۷۳۔(۴۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ))

[172] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پڑوسی، اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہوں، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

مفردات الحدیث ❊ بوائق: بَائِقَةٌ کی جمع ہے، شر، فساد و بگاڑ، تکلیف دہ اور ہلاکت و تباہی کا باعث چیز، آفت۔

فائدہ :...... پڑوسیوں کے ساتھ ایسا حسن سلوک اور ایسا شریفانہ برتاؤ کہ ان کو ہماری طرف سے پورا اطمینان و تسکین رہے، اور ہماری جانب سے، کسی ظلم و زیادتی اور شرارت و بدسلوکی کا اندیشہ نہ رہے، یہ ایمان کے ان شرائط اور لوازم میں سے ہے، جن کے بغیر ایمان، گویا کالعدم ہے اصل مقصد شریفانہ برتاؤ پر آمادہ کرنا ہے۔

۱۹...... بَاب الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ وَلُزُومِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذٰلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ

باب ۱۹: پڑوسی اور مہمان کی تکریم اور خیر و بھلائی کی بات کے سوا اسے خاموش رہنے پر آمادہ کرنا اور ان سب چیزوں کا ایمان میں داخل ہونا

[173] ۷۴۔(۴۷) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ))

[173] ۔ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو انسان اللہ اور قیامت پر ایمان و یقین رکھتا ہے، وہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے، اور جو شخص

[172] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۹۸۹)
[173] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۵۳۳۹)

اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے اور جو آدمی اللہ اور آخری دن پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

[174] ٧٥-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ))

[174]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور جو آدمی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو انسان اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا پھر چپ رہے۔"

[175] ٧٦-(. . .) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي حُصَيْنٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ

[175]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔"

[176] ٧٧-(٤٨) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ))

---

[174] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الادب، باب: من کان یومن بالله والیوم الآخر فلا یؤذ جاره برقم (٥٦٧٢) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الفتن، باب: کف اللسان فی الفتنة مختصرا برقم (٣٩٧١) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٨٤٣)

[175] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٤٥٠)

[176] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الادب، باب من کان یومن بالله والیوم الآخر فلا یوذ جاره برقم (٥٦٧٣) وفی باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه برقم (٥٧٨٤) و (٥٧٨٥) وفی الرقاق، باب: حفظ اللسان برقم (٦١١١) والمولف۔ مسلم۔ فی اللقطة، باب الضیافة ←

[176] ۔حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے تو وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔''

فوائد :...... اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور آخرت میں کامیابی وکامرانی کے مطالبات میں سے چند ایک یہ ہیں:

❶ انسان بات کرنے سے پہلے سوچے یعنی ''پہلے تولو پھر بولو'' کے اصول پر عمل پیرا ہو، ہر وہ بات کرے جو اس کے لیے اجر وثواب اور اللہ کی رضا کا باعث ہو اور ہر اس گفتگو یا کلام سے باز رہے جو اس کی گرفت اور مواخذہ کا باعث ہو یا لغو، بے مقصد، فضول اور بے فائدہ یا لا یعنی ہو۔ ❷ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک اور بہتر برتاؤ کرے، ہر اس حرکت، قول وفعل سے باز رہے جو پڑوسی کے لیے تکلیف واذیت یا اس کی دل آزاری کا سبب بنتا ہو۔ میل ملاپ کے وقت خندہ پیشانی، کشادہ روئی اور اعزاز واکرام سے پیش آئے۔ ❸ مہمان کی آمد پر اسے خوش آمدید کہے، اس کی حتی المقدور مہمان نوازی کرے اور اچھے انداز سے الوداع کہے۔

۲۰...... باب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ

باب ۲۰ : برائی سے روکنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے، معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا فرض ہے

[177] ۷۸۔(٤٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ

← مختصرا برقم (٤٤٨٨ و ٤٤٨٩، و ٤٤٩٠) بلفظ قريب منه۔ والترمذي في ((جامعه)) في البر والصلة، باب: ما جاء في الضيافة كم هو۔ ولم يذكر قصة الجار۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (١٩٦٧ و ١٩٦٨) مع ذكر قصة الضيافة وابن ماجه في ((سننه)) في الادب، باب: حق الضيف برقم (٣٦٧٥) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٠٥٦)

[177] اخرجه ابوداود في ((سننه)) في الصلاة، باب: الخطبة يوم العيد برقم (١١٤٠) وفي الملاحم، باب: الامر والنهي برقم (٤٣٤٠) مختصرا بدون ذكر القصة۔ والترمذي في ((جامعه)) في الفتن، باب: ما جاء في تغيير المنكر باليد، او باللسان، او بالقلب۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢١٧٢) والنسائي في ((المجتبى من السنن)) ٨/ ١١١۔ ١١٢ في ←

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ رَّاٰى مِنكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)).

[177] ۔طارق بن شہاب ؒ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ کا آغاز مروان نے کیا، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: نماز خطبہ سے پہلے ہے، مروان نے جواب دیا: یہ طریقہ ترک کر دیا گیا ہے، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اس انسان نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: تم میں سے جو شخص منکر کام دیکھے، اس پر لازم ہے اگر طاقت رکھتا ہو تو اسے اپنے ہاتھ (یعنی زور وقوت) سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو، تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی سعی کرے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں سے اس کے بدلنے کی تدبیر سوچے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

مفردات الحدیث ❶ مـنـكـر: برا، ناپسندیدہ، شریعت اور عقل وعرف کے خلاف کام۔ فَلْيُغَيِّرْهُ اس کو تبدیل کرے، بدلنے اور درست کرنے کی کوشش کرے۔ ❷ يَـدٌ: ہاتھ کو کہتے ہیں یہاں مراد بزور بازو ہے کہ قوت وطاقت استعمال کرے۔

فوائد:...... ❶ برائی، شرارت اور خلاف شریعت کام کو روکنے اور اس کو بدل ڈالنے کی بقدر استطاعت سعی وکوشش کرنا ہر انسان کی ذمہ داری ہے یہ کسی خاص فرد، گروہ، طبقہ یا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے اور اس کے تین درجات یا مراتب ہیں:

(الف) اگر اقتدار واختیار حاصل ہو اور قوت وطاقت کے ذریعہ اس برائی کو بند کیا جا سکتا ہو، تو قوت وطاقت، یا حکومت واقتدار کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

(ب) اگر اقتدار واختیار یا طاقت وقوت کا استعمال ممکن نہیں، یا یہ چیزیں حاصل نہیں ہیں تو زبانی اور تحریری طور پر افہام وتفہیم اور پند ونصیحت ہی سے اس کو روکنے اور اصلاح کرنے کی کوشش کرنا ہوگا۔

(ج) اگر حالات اس قدر سنگین اور ایسے ناموافق ہیں کہ انسان اس برائی کے خلاف زبان کھولنے کی بھی طاقت نہیں

← الايمان، باب: تفاضل اهل الايمان وابن ماجه في ((سننه)) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٥) مطولاً۔ وفي الفتن، باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر۔ مطولاً برقم (٤٠١٣) انظر ((التحفة)) برقم (٤٠٣٢ و ٤٠٨٥)

رکھتا یا اہل دین اس قدر کمزور پوزیشن میں ہیں کہ اجتماعی طور پر بھی اس کے خلاف زبان کھولنے کی گنجائش نہیں ہے، تو آخری درجہ یہ ہے کہ اس کو دل سے برا سمجھا جائے اور اس کو مٹانے اور بدلنے کا جذبہ دل میں رکھا جائے، اور اس کو مٹانے کی تدابیر سوچی جائیں اور جس کی کم از کم صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی اور اجتماعی طور پر جیسے بھی ممکن ہو، مٹانے کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور یہ ایمان کا آخری اور کمزور درجہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ ایمان کا ہے ہی نہیں۔ ❷ یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے خود مروان کو کیوں نہیں روکا۔ کیونکہ متفق علیہ روایت میں موجود ہے کہ جب نماز سے پہلے مروان خطبہ کے لیے منبر کی طرف بڑھا تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا پہلے نماز پڑھ۔ (فتح الباری: ۲/ ۵۷۹) اور جب اس انسان نے یہ فریضہ سرانجام دیا، تو پھر دوبارہ آپ نے اس کی تائید فرمائی۔ ❸ اگر برائی اور منکر کا ارتکاب سب کے سامنے کیا جا رہا ہو، تو پھر یہ فرض عین نہیں ہوگا، فرض کفایہ ہوگا جب بعض لوگ اس فرض کو ادا کر لیں گے، تو دوسروں سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا، جس جگہ کوئی اور شخص برائی سے روکنے والا موجود نہ ہو، تو جو اس برائی کو جاننے والا شخص موجود ہوگا تو اس پر روکنا فرض عین ہوگا برائی کا مرتکب باز آئے یا نہ آئے، ہر حالت میں روکنا ذمہ داری ہے۔ ❹ شریعت نے کسی شرعی کام اور عمل کے لیے جو صورت اور شکل و ہیئت مقرر کی ہے، اس میں تبدیلی کرنا جائز نہیں۔ روای نے صرف نماز اور خطبہ میں تقدیم و تاخیر کی تھی کسی کام کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ محض تقدیم و تاخیر اور ترتیب کی تبدیلی کی بنا پر اس کے فعل کو منکر قرار دیا گیا، امت کے کسی امام نے اس تبدیلی کو قبول نہیں کیا، حالانکہ اس میں ایک مصلحت اور فائدہ ہے کہ اس طرح دیر سے آنے والے بھی نماز میں شریک ہو جاتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں بھی، خطبہ نماز سے پہلے ہے جب ہیئت و شکل میں تبدیلی گوارا نہیں ہے تو اپنی طرف سے کسی عمل کے لیے ہیئت و کیفیت یا طریقہ مقرر کرنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔

[178] ۷۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ۔

[178]۔ امام صاحب مذکورہ بالا واقعہ اور حدیث دوسری سند سے بیان کرتے ہیں۔

---

[178] تقدم تخریجه في الحديث السابق برقم (۱۷۵)

[179] ٨٠-(٥٠) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَالَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)) قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

[179]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جو نبی بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا تو اس کے کچھ حواری، اور لائق ساتھی ہوتے تھے، جو اس کے طریقے اور اس کے حکم پر چلتے تھے، پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے نالائق پسماندگان ان کے جانشین ہوتے تھے، جو ایسی بات کہتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے (لوگوں کو اچھا کام کرنے کو کہتے تھے اور اور خود وہ کام نہیں کرتے تھے یا کرنے جو کام، وہ نہیں کرتے تھے، ان کے متعلق لوگوں کو کہتے تھے کہ ہم کرتے ہیں، گویا اپنا تقدس اور اپنی بزرگی قائم رکھنے کے لیے جھوٹ بھی بولتے تھے) اور جن کاموں کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا، ان کو کرتے تھے (یعنی اپنے نبی کی سنتوں اور اس کے اوامر واحکام پر تو عمل پیرا نہ تھے مگر معصیات اور بدعات، جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا، ان کے (دلدادہ تھے، ان کو خوب کرتے تھے) تو جس نے ان کے خلاف اپنے دست وبازو سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے (بدرجہ مجبوری) ان کے خلاف صرف زبان سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے، اور جس نے (زبان سے عاجز رہ کر) صرف دل سے ان کے خلاف جہاد کیا یعنی دل میں ان سے نفرت کی اور ان کے خلاف غیظ وغضب رکھا) تو وہ بھی ایماندار ہے لیکن اس کے بغیر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے، ابو رافع کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر کو سنائی، تو انہوں نے اس کو نہ مانا اتفاق سے عبداللہ بن مسعود بھی آ گئے اور وادی قناۃ (مدینہ

[179] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٩٦٠٢)

کی ایک وادی ہے) میں ٹھہرے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عیادت کے لیے، مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے کو کہا میں ان کے ساتھ چلا گیا، ہم جب جا کر بیٹھ گئے تو میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے مجھے یہ حدیث اسی طرح سنائی جیسے میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنائی تھی، صالح بن کیسان نے کہا، یہ حدیث ابورافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ ابورافع نے یہ حدیث، عبداللہ بن مسعود کے واسطہ کے بغیر براہ راست بیان کی ہے)

مفردات الحدیث ❶ حواریّون: حواری کی جمع سے مخلص اور برگزیدہ لوگ جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار، یا جہاد کرنے والے، یا رسول کے بعد آپ کی خلافت کے اہل۔ ❷ خُلُوف: خَلف (لام کے سکون کے ساتھ) کی جمع ہے، برے جانشین، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ﴾ (مریم) ''ان کے بعد برے لوگ ان کے جانشین بنے۔'' إِسْتَتْبَعَ مجھ سے ساتھ چلنے کا تقاضا کیا یا ساتھ چلنے کو کہا۔

[180] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْفُضَيْلِ الْخَطْمِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَكَانَ لَهُ حَوَارِيُّونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِهِ)) مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُدُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ

[180] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نبی بھی گزرا ہے اس کے ساتھ کچھ حواری (معاون، مددگار) تھے، جو اس کی راہ ورسم کو اپناتے اور اس کی سنت کی پیروی کرتے تھے۔ آگے صالح کی روایت کی طرح ہے لیکن اس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آمد اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی ملاقات کا تذکرہ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث هَدی: رویہ، طرز عمل یا وطیرہ، سنت، طریقہ، راستہ۔

فوائد .... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کے جانشینوں اور ان کے نام لیواؤں میں غلط کار اور بدکردار لوگ بھی ہوتے ہیں، جو دوسروں کو تو اعمال خیر کی دعوت دیتے ہیں، لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتے، ہاں لوگوں کے سامنے ایسے نیک اور اچھے کاموں کے کرنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں، جو کیے نہیں

[180] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩٦٠٢)

ہوتے اور اس کے برعکس، اپنی بدکرداری اور بے عملی کو چھپانے کے لیے ایسی رسوم اور بدعات نکالتے ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا چونکہ یہ رسول و نبی کی جانشینی کے دعویدار ہوتے ہیں، اس لیے لوگ ان کے فریب میں آجاتے ہیں اور دین کے اندر، دین کے نام سے بدعات راہ پاجاتی ہیں، ایسے غلط کار اور بدعتی لوگوں کے خلاف حسب استطاعت ہاتھ سے یا زبان سے جہاد کرنا اہل حق کی ذمہ داری ہے۔ اگر قوت وطاقت اور زبان سے ان کے خلاف جہاد ممکن نہ ہو، تو ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کا جذبہ رکھنا، ان بدعات کو مٹانے کی تدابیر سوچنا اور ان افعال سے دل میں نفرت وبغض رکھنا اور ان بدعتوں کے داعیوں سے دل میں غیظ وغضب رکھنا، ایمان کے شرائط ولوازم میں سے ہے جو شخص اپنے دل میں بھی اس جہاد کا جذبہ نہ رکھتا ہو اس کا دل ایمان کی حرارت اور اس کے سوز سے گویا بالکل خالی ہے۔ ❷ دین کی نشر واشاعت اور دین کی تعلیم وتدریس اور تبلیغ اور دین کے خلاف ہونے والے امور سے اس کا تحفظ ودفاع بھی جہاد ہے جس طرح سیف وسنان اور توپ وتفنگ سے جہاد کیا جاتا ہے، اسی طرح قلم وزبان سے بھی جہاد ہوتا ہے اور اس کی اہمیت گھٹانا اور اس کی تحقیر کرنا درست نہیں ہے۔ ❸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس حدیث سے انکار کی وجہ یہ ہے کہ بعض حدیثوں میں منکرات کی عام ترویج کے دور کے بارے میں آیا ہے''اصبروا حتی تلقونی'' صبر کرنا، یہاں تک قیامت کو تم مجھے ملو، اور درحقیقت ان دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اس حدیث کا تعلق اس دور سے ہے، جب انکار منکر سے خرابی اور برائی میں اضافہ کا ڈر ہو، یا فتنہ وفساد ابھرنے اور خونریزی کا خطرہ ہو، اس بنا پر امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کا انکار کیا ہے، لیکن علمائے امت نے امام احمد کے قول کی تردید کی ہے اور اس کو تعجب خیز قرار دیا ہے۔ (شرح مسلم نووی: ۵۲/۱) ❹ اس باب کی احادیث سے ایمان کے مختلف مراتب ثابت ہوتے ہیں اور اس میں قوت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

۲۱...... بَاب: تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ وَرُجْحَانِ أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ

باب ۲۱: اہل ایمان کا ایمان میں ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا اور اہل یمن کو اس میں ترجیح حاصل ہونا

[181] ۸۱۔(۵۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يَرْوِي

[181] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی بدء الخلق، باب: خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال برقم (۳۱۲۶) وفی المناقب، باب: قول الله تعالیٰ: ﴿یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندالله اتقاکم﴾ برقم (۳۳۰۷)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هٰهُنَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)).

[181] ۔حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ یمن کی طرف کر کے اشارہ کیا اور فرمایا: خبردار ایمان ادھر ہے درشتی وشدت اور سنگ دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دم کی جڑ میں چیختے چلاتے ہیں جہاں شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ ومضر میں ۔قسوة

مفردات الحدیث ❶ قَسْوَة وہ سختی ور شدت جس کی بنا پر وہ وعظ ونصیحت سے متاثر نہیں ہوتے اور غِلَظ سختی ہے۔جس کی بنا پر دل فہم اور سمجھنے سے عاری ہوتا ہے۔غلظت،نرمی اور رقت کی ضد ہے اور قسوة کے معنی غلظت بھی ہے یہ غلظ سے مصدر ہے۔ ❷ فَدَّادِين: بعض ائمہ لغت کے نزدیک فداد کی جمع ہے کھیتی باڑی میں کام آنے والے بیل کو کہتے ہیں۔لہٰذا اس سے مراد کاشتکار ہوں گے چونکہ یہ لوگ علم وتہذیب کے مراکز سے دور ہوتے ہیں، اس لیے ان میں شدت وخشونت یا کھردرا پن ہوتا ہے،بعض نے کہا یہ فدید سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے چیخنا اور چلانا جو اونٹوں کے پیچھے چیختے اور شور کرتے ہیں ابوعبیدہ کے نزدیک زیادہ اونٹ رکھنے والے لوگ ہیں جن کے پاس دو سو سے لے کر ہزار تک اونٹ ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جانوروں کی صحبت و رفاقت کی بھی تاثیر ہوتی ہے، اس لیے بڑے اور مضبوط جانوروں کے چرواہے،سخت گیر اور بد خلق ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مویشیوں کو خوب مارتے پیٹتے ہیں، بھیڑ بکری کمزور جانوروں کو چرانے والے نرم خو اور نرم دل ہوتے ہیں، کیونکہ وہ بکریوں کو زیادہ مار کر اپنی بھڑاس نہیں نکال سکتے بلکہ انہیں اپنی بکریوں کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا پڑتا ہے، اس لیے وہ نرمی کے عادی ہو جاتے ہیں، اسی بنا پر پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا،بعض کے بقول اس سے مراد مال ودولت کی کثرت ہے، مال دار لوگ، دوسروں کو حقیر اور کم تر سمجھ کر ان پر تکبر کرتے ہیں،عربوں میں مال ودولت کی کثرت کی علامت اونٹوں کی کثرت تھی،اس لیے اونٹوں کا نام لیا گیا ہے۔ ❸ قرنا الشیطان: شیطان کے دو سینگ، کیونکہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے دونوں سینگوں کے درمیان لے کر سمجھتا ہے سورج کے پجاری، میری پرستش کر رہے ہیں۔

اصول: اصل کی جمع ہے جڑ اور بنیاد کو کہتے ہیں، اذناب، ذنب کی جمع ہے دم کو کہتے ہیں۔

فائدہ :......انسان حیوانات جن کے ساتھ سے ہر وقت واسطہ پڑتا ہے، ان کے مزاج اور طبیعت سے متاثر ہوتا

←وفي المغازي، باب: قدوم الاشعريين واهل اليمن برقم (٤١٢٦) وفي الطلاق، باب: اللعان برقم (٤٩٩٧) انظر ((التحفة)) برقم (١٠٠٥)

ہے تو انسان، انسانوں کی رفاقت اور دوستی سے کیوں متاثر نہیں ہوگا، اسی لیے شیخ سعدی نے کہا ہے کہ جمال ہمنشیں دامن اثر کرد، میں ساتھی کی ہمنشینی سے متاثر ہوا ہوں۔ انسان کے رفیق اور ساتھی جس قسم کے ہوں گے، ویسا ہی رہے بنے گا، صحبت صالح ترا، صالح کند، وصحبت طالح، ترا، طالح کند۔

[182] ۸۲-(۵۲) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ أَنْبَأَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((جَآءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)).

[182]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل یمن آئے ہیں، یہ لوگ نرم دل ہیں، ایمان یمنی ہے، فقہ یمنی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔

مفردات الحدیث

❶ فقہ: لغوی طور پر کسی چیز کے فہم اور علم کو کہتے ہیں، بعض نے معنی باریک بینی، دقیقہ رسی اور متکلم کی غرض و مقصد کو جان لینا بتایا ہے۔ ❷ الحکمۃ: حکمت کے مختلف معانی کیے گئے، آسان معنی یہ ہے کسی چیز کی اصل اور حقیقت کو جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔ ❸ ارق افئدۃ: رقت، باریکی اور نرمی کو کہتے ہیں، مقصد ہے اثر پذیری یا جلد متاثر ہونے والے۔ ❹ افئدۃ: فواد کی جمع ہے، بعض قلب اور فواد دونوں کو ہم معنی قرار دیتے ہیں اور ظاہر یہی ہے۔ بعض کے دل کے اندرونی، یا دل کی آنکھ کو فواد کہتے ہیں۔

فائدہ: ...... اللہ تعالیٰ نے مختلف علاقوں کے لوگوں کے اندر مختلف صفات رکھی ہیں، یمنی لوگوں کے اندر، حدیث میں بیان کردہ صفات پائی جاتی ہیں جیسا کہ اہل مشرق کے اندر دلوں کی سختی اور درشتی پائی جاتی ہے۔

[183] ۸۳-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[183]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت دوسری سند سے بیان کرتے ہیں۔

[184] ۸٤-(. . .) وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ:

[182] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٤٢١)
[183] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٤٧٣)
[184] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٣٦٥٣)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَّأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))

[184] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس یمنی لوگ آئے ہیں، دل کے ضعیف اور فواد کے نرم، فقہ یمنی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔

فائدہ :...... قلب کے ضعیف اور فواد کے رقیق ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دلوں کے اندر خوف وخشیت اور تواضع ہے اور وعظ نصیحت سے جلد متاثر ہونے اور صحیح بات کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ دلوں کی قسوت اور غلظت سے پاک اور صحیح وسالم ہیں۔

[185] ۸۵۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

[185] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفر کا گڑھ، مشرق کی طرف ہے، اور فخر وتکبر گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں ہے جو چلاتے ہیں جو وبر والے (جنگلی) ہیں، اور سکینت واطمینان بکریوں کے مالکوں میں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ الفخر: گھمنڈ اور غرور ❷ الخیلاء: تکبر، لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ ❸ اهل الوبر، اہل البدو، بادیہ نشین اور وبر اونٹوں کے بالوں کہتے ہیں، یہ لوگ عام طور پر جنگلوں میں رہتے تھے۔

[186] ۸٦۔(. . .) وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَّالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ))

[186] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایمان یمن میں ہے، کفر مشرق کی طرف ہے سکون واطمینان اہل غنم (بکری) میں ہے، فخر وریاء شور کرنے والوں، اہل خیل (گھوڑے) اور اہل وبر میں ہے۔ (اونٹوں والے)

[185] انظر برقم (۲۲۰۰)
[186] اخرجه البخاری فی ((صحيحة)) فی بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال برقم (۳۱۲۵) انظر ((التحفة)) بر (۱۳۸۲۳)

[187] ۸۸-(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

[187]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: فخر وتکبر چلانے والوں اونٹوں کے مالکوں میں سے ہے اور اطمینان وسکون بکری والوں میں ہے۔"

[188] ۸۸-(۵۲) وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))

[188]۔ زہری یہی روایت اسی سند سے بیان کرتے ہیں اور آخر میں اضافہ ہے ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔

[189] ۸۹-(۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

عَنِ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ))

[189]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: اہل یمن آئے ہیں، ان کے دل بعد میں ضعیف اور فواد رقیق سے ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے، سکینت اہل غنم میں ہے، اور فخر وخیلاء، چیخنے والے اہل وبر میں ہے جو سورج کے طلوع ہونے کی طرف رہتے ہیں۔

[190] ۹۰-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

[187] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۹۹۱)

[188] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۵۳٤۰)

[189] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی المناقب، باب: قول الله تعالی: ﴿يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن اكرمكم عندالله اتقاكم﴾ برقم (۳۳۰۸) انظر ((التحفة)) برقم (۱۵۱٦۰)

[190] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۱٦۹)

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ))

[190] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں ان کے قلوب نرم اور فواد رقیق (پتلے) ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے اور کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے۔"

مفردات الحدیث ✽ راس الکفر: راس، سر یا کسی چیز کی چوٹی کو کہتے ہیں، اور "راس اشهر" سے مراد مہینہ کا پہلا دن ہوتا ہے۔اس لیے مراد، منبع وسرچشمہ ہوگا جس طرح محاورہ ہے "رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ" "حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے۔"

[191] (. . .) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ))

[191] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں کفر گڑھ مشرق کی طرف ہے کا تذکرہ نہیں کیا۔"

[192] ۹۱۔(. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَا
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ ((وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ))

[192] ۔امام صاحب یہی روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ فخر وخیلاء اونٹ والوں اور سکینت ووقار بکریوں والوں میں ہے۔

[193] ۹۲۔(۵۳) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ
عَنِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ))

[191] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۳۴۳)
[192] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی المغازی، باب: قدوم الاشعریین واهل الیمن برقم (۴۱۲۷) انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۳۹۶)
[193] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۲۸۳۹)

[193] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دلوں کی سختی اور شدت مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔''

ایک شبہ اور اس کا حل: اہل مشرق سے کون لوگ مراد ہیں اس کی تعیین آپ نے خود فرما دی ہے کہ اس سے مراد، ربیعہ اور مضر کے قبائل ہیں، آپ کی تعیین کے بعد اس کو محمد بن عبدالوہاب پر چسپاں کرنے کی کوئی تک نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مدینہ سے مشرق کی طرف عراق ہے اور اکثر فتنے یہیں سے نکلے ہیں۔

اہل مشرق سے کون مراد ہیں، اس کی تفصیل کے لیے دیکھئے البینات عاصم حداد ص ۳۹۸ تا ۴۰۰۔

۲۲...... باب بَيَانِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ وَأَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ إِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِّحُصُولِهَا

باب ۲۲: اس بات کا بیان جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے اور مومنوں سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے اور السلام علیکم کو عام رواج دینا، محبت کا باعث ہے

[194] ۹۳۔(۵۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

[194] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے، اور تم اس وقت تک صحیح مومن نہیں ہوگے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل پیرا ہوگے تو باہمی محبت کرنے لگو گے؟ ایک دوسرے کو بکثرت سلام کہو۔''

[195] ۹۴۔(۵۴) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٍ

---

[194] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في المقدمة، باب: في الايمان برقم (٦٨) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٤٦٩)

[195] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٣٤٩)

[195] ۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہ حدیث یوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم جب تک ایمان نہیں لاؤ گے، جنت میں داخل نہیں ہو گے۔'' آگے کی عبارت ابو معاویہ اور وکیع کی حدیث کی طرح ہے۔

فائدہ:...... جنت میں داخلہ ایمان پر موقوف ہے اور ایمان کی پہچان اور علامت باہمی محبت و پیار ہے، اور باہمی محبت ومودت پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان کو سلام کیا جائے، اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو، اس سے محبت والفت پیدا ہوگی، عداوت ودشمنی مٹے گی، کیونکہ سلام کا معنی ہے اللہ تعالیٰ تم کو ہر بلا ومصیبت سے محفوظ اور سلامت رکھے اور انسان کی عام عادت ہے کہ وہ اپنے خیر خواہ اور دعا گو سے محبت کرتا ہے، اس کو دوست سمجھتا ہے۔

۲۳...... بَاب بَيَانِ أَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيحَةُ

باب ۲۳ : اس بات کا بیان کہ دین خیر خواہی اور خلوص کا نام ہے

[196] ۹۵۔(۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِسُهَيْلٍ إِنَّ عَمْرًوا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيكَ قَالَ وَرَجَوْتُ أَنْ يُسْقِطَ عَنِّي رَجُلًا قَالَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي كَانَ صَدِيقًا لَهُ بِالشَّامِ ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ((الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ))قُلْنَا لِمَنْ قَالَ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ))

[196] ۔ سفیان کا کہنا ہے کہ میں نے سعید سے کہا، عمر نے ہمیں قعقاع کے واسطہ سے آپ کے باپ سے حدیث سنائی ہے اور میری خواہش یہ تھی کہ وہ مجھے روایت سنائے تاکہ ایک راوی کم ہو جائے۔ تو سہیل نے کہا: میں نے اپنے باپ کے شامی دوست، جس سے وہ روایت بیان کرتے ہیں، خود حدیث سنی ہے: (اب یہ روایت قعقاع اور سہیل کے باپ ابو صالح کی بجائے سہیل سے ہے اور سند عالی ہوگئی ہے) پھر سفیان نے ہمیں سہیل سے عطاء بن یزید کی تمیم داری سے روایت سنائی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی۔''

[196] اخرجه ابوداود فی ((سننه)) فی الادب، باب: فی النصیحة برقم (٤٩٤٤) والنسائی فی ((المجتبی من السنن)) ٧/ ١٥٦۔١٥٧ فی البیعة، باب: النصیحة للامام۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٠٥٣)

مفردات الحدیث ❊ النصیحه: نصیحه کا لفظ انتہائی جامع اور پر مغز ہے جس میں ہر قسم کی بھلائیاں داخل ہیں۔ اس لیے جس طرح الحج عرفه کہا گیا ہے کہ عرفہ میں وقوف کے بغیر حج نہیں ہوسکتا، اسی طرح دین خیر خواہی اور ہمدردی سے عبارت ہے، اس کے بغیر دین کالعدم ہے، بعض حضرات نے اس کو ''نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَه'' (آدمی نے اپنے کپڑے سیے) کے محاورہ سے ماخوذ مانا ہے، اس لیے نصیحة اس کام کا نام ہے جس سے دوسروں کے عیوب ونقائص دور ہوتے ہیں ان کے معاملات میں اصلاح اور درستگی پیدا ہوتی ہے۔ بعض نے اس کو ''نَصَحْتُ السَّلَّ'' میں نے شہد کو موم سے پاک صاف کیا، سے ماخوذ مانا ہے، اس میں خلوص وصفائی کا معنی ہے، تو نصیحت کا معنی ہوگا خلوص کے ساتھ دوسروں کے معاملات کو سنوارنا اور ان کی اصلاح کرنا۔

فائدہ :...... (ا) اللہ تعالیٰ کے لیے نصیحت کا معنی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات کو بلاتشبیہ وتمثیل ماننا۔ اس کے احکام کی پیروی کرنا، اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کی شان کے منافی کوئی چیز اس کی طرف منسوب نہ کرنا، اور اس کی عبادت وبندگی کی دوسروں کو دعوت دینا، اور یہ تمام کام انتہائی خلوص اور سچائی کے ساتھ سرانجام دینا۔

(ب) اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانا جائے، جو بے مثل ہے اور اللہ کی صفت ہے اس کی تعظیم وتکریم کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اس پر تدبر وتفکر کرنا اور اس کے احکام وہدایات کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اس کی نشرواشاعت اور تبلیغ کے لیے کوشاں رہنا، اس کے خلاف شکوک وشبہات پھیلانے والوں کے اعتراضات کا رد کرنا۔

(ج) اس کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس کی رسالت پر ایمان لانا، اس سے محبت وعقیدت رکھنا اور اس کی اتباع واطاعت کرنا اور اس کی حمایت ودفاع کے لیے کمربستہ رہنا، آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھنا اور آپ کے لائے ہوئے دین کی نشرواشاعت اور تبلیغ کرنا۔

(د) مسلمان حکمرانوں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ نیک اور صحیح کاموں میں ان کی اطاعت کرنا، ان سے توقیر وتعظیم کے ساتھ پیش آنا، بلاوجہ ان کی مخالفت نہ کرنا اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرنا، اگر اس سے مراد ائمہ دین ہوں تو اس سے مراد ہوگا ان کی تکریم واحترام کرنا، ان کے بارے میں اچھے جذبات رکھنا، قرآن وسنت کے مطابق، ان کی ہدایات وتعلیمات پر عمل پیرا ہونا، ان کے علم وفضل سے فائدہ اٹھانا، لیکن اس سے ان کی تقلید کرنا مراد نہیں ہے، کیونکہ ''لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الخَالِقِ'' کا قانون واصول صرف ائمہ سیاست کے لیے نہیں ہے، ائمہ دین بھی اس میں داخل ہیں، اور کسی امام کے بارے میں بھی معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ان کی ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کی جاسکتی، یہ مقام ومرتبہ تو صرف پیغمبر کو حاصل ہے کہ اس کی ہر بات ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا، ایمان کی جان ہے، اس کے بغیر انسان، ایماندار نہیں ہوسکتا۔

(س) مسلمان عوام کی نصیحت یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی سے پیش آیا جائے، ان کے جان ومال اور عزت وناموس کی حفاظت کی جائے، ان کے دکھ سکھ میں ان کے شریک ہوا جائے، دل میں ان کے خلاف حسد

وکینہ اور نفرت وغصہ نہ رکھا جائے، ان کے عیوب کو چھپایا جائے انہیں دین ودنیا کی بھلائی کی باتوں کی تلقین کی جائے۔

[197] ٩٦۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[197] سفیان ثوری نے سہیل بن ابن صالح سے، انھوں نے عطاء بن یزید لیثی سے، انھوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سابقہ حدیث کی مانند روایت کی۔

[198] ٩٦۔(. . .) وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[198]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[199] ٩٧۔(٥٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

[199]۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے زکاۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

[200] ٩٨۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ

عَنْ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

---

[197] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (١٩٤)

[198] تقدم تخريجه فى الحديث قبل السابق (١٩٤)

[199] اخرجه البخارى فى ((صحيحه)) فى الايمان، باب: قول النبى ﷺ: ((الدين النصيحة: لله ولرسوله ولائمة المسلمين ...... برقم (٥٧) وفى ((المواقيت))، باب البيعة على اقامة الصلاة برقم (٥٠١) وفى الزكاة، باب: البيعة على ايتاء الزكاة برقم (١٣٣٦)۔ وفى ((البيوع)) باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر وهل يعينه او ينصحه برقم (٢٠٤٩) وفى الشروط من باب: ما يجوز فى الشروط فى الاسلام، والاحكام والمبايعة برقم (٢٥٦٦) والترمذى فى ((جامعه)) فى ((البر والصلة))

[200] اخرجه البخارى فى ((صحيحه)) فى الايمان، باب: قول النبى ﷺ: ((الدين باب: ماجاء فى النصيحة وقال: حديث صحيح برقم (١٩٢٥) انظر ((التحفة)) برقم (٣٢٢٦) ←

[200] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

[201] ۹۹۔(...) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ يَعْقُوبُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ۔

[201] ۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، بات سننے اور ماننے پر بیعت کی تو آپ نے مجھے تلقین کی کہ جہاں تک تیرے بس میں ہو اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کی بیعت کی۔

فائدہ:...... دین اسلام، انسان کو اس کی وسعت اور مقدرت کے مطابق اعمال کا مکلف ٹھہراتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زائد مکلف نہیں ٹھہراتا، اس لیے جب جریر رضی اللہ عنہ نے عمومی سمع اور اطاعت کی بات کی، تو آپ نے کمال شفقت سے کام لیتے ہوئے لقمہ دیا کہ یوں کہا اور کہہ کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، سنوں گا اور عمل کروں گا۔

۲۴...... بَاب بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَنَفْيِهِ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ

باب ۲۴: اس بات کی وضاحت کہ گناہوں سے ایمان کا کم ہونا اور گناہوں کے مرتکب سے ایمان کی نفی اس معنی میں کرنا کہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے

[202] ۱۰۰۔(۵۷) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ ابْنُ

← النصيحة: لله والرسوله ...... برقم (۵۸) وفی كتاب الشروط، باب: ما يجوز من الشروط فی الاسلام والاحكام والمبايعة برم (۲۵٦۵) والنسائی فی ((المجتبی)) ۷/ ۱٤۰ فی البيعة، باب: البيعة على النصح لكل مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۳۲۱۰)

[201] اخرجه البخاری فی ((صحيحة)) فی الاحكام، باب: كيف يبايع الامام الناس برقم (٦۷۷۸) والنسائی فی ((المجتبی)) ۷/ ۱۵۲ فی البيعة، باب: البيعة فيما يستطيع الانسان برقم (٤۲۰۰) انظر ((التحفة)) برقم (۳۲۱٦)

[202] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الاشربة برقم (۵۲۵٦) كذا فی التحفة برقم (۱۳۳۲۹) (۱۵۳۲۰)

شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِی عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَلْحَقُ مَعَهُنَّ ((وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

[202] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور چور جب چوری کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ شراب پیتے وقت (شرابی) مومن ہوتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا باتوں کے بعد ان کے ساتھ یہ بات بھی ملاتے، نہ (لوٹنے والا) کسی بڑی قدر و منزلت والی چیز کو جس کی طرف لوگ نظر اٹھاتے ہیں، لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ ❶ **يَنْتَهِبُ نهبة:** چھینتا ہے، برسرِ عام لوٹتا ہے۔ ❷ **ذات شرف:** مرتبہ و مقام والی چیز بڑی قدر و منزلت والی۔ ❸ **ابصار، بصر** کی جمع ہے، نظر، آنکھ۔

فائدہ:...... گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے وقت انسان، ایمان کی روشنی و نور اور ایمانی بصیرت و فراست سے محروم ہوتا ہے، گویا اس کا ایمان، کامل نہیں ہوتا (جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے) کیونکہ بعض دفعہ کسی شے کی نفی سے مقصد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے، جیسا کہ کہتے ہیں، علم وہی ہے جو فائدہ دے، مال نہیں مگر اونٹ، زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی کمال۔

[203] ۱۰۱۔(...)وَحَدَّثَنِی عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ جَدِّی قَالَ حَدَّثَنِی عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِی أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزْنِی الزَّانِی وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِی سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِی بَكْرٍ هٰذَا إِلَّا النُّهْبَةَ

[203] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زانی زنا نہیں کرتا۔'' اوپر والی حدیث

---

[203] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی المظالم، باب: النهی بغير اذن صاحبه برقم (۲۳۴۳) وفی الحدود، باب: ما يحذر من الحدود: الزنا وشرب الخمر برقم (۶۳۹۰) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الفتن، باب: النهی عن النهی برقم (۳۹۳۶) انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۲۰۹ و ۱۴۸۶۳ و ۱۵۲۱۸)

بیان کی اس میں لوٹ کے ذکر کے ساتھ ''ذات شرف'' کی قید نہیں ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں نھبة کا ذکر نہیں

[204] ۱۰۲۔(...)وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ

[204]۔ امام صاحب اور ایک سند سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں جس میں لوٹ کا تذکرہ موجود ہے، لیکن قدر ومنزلت یا شان والی کی قید نہیں ہے۔

[205] ۱۰۳۔(...)وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى

وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[205]۔ امام صاحب یہی روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[206] (...)وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[206] امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[207] (...)وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي

[204] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۱۹۱، ۱۵۲۰۲)

[205] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱٤۷٤۰)

[206] تقدم

[207] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱٤۰٥٦)

حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاكُمْ)).

[207] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ صفوان بن سلیم اور علاء کی روایت میں اس کی قدر ومنزلت کی بنا پر لوگ اس کی طرف اپنی نظریں اٹھائیں گے۔" کا تذکرہ نہیں اور ہمام کی روایت میں ہے مومن اس کی اہمیت کی بنا پر اس کی طرف اپنی نظریں اٹھاتے ہیں کہ وہ لوٹتے وقت مومن ہو۔ اور اتنا اضافہ ہے اور تم میں سے خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور تم ان تمام کاموں سے، بچو، بچو۔"

[208] ۱۰۴۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ)).

[208]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "زانی زنا کی حالت میں مومن نہیں ہوتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، شرابی، شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا اس کے باوجود ان کو توبہ کا موقع حاصل ہوتا ہے۔"

فائدہ:...... زنا سے ان تمام کاموں کی طرف اشارہ ہے، جو جنسی خواہش کے نتیجہ میں سرزد ہوتے ہیں شراب سے ان تمام گناہوں سے تنبیہ کی ہے، جو انسان کو یاد الٰہی سے غافل کرتے ہیں، جن کی بنا پر حقوق اللہ پامال ہوتے ہیں، لوٹ مار ان تمام گناہوں کی نمائندہ ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم وستم ڈھایا جاتا ہے اور مال ودولت کو ناجائز ذرائع سے جمع کیا جاتا ہے۔ لیکن جان کنی سے پہلے پہلے تمام گناہوں کی توبہ، قبول ہوتی ہے اور توبہ کے تین رکن ہیں: (۱) گناہ سے رک جائے۔ (۲) گناہ کے کرنے پر شرمندہ ہو اور (۳) دل میں عہد کرے آئندہ اس کا مرتکب نہ ہوگا۔ اگر نفس کے غلبہ اور شیطان کے بہکانے کی وجہ سے دوبارہ، سہ بارہ اس گناہ کا مرتکب ہو جائے تو پھر بھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ (شرح صحيح مسلم: ١/ ٥٦)

[209] ۱۰۵۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ

[208] اخرجه البخاری فی ((صحیحة)) فی المحاربین، باب: اثم الزكاة برقم (٦٤٢٥) والنسائی فی ((المجتبی)) ٨/ ٦٥ فی قطع السارق باب: تعظيم السرقة۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٣٩٥)

[209] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٣٨٣)

[209] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''زانی زنا نہیں کرتا'' آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ:...... اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو علماء کی باتیں کہہ کر اور حلال سمجھ کر ان کا برسرعام ارتکاب کرتا ہے یا ان محرمات کو معمولی سمجھتا ہے اور کوئی اہمیت نہیں دیتا، تو پھر ایسے انسان کا ایمان خطرہ کی زد میں ہے، وہ ان گناہوں کی نحوست کی بنا پر ایمان سے محروم ہو سکتا ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

٢٥...... بَاب: خِصَالِ الْمُنَافِقِ

باب ٢٥: باب منافق کی خصلتیں

[210] ١٠٦-(٥٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِّنْ نِفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ ((وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)).

[210] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں ہیں جس میں چاروں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک ہوگی، تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اس سے باز آ جائے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو حق کو چھوڑ دے۔'' سفیان کی روایت میں خلّة کی جگہ خصلة کا لفظ ہے۔

مفردات الحدیث

❶ خالص: پکا، بے آمیز۔ ❷ عَاهَدَ: عہد و معاہدہ کرتا ہے، پیمان وفا باندھتا ہے۔

[210] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب علامة المنافق برقم (٣٤) وفی المظالم، باب: اذا خاصم فجر برقم (٢٤٢٧) وفی الجزية، باب: اثم من عاهد ثم غدر برقم (٣٠٠٧) وابوداود فی ((سننه)) فی السنة، باب: الدليل على زيادة الايمان ونقصه برقم (٣٦٨٨) والترمذی فی ((جامعه)) فی الايمان، باب: ما جاء فی علامة المنافق وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦٣٢) انظر ((التحفة)) برقم (٨٩٣١)

❸ غَدَرَ: بدعہدی کرتا ہے، عہد وفا کو توڑتا ہے۔ ❹ فجر: حق سے ہٹ کر غلط اور جھوٹی بات کہتا ہے قصد اور اعتدال سے دور ہو جاتا ہے۔

[211] ۱۰۷۔(۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

[211]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

[212] ۱۰۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

[212]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی علامات میں سے یہ تین بھی ہیں، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

[213] ۱۰۹۔(. . .) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زُكَيْرٍ قَالَ

---

[211] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الايمان، باب: علامة المنافق برقم (۳۳) وفی الشهادات، باب: من امر بانجاز الوعد برقم (۲۵۳٦) وفی الوصايا باب قوله تعالیٰ: [من بعد وصية يوصی بها او دين] برقم (۲۵۹۸) فی باب: قول الله تعالیٰ: ﴿يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ وما ينهی عن الكذب برقم (۵۷٤٤) واخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی الايمان، باب: ما جاء فی علامة المنافق۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (۲٦۳۱) والنسائی فی (المجتبیٰ)) ۸/ ۱۱۷ فی الايمان، باب: علامة المنافق انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۱٤۳٤۱)

[212] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱٤۰۹۱)

[213] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی الايمان، باب: ماجاء فی علامة المنافق۔ ولم يذكر ←

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

[213] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور کہا: منافق کی علامات تین ہیں اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔"

[214] ۱۱۰۔(. . .)وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

[214] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث بیان کی اور اس میں ہے، اگر چہ وہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

فوائد:...... ❶ آية المنافق ثلاث ،آیۃ مفرد ہے اور ثلاث جمع ہے، اس طرح افراد جمع میں مطابقت نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیۃ کا لفظ جنس کے لیے ہے، جس کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا ہے، یا ثلاث کو مجموعی اعتبار سے ایک سمجھا گیا ہے۔ ❷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں "اربع" چار ہے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں "ثلاث" تین ہے، اگر دونوں روایتوں کو سامنے رکھا جائے تو یہ خصلتیں پانچ بنتی ہیں: (۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) عہد کی خلاف ورزی کرنا۔ (۳) وعدہ کو پورا نہ کرنا۔ (۴) جھگڑے میں گالی گلوچ کرنا۔ (۵) اور امانت میں خیانت کرنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین میں حصر مقصود نہیں ہے، اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں جنہیں علامات کہا گیا ہے وہاں علامات میں سے ہے اور عدد کے اظہار سے مقصود، اس سے زائد کی نفی نہیں ہے۔ موقع محل کے بدلنے سے، کہیں ایک صفت کو چھوڑ دیا گیا ہے اور کہیں اس کی جگہ دوسری کا تذکرہ کر دیا گیا ہے یا تین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ باقی باتیں، ان کے اندر آجاتی ہیں، کیونکہ اعمال انسانی کا تعلق تین چیزوں سے ہے۔ نیت، قول اور فعل وعدہ کی خلاف ورزی کا تعلق نیت سے ہے کیونکہ وعدہ کی خلاف ورزی اس صورت میں قابل مذمت ہے جب کہ وعدہ کرتے وقت ہی عدم وفا کی نیت ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث ہے إِذَا وَعَدَ وَهُوَ

← فيه: وان صام وصلى وزعم انه مسلم۔ وقال: هذا حديث حسن غريب من حديث العلاء برقم (٢٦٣١) انظر ((التحفة)) برقم (١٤٠٩٦)

[214] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٠٩٦)

يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنَّهُ يُخْلِفُ کہ وعدہ کرتے وقت ہی دل میں خلاف ورزی کا خیال تھا۔ اگر وعدہ کرتے وقت وفا کی نیت تھی لیکن کسی سبب ورکاوٹ کی بنا پر کوشش کے باوجود وعدہ پورا نہ کر سکا تو یہ نفاق کی علامت نہیں ہوگی۔ اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے، لا بـاس بـه ، اور فائدہ فتح الباری سے ماخوذ ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۱۲۲ دارالسلام) یہ سنن ابی داود، سنن ترمذی کی حدیث کا ترجمہ ہے، حوالہ مذکورہ بالا۔ کذب اور گالی گلوچ کا تعلق قول سے ہے، بدعہدی اور خیانت کا تعلق فعل سے ہے۔ ❸ ان حدیثوں میں "اذا" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ یہ کام اس کا وطیرہ، رویہ اور پختہ عادت ہیں اور اس کی زندگی کا معمول ہیں، تو پھر یہ عادات وخصائل منافقانہ ہیں، اور اگر کبھی کبھار سرزد ہوں تو پھر یہ نفاق کی علامت یا نشانی نہیں ہیں، حدیث کا مقصد یہ ہے کہ یہ اوصاف وخصائل مومن کے شایان شان نہیں ہیں، یہ تو ان لوگوں کی عادات ہیں، جن کا ایمان پختہ نہیں ہے۔ ❹ نفاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک کا تعلق ایمان وعقیدہ سے ہے جو کفر کی بدترین صورت ہے کہ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کہ منافق دوزخ کے سب سے سنگین، نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (۲) دوسری قسم کا تعلق، عمل وکردار سے ہے کہ کسی شخص کی سیرت وعمل منافقوں جیسا ہو، اس کا تعلق ایمان وعقیدہ سے نہیں ہے مذکورہ چیزوں کا تعلق انسان کی سیرت وکردار سے ہے، اس طرح یہ نفاق عملی ہوگا اور ایک مسلمان کے لیے جس طرح یہ ضروری ہے کہ وہ کفر وشرک اور اعتقادی نفاق کی نجاست وآلودگی سے بچے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ منافقانہ اعمال واخلاق کی گندگی سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔

٢٦...... بَاب بَيَانِ حَالِ إِيمَانِ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ

باب ٢٦: اپنے مسلمان بھائی کو اے کافر! کہنے والے کے ایمان کی حالت

[215] ۱۱۱ـ(٦٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَكْفَرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا))

[215] ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب ایک آدمی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک اس کا مستحق ہوگا۔"

[216] (. . . .) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ

[215] انفرد به مسلم انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٨٠٠٤ و ٨٠٩٥)

[216] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٧١٣٥)

عَـنْ ابْـنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّـمَـا امْـرِءٍ قَـالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ))

[216] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی سے کہا: اے کافر! تو کفر دونوں میں سے ایک طرف ضرور پلٹے گا اگر مخاطب واقعی کافر ہے تو ٹھیک ہوگا (ورنہ کہنے والا کافر ہوگا)۔

فائدہ :...... کسی انسان کو اس کی بدعملی یا بداخلاقی کی بنا پر کافر قرار دینا سنگین جرم ہے، انسان کو اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیے، اور بلا دریغ ''کفر کے فتوے'' جاری نہیں کرنے چاہئیں۔ ہاں یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اس کے اعمال کافرانہ یا منافقانہ ہیں یا وہ شرکیہ افعال کا مرتکب ہے کیونکہ ممکن ہے وہ جہالت کی وجہ سے یا غلط فہمی بلکہ بدفہمی کی وجہ سے یا کسی غلط یا صحیح تاویل کی وجہ سے، اخلاص وللہیت کے ساتھ اس عمل کو شرک یا کفر کا باعث نہ سمجھتا ہو۔ لیکن اگر کوئی انسان ضروریات دین کا انکار کرے یا قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت، ناجائز کام کو جائز قرار دے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے، تو پھر ان الفاظ کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ بلاوجہ کسی کی تکفیر کرنے والا، اپنی تکفیر کی زد میں خود ہی آ جاتا ہے اور اپنے آپ کو کافر قرار دے بیٹھتا ہے۔

[217] ۱۱۲۔(۶۱) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا عَادَ عَلَيْهِ))

[217]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا: جو شخص دانستہ اپنے باپ کی بجائے کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس نے کفر کیا اور جو ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے، جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارتا ہے یا اللہ کا دشمن کہتا ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ ادّعی: دعویٰ کرنا۔ ❷ عَـادَعـلـیه: بَاءَ اور رَجَعَ کے ہم معنی ہے پلٹنا، لوٹنا، پلٹ آتا ہے۔

[217] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی المناقب، باب: نسبة الیمن الی اسماعیل برقم (۳۳۱۷) وفی الادب، باب: ما ینهی من السباب واللعن برقم (۵۶۹۸) انظر ((التحفة)) برقم (۱۱۹۲۹)

فوائد: ...... ❶ اپنے حقیقی نسب کا انکار کر کے کسی اور کا بیٹا بننا انتہائی مجرمانہ حرکت ہے اور کوئی مسلمان اس کو اپنے لیے روا نہیں سمجھ سکتا، اگر کوئی بدبخت مسلمان ایسا ہے جو اس کو صحیح اور جائز کام قرار دیتا ہے تو کسی بدیہی ناجائز چیز کو حلال اور جائز قرار دینا واقعی کفر ہے اور یہ کفران کفر ہوگا جو مخرج عن اللہ نہیں ہے اور اس کام کو کفر قرار دیا جائے گا، اگر کسی تاویل اور ضرورت کے تحت ایسا کرتا ہے تو یہ کفران نعمت ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے عورتوں کے بارے میں فرمایا ہے: "یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ" وہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموش ہیں۔ اسی طرح یہ انسان اللہ اور باپ کے حق کا نمک حرام ہے۔ ❷ اگر کوئی دانستہ طور پر کسی ایسی چیز کے اپنی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو اس کی نہیں ہے تو یہ ایک جھوٹ ہے اور دوسرے کے مال پر غاصبانہ قبضہ ہے جو کسی صحیح اور کامل مومن کی شان کے منافی ہے، اس لیے آپ نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں۔" جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ﴾ "وہ آپ کے اہل میں سے نہیں ہے۔" یعنی اس کا طور طریقہ اور طرز عمل یا برتاؤ اور معاملہ مسلمانوں والا نہیں ہے اور یہ ایک ایسا قصور اور کھلا گناہ ہے جس کی سزا جہنم ہے، الا یہ کہ انسان اس سے توبہ کرے یا اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔

٢٧...... بَاب بَيَانِ حَالِ إِيمَانِ مَنْ رَّغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

باب ٢٧: اپنے باپ سے دانستہ بے رغبتی کرنے والے کے ایمان کی حالت

[218] ١١٣ ـ(٦٢) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ))

[218] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے باپوں سے بے رغبتی نہ کرو کیونکہ اپنے باپ سے بے رغبتی، (انحراف) کرنا کفر ہے۔"

[219] ١١٤ ـ(٦٣) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ

---

[218] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الفرائض، باب: من ادعى الى غير ابيه برقم (٦٣٨٦) انظر ((التحفة)) برقم (١٤١٥٤)

[219] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المغازي، باب: غزوة الطائف برقم (٥٣) وفي الفرائض باب: من ادعى الى غير ابيه برقم (٦٣٨٥) وابو داود في ((سننه)) في الادب، باب: في الرجل ينتمي الى غير مواليه برقم (٥١١٣) وابن ماجه في ((سننه)) في الحدود، باب: من ادعى الى غير ابيه او تولى غير مواليه برقم (٢٦١٠)۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٩٠٢)

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ إِنِّي سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ سَمِعَ أُذُنَيَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ ((مَنِ ادَّعَى أَبًا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[219]۔ ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ جب زیاد کی نسبت ابوسفیان کی طرف کی گئی یا (معاویہ رضی اللہ عنہ نے) اس کے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا تو میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور اس سے پوچھا: ''تم نے یہ کیا، کیا؟'' میں نے تو سعد بن ابی وقاص سے سنا: وہ کہہ رہے تھے، میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اسلام میں اپنے حقیقی باپ کے سوا کسی اور کے باپ ہونے کا یہ جانتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہ میرا باپ نہیں ہے اس کا جنت میں داخلہ نہیں ہے تو ابوبکرہ نے کہا: خود میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی زیاد کو اپنا بھائی قرار دیا تھا، دونوں کی ماں سمیہ نامی لونڈی تھی۔

واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں نکاح کی مختلف صورتیں تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بخاری میں روایت ہے، ان میں سے ایک صورت یہ تھی کہ بہت سے لوگ کسی عورت سے تعلقات قائم کرتے اور جب وہ بچہ جنتی تو ان سب کو بلا لیتی اور اپنے بچہ کو ان میں سے کسی ایک کا قرار دے دیتی اور اس کو اس کی بات تسلیم کرنا پڑتی، وہ اس کے باپ ہونے کا انکار نہیں کر سکتا تھا اور وہ اس کا بیٹا تصور ہوتا تھا۔ جاہلیت کے دور میں ابوسفیان کسی کام سے طائف گئے، وہاں سمیہ سے تعلقات قائم کیے، جب بچہ پیدا ہوا تو سمیہ نے اس کو ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا، ابوسفیان کے لیے اس کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، اس نے مان لیا چونکہ یہ معاملہ، طائف میں پیش آیا تھا اس لیے اس کا عام چرچا نہ ہوا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کی گواہی پر اس نسب کو تسلیم کر لیا، کیونکہ اسلام کے بعد، جاہلیت کے نسبوں کا انکار نہیں ہوا تھا لیکن چونکہ اس چیز کی شہرت عام نہ تھی، اس لئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر اعتراض تھا جبکہ شرعی طور پر اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، کیونکہ یہ جاہلیت کے دور کی بات ہے، جس میں اس نسب کو صحیح تسلیم کیا جاتا تھا۔

جاہلیت کے دور میں لوگ خود اپنی لونڈی سے یہ کسب کراتے تھے جیسا کہ سورۂ نور میں ہے، اس لیے اس پر اسلام کا اصول نافذ نہیں ہوگا کیونکہ واقعہ پہلے کا ہے۔

لیکن تشریح "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ" کے خلاف ہے، کیونکہ اگرچہ ابوسفیان نے زنا کیا تھا مگر بچہ قانونی طور پر اس

لونڈی کے مالک کا بیٹا کہلائے گا۔

محترم حافظ عبدالسلام رحمہ اللہ کا اعتراض درست نہیں ہے، جاہلیت کے دور کے نسبوں کو اسلامی اصولوں پر نہیں پرکھا جا سکتا وگرنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی اس حرکت کا ارتکاب نہ کرتے، وہ اسلام کے ہم سے زیادہ شیدائی تھے اس طرح بہت سے نسب مشکوک ہو جائیں گے۔ اور وہ اسلام کے اصول ''للعاہر'' سے ناواقف نہ تھے، امام ابوبکر ابن العربی مالکی نے "العواصم من القواصم" ص ۲۳۵، پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فعل کو صحیح قرار دیا ہے، تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شخصیت و کردار: ۲/۶۴ تا ۷۲، از حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی۔

[220] ۱۱۵۔(...) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ))

[220]۔ حضرت سعد اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا، یہ بات میرے دونوں کانوں نے سنی اور میرے دل نے یاد رکھی، محمد ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے بارے میں باپ ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے، ایسے انسان کے لیے جنت حرام ہے۔''

۲۸...... بَاب بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

باب ۲۸: حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ مسلمان کو برا بھلا کہنا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے

[221] ۱۱۶۔(٦٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

---

[220] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٦)

[221] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الايمان، باب: خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لا يشعر برقم (٤٨) وفي الادب برقم (٥٦٩٧) والترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب: ما جاء في سباب المؤمن فسوق برقم (٢٦٣٥) وفي البر والصلة، باب: ما جاء في الشتم←

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِأَبِي وَائِلٍ

[221] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔'' زبید کہتے ہیں: میں نے ابو وائل سے پوچھا: کیا تو نے یہ روایت عبداللہ بن مسعود کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو اس نے کہا، ہاں، شعبہ کی روایت میں زبید کے ابو وائل سے پوچھنے کا ذکر نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **سباب**: گالی گلوچ کرنا، کسی کی عزت وناموس پر عیب گیری کرنا۔ ❷ **الفسق**: نکلنا، خراج کرنا یعنی حق وصواب کو چھوڑ دینا، نافرمانی کرنا۔

[222] ۱۱۷۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[222] ۔منصور اور اعمش دونوں ابو وائل سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... ایک مسلمان کو ناحق برا بھلا کہنا اور اس پر عیب لگانا، اسلام کے اصول وضوابط اور اسلامی معاشرت کے تقاضوں سے خروج ہے، اسلام تو باہمی پیار ومحبت، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔
مسلمان سے لڑائی کرنا مسلمانوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان کا انکار کرنا ہے جو نعمت اسلام کی ناقدری وناشکری ہے، اسلام تو مسلمانوں کو ایک دوسرے کی عزت وناموس اور جان ومال کی حفاظت کی تلقین کرتا ہے اور ان کو جسد واحد کی طرح قرار دیتا ہے، اور یہ قتل کے درپے ہے۔

← وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (١٩٨٣) والنسائي في ((المجتبى)) ٧/ ١٢٢ في التحريم، باب: قتال المسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩٢٤٣) و (٩٢٩٩)

[222] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الفتن، باب: قول النبي ﷺ: ((لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض)) برقم (٦٦٦٥) والنسائي في ((المجتبى)) ٧/ ١٢٧۔١٢٨ في التحريم، باب: تحريم القتل۔ وابن ماجه في ((سننه)) في المقدمة، باب: الايمان برقم (٦٩) انظر ((التحفة)) برقم (٩٢٥١)

۲۹......بَابُ: بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"

باب ۲۹: نبی اکرم ﷺ کے فرمان میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا کا مفہوم

[223] ۱۱۸۔(۶۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعَ أَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))

[223]۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: لوگوں کو چپ کرواؤ، پھر فرمایا: "میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔"

مفردات الحدیث ❊ حجۃ الوداع کے خطبہ جس میں نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو دین کے بنیادی امور کی تلقین کی اور غیر حاضروں تک پہنچانے کی تاکید کی اور یہ فرما کر "لعلی لا اراکم بعد عامی هذا" شاید میں تمہیں اس سال کے بعد دیکھ نہ سکوں۔ الوداع کہا۔ حــجة کی حاء پر زبر اور زیر دونوں درست ہیں۔ یہ آپ کا آخری حج تھا، اس کے جلد بعد آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اِسْتَنْصِتْ: لوگوں کو کہو، خاموش ہو جاؤ، انہیں چپ کرواؤ۔ کفار: کافر کی جمع ہے۔

[224] ۱۱۹۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[224]۔ امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

---

[223] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی العلم، باب: الانصاف للعلماء برقم (۱۲۱) وفی المغازی، باب: حجة الوداع برقم (۴۱۴۳) وفی الدیات، باب: قول الله تعالی: ﴿ومن احیاها﴾ برقم (۶۴۷۵) وفی الفتن، باب قول النبی ﷺ: ((لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض)) برقم (۶۶۶۹) والنسائی فی ((المجتبی)) ۷/ ۱۲۸ فی التحریم، باب تحریم القتل۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی الفتن، باب: ((لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض)) برقم (۳۹۴۲) انظر ((التحفة)) برقم (۳۲۳۶)

[224] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الادب، باب: ما جاء فی قول الرجل: ویلك برقم (۵۸۱۴) وفی الحدود، باب: ظهر المؤمن حمی الا فی حد او حق مطولا برقم (۶۴۰۳) وفی الدیات باب: قول الله تعالی: ﴿ومن احیاها﴾ برقم (۶۴۷۴) وفی الفتن، باب قول ←

[225] ۱۲۰۔(. . .)وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((وَيْحَكُمْ)) أَوْ قَالَ ((وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))

[225]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا: تم پر تعجب وحیرت ہے یا فرمایا تم پر افسوس ہے، میرے بعد کافروں کی طرح ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنا۔

مفردات الحدیث ☆ ویل: تعجب اور دکھ کے لیے استعمال ہے اور ویح رحم وترس کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے جنگ اور قتال کرنا اور اس کو جائز اور درست قرار دینا، ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے، اور اس کی نحوست کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ ❷ مسلمانوں کا باہمی لڑنا ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنا ہے، کیونکہ ان میں اخوت ومروت کا تعلق ہے جو ایک دوسرے کے تعاون وتناصر کو ضروری ٹھہراتا ہے۔ ❸ مسلمان مسلمانوں سے لڑائی نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں کی لڑائی حربی کافروں سے ہے، اس لیے باہمی لڑائی کافروں کا طریقہ اور رویہ اختیار کرنا ہے اور مسلمانوں کو ان کی مشابہت اور طرز عمل اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔

[226] (. . .)حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ

[226] امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

۳۰...... بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

باب۳۰: باب: نسب میں طعن کرنے اور نوحہ کرنے کو کفر کا نام دیا گیا ہے

[227] ۱۲۱۔(٦٧)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

← النبي ﷺ: ((لا ترجعوا بعدى كفارا يضرب يبعضكم رقاب بعض)) برقم (٦٦٦٦) وابوداود في ((سننه)) في السنة، باب: الدليل على زيادة الايمان ونقصانه برقم (٤٦٨٦) والنسائي في ((المجتبى)) ٧/ ١٢٦ في التحريم، باب: تحريم القتل برقم (٤١٣٦) وابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: لا ترجعوا بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض برقم (٣٩٤٣) انظر ((التحفة)) برقم (٧٤١٨)

[225] تقدم تخريجه في الحديث الذي قبله (٢٢١)

[226] تقدم تخريجه في الحديث قبل السابق برقم (٢٢١)

[227] انفرد به مسلم- انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٢٤٥٨)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِثْنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)).

[227] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی دو باتیں ان میں کفر کی ہیں نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔''

فوائد:...... ❶ جاہلیت کے دور میں لوگ حسب ونسب پر فخر کرتے تھے، اور دوسروں کے حسب ونسب پر طعن وتشنیع کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تفوق وبرتری کا انحصار تقویٰ اور اعمال صالحہ پر نہیں تھا لیکن اسلام کی رو سے عزت وشرافت کا مدار تقویٰ اور دینداری پر ہے، قیامت کے دن، ایمان اور اعمال کے بغیر ذات اور نسب کچھ کام نہ دیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ابھی یہ ذہنیت موجود چلی آ رہی ہے جو کافرانہ حرکت ہے، جس سے بچنا لازم ہے۔ ❷ میت پر چیخنا چلانا اور واویلا کرنا بھی جاہلیت کا شعار ہے، وہ اس کام میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے اور عورتیں نوحہ کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کرتی تھیں اور مسلمانوں میں یہ رسم دور جاہلیت کی یادگار کے طور پر چلی آ رہی ہے جس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

٣١...... بَاب تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا

باب ٣١: بھگوڑے غلام کو کافر کا نام دینا

[228] ١٢٢ ـ (٦٨) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ)) قَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرْوٰى عَنِّي هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ

[228] ۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جو غلام، اپنے مالکوں سے بھاگ گیا، اس نے کفر کا ارتکاب کیا، یہاں تک کہ ان کی طرف لوٹ آئے، منصور کا قول ہے، اللہ کی قسم! یہ روایت نبی اکرم ﷺ سے بیان کی گئی ہے لیکن یہاں بصرہ میں میں اس کو بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔

---

[228] اخرجه ابوداود في ((سننه)) في الحدود، باب: الحكم فيمن ارتد۔ بلفظ: اذا ابق العبد الى الشرك فقد حل دمه)) برقم (٤٣٦٠) والنسائي في ((المجتبى)) ٧/ ١٠٣ـ١٠٤ في التحريم، باب: الاختلاف على ابى اسحاق موقوفا۔ واخرجه في ٧/ ١٠٢ في التحريم، باب: العبد يابق الى ارض الشرك وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاكتلاف على الشعبى موقوفا۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٢١٧)

منصور کے قول کا پس منظر: بصرہ میں خارجی لوگ کافی تعداد میں تھے اور وہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر و جہنمی قرار دیتے تھے، اور اس قسم کی حدیثوں کے ظاہر سے استدلال کرتے تھے، حالانکہ اگر تمام نصوص شرعیہ کو مدنظر رکھا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے کام، مومن کی شان کے لائق نہیں ہیں، اس قسم کی حرکتیں کافر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کافروں جیسی حرکتوں اور صفات وافعال سے پرہیز کرنا چاہیے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایسا کام کرنے والے کافر اور ابدی جہنمی ہیں اگر ہم یہ تاویل نہیں کریں گے تو جن نصوص اور احادیث سے مرجئہ استدلال کرتے ہیں۔ جن کا یہ موقف ہے کہ ایمان کی صورت میں گناہ کبیرہ کا ارتکاب نقصان دہ نہیں ہے ان کے ساتھ ان احادیث کا تعارض اور مخالفت پیدا ہوگی، نیز یہ انسانی محاورات اور اسلوب کلام سے پہلوتہی ہوگی، بشارت اور تخویف کے اسلوب اور انداز کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، مقصد یہ ہے ایسا انسان کامل مومن نہیں ہے، یہ معنی نہیں ہے کہ وہ دین سے خارج ہے۔

[229] ١٣١-(٦٩)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ))

[229]۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام بھگوڑا ہوگیا، تو وہ ذمہ داری سے نکل گیا۔''

فائدہ:...... اسلامی احکام وہدایات پر عمل کرنے سے انسان کو کچھ تحفظات حاصل ہوتے ہیں جو اسلامی احکام کو توڑنے کی بنا پر ختم ہو جاتے ہیں، غلام کے بھاگ جانے کی صورت میں، شریعت نے جو تحفظات تھے وہ ان سے محروم ہو جائے گا اور اس کا مالک اس کو تلاش کر کے اس کو جو چاہے گا سلوک کرنے کا اختیار حاصل کرے گا۔

[230] ١٢٤-(٧٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلوٰةٌ))

[230]۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے عبادات اربعہ (نماز، روزہ، زکوۃ اور حج) میں مختلف خصوصیات رکھی ہیں اور ان کی ادائیگی سے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کا جذبہ اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور یہ راہ حق کو روشن اور

---

[229] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٥)

[230] تقدم تخريجه في الحديث قبل السابق (٢٢٥)

منور کرتے ہیں، نماز قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز کے نور و روشنی اور اس کی خیرات و برکات سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ نماز اس کے لیے اجر و ثواب اور فضیلت و رفعت کا باعث نہیں بنتی اگرچہ ظاہری طور پر وہ اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جاتا ہے، اس پر قضائی نہیں ہے۔

۳۲...... باب بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ

باب ۳۲: جو شخص بارش کا باعث وسبب ستاروں کی گردش کو قرار دے اس کا کافر ہونا

[231] ۱۲۵ ـ(۷۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلوٰةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ)) قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ))

[231] ـ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر صبح کی جماعت کرائی، جبکہ رات کو بارش ہو چکی تھی، آپ سلام پھیر کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''کیا جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول کو ہی زیادہ علم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں سے کچھ کی صبح مجھ پر ایمان پہ ہوئی اور بعض کی میرے ساتھ کفر پر۔ جس نے تو یہ کہا ہم پر بارش اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے باعث ہوئی، تو اس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستارے کے ساتھ کفر کیا، اور جس نے یہ کہا ہم پر بارش فلاں، فلاں ستارے کے غروب وطلوع سے ہوئی ہے اس نے میرے ساتھ کفر کا برتاؤ کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا۔''

[231] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الصلاة، باب: يستقبل الامام الناس اذا سلم برقم (۸۱۰) وفي الاستسقاء، باب: قول الله تعالى: ﴿وتجعلون رزقكم انكم تكذبون﴾ برقم (۹۹۱) وفي المغازي باب: غزوة الحديبية مطولا برقم (۳۹۱٦) وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يريدون ان يبدلوا كلام الله﴾ برقم ۷۰٦٤) وابوداود في ((سننه)) في الطلب، باب في النجوم برقم (۳۹۰٦) والنسائي في ((المجتبى)) ۳/ ۱٦٥ في الاستسقاء، باب: كراهية الاستمطار بالكوكب برقم (۱٥۲٤) انظر ((التحفة)) برقم (۳۷٥۷)

فائدہ:...... جاہلیت کے لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ستارے ذاتی طور پر مؤثر ہیں اس لیے وہ ذاتی طور پر بارش برسانے کا سبب وباعث اور فاعل ہیں، مؤثر حقیقی اور بارش برسانے والا اللہ تعالیٰ کو نہیں سمجھتے تھے، تو اب بھی جس انسان کا اعتقاد یہ ہو وہ کافر ہوگا، لیکن اگر کوئی انسان مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بارش برسانا اور روکنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر اس کا فضل وکرم ہوگا تو وہ بارانِ رحمت برسائے گا، وگرنہ بارش نہیں ہوگی لیکن بعض ستاروں کا طلوع وغروب بارش برسنے کی علامت اور نشانی ہے یا جس طرح اس نے آگ میں جلانے، پانی میں سیراب کرنے کی تاثیر رکھی ہے، کسی ستارے میں بھی کوئی تاثیر رکھی ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن مؤثر حقیقی اور جس کے فضل ورحمت کے نتیجے میں بارش ہوئی اس کی طرف نسبت نہ کرنے اور ظاہری علامت کی طرف منسوب کرنے کی بنا پر ناشکری اور ناسپاسی کا مرتکب ہوگا اور اس کا قول کافروں کے قول کے مشابہ ہوگا۔

[232] ١٢٦-(٧٢) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِي مِنْ نِّعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ))

[232]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟'' اس نے فرمایا: جو نعمت بھی میں بندوں کو دیتا ہوں تو ایک گروہ اس کی ناشکری کرتا ہے کہتا ہے وہ فلاں ستارے یا ستاروں سے حاصل ہوئی ہے۔''

[233] (...) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يُنَزِّلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا)) وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا))۔

[232] اخرجه النسائي في ((المجتبى)) ٣/ ١٦٥ في الاستسقاء، باب: كراهية الاستمطار بالكوكب۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤١١٣)

[233] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٥٤٧٢)

[233] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان سے برکت (بارش) اتارتا ہے تو لوگوں کا ایک گروہ، اس کے باعث ناشکری کرتا ہے، بارش اللہ تعالیٰ اتارتا ہے، تو لوگ کہتے ہیں، فلاں فلاں ستارا، اور مرادی کی روایت میں ہے فلاں فلاں ستارے کے باعث ہوئی ہے۔

[234] ۱۲۷ـ(۷۳) وَحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ

حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هٰذِهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ حَتّٰى بَلَغَ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ

[234]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں لوگوں پر بارش برسی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ شکر گزار بنے اور کچھ ناشکرے، کچھ نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور کچھ نے کہا فلاں نوء اور فلاں نوء کا کام ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اس پر یہ آیت اتری: ''مجھے ستاروں کے گرنے کی قسم، سے لے کر تمہارا حصہ اور نصیب یہی ہے کہ تم جھٹلاتے ہو۔''

مفردات الحدیث ✲ رزق کا معنی: بعض نے حصہ ونصیب بعض نے شکر کیا ہے اور بعض نے مضاف محذوف مانا، یعنی شکر رزقکم۔

۳۳...... بَابُ الدَّلِيلِ عَلٰى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ مِنَ الْإِيمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ

باب ۳۳: انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان کا حصہ اور علامت ہے اور ان سے بغض ونفرت نفاق کی علامات میں سے ہے

[235] ۱۲۸ـ(۷٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ))

[234] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٥٦٧٢)

[235] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب علامة الایمان حب الانصار برقم ←

[235] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی نشانی انصار سے بغض ہے اور مومن کی علامت انصار کی محبت ہے۔''

فائدہ :...... جو انسان انصار کی اس حیثیت اور مقام ومرتبہ کو پہچان لیتا ہے کہ انہوں نے دین اسلام کی نصرت وحمایت کی، اس کے غلبہ واشاعت کی سعی وکوشش کی، مسلمانوں کو جگہ اور پناہ دی، دین اسلام کی مہمات کی سرانجام دہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور آپ کو ان سے محبت وپیار تھا۔ اپنے جان ومال کو بے دریغ خرچ کیا، اسلام کی خاطر تمام لوگوں سے دشمنی مول لی اوران سے جنگیں لڑیں پھر ان باتوں کی بنا پر ان سے بغض ونفرت کا اظہار کرتا ہے تو یہ چیز یقیناً کفر ونفاق ہے اور اگر کسی ذاتی وجہ سے جو ایک جگہ رہنے والوں میں پیدا ہو سکتی ہے یا کسی اجتہاد اور سیاسی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے رنجش ونفرت پیدا ہوئی ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں اختلاف تھے یا آپ کی وفات کے بعد مہاجرین وانصار میں خلیفہ کے انتخاب کے مسئلہ پر ناراضی پیدا ہوئی تو اس قسم کا اختلاف، نفاق کی علامت نہیں ہے۔ گویا انصار سے بطور دین کے معاون ومددگار ہونے کے سبب نفرت وبغض ہے نفاق کی علامت ہے۔

[236] (....) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ)).

[236] حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اوران سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔''

[237] ۱۲۹۔(۷۵) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ))

قَالَ شُعْبَةُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ

← (۱۷) وفي فضائل الصحابة، باب: حب الانصار من الايمان برقم (۳۵۷۳) والنسائي في ((المجتبى)) ۸/۱۱٦ في الايمان، باب: علامة الايمان۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۹٦۲)

[236] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳۲)

[237] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في فضائل الصحابة، باب حب الانصار من الايمان

برقم (۳۵۷۲) والترمذی فی ((جامعه)) فی المناقب، باب: فضل الانصار وقریش برقم (۳۸۹۹) وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب: فی فضائل اصحاب رسول الله ﷺ برقم (۱۶۳) انظر ((التحفة)) برقم (۱۷۹۲)

[237] ۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے انصار کے بارے میں فرمایا: ''ان سے صرف مومن محبت کرے گا اور ان سے صرف منافق بغض رکھے گا، جو ان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے اور جو ان سے بغض رکھے اللہ اس سے بغض رکھے۔'' شعبہ نے عدی سے پوچھا کیا تو نے یہ روایت براء سے سنی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ''انہوں نے مجھے ہی سنائی تھی۔''

[238] ۱۳۰ ۔(۷۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))

[238] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔''

[239] (. . .) ۔(۷۷) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))

[239] ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔''

[240] ۱۳۱ ۔(۷۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ

قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسْمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ ((أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ))

---

[238] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۷۷۳)

[239] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۴۰۰۷)

[240] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی المناقب، باب: [۲۱] وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (۳۷۳۶) والنسائی فی (المجتبیٰ) ۸/ ۱۱۶ فی الایمان، باب علامة المؤمن وفی ۸/ ۱۱۷ فی باب علامة المنافق۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب: فی فضائل اصحاب ←

[240]۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلقین وتاکید کی تھی کہ مجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور مجھ سے صرف منافق بغض رکھے گا۔''

فائدہ:...... ایک انسان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت جان کر کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور داماد تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی، آپ نے بچپن میں ان کی تربیت کی اور وہ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں، انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا، تو پھر نفرت وبغض رکھتا ہے، تو یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اس کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے اور اس کو اسلام کا غلبہ اور اشاعت پسند نہیں ہے اگر وجوہ مذکورہ بالا کے سبب محبت وعقیدت کے جذبات رکھتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کو اسلام، رسول اور اسلام کے غلبہ سے محبت ہے اور یہ چیزیں اس کے لیے مسرت انگیز ہیں، اس لیے وہ مومن ہے لیکن اگر کسی ذاتی، سیاسی اور خانگی وجہ سے بغض واختلاف ہے جیسا کہ بعض دفعہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی اور شیخین، علی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف اور ناراضی پیدا ہوئی تو یہ چیز ایمان کے منافی نہیں ہے۔

٣٤...... بَاب بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوقِ

باب ٣٤: طاعات میں کمی سے ایمان کا کم ہونا، اور کفر باللہ کے سوا نعمت وحقوق کے کفران (ناشکری) کو کفر سے تعبیر کرنا

[241] ١٣٢۔(٧٩)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الِاسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ ((أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ))

←رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ برقم (١١٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٠٠٩٢)

[241] اخرجه ابوداود في ((سننه)) في السنة، باب: الدليل على زيادة الايمان ونقصانه←

[241] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو اور زیادہ سے زیادہ استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے تمہاری کثیر تعداد کو دوزخ میں دیکھا ہے۔'' ان میں سے ایک عقل مند عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہماری اکثریت دوزخ میں کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم لعنت بہت بھیجتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، میں نے عقل و دین میں کم ہونے کے باوجود، دانا وعقل مند شخص کو مغلوب کر لینے والی تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔'' اس نے پوچھا: عقل و دین میں کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عقل میں کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت، ایک مرد کے برابر ہے تو یہ عقل کی کمی ہوئی۔ اور وہ کئی راتیں (دن) نماز نہیں پڑھ سکتی (ماہواری کی وجہ سے) اور رمضان میں نہ روزہ رکھ سکتی ہے تو یہ دین واطاعت کی کمی ہے۔

مفردات الحدیث ❶ مَعْشَر: گروہ یا جماعت۔ ❷ جَزِلَة: صاحب عقل وفکر، جزالت عقل ووقار کو کہتے ہیں۔ لعنت، دور کرنا، نکال دینا، مقصد رحمت الٰہی سے دور قرار دینا۔ ❸ لُبّ: کمال عقل، خالص عقل۔

فوائد:...... ❶ صدقہ وخیرات کرنا اور کثرت استغفار کرنا، ایک انتہائی پسندیدہ فعل ہے جو گناہوں کا کفارہ بنتا ہے کسی پر بلا وجہ لعنت بھیجنا اور شوہر کی احسان فراموشی بہت بڑا جرم ہے، جو دوزخ میں جانے کا باعث بن سکتا ہے۔ ❷ قرآن مجید نے عورت کی شہادت کو مرد کے مقابلہ میں کم درجہ دیا ہے، کیونکہ اسلام عمومی طور پر عورتوں کی خانگی اور گھریلو امور تک محدود رکھنا چاہتا ہے وہ انہیں چراغ خانہ بناتا ہے، شمع محفل نہیں، اس لیے اگر مرد دستیاب نہ ہوں تو پھر ان کو گواہ بنانے کی اجازت دی گئی ہے اور پھر ایک مرد کو ساتھ رکھا گیا ہے کیونکہ عام طور پر عورتوں میں حفظ وضبط کم ہوتا ہے جس کی طرف قرآن نے ﴿إِنْ تَضِلَّ إِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰهُمَا الْأُخْرٰى﴾ کہ ایک کے بھول جانے پر دوسری یاد دلا سکے۔ میں اشارہ کیا ہے۔ نیز شہادت کا تعلق عدالت سے ہے، اور مدعی علیہ کے خلاف، عدالت میں دوسروں کے سامنے گواہی دینا بڑی جرأت وجسارت اور حوصلہ وہمت کا کام ہے اور عورت کے اندر اس قدر حوصلہ، جرأت اور استقلال وپامردی نہیں ہے جس کی ایسے موقع پر ضرورت ہے۔ اس لیے شریعت بامر مجبوری اس کو گواہ بنانے کی اجازت دیتی ہے اور اس کے حوصلہ وہمت کو بلند رکھنے کی خاطر اس کے ساتھ ایک دوسری عورت اور مرد کو بھی کھڑا کرتی ہے، اس لیے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ کا حکم دیا اور ضرورت ومجبوری کی صورت میں فرمایا: فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ اگر دو مرد میسر نہ ہوں پھر فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اور یہ مسئلہ اختیاری شہادت کا ہے، ہنگامی، ناگہانی یا اضطراری واقعات میں جہاں صرف عورتیں ہی ہوں یا

← مختصرا برقم (٣٦٨٠) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الفتن، باب: فتنة النساء برقم (٤٠٠٣) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٨٢٦١)

صرف کافر لوگ موجود ہوں، اس سے اس کا تعلق نہیں ہے، عورتوں میں عقل کی کمی واقعات وشواہد کی رو سے ایک مسلمہ امر ہے، اس کے باوجود وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں اور آنسوؤں کے زور پر مرد کو عموماً اپنے پیچھے لگا لیتی ہیں اور وہ ان کی بات تسلیم کرتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ ❸ عورتوں کے دین میں کمی کا مطلب، ان کا اطاعت وبندگی میں پیچھے رہ جانا ہے کیونکہ دین، اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے، عورت طبعی طور پر بعض عبادات کو ادا نہیں کر سکتی اور عبادات ہی طاعت کی روح اور جان ہیں۔ اگر وہ ان عبادات کی نیت بھی کر لیں کہ اگر ہمیں اجازت ہوتی تو ہم یہ عبادات ادا کرتیں تو نیت اور عمل میں بہت بڑا فرق ہے اور ماہواری میں کمزوری اور مزاج کی تبدیلی کی وجہ سے عملاً یہ ممکن بھی نہیں ہے۔ ❹ شرعاً کفر کا اطلاق کفران نعمت وحقوق یعنی احسان فراموشی اور ناشکری پر بھی ہو جاتا ہے جو اعتقادی کفر نہیں ہے جو انسان کو دین سے خارج کر دیتا ہے بلکہ عملی واخلاقی کفر ہے جس سے انسان دین سے نہیں نکلتا۔

[242] وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

[242] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[243] (۸۰) وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللهِ
عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[243]۔ امام صاحب ایک سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ ہم معنی روایت نقل کرتے ہیں۔

---

[242] تقدم تخريجة

[243] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الحيض، باب: ترك الحائض الصوم برقم (۲۹۸)۔ وفي العيدين، باب: الخروج الى المصلى بغير منبر۔ مطولا برقم (۹۱۳) وفي الزكاة، باب: الزكاة على الاقارب مطولا برقم (۱۳۹۳) وفي الصوم، باب الحائض تترك الصوم والصلاة، مختصرا برقم (۱۸۵۰) وفي الشهادات، باب: شهادة النساء برقم (۲۵۱۵) و (المولف) [مسلم] في صلاة العيدين برقم، (۲۰۵۰) والنسائي في ((المجتبى)) ۳/ ۱۸۷ في العيدن، باب: استقبال الامام الناس بوجهه، في باب: حث الامام على الصدقة في الخطبة ←

۳۵......بَاب: بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

باب ۳۵: جو شخص نماز چھوڑ دے، اس کو کافر کہنا

[244] ۱۳۳ ـ(۸۱)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلَتٰى أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

[244] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ابن آدم (انسان) سجدہ کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے، شیطان روتے ہوئے وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے، ہائے اس کی ہلاکت۔'' اور ابوکریب کی روایت میں ہے، ہائے میری تباہی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا تو وہ سجدہ کر کے جنت کا مستحق ٹھہرا اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تو میں انکار کر کے دوزخ کا حقدار ٹھہرا۔

فائدہ:......سجدے کی آیت نماز یا نماز کے علاوہ پڑھنے پر جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس وقت شیطان یہ کہتا ہے اور حدیث اور باب کے درمیان مطابقت ہے اس طرح شیطان ایک سجدے کے انکار سے دوزخ کا حقدار ٹھہرا اور دوزخ کا حقدار کافر ہی ہے۔

مفردات الحدیث ✲ ویل: شر کا شکار ہونا، تباہی و بربادی۔

[245] (. . . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

[245] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ اس میں ابیت کی بجائے عصیت (میں نے نافرمانی کی) اس لئے میرے لئے آگ ہے۔

← ۳/ ۱۸۸ وابن ماجه في ((سننه)) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الخطبة في العيدين برقم ((۱۲۸۸) انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۰۰۶) و (۴۲۷۱)

[244] وابن ماجه في ((سننه)) في كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: سجود القرآن برقم (۱۰۵۲) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۱۲۵۲۴)

[245] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۱۲۴۷۳)

[246] ١٣٤ـ(٨٢)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ))

[246] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، انسان کو شرک وکفر سے جوڑنے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔"

[247](. .) حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ))

[247] حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آدمی کو شرک وکفر سے جوڑنے والی چیز نماز کو چھوڑنا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے اسلام کے اندر نماز کا مقام ومرتبہ اور اہمیت واضح ہوتی ہے، اس حدیث کی بنا پر امام احمد، عبداللہ بن مبارک اور ابن راہویہ وغیر ہم ائمہ ترک نماز کو کفر قرار دیتے ہیں، اگر کوئی انسان نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑتا ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے۔لیکن فرض تسلیم کرتے ہوئے سستی وکاہلی اور بدعملی کی بنا پر اگر نماز چھوڑ دیتا ہے تو پھر امام مالک، امام شافعی اور جمہور سلف وخلف کی اکثریت کے نزدیک وہ فاسق ہوگا، اور اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھنے کا عہد کرے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، وگرنہ حکومت اسے (حد) قتل کر دے گی اور امام احمد کے نزدیک مرتد ہوگا۔اس لیے ارتداد کی بنا پر قتل کیا جائے گا۔امام ابوحنیفہ اور بعض اہل کوفہ کے نزدیک اسے جیل میں ڈالا جائے گا اور جب تک توبہ کر کے نماز پڑھنے کا عہد نہیں کرے گا اسے قید سے نہیں نکالا جائے گا۔مولانا شبیر احمد عثمانی کے بقول احناف کے نزدیک اس کو قید کیا جائے گا اور سخت مارا جائے گا۔ یہاں تک کہ بدن سے خون نکلنے لگے، اس کو بھوکا پیاسا رکھا جائے گا اور ہر قسم کی سزائیں اور تکلیفیں دی جائیں گی، یہاں تک کہ مر جائے یا توبہ کرے۔(فضل الباری: ١/ ٣٨٨) ائمہ دین کی اس صراحت کے باوجود امت مسلمہ کا نماز کے بارے میں جو رویہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔(شرح صحیح مسلم: ١/ ٦١)

---

[246] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في الايمان، باب ما جاء في ترك الصلاة وقال هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٦١٨) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٢٣٠٣)

[247] اخرجه النسائي في ((المجتبى)) ١/ ٢٣٢ في الصلاة، باب: الحكم في تارك الصلاة انظر ((التحفة)) برقم (٢٨١٧)

٣٦...... بَاب بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالٰى أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ

باب ٣٦: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا سب کاموں سے افضل کام ہے

[248] ١٣٥ ـ(٨٣)وَحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ)) اللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((حَجٌّ مَبْرُورٌ))

[248] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان باللہ۔'' پوچھا گیا پھر اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: جہاد (اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا) پوچھا۔ پھر کونسا؟ فرمایا: ''حج مقبول۔'' اور محمد بن جعفر کی روایت میں ہے ''اللہ ورسول پر ایمان لانا۔''

[249] وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[249] امام صاحب یہی روایت ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......صرف اس روایت میں صراحتاً ایمان باللہ کو افضل قرار دیا گیا ہے، بعد والی روایت میں دوسرے اعمال کو افضل قرار دیا گیا ہے لیکن وہ سب اعمال یہی شخص بجالائے گا، جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہے ان اعمال کو سرانجام نہیں دے گا گویا ایمان باللہ اور یہ اعمال لازم ملزوم ہیں۔

[250] ١٣٦ ـ(٨٤)حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ اللَّيْثِيِّ

---

[248] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: من قال: ان الایمان هو العمل برقم (٢٦) وفی الحج، باب فضل الحج المبرور برقم (١٤٤٧) والنسائی فی کتاب: الایمان، باب: ذکر افضل الاعمال ٨/ ٩٣ـ٩٤ـ انظر ((التحفة)) برقم (١٣١٠١)

[249] اخرجه النسائی فی ((المجتبی)) ٥/ ١١٣ فی الحج، باب: فضل الحج، وفی الجهاد، فی باب ما یعدل الجهاد فی سبیل الله عزوجل ٦/ ١٩ـ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٣٢٨٠)

[250] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی العتق، باب: ای الرقاب افضل برقم (٢٣٨٢) والنسائی فی ((المجتبی)) ٦/ ١٩ فی الجهاد، باب: ما یعدل الجهاد فی سبیل الله مختصرا۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی العتق، باب: العتق برقم (٢٥٢٣) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١٢٠٠٤)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ قَالَ ((تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ ((تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ))

[250] ۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ ایمان اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' پھر میں نے پوچھا: کونسی گردن (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مالکوں کو پسندیدہ اور قیمت میں زیادہ۔'' میں نے پوچھا: اگر یہ کام میں نہ کرسکوں؟ آپ نے فرمایا: ''ماہر کاریگر کی مدد کرو اور اناڑی کا کام کردو۔'' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر میں کوئی کام نہ کرسکوں؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں سے اپنے شر کو روک لو (ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ) یہ بھی تیرا اپنے اوپر صدقہ ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **حج مبرور**: جس میں کسی گناہ کی آمیزش نہ ہو۔ صحیح طریقہ سے ادا کیا گیا ہو، اس لیے اللہ کے ہاں مقبول ہو۔ ❷ **انفس**: بہت عمدہ اور نفیس ہونے کی بنا پر مرغوب اور پسندیدہ۔ ❸ **صانع**: کسی کام میں مہارت رکھنے والا، کاریگر۔ ❹ **أَخْرَقُ**: اناڑی، جسے کسی کام کا سلیقہ نہ ہو، پھوہڑ۔

[251] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَتُعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ))

[251] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، فرق یہ ہے کہ اس میں فَتُعِيْنُ الصَّانِعَ، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ کے الفاظ ہیں (اوپر کی روایت میں تُعِيْنُ صَانِعًا تھا)

[252] ۱۳۸۔(۸۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِيَاسٍ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

[251] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٦)

[252] اخرجه البخارى فى ((صحيحه)) فى مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها برقم (٥٠٤) وفى الجهاد، باب: فضل الجهاد والسير برقم (٢٦٣٠) وفى الادب، باب: البر والصلة برقم (٥٦٢٥) وفى التوحيد، باب: وسمى النبى ﷺ الصلاة عملا وقال: ((لاصلاة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب)) برقم (٧٠٩٦) والترمذى فى ((جامعه)) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الوقت الاول من الفضل۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (١٧٣) والنسائى فى ((المجتبى)) ١/ ٢٩٢ فى المواقيت، باب: فضل الصلاة لمواقيتها۔ انظر ((تحفة الاشراف)) (٩٢٣٢)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ ((الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَیْنِ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ((الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ)) فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِیدُهُ إِلَّا إِرْعَآءً عَلَیْهِ

[252] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز اپنے وقت پر۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک۔'' میں نے پوچھا، پھر کونسا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' میں نے آپ کی رعایت ولحاظ کی خاطر مزید سوالات نہ کیے۔ (کہ آپ پر گراں نہ گزرے)

مفردات الحدیث ✲ إِرْعَاءً: رعایت ولحاظ، کسی کے ساتھ نرمی اور رخصت اختیار کرنا۔

[253] ۱۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عُمَرَ الْمَكِّیُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِیُّ حَدَّثَنَا أَبُو یَعْفُورَ عَنِ الْوَلِیدِ بْنِ الْعَیْزَارِ عَنْ أَبِی عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ أَیُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَی الْجَنَّةِ قَالَ ((الصَّلٰوةُ عَلٰی مَوَاقِیتِهَا)) قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَیْنِ)) قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ ((الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ))

[253] عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز۔'' میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: ''پھر والدین کے ساتھ احسان سے پیش آنا۔'' میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: ''پھر اللہ کی راہ میں جہاد۔''

[254] ۱۳۹۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا أَبِی حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِیدِ بْنِ الْعَیْزَارِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِی عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَی دَارِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَی وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِی بِهِنَّ وَلَوْ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِی

---

[253] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۴۸)

[254] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۴۸)

[254] ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں مجھے اس گھر کے مالک نے بتایا اور عبداللہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ آپ نے یہ باتیں مجھے بتائیں اور اگر میں اور پوچھتا آپ مجھے مزید بتا دیتے۔

[254] ابن مسعود کا قول ہے، آپ نے مجھے یہ باتیں بتائیں اور اگر میں اور سوال کرتا تو آپ اور عمل بیان فرما دیتے۔

[255] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِاللّٰهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا

[255] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ آخر میں اتنا اضافہ کیا عبداللہ (ابن مسعود) کے گھر کی طرف اشارہ کیا، ان کا نام ہمیں نہیں بتایا۔

[256] ۱۴۰۔ (. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ))

[256] ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اعمال میں سب سے افضل یا افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا اور والدین سے حسن سلوک اور نیکی کرنا ہے۔

فائدہ:...... آپ نے مختلف اوقات اور مختلف موقع ومحل کی ضرورت ورعایت اور مختلف اشخاص کے مزاج اور مصلحت کی رعایت رکھتے ہوئے مختلف لوگوں کو مختلف جوابات دیئے ہیں، اس لیے ان احادیث میں تعارض نہیں ہے، تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (۱/۱۴) ۱۶۶/۴۲ میں۔

۳۷...... بَاب كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحُ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

باب ۳۷: شرک کا تمام گناہوں سے بدتر ہونا اور اس کے بعد بڑے گناہ کا بیان

[257] ۱۴۱۔ (۸۶) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ

[255] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤۸)

[256] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤۸)

[257] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی التفسیر، باب: قول تعالی: ﴿فلا تجعلوا لله اندادا ←

قَالَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ))

[257] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ کے ہاں سب سے سنگین گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کا شریک اور مدمقابل کسی کو ٹھہراؤ حالانکہ وہ تمہارا خالق ہے۔'' میں نے عرض کیا، کیا واقعی یہ سنگین ہے؟ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا ''یہ کہ تم اس ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔'' میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: ''پھر یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔''

[258] ۱۴۲ ـ(. . .)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ ((أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ)) اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

[258] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کونسا گناہ اللہ کے ہاں بڑا ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تم کسی کو اللہ کے برابر قرار دو، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' اس نے پوچھا پھر کونسا؟

← وانتم تعلمون﴾ برقم (٤٢٠٧)۔ وفی باب: قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق اثاما﴾ برقم (٤٤٨٣) وفی الادب، باب: قتل الولد خشية ان ياكل معه برقم (٥٦٥٥) وفی المحاربين، باب: اثم الزناة برقم (٦٤٢٦) وفی الديات، باب: قول الله تعالى: ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم﴾ برقم (٦٤٦٨) وفی التوحيد، باب: وما ذكر فی خلق افعال العباد واكسابهم برقم (٧٠٨٢) وفی باب قول الله تعالى: ﴿يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تَفْعَلْ فما بلغت رسالته﴾ برقم (٧٠٩٤) وابوداود فی ((سننه)) فی الطلاق، باب: تعظيم الزنا برقم (٢٣١٠) والترمذی فی ((جامعه)) فی تفسير القرآن، باب: ٢٦ ومن سورة الفرقان وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٣١٨٢) والنسائی فی ((المجتبى)) ٧/ ٨٩ فی التحريم، باب: ذكر اعظم الذنب واختلاف يحيى و عبدالرحمن على سفيان فی حديث واصل عن ابی وائل عن عبدالله فيه۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩٤٨٠)

[258]تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٥٣)

فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔'' اس نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے جواب کی تصدیق میں اتارا: ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو الٰہ قرار نہیں دیتے اور اللہ نے جس جان کو محترم ٹھہرایا ہے (اس کے قتل کو حرام قرار دیا ہے) اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جوان کا ارتکاب کرے گا وہ گناہ (کی سزا) سے دو چار ہوگا۔ (سورۃ الفرقان: ٦٨)

مفردات الحدیث ❶ نِدّ: نظیر ومثیل، برابر کی چوٹ کا۔ ❷ حَلِيْلَة: بیوی کیونکہ وہ خاوند کے ساتھ ٹھہرتی ہے اور اس کے لیے حلال ہے۔

فائدہ:...... کسی دنیوی سبب سے وہ فقر وفاقہ ہو یا اس کا اندیشہ وخطرہ اولاد کی پیدائش کو روکنا، شرک کے بعد سب سے بڑا جرم ہے، جس کا غیر مسلموں کی سازش کا شکار ہو کر مسلمان حکومتیں اور افراد ارتکاب کر رہے ہیں۔ (یعنی ضبط ولادت کے لیے غیر مسلم فنڈ وغیرہ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں جبکہ اپنے ممالک میں زیادہ ولادتوں پر ٹیکس معاف کرتے ہیں۔ اور انسان اپنے پڑوسی کی عزت وناموس کا محافظ ہے، اگر وہی اس کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے لگے یا اس کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ تو باڑ کھیت کو کھانے لگی والا معاملہ ہے اس لیے اس کو انتہائی ناگوار اور سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔

٣٨...... بَاب بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا

باب ٣٨: کبیرہ گناہوں اور سب سے بڑے گناہ کا بیان

[259] ١٤٣-(٨٧) حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) أَوْ قَوْلُ الزُّورِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

[259] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الشهادات، باب: ما قيل في شهادة الزور وكتمان الشهادة برقم (٢٥١١) وفي الادب، باب: عقوق الوالدين برقم (٥٦٣١) واخرجه ايضا في كتاب الاستئذان باب من اتكا بين يدي اصحابه الحديث (٥٩١٨) واخرجه ايضا في كتاب استتابة المرتد والمعاندين وقتالهم- باب: اثم من اشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة، الحديث (٦٥٢١) واخرجه الترمذي في كتاب البر والصلة باب ما جاء في عقوق الوالدين ←

[259] ۔عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے،تو آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا:''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،والدین کی نافرمانی کرنا،جھوٹی شہادت دینا یا جھوٹی بات کرنا۔''اور رسول اللہ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آخری بات کو مسلسل دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے (جی میں) کہا اے کاش آپ خاموش ہو جائیں۔(آپ کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اور آپ کو تکرار سے تکلیف نہ ہو)

فائدہ:......اللہ تعالیٰ کی مخالفت معصیت کے اعتبار سے ہر گناہ بڑا ہے،لیکن گناہوں کی باہمی نسبت کے اعتبار تمام گناہ یکساں نہیں ہیں،ظاہر ہے جن گناہوں کی سزا ہے یا ان کا گناہ وجرم سنگین ہے یا ان کا نقصان اور اثر بد زیادہ ہے وہ بڑے ہوں گے جن کی سزا،سنگینی یا نقصان اور بداثرات یا دائرہ اثر محدود ہے وہ چھوٹے ہوں گے۔

[260] ١٤٤ـ(٨٨)وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ))

[260] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کبائر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا،کسی جان کو(ناحق)قتل کرنا اور جھوٹ بولنا(بڑا کبیرہ گناہ ہے)۔

مفردات الحدیث ❶ عُقُوق: عق سے ماخوذ ہے،جس کا معنی کاٹنا،والدین کی اطاعت کے حق کو ختم کرنا۔ ❷ زور: جھوٹ،ناحق بات۔

← (١٩٠١) وفي الشهادات، باب: ما جاء في شهادة الزور وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٢٩٩) وفي التفسير، باب (٥) ومن سورة النساء- وقال: هذا حديث حسن غريب صحيح برقم (وفي التفسير، باب (٥) ومن سورة النساء- وقال: هذا حديث حسن غريب صحيح برقم (٣٠١٩) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (١١٦٧٩)

[260]اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في كتاب الشهادات، باب: ما قيل في شهادة الزور وكتمان الشهادة برقم (٢٥١٠) وفي الادب، باب: عقوق الوالدين من الكبائر برقم (٥٦٣٢) وفي الديات، باب: قول الله تعالى: ﴿ومن احياها﴾ برقم (٦٤٧٧) والترمذي في ((جامعه)) في البيوع، باب ما جاء في التغليظ في الكذب والزور ونحوه- وقال: حديث انس حديث حسن صحيح غريب برقم (١٢٠٧) وفي التفسير، باب: ومن سورة النساء- وقال: هذا حديث حسن غريب صحيح برقم (٣٠١٨) والنسائي في ((المجتبى)) ٧/ ٨٨-٨٩ في التحريم، باب ذكر الكبرياء وفي القسامة، باب تاويل قول الله عزوجل: ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها)) ٧/ ٦٣ - انظر ((التحفة)) برقم (١٠٧٧)

[261] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ)) أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّورِ

[261] حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے گناہوں کا تذکرہ فرمایا (یا آپ سے بڑے گناہوں کے بارے میں سوال ہوا) تو آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور فرمایا، کیا میں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی تمہیں خبر نہ دوں؟'' فرمایا: ''جھوٹ بولنا (یا فرمایا جھوٹی گواہی دینا) شعبہ کا قول ہے میرا ظن غالب یہ ہے کہ آپ نے جھوٹی شہادت کہا۔

فائدہ:...... موقع محل کی مناسبت سے آپ نے یہاں شرک باللہ کی بجائے، جھوٹی شہادت کو اکبرالکبائر قرار دیا ہے کیونکہ جھوٹی شہادت سے روکنا اور اس سے ڈرانا مقصود تھا، اور شرک بھی درحقیقت ایک جھوٹی شہادت اور جھوٹا بول ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے مقام ومرتبہ کو نظرانداز کر کے یہ بری حرکت کی جاتی ہے اور اس کی مخلوق کو اس کا شریک و سہیم قرار دیا جاتا ہے۔

[262] ١٤٥-(٨٩) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ))

[262] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات تباہ کن چیزوں سے بچو۔''

[261] تقدم تخريجه (٢٥٦)

[262] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الوصايا، باب: قول الله تعالى: ﴿ان الذين ياكلون اموال اليتامى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا وسيصلون سعيرا﴾ برقم (٢٦١٥) وفي الطب، باب: الشرك والسحر من الموبقات مختصراً برقم (٥٤٣١) وفي المحاربين من اهل الكفر والردة، باب: رمي المحصنات برقم (٦٤٦٥) وابوداود في ((سننه)) في الوصايا، باب: ما جاء في التشديد في اكل مال اليتيم برقم (٢٨٧٤) والنسائي في ((المجتبى)) ٦/ ٢٥٧ في الوصايا، باب: اجتناب اكل مال اليتيم، انظر ((التحفة)) برقم (١٢٩١٥)

سوال ہوا، وہ کونسی ہیں؟ فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک، جادو، جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا اس کا ناجائز قتل، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، لڑائی کے دن دشمن کو پشت دکھانا (بھاگ جانا) اور پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر الزام تراشی کرنا۔''

مفردات الحدیث ❶ المُوبِقات: وَبَق سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہلاکت و بربادی ہے، لہٰذا موبقہ کا معنی ہوا تباہ کرنے والی۔ ❷ تَوَلّی: اعراض وانحراف، پیٹھ پھیرنا۔

[263] ١٤٦ـ(٩٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ ((نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ))

[263]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' آپ ﷺ سے سوال ہوا، اے اللہ کے رسول! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں، کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے، تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔'' کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

[264] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[264]۔ امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔

فائدہ:...... کسی کام اور عمل کا سبب اور باعث بننے والا بھی اس کا مرتکب تصور ہوتا ہے۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ آج ماں، باپ کو گالی بلا واسطہ دی جاتی ہے، اور اس کو تعجب انگیز خیال نہیں کیا جاتا جب کہ اسلامی معاشرہ میں بالواسطہ گالی دینا بھی ایک انتہائی معیوب فعل ہے جس کا ارتکاب کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

---

[263] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الادب، باب: لا يسب الرجل والديه برقم (٥٦٢٨) وابوداود فی ((سننه)) فی الادب، باب: فی بر الوالدين برقم (٥١٤٢) بنحوه، والترمذی فی ((جامعه)) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی عقوق الوالدين وقال: حسن صحيح برقم (١٩٠٢) انظر ((التحفة)) برقم (٨٦١٨)

[264] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٥٩)

٣٩...... بَاب تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ

باب ۳۹: تکبر کی (خود پسندی کی) حرمت کا بیان

[265] ١٤٧ ـ (٩١) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلِ ابْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ))

[265] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" ایک شخص نے پوچھا: آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا: ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے، کبر (خود پسندی) حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔''

فائدہ :...... کبریائی اور بڑائی خالق کائنات کے لیے زیبا ہے کسی انسان کے لیے روا نہیں، کیونکہ انسان محکوم اور پابند ہے، آزاد اور خود مختار نہیں ہے۔ (یعنی دین سے آزاد اور اسلام سے بالاتر نہیں) لیکن رہن سہن، لباس اور استعمال کی چیزوں میں اپنی حیثیت کے مطابق حلال کمائی سے، اعلیٰ معیار اختیار کرنا، صاف ستھرا رہنا، یہ خود پسندی نہیں ہے، خود پسندی اور تکبر یہ ہے کہ "انسان ہیچوں ما دیگرے نیست" "انا خیر منه" کا شکار ہو کر آزادی و خود مختاری کا اظہار کرتے ہوئے حق کا انکار کرے، کسی کو اپنے ہم پلہ نہ سمجھے بلکہ لوگوں کو حقیر و ذلیل تصور کرے، اس بدخصلت کی خاصیت اور تاثیر یہی ہے کہ ایسا آدمی دوزخ میں جائے، کیونکہ وہ کسی کے حق کو تسلیم ہی نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کیسے کرے گا کہ جنت میں جا سکے۔

[266] ١٤٨ ـ (. . .) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ مِنْجَابٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

[265] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی الکبر مطولا وقال: هذا حدیث حسن صحیح غریب۔ (١٩٩٩) انظر ((التحفة)) برقم (٩٤٤٤)

[266] اخرجه ابوداود فی ((سننه)) فی اللباس، باب: ما جاء فی الکبر برقم (٤٠٩١) والترمذی ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ))

[266] ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی انسان جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے آگ میں داخل نہیں ہوگا، اور نہ کوئی ایسا انسان جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہے جنت میں داخل ہوگا۔''

فائدہ:...... ایمان کی خاصیت اور تاثیر جنت میں دخول ہے اور تکبر و گھمنڈ کا خاصہ آگ ہے، اس لیے جب یہ بے آمیز ہوں، یعنی خالص ہوں، کسی مخالف و متضاد چیز کا ان میں اختلاط نہ ہو تو ان کا خاصہ کسی روکاوٹ کے بغیر ظاہر ہوگا لیکن اگر ایمان اور کبر کی آمیزش ہو جائے تو ان کا ذاتی تقاضا پوری طرح ظاہر نہیں ہوگا، ایمان والا ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور غرور و تکبر کی بنا پر فوری طور پر جنت میں نہیں جائے گا، تکبر کی آمیزش کی بنا پر دوزخ میں سے ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔

[267] ۱۴۹۔(. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ))

[267] ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوگا۔''

۴۰...... بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَنَّ وَمَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ

باب ۴۰: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اگر شرک کرتا ہوا مرا تو آگ میں داخل ہوگا

[268] ۱۵۰۔(۹۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

← والترمذی فی ((جامعه)) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی الکبر، وقال: حدیث حسن صحیح برقم (۱۹۹۸) وابن ماجه فی ((المقدمة)) باب: فی الایمان برقم (۵۹) انظر ((التحفة)) برقم (۹۴۲۱)

[267] تقدم تخریجه فی الحدیث قبل السابق (۲۶۱)

[268] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الجنائز، باب: فی الجنائز، ومن كان آخر كلامه: ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ وَكِيعٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[268] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہوا مرا وہ دوزخی ہے۔'' اور میں نے کہا: جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہوا (توحید پہ) مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ:......توحید پورے دین کا نچوڑ، روح اور مغز ہے، دوسرے الفاظ میں پورے دین کا عنوان ہے، کیونکہ توحید یہ ہے کہ اللہ کی ذات، صفات واسماء، افعال اور اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اس توحید کا اقرار کرنے والا، شعوری طور پر دین وشریعت کی زندگی کے کسی گوشہ میں مخالفت نہیں کرسکتا، اس لیے وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا، اس کے مقابلہ میں شرک یہ ہے کہ اللہ کی ذات یا صفات واسماء یا افعال یا اس کے حقوق میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور ان میں سے شرک کی کسی جزئی کا مرتکب سیدھا جنت میں داخل نہیں ہوگا، ہاں اگر اس میں توحید کا کوئی جز ہوگا تو اس کی بنا پر وہ کسی نہ کسی وقت سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوسکے گا اس قسم کی احادیث میں توحید حقیقی اور شرک اصلی کے نتائج بیان کیے گئے ہیں، جن میں ایک دوسرے کا اختلاط نہیں ہے کیونکہ مفردات کے خواص، کسی دوسرے چیز کے ساتھ مرکب ہونے سے بدل جاتے ہیں۔

[269] ١٥١ـ(٩٣) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ ((مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ))۔

[269] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! جنت اور دوزخ کو واجب ٹھہرانے والی دو صفات کونسی ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: ''جو شرک نہ کرتا ہوا مرا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتے ہوئے مرا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔''

لا الـه الا الـلـه بـرقـم (١١٨١) وفي التفسير، باب: قوله: ﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله﴾ برقم (٤٢٢٧) وفي الايمان والنذور، باب: اذا قال: والله لا اتكلم اليـوم فـصـلـى، او قرا، او سبح، او كبر، او حمد، او هلل فهو على نيته برقم (٦٣٠٥) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٩٢٥٥)

[269] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٣٢٠)

[270] ١٥٢ ـ(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ))

[270] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’جو کوئی اللہ کو اس حالت میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہوا ملا وہ آگ میں داخل ہوگا۔‘‘

[271] (. .)وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عن أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

[271] امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[272] ١٥٣ -(٩٤)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ))۔

[272] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے بشارت دی کہ آپ کی امت کا جو فرد اس حالت میں مرے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے پوچھا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کا ارتکاب کیا ہو؟ اس نے جواب دیا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔‘‘

[273] ١٥٤(. . .)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ

---

[270] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٩٠٠)
[271] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برم (٢٩٨٠)
[272] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الجنائز، باب: فی الجنائز، ومن کان آخر کلامه: لا اله الا الله برقم (١١٨٠) وفی التوحید، باب: کلام الرب مع جبریل، ونداء الله الملائكة برقم (٧٠٤٩) انظر ((التحفة)) برقم (١١٩٨٢)
[273] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی اللباس، باب: الثیاب البیض برقم (٥٤٨٩) انظر ((التحفة)) برقم (١١٩٣٠)

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قَالَ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنَى ((وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ)) قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ

[273] ۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ سوئے ہوئے تھے، آپ پر ایک سفید کپڑا پڑا ہوا تھا، پھر میں دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو آپ پھر بھی سوئے ہوئے تھے، پھر میں (تیسری دفعہ) آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، تو میں آپ کے پاس بیٹھ گیا، اس پر آپ نے فرمایا: ''جس بندہ نے بھی لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی پر مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے پوچھا: اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، آپ نے جواب دیا: ''اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے۔'' میں نے پھر کہا: اگر چہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے۔'' میں نے تین دفعہ کہا (آپ نے تینوں دفعہ یہی جواب دیا) پھر آپ نے چوتھی دفعہ فرمایا: ''ابو ذر کی ناک کے خاک آلود کی صورت میں بھی۔'' (یعنی اس کی خواہش اور رائے کے برعکس) تو ابو ذر، آپ کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے نکلے: ''اگر چہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔''

مفردات الحدیث

✲ علی رغم انف، رَغِمَ، رَغام: (مٹی، خاک) سے ماخوذ ہے جس کا ظاہری معنی ہے اس کی ناک خاک آلود ہو وہ ذلت ورسوائی سے دوچار ہو، لیکن یہ عربی محاورہ ہے جس سے بددعا دینا مقصود نہیں ہوتا، صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس کی خواہش کے برعکس یہ کام ہو کر رہے گا۔

فوائد :...... ❶ لا الہ الا اللہ، توحید سے کنایہ ہے اور توحید جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں پورے دین کا عنوان ہے یعنی دین اسلام پر ایمان لانا اور اس کی پابندی کرنا، ظاہر ہے جو انسان دین کامل کی پابندی کرے گا، اس کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کرے گا، تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اگر اس نے توحید کے اقرار کے باوجود گناہ بھی کیے ہوں گے تو اگر وہ اپنے دوسرے اعمال حسنہ کی بنا پر معافی کا مستحق ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر کے بغیر کسی عذاب کے اس کو جنت میں داخل کر دے گا، اور اگر وہ معافی کا حقدار نہیں ہوگا تو گناہوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں جا سکے گا اور اس کی وجہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ (۱/۴۰/۱۵۰/۹۲) ❷ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنا سوال بار بار دہرایا، کیونکہ وہ زنا اور چوری کو انتہائی ناپاک گناہ تصور کرتے تھے، اس وجہ سے انہیں تعجب ہوا کہ ایسے نازیبا اور

گندے گناہ کرنے والے بھی جنت میں جا سکیں گے۔ ❸ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا، جیسا کہ خوارج اور معتزلہ کا نظریہ ہے لیکن اس سے یہ بات کشید کرنا کہ جنت میں داخلہ کے لیے محض لا الہ الا اللہ کا اقرار ہی کافی ہے، نیک اعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ بداعمالیوں کا کوئی نقصان ہے جیسا کہ مرجیہ کا نظریہ ہے درست نہیں ہے، قرآن وسنت کی نصوص کے معنی کی تشریح وتوضیح کے لیے ضروری ہے کہ اس موضوع کے بارے میں جتنی نصوص موجود ہوں، سب کو پیش نظر رکھا جائے، وگرنہ نصوص میں تعارض پیدا ہوگا اور ان کا صحیح معنی بھی سمجھ میں نہیں آئے گا، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ خوارج ومعتزلہ نے ایک قسم کی نصوص کو لے کر (جن کا تعلق ترہیب وتخویف سے تھا) کبیرہ گناہ کے مرتکب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی قرار دیا، اور مرجیہ نے دوسری قسم کی نصوص کو لے کر (جن کا تعلق ترغیب وتشویق اور بشارت سے تھا) گناہوں کو بے حیثیت قرار دیا، اور کہا محض لا الہ الا اللہ کہہ دینا جنت کے داخلہ کے لیے کافی ہے اسی طرح دونوں گروہ حق وصواب کی راہ سے دور ہٹ گئے، اہل سنت نے دونوں قسم کی نصوص کو جمع کیا، جس سے تضاد بھی ختم ہوا اور راہ حق وصواب بھی مل گئی۔

۴۱...... بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ

باب ٤١: کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے

[274] ١٥٥ـ(٩٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقْتُلْهُ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ))

[274]۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے اگر کسی کافر آدمی سے میرا مقابلہ ہو جائے، اور وہ مجھ سے لڑ پڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار کی ضرب سے کاٹ دے، پھر

[274] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المغازي، باب: شهود الملائكة بدراء برقم (٣٧٩٤) وفي الديات، باب: قول الله تعالى: ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم﴾ برقم (٦٤٧٢) وابوداود في ((سننه)) في الجهاد، باب: على ما يقاتل المشركون برقم (٢٦٤٤) انظر ((التحفة)) برقم (١١٥٤٧)

مجھ سے کسی درخت کی پناہ لے کر کہے، میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا (میں مسلمان ہو گیا) تو اے اللہ کے رسول! کیا یہ کلمہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔'' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے، پھر اس نے (میرا ہاتھ) کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا ہے، تو کیا میں اسے قتل کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل نہ کرو، اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ اس مقام پر ہوگا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے۔ اور تو اس کی اس جگہ و مقام پر ہوگا جس پر وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔''

مفردات الحدیث ❋ لاذ: پناہ پکڑنا، بچاؤ اختیار کرنا۔

فائدہ :...... کافر جب کلمہ اسلام زبان سے کہہ لیتا ہے تو اس کی جان کو حرمت و تحفظ حاصل ہو جاتا ہے اور اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہوتا، اگر کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے گا، تو اس مسلمان کی جان کی حرمت اور تحفظ ختم ہو جائے گا اور اس کو قصاص میں قتل کرنا جائز ہوگا۔

[275] ۱۵۶۔(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لِأَقْتُلَهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

[275]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ایک روایت میں اسلمت لله، (میں اللہ کا مطیع ہوا) کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب میں اس کے قتل کے لیے لپکا تو اس نے کہا، لا الٰہ الا اللہ۔

[276] ۱۵۷۔(. . .)وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ

[275] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٠)
[276] تقدم تخريجه (٢٧٠)

[276] حضرت مقداد بن عمرو بن اسود کندی جو بنو زہرہ کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا بتایئے اگر میری ایک کافر آدمی سے مڈبھیڑ ہو جائے پھر سب سے پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

[277] ١٥٨-(٩٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظِبْيَانَ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَهٰذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ ((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّأَنَا وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ وَأَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ۔

[277] ۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ بھیجا، ہم صبح صبح جہینہ قبیلہ کی بستی حرقات پہنچ گئے، میں نے ایک آدمی پر غلبہ حاصل کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا، میں نے (اس کو کاٹ ڈالا)۔ اس کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا، سو میں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس نے اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا، آپ نے فرمایا: ''تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھ لیا، تا کہ تمہیں پتہ چل جاتا، اس نے دل سے کہا ہے یا ڈر سے۔'' پھر آپ مسلسل یہ کلمہ دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خواہش کی کہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ تو سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اور میں اللہ کی قسم! کسی مسلمان کو قتل نہیں

[277] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المغازي، باب: بعث النبي ﷺ اسامة بن زيد الى الحرقات من جهينة برقم (٤٠٢١) وفي الديات، باب: قول الله تعالى: ﴿ومن احياها﴾ برقم (٦٤٧٨) وابوداود في ((سننه)) في الجهاد، باب: على ما يقاتل المشركون برقم (٢٦٤٣) انظر ((التحفة)) برقم (٨٨)

کروں گا جب تک ذوالبطین یعنی اسامہ اسے قتل کرنے کے لیے تیار نہ ہو، اس پر ایک آدمی نے کہا، کیا اللہ کا یہ فرمان نہیں: ان سے جنگ لڑو حتیٰ کہ فتنہ مٹ جائے (کسی میں دین سے پھیرنے کی طاقت نہ رہے) اور اللہ کا پورا دین عام ہو جائے۔'' تو سعد نے جواب دیا: ہم نے فتنہ فرو کرنے کی خاطر جنگ لڑی تو اور تیرے ساتھی فتنہ برپا کرنے کی خاطر لڑنا چاہتے ہیں۔

مفردات الحدیث

❀ ❶ حُرُقَات: بقول بعض جہینہ کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے اور بعض کے نزدیک یہ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ اور خاندان ہے۔ ❷ فتنة: آزمائش، امتحان، مقصود ہے دین سے برگشتہ کرنے کی طاقت نہ رہے۔ ❸ فَصَبَّحنا الحرقات: جگہ کا نام ہو تو صبح کے وقت پہنچے، اگر خاندان ہو تو صبح صبح حملہ آور ہوئے۔ ❹ ذوالبطين: باء کے فتحہ کے ساتھ بطن کی تصغیر بڑے پیٹ والا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑھا ہوا تھا۔

فوائد :...... ❶ میدان جنگ میں اگر کافر کلمہ پڑھ لے تو وہ مسلمان تصور ہوگا، کیونکہ ہم ظاہر کے پابند ہیں کسی کے دل سے آگاہی ہمارے بس میں نہیں ہے، اس لیے یہ کہہ کر کہ اس نے کلمہ جان بچانے کے لیے پڑھا ہے اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ ❷ حضرت اسامہ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا تھا لیکن آپ نے اس پر قصاص، دیت یا کفارہ لازم نہیں ٹھہرایا، صرف غصے کا اظہار کیا، جس کی بنا پر حضرت اسامہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج مسلمان ہوا ہوتا تاکہ اس جرم کے گناہ معاف ہو جاتے۔ حضرت اسامہ کا مقصد صرف ندامت و پشیمانی کا اظہار تھا، یہ مقصد نہ تھا کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ حضرت اسامہ چونکہ اس اصول سے آگاہ نہ تھے کہ ہم ظاہر کے پابند ہیں، باطن اللہ کے سپرد ہے، اس لیے انہوں نے ظاہری قرآن سے یہ سمجھا کہ اس نے ڈر کر کلمہ پڑھا ہے، اس لیے اس کا خون بہانا جائز ہے، اس لیے ان کو سزا نہیں دی گئی۔ ❸ حضرت سعد اور اسامہ رضی اللہ عنہما حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگوں میں الگ تھلگ ہو گئے تھے۔ وہ مسلمانوں کی باہمی جنگوں کو فتنہ برپا کرنے سے تعبیر کرتے تھے، اس لیے شراکت کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔

[278] ١٥٩ـ(. . .)حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُو ظِبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ

عَنِ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي ((يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ))

[278] تقدم تخريجه برقم (٢٧٣)

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ ((أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))
قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

[278] ۔حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہینہ کی شاخ حرقہ کی طرف بھیجا، تو ہم نے ان لوگوں پر صبح صبح حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے دی۔ میں اور ایک انصاری آدمی نے ان کے ایک آدمی کا تعاقب کیا جب ہم نے اس کو گھیرے میں لے لیا (وہ حملہ کی زد میں آ گیا) اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا، انصاری اس سے رک گیا، میں نے اپنا نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیا، اسامہ کا بیان ہے کہ جب ہم واپس آئے تو اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوگئی (جو خود اسامہ نے دی تھی) تو آپ نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس نے تو محض پناہ حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا تھا، تو آپ نے پھر فرمایا: ''کیا تو نے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟ پھر آپ بار بار یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی اے کاش! میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔ (آج مسلمان ہوتا تاکہ تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے)۔

[279] ۱۶۰ ـ(۹۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ خَالِدًا الْأَثْبَجَ ابْنَ أَخِي صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ حَدَّثَ
حَدَّثَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ إِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِّنْ إِخْوَانِكَ حَتّٰى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَآءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تُحَدِّثُونَ بِهِ حَتّٰى دَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَآءَ أَنْ يَقْصِدَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتّٰى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((لِمَ قَتَلْتَهُ)) قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ

---

[279] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۳۲۵۸)

أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ ((وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيدُهُ عَلَى أَنْ يَقُولَ ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

[279]۔صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنہ کے زمانہ میں جندب بن عبداللہ بجلی نے عسعس بن سلامہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے لیے اپنے ساتھیوں کا ایک گروہ جمع کرو تا کہ میں ان سے بات کروں، عسعس نے اپنے ساتھیوں کو بلا بھیجا، تو جب وہ جمع ہو گئے جندب ایک برنس (برانڈی) زرد رنگ کی پہنے ہوئے آئے، اور فرمایا: جو باتیں تم کر رہے تھے وہ کرتے رہو تو جب بات ان تک پہنچی (ان کے بولنے کی باری آئی) انہوں نے سر سے برانڈی اتار دی، پھر کہا: میں تمہارے پاس تمہارے نبی کی حدیث بیان کرنے کے ارادے سے نہیں آیا تھا۔ (لیکن اب آپ کی حدیث بیان کرتا ہوں) رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرک لوگوں کی طرف بھیجا اور ان کا آمنا سامنا ہوا، مشرکوں میں سے ایک آدمی تھا جس مسلمان پر حملہ کرنا چاہتا، حملہ کر کے اس کو قتل کر دیتا، ایک مسلمان آدمی نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھانا چاہا (اس کی گھات میں رہا) ہمیں بتایا جاتا تھا کہ وہ اسامہ بن زید تھے۔ تو جب انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی (ان کی تلوار کی زد میں آ گیا) تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا، لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ فتح کی بشارت دینے والا نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا اس نے حالات بتائے یہاں تک کہ اس آدمی نے حضرت اسامہ کے کارنامہ کی بھی خبر دی، آپ نے ان کو بلا کر پوچھا تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! اس نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور فلاں، فلاں کو قتل کیا، انہوں نے چند آدمیوں کے نام لیے، جب میں نے اس پر حملہ کیا تو تلوار دیکھ کر اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا، آپ نے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟ اسامہ نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب لا الہ الا اللہ آئے گا تو کیا جواب دو گے؟'' اسامہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش طلب کیجئے، آپ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ جب قیامت کو آئے گا تو اس کا کیا جواب دو گے، رسول اللہ ﷺ اس سے زائد کچھ نہیں کہہ رہے تھے، جب قیامت کے روز لا الہ الا اللہ آئے گا تو اس کا کیا جواب دو گے۔''

مفردات الحديث

☼ برنس: اس جبہ یا برانڈی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ٹوپی موجود ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ایک جملہ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ آیا ہے، جس کا معنی ہے میں تمہیں تمہارے نبی کی حدیث سنانے کے ارادہ سے نہیں آیا، حالانکہ انہوں نے حدیث بیان کی ہے، اس کی مختلف توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک تو وہی جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کی ہے کہ انہوں نے حالات دیکھ کر ارادہ بدل لیا، اور اپنی باتوں کے ساتھ حدیث بھی سنا دی، دوسری توجیہ یہ ہے کہ ارید سے پہلے لا کو زائد مانا جائے، لیکن اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ ان اخبرکم سے پہلے الا ہے جو کسی وجہ سے ساقط ہو گیا ہے جیسا کہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں الا موجود ہے، اس صورت میں معنی ہوگا، میری نیت وارادہ صرف حدیث نبوی بیان کرنے کا ہے۔ یعنی إِلَّا أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ.

۴۲...... بَاب: قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

باب ٤٢: نبی اکرم ﷺ کا فرمان جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے

[280] ١٦١-(٩٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

[280]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فائدہ: ......مسلمانوں سے جنگ لڑنا اور ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا کافروں کا کام ہے، تو جو مسلمان اس کام کو اپنے لیے روا اور جائز خیال کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو یا مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے، اس لیے وہ کافر ہوگا، لیکن اگر کوئی مسلمان کسی غلط فہمی یا بدفہمی کی بنا پر یا اجتہادی طور پر دین کا تقاضا سمجھتا ہوا یہ کام کرتا ہے تو پھر وہ کافر نہیں ہوگا اور اگر غیر شعوری طور پر بلا سوچے سمجھے کسی دنیوی مفاد کی خاطر یہ حرکت کرتا ہے تو اس نے مسلمانوں والا رویہ اور طرز عمل اختیار نہیں کیا حالانکہ اس کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں والی سیرت اور کردار اختیار کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے وہ مجرم اور گناہ گار ہوگا، کافر نہیں ہوگا۔

[281] ١٦٢-(٩٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ

[280] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٨٠٠٣)

[281] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤٥٢١)

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

[281] ۔ ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف تلوار سونتی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

[282] ۱۶۳ ۔(۱۰۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

[282] ۔ ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فائدہ:......لَيْسَ مِنَّا سے مقصود اس کو کافر قرار دینا نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کے اخلاق واعمال ہم جیسے نہیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اِنَّـهٗ لَيْـسَ مِـنْ اَهْلِكَ ''وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔'' حالانکہ وہ نسبی طور پر انھی کا بیٹا تھا، مقصود تھا اس نے تیرے اہل والا طریقہ اور رویہ اختیار نہیں کیا، یا اس نے تیری اطاعت وپیروی نہیں کی اور تیرے راستہ پر نہیں چلا۔

۴۳...... بَاب: قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

باب ۴۳: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ''جس نے ہم کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے''

[283] ۱۶۴ ۔(۱۰۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا))

[283] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔''

[282] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الفتن، باب: قول النبي ﷺ: ((من حمل علينا السلاح فليس منا)) برقم (٦٦٦٠) والترمذي في ((جامعه)) في الحدود، باب: ما جاء فيمن شهر السلاح۔ برقم (١٤٥٩) وقال: حسن صحيح۔ وابن ماجه في ((سننه)) في الحدود، باب: من شهر السلاح برقم (٢٥٧٧) انظر ((التحفة)) برقم (٩٠٤٢)

[283] اخرجه ابن ماجه، في الحدود، من شهر السلاح برقم (٢٥٧٥) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٦٩٢)

[284] ١٦٤ـ(١٠٢)وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ ((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ)) قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي))

[284]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر سے گزرے تو اس میں اپنا ہاتھ داخل فرمایا، اس سے آپ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی، تو آپ نے فرمایا: ''اے غلہ کے مالک! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! رات اس پر بارش برسی تھی تو آپ نے فرمایا: تو نے اس بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہ کیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

فائدہ:...... اس حدیث میں دھوکے کی ایک صورت بیان کی گئی ہے جس کے تحت بہت ساری جزئیات آ جاتی ہیں کہ اوپر چیز اچھی ہے جو نظر آ رہی ہے، اور نیچے والی چیز جو نظر نہیں آ رہی، وہ ناقص یا نکمی ہے، اس طرح ملاوٹ وآمیزش، جعل سازی، ملمع سازی، خرید وفروخت کی وہ تمام شکلیں جن میں دھوکا اور فراڈ پایا جاتا ہے، اس حدیث کے تحت آتی ہیں، اور بدقسمتی سے مسلمان بلاخوف وخطر دھڑلے سے ان کا ارتکاب کر رہے ہیں اور ہر طرف دھوکا وفریب کا بازار گرم ہے لیکن مسلمانوں کو احساس نہیں کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے کہ کوئی صحیح اور کامل مومن سے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

٤٤...... بَاب: تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

باب ٤٤: رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور جاہلیت کے دور کی چیخ وپکار کی حرمت

[285] ١٦٥ـ(١٠٣)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ

[284] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في البيوع، باب: في كراهية الفتن في البيوع، وقال: حديث حسن صحيح برقم (١٣١٥) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٩٧٩)

[285] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الخدود برقم (١٢٣٥) و (١٢٣٦) وفي ((المناقب)) باب: ما ينهى من دعوى الجاهلية برقم (٣٣٣١) ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُلُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) هٰذَا حَدِيثُ يَحْيٰى وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَيْرِ أَلِفٍ

[285] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رخسار پیٹے، یا گریبان چاک کیا یا جاہلیت کی پکار پکاری تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' یہ یحییٰ کی حدیث ہے لیکن ابن نمیر اور ابوبکر دونوں نے کہا شق اور دعا الف کے بغیر (یعنی او کی جگہ و کہا)

مفردات الحدیث

☼ دَعَا بِدَعْوَى الجاهلية: جاہلیت کے دور کی پکار کا معنی ہے نوحہ کرنا، جزع فزع کرنا۔ اپنے لیے تباہی و بربادی کی دعا کرنا، میت کے صحیح یا غلط کارناموں کو یاد کر کے، اس پر چیخنا چلانا، اور بدقسمتی سے یہ کام آج کل مسلمان گھرانوں کی عورتوں میں عام پائے جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا

[286] ۱۶۶۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((وَشَقَّ وَدَعَا))

[286] ۔امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت مختلف سندوں سے بیان کی کہا وَشَقَّ ودعا، گریبان چاک کیا اور واویلا کیا۔

[287] ۱۶۷۔(۱۰۴) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي

أَبُو بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى قَالَ وَجِعَ أَبُو مُوسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِءَ مِنْهُ)) رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَرِءَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

← والنسائی فی ((المجتبی)) ۴/ ۱۹ فی الجنائز، باب دعوی الجاهلية، وابن ماجه فی ((سننه)) فی الجنائز، باب: ما جاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجيوب برقم (۱۵۸۴) انظر ((التحفة)) برقم (۹۵٦۹)

[286] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۸۱)

[287] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الجنائز، باب ما ينهی عن الحلق عند المصيبة برقم (۱۲۳۴) انظر ((التحفة)) برقم (۹۱۲۵)

[287] ۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس قدر شدید بیمار ہوئے کہ ان پر غشی طاری ہوگئی، اور ان کا سر ان کے خاندان کی کسی عورت کی گود میں تھا۔ تو ان کے خاندان کی ایک عورت چیخنے لگی، حضرت ابوموسیٰ (بے ہوشی کی وجہ سے) اس کو کچھ کہہ نہ سکے (منع نہ کر سکے) جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے، میں اس سے بیزار ہوں، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اظہار فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلانے والی، سر منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے برأت کا اظہار فرمایا۔

مفردات الحدیث ① **صالقه یاسالقه**: مصیبت اور رنج کی بنا پر چیخنے، چلانے والی صلق سے ماخوذ ہے۔ بلند اور سخت آواز۔ ② **الحالقة**: مصیبت و رنج کی بنا سے سر منڈانے والی۔ ③ **الشاقة**: رنج و حزن کی بنا پر کپڑے پھاڑنے والی۔

فائدہ :...... مصیبت اور رنج و غم کی بنا پر جزع و فزع کرتے ہوئے، چیخنا چلانا، کپڑے پھاڑنا اور سر کے بال منڈوانا جاہلیت کا طور طریقہ ہے اور شریعت ان غلط رسموں کو جو صبر و شکیب اور اللہ کی مشیت پر رضا کے اظہار کے منافی ہیں ختم کرتی ہے ان رسوم بد کا ارتکاب دین و شریعت سے دوری کی علامت ہے، جس سے ایک مسلمان کو بچنا چاہیے۔

[288] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى قَالَا أُغْمِيَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ))

[288] عبدالرحمٰن بن یزید اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری دونوں نے بتایا کہ ابو موسیٰ پر غشی طاری ہوگئی، اور ان کی بیوی ام عبداللہ، بلند آواز سے روتی ہوئی آئی، دونوں نے کہا پھر انہیں ہوش آیا، تو انہوں نے کیا کہا، تمہیں معلوم نہیں ہے۔ وہ حدیث اسے بتایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں سر منڈانے والے، چلانے والے اور کپڑے پھاڑنے والے سے بیزار ہوں۔“

[288] اخرجه النسائی فی الجنائز، باب: الحلق ٤/ ١٨ ۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی الجنائز، باب: ما جاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجیوب برقم (١٥٨٦) انظر ((التحفة)) برقم (٩٠٢٠ و ٩٠٨١)

[289] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ امْرَأَةِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ بَرِيءٌ

[289] امام صاحب نے یہ سند مختلف سندوں سے بیان کی ہے۔

امام صاحب نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوموسیٰ سے مرفوعاً یہی روایت بیان کی فرق صرف اتنا ہے کہ عیاض اشعری نے بَرِیءٌ کی بجائے لَيْسَ مِنَّا کہا۔ (بَرِیءٌ نہیں کہا)

۴۵...... بَاب: بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ

باب ٤٥: چغل خوری کی سخت حرمت

[290] ١٦٨ ـ(١٠٥) وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ))

[290]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا ایک آدمی لگائی بجھائی کرتا ہے، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

مفردات الحدیث

* نمّام: چغل خور: ایک انسان کی بات دوسرے تک اس غرض سے پہنچانا کہ دوسرا پہلے سے بدظن اور ناراض ہو جائے اور ان کے باہمی تعلقات میں بگاڑ و فساد پیدا ہو جائے۔ یہ نمیمہ کہلاتا ہے۔ اس سے نمام ماخوذ ہے۔

[289] اخرجه النسائی فی ((المجتبی)) ٤/ ٢١ فی الجنائز، باب: شق الجیوب عن ابی موسی عن طریق امراته ام عبدالله۔ انظر ((التحفة)) برقم (٩١٥٣)

[290] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٣٤٧)

فائدہ :...... چغل خوری کی عادت ان سنگین گناہوں میں سے ہے جو جنت کے داخلہ میں رکاوٹ بننے والے ہیں۔ اور کوئی آدمی اس گندی اور غلیظ عادت کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے یا اس کے پاس اس قدر عظیم نیکیاں ہوں جن کی بنا پر اس سے معافی مل جائے یا دوزخ کی آگ اس جرم سے اس کو پاک صاف کر دے اس فعل کی ذاتی تاثیر آگ میں داخلہ ہی ہے۔ جب چغلی کا اثر ختم ہو جائے گا تو وہ دوزخ سے نکل آئے گا۔

[291] ۱۶۹۔(. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)).

[291]۔ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں کی باتیں حاکم تک پہنچاتا تھا ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا یہ ان میں سے ہے جو باتیں حاکم تک پہنچاتے ہیں اور وہ آ کر ہمارے پاس بیٹھ گیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے "لگائی بجھائی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

مفردات الحدیث ✲ **قَتَّاتٌ، نَمَّامٌ**: کے معنی میں ہے۔ بعض کے نزدیک لوگوں کی چوری چھپے باتیں سننے والے کو قتّات کہتے ہیں۔

[292] ۱۷۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))

---

[291] اخرجه البخاری ((صحيحه)) فی الادب، باب: ما يكره من النميمة برقم (۵۷۰۹) وابو داود فی ((سننه)) فی الادب، باب: فی القتات برقم (٤٨٧١) والترمذی فی ((جامعه)) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی النمام، وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (۲۰۲٦) انظر ((التحفة)) برقم (۳۳۸٦)

[292] تقدم تخرجه فی الحديث السابق برقم (۲۸۷)

[292] ۔ ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی آ کر ہمارے پاس بیٹھ گیا، حذیفہ کو بتایا گیا کہ یہ انسان بادشاہ تک لوگوں کی باتیں پہنچاتا ہے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کے لیے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۴۶...... بَاب :بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

باب ٤٦: تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، دے کر احسان جتلانے، اور جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین گروہوں کا بیان، جن سے قیامت کے دن اللہ (پیار و محبت کی) بات نہیں کرے گا اور نہ ہی (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لیے دردانگیز عذاب ہے

[293] ۱۷۱-(۱۰۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ**)) قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((**الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ**))

[293] ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین قسم کے لوگ ہیں قیامت کے دن اللہ ان سے (پیار و محبت کی) گفتگو نہیں کرے گا اور نہ ان کو (نظر رحمت سے) دیکھے گا، اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، آپ نے تین دفعہ آل عمران کی یہ آیت (۷۷) پڑھی۔

[293] اخرجه ابوداود في ((سننه)) في اللباس، باب: ما جاء في اسبال الازار برقم (٤٠٨٧) والترمذي في ((جامعه)) في البيوع، باب: ما جاء فيمن حلف على سلعة كاذبة۔ وقال: حديث ابي ذر حديث حسن صحيح برقم (١٢١١) واخرجه النسائي في ((المجتبى)) ٥/ ٨١ في الزكاة، باب: المنان بما اعطى وفي ٧/ ٢٤٠-٢٤٧ في البيوع، باب المنفق السلعة بالحلف الكاذب۔ وفي ٨/ ٢٠٨ في الزينة، باب: اسبال الزار برقم (٥٣٤٨)۔ وابن ماجه في ((سننه)) في التجارات، باب: ما جاء في كراهية الايمان في الشراء والبيع برقم (٢٢٠٨) انظر ((التحفة)) برقم (١١٩٠٩)

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ناکام ہوگئے اور نقصان سے دو چار ہوئے۔ اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''کپڑا نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنے سامان کو رواج دینے والا (اس کی نکاسی کرنے والا)۔''

مفردات الحدیث ❶ **لا یکلمھم ولا ینظر الیھم:** کسی سے گفتگو کرنا اور اس کی طرف دیکھنا، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کو اہمیت دی جا رہی ہے اور اس پر توجہ ہے اور ان دونوں چیزوں سے کسی کو محروم کرنا، اس سے اعراض وانحراف کی علامت ہے کہ ایسے لوگوں کو کوئی اہمیت اور حیثیت حاصل نہ ہوگی۔ ❷ **ولا یزکیھم:** مسلمانوں کے لیے آگ گناہوں سے پاکیزگی اور تطہیر کا باعث ہوگی۔ یہ ایسے شدید گناہ ہیں کہ صرف آگ بھی ان سے پاک نہیں کرے گی جب تک توبہ نہ کی جائے۔ ❸ **المسبل:** فخر اور غرور سے ضرورت سے زائد، پگڑی، قمیص یا تہہ بند لٹکانا، عام طور پر تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکایا جاتا ہے اس لیے اس کا ذکر عام طور پر کیا گیا ہے، یہ اسبال سے ہے، لٹکانا۔ ❹ **المنّان:** یہ مَنّ سے ہے احسان دہرانا، کسی کو کچھ دے کر اس کو جتلانا۔ ❺ **المُنفِق:** نفاق سے ہے۔ رواج دینا، پرکشش بنانا۔ سلع سامان تجارت، بیچنے کی اشیاء۔

فائدہ ...... فخر وغرور سے چادر وغیرہ لٹکانا، کسی کو کچھ دے کر اس کو جتانا اور لوگوں کو پھانسنے کے لیے سامان کی بے جا تعریف کرنا، انسانی شرافت اور اسلامی کردار کے منافی اشیاء ہیں جو دوسروں کے لیے اذیت وتکلیف کا باعث ہیں اس لیے ان کو انتہائی شدید جرم قرار دیا گیا ہے کہ ان کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کے پیار ومحبت اور نظر عنایت والتفات سے ہی محرومی کا باعث نہیں ہے بلکہ یہ جرائم ایسے ہیں کہ اگر ایمان اور اعمال صالحہ کا توشہ نہ ہوا تو آگ بھی ان گناہوں کو نہیں جلائے گی، کہ انسان پاک ہو جائے اس لیے مسلمانوں کو ان کاموں سے بچنا چاہیے۔

[294] (. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ))

[294] حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت سناتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ہیں قیامت کے دن اللہ ان سے (پیار ومحبت کی) بات نہیں کرے گا۔ مَنّان جو دے کر جتلاتا ہے، جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے سامان کو فروخت کرتا ہے، اور جو اپنی تہہ بند لٹکاتا ہے۔

[295] وَحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ

---

[294] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٩)

[295] تقدم تخرجه (٢٨٩)

سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ))

[295] امام صاحب ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ ان سے گفتگو نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

[296] ۱۷۲-(۱۰۷) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))

[296] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا (ابو معاویہ نے کہا، نہ ان کی طرف دیکھے گا) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور تکبر کرنے والا فقیر محتاج۔''

مفردات الحدیث ❁ العائل، عَيْلَة: (فقر واحتیاج) سے ماخوذ ہے، تنگدست اور محتاج۔

فائدہ :...... گناہ اور جرم ہر ایک کے لیے گناہ اور جرم ہے لیکن بعض کسی سبب وضرورت یا داعیہ اور محرک کی بنا پر اس کے کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اس لیے ان پر غصہ اور افسوس کم ہوتا ہے، لیکن کچھ لوگ، بلا سبب و وجہ اور بلا داعیہ وضرورت محض جرم وگناہ کو ہلکا اور بے وزن سمجھتے ہوئے یہ کام کرتے ہیں اس لیے ان پر غصہ زیادہ ہوتا ہے۔ بوڑھا، حکمران اور فقیر وقلاش ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ ان کے اندر اس کام کی ضرورت، یا ان پر آمادہ کرنے والا داعیہ اور محرک نہیں ہے، بوڑھا جنس پرست اور شہوت کے بے قابو ہونے کے دور سے گزر چکا ہے، بادشاہ کو کسی سے کوئی خوف وخطرہ لاحق نہیں ہے، جس سے بچنے کے لیے وہ جھوٹ بولے، فقیر اور قلاش کے پاس وہ مال ودولت نہیں جو انسان کو آپے سے باہر کر دیتی ہے، اور مال دار اس کے بل بوتے پر اکڑفوں کا شکار ہوتا ہے، اس لیے یہ لوگ بلا عذر وسبب اللہ کی نافرمانی ومعصیت کو ہلکا سمجھتے ہوئے اور اس سے بے نیاز ہو کر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ حرکت کرتے ہیں، اس لیے ان سے مواخذہ شدیدہ ہوگا آج کل ارباب اختیار واقتدار عام طور پر ان تینوں جرائم میں گرفتار ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے لیڈر اور قائد شمار ہوتے ہیں اور لوگ ان کو لیڈر تسلیم کرتے ہیں، گویا کہ یہ جرائم ہی نہیں ہیں۔

[297] ۱۷۳-(۱۰۸) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

---

[296] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۴۰۶)

[297] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في التجارات، باب: ما جاء في كراهية الايمان في الشراء والبيع ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَإِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ))

[297]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے آدمی ہیں قیامت کے دن اللہ ان سے گفتگو نہیں کرے گا، نہ ان لوگوں کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک صاف کرے گا ان کے لیے درد انگیز دکھ ہے۔ ایک آدمی جنگل میں اس کے پاس ضرورت سے زائد پانی ہے لیکن وہ مسافر کو اس سے روکتا ہے، دوسرا وہ جو کسی آدمی کو عصر کے بعد سامان بیچتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے: میں نے یہ سامان اتنی رقم میں خریدا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، خریدار نے اس کی بات مان لی، تیسرا وہ آدمی جو حکمران کی بیعت صرف اس لیے کرتا ہے کہ اس سے مفاد (دنیا) حاصل کرے، اگر وہ اسے مفاد پہنچاتا ہے تو وہ وفادار رہتا ہے اگر دنیا کا مفاد نہیں دیتا تو وہ بھی بیعت کا حق ادا نہیں کرتا۔“

مفردات الحدیث ❶ **فضل**: ضرورت وحاجت سے زائد چیز ❷ **فلاۃ**: بیابان، جنگل ❸ **امام**: حکمران، امیر۔

فائدہ...... پانی ایک عام ضرورت کی چیز ہے جس پر انسان کی زندگی کا انحصار ہے کسی ضرورت مند اور محتاج کو اس سے بلا اپنی ضرورت وحاجت کے محروم کرنا اس کو موت کے منہ میں دھکیلنا ہے، اس لیے یہ شدید جرم ہے۔ جو لوگ، غذاؤں اور ادویہ میں ملاوٹ کر کے لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں، انہیں اس پر غور کرنا چاہیے۔ جھوٹ بولنا ایک سنگین جرم ہے اور عصر کا وقت ایک خیر و برکت والا وقت ہے، ایسے وقت جھوٹ بول کر سامان بیچنا تین جرائم کا مجموعہ ہے۔ (۱) جھوٹ (۲) گاہک کے ساتھ دھوکا (۳) اور وقت کی حرمت وتقدس کی پامالی پھر جھوٹ بھی اللہ کی قسم کھا کر، گویا اللہ کی عظمت و مقام کا احساس ہی نہیں، آج اس جرم کو جرم ہی نہیں سمجھا جاتا اور اپنے نفس کو فریب دینے کے لیے اس کے لیے مختلف حیلے اور بہانے نکالے جاتے ہیں، امام وامیر اپنے مقام ومنصب کی بنا پر، اطاعت کا حقدار ہے لیکن اطاعت کو اپنے مفاد پر موقوف کرنا اس کو بلیک میل کرنا ہے اور اس کو اس بات کی ترغیب دینا ہے کہ تم بھی اپنے مفاد کے لیے خوب کھیل کھیلو اور گل کھلاؤ اور آج اس حرکت کا چال چلن عام ہے، اس لیے کوئی بھی حکومت، صحیح طریقے پر نہیں چلتی اور ناکامی سے دو چار ہوتی ہے۔

[298] (...) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ كِلَاهُمَا

← برقم (۲۲۰۷) وفی الجهاد، باب: الوفاء بالبیعة برقم (۲۸۷۰) انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۵۲۲)
[298] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۲٤۱۳)

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ))

[298] امام صاحب جریر سے اس حدیث میں یہ الفاظ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو دوسرے آدمی سے سامان کا بھاؤ کرتا ہے ساوم، سوم سے ہے۔ بھاؤ لگانا، قیمت طے کرنا۔

[299] ۱۷٤۔(...) وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهُ)) وَبَاقِي حَدِيثِهِ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

[299]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں اللہ ان سے بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک آدمی جس نے مسلمان کا مال دبانے کے لیے عصر کے بعد قسم اٹھائی (اور اس کا مال دبا لیا) حدیث کا باقی حصہ، اعمش کی حدیث جیسا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **اقتطع، قطع**: سے ہے، مار لینا، کاٹ لینا یعنی دبا لینا۔

فائدہ:...... دوسروں کے مال پر قبضہ کرنا اور اس کے لیے جھوٹی قسم کھانا، انتہائی شدید جرم ہے، اور آج کل (قبضہ گروپوں) کا انحصار اسی حرکت پر ہے بلکہ اس کے ساتھ اور جرائم بھی جمع ہو جاتے ہیں (دھونس، دھاندلی اور اسلحہ کا استعمال)

۴۷...... بَاب: غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ

باب ٤٧ : خودکشی کی حرمت کی تشدید، انسان جس آلہ (چیز) سے اپنے آپ کو قتل کرے گا، آگ میں اس کو اس کے ذریعہ سے عذاب ہوگا اور جنت میں صرف مسلمان شخص داخل ہوگا

[300] ۱۷۵۔(۱۰۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

[299] اخرجه البخاري في ((المساقاة)) الشرب، باب: من راى ان صاحب الحوض والقربة احق بمائه برقم (۲۲٤۰) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (۷۰۰۸) انظر ((التحفة)) برقم (۱۲۸۵۵)

[300] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في الطب، باب: ما جاء فيمن قتل نفسه بسم او غيره۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ بعد حديث (۲۰٤٤) وابن ماجه في ((سننه)) في الطب، باب: النهي عن الدواء الخبيث مختصرا برقم (۳٤٦۰) انظر ((التحفة)) برقم (۱۲٤٦٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا))

[300]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو لوہے (کے ہتھیار) سے قتل کیا تو اس کا لوہا اس کے ساتھ میں ہوگا، آگ میں ہمیشہ ہمیشہ، اس کو اپنے پیٹ میں گھونپے گا، جس نے زہر پی کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس کو گھونٹ گھونٹ کر پیئے گا، اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر قتل کیا، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں پہاڑ سے گرے گا۔''

مفردات الحدیث ❶ حَدِيدَة: حدید لوہے کو کہتے ہیں، حديدة لوہے کا ہتھیار۔ ❷ يَتَوَجَّأُ: وَجَأَ سے ماخوذ ہے، مارنا، گھونپنا۔ ❸ سَم: سین پر پیش زبر اور زیر تینوں آتے ہیں۔ زیر فصیح تر ہے، زہر۔ ❹ يتحسّاهُ: اسے آہستہ آہستہ پیئے گا۔ ❺ يَتَرَدّٰی: اونچی جگہ سے گرے گا۔

فائدہ:...... خودکشی، انتہا کا شدید جرم ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنی موت وزندگی کا مالک سمجھتا ہے، حالانکہ وہ مالک نہیں ہے، نیز اپنے آپ کو خود مختار تصور کرتا ہے حالانکہ وہ پابند ہے، نیز اسے اللہ کی مشیت وتقدیر پر یقین نہیں ہے اس لیے ناسازگار حالات پر صبر وشکیب کی بجائے، بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے اس طرح ایک قسم کی بغاوت کرتا ہے، اس کے اس جرم کی تاثیر اور اصلی سزا یہی ہے، دوسرے اسباب ووجوہ کی بنا پر اس میں تخفیف اور کمی ہوسکتی ہے۔

[301] (. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ

[301] امام صاحب ایک دوسری سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ (سلیمان، اعمش کا نام ہے اور ذکوان، ابو صالح کا)

[301] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الطب، باب: شرب السم والدواء وبما يخاف منه والخبيث برقم (٥٤٤٢) والترمذي في ((جامعه)) في الطب، باب: ما جاء فيمن قتل نفسه بسم او غيره برقم (٢٠٤٤) والنسائي في ((المجتبى)) ٤/ ٦٧ في الجنائز، باب: ترك الصلاة على من قتل نفسه۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٣٩٤)

[302] ١٧٦ ـ(١١٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا قِلَابَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَنْ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَّا يَمْلِكُهُ))

[302]۔حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت رضوان کی، آپ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر ہونے کی جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ ویسا ہی ہوگا، اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا، اسے اسی چیز کے ذریعہ قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ اور جو شخص کسی چیز کا مالک نہیں ہے اس کے بارے میں نذر پوری کرنا اس کے لیے لازم نہیں ہے۔‘‘

فوائد:...... ❶ اسلام کے سوا کسی مذہب کی قسم اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی یا نصرانی ہوں حالانکہ وہ کام کر چکا ہے جس کا معنی ہے اس نے اسلام کو اپنے مفاد کی خاطر تج دیا، اور اسلام کو دنیوی فائدہ پر قربان کر دیا۔ اسی طرح دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے اگر اس نے یہ کام شعوری طور پر کیا ہے تو وہ واقعی غیر اسلام پر ہوگا۔ اور اگر اس نے اپنے جھوٹ کو یا غلط کام کو چھپانے کے لیے زور و تاکید پیدا کرنے کی خاطر یہ حرکت کی ہے گو یہ کام اتنا سنگین ہے، کہ دین سے نکل گیا ہو کیونکہ اس نے جھوٹی قسم کو ہلکا خیال کیا ہے اور اللہ کی توقیر و تعظیم کے منافی حرکت کی ہے، جو کفر کا باعث بن سکتی ہے۔ ❷ نذر اس چیز کے بارے میں ماننی چاہیے، جو انسان کے بس میں ہے یا اس کی ملکیت میں ہے، ورنہ یہ نذر لغو اور بے کار ہوگی۔

[302] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الجنائز، باب: ما جاء فی قاتل النفس برقم (١٢٩٧) وفی الادب، باب: ما ینهی من السباب واللعن برقم (٥٧٠٠) وباب من اکفر اخاه بغیر تاویل فهو کما قال برقم (٥٧٥٤) وفی الایمان والنذور باب من حلف بملة غیر ملة الاسلام برقم ٦٤٧٦ و ابوداود اور فی سنة فی الایمان والنذور، باب ماجاء فی الحلف بالبراة وبملة غیر الاسلام برقم ٣٢٥٧۔ والترمذی فی ((جامعه)) فی الایمان والنذور، باب: ما جاء لا نذر فیما لا یملك ابن آدم وقال: هذا حدیث حسن صحیح برقم (١٥٢٧) وباب: ما جاء فی کراهیة الحلف بغیر ملة الاسلام، وقال: هذا حدیث حسن صحیح برقم (١٥٤٣) والنسائی فی ((المجتبی)) ٦/٦-٧ فی الایمان والنذور، باب الحلف بملة سوی الاسلام وفی ٧/ ١٩-٢٠۔ وفی باب: النذر فیما لا یملك۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی الکفارات، باب: من حلف بملة غیر الاسلام برقم (٢٠٩٨) انظر ((التحفة)) برقم (٢٠٦٢)

[303] (. .) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ))

[303] حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کا انسان مالک نہیں ہے، اس کے بارے میں نذر اس کے ذمہ نہیں ہے، مومن پر لعنت بھیجنا، اس کے قتل کے مترادف ہے، اور جس نے کسی چیز سے اپنے آپ کو قتل کیا، قیامت کے دن اسی چیز سے اس کو عذاب دیا جائے گا اور جس نے مال میں اضافہ کے لیے جھوٹا دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کرے گا، یہی حال اس کا ہوگا جو فیصلہ کن جھوٹی قسم اٹھاتا ہے (یعنی جس قسم پر قاضی یا حاکم نے فیصلہ دینا ہے وہ مال بٹورنے کے لیے جھوٹی اٹھائے)۔

فائدہ: ...... کسی مسلمان پر بلا وجہ اور تعیین کے بغیر لعنت بھیجنا انتہائی قبیح حرکت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

[304] ١٧٧ـ(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) هٰذَا حَدِيثُ سُفْيَانَ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[304] ـ امام صاحب مختلف سندوں سے حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ

[303] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی المغازی، باب غزوة الحديبيه برقم (٣٩٣٨) مختصرا فی غير ذكر الحديث۔ وفی التفسير، باب: ﴿اذ يبايعونك تحت الشجرة﴾ برقم (٤٥٦٢) مختصرا بدون ذكر الحديث۔ وابوداود فی ((سننه)) فی الايمان والنذور، باب: ما جاء فی الحلف بالبراة وبملة غير الاسلام برقم (٣٢٥٧) انظر ((التحفة)) برقم (٢٠٦٣)

[304] تقدم تخرجه فی الحديث السابق برقم (٢٩٨)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر، اسلام کے سوا کسی مذہب کی جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اپنے قول کے مطابق ہوگا، اور جس نے اپنے نفس کو کسی چیز سے ختم کیا اللہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ذریعہ سے اسے عذاب سے دو چار کرے گا۔'' یہ سفیان کی روایت ہے لیکن شعبہ کی روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے سوا کسی ملت کی جھوٹی قسم کھائی، تو وہ اپنے قول کے مطابق ہے اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے ذبح کر ڈالا، قیامت کے دن اسے اسی چیز سے ذبح کیا جائے گا۔''

[305] ۱۷۸-(۱۱۱) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ ((لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي بِالْإِسْلَامِ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلَ الَّذِي قُلْتَ لَهُ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

[305]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود تھے تو آپ نے اسلام کے دعویدار ایک شخص کے بارے میں فرمایا: ''یہ جہنمی ہے۔'' جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے بڑی زوردار جنگ لڑی، جس سے وہ زخمی ہوگیا تو آپ سے عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! وہ آدمی جس کے بارے میں آپ نے ابھی فرمایا تھا: ''وہ دوزخی ہے۔'' اس نے تو آج بڑی شدید جنگ لڑی ہے اور وہ مر چکا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کی طرف جائے گا۔'' تو قریب تھا کہ بعض مسلمان آپ کے اس فرمان کے بارے میں شک وشبہ میں پڑ جاتے (کہ ایسا جان نثار دوزخی ہوگا) اسی اثنا میں بتلایا گیا کہ وہ مرا نہیں ہے لیکن شدید زخمی ہے جب رات پڑی تو وہ اپنے زخموں پر صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی پھر آپ کو اس کی اطلاع دی

[305] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الجهاد، باب: ان الله یؤید الدین بالرجل الفاجر برقم (۲۸۹۷) وفی القدر، باب: العمل بالخواتیم برقم (۶۲۳۲) انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۲۷۷)

گئی تو آپ نے فرمایا: ''کبریائی وعظمت کا مستحق اللہ ہے! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں۔'' پھر آپ نے بلال کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ مسلمان شخص ہی جنت میں داخل ہو سکے گا اور اللہ اس دین کی تائید کا کام برے لوگوں سے بھی لے لیتا ہے۔''

[306] ١٧٩ ـ(١١٢)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ حَيٌّ مِّنَ الْعَرَبِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالُوا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهٖ حَتّٰى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

[306]۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوگئی جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف پلٹے اور فریق ثانی اپنے لشکر کی طرف جھکا اور تو رسول اللہ ﷺ

---

[306] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المغازي، باب غزوة برقم (٣٩٦٦) وفي الجهاد، باب: لا يقول فلان شهيد برقم (٢٧٤٢) والمولف ((مسلم)) في القدر، باب: كيفية الخلق الآدمي في بطن امه، وكتابة رزقه واجله وعمله، وشقاوته وسعادته مختصرا برقم (٦٦٨٣) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٤٧٨٠ و ٤٢٨٧)

کے ساتھیوں میں ایک آدمی تھا، جو دشمن سے الگ ہونے والے اور الگ رہنے والے کا تعاقب کرتا اور اپنی تلوار سے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتا، لوگوں نے کہا، آج جس قدر اس نے کام کیا ہے (مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا) اس قدر کسی نے نفع نہیں پہنچایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے باوجود یہ دوزخی ہے۔'' تو لوگوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا میں ہر وقت اس کے ساتھ رہوں گا، تو وہ اس کے ہمراہ نکلا، جہاں وہ ٹھہرتا وہیں وہ ٹھہر جاتا۔'' اور جب وہ تیز رفتاری اختیار کرتا تو وہ بھی تیز چل پڑتا، وہ آدمی شدید زخمی ہو گیا، اس نے جلد موت چاہی اور اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی دھار اپنی چھاتی پر پھر اپنی تلوار پر اپنا پورا وزن ڈال کر خودکشی کر لی، تو دوسرا آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور عرض کیا، میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں'' آپ نے پوچھا ''کیا سبب ہے؟'' تو اس نے کہا: وہ آدمی جس کے بارے میں آپ نے ابھی بتایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزری تھی، تو میں نے لوگوں کو کہا تھا میں اس کے انجام کو جاننے کا ذمہ لیتا ہوں، میں اس کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ وہ شدید زخمی ہو گیا تو اس نے جلد موت چاہی، اس کے لیے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی دھار اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر اس پر بوجھ ڈال دیا اور خودکشی کر لی تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے جیسا کہ لوگوں کو نظر آتا ہے یعنی ظاہری اعتبار سے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور ایک دوسرا آدمی لوگوں کو نظر آنے کے اعتبار سے دوزخیوں والے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔''

مفردات الحدیث

❁ ❶ **شاذة**: لوگوں سے الگ ہونے والا انفاذ ة اکیلا، تنہا۔ ❷ **اَجْزَأَمِنَّا**: ہمارے کام آیا، ہمارے لیے کافی ہوا اور ہمیں فائدہ پہنچایا۔ ❸ **لَايَدَعُ احدًا**: وہ بہت جری اور بہادر ہے ہر ایک پر غلبہ پا لیتا ہے۔ ❹ **اَنَا صَاحِبه**: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ ❺ **نصل**: پھل۔ ❻ **ذُبَاب**: دھار۔ ❼ **اعظم الناس ذالك**: لوگوں نے اس کو بہت بڑا خیال کیا۔ لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گزری۔

[307] ۱۸۰ـ(۱۱۳) حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرِیُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ سَمِعْتُ

عَنِ الْحَسَنِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا اٰذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَاِ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللّٰهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ۔

[307] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی الجنائز، باب: ما جاء فی قاتل النفس برقم (۱۲۹۸) وفی الانبیاء، باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل برقم (۳۷۲٦) انظر ((التحفة)) برقم (۳۲٥٤)

[307] ۔ حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اگلے لوگوں میں ایک آدمی تھا اسے پھوڑا نکلا، جب اس نے اسے اذیت دی تو اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اس پھوڑے کو چیرا دیا جس سے خون نکلنا بند نہ ہوا اور وہ مر گیا، اللہ تعالیٰ تمہارے رب نے فرمایا: ''میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔'' پھر حسن نے مسجد کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا، ہاں! اللہ کی قسم! یہ حدیث مجھے جندب رضی اللہ عنہ نے اسی مسجد میں رسول اللہ ﷺ سے سنائی تھی۔

مفردات الحدیث ❀ ❶ قرحة: پھوڑا، پھنسی۔ ❷ کنانة: ترکش۔ ❸ نکاھا: اسے چھیلا، چیرا دیا۔ ❹ لم یرقاء الدم: خون نکلنا بند نہ ہوا، خون نہ رکا۔ ❺ خراج: پھوڑا۔

[308] ۱۸۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَنِ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيُّ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ))

[308] ۔ حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں حدیث سنائی، نہ ہم بھولے ہیں اور نہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ جندب نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنی طرف سے بات منسوب کی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی کے پھوڑا نکلا۔'' پھر اوپر والی حدیث بیان کی۔

۴۸...... بَاب: غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

باب ٤٨: غنیمت میں خیانت کی شدید ممانعت اور یہ حقیقت ہے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ (اور اس حقیقت کا اظہار کہ جنت میں مومن ہی داخل ہوں گے)

[309] ۱۸۲۔(۱۱٤) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتّٰى مَرُّوا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[308] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٣)

[309] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في السير، باب: ما جاء في الغلول، باختصار، قال: هذا حديث حسن صحيح غريب برقم (١٥٧٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٠٤٩٧)

((كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ))

[309]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی کہ جب خیبر کا دن تھا، تو نبی اکرم ﷺ کچھ ساتھی آئے اور کہنے لگے، فلاں شہید اور فلاں شہید ہوا، یہاں تک کہ ایک آدمی کا تذکرہ ہوا۔ تو کہنے لگے، وہ شہید ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہرگز نہیں، میں نے اسے ایک دھاری دار چادر یا عباء کی خیانت کرنے کی بنا پر آگ میں دیکھا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! لوگوں میں جا کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔'' تو میں نے نکل کر (لوگوں میں) اعلان کیا، خبردار ہو جاؤ، جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔''

مفردات الحدیث ❶ **غُلُول**: غنیمت میں خیانت کرنا، اور بعض حضرات کے بقول ہر چیز میں خیانت غلول ہے۔ ❷ **بُردة**: دھاری دار چادر یا بڑی چادر اور بقول بعض منقش سیاہ لوئی۔ ❸ **عَبَاءَة**: کپڑوں کے اوپر اوڑھنے والی بڑی چادر۔

[310] ۱۸۳۔(۱۱۵) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهٰذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ فَقُلْنَا هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ)) قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ

[310] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المغازي، باب: غزوة خيبر برقم (۳۹۹۳) وفي الايمان والنذور، باب: هل يدخل في الايمان والنذور الارض والغنم والزروع والامتعة برقم (٦٣٢٩) وابوداود في ((سننه)) في الجهاد، باب: في تعظيم الغلول برقم (۲۷۱۱) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۱۲۹۱٦)

رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((شِرَاكٌ مِنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ))

[310] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی معیت میں خیبر گئے، اللہ نے فتح عنایت فرمائی، ہمیں غنیمت میں سونا یا چاندی نہ ملا، ہمیں غنیمت میں سامان، غلہ اور کپڑے حاصل ہوئے، پھر ایک وادی کی طرف چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا، جو جذام قبیلہ کے ایک آدمی نے آپ کو ہبہ کیا تھا، جو بنوضبیب سے تھا، جسے رفاعہ بن زید کہتے تھے، جب ہم نے اس وادی میں پڑاؤ کیا، تو رسول اللہ ﷺ کا غلام (مدعم نامی) آپ کا پالان کھولنے کے لیے اٹھا، اس کو ایک تیر مارا گیا جو اس کی موت کا باعث بنا۔ تو ہم نے کہا، اسے شہادت مبارک ہو، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! وہ شملہ جو اس نے خیبر کے دن مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھائی تھی، اس پر آگ بن کر، بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر لوگ خوفزدہ ہوگئے، ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا، اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خیبر کے دن ملے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کا ایک تسمہ یا آگ کے دو تسمے۔"

مفردات الحدیث ❶ يَحُلُّ رَحْله: آپ کا پالان یا کجاوا کھول رہا تھا۔ ❷ حَتْف: موت۔ ❸ هَنِيئًا لَه: اسے مبارک ہو۔ اس کے لیے مسرت اور خوش گواری کا باعث ہو۔ ❹ شَمْلَه: کھلی اوڑھنے کی چادری۔ ❺ تَلْتَهِبُ: بھڑک رہی ہے، شعلہ زن ہے۔ ❻ غنائم: غنیمت کی جمع، دشمن سے جنگ کے وقت حاصل ہونے والا مال۔ ❼ مَقَاسِم: مَقْسِم کی جمع ہے، جو تقسیم یا بانٹنے کے معنی میں ہے۔ ❽ شِراك: چمڑے کا تسمہ۔

فائدہ: ......تمام لوگوں کی مشترکہ چیز میں سے کسی ایک کا ان کی اجازت کے بغیر کچھ اٹھا لینا اگرچہ وہ معمولی چیز ہو، انتہائی خوفناک جرم ہے جس کی آج کل لوگوں کو بالکل پرواہ نہیں ہے، مفاد عامہ کی چیزوں یا مفاد عامہ کی جگہوں پر قبضہ کرنے کی وبا عام ہو چکی ہے، سیلاب، زلزلہ وغیرہ آفتوں کے سلسلہ میں حاصل ہونے والی اشیاء کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ حرکت کرنے والا شہادت کے عظیم رتبہ سے بھی محروم ہو جاتا ہے اس لیے ان کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

۴۹...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسَهُ لَا يَكْفُرُ

باب ٤٩: خودکشی کرنے والا کافر نہیں ہے

[311] ١٨٤-(١١٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

[311] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٢٦٨٢)

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ لِلَّذِي ذَخَرَ اللَّهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ))

[311]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ایک مضبوط قلعہ اور محافظ دستہ کی خواہش رکھتے ہیں۔'' تو آپ نے انکار فرمایا، کیونکہ یہ سعادت اللہ نے انصار کے حصہ میں رکھی تھی، تو جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ طفیل بن عمرو بھی ہجرت کر کے آپ کے پاس آ گیا، اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک آدمی نے بھی ہجرت کی، انہوں نے مدینہ کی آب و ہوا ناموافق پائی، تو وہ آدمی بیمار ہو گیا اور گھبرا گیا، اس نے اپنا لمبا چوڑا تیر لیا اور اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے، دونوں ہاتھوں کا خون بہہ گیا اور وہ اس کی وجہ سے مر گیا۔ طفیل بن عمرو نے اسے خواب میں دیکھا اس کی ہیئت وکیفیت اچھی دیکھی اور اسے دیکھا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں۔ طفیل نے اس سے پوچھا، تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا: مجھے بخش دیا، کیونکہ میں نے اس کے نبی اکرم ﷺ کی خاطر گھر بار چھوڑا تھا، تو پوچھا: تم نے دونوں ہاتھ کیوں چھپائے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے بتایا گیا جو چیز تو نے خود ہی خراب کی ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے۔ تو طفیل نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کو سنایا، تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی معاف فرما (ان کو بھی درست کر دے)۔

مفردات الحدیث

❶ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ، حَصْنٍ: کیا آپ کو پختہ اور مستحکم قلعہ کی رغبت وخواہش ہے، حصن حصین یہ رومیوں کا قلعہ تھا۔ ❷ مَنْعَةٌ: قوت وطاقت اور پناہ، یا یہ مانع کی جمع ہوگا تو محافظ دستہ وجماعت مراد ہوگی۔ ❸ فَاجْتَوَوْا: کسی جگہ کو پریشانی یا بیماری کے سبب اپنے لیے پسند نہ کرنا، بعض کے نزدیک بلا قید، کسی جگہ کی رہائش کو پسند نہ کرنا (اگرچہ وہاں آسودگی اور خوشحالی میسر ہو) یہ جَوِیٰ سے ماخوذ ہے، جو پیٹ کی بیماری ہے۔ ❹ مَشَاقِص: مِشْقَص کی جمع ہے، جو بقول بعض لمبے پھل والے تیر کو کہتے ہیں، بعض کے نزدیک

چوڑے پھل والا اور بقول امام نووی ماطال وعرض ، جو لمبا اور چوڑا ہو۔ ❺ بَرَاجم: برجمة کی جمع ہے، انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔ ❻ شَخَبَتْ يداه: دونوں ہاتھوں کا خون بہہ گیا۔

فوائد :...... ❶ ہجرت ایک عظیم نیکی ہے، جو خودکشی جیسے سنگین جرم کی معافی کا باعث بن جاتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کبیرہ گناہ کی بھی معافی ہو سکتی ہے، اور اس کا مرتکب کافر نہیں ہے، ہاں اگر کسی وجہ سے معافی نہ مل سکی تو عذاب ہوگا۔ ❷ خوارج ومعتزلہ اور مرجئہ دونوں فریقوں کا موقف غلط ہے، مسلمان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ کے لیے جہنمی نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو معاف کر کے سیدھا جنت میں بھیج دے اور چاہے تو سزا کے بعد جنت میں داخل کرے، اس لیے گناہوں سے احتراز ضروری ہے۔ ❸ انسان اپنے اعضاء وجوارح کے استعمال میں خودمختار اور آزاد نہیں ہے کہ جیسے چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے۔ اس لیے انسانی اعضاء کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے صرف اللہ کی رضا کی خاطر، اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا جا سکتا ہے۔

٥٠...... بَاب: فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ فِي قُرْبِ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْإِيمَانِ

باب ٥٠: وہ ہوا جو قیامت کے قریب چلے گی اور ہر اس شخص کی روح کو قبض کر لے گی جس کے دل میں کچھ نہ کچھ ایمان ہوگا

[312] ١٨٥-(١١٧) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِّنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ و قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ))

[312]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یمن سے ایک ہوا بھیجے گا، جو ریشم سے زیادہ ملائم ہوگی اور جس شخص کے دل میں بھی بقول ابو علقمہ، دانہ برابر اور بقول عبدالعزیز ذرہ برابر ایمان ہوگا اس کی روح قبض کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔''

٥١...... بَاب: الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

باب ٥١: فتنوں کے ظہور وغلبہ سے پہلے پہلے اعمال صالحہ کی طرف لپکنے کی ترغیب

[313] ١٨٦-(١١٨) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

---

[312] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٣٤٦٨)

[313] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٣٩٩٠)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا))

[313] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان فتنوں سے پہلے پہلے جو رات کے تاریک ٹکڑوں کی طرح چھا جائیں گے، نیک اعمال کرلو، صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر اپنا دین ایمان دنیوی سامان کے عوض بیچ ڈالے گا۔''

مفردات الحدیث ❶ فِتَن: فتنہ کی جمع ہے، آزمائش وامتحان کی چیز۔ ❷ بَادِرُوْا: جلدی کرو، سبقت کرو۔ ❸ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ: تاریک رات کے ٹکڑے، یعنی بکثرت فتنوں کا ظہور ہوگا۔

فوائد:...... ❶ انسان کو اپنی صحت وعافیت کے اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے چاہئیں، معلوم نہیں حالات میں کب تبدیلی واقع ہو جائے، اور نیکی کرنا مشکل ہو جائے، دنیوی مفادات ومنافع کو نظر انداز کر کے نیکی کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ دنیوی مفادات ومنافع کو نظر انداز کر دے۔ ❷ ایمان کی تباہی و بربادی کا باعث دنیوی مفادات واغراض ہیں، جن کا اسیر ہو کر انسان اپنے ایمان سے محروم ہو سکتا ہے، اور ان اغراض ومفادات کو قربان کرنا مشکل ہے، جیسا کہ آج کل ہمارے معاشرہ کے حالات سے محسوس ہو رہا ہے اور کامیابی وکامرانی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ انسان دنیوی مفادات سے بلند ہو کر ہی کچھ حاصل کر سکتا ہے۔

۵۲...... بَاب: مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهُ

باب ۵۲: مومن کا اپنے عمل کے ضائع ہونے سے ڈرنا

[314] ۱۸۷ ـ (۱۱۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اشْتَكٰى)) قَالَ سَعْدٌ إِنَّهُ لَجَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوٰى قَالَ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي

[314] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۳۴۳)

مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

[314] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا، جب یہ آیت اتری، اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو (آیت کے آخر تک) تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے، میں تو دوزخی ہوں، اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رک گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اے ابوعمرو! ثابت کو کیا ہوا؟ کیا وہ بیمار ہے؟ سعد نے جواب دیا، وہ میرا پڑوسی ہے اور مجھے اس کی بیماری کا علم نہیں ہے۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ، ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور رسول اللہ ﷺ کی بات سنائی تو ثابت نے جواب میں کہا یہ آیت اتر چکی ہے اور تم جانتے ہو میری آواز تم سب کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند ہے، اس بنا پر میں جہنمی ہوں، اس جواب کا ذکر سعد نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں وہ تو جنتی ہے۔''

فائدہ :...... اگر رسول اللہ ﷺ کی آواز سے شعوری طور پر آواز بلند کرنا حبط اعمال کا باعث ہے تو آپ کے پیغام اور آپ کے حکم پر اپنے یا کسی کے قول و فعل کو ترجیح دینا کیسے روا ہو سکتا ہے، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ، خطیب انصار تھے اور ان کی آواز طبعی طور پر بلند تھی، وہ اپنی بات منوانے کے لیے آواز میں زور اور بلندی پیدا نہیں کرتے تھے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی ہو اور اس سے آپ کے دل میں تکدر وملال پیدا ہو، جس کی بنا پر انسان کے اعمال ضائع ہو جائیں، چونکہ ان کی آواز طبعی طور پر بلند تھی بلند کرتے نہیں تھے، اس لیے آپ کی اذیت و تکلیف کا باعث نہ تھی، اس لیے آپ نے فرمایا اس کے عمل رائیگاں نہیں، اس لیے وہ جنتی ہے، اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ آپ کو جنتیوں اور دوزخیوں کا علم تھا اگر آپ کو سب کا علم تھا، تو صرف چند صحابہ کے بارے میں یہ بات کیوں فرمائی؟

[315] ۱۸۸۔(...) وحَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

[315] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ انصاریوں کے خطیب تھے، جب یہ آیت اتری، آگے حماد کی حدیث کی طرح ہے لیکن اس میں سعد بن معاذ کا واقعہ نہیں ہے۔

[315] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٢٦٩)

[316] وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ

[316] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اتری۔ حدیث میں سعد بن معاذ کا ذکر نہیں ہے۔

[317] (. . .) وحَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

[317] حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری، آگے مذکورہ حدیث بیان کی اور سعد بن معاذ کا ذکر نہیں کیا، اتنا اضافہ کیا کہ ہم اسے اپنے درمیان چلتا دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ وہ جنتی آدمی ہے۔

۵۳...... بَاب: هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب ۵۳: کیا جاہلیت کے دور کے اعمال کا مواخذہ ہوگا؟

[318] ۱۸۹-(۱۲۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ))

[318]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے جاہلیت کے عملوں پر مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”جس نے اسلام لانے کے بعد اچھے اعمال کیے، اس کے جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس نے برے عمل کیے اس کے جاہلیت اور اسلام دونوں کے اعمال کا مواخذہ ہوگا۔“

[316] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤١٢)

[317] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤٠٢)

[318] البخاري في ((صحيحه)) في استتابة المرتدين، باب: اثم من اشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة برقم (٦٥٢٣) انظر ((التحفة)) بر (٩٣٠٣)

فائدہ:...... اسلام لانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے کفر کے اعمال سے باز آ جائے، اس لیے، اسلام لانے سے تمام سابقہ اعمال معاف ہو جاتے ہیں، ایک انسان ایمان لانے کے بعد بھی اگر سابقہ اعمال سے باز نہیں آ تا تو اس کا معنی یہ ہے وہ ظاہری طور پر مسلمان ہوا ہے، اس نے حقیقی طور پر اسلام کو قبول نہیں کیا۔" اس لیے اس کا تمام اعمال پر مواخذہ ہوگا۔"

[319] ۱۹۰۔(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

[319]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہمارا جاہلیت کے عملوں پر مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "جس نے اسلام لانے کے بعد اچھے عمل کیے، اس کے جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں برا طریقہ اختیار کیا اس کے پہلے اور پچھلے اعمال پر مواخذہ ہوگا۔"

[320] ۱۹۱۔(...) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[320]۔ امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی ہے۔

۵۴...... بَاب: كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ

باب ٥٤: اسلام ایسے ہی حج اور ہجرت پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں

[321] ۱۹۲۔(۱۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ

عَنْ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ

[319] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی استتابة المرتدین، باب اثم من اشرك بالله، وعقوبته فی الدنیا والآخرة۔ برقم (٦٥٢٣) وابن ماجه فی ((سننه)) فی الزهد، باب: ذکر الذنوب برقم (٤٢٤٢) انظر ((التحفة)) برقم (٩٢٥٨)

[320] تقدم تخریجه بمثل الحدیث السابق (٣١٥)

[321] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٠٧٣٧)

فَبَكَى طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ لَهُ مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ ((مَا لَكَ يَا عَمْرُو)) قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَه)) مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنَيَّ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

[321] ۔ابن شمامہ مہری سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی موت کے وقت موجود تھے تو وہ دیر تک روتے رہے اور چہرہ دیوار کی طرف کر لیا، تو ان کا بیٹا کہنے لگا: اے ابا جان! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں چیز کی بشارت نہیں دی؟ کیا فلاں بشارت نہیں دی تھی؟ تو وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور کہا: ہم سب سے بہتر چیز جس کا اہتمام و تیاری کرتے ہیں اللہ کی الوہیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے اور مجھ پر تین قسم کے حالات گزرے ہیں (پہلا یہ) میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں پایا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بغض نہ تھا، اور نہ اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے پسند تھی کہ میں آپ پر قابو پا کر آپ کو قتل کر دوں اگر میں (خدانخواستہ) اس حالت میں مر جاتا تو میں یقیناً دوزخی ہوتا۔ (دوسرا حال) جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اپنا دایاں ہاتھ بڑھایئے

تا کہ میں آپ کی بیعت کر سکوں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلا دیا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ نے فرمایا: اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا، شرط طے کرنا چاہتا ہوں، فرمایا: کیا شرط چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: مجھے معافی مل جائے، آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟ اور ہجرت پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے؟ اور حج پہلے گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے؟'' اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا اور نہ ہی آپ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی جلیل القدر تھا، اور میں آپ کی عظمت کی بنا پر آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا، اور اگر مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھا جائے تو میں بیان نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نے آپ کو آنکھیں بھر کر دیکھا ہی نہیں اور اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو مجھے امید ہے کہ میں جنتی ہوتا۔ (تیسرا حال یہ ہے) پھر کچھ امور ہمارے سپرد ہوئے، میں نہیں جانتا ان کی ادائیگی میں میری حالت کیا رہی، (ان کی بنا پر میرا انجام کیا ہوگا) تو جب میں مر جاؤں کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ ہو، اور نہ ہی آگ ہو۔ اور جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد، اتنا وقت ٹھہرنا جس میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے، تا کہ میں تمہاری وجہ سے انس حاصل کر سکوں اور دیکھ لوں اپنے رب کے فرستادوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں؟

مفردات الحدیث ❶ سِيَاقُ الموت: موت کی آمد، موت کا قرب۔ ❷ أَطْبَاق: طبق کی جمع ہے، حالت۔ ❸ إِسْتَمْكَنْتُ: مکنت وقدرت حاصل کر سکوں۔ ❹ مُكْنَة (قوت) سے ماخوذ ہے۔ ❺ أُبْسُطْ يَمِينَكَ: اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے۔ ❻ يَهْدِمُ ما قبله: پہلے اثرات مٹا دیتا ہے یا ختم کر دیتا ہے، یعنی اس سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ❼ إِجْلَال: جلالت سے ماخوذ ہے، عظمت وبڑائی۔ ❽ أَن أَصِفَهُ: آپ کا حلیہ وصورت بیان کروں۔ ❾ شُنُّوا عَلَی التراب: مجھ پر مٹی ڈالنا۔ ❿ نائحة، نوحہ اور ماتم کرنے والی۔ ⓫ جَزُور، اونٹنی جسے نحر کیا جاتا ہے۔

فوائد:...... ❶ حدیث سے اسلام، ہجرت اور حج کی عظمت اور مقام ومرتبہ ظاہر ہے اگر یہ کام اخلاص اور حسن نیت سے کیے جائیں تو ان سے پہلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور گناہوں کی نحوست سے پاک صاف ہو کر انسان نیکی کرنے کا جذبہ حاصل کر لیتا ہے، اسلام لاتے ہی مبغوض ترین شخصیت، محبوب ترین بن جاتی ہے۔ ❷ جاہلیت کے دور میں مرنے والے کے ساتھ، اس کی عظمت اور قدر ومنزلت کے اظہار کے لیے ماتم کرنے والی جاتی تھیں، اور اس کی جود وسخا کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آگ بھی ساتھ لے جائی جاتی تھی، جاہلیت کے اس شعار کو اسلام نے ختم کر دیا۔ ❸ حاضرین کو قبر پر مٹی ڈالنا چاہیے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس کچھ وقت کے لیے رک کر ثابت قدمی کی دعا کرنا مسنون ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قبر کے پاس جو گفتگو کی جاتی ہے قبر والا اس کو سنتا ہے جوتوں کی آواز سننے اور ہر چیز سننے میں بہت فرق ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۷٦)

[322] ١٩٣-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَاللَّفْظُ لِإِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا وَنَزَلَ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ الآيَةَ

[322]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مشرک لوگوں نے (جاہلیت کے دور میں) بہت قتل کیے، بہت زنا کیے، پھر محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے آپ جو کچھ فرماتے ہیں اور جس راہ کی دعوت دیتے ہیں، بہت اچھا ہے اگر آپ ہمیں یہ بتا دیں کہ جو عمل ہم کر چکے ہیں ان کا کفارہ ہے (تو ہم ایمان لے آئیں) تو یہ آیت نازل ہوئی جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے محفوظ قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق طور پر، اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا۔ (فرقان: ٦٨) اور نازل ہوا: ''اے میرے بندو! جو اپنے اوپر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔'' (زمر: ٥٣)

فائدہ:...... حدیث کا پورا مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں آیتوں کے بعد والی آیات کو پڑھا جائے۔ تاکہ یہ بات واضح ہو سکے، کہ توبہ سے (اسلام لانا بھی کفر و شرک سے توبہ ہے) تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

٥٥...... بَاب: بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ

باب ٥٥: اسلام لانے کے بعد (کافر کے سابقہ اعمال کا حکم)

[323] ١٩٤-(١٢٣) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[322] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی التفسير، باب قوله تعالى: ﴿يا عبادی الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم﴾ برقم (٤٥٣٢) وابوداود فی ((سننه)) فی الفتن والملاحم، باب: فی تعظيم قتل المؤمن برقم (٤٢٧٤) مختصرا، من غير ان يذكر القصة۔ واخرجه النسائی فی ((المجتبى)) ٧/ ٢٢٦ فی التحريم، باب: تعظيم الدم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٥٦٥٢)

[323] اخرجه البخاری فی ((صحيحه)) فی الزكاة، باب: من تصدق فی الشرك ثم اسلم ←

قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)) وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ

[323] ۔عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حکیم بن حزام نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، بتایئے وہ امور جو میں جاہلیت کے دور میں گناہ سے بچنے کی خاطر کرتا تھا، کیا مجھے ان کا کچھ اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جوتم پہلے نیکیاں کر چکے ہو، ان کے ساتھ اسلام لائے ہو۔'' تَحنّث، تعبد یعنی عبادت وبندگی کو کہتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ اُمور: امر کی جمع ہے مراد کام اور عمل ہیں۔ ❷ اَتَحَنَّثُ: تحنث سے ماخوذ ہے، یعنی ایسا کام کرنا جس کی بنا پر انسان گناہ سے نکل جائے، مقصود عبادت یا نیک کام کرنا ہے۔

فائدہ :...... قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کافر انسان کی اطاعت وعبادت یا نیکی کا اعتبار نہیں ہے، کیونکہ کام (عمل) نیکی اس صورت میں بنتا ہے جب اسے آخرت پر یقین رکھتے ہوئے آخرت میں اجر وثواب کے حصول کے لیے کیا جائے اور کافر یہ یقین نہیں رکھتا، لیکن اسلام اور ایمان اپنے اندر اتنا وزن اور قوت رکھتے ہیں کہ کفر کی حالت میں کی گئی بے وزن اور بیکار نیکیاں، ان کے اندر بھی وزن پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بھی کار آمد بن جاتی ہیں اگر کافر کفر پر مرتا تو یہ اعمال رائیگاں جاتے، اس سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ'' عملوں کے نتیجہ کا مدار خاتمہ پر ہے۔

[324] ۱۹۵۔(. . .) وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيهَا أَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ))

← برقم (١٣٦٩) وفى البيوع، باب: شراء المملوك من الحربى، وهبته وعتقه برقم (٢١٠٧) وفى العتق، باب: عتق المشرك برقم (٢٤٠١) وفى الادب، باب من وصل رحمه فى الشرك ثم اسلم برقم (٥٦٤٦) انظر ((التحفة)) برقم (٣٤٣٢)

[324] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣١٩)

[324] ۔حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بتایئے وہ امور (نیکیاں) جو میں جاہلیت کے دور گناہ سے بچنے کے لیے کرتا تھا یعنی صدقہ وخیرات، غلاموں کی آزادی، صلہ رحمی تو کیا یہ اجر کا باعث ہوں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پہلی نیکیوں پر اسلام لایا ہے (یعنی سابقہ نیکیاں قائم ہیں)۔

[325] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ))** قُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ

[325] حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، وہ نیکیاں جو میں جاہلیت کے دور میں کیا کرتا تھا (بقول ہشام یعنی میں ان کے ذریعہ نیکی واحسان کرتا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان گذشتہ نیکیوں کے سبب ایمان لائے ہو۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے جو کام جاہلیت میں کیے تھے، ان میں سے کسی عمل کو نہیں چھوڑوں گا، مگر ویسا ہی اسلام میں بھی کروں گا۔ جاہلیت والے کام اسلام کی حالت میں کرتا رہوں گا۔

مفردات الحدیث

* **اَتَبَرَّرُبِهَا**: بر (نیکی، احسان) سے ماخوذ ہے، ان کے ذریعہ لوگوں سے احسان اور اللہ کا تقرب چاہتا تھا۔

فائدہ:......اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی لیا گیا ہے جاہلیت کے دور کے نیک اعمال نے تیرے اندر، اسلام لانے کی صلاحیت واستعداد پیدا کی، اور وہ تیرے اسلام لانے کا باعث وسبب بنے، یا یہ ان ہی نیکیوں کی برکت اور نتیجہ ہے کہ تم اسلام لے آئے ہو۔

[326] ۱۹۶۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

---

[325] تقدم تخرجه ((۳۱۹)

[326] تقدم تخريجه (۳۱۹)

[326] ۔ ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ سواری کے لیے صدقہ کیے پھر اسلام لانے کے بعد بھی سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ سواری کے لیے خیرات کیے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

۵۶...... بَاب: صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ

باب ۵۶: ایمان کی سچائی اور اخلاص

[327] ۱۹۷ ـ(۱۲۴) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ)) يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

[327] ۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی۔“ (الانعام: ۸۲) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ آیت بہت شاق (بھاری) گزری۔ انہوں نے گزارش کی، ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آیت کا مطلب وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو۔“ ظلم سے مراد وہ ہے جیسا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: ”اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کر، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“ (لقمان: ۱۳)

[328] ۱۹۸ ـ(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَهُوَ ابْنُ

---

[327] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الایمان، باب: ظلم دون ظلم برقم (۳۲) وفی الانبیاء، باب: قول الله تعالی: ﴿واتخذ الله ابراهیم خلیلا﴾ برقم (۳۱۸۱) وفی باب: قوله تعالی: ﴿ولقد اتینا لقمان الحکمة ان اشکر لله﴾ برقم ۳۲۴۵، ۳۲۴۶ وفی التفسیر الأنعام باب ولم یلبسوا إیمانهم بظلم برقم (۴۳۵۳) وفی تفسیر سورة لقمان، باب: ﴿لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظیم﴾ برقم (۴۴۹۸) وفی استتابة المرتدین والمعاهدین وقتالهم، باب: اثم من اشرك بالله، وعقوبته فی الدنیا والآخرة برقم (۶۵۲۰) وفی باب: ما جاء فی المتاولین برقم (۶۵۳۸) والترمذی فی ((جامعه)) فی التفسیر، باب ۷ ومن سورة الانعام وقال: هذا حدیث حسن صحیح برقم (۳۰۶۷) انظر ((التحفة)) برقم (۹۴۲۰)

[328] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۳۲۳)

يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوَّلًا أَبِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

[328]۔امام صاحب اپنے بہت سے دوسرے اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......ظلم کا لغوی معنی "وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَحَلِّهٖ" ہے کسی چیز کو اس کے موقع اور محل کی بجائے دوسرے محل میں رکھنا یعنی بے جا کام کرنا۔ اس اعتبار سے ایک حقیر اور معمولی گناہ بھی ظلم ہے اور بڑے سے بڑا گناہ بھی ظلم ہے گویا ظلم کلی مشکک ہے جس کے تمام افراد وجزئیات یکساں درجہ کے نہیں ہوتے، اس لیے صحابہ کے لیے یہ آیت ناگواری کا باعث بنی کہ چھوٹا موٹا گناہ تو ہر فرد بشر سے صادر ہو جاتا ہے اس سے تو معصوم کے سوا کوئی نہیں بچ سکتا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کہ ظلم کس سے صادر نہیں ہوتا؟ تو آپ نے بتا دیا کہ یہاں ظلم سے مراد، ہر قسم کا ظلم نہیں ہے بلکہ وہ ظلم ہے جو ایمان کے ساتھ جمع ہو کر اس کے مٹانے کا باعث بنتا ہے یعنی شرک مراد ہے جو انسان کے ایمان کو ختم کر دیتا ہے شرک کے سوا کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو ایمان کو کالعدم قرار دے۔

٥٧...... بَاب: بَيَانِ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يُكَلِّفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ

باب ٥٧: اللہ تعالیٰ نے انسان پر اتنی ہی ذمہ داری ڈالی ہے جتنی اس کے بس میں ہے

[329] ١٩٩-(١٢٥) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ وَأُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ وَاللَّفْظُ لِأُمَيَّةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا أَيْ رَسُولَ اللَّهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا نُطِيقُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) قَالُوا سَمِعْنَا

[329] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٠١٤)

وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي إِثْرِهَا آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَالَ نَعَمْ

[329]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آیت اتری: ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے، اور تمہارے نفسوں (دلوں) میں جو کچھ ہے اس کو ظاہر کر دیا چھپاؤ، اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا، پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ (بقرہ: ۲۸۴) تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر شاق گزری، تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دو زانو بیٹھ گئے، اور کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! ہمیں ایسے اعمال کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے جو ہماری مقدرت میں ہیں (ہم کر سکتے ہیں) نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ اور اب آپ پر یہ آیت اتری ہے جس پر عمل ہمارے بس میں نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں کتابوں والوں (یہود ونصاریٰ) جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کی طرح کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی (نہ مانا) بلکہ یوں کہو، ہم نے سنا اور اطاعت کی (مانا) اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم نے سن کر مان لیا، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پہنچنا ہے۔'' جب صحابہ نے یہ الفاظ پڑھے تو ان کے لیے ان کی زبانیں نرم ہو گئیں، (آسانی سے الفاظ ان کی زبانوں پر جاری ہو گئے) اللہ نے پہلی آیت کے بعد یہ آیات اتاریں ''اور رسول پر اس کے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا، اس پر رسول اور مومن، ایمان لے آئے، سب ایمان لائے، اللہ اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں کے درمیان (ایمان لانے میں) بالکل فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا، ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا، اے ہمارے رب ہم تیری بخشش کے خواستگار ہیں اور تیری ہی طرف واپسی ہے۔'' (بقرہ: ۲۸۵)

جب انہوں نے یہ کہا تو اللہ نے آیت اتاری، جس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا: ''اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتا (ذمہ داری نہیں ڈالتا) اس کے نفع کے لیے ہیں (جو نیکیاں) اس نے کمائیں، اور اسی پر وبال ہے (ان برائیوں کا) جو اس نے کیں، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا یا اگر ہم چوک جائیں (تو پھر بھی نہ پکڑنا) (اللہ نے فرمایا، ٹھیک ہے) اے ہمارے مالک! اور ہم پر بوجھ نہ ڈال ان لوگوں کی طرح جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں (اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے) اے ہمارے آقا! ہم کو ہماری طاقت سے زیادہ احکام کا مکلف نہ ٹھہرا (ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں) (اللہ نے فرمایا: اچھا) اور ہم سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر مہربانی فرما تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما (اللہ نے فرمایا، ٹھیک ہے)۔'' (سورہ بقرہ: ۲۸۶)

مفردات الحدیث

* نسخ: کا لغوی معنی ہے ازالہ کرنا، ہٹا دینا، کہتے ہیں۔ نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ: ''دھوپ نے سایہ زائل کر دیا۔'' دوسرا معنی ہے نقل کرنا، کہتے ہیں۔ نَسَخْتُ الْكِتَابَ: میں نے کتاب نقل کی۔

فائدہ:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ﴿مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ﴾ کے ما کو عام سمجھا کہ دل کے اندر جو وساوس آتے ہیں یا جن خیالات کا خطور ہوتا ہے یا دل کے اندر جو عقائد وافکار جم جاتے ہیں، سب اس میں داخل ہوتے ہیں جب کہ دل کے اندر پیدا ہونے والے خیالات یا وساوس جو آتے اور گزر جاتے ہیں، وہ انسان کے بس میں نہیں ہیں۔ اگر ان پر بھی مواخذہ ہو تو کوئی انسان مواخذہ سے بچ نہیں سکے گا، اس لیے یہ آیت ان کے لیے انتہائی پریشانی اور اضطراب کا باعث بنی۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ یہ ظاہری معنی مراد نہیں تھا۔ مواخذہ تو انھی افکار ونظریات یا دل میں جم جانے والے عقائد وتصورات پر ہے جن کو انسان شعوری طور پر دل میں جگہ دیتا ہے، اس لیے آپ نے جواب دیا، اہل کتاب والا طرز عمل اختیار نہ کرو کہ جو کام ان کے بس میں ہوتے تھے وہاں بھی ان کا عمل سمعنا اور عصینا تھا کہ (سن لیا لیکن عمل نہیں کریں گے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سر تسلیم خم کر دیا تو اگلی آیت میں ظاہری معنی لینے کی تردید کر دی گئی۔ اور پہلی آیت کا مفہوم واضح ہو گیا۔ ظاہری معنی کی تبدیلی وتغییر یا ازالہ کو نسخ سے تعبیر کیا گیا ہے، رفع حکم والا معنی مراد نہیں ہے کہ پہلے تو یہی حکم کہ وساوس وخطرات پر بھی مواخذہ ہوگا، جو انسان کے بس میں نہیں ہیں اور پھر ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا﴾ سے اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا ہو، بلکہ اللہ کا مقصد پہلے ہی سے دل میں جم جانے والے عقائد واعمال تھے۔

[330] ۲۰۰۔(۱۲۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي

[330] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في التفسير، باب: ومن سورة البقرة وقال: حديث حسن برقم (۲۹۹۲) انظر ((التحفة)) برقم (۵۴۳۴)

بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا)) قَالَ فَأَلْقَى اللّٰهُ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ۔

[330]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (البقرہ:۲۸۴) ''تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو ظاہر کر دیا چھپاؤ اللہ اس پر تمہارا مواخذہ کرے گا۔'' اتری۔ اس سے صحابہ کے دل میں اس قدر خوف پیدا ہوا جو کسی شے سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یوں کہو، ہم نے سنا، ہم نے اطاعت کی اور ہم نے مان لیا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یقین ڈال دیا، اس پر یہ آیت اتری: ''اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھہراتا، ہر شخص کو (ان نیکیوں پر ثواب ملے گا) جو اس نے کی ہیں۔ (اور ان پر اعمال کا اس پر وبال ہوگا) جو اس نے کیے ہیں۔ اے ہمارے آقا! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا (اللہ نے فرمایا، میں نے ایسا کر دیا) اے ہمارے رب! ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے (فرمایا: میں نے ایسا کر دیا) ہم سے درگزر فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مددگار اور کارساز ہے (اللہ نے فرمایا، میں نے ایسا کر دیا)۔''

۵۸......بَابُ تَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ

باب ۵۸: اللہ تعالیٰ نے حدیث نفس اور دل میں آنے والے خواطر سے درگزر فرمایا بشرطیکہ وہ دل میں جگہ نہ بنا لیں

[331] ۲۰۱۔(۱۲۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْعَنْبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

[331] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی العتق، باب الخطا والنسیان فی العتاقة والطلاق ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوا بِهِ))

[331] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان باتوں سے درگزر فرمایا ہے جو وہ اپنے نفس سے کرے، جب تک ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل پیرا نہ ہوں۔''

[332] ٢٠٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ))

[332] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان باتوں سے درگزر فرمایا ہے جو وہ اپنے نفس سے کرے جب تک اس پر عمل یا کلام نہ کرے۔''

امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث

❶ تَجَاوَزَ: درگزر کرنا، معاف کردینا۔ جَوَاز: (تساہل وچشم پوشی) سے ماخوذ ہے۔

❷ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا: نفس کے اعراب کے بارے میں علماء کے دو خیال ہیں: (۱) نفس، مفعول بہ اور منصوب ہے اس صورت میں معنی ہوگا، جو وہ اپنے دل سے بات کرے، مشہور اور زیادہ ظاہر یہی قول ہے اور قاضی عیاض نے حدیث "إِنَّ أَحَدَنَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ" (ہم میں سے ایک اپنے نفس سے بات کرتا ہے) سے اس کی تائید کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا زیادہ اظہار اسی سے ہوتا ہے۔ (۲) نفس، فاعل اور مرفوع ہے معنی اس کے دل

← ونحوه، ولا عتاق الا لوجه الله برقم (٢٣٩١) وفى الطلاق، باب: الطلاق فى الاعتراف والكره، والسكران والمجنون وامرهما والغلط والنسيان فى الطلاق والشرك وغيره، وما لا يجوز من اقرار الموسوس برقم (٤٩٦٨) وفى الايمان والنذور، باب اذا حنث ناسيا فى الايمان برقم (٦٢٨٧) وابوداود فى ((سننه)) فى الطلاق، باب: فى الوسوسة بالطلاق برقم (٢٢٠٩) والترمذى فى ((جامعه)) فى الطلاق، باب: ما جاء فيمن يحدث نفسه بطلاق امراته وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (١١٨٣) والنسائى فى ((المجتبى)) فى الطلاق، باب: من طلق فى نفسه ٦/ ١٥٧ وابن ماجه فى ((سننه)) فى الطلاق، باب من طلق فى نفسه ولم يتكلم به برقم (٢٠٤٠) وفى باب: طلاق المكره والناسى برقم (٢٠٤٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٨٩٦)

[332] تقدم تخرجه (٣٢٧)

میں بات آتی ہے۔امام طحاوی نے ﴿نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ﴾ سے اس کی تائید کی ہے اور بخاری کی حدیث بھی ہے۔ مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صَدْرُهَا لیکن ظاہر ہے، حدیث نفس اور وسوسہ میں فرق ہے۔اللہ تعالیٰ نے دونوں میں سے درگزر فرمایا ہے۔

فائدہ :...... خیالات وتصورات کی دو قسمیں ہیں، لیکن وہ دل میں جمتے نہیں ہیں وہ آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں، انسان ان پر غور وفکر نہیں کرتا اور نہ ان کا عزم وقصد یا ارادہ کرتا ہے، ان کو وساوس اور خطرات کا نام دیا جاتا ہے، دوسرے قسم کے خیالات وہ ہیں جو انسان خود دل میں لاتا ہے، ان پر غور وفکر کرتا ہے اور بعض دفعہ ان کا عزم وقصد اور ارادہ بھی کر لیتا ہے، ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق زبان یا اعضاء جوارح سے ہے جیسے چغلی، غیبت، بہتان یا چوری، زنا اور شراب پینا، دوسرے وہ جن کا تعلق قلب ودل سے ہے جیسے حسد، بغض وکینہ، کبر، نخوت، حرص، طمع وغیرہا، وساوس اور خطرات پر مواخذہ نہیں ہے۔اسی طرح اعضاء جوارح سے تعلق رکھنے والے اعمال کا دل میں قصد وارادہ کرنا یا عزم کرنا اس پر بھی مواخذہ نہیں ہے۔یہی امت محمدیہ کا شرف ہے، پہلی امتوں کا اس پر مواخذہ تھا لیکن جن چیزوں کا تعلق محض دل سے ہے یعنی وہ قالبی اعمال نہیں ہے، قلبی اعمال ہیں، ان کے ہم وعزم اور قصد وارادہ پر مواخذہ ہوگا کیونکہ وہ عمل میں آچکے ہیں، اس لیے مطلق یہ کہہ دینا کہ جو خیال میں جم گیا اور مضبوط ہوگیا یا اس کا عزم وقصد اور ارادہ کر لیا تو اس پر مواخذہ ہوگا، درست نہیں ہے کیونکہ آگے آرہا ہے کہ ایک انسان برائی کا ارادہ کر لیتا ہے لیکن اللہ کے خوف وڈر سے اس سے باز آجاتا ہے تو اس کا اجر وثواب ہوگا اگر محض ارادہ پر مواخذہ ہے تو اس پر گناہ ہونا چاہیے تھا۔

[333] وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَهِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[333] امام صاحب اپنے دو استادوں کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۵۹......باب اذا هم العبد بحسنة كتبت و اذاهم بسيئة لم تكتب

باب ۵۹: انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جب برائی کا قصد وعزم کرتا ہے (اس کو عمل میں نہیں لاتا) تو برائی نہیں لکھی جاتی

[334] ۲۰۳-(۱۲۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[333] تقدم تخرجه (٣٢٧)

[334] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في التفسير، باب- ٧- ومن سورة الانعام برقم ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا عَشْرًا))

[334]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب میرا بندہ کسی گناہ کا قصد وعزم کرے تو اس کو اس کے نامہ اعمال میں نہ لکھو اگر وہ اس کو عمل میں لائے تو اسے ایک بدی لکھو، اور جب نیکی کا قصد وعزم کرے تو اس کو ایک نیکی لکھ لو، پس اگر اس پر عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ لو۔''

مفردات الحدیث

هم قصد واراد: بعض حضرات نے ہم (قصد وارادہ) اور عزم (پختہ ومضبوط ارادہ) میں فرق کیا ہے ان کے نزدیک قصد اور ارادہ پر مواخذہ نہیں ہے لیکن عزم پر مواخذہ ہے، وہ دین میں آنے والے خیالات کو پانچ قسموں میں تقسیم کرتے ہیں: (۱) ھا جِسُ، کسی چیز کا اچانک خیال آ جائے اور گزر جائے۔ (۲) خَاطِر، کسی چیز کا بار بار خیال آئے لیکن اس کے کرنے یا بولنے کا قصد نہ کرے۔ (۳) حدیث نفس جس چیز کا خیال آئے، ذہن اس کی طرف راغب ہو اور اس کے حصول کا منصوبہ سوچے۔ (۴) ہم، کسی چیز کا دل میں خیال آئے، اور اس کے حصول کا ارادہ غالب ہو، اگرچہ کسی مختص نقصان کی بنا پر خفیف سا خیال ہو اس کو حاصل نہ کیا جائے۔ (۵) عزم، کسی چیز کا خیال دل میں جم جائے اور اس کے حصول کا پختہ عزم وارادہ ہو۔

فائدہ:...... مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل وکرم ہے نیکی کرنے کا محض ارادہ ہی ایک نیکی کے اجر وثواب کا باعث بنتا ہے اور اگر وہ اپنے قصد وارادے کو عملی جامہ پہنا لیتا ہے تو اس کے اجر وثواب میں کم از کم دس گنا اضافہ ہوتا ہے، لیکن اگر وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک وہ اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہیں کرتا اس کے نامہ اعمال میں برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر وہ اللہ کے خوف اور ڈر سے اس سے باز آ جائے تو اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

[335] ۲۰۴-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً))

←(۳۰۷۳) وفی النسائی فی ((نسخة المدینة)) کما عزاه دعاس فی تعلیقه علی الترمذی ۸/ ۲۳۳۔ وانظر ((التحفة)) برقم (۱۳۶۷۹) وقال الترمذی: حسن صحیح۔

[335] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۳۹۸۷)

[335]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے جب میرا بندہ کسی نیکی کا قصد وارادہ کرے اور اس کو عمل میں نہ لائے تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھوں گا، پس اگر اس پر عمل کر لے تو میں اس کو دس نیکیوں سے سات سو گنا تک لکھوں گا، اور جب میرا بندہ کسی برائی کا قصد وارادہ کرے اور اس کو عمل میں نہیں لائے تو میں اس کے خلاف اسے نہیں لکھوں گا، پس اگر اس پر عمل کرے تو میں ایک برائی لکھوں گا۔''

[336] ٢٠٥۔(١٢٩)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

عَنْ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا)).

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّائِي))

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ))۔

[336]۔ ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے سنائیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب میرا بندہ دل میں کسی نیکی کے کرنے کی بات کرتا ہے، تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں، اگرچہ اس پر عمل نہ کرے، پھر اگر اس کو عمل میں لے آئے تو میں اسے دس گنا لکھ لیتا ہوں، اور جب دل میں برائی کرنے کی بات کرتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں جب تک وہ اس کو نہ کرے، تو جب وہ اس کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے پوچھتے ہیں اے آقا! تیرا بندہ برائی کرنا چاہتا ہے (اور اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہوتا ہے) تو اللہ فرماتا ہے اس کا انتظار کرو اگر برائی کرے تو اس کے برابر لکھ لو (ایک برائی لکھ لو) اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھو، کیونکہ اس نے میری خاطر اسے چھوڑا ہے (میرے ڈر یا عظمت

[336] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٧٣٨)

کے احساس کی بنا پر ترک کیا ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی ایک اپنے اسلام کو خالص کر لیتا ہے احسان کی صفت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے) تو ہر وہ نیکی جسے وہ کرتا ہے اسے دس گنا سے لے کر سات سو گناہ تک لکھا جاتا ہے اور ہر وہ برائی جس کو وہ کر گزرتا ہے، اس کو ایک ہی لکھا جاتا ہے، یہاں تک وہ اللہ سے جا ملتا ہے (فوت ہو جاتا ہے)

مفردات الحدیث ✲ مِنْ جَرَّائِیْ: میری خاطر، یا میرے واسطے۔

فائدہ :...... نیکی کے اجر و ثواب کے مراتب میں فرق کا مدار، نیکی کرنے والے کے جذبہ، اخلاص نیت، اس کے حالات اور موقع محل پر ہے جس قدر انسان کے اندر نیکی کا ولولہ و جوش زیادہ اور اس کا اخلاص و احسان بلند درجہ کا ہوگا، وہ جس قدر ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرے گا اور جس قدر موقع و محل زیادہ مناسب اور مستحق ہوگا اس قدر ثواب زیادہ ہوگا جو سات گناہ بلکہ بلا حساب تک پہنچ جائے گا اور جس قدر ان چیزوں میں کمی ہوگی اسی قدر ثواب کم ہوگا اور کم ہوتے، ہوتے دس تک رہ جائے گا۔ اور بقول بعض ان مراتب کا تعلق مختلف اعمال سے ہے، مثلاً عبادات بدنیہ پر دس گنا، صدقات و خیرات پر سات سو گنا اور صبر و ثبات اور ضبط نفس پر بلا حساب ولا محدود۔

[337] ۲۰۶۔(۱۳۰) وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ ((وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ))

[337]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کرتا نہیں ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل بھی کرتا ہے، اس کے لیے دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کر کے کرتا نہیں ہے اس کی برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر اسے کر گزرتا ہے تو اسے لکھ دیا جاتا ہے۔

[338] ۲۰۷۔(۱۳۱) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً

[337] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٥٦٨)

[338] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الرقاق، باب: من هم بحسنة او بسيئة برقم (٦١٢٦) انظر ((التحفة)) برقم (٦٣١٨)

كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً))

[338] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی بیان کرتے ہیں (کہ آپ نے اس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف کی) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ لی ہیں، پھر ان کی تفصیل بتا دی ہے، تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے۔ اور اگر نیکی کا ارادہ کر کے اسے کر گزرتا ہے تو اللہ اسے اپنے ہاں دس سے سات سو گنا اور اس سے بہت زیادہ لکھ لیتا ہے۔ اور اگر برائی کا ارادہ کر کے، اسے (اللہ کے ڈر خوف سے) کرتا نہیں ہے تو اللہ اسے اپنے ہاں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر ارادہ کر کے کر گزرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے ہاں ایک ہی برائی لکھتا ہے۔''

[339] ۲۰۸۔(. . .)وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ ((وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ إِلَّا هَالِكٌ))

[339] ۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے ''اور اللہ اسے مٹا دیتا ہے، اور اللہ کے ہاں صرف ہلاک ہونے والا ہی ہلاک ہوتا ہے (کہ اللہ کے اس قدر فضل وکرم کے باوجود تباہی سے نہ بچ سکا)

٦٠...... بَاب: بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَّجَدَهَا

باب ٦٠: ایمان کے باوجود وسوسہ آنا اور اس کے آنے پر کیا کہنا چاہیے

[340] ۲۰۹۔(۱۳۲)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ ((وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))

[340] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ساتھی حاضر ہو کر درخواست گزار ہوئے

[339] تقدم تخرجه فى الحديث قبل السابق برقم (٣٣٤)
[340] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٢٦٠٠)

''ہمارے دل میں ایسے وساوس آتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو زبان پر لانا انتہائی سنگین سمجھتا ہے۔'' آپ نے پوچھا: ''کیا واقعی ان خیالات پہ یہ گرانی محسوس کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **يَتَعَاظَمُ**: اس کو بڑا گراں اور ناگوار تصور کرتا ہے۔ ❷ **صَرِيحُ الايمان**: خالص ایمان ہے۔

فائدہ :...... کسی انسان کی یہ کیفیت وحالت کہ وہ دین وشریعت کے خلاف خیالات وساوس سے اتنا گھبرائے کہ کسی کے سامنے ان کا اظہار کرنا بھی اس کے لیے گراں ہو تو یہ ایمان کے خالص ہونے کی دلیل ہے۔

[341] ٢١٠-(. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

[341]۔امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[342] ٢١١-(١٣٣) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوَسْوَسَةِ قَالَ ((**تِلْكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ**))

[342]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے وسوسہ کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

فائدہ :...... وسوسہ کا سبب یا وجہ، ایمان ہے کیونکہ شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے وہ ناامید ہوتا ہے اور جو لوگ کافر وفاسق ہیں اور اس کے قابو میں ہیں ان کے دل میں اسے وسوسہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے، اس لیے وسوسہ ایمان کی علامت ہے، بشرطیکہ انسان اس کو ناگوار خیال کرے۔

[343] ٢١٢-(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

---

[341] انفرد به مسلم به: ((التحفة)) برقم (١٢٤٤٦)

[342] انفرد به مسلم ((التحفة)) (٩٤٤٦)

[343] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده برقم ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآئَلُونَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ))

[343] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے (فضول) سوالات کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ یہ (احمقانہ) سوال بھی ہوگا، اللہ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے، پس جس کسی کے ذہن میں اس قسم کا سوال پیدا ہو وہ یہی کہہ کر (بات ختم کر دے) میں اللہ پر ایمان لایا۔

فائدہ:...... مطلب یہ ہے کہ مومن کا رویہ ان سوالات اور وساوس کے بارے میں یہ ہونا چاہیے کہ وہ سوال کرنے والے آدمی سے یا وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے اور اپنے نفس سے کہے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان کی روشنی نصیب ہوگئی ہے، اس لیے میرے لیے یہ سوال قابل توجہ اور لائق التفات نہیں ہے جس طرح کسی آنکھوں والے کے لیے یہ سوال قابل غور نہیں ہے کہ سورج چڑھا ہوا ہے یا نہیں؟ وہ روشن ہے یا تاریک؟ کیونکہ جب اللہ اس ہستی کا نام ہے جس کا وجود اس کی ذاتی صفت ہے، اور وہ تمام موجودات کو وجود بخشنے والا ہے کسی کا محتاج نہیں ہے اگر اس کے متعلق بھی سوال، قابل غور ہے تو پھر وہ خالق کہاں رہے گا وہ تو مخلوق اور محتاج ہوگا۔

[344] ۲۱۳۔(. . .)وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ))

[344] ۔ امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ جواب دیتا ہے اللہ نے۔“ پھر اوپر والی روایت بیان کی اور آمنت باللہ کے بعد ورسلہ (اس کے رسول پر) کا اضافہ کیا۔

[345] ۲۱۴۔(. . .)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

←(۳۱۰۲) بنحوه وابوداود في ((سننه)) في السنة، باب: في الجهمية برقم (٤٧٢١) انظر ((التحفة)) برقم (١٤١٦٠)
[344] تقدم تخريجه (٣٤١)
[345] تقدم تخرجه (٣٤١)

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))

[345]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ اس سے سوال کرتا ہے تیرے رب کو کس نے پیدا کیا (پس سوالات کا سلسلہ) جب یہاں تک پہنچے تو وہ اللہ سے پناہ مانگے اور رک جائے۔''

فائدہ:...... مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس قسم کے وسوسے اور سوالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور جب شیطان کسی کے دل میں اس قسم کا فضول بلکہ احمقانہ سوال ڈالے تو اس کا علاج یہی ہے کہ بندہ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہے، اس قسم کے سوالات کو قابل غور نہ سمجھے، بلکہ ان سے رک جائے کیونکہ اللہ کے بارے میں یہ سوال اس کو کس نے پیدا کیا ہے، اس کو خالق کے بجائے مخلوق قرار دینا ہے۔

[346] (. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ

[346] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟'' آگے مذکورہ بالا روایت جیسے الفاظ ہیں۔

[347] ۲۱۵۔(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا ((اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ)) قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهٰذَا الثَّانِي

[347]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تم سے ہمیشہ علم کے بارے میں سوال کریں گے۔ یہاں تک کہ کہیں گے: یہ اللہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے، تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور

[346] تقدم تخريجه (٣٤١)

[347] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٤٤٢)

وہ ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور کہنے لگے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا مجھ سے تو دو آدمی سوال کر چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے، یا کہا مجھ سے ایک نے سوال کیا تھا اور یہ دوسرا ہے۔

[348] وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

[348] امام صاحب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں، فرق یہ ہے کہ اس سند میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا، لیکن حدیث کے آخر میں یہ کہا: ”صدق الله ورسوله“، اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

[349] وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الرُّومِيِّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ))** قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَأَخَذَ حَصًى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُمْ ثُمَّ قَالَ قُومُوا قُومُوا صَدَقَ خَلِيلِي ﷺ

[349] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ ہمیشہ تجھ سے سوال کرتے رہیں گے، اے ابو ہریرہ! یہاں تک کہ کہیں گے، یہ اللہ ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، اسی اثناء میں کہ میں مسجد میں تھا کہ اچانک میرے پاس کچھ بدوی آئے، اور کہنے لگے اے ابو ہریرہ! یہ اللہ ہے، تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں تو انہوں نے مٹھی میں کنکر لے کر ان پر پھینکے، پھر کہا، اٹھو، اٹھو میرے خلیل نے سچ فرمایا (یعنی نبی اکرم ﷺ نے)۔

[350] ٢١٦-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ قَالَ سَمِعْتُ

---

[348] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٤١٠)

[349] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٥٤٠٣)

[350] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٨٢٥)

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيَسْأَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَقُولُوا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهُ))

[350] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تم سے ہر چیز کے بارے میں سوال کریں گے حتیٰ کہ کہیں گے یہ اللہ ہے اس نے ہر چیز پیدا کی ہے تو اس کو کس نے پیدا کیا ہے؟''

[351] ٢١٧ـ(١٣٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ))

[351] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: تیری امت ہمیشہ پوچھتی رہے گی یہ کیا؟ یہ کیا؟ یہاں تک کہ پوچھیں گے، یہ اللہ ہے اس نے مخلوق کو پیدا کیا، تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

[352] حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْمُخْتَارِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ إِسْحٰقَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ ((قَالَ اللّٰهُ إِنَّ أُمَّتَكَ))

[352] مختار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی یہی حدیث سنائی اور (قال الله ان امتك) کا ذکر نہیں کیا۔

٦١...... بَابٌ: وَعِيدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ

باب ٦١: جس نے جھوٹی قسم، مسلمان کا حق مارنے کی خاطر اٹھائی اس کے لیے آگ کی وعید ہے

[353] ٢١٨ـ(١٣٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ عَنْ أَخِيهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ

[351] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٥٨٠)

[352] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٥٨٠)

[353] اخرجه النسائی فی ((أداب القضاء)) فی قليل المال وكثيره برقم (٨/ ٢٤٦ـ وابن ←

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ))

[353]۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے اپنی قسم سے کسی مسلمان کا حق دبایا تو اللہ نے اس کے لیے دوزخ کو لازم کر دیا اور جنت کو اس کے لیے حرام ٹھہرایا۔'' ایک شخص نے عرض کیا: اگر چہ وہ حقیر چیز ہو؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا:''اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی شاخ ہو۔''

[354] ۲۱۹۔(. . .)وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[354]۔امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[355] ۲۲۰۔(۱۳۸)وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا

← ماجه في ((سننه)) في الاحكام، باب: من حلف على يمين فاجرة ليقتطع بها مالا برقم (٢٣٢٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٧٤٤)

[354] تقدم تخريجه برقم (٣٥١)

[355] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها برقم (٢٢٢٩) وفي الرهن، باب: اذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه، فالبينة على المدعى واليمين على المدعى عليه برقم (٢٣٨٠) وفي الشهادات، باب: سوال الحاكم المدعى، هل لك بينة قبل اليمين برقم (٢٥٢٣) وفي باب: قول الله تعالى: ((ان الذين يشترون بعهدالله وايمانهم ثمنا قليلا برقم (٢٥٣١) مختصرا واخرجه ايضا في كتاب الخصومات باب كلام الخصوم بعضهم مع بعض برقم (٢٢٨٥) واخرجه ايضا في كتاب التفسير: آل عمران باب: ((ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم)) برقم (٤٢٧٥) واخرجه ايضا في كتاب الايمان والنذور: باب عهد الله عزوجل برقم (٦٢٨٣) واخرجه ايضا في الكتاب نفسه باب قول تعالى: ﴿ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اولئك ←

يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِيَّ نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ)) فَقُلْتُ لَا قَالَ ((فَيَمِينُهُ)) قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ

[355] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کا مال دبانے کے لیے فیصلہ کن جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ سے ملاقات اس حال میں کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' راوی بیان کرتا ہے کہ اس دوران ان کے پاس اشعث بن قیس آ گئے، اور پوچھنے لگے تمہیں ابوعبدالرحمٰن نے کیا سنایا ہے؟ حاضرین نے کہا، فلاں فلاں بات بتائی ہے، اشعث نے کہا ابوعبدالرحمٰن نے سچ کہا، یہ آیت میرے بارے میں اتری ہے، میری اور ایک آدمی کی مشترکہ زمین تھی۔ میں اس کے ساتھ اپنا جھگڑا حضور کے پاس لے گیا آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس شہادت (گواہ) ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اس سے قسم لینی ہوگی۔'' میں نے کہا: تو وہ قسم اٹھا دے گا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے فیصلہ کن جھوٹی قسم اٹھائی تاکہ کسی مسلمان کا مال قبضہ میں کرے، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا۔'' اس پر یہ آیت اتری اور جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ متاع حقیر حاصل کرتے ہیں، آخر تک (آیت آل عمران: ۷۷)

مفردات الحدیث

❀ ❶ قضیب: چھڑی، شاخ۔ یَمِیْنُ صَبْرٍ جس پر قسم اٹھانے والا اپنے آپ کو روکتا ہے جس پر فیصلہ کا انحصار ہے۔ ❷ یَقْتَطِعُ: دباتا ہے، مارتا ہے، مالک سے کاٹ لیتا ہے۔

← لا خلاق لهم في الاخرة ...... الاية﴾ برقم (٦٢٩٩) واخرجه في الاحكام، باب: الحكم في البئر ونحوها برقم (٦٧٦١) وفي التوحيد، باب: قوله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٠٠٧) وابوداود في ((سننه)) في الايمان والنذور، باب: فيمن حلف يمينا ليقطع بها مالا لاحد برقم (٣٢٤٣) والترمذي في ((جامعه)) في الايمان والنذور، باب: فيمن حلف يمينا ليقتطع بها مالا لاحد برقم (٣٢٤٣) والترمذي في ((جامعه)) في البيوع، باب: ما جاء في اليمين الفاجرة يقتطع به مال المسلم۔ برقم (١٢٦٩) وقال: حديث ابن مسعود حديث حسن صحيح۔ واخرجه ايضا في التفسير، باب ومن سورة آل عمران، وقال: حسن صحيح برقم (٢٩٩٦) وابن ماجه في ((سننه)) في ((الاحكام، باب من حلف على يمين فاجرة ليقتطع بها مالا مختصرا برقم (٢٣٢٣) انظر ((التحفة)) برقم (١٥٨ و ٩٢٤٤)

فائدہ ...... کسی شخص کا حق مارنا یا مال دبانا، خصوصی طور پر جبکہ وہ اپنا دینی بھائی مسلمان ہو اتنا بڑا جرم ہے (جبکہ اس کے لیے اللہ کی جھوٹی قسم بھی اٹھائی گئی ہو، یہ حق معمولی ہو یا زیادہ) کہ اس کا مرتکب اسلام جو ہمدردی اور خیر خواہی کا نام ہے کو پامال کرتا ہے اور اللہ کے مقام ومرتبہ کی بے حرمتی کرتا ہے اس لیے اگر اس کو معافی نہ مل سکے تو وہ اس سزا کا مستحق ہے کہ دوزخ میں جائے اور سیدھا جنت میں جانے کے شرف سے محروم ہو جائے۔

[356] ۲۲۱۔(...)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ))

[356]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ''جو شخص ایسی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے، جس کی بنا پر وہ مال کا حقدار ٹھہراتا ہے، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔'' پھر اعمش کی طرح روایت بیان کی، فرق یہ ہے کہ اس نے کہا، میرے اور ایک آدمی کے درمیان کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا، تو ہم جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، تو آپ نے فرمایا: ''فیصلہ تیرے گواہوں یا اس کی قسم پر ہوگا۔''

[357] ۲۲۲۔(...)وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ**)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ

[357]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے مسلمان کے مال کے بارے میں ناحق قسم اٹھائی، وہ اللہ کو ناراضی کی حالت میں ملے گا، عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان

[356] تقدم تخريجه برقم (٣٥٣)
[357] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٠٠٧) انظر ((التحفة)) برقم (٩٢٣٨)

کرتے ہیں، پھر آپ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی آیت سنائی: ''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض حقیر پونجی حاصل کرتے ہیں۔'' (آل عمران: ۷۷) آخر تک۔

[358] ۲۲۳-(۱۳۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ)) قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ)) لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَدْبَرَ ((اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ))

[358]۔علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک حضر موت کا آدمی اور ایک کندہ کا آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، حضرمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ میری، میرے باپ کی طرف سے زمین پر قبضہ کر بیٹھا ہے، تو کندی نے کہا، یہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، میں اسے کاشت کرتا ہوں اس کا اس میں کچھ حق نہیں ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرمی سے کہا: ''کیا تیرے پاس گواہ ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس سے قسم لے سکتے ہو'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی بدکار ہے، اسے کوئی پرواہ نہیں کس قسم کی قسم اٹھاتا ہے، کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس سے، اس کے سوا کچھ نہیں لے سکتے۔'' وہ قسم اٹھانے لگا، تو جب قسم کے لیے مڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! اگر اس نے ظلماً اس کا مال کھانے کے لیے قسم اٹھائی تو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''

---

[358] اخرجه ابوداود فى ((سننه)) فى الايمان والنذور، باب: التغليظ فى الايمان الفاجرة برقم (٣٢٤٥) وفى الاقضية باب: الرجل يحلف على علمه فيما غاب عنه برقم (٣٦٢٣) والنسائى فى ((جامعه)) فى الاحكام، باب: ما جاء فى ان البينة على المدعى واليمين على ←

[359] ٢٢٤-(. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى أَرْضِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ ((بَيِّنَتُكَ)) قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ ((يَمِينُهُ)) قَالَ إِذًا يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ رَبِيعَةُ بْنُ عَيْدَانَ۔

[359] ۔حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، آپ کے پاس دو آدمی ایک زمین کا تنازع لائے، تو ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے جاہلیت کے دور میں میری زمین پر قبضہ کرلیا۔ (وہ امرء القیس بن عابس کندی تھا، اس کا حریف، ربیعہ بن عبدان تھا) آپ نے فرمایا: ''گواہی مطلوب ہے۔'' اس نے کہا: میرے پاس شہادت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''فیصلہ اس کی قسم پر ہوگا۔'' اس نے کہا: اس صورت میں وہ میری زمین لے جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''تم قسم ہی لے سکتے ہو۔'' تو جب وہ قسم اٹھانے کے لیے اٹھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی زمین ظلم سے چھینی وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا، اسحاق نے اپنی حدیث میں ربیعہ بن عبدان کا نام لیا، (زہیر نے عبدان باء کے ساتھ کہا تھا، اور اسحاق نے یاء (عیدان) کے ساتھ)۔

فائدہ :...... اگر کسی مسئلہ میں دو آدمیوں کا اختلاف ہو، تو جو مدعی ہوگا (دعویٰ کرے گا) اگر مدعی علیہ (جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے) اس کے دعویٰ کو تسلیم نہ کرے تو پھر مدعی کو دو گواہ پیش کرنے ہوں گے، اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ کی قسم قبول کرنی ہوگی، وہ قسم جھوٹی اٹھائے یا سچی، اور وہ اچھا انسان ہو یا برا، بہرحال قسم اس کی قبول کرنا ہوگی۔

← المدعي عليه۔ وقال: حديث وائل بن حجر۔ وقال: حسن صحيح۔ برقم (١٣٤٠) انظر ((التحفة)) برقم (١١٧٦٨)

[359] تقدم تخريجه (٣٥٦)

٦٢...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ أَخْذَ مَالِ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدِرَ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

باب ٦٢: اس بات کی دلیل کہ جو شخص دوسرے کا مال ناحق چھیننا چاہتا ہے تو اس کا خون (دوسرے کے حق میں) رائیگاں ہوگا (اس کا قتل جائز ہوگا) اور اگر وہ قتل ہو جائے تو دوزخی ہوگا اور جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرے گا وہ شہید ہوگا

[360] ٢٢٥-(١٤٠) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي قَالَ ((فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ ((قَاتِلْهُ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ ((فَأَنْتَ شَهِيدٌ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ ((هُوَ فِي النَّارِ))

[360] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بتایئے، اگر کوئی آدمی آ کر میرا مال چھیننا چاہے (تو میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنا مال نہ دے۔'' اس نے پوچھا: بتایئے، اگر وہ میرے ساتھ لڑائی کرے؟ فرمایا: ''تو اس سے لڑائی کر۔'' اس نے پوچھا: فرمایئے، اگر وہ مجھے قتل کر دے تو آپ نے فرمایا: ''تو شہید ہے۔'' اس نے پوچھا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ فرمایا: ''وہ دوزخی ہوگا۔''

فوائد:...... ❶ اپنے مال و دولت کا تحفظ اور بچاؤ ایک اجر و ثواب اور فضیلت کا کام ہے، کیونکہ اگر ہر انسان، ظلم کو گوارا کرنا شروع کر دے، ظالم کا مقابلہ نہ کرے تو ظالم دلیر ہوں گے اور ان کی مال و دولت کی ہوس، ان کو مزید ظلم و ستم پر آمادہ کرے گی۔ لیکن اگر ظالموں کا مقابلہ ہوگا، ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا تو ظلم و ستم کا راستہ بند ہوگا، اس لیے شریعت اس کام کو اجر و ثواب کا باعث قرار دیتی ہے، تاکہ لوگوں کے اندر ظالموں کی راہ روکنے کی ہمت و جرأت پیدا ہو۔ بدقسمتی سے آج ہم نے اس حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا؟ اس لیے دن بدن قتل و غارت اور دہشت گردی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ❷ دوسروں پر ظلم و ستم ڈھانا، کسی کا مال چھیننا، اس قدر گھناؤنا فعل ہے کہ ایسے شخص کا خون محترم نہیں رہتا اس کا ضرورت کی صورت میں خون بہانا جائز ہوگا، اور اس فعل کا خاصہ، جہنم کی سزا ہے اگر توبہ نہ کی یا معافی نہ ملی اور اس کے ہاتھوں مظلوم مرنے والا آخرت کے اجر و ثواب کی رو سے شہید ہوگا۔''

[360] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٤٠٨٨)

[361] ٢٢٦-(١٤١) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ

ثَابِتَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))

[361] ۔عمرو بن عبدالرحمٰن کے آزاد کردہ غلام ثابت سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان کے درمیان اختلاف پیدا ہوا، اور وہ لڑائی کے لیے تیار ہو گئے تو خالد بن عاص سوار ہو کر عبداللہ بن عمرو کے پاس گئے اور اسے نصیحت کی، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔''

فائدہ:...... عنبسہ بن ابی سفیان، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے باغ سے زبردستی پانی کی گزرگاہ بنانا چاہتے تھے، اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ کے تحفظ کے لیے لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔

[362] وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[362] امام صاحب یہ روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

٦٣...... بَاب: اِسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ

باب ٦٣: اپنی رعایا سے دھوکا کرنے والا حکمران آگ کا مستحق ہے

[363] ٢٢٧-(١٤٢) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ

[361] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٨٦١١)

[362] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی الاحکام، باب: من استرعی رعیة فلم ينصح مختصرا برقم (٦٧٣١) و (٦٧٣٢) والمؤلف [مسلم] فی المغازی، باب: فضیلة الامام العادل، وعقوبة الجائر، والحث علی الرفق بالرعیة والنهی عن ادخال المشقة علیهم برقم (٤٧٠٦ و ٤٧٠٧) انظر ((التحفة)) برقم (١١٤٦٦)

[363] اخرجه البخاری فی کتاب الاحکام باب: من استرعی رعیة فلم ينصح مختصرا برقم ←

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))

[363] ۔ حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد نے حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ کی ان کی مرض الموت میں عیادت کی تو معقل رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنانے لگا ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اگر میں یہ سمجھتا کہ میں ابھی کچھ عرصہ اور زندہ رہوں گا تو تمہیں یہ حدیث نہ سناتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ کسی رعایا کا نگران اور محافظ بناتا ہے، اور وہ اپنی رعایا کے (حقوق میں) خیانت کرتا ہوا مرتا ہے، تو اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ یسترعیہ: حفاظت ونگہداشت چاہنا۔ ❷ غاشٌ: دھوکا اور فریب کرنے والا۔

فوائد:...... ❶ رعایا کے جان ومال، عزت ناموس اور دین کی حفاظت حکمران کی ذمہ داری ہے، اگر وہ ان حقوق وفرائض کی ادائیگی میں جان بوجھ کر کوتاہی کرتا ہے تو یہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ بدعہدی اور خیانت ہے اس لیے اس کی اصل اور واقعی سزا دوزخ ہے۔'' لیکن اگر اس کے ساتھ اگر وہ مومن ہے اور اس کے اعمال صالحہ بھی ہیں تو اس سزا میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ ❷ حضرت معقل نے آخری وقت میں یہ حدیث اس لیے بیان کی کہ وہ پہلے یہ سمجھتے تھے، اس حدیث کو بیان کرنے کی صورت میں فتنہ وفساد برپا ہوگا، لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑیں ہوں گے یا وہ انہیں نقصان پہنچائے گا۔

اب اگر آخری وقت میں بھی بیان نہ کرتے تو یہ کتمان علم ہوتا، اس لیے اس گناہ سے بچنے کے لیے موت کے وقت بیان کر دی۔

[364] ٢٢٨ ـ(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي حَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ

←(٦٧٣١) و برقم (٦٧٣٢) واخرجه مسلم فى كتاب المغازى باب: فضيلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية والنهى عن ادخال المشقة عليهم برقم (٤٧٠٦ـ٤٧٠٧) تحفة (١١٤٦٦)

[364] تقدم تخريجه (٣٦١)

عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهَا إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) قَالَ أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ۔

[364]۔ حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد (ان کی بیمار پرسی کے لیے) ان کے پاس آیا اور ان کا حال پوچھا، تو وہ کہنے لگے: میں تمہیں ایسی حدیث سنانے لگا ہوں جو میں نے پہلے تمہیں نہیں سنائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا محافظ بناتا ہے اور وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ وہ اس (رعیت) کے ساتھ دھوکا کرنے والا ہوتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت ممنوع قرار دے دیتا ہے۔'' عبیداللہ نے کہا: آپ نے آج سے پہلے مجھے یہ حدیث کیوں نہیں سنائی؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں نے تجھے نہیں سنائی یا میں بیان نہیں کر سکتا تھا (کیونکہ زندگی میں بیان کرنے کی صورت میں خطرہ تھا)۔

[365] ٢٢٩۔(. . .) وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا

[365]۔ حسن رحمہ اللہ نے بتایا ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے گئے ہوئے تھے کہ عبیداللہ بن زیاد بھی آ گیا، تو معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں تمہیں ایسی حدیث سنانے لگا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، پھر اوپر کے مفہوم والی حدیث بیان کی۔

[366] وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ))

[366] ابوالملیح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ان کی عیادت کی، تو معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اگر میں مرنہ رہا ہوتا تو وہ نہ سناتا، میں نے رسول اللہ ﷺ

[365] تقدم تخريجه (٣٦١)

[366] اخرجه المولف [مسلم] في المغازي، باب: فضيلة الامام العادل ...... الخ برقم (٤٧٠٨) انظر ((التحفة)) برقم (١١٤٨٠)

سے سنا: (جو امیر بھی مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنتا ہے، پھر وہ (ان کی بہتری و بہبود کے لیے) کوشش نہیں کرتا اور خیر خواہی نہیں کرتا، تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

۶۴...... بَاب :رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ

باب ٦٤: لوگوں کے (بعض کے) دلوں سے امانت اور ایمان کا اٹھنا اور دلوں پر فتنوں کا پیش آنا

[367] ٢٣٠ـ(١٤٣)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصًى فَدَحْرَجَهُ عَلَى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ)) وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا

[367]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں سنائیں، ایک تو میں دیکھ چکا ہوں (پوری ہو چکی ہے) اور دوسری کا میں منتظر ہوں، آپ نے فرمایا: "امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری، پھر قرآن اترا، تو انہوں نے قرآن جانا اور سنت سے جانا۔" پھر آپ نے (دوسری حدیث) امانت کے

[367] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الرقاق، باب: رفع الامانة برقم (٦١٣٢) وفي ((الفتن)) باب: اذا بقي في حثالة من الناس برقم (٦٦٧٥) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ برقم (٦٨٤٨) مختصراً۔ والترمذي في ((جامعه)) في الفتن، باب: باب ما جاء في رفع الامانة برقم (٢١٧٩) وقال: حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: ذهاب الامانة برقم (٤٠٥٣) انظر ((التحفة)) برقم (٣٣٢٨)

اٹھنے کے بارے میں بیان فرمائی، فرمایا: ''ایک آدمی تھوڑی دیر سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی، اور اس کا نشان ایک پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا، پھر وہ کچھ وقت کے لیے سوئے گا تو امانت اس کے دل سے قبض کر لی جائے گی اور اس کا نشان آبلہ کی طرح رہ جائے گا۔ جیسا کہ تم انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دو تو اس پر آبلہ بن جائے، تو تم اسے ابھرا ہوا دیکھتے ہو اور اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا، پھر آپ نے ایک کنکری لی اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا، تو پھر لوگ خرید و فروخت کریں گے تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں ملے گا جو امانت ادا کرے۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے، فلاں خاندان میں ایک امانت دار آدمی ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا وہ کس قدر بیدار مغز، خوش مزاج اور عقلمند ہے اور اس کی تعریف و توصیف کریں گے) اور اس کے دل میں رائی کے دانے کے بقدر ایمان نہیں ہوگا۔'' حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ پر ایک دور گزر چکا ہے، کہ مجھے کسی کے ساتھ لین دین کرنے میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو میرے ساتھ خیانت کرنے سے روکتا اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو مجھے نقصان پہنچانے سے روکتا، لیکن آج میں تمہارے ساتھ فلاں فلاں کے سوا کسی سے معاملہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

مفردات الحدیث ❶ **الامانة**: دیانت یہاں مراد وہ ذمہ داری اور تکلیف ہے جس کا انسان مکلف ہے اور سورۃ احزاب کی اس آیت ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ہم نے آسمانوں اور زمین پر ذمہ داری اور تکلیف پیش کی ہے۔ ❷ **جِذْرِ قُلُوبِ الرِّجَال**: جذر جیم پر زبر اور زیر دونوں پڑھے جا سکتے ہیں، یعنی جڑ اور اصل۔ ❸ **الوكت**: ہلکا نشان جو سیاہی مائل ہوتا ہے۔ ❹ **مَجْل**: میم پر زبر ہے اور جیم پر زیر اور سکون دونوں آسکتے ہیں، کلہاڑا یا کسی وغیرہ سے کام کرنے کے نتیجہ میں جو آبلہ ہاتھوں پر ابھر آتا ہے۔ ❺ **نفِط**: فاء پر زیر ہے، چمڑے اور گوشت کے درمیان پیدا ہونے والا پانی۔ ❻ **مُنتَبِرًا**: ابھرا ہوا، اس سے منبر ہے۔ ❼ **ما اجلده**: جلادة سے ماخوذ ہے، صلاحیت واستحکام کو کہتے ہیں، طاقتور اور صابر انسان یا عقلمند، کس قدر بہادر اور دلیر ہے یا مضبوط اور طاقتور ہے، یا ذہین و فطین ہے۔ ❽ **ما اظرفه ظرافت**: دانشمندی، مہارت وحذاقت، کس قدر حاذق، ماہر ہے یا ہوشیار ہے۔

فوائد: ...... ❶ پاس عہد اور تکلیف وذمہ داری کا احساس انسان کی فطرت اور سرشت میں رکھا گیا ہے، اور انسان طبعی اور فطری طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت کا پابند سمجھتا ہے، قرآن وسنت سے اس کو مزید تقویت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ ❷ آہستہ آہستہ انسان اپنی فطرت اور سرشت سے ہٹتا جاتا ہے اور اس کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے، جس سے احساس ذمہ داری ختم ہوتا جاتا ہے اور دل میں سیاہی اور تاریکی طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آخر کار، یہ پاس عہد بالکل ختم ہو جاتا ہے اور اس آبلے کی طرح ہو جاتا ہے جس کے اندر

کچھ نہیں ہوتا، آج کل لوگوں کی اکثریت کی یہی حالت ہے کہ ان کے اندر احساس ذمہ داری ختم ہو چکا ہے، قرآن وسنت کی پابندی وپاسداری عملاً دن بدن مفقود ہو رہی ہے، اور ان کی دین میں بدمعاملگی بڑھ رہی ہے۔

③ جب ذمہ داری اور تکلیف کی پاسداری ختم ہوگی، تو انسان کی تعریف وتوصیف کا مدار، علم وعمل یا تقویٰ ودیانت نہیں رہے گی، بلکہ مال و دولت کی کثرت، دلیری وشجاعت اور فصاحت و بلاغت، عہدہ ومنصب باعث مدح بنیں گے، اور آج کل یہ صورت ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہے۔

[368] وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[368]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں (نمیر، وکیع اور عیسیٰ سے)۔

٦٥...... بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَّسَيَعُودُ غَرِيبًا وَّإِنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ

باب ٦٥: اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا وہ (آخر میں بھی) اجنبی ہو جائے گا اور مسجدوں میں سمٹ جائے گا

[369] ٢٣١-(١٤٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيٍّ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ قَالُوا أَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ أَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْفِتَنَ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ لِلّٰهِ أَبُوكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا

[368] تقدم تخريجه (٣٦٥)

[369] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٣١٩)

إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ)) قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ أَكَسْرًا لَا أَبَا لَكَ فَلَوْ أَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ ذَلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ قَالَ أَبُو خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوسًا۔

[369] ۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے، تو انہوں (عمر) نے پوچھا، تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر سنا ہے؟ تو کچھ لوگوں نے جواب دیا: ہم نے سنا ہے۔ تو عمر نے فرمایا: شاید تم وہ آزمائش مراد لے رہے ہو جو آدمی کو اپنے اہل، مال اور پڑوسی کے سلسلہ میں پیش آتی ہے۔ انہوں نے کہا، ہاں۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس فتنہ (آزمائش و ابتلا) کا کفارہ، نماز، روزہ اور صدقہ بن جاتے ہیں لیکن تم میں سے کس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فتنہ کا ذکر سنا ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح موجزن ہوگا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، اس پر سب لوگ خاموش ہوگئے، تو میں نے کہا، میں نے (سنا ہے)۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، تیرا باپ اللہ کا کرشمہ ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ’’فتنے لوگوں کے دلوں پر چٹائی کے تنکوں کی طرح ایک ایک کر کے پیش کیے جائیں گے، تو جس دل میں وہ پیوستہ ہوگئے، اس میں سیاہ نکتہ پڑ جائے گا، اور جس دل نے ان کو قبول نہ کیا اس میں سفید نکتہ پڑ جائے گا، یہاں تک کہ دل دو قسم کے ہو جائیں گے، چٹان کی طرح سفید، تو جب تک آسمان وزمین قائم رہیں گے، ایسے دلوں کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا، دوسرے اوندھے لوٹے کی طرح خاکی سیاہ جو نہ کسی معروف کو پہچانیں گے اور نہ کسی منکر کا انکار کریں گے، مگر جس چیز سے ان کی خواہش پوری ہو۔‘‘ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عمر کو بتایا کہ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان بند دروازہ ہے جو جلد ٹوٹ جائے گا، عمر نے پوچھا، کیا توڑ دیا جائے گا؟ تیرا باپ نہ ہو، اگر وہ کھول دیا جائے، تو بند کیا جا سکتا تھا، میں نے کہا، کھولا نہیں، توڑا جائے گا، اور میں نے کہا، وہ دروازہ ایک آدمی ہے جو قتل کیا جائے گا یا مرے گا، صاف بات ہے، پہیلی یا معمہ نہیں ہے۔

ابو خالد کہتے ہیں، میں نے سعد سے پوچھا، اے ابو مالک! ’’اسود مربادا‘‘ سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا، سیاہی میں بہت سفیدی، میں نے پوچھا ’’الکوز‘‘ ’’مُجَخِّيًا‘‘ سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا؟ الٹا ہوا (پیالہ)۔

[370] (. . .) وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ

[370] تقدم تخريجه (٣٦٧)

عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ ((إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًّا مُجَخِّيًا))

[370] ابو مالک اشجعی کی ربعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حذیفہ عمر کی مجلس سے آئے تو ہمیں بتانے لگے کہ جب گزشتہ کل میں امیرالمومنین عمر کی مجلس میں بیٹھا، تو انہوں نے اپنے رفقاء سے پوچھا، تم میں سے کس کو رسول اللہ ﷺ کا فتنوں کے بارے میں فرمان یاد ہے؟ اور ابو خالد کی روایت کی طرح، روایت سنائی لیکن ابو مالک کی مرباداً مجخیا کی تفسیر بیان نہیں کی۔

[371] (. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

[371] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کوئی ہمیں سنائے گا، یا تم میں سے کون ہمیں وہ روایت سنائے گا، ان میں حذیفہ بھی تھے جو رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کے بارے میں فرمائی تھی، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آگے ابو مالک کی ربعی سے حدیث کی طرح بیان کی اور حدیث میں یہ بھی بیان کیا، میں نے اسے حدیث سنائی تھی، معمہ نہیں۔ مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث تھی (اپنی بات نہیں)۔

مفردات الحدیث ❶ فتنہ: آزمائش، امتحان اور ابتلاء۔ اہل ومال کے فتنہ سے مراد ہے، ان کی محبت یا ان کے ساتھ مصروفیت کی بنا پر، نیک کاموں سے محروم ہو جانا، اور ان کی خاطر غلط کام کر بیٹھنا یا اہل کے حقوق، ان کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کرنا ہے اور پڑوسی کا فتنہ یہ ہے کہ اس کے حقوق ادا نہ کرنا یا اس کی خاطر غلط قدم اٹھانا، جائز وناجائز ہر صورت میں اس کا ساتھ دینا۔ ❷ التی تموج موج البحر: سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا یعنی وہ فتنہ جو عام ہوگا، سب لوگ اس کا شکار ہوں گے انفرادی یا شخصی نہیں ہوگا۔ ❸ أَسْكَتَ الْقَوْمُ: لوگوں نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔ ❹ للہ ابوك: عربی محاورہ ہے، جو اس وقت استعمال ہوتا ہے، جب کوئی

[371] تقدم تخريجه (٣٦٧)

انسان قابل تعریف کام کرے، چونکہ اس میں والد کی تعلیم و تربیت کا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے باپ کی تعظیم و تکریم کی خاطر، باپ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی جاتی ہے۔ ❺ تُعْرَضُ الْفِتَنُ: فتنے سامنے آتے ہیں، دل پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ❻ عُودًا، عودًا: یکے بعد دیگرے، تسلسل کے ساتھ، جس طرح چٹائی، ایک ایک تنکے کو آپس میں ملا کر بنائی جاتی ہے۔ ❼ أُشْرِبَهَا، ای قلب أُشْرِبَهَا: جس دل میں پانی کی طرح سرایت کر گئے، جاگزیں ہو گئے، اس نے ان کے اثر کو قبول کر لیا۔ ❽ مِثْلَ الصَّفَاءِ: چکنے پتھر یا چٹان کی طرح پختہ و مضبوط، جس کے ساتھ کوئی چیز چمٹتی نہیں ہے۔ ❾ مُرْبَادًّا: سیاہ رنگ جس میں معمولی سفیدی ہو۔ ❿ مُجَخِّيًا: ایک طرف جھکا ہوا، یا الٹا ہوا۔ ⓫ لا ابالك: ایک عربی محاورہ ہے کہ تمہاری نصرت و حمایت کرنے والا کوئی نہیں ہے، اس لیے بات پورے اہتمام اور اعتماد سے کرو۔ ⓬ اَغَالِيط: اغلوطہ کی جمع ہے، پہیلی، معمہ۔

فوائد: ...... ❶ انسان خطا کار ہے، اس سے مختلف اوقات میں مختلف قسم کے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں، اس لیے وہ ہر قسم کی عبادات کی ادائیگی کا محتاج ہے، تاکہ مختلف عبادات سے مختلف قسم کے قصور معاف ہوتے رہیں، گناہ اگر شخصی و انفرادی سطح کے ہوں گے اور ان کا دائرہ اثر محدود ہوگا جس کی بنا پر دل بھی کم متاثر ہوگا، تو محض نیکی سے وہ گناہ مٹ جائیں گے اگر گناہ، اجتماعی اور معاشرتی سطح پر ہوں گے اور ان کا دائرہ اثر وسیع ہوگا، جس کی بنا پر دل پر اثر بھی زیادہ ہوگا، تو وہ محض نیکی سے معاف نہیں ہوں گے، ان کی معافی کے لیے توبہ اور استغفار کی ضرورت ہوگی۔ ❷ اللہ تعالیٰ انسان کو آہستہ آہستہ آزماتا ہے، فوراً سخت یا شدید امتحان میں مبتلا نہیں کرتا۔ جو لوگ، چھوٹے چھوٹے گناہوں میں ملوث ہونا، شروع ہو جاتے ہیں، وہ آہستہ آہستہ بڑے گناہوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کا دل آہستہ آہستہ کالا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور انجام کار بالکل سیاہ ہو جاتا ہے، اور نیکی و بدی میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے، لیکن جو لوگ آغاز سے گناہوں سے احتراز کرتے ہیں، اگر سرزد ہو جائے تو نیکی یا توبہ سے اس کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا دل صاف شفاف رہتا ہے، اور نیکی و بدی میں امتیاز کرتا ہے، گناہوں کے زنگ کو چڑھنے نہیں دیتا۔ ❸ حضور اکرم ﷺ نے امت کے آغاز کے دور میں ہی عمومی و اجتماعی فتنوں کے سر اٹھانے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان فتنوں کے سامنے بند دروازہ قرار دیا تھا جو فتنوں کے پھیلاؤ میں رکاوٹ کا مضبوط بند تھا، اور اس بند کا ٹوٹنا (شہادت) یہ فتنوں کے پھیلنے کی علامت تھی، عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ بند ٹوٹ گیا اور امت اجتماعی اور عمومی فتنوں میں مبتلا ہونا شروع ہو گئی، حضرت عثمان کی شہادت سے اس میں شدت پیدا ہو گئی جس کا خمیازہ امت آج تک بھگت رہی ہے اور امت کی وحدت اور اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نہیں بن رہی، بلکہ دن بدن اختلاف و انتشار میں اضافہ ہو رہا ہے۔

نوٹ: ...... ہندی نسخوں میں باب: اسلام کا آغاز غربت (اجنبیت میں ہوا) اور پھر اجنبی بنے گا اور دو مسجدوں (مکہ، مدینہ) کے درمیان سمٹ آئے گا۔" کا آغاز یہاں سے ہوا ہے اور صحیح بات یہی ہے کیونکہ گزشتہ احادیث اس باب

سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

[372] ۲۳۲۔(۱۴۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ))

[372]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کا آغاز غربت (اجنبیت) کی حالت میں ہوا اور وہ یقیناً (آخر میں) اجنبی بن کر رہ جائے گا، تو اجنبی بن کر رہ جانے والوں کے لیے مسرت و شادمانی ہو۔

مفردات الحديث ❶ غریب: غربت سے ماخوذ ہے، غریب اجنبی، پردیسی کو کہتے ہیں جس کی دوسرے لوگوں کے ساتھ جان پہچان نہیں ہوتی، اور وہ لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور غریب کی جمع غرباء ہے، حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عمر کو فرمایا تھا ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ)) ''کہ دنیا میں پردیسی اور اجنبی بن کر رہ۔'' ❷ طوبی: فرحت و مسرت آنکھوں کی ٹھنڈک، بہتر انجام، قابل رشک حالت۔

فائدہ:...... اسلام کا آغاز اجنبیت اور غربت میں ہوا لوگ اس سے مانوس نہیں تھے، اس کی طرف ان کی توجہ اور اہتمام نہ تھا، اس نے آہستہ آہستہ اپنے قدم پھیلائے (جمائے) اور لوگوں میں مقبول و مانوس بنا۔ اور آہستہ آہستہ غربت و اجنبیت کی یہ حالت لوٹ کر آئے گی۔ لوگ اس کی تعلیمات وہدایات سے دور ہٹتے جائیں گے اور وہ لوگوں میں غیر مانوس اور غیر مقبول ہوتا جائے گا، اس پر عمل کرنے والے لوگ دن بدن کم ہوتے جائیں گے اور آخرت میں سرفرازی اور سعادت کے حقدار یہی ہوں گے۔'' آج مادیت اور مغربیت کے غلبہ واستیلاء کی صورت میں، اس پیش گوئی کے ابتدائی آثار رونما ہو چکے ہیں، دن بدن عملی طور پر اسلامی معاشرت، اسلامی تمدن وثقافت اور اسلامی روایات دم توڑ رہی ہیں اور لوگ عملاً دین سے دور ہو رہے ہیں۔

[373] (۱۴۶)وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا))

---

[372] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: بدأ الاسلام غريباً۔ برقم (۳۹۸۶) انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (۱۳۴۴۷)

[373] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۷۴۳۰)

[373]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اسلام کا آغاز غربت میں ہوا، اور ابتدا کی طرح آخر میں غریب ٹھہرے گا، اور وہ دونوں مسجدوں کے درمیان سمٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل میں آ جاتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ مسجدین: دو مسجدوں سے مراد، بیت اللہ اور مسجد نبوی ہے۔ ❷ یأرز: جمع ہونا، لوٹ آنا۔ پناہ پکڑنا۔

[374] ٢٣٣-(١٤٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا))

[374]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان مدینہ میں لوٹ آئے گا۔ جیسا کہ سانپ اپنے بل کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

فائدہ: ...... اسلام کا آغاز مکہ سے ہوا، مدینہ سے پھیلا، اس لیے اس کی پناہ گاہ مدینہ ہے اور آخری دور میں اسلام اپنی صحیح حالت میں صرف مدینہ میں ہوگا یا مکہ میں ہوگا۔

٦٦...... بَاب: ذَهَابِ الْإِيمَانِ آخِرِ الزَّمَانِ

باب ٦٦: اخیر زمانہ میں اسلام کا مٹ جانا

[375] ٢٣٤-(١٤٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ))

[375]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ زمین پر اللہ، اللہ کی آواز بھی نہیں آئے گی۔''

[376] حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ

[374] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في فضائل المدينة، باب: الايمان يارز الى المدينة برقم (١٨٧٦) وابن ماجه في ((سننه)) في المناسك، باب فضل المدينة برقم (٣١١١) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٢٦٦)

[375] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٣٤٤)

[376] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (٤٧٤)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلٰى أَحَدٍ يَقُولُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ))

[376] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی ایسے انسان پر قیامت قائم نہیں ہوگی، جو اللہ، اللہ کہتا ہوگا۔''

فائدہ :...... اس دنیا کا نظام جب درہم برہم ہونا ہوگا، تو اس دنیا میں خالق کائنات کا نام لیوا کوئی شخص زندہ نہیں ہوگا، اس دنیا کا وجود کائنات کے موجد کے نام کی برکت سے قائم اور جس قدر اس کا نام یہاں بلند وبالا ہوگا اس قدر اس میں سکون وامن ہوگا اور جب اس کا نام لینے والے ختم ہوں گے تو یہ کائنات بھی تمام ہو جائے گی۔

٦٧...... بَاب: اَلْاِسْتِسْرَارِ بِالْإِيمَانِ لِلْخَائِفِ

باب ٦٧: خوف زدہ کا ایمان کو چھپانا

[377] ٢٣٥-(١٤٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَحْصُوا لِي كَمْ يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ)) قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا)) قَالَ فَابْتُلِينَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا

[377] ۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھے، آپ نے فرمایا: ''مجھے اسلام کے نام لیوا لوگوں کی تعداد گن کر بتاؤ۔'' تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں اندیشہ ہے اور ہماری تعداد چھ، سات سو کے درمیان ہے؟ آپ نے فرمایا، تمہیں پتہ نہیں شاید تم آزمائش میں ڈال دیے جاؤ، پھر ہم آزمائش میں مبتلا ہو گئے، یہاں تک کہ ہم میں بعض لوگ نماز بھی چھپ کر پڑھتے تھے۔''

فائدہ :...... آپ کی پیش گوئی کے مطابق آپ کی وفات کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ بعض لوگوں کو نماز بھی (جو ایمان کی ظاہری اور محسوس علامت ہے) چھپ کر پڑھنا پڑتی تھی، کیونکہ نماز کو امن وجنگ کسی حالت میں بھی چھوڑا نہیں جا سکتا، اور نماز ہی اسلام وایمان کی دائمی نشانی اور علامت ہے، جو روزانہ پانچ بار ادا کی جاتی ہے۔ کیونکہ بعض گورنر نماز بہت دیر کر کے پڑھاتے تھے، اس لیے بعض لوگ اپنے طور پر پہلے نماز پڑھ لیتے تھے، پھر جماعت میں بھی شریک ہو جاتے تھے۔

[377] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الجهاد، باب: كتابة الامام الناس برقم (٣٠٦٠ و ٣٠٦١) وابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: الصبر على البلاء برقم (٤٠٢٩) انظر ((التحفة)) برقم (٣٣٣٨)

٦٨...... بَاب: تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَّخَافُ عَلَى اِيْمَانِهِ لِضُعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ قَاطِعٍ

باب ٦٨: جس کے ضعف وکمزوری کی بنا پر اس کے ایمان کے بارے میں خطرہ ہو، اس کے دل کو مسلمانوں کی طرف مانوس کرنا، اور کسی کے ایمان کو بلا دلیل قطعی قرار دینے کی ممانعت

[378] ٢٣٦۔(١٥٠)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَوْ مُسْلِمٌ)) أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا ((أَوْ مُسْلِمٌ))ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))

[378]۔ عامر بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا، تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! فلاں کو بھی دیجئے، وہ مومن ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، یا مسلمان ہے، میں نے تین دفعہ گزارش کی اور رسول اللہ ﷺ نے تینوں دفعہ یہی جواب دیا، یا مسلمان۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں ایک آدمی کو دیتا ہوں حالانکہ اس کے مقابلہ میں دوسرا آدمی مجھے زیادہ پسند ہوتا ہے کہ کہیں اللہ اس کو اوندھے منہ جہنم میں نہ ڈال دے۔

[379] ٢٣٧۔(. . .)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ

---

[378] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الايمان، باب: اذا لم يكن الاسلام على الحقيقة، وكان الاستسلام او الخوف من القتل لقوله تعالى: ﴿قال الاعراب آمنا ......﴾ الآية برقم (٢٧) وفي الزكاة، باب: قول الله تعالى: ﴿لا يسالون الناس الحافا﴾ وكم الغنىٰ ...... الخ برقم (١٤٧٨) والمؤلف [مسلم] في الزكاة، باب: اعطاء من يخاف على ايمانه برقم (٢٤٣٠) وبرقم (٢٤٣١) وابوداود في ((سننه)) باب: الدليل على زيادة الايمان ونقصانه برقم (٤٦٨٣ و ٤٦٨٥) والنسائي في ((المجتبى)) ٨/ ١٠٤ في الايمان، باب: تاويل قوله عزوجل: ﴿وقالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا......﴾ الآية۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٨٩٠)

[379] تقدم تخريجه برقم (٣٧٦)

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَان فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَان فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَان فَوَاللّٰهِ اِنِّی لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَوْ مُسْلِمًا اِنِّیْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ))

[379]۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے باپ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو کچھ مال دیا اور سعد بھی ان میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے ان میں سے ایک آدمی کو چھوڑ دیا، اس کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ مجھے اس کو ان سب سے اچھا لگتا تھا، تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! فلاں سے اعراض کی کیا وجہ ہے؟ (آپ نے اس کو کیوں نہیں دیا) میں تو اللہ کی قسم! اس کو مومن سمجھتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مومن) یا مسلمان'' تو میں کچھ دیر کے لیے چپ ہو گیا، پھر میں اس کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا، اس کا مجھ پر غلبہ ہوا، تو میں نے دوبارہ عرض کیا، اے اللہ کے رسول! فلاں کو آپ نے کیوں چھوڑ دیا، اللہ کی قسم! میں تو اس کو مومن جانتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا مسلمان۔'' تو پھر کچھ وقت خاموش رہا، پھر میں اس کے بارے میں جو علم رکھتا تھا اس نے غلبہ کیا، میں نے تیسری بار عرض کیا (پہلی بات دہرائی) کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کو کیوں نظر انداز فرمایا، اللہ کی قسم! میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا مسلمان، میں ایک آدمی کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا مجھے زیادہ پسند ہوتا ہے اس اندیشہ سے کہ اللہ اس کو اوندھے منہ آگ میں نہ ڈال دے۔''

مفردات الحدیث ✲ يَكُبَّهُ الله: اللہ اس کو منہ کے بل گرا دے، اوندھے منہ ڈال دے۔

[380] (. . .) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَان

[380] تقدم تخريجه برقم (٣٧٦)

[380] عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا ہوا تھا، اوپر کی روایت میں اتنا اضافہ ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر، آپ سے سرگوشی کی اور عرض کیا فلاں سے آپ نے اعراض کیوں فرمایا۔

[381] (. . .) وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ

قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هٰذَا فَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ ((أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ))

[381] محمد بن سعد نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ کہے رسول اللہ ﷺ نے میری گردن اور کندھے کے درمیان اپنا ہاتھ مارا، پھر فرمایا اے سعد! کیا لڑائی کرو گے؟ میں ایک آدمی کو دیتا ہوں۔"

فوائد :...... ❶ نئے نئے مسلمان ہونے والے لوگ، جن کے دل میں ابھی دین پوری طرح راسخ نہیں ہوتا، اور دین سے مفادات وابستہ کیے ہوتے ہیں، ان کی تالیف قلبی کے لیے اگر ضرورت اور حالات کا تقاضا ہو تو ان کو مالی اور مادی فوائد سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینا چاہیے، اور اس کے لیے وہ لوگ جو قدیم الاسلام لوگ ہیں اور دین سے پوری طرح آگاہ ہیں ان کو ایثار و قربانی سے کام لینا چاہیے اور ان کی خواہش ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کر کے جہنم سے بچایا جائے۔ ❷ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان باطنی عقائد سے عبارت ہے، انسان، دوسروں کے ظاہر سے آگاہ ہو سکتا ہے، اس لیے ان کو مسلمان قرار دے سکتا ہے لیکن وہ دوسروں کے باطن سے آگاہ نہیں ہو سکتا، اس لیے، قطعی اور یقینی قرائن و علامات کے سوا کسی کو یقین اور قطعیت کے ساتھ مومن نہیں کہا جا سکتا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ظاہری اعمال کے اعتبار سے مسلمان نظر آتا ہے، اس کی اصل حقیقت اور باطن سے اللہ آگاہ ہے اور سفارش کرتے بھی اس کا اظہار کرے گا، کہ میری معلومات کی حد تک یہ بات ایسے ہے۔ حضرت سعد چونکہ حضرت جُعَیل بن سُرَاقَہ کے بارے میں مطمئن تھے، اس لیے انہیں رسول اللہ ﷺ کا مقصد اور غرض سمجھ میں نہیں آئی، اس لیے انہوں نے اصرار سے کام لیا، اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا الحاح و اصرار ناگوار گزرا اور فرمایا: اقتالا یا سعد! اے سعد لڑتے ہو یا سفارش کرتے ہو، اس لیے سفارش کرنے والے کو بہت اصرار سے کام نہیں لیا جائے اور نہ ہی اپنی سفارش کے منوانے پر زور دینا چاہیے، دوسرے کو بھی موقع دینا چاہیے کہ وہ حالت کے تقاضا کے مطابق فیصلہ کرے۔

---

[381] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الزكاة، باب: قول الله تعالى: ﴿لا يسالون الناس الحافا﴾ برقم (١٤٧٨) والمولف [مسلم] في الزكاة، باب: اعطاء من يخاف على ايمانه برقم (٢٤٣٢) انظر ((التحفة)) برقم (٣٩٢١)

٦٩...... بَاب: زِيَادَةِ طَمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْأَدِلَّةِ

باب٦٩: دلائل کی کثرت دل کے اطمینان وتسکین میں اضافہ کا باعث ہے

[382] ٢٣٨-(١٥١) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ))

[382]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ابراہیم سے شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، جب انہوں نے کہا تھا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں ہے۔'' ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا، کیوں نہیں (مجھے یقین ہے) لیکن میں چاہتا ہوں میرا دل (مشاہدہ سے) اور زیادہ مطمئن ہو جائے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے، وہ ایک مضبوط ستون کی پناہ چاہتے تھے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قید خانہ میں، میں یوسف علیہ السلام جتنا طویل عرصہ ٹھہرتا تو بلانے والے کے بلاوے پر فوراً عمل کرتا۔''

[383] (. . .) وحدثني به ان شاء الله تعالى عبد الله بن محمد بن اسماء الصبعي: حدثنا جويرية عن مالك، عن الزهري

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ((وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى جَازَهَا۔

---

[382] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير، باب: ﴿واذ قال ابراهيم رب ارني كيف تحيي الموتى﴾ برقم (٤٥٣٧) وفي باب: ﴿فلما جاءه الرسول قال: ارجع الى ربك فاساله ما بال النسوة ......﴾ برقم (٤٦٩٤) والمؤلف [مسلم] في الفضائل، باب: من فضائل ابراهيم الخليل ﷺ برقم (٦٠٩٤) وابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: الصبر على البلاء برقم (٤٠٢٦) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٣٢٥ و ١٥٣١٣)

[383] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في احاديث الانبياء، باب: قول الله تعالى: ﴿لقد كان في يوسف واخوته آيات للسائلين﴾ برقم (٣٣٨٧) وفي التعبير، باب: رويا اهل السجون ←

[383] امام صاحب نے زہری کی اس سند سے روایت بیان کی ہے آخر میں کہا پھر یہ آیت مکمل پڑھی، (فرق صرف یہ ہے مالک کی روایت حتی جازھا (اس سے فارغ ہوئے) اور ابو اویس کی روایت میں حتی انجزھا حتیٰ کہ اس کو مکمل کیا ہے)

[384] عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى أَنْجَزَهَا

[384] امام صاحب مذکورہ بالا روایت دوسری سند سے بھی بیان کرتے ہیں۔

فوائد: ...... ❶ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا تھا، کیف تحی الموتی، تو مُردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا، یعنی مُردوں کو زندہ کرنا طے ہے، اوران کے زندہ کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا اور تم مومن، کیا تجھے مُردوں کے زندہ کرنے پر یقین نہیں تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا، کیوں نہیں یقین ہے۔ سوال یہ تھا کہ ان کے زندہ کرنے کی صورت اور کیفیت کیا ہے؟ اس کا مشاہدہ مطلوب ہے، دلیل اور استدلال سے انسان کو علم حاصل ہو جاتا ہے اور وہ یقینی علمی واستدلالی ہوتا ہے، لیکن اگر کسی چیز کا مشاہدہ اور معائنہ ہو جائے تو یہ یقینی عینی ہوتا ہے جس میں قوت ویقین زیادہ ہوتا ہے، اس لیے قلبی اطمینان وتسکین بھی بڑھ جاتا ہے، جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تیری قوم بچھڑے کی پوجا کرنے لگی ہے، تو ان پر وہ اثر نہیں ہوا جو قوم کو اس شنیع حرکت میں مبتلا دیکھ کر ہوا۔ حدیث میں ہے ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ)) ''خبر واطلاع، معائنہ ومشاہدہ کا مقابلہ نہیں کرتی۔'' اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کا سوال کسی شک وشبہ کی بنا پر نہ تھا، اگر ابراہیم کو اس میں شک ہوتا تو یقیناً ہمیں بھی شک ہوتا جب ہمیں شک نہیں ہے تو ابراہیم کو شک کیسے ہو سکتا ہے۔''

امام زرکشی نے امثال السائرہ کے مصنف کے حوالہ سے نقل کیا ہے، افعل کا صیغہ کبھی کبھی دونوں چیزوں سے کسی معنی (صفت) کی نفی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ﴾ ''کیا وہ بہتر ہیں یا قوم تبع'' مقصد یہ ہے دونوں ہی بھلائی سے محروم اور خالی ہیں۔
یا کہتے ہیں ((الشیطان خیر من فلان)) فلاں سے شیطان اچھا ہے، مقصد یہ ہے دونوں خیر سے خالی ہیں۔
(ارشاد الساری: ۵/۳۶۳)

اس استعمال کے مطابق، نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ، کا معنی ہے، ہم میں سے کسی کو شک نہیں ہے۔ نہ ابراہیم نے شک کیا، نہ ہمیں شک ہے۔ اس لیے سوال بھی زندہ کرنے کی کیفیت کے بارے میں تھا۔ (فتح الباری: ج۶، کتاب الانبیاء)

← والفساد والشرك، لقوله تعالى: ﴿ودخل معه السجن ......﴾ الآية برقم (٦٩٩٢) ومسلم في ((صحيحه)) في الفضائل، باب فضائل ابراهيم برقم (٦٠٩٥) انظر ((التحفة)) برقم (١٢٩٣١)
[384] تقدم تخريجه برقم (٣٨١)

زندہ کرنے کے بارے میں نہ تھا کیونکہ زندہ کرنا تو معلوم تھا کیفیت کا پتہ نہیں تھا۔

❷ یــرحم الله لوطا: حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جب فرشتے، خوبرو جوانوں کی شکل میں مہمان بن کر آئے، اور ان کی قوم اپنی عادت بد کے مطابق، ان پر دست درازی کرنے کے لیے ان کے گھر پہنچ گئی اور لوط علیہ السلام نے مہمانوں کی عزت کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کے جتن کر لیے، لیکن قوم والے باز نہ آئے۔ تو انہوں نے مہمانوں کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرنے کے لیے، انتہائی پریشانی کے عالم میں فرمایا، اے کاش! آج مجھ میں ذاتی وشخصی طور پر اس قدر طاقت وقوت ہوتی کہ میں کسی کے تعاون کے بغیر اپنے طور پر مہمانوں کا دفاع کر سکتا، یا مجھے اپنے خاندان اور قوم کی نصرت وحمایت حاصل ہوتی، تو آج میرے مہمانوں کا دفاع کر کے میری عزت بچاتی۔ کیونکہ یہ لوگ آپ کا اصل خاندان نہیں تھے، دوسرے لوگوں کی طرف آپ کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، اس کی وضاحت وتبیین کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحمت فرمائے، وہ ایک مضبوط پناہ چاہتے تھے، یعنی یہاں فعل، ارادہ فعل کے معنی میں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ﴾ ''جب تم نماز کے لیے اٹھنے کا ارادہ کرو تو نماز سے پہلے وضو کرلو۔'' یا فرمایا: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ ''جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے اعوذ باللہ پڑھ لو۔'' یہاں اللہ تعالیٰ کی اعانت ونصرت کی نفی مقصود نہیں ہے کہ ان کو اللہ کی پناہ حاصل نہ تھی، اور انہوں نے اس پر نعوذ باللہ اعتماد نہ کیا، یہ دنیا عالم اسباب ہے، اور ہر کام ظاہری اسباب کے پردہ میں ہوتا ہے، ظاہری اسباب ووسائل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، وگرنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگوں میں زرع پہننے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی اور دشمن کے مقابلہ میں تیاری کر کے نکلنے کی بھی حاجت نہ ہوتی۔ اور مدینہ میں پہنچ کر خود آپ نے فرمایا تھا، ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) ''اے کاش! کوئی مضبوط آدمی آج رات میری حفاظت کرتا۔'' اور آپ نے فرمایا تھا: ''مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ'' (لامع الدراری: ج ۸/ ۲۷ حاشیة ۹)
آج رات لشکر کی حفاظت کون کرے گا؟ تو کیا آپ کو نعوذ باللہ، اللہ کی نصرت وحمایت اور حفاظت پر اعتماد نہ تھا، چونکہ لوط علیہ السلام کے سامنے اللہ کی نصرت وحمایت تو ایک مسلمہ حقیقت تھی، اس لیے اس کے اظہار کی ضرورت نہ تھی ظاہری اسباب کے تذکرہ کی ضرورت تھی، انھی اسباب کا انہوں نے تذکرہ فرمایا، اور ان کے حصول کی خواہش وآرزو کی۔

❸ لاجبت الداعی، میں بلانے والے کی آواز پر لبیک کہتا، یہ کہہ کر آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر وثبات اور ان کی ہمت وحوصلہ کی تعریف فرمائی ہے، کہ انہوں نے بغیر کسی جرم کے ایک طویل عرصہ جیل میں گزارا، لیکن اپنی برأت کے اظہار تک، جیل سے نکلنے کے لیے تیار نہ ہوئے، آپ نے فرمایا، میں اس قدر صبر وتحمل اور استقلال وپامردی کا مجسمہ ہونے کے باوجود، بادشاہ کے ایلچی کی بات سن کر باہر نکل آتا۔ اور اپنی برأت کے اظہار کا معاملہ پیش نہ کرتا اور یہ بات ظاہر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر وثبات کی تعریف کی خاطر کہی ہے، ایک شجاع اور دلیر آدمی کسی کی شجاعت وبسالت کی تعریف کرے، تو اس سے اس کی اپنی شجاعت اور دلیری کی نفی نہیں ہوتی، وہ تو

مخاطبین کے نزدیک مسلم ہے، رستم زماں، کسی کی تعریف کرے تو کیا اس سے اس کے مقام ومرتبہ میں کسی قسم کی کمی آجائے گی، ہرگز نہیں۔ بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ ''یوسف علیہ السلام کے لیے چلے جانا ہی اولی اور ارجح تھا، کیونکہ ابتلاء اور مصیبت کو دعوت دینا یا اس کو قائم رکھنا، مناسب نہیں، باہر نکل کر ان کو تبلیغ کے زیادہ مواقع میسر آتے۔''
تو یہ بات درست نہیں ہے، یوسف علیہ السلام نے ابتلاء کو دعوت نہیں دی، نہ اس کو قائم رکھنا چاہا ان کا باہر آنا تو اب طے تھا، لیکن وہ اپنی عصمت وعزت کی طہارت وصفائی کے بغیر نہیں آنا چاہتے تھے، کیونکہ الزام تراشی اور تہمت کے ازالہ کے بغیر اگر وہ نکل آتے، تو یہ چیز ان کی دعوت وتبلیغ کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بنتی، اور پاکدامنی کے ظہور کے بغیر، بادشاہ کے سامنے چلے جاتے تو انہیں الزام تراشی کا احساس، کھل کر بات کرنے کی جرأت پیدا نہ ہونے دیتا، اور طہارت کے نتیجہ میں بادشاہ کی نظر میں جو قیام رفیع ملا، وہ بھی نہ ملتا۔

۷۰......بَاب وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ

باب ۷۰: ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انسانوں کی طرف رسالت اور آپ کی ملت سے سب ملتوں کے منسوخ ہونے کو ماننا ضروری ہے

[385] ۲۳۹-(۱۵۲)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ عَزَّوَجَلَّ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[385]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس قدر بھی انبیاء گزرے ہیں ان میں سے ہر ایک نبی کو اس قدر معجزات ملے کہ ان کو دیکھ کر لوگ ایمان لا سکتے تھے، اور جو معجزہ مجھے ملا وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف کی ہے، اس لیے مجھے امید ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔''

فوائد: ...... ❶ آیات سے مراد، معجزات ہیں اور معجزہ، عام عادت کے خلاف چیز ہے، انسان انفرادی یا اجتماعی طور پر مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نبی کے ہاتھوں اس کا ظہور اس لیے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو دیکھ کر اس کی نبوت کو تسلیم کرلیں، لیکن یہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ نے فرمایا: أُعْطِيَ، نبی کو عطا کیا گیا،

[385] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في فضائل القرآن، باب: كيف نزل الوحي برقم (٤٩٨١) وفي الاعتصام بالسنة، باب: قول النبي ﷺ: ((بعثت بجوامع الكلم)) برقم (٧٢٧٤) انظر ((التحفة)) برقم (١٤٣١٣)

آپ سے پہلے انبیاء کے معجزات، وقتی اور عارضی تھے کیونکہ ان کی نبوت ایک محدود عرصہ کے لیے تھی۔ آپ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے آپ کا معجزہ دائمی اور باقی ہے جو قیامت تک رہے گا۔ ❷ آپ کا لازوال معجزہ وحی ہے، جس کے تحفظ کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور یہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے باوجود قائم اور باقی ہے کیونکہ آپ کی نبوت، برقرار ہے، اس لیے اس معجزہ کو دیکھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس لیے آپ کی امت کے افراد کی تعداد بھی تمام امتوں سے زیادہ ہے۔

[386] ۲۴۰۔(۱۵۳)حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ))

[386]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے، اس کی قسم! اس امت کا (اس دور کا) جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے (میری نبوت رسالت کی دعوت اس کو پہنچ جائے) اور پھر وہ (مجھ پر اور) میرے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ ضرور دوزخیوں میں سے ہوگا۔''

فائدہ:...... جس شخص کو آپ کی نبوت و رسالت کی دعوت پہنچ جائے اور وہ آپ پر ایمان لا کر آپ کے لائے ہوئے دین کو اپنا دین نہ بنائے اور وہ اس حال میں مر جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا، اگرچہ وہ کسی سابق رسول کے دین اور اس کی کتاب کو ماننے والا بعثت یہودی یا نصرانی ہی کیوں نہ ہو، الغرض، آپ کی بعثت کے بعد، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی شریعت کو قبول کیے بغیر نجات ممکن نہیں، وحدت ادیان کا تصور کہ کسی آسمانی دین کو اپنا لو، توحید کے قائل ہو جاؤ بس نجات کے لیے یہی کافی ہے، ایک گمراہ کن اور ملحدانہ نظریہ ہے۔

[387] ۲۴۱۔(۱۵۴)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ

---

[386] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (۱۵٤۷٤)

[387] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في العلم، باب: تعليم الرجل امته واهله برقم (۹۷) وفي العتق، باب: العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده برقم (۲٥٤۷) مختصراً۔ وفي الجهاد، باب: فضل من اسلم من اهل الكتابين برقم (۳۰۱۱) وفي احاديث الانبياء، باب: قول الله: ﴿واذكر في الكتاب مريم اذا انتبذت من اهلها﴾ برقم (۳٤٤٦) وفي النكاح، باب: اتخاذ السراري برقم (٥۰۸۳) والترمذي في ((جامعه)) في النكاح، باب: ما جاء في الفضل ←

قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ)) ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ

[387]۔ صالح ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک خراسانی کو دیکھا، اس نے شعبی رحمہ اللہ سے سوال کیا: اے ابوعمرو، ہماری طرف اہل خراسان، یہ کہتے ہیں، ایک انسان، اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اگر اس سے شادی کر لے تو وہ اس حاجی کی طرح ہے، جو اپنی قربانی کے اونٹ پر سوار ہو جاتا ہے، تو شعبی نے جواب دیا: مجھے ابوبردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے باپ سے روایت سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو دوہرا اجر دیا جائے گا، ایک اہل کتاب کا فرد، جو اپنے نبی پر ایمان لایا، اس نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا زمانہ پا لیا تو آپ پر ایمان لے آیا، آپ کی پیروی اور تصدیق کی، تو اس کو دو اجر ملیں گے، دوسرا غلام جو کسی کی ملکیت میں ہے، اللہ کا جو اس پر حق ہے، اس کو ادا کرتا ہے، اور اپنے آقا کے حق کو بھی ادا کرتا ہے، تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ تیسرا وہ آدمی جس کی کوئی لونڈی ہے، تو وہ اس کو خوراک دیتا ہے، اور بہترین غذا مہیا کرتا ہے، پھر اس کو ادب سکھلاتا ہے اور خوب سکھاتا ہے پھر اس کو آزاد کر کے شادی کر لیتا ہے، اس کو بھی دہرا صلہ ملے گا۔'' پھر شعبی نے خراسانی سے کہا، اس حدیث کو بلا محنت و مشقت اٹھائے لے لو، پہلے آدمی اس سے چھوٹی حدیث کے حصول کے لیے مدینہ کا سفر کرتا تھا۔

فوائد: ...... ❶ اہل کتاب کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی صورت میں دو اجر ملیں گے، کیونکہ جب وہ ایک رسول پر ایمان لا چکے ہیں اور وہ اس کو باعث نجات سمجھتے ہیں، تو اب ان کا آپ پر ایمان لانا بڑے مجاہدہ کا کام ہے کوئی انسان ایک پیر کے بعد دوسرے کو پیر بنانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا، تو ایک نبی کے بعد دوسرے کو

← فی ذلك۔ وقال: حدیث ابی موسی حدیث حسن صحیح برقم (١١١٦) والنسائی فی ((المجتبی)) ٧/ فی النکاح، باب: عتق الرجل جاریته ثم یتزوجها۔ وابن ماجه فی ((سننه)) فی النکاح، باب: الرجل یعتق امته ثم یتزوجها برقم (١٩٥٦) انظر ((التحفة)) برقم (٩١٠٧)

نبی ماننا کتنا سخت اور مشکل مرحلہ ہوگا، اور یہی محنت ومجاہدہ اجر میں زیادتی کا باعث ہے، اس لیے قرآن مجید میں ہے: ﴿اُولَٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (القصص: ٥٤) ''ان کو ان کے صبر وتحمل کی بنا پر دوہرا اجر ملے گا۔'' اس طرح غلام جو اپنے آقا کے حقوق پوری طرح ادا کرتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حقوق آزاد کے مقابلہ میں ادا کرنا بہت مشکل اور مشقت طلب کام ہے، لیکن وہ اس رکاوٹ اور مانع کو عبور کرتا ہے جو بہت دشوار اور محنت طلب ہے، اس لیے اس کو بھی دوہرا اجر ملے گا۔ اصول ہے: ((الْعَطَايَا عَلٰى مَتْنِ الْبَلَايَا)) ''عطیات، بقدر تکلیف ملتے ہیں'' اور ((اَجْرُكُمْ عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكُمْ)) ''تمہارے اجر تمہاری محنت کی مقدار کے مطابق ہوں گے۔'' تیسرا شخص جو اپنی لونڈی پر احسان کرتا ہے، اس کو اچھا کھانا کھلاتا ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتا ہے، پھر اپنی لونڈی کو جس سے وہ جس طرح چاہے کام لے سکتا تھا اور اس سے استمتاع بھی کر سکتا تھا، اس کو آزاد کر کے اپنے برابر کی سطح پر لاتا ہے، یہ بھی جگر گردہ کا کام ہے اور بہت بڑا احسان ہے، اس لیے اس کو بھی اس نکاح پر دوگنا صلہ ملے گا۔ ❷ قربانی کے اونٹ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جیسا کہ حج کے مسائل میں آئے گا۔ اس لیے اس سے تشبیہ ہی محل نظر ہے، جو اس حکم پر مبنی ہے کہ قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔

[388] وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[388] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں...... یہی روایت سنائی۔

۷۱...... بَاب: نُزُوْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۷۱. عیسیٰ بن مریم نازل ہو کر ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق حکمرانی کریں گے

[389] ٢٤٢-(١٥٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))

---

[388] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٨٥)

[389] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في البيوع، قتل الخنزير برقم (٢٢٢٢) والترمذي في ((جامعه)) في الفتن، باب: ما جاء في نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٢٣٣) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٢٢٨)

[389] - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم عادل حاکم بن کر اتریں، تو وہ صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال عام ہو جائے گا، حتیٰ کہ اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔

[390] وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ((إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا)) وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِمَامًا مُقْسِطًا)) كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ ((وَحَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ

[390] سفیان، یونس اور ابو صالح زہری سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن عیینہ کی روایت میں ہے: اماما مقسطا حکما عدلا، منصف امام، عادل حکمران) اور یونس کی روایت میں صرف حَكَمًا عَادِلًا ہے، اماما مُقسِطًا نہیں ہے اور جیسا کہ لیث کی روایت میں یہ اضافہ ہے، حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آخر میں فرماتے چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ اہل کتاب میں سے ہر شخص عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔ ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ (النساء: ۱۵۹) ''اور قیامت کے دن وہ انہیں پر گواہ ہوں گے۔''

فائدہ:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تائید میں سورہ نساء کی اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے، جس سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر مجرور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کہ ان کے نزول کے وقت تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آئیں گے ان کی عبدیت کہ بندہ ہیں الہٰ نہیں اور ابنیت کہ مریم کے بیٹے ہیں، ابن اللہ نہیں۔ کا اقرار کریں گے اور اسلام کو قبول کر لیں گے، کیونکہ آج تو اہل کتاب سے جزیہ لے کر ان کو، ان کے دین پر رہنے دیا جاتا ہے، اس وقت وہ جزیہ کو قبول نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جزیہ کے قبول کرنے کے وقت کی تعیین فرما دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک قبول ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت کے تابع ہوں گے اور

[390] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في احاديث الانبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام برقم (٣٤٤٨) انظر ((التحفة)) برقم (١٣١٧٨)

اس کے مطابق عمل کریں گے، قادیان کا متنبی نعوذ باللہ اگر مسیح موعود تھا، تو اس کی ماں کا نام مریم کیوں نہیں تھا۔ اہل کتاب اس پر ایمان کیوں نہیں لائے، صلیب کیوں توڑی نہیں جا سکی اور خنزیر کی فراوانی کیوں ہے۔

[391] ٢٤٣۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

[391]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، عیسیٰ بن مریم یقیناً حاکم عادل بن کر اتریں گے۔ ضرور صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور ضرور ہی جوان اونٹوں کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے محنت ومشقت نہیں لی جائے گی، اور یقیناً لوگوں کے دلوں سے عداوت باہمی بغض وحسد ختم ہو جائے گا۔ اور لازماً لوگوں کو مال کی دعوت دی جائے گی تو اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

مفردات الحدیث ❶ قِلَاصٌ. قلوص کی جمع ہے، نوجوان اونٹ۔ ❷ لَا يُسْعٰى عَلَيْهَا: ان پر محنت ومشقت نہیں کی جائے گی مال ودولت کی کثرت اور لوگوں کی دنیا سے بے نیازی و بے رغبتی اور آخرت کی فکر کی بنا پر لوگوں کی توجہ آخرت کی طرف ہوگی، زکاۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں رہے گا، سب آخرت کی فکر کرنے والے ہوں گے، اس لیے اونٹوں سے لوگ کام نہیں لیں گے۔ ❸ الشحناء: عداوت ودشمنی، اور بغض وکینہ۔ ❹ تباغض، باہمی بغض۔ ❺ تحاسد، ایک دوسرے سے حسد وکینہ۔

[392] ٢٤٤۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))

[392]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تمھی میں سے ہوگا؟''

[393] ٢٤٥۔(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ

[391] انفرد به مسلم- انظر ((التحفة)) برقم (١٤٢٠٨)

[392] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في احاديث الانبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام برقم (٣٤٤٩) انظر ((التحفة)) برقم (١٤٦٣٦)

[393] تقدم تخريجه (٣٩٠)

شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ))

[393] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری حالت کیا ہوگی، جب تم میں مریم کے بیٹے اتریں گے اور تمہارا مقتدا اور رہنما ہوں گے؟''

[394] ۲۴۶۔(...) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[394] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا شان ہوگی جب تم میں ابن مریم اتریں گے، اور تمہارے فرد بن کر امامت کریں گے؟ ابن ابی ذئب کے شاگرد نے ان سے پوچھا، اوزاعی نے ہمیں زہری کی نافع سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی، تو یہ الفاظ کہے، اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ، تمہارا امام تمھی میں سے ہوگا (اور آپ کہہ رہے ہیں، ابن مریم امامت کروائیں گے) ابن ابی ذئب نے جواب دیا، جانتے ہو مَا اَمَّكُمْ منکم کا مقصد کیا ہے؟ شاگرد نے کہا، مجھے آپ بتا دیں، تو استاد نے جواب دیا، کہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق تمہاری قیادت ورہنمائی فرمائیں گے۔

[395] ۲۴۷۔(۱۵۶) حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ))

---

[394] تقدم تخريجه (۳۹۰)

[395] اخرجه مسلم في ((صحيحه)) في الجهاد، باب: قوله ﷺ: ((لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم)) برقم (۴۹۳۱) انظر ((التحفة)) برقم (۲۸۴۰)

[395] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور حق پر ہوگا، اور وہ قیامت تک (دشمنوں پر) غالب ہوگا۔ پھر عیسیٰ بن مریم اتریں گے، تو اس طائفہ کا امیر کہے گا، آیئے! ہمیں جماعت کرایئے، تو عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے، نہیں، تم ایک دوسرے پر امیر ہو، اللہ نے اس امت کو یہ عزت وشرف بخشا ہے۔

فائدہ :...... جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو بیت المقدس میں نماز کے لیے امام مہدی علیہ السلام آگے بڑھ چکے ہوں گے، وہ پیچھے ہٹ کر عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کی دعوت دیں گے، لیکن وہ ان کی دعوت کو قبول نہیں فرمائیں گے، تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اس دین کے تابع ہو کر اترے ہیں، جب ان کا اس امت کا ایک فرد ہونا ظاہر ہو جائے گا، تو بعد میں اگر وہ امام بھی بن جائیں گے تو کوئی شبہ پیدا نہیں ہوگا۔ وہ کتاب وسنت کے مطابق ہی حکمرانی کریں گے، اور اس امت کے ایک فرد متصور ہوں گے۔

٧٢...... بَاب: بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ

باب ٧٢: وہ دور جس میں ایمان قبول نہیں کیا جائے گا

[396] ٢٤٨-(١٥٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا

[396] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، قیامت قائم نہیں ہوگی، جب وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا تو سب کے سب لوگ ایمان لے آئیں گے، تو اس دن کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا، جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا ایمان کے نتیجہ میں کوئی نیکی نہیں کی تھی۔

[397] حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[396] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٣٩٨٨)

[397] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير، باب: ﴿قل هلم شهداكم﴾ برقم ←

[397] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[398] ۲۴۹ ـ (۱۵۸) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ جَمِيعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ))

[398] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں کا جب ظہور ہو جائے گا تو کسی شخص کو اس کا ایمان جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا تھا یا اپنے ایمان کے سبب کوئی نیکی نہیں کی تھی، فائدہ نہیں دے گا، سورج کا اپنے غروب کی جگہ سے نکلنا اور دجال اور دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا عجیب وغریب جانور) کا ظہور۔"

فائدہ:...... وہ ایمان مقبول ومعتبر ہے جو بالغیب ہو (بن دیکھے ہو)، جب قیامت کا وقوع یقینی ہو گیا اور اس کے وقوع کی نشانیاں ظاہر ہو گئیں، تو ایسے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے جیسا کہ غرغرہ کی حالت میں مقبول نہیں ہے، ہاں قرب قیامت کی علامات کے ظہور کے وقت کا ایمان معتبر ہے، سورج کا مغرب سے نکلنا اور دابۃ الارض کا (زمین سے ایک عجیب وغریب جانور) کا نکلنا جس کی تفصیلات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، یہ وقوع قیامت کی علامت ہے، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور قیامت کے قرب کی علامات ہیں، اس لیے ان کے وقت کا ایمان معتبر ہے، اس وقت تک غیبی حقائق کا انکشاف نہیں ہوا ہوگا۔

[399] ۲۵۰ ـ (۱۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ سَمِعَهُ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمًا ((أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ

← (٤٦٣٥) وابوداود في ((سننه)) في الملاحم، باب: امارات الساعة برقم (٤٣١٢) وابن ماجه في ((سننه)) في الفتن، باب: طلوع الشمس من مغربها برقم (٤٠٦٨) انظر ((التحفة)) برقم (١٤٨٩٧)

[398] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في التفسير، باب ومن سورة الانعام برقم (٣٠٧٢) انظر ((التحفة)) برقم (١٣٤٢١)

[399] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في بدء الخلق، باب: صفة الشمس والقمر برقم (٣١٩٩) وفي التفسير، باب: ﴿والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم﴾ برقم (٤٨٠٢)←

تَجْرِی حَتّٰی تَنْتَهِیَ إِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً وَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِی لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسَ مِنْهَا شَيْئًا حَتّٰی تَنْتَهِيَ إِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِي اِصْبَحِيْ طَالِعَةً مِّنْ مَّغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّغْرِبِهَا)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَدْرُونَ مَتٰی ذَاكُمْ)) ذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا

[399] ۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن پوچھا، جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا، اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے متقر پر پہنچ کر سجدہ کرتا ہے، تو وہ اس حالت میں رہتا ہے، حتی کہ اس کو کہا جاتا ہے، اٹھو! اور جہاں سے آئے ہو ادھر لوٹ جاؤ، تو وہ واپس لوٹتا ہے اور اگلی صبح اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے، پھر اگلے دن چلتا ہے، یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے جائے قرار پر پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا ہے، بلند ہو اور جہاں سے آئے ہو، لوٹ جاؤ تو وہ واپس چلا جاتا ہے اور اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے طلوع ہوتا ہے، پھر چلتا ہے، لوگ اس میں کچھ نرالا پن نہیں پاتے، اس طرح وہ ایک دن عرش کے نیچے اپنے متقر پر پہنچے گا، تو اسے کہا جائے گا، بلند ہو اور اپنے مغرب سے طلوع ہو، تو وہ اپنے مغرب سے طلوع ہوگا۔'' پھر آپ نے پوچھا: ''کیا جانتے ہو یہ کب ہوگا؟'' یہ اس وقت ہوگا، جب کسی شخص کو جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا، یا اپنے ایمان کے باعث نیکی نہیں کی ہوگی، ایمان لانا مفید نہیں ہوگا۔''

فائدہ:......اس کائنات کا ذرہ ذرہ اور ہر چیز اللہ کے حضور سجدہ کناں ہے، سورۃ حج میں فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ﴾ (الحج:۱۸) ''کیا تمہیں معلوم نہیں، اللہ کو وہ سب سجدہ کرتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سورج اور چاند بھی ستارے اور پہاڑ بھی، اور درخت و چوپائے بھی۔''

ہر چیز کا سجدہ اس کی حیثیت اور مقام کے اعتبار سے ہے، اس طرح اس کی زبان اور تسبیح اس کے مقام کے مطابق

← و (٤٨٠٣) مختصرا۔ وفی التوحید، باب: ﴿وكان عرشه على الماء﴾ ﴿وهو رب العرش العظيم﴾ برقم (٧٤٢٤) وفی باب: قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ برقم (٧٤٣٣) وابوداود فی ((سننه)) فی الحروف والقرات، باب برقم (٤٠٠٢) والترمذی فی ((جامعه)) فی الفتن، باب: ما جاء فی طلوع الشمس من مغربها برقم (٢١٨٦) والترمذی فی ((جامعه)) فی الفتن، باب: ما جاء فی طلوع الشمس من مغربها برقم (٢١٨٦) وفی باب: من سورة يس برقم (٣٢٢٧) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر ((التحفة)) برقم (١١٩٩٤)

ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز کی زبان کو سمجھتا ہے اور ہر چیز اس کے حکم کو سمجھتی ہے، عرش پوری کائنات کے اوپر ہے، ہر چیز کہیں بھی ہو وہ عرش کے نیچے ہے اور کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی، سورج کا طلوع وغروب بھی اس کی اجازت کے مرہون منت ہے اور اس کا غروب آنکھوں سے اوجھل ہونا اور طلوع آنکھوں کے سامنے آنا ہے، جب تک اللہ کو اس دنیا کو قائم رکھنا مطلوب ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جب اس دنیا کا نظام درہم برہم کرنا مطلوب ہوگا تو سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا، جو اس دنیا کے خاتمہ کی علامت ہوگا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

[400] ۲۵۱۔(. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمًا ((أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ))

[400] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ ابن علیّہ کی حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے۔

[401] (. . .)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا

[401] حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، جب سورج غروب ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر! جانتے ہو، یہ کہاں جاتا ہے؟“ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”یہ جا کر سجدہ کی اجازت طلب کرتا ہے، اس کو اجازت مل جاتی ہے، گویا اس کو کہہ دیا گیا ہے، جہاں سے آئے ہو، وہیں لوٹ جاؤ، (آخر کار) اس کو کہا جائے گا اپنے مغرب سے طلوع ہو، تو وہ مغرب سے طلوع ہوگا، پھر عبداللہ کی قراءت کے مطابق پڑھا۔“ اور یہ اس کا جائے قرار ہے۔“

[400] تقدم تخريجه برقم (۳۹۷)
[401] تقدم تخريجه (۳۹۷)

[402] ٢٥١ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)).

[402]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ سورج اپنے مستقر کی طرف چل رہا ہے (یٰس آیت ۳۸) آپ نے جواب دیا: ''اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔''

فائدہ:...... مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں کے اعتبار سے اس کا طلوع وغروب الگ الگ ہے اور اس کو اس کی اجازت لینے کے لیے ٹھہرنے یا توقف کی ضرورت نہیں ہے، وہ اس کے حکم سے طلوع وغروب ہو رہا ہے، اور اس کے مالک کی تدبیر ہے، جس میں کسی منٹ سیکنڈ کے آگے پیچھے ہونے کا امکان نہیں ہے، اس کے حکم سے موسموں میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے اور اس کے حکم کے مطابق، طلوع وغروب کا وقفہ کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ ہے اور کہیں ہر موسم میں تقریباً یکساں رہتا ہے، (دن رات تقریباً برابر ہوتے ہیں)۔ اور عرش کے نیچے گزرتے ہوئے اجازت طلب کرتا ہے۔

٧٣......بَاب :بَدْءِ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ٧٣ : رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی ابتدا

[403] ٢٥٢ـ(١٦٠)حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ أُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ

[402] تقدم تخريجه (٣٩٧)

[403] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير ، باب: ﴿اقرا باسم ربك الذي خلق﴾ برقم (٤٩٥٣) انظر ((التحفة)) برقم (١٦٧٠٦)

فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ قُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ أَقْرَأْ فَقُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيجَةَ ((أَيْ خَدِيجَةُ مَا لِي)) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيْ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَآهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى عليه السلام يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ)) قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا۔

[403] ۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وحی کا آغاز، سب سے پہلے نیند میں سچے خوابوں سے ہوا، رسول اللہ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے، اس کی تعبیر روشن صبح کی طرح ہوتی، پھر خلوت گزینی آپ کے نزدیک محبوب بنا دی گئی، اور آپ غار حراء میں تنہائی اختیار کرتے، اور اپنے اہل کی طرف واپسی سے پہلے، کئی کئی راتیں وہاں گناہ سے بچتے یعنی بندگی کرتے، اور اس کے لیے خورونوش کا سامان لے جاتے، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آ کر اتنی ہی راتوں کے لیے پھر سامان خورونوش لے جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس اچانک حق (فرشتۂ وحی) آ گیا، اور آپ غار حراء میں تھے، چنانچہ آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا، پڑھیے، آپ نے جواب دیا، میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ تو اس نے مجھے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ اس کا دباؤ میری طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا، پڑھیے، تو میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور دوبارہ مجھے بھینچا، یہاں تک اس کا دباؤ میری طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور کہا پڑھیے، میں نے کہا، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری دفعہ دبوچا حتیٰ کہ مجھے پوری قوت سے دبایا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ''اپنے اس رب کے نام کی برکت وتوفیق سے پڑھیے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' (سورۃ علق: آیت ۱-۵) یہ آیات لے کر رسول اللہ ﷺ اس حال میں واپس خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے کہ آپ پر کپکپی طاری تھی۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے کپڑا اوڑھاؤ، مجھ پر کپڑا ڈالو۔'' گھر والوں نے کپڑا اوڑھایا، یہاں تک کہ آپ کا خوف زائل ہو گیا، پھر آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے خدیجہ! مجھے کیا ہوا، اور اسے پورا واقعہ سنایا، کہا مجھے تو اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا۔'' خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو جواب دیا، ہرگز نہیں، خوش ہو جائیے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ شاہد ہے۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نایاب چیزیں دیتے ہیں۔ (نایاب، سے مراد وہ چیز ہے جو کسی اور سے نہ مل سکتی ہو، اس کی توجیہ آگے موجود ہے) مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کے لیے پیش آمدہ مصائب میں مدد کرتے ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر اپنے چچا زاد، ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، جس نے جاہلیت کے دور میں عیسائیت اختیار کر لی تھی اور وہ عربی خط میں لکھتے تھے، اور انجیل کا عربی میں ترجمہ جس قدر اللہ کو منظور ہوتا کرتے تھے، بہت بوڑھے تھے اور بینائی جاتی رہی تھی، خدیجہ نے اس سے کہا: اے چچا! اپنے بھتیجے کی بات سنیے، ورقہ بن نوفل نے پوچھا: اے بھتیجے، آپ نے کیا دیکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، اسے بتایا، تو ورقہ نے آپ سے کہا، یہی وہی راز داں (فرشتہ) ہے، جسے موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا تھا، اے کاش! میں اس وقت میں جواں ہوتا، اے کاش میں اس وقت زندہ ہوں، جب آپ کی قوم، آپ کو نکالے گی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا، ہاں، کبھی کوئی آدمی آپ جیسا پیغام لے کر نہیں آیا، مگر اس سے دشمنی کی گئی، اور اگر آپ کے اس دن کو میں نے پا لیا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

مفردات الحدیث

❶ الوحی: وحی کا لغوی معنی ہے، انتہائی خفیہ یا پوشیدہ طریقے سے خبر دینا، اور اس کا اطلاق اشارتاً، کتابت، مکتوب، رسالہ اور الہام والقاء پر بھی ہوتا ہے اور شرعی طور پر اس کلام کو وحی کہا جاتا ہے جو کسی

نبی یا رسول پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔ ❷ الرؤیا الصادقة: سچا خواب۔ جو چیز آپ خواب میں دیکھتے وہ ٹھیک اسی طرح بیداری میں سامنے آجاتی۔ ❸ فَلَقَ الصُّبح: سپیدہ سحر، صبح کی روشنی، یعنی وہ خواب بالکل واضح ہوتا، اس میں کسی قسم کا خفاو پوشیدگی نہ ہوتی۔ ❹ ثم حبب الیہ الخلاء: تنہائی اور خلوت سے محبت پیدا ہوگئی، تاکہ پورے اطمینان، فراغت قلبی سے سوچ و بچار کا موقع ملے اور مالوفات انسانی سے الگ تھلگ ہو کر دل میں خشوع وخضوع پیدا ہو۔ ❺ یتحنّث: گناہ سے بچنا، حنث گناہ کو کہتے ہیں، اور تحنث، گناہ سے اجتناب کو، گویا عبادت، انسان کو گناہ سے بچاتی ہے، اس لیے اس کی تفسیر تعبد (بندگی کرنا) سے کی گئی ہے۔ ❻ اللیالی ذوات العدد: اس کام میں کئی راتیں صرف فرماتے، کبھی کبھی پورا ماہ رمضان، اسی طرح گزر جاتا۔ ❼ حتّٰی فَجِئَہُ الحَقُّ: اچانک آپ کے پاس فرشتہ وحی لے کر آ گیا، آپ کو اس کی امید یا توقع نہ تھی، تقدیر اللہ کے علم کے اعتبار سے، تو ہر چیز آسمان وزمین کی تخلیق سے بھی پچاس ہزار سال پہلے، لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے جس میں، نبوت، ولایت، سعادت وشقاوت، نیکی وبدی ہر چیز کا ریکارڈ ہے، اس اعتبار سے تو آپ کیا، ہر نبی، ہر صحابی، ہر ولی بلکہ ہر انسان کا مقام ومرتبہ پہلے سے متعین ہے، لیکن ہر چیز کا ظہور اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے، ہر انسان کی پیدائش اور موت کا وقت مقرر ہے، لیکن اس کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوگا۔ اسی طرح آپ کی نبوت کا وقت مقرر تھا، لیکن جب آپ کی طرف وحی کی آمد شروع ہوئی، تو آپ نبی بن گئے، وحی کی آمد سے پہلے آپ نبی نہیں تھے (اگرچہ تقدیر اور اللہ کے علم میں نبی تھے) اس لیے یہ کہنا کہ آپ ولادت کے وقت بلکہ، اس وقت نبی تھے کہ جب ابھی آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، یہ درست نہیں ہے، اگر آپ پہلے ہی نبی تھے، تو پھر اس بحث کی ضرورت کیا ہے کہ آپ غار حرا میں عبادت، کس شریعت کے مطابق کرتے تھے، نیز جو حالات پہلی وحی کے وقت پیش آئے، کیا وہ بعد میں بھی پیش آئے، جب آپ پہلے سے نبی تھے، اور آپ کو اس کا علم تھا، تو پھر یہ صورت حال کیوں پیش آئی۔ ❽ ما انا بقاری: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اکثر علماء نے ما کو نافیہ قرار دیا ہے، اور اس کا معنی ہے مَا اَحْسَنُ الْقِرَاءَۃِ، میں اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا، اور یہ اس صورت میں ہوتا ہے، جب کسی کو کوئی لکھی ہوئی چیز دی جائے اور کہا جائے پڑھ۔ یا ویسے ہی اسے کہا جائے پڑھ، لیکن اگر کوئی انسان، اس کو لفظ کی شناخت کرا کر کہے پڑھ، یا عبارت بول کر کہے، اس عبارت کو دہرا، تو وہ پڑھ سکتا ہے، اس لیے جب فرشتے نے وحی کے الفاظ آپ کے سامنے پڑھے، تو آپ نے بھی پیچھے پڑھ دیے۔ بعض علماء نے اس کا معنی استفہامیہ کیا ہے، جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ میں، کَیْفَ اَقْرَاُ، میں کیسے پڑھوں (میں تو اپنے طور پر پڑھ نہیں سکتا) دوسری روایت ہے مَاذَا اَقْرَاُ، میں کیا پڑھوں۔ تمام متقدمین شارحین کی تصریحات کے باوجود، اور یہ ماننے کے باوجود کہ آپ اُمی تھے۔ اگر بالفرض آپ پڑھے لکھے

ہوتے تو لوگوں کو آپ کی نبوت میں شک پیدا ہوتا۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ نے پڑھنے سے انکار فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں، میری عبادت میں خلل پیدا ہوتا ہے، جب چوتھی بار جبرائیل نے اقراء باسم ربك الذي خلق کہا، تب آپ کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ بھی تو اسی ذات کا نام لے رہا ہے جس کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مستغرق ہوں، سو آپ نے پڑھ لیا، تو کیا جب جبریل نے پہلی دفعہ دبوچا تھا، اس سے آپ کی عبادت میں خلل پیدا نہیں ہوا تھا، اور آپ کے جواب سے، آپ کی عبادت متاثر نہیں ہوئی تھی اور آپ تو پہلے سے نبی تھی، تو آپ کو پہلے کیوں پتہ نہ چلا۔ ⑨ حتى بلغ مني الجهد: جهد، جیم پر فتح اور ضمہ دونوں پڑھنا درست ہیں، معنی ہوگا غایت (انتہا) اور مشقت، دال پر اگر زبر ہو تو معنی ہوگا، جبریل نے اپنی پوری قوت صرف کر دی، اس نے پوری طاقت سے دبایا تھا، چونکہ وہ انسانی شکل وصورت میں تھا، اس لیے اس میں قوت بھی انسانی تھی کوئی انسان ملکی قوت وطاقت کو برداشت نہیں کر سکتا، اور نہ ہی فرشتہ کو مشقت لائق ہوتی ہے، اگر دال پر پیش ہو تو معنی ہوگا میں نے وبا دینے میں اپنی پوری طاقت نچوڑ دی، میری طاقت آخری مراحل میں داخل ہوگئی۔ ممکن ہے پہلی دفعہ غط (دباؤ) دنیا کے خیالات و تفکرات سے رخ پھیرنے کے لیے ہو، دوسری دفعہ، آپ کے خیالات وتوجہ کو اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے اور تیسری دفعہ اپنے سے مانوس کرنے کے لیے کیا ہو۔ (ارشاد الساری: ۱/۶۳) ⑩ ترجف بوادرة: بوادر، بادرة کی جمع ہے، شانے کے گوشت کو کہتے ہیں، وہ گھبراہٹ اور اضطراب کی وجہ سے ہل رہا تھا، ⑪ زملوني: مجھے کپڑے میں لپیٹ دو یا مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ ⑫ الرَّوع: گھبراہٹ، پریشانی۔ ⑬ لقد خَشِيتُ على نفسي: فرشتے کے دباؤ اور گھبراہٹ کی بنا پر مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا، اس فقرہ کا تعلق غار حرا، میں گزرنے والے حالات سے ہے، کیونکہ یہ ماضی کا صیغہ ہے، اور اس واقعہ کی شدت کو بیان کرنا مقصود ہے، اگر اس کا معنی حال واستقبال کا لیا جائے، جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے محسوس ہوتا ہے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں اس عہدہ اور ذمہ داری کو کما حقہ ادا نہیں کر سکوں گا، یا اس عظیم ذمہ داری کو اٹھا نہیں سکوں گا، تو تب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اگر آپ اس ذمہ داری کے اہل نہ ہوتے یا اس کو ادا نہ کر سکتے تو یہ ذمہ داری آپ پر ڈالی ہی نہ جاتی، آپ جیسی صفات عالیہ اور اخلاق حسنہ کے مالک کو اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرے گا، جس پر ذمہ داری ڈالی جائے اور وہ اس کو ادا نہ کر سکے، تو یہ چیز اس کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث بنتی ہے، اس لیے یہ ممکن نہیں کہ آپ اس ذمہ داری کو پورا نہ کر سکیں۔ ⑭ تحمل الكل: کل، بوجھ۔ هُوَ كُلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ، وہ اپنے آقا کے لیے بوجھ ہے۔ یعنی آپ کمزوروں، یتیموں اور بے کسوں کی مدد واعانت کرتے ہیں، ان کو نان ونفقہ مہیا کرتے ہیں۔ ⑮ تكسب المعدوم: كَسَبَ اور اكسب کا معنی ہوتا ہے کسی کو کما کر دینا، معدوم، اگر محتاج کے معنی میں ہو یعنی فقیر وتنگدست، تو پھر معنی

ہوگا فقیر وقلاش کو کما کر دیتے ہیں، کیونکہ معدوم غیر موجود کو کہتے ہیں اور فقیر محتاج لاشئی معدودم معدم کے معنی میں آ جاتا ہے یا معنی ہوگا کہ آپ نایاب چیزیں دیتے ہیں، آپ جیسی تعلیمات اور ہدایات کہیں سے حاصل نہیں ہوسکتیں، اس صورت میں کسب ثلاثی مجرد سے ہوگا اور اس کو ثلاثی مزید فیہ سے مانیں تو مفعول اول محذوف ہوگا اور معدوم کا موصوف بھی محذوف ہوگا۔ تُكْسِبَ غَيْرَكَ المَالَ الْمَعْدُوْمَ دوسروں کو نایاب مال کما کر دیتے ہیں۔ ⑯ نوائب الحق: نوائب، نائبة کی جمع ہے، حادثہ اور مصیبت کو کہتے ہیں، کہ اگر کسی کو حق کی بنا پر مصیبت سے دوچار ہونا پڑے تو آپ اس کی اعانت کرتے ہیں، غلط کاموں میں مدد نہیں کرتے۔ ⑰ تَنَصَّر فی الجَاهِلِيَّة: آپ کی بعثت سے پہلے اس نے عیسائیت اختیار کر لی تھی۔ ⑱ ناموس: رازداں، خیر کے رازداں کو ناموس اور شر کے رازداں کو جاسوس کہتے ہیں۔ ⑲ الجُذَع: طاقتور نوجوان۔ ⑳ نَصراً مؤزراً: مضبوط اور قوی مدد، بھرپور طور پر ساتھ دینا۔

فوائد:...... ❶ وحی کی آمد سے پہلے آپ کو اس کے لیے تیار کیا گیا، آپ کے دل میں یکسوئی اور خلوت گزینی کی محبت پیدا کی گئی، تاکہ آپ الگ تھلگ ہو کر یکسوئی کے ساتھ غور وفکر کے عادی بن جائیں، اور لوگوں سے میل جول کم ہو جائے، دل کے اندر صفائی پیدا ہو جائے۔ ❷ سچے خوابوں کے ذریعہ رشد وہدایت کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ طلوع شمس سے پہلے سپیدہ سحر نمودار ہوتا ہے۔ ❸ جبریل علیہ السلام اچانک وحی لے کر آئے، اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ آئندہ وحی کا تحمل آسان ہو جائے، اور کچھ عرصہ کے لیے وحی بند ہوگئی تاکہ آپ کے دل میں اس کے حصول کی محبت وشوق بڑھے، محبوب چیز ایک دفعہ حاصل ہو جائے پھر چھن جائے تو پھر اس کے حصول کا اشتیاق بہت بڑھ جاتا ہے، اس بنا پر وحی کی بندش کے دور میں آپ غمگین ہو جاتے تھے اور جبریل سامنے آ کر آپ کے غم وحزن کو ہلکا کرتے تھے۔ ❹ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی چھ صفات کمال بیان کی ہیں، جو آپ کی کامیابی وکامرانی کی ضامن تھیں: (۱) صلہ رحمی (۲) صدق مقال (۳) ضعیفوں اور ناتواں لوگوں کی مدد ونصرت (۴) محتاجوں، فقیروں کی اعانت (۵) مہمان نوازی (۶) پیش آمدہ مصائب میں تعاون اور یہی صفات آج بھی دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کی ضامن ہیں اور مسلمان ان کو اپنا کر پوری دنیا میں دین کو غالب کر سکتے ہیں، خاص طور پر علماء جو آپ کے وارث ہیں، ان کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہیں۔ ❺ دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے فیصلہ کن چیز انسان کی سیرت وکردار ہے، آپ نے خدیجہ کو نبوت کے تسلیم کرنے کی دعوت نہیں دی محض نزول وحی کا واقعہ سنایا اور اپنے اوپر گزرنے والی کیفیات سے آگاہ کیا، اس نے خود بخود آپ کی نبوت کو تسلیم کیا بلکہ اپنے خیال کے مطابق آپ کو تسلی دی اور مزید اطمینان کے لیے اپنے چچازاد کے پاس لے گئیں، اس نے آپ کی نبوت کو تسلیم کیا اور آئندہ پیش آنے والے حالات سے آگاہ کیا، اور بھرپور مدد کی یقین دہانی کرائی۔ ❻ دین کی تبلیغ اور اس کی نشر واشاعت کرنے والوں کو مصائب وآلام اور اپنوں کی دشمنی وعداوت سے گزرنا پڑتا ہے، یہ میدان پھولوں کی سیج نہیں ہے

کانٹوں بھری راہ ہے، جس کے لیے صبر وثبات اور استقامت و پامردی کی ضرورت ہے۔ ❼ سب سے پہلے اترنے والی وحی، سورۃ علق کی ابتدائی آیات ہیں، جو غار حرا میں اتریں اور پھر تقریباً ڈھائی سال تک وحی کی آمد بند رہی۔ ❽ عربوں کے آداب کے مطابق بڑے کو چچا کے نام سے پکارا جاتا تھا، ورقہ چونکہ عمر رسیدہ تھے، اس لیے انہیں آپ کا چچا کہا۔

[404] ٢٥٣۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَوَاللَّهِ لَا يُحْزِنُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ

[404]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی ابتدا، آگے یونس کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی، صرف اتنا فرق ہے کہ معمر نے کہا "فَوَاللَّهِ لَا يَحْزُنُكَ اللَّهُ اَبَدًا" "اللہ کی قسم! اللہ کبھی تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔" اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ نقل کیے، اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سن۔

[405] ٢٥٤۔(. . .)وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَرَجَعَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُونُسَ عَلَى قَوْلِهِ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ خَدِيجَةَ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ

[405]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، آپ کا دل دھڑک رہا تھا، پھر یونس اور معمر کی طرح حدیث بیان کی، اوران دونوں کی روایت کا ابتدائی حصہ کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی

---

[404] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی التعبیر، اول ما بدی به رسول الله ﷺ من الوحی الرویا الصالحة مطولا برقم (٦٩٨٢) وفی التفسیر، باب: قوله: ﴿اقراوربك الاكرام﴾ برقم (٤٩٥٦) انظر ((التحفة)) برقم (١٦٦٣٧)

[405] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول الله ﷺ برقم (٣) مطولا بتمامه۔ وفی التفسیر، باب: قوله: ﴿خلق الانسان من علق﴾ مختصرا برقم (٤٩٥٥) انظر ((التحفة)) برقم (١٦٥٤٠)

کا آغاز، سچے خوابوں کی صورت میں ہوا۔ بیان نہیں کیا اور عقیل بن خالد نے یونس کی طرح "فواللہ لا یخزیك اللہ ابدا" کے الفاظ استعمال کیے۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قول، ای ابن عم، اسمع من ابن اخیك، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ (اے چچا کے بیٹے، بھتیجے کی بات سن) نقل کیا ہے۔

[406] ٢٥٤۔(١٦١) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَآءَنِي بِحِرَآءٍ جَالِسًا عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)) يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ

[406] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما جو صحابہ کرام میں سے تھے بندش وحی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے، بتاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دریں اثناء کہ میں چل رہا تھا، میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا، دیکھا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے، تو میں خوف زدہ ہو کر گھبرا کر گھر واپس آ گیا، اور میں نے کہا، مجھے کپڑا اوڑھاؤ، مجھ پر کپڑا ڈالو، تو گھر والوں نے مجھ پر کپڑا ڈال دیا، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات اتاریں، اے کپڑے میں لپٹنے والے، اٹھیے، پھر لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے پاک رکھیے اور بتوں سے الگ رہیے۔" (مدثر: ١۔٥) رجز سے مراد بت ہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر وحی مسلسل نازل ہونے لگی۔

---

[406] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ برقم (٣) وفي التفسير برقم (٤٩٢٢) و (٤٩٢٣) و (٤٩٢٥) وفي باب: سورة ﴿اقرا باسم ربك الذي خلق﴾ برقم (٤٩٥٣) وفي بدء الخلق، باب: اذا قال احدكم: آمين- والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٨) وفي الادب، باب: رفع البصر الى السماء، وقوله تعالى: ﴿افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت﴾ برقم (٦٢١٤) والترمذي في ((جامعه)) في التفسير، باب ومن سورة المدثر وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٣٣٢٥) انظر ((التحفة)) برقم (٣١٥٢)

مفردات الحدیث ❶ فَترةُ الوَحْي: وحی کی بندش، رکاوٹ، اس کے تسلسل کا قائم نہ رہنا۔ ❷ فَجُئِثْتُ: میں مرعوب اور خوف زدہ ہو گیا، گھبرا گیا۔ جأث سے ماخوذ ہے۔ ❸ فَرَق: خوف وڈر۔

فائدہ:...... وحی کے رک جانے کے بعد، سب سے پہلے اترنے والی وحی، سورۂ مدثر کی آیات ہیں۔

[407] ٢٥٦-(...) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي)) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتّٰى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ)) و قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ

[407]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''پھر مجھ سے کچھ وقت وحی بالکل بند ہو گئی، اس اثنا میں کہ میں چل رہا تھا، پھر یونس کی طرح روایت بیان کی، صرف اتنا فرق ہے کہ عقیل نے کہا، تو میں خوف سے مرعوب ہو گیا، حتیٰ کہ میں زمین پر گر گیا۔ اور ابو سلمہ نے بتایا، رِجْز سے مراد بت ہیں، اور کہا: پھر وحی گرم ہو گئی، اور اس میں تسلسل پیدا ہو گیا۔

مفردات الحدیث ❶ هَوِيتُ الى الارض: میں زمین پر گر گیا۔ ❷ حَمِيَ الوحي وتَتَابَع: حمی کا معنی ہے اس کے نزول میں اضافہ اور کثرت پیدا ہو گئی، اور تتابع سے اس کی تاکید کی ہے کہ وہ مسلسل اور لگاتار اترنے لگی۔

[408] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ وَقَالَ ((فَجُئِثْتُ مِنْهُ)) كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ

[408] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، آخر میں ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اتارا: ''اے کپڑے میں لپٹنے والے، ...... سے لے کر...... بتوں سے دور رہیے۔'' (مدثر: ١ تا ٥) یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے، رجز سے مراد بت ہیں اور عقیل کی طرح کہا: فُجُئِثْتُ منه، میں اس سے گھبرا گیا۔

مفردات الحدیث جُئِثْتُ: خلیل اور کسائی نے جُئِثَ اور جُثَّ کا ایک ہی معنی کیا ہے، مرعوب اور خوف زدہ ہونا۔

---

[407] تقدم تخريجه (٤٠٤)

[408] تقدم تخريجه (٤٠٤)

[409] ٢٥٧ـ(. . .)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((جَاوَرْتُ بِحِرَآءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَآءِ يَعْنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَآءً فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَـٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

[409]۔ یحییٰ نے ابوسلمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا: ''سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ نازل ہوا؟'' اس نے جواب دیا: یا ایھا المدثر، تو میں نے پوچھا، کیا اقراء نہیں؟ تو ابوسلمہ نے کہا، میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ اتارا گیا؟ تو جابر نے جواب دیا، یا ایھا المدثر، تو میں نے کہا، کیا اقراء نہیں؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تمہیں وہی بتاتا ہوں، جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا۔ آپ نے فرمایا: میں نے ایک ماہ حرا میں گزارا، جب میں نے اپنا اعتکاف مکمل کر لیا، تو میں اتر کر وادی کے درمیان پہنچ گیا، تو مجھے آواز دی گئی، اس پر میں نے اپنے آگے اور اپنے پیچھے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں نظر دوڑائی، تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ پھر مجھے آواز دی گئی تو میں نے دیکھا، مجھے کوئی نظر نہ آیا، پھر مجھے (تیسری بار) آواز دی گئی، اس پر میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہ یعنی جبرائیل فضا میں عرش (تخت کرسی) پر بیٹھا ہوا تھا، تو مجھ پر سخت لرزہ طاری ہو گیا، میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گیا اور کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا، اور مجھ پر پانی ڈالا، اللہ تعالیٰ نے آیات اتاریں: ''اے کپڑے میں لپٹنے والے، اٹھ کر ڈرا اور اپنے رب کی کبریائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک صاف رکھ۔'' (سورۃ المدثر: ۱ تا ۴)

مفردات الحدیث

❶ جاورتُ: میں نے مجاورت واعتکاف کیا، مصدر جوار ہے، پڑوس میں رہنا، کسی جگہ رک جانا۔ ❷ اِسْتَبْطَنْتُ: بطن سے ماخوذ ہے، اندر چلے جانا، میں وادی کے اندر چلا گیا۔ ❸ عرش: چارپائی، کرسی، تخت۔ ❹ رَجْفَة شَدِيدة: سخت کپکپی، شدید لرزہ، سخت بے چینی۔

[409] تقدم تخرجه (٤٠٤)

فائدہ:...... اس حدیث سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اترنے والی وحی، سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات ہیں، لیکن اگر تمام احادیث پر مجموعی طور پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہے کہ سب سے پہلے اترنے والی، وحی سورۃ اقراء کی ابتدائی آیات ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت (۴۵۲) میں صاف موجود ہے کہ پہلی وحی، غار حراء میں اتری، جس میں جبریل علیہ السلام نے آپ کو تین دفعہ دبایا، اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث (۴۰۷ اور ۴۰۶) میں تصریح موجود ہے کہ فترت وحی کے بعد، سب سے پہلے اترنے والی آیات، سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات ہیں، گویا پہلی وحی کے بعد وحی کی آمد رک گئی، پھر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ آغاز ہوا، لیکن سورۃ مدثر کی آیات کے بعد وحی میں تسلسل پیدا ہوگیا۔ نیز اس روایت میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ یہ وحی لانے والا فرشتہ وہی تھا، جو جاء نی بحراء، (میرے پاس حرا میں آچکا تھا) اور سورۃ مدثر کی آیات، غار حراء کے بعد اتریں ہیں جبکہ پہلی وحی کا نزول، غار حرام میں ہو چکا تھا۔

[410] ۲۵۸۔(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))

[410]۔ امام صاحب ایک اور سند سے دوسری روایت بیان کرتے ہیں اور آخر میں ہے: اچانک وہ آسمان وزمین کے درمیان، تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔

فائدہ:...... فترت وحی کے عرصہ کے بارے میں اختلاف ہے تین ماہ چھ ماہ تین سال، ڈھائی سال یہی صحیح قول ہے۔

۷۴...... بَابُ: الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى السَّمٰوَاتِ وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ

باب ۷۴: رسول اللہ ﷺ کو رات کو آسمانوں پر لے جانا اور نمازوں کا فرض ہونا

[411] ۲۵۹۔(۱۶۲) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ عليه السلام اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ

[410] تقدم تخرجه (٤٠٤)

[411] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٣٤٥)

جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ عليه السلام إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ عليه السلام فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عليه السلام فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عليه السلام مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى عليه السلام فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ

ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوسٰى عليه السلام فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ))

[411]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: ''میرے پاس براق لایا گیا (وہ ایک سفید رنگ کا لمبا چوپایہ تھا، گدھے سے اونچا اور خچر سے کم (چھوٹا) اپنا قدم وہاں رکھتا تھا، جہاں اس کی نظر پہنچتی) میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو اس حلقہ (کنڈے) سے باندھ دیا، جس سے انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں نکلا، تو جبریل میرے پاس ایک شراب کا برتن اور دوسرا دودھ کا برتن لایا، میں نے دودھ کا انتخاب کیا (دودھ کو پسند کیا) تو جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ پھر وہ ہمیں لے کر آسمان کی طرف چڑھا، جبریل نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا، تو کون ہے؟ جواب دیا، جبریل ہوں، پوچھا گیا، تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ سوال ہوا، اسے بلوایا گیا ہے؟ کہا، بلایا گیا ہے، اس پر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے اچانک آدم علیہ السلام کو پایا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعا کی، پھر ہمیں دوسرے آسمان پر لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا؟ جبریل ہوں، سوال ہوا، آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو اچانک میں نے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پایا (اللہ ان دونوں پر رحمتیں برسائے) دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی، پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا، جبریل ہوں، سوال ہوا، آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، پوچھا گیا، کیا انہیں طلب کیا گیا ہے؟ کہا، انہیں بلایا گیا ہے، تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ تو میری ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ انہیں حسن کا وافر حصہ ملا ہے، اس نے مرحبا کہا اور دعائے خیر کی، پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا، تو سوال ہوا، آپ کون

ہیں؟ کہا، جبریل ہوں، پوچھا گیا، اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا، اور کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، انہیں بلایا گیا ہے، تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، اور میری ملاقات ادریس علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اللہ کا فرمان ہے: ''ہم نے اسے بلند مقام عنایت کیا ہے۔'' (مریم: ۵۷) پھر ہمیں پانچویں آسمان پر لے جایا گیا، تو جبریل نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، آپ کون ہیں؟ کہا، جبریل ہوں۔ سوال ہوا، اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا انہیں بلوایا گیا ہے تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میری ملاقات ہارون علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی، پھر ہمیں چھٹے آسمان پر چڑھایا گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، کون ہے؟ کہا، جبریل، سوال ہوا، اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! انہیں بلوایا گیا ہے، تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میری ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی، پھر وہ ساتویں آسمان پر چڑھ گئے، جبریل نے دروازہ کھلوایا، تو پوچھا گیا، یہ کون ہے؟ کہا، جبریل، سوال کیا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا، محمد (ﷺ)، پوچھا گیا، کیا انہیں پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا، انہیں پیغام بھیجا گیا ہے، تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں ابراہیم علیہ السلام کو پاتا ہوں، انہوں نے اپنی پشت کی ٹیک بیت المعمور سے لگائی ہوئی ہے اور وہ ایسا گھر ہے کہ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر ان کی باری نہیں آئے گی، پھر جبریل مجھے سدرۃ المنتہیٰ (آخری سرحد پر واقع بیری کا درخت) کے پاس لے گئے۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں اور بیر مٹکوں کی طرح ہیں، تو جب اللہ کے حکم سے جس چیز نے اسے ڈھانپا، ڈھانپا تو اس میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو چاہا وحی کی اور مجھ پر ہر دن، رات میں پچاس نمازیں فرض کیں، میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا تو انہوں نے پوچھا، تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا، پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس سے تخفیف کی درخواست کرو، کیونکہ تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، میں بنو اسرائیل کو آزما چکا ہوں، اور ان کو جانچ چکا ہوں، آپ نے کہا، تو میں لوٹ کر اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کیا، اے میرے رب! میری امت کے لیے تخفیف فرما، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا اور انہیں بتایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں گھٹا دیں۔'' انہوں نے کہا، تیری امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے اور اس سے

تخفیف کا سوال کیجئے، آپ نے فرمایا: ''تو میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہر دن، رات میں پانچ نمازیں ہیں، اور ہر نماز دس کے برابر ہے، اس طرح یہ پچاس نمازیں ہیں اور جو انسان کسی نیکی کی نیت کر کے کرے گا نہیں، اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر وہ کرے گا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو برائی کا ارادہ کرے گا، اور اسے کرے گا نہیں تو کچھ نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اسے کر گزرے گا تو ایک برائی لکھی جائے گی، آپ نے فرمایا، میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں خبر دی، تو انہوں نے کہا، اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس سے تخفیف کی درخواست کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، میں بار بار اپنے رب کے پاس گیا ہوں، حتیٰ کہ اس سے شرما گیا ہوں۔''

مفردات الحدیث

❶ بُرَاق: یہ وہ تیز رفتار (برق رفتار) سواری ہے، جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس پہنچے۔ ❷ مقدس: اگر اس کو تقدیس سے مفعول کا صیغہ بنائیں تو معنی ہوگا، پاک کیا گیا، اگر اس کو مصدر میمی بنا کر مقدس پڑھیں تو معنی ہوگا طہارت و پاکیزگی کا گھر کہ وہاں انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر اس کو ظرف مکان بنائیں تو معنی ہوگا وہ گھر جو خود پاک ہے کیونکہ وہ بتوں کی آلودگی سے پاک ہے۔ ❸ فطرة: اس سے مراد، اسلام اور استقامت ہے، کیونکہ دودھ انسان کی طبعی و فطرتی غذا ہے، جو انسان کی نشو و نما کا باعث ہے، اسی طرح اللہ کی ربوبیت و الوہیت کا اقرار، انسان کی فطرت اور سرشت میں رکھ دیا گیا ہے۔ ❹ بیت المعمور: آباد گھر، کعبہ کے محاذات میں ساتویں آسمان پر عبادت گاہ ہے، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لیے آتے ہیں اور ایک دفعہ آ جانے والوں کو دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔ ❺ سدرة المنتہیٰ: فرشتوں کے جانے کی سرحد پر واقع بیری ہے، فرشتے اس سے اوپر کے بارے میں کچھ علم نہیں رکھتے، کیونکہ وہ اوپر نہیں جا سکتے، یا اس لیے کہ اوپر سے جو کچھ اترتا ہے وہ یہاں آ کر رک جاتا ہے اور نیچے سے جو کچھ چڑھتا ہے وہ بھی یہیں رک جاتا ہے۔ ❻ فِيَلَة: فیل کی جمع ہے، ہاتھی۔ قِلَال: قُلَّة کی جمع ہے، بڑا مٹکا، جس میں دو یا اس سے زائد مشکیں ڈالی جا سکتی ہیں۔

فوائد:...... ❶ واقعہ اسرا اور معراج مکہ معظمہ میں پیش آیا اور بیداری میں، آپ کے جسد اطہر کو براق کے ذریعہ، بیت المقدس لے جایا گیا، یہاں تک کے سفر کو اسرا کا نام دیا جاتا ہے اور پھر بیت المقدس سے آسمانوں پر معراج (سیڑھی، لفٹ) کے ذریعہ سے لے جایا گیا، اس کو معراج کا نام دیا جاتا ہے، اگرچہ بعض ائمہ نے دونوں کو اسرا یا معراج سے تعبیر کیا ہے، اور سائنس کی ترقی کے موجودہ دور میں اس پر کسی قسم کے اعتراض اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی، انسان جو انتہائی محدود طاقت اور علم کا مالک ہے وہ انتہائی حیرت انگیز فضائی سفر کر رہا ہے، تو خالق کائنات جس کی قوت اور علم کی کوئی حد نہیں اس کے کسی فعل پر کیسے تعجب یا اعتراض کیا جا سکتا ہے؟ ❷ آسمانوں کا وجود ہے وہ محض حد نظر کا نام نہیں ہے اور کوئی انسان بغیر اجازت کے آسمان پر نہیں جا سکتا، ان پر

فرشتوں کی صورت میں چوکس پہرے دار موجود ہیں، کوئی ان کے نظر سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ ❸ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر موجود ہے اور اگر وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے، تو پھر نبی اکرم ﷺ کو اوپر لے جانے کی کیا ضرورت تھی کہ وہاں جا کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں حروف وآواز ہے، جس کا آپ نے سماع کیا، اور بار بار اپنی درخواست کا جواب سنا۔ ❹ نماز اتنا اہم فریضہ ہے کہ اس کو معراج کا تحفہ قرار دیا جا سکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر احسان ہے اور آپ کی شفقت ورحمت کا مظہر علیہ السلام کہ نمازیں پچاس سے پانچ کر دی گئیں لیکن اجر وثواب پچاس کا برقرار رہا، اس میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ ❺ آخری بار جب موسیٰ علیہ السلام نے پھر جانے کا کہا تو آپ نے فرمایا: اب میں شرم محسوس کرتا ہوں کیونکہ ایک تو آپ کو فرمایا جا چکا اب تبدیلی نہیں ہوگی۔'' اور پھر چونکہ ہر دفعہ پانچ کی تخفیف ہوئی تھی اب جانے کا معنی یہ تھا کہ ایک نماز نہیں پڑھ سکتے۔

[412] ٢٦٠-(...) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمِ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلٰى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُنْزِلْتُ))

[412] - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے زمزم کے پاس لے گئے، میرا سینہ چاک کیا گیا پھر زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر مجھے چھوڑ دیا گیا، یعنی جس جگہ سے اٹھایا تھا، وہیں چھوڑ دیا۔

مفردات الحدیث ❶ شُرِحَ عن صدری: میرا سینہ چاک کیا گیا۔ ❷ اُنْزِلْتُ: مجھے چھوڑ دیا گیا۔ (تُرِكْتُ)

[413] ٢٦١-(...) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عليه السلام وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلٰى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرٰى أَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ

[412] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٤١٣)
[413] انفرد به مسلم۔ انظر ((تحفة الاشراف)) برقم (٣٤٦)

[413] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام اس وقت آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپ کو پکڑ کر گرایا اور آپ کا سینہ چاک کر کے دل نکال لیا، پھر اس سے جما ہوا خون نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر اس کو سونے کے تھال (طشت) میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا، پھر اس کو (دل کو) جوڑا اور اس کی جگہ پر لوٹا دیا اور بچے دوڑتے ہوئے آپ کی والدہ یعنی آپ کی انا (رضاعی ماں) کے پاس آئے اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا گیا ہے (یہ سن کر لوگ آئے) آپ کو آگے سے ملے اور آپ کا رنگ (خوف یا گھبراہٹ کی بنا پر) بدل چکا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اس سلائی کا نشان آپ کے سینہ پر دیکھا کرتا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **لَأَمَ**: جمع کیا، ملا دیا۔ ❷ **ظِئْر**: دودھ پلانے والی۔ ❸ **مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ**: رنگ کا خوف وحزن کی بنا پر فق ہو جانا۔ ❹ **مِخْيَط**: سوئی، سینے کا آلہ۔

فائدہ:...... بچپن میں شق صدر کا واقعہ، اس وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چار یا پانچ سال تھی اور آپ اپنی دایہ مائی حلیمہ کے پاس بنو سعد ہی میں رہ رہے تھے۔

[414] ٢٦٢۔(. . .)حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ

عَنْ شَرِيكُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ

[414] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسرا کی رات کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد سے اسرا کروایا گیا، آپ کی طرف وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس تین اشخاص (فرشتے) آئے اور آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے، شریک نے واقعہ اسراء ثابت بنانی کی حدیث کی طرح سنایا اور اس میں کچھ چیزوں کو آگے پیچھے کر دیا اور کمی وبیشی بھی کی۔ (اس لیے امام مسلم نے پوری روایت نقل نہیں کی)

[414] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في ((المناقب)) باب: كيف كان النبي ﷺ تنام عينه ولا ينام قلبه برقم (٣٥٧٠) وفي التوحيد، باب: ما جاء في قوله عزوجل: ﴿وكلم الله موسى تكليما﴾ برقم (٧٥١٧) انظر ((التحفة)) برقم (٩٠٩)

فائدہ:...... شریک نے واقعہ اسرا کے آغاز میں اس واقعہ کا بھی تذکرہ کر دیا، جو نبوت سے پہلے نیند کی حالت میں پیش آیا، لیکن اس میں اسرا نہیں ہوا، فرشتے آپ کے پاس بیٹھ کر بات چیت کر کے چلے گئے تھے، واقعہ معراج واسرا نبوت کے بعد، ہجرت سے کچھ عرصہ قبل پیش آیا، ہجرت سے سولہ چودہ یا بارہ ماہ قبل۔ اگرچہ امام نووی رحمہ اللہ نے اس کو نبوت کے پانچ سال بعد قرار دیا، اور امام طبری نے بیعت والے سال لیکن یہ درست نہیں ہے، شریک کی روایت میں بہت سی باتیں عام روایات کے خلاف ہیں، اس لیے امام مسلم نے اس کو تفصیلا بیان نہیں کیا۔

[415] ٢٦٣۔(١٦٢)وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ ﷺ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا آدَمُ عليه السلام وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ)) فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ

[415] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الصلاة، باب: كيف فرضت الصلوات في الاسراء برقم (٣٤٩) وفي احاديث الانبياء، باب: ذكر ادريس عليه السلام، وقول الله تعالى: ﴿ورفعناه مكانا عليا﴾ برقم (٣٣٤٢) وفي الحج، باب: ما جاء في زمزم برقم (١٦٣٦) مختصرا۔ والنسائي في ((المجتبى)) في الصلاة، باب فرض الصلاة وذكر اختلاف الناقلين في اسناد حديث انس بن مالك رضى الله عنه واختلاف الفاظهم فيه ١/ ٢٢١ وابن ماجه في كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها ١/ ٤٤٨، رقم (١٣٩٩) انظر ((التحفة)) برقم (١١٩٠١ و ١٥٥٦)

اللّٰہِ عَلَیْهِمْ أَجْمَعِینَ وَلَمْ یُثْبِتْ كَیْفَ مَنَازِلُهُمْ غَیْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَام فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَإِبْرَاهِیمَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِیلُ وَرَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بِإِدْرِیسَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا إِدْرِیسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَام فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوسٰی قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِیسٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ ((قُلْتُ مَنْ هٰذَا)) قَالَ هٰذَا عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِیمَ عَلَیْهِ السَّلَام فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِیمُ ۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِی ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِیَّ كَانَا یَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((ثُمَّ عَرَجَ بِی حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًی أَسْمَعُ فِیهِ صَرِیفَ الْأَقْلَامِ))

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((فَفَرَضَ اللّٰہُ عَلٰی أُمَّتِی خَمْسِینَ صَلٰوةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰی أَمُرَّ بِمُوسٰی فَقَالَ مُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَام مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰی أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسِینَ صَلٰوةً قَالَ لِی مُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَام فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِیقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّی فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰی مُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَام فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِیقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّی فَقَالَ هِیَ خَمْسٌ وَهِیَ خَمْسُونَ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰی مُوسٰی فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَبِّی قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِی جِبْرِیلُ حَتّٰی نَأْتِیَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی فَغَشِیَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِی مَا هِیَ قَالَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِیهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ))

[415] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا، مکہ میں میرے گھر کی چھت کھولی گئی، جبریل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا طشت لا کر جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا اسے میرے سینے میں خالی کر دیا، پھر سینہ کو جوڑ دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے کر چڑھا، جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل نے پہلے آسمان کے دربان سے کہا دروازہ کھولو، اس نے پوچھا، یہ کون ہے؟ کہا، جبریل ہے۔ پوچھا، کیا تیرے ساتھ کوئی ہے؟ کہا، ہاں، میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، پوچھا: کیا

انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا، ہاں! دروازہ کھولو۔ اس نے دروازہ کھول دیا، جب ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے تو دیکھا، ایک آدمی ہے اس کے دائیں طرف بھی صورتیں ہیں اور بائیں طرف بھی صورتیں ہیں۔ جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتا ہے ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے، اس نے کہا، نیک شعار نبی اور نیک شعار بیٹے کو خوش آمدید، میں نے جبریل سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا، یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ دائیں اور بائیں طرف شکلیں، اس کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والی صورتیں دوزخی ہیں، تو جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتا ہے ہنستا ہے اور جب اپنے بائیں جانب دیکھتا ہے تو رو دیتا ہے، پھر جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان تک پہنچ گئے، تو اس کے پہرے دار سے کہا، دروازہ کھولو، تو اس کے خازن نے پہلے آسمان والے کی طرح پوچھا، پھر دروازہ کھولا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آسمانوں پر آدم، ادریس، عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں، ملے۔ اوران کی جگہوں کی تعیین نہیں کی، ہاں اس نے یعنی ابوذر نے یہ بتایا کہ آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر ملے اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر، اور بتایا، جب جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا، صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، پھر آگے گزرے تو میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے جواب دیا، یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، تو انہوں نے کہا، صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمد کہتا ہوں، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ موسیٰ ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا، صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، آپ کا فرمان ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا، یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، تو انہوں نے کہا، مرحبا! اے صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس (جبریل) نے کہا، یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے ابن حزم نے ابن عباس اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مجھے چڑھایا گیا، تو میں ایک ہموار جگہ پر چڑھ گیا، میں وہاں قلموں کی آواز سنتا تھا، ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں یہ حکم لے کر لوٹا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا، تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، میں نے جواب دیا: ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا، اپنے رب کے پاس واپس جاؤ، کیونکہ تیری امت کے یہ بس میں نہیں ہے، تو میں اپنے رب کی طرف لوٹ گیا، اس نے کافی حصہ کم کر دیا، آپ نے فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور ان کو بتایا، انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جاؤ کیونکہ تیری امت اس کی طاقت

نہیں رکھتی، آپ نے فرمایا، میں لوٹ کر اپنے رب کے پاس گیا، اس نے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، یہ پانچ ہیں اور پچاس کے برابر ہیں، میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی، آپ نے فرمایا: میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے کہا، اپنے رب کے پاس جاؤ تو میں نے کہا، میں اپنے رب سے (بار بار سوال کر کے) شرم محسوس کرتا ہوں، آپ نے فرمایا، پھر مجھے جبریل لے کر چلا، حتیٰ کہ ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے، اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ لیا، میں نہیں جانتا وہ کیا تھے، پھر مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا، اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔

مفردات الحدیث ❶ اسودۃ: سواد کی جمع ہے، شکل وصورت، ہیولا، بہت بڑی تعداد۔ ❷ نَسَم: نَسَمَةٌ کی جمع ہے، روح، سانس۔ ❸ ظَهَرْتُ لِمُسْتَوىً: میں ایک بلند اور ہموار جگہ پر چڑھ گیا۔ ❹ صَرِيْفُ الاقلام: قلموں کے لکھنے کی آواز۔ ❺ شَطْر: آدھا حصہ، یا مطلقاً حصہ یا ایک اہم حصہ۔

فوائد:...... ❶ انسان کے سینہ کو چاک کر کے دل کو صاف کرنا، آج سائنس کی ترقی کے دور میں کوئی خلاف عقل چیز نہیں رہی، اس لیے جبریل کا زمزم کے پانی سے آپ کے دل مبارک کو دھونا اور پھر اس میں ایمان وحکمت بھرنا کوئی قابل تعجب چیز نہیں رہا، ایمان اور حکمت اگرچہ ہمارے لیے کوئی محسوس اور مادی چیز نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا وجود ہے جیسا کہ ہوا، بجلی اور روشنی کا ہمارے سامنے وجود نہیں ہے۔ لیکن جدید آلات کے ذریعہ، ان کی مقدار معلوم کر لی جاتی ہے، اس لیے ان کو طشت میں ڈالنا اور اس کا ان سے بھر جانا قابل اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی اس کی تاویل کی ضرورت ہے کہ اس سے مراد کوئی ایسی چیز ہے جس سے ایمان وحکمت پیدا ہوتے ہیں۔ ❷ جنت حضرت آدم کے دائیں طرف ہے، اس لیے جنتی ارواح دائیں طرف نظر آتی ہیں اور جہنم بائیں طرف ہے اور دوزخیوں کی ارواح بائیں طرف نظر آتی ہیں۔ ❸ اس حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے انبیاء کے مقامات کا تعین نہیں فرمایا، پھر آگے ثم کے ذریعہ، ان کی ملاقات کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ثم، ترتیب وقوعی پر دلالت نہیں کرتا، کہ واقعتاً ایسا ہے، محض ترتیب ذکری کے لیے ہے، کہ ان سب کا تذکرہ کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ٥﴾ (البلد: ۱۷) تو یہاں یہ معنی نہیں ہے کہ پہلے گردن آزاد کی، بھوک کے دن یتیموں کو کھلایا یا محتاج مسکینوں کو کھلایا، اس کے بعد ایمان لایا، اور ایک دوسرے کو صبر ورحمت کی تلقین کی، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ، یہ صفات بھی موجود ہیں، حدیث میں صرف یہی مقصود ہے کہ ان سب انبیاء سے مختلف مقامات پر ملاقات ہوئی، یہ بیان کرنا مقصد نہیں ہے کہ پہلے کس سے ملاقات ہوئی، پھر کس سے کیونکہ اس کی نفی تو پہلے کر دی گئی ہے۔
❹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر، استقبال یا الوداع کے وقت ہے ان کا اصل ٹھکانا ساتویں آسمان پر ہے۔ ❺ نمازوں کی تخفیف کا مسئلہ اس حدیث میں انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، فی الواقع

آپ بار بار اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس طرح نو دفعہ حاضری میں، پانچ، پانچ کر کے پینتالیس نمازوں کی تخفیف ہوئی ہے لیکن اجر وثواب میں فرق نہیں پڑا، اس لیے پانچ کو پچاس کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔

❻ اسرا ومعراج کو صحیح طور سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں جس قدر احادیث مختلف کتب حدیث میں آئی ہیں سب کو جمع کیا جائے اور ان کی روشنی میں معانی کا تعین کیا جائے۔

[416] ٢٦٤ـ(١٦٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيتُ فَانْطُلِقَ بِي فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِي مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ)) مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ ((انْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عليه السلام فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلٰى آدَمَ عليه السلام))وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسٰى وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَام وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِدْرِيسَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ قَالَ ((ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَام فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكٰى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ رَبِّ هٰذَا غُلَامٌ بَعَثْتَهُ بَعْدِي يَدْخُلُ

[416] اخرجه البخاری فی ((بدء الخلق)) باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢٠٧) وفی مناقب الانصار، باب: المعراج برقم (٣٨٨٧) وفی احاديث الانبياء، باب: قول الله عزوجل: ﴿وهل اتاك حديث موسى اذ راى نارا۔ الى قوله۔ بالواد المقدس طوى﴾ برقم (٣٣٩٣) وفی باب: قوله تعالى: ﴿ذكر رحمت ربك عبده زكريا......﴾ الآيات برقم (٣٤٣٠) والترمذی فی ((جامعه)) فی تفسير القرآن، باب: ومن سورة الم نشرح برقم (٣٣٤٦) وقال:) هذا حديث حسن صحيح والنسائی فی ((المجتبى)) ١/ ٢٢٠ فی الصلاة، باب فرض الصلاة وذكر اختلاف الناقلين ...... الخ۔ انظر ((التحفة)) برقم (١١٢٠٢)

مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ ((فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْأَنْهَارُ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هٰذَا قَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ فَعُرِضَا عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيلَ أَصَبْتَ أَصَابَ اللّٰهُ بِكَ أُمَّتُكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلٰوةً)) ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ۔

[416]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے شاید اپنی قوم کے ایک آدمی حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا، اس اثنا میں، میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ تین آدمیوں میں سے دو کے درمیان والا آدمی ہے، پھر میرے پاس آئے اور مجھے لے جایا گیا، پھر میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا، جس میں زمزم کا پانی تھا، اور یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ کھولا گیا۔ قتادہ کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھ والے سے پوچھا، اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا پیٹ کے نیچے تک (سینہ کھولا گیا) پھر میرا دل نکالا گیا اور اسے زمزم کے پانی سے صاف کر کے اس کی جگہ پر دوبارہ رکھ دیا گیا، پھر اسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا، پھر میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا، جسے براق کہا جاتا ہے، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا، جو اپنا قدم، اپنے منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ (جس جگہ اس کی نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا) مجھے اس پر سوار کر دیا گیا، پھر ہم چل دیئے، یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان پر پہنچے، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا، تو پوچھا گیا یہ دروازہ کھلوانے والا) کون ہے؟ کہا جبریل ہوں، پوچھا گیا، اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ ہیں، پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا، ہاں۔ تو ہمارے لیے اس نے دروازہ کھول دیا اور کہا مرحبا۔ اور وہ بہترین آمد آئے ہیں، اور ہم آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے، آگے پورا واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ آپ دوسرے آسمان پر عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کو ملے، تیسرے پر یوسف کو اور چوتھے پر ادریس سے ملے، پانچویں پر ہارون سے، کہا، پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان کو سلام کیا، انہوں نے کہا، صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، جب میں ان سے آگے گزر گیا، تو وہ رونے لگے، آواز دی گئی، آپ کیوں روتے ہیں؟ کہا، اے میرے رب! یہ نوجوان، جس کو تو

نے میرے بعد بھیجا ہے اس کی امت کے لوگ، میری امت کے لوگوں سے بہت زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوں گے، آپ نے فرمایا: پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے، تو میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچ گیا، اور حدیث میں یہ بھی بیان کیا، کہ نبی اکرم ﷺ نے بتایا، میں نے اس (یعنی سدرۃ المنتہٰی) کی جڑ سے چار نہریں نکلتی دیکھیں، دو کھلی اور دو پوشیدہ، میں نے کہا، اے جبریل! یہ نہریں کیا ہیں؟ اس نے کہا، باطنی (پوشیدہ) جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری (کھلی) نیل وفرات ہیں، پھر میرے سامنے بیت المعمور کیا گیا، تو میں نے پوچھا، اے جبریل! یہ کیا ہے؟ کہا، یہ بیت المعمور ہے، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جب اس سے نکل جاتے ہیں، پھر آخر تک اس میں واپس نہیں آتے (ان کو اس میں دوبارہ حاضری کا موقع نہیں ملے گا) پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک شراب کا برتن اور دوسرا دودھ کا، دونوں مجھ پر پیش کیے گئے، میں نے دودھ کو پسند کیا، تو مجھے کہا گیا، آپ نے درست کیا (فطرت کو اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا، آپ کی امت فطرت پر رہے گی یا اللہ تعالیٰ آپ کے سبب، آپ کی امت کو فطرت پر پہنچائے گا (آپ کی امت بھی آپ کی اتباع میں فطرت کو اختیار کرے گی) پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر سارا واقعہ بیان کیا۔

فوائد: ...... ❶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا اس بنا پر تھا کہ انہوں نے بنو اسرائیل کی تعلیم و تربیت کے لیے بہت جتن کیے، لیکن وہ ان کی محنت کے مطابق درست نہ ہوئے اور اپنی کثرت کے باوجود ان میں سے کم لوگ جنتی ہوں گے، اس پر انہیں رنج اور افسوس ہوا۔ ❷ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو غلام (نوجوان) قرار دیا کیونکہ آپ اس عمر میں بھی نوجوانوں والا جذبہ اور قوت رکھتے تھے اور اپنی امت کی تعلیم اور دین کے فروغ کے لیے مسلسل اور پیہم کوشش فرما رہے تھے، اس عمر میں اتنی تگ و دو اور محنت عام طور پر ممکن نہیں ہے۔ ❸ نیل، مصر میں بہنے والا دریا ہے اور فرات عراق میں ان دونوں دریاؤں کا اصل منبع سدرۃ المنتہٰی کی جڑ ہے، پھر ان کا ظہور دنیا میں ہوا، اس لیے ان کا پانی، انتہائی شیریں، صاف زود ہضم اور سرسبزی و شادابی کا باعث ہے۔ البینات عاصم حداد میں کچھ دلائل کی روشنی میں ایک اور معنی بیان کیا گیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: ص ۱۹۲ تا ۱۹۴۔

[417] ٢٦٥-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَّإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلٰى مَرَاقِ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّإِيمَانًا))

[417] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٤١٥)

[417] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اوپر والی حدیث کی طرح بیان کیا، اور اس میں اضافہ کیا، تو میرے پاس سونے کا حکمت وایمان سے بھرا ہوا طشت لایا گیا، اور سینے کے اوپر سے پیٹ کے نیچے تک چیرا گیا اور زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

[418] ٢٦٦۔(١٦٥)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ ((مُوسٰى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوئَةَ)) وَقَالَ ((عِيسٰى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ)) وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

[418] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسراء کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا، موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، لمبے قد کے تھے گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ کے لوگوں میں سے ہیں، اور فرمایا عیسیٰ علیہ السلام، گٹھے ہوئے جسم کے، متوسط قد والے تھے اور آپ نے دوزخ کے داروغہ مالک اور دجال کا تذکرہ بھی فرمایا۔

مفردات الحدیث ❶ طُوَال: طویل القامت۔ ❷ آدم: گندمی رنگ والے۔ ❸ جَعْدٌ: گھنگریالے بالوں کو کہتے ہیں۔لیکن یہاں بالوں کی بجائے جسم کی صفت ہے، اس لیے گھٹا ہوا جسم مراد ہے۔ ❹ مربوع: درمیانہ قد، نہ بہت لمبا اور نہ بہت چھوٹا۔ ❺ شنوءة: گندگی سے بعد اور دوری کو کہتے ہیں، یہاں ایک قبیلہ کا نام ہے۔

[419] ٢٦٧۔(. . .)وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ (ابْنُ عَبَّاسٍ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَام رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوئَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ)) قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَقِيَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَام

[418] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی بدء الخلق، باب: اذا قال احدکم: آمین والملائكة فی السماء فوافقت احداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٩) وفی احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی: ﴿وهل اتاك حدیث موسی۔ وكلم الله موسی تكليما﴾ برقم (٣٣٩٦) انظر ((التحفة)) برقم (٥٤٢٣)

[419] تقدم تخريجه (٤١٧)

[419] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے اسرا کروایا گیا میں موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ شنوءہ قبیلہ کے مردوں کی طرح گندمی رنگ، طویل القامت، گھنگریالے بالوں والے تھے، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، ان کا قد درمیانہ، رنگ سرخ وسفید سر کے بال سیدھے تھے اور مالک دوزخ کا داروغہ اور دجال دکھائے گئے، بہت سی نشانیوں میں جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھائیں، تو آپ نے ان سے ملاقات میں شک نہ کریں۔ (سورۃ سجدہ آیت ۲۳) راوی نے کہا: قتادہ اس آیت کی تفسیر بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

مفردات الحدیث ✻ سَبِطٌ: باء پر فتحہ اور کسرہ دونوں آ سکتے ہیں، اور اگر باء کو ساکن پڑھیں تو سین پر فتحہ اور کسرہ دونوں آ سکیں گے، معنی ہے صاف اور سیدھے جن میں خمیدگی نہ ہو۔

[420] ۲۶۸۔(۱۶۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالاَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((أَيُّ وَادٍ هٰذَا)) فَقَالُوا هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ)) ثُمَّ أَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشٰى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ هَرْشٰى قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يُونُسَ بْنِ مَتّٰى عَلَيْهِ السَّلَام عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي)) قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا

[420] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازرق وادی سے گزرے، آپ نے پوچھا، یہ کونسی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا، یہ وادی ازرق ہے، آپ نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو چوٹی سے اترتے دیکھ رہا ہوں، اور وہ بلند آواز سے اللہ کے حضور تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ ہرشیٰ کی چوٹی پر پہنچے تو پوچھا، یہ کونسی چوٹی ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ہرشیٰ کی چوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا گویا کہ میں یونس بن متیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، سرخ رنگ کی گھٹی ہوئی اونٹنی پر سوار ہیں، اونی جبہ پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے اور وہ لبیک کہہ رہے ہیں، ابن حنبل نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے یعنی کھجور کی چھال۔

مفردات الحدیث ✻ ❶ ثنیہ جمع ثنایا، درۃ، گھاٹی، پہاڑی راستہ۔ ❷ جؤار: بلند آواز سے دعا کرنا، گڑگڑانا، بیل کا ڈکارنا۔ ❸ تلبیۃ: اللھم لبیک کہنا۔

[420] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في المناسك، باب: الحج على الرحل برقم (۲۸۹۱) انظر ((التحفة)) برقم (۵۴۲۴)

فائدہ: ...... رسول اللہ ﷺ کو شب معراج، بعض انبیاء کی زندگی کا حال دکھایا گیا کہ ان کا حج کیسا تھا، سواری کس قسم کی تھی، لبیک کس طرح کہا، آج انسان مختلف قسم کے پروگراموں کی وڈیوز تیار کر لیتے ہیں اور پھر جب چاہتے ہیں، ان پروگراموں کو دیکھ لیتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ انسانوں کی زندگی، ان کے افعال واعمال کی وڈیوز تیار نہیں کر سکتا کہ جب چاہے وہ کسی کو دکھا دے، اسی لیے آپ نے كانى انظر، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح دجال اور مالک خازن نار کی تصویر دکھائی گئی جس طرح آپ کو جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی تھی۔ یہاں تک کہ آپ دوزخ کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور جنت کو دیکھ کر اس کے میوے توڑنے کے لیے آگے بڑھے، یہاں تک کہ آپ نے لوگوں کو جہنم میں سزا پاتے دیکھا۔

[421] ٢٦٩۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسٰى عليه السلام فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ)) قَالُوا هَرْشٰى أَوْ لِفْتٌ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا))

[421]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی سے گزرے، تو آپ نے پوچھا، یہ کونسی وادی ہے، لوگوں (صحابہ) نے کہا وادی ازرق ہے۔ آپ نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کے بارے میں کچھ بتایا جو داؤد کو یاد نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور وہ بلند آواز سے تلبیہ پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہم چلے، یہاں تک کہ ہم ایک اور گھاٹی پر پہنچے۔ تو آپ نے پوچھا، یہ کونسی گھاٹی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، ہرشیٰ یا لفت ہے۔ تو آپ نے فرمایا گویا کہ میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اونی جبہ پہنا ہے، ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے، وہ تلبیہ کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔"

[422] ٢٧٠۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ

[421] تقدم تخرجه (٤١٩)

[422] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الحج، باب: التلبية اذا انحدر في الوادئ برقم ←

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي))

[422] ۔مجاہد رحمہ اللہ نے کہا، ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو لوگوں نے دجال کا تذکرہ چھیڑ دیا، مجاہد نے کہا، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے آپ سے نہیں سنا کہ آپ نے یہ کہا ہو، لیکن آپ نے یہ فرمایا، رہا ابراہیم تو اپنے ساتھی کو (آپ کو) دیکھ لو۔ اور رہے موسیٰ، ایک آدمی ہیں گندمی رنگ، گھنگریالے بال، سرخ اونٹ پر سوار ہیں، جس کی نکیل کھجور کی چھال ہے گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں، جب وادی میں اترتے ہیں تو تلبیہ کہتے ہیں۔

فائدہ......حضرت ابراہیم کی شکل وصورت آپ جیسی تھی، اس لیے آپ نے فرمایا ابراہیم کو دیکھنا تو اپنے ساتھی کو یعنی مجھے دیکھ لو۔

[423] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دَحْيَةُ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ ((دَحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ))

[423] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ ہلکے بدن کے آدمی تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں سے ہیں، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود کو دیکھتا ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا،

← (١٥٥٥) وفي احاديث الانبياء، باب: قول الله تعالى: ﴿واتخذ الله ابراهيم خليلا﴾ وقوله: ﴿وان ابراهيم كان امة قانتا لله﴾ برقم (٣٣٥٥) وفي اللباس، باب: الجعد برقم (٥٩١٣) انظر ((التحفة)) برقم (٦٤٠٠)

[423] اخرجه الترمذي في ((جامعه)) في المناقب، باب: في صفة النبي ﷺ برقم (٣٦٤٩) وقال: حديث حسن صحيح غريب۔ انظر ((التحفة)) برقم (٢٩٢٠)

تو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے ساتھی (رسول اکرم ﷺ مراد ہیں) کو دیکھتا ہوں۔ یعنی آپ خود مراد ہیں، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ دحیہ کو دیکھتا ہوں۔ ابن رمح کی روایت میں ہے، دحیہ بن خلیفہ۔

مفردات الحدیث ✽ ضَرْبٌ: کم گوشت، ہلکا پھلکا، اس سے مضطرب ہے۔

[424] ٢٧٢-(١٦٨)وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ **((حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ))** يَعْنِي حَمَّامًا قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ فَأُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيُّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقَالَ هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

[424]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت مجھے اسرا کروایا گیا، میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا، تو آپ نے ان کی کیفیت بیان کی، میرے خیال میں آپ نے فرمایا، وہ ایک مرد ہیں کم گوشت، بالوں میں کنگھی کی ہوئی گویا کہ وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا: میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، اور آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا کہ وہ درمیانہ قد، سرخ رنگ تھے۔ گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں (یعنی بالکل تروتازہ تھے) ہشاش بشاش تھے۔ اور فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام کو ملا اور میں ان کی اولاد میں سے سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں، آپ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی، مجھے کہا گیا، ان میں جو چاہو لے لو، تو میں نے دودھ لے کر اسے پی لیا۔ فرشتہ نے کہا: تمہاری رہنمائی فطرت کی طرف کی گئی یا تم فطرت تک پہنچ گئے ہو اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

[424] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وهل اتاك حديث موسى۔ وكلم الله موسى تكليما﴾ برقم (٣٣٩٤) وفي باب قول الله: ﴿واذكر في الكتاب مريم اذا انتبذت من اهلها﴾ برقم (٣٤٣٧) وفي الاشربة باب: قول الله تعالى: ﴿انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ مختصرا برقم (٥٥٧٦) والترمذي في ((جامعه)) في التفسير، باب: ومن سورة بني اسرائيل برقم (٣١٣٠) وقال: حديث حسن صحيح۔ انظر ((التحفة)) برقم (١٣٢٧٠)

مفردات الحدیث ❶ مضطرب: ضرب سے ماخوذ ہے، کم گوشت، دبلے پتلے۔ ❷ رَجل الشعر: بالوں کو کنگھی کی ہوئی۔ ❸ دیماس: دمس سے مشتق ہے، جس کا معنی ہوتا ہے خاک میں چھپانا، دیماس کا معنی ہے، حمام، تہ خانہ، قبر، مراد چہرے کی تروتازگی اور شادابی ہے۔

فائدہ :......اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احمر (سرخ) کہا گیا ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں الی الحمرة والبیاض (سرخ وسفید) کہا گیا، گویا سفید سرخی مائل ہوگا، اس لیے بعض جگہ آدم گندمی رنگ قرار دیا گیا ہے۔

۷۵...... بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

باب ۷۵: مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا تذکرہ

[425] ۲۷۳-(۱۶۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِّنْ لِلِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)).

[425]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک رات اپنے آپ کو (خواب میں) کعبہ کے پاس دیکھا تو میں نے ایک گندمی رنگ آدمی دیکھا، جو گندمی رنگ مرد تو نے دیکھے ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ خوبصورت گندمی رنگ کا تھا، اس کے کنگھی کیے ہوئے کانوں کی لو سے نیچے تک آنے والے بہت خوبصورت بال تھے، جیسے تو نے کانوں کی لو سے نیچے آنے والے سب سے زیادہ خوبصورت بال دیکھے ہوں، ان بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، وہ دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا، یہ مسیح بن مریم ہیں، پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جس کے بال بہت زیادہ گھنگریالے تھے، دائیں آنکھ کانی تھی گویا کہ وہ ابھرا ہوا انگور ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔"

مفردات الحدیث ❶ کعبہ: مربع (چوکور) گھر کو کہتے ہیں۔ یا گول اور بلند چیز کو کہتے ہیں۔ ❷ لِمّه:

[425] اخرجه البخاری فی ((صحیحه)) فی اللباس، باب: الجعد برقم (۵۹۰۲) وفی التعبیر، باب: رویا اللیل برقم (۶۹۹۹) انظر (التحفة) برقم (۸۳۷۳)

جمع لِمَمٌ، وہ بال جو کانوں کی لو سے نیچے تک لٹکتے ہوں۔ ❸ قَدْ رَجَّلَهَا: ان میں کنگھی کی ہوئی تھی۔ ❹ تقطر دماءً: ان سے حقیقتا پانی ٹپک رہا تھا، یا تروتازگی میں ایسے تھے جوان بالوں میں ہوتی ہے، جو پانی سے تر ہوتے ہیں۔ ❺ عَوَاتِق: عاتق کی جمع ہے، شانہ، کندھا۔ ❻ جعد: گھنگھریالے، خمیدہ۔ ❼ قَطَطٌ: بہت زیادہ گھونگھریالے بال۔ (رَجُل قط و قَطَطٌ)۔ ❽ عِنبة طافية: ابھرا یا پھولا ہوا انگور، جو دوسرے انگوروں سے ابھرا ہوا ہو۔

فوائد: ...... ❶ حضرت عیسیٰ بن مریم ﷺ کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ جب وہ کسی بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ تندرست ہو جاتا تھا، اور دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں ممسوحۃ (مٹی) ہوئی ہیں، یا اس لیے کہ وہ کانا ہے۔ یا اس لیے کہ خیر سے وہ محروم ہے۔ ❷ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مختلف انبیاء ﷺ کو زندگی کے مختلف مراحل میں مختلف کام کرتے دکھایا ہے، اسی طرح مختلف مقامات پر دکھایا ہے اور آج کے سائنسی دور میں، اس کو سمجھنا بالکل آسان ہوگیا ہے، ایک انسان ایک جگہ تقریر کر رہا ہوتا ہے، یا ایک ملک میں کوئی خاص غمی یا خوشی کی تقریب منعقد ہوتی ہے تو وہ تمام دنیا میں دکھائی دیتی ہے اور ہر جگہ یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ تقریر یا تقریب یہیں ہو رہی ہے اگر ایک انسان جس کی اس پوری کائنات میں، ایک ذرے کی حیثیت ہے، اس کی عقل یہ کام کر رہی، تو پوری کائنات کے خالق و مالک کی قدرت اور علم جس کا کوئی کنارہ اور حد نہیں ہے، وہ اگر انبیاء ﷺ کو زندگی کے مختلف کام کرے، زندگی کے مختلف مراحل میں جہاں چاہے دکھا دے، تو اس میں کیا استبعاد ہو سکتا ہے، چونکہ انبیاء ﷺ زندگی کے مختلف مراحل میں، مختلف کام کرتے دکھائے گئے ہیں اس لیے بعض دفعہ، ایک دفعہ دیکھنے کے بعد، دوبارہ دیکھتے وقت آپ کو پہچان نہیں آسکی اور بعض جگہ حلیہ بیان کرنے میں بھی اختلاف ہوگیا ہے، تو یہ درحقیقت اختلاف نہیں ہے۔ زندگی کے مختلف مراحل یا عمر کے اختلاف سے شکل و صورت میں فرق پڑ جاتا ہے۔

[426] ٢٧٤۔(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ

[426] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في احاديث الانبياء، باب: قول الله: ﴿واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها﴾ برقم (٣٤٣٩ و ٣٤٤٠) ومسلم في (صحيحه) في الفتن، باب: ذكر الدجال وصفته وما معه برقم (٧٢٨٩) انظر ((التحفة)) برقم ((٨٤٦٤)

آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَآئَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ))

[426] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا تذکرہ کیا، اور فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کانا نہیں ہے، خبردار رہنا مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے گویا کہ وہ پھولا ہوا انگور ہے۔ ابن عمر نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا تو اچانک میری نظر ایک آدمی پر پڑی جو گندمی رنگ، انتہائی خوبصورت گندمی رنگ مرد جو کبھی تم نے دیکھا ہے اس کے سر کے بال کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے ان میں کنگھی کی ہوئی تھی (وہ بال کنگھی کیے ہوئے تھے) وہ ان کے درمیان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے پوچھا یہ کون ہے تو انھوں (فرشتوں) نے جواب دیا مسیح ابن مریم ہے اور میں نے اس کے پیچھے ایک آدمی دیکھا جس کے بال انتہائی گنگھر یالے تھے دائیں آنکھ کانی تھی جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سے سب سے زیادہ ابن قطن کے مشابہ تھا اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ مسیح دجال (بہت جھوٹا) ہے۔

فائدہ :......اس واقعہ میں مسیح دجال، آپ کو زندگی کے اس مرحلہ میں طواف کرتے دکھایا گیا ہے جب کہ وہ اپنے آخری روپ میں نہیں تھا، جس دور میں اس کے لیے مکہ اور مدینہ میں داخل ہونا ممنوع ہے، جب قیامت کے قریب اس کا ظہور ہوگا، تو وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر نمک کی طرح پگھلے گا۔ اس لیے یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں ہے کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، کیونکہ اس کا تعلق قرب قیامت سے ہے۔ (فتح الباری، بحوالہ فتح الملھم: ۳۳۳)

[427] ۲۷۵۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبِطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوِ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَآئَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعْدَ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى أَشْبَهُ مَنْ رَّأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ))

---

[427] انفرد به مسلم۔ انظر ((التحفة)) برقم (٦٧٥٥)

[427] ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے ایک رات اپنے آپ کو کعبہ کے پاس خواب میں دیکھا، ایک شخص گندمی رنگ، انتہائی خوبصورت گندمی رنگ کا مرد جو کبھی تم نے دیکھا ہے۔ اس کے سر کے بال کندھوں کے درمیان تک لٹکے ہوئے تھے اور ان میں کنگھی کی ہوئی تھی، سر سے پانی ٹپک رہا تھا، اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھا اور وہ دونوں کے درمیان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا، مسیح بن مریم ہیں، اور اس کے پیچھے میں نے ایک آدمی دیکھا، جس کے بال سخت گھنگریالے تھے، دائیں آنکھ کانی تھی، جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے، ان میں سب سے زیادہ ابن قطن ان کے مشابہ تھا، وہ اپنے دونوں ہاتھ، دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا، یہ مسیح دجال ہے۔

[428] ٢٧٦۔(١٧٠)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))

[428]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قریش نے مجھے جھٹلایا، میں حجر (حطیم) میں کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا اور میں اسے دیکھ کر انہیں اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔“

فائدہ:...... آج کے دور میں دنیا کی کوئی سی عمارت، دنیا کے کسی بھی ملک میں، ٹی وی کے ذریعہ دکھائی جا سکتی ہے، تو قدرت الٰہی کے سامنے کونسی چیز ناممکن ہو سکتی ہے۔ (اس حدیث کا تعلق پچھلے باب سے ہے)
اگر اللہ نے آپ کو حطیم میں کھڑے بیت المقدس دکھا دیا تو اس میں کوئی انہونی بات نہیں۔

[429] ٢٧٧۔(١٧١)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ

---

[428] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير، باب: ﴿اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام﴾ برقم (٤٧١٠) وفي المناقب، باب حديث الاسراء، وقول الله تعالى: ﴿سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى﴾ برقم (٣٨٨٦) والترمذي في ((جامعه)) في تفسير القرآن، باب: ومن سورة بني اسرائيل۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٣١٣٣) انظر ((التحفة)) برقم (٣١٥١)

[429] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفه) برقم (٧٠٠٧)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ

[429] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں سو رہا تھا کہ اس اثنا میں، میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں، اچانک ایک آدمی پر میری نظر پڑی، جس کے بال سیدھے، رنگ گندمی ہے، دو آدمیوں کے درمیان ہے، اس کے سر سے پانی بہہ رہا ہے، یا اس کے سر سے پانی گر رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا، یہ ابن مریم ہے، پھر میں دیکھنے لگا، تو میری نظر ایک سرخ آدمی پر پڑی جس کا جسم بھاری تھا، سر کے بال گھنگریالے تھے، آنکھ کانی تھی گویا کہ اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا، دجال ہے، لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کے مشابہ ابن قطن ہے۔

[430] ۲۷۸۔(۱۷۲) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ))۔

[430] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واقعی میں نے اپنے آپ کو حجر میں

---

[430] انفرد به مسلم انظر (التحفة) برقم (١٤٩٦٥)

دیکھا، قریش مجھ سے میرے اسرا کے بارے میں سوال کر رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا، جو مجھے محفوظ نہ تھیں تو میں اس قدر پریشان ہوا، کہ کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں اسے دیکھ رہا تھا، وہ مجھ سے جس چیز کے بارے میں پوچھتے، میں انہیں اس کے بارے میں بتا دیتا، اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی ایک جماعت میں دیکھا، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، وہ ایک آدمی تھے۔ ہلکے پھلکے گٹھا ہوا بدن، جیسا کہ وہ شنوءۃ (قبیلہ) کے مردوں میں سے ہیں اور اچانک عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو دیکھا، کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، لوگوں میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، لوگوں میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے ساتھی ہیں۔ یعنی آپ نماز کا وقت ہو گیا، تو میں نے ان کی امامت کی، جب میں نماز سے فارغ ہوا، تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا، اے محمد! یہ مالک آگ کا داروغہ ہے، اسے سلام کہیے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا، تو اس نے مجھے پہلے سلام کہہ دیا۔

فائدہ :...... جن انبیاء کو آپ نے نماز پڑھتے دیکھا، آپ کو یہ کیفیت اس دور کی دکھائی گئی جس میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے، آپ آج ایک وڈیو فلم تیار کر لیں، تو ایک عرصہ کے بعد جبکہ اس کے شرکاء وفات پا چکے ہوں گے، آپ ان کو، اپنی زندگی والے کام کرتے دیکھ سکیں گے، انسان مخلوق ہو کر اس قسم کے کام آ رہا ہے، اور آئندہ نامعلوم جدید اکتشافات کا کیا عالم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کس قدر راز افشا ہوں گے، اس لیے صحیح احادیث میں بیان کردہ واقعات کے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہونا چاہیے اور نہ ان کی تاویل وتحریف کرنی چاہیے۔

٧٦...... باب سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى

٧٦ باب: سدرۃ المنتہٰی کا تذکرہ

[431] ٢٧٩۔(١٧٣) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُرَّةَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي

[431] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورة النجم، وقال: هذا حديث ←

السَّمَآءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ۔

[431]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسرا کروایا گیا، آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، وہ چھٹے آسمان پر ہے، اس کے پاس جا کر وہ چیزیں جنہیں زمین سے اوپر لے جایا جاتا ہے رک جاتی ہیں اور وہاں سے انہیں لے لیا جاتا ہے اور اس کے پاس آ کر رک جاتی ہیں، وہ چیزیں جنہیں اس کے اوپر سے نیچے لایا جاتا ہے، اور وہاں سے انہیں وصول کر لیا جاتا ہے۔ (اس کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جب ڈھانپ لیا، سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا“ عبداللہ نے کہا، سونے کے پروانے تھے اور کہا رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت کے ان تمام لوگوں کے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیئے گئے جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ① **فَرَاشٌ من ذهب**: سونے کے پتنگے، چراغ کی روشنی پر گرنے والے پروانے مراد ہیں۔ ② **الْمُقْحِمَات**: اقحام کا معنی ہوتا ہے، کسی کو بلا سوچے سمجھے داخل کرنا۔ **اقحم فرسه النهر**، اپنے گھوڑے کو جبراً نہر میں داخل کیا۔ **الْمُقْحِمَات**: سے مراد وہ بڑے بڑے گناہ ہیں جو انسان کی تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔

فوائد:...... ① سدرۃ المنتہیٰ، چھٹے آسمان سے شروع ہو کر ساتویں آسمان کے اوپر تک پھیلی ہوئی ہے، اس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں اور شاخیں ساتویں پر ہیں۔ ② بعض لوگوں کے ایمان کی پختگی اور نیکیوں کی وجہ سے سب گناہ معاف ہو جائیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہے یا پھر بقدر جرم و گناہ عذاب کے بعد ان کے گناہ ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

نوٹ:...... مندرجہ ذیل تین حدیثیں، ہندوستانی اور پاکستانی نسخوں میں اگلے باب کے تحت درج ہیں۔ اور ان کا تعلق بھی اگلے باب ہی سے ہے۔ لیکن بیروت نسخے میں مذکورہ بالا باب کے تحت ہیں۔

← حسن صحیح برقم (۳۲۷۶) والنسائی فی ((المجتبی)) ۱/ ۲۲۶ فی الصلاة، باب: فرض الصلاة وذکر اختلاف الناقلین فی اسناد حدیث انس بن مالك رضی الله عنه...... انظر (التحفة) برقم (۹۵٤۸)

[432] ۲۸۰-(۱۷۴)وَحَدَّثَنِی أَبُو الرَّبِیعِ الزَّهْرَانِیُّ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ

عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَیْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ اَدْنٰی قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی جِبْرِیلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

[432]۔شیبانی کہتے ہیں میں نے زر بن حبیش سے اللہ عزوجل کے قول: (قاب قو سین او ادنی) وہ دو کمانوں کے فاصلے پر ہو آیا بلکہ اس کے قریب تر۔ اس نے جواب دیا مجھے ابن مسعود نے بتایا بلاشبہ نبی اکرم ﷺ نے جبریل کو دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔

[433] ۲۸۲-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ زِرٍّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیلَ عَلَیْهِ السَّلَام لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

[433]حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا دل نے جھوٹ نہیں بولا اس نے دیکھا بھی اس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں کی انہوں نے کہا آپ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔"

[434] ۲۸۲-(. . .)حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا أَبِی حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ الشَّیْبَانِیِّ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَیْشٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیلَ فِی صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

[434] عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں آپ نے یقیناً اپنے رب کی بعض بہت بڑی نشانیاں دیکھیں منقول ہے: آپ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی اصل صورت میں دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔

---

[432] والبخاری فی ((صحیحه)) فی التفسیر، باب: ﴿فکان قاب قوسین او ادنی﴾ برقم (٤٨٥٦) وفی باب: ﴿فاوحی الی عبده ما اوحی﴾ برقم (٤٨٥٧) وفی بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین والملائكة فی السماء فوافقت احداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٢) والترمذی فی ((جامعه)) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورة النجم۔ وقال: هذا حدیث حسن غریب صحیح۔ برقم (٣٢٧٧) انظر (التحفة) برقم (٩٢٠٥)

[433] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٣١)

[434] تقدم تخریجه (٤٣١)

۷۷...... بَاب :مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَبَّهٗ لَيْلَةَ الْإِسْرَآءِ

باب ۷۷: اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی بلاشبہ یقیناً آپ نے اسے ایک اور بار اترتے دیکھا اور کیا آپ نے شب اسرا کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا؟

[435] ۲۸۳۔(۱۷۵)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام

[435]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لقد راٰہ نزلۃ اخرٰی (نجم:۱۳) کی تفسیر یہ ہے کہ یقیناً بلاشبہ آپ نے ایک اور بار اسے اترتے دیکھا

[436] ۲۸۴-(۱۷۶)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ

[436]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔

[437] ۲۸۵-(...) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَبِي جَهْمَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ

[437]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ (النجم:۱۳) آپ نے جو کچھ دیکھا دل نے اس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں کی۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى (نجم:۱۳) ''بلاشبہ آپ نے اسے ایک اور بار اترتے دیکھا ہے'' کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو دفعہ دیکھا ہے۔

[438] ۲۸۶۔(...)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ نَا أَبُو جَهْمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[438]۔امام صاحب نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے۔

---

[435] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤۱۸٤)
[436] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۹۱۲)
[437] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفه) برقم (۵٤۲۳)
[438] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفه) برقم (۵٤۲۳)

[439] ۲۸۷-(۱۷۷)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأٰى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِينِي وَلَا تَعْجَلِينِي أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ **((إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ لَمْ أَرَهُ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَآءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ))** فَقَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَآءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُولُ يَآأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ۔

[439]۔مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابو عائشہ (مسروق کی کنیت ہے) تین چیزیں ہیں، جو کوئی ان میں سے کسی کا قائل ہوا، اس نے

---

[439] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر ، باب: ﴿یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك﴾ باختصار برقم (٤٦١٢) وفی باب: سورة والنجم برقم (٤٨٥٥) مختصرا وفی التوحید، باب: قول الله تعالی: ﴿عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا﴾ و ﴿ان الله عنده علم الساعة﴾ و ﴿انزله بعلمه﴾ و ﴿ما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمه﴾ و ﴿الیه یرد علم الساعة﴾ باختصار برقم (٧٣٨٠) وفی باب: قول الله تعالی: ﴿یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته﴾ برقم (٧٥٣١) باختصار۔ والترمذی فی ((جامعه)) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الانعام وقال: حدیث حسن صحیح برقم (٣٠٦٨) وفی باب: ومن سورة النجم برقم (٣٢٧٨) انظر (التحفه) برقم (١٧٦١٣)

اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا، میں نے پوچھا وہ باتیں کونسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، جس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے، اپنے رب کو دیکھا ہے، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت بڑا جھوٹ بولا، مسروق کہتے ہیں، میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا تو سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، اور میں نے کہا، اے مومنوں کی ماں! مجھے بات کرنے کا موقعہ دیجئے! مجھ سے جلدی نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے: ''بے شک انہوں نے اسے روشن، کنارے پر دیکھا۔'' (تکویر: ۲۳) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی (نجم) ''اور انہوں نے اسے ایک اور بار اترتے دیکھا۔'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اس امت میں سب سے پہلے میں نے، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا، وہ تو جبریل ہیں، میں نے ان کو، ان دو دفعہ کے علاوہ ان کی اصل صورت میں، جس میں وہ پیدا کیے گئے ہیں، نہیں دیکھا میں نے انہیں ایک دفعہ آسمان سے اترتے دیکھا، ان کی جسامت کی بڑائی نے آسمان وزمین کا درمیان بھر دیا تھا، پھر ام المومنین نے فرمایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا، آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے (آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے) اور وہ باریک بین خبردار ہیں۔ (انعام: ۱۰۳) اور تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا: ''اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ، یا پردے کی اوٹ سے یا وہ کسی رسول فرشتے کو بھیجے، جو اللہ کی مرضی سے جو وہ چاہے، وحی کرے بلا شبہ وہ بلند اور حکیم ہے۔'' (شوریٰ: ۵۱) ام المومنین نے فرمایا: جو یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا، تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے رسول! تیرے رب کی طرف سے تجھ پر جو کچھ اتارا گیا ہے، پہنچا دیجئے اگر (بالفرض) آپ نے ایسا نہ کیا، تو آپ نے فریضہ رسالت ادا نہیں کیا۔ (مائدہ: ۶۷) اور انہوں نے فرمایا: اور جو شخص یہ کہے: آپ کل کو ہونے والی بات کی خبر دیتے تھے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فرما دیجئے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کے سوا وہ غیب نہیں جانتا۔'' (نمل: ۶۵)

مفردات الحدیث ❶ **الفرية جمع فری:** من گھڑت بات، جھوٹ۔ ❷ **انظرینی:** انظار سے ہے، مہلت دینا، ڈھیل دینا، مجھے مہلت دیجئے۔ ❸ **سادًا:** سد سے ہے روکنا، بند کر دینا۔ ❺ **عُظْمَ:** عین پر پیش اور ظاء ساکن ہے یا عین پر زیر اور ظاء پر زبر ہے، بڑائی جسامت کے اعتبار سے۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے لیے قال اس نے فرمایا، اسی طرح "اللہ یقول" اللہ فرماتا ہے کہنا درست ہے۔ خود قرآن مجید میں ہے واللہ یقول الحق وہ حق فرماتا ہے۔ (احزاب: ۵)
❷ غیب کا علم، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس کے سوا، کوئی رسول، فرشتہ، ولی اور صالح انسان غیب نہیں

جانتا۔ بعض نے اس آیت کے ترجمہ میں بریکٹ کے اندر لکھا ہے (بالذات یعنی اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر) شرح صحیح مسلم: ۱/ ۵۷۷، سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا، تو وہ غیب کہاں رہا۔ ❸ رسول اللہ ﷺ نے پورے کا پورا، مکمل قرآن امت تک پہنچا دیا ہے، کیونکہ اگر آپ اس میں کسی قسم کی کوتاہی کرتے، تو یہ فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی، اس لیے شیعہ کا یہ دعویٰ کہ موجودہ قرآن اصل سے کم ہے یہ ایک بہتان اور افترا ہے، جو ایمان کے منافی ہے۔ ❹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے بھی یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو معراج میں اللہ کا دیدار نہیں ہوا۔ (اس مسئلہ پر بحث ہم آگے کریں گے)

[440] ۲۸۸۔(. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ دَاوُدُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ قَالَتْ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

[440]۔ اور اسی سند سے ابن علیہ جیسی حدیث بیان کرتے ہیں اور جس میں یہ اضافہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اگر محمد ﷺ پر جو کچھ اتارا گیا ہے، اس کو چھپانے والے ہوتے، تو یہ آیت چھپا لیتے ''اس وقت کو یاد کرو جب آپ اس شخص سے، جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ نے انعام فرمایا، کہہ رہے تھے اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو، اور آپ اپنے جی میں وہ چیز چھپا رہے تھے، جیسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا، آپ لوگوں کے (طعن و تشنیع) سے ڈر رہے تھے حالانکہ ڈرنے کا حق دار اللہ ہی ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ (الاحزاب: ۳۷)

فائدہ:...... جس پر اللہ اور آپ نے انعام فرمایا اس سے مراد، آپ کے متبنّیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش سے کی جو انتہائی حسین وجمیل تھیں، اور قریشی ہونے کی بنا پر اس شادی پر آمادہ نہ تھیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے فیصلہ کو حتمی قرار دیا، جس کی بنا پر وہ راضی ہو گئیں، لیکن وہ اپنے حسن و جمال اور اپنے حسب ونسب کی بلندی کی بنا پر، حضرت زید کو وہ اہمیت نہ دیتی تھیں جس کے وہ خاوند ہونے کی بنا پر حق دار تھے، اس لیے میاں بیوی میں بحث وتکرار رہتی تھی، حضرت زید اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ میرا ان سے نباہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے مجھے اس کو طلاق دے دینی چاہیے، اس کے لیے حضرت زید نے آپ سے مشورہ کیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت زید کے حوالہ سے جس طرح متبنّیٰ بنانے کی رسم اور جاہلیت کی اس

[440] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٨)

بات کو ختم کیا کہ اسے اصل بیٹے کی حیثیت حاصل ہے، اسی طرح جاہلیت کی اس رسم کو بھی ختم کرنا چاہا کہ متبنیٰ کی بیوی سے شادی نہیں ہو سکتی اور اپنے رسول کو آگاہ کر دیا کہ حضرت زید اپنی بیوی کو طلاق دیں گے اور آپ اس سے شادی فرمائیں گے، رسول اکرم ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر میں نے زینب سے شادی کر لی تو کافروں اور منافقوں کو میرے خلاف طعن و تشنیع کا طوفان اٹھانے کا موقع ملے گا۔

لوگ کہیں گے یہ کیسا نبی ہے، جس نے اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی اور اپنی بہو سے نکاح کر لیا ہے، اس لیے آپ چاہتے تھے کہ حضرت زید طلاق نہ دیں، تاکہ میرے نکاح کی نوبت ہی پیش نہ آئے لیکن چونکہ آپ آخری رسول ہیں، اس لیے اگر اس مسئلہ کا حل آپ کی شریعت میں نہ کر دیا جاتا تو قیامت تک یہ رسم ختم نہیں ہو سکتی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ حضرت زید، اپنی بیوی کو طلاق دیں اور نبی اکرم ﷺ اس سے شادی کر لیں اور آپ کا یہ فعل مسلمانوں کے لیے، اس بات کی دلیل و حجت بنے کہ منہ بولا بیٹا جس طرح حقیقی بیٹا نہیں ہے، اس طرح اس کی بیوی حقیقی بہو نہیں ہے کہ اس سے شادی نہ ہو سکے۔

تنبیہ :...... اس واقعہ سے یہ استدلال کرنا کہ آپ کو علم غیب حاصل ہے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ انجام کار کیا ہونا ہے درست نہیں ہے کیونکہ اگر آپ کو انجام کار کا پتہ تھا تو آپ نے حضرت زید کو طلاق دینے سے کیوں روکا، اور لوگوں کے طعن و تشنیع کا اندیشہ کیوں محسوس کیا؟ اسی طرح آپ کے حکم اور فیصلہ کی پابندی لازم ہے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ امتی کی جان اور مال کے مالک اور مختار ہیں، اگر یہ بات ہوتی تو حضرت بریرہ کو آپ نے جب حضرت مغیث کے نکاح میں رہنے کا کہا تھا تو آپ یہ نہ فرماتے، یہ میرا مشورہ ہے جس کا ماننا یا نہ ماننا تیرے اختیار میں ہے، اس نے عرض کیا، اگر آپ کا حکم اور فیصلہ ہے تو سر آنکھوں پر اگر مشورہ ہے تو میں مغیث کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ آپ کے مشورہ کی پابندی لازم نہیں ہے۔

[441] ۲۸۹۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

[441] ۔مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فقالت سبحان اللہ ! انہوں نے تعجب سے کہا، سبحان اللہ! تیری بات سے میرے بال کھڑے ہو گئے ہیں (رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں) اسماعیل نے حدیث واقعہ سمیت بیان کی، لیکن داود کی روایت زیادہ کامل اور طویل ہے۔

مفردات الحدیث ❶ سبحان اللہ: عرب یہ کلمہ حیرت و استعجاب کے وقت استعمال کرتے ہیں کہ آپ

[441] تقدم تخريجه (٤٣٨)

پر اس بات کا مخفی رہ جانا، انتہائی حیرت وتعجب انگیز ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، بعض دفعہ ایسے موقع پر لا الہ الا اللہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ ❷ لَقَدقَفَّ شَعْرِیْ: عرب کسی بات کے انکار کے لیے کہہ دیتے ہیں، قف شعری، میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے یا اِقْشَعَرَّ جلدی مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ❸ دنا فتدلی: قریب ہوا، مزید قریب ہوگیا۔ تدلّی کا اصل معنی ہوتا ہے اوپر سے نیچے لٹک آنا، مقصد یہ ہے کہ جبریل اوپر تھا، قریب ہونے کے لیے اوپر سے مزید نیچے آ گیا۔ ❹ قاب: قدر، فاصلہ۔ ❺ قوس: (کمان) اور بقول بعض ایک ہاتھ (ذراع) مراد ہے۔

[442] وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنْ عَامِرٍ

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى قَالَتْ إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ عليه السلام كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هٰذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ۔

[442] حضرت مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، اللہ کے اس فرمان کا کیا معنی ہے: تو وہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہو گیا بلکہ زیادہ قریب آ گیا پھر اس نے وحی کی اس کے بندے کی طرف جو وحی کی، اس نے (عائشہ) کہا: اس سے مراد تو بس جبریل علیہ السلام ہے وہ آپ کے پاس مردوں کی صورت (شکل) میں آتے، اس مرتبہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت جو اس کی صورت ہے میں آئے تو آسمان کو بھر دیا۔

۷۸......بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ، وَفِي قَوْلِهِ ﴿رَأَيْتُ نُورًا﴾

باب ۷۸: آپ ﷺ کا فرمان، وہ نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں اور ایک قول ہے میں نے نور دیکھا ہے

[443] ۲۹۱۔(۱۷۸) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ ((نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ))

---

[442] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في بدء الخلق، باب: اذا قال احدكم: آمين والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٦١٨)

[443] اخرجه الترمذي في (جامعه) في تفسير القرآن، باب: ومن سورة النجم وقال: هذا حديث حسن برقم (٣٢٨٢) انظر (التحفة) برقم (١١٩٣٨)

[443]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ”وہ نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“

فائدہ: ...... نورانی اراہ، کو محدثین نے مختلف طریقہ سے پڑھا ہے، ایک صورت وہی جس کے مطابق معنی کیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا حجاب نور ہے یعنی وہ نور سے مستور ہے، نور کی وجہ سے اس کو دیکھا نہیں جا سکتا، نور سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اس لیے اس کو دیکھا نہیں جا سکتا، بعض نے اس کو نورانيٌّ اَرَاہُ پڑھا ہے، یعنی نور کی نسبت کی ہے اور نون کا اضافہ کر کے نوریِ کے بجائے نورانی کہا ہے، کہ وہ نورانی ہے، میں اس کو دیکھتا ہوں، بعض پڑھتے ہیں نورانی اراہُ، وہ نور ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں، بعض پڑھتے ہیں، نورٌ أنّي اراہُ، یعنی نور این اراہُ جہاں سے بھی دیکھوں وہ نور ہے، اگلی حدیث رایت نورًا میں نے نور کو دیکھا ہے، سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور علامہ آلوسی کا خیال ہے کہ ”نورٌ أنّي اراہ“ میں نور پر تنوین نوعیت یا تعظیم کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اصل نور میں دنیا میں دیکھنا ممکن نہیں ہے اور ”رایتُ نورًا“ میں تنوین تعظیم کے لیے نہیں ہے، اس لیے معنی ہے ایک قسم کا نور دیکھا ہے، جس کا پردے کی اوٹ سے ظہور ہوا تھا۔ شب معراج، نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں، اس کے بارے میں حضرت عائشہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہما کا نظریہ تو یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، لیکن حضرت ابن عباس، حضرت ابوذر اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم کا نظریہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رؤیت قلبی اور رؤیت بصری دونوں منقول ہیں۔ (فتح الملہم: ۱/۳۳۶، فتح الباری: ۸/۷۷۴)

علامہ آلوسی نے، اس طرح حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں تطبیق دی ہے کہ بقول بعض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جس روایت کی نفی کی ہے، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ اصلی نور ہے، جس پر کوئی آنکھ ٹک نہیں سکتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد اس نور کو دیکھنا ہے جو آنکھوں کو چکا چوند نہیں کرتا۔ (فتح الملہم: ۱/۳۳۹)

اور لا تدرکه الابصار کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی تائید میں پیش کیا ہے، اس کا معنی ہے احاطہ کرنا، گھیرنا اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ ممکن نہیں ہے، اور ادراک واحاطہ کی نفی سے رؤیت کی نفی نہیں ہوتی، سورۃ شعراء میں ہے: ﴿فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ﴾ (الشعراء: ٦١) اور جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا، تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا، ہم یقیناً گھیرے میں آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: کَلَّا ہرگز نہیں۔ یہاں دونوں جماعتوں کے لیے رؤیت ثابت کی گئی ہے لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے ادراک کا خطرہ پیش کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادراک (احاطہ) کی نفی کر دی، اس لیے سورۂ انعام کی آیت میں ادراک کی نفی ہے۔ رؤیت کی نفی نہیں، مزید برآں، دنیا میں دیکھنے کی نفی ہے لیکن دوسری آیات اور صحیح احادیث میں قیامت کے دن تمام مومنوں کے لیے رؤیت ثابت ہے اور نبی اکرم ﷺ کو بھی رویت آسمانوں پر ہوئی ہے، اس لیے اس میں کسی

قسم کا استحالہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں میں اس قدر قوت پیدا کر دی کہ آپ کے لیے دیکھنا ممکن ہو گیا۔
(هذا ما عندي والله اعلم بالصواب)

[444] ٢٩٢-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُ فَقَالَ ((رَأَيْتُ نُورًا))

[444]۔ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا، تو آپ سے پوچھتا، ابوذر نے کہا، تو آپ سے کس چیز کے بارے میں سوال کرتا؟ عبداللہ بن شقیق نے کہا، میں آپ سے سوال کرتا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ ابوذر نے فرمایا: میں پوچھ چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے نور دیکھا ہے۔'' یعنی میں نے بس نور دیکھا ہے۔

٧٩...... بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

باب ۷۹: آپ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور آپ ﷺ کا قول ہے، اس کا حجاب (پردہ) نور ہے اگر اس کو اٹھا دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں اس کے منتہائے نظر تک مخلوق کو جلا دیں

[445] ٢٩٣-(١٧٩)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا

[444] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٢)

[445] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في المقدمة، باب: فيما انكرت الجهمية برقم (١٩٥) و (١٩٦) انظر (التحفة) برقم (٩١٤٦)

[445] ۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجلس میں کھڑے ہو کر ہمیں پانچ باتیں بتائیں، فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور نہ ہی سونا اس کے شایان شان ہے۔ (۲) میزان کے پلڑوں کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔ (۳) اس کی طرف رات کے اعمال، دن کے اعمال سے پہلے، اور دن کے اعمال (بعد والی رات) سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں۔ (۴) اس کا پردہ نور ہے، ابوبکر کی روایت میں نور کی جگہ نار (آگ) ہے۔ (۵) اگر وہ اس پردے کو کھول دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کی مخلوق کو جلا دیں۔

مفردات الحدیث ❶ **لا ینبغی له ان ینام**: سونا اس کے لیے ناممکن ہے، کیونکہ سونا، غفلت اور بےخبری کی اور احتیاج کی علامت ہے، اس سے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے اور اللہ کے لیے یہ سب چیزیں مستحیل (ناممکن) ہیں۔ ❷ **یخفض القسط**: ترازو جھکاتا ہے، قسط کا اصل معنی عدل وانصاف ہے اور ترازو عدل کا آلہ ہے، اس لیے اس کو بھی قسط کہہ دیتے ہیں۔ ❸ **قسط** (میزان، ترازو) سے اوپر چڑھنے والے اعمال اور نیچے اترنے والے رزق، تولے جاتے ہیں۔ حجابه النور: اس کی رؤیت ودیدار میں نور کا پردہ حائل ہے، اس کی نگاہ تمام مخلوق تک پہنچتی ہے، اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اس کے روئے مبارک کی تجلی کے سامنے کوئی چیز نہ ٹھہر سکے۔ سبحات، سبحة کی جمع ہے۔ اور اس سے مراد، چہرے کا نور اور جلال ہے، اس کے نور، چہرے اور بصر کی تاویل کرنا، یا تعطیل کرتے ہوئے اس کی نفی کرنا یا کسی مخلوق سے تشبیہ وتمثیل دینا غلط ہے، اس کی ذات جس طرح بے مثال ہے اس طرح اس کے لیے جو صفات اور اعضاء کے الفاظ آئے ہیں وہ بھی بے مثال ہیں، ان کی کیفیت وحقیقت کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

فوائد:...... ❶ اعمال اور ارزاق کے تولنے کے لیے ترازو ہے، ترازو کی کیفیت کو معلوم کرنا ممکن نہیں۔ ❷ رات کے اعمال نیک وبد، دن کی آمد سے پہلے اور دن کے عمل، رات کی آمد سے پہلے اوپر لے جائے جاتے ہیں، جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے علو اور اس کی فوقیت کا انکار، مختلف حیلوں، بہانوں یا تاویلات کے ذریعہ سے درست نہیں ہے۔

[446] ٢٩٤-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّورُ

[446] ۔امام صاحب ایک دوسری سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں ہے کہ آپ نے ایک مجلس میں کھڑے ہو کر ہمیں چار باتیں بتائیں، پھر جریر نے ابو معاویہ کی طرح حدیث بیان کی اور "من خلقه" کے الفاظ بیان نہیں کیے اور کہا، حجابہ النور (اس کا پردہ نور ہے)

[446] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٤)

[447] ۲۹۵۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَرْبَعٍ ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ))

[447]۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر ہمیں چار باتیں بتائیں: (۱) اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور نہ ہی سونا اس کے لائق ہے۔ (۲) وہ ترازو کے پلڑے اوپر نیچے کرتا رہتا ہے۔ (۳) اس کی طرف دن کا عمل رات کو (۴) اور رات کا عمل دن کو اٹھایا جاتا ہے۔

فائدہ:...... دن کا عمل، رات کے آغاز میں اس کے چھانے سے پہلے اور رات کا عمل دن کے آغاز میں، دن کے چڑھنے سے پہلے پیش کیا جاتا ہے، اس لیے دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے۔

۸۰...... بَاب: إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

باب ۸۰: مومنوں کے لیے آخرت میں ان کے رب کے دیدار کا اثبات (ثابت کرنا)

[448] ۲۹۶۔(۱۸۰)حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ))

[448]۔حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے،

[447] تقدم تخريجه (٤٤٤)

[448] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير، باب: ﴿ومن دونهما جنتان﴾ برقم (٤٨٧٨ و ٤٨٨٠) وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضره الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٤٤) والترمذي في ((جامعه)) في صفة الجنة، باب: ما جاء في صفة غرف الجنة۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٥٢٨) وابن ماجه في ((سننه)) في المقدمة، باب ما انكرت الجهمية، برقم (١٨٦) انظر (التحفة) برقم (٩١٣٥)

سونے کے ہوں گے، لوگوں اور ان کے رب کی جنت عدن میں رویت کے درمیان اس کے چہرے پر عظمت وبڑائی کی چادر کے سوا کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

فائدہ :...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف امت کے نزدیک، آخرت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے چہرے سے عظمت وکبریائی کا پردہ اٹھائے گا، متکلمین کی طرح اس میں کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی جہت یا مکان میں نہیں ہوگا، اس طرح سے وجہ سے مراد ذات ہے درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور وہ اوپر ہوگا، قرآن وحدیث دونوں سے دیدار الٰہی ثابت ہے، معتزلہ، خوارج اور بعض مرجئہ نے رویت کا انکار کیا ہے، اور انکار میں وہی چیزیں پیش کی ہیں (جن) کی متکلمین نے بلا وجہ تاویل کی ہے، وہ کہتے ہیں، نہ اس کا جسم ہے، نہ اس کا کوئی رنگ ہے، نہ کوئی مکان اور جہت ہے۔ پھر اس کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے اور متکلمین بھی اس انکار میں ان کے ہموا ہیں اور کہتے ہیں جس طرح وہ مخلوق کو ان چیزوں سے پاک ہونے کے باوجود دیکھتا ہے، اس طرح مخلوق بھی اس کو دیکھے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سلف امت اور محدثین کے نزدیک اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اس کے لیے جہت علو اور فوقیت ثابت ہے اور اس کی آنکھیں، چہرہ، ہاتھ وغیرہ جس کا احادیث میں تذکرہ آیا ہے موجود ہیں، لیکن مخلوق کے لیے یہ چیزیں ان کی حیثیت اور شان کے مطابق ہیں اور خالق کے لیے اس کے شایان شان ہیں، جس طرح وہ اپنی ذات وصفات میں بے مثال ہے، اس طرح ان چیزوں میں بھی بے مثال ہے، جس طرح اس کی ذات کی حقیقت وماہیت کو نہیں جانا جا سکتا، اس طرح ان چیزوں کی حقیقت وماہیت اور کیفیت کو نہیں جانا جا سکتا۔

[449] ٢٩٧-(١٨١) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ))

[449]۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا فرمان سنایا کہ ''جب جنتی، جنت میں داخل ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا، تم کسی اور چیز کے خواہشمند ہو؟ کہ میں تمھیں اور دوں تو وہ جواب دیں گے،

[449] اخرجه الترمذی فی ((جامعه)) فی صفة الجنة، باب: ما جاء فی رؤية الرب تبارك و تعالى برقم (٢٥٥٢) وابن ماجه فی ((سننه)) فی المقدمة، باب: ما انكرت الجهمية برقم (١٨٧) انظر (التحفة) برقم (٤٩٦٨)

کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر وہ پردہ اٹھا دے گا، انہیں کوئی ایسی چیز نہیں دی گئی ہوگی، جو انہیں اپنے رب عزت وجلال والے کے دیدار سے زیادہ پسندیدہ ہو۔'' (ہر نعمت سے دیدار کی نعمت زیادہ محبوب ہوگی)

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کا دیدار وہ سب سے بڑی نعمت ہے، جس سے جنتیوں کو نوازا جائے گا، اگر انسان اپنی عقل سلیم اور فطرت مستقیمہ سے غور کرے، تو وہ اس سب سے بڑی نعمت کی خواہش اور آرزو ضرور محسوس کرے گا کہ وہ ذات جس نے انسان کو وجود، زندگی، زندگی گزارنے کے اسباب ووسائل اور لاتعداد نعمتیں دی ہیں اور جنت میں پیش گراں سے لاکھوں گنا زائد نعمتیں ملیں گی، وہ اپنے اس محسن اور کریم رب کو دیکھ پائے، اگر اسے کبھی بھی یہ نظارہ نصیب نہ ہو تو یقیناً اس کی مسرت وشادمانی اور اس کی فرحت ولذت میں بڑی کمی اور بڑی تشنگی رہے گی، اللہ تعالیٰ جنتیوں کو ان کی کسی تمنا اور خواہش سے محروم نہیں رکھیں گے، اس لیے وہ اس نعمت عظمیٰ، جس کے برابر کوئی نعمت نہیں سے سرشار ہوں گے اور اس سے کافروں ومنکروں کی طرح محروم نہیں رکھے جائیں گے۔

[450] ۲۹۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

[450]۔ امام صاحب نے ایک دوسری سند سے حدیث بیان کی اور اس میں اتنا اضافہ کیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جن لوگوں نے اچھی زندگی گزاری، ان کے لیے اچھی جگہ ہے (یعنی جنت اور اس کی نعمتیں) اور اس پر زائد ایک نعمت ہے (دیدار حق ہے)۔ (یونس:۲۶)

۸۱...... بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ

باب ۸۱: رؤیت باری کی راہ کی پہچان (رؤیت کس راہ پر چلنے سے حاصل ہوگی)

[451] ۲۹۹۔(۱۸۲) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

[450] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٨)

[451] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٣٧) وفي الرقاق، باب: الصراط جسر جهنم برقم ((٦٥٧٣) مطولا والنسائي في (المجتبى) ٢/ ٢٢٩ في التطبيق، باب: موضع السجود باختصار۔ انظر (التهفة) برقم (١٤٢١٣)

قَالَ ((هَلْ تُضَآرُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ)) قَالُوا لَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ
مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ
الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي صُورَةٍ
غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا
رَبُّنَا فَإِذَا جَآءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ
فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ
يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ
كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ)) قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَإِنَّهَا
مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُجَازِي حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ
وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ
لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُولُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي
النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ
تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرَجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ مِنْهُ
كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ
مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي
عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ
وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ
وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ
أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا
أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ

غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ))

قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ ۔

[451] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھ پائیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چودھویں کا چاند دیکھنے میں (اژدحام کی وجہ سے) ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا،نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کیا سورج، جب اس کے ورے بادل حائل نہ ہوں دیکھنے میں، ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا،نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کو بھی اسی طرح (بغیر تکلیف ودشواری کے) دیکھو گے، اللہ تعالیٰ قیامت کو تمام لوگوں کو جمع کرے گا، پھر فرمائے گا جو کسی کی بندگی کرتا تھا اسی کے ساتھ ہو جائے، پھر جو شخص، سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے چلا جائے گا، جو چاند کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے گا اور جو طاغوتوں (غیر اللہ) کی پوجا کرتا تھا وہ طاغوتوں کے ساتھ ہو جائے گا، اور یہ امت رہ جائے گی، اس میں منافق بھی ہوں گے۔تو ان کے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی صورت میں آئے گا، جس کو وہ پہچانتے نہیں ہوں گے اور فرمائے گا، میں تمہارا رب ہوں۔'' وہ کہیں گے، ہم تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، ہم اس جگہ ٹھہریں گے، یہاں تک کہ ہمارے پاس، ہمارا رب آ جائے، جب ہمارا رب آ جائے گا، ہم اسے پہچان لیں گے،تو اللہ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا، جس میں وہ اس کو پہچان لیں گے اور

فرمائے گا: ''میں تمہارا رب ہوں۔'' وہ کہیں گے تو ہی ہمارا رب ہے اور اس کے ساتھ ہو جائیں گے، پھر جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا۔ تو میں اور میری امت سب سے پہلے، اس سے گزریں گے، اور رسولوں کے سوا، اس دن کسی کو یارائے گفتگو نہ ہوگا۔ اور رسولوں کی پکار اس دن یہی ہوگی، اے اللہ! بچا، بچا اور دوزخ میں سعدان نامی جھاڑی کے کانٹوں کی طرح لوہے کے مڑے ہوئے سروں والے آنکڑے (کنڈے) ہوں گے۔ (جن پر گوشت بھونا جاتا ہے) کیا تم نے سعدان جھاڑی کو دیکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''وہ آنکڑے (سلاخیں) سعدان کے کانٹوں جیسے ہوں گے، لیکن ان کی جسامت اور بڑائی کی مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور وہ لوگوں کے ان کے بداعمال کی بنا پر اچک لیں گے (ان میں پھنسنے والے اپنے عملوں کے سبب ہلاک ہوں گے) ان میں مومن ہوں گے جو اپنے عملوں کے سبب بچ جائیں گے، اور ان میں سے بعض بدلہ دیئے جائیں گے، حتیٰ کہ نجات دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا اور اپنی رحمت سے دوزخیوں کو آگ سے نکالنا چاہے گا، جن کے بارے میں اس کا ارادہ ہوگا، تو وہ فرشتوں کو حکم دے گا، کہ وہ ان لوگوں کو آگ سے نکال دیں، جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، ان میں سے جن کو وہ اپنی رحمت سے نوازنا چاہے گا، ان میں سے جو لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے، اور فرشتے ان کو آگ میں پہچان لیں گے، وہ انہیں سجدوں کے نشان سے پہچانیں گے، آگ، ابن آدم سے سجدوں کے نشان کے سوا ہر چیز کو ہڑپ کر جائے گی، اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدے کے نشان کو جلانا حرام ٹھہرایا ہے، وہ آگ سے، اس حال میں نکالے جائیں گے کہ وہ جل چکے ہوں گے، ان پر آب حیات ڈالا جائے گا، وہ اس سے یوں پھلے پھولیں گے، جس طرح قدرتی دانہ سیلاب کے ڈیلٹا (پانی کے بہاؤ کے ساتھ آنے والی مٹی اور خس وخاشاک) میں اگتا ہے، (یعنی بہت جلد تروتازہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے) پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ آگ کی طرف ہوگا اور یہی آدمی جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہوگا۔ وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میرا چہرہ آگ سے پھیر دے، کیونکہ اس کی بدبو نے مجھ میں زہر بھر دیا ہے۔ یا میری شکل وصورت بدل دی ہے اور اس کی تپش نے مجھے جلا ڈالا ہے، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ وہ پکارتا رہے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہیں ایسے تو نہیں، اگر میں تیرے ساتھ ایسا کر دوں (تیرا سوال پورا کر دوں) تو اور سوال کر دے، وہ عرض کرے گا، میں تجھ سے اور سوال نہیں کروں گا، اور اللہ جو عہد وپیمان چاہے گا دے دے گا، تو اللہ اس کا چہرہ دوزخ سے پھیر دے گا، تو جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اسے دیکھے گا جب تک اللہ چاہے گا، وہ خاموش رہے گا، پھر کہے گا، اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے تک آگے کر دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے اپنے عہد وپیمان نہیں

دیئے تھے کہ جو کچھ میں نے تمہیں دے دیا ہے اس کے سوا سوال نہیں کرے گا، تو تباہ ہو اے آدم کے بیٹے! تو کس قدر بے وفا ہے، وہ کہے گا: اے میرے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا، حتیٰ کہ اللہ اسے فرمائے گا، کہیں ایسے تو نہیں، اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں، تو تو اور مانگنا شروع کر دے، وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور نہیں مانگوں گا، تو اپنے رب کو اللہ جو عہد و پیمان چاہے گا دے دے گا۔ تو اللہ اسے جنت کے دروازے تک آگے کر دے گا، جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہوگا، جنت اس کے لیے کھل جائے گی اور وہ اس کی خیرات اور فرحت و مسرت انگیز چیزوں کو دیکھے گا، تو جب تک اللہ کو خاموشی منظور ہوگی خاموش رہے گا، پھر کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے، تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا، کیا تو نے اپنے پختہ عہد و پیمان نہیں دیئے تھے کہ جو کچھ تجھے دے دیا گیا ہے، اس کے سوا نہیں مانگے گا۔ تجھ پر افسوس اے ابن آدم! تو کس قدر دغا باز ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سے سب سے بدنصیب نہ بنوں، آپ نے فرمایا: وہ اللہ عزوجل سے فریاد کرتا رہے گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہنسے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑے گا تو فرمائے گا، جنت میں داخل ہو جا، جب وہ اس میں داخل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا، تمنا کر، تو وہ اپنے رب سے سوال کرے گا اور تمنا کرے گا حتیٰ کہ اللہ اسے یاد دلائے گا، فلاں فلاں چیز کی تمنا کر، یہاں تک کہ جب اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ سب کچھ تجھے دیا اور اتنا مزید اور۔ عطاء بن یزید بیان کرتے ہیں ابوسعید بھی ابو ہریرہ کے ساتھ موجود تھے، اس کی حدیث کی کسی چیز کی تردید نہیں کر رہے تھے حتیٰ کہ جب ابو ہریرہ نے بیان کیا، کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا، یہ سب کچھ تجھے دیا اور اتنا اور بھی دیا تو ابوسعید نے کہا، اس کے ساتھ اس سے دس گنا زائد اے ابو ہریرہ! ابو ہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے، تیرے لیے یہ سب کچھ ہے اور اتنا مزید اور۔ ابوسعید نے کہا، میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول یاد ہے: ''تجھے یہ سب کچھ حاصل ہے اور اس سے دس گناہ زائد۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اور یہ آدمی، جنت میں داخل ہونے والا، آخری فرد ہوگا۔

مفردات الحدیث ❶ تُضَارُّوْنَ: ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانا، باب مفاعلہ سے ہے جو ضَرٌّ (تکلیف پہنچانا یا نقصان پہنچانا) سے ماخوذ ہے۔ اگر ضر یَضُرُّ ضرًّا سے مانیں تو معنی ہوگا دکھ اور تکلیف پہنچنا اور مضارع مجہول ہوگا، مفاعلہ کی صورت میں معروف ہوگا۔ اور مفاعلہ کی صورت میں را مشدد ہوگی اصل میں ہے تضاررون۔

❷ طواغیت: طاغوت کی جمع ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا، ہر معبود پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، وہ جاندار ہو یا بے جان۔

❸ یُضْرَب صراط: پل بچھا دیا جائے گا۔ ❹ اَوَّلَ مَنْ یُجِیْزُ: جَوْز سے ماخوذ ہے، کسی مقام سے آگے بڑھنا، مسافت طے کرنا۔ جَازَا الْمَکَانَ اور اَجَازَ الْمَکَانَ دونوں کا معنی ایک ہے، گزرنا، آگے بڑھنا۔ ❺ کَلَالِیْب: کَلاب کی جمع ہے، لوہے کی مڑے ہوئے سر کی سلاخ، آنکڑا، جس پر گوشت بھونا جاتا ہے۔ ❻ شَوْكُ السَّعْدَان:

شوك کی جمع اشواك کانٹا، سعدان ایک خاردار جھاڑی ہے جس کے کانٹے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ ❼ بَقِیَ بِعَمَلِهٖ: اپنے عمل کے سبب بچ گیا، لیکن ہندوستانی و پاکستانی نسخوں میں اَلْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ ہے۔ جو وَبَقٌ (ہلاکت وتباہی) سے ماخوذ ہے، یعنی عملوں کے سبب ہلاک کیا گیا۔ ❽ اَلْمُجَازٰی: جزاء سے ماخوذ ہے، بدلہ دیا گیا۔ ❾ قَدِ امْتَحَشُوْا: مَحْش سے ماخوذ ہے، چمڑے کا جل کر ہڈی کا ننگا ہو جانا۔ یعنی وہ جل چکے ہوں گے۔ ❿ حِبَّة ح پر زیر ہے، جمع حِبَبٌ، قدرتی بیج۔ ⓫ قَشَبَنِی: قَشَبٌ سے ماخوذ ہے، کھانے میں زہر ملانا۔ یعنی مجھ میں زہر بھر دی ہے، میرے لیے اذیت وتباہی کا باعث ہے یا بقول بعض میری شکل وصورت کو بدل دیا ہے۔ ⓬ ذکاء: لپٹ، بھڑکتا ہوا یا شعلہ زن، لو۔ ⓭ اِنْفَهَقَتْ: کھل جائے گی، وسیع ہو جائے گی۔

فوائد :...... ❶ قیامت کو جنت میں جانے سے پہلے ہی مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، آغاز میں منافق بھی ساتھ ہوں گے لیکن پھر مومنوں اور منافقوں کے درمیان آڑ حائل ہو جائے گی جیسا کہ سورۃ حدید: ۱۳ میں آیا ہے۔ ❷ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی صورت ہے، جس میں دیکھ کر، مومنوں کو یقین ہو جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے، اس صورت کے بغیر، ان کے دلوں میں، اس کا یقین پیدا نہیں ہوگا، اس لیے وہ اس کے اللہ تعالیٰ ہونے پر مطمئن نہیں ہوں گے اور انکار کر دیں گے۔ ❸ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کو چودھویں رات کے چاند، یا صاف سورج کے دیکھنے سے تشبیہ دی گئی؟ اس طرح رؤیت کی رؤیت سے تشبیہ ہے، رؤیت دیدار، مرئی دیکھی ہوئی چیز یعنی اللہ تعالیٰ کی سورج وقمر سے تشبیہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کو سورج و چاند کے دیکھنے سے تشبیہ دی ہے کہ دیکھنے میں کوئی اژدھام اور تکلیف ومشقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو چاند اور سورج سے تشبیہ نہیں دی ہے۔ مقصد یہ ہے جس طرح چاند اور سورج کے دیکھنے کے لیے اژدحام اور دھکم پیل کی صورت پیدا نہیں ہوتی ہر انسان، بغیر کسی دقت وتکلیف کے اپنی اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار ہر مومن کو اپنی اپنی جگہ ہو جائے گا، بھیڑ اور دھکم پیل نہیں ہوگی، اور کسی کو اذیت وتکلیف سے دو چار نہیں ہونا پڑے گا۔ ❹ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ضحك (ہنسی) اتیان (آمد) صورت (شکل) اور گفتگو (قول وکلام) کا اثبات کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے متصف ہے، لیکن ان کی کیفیت وصفت کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے تشبیہ وتمثیل یا تاویل وتعطیل درست نہیں ہے، خالق کی صفات، اس کے شایان شان ہیں۔ اور مخلوق کی صفات ان کی حیثیت اور مقام کے مطابق ہیں، اس لیے صفات کے اثبات سے تشبیہ وتمثیل لازم نہیں آتی۔ ❺ اس حدیث میں جہنم کی پشت پر پل لگانے کا تذکرہ ہوا، جس سے لوگوں نے گزرنا ہے، اس کی ہولناکی، کی بنا پر انبیاء بھی ''سَلِّمْ سَلِّمْ'' بچا، بچا کی صدا بلند کریں گے۔ (پل کی تفصیل اپنی جگہ پر آئے گی) ❻ جہنم میں داخلہ کے بعد موحد انجام کار، دوزخ سے نکال لیے جائیں گی، اس کی تفصیل احادیث شفاعت میں آئے گی۔ ❼ جنت میں داخل ہونے والے آخری فرد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ واضح طور

پر اللہ تعالیٰ کے لیے کلام ثابت کر رہا ہے، اور یہ کلام لفظی ہے، جس کو وہ فرد سنے گا اور جواب دے گا، اس لیے متکلمین کی طرح، صفت کلام میں تاویل کرنا درست نہیں ہے کہ اللہ کا کلام، کلام نفسی ہے، جو حروف وصورت سے خالی ہے کیونکہ کلام نفسی کو تو دوسرا سن نہیں سکتا۔

[452] ۳۰۰۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ

[452]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کو اپنے رب کو دیکھ پائیں گے؟ آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[453] ۳۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَدْنٰى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ))

[453]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک کی جنت میں کم از کم جگہ یہ ہے (کم درجہ کا جنتی وہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، آرزو کر، تو وہ تمنا کرے گا اور تمنا کرے گا، تو اللہ اس سے پوچھے گا: کیا تو نے آرزو کر لی ہے؟ وہ کہے گا، ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تیرے لیے وہ سب کچھ ہے، جس کی تو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور۔''

فائدہ:...... امام مسلم نے یہ حدیث، ہمام بن منبہ کے صحیفہ سے نقل کی ہے، جس کی احادیث ایک ہی سند سے ہیں، لیکن وہ سند صرف پہلی حدیث کے شروع میں نقل کی گئی ہے، اس لیے امام مسلم جب اس صحیفہ کی پہلی حدیث کے سوا، کوئی اور حدیث نقل کرتے ہیں، تو سند بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں، ذکر احادیث، منها وقال رسول الله ﷺ، کہ ہمیں اس سند سے بہت سی احادیث پہنچی ہیں۔'' ان میں سے ایک یہ ہے، (یہ امام مسلم کی انتہائی محتاط روش ہے)

[452] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل السجود برقم (۸۰۶) مطولا، واخرجه في الرقاق، باب الصراط جسر جهنم برقم (۶۵۷۳) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۱)

[453] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۷۴۱)

[454] ٣٠٢-(١٨٣) وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ)) قَالَ ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُونَ قَالُوا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ فَيَقُولُونَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلٰى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى فِي أَدْنٰى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أَفْقَرَ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى إِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَادُ أَنْ يَنْقَلِبَ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ فَتَعْرِفُونَهُ بِهَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى

[454] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿ان الله لا يظلم مثقال ذرة﴾ برقم (٤٥٨١) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٣٩) انظر (التحفة) برقم (٤١٧٢)

مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُونَ رُؤُسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْجِسْرُ قَالَ ((دَحْضٌ مَزِلَّةٌ فِيهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِلّٰهِ فِي اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَإِلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا)) وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ إِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ((فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أُصَيْفِرُ وَأُخَيْضِرُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَبْيَضَ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ كُنْتَ تَرْعٰى بِالْبَادِيَةِ قَالَ ((فَيَخْرُجُونَ

كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِينَ أَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ ثُمَّ يَقُولُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُولُ رِضَائِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)) ۔

[454] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں آپ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' فرمایا: کیا دوپہر کے وقت، جب مطلع صاف ہو، ابر آلود نہ ہو تمہیں سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ کیا چودھویں رات، جب آسمان صاف ہو بادل نہ ہوں، تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی اذیت پہنچتی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، نہیں، اے اللہ کے رسول! فرمایا: 'قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیکھنے میں اتنی ہی کلفت ہوگی جتنی ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں ہوتی ہے، جب قیامت کا دن ہوگا، ایک اعلان کرنے والا منادی کرے گا، ہر امت، اپنے معبود کے ساتھ ہو جائے، جس قدر لوگ اللہ کے سوا بتوں، استھانوں کو پوجتے تھے، سب آگ میں جا گریں گے اور صرف وہ لوگ بچ جائیں گے، جو اللہ کی بندگی کرتے تھے، نیک ہوں یا بد، اور کچھ اہل کتاب کے بقایا لوگ (جو اپنے اصل دین پر قائم رہے) پھر یہود کو بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا، تم کس چیز کی عبادت کرتے تھے؟ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی بندگی کرتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا، تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا ہے تم کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے، ہمیں پیاس لگی ہے، اے ہمارے رب! ہمیں پانی پلا، تو ان کو اشارہ کیا جائے گا، تم پانی پر کیوں نہیں جاتے؟ پھر انہیں جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا، وہ انہیں سراب کی طرح دکھائی دے گی اور اس کا بعض حصہ، دوسرے حصے کو تباہ کر رہا ہوگا، تو وہ سب جہنم میں گر جائیں گے، پھر نصاریٰ کو بلا کر پوچھا جائے گا، تم کس چیز کی بندگی کرتے تھے؟ وہ کہیں گے، ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا، تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی کوئی بیوی ہے نہ کوئی اولاد، پھر ان سے پوچھا جائے گا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم کو پیاس لگی ہے، ہمیں پانی پلا، آپ نے فرمایا: ان کو اشارہ کیا جائے گا، تم پانی کی طرف کیوں نہیں جاتے؟ پھر انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا، گویا کہ وہ سراب ہے، بعض بعض کو کھا رہا ہوگا (شدت اشتعال سے ایک دوسرے کو توڑ رہا ہوگا) تو وہ سب آگ میں گر جائیں گے، یہاں تک کہ صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی بندگی کرتے تھے،

نیک ہوں یا بد، ان کے پاس کائنات کا مالک، اس سے قریب تر شکل میں آئے گا، جس کو وہ جانتے ہوں گے، فرمائے گا، تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ ہر گروہ اس کے ساتھ چلا گیا ہے جس کی وہ عبادت کرتا تھا، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے دنیا میں لوگوں سے اس وقت جدائی اختیار کی، جب کہ ہم ان کے بہت محتاج تھے اوران کے ساتھ نہ رہے، تو وہ فرمائے گا، میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے، ہم تم سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے (دو یا تین دفعہ یہی کہیں گے) یہاں تک کہ بعض لوگ، ان میں سے (راہ صواب سے) پھرنے کے قریب ہوں گے (کیونکہ امتحان کی شدت کی وجہ سے، دل میں شبہ پیدا ہونے لگے گا)، پھر فرمائے گا۔ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے، جس سے تم اس کو پہچان سکو؟ تو وہ جواب دیں گے ''ہاں، تو پنڈلی ظاہر کر دی جائے گی، تو ہر وہ انسان جو اپنی مرضی سے اللہ کو سجدہ کرتا تھا، اس کو اللہ سجدہ کی اجازت (توفیق) دے گا، اور ہر وہ شخص جو (مسلمانوں سے) بچنے کے لیے اور لوگوں کے دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کی پشت کو ایک تختہ کی طرف بنا دے گا، جب وہ سجدہ کرنا چاہے گا، اپنی گدی کے بل گر جائے گا، پھر وہ لوگ سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی اس صورت میں ہو چکا ہوگا جس صورت میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے، تو ہی ہمارا رب ہے، پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا اور سفارش شروع ہو جائے گی، اس وقت (رسول) کہیں گے، اے اللہ! بچا، بچا۔ پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جسر (پل) کیسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بہت پھسلنے کا باعث جگہ ہوگی، اس پر اچکنے والے آنکس ہوں گے اور لوہے کی گوشت بھوننے والی مڑی ہوئی سلاخیں ہوں گی اور اس میں گوکرو جو نجد میں ہوتے ہیں، اس میں کانٹے ہوں گے، جن کو سعدان کہتے ہیں، تو مومن اس سے پار ہوں گے، پلک جھپکنے کی طرح کوئی بجلی کی طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی پرندوں کی طرح اور بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح، بعض اونٹوں کی طرح، کچھ صحیح سالم پار ہو جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر چھٹکارا پا جائیں گے اور کچھ دھکا دے کر جہنم کی آگ میں گرا دیے جائیں گے، یہاں تک کہ جب مومن آگ سے خلاصی پالیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اپنا حق پورا پورا وصول کرنے میں اس قدر جھگڑا نہیں کرتا جس قدر مومن اپنے ان مسلمان بھائیوں کے بارے میں قیامت کے دن جھگڑا کریں گے، جو آگ میں چلے گئے ہوں گے، مومن کہیں گے، اے اللہ! اے ہمارے رب! یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا، جن کو تم پہچانتے ہو، ان کو نکال لو۔ ان کی شکلیں

(صورتیں) آگ پر حرام کر دی جائیں گی، تو وہ بہت سے ان لوگوں کو نکال لائیں گے جن کے آگ آدھی پنڈلیوں تک اور ان کے گھٹنوں تک پہنچ چکی ہوگی، پھر مومن کہیں گے، اے ہمارے رب! جن کے نکالنے کے لیے تو نے فرمایا تھا، ان میں سے کوئی، دوزخ میں نہیں رہا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا، واپس جاؤ، جس کے دل میں دینار بھر خیر (نیکی) پاؤ، اس کو نکال لاؤ۔ تو وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے، پھر وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم نے کسی ایسے فرد کو اس میں نہیں چھوڑا، جس کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا، پھر وہ فرمائے گا، واپس جاؤ، جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر خیر پاؤ، اس کو نکال لاؤ، تو وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے، پھر وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم نے اس میں کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑا، جس کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا، پھر وہ فرمائے گا، واپس جاؤ، جس کے دل میں ذرہ برابر خیر پاؤ، اس کو نکال لاؤ، تو وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے، پھر وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم نے اس میں کسی صاحب خیر کو نہیں چھوڑا، اور ابوسعید خدری فرمایا کرتے تھے، اگر تم میری اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتے، اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''بے شک اللہ! ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرے گا، اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو بڑھائے گا، اور اپنی طرف سے اجر عظیم دے گا۔ (نساء آیت: ۴۰) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، فرشتوں نے سفارش کی، انبیاء نے سفارش کر لی اور مومن سفارش کر چکے، اور ارحم الراحمین کے سوا کوئی نہیں رہا، تو وہ آگ سے ایک مٹھی بھرے گا۔ تو وہ ایسے لوگوں کو اس سے نکالے گا، جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی، اور وہ (جل کر) کوئلہ ہو چکے ہوں گے، تو وہ انہیں جنت کے دروازوں پر ایک نہر میں ڈال دے گا، جس کو زندگی کی نہر کہا جاتا ہے۔ تو وہ اس طرح پھلے پھولیں گے، جس طرح قدرتی بیج سیلاب کے خس وخاشاک میں نشوونما پاتا ہے، کیا تم اسے دیکھتے نہیں ہو، کبھی وہ پتھر کے پاس ہوتا ہے اور کبھی درخت کے پاس، جو سورج کے رخ پر ہوتا ہے، وہ زرد اور سبز ہوتا ہے اور جو سایہ میں ہوتا ہے وہ سفید ہوتا ہے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گویا کہ آپ جنگل میں جانور چرایا کرتے تھے، آپ نے فرمایا، تو وہ لوگ (نہر سے) موتی کی طرح نکلیں گے، ان کی گردنوں میں نشانی ہوگی، اہل جنت ان کو پہچانتے ہوں گے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل کیا ہے، پھر اللہ فرمائے گا، جنت میں داخل ہو جاؤ، اور تم نے جو کچھ دیکھا وہ تمہارا ہے، تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا، تو وہ فرمائے گا، تمہارے لیے میرے پاس، اس سے بھی افضل (برتر) چیز ہے، تو وہ

کہیں گے، اے ہمارے رب! اس سے افضل چیز کونسی ہے؟ تو وہ فرمائے گا، میری خوشنودی ورضا، اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

[455] قَالَ مُسْلِم قَرَأْتُ عَلَى عِيسَى بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ الْمِصْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي الشَّفَاعَةِ وَقُلْتُ لَهُ أُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْكَ أَنَّكَ سَمِعْتَ مِنَ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِعِيسَى بْنِ حَمَّادٍ أَخْبَرَكُمُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَرَى رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ)) قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِيثَ حَتَّى انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوهُ ((فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ ((فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ)) فَأَقَرَّ بِهِ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

[455] امام مسلم فرماتے ہیں: میں نے سفارش کے بارے میں یہ حدیث عیسیٰ بن حماد، زغبہ مصری کو سنائی، اور اس سے کہا، یہ حدیث میں آپ سے بیان کرتا ہوں، آپ نے اسے لیث بن سعید سے سنا ہے؟ تو اس (عیسیٰ) نے کہا، ہاں! میں نے عیسیٰ بن حماد کو کہا، آپ کو لیث بن سعد نے خالد بن یزید کے واسطہ سے سعید بن ابی ہلال کی زید بن اسلم سے عطاء بن یسار کی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا، ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مطلع صاف ہو کیا تم آفتاب کے دیکھنے میں، کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ امام مسلم فرماتے ہیں، میں نے آخر تک عیسیٰ کو حدیث سنائی، جو حفص بن میسرہ کی حدیث جیسی ہے اس نے اس کے بعد کہ ''بغیر اس کے انہوں نے کوئی عمل کیا ہو یا نیکی آگے بھیجی ہو۔'' یہ اضافہ کیا۔ تو انہیں کہا جائے گا، تمہارے لیے ہے جو تم نے دیکھا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور۔'' ابوسعید بیان کرتے ہیں، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ لیث کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں، تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا، اور اس کا مابعد، عیسیٰ بن حماد نے میری اس حدیث کا اقرار کیا۔

مفردات الحدیث ❶ غُبَّرُ اَهْلِ الْکِتَاب: غبّر، غابر کی جمع ہے، مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اصل دین

[455] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٥٣)

پر قائم رہے۔ ❷ سراب: وہ ریتلی زمین، جو گرمی کے موسم میں، دور سے پانی کی طرح چمکتی ہے، پیاسا پانی سمجھ کر وہاں پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ ❸ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا: حطم کا معنی توڑنا، ریزہ ریزہ کر کے تباہ کرنا ہے، اس لیے جہنم کا نام حطمہ بھی ہے کہ جو کچھ اس میں ڈالا جائے گا وہ اسے چور چور کر دے گی۔ ❹ يُكْشَف عن ساق: پنڈلی کھولی جائے گی۔ ❺ طَبَقَةٌ وَاحِدَةٌ: طبق سے مراد، پشت کے مہرے ہیں، کہ وہ تختہ کی طرح ایک مہرہ بن جائیں گے، اس لیے انسان جھک نہیں سکے گا۔ ❻ جِسر: جیم پر زیر اور زبر دونوں آ سکتے ہیں، پل۔ ❼ تَحِلُّ الشفاعة: سفارش شروع ہو جائے گی، سفارش کی اجازت مل جائے گی۔ ❽ دَحْضٌ: اور مزلة کا معنی ایک ہے، ایسی جگہ جہاں قدم پھسل جائیں، جم نہ سکیں۔ ❾ خطاطيف: خُطَّاف کی جمع ہے، اچکنے والے آنکس۔ ❿ کلالیب، کُلُّوب کی جمع ہے، گوشت بھوننے کی لوہے کی سلاخیں۔ ⓫ حَسَكٌ خاردار پودا ہے، یہاں مراد لوہے کے گھوکرو ہیں، یعنی لوہے کا تیز اور مضبوط نوکوں والا گول سا دائرہ۔ ⓬ اجاويد: اجود کی جمع ہے اور یہ جواد کی جمع ہے، عمدہ اور تیز رفتار سواری۔ ⓭ رِكاب: راحلة کی من غير لفظها جمع ہے، سواری کا اونٹ مراد ہے۔ ⓮ خَيل من غير لفظه: فرس کی جمع ہے، گھوڑے۔ ⓯ ناجٍ مُسلم: سے مراد وہ لوگ ہیں جو بالکل صحیح سالم بلا کسی اذیت و تکلیف کے گزر جائیں گے۔ ⓰ مَخْدُوشٌ مُرسَلٌ: سے مراد وہ لوگ ہیں جو زخمی ہو کر، چھوٹ جائیں گے اور نجات پا لیں گے۔ ⓱ مَكْدُوس: جن کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا، دھکا دے کر گرا دیا جائے گا۔ ⓲ إِسْتِقْصَاء الحق: حق پورا پورا وصول کرنا۔ ⓳ حُمَمٌ: حُمَمَة کی جمع ہے، کوئلہ۔ ⓴ افواه: علی غير قياس فُوْهة کی جمع ہے، جنت کا اگلا حصہ مراد ہے۔ ㉑ رِقاب: رقبه کی جمع ہے، گردن۔ ㉒ خواتم: خَاتَم کی جمع ہے، انگوٹھی، یہاں پر مراد پٹہ ہے جو علامت کے طور پر گردن میں ڈالا جائے گا۔ یا کوئی علامت ونشانی ہے جس سے وہ ممتاز ہو جائیں گے۔ ㉓ حِبّة: قدرتی بیج۔ ㉔ حميل: محمول کے معنی میں ہے، سیلاب کے ساتھ آنے والا خس و خاشاک مراد ہے۔

فوائد: .... ❶ قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں ہجوم اور اژدحام کی تکلیف نہ ہوگی، جس طرح آفتاب و مہتاب، جب صاف چمک رہے ہوں، تو ان کے دیکھنے میں مشقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ ❷ یہود ونصاریٰ کا اصل دین اسلام تھا، اس لیے جو لوگ آپ کی آمد سے پہلے اس پر فوت ہوئے یا انہوں نے آپ کی آمد کے بعد آپ کو مان لیا، تو وہ جنتی ہوں گے۔ ❸ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی صورت ہے جو مومنوں کے دلوں میں منقش ہے، جب وہ اس صورت میں ظاہر ہوگا، تو وہ اس کو پہچان لیں گے، جب تک وہ اس صورت میں ظاہر نہیں ہوگا، انہیں اس کے اپنا رب ہونے کا یقین اور اطمینان نہیں ہوگا، اس لیے وہ اس کا رب ہونا تسلیم نہیں کریں گے، جب وہ اصل شکل میں، جو ان کے دلوں میں موجود ہے، آئے گا تو وہ مان لیں گے اس میں کسی قسم کی تاویل و تشبیہ یا تعطیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ❹ اس حدیث میں کشف ساق پنڈلی کے کھلنے کا تذکرہ ہے اور قرآن مجید میں بھی یوم

یکشف عن ساق (سورۃ ن) موجود ہے، وہ اپنی پنڈلی کھولے گا، اس کی پنڈلی، اس کی شان کے مطابق ہے، جس طرح اس کی ذات بے مثال اور عدیم النظیر ہے، اس طرح، اس کی صفات اور قرآن وحدیث میں وارد اعضاء وصفات بے مثل ہیں، ان کی کنہ حقیقت یا ماہیت معلوم نہیں ہے۔ ❺ جو لوگ دنیا میں، دل کی گہرائی اور اخلاص وحسن نیت یا ایمان وایقان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوئے، ان کو قیامت کے دن سجدہ کی توفیق نہیں ملے گی، اس لیے وہ آخرت میں ناکام ونامراد ہوں گے۔ ❻ قیامت کے دن جہنم پر ایک پل بچھایا جائے گا، جو بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہوگا، اس سے لوگ اپنے اپنے عملوں کے مطابق گزریں گے، اور جن کے نیک عمل حد مطلوب تک نہیں پہنچیں گے، یا ان کے عمل برے ہوں گے، وہ کٹ پھٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔ ❼ ملائکہ، انبیاء اور مومن اپنے اپنے مقام کے مطابق سفارش کریں گے، اور آخر میں اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو اپنے فضل وکرم کے نتیجہ میں مٹھی بھر کر نکال دے گا، جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین ہوگا۔ اگرچہ انہیں کسی نیکی کرنے کا موقع نہ ملا یا انھوں نے ایمان صحیح کے سوا کوئی نیکی نہ کی تو انجام کار وہ بھی دوزخ سے نکل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ساق کی طرح، اس کا قبضہ بھی اس کی شان کے لائق ہے، اس کی کیفیت وحقیقت کو نہیں جانا جا سکتا۔ ❽ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی، ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جنت کی تمام نعمتیں اس کے مقابلہ میں بے حقیقت اور ہیچ ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو اپنی رضا مندی اور خوشنودی سے نوازے۔ (آمین)

[456] ٣٠٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا

[456]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں لیکن اس میں کچھ کمی وبیشی ہے۔

٨٢...... بَاب: إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ

باب ٨٢: شفاعت کا اثبات اور موحدوں کا آگ سے نکالنا

[457] ٣٠٤۔(١٨٤) و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُدْخِلُ اللّٰهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ

[456] تقدم تخريجه (٤٥٣)

[457] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الايمان، باب: تفاضل اهل الايمان فی الاعمال برقم (٢٢) وفی الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦٠) انظر (التحفة) برقم (٤٤٠٧)

((يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا مَنْ وَّجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيٰوةِ أَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلٰى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً))

[457] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، اپنی رحمت سے جسے چاہے گا داخل کرے گا اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرے گا، پھر فرمائے گا، دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان پاؤ، تو اس کو نکال لو، تو انہیں اس حال میں نکالا جائے گا کہ وہ جل بھن کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، تو انہیں زندگی کی یا بارش کی نہر میں ڈالا جائے گا تو وہ اس میں اس طرح پھلے پھولیں گے، جس طرح قدرتی بیج، سیلاب کے کٹاؤ پر نشوونما پاتا ہے، کیا تم اسے دیکھتے نہیں ہو کس طرح زرد لپٹا ہوا اگتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **نهر الحياة او الحيا**: زندگی کی نہر، یا بارش کی نہر، بارش کو حیا، اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ زمین کی زندگی وزرخیزی کا باعث بنتی ہے، اسی طرح اس پانی سے دھلنے والے لوگ، تروتازہ ہو کر نکلیں گے جیسا کہ بارش سے سبزہ تروتازہ ہو کر نکلتا ہے۔ ❷ **ملتوية**: التواء سے ہے، لپٹا ہوا یا مڑا ہوا۔

فوائد :...... ❶ جنت میں داخلہ کا انحصار، اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہے، اس کی رحمت کے نتیجہ میں نیک عملوں کی توفیق ملتی ہے اور اس کی رحمت ہوگی تو عمل قبول ہوں گے، اور اس کی رحمت کے نتیجہ میں جنت میں داخلہ ہوگا۔ ❷ اہل ایمان، بداعمال اور معصیت کے سزا بھگتنے کے لیے، دوزخ میں جائیں گے، جب دوزخ کی آگ ان کے گناہ کھا جائے گی اور وہ جل بھن کر کوئلہ ہو جائیں گے، تو ایمان کا اثر دل میں قائم رہے گا۔ اور وہ جنتیوں کو نظر بھی آئے گا، پھر ان کی سفارش کے نتیجہ میں ان کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ ❸ ایمان میں کمی وبیشی ہے، سب کا ایمان برابر اور یکساں نہیں ہے۔

[458] ۳۰۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ح و حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ كِلَاهُمَا

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَائَةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِئَةٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّيْلِ

[458] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٦)

[458] ۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں ہے، اور وہ ایک ایسی نہر میں ڈالے جائیں گے، جس کو زندگی کی نہر کہا جائے گا، دونوں نے اس میں شک نہیں کیا، اور خالد کی روایت میں ہے جس طرح کوڑا کرکٹ اگتا ہے، سیلاب کے کنارے، اور وہیب کی روایت میں ہے، جس طرح قدرتی بیج سیاہ گارے میں یا سیلاب کے خس وخاشاک میں اُگتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **الغثاء**: سیلاب کے پانی کی جھاگ میں کوڑا کرکٹ یا درختوں کے گلے سڑے پتے جو سیلاب کے جھاگ میں ملے جلے ہوں۔ ❷ **حَمِئة**: سیاہ گارا۔ ❸ **حَمِيلَة**: غُثَاء کو کہتے ہیں، یعنی سیلاب کے ساتھ آنے والا کوڑا کرکٹ۔

[459] ۳۰۶۔(۱۸۵) وحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

[459] ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہے دوزخی، جو اس کے رہائشی ہیں، وہ نہ اس میں مریں گے اور نہ زندہ ہوں گے، لیکن وہ (اہل ایمان) لوگ جو گناہوں کی پاداش میں یا آپ نے فرمایا: قصوروں کی بنا پر آگ میں جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک قسم کی موت طاری کر دے گا، یہاں تک کہ جب وہ کوئلہ بن جائیں گے، سفارش کی اجازت دی جائے گی، تو انہیں گروہ گروہ لایا جائے گا، اور انہیں جنت کی نہروں میں پھیلا دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: اے جنتیو! ان پر پانی ڈالو، تو وہ اس قدرتی بیج کی طرح نشوونما پائیں گے جو سیلاب کے بہاؤ کے ساتھ آنے والی مٹی میں ہوتا ہے۔'' تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ جنگل میں رہے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ **ذُنُوب**: ذَنب کی جمع ہے، گناہ، جرم۔ ❷ **خطايا**: خَطِيئة کی جمع ہے، لغزش، غلطی۔ ❸ **ضَبائِر**: ضِبَارَة کی جمع ہے، گروہ، ٹولی۔ ❹ **بثّوا**: بَثّ سے ہے، بکھیر دیئے جائیں، پھیلا دیئے جائیں۔

[459] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب ذكر الشفاعة برقم (٤٣٠٩) انظر (التحفة) برقم (٤٣٤٦)

فائدہ:...... جو لوگ کفر و شرک کی بنا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہیں وہ نہ مریں گے یعنی کسی طرح انہیں عذاب سے چھٹکارا نصیب نہیں ہوگا، نہ زندہ ہوں گے، یعنی کبھی انہیں زندگی کی راحت و آسائش حاصل نہ ہوگی، لیکن جو لوگ ایمان دار ہیں، گناہوں اور غلطیوں کی پاداش میں دوزخ میں ڈالے جائیں گے، اپنے گناہوں کے بقدر عذاب میں مبتلا ہو کر جل بھن کر کوئلہ بن جائیں گے، پھر ان کو دوزخ سے نکال کر آب حیات میں ڈال کر زندگی عنایت کی جائے گی، اور وہ فوری طور پر نشو و نما پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

[460] ٣٠٧-(. . .) و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[460]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا روایت "فی حمیل السیل" تک بیان کی، اس کے بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

٨٣...... بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

باب ۸۳: دوزخ سے سب سے آخر میں نکلنے والا فرد

[461] ٣٠٨-(١٨٦) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ))

قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً۔

---

[460] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٨)

[461] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٧١) وفي ←

[461] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں جانتا ہوں کہ جہنم سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں کون داخل ہوگا، وہ ایک ایسا آدمی ہے جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا آگ سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ (آخر میں اسے) فرمائے گا جا، جنت میں داخل ہو جا، وہ جنت میں داخل ہوگا، تو وہ یہ سمجھے گا کہ جنت بھر چکی ہے، واپس آ کر، عرض کرے گا، اے میرے رب! وہ تو بھر چکی ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، آپ نے فرمایا: وہ (دوبارہ) جائے گا، تو اسے محسوس ہوگا، وہ تو بھر چکی ہے، واپس آ کر پھر کہے گا، اے میرے رب! میں نے تو اسے بھری ہوئی پایا ہے، اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا، جا کر جنت میں داخل ہو جا کیونکہ تیرے لیے دنیا کے برابر اور اس سے دس گنا زائد جگہ ہے۔ یا تیرے لیے دنیا سے دس گنا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص عرض کرے گا، کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے؟'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔ راوی کہتے ہیں، اس بنا پر کہا جاتا تھا یہ سب سے کم درجہ والا جنتی ہوگا۔

مفردات الحدیث ❶ حَبْوًا: ہاتھوں اور پاؤں کے بل پر، ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل پر یا ہاتھوں اور سرین کے بل پر چلنا۔ ❷ نواجذ: ناجذ کی جمع ہے، داڑھیں۔ ❸ منزلة: مقام و مرتبہ، درجہ۔

فائدہ:...... یہ مختصر روایت ہے، اور جنتی آدمی کا تفصیلی مکالمہ حدیث ۲۹۹/۱۸۲ میں گزر چکا ہے۔

[462] ۳۰۹-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِّنَ النَّارِ رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِي تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةُ أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ)) قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

← التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم برقم (٧٥١١) مختصراً۔ والترمذي في (جامعه) في صفة جهنم، باب: ما جاء ان اللنار نفسين، وما ذكر من يخرج من النار من اهل التوحيد۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٥٩٥) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: صفة الجنة برم (٤٣٣٩) انظر (التحفة) برقم (٩٤٠٥)

[462] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٠)

[462]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس شخص کو یقیناً جانتا ہوں جو دوزخیوں میں سے سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا، ایک شخص ہوگا، جو سرین کے بل گھسٹ کر دوزخ سے نکلے گا، اس کو کہا جائے گا، چل کر جنت میں داخل ہو جا۔ آپ نے فرمایا، وہ جا کر جنت میں داخل ہوگا، تو وہ لوگوں کو اس حال میں پائے گا وہ اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں، اسے کہا جائے گا، کیا تمہیں وہ وقت یاد ہے جو تو گزار کر آیا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں تو اسے کہا جائے گا، تمنا کر، وہ تمنا کرے گا، تو اسے کہا جائے گا جو تمنا تو نے کی ہے، اس کے ساتھ تیرے لیے دنیا سے دس گنا زائد ہے، تو وہ کہے گا، تو بادشاہ ہو کر میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔

[463] ۳۱۰۔(۱۸۷)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّانِي مِنْكِ لَقَدْ أَعْطَانِي اللّٰهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَتُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا ((فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولٰى فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ لِأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا وَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلُنِي غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهَا فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِيهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي مِنْكَ أَيُرْضِيكَ

[463] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۱۸۸)

أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَتَسْتَهْزِءُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ)) فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّ أَضْحَكُ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكُ قَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ أَتَسْتَهْزِءُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِءُ مِنْكَ وَلٰكِنِّي عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ)).

[463] ۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا آدمی تو وہ کبھی چلے گا، کبھی چہرے کے بل گرے گا اور کبھی اسے آگ جھلسے گی، جب وہ آگ سے نکل جائے گا، پلٹ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا، بڑی برکت والی ہے وہ ذات، جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ اللہ نے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی ہے جو پہلوں اور پچھلوں میں سے کسی ایک کو عطا نہیں کی، تو اسے ایک درخت دکھائی دے گا تو وہ کہے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سایہ سے سایہ حاصل کروں اور اس کے (پھلوں کا) پانی پیوں، تو اللہ عزوجل فرمائے گا، اے ابن آدم! ہوسکتا ہے، اگر میں تیری درخواست پوری کر دوں تو تُو اور درخواست پیش کر دے، تو وہ کہے گا، نہیں۔ اے میرے رب! اور وہ اللہ سے اور سوال نہ کرنے کا معاہدہ کرے گا، اور اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا، کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا، جس پر صبر کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا، تو وہ اسے اس (درخت) کے قریب کر دے گا، تو وہ اس کے سایہ سے فائدہ اٹھائے گا، اور اس کے پانی کو پیے گا، پھر اس کے سامنے ایک اور درخت ظاہر کیا جائے گا، جو پہلے سے زیادہ حسین ہوگا، تو وہ کہے گا، اے میرے رب! مجھے اس کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سایہ سے آرام حاصل کر سکوں اور اس کا پانی پیوں، میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے مجھ سے معاہدہ نہیں کیا تھا کہ میں اور سوال نہیں کروں گا؟ اور فرمائے گا، ممکن ہے اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں، تو تو اور سوال کر دے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرے گا کہ وہ اس کے سوا سوال نہیں کرے گا، اور اس کا رب اس کا عذر قبول کر لے گا، کیونکہ وہ ایسی چیز (نعمت) دیکھ رہا ہے، جس کی (خواہش کیے) بغیر صبر نہیں ہو سکتا، تو وہ اسے اس کے قریب کر دے گا۔ تو وہ اس کے سایہ سے راحت حاصل کرے گا اور اس کا پانی پیے گا، پھر اس کو جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت دکھائی دے گا، جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا، تو وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! مجھے اس کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سایہ سے آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں، میں اور سوال نہیں کروں گا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے میرے ساتھ معاہدہ نہیں کیا تھا کہ اور سوال نہیں کروں گا؟ وہ کہے گا، کیوں نہیں (معاہدہ کیا تھا) یہی سوال ہے اور سوال نہیں کروں گا، اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا، کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہے جس کے سوال کیے بغیر صبر نہیں ہو سکتا، تو وہ اسے اس

کے قریب کر دے گا، تو جب وہ اسے اس کے قریب کر دے گا تو وہ جنتیوں کی آوازیں سنے گا، تو کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس میں داخل کر دے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! کونسی چیز تجھے مجھ سے سوال کرنے سے روک سکتی ہے؟ کیا تجھے یہ چیز راضی کر دے گی کہ میں تجھے دنیا اور اس کے برابر دے دوں، وہ کہے گا، اے میرے رب! تو رب العالمین ہو کر میرا مذاق اڑاتا ہے، اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے، اور کہا، کیا تم مجھ سے یہ نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں ہنسا؟ تو سامعین نے پوچھا، آپ کیوں ہنسے؟ کہا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کی اس بات پر رب العالمین کے ہنسنے کی بنا پر، کیا تو رب العالمین ہو کر میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ تو اللہ فرمائے گا، میں مذاق نہیں کرتا، میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

مفردات الحدیث ❶ یکبو مرۃ: وہ اوندھے منہ گرے گا۔ ❷ تَسْفَعُ: جھلس جائے گی، اس پر اثر انداز ہوگی۔ ❸ یَعْذِرُ: ی پر زبر اور پیش دونوں آ سکتے ہیں۔ "معذور قرار دینا، عذر قبول کرنا۔" ❹ یصرینی: صری سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کاٹنا یعنی کونسی چیز تیرے سوال کو روکے گی، تجھے راضی کرے گی۔

فائدہ ......اس شخص کا مکمل واقعہ تینوں حدیثوں کے مجموعہ سے سامنے آتا ہے۔

۸۴...... بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا

باب ۸۴: جنت میں سب سے کم مرتبہ انسان

[464] ۳۱۱۔(۱۸۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِي ظِلِّهَا)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ((فَيَقُولُ يَاابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي مِنْكَ)) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ ((وَيُذَكِّرُهُ اللَّهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فَتَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيتُ)).

[464] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٩٢)

[464]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اہل جنت میں سے سب سے کم مرتبہ وہ آدمی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے جنت کی طرف پھیر دے گا، اور اس کو ایک سایہ دار درخت کی صورت نظر آئے گی، تو وہ کہے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے، میں اس کے سایہ میں رہوں گا، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح حدیث بیان کی: اور یہ الفاظ بیان نہیں کیے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے مانگنے سے کونسی چیز روک سکتی ہے۔'' آخر تک اور اس میں اتنا اضافہ ہے اور اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا، فلاں فلاں چیز کا سوال کر، اور جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ سب کچھ تجھے ملے گا اور اس سے دس گنا زائد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اور حور العین سے اس کی دونوں بیویاں اس کے پاس آئیں گی، اور کہیں گی، شکر کے لائق وہ اللہ ہے جس نے تجھے ہمارے لیے زندہ کیا اور ہمیں تیرے لیے زندگی دی، آپ نے فرمایا: تو وہ کہے گا جو کچھ مجھے عنایت کیا گیا ہے وہ کسی ایک کو نہیں دیا گیا۔''

مفردات الحدیث ❶ **مثل له**: اس کے لیے شکل وصورت بنائے گا۔ ❷ **امانی، اَمْنِیَّة** کی جمع ہے، آرزو، خواہش، تمنا۔

فائدہ :...... جنت ایک ایسی جگہ، جہاں ہر انسان، اپنے اپنے مقام ومرتبہ پر مطمئن ہوگا، اور سمجھے گا اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ عنایات اور نعمتیں مجھے ہی حاصل ہیں، کوئی ایک ان میں میرے برابر نہیں ہے۔ جبکہ دنیا میں هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ کی تمنا اور آرزو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ الا ما شاء اللہ!

[465] ٣١٢۔(١٨٩) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ وَابْنِ أَبْجَرَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رِوَايَةً إِنْ شَآءَ اللّٰهُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنُ سَعِيدٍ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُخْبِرُ

عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رِوَايَةً إِنْ شَآءَ اللّٰهُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ نَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنُ سَعِيدٍ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ و حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ وَابْنُ أَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ رَفَعَهُ أَحَدُهُمَا أُرَاهُ ابْنَ أَبْجَرَ قَالَ ((سَأَلَ مُوسٰى رَبَّهُ مَا أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا

[465] اخرجه الترمذي في (جامعه) في التفسير، باب: ومن سورة السجدة وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٣١٩٨) انظر (التحفة) برقم (١١٥٠٣) ٣٢٩

أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الْآيَةَ

[465] ۔امام صاحب مختلف اساتذہ کی سندوں سے شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا وہ لوگوں کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا، جنت میں سب سے کم مرتبہ جنتی کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ ایک شخص ہے، جب جنتی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے، اس کے بعد آئے گا، تو اسے کہا جائے گا، جنت میں داخل ہو جا، تو وہ کہے گا، اے میرے رب! کیونکر؟ لوگ اپنی اپنی جگہوں میں اتر چکے ہیں اور اپنی عزت وکرامت لے چکے ہیں یا اپنے گھروں کا رخ کر چکے ہیں، تو اسے کہا جائے گا، کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں جنت میں اتنا علاقہ دے دیا جائے جتنا دنیا میں بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی ملکیت میں ہوتا ہے؟ تو وہ کہے گا، اے میرے رب! میں راضی ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تجھے اتنا علاقہ دیا اور اتنا اور، اور اتنا اور، اور اتنا اور اور اتنا اور، پانچویں بار وہ آدمی کہے گا، اے میرے رب! میں راضی ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ تجھے دیا اور اس سے دس گنا اور دیا اور تیرے لیے جس کو تیرا جی چاہے اور تیری آنکھوں کو بھائے، تو وہ کہے گا، میں راضی ہوں، اے میرے رب! پھر موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا، اے میرے رب! تو سب سے بلند مرتبہ کو کیا ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے چنا ان کی عزت وراحت کو اپنے ہاتھوں سے جمایا اور میں نے اس پر مہر لگائی، (ان نعمتوں کو) کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی دل میں ان کا خیال نہیں گزرا۔ اور آپ نے فرمایا: اس کی تصدیق اللہ عزوجل کی کتاب میں موجود ہے: ''کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا نعمتیں چھپائی گئی ہیں۔'' (السجدہ: ۱۷)

مفردات الحدیث ❶ أَخَذُوا أَخَذَاتِهِم: انہوں نے عطا کردہ چیزیں لے لی ہیں، یا انہوں نے اپنی منازل کا رخ کر لیا ہے۔ ❷ اردتُ: میں نے انہیں چن لیا، منتخب کر لیا۔ ❸ غرستُ کرامتهم: خود میں نے ان کی عزت وشرف کو گاڑا ہے میری لگائی اور جمائی ہوئی عزت میں تغیر وتبدیلی کا امکان نہیں۔

[466] ۳۱۳۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ أَخَسِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهٖ

[466]۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کہا، بے شک موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے پوچھا کہ اہل جنت سے سب سے کم تر درجہ یا قلیل حصہ کس کا ہوگا، اور مذکورہ حدیث کی طرح، حدیث بیان کی۔

[467] ۳۱۴۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهٖ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهٖ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

[467]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے جنتی کو جانتا ہوں اور جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والا ہوگا، ایک آدمی ہے، اسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو کہا جائے گا اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ اٹھا رکھو، تو اس کے چھوٹے گناہ، اس پر پیش کیے جائیں گے، اور کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیے اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیے، وہ کہے گا، ہاں۔ وہ انکار نہیں کر سکے گا اور وہ اپنے بڑے گناہوں کے پیش کیے جانے سے ڈر رہا ہوگا، تو اسے کہا جائے گا، تیرے لیے ہر بدی کے عوض نیکی ہے، تو وہ کہے گا، اے میرے رب! میں نے بہت سے ایسے کام کیے ہیں جنہیں میں یہاں دیکھ نہیں رہا ہوں۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے دیکھا، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

[466] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٤)

[467] اخرجه الترمذي في (جامعه) في صفة جهنم، باب: ما جاء ان للنار نفسين، وما ذكر من يخرج من النار من اهل التوحيد وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٢٥٩٦) انظر (التحفة) برقم (١١٩٨٣)

[468] ۳۱۵-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[468] ۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[469] ۳۱۶-(۱۹۱) حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحٍ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُسْأَلُ عَنْ الْوُرُودِ فَقَالَ نَجِيءُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ أَيْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَى الْأُمَمُ بِأَوْثَانِهَا وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ يَأْتِينَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُولُ مَنْ تَنْظُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُونَهُ وَيُعْطٰى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٌ أَوْ مُؤْمِنٌ نُورًا ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَأْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُطْفَأُ نُورُ الْمُنَافِقِينَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُونَ فَتَنْجُو أَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يُحَاسَبُونَ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَضْوَإِ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً فَيُجْعَلُونَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيَجْعَلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتّٰى يَنْبُتُوا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهُ ثُمَّ يَسْأَلُ حَتّٰى تُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهَا مَعَهَا

[469] ۔ابوزبیر بیان کرتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (جہنم پر) گزرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم قیامت کے دن، فلاں فلاں طرف سے آئیں گے، دیکھ لیجیے یعنی اس کو، لوگوں کے اوپر سے، کہا تو امتیں اپنے اپنے بتوں سمیت بلائی جائیں گی اور جن کی بندگی کرتی تھیں، پہلی پھر پہلی (ترتیب کے ساتھ) پھر ہمارے پاس اس کے بعد ہمارا رب آئے گا، اور پوچھے گا، تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے، ہم اپنے رب کے منتظر ہیں، تو وہ فرمائے گا، میں تمہارا رب ہوں۔تو وہ کہیں گے، یہاں تک ہم تجھے دیکھ لیں، وہ ہنستا ہوا،

---

[468] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٦)

[469] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٨٤١)

ان کو دکھائی دے گا، تو وہ ان کے ساتھ چلے گا اور وہ اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور ان میں سے ہر انسان کو وہ منافق ہو یا مومن نور دیا جائے گا، پھر وہ اس نور کے پیچھے چلیں گے اور جہنم کے پل پر گوشت بھوننے کی لوہے کی سلاخیں اور گھوکرو ہوں گے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا وہ پکڑ لیں گے، پھر منافقوں کا نور بجھ جائے گا، پھر مومن نجات پالیں گے، تو پہلا گروہ جن کے چہرے چودھویں کے چاند جیسے ہوں گے، نجات پائے گا، ستر ہزار، جن کا محاسبہ نہیں ہوگا، پھر ان کے بعد وہ لوگ ہوں گے، جن کے چہرے آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، پھر ان کے بعد ان سے کم درجہ لوگ ہوں گے، پھر شفاعت شروع ہوگی، اور لوگ سفارش کریں گے، حتیٰ کہ آگ سے وہ انسان نکل جائے گا جس نے (خلوص نیت سے) لا الہ الا اللہ کہا ہوگا، اور اس کے دل میں جو برابر نیکی ہوگی، تو ان کو جنت کے آنگن (سامنے کی کھلی جگہ) میں ڈال دیا جائے گا اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکنے لگیں گے، حتیٰ کہ وہ اس طرح پھلے پھولیں گے جیسے کوئی چیز سیلاب میں نشوونما پاتی ہے، حتیٰ کہ آگ سے نکلنے والے کی سوزش (جلن) ختم ہو جائے گی، پھر اللہ اس سے پوچھے گا، یہاں تک کہ اس کو دنیا اور اس کے ساتھ، اس کا دس گنا دے گا۔

فائدہ:...... قاضی عیاض رحمہ اللہ بقول مسلم کے نسخہ کے ناقل سے، کوئی لفظ پڑھا نہیں گیا، تو اس نے اس کی جگہ عن کذا و کذا لکھ دیا، انظر دیکھ لیں، یعنی اس لفظ کی تحقیق کر لیں اور پھر عن کذا وکذا کا مفہوم ومقصد بیان کر دیا کہ لوگوں کے اوپر سے آئیں گے، دوسرے صحابہ کی روایات کو سامنے رکھا جائے تو مقصد یہ ہے لوگ ٹیلے پر ہوں گے اور آپ کی امت ان سے بلند تر ٹیلے پر ہوگی۔

[470] ٣١٧ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَـنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِأُذُنَيْهِ يَقُولُ ((إِنَّ اللّٰـهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِّنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ))

[470] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے کان سے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔''

[471] ٣١٨ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ)) قَالَ نَعَمْ

[470] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٤٥)

[471] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٥٨) ←

[471] ۔حماد بن زید کہتے ہیں عمرو بن دینار سے پوچھا گیا کیا آپ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو سفارش سے آگ سے نکالے گا؟" تو اس نے کہا: "ہاں۔"

[472] ٣١٩۔(. . .)حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ قَوْمًا يُّخْرَجُونَ مِنَ النَّارِ يَحْتَرِقُونَ فِيهَا إِلَّا دَارَاتِ وُجُوهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ))

[472] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کچھ لوگ آگ سے نکالے جائیں گے، ان کے چہروں کے اطراف کے سوا، وہ اس میں جل چکے ہوں گے، حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"

مفردات الحدیث ❀ دارات: دارۃ کی جمع ہے، منہ کے اطراف و جوانب کو کہتے ہیں کہ چہرے کا چکر سجدہ کرتا ہے، اس لیے وہ آگ سے محفوظ ہوگا۔

[473] ٣٢٠۔(. . .)و حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِي عِصَابَةٍ ذَوِي عَدَدٍ نُرِيدُ أَنْ نَحُجَّ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ إِلٰى سَارِيَةٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّينَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَاصَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا هٰذَا الَّذِي تُحَدِّثُونَ وَاللّٰهُ يَقُولُ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَّخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا فَمَا هٰذَا الَّذِي تَقُولُونَ قَالَ فَقَالَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَام يَعْنِي الَّذِي يَبْعَثُهُ اللّٰهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُودُ الَّذِي يُخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مَنْ يُّخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسِ

← انظر (التحفة) برقم (٢٥١٤)

[472] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٤٠)

[473] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٤٠)

عَلَيْهِ قَالَ وَأَخَافُ أَنْ لَا أَكُونَ أَحْفَظُ ذَاكَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ يَعْنِي فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ عِيدَانُ السَّمَاسِمِ قَالَ فَيَدْخُلُونَ نَهَرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ الْقَرَاطِيسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا وَيْحَكُمْ أَتُرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللَّهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ۔

[473] ۔ یزید فقیر سے روایت ہے کہ خارجیوں کی آراء میں سے ایک رائے میرے دل میں گھر کر گئی، ہم ایک بڑی تعداد کی جماعت کے ساتھ حج کے ارادہ سے نکلے کہ پھر ہم لوگوں میں اس رائے کی تبلیغ کے لیے نکلیں گے، تو ہم مدینہ سے گزرے، وہاں دیکھا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک ستون کے پاس بیٹھ کر، لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہے ہیں، انہوں نے اچانک دوزخیوں کا تذکرہ کیا، تو میں نے ان سے پوچھا، اے اللہ کے رسول کے ساتھی! یہ آپ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے: ''بے شک جس کو تو نے آگ میں داخل کر دیا، تو اس کو رسوا کر دیا۔'' (آل عمران: ۱۹۲) اور فرمایا: ''وہ جب بھی اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔'' (السجدہ: ۲۰) تو یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، کیا تو قرآن پڑھتا ہے؟ میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا: ''کیا تو نے محمد ﷺ کے مقام کے بارے میں سنا ہے، یعنی وہ مقام جو آپ کو قیامت کے دن دیا جائے گا؟ میں نے کہا، ہاں۔ انہوں نے کہا، محمد ﷺ کا مقام، وہ مقام محمود ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم سے نکالے گا، جن کو نکالنا چاہے گا، پھر انہوں نے، پل رکھنے اور اس پر لوگوں کے گزرنے کو بیان کیا، مجھے ڈر ہے کہ میں اس کو یاد نہیں رکھ سکا۔ ہاں۔ اتنی بات ہے، انہوں نے کہا، کچھ لوگ جہنم میں رہنے کے بعد، اس سے نکلیں گے، ابونعیم نے کہا، تو وہ نکلیں گے گویا کہ تلوں کی لکڑیاں ہیں (یعنی جلے بھنے ہوئے) تو وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں داخل ہوں گے، اور اس میں نہائیں گے، پھر اس سے کاغذوں کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے، پھر ہم واپس آئے اور ایک دوسرے کو کہا، تم پر افسوس! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بوڑھا، رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے؟ اور ہم (اس رائے) سے لوٹ آئے، تو اللہ کی قسم، ہم میں سے صرف ایک آدمی الگ رہا یا جیسا کہ ابونعیم نے کہا۔

مفردات الحدیث ❶ **فخرج على الناس:** لوگوں کو اس مذہب کی دعوت دینے کے لیے نکلیں گے۔ **زعم:** یہ قال کے معنی میں استعمال ہو جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ **نعت:** اس نے بیان کیا۔ ❷ **عِیدان السماسم:** عِیدان، عود کی جمع لکڑی کو کہتے ہیں، سماسم، سمسم کی جمع ہے اور تل کو کہتے ہیں، اس

کے پودوں کو اکھاڑ کر دھوپ میں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ ان سے تل نکال لیے جائیں اور یہ دھوپ میں پڑا رہنے سے سیاہ ہو جاتی ہیں اور جلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ③ قراطیس: قرطاس کی جمع ہے، کاغذ۔

فوائد:...... ① خارجیوں کے نزدیک جہنم میں جانے والے کبھی جہنم سے نہیں نکلیں گے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر، جہنمی ہے اور یہ عقیدہ صحیح احادیث کے خلاف ہے اور جن دو آیتوں کو یہاں پیش کیا گیا ہے، یہ مسلمان معصیت کار کے بارے میں نہیں ہیں، ان کا تعلق کافروں اور مشرکوں سے ہے۔ ② کسی صحابی کے بارے میں یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا، جو بات آپ نے فرمائی نہیں اس کو آپ کی طرف منسوب کر دے گا۔'' اسی اعتقاد کی بنا پر یہ تمام لوگ، خارجیوں کے غلط عقیدہ سے باز آ گئے، صرف ایک آدمی اڑا رہا۔ ③ ابو نعیم، فضل بن دکین کی کنیت ہے، اور روایت بالمعنی کی صورت میں محتاط رویہ یہی ہے کہ وہاں، او کما قال کہہ دیا جائے۔

[474] ۳۲۱۔(۱۹۲)حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُونَ عَلَى اللّٰهِ فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِي فِيهَا فَيُنْجِيهِ اللّٰهُ مِنْهَا))

[474]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، تو ان میں سے ایک مڑ کر دیکھے گا اور کہے گا، اے میرے رب! جب تو نے مجھے اس سے نکال ہی دیا ہے، تو اب اس میں نہ لوٹا، تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے نجات دے دے گا۔

فائدہ:...... وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اسے نجات دے گا۔

[475] ۳۲۲۔(۱۹۳)حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُّونَ لِذٰلِكَ و قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُونَ لِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ علیہ السلام فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنْ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ

[474] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳٤۷ و ۱۰۷۳)

[475] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦٥) انظر (التحفة) برقم (٤١٣٦)

اللّٰهُ قَالَ فَيَأْتُونَ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنْ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيلًا فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنْ ائْتُوا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنْ ائْتُوا عِيسٰى رُوحَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَلِمَتَهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى رُوحَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَإِذَا أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ)) قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

[475] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا، اور وہ اس کے لیے فکر مند ہوں گے (کہ اس پریشانی سے کیسے نجات پائی جائے) ابن عبید نے کہا، اس غرض کے لیے (فکر) ان کے دل میں ڈالا جائے گا، تو وہ کہیں گے، اے کاش! ہم اپنے رب کے حضور کسی سفارشی کو لائیں تاکہ وہ ہمیں اس جگہ سے آرام دلوائے، آپ نے فرمایا، وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، آپ آدم ہیں، تمام مخلوق کے باپ، اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور تیرے اندر اپنی روح ڈالی (یعنی اپنی پیدا کردہ روح) اور فرشتوں کو حکم دیا، انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور سفارش فرمائیں کہ وہ ہمیں اس جگہ سے اس جگہ تکلیف سے) آرام پہنچائے تو وہ جواب دیں گے، یہ میرا منصب نہیں (میں اس کے اہل نہیں) تو وہ اپنی غلطی جس کا ارتکاب کیا تھا (یا اس کو بیان کر کے) اس کی بنا پر اپنے رب سے شرمائیں گے، لیکن تم نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ پہلا رسول ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے

مبعوث فرمایا، آپ نے فرمایا، تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو وہ جواب دیں گے، میں اس کا اہل نہیں ہوں، اور وہ اپنی غلطی جس کا ارتکاب کیا تھا، اس کو یاد کر کے اپنے رب سے شرمائیں گے، اور (کہیں گے) تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے، تو وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے یہ میرا مقام نہیں ہے، اور وہ اپنی خطا کو یاد کریں گے، جو ان سے ہوئی تھی اور اس کی وجہ سے اپنے رب سے شرمائیں گے اور کہیں گے لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جن کو اللہ تعالیٰ نے کلام کرنے کا شرف بخشا اور انہیں تورات عنایت کی، تو لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، تو وہ بھی کہیں گے، میں اس کا حقدار نہیں اور اپنی خطاء جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے اپنے رب سے شرمائیں گے اور کہیں گے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور اس کے کلمہ کے پاس جاؤ تو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو وہ بھی یہی کہیں گے، یہ میرا منصب نہیں ہے، لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، جو ایسا بندہ ہے جس کے اگلے، پچھلے گناہ معاف کیے جا چکے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو وہ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا، (تاکہ میں سفارش کرسکوں) تو مجھے اجازت دی جائے گی، تو جب میں اسے (اللہ تعالیٰ کو) دیکھوں گا، سجدہ میں گر جاؤں گا۔ تو جب تک وہ چاہے گا، مجھے اس حالت میں چھوڑے گا، پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، مانگیے آپ کو دیا جائے گا۔ سفارش کیجیے، آپ کی قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھالوں گا، اپنے رب کی ایسی حمد بیان کروں گا، جو مجھے میرا رب (اس وقت) سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کردی جائے گی، میں (اسی حد کے مطابق) لوگوں کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر واپس آ کر میں سجدہ ریز ہوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ جب چاہے گا، اس حالت میں رہنے دے گا، پھر کہا جائے گا، اپنا سر اٹھائیے، اے محمد! کہیے، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگیے، دیئے جاؤ گے۔ سفارش کیجیے، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد بیان کروں گا، جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا۔ تو وہ میرے لیے ایک حد مقرر فرما دے گا میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا، تو میں کہوں گا: اے میرے رب! آگ میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک لیا ہے، یعنی جن کے لیے دوزخ میں ہمیشگی ثابت ہے۔

ابن عبید نے اپنی روایت میں کہا۔ قتادہ نے کہا، جس کا ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **يَهْتَمُّونَ لِذَالِكَ**: اس کے لیے فکر مند ہوں گے (کہ ان کی پریشانی دور ہو) ❷ **يُلْهَمُونَ لِذَالِكَ**: اس پریشانی سے بچنے کی فکر ان کے دلوں میں ڈالی جائے گی۔ ❸ **لَسْتُ هُنَاكُمْ**: میں اس کا اہل نہیں، یہ میرے مقام و مرتبہ سے بلند چیز ہے۔ ❹ **خلیل**: جس کی محبت کامل اور آخری درجہ کی ہو،

جس میں کسی قسم کی کمی ونقص نہ ہو۔

فوائد: ...... ❶ حضرت آدم علیہ السلام جس غلطی کا تذکرہ فرمائیں گے اور اس درخت جس کے قریب جانے سے روکا گیا ہے تھا، اسے بھول کر کھانا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام جس غلطی کا ازلہ کریں گے اس سے مراد اپنے بیٹے کی سفارش کرنا ہے جس کی اجازت نہ تھی یا اس مراد وہ دعا ہے جو آپ نے اپنی قوم کی تباہی و بربادی کے لیے کی تھی اور ایک دعا تھی جس کی قبولیت یقینی تھی وہ آپ نے کر لی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان تین کا تذکرہ کریں گے کہ میں نے تین دفعہ توریہ وتعریض سے کام لیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قبطی کے قتل کا تذکرہ کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بیان کریں گے کہ دنیا میں مجھے میرے ماننے والوں نے معبود بنا لیا تھا یہ محض لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے ہوں گی۔ اصل بات یہ ہے کہ سفارش کرنا آپ کے لیے مخصوص ہے اس لیے آپ کے سوا کوئی رسول یہ کام نہیں کرے گا۔ ❷ انبیاء علیہم السلام کا مقام ومرتبہ، سب انسانوں سے بلند وبالا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں بھی وہ سب سے بلند مقام پر فائز ہیں، اور ان کا عمل سب سے بہتر انداز میں پایا جاتا ہے، بعض اوقات غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر ان سے ایسے کام سرزد ہو جاتے ہیں، جو ان کے مقام رفیع سے فروتر ہوتے ہیں، وہ اپنے بلند مقام کی بنا پر ان کے ارتکاب میں بھی شرم وعار محسوس کرتے ہیں، انہیں افعال واعمال کی ذنب یا خطیۂ سے تعبیر کیا گیا ہے، عام انسانوں کے اعتبار سے ان میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہوتی۔ ❸ نوح علیہ السلام کو اول الرسل قرار دیا گیا ہے، کیونکہ نوح علیہ السلام سے پہلے انبیاء کے دور میں لوگ فطرت اسلام پر قائم تھے، اس لیے ان کی طرف وحی امور تکوینیہ یا امور معاش، زراعت اور صنعت وحرفت کے بارے میں ہوتی تھی، نیز نوح علیہ السلام سے پہلے بہت کم افراد کفر وشرک کے مرتکب ہوئے تھے، ان کی قوم میں شرک وکفر عام ہو گیا، اس لیے ان کی طرف وحی رسالت شروع ہوئی، اور الہام شرعیہ کا نزول ہوا، اور مخالفین کو عذاب کی دھمکی دی گئی۔ یا اس لیے آپ کو اول الرسل کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے انہیں کی قوم پر عذاب نازل ہوا اور آپ ہی سب سے پہلے رسول ہیں جن کو ان کی قوم نے اذیت اور تکلیف سے دو چار کیا۔ ❹ شفاعت کبریٰ، جس کے سبب تمام لوگوں کا حساب وکتاب شروع ہوگا، وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہے، اس لیے آپ سے پہلے کوئی نبی ورسول اس کے لیے تیار نہیں ہوگا اور جواب دے گا کہ یہ میرا منصب نہیں ہے یا میں اس کا اہل نہیں ہوں، اور آخر کار تمام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور آپ اس کے لیے تیار ہو جائیں گے اور آپ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کریں گے، اجازت ملنے کے بعد آپ کی سفارش سے تمام انسانوں کا حساب وکتاب شروع ہوگا، اور آپ کی برتری وفضیلت کا تمام انسانوں کے سامنے ظہور ہوگا۔ ❺ شفاعت کبریٰ کے بعد آپ اپنی امت کے گناہ گاروں کے بارے میں سفارش فرمائیں گے، اور اس سفارش کی مختلف صورتیں ہوں گی، جہنم سے نکالنے کے لیے، آپ چار بار

سفارش فرمائیں گے، اس کے بعد صرف وہ گناہ گار رہ جائیں گے، جن کو صرف اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہی نکال سکے گا، یا وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے کفر وشرک کی بنا پر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے۔

[476] ٣٢٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُّونَ بِذَلِكَ أَوْ يُلْهَمُونَ ذَلِكَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((ثُمَّ آتِيهِ الرَّابِعَةَ أَوْ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ))

[476]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے اور اس (پریشانی سے بچنے کی) فکر کریں گے یا انہیں اس فکر کا الہام ہوگا جیسا کہ اوپر ابوعوانہ کی حدیث گزری ہے، اور اس حدیث میں ہے، پھر میں چوتھی بار اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں گا، یا چوتھی بار لوٹوں گا اور کہوں گا: اے میرے رب! صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں، جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔''

فائدہ:...... کفر وشرک ایسا شدید جرم ہے کہ کافر ومشرک کسی کی سفارش سے بھی جہنم سے نکل نہیں سکیں گے۔

[477] ٣٢٤۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْهَمُونَ لِذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ))

[477]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنوں کو جمع کرے گا، پھر اس دن کی پریشانی سے بچنے کے لیے الہام ہوگا، یہ حدیث (ہشام کی) بھی ان دونوں

[476] اخرجه البخاري في التفسير، باب: قول الله: ﴿وعلم آدم الاسماء كلها﴾ برقم (٤٤٧٦) مطولا۔ وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: ذكر الشفاعة برقم (٤٣١٢) انظر (التحفة) برقم (١١٧١)

[477] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: قول الله: ﴿وعلم آدم الاسماء كلها﴾ مطولا۔ وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿لما خلقت بيدي﴾ مطولا برقم (٧٤١٠) وفي باب: ما جاء في قول الله تعالى: ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين﴾ برقم (٧٤٥٠) ومن باب: ما جاء في قوله عزوجل: ﴿وكلم الله موسى تكليما﴾ برقم (٧٥١٦) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٧)

(ابوعوانہ اور سعید) کی حدیث کی طرح ہے، چوتھی کے بارے میں یہ بتایا: ''تو میں کہوں گا، اے میرے رب! آگ میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن کے فیصلہ کے مطابق روک لیا گیا ہے یعنی جن کے لیے ہمیشگی ثابت ہے۔''

[478] ٣٢٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً)) زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذُرَةً قَالَ يَزِيدُ صَحَّفَ فِيهَا أَبُو بِسْطَامَ

[478]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر خیر ہوگی، اس کو دوزخ سے نکالا جائے گا، پھر آگ سے اس کو نکالا جائے گا، جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانہ برابر خیر ہوگی، پھر آگ سے وہ نکالا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر نیکی ہوگی۔ ابن منہال نے اپنی روایت میں یزید سے یہ اضافہ کیا، کہ میں شعبہ کو ملا اور اسے یہ حدیث سنائی تو شعبہ نے کہا، ہمیں یہی حدیث قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے سنائی، مگر شعبہ نے ذرّۃ کی جگہ ذُرۃ کہا، یزید نے کہا اس لفظ میں ابو بسطام (شعبہ) نے تصحیف کی ہے۔

مفردات الحديث ❊ ذَرَّةٌ: ذال پر زبر ہے، اور (راء) پر شد ہے۔ معنی ہے سورج کی شعاعوں میں نظر آنے والا ذرہ، یا چھوٹی چیونٹی، اگر ذال پر پیش ہو اور (راء) مخفف ہو جیسا کہ شعبہ کی روایت ہے تو معنی ہوگا، چنا، جو، جوار باجرہ کی طرح ایک چھوٹا سا دانہ۔

---

[478] اخرجه البخاري في (الايمان) باب: زيادة الايمان ونقصانه برقم (٤٤) وفي التوحيد، باب: قل الله تعالى: ﴿لما خلقت بيدي﴾ برقم (٧٤١٠) والترمذي في (جامعه) في صفة جهنم، باب: ما جاء ان للنار نفسين وما ذكر من يخرج من الناس من اهل التوحيد برقم (٢٥٩٣) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: ذكر الشفاعة برقم (٤٣١٢) انظر (التحفة) برقم (١١٣٥٦ و ١١٩٤ و ١٢٧٢)

[479] ٣٢٦-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ هِلَالٍ الْعَنَبِرِيِّ ح و حَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَ لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَأَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّ إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ اشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللَّهِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ فَيُؤْتَى مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتَى عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأُوتَى فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَأَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ الْآنَ إِلَّا أَنْ يُلْهِمُنِيهِ اللَّهُ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ)) هَذَا حَدِيثُ أَنَسٍ الَّذِي أَنْبَأَنَا بِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَّانِ قُلْنَا لَوْ مِلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ

[479] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الانبياء، وغيرهم برقم (٧٥١٠) انظر (التحفة) برقم (٥٢٣ و ١٥٩٩)

فِی دَارِ أَبِی خَلِیفَةَ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَیْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَیْهِ فَقُلْنَا یَا أَبَا سَعِیدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِیكَ أَبِی حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ مِثْلَ حَدِیثٍ حَدَّثَنَاهُ فِی الشَّفَاعَةِ قَالَ هِیَهٖ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِیثَ فَقَالَ هِیَهٖ قُلْنَا مَا زَادَنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهٖ مُنْذُ عِشْرِینَ سَنَةً وَهُوَ یَوْمَئِذٍ جَمِیعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَیْئًا مَا أَدْرِی أَنَسِیَ الشَّیْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ یُحَدِّثَكُمْ فَتَتَّكِلُوا قُلْنَا لَهٗ حَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هٰذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِیدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ ((ثُمَّ أَرْجِعُ إِلٰی رَبِّی فِی الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ لِی یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ یُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ یَا رَبِّ ائْذَنْ لِی فِیمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) قَالَ لَیْسَ ذَاكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَیْسَ ذَاكَ إِلَیْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِی وَكِبْرِیَائِی وَعَظَمَتِی وَجِبْرِیَائِی لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَی الْحَسَنِ أَنَّهٗ حَدَّثَنَا بِهٖ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِینَ سَنَةً وَهُوَ یَوْمَئِذٍ جَمِیعٌ۔

[479] ۔معبد بن ہلال عنزی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سفارش کے لیے ثابت کو ساتھ لیا۔ تو ہم ان کے پاس اس وقت پہنچے، جب وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے، ثابت نے ہمیں اجازت لے کر دی، تو ہم اندران کے پاس گئے، انہوں نے ثابت کو اپنے ساتھ، اپنی چارپائی پر بٹھا لیا، تو ثابت نے ان سے عرض کیا: اے ابوحمزہ! آپ کے بصری بھائی، آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ انہیں شفاعت کے بارے میں حدیث سنائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا (گھبراہٹ کی بنا پر) لوگ ایک دوسرے میں گھسیں گے، تو (سوچ و بچار کے بعد) پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور ان سے عرض کریں گے، اپنی اولاد کے حق میں سفارش کیجئے (کہ وہ میدان محشر کے مصائب سے نجات پائیں حساب وکتاب شروع ہو) تو وہ جواب دیں گے، میں اس کا حق دار نہیں، لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں، تو لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، تو وہ جواب دیں گے، یہ میرا حق نہیں ہے۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہے، تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس جایا جائے گا، تو وہ فرمائیں گے، یہ میرا منصب نہیں ہے، لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جایا جائے گا، تو وہ فرمائیں گے یہ میرا مقام نہیں ہے لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، تو میرے پاس آیا جائے گا، تو میں جواب دوں گا یہ میرا منصب ہے (میں اس کا اہل ہوں) میں چلوں گا اور اپنے

رب سے اجازت طلب کروں گا، تو مجھے اجازت مل جائے گی، تو میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں گا اور اس کی ایسی خوبیوں سے تعریف کروں گا، جن کے بیان کی اب مجھ میں قدرت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کا مجھے الہام کرے گا، پھر میں اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، تو مجھے کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، کہو، تیری بات سنی جائے گی۔ مانگو، دیئے جاؤ گے، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، تو میں عرض کروں گا، میرے رب! میری امت، میری امت تو کہا جائے گا، جاؤ، جس کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہے، تو اسے نکال لاؤ، میں جاؤں گا اور یہ کام کروں گا، پھر اپنے رب کی طرف لوٹوں گا، اور انہیں تعریفات وخوبیوں سے اس کی حمد بیان کروں گا، پھر اس کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا، تو مجھے کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ کہو، تیری بات سنی جائے گی، مانگو دیئے جاؤ گے، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی، تو میں عرض کروں گا، میری امت، میری امت، تو مجھے کہا جائے گا، جایئے، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو، نکال لایئے، تو میں جاؤں گا اور یہ کام کروں گا۔ پھر اپنے رب کی طرف لوٹ آؤں گا، تو انہیں خوبیوں سے اس کی حمد بیان کروں گا، پھر اس کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا، تو مجھے کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، کہیے تیری بات سنی جائے گی، مانگئے تمہیں ملے گا، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ تو میں کہوں گا، اے میرے رب! میری امت، میری امت، تو مجھے کہا جائے گا، چلیے جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم، بہت ہی کم ایمان ہو اسے آگ سے نکال لایئے، تو میں جاؤں گا اور یہ کام کروں گا، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہوں نے ہمیں سنائی تو ہم ان کے ہاں سے نکل آئے، جب ہم صحراء میں آئے، تو ہم نے کہا، اے کاش! کہ ہم حسن بصری کا رخ کریں اور انہیں سلام کرتے جائیں اور وہ (حجاج بن یوسف کے ڈر سے) ابوخلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے، ہم ان کے پاس پہنچے، انہیں سلام عرض کیا، اور ہم نے عرض کیا، اے ابوسعید! (حسن بصری کی کنیت ہے) ہم آپ کے بھائی ابوحمزہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کے پاس سے آ رہے ہیں، انہوں نے ہمیں شفاعت کے بارے میں جو حدیث سنائی ہے، اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سنی۔ حسن بصری نے کہا، سنایئے، ہم نے اسے حدیث سنائی، تو اس نے کہا، آگے بیان کیجئے، ہم نے کہا، اس سے زیادہ انہوں نے ہمیں نہیں سنائی۔ حسن بصری نے کہا، انہوں نے ہمیں یہ حدیث بیس برس پہلے سنائی تھی، جبکہ وہ اس وقت بھر پور جوان تھے (ان کے قویٰ مضبوط تھے) انہوں نے کچھ چھوڑ دیا ہے، میں نہیں جانتا، استاد صاحب بھول گئے ہیں یا انہوں نے تمہیں پوری حدیث سنانا پسند نہیں کیا، کہ کہیں تم اس پر بھروسہ نہ کرلو (اور نیک اعمال کرنا ترک کردو) ہم نے عرض کیا، آپ ہمیں سنا دیں، تو وہ ہنس پڑے اور کہا، انسان جلد باز پیدا ہوا ہے، میں نے تمہارے سامنے اس کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ میں

تمہیں سنانا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا، پھر میں اپنے رب عزوجل کی خدمت میں چوتھی بار حاضر ہوں گا، انہیں تعریفات سے اس کی تعریف کروں گا، پھر اس کے حضور، سجدہ ریز ہو جاؤں گا، تو مجھے کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمہیں ملے گا، سفارش کرو آپ کی سفارش قبول ہوگی، تو میں عرض کروں گا، اے میرے رب! مجھے ان کے بارے میں اجازت دیجئے، جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ آپ کا مقام نہیں ہے یا آپ اس کے حقدار نہیں) لیکن، میری عزت، کبریائی، میری عظمت اور میری قوت وجبروت کی قسم! میں ان کو نکال کر رہوں گا، جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ راوی کا بیان ہے میں حسن بصری کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے ہمیں بتایا کہ اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی ہے، میرا خیال ہے، اس نے کہا، بیس سال پہلے جبکہ ان کے قوی مجتمع تھے۔

مفردات الحدیث

❀ ❶ جیان: صحراء وجنگل یا قبرستان۔ ❷ ظهر جَبَّان: جیان کے اوپر، اس کی بلندی پر۔ ❸ هِيه: اپنی بات جاری رکھیے، اور سنایئے۔ ❹ جمیع: قوت حفظ مجتمع تھے، یعنی بڑھاپے کی بنا پر قویٰ کمزور نہیں ہوئے تھے۔ ❺ و کبریائی: میری بڑائی کی قسم۔ ❻ جبْرِیائی: میری قوت وغلبہ کی قسم۔

[480] ٣٢٧-(١٩٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاتَّفَقَا فِي سِيَاقِ الْحَدِيثِ إِلَّا مَا يَزِيدُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ

[480] اخرجه البخاري في (احاديث الانبياء) باب: يزفون النسلان في المشي ببرعة (٣٣٦١) وفي باب: قول الله عزوجل: ﴿ولقد ارسلنا نوحا الى قومه﴾ برقم (٣٣٤٠) وفي التفسير، باب: ﴿ذرية من حملنا مع نوح انه كان عبدا شكورا﴾ برقم (٤٧١٢) والترمذي في (جامعه) في الزهد، باب: ما جاء في الشافعة وقال: هذا حديث حسن صحيح، برقم (٢٤٣٤) وفي الاطعمة، باب: ما جاء في اى اللحم كان احب الى رسول الله ﷺ (١٨٣٧) باختصار۔ وابن ماجه في ((سننه)) في الاطعمة، باب اطايب اللحم۔ مختصرا برقم (٣٣٠٧) انظر (التحفة) برق (١٤٩٢٧)

لِبَعْضٍ ائْتُوا آدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذِبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى علیہ السلام فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِتَكْلِيمِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى علیہ السلام إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى علیہ السلام فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى علیہ السلام إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ

مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى))

[480]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا، اور آپ کو دستی کا گوشت پیش کیا گیا، کیونکہ آپ کو دستی مرغوب تھی، آپ نے اس سے دانتوں سے ایک دفعہ گوشت کاٹا، اور فرمایا: ''قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا، اور کیا تم جانتے ہو، یہ کیسے ہوگا؟ اللہ عزوجل، قیامت کے دن تمام پہلوں اور پچھلوں کو ایک کھلے ہموار میدان میں جمع کرے گا، منادی کی آواز سب کو سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نظر سب پر پڑے گی، آفتاب قریب ہو جائے گا، اور لوگوں کو اس قدر غم اور مصیبت پہنچے گی جو ان کے لیے ناقابل برداشت ہوگی، جس کو وہ برداشت نہیں کر سکیں گے تو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو، تم کس حالت میں ہو؟ کیا تم دیکھ نہیں رہے، تمہیں کس قدر پریشانی اٹھانی پڑ رہی ہے؟ کیا تم کسی کو تلاش نہیں کرو گے، جو تمہارے رب کے حضور تمہاری سفارش کرے؟ تو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے، آدم علیہ السلام کے پاس چلو، پھر وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور عرض کریں گے، اے آدم! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا، اور آپ میں اپنی خصوصی روح پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا، تو وہ آپ کے حضور جھک گئے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں، ہم کس قدر پریشان ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے، ہمیں کس قدر مصیبت پہنچ چکی ہے؟ تو آدم علیہ السلام جواب دیں گے، یقیناً میرا رب، آج اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر ناراض نہیں ہوا، اور نہ اس کے بعد اس قدر ناراض ہوگا، واقعہ یہ ہے اس نے مجھے درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، آج مجھے تو اپنی ہی فکر ہے، تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ کا نام دیا ہے، آپ اپنے رب کے حضور، ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں ہم کس قدر پریشانی میں ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہمیں کس قدر مصیبت پہنچ چکی ہے؟ تو وہ انہیں جواب دیں گے، آج میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ اتنا کبھی اس سے پہلے غصہ میں نہیں آیا، نہ ہی اس کے بعد کبھی اس قدر غصے میں آئے گا، صورت حال یہ ہے مجھے ایک دعا کرنے کا حق حاصل تھا، وہ میں نے اپنی قوم کے

خلاف کر لی، آج تو مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض گزار ہوں گے، آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں، ہمارے لیے، اپنے رب کے حضور سفارش فرمائیں، کیا آپ ہماری حالت دیکھ نہیں رہے ہیں؟ کیا ہم جس قدر تکلیف میں مبتلا ہیں، وہ آپ کو نظر نہیں آ رہی؟ تو ابراہیم علیہ السلام انہیں کہیں گے، میرا رب آج اس قدر غضبناک ہے کہ اس قدر اس سے پہلے غضبناک نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا، اور اپنے توریوں کا تذکرہ کریں گے مجھے تو اپنی ہی فکر دامن گیر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے، اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیغامات اور ہم کلامی کی لوگوں پر فضیلت بخشی ہے، ہماری خاطر، اللہ کے حضور سفارش کیجیے، کیا آپ ہماری بے بسی کو نہیں دیکھ رہے؟ کیا ہم جس قدر تکلیف میں مبتلا ہیں، آپ اس کا ملاحظہ نہیں کر رہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام ان کو کہیں گے، میرا رب آج اس قدر غصہ میں ہے کہ اس سے پہلے اس قدر غضبناک نہیں ہوا، اور نہ ہی اس کے بعد اس قدر ناراض ہوگا، اور میں ایک جان کو قتل کر چکا ہوں، جس کے قتل کی مجھے اجازت نہ تھی، مجھے تو اپنی ہی فکر لاحق ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے، اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ نے لوگوں سے پنگھوڑے میں گفتگو کی، آپ اللہ کا کلمہ ہیں، جس کا اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا اور اس کی روح ہیں، اس لیے اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ ہماری حالت کو نہیں دیکھ رہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے، ہم کس قدر مصائب میں مبتلا ہیں؟ تو عیسیٰ علیہ السلام انہیں جواب دیں گے، میرا رب آج اس قدر غصہ میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے نہیں ہوا، نہ اس کے بعد اس قدر غصے ہوگا، اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے، مجھے اپنی ہی فکر ہے، میرے سوا کسی کے پاس جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، تو لوگ میرے پاس آ کر کہیں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں۔ کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس قدر تکلیف میں مبتلا ہیں؟ تو میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے محامد اور بہترین ثناء کا اظہار فرمائے گا، اور میرے دل میں ڈالے گا، مجھ سے پہلے کسی کو ان سے آگاہ نہیں کیا، پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا مانگ تمہیں ملے گا، سفارش کیجیے تیری سفارش قبول ہوگی، تو میں سر اٹھا کر عرض کروں گا، اے میرے رب! میری امت، میری امت (یعنی میری امت کو بخش دے) تو کہا جائے گا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی

امت کے ان لوگوں کو جن کا حساب وکتاب نہیں، جنت کے دروازوں میں سے، دائیں دروازے سے داخل کیجئے، اور وہ جنت کے باقی دروازوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جنت کے دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

مفردات الحدیث ❊ ❶ نَهَسَ: دانت سے کاٹنا۔ ❷ صَعِيْد: کھلی اور ہموار زمین۔ ❸ يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ: نظر تمام انسانوں کا احاطہ کرے گی، دیکھنے والے سے کوئی اوجھل نہیں ہوگا۔ ❹ مَصَارِيْع: مصراع کی جمع ہے دروازے کے پٹ۔ ہجر اور بصریٰ: دو قدیمی معروف شہر ہیں، جن کے درمیان کافی مسافت ہے۔

فوائد: ...... ❶ سید اس شخصیت کو کہتے ہیں، جو سب سے برتر اور فائق ہو اور گھبراہٹ و پریشانی میں لوگ اس کی پناہ میں آئیں، قیامت کو تمام انسان، آدم علیہ السلام سے لے کر آخری فرد تک آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ سے سفارش کے طالب ہوں گے، اس لیے آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ میں قیامت کو تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ ❷ آپ نے دنیا میں اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ شفاعت کبریٰ کا اہل میں ہوں، اور کوئی رسول اس کام کے لیے آمادہ نہ ہوگا، قیامت کے روز آپ کی پیشین گوئی کے مطابق لوگ تدریجاً، آپ کے پاس پہنچیں گے، آپ کی امت کا کوئی فرد بھی یہ مشورہ نہ دے سکے گا کہ سفارش تو آخری رسول کی قبول ہونی ہے، چلو اس کے پاس چلیں، تاکہ عملاً آپ کی فضیلت و برتری کا سب انسانوں کے سامنے ظہور ہو سکے۔ ❸ انبیاء کے بیان کردہ عذر معاف ہو چکے ہیں، کیونکہ ان میں سے کسی سے قصور وکوتاہی شعوری طور پر سرزد نہیں ہوگی، اس کے باوجود، انہوں نے توبہ واستغفار کا ورد جاری رکھا، لیکن قیامت کی وحشت اور ہولناکی کی بنا پر وہ ان معاف شدہ باتوں کو یاد کر کے، سفارش کرنے سے معذرت کا اظہار فرمائیں گے۔ ❹ اللہ تعالیٰ صفت غضب سے متصف ہے، لیکن اس کی کیفیت کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے کسی قسم کی تاویل وتعطیل کی ضرورت نہیں ہے۔

❺ اس حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات بولنے کی بنا پر سفارش سے معذرت کا اظہار فرمایا ہے، عربی زبان میں علامہ انباری کے بقول (کذب) کا لفظ پانچ معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ علامہ انباری نے مثالیں بھی دی ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے تاج العروس: ۱/ ۴۴۹۔ (۱) جھوٹ۔ (۲) چوک جانا۔ (۳) آرزو اور امید کا خاک میں ملنا۔ (۴) کسی کو دھوکا میں رکھنا۔ (۵) توریہ وتعریض سے کام لینا۔ یعنی ایسا قول جو بظاہر خلاف واقعہ نظر آتا ہے، لیکن اگر غور وفکر سے کام لیا جائے تو وہ بالکل واقعہ کے مطابق ہوتا ہے، جن واقعات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کذبات سے تعبیر کیا ہے تو ان میں تینوں اقوال بظاہر خلاف واقعہ نظر آتے ہیں، لیکن اگر غور کیا جائے تو وہ تینوں اقوال بالکل واقعہ کے مطابق ہیں، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان کی رفعت و بلندی ہے کہ انہوں نے توریہ وتعریض کو بھی جو بالکل جائز اور درست ہے، اپنی شان رفیع سے فروتر سمجھا، اور ان کو کذب سے تعبیر کیا۔

6 احادیث صحیحہ میں شفاعت کبریٰ جو تمام انسانوں کے حساب وکتاب شروع کرنے کے لیے ہوگی، کا تذکرہ موجود نہیں ہے بلکہ آپ کی امت کے گناہ گاروں کی سفارش کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سفارش کبریٰ کا اسلام کا نام لیوا فرقوں میں سے کوئی فرقہ منکر نہیں ہے جبکہ گناہ گاروں کی سفارش کا خوارج اور معتزلہ وغیرہما نے انکار کیا ہے، اس لیے گناہ گاروں کی سفارش کے لیے احادیث کے بیان پر زور دیا گیا، اور متفقہ سفارش کے تذکرہ کو نظر انداز کر دیا گیا۔

[481] ٣٢٨-(. . .)و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَصْعَةٌ مِنْ ثَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ثُمَّ نَهَسَ أُخْرٰى فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَلَمَّا رَاٰى أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ ((أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهْ)) قَالُوا كَيْفَهْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّي و قَوْلَهُ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا و قَوْلَهُ إِنِّي سَقِيمٌ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ إِلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ)) قَالَ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ

[481]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے ثرید اور گوشت کا پیالہ رکھا گیا، آپ نے دستی کو اٹھا لیا اور آپ کو بکری کے گوشت سے سب سے زیادہ یہی حصہ پسند تھا، آپ نے اس سے ایک دفعہ دانتوں سے نوچا اور فرمایا: ''میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔'' پھر دوبارہ گوشت نوچا اور فرمایا: ''میں قیامت کے روز تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔'' جب آپ نے دیکھا، آپ کے ساتھی اس کا سبب نہیں پوچھ رہے، تو آپ نے فرمایا: ''تم کیوں نہیں پوچھتے، یہ کیوں ہوگا؟'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا سبب کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے، عمارۃ نے بھی حدیث مذکورہ بالا سند سے ابوحیان کی ابوزرعہ کی حدیث کی طرح بیان کی اور ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں یہ اضافہ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا، میں نے کواکب (ستاروں) کے بارے میں کہا "ھذا ربی" یہ میرا رب ہے، اور ان کے معبودوں کے بارے میں کہا، بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے اور کہا میں بیمار ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے

[481] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٤)

ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس کی قسم! جنت کے دروازوں کے دونوں پٹوں کا فاصلہ چوکھٹ تک اتنا ہے، جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا ہجر اور مکہ کے درمیان کا فاصلہ، مجھے یاد نہیں آپ نے پہلے کس شہر کا نام لیا۔

مفردات الحدیث

عضادتی الباب: دروازوے کی چوکھٹ، اطراف، جوانب کی لکڑیاں۔

فوائد: ...... ❶ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں، چاند اور سورج کو ھٰذَا رَبِّیْ کہنا، یا تو استفہام انکاری کے لہجہ میں تھا، کہ کیا یہ غروب ہونے والے میرا رب ہو سکتے ہیں یا بطور استہزاء وتبکیت کے تمہارے عقیدہ اور نظریہ کے مطابق یہ میرا رب ہے، جس طرح قرآن مجید میں ﴿ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ﴾ چکھ تو ہی ہے، بڑا عزت والا، شریف، یعنی تو اپنے آپ کو بڑا عزت والا سردار سمجھتا تھا یا قرآن مجید معبودانِ باطلہ کو ان کے ماننے والوں کے نظریہ کے مطابق آلہہ کا نام دیتا ہے۔ یا استدراج کے لیے ہیں کہ آہستہ آہستہ ان کو ایسی گرفت میں لیا جائے کہ اس سے نکلنا نہ سکیں اور اعتراف حقیقت کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ نا رہے، جیسا کہ سورہ انبیاء میں ان کا اعتراف موجود ہے، ﴿فرجعوا الى انفسهم فقالوا انكم انتم الظالمون﴾ تو وہ اپنے دلوں کی طرف لوٹے اور کہنے لگے آگے یقیناً تم خود ہی ظالم ہو۔ ❷ بتوں کے پاش پاش کرنے کے بارے میں کہا، بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے، اس میں درحقیقت جس چیز کی بظاہر نفی کی ہے، اس کا اثبات مقصود ہے، جیسا کہ ایک انسان خوش نویس ہے، وہ ایک بہت خوبصورت اشتہار لکھتا ہے، اس کا ایک جاہل دوست پوچھتا ہے، کیا یہ اشتہار تو نے لکھا ہے، تو وہ آگے سے جواب دیتا ہے، نہیں، جناب یہ تو آپ نے لکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصود تھا کہ یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے، یہ کام یہ بت نہیں کر سکتے، تو پھر میرے سوا یہ کام کس نے کیا ہے، یعنی جن کو تم نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہو، یہ اپنا تحفظ بھی نہیں کر سکتے، اور جس نے ان کو پاش پاش کیا ہے، اس کی نشاندہی نہیں کر سکتے، تو یہ تمہارے معبود کیسے بن گئے؟ ❸ آپ نے اپنی قوم کے تہوار میں شرکت سے بچنے، اور ان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھانے کے لیے فرمایا: إِنِّيْ سقيم، میں بیمار ہوں، سقم مزاج کے اعتدال سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں، آپ قوم کی بت پرستی کی وجہ سے فکر مند اور پریشان تھے، اس کو سقم سے تعبیر کیا، یا یہ مقصد تھا کہ میں تمہارے ساتھ چلا گیا، تو تمہاری حرکات قبیحہ کو دیکھ کر بیمار ہو جاؤں گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۰) ''تمہیں بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔'' یہ مطلب تو نہیں ہے تم اور وہ اب مرے ہوئے ہیں۔ اس لیے آپ نے توریہ وتعریض سے کام لیا، اور لوگوں نے سمجھا آپ فی الحال بیمار ہیں (جسمانی اور ظاہری اعتبار سے)۔

[482] ۳۲۹۔(۱۹۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفِ بْنِ خَلِيفَةَ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

[482] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۳۱۱ و ۱۳۴۰۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوا إِلَى مُوسَى عليه السلام الَّذِي كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى عليه السلام فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوحِهِ فَيَقُولُ عِيسَى عليه السلام لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُومُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُومَانِ جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ)) قَالَ قُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ ((أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْجِزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أُمِرَتْ بِهِ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ))
وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُونَ خَرِيفًا

[482] ۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا، تو مومن کھڑے ہوں گے، حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی اور وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے، اے ہمارے ابا جان! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوایئے، تو وہ جواب دیں گے۔ جنت سے تمہارے نکالنے کا سبب تمہارے باپ آدم کی خطا ہی نہیں ہے، یہ کام کرنے والا میں نہیں ہوں۔ میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ، آپ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام بھی فرمائیں گے، یہ کام کرنے والا میں نہیں ہوں، میں تو خلیل پیچھے پیچھے تھا، موسیٰ علیہ السلام کا رخ کرو۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً گفتگو فرمائی۔ تو لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو وہ جواب دیں گے، یہ میرا منصب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے کلمہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، یہ میرا مقام نہیں ہے، تو لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے، آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو (سفارش کی) اجازت مل جائے گی، امانت اور رشتہ داری کو بھیج دیا جائے گا، وہ پل کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ تم میں سے پہلا شخص بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا، تو میں نے پوچھا، آپ پر میرے ماں باپ قربان، بجلی کے گزرنے کی طرح کونسی شے ہے؟ آپ نے فرمایا: تم نے کبھی بجلی

کی طرف نہیں دیکھا، کس طرح پلک جھپکنے کی طرح گزرتی اور لوٹتی ہے؟ پھر ہوا کے گزرنے کی طرح (تیزی سے) پھر جس طرح پرندہ گزرتا ہے، اور آدمی دوڑتے ہیں، ان کے اعمال ان کو دوڑائیں گے (اپنے اپنے عملوں کے موافق تیزی سے گزریں گے) اور تمہارا نبی پل صراط پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوگا، اے میرے رب! بچا، بچا، حتیٰ کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی آئے گا، وہ گھسٹ کر ہی چل سکے گا، آپ نے فرمایا، پل صراط کے دونوں کناروں پر لوہے کے آنکڑے لٹک رہے ہوں گے، جن کے بارے میں حکم ہوگا، ان کو پکڑیں گے تو بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو دھکے سے آگ میں پھینک دیا جائے گا، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔

فوائد :...... ❶ جس طرح سفارش کبریٰ آپ کا منصب ہے، اسی طرح جنت کا دروازہ بھی آپ کی سفارش سے کھلے گا۔ ❷ ہر کام کاج اور بات چیت میں امانت و دیانت، راست بازی اور صلہ رحمی، یعنی رشتہ داروں کا خیال ولحاظ رکھنا دو ایسے اہم کام ہیں، جن کا ہر مسلمان کو ہمیشہ اہتمام کرنا چاہیے۔ ❸ جہنم کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر آدمی اوپر سے چھوڑ دیا جائے، تو ستر برس گزرنے کے بعد نیچے پہنچے گا۔ ❹ آدم علیہ السلام نے جنت کا دروازہ کھلوانے سے معذرت کے لیے ایک ایسی خطا کا تذکرہ کیا جس کی معافی انہیں جنت میں ہی مل گئی تھی، اور جنت سے دنیا میں آدم کی آمد خلافت ارضی کے لیے تھی، جس کی خاطر ان کی تخلیق ہوئی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرة: ٣٠) ''میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔''

٨٥...... بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ (أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا)

باب ٨٥: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے، میں سب سے پہلے جنت کے بارے میں سفارش کروں گا اور سب انبیاء سے میرے پیروکار، زیادہ ہوں گے

[483] ٣٣٠-(١٩٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا))

[483]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں میں سے سب سے پہلا شخص ہوں جو جنت کی (داخلہ کے بارے میں) سفارش کروں گا، اور تمام انبیاء علیہم السلام سے میرے پیروکار زیادہ ہوں گے۔''

[483] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٨)

[484] ۳۳۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

أَنَسُ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ))

[484] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب انبیاء سے میرے پیروکار زیادہ ہوں گے، اور میں پہلا شخص ہوں گا، جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔''

[485] ۳۳۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ:

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ))

[485] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے داخلہ کے لیے سب سے پہلے سفارش کروں گا، کسی نبی کو اس قدر لوگوں نے نہیں مانا جس قدر لوگوں نے میری تصدیق کی، بعض نبی تو ایسے ہوں گے کہ اس کی امت (دعوت) میں سے ایک شخص نے ہی اس کی تصدیق کی ہوگی۔''

[486] ۳۳۳۔(۱۹۷)و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ)).

[486] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھلواؤں گا، جنت کا دربان پوچھے گا، آپ کون ہیں؟ تو میں جواب دوں گا، میں محمد (ﷺ) ہوں۔ وہ کہے گا، مجھے آپ کے بارے میں ہی حکم ملا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔''

---

[484] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۸)
[485] انفرد به مسلم۔ انظر "التحفة" برقم (۱۵۷۸)
[486] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برق (٤٧٤)

٨٦...... بَابُ اخْتِبَاءِ النَّبِيِّ ﷺ دَعْوَةَ الشَّفَاعَةِ لِأُمَّتِهِ

باب ٨٦: نبی اکرم ﷺ کا دعا کو اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ رکھنا

[487] ٣٣٤-(١٩٨) حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوبِهَا فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[487] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا ہے (جسے اللہ تعالیٰ یقینی طور پر قبول فرمائے گا) جسے وہ کرتا ہے، تو میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو قیامت کے دن، اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔''

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو یہ حق دیا ہے کہ اس کی ایک دعا ضرور قبول فرمائے گا اور باقی دعائیں ان کے قبول ہونے کی امید ہوتی ہے لیکن بعض قبول ہوتی ہیں اور بعض ظاہری طور پر قبول نہیں ہوتیں، نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے لیے اس قدر شفیق ومہربان ہیں کہ آپ نے وہ دعا اس جہان فانی دنیا میں نہیں کی بلکہ آخرت میں جب کہ ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا ہوگا، ایسے افراتفری کے عالم میں، امت کی نجات کی سفارش کی خاطر وہ دعا فرمائیں گے، تو پھر امت کے لیے یہ کس قدر افسوسناک مقام ہے، وہ ایسے رحیم وکریم نبی کی اطاعت وفرمانبرداری سے بے رخی اور اعراض کا رویہ اختیار کرے۔

[488] ٣٣٥-(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[488] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو ایک دعا کا حق حاصل ہے، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان شاء اللہ میں اپنی اس دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں گا، (ان شاء اللہ کا لفظ، محض تبرک اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے امتثال کے لیے ہے)

---

[487] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٥٠)

[488] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٥٣)

[489] ٣٣٦-(...) حَدَّثَنِي زُهَيْرٌ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[489] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[490] ٣٣٧-(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيَّ أَخْبَرَهُ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأَنَا أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))** فَقَالَ كَعْبٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ

[490] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو ایک دعا کرنے کا حق حاصل ہے جسے وہ مانگتا ہے، تو میں چاہتا ہوں، ان شاء اللہ۔ میں اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھوں۔'' تو کعب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ نے یہ فرمان (براہ راست) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جی ہاں۔

[491] ٣٣٨-(١٩٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا))**

[491] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھا ہے، جبکہ ہر نبی جلدی کرتے

---

[489] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٧٢)

[490] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٧٢)

[491] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: فضل لاحول ولا قوة الا بالله برقم (٣٦٠٢) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: ذكر الشفاعة برقم (٤٣٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٥١٢)

ہوئے (دنیا میں) دعا کر چکا ہے، میری شفاعت ہر اس انسان کو حاصل ہوگی، ان شاء اللہ، جو میری امت سے اس حال میں فوت ہوگا، کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور حقوق میں کسی کو شریک ٹھہرانا اس قدر گھناؤنا جرم ہے کہ ایسا انسان قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے محروم ہوگا لیکن کبیرہ گناہ کا مرتکب سفارش کا حقدار ہوگا اور ایک نہ ایک وقت جہنم سے نجات پا جائے گا۔

[492] ۳۳۹۔(...)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[492]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، جو وہ کرتا ہے اور وہ اس کی خاطر قبول ہوتی ہے اور وہ اسے دی جاتی ہے، اور میں نے اپنی دعا قیامت کے دن، اپنی امت کی سفارش کے لیے چھپا رکھی ہے۔''

[493] ۳۴۰۔(...)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[493]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اس نے اپنی امت کے بارے میں مانگ لی ہے اور وہ اس کے حق میں قبول ہو چکی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ میں اپنی دعا کو قیامت کے دن، اپنی امت کی سفارش کے لیے مؤخر کر دوں۔

[494] ۳۴۱۔(۲۰۰)حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنُونَ ابْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

---

[492] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٧)
[493] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٣٩٧)
[494] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٧٦)

[494] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اس نے اپنی امت کے لیے کی ہے، اور میں نے اپنی دعا، قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی ہے۔''

[495] ۳۳۳۔(. . .)و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[495] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[496] ۳٤٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

[496] ۔امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[497] ۳٤٤۔(. . .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

[497] امام صاحب نے ایک اور استاد کی سند سے قتادہ کی حضرت انس سے روایت جیسی روایت بیان کی ہے۔

[498] ۳٤٥۔(۲۰۱)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم **((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))**

[498] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اپنی امت کے بارے میں کر چکا ہے اور میں نے اپنی دعا، قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی ہے۔''

---

[495] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۸۵)
[496] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۳)
[497] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الدعوات، باب: لكل نبی دعوة مستجابة برقم (٦٣٠٥) انظر (التحفة) برقم (۸۸۰)
[498] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۸۳۸)

٨٧...... بَاب: دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب ٨٧: نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کے حق میں دعا کرنا اور اس پر شفقت کی بنا پر رونا

[499] ٣٤٦-(٢٠٢) حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي (ابراهيم : ٣٦) الْآيَةَ وَقَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائده :١١٨) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ ((اللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوؤُكَ

[499] ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت فرمائی: ''اے میرے رب! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا، تو جس نے میری پیروی کی، وہ میرا ہے (یعنی میرے راستے پر ہے) اور جس نے میری نافرمانی کی، تو تو بے شک بخشنے والا مہربان ہے۔'' (ابراہیم: ٣٦) اور آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی تلاوت فرمائی: ''اور اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرمائے گا، تو، تو بلاشبہ سب پر غالب اور انتہائی حکمت والا ہے۔'' (المائدہ: ١١٨) اور آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! میری امت، میری امت اور آپ رو دیئے، تو اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا، اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ، اور ان سے پوچھو حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کیوں رو رہے ہو؟ تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات اسے بتائی، اور اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جا کر انہیں بتا دو، ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

فوائد :...... ① رسول اکرم ﷺ اپنی امت کے لیے انتہائی رحیم وشفیق ہیں، اور اپنی امت کی نجات کے لیے

[499] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٨٧٣)

اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری فرماتے تھے۔ ② اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام ومرتبہ انتہائی بلند وبالا ہے۔ جب آپ امت کے گناہوں کے مواخذہ کے تصور سے روئے تو فوراً حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں رونے کا سبب پوچھنے کے لیے بھیجا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سبب کا خوب علم تھا۔ ③ آداب دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی داخل ہے۔ ④ امت کے گناہ گاروں کے لیے انتہائی امید افزا بات ہے بلکہ عظیم بشارت ہے کہ آیت مبارکہ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کا تعلق آخرت سے بھی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امت کے بارے میں صرف راضی ہی نہیں فرمائے گا بلکہ آپ کو رنج وغم سے محفوظ فرمائے گا۔ اور یہ تبھی ہوگا جب آپ کی امت کے تمام افراد نجات پا جائیں، اگر آپ کی امت کا کوئی فرد اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں رہ جائے گا، تو یہ تو آپ کے لیے رنجیدگی کا باعث رہے گا۔

۸۸...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

باب ۸۸: جو شخص کفر پر فوت ہوگا وہ دوزخ میں رہے گا، اور اس کو شفاعت حاصل نہ ہوگی اور اسے مقرب لوگوں کی رشتہ داری فائدہ نہیں دے گی

[500] ۳۴۷-(۲۰۳) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ أَبِي قَالَ ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قَفَا الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ))

[500]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آگ میں، جب وہ پشت پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: میرا باپ اور تیرا باپ دونوں آگ میں ہیں۔''

فائدہ:...... یہ حدیث اس مسئلہ میں بالکل صریح ہے کہ آپ کے والد کفر کی حالت پر فوت ہوئے، اس کی موجودگی میں ایسی آیات اور احادیث سے استدلال کرنا جن کے معنی وتفسیر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اور سب کا احتمال موجود ہے، درست نہیں ہے کیونکہ مسلم ضابطہ ہے إِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الاِسْتِدْلَالُ: کئی معانی کے احتمال کی صورت میں استدلال کرنا (ایک مسئلہ کے بارے میں) درست نہیں ہے۔

اور اب کا معنی چچا کرنا، مجازی معنی ہے، اور مجازی معنی کے لیے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ہے، جو یہاں موجود نہیں

[500] اخرجه ابوداود فی (سننه) باب: فی ذراری المشرکین برقم (۴۷۱۸) انظر (التحفة) برقم (۳۲۷)

ہے لیکن اس مسئلہ میں زیادہ بحث وکرید میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے اس کو خواہ مخواہ موضوع بحث نہیں بنانا چاہیے، اس حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ کفر اتنا گھناؤنا جرم ہے کہ کسی عظیم سے عظیم ہستی کی سفارش سے بھی کافر دوزخ سے نہیں نکل سکتا۔

۸۹...... باب :فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾

باب ۸۹: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔''

[501] ۳۴۸۔(۲۰۴)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا ((فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بِنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا))

[501] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری: ''اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔'' (الشعراء: ۲۱۴) تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا، جب جمع ہوگئے تو آپ نے خطاب میں عام اور خاص لوگوں کو مخاطب فرمایا: اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنے آپ کو دوزخ سے بچالو۔ اے عبد شمس کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبد مناف کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے ہاشمیو! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں (اگر وہ تمہیں پکڑنا چاہے) تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ہاں اتنی بات ہے تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے، میں اس کو جوڑتا رہوں گا۔ میں اس کی طراوت کی وجہ سے اس کو تر رکھوں گا۔

[501] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی تفسير القرآن، باب ومن سورة الشعراء۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه برقم (۳۱۸۵) والنسائی فی (المجتبی) فی الوصايا، باب: اذا وصى لعشيرته الاقربين ۶/ ۲۴۸۔۲۴۹۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۹۲۳)

مفردات الحدیث ❶ لَا اَمْلِكُ لكم من الله شيئا: میری رشتہ داری پر اعتماد کر کے ایمان وعمل صالح سے غافل نہ ہو جانا، ایمان کے بغیر میں تم سے عذاب کو دور نہ کرسکوں گا۔ ❷ سَابُلُّها بِبَلالها: بلال کی (باء) پر زبر اور زیر دونوں آسکتے ہیں، طراوت کو کہتے ہیں، مقصد یہ ہے، میں تمہارے ساتھ صلہ رحمی کروں گا، قطع رحمی نہیں کروں گا۔

[502] ۳۴۹۔(...)و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ جَرِيرٍ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ

[502]۔امام صاحب مذکورہ روایت اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[503] ۳۵۰۔(۲۰۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتُمْ))

[503]۔حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب سورۂ شعراء کی آیت ''اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صفا پہاڑ پر چڑھ کر فرمایا: اے محمد (ﷺ) کی لخت جگر فاطمہ! اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں (یعنی اس کی اجازت کے بغیر اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتا) میرے مال سے جو چاہو مانگ لو۔''

[504] ۳۵۱۔(۲۰۶)و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا))

[502] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۵۰۰)

[503] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برق (۱۷۳۳۸)

[504] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا، باب: هل يدخل النساء والولد في ←

[504] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۂ شعراء کی آیت: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (آیت ۲۱۴) اتری، تو آپ نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو (ایمان لا کر، نیک اعمال کر لو) میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، اے عبدالمطلب کی اولاد میں اللہ کے مقابلہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اے عبدالمطلب کے بیٹے عباس! میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں تم سے اللہ کے عذاب کو نہیں ٹال سکتا، اے اللہ کے رسول کی بیٹی فاطمہ! مجھ سے جو چاہو مانگ لو، میں اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا۔"

فائدہ:......سورۂ شعراء کی سورت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں سات ہجری میں مسلمان ہوئے، اس لیے قریش مکہ سے خطاب کے وقت وہ موجود نہیں تھے، اس لیے یہ روایت انہوں نے کسی دوسرے صحابی سے سنی ہوگی۔

[505] ۳۵۲۔(...)و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا

[505] ۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[506] ۳۵۳۔(۲۰۷)حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰى ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافِ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهْ))

[506] ۔حضرت قبیصہ اور زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ اتری، تو نبی اکرم ﷺ ایک پہاڑی ٹیلے پر تشریف لے گئے اور اس کے سب سے اونچے پتھر پر چڑھ گئے، پھر آواز دی، اے عبد مناف کی اولاد! میں ڈرانے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی ہے، جس نے دشمن

←الاقارب برقم (۲۷۵۳) تعليقا۔ وفي التفسير، باب: ﴿وانذر عشيرتك الاقربين﴾ برقم (۴۷۷۱) ايضا معلقا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الوصايا، باب: اذا اوصى لعشيرته الاقربين ۶/ ۲۴۸۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۲۸)

[505] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۶۰)

[506] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۶۵۲) و (۱۱۰۶۶)

کو دیکھا تو وہ خاندان کو بچانے کے لیے چل پڑا، اور اسے خطرہ محسوس ہوا کہ دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے، تو وہ چلانے لگا، اے صبح کا حملہ (دشمن سے چوکنے ہو جاؤ)۔

[507] ۳۵٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[507] ۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[508] ۳۵۵۔(۲۰۸)و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ ((يَاصَبَاحَاهْ)) فَقَالُوا مَنْ هٰذَا الَّذِي يَهْتِفُ قَالُوا مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا بَنِي فُلَانٍ ((يَا بَنِي فُلَانٍ يَا بَنِي فُلَانٍ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ)) فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ)) قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) قَالَ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ كَذَا قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

[508] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری "اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے" اور ان میں سے خاص کر اپنے خاندان کے سچے اور مخلص لوگوں کو، تو رسول اللہ ﷺ نکل کر صفا پہاڑ پر چڑھے، اور بلند آواز سے فرمایا: "یا صباحاہ" دفاع کے لیے تیار ہو جاؤ، لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا یہ کون آواز دے رہا ہے؟ جواب ملا، محمد (ﷺ) تو سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے فرمایا: اے

---

[507] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٥٢) و (١١٠٦٦)

[508] اخرجه البخاري في ((صحيحه)) في الجنائز ، باب: ذكر شرار الموتى برقم (١٣٩٤) مختصرا۔ وفي المناقب ، باب: من انتسب الى آبائه في الاسلام والجاهلية برق (٣٥٢٦) وفي التفسير ، باب ﴿ان هو الا نذير لكم بين يدي عذاب شديد﴾ برقم (٤٨٠١) وفي باب: ﴿تبت يدا ابي لهب وتب﴾ برقم (٤٩٧١ و ٤٩٧٢ و ٤٩٧٣) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة تبت يدا۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (٣٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (٥٥٩٤)

فلاں کی اولاد! اے فلاں کی اولاد! اے فلاں کی اولاد! اے عبدمناف کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! یہ لوگ آپ کے قریب جمع ہو گئے، تو آپ نے پوچھا، بتاؤ اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے گھوڑ سوار نکلنے والے ہیں، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا، ہم نے تمہیں کبھی جھوٹا نہیں پایا، آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں سخت عذاب (کی آمد) سے پہلے ڈرا رہا ہوں، تو ابولہب نے کہا، تم ہلاک ہو جاؤ، کیا تو نے ہمیں اس خاطر جمع کیا تھا؟ پھر وہ کھڑا ہو گیا، تو اس پر یہ سورت اتری! ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوئے، یقیناً وہ خود ہلاک ہوا، (سورۂ لہب) اعمش نے پوری سورت کی قراءت کی اور قــد کے اضافہ سے پڑھا۔ یعنی قد تب پڑھا۔

[509] ٣٥٦۔(. . .)وْ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ ((يَاصَبَاحَاهْ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

[509]۔ امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن کوہ صفا پر چڑھے اور فرمایا: یاصباحاہ، ابواسامہ کی طرح روایت بیان کی، لیکن آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے اترنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

فائدہ:...... مذکورہ بالا صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی حتیٰ کہ اپنے انتہائی عزیز رشتہ داروں کی بھی سفارش نہیں کریں گے، اور قرآن مجید میں صراحتاً فرمایا گیا ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ (طٰہٰ: ١٠٩) ''اس دن شفاعت کسی کو نفع نہ دے گی، مگر اس شخص کو جس کے حق میں رحمان نے اجازت دے دی اور اس کے حق میں بولنا پسند فرما لیا۔'' آیت الکرسی میں فرمایا: ﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ ''کون ایسا ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔'' ان صریح احادیث و آیات کے باوجود یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت کا مالک و مختار بنا دیا ہے، کس قدر جسارت ہے، اور ساتھ ہی یہ ماننا، آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے بتائے بغیر شفاعت کے مالک و مختار نہیں ہیں۔ جس کو اجازت لینے اور اطلاع دینے کی ضرورت ہو اس کو مالک و مختار کہا جائے گا، جو کسی چیز کا مالک اور مختار ہوتا ہے، اسے اس کے بارے میں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

[509] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٠٧)

٩٠...... بَاب: شَفَاعَةِ النَّبِيِّ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ

باب٩٠: نبی اکرم ﷺ کا ابوطالب کی سفارش کرنا اور اس کی بنا پر اس کے عذاب میں تخفیف ہونا

[510] ٣٥٧۔(٢٠٩) وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ ﷺ ((نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))

[510] ۔حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت اور دفاع کرتا تھا اور آپ کی خاطر غضبناک ہوتا تھا؟ آپ نے جواب دیا، ہاں، وہ آگ میں ٹخنوں تک ہے، اگر میں نہ ہوتا (اس کی سفارش نہ کرتا) تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

[511] ٣٥٨۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ

قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذٰلِكَ قَالَ ((نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ))

[511] ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ابوطالب آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی مدد کرتا تھا، (آپ کی خاطر لوگوں سے ناراض ہوتا تھا) تو کیا اس سے اس کو کچھ نفع ہوا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے اس کو آگ کی گہرائی میں پایا، تو اس کو میں ہلکی آگ (ٹخنوں تک) میں نکال لایا۔

---

[510] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار، باب قصة ابي طالب برقم (٣٨٨٣) وفي الادب باب: كنية المشرك برقم (٦٢٠٨) وفي الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٧٢) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٥١٢٨)

[511] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٠٩)

[512] ٣٥٩-(. . . .)وَ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ح وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ

عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ

[512] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[513] ٣٦٠-(٢١٠) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَّ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ))

[513] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا تذکرہ ہوا، آپ نے فرمایا: امید ہے قیامت کے دن میری سفارش اس کو نفع دے گی اور اسے ہلکی آگ میں ڈالا جائے گا، جو اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی، اس سے اس کا دماغ کھول رہا گا۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ کی نصرت وحمایت اور آپ کا تحفظ و دفاع، اللہ تعالیٰ کے ہاں، اس درجہ مقبول ہے کہ کفر کے باوجود، یہ ابو طالب کے حق میں نفع مند ہوگا، لیکن اس قدر محبت و پیار، نصرت وحمایت اور انتہائی قریبی رشتہ داری کے باوجود کفر کی غلاظت کی بنا پر وہ دوزخ سے نہیں نکل سکے گا، اور اپنے کفر کی بنا پر جس عذاب کا مستحق ہوگا، اس میں کمی نہیں ہوگی، کفر کی شدت اور اعمال فاسدہ کی کثرت وقلت کی بنا پر سب کافر ایک جیسے عذاب کے حق دار نہیں ہوں گے، لیکن ابو طالب کے عذاب کی تخفیف وتقلیل (قلت) سے آپ کے والدین کے ایمان پر استدلال کرنا عجیب منطق ہے، ابو طالب کے بارے میں سفارش آپ کا خاصہ بھی ہوسکتا ہے۔

۹۱...... بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا

باب ۹۱: آگ والوں میں سے سب سے کم عذاب والا

[514] ٣٦١-(٢١١)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

[512] تقدم تخريجه (٥٠٩)

[513] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار، باب: قصة ابي طالب برقم (٣٨٨٥ و ٣٨٨٦) وفي الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦٤) انظر (التحفة) برقم (٤٠٩٤)

[514] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٩٣)

عَنْ أَبِی سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ))

[514] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سب دوزخیوں سے کم عذاب والا آگ کی دو جوتیاں پہنے ہوگا، اس کی جوتیوں کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ کھولے گا۔‘‘

[515] ٣٦٢۔(٢١٢)وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ نَا ثَابِتٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ۔

[515] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ابو طالب کو سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب ہوگا، اور وہ دو جوتیاں پہنے ہوگا، جن سے اس کا دماغ کھولے گا۔‘‘

[516] ٣٦٣۔(٢١٣)وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ يَقُولُ

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ))

[516] ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا، جس میں انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب اس کو ہوگا جس کے تلووں کے نیچے آگ کے دو انگارے رکھے جائیں گے، ان سے اس کا دماغ کھولے گا۔‘‘

[517] ٣٦٤۔(. . .)وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا))

---

[515] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٢١)

[516] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦١ و ٦٥٦٢) والترمذی فی (جامعه) فی صفة جهنم برقم (٢٦٠٤) وقال: حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (١١٦٣٦)

[517] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٥١٥)

[517] ۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں، تسموں سمیت پہنائی جائیں گی، ان سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا، جس طرح ہنڈیاں کھولتی ہے، وہ سمجھے گا، مجھ سے سخت عذاب کسی کو نہیں ہو رہا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں جانے والا فرد یہی سمجھے گا کہ سب سے سخت عذاب مجھے ہی ہو رہا ہے، اس لیے آپ کی سفارش سے جو ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے، وہ اس کے حق میں اس اعتبار سے نافع نہیں ہوئی، اس لیے یہ تخفیف ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ کے منافی نہیں ہے یا اس نفع سے مراد دوزخ سے نکلنا ہے کہ وہ دوزخ سے نہیں نکل سکیں گے۔

۹۲...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

باب ۹۲: کفر پر مرنے والے شخص کے عمل کے مفید نہ ہونے کی دلیل

[518] ۳۶۵۔(۲۱٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذٰلِكَ نَافِعُهُ قَالَ ((لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ))

[518] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ابن جدعان جاہلیت کے دور میں صلہ رحمی کرتا تھا اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا تھا، تو کیا یہ عمل اس کے لیے نافع ہوں گے، آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے نافع نہیں ہوں گے کیونکہ اس نے کبھی (کسی ایک دن) بھی یہ نہیں کہا تھا، اے میرے رب! حساب و کتاب کے دن میری خطائیں معاف فرمانا۔''

فائدہ :...... کافر قیامت پر ایمان و یقین نہیں رکھتا، اس لیے وہ قیامت کے اجر و ثواب کے حصول کے لیے کوئی کام نہیں کرتا، دنیوی نکتہ نظر سے کام کرتا ہے اس لیے اس کو نیک اعمال کا دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اچھے اعمال کرتا ہے، اور برے اعمال سے بچتا ہے، اس لیے، اس کا عذاب ان کافروں کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا، جو اچھے اعمال سے محروم ہوتے ہیں، اور برے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں، جنت میں جانے کے لیے ایمان شرط ہے، اور ایمان سے محروم کتنے بھی اچھے اعمال، اچھے اخلاق اور حسن معاملہ سے متصف ہو، اس کو ان اعمال سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ جنت میں چلا جائے۔

[518] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٦۲۳)

۹۳...... بَاب: مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ

باب ۹۳: مومنوں سے دوستی اور دوسروں سے قطع تعلقی اور براءت کا اظہار کرنا

[519] ٣٦٦-(٢١٥) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي يَعْنِي فُلَانًا لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ))

[519] ۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے چھپائے بغیر بلند آواز سے فرمایا: ''فلاں کی اولاد! میری عزیز و دوست نہیں، میرا ساتھی اور دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مسلمان ہیں۔''

فائدہ:...... وَلِيّ کا معنی ہمدم، رفیق، دوست، حمایتی اور معاون و ناصر ہوتا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ نبی اکرم ﷺ کا عزیز، رفیق، اور معاون و ناصر اور رشتہ دار وہی ہے جو ایماندار ہونے کے ساتھ آپ کے دین پر عمل پیرا ہے اور نیک ہے اگرچہ اس کا آپ سے نسبی تعلق نہیں ہے اور جو ایماندار اور نیک نہیں ہے، وہ آپ کا عزیز، رفیق یا رشتہ دار نہیں ہے، اگرچہ نسب کے اعتبار سے آپ کا قریبی ہی کیوں نہ ہو؟ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں جو کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ھود: ٤٦) ''وہ تیرے خاندان کا فرد نہیں ہے، اس کی سفارش ایسا عمل ہے جو اچھا نہیں ہے۔'' اور ایسے شخص سے آپ نے کھلم کھلا بیزاری کا اظہار فرمایا ہے اور ایک مسلمان کے لیے بھی یہی طرز عمل زیبا ہے، کہ وہ کافروں اور فاسقوں سے محبت و مودت کا تعلق نہ رکھے، اگرچہ وہ اس کے قریبی ہی کیوں نہ ہو، اسی عموم کے لحاظ سے راوی نے، اس شخص کا نام نہیں لیا تاکہ اس کی مسلمان اور نیک اولاد کو اس سے اذیت نہ پہنچے یا اس سے غلط مطلب نہ اخذ کر لیا جائے، اس لیے اس کو خواہ مخواہ متعین نہیں کرنا چاہیے، لیکن اس حدیث سے اپنے غلط مفروضہ پر بدمذہب اور گمراہ فرقہ کی آڑ میں مسلمانوں کے جلسہ اور مجالس میں حاضری سے روکنا، اپنی بھیڑوں کو قابو رکھنے کا ایک حیلہ تو ہو سکتا ہے، حدیث کا تقاضا اور مطلب نہیں۔

[519] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الادب، باب: تبل الرحم ببلالها برقم (٥٩٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٤٤)

۹۴...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ

باب ۹٤: اس بات کی دلیل کہ مسلمانوں کے بعض گروہ، بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے

[520] ٣٦٧ـ(٢١٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامِ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ لِيْ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))

[520] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔'' تو ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شریک کر دے، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے بھی ان میں سے کر دے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا، اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی اللہ ان سے کر دے، آپ نے جواب دیا، ''عکاشہ تم سے اس کے لیے سبقت لے جا چکا ہے۔''

فائدہ:......اس حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم کی انتہائی فضیلت و برتری ثابت ہوتی ہے، نیز ایک شخص نے ابتداءً دل کی گہرائی سے دعا کی درخواست کی، تو آپ نے اس کے حق میں دعا فرما دی، دوسرے نے دیکھا دیکھی درخواست کر دی، تو آپ نے اس کے حق میں دعا نہیں فرمائی، کیونکہ اس طرح تو پھر ہر ایک ہی درخواست کرنے لگتا اور ہر شخص کو تو یہ تو مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا، یہ بھی ممکن ہے کہ عکاشہ مطلوبہ سیرت و کردار کا مالک ہو اور دوسرا انسان اس معیار پر پورا نہ اترتا ہو، اس لیے آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی۔

[521] ٣٦٨ـ(. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادٍ قَالَ

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الرَّبِيعِ

[520] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٠)
[521] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٩٨)

[521] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[522] ۳۶۹۔(. . .)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ((يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))

[522] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت کا ستر ہزار(۷۰۰۰۰) کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودھویں رات کے ماہِ کامل کی طرح چمک رہے ہوں گے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، عکاشہ بن محصن اسدی، اپنی دھاری دار لوئی اٹھائے ہوئے اٹھے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اسے بھی ان میں سے کر دے۔'' پھر ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے عکاشہ پہل کر گیا۔'' یعنی وہ تم سے سبقت لے گیا۔

[523] ۳۷۰۔(۲۱۷)و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يُونُسَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ))

---

[522] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب برقم، (٦٥٤٢) انظر (التحفة) بر (١٣٣٣٢)
[523] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٦٨)

[523] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے، ایک ہی گروہ چاندسی صورت وشکل......

[524] ۳۷۱۔(۲۱۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي

عِمْرَانُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((أَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))

[524] ۔حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) اشخاص بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو داغ نہیں لگاتے، نہ دم کرواتے ہیں اور اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔'' تو عکاشہ کھڑے ہو کر کہنے لگے، اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ان میں سے کردے، آپ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' تو ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہا، اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان سے کر دے، تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ظاہری طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت میں بلاحساب داخل ہونے والے لوگ بیماری کی صورت میں دم جھاڑ نہیں کرواتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ صحت وعافیت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر فائدہ نہیں پہنچاتے، اس لیے ہم اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور ان ظاہری اسباب کو نہیں اپناتے، لیکن یہ مفہوم حدیث کے اس ٹکڑے کے منافی ہے کہ وہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں۔ تو اگر ظاہری اسباب کے ترک کا نام ہی توکل ہے تو پھر کھانے پینے اور کمانے کی کیا ضرورت ہے، سیر اور سیراب تو اللہ ہی کرتا ہے، دشمن کے مقابلہ میں مسلح ہو کر نکلنے کی کیا ضرورت ہے، دشمن پر فتح تو اللہ ہی دیتا ہے، دین کی نشر واشاعت اور تبلیغ و دعوت کی کیا ضرورت ہے، دین کو تو اللہ ہی پھیلاتا اور غالب فرماتا ہے، اسی طرح دعا کرانے کی کیا ضرورت ہے، درجہ تو اللہ ہی نے دینا ہے اس

[524] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۸۴۱)

لیے حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ غیر شرعی اسباب و وسائل اختیار نہیں کرتے جیسا کہ جاہلیت کے دور میں لوگ ہر قسم کا دم جھاڑ کرتے تھے، یا بدشگونی پکڑتے تھے، بلکہ وہ انہیں اسباب و وسائل کو اختیار کرتے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا اجازت دی ہے اور ان جائز اسباب کے اختیار کرنے کے باوجود ان کا اعتماد اور سہارا اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کہ یہ ظاہری اسباب، تبھی کارگر ہوں گے، جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، اسباب میں اثر و تاثیر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، چاہے تو ان میں تاثیر پیدا کر دے اور ان سے نتیجہ برآمد ہو جائے، چاہے تو ان سے تاثیر سلب کر لے اور یہ ناکام ہو جائیں۔

[525] ٣٧٢۔(. . .)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ نَا حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ أَبُو خُشَيْنَةَ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا الْحَكَمُ بْنُ الْأَعْرَجِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

[525] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو دم نہیں کرواتے، نہ بدشگونی پکڑتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ **لا یسترقون:** رقیة (دم جھاڑ اور منتر) سے ماخوذ ہے، تعویذ گنڈا تلاش کرنا، یا جادو اور منتر کرنے کو کہنا۔ ❷ **لا یتطیرون:** بدفالی اور برا شگون نہیں لیتے جیسا کہ جاہلیت کے دور کے لوگ لیتے تھے۔ ❸ **لا یکتوون:** اپنے آپ کو داغ دینا، لوہا گرم کر کے جسم کو داغنا۔

[526] ٣٧٣۔(٢١٩)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ

[525] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨١٩)

[526] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٥٤) انظر (التحفة) برق (٤٧١٥) ٣٦٦

سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))

[526] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد ابو حازم کو شک ہے کہ سہل نے کون سا عدد بتایا) جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ وہ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے اکٹھے ہوں گے، ان میں سے پہلا فرد اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک آخری فرد داخل نہیں ہوگا، ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

[527] ۳۷٤۔(۲۲۰)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَنَا ثُمَّ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلٰوةٍ وَلٰكِنِّي لُدِغْتُ فَقَالَ فَمَاذَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ قَالَ وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى إِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي هٰذَا مُوسٰى وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

[527] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی احادیث الانبیاء: وفاة موسی ذکره بعد حدیث (۳٤۱۰) مختصرا۔ وفی الطب، باب: مناکتوی، او کوی غیره، وفضل من لم یکتو برقم (۵۷۰۵) وفی باب من لم یرق برقم (۵۷۵۲) وفی الرقاق، باب: ﴿ومن یتوکل علی الله فهو حسبه﴾ برقم (٦٤۷۲) وفی باب: یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب برق (٦۵٤۱) والترمذی فی (جامعه) فی الزهد، باب: ١٦ برقم (۲٤٤٦) وقال هذا حدیث حسن صحیح تحفة الاشراف (۵٤۹۳)

فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ)) فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ وَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))

[527] ۔ حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر کے پاس تھا، انہوں نے پوچھا، کل شام ٹوٹنے والا ستارہ تم میں سے کس نے دیکھا؟ میں نے کہا، میں نے ۔ پھر میں نے کہا، میں نماز میں نہیں تھا، کیونکہ مجھے بچھو نے ڈسا تھا، انہوں نے کہا، تو تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا، میں نے دم کروایا، انہوں نے کہا، تو تمہیں کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ میں نے جواب دیا، اس حدیث نے جو ہمیں شعبی نے سنائی، تو انہوں نے کہا، شعبی نے تمہیں کونسی حدیث سنائی؟ میں نے کہا شعبی نے ہمیں بریدہ بن حصیب اسلمی سے روایت سنائی، انہوں نے بتایا دم، نظر بد لگنے اور زہریلی چیز کے ڈسنے سے ہی ہے، تو سعید نے کہا، جس نے جو سنا، اس پر عمل کیا تو نے اچھا کیا، لیکن ہمیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سنایا آپ نے فرمایا: ''مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں، میں نے بعض انبیاء کو دیکھا ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا (دس سے کم کا) گروہ تھا، کسی نبی کے ساتھ ایک یا دو امتی تھے، بعض کے ساتھ کوئی امتی نہ تھا، اچانک میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت ظاہر ہوئی، میں نے خیال کیا یہ لوگ میرے امتی ہیں، تو مجھے بتایا گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، لیکن آپ آسمان کے افق (کنارے) کی طرف دیکھیں، میں نے دیکھا، تو ایک بہت بڑی جماعت تھی، تو مجھے کہا گیا، دوسرے آسمانی کنارے کی طرف دیکھو تو میں نے دیکھا، ایک بہت بڑی جماعت تھی تو مجھے بتایا گیا، یہ تیری امت ہے، اور ان کے ان کے ساتھ ستر ہزار افراد ہیں، جو بلا حساب وعذاب جنت میں داخل ہوں گے۔'' پھر آپ اٹھے اور گھر چلے گئے، تو لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے، تو بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہے، بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اسلامی دور میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ

شرک نہیں کیا، اور بعض نے کچھ اور باتوں کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''تم کن باتوں میں مشغول ہو؟ یعنی (کس مسئلہ پر بحث کر رہے ہو)'' انہوں نے آپ کو بتایا، اس پر آپ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی پکڑتے ہیں، اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' اس پر عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ایسے لوگوں سے کر دے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیے، اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو آپ نے فرمایا: ''تم سے عکاشہ سبقت لے گیا۔''

مفردات الحدیث ❶ **اَلْقَضُّ**: ٹوٹا، گرا۔ ❷ **البارحة**: گزشتہ رات۔ ❸ **لُدِغْتُ**: مجھے بچھو یا زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ ❹ **عَیْن**: نظر بدلگنا۔ ❺ **حُمَة**: زہر، ڈنک یا اس کی شدت وحرارت۔ ❻ **الرُّهَیط**: رھط کی تصغیر ہے، دس سے کم افراد کا گروہ۔ ❼ **خاضَ فیه**: کس چیز میں مشغول ہونا، ''خاض فی الحدیث'' کا معنی ہوتا ہے گفتگو میں مشغول ہونا۔

فائدہ:...... حضرت بریدہ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نظر بد اور زہریلی چیز کے ڈسنے سے صحیح دم کرنا، بہت جلد فائدہ پہنچاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا، تو وہ شخص فوراً صحت مند ہو گیا تھا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے دوسری حدیث کا صحیح مفہوم ہم بیان کر چکے ہیں۔

[528] ٣٧٥۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِ

[528]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔'' پھر حدیث کا باقی حصہ ہشیم کی طرح بیان کیا، اور حدیث کا ابتدائی حصہ (حصین کا واقعہ) بیان نہیں کیا۔

[528] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٢٦)

۹۵...... بَاب: كَوْنِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب ۹۵: یہ امت جنتیوں کا آدھا حصہ ہے (جنت کے آدھے لوگ اس امت کے ہوں گے)

[529] ٣٧٦-(٢٢١) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِي ثَوْرٍ أَبْيَضَ))

[529]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''کیا تم جنتیوں کا چوتھائی ہونے پر راضی ہو؟ ہم نے (خوشی سے) اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو؟'' تو ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے تم جنتیوں کا نصف ہو گے، اور میں تمہیں اس کا سبب بتاتا ہوں، مسلمانوں کی کافروں سے نسبت ایسی ہے جیسے ایک سیاہ بیل میں ایک سفید بال ہو یا ایک سفید بالوں والے بیل میں، ایک سیاہ بال ہو۔''

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور ہر نبی کے دور میں کافر زیادہ رہے ہیں، اگر پہلے انبیاء کے ادوار میں کافروں کی تعداد کم ہوتی، تو ان کے امتیوں کی زیادہ تعداد جنت میں ہوتی اور ہم اہل جنت کا نصف نہ بن سکتے۔ ❷ آپ نے اہل جنت میں مسلمانوں کی تعداد بتدریج بتائی ہے، پہلی ہی دفعہ نہیں فرمایا کہ تم نصف ہو گے، تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مسرت وشادمانی میں اضافہ ہو اور تکرار بشارت سے ان کے احسان کی شکر گزاری کا جذبہ قوی ہو اور اس کی عظمت وجلالت دل میں

---

[529] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الرقاق، باب: الحشر برقم (٦٥٢٨) وفی الایمان والنذور، باب: کیف کانت یمین النبی ﷺ برقم (٦٦٤٢) والترمذی فی (جامعه) فی (صفة الجنة) باب: ما جاء فی صفة اهل الجنة برقم (٢٥٤٧) وقال: هذا حدیث حسن صحیح وابن ماجه فی ((سننه)) فی الزهد، باب: صفة امة محمد ﷺ برقم (٤٢٨٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤٨٣)

جاگزیں ہو، ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو ترمذی اور طبرانی میں ہے کہ اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی اور ان میں امت محمدیہ کی صفیں اَسّی (۸۰) ہوں گی، جس سے معلوم ہوا، مسلمان جنتیوں کا دو تہائی ہوں گے۔ (فتح الملهم: ١/ ٣٨١)

[530] ٣٧٧۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِّنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي مُحَمَّدٌ بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَاكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ))

[530]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک خیمہ میں تقریباً چالیس افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہونے پر رضا مند ہو؟'' ہم نے کہا، ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم اہل جنت کا تہائی ہونے پر خوش ہو؟'' تو ہم نے کہا، ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف فرمانبردار لوگ داخل ہوں گے اور مشرکوں میں تمہاری تعداد ایسی ہی ہے جیسے سیاہ چمڑے والے بیل میں ایک سفید بال یا سرخ کھال والے بیل میں ایک سیاہ بال۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایماندار جنت میں داخل ہوں گے، کوئی کافر جنت میں نہیں جائے گا۔

[531] ٣٧٨۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهٗ إِلٰى قُبَّةِ أَدَمٍ فَقَالَ ((أَلَا لَا يَدْخُلُ

---

[530] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٢٨)

[531] تقدم تخريجه (٥٢٨)

الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ أَتُحِبُّوْنَ أَنَّكُمْ رُبُعُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ((أَتُحِبُّوْنَ أَنْ تَكُوْنُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ))

[531] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا، (خطاب کیا) اور فرمایا: ''یاد رکھو! جنت میں صرف مسلمان واطاعت گزار) انسان داخل ہوگا، اے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تو گواہ ہو جا، کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہو؟ تو ہم نے کہا ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تم اہل جنت کا تہائی ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، ہاں۔اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے، تم اپنے سوا امتوں میں اس سیاہ بال کی طرح ہو جو سفید بیل میں ہوتا ہے یا اس سفید بال کی طرح ہو جو سیاہ بیل میں ہوتا ہے۔''

۹۶...... بَابُ: قَوْلِهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ

باب ۹۶: اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا، دوزخیوں کی جماعت ہر ہزار سے نو سو ننانوے (۹۹۹) نکالو

[532] ۳۷۹۔(۲۲۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ

[532] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء، باب: قصة ياجوج وماجوج برقم (۳۳٤۸) وفي الرقاق، باب: قول الله عزوجل: ﴿ان زلزلة الساعة شئ عظيم﴾ برقم (٦٥۳۰) وفي التفسير، باب: ﴿وترى الناس سكارى﴾ برقم (٤٧٤١) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له۔ الى قوله ۔ وهو العلى الكبير﴾ برقم (٧٤٨٣) انظر (التحفة) برقم (٤٠٠٥)

أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) قَالَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ))

[532]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرمائے گا، اے آدم! وہ عرض کریں گے، میں تیری اطاعت کی سعادت کے حصول کے لیے بار بار حاضر ہوں، ہر قسم کی خیر، تیرے ہاتھوں میں ہے، اللہ فرمائے گا، آگ کی جماعت نکالیے۔'' آدم علیہ السلام عرض کریں گے، دوزخیوں کی جماعت سے کیا مراد ہے؟ (ان کی تعداد کتنی ہے) اللہ فرمائے گا: ''ہر ہزار سے نو سو ننانوے۔'' یہ وہ وقت ہوگا جب بچے (خوف سے) بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل وضع ہو جائے گا اور تم تمام لوگوں کو مدہوش دیکھو گے، حالانکہ وہ مدہوش (نشہ میں) نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ تو یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے انتہائی ناگوار گزری۔ انہوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ ایک آدمی ہم میں سے کون ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، یاجوج ماجوج، میں سے ایک ہزار اور تم میں سے ایک آدمی ہوگا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری خواہش ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہو گے۔'' ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تکبیر کہی، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میری خواہش ہے، تم اہل جنت کا تہائی ہو۔ تو ہم نے اللہ کی حمد بیان کی اور تکبیر کہی (اس کی کبریائی کا اعتراف کیا) پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے، امتوں کے مقابلہ میں تمہاری تمثیل، اس سفید بال کی ہے، جو سیاہ بیل کی کھال میں ہوتا ہے یا اس نشان کی ہے جو گدھے کے پاؤں (پنڈلی کے اوپر والا حصہ) میں ہوتا ہے۔

مفردات الحدیث

* الرُّقْمَة: گدھے کے بازوؤں کا اندرونی دائرہ یا نشان۔

فوائد: ...... ❶ اگر آدم علیہ السلام کے ساتھ دوزخیوں کو الگ کرنے کی گفتگو دنیا کے فنا سے پہلے ہو، تو پھر بچے کا بوڑھا

ہونا اور حاملہ کا وضع حمل، حقیقی معنی میں ہوگا اور اگر یہ گفتگو قیام قیامت کے بعد، حشر کے وقت ہوگی، تو پھر اس کا مجازی معنی ہوگا، کہ قیامت کی دہشت اور ہولناکی اس قدر شدید ہوگی کہ اس وقت اگر کوئی عورت حاملہ ہوتو اس کا حمل گر جائے اور بچا ہوتو بوڑھا ہو جائے، عربوں کا محاورہ ہے اَصَابُنَا اَمْرٌ یَشِیْبُ مِنْهُ الوَلِیْدُ، ہم اس قدر شدید مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں جو بچے کو بھی بوڑھا کر دیتی ہے، یعنی انتہائی شدید ہے۔ ❷ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ ہے اس میں جنت میں داخل ہونی کی تعداد ہزار میں سے ایک لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری میں حدیث ہے ہر سو میں سے ایک جنتی ہے یعنی ہزار میں سے دس ہیں دونوں حدیثوں میں تطبیق کی مختلف توجیہیں بیان کی گئی ہیں۔(۱) پہلے آپ نے ایک ہزار میں سے ایک فرمایا تھا بعد میں سو میں سے ایک فرمایا جیسے جنت میں داخل ہونے والے افراد کی تعداد پہلے چوتھائی پھر تہائی، پھر نصف اور بعد میں دو تہائی بتائی۔(۲) تعداد مقصود نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں جنت میں داخل ہونے والے افراد کی تعداد کم ہوگی۔(۳) ابو ہریرہ کی حدیث میں یاجوج ماجوج کے سوا تعداد مراد ہے کہ وہ سو میں سے ایک اگر یاجوج ماجوج شمار کیا جائے تو پھر ہزار میں سے ایک ہے(۴) تمام امتوں کے لحاظ سے ہزار میں ایک اور اس کی امت کے افراد میں سے ایک ہے۔

[533]۳۸۰۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَ ((مَآ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ)) وَلَمْ يَذْكُرَا أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ

[533]۔ وکیع اور معاویہ دونوں نے یہ کہا، تم اس وقت لوگوں میں اس سفید بال کی طرح ہوگے جو سیاہ بیل میں ہوتا ہے، یا سیاہ بال کی طرح جو سفید بیل میں ہوتا ہے، ان دونوں نے گدھے کے اگلے پاؤں کے نشان کا تذکرہ نہیں کیا۔"

[533] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٣١)

اس کتاب کے کل ابواب (34) اور (145) احادیث ہیں۔

2

کِتَابُ الطَّهَارَةِ
طہارت کا بیان

حدیث نمبر 534 سے 612 تک

(بقیہ احادیث اگلی جلد میں)

٢...... كِتَابُ الطَّهَارَةِ

٢. طہارت کا بیان

١...... بَاب: فَضْلِ الْوُضُوءِ

باب ١: وضو کی فضیلت

[534] ٣٨١ـ(٢٢٣) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ نَا أَبَانُ قَالَ نَا يَحْيٰى أَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا))

[534] ـ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفائی (پاکیزگی) نصف ایمان ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے، قرآن تمہارے حق میں دلیل ہوگا یا تمہارے خلاف، ہر انسان صبح کرتا ہے (گھر سے نکلتا ہے) اور اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے (کام کاج میں مصروف ہوتا ہے) تو (اچھے اور نیک کام کر کے) اپنے آپ کو (اللہ کی پکڑ اور عذاب سے) آزاد کرتا ہے یا (گناہ اور برے کام کر کے) اپنے آپ کو تباہ و ہلاک کرتا ہے۔''

[534] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات برقم (٣٥١٧) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٦٧)

فوائد:...... ❶ طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، کیونکہ دل کی صفائی و پاکیزگی اور اخلاص نیت ہی پر ظاہری اطاعت وفرمانبرداری کا انحصار ہے اگر دل پاک وصاف نہیں ہے تو اعمال صالحہ بھی صادر نہیں ہو سکتے، گویا طہارت کا تعلق باطن سے ہے اور باقی اعمال کا ظاہر ہے، اس اعتبار سے یہ آدھا حصہ ہوا، آدھا باطن اور آدھا ظاہر یا شطر ونصف کا لفظ، طہارت و پاکیزگی اہمیت بتانے کے لیے بولا گیا ہے، مقصد یہ ہے کہ طہارت ایمان کا خاص جزو اور اس کا اہم وضروری شعبہ ہے، شاہ ولی اللہ نے اپنی بے مثال کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں دین وشریعت کی اساس اور بنیاد چار چیزوں کو قرار دیا ہے اور باقی تمام ہدایات واحکام کو ان کے تحت داخل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، فلاح وسعادت کی جس شاہراہ کی طرف انبیاء نے دعوت دی، اگرچہ اس کے بہت سے ابواب میں اور ہر باب کے تحت سینکڑوں ہزاروں احکام ہیں، لیکن اپنی بے پناہ کثرت کے باوجود وہ سب بس ان چار اصولی عنوانات کے تحت آجاتے ہیں (۱) طہارت۔ (۲) اخبات۔ (۳) سماحت۔ (۴) عدالت۔'' پھر شاہ صاحب نے ہر ایک کی انتہائی دلنشین حقیقت اور تفصیل بیان کی ہے۔ جو لائق مطالعہ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۵۳،۵۴) ❷ الحمد للہ: میزان کو بھر دیتا ہے، اس سے اعمال کے وجود اور میزان اعمال کا پتہ چلتا ہے کہ نیک اعمال کا وجود اور وزن ہے جس کی بنا پر ان کو تولا جائے گا، الحمد للہ کہنے کا مقصد، اس یقین وحقیقت کا اظہار واعتراف ہے کہ سارے کمالات اور تمام وہ خوبیاں جن کی بنا پر کوئی حمد وثنا اور تعریف وتوصیف کا حقدار ٹھہرتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہیں، اس لیے اصل حمد وستائش اس کے لیے ہے، اس یقین وشہادت کا وزن، اس قدر زیادہ ہے کہ اس سے ترازو اعمال بھر جائے گا۔ ❸ سبحان اللّٰہ! سبحان اللہ کہنے کا مقصد اس یقین وحقیقت کی شہادت ادا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ ہے اور ہر اس بات سے پاک و برتر ہے، جو اس کی شان الوہیت کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کا اقرار واعتراف، اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ اس سے آسمان وزمین کا مابین معمور ہو جاتا ہے۔ ❹ الصلوٰۃ نور: نماز ایک نور ہے، جس کا یہ اثر ہے کہ انسان کو صحیح راستہ نظر آجاتا ہے اور وہ دنیا میں ہر قسم کی فواحش اور منکرات سے بچ کر چلتا ہے، اس کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے: ''کہ نماز بلا شبہ فواحش اور منکرات سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے کارگر اور بڑا ہتھیار ہے۔'' (سورۂ عنکبوت: ۴۵) اور آخرت میں نماز کے نور کا ظہور اسی طرح ہوگا کہ وہ وہاں کے اندھیروں میں روشنی اور اجالا بن کر نمازی کا ساتھ دے گی۔ ❺ الصدقة برهان: صدقہ وخیرات (اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول کی خاطر) انسان کے مسلم ومومن ہونے کی دلیل وبرہان ہے، اگر دل میں ایمان نہ ہو، تو اپنی کمائی، آخرت کی خاطر صدقہ کرنا آسان نہیں اور یہ اس صدقہ کا حکم ہے، جو ریا، نمود ونمائش اور اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے نہ ہو۔ ❻ الصبر ضياء: صبر روشنی اور اجالا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت، نفس کی خواہشات کو دبانا اور دین کی راہ میں ہر قسم کی تلخیاں اور ناگواریاں

برداشت کرنا، اس صبر کا نتیجہ ہے، اس کی روشنی اور اجالے کے بغیر انسان نہ اطاعت کر سکتا ہے اور نہ معصیت ونافرمانی سے رک سکتا ہے اور نہ ہی سرد وگرم حالات میں جزع وفزع کرنے سے باز رہ سکتا ہے، دین کی پابندی کا انحصار اس وصف صبر کا رہن منت ہے۔ ❼ القرآن حجة لك و عليك: قرآن تمہارے حق میں دلیل وحجت ہے یا تمہارے خلاف، اگر تم نے قرآن کو مشعل راہ بنایا اور اپنی زندگی کے تمام امور ومعاملات اس کی روشنی میں سر انجام دیئے تو وہ تمہارے حق میں دلیل وحجت بنے گا اگر زندگی کا رویہ اس کے برخلاف ہوا، اس کی اتباع وپیروی کو پس پشت ڈال دیا تو اس کی شہادت اور گواہی تمہارے خلاف ہوگی۔ ❽ كل الناس يغدو: کہ ہر انسان خواہ وہ کس حال اور کس شغل میں زندگی گزار رہا ہے، ہر انسان کی زندگی ایک مسلسل تجارت اور سوداگری ہے اور اس کی متاع حیات اس کا سودا ہے، اگر وہ اللہ کی بندگی اور اس کی رضا طلبی میں زندگی گزار رہا ہے تو اس نے متاع حیات سے انتہائی نفع حاصل کیا اور اپنی ذات کے لیے بہترین کمائی کر کے اس کی نجات کا سامان فراہم کیا، اپنے آپ کو اللہ کے غضب اور ناراضی سے بچا کر دوزخ سے بچا لیا۔ اس کے برعکس اگر انسان نے نفس پرستی اور خدا فراموشی کی زندگی گزاری تو اپنی متاع حیات کو تباہ وبرباد کیا، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے غضب وناراضی کا مستحق ٹھہرا کر اپنے آپ کے لیے دوزخ میں جانے کا سامان تیار کیا۔

٢...... بَاب: وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ

باب ٢: نماز کے لیے طہارت کا فرض ہونا (نماز کے لیے طہارت ضروری ہے)

[535] (٢٢٤) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِي يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ)) وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ

[535]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ابن عامر کے پاس ان کی بیماری کی عیادت کے لیے گئے، ابن عامر نے کہا، اے ابن عمر! کیا آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کوئی نماز پاکیزگی کے بغیر قبول نہیں ہوتی، اور نہ کوئی صدقہ، خیانت کی صورت میں اور آپ بصرہ کے حاکم رہ چکے ہیں۔

[535] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور- برقم ←

مفردات الحدیث ✽ غُلُول: اصل میں غنیمت میں خیانت کو کہتے ہیں، پھر اس کا اطلاق ہر قسم کی خیانت پر ہونے لگا۔

فائدہ :...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے زجر و توبیخ کے لیے ابن عامر سے کہا، آپ حاکم بصرہ رہ چکے ہیں اور حاکم سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی ہے اور بیت المال کے سلسلہ میں بھی کوتاہی ہو سکتی ہے، اس لیے ایسے فرد کے بارے میں دعا کی قبولیت مشکل ہوتی ہے، اس لیے آپ توبہ و استغفار کریں اور حق تلفی کے ازالہ کی کوشش کریں، تاکہ تیرے حق میں دعا قبول ہو۔

[536] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ ح قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ كُلُّهُمْ

[536] ۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[537] ۲۔(۲۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ نَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ))

[537] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب وہ بے وضو ہو جائے حتیٰ کہ وہ (نئے سرے سے) وضو کرے۔''

فائدہ :...... نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اس سے مخاطبت و مناجاۃ کی اولیٰ اور انتہائی شکل ہے۔ اس کا حق تو یہ تھا، ہر نماز کے لیے سارے جسم کا غسل اور بالکل پاک صاف اچھا لباس پہننے کا حکم دیا جاتا، لیکن اس پر عمل بہت مشکل ہوتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے از راہ کرم صرف اتنا ضروری قرار دیا کہ ان اعضاء کو دھولیا جائے جو عام طور پر لباس سے باہر رہتے ہیں، نیز وضو نہ ہونے کی حالت میں طبیعت میں ایک قسم کا روحانی تکدر اور انقباض ہوتا

←(۱) وقال هذا الحديث اصح شي في الباب واحسن۔ وابن ماجه (سننه) في الطهارة وسننها، باب: لا يقبل الله صلاة بغير طهور برقم (۲۷۳) انظر (التحفة) برقم (۷٤٥۷)

[536] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥۳٤)

[537] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: لا تقبل صلاة بغير طهور برقم (۱۳٥) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب فرض الوضوء برقم (٦۰) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الوضوء من الريح، وقال: هذا حديث غريب حسن صحيح برقم (۷٦) انظر (التحفة) برقم (۱٤٦۹٤)

ہے اور وضو کرنے کے بعد انسان کی طبیعت میں انشراح اور انبساط کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور انسان کے باطن میں ایک لطافت ونورانیت پیدا ہو جاتی ہے، اسی لیے نماز کے لیے وضو کو لازمی شرط قرار دیا گیا، جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

٣..... بَاب: صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ

باب ٣: وضو کرنے کی کیفیت اور اس کی تکمیل

[538] ٣-(٢٢٦) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُولُونَ هٰذَا الْوُضُوءُ أَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلٰوةِ

[538] ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان نے مجھے وضو کے لیے پانی لانے کے لیے کہا اور وضو کیا، تو دونوں ہتھیلیاں (ہاتھ) تین مرتبہ دھوئیں، پھر کلی کی اور (ناک میں پانی ڈال کر) ناک جھاڑا، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر دایاں ہاتھ کہنیوں تک تین دفعہ دھویا، اس طرح بایاں ہاتھ دھویا، پھر اپنے سر کا مسح فرمایا، پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر اس طرح بایاں پاؤں دھویا، پھر کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے

[538] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: الوضوء ثلاثا ثلاثا برقم (١٥٩) وفی باب المضمضة فی الوضوء۔ برقم (١٦٤) وفی الصيام، باب: سواك الرطب واليابس للصائم برقم (١٩٣٤) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: صفة وضوء النبی ﷺ برقم (١٠٦) والنسائی فی (المجتبى) ١/ ٦٤ فی الطهارة فی باب المضمضة والاستنشاق وفی ١/ ٦٥ فی باب: بای اليدين يتمضمض۔ وفی ١/ ٨٠ فی باب: حد الغسل۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٩٤)

میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر اٹھ کر دو رکعتیں ادا کیں، ان دونوں میں اپنے آپ سے گفتگو نہ کی (خود کلامی نہ کی) تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے، ابن شہاب نے کہا، ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ خود کامل ترین وضو ہے جو کوئی نماز کے لیے کرتا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ استنثر: ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا، اہل لغت، فقہاء اور محدثین سب کی اکثریت نے یہی معنی کیا ہے، اگرچہ ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے اس کا معنی ناک میں پانی ڈالنا کیا ہے، جو درست نہیں کیونکہ بعض روایات میں استنثار سے پہلے استنشاق (ناک میں پانی چڑھانا) کا ذکر موجود ہے۔

[539] ٤-(. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَاٰى عُثْمَانَ دَعَا بِإِنَآءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[539]۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حمران سے روایت ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، اپنی ہتھیلیوں پر تین دفعہ پانی ڈال کر دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا، پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا، اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں تین دفعہ دھوئے، پھر کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں'' ان میں اپنے آپ سے گفتگو نہ کی، اس کے لیے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا آپ نے کلی اور ناک میں پانی اکٹھا ڈالا، کلی الگ اور استنشار کے لیے پانی الگ نہیں لیا، دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے یہ کام بھی تین دفعہ کیا جائے، اگرچہ ایک دفعہ بھی جائز۔ ❷ آپ نے ہاتھ کہنیوں سمیت اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ہیں، پاؤں پر مسح نہیں کیا اور سر کا مسح بھی ایک دفعہ کیا، مرات (بار بار) کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ❸ دوسری احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ وضو سے صغیرہ (چھوٹے) گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ❹ نَفْسَهُ کا لفظ لَا يُحَدِّثُ کا مفعول ہے، اس لیے منصوب ہے،

[539] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٣٧)

فاعل بن کر مرفوع نہیں ہے، اس لیے، حدیث کا یہ مقصد ہے کہ وہ خود قصداً خیالات نہیں لاتا اور کسی معاملہ پر غور وفکر یا سوچ وبچار نہیں کرتا، اگر اس کے قصد وارادہ کے بغیر خیالات آ جائیں اور وہ ان کے درپے نہ ہو تو وہ حدیث نفس نہیں ہے۔

۴...... بَاب: فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ عَقِبَهٗ

باب ٤: وضو اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

[540] ٥-(٢٢٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ فَيُصَلِّي صَلٰوةً إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِي تَلِيهَا))

[540] - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مسجد کے صحن میں سنا، عصر کے وقت ان کے پاس مؤذن آیا تو انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا، پھر کہا، اللہ کی قسم! میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں، اگر کتاب اللہ کی ایک آیت (علم چھپانے کی وعید کے بارے میں) نہ ہوتی، تو میں تمہیں نہ سناتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مسلمان آدمی اچھی طرح وضو نہیں کرتا کہ اس سے کوئی نماز پڑھے، مگر اللہ تعالیٰ اس کے اس نماز اور اس سے پیوستہ (بعد والی) نماز کے درمیان کے گناہ (صغیرہ) معاف کر دیتا ہے۔''

[541] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ ح حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ ((فَيُحْسِنُ وُضُوءَهٗ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ))

[541] - ابو اسامہ، وکیع، سفیان نے ہشام کی مذکورہ بالا سند سے حدیث سنائی، ابو اسامہ کی حدیث میں ہے، تو اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر فرضی نماز پڑھتا ہے۔

[540] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: الوضوء ثلاثا ثلاثا برقم (١٦٠) مطولا والنسائی فی (المجتبی) فی الوضوء، باب: ثواب من توضا کما امر ١/ ٩١ انظر (التحفة) برقم (٩٧٩٣)
[541] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٥٣٩)

[542] ٦-(. . .)وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ

عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِي تَلِيهَا)) قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى إِلٰى قَوْلِهِ اللَّاعِنُونَ(البقره :١٠٩)

[542] ۔حمران نے کہا، جب عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں، اللہ کی قسم! اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں وہ حدیث نہ سناتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی آدمی وضو کرتا اور وہ اپنے وضو کو اچھی طرح کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے تو اسے اس نماز اور اس کے بعد والی نماز کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں: ''عروہ نے کہا، وہ آیت یہ ہے جو لوگ ان دلائل اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، جو ہم نے اتارے ہیں۔ سے لے کر لَاعِنُوْنَ (لعنت کرنے والوں) تک بقرہ آیت ۱۵۹۔

[543] ٧-(٢٢٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ

قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ))

[543] ۔اسحٰق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے اپنے باپ سے روایت سنائی کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں نے پانی طلب کیا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس مسلمان انسان نے فرض نماز کا وقت پایا، پھر اس نے اس کے لیے اچھی طرح وضو کر کے اچھی طرح خشوع سے رکوع کیا (نماز پڑھی) تو یہ نماز پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگی، جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

[542] تقدم تخريجه برقم (٥٣٩)

[543] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٩٨٣٣)

[544] ٨-(٢٢٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَادِيثَ لَا أَدْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ

[544] ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حمران سے روایت سنائی کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے پاس پانی لایا، تو انہوں نے وضو کیا، پھر کہا، کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں، جن کی حقیقت کو میں نہیں جانتا؟ مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا، اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف جانا، نفل (زائد ثواب کا باعث) ہوگا، ابن عبدہ کی روایت میں ہے، میں عثمان کے پاس آیا تو انہوں نے وضو کیا۔

مفردات الحدیث ✻ طہور اور وضو کے پہلے حرف پر اگر پیش ہو تو ان کا معنی پاکیزگی حاصل کرنا اور وضو کرنا ہوگا اور اگر اس پر زبر ہو تو معنی پانی ہوگا۔

[545] ٩-(٢٣٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ وَأَبِي بَكْرٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ

عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[545] ۔ابو انس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد (بیٹھنے کی جگہ) کے پاس وضو کرنے کا ارادہ کیا، تو کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ بتاؤں؟ پھر ہر عضو کو تین، تین بار دھویا۔ اور قتیبہ کی روایت یہ اضافہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کافی ساتھی موجود تھے۔

[544] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٩١)
[545] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٣٥)

[546] ۱۰ ۔(۲۳۱)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ أَبِي صَخْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ قَالَ كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يُفِيضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ ((مَا أَدْرِي أُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ)) فَقُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُورَ الَّذِي كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ))

[546] ۔حمران بن ابان بیان کرتے ہیں میں عثمان رضی اللہ عنہ کے وضو کے لیے پانی رکھا کرتا تھا، وہ ہر دن کچھ پانی سے غسل فرماتے تھے،عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں، اس نماز سے۔(مسعر نے کہا، میرا خیال ہے عصر مراد ہے) سلام پھیرنے کے بعد کہا، میں نہیں جانتا تم سے کچھ بیان کروں یا چپ رہوں؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر بہتری و بھلائی کی بات ہے تو ہمیں بتا دیجئے اور اگر کچھ اور ہے تو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان وضو کرتا ہے اور جو وضو اللہ نے اس کے لیے فرض قرار دیا ہے اس کو پوری طرح (مکمل طور پر) کرتا ہے، پھر یہ پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے،تو نمازیں یہ ان گناہوں کے لیے کفارہ بن جائیں گی، جو ان نمازوں کے درمیان میں سرزد ہوئے ہیں۔"

مفردات الحدیث ❶ نُطفةً: تھوڑا سا پانی۔ ❷ یُفِیضُ عَلَیه: اپنے اوپر بہاتے،یعنی غسل کرتے۔

❸ مَا اَدْرِی: میں فیصلہ نہیں کر پایا کہ اس بات کو بیان کرنا مفید ہے یا نہیں، پھر آپ نے یہی بہتر سمجھا کہ طہارت ونماز کی ترغیب وتشویق کے لیے اس کو بیان کر دیا جائے۔

[547] ۱۱ ۔(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَقَالَا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ

عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ

---

[546] اخرجه النسائي في (المجتبى) ۱/ ۹۱ في الطهارة، باب: ثواب من توضا كما امر- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالى برقم (٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (۹۷۸۹)

[547] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٤٥)

اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)) هٰذَا حَدِيثُ ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوبَاتِ

[547] ۔ جامع بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے حمران بن ابان سے اس مسجد میں ابو بردہ کو بشر کے دور حکومت میں بتاتے ہوئے سنا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کو اس طرح پورا کیا جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے، تو فرض نمازیں، ان گناہوں کے لیے کفارہ بنیں گی جو ان کے درمیان ہوئے، یہ ابن معاذ کی روایت ہے، غندر کی حدیث میں بشر کی امارت اور فرض نمازوں کا ذکر نہیں ہے۔

[548] (١٢ ـ (٢٣٢) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمًا وُضُوءً حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ))

[548] ۔ حمران (مولیٰ عثمان) سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمان بن عفان نے بہت اچھی طرح وضو کیا، پھر کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے بہت اچھی طرح وضو کیا، پھر فرمایا: ''جس نے اس طرح وضو کیا، پھر مسجد کو محض نماز کے ارادہ سے گیا، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

مفردات الحدیث ❶ لَا يَنْهَزُهُ: اس کو اٹھاتی نہیں، اس کو حرکت نہیں دیتی۔ ❷ مَا خَلَا: گزرے ہوئے، گزشتہ۔

[549] ١٣ ـ (. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ الْحُكَيْمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْقُرَشِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمَا عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ))

---

[548] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٨٧)

[549] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: قول الله تعالى: ﴿يا ايها الناس ان وعد الله ←

[549] ۔حمران مولیٰ عثمان بن عفان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے نماز کے لیے کامل وضو کیا، پھر فرض نماز کے لیے چل کر گیا اور لوگوں کے ساتھ یا باجماعت نماز ادا کی، یا مسجد میں نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۵...... بَاب: الصلوات الخمس و الجمعة الى الجمعة كفارة لما بينهن مالَمْ تَغْشَ الكبائر

باب۵: پانچ نمازیں، جمعہ، اگلے جمعہ تک، رمضان اگلے رمضان تک، درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ بنتے ہیں، بشرطیکہ بڑے گناہوں سے بچے

[550] ۱۴۔(۲۳۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ**))

[550] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک، درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں، جب تک کبائر کا ارتکاب نہیں کیا جاتا۔

مفردات الحدیث ✲ **ما لم تغش**: غَشْيَان کا اصل معنی کسی کے پاس آنا ہے، کہتے ہیں۔ **غَشِيَ فلانًا**، فلاں کے پاس آیا، یہاں مقصد گناہوں کا ارتکاب ہے، جس کو آگے اجتناب الکبائر، بڑے گناہوں سے بچنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[551] ۱۵۔(. . .) وَحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ**))

[551] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔''

← حق فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور۔ ان الشيطان......﴾ الآية برقم (٦٤٣٣) والنسائى فى (المجتبى) ١/ ١١١۔١١٢ فى الامامة، باب: حد ادراك الجماعة۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٩٧)

[550] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل الصلوات الخمس برقم (٢١٤) وقال: حديث ابى هريرة حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٨٠)

[551] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٣٤)

[552] ١٦-(. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ إِسْحَقَ مَوْلَى زَائِدَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ يَقُولُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ))

[552] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک، رمضان اگلے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب کہ انسان کبیرہ گناہوں سے بچے۔''

فائدہ :...... انسان سے مختلف قسم کے گناہ اور قصور سرزد ہوتے رہتے ہیں، اس لیے مختلف گناہوں کے لیے مختلف قسم کی عبادات کفارہ بنتی ہیں، کچھ وضو سے معاف ہوتے ہیں، کچھ کا کفارہ نماز بنتی ہے، اور بعض گناہ جمعہ سے معاف ہوتے ہیں، بعض کی بخشش روزے سے ہوتی ہے، اسی طرح اور عبادات ہیں، لیکن کبیرہ گناہوں کی آلودگی اور نجاست اس قدر غلیظ ہوتی ہے اور اس کے قبیح اثرات اس قدر گہرے اور پختہ ہوتے ہیں، جن کا ازالہ صرف توبہ واستغفار سے ہوسکتا ہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی پر خصوصی رحم فرما کر، یونہی معاف کر دے، تو اس کا فضل وکرم انتہائی وسیع ہے، وہ کسی کا پابند نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تم سے تمھاری چھوٹی برائیاں دور کر دیں گے۔ (نساء: ٣١)

٦...... بَابُ: الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ

باب ٦: وضو کے بعد مستحب ذکر

[553] ١٧-(٢٣٤) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ

---

[552] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٨٣)

[553] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: ما يقول الرجل اذا توضا (١٦٩) مطولاً۔ وفی الصلاة، باب: كراهية الوسوسة وحديث النفس فی الصلاة برقم (٩٠٦) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٩٤-٩٥ فی الطهارة، باب ثواب من احسن الوضوء ثم صلی ركعتين۔ انظر (التحفه) برقم (٩٩١٤)

فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ فَقُلْتُ مَا أَجْوَدَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جِئْتَ آنِفًا قَالَ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ))

[553] ۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے ذمہ اونٹوں کا چرانا تھا، جب میری باری آئی، میں اونٹوں کو چرا کر شام کو لے کر آیا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا کہ آپ کھڑے ہو کر لوگوں کو تلقین فرما رہے ہیں، میں نے آپ کا یہ قول سنا: ''جو مسلمان وضو کرتا ہے اور وہ اچھی طرح وضو کر کے، پھر کھڑے ہو کر پوری قلبی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔'' میں نے کہا، یہ حدیث کس قدر عمدہ ہے؟ تو میرے سامنے ایک آدمی کہہ رہا تھا، اس سے پہلے والی زیادہ عمدہ ہے، تو میں نے دیکھا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے کہا: میں نے تمہیں دیکھا ہے، تم ابھی آئے ہو (آپ نے اس سے پہلے فرمایا تھا) تم میں سے جو بھی (پورا) کامل وضو کرتا ہے، پھر کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ''میں گواہی دیتا ہوں، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

فائدہ: ...... کلمہ شہادت: پورے دین کا عنوان ہے، اور اس کا مقصد پورے دین کی تعمیل کا اقرار واعتراف کرنا ہے، اور دین کامل پر عمل پیرا شخص کو ہی یہ سعادت عظمیٰ حاصل ہوگی کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے، اس لیے ہر وضو کے بعد اس عہد کی تجدید اور یاد دہانی کرائی جاتی ہے، تاکہ انسان کبھی بھی، دین سے غافل نہ ہو اور اس کی تعمیل میں سستی اور کاہلی کا شکار نہ ہو، ہر وضو کے بعد ان کلمات کے دل کی گہرائی سے اقرار کی تاثیر و برکت سے انسان کو عمل صالح کی توفیق حاصل ہوتی ہے، اور گناہوں سے احتراز کرتا ہے۔

سند کی وضاحت: بیروتی نسخہ سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے، کہ حدثنی ابو عثمان، کا لفظ امام مسلم فرما رہے ہیں، کیونکہ اس میں ح وحدثنی ابو عثمان ہے جبکہ اگلی روایت سے ثابت ہو رہا ہے، یہ امام مسلم کا قول نہیں ہے۔ امام ابو علی غسانی نے اپنی کتاب ''تقييد المهمل'' میں تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ اس کا قائل معاویہ بن صالح ہے۔ معاویہ بن صالح ربیعہ اور ابو عثمان سے روایت کرتا ہے۔

[554] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ

[554] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٥٢)

رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرِ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

[554] یہی روایت امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔ ہاں اس میں یہ الفاظ ہیں، جس نے وضو کرنے کے بعد کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، (یعنی دعائیہ کلمات میں کچھ اضافہ ہے)

سند کی وضاحت: سند سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوعثمان کا عطف ابوادریس خولانی پر ہے، جبکہ ابوعلی غسانی نے ثابت کیا ہے کہ ابوعثمان کا عطف ربیعہ بن یزید پر ہے، کیونکہ مذکورہ بالا روایت میں ابوادریس خولانی بلا واسطہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ ابوعثمان بالواسطہ بیان کرتا ہے اور یہ ربیعہ کا ہم مرتبہ ہے۔ (صحیح مسلم شرح امام نووی، ج:۱،ص:۱۲۲، قدیمی کتب خانہ)

فائدہ: ......سنن ترمذی میں یہ اضافہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین، امام نسائی کی کتاب "عمل الیوم واللیلة" میں یہ اضافہ ہے سبحانك اللھم وبحمد اشھد ان لا الہ الا انت وحدك لا شریك لك استغفرك واتوب الیك (صحیح مسلم امام نووی، ج:۱،ص:۱۲۳) بہتر یہی ہے کہ ان تمام ادعیہ مبارکہ کا ورد کرے۔

٧...... بَابٌ: اٰخَرُ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ

باب ۷: نبی اکرم ﷺ کے وضو کا ایک اور طریقہ

[555] ۱۸۔(۲۳۵) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ

---

[555] اخرجه البخاری فی الوضوء، باب: مسح الراس کله برق (۱۸۵) وباب: غسل الرجلین الی الکعبین برقم (۱۸٦) وفی باب: من مضمض واستنشق من غرفة واحدة برقم (۱۹۱) وفی باب: مسح الراس مرة برقم (۱۹۲) وفی باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارة برقم (۱۹۷) وفی باب: الوضوء من النوربرقم (۱۹۹) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: الوضوء فی آنية الصفر برقم (۱۰۰) مختصرا وفی باب: صفة وضوء النبی ﷺ برقم (۱۸) و (۱۱۹) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: المضمضة والاستنشاق من کف واحدة۔ برقم (۲۸) وقال: حدیث عبدالله بن زید حسن غریب۔ وفی باب: ما جاء فی مسح الراس انه یبدا بمقدم الراس الی موخرة برقم (۳۲) وفی باب: ما جاء فیمن یتوضا بعد ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[555]۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری (جسے شرف رفاقت حاصل ہے) ان سے کسی نے کہا، ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیں، تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، اور اس سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، اور انہیں تین دفعہ دھویا، پھر (برتن میں) اپنا ہاتھ ڈال کر نکالا اور ایک ہتھیلی سے کلی کی اور ناک میں پانی کھینچا، یہ کام تین دفعہ کیا، پھر اپنا ہاتھ ڈال کر (برتن میں سے) نکالا اور اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا، پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو دفعہ دھوئے، پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر اس سے پانی نکالا اور اپنے سر کا مسح کیا، اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے کو اور پیچھے سے آگے لائے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، پھر کہا، رسول اللہ ﷺ ایسے ہی وضو کیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ اَكْفَأَ اَنْفَأَ: اس کو جھکایا، اس سے پانی ڈالا۔ ❷ اِسْتَنْشَقَ: نَشَقٌ سے ہے، جس کا معنی ہے، سونگھنا، مقصد ناک میں پانی چڑھانا، ناک میں پانی ڈالنا۔ ❸ اَقْبَلَ: آگے سے شروع کیا اور دبر اس کے برعکس ہے۔ یعنی پیچھے سے شروع کیا ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا، آپ ایک ہی چلو سے کلی بھی کرتے اور ناک میں پانی بھی چڑھاتے تھے اور بہتر طریقہ یہی ہے، علماء نے اس کے پانچ طریقے لکھے ہیں: (۱) ایک چلو لے کر، اس سے تین مرتبہ کلی کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے۔ (۲) ایک چلو میں پانی لے اور اس سے تین دفعہ پہلے کلی کرے۔ پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے۔ (۳) تین دفعہ چلو میں پانی لے اور ہر دفعہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ (۴) پہلے ایک چلو سے تین دفعہ کلی کرے، پھر دوسرے چلو سے تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے۔

← وضوئه مرتين برقم (٤٧) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٧١ في الطهارة، باب حد الغسل- وفي ١/ ٧١-٧٢ في باب صفة مسح الراس- وفي ١/ ٧٢ في باب: عدد مسح الراس- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المضمضة والاستنشاق من كف واحد برقم (٤٠٥) وفي باب: ما جاء في مسح الراس برقم (٤٣٤) وفي باب: الوضوء بالصفر برقم (٤٧١) انظر (التحفة) برقم (٥٣٠٨)

(۵) ہر چلو سے صرف ایک کام کرے پہلے تین چلوؤں سے تین دفعہ کلی کرے، پھر تین چلوؤں سے تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے۔ اس حدیث سے تیسرا طریقہ ثابت ہوتا ہے کہ تین چلوؤں سے دونوں کام یک بار کرے۔ ❷ بعض اعضاء کو دو دفعہ اور بعض کو تین دفعہ دھونا بھی جائز ہے، آپ نے ہاتھ کہنیوں سمیت دو دفعہ دھوئے، چہرہ اور صرف ہاتھ شروع میں تین تین دفعہ ہوئے۔ ❸ سر کے مسح میں ہاتھ (دونوں) سامنے سے پیچھے کی طرف اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لانا، اس بات کی دلیل ہے کہ مسح پورے سر کا کیا جائے گا، اس کے افضل و بہتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، فرضیت اور وجوب میں اختلاف ہے۔ ❹ سر کا مسح ایک دفعہ کیا، اس لیے اس میں تعداد کا ذکر نہیں کیا، دوسرے اعضاء کے لیے مرتین اور ثلاثا کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پاؤں کے دھونے میں بھی عدد مذکور نہیں ہے۔

[556] (. . .) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

[556] ۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔اس میں الی الکعبین کا ذکر نہیں ہے

[557] (. . .) وَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَّلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

[557] امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کی اس میں ہے، تین دفعہ کلی کی اور ناک جھاڑا، لیکن فی کف واحدة (ایک چلو سے نہیں کہا اور اقبل بهما ادبر کی تفسیر کرتے ہوئے کہا، سر کے سامنے سے شروع کر کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گدی تک لے گئے اور پھر دونوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا، اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

[558] (. . .) وَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا مَعْنٌ قَالَ نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً

[556] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٥٤)

[557] تقدم تخريجه (٥٥٤)

[558] تقدم تخريجه برقم (٥٥٤)

وَاحِدَةً قَالَ بَهْزٌ اَمْلٰى عَلَيَّ وُهَيْبٌ هٰذَا الْحَدِيثَ وَ قَالَ وُهَيْبٌ اَمْلٰى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى هٰذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ

[558] امام صاحب ایک اور سند سے حدیث بیان کرتے ہیں اور اس میں کہا، تین چلوؤں سے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور ناک صاف کیا اور یہ بھی کہا، اپنے سر کا مسح ایک دفعہ اس طرح کیا کہ ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے، بہز نے کہا، مجھے یہ حدیث وہیب نے لکھوائی، اور وہیب نے کہا مجھے یہ حدیث عمرو بن یحییٰ نے دو دفعہ لکھوائی۔

[559] ۱۹ ـ(۲۳۶) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ ح وَ حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَبُو الطَّاهِرِ قَالُوا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ حَبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهٗ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَالْاُخْرٰى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ بِمَآءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهٖ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا

[559]۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے کلی کی، پھر ناک (میں پانی ڈال کر) جھاڑا، پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا، اور اپنا دایاں ہاتھ تین مرتبہ اور دوسرا تین مرتبہ اور سر کا مسح اس پانی سے کیا، جو ہاتھ سے بچا ہوا نہیں تھا (یعنی نئے پانی سے مسح کیا) اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے حتیٰ کہ ان کو صاف کر لیا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے اوپر کی حدیث میں بھی یہی کیفیت بیان ہوئی ہے۔

۸...... بَاب: الْإِيتَارِ فِي الْاِسْتِنْثَارِ وَالْاِسْتِجْمَارِ

باب ۸: ناک جھاڑنے اور ڈھیلے استعمال کرنے میں طاق کا لحاظ رکھنا

[560] ۲۰ ـ(۲۳۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّعَمْرُو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[559] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: صفة وضوء النبي ﷺ برقم (۱۲۰) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء انه ياخذ لراسه ماء جديدا۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (۳۵) انظر (التحفة) برقم (۵۳۰۷)

[560] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الاستجمار وترا برقم (۱۶۲) مطولا ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ))

[560] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ڈھیلے استعمال کرے تو طاق ڈھیلے استعمال کرے، اور جب تم سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے، پھر ناک صاف کرے۔''

مفردات الحدیث ❶ اِسْتَجْمَرَ: جِمَار (چھوٹے پتھر) سے بول و پیشاب کی جگہ صاف کرنا، استنجا کرنا۔ ❷ لِيَنْتَثِرْ: اَلاِسْتِنْثَار ناک میں پانی ڈالنے کے بعد، ناک صاف کرنا، اس سے بنی وغیرہ نکالنا۔

[561] ۲۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ))

[561] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو دونوں نتھنوں میں پانی ڈالے اور پھر ناک جھاڑے۔''

[562] ۲۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ))

[562] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے۔''

[563] (. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ ح وَ

← وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في الاستنثار برقم (١٤٠) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٦٥-٦٦ في الطهارة، باب: اتخاذ الاستنثار۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٩ و ١٣٨٢٠)

[561] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٣)

[562] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الاستنثار في الوضوء برقم (١٦١) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب الامر بالاستنثار ١/ ٦٦ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: المبالغة في الاستنشاق والاستنثار برقم (٤٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٤٧)

[563] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٦١)

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[563] امام صاحب نے ایک اور سند سے ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں سے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[564] ٢٣-(٢٣٨) وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيَاشِيمِهِ))**

[564]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو تین دفعہ ناک جھاڑے کیونکہ شیطان اس کے بانسے پر رات گزارتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❊ خَيَاشِيْم: خیشوم کی جمع ہے، ناک کے اعلیٰ حصہ کو کہتے ہیں، اور بقول بعض پورے ناک کو۔

[565] ٢٤-(٢٣٩) وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ))**

[565]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی ڈھیلے استعمال کرے تو طاق بار استعمال کرے۔''

فائدہ :...... تمام مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ استنجا میں ڈھیلے طاق (تین پانچ یا سات) استعمال کرنے چاہئیں، تین کا استعمال فرض ہے اور تین سے زائد کا انحصار ضرورت پر ہے، اور تین سے اوپر میں طاق کا لحاظ بہتر اور افضل ہے، لازم نہیں ہے۔

[564] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٩٥) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٦٧ في باب الامر بالاستنثار عند الاستيقاظ من النوم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٨٤)

[565] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٢)

۹...... بَاب: وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا

باب ۹: وضو میں دونوں پاؤں مکمل طور پر دھونا فرض ہے

[566] ٢٥ ـ(٢٤٠)حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالُوا أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ

عَنْ أَبِيهِ سَالِمٍ مَوْلٰى شَدَّادٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

[566] ـ شداد کے آزاد کردہ غلام سالم بیان کرتے ہیں، جس دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے آکر ان کے سامنے وضو کیا، تو انہوں نے کہا، اے عبدالرحمٰن، وضو پورا کر (کامل) کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایڑیوں کے لیے آگ (جہنم) کی تباہی ہے (یعنی خشک رہنے کی صورت میں عذاب ہوگا)۔

[567] (. . .)وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ مَوْلٰى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[567] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[568] (. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالَا نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَوْ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فِي جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلٰى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[566] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩٢)

[567] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩٢)

[568] التخريج السابق۔

[568] سالم جوہری کے مولیٰ ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے نکلے، اور ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازے سے گزرے، تو مجھے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا روایت سنائی۔

[569] (. . .) حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ نَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[569] شداد بن الہاد کے آزاد کردہ غلام سالم سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[570] ٢٦-(٢٤١) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيٰى

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّئُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ))

[570] ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے، حتیٰ کہ جب ہم راستہ میں ایک پانی پر پہنچے تو کچھ لوگوں نے عصر کے وقت جلدی کی اور انہوں نے جلدی جلدی وضو کرلیا، ہم ان تک اس حال میں پہنچے کہ ان کی ایڑیاں پانی نہ چھونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھیں (خشک تھیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے وضو مکمل کیا کرو۔''

مفردات الحدیث ✱ عِجَال، عَجْلَان کی جمع ہے، جلد باز۔

[571] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا

[569] انظر السابق والذی قبله۔

[570] اخرجه ابوداود فی الطهارة، باب اسباغ الوضوء برقم (٩٧) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٧٨ فی الطهارة، باب: ایجاب غسل الرجلین وفی باب: الامر باسباغ الوضوء ١/ ٨٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: غسل العراقیب برقم (٤٥٠) انظر (التحفة) بر (٨٩٣٦)

[571] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٥٦٩)

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ((أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)) وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ

[571] امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے جس میں شعبہ نے اسبغوا الوضوء، وضو مکمل کرو، کے الفاظ بیان نہیں کیے ہیں۔

[572] ۲۷۔(. . .)وَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

[572]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا، ہم سے نبی اکرم ﷺ پیچھے رہ گئے، آپ ہمیں اس حال میں ملے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، تو ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے (پانی، پاؤں کے لیے کم استعمال کیا) تو آپ نے آواز دی، ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔'' (ایڑیاں خشک رہ گئیں تھیں)۔

[573] ۲۸۔(۲۴۲)حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ فَقَالَ ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

[573]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے اپنے پاؤں کے پچھلے حصے (ایڑیاں) نہیں دھوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے (خشک رہ جانے کی بنا پر) آگ کا عذاب ہے۔''

[574] ۲۹۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

---

[572] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم، باب: من رفع صوته لعلم برقم (٦٠) وفي باب: من اعاد الحديث ثلاثث ليفهم عنه برقم (٩٦) وفي الوضوء، باب: غسل الرجلين، ولا يمسح على القدمين برقم (١٦٣) انظر (لتحفة) برقم (٨٩٣٦)

[573] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧١)

[574] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: غسل الاعقاب برقم (١٦٥) مطولا۔ والنسائي في (المجتبى) ١/ ٧٨ في الطهارة، باب: ايجاب غسل الرجلين۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨١)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَاٰى قَوْمًا يَتَوَضَّئُوْنَ مِنَ الْمَطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ ((وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ))

[574]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو لوٹے سے وضو کرتے دیکھا، تو کہا، وضو مکمل کرو، کیونکہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کے باعث تباہی و ہلاکت ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ مطهرة: اگر میم پر زیر ہو تو معنی ہوگا، وضو کرنے کا آلہ (جس برتن سے بھی وضو کیا جائے اور اگر میم پر زبر پڑھیں تو معنی ہوگا، دھونے کی جگہ، یہاں برتن مراد لینا ہی زیادہ مناسب ہے۔
❷ عِرَاقِيب، عُرْقُوب کی جمع ہے، ایڑی کے اوپر کا پٹھا۔

[575] ۳۰۔(. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

[575]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایڑیوں کے لیے آگ سے عذاب ہے۔''

فائدہ:...... تمام احادیث بالا کا مقصود یہ ہے کہ پاؤں کا دھونا لازم ہے، اس کے دھوئے بغیر چارہ نہیں ہے، موزوں یا جرابوں کے بغیر پاؤں کا مسح کرنا کافی نہیں ہے، اور دھونے کے ساتھ مسح کی ضرورت نہیں، ان لوگوں کی رائے درست نہیں ہے جو پاؤں کے لیے مسح کو ضروری قرار دیتے ہیں یا غسل اور مسح میں اختیار دیتے ہیں یا دونوں کو ضروری قرار دیتے ہیں، نیز پاؤں مکمل طور پر دھویا جائے گا، ایڑیوں کے خشک رہنے کا احتمال ہے، اس لیے ان کے دھونے کی خصوصی طور پر تاکید کی گئی ہے۔

١٠...... بَابُ: وُجُوْبِ اسْتِيْعَابِ جَمِيْعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ

باب ١٠: محل طہارت (تمام اعضائے وضو) کو مکمل طور پر دھونا لازم ہے

[576] ۳۱۔(۲۴۳) وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰى قَدَمِهٖ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ)) ثُمَّ صَلّٰى

[576]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک انسان نے وضو کیا

[575] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٠٢)
[576] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: من توضا فترك موضعا لم يصبه الماء برقم (٦٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٢١)

تو اپنے پاؤں سے ایک ناخن کے بقدر جگہ کو چھوڑ دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کو دیکھ لیا، اور فرمایا: ''واپس جا کر اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔'' تو وہ واپس گیا، پھر (آ کر) نماز پڑھی۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوا، وضو کے ہر عضو کو پورے طور پر دھویا جائے، کسی عضو کا معمولی سا حصہ بھی خشک نہ رہے، اگر ذرہ برابر جگہ بھی چھوڑ دی گئی تو وضو نہیں ہوگا اور اگر وضو نہیں ہے تو ظاہر ہے نماز نہیں ہوگی، کیونکہ وضو نماز کے لیے شرط ہے، اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا پاؤں کا دھونا ضروری ہے، اگر پاؤں کا مسح ہوتا تو ناخن کے بقدر رہ جانے والی جگہ نظر نہ آتی۔

۱۱...... بَاب: خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَآءِ الْوُضُوْءِ

باب ۱۱: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کا (اعضائے وضو سے) نکلنا

[577] ۳۲۔(۲۴۴) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ))

[577]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ سارے گناہ نکل جاتے ہیں جو اس کی آنکھ نے دیکھے تھے اور جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے، تو پانی کے ساتھ یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جنھیں اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا اور جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف وہ چل کر گیا تھا، حتیٰ کہ وہ (وضو سے فراغت کے بعد) گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔''

[578] ۳۳۔(۲۴۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ قَالَ نَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ حُمْرَانَ

---

[577] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الطھارة، باب: ما جاء فی فضل الطھور۔ وقال: ھذا حديث حسن صحيح برقم (۲) انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۴۲) ۳۹۲

[578] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۷۹۶)

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهِ))

[578]۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل گئے، حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔''

فوائد :...... ❶ مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق باطنی پاکیزگی کے حصول کی خاطر وضو کے آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ، اچھی طرح وضو کرے گا تو اس سے صرف ظاہری میل کچیل یا حدث والی ناپاکی ہی دور نہیں ہوگی بلکہ اس کی برکت سے اس کے سارے جسم کے گناہ اور ان کی ناپاکی نکل جائے گی اور وہ حدث سے پاک ہونے کے ساتھ، گناہوں سے بھی پاک ہو جائے گا۔ ❷ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ گناہوں کا بھی اپنا ایک وجود ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔ اس لیے ان حدیثوں کی اس تاویل کی ضرورت نہیں ہے کہ گناہوں کے نکل جانے سے مقصد یا مراد صرف ان کی معافی اور بخشش ہے یا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو جس عضو سے گناہ کرتا ہے، اس کا ظلمانی اثر اور اس کی نحوست اس کے عضو پر اور پھر دل پر پڑتی ہے، تو آداب وسنن کے مطابق کیے گئے وضو سے ہر عضو سے کیے گئے گناہ کی گندی اور بری تاثیر اور عضو اور دل پر قائم ہونے والی ظلمت وسیاہی دور ہو جاتی ہے، اور گناہوں کی معافی اور مغفرت بھی ہو جاتی ہے، لیکن یہ بات پیچھے گزر چکی ہے، کہ نیک اعمال کی تاثیر سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، اور مختلف عملوں سے مختلف قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جسم ان سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

۱۲...... بَابٌ: اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ

باب ۱۲: چہرے اور ہاتھ پاؤں کی روشنی اور چمک کو بڑھانے کا مستحب ہونا

[579] ٣٤-(٢٤٦) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ دِينَارٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ

[579] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: فضل الوضوء، والغر المحجلون من آثار الوضوء برقم (٣) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦٤٣)

غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ))

[579] ۔نعیم بن عبداللہ مجمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انہوں نے چہرہ مکمل دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا، حتیٰ کہ بازو کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ دھویا، حتیٰ کہ بازو کا کچھ حصہ بھی دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا حتیٰ کہ پنڈلی تک پہنچے پھر اپنا بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا کچھ حصہ دھویا، پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم قیامت کے دن کامل وضو کرنے کی وجہ سے روشن اور منور چہرے اور روشن و منور ہاتھ پاؤں والے ہو گے تو تم میں سے جو اپنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کی چمک اور روشنی کو بڑھا سکے، بڑھا لے۔“

[580] ۳۵۔(. . .) وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ رَأٰى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))

[580] ۔نعیم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انہوں نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ کندھوں کے قریب پہنچ گئے، پھر انہوں نے اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے، پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے امتی قیامت کے دن وضو کے اثر سے روشن چہرہ اور چمکدار ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے تم میں سے جو اپنی روشنی اور نورانیت بڑھا سکے تو ایسا کرے۔“

مفردات الحدیث ❀ ❶ غُرّة: پیشانی کی روشنی اور چمک۔ ❷ تحجیل ہاتھ پاؤں کی سفیدی اور چمک۔

فائدہ :...... وضو کا اثر دنیا میں یہ ہے کہ اس سے اعضائے وضو میل کچیل اور حدث سے پاک وصاف ہو کر گناہوں سے بھی پاک ہو جاتے ہیں، لیکن قیامت میں اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ کے امتیوں کے چہرے اور ہاتھ

[580] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٧٨)

پاؤں روشن اور تاباں ہوں گے اور یہ ان کا وہاں امتیازی وصف ہوگا، پھر جس کا وضو جتنا کامل اور مکمل ہوگا اس کی یہ روشنی اور نورانیت بھی اس درجہ کی ہوگی، اس لیے وضو میں بازو اور پنڈلی کو بھی دھونے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کو کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے، جہاں تک دھو سکے، دھو لے۔

[581] ٣٦-(٢٤٧) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا مَرْوَانُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ))

[581] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے ایلہ تک کے فاصلہ سے زیادہ بڑا ہے اور (اس کا پانی) یقیناً برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے ہوئے دودھ سے زیادہ شیریں ہے اور اس کے برتنوں کی تعداد یقیناً ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہے، اور میں لوگوں کو اس سے روکوں گا، جس طرح ایک انسان اپنے حوض سے دوسرے لوگوں کے اونٹوں کو روکتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا اس دن آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تمہارے لیے ایک علامت ہوگی، جو دوسری کسی امت میں نہیں ہوگی، تم میرے پاس وضو کے اثر سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پاؤں سے پہنچو گے۔

[582] ٣٧-(. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ وَأَنَا أَذُودُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي فَيُجِيبُنِي مَلَكٌ فَيَقُولُ وَهَلْ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ))

---

[581] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في الزهد، باب: صفة امة محمد ﷺ برقم (٤٢٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٩٩)

[582] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٨٠)

[582] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میرے پاس حوض پر آئے گی اور میں اس سے لوگوں کو ہٹاؤں گا، جیسے ایک مرد، اپنے اونٹوں سے دوسرے انسان کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔'' انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، تمہاری ایک نشانی ہوگی، جو تمہارے سوا کسی میں نہیں ہوگی، تم میرے پاس وضو کے اثرات کی بنا پر روشن چہرے، چمکدار ہاتھ پاؤں کے ساتھ آؤ گے، تم میں سے ایک گروہ کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا، تو وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا، تو میں کہوں گا، اے میرے رب! یہ میرے ساتھیوں میں سے ہیں، تو مجھے ایک فرشتہ جواب دے گا اور کیا آپ جانتے ہیں، انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام نکالے تھے۔''

فائدہ: ...... ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ آپ کو علم کلی حاصل ہے یا آپ عالم الغیب ہیں وگرنہ وہ یہ سوال نہ کرتے کہ اتعرفنا؟ کیا آپ ہمیں پہچانیں گے، اور نہ ہی آپ یہ جواب دیتے۔ نعم لكم سيما ليست لاحد غيركم، تمہاری ایک ایسی علامت ہوگی جو کسی اور میں نہیں ہوگی، علم کلی رکھنے والے کو کسی علامت یا نشانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(حدیث کے جملہ اَهل تَدرِیْ مَا اَحْدَثُوا بعدكَ، کی بحث اس مفہوم کی آخری حدیث کے بعد آئے گی)

[583] ۳۸۔(۲٤۸) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ))

[583] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میرا حوض اس سے زیادہ مسافت والا ہے جتنی ایلہ کی عدن سے ہے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے میں بلاشبہ اس سے مردوں کو روکوں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے اجنبی اونٹوں کو دور کرتا ہے، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ ہمیں کیسے پہچانیں گے آپ نے فرمایا ہاں! تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضوء کی اثرت کی وجہ سے روشن چہرے چمکدار ہاتھ پاؤں سے آؤ گے یہ علامت تمہارے سوا کسی اور کے لیے نہیں ہے۔

[583] اخرجه ابن ماجه في ((سننه)) في الزهد، باب: ذكر الحوض برقم (٤٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (٣٣١٥)

[584] ٣٩ـ(٢٤٩)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا)) قَالُوا أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ)) فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا))

[584]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں پہنچے اور فرمایا: ''اے مومنوں کے گروہ) تم پر سلامتی ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، میری خواہش کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو دیکھا ہوتا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے جواب دیا: ''تم میرے ساتھی ہو اور ہمارے بھائی، وہ لوگ ہیں جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے۔'' تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ کی امت کے وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے، آپ ان کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: بتایئے! اگر کسی کے روشن چہرہ، روشن ہاتھ پاؤں والے گھوڑے (یعنی پانچ کلیان) ایسے گھوڑوں میں ہوں جو خالص سیاہ ہوں، تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان نہیں لے گا؟'' انہوں نے کہا، کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''وہ وضو کی بنا پر، روشن رو، روشن ہاتھ پاؤں آئیں گے اور میں حوض پر ان کا پیش رو ہوں گا، خبردار کچھ لوگ یقیناً میرے حوض سے ہٹائے جائیں گے، جیسے بھٹکا ہوا اونٹ دور ہٹایا جاتا ہے، میں ان کو آواز دوں گا، خبردار! ادھر آؤ تو کہا جائے گا انہوں نے آپ کے بعد اپنے آپ کو بدل لیا تھا، (آپ کے راستہ یا طرز عمل میں آمیزش کر دی تھی) تو میں کہوں گا: دور، دور ہو جاؤ۔''

مفردات الحدیث ❶ دهم بهم: خالص سیاہ، دهم، ادهم کی جمع ہے۔سیاہ کو کہتے ہیں۔اور بُهم، بهيم کی جمع ہے، یک رنگ، سیاہ گھوڑے کو فرس بهيم کہتے ہیں۔ ❷ فَرَط: پانی کی طرف لوگوں سے پہلے پہنچنے والا، اس میں واحد جمع برابر ہیں۔ رَجُلٌ، فرطٌ، قومَ فَرَطٌ۔ هَلُمَّ آؤ، مذکر، مونث اور مفرد تثنیہ جمع

[584] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٠٨)

سب کے لیے ہے۔ ❶ سُحْقًا، سُحْقًا: بعدً بعدًا یعنی سحقهم الله سحقا، اللہ ان کو دور رکھے۔

فوائد: ...... ❶ آپ نے بعد والے امتیوں کو دیکھنے کی خواہش کی، اس پر کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ تاویل کی ضرورت پیش آئے جیسا کہ بعض عربی اور اردو شارحین نے تکلفات سے کام لیا ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حفاظت وصیانت کے باوجود، شہادت فی سبیل اللہ کی خواہش کا اظہار فرمایا، حالانکہ آپ کو کوئی دشمن شہید نہیں کر سکتا تھا، مقصود شہادت کی فضیلت اور رفعت کا اظہار تھا، اس طرح دیکھنے کی خواہش کا مطلوب صرف اپنی امت سے محبت و پیار کا اظہار ہے، جو لوگ ابھی دنیا میں آئے ہی نہیں ان کو دیکھا کیسے جا سکتا ہے۔ ❷ السلام علیکم! ایک دعائیہ جملہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ تمہیں امن وسلامتی بخشے، یہ خطاب نہیں ہے۔ جس کے لیے مردے کو جواب دینے کی ضرورت پیش آئے، ایسے امور کے لیے ضعیف احادیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ کلمات تو قبرستان میں داخل ہوتے وقت کہے جاتے ہیں، قبر پر جا کر نہیں کہے جاتے۔

اور چونکہ انسان کو اپنی موت کا پتہ نہیں کب آئے گی، اس لیے اس دعا میں ان شاء اللہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اگرچہ موت ایک اٹل اور یقینی چیز ہے، ان شاء اللہ کے الفاظ اس کی قطعیت اور یقینی ہونے کے منافی نہیں اس لیے یہ کلمہ یقینی اور قطعی امور کے موقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ ❸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے سوال کیا، السنا اخوانك؟ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں، تو آپ نے فرمایا: انتم اصحابی، واخواننا الذين لم يات بعد، کہ تم میرے ساتھی ہو، ہمارے بھائی تو بعد میں آنے والے مسلمان ہیں۔ یعنی تمہیں ایک بلند اور اعلیٰ شرف حاصل ہے، اس کی موجودگی میں بھائی کہنے کی ضرورت نہیں ہے، جس طرح کسی کو مومن کہہ دیں تو مسلم کہنے کی ضرورت نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا، إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ کی بنا پر رسول اپنے ماننے والوں کا بھائی بھی ہوتا ہے، اور اس سے آپ کی توہین نہیں ہوتی اس لیے اگر آپ افضل البشر اور سید البشر ہیں، تو اس سے آپ کے بشر ہونے کی نفی نہیں ہوتی، آپ بشر ہیں، اگرچہ سب سے افضل اور اعلیٰ بشر ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم، آپ کے بھائی بھی ہیں اور صحابی بھی، لیکن بعد والے مسلمان آپ کے صرف دین وایمان کی بنیاد پر بھائی ہیں صحابی نہیں۔ ❹ جن لوگوں کو حوض کوثر سے جو میدان محشر میں ہوگا، جب روکا جائے گا، تو آپ ان کو اصحابی کہیں گے، ان کو آواز دیں گے، تو آپ کو جواب دیا جائے گا: هَلْ تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ یا اَنَّهم قَد بدَّلُوا بعدك، اور بعض روایات میں لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ، لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ، وغیرہ الفاظ آئے ہیں، جس سے یہ بات بلاشک وشبہ ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو غیب کا علم یا کلی علم نہیں ہے، ان صریح الفاظ کی موجودگی میں یہ کہنا (کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحابی فرمانا عدم علم کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ اس لیے تھا کہ پہلے ان کو یہ امید ہو کہ ان کو پانی ملے گا، اور پھر جب

حوض سے دور کیا جائے گا، اور ان کی امید ٹوٹے گی تو ان کو زیادہ عذاب ہوگا۔'' یہ انتہائی رکیک تاویل نہیں ہے تو کیا ہے، صحیح احادیث کی موجودگی میں اس من گھڑت بات کا قرینہ اور دلیل کیا ہے، کیا حوض پر آنے کے بعد ان کو دور کیا جائے گا؟ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ فرشتے ان کو دور ہی روک لیں گے، نیز کیا وہ آپ کی آواز کہ یہ اصحابی ہیں، سن لیں گے کہ ان کو یہ امید پیدا ہوگی کہ شاید ہمیں پانی مل جائے، تو پھر اَنَـادِیہِم میں آواز دوں گا، کہ الاھلم کا کیا مفہوم ہوگا، نیز آپ تو جواب سنتے ہی فرمادیں گے سُحْقًا سُحْقًا، تو امید کیوں کر پیدا ہوگی، اور لا عِلْمَ لك، هَـلْ تَـدْرِیْ کا کیا مفہوم ہوگا۔ اس کے بعد یہ تاویل کرنا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصحابی سے پہلے، ہمزہ استفہام کا محذوف ہو یعنی کیا یہ میرے اصحابی ہیں؟ پہلی سے بھی بری تاویل ہے اگر ہمزہ استفہام محذوف ہے، تو پھر انـادیھم آواز دوں گا، اَلا ھَلُمَّ، آجاؤ اس کا کیا مقصد ہے، آواز کس مقصد کے لیے دی جارہی ہے۔ اور اس جواب کی کیا ضرورت ہے، لا عِـلْمَ لَكَ، لا تَدْرِی مَا اَحْدَثُوا بعدكَ، اور یہ تاویل تو انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ آپ تو دنیا میں فرمارہے ہیں کہ میرے حوض پر ایسے ایسے لوگ آئیں گے، سو آخرت کا علم تو دور کی بات ہے۔''
یہ علم کا اظہار ہے یا عدم علم کا کہ میرے حوض پر ایسے لوگ بھی آنے کی کوشش کریں گے، جن کو میں اپنے سمجھوں گا، جبکہ اصل حقیقت کی رو سے وہ میرے راستے پر چلنے والے نہیں ہوں گے، اور جب مجھے اصل حقیقت کا علم ہوگا، تو میں کہوں گا۔ سُحْقًا سُحْقًا.

اسی طرح ان متفق علیہ احادیث کے مقابلہ میں، مسند بزار کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: حَیَـاتِـی خَیْـرٌ لَّـکُـمْ، وَمَـمَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ، تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ، فَمَا کَانَ مِنْ حُسْنٍ شکرت اللّٰہُ عَلَیْہِ، وَمَا کَانَ مِنْ شَیْءٍ اَسْتَغْفِرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ. میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے، اور میری موت بھی تمہارے حق میں بہتر ہوگی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، جو اچھے ہوں گے، اس پر میں اللہ کا شکر اور تعریف کروں گا، اور جو برے ہوں گے، ان پر میں تمہارے لیے اللہ سے معافی طلب کروں گا۔

اب ظاہر ہے یہ حدیث اگر صحیح ہے تو متفق علیہ روایات کے مخالف اور معارض نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ بات آپ نے برزخی دور کے بارے میں بتائی ہے اور مذکورہ روایات کا تعلق وقوع قیامت کے بعد کے دور سے ہے۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) آپ کی زندگی کے دور کے بعد آپ کی موت کا دور ہے، اور جو حضرات آپ کو عالم الغیب یا کلی علم کا مالک قرار دیتے ہیں وہ آپ کی موت کے منکر ہیں، آپ کو زندہ مانتے ہیں، جب کہ یہ روایت آپ کی موت پر صراحتاً دلالت کررہی ہے۔

(۲) تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ ، مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے، آپ کو پتہ نہیں ہے، یا آپ عالم الغیب نہیں ہیں، وگرنہ اعمال کو آپ پر پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے جن باتوں کا آپ کو علم دے دیا جاتا ہے، ان کا آپ کو پتہ چل جاتا ہے اور جن کا علم نہیں دیا جاتا، ان کا پتہ نہیں چلتا، اعمالکم کے مخاطب، آپ کے صحابہ اور وہ لوگ ہیں جو آپ کے راستہ پر چلے، اس کے اندر کوئی ترمیم و تنسیخ یا کمی وبیشی نہیں کی، جنہوں نے آپ کے طریقہ یا آپ کے راستہ کو چھوڑ دیا، وہ اس میں داخل نہیں ہیں، اس لیے ان کے بارے میں فرمایا گیا: اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ ، یہ لوگ مسلسل ایڑیوں کے بل دین سے پھرتے رہے، یا فرمایا: لا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ يا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ، لا تَدْرِيْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَغَيْرِهَا ، ان مختلف الفاظ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان منافقوں، مرتدوں اور بدعتیوں کے اعمال پر آپ پر پیش نہیں کیے گئے، اگر پیش کیے گئے ہوتے تو آپ کو الفاظ مذکورہ نہ کہے جاتے۔ اگر اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ تمام امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں اور آپ سب کے لیے استغفار کرتے ہیں جس سے سب کی بخشش ہو جائے گی تو پھر آپ کی امت کے لوگ دوزخ میں کیوں جائیں گے اور آپ ان کی سفارش بار بار کیوں فرمائیں گے اور آخر میں کچھ لوگ جائیں گے جن کو صرف اللہ کی رحمت سے ہی نکالا جائے گا جیسا کہ پیچھے شفاعت کے بیان میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

[585] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا مَعْنٌ قَالَ نَا مَالِكٌ جَمِيعًا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ ((فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي))

[585] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے، اور فرمایا، اے مومنوں کے گھروں کے باسیو! تم پر سلامتی ہو اور جب اللہ کو منظور ہوگا تو ہم بھی تمہارے ساتھ مل جائیں گے۔ امام مالک کی روایت ان میں الفاظ کا اضافہ ہے ''کچھ لوگوں کو میرے حوض سے ہٹایا جائے گا۔''

[585] اخرجه ابوداود في (سننه) في الجنائز ، باب: ما يقول: اذا زار القبور او مربها برقم (٣٢٣٧) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٩٣ في الطهارة، باب حلية الوضوء ـ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٨٦)

۱۳...... بَابُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ

باب ۱۳: زیور (حسن وجمال) وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا

[586] ٤٠ ـ (٢٥٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا خَلَفٌ يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتّٰى تَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَابَنِي فَرُّوخَ أَنْتُمْ هٰهُنَا لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ))

[586] ۔ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا تھا، اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے، تو وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر بغلوں تک دھوتے تھے، تو میں نے ان سے پوچھا، اے ابو ہریرہ! یہ کس طرح کا وضو ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، اے فروخ کے بیٹے! تم یہاں ہو؟ اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ تم یہاں کھڑے ہو میں اس طرح وضو نہ کرتا، میں نے اپنے خلیل ﷺ کو فرماتے سنا: ''مومن کا زیور (نور) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچے گا۔''

فائدہ:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوا کہ شرعی کام کرتے وقت امام یا مقتدی کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ یہ لوگ میرے فعل سے غلط مفہوم یا غلط نتیجہ نہ نکال لیں، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ کہیں بغلوں تک دھونے کو فرض ہی نہ سمجھ لے، یہی حال، رخصت پر عمل کرنے کا ہے کہ لوگ پیشوا اور امام کو کسی رخصت پر عمل کرتے دیکھ کر، اس کو مستقل اور دائمی فعل نہ سمجھ لیں۔

۱۴...... بَاب: فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ

باب ۱۴: تکلیف ومشقت کے باوجود پورے اور کامل وضو کرنے کی فضیلت

[587] ٤١ ـ (٢٥١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ

[586] اخرجه النسائی فی (المجتبی) ١/ ٩٣ فی الطهارة۔ باب: حلية الوضوء انظر (التحفة) برقم (١٣٣٩٨)

[587] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی اسباغ الوضوء برقم (٥١) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٨١)

بِهِ الدَّرَجَاتِ)) قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ))

[587]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں، جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے اور اس سے درجات بلند فرمائے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تکالیف کے باوجود مکمل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مساجد میں پہنچنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، اور یہی اپنے آپ کو پابند بنانا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **المکارہ، مکرہ** کی جمع ہے ناپسندیدہ اور ناگوار چیز۔ ❷ **رِباط،** اپنے آپ کو کسی کام کے لیے روکنا، گویا انسان نے اپنے آپ کو اطاعت کے لیے روک لیا اس سے معلوم ہوا رباط کا ایک مفہوم اپنے آپ کو نماز کا پابند بنانا ہے۔

فائدہ: ...... رباط: رباط کا معروف معنی سرحدوں کی پہرے داری ہے، جو انسان سرحدوں پر پہرا دیتا ہے، اس کی جان کو ہر وقت دشمن سے خطرہ لاحق رہتا ہے اور ظاہر ہے یہ بہت عظیم الشان کام ہے اور نماز کا اہتمام شیطان کی غارت گری سے تحفظ کا بہت محکم ہتھیار ہے، اور شیطانی حملوں سے اپنے ایمان کی حفاظت، اپنی اہمیت اور مقصدیت کے لحاظ سے ملکی سرحدوں کی حفاظت سے بھی زیادہ اہم ہے اور ذلکم کا مرجع حدیث میں بیان کردہ تینوں اعمال بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ یہ کام نفس پر حملہ کے شیطانی راستے سے روکتے ہیں، انسان کے اندر ضبط نفس اور خواہشات پر کنٹرول کا ملکہ پیدا کرتے ہیں، اس لیے اصلی رباط، نفس کو ان کا پابند بنانا ہے۔

[588] (. . .) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا مَعْنٌ قَالَ نَا مَالِكٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ جَمِيعًا

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ثِنْتَيْنِ ((فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ))

[588]۔ (مالک اور شعبہ) نے علاء بن عبدالرحمٰن کی مذکورہ بالا سند سے روایت سنائی، شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں اور مالک کی روایت میں فذلکم الرباط دو دفعہ ہے۔

---

[588] اخرجه النسائي في (المجتبى) ١/ ٨٩-٩٠ في الطهارة، باب الفضل في ذلك۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٨٧)

۱۵...... بَاب: السِّوَاكِ

باب۱۵: مسواک کا بیان

[589] ٤٢-(٢٥٢) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ))

[589]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ مومنوں کو مشقت ہوگی، زہیر کی روایت میں ہے، میری امت پر مشقت پڑ جائے گی، تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

فائدہ: ...... مسواک اس قدر عظیم فوائد کی حامل چیز ہے کہ آپ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی امت کو حکم دوں کہ وہ ہر نماز کے لیے مسواک کرے، لیکن ایسا حکم میں نے محض اس اندیشہ کی بنا پر نہیں دیا کہ ہر نماز کے لیے یہ کام امت کے لیے، ہر ہر فرد کے اعتبار سے کلفت کا باعث ہوگا اور ہر ایک کے لیے اس کی پابندی مشکل ہوگی، تو یہ بھی تاکید وترغیب کا ایک بہت بڑا موثر عنوان ہے اس لیے امت کو اپنے طور پر اس کا اہتمام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

[590] ٤٢-(٢٥٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ

[590]۔ مقدام بن شریح اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، سب سے پہلے آپ مسواک فرماتے تھے۔

---

[589] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: السواك برقم (٤٦) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٢٦٦-٢٦٨ في الصلاة، باب: ما يستحب من تاخير العشاء۔ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وقت العشاء برقم (٦٩٠) ولم يذكر قصة السواك۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٧٣)

[590] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب في الرجل يستاك بسواك غيره برق (٥١) والنسائي في (المجتبى) ١/ ١٣ في الطهارة، باب: السواك في كل حين۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب السواك برقم (٢٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٦١٤٤)

[591] ٤٤-(. . .)وَحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَآئِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ

[591] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔

[592] ٤٥-(٢٥٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَرِيرٍ الْمَعْوَلِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ

[592]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ مسواک کا ایک کنارہ آپ کی زبان پر تھا۔

[593] ٤٦-(٢٥٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

[593]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف فرماتے۔

مفردات الحدیث ❶ **يَتَهَجَّدُ**: هجود سے ہے، اور هجود کا معنی ہوتا ہے سونا۔ اور تہجد کا معنی ہوتا هجود نیند سے نکلنا، یعنی بیدار ہونا، مقصد ہے رات کو نماز کے لیے اٹھنا۔ ❷ **يَشُوصُ فاه**: مسواک سے دانت عرضاً (چوڑائی میں) صاف کرنا۔

[591] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٥٨٩)

[592] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: السواك برقم (٢٤٤) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: كيف يستاك برقم (٤٩) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٩ في الطهارة، باب كيف يستاك انظر (التحفة) برقم (٩١٢٣)

[593] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب السواك برقم (٢٤٥) وفي الصلاة، باب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة برقم (٨٨٩) وفي التهجد، باب: طول القيام في صلاة الليل برقم (١١٣٦) وابو داوفي (سننه) في الطهارة، باب: السواك لمن قام من الليل برقم (٥٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٣/ ٢١٢ في قيام الليل وتطوع النهار باب: ما يفعل اذا قام من الليل من السواك۔ وفي ٣/ ٢١٢ باب: ذكر الاختلاف على ابي حصين عثمان بن عاصم في هذا الحديث بلفظ قريب منه۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، باب: السواك برقم (٢٨٦) انظر (التحفة) برقم (٣٣٣٦)

[594](. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَآئِلٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدَ

[594]۔منصور اور اعمش دونوں نے ابووائل سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے آگے مذکورہ روایت کی طرح ہے لیکن انہوں نے یتھجد نہیں کہا۔

[595] ٤٧۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

[595]۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔

[596] ٤٨۔(٢٥٦)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ أَنَّ

ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى

[596] ۴۳۰/ ۲۵۶۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ہاں گزاری، تو نبی اکرم ﷺ رات کے آخری حصہ میں اٹھے، باہر نکل کر آسمان پر نظر ڈالی پھر سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ o الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o﴾ (آل عمران: ١٩٠۔ ١٩١) پھر لوٹ کر اندر آ گئے، اور مسواک کر

[594] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٥٩٢)
[595] تقدم تخريجه (٥٩٢)
[596] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٢٨٦)

کے وضو فرمایا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، پھر لیٹ گئے، پھر کھڑے ہوئے باہر نکل کر آسمان کی طرف دیکھا، پھر دوبارہ یہ آیت پڑھی، پھر واپس آ کر مسواک کر کے وضو فرمایا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

ایک عجیب استدلال: بعض حضرات کے لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ، سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جس چیز کو چاہیں امت پر واجب کر دیں اور جس چیز سے چاہیں امت کو روک دیں۔'' معلوم نہیں ان حضرات کے نزدیک عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ، يٰاَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ، کا کیا مفہوم ہے، اور ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى o﴾ اور ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ﴾ کا کیا مقصد ہے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے: ''احکام شرعیہ آپ کی طرف مفوض ہیں، لیکن آپ کا احکام نافذ کرنا مشیت الٰہی کے تابع ہے۔'' جب آپ مشیت الٰہی کے تابع ہیں، تو پھر اختیار کا کیا معنی۔

فائدہ :...... بقول امام نووی رحمہ اللہ مسواک پر ہر وقت کرنا پسندیدہ عمل ہے لیکن پانچ اوقات میں مسواک کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (۱) نماز کے وقت چاہیے باوضو یا تیمم کیا۔ (۲) وضو کے ساتھ۔ (۳) قرآن مجید کی قرآت کرتے وقت۔ (۴) شب بیدار ہونے کے بعد۔ (۵) منہ کی بو جب تبدیل ہو جائے۔

۱۶...... بَاب: خِصَالِ الْفِطْرَةِ

باب ۱٦: فطرت کے خصائل وعادات

[597] ٤٩۔(٢٥٧)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ))

[597] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، آپ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت ہیں یا فطرت کا حصہ ہیں، ختنے کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کترنا۔

[597] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی اللباس، باب: قص الشارب برقم (٥٨٨٩) وفی بـاب تقليم الاظفار برقم (٥٨٩١) فی الاستئذان، باب: الختان بعد الكبر ونتف الابط برقم (٦٢٩٧) وابوداود فی (سننه) فی الترجل، باب: فی اخذ الشارب برقم (٤١٩٨) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٥ من الطهارة، باب نتف الابط۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الفطرة برقم (٢٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٣١٢٦)

مفردات الحديث ❁ ❶ الْخِتَانُ: خِتان مرد کے لیے ہے کہ اس پوری کھال کو کاٹ دیا جائے، جس نے حشفہ کو چھپایا ہے تاکہ حشفہ پوری طرح ظاہر ہو جائے اور عورت کے لیے یہ ہے کہ فرج کے اوپر والی کھال کے تھوڑے سے حصہ کو کاٹ دیا جائے۔ ❷ الْإِسْتِحْدَادُ: زیرناف بال مونڈنا، کیونکہ یہ حدید سے ماخوذ ہے اور ''حدید'' استرے کو کہتے ہیں۔ ❸ تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ: تقلیم، قلم سے ماخوذ ہے اور قلم کا معنی کاٹنا ہے۔ اور ظُفر ناخن کو کہتے ہیں، اظفار جمع ہے۔ ❹ نَتْفُ الإِبِطِ: نَتْف اکھیڑنے یا نوچنے کو کہتے ہیں، اور اِبِط بغل کو کہتے ہیں۔ قص الشارب: قص کاٹنا، شارب، مونچھ، فطرت کی بحث آخری حدیث میں آئے گی، جہاں تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں)۔

[598] ٥٠ـ(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الِاخْتِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ))

[598] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فطرت پانچ چیزیں ہیں، ختنہ کرنا، زیرناف بال مونڈنا، مونچھ ترشوانا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔''

[599] ٥١ـ(٢٥٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

[599] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لیے آپ نے مونچھیں تراشنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور زیرناف بال مونڈنے کے لیے وقت کی تحدید کر دی کہ ان کو ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

---

[598] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٣ـ١٤ الطهارة، باب: الاختتان التحفة (١٣٣٤٣)

[599] اخرجه ابوداود في (سننه) في الترجل، باب: في اخذ الشارب برقم (٤٢٠٠) والترمذي في (جامعه) في الادب، باب: ما جاء في التوقيت في تقليم الاظفار واخذ الشارب برقم (٢٧٥٨ و ٢٧٥٩) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٥ـ١٦ في الطهارة، باب: التوقيت في ذلك۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: الفطرة برقم (٢٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٠)

[600] ٥٢-(٢٥٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحٰى))

[600] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، مونچھیں خوب کترو، اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔"

مفردات الحدیث ❶ أحفوا: اچھی طرح زائل کرنا، مونچھیں خوب، اچھی طرح تراشنی چاہئیں۔ ❷ اَعْفُوا اللُّحٰی: اعفاء ترک کرنے چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔ اور لُحیٰ، لِحْیَۃٌ کی جمع ہے۔ (رخساروں اور ٹھوڑی کے بال)

[601] ٥٣-(. . .) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ امرنا بامناء اتوارب وا عفاء اللحية

[601] ہمیں مونچھیں اچھی طرح ترشوانے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

مفردات الحدیث ڈاڑھی کو پورا چھوڑو، کیونکہ اَوفی النذر کا معنی ہے نذر پوری کی، اوفی بالوعد وعدہ پورا کیا، اوفی الکیل پیمانہ پورا ناپا۔ اوفی فلانا حقه، اس کا حق پورا دیا۔

[602] ٥٤-(. . .) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللُّحٰى))

[602] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مشرکوں کی مخالفت کرو، مونچھیں مٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔" (مکمل طور پر چھوڑو)

[603] ٥٥-(٢٦٠) وَحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ))

---

[600] اخرجه النسائی فی (المجتبی) ١/ ١٦ فی الطهارة، باب: احفاء الشارب واعفاء اللحی- وفی الزينة، باب: احفاء الشوارب واعفاء اللحية ٨/ ١٢٩ التحفة (٨١٧٧)

[601] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الترج، باب: فی اخذ الشارب برقم (٤١٨٨) والترمذی فی (جامعه) فی الادب، ما جاء فی اعفاء اللحية برقم (٢٧٦٥) انظر (التحفة) برقم (٨٥٤٢) انظر (التحفة) برم (٨٥٤٢) ولكن نسبه فيه الى الاستئذان فلم اجده فيه وانما وجدته فی الادب كما اشرنا اليه۔

[602] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللباس، باب: تقليم الاظفار بر (٥٨٩٢) انظر (التحفة) برقم (٨٢٣٦)

[603] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٠٨٩)

[603]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں کاٹو، اور داڑھی لٹکاؤ، مجوس کی مخالفت کرو۔''

مفردات الحدیث ❶ جزّوا: خوب، اچھی طرح کاٹو۔ ❷ ارخوا اللحٰی: ڈاڑھی کو لمبا کرو، ارخاء کا معنی ہوتا ہے آزادی دینا، دراز کرنا، کہتے ہیں ارخی الفرس، گھوڑے کی رسی دراز کی۔ ارْخٰی السِتر پردہ لٹکا دیا یا چھوڑ دیا۔

[604] ٥٦ ـ(٢٦١)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّآءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَآءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ)) قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيعٌ انْتِقَاصُ الْمَآءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَآءَ

[604]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس چیزیں ہیں جو امورِ فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا ترشوانا، داڑھی کو چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن کاٹنا یا تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیرِ ناف بالوں کو مونڈنا، پانی سے استنجاء کرنا، زکریا نے کہا، مصعب نے بتایا کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں، ممکن ہے وہ کلی کرنا ہو، قتیبہ نے وکیع سے یہ اضافہ کیا کہ انتقاص الماء کا معنی استنجاء کرنا ہے۔

[605] وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ

[605] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں اور ابو برزہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں۔

---

[604] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: السواك من الفطرة برقم (٥٣) والترمذي في (جامعه) في الادب، باب: ما جاء في تقليم الاظفار برقم (٢٧٥٧) والنسائي في (المجتبى) ٨/ ١٢٧ـ١٢٨ في الزينة، باب: الفطرة۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الفطرة برقم (٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦١٨٨)

[605] تقدم تخريجه في الحديث برقم (٦٠٣)

مفردات الحدیث ❊ براجم، بُرجمة کی جمع ہے، انگلیوں کے جوڑ، پورے، کیونکہ ان میں میل کچیل رہ جاتی ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث میں دس چیزوں کو امور فطرت سے قرار دیا گیا ہے، فطرت کے معنی ومفہوم کے بارے میں شارحین کی رائے میں لفظی اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک فطرت سے مراد، سنت انبیاء یعنی پیغمبروں کا طریقہ اور عمل ہے کیونکہ مستخرج ابی عوانہ کی روایت میں فطرۃ کی جگہ سنۃ کا لفظ ہے، یعنی عَشْرٌ مِنَ السُّنَّةِ کے الفاظ ہیں، گویا انبیاء ﷩ نے جس طریقہ پر خود زندگی گزاری اور اپنی اپنی امتوں کو جس راہ پر چلنے کی تلقین وہدایت کی، اس میں یہ دس باتیں شامل تھیں، اس طرح یہ دس امور انبیاء ﷩ کے مشترکہ معمولات اور متفقہ تعلیم کا حصہ ہیں اور اس سے ان حضرات کے نظریہ یا رائے کی تغلیط سمجھ میں آ جاتی ہے جو سنہ کا معنی، اصول فقہ کی اصطلاح والا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنا سنت ہے، بعض شارحین کے نزدیک فطرۃ سے مراد، دین فطرت یعنی اسلام ہے، کیونکہ قرآن مجید میں، دین حنیف کو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا، سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ امور دین اسلام کے اجزاء یا احکام میں سے ہیں، بعض شارحین نے فطرۃ کا معنی، انسان کی فطرت اور جبلت کیا ہے کہ یہ دس چیزیں، انسان کی اصل فطرت جو اللہ نے بنائی ہے کا تقاضا ہیں، جس طرح انسان کی اصل فطرت یہ ہے کہ وہ ایمان، نیکی اور طہارت و پاکیزگی کو پسند کرتا ہے اور کفر، فواحش ومنکرات اور گندگی وپلیدی کو ناپسند کرتا ہے، اس طرح اگر انسان اپنی اصل فطرت پر قائم ہے، اور وہ کسی خارجی اثر اور ماحول سے ماؤف اور فاسد نہیں ہو چکی، تو وہ مذکورہ بالا دس امور کو پسند کرے گی، ہماری معروضات سے یہ حقیقت خود بخود نکھر کر سامنے آ جاتی ہے کہ لفظ فطرت کا مطلب خواہ سنت انبیاء ہو یا فطرت اسلام ہو، اور خواہ انسان کی اصل فطرت وجبلت ہو، حدیث کا مدعا تینوں صورتوں میں ایک ہی ہوگا کہ یہ دس چیزیں انبیاء ﷩ کے لائے ہوئے دس متفقہ طریقہ زندگی، اور اس دین فطرت اسلام کے اجزا واحکام میں سے ہیں، جو دراصل انسان کی اصل فطرت وجبلت کا تقاضا ہیں، کیونکہ انبیاء ﷩ جو طریقہ زندگی اور جو دین لے کر آتے ہیں، وہ دراصل انسانی فطرت کے تقاضوں ہی کی، مستند اور مفید تشریح ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ﷩ کے ذریعہ بیان فرماتا ہے۔ محدثین کی متفقہ رائے ہے کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوتا ہے، اس کی رائے، یا عمل کا نہیں، یہاں احادیث میں ابن عمر ﷠ کی روایت میں ڈاڑھی کے لیے اَعْفُوا اللُّحٰی اور اَوْفُوا اللُّحٰی کے لفظ ہیں، اور ابو ہریرہ ﷜ کی روایت میں اَرْخُوا اللُّحٰی ہے، ان الفاظ کا صریح تقاضا ہے کہ داڑھی میں کسی قسم کی تراش، خراش نہ کی جائے۔ اب صریح روایات کی موجودگی میں بعض ضعیف حدیثوں اور ابن عمر اور ابو ہریرہ ﷢ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے، داڑھی میں تراش، خراش کر لینا یا قبضہ کو سنت قرار دینا درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کمی وبیشی یا کسی کی رائے اور عمل کو دخیل کیے بغیر آپ کے ارشاد کو من وعن تسلیم کر لیا جائے، خصوصاً جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی

مبارک دراز اور گھنی تھی، جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی، تو رسول اللہ ﷺ سے عقیدت ومحبت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا تقاضا یہ ہے کہ صورت وسیرت میں آپ کی کامل پیروی کی جائے، اور اس سے پہلوتہی کے لیے حیلے اور بہانے نہ تراشے جائیں بلکہ آپ پر ایمان اور آپ سے عقیدت ومحبت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو فرض وسنت یا مستحب کی بحث میں پڑے بغیر آپ کا اتباع اور اقتدا کی جائے اور آپ کے طرز عمل اور طریقہ سے ممکن حد تک پہلوتہی سے گریز کیا جائے، اس لیے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ ان دس امور کے بارے میں ائمہ اربعہ کے نظریات اور آراء کیا ہیں۔

۱۷...... باب الا ستطابة

باب ۱۷: استنجا کرنا یا پاکیزگی حاصل کرنا

[606] ٥٧-(٢٦٢) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

[606] ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے (طنزاً) پوچھا گیا کہ تمہارے نبی نے تم لوگوں کو سب باتوں کی تعلیم دی ہے، یہاں تک کہ پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی (سکھایا ہے) تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں (ہمیں سب کچھ سکھایا ہے) آپ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف رخ کریں یا یہ کہ ہم داہنے ہاتھ سے استنجا کریں، یا یہ کہ ہم استنجے میں تین پتھروں سے کم استعمال کریں، یا یہ کہ ہم استنجا کریں، کسی چوپائے کے فضلے (گوبر) یا ہڈی سے۔

[606] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة برقم (٧) مطولا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: الاستنجا بالحجارة وقال: و حديث سلمان فی هذا الباب حديث حسن صحيح برقم (١٦) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: النهی عن الاكتفاء فی الاستطابة ...... ١/ ٣٨ وفی ١/ ٤٤ باب: النهی عن الاستنجا باليمين۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الاستنجا بالحجارة والنهی عن الروث والرمة برقم (٣١٦) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٠٥)

[607] (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا بَعْضُ الْمُشْرِكُونَ إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰى يُعَلِّمَكُمْ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ أَجَلْ أَنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ ((لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلٰثَةِ أَحْجَارٍ))

[607] ۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں (بعض) مشرکوں نے کہا، میرا خیال ہے تمہارا ساتھی تمہیں ہر چیز سکھاتا ہے، یہاں تک کہ تمہیں قضائے حاجت کا طریقہ بھی بتاتا ہے، تو اس (سلمان) کہا، ہاں، انہوں نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ کی طرف منہ کرے اور آپ نے ہمیں، گوبر اور ہڈی کے استعمال سے روکا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔

[608] ۵۸۔(۲۶۳) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بِبَعْرٍ

[608] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہڈی یا مینگنی (لیڈنا) سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

مفردات الحدیث ❶ خِراۃ: قضائے حاجت کی ہیئت وکیفیت اور اگر خراء ہو تو پاخانہ کو کہیں گے۔
❷ غائط: نشیبی زمین کو کہتے ہیں، مراد پاخانہ ہے۔ ❸ رجیع یا روث: گوبر۔ ❹ عظم: ہڈی۔ ❺ بعر: مینگنی۔

فائدہ :......جس طرح کھانا پینا، پہننا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں، اس طرح بول و براز انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے، رسول اکرم ﷺ نے جس طرح زندگی کے دوسرے کاموں اور دوسرے شعبوں کے بارے میں ہدایات وتعلیمات دی ہیں، اس طرح پیشاب، پاخانہ اور طہارت واستنجا کے بارے میں بھی مندرجہ ذیل ہدایات دی ہیں، جو اسلام کے کامل ضابطہ زندگی ہونے کا بین ثبوت ہیں: (۱) دایاں ہاتھ جس کو ہمارے خالق نے پیدائشی طور پر بائیں ہاتھ کے مقابلہ میں زیادہ قوت وطاقت اور صلاحیت کار بخشی ہے، اس کو استنجے کی گندگی وپلیدی کی صفائی کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ (۲) قضائے حاجت کے لیے اس طرح نہ بیٹھا جائے کہ انسانی کا رخ یا پشت قبلہ کی طرف ہو، کیونکہ قبلہ کے ادب واحترام کا تقاضا یہی ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔ (۳) بول و براز کی صفائی کے لیے کم از کم تین پتھر

[607] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٠٥)

[608] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: ما ينهى عنه ان يستنجى به برقم (٣٨) انظر (التحفة) برقم (٢٧٠٩)

یا ڈھیلے استعمال کیے جائیں۔ (۴) کسی جانور کی گری پڑی ہڈی یا اس کے خشک فضلے، لید، گوبر وغیرہ سے استنجانہ کیا جائے۔

۱۸...... بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ

باب ۱۸: پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا (نسخہ میں باب کا لفظ نہیں ہے)

[609] ۵۹۔(۲٦٤)وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَآئِطٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

[609]۔حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قضائے حاجت کرنے لگو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو، پیشاب کرنا ہو یا پاخانہ، لیکن مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو، ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم شام گئے، تو ہم نے بیت الخلاء، قبلہ رخ بنے پائے، تو ہم ان سے انحراف کرتے (پہلو بدلتے) اور اللہ سے معافی طلب کرتے تھے)

مفردات الحدیث ❶ شرقوا، او غربوا: کہ مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف، اس کے مخاطب اہل مدینہ ہیں، کیونکہ ان کا قبلہ مشرق یا مغرب کی سمت میں نہیں پڑتا، جن کا قبلہ مشرق یا مغرب ہے، وہ اس کے مخاطب نہیں ہیں۔ ❷ مَرَاحِيض: مِرحَاض کی جمع ہے۔ بیت الخلاء لیٹرین۔ نَنْحَرِفُ عَنْهَا: کے مختلف معانی کیے گئے ہیں۔ ہم ان کو استعمال نہ کرتے، جہت قبلہ سے انحراف کر لیتے، جہاں تک ممکن ہوتا، پہلو بدل لیتے۔ ❸ نستغفر الله: انحراف کے باوجود کچھ نہ کچھ قبلہ رخ رہ جانے سے معافی طلب کرتے، مادی گندگی سے گناہ یاد آ جاتے، اس لیے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں۔ شام کے لوگ جنہوں نے یہ

[609] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: لا تستقبل القبلة بغائط او بول، الا عند البناء: جدار او نحوه برقم (١٤٠٤) وفي الصلاة، باب: قبل اهل المدينة واهل الشام والمشرق برقم (٣٩٤) مطولا۔ وابو داود في (سننه) في الطهارة، في باب: كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة برقم (٩) مطولا۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: النهي عن استدبار القبلة بغائط او بول برقم (٨) مطولا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: الامر باستقبال المشرق او المغرب عند الحاجة ١/ ٢٣۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: النهي عن استقبال القبلة، بالغائط والبول برقم (٣١٨) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٤٧٨)

مراحیض بنائی تھیں وہ کافر تھے اس لیے ان کے لیے معافی طلب کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنے کے بارے میں علماء کی آراء آگے آ رہی ہیں)

[610] ٦٠-(٢٦٥)وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا))

[610]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھے، تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے۔“

[611] ٦١-(٢٦٦)وَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ تَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمٰنُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمِّهِ

عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ شَقِّي فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ يَقُولُ نَاسٌ إِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَةِ تَكُونُ لَكَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَلَقَدْ رَقِيتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ

[611]۔ واسع بن حبان بیان کرتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی پشت قبلہ کی طرف لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، تو جب میں نے اپنی نماز پوری کر لی، ایک طرف سے ان کی طرف مڑا، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، کچھ لوگ کہتے ہیں، جب تم اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بیٹھو تو قبلہ کی طرف اور بیت المقدس کی طرف

[610] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٨٥٨)

[611] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: من تبرز على لبنتين برقم (١٤٥) مطولا۔ وفي باب: التبرز في البيوت بر (١٤٨ و ١٤٩) وفي فرض الخمس، باب: ما جاء في بيوت ازواج النبي ﷺ وما نسب اليهن برقم (٣١٠٢) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: الرخصة في ذلك برقم (١٢) والترمذي في جامعه في الطهارة۔ باب ماجاء في الرخصة في ذلك برقم ١٣۔ وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٢٣ في الطهارة، باب الرخصة في ذلك في البيوت۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرخصه في ذلك وتكنيف، واباحته دون الصحاري برقم (٣٢٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٨٥٥٢)

منہ کر کے نہ بیٹھو، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حالانکہ میں گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قضائے حاجت کے لیے دو اینٹوں پر (بیت المقدس کی طرف رخ کر کے) بیٹھے ہوئے تھے۔

[612] ٦٢ـ(. . . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِيتُ عَلَى بَيْتِ أُخْتِي حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ

[612]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنی بہن حفصہ کے گھر کی پشت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے شام کی طرف رخ کر کے، قبلہ کو پشت کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔

فائدہ:...... قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کے بارے میں ائمہ کرام کے مختلف نظریات ہیں، ہم صرف مشہور آراء ذکر کرتے ہیں: (۱) قبلہ کی طرف رخ اور پشت کھلی جگہ یا صحرا میں ناجائز ہے، بنیان (عمارت) یا بند جگہ میں جائز ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کا نظریہ یہی ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ اور ایک قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا موقف بھی یہی ہے۔ (۲) استقبال واستدبار دونوں جگہ کھلی جگہ یا صحراء ہو یا بیت الخلاء اور بند جگہ ناجائز ہے، ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا موقف یہی ہے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے، ایک قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی اس کے قائل تھے۔ (۳) استقبال واستدبار ہر جگہ جائز ہے کوئی پابندی نہیں۔ امام ربیعہ الرائے اور داؤد ظاہری اور عروہ بن زبیر کا یہی نظریہ ہے۔ (۴) استقبال کسی جگہ جائز نہیں اور استدبار ہر جگہ جائز ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور ایک قول کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/۱۳۰)

احناف کا مشہور موقف یہی ہے کہ استقبال اور استدبار دونوں کہیں بھی جائز نہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ قبلہ کے ادب واحترام اور تہذیب وشائستگی کا تقاضا یہی ہے کہ حتی المقدور یہی کوشش کرنی چاہیے کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ ہو، اگرچہ انسان بیت الخلاء اور قریبی آڑ یا رکاوٹ کی صورت میں سمجھتا ہے کہ میرا منہ قبلہ کی طرف نہیں، دیوار کی طرف ہے جیسا کہ انسان کسی کے سامنے قضائے حاجت میں شرم وحیاء محسوس کرتا ہے لیکن اگر درمیان میں پردہ حائل ہے تو کوئی حرج نہیں سمجھتا، اس لیے کسی ضرورت یا مجبوری کی صورت میں ہی استقبال یا استدبار کرنا چاہیے، کیونکہ جواز کی گنجائش موجود ہے۔

[612] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٠)



نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street, Urdu Bazar, Lahore-Pakistan
E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

جلد دوم

کتاب الطہارۃ تا کتاب الصلاۃ (احادیث 613 تا 1751)

[illegible]

ترجمہ وفوائد مع شرح و عزمات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

جلد دوم

NOMANI

نام کتاب

تحفۃ المسلم

جلد دوم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

الامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری

ترجمہ، فوائد مع شرح مفردات [illegible] مولانا عبدالعزیز علوی

نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش ﷾

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری ﷾

مقدمہ وموضوع
صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث
فواد عبدالباقی ﷾

تاریخ اشاعت — فروری 2017ء

مطبع — علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر — نعمانی کتب خانہ

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شَرح صحِیح مُسلم (اُردُو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری النیسابوری

جلد دوم

کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ (حدیث 613 تا 1731)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

مولانا عبدالعزیز علوی

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی رحمہ اللہ

نُعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین

(جلد دوم)

٢۔ كِتَابُ الطَّهَارَةِ ٢۔طہارت کا بیان

اس کتاب کے کل ابواب (34) اور (145) احادیث ہیں۔

2

كِتَابُ الطَّهَارَةِ
طہارت کا بیان

حدیث نمبر 613 سے 678 تک

١٩...... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ

باب ١٩: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

[613] ٦٣ـ(٢٦٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ))

[613] ـ عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب کرتے وقت اپنا ذکر (عضو تناسل) داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں (پانی پیتے وقت) سانس لے۔

[614] ٦٤ـ(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ))

[614] ـ عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنا عضو مخصوص، اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے (اس کو ہاتھ نہ لگائے)۔

[615] ٦٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

---

[613] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: النهي عن الاستنجا باليمين برقم (١٥٣) مطولا۔ وفي باب: لا يمسك ذكره بيمينه اذا بال برقم (١٥٤) وفي الاشربة، باب: النهي عن التنفس في الاناء برقم (٥٦٣٠) ومسلم في (صحيحه) في الاشربة، باب: كراهية التنفس في نفس الاناء، واستحباب التنفس ثلاثا خارج الاناء برقم (٥٢٥٣) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: ما جاء في كراهة الاستنجا باليمين برقم (١٥) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة۔ باب: النهي عن الاستنجا باليمين۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: كراهة مس الذكر باليمين والاستنجا باليمين برقم (٣١٠) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٥)

[614] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٢)

[615] تقدم تخريجه (٦١٢)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ

[615]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کوئی برتن میں سانس لے، یا یہ کہ اپنے ذکر کو اپنا دایاں ہاتھ لگائے، یا یہ کہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔"

فائدہ:...... پانی پیتے وقت سانس برتن کے اندر نہیں لینا چاہیے بلکہ برتن کو منہ سے دور کر لینا چاہیے۔

٢٠...... بَابُ: التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ

باب ۲۰: طہارت و پاکیزگی وغیرہ میں دائیں طرف سے آغاز کرنا

[616] ٦٦-(٢٦٨) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ

[616]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وضو میں جب وضو فرماتے کنگھی کرنے میں جب کنگھی کرتے اور جوتا پہننے میں جب جوتا پہنتے دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند فرماتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ اَلتَّيَمُّنُ: دائیں طرف سے آغاز کرنا، اس فعل کا تعلق ہاتھ سے ہو یا پاؤں سے یا جانب سے۔ ❷ تَرَجُّل: کنگھی کرنا۔ ❸ اِنْتِعال: نعل (جوتا، چپل) سے ہے، جوتا پہننا۔

[617] ٦٧-(. . .) وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ

---

[616] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: التمين في الوضوء والغسل برقم (١٦٨) وفي الصلاة، باب: التمين في دخول المسجد وغيره برقم (٤٢٦) وفي الاطعمة، باب: التمين في الاكل وغيره برقم (٥٣٨٠) وفي اللباس، باب يبدا بالنعل اليمين برقم (٥٨٥٤) وفي باب: الترجل والمين فيه برقم (٥٩٢٦) وابوداود في (سننه) في اللباس، باب في الانتعال برقم (٤١٤٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، ما يستحب من التمين في الطهور برقم (٦٠٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) ١/ ٧٨ في الطهارة، باب: باى الرجلين يبدا بالغسل وفي الغسل والتميم، باب: التيمن في الطهور ١/ ٢٠٥۔ وفي الزينة، باب التيامن في الترجل ٨/ ١٨٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: التيمن في الوضوء برقم (٤٠١) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥٧)

[617] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٥)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ

[617] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے، اپنے جوتے پہننے میں، اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنے وضو کرنے میں۔

فائدہ:...... وہ کام، جن کا تعلق نظافت وطہارت وپاکیزگی سے ہے، اور ان سے حسن ونکھار یا عزت وشرف کا اظہار ہوتا ہے، ان میں عام طور پر آپ دائیں طرف سے آغاز فرماتے تھے، بعض جگہ آپ نے بائیں طرف سے بھی آغاز فرمایا ہے، جیسا کہ جوتا پہلے بایاں اتارتے، مسجد سے پہلے بایاں پاؤں نکالتے، بیت الخلاء میں پہلے بایاں پاؤں داخل فرماتے تھے۔

۲۱...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ التَّخَلِّي فِي الطُّرُقِ وَالظِّلَالِ

باب ۲۱: راستہ اور سایہ میں قضائے حاجت سے ممانعت

[618] ۶۸-(۲۶۹) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ))

[618]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لعنت کا باعث بننے والے دو کاموں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! لعنت کا سبب بننے والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو انسان لوگوں کی گزرگاہ یا ان کے سایہ میں قضائے حاجت کرتا ہے (لوگ اس کو برا بھلا کہیں گے)۔“

مفردات الحدیث ❶ اِتَّقُوا اللَّاعِنَين: یعنی وہ کام جو لعنت وطعن کا باعث بنتے ہیں، لوگوں کو برا بھلا کہنے پر آمادہ کرتے ہیں یا اس کی دعوت دیتے ہیں، یعنی عادتاً لوگ ایسا کام کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ❷ التَّخَلِّي: قضائے حاجت کرنا۔ طَرِيقُ النَّاسِ: لوگوں کی گزرگاہ جس جگہ لوگ آئیں جائیں۔ ❸ فِي ظِلِّهِمْ: ان کے سایہ کی جگہ، جس جگہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں، ٹھہریں، پڑاؤ کریں، قیلولہ کریں (ہر سایہ دار جگہ مراد نہیں)

فائدہ:...... لوگ جس راستہ پر چلتے ہوں یا سایہ کی جس جگہ آرام کرنے کے لیے بیٹھتے ہوں، اگر کوئی گنوار اور نادان آدمی وہاں قضائے حاجت کرے گا تو لوگوں کو اس سے اذیت اور تکلیف پہنچے گی جس کے باعث وہ اس کو

[618] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: المواضع التي نهى النبي ﷺ عن البول فيها برقم (۲۵) انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۷۸)

برا بھلا کہیں گے اور لعنت کریں گے اس لیے اس حرکت سے بچنا چاہیے، بعض حدیثوں میں ایک تیسری جگہ موارد (پانی کی گھاٹ) جہاں لوگ پانی کے لیے آتے جاتے ہوں، کا ذکر ہے مقصد یہ ہے کہ اگر انسان کو گھر سے باہر قضائے حاجت کرنا ہو تو وہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو اور لوگوں کے لیے باعث تکلیف نہ بنے۔

٢٢...... بَابُ: اَلاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّزِ

باب ۲۲: قضائے حاجت کی صورت میں پانی سے استنجا کرنا

[619] ٦٩ـ(٢٧٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَاةٌ هُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَآءِ

[619]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا بھی چلا گیا، جس کے پاس وضو کا برتن تھا، اور وہ ہم سب سے چھوٹا تھا، تو اس نے اسے ایک بیری کے درخت کے پاس رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کی اور پانی سے استنجا کر کے ہمارے پاس تشریف لائے۔

مفردات الحديث ❶ **حائط**: وہ باغ جس کے گرد دیوار ہو۔ ❷ **مِيضَاة**: وضو کرنے کا برتن (وضو کرنے کا آلہ)۔

[620] ٧٠ـ(٢٧١) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ

[619] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الاستنجا بالماء برقم (١٥٠) وفي باب: من حمل معه الماء لطهور برقم (١٥١) مختصرا۔ وفي باب: حملة العنزة مع الماء في الاستنجا برقم (١٥٢) وفي باب: غسل البول برقم (٢١٧) بنحوه۔ وفي الصلاة، باب: الصلاة الى العنزة برقم (٥٠٠) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في الاستنجا بالماء برقم (٤٣) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٤٢ في الطهارة، باب: الاستنجا بالماء برقم (٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٤) ٤١٥

[620] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٨)

[620]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے خالی جگہ جاتے تو میں اور میرے جیسا لڑکا، پانی کا برتن اور نیزہ اٹھاتے تو آپ پانی سے استنجا کرتے۔

مفردات الحديث ❶ الخلاء: خالی جگہ، جہاں کوئی نہ ہو۔ ❷ عنزة: ڈانڈا جس کے نیچے پھل لگا ہو، نیزہ۔

[621] ۷۱۔(. . .) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَآتِيهِ بِالْمَآءِ فَيَغْتَسِلُ

[621]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے کھلی جگہ تشریف لے جاتے اور میں آپ کے لیے پانی لاتا تو آپ اس سے استنجا کرتے۔

مفردات الحديث ❶ يتبرز: براز کی کھلی جگہ، جہاں انسان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکے، یعنی قضائے حاجت کے لیے آپ آبادی سے دور تشریف لے جاتے تھے تا کہ اس حالت میں آپ پر لوگوں کی نظر نہ پڑے۔ ❷ يغتسل به: پانی سے استنجا کی جگہ کو دھوتے، مقصد استنجا کرنا ہے۔

فائدہ:...... قضائے حاجت کے وقت رسول اللہ ﷺ نیزہ ساتھ رکھتے تھے، تا کہ اس کو سامنے گاڑ کر اس پر کپڑا وغیرہ ڈال کر اوٹ کر لی جائے یا اس کو دیکھ کر کوئی ادھر سے گزرنے کا قصد نہ کرے یا اس سے سخت زمین کو نرم کر لیا جائے تا کہ چھینٹے نہ پڑیں، یا اگر کوئی موذی کیڑا مکوڑا سامنے آ جائے اس سے بچاؤ کیا جا سکے یا بوقت ضرورت اس کو سترہ بنایا جا سکے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۳۱)

۲۳...... بَاب :الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب ۲۳: موزوں پر مسح

[622] ۷۲۔(۲۷۲)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

[621] تقدم تخريجه برقم (٦١٨)

[622] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الخفاف برقم (٣٨٧) بنحوه۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في المسح على الخفين برقم (٩٣) بلفظ قريب منه۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٨٢ في القبلة باب: الصلاة في الخفين۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ماجاء في المسح على الخفين برقم (٥٤٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٣٥)

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

[622]۔ ہمام بیان کرتے ہیں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو ان سے کہا گیا، آپ یہ کام کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ابراہیم بیان کرتے ہیں لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی، کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ:...... معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورۂ مائدہ کی آیت سے پاؤں دھونے کا حکم سمجھتے تھے، اگر وہ اس آیت سے پاؤں پر مسح کا حکم سمجھتے تو انہیں یہ حدیث اتنی زیادہ پسند نہ ہوتی اگر وہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ مسح کا حکم مائدہ کی آیت سے جو دھونے پر دلالت کرتی ہے منسوخ ہو چکا ہے، اس لیے تمام اہل سنت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، صرف شیعہ اور خارجی اس کے منکر ہیں۔ ان کے نزدیک موزوں پر مسح نہیں ہو سکتا، خارجیوں کے نزدیک پاؤں دھوئے جائیں گے اور شیعہ کے نزدیک پاؤں پر مسح ہوگا۔

[623] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسٰى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

[623]۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کے شاگردوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

[624] ٧٣۔(٢٧٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

[623] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٢١)

[624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: البول عند صاحبه والتستر بالحائط برقم (٢٢٥) مختصرا وفي باب: البول قائما وقاعدا برقم (٢٢٤) وفي باب البول عند سباطة برقم (٢٢٦) وفي المظالم، باب الوقوف والبول عند سباطة برقم (٢٤٧١) وابو داود في ←

عَـنْ حُـذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَـانْتَهَـى إِلَـى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

[624]۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کچھ لوگوں کے کوڑا پھینکنے کی جگہ پر پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا، تو میں دور ہٹ گیا، آپ نے فرمایا: ''قریب آ جا۔'' تو میں قریب ہو کر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (فراغت کے بعد) آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ملے اور پیشاب کی ضرورت لاحق ہو جائے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے، کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنا تہذیب و شائستگی کی علامت ہے اور اس کا تعلق آداب و اخلاق سے ہے، اس لیے کبھی کبھار، ضرورت کے تحت ایسے کرنا جائز ہے، آپ کی عام عادت دور جانے کی تھی اور اس دفعہ آپ دور بھی تشریف نہیں لے گئے اور پردہ کے لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔

[625]۷٤۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَتَمَاشَى فَأَتَى سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ

[625]۔ابو وائل بیان کرتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بول کے سلسلہ میں تشدد کرتے تھے اور بوتل میں بول کرتے تھے۔ اور بیان کرتے کہ بنو اسرائیل کے کسی آدمی کے جسم پر پیشاب لگ جاتا، تو وہ کھال کے اتنے حصے کو قینچی سے کاٹ ڈالتا، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں چاہتا ہوں تمہارا استاد اس قدر سختی اختیار نہ کرے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، آپ ایک دیوار کے پیچھے کوڑے کے ڈھیر پر پہنچے،

← (سننه) فی الطهارة، باب: البول قائما برقم (٢٣) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: الرخصه فی ذلك برقم (١٣) والنسائی فی (المجتبى) ١/ ٢٥ فی الطهارة، باب: الرخصه فی البول فی الصحراء قائما وفی باب الرخصه فی ترك ذلك۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی البول قائما برقم (٣٠٥) و (٣٠٦) وفی باب: ما جاء فی المسح على الخفين برقم (٥٤٤) انظر (التحفة) برقم (٦٢٣)

[625] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٢٣)

اور تمہاری طرح جا کر کھڑے ہوگئے اور پیشاب کرنا چاہا، میں آپ سے ہٹ گیا، آپ نے مجھے اشارہ فرمایا تو میں خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے عقب میں کھڑا ہوگیا، حتیٰ کہ آپ فارغ ہوگئے۔

فائدہ:...... کسی مسئلہ میں تشدد یا انتہاء پسندی مناسب نہیں ہے، اسلام میں انسانی ضرورتوں اور مجبوریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لیے بعض مقامات پر عام عادت کے خلاف، کسی عذر کو ملحوظ رکھ کر سہولت اور رخصت کی گنجائش رکھی گئی ہے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے میانہ روی کو اختیار کیا گیا ہے۔

[626] ٧٥-(٢٧٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى۔

[626]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گیا، جب حاجت سے فارغ ہوئے تو مغیرہ نے پانی ڈالا اور آپ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ابن رمح کی روایت حسین کی جگہ "حَتّٰى فَرَغَ" ہے۔

[627] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

[627] امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

---

[626] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: الرجل یوصی صاحبه برقم (١٨٢) وفی باب: المسح علی الخفین برقم (٢٠٣) وفی باب: اذا ادخل رجلیه وهما طاهرتان برقم (٢٠٦) وفی المغازی برقم (٤٤٢١) مطولا۔ وفی اللباس، باب: جبة الصوف فی الغزو برقم (٥٧٩٩) مطولا۔ والمولف [مسلم] فی الصلاة، باب: تقدم الجماعة من یصلی بهم اذا تاخر الامام ولم یخافوا مفسدة بالتقدیم برقم (٩٥١) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: المسح علی الخفین برقم (١٤٩ و ١٥١) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٦٢ فی الطهارة، باب: صب الخادم الماء علی الرجل للوضوء۔ وفی ١/ ٦٣ باب: صفة الوضوء غسل اکفین برقم (٨٢) مطولا۔ وفی ١/ ٨٢ باب: المسح علی الخفین وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی المسح علی الخفین برقم (٥٤٥) انظر (التحفة) برقم (١١٥١٤)

[627] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٦٢٥)

[628] ٧٦-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِي فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

[628]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی اثنا میں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ اترے اور قضائے حاجت کی، پھر آئے تو میں نے اس برتن سے جو میرے پاس تھا، آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

[629] ٧٧-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَآءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى

[629]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، تو آپ نے فرمایا: اے مغیرہ! پانی کا برتن لو۔'' میں نے برتن لے لیا اور آپ کے ساتھ نکلا، رسول اللہ ﷺ چلے، یہاں تک کہ مجھ سے چھپ گئے، اپنی ضرورت پوری کی، پھر آپ واپس آئے اور آپ تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنے ہوئے تھے، تو آپ اس کی آستین سے اپنا ہاتھ نکالنے لگے، وہ اس سے تنگ نکلا (ہاتھ نہ نکل سکا) تو آپ نے اپنے ہاتھ کو نیچے سے نکال لیا، میں نے آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، تو آپ نے نماز والا وضو فرمایا، پھر آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر نماز پڑھی۔

---

[628] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٨٨)

[629] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الجبة الشامية برقم (٣٦٣) وفي باب: الصلاة في الخفاف برقم (٣٨٨) مختصراً۔ وفي الجهاد، باب الجبة في السفر والحرب برقم (٢٩١٨) وفي اللباس، باب: من لبس جبة ضيقة الكمين في السفر برقم (٥٧٩٨) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٨٢ في الطهارة، باب: المسح على الخفين، وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل يستعين على وضوئه فيصيب عليه برقم (٣٨٩) انظر (التحفة) برقم (١١٥٢٨)

[630] ۷۸-(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا

[630]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے، تو جب واپس آئے میں پانی کا برتن لے کر آپ کو ملا، اور آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر چہرہ دھویا، پھر ہاتھ دھونے لگے، تو جبہ تنگ نکلا، تو آپ نے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکال لیے اور ان کو دھویا، سر کا مسح کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر ہمیں نماز پڑھائی۔

[631] ۷۹-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي ((أَمَعَكَ مَاءٌ)) قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

[631]۔ حضرت عروہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک رات، ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، تو آپ نے پوچھا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ تو آپ اپنی سواری سے اترے، پھر چل دیے، یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں مجھ سے چھپ گئے، پھر واپس آئے، تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا، آپ نے اپنا چہرہ دھویا، اور آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ اس سے (تنگ ہونے کی وجہ سے) اپنے ہاتھ نہ نکال سکے، حتیٰ کہ دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا، اور اپنے (کہنیوں سمیت) ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر میں جھکا تاکہ آپ کے موزے اتاروں، تو آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دیے، میں نے دونوں پاؤں دھونے کے بعد پہنے تھے، اور ان پر مسح فرمایا۔

[630] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٢٨)

[631] تقدم تخريجه برقم (٦٢٥)

فوائد :...... ❶ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے، بڑا آدمی چھوٹے سے خدمت لے سکتا ہے، اور وہ وضو کا پانی بھی اعضائے وضو پر ڈال سکتا ہے۔ ❷ موزے اس وقت پہننے چاہئیں، جب وضو مکمل ہو چکا ہو، اگر کسی نے دایاں پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہن لیا، پھر بایاں پاؤں دھویا اور موزہ پہن لیا، تو یہ فعل درست نہیں ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد ﷭ کا یہی موقف ہے۔ امام ابوحنیفہ ﷫ کے نزدیک یہ فعل صحیح ہے اور اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا درست ہوگا۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴)

[632] ۸۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ وَضَّأَ النَّبِيَّ ﷺ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ ((إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ))

[632]۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کروایا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، مغیرہ نے موزے اتارنے کا اشارہ کیا، تو آپ نے فرمایا: میں نے ان کو پاؤں دھو کر پہنا تھا۔"

۲۴...... بَابُ: الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ

باب ۲۴: پیشانی اور پگڑی پر مسح

[633] ۸۱۔(. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ نَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيُّ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ ((أَمَعَكَ مَاءٌ)) فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا

---

[632] تقدم تخريجه برقم (٦٢٥)

[633] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الصلاة، باب: تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر ←

[633]۔حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا، تو جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پوچھا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟'' تو میں آپ کے پاس وضو کرنے کا برتن لایا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا، پھر دونوں باہیں (کلائیاں) کھولنے لگے، تو جبے کی آستین تنگ پڑ گئیں، آپ نے اپنا ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالا اور جبہ کندھوں پر ڈال لیا، اور اپنی دونوں باہیں (کلائیاں) دھوئیں اور اپنی پیشانی اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا، پھر آپ سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا اور ہم لوگوں کے پاس اس حال میں پہنچے کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتدا میں نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے، اور عبدالرحمٰن نے ایک رکعت پڑھا دی تھی، جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو محسوس کیا، تو پیچھے ہٹنے لگے، آپ نے اسے اشارہ کیا (نماز پوری کرو) تو انہوں نے نماز پڑھا دی، جب سلام پھیرا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور میں بھی کھڑا ہو گیا، اور ہم نے وہ رکعت پڑھی جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشانی پر مسح کرنے کے بعد پگڑی کے اوپر مسح کرنا جائز ہے، پگڑی کو اتار کر سر کا مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صرف اکیلی پگڑی امام احمد اور بعض حضرات صرف پگڑی پر مسح کے جواز کے قائل ہیں، مگر حدیث کی بات مقدم ہے۔ سر کے کچھ حصہ پر مسح کرنا چاہیے۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴) ❷ نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کو اول وقت میں شروع کر دیا، آپ کی آمد تک انتظار نہیں کیا۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴) ❸ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ابھی نماز کا آغاز کیا تھا، لیکن حضرت عبدالرحمٰن پیچھے نہیں ہٹے کیونکہ وہ صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ اس لیے اگر کبھی ایسی صورت پیش آ جائے تو امام راتب کو ناراض نہیں ہونا چاہیے لیکن مقتدیوں کو بھی بہت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

[634] ۸۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ

عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ

← الامام ولم ...... برقم (٩٥٢) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٧٦ في الطهارة، باب المسح على العمامة مع الناصية وفي باب: المسح على الخفين في السفر۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٥)

[634] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: المسح على الخفين برقم (١٥٠) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المسح على العمامة برقم (١٠٠) وقال: حديث المغيرة بن شعبة حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى) ١/ ٧٦ في الطهارة، باب: المسح على العمامة مع الناصية۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٤)

[634]۔ ہمیں امیہ بن بسطام اور محمد بن عبدالاعلیٰ دونوں نے معتمر کے واسطہ سے، اس کے باپ کی بکر بن عبداللہ سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں، اپنے سر کے سامنے کے حصہ اور اپنی پگڑی پر مسح کیا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا، سر کے مسح کا آغاز سر کے سامنے والے حصہ سے کیا جائے گا اور اگر سر پر پگڑی بھی ہو تو سامنے کے حصہ کے ساتھ پگڑی پر مسح کیا جائے گا۔

[635] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الا عَلى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[635] ہمیں محمد بن عبدالاعلیٰ نے معتمر کے واسطہ سے اس کے باپ کی، بکر سے حسن کی، مغیرہ کے بیٹے سے اس کے باپ کی روایت اوپر کی طرح بیان کی۔

[636] ٨٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ الْحَسَنِ

عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّا فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔

[636]۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور اپنی پیشانی اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

[637] ٧٤۔(٢٧٥) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ قَالَ اَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ،

عَنْ بِلَالٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ . وَفِي حَدِيثِ عِيسَى: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ: حَدَّثَنِي بِلَالٌ:

[637]۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا، عیسیٰ کی حدیث میں عن الحکم اور عن بلال کی جگہ حدثني الحكم حدثني بلال ہے۔

---

[635] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٣٣)

[636] تقدم تخريجه (٦٣٣)

[637] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المسح على العمامة برقم (١٠١) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: المسح على المعمامة ١/ ٧٥ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: ما جاء في المسح على العمامة برقم (٥٦١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٤٧)

[638] وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

[638] اور یہی روایت مجھے سوید بن سعید نے علی بن مسہر کے واسطہ سے اعمش کی مذکورہ بالا سند کے ساتھ سنائی، اس میں ان رسول اللہ ﷺ کی بجائے "رأیت رسول اللہ ﷺ" ہے۔

مفردات الحدیث ※ اس حدیث میں پگڑی کے لیے عمامہ کی جگہ خمار (اوڑھنی) کا لفظ آیا ہے، کیونکہ پگڑی بھی خمار کی طرح سر کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۵)

۲۵...... بَاب: التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب ۲۵: موزوں پر مسح کے لیے مدت کی تحدید

[639] ۸۵-(۲۷۶) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِىءٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ۔

[639]۔ شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے کی خاطر حاضر ہوا، تو انہوں نے کہا، علی بن ابی طالب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمایا۔ عبدالرزاق کہتے ہیں، سفیان (ثوری) جب عمرو کا تذکرہ کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے یا ان کا ذکر خیر کرنے میں کوئی انقباض محسوس نہیں کرتی تھیں، اس لیے نبی اکرم ﷺ کی مرض الموت میں جو دو آدمی آپ کو مسجد میں

[638] تقدم

[639] اخرجه النسائی فی (المجتبی) ۱/ ۸٤ فی الطهارة، باب: التوقیت فی المسح علی الخفین للمقیم- وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر برقم (۵۵۲) مطولا- انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۲٦)

سہارا دے کر لے گئے، ان میں سے ایک کا نام لینا اور دوسرے کا نام نہ لینا اس بنا پر نہیں تھا کہ آپ اس کا نام لینا پسند نہیں کرتی تھیں۔ آگے سراحتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام آ رہا ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوا، مدت مسح (موزوں پر) مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے، ہاں غسل کی صورت میں موزے اتارنے ہوں گے، اس لیے امام مالک کی طرف منسوب قول کہ مسح کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، درست نہیں ہے۔ ❸ جب کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اس سے بہتر بتانے والا موجود ہو، تو اسے سائل کو اس سے پوچھنے کے لیے کہنا چاہیے۔

[640] (. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ اَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

[640] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[641] (. . .) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهٗ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ

[641] شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے موزوں پر مسح کا مسئلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو انہوں نے کہا، علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ یہ مسئلہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، تو میں علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے مذکورہ بالا مسئلہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان فرمایا۔

٢٦...... بَاب: جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ

باب ٢٦ : ایک وضو سے سب نمازیں ادا کرنا (یعنی پانچوں نمازوں کا جواز)

[642] ٨٦۔(٢٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ

[640] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٣٧)

[641] تقدم تخريجه برقم (٦٣٧)

[642] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: الرجل يصلي صلوات بوضوء واحد برقم (١٧١) مختصراً۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء انه يصلي الصلوات بوضوء واحد برقم (٦١) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٨٦ في الطهارة، باب: ←

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ))

[642]۔ سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن سب نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا، آپ نے آج ایسا کام کیا، جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا، تو آپ نے جواب دیا: اے عمر! میں نے عمداً یہ کام کیا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا جب تک انسان بے وضو نہ ہو تو وہ متعدد فرائض و نوافل ایک وضو سے ہی ادا کر سکتا ہے اور یہ حدیث آیت مبارکہ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآية کے منافی نہیں ہے، کیونکہ آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے اگر تمہارا وضو نہ ہو اور تم نماز کے لیے اٹھو تو وضو کر لو، تاہم دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے وضو کی موجودگی میں وضو کر لینا، نور علی نور ہے، کیونکہ آپ عام طور پر ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے، اور آیت کا ظاہری تقاضا یہی ہے۔ (شرح نووی: ج/ ۱۳۵)

۲۷...... بَاب: كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكُ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا

باب ۲۷: وضو کرنے والے یا دوسرے انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو جبکہ اس کے پلید ہونے کا شبہ ہو، تین دفعہ دھوئے بغیر برتن میں ڈالے

[643] ۸۷۔(۲۷۸) و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَا نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَّوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

[643]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار

← الوضوء لكل صلاة۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الوضوء لكل صلاة والصلوات كلها بوضوء واحد برقم (۵۱۰) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (۱۹۲۸)

[643] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۶۷)

ہو تو اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے کیونکہ پتا نہیں ہے اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔''

[644] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ

[644] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[645] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[645] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسی روایت بیان کرتے ہیں۔

[646] ۸۸۔(. . .) و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ))**

[646]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھ پر تین دفعہ پانی ڈالے پیشتر اس سے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے برتن میں ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کے ہاتھ نے کس حالت میں رات گزاری۔

[647] (. . .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح

[644] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرجل يدخل يده في الاناء قبل ان يغسلها برقم (١٠٣) انظر (التحفه) برقم (١٢٥١٦ و ١٤٦٠٩) ٤٢٨

[645] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٢)

[646] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٣٣)

[647] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٢٨ و ١٣٨٩٧ و ١٤٠٨٩ و ١٤٥٣٣)

و حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ يَقُولُ حَتّٰى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ

[647] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، سب کی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، سب نے کہا یہاں تک کہ ہاتھ کو دھوئے، ان میں سے کسی ایک نے ثلاثا (تین دفعہ) کا تذکرہ نہیں کیا، لیکن جو روایت ہم پہلے جابر، ابن المسیب، ابوسلمہ، عبداللہ بن شقیق، ابو صالح اور ابورزین سے بیان کر چکے ہیں، ان سب کی حدیث میں تین دفعہ کا ذکر موجود ہے۔

فائدہ :...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان سو کر اٹھے تو اسے پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے جبکہ اسے یہ اندیشہ ہو کہ میرا ہاتھ ایسی جگہ لگ سکتا ہے جہاں ہاتھ لگنے کو انسان طبعی طور پر اچھا نہیں سمجھتا اور اگر کسی جگہ حقیقتاً نجاست لگی ہو اس کو تو ہر صورت میں تین دفعہ دھونا پڑے گا کیونکہ اس جگہ محض اندیشہ اور خطرے کی بنا پر ہاتھ کو تین دفعہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اگر انسان نے پانی سے استنجا کیا ہے تو اعضائے مخصوص پر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگی ہوتی اور ڈھیلے سے صفائی کی صورت میں بھی، نجاست کا جرم یا مواد باقی نہیں رہتا، اس کے باوجود ہاتھ کو تین دفعہ دھونا چاہیے اور اس حدیث کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ برتن قلیل پانی والا ہو یا کثیر پانی والا، بلکہ اس میں سو کر اٹھنے کے بعد پانی کے استعمال کے لیے ایک ادب وتہذیب کی راہ بتلائی گئی ہے۔

۲۸...... بَاب: حُكْمِ وُلُوغِ الْكَلْبِ

باب ۲۸: کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کا حکم

[648] ۸۹۔(۲۷۹) و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ

[648] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: الامر باراقة ما فی الاناء اذا←

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ))

[648]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو اس چیز کو بہا دو پھر برتن کو سات دفعہ دھولو۔

مفردات الحدیث ❶ وَلَغ الكَلْبُ الاناء یافی الاناء: کتے کا برتن میں منہ ڈال کر چپڑ چپڑ کر کے پانی پینا۔ ❷ فَلْيُرِقْهُ:اس کو بہا دے،اس کو گرا دے۔ اَهْرَاق الماء: پانی گرا دیا۔

[649] (. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فَلْيُرِقْهُ

[649] امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کی۔فلیرقہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

[650] ۹۰۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

[650]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب کتا تم میں سے کسی کے برتن سے پی لے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔''

[651] ۹۱۔(. . .)وو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ))

[651]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تم میں سے کسی ایک کے برتن کی طہارت جب اس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ وہ اسے سات دفعہ دھوئے،آغاز مٹی سے کرے۔''

← ولغ فيه الكلب ١/ ٥٣۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، وباب: غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٠٧)

[649] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٤٦)

[650] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: الماء الذی يغسل به شعر الانسان برقم (١٧٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الطهارة، باب: سؤر الكلب ١/ ٥٢ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٩)

[651] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٠)

[652] ٩٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))

[652]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے برتن کی پاکیزگی جبکہ اس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔

[653] ٩٣-(٢٨٠) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعَ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ
عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ ((مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ))

[653]۔ حضرت ابن المغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ان کا کتوں سے کیا ربط وتعلق؟ پھر شکاری کتے اور بکریوں کے لیے کتے کی رخصت دی اور فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھوو اور آٹھویں بار مٹی سے صاف کرو۔

[654] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ
فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ

[652] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٣)

[653] اخرجه مسلم [المولف] فی المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب...... برقم (٣٩٩٧ و ٣٩٩٨) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب الوضوء بسور الكلب برقم (٧٣) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٥٤ فی الطهارة، باب: تعفير الاناء الذی ولغ فيه الكلب بالتراب۔ وفی المياه باب: تعفير الاناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه ١/ ١٧٧ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٥) مختصرا وفی الصيد، باب: قتل الكلاب الا كلب الصيد او زرع برقم (٣٢٠٠ و ٣٢٠١) انظر (التحفة) برقم (٩٦٦٥)

[654] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٥١)

[654] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے بکریوں کی حفاظت، شکار اور کھیتی کی رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی، یحییٰ کے سوا زرع (کھیتی) کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔

فائدہ:...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال کر کوئی چیز چاٹ لے، پی لے تو اس کو گرا دیا جائے گا، برتن کو پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے گا اور پھر سات دفعہ پانی سے دھویا جائے گا۔
عفروه الثامنه بالتراب کا مقصد ہے کہ مٹی سے صفائی کو شمار کرنے سے تعداد آٹھ دفعہ ہو جائے گی، یہ مقصد نہیں ہے کہ پہلے سات دفعہ پانی سے دھو کر، آٹھویں بار مٹی استعمال کرو، کیونکہ اس طرح تو برتن کو بعد میں پھر پانی سے دھونا ہوگا اور تعداد آٹھ سے بڑھ جائے گی اور یہ معنی اولاهن بالتراب کہ آغاز مٹی سے کرو کے بھی منافی ہوگا۔ اور جمہور ائمہ کے نزدیک برتن سات دفعہ دھونا ضروری ہے اور یہ حکم صرف کتے کے جوٹھے کے لیے ہے کیونکہ اس کے جراثیم، انتہائی مہلک ہوتے ہیں، صرف امام ابوحنیفہ تین دفعہ دھونے کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فعل کو دلیل بناتے ہیں حالانکہ مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی صحابی کا فعل دلیل نہیں بن سکتا، نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات دفعہ دھونے کا حکم بھی ثابت ہے، لہٰذا ان کا وہی فعل وقول راجح ہوگا، جو ان کی مرفوع روایت کے مطابق ہے اور کتا جمہور کے نزدیک نجس ہے، اس لیے اس کا جوٹھا ناپاک ہے، لوگوں کی سہولت اور آسانی کے لیے حاجت مند لوگوں کو کتا رکھنے کی اجازت دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پاک ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول طہارت کا نقل کیا جاتا ہے کہ سات دفعہ دھونے کا حکم تعبدی ہے، جس کی حکمت ہماری سمجھ سے بالا ہے، ویسے کتا پاک ہے لیکن بعض مالکی کتے کو نجس العین قرار دیتے ہیں۔

٢٩...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب ٢٩: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

[655] ٩٤-(٢٨١) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَانَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

[655]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[655] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٣٤ باب: النهى عن البول فى الماء الراكد۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: النهى عن البول في الماء الراكد برقم (٣٤٣) انظر (التحفة) برقم (٢٩١١)

[656] ٩٥-(٢٨٢) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ))

[656]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے کوئی ایک ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں نہانے لگے۔

پاکستانی نسخہ میں الدائم (ساکن) سے پہلے الراکد (ٹھہرا ہوا) کا لفظ موجود ہے جو بیروتی نسخہ میں نہیں ہے۔

[657] ٩٦-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبُلْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ))

[657]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ساکن پانی جو چلتا نہیں ہے، میں پیشاب نہ کرو کہ پھر اس سے نہانے لگو۔

فائدہ:......احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے، آپ نے ٹھہرے ہوئے پانی کے لیے قلیل یا کثیر مقدار بیان نہیں فرمائی۔ بلا قید فرمایا ہے کہ ساکن پانی میں پیشاب نہ کرو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بہتے پانی میں پیشاب کر لیا کرو۔'' چونکہ عام طور پر یہ صورت حال ٹھہرے ہوئے پانی کے سلسلہ میں پیش آتی ہے اس لیے آپ نے اس کی تصریح فرما دی، اس طرح پیشاب برتن میں کرنے کے بعد، اس میں ڈالنا یا پھینک دینا بھی مقصد اور روح شریعت کے منافی ہے، اس لیے یہ بات انتہائی حیران کن ہے جو داود ظاہری کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ ممانعت پیشاب کرنے سے خاص ہے پاخانہ کرنا یا برتن میں پیشاب کر کے کھڑے پانی میں پھینک دینا منع نہیں ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۸)

اس حدیث کا تعلق بھی آداب واخلاق سے ہے اس کے تحت پانی کے قلیل وکثیر ہونے کی بحث چھیڑنا، حدیث کے اصل مقصد کے منافی ہے، اس لیے ٹھہرا ہوا پانی قلیل ہو یا کثیر، ہر دو صورت میں اس میں پیشاب و پاخانہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس پانی سے اس کو نہانے کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے، پھر کہاں سے نہائے گا۔

امام نووی لکھتے ہیں، اس میں پیشاب کرنا ہر صورت میں منع ہے، نہانا ہو یا نہ۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۸) مقصد تو یہ ہے پانی میں پیشاب کرنا آداب واخلاق کے منافی ہے، راکد ٹھہرے ہوئے کی تخصیص تو محض اس لیے کر دی کہ اگر نہانے

[656] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٣)

[657] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في كراهية البول في الماء الراكد برقم (٦٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢٢)

کی ضرورت پیش آ جائے تو پھر انسان اس سے کراہت ونفرت محسوس کرے گا۔ اس لیے امام نووی لکھتے ہیں: ’’بالاتفاق نہر کے قریب پیشاب کرنا جبکہ پیشاب اس میں جا سکتا ہو ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔‘‘ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۸)

۳۰...... بَاب اَلنَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب ۳۰: ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت

[658] ۹۷-(۲۸۳) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ هَارُونُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ أَنَّ أَبَاالسَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَـغْتَسِـلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا

[658]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی ایک ساکن ٹھہرے ہوئے پانی میں نہ نہائے جبکہ وہ جنبی ہو ابو سائب نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! وہ کیسے نہائے؟ تو انہوں نے جواب دیا، پانی لے کر باہر بیٹھ کر نہائے۔

فائدہ:...... اس حدیث کا تعلق بھی آداب واخلاق سے ہے کہ یہ بات تہذیب وشائستگی جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے کے منافی ہے کہ انسان ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر بیٹھ کر غسل جنابت کرے، انسان کو اس غرض کے لیے کسی برتن میں الگ پانی لے کر نہانا چاہیے، یا اگر برتن نہ ہو تو اس طرح پانی استعمال کرنا چاہیے کہ وہ دوبارہ اسی پانی میں شامل نہ ہو جائے ظاہر ہے تھوڑے پانی کے اندر بیٹھ کر کوئی نہیں نہائے گا۔ پانی زیادہ ہوگا تو وہ ایسے نہائے گا، اس لیے حدیث میں قلیل وکثیر کی قید نہیں لگائی گئی اور پانی کی قلیل وکثیر تعداد کے بارے میں شوافع اور احناف میں بہت اختلاف ہے، شوافع نے ایک صحیح حدیث کی بنیاد پر دو بڑے مٹکوں سے کم پانی کو قلیل قرار دیا ہے اور زیادہ کو کثیر، احناف کے پاس چونکہ اس مسئلہ کے بارے میں صحیح اور صریح روایت نہیں ہے، اس لیے ان کا ایک مقدار پر اتفاق نہیں ہے، حنابلہ کا موقف امام شافعی والا ہے، امام مالک کے نزدیک قلیل وکثیر مقدار کا اعتبار نہیں ہے، اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور ذائقہ) میں سے کسی ایک کے بدلنے کی صورت میں (نجاست کے گرنے کی صورت میں) پانی نجس ہوگا، وگرنہ پلید نہیں، محدثین، شوافع یا امام مالک کے موقف کو ترجیح دیتے ہیں۔

---

[658] اخرجه النسائي في (المجتبى) ۱/ ۱۲٤ في الطهارة، باب: النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الجنب فيغمس في الماء الدائم ايجزيه برقم (٦٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٣٦)

۳۱...... بَاب: وُجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَآءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

باب ۳۱: مسجد میں پیشاب یا کوئی اور نجاست پڑی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کے کھودنے کی ضرورت نہیں ہے

[659] ۹۸۔(۲۸٤) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعُوهُ وَلَا تُزْرِمُوهُ)) قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَآءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

[659]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، بعض لوگ اس کی طرف اٹھ کر چلے (تا کہ اس کو روک دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑو، اس کا پیشاب درمیان میں مت روکو، جب وہ فارغ ہو گیا، تو آپ نے پانی کا ڈول منگوایا، اور اسے اس پر ڈال دیا۔

مفردات الحديث ❊ **لَا تُزْرِمُوهُ:** زرم اور ازرام کا اصل معنی کاٹنا، قطع کرنا ہے، یہاں مقصد ہے، پیشاب درمیان میں قطع نہ کرو، اسے کر لینے دو۔

[660] ۹۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ح و قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعُوهُ)) فَلَمَّا فَرَغَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذَنُوبٍ فَصُبَّ عَلَى بَوْلِهِ

[660]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی مسجد کے ایک کونہ میں کھڑا ہو کر پیشاب

[659] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الادب، باب: الرفق فی الامر كله برقم (٦٠٢٥) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ٤٧ فی الطهارة، باب: ترك التوقيت فی الماء۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب الارض يصيبها البول كيف تغسل برقم (٥٢٨) انظر (التحفة) برقم (٢٩٠)

[660] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: صب الماء على البول فی المسجد برقم (٢٢١) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الطهارة، باب: ترك التوقيت فی الماء ١/ ٤٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧)

کرنے لگا، اس پر لوگ چلائے (اس کو آواز دی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑو۔'' جب وہ فارغ ہوا، تو آپ نے اس کے بول پر پانی سے بھرے ہوئے ڈول کے ڈالنے کا حکم دیا۔

مفردات الحدیث ❶ صاح به: اس کو آواز دی، پکارا یا ڈانٹا۔ ❷ صَبَّ الْمَاءَ: پانی گرایا، یا ڈالا۔

[661] ١٠٠-(٢٨٥) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ عَمُّ إِسْحٰقَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ))** فَتَرَكُوهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ **((دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ))** أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ۔

[661]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس دوران، اچانک ایک بدوی آیا، اور اس نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا، رک جا، رک جا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا بول درمیان میں مت کاٹو، اسے چھوڑو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا، حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: یہ مساجد پیشاب یا کسی اور گندگی کے مناسب نہیں، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز تلاوت قرآن کے لیے ہیں یا جو الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے، پھر آپ نے صحابہ میں سے ایک آدمی کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا، اور اسے اس پر بہا دیا۔

فوائد :...... ❶ حدیث سے معلوم ہوا آدمی کا بول پلید ہے اور اگر مسجد ناپاک ہو جائے تو اسے فوراً دھو کر پاک کر لینا چاہیے۔ ❷ ناواقف اور جاہل کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، نیز دو خرابیوں میں ایک کو اختیار کرتے وقت کم درجہ والی خرابی کو قبول کرنا چاہیے۔ ❸ زمین پر اگر نجاست پڑی ہو تو اس کے ازالہ کے لیے اس پر پانی بہانا کافی ہے، زمین کو کھودنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ❹ دوسری حدیث سے معلوم ہوا، جاہل کو مسئلہ نرمی اور پیار سے سمجھا دینا چاہیے۔ ❺ مساجد بنانے کا اصل مقصد، اللہ کا ذکر، نماز، وعظ و نصیحت دین کی تعلیم اور تلاوت قرآن ہے، اور ان کو ہر اس کام سے بچانا چاہیے، جو مساجد کی عظمت و تقدس کے منافی ہے۔

[661] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٦)

۳۲...... بَاب :حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب ۳۲: شیر خوار بچے کے بول کا حکم اور اس کو دھونے کی کیفیت

[662]۱۰۱۔(۲۸۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

[662]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا، آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کو گھٹی دیتے، آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو آپ نے پانی منگوایا، اور اس کے بول پر ڈال دیا، اور اسے دھویا نہیں۔

مفردات الحديث ❶ **يُبَرِّكُ عليهم:** ان کے لیے دعا کرتے اور ان پر ہاتھ پھیرتے، برکت کا اصل معنی کثرت اور بڑھوتری ہے۔ ❷ **يُحَنِّكُهم، تحنيك** کا معنی ہوتا ہے کھجور وغیرہ چبا کر، بچے کے منہ میں تالو پر مل دینا۔(شرح نووی:۱/ ۱۳۹)

فائدہ:...... بچے کی پیدائش پر کسی اچھے اور نیک انسان سے گھٹی دلوانی چاہیے، اور اس سے اس کے لیے دعا کروانی چاہیے، اچھے اور نیک لوگوں کو بھی تواضع وانکساری سے کام لیتے ہوئے، بچوں کے ساتھ محبت و پیار کرتے ہوئے ان کو خیر و برکت کی دعا دینے میں حجاب محسوس نہیں کرنا چاہیے، اور بچے کو گھٹی دینی چاہیے، بچے کے پیشاب کا حکم آگے بیان ہوگا۔

[663] ۱۰۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

---

[662] واخرجه مسلم [المولف] في (صحيحه) في الآداب، باب: استحباب تحنيك المولود عند ولادته، وحمله الى صالح يحنكه۔ وجواز تسميته يوم ولادته، واستحباب التسمية بعبد الله ...... الخ برقم (٥٥٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩٧)

[663] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٥)

[663]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شیرخوار بچہ لایا گیا، اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسے اس پر ڈال دیا۔

مفردات الحدیث ❶ یرضع: دودھ پیتا بچہ۔ ❷ حَجر: گود، جھولی۔

[664] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[664] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[665] ۱۰۳۔(۲۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى أَنْ نَّضَحَ بِالْمَاءِ

[665]۔حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے بچے کو جس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسے آپ کی گود میں رکھ دیا، یعنی بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا، آپ نے پانی چھڑکنے سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔

مفردات الحدیث نَضح بِالماء: پانی کے چھینٹے مارے، پانی چھڑکا، کہتے ہیں۔ نَضَحَ البَيْتَ بالماء گھر میں پانی چھڑکا۔

[666] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

---

[664] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۱۳۷)

[665] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: بول الصبيان برقم (۲۲۳) والمولف [مسلم] فی السلام، باب: التداوی بالعود الهندی وهو: الكست برقم (۵۷۲٦) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: بول الصبی يصيب الثوب برقم (۳۷٤) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب ما جاء فی نضح بول الغلام قبل ان يطعم برقم (۷۱) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی بول الصبی الذی لم يطعم برقم (۵۲۲) [بلفظ قريب منه برقم] (التحفة) برقم (۱۸۳٤۲)

[666] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٦٣)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ

[666]۔امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے پانی منگوایا اور اسے چھڑکا (یعنی نَضَحَ کی جگہ رَشَّ کا لفظ ہے)

مفردات الحدیث ✵ رَشَّ الماءَ: پانی چھڑکا، پانی بکھیرا، آسمان پھوار برسائے تو کہتے ہیں رَشَّ السماءُ اور یہی معنی سَنَّ الماءَ کے ہیں۔

[667] ١٠٤۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ

أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدُ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلٰى ثَوْبِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا.

[667]۔حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا (جو سب سے پہلے ہجرت کرنے والی ان عورتوں میں سے ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، اور یہ عکاشہ بنت محصن جو بنو اسد بن خزیمہ کے ایک فرد میں، کی بہن ہیں) بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنا وہ بیٹا لے کر حاضر ہوئی جو ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہیں پہنچا تھا، عبیداللہ کہتے ہیں، اس نے مجھے بتایا میرے اس بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں بول کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا، اور اسے اپنے کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے اچھی طرح دھویا نہیں۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث میں صرف ان شیر خوار بچوں کے پیشاب کا ذکر ہے جو کھانا نہیں کھاتے، بچیوں اور ان بچوں کے پیشاب کا ذکر نہیں جو کھانا کھاتے ہیں۔ ❷ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شیر خوار بچہ جو کھانا نہیں کھاتا تھا، کے پیشاب پر چھینٹے مارے ہیں، اس کو اچھی طرح دھویا نہیں ہے، لہٰذا ایسے بچے کے پیشاب پر جب وہ کسی کپڑے پر کردے، پانی چھڑک دینا کافی ہے، عام نجاست کی طرح دھونے کی ضرورت نہیں ہے، شیر خوار

[667] تقدم برقم (٦٦٣)

بچوں کے سلسلہ میں ائمہ کا موقف مندرجہ ذیل ہے:

۱:...... شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے، امام ابوحنیفہ اور مالکیہ کا یہی نظریہ ہے۔

۲:...... شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے، امام اوزاعی کی رائے یہی ہے اور امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے۔

۳:...... شیر خوار بچہ کے بول پر پانی چھڑکنا کافی ہے، اور شیر خوار بچی کے بول کو دھونا پڑے گا، امام احمد، اسحاق اور امام شافعی کا مشہور قول یہی ہے اور شافعی اس قول کو اختیار کرتے ہیں، مذکورہ بالا حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اگر شیر خوار بچہ روٹی کھانے لگے، تو پھر بالاتفاق اس کے بول کو دھونا ہوگا۔ (صحیح مسلم مع نووی، ج:۱، ص:۱۳۹)

۳۳...... بَاب :حُكْمِ الْمَنِيِّ

باب ۳۳: منی کا حکم

[668] ۱۰۵-(۴۸۸) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَّمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ

[668]۔ علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان ٹھہرا، صبح وہ اپنا کپڑا دھو رہا تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تیرے لیے کافی تھا کہ اگر تو نے اسے دیکھا تھا، تو اس کی جگہ کو دھو دیتا اور اگر تو نے اسے نہیں دیکھا، تو اس کے اردگرد پانی چھڑک دیتا، میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ میں منی رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اچھی طرح کھرچ دیتی (کیونکہ وہ خشک ہو چکی ہوتی تھی)، پھر آپ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ اَفْرُكُه فَرْكًا: میں اس کو کھرچ دیتی۔ کہا جاتا ہے "فَرَكَ الشئی عن الثوب" کا معنی

[668] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۵۹۴۱)

ہوتا ہے، کسی چیز کو رگڑ یا کھرچ کر کپڑے سے زائل کر دینا، اور یہ تبھی ممکن ہے، جب وہ چیز ایک جگہ جمی ہو۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو سارے کپڑے کو دھونا ضروری نہیں ہے، صرف اتنی جگہ دھو ڈالنا جہاں منی لگی ہو کافی ہے، اگر منی نظر نہ آئے محض شک پڑ جائے تو کپڑے پر چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے۔

[669] ١٠٦ـ(. . .) و حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ نَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ
عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[669]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منی کے بارے میں حدیث بیان کرتی ہیں کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی۔

[670] ١٠٧(. . .) عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ

[670]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور سب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچنے کی روایت سب سے پہلی روایت کی طرح بیان کرتے ہیں۔

[671] (. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[671]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[672] ١٠٨ـ(٦٨٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ

---

[669] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٩٦٣ و ١٧٦٧٦)

[670] اخرجه النسائی فی (المجتبی فی السنن) فی الطهارة، باب: فرك المنی من الثوب ١/ ١٥٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فرك المنی من الثوب برقم (٥٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٦ و ١٥٩٩٦) و (١٦٠٠٤)

[671] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: المنی یصیب الثوب برقم (٣٧١) بنحوه مطولا۔ والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٥٦ فی الطهارة، باب: فرك المنی من الثوب۔ وابن ماجه فی الطهارة وسننها وباب: فی فرك المنی من الثوب برقم (٥٣٧) بلفظ قریب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦٧٦)

[672] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: غسل المنی وفركه وغسل ما ←

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ فِي ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ

[672]۔ عمرو بن میمون رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار سے انسان کے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے میں پوچھا کہ کیا انسان اس کو دھوئے گا یا کپڑے کو دھوئے گا؟ تو اس نے کہا، مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ منی دھلواتے، پھر اس کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور مجھے اس میں دھونے کا نشان نظر آ رہا ہوتا۔

[673] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ كُلُّهُمْ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[673] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت کرتے ہیں، ابن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منی دھوتے تھے لیکن ابن مبارک اور عبدالواحد کی حدیث میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اسے نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے دھوتی تھی۔

[674] ۱۰۹۔(۲۹۰) و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ

← يصيب من المراة برقم (۲۲۹ و ۲۳۰) وباب: اذا غسل الجنابة او غيرها فلم يذهب اثره برقم (۲۳۱) و (۲۳۲) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب المنی يصيب الثوب برقم (۳۷۳) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب غسل المنی من الثوب برقم (۱۱۷) مختصرا۔ واخرجه النسائی فی(المجتبی) ۱/ ۱۷۱ فی الطهارة، باب: غسل المنی من الثوب۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: المنی يصيب الثوب برقم (۵۳٦) بلفظ قريب منه مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦۱۳۵)

[673] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦۷۰)

[674] انفرد به مسلم۔ فی (صحيحه) انظر (التحفة) برقم (۱٦۲۲٤)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شِهَابِ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلٰى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَآءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَابِسًا بِظُفُرِي۔

[674]۔ عبداللہ بن شہاب خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمان تھا، مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام آ گیا، تو میں نے اپنے دونوں کپڑے پانی میں ڈبو دیئے، مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک کنیز (لونڈی) نے دیکھ لیا، اور انہیں بتا دیا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری طرف پیغام بھیجا، اور فرمایا: تجھے اپنے کپڑوں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے پر کس بات نے ابھارا؟ میں نے جواب دیا، میں نے نیند میں وہ چیز دیکھی جو سونے والا اپنی نیند میں دیکھتا ہے، انہوں نے پوچھا، کیا تمہیں ان میں کچھ نظر آیا؟ میں نے کہا، نہیں انہوں نے فرمایا: اگر تم کچھ دیکھتے تو اسے دھو لیتے، میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ میں اسے خشک ہونے کی صورت میں اپنے ناخن سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی۔

فائدہ:...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر منی گیلی (تر) ہو تو اسے دھو دیا جائے گا اور اگر خشک ہو تو محض کھرچ دینا ہی کافی ہے، دھونا ضروری نہیں ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک منی خشک ہو یا تر ہر صورت میں اسے دھویا جائے گا، لیکن منی کی طہارت یا نجاست کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، امام شافعی، امام احمد سے صحیح تر، روایت کی رو سے منی پاک ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک پلید ہے۔ (شرح نووی: ۱/۱۴۰) ظاہر ہے یہ محض ایک علمی اور فکری بحث ہے، وگرنہ اس کے تر ہونے کی صورت میں اس کے دھونے میں کوئی اختلاف نہیں، اور انسان طبعی طور پر انسانی فضلات اگر کپڑے کو لگے ہوں تو ان سے کراہت محسوس کرتا ہے، وہ ناک کی بینی اور تھوک ہو یا خون اور منی۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ بشر تھے، اگرچہ افضل البشر اور سید البشر تھے، اور آپ بھی انسان حوائج اور ضروریات کے اس طرح محتاج تھے، جس طرح دوسرے انسان، آپ کھاتے، پیتے تھے، سوتے، جاگتے تھے، پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے، آپ کے جسم میں بھی دوسرے انسانوں کی طرح خون گردش کرتا تھا اور آپ کے لیے بھی ان سب چیزوں کے احکام دوسرے انسانوں جیسے تھے، آپ اگر پیشاب، پاخانہ کرتے تھے تو دوسروں کی طرح استنجا کرتے

اور وضو فرماتے، ازواج مطہرات کے پاس جانے کی صورت میں غسل فرماتے، آپ کے جسم کو خون لگ جاتا تو اسے دھوتے، اگر آپ کے یہ سب فضلات پاک تھے، اور یہ آپ کا خاصہ ہے، تو ان اشیاء کے احکام آپ کے لیے الگ کیوں نہیں تھے، احناف کے اصول کے مطابق کثیر الوقوع معاملات کے لیے خبر واحد حجت نہیں ہے، ایسے معاملہ کے لیے حدیث متواتر یا مشہور ہونا ضروری ہے، اس کی بنا پر انہوں نے صحیح احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا ہے، اور بہانا یہ پیش کیا ہے کہ یہ عام اصول اور ضابطہ کے خلاف ہے، فضلات کے اخراج کی تو انسان کو عام طور پر ضرورت لاحق ہوتی ہے، اور آپ ہمیشہ کھاتے پیتے اور پیشاب و پاخانہ کرتے تھے، بیویوں کے پاس جاتے تھے، اگر آپ کے یہ فضلات پاک تھے، تو پھر یہ چیز عام اصول اور ضابطہ کے خلاف ہے اس کے لیے حنفی اصول کے مطابق خبر متواتر یا خبر مشہور کی ضرورت ہے، نبی اکرم ﷺ کے فضلات، متبرک اور پاک تھے، تو آپ ان سے چھپ کر کیوں فراغت حاصل کرتے تھے، لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانے دیتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان کے استعمال سے دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے۔

کتنی حیران کن بات ہے کہ آپ کے پیشاب کی برکت سے، آپ کے گھر کے کنواں کا پانی، مدینہ کے تمام کنووں سے شیریں تھا، لیکن آپ پانی، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ سے پیتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محاصرہ کے درمیان وہاں سے پانی میسر نہ آسکا، اور اب وہ کنواں کہاں گیا اور آپ کو مسلمانوں کے لیے میٹھا کنواں خریدنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔

۳۴...... بَاب: نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب ۳٤: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کی کیفیت

[675] ۱۱۰-(۲۹۱) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ ((تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيهِ))

[675] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: غسل الدم برقم (۲۲۷) بنحوه وفي الحيض، باب: غسل دم المحيض برقم (۳۰۷) بلفظ قريب منه۔ وابوداود في الطهارة، باب: المراة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها برقم (۳٦۱ و ۳٦۲) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء، في غسل دم الحيض من الثوب برقم (۱۳۸) والنسائي في (المجتبى ←

[675]۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور پوچھا ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کے بارے میں کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کھرچ ڈالے، پھر پانی ڈال کر اسے (رگڑے) پھر اس پر پانی بہا دے (دھولے) پھر اس میں نماز پڑھ لے۔

مفردات الحدیث ❶ تَحُتُّهُ: اس کو کھرچ ڈالے۔ ❷ تَقْرُصُهُ: اس کو انگلیوں سے ملے، رگڑے ساتھ ساتھ پانی ڈالے تا کہ اس کا جرم اور مادہ زائل ہو جائے۔

[676] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَالِمٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

[676] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......حیض کا خون پلید ہے اور اس کا دھونا اور صاف کرنا ضروری ہے، اور نجس چیز کو پانی سے دھویا جائے گا، اس کے لیے گنتی (عدد) شرط نہیں ہے، نجس چیز کا ازالہ اور صفائی ضروری ہے۔

٣٥...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ

باب ٣٥: بول کے نجس ہونے کی دلیل اور اس سے بچاؤ اور تحفظ کا ضروری ہونا

[677] ١١١۔(٢٩٢) حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ)) قَالَ فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا))

← من السنن) ١/ ١٥٥ فی الطهارة، باب: دم الحیض یصب الجوب۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی دم الحیض یصیب الثوب برقم (٦٢٩) بلفظ قریب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤٣)

[676] تقدم تخریجه (٦٧٣)

[677] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: ما جاء فی غسل البول برقم(٢١٨) ←

[677]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی ایسی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا دشوار ہو، رہا ان میں سے ایک تو وہ لگائی بجھائی کرتا تھا، اور دوسرا تو وہ اپنے بول سے نہیں بچتا تھا۔'' تو آپ ﷺ نے ایک تازہ کھجور کی چھڑی منگوائی اور اس کو چیر کر دو کر دیا، پھر ایک ایک قبر پر گاڑ دیا اور دوسرا، دوسری قبر پر پھر آپ نے فرمایا: امید ہے جب تک یہ دوٹہنیاں سوکھیں گی نہیں، ان کا عذاب ہلکا رہے گا۔''

مفردات الحدیث ❶ **فی کبیر**: اس گناہ کا ترک کرنا، مشکل یا دشوار نہیں تھا، یا ان کے زعم میں وہ بڑا گناہ نہ تھا۔ وہ کبیرہ تو تھا لیکن اکبر الکبائر میں سے نہ تھا۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۴۱) قاضی عیاض نے یہی تاویل کی ہے۔ ❷ **نمیمة**: لوگوں کے درمیان فساد و بگاڑ پیدا کرنے کے لیے ان کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا، یعنی چغلی کرتا پھرنا۔ ❸ لَا يَسْتَتِرُ اگلی روایت میں ہے۔ لَا يَسْتَنْزِهُ: معنی ہے بچنا، پرہیز کرنا اپنے جسم اور کپڑوں کو اپنے بول سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا۔ ❹ **عسیب**: کھجور کی شاخ۔ ❺ **رطب**: تر۔

[678] (. . .) حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ))

[678] امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں کہ دوسرا لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ البول من البول، بول سے احتیاط اور پرہیز نہیں کرتا تھا۔ پہلی حدیث میں ''لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِه'' کا لفظ ہے۔

فوائد: ...... ❶ چغلی کھانا اور اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہ کرنا، ایسا جرم ہے جو انسان کے لیے عذاب قبر کا باعث بنے گا، اس لیے ہمیں پیشاب وغیرہ نجاست سے اپنے جسم اور

← وفى الجنائز، باب: الجريدة على القبر برقم (١٣٦١) وفى باب: عذاب القبر من الغيبة والبول برقم (١٣٧٨) وفى الادب، باب: الغيبة برقم (٦٠٥٢) وابوداود فى (سننه) فى الطهارة، باب: الاستبراء من البول برقم (٢٠) والترمذى فى (جامعه)) فى الطهارة، باب: ما جاء فى التشديد فى البول برقم (٧٠) والنسائى فى (المجتبى) ١/ ٢٨-٢٠ فى الطهارة، باب: التنزه عن البول- وفى الجنائز، باب: وضع الجريدة على القبر ١/ ١٠٦ وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: فى التشديد فى البول برقم (٣٤٧) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٧)

[678] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٦٧٥)

کپڑوں کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش اور فکر کرنی چاہیے اور چغل خوری کی عادت سے باز رہنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ❷ کھجور کی تر شاخ کی تسبیح کو مدار تخفیف عذاب بنا کر، بعض حضرات نے قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے اور یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے، اگر یہی بات ہے تو پھر آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کیوں نہیں فرمائی، اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے آپ کے اس فعل سے یہ معنی کیوں نہیں اخذ کیا، وہ ہمیشہ اس عمل سے کیوں محروم رہے۔ ❸ بعض حضرات نے اس حدیث سے قبر پر پھولوں اور درخت کی شاخوں کے رکھنے کا جواز نکالا ہے۔ اور دلیل میں حضرت بریدہ اسلمی کا فعل پیش کیا ہے، سوال یہ ہے ''اگر تخفیف عذاب کا باعث شاخ تر کا تسبیح کہنا ہے تو اس کے چیرنے کی کیا ضرورت تھی، چیرنے کے باعث تو وہ جلد خشک ہوگئی، اس صورت میں تو آپ کو ان قبروں پر کوئی پودا لگوانا چاہیے تھا، جو برس ہا برس تک ہرا بھرا رہتا، نیز آپ کا یہ منشاء اور نقطہ نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں نہیں سمجھا، اگر آپ کا یہی مقصد تھا کہ تخفیف کا باعث تر شاخ کی تسبیح ہے تو وہ سب ایسا ہی کرتے اور ہر قبر پر شاخ نصب کرتے بلکہ درخت لگواتے اور اس کا اس دور میں عام رواج ہوتا، اس کو صرف حضرت بریدہ اسلمی ہی کیوں سمجھے، اور انہوں نے بھی، اپنی قبر کے اندر دو کھجور کی شاخیں رکھنے کی وصیت، قبر پر گاڑنے کی تلقین نہیں کی، آپ نے تو ایک شاخ کے دو ٹکڑے کیے تھے، اور انہوں نے دو شاخیں رکھوائیں، ایک حنفی اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں: کھجور کے درخت میں برکت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شجرہ طیبہ قرار دیا ہے۔'' یہ تو پھر کھجور کے درخت کا خاصہ ہوا، پھولوں اور عام شاخوں میں یہ برکت کہاں سے آ گئی، آپ نے تو کھجور کی شاخ کے ٹکڑے گاڑے تھے اور وہ بھی صرف دو قبروں پر، اگر یہ عمل عام مسلمانوں کے لیے تخفیف عذاب کا باعث ہے اور مقربین کے لیے، ترقی درجات کا سبب، تو آپ نے دوسرے لوگوں کو اس سے کیوں محروم رکھا، ان کی قبروں پر شاخ کا ٹکڑا نصب کرنے کی تلقین اور ہدایت نہیں فرمائی، اور نہ ہی اس راز کو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پا سکے، اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے تخفیف عذاب کی دعا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا، کہ آپ ایک ہری کے دو حصے کر کے ان قبروں پر ایک ایک نصب کر دیں، جب تک ان میں تری رہے گی، اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی، تو توجیہ کی صحت و تائید کے لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم کے آخر میں آنے والی ایک حدیث موجود ہے، جس میں اس قسم کا ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ نے یہی توجیہ بیان فرمائی ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۴۱) ❹ قرآن مجید نے ایک اصول اور ضابطہ بیان فرمایا ہے، لیس للانسان الا ما سعی، انسان کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے، جس کے لیے اس نے محنت و کوشش کی ہے، اس ضابطہ سے استثنار کے لیے

حنفی اصول کے مطابق، حدیث متواتر یا مشہور کی ضرورت ہے، خبر واحد سے بھی یہ کام نہیں چلے گا، تو یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ اس تر شاخ کو دلیل بنایا جاتا ہے، یا ضعیف احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

تنبیہ : عجیب بات ہے کہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے، آخر میں غیر شعوری طور پر یہ لکھ دیا ہے: یہ واقعہ دو مرتبہ ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا، اور اس روایت میں عذاب کا سبب نہیں بیان فرمایا اور اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ان کی شفاعت کی اور آپ کی شفاعت ان کے حق میں مقبول ہوئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ بیان ہے کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا اور اس میں شفاعت کا ذکر نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۹۸۸)

ایک عجیب استدلال: بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، کہ آپ برزخ کے حالات سے آگاہ ہیں، عذاب، سبب عذاب سے آگاہ ہیں، عذاب دور کر سکتے ہیں، سوال یہ ہے، اگر آپ سب کچھ جانتے تھے، تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے: اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ مَنْ دَفَنْتُمُ الْيَوْمَ هٰهُنَا؟ کہ آپ ﷺ بقیع سے گزرے اور پوچھا، آج یہاں تم نے کس کو دفن کیا ہے؟ اور بقول بعض اس حدیث کا تعلق اس واقعہ سے جیسا کہ ابن حجر لکھا ہے۔ (فتح الملهم: ١/ ٤٥٥)

اور جو مرد مسجد میں صفائی کرتا تھا وہ فوت ہو گیا آپ کو پتہ نہ چلا، پھر پوچھنے کے بعد پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کی قبر سے آگاہ کرو۔“

اس کتاب کے کل ابواب (33) اور (158) احادیث ہیں۔

3

كِتَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان

حدیث نمبر 679 سے 836 تک

٣...... كِتَابُ الْحَيْضِ

٣. حیض کا بیان

١...... بَاب: مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْإِزَارِ

باب ١: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت

[679] ١-(٢٩٣)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا

[679]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی ایک کو حیض آ جاتا تو رسول اللہ ﷺ چادر باندھنے کا حکم دیتے، وہ چادر باندھ لیتی تو پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

مفردات الحدیث ❶ تَأْتَزِرُ: چادر باندھ لیتی، کیونکہ ازار تہبند کو کہتے ہیں۔ ❷ يُبَاشِرُ: جسم کا جسم کے ساتھ ملا لینا، کسی کے ساتھ لیٹ جانا۔

---

[679] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحیض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٠) بلفظ قریب منه۔ وفی الاعتکاف۔ باب: غسل المعتکف برقم (٢٠٣١) بلفظ قریب منه۔ وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب الرجل یصیب منها ما دون الجماع برقم (٢٦٨) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی مباشرة الحائض برقم (١٣٢) وقال: حدیث عائشة حدیث حسن صحیح۔ والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٥١ فی الطهارة، باب: مباشرة الحائض۔ وفی الحیض والاستحاضة، باب: مباشرة الحائض (١/ ١٨٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما للرجل من امراته اذا کانت حائضا برقم (٦٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٢)

[680] ٢-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ

[680]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک جب حائضہ ہوتی تو آپ اسے حیض کے جوش و کثرت کے دنوں میں تہبند باندھنے کا حکم دیتے، پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم میں سے کون ہے، جو اپنی ضرورت وخواہش پر اس قدر ضبط اور کنٹرول رکھتا ہو، جس قدر رسول اللہ ﷺ اپنے عضو پر قابو اور قدرت رکھتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ إرب: اگر ہمزہ پر زیر اور راء ساکن ہو تو معنی عضو تناسل ہوگا اور اگر ہمزہ اور راء دونوں پر زبر ہو تو معنی خواہش اور شہوت ہوگا۔ ❷ فور: جوش و کثرت، جب خون زیادہ آ رہا ہو۔

[681] ٣-(٢٩٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَائَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ

[681]۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے، جبکہ وہ حائضہ ہوتیں، تہبند باندھنے کی صورت میں مباشرت کرتے۔

فوائد:...... ❶ حیض کا اصل معنی سیلان یعنی بہنا ہے، کہتے ہیں حَاضَ الْوَادِيْ: وادی بہہ پڑی اور شرعی طور پر حیض وہ خون ہے، جو عورت کے بالغہ ہونے پر رحم چھوڑتا ہے، اور یہ معلوم ومتعین ایام میں عام طور پر، چھ یا سات دن آتا ہے، لیکن موسم، حالات، خوراک اور مزاج وطبیعت کے اختلاف کی بنا پر یہ بعض عورتوں کو کم یا زیادہ بھی آ جاتا ہے، جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے، تو اللہ کے حکم سے یہی خون بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے اور عورت کو اس صورت میں حیض نہیں آتا، الا ماشاء اللہ جب وضع حمل ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے تحت یہی خون، دودھ کی شکل میں بچے کی غذا بنتا ہے، اس لیے عام طور پر، ان ایام رضاعت میں حیض نہیں آتا، اگر حیض آنا شروع

[680] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٢) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرجل يصيب منها ما دون الجماع برقم (٢٧٣) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، باب: ما للرجل من امراته اذا كانت حائضا برقم (٦٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٠٨)

[681] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٣) وابو داود في (سننه) في النكاح، باب: في اتيان الحائض ومباشرتها برقم (٢١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦١)

ہو جائے تو پھر جلد حمل ٹھہر جاتا ہے۔ ❷ حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کرنا، قرآن وحدیث کی رو سے ناجائز ہے، ہاں، اس کے علاوہ ساتھ لیٹنا، یا بوس وکنار جائز ہے، اگر کوئی جہالت اور نادانی کی بنا پر یہ حرکت کر بیٹھا ہے، تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، وہ توبہ واستغفار کرے، اگر جان بوجھ کر یہ حرکت کرتا ہے، لیکن اس حرکت کو ناجائز ہی تصور کرتا ہے، حلال نہیں سمجھتا تو اس کے کفارہ کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن اس کے گناہ کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اس کے لیے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ سنن نسائی کی روایت، ص: ۳۷۰ میں دینار اور نصف دینار صدقہ کرنے کا ذکر ہے۔ اگر انسان کو ساتھ لیٹنے سے یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے اوپر قابو نہیں پا سکے گا اور معاملہ تعلقات کے قیام تک پہنچ جائے گا تو پھر اسے مباشرت یعنی اکٹھے لیٹنے یا بوس وکنار سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۲...... بَاب: اِلاضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ

باب ۲: حائضہ کے ساتھ ایک لحاف میں لیٹنا

[682] ٤-(٢٩٥) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْطَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ

[682]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ جبکہ میں حائضہ ہوتی تو لیٹ جاتے میرے اور آپ کے درمیان کپڑا حائل ہوتا تھا۔

[683] ٥-(٢٩٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ

أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنُفِسْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[682] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٨٠٨١)

[683] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: من سمى النفاس حيضا برقم ←

[683]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی، اس اثنا میں مجھے حیض آ گیا، اور میں کھسک گئی، اور میں نے اپنے حالت حیض والے کپڑے لے لیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''کیا تمہیں حیض آنا شروع ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھے ایک برتن سے غسل جنابت کر لیتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ خمیلہ: ڈوروں والا کپڑا چادر۔ ❷ حِیْضَة: حالت حیض۔ ❸ نَفِسْتِ: نفس خون کو کہتے ہیں، اس لیے یہ لفظ حیض اور ولادت دونوں کے خون کے لیے استعمال ہو جاتا ہے۔ یہاں حیض مراد ہے، ولادت کے لیے نفست نون کے ضمہ سے اور حیض کے لیے نون کے فتحہ سے۔

فائدہ :...... حائضہ عورت کے ساتھ، ایک کپڑے میں لیٹنا یا سونا جائز ہے۔ صرف خاص تعلقات قائم کرنا منع ہے۔

۳...... بَاب: جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

باب ۳: حائضہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند کا سر دھوئے، اسے کنگھی کرے اور اس کا جھوٹا پاک ہے، اس کی گود میں سر رکھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے

[684] ٦-(٢٩٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

[684]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف بیٹھتے، تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں سوائے قضائے حاجت کے تشریف نہیں لاتے تھے۔

(٢٩٨) وفي باب: النوم مع الحائض وهي في ثيابها برقم (٣٢٢) مطولا۔ وفي باب: من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر، برقم (٣٢٣) وفي الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (١٩٢٩) مطولا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٤٩۔١٥٠ في الطهارة، باب: مضاجعة الحائض برقم (٢٨٢) وفي الحيض والاستحاضة، باب: مضاجعة الحائض في ثياب حيضتها ١/ ١٨٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٧٠)

[684] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصوم، باب: المعتكف يدخل البيت لحاجته برقم (٢٤٦٧ و ٢٤٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٠٨)

[685] ٧ـ(. . .)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ

[685]۔عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں قضائے حاجت کے لیے گھر میں داخل ہوتی، اس میں بیمار موجود ہوتا تو میں اس سے گزرتے گزرتے پوچھ لیتی اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے میرے پاس (حجرہ) میں سر داخل فرماتے میں اس میں کنگھی کر دیتی، اور آپ جب اعتکاف بیٹھتے تو گھر میں صرف قضائے حاجت کے لیے آتے۔ ابن رمح نے اذا کان معتکفا، (جب آپ اعتکاف بیٹھتے) کی بجائے اذا کانوا معتکفین، جب صحابہ کے ساتھ اعتکاف بیٹھتے، کہا۔

[686] ٨ـ(. . .)و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

[686]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت اعتکاف میں مسجد سے میری طرف سر نکالتے تو میں حیض کی حالت میں اس کو دھو دیتی۔

[687] ٩ـ(. . .)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَنَا عُرْوَةُ

---

[685] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتكاف، باب: لا يدخل البيت الا لحاجة برقم (٢٠٢٩) وابو داو في (سننه) في الصوم، باب: المعتكف يدخل البيت لحاجته برقم (٢٤٦٨) والترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: المعتكف يخرج لحاجته ام لا برقم (٨٠٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الصوم، باب: في المعتكف يعود المريض ويشهد الجنازة برقم (١٧٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٩ و ١٧٩٢١)

[686] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: غسل الحائض راس زوجها برقم (٢٧٥) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٩٤)

[687] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٠٠)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ

[687]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میرے قریب اپنا سر کر دیتے تھے جبکہ میں اپنے حجرہ میں ہوتی تھی اور میں حیض کی حالت میں، آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی۔

[688] ۱۰۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ

[688]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حالت حیض میں رسول اللہ ﷺ کا سر دھو دیتی تھی۔

[689] ۱۱۔(۲۹۸) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ))

[689]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جبکہ آپ مسجد میں تھے، مجھے جائے نماز پکڑا دو، میں نے عرض کیا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: تیرا حیض، تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

[690] ۱۲۔(...) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ وَابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

[688] اخرجه البخاري في كتاب المحيض، باب مباشرة الحائض برقم (۳۰۱) واخرجه ايضا في كتاب الاعتكاف، باب غسل المعتكف برقم (۲۰۳۱) واخرجه النسائي في كتاب الطهارة باب غسل الحائض راس زوجها (رقم ۲۷٤) بنحوه واخرجه ايضا في كتاب الحيض والاستحاضة باب: اغتسال الرجل والمراة من نسائه في اناء واحد (۲۳٤) (التحفة) برقم (۱۵۹۹۰)

[689] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الحائض تناول من المسجد بر (۲٦۱) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الحائض تتناول الشئي من المسجد برقم (۱۳٤) وقال: حديث عائشة حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: استخدام الحائض۔ ۱/ ۱٤٦۔ وفي الحيض والاستحاضة في باب: استخدام الحائض۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٤٤٦)

[690] تقدم تخريجه برقم (٦٨٧)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((تَنَاوَلِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ))

[690]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے حکم دیا کہ آپ کو جائے نماز پکڑاؤں، میں نے عرض کیا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: اسے لے آ، حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

[691] ۱۳۔(۲۹۹) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ نَاوِلِينِي الثَّوْبَ)) فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ)) فَنَاوَلَتْهُ

[691]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں موجود تھے، اس اثنا میں آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے کپڑا پکڑاؤ، تو میں نے کہا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: ''تیرا حیض، تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' تو میں نے آپ کو کپڑا پکڑا دیا۔''

[692] ۱۴۔(۳۰۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ

[692]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حیض کی حالت میں پانی پی کر، نبی اکرم ﷺ کو پکڑا دیتی، تو

---

[691] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) ۱/ ۱۹۲ في الحيض، باب: استخدام الحائض۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۴۳)

[692] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في مؤاكلة الحائض ومجامعتها برقم (۲۵۹) والنسائي في (المجتبى) ۱/ ۵۶ في الطهارة، باب سؤر الحائض۔ وفي ۱/ ۱۹۰ باب مؤاكلة الحائض والشرب من سؤرها۔ وفي باب: الانتفاع بفضل الحائض ۱/ ۱۹۰۔ وفي المياه۔ باب سؤر الحائض ۱/ ۱۷۸ وفي كتاب الحيض والاستحاضة، باب: مواكلة الحائض والشرب من سورها ۱/ ۱۹۰۔ وفي باب: الانتفاع بفضل الحائض ۱/ ۱۹۰ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: ما جاء في مواكلة الحائض و سؤرها برقم (۶۴۳) انظر (التحفة) برقم (۱۶۱۴۵)

آپ اپنا منہ، میرے منہ کی جگہ پر رکھ کر پانی پیتے، اور میں ہڈی سے گوشت چونڈتی جبکہ میں حائضہ ہوتی، پھر اسے نبی اکرم ﷺ کو دے دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ رکھتے، زہیر نے فیشرب کا لفظ نہیں بیان کیا۔

مفردات الحدیث ٭ عرق: ہڈی جس پر کچھ گوشت ہو۔

[693] ۱۵ـ(۳۰۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَكِّيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

[693]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں ٹیک لگاتے، جبکہ میں حائضہ ہوتی اور آپ قرآن پڑھتے۔

[694] ۱۶ـ(۳۰۲) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَآءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

[693] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: قراءة الرجل في حجر امراته وهي حائض برقم (۲۸۷) بلفظ قريب منه۔ وفي التوحيد، باب: قول النبي ﷺ: (الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة، وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (۷۵٤۹) بنحوه۔ وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في مواكلة الحائض ومجامعتها برقم (۲٦۰) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: في الذي يقرا القرآن وراسه في حجر امراته وهي حائض ۱/ ۱٤۷۔ وفي الحيض والاستحاضة، باب الرجل يقرا القرآن وراسه في حجر امراته وهي حائض ۱/ ۱٤۹۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب الحائض تتناول شئي من المسجد برقم (٦۳٤) انظر (التحفة) برقم (۱۷۸۵۸)

[694] اخرجه ابوداود في كتاب: الطهارة، باب: في مواكلة الحائض ومجامعتها برقم (۲۵۸)←

[694]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی، تو وہ نہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ سے اس کے بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ''یہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے حیض پلیدی ہے، تو حیض کے دنوں میں ان سے الگ رہو۔'' آخر تک (سورۃ بقرہ: ۲۲۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماع کے سوا (ہر چیز) سب کچھ کرو۔'' یہودیوں تک یہ بات پہنچی تو کہنے لگے، یہ شخص ہر بات میں ہماری مخالفت کرنا چاہتا ہے (یہ سن کر) اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں، تو کیا ہم ان سے جماع بھی نہ کریں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ دونوں پر ناراض ہو گئے ہیں، تو وہ دونوں نکل گئے، آگے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ کا تحفہ آ رہا تھا، آپ نے ان کے پیچھے ایلچی بھیجا (اور ان کو بلوا کر) دونوں کو دودھ پلایا، تو وہ سمجھ گئے، آپ ان پر ناراض نہیں ہیں۔

فوائد:...... ❶ معتکف مسجد سے ضرورت کے تحت، ہاتھ، پیر یا سر نکال سکتا ہے۔ ❷ اگر مسجد میں قضائے حاجت کا انتظام نہ ہو اور باہر دور جانا پڑتا ہو گھر قریب ہو تو قضائے حاجت کے لیے گھر جا سکتا ہے۔ ❸ راستہ سے گزرتے گزرتے بیمار کی بیمار پرسی کر سکتا ہے۔ ❹ عورت کا حیض کی حالت میں سارا جسم پلید نہیں ہو جاتا، اس لیے وہ گھر کا کام، کاج کر سکتی ہے، خاوند کا سر دھو کر اس میں کنگھی کر سکتی ہے، مسجد سے باہر کھڑے ہو کر، مسجد میں کھڑے ہوئے محرم کو کوئی چیز پکڑا سکتی ہے۔ ❺ حائضہ کی گود میں سر رکھ کر، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر واذکار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❻ بیوی سے محبت و پیار کے اظہار کے لیے اس کے کھانے پینے کی جگہ سے کھایا پیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا حیض کی صورت میں منہ پلید نہیں ہوتا۔ ❼ خاص تعلقات کے سوا، میاں بیوی کے باقی معاملات حیض سے متاثر نہیں ہوتے۔ ❽ اہل کتاب کی مخالفت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہوگی، مخالفت کے جوش میں شرعی حدود سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ: کا مقصد تعلقات زن وشوہر سے اجتناب کرنا ہے، ان سے بالکل الگ تھلگ ہو جانا مراد نہیں ہے کہ انسان بیوی کے ساتھ اٹھ بیٹھ بھی نہ سکے اور نہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکے اور کمرے الگ الگ ہو جائیں۔

← وفی النکاح، باب: اتیان الحائض ومباشرتها برقم (٢١٦٥) والترمذی فی (جامعه) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧٧ و ٢٩٧٨) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٥٢ فی الطهارة، باب: تاویل قول الله عزوجل: ﴿ویسالونك عن المحیض﴾ وفی الحیض والاستحاضة، باب: ما ینال من الحائض ١/ ١٨٧ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی مواكلة الحائض وسورها برقم (٦٤٤) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٠٨)

۴...... بَاب: الْمَذْيِ

باب ٤ : مذی کا حکم

[695] ١٧-(٣٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَهُشَيْمٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ يَعْلَى وَيُكْنَى أَبَا يَعْلَى عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ))

[695]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے بہت مذی آتی تھی، اور میں آپ کی لخت جگر کے اپنی بیوی ہونے کے باعث، آپ سے براہ راست پوچھنے سے شرماتا تھا، تو میں نے مقداد بن اسود کو کہا، اس نے آپ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: (اس میں مبتلا آدمی) ''اپنا عضو مخصوص دھولے اور وضو کر لے۔''

مفردات الحدیث ☼ مذی وہ سفید اور باریک (پتلا) مادہ جو بیوی سے ملاعبت ہنسی مذاق کرتے وقت بعض دفعہ غیر شعوری طور پر ہی نکل جاتا ہے۔

[696] ١٨-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوءُ

[696]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعث نبی اکرم ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھنے سے شرم محسوس کی، تو میں نے مقداد کو کہا، اس نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو کرنا ہوگا۔''

[697] ١٩-(...) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

---

[695] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العلم، باب: من استحيا فاغيره السوال برقم (١٣٢) وفی الوضوء، باب: من لم یر الوضوء الا من المخرجين من القبل والدبر برقم (١٧٨) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٩٧ فی الطهارة، باب: ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذى- انظر (التحفة) برقم (١٠٢٦٤)

[696] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٩٣)

[697] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ٢١٤-٢١٥ فی الغسل والتيمم، باب: ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ))

[697]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مقداد بن اسود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تو اس نے آپ سے انسان سے نکلنے والی مذی کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کا کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر اور شرم گاہ کو دھو لے۔''

فوائد :...... ❶ سسرال والوں سے بیوی سے استمتاع کی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے اور جب براہ راست گفتگو کرنے میں کوئی مانع موجود ہو، تو بات بالواسطہ ہو سکتی ہے اور دوسروں کے ذریعہ فتویٰ یا مسئلہ پوچھا جا سکتا ہے۔
❷ مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مذی نکلنے کی صورت میں عضو مخصوص کو دھو لینا کافی ہے، اس کے لیے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بول و براز سے استنجا کے لیے پتھر یا ڈھیلا کافی ہے، لیکن مذی نکلنے کی صورت میں پانی کا استعمال ضروری ہے۔

۵...... بَاب: غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ

باب ۵: نیند سے بیدار ہو کر چہرہ اور دونوں ہاتھ دھونا

[698] ۱۹۔(...)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

[698]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو اٹھے اور قضائے حاجت کی، پھر اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے۔

فائدہ :...... رات کو انسان اگر بہت جلد بیدار ہو جائے، تو وہ دوبارہ سو سکتا ہے، جن حضرات نے اس کو مکروہ قرار

← الوضوء من المذی۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۹۵)

[698] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من اللیل برقم (٦٣١٦) والمؤلف [مسلم] فی صلاة المسافرین وقصرها، باب: الدعاء فی صلاة اللیل وقیامه برقم (۱۷۸) و (۱۸۸ و ۱۸۹) وابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: النوم علی طهارة برقم (٥٠٤٣) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٢١٨ فی التطبیق، باب: الدعاء فی السجود۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: وضوء النوم برقم (٥٠٨) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٢)

دیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ دوبارہ سو جانے کی صورت میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رات کے معمولات اور صبح کی نماز سے محروم ہو سکتا ہے، اس لیے اس کو نہیں سونا چاہیے، اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو پھر سو سکتا ہے۔

٦...... بَاب: جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ

باب ٦: جنبی کے لیے سونا جائز ہے لیکن اگر وہ کھانا، پینا، سونا یا دوبارہ تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے تو بہتر یہ ہے وہ شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے

[699] ٢١-(٣٠٥)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

[699]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے، تو سونے سے پہلے نماز والا وضو فرما لیتے۔

[700] ٢٢-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَوَكِيعٌ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلٰوةِ

[700]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے، تو نماز والا وضو فرماتے۔

---

[699] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: الجنب یاکل برقم (٢٢٢ و ٢٢٣) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٣٩ فی الطهارة، باب: اقتصار الجنب علی غسل یدیه اذا اراد ان یاكل- وفی باب اقتصار الجنب علی غسل یدیه اذا اراد ان یاكل ١/ ١٣٩ وفی باب: وضوء الجنب اذا اراد ان ینام- وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: من قال: یجزیه غسل یدیه مختصرا برقم (٥٩٣) وفی باب: من قال: لا ینام الجنب حتی یتوضاء وضوء للصلاة برقم (٥٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٦٩)

[700] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: من قال: یتوضاء الجنب برقم (٢٢٤)←

[701] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا جَمِیعًا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا نَا أَبِی قَالَانَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی فِی حَدِیْثِهِ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِیمَ یُحَدِّثُ

[701]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[702] ۲۳۔(۳۰۶)و حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا یَحْیٰی وَهُوَ ابْنُ سَعِیدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ نَا أَبِی وَقَالَ أَبُوبَکْرٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَانَا عُبَیْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَیَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ ((نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ))

[702]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب وہ وضو کر لے۔''

[703] ۲٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَخْبَرَنِی نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ هَلْ یَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ ((نَعَمْ لِیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِیَنَمْ حَتّٰی یَغْتَسِلَ إِذَا شَآءَ))

[703]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ''ہاں، وہ وضو کر لے پھر سو جائے تا کہ پھر اٹھ کر جب چاہے غسل کر لے۔

[704] ۲٥۔(. . .)و حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِینَارٍ

← والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب وضوء الجنب اذا اراد ان یاکل ۱/ ۱۳۹۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فی الجنب یاکل ویشرب برقم (۵۹۱) وفی باب: المندیل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٧) انظر (التحفة) برقم (۱۵۹۲٦)

[701]تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٦۹۸)

[702] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: وضوء الجنب اذا اراد ان ینام ۱/ ۱۳۹۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام برقم (۱۲۰) وقال: حدیث عمر احسن شئی فی هذا الباب واصح۔ انظر (تحفة الاشراف) برقم (۷۸٤۵ و ۷۹۷۳، ۸۱۷۸ و ۱۰۵۵۲)

[703] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۷۸۱۱)

[704] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الغسل، باب: الجنب یتوضا ثم ینام برقم (۲۹۰) ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ تُصِيبُهٗ جَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ))

[704]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ رات کو جنابت سے دو چار ہو جاتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنا عضو مخصوص دھو کر، وضو کر کے سو جاؤ۔''

[705] ٢٦۔(٣٠٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

[705]۔عبداللہ بن ابی قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں پوچھا، اس کے بارے میں حدیث بیان کی، پھر میں نے پوچھا، آپ جنابت کی صورت میں کیا کرتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، دونوں طرح کر لیتے تھے، بسا اوقات نہا کر سوتے اور بسا اوقات وضو فرما کر سو جاتے، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے دین میں وسعت رکھی ہے۔

[706] (. . . .)و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح و حَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ جَمِيعًا

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

← وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الجنب ينام برقم (٢٢١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٣٩ فی الطهارة، باب: وضوء الجنب وغسل ذكره اذا اراد ان ينام۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٢٤)

[705] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الوتر برقم (١٤٣٧) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی قراة الليل برقم (٤٤٩) مختصرا وقال: حسن صحيح غريب۔ وفی فضائل القرآن، باب: ما جاء كيف كان قراة النبی ﷺ برقم (٢٢٩٤) وقال: حديث حسن غريب من هذا الوجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٩

[706] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٠٣)

[706]۔امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[707] ٢٧۔(٣٠٨)وحَدَّثَنَا أَبُوبكرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ انَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وُضُوءً وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُّعَاوِدَ

[707]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی نے بیوی سے تعلقات قائم کر لیے، پھر دوبارہ تعلقات قائم کرنا چاہے تو وہ وضو کر لے، ابوبکر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا، ان کے درمیان وضو کر لے، اور کہا پھر دوبارہ یہی ارادہ کیا۔ (دوسروں نے يَعُودُ کہا اور اس نے يُعَاوِدُ کہا)

[708] ٢٨۔(٣٠٩)وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ نَا مِسْكِينٌ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ الْحَذَّاءَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ

[708]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی تمام بیویوں کے پاس جاتے اور آخر میں ایک غسل فرما لیتے۔

فوائد:...... ❶ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی صورت میں فوری طور پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے، کھانا، پینا، سونا اور تعلقات قائم کرنا، غسل سے پہلے درست ہے، ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک امور مذکورہ سے پہلے وضو کر لینا بہتر ہے، اور وضو کے بغیر خلاف ادب وتہذیب یعنی مکروہ تنزیہی ہے، لیکن ابن حبیب مالکی اور داود ظاہری کے نزدیک وضو کرنا لازم ہے۔ ❷ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اگر انسان کسی رات ایک سے زائد بیویوں کے پاس یکے بعد دیگرے جائے، تو درمیان میں نہانا ضروری نہیں ہے، اسی طرح ایک بیوی کے پاس دوبارہ جانے کے لیے نہانا ضروری نہیں ہے، درمیان میں وضو کر لینا بہتر ہے۔

---

[707] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: الوضوء لمن اراد ان يعود برقم (٢٢٠) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الجنب اذا اراد ان يعود توضا برقم (١٤١) وقال: حديث ابي سعيد حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: في الجنب اذا اراد ان يعود ١/ ١٤٠۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في الجنب اذا اراد العود توضا برقم (٥٨٧) انظر (التحفة) برقم (٤٢٥٠)

[708] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٤٠)

۷...... بَاب وُجُوبِ الْغَسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

باب ۷: عورت کی منی (احتلام) نکلنے کی صورت میں اس پر نہانا لازم ہے

[709] ۲۹-(۳۱۰)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ إِسْحَقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَائَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ جَدَّةُ إِسْحٰقَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْمَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَآءَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَقَالَ لِعَائِشَةَ ((بَلْ أَنْتِ فَتَرِبَتْ يَمِينُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ إِذَا رَأَتْ ذَالِكِ)).

[709]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلیم (جو اسحاق کی دادی ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں آپ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! عورت نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد اپنے بارے میں دیکھتا ہے (تو وہ کیا کرے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اے ام سلیم! تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو تو آپ نے فرمایا: بلکہ تیرا ہاتھ خاک آلود ہو، ہاں اے ام سلیم! جب وہ یہ منظر دیکھے تو غسل کرے۔

مفردات الحدیث ❶ **فَضَحْتِ النِّسَاءَ**: (تو نے ایسی بات کر کے جس کے اظہار میں شرم محسوس کی جاتی ہے) انہیں رسوا کر دیا ہے، کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے، ان کے اندر، مرد کے پاس جانے کی شدید خواہش ہے۔ ❷ **تَرِبَتْ يَمِينُكِ**: عربی محاورہ کی رو سے یہ کلمہ ایسے وقت بولتے ہیں جب کسی کی بات پسند نہ ہو، یا اس پر ناراض اور ناگواری کا اظہار کرنا مقصود ہو یا اس بات کا انکار اور اس پر زجر و توبیخ کرنی ہو یا حیرت و تعجب کا اظہار مقصود ہو، لفظی معنی یا بددعا مقصود نہیں ہوتی، اس لیے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے انہیں الفاظ کو استعمال فرمایا، کہ تیری بات قابل انکار ہے، اس نے تو ایک ایسا دینی مسئلہ پوچھا ہے، جو پوچھنا ہی چاہیے تھا۔

فائدہ:...... جس طرح احتلام کی صورت میں مرد کے لیے غسل لازم ہے، اگر کبھی عورت کو احتلام ہو جائے تو اسے بھی نہانا پڑے گا، محض مخصوص جگہ کے دھونے اور وضو کرنے پر کفایت نہیں کر سکے گی۔

[710] ۳۰-(۳۱۱)حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدٌ

[709] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۸۷)

[710] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: غسل المراة ترى في منامها←

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا رَأَتْ ذٰلِكِ الْمَرْأَةُ فَلْتَغْتَسِلْ)) فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُونُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ))

[710]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم نے بتایا، اس نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا، جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ یہ صورت دیکھے تو غسل کرے۔ ام سلیم نے بتایا، میں اس پر شرما گئی، پوچھا کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تو مشابہت کیسے پیدا ہو جاتی ہے، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، تو جس کا بھی غالب آجائے یا رحم میں پہلے چلا جائے، بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔

[711] ۳۱۔(۳۱۲)حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتْ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ))

[711]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد اپنی نیند میں دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''جب اس کو وہ صورت پیش آئے جو مرد کو پیش آتی ہے تو وہ غسل کرے۔''

[712] ۳۲۔(۳۱۳)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

← ما يرى الرجل۔ مختصرا (۱/ ۱۱۲۔ وفى باب: الفصل بين ماء الرجل وماء المراة ۱/ ۱۱۵۔۱۱٦۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: فى المراة ترى فى منامها ما يرى الرجل برقم (٦۰۱) انظر (التحفة) برقم (۱۱۸۱)

[711] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰٦)

[712] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى العلم، باب: الحياء فى العلم برقم (۱۳۰) وفى الغسل، باب: اذا احتلمت المراة برقم (۲۸۲) وفى احاديث الانبياء برقم (۳۳۲۸) وفى الادب، باب التبسم والضحك برقم (٦۰۹۱) وفى باب: ما لا يستحيا من الحق للفقه فى ←

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَائَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ ((تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا))

[712]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق کے بیان کرنے میں حیا محسوس نہیں کرتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے، تو وہ نہائے گی؟ تو رسو اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، جب منی کا پانی دیکھے، تو ام سلمہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! عورت کو بھی احتلام ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا، تیرا دیاں ہاتھ خاک آلود، اس کا بچہ اس کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے۔"

[713] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَآءَ

[713]۔امام صاحب ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا۔

[714] (٣١٤) و حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَّكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكِ

← الدين برقم (٦١٢١) باختصار۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المراة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل برقم (١٢٢) بلفظ قريب منه وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في المراة ترى في منامها ما يرى الرجل برقم (٦٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦٤)

[713] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧١٠)

[714] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في المراة ما يرى الرجل برقم (٢٣٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: غسل المراة ترى في منامها ما يرى الرجل برقم (١/ ١١٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٢٧)

[714]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام سلیم (ابوطلحہ کی اولاد کی ماں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آگے ہشام کی روایت جیسی روایت سنائی، ہاں اتنا فرق ہے کہ عروہ نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تجھ پر افسوس، کیا عورت کو بھی یہ نظر آتا ہے؟

[715] ٣٣۔(. . .)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ سَهْلٌ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُسَافِعِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَآءَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكِ إِذَا عَلَا مَآؤُهَا مَآءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَآءُ الرَّجُلِ مَآئَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ))

[715]حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا عورت کو جب احتلام ہو جائے اور وہ منی دیکھے، تو غسل کرے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں اور انہیں زخم پہنچے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت سے کہو، اسے چھوڑ، مشابہت تو اس بنا پر ہوتی ہے جب اس کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجاتا ہے، تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے، اور جب مرد کا پانی غالب آتا ہے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔

مفردات الحدیث ✻ اُلَّت: اسے الّہ یعنی نیزہ لگے، زخمی ہو۔

فائدہ:...... بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ کے امتزاج (آمیزش) سے پیدا ہوتا ہے، اور مشابہت کا انحصار کثرت وغلبہ پر ہے، جس کا مادہ غالب ہوگا، دوسرے کو اپنے اندر دبائے گا، بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔

٨...... بَاب: بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَّآئِهِمَا

باب ٨: مرد اور عورت کی منی کی کیفیت ہے اور یہ کہ بچہ دونوں کے پانی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے

[716] ٣٤۔(٣١٥)حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا

[715] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٥٦)
[716] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٠٦)

مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي))** فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ))** قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ فَنَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ))** قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً قَالَ **((فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ))** قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ **((قَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ))** قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا قَالَ **((يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا))** قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ **((يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ))** قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ قَالَ **((مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللَّهِ وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللَّهِ))** قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى أَتَانِيَ اللَّهُ بِهِ))**

[716]۔ نبی اکرم ﷺ کے مولیٰ ثوبان سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا تھا تو ایک یہودی عالم، آپ کے پاس آیا اور کہا السلام علیک، اے محمد! میں نے اس کو اس قدر زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا تو اس نے کہا، مجھے دھکا کیوں دیتے ہو؟ میں نے کہا تو اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں کہتا؟ یہودی نے کہا، ہم تو آپ کو اس نام سے پکارتے ہیں، جو اس کا اس کے گھر والوں نے رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا، میرا نام محمد ہے، جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے، یہودی بولا، میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں تو تجھے اس سے فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا، میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا (یعنی توجہ سے سنوں گا) تو رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ کے پاس تھی، زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا: پوچھ، یہودی نے کہا، جب زمین وآسمان دوسری زمین اور آسمانوں سے بدل دیئے جائیں گے تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ پل صراط سے قریب اندھیرے میں ہوں گے۔'' اس نے کہا، سب سے پہلے کون لوگ گزریں گے؟ آپ نے کہا ''فقیر مہاجرین'' یہودی نے کہا، ان کو کیا تحفہ ملے گا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''مچھلی کے جگر کا ٹکڑا'' اس نے کہا، اس کے بعد ان کی خوراک کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ان کے لیے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا، جو اس کے اطراف میں چرتا تھا۔ اس نے کہا، اس کے بعد ان کا مشروب کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جنت کا چشمہ، جس کا نام ''سلسبیل'' ہے۔ (سے پئیں گے) اس نے کہا، آپ نے سچ فرمایا، پھر کہا، میں آپ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں، جسے اہل زمین سے نبی یا ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، آپ نے فرمایا، ''اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو تجھے فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا؟ غور سے سنوں گا، اس نے کہا، میں آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا: مرد کا پانی (منی) سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد، جب دونوں مل جاتے ہیں، اور مرد کا پانی عورت کی منی پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اللہ کے حکم سے مذکر پیدا ہوتا ہے، اور جب عورت کی منی، مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو وہ اللہ کے حکم سے مونث بنتی ہے۔'' یہودی نے کہا، آپ نے واقعی صحیح فرمایا، اور آپ نبی ہیں پھر واپس پلٹ کر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے سوال کیا کہ میں سوال کے وقت اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔

[717] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عَنْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ انَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا

[717]۔یہی روایت مجھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی نے یحییٰ بن حسان کے واسطہ سے معاویہ بن سلام کی مذکورہ بالا سند سے اس طرح سنائی، صرف اتنا فرق ہے کہ اوپر والی روایت میں قائماً (کھڑا تھا) ہے اور اس میں قاعداً

[717] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٠٦)

(بیٹھا تھا) اوپر لفظ (زیادہ) اور یہاں زائدہ ہے اور یہاں اذکر اور آنثا کی جگہ ذکر و آنث ہے، معنی ایک ہی ہے۔ اذکرا، اذکر مذکر ہونا۔ آنثا، آنث، مونث ہونا۔

فوائد: ...... ❶ اگر سائل کی نیت مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنا ہو، محض سوال برائے سوال یا مقصد برآری نہ ہو تو بات سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، جیسا کہ یہودی، سوالات کے نتیجہ میں اصل حقیقت کو سمجھ گیا، لیکن اگر نیت میں فتور ہو تو پھر بات سمجھ نہیں آتی کوئی نہ کوئی راہ فرار تلاش کر لی جاتی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں صریح الفاظ میں کہ مالیعلم بشئی منه، حتی آتانی الله به، مجھے سوالات کے وقت، ان کے جوابات معلوم نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے بتا دیئے۔ جس سے معلوم ہوا، آپ کو علم الغیب نہیں ہے، ہاں ضرورت کی ہر چیز سے موقع اور محل پر اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے، لیکن بعض فضلاء اس کا معنی یہ کرتے ہیں، میں ان کی طرف متوجہ نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان چیزوں کی طرف متوجہ کر دیا۔ اگر مقصد سمجھنا ہو تو اس معنوی تعریف کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ❷ حساب و کتاب کے وقت موجودہ آسمان وزمین بدل جائیں گے، اور ان کی جگہ نئے آسمان وزمین کا ظہور ہوگا۔ اور اس وقت لوگ پل صراط کے قریب کھڑے ہوں گے، اس لیے قرب کی بنا پر بعض حدیثوں میں ”علی جسر جهنم یا علی متن جهنم“ کے الفاظ آئے ہیں۔ ❸ پانی کا رحم میں پہلے بھیجنا، تذکیر و تانیث کا سبب بنتا ہے، اور غلبہ و کثرت، مشابہت کا۔ ❹ فقراء و مہاجرین کو جنت میں پہلے جانے کا شرف حاصل ہوگا، حالانکہ عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف جیسے اغنیاء درجہ اور مرتبہ میں ان سے بلند و بالا اور افضل ہیں، مقصد صرف یہ ہے کہ جن دیندار اور مومن لوگوں کے پاس مال و دولت کم ہے، ان کے حساب و کتاب پر وقت کم لگے گا، اور اس سے جلد فارغ ہو جائیں گے۔

٩...... بَاب: صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

باب ٩: غسل جنابت کی کیفیت

[718] ٣٥-(٣١٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوئَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَاٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

[718] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٩٠١)

[718]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ دھوتے، پھر نماز والا وضو فرماتے۔ پھر پانی لے کر انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کر کے، ان کو دھوتے، جب آپ سمجھتے کہ بال تر ہو گئے ہیں تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو ڈالتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے، پھر اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے۔

مفردات الحديث ❶ **استبراء**: تمام بالوں کو تر کر دیا، ❷ **حفن**، دونوں ہاتھوں سے پانی لیا، ❸ **حفنات، حفنه** کی جمع ہے۔ لَپ۔

[719] (. . .)و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ

[719]۔امام صاحب مذکورہ بالا حدیث اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن ان کی روایت میں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

[720] ٣٦۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ

[720]۔ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع کے واسطہ سے ہشام کی اپنے باپ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی اکرم ﷺ نے غسل جنابت فرمایا، پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا، پھر ابو معاویہ کی طرح حدیث بیان کی، لیکن پاؤں دھونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[721] (. . .)و حَدَّثَنَاه عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ نَا زَآئِدَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلٰوةِ

[719] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٣ و ١٧٠١٢)
[720] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٤)
[721] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٩٤)

[721]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے، برتن میں داخل کرنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اپنے نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے۔

[722] ٣٧۔(٣١٧)و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهِ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ

[722]۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لیے پانی آپ کے قریب رکھا تو آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو یا تین دفعہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اس کے ذریعہ اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ دھویا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو زمین پر مار کر اچھی طرح رگڑا اور اپنا نماز والا وضو فرمایا، پھر اپنا چلو بھر کر سر پر تین لپ پانی ڈالا، پھر اپنے سارے جسم کو دھویا، پھر اپنی اس جگہ سے ہٹ گئے، اور اپنے دونوں پیر دھوئے، پھر میں آپ کے پاس تولیہ لائی، اور آپ نے اسے واپس کر دیا۔

[722] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الغسل، باب مسح اليد بالتراب لتكون انقى برقم (٢٦٠) وفی باب الوضوء قبل الغسل برقم (٢٤٩) وفی باب: الغسل مرة واحده برقم (٢٥٧) ومختصرا۔ وفی باب المضمضمة والاستنشاق فی الجنابة برقم (٢٥٩) بنحوه۔ وفی باب تفريق الغسل برقم (٢٦٥) وفی باب: من افرغ بيمينه على شماله فی الغسل برقم (٢٦٦) وفی باب: من توضاه فی الجنابة ثم غسل سائر جسده ولم يعد غسل مواضع الوضوء مرة اخرى برقم (٢٧٤) بنحوه وفی باب: نفض اليدين من الغسل عن الجنابة برقم (٢٧٦) وفی باب: تستر فی الغسل عند الناس (٢٨١) بنحوه۔ مختصرا۔ والمولف [مسلم] فی الحيض، باب: تستر المغتسل بثوب ونحوه برقم (٧٦٥) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الغسل من الجنابة برقم (٢٤٥) مطولا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الغسل من الجنابة وقال: هذا حديث حسن صحيح برقم (١٠٣)۔ مختصرا بنحوه۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٣٧۔١٣٨ فی ←

[723] (. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَالْأَشَجُّ وَإِسْحٰقُ كُلُّهُمْ عَنْ وَكِيعٍ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَصْفُ الْوُضُوءِ كُلِّهِ يَذْكُرُ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيلِ

[723]۔(وکیع اور ابومعاویہ) نے اعمش کی مذکورہ بالا سند سے حدیث سنائی، لیکن ان دونوں کی حدیث میں سر پر تین لپ ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور وکیع کی حدیث میں پورے وضو کی کیفیت کا بیان ہے، اور اس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر ہے، اور ابومعاویہ کی حدیث میں تولیہ کا ذکر نہیں ہے۔

[724] ۳۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَآءِ هٰكَذَا يَعْنِي يَنْفُضُهُ

[724]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا۔ تو آپ نے نہیں لیا، اور اس طرح پانی کو جھاڑنے لگے، يقول ، يفعل کو معنی میں ہے، ينفضه کا معنی ہے، آپ نے اسے جھاڑا۔

[725] ۳۹۔(۳۱۸) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ الْقَاسِمِ

← الطهارة، باب: غسل الرجلين فى غير المكان الذى يغتسل فيه۔ وفى الغسل والتيمم، باب: ازالة الجنب الاذى عنه قبل افاضة الماء عليه ۱/ ۲۰۴ وفى باب: مسح اليد بالارض بعد غسل الفرج وفى باب: الاستتار عند الغسل، وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٧) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٤)

[723] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٧٢٠)

[724] تقدم تخريجه برقم (٧٢٠)

[725] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الغسل، باب: من بداء بالحلاب او الطيب عند الغسل برقم (٢٥٨) وابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: فى الغسل من الجنابة برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ

[725]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو دودھ دوہنے جتنا برتن منگواتے، چلو سے پانی لیتے اور سر کے دائیں حصہ سے آغاز فرماتے، پھر بائیں طرف پانی ڈالتے پھر لپ بھر کر دونوں ہاتھوں سے سر پر پانی ڈالتے۔

فائدہ:......احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں غسل جنابت کا طریقہ، اگر پانی برتن میں ہو اور اس میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہو تو پھر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں تین دفعہ دھویا جائے گا، پھر بدن کے جس حصہ پر منی لگی ہو اسے دھویا جائے گا، پانی دائیں ہاتھ سے ڈالیں گے اور شرم گاہ کو دھونے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کریں گے۔ پھر بائیں ہاتھ کو مٹی پر اچھی طرح رگڑ کر صاف کریں گے، یا صابن سے دھولیں گے، پھر نماز والا مکمل وضو کریں گے۔ پاؤں وضو کے ساتھ دھولیں گے، پھر آخر میں ضرورت کے تحت دوبارہ دھولیں گے یا ان کا دھونا مؤخر کرلیں گے۔ پھر تین لپ پانی سر پر ڈالیں گے، ایک دائیں جانب، دوسرا بائیں جانب، اور دوسرا سر پر، اور بالوں کو انگلیوں کے ذریعہ اچھی طرح تر کریں گے (اور اس کے ساتھ داڑھی کے بال بھی اچھی طرح تر کرنے چاہئیں) اور پھر پورے جسم کو اچھی طرح دھوئیں گے، غسل سے فراغت کے بعد، جسم سے پانی کو جھاڑا جائے گا، اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔تولیہ کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن استعمال ضروری نہیں ہے۔

١٠...... بَاب :الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَّاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّغُسْلِ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ

باب ١٠: غسل جنابت کے لیے پانی کی مستحب مقدار، مرد وعورت کا ایک برتن سے اکٹھے غسل کرنا اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے نہانا

[726] ٤٠۔(٣١٩)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ

[726]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فرق کے برتن سے غسل جنابت فرمایا کرتے تھے۔

(٢٤٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٢٠٦۔٢٠٧ في الغسل والتيمم، باب: استبراء البشرة في الغسل من الجنابة۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٧)

[726] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في مقدار الماء الذي يجزي في الغسل برقم (٢٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٩)

مفردات الحدیث ☆ فرق: تین صاع۔

[727] ٤١۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا ثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ۔

[727]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیالہ سے جو ایک فرق کی مقدار کا تھا غسل فرماتے، میں اور آپ ایک برتن سے غسل کرتے تھے،سفیان کی حدیث میں الانـاء الواحد کی بجائے اناء واحـد ہے۔قتیبہ نے کہا،سفیان نے بتایا،فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔صاع میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور غلہ کی کم،اس لیے بعض نے پانی کے تین صاع کی مقدار ساڑھے تیرہ لیٹر نکالی ہے،غلہ کی مقدار ایک صاع ۵ رطل اور ثلث رطل اور پانی کی مقدار ۸ رطل ہے۔

[728] ٤٢۔(٣٢٠)و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ حَتّٰى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ

[728]۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں

[727] ٤١۔(. . .)ابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان في اناء واحد برقم (٣٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٩)

[728] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: الغسل بالصاع ونحوه برقم (٢٥١) والنسائي في الطهارة، باب: ذكر القدر الذي يكتفى به الرجل من الماء للغسل ١/ ٢٠٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٩٢)

نے ایک صاع کے بقدر برتن منگوایا، اور اس سے غسل کیا، ہمارے اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔ اور اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا، ابوسلمہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی بیویاں اپنے سر کے بالوں کو وفرة کی طرح بنا لیتی تھیں۔

مفردات الحديث ❶ يَأْخُذن رُؤُسَهُنَّ: اپنے سر کے بال وفرة کی طرح بنا لیتیں، عورتیں جب غسل کرتی ہیں اگر ان کے بال کھلے ہوں تو وہ ان کو اکٹھا کر کے، سر یا گدی پر رکھ لیتی ہیں، تاکہ جسم پر پانی بہانا آسان ہو جائے، اگر بال کھلے ہوں اور پشت پر پڑ رہے ہوں تو ان کے نیچے سے جسم کو دھونا دقت اور کلفت کا باعث بنتا ہے، اس لیے اخذ کا معنی پکڑنا ہے، کاٹنا نہیں ہے۔ ❷ وفرة: عام اہل لغت کے نزدیک کانوں تک کے بال اور امام اصمعی کے نزدیک کندھوں پر پڑنے والے بال کو کہتے ہیں۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید اور رضاعی بھانجے ابوسلمہ کو غسل کر کے دکھایا، تاکہ انہیں غسل کے لیے پانی کی مقدار اور غسل کی کیفیت دونوں کا علم ہو سکے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کے لیے عورت کے بدن کا اوپر والا حصہ دیکھنا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر کے دھونے کا طریقہ دکھلایا تھا اور باقی بدن مستور تھا۔ ابوسلمہ کو حضرت عائشہ کی بہن ام کلثوم نے دودھ پلایا تھا۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۷۲)

[729] ٤٣-(٣٢١) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِينِهِ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ بِيَمِينِهِ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِكَ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ

[729]۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، جب رسول اللہ ﷺ غسل فرماتے تو دائیں ہاتھ سے آغاز فرماتے، اس پر پانی ڈال کر اسے دھوتے، پھر جہاں منی لگی ہوتی، اسے دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر، بائیں ہاتھ سے دھوتے، جب اس سے فارغ ہو جاتے تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے نہاتے، جبکہ ہم دونوں جنبی ہوتے۔

فائدہ :...... میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھے نہانا بالاتفاق جائز ہے، غسل کا مکمل طریقہ اوپر گزر چکا ہے۔

[730] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ

[729] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٠)
[730] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٣٤)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَّاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ

[730]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ (عائشہ) اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے، جس میں تین مد یا اس کے قریب پانی آتا تھا۔

فائدہ:...... ایک مد میں پانی دو رطل آتا ہے، جو ایک صاع کا چوتھائی ہے، اس طرح پانی ایک لیٹر سے کچھ زائد ہوگا، اور تین مد میں ساڑھے تین لیٹر سے کم پانی ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بعض دفعہ تین صاع کی بجائے تین مد پانی پر گزارہ فرمایا ہے یا اس صورت میں اکٹھے غسل نہیں فرمایا ہوگا، بلکہ برتن کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے یکے بعد دیگرے غسل کیا ہوگا، اور بقول بعض مد یہاں صاع کے معنی میں ہے۔

[731] ٤٥۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ انَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[731]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل جنابت ایک برتن سے کرتے اور اس سے ہمارے ہاتھ باری باری پانی لیتے۔

[732] ٤٧۔(٣٢٣)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتّٰى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ۔

[732]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے، جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا، آپ مجھ سے پہلے پانی لیتے حتیٰ کہ میں عرض کرتی، میرے لیے چھوڑیے۔ میرے لیے چھوڑیے، اور ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔

[731] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: هل يدخل الجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة برقم (٢٦١)

[732] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب ١/ ١٢٨۔ وفي كتاب الغسل والتيمم، باب: الرخصة في ذلك ١/ ٢٠٢ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٩)

[733] ٤٧-(٣٢٢)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي

مَيْمُونَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَّاحِدٍ۔

[733]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے نہاتے تھے۔

[734] ٤٨-(٣٢٣)و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَكْبَرُ عِلْمِي وَالَّذِي يَخْطِرُ عَلَى بَالِي أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ أَخْبَرَنِي

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ

[734]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے نہاتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد، عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی نظریہ ہے۔

امام احمد اور داود ظاہری کے نزدیک، عورت کے بچے ہوئے پانی سے، جبکہ اس نے اکیلے غسل کیا ہو۔ مرد کے لیے غسل کرنا درست نہیں ہے، امام احمد کا ایک قول، دوسرے ائمہ کے موافق ہے، صحیح احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ غسل کرنا درست ہے، الا یہ کہ عورت غسل کرتے وقت حزم واحتیاط سے کام نہ لیتی ہو اور مستعمل پانی، برتن میں گراتی ہو تو ایسی صورت میں انسان طبعی طور پر، ایسے پانی کے استعمال سے کراہت محسوس کرتا ہے۔

[735] ٤٩-(٣٢٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ

---

[733] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی وضوء الرجل والمراة من اناء واحد برقم (٦٢) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: ذكر اغتسال الرجل والمراة من نسائه من اناء واحد (١/ ١٢٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد برقم (٣٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٧)

[734] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الغسل، باب: الغسل بالصاع ونحوه برقم (٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٥٣٨٠)

[735] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحيض، باب: النوم مع الحائض وهی فی ثيابها برقم (٣٢٢) مطولا وفی الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (١٩٢٩) مطولا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد برقم (٣٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٧١)

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[735]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل جنابت کرتے تھے۔

[736] ۵۰۔(۳۲۵)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ و قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ

[736]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۵ مکوک سے غسل فرماتے اور ایک مکوک سے وضو فرماتے۔ابن مثنیٰ نے مکاکیک کی جگہ مکاکی لفظ بولا، مکوک کا وزن ایک مد سے زیادہ ہے۔

فائدہ:......مختلف روایات میں نہانے کے پانی اور وضو کے پانی کے لیے، مختلف اوقات میں، مختلف برتنوں کا ذکر آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، ضرورت اور احوال وظروف کے مطابق، پانی میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔ بلا ضرورت پانی کا زیادہ استعمال درست نہیں ہے، امام نووی نے مکوک سے مراد مد لیا ہے۔ کیونکہ اگلی روایت میں یہ آرہا ہے کہ آپ مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مد تک غسل فرماتے۔

[737] ۵۱۔(...)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلٰى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ

[737]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مد تک سے غسل کرتے۔

[736] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الوضوء، باب: الوضوء بالمد برقم (۲۰۱) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: ما يجزى من الماء في الوضوء برقم (۹۵) بمعناه۔ والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: قدر ما يجزى من الماء في الوضوء برقم (۶۰۹) تعليقا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ۱/ ۱۲۷ في الطهارة، باب: القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للغسل۔ وفي المياه، باب: القدر الذي يكتفي به الانسان من الماء للوضوء والغسل برقم (۳٤٤) انظر (التحفة) برقم (۹۶۳)

[737] تقدم تخريجه في الحديث السابق (۷۳٤)

[738] ٥٢-(٣٢٦)و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعَمْرُو مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا بِشْرٌ قَالَ نَا أَبُو رَيْحَانَةَ

عَنْ سَفِينَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ

[738]۔حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرما لیتے اور ایک مد سے وضو کر لیتے۔

[739] ٥٣-(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ

عَنْ سَفِينَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ حُجْرٍ أَوْ قَالَ وَيُطَهِّرُهُ الْمُدُّ قال وقد كان كبر وما كنت اثق بحديثه

[739]۔حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرماتے اور ایک مد پانی سے وضوفرما لیتے۔ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، یتطھر بالمد کہا یا یطھرہ المد کہا، ابوریحانہ نے کہا، سفینہ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ ہو گئے تھے، اس لیے مجھے ان کی حدیث پر اعتماد و وثوق نہیں ہے۔

فائدہ:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے آخری حدیث، دوسری حدیثوں کے موافق مطابق ہونے کی بنا پر پیش کی ہے، اگرچہ راوی نے اس پر انفرادی حیثیت سے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مسلم نے ابو ریحانہ کے سفینہ صحابی پر بڑھاپے کی وجہ سے اعتماد نہ کرنے کو درست نہیں سمجھا۔

١١...... بَاب: اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

باب ١١: سر اور دوسرے جسم پر تین دفعہ پانی بہانا پسندیدہ عمل ہے

[740] ٥٤-(٣٢٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

[738] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في الوضوء بالمد برقم (٥٦) وقال: حديث سفينة حديث حسن صحيح- وابن ماجه في (سننه) في الطهاره وسننها، باب: ما جاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة برقم (٢٦٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٧٩)

[739] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٣٦)

[740] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: من افاض على راسه ثلاثا- برقم ←

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ))

[740]۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے غسل کے بارے میں جھگڑا کیا، بعض نے کہا، میں تو بس اتنی اتنی دفعہ سر دھو لیتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو سر پر تین چلو ڈالتا ہوں۔"

مفردات الحدیث ❋ تَمَارَوْا: باہمی اختلاف اور جھگڑا کیا۔ أکف، کف کی جمع ہے، ہتھیلی کو کہتے ہیں اور یہاں مراد چلو ہے۔

[741] ۵۵۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا))

[741]۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے غسل جنابت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں تو سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔"

[742] ۵٦۔(۳۲۸)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا)) قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا أَبُو بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

➜(۲۵٤) مختصراً۔ وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الغسل من الجنابة برقم (۲۳۹) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٣٥ فی الطهارة، باب: ذكر ما يكفی الجنب من افاضة الماء علی راسه ١/ ٢٠٧ وفی الغسل والتيمم، باب: ما يكفی الجنب من افاضة الماء علی راسه ١/ ٢٧٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب فی الغسل من الجنابة برقم (٥٧٠) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٨٦)

[741] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٣٨)

[742] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٢٨٩)

[744]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں عورت ہونے کے ناطے سے سر کے بال گوندتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا، نہیں، تیرے لیے بس اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالو، پھر اپنے جسم پر پانی بہالو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔

فائدہ ......سر کے بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو پھر گوندے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے، امام نخعی کے نزدیک ہر حالت میں بال کھولنے ہوں گے، حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک غسل حیض کے لیے بال کھولنا ضروری ہیں، غسل جنابت کے لیے ضروری نہیں۔

[745] (. . .)و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[745]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرزاق کی حدیث میں ہے، کیا میں حیض وجنابت کے لیے بالوں کو کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا، نہیں آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[746] (. . .)و حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ نَا

أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ

[746]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا میں انہیں کھول کر غسل جنابت کروں؟ حیض کا تذکرہ نہیں کیا۔

[747] ۵۹۔(۳۳۱)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيٰى أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ

← برقم (۲۵۱) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: هل تنقض المراة شعرها عند الغسل برقم (۱۰۵) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) ۱/ ۱۳۱ فی الطهارة، باب ذكر ترك المراة نقض شعر راسها عند اغتسالها من الجنابة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی غسل النساء من الجنابة برقم (۶۰۳) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۷۲)

[745] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (۷۴۲)

[746] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (۷۴۲)

[747] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) فی الغسل، باب: ترك المراة نقض راسها عند←

[744]۔حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں عورت ہونے کے ناطے سے سر کے بال گوندتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا،نہیں، تیرے لیے بس اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالو، پھر اپنے جسم پر پانی بہا لو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔

فائدہ:......سر کے بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو پھر گوندے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے، امام نخعی کے نزدیک ہر حالت میں بال کھولنے ہوں گے، حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک غسل حیض کے لیے بال کھولنا ضروری ہیں، غسل جنابت کے لیے ضروری نہیں۔

[745] (. . .)و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[745]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرزاق کی حدیث میں ہے، کیا میں حیض وجنابت کے لیے بالوں کو کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا،نہیں آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[746] (. .)و حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ نَا

أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ

[746]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ ؓ نے پوچھا، کیا میں انہیں کھول کر غسل جنابت کروں؟ حیض کا تذکرہ نہیں کیا۔

[747] ۵۹۔(۳۳۱)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيٰى أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ

← برقم (۲۵۱) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: هل تنقض المراة شعرها عند الغسل برقم (۱۰۵) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) ۱/ ۱۳۱ فی الطهارة، باب ذكر ترك المراة نقض شعر راسها عند اغتسالها من الجنابة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی غسل النساء من الجنابة برقم (۶۰۳) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۷۲)

[745] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (۷۴۲)

[746] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (۷۴۲)

[747] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) فی الغسل، باب: ترك المراة نقض راسها عند←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَأْمُرُ النِّسَآءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عُمَرَ هٰذَا يَأْمُرُ النِّسَآءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ

[747]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عورتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کرتے وقت سر کے بال کھولا کریں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ابن عمر کے اس حکم پر تعجب ہے۔ وہ عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ جب غسل کریں تو سر کے بال کھولیں، انہیں حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے سر کے بال منڈوالیں، میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور میں اس سے زائد کچھ نہیں کرتی تھی کہ اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈال لیتی۔

نوٹ:...... بیروتی نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے اور پاکستانی نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے اور یہی صحیح ہے۔

فائدہ:...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ بال کھولے بغیر، بال اچھی طرح نہیں دھلتے، جبکہ بالوں کا تر ہونا ضروری ہے۔ اور انہیں ام سلمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا علم نہیں تھا، یا وہ یہ حکم استحباب واحتیاط کے طور پر دیتے ہوں گے۔

۱۳...... بَابٌ: اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ

باب ۱۳: غسل حیض کرنے والی عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ خون کی جگہ پر خوشبو میں معطر کپڑا یا روئی استعمال کرے

[748] ۶۰۔(۳۳۲)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ ((تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ)) وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلٰى وَجْهِهِ

→الاغتسال برقم بنحوه ۱ / ۲۰۳۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: ما جاء فى غسل النساء من الجنابة برقم (۶۰۴) انظر (التحفة) برقم (۱۶۳۲۴)

[748] اخرجه النسائى فى (المجتبى من السنن) فى الحيض، باب: ذلك المراة نفسها اذا تطهرت من الحيض وكيف تغتسل وتاخذ فرصة ممسكة فتتبع اثر الدم برقم (۳۱۴) وفى باب:←

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ

[748] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، وہ غسل حیض کیسے کرے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ نے اسے غسل کا طریقہ سکھایا، پھر فرمایا: غسل کے بعد وہ ایک مشک سے معطر کپڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرے، عورت نے پوچھا، میں اس سے کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے طہارت حاصل کر، اور آپ نے حیا سے چہرہ چھپا لیا۔ (سفیان نے ہمیں ہاتھ کے اشارے سے منہ چھپا کر دکھایا) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور میں نبی اکرم ﷺ کی مراد کو سمجھ گئی تھی تو میں نے کہا، اس معطر کپڑے کو خون کے نشان پر لگا کر صاف کر، ابن ابی عمر کی روایت میں اثر الدم کی جگہ آثار الدم ہے۔

فائدہ :......آپ نے سبحان اللہ! اس لیے فرمایا کہ وہ ایک واضح اور کھلی بات کو بھی سمجھ نہیں رہی تھی، اور آپ شرم وحیا کی بنا پر شرم گاہ کا نام لینا نہیں چاہتے تھے۔

[749] (. . .)و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَالطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ

[749]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں پاکیزگی کے حصول کے وقت غسل کیسے کروں؟ تو آپ نے فرمایا: (خوشبو وکستوری) سے معطر ٹکڑا لے کر اس سے طہارت حاصل کر، پھر سفیان کی طرح روایت بیان کی۔

[750] ٦١۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ

← غسل المحيض برقم (٣١٥) وفى الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاحكام التى تعرف بالدلائل برقم (٧٣٥٧) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى الطهارة، باب: ذكر العمل فى الغسل من الحيض برقم (٢٥١) ١/ ١٣٥ و ١٣٦، ١٣٧۔ وفى الغسل والتيمم، باب: العمل فى الغسل من الحيض برقم (٤٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٥٩)

[749] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٧٤٦)

[750] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الطهارة، باب: الاغتسال من الحيض برقم (٣١٤ و ٣١٥ ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَائَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا)) فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

[750]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تم سے ہر ایک اپنا پانی اور بیری کے پتے لے کر اچھی طرح طہارت کرے (خون کو اچھی طرح صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈال کر اس کو اچھی طرح ملے، یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی ڈالے، پھر کستوری سے معطر کپڑے کا ٹکڑا لے کر، اس سے صفائی کرے (خون کی جگہ پر خوشبو لگائے) تو اسماء نے پوچھا، اس سے پاکیزگی کیسے حاصل کرے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آہستگی) سے کہا خون کے نشان پر لگا کر، اور اس نے آپ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، پانی لے کر اس سے اچھی طرح مکمل طور پر وضو کرے، پھر سر پر پانی ڈال کر اسے ملے، حتیٰ کہ سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے جسم پر پانی ڈالے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، انصار کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں کہ حیا وشرم انہیں دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے سے نہیں روکتی۔

[751] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِي بِهَا)) وَاسْتَتَرَ

[751]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر اور آپ نے چہرہ چھپا لیا۔

← و ٣١٦) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في الحائض كيف تغتسل برقم (٦٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٨٤٧)

[751] تقدم في الحديث (٧٤٨)

[752] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلاهُمَا عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ

[752]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم میں سے کوئی عورت غسل حیض کرے (حیض سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے) تو کیسے نہائے؟ اور اوپر والی حدیث بیان کی اور اس میں غسل جنابت کا تذکرہ نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❶ **فِرْصَةً**: روئی کا گالا یا کپڑے کا ٹکڑا۔ ❷ **مسك**: کستوری۔ ❸ **آثار الدم**: خون کے اثرات مقصود شرم گاہ ہے، کہ کستوری سے معطر روئی کا گالا یا کپڑا سے مخصوص جگہ کو معطر کر لے۔

❹ **مُمَسَّكَة**: کستوری سے معطر۔ ❺ **شئون راسها**: سر کے بالوں کی جڑیں۔

فائدہ:...... جب عورت حیض سے فراغت کے بعد غسل کرے تو پوری طرح نظافت اور پاکیزگی کے لیے خون کی بو کو ختم کرنے کے لیے کستوری استعمال کرے یا جو خوشبو بھی میسر ہو اس کو استعمال کر لے، اور جمہور کے نزدیک نفاس کا حکم بھی حیض والا ہے، نیز خوشبو کا استعمال بہتر اور پسندیدہ عمل ہے، فرض و واجب نہیں۔

۱۴...... بَاب: الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا

باب ١٤: مستحاضہ کا غسل اور اس کی نماز

[753] ٦٢۔(٣٣٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ((لَا إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي))

[752] تقدم في الحديث (٧٤٨)

[753] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: غسل الدم برقم (٢٢٨) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المستحاجة برقم (١٢٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الحيض والاستحاضة، باب ذكر الاقراء ١/ ١٨٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها قبل ان يستمر الدم برقم (٦٢١) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٥٩)

[753]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ایسی عورت ہوں، جسے استحاضہ آتا ہے، اس لیے میں پاک نہیں ہو سکتی تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ یہ تو بس ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ لہٰذا جب حیض شروع ہو تو نماز چھوڑ دو، اور جب بند ہو جائے تو اپنے سے خون دھو کر نماز پڑھ لو۔"

مستحاضہ: اس عورت کو کہتے ہیں، جس کو استحاضہ آتا ہو، اور استحاضہ وہ خون ہے جو ایک رگ سے (جس کو عاذل کہتے ہیں) نکلتا ہے، اور یہ رگ رحم کے منہ کے قریب ہوتی ہے اور یہ حیض کے دنوں کے سوا ہوتا ہے۔ استحاضہ کا حکم طہر والا ہے، عورت ان دنوں میں پاکیزہ ہی متصور ہوتی ہے، اس لیے نماز ترک نہیں کر سکتی۔ اور ادبار حیض سے مقصد حیض کا رک جانا اور بند ہو جانا ہے۔

[754] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنْ جَرِيرٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنَّا قَالَ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ زِيَادَةُ حَرْفٍ تَرَكْنَا ذِكْرَهُ

[754]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں جس میں ہے: فاطمہ بنت ابی حبیش بن عبدالمطلب بن اسد آئی جو ہمارے خاندان سے ہے، امام مسلم نے کہا، حماد بن زید کی حدیث میں ایک کلمہ زائد ہے، جو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

نوٹ:...... سند میں ابوحبیش کا باپ عبدالمطلب بیان کیا گیا ہے جب کہ وہ مطلب ہے، اور جو لفظ امام مسلم نے ترک کر دیا ہے، وہ ہے اغسلی عنك الدم، کے بعد توضیء، اور اس لفظ میں امام مسلم کے خیال میں حماد منفرد ہے، اس لیے امام صاحب نے اسے چھوڑ دیا۔ حالانکہ حماد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی یہ لفظ ہشام سے بیان کیا ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ لفظ حماد کے علاوہ راوی سے روایت کیے ہیں۔

[755] ٦٣-(٣٣٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

---

[754] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٤ و ١٦٩٩٥)

[755] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: من قال: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ ((إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّيْ)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَةَ

[755]۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ آتا رہتا ہے تو آپ نے فرمایا، یہ تو ایک رگ کا خون ہے، لہٰذا (حیض سے) نہا کر نماز پڑھ۔'' تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں، لیث بن سعد نے کہا، ابن شہاب نے یہ بیان نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ بنت جحش کو ہر نماز کے لیے نہانے کا حکم دیا تھا۔ یہ کام وہ اپنے طور پر کرتی تھیں، ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ بنت جحش کی جگہ صرف ابنة جحش آیا ہے۔

[756] ٦٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّيْ)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ

← برقم (٢٩٠) والترمذى فى (جامعه) فى الطهارة، باب: ما جاء فى المستحاضة انها تغتسل عند كل صلاة برقم (١٢٩) والنسائى فى (المجتبى من السنن) ١/ ١١٦ فى الطهارة، باب: ذكر الاغتسال من الحيض وفى الحيض والاستحاضة، باب: ذكر الاستحاضة واقبال الدم وادباره ١/ ١٨١ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٨٣)

[756] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحيض، باب: عرق الاستحاضة برقم (٣٢٧) وابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: من قال: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة برقم (٢٨٥)۔ ←

[756]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش (جو رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے) کو سات سال استحاضہ آتا رہا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض نہیں ہے، یہ تو ایک رگ کا خون ہے، لہٰذا غسل کر اور نماز پڑھ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، وہ اپنی بہن زینب بنت جحش کے کمرہ میں ایک ٹب میں غسل کرتیں تو خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی۔ ابن شہاب کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو سنائی تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہند پر رحم فرمائے، کاش وہ یہ فرمان سن لیتی، اللہ کی قسم وہ رویا کرتی تھی، کیونکہ وہ اس حالت میں نماز نہیں پڑھتی تھی۔

[757] (. . .)و حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[757]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اسے سات سال استحاضہ آتا رہا ہے، یہ روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے، اور صرف خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی ہے تک ہے، اس کے بعد والا حصہ بیان نہیں کیا گیا۔

[758] (. . .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[758]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابنۃ جحش (جحش کی بیٹی) کو سات سال استحاضہ آتا رہا ہے آگے مذکورہ روایت بیان کی۔

← والنسائی فی (المجتبیٰ من السنن) ۱/ ۱۱۷-۱۱۸ فی الطهارة، باب: ذکر الاغتسال من الحيض۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی المستحاضة اذا اختلط عليها الدم فلم تقف على ايام حيضها برقم (٦٢٦) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥١٦ و ١٧٩٢٢)

[757] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٥٤)

[758] تقدم برقم (٧٥٤)

[759] ٦٥-(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي))

[759]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ نے رسول اللہ ﷺ سے خون کے بارے میں سوال کیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، میں نے اس کا ٹب خون سے بھرا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تمہیں پہلے جس قدر حیض آتا تھا، اتنے دن رکی رہ، پھر نہا لے اور نماز پڑھ۔"

[760] ٦٦-(. . .)حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيمِيُّ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ

[760]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش (جو عبدالرحمٰن بن عوف کی منکوحہ تھی) نے رسول اللہ ﷺ سے خون (استحاضہ) کی شکایت کی تو آپ نے اسے فرمایا: "تم جس قدر حیض کے دنوں میں رکتی تھی، اتنے دن ٹھہر، پھر نہا لے تو وہ ہر نماز کے لیے نہایا کرتی تھی۔

فائدہ:...... مستحاضہ عورت کا خون چونکہ اوقات مخصوصہ کا پابند نہیں ہوتا، اس لیے اس کا حکم حیض سے الگ ہے۔ اور مستحاضہ کی مختلف اقسام ہیں: (ا) وہ مستحاضہ جسے پہلے صرف حیض آتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد استحاضہ شروع ہوگیا، اس لیے اس کو اپنے حیض کے ایام کا پتہ ہے کہ مجھے اتنے دن حیض آتا تھا، اس کو معتادہ کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اسے پہلے جتنے دن حیض آتا تھا، اتنے دن حیض کے شمار ہوں گے اور بعد والے دن استحاضہ کے ہوں گے۔

[759] تقدم برقم (٧٥٤)

[760] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی المراة المستحاضة، ومن قال: تدع الصلاة فی عدة الایام التی كانت تحیض برقم (٢٧٩) والنسائی فی (المجتبی من السنن) رقم (٢٠٦) فی الطهارة، باب: ذكر الاغتسال من الحیض۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٠)

(۲) مبتـــدءة: جس کو شروع ہی سے استحاضہ آنا شروع ہوگیا، اگر یہ حیض اور استحاضہ کے خون میں امتیاز کر سکتی ہے کیونکہ حیض کا خون سیاہ اور انتہائی بدبودار ہوتا ہے، استحاضہ کی یہ صورت نہیں تو پھر اس کو ممیزہ قرار دیا جائے گا، جتنے دن وہ حیض سمجھے وہ حیض ہوگا اور باقی استحاضہ بشرطیکہ وہ کم از کم مدت حیض سے کم نہ ہو، جو شوافع کے نزدیک ایک دن رات ہے اور احناف کے ہاں، تین دن رات، اور حیض کی اکثر مدت سے زائد نہ ہوں، جو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ دن ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس دن۔ (۳) اگر مستحاضہ کی عادت بھی نہ ہو، اور وہ ممیزہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو کم از کم مدت حیض کی پابندی کرنی ہوگی۔

اگر ایک عورت معتادہ ہی ہے اور ممیزہ بھی تو اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک عادت کا اعتبار ہے اور مالکیہ کے نزدیک تمیز کا۔ شافعی اور احمد کے نزدیک دونوں کو ملحوظ رکھنا ہوگا، اگر دونوں میں تعارض ہو تو شافعی کے نزدیک تمیز کا اعتبار ہوگا، اور امام احمد کے نزدیک عادت کا۔

مستحاضہ کے لیے غسل:

اس سلسلہ میں، جمہور ائمہ کا موقف یہ ہے کہ (ا) وہ حیض کے خاتمہ پر غسل کرے گی، اور اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرے گی، شوافع کے نزدیک نماز کے لیے جو وضو نماز کے وقت میں کیا گیا ہے، اس سے صرف ایک فرض نماز پڑھی جا سکے گی وہ ادا ہو یا قضا فرض کے ساتھ نوافل پڑھنے پر کوئی پابندی نہیں، احناف کے نزدیک نماز کے وقت وضو کیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ فرض نماز کے ساتھ فوت شدہ نمازوں کی قضائی بھی دی جا سکے گی۔ امام مالک کے نزدیک وضو کرنے کے بعد محض استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب تک کوئی اور سبب حدث پیدا نہ ہو۔

(۲) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عطاء بن ابی رباح کے نزدیک ہر نماز کے لیے غسل ضروری ہے۔

(۳) ہر روز غسل ضروری ہے، ابن مسیب اور حسن بصری کے نزدیک روزانہ ظہر کے وقت غسل کرے۔

(۴) بعض حضرات کے نزدیک دو نمازیں اکٹھی پڑھے اور ان کے لیے غسل کرے۔

جمہور کا موقف درست ہے، علاج معالجہ یا احتیاط واستحباب کی صورت میں اگر عورت کو مشقت وکلفت نہ ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر سکتی ہے، ہر نماز کے لیے غسل لازم نہیں ہے۔

۱۵...... بَاب وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلٰوةِ

باب۱۵: حائضہ کے لیے روزے کی قضا ہے، نماز کی نہیں

[761] ٦٧-(٣٣٥) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ ح و حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ

[761] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: لا تقضى الحائض الصلاة برقم ←

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلٰوةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ۔

[761]۔حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ہمیں حیض کے دنوں کی نماز کی قضائی دینی ہوگی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تو حروریہ سے تعلق رکھتی ہے؟ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں حیض آ تا تھا، اس کے باوجود کسی کو قضاء کا حکم نہیں دیا گیا۔

فائدہ:......ائمہ دین کا احادیث کی روشنی میں، اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضائی دے گی اور یہی حکم نفاس کا ہے، لیکن نماز کی قضاء نہیں ہے، صرف خوارج کا یہ نظریہ ہے کہ نماز کی بھی قضائی دے گی، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا، کیا تو حروریہ سے تعلق رکھتی ہے، خارجیوں کا ظہور چونکہ حروراء نامی بستی سے ہوا تھا، جو کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ اس لیے خارجیوں کو حروری بھی کہتے ہیں۔

[762] ٦٨-(...)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحِضْنَ أَفَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّجْزِينَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ يَعْنِي يَقْضِينَ

[762]۔معاذہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا حائضہ نماز کی قضائی دے گی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا تو حروریہ سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو حیض آ تا تھا، کیا آپ نے ان کو قضائی کا حکم دیا تھا؟ محمد بن جعفر نے کہا، یجزین کا معنی یقضین (قضائی دینا) ہے۔

← (٣٢١) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الحائض لا تقضي الصلاة برقم (٢٦٢ و ٢٦٣) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الحائض انها لا تقضي الصلاة برقم (١٣٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الحيض، باب سقوط الصلاة عن الحائض ١/ ١٩١-١٩٢- وفي الصيام، باب: وضع الصيام عن الحائض ٤/ ١٦٤- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الحائض برقم (٦٣١) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٤)
[762] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٥٩)

[763] ٦٩-(. . .)و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ

[763]۔معاذہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کہ کیا وجہ ہے حائضہ روزہ کی قضائی دیتی ہے اور نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ تو انہوں نے پوچھا، کیا تو حروریہ سے ہے؟ میں نے کہا، میرا حروریہ سے تعلق نہیں ہے، میں تو صرف پوچھنا چاہتی ہوں۔تو انہوں نے جواب دیا، ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضائی کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضائی کا نہیں۔

فائدہ:...... کسی مسئلہ کا حکم کیا ہے، اس کا اصل دارومدار قرآن وسنت کی نصوص پر ہے، اس کی حکمت اور مصلحت یا فلاسفی کیا ہے، اس کا بتانا یا جاننا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس کے بارے میں مختلف آراء ہوسکتی ہیں، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں صرف یہ کہا کہ ہمیں روزہ کی قضا کا حکم ملا ہے، نماز کی قضاء کا حکم نہیں ملا، ائمہ دین عام طور پر اس فرق کی وجہ یا علت یہ بیان کرتے ہیں نمازیں ہر روز پڑھنی ہوتی ہیں، اس لیے ان کی قضا حرج اور تنگی کا باعث ہے، جبکہ روزے صرف ایک ماہ میں رکھنے ہوتے ہیں، باقی گیارہ مہینے روزے فرض نہیں ہیں، اس لیے ان کی قضائی کسی دن بھی دی جاسکتی ہے۔اس لیے یہ مشقت یا کلفت کا باعث نہیں ہے۔اگرچہ اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ نماز اپنے پورے وقت کا استیعاب نہیں کرتی، اس لیے ایک وقت میں کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں اور روزہ پورے دن کا رکھنا ہوتا ہے، اس لیے ایک دن میں ایک سے زائد روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔نماز کے لیے طہارت ضروری ہے اور حیض ونفاس میں عورت پاکیزگی حاصل نہیں کرسکتی اس لیے اس پر نماز فرض نہیں ہے تو قضائی کیسے فرض ہوسکتی ہے اور روزہ کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اس لیے حائضہ روزہ فرض سے تخفیف و آسانی کے لیے اس پر ادا کی بجائے قضا لازم ہے۔

١٦...... بَاب: تَسَتُّرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ

باب ١٦: غسل کرنے والے کا کپڑے وغیرہ سے پردہ کرنا

[764] ٧٠-(٣٣٦)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

[763] تقدم تخريجه برقم (٧٥٩)

[764] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: التستر عند الناس برقم (٢٨٠) وفي ←

أُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ۔

[764]۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی، میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا، اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھی۔

فائدہ:...... اگر انسان گھر میں کپڑا باندھ کر نہار ہا ہو تو پھر بھی بہتر ہے کہ دوسروں سے اوٹ میں نہائے۔

[765] ۷۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ

عَنْ أُمِّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى

[765]۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ فتح مکہ والے سال، مکہ کے بلند حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، رسول اللہ ﷺ نہانے کے لیے اٹھے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کی آڑ کی، پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کر اپنے گرد لپیٹا، پھر چاشت کے آٹھ نفل ادا فرمائے۔ سبحة الضحی، چاشت کے نفل، چاشت کی نماز۔

[766] ۷۲۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ

← الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفا به برقم (۳۵۷) وفی الجزیة والموادعة، باب: امان النساء وجوارهن برقم (۳۱۷۱) وفی الادب، باب: ما جاء فی زعموا برقم (٦١٥٨) و المولف [مسلم] فی صلاة المسافرین وقصرها، باب: استحباب صلاة الضحی وان اقلها رکعتان واکملها ثمان رکعات واوسطها اربع رکعات او ست والحث علی المحافظة علیها برقم (١٦٦٦) والترمذی فی (جامعه) فی الاستئذان، باب: ما جاء فی مرحبا برقم (٢٧٤٣) وفی السیر، باب: ما جاء فی امان العبد والمراة برقم (١٥٧٩) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة باب: ذکر الاستتار عند الاغتسال (١/ ١٢٦) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: المندیل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٠١٨)

[765] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٧٦٢)

[766] تقدم برقم (٧٦٢)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

[766]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ ہے تو آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کپڑے کی اوٹ مہیا کی، غسل کے بعد آپ نے وہ کپڑا لے کر اپنے گرد لپیٹ لیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں پڑھیں، اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

فائدہ:...... سجدات سجدہ رکعت کا اہم حصہ اور جز ہے، اس لیے رکعت کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[767] ٧٣۔(٣٣٨) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا مُوسَى الْقَارِءُ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ

[767]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے (غسل کے) لیے پانی رکھا اور آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل فرمایا۔

١٧...... بَاب: تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ

باب ١٧: دوسرے کی شرم گاہ دیکھنے کی ممانعت

[768] ٧٤۔(٣٣٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ))

[768]۔ عبدالرحمٰن بن ابی سعید اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد کسی مرد

[767] تقدم تخريجه برقم (٧٢٠) مطولاً۔

[768] ابو داود في (سننه) في الحمام، باب: ما جاء في التعري برقم (٤٠١٨) والترمذي في (جامعه) في الادب، باب: في كراهية مباشرة الرجال الرجال والمراة المراة برقم (٢٧٩٣) وقال: هذا حديث حسن غريب صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: النهي ان يرى عورة اخيه برقم (٦٦١) انظر (التحفة) برقم (٤١١٥)

کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور عورت کسی عورت کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی مرد برہنہ ہو کر دوسرے برہنہ مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی ننگی عورت، دوسری ننگی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔

[769] (. . .) و حَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ انَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ

[769]۔صاحب مذکورہ روایت اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں دونوں نے عورۃ کے لفظ کی جگہ عریۃ الرجل او عریۃ المرأۃ کہا۔

مفردات الحدیث ❊ عریۃ کے عین پر پیش اور زبر دونوں آ سکتے ہیں، اور را ساکن ہو گی یا اس کو عین کے پیش، را کی زبر اور یا مشدد پڑھ کر تصغیر بنائیں گے، معنی برہنہ اور ننگا ہونا ہے۔

فائدہ ...... امت کے نزدیک بالاتفاق، مرد کا مرد یا اجنبی عورت کی شرم گاہ اور عورت کے لیے عورت اور اجنبی مرد کی شرم گاہ دیکھنا حرام ہے، لیکن میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو سکتے ہیں۔
محرم مرد کے لیے عورت کا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے والا حصہ عورت نہیں، اور اجنبی مرد کے لیے تمام بدن عورت ہے، اس طرح عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا درست نہیں ہے، کسی واقعی حاجت وضرورت کے وقت دیکھنا، جبکہ بنظر شہوت نہ ہو جائز ہوگا، اس بنا پر میاں بیوی کے سوا کسی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ برہنہ لیٹنا جائز نہیں۔

۱۸...... بَاب: جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ عُرْيَانًا فِي الْخَلْوَةِ

باب ۱۸: تنہائی میں برہنہ نہانا جائز ہے

[770] ۷۵۔(۳۳۹) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى سَوْأَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى أَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ فَجَمَحَ مُوْسٰى بِإِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ إِلٰى سَوْأَةِ مُوْسٰى قَالُوا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ

[769] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٦٦)
[770] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: من اغتسل عريانا وحده في الخلوة، ومن تستر فالتستر افضل برقم (٢٧٨) والمولف [مسلم] في الفضائل، باب: من فضائل موسى عليه السلام برقم (٦٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٠٨)

بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسٰى بِالْحَجَرِ

[770]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل برہنہ نہاتے تھے، ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھ رہے ہوتے، اور موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہاتے، اسرائیلی کہنے لگے، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ محض اس بنا پر نہیں نہاتے کہ ان کو ہرنیا کی بیماری ہے، آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ نہانے لگے تو اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا، اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے (سرپٹ) زور سے دوڑ پڑے، اور فرمانے لگے، اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے دو، یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے قابل ستر حصہ کو دیکھ لیا، اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی بیماری لاحق نہیں ہے، جب موسیٰ علیہ السلام کا سراپا دیکھ لیا گیا تو پتھر ٹھہر گیا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے پہنے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے پتھر کو مارنے سے اس پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

مفردات الحدیث ❶ **سوءة:** شرم گاہ۔ آدر: جس کے خصیتین پھولے ہوں۔ ❷ **جمح:** سرپٹ دوڑا۔ ❸ **نَدَبٌ:** نشان۔

فوائد :...... ❶ انسان تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے، کپڑا باندھ کر نہائے، کیونکہ کوئی اچانک آ سکتا ہے، اگر غسل خانہ وغیرہ ہو جہاں کسی کے آنے کا خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

❷ انبیاء علیہم السلام اپنی سیرت اور صورت دونوں اعتبار سے کامل ترین فرد ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو عیوب و نقائص سے پاک رکھتا ہے اور انبیاء علیہم السلام بشر ہونے کی بنا پر انسانی جذبات سے متصف ہوتے ہیں، اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں آ کر پتھر پر ضربیں لگائیں، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عزت و آبرو کی براءت کی خاطر پتھر میں خود بخود دوڑنے کی اہلیت پیدا کر دی، جیسا کہ اس کے حکم سے زمین، اپنے محور پر حرکت کر رہی ہے۔

۱۹...... بَاب: اِلْاِعْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب ۱۹: شرم گاہ کی حفاظت پر توجہ دینا

[771] ٧٦-(٣٤٠) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّهُ سَمِعَ

[771] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: فضل مكة وبنيانها وقوله تعالى: ﴿واذ ←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلٰى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلٰى عَاتِقِكَ

[771]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب کعبہ تعمیر کیا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ پتھر لانے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا، پتھروں سے حفاظت کے لیے اپنا تہبند اٹھا کر کندھے پر رکھ لیجئے تو آپ نے ایسا کر لیا، اس پر آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئی' پھر آپ اٹھے اور کہا میرا تہبند، میرا تہبند تو آپ کا تہبند باندھ دیا گیا یا آپ نے اپنا تہبند باندھ لیا، ابن رافع کی روایت میں علی عاتقك (اپنے کندھے پر) کے بجائے علی رقبتك (اپنی گردن پر) کے الفاظ ہیں۔

فائدہ ...... انسان کو دوسروں کے سامنے اپنا ستر نہیں کھولنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ نے نبوت سے پہلے ہی اپنی طبعی شرم وحیا کی بنا پر چچا کے حکم سے اپنا تہبند کھول تو لیا، لیکن فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے، اور آپ کو اس کام سے روک دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو نبوت سے پہلے ہی غلط کاموں سے محفوظ فرماتا ہے، اس وقت آپ بقول زہری بلوغت کو نہیں پہنچے تھے، بقول بعض اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال، بقول بعض پچیس اور بقول ابن اسحاق پینتیس سال تھی۔

[772] ۷۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلٰى مَنْكِبِكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُؤِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا

﴿وإذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى وعهدنا الى ابراهيم واسماعيل﴾ ...... الآية ...... برقم (١٥٨٢) وفی المناقب، باب بنيان الكعبة ...... برقم (٣٨٢٩) انظر (التحفة) برقم (٢٥٥٥)

[772] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: كراهية التعری فی الصلاة وغيرها برقم (٣٦٤) انظر (التحفة) برقم (٢٥١٩)

[772]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی تعمیر کے لیے قریش کے ساتھ پتھر نقل کر رہے تھے، اور آپ تہبند باندھے ہوئے تھے تو آپ کو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، اے بھتیجے! اے کاش آپ اپنا تہبند کھول لیں، تہبند کھول کر پتھروں سے بچاؤ کے لیے اپنے کندھے پر رکھ لیں تو آپ نے اسے کھول کر اپنے کندھے پر رکھ لیا، اس پر آپ غشی کھا کر گر گئے، اس دن کے بعد کبھی آپ کو ننگے نہیں دیکھا گیا۔

[773] ٧٨۔(٣٤١)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً))

[773]۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آگے بڑھا، اور میں ہلکا سا تہبند باندھے ہوئے تھا تو میرا پتھر اٹھائے ہوئے تہبند کھل گیا، اور میں اس کو اس کی جگہ پر رکھے بغیر باندھ نہ سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کپڑے کی طرف لوٹ کر اس کو اٹھاؤ اور ننگے نہ چلا کرو۔"

٢٠...... بَاب: مَا يُسْتَتَرُ بِهِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

باب ٢٠: قضائے حاجت کے لیے کیسے پردہ کیا جائے گا؟

[774] ٧٩۔(٣٤٢)حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا نَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ

[773] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الحمام، باب: ما جاء فى التعرى برقم (٤٠١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٢٦٦)

[774] اخرجه مسلم [المولف] فى فضائل الصحابة، باب: فضائل عبدالله بن جعفر رضى الله عنهما برقم (٦٢٢) وابو داود فى (سننه) فى الجهاد، باب: ما يومر به من القيام على الدوات والبهائم برقم (٢٥٤٩) وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة، الارتياد للغائط والبول برقم (٣٤٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٢١٥)

[774]۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا اور پھر مجھے ایک راز کی بات بتائی، جو میں کسی انسان کو نہیں بتاؤں گا، اور آپ کو قضائے حاجت کے لیے، محبوب ترین اوٹ ٹیلہ یا کھجور کا باغ تھا، ابن اسماء نے اپنی حدیث میں حـائـط نـخـل کا معنی نخلستان کیا، ہدف (ٹیلہ)۔

فائدہ: ...... قضائے حاجت کے لیے باپردہ جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے، تاکہ ستر عورت ہو سکے۔

٢١ ...... بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْجِمَاعِ كَانَ فِيْ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ لَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ اِلَّا اَنْ يُّنْزِلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانَ نَسْخِهٖ وَ اَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ

باب ٢١ : پاکستانی نسخہ کی رو سے ترجمہ: آغاز اسلام میں، جب تک منی نہ نکلتی جماع کرنے سے غسل لازم نہیں تھا، اس حکم کے نسخ کا بیان اور غسل جماع سے لازم ہو جاتا ہے'' عربی نسخہ میں ان احادیث کو دو بابوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، پہلا باب ہے باب ٢١ غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے

[775] ٨٠۔(٣٤٣) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ يَعْنِى ابْنَ أَبِى نَمِرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَبِى سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ اِلَى قُبَآءَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِى بَنِى سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ)) فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَأَتِهٖ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ))

[775]۔ عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا گیا، جب ہم بنو سالم کے محلّہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عتبان کے دروازے پر رک گئے اور اسے آواز دی، وہ اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم نے اس انسان کو جلد بازی میں مبتلا کیا۔''

[775] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤١٢٢)

تو عتبان نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے، اگر انسان بیوی سے جلدی الگ کر دیا جائے اور منی نہ نکلے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانی، پانی سے واجب ہوتا ہے، غسل منی نکلنے سے واجب ہوتا ہے۔"

[776] ٨١۔(. . .)حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ))

[776]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانی پانی سے واجب ہوتا ہے۔

[777] ٨٢۔(٣٤٤)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا

عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِيرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ

[777]۔ابو العلاء بن شخیر بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ایک دوسرے کو منسوخ کرتی جس طرح قرآن کا بعض حصہ بعض کو منسوخ کرتا ہے۔

[778] ٨٣۔(٣٤٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ ((لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ)) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ)) و قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ

[776] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الاكسال برقم (٢١٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٤)

[777] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٥٤٩)

[778] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل والدبر، وقول الله تعالى: ﴿او جاء احد منكم من الغائط﴾ برقم (١٨٠) مختصرا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة، وسننها، باب: الماء من الماء برقم (٦٠٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٩٩)

[778]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری انسان کے امکان سے گزرے تو اسے بلوایا، وہ اس حال میں نکلا کہ اس کے سر سے پانی گر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: شاید ہم نے تجھے جلدی کرنے پر مجبور کر دیا۔" اس نے کہا، ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں جلدی کرنی پڑے یا انزال نہ ہو سکے تو تم پر غسل لازم نہیں ہے، اور وضو ضروری ہے۔

[779] ٨٤ـ(٣٤٦)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ مَا اَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ))

[779]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے، اس انسان کے بارے پوچھا، جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، پھر اسے انزال نہیں ہوتا؟ تو آپ نے فرمایا: "بیوی سے اسے جو کچھ لگ جائے، اس کو دھو لے، پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔"

مفردات الحدیث ❊ **اقحاط:** اور **اکسال** دونوں سے مراد عدم انزال ہے۔

[780] ٧٥ـ(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْمَلِيِّ يَعْنِي بِقَوْلِهِ الْمَلِيِّ عَنِ الْمَلِيِّ أَبُو أَيُّوبَ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي اَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ))

[780]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس انسان کے بارے میں جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، انزال نہیں ہوتا۔ فرمایا: وہ اپنے آلہ (عضو) کو دھو لے اور وضو کرے۔" (ملی کا لفظ دونوں حضرات پر اعتماد اور وثوق کے اظہار لیے استعمال کیا گیا ہے)۔

[779] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الغسل، باب: غسل ما يصيب من فرج المراة برقم (٢٩٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢) (٣٤٧٧)

[780] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٧٧)

[781] ٨٦-(٣٤٧) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّيْ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ

أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا ((يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ)) قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[781]۔حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ جہنی سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن عفان سے پوچھا، بتایئے، جب انسان اپنی بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ عثمان نے جواب دیا، نماز کے وضو کی طرح وضو کرے اور اپنے عضو کو دھو لے، عثمان نے بتایا، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

[782] (...) وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّيْ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ

أَنَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[782]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:...... حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: اخبرنی ابوسلمہ کا معطوف علیہ مقدر ہے، یعنی اخبرنی بکذا واخبرنی بکذا، گویا یہ مسئلہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا اور رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ بھی سنا۔ تمام روایات مذکورہ بالا میں اوائل اسلام کا حکم بیان کیا گیا ہے، بعد میں سہولت اور تخفیف ختم ہوگئی، آئندہ باب میں غسل کرنے کی روایات آ رہی ہیں۔ (فتح الملہم ج۱ص۴۸۵)

٢٢...... بَابُ: نَسْخِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنَ

باب ۲۲: پانی، پانی سے (غسل، انزال سے) منسوخ ہے اور مرد و عورت کا عضو ملنے سے غسل ضروری ہو جاتا ہے

[783] ٨٧-(٣٤٨) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

[781] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل والدبر، وقول الله تعالى: ﴿او جاء احد منكم من الغائط﴾ برقم (١٧٩) وفي الغسل، باب: غسل ما يصيب من فرج المراة برقم (٢٩٢) انظر (التحفة) برقم (٩٨٠١)

[782] تقدم تخريجه برقم (٧٧٧)

[783] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: اذا التقى الختانان برقم (٢٩١) وابو ←

وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ وَمَطَرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ)) وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِهِمْ ((بَيْنَ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ))

[783]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، کہ جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر اس کو تھکا دے، یا بھرپور کوشش و محنت کرے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے مطر کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ اگرچہ انزال نہ ہو، اور زہیر نے شعب کی جگہ اشعب کہا۔

مفردات الحدیث ❶ شعب شعبہ کی جمع ہے۔ ❷ جلوس بین الشعب، کا مقصد: مرد کے عضو تناسل کا عورت کی اندام نہانی میں داخل ہو جانا ہے۔ اور ❸ جھدھا کا مقصد، میاں بیوی کا تعلقات زن وشو کو شروع کر دینا ہے۔

[784] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ

[784]۔فرق یہ ہے کہ شعبہ کی اس روایت میں ثم جهدها کی جگہ ثم اجتهد محنت و کوشش کرتا ہے اور ان لم ينزل (اگرچہ انزال نہ ہو) کا لفظ نہیں ہے۔

[785] ۸۸۔(۳۴۹) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَهٰذَا حَدِيثُهُ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذٰلِكَ رَهْطٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ

← داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الاكسال برقم (٢١٦) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ١١٠۔١١٢ فی الطهارة، باب: وجوب الغسل اذا التقى الختانان۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی وجوب الغسل اذا التقى الختانان برقم (٦١٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٥٩)

[784] تقدم تخرجه فی الحديث السابق (٧٨١)

[785] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٧)

عَلٰی عَائِشَةَ فَأُذِنَ لِی فَقُلْتُ لَهَا یَا أُمَّاهْ أَوْ یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِینَ إِنِّی أُرِیدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَیْءٍ وَّإِنِّی أَسْتَحْیِیكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْیِی أَنْ تَسْأَلَنِی عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِی وَلَدَتْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ قُلْتُ فَمَا یُوجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِیرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ))

[785]۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کے ایک گروہ کا اختلاف ہوا، انصاریوں نے کہا، غسل اس صورت میں فرض ہوتا ہے، جب منی ٹپک کر نکلے یا انزال ہو اور مہاجروں نے کہا، جب مرد، عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، ابوموسیٰ نے کہا، میں اس مسئلہ میں تمہاری تسلی کیے دیتا ہوں تو میں اٹھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باریابی کی اجازت طلب کی، مجھے اجازت دے دی گئی تو میں نے کہا، اے امی جان! یا اے مومنوں کی ماں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، اور مجھے آپ سے شرم بھی آ رہی ہے تو انہوں نے کہا جو بات تم اپنی حقیقی ماں جس کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے ہو سے پوچھ سکتے ہو، وہ مجھ سے پوچھنے سے شرم نہ کرو، کیونکہ میں بھی تمہاری ماں ہوں، میں نے پوچھا، غسل کس صورت میں واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا تو نے واقف کار سے ہی پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھ جائے، اور ختنے کی جگہ ختنے کی جگہ سے مس کر لے (ذکر، فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

مفردات الحدیث ☆ **علی الخبیر سقطت،** محاورہ ہے، جس کا معنی ہوتا ہے، مسئلہ حقیقت سے جو آگاہ ہے تو نے اس سے پوچھا **مس الختان الختان** (کنایہ ہے میاں بیوی کی صحبت اور تعلقات سے، محض چھونا مراد نہیں)۔

[786] ۸۹۔(۳۵۰) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِیدٍ الْأَیْلِیُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی عِیَاضُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ یُكْسِلُ هَلْ عَلَیْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّی لَأَفْعَلُ ذٰلِكَ أَنَا وَهٰذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ))

[786]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا، جو اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے، پھر انزال نہیں ہوتا، کیا ان پر غسل ہے؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی

[786] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۹۸۳)

وہاں بیٹھی ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یہ (دونوں) یہ کام کرتے ہیں، پھر ہم دونوں نہاتے ہیں۔''

فوائد :...... ❶ شرعی مصلحت اور ضرورت کے تحت مسئلہ کی وضاحت کے لیے بیوی کی موجودگی میں، یا ماں سے ایسی گفتگو اور سوال جائز ہے، جو عام حالات میں شرم وحیا اور عار کا باعث بنتا ہے، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیوں کیا، یا اس آدمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں یہ سوال کیوں کیا اور آپ نے اس انداز سے جواب کیوں دیا، وہ وقت شریعت دین کے نزول اور بیان وتوضیح کا تھا، اگر ان مسائل کے پوچھنے میں شرم وحیاء کو حائل کیا جاتا تو ان مسائل کا ہمیں کس طرح علم ہوتا؟ اور ہم دوسروں کو کس طرح بتا سکتے؟ اور ان کی تسلی وتشفی کر پاتے؟ ❷ تمام امت کا اجماع ہے کہ میاں بیوی جب باہمی صحبت کریں اگرچہ انزال نہ بھی ہو تو غسل کرنا لازمی ہے حتیٰ کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے اگر کوئی انسان ناجائز حرکت کا ارتکاب کرتے ہوئے، جرم وگناہ کا مرتکب ہو اور کسی جانور، مرد، بچہ، زندہ ہو یا مردہ، بالغ ہو یا نابالغ، اپنا عضو اس کے عضو میں داخل کر دیتا ہے۔ انزال ہو یا نہ، انسان ہونے کی صورت میں دونوں پر غسل لازم ہوگا، معصوم، بچہ، بچی کو بھی نہلایا جائے گا۔ اور اس کے لیے انسان کے پورے عضو کا داخل ہونا بھی شرط نہیں ہے، بلکہ حشفہ (سپاری) کا داخل ہونا کافی ہے۔ حتیٰ کہ صحیح بات یہ ہے کہ کپڑا لپیٹ کر، حرکت کرے تو تب بھی غسل لازم ہوگا، اس حرکت کا جرم اور قابل گرفت وتعزیر ہونا اپنی جگہ ہے۔

۲۳...... بَاب: الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب ۲۳: آگ پر پکی چیز (کھانے) سے وضو کرنا

[787] ۹۰-(۳۵۱) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ

أَنَّ أَبَاهُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

[787]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا، ''آگ سے پکی چیز (کھانے کے بعد) وضو کرو۔''

[787] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الوضوء مما غيرت النار ۱/ ۱۰۷۔ انظر (التحفة) برقم (۳۷۰۴)

[788] (٣٥٢) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

[788]۔عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں وضو کرتے ہوئے پایا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، میں تو پنیر کے ٹکڑے کھانے سے وضو کر رہا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، آگ پر پکی چیز سے وضو کرو۔

مفردات الحدیث
❶ **اثوار**: ثور کی جمع، ٹکڑے۔ ❷ **اَقِط**: پنیر۔

[789] (٣٥٣) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

[789]۔ابن شہاب نے کہا، مجھے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان نے بتایا جبکہ میں اسے یہ حدیث سنا رہا تھا، کہ اس نے عروہ بن زبیر سے آگ پر پکی چیز سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو عروہ نے کہا، میں نے ام المومنین عائشہ سے سنا، انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ پر پکی چیز سے وضو کرو۔

۲۴...... بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب ٢٤: آگ پر پکی چیز سے وضو کرنا منسوخ ہو چکا ہے

[790] ٩١۔(٣٥٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ ((صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

[788] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٥٣)

[789] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٤٣)

[790] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: الرخصة فى ذلك برقم (٤٩٠) وهو طريق محمد بن على۔ واما طريق زهير بن حرب فقد انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)

[790]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[791] (. . .)و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَرْقًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَآءً

[791]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہڈی پر لگا گوشت یا صرف گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور نہ پانی کو ہاتھ لگایا۔

مفردات الحدیث ٭ **عرق**: ہڈی جس پر تھوڑا سا گوشت ہو۔

[792] ۹۲۔(۳۵۵)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

[792]۔جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ٭ **یحتز**: وہ چھری سے کاٹ رہے تھے، چھری کو سکین اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مذبوح چیز کی حرکت کو ختم کر دیتی ہے۔

---

[791] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: من لم يتوضا من لحم الشاة والسويق برقم (۲۰۸) وفي الاذان، باب: اذا دعى الامام الى الصلاة وبيده ما ياكل برقم (٦٧٥) وفي الجهاد، باب: ما يذكر في السكين برقم (۲۹۳۳) وفي الاطعمة، باب: قطع اللحم بالسكين برقم (٥٤٠٨) وفي باب: شاة مسموطة والكتف والجنب برقم (٥٤٢٢) وفي باب: اذا حضر العشاء فلا يجعل عن عشائه برقم (٥٤٦٢) والترمذي في (جامعه) في الاطعمة، باب: ما جاء عن النبي ﷺ من الرخصه في قطع اللحم بالسكين برقم (١٨٣٦) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، باب: الرخصة في ذلك برقم (٤٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٠٠)

[792] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٩٠)

[793] ٩٣-(. . .)حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَیَّةَ الضَّمْرِیِّ عَنْ أَبِیهِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِیَ إِلَی الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّكِّیْنَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ

[793]-جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھری سے بکری کی دستی کاٹتے دیکھا، آپ نے اس سے کھایا، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا، آپ اٹھے، چھری پھینک دی، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[794] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ.

[794]-ابن شہاب نے کہا مجھے علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے باپ سے رسول اللہ ﷺ کا یہی فعل نقل کیا۔

[795] (٣٥٦)قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِی بُكَیْرُ بْنُ الْاَشَجِّ عَنْ كُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ

[795]- نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاں دستی کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[796] (. . .)قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ رَبِیعَةَ عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ كُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ بِذٰلِكَ

[796]-عمرو نے کہا، مجھے جعفر بن ربیعہ نے یعقوب بن اشج سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی کریب سے، نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت سنائی۔

---

[793] تقدم تخريجه برقم (٧٨٩)

[794] تقدم

[795] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: من مضمض من السويق ولم يتوضاء برقم (٢١٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٨٠)

[796] تقدم تخريجه برقم (٧٩٠)

[797] ٩٤۔(٣٥٧)قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

[797]۔حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی کلیجی وغیرہ بھونتا تھا (آپ اسے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ اشوی: میں بھونتا تھا۔ ❷ بطن الشاۃ: بکری کے پیٹ کی اشیاء (کلیجی، جگر، اوجھڑی)۔

[798] ٩٥۔(٣٥٨)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا

[798]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا، پھر پانی طلب کیا اور کلی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہے۔

[799] (. . .)و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ

[799]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[797] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٣١)

[798] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: هل يمضمض من اللبن برقم (٢١١) وفي الاشربة، باب: شراب اللبن برقم (٥٦٠٩) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الوضوء من اللبن برقم (١٩٦) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في المضمضة من اللبن برقم (٨٩) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٠٩ في الطهارة، باب: المضمضة من اللبن۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المضمضة من شرب اللبن برقم (٤٩٨) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٣)

[799] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٩٦)

[800] ۹۶۔(۳۵۹)وحَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِیلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَآءً۔

[800]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے پہنے، پھر نماز کے لیے نکلے تو آپ کو روٹی اور گوشت کا تحفہ پیش کیا گیا، آپ نے تین لقمے تناول فرمائے، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

فوائد:...... ❶ امام مسلم پہلے ان روایات کو لائے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے، اس کے بعد وہ احادیث لائے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس اسلوب اور انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک پہلی قسم کی روایات منسوخ ہیں، اس لیے، عربی نسخہ میں دونوں قسم کی احادیث پر الگ الگ باب قائم کیے گئے ہیں، اگرچہ برصغیر کے نسخوں میں، دونوں قسم کی احادیث پر، الـوضـوء مما مست النار، کا باب قائم کیا گیا ہے اور وضو کے حکم کی صراحت نہیں کی گئی۔ ❷ جمہور سلف وخلف، صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ کا قول یہی ہے کہ آگ پر پکے کھانے کے استعمال سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن بعض تابعین، عمر بن عبدالعزیز، زہری، حسن بصری، اور ابوقلابہ کا نظریہ یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، صحیح نظریہ، جمہور کا ہے، کیونکہ خلفائے راشدین کا عمل اس کا مؤید ہے، اور حضرت جابر کی حدیث نسخ پر صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ ❸ کھانے کے بعد نماز والے وضو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہاتھ اور منہ کی صفائی کے لیے بہتر ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ، منہ دھو لیے جائیں، کیونکہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ کھانے سے متاثر ہوتے ہیں اور آپ نے دودھ کی چکناہٹ کی بنا پر کلی کی ہے، آج کل کھانے چکناہٹ سے بھرپور ہوتے ہیں۔

[801] (. . .)و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ

[800] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)
[801] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)

[801] ۔محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں میں ابن عباس کے ساتھ تھا پھر اوپر والی حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ ابن عباس نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کام کرتے دیکھا اور کہا آپ نے نماز پڑھی یہ نہیں کہا لوگوں کو نماز پڑھائی۔

٢٥...... بَاب: الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ

باب ٢٥: اونٹ کے گوشت سے وضو

[802] ٩٧ـ(٣٦٠)حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ)) قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ)) قَالَ أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ((نَعَمْ)) قَالَ أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ ((لَا))

[802] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: تیری مرضی ہے، چاہو تو وضو کرلو اور چاہو تو وضو نہ کرو۔'' اس نے پوچھا: اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اونٹ کے گوشت کے کھانے کے بعد وضو کر، اس نے پوچھا، کیا بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے پوچھا: اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔''

[803] (. .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكٍ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ كُلُّهُمْ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ

---

[802] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في الوضوء من لحوم الابل برقم (٤٩٥) مختصراـ انظر (التحفة) برقم (٢١٣١)

[803] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٨٠٠)

[803]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ مرابض، مربض کی جمع ہے، بکریوں کا باڑہ۔ ❷ مبارك، مبرك کی جمع ہے، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، اونٹوں کا باڑہ۔

فوائد :...... ❶ جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک، اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابن خزیمہ اور محدثین کے نزدیک اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی حق ہے اس کے گوشت کی تاثیر، دوسرے گوشتوں سے جدا ہے۔ ❷ اونٹ ایک زبردست، طاقتور اور شریر حیوان ہے، جس کے لات مارنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے، اس لیے ایسی صورت میں جبکہ اس سے خطرہ ہو، اس کے قریب نماز نہیں پڑھنی چاہیے، اس سے فاصلہ پر جہاں خطرہ نہ ہو، نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

٢٦...... باب: الدَّلِيل عَلَى اَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ بِطَهَارَتِهٖ تِلْكَ

باب ٢٦: یقینی طہارت کے بعد بے وضو ہو جانے کے شک کی صورت میں پہلی یقینی طہارت ہی سے نماز پڑھ لی جائے گی

[804] ٩٨-(٣٦١) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ ((لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ

---

[804] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن برقم (١٣٧) وفی باب: من لم ير الوضوء، الا من المخرجين من القبل والدبر برقم (١٧٧) مختصرا۔ وفی البيوع، باب: من لم ير الوساوس ونحوها من الشبهات برقم (٢٥٦) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: اذا شك فی الحديث برقم (١٧٦) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ٩٩ فی الطهارة، باب الوضوء من الريح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: لا وضوء الا من حدث برقم (١٥٣) انظر (التحفة) برقم (٥٢٩٦)

[804]۔سعید اور عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت سناتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک انسان کی شکایت کی کہ اسے نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ وضوٹوٹ گیا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس وقت تک نماز نہ توڑے، جب تک اسے (ہوا نکلنے کی) آواز سنائی نہ دے یا اسے بدبو محسوس نہ ہو۔''

ابوبکر اور زہیر بن حرب نے اپنی روایت میں عباد بن تمیم کے چچا کا نام عبداللہ بن زید بتایا۔

[805] ۹۹۔(۳۶۲)و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

[805]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کو اپنے پیٹ میں گڑ بڑ محسوس ہو اور اسے اشتباہ پیدا ہو جائے کہ اس کے پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو ہرگز اس وقت تک مسجد سے نہ نکلے، جب تک ریح کی آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔

فائدہ:......اس حدیث سے یہ اصول اور ضابطہ نکلتا ہے کہ لا یزول الیقین بالشك، کہ یقین، شک سے زائل نہیں ہوتا، اور ہر چیز اپنے اصل پر قائم اور برقرار رہے گی، جب تک اس کے خلاف یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے جمہور ائمہ کا موقف یہی ہے کہ وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا، جب تک اس کا یقین حاصل نہ ہو۔ ہاں، امام مالک سے دو قول منقول ہیں: (۱) شک سے ہر حالت میں (نماز کے اندر اور نماز سے باہر) وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲) اگر نماز شروع نہ کی ہو تو شک سے وضو ٹوٹ جائے گا، لیکن جمہور کا موقف حدیث کے مطابق ہے۔

۲۷...... بَاب: طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ

باب ۲۷: مردار جانور کے چمڑے کے رنگنے سے پاک ہو جانا

[806] ۱۰۰۔(۳۶۳)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

---

[805] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۶۰۳)

[806] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الصدقة على موالى ازواج النبي ﷺ برقم (۱۴۹۲) وفي البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ برقم (۲۲۲۱) مختصرا۔ وفي ←

[806]۔ ہمیں یحییٰ بن یحییٰ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمرو ناقد اور ابن ابی عمر سب نے، ابن عیینہ سے روایت سنائی، یحییٰ نے کہا، ہمیں سفیان بن عیینہ نے زہری سے، عبیداللہ بن عبداللہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بکری مردہ پائی جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ، لونڈی کو صدقہ میں دی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے چمڑا سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، انھوں نے کہا یہ مردہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اس کا کھانا حرام ہے۔"

ابوبکر اور ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں عن ابن عباس، عن میمونہ کہا (روایت ابن عباس کی بجائے میمونہ کی طرف منسوب کی)

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوا، حلال جانور اگر مر جائے تو اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

[807] ١٠١-(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

[807]۔ مجھے ابو طاہر اور حرملہ نے ابن وہب کے واسطہ سے یونس کی ابن شہاب سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت سنائی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں ملی تھی، وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہیں اتارا تو تم اسے رنگ لیتے اور اس سے تم فائدہ اٹھا لیتے، انہوں نے کہا: وہ مردہ ہے تو آپ نے فرمایا: بس اس کا کھانا حرام ہے۔"

[808] (. . .)حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رِوَايَةِ يُونُسَ

← الذبائح والصيد- باب: جلود الميتة برقم (٥٥٣١) وابو داود في (سننه) في اللباس، باب: في اهب الميتة برقم (٤١٢٠ و ٤١٢١) والنسائي في (المجتبى من السنن) في كتاب الفرع والعشيرة، باب: جلود الميتة ٧/ ١٧٢ - انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٩)

[807] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٨٠٤)

[808] تقدم برقم (٨٠٤)

[808]۔حسن حلوانی اور عبد بن حمید نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے، اپنے باپ کی صالح سے، ابن شہاب کی مذکورہ بالا سند سے، یونس کی حدیث کے مفہوم والی روایت سنائی۔

[809] ۱۰۲۔(. . .)و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَانَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَّا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ))

[809]۔ہمیں ابن ابی عمر اور عبداللہ بن محمد زہری نے (الفاظ ابن ابی عمر کے ہیں) سفیان کے واسطہ سے عمرو کی عطاء سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ پڑی ہوئی بکری کے پاس سے گزرے، جو میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کو بطور صدقہ دی گئی تھی۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اس کے چمڑے کو کیوں نہیں اتارا؟ وہ اس کو رنگ لیتے اور فائدہ اٹھا لیتے۔

[810] ۱۰۳۔(۳۶٤)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ مُنْذُ حِينٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ)).

[810]۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ کی گھر میں پلنے والی بکری مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کا چمڑا اتار کر، اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھا لیا؟''

[811] ۱۰٤۔(۳٦٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ ((أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا))

[809] اخرجه النسائی فی (الفرع والعشيرة) باب: جلود الميتة ۷/ ۱۷۲۔۱۷۳۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٤٧)

[810] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی اللباس، فی اهب الميتة برقم (٤١٢٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الفرع والعشيرة، باب جلود الميتة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اللباس، باب: لبس جلود الميتة اذا دبغت برقم (٣٦١٠) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٦ و ٥٨٣٩)

[811] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩١١)

[811]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کی (مردہ) بکری کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا، تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟''

[812] ۱۰۵۔(۳۶۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ وَعْلَةَ

أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))

[812]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: جب چمڑے کو رنگ لیا گیا تو وہ پاک ہوگیا۔

[813] (...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ يَعْنِي حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى

[813]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[814] ۱۰۶۔(...) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَهُ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَإِيِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُهُ فَقَالَ مَا لَكَ تَمَسُّهُ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوسُ نُؤْتَى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوهُ وَنَحْنُ لَا نَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُونَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُونَ فِيهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((دِبَاغُهُ طَهُورُهُ))

---

[812] اخرجه ابوداود في (سننه) في اللباس، باب: في اهب الميتة برقم (٤١٢٣) والترمذي في (جامعه) في اللباس، باب: ما جاء في جلود الميتة اذا دبغت برقم (١٧٢٨) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٨/ ١٧٣ في الفرع والعشيرة، باب جلود الميتة ٧/ ١٧٣ وابن ماجه في (سننه) في اللباس، باب: لبس جلود الميتة اذا دبغت برقم (٣٦٠٩) انظر (التحفة) برقم (٥٨٢٢)

[813] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٨١٠)

[814] تقدم برقم (٨١٠)

[814]۔ ابو الخیر سے روایت ہے کہ میں نے علی بن وعلہ سبائی کو ایک پوستین (چمڑے کا کوٹ) پہنے ہوئے دیکھا، میں نے اس کو چھوا تو اس نے کہا، اس کو کیوں چھوتے ہو؟ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا، ہم مغرب میں رہتے ہیں، اور ہمارے ساتھ بربر اور مجوسی رہتے ہیں، ہمارے پاس مینڈھا لایا جاتا ہے، جسے انہوں نے ذبح کیا ہوتا ہے اور ہم ان کے ذبیحہ کیے ہوئے جانور نہیں کھاتے، وہ ہمارے پاس مشکیزہ لاتے ہیں، جس میں وہ چربی ڈالتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو رنگنا، اس کو پاک کر دیتا ہے۔"

[815] ۱۰۷۔(. . .) و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَهُ قَالَ

حَدَّثَنِي ابْنُ وَعْلَةَ السَّبَإِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِينَا الْمَجُوسُ بِالْأَسْقِيَةِ فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأْيٌ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((دِبَاغُهُ طَهُورُهُ))

[815]۔ ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، ہم مغرب میں رہتے ہیں تو ہمارے پاس مجوسی پانی اور چربی کے مشکیزے لاتے ہیں تو انہوں نے کہا، پی لیا کرو، میں نے پوچھا، کیا آپ اپنی رائے سے بتا رہے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس کو رنگنا اس کو پاک کر دیتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **اسقیه:** سقاء، کی جمع ہے۔ چمڑے کے مشکیزہ کو کہتے ہیں۔ ❷ **دباغت:** ہر اس چیز سے جائز ہے جو کھال کی رطوبت کو خشک کر کے، اس کی بدبو کو زائل کر دے، اور کھال سڑنے گلنے سے محفوظ ہو جائے۔

فائدہ:...... احادیث مذکورہ بالا میں صرف جائز حیوانات کا یا مجوسیوں کے مشکیزوں کا تذکرہ ہے، حلال جانور کی کھال کے دباغت سے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، حلت وحرمت سے قطع نظر، عمومی طور پر ائمہ کے مختلف نظریات ہیں: (۱) امام شافعی کے نزدیک، سور اور کتے کے سوا ہر ایک مردہ جانور کی کھال، اندر اور باہر سے پاک ہو جاتی ہے، اس لیے اس میں خشک اور تر ہر قسم کی چیز رکھی جا سکتی ہے۔ (۲) امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا مشہور قول یہ ہے دباغت سے کسی مردہ جانور کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہی قول منسوب ہے۔ (۳) امام اوزاعی، ابن المبارک اور اسحٰق بن راہویہ کا نظریہ یہ ہے کہ صرف حلال جانور کی

[815] تقدم برقم (۸۱۰)

کھال رنگنے سے پاک ہوتی ہے، حرام جانور کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ (۴) امام ابوحنیفہ کے نزدیک خنزیر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (۵) امام مالک کا دوسرا قول یہ ہے، رنگنے سے سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں، مگر صرف باہر سے، اندر سے نہیں، اس لیے ان میں کوئی تر چیز نہیں ڈالی جا سکتی۔ (۶) ہر جانور کی کھال، اندر اور باہر سے رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے، امام ابو یوسف اور داؤد ظاہری کا یہی موقف ہے۔ (۷) بلا رنگے ہوئے ہی مردہ جانور کی کھال سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، امام زہری اور بعض شافعیوں کا یہی نظریہ ہے۔

٢٨...... بَابُ التَّيَمُّمِ

باب ۲۸: تیمّم کا بیان

[816] ١٠٨-(٣٦٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِي فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

[816] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التيمم، باب ١ برقم (٣٣٤) وفي فضائل الصحابة، باب: قول النبي ﷺ (لو كنت متخذا خليلا برقم (٣٦٧٢) وفي التفسير، باب: ﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا﴾ برقم (٤٦٠٧) وفي الحدود، باب: من ادب اهله غير دون السلطان برقم (٦٨٤٤) مختصرا۔ وفي النكاح، باب: قول الرجل لصاحبه: هل اعرستم الليلة برقم (٥٢٥٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: بدء التيمم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥١٩)

[816]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں نکلے جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر ٹھہر گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ رک گئے، اس جگہ پانی نہ تھا، اور لوگوں کے پاس بھی (پہلے سے) موجود نہ تھا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور کہا، کیا آپ کو پتہ نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ لوگوں کو روک رکھا ہے، نہ اس جگہ پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی موجود ہے، ابوبکر اس حالت میں تشریف لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو چکے تھے، اور کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو روک رکھا ہے جبکہ یہاں پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ابوبکر نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا کہا، اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے، اور مجھے صرف اس چیز نے حرکت کرنے سے روکے رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے بغیر ہی صبح تک سوئے رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تیمّم کیا۔ اسید بن حضیر جو نقباء میں سے ہیں، نے کہا اے ابوبکر کی اولاد! یہ آپ کی پہلی برکت نہیں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہم نے اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی اٹھایا تو ہمیں اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

مفردات الحدیث ✲ ❶ **نقباء**، نقیب کی جمع ہے، ذمہ دار، نگران ومحافظ۔ ❷ **عقد**: ہار۔

[817] ۱۰۹-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً

[817]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ اس نے اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً ہار لیا، اور وہ ضائع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کچھ ساتھیوں کو اس کی تلاش کی خاطر بھیجا، انہیں نماز کے وقت نے آلیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ

[817] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح، باب: استعارة الثياب للعروس وغيرها برقم (٥١٦٤) وفي فضائل الصحابة، فضل عائشة رضي الله عنها برقم (٣٧٧٣) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في السبب برقم (٥٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٢ و ١٧١٨٨)

لی، اور جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس بات کی شکایت کی، اس پر تیمم کی آیت اتری تو اسید بن حضیر نے کہا، (اے عائشہ!) اللہ آپ کو بہترین جزا دے، اللہ کی قسم! آپ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اس سے نکلنے کی سبیل راہ پیدا کر دیتا ہے، اور وہ چیز مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنتی ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہے اگر کسی انسان کو پانی اور مٹی دونوں میسر نہ ہوں تو وہ بلا وضو نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام احمد، امام شافعی اور اکثر محدثین کا خیال یہ ہے کہ بلا وضو نماز پڑھ لے، پھر جب پانی مل جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ امام احمد، مزنی، سحنون اور ابن منذر کے نزدیک نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (۲) امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز پڑھنا ضروری ہے (بقول شوکانی) پھر امام مالک کے نزدیک اعادہ نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک اعادہ ضروری ہے لیکن بقول مولانا شبیر احمد عثمانی امام مالک کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا، اور قضائی بھی نہیں دے گا، جیسا کہ حائضہ کا حکم ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا لیکن قضائی ضروری ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا، محض نمازیوں کی مشابہت اختیار کرے گا، پھر قضائی ضروری ہوگی۔ (۳) بلا وضو وقت پر نماز پڑھنا مستحب ہے اور بعد میں قضائی لازم بھی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فاقد الطہورین اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ پانی موجود نہیں تھا اور تیمم کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے انہوں نے بلا وضو نماز پڑھ لی اور بعد میں آ کر آپ کو بتا دیا۔ ❷ آپ نے اسید بن حضیر کو ہار کی تلاش کے لیے بھیجا، ہار نہ ملا تو وہ واپس آ گئے۔ صبح جب کوچ کے لیے اونٹ اٹھایا تو انہیں وہاں سے ہار مل گیا۔ ❸ سفر میں پانی نہ ملے تو تیمم کرنا جائز ہے۔

[818] ۱۱۰ ـ(۳۶۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِي مُوْسٰى فَقَالَ أَبُو مُوْسٰى يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ

[818] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التيمم، باب: اذا خاف الجنب على نفسه المرض او الموت او خاف العطش تيمم برقم (٣٤٥) و (٣٤٦ و ٣٤٧) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: التيمم برقم (٣٢١) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٧٠ـ١٧١ في الطهارة، باب: تيمم الجنب۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٦٠)

فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوْسٰى فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَآئِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوْسٰى لِعَبْدِاللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّآبَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا ((كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ أَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

[818]۔ شقیق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوعبدالرحمٰن سے پوچھا، بتایئے، اگر انسان جنبی ہو جائے اور ایک ماہ تک اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمم نہ کرے؟ تو نماز کا کیا کرے؟ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، وہ تیمم نہ کرے، اگرچہ اسے ایک ماہ تک پانی نہ ملے تو اس پر ابوموسیٰ نے کہا تو سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب، ”اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔“ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر انہیں اس آیت کی بنا پر رخصت دے دی جائے تو خطرہ ہے، جب انہیں پانی ٹھنڈا محسوس ہوگا تو وہ مٹی سے تیمم کر لیں گے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ نے عمار رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں سنی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ضرورت کے لیے بھیجا، میں جنبی ہو گیا، اور مجھے پانی نہ ملا تو میں، چوپائے کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہوا (اور نماز پڑھ لی) پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تیرے لیے بس اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرنا کافی تھا۔“ پھر اپنے دونوں ہاتھ ایک ہی دفعہ زمین پر مارے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر اور اپنے چہرے پر ملا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار کے قول پر قناعت و اطمینان کا اظہار نہیں کیا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا اگر پانی نہ ملے تو غسل جنابت کی جگہ وہی تیمم کافی ہوگا، جو وضو کے قائم مقام ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ مٹی پر مارا جائے گا اور اگر ان پر تنکے لگ جائیں، یا مٹی زیادہ لگ جائے تو ان پر پھونک مار کر، منہ اور دونوں ہاتھوں پر کلائی تک مسح کر لیں گے اور اس سے نماز پڑھ لیں گے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، آپ بھی اس سفر میں میرے ساتھ تھے اور آپ کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ

یاد نہیں تھا، اس لیے انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حدیث بیان کرنے سے نہیں روکا، صرف اپنی موجودگی کا انکار کیا، امام احمد، امام اسحاق اور محدثین کا موقف اس روایت کے مطابق ہے اور یہی صحیح اور مختار ہے۔ ❸ جنابت کی صورت میں اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر امت کا اجماع ہے، حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سدذریعہ کے طور پر، جنابت کی صورت میں تیمم کی اجازت نہیں دیتے تاکہ لوگ اس رخصت سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں، وگرنہ حضرت عمر، حضرت عمار رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان احادیث کے بیان کرنے سے روک دیتے۔

[819] ١١١۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِاللّٰهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا)) وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

[819]۔ شقیق سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے پوچھا، پھر اوپر والی حدیث واقعہ سمیت بیان کی اتنا فرق ہے، اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لیے اس طرح کرنا ہی کافی تھا، اور دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

[820] ١١٢۔(. . .)حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارٌ أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ

---

[819] تقدم في الحديث السابق برقم (٨١٦)

[820] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التيمم، باب: المتيمم هل ينفخ فيهما برقم (٣٣٨) مختصراً۔ وفي باب: التيمم للوجه الكفين برقم (٢٣٩ و ٣٤٠ و ٣٤١ و ٣٤٢ و ٣٤٣) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: التيمم برقم (٣٢٢ و ٣٢٣ و ٣٢٤ و ٣٢٥ و ٣٢٦ و ٣٢٧ و ٣٢٨) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في التيمم (١٤٤) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب التيمم في الحضر وفي باب: نوع آخر من التيمم والنفخ في اليدين ١/ ٦٨ و ١/ ١٦٩ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في التيمم ضربة واحدة برقم (٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٦٢)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ)) فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَمَّارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ

[820]۔سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور پوچھا، میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملا تو انہوں نے جواب دیا، نماز نہ پڑھ تو عمار نے کہا، اے امیرالمومنین! کیا آپ کو یاد نہیں، جب میں اور آپ ایک جنگی پارٹی کے ساتھ تھے تو ہم جنبی ہوگئے، اور ہمیں پانی نہ ملا تو آپ نے نماز نہ پڑھی اور میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا، اور نماز پڑھ لی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے بس اتنا ہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھر ان میں پھونک مار کر، ان دونوں سے اپنے چہرے سے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کر لیتے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عمار! اللہ سے ڈر، عمار نے جواب دیا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ واقعہ بیان نہیں کرتا، حکم نے کہا یہی روایت مجھے ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے باپ سے، ذر کی حدیث کی طرح سنائی، راوی نے کہا اور مجھے سلمہ نے ذر سے حکم والی سند سے بتایا کہ حضرت عمر نے کہا، آپ جس چیز کے والی (ذمہ دار) بنتے ہیں، ہم اس کو تیرے سپرد کرتے ہیں (تم اپنے اعتماد پر یہ روایت بیان کر سکتے ہو)

[821] ۱۱۳۔(. . . .)و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قال انا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا

عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا اَتٰى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ

[821]۔ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا، میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ ملا، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، عمار رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیرالمومنین! اگر آپ چاہیں کیونکہ اللہ نے مجھ پر آپ کا حق رکھا ہے، میں یہ حدیث کسی کو نہ سناؤں گا، لیکن اس میں مجھے سلمہ نے ذر سے سنایا، والا ٹکڑا نہیں بیان کیا۔

[821] تقدم رخیجه فی الحدیث السابق برقم (٨١٨)

[822] ١١٤ـ(٣٦٩)قَالَ مُسْلِم وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

[822]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمٰن بن یسار جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ہیں، ابوالجہم بن حارث بن صمہ انصاری کے پاس پہنچے تو ابوجہم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بئر جمل نامی جگہ سے تشریف لائے تو آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ ایک دیوار کی طرف بڑھے، اور آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فوائد:...... ❶ امام مسلم نے یہاں، اپنے اور لیث بن سعد کے درمیان والے راوی کا نام نہیں لیا، اس لیے اس روایت کو معلق قرار دیا گیا ہے۔ امام بخاری نے یہ روایت یحییٰ بن بکیر عن اللیث بیان کی ہے، امام نووی کے بقول مسلم میں بارہ یا چودہ معلق روایات ہیں۔ ❷ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ کا نام عبدالرحمٰن بن یسار بیان کیا ہے جبکہ دوسرے ائمہ (بخاری، ابوداود، نسائی وغیرہم) نے اس کا نام عبداللہ بن یسار بتایا ہے۔ ❸ امام مسلم نے یہ روایت ابوالجہم انصاری سے روایت کی ہے، جبکہ امام بخاری نے اس کا نام ابوالجہیم لیا ہے اور یہی درست ہے۔ ❹ بلا اجازت کچی دیوار پر مسح کرنا درست ہے، ہاتھ مارنے سے دیوار کو نقصان نہیں پہنچتا، اور کچی دیوار سے تیمم کرنا صحیح ہے۔ ❺ ضرورت کے تحت اگر پانی موجود نہ ہو، اور فوری ضرورت ہو تو تیمم کرنا حضر میں بھی جائز ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا، آپ سلام کا جواب بھی طہارت کی حالت میں دینا بہتر خیال فرماتے تھے۔

[823] ١١٥ـ(٣٧٠)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ

[822] اخرجه البخاري في (صحيحة) في التيمم، باب: التيمم في الحضر اذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلاة برقم (٣٣٧) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: التيمم في الحضر برقم (٣٢٩) والنسائي في (المجتبى) في الباب: التيمم في الحضر برقم ١/ ١٦٤ـ انظر (التحفة) برقم (١١٨٨٥)
[823] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: ايرد السلام وهو يبول برقم (١٦) ←

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبُولُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

[823]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص گزرا، جبکہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے تو اس نے سلام کہا، آپ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔

فائدہ:...... دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پیشاب سے فراغت کے بعد سلام کہا تھا، لیکن آپ نے عدم طہارت کی بنا پر جواب نہیں دیا، بول و براز کی حالت میں سلام کہنا اور اس کا جواب دینا، آداب واخلاق کے منافی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک موذن، نمازی، قاری اور خطیب سلام کے جواب دینے کا پابند نہیں، دل میں جواب دے لے۔ امام محمد کے نزدیک فراغت کے بعد جواب دے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جواب نہیں دے گا۔

۲۹...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلٰى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ

باب ۲۹: مسلمان کے پلید نہ ہونے کی دلیل

[824] (۳۷۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ حُمَيْدٌ ثَنَا ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَآءَهُ قَالَ ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ حَتّٰى أَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ))

← والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: كراهية رد السلام غير متوضى برقم (۹۰) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وفی الاستئذان برقم؟ والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الطهارة، باب: السلام على من يبول ۱/ ۳۵۔۳۶۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الرجل يسلم وهو يبول برقم (۳۵۳) انظر (التحفة) برقم (۷۶۹۰۶)

[824] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الغسل، باب: عرق الجنب، وان المسلم لا ينجس برقم (۲۸۳) وفی باب: الجنب يخرج ويمشی فی السوق وغيره برقم (۲۸۵) بنحوه مختصرا۔ وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الجنب يصافح برقم (۲۳۱) والترمذی فی (جامعه) ←

[824]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسے جنابت کی حالت میں رسول اللہ ﷺ مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ پر ملے اور وہ کھسک کر چلے گئے اور غسل کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے تلاش کیا، جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو میں جنابت کی حالت میں تھا، اس لیے غسل کیے بغیر آپ کے پاس بیٹھنا میں نے ناپسند کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن نجس پلید نہیں ہوتا۔

[825] ١١٦ ـ (٣٧٢) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَحَادَ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ كُنْتُ جُنُبًا قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

[825]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے ملے، جبکہ وہ جنبی تھا، وہ آپ سے الگ ہوگیا اور غسل کیا، پھر آ کر عرض کیا میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا: ''مسلمان پلید نہیں ہوتا۔''

فائدہ:...... جنابت، ایک حکمی نجاست ہے، حقیقی نجاست نہیں ہے، اس لیے جنابت کی صورت میں، انسان کا جسم پلید نہیں ہوتا۔ کافر کی نجاست بھی اعتقادی اور باطنی نجاست ہے، ظاہری طور پر وہ نجس نہیں ہوتا۔

٣٠...... بَاب: ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

باب ٣٠: جنابت وغیرہا کی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا

[826] ١١٧ ـ (٣٧٣) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَا نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

← في الطهارة، باب: ما جاء في مصافحة الجنب برقم (١٢١) بنحوه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: مماسة الجنب ومجالسته ١/ ١٤٥-١٤٦۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: مصافحة برقم (٥٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٤٨)

[825] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الجنب يصافح برقم (٢٣٠) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: مماسة الجنب ومجالسته ١/ ١٢٨۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: مصافحة الجنب برقم (٥٣٥) بلفظ قريب منه مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣٣٩)

[826] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرجل يذكر الله تعالى على غير طهر

[826]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ زندگی کے تمام حالات میں اللہ کو یاد فرماتے تھے، کھاتے، پیتے سوتے، جاگتے، مسجد میں داخل اور خارج ہوتے۔ بیت الخلاء میں داخل اور خارج ہوتے، اس طرح ہر حالت میں اللہ کو یاد فرماتے، اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ آپ ضرورت کے وقت بے وضو بھی اللہ کا ذکر فرماتے تھے، لیکن جس طرح بیت الخلاء میں بیٹھ کر یا جماع کی حالت میں ذکر واذکار درست نہیں ہے، یا ان حالات میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہو سکتی، اسی طرح جنابت اور حیض کی حالت میں قرآن کی تلاوت درست نہیں ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے اور یہی درست ہے، وگرنہ اگر کل احیان کے عموم کی رو سے، حیض اور جنابت میں قرآن پڑھنا درست ہے تو پھر بیت الخلاء اور جماع کی حالت میں بھی جائز ہونا چاہیے، وہ بھی کل احیان میں داخل ہیں، جبکہ حدیث کا اصل مقصد زندگی کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا مقصود ہے ہر حالت اور ہر وقت مراد نہیں ہے اگر ہر حالت اور ہر وقت مراد ہے تو آپ نے پیشاب کرنے کے بعد سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟

٣١.. بَاب جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامَ وَأَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذٰلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ عَلَى الْفَوْرِ

باب ۳۱: بے وضو کھانا کھانا بلا کراہت جائز ہے اور وضو کا فوری طور پر کرنا لازم نہیں ہے

[827] ١١٨ـ(٣٧٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيٰى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَذَكَرُوا لَهُ الْوُضُوءَ فَقَالَ ((أُرِيدُ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَتَوَضَّأَ))

[827]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، لوگوں نے آپ سے وضو کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا: ''کیا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں کہ وضو کروں؟''

فائدہ :...... بالاتفاق وضو کے بغیر کھانا پینا اور ذکر واذکار کرنا اور زبانی تلاوت کرنا جائز ہے، یہی حدیث اس کی دلیل ہے۔

برقم (١٨) والترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: ما جاء في ان دعوة المسلم مستجابة برقم (٣٣٨٤) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث يحيى بن زكريا بن زائدة۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم في الخلاء برقم (٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٣١١)

[827] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٥٩)

[828] ۱۱۹ـ(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لِمَ أُصَلِّي فَأَتَوَضَّأَ))

[828]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے، آپ قضائے حاجت کے بعد آئے اور آپ کو کھانا پیش کیا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کیا آپ وضونہیں فرمائیں گے؟ تو آپ نے پوچھا، کیوں؟ کیا میں نماز پڑھنے لگا ہوں کہ وضو کروں؟"

[829] ۱۲۰ـ(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ مَوْلَى آلِ السَّائِبِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قُدِّمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ ((لِمَ أَلِلصَّلٰوةِ))

[829]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو جب واپس آئے آپ کے حضور کھانا پیش کیا گیا، اور کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ وضونہیں فرمائیں گے؟ آپ نے جواب دیا: "کس وجہ؟ کیا نماز کے لیے؟"

[830] ۱۲۱ـ(. . .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ حُوَيْرِثٍ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَأَكَلَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً قَالَ وَزَادَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ إِنَّكَ لَمْ تَوَضَّأْ قَالَ((مَا أَرَدْتُ صَلٰوةً فَأَتَوَضَّأَ))وَزَعَمَ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ

[830]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیت الخلاء والی ضرورت پوری کی تو آپ کے قریب کھانا لایا گیا، آپ نے کھانا تناول فرمایا اور پانی کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور ابن جریج کا قول ہے کہ مجھے عمرو بن

[828] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٨٢٥)
[829] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٥٩)
[830] تقدم تخريجه برقم (٨٢٥)

دینار نے سعید بن حویرث سے یہ چیز زائد بتائی کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا، آپ نے وضونہیں فرمایا؟ آپ نے جواب دیا: میں نے نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں کیا، کہ وضو کروں'' اور عمرو کا قول ہے اس نے سعید بن حویرث سے سنا ہے۔

۳۲...... بَاب: مَا يَقُولُ إِذَا أَرَادَ دُخُولَ الْخَلَاءِ

باب ۳۲: جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ ہو تو انسان کونسی دعا پڑھے گا؟

[831] ۱۲۲ ـ(۳۷۵)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ يَحْيَى أَيْضًا أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَفِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي ((أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

[831]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حماد کے الفاظ ہیں: كان رسول الله ﷺ اذا دخل الخلاء ، رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے، اور ہشیم کے الفاظ ہیں: ان رسول الله ﷺ اذا دخل الكنيف ، بے شک رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو فرماتے: اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث ، اے اللہ! میں مذکر اور مؤنث جنات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

مفردات الحدیث ❶ **کنیف**: ٹائلٹ، لیٹرین۔ **خُبُث**: خبیث کی جمع ہے، جن، شیطان یا گندی اور نجس حرکت، قول ہو یا فعل۔ ❷ **خبائث**: خبیثة کی جمع ہے، مؤنث شیطان، اس سے مراد معاصی اور افعال مذمومہ بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: ...... پیشاب و پاخانہ کی جگہیں، ناپاک اور نجس ہوتی ہیں، اس لیے مذکر و مؤنث شیاطین ان جگہوں میں آتے جاتے رہتے ہیں، اس لیے قضائے حاجت سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہیے تاکہ انسان اس تکلیف دہ مخلوق سے محفوظ رہے، حدیث کا اصل مقصد یہی ہے اگرچہ لفظ کے عموم کے اعتبار سے نجاستوں اور معاصی سے پناہ مانگنا بھی ضمنی طور پر اس میں داخل ہوسکتا ہے۔

[832] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

---

[831] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٦٤)

[832] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة ، باب: ما يقول الرجل اذا دخل ←

[832]۔ ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب دونوں نے اسماعیل (جو علیہ کا بیٹا ہے) کے واسطہ سے عبدالعزیز سے اوپر والی سند سے روایت بیان کی اور دعا کے یہ الفاظ بیان کیے: اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔

۳۳...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

باب ۳۳: بیٹھے بیٹھے سونے والے کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا

[833] ۱۲۳۔(۳۷۶) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ ثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالْوَارِثِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُنَاجِي الرَّجُلَ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

[833]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لیے تکبیر کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ ایک انسان سے سرگوشی میں مصروف تھے اور عبدالوارث کی روایت میں نجی الرجل کی بجائے یناجی الرجل ہے، ایک انسان سے آہستہ آہستہ بات چیت فرما رہے تھے تو آپ نماز کے لیے تشریف نہیں لائے حتیٰ کہ لوگ سو گئے۔

[834] ۱۲٤۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ

[834]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لیے تکبیر کہہ دی گئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی سے سرگوشی فرما رہے تھے اور آپ سرگوشی فرماتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے ساتھی سو گئے، پھر آپ نے آ کر نماز پڑھائی۔

فائدہ:...... نماز کے انتظار میں اگر انسان بیٹھا بیٹھا سو جائے اور نیند اس قدر گہری نہ ہو کہ انسان کو وضو ٹوٹنے کا پتہ ہی نہ چلے، ان کا ادراک بدستور قائم ہو، جس سے ہوا خارج ہونے کا پتہ چل جائے تو پھر وضو نہیں ٹوٹے گا۔

← الخلاء ۱/ ۲۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء برقم (۲۹۸) انظر (التحفة) برقم (۹۹۷)

[833] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) باب الامامة، باب: الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة۔ ۲/ ۱۷۵ انظر (التحفة) (۱۰۰۳)

[834] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاستئذان، باب: طول النجوی برقم (۶۱۹۲) انظر (التحفة) برقم (۱۰۲۳)

اگر حواس معطل ہو جائیں اور گہری نیند کی بنا پر ادراک وشعور قائم نہ رہے تو نیند مظنہ ہے وضو ٹوٹنے کا، اس لیے یوں سمجھا جائے گا کہ وضو ٹوٹ گیا ہے۔

[835] ۱۲۵۔(. . .)وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَنَسٍ يَقُوْلُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ إِي وَاللّٰهِ

[835]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سو جاتے تھے، پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے، میں نے قتادہ سے پوچھا، آپ نے یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے کہا، ہاں، اللہ کی قسم!

[836] ۱۲۶۔(. . .)حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ لِي حَاجَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلَّوْا

[836]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ایک آدمی نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا، مجھے ایک ضرورت ہے، آپ کھڑے ہو کر اس سے سرگوشی کرنے لگے حتیٰ کہ لوگ سو گئے یا کچھ لوگ سو گئے، پھر سب نے نماز پڑھی۔

فائدہ ...... احادیث کا مقصد یہ ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن نیند اگر گہری ہو تو ہوا کے خارج ہو جانے کا احتمال ہے، اس لیے نیند وضو ٹوٹنے کا محل اور موقع ہے، اس لیے اس کا انحصار انسان کے حواس پر ہے، اگر یہ خطرہ اور اندیشہ ہو کہ ہوا خارج ہوگئی ہے لیکن گہری نیند ہونے کی بنا پر پتہ نہیں چلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر یہ خطرہ نہ ہو، بلا سبب وقرینہ محض شک وشبہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

[835] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الطهارة، باب: ما جاء فى الوضوء من النوم برقم (٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٧١)

[836] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: فى الوضوء من النوم برقم (٢٠١) انظر (التحفة) برقم (٣٢١)

اس کتاب کے کل ابواب (52) اور (324) احادیث ہیں۔

4

كِتَابُ الصَّلَاةِ

نماز کا بیان

حدیث نمبر 837 سے 1160 تک

۴...... كِتَابُ الصَّلَاةِ

٤. نماز کا بیان

١...... بَابُ: بَدْءُ الْأَذَانِ

باب ١: اذان کی ابتدا

[837] ١-(٣٧٧) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلٰوةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ))**

[837]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہو جاتے اور نمازوں کے وقت کا اندازہ کر لیتے، اس کے لیے کوئی پکارتا نہیں تھا، ایک دن انہوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو بعض نے کہا، عیسائیوں کے ناقوس جیسا ایک ناقوس بنا لو، اور بعض نے کہا، یہود کے قرن جیسا قرن بنا لو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک آدمی ہی کیوں مقرر نہیں کر لیتے جو نماز کے لیے منادی کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور نماز کے لیے بلاؤ۔

---

[837] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان برقم (٦٠٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی بدء الاذان برقم (١٩٠) ٢/ ١٤٣ و ١٤٤ والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: بدء الاذان۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٧٥)

مفردات الحدیث ❶ آذان: آگاہ کرنا، اطلاع دینا۔ یتحینون: وقت کا اندازہ لگاتے۔ ❷ الصلاۃ: (۱) اکثر اہل علم (اہل عربیت ہوں یا فقہاء) کے نزدیک اس کا معنی دعا ہے، کیونکہ نماز دعا پر مشتمل ہے۔ (۲) کلمہ شہادت کے بعد دین میں نماز کا دوسرا درجہ ہے، گویا دین میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اس لیے اس کو صلوٰۃ کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو مصلی کہتے ہیں۔ (۳) یہ صلوین سے ماخوذ ہے، یہ وہ دو ہڈیاں ہیں (سرین میں) جو رکوع و سجود میں حرکت کرتی ہیں۔ (۴) صلوۃ کا معنی رحمت ہے، کیونکہ رحمت الٰہی کا سبب ہے، اس کا اصل معنی اقبال علی الشئی ، کسی چیز کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا، کیونکہ انسان کی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ ❸ ناقوس: عیسائی بڑی لکڑی پر چھوٹی لکڑی مار کر، نماز کا اعلان کرتے تھے۔ ❹ قرن: نرسنگا، جو یہودی بجاتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں اذان کی صرف ابتدائی صورت بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے نماز کے لیے الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ سے اطلاع دی جاتی تھی بعد میں حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ کو خواب میں موجودہ اذان سکھائی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی قسم کا خواب نظر آیا، اور حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا، حضرت بلال کی آواز بلند تھی، اس لیے ان کو مؤذن مقرر کر دیا گیا، بعض حضرات نے ضعیف احادیث کے سہارا پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو آسمانوں پر لے جا کر اذان کے کلمات سنوائے گئے یا شب معراج میں آپ کو اذان کی وحی کی گئی، اور آپ نے حضرت بلال کو اذان سکھا دی، مگر سوال یہ ہے کہ معراج کا واقعہ تو مکہ مکرمہ میں پیش آ چکا تھا، اگر اس وقت آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھا دی تھی تو پھر ہجرت کے بعد باہمی مشورہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور ابتدائی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اعلان کرنے پر عمل کیوں ہوا؟

۲...... باب: الامر بشفع الاذان وایتار الاقامة

باب ۲: اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیرا کہری کہنے کا حکم

[838] ۲۔(۳۷۸) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

---

[838] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: بدء الاذان برقم (٦٠٣) وفي باب الاذان مثنى مثنى برقم (٦٠٥ و ٦٠٦) مطولا۔ وفي باب: الاقامة واحدة الى قوله: (قد قامت الصلاة) برقم (٦٠٧) وفي احاديث الانبياء، باب: ما ذكر عن اسرائيل برقم (٣٤٥٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الاقامة برقم (٥٠٨ و ٥٠٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في افراد الاقامة برقم (١٩٣) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الاذان، باب تثنية الاذان ٢/ ٣ وابن ماجه في (سننه) في الاذان والسنة فيها، باب: افراد الاقامة برقم (٧٢٩ و ٧٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩٤٣)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ زَادَ يَحْيٰى فِي حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ أَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ

[838] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہیں اور اقامت (تکبیر) میں ایک ایک بار، یحیٰی نے اپنی روایت میں، ابن عطیہ سے یہ اضافہ بیان کیا کہ میں نے یہ روایت، ایوب کو سنائی تو اس نے کہا قد قامت الصلوٰۃ کے سوا (کیونکہ یہ الفاظ دو دفعہ کہنے ہوتے ہیں)

[839] ٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرُوا أَنْ يُّعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَّعْرِفُونَهٗ فَذَكَرُوا أَنْ يُّنَوِّرُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

[839] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے آپس میں اس مسئلہ پر گفتگو کی کہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ نماز کے وقت کا اعلان کریں، جس کو لوگ پہچان لیا کریں (تا کہ نماز کے لیے بروقت آسکیں) تو انہوں نے اس چیز کا بھی ذکر کیا کہ آگ روشن کریں یا ناقوس بجائیں، آخر کار بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان میں کلمات دو دو دفعہ کہیں اور اقامت میں ایک ایک دفعہ۔

فائدہ :......اس حدیث میں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے، کیونکہ مخاطب واقعہ کی پوری تفصیل سے آگاہ تھے، بلال کو یہ حکم عبداللہ بن زید بن عبدربہ کے خواب کے بعد دیا گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تمام روایات میں اذان کے کلمات میں دو دو دفعہ اور اقامت میں ایک ایک دفعہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اہل حدیث کا اس پر عمل ہے۔

[840] ٤۔(. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ

عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوا أَنْ يُّعْلِمُوا بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ أَنْ يورروا نارا

[840] ۔امام صاحب اور ایک سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ جب نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں کے باہمی اعلان کرنے کے بارے میں گفتگو کی، فرق صرف اس قدر ہے کہ اس روایت میں ینوروا نَارًا، (آگ روشن کریں) کی جگہ یوروا نارا (آگ جلائیں) ہے۔

[839] تقدم فی الحدیث السابق برقم (٨٣٦)

[840] تقدم برقم (٨٣٦)

[841] ٥۔(. . .) و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَانَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

[841]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا، کہ اذان میں کلمات دو دو دفعہ کہے اور اقامت میں ایک ایک دفعہ۔

فائدہ:...... کلماتِ تکبیر کے بارے میں جمہور علماء، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا قول یہی ہے کہ تکبیر کے کلمات گیارہ ہیں، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ امام مالک کے نزدیک تکبیر کے کلمات دس ہیں کیونکہ وہ قد قامت الصلوٰۃ کو بھی ایک ہی دفعہ قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر بھی اذان ہی کی طرح ہے اور اس میں قد قامت الصلوٰۃ کا دو دفعہ اضافہ ہے۔ اس لیے کلمات تکبیر سترہ ہیں، اور امام نووی نے اس کو شاذ مذہب قرار دیا ہے۔

٣...... بَاب: صِفَةِ الْأَذَانِ

باب ٣: اذان کی ہیئت وکیفیت

[842] ٦۔(٣٧٩) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوغَسَّانَ نَا مُعَاذٌ وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا مُعَاذُبْنُ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ و حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ هٰذَا الْأَذَانَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

---

[841] تقدم برقم (٨٣٦)

[842] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: كيف الاذان برقم (٥٠٠) و (٥٠١) (٥٠٣ و ٥٠٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الترجيع في الاذان برقم (١٩١) وفي باب: ما جاء في الترجيع في الاذان برقم (١٩٢) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الاذان، باب: خفض الصوت في الترجيع في الاذان ٢/ ٣۔٤ وفي ٢/ ٤ باب: كم الاذان من كلمة وفي ١/ ٥ باب: كيف الاذان۔ وفي باب: الاذان في السفر ١/ ٧۔ وابن ماجه في (سننه) في الاذان والسنة فيها، باب: الترجيع بالاذان برقم (٧٠٨) مطولا و (٧٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٢١٦٩)

رَسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ زَادَ إِسْحٰقُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

[842]۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ اذان سکھائی: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله، پھر لوٹ کر مؤذن دوبارہ کہے: اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله، حي على الصلوٰة، دودفعہ، حي على الفلاح، دودفعہ نماز کی طرف آؤ، کامیابی وکامرانی کی طرف آؤ، اسحاق نے اضافہ کیا۔ الله اكبر الله اكبر، لا الٰه الا الله۔

مفردات الحديث ❶ حَيَّ: آؤ، حاضر ہو۔ ❷ الفلاح: نجات وکامیابی یا بقاء ودوام۔

فائدہ :......ابومحذورہ کی روایت میں، اذان میں ترجیع ہے، کہ کلمات شہادت پہلے دو دو دفعہ آہستہ کہیں گے پھر ان کا اعادہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں گے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور محدثین رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ اور یہ روایت عبداللہ بن زید کی اذان کے بہت بعد ۸ ہجری میں سکھائی گئی، اس لیے حرمین میں اس پر عمل ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجیع کے قائل نہیں۔ مسلم کی اس حدیث میں الله اكبر، الله اكبر دودفعہ آیا ہے۔ اس لیے امام مالک رحمہ اللہ اذان کے شروع میں اللہ اکبر اللہ اکبر دو دفعہ کہنے کے ہی قائل ہیں، لیکن بقول قاضی عیاض صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا لکھا ہوا ہے، بعض دوسری کتابوں میں بھی ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اللہ اکبر چار دفعہ آیا ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار دفعہ کہا جائے گا، اگرچہ امام خطابی نے یہ تاویل کی ہے کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر دونوں کو ملا کر ایک ہی سانس میں کہیں گے، اس لیے یہ ایک کلمہ ہوا تو اللہ اکبر بھی اس طرح دو دفعہ ہوا، احناف نے ابومحذورہ کی اذان کی تاویل کی ہے، چونکہ وہ کافر تھے، اس لیے ان کے دل میں کلمات شہادت راسخ کرنے کے لیے ان سے یہ کلمات تکرار کے ساتھ کہلائے گئے، لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں ہمیشہ ترجیع کے ساتھ اذان دیتے رہے، آپ نے ان کو منع کیوں نہیں فرمایا، نیز کسی صحابی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ نے یہ کلمات، کلمات شہادت کے راسخ کرنے کے لیے دوبارہ کہلوائے تھے، یہ اذان کا حصہ نہیں ہیں، وہ آخر تک اسی طرح اذان کہتے رہے، کسی صحابی نے بھی ان کو اس کی طرف توجہ نہیں دلائی، باقی رہی یہ بات کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں بلا ترجیع اذان

دیتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح اذان بھی درست ہے، اس لیے اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا۔ اور ان کی تکبیر بھی اکہری تھی، جیسا کہ صحیح روایت سے ثابت ہے، ان کی تکبیر کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایات میں تو اکہری تکبیر کہنے کا حکم موجود ہے، اور یہ حکم رسول اللہ ﷺ ہی نے دیا تھا۔

٤...... بَاب: اَسْتِحْبَابِ اتِّخَاذِ مُؤَذِّنَيْنِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ

باب ٤: ایک مسجد کے لیے دو موذن رکھنا پسندیدہ ہے

[843] ٧-(٣٨٠) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى

[843]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے، بلال اور نابینا ام مکتوم کا بیٹا۔

[844] (. . .) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ

[844]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

٥...... بَاب: جَوَازِ أَذَانِ الْاَعْمٰى إِذَا كَانَ مَعَهٗ بَصِيرٌ

باب ٥: اندھے کے ساتھ جب بینا ہو تو اس کا اذان دینا جائز ہے

[845] ٨-(٣٨١) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ اَعْمٰى

[845]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام مکتوم کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے لیے اذان دیتا تھا اور وہ نابینا تھا۔

---

[843] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٠٠٦)

[844] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان قبل الفجر برقم (٦٢٢ و ٦٢٣) وفي الصوم، باب: قول النبي ﷺ (لا يمنعنكم من سحوركم اذان بلال) برقم (١٩١٨ و ١٩١٩) والمولف [مسلم] في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، وانه له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر، وبيان صفة الفجر الذي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم ودخول وقت صلاة الصبح وغير ذلك برقم (٢٥٣٤) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الاذان، باب: هل يوذنان جميعا او فرادى- انظر (التحفة) برقم (١٧٥٣٥)

[845] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧١٩٤)-

[846] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[846]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اذان کے لیے اوقات مقرر ہوتے ہیں، اور نابینا اپنے طور پر معلوم نہیں کر سکتا، اس لیے اگر اس کو کوئی وقت بتانے والا موجود ہو یا آج کل اندھوں کے لیے گھڑیاں نکل چکی ہیں ان کو وہ سن سکتا ہو تو وہ اذان کہہ سکتا ہے۔

٦...... بَاب: الْإِمْسَاكِ عَنِ الْإِغَارَةِ عَلٰى قَوْمٍ فِي دَارِ الْكُفْرِ إِذَا سُمِعَ فِيهِمُ الْأَذَانُ

باب ٦: دارالکفر کے لوگوں سے اذان سننے کی صورت میں حملہ کرنے سے رک جانا

[847] ٩۔(٣٨٢) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ نَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَى الْفِطْرَةِ)) ثُمَّ قَالَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ رَاعِي مِعْزًى

[847]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دشمن پر) طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، اگر آپ اذان سن لیتے تو حملہ کرنے سے رک جاتے، ورنہ حملہ کر دیتے، آپ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا، اللہ اکبر، اللہ اکبر تو آپ نے فرمایا: یہ فطرت اسلام پر ہے۔ پھر اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو آگ سے آزاد ہو گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

فائدہ:...... کسی گاؤں یا بستی سے اذان کی آواز آنا، اس کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے، اس لیے اس بستی پر حملہ نہیں کیا جائے گا، چرواہے کا اللہ کی واحدانیت کی گواہی دینا، اس کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ اس گواہی

[846] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: الاذان للاعمى برقم (٥٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٠٧)

[847] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد، باب: في دعاء المشركين برقم (٢٦٣٤) والترمذي في (جامعه) في السير، باب: ما جاء في وصيته ﷺ في القتال برقم (١٦١٨) انظر (التحفة) برقم (٣١٢)

پر آپ نے اس کو آگ سے نجات پانے کی خبر دی، اس کا آپ کے عالم الغیب ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۷...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْقَوْلِ مِثْلِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَسْأَلُ اللّٰهَ لَهُ الْوَسِيلَةَ

باب ۷: اذان سن کر، اذان دینے والے کے کلمات ہی کہنا مستحب ہے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے گا، پھر آپ کے لیے وسیلہ کی درخواست کرے گا

[**848**] ۱۰ ـ(۳۸۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ))

[**848**]۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہتا ہے وہی تم کہو۔"

[**849**] ۱۱ ـ(۳۸٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ وَغَيْرِهِمَا عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ))

[**848**] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: ما يقول: اذا سمع المنادى برقم (٦١١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يقول اذا سمع الموذن برقم (٥٢٢) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى ما يقول الرجل اذا اذن الموذن برقم (٢٠٨) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى الاذان، باب: القول مثل ما يقول الموذن ٢/ ٢٣۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الاذان والسنة فيها، باب: مايقال: اذا اذن الموذن برقم (٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (٤١٥٠)

[**849**]اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يقول اذا سمع الموذن برقم (٥٢٣) ←

[849] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن سے اذان سنوتو مؤذن کے کلمات کو تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے بلند مقام کی درخواست کرو، کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا بلند مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ہی مل سکے گا، اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا تو جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی، اس کو میری سفارش حاصل ہوگی۔

مفردات الحدیث ✲ ❶ صَلُّوا عَلَيَّ: میرے لیے اللہ کے حضور دعا کرو، اور اس کے کلمات وہی ہیں جو آپ نے سکھائے ہیں۔ ❷ اَلْوَسِيْلَةَ: کسی تک پہنچنے کا ذریعہ واسطہ، جس چیز سے اللہ کا تقرب حاصل ہو، اس مقام تک پہنچنے والے کو اللہ کا انتہائی قرب حاصل ہوگا، اس لیے اس اعلیٰ اور بلند مقام کو وسیلہ کا نام دیا گیا ہے۔ ❸ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ: وہ سفارش کا حقدار ہوگا، اس کے لیے سفارش ثابت ہوگئی۔

[850] ١٢-(٣٨٥) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ إِسَافٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[850] ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب موذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہےتو تم میں سے کوئی ایک اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، کہے پھر موذن اشھد ان لا الہ الا اللہ ، کہےتو وہ بھی اشھد ان لا الہ الا اللہ ، کہے، پھر مؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ ، کہےتو وہ بھی اشھد ان محمدا رسول اللہ ، کہے، پھر مؤذن حی علی الصلوٰۃ ، کہےتو وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ،

← والترمذی فی (جامعہ) فی المناقب، باب: فضل النبی ﷺ برقم (٣٦١٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد الاذان ٣/ ٢٢٥۔ انظر (التحفۃ) برقم (٨٨٧١)

[850] اخرجہ ابو داود فی (سننہ) فی الصلاۃ، باب: ما یقول اذا سمع الموذن برقم (٥٢٧) انظر (التحفۃ) برقم (١٠٤٧٥)

کہے۔ پھر مؤذن حی علی الفلاح، کہے تو وہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ، کہے۔ پھر مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، تو وہ اللہ اکبر اللہ اکبر، کہے۔ پھر مؤذن لا الہ الا اللہ، کہے تو وہ لا الہ الا اللہ، کہے اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد: ...... ❶ اذان کے دو پہلو ہیں، ایک حیثیت سے وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔ اس حیثیت سے ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اذان سنتے ہی نماز میں شرکت کی تیاری اور اہتمام کرے اور بروقت مسجد میں پہنچ کر جماعت میں شریک ہو، اذان کی دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ایمان کی دعوت و پکار اور دینِ حق کا منشور ہے، اور اس حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان اذان سنتے ہی اس ایمانی دعوت کے ہر جزو اور ہر بول کی اور دینِ حق کے اس منشور کی ہر دفعہ کی اپنے دل کی گہرائی اور زبان سے تصدیق کرے اور مؤذن کے ساتھ ان کلمات کو کہے، اس طرح مسلمان آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق اور دین حق کے منشور پر عمل پیرا ہونے کے عہد کی تجدید کرے۔ ❷ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سامع، اذان سن کر مؤذن والے کلمات بھی دہرا سکتا ہے اور حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ بھی کہہ سکتا ہے، دونوں طرح جواب دینا درست ہے۔ اور بقول بعض دونوں کو جمع بھی کیا جا سکتا ہے۔

[851] ١٣ـ(٣٨٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْقُرَشِيِّ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)) قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ وَأَنَا

[851]۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت سنائی کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کی اذان سننے کے وقت کہا، اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، میں گواہی دیتا ہوں،

[851] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول: اذا سمع الموذن برقم (٥٢٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء ما يقول الرجل اذا اذن الموذن فی الدعاء برقم (٢١٠) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الاذان، باب: الدعاء عند الاذان۔ ٣/ ٢٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الاذان والسنة فيها، باب: ما يقال اذا اذن الموذن برقم (٧٢١) انظر (التحفة) برقم (٣٨٧٧)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ واشهد ان محمدا عبده ورسوله ، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وبمحمدٍ رسولا وبالاسلام دينًا ، میں اللہ کو رب مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام کو دستور زندگی مان کر راضی اور مطمئن ہوں۔ غفر له ذنبه تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن رمح نے اپنی روایت میں کہا، من قال حين يَسْمَعُ الْمُوذِّنَ ، جس نے مؤذن سے اذان سنتے وقت کہا: وانا اشهد ، میں بھی شہادت دیتا ہوں، اور قتیبہ نے سامع کے لیے وانا کا لفظ بیان نہیں کیا۔

فائدہ :...... اذان کے ساتھ، اذان کے کلمات کہے جائیں گے یہ اور دوسری دعا اذان کے بعد پڑھی جائے گی، اور ابن رمح کے الفاظ وانا اشهد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمات شہادت کے ساتھ، اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔ ایک استدلال اور اور اس کا جواب، احادیث میں، اذان سن کر، مؤذن کے کلمات کہنے کا ذکر ہے۔ یاحی على الصلاة اور حی على الفلاح کی جگہ لا حَوْلَ ولا قُوَّةَ الا بالله ، کا اور پھر سامع کا حکم ہے کہ وہ اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے، لیکن بعض حضرات نے فقہی کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ اشهد ان محمدا رسول الله سن کر قرت عيني بك يا رسول الله ، کہنا مستحب ہے، علامہ شامی نے رد المختار: ۱/۲۹۳ (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) میں اس کی تائید میں ایک حدیث نقل کی ہے، جو القاصد الحسنہ للسخاوی کے حوالہ سے ہے، اور پھر جراحی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ: لم يصح فى المرفوع من كل هذا شئى ، جب حدیث ہی صحیح نہیں تو تائید کیسے ہوگی، اور المقاصد الحسنہ دار الکتاب العربی ص ۴۵۰ میں ایک اور حدیث ہے، علامہ ابن عابدین والی روایت موجود ہی نہیں ہے۔ اور ملا علی قاری نے جو بات، سخاوی کی عبارت کے بعد کہی ہے، وہ درست نہیں ہے۔

ایک متعصب حنفی فاضل، عبدالفتاح ابوغدہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ایک دوسری کتاب المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ بحلب ص ۱۶۹ حاشیہ نمبر ۲ پر علامہ قاری کی عبارت: ((واذا ثبت رفعه الى الصديق ، فيكفى العمل به لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين)) پر انتہائی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فكان تعقبه لا معنى له الا الخطاء، اذ لم يصح اسناده الى ابى بكر ، کہ اس تعاقب کی غلطی کے سوا کوئی حیثیت نہیں ہے، کیونکہ ابوبکر کی طرف اس کی نسبت ہی صحیح نہیں ہے اور ابوغدہ نے طحاوی کے استدلال کے بارے میں لکھا ہے: هو كلام مردود بما قاله الحفاظ ، اور ملا علی قاری کے بارے میں لکھا ہے: يطيب له فى كثير من التعقبات حب استدراك ولو بتاويل بعيد لا يقوم عليه دليل ، کہ وہ محض استدراک کے شوق میں بلا دلیل، تاویل بعید سے کام لیتے ہیں۔ (ص ۱۷۰) اور علامہ الصباغ نے الموضوعات الکبریٰ کے حاشیہ

۳۱۶ پر لکھا ہے: کیف یقول المولف اذا ثبت وقد ذکر قبل قلیل انه لا یصح؟ مؤلف نے اذا ثبت (جبکہ ثابت ہے) کیسے کہہ دیا، حالانکہ وہ تھوڑا سا پہلے خود کہہ چکے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور بقول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتاب الفردوس میں، احادیث موضوعہ یعنی من گھڑت احادیث بہت ہیں۔ (منہاج السنہ: ۳/ ۱۷)

اور حدیث میں سامع کو درود پڑھنے کا حکم ہے اور وہ بھی اذان کے جواب کے بعد، اور ظاہر ہے سامع اذان کا جواب آہستہ دیتا ہے اور درود بھی آہستہ پڑھتا ہے، لیکن بعض حضرات نے اس حکم میں مؤذن کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اور پھر مؤذن کے لیے اذان سے پہلے اور اذان کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا ثابت کیا ہے۔

اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے علامہ سخاوی اور علامہ علائی کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلاۃ وسلام آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ابو المظفر کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا، اور چودھویں صدی کے اخیر سے پانچوں نمازوں کی اذان سے پہلے یا بعد میں صلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔'' (شرح صحیح مسلم اردو: ۱/ ۱۰۹۳، علامہ غلام رسول سعیدی)

سوال یہ ہے اگر یہ خیر کا کام، ہے جیسا کہ اللہ کے کلام وَافْعَلُوا الْخَيْرَ سے اس کو ثابت کیا گیا ہے، تو اس خیر کا پتہ ۷۸۱ ہجری تک کسی صحابی، تابعی یا محدث وامام کو کیوں نہ چل سکا، اور پھر اس کا علم بھی ہوا تو ایک بادشاہ کو، درود وسلام ایک عمل مطلوب ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے محبت وعقیدت کا ایک تقاضا اور علامت ہے، سوال اس مخصوص کیفیت وہیئت کا ہے، جس کا ثبوت دین میں نہیں اور اس کے بارے میں قول فیصل، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، جس کو خود علامہ سعیدی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا: الحمد لله والسلام على رسول الله تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، میں بھی کہتا ہوں، شکر کا حقدار اللہ ہے اور سلامتی رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے چھینک کے جواب میں اس طرح تعلیم نہیں دی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم کہیں الحمد لله على كل حال.

اس کے بعد علامہ سعیدی لکھتے ہیں، اس شخص نے جو چھینک کے بعد الحمد لله والسلام على رسول الله، کہا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا تھا اور نہ یہ بات تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بغض کی بنا پر اس کو چھینک کے بعد درود شریف پڑھنے سے منع کر رہے تھے، ان کا مطلب صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو عبادات جس طرح مشروع اور مقرر فرمائی ہیں ان کو کسی ترمیم اور اضافہ کے بغیر ادا کرنا اتباع رسول اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وابستگی ہے اور اپنی رائے سے ان میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کرنا بہر حال لائق ستائش نہیں۔ (شرح صحیح مسلم اردو: ۱/ ۱۰۹۵)

اور اس سے پہلے یہ تسلیم کر چکے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی۔ خلفائے راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ وتابعین میں اذان دی جاتی

رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا۔ اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اس طریقہ سے اذان دیتے رہے۔ (۱/۱۰۹۴)

سوال یہ ہے کہ اب اس میں ترمیم واضافہ کی کیوں ضرورت پیش آ گئی ہے اگر اسی طرح نیکی کے نام سے دین میں اضافہ کی اجازت دے دی جائے تو یہ کام کہیں رکنے کا نام نہیں لے گا، اور کل بدعة ضلالة کا معنی مطلب ہی ختم ہو جائے گا، کیونکہ ہر بدعت نیکی کے نام سے ایجاد کی جاتی ہے، کوئی کہہ سکتا ہے، اذان کہنا دین کا شعار ہے اور دین کے منشور کا اعلان ہے، نماز جمعہ کے لیے، اجتماع کی خاطر اذان دی جاتی ہے اور عیدین میں اس سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے اذان کہنے میں کیا حرج ہے؟ قرآن پڑھنا نیکی کا عمل ہے، لہٰذا سری نمازوں میں بلند قراءت کرنے میں کیا حرج ہے؟ درود شریف پڑھنا پسندیدہ کام ہے تو اس کو نماز کے قیام یا رکوع یا سجدہ میں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ نماز دین کا ستون ہے اور بہت افضل عمل ہے، لہٰذا شام کی رکعات چار اور فجر کی بھی چار کرنے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے کب کہا، مغرب کی چار رکعات نہ بنانا، یا فجر میں اضافہ نہ کرنا، اس طرح نیکی کے نام سے جو چاہو اضافہ کرتے جاؤ، اور بطور دلیل کہہ دو، اللہ کا فرمان ہے: وَافْعَلُوا الْخَيْرَ نیکی کے کام کرو، خلاصہ کلام یہ ہے کہ دین اس کا نام ہے جو کام آپ نے جیسے کیا ہے اس کو ویسے ہی کیا جائے اس میں اپنی طرف سے کمی وبیشی نہ کی جائے یا کسی عمل کے لیے اپنی طرف سے کوئی مخصوص کیفیت اور شکل ایجاد نہ کی جائے۔

٨...... بَاب: فَضْلِ الْأَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهِ

باب٨: اذان کی فضیلت اور شیطان کا اذان سن کر بھاگ کھڑے ہونا

[852] ١٤ـ(٣٨٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمِّهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَجَآئَهُ الْمُؤَذِّنُ يَدْعُوهُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ))

[852]۔ طلحہ بن یحییٰ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کے پاس مؤذن آیا اور ان کو نماز کے لیے بلایا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب لوگوں سے لمبی ہوں گی۔

فائدہ ...... مؤذن کو اذان کے لیے بہت مستعد اور چوکس ہونا پڑتا ہے، اور سب لوگ اذان سن کر ہی نماز کا

[852] اخرجه ابن ماجه في الاذان والسنة فيها، باب: ما يقال: اذا اذن المؤذن برقم (٧٢٥) انظر (التحفة) برقم (١١٤٣٥)

اہتمام کرتے ہیں، اس لیے قیامت کو اسے یہ شرف اور اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ سب سے ممتاز اور منفرد نظر آئے گا، یا کثرت اجر و ثواب کی بنا پر اس کی گردن بلند ہوگی، تاکہ میدانِ حشر کے پسینہ سے اس کا چہرہ محفوظ رہے۔

[853] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[853]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[854] ١٥۔(٣٨٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ)) قَالَ سُلَيْمَانُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ ((الرَّوْحَآءِ)) فَقَالَ هِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُونَ مِيلًا

[854]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: شیطان جب نماز کے لیے اذان سنتا ہے تو مقام روحاء تک بھاگ جاتا ہے، سلیمان (اعمش) کہتے ہیں میں نے اپنے استاد سے روحاء کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے بتایا یہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

[855] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[855]۔ ہمیں یہی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوکریب دونوں نے ابومعاویہ کے واسطہ سے اعمش کی مذکورہ بالا سند سے سنائی۔

[856] ١٦۔(٣٨٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ أَحَالَ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَإِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ ذَهَبَ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ))

[853] تقدم في الحديث السابق (٨٥٠)
[854] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٤)
[855] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٤)
[856] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٤٤)

[856] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان جب نماز کے لیے پکار سنتا ہے تو زور سے ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے، تاکہ مؤذن کی آواز نہ سنائی دے، جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو واپس آ جاتا ہے اور (نمازیوں کے دلوں میں) وسوسہ پیدا کرتا ہے۔تو جب تکبیر سنتا ہے تو پھر بھاگتا ہے تاکہ اس کی آواز سنائی نہ دے، جب وہ خاموش ہو جاتا ہے واپس آ جاتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ احال: بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ ❷ ضُرَاطٌ: گوز، بلند آواز سے دبر سے ہوا خارج کرنا ہے۔

فائدہ:......اذان چونکہ دین حق کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس لیے اس کو آپ نے دعوت تامہ (مکمل دعوت) کا نام دیا ہے، اور شیطان کو دین حق سے چڑ اور عناد ہے، اس لیے اس کا سننا ناگواری کا باعث ہے، اس لیے وہ تکبیر اور اذان دونوں کے سننے کا روادار نہیں، اور اس کے لیے ان کا سننا انتہائی پریشانی اور اضطراب کا باعث ہے، اس پریشانی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور دور تک چلا جاتا ہے۔

[857] ۱۷۔(...) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ حُصَاصٌ

[857] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن اذان دیتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر سرپٹ دوڑتا ہے یا گوز مارتا ہوا جاتا ہے۔

مفردات الحدیث حُصَاصٌ: گوز مارنا، یا تیز بھاگنا۔

[858] ۱۸۔(...) حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ

عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى بَنِي حَارِثَةَ قَالَ وَمَعِي غُلَامٌ لَنَا أَوْ صَاحِبٌ لَنَا فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِّنْ حَائِطٍ بِاسْمِهِ قَالَ وَأَشْرَفَ الَّذِي مَعِي عَلَى الْحَائِطِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ لَوْ شَعَرْتُ أَنَّكَ تَلْقَ هٰذَا لَمْ أُرْسِلْكَ وَلٰكِنْ إِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ حُصَاصٌ))

[857] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣٢)
[858] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٤)

[858]۔ حضرت سہیل سے روایت ہے کہ مجھے میرے باپ نے بنو حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا ایک لڑکا بھی تھا یا ہمارا دوست تھا، اس کو کسی آواز دینے والے نے باغ کے احاطہ سے اس کا نام لے کر آواز دی، اور میرے ساتھی نے احاطہ کے اندر جھانکا تو اسے کچھ نظر نہ آیا، میں نے یہ واقعہ اپنے والد کو بتایا تو اس نے کہا، اگر مجھے معلوم ہوتا تم اس واقعہ سے دو چار ہو گے تو میں تمہیں نہ بھیجتا، لیکن آئندہ تم اگر ایسی آواز سنو تو نماز والی اذان دینا کیونکہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہے، آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے پکارا جاتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا، پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

فائدہ:...... ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کو جن کی آواز سنائی دے تو وہ اذان دے، اس سے بعض حضرات نے یہ نکالا ہے، اگر کسی گھر والوں کو جن تنگ کریں تو وہ اذان دیں، بہرحال یہ استنباط ہے کوئی مسنون چیز نہیں ہے۔

[859] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِينُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى))

[859]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا، پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، تاکہ اذان سنائی نہ دے تو جب اذان پوری ہو جاتی ہے، آ جاتا ہے، حتیٰ کہ جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے بھاگ جاتا ہے، پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے، پھر آ جاتا ہے، حتیٰ کہ انسان اور اس کے دل کے درمیان گزرتا ہے اور اسے کہتا ہے فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، حالانکہ وہ چیزیں اسے پہلے یاد نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اس کو پتہ نہیں چلتا اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟

مفردات الحدیث: ❶ ثُوِّب: تثویب کا مقصد اقامت ہے، کیونکہ ثاب کا معنی لوٹنا ہوتا ہے۔ ❷ مؤذن: اذان کے بعد دوبارہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔ اس لیے تکبیر کو تثویب کہتے ہیں۔ ❸ يَخْطُرُ: اگر طا پر زیر پڑھیں تو

[859] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۸۹۸)

معنی ہوگا، وسوسہ ڈالنا اگر "طا" پر پیش پڑھیں تو معنی ہوگا، گزرنا۔ یعنی انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے، تاکہ اس کو اصل مقصود سے، دوسری چیز مشغول کر دے۔

[860] ۲۰-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى))

[860]۔ امام صاحب نے ایک اور سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ کی بجائے اِنْ يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى ہے کہ وہ نہیں جانتا کیسے نماز پڑھے۔

فائدہ: ...... جب امام نماز کے لیے آ جائے تو اس کو دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے تاکہ تکبیر کی تکمیل تک صفیں درست ہو جائیں۔

۹...... بَاب: اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالرُّكُوعِ وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ

باب ۹: تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور واقعہ یہ سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے

[861] ۲۱-(۳۹۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

عَنْ عمر رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

[860] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٥)

[861] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: رفع اليدين في الصلاة برقم (٧٢١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في رفع اليدين عند الركوع برقم (٢٥٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الافتتاح، باب: رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين ٢/ ١١٨٢- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٥٨) انظر (التحفة) برقم (٦٨١٦)

[861]۔حضرت سالم اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ نماز کی ابتدا فرماتے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور رکوع سے پہلے بھی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

[862] ٢٢۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ

[862]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے، پھر اللہ اکبر کہتے، تو جب رکوع کرنا چاہتے، پھر ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے وقت ایسا نہیں کرتے تھے۔

[863] ٢٣۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ أَنَا يُونُسُ كِلَاهُمَا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ

[863]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھاتے اور پھر تکبیر کہتے۔

[864] ٢٤۔(٣٩١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ

---

[862] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٧٥)

[863] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: رفع الیدین واذا رکع، واذا رفع برقم (٧٣٦) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٢١۔ ١٢٢ فی الافتتاح، باب رفع الیدین قبل التکبیر۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٧٩)

[864] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: رفع الیدین واذا رکع واذا رفع برقم (٧٣٧) انظر (التحفة) برقم (١١١٨٧)

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا

[864]۔ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ نماز شروع کرتے، اللہ اکبر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع کرنا چاہتے، اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور بتاتے رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

[865] ٢٥۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

[865]۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے، اور جب رکوع کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر تک اٹھاتے، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ایسا ہی کرتے۔

[866] ٢٦۔(. . .) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

[866]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، اور بتایا حتیٰ کہ دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

فوائد: ...... ❶ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کی تینوں صورتیں جائز ہیں، ہاتھ پہلے اٹھائے، بعد میں اللہ اکبر،

[865] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من اثنتين برقم (٧٤٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الافتتاح، باب: رفع اليدين حيال الاذنين برقم ٢/ ١٢٣۔ وفي باب: رفع اليدين للركوع حذاء فروع الاذنين ٢/ ١٨٢ وفي باب: التطبيق، باب: رفع اليدين حذو فروع الاذنين عند الرفع من الركوع ٢/ ١٩٤۔ وفي باب: رفع اليدين للسجود ٢/ ٢٠٥۔٢٠٦۔ وفي باب: رفع اليدين عند الرفع من السجدة الاولى ١١٤٢۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٠٩) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٨٤)

[866] تقدم في الحديث السابق تخريجه برقم (٨٦٣)

اللہ اکبر پہلے کہے پھر رفع یدین کرے، دونوں کام اکٹھے کرے۔ ❷ رفع یدین میں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں، کہ انگلیوں کے سرے کانوں تک پہنچ جائیں، اور انگوٹھے کانوں کی لو تک رہیں۔ ❸ جمہور ائمہ، امام شافعی، امام محمد اور ایک قول کی رو سے امام مالک اور تمام محدثین کے نزدیک ان تین مقامات پر رفع یدین سنت ہے۔

١٠...... بَاب: إِثْبَاتِ التَّكْبِيرِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ فِي الصَّلٰوةِ إِلَّا رَفْعَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُ فِيهِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

باب۱۰: نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت ہر جگہ تکبیر کہی جائے گی، مگر رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ، کہا جائے گا

[867] ٢٧-(٣٩٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[867]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھاتے، ہر بار جب جھکتے، اور اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، جب انہوں نے نماز سے فراغت حاصل کی تو انہوں کہا، اللہ کی قسم! میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھتی ہے۔

[868] ٢٨-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ

---

[867] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: اتمام التكبير فی الركوع برقم (٧٨٥) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٢٣٥ فی التطبيق، باب: التكبير للنهوض۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٧)

[868] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: التكبير اذا قام من السجود برقم (٧٨٩) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: افتتاح الصلاة برقم (٧٣٨) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی التطبيق، باب التكبير للسجود ٢/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٦٢)

رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْمَثْنٰى بَعْدَ الْجُلُوسِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[868]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے پشت اٹھاتے تو اس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا ولك الحمد کہتے، پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (سجدہ) سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر پوری نماز میں اسی طرح کرتے، یہاں تک کہ اس کو ادا کر لیتے، پھر جب دوسری رکعت کے لیے بیٹھنے کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔

[869] ۲۹۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بن الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي أَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[869]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تکبیر کہتے، ابن جریج کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے، بیان نہیں کیا۔

[870] ۳۰۔(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ حِينَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَفِي حَدِيثِهِ فَإِذَا قَضَاهَا وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[869] تقدم فی الحدیث السابق (۸٦٦)

[870] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب التکبیر للرکوع ۲/ ۱۸۱۔۱۸۲۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۲٦)

[870]۔ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب مروان اپنا جانشین بنا کر جاتا تو جب وہ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے، جب وہ نماز ادا کر لیتے اور سلام پھیرتے تو اہل مسجد کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھتا ہوں۔

[871] ٣١۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا رَفَعَ وَوَضَعَ فَقُلْنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا التَّكْبِيرُ فَقَالَ إِنَّهَا لَصَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[871]۔ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں جب بھی اٹھتے اور جھکتے تکبیر کہتے، ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، یہ تکبیر کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

[872] ٣٢۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

[872]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی (نماز میں) جھکتے اور اٹھتے تکبیر کہتے اور بتاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

[873] ٣٣۔(٣٩٣)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيٰى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ

---

[871] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٦)

[872] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٦)

[873] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: اتمام التكبير فی السجود برقم (٧٨٦) وفی باب: يكبر وهو ينهض من السجدتين برقم (٨٢٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب تمام التكبير برقم (٨٣٥) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ٢/ ٢٠٤۔٢٠٥۔ فی التطبيق، باب: التكبير للسجود وفی السهو، باب: التكبير اذا قام من الركعتين ٣/ ١٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٨)

الصَّلٰوةِ قَالَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ قَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ

[873]۔حضرت مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب وہ سجدہ کرتے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے، اور جب دوسری رکعت سے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، انہوں نے ہمیں محمد ﷺ والی نماز پڑھائی ہے یا یہ کہا انہوں نے مجھے محمد ﷺ والی نماز یاد کرا دی ہے۔

فوائد ...... ❶ امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد کے نزدیک تکبیر تحریمہ واجب، فرض ہے، اور باقی تکبیریں بھی ان کے نزدیک واجب (فرض) ہیں اور باقی کے نزدیک سنت، اور امام اوزاعی اور حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہما کے نزدیک سب تکبیرات سنت ہیں، صحیح احادیث کا تقاضا تو یہی ہے کہ سب تکبیرات کو واجب کہا جائے۔ ❷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۲۸ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد قومہ میں دعا پڑھتے تھے اور اس کو منفرداً (تنہا) نماز پڑھنے پر محمول کرنا، تاویل بعید ہے۔ اس لیے امام شافعی کا موقف صحیح ہے کہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی، تسمیع کے بعد دعائیہ کلمات پڑھے گا، یہ موقف درست نہیں ہے کہ امام صرف سمع اللہ کہے گا، اور مقتدی صرف دعائیہ کلمات کہے گا، اور اس کے لیے اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فَقُولُوْا ربنا لك الحمد، سے استدلال درست نہیں ہے، اس کا مقصد تو یہ ہے کہ دعائیہ کلمات، تسمیع کے بعد کہے جائیں گے، استدلال کی ضرورت تو وہاں ہوتی ہے، جہاں صراحت نہ ہو، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے، یہ تو ایسے ہی ہے کوئی کہے اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین، کہ امام آمین نہیں کہے گا۔

۱۱......بَاب: وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَّاِنَّهٗ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلَا اَمْكَنَهٗ تَعَلَّمَهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا

باب۱۱: ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اگر سورۃ فاتحہ اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو اور نہ ہی اس کے لیے اس کا سیکھنا ممکن ہو تو سورۃ فاتحہ کے سوا جو پڑھنا ممکن ہو، پڑھ لے

[874] ۳۴۔(۳۹۴) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ

[874] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: وجوب القراۃ للامام والماموم فی ←

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

[874]۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہوتی، جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔

فائدہ:...... یہ روایت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ فاتحہ کے بغیر کسی کی امام ہو یا منفرد یا مقتدی کی کوئی نماز سری ہو یا جہری، فرضی ہو یا نفلی نہیں ہوتی۔ اور ہر رکعت نماز ہے، اس لیے نماز کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

[875] ٣٥۔(...) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْتَرِئْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ))

[875]۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ام القرآن نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

[876] ٣٦۔(...) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ

عَنْ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرِهِمْ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ))

[876]۔حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ جس کے چہرہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے کنویں سے کلی کی تھی، نے اسے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ام القرآن نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

← الصلوات كلها في الحضر والسفر، وما يجهر منها وما يخافت برقم (٧٥٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من ترك القراة في صلاته بفاتحة الكتاب برقم (٨٢٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في انه لا صلاة الا بفاتحة الكتاب برقم (٢٤٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٣٨ في الافتتاح، باب: ايجاد قراة فاتحة الكتاب في الصلاة۔ وابن ماجاه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة خلف الامام برقم (٨٣٧) انظر (التحفة) برقم (٥١١٠)

[875] تقدم في الحديث السابق (٨٧٢)

[876] تقدم برقم برقم (٨٧٢)

[877] ٣٧-(...)وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

[877]-امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی اور اس میں اتنا اضافہ کیا، پس اس سے زائد۔

فائدہ:......مقتدی جہری قراءت کے وقت صرف فاتحہ پڑھے گا، اور امام ومنفرد زائد پڑھیں گے، اور جن رکعتوں میں قراءت بلند نہیں اور سری نمازیں، ان میں مقتدی بھی زائد قراءت کر سکے گا۔

[878] ٣٨-(٣٩٥)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ)) ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَآءَ الْإِمَامِ فَقَالَ اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ)) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ((قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا)) قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ((قَالَ هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ)) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ((قَالَ هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)) قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنِي بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي بَيْتِهِ فَسَأَلْتُهُ أَنَا عَنْهُ

[878]-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ ادھوری اور ناقص ہے کامل نہیں ہے، تین مرتبہ فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اس کو آہستہ پڑھ لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا، اللہ کا فرمان ہے، میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کی ہے، اور میرا بندہ

[877] تقدم برقم (٨٧٢)

[878] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٠٢١)

جو مانگے گا اس کو ملے گا، جب انسان اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رب العالمين ، (شکر وثنا کا حقدار کائنات کا آقا ہے) کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف اور شکریہ ادا کیا، اور جب وہ الرحمن الرحيم ، (انتہائی مہربان، بار بار رحم کرنے والا) کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب وہ مالك يوم الدِّيْن ، (حساب وکتاب کا مالک) کہتا ہے، اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور بعض دفعہ (راوی نے کہا): بندے نے معاملات میرے سپرد کر دیئے یا اپنے آپ کو میرے حوالہ کیا، جب انسان کہتا ہے، اياك نعبدو اياك نستعين ، (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو جو اس نے مانگا ملے گا، اور جب وہ کہتا ہے، اهدنا الصراط المستقيم ، صراط الذين انعمت عليهم ، غير المغضوب عليهم ولا الضالين ، ہمیں راہ راست پر چلائے رکھ۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو ان میں سے نہیں جن پر غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو ملے گا، جو اس نے مانگا۔ سفیان کہتے ہیں مجھے یہ روایت، علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب نے سنائی، وہ اپنے گھر میں بیمار تھے، میں ان کے پاس گیا، اور میں نے ان سے، اس حدیث کے بارے میں درخواست کی۔

فائدہ:...... سورۂ فاتحہ، پورے قرآن مجید کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، بلکہ اس کی اصل اور بنیاد ہے، اس بنا پر اس کو نماز کی ہر رکعت میں مقرر کیا گیا ہے اور اس کو صلاۃ (نماز) کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کے بغیر نماز ادھوری اور ناقص ہے، اور اس بچے کی طرح ہے، جو اپنے اصل وقت سے پہلے ہی پیدا ہو جائے کہتے ہیں خدجت الدابة ، خداجا ، جانور نے ادھورا بچہ گرا دیا، اور اکثر ائمہ لغت نے خداج کا معنی نقصان کیا ہے۔

[879] ۳۹۔(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[879] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: من ترك القراة في صلاته بفاتحة الكتاب برقم (٨٢١) والترمذي في (جامعه) في التفسير، باب: ومن سورت فاتحة الكتاب برقم (٢٩٥٣) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الافتتاح، باب: ترك قراة ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ في فاتحة الكتاب ٢/ ١٣٥-١٣٦ ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة خلف الامام ٢/ ١٠٣ ـ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٣٥)

[879] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔ دونوں کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر لی ہے، اس کا آدھا حصہ میرے لیے ہے اور آدھا میرے بندے کے لیے۔

[880] ٤٠۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى بَنِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَفِي حَدِيثِهِمَا ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي))

[880] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی آگے سفیان کی حدیث کی طرح ہے۔ اور دونوں کی حدیث میں ہے اللہ کا فرمان ہے" میں نے نماز اپنے اور بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے اس کا آدھا حصہ میرے لیے اور آدھا حصہ میرے بندے کے لیے۔

[881] ٤١۔(. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ مِنْ أَبِيهِ وَمِنْ أَبِي السَّائِبِ وَكَانَا جَلِيسَيْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ عَنْ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُولُهَا ثَلَاثًا بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ))

[881] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نماز، فاتحہ الکتاب کے بغیر پڑھی تو وہ ناقص ہے، آپ نے تین دفعہ یہ جملہ فرمایا، (فھی خداج) مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

[882] ٤٢۔(٣٩٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ عَطَاءٍ

[880] تقدم فی الحديث السابق (٨٧٧)
[881] تقدم برقم (٨٧٧)
[882] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٧٠)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقِرَآئَةٍ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا أَعْلَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَنَّاهُ لَكُمْ وَمَا أَخْفَاهُ أَخْفَيْنَاهُ لَكُمْ

[882] ۔علاء اور ابو سائب جو حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین تھے ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، جس نماز کو رسول اللہ ﷺ نے بلند قراءت سے پڑھا ہم نے بھی اس میں قراءت بلند پڑھی اور جو نماز آپ نے آہستہ قراءت سے پڑھی، ہم نے بھی تمہارے لیے اس کی قراءت آہستہ کی (قراءت کو مخفی رکھا)۔

فائدہ :......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے، فاتحہ پڑھے بغیر چارہ نہیں ہے، اور اس سے زائد پڑھنا اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہے، اگرچہ نماز صرف فاتحہ ہی سے ہو جائے گی۔

[883] ٤٣ ـ(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ الصَّلٰوةِ يَقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْآنِ فَقَالَ إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ

[883] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر نماز میں قراءت ہے تو جو قراءت نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سنائی، ہم تمہیں سناتے ہیں اور جو ہم سے پوشیدہ رکھی، ہم اسے تم سے چھپاتے ہیں، ایک آدمی نے سوال کیا اگر میں ام الکتاب سے زائد نہ پڑھوں تو انہوں نے جواب دیا (یعنی آہستہ پڑھتے ہیں) اور جس نے ام الکتاب پڑھ لی تو وہ اس کے لیے کافی ہے، اور جس نے اس سے زائد پڑھا تو وہ بہتر ہے۔

[884] ٤٤ ـ(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَآئَةٌ فَمَا أَسْمَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ وَمَنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ وَمَنْ زَادَ فَهُوَ أَفْضَلُ

[884] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے قراءت ہے جو نبی کریم ﷺ نے ہم کو سنایا

[883] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: القراة فی الفجر برقم (٧٧٢) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب: قراة النهار ٢/ ١٦٣ ـ انظر (التحفة) برقم (١٤١٩٠)
[884] انفرد به مسلم ـ انظر (التحفة) برقم (١٤١٧١)

ہم نے تم کو سنایا جو ہم نے پوشیدہ رکھا ہم نے اس کو تم سے چھپایا اور جس نے ام الکتاب پڑھ لی تو وہ اس کے لیے کافی ہوگی اور جس نے اضافہ کیا تو وہ بہتر ہے۔

[885] ٤٥-(٣٩٧) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى ثُمَّ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ)) ثُمَّ قَالَ ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى)) فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا عَلِّمْنِي قَالَ ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا))

[885] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، تو ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھی، پھر آکر آپ کو سلام عرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تیری نماز نہیں ہوئی، اس آدمی نے واپس جا کر نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی، پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا: وعليك السلام، پھر فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اس طرح آپ نے تین دفعہ کیا تو اس آدمی نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا، آپ سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر جو قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو، اس کو پڑھو، پھر اچھی طرح اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر

[885] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وجوب القراة للامام والماموم في الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما تخافت برقم (٧٥٧) وفي الاستئذان، باب: من رد فقال: عليك السلام برقم (٦٢٥٢) وفي الاذان باب: امر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالاعادة برقم (٧٩٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود برقم (٨٥٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في وصف الصلاة برقم (٣٠٣) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٢٤-١٢٥ في الافتتاح، باب: فرض التكبيرة الاولى برقم (٨٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٠٤)

رکوع سے سیدھے اچھی طرح اٹھو، پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

فوائد ...... ❶ آپ نے نماز میں کوتاہی کرنے والے کو فرمایا، قرآن کا جو حصہ تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لو۔ اور سورۂ فاتحہ قرآن مجید کا سب سے آسان حصہ ہے، جو عام طور پر ہر نمازی کو یاد ہوتا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کے تحت تصریح کی ہے کہ امام احمد، اور ابن حبان نے اس کی جگہ ثم اقراء بام القرآن ثم اقراء بما شئت، (پھر ام القرآن پڑھ پھر جو چاہے پڑھ) کے الفاظ بیان کیے ہیں، جو اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ما تیسر سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے تمام ارکان، ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے، اس کو تعدیل ارکان کہتے ہیں، جو تمام ائمہ کے نزدیک فرض ہے، امام ابو یوسف بھی اس کے قائل ہیں۔

لیکن امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے، جو فرض سے کم درجہ ہے، لیکن یہ بات حدیث کے خلاف ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کو فرض یا واجب کا اصطلاحی نام جو بھی دیں، وہ ایسا لازم کہ اس کی مخالفت یا اس کا وزن کم کرنے کے لیے ہلکی اصطلاح گھڑنے سے اس کی حیثیت دین اسلام میں کم نہیں ہو سکتی، بلکہ اسی طرح ضروری ہے جس طرح کے قرآن کا حکم ضروری ہوتا ہے، کیونکہ قرآن اور حدیث کا حکم وحی الٰہی ہے، تدبروا وتفهموا (زاہد)

[886] ٤٦ ـ(. . .) حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة: حدثنا ابو اسامة وعبد الله بن نمير، ح: وحدثنا ابن نمير: حدثنا ابي قالا: حدثنا عبيد الله عن سعيد بن ابي سعيد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ ((وَزَادَ فِيهِ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ))

[886] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاستئذان باب: من رد فقال: علی السلام برقم (٦٢٥١) وفی الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا فی الايمان برقم (٦٦٦٧) مطولا۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب قول: النبی ﷺ: (كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه) برقم (٨٦٥) والترمذی فی (جامعه) فی الاستئذان، باب: ما جاء كيف رد السلام برقم (٢٦٩٢) وقال: هذا حديث حسن۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ا تمام الصلاة برقم (١٠٦٠) وفی الادب، باب: رد السلام برقم (٢٦٩٢) وقال: هذا حديث ←

[886] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے، پھر اوپر والے واقعہ کے ساتھ حدیث بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ کیا، جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو مکمل وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہو۔

۱۲...... بَاب: نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَائَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ

باب ۱۲: مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قراءت کرنے کی ممانعت

[887] ٤٧ـ(٣٩٨) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِي بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[887] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، اور پوچھا، تم میں سے کس نے میرے پیچھے سورۃ سبح اسم ربك الاعلى پڑھی تو ایک آدمی نے جواب دیا، میں نے اور اس سے میرا مقصد صرف خیر ہی تھا، آپ نے فرمایا: میں نے جانا، تم میں سے کوئی میرے ساتھ قراءت میں الجھ رہا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قراءت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس طرح امام کے لیے قراءت کرنے میں دقت پیدا ہوتی ہے، اور بعض سری نمازوں (ظہر، عصر) میں بھی آپ کے پیچھے فاتحہ کے بعد کوئی سورت بلند آواز میں پڑھ لیتے تھے، اس لیے آپ نے فاتحہ کے بعد والی قراءت پر اعتراض کیا، اور آہستہ پڑھنے کا حکم دیا، جس سے معلوم ہوا سری نمازوں میں فاتحہ کے بعد بھی کوئی سورت آہستہ پڑھی جائے گی، جہری نمازوں (رکعتوں) میں فاتحہ کے سوا کوئی قراءت نہیں ہے، الا یہ کہ مقتدی، امام سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ وہاں تک قراءت کی آواز نہ پہنچ رہی ہو تو پھر وہ فاتحہ کے بعد بھی قراءت کرے گا، لیکن یہ قراءت آہستہ ہوگی۔

← حسن۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اتمام الصلاة برقم (١٠٦٠) وفی الادب، باب: رد السلام برقم (٣٦٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٩٨٣)

[887] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من رای القراة اذا لم يجهر الامام بقرأته برقم (٨٢٨ و ٨٢٩) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الافتتاح، باب: ترك القراة خلف الامام فيما لم يجهر فيه ٢/ ١٤٠ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٢٥)

[888] ٤٨ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ ((أَيُّكُمُ الْقَارِئُ)) فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ ((قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[888]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سبح اسم ربك الاعلى پڑھنی شروع کر دی، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے کسی نے پڑھا یا تم میں سے قراءت کرنے والا کون ہے؟ ایک آدمی نے کہا، میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھ رہا تھا تم میں سے کوئی میرے ساتھ الجھ رہا ہے۔

[889] ٤٩ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ((وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[889]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: میں نے جان لیا تم میں سے کوئی میرے ساتھ قراءت میں الجھ رہا ہے۔

فائدہ:...... امام کے پیچھے اگر قرأت بلند آواز سے کی جائے تو قراءتوں کا باہمی ٹکراؤ ہوگا، اور امام کی قرأت میں خلل پیدا ہوگا، اگر قرأت آہستہ ہو تو الجھاؤ اور ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوتی، اس لیے مقتدی تمام نمازوں میں قراءت آہستہ کرے گا، امام کی جہری قراءت کے وقت صرف فاتحہ پڑھے گا، اور جب امام بلند قراءت نہ کر رہا ہو تو جتنا قرآن پڑھنا ممکن ہو پڑھ لے گا۔

١٣...... بَاب: حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ

باب ۱۳: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھی جائے گی

[890] ٥٠ـ(٣٩٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

[888] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٨٨٥)

[889] تقدم في الحديث السابق (٨٨٥)

[890] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: ما يقول بعد التكبير برقم (٤٧٣) ←

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

[890]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی سے بلند آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قراءت نہیں سنی۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین، عام طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ آواز سے پڑھتے تھے، شوافع نے اس حدیث کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں، اس لیے امام نووی نے لکھا ہے کہ امام شافعی اور جمہور سلف کے نزدیک بسملہ سورۂ فاتحہ کا جز ہے، اس لیے جب سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے تو اس کو بھی بلند آواز سے پڑھنا چاہیے، اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی کی روایت ہے: قال رسول اللہ ﷺ اذا قراء تم الحمد لله فاقرؤ بسم الله الرحمن الرحيم، (الحدیث) لیکن اس روایت میں بسملہ کا فاتحہ کا جزو ہونا ثابت ہوتا ہے اور بلند آواز سے قراءت کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اس کو دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے۔ (اس مختصر میں دلائل دینے کی گنجائش نہیں ہے) تفصیل کے لیے مولانا میر سیالکوٹی کی واضح البیان دیکھیے۔

[891] ٥١۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ نَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَسَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ وَنَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ

[891]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبہ نے کہا، میں نے قتادہ سے پوچھا کیا آپ نے یہ روایت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں، ہم نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔

فائدہ:......قتادہ چونکہ مدلس راوی ہے، اس لیے شبہ پیدا ہوا کہ شاید اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے براہ راست یہ روایت نہ سنی ہو، سماع کی تصریح کے بعد یہ شبہ رفع ہوگیا۔

← والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٣٥ في الافتتاح، باب: ترك الجهر ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٧) و (١٢١٨)

[891] تقدم في الحديث السابق (٨٨٨)

[892] ٥٢ ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ

عَنْ عَبْدَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى الْأَوْزَاعِيِّ يُخْبِرُهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا

[892]۔حضرت عبدہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے، سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك ، (اے اللہ تو اپنی حمد وتوصیف کے ساتھ، پاکیزگی وتقدیس سے متصف ہے، تیرا نام ہی بابرکت ہے اور تیری عظمت و بزرگی بلند وبالا ہے، تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے قتادہ کو بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ نماز کا آغاز الحمد لله رب العالمين سے کرتے تھے، وہ قرأت کے شروع میں اور نہ ہی آخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

فائدہ :......الحمد لله رب العالمين، سورۂ فاتحہ کا نام ہے تو مقصد یہ ہوا کہ وہ قرأت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے کرتے تھے، اور بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے، راوی نے چونکہ الحمد لله رب العالمين کو، سورۃ کا نام کی بجائے، آیت سمجھ لیا، اس لیے یہ کہہ دیا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔ (تفصیل کے لیے مولانا میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی واضح البیان دیکھیے)

[893] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ ذٰلِكَ

[893]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔

[892] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٠٥٩٨)
[893] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٨)

۱۴...... بَاب: حُجَّةِ مَنْ قَالَ الْبَسْمَلَةُ آيَةٌ مِّنْ أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ سِوٰى بَرَآئَةٍ

باب ۱٤: ان لوگوں کی دلیل جن کے نزدیک، بسملہ، سورۂ براءت کے سوا ہر سورۃ کا جزو ہے

[894] ۵۳۔(. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ اَغْفٰى إِغْفَائَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((نَزَلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ)) فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ثُمَّ قَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ)) فَقُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ وَّهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ مَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَتْ بَعْدَكَ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ مَا أَحْدَثَ بَعْدَكَ))

[894]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ پر اچانک ایک جھپکی طاری ہوئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے۔ اور آپ نے پڑھا: بسم الله الرحمن الرحيم، انا اعطينك الكوثر، فصل لربك وانحر، ان شانئك هو الابتر. ''اللہ کے نام سے جو انتہائی مہربان اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، بلا شبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا، لہٰذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی دم بریدہ ہے۔'' پھر آپ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک

[894] اخرجه المولف [مسلم] فی (الفضائل، باب: اثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته برقم (۵۹۵۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من لم یر الجهر بسم الله الرحمن الرحيم برقم (۷۸٤) وفی السنة، باب: فی الحوض برقم (٤٧٤٧) مختصراً۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الافتتاح، باب قراة ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ ۲/ ۱۳۳۔۱۳٤۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۵)

نہر ہے، جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس میں بہت ہی خیر ہے اور وہ ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن، ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں تو ان میں سے ایک شخص کو اچک لیا جائے گا تو میں عرض کروں گا، اے میرے آقا، یہ میری امت کا فرد ہے تو مجھے جواب دیا جائے گا، آپ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام نکالے تھے، ابن حجر نے اپنی حدیث میں اتنا اضافہ کیا آپ مسجد میں ہمارے درمیان تھے اور احدثوا بعدك کی جگہ احدث بعدك کہا۔

مفردات الحديث ❶ بين اظهرنا: ہمارے اندر، ہم میں۔ ❷ اغفى اغفاءة: جھپکی اور اونگھ کا طاری ہونا۔ ❸ شانئك: تیرا دشمن، تجھ سے بغض وعناد رکھنے والا۔ ❹ الابتر: دم کٹا، جس کی نسل نہ چلے۔ ہر خیر و برکت سے محروم۔ ❺ يختلج: چھینا جائے گا، الگ کیا جائے گا۔ ❻ احدث: دین میں نئی بات نکالنا، کوئی واقعہ یا جرم کر گزرنا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا حصہ اور جز ہے، جسے آپ ہر سورۃ سے پہلے پڑھتے تھے، اور سورۃ براءت کا استثناء ایک الگ دلیل کی بنا پر ہے، اور اسی بنا پر ہر سورۃ کے شروع میں اس کو مصحف میں لکھا گیا ہے، اور سورۃ اقرا کی ابتدا کی آیات جو سب سے پہلی وحی ہیں، ان میں یہی تعلیم دی گئی کہ اقرأ باسم ربك: اپنے رب کے نام سے قراءت کا آغاز کیجئے، اور اس کے شروع میں بسم اللہ موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ اگر بسملہ ہر سورت کا جزو ہوتی تو اقرا کے شروع میں نازل ہوتی، درست نہیں ہے کیونکہ اگر یہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوئی تھی تو اس سے پہلے لکھ کیسے دی گئی؟ ❷ اس حدیث سے علم غیب کا رسول اللہ ﷺ کے لیے اثبات، بلامحل ہے۔ نیز ایک حقیقت کو تسلیم کر کے ہیر پھیر سے دوسری بات کہنا، علم کے منافی بات ہے، جب یہ تسلیم ہے کہ "مطلقاً عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ہر چند کو رسول اللہ ﷺ کو عطاء الٰہی سے علم غیب حاصل ہے لیکن مطلقاً یہ نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ غیب پر مطلع ہیں، یا آپ پر غیب ظاہر کیا گیا ہے، یا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم، سعیدی صاحب: ۱/۱۱۶۰) بلکہ اس سے اوپر، یہاں تک لکھا گیا ہے عام مسلمانوں، اولیاء اللہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق غیب کا علم ہے اور رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ غیب کا علم ہے۔ تو امت کو اس بحث ومسئلہ میں کیوں الجھایا جاتا ہے کہ آپ کو عالم الغیب نہ ماننے والا گستاخ و بے ادب ہے اور کافر ہے، امت کا کونسا فرد ہے، جو اس کا انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جس چیز کا علم دیا وہ آپ کو حاصل ہوگیا، جس چیز سے آگاہ نہ کیا، آپ خود آگاہ نہ ہو سکے، جس کی صریح دلیل، اس حدیث کے اندر انك لا تدرى ما احدثوا بعدك، کی صورت میں موجود ہے۔

[895] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ انسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ أَغْفَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِغْفَاءَةً بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ حَوْضٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ))

[895]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ اونگھ طاری ہوئی، جیسا کہ ابن مسہر کی روایت میں گزر چکا ہے، اور اس میں یہ بھی ہے ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے، یہ جنت میں ہے اور اس پر حوض ہے، اس میں برتنوں کے ستاروں کی تعداد میں ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

١٥...... بَاب: وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهٖ فَوْقَ سُرَّتِهٖ وَوَضْعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

باب ۱۵: تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھا جائے گا اور (سجدہ میں) دونوں ہاتھ زمین پر کندھوں کے برابر ہوں گے

[896] ٥٤۔(٤٠١) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ

[896]۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے نماز میں داخل ہوتے وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے تکبیر کہی (ہمام نے بیان کیا، کانوں کے برابر تک بلند کیے) پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا تو جب رکوع کرنا چاہا، اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے پھر ان کو بلند کیا، پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا، اپنے ہاتھ بلند کیے، اور جب سجدہ کیا، اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

[895] تقدم برقم (٨٩٢)

[896] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٧٧٤ و ١١٧٩٠)

فائدہ:...... اس حدیث سے دائیں ہاتھ کا بائیں پر رکھنا، یعنی ہاتھ باندھنا ثابت ہوتا ہے، اور ہاتھ کہاں رکھے، یہ صراحتاً ثابت نہیں ہوتا اگر ہاتھ کہنیوں کے برابر باندھے جائیں تو پھر سینہ کے نیچے اور ناف سے بہت اوپر آتے ہیں اور یہ گویا ایک طبعی اور فطری طریقہ ہے اور امام نووی نے اس کے مطابق باب باندھا ہے۔ شوافع کا یہی موقف ہے، مالکی عام طور پر موطا کی روایت کے برعکس ہاتھ نہیں باندھتے اور احناف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے زیر ناف ہاتھ باندھنے کا استدلال کرتے ہیں وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فصل لربك وانحر کی جو تفسیر کی ہے، اس کے خلاف ہے، اگرچہ یہ قول بھی ضعیف ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت طاؤس کی مرسل روایت اور مختلف صحابہ کے تفسیری اقوال کو سامنے رکھا جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ ہاتھ سینے کے اوپر باندھے جائیں گے۔ حضرت وائل بن حجر کی ابن خزیمہ سے وضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره اور مسند احمد میں حضرت قبیصہ بن ہلب کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يضع يده على صدره اور وائل بن حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں مسلمان ہوتے ہیں۔

۱۶...... بَاب: التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۶: نماز میں تشہد

[897] ۵۵۔(۴۰۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ))

[897]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ کہتے تھے، السلام علی

[897] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الدعوات، باب: الدعاء فی الصلاة برقم (٦٣٣٨) والنسائی فی (المجتبی فی السنن) فی التطبیق، باب: كيف الشهد الاول ٢/ ٢٤٠ وفی السهو، باب: ايجاب التشهد ٣/ ٤٠ مطولا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی التشهد برقم (٨٩٩) انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٢) و (٩٢٩٦)

الله ، اللہ پر سلامتی ہو، السلام علی فلان ، فلاں پر سلامتی ہو تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: اللہ خود سلامتی ہے۔ (ہر عیب و کمزوری سے پاک) لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد کے لیے بیٹھے تو یوں کہے: التحيات لله والصلوٰة والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته ، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ، جب یہ کلمات کہے گا تو ہر نیک بندہ کو یہ دعا پہنچے گی، آسمان میں ہو یا زمین میں (پھر کہے) اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ، پھر جو چاہے دعا کرے۔

مفردات الحديث ❶ **التحيات**: تحیہ کی جمع ہے، اس کے مختلف معانی آتے ہیں، بادشاہی، بقاء ودوام، زندگی اور عظمت و بزرگی۔ ❷ **صلوٰت**: نمازیں، دعائیں، رحمت۔ ❸ **الطیّبات**: پاکیزہ بول، گویا ان تمام چیزوں کا حقدار اور سزاوار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے لائق ہیں، اس طرح تشہد کے کلمات کا معنی یہ ہوگا، ہر قسم کی قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، اللہ کے لیے مخصوص ہیں، اے نبی آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں، ہمیں اور اللہ کے نیک بندوں کو سلامتی حاصل ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

[898] ٥٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ فِي الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ

[898]۔ امام صاحب نے ایک اور سند اوپر والی روایت بیان کی اور آخری کلمات اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، بیان نہیں کیے۔

[899] ٥٧۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ أَوْ مَا أَحَبَّ

[899]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کی اور آخری کلام میں ماشاء کی جگہ ما شاء اور ما احب بیان کیا۔

[900] ٥٨۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

[898] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٨٩٥)

[899] تقدم برقم (٨٩٥)

[900] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان ، باب: التشهد في الآخرة برقم (٨٣١) مطولاً۔ وفي باب: ما يتخير من الدعاء بعد التشهد برقم (٨٥٣) مطولاً۔ ايضا۔ وفي الاستئذان ، ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَقَالَ ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الدُّعَآءِ))

[900]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نماز میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے، آگے منصور کی روایت کی طرح بیان کیا اور آخر میں کہا، ثم يتخير بعد، من الدعاء، بعد میں دعا کا انتخاب کرلے۔

[901] ۵۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاقْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا اقْتَصُّوا

[901]۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد اس صورت میں سکھایا کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، جیسا کہ آپ مجھے قرآنی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اور تشہد مذکورہ راویوں کی طرح بیان کیا۔

[902] ٦٠۔(٤٠٣)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ ((**التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**

← بـاب السلام اسم من اسماء الله تعالى برقم (٦٢٣٠) وفى الدعوات، باب: الدعاء فى الصلاة برقم (٦٣٢٨) مطولا۔ وفى التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿السلام المومن﴾ برقم (٧٣٨١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التشهد برقم (٩٦٨) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: كيف التشهد ٢/ ٢٣٩۔ وفى السهو، باب: ايجاب التشهد برقم (٣/ ٤٠ مطولا۔ وباب: كيف التشهد ٣/ ٤١ وفى باب: تخيير الدعاء بعد الصلاة على النبى ﷺ ٣/ ١٥٠۔١٥١ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى التشهد برقم (٨٩٩) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٢ و ٩٢٤٥ و ٩٢٩٦ و ٩٣١٤)

[901] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاستئذان، باب: الاخذ باليد برقم (٦٢٦٥) والنسائى فى (المجتبى) ٢/ ٢٤١ فى التطبيق، باب: كيف التشهد الاول۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣٣٨)

[902] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التشهد برقم (٩٧٤) والترمذى ←

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ

[902]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے، جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے، آپ فرماتے تھے: التحيات المباركات، ادب وتعظیم کے سارے خیر و برکت والے کلمات اللہ کے لیے مخصوص ہیں، یا وہی ان کا حقدار ہے تمام عبادات، تمام صدقات اللہ ہی کے واسطے ہیں، تم پر سلام ہو اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ابن رمح کی حدیث میں يعلمنا السورة من القرآن کی بجائے كما يعلمنا القرآن ہے۔

[903] ٦١۔(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

[903]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد قرآن کی سورت کی طرح ہی سکھاتے تھے۔

[904] ٦٢۔(٤٠٤) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالُوا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ صَلٰوةً فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أُقِرَّتِ الصَّلٰوةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكٰوةِ فَلَمَّا قَضَى أَبُو

← في (جامعه) في الصلاة، برقم (٢٩٠) والنسائي في (المجتبى) ٢/ ٢٤٢ في التطبيق، باب: نوع آخر من التشهد۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التشهد برقم (٩٠٠) انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٠)

[903] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٠٠)

[904] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التشهد برقم (٩٧٢) و (٩٧٣) والنسائي ←

مُوسَى الصَّلٰوةَ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا قَالَ مَا قُلْتُهَا وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا قُلْتُهَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى مَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلٰوتِكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ ((إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ)) غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ((فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

[904]۔حطان بن عبداللہ رقاشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک نماز ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی معیت میں پڑھی تو جب بیٹھنے کا وقت آیا، ایک شخص نے کہا، نماز نیکی اور زکاۃ کے ساتھ ملائی گئی ہے، جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیر کر منہ موڑا تو پوچھا، یہ یہ کلمہ تم میں سے کس نے کہا؟ سب لوگ چپ رہے انہوں نے پھر پوچھا، تم میں سے کس نے یہ یہ بات کہی؟ تو لوگ پھر چپ رہے تو انہوں نے کہا، اے حطان! شاید تو نے یہ کلمہ کہا

← في (المجتبى) في التطبيق، باب: قوله: ولك الحمد ٢/ ١٩٧ وباب: نوع آخر من التشهد ٢/ ٢٤٢۔ وفي السهو، باب: نوع آخر من التشهد ٣/ ٤٢۔ وفي الامامة، باب: مبادرة الامام ٢/ ٩٦۔٩٧۔ وابن ماجه في (سننه) في: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التشهد برقم (٩٠١) مختصراً۔ وفي باب: اذا قرأ الامام فانصتوا برقم (٨٤٧) انظر (التحفة) برقم (٨٩٨٧)

ہے؟ میں نے کہا، میں نے نہیں کہا، مجھے خوف تھا کہ آپ مجھے اس کے سبب سرزنش کریں گے تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، میں نے یہ کلمہ کہا ہے، اور میں نے اس سے صرف خیر کا ہی ارادہ کیا ہے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تم جانتے نہیں ہو، تمھیں اپنی نماز میں کیا کہنا چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے، ہمارا طریقہ واضح کیا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو، پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرائے، جب وہ تکبیر کہہ چکے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا، وہ تمھیں شرف قبولیت بخشے گا، اور جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم تکبیر کہہ کر رکوع کرو اور امام تم سے پہلے رکوع میں جاتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تقدیم و تاخیر سے برابر ہو گیا۔ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو، اے اللہ، ہمارے رب تو ہی حمد کا حق دار ہے۔ اللہ تمہاری دعا سنے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے جس نے اس کی حمد و تعریف کی، سن لی۔ اور جب امام اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے تو تم اللہ اکبر کہو اور سجدہ کرو، کیونکہ امام تم سے پہلے سجدہ میں جاتا ہے اور تم سے پہلے سجدہ سے اٹھتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبل و بعد (تقدیم و تاخیر) سے کام برابر ہو گیا، (امام نے سجدہ پہلے کیا، پہلے اٹھا، تم نے سجدہ بعد میں کیا، بعد میں اٹھے) اور جب بیٹھنے کا وقت آئے تو تم اس سے آغاز کرو'' قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، اللہ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو، اے نبی! آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر (فرستادہ) ہیں۔

[905] ٦٣ـ(. . . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ أَبُوبَكْرِ ابْنُ أُخْتِ أَبِي النَّضْرِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مُسْلِمٌ تُرِيدُ أَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدِيثُ

[905] تقدم تخريجه (٩٠٠)

أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا فَقَالَ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ فَقَالَ لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هَا هُنَا قَالَ لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ

[905]۔ امام نے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ اضافہ بیان کیا۔ کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو، اور ان میں سے کسی کی حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کہلوایا ہے، سمع اللہ لمن حمدہ، صرف ابو کامل اکیلا ہی ابوعوانہ سے یہ الفاظ نقل کرتا ہے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں، ابونضر کے بھانجے، ابوبکر نے اس حدیث پر بحث کی تو امام مسلم نے جواب دیا آپ کو سلیمان سے زیادہ حافظ مطلوب ہے، (یعنی سلیمان حفظ و ضبط میں پختہ ہے، اس لیے اس کا اضافہ مقبول ہے) تو ابوبکر نے امام مسلم سے پوچھا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اذا قرأ فانصتوا، جب امام قرأت تم خاموش رہو، کیسی ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا، وہ صحیح ہے اور میں اس کو صحیح سمجھتا ہوں تو ابوبکر نے پوچھا تو آپ نے اسے اپنی کتاب میں کیوں نہیں بیان کیا؟ امام صاحب نے جواب دیا، ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے، میں نے اس کو یہاں نقل نہیں کیا، یہاں تو میں نے ان ہی احادیث کو بیان کیا ہے، جن کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

فوائد :...... ❶ اذا قراء فانصتوا: جب امام پڑھے تم خاموش رہو، کا تعلق سورۃ فاتحہ کے بعد والی قرأت سے ہے، کیونکہ سورۃ فاتحہ کے بغیر تو نماز نہیں ہوتی، اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں جب امام قرأت کرتا ہے تو اس کے پیچھے صرف فاتحہ چپکے چپکے پڑھے گا، اور بعد والی قرأت پوری توجہ سے سنے گا، خود نہیں پڑھے گا، اور سری نمازوں میں چونکہ قرأت بلند نہیں ہوتی، اس لیے امام کی قرأت سننے کا احتمال نہیں ہوتا، اس لیے وہاں مقتدی اپنی قرأت کرے گا۔ ❷ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اذا قراء فانصتوا کو صحیح تسلیم کیا ہے، لیکن چونکہ اس کی صحت پر اتفاق نہیں، اس لیے اس کو صحیح مسلم میں درج نہیں کیا، جس سے معلوم ہوا، امام مسلم، اپنی صحیح میں صرف ان روایات کو بیان کرتے ہیں، جو تمام ائمہ محدثین کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق صحیح ہیں اور اس لحاظ سے ان سب کی صحت پر سب کا اتفاق ہونا چاہیے۔ ❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ اذا قراء فانصتوا: اور اسی طرح سلیمان کی حدیث کے ان الفاظ کی صحت کے بارے میں ائمہ حدیث میں اختلاف ہے امام ابوداؤد سجستانی، یحییٰ بن معین، ابوحاتم رازی، دارقطنی اور ابوعلی نیشاپوری، ان الفاظ کو درست قرار نہیں دیتے، ان کے نزدیک (ھذہ اللفظة غیر محفوظة) قتادہ کے تمام شاگرد، ان الفاظ میں، سلیمان تیمی کی مخالفت کرتے ہیں۔ ❹ تشہد کے کلمات مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے معمولی سے لفظی اختلاف کے ساتھ

بیان کیے ہیں، امام مسلم نے ابن مسعود، ابن عباس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے تشہد نقل کیا ہے، حضرت عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ اپنی جگہ تمام ہی صحیح ہیں، اور کسی کو بھی پڑھا جا سکتا ہے، افضل کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور اہل حدیث اور جمہور فقہاء کے نزدیک ابن مسعود والا تشہد افضل ہے کیونکہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض مالکیوں کے نزدیک، ابن عباس رضی اللہ عنہما والا تشہد افضل ہے اور امام مالک کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف تشہد افضل ہے کیونکہ انہوں نے یہ تشہد منبر پر سکھایا تھا، لیکن ظاہر ہے موقوف کو مرفوع پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا سنت ہے اور سلام والا تشہد واجب ہے، جمہور محدثین کے نزدیک دونوں ہی واجب ہیں، امام احمد پہلے کو واجب اور دوسرے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں سنت ہیں۔

[906] ٦٤-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَضٰى عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

[906]۔ امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے اور اس کے یہ الفاظ بیان کیے: فان الله عز وجل قضٰى على لسان نبيه ﷺ، (اوپر کی روایت میں قضٰی کی بجائے قال کا لفظ گزرا ہے)۔

تنبیہ: ......بعض حضرات نے السلام عليك ايها النبى، سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ صلاۃ وسلام دور ونزدیک سے سنتے ہیں اور اس کے لیے مختلف علماء وفقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں، جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ یہ کلمات سنتے ہیں، ان کا صرف یہ مقصد ہے کہ انسان کو پوری طرح حضور قلب اور توجہ سے یہ کلمات کہنے چاہیے: كأنه يحى الله ويسلم على النبى، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کا ہدیہ پیش کر رہا ہے اور نبی ﷺ کے حضور سلام عرض کر رہا ہے، استدلال کرتے وقت فقہاء کے قول کَانَ: (گویا کہ) کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، اور نہ ہی کسی نے یہ کہا ہے کہ آپ ان کلمات کو سنتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کے لیے الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، کہنا جائز ہے رسول اللہ ﷺ دور ونزدیک سے سلام پڑھنے والوں کا سلام یکساں سنتے ہیں، نعرہ رسالت، یا رسول اللہ لگانا جائز ہے، محض سینہ زوری ہے جس کی کوئی اساس وبنیاد یا دلیل نہیں ہے۔

[906] تقدم تخريجه (٩٠٢)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے، خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کو آپ نے تشہد کے یہ کلمات سکھائے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ تشہد میں السلام علیك ایها النبی ، ہم نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں اس وقت کہا کرتے تھے، جب آپ بین ظهر اننا ہمارے درمیان ہوتے تھے، فلما قبض ، جب آپ قبض کر لیے گئے، (ہم سے جدا ہو گئے) قلنا السلام علی النبی (ﷺ) تو ہم السلام علی النبی کہنے لگے۔ (بخاری شریف ۲/ باب الاخذ بالیدین) اگر آپ کی زندگی اور وفات کے بعد کوئی فرق نہیں تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے "یا" کو کیوں حذف کر دیا تھا۔
مزید برآں یہ تو دعائیہ کلمات میں جو ہم آپ کے لیے، اپنے لیے اور اللہ کے سب نیک بندوں کے لیے اللہ کے حضور درخواست پیش کرتے ہیں، کیا سب بندے ہماری یہ دعا سنتے ہیں، اور آپ نے چونکہ یہ کلمات خود سکھائے ہیں اور بڑے اہتمام سے سکھائے ہیں، اس لیے ہم آپ کے سکھائے ہوئے کلمات کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ آپ کے دعائیہ کلمات میں جو تاثیر اور برکت ہے، اس کا تقاضا یہی ہے، آپ کے کلمات کو جوں کا توں ہی رکھا جائے، اس لیے ہم یا کو حذف نہیں کرتے، اگرچہ ابن مسعود کی حدیث کی روشنی میں، حذف کرنا جائز ہے۔

۱۷...... بَاب: الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب ۱۷: تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا

[907] ٦٥-(٤٠٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ أَخْبَرَهُ
عَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ))

[907]۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن زید انصاری وہی ہیں جن کو نماز کے لیے اذان خواب میں دکھائی گئی) ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف

[907] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد برقم (٩٨٠) و ←

لائے، جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی، اے کاش! اس نے آپ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یوں کہو: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على آل ابراهيم، وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل ابراهيم في العالمين، انك حميد مجيد، والسلام كما قد علمتم. اے اللہ! اپنی رحمت اور عنایت فرما، محمد اور آپ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے عنایت اور رحمت فرمائی ابراہیم کے گھر والوں پر اور محمد اور محمد کے گھر والوں پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم کے گھر والوں پر، تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو حمد وستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اور سلام کو تو تم جان ہی چکے ہو۔

[908] ٦٦-(٤٠٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ ((قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ))

[908]۔ ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے، کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، یہ تو ہم نے جان لیا، ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں تو ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہا کرو: ''اے اللہ اپنی خاص عنایت اور رحمت

← (٩٨١) والترمذی فی (جامعه) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورت الاحزاب برقم (٣٢٢٠) والنسائی فی (المجتبی) ٣/ ٤٥ فی السهو، باب: الامر بالصلاة علی النبی ﷺ۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٧)
[908] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی احاديث الانبياء برقم (٣٣٧٠) وفی التفسير، باب: ﴿ان الله وملائكته يصلون على النبی، يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ برقم (٤٧٩٧) وفی الدعوات، باب: الصلاة على النبی ﷺ برقم (٦٣٥٧) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة على النبی ﷺ بعد التشهد برقم (٩٧٦ و ٩٧٧) والترمذ فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی صفة الصلاة على النبی ﷺ (برقم (٤٨٣) والنسائی فی (المجتبی من ←

فرما، محمد (ﷺ) پر محمد کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے عنایت ورحمت فرمائی، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر تو حمد وستائش کے سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما، حضرت محمد علیہ السلام پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے برکتیں نازل فرمائیں، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر تو حمد وستائش کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

[909] ٦٧ـ(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ

عَنْ شُعْبَةَ وَمِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ مِسْعَرٍ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً

[909]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں ایک راوی کی حدیث میں یہ جملہ نہیں ہے، کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں۔

[910] ٦٨ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قال نا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَنْ مِسْعَرٍ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّلَمْ يَقُلْ اَللّٰهُمَّ

[910] ۔ امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، صرف اتنا فرق ہے۔ اس نے بارك على محمد ہے اللهم نہیں ہے۔

[911] ٦٩ـ(٤٠٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا رَوْحٌ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انا رَوْحٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَخْبَرَنِي

أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ ((قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ))

← السنن) باب: السهو، ٣/ ٤٧ـ٤٨ـ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة على النبى ﷺ برقم (٩٠٤) انظر (التحفة) برقم (١١١١٣)

[909] تقدم تخريجه برقم (٩٠٧)

[910] تقدم برقم (٩٠٧)

[911] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الانبياء برقم (٣٣٦٩) وفى الدعوات، باب: هل يصلى على غير النبى ﷺ برقم (٦٣٦٠) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب الصلاة على النبى ﷺ بعد التشهد برقم (٩٧٩) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى اقامة الصلاة والسنة ←

[911] ۔حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو: اے اللہ! رحمت وعنایت فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر جیسے کہ تو نے رحمت وعنایت فرمائی، ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے پر اور برکتیں نازل فرما، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر جیسے کہ تو نے برکتیں نازل فرمائی ہیں، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر، بے شک تو حمد کے لائق اور بزرگ ہے۔''

[912] ۷۰-(۴۰۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا))

[912] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

فوائد :...... ❶ اللہ کے بعد مسلمانوں پر سب سے زیادہ احسان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، جن کے ذریعہ امت محمدیہ کو ایمان کی دولت ملی اور کامل ضابطہ حیات نصیب ہوا تو جس طرح اللہ تعالیٰ خالق ومالک اور کائنات کا مدبر ومنتظم ہونے کی بنا پر، عبادت اور حمد وتسبیح کا حق دار ہے، اس طرح، آپ کا ہم پر حق ہے کہ ہم آپ پر درود وسلام بھیج کر، آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کی مزید رحمت ورافت اور رفع درجات کی دعا کریں۔ اور یہ درحقیقت آپ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا ہدیہ، وفاداری ونیاز کیشی کا نذرانہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا اعتراف ہے، ورنہ ظاہر ہے، آپ کو ہماری ان دعاؤں کی کیا احتیاج ہے، اور ہم جیسے فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحائف کی کیا ضرورت ہے بلکہ اس دعا گوئی اور اظہار اطاعت کیشی کا سب سے بڑا فائدہ تو خود ہم کو پہنچتا ہے، ایک طرف ہمارا ایمانی رابطہ مستحکم ہوتا ہے تو دوسری طرف ہمیں ایک دفعہ کے مخلصانہ درود کے صلہ میں، اللہ تعالیٰ کی کم ازکم دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور ہمیں اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے کہ اگر آپ جیسی مقدس ومحترم ہستی، اللہ کی رحمت وسلامتی کی محتاج ہے اور آپ کا حق اور مقام عالی بس یہی ہے کہ آپ کے واسطے رحمت وسلامتی کی دعائیں کی جائیں، رحمت وسلامتی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے، اور جب آپ کے ہاتھ میں نہیں تو پھر کسی اور مخلوق یا انسان کے ہاتھ

← فيها، باب: الصلاة على النبى صلی اللہ علیہ وسلم ۲/ ۱۳۵۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۸۹٦)

[912] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى الاستغفار برقم (۱۵۳۰) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل الصلاة على النبى صلی اللہ علیہ وسلم برقم (٤٨٥) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى السهو، باب الفضل فى الصلاة على النبى صلی اللہ علیہ وسلم ۳/ ۵۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۷٤)

میں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ساری مخلوق میں آپ کا مقام سب سے بالا اور برتر ہے، ہر انسان اللہ کی رحمت وسلامتی کا محتاج ہے، اور اس کے بغیر کسی ہستی اور مخلوق سے یہ حاصل نہیں ہو سکتی، اس لیے کوئی اس کا شریک وسہیم بھی نہیں ہے۔ ❷ آل کا مفہوم: عربی زبان اور قرآن وحدیث کے محاورہ کی رو سے کسی شخص کے آل ان کو کہا جاتا ہے، جو اس کے ساتھ خصوصی تعلق وربط رکھتے ہوں، خواہ یہ تعلق نسب اور رشتہ کا ہو یا رفاقت، معیت اور عقیدت ومحبت کا یا اس کی اتباع واطاعت کا، قرآن مجید میں آل ابراہیم، آل عمران اور آل فرعون سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ ❸ قرآن مجید میں ہمیں آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس میں نماز یا غیر نماز کا تذکرہ نہیں ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کی حمد وتسبیح کا حکم ہے، لیکن نماز یا غیر نماز کا تذکرہ نہیں ہے، رسول اکرم ﷺ نے نور نبوت کی روشنی میں، حمد وتسبیح کا خاص محل نماز میں بیان فرمایا ہے، اس طرح صلاۃ وسلام کے حکم کی تعمیل کا خاص محل وموقع نماز کے تشہد وقعود کو قرار دیا ہے، لیکن جیسا کہ تسبیح وتحمید، نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے، اسی طرح درود وسلام بھی نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے آگے پیچھے بھی مطلوب ہے۔ ❹ آخری قعدہ میں درود شریف کے پڑھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، حضرت عمر، ابن عمر، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک درود پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور جمہور علماء کے نزدیک درود پڑھنا سنت ہے، اگر کسی نے نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی چونکہ سورۂ احزاب میں، آپ کے لیے صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم ہے اور اس کا خاص موقع ومحل نماز ہے، اس لیے کم از کم نماز میں تو فرض ہونا چاہیے۔ ❺ آپ پر درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجنے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے تشبیہ دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر درود، آپ اور آپ کی آل پر درود سے قوی ہے۔ علماء نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں، آسان جواب یہ ہے کہ تشبیہ صرف نزول رحمت میں ہے، اس کی کیفیت کا لحاظ نہیں ہے، ایک چیز میں ایک صفت معروف اور مشہور ہوتی ہے تو دوسری چیز کو اگرچہ، اس میں یہ صفت زائد اور قوی ہو، پہلی چیز سے تشبیہ دے دی جاتی ہے، حالانکہ اس پر یہ صفت کم ہوتی ہے، جیسا کہ کوئی انسان صفت جود وسخا میں کس قدر بڑھ جائے، اس کو تشبیہ حاتم کے ساتھ ہی دیں گے، اس طرح اللہ کے نور، کو قرآن مجید میں ایک خصوصی قسم کے چراغ کے ساتھ دی گئی ہے، حالانکہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک، لیکن چونکہ انسانوں میں اس قسم کے چراغ کی روشنی معروف ومشہور تھی، اس لیے اس کے ساتھ تشبیہ دے دی گئی، اور کما میں کیفیت کا لحاظ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم تو کیا ہمارے روزوں اور پہلی امتوں کے روزوں کی کیفیت میں یکسانیت ہے؟ ❻ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ غیر انبیاء علیہم السلام پر استقلالاً درود بھیجنا درست نہیں ہے، مثلاً ابوبکر علیہ الصلاۃ یا عمر علیہ الصلاۃ کہنا درست نہیں۔ اور امام جوینی کا خیال ہے، سلام کا بھی یہی حکم ہے، اور اس کے جواز کے لیے سورۂ توبہ کی آیت، صل عليهم ان صلاتك سكن لهم ، یاھو الذی یصلی علیکم

وملائکتہ..... استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ان آیات میں یہ لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور کسی کے نام کے ساتھ استعمال کی صورت میں، یہ اصطلاحی معنی میں ہوگا، اور اصطلاحی رو سے یہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے، اس طرح ملاقات کے سلام سے علیہ السلام کے جواز کے لیے استدلال کرنا درست نہیں ہے، ورنہ السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، کے تحت اور هو الذی یصلی علیکم کی رو سے، صلوٰۃ وسلام ہر انسان کے لیے عام ہو جائے گا، اور اس کی وہ تعظیم وتوقیر قائم نہیں رہے گی، جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے کی صورت میں، ان الفاظ کو حاصل ہے، اس لیے صلاۃ وسلام کا لفظ انبیاء کے لیے، رضی اللہ عنہم کا لفظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے استعمال کرنا چاہیے، اگر لغوی معنی کو ملحوظ رکھیں تو پھر ان کا استعمال ہر نیک انسان کے لیے عام ہو جائے گا اور ان کی معنویت ہی ختم ہو جائے گی، ہاں بالطبع ان کا استعمال جائز ہوگا، مثلاً اللهم صل وسلم علی محمد وآل محمد واصحابه وازواجه وذریته انك حمید مجید.

۱۸...... بَاب: التَّسْمِيعِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّأْمِينِ

باب ۱۸: سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد اور آمین کہنا

[913] ۷۱-(۴۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[913]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم، اللهم ربنا لك الحمد، اے اللہ! ہمارے آقا تو ہی حمد وتوصیف کا حق دار ہے۔ کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ:...... نماز باجماعت کی صورت میں رکوع سے اٹھتے وقت، جب امام سمع الله لمن حمده (اللہ نے سنی اس بندہ کی جس نے اس کی حمد کی) کہتا ہے تو اللہ کے فرشتے اللهم ربنا لك الحمد، فرشتے بھی یہ کلمات کہتے ہیں اس لیے مقتدیوں کو بھی آپ نے اس پر موقع پر یہی کلمہ کہنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں

[913] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب فضل اللهم لك الحمد برقم (۷۹۶) وفی بدء الخلق، باب: اذا قال: احدکم: آمین، والملائکة فی السماء توافقت یا حداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (۳۲۲۸) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول اذا رفع راسه من الرکوع برقم (۸۴۸) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، برقم (۲۶۷) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۱۹۶ فی التطبیق، باب: قوله: ربنا ولك الحمد۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۶۸)

کا یہ کلمہ فرشتوں کے کلمہ کے مطابق ہوگا، اس کلمہ کی برکت سے اس کے پچھلے چھوٹے گناہ معاف ہو جائیں گے، موافق اور مطابق ہونے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے رکوع سے اٹھنے کے فوراً بعد یہ کلمات کہے جائیں گے، تاکہ فرشتوں کے بالکل ساتھ ہوں، آگے پیچھے نہ ہوں۔

[914] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ سُمَيٍّ

[914] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[915] ٧٢ـ(٤١٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((آمِين))

[915]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے، ابن شہاب نے کہا، رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہتے تھے۔

فائدہ :...... جب امام سورۂ فاتحہ ختم کر کے آمین کہے تو مقتدیوں کو بھی اس وقت آمین کہنی چاہیے، کیونکہ اللہ کے فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو بندے آمین میں فرشتوں کی موافقت کریں گے ان کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

[916] ٧٣ـ(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ.

[916]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، مالک کی روایت کی طرح حدیث بیان کی اور ابن شہاب کا قول بیان نہیں کیا۔

[914] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧١)
[915] تقدم
[916] تقدم

[917] ٧٤۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسَ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ آمِينَ وَالْمَلَآئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِينَ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[917]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں اور اگر ایک دوسرے کے آمین موافق ہوتی ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

[918] ٧٥۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ آمِينَ وَالْمَلَآئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِينَ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[918]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ایک آمین دوسری کے موافق ہوتی ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

[919] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[919]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[920] ٧٦۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

---

[917] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: جهر الامام بالتامین برقم (٧٨٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التامین وراء الامام برقم (٩٣٦) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل التامین برقم (٢٥٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: جهر الامام بآمین ١/ ١٤٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٠ و ١٥٢٤٢)

[918] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٣)

[919] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥١)

[920] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٧)

[920]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب قاری (پڑھنے والا امام) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتا ہے اور مقتدی آمین کہتا ہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے کہنے کے موافق ہوتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ :...... امام جب سورۃ فاتحہ ختم کرتا ہے، یعنی غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہہ لیتا ہے تو اس وقت امام اور فرشتے آمین کہتے ہیں اور مقتدی کو بھی بلا توقف اس وقت آمین کہنی چاہیے، سری نماز میں بالاتفاق امام، مقتدی اور منفرد کو آہستہ آمین کہنا چاہیے، اور جہری نمازوں میں آمین امام اور مقتدی دونوں کو بلند آواز سے کہنا چاہیے، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا یہی موقف ہے اور یہی حق ہے۔ امام مالک کے نزدیک امام جہری نماز میں آمین نہیں کہے گا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں آمین آہستہ کہیں گے، امام مالک کا ایک قول یہی ہے۔

۱۹...... بَاب: ائْتِمَامِ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ

باب ۱۹: مقتدی کا امام کی اقتدا کرنا

[921] ۷۷۔(٤١١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ))

[921]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، ہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے تو نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی، جب آپ نے نماز پوری پڑھا دی تو فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتدا (پیروی) کی جائے تو جب وہ تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو، اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد، کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[921] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: يهوى بالتكبير حين يسجد برقم (٨٠٥)←

[922] ۷۸-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

[922]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو چھل گئے اور ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی، آگے سابقہ حدیث ہے۔

[923] ۷۹-(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَزَادَ ((فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا))

[923]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے، جب امام کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

[924] ۸۰-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ ((إِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا))

[924]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے، اور اس میں بھی یہ ہے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

← والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۸۲-۸۳- وفی الامامة، باب: استخلاف الامام اذا غاب- وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی انما جعل الامام لیوتم به برقم (۱۲۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۵)

[922] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ایجاب التکبیر وافتتاح الصلاة برقم (۷۳۳) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعودا برقم (۳۶۱) وقال: حدیث حسن صحیح- انظر (التحفة) برقم (۱۵۲۳)

[923] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصیر الصلاة، باب صلاة القاعد برقم (۱۱۱٤) انظر (التحفة) برقم (۱۵٦۰)

[924] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: انما جعل الامام لیوتم به برقم (٦۸۹) ←

[925] ٨١-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِيهِ زِيَادَةُ يُونُسَ وَمَالِكٍ

[925]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر پڑے، جس سے آپ کی دائیں جانب چھل گئی، آگے سابقہ حدیث بیان کی، اس میں یونس اور مالک والا اضافہ نہیں ہے۔

[926] ٨٢-(٣١٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَصَلُّوا بِصَلٰوتِهِ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَجَلَسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا))

[926]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے، آپ کے کچھ ساتھی آپ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز شروع کی اور انہوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی آپ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے اٹھے تو تم بھی اٹھو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[927] ٨٣-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

← وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الامام یصلی من قعود برقم (٦٠١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٩٨ فی الامامة، باب: الائتمام بالامام یصلی قاعدا۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٩)

[925] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢)

[926] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی انما جعل الامام لیوتم به برقم (١٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٦٧)

[927] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩٢)

[927]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[928] ٨٣۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلٰوتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا لَتَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلٰى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا))

[928]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے، اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، اور آپ بیٹھے ہوئے تھے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تکبیر لوگوں کو سنا رہے تھے، آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ہمیں کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ نے ہمیں اشارہ فرمایا، جس سے ہم بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا فرمایا: تم ابھی وہ کام کرنا چاہتے تھے، جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اپنے بادشاہوں کے حضور ان کے بیٹھے ہونے کی صورت میں کھڑے ہوتے ہیں، ایسا نہ کیا کرو، اپنے ائمہ کی اقتدا کرو، اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھائیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[929] ٨٥۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ

[929]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جماعت کروائی اور ابوبکر آپ کے پیچھے تھے، جب رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے ابوبکر بھی (بطور مکبّر) تکبیر کہتے تا کہ ہمیں سنائیں، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

---

[928] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الامام يصلي من قعود برقم (٦٠٦) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: الرخصة في الالتفات في الصلاة يمينا وشمالا ٣/ ٩۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في انما جعل الامام ليوتم به برقم (١٢٤٠) انظر (التحفة) برقم (٢٩٠٦)

[929] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الامامة، باب: الائتمام بمن ياتم بالامام برقم (٧٩٧) انظر (التحفة) (٢٨٧٦)

[930] ٨٦-(٤١٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ))

[930]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امام تو اقتدا کے لیے ہے، اس لیے اس کی مخالفت نہ کرو، لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو پھر تم اللھم ربنا لك الحمد ، کہو۔ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[931] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[931] امام کا ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ رکوع کے بعد، قومہ میں ربنا لک الحمد اور ربنا ولک الحمد دونوں طرح کہنا صحیح ہے، کیونکہ آپ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ ❷ امام کی اقتدا (پیروی) مقتدی کے لیے لازم ہے، نماز کے تمام ارکان اجزاء، تکبیر، رکوع، قومہ، سجدہ، قعدہ اور سلام میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے رہنا چاہیے، کسی چیز میں بھی سبقت کرنا جائز نہیں ہے، اگر امام سے سلام میں سبقت کرے گا، (عمداً) تو نماز نہیں ہوگی۔ ❸ امام کی پیروی یا اقتدا کا تعلق ظاہری ارکان سے ہے، جیسا کہ آپ نے لا تختلفوا ، (اس کی مخالفت نہ کرو) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: فاذا کبر فکبروا واذا رکع فارکعوا ، نیت کے اختلاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ محسوس ہونے والی چیز نہیں ہے، اس لیے فرض نماز، نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے، جیسے نفل، فرض پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے اس طرح عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر پڑھنا جائز ہے۔ ❹ بیماری اور عذر کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اور کسی ضرورت کے تحت نماز میں اشارہ کرنا بھی درست ہے۔ ❺ امام اگر بیٹھ کر

[930] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٩٩)

[931] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان ، باب: اقامة الصف من تمام الصلاة برقم (٧٢٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٠٥)

نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے، اس کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام محمد کے نزدیک جالس کو امام نہیں بنایا جا سکتا، یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، کہ آپ بیٹھ کر بھی امام بن سکتے تھے، باقی ائمہ کے نزدیک بیٹھنے والا امام بن سکتا ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور اوزاعی کے نزدیک مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے، کیونکہ آپ کا آخری طرز عمل یہی تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی جبکہ آپ بیٹھے تھے، امام احمد کے نزدیک امام اگر نماز کی ابتدا بیٹھ کر کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے اور اگر وہ نماز کی ابتدا کھڑے ہو کر کرے تو نماز کھڑے ہو کر پڑھی جائے گی، اگرچہ بعد میں امام بیٹھ ہی جائے، مرض الموت کی نماز کا آغاز، ابوبکر نے کیا تھا، اور وہ کھڑے تھے، بعد میں آپ تشریف لائے اس لیے مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے رہے۔ ابن المنذر، ابن خزیمہ اور ابن حبان کا موقف بھی یہی ہے۔

٢٠...... بَابُ: النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَغَيْرِهِ

باب ٢٠: تکبیر وغیرہ میں امام سے سبقت لے جانا ناجائز ہے

[932] ٨٧-(٤١٥) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ ((لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))

[932]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ امام سے سبقت (جلدی) نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب وہ "ولا الضالين" کہے تو تم آمین کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو۔

[933] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ إِلَّا قَوْلَهُ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَزَادَ ((وَلَا تَرْفَعُوا قَبْلَهُ))

---

[932] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٤٤٩)

[933] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٧١٠ و ١٢٧١١)

[933]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں مگر یہ قول کہ جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو بیان نہیں کیا، اور اتنا اضافہ کیا اور اس سے پہلے سر نہ اٹھاؤ۔

فوائد:...... ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق تکبیر تحریمہ میں اگر مقتدی، امام سے سبقت کرے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ نیز ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک مقارنت بھی درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقارنت جائز ہے۔ امام کی اقتدا کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی تمام حالات نماز میں امام کی متابعت کرے، اس کے پیچھے پیچھے رہے۔ کسی حالت اور فعل میں بھی امام کے ساتھ مقارنت (ساتھ ساتھ رہنا) یا اس سے مبادرت ومسابقت وسبقت اور جلدی کرنا) اور اس کی مخالفت نہ کرے۔

[934] ٨٨۔(٤١٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى وَهُوَ ابْنُ عَطَاءٍ سَمِعَ أَبَا عَلْقَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا وَافَقَ قَوْلُ أَهْلِ الْأَرْضِ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[934]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام تو بس ڈھال ہے، لہٰذا جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو، کیونکہ جب زمین والوں کا بول، آسمان والوں کے بول کے موافق ہوگا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

[935] ٨٩۔(٤١٧) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُودًا أَجْمَعُوْنَ))

[934] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٥٠)
[935] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٦٩)

[935]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا (پیروی) کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

٢١...... بَاب: اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عُرِضَ لَهُ عُذْرٌ مِّنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ وَغَيْرِهِمَا مَنْ يُّصَلِّي بِالنَّاسِ وَأَنَّ مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ جَالِسٍ لِعَجْزِهِ عَنِ الْقِيَامِ لَزِمَهُ الْقِيَامُ إِذَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَنَسْخُ الْقُعُودِ خَلْفَ الْقَاعِدِ فِي حَقِّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ

باب ۲۱: جب مرض، سفر یا کسی اور وجہ سے امام کو عذر پیش آ جائے تو اس کا لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کسی کو اپنا جانشین (خلیفہ) بنانا اور جو امام کے قیام سے عاجز ہونے کی بنا پر اس کی بیٹھنے کی صورت میں اس کی اقتدا کرے گا، وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا، اور بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت رکھنے والے کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا منسوخ ہے

[936] ٩٠-(٤١٨) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) فَقُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ

---

[936] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: انما جعل الامام ليوتم به برقم (٦٨٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) باب الامامة، باب: الائتمام بالامام يصلي قاعدا ٢/ ١٠١۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٦٠ و ١٦٣١٧)

عُکُوفٌ فِی الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْآخِرَةِ قَالَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ فَصَلّٰى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا ((أَجْلِسَانِي إِلٰى جَنْبِهِ)) فَأَجْلَسَاهُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ

[936]۔عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انہوں نے جواب دیا، کیوں نہیں! نبی اکرم ﷺ بیمار ہوگئے تو آپ نے پوچھا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''میرے لیے لگن (ٹب) میں پانی رکھو۔'' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمالیا، پھر اٹھنے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر آپ ہوش میں آئے تو آپ نے پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا، نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ آپ کے منتظر ہیں تو آپ نے فرمایا: ''میرے لیے پانی کا ٹب رکھو۔'' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا، پھر آپ اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر ہوش میں آئے تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: میرے لیے پانی کا ٹب رکھو۔ ہم نے ایسا کیا تو آپ نے غسل فرمایا، پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے، پھر ہوش میں آئے تو پوچھا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ تو ہم نے کہا نہیں، وہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ کا انتظار کر رہے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے عشاء کی نماز کے لیے آپ کا انتظار کر رہے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پیغامبر ان کے پاس آ کر کہنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں، آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو ابوبکر نے کہا، کیونکہ وہ بہت نرم دل تھے، اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو عمر نے جواب دیا، آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، اس پر ابوبکر نے ان دنوں جماعت کرائی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس کیا (مزاج میں آسانی پائی) تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے، نماز ظہر کے لیے نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا، پیچھے ہٹنے لگے تو انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو، آپ نے ان دونوں سے فرمایا: مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو تو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا، راوی نے کہا، ابوبکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، عبیداللہ نے بتایا پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے عرض کیا، کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں، جو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں سنائی ہے؟ انہوں نے کہا: سناؤ تو میں نے ان پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کی، انہوں نے اس میں کسی چیز پر اعتراض نہیں کیا، یا کسی بات کا انکار نہیں کیا، ہاں اتنا کہا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمہیں اس آدمی کا نام بتایا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا، نہیں تو انہوں نے کہا، وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

مفردات الحديث ❶ **مِخْضَب**: لگن، ٹب۔ ❷ **لِيَنُوءَ**: تاکہ اٹھیں، کھڑے ہوں۔ ❸ **أُغْمِيَ عليه**، آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ ❹ **عُكُوف**، عاكف کی جمع ہے، ٹھہرے ہوئے، رکے ہوئے یعنی بیٹھے ہوئے تھے۔

[937] ۹۱-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَاسْتَأْذَنَ

[937] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الغسل والوضوء في المخضب والقدح والخشب والحجارة برقم (١٩٨) وفي الاذان، باب: حد المريض ان يشهد الجماعة برقم (٦٦٥) وفي الهبة، باب: هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها برقم (٢٥٨٨) وفي فرض الخمس، باب: ما جاء في بيوت ازواج النبي ﷺ وما نسب من البيوت اليهن، وقول ←

أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِهَا وَأَذِنَّ لَهُ قَالَتْ فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ هُوَ عَلِيٌّ

[937]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا، اور آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے میرے گھر میں تیمار داری کروانے کی اجازت طلب کی (میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت چاہی) اور ازواج نے اجازت دے دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں، آپ اس حال میں گھر سے نکلے کہ آپ کا ایک ہاتھ فضل بن عباس پر اور دوسرا ایک دوسرے آدمی پر تھا، اور آپ کے پاؤں زمین پر خط (لکیر) کھینچ رہے تھے (پیر زمین پر گھسیٹ رہے تھے) عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تو انہوں نے پوچھا، کیا تم جانتے ہو وہ آدمی جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا، کون تھا؟ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

[938] ٩٢۔(...) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُاللهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ

[938]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام علالت گزارنے کی اجازت طلب

← الله تعالى: ﴿وقرن فى بيوتكن﴾ ﴿لا تدخلوا بيوت النبى الا ان يوذن لكم﴾ برقم (٣٠٩٩) وفى المغازى، باب: مرض النبى ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٢) وفى الطب، باب (٢٢) برقم (٥٧١٤) وابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى ذكر مرض رسول الله ﷺ برقم (١٦١٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٠٩)

[938] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٩٣٦)

کی، انہوں نے اجازت دے دی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے اس حال میں نکلے کہ آپ کے دونوں پیر زمین سے رگڑ کھا رہے تھے، آپ ﷺ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے، حدیث کے راوی عبیداللہ کہتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بتایا تھا، میں نے اس کا تذکرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے پوچھا کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو، جس کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے بتایا، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد :...... ❶ حدیث میں آپ کے پے در پے بے ہوش ہو جانے کا تذکرہ ہے، جس کا سبب درد و مرض کی شدت تھا، جیسا کہ حدیث ۹۲ میں ہے کہ اشتدبه وجعه، آپ کا درد شدید ہوگیا، اور بیماری نبوت کے منافی نہیں ہے، ہاں انبیاء علیہم السلام کو ایسے مرض لاحق نہیں ہوتے جو ان کی شان کے منافی ہوں، جیسے جنون و دیوانگی، آپ اخیر عمر میں دردِ سر اور بے ہوشی کے مرض میں مبتلا ہوئے اور اسی بیماری کے دوران اپنے خالق و مالک سے جا ملے، جس کا مقصد آپ کے اجر و ثواب اور درجہ و مرتبہ کو بڑھانا تھا، اور یہ بتانا تھا کہ صحت و تندرستی اور شفایابی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، رسول کے قبضہ میں نہیں ہے، جس کی دعا اور لعابِ دہن سے حضرت ابوبکر کی زہر آلود ایڑی کو شفا ملی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آشوبِ چشم ٹھیک ہوا، حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈیلا روشن ہوا، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت کے بغیر اپنا مرض دور نہ کر سکا، کیونکہ شفا آپ کے اختیار میں نہ تھی۔ ❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیماری کی شدت کے باوجود آپ کا انتظار کیا، اور آپ نے بار بار غسل کر کے مسجد میں جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا جس سے ثابت ہوا اگر مریض مسجد میں آ سکتا ہو تو اسے جماعت میں شریک ہونا چاہیے اور امام کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کرنا چاہیے، اور عذر کی صورت میں کسی دوسرے کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ❸ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رقیق القلب ہونے کی بنا پر حضرت عمر کو امامت کے لیے کہا، لیکن حضرت عمر نے کہا، آپ ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں، آپ کی فضیلت و برتری کی بنا پر ہی نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر کا انتخاب فرمایا تھا، جس سے معلوم ہوا آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے امامت نہیں کرائی، اور اس بنا پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ چن لیے گئے۔ ❹ نبی اکرم ﷺ کی آمد پر حضرت ابوبکر آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے اشارہ سے روک دیا، جس سے معلوم ہوا اگر اصل امام آ جائے تو تکبیر تحریمہ سے پہلے، دوسرا امام مصلّٰی سے پیچھے ہٹ سکتا ہے، لیکن اس حدیث سے یہ استدلال درست نہیں ہے کہ نماز میں آپ کے خیال میں مستغرق ہو جانا درست ہے، امامت کے لیے آپ کو آگے کرنا اور چیز ہے اور آپ کا تصور و خیال نماز میں باندھنا الگ چیز ہے۔ ❺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کا نام اس لیے نہیں لیا، کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ والا آدمی بدلتا رہا ہے کبھی فضل بن عباس نے سہارا دیا، کبھی اسامہ بن زید نے اور کبھی حضرت علی نے، یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کا نام لینا نہیں چاہتی

تھی یا ان کا ذکر خیر کرنے سے گریزاں تھیں، پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ ایک سائل کو مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس علی کا نام لے کر بھیجا تھا کہ وہ یہ مسئلہ بہتر بتا سکتے ہیں، مسئلہ بتانے کی اہلیت رکھنا خیر نہیں ہے؟ ❻ آپ کے لیے باری کے مطابق ہر بیوی کے پاس رہنا لازم نہیں تھا، اس کے باوجود آپ نے باری کا خیال رکھا اور اس کی پابندی کی حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی ایک جگہ رہنے کے لیے ان سے اجازت چاہی۔

[939] ۹۳-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَإِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرٰى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهٖ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

[939]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اس معاملہ (ایام مرض میں ابوبکر کو امام بنانے کے معاملہ) میں رسول اللہ ﷺ سے (بار بار پوچھا) اور میں بار بار آپ سے صرف اس بنا پر پوچھ رہی تھی کیونکہ میرا دل یہ نہیں مانتا تھا کہ لوگ کبھی اس شخص سے محبت کریں گے جو آپ کا قائم مقائم ہوگا، آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا، کیونکہ میرا خیال یہ تھا کہ جو شخص آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے، اس لیے میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ امامت کو ابوبکر سے پھیر دیں (کسی اور کو امام مقرر کریں)۔

[940] ۹۴-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي قَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ

[939] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٣١٢)

[940] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٠٦١)

فِي مَقَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ ((لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ))

[940]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوبکر نرم دل ہیں، جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں پا سکتے، اے کاش! آپ ابوبکر کے سوا کسی اور کو حکم فرمائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم میرا اس سے صرف یہ مقصد تھا کہ لوگ جو شخص سب سے پہلے آپ کی جگہ کھڑا ہوگا اس سے بدفالی پکڑتے ہوئے اس کو ناپسند کریں گے۔ (اس لیے ابوبکر اس سے بچ جائیں) اس لیے میں نے دو یا تین دفعہ اپنی بات پیش کی تو آپ نے فرمایا: ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کرنے والی عورتیں ہو۔''

[941] ۹۵-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَتْ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ

---

[941] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: حد المريض ان يشهد الجماعة برقم (٦٦٤) وفي باب: من اسمع الناس تكبير الامام برقم (٧١٢ و ٧١٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة رسول الله ﷺ في مرضة برقم (١٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٤٥)

يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ مَكَانَكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ

[941] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بوجھل ہوگئی، (آپ بیمار ہوگئے) تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر کو کہو وہ نماز پڑھائیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوبکر غمگین انسان ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے، لوگوں کو قراءت نہیں سنا سکیں گے، اے کاش! آپ عمر کو حکم دیں تو آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا، تم نبی اکرم ﷺ کو کہو، ابوبکر غمگین انسان ہے اور جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑا ہوں گے، لوگوں کو قرأت نہیں سنا سکیں گے تو اگر آپ عمر کو حکم دیں تو بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: تم یوسف علیہ السلام سے معاملہ کرنے والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب ابوبکر نماز پڑھانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی تو آپ اٹھے، دو آدمی آپ کو سہارا دے رہے تھے، اور آپ کے پاؤں زمین پر نشان بنا رہے تھے، اسی طرح آپ مسجد میں داخل ہوگئے، جب ابوبکر نے آپ کی آہٹ محسوس کی، ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ سے روکا، پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے تو ابوبکر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے، اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھاتے رہے، ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقتدی تھے۔

فوائد :...... ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیماری کے ایام میں سترہ (۱۷) نمازوں میں امامت کی ہے، اور بقول علامہ عینی، آپ نے تین دفعہ ابوبکر کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے، اور سنن ومسانید کی روایت کے مطابق آپ نے آخری نماز (سوموار کی فجر) ابوبکر کی اقتدا میں ادا کی، آپ دوسری رکعت میں شریک ہوئے اور ایک رکعت بعد میں ادا کی، لیکن یہ روایات متفق علیہ روایت کے منافی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو آگے آرہی ہے، وہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آخری نماز ابوبکر کی اقتدا میں ادا نہیں کی۔ ❷ آپ ﷺ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ امام تھے، یہ ہفتہ یا اتوار کی ظہر کی نماز تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے نماز میں مکبّر بنانا جائز ہے۔ ❸ انتن صواحب یوسف: انتن سے اگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا مراد ہوں تو پھر صواحب سے مراد مشہور قول کے مطابق زلیخا ہوگی، اور مقصد یہ ہوگا، جس طرح زلیخا نے بظاہر عورتوں کی

دعوت، ان کے اکرام و توقیر کے لیے کی تھی اور اصل مقصد یہ تھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کا نظارہ کر لیں اور عشق و محبت میں اسے معذور سمجھیں، اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے اظہار تو اس بات کا کیا کہ ابوبکر رنجیدہ و غمگین اور نرم دل ہیں، کثرت بکاء کی بنا پر مقتدیوں کو قرأت نہیں سنا سکیں گے اور اصل مقصد یہ تھا کہ وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر بدشگونی اور نحوست کا نشانہ بن کر لوگوں کی نظروں سے گر نہ جائیں۔

اور اگر انتن سے مراد حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہوں تو صواحب سے مراد وہ عورتیں ہوں گی، جن کو زلیخا نے دعوت پر بلایا تھا، جن کے بارے میں حضرت یوسف نے فرمایا تھا: الا تصرف عنی کید هن، اصب علیهن، اگر تو ان کے چرتر کو مجھ سے دفع نہ کر دے گا تو میں ان کی بات کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔

کہ بقول ابن عبدالسلام، عورتیں بظاہر امرأۃ العزیز کو زجر و توبیخ کر رہی تھیں اور درحقیقت وہ خود ان پر فریفتہ ہو چکی تھیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھیں، گویا ظاہر و باطن میں فرق تھا۔ کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی بظاہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ دہرائے تھے لیکن ان کا اصلی مقصد یہ تھا کہ اسی طرح میرے باپ کو آپ کی جانشینی کا شرف و امتیاز حاصل ہوگا، اور وہ اس تقدم و فضیلت کی بنا پر، امامت کبری کے بھی حقدار ٹھہریں گے، جو آپ کا امامت نماز میں جانشین ہوگا، وہی امامت حکمرانی میں بھی آپ کی جگہ لے گا، اور یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ تم ان عورتوں کی طرح اصرار کر رہی ہو اور مجھے میرے اس ارادہ سے ہٹانا چاہتی ہو کہ امام ابوبکر بنیں۔

[942] ٩٦-(. . .) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فَأُتِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أُجْلِسَ إِلٰى جَنْبِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيرَ وَفِي حَدِيثِ عِيسٰى فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ إِلٰى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ

[942]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت کی بیماری میں مبتلا ہوئے، ابن مسہر کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو لایا گیا حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کو جماعت کرانے لگے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو تکبیر سنانے لگے اور عیسیٰ کی روایت میں ہے تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے اور ابوبکر آپ کے پہلو میں تھے اور لوگوں کو تکبیر سنا رہے تھے۔

[942] تقدم تخريجه برقم (٩٤٠)

[943] ٩٧-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ وَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

[943] ۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں ابوبکر ﷛ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو وہ ان کو جماعت کرانے لگے، عروہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو آرام میں محسوس کیا تو آپ باہر تشریف لائے، ابوبکر اس وقت جماعت کروا رہے تھے، جب ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا، اپنی حالت پر رہو، رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے تو ابوبکر نماز میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنے لگے، اور لوگ ابوبکر کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔

[944] ٩٨-(٤١٩) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ و قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلٰوةِ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا قَالَ فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوجِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجٌ لِلصَّلٰوةِ فَأَشَارَ

[943] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من قام الى جنب الامام لعلة برقم (٦٨٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة رسول الله ﷺ في مرضه برقم (١٢٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٧٩)

[944] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٠)

إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْخَى السِّتْرَ قَالَ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ

[944]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی، ابوبکر جماعت کراتے تھے، حتیٰ کہ جب سوموار کا دن آ پہنچا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفوں میں نماز پڑھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا، پھر کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھا گویا کہ آپ کا رخ انور (حسن وجمال اور صفائی میں) مصحف کا ورق تھا۔ پھر آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہم نبی اکرم ﷺ کے نکلنے کی خوشی میں مبہوت ہو گئے حالانکہ ہم نماز میں تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں لوٹ کر صف میں شریک ہونا چاہتے تھے، انہوں نے خیال کیا کہ نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے، صحابہ کرام کو اپنی نماز مکمل کرنے کے لیے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ واپس حجرہ میں داخل ہو گئے اور پردہ لٹکا دیا، اور اسی دن رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

[945] ۹۹۔(. . .) و حَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَحَدِيثُ صَالِحٍ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ

[945]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخری بار جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا، سوموار کے دن آپ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا، اوپر والا واقعہ بیان کیا۔ صالح کی حدیث کامل اور سیر حاصل ہے۔

فائدہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف نماز میں توجہ اور مشغولیت کو بُھِتْنَا سے تعبیر کیا ہے اور بخاری شریف میں اس کی جگہ فهممنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبی ﷺ، کے الفاظ ہیں کہ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھتے ہی مشغول نہ ہو جائیں اور نماز کی طرف توجہ نہ رہے۔ آپ کے دیدار اور رؤیت میں مشغول ہو کر، نماز کی طرف سے توجہ کے ہٹ جانے کو فتنہ سے تعبیر کیا ہے تو اگر ''صراط مستقیم'' جو شاہ اسماعیل شہید کی نہیں ہے بلکہ امام احمد شہید کے ملفوظات ہیں میں اگر آپ کے تصور کو یا کسی شیخ کے تصور کو لانے سے، اس بنا پر روکا گیا ہے کہ اس سے نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور گاؤخر سے کوئی عقیدت ومحبت

[945]اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الجنائز، باب: الموت یوم الاثنین ۳/ ۱۸۳۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز باب: ما جاء فی مرض رسول الله ﷺ برقم (۱۶۲۴) انظر (التحفة) برقم (۱۴۸۷)

کا رشتہ نہیں ہوتا کہ انسان ان میں محو ہو کر نماز سے غافل ہو جائے، اس لیے یہ کیونکر قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔

حالانکہ ان حضرات کا اپنا موقف یہ ہے: لو نظر المصلی الی المصحف وقرء منه فسدت صلوته لا الی فرج امرأة بشهوة، اگر نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر عورت کی شرمگاہ جنسی جذبہ کے ساتھ دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (الاشباہ والنظائر ابن نجیم)

اگر قرآن دیکھنے سے خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہے اور نماز فاسد ہو جاتی ہے تو کیا آپ کے تصور سے نماز پر اثر نہیں پڑے گا، اور شاید عورت کی شرمگاہ جنسی جذبے سے دیکھنا، ان حضرات کے نزدیک انسان کو متاثر نہیں کرتا اور اگر گاؤخر کے ساتھ، آپ کا تذکرہ نامناسب ہے تو قرآن کے ساتھ فرج مراۃ کا تذکرہ توہین آمیز کیوں نہیں؟

[946] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ ا نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا

[946]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[947] ۱۰۰۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَا نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ نَا عَبْدُالعَزِيزِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْهُ نَبِيِّ اللهِ ﷺ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وَضَحَ لَنَا قَالَ فَأَوْمَأَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْحِجَابَ فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ

[947]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (بیماری کے ایام میں) تین دن ہمارے پاس تشریف نہیں لائے (ان ہی دنوں میں) ایک دن نماز کھڑی کی گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے (حجرہ مبارک کا) پردہ اٹھایا، جب ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا رخ انور ظاہر ہوا، آپ کے روئے (چہرے) مبارک سے زیادہ حسین وپسندیدہ منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ کے اشارہ سے آگے بڑھنے کے لیے فرمایا اور آپ نے پردہ گرا دیا، پھر آپ کی وفات تک ہم آپ کو نہ دیکھ سکے۔

[946] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٣)

[947] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة برقم (٦٨١) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٨)

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سوموار کی صبح کی نماز ابوبکر کے پیچھے نہیں پڑھی، اگر آپ دوسری رکعت بعد میں ادا فرماتے تو یقیناً حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ لیتے اور یہ نہ کہتے، لم يقدر عليه حتى مات، ہم آپ کو موت تک نہ دیکھ سکے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا آپ وفات پا چکے ہیں۔

[948] ١٠١-(٤٢٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَالَ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ حَيَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[948] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، وہ نرم دل ہیں، جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کرنے والیوں کی طرح ہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

٢٢...... بَاب: تَقْدِيمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُصَلِّي بِهِمْ إِذَا تَأَخَّرَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوا مُفْسِدَةً بِالتَّقْدِيمِ

باب ٢٢: جب امام کی آمد میں تاخیر ہو جائے اور کسی کو آگے کرنے میں فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو تو لوگوں کا کسی کو جماعت کے لیے آگے کر دینا جائز ہے

[949] ١٠٢-(٤٢١) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّيْ بِالنَّاسِ

[948] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء، باب: قول الله تعالى: ﴿لقد كان في يوسف واخوته آيات للسائلين﴾ برقم (٣٣٨٥) وفي الاذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة برقم (٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (٩١١٢)

[949] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من دخل ليوم الناس فجاء الامام الاول او لم يتاخر جازت صلاته برقم (٦٨٤) انظر (التحفة) برقم (٤٧٤٣)

فَـأُقِيـمَ قَـالَ نَـعَـمْ قَالَ فَصَلّٰى أَبُوبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا اَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ))

[949] ۔حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کے ہاں ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے تو نماز کا وقت ہوگیا، اس پر مؤذن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ جماعت کروائیں گے تو میں تکبیر کہوں؟ ابوبکر نے کہا، ہاں، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے، آپ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے، اس پر لوگوں نے ایک ہاتھ دوسرے پر مارنا شروع کیا اور ابوبکر اپنی نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ جب لوگوں نے مسلسل تالی بجائی تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ سے اپنی جگہ کھڑا رہنے کے لیے کہا، اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس بات پر اللہ کا شکریہ ادا کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امامت کا اعزاز بخشا، پھر پیچھے ہٹ کر صف میں سیدھے کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا، اے ابوبکر! میرے حکم دینے کے بعد اپنی جگہ ٹکے رہنے سے کس چیز نے روک دیا، تمہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ابوقحافہ کے بیٹے کے لیے زیبا نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (موجودگی میں) جماعت کرائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، عجیب بات ہے میں نے دیکھا کہ تم لوگ بکثرت تالیاں بجا رہے تھے، (یاد رکھو) جب نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو سبحان اللہ کہو، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی، اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا تو عورتوں کے لیے ہے۔

مفردات الحدیث ❶ تَخَلَّصَ: نجات پانا، منتقل ہونا، یہاں مراد ہے گزر کر آگے پہنچنا۔ ❷ صَفَّقَ

تصفیقا ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنا، تالی بجانا، عورتیں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں گی۔ ③ ما کان لابن ابی قحافة، ابوقحافہ کے لیے لائق ومناسب نہ تھا یا جائز نہ تھا۔ ④ نَابَهُ: ناب ینوب نوبًا، پیش آنا۔ ⑤ نابه امرٌ: کوئی امر پیش آ گیا۔ ⑥ التصفیح: یہ تصفیق تالی بجانا کے ہم معنی ہے۔

فوائد :...... ① اگر کسی وجہ سے امام نہ آ سکے تو اس کی جگہ کسی اور قابل احترام شخصیت کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ② نماز میں اگر کوئی قابل توجہ یا لائق التفات بات پیش آ جائے تو امام کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہا جائے گا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی آمد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر، ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ جب نماز میں آپ کا ذکر یا نام آئے تو آپ کا تصور تعظیم سے کرنا لازم ہے، قیاس مع الفارق ہے اگر آپ کا نماز میں تصور تعظیم کے لیے لازم ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز میں آپ کی طرف توجہ اور اشتغال کو افتتان سے تعبیر نہ کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اہتمام فرماتے۔

[950] ۱۰۳-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا عَبْدُالْاَعْلٰى قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَآئَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ

[950] - عبدالعزیز اور یعقوب دونوں ابو حازم کی سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور ان کی حدیث میں یہ ہے کہ ابوبکر نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس الٹے پاؤں لوٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے۔

[951] ۱۰۴-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا عَبْدُالْاَعْلٰى قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ ذَهَبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَجَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتّٰى قَامَ عِنْدَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَفِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجَعَ الْقَهْقَرَى

[951] - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بنو عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے

---

[950] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی السهو، باب: الاشارة فی الصلاة برقم (١٢٣٤) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الامامة، باب: اذا تقدم الرجل من الرعية ثم جاء الوالی هل يتاخر برقم (٢/ ٧٨-٧٩- انظر (التحفة) برقم (٤٧٧٦)

[951] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی السهو باب: رفع اليدين وحمد الله والثناء عليه فی الصلاة ٣/ ٣-٤- انظر (التحفة) برقم (٤٧٣٣)

تشریف لے گئے جب کہ مذکورہ بالا راویوں نے بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے، رسول اللہ ﷺ آئے اور صفوں کو چیر کر پہلی صف میں شریک ہو گئے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے لوٹ آئے۔

[952] ١٠٥-(٢٧٤) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ.

أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيَّ أَخَذْتُ أُهْرِيقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ حَتّٰى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلٰوتَهُ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ اَنْ صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا

[952]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے اور میں صبح کی نماز سے پہلے آپ کے ساتھ پانی کا برتن اٹھا کر چلا، جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس لوٹے تو میں برتن (لوٹا) سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار دھوئے، پھر اپنا چہرہ دھویا، اس کے بعد اپنے بازوؤں سے جبہ اتارنے لگے، آستینیں تنگ نکلیں تو آپ نے اپنے ہاتھ جبے کے اندر کر لیے حتیٰ کہ اپنے بازو جبہ کے نیچے سے نکال لیے، اور ان کو کہنیوں سمیت دھویا، پھر موزوں کے اوپر مسح کیا، پھر آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، (ہم نے پہنچ کر) لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر چکے تھے، انہوں نے نماز

[952] تقدم تخریجه برقم (٦٢٥)

پڑھائی اور آپ کو ایک رکعت ملی، آپ نے دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کی تو جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی تکمیل کے لیے کھڑے ہوگئے، مسلمان اس سے گھبرا گئے (پریشان ہوگئے) اور انہوں نے کثرت سے سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، تم نے اچھا کیا، یا فرمایا تم نے ٹھیک کیا، آپ نے ان کے وقت پر نماز پڑھنے کو قابل رشک قرار دیا۔

[953] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبَّادٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَرَدْتُ تَأْخِيرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْهُ

[953] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اس میں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عبدالرحمن کو پیچھے ہٹانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑو، (نماز پڑھانے دو)۔

مفردات الحدیث یغبطهم: اگر ثلاثی مجرد سے ہو تو معنی ہوگا آپ نے وقت پر نماز پڑھنے کو اچھا جانا اور اگر ثلاثی مزید فیہ سے ہو تو معنی ہوگا، ان کے فعل کو قابل رشک قرار دیا۔

فائدہ:...... اگر امام راتب کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے اور اس کی آمد کا پتہ نہ ہو تو پھر اس کی جگہ دوسرے آدمی کو امامت کے لیے کھڑا کیا جا سکتا ہے، نماز فجر کی چونکہ ایک رکعت ہو چکی تھی، اس لیے آپ نماز کے لیے آگے نہیں بڑھے اور حضرت مغیرہ کو عبدالرحمن کے پیچھے ہٹانے سے منع کر دیا، اور ابوبکر نے چونکہ ابھی نماز کا آغاز کیا تھا، اس لیے آپ صفوں کو چیر کر آگے تشریف لے گئے اور ابوبکر کے پیچھے ہٹ جانے پر نماز پڑھائی۔

٢٣...... بَاب: تَسْبِيحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيقِ الْمَرْأَةِ إِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۲۳: نماز میں اگر کوئی بات پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورت ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارے

[954] ١٠٦-(٤٢٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[953] تقدم برقم (٦٣٢)

[954] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العمل فی الصلاة، باب: التصفیق للنساء برقم (١٢٠٣) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التصفیق فی الصلاة برقم (٩٣٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: التسبیح للرجال فی الصلاة والتصفیق للنساء برقم (١٠٣٤) والنسائی فی (المجتبی) ٣/ ١١ فی السهو، باب: التصفیق فی الصلاة۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٤١)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ((التَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ))زَادَ حَرْمَلَةُ فِی رِوَایَتِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَدْ رَأَیْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ یُسَبِّحُوْنَ وَیُشِیْرُوْنَ

[954]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کرنا چاہیے۔حرملہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا میں نے اہل علم کو دیکھا، وہ تسبیح کہتے تھے اور اشارہ کرتے تھے۔

[955] ١٠٧۔(. .) وحَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا الْفُضَیْلُ یَعْنِی ابْنَ عِیَاضٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَیْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِیَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا عِیْسَى بْنُ یُوْنُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ

[955]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[956] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ ((فِی الصَّلٰوةِ))

[956]۔ ہمام سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے اور اس میں فی الصلوٰۃ (نماز میں) کا اضافہ کیا۔

فائدہ:......اگر نماز میں امام سے کہیں بھول چوک ہو جائے تو اس کو آگاہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں گے اور اگر عورت کو یہ کام کرنا پڑے تو آواز بلند نہیں کر سکتی، اس لیے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر اشارہ کرے گی۔

٢٤...... بَاب: الْأَمْرِ بِتَحْسِیْنِ الصَّلٰوةِ وَإِتْمَامِهَا وَالْخُشُوْعِ فِیْهَا

باب ٢٤: نماز کو اچھی طرح مکمل اور خشوع (عاجزی) سے پڑھنے کا حکم

[957] ١٠٨۔(٤٢٣) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِیْدِ یَعْنِی ابْنَ كَثِیْرٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ أَبِیْهِ

[955] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٤٥١)

[956] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٨)

[957] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ١١٨ فی الامامة، باب: الرکوع دون الصف۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٣٤)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ ((يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ))

[957] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر کر فرمایا، اے فلاں! تم نماز اچھی طرح کیوں نہیں پڑھتے؟ کیا نمازی نماز پڑھتے وقت یہ نہیں دیکھتا کہ وہ نماز کیسے پڑھتا ہے؟ وہ اپنے لیے ہی نماز پڑھتا ہے، اللہ کی قسم! میں پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں، جیسے میں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

[958] ۱۰۹۔(٤٢٤)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا سُجُودُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي))

[958] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال ہے، میرا رخ ادھر ہی ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے اور نہ تمہارا سجدہ، یقیناً میں تمہیں اپنے پیچھے (پشت) سے بھی دیکھتا ہوں۔"

[959] ۱۱۰۔(٤٢٥) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ))

[959] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکوع اور سجدہ پوری طرح کیا کرو، اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں اور بسا اوقات یہ کہا، جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

---

[958] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: عظة الامام في اتمام الصلاة وذكر القبلة برقم (٤١٨) وفي الاذان، باب الخشوع في الصلاة برقم (٧٤١) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٢١)

[959] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الخشوع في الصلاة برقم (٧٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣)

[960] ١١١ ـ(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ)) وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ ((إِذَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ))

[960] ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکوع اور سجود کامل طریقہ سے کیا کرو، اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں، جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو، اور سعید کی حدیث میں اذا کے بعد دونوں جگہ ''ما'' کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھاتے وقت پیچھے سے دیکھنے کی طاقت، اس طرح عنایت فرمائی تھی جس طرح عام انسانوں کو سامنے سے دیکھنے کی قوت بخشی ہے، اور یہ دیکھنا حقیقتاً تھا، اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس روایت سے یہ استدلال کرنا کہ آپ ہر وقت شش جہات میں دیکھتے تھے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں غلط ہے کیونکہ ان احادیث کا تعلق صرف نماز سے ہے، آگے پیچھے سے نہیں اور جماعت آپ دنیوی زندگی میں کرواتے تھے، اب آپ کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو چکا ہے، برزخی زندگی حاصل ہے کہ اس کے لیے آپ کے ''شہید'' ہونے کو دلیل بنانا کہ آپ قیامت کے دن امت کے بارے میں گواہی دیں گے، صحیح نہیں ہے کیونکہ گواہی تو آپ کی امت بھی دے گی تو کیا وہ بھی دیکھ رہی ہے۔ ﴿یکون الرسل علیکم شھیدا﴾ رسول تم پر گواہ ہوں گے، سے پہلے فرمایا: ﴿لتکونوا شھداء علی الناس﴾ تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو، اور منافقوں کو خطاب کر کے فرمایا: ﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون﴾ (التوبۃ) اور فرما دیجئے! تم عمل کرو، اللہ، اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔'' تو کیا مومن بھی، منافقوں کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہے ہیں اور اللہ نے مومنوں کو دیکھنے کی یہ نعمت دی ہے اور وہ نعمت دے کر چھینتا نہیں ہے اس کی نعمت دائمی ہوتی ہے تو پھر مومن بھی ہر جگہ دیکھ رہے ہیں، سورۂ حج میں فرمایا: ﴿لتکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس﴾ ''تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم سب لوگوں پر گواہ بنو۔'' آپ کی گواہی تو آپ کی امت کے لیے ہے اور امت کی گواہی سب کے لیے ہے تو کیا امت سب لوگوں کے اعمال کو دیکھ رہی ہے۔

اصل حقیقت وہی ہے جس کو علامہ سعیدی نے بلا وجہ فلسفہ بگھارنے کے بعد، شیخ عبدالحق سے نقل کیا ہے، جس کا آخری جملہ یہ ہے کہ ''پس آنحضرت ﷺ نمی یابد مگر آنچہ دریا باند ویرا پروردگار تبارک وتعالیٰ خواہ در نماز باشد

[960] انفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۳۷۷)

یا در غیر آں" پس حالت نماز ہو یا غیر نماز اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر رسول اللہ ﷺ کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا۔ (شرح صحیح مسلم اردو علامہ سعیدی: ۱/ ۱۳۲۶)

پھر لا ادری ما یفعل بی ولا بکم، کا جواب بھی عجیب وغریب دیا ہے کہ اس حدیث میں درایت کی نفی ہے، علم اور بصر کی نفی نہیں ہے درایت کا معنی ہے، اپنی عقل سے از خود جاننا، رسول اللہ ﷺ امور غیبیہ کو اللہ کی تعلیم سے جانتے ہیں، از خود نہیں جانتے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۳۲۵)

جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دی اس کے جاننے کا کونسا انسان جو آپ پر ایمان رکھتا ہے، انکار کر سکتا ہے۔ اصل چیز تو یہ ثابت کرنا ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دیا ہے اور اس کے لیے حنفی اصول فقہ کے مطابق قطعی دلیل کی ضرورت ہے، قرآن مجید میں مشرکوں کو خطاب کر کے فرمایا: ﴿قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادریکم به﴾ اگر اللہ چاہتا تو میں تمہیں نہ سناتا اور نہ وہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا تو کیا مشرک اپنی عقلوں سے خود جان لیتے۔

۲۵...... بَاب: تَحْرِيمِ سَبْقِ الْإِمَامِ بِرُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ وَّنَحْوِهِمَا

باب ۲۵: امام سے پہلے رکوع اور سجدہ وغیرہ کرنا منع ہے

[961] ۱۱۲-(۴۲۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْانْصِرَافِ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالُوا وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ))

[961]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو نماز سے فراغت کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے سبقت (پہل) نہ کیا کرو، کیونکہ میں اپنے سامنے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر تم ان تمام حقائق کا مشاہدہ کر لو جن کو

[961] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو، باب: النهي عن مبادرة الامام بالانصراف من الصلاة ۳/ ۸۳ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۷)

میں دیکھتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے کیا دیکھا، آپ نے فرمایا: میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

[962] ١١٣۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ جَمِيعًا عَنِ الْمُخْتَارِ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((وَلَا بِالِانْصِرَافِ))

[962]۔ جریر، ابن فضیل رحمہما اللہ دونوں نے مختار سے انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا مرفوع روایت سنائی جریر کی حدیث میں سلام پھیرنے کا تذکرہ نہیں ہے۔

[963] ١١٤۔(٤٢٧) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا

ابو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ ((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ))

[963]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ انسان جو امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔"

[964] ١١٥۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي صَلٰوتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُورَتَهُ فِي صُورَةِ حِمَارٍ))

[964]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان اپنی نماز میں اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے، وہ اس بات سے بے خوف نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت (شکل) گدھے کی صورت میں بدل دے۔"

---

[962] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (٩٦٠)

[963] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى التشديد فى الذى يرفع راسه قبل الامام برقم (٥٨٢) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى الامامة، باب: مبادرة الامام ٢/ ٩٤۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: النهى ان يسبق الامام بالركوع والسجود برقم (٩٦١) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٦٢)

[964] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٣)

[965] ۱۱۶-(...) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَامِ الْجُمَحِيُّ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ جَمِيعًا عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ ((أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ))

[965]۔ امام صاحب مختلف راویوں سے مذکورہ بالا حدیث نقل کرتے ہیں۔

ان میں ربیع بن مسلم کی حدیث میں ہے یحول الله صورته کے بجائے ان یجعل الله وجهه وجه حمار، اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو گدھے کے چہرے سا بنا دے، کے الفاظ ہیں۔

فائدہ:...... امام سے کسی رکن میں پہل کرنا، بے وقوفی اور حماقت و بلاوت کی دلیل اور علامت ہے اور اس وصف میں گدھا معروف ہے اور سزا جنس فعل کے مطابق ہو، کے اصول کے مطابق ایسے انسان کی شکل وصورت بگاڑ کر اللہ گدھے کی صورت کی سی بنا سکتا ہے، اور یہ کام اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے، اس لیے نمازی کو کسی رکن میں امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیے، کیا معلوم اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں ہو اور ایسے انسان کی صورت مسخ ہو جائے، یہ ایک وعید ہے اور اس کا وقوع اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے، اس لیے وقوع لازمی نہیں ہے، اور ملا علی قاری نے ایک محدث کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ اس نے اس وعید کے وقوع کو بعید از عقل سمجھا اور نماز میں امام سے سبقت لے جانے کی حرکت کر ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے کو گدھے کے چہرے کی طرح کر دیا اس لیے وہ لوگوں کو پردہ کی اوٹ سے احادیث سناتا تھا۔ (فتح الملہم: ۲/۶۴)

۲۶...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۲۶: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت

[966] ۱۱۷-(۴۲۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

[965] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۶۳)

[966] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: الخشوع فی الصلاة برقم (۱۰۴۵) انظر (التحفة) برقم (۲۱۳۰)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَّرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ))

[966] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جولوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، وہ اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظر (بینائی) ان کی طرف نہیں لوٹے گی (بینائی سلب کر لی جائے گی)۔

[967] ۱۱۸۔(۴۲۹) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِي الصَّلٰوةِ إِلَى السَّمَآءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ))

[967] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ نماز میں دعا کے وقت اپنی نظریں آسمان کی طرف بلند کرنے سے باز آ جائیں، وگرنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔(نظریں سلب کر لی جائیں گی)۔

مفردات الحدیث ❶ **لَيَنْتَهِيَنَّ**: وہ ضرور باز آ جائیں، یا رک جائیں یعنی نماز میں آسمان کی طرف ہرگز نظر نہ اٹھائیں۔ ❷ **انتهاء**: روکنا، باز رہنا سے ماخوذ ہے۔ ❸ **لا ترجع اليهم**: ان کی طرف (ان کی نظریں) واپس نہیں لوٹیں گی، بینائی سلب کر لی جائے گی۔ رجوع: لوٹنا، واپس آنا سے ماخوذ ہے۔ ❹ **لتخطفنّ**: خطف سے ماخوذ ہے، جلدی سے سلب کر لینا، اچک لینا۔

فائدہ:......نماز کی حالت میں اگر چہ انسان دعائیہ کلمات پڑھ رہا ہو، پھر بھی آسمان کی طرف دیکھنا قطعاً ناجائز ہے اور اس پر یہ وعید سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بینائی سلب کر سکتا ہے، ہاں نماز کے علاوہ دعا کے دوران قلبی توجہ کے ساتھ ساتھ، آسمان کی طرف نظر اٹھانا جائز ہے، کیونکہ اللہ مستوی عرش ہے، اس لیے جس طرح نماز کے لیے قبلہ، کعبہ معظمہ ہے، اسی طرح دعا کے لیے قبلہ، اوپر ہے، اس لیے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے، جمہور علماء کا یہی موقف ہے اگر چہ قاضی شریح وغیرہ نے اس کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

[967] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في السهو باب: النهي عن رفع البصر الى السماء عند الدعاء في الصلاة ۳/ ۳۹۔۴۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۳۱)

٢٧...... بَاب: الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ وَإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَالتَّرَاصِّ فِيهَا وَالْأَمْرِ بِالِاجْتِمَاعِ

باب ٢٧: نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم اور سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے اور اس کے اٹھانے کی ممانعت اور پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں باہمی مل کر کھڑے ہونے اور اکٹھے کھڑے ہونے کا حکم

[**968**] ١١٩-(٤٣٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ)) قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ ((مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ)) قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ ((أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ ((يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ))

[**968**] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا وجہ ہے میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کیا کرو، (نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو) پھر ایک اور مرتبہ تشریف لائے اور ہمیں مختلف حلقوں میں بیٹھے دیکھا تو فرمایا، کیا وجہ ہے میں تمہیں مختلف حلقوں میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں؟'' پھر ایک اور مرتبہ تشریف لائے تو فرمایا: تم اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ ہوتے ہیں؟'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

[**968**] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦١) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٨١٥ في الامامة، باب: حث الامام على رص الصفوف۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اقامة الصفوف برقم (٩٩٢) انظر (التحفة) برقم (٢١٢٧)

[969] (. . .) و حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا جَمِيعًا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[969]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ شُمُس: شموس کی جمع ہے، وہ گھوڑے جوٹک کر، سکون کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے بلکہ اپنی دموں اور پاؤں کو ہلاتے رہتے ہیں۔ ❷ حَلقًا: حَلقه کی جمع ہے، گروہ، ٹولی، لوگوں کا دائرہ، حاء پر زیر اور زبر دونوں آ سکتے ہیں۔ ❸ عزین: عِزَة کی جمع ہے الگ الگ یا متفرق گروہ یا متفرق جماعتیں۔ ❹ یَتَراصون: باہم مل کر اور جڑ کر کھڑے ہوں۔ ارص الشیء کا معنی ہوتا ہے ایک کو دوسرے سے ملانا، چمٹانا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، پہلے اگلی صفوں کو پورا کرنا ضروری ہے، جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو دوسری میں کھڑا ہونا درست نہیں، گویا خالی جگہ آخری صف میں ہوگی۔ ❷ صفوں میں سیسہ پلائی عمارت کی طرح جڑ کر کھڑا ہونا چاہیے، دو آدمیوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ ❸ نماز میں گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھوں کو دائیں بائیں نہیں اٹھانا چاہیے، اس سے مراد، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سے روکنا مقصود نہیں ہے، کیونکہ رفع یدین میں گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ دائیں بائیں کی طرف نہیں اٹھائے جاتے، اگر بالفرض اس سے رفع الیدین مراد ہے تو پھر نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے، نیز الحدیث یفسر بعضه بعضا، ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے کے اصول کی رو سے اگلی حدیث جو جابر رضی اللہ عنہ کی ہی ہے۔ اس جملہ کی وضاحت و تفسیر کر رہی ہے، اس کو چھوڑ کر اس سے رفع یدین مراد لینا محض سینہ زوری اور ہٹ دھرمی ہے، جو جائز نہیں ہے اور نہ اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ❹ مسجد میں اذان کے بعد نماز سے پہلے مختلف حلقوں میں بیٹھنا صحیح نہیں ہے بلکہ صفیں بنا کر بیٹھنا چاہیے اور پہلی صف مکمل ہونے پر دوسری صف بنانی چاہیے ہاں نماز کے علاوہ الگ الگ علمی حلقے بنا کر بیٹھنا درست ہے۔

[970] ۱۲۰۔(۴۳۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْقِبْطِيَّةِ

[969] تقدم

[970] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی السلام برقم (۹۹۸ و ۹۹۹) والنسائی فی (المجتبی) ۳/ ۵ فی السهو، باب: السلام بالایدی فی الصلاة، وفی باب: موضع الیدین عند السلام ۳/ ۶۱۔ وباب: السلام بالیدین ۳/ ۶۴۔ انظر (التحفة) برقم (۲۲۰۷)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَامَ تُوْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَّضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيهِ مَنْ عَلٰى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ))

[970] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے (تو ہم سلام پھیرتے وقت) السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کیوں کرتے گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ، اپنی ران پر رکھو، پھر اپنے دائیں اور بائیں والے بھائی کو سلام کہو۔

[971] ۱۲۱۔(...) و حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ فُرَاتٍ يَعْنِي الْقَزَّازَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهِ وَلَا يُوْمِئْ بِيَدِهِ))

[971] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب ہم سلام پھیرتے، ہاتھوں کے اشارہ سے السلام علیکم، السلام علیکم کہتے، رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا، کیا وجہ ہے؟ کہ تم سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو؟ جب تم سلام پھیرو تو اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔

فائدہ:...... یہ آخری روایت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ہاتھوں کے جس اشارے کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد، وہ اشارہ، جو سلام پھیرتے وقت کرتے تھے، اس کا رکوع کے رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے، سعید صاحب نے خود ترجمہ یہ کیا ہے، جب ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں کے اشارے سے السلام علیکم، السلام علیکم کہتے۔(شرح مسلم: ۱/ ۱۲۲۹) جب تم میں سے کسی شخص نے سلام پھیرنا ہو تو اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے، یہ فنظر الینا رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ اور تفصیل ہے، اس کے باوجود

[971] تقدم فی الحدیث السابق (۹۶۹)

بڑی جرأت سے یہ کہہ دیا ہے کہ اس حدیث میں احناف کے مسلک پر واضح دلیل ہے کہ نماز میں رکوع سے پہلے اور اس کے بعد رفع یدین کا حکم ابتدائی امر تھا، بعد میں اس کو رسول اللہ ﷺ نے منسوخ کر دیا۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۲۳۰) تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین منسوخ ہونے سے کیوں بچ رہا؟

۲۸...... بَاب: تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ وَإِقَامَتِهَا وَفَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ مِنْهَا وَالِازْدِحَامِ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْمُسَابَقَةِ إِلَيْهَا وَتَقْدِيمِ أُولِي الْفَضْلِ وَتَقْرِيبِهِمْ مِنَ الْإِمَامِ

باب ۲۸: صفوں کو برابر اور سیدھا کرنا اور صفوں کی بالترتیب پہلی پھر اس کے بعد والی کی فضیلت اور پہلی صف میں شرکت کے لیے مسابقت کرنا، اصحاب فضل کو مقدم کر کے، ان کو امام کے قریب کرنا

[972] ۱۲۲۔(٤٣٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُولُ ((اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا

[972] حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''برابر، برابر ہو جاؤ، اور مختلف (آگے پیچھے) نہ ہو (ورنہ اس کی سزا میں) تمہارے دل باہم مختلف ہو جائیں گے۔ تم میں سے جو دانش منداور سمجھ دار ہیں، وہ میرے قریب ہوں، ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا نمبر اس صفت میں ان کے قریب ہو اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔'' ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آج تو تم لوگوں میں بہت اختلاف ہو گیا ہے۔

مفردات الحدیث ☆ **الاحلام:** حِلْم کی جمع ہے، صبر، آہستگی، بردباری، کبھی جہالت و بے وقوفی کے مقابلہ میں آ جاتا ہے، اس صورت میں معنی عقل و دانش ہوتا ہے، قرآن مجید میں ہے۔ **ام تامرھم احلامھم بھذا**، کیا

---

[972] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من یستحب ان یلی الامام فی الصف وکراهیة التاخر برقم (٦٧٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٧ فی الامامة، باب: من یلی الامام ثم الذی یلیه وفی باب: ما یقول الامام اذا تقدم فی تسویة الصفوف ١/ ٨٠٠٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: من یستحب ان یلی الامام برقم (٩٧٦) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٤)

ان کی عقلیں انہیں یہ حکم دیتی ہے (طور) اگر اس کو حُلم کی جمع بنائیں تو پھر بلوغت کے معنی میں ہوگا، اس صورت میں معنی میں ایک نیا مفہوم پیدا ہو جائے گا کیونکہ نَھی بھی نُھیہ کی جمع ہے اس کا معنی بھی عقل ہے کیونکہ وہ برائیوں سے روکتی ہے۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے فہم ودانش سے نوازا ہے، ان کے بعد اس صفت میں درجہ دوم والے، ان کے بعد درجہ سوم والے، یہ ترتیب بالکل فطری بھی ہے اور تعلیم وتربیت کی مصلحت کا تقاضا بھی یہی ہے تا کہ امام سے اگر بھول چوک ہو جائے تو اس کی اصلاح کر سکیں اور بوقت ضرورت امام کی نیابت بھی کر سکیں۔ اس لیے حضرت عمر، زر بن حبیش اور ابو وائل رضی اللہ عنہم بچے کو صف سے نکال دیتے تھے۔ ❷ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مخاطب وہ لوگ تھے جو فتنہ وفساد برپا کر رہے تھے، اور اس کا سبب یہی تھا کہ وہ صف بندی میں اعتدال اور تسویہ (برابری) کی پابندی نہیں کرتے۔

[973] (. . .) و حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ قَالَ انَا جَرِيرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انَا عِيْسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ قَالَ ح و قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[973] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[974] ۱۲۳۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَصَالِحُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانَ قَالَا نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنِي خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَّإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ))

[974]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے میرے قریب بالغ اور عقلمند کھڑے ہوں، پھر جو اس صفت میں ان کے قریب ہوں (اس طرح تین بار فرمایا) اور تم بازاروں کے اختلاط اور شور وشغب سے بچو۔''

مفردات الحدیث ❋ **ھیشات الاسواق**: بازاروں کا سا اختلاط اور اختلاف وجھگڑا، اور شور وشغب کیونکہ هَوْشه فتنہ واختلاط کو کہتے ہیں۔ وَلِي يَلِي قریب ہونا، ملا ہوا ہونا۔

[973] تقدم فی الحدیث السابق (۹۷۱)

[974] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من يستحب ان يلي الامام فی الصف وكراهية التاخر برقم (٦٧٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء ليلينی منكم اولو الاحلام والنهی برقم (٢٢٨) انظر (التحفة) برقم (٩٤١٥)

[975] ١٢٤ ـ(٤٣٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ))

[975] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں اپنی صفوں کو برابر کیا کرو کیونکہ صفوں کا سیدھا اور برابر کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔

فائدہ :......قرآن مجید میں جگہ جگہ، اقیموا الصلٰوۃ کی صورت میں اقامت صلٰوۃ کا حکم دیا ہے جو مسلمانوں کا فرض اولین ہے اور اس کی کامل اور صحیح ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ جماعت کی صفیں بالکل سیدھی اور برابر ہوں۔ صحیح بخاری کے الفاظ من اقامة الصلٰوۃ ہیں۔

[976] ١٢٥ ـ(٤٣٤) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتِمُّوا الصُّفُوفَ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِى))

[976] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو پورا کرو، میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔"

فائدہ :......معلوم ہوتا ہے، اتمام، اقامت کے معنی میں ہے کیونکہ صحیح بخاری میں اتموا کی جگہ اقیموا ہے۔

[977] ١٢٦ ـ(٤٣٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ ((أَقِيمُوا الصَّفَّ فِيْ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ))

[977] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: نماز میں صف کو سیدھا اور برابر کرو کیونکہ صف کی درستگی نماز کے حسن کا حصہ ہے۔"

---

[975] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اقامة الصف من تمام الصلاة برقم (٧٢٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اقامة الصفوف برقم (٩٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٣)

[976] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها برقم (٧١٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٩)

[977] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٣)

[978] ١٢٧-(٤٣٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيَّ قَالَ

النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))

[978] ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو بالکل برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔

[979] ١٢٨-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ ((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))

[979] ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کراتے تھے گویا کہ آپ ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے، یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوگیا کہ ہم نے آپ سے سمجھ لیا ہے (کہ ہم کو کس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے) اس کے بعد ایک دن آپ تشریف لائے اور نماز پڑھانے کی جگہ کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ قریب تھا آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع فرما دیں تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا اس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر رکھا کرو، ورنہ اللہ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا۔"

مفردات الحدیث ❀ قِداح: قِدح کی جمع ہے، اہل عرب شکار یا جنگ میں استعمال کے لیے جو تیر لکڑی سے تراشتے تھے ان کو بالکل سیدھا اور برابر رکھنے کا بڑا اہتمام اور کوشش کرتے تھے، اس لیے کسی چیز کی برابری اور سیدھے پن کی تعریف میں مبالغہ کے لیے کہتے ہیں، وہ چیز ایسی برابر اور اس قدر سیدھی ہے کہ وہ تیروں کے سیدھا کرنے کے لیے معیار اور پیمانہ کا کام دے سکتی ہے۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر فرماتے تھے کہ کوئی آدمی بالکل آگے یا پیچھے نہ ہوتا،

[978] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها برقم (٧١٧) انظر (التحفة) برقم (١١٦١٩)

[979] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦٣) و (٦٦٥) ←

طویل مدت کی مسلسل کوشش اور تربیت کے بعد جب آپ کو اطمینان ہوگیا کہ اب لوگوں کو صفوں کے سیدھا کرنے کی اہمیت اور طریقہ سمجھ آ گیا ہے تو آپ نے اس اہتمام کو ترک کر دیا، لیکن اس کے بعد ایک دن آپ نے اس معاملہ میں ایک آدمی کی کوتاہی دیکھی تو بڑے جلال کے انداز میں فرمایا: اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہ کرتا ہوں، اگر تم صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں بے پروائی اور کوتاہی روا رکھو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں تمہارے چہرے مسخ کر دے گا، اور تمہاری صورتیں بدل جائیں گی، یا تمہاری وحدت اور اجتماعیت پارہ پارہ کر دی جائے گی اور تم میں پھوٹ اور اختلاف پیدا ہو جائے گا جو امتوں اور قوموں کے لیے اس دنیا میں سو عذابوں کا ایک عذاب ہے۔ صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں کوتاہی اور غفلت اس وقت عام ہو چکی ہے اور سزا کے طور پر امت میں انتشار واختلاف اور پھوٹ بھی عروج پر ہے۔

[980] (. . .) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[980] ۔ امام صاحب اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[981] ۱۲۹ ۔ (۴۳۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا))

[981] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے میں (کس قدر خیر و برکت اور اجر و ثواب ہے) پھر ان کے لیے اس کی خاطر قرعہ اندازی کرنے کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے، تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں نماز کے لیے جلدی آنے میں کتنا اجر و ثواب ملتا ہے تو اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی

← والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی اقامة الصف برقم (۲۲۷) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۸۹ فی الامامة، باب: کیف یقوم الامام الصفوف۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة والسنة فیها، باب: اقامة الصفوف برقم (۹۹٤) انظر (التحفة) برقم (۱۱٦۲۰)

[980] تقدم فی الحدیث السابق (۹۷۸)

[981] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الاستهام فی الاذان برقم (٦۱٥) وفی ←

کوشش کریں، اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز کا کتنا ثواب ملتا ہے تو انہیں گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بھی آنا پڑے تو آئیں۔

مفردات الحدیث ❶ **استھموا علیه:** (اس اجر و ثواب کے حصول کے لیے) قرعہ اندازی کریں، یعنی سب لوگ یہ کام کرنے کی کوشش کریں اور سب بیک وقت پہنچنے کی بنا پر برابر کے حقدار ٹھہریں، اور سب کے لیے گنجائش نہ ہونے کی بنا پر ترجیح کے لیے قرعہ اندازی کی ضرورت پیش آئے۔ ❷ **التھجیر:** سخت دوپہر کے وقت آنا یا جلدی سے کام لینا اور ہر نماز کے لیے پہلے آنا۔ ❸ **استبقوا الیه:** ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ ❹ **العتمة:** رات کی ابتدائی تاریکی یا دیر اور تاخیر کرنا، یہاں مراد عشاء کی نماز ہے۔ ❺ **حَبوًا:** حبا (ن) حبوًا ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا یا سرین کے بل گھسٹنا۔

فائدہ :...... اس حدیث میں عشاء اور صبح کی نماز کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے اور ان کے عظیم اجر و ثواب اور خیر و برکت کو بیان کیا گیا ہے، کیونکہ ان نمازوں کے لیے نیند اور آرام کو چھوڑنا پڑتا ہے، جو خاصا مشکل اور وقت طلب کام ہے اور اس وجہ سے یہ دونوں نمازیں منافقوں کے لیے دشوار تھیں۔

[982] ۱۳۰-(۴۳۸) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ

[982] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساتھیوں کو پیچھے رہتے محسوس کیا تو آپ نے انہیں فرمایا: آگے بڑھو، اور میری اقتدا کرو، اور تمہارے پچھلے تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ پیچھے رہتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو (اپنے فضل اور رحمت سے) مؤخر کر دے گا۔

فائدہ :...... **ائتموا بی:** میری پیروی اور اقتدا کرو، پہلی صف والے، امام کے افعال کی اقتدا کریں گے اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کے افعال سے امام کے افعال کو معلوم کریں گے، اس لیے ہر بعد والی صف اپنے سے اگلی صف کی پیروی کرے گی اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعد آنے والے، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ طرز عمل اور رویہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھیں گے، اس طرح عملی تسلسل قائم رہے گا۔

←باب: فضل التهجير الى الظهر برقم (٦٥٤) وباب: الصف الاول برقم (٧٢١) وفى الشهادات، باب: القرعة فى المشكلات برقم (٢٦٨٩) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل الصف الاول برقم (٢٢٥) والنسائى فى (المجتبى من السنن) ٢/ ٢٣ فى الاذان، باب: الاستهام على التاذين- انظر (التحفة) برقم (١٢٥٧٠)

[982] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: صف النساء وكراهية التاخر عن الصف←

[983] (. .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الرَّقَاشِیُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْجُرَيْرِیِّ

عَنْ أَبِی سَعِيدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ رَاٰی رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْمًا فِی مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ

[983]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مسجد کے پچھلے حصے میں دیکھا، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[984] ۱۳۱۔(۴۳۹) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِیُّ قَالَا نَا عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو قَطَنٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ أَبِی رَافِعٍ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((**لَوْ تَعْلَمُونَ أَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةٌ**)) و قَالَ ابْنُ حَرْبٍ ((**الصَّفِّ الْأَوَّلِ مَا كَانَتْ إِلَّا قُرْعَةٌ**))

[984] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم یا لوگ پہلی صف کی خیر و برکت کو جان لیں تو اس پر قرعہ اندازی ہو۔ ابن حرب نے مافی الصف المقدم، لکانت قرعة کی بجائے ما فی الصف الاول ما کانت الا قرعة، کہا معنی ایک ہی ہے۔

[985] ۱۳۲۔(۴۴۰) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَآءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا**))

[985] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور بدترین آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بدترین صف پہلی ہے۔

← الاول برقم (٦٨٠) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٣ فی الامامة، باب: الائتمام بمن يأتم بالامام۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من يستحب ان يلی الامام برقم (٩٧٨) انظر (التحفة) برقم (٤٣٠٩)

[983] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٣ فی الامامة، باب الائتمام بمن يأتم بالامام۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣١)

[984] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: فضل الصف المقدم برقم (٩٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٦٣)

[985] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الامامة، باب: ذكر خير صفوف النساء وشر صفوف الرجال ١/ ٨١٩۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٦)

[986] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[986] ۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......اس حدیث کا تعلق اس جماعت سے ہے جو عورتیں مردوں کے ساتھ پڑھتی ہیں، اور ان کی نظر مردوں پر پڑتی ہے اور ان کی توجہ مردوں کی حرکات وسکنات کی طرف مبذول ہو جاتی ہے کیونکہ درمیان میں پردہ نہیں ہوتا تھا۔

۲۹...... بَاب: أَمْرِ النِّسَآءِ الْمُصَلِّيَاتِ وَرَآءَ الرِّجَالِ أَنْ لَّا يَرْفَعْنَ رُؤُسَهُنَّ مِنَ السُّجُودِ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

باب ۲۹ : مردوں کے پیچھے نماز پڑھنے والی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ سجدہ سے اس وقت تک اپنا سر نہ اٹھائیں، جب تک مرد سر نہ اٹھا لیں

[987] ۱۳۳۔(۴۴۱) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِثْلَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

[987] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مردوں کو بچوں کی طرح اپنی گردنوں میں اپنی چادریں تنگ ہونے کی بنا پر باندھے ہوئے دیکھا، وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو اس پر کسی شخص نے کہا: اے عورتوں کی جماعت، تم مردوں کے اٹھنے تک اپنے سروں کو (سجدہ سے) نہ اٹھانا۔

فائدہ:......انسان کے لیے ستر عورت ضروری ہے، کپڑوں کی تنگی کی وجہ سے عورتوں کو مردوں سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے سے منع کر دیا گیا، کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ سجدہ میں مرد کا ستر کھلا ہو اور اس پر عورت کی نظر پڑ جائے۔

---

[986] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل الصف الاول حديث (۲۲۴) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: صفوف النساء برقم (۱۰۰۰) انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۰۱)

[987] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: اذا كان الثوب ضيقا برقم (۳۶۲) وفی الاذان، باب: عقد الثياب وشدها برقم (۸۱۴) وفی العمل فی الصلاة، باب: اذا قيل للمصلی برقم (۱۲۱۵) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الرجل يعقد الثوب فی قفقاه←

٣٠..... بَاب: خُرُوجِ النِّسَآءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ وَّأَنَّهَا لَا تَخْرُجُ مُطَيَّبَةً

باب ٣٠: اگر فتنہ کا اندیشہ یا خطرہ نہ ہو تو عورتیں مساجد میں جا سکتی ہیں لیکن وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں گی

[988] ١٣٤ـ(٤٤٢) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ سَالِماً يحدث عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا))

[988] ۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لیے) جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے۔“

[989] ١٣٥ـ(. . .)حدثني حرملة بن يحيى: اخبرنا ابن وهب: اخبرني يونس عن ابن شهاب قال عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَمْنَعُوا نِسَآئَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا)) قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ

[989] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو، جب وہ تم سے ان میں جانے کی اجازت طلب کریں۔ اس پر بلال بن عبداللہ نے کہا، اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے تو عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے سخت برا بھلا کہا، اتنا میں نے کبھی کسی اور کو نہیں برا بھلا کہتے نہیں سنا اور کہا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتاتا ہوں، اور تو کہتا ہے، اللہ کی قسم! ہم انہیں روکیں گے۔

← ثم يصلي برقم (٦٣٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) في القبلة، باب: الصلاة في الازار برقم (٢/ ٧١ـ انظر (التحفة) برقم (٤٦٨١)

[988] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح، باب: استئذان المراة زوجها في الخروج الى المسجد وغيره برقم (٥٢٣٨) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ٤٢ في المساجد، باب: النهي عن منع النساء من اتيانهن المساجد- انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٣)

[989] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٠٠٨)

فائدہ: حضرت بلال بن عبداللہ نے فرمان نبوی کے مقابلہ میں اپنی ذاتی رائے کو پیش کیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے سخت سرزنش وتادیب کی اور برا بھلا کہا، بلکہ بعض روایات میں آیا ہے، موت تک اس سے گفتگو نہیں کی، اس سے ثابت ہوتا ہے، جو انسان حدیث نبوی کے مقابلہ میں اپنی یا کسی کی رائے اور قیاس پیش کرے وہ سرزنش وتادیب کا مستحق ہے اگرچہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

[990] ١٣٦-(. . .) حدثنا محمد بن عبد الله ابن نمير: حدثنا وابن ادريس قالا: حدثنا عبيدالله عن نافع

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَمْنَعُوا إِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ))

[990]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی باندیوں کو، اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

[991] ١٣٧-(. . .) حدثنا ابن نمير: حدثنا ابي: حدثنا حنظلة قال: سمعت سالما يقول:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَآؤُكُمْ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ))

[991]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تمہاری بیویاں تم سے مساجد میں (نماز کے لیے) جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔''

[992] ١٣٨-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَآءَ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَزَجَرَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا نَدَعُهُنَّ

[992]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کو عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔'' تو ان کے ایک بیٹے نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، ہم ان کو جانے نہیں دیں گے کہ وہ اس کو خرابی اور بگاڑ کا ذریعہ بنالیں۔ راوی نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خوب ڈانٹا اور کہا، میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے ہم انہیں جانے نہیں دیں گے۔

مفردات الحدیث ❶ دغل: فساد وبگاڑ، خیانت، دھوکا۔ ❷ زَجَرَه: جھڑکا، ڈانٹ پلائی۔

[990] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٦)

[991] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس برقم (٨٦٢) انظر (التحفة) برقم (٦٧٥١)

[992] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، برقم (٨٩٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة،

فائدہ:...... اس دور میں رات کا وقت تاریکی اور ظلمت کا موقع ومحل تھا، جس میں خرابی اور بگاڑ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے تو اگر رات کو جانے کی اجازت دی جائے گی تو دن کو تو بالاولیٰ جانے کی اجازت ہوگی۔

[993] (. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[993]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[994] ۱۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ وَاقِدٌ إِذَنْ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِهِ وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا

[994]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو رات کو مسجدوں کی طرف نکلنے کی اجازت دو۔تو ان کے بیٹے نے کہا، جس کو واقد کہا جاتا ہے تب وہ اس کو خیانت وفساد کا ذریعہ بنالیں گی۔راوی نے بتایا یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سینہ پر مارا اور کہا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتارہا ہوں اور تو کہتا ہے نہیں۔

فائدہ:...... انکار کا آغاز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال نے کہا، اور واقد نے اس کی تائید کی اور دلیل کے طور پر اپنی بات کو پختہ کرنے کے لیے کہا، یتخذنه دغلا ، اس اجازت کو وہ خرابی اور فساد کا ذریعہ بنالیں گی۔

[995] ۱۴۰۔(. .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ قَالَ نَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ نَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ

عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنُوكُمْ**)) فَقَالَ بِلَالٌ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ أَنْتَ لَنَمْنَعُهُنَّ

[995]۔حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں کو جب وہ تم سے اجازت طلب کریں ان کو مسجد کے حصہ سے محروم نہ کرو۔'' تو بلال نے کہا: اللہ کی قسم! ہم

← بـاب: مـا جـاء فـي خروج النساء الى المسجد برقم (٥٦٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في خروج النساء الى المساجد برقم (٥٧٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٨٥)

[993] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٩١)

[994] تقدم برقم (٩٩١)

[995] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٦٣)

تو ان کو ضرور روکیں گے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کر رہا ہوں، اور تو کہتا ہے ہم ضرور روکیں گے۔

[996] ۱۴۱۔(۴۴۳)حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ))

[996]۔حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی نے عشاء کی نماز کے لیے (مسجد) جانا ہو تو وہ اس رات خوشبو نہ لگائے۔

[997] ۱۴۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا))

[997]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: جس نے تم میں سے مسجد جانا ہو وہ خوشبو استعمال نہ کرے۔

[998] ۱۴۳۔(۴۴۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ))

[998]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے خوشبو لگائی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

---

[996] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ۸/ ۱۵۴۔۱۵۵۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۸۸۷)

[997] تقدم فی الحديث السابق (۹۹۵)

[998] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الترجل، باب: ما جاء فی المراة تتطيب للخروج برقم (۴۱۷۵) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۸/ ۱۵۴ فی الزينة، باب: النهی للمراة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۰۷)

فائدہ:...... عورت چراغ خانہ ہے شمع محفل نہیں ہے اس لیے وہ اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہیں نکل سکتی، اور اس نے مسجد میں بھی جانا ہو تو اجازت سے جائے گی اور کوئی ایسی چیز استعمال نہیں کر سکے گی، جس سے مہک پھوٹتی ہو، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج عورت، خوب میک اپ کر کے یا بیوٹی پارلروں سے کروا کے ہر جگہ بے پردہ ہو کر آ جا رہی ہے، اور اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے، لیکن مساجد سے روکنے والے موجود ہیں۔

[999] ١٤٤ ـ(٤٤٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا

عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى مَا أَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ قَالَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَنِسَآءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ

[999]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، آج عورتوں نے جو نئے انداز (بناؤ سنگھار کے لیے) نکال لیے ہیں، اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ تو میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنو اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے چال چلن، ان کے زیب و زینت اور ہار سنگار کو دیکھ کر فرمایا تھا، اگر نبی اکرم ﷺ عورتوں کی اس حالت کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجدوں میں حاضر ہونے سے روک دیتے، یہ بات خیر القرون کے دور کی ہے، اگر آج کے حالات، عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھ لیتیں تو ان پر کیا گزرتی، اگر ایسی صورت حال میں مسجدوں میں جانا درست نہیں ہے تو کیا، کلبوں، شاپنگ سنٹروں، ہوائی جہازوں، ٹرینوں، مخلوط تعلیم کی درسگاہوں، ہوٹلوں، بینکوں، ہسپتالوں، دفتروں اور تفریح گاہوں میں جانا جائز ہوگا لیکن افسوس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول صرف مسجدوں میں حاضری کے وقت یاد آتا ہے اور کسی جگہ اس کو یاد کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، جب کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالات نہیں دیکھے تو اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے اس کو تو ان حالات کا پتہ تھا، اس نے اپنے رسول کو کیوں یہ حکم نہ دیا کہ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے، اس لیے تم عورتوں کو مسجدوں سے روک دو۔

[999] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: انتظار الناس قيام الامام العام برقم (٨٦٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التشديد في ذلك برقم (٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٤)

مزید برآں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود بھی نہیں روکا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ زمانہ نہ پایا اور نہ منع فرمایا، اور شریعت کے احکام کسی کے رائے اور قیاس سے نہیں بدل سکتے، اس لیے عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی بجائے، دوسری فساد کی جگہوں سے روکا جائے اور مسجدوں میں آنے کے لیے شرعی آداب کی تلقین کی جائے۔ مزید برآں ہارسنگھار اور میک اپ سب عورتیں تو نہیں کرتیں سب کو کیوں روکا جاتا ہے۔ اور اسرائیلی عورتوں کو شریعت کے ذریعہ روکا گیا تھا نہ کہ کسی شخص کی رائے اور قیاس سے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو عالم الغیب نہیں سمجھتی تھیں، وگرنہ یہ نہ فرماتیں "اگر دیکھ لیتے۔"

[1000] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1000]۔ ہمیں محمد بن مثنی نے عبدالوہاب (ثقفی) سے نیز ہمیں عمرو ناقد نے سفیان بن عیینہ سے نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو خالد احمر سے نیز ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے عیسیٰ بن یونس سے اور ان سب نے یحییٰ بن سعید کی اسی سند سے یہی حدیث سنائی۔

٣١...... بَاب: التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ إِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مَفْسَدَةً

باب ٣١: جہری نمازوں میں جب بلند قرأت سے فساد کا اندیشہ ہو تو قرأت جہراً اور آہستہ کے درمیان یعنی درمیانی آواز سے کی جائے گی

[1001] ١٤٥ـ(٤٤٦)حَدَّثَنَا أَبُوجَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ نَا هُشَيْمٌ قَالَ انَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

[1000] تقدم في الحديث السابق برقم (٩٩٨)

[1001] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ برقم (٤٧٢٢) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿انزله بعلمه والملائكة﴾ برقم (٧٤٩٠) وفي باب: قول الله تعالى: ﴿واسروا قولكم او اجهروا به انه عليم بذات الصدور الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير﴾ برقم (٧٧٢٥) وفي باب: قول النبي ﷺ (والماهر بالقرآن مع السفرة الكرام...... برقم (٧٥٤٧) مختصراً۔ والترمذي في (جامعه) في التفسير، باب: ومن ←

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهِ ﷺ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ قِرَاءَتَكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ أَسْمِعْهُمُ الْقُرْآنَ وَلَا تَجْهَرْ ذٰلِكَ الْجَهْرَ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا يَقُولُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ

[1001]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" (الاسراء: ۱۱۰) کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت اتری، جب کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کرتے تھے، جب آپ اپنے ساتھیوں کو جماعت کراتے تو قرأت بلند آواز سے کرتے تھے، مشرک جب یہ قراءت سنتے تو قرآن کو، قرآن مجید نازل کرنے والے کو اور اس کو لانے والے کو برا بھلا کہتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہدایت کی "کہ اپنی نماز میں قرأت کو نہ اس قدر بلند کرو کہ آپ کی قرأت مشرکوں کو سنائی دے اور نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں، انہیں قرأت سناؤ لیکن اس قدر بلند نہ کرو (کہ مشرک سنیں) اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کرو مقصد یہ ہے کہ بلند اور آہستہ کے درمیان رہو۔

[1002] ۱۴۶-(۴۴۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَتْ أُنْزِلَ هٰذَا فِي الدُّعَاءِ

[1002]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: نہ اپنی قرأت کو بلند کر اور نہ آہستہ کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ:......نماز میں قراءت اور دعا، نماز میں ہو یا نماز سے باہر، ان کو موقعہ اور محل کے مطابق بلند کیا جائے گا، جہری نمازوں میں قرأت اور دعائے قنوت بلند آواز سے ہوگی، تاکہ مقتدیوں تک آواز پہنچ سکے، اسی طرح ضرورت کے موقعہ پر اجتماعی دعا میں امام آواز کچھ نہ کچھ بلند کرے گا، لیکن کہیں بھی اعتدال و توسط کو نظر انداز نہیں کرے گا۔

← سورت بنی اسرائیل برقم (۳۱۴۵) وقال: هذا حديث حسن برقم (۳۱۴۶) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: قوله عزوجل: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ ۲/ ۱۷۸۔ وفي التفسير، باب: سورت الاسراء، قوله تعالى: ﴿ولا تجهر بصلاتك﴾ ۱/ ۳۲۰۔ انظر (التحفة) برقم (۵۴۵۱)

[1002] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۹۷)

[1003] (. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَقَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح قَالَ و وَقَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ ح قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1003] ۔امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳۲...... بَاب: اَلِاسْتِمَاعِ لِلْقِرَاءَةِ

باب ۳۲: قرأت کو بغور سننا

[1004] ١٤٧ـ(٤٤٨) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِالْحَمِيدِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذٰلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ أَخْذَهُ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَتَقْرَؤُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهُ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ

[1004] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''لا تحرك به لسانك'' (القيامة: ١٦) کے بارے میں روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے تو آپ اپنی زبان اور ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے، اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا اور یہ آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں: ''آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان کو نہ ہلائیں، بے شک اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔'' یعنی قرآن آپ کے سینہ میں جمع کر دینا اور اس کو پڑھوانا کہ آپ پڑھ سکیں ہمارے ذمہ ہے، پس جب ہم اس کو پڑھیں تو آپ اس کے پیچھے پڑھیں، یعنی جب ہم اس کو نازل کریں تو آپ اس کو غور سے سنیں پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے، یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبان سے (لوگوں کے سامنے) بیان کرا دیں، اس لیے جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ گردن جھکا کر بیٹھ جاتے، اور جب وہ چلے جاتے تو آپ اللہ کے وعدہ کے مطابق پڑھنا شروع کر دیتے۔

[1003] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٦ و ١٦٨٦٥ و ١٧٢١٦ و ١٧٢٧٨)

[1004] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی بدء الوحی، باب: (٤) برقم (٥) وفی التفسير ←

[1005] ١٤٨-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ

[1005] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان نہ ہلائیں۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وحی کے نزول سے بہت مشقت برداشت کرتے تھے، آپ (وحی کے اخذ کے لیے) اپنے ہونٹ ہلاتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں، اور سعید نے اپنے شاگرد کو کہا، میں اپنے ہونٹوں کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح تمہیں ہلا کر دکھاتا ہوں، پھر اپنے ہونٹ ہلائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان نہ ہلائیں بے شک اس کو جمع کر دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔'' یعنی اس کو آپ کے سینہ میں جما دینا، اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے'' پھر جب ہم اس کو (جبریل علیہ السلام کی زبان سے) پڑھیں تو آپ اس کو اس کے پیچھے پڑھیں'' یعنی اس کو غور سے سنیں اور خاموش رہیں، پھر اس کو آپ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ (اس کے بعد) جب آپ کے پاس جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے آپ غور سے سنتے اور جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو آپ اس کی قراءت کے مطابق پڑھتے۔

← باب (لاتحرك به لسانك لتعجل به) برقم (٤٩٢٧) وفي باب (ان علينا جمعه وقرآنه) برقم (٤٩٢٨) مختصرا۔ وفي باب (فاذا قراناه فاتبع قرآنه) برقم (٤٩٢٩) وفي فضائل القرآن، وفي باب: الترتل في القراة برقم (٥٠٤٤) بنحوه۔ وفي كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿لا تحرك به لسانك﴾ برقم (٧٥٢٤) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب ومن سورت القيامة برقم (٣٣٢٩) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٣٧)

[1005] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٠٣)

مفردات الحدیث ❶ مما یحرك به: مما کثیرا ما، بہت کے معنی میں ہے، یا یہ مقصد ہے کہ زبان کو حرکت دینا، آپ کا معمول اور عادت بن گیا تھا۔ ❷ یعرف ذالك منه: وحی کی شدت کے آثار آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتے تھے، اور آپ کی مشقت محسوس ہو جاتی تھی۔ ❸ یعالج من التنزیل شدة: وحی کے نزول سے آپ کو سختی جھیلنی پڑتی، اور آپ اس کی مشقت برداشت کرتے۔ ❹ استمع وانصت: کان لگا ؤ غور سے سنو، اور سکوت (خاموشی) اختیار کرو۔

فائدہ :...... جس طرح رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید سننے کی ہدایت وتلقین فرمائی گئی ہے، اسی طرح آپ کی امت کو بھی یہی تلقین کی گئی ہے کہ وہ قرآن مجید کو بغور سنے، اس لیے قرأت قرآن کی مجالس میں پوری یکسوئی سے دل لگا کر قرآن مجید سننا چاہیے اور جہاں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اور قرأت کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں، وہاں سپیکر لگا کر بلند آواز سے قرأت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

٣٣...... بَاب: اَلْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَائَةِ عَلَى الْجِنِّ

باب ۳۳: صبح کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور جنوں کو قرآن سنانا

[1006] ١٤٩-(٤٤٩) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَآئِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ اِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ اِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَمَرَّ النَّفَرُ الَّذِينَ أَخَذُوا نَحْوَ تِهَامَةَ وَهُوَ بِنَخْلٍ عَامِدِينَ اِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَرَجَعُوا اِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ

[1006] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجهر بقراة صلاة الفجر برقم(٧٧٣)←

[1006] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ جنوں کو قرآن سنایا اور نہ ان کو دیکھا، (اصل واقعہ یہ ہے) کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف گئے، ان دنوں آسمانی خبر اور شیطانوں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو چکی تھی (شیطان آسمانی خبریں نہیں سن سکتے تھے) اور ان پر انگارے (شہاب ثاقب) پھینکے جانے لگے تھے تو شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے، انہوں نے پوچھا، کیا بات ہوئی؟ انہوں نے کہا، ہمیں آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے، اور ہم پر انگارے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا، تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان کوئی نئی چیز حائل ہوئی ہے، اس لیے تم زمین کے مشرق اور مغرب میں پھیل جاؤ، اور دیکھو یہ ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان حائل ہونے والی چیز کیا ہے؟ (کس سبب اور وجہ سے ہمیں آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے) اس پر وہ نکل کر زمین کے مشرق اور مغرب میں پھیل گئے تو جس گروہ نے تہامہ کا رخ کیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ نخل نامی جگہ میں عکاظ کے بازار کی طرف جاتے ہوئے، اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو جب جنوں نے قرآن سنا اس پر کان لگا دیئے، اور کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو چکی ہے اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور کہنے لگے، اے ہماری قوم! ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا ہے، جو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر یہ آیت اتاری، فرما دیجئے! مجھ پر یہ وحی اتاری گئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا۔ (الجن:۴)

تنبیہ: ...... مسلم کی حدیث میں جگہ کا نام نخل آیا ہے اور بخاری میں نخلۃ اور صحیح نخلہ ہی ہے اور سوق عکاظ، نخلہ اور طائف کے درمیان تھا جو ذوالقعدہ کے آغاز میں بیس دن تک ایک میلہ کی صورت میں لگتا تھا۔

[1007] ۱۵۰ـ(٤٥٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ فَقَالَ عَلْقَمَةُ أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ

← وفي التفسير، باب: سورة ﴿قل اوحى الى﴾ برقم (٤٩٢١) والترمذي في (جامعه) في التفسير، باب: ومن سورت الجن برقم (٣٣٢٣) وقال: حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٥٢)

[1007] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: الوضوء بالنبيذ برقم (٨٥) مختصرا ←

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ لَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا اسْتُطِيرَ أَوْ اغْتِيلَ قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ ((أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ)) قَالَ فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ ((لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ))

[1007] ۔حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے علقمہ سے پوچھا، کیا لیلۃ الجن (جنوں سے ملاقات کی رات) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے؟ تو علقمہ نے جواب دیا، میں نے خود ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کہ کیا تم میں سے کوئی ایک لیلۃ الجن، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا؟ انہوں نے کہا، نہیں۔لیکن ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ہم سے گم ہو گئے تو ہم نے آپ کو پہاڑی وادیوں اور دروں (گھاٹیوں) میں تلاش کیا، (آپ نہ ملے) تو ہم نے سمجھا کہ آپ کو جن اڑا لے گئے ہیں یا آپ کو چپکے سے پوشیدہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے تو ہم نے انتہائی پریشانی کے ساتھ بدترین رات گزاری، جو کوئی قوم بے چینی کے ساتھ گزارتی ہے، جب صبح ہوئی تو ہم نے اچانک دیکھا کہ آپ غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو گم پایا تو تلاش شروع کر دی، لیکن آپ نہ ملے تو ہم نے رات انتہائی بے چینی اور پریشانی کے ساتھ گزاری ہے، جو کوئی قوم سخت کرب کے ساتھ گزارتی ہے، اس پر آپ نے فرمایا: میرے پاس جنوں کی طرف سے دعوت دینے والا آیا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے ان کو قرآن سنایا۔ اور آپ ہمیں لے کر گئے اور ہمیں ان کے نقوش قدم اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے، جنوں نے آپ سے زاد (خوراک) کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: ''ہر وہ جانور جس کو اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہوگا اس کی جو ہڈی تمہیں ملے گی، اس پر وافر گوشت ہوگا، اور اونٹ کی ہر مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ یعنی خوراک ہوگی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں کا کھانا ہیں۔''

← والترمذي في (جامعه) في التفسير، باب: ومن سورت الاحقاف برقم (٣٢٥٨) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٦٣)

[1008] (. .) وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ

قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ مُفَصَّلًا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ

[1008]۔امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی اور کہا شعبی نے بتایا، جنوں نے آپ سے خوراک کا سوال کیا، اور وہ جزیرہ کے علاقہ کے تھے، آگے حدیث کے آخر تک شعبی کا قول ہے، جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے الگ ہے۔

[1009] ۱۵۱۔(. .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1009]۔امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آثار نیرانھم تک نقل کی اور بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

[1010] ۱۵۲۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ آنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ

[1010]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لیلۃ الجن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تھا، اور میری خواہش ہے، اے کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا۔

[1011] ۱۵۳۔(. .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَعْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَنَّهُ آذَنَتْهُ بِهِمْ شَجَرَةٌ

[1008] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٠٦)

[1009] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤١٦)

[1010] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار ، باب: ذكر الجن في قول الله تعالى: ﴿قل اوحي الى انه استمع نفر من الجن﴾ برقم (٣٨٥٩) انظر (التحفة) برقم (٩٥٧٢)

[1011] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان ، باب: القراة في الظهر برقم (٧٥٩) ←

[1011] ۔معن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں نے مسروق سے پوچھا، جس رات جنوں نے قرآن کان لگا کر سنا، اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو کس نے دی؟ اس نے بتایا کہ مجھے تمہارے باپ (ابن مسعود) نے بتایا کہ آپ کو جنوں (کے سننے) کی اطلاع درخت نے دی تھی۔

تنبیہ :......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو نہ قرآن سنایا اور نہ دیکھا یہ تو ابتدائی دور کا واقعہ ہے، جس میں جن خود آ کر قرآن سن کر چلے گئے اور اپنی قوم کو جا کر صورت حال سے آگاہ کیا اور اپنے ایمان وعقیدہ کا بھی اظہار کیا، جس کی اطلاع آپ کو وحی کے ذریعہ دی گئی، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا واقعہ بعد کا ہے جب اسلام پھیل گیا تھا، اور جن خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن سننے کی خواہش کا اظہار کیا، اور آپ ساتھیوں کو بتائے بغیر چلے گئے، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت بے چینی اور اضطراب کا شکار ہو گئے، اور لیلۃ الجن قرآن کے استماع کی خبر درخت نے بھی دے دی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی نباتات کو بھی قوت تمیز عنایت فرماتا ہے اور ان کو قوت گویائی دیتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ جیسے چاہے سمجھا دیتا ہے اور وہ نباتات وجمادات کی بات کو سمجھ لیتا ہے۔

۳۴...... بَاب: اَلْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب ۳٤: ظہر اور عصر میں قرأت

[1012] ۱۵٤ـ(٤٥١) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ يَعْنِي الصَّوَّافَ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي

← مطولا۔ وفی باب القراۃ فی العصر برقم (۷٦۲) مختصرا۔ وفی باب یقرا فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب برقم (۷۷٦) مطولا۔ وفی باب اذا سمع الامام الآیۃ برقم (۷۷۸) وفی باب: یطول فی الرکعۃ الاولی برقم (۷۷۹) وابو داود فی (سننہ) فی الصلاۃ، باب: ما جاء فی القراۃ فی الظھر برقم (۷۹۸) وبرقم (۷۹۹) وبرقم (۸۰۰) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: تطویل القیام فی الرکعۃ الاولی من صلاۃ الظھر ۲/ ۱٦٤۔ وفی باب اسماع الامام الآیۃ فی الظھر برقم (۹۷٤) وفی باب تقصیر القیام فی الرکعۃ الثانیۃ من الظھر برقم (۹۷۵) وفی باب القراۃ والسنۃ فیھا، باب الجھر بالآیۃ احیانا فی صلاۃ الظھر والعصر برقم (۸۲۹) انظر (التحفۃ) برقم (۱۲۱۰۸)

[1012] تقدم تخرجه فی الحدیث السابق برقم (۱۰۱۱)

الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ

[1012] ۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ہر رکعت میں کوئی ایک سورت پڑھتے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے اور ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے اور دوسری رکعت چھوٹی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے۔

[1013] ۱۵۵۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

[1013] ۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ کی اپنے باپ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھتے تھے، اور کبھی کبھار بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم بھی سن لیتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

[1014] ۱۵۶۔(۴۵۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ يَحْيَى نَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْزِرُ قِيَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَائَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ الٓمٓ تَنْزِيلُ وَقَالَ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً

[1013] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: تخفيف الاخريين برقم (٨٠٤) والنسائى فى (المجتبى) فى الصلاة، باب عدد صلاة فى الحضر برقم (١/ ٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (٣٩٧٤)

[1014] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠١١)

[1014] ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ظہر اور عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے تو ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ الم تنزیل السجدہ کی قرأت کے بقدر لگایا، اور اس کی آخری دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ اس سے نصف کے بقدر کیا، اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا کہ وہ ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر تھا، اور عصر کی آخری دو رکعتوں کا قیام، اس سے آدھا تھا، ابوبکر نے اپنی روایت میں الم تنزیل کا نام نہیں لیا اور کہا تیس آیات کے بقدر۔

مفردات الحدیث: نَحْزِرُ (ض ۔ ن) اندازہ یا تخمینہ لگاتے تھے۔

فوائد: ...... ❶ قیام اور رکوع وسجود کی طرح قرآن مجید کی قرأت بھی نماز کا ایک بنیادی رکن ہے اور اس کا قیام کا موقع ومحل ہے، قرأت کی ترتیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے ذریعہ اپنی عبدیت اور بندگی کا اعتراف واظہار کیا جاتا ہے، اس کے بعد قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت جو پورے قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، یعنی سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی صفات کا انتہائی جامع اور موثر بیان بھی ہے اور ہر قسم کے شرک کی نفی کے ساتھ اس کی توحید کا اثبات اور اقرار بھی، اور اپنی عبدیت ومحتاجگی کے اظہار کے ساتھ، اس سے صراط مستقیم کا سوال بھی، اور اس راہ سے ہٹنے اور بھٹکنے والوں کے انجام سے پناہ بھی، اور اپنی اس جامعیت اور خاص عظمت واہمیت کی بنا پر، اس کا ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس کے بعد نمازی کو اجازت ہے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی بھی بڑی یا چھوٹی سورت یا کسی سورت کا کوئی بھی حصہ پڑھ سکتا ہے۔ ❷ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ پہلی رکعات میں قرأت طویل کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پوری نماز میں شریک ہو سکیں اور آخری رکعات میں قرأت ہلکی یا کم فرماتے تھے، آخری رکعات میں آپ نے بعض دفعہ صرف سورۂ فاتحہ پر بھی اکتفا فرمایا ہے، اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور قرأت بھی فرمائی ہے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور آپ نے یہ بتانے کے لیے کہ دن کی نمازوں میں بھی قراءت ہے بعض دفعہ کسی آیت کو بلند آواز سے بھی پڑھا ہے۔ ❸ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھنا بہتر ہے، اس سے کہ کسی لمبی سورت میں سے کوئی رکوع پڑھا جائے، اور آخری رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا لازم ہے اور کسی سورت کو ملانا بہتر ہے، مگر یہ لازم نہیں ہے۔

[1015] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ

[1015] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: وجوب القراۃ للامام والماموم فی ←

عَنْ أَبِى سَعِيدِ الْخُدْرِيّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَفِى الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً أَوْ قَالَ نِصْفَ ذٰلِكَ وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَائَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِى الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ

[1015] ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیات کے بقدر قرأت فرماتے تھے، اور آخری دو میں پندرہ آیتوں کے بقدر یا یہ کہا کہ پہلی دو سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور آخری دو میں اس سے نصف۔

فائدہ :...... ظہر کی قراءت فجر کی قرأت کی طرح لمبی ہے، اور عصر کی قرأت ظہر سے کم ہے، اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ظہر کی پہلی رکعت اور فجر کی پہلی رکعت لمبی کرتے تھے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے دعائے استفتاح ہے اس وجہ سے وہ لمبی ہو جاتی ہے اگرچہ قرأت دونوں میں یکساں ہے۔

[1016] ۱۵۸۔(۴۵۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ شَكَوْا سَعْدًا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرُوا مِنْ صَلٰوتِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوهُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا إِنِّي لَأَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَبَا إِسْحٰقَ

[1016] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد کی شکایت کی، اور ان کی نماز پر اعتراض کیا، حضرت عمر نے انہیں بلوایا تو وہ آئے، حضرت عمر نے کوفہ والوں نے جو نماز کی شکایت کی تھی، اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے (سعد) کہا، میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں،

← الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخافت برقم (٧٥٥) مطولا۔ وبرقم (٧٥٨) مختصرا۔ وفي باب يطول في الاولين ويحذف في الآخريين برقم (٧٧٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تخفيف الآخريين برقم (٨٠٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: الركوع في الركعتين الاولیين برقم (١٠٠١) وبرقم (١٠٠٢) انظر (التحفة) برقم (٥/ ١٩٣ انظر (التحفة) برقم (٣٨٤٧)

[1016] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠١٥)

میں اس میں کمی نہیں کرتا، میں انہیں پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھاتا ہوں اور آخری دو میں تخفیف کرتا ہوں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابواسحاق، تم سے یہی امید تھی (تمہارے بارے میں یہی گمان تھا)۔

مفردات الحدیث ❶ ذَکَروا فی صلاتِهٖ: ان کی نماز کی شکایت کی، اس پر اعتراض کیا یا اس میں عیب نکالا۔ ❷ مـا اَخْـرِمُ (ن) خَـرم شگاف ڈالنے یا سوراخ نکالنے کو کہتے ہیں، مراد ہے میں کمی نہیں کرتا۔ ❸ اَرْکُدُ(ن)، رکود، ٹھہرنے اور رکنے کو کہتے ہیں، مراد ہے پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا ہوں۔ ❹ اَحْذِفُ (ض) ہلکی کرتا ہوں اور ان میں قراءت کم کرتا ہوں، ابواسحاق، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

[1017] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1017] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[1018] ۱۵۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ قَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَمَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ذَاكَ ظَنِّي بِكَ

[1018] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے تیری ہر چیز، حتیٰ کہ نماز پڑھانے کی بھی شکایت کی ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا رہا میں تو میں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں تھوڑا قیام کرتا ہوں، اور جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی تھی، اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ کے بارے میں یہی گمان تھا، یا آپ کے بارے میں میرا ظن یہی تھا۔

مفردات الحدیث ما آلُو: میں کمی یا کوتاہی نہیں کرتا۔ الا(ن) الواء الُوًّا کمی یا کوتاہی کرنا۔

[1019] ۱۶۰۔(. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ

[1017] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠١٥)

[1018] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠١٥)

[1019] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: تطويل القيام في الركعة الاولى من ←

وَأَبِي عَوْنٍ((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِمَعْنَى))حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَقَالَ تُعَلِّمُنِى الْأَعْرَابُ بِالصَّلٰوةِ

[1019] ۔امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ بدوی مجھے نماز سکھاتے ہیں۔

[1020] ١٦١۔(٤٥٤)حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ يَعْنِى ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزْعَةَ

عَنْ أَبِى سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقَدْ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْتِى وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِى الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِمَّا يُطَوِّلُهَا

[1020] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر کی نماز کھڑی کی جاتی تو کوئی جانے والا بقیع جاتا اور اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر وضو کرتا، پھر مسجد میں آتا اور رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت کے قیام کے طویل ہونے کی بنا پر ابھی پہلی رکعت میں ہی ہوتے۔

[1021] ١٦٢۔(. .) وحَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِى

قَزْعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَاسَعِيدِ الْخُدْرِيَّ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّى لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ قُلْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا لَكَ فِى ذَاكَ مِنْ خَيْرٍ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِى اَهْلَهُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِى الرَّكْعَةِ الْأُولٰى

← صلاة الظهر برقم (٩٧٢) مختصرا ٢/ ١٦٤۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة فى الظهر والعصر برقم (٨٢٥) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٤٢٨٢)

[1020] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠١٩)

[1021] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: الجمع بين السورتين فى الركعة والقراة بالخواتيم وسورت قبل سورت وباول سورت برقم (٧٧٤) تعليقا۔ وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى النعل برقم (٦٤٩) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب: قراة بعض السورت ٢/ ١٨٦۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة فى صلاة الفجر برقم (٨٢٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٣١٣)

[1021] ۔حضرت قزعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس (استفادہ کے لیے) بہت سے لوگ موجود تھے تو جب لوگ منتشر ہو گئے (چلے گئے) میں نے عرض کیا، میں آپ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کروں گا، جن کے بارے میں یہ لوگ آپ سے سوال کر رہے تھے، میں نے کہا، میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں تو انہوں نے کہا، اس سوال میں تیرے لیے بہتری یا بھلائی نہیں ہے (کیونکہ تم ایسی نماز ہمیشہ پڑھ نہیں سکو گے) اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا، ظہر کی نماز کھڑی کی جاتی اور ہم میں سے کوئی بقیع کی طرف جاتا اور اپنی ضرورت پوری کرتا، پھر اپنے گھر آ کر وضو کرتا، پھر واپس مسجد میں آتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت ہی میں ہوتے۔“

فائدہ :...... بقیع کا فاصلہ، آپ کے دور میں آپ کی مسجد سے تقریباً ایک ایکڑ تھا۔

۳۵...... بَاب: اَلْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ

باب ۳۵: صبح کی نماز میں قراءت

[1022] ۱۶۳۔(۴۵۵) و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدُاللهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتّٰى جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ أَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أَوِ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ أَخَذَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذٰلِكَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَحَذَفَ فَرَكَعَ وَفِي حَدِيثِهِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَلَمْ يَقُلْ ابْنِ الْعَاصِ

[1022] ۔حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور سورۂ مومنون کی قراءت شروع کر دی، جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا، یا عیسیٰ علیہ السلام کا (محمد بن عباد کو شک ہے یا راویوں کا اس میں اختلاف ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانسی آنے لگی تو آپ رکوع میں چلے گئے، عبداللہ بن

[1022] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۷۲۰)

سائب رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے، عبدالرزاق کی روایت میں ہے، آپ نے قرأت بند کر دی اور رکوع میں چلے گئے، اور اس کی حدیث میں راوی کا نام عبداللہ بن عمرو ہے، آگے ابن العاص نہیں ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت قرأت کو درمیان میں بند کرنا جائز ہے اور سورۃ کی تکمیل ضروری نہیں ہے، بقول امام نووی بلا ضرورت، سورۃ کو مکمل نہ کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر یہی ہے کہ مکمل سورۃ پڑھی جائے، امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ درمیان میں قرأت موقوف کر دینا مکروہ ہے۔

تنبیہ:...... اس روایت میں عبداللہ بن عمرو کو ابن العاص قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن عمرو حجازی ہے، اور مشہور صحابی عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ہیں۔

[1023] ١٦٤ ـ (٤٥٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ سَرِيعٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ

[1023]۔ مجھے زہیر بن حرب نے یحییٰ بن سعید سے نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع سے نیز مجھے ابوکریب نے (الفاظ اس کے ہیں) ابن بشیر کے واسطہ سے مسعر کی ولید بن سریع سے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں واللیل اذا عسعس (یعنی سورۂ تکویر) پڑھتے ہوئے سنا۔

[1024] ١٦٥ ـ (٤٥٧) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ

عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ حَتَّى قَرَأَ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ قَالَ فَجَعَلْتُ أُرَدِّدُهَا وَلَا أَدْرِي مَا قَالَ

[1023] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القراة فی صلاة الصبح برقم (٣٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: القراة فی الصبح بقاف ٢/ ١٥٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: القراة فی صلاة الفجر برقم (٨١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٠٨٧)

[1024] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٠٢٣)

[1024] ۔قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے جماعت کرائی آپ نے ق والقرآن المجید(ق) شروع کی حتیٰ کہ آپ نے والنخل باسقات لها پڑھا تو میں اس آیت کو بار بار پڑھنے لگا لیکن اس کا مطلب و معنی نہیں سمجھ سکا۔

[1025] ١٦٦۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا شَرِيكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ

عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ

[1025] ۔حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فجر کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کو والنخل باسقات لها طلع نضيد ، اور کھجور کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ (گھنے) میں، پڑھتے سنا۔

[1026] ١٦٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ وَرُبَّمَا قَالَ ق

[1026] ۔حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں والنخل باسقات لها طلع نضيد پڑھا اور بعض دفعہ کہا، سورۂ ق پڑھی۔

[1027] ١٦٨۔(٤٥٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَكَانَ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا

[1027] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں ﴿ق والقرآن المجيد﴾ پڑھا کرتے تھے، اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی، یا اس کے باوجود آپ کی نماز ہلکی تھی۔

فائدہ:...... وكان صلاته بعده تخفيفا ، اس جملہ کے علماء نے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔(۱) سورۂ ق پڑھنے کے باوجود آپ کی نماز ہلکی تھی، اس لیے آپ نے اس تخفیف کو برقرار رکھا اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اگلی روایت میں سورۂ ق کی قرأت کو تخفیف قرار دے رہے ہیں۔(۲) فجر کے بعد والی نمازیں، یعنی ظہر، عصر، مغرب اور

[1025] تقدم تخريجه برقم (١٠٢٣)

[1026] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٢)

[1027] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٥)

عشاء یہ سب، فجر کی بلسبت ہلکی ہوتی تھیں، اوران میں بہ نسبت فجر کے آپ قرأت کم کرتے تھے۔(۳) ابتدائی دور میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کم تھی، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے السابقون الاولون تھے جو ایمان وعمل میں بلندترین درجہ پر فائز تھے، آپ کی نمازیں عموماً طویل ہوتی تھیں، بعد کے دور میں جب آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ گئی، اور وہ تاجر پیشہ یا زراعت پیشہ لوگ تھے، اوران میں ایسے لوگ بھی تھے، جو ایمان وعمل میں پہلوں کے مقابلہ میں کم تر تھے، اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی بنا پر، ان میں مریض، کمزور اور بوڑھوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تھی تو آپ پہلے کی بہ نسبت نماز ہلکی پڑھنے لگے۔(۴) آپ پہلی رکعت میں ہمیشہ سورۂ ق پڑھتے تھے جیسا کہ زیادہ بن علاقہ نے اپنے چچا سے بیان کیا ہے اور دوسری رکعت میں آپ تخفیف کرتے تھے، آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ پہلی رکعت لمبی پڑھتے تھے۔

[1028] ١٦٩ـ(. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ

عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ وَلَا يُصَلِّي صَلٰوةَ هٰؤُلَاءِ قَالَ وَأَنْبَأَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِق وَالْقُرْآنِ وَنَحْوِهَا

[1028]۔حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا آپ ہلکی نماز پڑھاتے تھے، اوران لوگوں کی طرح لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھاتے تھے، اورانہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ، صبح کی نماز میں ق والقرآن اوراس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ:......حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بعض دفعہ بڑی بڑی سورتیں پڑھ دیا کرتے تھے کیونکہ لوگ اس پر راضی اور مطمئن تھے، اس لیے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ق کی قرأت کو تخفیف ہی قرار دے رہے ہیں۔

[1029] ١٧٠ـ(٤٥٩) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

[1028] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٥)

[1029] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٥)

[1029] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿واللیل اذا یغشی﴾ پڑھتے اور عصر میں بھی ایسی ہی سورت پڑھتے اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔

[1030] ۱۷۱۔(٤٦٠) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الصُّبْحِ بِأَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

[1030] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں سبح باسم ربک الاعلی پڑھتے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔

[1031] ۱۷۲۔(٤٦١) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ

[1031] ۔حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھا کرتے تھے۔

[1032] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ

[1032] ۔حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھا کرتے تھے۔

[1030] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب القراة فی الصبح بالستین الی المائة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: القراة فی صلاة الفجر برقم (٨١٨) انظر (التحفة) برقم (١١٦٠٧)

[1031] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٠٣٠)

[1032] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: القراة فی المغرب برقم (٧٦٣) مطولا۔ وفی المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاته برقم (٤٤٢٩) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: قدر القراة فی المغرب برقم (٨١٠) مطولا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، ←

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ سو آیات تک کبھی ایک رکعت میں پڑھتے اور کبھی دونوں میں اور بعض دفعہ آپ نے موقع ومحل کی مناسبت سے اس سے کم قرأت بھی کی ہے اور زیادہ بھی۔

٣٦...... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

باب ٣٦: بعض نسخوں میں یہاں مغرب کی نماز میں قراءت کا عنوان موجود ہے اور ہونا چاہیے

[1033] ١٧٣ ـ (٤٦٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

[1033]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے مجھے **والمرسلات عرفا** پڑھتے ہوئے سنا تو کہنے لگیں، اے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر، آپ کی قرأت یاد دلا دی ہے، میں نے آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں یہ سورت سنی تھی۔

[1034] (...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا مَعْمَرٌ قَالَ ح و عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ ثُمَّ مَا صَلّٰى بَعْدُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

← بـاب: ما جاء في القراة في المغرب برقم (٣٠٨) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة في المغرب بالمرسلات ٢/ ١٦٨ ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: القراة في صلاة المغرب برقم (٨٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٥٢)

[1033] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٣٢)

[1034] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجهر في المغرب برقم (٧٦٥) وفي الجهاد باب: نداء المشركين برقم (٣٠٥٠) وفي المغازي، باب (١٢) برقم (٤٠٢٣) وفي التفسير باب (١) برقم (٤٨٥٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: قدر القراة في المغرب برقم (٨١١) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة في المغرب بالطور ٦/ ١٦٩ ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: القراة في صلاة المغرب برقم (٨٣٢) انظر (التحفة) برقم (٣١٨٩)

[1034] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، صالح کی حدیث میں یہ اضافہ ہے، پھر آپ نے اس کے بعد وفات تک نماز نہیں پڑھائی۔

فائدہ:...... آپ کی یہ آخری جماعت، آپ کی اقتدا میں، آپ کے گھر ادا کی گئی ہے، مسجد کی آخری نماز ظہر تھی۔

[1035] ١٧٤-(٤٦٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ

[1035] - محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں رسول اللہ ﷺ سے سورۂ طور سنی۔

[1036] (..) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1036] - امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

٣٧...... بَاب: الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ

باب ٣٧: عشاء کی نماز میں قرأت

[1037] ١٧٥-(٤٦٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ

[1035] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٣٤)

[1036] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجهر في العشاء برقم (٧٦٧) وفي باب القراة في العشاء برقم (٧٦٩) وفي التفسير باب سورت والتين برقم (٤٩٥٢) وفي التوحيد باب قول النبي ﷺ (الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة) (وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (٧٥٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: قصر قراة الصلاة في السفر برقم (١٢٢١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: القراة في صلاة النساء برقم (٣١٠) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة فيها بالتين والزيتون برقم ٢/ ٢٧٣- وفي باب القراة في الركعة الاولى من صلاة العشاء الآخرة ٢/ ٢٧٣- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراة في صلاة العشاء برقم (٨٣٤) وبرقم (٨٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٩١)

[1037] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٣٦)

عَنْ الْبَرَآءِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الْعِشَآءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُون

[1037]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے، آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو اس کی ایک رکعت میں ﴿والتين والزيتون﴾ پڑھی۔

[1038] ۱۷۶۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهٗ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ فَقَرَأَ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُون

[1038]۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی آپ نے ﴿والتين والزيتون﴾ کی قرأت کی۔

[1039] ۱۷۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَآءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ

[1039]۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عشاء کی نماز میں ﴿والتين والزيتون﴾ سنی، میں نے کسی کو آپ سے زیادہ اچھی آواز میں پڑھتے نہیں سنا۔

[1040] ۱۷۸۔(٤٦٥)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتَى قَوْمَهٗ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهٗ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهٗ اَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَاٰتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1038] تقدم تخريجه برقم (١٠٣٦)

[1039] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: امامة من يصلى بقوم وقد صلى تلك الصلاة برقم (٦٠٠) مختصرا۔ وفى باب تخفيف الصلاة برقم (٧٩٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: اختلاف نية الامام والماموم ٢/ ١٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٣)

[1040] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح باب: القراة فى العشاء الآخرة بالشمس وضحاها ٢/ ١٧٣۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٦) انظر (التحفة) برقم (٢٩١٢)

فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا)) قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِعَمْرٍو إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ ((اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى)) فَقَالَ عَمْرٌو نَحْوَ هٰذَا

[1040]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر آ کر اپنے قبیلہ کی مسجد میں امامت کرواتے تھے، ایک رات انہوں نے عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کی امامت کی اور (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی، ایک شخص نماز سے سلام پھیر کر الگ ہوگیا، پھر اکیلا نماز پڑھ کر چلا گیا، (اس کے بلا جماعت، اکیلے نماز پڑھنے کی بنا پر) لوگوں نے اس سے پوچھا، اے فلاں! تو منافق ہوگیا ہے؟ اس نے جواب دیا، اللہ کی قسم! نہیں، اور میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس معاملہ سے آگاہ کروں گا، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ رسول ﷺ! ہمارا کام اونٹوں کے ذریعہ پانی سینچنا ہے، ہم لوگ دن بھر محنت مشقت (کام کاج) کرتے ہیں، (اور گزشتہ رات) معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی۔ پھر (اپنے قبیلہ کی مسجد میں) آ کر سورۂ بقرہ شروع کر دی، رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) حضرت معاذ کی طرف رخ فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! کیا لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ یہ یہ سورۃ پڑھا کرو۔'' سفیان نے کہا، میں نے عمرو سے پوچھا، ابوزبیر نے ہمیں جابر رضی اللہ عنہ سے سنایا، کہ آپ نے فرمایا: والشمس وضحاها، اور والضحیٰ اور والليل اذا يغشى اور سبح اسم ربك الاعلى پڑھا کرو، عمرو نے کہا، ایسے ہی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ فتّان: فتنہ پرور، ابتلاء و آزمائش میں ڈالنے والا، یعنی یہ چیز لوگوں کے لیے نماز سے پیچھے رہنے کا سبب بن سکتی ہے، حالانکہ جماعت کا اہتمام ضروری ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الگ نماز پڑھنے والے کو منافق کہا)۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز ہو سکتی ہے، کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت معاذ، مسجد نبوی میں جہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہے اور آپ کی اقتدا میں جہاں نماز پڑھنے میں خشوع وخضوع اور طمانیت وتسکین زیادہ ہے، فرض نماز ہی پڑھتے تھے، کیونکہ پہلے انہوں نے نماز نہیں پڑھی ہوئی ہوتی کہ یہ نماز نفلی ہو جاتی۔ مزید برآں بعض روایات میں یہ تصریح موجود ہے، کہ

ان کی نماز قوم کے ساتھ نفلی ہوتی تھی، هى له تطوع وهى لهم فريضة، یہ نماز معاذ کی نفل اور قوم کی فرض ہوتی تھی۔ اس لیے احناف اور امام مالک کا یہ نظریہ درست نہیں ہے کہ متنفل کے پیچھے مفرض کی نماز نہیں ہوتی۔ ❷ امام کو چاہیے کہ وہ نماز اتنی طویل نہ پڑھے، جو مقتدیوں کے لیے مشقت کا باعث ہو، خاص کو جبکہ اس کے مقتدی، ضعیف، بوڑھے اور محنت پیشہ لوگ ہوں۔ ❸ ایک واضح اور کھلی بات کی مخالفت کرنے والوں کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی جاسکتی ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ کر جاتے تھے، اس طرح انہیں آپ کی قراءت کا پتہ چلتا رہتا تھا، اس کے باوجود انہوں نے اس کو نظر انداز کیا، اور اپنے پیچھے محنت ومشقت کرنے والے نمازیوں کا خیال نہ رکھا تو آپ نے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔

[1041] ١٧٩۔(. .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَآءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلَّى فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى))

[1041]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قرأت کی ہم میں سے ایک آدمی نے سلام پھیر کر الگ نماز پڑھ لی، معاذ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے کہا وہ منافق ہے، جب اس آدمی تک یہ بات پہنچی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور معاذ کی بات بتائی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم ابتلاء میں ڈالنے والا بننا چاہتے ہو؟'' جب لوگوں کی امامت کراؤ تو والشمس وضحاها، سبح اسم ربك الاعلى، اقرأ باسم ربك الذى خلق اور والليل اذا يغشى پڑھا کرو۔ (ان آیات سے پوری سورۃ پڑھنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)۔

[1042] ١٨٠۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

[1041] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٦٩)

[1042] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى كتاب الاذان، باب: اذا صلى ثم ام قوما برقم (٧١١) انظر (التحفة) برقم (٢٥٠٤)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ

[1042] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم میں آ کر یہی نماز ان کو پڑھاتے تھے۔

[1043] ١٨١ ۔ (. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ

[1043] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم کی مسجد میں آ کر ان کو نماز پڑھاتے تھے۔

٣٨ ...... بَاب: أَمْرِ الْأَئِمَّةِ بِتَخْفِيفِ الصَّلٰوةِ فِي تَمَامٍ

باب ٣٨ : اماموں کو نماز پوری اور ہلکی پڑھانے کا حکم

[1044] ١٨٢ ۔ (٤٦٦) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَرَآئِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ))

[1043] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العلم، باب: الغضب فی الموعظة والتعليم اذا رای ما يكره برقم (٩٠) وفی الاذان، باب: تخفيف الامام فی القيام واتمام الركوع والسجود برقم (٧٠٢) وفی باب من شكا امامه اذا طول برقم (٧٠٤) وفی الادب، باب: وقال الله تعالى ﴿وجاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم﴾ برقم (٦١١٠) وفی الاحكام، باب: هل يقضی القاضی ويفتی وهو غضبان برقم (٧١٥٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٤)

[1044] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٠٤٣)

[1044]۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، میں فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں، کیونکہ وہ ہمیں بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے، ابو مسعود بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو پند و نصیحت کرتے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک کبھی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ لوگوں کو (دین، نماز) سے متنفر کرنے والے ہیں، تم میں سے جو بھی لوگوں کا امام بنے وہ تخفیف کرے، کیونکہ اس کے پیچھے، بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں۔

[1045] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

[1045] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1046] ١٨٣ـ(٤٦٧) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ((إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ))

[1046]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے (ان کا امام بنے) تو وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ نمازیوں میں بچے، بوڑھے کمزور اور بیمار بھی ہوتے ہیں، اور جب اکیلا پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔''

[1047] ١٨٤ـ(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ((إِذَا مَا قَامَ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلٰوةَ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلٰوتَهُ مَا شَآءَ))

[1045] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء اذا ام احدكم الناس فليخفف برقم (٢٣٦) وقال: حديث ابي هريرة حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٨٣)

[1046] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٢)

[1047] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٤١)

[1047] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بنے تو وہ نماز میں تخفیف کرے، کیونکہ لوگوں میں بوڑھے اور ضعیف (کمزور) بھی ہوتے ہیں، اور جب اکیلا پڑھے تو اپنی نماز جتنی چاہے طویل کر لے۔"

[1048] ١٨٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِي النَّاسِ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَذَا الْحَاجَّةِ))

[1048] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ لوگوں میں کمزور، بیمار اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

[1049] (. .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ بَدَلَ السَّقِيمَ الْكَبِيرَ

[1049] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ یہاں راوی نے سقیم (بیمار) کی جگہ کبیر (بوڑھا) کہا۔

[1050] ١٨٦۔(٤٦٨)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ انَا أَبِي قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي
عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ ادْنُهْ فَجَلَّسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ ((أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ))

[1048] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٦٧)
[1049] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٧٣)
[1050] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٧) انظر (التحفة) برقم (٩٧٦٦)

[1050] ۔حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ۔ میں نے عرض کیا مجھے کچھ جھجک محسوس ہوتی ہے، آپ نے فرمایا: قریب ہو جا۔'' آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا، پھر اپنی ہتھیلی میرے سینہ پر میرے پستانوں کے درمیان رکھی، پھر فرمایا: ''پھر جا'' پھر نے کے بعد آپ نے ہتھیلی میری پشت پر میرے کندھوں کے درمیان رکھی، پھر فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ اور جولوگوں کا امام بنے وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ان میں بیمار بھی ہوتے ہیں، ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اور ان میں ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

فوائد :...... ❶ انی اجد فی نفسی کے علماء نے مختلف مفہوم مراد لیے ہیں: (۱) میں امام بن کر عجب اور تکبر میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہوں۔ (۲) میں شرم وحیا اور اس کام کی ادائیگی میں کمزوری محسوس کرتا ہوں۔ (۳) میں نماز میں وسوسہ میں مبتلا ہو جاتا ہوں، اور اس کی تائید میں عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں یہ آیا ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! شیطان میری نماز میں حرج ڈال دیتا ہے، مجھے قرآن پڑھتے بھلا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے ان کی یہ خرابی دور ہوگئی۔ ❷ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، نماز میں سب لوگوں کو شریک ہونا چاہیے، اپنی کمزوری، بیماری یا ضرورت کو جماعت سے پیچھے رہنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے اور امام کو بھی اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

[1051] ۱۸۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ

عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ))

[1051] ۔حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری وصیت وتلقین یہ فرمائی تھی، جب تم لوگوں کی امامت کرو تو اس میں تخفیف کا خیال رکھنا (نماز ہلکی پڑھانا)۔

مفردات الحدیث ✲ عهد اليه (س) اس کو وصیت وتلقین کی۔

[1051] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٠١٦)

[1052] ۱۸۸۔(٤٦٩)وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَانَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوجِزُ فِي الصَّلٰوةِ وَيُتِمُّ

[1052] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز تخفیف سے پڑھاتے اور کامل (اعتدال و سکون کے ساتھ) پڑھاتے۔

[1053] ۱۸۹۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيٰى انَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِي تَمَامٍ

[1053] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے ہلکی اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

[1054] ۱۹۰۔(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى انَا وَقَالَ الْآخَرُونَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا أَتَمَّ صَلٰوةً مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1054] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی نماز اور کامل اعتدال والی نماز کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

[1055] ۱۹۱۔(٤٧٠)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ

[1052] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا ام احدكم الناس فليخفف برقم (٢٣٧) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی الامامة، باب: ما على الامام من التخفيف ٢/ ٩٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٢)

[1053] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: من خفف الصلاة عند بكاء الصبی برقم (٧٠٨) انظر (التحفة) برقم (٩٠٨)

[1054] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٠)

[1055] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: من اخف الصلاة عند بكاء الصبی برقم (٧٠٩) وبرقم (٧١٠) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الامام يخفف الصلاة اذا حديث امر برقم (٩٨٩) انظر (التحفة) برقم (١١٧٨)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ الْخَفِيفَةِ أَوْ بِالسُّورَةِ الْقَصِيرَةِ

[1055] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماں کے ساتھ والے بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے جب کہ آپ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے پھر اس کے رونے کی وجہ سے ہلکی یا چھوٹی سورۃ پڑھتے۔

[1056] ۱۹۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلٰوةَ أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ))

[1056] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لمبی نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کرتا ہوں، پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کے رونے کی وجہ سے ماں کے شدید غم میں مبتلا ہونے کی وجہ (کے ڈر) سے ہلکی نماز پڑھا دیتا ہوں۔

مفردات الحدیث ٭ وَجد: غم وحزن۔

فائدہ :...... اثنائے نماز میں کسی تخفیف کے طالب کام کے پیدا ہو جانے سے امام نماز میں تخفیف کر سکتا ہے، جب کہ وہ کام ایسا ہو جو مقتدیوں کے لیے یا ان میں سے بعض کے لیے نماز سے مشغولیت اور غفلت کا سبب بنتا ہو، آپ نے بچے کے رونے کو ماں کے نماز سے مشغول ہونے کے سبب (کہ وہ اس سے محبت کی بنا پر اس کے رونے سے غم وحزن میں مبتلا ہو کر نماز پر توجہ نہیں دے سکی) نماز میں تخفیف کی ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے نامعلوم نمازیوں کو رکعت میں شریک کرنے کے لیے قیام کو کچھ طویل بھی کیا جا سکتا ہے۔

[1056] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان باب: حد اتمام الركوع والاعتدال فيه والطمانينة برقم (٧٩٢) وفی باب: الطمانينة حين يرفع راسه من الركوع برقم (٨٠١) وفی الاذان: باب المكث بين السجدتين برقم (٨٢٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: طول القيام من الركوع وبين السجدتين برقم (٨٥٢) و (٨٥٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی اقامة الصلب اذا رفع راسه من الركوع والسجود برم (٢٧٩) وبرقم (٢٨٠) والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق، باب: قدر القيام بين الرفع من الركوع والسجود ٢/ ١٩٨ وفی باب قدر الجلوس بين السجدتين برقم (١١٤٧) وفی السهو باب: جلسة الامام بين التسليم والانصراف برقم (١٣٣١) انظر (التحفة) برقم (١٧٨١)

٣٩...... بَاب :اعْتِدَالِ أَرْكَانِ الصَّلٰوةِ وَتَخْفِيفِهَا فِي تَمَامٍ

باب ٣٩: نماز کے ارکان میں اعتدال (سکون واطمینان) اور اس کے کمال کے ساتھ نماز میں تخفیف کرنا

[1057] ١٩٣ ـ(٤٧١) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ حَامِدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَمَقْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

[1057] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز پر غور کیا تو میں نے آپ کے قیام، رکوع، رکوع کے بعد قومہ میں اعتدال، آپ کے سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ، دوسرے سجدہ اور سلام پھیرنے کے بعد رخ پھیرنے کے لیے بیٹھنے کو تقریباً برابر پایا۔

فائدہ:...... اس حدیث میں آپ کی مستقل عادت مبارکہ کو بیان نہیں کیا گیا کہ آپ ہمیشہ قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کرنے تک کا وقفہ برابر رکھتے تھے، بلکہ بعض دفعہ آپ نے ایسے بھی کیا ہے، جبکہ آپ نے قرأت انتہائی مختصر کی ہے، مثلاً آپ نے بعض دفعہ صبح کی نماز میں معوذتین کی قرأت بھی کی ہے تو ایسے اوقات میں تمام ارکان نماز میں فرق تھوڑا رہ جاتا، سب بالکل برابر نہیں ہوتے، اس لیے صحابی نے قریباً من السواء کہا، لیکن جب آپ قرأت طویل کرتے تھے، مثلاً آپ نے صبح کی نماز میں، سورۃ واقعہ، یٰس، ق کی تلاوت فرمائی ہے، ظہر میں الم تنزیل السجدہ، لقمان، ذاریات کی تلاوت فرمائی ہے اور شام کی نماز میں اعراف، دخان، طور اور مرسلات کی قرأت فرمائی ہے تو ایسے حالات میں، رکوع سجود اور قومہ وجلسہ قیام کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

یا اس حدیث کا مقصد یہ لینا ہوگا، تمام ارکان میں آپ تناسب کا لحاظ رکھتے تھے کہ اگر قرأت لمبی کرتے تو رکوع، سجود اور قومہ وجلسہ بھی لمبا کرتے تھے، یہ نہیں کہ قرأت تو طویل ہو اور باقی ارکان بہت مختصر ہوں، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کانت صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ متقاربۃ، کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز میں تناسب ہوتا تھا۔ (یعنی تمام ارکان متناسب ہوتے تھے۔ اس لیے بعض دفعہ نبی اکرم ﷺ قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرے رہتے، کہ مقتدیوں کو خیال ہوتا، شاید آپ بھول گئے ہیں)۔

[1057] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠٥٦)

[1058] ١٩٤-(. .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ غَلَبَ عَلَى الْكُوفَةِ رَجُلٌ قَدْ سَمَّاهُ زَمَنَ ابْنِ الْأَشْعَثِ فَأَمَرَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَكَانَ يُصَلِّي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ قَدْرَ مَا أَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَا السَّمٰوٰتِ وَمِلَا الْأَرْضِ وَمِلَا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ الْحَكَمُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى فَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرُكُوعُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَسُجُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى فَلَمْ تَكُنْ صَلٰوتُهُ هٰكَذَا

[1058]- حضرت حکم سے روایت ہے کہ ابن اشعث کے زمانہ میں ایک شخص کوفہ پر غالب آ گیا، (حکم نے اس کا نام لیا تھا، اور وہ مطر بن ناجیہ تھا) اس نے ابوعبیدہ بن عبداللہ کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دیا تو وہ نماز پڑھاتے تھے، جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیتا: ''اے اللہ! تو اس قدر حمد وستائش کا حقدار ہے جس سے سب آسمان، زمین اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے بھر جائے، اے ثنا اور مجد (عظمت و بزرگی) کے لائق جو تو دے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جو تو نہ دینا چاہے (روک لے) وہ کوئی بھی دے نہیں سکتا، اور نہ کسی محنت وکوشش کرنے کی کوشش تیرے مقابلہ میں اس کو فائدہ دے سکتی ہے یا کسی عظمت و بزرگی والے کی عظمت و دولت تیرے مقابلہ میں اس کو نفع دے سکتی ہے۔ (جَد دولت وتونگری یا عظمت) حکم کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سنائی تو اس نے کہا، میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز (قیام) آپ کا رکوع اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے، آپ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان والا جلسہ یہ سب تقریباً برابر تھے۔ شعبہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث عمرو بن مرہ کو بتائی تو اس نے کہا، میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا ہے، وہ اس کیفیت سے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا قیام بھی نماز کے دوسرے ارکان وافعال کے تقریباً برابر تھا، اور عمرو بن مرہ نے یہی ظاہری معنی لیا، اس لیے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی

[1058] تقدم تخريجه برقم (١٠٥٦)

نماز اس کیفیت کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ ان کا قیام اور تشہد کے لیے قعود لمبا ہوتا تھا اور آپ کی نماز میں عام طور پر یہ دونوں رکن لمبے ہوتے تھے، اس لیے براء کی بعض روایات میں ما خلا القیام والقعود کا استثناء موجود ہے، (بخاری شریف) اور مسلم کی ان روایتوں میں تشہد کے لیے قعود (بیٹھنا) کا تذکرہ نہیں ہے۔

[1059] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ مَطَرَ بْنَ نَاجِيَةَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى الْكُوفَةِ أَمَرَ أَبَا عُبَيْدَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1059] ۔حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مطر بن ناجیہ کوفہ پر غالب آیا، اس نے ابوعبیدہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا اور مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1060] ۱۹۵۔(۴۷۲)حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا قَالَ فَكَانَ أَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ مَكَثَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ

[1060] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں تمہیں ایسی نماز پڑھانے میں کوتاہی نہیں کرتا، جیسی میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیں پڑھاتے دیکھا، ثابت نے کہا، انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا کام کیا کرتے تھے، جو میں تمہیں کرتے ہوئے نہیں دیکھتا جب وہ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے، سیدھے کھڑے ہو جاتے، حتیٰ کہ گمان کرنے والا یہ سمجھتا کہ وہ بھول گئے ہیں اور جب وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے، ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا وہ بھول گئے ہیں۔

[1061] ۱۹۶۔(۴۷۳) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ انَا ثَابِتٌ

[1059] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: المكث بین السجدتین برقم (۸۲۱) انظر (التحفة) برقم (۲۹۸)

[1060] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: طول القیام من الركوع وبین السجدتین برقم (۸۵۳) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (۳۲۲)

[1061] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: من یسجد من خلف الامام برقم (۶۹۰) وفی باب: رفع البصر الی الامام فی الصلاة برقم (۷۴۷) وفی باب: السجود علی سبعة اعظم برقم (۸۱۱) بنحوه۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یامر به الماموم من اتباع الامام برقم (۶۲۰) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی كراهیة ان یبادر الامام ←

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ أَحَدٍ أَوْجَزَ صَلٰوةً مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي تَمَامٍ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَارِبَةً وَكَانَتْ صَلٰوةُ أَبِي بَكْرٍ مُتَقَارِبَةً فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَدَّ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) قَامَ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ

[1061]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی، رسول اللہ ﷺ کی نماز (کے تمام ارکان) متناسب (قریب قریب) ہوتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی متناسب قریب قریب یکساں) ہوتی تھیں، جب عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے نماز فجر (کی قرأت) لمبی کر دی، اور رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ ہم کہتے شاید آپ بھول گئے ہیں (بعد کی نماز کا خیال ہی نہیں رہا) پھر سجدہ کرتے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے رہتے، حتیٰ کہ ہم خیال کرتے شاید آپ بھول گئے ہیں۔

۴۰...... بَاب: مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ وَالْعَمَلِ بَعْدَهُ

باب ۴۰: امام کی متابعت (پیروی) اور ہر کام امام کے بعد کرنا

[1062] ۱۹۷۔(۴۷۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ ح و قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرَ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَائَهُ سُجَّدًا

[1062]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ (وہ جھوٹے نہ تھے) سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے، جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھا لیتے تو میں کسی کو اس وقت تک اپنی پشت جھکاتے نہ دیکھتا، جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دیتے پھر آپ کے پیچھے والے سجدہ میں جاتے۔

← بالركوع والسجود برقم (۲۸۱) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: مبادرة الامام ۲/ ۹٦ انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۲)

[1062] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۰٦۱)

فائدہ: ...... حضرت براء رضی اللہ عنہ کے لیے عبداللہ بن یزید کا غیر کذوب کہنا، حالانکہ الصحابة کلھم عدول کی رو سے اس کی ضرورت نہیں، محض ان کی تعریف و توصیف کے لیے ہے، توثیق و توکید کے لیے نہیں ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے مقتدی اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکیں، جب تک امام اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دے۔

[1063] ۱۹۸۔(. .) و حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ ا نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ)) حَتّٰى يَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ

[1063] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ (وہ جھوٹے نہ تھے) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہو جاتے) تو ہم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک اپنی پشت نہ جھکاتا، جب تک رسول اللہ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے، پھر ہم آپ کے بعد سجدہ کرتے یا سجدہ میں گرتے۔

[1064] ۱۹۹۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوإِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ نَتَّبِعُهُ

[1064] ۔حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہمیں براء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، جب آپ رکوع میں چلے جاتے تو وہ رکوع کرتے اور جب آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم آپ کو دیکھتے کہ آپ نے اپنا ماتھا (پیشانی) زمین پر رکھ دیا پھر ہم آپ کی پیروی کرتے (سجدہ میں چلے جاتے)۔

[1063] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یومر به الماموم من اتباع الامام برقم (٦٢٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣)

[1064] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یومر به الماموم من اتباع الامام برقم (٦٢٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣)

[1065] ۲۰۰۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ انا أَبَانُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ سَجَدَ فَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْكُوفِيُّونَ أَبَانُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَتّٰى نَرَاهُ يَسْجُدُ

[1065]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (نماز میں) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے، ہم میں سے کوئی ایک اس وقت تک اپنی پشت نہ جھکاتا، یہاں تک کہ ہم آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ سجدہ میں جا چکے ہیں، زہیر نے کہا، ہمیں سفیان نے بتایا کہ ہمیں کوفیوں ابان وغیرہ نے حدیث سنائی اور اس نے نراہ قد سجد کی جگہ نراہ یسجد کہا۔

[1066] ۲۰۱۔(٤٧٥) حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ عَوْنِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ قَالَ نَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ الْأَشْجَعِيُّ أَبُوأَحْمَدَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ مَوْلٰى آلِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَكَانَ لَا يَحْنِي رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْتَتِمَّ سَاجِدًا

[1066]۔حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو میں نے آپ کو فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس (سورۃ تکویر) پڑھتے سنا۔ اور ہم میں سے کوئی آدمی اپنی پشت نہیں جھکاتا تھا حتیٰ کہ آپ پوری طرح سجدہ میں چلے جاتے۔

٤١...... بَاب: مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب ٤١: رکوع سے سر اٹھا کر نمازی کیا کہے گا

[1067] ۲۰۲۔(٤٧٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ

[1065] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٧٢١)

[1066] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٤٦) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٧٨) انظر (التحفة) برقم (٥١٧٣)

[1067] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٠٦٦)

عَنِ ابْنِ أَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وِمِلْءَ الْاَرْضِ وِمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ))

[1067] ۔حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جب رکوع سے اپنی پشت اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده، اللهم ربنا لك الحمد الحديث، کہتے: اے اللہ! ہمارے آقا و مالک تیرے لیے ہی تعریف وتوصیف ہے، آسمانوں کی پورائی اور زمین کی پورائی اور جس چیز کی بھرائی تو ان کے سوا چاہے۔

[1068] ۲۰۳۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وِمِلْءَ الْاَرْضِ وِمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ))

[1068] ۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! ہمارے آقا تیری ہی تعریف آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے وہ بھر کر۔

[1069] ۲۰۴۔(. . .) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِیْ اَوْفٰی یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وِمِلْءَ الْاَرْضِ وِمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ))

[1069] ۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! ہمارے آقا تیرے لیے وہ حمد سزاوار ہے، جس سے آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے اور ان کے سوا جو ظرف تو چاہے وہ بھر جائے اے اللہ مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک صاف کر دے، اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

[1068] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الغسل، باب: الاغتسال بالثلج والبرد برقم (۱/ ۱۹۸)۔ وفی باب الاغتسال بالماء البارد برقم (۱/ ۱۹۹)۔ انظر (التحفة) برقم (۵۱۸۱)

[1069] تقدم فی الحدیث السابق برقم (۱۰۶۸)

[1070] (. .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ مُعَاذٍ ((كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّرَنِ)) وَفِي رِوَايَةِ يَزِيدَ ((مِنَ الدَّنَسِ))

[1070] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، معاذ کی روایت میں وسخ کی جگہ "درنٌ" اور یزید کی روایت میں "دَنسٌ" ہے۔

[1071] ٢٠٥-(٤٧٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

[1071]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو فرماتے: اے ہمارے آقا! تیرے ہی لیے تعریف ہے، آسمان وزمین بھر کر اوران کے سوا جس ظرف کی پورائی تو چاہے، اے ثناء اور عظمت کے حقدار، صحیح ترین جو بات بندہ کہتا ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ (وہ یہ ہے) اے اللہ! جو چیز تو عنایت فرمانا چاہے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جس چیز سے تو محروم کر دے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی بزرگی وعظمت والے کی دولت وتونگری تیرے مقابلہ میں سودمند نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ ثناء: تعریف وتوصیف، ❷ مجد: عظمت وبزرگی،شرف ورفعت۔ ❸ جد: نصیبہ، خوش قسمتی، اقتدار،عظمت وبزرگی، دولت وتونگری، اگر جَدَّ (ض۔ ن) جَدًّا سے مصدر مراد لیں تو معنی ہوگا محنت وکوشش کرنا۔ ❹ اهل الثناء والمجد: نداء یا مدح کی بنا پر منصوب ہے۔اور حق ما قال العبد، مبتدا ہے اور اللهم لا مانع الخ خبر ہے۔اور کلنا لك عبد جملہ معترضہ ہے۔

[1070] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب ما يقول: اذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبيق، باب: ما يقول فی قيامه ذلك ٢/ ١٩٨۔ انظر (التحفة) برقم (٤٢٨١)

[1071] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی التطبيق، باب: ما يقول فی قيامه ذلك ٢/ ١٩٨۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٥٤)

[1072] ٢٠٦-(٤٧٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

[1072] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ، جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ، ہمارے آقا! تیرے ہی لیے تعریف ہے، آسمانوں کو بھر کر، زمین بھر کر اور ان کے درمیان کا خلا بھر کر اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے وہ بھر کر، اے تعریف وتوصیف اور بزرگی کے حقدار جو چیز تو عنایت فرمائے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا، اور جس سے تو محروم کر دے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی صاحب اقتدار اور سلطنت کے لیے اس کا اقتدار تیرے مقابلہ میں سودمند نہیں ہے۔

تنبیہ: ...... ملءَ السموت: کو اگر حمد کی صفت بنائیں تو مرفوع ہوگا، اگر حرف جر محذوف مانیں تو مجرور ہوگا اور اگر مصدر محذوف کی صفت مانیں تو منصوب ہوگا، اور عام طور پر اس کو منصوب ہی پڑھتے ہیں۔

[1073] (...) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا حَفْصٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1073] امام صاحب اسے ایک اور استاد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں اور دعا صرف ملأَ ما شئت من شيء بعد تک نقل کرتے ہیں، بعد والے دعائیہ کلمات بیان نہیں کرتے۔

فائدہ: ...... اللهم لا مانع الخ کو بندے کی صحیح ترین بات قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں انسان اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر انسان کو کچھ نہیں حاصل ہوسکتا، انسان کو جو چیز اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو دے نہیں سکتی اور جو وہ دینا چاہے دنیا

[1072] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧١)

[1073] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الدعاء في الركوع والسجود برقم (٨٧٦) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: الامر بالاجتهاد في الدعاء والسجود برقم ٢/٢١٧۔ وفي باب: تعظيم الرب في الركوع برقم (٢/ ١٨٩ و ١٩٠۔ وابن ماجه في (سننه) في تعبير الرويا، باب الرويا الصالحة يراها المسلم او ترى له برقم (٣٨٩٩) انظر (التحفة) برقم (٥٨١٢)

کی کوئی طاقت اس کو اس سے محروم نہیں کر سکتی۔ اس لیے انسان کو ناجائز تدابیر اور ذرائع کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اوران حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے بعد دعا پڑھتے تھے کبھی چھوٹی اور کبھی بڑی، اس لیے مقتدی کی طرح امام کو بھی رکوع کے بعد دعا پڑھنی چاہیے، اوران حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ لامحدود حمد وثنا کا حقدار ہے، آسمانوں، زمین اور خلا کی پورائی کا مقصد یہی ہے کیونکہ انسانی پیمانوں کے اعتبار سے یہ چیزیں ماپنی ممکن نہیں ہیں۔

٤٢...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ٤٢: رکوع اور سجدہ میں قرأت قرآن (قرآن پڑھنا) ممنوع ہے

[1074] ٢٠٧-(٤٧٩) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ)) لَكُمْ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ

[1074]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے کا پردہ اٹھایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے اب صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں، جو خود مسلمان دیکھے گا، یا اس کے بارے میں دوسرے کو دکھایا جائے گا، خبردار مجھے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے، رہا رکوع تو اس میں اپنے رب کی عظمت وکبریائی بیان کرو اور رہا سجدہ تو اس میں خوب دعا کرو، وہ اس لائق ہے کہ اس کو تمہارے حق میں قبول کرلیا جائے۔ فَقَمِنٌ لائق ہے۔ قابل ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث میں، اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے، اور آپ کے بعد چونکہ کوئی اور نبی نہیں آنا، آپ پر نبوت ورسالت ختم ہو چکی ہے اس لیے وحی کی آمد کا سلسلہ بھی منقطع ہوجائے گا، صرف اچھے خواب رہ جائیں گے، جو کسی کو اپنے یا دوسرے کے حق میں نظر آسکیں گے۔ ❷ قرأت

[1074] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٣)

کا موقع اور محل قیام ہے، اور رکوع وسجود، جو عاجزی اور فروتنی پر دلالت کرتے ہیں، ان میں اللہ کے حضور اپنے عجز ونیاز کا اظہار کیا جائے گا، (ان کے اوراد اور وظائف اگلے باب میں آ رہے ہیں) اس لیے ان میں قرآن نہیں پڑھا جائے گا۔

[1075] ٢٠٨۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوْ تُرٰى لَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ

[1075]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھایا اور مرض الموت میں آپ کا سر پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ تین دفعہ فرمایا۔ (نبوت کی بشارتوں سے صرف خواب باقی رہ گئے ہیں، جسے نیک انسان دیکھے گا یا اس کے حق میں دوسرے کو دکھایا جائے گا)۔ اس کے بعد سفیان کی طرح حدیث بیان کی۔

تنبیه: ...... بیروت کے نسخہ میں قال ابوبکر حدثنا سفیان عن سلیمان کو حدیث ۱۰۷۵ کی سند میں ملا دیا گیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے، اس کا تعلق اوپر والی حدیث سے ہے اور حدیث ۱۰۷۵ کی سند، حدثنا یحییٰ بن ایوب سے شروع ہوتی ہے، نیز اس نسخہ میں الرویا کے بعد الصالحۃ کا لفظ نہیں ہے اور پاکستانی نسخوں میں الصالحۃ کا لفظ موجود ہے۔

[1075] اخرجه مسلم في (صحيحه) في اللباس والزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر برقم (٢٩) وبرقم (٣٠) وبرقم (٣١) وابو داود في (سننه) في اللباس باب: من كرهه برقم (٤٠٤٤) وبرقم (٤٠٤٥) وبرقم (٤٠٤٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في النهي عن القراة في الركوع والسجود برقم (٢٦٤) وقال: حديث على حديث حسن صحيح۔ وفي اللباس باب: ما جاء في كراهية خاتم الذهب برقم (١٧٣٧) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب النهي عن القراة في الركوع برقم (٢/ ١٨٩ مطولا۔ وفي باب النهي عن القراة في السجود برقم (٢/ ٢١٧۔ وفي الزينة، باب خاتم الذهب برقم ٨/ ١٦٧ و ١٦٨ و برقم (٨/ ١٦٧ وبرقم (٨/ ١٦٨ وفي باب: الاختلاف على يحيى بن ابى كثير فيه برقم (٨/ ١٦٩ وبرقم ٨/ ١٦٣ وفي باب النهي عن لبس خاتم الذهب برقم ٨/ ١٩١ وبرقم ٨/ ١٩٢۔ وفي باب النهي عن لبس المعصفر برقم ٨/ ٢٠٤۔ وفي باب خاتم الذهب ٨/ ١٦٨۔ والترمذي في (جامعه) في اللباس باب: ما جاء في كراهية المعصفر للرجال برقم (١٧٢٥) وابن ماجه في (سننه) في اللباس باب: كراهية المعصفر للرجال برقم (٣٦٠٢) وفي باب النهي عن خاتم الذهب برقم (٣٦٤٢) انظر (التحفة) بر (١٠١٧٩)

[1076] ۲۰۹۔(۴۸۰) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

[1076] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔

[1077] ۲۱۰۔(۴۸۰) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ انَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ

[1077] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روکا۔

[1078] ۲۱۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ انَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ

[1078] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرأت کرنے سے منع کیا، میں یہ نہیں کہتا، تمہیں منع کیا۔

فائدہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تم رکوع وسجود قرأت کر سکتے ہو، کیونکہ یہ ممانعت تو سب کے لیے ہے، صرف اتنا بتانا مقصود ہے، آپ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا تھا۔

[1076] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٥)

[1077] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٥)

[1078] اخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب النهى عن القراة فى الركوع برقم ٢/ ١٨٨ مطولا۔ وفى باب: النهى عن القراة فى السجود برقم (٢/ ٢١٧ مطولا۔ وفى اللباس: باب: خاتم الذهب ٨/ ١٦٧۔ وفى باب النهى عن لبس خاتم الذهب ٨/ ١٩١۔ انظر (التحفة) برقم (١٠١٩٤)

[1079] ٢١٢-(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَا نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي حِبِّي ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

[1079] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنے سے منع فرمایا۔

[1080] ٢١٣-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ كُلُّ هٰؤُلَآءِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ح إِلَّا الضَّحَّاكَ وَابْنَ عَجْلَانَ فَإِنَّهُمَا زَادَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا نَهَانِي عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ عَنْهَا فِي السُّجُودِ كَمَا ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَالْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ

[1080] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مختلف راویوں سے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین کی اپنے باپ سے علی رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں ضحاک اور ابن عجلان نے علی رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اضافہ کیا ہے) سب نے کہا کہ آپ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن کی قرأت سے روکا، ان میں سے کسی نے اپنی روایت میں، زہری، زید بن اسلم، ولید بن کثیر اور داود بن قیس کی روایات کی طرح، سجدے میں قرأت کرنے سے روکنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[1079] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠٧٨) واما طريق هارون بن عبدالله وطريق المقدمى تقدم تخريجه برقم (١٠٧٥)

[1080] تقدم تخريجه برقم (١٠٧٥)

[1081] (. . .) و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوْا نَهَانِيْ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَ لَمْ يَذْكُرُوْ فِيْ رِوَايَتِهِمْ النَّهْى فِي السُّجُوْدِ۔

[1081] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔لیکن سجدہ میں قرأت کا تذکرہ نہیں کیا۔ یافی السجود نہیں کہا۔

[1082] ۲۱٤۔(٤٨١) و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ لا يَذْكُرُ فِي الْإِسْنَادِ عَلِيًّا

[1082]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، مجھے رکوع کی حالت میں قرأت سے منع کیا گیا ہے۔اس سند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

٤٣...... بَاب: مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ٤٣: رکوع اور سجدہ میں کیا کہا جائے گا

[1083] ۲۱۵۔(٤٨٢) و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَآءَ))

[1083]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کی رحمت کے بہت قریب ہوتا ہے لہٰذا اس میں خوب دعا کرو۔

[1081] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزينة باب النهی عن لبس خاتم الذهب برقم ٨/ ١٩١ مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٨٦)

[1082] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی التطبيق باب: اقرب ما يكون العبد من الله عزوجل برقم ٢/ ٢٢٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٥)

[1083] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب الدعاء فی الركوع والسجود برقم (٨٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٦)

فائدہ :...... سجدہ انتہائی فروتنی اور عاجزی کی دلیل ہے، جس کے ذریعہ بندہ اللہ کے حضور اپنے فقر واحتیاج اور مسکنت کا اظہار کرتا ہے، اس لیے اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحمت کا محل بنتا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے، اس لیے یہ دعا کا بہترین محل ہے اور اس قرب کی بنا پر بعض علماء نے قیام کی طوالت پر سجدوں کی کثرت کو ترجیح دی ہے، اس کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں: (۱) زیادہ سجدے اور رکوع کرنا یعنی زیادہ نفل پڑھنا، طویل قیام سے افضل ہے، اور اس میں سجدہ لمبا کیا جائے گا۔ (۲) امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک طویل قیام کرنا افضل ہے۔ (۳) امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، اور بعض نے کہا ہے، دونوں برابر ہیں، اور امام اسحاق کے نزدیک دن کو رکوع وسجود کی کثرت افضل ہے اور رات کو طویل قیام افضل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عمل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات کو گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

[1084] ۲۱٦۔(٤٨٣) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ))

[1084] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ میرے سارے گناہ بخش دے، چھوٹے بھی اور بڑے بھی، پہلے بھی اور پچھلے بھی کھلے ہوئے بھی اور چھپے ہوئے بھی۔

مفردات الحدیث ❶ دِقَّهُ: جو چھوٹے یا تھوڑے ہیں، ❷ جِلَّهُ: بڑے یا زیادہ ہیں۔

[1085] ۲۱۷۔(٤٨٤) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ

[1084] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الدعاء فی الرکوع برقم (٧٩٤) وفی باب التسبیح والدعاء فی السجود برقم (٨١٧) وفی المغازی، باب: (٥١) برقم (٤٢٩٣) وفی التفسیر، سورت ﴿اذا جاء نصر الله﴾ باب (١) برقم (٤٩٦٧) وفی سورت ﴿اذا جاء نصر الله﴾ باب (٢) برقم (٤٩٦٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی الدعاء، فی الرکوع والسجود برقم (٨٧٧) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: نوع آخر من الذکر فی الرکوع برقم ٢/ ١٩٠۔ وفی باب نوع آخر برقم (٢/ ٢١٩۔ وفی باب: نوع آخر ٢/ ٢٢٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: التسبیح فی الرکوع والسجود برقم (٨٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٥)

[1085] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٠٨٤)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ))

[1085] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں بکثرت یہ کلمات کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہمارے رب! ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔" آپ (یہ کلمات کہہ کر) قرآن مجید کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔

فائدہ ......سورۂ نصر میں آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے:"فسبح بحمد ربك واستغفره" آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، اس حکم کی تعمیل آپ رکوع اور سجدے میں یہ کلمات کہہ کر کیا کرتے تھے، اور آپ کی اقتدا اور پیروی میں ہمیں بھی یہ کلمات سجدہ اور رکوع میں کہنے چاہئیں۔

[1086] ۲۱۸ـ(. . . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِي أَرَاكَ أَحْدَثْتَهَا تَقُولُهَا قَالَ ((جُعِلَتْ لِي عَلَامَةٌ فِي أُمَّتِي إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا)) إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

[1086] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی موت سے پہلے بکثرت یہ کلمات کہتے تھے: "تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، میں تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں (گناہوں سے باز آتا ہوں) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کلمات جو میں آپ کو کہتے ہوئے دیکھتی ہوں، اب کیوں شروع کر دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے لیے میری امت میں ایک علامت مقرر کی گئی ہے، جب اسے دیکھتا ہوں تو یہ کلمات کہتا ہوں، پھر آپ نے اذا جاء نصر اللہ والفتح مکمل سورت پڑھی۔

[1087] ۲۱۹ـ(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ نَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

[1086] تقدم تخریجه برقم (١٠٨٤)
[1087] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٦٢٤)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُنْذُ نَزَلَ عَلَيْهِ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ يُصَلِّي صَلٰوةً إِلَّا دَعَا أَوْ قَالَ فِيهَا ((سُبْحَانَكَ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي))

[1087] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ پر اذا جاء نصر الله والفتح آیت اتری، اس وقت سے میں نے ہر نماز میں آپ کو یہ دعائیہ کلمات کہتے دیکھا۔ ''اے میرے رب! تو اپنی حمد کے ساتھ تسبیح (پاکیزگی) سے متصف ہے، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

[1088] ۲۲۰۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْاَعْلٰى قَالَ نَا دَاوٗدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) فَقَالَ خَبَّرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرٰى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتْحُ مَكَّةَ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا))

[1088] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت فرماتے: ''اللہ تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، میں اللہ سے بخشش کا طالب ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' تو میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بکثرت کرتے ہیں: ''سبحان الله وبحمده، استغفر الله واتوب اليه'' تو آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلد ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا۔ اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت کہوں: ''سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب'' تو میں نشانی دیکھ چکا ہوں، جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھیں یا دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ، اس کی تسبیح بیان کیجیے، اور اس سے بخشش طلب کیجیے، بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔''

فائدہ :...... اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار بخشش طلب کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس سے عبدیت کا اظہار ہوتا

[1088] تقدم

ہے اور پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان بلکہ سید ولد آدم بھی اللہ کا محتاج ہے، اور بندہ سمجھتا ہے کہ عبدیت کا حق ایسا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہوا، اور اس میں درحقیقت امت کو حکم دینا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں، اور کسی وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہوں اور کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق بندگی ادا کر دیا ہے، انسان کے کام میں ہر صورت میں کمی اور کوتاہی رہ جاتی ہے، اس لیے اس کو بکثرت استغفار اور تسبیح وتحمید کرنا چاہیے، اور فتح مکہ کے بعد لوگوں کا بکثرت مسلمان ہونا، یہی فتح ونصرت کی علامت تھی اور آپ کی موت کے قرب کی طرف بھی اشارہ تھا، اس لیے آپ کو بکثرت تسبیح وتحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے، اور آپ اس حکم کی تعمیل میں یہ کام کرنے لگے، جو ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی توفیق اور آپ کے لائے ہوئے دین کی وسعت کی نعمت کا شکرانہ بھی تھا۔

[1089] ٢٢١ـ(٤٨٥)وحَدَّثَنِي حَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ كَيْفَ تَقُولُ أَنْتَ فِي الرُّكُوعِ قَالَ أَمَّا سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنِّي لَفِي شَأْنٍ وَإِنَّكَ لَفِي آخَرَ

[1089] ۔ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا، آپ رکوع میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: سبحانك وبحمدك لا اله الا انت ، کیونکہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت سنائی، ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا، میں نے خیال کیا، شاید آپ کسی بیوی کے پاس چلے گئے ہیں تو میں نے آپ کو تلاش کیا، پھر واپس آئی تو آپ رکوع یا سجدہ میں تھے اور فرما رہے تھے: سبحانك وبحمدك لا اله الا انت تو اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں ہے۔ تو میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں کیا سمجھ رہی تھی اور آپ کس حال میں ہیں۔

مفردات الحدیث: ❶ الـفقدت اور فـقـدت، فقدان سے ہیں اور دونوں کا معنی ہے میں نے آپ کو گم پایا، آپ مجھے نہ ملے۔ ❷ تحسّستُ: حس سے ہے، ڈھونڈنا، تلاش کرنا، تحس الشئی کا معنی ہوتا ہے، حواس

[1089] اخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: نوع آخر برقم (٢/ ٢٢٣ـ وفي عشرة النساء، باب: الغيرة ٧/ ٧٢ و ٧/ ٧٢ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٥٦)

سے پتہ لگانا۔ ③ شان: حال، کہتے ہیں ما شانك: تمہارا کیا حال ہے، یعنی میں غیرت میں مبتلا تھی اور آپ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول تھے۔

[1090] ۲۲۲-(٤٨٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ))

[1090] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو میں آپ کو ٹٹولنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلووں پر پڑا، اس وقت آپ سجدے میں تھے، اور آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ اللہ کے حضور عرض کر رہے تھے: ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں، اور تیری پکڑ سے بس تیری ہی پناہ لیتا ہوں، میں تیری صفت وثنا پوری طرح بیان نہیں کر سکتا، (بس یہی کہہ سکتا ہوں) کہ تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنے بارے میں بتلایا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ رضا کے مقابلہ میں سخط ہے اور معافاۃ کے مقابلہ میں عقوبت ہے۔اس لیے ان کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں رکھا لیکن بك یعنی اللہ اس کا مقابل نہیں ہو سکتا، اس لیے کہنا منك، خلاصہ کلام یہی ہے تیری پکڑ سے تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ مسجداً: جیم پر زبر ہو تو مصدر میمی یا ظرف ہوگا اور اگر زیر ہو تو گھر کی نماز گاہ مراد ہوگی۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ امام مالک شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے الا یہ اس سے انسان کا عضو مخصوص متاثر ہو۔

[1090] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في الدعاء في الركوع والسجود برقم (٨٧٩) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ترك الوضوء من مس الرجل امراته من غير شهوة ١/ ١٠٢ـ وفي التطبيق، باب: نصب القدمين في السجود برقم (٦٠٩٩) انظر (التحفة) برقم (٧٨٠٧)

[1091] ٢٢٣-(٤٨٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ

عَنْ عَائِشَةَ نَبَّأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ))

[1091]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کلمات کہتے تھے: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" نہایت پاک اور مقدس ومنزہ ہے پروردگار ملائکہ کا اور روح کا۔

فائدہ:......روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہے، بعض نے کہا یہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے یا مستقل مخلوق ہے، جس کو فرشتے بھی نہیں دیکھ سکتے۔

[1092] ٢٢٤-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ نَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

[1092]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......نبی اکرم ﷺ رکوع اور سجدہ میں چھوٹی بڑی مختلف دعائیں پڑھا کرتے تھے۔لیکن مسلم کی روایات میں ان کے پڑھنے کی تعداد کی تعیین نہیں کی گئی، بعض جگہ بکثرت کہنے کا لفظ آیا ہے، سنن کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع وسجود میں اگر تین دفعہ سے کم بھی سبحان اللہ کہہ لیا جائے تو رکوع اور سجدہ تو ادا ہو جائے گا لیکن اس میں ایک گونہ نقصان رہے گا، کامل ادائیگی کے لیے کم سے کم تین دفعہ تسبیح کہنا ضروری ہے کیونکہ اس کو ذالك ادناه (یہ ادنیٰ درجہ ہے) کہا گیا ہے، اس لیے اس سے زیادہ مرتبہ کہنا چاہیے اور بعض مرتبہ ان ارکان کو لمبا کرنا چاہیے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ بکثرت رکوع وسجود میں سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلى کہتے تھے۔

[1091] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يقول الرجل فى ركوعه وسجوده برقم (٨٧٢) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: نوع آخر منه ٢/ ٢٣٢ وفى باب: نوع آخر ٢/ ٢٢٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦٦٤)

[1092] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠٩١)

٤٤...... بَاب: فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

باب ٤٤: سجدہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

[1093] ٢٢٥-(٤٨٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ، أَوْ قَالَ: قُلْتُ بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: " عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً ((**عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً**)) قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ

[1093] ۔ حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کو ملا تو میں نے ان سے پوچھا، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے کرنے سے اللہ مجھے جنت میں داخل فرما دے، یا میں نے پوچھا جو عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی (اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا) پھر میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا، انہوں نے پھر خاموشی اختیار کر لی، پھر میں نے ان سے سہ بارہ (تیسری دفعہ) یہی سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا، میں نے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: ”تم اللہ کے حضور میں سجدے زیادہ کیا کرو، کیونکہ تم اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرو گے اللہ اس کے نتیجہ میں تمہارا درجہ ضرور بلند کرے گا، اور تمہارا کوئی نہ کوئی گناہ اس کی وجہ سے ضرور معاف ہوگا۔“ معدان کہتے ہیں، اس کے بعد میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ملا تو ان سے بھی یہی سوال کیا، انہوں نے بھی وہی بتایا جو مجھے ثوبان رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔

[1093] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی كثرة الركوع والسجود وفضله برقم (٣٨٨) وبرقم (٣٨٩) والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق باب: ثواب من سجد الله عزوجل سجدة ٢/ ٢٢٨- وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فی طول القيام فی صلوات برقم (١٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (٢١١٢) وبرقم (١٠٩٦٥)

[1094] ٢٢٦-(٤٨٩) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى أَبُو صَالِحٍ قَالَ نَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ ((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ))

[1094]۔حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا، (جب آپ تہجد کے لیے اٹھے) تو میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے فرمایا: ''مانگو'' میں نے عرض کیا: میری مانگ یہ ہے کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا: ''یہی یا اس کے سوا کچھ اور بھی؟'' میں نے عرض کیا بس میں تو یہی مانگتا ہوں تو آپ نے فرمایا: تم اپنے اس معاملہ میں سجدوں کی کثرت کے ذریعہ میری مدد کرو۔

فوائد:...... ❶ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ، اصحاب صفہ میں سے تھے اور سفر وحضر میں آپ کے خادم کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہتے تھے تو کسی رات یہ واقعہ پیش آیا، نیز ثوبان اور ربیعہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں کثرت سجود سے مراد نفل نمازوں کی کثرت ہے۔ ❷ مقربین بارگاہِ خداوندی پر کبھی کبھی ایسے حالات آتے ہیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ کی عنایات وافضال متوجہ ہیں، جس کی بنا پر وہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت اللہ سے جو کچھ مانگا جائے گا ان شاءاللہ مل جائے گا، کسی رات جب حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی خدمت سے متاثر ہو کر مسرت وانبساط کے عالم میں فرمایا، ربیعہ تمہارے دل میں اگر کسی خاص چیز کی چاہت اور آرزو ہو تو اس وقت مانگ لو، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور امید ہے وہ تمہاری مراد پوری فرمائے گا، انہوں نے اس کے جواب میں، جنت میں آپ کی رفاقت کی خواہش کی اور مکرر دریافت کرنے پر بھی یہی کہا، مجھے تو بس یہی چاہیے تو آپ نے فرمایا: تم جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو، یہ بہت بلند وبالا مقام ہے اور اس عظیم مرتبہ کے لیے میں تمہارے حق میں دعا کروں گا، لیکن تم بھی اس کا استحقاق پیدا کرنے کے لیے عملی کوشش کرو اور وہ خاص عمل، جو اس منزل تک پہنچانے میں مددگار ہو سکتا ہے وہ اللہ

[1094] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: وقت قيام النبي ﷺ من الليل برقم (١٣٢٠) والترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: منه برقم (٣٤١٦) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: فضل السجود برقم (٢/ ٢٢٧ وفي قيام الليل وتطوع النهار- باب ذكر ما يستفتح به القيام ٣/ ٢٠۔ وابن ماجه في (سننه) في الدعاء باب: ما يدعو بهاذا انتبه من الليل برقم (٣٨٧٩) انظر (التحفة) برقم (٣٦٠٣)

کے حضور سجدوں کی کثرت ہے لہٰذا تم اس کا خاص اہتمام کر کے اپنے اس معاملہ میں میری مدد کرو۔ ہماری اس وضاحت سے اس غلط استدلال کا جواب مل جاتا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کے ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں (بشرط موافقت تقدیر) عطا کر دیں۔ اگر سب نعمتیں آپ کے اختیار اور ملک میں دے دی تھیں تو پھر آپ کو یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، فاعنی علی نفسك بكثرة السجود، اور اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا: انك لا تهدى من احببت، اور قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا، میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں اور آپ نے اپنی پھوپھی اور بیٹی کو کیوں فرمایا: لا املك لكم من الله شيئا، اور مزید برآں اللہ کی اجازت سے دینے کو تو اختیار اور ملکیت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کہ ہر چہ خواہد، ہر کر خواہد باذن پروردگار خودبد کہ جو کچھ چاہتے اور جس کو چاہتے اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے، جب اذن کی ضرورت ہے تو پھر ہر چہ اور ہر کرا کہنا کہاں تک درست ہے۔

۴۵......بَاب: أَعْضَاءِ السُّجُودِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ

باب ٤٥: سجدے کے اعضاء، کپڑوں اور بالوں کے اکٹھا کرنے اور نماز میں سر پر جوڑا باندھنے کی ممانعت

[1095] ۲۲۷۔(٤٩٠) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ الْكَفَّيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالْجَبْهَةِ

[1095] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: السجود على سبعة اعظم برقم (٨٠٩) مطولا۔ وبرقم (٨١٠) وفی باب لا يكف شعرا برقم (٨١٥) وفی باب لا يكف ثوبا فی الصلاة برقم (٨١٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: اعضا السجود برقم (٨٨٩) وبرقم (٨٩٠) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی السجود على سبعة اعضا برقم (٢٧٣) والنسائی فی (سننه) فی التطبيق، باب: على كم السجود ٢/ ٢٠٨۔ وفی باب النهی عن كف الشعر فی السجود ٢/ ٢١٥ وفی باب النهی عن كف الثياب فی السجود ٢/ ٢١٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (٨٣٨) مختصرا۔ وفی باب: كف الشعر والثوب فی الصلاة برقم (١٠٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٧٣٤)

[1095] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بالوں اور کپڑوں کے سمیٹنے سے منع کیا گیا، یہ یحییٰ کی حدیث ہے، اور ابو ربیع نے کہا، سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اور اپنے بالوں اور اپنے کپڑوں کو اکٹھا یا جمع کرنے سے منع کیا گیا، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم اور پیشانی پر۔

مفردات الحدیث ان یکف: کف روکنا، یا زمین پر گرنے سے سمیٹنا اور اکٹھا کرنا۔ اور کفت کا معنی بھی جمع کرنا اور سمیٹنا ہے۔

[1096] ۲۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَّلَا أَكُفَّ ثَوْبًا وَّلَا شَعْرًا))

[1096] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس بات کا بھی کہ میں نہ کپڑا زمین پر گرنے سے روکوں اور نہ بال۔''

[1097] ۲۲۹۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أُمِرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَّسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَّكْفِتَ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ

[1097] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سات (اعضاء) پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اور بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے روکا گیا۔

[1098] ۲۳۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ الْجَبْهَةِ

[1096] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٩٥)

[1097] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: السجود على الانف برقم (٨١٢) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: السجود على الانف برقم ٢/ ٢٠٩۔ وفي باب السجود على اليدين ٢/ ٢٠٩ وفي باب السجود على الركبتين ٢/ ٢٠٩۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (٨٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٨)

[1098] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٩٧)

وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ))

[1098] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں، پیشانی (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا) اور دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں یعنی دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے کناروں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ کپڑوں اور بالوں کے نہ سمیٹوں۔

[1099] ٢٣١۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَلَا أَكْفِتَ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ))

[1099] ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات (اعضاء) پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا کہ بالوں کو نہ سمیٹوں اور نہ کپڑوں کو، پیشانی اور ناک دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں پر۔

[1100] (٤٩١) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ))

[1100] حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء اس کا چہرہ (ناک سمیت پیشانی) اس کی دونوں ہتھیلیاں اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم سجدہ کرتے ہیں۔''

[1101] ٢٣٢۔(٤٩٢) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ انَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ

[1099] تقدم تخريجه برقم (١٠٩٧)

[1100] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: اعضا السجود برقم (٨٩١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في السجود على سبعة اعظم برقم (٢٧٢) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: تفسير ذلك ٢/ ٢٠٨۔ وفي باب السجود على القدمين برقم (١٠٩٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب السجود برقم (٨٨٥) انظر (التحفة) برقم (٥١٢٦)

[1101] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجل يصلي عاقصا شعره برقم ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَاسُهٗ مَعْقُوصٌ مِنْ وَّرَآئِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ))

[1101] ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا اور اس نے سر کے پیچھے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر اس کو کھولنے لگے تو جب ابن حارث نے سلام پھیرا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف رخ کر کے پوچھا، میرے سر کے ساتھ تمہارا کیا تعلق؟ (یعنی میرے بال کیوں کھولے؟) تو انہوں نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس طرح (جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے والے) کی مثال اس انسان کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کی مشکیں کسی ہوں۔''

مفردات الحدیث ✲ **وراسه معقوص**: اس کے سر پر بالوں کا جوڑا باندھا ہوا تھا۔ **عقص الشعر** کا معنی ہوتا ہے بالوں کی چوٹی بنانا یا گوندھنا کہتے ہیں۔ **عقصت المرأة شعرها**، عورت نے اپنے بالوں کا جوڑا باندھا۔

فائدہ:...... ان احادیث میں سجدے کے لیے سات اعضاء کی تصریح آئی ہے، ناک پیشانی میں داخل ہے، اس سے علیحدہ نہیں ہے اور ان سب اعضاء کا زمین پر لگانا ضروری ہے، احناف کا پاؤں کے بارے میں اختلاف ہے، بعض پاؤں کے زمین پر لگانے کو فرض کہتے ہیں، بعض سنت اور بعض مستحب۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناک کا لگانا ضروری نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک ضروری ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک پیشانی کے ساتھ ناک کا بھی زمین پر لگانا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، باقی ائمہ کے نزدیک ناک کا زمین پر لگانا سنت یا مستحب ہے، صلوا کما رایتمونی اصلی، کا تو معنی یہی ہے کہ ساتوں اعضاء زمین پر لگائے جائیں۔

بعض لوگ سجدے میں جاتے ہوئے اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے کپڑوں اور بالوں کو خاک آلود ہونے سے بچائیں، یہ بات چونکہ سجدے کی روح اور مقصد کے منافی ہے، اس لیے نماز میں بالوں کا جوڑا باندھنے اور کپڑوں کو سمیٹنے سے منع فرمایا، عبداللہ بن حارث سر کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز کی حالت میں ان کا جوڑا کھول دیا، جس سے ثابت ہوا کہ کپڑے سمیٹ کر یا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں ہے کہ یہ کام اثنائے نماز میں نہ کرے اگر نماز سے پہلے کر لے اور بعد میں نماز شروع کر دے تو پھر درست ہے۔

←(٦٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبيق باب: مثل الذی يصلی وراسه معقوص ٢/ ٢١٥ـ انظر (التحفة) برقم (٦٣٣٩)

٤٦...... بَاب: اَلِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ وَوَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَرَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ فِي السُّجُودِ

باب ٤٦: سجدہ میں اعتدال، اور دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا اور سجدہ میں دونوں کہنیوں کو دونوں پہلوؤں سے دور رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا

[**1102**] ٢٣٣-(٤٩٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ))

[**1102**]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سجدہ اعتدال کے ساتھ کرو اور کوئی اپنی باہوں کو سجدہ میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا باہیں زمین پر بچھا دیتا ہے۔''

فائدہ:...... سجدہ میں طمانیت اور سکون اختیار کرنا چاہیے، یعنی سجدے میں ہر عضو کو اطمینان کا ساتھ زمین پر رکھنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ سر زمین پر رکھا اور فوراً اٹھالیا، اسی طرح سجدے میں کلائیوں کو زمین سے اوپر اٹھا رہنا چاہیے، اور آپ نے کلائیوں کے زمین پر رکھنے کی تشبیہ کتے کے فعل کے ساتھ دی ہے تاکہ اس فعل کی قباحت اور برائی اچھی طرح نمازی کے ذہن نشین ہو جائے۔

[**1103**] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ ((وَلَا يَتَبَسَّطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ))

[**1103**]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ ابن جعفر کی روایت میں لا يبسط کی جگہ ولا يتبسط کا لفظ ہے، باقی الفاظ یکساں ہیں معنی ایک ہی ہے۔

[**1102**] اخرجه البخاری فی (صحیحة) فی الاذان، باب: لا يتفترش ذراعية فی السجود برقم (٨٢٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صفة السجود برقم (٨٩٧) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الاعتدال فی السجود برقم (٢٧٦) والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق: باب: الاعتدال فی السجود ٢/ ٢١٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٧)

[**1103**] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١١٠٢)

[1104] ٢٣٤-(٤٩٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ إِيَادٍ عَنْ إِيَادِ بن لقيط

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ))

[1104]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور اپنی کہنیاں اوپر اٹھاؤ۔“

فائدہ:......نماز میں کہنیاں زمین سے اوپر اٹھائی جائیں گی اور پہلوؤں سے بھی جدا ہوں گی۔

٤٧...... بَابُ: مَايَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ وَصِفَةَ الرُّكُوعِ وَالِاعْتِدَالِ مِنْهُ وَالسُّجُودِ وَالِاعْتِدَالِ مِنْهُ وَالتَّشَهُّدِ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ وَصِفَةَ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَفِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ

باب ٤٧: نماز کی جامع صفت اور جس سے نماز کا افتتاح ہوتا ہے اور جس سے اختتام ہوتا ہے اور رکوع کی کیفیت اور اس میں اعتدال، سجدہ اور اس میں اعتدال، چار رکعت والی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ وصورت

[1105] ٢٣٥-(٤٩٥)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[1105]۔حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے یعنی اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے، یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

فائدہ:......مالک عبداللہ کا باپ ہے اور بحینہ ماں ہے۔

[1104] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠)

[1105] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: يبدى ضبعيه في السجود برقم (٣٩٠) وفي الاذان باب يبدى ضبعيه ويجافى في السجود برم (٨٠٧) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق باب: صفة السجود ٢/ ٢١٢۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٥٧)

[1106] ۲۳۶-(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ انَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ كِلَاهُمَا

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِي سُجُودِهِ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ حَتّٰى إِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

[1106] ۔امام صاحب عمرو بن حارث اور لیث بن سعد سے جعفر بن ربیعہ کی سند سے حدیث بیان کرتے ہیں اور عمرو بن حارث کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے، سجدے میں اپنی کہنیوں اور بازوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے، حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی، اور لیث کے الفاظ میں، رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے اپنے ہاتھ بغلوں سے جدا رکھتے، حتیٰ کہ میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

مفردات الحدیث ❶ فَرَّجَ بين يديه: ہاتھوں کو کھولنا، کشادہ کرنا، یعنی ان کو پہلوؤں سے الگ اور دور رکھنا۔ ❷ يجنّح: تفریج، تجنیح اور تخویۃ تینوں کا معنی ایک ہی ہے اور ان سب کا مقصد ہے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ اور دور رکھنا ہے، یعنی دونوں باہیں اس قدر کشادہ ہوں کہ اگر بدن ننگا ہو تو بغلیں نظر آ سکیں۔

[1107] ۲۳۷-(۴۹۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيٰى انَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ

عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَائَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ

[1107] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کی بغلوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا (گزر سکتا)

فائدہ :...... آپ اپنے ہاتھوں کو بغلوں سے اس قدر دور رکھتے تھے کہ نیچے سے بکری کا بچہ گزر سکتا تھا۔

[1108] ۲۳۸-(۴۹۷) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ

[1106] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۱۰۵)

[1107] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صفة السجود برقم (۸۹۸) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: التجافي في السجود ۲/ ۲۱۳۔ وابن ماجه في (سننه) في إقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (۸۸۰) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۸۳)

[1108] تقدم في الحديث السابق (۱۱۰۷)

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ خَوّٰى بِيَدَيْهِ يَعْنِي جَنَّحَ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ مِنْ وَّرَآئِهِ وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى

[1108]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کشادہ کرتے یعنی کھولتے، حتیٰ کہ پیچھے سے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جا سکتی اور جب بیٹھتے تو بائیں ران پر بیٹھتے۔

[1109] ۲۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ اَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافٰى حَتّٰى يَرٰى مَنْ خَلْفَهُ وَضَحَ إِبْطَيْهِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي بَيَاضَهُمَا

[1109]۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ پیچھے والا آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ سکتا، وکیع کہتے ہیں وَضَحَ سے مراد بغلوں کی سفیدی ہے۔

[1110] ۲۴۰۔(۴۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ ا نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوْزَآءِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيمِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ

[1109] تقدم برقم (۱۱۰۷)

[1110] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من لم یر بالجهر بسم الله الرحمن الرحيم

[1110]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر سے اور قراءت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ (پشت) سے اونچا کرتے اور نہ اسے نیچا کرتے بلکہ دونوں کے درمیان رکھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے سجدہ میں نہ جاتے حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے، سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ انسان اپنی باہیں یا کلائیاں درندے کی طرح بچھا دے اور نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے کرتے۔ اور ابن نمیر کی ابو خالد سے روایت میں عقبة الشیطان کی جگہ عقب الشیطان ہے۔

مفردات الحدیث: ❶ لم يُشْخِصْ رأسَهُ ولم يُصَوِّبْ: اشخاص بلند کرنے اور اٹھانے کو کہتے ہیں، اور تصویب بہت نیچا کرنے کو۔ مقصد یہ ہے کہ اشخاص اور تصویب میں اعتدال اور توسط اختیار کرتے۔ ❷ عُقْبَةٌ اور عقب کا معنی ہے، کتے اور درندے کی طرح سرین زمین پر رکھ لینا اور پنڈلیاں کھڑی کر کے ہاتھ زمین پر رکھ لینا۔

فوائد: ...... ❶ نماز کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرأت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے کرتے، یہ معنی نہیں ہے کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے، اور قراءت سے بھی پہلے آپ دعائے استفتاح پڑھتے تھے کیونکہ بسم اللہ تو پڑھنی ہوتی ہے۔ اختلاف تو اس کے جہر یا سر میں ہے کہ بلند پڑھیں گے یا آہستہ۔ ❷ رکوع میں پشت کو بالکل ہموار اور برابر رکھا جائے گا اور سر کو بھی نہ اونچا کیا جائے گا اور نہ نیچا، اعتدال اور توسط کے ساتھ پشت کی سطح پر رکھا جائے گا، اس طرح رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں، سکون اور اطمینان کے ساتھ ہر عضو اور جوڑ کو اپنی اپنی جگہ پر آنے کا موقع دیا جائے گا، تیز رفتاری اور عجلت سے کام نہیں لیا جائے گا۔ ❸ ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لیے بیٹھیں گے، امام احمد اور محدثین کے نزدیک دونوں تشہد ضروری ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں واجب ہیں، جو حنفی اصطلاح کے مطابق فرض سے کم تر درجہ ہے فرض نہیں ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک سنت ہیں اور امام شافعی کے نزدیک پہلا تشہد سنت ہے اور دوسرا فرض ہے۔ دونوں تشہدوں میں دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھیں گے، امام مالک کے نزدیک دونوں جگہ تورک ہے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا کر کے، سرین پر بیٹھیں گے اور بائیں پاؤں کو اس کے نیچے سے نکال لیں گے، امام شافعی کے نزدیک سلام والے تشہد میں تورک ہے۔ اور جس میں سلام نہ ہو اس میں افتراش (بائیں پاؤں پر

← برقم (٧٨٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: افتتاح القراة برقم (٨١٢) وفي باب: الركوع في الصلاة برقم (٨٦٩) وفي باب الجلوس بين السجدتين برقم (٨٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٤٠)

بیٹھنا) اور محدثین کا موقف بھی یہی ہے اور حنابلہ کے نزدیک جہاں دو تشہد ہیں، وہاں پہلے میں افتراش اور دوسرے میں تورک اور جہاں تشہد ایک ہی ہے جیسے صبح کی نماز، جمعہ اور عیدین وہاں افتراش ہے، خلاصہ یہ ہے کہ سلام والے جلسہ کے سوا تمام جلسات میں افتراش ہے۔ ❹ ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی، احمد اور جمہور سلف کے نزدیک سلام فرض ہے اور احناف کے نزدیک واجب ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سلام کی جگہ کوئی ایسا کام کرنا جو نماز کے منافی ہو، کفایت کر جائے گا۔ لیکن علامہ کرخی اور ان کے ہمنوا حضرات کے نزدیک سلام ہی پھیرا جائے گا، وہ خروج بصنعہ، نماز کے منافی حرکت کی فرضیت کو تسلیم نہیں کرتے، صاحب ہدایہ اور ان کے ہمنوا خروج بصنعہ ہی کو فرض قرار دیتے ہیں۔ ترک واجب سے بعض احناف کے نزدیک گناہ لازم آتا ہے اور بعض کے نزدیک نماز کا دہرانا (اعادہ)

۴۸...... بَابٌ: سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

باب ٤٨: نمازی کے لیے سترہ

[1111] ۲٤۱ـ(٤٩٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيٰى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ))

[1111]۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو پھر نماز پڑھتا رہے اور اس سے پرے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔''

[1112] ۲٤۲ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَالدَّوَآبُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))

[1111] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يستر المصلی برقم (٦٨٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی سترة المصلی برقم (٣٣٥) وقال: حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يستر المصلی برقم (٩٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٠١١)

[1112] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١١١١)

[1112] ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے رہتے اور جاندار ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: ''اگر پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز تمہارے سامنے موجود ہو تو پھر اسے اس سے آگے گزرنے والی چیز مضر نہیں ہے، ابن نمیر نے ما کی جگہ من کہا۔

[1113] ٢٤٣۔(٥٠٠) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ انَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ))

[1113] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔''

[1114] ٢٤٤۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ انَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ ((كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ))

[1114] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ تبوک کے موقع پر نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: پالان کے پچھلے حصہ کی طرح یا اس کے برابر ہو۔

[1115] ٢٤٥۔(٥٠١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآئَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ

[1113] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى القبلة، باب: سترة المصلى ٢/ ٦٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٩٥)

[1114] تقدم فى الحديث السابق (١١١٣)

[1115] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: سترة الامام سترة من خلفه برقم (٤٩٤) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يستر المصلى برقم (٦٨٧) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٠)

[1115]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر نکلتے تو نیزہ اپنے آگے گاڑنے کا حکم دیتے اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے۔اسی بنا پر حکام نیزہ رکھتے ہیں۔

فائدہ:......سترہ کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز آڑ یا رکاوٹ کے لیے رکھی جائے تا کہ نمازی کی نظر اس سے پہلے پڑے اور اس کے پرے سے گزرنے والے سے اس کی نماز متاثر نہ ہو اور یہ تبھی ممکن ہے کہ نمازی بلا وجہ اپنی نظر سجدہ گاہ سے نہ ہٹائے، اور اگر انسان جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو پھر امام کا سترہ ہی کافی ہے، ہر نمازی کو الگ سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔اور اس کی ضرورت مسجد سے باہر کھلی جگہ میں پیش آئے گی، جیسا کہ آپ عیدین اور سفر کے موقع پر، آگے نیزہ نصب کرواتے تھے مسجد میں دیوار ہی امام کے لیے سترہ ہے۔سترہ کی تعداد آپ نے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کو قرار دیا ہے، اور یہ ایک ہاتھ یا اس سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔

[1116] ٢٤٦۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَّافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ يَغْرِزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّي إِلَيْهَا زَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عُبَيْدُاللهِ وَهِيَ الْحَرْبَةُ

[1116]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نیزہ گاڑتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔ ابن نمیر نے یَرکُز اور ابوبکر یَغرِز کا لفظ استعمال کیا، دونوں کا معنی ہے کہ آپ گاڑتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے، عبیداللہ نے کہا، عَنَزَۃ سے مراد حربۃ ہے۔(برچھا)

[1117] ٢٤٧۔(٥٠٢) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَّافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي إِلَيْهَا

[1117]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی سواری کو سامنے بٹھا کر اس کی طرف نماز پڑھتے یا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے۔

[1116] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٩٢)

[1117] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة الى الراحلة والبعير والشجر والرحل برقم (٥٠٧) انظر (التحفة) برقم (٨١١٩)

[1118] ٢٤٨۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى رَاحِلَتِهِ و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى إِلَى بَعِيرٍ

[1118] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی سواری کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے اور ابن نمیر نے کہا، نبی اکرم ﷺ نے اونٹ یا اونٹنی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

مفردات الحدیث ❶ **بعیر** : اطلاق، انسان کی طرح مؤنث اور مذکر دونوں کے لیے ہے، اور جمل رجل کی طرح مذکر کے لیے ہے اور ❷ ناقة، مرأة کی طرح مؤنث کے لیے ہے۔

[1119] ٢٤٩۔(٥٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ قَالَ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوئِهِ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا يَقُولُ يَمِينًا وَّشِمَالًا يَقُولُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ

[1119] ۔حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ابطح مقام پر سرخ چمڑے کے ایک خیمہ میں تھے تو بلال آپ کے وضو کا پانی لے کر نکلے،

[1118] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة الى الراحلة برقم (٦٩٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة الى الراحلة برقم (٣٥٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٠)

[1119] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب في المؤذن يستدير في اذان برقم (٥٢٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في ادخال الاصبع في الاذن عند الاذان برقم (١٩٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الزينة، باب: اتخاذ القباب الحمر ٨/ ٢٠٠۔ انظر (التحفة) برقم (١١٨٠٦)

کسی کو پانی مل گیا اور کسی پر دوسرے نے چھڑک دیا پھر نبی اکرم ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے نکلے، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، آپ نے وضو کیا، اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، اور میں ان کے منہ کے ساتھ ادھر ادھر دائیں بائیں منہ پھیرنے لگا، ”حي على الصلاة اور حي على الفلاح، کہہ رہے تھے، پھر آپ کے لیے نیزہ گاڑا گیا اور آپ نے آگے بڑھ کر ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں (آپ مدینہ سے تشریف لائے تھے اس بنا پر مسافر تھے) آپ کے آگے سے گدھے اور کتے گزرتے رہے، کسی نے انہیں روکا نہیں، پھر آپ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور پھر مدینہ واپسی تک دو رکعات ہی پڑھتے رہے۔

مفردات الحدیث: ❶ نائِلٌ: اخذ کرنا، لینا، نـال، ينال سے ناضِحٌ: چھڑکنا یعنی بعض تو براہ راست پانی لے رہے تھے اور بعض پر پانی لینے والے چھڑک رہے تھے۔ ❷ حلة حمراء: حلہ جوڑا، ایک باندھنے کے لیے تہبند اور دوسری اوڑھنے کی چادر۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں استعمال ہونے والا پانی پلید نہیں ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے وضوء پر جھپٹتے تھے، اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، آپ کے غسالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تبرک حاصل کرنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کام رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور بڑی شخصیت کے لیے نہیں کیا، خلفائے راشدین سے افضل اور برتر کونسا بزرگ ہوسکتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا، اور آپ کے فضلات کا کیا حکم ہے۔ اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ پاک تھے یا پلید تو یہ آپ کی زندگی کے دور کا مسئلہ تھا، آپ کے لعاب دہن اور وضو کے پانی پر تو صحابہ کرام جھپٹتے تھے، بول و براز خون کے سلسلہ میں تو یہ واقعہ پیش آ نہیں آیا، تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

[1120] ۲۵۰۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ وَضُوءً فَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذٰلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ عَنَزَةً

[1120] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الثوب الآخر برقم (٣٧٦) وفي اللباس، باب: التشمر في الثياب برقم (٥٧٨٦) وباب: القبة الحمراء من آدم برقم (٥٨٥٩) انظر (التحفة) برقم (١١٨١٦)

فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا فَصَلّٰى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ

[1120] ۔عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ خیمہ میں دیکھا، اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس نے آپ کے وضو کا پانی باہر نکالا اس نے کہا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس پانی کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں، جس کو اس سے کچھ پانی مل گیا، اس نے اس کو بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے تر ہاتھ سے ہاتھ تر کیا، پھر میں نے بلال کو دیکھا، اس نے ایک نیزہ نکالا اور اس کو گاڑا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑے میں اس کو اوپر اٹھائے ہوئے نکلے یا جلدی سے نکلے اور نیزہ کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں اور چوپاؤں کو دیکھا وہ نیزہ کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

فائدہ:...... اگر امام کے آگے سترہ ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے کی صورت میں نماز متاثر نہیں ہوتی۔

[1121] ۲۵۱۔(...) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ انَا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ كِلَاهُمَا

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فَلَمَّا كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلٰوةِ

[1121] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے، مالک بن مغول کی حدیث میں ہے جب دوپہر کا وقت ہوا، بلال نے نکل کر نماز کے لیے اذان دی۔

[1122] ۲۵۲۔(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ

[1121] أخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة وكذلك يعرفه وجمع وقول المؤذن الصلاة في الرجال ...... برقم (٦٣٣) وفي باب: صفة النبي ﷺ برقم (٣٥٦٦) انظر (التحفة) برقم (١١٨١٤) و (١١٨١٨)

[1122] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: استعمال فضل وضوء الناس برقم ←

أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ

[1122] ۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ بطحاء کی طرف نکلے اور وضو کر کے ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے نیزہ تھا، شعبہ نے کہا، عون نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے یہ اضافہ کیا کہ نیزہ کے پار سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر میں دونوں نمازیں اکٹھی پڑھی جا سکتی ہیں۔(جمع بھی تقدیم ہے)

[1123] ۲۵۳۔(. . . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ الْحَكَمِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ

[1123] ۔امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ اضافہ کیا ہے لوگ آپ کے وضو کے بچے باقی ماندہ پانی کو حاصل کر رہے تھے۔

[1124] ۲۵۴۔(۵۰۴)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الِاحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ

[1124] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا جبکہ میں بلوغت کے قریب تھا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے آگے سے گزرا پھر میں گدھی سے اترا صف میں شریک ہو گیا اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اس پر مجھے ہر کسی نے اعتراض کیا۔

←(۱۸۷) مطولا۔ وفی الصلاة، باب: السترة بمكة وغيرها برقم (۵۰۱) مطولا۔ وفی المناقب، باب: صفة النبی ﷺ برقم (۳۵۵۳) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الصلاة، باب: صلاة الظهر فی السفر ۱/ ۲۳۵۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۷۹۹)

[1123] تقدم تخريجه برقم (۱۱۲۲)

[1124] اخرجه البخاری فی العلم، باب: متى يصح سماع الصغير برقم (۷۶) وفی الصلاة، باب: سترة من حلقة برقم (۴۹۳) وفی الاذان، باب: وضوء الصبيان برقم (۸۶۱) وفی جزاء الصيد، باب: حج الصبيان برقم (۱۸۵۷) وفی المغازی باب: حجة الوداع برقم (۴۴۱۲)←

[1125] ٢٥٥-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ
عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

[1125]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ گدھی پر سوار ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، گدھی صف کے کچھ حصہ کے آگے سے گزرا، پھر وہ اس سے اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں مل گئے۔

[1126] ٢٥٦-(..) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ

[1126]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ ہے نبی اکرم ﷺ عرفہ میں نماز پڑھا رہے تھے۔

[1127] ٢٥٧-(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنًى وَلَا عَرَفَةَ وَقَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ

[1127]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں منیٰ یا عرفہ کا تذکرہ نہیں کیا اور کہا حجۃ الوداع یا فتح مکہ کے موقع پر۔

← وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال الحمار لا يقطع الصلاة برقم (٧١٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء لا يقطع الصلاة شئی برقم (٣٣٧) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی القبلة- باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدی المصلی سترة ٢/ ٦٣ بنحوه- اخرجه ابن ماجه فی كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يقطع الصلاة برقم (٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٤)

[1125] تقدم فی الحديث السابق (١١٢٤)

[1126] تقدم برقم (١١٢٤)

[1127] تقدم برقم (١١٢٤)

۴۹...... بَابُ مَنْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

باب ٤٩: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنا

[1128] ٢٥٨ـ(٥٠٥)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))

[1128] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو آگے سے نہ گزرنے دے، جہاں تک ممکن ہو، اس کو دفع کرے (ہٹائے) اگر وہ نہ مانے (باز نہ آئے) تو اس سے لڑے (زور سے دھکا دے) کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

مفردات الحدیث ❶ **ولیدراہ:** اس کو (اشارہ یا ہاتھ سے) دفع کرے، روکے یا ہٹائے۔ ❷ **انما هو شیطان:** وہ سرکش اور باغی ہے، اور شیطان کے پیچھے لگ کر اچھی بات کو قبول نہیں کر رہا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی انسان نمازی سے آگے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کو روکا جائے گا۔ اگر وہ نرمی سے باز نہ آئے تو پھر زور اور طاقت سے روکا جائے گا، لیکن یہ تبھی جائز ہے، جب نمازی نے اپنے آگے سترہ رکھا ہو اور اس کے باوجود وہ بلا وجہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

[1129] ٢٥٩ـ(...) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا ابْنُ هِلَالٍ يَعْنِي حُمَيْدًا قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَصَاحِبٌ لِي نَتَذَاكَرُ حَدِيثًا إِذْ قَالَ

أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ أَنَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَرَأَيْتُ مِنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِي سَعِيدٍ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ

[1128] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يومر المصلى ان يدرأ من الممر بين يديه برقم (٦٩٧) و (٦٩٨) والنسائى فى (المجتبى) فى القبلة، باب: التشهد فى المرور بين يدى المصلى وبين سترته ٢/ ٦٦ـ وابن مامه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ادرا ما استطعت برقم (٩٥٤) انظر (التحفة) برقم (٤١١٧)

[1129] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: يرد المصلى من مر بين يديه برقم (٥٠٩) وفى بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٧٤) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما يومر المصلى ان يدراء عن الممر بين يديه برق (٧٠٠) انظر (التحفة) برقم (٤٠٠٠)

مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَرَادَ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ فَنَظَرَ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيدٍ فَعَادَ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ أَشَدَّ مِنَ الدَّفْعَةِ الْأُولَى فَمَثَلَ قَائِمًا فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ زَاحَمَ النَّاسَ فَخَرَجَ فَدَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ قَالَ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ جَاءَ يَشْكُوكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))

[1129]۔ حضرت ابن ہلال رحمہ اللہ (یعنی حمید) بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران میں اور میرا ساتھی، ایک حدیث کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابو صالح سمان نے کہا، میں تمہیں ابوسعید سے سنی ہوئی حدیث اور ان کا عمل بتاتا ہوں، میں ابوسعید کے ساتھ تھا اور وہ جمعہ کے دن لوگوں سے کسی چیز کی آڑ میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ابو معیط کے خاندان کا ایک نوجوان آیا اور اس نے ان کے آگے سے گزرنا چاہا تو انہوں نے اس کے سینہ پر مارا، اس نے نظر لڑائی تو اسے ابوسعید کے سامنے کے سوا کوئی راستہ نہ ملا تو اس نے دوبارہ گزرنا چاہا تو انہوں نے پہلی دفعہ سے زیادہ شدت سے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا، یعنی زور سے دھکا دیا تو وہ سیدھا کھڑا ہوگیا، اور ابوسعید پر طعن و تشنیع کرنے لگا، پھر لوگوں کی بھیڑ میں داخل ہوگیا، اور نکل کر مروان کے پاس گیا اور اپنی تکلیف کی اس سے شکایت کی اور ابوسعید بھی مروان کے پاس پہنچ گئے تو اس نے ان سے کہا، آپ کا اپنے بھتیجے کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ وہ آ کر آپ کی شکایت کر رہا ہے تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی لوگوں سے کسی چیز کی اوٹ میں نماز پڑھے، اور کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اس کے سینہ پر مارے (دھکا دے) اگر وہ نہ مانے (گزرنے سے باز نہ آئے) تو اس سے لڑے (زور اور طاقت استعمال کرے) کیونکہ وہ تو شیطان ہے (یعنی سرکش اور شریر ہے)۔

مفردات الحدیث ❶ تذاکر، کسی مسئلہ پر بات چیت، اور گفتگو کرنا۔ ❷ مساغ: گزرگاہ، راستہ۔ ❸ مثل: ثاء پر زبر اور پیش دونوں آسکتے ہیں، سیدھا کھڑا ہوگیا۔ ❹ نال من ابی سعید، ابوسعید کو برا بھلا کہا، ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا۔

[1130] ٢٦٠-(٥٠٦) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ))

[1130]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے (زور آزمائی کرے) کیونکہ اس کے ساتھ ہمزاد ہے۔

[1131] ٢٦١-(٥٠٧) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا أَبُوبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ نَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

[1131] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1132] ٢٦١-(٥٠٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَهُ إِلٰى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ قَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَّقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً

[1130] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ادراء ما استطعت برقم (٩٥٥) انظر (التحفة) برقم (٧٠٩٥)

[1131] تقدم تخريجه في الحديث السابق (١١٣٠)

[1132] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: اثم المار بين يدى المصلى برقم (٥١٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما ينهى عنه من المرور بين يدى المصلى برقم (٧٠١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية المرور بين يدى المصلى برقم (٣٣٦) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٧٥٥ في القبلة، باب: التشديد في المرور بين يدى المصلى وبين سترته۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: المرور بين يدى المصلى برقم (٩٤٥) انظر (التحفة) برقم (١١٨٨٤)

[1132]۔ حضرت بسر بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے اسے ابو جہیم کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھوں کہ اس نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے (استحضار کر لے) کہ اس پر (اس عمل کا گناہ) کس قدر ہے تو اس کے لیے چالیس تک ٹھہرے رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہو۔ ابونضر کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں انہوں نے چالیس دن کہا یا ماہ یا سال کہا۔

[1133] (. .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَ إِلَى أَبِيْ جُهَيْمِ الْأَنْصَارِيِّ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

[1133] ہمیں عبداللہ بن ہاشم بن حیان عبدی نے وکیع کے واسطہ سے سفیان کی ابونضر سالم سے بسر بن سعید کی روایت سنائی کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے اسے ابو جہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے سنا: پھر مالک کی روایت کی طرح حدیث بیان کی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے، اگر انسان اس گناہ کا تصور کر لے تو پھر وہ کسی نمازی کے آگے سے گزرنے کی جسارت نہ کرے، اگرچہ اسے کافی دیر تک ہی کیوں نہ رکنا پڑے۔ اگرچہ بعض روایات میں چالیس سال اور بعض سو سال کا عدد آیا ہے۔

۵۰...... بَابُ دُنُوِّ الْمُصَلِّي مِنَ السُّتْرَةِ

باب ۵۰: نمازی کا سترہ کے قریب کھڑا ہونا

[1134] ۲۶۲-(۵۰۸) حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ

[1133] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (۱۱۳۲)

[1134] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: قدر كم ينبغی ان يكون بين المصلی والسترة برقم (٤٩٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الدنو من السترة برقم (٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤٧٠٧)

[1134]۔حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سجدہ کی جگہ اور دیوار کے درمیان بکری گزرنے کے برابر فاصلہ تھا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے، سترہ اور نمازی کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔

[1135] ٢٦٣۔(٥٠٩) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَتَحَرّٰى مَوْضِعَ مَكَانِ الْمُصْحَفِ يُسَبِّحُ فِيهِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرّٰى ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ قَدْرُ مَمَرِّ الشَّاةِ

[1135]۔حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ (جو اکوع کا بیٹا ہے) کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کوشش کر کے (مسجد نبوی میں) اس جگہ نفلی نماز پڑھتے جہاں مصحف رکھا ہوا تھا، اور انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ اس جگہ کو پسند فرماتے تھے اور منبر اور قبلہ کی دیوار کے درمیان بکری گزرنے کے برابر فاصلہ تھا۔

مفردات الحدیث

❶ **يَتَحَرّٰى**: کوشش کرتے، اس کا انتخاب کرتے، یعنی اس جگہ کو ترجیح دیتے۔

❷ **مَكَانُ الْمُصْحَفِ**: وہ جگہ، جہاں مسجد نبوی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف امام کے لیے صندوق رکھوایا تھا، جہاں استوانة المهاجرين (مہاجروں کے بیٹھنے کا ستون) تھا۔

فائدہ :...... دور نبوی ﷺ سے محراب نہ تھا اس لئے منبر دیوار کے قریب رکھا گیا تھا منبر اور دیوار کا فاصلہ بکری گزرنے کے بقدر تھا اور آپ منبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے اس لئے آپ کی سجدہ گاہ اور دیوار کا فاصلہ بقدر ممر الشاة تھا۔

[1136] ٢٦٤۔(..) حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مَكِّيٌّ قَالَ

[1135] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: قدر كم ينبغي ان يكون بين المصلي والسترة برقم (٤٩٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: موض علامنبر برقم (١٠٨٢) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٧)

[1136] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة الى الا سطوانة برقم (٥٠٢) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في توطين المكان في المسجد يصلي منه برقم (١٤٣٠) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٤١)

یَزِیدُ أَخْبَرَنَا قَالَ کَانَ سَلَمَةُ یَتَحَرَّی الصَّلَاةَ عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِی عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ لَهُ یَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرَاكَ تَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَهُ

[1136] ۔ حضرت یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ مصحف کے قریب والے ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے، میں نے ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! میں آپ کو اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کا قصد کرتے دیکھتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کے قریب نماز پڑھنے کا قصد کرتے دیکھا ہے۔ (ابو مسلم حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے)

۵۱...... بَابُ: قَدْرِ مَا یَسْتُرُ الْمُصَلِّیْ

باب۵۱: نمازی کے سترہ کی مقدار

[1137] ۲۶۵ ۔ (۵۱۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ ح و حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ عَنْ یُونُسَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِذَا قَامَ أَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَإِنَّهُ یَسْتُرُهُ إِذَا کَانَ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ یَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْکَلْبُ الْأَسْوَدُ**)) قُلْتُ یَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْکَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْکَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْکَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ یَا ابْنَ أَخِی سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَمَا سَأَلْتَنِی فَقَالَ ((**الْکَلْبُ الْأَسْوَدُ شَیْطَانٌ**))

[1137] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقطع الصلاة برقم (۷۰۲) بنحوه والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء انه لا یقطع الصلاة الا الکلب والحمار والمراة برقم (۳۳۸) والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: ذکر ما یقطع الصلاة وما لا یقطع اذا لم یکن بین یدی المصلی سترة ۲/ ۶۳۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما یقطع الصلاة برقم (۹۵۲) وفی الصید، باب: صید کلب المجوس والکلب الاسود البهیم برقم (۳۲۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۱۹۳۹)

[1137]۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتو اس کے لیے سترہ (آڑ) بنے گا، جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو، اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہوتو گدھا، عورت اور سیاہ کتا، اس کی نماز (کے خشوع) کو منقطع کر دیتا ہے۔'' میں نے پوچھا، اے ابوذر! سیاہ کتے کی تخصیص کیوں، اگر کتا لال یا زرد ہو پھر؟ انہوں نے کہا، اے میرے بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا جو تو نے مجھ سے کیا ہے تو آپ نے فرمایا: سیاہ کتا شریر (شیطان) ہوتا ہے۔

[1138] (. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ ح و قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَيْضًا قَالَ انَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَ بْنَ أَبِي الذَّيَّالِ قَالَ ح و حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ

[1138] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1139] ٢٦٦-(٥١١) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((**يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ**))

[1139]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت، گدھا اور (سیاہ) کتا نماز توڑ دیتے ہیں اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز اس کی حفاظت کرتی ہے۔

فائدہ:...... گدھا، سیاہ کتا اور عورت کی طرف دیکھنے سے انسان کی سوچ وفکر یا ذہن متاثر ہوتا ہے، گدھے اور کتے سے شر اور نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے اور عورت جنسی کشش رکھتی ہے، اس لیے نمازی کا خشوع اور خضوع

[1138] تقدم في الحديث السابق (١١٣٧)

[1139] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٧)

اور توجہ برقرار نہیں رہتی، اور نماز میں یہی چیزیں مطلوب ہیں، اس لیے اس کو نماز کے ٹوٹنے سے تعبیر کر دیا گیا ہے، اگر یہ چیزیں سترہ سے پرے یا دور ہوں تو ان کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لیے نماز متاثر نہیں ہوتی، بہر حال جمہور کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوتی، اس میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عربی محاورہ کے مطابق اس کو ٹوٹنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۵۲...... بَابُ: اَلِاعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

باب ۵۲: نمازی کے سامنے لیٹنا

[1140] ۲۷۶-(۵۱۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ

[1140]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح چوڑائی میں لیٹی ہوتی تھی۔

[1141] ۲۶۸-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي صَلٰوتَهُ مِنَ اللَّيْلِ كُلَّهَا وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ

[1141]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی پوری نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی۔ اور جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

[1142] ۲۶۹-(...) و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ

[1140] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من صلى وبينه وبين القبلة شئى برقم (۹۵٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٨)

[1141] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٦)

[1142] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٦٨)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ فَقُلْنَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّي

[1142]۔ حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، میں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح عرض میں لیٹے ہوئے دیکھا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے عورت اس انداز سے لیٹی ہو کہ اس سے نمازی کی توجہ نہ بٹے، اور وہ اس سے متاثر نہ ہو تو اس کی نماز پر اثر نہیں پڑتا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں، اور رات کی تاریکی اور اندھیرے کی بنا پر کیونکہ ان دنوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آ رہا ہے، گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے، آپ کی نظر عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہیں پڑتی تھی، اس لیے آپ ان کے سامنے ہونے کے باوجود نماز پڑھتے رہتے تھے۔

[1143] ۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحَمِيرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ

[1143]۔ حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان چیزوں کا تذکرہ کیا گیا جن کے سامنے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے، یعنی کتا، گدھا اور عورت تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ بنا دیا ہے، اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ میں چارپائی پر آپ کے قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی، مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا پسند نہ کرتی، اس لیے (چارپائی) کے پایوں کی طرف سے کھسک جاتی۔

[1143] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: من لا یقطع الصلاة شئی برقم (٥١٤) وفی باب: استقبال الرجل صاحبه او غیره فی صلاته وهو یصلی برقم (٥١١) وفی باب الاستئذان، باب: السریر برقم (٦٢٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٢ و ١٧٦٤٢)

فائدہ:...... بعض حضرات نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ”تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا“ سے استدلال کرتے ہوئے صراط مستقیم کی عبارت کو نشانہ بنایا ہے حالانکہ اس اس سے استدلال بے محل ہے کیونکہ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جذباتی انداز میں فرمائی ہے، وگرنہ یہاں مشابہت ہے ہی نہیں۔ حدیث کا مقصد تو صرف ان چیزوں کا تذکرہ کرنا ہے، جن سے نمازی کا ذہن اور دل و دماغ متاثر ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض یہاں مشابہت ہے تو اس میں بیان کرنے والوں کا کیا قصور یہ بات تو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، اور آپ کی فرمائی ہوئی بات کیسے قابل اعتراض ہو سکتی ہے، جس چیز کو آپ ﷺ برا خیال نہیں کرتے یا اس کو توہین آمیز نہیں سمجھتے، ہم اس کو برا خیال کیوں کر سکتے ہیں، مزید برآں اگر عورت کے سامنے آنے سے انسان متاثر نہیں ہوتا تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے بیٹھنے کو آپ کے لیے اذیت کا باعث کیوں سمجھتی تھیں؟ اور چارپائی کے پایوں سے کھسک کر کیوں نکلتی تھیں؟

[1144] ۲۷۱-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَدَلْتُمُونَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أَسْنَحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتّٰى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي

[1144]۔ حضرت اسود بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں پایا ہے کہ میں چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور چارپائی کے درمیان نماز پڑھتے میں آپ کے سامنے ظاہر ہونا ناپسند کرتی تو میں چارپائی کے پایوں سے کھسک کر، اپنے لحاف سے نکل جاتی۔

[1145] ۲۷۲-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

[1144] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: الصلاة الی السرير برقم (٥٠٨) والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: ذکر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدی المصلی سترة ٢/ ٦٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٧)

[1145] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، برقم (٣٨٢) وفی باب: التطوع خلف المراة برقم (٥١٣) وفی العمل فی الصلاة، باب: ما يجوز من العمل فی الصلاة برقم (١٢٠٩) بنحوه۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، برقم (٧١٣) مختصراً۔ والنسائی فی (المجتبی) فی الطهارة، باب: ترك الوضوء من مس الرجل امراته من غير شهوة ١/ ١٠١۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٢)

[1145]۔ ہمیں یحییٰ بن یحییٰ نے بتایا کہ میں نے امام مالک کو ابونضر کی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو جاتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو میرا پاؤں دبا دیتے تو میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں ان کو پھیلا لیتی۔ انہوں نے (عائشہ) بتایا ان دنوں گھروں کے اندر چراغ نہیں ہوتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے گھر میں رات کو چراغ نہیں جلتا تھا، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر یہ پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ آپ سجدہ کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ اپنے طور پر پاؤں نہیں سکیڑ سکتی تھیں۔

[1146] ٢٧٣۔(٥١٣)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قال اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ جَمِيعًا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا حِذَائَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ

[1146]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے متوازی ہوتی۔ بسا اوقات جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔

[1147] ٢٧٤۔(٥١٤)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يحدث عن عائشه قالت كان النبى يصلى من الليل وانا الى جنبه وانا حائض وعلى مرط عليه بعضه الى جنبه

[1147]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے پہلو میں ہوتی، مجھ پر چادر ہوتی اور آپ کے پہلو میں ہونے سے اس کا کچھ حصہ آپ پر بھی ہوتا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر عورت نمازی کے پہلو میں کھڑی ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جمہور کا موقف یہی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ ❷ عورت اگر حیض کی حالت میں ہو تو اس نے جو کپڑا اوڑھا ہو وہ پلید نہیں ہوتا، اس لیے ایک ہی کپڑا اگر اس کا کچھ حصہ حائضہ پر ہو اور کچھ نمازی پر تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

[1146] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحيض برقم (٣٣٣) وفى الصلاة، باب: اذا اصاب ثوب المصلى امراته اذا سجد برقم (٣٧٩) وفى باب: اذا صلى الى فراش فيه حائض برقم (٥١٧ و ٥١٨) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الصلاة على الخمرة برقم (٦٥٦) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الصلاة على الخمرة برقم (١٠٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٠)

[1147] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الرخصة فى ذلك برقم (٣٧٠)

تنبیہ:......(۱) جب نمازی سترہ کے بغیر نماز پڑھ رہا ہو تو گزرنے والا اتنے فاصلہ سے گزر سکتا ہے، جتنے فاصلہ سے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو وہ نظر نہ آئے، اور نمازی کو نظر عام طور پر اپنی سجدہ گاہ تک محدود رکھنی چاہیے، اور بیٹھا ہوا حیوان بھی سترہ کا کام دیتا ہے، جیسا کہ آپ اونٹ آگے بٹھا لیتے تھے۔(۲) پاکستانی نسخوں میں سترہ کے تمام مباحث کو ایک باب کے تحت درج کر دیا گیا ہے جبکہ عربی نسخہ میں سترہ کے مباحث کو آٹھ ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اور ہر باب میں مختلف باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

۵۳...... بَاب: الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّصِفَةِ لُبْسِهِ

باب ۵۳: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا اور اس کے پہننے کا طریقہ

[1148] ۲۷۵ـ(۵۱۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ ((أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ))

[1148]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟''

[1149] (...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1149] امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: صلاة الرجل في ثوب بعضه على امراته ۲/ ٦٧ـ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في الصلاة في ثوب الحائض برقم (٦٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٠٨)

[1148] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به برقم (٣٥٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: جماع ابواب ما يصلى فيه برقم (٦٢٥) والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: الصلاة في الثوب الواحد ٢/ ٧٦٢ـ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣١)

[1149] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢١٩ و ١٣٣٥٤)

[1150] ٢٧٦-(...) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو ثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَادَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ ((أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ))

[1150]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: ''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟''

فائدہ:...... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دور میں سائل نے آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا، وہ انتہائی فقر واحتیاج کا دور تھا، اور ہر انسان کے پاس اتنی سکت نہ تھی کہ وہ دو کپڑے پہنے، اس لیے شریعت نے نماز کے لیے کپڑوں کی تحدید نہیں کی، انسان کے پاس جس قدر وسعت وگنجائش ہو یا جتنے کپڑے وہ پہنتا ہو انہیں میں نماز پڑھ لے، ستر کو چھپانا ضروری ہے۔

[1151] ٢٧٧-(٥١٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ))

[1151]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

[1152] ٢٧٨-(٥١٧) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

أَنَّ عُمَرَ بْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ

[1150] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٧)

[1151] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: جماع ابواب ما یصلی فی برقم (٦٢٦) والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: صلاة الرجل فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه منه شئی ١/ ٧٦٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٧٨)

[1152] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفا برقم (٣٥٤) مختصرا۔ وبرقم (٣٥٥ و ٣٥٦) بتمامه۔ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، ←

[1152] ۔حضرت عمر ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے، اور اس کے دونوں کنارے، آپ کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ **مشتمل، متوشح** اور (**مخالف بین طرفیه**) تینوں ہم معنی ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ڈالا ہے، اس کو بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جائے اور جو کنارہ بائیں کندھے پر رکھنا ہے اس کو دائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جائے، پھر دونوں کناروں کو سینہ پر باندھ لے۔

[1153] (. . .) حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مُتَوَشِّحًا وَلَمْ يَقُلْ مُشْتَمِلًا

[1153] ہمیں یہی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم نے وکیع کے واسطہ سے ہشام بن عروہ کی مذکورہ بالا سند سے سنائی، ہاں یہ فرق ہے کہ اس نے مشتملاً کی جگہ متوشحا کہا۔

[1154] ۲۷۹۔(. .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

[1154] ۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے اس کو لپیٹا ہوا تھا، اور اس کے دونوں کناروں میں مخالفت کی ہوئی تھی۔

[1155] ۲۸۰۔(. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ زَادَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ

[1155] ۔ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ایک کپڑے کو لپیٹ کر کناروں کو الٹا کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ عیسیٰ بن حماد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

← باب: ما جاء فی الثوب الواحد برقم (۳۳۹) باختصار۔ والنسائی فی (المجتبی) فی القبلۃ، باب: الصلاۃ فی الثوب الواحد ۲/ ۷۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب الصلاة فی الثوب الواحد برقم (۱۰۴۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰٦٨٤)

[1153] تقدم فی الحدیث السابق (۱۱۵۲)

[1154] تقدم برقم (۱۱۵۲)

[1155] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، برقم (٦٢٨) انظر (التحفة) برقم (۱۰٦٨٢)

[1156] ٢٨١۔(٥١٨)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

[1156]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے اس کو لپیٹا ہوا تھا۔

[1157] ٢٨٢۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[1157]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[1158] ٢٨٣۔(. .)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَاٰى جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَعِنْدَهُ ثِيَابُهُ وَقَالَ جَابِرٌ إِنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

[1158]۔حضرت ابو زبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، وہ اس کو لپیٹے ہوئے تھے اور ان کے پاس ان کے کپڑے موجود تھے، اور جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

[1159] ٢٨٤۔(٥١٩)حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلٰى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

[1159]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک چٹائی پر نماز پڑھتے دیکھا اس پر آپ سجدہ کرتے تھے اور میں نے آپ کو ایک کپڑے میں، اس کو لپیٹ کر نماز پڑھتے دیکھا۔

[1156] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٥٢)

[1157] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٥٢)

[1158] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٩٦)

[1159] اخرجه المولف [مسلم] فی المساجد، باب: جواز الجماعة فی النافلة برقم (١٥٠٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة علی الحصير برقم (٣٣٢)←

[1160] ٢٨٥-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَانَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ وَرِوَايَةُ أَبِي بَكْرٍ وَسُوَيْدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

[1160]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابوکریب کی روایت میں ہے آپ نے اس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے اور ابوبکر اور سوید کی روایت میں ہے آپ اس کو لپیٹے ہوئے تھے۔

فوائد:...... ❶ ان تمام روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا بلا شک وشبہ درست ہے لیکن اس کا کچھ حصہ کندھوں پر ہونا چاہیے، اگر گنجائش اور مقدرت کے باوجود کپڑا کندھوں پر نہ ڈالا تو جمہور ائمہ کے نزدیک نماز مکروہ ہوگی، امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، ایسی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی اگر کپڑا تنگ ہو اور کندھوں پر نہ ڈالا جا سکتا ہو تو پھر اس کو تہبند بنا لیا جائے گا، اگرچہ کندھے ننگے ہوں گے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوگا۔ ❷ نماز کے لیے صرف ستر فرض ہے، اس لیے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب کپڑے زیادہ ہوں اور انسان عام طور پر سر ڈھانپے رکھتا ہو تو پھر بلا وجہ ننگے سر نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ (گرمی کی بنا پر) لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پگڑی اور ٹوپی کا کچھ حصہ پیشانی پر ہوتا) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے اور کلیب نے اپنے ماموں سے نقل کیا ہے، میں سردیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ برانس (لمبی ٹوپی یا وہ لباس جو سر کو ڈھانپ لے) اور چادروں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔ (مجمع الزوائد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ایک کپڑے میں سر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اعتراض فرمایا تھا۔ (سنن الکبری للبیہقی، ج:٢،ص:٢٣٦)

← مختصرا۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الصلاة على الخمرة برقم (١٠٢٩) وفي باب: الصلاة في الثوب الواحد برقم (١٠٤٨) انظر (التحفة) برقم (٣٩٨٢)

[1160] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٥٩)

اس کتاب کے کل ابواب (55) اور (409) احادیث ہیں۔

5

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

کتاب مسجدوں اور نمازوں کی جگہوں کا بیان

حدیث نمبر 1161 سے 1569 تک

٥... كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

۵. کتاب مسجدوں اور نمازوں کی جگہوں کا بیان

١...... بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

باب ١: مسجدیں اور نماز کی جگہیں

[1161] ١-(٥٢٠) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَانَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ ((أَرْبَعُونَ سَنَةً وَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ)) وَفِي حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ ((ثُمَّ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّهْ فَإِنَّهُ مَسْجِدٌ))

[1161]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! سب سے پہلے روئے زمین پر کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد حرام'' میں نے پوچھا، پھر کونسی؟ فرمایا: ''مسجد اقصیٰ۔'' میں نے پوچھا، دونوں کی تعمیر میں کتنا فاصلہ عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال۔'' پھر فرمایا: ''اب جہاں بھی تجھے نماز کا وقت آئے، نماز پڑھ لے وہی جگہ مسجد ہے۔'' ابو کامل کی روایت میں ہے: ''پھر جہاں تمہیں نماز آلے، اس کو پڑھ لو کیونکہ وہی جگہ مسجد ہے۔''

[1161] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء باب (١) برقم (٣٣٦٦) وفي باب: قول الله تعالى: ﴿ووهبنا لداود سليمان نعم العبد انه اواب﴾ برقم (٣٤٢٥) والنسائي في (المجتبى) في المساجد باب: ذكر اي مسجد وضع اولا ٢/ ٣٢ وفي التفسير، سورت آل عمران باب (ان اول بيت وضع للناس) برقم (٨٩) وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات۔ باب: اى مسجد وضع اول برقم (٧٥٣) انظر (التحفة) برقم (١١٩٩٤)

[1162] ٢-(. . .)حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ انَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أَبِي الْقُرْآنَ فِي السُّدَّةِ فَإِذَا قَرَأْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى)) قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ((ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَوٰةُ فَصَلِّ)).

[1162]۔حضرت ابراہیم بن یزید تیمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سدہ میں (مسجد کے باہر سائبان) اپنے باپ کو قرآن مجید سنایا کرتا تھا۔تو جب میں سجدہ والی آیت سناتا تو وہ سجدہ کر لیتے تو میں نے ان سے پوچھا، اے ابا جان! کیا آپ راستے میں ہی سجدہ کر لیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ’’میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ’’مسجد حرام۔‘‘ میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ آپ نے فرمایا: ’’مسجد اقصیٰ۔‘‘ میں نے پوچھا، دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’چالیس سال۔‘‘ پھر فرمایا ساری زمین تمہارے لیے مسجد ہے، جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو۔‘‘

فوائد:...... ❶ کعبہ اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی تعمیر کا درمیانی عرصہ یہ کعبہ اور بیت المقدس کی تعمیر کے بارے میں مشہور بات یہ ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، اور بیت المقدس، حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا، اور ان کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ بنتا ہے، جبکہ حدیث میں فاصلہ، چالیس سال بیان کیا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے ان مسجدوں کی تاسیس (بنیاد رکھنا) نہیں کی، بلکہ تجدید (نئے سرے سے بنانا) کی ہے، اصل تعمیر تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں نے کی ہے اور اس تعمیر وتشکیل کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ یا مراد آدم علیہ السلام کی تعمیر ہے۔ دونوں مسجدوں کی بنیاد آدم علیہ السلام نے رکھی، اور درمیانی فاصلہ چالیس سال تھا اور اگر ابراہیمی تعمیر مراد لینا ہو تو ظاہر ہے جس طرح ایک بیٹے اسماعیل اور ان کی اولاد کے لیے ایک عبادت گاہ بنائی گئی ہے تو دوسرے بیٹے اسحاق کی اولاد کے لیے بھی ایک عبادت گاہ تعمیر کی ہوگی، اس لیے بیت المقدس کی تعمیر سے یہاں مراد حضرت یعقوب ابن اسحاق علیہما السلام والی تعمیر ہے اور دونوں کی تعمیر میں چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ ❷ جس جگہ نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو سے غرض یہ ہے کہ جس جگہ شریعت نے نماز

[1162] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٦١)

پڑھنے سے روکا نہیں ہے وہاں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ نماز کے لیے لباس اور بدن کی پاکیزگی اور طہارت کی طرح جگہ کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے۔ شریعت نے قبرستان، حمام، مذبح، (ذبح کرنے کی جگہ) شارع عام اور نجاست گاہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

[1163] ۳۔(۵۲۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلٰى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَّمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ))

[1163]۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، ہر نبی خاص طور پر اپنی قوم ہی کی طرف بھیجا جاتا تھا، اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی کے لیے وہ حلال قرار نہیں دیا گیا میرے لیے روئے زمین کو پاک، پاک کرنے والی اور مسجد بنایا گیا ہے، لہٰذا جس شخص کو جہاں نماز کا وقت پا لے وہیں نماز پڑھ لے، اور مجھے ایسے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی، جو ایک ماہ کی مسافت سے ہی لوگوں (دشمنوں) پر طاری ہو جاتا ہے (یعنی میری دھاک ودبدبہ ایک ماہ کی مسافت پر پڑ جاتا ہے) اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔

[1164] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ قَالَ نَا سَيَّارٌ قَالَ انَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ انَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[1164] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث میں آپ کی پانچ امتیازی خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے صرف یہی پانچ امتیازی اوصاف ہیں کیونکہ مقصود حصر نہیں ہے، اور جس شفاعت کو آپ کا خاصہ قرار

[1163] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التيمم، باب (١) برقم (٣٣٥) وفي الصلاة باب: قول النبي ﷺ: (جعلت لي الارض مسجدا وطهورا) برقم (٤٣٨) وفي فرض الخمس باب: قول النبي ﷺ (احلت لكم الغنائم) برقم (٣١٢٢) والنسائي في (المجتبى) في الغسل، باب: التيمم بالصعيد برقم ١/ ٢٠٩ وفي المساجد، باب الرخصة في ذلك ٢/ ٥٦ مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٣٩)

[1164] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٦٣)

دیا گیا ہے، اس سے مراد شفاعت کبریٰ ہے یعنی جس کے نتیجہ میں انسانوں کا محشر میں حساب کتاب شروع ہوگا۔ اور اس شفاعت کے بعد اور انبیاء علیہم السلام، ملائکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، علماء شہداء، اپنے سے تعلق رکھنے والے اہل ایمان کے حق میں سفارش کریں گے۔ یہاں تک کہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جانے والے بچے بھی اپنے والدین کے لیے سفارش کریں گے، اس طرح بعض اعمال صالحہ بھی اپنے عاملوں کے حق میں سفارش کریں گے۔ اور ان سفارشوں کا تعلق آخرت سے ہے، باقی رہا دنیا میں سفارش تو اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آخرت میں سفارش اللہ کی اجازت اور مرضی سے ہوگی، وہی سفارش کر سکے گا جس کو سفارش کرنے کی اجازت ملے گی، اس لیے فرمایا: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ، کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، مــن کا لفظ عام ہے اس لیے کسی نبی اور فرشتہ کو بھی یہ مجال نہیں ہوگی کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، دوسری جگہ فرمایا: مـا من شفیع الا من بعد اذنہ (یونس) کوئی ایک بھی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرے گا۔

سفارش بھی صرف اسی کے بارے میں ہو سکے گی جس کے بارے میں اجازت مل جائے فرمایا: لا تنفع الشفاعة الا من اذن لـه الرحمن ورضی لہ قولا (طہ) سفارش صرف اس شخص کو نفع دے گی، جس کے حق میں رحمٰن نے اجازت دی اور اس کے لیے کوئی بات کہنے کو پسند کیا۔ سورۂ انبیاء میں فرشتوں کے بارے میں فرمایا: ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ، وہ صرف اسی کے لیے سفارش کریں گے جس کے لیے وہ پسند فرمائے گا۔ اور سفارش اتنی ہی کریں گے جتنی کی اجازت ہو جیسا کہ ورضی لہ قولا سے ثابت ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے ''ہم ہر قسم کی شفاعت کے قائل ہیں خواہ یہ شفاعت بالاذن ہو یا لوجاہت ہو یا بــالـمحبت ہو'' کیونکہ شفاعت کی اجازت ہی انہیں ملے گی جن کو اللہ کے ہاں وجاہت حاصل ہوگی یا وہ اللہ کی محبت کے مستحق ہوں گے، پھر اس کے لیے بلا ضرورت طول بیانی سے کام لیا گیا ہے اور عجیب بات یہ شروع میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس بخشش میں اس پر کسی کا اجارہ نہیں، کسی کا زور نہیں، وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گری کا مالک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت اور وجاہت دکھلانے کے لیے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے، اپنے عباد وخواص کی خصوصیت جتلانے کے لیے، ان کو روز حشر یہ اعزاز بخشے گا، یہ مقام عطا فرمائے گا، انہیں اجازت دے گا، اذن مرحمت فرمائے گا کہ وہ اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں، اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گنہگاروں کو بخش دے گا۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/ ۳۸) از علامہ غلام رسول سعیدی

اب اس کے بعد یہ کہنا محض ایک جسارت ہے کہ دنیا میں (وہابیہ) طلب شفاعت کے قائل نہیں۔ (کیا ہر وہابی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہیں کرتا اور دوسروں سے بخشش کی دعا نہیں کراتا) پھر کہنا، وہابیہ، آخرت میں شفاعت

بالاذن کے قائل ہیں، شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت کے قائل نہیں۔

[1165] ٤-(٥٢٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيٍّ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَّجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدُ الْمَآءَ)) وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى

[1165]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دی گئی ہیں، ہمارے لیے تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ اور اس کی مٹی جب ہمیں پانی نہ ملے ہمارے لیے پاکیزگی کا ذریعہ (پاک کرنے والی) بنا دی گئی ہے اور ایک اور خصوصیت بھی بیان کی۔ (سورۃ بقرہ کی آخری آیات کا نزول مراد ہے)۔

فوائد:...... ❶ پہلی امتیں صف بندی نہیں کرتی تھیں اور مسلمانوں کو فرشتوں کی طرح صف بندی کا حکم دیا گیا ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تیمم کے لیے صرف مٹی ہی استعمال ہو سکتی ہے اور ارض سے مراد تراب ہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک زمین کی جنس سے جو چیز بھی ہو، ڈھیلہ، پتھر، اینٹ، چونا وغیرہ تیمم ہو سکتا ہے۔

[1166] ٤-(٥٢٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1166] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1167] (..) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ

[1165] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣١٤)

[1166] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣١٤)

[1167] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی السير، باب: ما جاء فی الغنيمة برقم (١٥٥٣) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها باب: ما جاء فی السبب برقم (٥٦٧) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٧٧)

الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَّمَسْجِدًا وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ))

[1167]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دوسرے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے، مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، میری رعب ودبدبہ کے ذریعہ مدد کی گئی ہے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، اور میرے لیے زمین پاکیزگی کا باعث بنائی گئی ہے اور مسجد قرار دی گئی ہے اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا، مجھے آخری نبی بنایا گیا ہے۔''

فوائد:...... ❶ جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات اور عبارات ہیں، جو انتہائی مختصر اور فصیح وبلیغ ہیں لیکن ان میں معانی کی ایک دنیا پنہاں ہے گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ ❷ نصرت بالرعب: آپ ابھی دشمن سے بہت دور کے فاصلہ پر ہوتے ہیں اور اس کو آپ کے حملہ کرنے کے ارادے اور تیاری کا پتہ چلتا ہے تو اس پر دور ہی سے آپ کا رعب طاری ہو جاتا تھا اور آپ کے خوف وخطرہ سے اس کا دل دہل جاتا تھا۔ ❸ احلت لی الغنائم: پہلی امتیں اور انبیاء جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے اور دشمن پر غلبہ کے بعد اس کے مال ومتاع پر قابض ہوتے تو اس کو اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے تھے بلکہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو کھا جاتی تھی اور اگر اس میں کسی نے خیانت کی ہوتی تو آگ غنیمت کے مال کو نہیں کھاتی تھی۔ ❹ آپ کی نبوت ورسالت ہمہ گیر اور قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے اور کسی رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی، اس لیے آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اور آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان ہی باقی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قرب کی علامت ونشانی کے طور پر آئیں گے، لیکن وہ لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت نہیں دیں گے اور نہ ہی اپنا پرچار کریں گے، بلکہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور آپ کی شریعت کا ہی اعلان کریں گے۔

[1168] ٦۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

[1168] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجهاد، باب: وجوب الجهاد برقم (٤/ ٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٣٤٢)

[1168] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری نصرت (مدد) کی گئی ہے میں سویا ہوا تھا کہ اس اثنا میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے حوالے کی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں اور (ان خزانوں کو) اب تم نکال رہے ہو۔

مفردات الحدیث ✱ تنتثلونها: وہ خزانے تم نکال رہے ہو۔

فائدہ :.....اتیت بمفاتیح خزائن الارض: اس خواب کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں زمین بوس ہوں گی اور ان کے خزانے ان کے ہاتھ لگیں گے اور اس خواب کی تعبیر خلفائے راشدین کے ہاتھوں مکمل ہوئی، مسلمانوں نے دیکھا کہ اس دور کی دونوں سپر پاور مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہوئیں اور روم وایران کے خزانے مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

[1169] (. . .) وحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ

[1169] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1170] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[1170] امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1171] ۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ

أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ))

[1169] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجهاد، باب: وجوب الجهاد ٤/ ٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٥٦)

[1170] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجهاد: باب: وجوب الجهاد برقم ٤/ ٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٨١)

[1171] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٥)

[1171]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دشمن پر رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور مجھے جامع کلام سے نوازا گیا ہے، میرے سوئے ہوئے کے دوران مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور انہیں میرے ہاتھوں میں رکھ دیا گیا۔

[1172]٨۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ))

[1172]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری رعب کے ذریعہ مدد کی گئی ہے اور مجھے جامع کلام عنایت فرمائی گئی ہے۔

٢...... بَابُ: ابْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ٢: مسجد نبوی کی تعمیر

[1173]٩۔(٥٢٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ يَحْيَى أَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضَّبَعِيِّ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ بِسُيُوفِهِمْ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُوبَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ

[1172] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٥)

[1173] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجهاهلية ويتخذ مكانها مساجد برقم (٤٢٨) وفي فضائل المدينة، باب حرم المدينة برقم (١٨٦٨) مختصرا وفي مناقب الانصار، باب: مقدم النبي ﷺ واصحابة المدينة برقم (٣٩٣٢) وفي البيوع، باب: صاحب السلعة احق بالسوم برقم (٢١٠٦) وفي الوصايا، باب: اذا دمت جماعة ارضا مشاعا فهو جائز برقم (٢٧٧) وفي باب: وقف الارض للمسجد برقم (٢٧٧٤) وفي باب: اذا قال الواقف: لا تطلب ثمنه الا الى الله فهو جائز برقم (٢٧٧٩) وابو داود في (سننه)←

بِالْمَسْجِدِ قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ كَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَخِرَبٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةً وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ فَكَانُوا يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ أَللّٰهُمَّ اَنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

[1173]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند حصہ میں بنوعمرو بن عوف نامی قبیلہ میں فروکش ہوئے اور یہاں چودہ راتیں قیام فرمایا، پھر آپ نے بنونجار کے سرداروں کو بلوایا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، گویا میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کی سواری پر دیکھ رہا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنونجار کے لوگ آپ کے چاروں طرف ہیں، یہاں تک کہ آپ ابوایوب کے آنگن (سامنے کا صحن) میں اترے، (آپ نے سواری کا پالان ابوایوب کے آنگن میں ڈال دیا) اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے اور آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے بنونجار کے لوگوں کو بلوایا اور فرمایا: اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو، انہوں نے جواب دیا، نہیں اللہ کی قسم! ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اس جگہ میں جو کچھ تھا میں تمہیں بتاتا ہوں، اس میں کھجوروں کے درخت، مشرکوں کی قبریں اور ویران جگہ تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا، مشرکوں کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا اور ویرانہ (کھنڈرات) کو ہموار اور برابر کر دیا گیا، اور کھجور کو مسجد کے سامنے کی جانب گاڑ دیا گیا اور دروازہ کے دونوں جانب پتھر لگائے گئے، اور صحابہ رجز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے سامنے تھے، وہ کہتے تھے، اے اللہ! بہتری اور بھلائی تو آخرت کی بھلائی اور بہتری ہی ہے تو انصار اور مہاجروں کی نصرت فرما۔

مفردات الحدیث ❶ **عُلو**: عین پر پیش اور زیر دونوں آ سکتے ہیں، بلندی، اونچائی، بنوعمرو بن عوف کے لوگ قبا میں رہتے تھے، جو مدینہ کے بلند حصہ میں واقع ہے۔ **مَلاء**: سردار و اشراف، اس کا اطلاق جماعت پر بھی

← فی الصلاة، باب: فی بناء المسجد برقم (٤٥٣) و برقم (٤٥٤) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: نبش القبور واتخاذ ارضها مسجدا ١/ ٣٩٢ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: ابن یجوز بناء المساجد برقم (٧٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٩١)

ہوتا ہے۔ بنونجار، یہ خاندان رسول اللہ ﷺ کے دادا کا ننھیال تھا، اس لیے آپ ان کو اخوال (ماموں) سمجھتے تھے۔ متقلدی سیوفهم: اپنی تلواروں کو حمائل کیے ہوئے تا کہ یہود کو پتہ چل سکے کہ وہ آپ کی حفاظت میں ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ فناء: گھر کے سامنے کا میدان یا کھلی جگہ۔ مرابض: مربض کی جمع ہے، باڑہ، جہاں بکریاں بیٹھ کر رات گزارتی ہیں، اَمر: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ ❷ ثامنونی: میرے ساتھ ثمن (قیمت) طے کرلو، آپ نے یہ قطعہ دس دینار میں خریدا تھا، کیونکہ یتیم بچوں کا تھا اور قیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کی تھی اور بقول بعض ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے۔ ❸ خَرِبٌ یا خِرَبٌ: ویرانہ، کھنڈرات۔ ❹ نُبِشَتْ: ان کو اکھاڑ دیا گیا۔ ❺ عضادتیه: عَضَادة دروازوں کے پٹ یا ایک جانب کو کہتے ہیں، یر تجزون: وہ رجز پڑھتے تھے۔ رجز یہ شعر کی ایک قسم ہے جس کا ہر فقرہ الگ ہوتا ہے، یہ کلام موزوں ہوتا ہے یا شعر کے وزن پر ہوتا ہے۔ لیکن کہنے والے کی نیت شعر کی نہیں ہوتی، اور انسان کے منہ سے کبھی کبھار، کلام موزوں صادر ہو جائے تو وہ شعر نہیں ہوگا اور نہ اس کو شاعر کہا جائے گا۔

[1174] ١٠ـ(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ

[1174]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے، جبکہ ابھی مسجد تعمیر نہیں کی گئی تھی۔

[1175] (. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1175] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے ۸ ربیع الاول بروز سوموار قبا میں قدم فرما ہوئے تھے۔ ❷ مسجد بنانا، حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس میں تمام مسلمان اجتماعی طور پر تعاون کریں گے۔ ❸ ضرورت کے تحت پھل دار درخت کاٹنا جائز ہے۔ ❹ جگہ خرید کر اگر اس میں مشرکوں کی قبریں ہوں تو ان کو اکھیڑنا جائز ہے اور وہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے، احناف اور شوافع کا موقف بھی یہی ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ اس کو جائز نہیں سمجھتے،

[1174] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: ابوال الابل والرواسب والغنم ومرابضها برقم (٢٣٤) وفي الصلاة، باب: الصلاة في مرابض الغنم برقم (٤٢٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة في مرابض الغنم واعطان الابل برقم (٣٥٠) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٣)

[1175] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٧٤)

بعض حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ان معذبین پر روئے بغیر نہ گزرو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کہ وہ ارض بابل میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے، استدلال کرتے ہوئے امام اوزاعی رحمہ اللہ کی تائید کی ہے، کیونکہ مشرکوں کی قبروں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ یہ استدلال درست نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل میں تضاد ہے، کیونکہ معذبین سے وہ لوگ مراد ہیں جو عذاب الٰہی کے نتیجہ میں ہلاک ہوئے، اور ارض بابل کا خسف بھی عذاب الٰہی کے نتیجے میں ہوا تھا۔

اگر مشرکوں کی قبریں اکھاڑ کر مسجد بنانا جائز ہے تو مسلمانوں کا قبرستان، اگر اس کے آثار مٹ جائیں یا کسی نے اپنے گھر میں قبر بنائی ہو اور وہ اس کو فروخت کر دے یا مسجد کے لیے وقف کر دے تو پھر قبر کو اکھیڑ کر مسجد بنانا جائز ہونا چاہیے، مالکیہ، شافعیہ اور حنفیہ اس کو توہین مسلم قرار دے کر ناجائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ جب آثار مٹ گئے ہیں یا احتیاط سے اس کی ہڈیاں نکال کر قبرستان میں دفن کر دی گئی ہیں تو اس میں توہین کا پہلو کونسا ہے؟

علامہ عینی نے اور بعض دوسرے علماء نے ایک مالکی امام کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کے پرانے قبرستان کی جگہ مسجد بنائی جا سکتی ہے اور اس قول پر نقد و تبصرہ نہیں کیا جس سے معلوم ہو وہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

٣...... بَاب: تَحْوِيلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب ٣: قبلہ کا بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ (کعبہ) کی طرف پھرنا

[1176] ١١ـ(٥٢٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ فَنَزَلَتْ بَعْدَمَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ

[1176]۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ سورۃ البقرۃ کی یہ آیت اتری ''اور تم جہاں کہیں بھی ہو، اپنے رخ (نماز میں) کعبہ کی طرف کرو۔'' (بقرہ آیت ۱۴۴) یہ آیت اس وقت اتری جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، لوگوں میں سے ایک آدمی (یہ حکم سن کر) چلا اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا وہ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے اپنے چہرے بیت اللہ کی طرف کر لیے۔

[1176] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٦٣)

[1177] ۱۲۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيٰى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَآءَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

[1177]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ ماہ نماز بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی، پھر ہمیں کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

[1178] ۱۳۔(۵۶۲)حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآئَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

[1178]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور ان کو بتایا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن اتر چکا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے، لہٰذا تم بھی اس کی طرف رخ کرلو، ان کے رخ شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

[1177] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير، باب: (ولكل وجهة هو موليها) فاستبقوا الخيرات اينما تكونوا يات بكم الله جميعا، ان الله على كل شئی قدير) برقم (٤٤٩٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: فرض القبلة ١/ ٢٤٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٤٩)

[1178] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القبلة برقم (٤٠٣) وفی التفسير: باب ﴿والذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناهم وان فريقا منهم ليكتمون الحق﴾ الی قوله ﴿من الممترين﴾ برقم (٤٤٩١) وفی اخبار الآحاد، باب: ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحاكم برقم (٧٢٥١) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: استبانة الخطا بعد الاجتهاد برقم ١/ ٢٤٤ وفی القبلة، برقم: استبانة الخطا بعد الاجتهاد ٢/ ٦١ وفی التفسير، باب: قوله تعالی: ﴿قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولينك قبلة ترضاها﴾برقم (٢٤) انظر (التحفة) برقم (٧٢١٢) وبرقم (٧٢٢٨)

[1179] ١٤ـ(. . .)حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ إِذْ جَائَهُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

[1179]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی اثنا میں کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[1180] ١٥ـ(٥٢٧)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلُّوْا رَكْعَةً فَنَادٰى أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

[1180]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، پھر یہ آیت اتری: ''ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور آپ کا رخ اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے آپ پسند کرتے ہیں (یا وہ قبلہ آپ کی تولیت میں دے دیں گے) آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔ (بقرہ، آیت ۱۴۴) بنوسلمہ کا ایک آدمی گزرا اور لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے تو اس نے آواز دی خبردار! قبلہ تبدیل کیا جا چکا ہے تو وہ جس حالت میں تھے، اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ آپ کا رخ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف ہوتا تھا، ہجرت کے بعد یہ صورت ممکن نہ رہی کیونکہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس شمال کی طرف ہے اور مکہ مکرمہ جنوب کی طرف، اس لیے اگر بیت المقدس کی طرف رخ کریں تو بیت اللہ کی طرف پشت ہوگی، یہود کو مانوس اور قریب کرنے کے لیے رخ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا، لیکن انہوں نے اس کو قریب آنے کے بجائے الٹا مخالفت کا ذریعہ بنالیا کہ محمد ہماری مخالفت کرتا ہے لیکن نماز میں رخ ہمارے قبلہ کی

[1179] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٥٦)

[1180] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من صلى لغير القبلة۔ ثم علم برقم (١٠٤٥) انظر (التحفة) برقم (٣١٤)

طرف کرتا ہے اور مشرکین مکہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ محمد (ﷺ) ملت ابراہیمی کا دعویدار ہے لیکن نماز میں رخ ان کے تعمیر کردہ گھر اور قبلہ کی طرف نہیں کرتا، اس لیے آپ کی دلی آرزو اور خواہش یہی تھی کہ آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں، ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ بعد ۱۵ رجب ۲ ہجری کو آپ کو بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، ربیع الاول ا اور رجب ۲ ہجری کو ایک شمار کر لیں تو مدت سولہ ماہ ہوگی مگر الگ الگ شمار کر لیں تو مدت سترہ ماہ ہوگی۔ ❷ آپ ﷺ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ان کی والدہ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لائے تھے۔ ان کا گھر بنوسلمہ میں تھا، ظہر کا وقت وہیں ہوگیا تو آپ نے بنوسلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی، جب آپ دو رکعتیں ادا کر چکے تو قبلہ نماز ہی میں تبدیل ہوگیا اور آپ آگے سے صفوں کے پیچھے آگئے اور نماز مکمل کی، اس لیے بنوسلمہ کی مسجد کو مسجد ذی القبلتین کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی گئی ہے اور سب سے پہلے مکمل نماز بیت اللہ کی طرف رخ کر کے، مسجد نبوی میں عصر کی نماز پڑھی گئی ہے۔ ❸ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز آپ کے ساتھ، بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھ کر گئے تو راستہ میں بنوحارثہ کی مسجد سے گزرے وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عباد رضی اللہ عنہ کے بتانے پر وہ نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے اور حضرت عباد رضی اللہ عنہ یا کوئی اور صحابی، قبا میں عمرو بن عوف کی مسجد میں صبح کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد پہنچے اور ان کو قبلہ کی تبدیلی سے آگاہ کیا تو انہوں نے بھی نماز ہی میں اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ ❹ جب تک انسان کو کسی شرعی حکم کا علم نہ ہو، وہ اس کا مکلف نہیں ہوگا، اہل قباء کو قبلہ کی تبدیلی کا علم صبح کی نماز میں ہوا، اس لیے، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز انہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آپ نے ان کو کچھ نہیں کہا۔ ❺ ایک آدمی اگر قابل اعتماد ہو تو اس کی بات پر عمل کیا جائے گا، بنوحارثہ اور بنوعمرو بن عوف نے صرف ایک آدمی کی خبر پر قطعی اور یقینی قبلہ کی طرف سے رخ دوسرے قبلہ کی طرف کر لیا، کیونکہ قبلہ کی تبدیلی کی آپ کی خواہش سے وہ آگاہ تھے، اس لیے اس قرینہ کی بنا پر ایک آدمی کی خبر نے یقین کا فائدہ دیا۔

۴...... بَاب :النَّهْيِ عَنْ بِنَآءِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنْ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ

باب ٤: قبروں پر مسجدیں بنانے اور ان میں تصویریں رکھنے اور قبروں کو سجدہ کرنے کی ممانعت

[1181] ١٦-(٥٢٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

[1181] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد برقم (٤٢٧) وفي مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة برقم (٣٨٧٣) ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[1181]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس گرجا کا تذکرہ کیا جوانہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، جس میں تصویریں آویزاں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ، جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کے روز بدترین لوگ ہوں گے۔

مفردات الحدیث ❶ کنیسة: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ ❷ تصاویر: تصویر کی جمع ہے۔ اور صُوَر، صورۃ کی جمع ہے۔

[1182] ۱۷۔(. .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ كَنِيسَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

[1182] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی بیماری میں باہمی گفتگو کی تو ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا تذکرہ کیا آگے اوپر والی روایت کی طرح ہے۔

[1183] ۱۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

[1183]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج نے اس گرجا کا تذکرہ کیا جوانہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا، جس کو ماریہ کہا جاتا تھا، پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

← والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: النهی عن اتخاذ القبور مساجد ۲/ ٤٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٠٦)

[1182] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٦٦)

[1183] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢١٥)

[1184] ١٩ـ(٥٢٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَلَوْلَا ذَاكَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَتْ

[1184]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس سے آپ اٹھ نہیں سکے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت برسائے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا اگر آپ کی قبر کے بارے میں اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کو ظاہر کیا جاتا۔ مگر اس کے مسجد بنانے کا ڈر پیدا ہوا۔ یا آپ کو اس کے قبر بنانے کا ڈر لگا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں فلولا کی جگہ ولولا ہے اور قالت کا لفظ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ✲ خشـی اس کو مجہول اور معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، مجہول کی صورت میں نائب صحابہ ہوں گے اور معروف کی صورت میں فاعل آپ ہوں گے، آپ کے حکم سے قبر کھلی جگہ پر نہیں بنائی گئی۔

[1185] ٢٠ـ(٥٣٠) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ))

[1185]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

[1186] ٢١ـ(. . .) وحَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْاَصَمِّ

[1184] اخـرجـه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور برقم (١٣٣٠) وفي باب: ما جاء في قبر النبي ﷺ وابي بكر و عمر رضي الله عنهما برقم (١٣٩٠) وفي المغازي، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٤٦)

[1185] اخـرجـه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: (٥٥) برقم (٤٣٧) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: في البناء على القبور برقم (٣٢٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٣)

[1186] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

[1186] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود انصاری پر لعنت بھیجے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

[1187] ۲۲۔(۵۳۱) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا وَقَالَ هَارُونُ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوا

[1187]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس ملک الموت آیا تو آپ اپنی منقش چادر اپنے چہرے پر ڈالنے لگے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آپ گھٹن محسوس فرماتے تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے تو آپ نے اس حالت میں فرمایا: یہود ونصاریٰ پہ اللہ کی لعنت، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ آپ ان کی حرکت وکرتوت سے ڈراتے تھے (کہ کہیں آپ کی امت اس فعل میں مبتلا نہ ہو جائے)

[1188] ۲۳۔(۵۳۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ النَّجْرَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

جُنْدَبٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ ((إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ

[1187] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب (٥٥) برقم (٤٣٦) وفی احادیث الانبیاء، باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل برقم (٣٤٥٤) وفی المغازی، باب: مرض النبی ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٤) وفی اللباس باب: الاکسیة والخمائص برقم (٥٨١٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد باب: النهی عن اتخاذ القبور مساجد ٢/ ٤٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٤٢)

[1188] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٦٠)

قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ))

[1188]۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس چیز سے براءت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں یا سجدہ گاہ بنا لیے کرتے تھے، خبردار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا، بے شک میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حبشہ کے بارے میں فرمایا: جب ان کا کوئی نیک آدمی فوت ہوتا،''بنوا علی قبرہ مسجدا'' ''وہ اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے'' اور صوروا فیہ تلک الصور اور اس میں ان لوگوں کی تصویریں بنا دیتے۔ اور ظاہر ہے ان نیک لوگوں کی تصویریں بنانے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ان تصویروں کو دیکھ کر ان نیک لوگوں سے مانوس ہوں اور ان کے اچھے اور پسندیدہ حالات کو یاد کریں تاکہ پھر وہ بھی ان کی طرح اچھے کاموں کو شوق ورغبت اور محنت وکوشش سے سرانجام دیں، لیکن انجام کار انہیں تصویروں کی عبادت اور تعظیم ہونے لگی، یعنی جو کچھ کام اچھے اور نیک جذبہ کے تحت کیا گیا تھا، وہی گمراہی اور شرک کا باعث بن گیا اور یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شرار الخلق، سب مخلوق سے بدتر اور شریر ٹھہرے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر اللہ لعنت برسائے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ یعنی جس طرح انسان مسجد میں نماز پڑھتا ہے، ذکر واذکار اور دعا کرتا ہے، ان کو پاک وصاف اور معطر کرتا ہے، وہاں روشنی کا انتظام کرتا ہے یہ سب کام انہوں نے انبیاء کی قبروں پر شروع کر دیئے، آپ کو اپنے بارے میں بھی یہ خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا تو آپ نے اس حرکت وفعل سے صراحتاً روک دیا۔ فرمایا: "انی انھاکم عن ذالک"، ''میں تمہیں اس کام سے منع کرتا ہوں'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اسی خطرہ کے پیش نظر آپ کی قبر کھلی جگہ نہیں بنائی گئی، چونکہ پہلی امت میں یہ کام شرک کے لیے دروازہ ثابت ہو چکا تھا، اس لیے آپ نے اس دروازہ کو ہمیشہ کے لیے بند فرما دیا، اب آپ کی صریح ممانعت کے باوجود بعض علماء کی عبارتوں سے کسی صالح اور نیک انسان کی قبر کے جوار میں، مسجد بنانے کی گنجائش نکالنا، اس شرک کے دروازہ کو کھولنا ہے۔ جس کو آپ بند کرنے کا حکم فرما چکے ہیں، جب یہ بات مسلمہ ہے کہ قبروں کو عبادتاً سجدہ کرنا شرک اور تعظیماً سجدہ کرنا حرام ہے اور قبر کا طواف کرنا حرام ہے، اس کے سامنے جھکنا حرام ہے۔ تو پھر، اس کام کو ہی کیوں نہ بند کیا جائے جو ان کا موجب اور پیش خیمہ بنتا ہے؟ اور نیک لوگوں کی قبروں پر ان چیزوں کا کھلے بند مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، صحابہ وتابعین کے دور میں جب مسجد نبوی کو وسیع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ

(جس میں حضور علیہ السلام ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں) اس کو اس انداز سے مسجد میں داخل کیا گیا کہ لوگوں کی ان تک رسائی نہ ہو سکے، وہ نہ ان کو نظر آئیں اور نہ ان کے پاس یا ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ سکیں اور اب تک یہ صورت حال برقرار ہے، اگر نیک لوگوں کی قبروں کے جوار میں نماز پڑھنا خیر و برکت کا باعث ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیوں مستور کیا اور اس کی قبروں کو کیوں چھپایا۔ آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا کہ تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے الا فلا تتخذوا القبور مساجد، خبردار! تم ان لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا آپ کے صریح فرمان کے باوجود لوگوں کے لیے اس کا راستہ کھولنے پر اصرار کیوں ہے؟ اور یہ کہنے کا کیا مقصد ہے کہ کعبہ سے بڑی دنیا میں کوئی مسجد نہیں ہے؟ اور اس کے جوار میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ علیہا السلام کی قبریں ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۸۴/۲) کیا ان قبروں کا کوئی نشان باقی ہے، یا لوگوں کو اس کا احساس ہے۔ ❷ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے، اس لیے عیسائیوں کی طرف اگرچہ براہ راست تو عیسیٰ علیہ السلام ہی آئے تھے لیکن پہلے انبیاء کو بھی تو وہ تسلیم کرتے تھے، اس لیے آپ نے یہود کے ساتھ نصاریٰ اور کے لیے بھی انبیاء کا لفظ استعمال کیا یا مجموعی اعتبار سے دونوں کے لیے کہا۔

❸ خلیل کو اگر خلۃ (خاء کے پیش کے ساتھ) سے لیں تو اس سے مراد ایسی گہری اور سچی دوستی ہے جو دل میں سرایت کر جائے اور یہ صرف کسی ایک کے ساتھ ہو سکتی ہے دوسرے کے لیے گنجائش نہیں رہتی۔ اور اگر اس کو خَلَّۃ (خاء کے زبر کے ساتھ) سے لیں تو اس سے مراد فقر و احتیاج ہے۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر اعتماد و بھروسہ نہیں کرتا اور میں اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوں، اگر میں مخلوق میں سے کسی کے ساتھ ایسی دوستی اور محبت کر سکتا جس نے میرے دل پر قبضہ جما لیا ہے یا کسی پر اعتماد و بھروسہ کرتا اور اس کا محتاج ہوتا تو اس کا اہل اور حق دار ابوبکر ہوتے۔

٥...... بَاب: فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

باب ٥: مسجد بنانے کی فضیلت اور اس کی ترغیب وتشویق

[1189] ٢٤-(٥٣٣) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ بَنَى

[1189] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: من بنى مسجدا برقم (٤٥٠) ومسلم في (صحيحه) في الزهد والرقائق، باب: فضل بناء المساجد برقم (٧٣٩٥) انظر (التحفة) برقم (٩٨٢٥)

مَسْجِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی)) قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ ((يَبْتَغِي بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) ابْنُ عِيْسٰى فِي رِوَايَتِهٖ ((مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ))

[1189] ۔ حضرت عبیداللہ خولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس وقت سنا جب انہوں نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور لوگوں نے ان پر تبصرہ کیا کہ تم بہت باتیں بناتے ہو، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی قسم کی مسجد اللہ کے لیے بنائی (بکیر کہتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے یہ کہا، اس سے وہ اللہ کی رضا وخوشنودی چاہتا ہے) تو اللہ اس کے لیے جنت میں اس قسم کا گھر بنائے گا۔'' ابن عیسیٰ نے اپنی روایت میں بیتا فی الجنه کی جگہ مثله فی الجنه کہا۔

[1190] ۲۵۔(. .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ اَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ اَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ))

[1190] ۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کرنا چاہا تو لوگوں نے اس کو پسند نہ کیا، ان کی خواہش تھی کہ وہ اسے اس کی حالت پر رہنے دیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کی خاطر کوئی مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں اس قسم کا گھر تعمیر کرے گا۔

فائدہ :...... دور نبوی میں آپ کی مسجد انتہائی سادہ تھی، دیواروں کو کچی اینٹوں سے بنا کر اس پر کھجور کی چھڑیوں کی چھت ڈال دی گئی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو وسیع کیا تو اس میں اس مٹیریل کو بدل دیا۔ دیواریں تراشیدہ پتھروں سے چونا گچ کر کے بنائیں اور ستون بھی تراشیدہ پتھروں سے استوار کیے اور چھت ساگوان کی عمدہ لکڑی کی ڈالی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سامان کی عمدگی اور تبدیلی پر اعتراض کیا۔ ان کا خیال تھا کہ مسجد پہلے دور کی طرح سادہ ہی تعمیر کی جائے، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نئے تعمیر شدہ مکانات کا

[1190] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الزهد والرقائق، باب: فضل بناء المساجد برقم (۷۳۹۶) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل بناء المسجد برقم (۳۱۸) وقال: حديث عثمان حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: من بنی لله مسجدا برقم (۷۳٦) انظر (التحفة) برقم (۹۸۳۷)

لحاظ رکھتے ہوئے اعلیٰ اور عمدہ مواد استعمال کیا اور فرمایا: میں نے اس لیے اس کو اتنا اعلیٰ وعمدہ اور حسین وجمیل بنایا ہے تا کہ اللہ مجھے قیامت میں، میرے اس ذوق وشوق کے مطابق اعلیٰ اور عمدہ گھر دے۔

٦...... بَاب: النَّدْبِ إِلَى وَضْعِ الْأَيْدِي عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ وَنَسْخِ التَّطْبِيقِ

باب ٦: رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا پسندیدہ ہے اور جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھنا منسوخ ہے

[1191] ٢٦ ـ (٥٣٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا أَتَيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فِي دَارِهِ فَقَالَ أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَقُومُوا فَصَلُّوا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ قَالَ وَذَهَبْنَا لِنَقُومَ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأَيْدِينَا فَجَعَلَ أَحَدَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ قَالَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا قَالَ فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِيقَاتِهَا وَيَخْنُقُونَهَا إِلَى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلُوا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً وَإِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوا جَمِيعًا وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَلْيَجْنَأْ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرَاهُمْ

[1191]۔ حضرت اسود اور علقمہ رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا، کیا ان لوگوں نے جن کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو (حکمران اور ان کے اتباع) نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا، نہیں، انہوں نے کہا، اٹھو اور نماز پڑھو تو انہوں نے ہمیں اذان اور اقامت کہنے کا حکم نہ دیا۔ اور ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو انہوں نے ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو اپنے دائیں اور دوسرے کو اپنے بائیں کر دیا۔ جب انہوں نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پہ رکھے، انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور اپنی ہتھیلیوں کو جوڑا پھر ان کو اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ لیا، جب نماز سے فارغ

[1191] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المساجد، باب: تشبيك الاصابع في المسجد ٢/ ٤٩ وفي التطبيق، باب: التطبيق برقم (١٠٢٨) انظر (التحفة) برقم (٩١٦٤)

ہوئے تو کہا، عنقریب تمہارے امیر ایسے ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے اور ان کے وقت کو بہت تنگ کر دیں گے، جب تم ان کو دیکھو کہ انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفلی بنا لینا اور جب تم تین آدمی ہو تو اکٹھے کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب تم تین سے زیادہ ہو تو تم میں ایک امام بن جائے اور جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر پھیلا دے اور جھکے اور اپنی ہتھیلیاں جوڑ لے گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے اختلاف کو دیکھ رہا ہوں اور ان کو دکھایا۔

مفردات الحدیث ❶ **یخنقونها**: اس کے وقت کو تنگ کریں، نماز کو تاخیر سے ادا کریں گے۔ ❷ **الی شرق الموتی**، اگر اس کو شرق الشمس سے لیں تو معنی ہوگا، اس وقت نماز پڑھیں گے جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوگا اور اگر اس کو شرق المیت بریقه سے لیں تو معنی ہوگا میت کا تھوک سے گلا گھٹ گیا، اس لیے وہ جلد ہی مرگئی۔ مقصد دونوں صورتوں میں یہ ہوگا کہ اس وقت نماز پڑھیں گے جب سورج کے غروب ہونے میں تھوڑا سا وقت رہتا ہوگا۔ ❸ **سُبْحة**: نفل، یعنی جو نماز تم نے الگ اپنے وقت پر پڑھی ہے وہ فرض ہوگی اور امیروں اور حاکموں سے بچنے کے لیے جو آخر میں وقت میں ان کے ساتھ نماز پڑھو گے وہ نفل ہوگی۔ ❹ **لیجنا**: جھک جائے، ایک نسخہ میں لِيُحْنِ ہے، اس کا معنی بھی، انحنا اور جھکنا ہے، يَحْنُ ہو۔ تو پھر بھی یہی معنی ہوگا۔ ❺ **لِيُطَبِّق بين كفيه**: دونوں ہتھیلیوں کو ملا لے اور دونوں گھٹنوں کے درمیان کر لے۔

فوائد:...... ❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر اور عام اوقات میں، بطور خدمت گزار آپ کے ساتھ رہنے والے صحابی ہیں، لیکن اس کے باوجود، رکوع کے وقت تطبیق کے قائل تھے، ہمیشہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، لیکن اس کے باوجود انہیں یہ پتہ نہ چل سکا کہ نبی اکرم ﷺ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان نہیں رکھتے بلکہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے ہیں، اس لیے امت میں سے کسی صحابی، تابعی یا امام نے ان کے موقف کو اختیار نہیں کیا تو اگر انہیں رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا پتہ نہ چل سکا ہو تو اس میں اچنبھے کی بات کیا ہے۔ ❷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں تو ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کرنے کے قائل ہیں، اس کو بھی کسی امام نے اختیار نہیں کیا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ دو آدمیوں کو پیچھے کھڑا کرتے تھے، برابر نہیں۔ ❸ اگر امام راتب (نمازوں کے لیے مقرر امام) تاخیر سے جماعت کراتا ہو تو گھر میں باجماعت نماز پڑھ لینی چاہیے اور اذان کہنے کی صورت میں انتشار و افتراق کا خطرہ ہو تو اذان نہیں کہی جائے گی۔ اقامت بہرحال کہنی ہوگی لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کسی کے بھی قائل نہیں ہے، احناف نے ان کے اس موقف کو بھی قبول نہیں کیا۔ ❹ اگر مسجد میں نماز باجماعت نہ پڑھنے سے کسی قسم کا اندیشہ یا خطرہ لاحق ہو تو نماز دوبارہ بطور نفل پڑھ لی جائے گی۔ اور حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ یہ نماز عصر کی تھی،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرورت کے تحت عصر کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں، لیکن جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری فقہ کا مدار، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اقوال پر ہے، وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں۔ عجیب بات ہے اگر کسی امام کے قول کو چھوڑ دیا جائے تو اس کی گستاخی اور توہین قرار پاتی ہے، لیکن ایک جلیل القدر صحابی کے قول کو چھوڑ دیا جائے تو یہ توہین اور گستاخی نہیں ہے۔ اگر حدیث کے خلاف جلیل القدر صحابی کا قول وفعل ترک کرنا روا ہے تو ائمہ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرنا کیوں جائز نہیں ہے؟ 5 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا، نماز اول وقت میں پڑھنا چاہیے، نیز جو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی تو پہلی نماز بطور فرض ہوگی اور دوسری بار نفل۔ اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے وہ فرض ہوتی تھی اور جو دوبارہ پڑھاتے تھے وہ نفل تھی، اس لیے نفل نماز کے پیچھے فرض پڑھنا درست ہے۔

[1192] ٢٧-(. . .)وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا مُفَضَّلٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَجَرِيرٍ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ

[1192]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔ ابن مسہر اور جریر کی روایت میں ہے گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے اختلاف (انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا) کو دیکھ رہا ہوں اور آپ رکوع میں ہیں۔

[1193] ٢٨-(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ ا نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ أَصَلّٰى مَنْ خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1192] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٩١)

[1193] تقدم تخريجه برقم (١١٩١)

[1193]۔ حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ وہ دونوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے پیچھے لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ دونوں نے کہا، ہاں۔ تو وہ ان کے درمیان کھڑے ہو گئے، ایک کو اپنے دائیں کر لیا اور دوسرے کو بائیں، پھر ہم نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پہ رکھے تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور پھر اپنے ہاتھوں کو جوڑ لیا، پھر ان کو اپنی رانوں کے درمیان کر لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

[1194] ٢٩۔(٥٣٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي قَالَ وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَقَالَ لِي أَبِي اضْرِبْ بِكَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ قَالَ ثُمَّ فَعَلْتُ ذَٰلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ إِنَّا نُهِينَا عَنْ هٰذَا وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ

[1194]۔ حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے تو مجھے میرے باپ نے کہا، اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ۔ وہ (مصعب) کہتے ہیں میں نے دوبارہ یہی کام کیا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا اور کہا، ہمیں اس سے روک دیا گیا ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

[1195] (. . .) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا

عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ فَنُهِينَا عَنْهُ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ

[1195]۔ امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ سے مذکورہ بالا سند سے ہمیں روک دیا گیا ہے تک روایت بیان کی اور دونوں نے بعد والا جملہ بیان نہیں کیا۔

[1194] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع برقم (٧٩٠) بمعناه وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب وضع اليدين على الركبتين برقم (٨٦٧) بنحوه۔ والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق، باب: النسخ ذلك ٢/ ١٨٥ وبرقم (٢/ ٨٥ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی وضع اليدين على الركبتين فی الركوع برقم (٢٥٩) مختصرا وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: وضع اليدين على الركبتين برقم (٧٨٣) بنحوه مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٢٩)

[1195] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١١٩٤)

[1196] ۳۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيّ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ فَقُلْتُ بِيَدَيَّ هٰكَذَا يَعْنِي طَبَّقَ بِهِمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَقَالَ أَبِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ

[1196]۔ ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع کے واسطہ سے اسماعیل بن ابی خالد کی زبیر بن عدی سے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت بیان کی کہ میں نے نماز پڑھنی شروع کی اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح کر لیا (یعنی ان کو جوڑ کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیا) تو مجھے میرے باپ نے بتایا، ہم بھی ایسے کیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا گیا۔

[1197] ۳۱۔(. . .) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيّ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي فَلَمَّا رَكَعْتُ شَبَّكْتُ أَصَابِعِي وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ

[1197]۔ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی، جب میں نے رکوع کیا تو اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا، ہم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے، پھر ہمیں گھٹنوں کی طرف اٹھانے (یعنی گھٹنوں پر رکھنے) کا حکم دیا گیا۔

۷...... بَاب: جَوَازِ الْإِقْعَاءِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

باب ۷: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا جائز ہے

[1198] ۳۲۔(۵۳۶) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ

[1196] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (۱۱۹٤)

[1197] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۱۹٤)

[1198] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الاقعاء بين السجدتين) برقم (۸٤٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الرخصة فى الاقعاء برقم (۲۸۳) وقال: هذا هديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۵۳)

قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا جَمِيعًا اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1198]۔ حضرت طاؤس بیان کرتے ہیں ہم نے ابن عباس سے قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا یہ سنت ہے تو ہم نے ان سے عرض کیا ہمارا خیال ہے کہ یہ پاؤں پر زیادتی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، بلکہ یہ تو تیرے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **الاقعاء**: اقعاء کی دو صورتیں ہیں: (۱) اپنی سرین کو زمین پر رکھ کر پنڈلیوں کو کھڑا کر کے ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر بچھا دینا، یہ بالاتفاق ممنوع ہے اور دوسری حدیث میں اس سے روکا گیا ہے۔ (۲) دونوں سجدوں کے درمیان اپنی سرین قدموں (ایڑیوں) پر رکھ کر بیٹھنا اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سنت قرار دے رہے ہیں، صحابہ، محدثین اور امام شافعی اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ❷ **جَفَاء**: گرانی اور مشقت، بدسلوکی۔ **الرجل**: اگر اس کو رِجْل پڑھیں تو پاؤں مراد ہوگا اور رَجُل قرار دیں تو انسان مراد ہوگا کہ اس طرح بیٹھنا انسان کے لیے گرانی اور مشقت کا باعث ہے۔

فائدہ:...... مرد اور عورت کی نماز میں کسی ہیئت اور کیفیت میں اختلاف کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور اقعاء کی صورت اس انسان کے لیے ہے جس کے لیے اس انداز میں بیٹھنے میں سہولت اور آسانی ہو۔

۸...... بَاب: تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ

باب ۸: نماز میں گفتگو کرنا حرام ہے اور اس کی اباحت و جواز منسوخ ہے

[1199] ۳۳۔(۵۳۷) حَدَّثَنَا أَبُوجَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ أُمِّيَاهْ

[1199] اخرجه مسلم في (صحيحه) في (السلام) باب: تحريم الكهنة واتيان الكهان برقم (٥٧٧٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تشميت العاطس في الصلاة برقم (٩٣٠) والايمان والنذور باب: في الرقبة المومنة برقم (٣٢٨٢) وفي الطب باب: في الخط وزجر الطير برقم (٣٩٠٩) انظر (التحفة) برقم (١١٣٧٨)

مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ ((**إِنَّ هَذِهِ الصَّلوٰةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ**)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ ((**فَلَا تَأْتِهِمْ**)) قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ ((**ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ**)) قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ ((**كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ**)) قَالَ وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ ((**ائْتِنِي بِهَا**)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ أَنَا قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ ((**أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ**))

[1199]۔ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، اسی اثنا میں لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے کہا: ''یرحمك الله''، ''اللہ تجھے رحمت سے نوازے۔'' تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا تو میں نے کہا: کاش میری ماں مجھے گم پاتی (میں مر چکا ہوتا) تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم مجھے گہری نظروں سے دیکھ رہے ہو تو وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے، جب میں نے ان کو جانا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں تو مجھے غصہ آیا لیکن میں خاموش ہوگیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر سکھانے والا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے ڈانٹا نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نماز، اس میں کسی قسم کی انسانی گفتگو روا نہیں ہے، یہ تو بس تسبیح و تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہے۔ یا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جاہلیت سے نیا نیا نکلا ہوں اور اب اللہ نے اسلام بھیج دیا ہے (مجھے اسلام لانے کی توفیق دی ہے) ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں (پیش گوئی کرنے والے پنڈت و نجومی) کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کے پاس نہ جا۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے کچھ

لوگ بدشگونی لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں، یہ ان کو کسی کام سے نہ روکے۔ ابن صباح نے کہا، تمہیں بالکل نہ روکے۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں اس کے موافق ہوں گی تو ٹھیک ہے۔ اس نے (معاویہ رضی اللہ عنہ) بتایا، میری ایک لونڈی تھی، جو احد اور جوانیہ کے پاس میری بکریاں چراتی تھی، ایک دن میں اس طرف آ نکلا تو بھیڑیا اس کی بکریوں سے ایک بکری لے جا چکا تھا تو میں بھی اولاد آدم سے ایک آدمی ہوں، مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے، جس طرح ان کو غصہ آتا ہے، (مجھے صبر کرنا چاہیے تھا) لیکن میں نے اس کو زور سے تھپڑ رسید کر دیا، اس پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میری اس حرکت کو بہت ناگوار قرار دیا، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ آپ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا، اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔

مفردات الحدیث

❶ عَطَسَ: اس نے چھینک ماری۔ ❷ رماني القوم بابصارهم: تو لوگوں نے مجھ پر آنکھوں کے تیرے برسائے۔ یعنی غضبناک نگاہوں سے دیکھا۔ ❸ ثُكْل گم پانا۔ اَثكل اُمّياه ہائے میری ماں مجھے گم پاتی، میں مر چکا ہوتا۔ اثكل امی تھا، مندوب ہونے کی وجہ سے آواز کو کھینچنے (لمبا کرنا) کے لیے آخر میں الف اور ہاء کا اضافہ کر دیا۔ ❹ يُصَمِّتُونني: مجھے چپ کرا رہے تھے۔ کھر، قہر نہر، تینوں قریب المعنی لفظ ہیں، سرزنش وتوبیخ کرنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جاہلیت اسلام کی آمد سے پہلے کا دور، حدیث عہد کسی دور سے نیا نیا نکلنا۔ ❺ لا يَصُدَّنهم: ان کو نہ روکے، وہ اپنے کام اور ارادہ سے باز نہ آئیں۔ ❻ يخط: وہ زائچہ تیار کرتے تھے۔ ❼ جوانیه: احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ❽ آسَفُ میں غم وحزن اور غضب وغصہ میں مبتلا ہوتا ہوں۔ ❾ صككتها صكة، میں نے اسے زور سے تھپڑ رسید کیا۔ ❿ عظم ذلك عَلَيَّ: آپ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔

فوائد :...... ❶ نماز کے اندر اگر کسی کو چھینک آ جائے تو اس کو دعا دینا جائز نہیں ہے، لیکن جس کو چھینک آئے وہ الحمد للہ کہہ سکتا ہے، حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے چھینکنے والے کو دعا ناواقفیت اور جہالت کی بنا پر دی تھی، اس لیے آپ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ اس بنا پر امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ ایک نمازی بھول کر یا جہالت کی بنا پر ایک آدھ کلمہ کہہ بیٹھے تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن یہ بات بے دلیل ہے۔ ❷ نماز میں ضرورت کی صورت میں معمولی اشارہ سے کام لینا جائز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساتھی کو چپ کرانے کے لیے اپنی رانوں پر ہاتھ مارے تو

آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ ❸ کاہن: ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہیں، ان کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔ ❹ بدشگونی اور نحوست پکڑنا بھی جائز نہیں ہے، اگر کسی کے دل میں بدشگونی کا خیال پیدا ہو جائے تو اسے اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے اور اس کی بنا پر اپنے ارادہ اور کام سے رکنا نہیں چاہیے۔ ❺ لکیریں کھینچنا، جس کو علم رمل کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ زائچہ تیار کیا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبر کو اس کا جو علم حاصل تھا، اس علم کو ہم نہیں جانتے، اس لیے اس کی موافقت ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ ❻ انسان کو اپنے ماتحتوں سے نرم رویہ رکھنا چاہیے، ان پر ظلم وزیادتی روا رکھنا جائز نہیں ہے، اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کرنی چاہیے۔ ❼ فی السماء کا معنی علی السماء ہے، فی علی کے معنی میں ہے جیسا کہ ﴿سیروا فی الارض اور لا صلبنکم فی جذوع النخل﴾ میں ہے اور اس سے ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ اوپر ہے۔ ❽ انسان کے حسن سلوک کا زیادہ حقدار مسلمان مرد اور عورت ہے۔

[1200] (. .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1200] ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے عیسیٰ بن یونس کے واسطہ سے اوزاعی کی یحییٰ بن ابی کثیر کی سند سے اس قسم کی روایت سنائی۔

[1201] ٣٤-(٥٣٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ ((إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا))

[1201]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا کرتے تھے جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ہمارے سلام کو جواب دے دیتے تھے، جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے، ہم نے آپ ﷺ کو (نماز میں) سلام کہا تو آپ ﷺ نے ہمیں جواب نہ دیا تو ہم نے آپ ﷺ سے

[1200] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١١٩٩)

[1201] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی العمل فی الصلاة، باب: ما ينهی من الكلام فی الصلاة برقم (١١٩٩) وبرقم (١١٩٩) تعليقا وفی مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة برقم (٣٨٧٥) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: رد السلام فی الصلاة برقم (٩٢٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤١٨)

پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نماز میں آپ کو سلام کہا کرتے تھے اور آپ ہمیں جواب دیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز خود ایک مشغولیت رکھتی ہے۔

فوائد :...... ❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ سے مکہ واپس آ گئے تھے اور پھر دوبارہ حبشہ چلے گئے تھے، پھر ہجرت نبوی کے بعد مستقل طور پر مدینہ واپس آ گئے تھے اور یہاں یہ مدینہ والی واپسی مراد ہے، کیونکہ نماز میں کلام کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ ❷ ان في الصلاة شغلا: اگر شُغلا کی تنوین کو تنکیر کے لیے بنائیں تو معنی ہوگا کہ ایک قسم کی مصروفیت ہے یعنی تلاوت قرآن، تسبیح وتحمید اور تکبیر کے سوا انسانی کلام درست نہیں ہے اور اگر تنوین کو تعظیم کے لیے مانیں تو معنی ہوگا کہ نماز میں ایک بہت بڑی مصروفیت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات (سرگوشی) کر رہا ہوتا ہے اس لیے کسی اور طرف توجہ یا دھیان کرنا ممکن نہیں ہے یا انسان جو کچھ کہہ رہا ہوتا ہے، اس میں غور وتدبر میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔ ❸ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک سلام کا جواب اشارہ سے دینا چاہیے اور احناف کے نزدیک، اشارہ سے جواب دینا بھی جائز نہیں ہے، سلام پھیرنے کے بعد جواب دے گا اور عذر بھی بیان کر دے گا کہ میں نماز کی بنا پر جواب نہیں دے سکتا تھا حالانکہ آپ کو عذر بیان کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ وہ زبان سے سلام کا جواب لینے کے عادی تھے اشارہ کو سمجھ نہ سکے تھے۔

[1202] (. . .) حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ قَالَ نَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1202] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1203] ٣٥ـ(٥٣٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ

[1202] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٩٤١٨)

[1203] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمل في الصلاة، باب: ما ينهى من الكلام في الصلاة برقم (١٢٠٠) وفي التفسير باب: ﴿وقوموا الله قانتين﴾ برقم (٤٥٣٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: النهي عن الكلام في الصلاة برقم (٩٤٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في نسخ الكلام في الصلاةبرقم (٤٠٥) وفي التفسير، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٦) مختصرا۔ والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: الكلام في الصلاة ٣/ ١٨۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٦١)

[1203]۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بات چیت کرلیا کرتے تھے، انسان نماز میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے ساتھی سے گفتگو کر لیتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت اتری قوموا للہ قانتین (بقرہ آیت: ۲۳۸) ''اللہ کے حضور عجز و نیاز سے کھڑے ہو'' تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور ہمیں گفتگو کرنے سے روک دیا گیا۔

[1204] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ

عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1204] امام صاحب تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1205] ۳۶۔(۵٤٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِي لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ قَالَ قُتَيْبَةُ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ ((إِنَّكَ سَلَّمْتَ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّيْ)) وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِينَئِذٍ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

[1205]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا پھر میں آپ ﷺ کو چلتے ہوئے آ کر ملا، قتیبہ نے کہا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا (اشارہ سے جواب دیا) جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلوایا اور فرمایا: ابھی تم نے سلام کہا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور اس وقت (نماز میں) آپ ﷺ کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ (نفلی نماز سواری پر غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھی جا سکتی ہے)

[1206] ۳۷۔(. .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ

[1204] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٢٠٣)

[1205] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: (السلام بالاشارة فى الصلاة) ٣/ ٦۔ وابن ماجه فى (سننه) فى باب: المصلى يسلم عليه كيف يرد برقم (١٠١٨) انظر (التحفة) برقم (٢٩١٣)

[1206] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الصلاة، باب: رد السلام فى الصلاة برقم (٩٢٦) انظر (التحفة) برقم (٢٧١٨)

يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هٰكَذَا فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُوْمِي بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ ((مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي)) قَالَ زُهَيْرٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بِيَدِهِ أَبُو الزُّبَيْرِ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ بِيَدِهِ إِلَى غَيْرِ الْكَعْبَةِ

[1206]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے آپ نے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنومصطلق کی طرف جا رہے تھے (کام کے لیے) بھیجا، میں واپس آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (زہیر نے اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا) اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سن رہا تھا (رکوع وسجود کے لیے) سر سے اشارہ فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارغ ہو کر پوچھا: جس کام کے لیے میں نے بھیجا تھا اس کے بارے میں کیا کیا؟ مجھے تیرے ساتھ گفتگو کرنے سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ زہیر نے کہا، ابوزبیر رضی اللہ عنہ کعبہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ابوزبیر رضی اللہ عنہ نے بنومصطلق کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے ہاتھ سے غیر قبلہ کی طرف اشارہ کیا (یعنی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کعبہ کی طرف نہیں تھا)۔

فائدہ:......بنومصطلق کے ساتھ جنگ ۵ یا ۶ ہجری میں ہوئی ہے۔

[1207]۳۸۔(..) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَوَجْهُهُ عَلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي

[1207]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، میں واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: مجھے تجھے سلام کا جواب دینے سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

[1207] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمل في الليلة، باب: رد السلام في الصلاة برقم (١٢١٧) انظر (التحفة) برقم (٢٤٧٧)

[1208] (. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ

[1208] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد ...... (1) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ﴿اذا قرء القرآن فاستعموا له وانصتوا﴾ کا تعلق نماز سے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس آیت کا تعلق نماز سے ہوتا تو جو آیت امام کے پیچھے قراءت سے روکتی ہے اس نے بات چیت سے کیوں نہ روکا؟ اور اس آیت کے نزول کے باوجود، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں گفتگو کیوں کرتے رہے؟ (2) ''اذا قری القرآن'' سورۃ اعراف کی آیت ہے اور بالاتفاق مکی آیت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ میں مسجد نبوی میں آپ کے پیچھے گفتگو کر لیتے تھے، آپ ﷺ نماز میں سلام کا جواب بھی دے دیتے تھے، جنگ بنو مصطلق جو ۵ یا ٦ ہجری میں ہوئی ہے، اس سے کچھ پہلے کلام منسوخ ہوا اور آپ ﷺ نے سلام کا جواب بھی زبان سے دینا بند کر دیا اس سے ثابت ہوا، اس آیت کا تعلق نماز کی قراءت سے نہیں ہے، وگرنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں نماز میں باہمی گفتگو نہ کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے سلام کا جواب، بول کر دیتے۔

٩...... بَاب: جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ٩: نماز میں شیطان پر لعنت بھیجنا اور اس سے پناہ جائز ہے اور نماز میں عمل قلیل بھی جائز ہے

[1209] ٣٩۔(٥٤١) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ سمعت

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ جَعَلَ يَفْتِكُ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ وَإِنَّ اللَّهَ أَمْكَنَنِي مِنْهُ فَذَعَتُّهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلٰى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوا تَنْظُرُونَ إِلَيْهِ أَجْمَعُونَ أَوْ كُلُّكُمْ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْم بَعْدِي فَرَدَّهُ اللَّهُ خَاسِئًا)) وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

[1208] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٠٧)

[1209] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الصلاة، باب الاسير او الغريم يربط في المسجد ←

[1209] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گزشتہ رات ایک سرکش جن میری طرف بڑھا تا کہ میری نماز توڑ دے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے قابو میں دے دیا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تا کہ تم سب صبح اس کو دیکھ سکو، پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا یہ قول یاد آ گیا'' اور اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت دے، جو میرے سوا کسی کے لیے ممکن نہ ہو''، اس طرح اللہ نے اس جن کو نا کام و نامراد لوٹا دیا۔

ابن منصور نے شعبہ سے حدثنا محمد کی بجائے شعبه عن محمد بن زیاد کہا ہے۔

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران سرکش جن کا گلا گھونٹ دیا اور اس کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا ارادہ فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ نماز کے اندر ضرورت کے تحت کچھ عمل وحرکت جائز ہے، نیز نماز کے دوران ہی آپ کا دھیان حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی طرف چلا گیا، اس سے معلوم ہوا اگر نماز میں دھیان کسی چیز کی طرف اچانک چلا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

[1210] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا شَبَابَةُ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَوْلُهُ فَذَعَتُّهُ وَأَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ فَدَعَتُّهُ

[1210] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابن جعفر کی روایت میں گلا گھونٹنے کا ذکر نہیں ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ میں نے اس کو زور سے دھکا دیا۔

مفردات الحدیث ❶ **عفريت**: سرکش، متمرد۔ ❷ **يفتلك**: اس نے اچانک حملہ کرنا چاہا۔ ❸ **ذعته**: میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ ❹ **دعتہ**: میں نے اس کو زور سے دھکا دیا۔

[1211] ٤٠ ـ(٥٤٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

← برقم (٤٦١) وفی العمل فی الصلاة، باب: ما يجوز من العمل فی الصلاة برقم (١٢١٠) وفی: بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٨٤) مختصرا وفی احاديث الانبياء برقم (٣٤٢٣) وفی التفسير، باب (هب لی ملكا لا ينبغی لاحد من بعدی، انك انت الوهاب) برقم (٤٨٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٤)

[1210] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢٠٩)

[1211] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: لعن ابليس والتعوذ بالله منه فی الصلاة برقم (٣/ ١٣ ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٩٤٠)

صَالِحٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَارَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ ((إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ وَاللَّهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ))

[1211]۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں، تین بار اور آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا گویا کہ آپ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں تو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کہتے سنا ہے، ہم نے اس سے پہلے آپ کو یہ کلمات کہتے نہیں سنا اور ہم نے آپ کو اپنا ہاتھ بڑھاتے دیکھا، آپ نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس، آگ کا ایک انگارا لے کر آیا تا کہ میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین دفعہ ''اعوذ باللہ منك''، کہا، پھر میں نے تین دفعہ کہا: ''میں تجھ پر اللہ کی کامل لعنت بھیجتا ہوں''، وہ پیچھے نہ ہٹا پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کر لیا، اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک باندھ دیا جاتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔

فوائد:...... ❶ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن ایک مستقل اور انسانوں سے الگ مخلوق ہے، جیسا کہ جنوں کا وجود قرآن مجید سے بھی ثابت ہے، چونکہ جن عام لوگوں کی نگاہوں سے مستور اور مخفی رہتے ہیں اس لیے ان کو یہ نام ملا۔ ❷ جنوں کو عام لوگ نہیں دیکھ سکتے اور نہ عام طور پر دیکھا جا سکتا ہے، لیکن کبھی کبھار ان کو دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ آپ نے جن کو دیکھا، اس کا گلا گھونٹا، دھکا دیا اور اس کو باندھنے کا ارادہ فرمایا۔ ❸ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج میں داخل تھے اور ان کے بڑے بڑے مشکل اور زور طلب کام کرتے تھے۔ اگر آپ جن کو پکڑ کر ستون کے ساتھ باندھ دیتے تو یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جنوں پر آپ کو بھی قدرت واقتدار حاصل ہے، اس لیے آپ نے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔ ❹ کسی کو جن اگر تنگ کریں تو وہ ان پر لعنت بھیج سکتا ہے اور نماز میں بھی تعوذ، (اللہ کی پناہ) لینا جائز ہے۔ جنوں کے حملہ سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا ہے۔

١٠...... بَاب: جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ١٠: نماز میں بچوں کو اٹھانا جائز ہے

ہندو پاک کا نسخہ ہے، نماز میں بچوں کا اٹھا لینا جائز ہے اور ان کے کپڑے جب تک نجاست ثابت نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے اور عمل قلیل (معمولی کام) سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اس طرح جب کام الگ الگ طور پر کیے جائیں نماز باطل نہیں ہوگی۔

[1212] ٤١-(٥٤٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

[1212]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جو ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، جب آپ قیام میں ہوتے تو اسے اٹھا لیتے اور جب سجدہ فرماتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے یحییٰ نے کہا، امام مالک نے جواب دیا، ہاں (یہ روایت مجھے سنائی ہے)

[1213] ٤٢-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنِ عَجْلَانَ سَمِعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا

[1212] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته برقم (٥٩٩٦) مختصرا وفي الصلاة، باب: اذا حمل جارية صغيرة، على عتقه في الصلاة برقم (٥١٦) وابو داود في الصلاة، باب: العمل في الصلاة برقم (٩١٨) وبرقم (٩١٩) وبرقم (٩٢٠) بمعناه وفي الصلاة باب العمل في الصلاة برقم (٩١٧) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: ما يجوز للامام من العمل في الصلاة برقم (٢/ ٩٥) وفي المساجد، باب: ادخال الصبيان المساجد برقم (٢/ ٤٥ و ٤٦ وفي السهو، باب: حمل الصبايا في الصلاة ووضعهن في الصلاة ١٠/ ٣- انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٤)

[1213] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢١٢)

[1213]۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے، وہ آپ کے کندھے پر ہے، جب آپ رکوع میں جاتے تو اسے زمین پر اتار دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو اسے پھر کندھے پر بٹھا لیتے۔

[1214] ٤٣۔(. .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ح و هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا

[1214]۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ لوگوں کو امامت کرا رہے ہیں اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا آپ کی گردن پر ہے، جب آپ سجدہ کرتے تو اس کو بٹھا دیتے (گردن سے اتار دیتے)۔

فوائد :...... ❶ بچوں کے کپڑے اور بدن کو پاک سمجھا جائے گا، جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو یا ان پر نجاست نہ لگی ہو۔ ❷ ضرورت کے تحت بچے کو گود میں لے کر نماز پڑھنا (فرض ہو یا نفل) امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے لیکن مالکیہ نے بلا دلیل اس کو نفل نماز سے خاص قرار دیا ہے۔ ❸ نماز میں بچے کو گود میں لینا اور پھر رکوع اور سجدہ کے وقت اتار دینا اور پھر دوسری رکعت کے شروع میں دوبارہ اٹھا لینا یہ عمل کثیر نہیں ہے، عمل قلیل ہے اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

[1215](. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ أَمَّ النَّاسَ فِي تِلْكَ الصَّلٰوةِ

[1215]۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس

[1214] تقدم تخريجه برقم (١٢١٢)

[1215] تقدم تخريجه برقم (١٢١٢)

تشریف لائے پھر مذکورہ بالا راویوں کی ہم معنی روایت سنائی، فرق یہ ہے، اس نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نماز میں آپ نے لوگوں کی امامت فرمائی تھی۔

۱۱...... بَاب: جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۱: نماز میں ایک دو قدم چلنا درست ہے

ہندو پاک کا نسخہ ہے، نماز میں ایک دو قدم چلنا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بشرطیکہ ضرورت کی بنا پر ہو اور امام کا نماز کی تعلیم دینے یا کسی اور ضرورت کے تحت مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا روا ہے۔ (جائز اور درست ہے)

[1216] ٤٤-(٥٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ قَالَ يَحْيٰى أَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَفَرًا جَاؤُا إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ وَمَنْ عَمِلَهُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى امْرَأَةٍ قَالَ أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ لَيُسَمِّيهَا يَوْمَئِذٍ ((انْظُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِي أَعْوَادًا أُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا)) فَعَمِلَ هٰذِهِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَوُضِعَتْ هٰذَا الْمَوْضِعَ فَهِيَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَأَنَّهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرَى حَتّٰى سَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِ صَلٰوتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلٰوتِي))

[1216]۔ حضرت عبدالعزیز بن ابی حازم رحمہ اللہ اپنے باپ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ وہ کس لکڑی سے بنا ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں اللہ کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی کا ہے اور اسے کس نے بنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ جب پہلے دن اس پر بیٹھے تھے میں نے آپ کو دیکھا تھا، میں نے (ابوحازم) کہا اے ابو عباس! تو ہمیں بتایئے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا (ابوحازم نے کہا، وہ

[1216] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الاستعانة بالنجار والصناع في اعواد المنبر والمسجد برقم (٤٤٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٤٧١١)

اس دن اس کا نام بھی بتا رہے تھے)۔ کہ اپنے بڑھئی غلام کو دیکھو (اور کہو) وہ مجھے لکڑیوں کو جوڑ دے (منبر بنا دے) میں ان پر لوگوں سے گفتگو کروں گا تو اس نے یہ تین سیڑھیاں بنائیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے اس جگہ رکھ دیا گیا اور وہ مدینہ کے جنگل کے جھاؤ سے بنا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، اس پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے تکبیر کہی اور آپ منبر پر ہی تھے، پھر آپ (رکوع سے) اٹھے اور الٹے پاؤں نیچے اترے، حتیٰ کہ منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہو گئے، حتیٰ کہ نماز پوری کر کے فارغ ہو گئے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو یا جان لو (اگر تَعَلَّموا ہو تو معنی سیکھ لو ہوگا اور اگر تَعْلَمُوا ہو تو معنی جان لو ہوگا)

[1217] ٤٥-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي

أَبُو حَازِمٍ قَالَ أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَتَوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ

فَسَأَلُوهُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ

[1217]۔ حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ (آدمی) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر نے سفیان بن عیینہ کے واسطہ سے ابو حازم کی روایت سنائی کہ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا، نبی اکرم ﷺ کا منبر کس چیز سے بنایا گیا ہے اور ابن ابی حازم کی ہم معنی روایت بیان کی۔

فوائد: ...... ❶ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں منبر پر چڑھنا اور اترنا ضرورت کی صورت میں جائز ہے، اگرچہ اس فعل کو بار بار کرنا پڑے۔ ❷ لوگوں کو نماز کی تعلیم عملاً دینی چاہیے تاکہ وہ پڑھتے دیکھ کر نماز پڑھنا سیکھ سکیں۔ ❸ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اونچی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تاکہ وہ آپ کی

[1217] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في السطوح والمنبر والخشب برقم (٣٧٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في بدء شان المنبر برقم (١٤١٦) انظر (التحفة) برقم (٤٦٩٠) وطريق قتيبة بن سعيد اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: الخطبة على المنبر برقم (٩١٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: في اتخاذ المنبر برقم (١٠٨٠) انظر (التحفة) برقم (٤٧٧٥)

اقتدا میں نماز پڑھنا سیکھ لیں، لہٰذا اب بھی ہمیں اسی طرح نماز پڑھنی چاہیے، جیسا کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی اور انہوں نے اسے بیان کیا ہے۔ ❹ مسئلہ کی تحقیق کے لیے ایسے شخص کے پاس جانا چاہیے جو اسے اچھی طرح جانتا ہو۔ ❺ ضرورت کے تحت امام لوگوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور مقتدی بھی دوسری منزل پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ❻ خطبہ جمعہ کے لیے منبر رکھنا چاہیے۔

۱۲...... بَاب: كَرَاهَةِ الْاخْتِصَارِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۲: نماز میں کمر (کوکھ) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے

[1218] ٤٦-(٥٤٥) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ وَأَبُوأُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1218]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا، ابوبکر کی روایت میں، نبی کے بجائے رسول اللہ کا لفظ ہے۔

فوائد:...... ❶ اختصار فی الصلوٰۃ" سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں علمائے دین میں اختلاف ہے، اکثر کے نزدیک اور راجح معنی یہی ہے کہ کوکھ پر ہاتھ رکھنا نماز میں جائز نہیں ہے، علامہ ہروی نے کہا، اختصار یہ ہے کہ مکمل سورت نہ پڑھے شروع یا آخر سے دو چار آیات پڑھ لے یا قراءت جلد جلد کرے۔ امام غزالی کے بقول قراءت کرتے وقت درمیان سے سجدہ والی آیت چھوڑ دے، علامہ خطابی کے نزدیک، نماز میں عصا (لاٹھی) کا سہارا لینا مراد ہے اور بعض کے نزدیک ارکان نماز یعنی قیام، رکوع اور سجدہ میں اعتدال نہ کرنا مراد ہے۔ ❷ اختصار کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی حکمت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) ابلیس کو جنت سے اس حالت میں اتارا گیا۔ (۲) ابلیس اسی حالت میں چلتا ہے۔ (۳) یہ یہودیوں کا طرز عمل ہے۔ (۴) دوزخی اس طرح آرام کرتے ہیں۔ (۵) یہ فخر و گھمنڈ کرنے والوں کا رویہ ہے۔ حضرت عائشہ سے تیسری صورت مروی ہے۔

[1218] حدیث الحکم بن موسی القنطری اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: النهی عن التحفز فی الصلاة برقم (٨٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٥٣٢) وحدیث ابی خالد وابی اسامة اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی النهی عن الاختصار فی الصلاة برقم (٣٨٣) وقال: حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح۔ وحدیث ابی بکر بن ابی شیبة تفرد بن مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٦٩)

۱۳...... بَاب: كَرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصٰى وَتَسْوِيَةِ التُّرَابِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۳: دوران نماز کنکریاں پونچھنا اور مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

[1219] ٤٧-(٥٤٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصٰى قَالَ ((إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً))

[1219]۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں کنکریاں ہموار کرنے کا تذکرہ فرمایا کہ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو ایک دفعہ (ایک بار) کرلو۔

[1220] ٤٨-(..) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ مُعَيْقِيبٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ ((وَاحِدَةً))

[1220]۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز میں ہاتھ پھیرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ایک بار۔

فائدہ:...... نماز میں نماز کی جگہ سجدہ کرتے وقت بار بار صاف کرنا درست نہیں ہے، یہ نماز کے آداب اور تواضع کے منافی حرکت ہے، ضرورت کی صورت میں صرف ایک دفعہ کرنا درست ہے۔

[1221] (..) وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَنْ هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِيهِ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ

[1221] مجھے یہی روایت عبیداللہ بن عمر قواریری نے خالد (یعنی حارث کا بیٹا) کے واسطہ سے ہشام کی مذکورہ بالا سند سے سنائی اور عن معیقیب کی بجائے حدثنی معیقیب کہا۔

[1219] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: مسح الحصی فی الصلاة برقم (۱۲۰۷) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: الرخصة فیه مرة ۳/ ۷۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: مسح الحصی فی الصلاة (۱۰۲۶) انظر (التحفة) برقم (۱۱٤۸۵)

[1220] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۲۱۹)

[1221] تقدم تخریجه برقم (۱۲۱۹)

[1222] ٤٩۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

عَنْ مُعَيْقِيبٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

[1222]۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جو سجدہ کرتے وقت سجدہ گاہ سے مٹی برابر کرتا ہے فرمایا: اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار کر۔

١٤...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا

باب ١٤: دوران نماز اور اس کے علاوہ مسجد میں تھوکنا منع ہے

[1223] ٥٠۔(٥٤٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى))

[1223]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ والی دیوار میں تھوک دیکھا تو آپ نے اسے کھرچ دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہے۔

فائدہ:...... انسان جب نماز پڑھتا ہے تو اللہ سے راز و نیاز اور مناجات کرتا ہے اور یوں تصور کرتا ہے گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اس لحاظ سے گویا وہ سامنے موجود ہے، اس کو آپ نے سامنے ہونے سے تعبیر فرمایا ہے، اصل مقصد یہ ہے کہ قبلہ کا احترام و اعزاز ہونا چاہیے، حالت نماز میں ہو یا نماز سے خارج ہو، انسان کسی بھی وقت قبلہ کی طرف نہ تھوکے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے۔

[1224] ٥١۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا

[1222] تقدم تخريجه برقم (١٢١٩)

[1223] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: حك البزاق باليد من المسجد برقم (٤٠٦) والنسائي في (المجتبى) في المساجد، باب: النهي عن ان يتنخم الرجل في قبلة المسجد ٢/ ٥١۔ انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٦)

[1224] طريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٤٦) وطريق ابن ←

ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ إِلَّا الضَّحَّاكَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مَالِكٍ

[1224] ۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا۔ صرف ضحاک کی روایت میں نخامة فی القبله ہے۔ (فی قبلة المسجد نہیں ہے) اور امام مالک کی مذکورہ بالا روایت سے ہم معنی روایت بیان کی۔

[1225] ۵۲ ۔ (۵۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيٰى أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ أَمَامَهُ وَلٰكِنْ يَبْزُقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى

[1225] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے اسے کنکری سے کھرچ ڈالا، پھر آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے دائیں یا سامنے تھوکے، البتہ وہ اپنے بائیں اور بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

← نمير تفرد به مسلم، انظر التحفة برقم (۷۹٦۱) وحديث قتيبة اخرجه البخارى فى صحيحه فى الاذان، باب: هل يلتفت لامر ينزل به او يرى شيئا او بصاقا فى القبلة برقم (۷۵۳) وابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات، باب: كراهية النخامة فى المسجد برقم (۷٦۳) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷۱) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى العمل فى الصلاة، باب: ما يجوز من البصاق والمنفتح فى الصلاة برقم (۱۲۱۳) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى كراهية البزاق فى المسجد برقم (٤۷۹) انظر (التحفة) برقم (۷۵۱۸) وطريق ابن رافع تفرد به مسلم انظر (التحفة) برقم (۷٦۹۸) وطريق هاورن بن عبدالله اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: هل يلتفت لامر ينزل به او يرى شيئا او بصاقا فى القبلة برقم (۷۵۳) انظر (التحفة) برقم (۸٤٦۹)

[1225] ۔ اخرجه البخارى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: حك المخاط بالحصى من المسجد ←

فائدہ :......اگر انسان اکیلا ہو تو وہ مسجد سے باہر، اپنے بائیں تھوک سکتا ہے، اگر اس کی بائیں جانب دوسرا آدمی موجود ہو تو پھر بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

[1226] (..) ح حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[1226] امام صاحب مختلف اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلغم دیکھا آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[1227] (٥٤٩) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ

[1227]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک یا رینٹ (ناک کا مواد) یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ ڈالا۔

[1228] ٥۔(٥٥٠)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ

← برقم (٤٠٨) وبرقم (٤٠٩) بنحوه وفی باب: لا يبصق عن يمينه فی الصلاة برقم (٤١٠) وبرقم (٤١١) وفی باب: ليبزق عن يساره او تحت قدمه اليسرى برقم (١١٤) والنسائی: فی (المجتبى) فی المساجد باب: ذكر نبی النبی ﷺ عن ان يبصق الرجل بين يديه او عن يمينه وهو فی صلاته ٢/ ٥١۔ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات باب: كراهية النخامة فی المسجد برقم (٧٦١) انظر (التحفة) برقم (٣٩٩٧)

[1226] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢٢٥)

[1227] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: حك البزاق باليد من المسجد برقم (٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٧١٥٥)

[1228] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الطهارة، باب: البزاق يصيب الثوب ١/ ١٦٣ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: المصلی يتنخم برقم (١٠٢٢) انظر (التحفه) برقم (١٤٦٦٩)

فَقَالَ ((مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهُ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُّسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ فَإِذَا تَنَخَّعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَّسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا)) وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ

[1228] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پھر اپنے سامنے (آگے) بلغم پھینکتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہوکر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو کھنگار آئے تو وہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے، اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو ایسے کر لے۔ قاسم نے اس کی وضاحت میں اپنے کپڑے میں تھوکا، پھر اسے آپس میں مل دیا۔

[1229] (. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا هُشَيْمٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ

[1229] امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ہشیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے کو آپس میں ملتے دیکھ رہا ہوں۔

[1230] ٥٤-(٥٥١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ))

[1229] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٢٨)

[1230] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: لا يبصق عن يمينه في الصلاة برقم (٤١٢) وفي باب: ليبزق عن يساره او تحت قدمه برقم (٤١٣) وفي العمل في الصلاة، باب: ما يجوز من البصاق والنفخ في الصلاة برقم (١٢١٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٦١)

[1230]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی گفتگو کرتا ہے، اس لیے وہ اپنے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے، ہاں بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز درحقیقت ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے سرگوشی اور راز و نیاز کی بات ہے اس لیے انسان کو نماز پورے حضور دل اور خشوع وخضوع کے ساتھ پوری توجہ اور اہتمام سے قراءت اور تسبیحات وتحمیدات اور دوسرے اذکار پڑھنے چاہییں اور نماز میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے انسان کی توجہ اور حضور دل ودماغ میں خلل پڑے اور نماز میں اگر تھوکنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بائیں قدم کے نیچے تھوک لے۔

[1231] ٥٥۔(٥٥٢)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا))

[1231]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے۔

[1232] ٥٦۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَأَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ التَّفْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

[1232]۔حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں تھوکنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مسجد میں تھوک غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔

[1231] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: كراهية البزاق فى المسجد برقم (٤٧٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة باب: ما جاء فى كراهية البزاق فى المسجد برقم (٥٧٢) والنسائى فى (المجتبى) فى المساجد، باب: البصاق فى المسجد ٢/ ٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٨)

[1232] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: كفارة البزاق فى المسجد برقم (٤١٥) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة باب: فى كراهية فى المسجد برقم (٤٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٥١)

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے، اگر ضرورت اور مجبوری کی بنا پر تھوک لے تو پھر دوسری حدیث کی رو سے بائیں قدم تلے تھوک لے اور اس کو دفن کر دے۔
اس لیے دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے اور قاضی عیاض اور امام نووی کا اس مسئلہ کے بارے میں کچھ اختلاف ہے۔ امام نووی کے نزدیک مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے، ضرورت پڑے تو اپنے کپڑے میں تھوک لے، اگر مسجد میں تھوکے گا تو گناہ گار ہوگا، قاضی عیاض کا نظریہ ہے کہ اگر مسجد میں تھوک کر دفن کر دیا تو گناہ نہیں ہوگا، اگر دفن نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا، آج کل مساجد میں دفن کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے ضرورت اور مجبوری کی صورت میں تھوک دان یا کپڑے کو استعمال کرنا چاہیے۔

[1233] ٥٧-(٥٥٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ
عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ))

[1233]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو پایا اور میں نے اس کے برے اعمال میں مسجد میں کھنگار کو پایا جس کو دفن نہیں کیا گیا۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو اپنی زندگی میں امت کے اچھے اور برے عملوں کا مشاہدہ کروایا گیا، تا کہ آپ امت کو اچھے اور برے عملوں سے علی وجه البصیرة آگاہ فرما دیں اور آپ نے یہ فریضہ سرانجام دے دیا، لیکن یہ کہنا (یہ تصریح ہے) کہ رسول اللہ ﷺ پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ حدیث کے مفہوم و معنی میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور یہ حدیث کا منشا اور مقصد نہیں ہے۔

[1234] ٥٨-(٥٥٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ

[1233] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩٣١)
[1234] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی كراهية البزاق فی المسجد برقم (٤٨٣) وبرقم (٤٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٣٤٨)

تَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ

[1234]۔ حضرت یزید بن عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے تھوکا اور اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

[1235] ٥٩۔(. .)و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَتَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرٰى

[1235]۔ حضرت ابو علاء یزید بن عبداللہ بن شخیر رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی، آپ نے تھوکا اور اسے اپنے بائیں جوتے سے مسل ڈالا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم مسجد میں تھوک وغیرہ کے دفن کرنے کا معنی ہے اس کو اپنے بائیں جوتے سے مسل دینا اس طرح اس کا ازالہ ہو جائے گا یہ معنی نہیں ہے کہ زمین کو کھودا جائے اور اس میں دفن کیا جائے۔

١٥...... بَاب: جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِي النَّعْلَيْنِ

باب ١٥: جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

[1236] ٦٠۔(٥٥٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ قَالَ نَعَمْ

[1236]۔ ابو مسلمہ سعید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔

[1237] (. .)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا بِمِثْلِهِ

[1235] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٣٤)

[1236] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في النعال برقم (٣٨٦) وفي اللباس، باب: النعال السبتية وغيرها برقم (٥٨٥٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة في النعال برقم (٤٠٠) والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: الصلاة في النعلين ٢/ ٧٤۔ انظر التحفة برقم (٨٦٦)

[1237] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٣٦)

[1237] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جوتی صاف اور پاک ہو تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے، لیکن آج کل مساجد میں فرش اور قالین ہوتے ہیں اور جوتے کی مٹی وغیرہ ان میں جذب ہو جاتی ہے، اس لیے صرف وہاں جوتے پہن کر نماز پڑھنی چاہیے جہاں مسجد کچی ہو اس پر قالین، دریاں، صفیں نہ ہوں۔

۱۶...... بَاب: كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ

باب ۱۶: منقش بیل بوٹے دار کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

[1238] ۶۱-(۵۵۶) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ ((شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ فَاذْهَبُوا بِهَا إِلٰى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ))

[1238]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک منقش چادر میں نماز پڑھی اور فرمایا: اس کے بیل بوٹوں نے مجھے اپنے میں منہمک (مشغول) کرنا چاہا، اس کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے اس سے انبجانی چادر لا دو۔

مفردات الحدیث ❶ خمیصہ: مربع شکل کی اونی چادر۔ ❷ اعلام: علم کی جمع ہے۔ نقش و نگار۔

[1239] ۶۲-(. .) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي خَمِيصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَنَظَرَ إِلٰى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ ((اذْهَبُوا بِهٰذِهِ الْخَمِيصَةِ إِلٰى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا فِي صَلٰوتِي))

[1238] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الالتفات في الصلاة برقم (۷۵۲) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: النظر في الصلاة برقم (۹۱٤) واللباس، باب: من كرهه برقم (٤٠٥٣) والنسائي في (المجتبى) في العفة، باب: الرخصة في الصلاة في خميصة لها اعلام ۲/ ۷۲ وابن ماجه في (سننه) في اللباس، باب: لباس رسول الله ﷺ برقم (۳۵۵۰) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٤)

[1239] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٢)

[1239] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نقش ونگار والی چادر میں نماز پڑھنے لگے اور اس کے نقش ونگار پر نظر ڈالی تو جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ اونی چادر ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور مجھے اس کی انبجانی چادر لا دو، کیونکہ اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔

[1240] ٦٣۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَتْ لَهُ خَمِيصَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ كِسَاءً لَهُ أَنْبِجَانِيًّا

[1240] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پھول دار اونی چادر تھی، آپ نماز میں اس میں مشغول ہو جاتے، آپ نے وہ ابوجہم کو دے دی اور اس کی سادہ انبجانی لوئی لے لی۔

فائدہ :...... آپ کو ایک منقش چادر حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے تحفتاً دی تھی، آپ جب اس میں نماز پڑھنے لگے تو آپ کی توجہ اور دھیان اس کے نقش ونگار کی طرف ہونے لگا، آپ نے نماز سے اس غفلت کو پسند نہ فرمایا اور یہ چادر حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس کر کے اس سے سادہ چادر لے لی، تاکہ تحفہ کی واپسی سے اس کی حوصلہ شکنی اور دل آزاری نہ ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا، مساجد کو ایسے نقش ونگار اور فرش وفروش سے بچانا چاہیے جو نمازیوں کی توجہ اور دلجمعی میں خلل کا باعث بنے اور ایسی سجاوٹ وآرائش جو عام معمول بن چکی ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کی توجہ میں خلل نہ پڑتا ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١٧...... بَاب: كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ الَّذِي يُرِيدُ أَكْلَهُ فِي الْحَالِ، وَكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ مُدَافَعَةِ الْحَدَثِ وَنَحْوِهِ

باب ١٧: وہ کھانا جس کو انسان فوری طور پر کھانا چاہتا ہو، اس کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے، اسی طرح پیشاب، پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

[1241] ٦٤۔(٥٥٧) أَخْبَرَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[1240] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٥)

[1241] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء اذا حضر العشاء واقيمت الصلاة فابدوا بالعشاء برقم (٣٥٣) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: العذر فى ترك الجماعة ٢/ ١١١ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة، والسنة فيها، باب: اذا حضرت الصلاة ووضع العشاء برقم (٩٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦)

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا حَضَـرَ الْعَشَـاءُ وَأُقِيـمَتْ الصَّلٰوةُ فَابْدَوُا بِالْعَشَآءِ))

[1241] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب شام کا کھانا سامنے آجائے اور نماز کے لیے تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

[1242] (. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قُرِّبَ الْعَشَآءُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَئُوْا بِهٖ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَآئِكُمْ))

[1242] انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانا شروع کرو اور کھانا چھوڑ کر نماز کے لیے جلدی نہ کرو۔

[1243] ٦٥-(٥٥٨) حَـدَّثَـنَـا أَبُـوبَـكْـرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَحَفْصٌ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ

[1243] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

[1244] ٦٦-(٥٥٩) حَـدَّثَـنَـا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وُضِـعَ عَشَـآءُ أَحَـدِكُمْ وَأُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَابْدَوُا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ))

[1242] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢١) [1243] طـريـق حـفـص تفرد بن مسلم۔ انـظـر الـتـحـفـة بـرقـم (١٦٧٩٠) وطريق وكيع اخرجه ابن ماجه في امامة الصلاة والسنة فيها، بـاب: اذا حـضـرت الصلاة ووضع العشاء برقم (٩٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٦٤) وطريق ابن نمير تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠٠٦)

[1243] تقدم

[1244] طـريـق ابـن نمير تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٨) وطريق ابي بكر بن ابي شيبة اخـرجـه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة برقم (٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (٧٨٢٥)

[1244]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کے لیے اقامت ہو جائے تو کھانے سے ابتدا کرو۔ اور فراغت سے پہلے نماز کے لیے جلدی نہ کرو۔

[1245] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[1245] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1246] ٦٧ـ(٥٦٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا حَدِيثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا لَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هٰذَا أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيتَ هٰذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَاٰى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ قَالَتْ أَيْنَ قَالَ أُصَلِّي قَالَتْ اجْلِسْ قَالَ إِنِّي أُصَلِّي قَالَتْ اِجْلِسْ غُدَرُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ))

[1246]۔حضرت ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہ میں نے اور قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک گفتگو کی اور قاسم گفتگو میں اعرابی غلطی بہت کرتے تھے کیونکہ وہ لونڈی کے بیٹے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا، کیا بات ہے تم میرے اس بھتیجے کی طرح گفتگو نہیں کرتے ہو؟ ہاں، میں جانتی ہوں تم میں یہ بات کہاں سے آئی ہے، اس کو اس کی ماں نے ادب سکھایا (تعلیم دی) اور تجھے تیری ماں نے ادب سکھایا، اس پر قاسم ناراض ہو گیا اور حسد و کینہ کا اظہار کیا اور جب اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا دسترخوان آتے دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا نماز پڑھنے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹھ جاؤ، اس نے کہا، نماز پڑھتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے

[1245] طريق محمد بن اسحاق المسيبي اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة برقم (٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٨) وطريق هارون بن عبدالله تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٧٨٣)

[1246] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ايصلى الرجل وهو حاقن برقم (٨٩) مختصرا- انظر (التحفة) برقم (١٦٢٦٩)

بے وفا! بیٹھ جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کھانا سامنے آجائے تو نماز نہ پڑھو، اسی طرح پیشاب، پاخانہ روک کر نماز نہ پڑھو۔

مفردات الحدیث ❶ **لحانہ:** اعراب میں بہت غلطی کرنے والا۔ ❷ **من این اتیت:** تجھ میں یہ اعرابی غلطی کہاں سے آئی۔ ❸ **اضبّ:** ضب (حسد وکینہ) سے ماخوذ ہے، طیش اور غصہ کا اظہار کیا۔ ❹ **غُدَر یعنی** اے بے وفا۔ ❺ **الاخبثان:** پیشاب وپاخانہ۔ ❻ **یدافع،** ہٹانا، دور کرنا مراد ان کو روکنا ہے۔

[1247] (. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو حَزْرَةَ الْقَاصُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ

[1247] امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس حدیث میں قاسم کا واقعہ بیان نہیں کیا۔

فوائد :...... ❶ احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر نماز میں حاضری کے وقت انسان کو کھانا کھانے کی حاجت ہو اور کھانا سامنے موجود ہو یا پیشاب وپاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے ان ضرورتوں سے فارغ ہونا چاہیے تا کہ دل کی پوری توجہ نماز کی طرف ہو، اگر یہ ضرورتیں معمولی قسم کی ہوں اور ان کو موخر کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور ان کا اثر نماز پر نہ پڑتا ہو تو پھر ان کو موخر کیا جا سکتا ہے۔ ❶ ابن ابی عتیق سے مراد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق ہے۔ اور القاسم سے مراد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق مراد ہے۔ جو مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک جلیل القدر فقیہ ہیں القاسم حضرت کا بھتیجا ہے لیکن اس کی ماں لونڈی تھی جو عربی نہ تھی اور ابن ابی عتیق ان کے بھتیجے کا بیٹا ہے اور اس کی ماں حرۃ اور عرب تھی۔

۱۸...... بَابُ: نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَا مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ مِنْ حُضُورِ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَذْهَبَ تِلْكَ الرِّيحُ وَإِخْرَاجِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب ۱۸: جس نے لہسن یا پیاز یا گندنا یا کوئی بدبودار چیز کھائی اس کو (مسجد میں جانے سے،) روکنا (حتیٰ کہ یہ بوختم ہو جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا)

[1248] ٦٨-(٥٦١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

[1247] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٤٦)

[1248] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: ما جاء في الثوم النيء والبصل ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ قَالَ زُهَيْرٌ فِي غَزْوَةٍ وَلَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ))

[1248]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر فرمایا، جس نے یہ پودا یعنی لہسن کھایا وہ مسجدوں میں ہرگز نہ آئے، زہیر نے صرف غزوۂ خیبر کا نام نہیں لیا۔

[1249] ۶۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيحُهَا)) يَعْنِي الثُّومَ

[1249]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ ترکاری یعنی لہسن کھایا وہ اس وقت تک ہماری مسجدوں کے ہرگز قریب نہ آئے کہ جب تک اس کی بدبو نہ چلی جائے۔

[1250] ۷۰۔(۵۶۲) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ

قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنِ الثُّومِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّيْ مَعَنَا))

[1250]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے لہسن کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس سبزی سے کھایا وہ ہمارے ہرگز قریب نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

[1251] ۷۱۔(۵۶۳) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيحِ الثُّومِ))

← والكراث برقم (۸۵۳) وابو داود فى (سننه) فى الاطعمة، باب: فى اكل الثوم برقم (۳۸۲۵) انظر (التحفة) برقم (۸۱٤۳)

[1249] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹٦۳)

[1250] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۰٦)

[1251] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۹٦)

[1251]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس سبزی سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور ہمیں لہسن کی بو سے تکلیف نہ دے۔

[1252] ۷۲۔(٥٦٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ انَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ))

[1252]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا تو ہم نے ضرورت سے مجبور ہو کر اس سے کھا لیا، اس پر آپ نے فرمایا: جس نے اس بدبودار سبزی کو استعمال کیا، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے، جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ الکراث: ایک قسم کی بدبودار ترکاری ہے جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض قسمیں لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں اور بعض کے سرے نہیں ہوتے، اس کا مفرد کراثۃ ہے۔

[1253] ۷۳۔(..) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ وَفِي رِوَايَةِ حَرْمَلَةَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) وَإِنَّهُ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ ((قَرِّبُوْهَا)) إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ ((كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي))

[1253]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے، علیحدہ رہے یا ہماری مسجدوں سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے اور ایک دفعہ آپ کے پاس ہانڈی

[1252] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۸۱)

[1253] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: ما جاء في الثوم النبي والبصل والكراث برقم (۸۵۵) وفي الاطعمة، باب: ما يكره من الصوم والبقول برقم (٥٤٥٢) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاحاكم التي تعرف بالدلائل برقم (۷۳۵۹) مطولا۔ وابو داود في (سننه) في الاطعمة، باب: في اكل الثوم برقم (۳۸۲۲) انظر (التحفة) برقم (۲٤٥۸)

لائی گئی جس میں ترکاریاں تھیں تو آپ نے ان کی بدبو محسوس کی اور پوچھا تو آپ کو ترکاریوں کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو فلاں ساتھی کے قریب کر دو۔ تو اس نے اسے دیکھ کر (آپ کی کراہت کی بنا پر) اسے ناپسند کیا، آپ نے فرمایا: تم کھالو کیونکہ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم سرگوشی نہیں کرتے ہو۔ یعنی میں فرشتوں سے سرگوشی کرتا ہوں۔

[1254] ٧٤ـ(. .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّومِ و قَالَ مَرَّةً مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُو آدَمَ))

[1254]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ ترکاری، لہسن کھایا۔ اور ایک دفعہ فرمایا: جس نے پیاز، لہسن اور گندنا کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے ان چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے۔

[1255] ٧٥ـ(. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَنَا

ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيدُ الثُّومَ فَلَا يَغْشَنَا فِي مَسْجِدِنَا)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ

[1255]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جس نے اس پودے (لہسن مراد ہے) سے کھایا وہ ہماری مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے۔ پیاز اور گندنا کا تذکرہ نہیں کیا۔

[1256] ٧٦ـ(٥٦٥)و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

[1254] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ما جاء فی الثوم النیء والكراث برقم (٨٥٤) والترمذی فی (جامعه) فی الاطعمة، باب: ما جاء فی كراهة اكل الثوم والبصل برقم (١٨٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: من یمنع من المسجد ٢/ ٤٣۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٧)

[1255] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٢٥٤)

[1256] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣٣)

تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّومِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرِّيحَ فَقَالَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ)) فَقَالَ النَّاسُ حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لِي وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا))

[1256] ۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی فتح سے آگے نہیں بڑھے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھی لہسن کی ترکاری پر ٹوٹ پڑے کیونکہ لوگ بھوکے تھے اور ہم نے اسے خوب پیٹ بھر کر کھایا، پھر ہم مسجد کی طرف گئے تو رسول اللہ ﷺ نے بدبو محسوس فرمائی تو فرمایا: جس نے اس ناپسندیدہ (خبیث) پودے سے کچھ کھایا وہ ہماری مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔ تو لوگوں نے کہا، لہسن حرام قرار دیا گیا، حرام ہوگیا، یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے جو کچھ میرے لیے حلال کردیا ہے میں اس کو حرام نہیں کر سکتا، لیکن یہ ایک پودا ہے میں اس کی بو کو ناپسند کرتا ہوں۔

[1257] ۷۷-(۵۶۶) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَنَزَلَ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يَأْكُلْ آخَرُونَ فَرُحْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا الَّذِينَ لَمْ يَأْكُلُوا الْبَصَلَ وَأَخَّرَ الْآخَرِينَ حَتّٰى ذَهَبَ رِيحُهَا

[1257] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیاز کے کھیت سے گزرے، ان میں کچھ لوگوں نے اتر کر اس سے کچھ کھا لیا اور دوسروں نے نہ کھایا، ہم آپ کے پاس گئے تو آپ نے ان لوگوں کو قریب بلا لیا جنہوں نے پیاز نہیں کھایا تھا اور جنہوں نے پیاز کھایا تھا ان کو پیچھے کردیا یہاں تک اس کی بدبو ختم ہوگئی۔

[1258] ۷۸-(۵۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

[1257] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٩٩)

[1258] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الفرائض، باب: میراث الکلالة برقم (٤١٢٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: من یخرج من السمجد ٢/ ٤٣ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، برقم (١٠١٤) والفرائض، باب: الکلالة برقم (٢٧٢٦) وفی الاطعمة، باب: اکل الثوم والبصل والکراث برقم (٣٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٤٦)

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّي لَا أُرَاهُ إِلَّا حُضُورَ أَجَلِي وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا الَّذِي بَعَثَ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ فَإِنْ عَجِلَ بِي أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُورٰى بَيْنَ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَإِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُونَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِي هٰذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ ثُمَّ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ **((يَا عُمَرُ أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ))** وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلٰى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ وَإِنِّي إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوا عَلَيْهِمْ وَلِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَيَقْسِمُوا فِيهِمْ فَيْئَهُمْ وَيَرْفَعُوا إِلَيَّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّومَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا

[1258]۔حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا کہا میں نے خواب دیکھا ہے، گویا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماری ہیں اور میں سمجھتا ہوں میری موت قریب آ گئی ہے اور کچھ لوگ مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ میں خلیفہ نامزد کر دوں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں ہونے دے گا، نہ آپ کی خلافت کو اور نہ اس شریعت کو جسے اپنے نبی ﷺ کو دے کر بھیجا ہے، اگر مجھے جلد موت آ جائے تو خلافت ان چھ حضرات کے باہمی مشورہ سے طے ہوگی، جن سے رسول اللہ ﷺ خوش خوش فوت ہوئے اور میں جانتا ہوں کچھ لوگ جن سے میں نے اسلام کی خاطر اپنے اس ہاتھ سے جنگ لڑی ہے۔ وہ اس خلافت پر اعتراض کریں گے، اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ اللہ کے

دشمن، کافر اور گمراہ ہوں گے، پھر میں اپنے بعد اپنے نزدیک کلالہ (کی وراثت) کا مسئلہ سب سے اہم چھوڑ رہا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی مسئلہ کے بارے میں اس قدر بار بار نہیں پوچھا جس قدر کلالہ کے بارے میں پوچھا اور آپ نے بھی میرے ساتھ کسی مسئلہ میں اس قدر شدت نہیں برتی جتنی آپ نے میرے ساتھ اس مسئلہ میں شدت اختیار فرمائی حتیٰ کہ آپ نے اپنی انگلی سے میرے سینے کو ٹھوک کر فرمایا: اے عمر! کیا گرمی کے موسم میں اترنے والی، سورۃ نساء کی آخری آیت تمہارے لیے تسلی بخش نہیں ہے؟ اور اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ اس کے مطابق ہر انسان جو قرآن پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا ہے فیصلہ کر سکے گا، پھر فرمایا: اے اللہ! میں تمہیں شہروں کے گورنروں کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں لوگوں پر صرف اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہ ان سے انصاف کریں اور لوگوں کو ان کا دین سکھائیں اور ان کے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دیں اور ان کی غنیمت ان میں تقسیم کریں اور ان کے معاملات میں اگر انہیں کوئی مشکل پیش آئے تو اسے میرے سامنے پیش کریں، پھر تم، اے لوگو! دو پودے کھاتے ہو، میں انہیں خبیث ہی سمجھتا ہوں یہ پیاز اور لہسن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ مسجد میں کسی آدمی سے ان کی بو محسوس کرتے تو آپ اسے بقیع کی طرف نکالنے کا حکم دیتے لہٰذا جو شخص انہیں کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر ان کی بو ختم کر دے۔

[1259] (..) أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ نَا عَنْ شُعْبَةَ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1259]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ نے لہسن، پیاز اور گندنا کھا کر مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے اور اس کا سبب اس کی بدبو کو قرار دیا ہے، جو انسانوں کی طرح فرشتوں کے لیے بھی اذیت اور تکلیف کا باعث ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی بدبودار چیز استعمال کرنے کے بعد مسجد میں یا لوگوں کے علمی اجتماع میں جہاں فرشتے آتے ہیں نہیں جانا چاہیے۔ اور لہسن و پیاز اور گندنا ایسی ترکاریاں ہیں، جن کا کھانا بالاتفاق جائز ہے، اس لیے آپ نے بدبو کے زائل ہونے کے بعد مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے تو وہ اشیاء جن کا استعمال ناجائز یا کم از کم مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، جیسے حقہ، سگریٹ، بیڑا وغیرہ ان کو استعمال کرنے کے بعد مسجد میں آنے کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلیفہ کی صفات اور اسلامی امراء اور حکام کی ذمہ داری کو انتہائی جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے، جس کی روشنی میں ہم اپنی حکومتوں کے امراء اور حکام کے افعال و اعمال کو

[1259] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٥٨)

پرکھ سکتے ہیں اور یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کیا یہ حکومتیں اسلامی ہیں یا نہیں؟ ❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے چھ حضرات کو نامزد فرمایا تھا اور یہ حضرات تھے، جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی، یعنی عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم جنت کی بشارت پانے والے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سات تھے، لیکن آپ نے قرابت داری کی بنا پر سعید بن زید کو ان میں داخل نہیں کیا۔ اور ان حضرات کو پابند کیا کہ تین دن کے اندر اندر اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں، پھر باہمی مشورہ سے تیسرے خلیفہ کے طور پر حضرت عثمان کو چن لیا گیا اور اس کے بعد تمام لوگوں نے ان کی بیعت کر لی اور ان کے انتخاب پر انتہائی مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتباہ کی بنا پر، ان لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی جو خلافت کے لیے ان چھ حضرات کی نامزدگی پر کراہت محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ کھل کر سامنے نہیں آ سکے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض اقوال سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلافت بنو ہاشم کے پاس آنے کو ناپسند کرتے تھے کہ نبوت اور خلافت ایک خاندان میں جمع ہو جائیں گی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی صورت میں خلافت بنو ہاشم کے پاس نہیں آئی تھی۔ ❹ کلالہ کی تفسیر میں اختلاف ہے، لیکن جمہور امت کے نزدیک اس سے مراد وہ میت ہے جس نے اپنے پیچھے اولاد اور والدین میں سے کسی کو نہ چھوڑا ہو یعنی اس کے وارث اس کی اولاد یا والدین نہ ہوں۔ آپ کے خواب یہ تعبیر جلد ہی ظاہر ہو گئی کہ آپ کو نماز فجر میں ابولولو فیروز نے تین دفعہ خنجر مارا جس کے نتیجہ میں آپ شہید ہو گئے۔

۱۹...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ

باب ۱۹: مسجد میں گم شدہ چیز کی تلاش کی ممانعت اور تلاش کرنے والے کے اعلان کو سن کر کیا کہا جائے گا

[1260] ۷۹-(۵۶۸) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا))

[1260]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو بلند آواز

[1260] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب فی كراهية انشاد الضالة فی المسجد برقم (٢١) وابن ماجه فی (سننه)(فی المساجد والجماعات باب: النهی عن انشاد الضوال فی المسجد برقم (٧٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٤٦)

سے مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتے سنا تو وہ کہے، اللہ کرے تیری چیز تجھے نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

مفردات الحدیث ❶ ینشد (ن) وہ تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ ❷ الضالة (ج) ضوال گم شدہ چیز۔

[1261] (. .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْمُقْرِءُ قَالَ نَا حَيْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِاللّٰهِ مَوْلَى شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

[1261]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[1262] ٨٠۔(٥٦٩) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بن بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتْ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ))

[1262]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا کہ سرخ اونٹ کے بارے میں کون بتائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے، مسجدیں صرف انہیں کاموں کے لیے بنی ہیں جن کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

فائدہ:...... مسجد بنانے کا اصل مقصد نماز، تلاوت، ذکر واذکار اور دین کی تعلیمات اور وعظ و نصیحت ہے اور لوگوں کے اجتماع سے فائدہ اٹھا کر گمشدہ چیز کا اعلان کرنا، ان مقاصد کے منافی ہے، حتیٰ کہ امام مالک علمی بحث اور مذاکرہ کو بھی آواز کے بلند ہو جانے کی بنا پر ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ انسان اپنی ذات کی ضرورت کے لیے مسجد میں سوال بھی نہیں کر سکتا، صرف دینی ضرورت کے لیے یا مفاد عامہ کی چیز کا سوال کر سکتا ہے۔ اس لیے آپ نے اپنے گمشدہ اونٹ کے بارے میں اعلان کرنے والے کو رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود بددعا دی، جس سے ثابت ہوتا ہے مسجد سے خارج گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنا درست نہیں ہے۔ خاص کر نماز اور تعلیم و تدریس کے اوقات میں۔

[1263] ٨١۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ

[1261] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٦٠)

[1262] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المساجد الجماعات، باب: النهى عن انشاد الضوال في المسجد برقم (٧٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٦)

[1263] تقدم تخريجه في الحديث السابق بقم (١٢٦٢)

بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا صَلَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ))

[1263]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوگئے، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا سرخ اونٹ کے لیے کس نے بلایا ہے؟ یعنی سرخ اونٹ کس کو ملا ہے، اس کے بارے میں کون بتا سکتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے، مساجد صرف انھی کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے ان کو بنایا گیا ہے۔

[1264] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا قَالَ مُسْلِم هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعَامَةَ أَبُو نَعَامَةَ رَوٰى عَنْهُ مِسْعَرٌ وَهُشَيْمٌ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوفِيِّينَ

[1264]۔ حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھ چکے تو ایک بدوی آیا اور مسجد کے دروازہ سے اپنا سر اندر کیا پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن شیبہ سے مراد ابونعامہ شیبہ بن نعامہ ہے جس سے مسعر، ھشیم، جریر اور دوسرے کوفی راوی روایت بیان کرتے ہیں۔

٢٠..... باب: السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسُّجُودِ لَهُ

باب ٢٠: نماز میں بھول اور اس کے لیے سجدہ کرنا

[1265] ٨٢۔(٣٨٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))

[1264] تقدم تخرجه برقم (١٢٦٢)

[1265] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السهو، باب: السهو في الفرض والتطوع برقم (١٢٣٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يتم على اكبر ظنه برقم (١٠٣٠) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب التحري برقم (٣/ ٣١) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٤)

[1265]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اسے التباس (شبہ) میں ڈالتا ہے، حتیٰ کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تم میں سے کوئی جب اس فعل میں مبتلا ہو جائے تو وہ بیٹھ کر یعنی آخر میں دو سجدے کر لے۔

[1266] (. .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1266] امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[1267] ٨٣۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ يَخْطُرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))

[1267]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا، پشت پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہو جاتی ہے واپس آ تا ہے، جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے، پھر جاتا ہے جب تکبیر کہی جا چکتی ہے تو آ کر انسان اور اس کے دل میں حائل ہوتا ہے یعنی اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو، وہ چیزیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں حتیٰ کہ اسے یاد نہیں رہتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، جب تم میں سے کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں تو وہ بیٹھے بیٹھے (تشہد میں) دو سجدے کر لے۔

[1266] طريق عمرو الناقد وزهير بن حرب انفرد به مسلم- انظر التحفة برقم (١٥١٥١) وطريق قتيبة بن سعيد اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يصلي فيشك في الزيادة والنقصان برقم (٣٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٣٩)

[1267] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السهو، باب: اذا لم يدركم صلي- ثلاثا او اربعا- سجد سجدتين وهو جالس برقم (١٢٣١) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب التحرى ٣/ ٣١- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٣)

[1268] ٨٤-(...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ ضُرَاطٌ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ ((فَهَنَّاهُ وَمَنَّاهُ)) وَذَكَّرَهُ مِنْ حَاجَاتِهِ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ

[1268]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا پشت پھیر کر بھاگتا ہے، اوپر کی طرح روایت سنائی اور اس میں یہ اضافہ کیا، اسے رغبتیں اور امیدیں دلاتا ہے اور اسے اس کی وہ ضرورتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ تھیں۔

مفردات الحدیث ✲ هَنَّاهُ تهنئة: شوق ورغبت دلانا، هناهٗ بكذا کا معنی ہوتا ہے اس چیز کی مبارکباد دینا۔
مَنَّاهُ: آرزو اور امید دلانا، یہاں دونوں لفظوں سے مقصود، دلی خیالات وتصورات ہیں۔

فوائد: ...... ❶ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اذان اور تکبیر میں یہ خاصہ اور تاثیر رکھی ہے کہ ان کو سن کر شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے، یعنی وہ شیطان جو ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ❷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اگر انسان کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے نماز کی کتنی رکعتیں پڑھی ہیں کم ہیں یا زائد پڑھ لیں ہیں تو وہ آخر میں دو سجدے کر لے۔ حسن بصری رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے، شعبی، اوزاعی رحمہم اللہ اور بہت سے سلف کا نظریہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ نماز نئے سرے سے پڑھے گا، اگر پھر یاد نہ رہا تو پھر نئے سرے سے پڑھے گا جب تک یقین نہیں ہوگا نماز نئے سرے سے پڑھتا رہے گا۔ اور بعض کا خیال ہے چوتھی دفعہ کے بعد اعادہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے اگر پہلی بار شک ہوا ہے تو نماز نئے سرے سے پڑھے، اگر ایسے ہوتا رہتا ہے تو پھر ظن غالب پر عمل کرے، مثلاً تین اور چار میں تردد ہے تو پھر ظن غالب پر عمل کر کے دو سجدے کر لے اور اگر ظن غالب نہ ہو تو جتنی رکعات یقینی ہیں، یعنی تین جس کو بناعلی الاقل کہتے ہیں۔ سمجھ کر چوتھی رکعت پڑھ کر دو سجدے کر لے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک یقینی رکعات پر عمل کرے اور آخر میں دو سجدے کر لے۔ احادیث کی روشنی میں صحیح موقف یہی ہے کہ فلیتحر الصواب صحیح بات کو پہنچنے کی کوشش کرے، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر "ولیبن علی ما استیقن"، جتنی رکعات کا یقین ہو اس کے مطابق پڑھے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر وتوضیح کرتی ہیں، رہی وہ حدیث جس میں اعادہ کا حکم ہے تو اس کے بارے میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: "لا یوجد فی کتب الحدیث"، یہ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ (فتح الملہم: ۲/۱۵۶)

[1268] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٤٣)

[1269] ٨٥-(٥٧٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1269]۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر (تیسری کے لیے) کھڑے ہوگئے درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، توجب آپ نے نماز ادا کر لی اور ہم نے آپ کے سلام کا انتظار کیا، آپ نے تکبیر کہی اور بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

فوائد: ...... ❶ عبداللہ بن بحینہ کے بارے میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحینہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ کا باپ ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی والدہ (ماں) کا نام ہے، باپ کا نام مالک ہے۔ ❷ اگر انسان درمیانی تشہد بھول جائے اور قیام کے قریب یاد آئے تو وہ واپس نہیں آئے گا، بلکہ اس کی جگہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے گا، اگر بیٹھنے کے قریب ہے تو واپس آجائے گا اور سجدہ سہو نہیں کرے گا۔

[1270] ٨٦-(. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ

[1269] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: من لم ير التشهد الاول واجبا برقم (٨٢٩) وفی باب: التشهد فی الاولی برقم (٨٣٠) وفی السهو، باب: ما جاء فی السهو اذا قام من ركعتی الفريضه برقم (١٢٢٤) وبرقم (١٢٢٥) وفی باب: من يكبر فی سجدتی السهو برقم (١٢٣٠) وفی الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا فی الايمان برقم (٦٦٧٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قام من اثنين ولم يتشهد برقم (١٠٣٤) وبرقم (١٠٣٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی سجدتی السهو قبل التسليم برقم (٣٩١) والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق، باب ترك التشهد الاول برقم (٢/ ٤٤) وبرقم ٢/ ٢٤٤ وفی السهو باب: ما يفعل من قام من اثنين ناسيا ولم يتشهد برقم ٣/ ١٩ وفی باب: التكبير فی سجدتی السهو رقم ٣/ ٣٤ بنحوه۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والنسة فيها باب: ما جاء فيمن قام من اثنين ساهيا برقم (١٢٠٦) وبرقم (١٢٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩١٥٤)

[1270] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢٦٩)

فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ

[1270]۔عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ جو عبدالمطلب کی اولاد کا حلیف تھا اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں (دوسری رکعت کے بعد) بیٹھنے کی بجائے (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو گئے، تو جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی، آپ نے بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے ہر سجدہ کے لیے تکبیر کہہ کر دو سجدے کر لیے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دو سجدے کیے، اس جلوس (بیٹھنا) کی جگہ جو آپ بھول گئے تھے۔

فوائد :...... ❶ متفق علیہ (بخاری و مسلم) روایت کی رو سے عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کی اولاد کے حلیف تھے اور سیرت و تاریخ کے ماہرین کے نزدیک مطلب بن عبدمناف کی اولاد کے حلیف تھے۔ ❷ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک پہلا تشہد، رکوع و سجود یا قیام کی طرح نماز کا رکن یا فرض نہیں ہے، اس لیے اس کی جگہ سجود سہو کفایت کریں گے، لیکن رکن کی جگہ یہ کافی نہیں ہوں گے۔ لیکن امام احمد اور کچھ حضرات کے نزدیک پہلا تشہد بھی ضروری ہے لیکن اس کی جگہ، اس حدیث کی رو سے سجود سہو کفایت کریں گے اور ان کے لیے تکبیر کہنی ہوگی۔

[1271] ۸۷۔(. .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَزْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي الشَّفْعِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَجْلِسَ فِي صَلٰوتِهِ فَمَضَى فِي صَلٰوتِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ الصَّلٰوةِ سَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ

[1271]۔حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلے دوگانہ کے بعد جس میں آپ بیٹھنا چاہتے تھے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے تو جب نماز کے آخر میں پہنچ گئے تو سلام سے پہلے سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

[1271] تقدم تخريجه برقم (١٢٦٩)

[1272] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا شك في اثنين والثلاث برقم (١٠٢٤) وبرقم (١٠٢٦) وبرقم (١٠٢٧) بمعناه مرسلاً- والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: اتمام المصلي على ما ذكر اذا شك ٣/ ٢٣ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فيمن في صلاته فرجع الى اليقين برقم (١٢١٠) انظر (التحفة) برقم (٤١٦٣)

[1272] ۸۸-(۵۷۱) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلٰوتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ))

[1272]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو پھینک دے (نظر انداز کر دے) اور یقین پر بنا کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے، اگر اس نے پانچ رکعات پڑھ لی ہیں تو اس کی نماز کو جوڑا (چھ رکعات) کر دیں گے اور اگر اس نے اس رکعت سے چار کی تکمیل کر لی ہے تو یہ سجدے شیطان کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوں گے۔

[1273] (. . . .)حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي مَعْنَاهُ قَالَ ((يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ)) كَمَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ

[1273] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوا بـنـا علی الاقل یعنی یقین کے مطابق نماز پڑھنے کی صورت میں بھی سجود سہو سلام سے پہلے ہوں گے، اگرچہ اس صورت میں نماز میں زیادتی ہی ہو جائے یعنی چار کی بجائے پانچ رکعات ہو جائیں۔

[1274] ۸۹-(۵۷۲) و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ

[1273] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۲۷۲)

[1274] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: التوجه نحو القبلة حيث كانت برقم (٤٠١) وفى الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا وفى الايمان برقم (٦٦٧١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠٢٠) والنسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: التحرى برقم (٣/ ٢٨ مختصرا۔ وبرقم ٣/ ٢٨ وبرقم ٣/ ٣٩ وبرقم ٣/ ٣٩۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فيمن شك فى صلاته فتحرى الصواب برقم ١١/ ١٢ وبرقم ١٢/ ١٢۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٥١)

قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِبْرَاهِيمُ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ ((اَنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))

[1274]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، ابراہیم نے کہا اس میں آپ نے زیادتی یا کمی کی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھائی ہیں، آپ نے اپنے دونوں پاؤں موڑے، قبلہ کی طرف رخ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا، پھر آپ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا، لیکن میں بھی انسان ہوں، تمہاری طرح بھول جاتا ہوں، اس لیے جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک پڑ جائے تو وہ درستگی یا صحیح بات کی طرف پہنچنے کی کوشش کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کرلے، پھر دو سجدے کرلے۔

[1275] ۹۰۔(. . .) حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ بِشْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مِسْعَرٍ

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ ((فَلْيَنْظُرْ أَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ)) وَفِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1275]۔ امام صاحب دو اور اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں، ابن بشر کی روایت میں، وہ غور و فکر کرے صحت کے قریب تر کیا ہے اور وکیع کی روایت میں ہے وہ صحت کا قصد کرے یعنی ظن غالب پر عمل کرے۔

[1276] (. . . .) و حَدَّثَنَاه عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا

[1275] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٧٤)

[1276] تقدم تخريجه برقم (١٢٧٤)

مَنْصُورٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ مَنْصُورٌ ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰی ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ))

[1276] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ فلینظر احرٰی ذالك للصواب، وہ غور وفکر کرے صحت و درستگی کے قریب تر صورت کونسی ہے؟

[1277] (. . .) حَدَّثَنَاه اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدِ الْأُمَوِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1277] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ "فلیتحر الصواب" وہ صحیح کا قصد کرے۔

[1278] (. . . .) حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ))

[1278] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ "فلیتحر اقرب ذالك للصواب" ان میں سے جو صورت صحیح کے قریب تر ہو اس تک پہنچنے کا ارادہ کرے۔

[1279] (. . .) حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ))

[1279] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ "فلیتحر الذی یرٰی انه الصواب"، وہ اس کا قصد کرے جس کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ وہ صحیح ہے یا درست ہے۔

[1280] (. .) حَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ هٰؤُلَاءِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1280] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ "فلیتحر الصواب"، وہ صحیح کا قصد کرے۔

[1281] ۹۱-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

[1277] تقدم تخریجه برقم (۱۲۷٤)

[1278] تقدم تخریجه برقم (۱۲۷٤)

[1279] تقدم تخریجه برقم (۱۲۷٤)

[1280] تقدم تخریجه برقم (۱۲۷٤)

[1281] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القبلة برقم (٤٠٤) وفی السهو، باب اذا صلی خمسا برقم (۱۲۲٦) وفی اخبار الآحاد، باب: ما جاء فی اجازة خبر ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ .

[1281] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھائیں، جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا، کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو آپ نے دو سجدے کر لیے۔

[1282] ۹۲۔(. . .) و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ صَلّٰى بِهِمْ خَمْسًا

[1282]۔حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ علقمہ نے بیان کیا آپ نے انہیں پانچ رکعات پڑھا دیں۔

[1283] (. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَا شِبْلٍ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوا بَلٰى قَالَ وَكُنْتُ فِي نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَأَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ بَلٰى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ لِي وَأَنْتَ أَيْضًا يَا أَعْوَرُ تَقُولُ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ زِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لَا قَالُوا فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ ((فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))

← الواحد الصدوق في الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام برقم (٧٢٤٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠١٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في سجدتي السهو بعد السلام والكلام برقم (٣٩٢) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: ما يفعل من صلى خمسا ٣/ ٣١ و ٣/ ٣٢ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من صلى الظهر خمسا وهو ساه برقم (١٢٠٥) انظر (التحفة) برقم (٩٤١١)

[1282] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠٢٢) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: ما يفعل من صلى خمسا ٣/ ٣٢ و ٣/ ٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٠٩)

[1283] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٨٢)

[1283] ابراہیم بن سوید رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علقمہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھا دیں تو جب اس نے سلام پھرا لوگوں نے کہا اے ابوشبل آپ نے تو پانچ رکعات پڑھا دی ہیں۔ اس نے کہا ہرگز میں نے یہ کام نہیں کیا لوگوں نے کہا کیوں نہیں اور میں لوگوں کے ایک طرف تھا اور میں نوجوان تھا تو میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے واقعی پانچ رکعات پڑھائی ہیں اس نے مجھے کہا اے عور تو بھی یہی کہتا ہے تو میں نے کہا، ہاں ابراہیم نے کہا تو پھر گئے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور پھر کہا عبد اللہ نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعات پڑھا دیں تو جب آپ پھرے لوگوں میں تشویش پیدا ہوئی تو آپ نے پوچھا: تمھیں کیا ہے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ لوگوں نے کہا تو آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں تو آپ پھرے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھرا اور پھر فرمایا نہیں بس تمھاری طرح بشر ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اور ابن نمیر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا تو جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو وہ دو سجدے کر لے۔

[1284] ٩٣-(. . .) و حَدَّثَنَاه عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ وَأَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْ السَّهْوِ

[1284] حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پانچ رکعات پڑھا دیں تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے آپ نے پوچھا یہ کیا لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں آپ نے فرمایا: میں بھی بس تمھاری طرح بشر ہوں میں یاد رکھتا ہوں جس طرح تم یاد رکھتے ہو اور میں بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہوں میں پھر آپ نے بھولنے کے دو سجدے کیے۔

فوائد :...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بشر تھے بقول علامہ سعیدی قرآن کریم سے قطعیت کے ساتھ جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نوع انسان سے مبعوث ہوئے آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ج:٢،ص:١٤٥) ❷ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود اطلاق ہوا ہے او بقول علامہ سعیدی اس میں کوئی شک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم و ہدایت کے اعتبار سے علی وجہ الکمال نور تھے اور یہ بھی کھلی

[1284] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی السهو، باب: ما يفعل من صلى خمسا (١٢٥٨) انظر (التحفة) برقم (٩١٧١)

حقیقت ہے کہ کفر، شرک اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرنا انبیاء کا کام ہے اور یہ کہ افضل نور ہی ہے جو علم ہدایت کا نور ہے۔ (ج:۲،ص:۱۴۵) آپ کا علم وہدایت کے اعتبار سے نور ہونا، اس کا تو کوئی مسلمان بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ❸ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بھی بعض دفعہ بھول جاتے تھے، لیکن اس بھول کا تعلق بالاتفاق ان باتوں سے نہیں جو آپ کو امت تک پہنچانے کے لیے بتائی جاتی تھیں، رشد وہدایت کی تبلیغ کے بعد بھول کا امکان ہے، لیکن آپ بھول چوک پر قائم نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہ کردیا جاتا تھا، اگر آپ کو خود یاد نہیں آتا تھا یا کسی کی توجہ دلانے سے یاد نہیں آتا تھا انسانوں کے ساتھ نسیان میں مشابہت، محض بھول کے اعتبار سے ہے، جب کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں آیا، نسی آدمی ونسیت ذریتہ، بھول آدم کی فطرت میں تھی، اس لیے ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے، لیکن بھول کے سبب وعلت کا یکساں ہونا لازم نہیں ہے اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہماری بھول اور آپ کی بھول کی کیفیت یکساں ہے۔ لیکن یہ باتیں محض مبالغہ ہیں ہم قبلہ کے محتاج، ان کا خود قبلہ محتاج، ہم کسی سے نماز میں بات کریں تو نماز ٹوٹ جائے اور سرکار کسی نمازی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم رہے۔ کیونکہ اگر یہ صورت حال ہوتی تو جب آپ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کے لیے بے تاب نہ ہوتے، نماز میں آپ کے سلام کا بلند آواز سے جواب مرحمت فرماتے، ان کا سوال کا جواب نماز کے اندر ہی دے دیتے، اگر آپ کے فضلات پاک ہوتے تو آپ لوگوں کو ان سے محروم نہ فرماتے، آپ سنگی لگواتے تھے تو لوگوں میں یہ خون تقسیم فرماتے تاکہ وہ اس کو پی لیں، پھر پاخانہ وپیشاب کسی برتن میں کرتے اور پھر اس کو تقسیم کردیتے، یا کم از کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اور وضو کے پانی کی طرح ان پر جھپٹتے اور ان کے احکام، عام انسانوں کے احکام سے الگ ہوتے، آپ کی طہارت ان سے متاثر نہ ہوتی۔ ❹ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر انسان ایک رکعت بھول کر زیادہ پڑھ لے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی اور نماز کے سلام کے بعد اگر مقتدی بتائیں اور اس سلسلہ میں کلام ہو تو پھر بھی نماز باطل نہیں ہوگی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی شاگرد علقمہ نے اس حدیث کا یہی مفہوم سمجھا اس لیے بات چیت کے بعد سلام سے پہلے دوسجدہ سہو ہی کیے۔ نئے سرے سے نماز نہیں پڑھی۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی قول ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اٹھا ہے تو پھر سجدہ سہو کرکے سلام پھیرے گا، بشرطیکہ اس دوران گفتگو نہ کی، اگر چار رکعات کے بعد بیٹھا نہیں ہے اور پانچویں رکعت پڑھ لی تو پھر ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور یہ چھ رکعات امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل نماز ہوگی اور امام محمد کے نزدیک یہ نماز نہیں ہوگی۔ ❺ اگر کوئی انسان بھول کر پانچویں رکعت شروع کردے تو دوسرے سجدے سے پہلے پہلے جہاں بھی پتہ چل جائے تشہد کے لیے بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرلے۔ ❻ سجدہ سہو کا طریقہ: نماز میں سہو کی حدیث میں پانچ صورتیں آئی ہیں: (ا) آپ دو

رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے۔ (۲) دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ (۳) تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ (۴) شک کی صورت میں سجدہ سہو کیا۔ (۵) پانچ رکعات پڑھانے کی صورت میں سجدہ کیا۔

سجدہ سہو کے طریقہ میں اختلاف ہے: (۱) امام داؤد ظاہری کے نزدیک صرف ان صورتوں میں سجدہ سہو کیا جائے گا، جہاں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور اس طرح پہلے یا بعد میں کیا جائے گا جیسے آپ نے کیا تھا۔ بھول کی کسی اور صورت میں سجدہ نہیں کیا جائے گا۔ (۲) احناف کے نزدیک سجدہ سہو ہر صورت میں سلام سے پہلے ہوگا۔ یعنی تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے گا، پھر نئے سرے سے تشہد پڑھ کر، درود اور دعاؤں کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔ (۳) مالکیہ کے نزدیک نماز میں اگر کمی واقع ہوئی مثلاً پہلا تشہد رہ گیا ہے تو سجدہ سہو سلام سے پہلے ہوں گے اگر نماز میں اضافہ ہوا، مثلاً تیسری رکعت کے بعد بیٹھ گیا ہے اور پھر اٹھا ہے تو سجدہ سہو بعد میں ہوں گے۔ (۴) حنابلہ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ نے جس جگہ سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے وہاں پہلے کیا جائے گا۔ اور جہاں بعد میں سجدہ کیا ہے وہاں بعد میں کیا جائے گا، اگر کوئی نئی صورت سامنے آجائے تو پھر سجدہ سہو پہلے ہوں گے۔ (۵) امام اسحاق بن راہویہ کا نظریہ ہے آپ سے ثابت صورتوں میں امام احمد والا اور نئی صورت میں امام مالک والا ہے۔ سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ اور ائمہ کا اختلاف بہتر اور اولیٰ طریقہ میں ہی ہے، جواز میں اختلاف نہیں ہے کہ سلام سے پہلے کرلے یا بعد میں، ہر صورت جائز ہے۔ اور عام آدمی کے لیے امام شافعی والا طریقہ ہی بہتر ہے۔ اکثر جگہ آپ نے پہلے ہی سجدے کیے ہیں اور بعد میں سلام پھیرا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزر چکا ہے اور نماز میں بھول ایک دفعہ سے زائد دفعہ ہو تو بھی سجدے دو ہی کرنے ہوں گے۔

❼ ابراہیم بن سوید، علقمہ کے شاگرد تھے اور اسی وجہ سے انہیں یا اعور سے خطاب کیا۔ کیونکہ شاگرد استاد کی ایسی بات کو برا نہیں سمجھتا اگر کسی کو اس انداز سے تکلیف پہنچتی ہو تو پھر یہ طریقہ درست نہیں ہوگا الا یہ کہ اس کے بغیر اس کا پتہ نہ چلتا ہو جیسا کہ بعض راویوں کے ناموں کے ساتھ اعمش، اعرج وغیرہ آتا ہے۔

[1285] ٩٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْوَهْمُ مِنِّي فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَقَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا

[1285] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠٢١) مختصراً۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: السهو في الصلاة (١٢٠٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٤)

نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

[1285]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، اس میں اضافہ یا کمی کی (ابراہیم کا قول ہے یہاں وہم مجھے ہوا ہے) پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، میں بھی بھول سکتا ہوں، جیسے تم بھولتے ہو تو جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔ پھر رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کیے۔

[1286] ۹۵-(...) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

[1286]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجودِ سہو سلام و کلام (گفتگو) کے بعد کیے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے نماز میں بھول جانے کی صورت میں، نماز کے بارے میں گفتگو سے نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے مدینہ واپسی نماز میں گفتگو کی اجازت ختم ہونے کے بعد ہوئی اور اس واقعہ میں وہ شریک تھے اور آپ نے گفتگو کرنے کے بعد سجدہ سہو کیے ہیں۔

[1287] ۹٦-(...) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِمَّا زَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَايْمُ اللّٰهِ مَا جَاءَ ذَاكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِي قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا قَالَ فَقُلْنَا لَهُ الَّذِي صَنَعَ فَقَالَ إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

[1287]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اضافہ یا کمی کی، ابراہیم کہتے ہیں، اللہ کی قسم یہ (وہم) میری ہی طرف سے ہے تو ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو ہم نے آپ کو آپ کے کیے سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: جب آدمی زیادتی یا کمی کر بیٹھے تو وہ دو سجدے کر لے اس کے بعد آپ نے دو سجدے کیے۔

[1286] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٢٨٥)

[1287] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى سجدتى السهو بعد السلام والكلام برقم (٣٥٣) والنسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: سجدتى السهو بعد السلام والكلام ٣/ ٦٦ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٦)

[1288] ۹۷-(۵۷۳) حَدَّثَنِی عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیعًا عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ نَا أَیُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیرِینَ یَقُولُ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَیْرَةَ یَقُولُ صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَتٰی جِذْعًا فِی قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَیْهَا مُغْضَبًا وَفِی الْقَوْمِ أَبُوبَکْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ یَتَکَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ ذُو الْیَدَیْنِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِیتَ فَنَظَرَ النَّبِیُّ ﷺ یَمِینًا وَّشِمَالًا فَقَالَ مَا یَقُولُ ذُو الْیَدَیْنِ قَالُوا صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَفَعَ قَالَ وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمَ

[1288]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی ایک نماز ظہر یا عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا، پھر مسجد کے سامنے گڑے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے، لوگوں میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما موجود تھے، انہوں نے آپ کی ہیبت کی بنا پر گفتگو نہ کی۔ اور جلد باز لوگ نکل گئے (یہ سمجھتے ہوئے) کہ نماز میں کمی ہوگئی ہے تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نامی شخص کھڑا ہوا اور کہا، اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے دائیں اور بائیں دیکھ کر فرمایا: ذوالیدین کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا، سچ کہہ رہا ہے، آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ نے دو رکعتیں (اور) پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے اٹھے، محمد بن سیرین کہتے ہیں، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی طرف سے مجھے بتایا گیا اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔

[1289] ۹۸-(۰۰) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِیعِ الزَّهْرَانِیُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَیُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ بِمَعْنٰی حَدِیثِ سُفْیَانَ

[1288] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤٤٣٩)

[1289] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: السهو فی السجدتین برقم (۱۰۰۸) وبرقم (۱۰۱۱) انظر (التحفة) وبرقم (۱٤٤۱۵)

[1289]۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی ایک نماز پڑھائی، سفیان کے ہم معنی حدیث سنائی۔

مفردات الحدیث ❶ العشی: سورج کے ڈھلنے سے غروب تک کے وقت کو کہتے ہیں، جس میں ظہر اور عصر کی نمازیں آتی ہیں۔ ❷ استند الیھا، اس پر ٹیک لگائی، اس کے سہارے پر کھڑے ہوئے۔ ❸ جذع، درخت کا تنا، مقصود درخت کی لکڑی ہے، اس لیے ضمیر مونث لوٹائی ہے جب کہ جذع مذکر ہے۔ ❹ سرعان الناس: جلد باز، مسجد سے جلدی نکلنے والے لوگ، بعض حضرات نے اس کو سُرْعان پڑھا ہے۔ اور یہ سَرِیع کی جمع ہے، جلدی کرنے والا۔ ❺ قُصِرتْ کم کردی گئی ہے۔ قَصُرتْ کم ہوگئی ہے۔ ❻ ذوالیدین لمبے ہاتھ والا۔

[1290] ٩٩۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتْ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ)) فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

[1290]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ ہی بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں کام نہیں ہوئے۔ تو اس نے عرض کیا، ایک کام تو ہوا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا ذوالیدین سچ کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز پوری کی، پھر دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے کیے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ نے ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا: کل ذالك لم يكن دونوں کام ہی نہیں ہوئے اور بخاری میں آیا ہے: لم تقصر ولم انس، نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ ہی میں بھولا ہوں، اس لیے ذوالیدین نے کہا، قد كان بعض ذالك، کچھ تو ہو چکا ہے، اس سے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کل کا

[1290] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو باب: ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيا وتكلم برقم (١٢٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٤٤)

لفظ کان منفی سے پہلے آئے تو ہر ہر فرد کی نفی ہوتی ہے۔ اور بعد میں آئے (لم یکن کل ذالك) تو مجموعہ یعنی سب کی نفی ہوتی ہے، یعنی دونوں کام نہیں ہوئے، ایک ہوا ہے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ کوئی کام نہیں ہوا، نہ نماز کم ہوئی اور نہ میں بھولا ہوں۔ اپنے نقطہ نظر سے ہے کیونکہ آپ کا تصور یہی تھا، میں نے نماز چار رکعات ہی پڑھائی ہے، اس لیے اگر کوئی انسان اپنے تصور کی رو سے صحیح سمجھتے ہوئے واقعہ کے خلاف کہہ دے تو اس کو جھوٹا قرار نہیں دیا جائے گا۔

[1291] (. .) و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْخَزَّازُ قَالَ نَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1291] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیر دیا تو آپ کے پاس سلیم قبیلہ کا ایک آدمی آیا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1292] ۱۰۰۔(. .) و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

[1292]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو سلیم خاندان کا ایک آدمی کھڑا ہوا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا، اس نماز میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بذات خود شریک تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد ۷ ہجری میں ہے اور نماز میں بولنے کی اجازت بہت پہلے ختم ہو چکی تھی، اس لیے ثابت ہوا، اگر امام نماز میں بھول جائے اور مقتدی اس سلسلہ میں اس کے ساتھ گفتگو کریں تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ گفتگو کے بعد بھول کر رہ جانے والے نماز پڑھی جائے گی اور سجدہ سہو کر لیے جائیں گے، نئے سرے سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ احناف کے نزدیک نماز نئے سرے سے پڑھی جائے گی۔

[1291] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٠٨)
[1292] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٦)

مفردات الحدیث ❊ اقتص الحديث وساق الحديث ، حدیث بیان کی، اس کو پورا کیا۔

[1293] ١٠١ - (٥٧٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طُولٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآءَهُ حَتَّى انْتَهٰى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ ((أَصَدَقَ هٰذَا)) قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1293] ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پر سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر جانے لگے تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا، جسے خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اور آپ کو آپ کا کیا ہوا بتایا تو آپ غصہ کی حالت میں جادر کھینچتے ہوئے نکلے، حتیٰ کہ لوگوں کے پاس آ گئے۔ اور پوچھا: کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا، پھر دو سجدے (سہو کے لیے) کیے، پھر سلام پھیرا۔

فائدہ :...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز کی اصلاح ودرستگی کے بارے میں کی گئی گفتگو سے پہلی نماز باطل نہیں ہوتی، صرف رہ جانے والی نماز پڑھنی پڑتی ہے۔

[1294] ١٠٢ - (. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَخَرَجَ مُغْضَبًا فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1294] ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تیسری رکعت کے بعد سلام

[1293] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: السهو فی السجدتين برقم (١٠١٨) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: ذكر الاختلاف مع ابی هريره فی السجدتين ٣/ ٦ وفی باب السلام بعد سجدتی السهو ٣/ ٢٦ ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها ـ باب فيمن سلم من ثنتين او ثلاث برقم (١٢١٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٢)

[1294] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢٩٣)

پھیر دیا، پھر اٹھ کر کمرہ میں داخل ہونے لگے تو کھلے ہاتھوں والا آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں نکلے اور وہ رکعت جو چھوڑ دی تھی پڑھائی پھر سلام پھیر دیا پھر بھول کے لیے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۲۱...... بَاب: سُجُودِ التِّلَاوَةِ

باب ۲۱: تلاوت کے لیے سجدہ کرنا یا سجود تلاوت (تلاوت کے سجدے)

[1295] ۱۰۳-(۵۷۵) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْرَأُ سُورَةً فِيهَا سَجْدَةٌ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانِ جَبْهَتِهِ

[1295]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو آپ سجدہ والی سورت کی تلاوت فرماتے اور سجدہ کرتے، ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، حتیٰ کہ (بھیڑ کی وجہ سے) ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

[1296] ۱۰۴-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رُبَّمَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَيَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِنَا حَتّٰى ازْدَحَمْنَا عِنْدَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِيَسْجُدَ فِيهِ فِي غَيْرِ صَلٰوةٍ

[1296]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت کرتے، سجدہ والی آیت سے گزرتے اور ہمارے ساتھ سجدہ کرتے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاس ہماری بھیڑ لگ جاتی، حتیٰ کہ نماز کے بغیر ہی ہم میں سے بعض کو سجدہ کرنے کے لیے جگہ نہ ملتی۔

[1297] ۱۰۶-(۵۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا

[1295] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی سجود القرآن، باب: من سجد لسجود القارئ برقم (۱۰۷۵) وفی باب: من لم یجد موضعا للسجود من الزحام برقم (۱۰۷۹) وابو داود فی (سننه) باب: فی الرجل یسمع السجدة وهو راکب او فی غیر الصلاة برقم (۱۴۱۲) انظر (التحفة) برقم (۸۱۴۴)

[1296] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۹۶)

[1297] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی سجود القرآن، باب: ما جاء فی سجود القرآن و سننها ←

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا

[1297]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ کیا، صرف ایک بوڑھے نے کنکریوں یا مٹی کی ایک مٹھ بھر کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہا میرے لیے یہی کافی ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اس کو (یعنی امیہ بن خلف) کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا۔

فوائد :...... ❶ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں مشرکین مکہ بھی بعض دفعہ قرآن مجید کی تلاوت سن لیتے تھے، آپ نے جب سورۃ النجم کی تلاوت کی جس میں، لات ومنات اور عزی کا تذکرہ ہے تو وہ اس پر بہت شاداں وفرحاں ہوئے اور جب آپ نے آخر میں سجدہ کیا تو امیہ کے سوا تمام موجود مشرکین نے بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ مشرکین مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ ❷ جس وقت سورۃ والنجم میں آپ نے سجدہ کیا تو تمام حاضرین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ ظاہر بات ہے، وہ تمام باوضو نہیں ہوں گے، اس لیے سجدہ تلاوت کے لیے وضو کو لازم ٹھہرانا جب کہ یہ سننے والے کے ذمہ بھی ہے، درست نہیں ہے۔ الا یہ کہ یہ شرط لگائی جائے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور سماع وضو کے بغیر نہیں ہوسکتا، حالانکہ زبانی تلاوت بالاتفاق وضو کے بغیر جائز ہے، اختلاف قرآن مجید کو ہاتھ لگا کر پڑھنے کی صورت میں ہے۔ ❸ سورۃ النجم سن کر مشرکین مکہ نے کیوں سجدہ کیا؟ تو بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ کے اس کا سبب یہ ہے، یہ قرآن مجید کی پہلی صورت ہے جس میں سجدہ آتا ہے، لیکن سوال یہ ہے اس کا مشرکین پر کیا اثر صحیح بات یہی ہے کہ وہ اس سورۃ میں اپنے معبودوں کا ذکر سن کر خوش ہوں گے، مزید برآں اس وقت شیطان نے تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجی کے الفاظ بھی کہہ ڈالے، یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں، جن کی سفارش کی امید کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ ہیثمی نے طبرانی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افرایتم اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری،

← برقم (١٠٦٧) وفي باب سجدة النجم برقم (١٠٧٠) وفي مناقب الانصار باب: ما لقى النبي ﷺ واصحابه من المشركين بمكة برقم (٣٨٥٣) وفي المغازي، باب: قتل ابي جهل برقم (٣٩٧٢) وفي التفسير، باب ﴿فاسجدوا لله واعبدوا﴾ برقم (٤٨٦٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من راى فيها السجود برقم (١٤٠٦) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: السجود في (النجم) ٢/ ١٦٠ مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٨٠)

کی تلاوت کی۔تو القی الشیطان عند ذالك ذکر الطواغیت، شیطان نے اس وقت بتوں کا تذکرہ کر ڈالا۔ یہ ایک کھلی حقیقت کہ ان کلمات کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہونے کا امکان نہیں ہے۔نقل وعقل کی کسی رو سے بھی یہ جائز نہیں ہے، لیکن شیطان کا ان الفاظ کو کہہ ڈالنا، اس میں ناممکن ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔اس کی تائید کے لیے تفسیر طبری سورہ حج کی آیات ۵۲ تا ۵۴ دیکھیے۔ جنگ بدر میں قرآن کی تصریح کے مطابق اس نے مشرکین مکہ کو کہا تھا، لا غالب لکم الیوم من الناس، آج تم پر کوئی لوگ غالب نہیں آسکتے، وانی جارلکم، میں تمہارا معاون ومددگار ہوں، اس طرح شیطان نے جنگ احد میں بخاری شریف کی روایت کے مطابق، آپس میں ٹکرا دیا تھا اور خود قرآن مجید میں موجود ہے کہ رسول ﷺ جب تلاوت فرماتے، القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان، ثم یحکم الله آیاته کہ شیطان اس کی تلاوت میں کچھ ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے کو ختم کر ڈالتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے، آگے فرمایا لیجعل ما یلقی الشیطان فتنة للذین فی قلوبهم مرض، تاکہ اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو جن کے دلوں میں روگ ہے آزمائش وابتلا کا باعث بنائے۔ اگر شیطان کچھ ڈال نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ دور یا ختم کس چیز کو کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کس چیز سے کرتا ہے؟ جن کے دلوں میں بیماری (کفر ونفاق) ہے ان کے لیے امتحان کس چیز کا ہوتا ہے۔لیکن ان آیات مبارکہ سے یہ چیز بھی ثابت ہو رہی ہے کہ شیطان کے بول سے صرف کافر ومنافق ہی متاثر ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ کہنا کہ اس سے تو تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم تک صحابہ کی روایت سے جو احکام پہنچے ہیں، وہ آپ کا فرمان نہ ہوں بلکہ شیطان کا کہا ہوا ہو بے محل ہے، کیونکہ یہ تو تب ممکن تھا اگر اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ نہ فرماتا یا اہل ایمان اس سے متاثر ہو کر اس کو قبول کر لیتے۔سورۃ حج کی آیات ۵۲ تا ۵۴ وقت غور سے پڑھ لی جائیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ان آیات کی تفسیر کے لیے دیکھیے۔ (فتح البیان، ج:۴،ص: ۴۱۶۔۴۱۷)

علامہ آلوسی نے شیخ ابو منصور ماتریدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے زندیق اور بے دین چیلوں کے دلوں میں تلك الغر انیق العلی کا وسوسہ ڈالا، تاکہ وہ ضعیف مسلمانوں کو دین کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کریں۔ (روح المعانی، ج:۱،ص:۲۳۰) امام ابو بکر جصاص حنفی کا قول دیکھیے احکام القرآن امام جصاص، ج:۳،ص:۳۲۱) امام ابوبکر ابن العربی مالکی کا قول دیکھیے احکام القرآن امام ابن العربی، ج:۳،ص:۳۰۳) (تفسیر الطبری، ج:۹،ص: ۱۷۸) مکتبہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کلمات نبی اکرم ﷺ کی زبان پر جاری نہیں ہوئے ((ان الشیطان اوقع فی مسامع المشرکین ذالك من دون ان تیکلم به رسول الله)) میں نے جو معنی کیا ہے، اسے علامہ جریر طبری، امام ابو بکر جصاص حنفی، امام ابو بکر ابن العربی مالکی، حافظ ابن تیمیہ، ابن حجر وحزم نے تسلیم کیا ہے لیکن اکثر ائمہ نے اس واقعہ کو تسلیم نہیں کیا، اس پر کچھ

اعتراضات کیے ہیں، لیکن ہم تفصیلات میں نہیں جا سکتے، اس لیے ان کے جوابات نہیں لکھ سکتے، وہ سب تب وارد ہیں اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ یہ کلمات آپ کی زبان سے جاری ہوئے اور ہم بتا چکے ہیں، یہ صورت ناممکن ہے۔ (جدید دور کے کسی محدث یا مفسر نے اس واقعہ کو تسلیم نہیں کیا) جن لوگوں نے تردید کی ہے اس واقعہ کی آپ کی زبان پر جاری کرتے ہیں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسی بنیاد پر اس کی تردید پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔

[1298] ١٠٦ـ(٥٧٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَائَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَائَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى فَلَمْ يَسْجُدْ

[1298]۔ حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا، امام کے ساتھ کچھ نہ پڑھے۔ اور کہا، اس نے (زید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے سامنے والنجم اذا ھوی پڑھی، آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا۔

فوائد:...... ❶ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سورۃ فاتحہ سے زائد قراءت کا انکار کر رہے ہیں، کیونکہ اگر ان کا مقصد ہر قسم کی قراءت مراد ہو یعنی فاتحہ ہو یا اس کے سوا تو پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی کے منافی ہوگی۔ اس لیے صحیح احادیث کے مقابلہ میں ان کا قول نظر انداز کر دیا جائے گا۔ ❷ سجدہ تلاوت امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کے نزدیک سنت ہے، اس لیے آپ نے بعض دفعہ سجدہ تلاوت نہیں کیا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ واجب ہے فرض نہیں ہے اور احناف کی طرف سے جو دلائل دیے جاتے ہیں ان سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ فاسجدوا لله واعبدوا، سے جو وجوب ثابت کیا جاتا ہے وہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کے مخاطب مسلمان نہیں ہیں، پھر عجیب بات یہ ہے کہ احناف نماز میں رکوع کو ہی (اگر تین آیات کی تلاوت کے بعد کر لیا جائے) سجدہ تلاوت کی جگہ کافی سمجھتے ہیں اور اگر نماز میں سجدہ تلاوت ادا کرنے سے رہ جائے تو ساقط قرار دیتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۱۵۴) کیا جو چیز واجب ہے وہ رہ جائے تو ساقط ہو جاتی ہے، احناف کے نزدیک واجب کا درجہ فرض سے کم ہے، وہ فرض اور واجب میں فرق کرتے ہیں، باقی ائمہ کے نزدیک فرض و واجب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

[1298] اخرجه البخاري في (صحيحه) في سجود القرآن، باب: من قرأ السجدة ولم يسجد برقم (١٠٧٢) (١٠٧٣) مختصراً۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: لم ير السجود في المفصل برقم (١٤٠٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: من لم يسجد فيه برقم (٥٧٦) والنسائي في (المجتبى) وفي الافتتاح، باب: ترك السجود في النجم ٢/ ١٦٠ـ انظر (التحفة) برقم (٣٧٣٣)

[1299] ١٠٧-(٥٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا

[1299] ۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے سورۃ اذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور سلام پھیرنے کے بعد انہیں بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اس سورۃ میں سجدہ کیا تھا۔

[1300] (..) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَنَا عِيسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1300] امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1301] ١٠٨-(..) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

[1301] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ، اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربك میں سجدہ کیا۔

[1299] اخرجه النسائي في الافتتاح، باب السجود في ﴿اذا السماء انشقت﴾ ٢/ ١٦١۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٦٩)

[1300] طريق ابراهيم بن موسى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٥) وطريق محمد بن المثنى اخرجه البخاري في كتاب: سجود القرآن، باب: سجدة ﴿اذا السماء انشقت﴾ برقم (١٠٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٣٦)

[1301] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة في باب السجود في ﴿اذا السماء انشقت﴾ و (اقرا) برقم (١٤٠٧) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب ما جاء في السجدة في ﴿اقرا باسم ربك الذي خلق﴾ و ﴿اذا انشقت﴾ برقم (٥٧٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: السجود في ﴿اقرا باسم ربك﴾ ٢/ ١٦٢ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: عدد سجود القران برقم (١٠٥٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٢٠٦)

فائدہ :...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 7 ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں اور انہوں نے مفصل سورتوں میں سے دو کے سجدہ کا تذکرہ کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان سورتوں میں بھی سجدہ کیا جائے گا، امام مالک کے نزدیک قرآن مجید میں گیارہ سجدے ہیں۔ وہ سورۃ صٓ اور سورۃ النجم، انشقاق اور اقراء میں سجدہ نہیں مانتے۔ امام شافعی کے نزدیک چودہ سجدے ہیں، وہ بھی سورۂ ص کا سجدہ نہیں مانتے اور سورۂ حج میں دو سجدے مانتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہیں، وہ سورۂ ص کا سجدہ مانتے ہیں اور سورۂ حج میں ایک سجدہ سمجھتے ہیں، امام احمد اور محدثین کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں، وہ سب کو تسلیم کرتے ہیں۔

[1302] ۱۰۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ مَوْلٰى بَنِي مَخْزُومٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

[1302] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربك میں سجدہ کیا۔

[1303] (. .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ

[1303]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1304] ۱۱۰۔(. . .) و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ فَقَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ و قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُهَا

[1302] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۹۸) و برقم (۱۳٦٥٦)

[1303] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹٤٦)

[1304] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، برقم (٧٦٦) وفی باب القراة فی العشاء بالسجدة برقم (٧٦٨) وفی سجود القرآن، برقم (۱۰۷۸) وابو داود فی الصلاة، برقم (۱٤۰۸) واخرجه النسائی فی كتاب الافتتاح، برقم (۹٦٧) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤٦٤۹)

[1304] ۔حضرت ابو رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، انہوں نے اذا السماء انشقت کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا، میں نے پوچھا، یہ سجدہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں نے اس میں ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے، اس لیے میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے جاملوں (فوت ہو جاؤں) ابن عبدالاعلیٰ نے کہا: میں ہمیشہ یہ سجدہ کرتا رہوں گا۔

[1305] (. .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ نَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ كُلُّهُمْ

عُمْرٌو النَّاقِدُ عَنِ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

[1305] امام صاحب تین اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن انہوں نے حلف ابی القاسم ﷺ نہیں کہا۔

[1306] ١١١۔(. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِي إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَقُلْتُ تَسْجُدُ فِيهَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ خَلِيلِي ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ نَعَمْ

[1306] ۔حضرت ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اذا السماء انشقت میں سجدہ کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا آپ اس میں سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں، میں نے اپنے خلیل (دوست ﷺ) کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ اس لیے میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ ان سے جاملوں۔ شعبہ کہتے ہیں، میں نے استاد سے پوچھا، اس سے نبی اکرم ﷺ مراد ہیں؟ اس نے کہا، ہاں۔

٢٢...... بَاب: صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلٰوةِ وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ

باب ٢٢: نماز میں بیٹھنے کی ہیئت اور دونوں رانوں پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت

[1307] ١١٢۔(٥٧٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ قَالَ نَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي

[1305] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٠٤)

[1306] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٦٨)

[1307] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الاشارة فی التشهد برقم (٩٨٨) ←

عَامِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلٰوةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ

[1307]۔ عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پیر کو اپنی ران اور اپنی پنڈلی کے درمیان کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور اپنا بایاں ہاتھ، اپنے بائیں گھٹنے پر رکھ لیتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔

[1308] ١١٣۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ

[1308]۔ حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) بیٹھتے تو دعا کرتے وقت اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے گھٹنے کو پکڑ لیتے۔

[1309] ١١٤۔(٥٨٠) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى بَاسِطَهَا عَلَيْهَا

← والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: موضع البصر عند الاشارة وتحريك السبابة ٣/ ٣٩۔ انظر (التحفة) برقم (٥٢٦٣)

[1308] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٠٧)

[1309] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الاشارة في التشهد برقم (٢٩٤) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: بسط اليسرى على الركبة ٣/ ٣٧ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الاشارة في التشهد برقم (٩١٣) انظر (التحفة) برقم (٨١٢٨)

[1309] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے سے ملنے والی دائیں انگلی (شہادت کی انگلی) اٹھا کر اس سے اشارہ کرتے اور اس وقت آپ کا بایاں ہاتھ آپ کے بائیں گھٹنے پر بچھا ہوتا تھا۔

[1310] ۱۱۵۔(. .) و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

[1310] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور ترپن کی کی شکل بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

[1311] ۱۱۶۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي فَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى

[1311] ۔حضرت علی بن عبدالرحمٰن معاوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا، جب انہوں نے سلام پھیرا تو مجھے روکا اور کہا اس طرح کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا

[1310] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵۸۰)

[1311] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الاشارة فی التشهد برقم (۹۸۷) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق فی باب: موض علابصر فی التشهد ۲/ ۱۹۵ وفی السهو، باب: موضع الكفین ۳/ ۳٦ وفی باب قبض الاصابع من الید الیمنی دون السابة ۳/ ۳٦۔ انظر (التحفة) برقم (۷۳۵۱)

کرتے تھے، میں نے پوچھا، رسول اللہ ﷺ، کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا، جب آپ نماز میں بیٹھتے، اپنی دائیں ہتھیلی، اپنی دائیں ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران پر رکھ لیتے۔

[1312] (. .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قَالَ سُفْيَانُ فَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِهٖ عَنْ مُسْلِمٍ ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ مُسْلِمٌ

[1312]۔ حضرت علی بن عبدالرحمٰن معاوی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی پھر اوپر کے مفہوم والی حدیث بیان کی، سفیان کا قول ہے۔ یہ روایت مسلم سے یحییٰ بن سعید نے سنائی تھی، پھر مجھے مسلم نے براہ راست (بلاواسطہ) سنائی۔

فوائد:...... ❶ فجر کی نماز کے سوا باقی نمازوں میں دو تشہد ہیں، ان میں بیٹھنے کی کیفیت کی بہترین صورت میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان اور ہر تشہد میں افتراش یعنی دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے، بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا افضل ہے۔ مالکیوں کے نزدیک ہر جگہ تورک یعنی دائیں پیر کو کھڑا کر کے بائیں پیر کو پنڈلی اور ران کے درمیان سے نکال کر سرین پر بیٹھنا افضل ہے۔ شوافع، حنابلہ اور محدثین کے نزدیک سجدوں کے درمیان افتراش ہے نیز شوافع اور محدثین کے نزدیک سلام والے تشہد میں تورک ہے اور جس تشہد کے بعد سلام نہیں ہے اس میں افتراش ہے۔ امام احمد کے نزدیک جن نمازوں میں دو تشہد ہیں، ان میں پہلے میں افتراش ہے اور دوسرے میں تورک ہے اور جن نمازوں میں تشہد ایک ہے جیسے فجر جمعہ اور عیدین، اس میں افتراش ہے۔ ❷ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تورک کی صورت میں دائیں پیر کو کھڑا کرنے کی بجائے بچھانے کو بیان کیا گیا ہے حالانکہ عام روایات میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا آیا ہے۔ اس لیے قاضی عیاض نے اس میں یہ کہا ہے کہ یہاں بائیں کی جگہ غلطی سے دائیں کا تذکرہ ہو گیا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کبھی بائیں پیر کے ساتھ دائیں کو بھی بچھایا جا سکتا ہے۔ ❸ اس باب کی تمام احادیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تشہد میں بیٹھتے ہی دائیں انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا اور اس کو آخر تک کیا جائے گا، اس کو رکھنے کا تذکرہ کسی صحیح روایت میں نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک لا الہ پر انگلی اٹھائے اور الا پر رکھ دے، باقی ائمہ کے نزدیک اللہ پر انگلی اٹھائے۔ ❹ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اشارہ کے وقت ترپن کی شکل بنائے، یعنی ساری

[1312] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣١١)

انگلیوں کو بند کر کے صرف شہادت کی انگلی اٹھائے، لیکن امام احمد کے نزدیک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھے اور آخری دونوں انگلیاں (خنصر اور بنصر) بند کر کے شہادت کی انگلی اٹھائے۔ اور دونوں طریقے ہی صحیح ہیں۔ ⑤ علامہ غلام رسول سعیدی نے، امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا نظریہ یہی بیان کیا ہے کہ وہ ان احادیث کے مطابق انگشت شہادت اٹھانے کے قائل ہیں اور متاخرین احناف جو اس کو مکروہ یا حرام قرار دیتے ہیں یا اس کو توڑنے کا حکم دیتے ہیں ان کی پرزور تردید کی ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۱۶۶ تا ۱۷۷)

۲۳...... بَاب :السَّلَامِ لِلتَّحْلِيلِ مِنَ الصَّلٰوةِ عِنْدَ فَرَاغِهَا وَكَيْفِيَّتِهٖ

باب ۲۳: نماز سے فراغت کے وقت اس سے نکلنے کے لیے سلام کہنا اور اس کی کیفیت

[1313] ۱۱۷۔(۵۸۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ أَنّٰى عَلِمْتَهَا قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهٖ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ

[1313]۔ حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کا ایک حاکم دو طرف سلام پھیرتا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اس نے کہاں سے یہ سنت حاصل کر لی؟ حکم نے اپنی حدیث میں کہا، رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ **انّٰی عَلِمَهَا**: اس نے یہ سنت کہاں سے حاصل کر لی، یعنی اس حاکم نے سنت سلام کی معرفت پر تعجب کا اظہار کیا۔

[1314] ۱۱۸۔(..) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً أَنَّ أَمِيرًا أَوْ رَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ أَنّٰى عَلِمْتَهَا

[1314]۔ ابو معمر رحمہ اللہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک امیر یا ایک آدمی نے دونوں طرف سلام پھیرا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تو نے یہ طریقہ کہاں سے سیکھ لیا؟

[1315] ۱۱۹۔(۵۸۲) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ

[1313] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۳۹)

[1314] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۳۹)

[1315] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو، باب السلام برقم (۱۳۱۵) وبرقم (۱۳۱۶) ←

جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰی بَيَاضَ خَدِّهٖ

[1315]۔حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے دائیں اور اپنے بائیں سلام پھیرتے دیکھتا تھا، حتیٰ کہ میں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا تھا۔

فوائد :...... ❶ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کے نزدیک دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف سامنے سلام پھیرا جائے گا، بعض دفعہ یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے، کیونکہ نماز سے تو انسان ایک ہی سلام سے نکل جاتا ہے۔ ❷ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور سلف رحمہم اللہ کے نزدیک نماز سے نکلنے کے لیے سلام پھیرنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی اور احناف کے نزدیک واجب ہے اگر نمازی تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد، جان بوجھ کر نماز کے منافی کوئی بھی کام کرے تو نماز ہو جائے گی، لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا، لیکن آخر میں اگر بلا قصد وارادہ اگر کوئی کام نماز کے منافی ہو جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک درست ہوگی۔لیکن علامہ کرخی نے اسی قول کی تردید کی ہے تفصیل کے لیے دیکھئے (شرح صحیح مسلم علامہ سعیدی، ج:۲،ص:۱۷۸۔۱۷۹) اس کے لیے بلا دلیل یہ قاعدہ بنایا گیا ہے۔کہ خبر واحد سے وجوب ثابت ہوتا ہے، فرضیت نہیں، دوسری دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ضعیف روایت پیش کی جاتی ہے۔تیسری دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز صحیح طریقہ سے نہ پڑھنے والے کو نماز کا طریقہ سکھانا ہے کہ اس میں سلام کا تذکرہ نہیں حالانکہ اس میں صرف ان امور کا تذکرہ ہے جہاں اس نے غلطی کی تھی، نماز کے تمام امور کا تذکرہ نہیں ہے۔

۲۴...... بَاب: الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

باب ۲٤: نماز کے بعد ذکر

[1316] ۱۲۰۔(۵۸۳) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ

← وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: التسلیم برقم (۹۱۵) انظر (التحفة) برقم (۳۸٦٦)

[1316] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الذکر بعد الصلاة برقم (۸٤۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: التکبیر بعد الصلاة (۱۰۰۲) والنسائی فی (المجتبیٰ) فی السهو، باب: التکبیر بعد تسلیم الامام ۳/ ٦٤۔ انظر (التحفة) برقم (٦۵۱۲)

أَخْبَرَنِي بِذَا أَبُو مَعْبَدٍ ثُمَّ أَنْكَرَهُ بَعْدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ

[1316] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام یا نماز کی تکمیل، اللہ اکبر کہنے سے پہچانتے تھے۔

فائدہ:...... ابو معبد نے بعد میں اس حدیث کے سنانے سے انکار کر دیا تھا کہ میں نے تمہیں یہ روایت نہیں سنائی، لیکن محدثین کے نزدیک اگر کوئی راوی اپنی روایت کا انکار کرے اور اس سے نقل کرنے والا قابل اعتماد اور ثقہ ہو تو وہ قابل قبول ہے، اس لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے انکار نقل کرنے کے باوجود، روایت بیان کر دی ہے۔

[1317] ۱۲۱۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي مَعْبَدٍ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهٰذَا قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ أَخْبَرَنِيهِ قَبْلَ ذٰلِكَ

[1317] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے ہی سے پہچانتے تھے، عمرو بیان کرتے ہیں، میں نے یہ روایت (بعد میں) ابو معبد کو سنائی تو اس نے اس کا انکار کیا اور کہا میں نے تمہیں یہ حدیث نہیں سنائی، عمرو کہتے ہیں، حالانکہ اس نے پہلے مجھے یہ روایت سنائی تھی۔

[1318] ۱۲۲۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى

ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ

[1318] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد لوگوں کے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر نبی اکرم ﷺ کے دور میں تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، مجھے سلام پھیرنے کا علم اس کے سننے سے ہوتا تھا۔

[1317] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣١٦)

[1318] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التكبير بعد الصلاة برقم (١٠٠٣) انظر (التحفة) برقم (٦٥١٣)

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا اور اس ذکر کی توضیح دوسری روایت میں تکبیر سے کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اقتدا میں مقتدی بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ سلام کے بعد بلند آواز سے ''لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شی قدير''، ''لا حول ولا قوة الا بالله''، ''لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون''، کہتے تھے، اس سے بلند آواز سے مروجہ ذکر کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد آپ بلند آواز سے تاکہ آپ کے قریب والوں کو سن جائے، یہ کلمات کہتے آپ کی اقتدا میں آپ کے قریب والے کہتے اس طرح یہ آواز آخری صف تک پہنچ جاتی، جہاں بچوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہوتے تھے، لیکن آج کل مسنون الفاظ بلند آواز سے کہنے کی بجائے ایک سر اور ایک آواز سے اپنی طرف سے کچھ کلمات کہے جاتے ہیں، اس ہم آہنگی کا ثبوت اس روایت سے کیسے نکل آیا علامہ سعیدی نے علامہ شامی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مساجد میں اکٹھے ذکر کرنا، خلف وسلف کے نزدیک پسندیدہ ہے بشرطیکہ ان کے جہر (بلند آواز) سے کسی کی نیند، قراءت یا نماز میں خلل پیدا نہ ہو، کیا اس قول سے ذکر بالجہر کی موجودہ کیفیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے؟

٢٥...... بَاب: اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ٢٥: عذاب قبر سے پناہ مانگنا پسندیدہ ہے

[1319] ١٢٣-(٥٨٤) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ ((هَلْ شَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ)) قَالَتْ فَارْتَاعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1319]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میرے پاس

[1319] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الجنائز: باب التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٢)

یک یہودی عورت موجود تھی اور وہ کہتی تھی کیا تمہیں پتہ ہے یا احساس ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہوگئے اور فرمایا: ''بس یہود ہی کی آزمائش ہوگی'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، کچھ دن گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ چلا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے تو بعد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ ...... نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ آزمائش قبر سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی تخصیص یہود سے کردی، کیونکہ یہودیہ عورت نے قبر میں آزمائش کا اعتراف کیا تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے بتادیا کہ آپ کی امت بھی اس آزمائش سے گزرے گی، اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے قبر اور برزخ کے حالات سے اس قدر آگاہ ہیں، جس قدر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہ کیا گیا ہے۔

[1320] ١٢٤ـ(٥٨٥) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1320] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اس کے بعد آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا۔

[1321] ١٢٥ـ(٥٨٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ قَالَتْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ دَخَلَتَا عَلَيَّ فَزَعَمَتَا أَنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ ((**صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ**)) قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلٰوةٍ إِلَّا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1321]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میرے پاس مدینہ کی دو بوڑھی یہودی عورتیں آئیں اور انہوں

[1320] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٣ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٨٤)

[1321] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: التعوذ من عذاب القبر برقم (٦٣٦٦) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦١١)

نے کہا، قبر والوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے، میں نے ان کو جھٹلایا اور ان کی تصدیق کرنے کو گوارا نہ کیا، وہ چلی گئیں اور میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس مدینہ کی یہودی بوڑھی عورتوں میں سے دو عورتیں آئیں اور کہا قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ انہیں ایسا عذاب ہوتا ہے کہ اسے مویشی بھی سنتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کو ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے پایا۔ لم انعم. ''میں نے اس کو اچھا نہ سمجھا''

فائدہ :...... مکی سورتوں میں قبر کے عذاب کا ذکر موجود ہے، لیکن ان آیات کا تعلق کافروں سے ہے، اس لیے آپ پہلے یہی سمجھتے تھے کہ عذاب قبر کافروں کے لیے ہے، مدینہ میں آ کر اس بات کا علم ہوا کہ گناہ گار مسلمانوں کو بھی اس آزمائش اور عذاب سے دو چار ہونا ہوگا۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ قبر کے امتحان کے بارے میں بتایا تھا اور انہوں نے اس سے عذاب قبر نہ سمجھا، اس لیے یہودی عورتوں کی تکذیب کر دی اور آپ کو فتنہ قبر کے بعد عذاب قبر سے بھی آگاہ کر دیا گیا تھا کیونکہ فتنہ قبر ہی عذاب قبر کا پیش خیمہ ہے۔

[1322] ۱۲۶۔(. . .) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَفِيهِ قَالَتْ وَمَا صَلّٰى صَلٰوةً بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا سَمِعْتُهُ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1322]۔ مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ ہے کہ اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس صورت میں کہ میں نے آپ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا آپ نے اس میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگی۔

۲۶...... بَابُ: مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ

باب ۲۶: نماز میں کن چیزوں سے پناہ مانگی جائے گی (پاکستانی نسخہ میں یہ حدیثیں مذکورہ بالا باب کے تحت درج ہیں، اس لیے ان چیزوں کا تذکرہ پاکستانی نسخہ میں اوپر والے باب میں کیا گیا ہے)

[1323] ۱۲۷۔(۵۸۷) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ

[1322] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی عذاب القبر برقم (۱۳۷۲) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: نوع آخر ۳/ ۵۶ بنحوه مختصرا۔ انظر التحفة (۱۷۶۶۰)

[1323] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الفتن، باب ذكر الدجال برقم (۷۱۲۹) انظر (التحفة) برقم (۱٦٤۹٦)

قَالَ نَا أَبِی عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِی صَلٰوتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

[1323] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نماز میں دجال کے امتحان سے پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ :...... دجل جھوٹ اور فریب کو کہتے ہیں چونکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہوگا، اس لیے اس کو یہ نام دیا گیا، یا دجل کا معنی ڈھانپنا ہوتا ہے۔ اور وہ زمین کو اپنے پیروکاروں سے ڈھانپے گا یا حق کو باطل سے ڈھانپے گا، یا یہ دجل الاثر (نقش قدم مٹ گئے) سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اس لیے اس کو مسیح یعنی ممسوح العین کہتے ہیں۔

[1324] ۱۲۸ ۔(۵۸۸) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِیُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عَائِشَةَ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ وَعَنْ يَحْيَی بْنِ أَبِی كَثِيرٍ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1324] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ طلب کرے، آپ فرماتے تھے: اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

فائدہ :...... یہ دعا دنیا و آخرت کے آفات و مصائب سے حفاظت کے لیے بڑی جامع ہے۔ سب سے پہلے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگی ہے۔ جو شدید ترین اور ناقابل تصور عذاب ہے اور انسان کی سب سے بڑی شقاوت اور بدبختی ہے۔ پھر قبر کے عذاب سے پناہ مانگی ہے جو درحقیقت عذاب جہنم کا ہی ایک رخ یا پیش خیمہ ہے، جو عذاب قبر سے محفوظ رہا، وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا کیونکہ قبر، آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل

[1324] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول بعد التشهد برقم (۹۸۳) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: نوع آخر ۳/ ۵۸۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما يقال فی التشهد والصلاة علی النبی ﷺ برقم (۹۰۹) انظر التحفة برقم (۱۴۵۸۷)

ہے، اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے کی منزلیں آسان ہیں اور اگر انسان قبر کی منزل سے نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد کی منزلیں تو بہت زیادہ سخت اور کٹھن ہیں، اس کے بعد آپ نے زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگی ہے۔ زندگی میں انسان، اپنے اہل و اولاد، عزیز و اقارب، دوست واحباب کی محبت، اپنی نفسانی خواہشات، دنیوی اغراض ومقاصد، نادانی وجہالت کی بنا پر، اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایات کو نظر انداز کرتا ہے۔ یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور موت کا فتنہ یہ ہے کہ انسان مرتے وقت، ایمان پر قائم نہ رہے یا مرتے وقت غلط وصیت کر جائے، موت کی سختی سے جزع وفزع کرے اور زبان سے غلط الفاظ نکال بیٹھے، آخر میں آپ نے دجال کے شر سے پناہ مانگی، کیونکہ یہ دنیا میں برپا ہونے والے فتنوں میں سے سب سے بڑا اور مشکل فتنہ ہوگا، جس میں ایمان کا سلامت رکھنا بڑا کٹھن ہوگا۔

[1325] ۱۲۹-(۵۸۹) حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ اَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ انَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلٰوةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) قَالَتْ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ))

[1325]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے تھے، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ کا طالب ہوں، میں زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ اور قرض کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، کسی پوچھنے والے نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

مفردات الحدیث ☆ مأثم، مصدر ہو تو معنی گناہ ہوگا، یا اس سے مراد ایسا کام ہے جو گناہ کا سبب وباعث ہو،

[1325] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الدعاء قبل السلام برقم (۸۳۲) وفی الاستقراض باب: من استعاذ من الدین برقم (۲۳۹۷) مختصرا۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الدعاء فی الصلاة برقم (۸۸۰) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب نوع آخر ۳/ ۵۶۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦٤٦۳)

مغرم، یعنی قرض یا ایسا کام جو قرض کا باعث بنے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں، اس کے باوجود، آپ قبر اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں، اس کی علماء نے کئی توجیہات بیان کی ہیں: (۱) امت کو دعاء کی تعلیم اور تلقین کے لیے۔ (۲) یہ بتانے کے لیے کہ دعا مانگنا سنت ہے۔ (۳) تواضع اور عبودیت وبندگی کے اظہار کے لیے (۴) اللہ تعالیٰ کی عظمت وہیبت اور خوف کے غلبہ کے سبب۔ (۵) انسان کا اللہ کی طرف احتیاج اور فقر کے اظہار کے لیے۔ (۶) اللہ کے حکم واستغفرہ کے امتثال (حکم ماننا) کے لیے۔ (۷) امت کو استغفار کی ترغیب وتشویق (رغبت وشوق دلانا) کے لیے کہ میں اس قدر بلند وبالا درجہ رکھنے کے باوجود اگر استغفار کرتا ہوں تو تمہیں اس کا کس قدر اہتمام اور پابندی کرنی چاہیے۔ (۸) ان گناہوں اور قبر ودوزخ سے ڈرانے کے لیے کہ یہ بہت مشکل گھاٹیاں ہیں ان کی فکر کرو، (۹) دعا واستغفار، مستقل طور پر اللہ کے قرب ورحمت اور رفع درجات کا باعث ہے، اس لیے ضروری نہیں، انسان ضرورت مند ہو یا گناہ گار ہو تو پھر ہی دعا استغفار کرے، بلکہ نیکیوں کے حصول اور درجات کی بلندی کی خاطر یہ کام کرنے چاہئیں، اس لیے آپ اس کے باوجود کہ مسیح دجال کا ظہور آپ ﷺ کے بعد، قیامت کے قریب ہوگا، آپ اس کے شر وفتنہ سے پناہ طلب کرتے تھے۔

[1326] ۱۳۰ - (۵۸۸) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ نَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1326] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دوسرے تشہد سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ طلب کرے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

[1327] وَحَدَّثَنِيهِ الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآخِرَ.

[1327] یہی روایت مجھے حکم بن موسیٰ نے ہقل بن زیاد سے نیز ہمیں علی بن خشرم نے عیسیٰ سے (جو یونس کا بیٹا

[1326] تقدم تخريجه في المساجد ومواضع الصلاة، باب: ما يستعاذ منه في الصلاة برقم (١٣٢٤)

[1327] تقدم

ہے) دونوں نے اوزاعی کی مذکورہ سند سے سنائی اور تشہد کے ساتھ الآ خر (آ خری، دوسرا) کے الفاظ نہیں کہے۔

[1328] ۱۳۱-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1328]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طالب ہوں اور آگ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے شر سے۔

[1329] ۱۳۲-(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُوذُوا بِاللّٰهِ((مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ))

[1329]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ لو، قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو، زندگی اور موت کے فتنہ سے اللہ کی پناہ لو۔

[1330] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1330] امام صاحب ایک اور استاد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1331] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[1328] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر برقم (۱۳۷۷)انظر (التحفة) برقم (۱۵٤۲۷)

[1329] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الاستعاذة، باب: الاستعاذة من فتنة الممات ۸/ ۲۷۷ وفی الکتاب نفسه، باب: الاستعاذة من فتنة المحیا ۸/ ۲۷۵ وفی باب: الاستعاذة من عذاب الله ۸/ ۲۷۷۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۳۰)

[1330] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۲۸)

[1331] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الاستعاذة، باب: الاستعاذة من فتنة المحیا۸/ ۲۷۵ ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1331] امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1332] ١٣٣ ـ (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ

[1332] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ قبر کے عذاب سے، جہنم کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

[1333] ١٣٤ ـ (٥٩٠) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ ((قُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) قَالَ مُسْلِم بْن الْحَجَّاج بَلَغَنِي أَنَّ طَاوُسًا قَالَ لِابْنِهِ أَدَعَوْتَ بِهَا فِي صَلٰوتِكَ فَقَالَ لَا قَالَ أَعِدْ صَلَاتَكَ لِأَنَّ طَاوُسًا رَوَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ كَمَا قَالَ

[1333] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس دعا کی تعلیم اس طرح دیتے تھے، جس طرح قرآن مجید کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے، ارشاد فرماتے تھے کہ کہو: اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں، میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور

← وفي باب الاستعاذ من فتنة الممات ٨/ ٢٧٧ وفي باب الاستعاذة من عذاب القبر برقم ٨/ ٢٧٧ ـ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٨)

[1332] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الاستعاذة، باب: الاستعاذة من عذاب جهنم ٢/ ٢٧٨ ـ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٦٥)

[1333] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في الاستعاذة برقم (١٥٤٢) والترمذي في (جامعه) في الدعوات: باب (٧٧) برقم (٣٤٩٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح والنسائي في (المجتبى) في الجنائز؟ باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٧٧ وفي الاستعاذة، باب: الاستعاذة من فتنة الممات ٨/ ٢٧٦ ـ انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٢)

میں پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ صاحب کتاب مسلم بن حجاج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے طاؤس سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کیا تو نے یہ دعا اپنی نماز میں مانگی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، اس پر طاؤس نے کہا، اپنی نماز دوبارہ پڑھ کیونکہ طاؤس نے یہ روایت تین چار صحابہ سے نقل کی ہے یا جیسا کہ اس نے کہا۔

فوائد: ...... ❶ امام طاؤس نے تعوذ کے ترک کر دینے پر اپنے بیٹے کو نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے وہ اس حکم کو فرضیت کے معنی میں لیتے تھے، ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی نظریہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول تعوذ نماز کے لیے ضروری ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ استحباب کے لیے ہے یعنی یہ کلمات نماز میں پڑھنے چاہئیں، لیکن اس کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ ❷ بعض لوگ دفن کے بعد اذان دیتے ہیں تاکہ شیطان بھاگ جائے اور میت کو فرشتوں کے سوالات کے جواب مستحضر ہوں، علامہ سعیدی نے لکھا ہے، اس کو تدفین کا ایک رکن قرار دینا باطل اور بدعت سیئہ ہے۔ (ج ۲/ص ۱۹۰) ظاہر بات ہے، بدعت کا آغاز اسی طرح ہوتا ہے کہ پہلے ایک کام اچھا سمجھ کر شروع کیا جاتا ہے اس کو ضروری اور لازم نہیں سمجھا جاتا، آہستہ آہستہ اس کو دین کا حصہ بنا لیا جاتا ہے اور جو وہ کام نہ کرے اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

۲۷...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ

باب ۲۷: نماز کے بعد ذکر اچھا عمل ہے اور اس کی کیفیت وصورت کی وضاحت

[1334] ۱۳۵-(۵۹۱) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ قَالَ تَقُولُ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

[1334]۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ بخشش طلب کرتے اور اس کے بعد کہتے: اے اللہ! تو ہی سالم اور تیری ہی طرف سلامتی ملتی ہے تو برکت وعظمت

[1334] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول الرجل اذا سلم برقم (۱۵۱۳) بنحوه والترمذی فی الصلاة، باب: ما یقول اذا سلم من الصلاة برقم (۳۰۰) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: الاستغفار بعد التسلیم ۳/ ۶۹ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة، باب: ما یقال بعد التسلیم برقم (۹۲۸) انظر (التحفة) برقم (۲۰۹۹)

والا ہے۔اے بزرگی اور برتری والے۔" ولید کہتے ہیں، میں نے اوزاعی سے پوچھا، استغفار کیسے ہے؟ اس نے کہا، یوں کہو: استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ سلام پھیرنے کے بعد متصلاً (اللہ اکبر کہنے کے بعد) تین دفعہ استغفر اللہ کہتے تھے، کیونکہ یہ عبدیت اور بندگی کی انتہا ہے کہ نماز جیسی عبادت کے بعد بھی اپنے آپ کو قصور وار اور حق عبادت کی ادائیگی سے کوتاہ اور عاجز سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگی جائے اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا کا اعتراف کیا جائے۔ ❷ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی اس مختصر دعا، جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، آج کل عام طور پر کچھ کلمات "اليك يرجع السلام، فحينا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام"، کا اپنے طور پر اضافہ کر لیا جاتا ہے۔علامہ سعیدی لکھتے ہیں: "حدیث شریف میں دعا اور ذکر کے جو الفاظ وارد ہوں، ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی یا تغیر و تبدل کرنا صحیح نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی، جس میں یہ الفاظ تھے ونبيك الذى ارسلت، حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جب یہ کلمات دہرا کر آپ کو سنائے تو یوں پڑھا: وبرسولك الذى ارسلت، آپ نے فرمایا: لا نہیں۔ "ونبيك الذى ارسلت" وہی الفاظ پڑھو جو میں نے سکھائے ہیں۔ (ج۲ص۱۹۲) آگے حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کی ہے جس کا معنی یہ ہے: "الفاظ ذکر"، لفظ کے تعین اور ثواب کی مقدار میں توقیفی ہوتے ہیں (ان میں منقول کی پابندی کی جاتی ہے) کیونکہ بسا اوقات ایک لفظ میں ایسا راز ہوتا ہے جو اس کے ہم معنی دوسرے لفظ میں نہیں ہوتا۔

[1335] ۱۳۶-(۵۹۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1335]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ذاالجلال والاكرام، پڑھنے کی مقدار تک بیٹھتے تھے اور ابن نمیر کی روایت یا ذاالجلال والاكرام یعنی یا کے اضافہ کے ساتھ ہے۔

[1335] اخرجه ابو داود في (سننه) في باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (۱۵۱۲) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما يقول اذا سلم من الصلاة برقم (۲۹۸) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: الذكر بعد الاستغفار ۳/ ۶۹ وابن ماجه في (سننه) في اقامة ←

فائدہ :...... انت السلام کا معنی یہ ہے کہ تو ہر عیب ونقص، حوادث وآفات اور ہر قسم کے تغیر وزوال سے محفوظ اور پاک ہے اور منك السلام کا معنی ہے کہ سلامتی تیرے ہاتھ میں ہے، جس کے لیے چاہے اور جب چاہے سلامتی کا فیصلہ کرے اور جس کے لیے نہ چاہے، نہ فیصلہ کرے اور حضرت عائشہ ؓ کا مقصد یہ ہے کہ عام طور پر آپ قبلہ رخ بیٹھ کر یہی کلمات پڑھتے تھے اور اس کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے تھے اور باقی ذکر واذکار کرتے تھے، جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

[1336] (. .) و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1336] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے اور کہا: یا ذاالجلال والاکرام، اے عظمت واحسان کے مالک۔

[1337] (. . .) و حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَخَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ((يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1337] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ آپ یا ذاالجلال والاکرام کہا کرتے تھے۔

[1338] ۱۳۷۔(۵۹۳) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

← الصلاة والسنة فيها، باب: ما يقال بعد التسليم برقم (٩٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٦١٨٧)

[1336] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٣٤)

[1337] تقدم تخريجه برقم (١٣٣٤)

[1338] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤٤) وفي الدعوات باب: الدعاء بعد الصلاة برقم (٦٣٣٠) وفي الرقاق، باب: ما يكره من قيل وقال برقم (٦٤٧٢) وفي القدر، باب: لا مانع لما اعطى الله برقم (٦٦١٥) مختصرا وفي: الاعتصام ←

[1338]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے تو فرماتے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور وہی شکر وستائش کا حقدار ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت حاصل ہے، اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دینا چاہے، اسے کوئی روک سکنے والا نہیں اور جس چیز کے تو نہ دینے کا فیصلہ کر لے، کوئی اسے دے سکنے والا نہیں اور کسی سرمایہ دار، صاحب جاہ وعظمت کو اس کا سرمایہ اور جاہ وعظمت تجھ سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور صاحب عظمت وجاہ ہر آن تیرا محتاج ہے۔

[1339] (. . . . . .) و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ

عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ فَأَمْلَاهَا عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ وَكَتَبْتُ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ

[1339] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[1340] (. .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ كَتَبَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لَهُ وَرَّادٌ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا إِلَّا قَوْلَهُ ((وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ

[1340] حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھوایا (یہ تحریر ان کی طرف وراد نے لکھی) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سلام کے وقت سنا پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، مگر اس میں "وھو علی کل شیء قدیر" کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

[1341] (. .) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا

← بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السوال ومن تكلف مالا يعنيه برقم (٧٢٩٢) مطولا۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (١٥٠٥) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة ٣/ ٧٠ و ٣/ ٧١۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٣٥)

[1339] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (١٣٣٧)

[1340] تقدم تخريجه برقم (١٣٣٧)

[1341] تقدم تخرجه برقم (١٣٣٧)

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِی أَزْھَرُ جَمِیعًا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ عَنْ وَرَّادٍ کَاتِبِ الْمُغِیرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ إِلَی الْمُغِیرَةِ بِمِثْلِ حَدِیثِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ

[1341] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1342] ۱۳۸-(. .) و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی عُمَرَ الْمَکِّیُّ قَالَ نَا سُفْیَانُ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِی لُبَابَةَ وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَیْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا کَاتِبَ الْمُغِیرَةِ بْنِ شُعْبَةَ یَقُولُ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ إِلَی الْمُغِیرَةِ اکْتُبْ إِلَیَّ بِشَیْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَکَتَبَ إِلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ إِذَا قَضَی الصَّلٰوةَ ((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

[1342]۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے انہیں لکھ بھیجا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نماز پڑھ لیتے تو فرماتے:
لا الٰه الا الله وحده، لا شریك له، له الملك وله الحمد، وهو علی کل شیء قدیر، اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منك الجد.

[1343] ۱۳۹-(۵۹۴) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ قَالَ نَا أَبِی قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ ابْنُ الزُّبَیْرِ یَقُولُ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ حِینَ یُسَلِّمُ ((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِیَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِینَ لَهُ الدِّینَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُونَ)) وَقَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ

[1343]۔ حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد، سلام پھیرتے وقت یہ کلمات

[1342] تقدم تخریجه برقم (۱۳۳۷)

[1343] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول الرجل اذا سلم برقم (۱۵۰۶) وبرقم (۱۵۰۷) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: التهلیل بعد التسلیم ۳/ ۶۹ وفی باب: عدد التهلیل والذکر بعد التسلیم ۳/ ۷۰۔ انظر (التحفة) برقم (۵۲۸۵)

کہتے تھے: لا الـه الا الـلـه وحـده لا شـريك لـه له الملك وله الحمد وهو على كل شى قدير...... الخ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں، اس کی حکومت وفرمانروائی ہے اور وہی شکر وستائش کا حقدار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہوں سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہے اس کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں۔ ہم صرف اس کی بندگی کرتے ہیں، سب نعمتیں اسی کی ہیں اور فضل وکرم اس کا ہے، اچھی تعریف کا مستحق بھی وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم پورے اخلاص کے ساتھ اس کی بندگی کرتے ہیں، اگرچہ منکروں کو کتنا ہی ناگوار ہو اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے کہتے تھے۔

[1344] ١٤٠۔(. . .) و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مَوْلًى لَهُمْ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُهَلِّلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ

[1344]۔ حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد کلمات تہلیل کہتے تھے جیسا کہ ابن نمیر کی روایت میں ہے اور آخر میں کہا، پھر ابن زبیر کہتے، رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہتے تھے۔

[1345] (. . .) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ فِي دُبُرِ الصَّلٰوةِ أَوِ الصَّلَوَاتِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

[1345] حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے، وہ اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد نماز ختم کرنے وقت کہا کرتے تھے اور ہشام ابن عروہ کی طرح حدیث بیان کی۔

[1346] ١٤١۔(. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَالِمٍ

[1344] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣٤٢)

[1345] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٢)

[1346] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٢)

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقُولُ فِي إِثْرِ الصَّلٰوةِ إِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ فِي آخِرِهِ وَكَانَ يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1346]۔ حضرت زبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ ہر نماز کے بعد، جب سلام پھیرتے تو کلمات تہلیل کہتے تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت ہے اور آخر میں کہا وہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔

فائدہ:...... حضرت مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی حدیث میں، کلمات میں کچھ فرق ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نماز کے بعد کبھی مغیرہ رضی اللہ عنہ والے کلمات کہتے تھے اور کبھی ابن زبیر والے، اس لیے اس میں تضاد نہیں ہے، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ یہ دعائیں اور ذکر یہ کلمات اور بعض دوسرے کلمات حمد وتسبیح اور توحید وتکبیر سلام پھیرنے کے بعد، سنتوں سے پہلے پڑھتے تھے، ابن ہمام اور بعض دیگر فقہاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اللھم انت السلام ومنک السلام والی دعا کے سوا اذکار سنتیں ادا کرنے کے بعد پڑھیں، درست نہیں ہے۔ علامہ سعیدی نے تفصیل سے اس کی تردید کی ہے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت سے مروجہ ذکر بالجہر پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

[1347] ١٤٢۔(٥٩٥) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ أَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ)) قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا

[1347] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤٣) وفي الدعوات، باب: الدعاء بعد الصلاة يوم (٦٣٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٥) وبرقم (١٢٥٦٣)

فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ)) مَنْ يَشَاءُ وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِي هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ ((تُسَبِّحُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ)) فرجعت الى ابى صالح فقلت له ذالك فاخذ بيدى فقال الله اكبر و سبحان الله والحمدلله۔ الله اكبر و سبحان الله والحمدلله حتى تبلغ من جميعن ثلاثه وثلاثين قال ابن عجلان فحدثت بهذا الحديث رجاء بن حيوة فحدثنى بمثله عن ابى صالح عن ابى هريرة عن رسول الله ﷺ

[1347]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تنگدست مہاجرین، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ مالدار بلند درجات اور سدا بہار نعمتیں لے گئے، آپ نے پوچھا یہ کیسے؟ انہوں نے کہا، وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں، ہم صدقہ نہیں کر سکتے، وہ آزادی دیتے ہیں، ہم آزاد نہیں کر سکتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھاؤں جس سے تم اپنے سے سبقت لے جانے والوں کو پہنچ جاؤ اور اس کے سبب اپنے بعد والوں سے سبقت لے جاؤ؟ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو مگر وہ جو تمہاری طرح عمل کرے۔'' انہوں نے کہا، کیوں نہیں (ضرور بتلائیں) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تم تینتیس مرتبہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمدللہ کہو، ابو صالح بیان کرتے ہیں، محتاج مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، ہمارے مالدار بھائیوں نے ہمارے عمل کو سن کر، ہماری طرح عمل شروع کر دیا ہے۔ (وہ بھی تسبیح، تکبیر تحمید کرنے لگے میں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرما دے) قتیبہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور نے لیث سے ابن عجلان کے واسطہ سے سمی سے بیان کیا، میں نے یہ حدیث اپنے گھر کے کسی فرد کو سنائی تو اس نے کہا تم بھول گئے ہو، آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہو تینتیس بار الحمدللہ کہو اور تینتیس بار اللہ اکبر کہو تو میں دوبارہ ابو صالح کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے یہ بتایا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمدللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ الحمدللہ اس طرح کل تعداد تینتیس ہو جائے ابن عجلان کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث رجاء بن حیوہ کو سنائی تو اس نے مجھے اس طرح ابو صالح کے واسطہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنائی۔

مفردات الحدیث ❶ الدثور، دثر کی جمع ہے، بہت مال، اہل الدثور، بہت مالدار، ❷ الدرجات العلیٰ، درجات، درجة کی جمع ہے مرتبہ اور عُلی، اعلیٰ کا مؤنث ہے، ❸ النعیم المقیم، دائمی یا ہمیشہ کی نعمتیں، دُبر، بعد میں یا آخر میں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان کے پاس فرصت کم ہو یا اسے کسی وجہ سے جلدی ہو تو وہ ان کلمات کو گیارہ گیارہ دفعہ بھی کہہ سکتا ہے۔

[1348] ١٤٣ـ(. . . .) و حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ بِمِثْلِ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَنَّهُ أَدْرَجَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ رَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ يَقُولُ سُهَيْلٌ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ فَجَمِيعُ ذٰلِكَ كُلِّهِ ثَلَاثَةٌ وَّثَلَاثُونَ

[1348]۔ سہیل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! سرمایہ دار، بلند مراتب اور دائمی نعمتیں لے گئے، جیسا کہ قتیبہ کی لیث سے روایت ہے، مگر اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابو صالح کا یہ قول داخل کر دیا ہے کہ پھر فقراء المهاجرين لوٹ کر آئے آخر حدیث تک اور حدیث میں یہ اضافہ کیا، سہیل نے کہا ہر کلمہ گیارہ گیارہ دفعہ اور یہ سب ملا کر مجموعی طور پر تینتیس بار۔

[1349] ١٤٤ـ(٥٩٦) و حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ انَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَآئِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً

[1349]۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا کہ نماز کے پیچھے کہے جانے والے کلمات یہ ہیں کہ ان کے فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان کو بجا لانے والا (ہر فرض نماز کے

[1348] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٦)

[1349] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی: الدعوات، باب منه برقم (٣٤١٢) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: نوع آخر من عدم التسبيح ٣/ ٧٥۔ انظر (التحفة) برقم (١١١١٥)

بعد) نامراد و ناکام نہیں رہتا یا بلند درجات سے محروم نہیں رہتا۔ تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر۔

[1350] ١٤-(. . .) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ نَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ))

[1350] ۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد کہے جانے والے کلمات یہ ہیں، ہرنماز کے بعد ان کو کہنے والا یا ان کو بجالانے والا نامراد نہیں رہتا، تینتیس، دفعہ تسبیح تینتیس مرتبہ تحمید اور چونتیس بار تکبیر۔

[1351] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

[1351] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1352] ١٤٦-(٥٩٧) حَدَّثَنِي عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ انَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الْمَذْحِجِيِّ قَالَ مُسْلِم أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

[1352] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہرنماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا، یہ ننانوے ہوگئے اور سو پورا کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شی قدير ، کہا، اس کی لغزشیں

[1350] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٤٨)

[1351] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٨)

[1352] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢١٤)

اور قصور معاف کر دیئے جائیں گے، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

[1353] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1353] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تسبیح، تحمید اور تکبیر تینوں کلمات کا عدد ۳۳، ۳۳، ۳۳، بتلایا گیا ہے۔ اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے ایک مرتبہ کلمہ توحید و تہلیل پڑھنے کے لیے فرمایا گیا ہے، لیکن کعب بن عجرہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے اللہ اکبر ۳۴ دفعہ پڑھنے کی ترغیب دی گئی، دونوں طرح ہی پڑھنا درست ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں، جس اجر و ثواب کو بیان کیا گیا ہے، وہ دوسری صورت میں بیان نہیں کیا گیا۔ ❷ مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ (نماز کے خاتمہ پر یعنی سلام کے بعد ذکر و دعا رسول اللہ ﷺ سے عملاً بھی ثابت ہے اور تعلیماً بھی اور اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، لیکن یہ جو رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دعا میں بھی مقتدی نماز ہی کی طرح امام کے پابند رہتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی کو جلدی جانے کی ضرورت ہو، تب بھی امام سے پہلے اٹھ جانا برا سمجھا جاتا ہے، یہ بالکل بے اصل ہے بلکہ قابل اصلاح ہے، امامت اور اقتدا کا رابطہ سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتا ہے، اس لیے سلام کے بعد دعا میں امام کی اقتدا اور پابندی ضروری نہیں، چاہے تو مختصراً دعا کر کے امام سے پہلے اٹھ جائے اور چاہے تو اپنے ذوق اور کیفیت کے مطابق دیر تک دعا کرتا رہے۔ (معارف الحدیث: ۳/ ۳۱۸)

۲۸...... بَابٌ: مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَائَةِ

باب ۲۸: تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کونسی دعا پڑھی جائے گی

[1354] ۱۴۷-(۵۹۸) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلٰوةِ سَكَتَ هُنَيَّةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ ((أَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

[1353] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱٤۲۱٤)

[1354] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: ما يقول بعد التكبير برقم (٧٤٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: السكتة عند الافتتاح برقم (٧٨١) والنسائي في (المجتبى)←

اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَآءِ وَالْبَرَدِ))

[1354]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو قراءت سے پہلے کچھ وقت سکوت فرماتے تو میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، فرمائیے آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموشی کے دوران کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں کہتا ہوں: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس قدر فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے یوں پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔

فائدہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عام گناہوں اور کوتاہیوں سے محفوظ تھے، لیکن قربیاں رابیش بود حیرانی کے فطری اصول کے مطابق، آپ ان لغزشوں اور کوتاہیوں سے سخت لرزاں اور ترساں رہتے تھے جو بشری تقاضوں کے تحت بھول چوک کے سبب آپ سے سرزد ہو سکتی تھیں اور معصیت و نافرمانی نہ ہونے کے باوجود آپ کی بلند و بالا شان اور مقام تقریب کے لحاظ سے قابل گرفت ہو سکتی تھیں۔

مشہور مقولہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین، جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے'' اور آپ کی دعا سے معلوم ہوتا ہے انسان کسی قدر بھی بلند و بالا مقام پر فائز ہو جائے، وہ بشریت کے تقاضوں سے نہیں نکل سکتا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و رہنمائی کے بغیر خطاؤں اور لغزشوں سے دور نہیں رہ سکتا اور گناہ مادی میل کچیل کی طرح دل اور روح کی میل کچیل ہیں اور اللہ کے غضب کی آگ اور اس کی سوزش و جلن کا سبب ہیں، اس لیے اس حدت و سوزش کو اللہ کی بخشش و رحمت کے پانی، برف اور اولوں سے ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہے۔

[1355] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ

[1355] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

← فی الطهارة، باب: الوضوء بالثلج ١/ ٥٠ وفی الافتتاح، باب: الدعاء بين التكبير والقراة برقم (٨٩٤) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: افتتاح الصلاة ٢/ ٨٠٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٩٦)

[1355] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٣٥٣)

[1356] ١٤٨ـ(٥٩٩) قَالَ مُسْلِم وَحُدِّثْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَيُونُسَ الْمُؤَدِّبِ وَغَيْرِهِمَا قَالُوا نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ نَا أَبُوزُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِا ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَلَمْ يَسْكُتْ

[1356] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو خاموشی اختیار کیے بغیر قراءت کا آغاز "الحمد لله رب العالمين" سے فرماتے۔

فائدہ :......تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے دعاء استفتاح پڑھنا امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور سلف کے نزدیک مستحب ہے، امام مالک رحمہ اللہ تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء استفتاح کے قائل نہیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی دعا وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض، الحديث کو اختیار کیا ہے اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے "سبحانك اللهم وبحمدك" اور یہ دعا آہستہ پڑھی جائے گی، دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے آغاز پر دعا استفتاح نہیں ہے، جیسا کہ امام مسلم کی اس کے متعلق روایت میں صراحت موجود ہے۔

[1357] ١٤٩ـ(٦٠٠) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ حدثنا حَمَّادٌ قَالَ ا نَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهُ قَالَ ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا))

[1357] ۔مجھے زہیر بن حرب نے عفان کے واسطہ سے حماد کی قتادہ، ثابت اور حمید سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی ہے کہ ایک آدمی آیا اور صف میں اس حالت میں شریک ہوا کہ اس کا سانس پھول رہا تھا اور اس نے پڑھا الحمد لله حمدا، یعنی اللہ ہی بہت زیادہ پاک اور برکت والی تعریف وثنا کا حقدار ہے تو جب

[1356] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٨)

[1357] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (٧٦٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: نوع آخر من الذكر بعد التكبير ٢/ ١٣٢۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٣)

رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو آپ نے پوچھا، تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ اس پر سب لوگ خاموش رہے، آپ نے دوبارہ پوچھا، تم میں کس نے یہ کلمات کہے؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔ تو ایک شخص نے کہا، میں اس حال میں آیا کہ میرا سانس پھول گیا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا، جو ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے، قد حفزۃ النفس، اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ ارم القوم لوگ چپ رہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ نماز میں جواذ کار منقول ہیں، ان کے علاوہ ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ منقول کے خلاف نہ ہو، اس پر علامہ سعیدی لکھتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اس کو مقرر اور جائز رکھا، اس لیے اس کا جواز آپ کی تقریر اور تشریع سے معلوم ہوا، اب جبکہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز یا کسی معین عبادت میں اپنی طرف سے ذکر اذکار کا اضافہ کرے حتیٰ کہ ہمارے فقہاء نے کہا ہے اگر پہلے تشہد کے بعد کسی شخص نے ''اللھم صل علی محمد''، سہوا یا عمداً پڑھ دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافہ کا حق نہیں ہے۔ (شرح مسلم: ۲/۲۱۲)

سوال یہ ہے کہ جب یہ بات طے ہے کہ وحی منقطع ہوگئی ہے اور شریعت تمام ہو چکی ہے اور شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافہ کا حق حاصل نہیں ہے تو پھر عید میلاد النبی، درود شریف کے نئے نئے صیغے اور ایصال ثواب کے لیے انواع واقسام کی نفلی عبادات کا بغیر شرعی تعیین کے تعین کرنا، کیا یہ اضافہ نہیں ہے؟ یہ تمام امور مستحسن کیسے ہوگئے؟ پہلے تشہد میں درود کی گنجائش موجود ہے بلکہ بعض ائمہ تو اس کو لازم قرار دیتے ہیں، اس پر سجدہ سہو ڈال دیا گیا ہے، اسی طرح نمازی کو اگر چھینک آ جائے تو وہ زبان سے الحمد للہ کہہ سکتا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کی ایک روایت کی رو سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی تو کیا ان کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان امور کو مستحسن قرار دیا جا سکتا ہے، جو ان کے مقلدوں نے ان کے بعد نکال لیے ہیں۔

[1358] ۱۵۰۔(۶۰۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[1358] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: دعاء ام سلمة برقم (۳۵۹۲) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: القول الذي يفتتح به الصلاة ۲/ ۱۲۵۔ انظر (التحفة) برقم (۷۳۶۹)

((مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَآءِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ

[1358]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اس اثناء میں لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا، وسبحان الله بكرة واصيلا، اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کے لیے بہت زیادہ تعریف ہے اور صبح وشام اللہ ہی کے لیے پاکیزگی و تسبیح ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، یہ یہ بول کس نے کہا ہے؟ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان پر تعجب ہوا، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے آپ سے یہ بات سننے کے بعد ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

فائدہ:...... ان دو آدمیوں نے یہ ذکر کہاں کیا تھا، حدیث میں اس کا محل اور موقع نہیں بتایا گیا، اس لیے بعض حضرات نے ان کا محل آغاز نماز بتایا ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور بعض نے رکوع کے بعد ربنا ولك الحمد کے بعد کہا ہے۔

۲۹...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلٰوةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا

باب ۲۹: نماز کے لیے وقار و متانت اور سکون و اطمینان سے آنا مستحب ہے اور دوڑ کر آنا منع ہے

[1359] ۱۵۱۔(۶۰۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا))

[1359]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس کے لیے دوڑ کر نہ آؤ، اس کے لیے اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ، جو امام کے ساتھ پاؤ پڑھو اور جو رہ جائے اس کو پورا کرلو۔

[1359] طريق ابى بكر بن ابى شيبة اخرجه ابن ماجه فى: المساجد والجماعات باب المشى الى الصلاة برقم (۷۷۵) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۰۳) وطريق محمد بن جعفر اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى المشى الى المسجد برقم (۳۲۹) والنسائى ←

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا نماز کے لیے بھاگ کر نہیں آنا چاہیے، سکون واطمینان کے ساتھ عام چال سے تیز رفتار ہو سکتی ہے۔ ❷ امام کے ساتھ جو رکعات یا رکعت مل جائے گی، وہ ملنے والے کی پہلی رکعت ہوگی اور امام کے سلام کے بعد والی نماز، بعد والی نماز ہوگی امام مالک امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی نظریہ ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک، امام کے ساتھ ملنے والی رکعت یا رکعات آخری ہوں گی اور جو رہ گئی ہے، وہ پہلی رکعات میں شمار ہوگی، اس لیے وہ بعد والی رکعات میں قراءت کرے گا۔ امام محمد کے نزدیک رہ جانے والی نماز قراءت کے اعتبار سے اول ہے اور رکعات کے اعتبار سے آخری ہے، جمہور کا موقف قوی ہے اور اتمـوا کا لفظ اسی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اتمام کا تعلق آخر سے ہوا ہے اور جن روایات میں ''واقـض مـا سبقك'' ہے کہ جو نماز رہ گئی ہے اس کو پورا کرو تو یہاں، قـضـی، اتم کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض﴾ جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور عربی محاورہ ہے قضیت حق فلان میں نے فلاں کا حق ادا کر دیا۔

[1360] ١٥٢ـ(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِى الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِى صَلٰوةٍ))

[1360]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور اس کے لیے اطمینان کے ساتھ آؤ، جو پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو، کیونکہ جب تم میں سے کوئی نماز کا رخ کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

[1361] ١٥٣ـ(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا نُوْدِىَ بِالصَّلٰوةِ

← فی (المجتبی) فی الامامة، باب: المشی الی الصلاة ٢/ ١١٤ـ انظر (التحفة) برقم (١٣١٣٧) وطریق حرملة بن یحیی اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب السعی الی الصلاة برقم (٥٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢٣)

[1360] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩٢)

[1361] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٦)

فَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا))

[1361] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے بلایا جائے تو تم اس کے لیے چلتے ہوئے اطمینان اختیار کرو، تمہیں جو مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پورا کر لو۔

[1362] ١٦٤۔(. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعَ إِلَيْهَا أَحَدُكُمْ وَلٰكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ))

[1362] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس کے لیے تم میں سے کوئی بھاگ کر نہ آئے، لیکن چل کر اطمینان اور وقار کو اختیار کرے، جو مل جائے پڑھ لے اور جو گزر جائے اس کو ادا کر لے۔

[1363] ١٥٥۔(٦٠٣) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ))قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ((فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا))

[1363] ۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے شور سنا، (نماز کے بعد) آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ لوگوں نے جواب دیا ہم نے نماز کے لیے جلدی کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہ کرو، جب تم لازم پکڑو، جو تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو گزر جائے اس کو پورا کر لو۔

[1364] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حدثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1362] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٠)

[1363] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: قول الرجل فاتتنا الصلاة برقم (٦٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٢١١١)

[1364] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٣٦٢)

[1364] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :...... شیبان، یحییٰ بن ابی کثیر کا شاگرد ہے، جیسا کہ اگلے باب کے تحت آ رہا ہے۔

٣٠...... بَاب: مَتٰى يَقُومُ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ

باب ٣٠: لوگ نماز کے لیے کس وقت کھڑے ہوں گے

[1365] ١٥٦-(٦٠٤) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي**)) و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ ((**إِذَا أُقِيمَتْ أَوْ نُودِيَ**))

[1365]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو اور ابن حاتم نے کہا جب اقامت کہی جائے یا پکارا جائے (اقامت کو نودی سے تعبیر کیا گیا ہے)

[1366] (...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ا نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ إِسْحٰقُ انَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ شَيْبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَادَ إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ حَدِيثَ مَعْمَرٍ وَشَيْبَانَ ((**حَتّٰى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ**))

[1365] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة برقم (٦٣٧) وفي باب: لا يسعى الى الصلاة مستعجلا وليقم بالسكينة والوقار برقم (٦٣٨) وفي الجمعة، باب: المشي الى الجمعة برقم (٩٠٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعودا برقم (٥٣٩) وبرقم (٥٤٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: كراهية ان ينتظر الناس الامام وهم قيام عند افتتاح الصلاة برقم (٥٩٢) والنسائي في (المجتبى) في الاذان: باب اقامة الموذن عند خروج الامام ٢/ ٣١ وفي الامامة باب: قيام الناس اذا راو الامام ٢/ ٨١۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٦)

[1366] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٦٣)

[1366] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنائی اور اسحاق نے معمر اور شیبان کی روایت میں حتی ترونی کے بعد کہا قد خرجت یہاں تک کہ تم مجھے دیکھ لو، میں نکل آیا ہوں۔

فائدہ: ...... ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، جب امام نماز کے لیے آتا ہوا نظر آ جائے پھر تکبیر کہنی چاہیے اور امام کو دیکھ کر مقتدیوں کو صف بندی کرنی چاہیے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ کر اقامت شروع کر دیتے تھے، جب آپ لوگوں کو نظر آنے لگتے تو وہ اٹھنا شروع کر دیتے اور آپ کے مصلی پر کھڑے ہونے تک لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) صف بندی کر لیتے، امام مالک اور عام سلف کا طریقہ یہی تھا کہ وہ اقامت کے ساتھ ہی کھڑا ہونا شروع ہو جاتے، امام احمد کے نزدیک مقتدی قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہو جائیں گے اور امام شافعی اور بعض حضرات کے نزدیک اقامت کے ختم ہونے پر کھڑے ہوں گے اور ان سب ائمہ اور جمہور سلف کے نزدیک تکبیر کے ختم ہونے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے گا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقتدی حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں گے اور جب موذن، قدقامت الصلاہ کہہ لے گا تو امام اللہ اکبر کہہ دے گا، ظاہر ہے عملی طور پر صحیح اور مناسب طریقہ، امام مالک والا ہے کیونکہ سب لوگوں کا بیک وقت کھڑا ہونا مشکل ہے اور صف بندی کا تقاضا بھی یہی ہے، نماز کے لیے صف بندی ضروری ہے، اس لیے اقامت کے ساتھ ہی صف بندی شروع کر دینی چاہیے۔

[1367] ١٥٧ ـ (٦٠٥) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوفَ قَبْلَ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ قَبْلَ أَنْ يُّكَبِّرَ ذَكَرَ فَانْصَرَفَ وَقَالَ لَنَا ((مَكَانَكُمْ)) فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا وَقَدْ اغْتَسَلَ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً فَكَبَّرَ فَصَلّٰى بِنَا

[1367] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اقامت ہو گئی تو ہم نے صفوں کو برابر کر لیا، رسول اللہ ﷺ ابھی تک ہمارے سامنے نہیں آئے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر اپنے مصلی پر کھڑے ہو گئے، ابھی آپ نے

[1367] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب اذا ذكر في المسجد انه جنب خرج كما هو ولا يتيمم برقم (٢٧٥) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الجنب يصلي القوم وهو ناس برقم (٢٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٠٩)

اللہ اکبر نہیں کہا تھا کہ آپ کو (غسل کرنا) یاد آ گیا تو آپ واپس پلٹ گئے اور ہمیں فرمایا، اسی جگہ پر جمے رہو، ہم آپ کے انتظار میں کھڑے رہے، حتیٰ کہ آپ تشریف لے آئے، آپ غسل کر چکے تھے اور آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر ہمیں جماعت کرائی۔

مفردات الحدیث ❶ **ذکر**: یہاں تذکرہ کے معنی میں ہے کہ آپ کو یاد آیا۔ ❷ **ینطف**: قطرے گر رہے تھے۔

فائدہ: ......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا، جب آپ حجرہ مبارک سے نکلنے لگتے، بلال رضی اللہ عنہ تکبیر شروع کر دیتے، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑا ہونا شروع کر دیتے، ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے اور آپ کے مصلیٰ پر آنے تک تکبیر ہو چکی ہوتی اور مقتدی صفیں برابر کر لیتے اور یہ بھی ممکن ہے یہ واقعہ ابوقتادہ کی روایت سے پہلے پیش آیا ہو اور اس بنا پر آپ نے فرمایا ہو۔ "لا تقوموا حتی ترونی"، مجھے دیکھے بغیر کھڑا نہ ہوا کرو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا، تکبیر تحریمہ اور اقامت کے درمیان ضرورت کی گفتگو ہو سکتی ہے۔ نیز تکبیر کے بعد، کچھ ضرورت کے تحت تاخیر ہو جائے تو دوبارہ تکبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

[1368] ۱۵۸۔(..) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ مَقَامَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ الْمَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ

[1368] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوگئی، لوگوں نے اپنی صفیں باندھ لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے کہا، اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر آپ اس حال میں واپس آئے کہ آپ نہا چکے تھے اور آپ کے سر سے پانی گر رہا تھا، پھر آپ نے جماعت کرائی۔

[1369] ۱۵۹۔(..) و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ

[1368] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: هل يخرج من المسجد لعلة برقم (٦٣٩) وفي باب: اذا قال الامام: مكانكم حتى رجع انتظروه برقم (٦٤٠) وابو داود في (سننه) في الطهارة باب: في الجنب يصلي بالقوم وهو ناس برقم (٢٣٥) وفي الصلاة باب، في الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعودا برقم (٥٤١) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: الامام يذكر بعد قيامه من مصلاه انه على غير طهارة۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٠٠)

[1369] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٦٧)

الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ

[1369] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کھڑی کی جاتی اور لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے، لیکن ابھی تک نبی اکرم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

فائدہ :......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے حجرہ سے نکلنے پر، تکبیر کے ساتھ ہی لوگ کھڑا ہونا شروع ہو جاتے اور آپ کی مصلّٰی پر آمد تک صف بندی ہو چکی ہوتی تھیں۔

[1370] ١٦٠۔(٦٠٦) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا دَحَضَتْ فَلَا يُقِيمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ حِينَ يَرَاهُ

[1370] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے اور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری تک تکبیر نہ کہتے، جب آپ حجرہ سے نکلتے تو آپ کو دیکھ کر وہ تکبیر شروع کر دیتے۔

مفردات الحدیث ❊ دَحَضَتْ: سورج ڈھل گیا۔

٣١...... بَاب: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلٰوةَ

باب ٣١: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے اس نماز کو پالیا

[1371] ١٦١۔(٦٠٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

[1371] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز کی ایک

[1370] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٩)

[1371] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: من ادرك الصلاة، بركعة برقم (٥٨٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من ادرك من الجمعة ركعة برقم (١١٢١) والنسائي في (المجتبى) في: المواقيت، باب: من ادرك ركعة من الصلاة ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٣)

رکعت کو پالیا، اس نے نماز پالی۔

[1372] ١٦٢۔(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ))

[1372] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالی تو اس نے نماز پالی۔

[1373] (...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ انَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَيُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ ((مَعَ الْإِمَامِ)) وَفِي حَدِيثِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ ((فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا))

[1373] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کی حدیث میں مع الامام، امام کے ساتھ کا لفظ نہیں ہے۔ اور عبیداللہ کی حدیث میں "فقد ادرك الصلاة" کے بعد کلھا کا لفظ ہے یعنی مکمل نماز پالی۔

فائدہ: ......ان روایات کا مقصد یہ ہے اگر نو مسلم نے یا بالغ ہو جانے والے بچے نے یا دیوانگی اور بے ہوشی سے ہوش میں آنے والے نے یا حیض ونفاس سے پاک ہونے والی عورت نے کسی نماز کا آخری وقت پالیا تو ان سب

[1372] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فيمن ادرك من الجمعة بركعة برقم (٥٢٤) والنسائی فی (المجتبى) فی الجمعة ، باب: من ادرك ركعة من صلاة الجمعة ٣/ ١١٢ بنحوه وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها ، باب: ما جاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة برقم (١١٢٢) انظر (التحفة) برقم (١٥١٤٣) وبرقم (١٥٣٣٧)

[1373] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی المواقيت ، باب: من ادرك ركعة من الصلاة ١/ ٢٧٤ و ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٠١) وبرقم (١٥٢١٤) وبرقم (١٥٢٤٣) وبرقم (١٥٢٧٤)

کو یہ نماز پڑھنی پڑے گی، اگر نماز کا وقت صرف ایک رکعت کے بقدر باقی تھا تو تب بھی یہ نماز ان سب پر فرض ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے امام کے ساتھ ایک رکعت کو پالیا تو اس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے کسی مجبوری یا ضرورت کے سبب ایسے وقت میں نماز شروع کی کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کا وقت نکل گیا تو وہ اس نماز کو مکمل کرلے گا، ان احادیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک رکعت پالینے سے اس نے مکمل نماز پالی اور اب باقی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی، کسی امام کے نزدیک یہ معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

[1374] ١٦٣-(٦٠٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ حَدَّثُوهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ))

[1374]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج نکلنے سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی نماز کو پالیا اور جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔

[1375] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

[1375] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نے صبح یا عصر کی نماز ایسے وقت میں شروع کی کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد صبح کی صورت میں سورج نکل آیا اور عصر کی صورت میں سورج غروب ہوگیا تو وہ اپنی باقی نماز پڑھ لے گا، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور تمام سلف کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے، صرف احناف کا یہ

[1374] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة باب: من ادرك من العجز ركعة برقم (٥٧٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فيمن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس برقم (١٨٦) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: من ادرك ركعتين من العصر ١/ ٢٥٧ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة باب: الصلاة فی القدر والضرورة برقم (٦٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٠٦)

[1375] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة باب: وقت الصلاة فی القدر والضرورة برقم (٧٠٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٧٤)

موقف ہے کہ ایسی صورت میں عصر کی نماز تو ہو جائے گی، لیکن فجر کی نماز نہیں ہوگی اور اس کے لیے دلیل کے طور پر ایک عقلی خود ساختہ بات پیش کی ہے کہ عصر ناقص وقت میں شروع ہوئی اور ناقص وقت میں مکمل ہوئی اس لیے وہ ہوگئی، لیکن صبح کی نماز کامل وقت میں شروع کی اور ناقص میں پوری کی، اس لیے نہیں ہوئی، لیکن یہ بات صریح حدیث کے خلاف ہے۔ اگر مکروہ اوقات کی بنا پر یہ قاعدہ ہے تو آپ نے جس طرح غروب شمس کے وقت نماز کا قصد وارادہ کرنے سے منع فرمایا ہے، سورج کے نکلتے وقت بھی ممانعت فرمائی ہے اور وہاں مقصد عمداً جان بوجھ کر ایسی حرکت کرنے سے منع کرنا ہے جیسا کہ لا یتحری (وہ قصد اور ارادہ نہ کرے) کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں، اگر غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری کے سبب ایسا ہو جائے تو وہ ممنوع نہیں ہے۔

[1376] ١٦٤ـ(٦٠٩) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَا عُرْوَةُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ أَدْرَكَهَا)) وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

[1376]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کا ایک سجدہ (رکعت) پا لیا یا اس نے سورج کے نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کا ایک سجدہ پا لیا تو اس نے اس نماز کو پا لیا'' ''سجدہ سے مراد رکعت ہے۔''

[1377] ١٦٥ـ(٦٠٨) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ))

[1377]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پا لی تو اس نے نماز پا لی اور جس نے سورج کے نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پا لی تو اس نے نماز پا لی۔

[1376] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: من ادرك من صلاة الصبح ١/ ٢٧٣ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت الصلاة، فی القدر والضرورة برقم (٧٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٥)

[1377] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، برقم (٤١٢) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: من ادرك ركعتين من العصر ١/ ٢٥٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٧٦)

[1378] (. .) و حَدَّثَنَاه عَبْدُ الأعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا بِهٰذَا الإِسْنَادِ

[1378] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳۲...... بَاب: أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

باب ۳۲: پانچ نمازوں کے اوقات

[1379] ١٦٦ ـ (٦١٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ**)) يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

[1379]۔ امام ابن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھی تو عروہ نے ان سے کہا، جبریل نے نازل ہو کر، امام بن کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی تو عمر نے اس سے کہا، اے عروہ! سوچ سمجھ کر بات کرو تو اس نے کہا، میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا، اس نے ابومسعود سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل اترے اور مجھے نماز پڑھائی، میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، وہ اپنی انگلیوں سے پانچ نمازیں شمار کرتے تھے۔

[1378] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٧٦)

[1379] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: مواقيت الصلاة وفضلها (٥٢١) وفي بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢٢١) وفي المغازي باب (١٢) برقم (٤٠٠٧) مختصرا وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في المواقيت برقم (٣٩٤) مطولا۔ والنسائي في (المجتبى) في المواقيت باب (١) ١/ ٢٤٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة باب: ابواب مواقيت الصلاة برقم (٦٦٨) انظر (التحفة) برقم (٩٩٧٧)

[1380] ١٦٧ - (. .) أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ انْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا عُرْوَةُ أَوَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ أَقَامَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ

[1380]۔ امام ابن شہاب ؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے نماز موخر کر دی (دیر سے پڑھی) تو ان کے پاس عروہ بن زبیر حاضر ہوئے اور انہیں بتایا، مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن کوفہ میں نماز دیر سے پڑھی تو ان کے پاس ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کیا؟ اے مغیرہ! کیا تمہیں علم نہیں ہے جبریل اترے اور نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز (اس کے ساتھ) پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر جبریل نے کہا، آپ کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو عمر نے عروہ سے کہا اے عروہ! سوچو! کیا بیان کر رہے ہو، کیا رسول اللہ ﷺ کو نماز کے اوقات جبریل نے سکھائے تھے؟ تو عروہ نے کہا بشیر بن ابی مسعود رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے ایسے ہی بیان کرتے تھے۔

فائدہ:...... ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے اوقات نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعلیم دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر جبریل امین کو اتارا تھا اور اس نے ان اوقات میں نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھائی تھی تا کہ آپ ﷺ اوقات کی ابتدا اور انتہا کو پوری طرح سمجھ لیں۔

[1381] ١٦٨ - (٦١١) وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1380] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٧٨)

[1381] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة باب: مواقيت الصلاة وفضلها برقم (٥٢١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة العصر برقم (٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٦)

كَانَ يُصَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ الْفَيُّ

[1381]۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بتایا مجھے نبی اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس حال میں پڑھتے کہ دھوپ ان کے کمرہ میں ہوتی، ان کے کمرہ سے باہر نہ نکلی ہوتی۔ یعنی سایہ اس جگہ نمایاں نہ ہوتا۔

[1382] (. . .) عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَفِيَ الْفَيْءُ بَعْدُ و قَالَ أَبُوبَكْرٍ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ

[1382] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جبکہ دھوپ میرے کمرہ میں چمک رہی ہوتی، ابھی تک اس کی جگہ سایہ نہ پھیلا ہوتا اور ابوبکر نے لم یفی الفی کی جگہ لم یظهر الفئی کیا (دونوں کا معنی ایک ہی ہے)

مفردات الحدیث

☆ **قبل ان تظهر**: دھوپ ابھی کمرہ میں موجود تھی، اسی مفہوم کو لم یفی الفی سے ادا کیا گیا ہے کہ دھوپ کی جگہ سایہ نے نہیں لی تھی، دھوپ اٹھتی ہے تو اس کی جگہ سایہ پھیلتا ہے، اس لیے دونوں الفاظ میں تضاد نہیں ہے اور لم یظهر الفی کا معنی بھی یہی ہے کہ اس دھوپ کی جگہ سایہ ظاہر نہیں ہوا تھا، اس کی جگہ سایہ نہیں پھیلا تھا، اس طرح آپ عصر کی نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔

[1383] ۱۶۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ فِي حُجْرَتِهَا

[1383]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز، اس وقت پڑھتے جبکہ دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی، سایہ ان کے حجرہ میں نہ پھیلا ہوتا تھا۔

فائدہ:...... جب حجرہ کی دیواریں چھوٹی ہوں یعنی چھت بلند نہ ہو تو اس میں دھوپ اس صورت میں ہوگی، جب سورج بلند ہو، اس لیے عصر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

[1382] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: وقت العصر برقم (٥٤٦) وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (٦٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٠)

[1383] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٣)

[1384] ۱۷۰-(. . .) وحَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی یُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ وَاقِعَةٌ فِی حُجْرَتِی

[1384]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے جبکہ دھوپ میرے حجرہ میں موجود ہوتی تھی۔

[1385] ۱۷۱-(۶۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا صَلَّیْتُمُ الْفَجْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ یَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ ثُمَّ إِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّهْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ یَحْضُرَ الْعَصْرُ فَإِذَا صَلَّیْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَإِذَا صَلَّیْتُمُ الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ یَسْقُطَ الشَّفَقُ فَإِذَا صَلَّیْتُمُ الْعِشَاءَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ))

[1385]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اس کا وقت اس وقت تک باقی ہے جب تک سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے، پھر جب تم ظہر پڑھ لو تو اس کا وقت عصر تک باقی ہے اور جب تم عصر پڑھ لو تو اس کا وقت سورج کے زرد ہونے تک باقی ہے اور جب تم مغرب کی نماز پڑھو تو اس کا وقت شفق (سرخی) کے غروب ہونے تک باقی ہے اور جب تم عشاء پڑھ لو تو اس کا وقت آدھی رات ہونے تک باقی ہے۔

فائدہ:...... جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو مغرب کی طرف تقریباً ایک گھنٹہ تک سرخی رہتی ہے، اس کے بعد وہ سرخی ختم ہو جاتی ہے اس کی جگہ کچھ دیر تک (تقریباً آدھ گھنٹہ) سفیدی رہتی ہے، پھر وہ سفیدی بھی غائب ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ سیاہی آ جاتی ہے۔ صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد) اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور قول کے مطابق اس سے مراد سرخی اور سفیدی دونوں ہیں، یعنی سیاہی آنے پر عشاء کا وقت ہوگا اور ایک قول دوسرے ائمہ کے مطابق ہے۔ اس لیے عام طور پر آج کل، عمل، عام ائمہ کے قول کے مطابق ہے۔

[1384] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۶۷)

[1385] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: ما جاء فی المواقیت برقم (۳۹۶) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: آخر وقت المغرب ۱/ ۲۶۰ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۹۴۶)

[1386] ۱۷۲-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ مَالِكٍ الْأَزْدِيُّ وَيُقَالُ الْمَرَاغِيُّ وَالْمَرَاغُ حَيٌّ مِنَ الْأَزْدِ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ ((وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ))

[1386]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ظہر کا وقت، عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے اور عصر کا وقت، سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے، جب تک شفق غروب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کا وقت، جب تک سورج طلوع نہ ہو۔

مفردات الحدیث ✲ **نور الشفق:** سرخی کا پھیلاؤ اور انتشار۔

[1387] (. .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً وَلَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ

[1387] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......عشاء کا وقت مستحب، آدھی رات تک ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے (بھول کر یا نیند کے سبب) تاخیر ہو جائے تو پھر صبح تک، وقت ادا رہتا ہے۔

[1388] ۱۷۳-(. . .) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ))

[1386] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۳۸٤)

[1387] تقدم تخريجه برقم (۱۳۸۵)

[1388] تقدم تخريجه برقم (۱۳۸۵)

[1388]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سورج ڈھل جائے تو ظہر کا وقت ہو جاتا ہے اور آدمی کے سایہ کے اس کے برابر ہونے تک رہتا ہے، جب تک عصر کا وقت نہ ہو جائے اور عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے اور مغرب کی نماز کا وقت سرخی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کی نماز کا وقت درمیانی رات کے نصف ہونے تک رہتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے سورج نکلنے تک رہتا ہے، جب سورج نکلنے لگے تو نماز سے رک جاؤ، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔
قرنی الشیطان سے مراد، اس کے سر کے کنارے ہیں۔

فائدہ:...... جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو شیطان اپنے سینگ سورج کے قریب کر دیتا ہے، تاکہ ان اوقات میں جو لوگ سورج کو سجدہ کریں وہ یوں لگے کہ وہ اس لعین کو سجدہ کر رہے ہیں، اصل مقصود کافروں کی مشابہت سے روکنا ہے کہ وہ ان اوقات میں سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ان اوقات میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، لیکن شیطان کے دو قرنوں اور ان کے درمیان سورج کے طلوع وغروب کی حقیقت ہمارے معلومات کے دائرہ سے اسی طرح باہر ہے جس طرح شیطان کی پوری حقیقت جاننا باہر ہے۔

[1389] ۱۷٤۔(. . .) و حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ یُوسُفَ الْأَزْدِیُّ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَزِینٍ قَالَ نَا إِبْرَاهِیمُ یَعْنِی ابْنَ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ((وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ یَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَیَسْقُطْ قَرْنُهَا الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ یَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ إِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ))

[1389]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج کا ابتدائی کنارہ نہ نکلے اور ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہیں ہوتا اور عصر کی نماز کا وقت اس وقت تک ہے جب

[1389] تقدم تخریجه برقم (۱۳۸۵)

تک سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ ڈوبنے لگے اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے اور سرخی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔

فائدہ :...... آپ نے سائل کے جواب میں اکثر نمازوں کا آخری وقت بتایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ پانچوں نمازوں کے اوقات میں کتنی وسعت ہے اور ہر نماز کس وقت تک پڑھی جا سکتی ہے۔

[1390] ١٧٥ـ(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ لا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ

[1390]۔ امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ علم راحت و آرام طلبی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

فائدہ :...... یحییٰ بن ابی کثیر کے اس قول کا نماز کے اوقات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قول بھی مکمل نقل نہیں کیا، مکمل قول یہ ہے "ميراث العلم، خير من ميراث الذهب"، علمی وراثت سونے کی وراثت سے بہتر ہے "والنفس الصالحة خير من اللولو"، نیک اور پاکیزہ نفس، موتیوں سے بہتر ہے۔ ولا يستطاع العلم براحة الجسد اور علم آسائش و راحت میں رہ کر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ محسوس ایسے ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات کا آغاز اور اختتام معلوم کرنا محنت طلب کام ہے، اس لیے مصنف نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے بڑی محنت اور کوشش سے بیان کی ہے تو اس مناسبت سے یہ بتا دیا کہ علم کا حصول محنت طلب کام ہے، اس لیے پڑھنے پڑھانے والوں کو محنت و مشقت سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

[1391] ١٧٦ـ(٦١٣) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ كِلاهُمَا عَنِ الْأَزْرَقِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((لَهُ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ)) يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي اَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا

[1390] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٥٤٠)

[1391] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: منه برقم (١٥٢) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: اول وقت المغرب ١/ ٢٥٨ بنحوه۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة: باب: ابواب مواقيت الصلاة برقم (٦٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٩٣١)

وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ))

[1391]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ہمارے ساتھ دو دن نماز پڑھو۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم دیا، پھر آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے ظہر کے لیے تکبیر کہی، پھر آپ نے (عصر کا وقت ہونے پر) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے (پہلے اذان دی پھر) عصر کے لیے اقامت کہی۔ (اور یہ اذان و اقامت ایسے وقت میں ہوئی کہ) سورج بلند، روشن اور صاف تھا (یعنی اس کی روشنی میں فرق نہیں پڑا تھا) پھر آپ نے سورج کے غروب ہونے پر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (انہوں نے پہلے اذان کہی اور پھر) مغرب کے لیے اقامت کہی، پھر جب سرخی غائب ہوگئی تو آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے (عشاء کی اذان دی پھر) عشاء کے لیے اقامت کہی۔ پھر (رات کے ختم ہونے پر) فجر کے طلوع ہونے پر انہیں حکم دیا اور انہوں نے (فجر کی اذان کہنے کے بعد فجر کے لیے اقامت کہی، پھر جب دوسرا دن آیا تو آپ نے ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں قائم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے ٹھنڈا کیا اور خوب ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج بلند تھا لیکن پہلے دن سے زیادہ تاخیر کی اور مغرب کی نماز شفق (سرخی) کے غروب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز تہائی رات گزرنے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر پڑھی، پھر آپ نے فرمایا: نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: تمہاری نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔

مفردات الحدیث ❶ ابرد: ٹھنڈے وقت میں داخل کیا۔ ❶ انعم ان یبرد: اس کو خوب ٹھنڈا کیا۔

فائدہ :...... سائل کو نماز کے اوقات کی ابتدا اور انتہا، اول و آخر سمجھانے کے لیے آپ نے زبانی تعلیم و تفہیم کے بجائے عمل کر کے دکھایا اس لیے آپ نے اسے فرمایا: آج اور کل دو دن ہمارے ساتھ پانچوں نمازوں میں شریک ہو، پھر آپ نے پہلے دن، ہر نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور دوسرے دن جائز حد تک مؤخر کیا اور اس کے بعد اسے فرمایا نمازوں کو ان اوقات کے اندر پڑھو، جن میں تم نے ہمیں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور دوسرے دن بھی آپ نے نماز وقت مستحب پر پڑھی ہے۔

[1392] ١٧٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَ نَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((اشْهَدْ مَعَنَا الصَّلٰوةَ)) فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ حِينَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ بَعْضِهِ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتَ وَقْتٌ))

[1392]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ آپ نے فرمایا: نمازوں میں ہمارے ساتھ حاضر ہو، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، اس نے غلس (اندھیرا) میں اذان کہی، جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی، جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف ڈھل گیا تو اسے ظہر کے بارے میں حکم دیا، سورج ابھی بلند ہی تھا کہ اسے عصر کے بارے میں حکم دیا، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو اسے مغرب کے بارے میں حکم دیا، پھر جب شفق غروب ہوگیا تو اسے عشاء کے بارے میں حکم دیا، پھر اگلے دن حکم دیا تو اس نے صبح کو روشن کیا، پھر اسے ظہر کے بارے میں حکم دیا، اس نے اس کو ٹھنڈا کیا، پھر اسے عصر کے بارے میں حکم دیا جبکہ سورج ابھی سفید اور صاف تھا اس میں زردی کی آمیزش نہیں ہوئی تھی (دھوپ ابھی زرد نہیں ہوئی تھی) پھر اسے شفق کے غروب سے پہلے مغرب کے بارے میں حکم دیا، پھر اسے تہائی رات کے گزرنے یا قدرے کم وقت پر عشاء کے بارے میں حکم دیا (شک حرمی کو ہے) جب صبح ہوئی تو آپ نے پوچھا، سائل کہاں ہے؟ جو تم نے دیکھا، نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے۔

مفردات الحديث ❶ غلس: رات کی آخری تاریکی، جبکہ صبح کی سفیدی شروع ہو چکی ہو۔ ❷ وجبت الشمس: سورج غروب ہوگیا۔ ❸ وقع الشفق: شفق غروب ہوگیا۔ ❹ نور بالصبح: صبح کو روشن کیا، روشنی پھیلنے پر نماز پڑھائی۔

[1392] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣٩٠)

[1393] ١٧٨ ـ (٦١٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ ((الْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ))

[1393] ـ حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل، نمازوں کے اوقات پوچھنے کے لیے حاضر ہوا؟ تو آپ نے اسے زبانی کوئی جواب نہیں دیا، فجر پھوٹنے پر آپ نے فجر کی نماز کھڑی کی، جبکہ لوگ (تاریکی کی بنا پر) ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہے تھے، پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اسے ظہر کھڑی کرنے کا حکم دیا، کہنے والا کہہ رہا تھا، آدھا دن گزر گیا ہے۔ اور آپ اس کو ان سے زیادہ جانتے تھے، سورج ابھی بلند تھا کہ آپ نے اسے عصر کا حکم دیا اور عصر کی نماز ادا کی، پھر جب شفق غروب ہوگیا تو اسے حکم دیا اور عشاء کی نماز پڑھی، پھر اگلے دن فجر میں تاخیر کی اور کہنے والا کہہ رہا تھا سورج نکل آیا یا نکلنے کو ہے، پھر ظہر کو موخر کیا حتیٰ کہ گزشتہ کل کی عصر کے قریب وقت ہوگیا، پھر عصر کو موخر کیا، حتیٰ کہ سلام پھیرا تو کہنے والا کہہ رہا تھا، آفتاب سرخ ہوگیا، پھر مغرب کو موخر کیا حتیٰ کہ شفق غروب ہونے کے قریب ہوگیا پھر عشاء کو موخر کیا، حتیٰ کہ رات کا پہلا تہائی ہوگیا، پھر صبح ہوئی تو آپ نے سائل کو بلوایا اور فرمایا: نماز کا وقت ان دونوں وقت کے درمیان ہے۔

[1393] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في المواقيت رقم (٣٩٥) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: آخر وقت المغرب ١/ ٢٦٠ ـ انظر (التحفة) برقم (٩١٣٧)

[1394] ۱۷۹-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسٰى سَمِعَهُ مِنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَائِلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي

[1394] ۔حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ کے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، ہاں یہ کہا کہ آپ نے دوسرے دن مغرب کی نماز شفق کے غروب سے پہلے پڑھی۔

۳۳...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

باب۳۳: شدید گرمی میں (جبکہ راستہ میں گرمی ہو، جماعت کے لیے جانے والوں کے لیے) ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا بہتر ہے

[1395] ۱۸۰-(۶۱۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ**))

[1395] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت، دوزخ کی بھاپ یا آتش دوزخ کے جوش سے ہے۔

مفردات الحدیث

فیح جهنم: جہنم کی گرمی کا انتشار و پھیلاؤ اور اس کا جوش۔

فائدہ:...... مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: دنیا میں ہم جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں اس کے کچھ تو ظاہری اسباب ہوتے ہیں جنہیں ہم خود بھی سمجھتے اور جانتے ہیں اور کچھ باطنی اسباب ہوتے ہیں، جو ہمارے احساس

[1394] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۳۹۲)

[1395] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الصلاة باب مواقيت صلاة الظهر برقم (۴۰۲) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى تاخير الظهر فى شدة الحر برقم (۱۵۷) والنسائى فى (المجتبى) فى المواقيت، باب: الابراد بالظهر اذا اشتد الحر برقم (۱/ ۲۴۸) وابن ماجه فى (سننه) فى الصلاة، باب: الابراد بالظهر فى شدة الحر برقم (۶۷۸) انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۲۶)

وادراک کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔انبیاء علیہم السلام کبھی کبھی ان کی طرف اشارے فرماتے ہیں،اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ گرمی کی شدت آتش دوزخ کے جوش سے ہے، یہ اسی قبیل کی چیز ہے،گرمی کی شدت کا ظاہری سبب تو آفتاب ہے اور اس بات کو ہر شخص سمجھتا ہے اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا،لیکن عالم باطن اور عالم غیب میں اس کا تعلق جہنم کی آگ سے بھی ہے۔اور یہ ان حقائق میں سے ہے جو انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں۔

[1396] (. .) و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً

[1396] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1397] ۱۸۱۔(. .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَادٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ عَمْرٌو وَانَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَسَلْمَانَ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي أَبُو يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ

[1397]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرم دن ہوتو نماز کو ٹھنڈے وقت میں لے جاؤ، کیونکہ گرمی کی شدت آتش دوزخ کے جوش کے سبب سے ہے۔عمرو نے کہا، مجھے ابو یونس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کو ٹھنڈے وقت تک مؤخر کرو کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کی گرمی کے انتشار کی بنا پر ہے۔

عمرو نے کہا، مجھے ابن شہاب نے ابن مسیب اور ابوسلمہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اوپر کے مفہوم والی سنائی۔

[1398] ۱۸۲۔(. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

[1396] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۵۳)

[1397] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۰۹)

[1398] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۰۵۸)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ))

[1398] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ گرمی، آتش دوزخ کے جوش سے ہے، اس لیے نماز ٹھنڈے وقت پر پڑھا کرو۔

[1399] ۱۸۳ ۔ (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَبْرِدُوا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))

[1399] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے گرمی کو ٹھنڈے وقت میں لے جاؤ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کے جوش کی بنا پر ہے۔

[1400] ۱۸٤ ۔ (٦١٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُهَاجِرًا أَبَا الْحَسَنِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَبْرِدْ أَبْرِدْ)) أَوْ قَالَ ((انْتَظِرْ انْتَظِرْ)) وَقَالَ ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ

[1400] ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈا وقت ہونے دو، ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ یا آپ نے فرمایا: انتظار کرو، انتظار کرو۔ اور فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ کے سبب سے ہے، اس لیے جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

مفردات الحدیث ❶ **فئی**: سورج ڈھلنے کے بعد کے سایہ کو فئی کہتے ہیں۔ ❷ **تلول**: تل کی جمع ہے، مٹی یا ریت کا ٹیلہ۔

[1399] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٧)

[1400] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة باب الابراد بالظهر في شدة الحر برقم (٥٣٥) وفي مواقيت الصلاة، رقم (٥٣٩) وفي الاذان: باب: الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة وكذلك يعرفه وجمع، وقول المؤذن: الصلاة في الرحال، في الليلة الباردة او الممطرة برقم (٦٢٩) وفي بدء الخلق، برقم (٣٢٥٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: وقت صلاة الظهر برقم (٤٠١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب ما جاء في تاخير الظهر في شدة الحر برقم (١٥٨) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩١٤)

فائدہ :...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جس موسم میں جہاں نصف النہار کے وقت سخت گرمی ہو اور گرمی کی شدت کی وجہ سے فضا جہنم بن رہی ہو تو ظہر کی نماز تاخیر کر کے ایسے وقت پڑھی جائے جب گرمی کی شدت ٹوٹ جائے اور وقت کچھ ٹھنڈا ہو جائے اور جمہور کا یہی موقف ہے، امام شافعی اس کو جماعت کے لیے دور سے آنے والوں کے لیے مانتے ہیں، اس کے مطابق امام نووی نے باب قائم کیا ہے لیکن یہ تاویل درست نہیں ہے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراد اتنا ہونا چاہیے کہ دیواروں کا سایہ اس قدر ہو جائے کہ اس میں آنا جانا ممکن ہو یہ مقصد نہیں ہے گرمی ختم ہو جائے اور زمین ٹھنڈی ہو جائے کیونکہ اگر یہ مقصد ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سجدہ کرنے کے لیے زمین پر کپڑا بچھانے کی ضرورت پیش نہ آتی اور صحابہ کرام کو گرمی کی شکایت کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔

[1401] ١٨٥-(٦١٧) و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأُذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ))

[1401] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ نے اپنے آقا کے حضور شکایت کی اور کہا: اے میرے رب! میرے بعض حصہ نے بعض حصے کو کھا لیا تو اس کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی گئی یا اللہ نے اجازت دے دی۔ ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، گرمی اور سردی میں جو تم گرمی اور سردی کی شدت محسوس کرتے ہو وہ اسی کا نتیجہ ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **زمہریر**: شدید سردی۔ ❷ **نفس**: سانس۔

فائدہ :...... دوزخ کو قوت ادراک وشعور اور قوت تکلم وگویائی حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو سمجھتا ہے اس لیے دوزخ نے شکایت زبان قال سے کی محض زبان حال سے نہیں۔ جہنم کا گرم طبقہ گرمی میں سانس لے کر گرمی میں شدت کا باطنی سبب بنتا ہے۔ اور سرد طبقہ سردی میں سانس لے کر، سردی بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کو سہولت وآسانی کے لیے ایسے ظاہری اسباب پیدا کرتا رہتا ہے کہ گرمی وسردی کی شدت میں کمی وبیشی وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔

[1402] ١٨٦-(. .) و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا مَعْنٌ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ

[1401] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٣٨)
[1402] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٩٢)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) وَذَكَرَ ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلٰى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ))

[1402]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ اور آپ نے بتایا، آگ نے اپنے رب کے حضور شکایت کی تو اس نے اسے سال میں دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں۔

[1403] ۱۸۷-(. .) و حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَالَتِ النَّارُ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأْذَنْ لِي أَتَنَفَّسْ فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ بَرْدٍ أَوْ زَمْهَرِيرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَرٍّ أَوْ حَرُورٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ))

[1403]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ نے عرض کی، اے میرے رب! میرے بعض نے بعض کو کھا لیا تو مجھے سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں تو تم جو سردی یا ٹھنڈ کی شدت پاتے ہو وہ جہنم کی سانس سے ہے اور جو تم گرمی یا گرمی کی شدت پاتے ہو تو وہ جہنم کی سانس سے ہے۔

مفردات الحديث ❶ زمہریر: سردی کی شدت۔ ❷ حرور: گرمی کی تیزی، حدت۔

فائدہ :...... یہ گرم اور سرد سانس اپنی علاقوں کی طرف پھیلتی ہے جن کا رب النار حکم دیتا ہے اس لئے ہر جگہ اور ملک میں گرمی و سردی کا موسم یکساں نہیں ہے۔

۳۴...... بَاب :اِسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب ۳۴: گرمی کی شدت نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنا بہتر ہے

[1404] ۱۸۸-(۶۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ وَابْنِ مَهْدِيٍّ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ نَا سِمَاكُ

[1403] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۵۰۰۱)

[1404] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة باب: قدر القراة فی صلاة الظهر والعصر برقم (۸۰۶) ←

بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ

[1404] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔

[1405] ۱۸۹ ۔(۶۱۹) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ فِي الرَّمْضَآءِ فَلَمْ يُشْكِنَا

[1405] ۔حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرمی میں نماز ادا کرنے کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہ فرمایا۔

مفردات الحدیث ٭ **الرمضا:** گرم ریت۔ **حر الرمضاء:** گرم ریت کی تپش۔

[1406] ۱۹۰ ۔(. .) و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ عَوْنٌ انَا وقَالَ ابْنُ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لَهٗ نَا زُهَيْرٌ قَالَ أَبُو اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ حَرَّ الرَّمْضَآءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ قُلْتُ لِأَبِيْ اِسْحٰقَ أَفِي الظُّهْرِ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ أَفِي تَعْجِيلِهَا قَالَ نَعَم

[1406] ۔حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر گرمی کی حدت وتیزی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کو دور نہ فرمایا، زہیر کہتے ہیں میں نے ابواسحاق سے پوچھا، کیا ظہر کی نماز کی شکایت کی تھی؟ اس نے کہا، ہاں۔ میں نے کہا کیا جلد نماز پڑھنے کی، اس نے کہا ہاں۔

[1407] ۱۹۱ ۔(۶۲۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

← والنسائی: فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب القراة فی الرکعتین الاولیین من صلاة العصر ۲/ ۱۶۶۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة باب وقت صلاة الظهر برقم (۶۷۳) انظر (التحفة) برقم (۲۱۷۹)

[1405] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: اول وقت الظهر ۱/ ۲۴۷۔ انظر (التحفة) برقم (۳۵۱۳)

[1406] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۴۰۴)

[1407] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: السجود علی الثوب فی شدة الحر ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ

[1407]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گرمی کی شدت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، جب ہم میں سے کوئی اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

فوائد:...... ① حضرت خباب اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ گرمی کے موسم میں بہت زیادہ تاخیر نہیں کرتے کہ گرمی ختم ہو جائے، اس لیے خباب رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہیں فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، بعض سجدہ کپڑے پر کرتے تھے۔ ② امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنا درست نہیں سمجھتے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے جواز اور عدم جواز دونوں منقول ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ ③ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے، گویا آپ نماز اول وقت پر پڑھتے تھے، ہاں گرمیوں میں ظہر موخر کر لیتے تھے، اس لیے امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک نماز اول وقت پر پڑھنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مغرب کے سوا، ہر نماز تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے۔ ④ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور صاحبین (امام ابویوسف امام محمد رحمہم اللہ) کے نزدیک ظہر کا وقت زوال آفتاب سے لے کر سایہ برابر ہونے تک ہے۔ جس کو ایک مثل کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو مثل تک ہے۔

٣٥...... بَاب: اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ

باب ٣٥: عصر اول وقت میں پڑھنا بہتر ہے

[1408] ١٩٢۔(٦٢١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ

← برقم (٣٨٥) وفي مواقيت الصلاة، برقم (٥٤٢) وفي العمل في الصلاة، برقم (١٢٠٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجل يسجد على ثوبه برقم (٦٦٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما ذكر من الرخصة في السجود على الثوب في الحر والبرد برقم (٥٨٤) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، برقم ٢/ ٢١٦ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: السجود على الثياب في الحر والبرد (١٠٣٣) انظر (التحفة) برقم (٢٥٠)

[1408] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة العصر برقم (٤٠٤) ←

[1408] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج بلند اور زندہ ہوتا تھا، پس عوالی کی طرف جانے والا (عصر پڑھ کر) چلتا تھا تو وہ عوالی ایسے وقت میں پہنچ جاتا تھا کہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا۔ اور قتیبہ رضی اللہ عنہ نے عوالی پہنچنے کا ذکر نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❶ **الشمس حیة:** سورج زندہ ہوتا تھا، یعنی اس کی رنگت زردی یا سرخی مائل نہیں ہوتی تھی ابھی اس میں گرمی اور تپش موجود ہوتی تھی۔ ❷ **عوالی:** مدینہ کی نجد کی طرف والی آبادیاں بلند سطح پر واقع تھیں، اس لیے ان کو عوالی کہتے تھے۔ قریب ترین آبادیاں دو یا تین میل کے فاصلہ پر واقع تھیں اور دور واقع آبادیاں، چھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھیں۔

[1409] (. .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَآءً

[1409] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1410] ١٩٣-(. .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَآءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

[1410] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے، پھر قباء جانے والا جاتا اور وہاں اس وقت پہنچتا جبکہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا۔

فائدہ:......قباء: مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

[1411] ١٩٤-(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ

← والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: تعجيل العصر (٥٠٦) وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (٦٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٢)

[1409] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٢٠)

[1410] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: استحباب التبكير بالعصر برقم (٥٤٨) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: تعجيل العصر ١/ ٢٥٢- انظر (التحفة) برقم (٢٠٢)

[1411] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٠٩)

[1411] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے، پھر انسان، بنوعمرو بن عوف کے محلّہ کی طرف جاتا تو وہ انہیں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

بنوعمرو بن عوف کے محلّہ کا فاصلہ تین میل ہے۔ اور بنوعمرو بن عوف کے لوگ قبا میں رہتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث اور مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں نماز عصر بہت جلد پڑھی جاتی تھی۔

[1412] ١٩٥ ۔(٦٢٢) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا**))

[1412] ۔حضرت عطاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ میں ان کے گھر نماز ظہر سے فارغ ہو کر گیا اور ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا، جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے پوچھا، کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے ان سے عرض کیا، ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر آ رہے ہیں، انہوں نے کہا تو عصر پڑھ لو، ہم نے اٹھ کر عصر کی نماز پڑھ لی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق والی نماز ہے کہ آدمی بیٹھا ہوا آفتاب کا انتظار کرتا رہے، یہاں تک کہ (جب وہ زرد پڑ جائے) شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ کو بہت ہی تھوڑا یاد کرتا ہے۔

فوائد:...... ❶ عصر کی نماز بلا کسی عذر اور مجبوری کے اتنی مؤخر کرنا کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ جائے اور اس آخری اور تنگ وقت میں مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جلدی جلدی چار رکعتیں پڑھنا، جن میں اللہ کے ذکر کی مقدار بھی بہت کم اور برائے نام ہو، ایک منافقانہ طرز عمل ہے، مومن کو ہر نماز خاص کر عصر کی نماز اپنے صحیح وقت پر انتہائی طمانیت اور تعدیل کے ساتھ پڑھنی چاہیے، جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کرنا تو مرغ کی ٹھونگوں کی طرح اوپر

[1412] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت صلاة العصر برقم (٤١٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی تعجيل العصر برقم (١٦٠) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقیت، باب: التشديد فی تاخير العصر ١/ ٢٥٤۔ انظر (التحفة) برقم (١١٢٢)

نیچے ہوتا ہے۔ ❷ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں بنوامیہ کے بعض گورنر عصر کی نماز بہت تاخیر سے پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کے اس طرز عمل کو غلط اور خلاف سنت سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنے پاس آنے والوں کو نماز عصر پڑھ لینے کے لیے کہا۔ اور بعد میں انہیں یہ حدیث سنائی اور وہ خود بھی عصر کی نماز گھر پر جلد پڑھ لیتے تھے، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔

[1413] ۱۹۶۔(۶۲۳) وحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

اَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهِ صَلٰوةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ

[1413]۔ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ظہر کی نماز عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نکل کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے انہیں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں نے پوچھا، اے چچا! یہ آپ نے کونسی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، عصر کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے جو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

[1414] ۱۹۷۔(۶۲۴) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ عَمْرٌو اَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُوسَى بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَنْحَرَ جَزُورًا لَنَا وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَهَا قَالَ ((نَعَمْ)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَوَجَدْنَا الْجَزُورَ لَمْ تُنْحَرْ فَنُحِرَتْ ثُمَّ قُطِّعَتْ ثُمَّ طُبِخَ مِنْهَا ثُمَّ أَكَلْنَا قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ

[1414]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی تو جب

[1413] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (۵٤۹) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: تعجیل العصر ۱/ ۲۵۳۔ انظر (التحفة) برقم (۲۲۵)

[1414] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٦)

آپ فارغ ہوئے تو آپ کے پاس بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنا اونٹ نحر کرنا چاہتے ہیں اور ہماری چاہت ہے، آپ اس موقع پر موجود ہوں، آپ نے فرمایا: اچھا، آپ چلے اور ہم بھی ساتھ ہوگئے تو ہم نے دیکھا کہ اونٹ ابھی نحر نہیں کیا گیا تھا تو اسے نحر کیا گیا پھر اس کا گوشت کاٹا گیا، پھر اس سے کچھ پکایا گیا، پھر ہم نے سورج غروب ہونے سے پہلے کھالیا۔

راوی کا قول ہے کہ ہمیں یہ حدیث ابن وہب نے ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث دونوں سے سنائی۔

فائدہ :...... بنو سلمہ، مسجد نبوی سے کچھ فاصلہ پر ہے، آپ وہاں تشریف لے گئے، آپ کے جانے کے بعد اونٹ ذبح کیا گیا، پھر اس کا گوشت کاٹا گیا اس کے بعد اس کو پکا کر مغرب سے پہلے پہلے کھالیا گیا، یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ آپ عصر کی نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے اور وہ وقت مثل اول تھا، کیونکہ نماز پڑھ کر عوالی میں ایسے وقت پہنچنا کہ آفتاب ابھی بلند ہو، اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح اونٹ نحر کرکے اس کا گوشت پکا کر شام سے پہلے کھانا جلد نماز پڑھے بغیر ممکن نہیں۔

[1415] ۱۹۸۔(۶۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ

[1415]۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتے، پھر اونٹ نحر کرکے اس کے دس حصے بنائے جاتے پھر اسے پکایا جاتا اور ہم پکایا ہوا گوشت سورج کے غروب ہونے سے پہلے کھالیتے۔

[1416] ۱۹۹۔(. .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَانَا

الْأَوْزَاعِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَنْحَرُ الْجَزُورَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ.

[1416]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس نے کہا:

[1415] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشركة، باب: الشركة في الطعام النهد، والعروضي برقم (٢٤٨٥) انظر (التحفة) برقم (٣٥٧٣)

[1416] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤١٤)

ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عصر کے بعد اونٹ نحر کرتے تھے۔ یہ نہیں کہا ہم نماز میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔

٣٦...... بَاب: التَّغْلِيظِ فِي تَفْوِيتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

باب ٣٦: نماز عصر فوت کرنے پر تغلیظ وشدت

[1417] ٢٠٠-(٦٢٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ))

[1417]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی تو گویا اس کا اہل ومال ہلاک ہوگیا۔

مفردات الحدیث ❶ **وتر اهله وماله**: اہل اور مال کے لام پر نصب اور رفع (زبر، پیش) دونوں آسکتے ہیں۔ اکثر ائمہ اہل ومال کو مفعول ثانی مانتے ہیں کیونکہ وتر کے دو مفعول آتے ہیں قرآن مجید ﴿لن يتركم اعمالكم﴾ (سورۃ حجر:٣٥) معنی ہوگا سلب کر لینا کہ اس سے اس کا اہل ومال سلب کر لیے گئے اور بقول ابن عبدالبر رحمہ اللہ سلب بھی اس طور پر کیے گئے کہ اس سے بدلہ اور انتقام لینے کی ضرورت ہے۔ اس طرح اسے دہرا غم لاحق ہے اہل اور مال سے محرومی اور بدلہ اور انتقام لینے کی صورت وحیلہ کی فکر وتلاش۔ اور اگر اہل ومال کو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھیں تو معنی ہوگا اس کا اہل ومال تباہ وہلاک ہوگیا۔ ❷ **تفوته العصر**: علماء نے عصر کے فوت ہونے کے مختلف معانی مراد لیے ہیں: (١) عصر کا وقت نکل گیا۔ (٢) سورج کی رنگت بدل گئی۔ (٣) وقت مختار نکل گیا۔ (٤) عصر کی جماعت رہ گئی۔ عصر کی نماز کی تخصیص اس لیے ہے کہ یہ کاروبار اور خرید وفروخت میں مشغولیت کا وقت ہے اور انسان دنیوی کاروبار کو ترجیح دیتے ہوئے اس نماز سے سستی کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ اپنے اہل وعیال کی خاطر کرتا ہے۔ اس لیے فرمایا یہ حرکت جن کی خاطر کر رہا ہے تو یہ درحقیقت ان دونوں کی خیر وبرکت سے محروم ہو رہا ہے۔

[1418] (..) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ

[1417] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: اثم من فاتته العصر برقم (٥٥٢) واخرجه وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة العصر برقم (٤١٤) انظر (التحفة) برقم (٨٣٤٥)

[1418] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: التشديد في تاخير العصر ١/ ٢٥٥ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: المحافظة على صلاة العصر برقم (٦٨٥) انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٩)

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ و قَالَ أَبُوبَكْرٍ رَفَعَهُ

[1418] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1419] (٢٠١ـ(..) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ))

[1419]۔ حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا وہ اپنے اہل اور مال سے محروم ہوگیا۔

[1420] ٢٠٢ـ(٦٢٧) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ))

[1420]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، جس طرح انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے (جنگ میں) مشغول کر کے روکا، حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔

[1421] (..) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1419] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٨)

[1420] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة رقم (٢٩٣١) وفي المغازي: باب: غزوة الخندق برقم (٤١١١) وفي التفسير باب: ﴿حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى﴾ برقم (٤٥٣٣) وفي الدعوات باب: الدعاء على المشركين برقم (٦٣٩٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: في وقت صلاة العصر برقم (٤٠٩) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٤) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: المحافظة على صلاة العصر ١/ ٢٣٦ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٢٣٢)

[1421] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤١٩)

[1421] امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق آنے والے باب سے ہے، پاکستانی نسخوں میں اس کو اگلے باب کے تحت ہی درج کیا گیا ہے، معلوم نہیں علامہ محمد فواد عبدالباقی کے نسخہ میں یہ فروگزشت کیسے ہوگئی۔

٣٧...... بَابُ: اَلدَّلِيلِ لِمَنْ قَالَ: اَلصَّلَاةُ الْوُسْطَى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ

باب ۳۷: اس بات کی دلیل کہ صلوۃ وسطی (درمیانی نماز) سے مراد عصر کی نماز ہے

[1422] ٢٠٣-(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ((شَغَلُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى آبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ نَارًا أَوْ بُيُوتَهُمْ أَوْ بُطُونَهُمْ)) شَكَّ شُعْبَةُ فِي الْبُيُوتِ وَالْبُطُونِ

[1422]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے وقت فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول رکھا، حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو یا گھروں کو یا پیٹوں کو آگ سے بھر دے (گھروں اور پیٹوں کے بارے میں شعبہ کو شبہ لاحق ہوا)

مفردات الحدیث ✲ آبت الشمس: سورج اپنی جگہ لوٹ آیا، یعنی غروب ہوگیا۔

[1423] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ وَلَمْ يَشُكَّ

[1423] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں بغیر شک کے بیوتھم وقبورھم (ان کے گھروں اور قبروں کو) آیا ہے۔

[1424] ٢٠٤-(. .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ

[1422] تقدم تخريجه برقم (١٤١٩)
[1423] تقدم تخريجه برقم (١٤١٩)
[1424] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٠٣١٥)

عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ قَالَ قُبُوْرَهُمْ وَبُطُوْنَهُمْ نَارًا))

[1424] ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن، جبکہ آپ خندق کے درّوں میں سے کسی درّہ پر تشریف فرما تھے، فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول رکھا، حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو (یا فرمایا ان کی قبروں اور پیٹوں کو) آگ سے بھر دے۔

[1425] ۲۰۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوْكُرَيْبٍ قَالُوْا نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1425] ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز عصر کی نماز سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، پھر آپ نے اسے دونوں رات کی نمازوں مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا۔

[1426] ۲۰۶۔(۶۲۸) وحَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوْفِيُّ قَالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَامِيُّ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوْ اصْفَرَّتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) أَوْ قَالَ ((حَشَا اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا))

[1425] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۲۳)

[1426] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی صلاة الوسطی انها العصر وقد قیل انها الظهر برقم (۱۸۱) وفی التفسیر باب: ومن سورت البقرة برقم (۲۹۸۵) مختصرا وقال هذا حدیث حسن صحیح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: المحافظة علی صلاة العصر برقم (۶۸۶) انظر (التحفة) برقم (۹۵۴۹)

[1426]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز سے مشغول رکھا، یہاں تک کہ سورج سرخ یا زرد ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز، عصر کی نماز سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، یا فرمایا: مَلأَ اللّٰہ کی بجائے حشا اللہ اجوافهم وقبورهم نارا، فرمایا۔ ملا اور حشا دونوں کا معنی بھرنا ہے، اجواف اور بطون پیٹوں کو کہتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نماز کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شغف اور شوق کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کو اس کے تاخیر سے پڑھنے کا اتنا رنج اور قلق ہوا کہ آپ نے اس کا باعث بننے والے مشرکوں کے خلاف دعا کی۔ حالانکہ آپ نے طائف کی وادیوں میں پیغام توحید سنانے پر لہولہان کرنے، دل آزار باتیں کہنے اور غنڈوں اور اوباشوں کے آوازیں کسنے پر، ان کے خلاف دعا نہیں کی تھی۔ اس طرح مشرکوں کے ہر قسم کے ظلم وستم روا رکھنے پر ان کے خلاف دعا نہیں کی۔ لیکن غزوہ خندق کے موقعہ پر نماز کا وقت نکل جانے پر آپ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا، لیکن آج ہماری حالت کیا ہے؟ بلا وجہ اور بلا عذر نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ❷ غزوہ خندق تک نماز خوف (جنگ کی نماز) کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے آپ نے جنگ والی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ الصلوۃ الوسطی کے مراد نماز عصر ہے۔

[1427] ٢٠٧ـ(٦٢٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ

عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطَى فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطَى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ قالت عائشة: سمتعها من رسول الله

[1427] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت صلاة العصر برقم (٤١٠) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة باب: المحافظة علی صلاة العصر برقم (٤٧١) انظر (التحفة) برقم(١٧٨٠٩)

[1427] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس کی روایت ہے کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے قرآن مجید لکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب تم اس آیت "حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى" (بقرہ:۲۳۸) نمازوں کی نگہداشت کرو، خاص کر درمیانی نماز کی تو مجھے اطلاع کرنا تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے مجھے لکھوایا، حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين، نمازوں کا اہتمام وحفاظت کرو، خاص کر درمیانی نماز یعنی نماز عصر کا اور اللہ کے حضور عاجزانہ انداز سے کھڑے ہو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔

[1428] ۲۰۸۔(۶۳۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَاهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ ((حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى)) فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ هِيَ إِذَنْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

[1428] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حافظوا على الصلوات وصلاة العصر نازل ہوئی، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، ہم نے اس طرح پڑھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو تبدیل کر دیا اور آیت اس طرح اتری: حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى تو ایک انسان جو شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان سے پوچھا تو پھر اس سے مراد، عصر کی نماز ہے۔تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں تمہیں بتا چکا ہوں، آیت کیسے اتری اور اللہ تعالیٰ نے کیسے اسے تبدیل کیا۔اصل حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

[1429] قَالَ مُسْلِم وَرَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَرَأْنَاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ زَمَانًا بِمِثْلِ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ

[1429] امام مسلم فرماتے ہیں: یہی روایت اشجعی نے سفیان ثوری کے واسطے سے اسود بن قیس کی شقیق بن عقبہ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنائی، انہوں نے کہا، ہم ایک عرصہ تک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے رہے، جیسا کہ فضیل بن مرزوق کی حدیث ہے۔

[1428] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۶۸)

[1429] تقدم تخريجه

فائدہ:......اس آیت مبارکہ میں صلاۃ العصر کا لفظ بطور تفسیر تھا۔ اس لیے انہوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) اس کو اپنے مصحف میں لکھوایا اور نبی اکرم ﷺ نے تعلیم کے وقت اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا، اس لیے جب مصحف امام لکھوایا گیا، جس کے مطابق دوسرے مصحف تیار ہوتے تھے تو یہ لفظ نہیں لکھا گیا، باقی رہا یہ مسئلہ کہ حدیث خبر واحد ہے اور قرآن مجید تواتر سے ثابت ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا قرآن ہونا جس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اسی سے اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اب یہ قرآن ہے ہی نہیں کہ اس کے لیے تواتر شرط ہو، اس آیت کے لیے متواتر ہونا شرط ہے، جو قرآن میں موجود ہو، اس لیے جنہوں نے اس کو قرآن سمجھا تھا، انہوں نے اس تفسیر کو منسوخ بھی سمجھا اور جنہوں نے اس کو قرآن نہیں سمجھا بلکہ تفسیر سمجھا، انہوں نے اپنے ذاتی مصحف میں اپنی یادداشت کے لیے اس کو لکھا، بہرحال تمام احادیث مذکورہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے، اس لیے یہی صحیح اور راجح قول ہے اور اس کے علاوہ اقوال درست نہیں ہیں، اگرچہ چونکہ نمازیں پانچ ہیں، اس لیے ہر نماز کو درمیان میں رکھ کر اس کو درمیانی نماز کا نام دیا جا سکتا ہے اور دیا بھی گیا ہے۔ حتیٰ کہ عطف کو مغایرت کے لیے مان کر، پانچ نمازوں کے سوا جمعہ کو بھی درمیانی نماز کا نام دیا گیا ہے اور ہر قول کے لیے کوئی نہ کوئی سبب بیان کیا گیا ہے۔

[1430] ٢٠٩-(٦٣١) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ أَبُو غَسَّانَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَوَاللّٰهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

[1430] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: من صلى بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت برقم (٥٩٦) وفي باب: قضاء الصلوات الاولى فالاولى برقم (٥٩٨) مختصرا وفي الاذان، باب قول الرجل ما صلينا برقم (٦٤١) وفي الخوف باب: الصلاة عند مناهضة الحصون ولقاء العدو برقم (٩٤٥) وفي المغازي، باب: غزوة الخندق وهي الاحزاب برقم (٤١١٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل تفوته الصلوات يأتيهن يبدا برقم (١٨٠) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: اذا قيل للرجل هل صليت هل يقول لا ٣/ ٨٤۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٥٠)

[1430] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خندق کے روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قریشی کافروں کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کو ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ کی قسم! میں نے بھی نہیں پڑھی۔ پھر ہم وادی بطحان میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔

[1431] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ انَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

[1431] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر عذر اور مجبوری کی بنا پر کچھ نمازیں رہ جائیں تو ان کی قضا ترتیب سے دی جائے گی۔

۳۸...... بَاب :فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا

باب ۳۸: صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی نگہداشت

[1432] ۲۱۰۔(۶۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ))

[1432] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کے وقت باری، باری آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر جنہوں نے

[1431] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱٤۲۸)

[1432] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: فضل صلاة العصر (۵۵۵) وفی التوحید باب قول الله تعالی: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ برقم (۷٤۲۹) وفی باب کلام الرب مع جبريل نداء الله الملائكة برقم (۷٤۸٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: فضل صلاة الجماعة ۱/ ۲٤۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۸۰۹)

رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے، تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں ہم ان کو (صبح) چھوڑ کر آئے ہیں جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس (عصر کے وقت) پہنچے تھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ:...... جمہور عرب اور اکثر نحوی، جن کے سرخیل امام النحو سیبویہ ہیں کا نظریہ ہے کہ اگر فاعل ظاہر ہو، تثنیہ ہو یا جمع تو فعل مفرد لائیں گے، اس کے ساتھ تثنیہ یا جمع کی ضمیر لانا جائز نہیں ہے لیکن بنو حارث بن کعب کے نزدیک، علامت تثنیہ اور جمع لانا جائز ہے اور یتعاقبون فیکم ملائکۃ، انہیں کے قول کے مطابق ہے، اس لیے اخفش اور اس کے ہمنوا، قرآن مجید کی آیت ''واسروا النجوی الذین ظلموا''، کو بھی اس پر محمول کرتے ہیں کہ الذین ظلموا فاعل ظاہر اور اسروا فعل جمع ہے اس کے ساتھ ضمیر جمع موجود ہے، اس طرح ملائکہ فاعل ظاہر ہے اور یتعاقبون فعل جمع ہے، لیکن سیبویہ اور اس کے ہمنوا الذین ظلموا اور ملائکۃ کو فعل سے متصل ضمیر جمع سے بدل بناتے ہیں، ان کو فاعل تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن اگلی روایت میں الملائکۃ یتعاقبون ہے الملائکۃ مبتداء اور یتعاقبو فعل فاعل ہے ملائکۃ کی مناسبت سے ضمیر فاعل جمع لائی گئی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **یتعاقبون**: یکے بعد دیگرے یا باری باری آتے ہیں، ایک گروہ کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے اور دوسرے کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے، دوسرے گروہ کی آمد کے بعد پہلا گروہ جاتا ہے، اس طرح فرشتوں کی ڈیوٹی صبح اور عصر کے وقت تبدیل ہو جاتی ہے تاکہ صبح کے وقت وہ اللہ کے بندوں کو نرم وگرم بستروں اور پیاری اور میٹھی نیند کو اللہ کی رضا کی خاطر چھوڑتا دیکھ لیں اور عصر کے وقت فکر معاش اور کاروبار کو چھوڑتا دیکھ لیں اور صبح وعصر کی نماز کی اس اہمیت کی بنا پر یہ بندے میں دیدار الٰہی کی صلاحیت واستعداد پیدا کرتی ہیں۔

[1433] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِيْ الزِّنَادِ

[1433] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتے تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں (یعنی ملائکہ کا لفظ یتعاقبون سے پہلے ہے) آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[1434] ٢١١-(٦٣٣) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ

[1433] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٠)

[1434] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاۃ، باب: فضل صلاۃ العصر (٥٥٤) ←

جَرِيرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) يَعْنِي الْعَصْرَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ قَرَأَ جَرِيرٌ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

[1434] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: ہاں تم یقیناً اپنے رب کو دیکھو گے، جس طرح اس چاند (ماہ کامل) کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیکھنے میں تمہارا اژدحام (بھیڑ) نہیں ہوگا یا کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی پس اگر تم یہ کرسکو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب سے پہلے کی نماز کے سلسلہ میں مغلوب نہ ہو (نہ ہارو) یعنی عصر اور فجر کی نماز کی پابندی کرو، پھر جریر نے یہ آیت پڑھی، اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کر سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔ (طٰہٰ: ۱۳۰)

مفردات الحدیث

* **لَا تُضَامُّوْن:** اگر اس لفظ کو ضم سے ماخوذ مانیں تو یہ باب تفاعل سے ہوگا اور ت پر ختم ہوگا اور معنی ہوگا جمع ہونا، اژدحام کرنا اور اگر اس کو ضیم سے (ظلم وزیادتی) سے ماخوذ مانیں تو یہ ثلاثی مجرد سے مضارع مجہول ہوگا مقصد یہ ہے کہ جس طرح چاند ماہ کامل ہو اس کے دیکھنے میں اژدحام یا دھکم پیل نہیں ہوتا، یا ظلم وزیادتی کرکے کسی کو دیکھنے سے محروم نہیں کیا جاسکتا، اس طرح ہر انسان اپنی اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث میں دیدار الٰہی کی استعداد اور لیاقت پیدا کرنے یا دیدار سے تمتع ہونے کے لیے صرف دو نمازوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے ایک طرف تو ان نمازوں کی فضیلت واہمیت ثابت ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں نمازوں پر ہیشگی اور دوام باقی نمازیں ادا کرنے کا باعث اور سبب ہے، جو ان کی پابندی کرے گا، یقیناً وہ باقی نمازوں کو بھی پڑھے گا۔ ❷ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ماہ کامل کی رؤیت (دیکھنا) سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ہم اپنے سر کی آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ بغیر کسی اژدحام اور

← وفي باب فضل صلاة الفجر (٥٧٣) وفي التفسير، باب ﴿سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب﴾ برقم (٤٨٥١) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٣٤) برقم (٧٤٣٥) وبرقم (٧٤٣٦)۔ وابو داود في (سننه) في السنة، باب: في الروية رقم (٤٧٢٩) والترمذي في (جامعه) في (صفة الجنة) باب: ما جاء في رفعة الرب تبارك و تعالى برقم (٢٥٥١) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في المقدمة، باب: فيما انكرت الجهمية رقم (١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٣٢٢٣)

مشقت کے ماہ کامل کو دیکھ لیتے ہیں، اسی طرح مسلمان اپنے سر کی آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ بغیر کسی کلفت ودقت کے اللہ کے دیدار سے لذت وفرحت حاصل کریں گے، اس طرح حدیث میں تشبیہ کا تعلق صرف دیکھنے سے ہے۔ ماہ کامل کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ نہیں دی گئی۔

[1435] ٢١٢۔(. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوأُسَامَةَ وَوَكِيعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَمَا ((إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ)) وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَلَمْ يَقُلْ جَرِيرٌ

[1435]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اس میں ہے: ہاں تم یقیناً اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو اسے اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو، پھر راوی نے قرأ کے بعد جریر کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1436] ٢١٣۔(٦٣٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُوكُرَيْبٍ نَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ وَمِسْعَرٍ وَالْبَخْتَرِيِّ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعُوهُ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي

[1436]۔ ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے نماز پڑھتا ہے۔ وہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ یعنی جو فجر اور عصر پڑھتا ہے تو ان سے ایک بصری آدمی نے پوچھا، کیا تو نے یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں تو اس آدمی نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں میں نے بھی یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اس کو سمجھ کر یاد رکھا۔

[1435] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٢)

[1436] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في المحافظة على وقت الصلوات برقم (٤٢٧) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة باب: فضل صلاة العصر برقم (١/ ٢٣٥ وفي باب فضل صلاة الجماعة ١/ ٢٤١۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٧٨)

[1437] ٢١٤ ـ(. .) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ بِالْمَكَانِ الَّذِي سَمِعْتَهُ مِنْهُ

[1437]۔ حضرت ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھتا ہے، وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ان کے پاس ایک بصرہ کا باشندہ تھا۔ تو اس نے پوچھا، کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے براہ راست یہ حدیث سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، میں اس پر شہادت دیتا ہوں، اس نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں، میں نے آپ سے ایسی جگہ سے سنا، جہاں سے میں اسے سن سکتا تھا، یا اس جگہ میں نے سنا، جہاں تو نے آپ ﷺ سے سنا تھا۔

[1438] ٢١٥ ـ(٦٣٥) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ

عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[1438]۔ ابوبکر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو ٹھنڈے وقت کی نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مفردات الحدیث: صلی البردین: فجر اور عصر کی نمازیں ٹھنڈے وقت میں ہوتی ہیں، اس لیے ان کو بردین (ٹھنڈی دو نمازیں) سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

فائدہ: ...... ان حدیثوں میں صرف فجر اور عصر کی نماز کی پابندی کرنے پر دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی نمازیں نہ بھی پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان دو نمازوں کی پابندی اور اہتمام کرنے والا یقیناً باقی نمازوں کی بھی پابندی اور حفاظت کرے گا، اس لیے ان کے الگ تذکرہ کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ یا یہ ان لوگوں کے لیے جنت کی بشارتیں ہے جو اس وقت ایمان لائے جبکہ ابھی پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں۔

[1437] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٤)

[1438] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة باب: فضل صلاة الفجر برقم (٥٧٤) وبرقم (٥٧٤) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٣٨)

[1439] (. .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ خِرَاشٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَا جَمِيعًا قَالَا جَمِيعًا نَا هَمَّامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَنَسَبَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَا ابْنُ أَبِي مُوسَى

[1439]۔ امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳۹...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

باب ۳۹: مغرب کا اول وقت سورج کے غروب ہونے پر ہے

[1440] ۲۱۶۔(۶۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

[1440]۔ حضرت یزید بن ابی عبید کی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردہ کی اوٹ میں چلا جاتا۔

[1441] ۲۱۷۔(۶۳۷) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ
رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

[1439] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٦)

[1440] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٦١) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: في وقت المغرب برقم (٤١٧) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في وقت المغرب برقم (١٦٤) وقال: حديث مسلم بن الاكوع حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وفي صلاة المغرب (٦٨٨) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٥)

[1441] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٥٩) وابن ماجه في (سننه) في الصلاة: باب وقت صلاة المغرب برقم (٦٨٧) انظر (التحفة) برقم (٣٥٧٢)

[1441] ۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر واپس پلٹتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

[1442] (. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ

حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ بِنَحْوِهِ

[1442] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کی نماز عموماً اول وقت میں ہی پڑھتے تھے بلا کسی عذر اور مجبوری کے اس میں زیادہ تاخیر روا نہیں رکھتے تھے۔

۴۰...... بَاب: وَقْتِ الْعِشَآءِ وَتَأْخِيرِهَا

باب ۴۰: عشاء کی نماز کا وقت اور اس میں تاخیر

[1443] ۲۱۸-(۶۳۸) وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

أَعْتَمَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِي بِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ حِينَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ ((مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ)) وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَّفْشُوَ الْإِسْلَامُ فِي النَّاسِ زَادَ حَرْمَلَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَنْزُرُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الصَّلٰوةِ وَذَاكَ حِينَ صَاحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

[1443] ۔نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کسی رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز، جسے عتمہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، کے لیے آنے میں تاخیر کر دی، رسول اللہ ﷺ گھر سے نہ نکلے حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، (مسجد میں آنے والی) عورتیں اور بچے سو گئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ

[1442] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٤٣٩)

[1443] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٥)

تشریف لائے اور نکل کر مسجد کے حاضرین سے فرمایا: اہل زمین سے تمہارے سوا اس نماز کا کوئی بھی منتظر نہیں ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ ابھی لوگوں میں اسلام نہیں پھیلا تھا، حرملہ نے اپنی روایات میں ابن شہاب سے یہ اضافہ بیان کیا: مجھے بتایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے لیے روانہ تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے نماز کے لیے اصرار کرتے یہ اس وقت فرمایا جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پکارا۔

[1444] (. .) و حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَذُكِرَ لِي وَمَا بَعْدَهُ

[1444] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں سے زہری کا حرملہ والا حصہ بیان نہیں کیا۔

[1445] ٢١٩۔(. .) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَانَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ ((إِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي)) وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي

[1445]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات دیر کر دی، حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا، حتیٰ کہ اہل مسجد سو گئے، آپ نے تشریف لا کر نماز پڑھائی اور فرمایا: یہی اس کا بہتر وقت ہے، اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا ڈر نہ ہوتا اور عبدالرزاق کی حدیث میں ان اشق کی بجائے ان یشق ہے۔

مفردات الحدیث ❶ ان تنزروا: یہ کہ تم اصرار اور الحاح سے کام لو، آپ سے تقاضا کرو، ❷ اعتم: عتمہ سے ماخوذ ہے رات کے اندھیرے کو کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ عام وقت سے کافی دیر کر دی۔

[1444] اخرجه البخاري في (صحيحه) في كتاب مواقيت الصلاة، باب: فضل العشاء، برقم (٥٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٤٤)

[1445] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: آخر وقت العشاء ١/ ٢٦٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٨٤)

[1446] ۲۲۰-(۶۳۹) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ **((إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلٰى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ))** ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى

[1446]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات ہم عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں رکے رہے تو رات کا تہائی گزرنے پر یا اس کے بعد آپ تشریف لائے ہمیں معلوم نہیں گھر کی کوئی مشغولیت تھی یا کچھ اور تھا تو آپ نے نکل کر فرمایا: بے شک تم ایک ایسی نماز کے انتظار میں ہو کہ کسی اور دین والے اس کے منتظر نہیں اور اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ میری امت کے لیے گرانی کا سبب ہوگا تو میں انہیں اسی گھڑی نماز پڑھایا کرتا۔ پھر آپ نے موذن کو حکم دیا اس نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔

[1447] ۲۲۱-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ **((لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اللَّيْلَةَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ))**

[1447]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے مشغول ہو گئے تو آپ نے دیر کر دی، حتیٰ کہ ہم مسجد میں سو گئے، پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج رات تمہارے سوا اہل زمین سے کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔

[1448] ۲۲۲-(۶۴۰) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

[1446] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت العشاء الآخر برقم (۴۲۰) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: آخر وقت العشاء ۱/ ۲۶۷۔ انظر (التحفة) برقم (۷۶۴۹)

[1447] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب برقم (۵۷۰) وابو داود فی (سننه) فی الوضوء من النوم برقم (۱۹۹) انظر (التحفة) برقم (۷۷۷۶)

[1448] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی اللباس والزینة باب: فی لبس الخاتم فی الخنصر من ←

عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ كَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ)) قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى بِالْخِنْصِرِ

[1448] ۔حضرت ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک موخر کی، یا آدھی رات گزرنے کو تھی پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا: لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں اور تم نماز ہی میں تصور ہوگے جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھے رہو گے۔ حضرت انس نے بتایا، گویا کہ ابھی میں آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی اٹھا کر اشارہ کیا کہ انگوٹھی اس میں تھی۔

[1449] ۲۲۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَظَرْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً حَتّٰى كَانَ قَرِيبٌ مِّنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِضَّةٍ

[1449] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا، حتیٰ کہ وقت آدھی رات کے قریب ہوگیا تو پھر آپ نے آ کر نماز پڑھائی، پھر آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی گویا کہ میں آپ کے ہاتھ میں، آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

[1450] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا قُرَّةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

[1450] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں بیان کیا کہ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

← الید برقم (٦٣) بنحوه والنسائی فی (المجتبی) فی الزینة، باب: موضع الخاتم ٨/ ١٩٤۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣٣)

[1449] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزینة باب: صفة خاتم النبی ﷺ برقم (٨/ ١٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٦)

[1450] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٤٧)

[1451] ٢٢٤-(٦٤١) وحَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي أَمْرِهِ حَتّٰى أَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ ((**عَلٰى رِسْلِكُمْ أُعْلِمُكُمْ وَأَبْشِرُوا أَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ**)) أَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا نَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحِينَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1451]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو کشتی میں میرے ساتھ آئے تھے، بطحان کی وسیع جگہ میں اترے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف فرما تھے اور ہر رات ہماری ایک جماعت باری باری عشاء کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ اپنے کسی کام میں مشغول تھے، حتی کہ آپ نے نماز کو آدھی رات تک مؤخر کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حاضرین کو نماز پڑھائی تو جب آپ نے نماز پوری کر لی، حاضرین کو فرمایا: ذرا ٹھہرو، میں تمہیں بتاتا ہوں اور خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے، لوگوں میں سے کوئی بھی اس وقت تمہارے سوا نماز نہیں پڑھتا۔ یا آپ نے فرمایا: اس وقت تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی، راوی کو یاد نہیں ابوموسیٰ نے کونسا جملہ کہا تھا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا، ہم رسول اللہ ﷺ کی بات سن کو خوش خوش واپس آئے، ابهار اللیل، رات آدھی گزر گئی۔

[1452] ٢٢٥-(٦٤٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا

[1451] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقيت الصلاة، باب: فضل العشاء برقم (٥٦٧) انظر (التحفة) برقم (٩٠٥٨)

[1452] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقيت الصلاة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب برقم (٥٧١) وفی التمنی، باب: ما یجوز من اللهو برقم (٧٢٣٩) والنسائی فی (المجتبی) ←

ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَآءَ الَّتِي يَقُولُهَا النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِمَامًا وَخِلْوًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَعْتَمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَآءَ قَالَ حَتّٰى رَقَدَ نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَآءً وَّاضِعًا يَدَهُ عَلٰى شِقِّ رَأْسِهِ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُّصَلُّوهَا كَذٰلِكَ)) قَالَ فَاسْتَثْبَتُّ عَطَآءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِي عَطَآءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيدٍ ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلٰى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتّٰى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطِشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذٰلِكَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ كَمْ ذُكِرَ لَكَ أَخَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ عَطَآءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَامًا وَخِلْوًا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ فَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ ذٰلِكَ خِلْوًا أَوْ عَلَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَأَنْتَ إِمَامُهُمْ فَصَلِّهَا وَسَطًا لَا مُعَجَّلَةً وَّلَا مُؤَخَّرَةً

[1452]۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ کے نزدیک عشاء کی نماز جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں، میرے لیے امامت یا انفرادی طور پر کس وقت پڑھنا محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ ایک رات نبی ﷺ نے عشا کی نماز میں دیر کر دی، حتیٰ کہ لوگ سو گئے اور بیدار ہوئے، پھر سو گئے اور بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا، نماز پڑھائیے، عطاء نے بتایا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس پر نبی اکرم ﷺ نکلے، گویا کہ میں ابھی آپ کو دیکھ رہا ہوں، آپ کے سر سے پانی گر رہا تھا اور آپ نے اپنے سر کی ایک جانب، اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں مبتلا ہو گی تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ اس نماز کو اس وقت پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے تحقیق کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں نبی اکرم ﷺ کی اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھنے کی کیا کیفیت بتلائی تھی؟ تو عطاء نے میرے سامنے اپنی انگلیاں تھوڑی سی کھولیں، پھر اپنی انگلیوں کے کنارے سر کے ایک جانب رکھے، پھر ان کو نیچے کیا، اس طرح ان کو سر پر پھیرا، حتیٰ کہ ان

← فی المواقیت، باب: ما یستحب من تاخیر العشاء ۱/ ۲۶۰ وبرقم (۵۳۱) انظر (التحفة) برقم (۵۹۱۵)

کے انگوٹھے نے کان کے چہرے کے قریب والے کنارے کو چھوا، پھر کنپٹی اور داڑھی کے کنارے پر پہنچا، آپ نے نہ تاخیر کی اور نہ کچھ جلد بازی سے کام لیا، اس طرح کیا، میں نے عطاء سے پوچھا، آپ کو اس رات نبی اکرم ﷺ کی کس قدر تاخیر بتائی؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں، عطاء نے کہا مجھے یہی پسند ہے کہ میں امام ہوں یا اکیلا، نماز تاخیر سے پڑھوں، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اس رات پڑھی تھی، اگر تمہارے لیے انفرادی طور پر یا لوگوں کے لیے جماعت کی صورت میں جبکہ تم امام ہو یہ دشواری کا باعث ہو تو اس کو درمیانے وقت میں پڑھو نہ جلدی کرو اور نہ تاخیر۔

مفردات الحدیث ❶ خلوا: یعنی منفرداً، اکیلے، انفرادی طور پر۔ ❷ استثبت: میں نے چھان بین سے کام لیا، تحقیق کی۔ ❸ صَبَّهَا: اسے جھکایا، نیچے کیا۔ ❹ لا یقصر ولا یبطشُ: نہ دیر کی اور نہ جلدی سے کام لیا، لفظی معنی نہ کوتاہی کی اور نہ گرفت کی، مقصد یہ ہے انگلیوں کو میانہ روی کے ساتھ سر پر پھیرا اور پانی نچوڑا۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے امت کے لیے رسول اکرم ﷺ کی شفقت اور پیار کا اظہار ہو رہا ہے اور اس خواہش و آرزو کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنی امت کی سہولت اور آسانی عزیز تھی، مشقت و دشواری سے محفوظ رکھنے کی کوشش فرماتے تھے، اس کے باوجود امت، اسلامی احکام وہدایات کو دشوار محسوس کرے یا ان پر عمل کرنے سے پہلوتہی کرے تو اس پر افسوس کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے۔ ❷ تاخیر عشاء والی روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان بیٹھے بیٹھے سو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ الا یہ کہ اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی ہوا خارج ہو گئی ہے۔ ❸ عشاء کی نماز ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے، لیکن اس میں نمازیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر تاخیر نمازیوں کے لیے دقت اور دشواری کا باعث ہو تو پھر اعتدال اور توسط کی راہ کو اختیار کیا جائے گا۔ ❹ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو احکام کی حلت وحرمت اور ایجاب وتحریم کا اختیار دے کر بھیجتا ہے۔ اور نبی کا یہ منصب ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے فرض کر دے اور جس چیز کو چاہے حرام کر دے درست نہیں ہے رسول جو کچھ فرماتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے فرماتا ہے، اس کا ہر حکم اللہ کی رضا کے تابع ہوتا ہے، جس کا اصول خود قرآن مجید میں: ﴿وما ینطق عن الهوی﴾ ان هو الا وحی یوحی (النجم) کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے، اگر وہ خود مختار ہوتا۔ تو پھر ما کان لنبی ان یکون له اسری، الایه (الانفال) ما کان النبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین (توبه) الایة، عفا الله عنك لم اذنت (توبه) یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لك، الآیة (تحریم) ان تنبیہات کی ضرورت پیش نہ آتی، پھر ان الحکم الا لله، الا له الحکم والامر کا کیا مفہوم ہوگا؟ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ کا پیغام رساں ہوتا ہے اور اس پیغام کی تشریح وتوضیح، اپنے قول وعمل سے اللہ تعالیٰ کی وحی جلی اور وحی خفی کی روشنی میں فرماتا ہے اگر کہیں

اجتہادی طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو فوراً اس کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے مآل اور انجام کے اعتبار سے اس کا ہر قول وفعل امت کے لیے بلا حیل وحجت اور بلا چون وچرا واجب الاتباع ہوتا ہے اور اس کے بارے میں دل میں کسی قسم کا انقباض روا نہیں ہو سکتا۔ شارع اصل میں اللہ تعالیٰ ہے، بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رسول واسطہ ہے، رسول کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کو جاننا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، رسول کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ممکن نہیں ہے۔

[1453] ٢٢٦۔(٦٤٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

[1453]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

[1454] ٢٢٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخِفُّ الصَّلٰوةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ يُخَفِّفُ

[1454]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اوقات میں نمازیں پڑھتے تھے، جن اوقات میں تم نماز پڑھتے ہو، البتہ عشاء کی نماز تمہاری نماز سے کچھ تاخیر سے پڑھتے تھے اور نماز میں تخفیف کرتے تھے اور ابو کامل کی روایت میں تخفیف کے بعد الصلاۃ کا لفظ نہیں ہے۔

[1455] ٢٨۔(٦٤٤) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَغْلِبَنَّكُمْ ((الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ وَهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ))

[1453] اخرجه النسائی فی (المجتبی) باب: ما يستحب من تاخير العشاء ١/ ٢٦٦۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٧٠)

[1454] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٩٨)

[1455] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الادب، باب: فی صلاة العتمة برقم (٤٩٨٤) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: الكراهية فی ذلك ١/ ٢٧٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: النهی ان يقال: صلاة العتمة برقم (٧٠٤) انظر (التحفة) برقم (٨٥٨٢)

[1455] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تمہاری نماز کے نام پر تم پر گنوار غالب نہ آ جائیں، خبردار اس کا نام عشاء ہے، وہ اونٹوں کا دودھ دوہنے کی خاطر اندھیرا کر دیتے ہیں (اور اندھیرے کی بنا پر عشاء کو عتمہ کہتے ہیں)

مفردات الحدیث

* هم يعتمون بالابل: وہ اونٹ دوہنے کی خاطر اندھیرا کرتے ہیں، عتمہ رات کی تاریکی کو کہتے ہیں۔

[1456] ۲۲۹۔(. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَآءِ فَإِنَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَآءُ وَإِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ))

[1456] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عشاء کی نماز کے نام کے سلسلہ میں تم پر بدو غالب نہ آ جائیں، کیونکہ اللہ کی کتاب میں اس کا نام عشاء ہے اور بدو اونٹوں کا دودھ دوہنے میں اندھیرا کر لیتے ہیں۔

مفردات الحدیث

* حلاب: مصدر ہے اور معنی تھن سے دودھ نکالنا۔

فائدہ:...... آپ ﷺ نے عشاء کو عام طور پر عتمہ کہنے سے روکا ہے کہ اس کا غالب نام عتمہ ہو جائے، کبھی کبھار عتمہ کہنے سے منع نہیں فرمایا، اس لیے بعض مواقع پر آپ نے خود عشاء کو عتمہ کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور عتمہ نام رکھنے کا آپ نے سبب بھی بتا دیا ہے کہ گنوار چونکہ اونٹ دوہنے میں دیر کر دیتے ہیں اور اس کام میں اندھیرا پھیل جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس کو عتمہ کے نام سے پکارتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ عتمہ کہنا نہ شروع کر دینا کہ عشاء کا نام متروک یا مغلوب ہو جائے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿من بعد صلوة العشاء﴾ (النور ۵۸)

۴۱...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ التَّغْلِيسُ وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَائَةِ فِيهَا

باب ۴۱: نماز صبح جلد ہی اس کے اول وقت یعنی غلس (رات کی آخری تاریکی) میں پڑھنا اور اس میں قراءت کی مقدار کا بیان

[1457] ۲۳۰۔(۶۴۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ

[1456] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۴۵۳)

[1457] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: التغليس في الحضر ۱/ ۲۷۱ ←

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّينَ الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ

[1457] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں صبح کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتی تھیں، پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس آتیں اور انہیں (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی پہچان نہیں پاتا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ نساء المومنات: میں اضافة الموصوف الی الصفة ہے، جو بعض (کوفی) نحویوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اس لیے ان کو یہاں تاویل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ یہاں موصوف محذوف مانتے ہیں، یعنی نساء الا نفس المومنات یانساء الجماعات المومنات، بناتے ہیں، یانساء کو فاضلات کے معنی لیتے ہیں یعنی فاضلات المومنات جیسے کہتے ہیں رجال القوم یعنی فضلاء القوم اور جن کے نزدیک البصری جائز ہے ان کو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ❷ متلفعات لپٹی ہوئیں، پہنے ہوئے۔ ❸ مُرُوط: مرط کی جمع ہے۔ دھاری دار چادر۔

[1458] ۲۳۱۔(..) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ الْفَجْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يُعْرَفْنَ مِنْ تَغْلِيسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ

[1458] ۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان عورتیں فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوتی تھیں، درآں حالیکہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو رسول اللہ ﷺ کے اندھیرے میں نماز پڑھنے کی بنا پر پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

[1459] ۲۳۲۔(..) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا نا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ

← وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وقت صلاة الفجر برقم (٦٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٢)

[1458] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٤)

[1459] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: انتظار الناس قيام الامام العالم برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وَ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي رِوَايَتِهِ مُتَلَفِّفَاتٍ

[1459] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی گھروں کو لوٹتیں، اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں، انصاری کی روایت میں متلفعات کی جگہ متلففات ہے، چادروں میں ملفوف۔

فوائد ...... ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس قدر اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کہ نماز سے فراغت کے بعد واپس جانے والی عورتوں کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ مرد جا رہے ہیں یا عورتیں جا رہی ہیں یا ان میں یہ امتیاز نہیں ہو سکتا تھا کہ کونسی عورت جا رہی ہے حالانکہ روشنی میں عورت کی چال ڈھال اور ہیئت کذائی سے واقف کار اس کی شخصیت کو پہچان لیتے ہیں، اس لیے جمہور کے نزدیک، جس میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ شامل ہیں، اندھیرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور اسفروا بالصبح یا اصبحوا بالصبح، کا معنی یہ ہے کہ قراءت طویل کرو تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ پہلی رکعت میں شریک ہو سکیں، ہاں بعض مواقع پر آپ ﷺ نے ضرورت کے تحت صبح کی نماز دیر سے بھی پڑھی ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ کی پابندی کرتے ہوئے عورتیں مسجد میں باجماعت نماز پڑھ سکتی ہیں۔ ❷ اسفروا بالصبح کی توضیح اصبحوا بالصبح کا لفظ کر رہا ہے کہ صبح اچھی طرح ہو جائے، صبح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے، یعنی اذان صبح صادق کے بعد کہی جائے، صبح کاذب میں نہیں، اسفار روشنی کو کہتے ہیں، صبح روشن اس وقت ہوگی جب اچھی طرح صبح ہو جائے گی، اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں سورۃ بقرہ پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر سورہ ہود اور یوسف اور رعد پڑھ لیتے تھے اگر اس کا معنی احناف والا لیا جائے تو اس قدر طویل قراءت ممکن نہیں ہے۔

[1460] ٢٣٣۔(٦٤٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْحَجَّاجُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْنَا

← (٨٦٧) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الصبح برقم (٤٢٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی التغليس بالفجر برقم (١٥٣) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت باب: التغليس فی الحضر ١ / ٢٧١۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣١)

[1460] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٦٠) وفی باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا برقم (٥٦٥) وابو داود فی (سننه) ←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَأَحْيَانًا يُعَجِّلُ كَانَ إِذَا رَآهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ قَدْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ

[1460] ۔حضرت محمد بن عمرو بن حسن بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حجاج مدینہ منورہ آیا (اور نمازیں تاخیر سے پڑھنے لگا) تو ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز نصف النہار (یعنی زوال ہوتے ہی) پڑھتے تھے اور عصر ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج بالکل صاف اور روشن ہوتا تھا (اس کی گرمی اور روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا) اور مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز کبھی تاخیر سے پڑھتے اور کبھی جلدی پڑھ لیتے جب آپ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھ لیتے اور جب انہیں دیکھتے کہ انہوں نے دیر کر دی ہے تو تاخیر کر دیتے اور صبح لوگ یا آپ ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ظہر کی نماز کے بارے میں یہ معمول تھا کہ آپ زوال ہوتے ہی نصف النہار میں پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن دوسری حدیثوں کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آپ کا یہ معمول گرمی کے موسم میں نہیں تھا کیونکہ سخت گرمی کے موسم میں آپ ظہر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں آپ لوگوں کی سہولت اور ان کی آمد کا لحاظ کرتے تھے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جبکہ ابھی سورج کی گرمی اور روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑا ہوتا تھا، یعنی جلدی پڑھ لیتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ عشاء کے سوا ہر نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔

[1461] ٣٣٤۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ

[1461]۔حضرت محمد بن عمرو بن حسن بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حجاج نمازیں تاخیر سے پڑھتا تھا تو ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آگے مذکورہ بالا روایت بیان ہے۔

← في الصلاة، باب: في وقت صلاة النبي ﷺ وكيف كان يصليها برقم (٣٩٧) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: تعجيل العشاء برقم (١/ ٢٦٣۔ انظر (التحفة) برقم (٢٦٤٤)

[1461] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٥٨)

[1462] ٢٣٥-(٦٤٧) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَابَرْزَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ فَقَالَ كَأَنَّمَا أَسْمَعُكَ السَّاعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُهُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا قَالَ يَعْنِي الْعِشَاءَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ وَالْمَغْرِبَ لَا أَدْرِي أَيَّ حِينٍ ذَكَرَ قَالَ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ جَلِيسِهِ الَّذِي يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ

[1462]۔ سیار بن سلامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھتے ہوئے سنا، شعبہ نے پوچھا، کیا تو نے خود سنا؟ اس نے کہا: گویا کہ میں ابھی سن رہا ہوں، اس نے کہا، میں نے اپنے باپ کو ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے بتایا کہ آپ عشاء کی نماز کو آدھی رات تک موخر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں بعد میں میری ان سے پھر ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے (سیار نے) بتایا، آپ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ انسان نماز پڑھ کر مدینہ (کی آبادی) کے آخر پر ایسے وقت میں پہنچ جاتا جبکہ سورج ابھی زندہ ہوتا تھا (یعنی اس میں روشنی اور حرارت باقی ہوتی تھی وہ زرد اور ٹھنڈا نہیں ہوا ہوتا تھا) اور انہوں نے کہا، میں نہیں جانتا۔ انہوں نے مغرب کے لیے کونسا وقت بتایا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں میں بعد میں پھر سلامہ سے ملا اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ انسان سلام پھیر کر اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھتا جو اس کا آشنا ہوتا تھا۔ تو اس کو پہچان لیتا اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔

[1462] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت الظهر عند الزوال برقم (٥٤١) وفي باب: وقت العصر برقم (٥٤٧) وفي باب: ما يكره من السمر بعد العشاء برقم (٥٩٩) وفي: الاذان، باب: القراة في الفجر برقم (٧٧١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة النبي ﷺ وكيف كان يصليها برقم (٣٩٨) وفي الادب، باب: النهي على السمر بعد العشاء برقم (٤٨٤٩) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت باب: اول وقت الظهر ١/ ٢٤٦ وفي باب كراهية النوم بعد صلاة المغرب ١/ ٢٦٢ وفي باب ما يستحب من تاخير العشاء ١/ ٢٦٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة باب: وقت صلاة الظهر برقم (٦٧٤) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١١٦٠٥)

[1463] ۲۳۶۔(. . .) حدثنا عبید اللہ بن معاذ: حدثنا شعبہ عن سیار بن سلامۃ قال سمعت......
أَبَا بَرْزَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ

[1463]۔ امام شعبہ ابن سلامہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بعض دفعہ عشاء کی نماز، آدھی رات تک موخر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے، شعبہ کہتے ہیں پھر میں انہیں دوبارہ ملا تو انہوں نے کہا، یا تہائی رات تک موخر کرنا۔

[1464] ۲۳۷۔(. .) وحدثنا ابو کریب: حدثنا سوید بن عمرو الکلبی عز حماد بن سلمہ عن سیار ابن سلامۃ ابی المنہال قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَيَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْمِائَةِ إِلَى السِّتِّيْنَ وَكَانَ يَنْصَرِفُ حِينَ يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ

[1464]۔ حضرت ابو منہال سیار بن سلامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کو تہائی رات تک موخر کر دیتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا، ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز میں سو سے لے کر ساٹھ آیتوں تک پڑھتے تھے اور ایسے وقت میں سلام پھیرتے تھے کہ لوگ ایک دوسرے کے چہرے پہچان لیتے تھے۔

فائدہ:...... عشاء کی نماز سے پہلے اس طرح سونا کہ نماز با جماعت نکل جائے یا اس کا وقت مختار نکل جائے جائز نہیں۔ لیکن اگر انسان بیدار ہو کر جماعت کے ساتھ مل سکے یا کسی مجبوری کی بنا پر انفرادی طور پر پڑھنی ہو تو وقت مختار میں پڑھ لے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح عشاء کے بعد کسی دینی و دنیوی ضروری گفتگو میں مشغول ہو جائے اور اس کے معمولات تہجد یا کم از کم فجر کی نماز متاثر نہ ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن فضول اور بلا مقصد گفتگو یا ناول اور افسانہ کا مطالعہ، ٹی وی دیکھنا، جن سے عشاء کی نماز بھی فوت ہو جاتی ہے، درست نہیں ہے۔

[1463] تقدم تخریجہ فی الحدیث السابق برقم (۱٤٦٠)
[1464] تقدم تخریجہ برقم (۱٤٦٠)

۴۲...... بَاب: كَرَاهِيَةِ تَأْخِيرِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ وَمَا يَفْعَلُهُ الْمَأْمُومُ إِذَا أَخَّرَهَا الْإِمَامُ

باب ۴۲: وقت مختار (بہتر پسندیدہ) سے نماز کو موخر کرنا مکروہ ہے اور اگر امام نماز موخر کرے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہیے

[1465] ۲۳۸-(۶۴۸) حدثنا خلف بن هشام: حدثنا حماد بن زيدح: هدثني ابو الربيع الزهراني ابو كامل الجحدري قال حدثنا حماد بن زيد عن ابى عمران الجونى عن عبد الله بن الصامت عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا

[1465]۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کرو گے جب تمہارے حکمران ایسے لوگ ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت (مختار) سے تاخیر کر کے پڑھیں گے یا نماز کو اس کے وقت سے نکال کر مار ڈالیں گے؟ تو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز اپنے وقت پر پڑھ لو اور اگر دوبارہ ان کے ساتھ نماز پاؤ تو پڑھ لو، وہ تیرے لیے نفل ہو جائے گی۔

خلف نے عن وقتھا کا لفظ بیان نہیں کیا۔

فوائد :...... ❶ نماز اپنے وقت مختار میں سکون واطمینان کے ساتھ خشوع وخضوع کو قائم رکھ پڑھنا، نماز کو زندہ رکھنا ہے یعنی نماز کی روح اور مقصد کو ملحوظ رکھنا ہے اور نماز کو بلا عذر ومجبوری وقت کے ختم ہونے کے بعد یا وقت آخر میں پڑھنا یا اس میں بے پروائی اور نیم دلی کا مظاہرہ کرنا، جلدی جلدی بلا سکون واعتدال ٹھونگیں لگانا نماز کی روح اور اس کے مقصد کو ضائع کر کے اس کو مار ڈالنا ہے۔ ❷ اگر کسی امام کا یہ وطیرہ اور عادت ہو کہ وہ نماز ہمیشہ وقت مختار کے بعد یا وقت کے آخر میں یا وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھتا ہے تو نماز انفرادی طور پر یا جماعتی جیسے ممکن ہو پڑھ لینی چاہیے، اگر فتنہ وفساد کا خطرہ ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہیے، یہ دوسری نماز نفل ہو گی اور عام طور پر امراء یہ تاخیر، ظہر اور عصر کی نماز میں روا رکھتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ عصر کی نماز دوبارہ نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ عصر کے بعد نفل نہیں ہیں، درست نہیں ہے کیونکہ یہ نفل اپنی خوشی سے نہیں پڑھے جا رہے، ایک مجبوری اور

[1465] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا اخر الامام الصلاة عن الوقت برقم (٤٣١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى تعجيل الصلاة اذا اخرها الامام برقم (١٧٦) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب، ما جاء فيما اذا اخروا الصلاة عن وقتها برقم (١٢٥٦) انظر (التحفة) برقم (١١٩٥٠)

ضرورت کے تحت پڑھے جا رہے ہیں، بلا سبب عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔ ❸ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعد والی نماز نفل ہوگی اور پہلے پڑھی ہوئی نماز فرض ہوگی۔

[1466] ۲۳۹۔(. .) حدثنا یحی بن یحی: اخبرنا جعفر بن سلیمان بن ابی عمران عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ))

[1466]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو نماز کو مار ڈالیں گے تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا، پس اگر تم نے (دوبارہ ان کے ساتھ) وقت پر نماز پڑھ لی تو تمہاری نماز نفل ہو جائے گی، وگرنہ (اگر وہ وقت پر نہ پڑھیں) تم نے اپنی نماز کو بچا لیا۔

[1467] ۲۴۰۔(. .) وحدثنا ابو بکر بن شیبہ: حدثنا عبد اللہ بن ادریس عن شعبة عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ وَأَنْ أُصَلِّيَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ((فَإِنْ أَدْرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَدْ صَلَّوْا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ وَإِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً))

[1467]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے سننے اور ماننے کی تلقین کی، اگرچہ حکمران کٹے ہوئے اعضاء والا ہو اور یہ کہ میں نماز وقت پر پڑھوں: پھر اگر لوگوں کو پاؤں انہوں نے نماز (وقت کے بعد پڑھی ہے) تو تم اپنی نماز کو بچا لیا، وگرنہ (اگر انہوں نے وقت کے اندر پڑھ لی) تو تیری یہ نماز نفلی ہو جائے گی۔

فائدہ ......حکمران کیسا بھی ہو، اس کی جائز بات سننی اور ماننی چاہیے، اپنے ارادہ اور اختیار سے کسی اعضا بریدہ یا غلام کو حکمران نہیں بنایا جا سکتا، لیکن اگر وہ زبردستی اقتدار حاصل کر لے، یا خلیفہ ایسا حکمران مقرر کر دے تو اس کے جائز احکام مانیں جائیں گے۔

[1468] ۲۴۱۔(. . .) وحدثنی یحی بن حبیب الحارثی: حدثنی خالد بن الحارث حدثنا

[1466] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٦٣)

[1467] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٦٣)

[1468] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الامامة ، باب: الصلاة مع ائمة الجور ٢/ ٧٥ وفی ←

شعبه عن بديل قال سمعت ابا العالية يحدث عن عبد الله بن الصامت

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَضَرَبَ فَخِذِي ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا)) قَالَ قَالَ مَا تَأْمُرُ قَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ))

[1468] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو نماز کو اس کے وقت کے بعد پڑھیں گے؟ تو انہوں نے پوچھا آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز اس کے وقت میں پڑھ لو۔ پھر اپنی ضرورت کے لیے چلے جاؤ، اگر تیری مسجد میں موجودگی میں تکبیر شروع ہو جائے تو پڑھ لو۔

[1469] ٢٤٢۔(. .) وحدثنی زهير بن حرب: حدثنا اسماعيل بن ابراهيم عن ايوب

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلٰوةَ فَجَائَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي))

[1469] ۔حضرت ابو عالیہ براء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے نماز میں تاخیر کر دی اور میرے پاس عبداللہ بن صامت تشریف لائے، میں نے انہیں کرسی پیش کی وہ اس پر بیٹھ گئے، میں نے انہیں ابن زیاد کی حرکت سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنا ہونٹ کاٹا اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا، جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے، اس طرح میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا تو انہوں نے میری ران پر ہاتھ مارا جس طرح میں نے تیری ران پر ہاتھ مارا ہے۔ اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے تو آپ نے میری ران پر ہاتھ مارا جس طرح میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا ہے اور فرمایا: نماز وقت پر پڑھو، پھر اگر ان

← باب: اعادة الصلاة بعد ذهاب وقتها مع الجماعة برقم (٨٥٨) انظر (التحفة) برقم (١١٩٤٨)

[1469] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٤٦٦)

کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملے یا ان کے پاس موجود ہوتے ہوئے نماز تمہیں پا لے تو پڑھ لو اور یہ نہ کہو میں نے نماز پڑھ لی ہے۔اس لیے میں نہیں پڑھتا۔

[1470] ۲۴۳۔(...) وحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ أَوْ قَالَ ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ إِنْ أُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَإِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ))

[1470]۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی۔ یا آپ نے فرمایا: تیری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے، جو نماز کو اس کے وقت سے موخر کرلیں گے تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا، پھر اگر نماز کھڑی کردی جائے تو ان کے ساتھ پڑھ لینا، کیونکہ اس میں نیکی میں اضافہ ہے۔

[1471] ۲۴۴۔(...) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلْفَ أُمَرَاءَ فَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَضَرَبَ فَخِذِي ضَرْبَةً أَوْجَعَتْنِي وَقَالَ سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ ذٰلِكَ فَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ نَافِلَةً قَالَ و قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ذُكِرَ لِي أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ فَخِذَ أَبِي ذَرٍّ))

[1471] حضرت ابو عالیہ براء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن صامت سے پوچھا کہ ہم جمعہ کے دن، حکمرانوں کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں اور وہ نماز کو موخر کردیتے ہیں تو انہوں نے میری ران پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی اور کہا میں نے اس کے بارے میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا تو انہوں نے میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا میں نے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا: نماز اس کے وقت پر پڑھو اور حکمرانوں کے ساتھ اپنی نماز کو نفلی قرار دو۔عبداللہ نے بتایا مجھے بتایا گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا تھا۔

[1470] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩٥٧)

[1471] تقدم تخريجه في: المساجد ومواضع، باب: كراهية تاخير الصلاة عن وقتها المختار وما يفعله المأموم اذا اخرها الامام برقم (١٤٦٦)

فائدہ:...... ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز عصر جلدی پڑھنی چاہیے، اگر امام وقت تاخیر کرے تو نماز اپنے وقت پر پڑھ لینی چاہیے اور جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنی پڑے تو اس کو دوبارہ پڑھ لینا چاہیے لیکن اس کی خاطر وقت پر نماز پڑھنے کو ترک نہیں کرنا چاہیے یا دوبارہ باجماعت پڑھنے سے گریز کے لیے۔ پہلی نماز کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے، نہ اس بات کو بہانہ بنانا چاہیے کہ عصر کے بعد نفل نہیں ہوتے کیونکہ سبب اور ضرورت کی بنا پر عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہو رہا ہے۔

۴۳...... بَاب: فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَبَيَانِ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا وانها فرض كفاية

باب ۴۳: نماز باجماعت کی فضیلت اور اس سے پیچھے رہنے پر شدت اور یہ کہ وہ فرض کفایہ ہے

[1472] ٢٤٥ـ(٦٤٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِينَ جُزْئًا))

[1472]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنا، تمہارے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے۔

[1473] ٢٤٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَفْضُلُ صَلَاةٌ فِي الْجَمِيعِ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا))

[1473]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "باجماعت نماز پڑھنا انسان کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجہ بہتر ہے۔ اور فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے

[1472] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى باب: ما جاء فى فضل الجماعة برقم (٢١٦) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: فضل الجماعة ٢/ ١٠٣ـ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٩)

[1473] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التفسير، باب: (ان قرآن الفجر كان مشهودا) برقم (٤٧١٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٧٤)

ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، (اس کی تائید میں) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ فجر کی قراءت، بلاشبہ فجر کی قراءت حاضری کا وقت ہے۔

[1474] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ انا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْئًا))

[1474] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آگے مذکورہ بالا روایت ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں درجہ کا لفظ تھا اور اس میں جزاء کا لفظ ہے۔

[1475] ٢٤٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا أَفْلَحُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ سَلْمَانَ الْاَغَرِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ))

[1475] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا، اکیلے کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔

مفردات الحدیث الفذ: وحدہ یعنی اکیلے اور منفرد کے معنی میں ہے۔

[1476] ٢٤٨۔(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَانا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ إِذْ مَرَّ بِهِمْ أَبُو عَبْدِاللهِ خَتَنُ زَيْدِ بْنِ زَبَّانَ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ فَدَعَاهُ نَافِعٌ فَقَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صَلٰوةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلٰوةً يُصَلِّيهَا وَحْدَهُ))

[1476] ۔حضرت عمر بن عطاء بن ابی خوار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا

[1474] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل صلاة الفجر في جماعة برقم (٦٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٣١٤٧)

[1475] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٦)

[1476] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٦)

ہوا تھا کہ اس اثنا میں ہمارے پاس سے جہنیوں کے آزاد کردہ غلام زید بن زبان کا بہنوئی ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ گزرا تو اسے نافع رضی اللہ عنہ نے بلایا تو اس نے کہا، میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام کے ساتھ نماز پڑھنا، اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے۔

[1477] ٢٤٩ـ(٦٥٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))

[1477]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

فائدہ:...... جس طرح ہماری اس مادی دنیا میں چیزوں کے خواص اور اثرات میں درجوں کا تفاوت ہے اور اس فرق وامتیاز کی بنا پر چیزوں کی قدر وقیمت اور افادیت میں فرق پڑتا ہے، اس طرح ہمارے اعمال میں بھی درجوں کا فرق ہے اور یہ علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا انکشاف ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت کی فضیلت اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس یا ستائیس گنا زیادہ ہے یعنی بعض اوقات پچیس گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ستائیس گنا، اس فرق کی وجہ نماز میں آنے والے کا خلوص، خضوع وخشوع یا بعد مسافت ہے، یا آنے والے کی مشغولیت اور مشقت ہے کہ اس نے جماعت کے حصول کے لیے کس قسم کا کام چھوڑا ہے اور اس کے لیے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑی ہے، یا بلند قراءت والی نمازوں کا ثواب ستائیس گنا اور آہستہ قراءت والی کا پچیس گنا۔ یا جن نمازوں میں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان کا ثواب ستائیس گنا اور باقی کا پچیس گنا۔

[1478] ٢٥٠ـ(. .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَانَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلٰى صَلٰوتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))

[1477] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل صلاة الجماعة رقم (٦٤٥) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: فضل الجماعة ٢/ ١٠٣ـ انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٧)

[1478] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات، باب: فضل الصلاة في جماعة رقم (٧٨٩) انظر (التحفة) برقم (٨١٨٤)

[1478] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز، اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا بہتر ہے۔

[1479] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ ((بِضْعًا وَّعِشْرِينَ)) و قَالَ أَبُوبَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ((سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))

[1479] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ابن نمیر نے اپنے باپ سے بضع وعشرین کہا اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں بضعا کی بجائے سبعا اور کہا یعنی بضع کی تعیین کر دی کہ اس سے مراد سات ہے۔

[1480] (. .) وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ انَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بِضْعًا وَّعِشْرِينَ))

[1480] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بضعا وعشرین بیس سے کچھ زائد فرمایا۔

[1481] ۲۵۱۔(۶۵۱)وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَ نَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُونَ)) عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوْا عَلَيْهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ ((بُيُوتَهُمْ وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَهَا يَعْنِي صَلٰوةَ الْعِشَاءِ))

[1481] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو کسی نماز میں گم پایا تو فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دوں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں اور ان کے بارے میں حکم دوں کہ ان کو ان کے گھروں سمیت لکڑیوں کے گٹھوں سے جلا دیا جائے اور ان میں سے کسی کو اگر یقین ہو کہ نماز میں حاضری سے اسے گوشت سے بھرپور ہڈی ملے گی تو وہ اس میں حاضر ہو جائے گا، آپ ﷺ کی مراد عشاء کی نماز ہے۔

[1479] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۶۹۷)

[1480] تقدم

[1481] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۷۰۴)

مفردات الحدیث ❶ اخالف الی رجال: ان لوگوں کی طرف جاؤں۔ ❷ عظمًا سمینًا: موٹی تازی ہڈی۔

[1482] ٢٥٢-(. .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَثْقَلَ صَلٰوةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلٰوةُ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُونَ الصَّلٰوةَ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ))

[1482] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقوں کے لیے سب سے بھاری اور دشوار نماز، عشاء اور فجر کی نماز ہے اگر ان لوگوں کو ان کی خیر و برکت اور ثواب کا یقین ہو جائے تو ان کے لیے ضرور آئیں اگر چہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے اور میں نے ارادہ کیا، میں نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں، پھر کسی آدمی کو کہوں وہ لوگوں کو جماعت کرائے، پھر میں کچھ مردوں کو ساتھ لے کر جاؤں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں تو ان لوگوں کو جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔

[1483] ٢٥٣-(. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِي أَنْ يَّسْتَعِدُّوا لِي بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوتٌ عَلٰى مَنْ فِيهَا))

[1483] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ میرے لیے لکڑی کے گٹھے تیار کریں، پھر کسی آدمی کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر گھروں کو ان میں موجود لوگوں سمیت جلا دوں۔

[1482] طريق ابن نمير تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٤١٩) وطريق ابوبكر بن ابى شيبة اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات باب: صلاة العشاء والفجر فى جماعة برقم (٧٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٢١)

[1483] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٤)

[1484] (. .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[1484] یزید بن اصم نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث کی ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

[1485] ٢٥٤-(٦٥٢)وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ سَمِعَهُ مِنْهُ

عَنْ عَبْدِاللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ))

[1485]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو لوگوں کو جماعت کرانے کا حکم دوں، پھر ان لوگوں کو جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں، ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔

فوائد:...... ❶ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو بلا سبب اور عذر نماز میں حاضر نہیں ہوتے، فرمایا: یہ مفاد پرست لوگ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں صرف منافق ہی عشاء اور فجر کی نمازوں میں خصوصی طور پر شریک نہیں ہوتے تھے، کیونکہ اس دور میں نماز میں روشنی کا انتظام نہ ہونے کی بنا پر اندھیرے میں ہوتی تھیں اور ان کا پوشیدہ رہ جانا ممکن تھا۔ ان کے نفاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کو ان نمازوں کی خیر و برکت اور اجر وثواب کا یقینی ہو یا ان کو اس بات کا علم ہو کہ ان کو گوشت سے بھر پور ہڈی ملے گی تو یہ نماز میں مشقت اور دشواری برداشت کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔ ❷ جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں پختہ ارادہ فرمایا کہ ان سمیت ان کے گھروں کو آگ سے جلا دیں، لیکن پھر آپ ﷺ نے اپنے ارادہ پر صرف اس لیے عمل نہ کیا کہ گھروں میں عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں اور ان کے لیے جماعت ضروری نہیں ہے اور نہ یہ مسجد میں آنے کے پابند ہیں۔ ❸ وہ روایات جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منفرد کو ایک درجہ ثواب ملتا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے

[1484] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی التشديد فی ترك الجماعة برقم (٥٤٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فيمن يسمع النداء فلا يجيب برقم (٢١٧) وقال حديث ابی هريرة حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨١٩)

[1485] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٥١٢)

بلا عذر اور بلا سبب جماعت ترک کرنے والے کی نماز تو ہو جائے گی، لیکن وہ گناہ گار ہوگا، اس کو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ④ جماعت کے فرض عین ہونے کی بارے میں اختلاف ہے، حنفیوں، مالکیوں اور شافعیوں کی اکثریت، نماز باجماعت کو سنت موکدہ قرار دیتی ہے، لیکن ان حضرات میں سے کچھ لوگ جماعت کو فرض کفایہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کچھ لوگ اس فرض کو ادا کر لیں تو باقی کے ذمہ سے یہ ساقط ہو جائے گا، اس وجہ سے احناف اور شوافع کے نزدیک اگر کسی بستی کے سارے باشندے باجماعت نماز نہ پڑھیں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔ حنابلہ اور محدثین کے نزدیک باجماعت نماز پڑھنا فرض عین ہے یعنی ہر شخص کی انفرادی اور شخصی ذمہ داری ہے کہ وہ جمعہ اور جماعت میں شریک ہو۔

ظاہر یوں اور امام ابن تیمیہ ؒ کے نزدیک نماز کی صحت و درستگی کے لیے جماعت شرط ہے، جو جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کو جماعت میں شریک ہونا چاہیے، بلا سبب اور بلا عذر جماعت سے محروم ہونا، نفاق عملی کی نشانی ہے، خیر و برکت اور اجر وثواب سے محرومی ہے اور اس کو عادت اور وطیرہ بنا لینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ شاید ایسے انسان کی نماز ہی نہ ہو۔

۴۴...... بَابُ: يَجِبُ إِتْيَانُ الْمَسْجِدِ عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ

باب ٤٤: اذان سننے والے کے لیے (جماعت کے لیے) مسجد میں آنا ضروری ہے

[1486] ٢٥٥-(٦٥٣) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْاَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيْ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَأَجِبْ))

[1486]۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے مسجد میں لانے والا کوئی آدمی نہیں ہے تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی۔ کہ اسے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی جب اس نے پشت پھیر لی تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: کیا تم نماز کے لیے بلاوا سنتے ہو؟ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو اسے قبول کرو، یعنی نماز کے لیے آؤ۔

[1486] اخرجه النسائي في (المجتبى) وفي الامامة، باب: المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن ٢/ ٦٣ و ٦٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٢)

فائدہ:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تقاضا اور مفاد یہی ہے کہ اس انسان کو نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے جو مسجد میں آ سکتا ہے۔ اگرچہ اسے نابینا آدمی کی طرح محنت و مشقت برداشت کر کے آنا پڑے، اگر جماعت چھوڑنے کی رخصت مل سکتی تو نابینا انسان جس کو لانے والا بھی موجود نہ ہو اس کا سب سے زیادہ حقدار تھا اور آپ ﷺ نے اس کو بھی اجازت نہیں دی۔

۴۵...... بَابُ: صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى

باب ٤٥: جماعت کے لیے حاضر ہونا ہی ہدایت کی راہ ہے

[1487] ۲۵۶ـ(٦٥٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ

[1487]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ نماز سے کسی ایسے شخص کے سوا کوئی پیچھے نہ رہتا جو منافق ہوتا تھا اور اس کے نفاق کا سب کو پتہ تھا، یا بیمار ہوتا تھا، ایسا بیمار بھی نماز کے لیے آتا تھا جو دو آدمیوں کے سہارے چل سکتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقوں کی تعلیم دی اور ہدایت کے طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز ایسی مسجد میں آ کر پڑھی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے۔

[1488] ۲۵۷ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ

[1487] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۵۰۰)

[1488] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب التشديد فی ترك الجماعة برقم (۵۵۰) والنسائی فی (المجتبى) فی الامامة، باب: المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن ۲/ ۱۰۸ و ۱۰۹۔ انظر (التحفة) برقم (۹۵۰۲)

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ

[1488]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس انسان کو یہ بات پسند ہو کہ کل قیامت کے دن، اس کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات مسلمان ہونے کی صورت میں ہو، وہ ان نمازوں کی پابندی (اہتمام) ان جگہوں میں کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے۔ یعنی نماز باجماعت ادا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کر دیئے ہیں اور نمازوں کا اہتمام ہدایت کے طریقوں میں سے ہے، یعنی ہدایت کا راہ عمل یہی ہے اور اگر تم نماز گھروں میں پڑھو گے جیسا کہ یہ جماعت سے پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی راہ چھوڑ دو گے اور اگر تم اپنے نبی کے راستہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے جو آدمی بھی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا رخ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ اور میں نے اپنے ساتھیوں کو پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا، سوائے ایسے منافق کے جس کا نفاق سب کو معلوم تھا ایک آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لا کر صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ کے عہد زریں میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت کا اہتمام کرتے تھے، کوئی بھی صحیح مسلمان جماعت سے پیچھے رہنے کا تصور نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ بیمار ہونے کی صورت میں اگر انسان دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد پہنچ سکتا تھا تو وہ اس کا بھی انتظام کرتے تھے اور بیماری کو بہانہ بنا کر بیماری کی شدت میں بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ صرف ایسے لوگ ہی پیچھے رہتے تھے جن کا نفاق معروف ومشہور تھا، یا وہ ایسے بیمار ہوتے کہ دو آدمیوں کے سہارے پر چل کر بھی نہیں آ سکتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نابینا ہونے کے باوجود جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ❷ بقول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جماعت کا اہتمام کرنا، مسلمان کی علامت وشناخت ہے اور ہدایت کا راستہ اور رسول اکرم ﷺ کا لائحہ عمل ہے، جماعت کو نظر انداز کرنا ہدایت اور نبی کے راستہ کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ ❸ جماعت کی حاضری کی خاطر مسجد میں جانے والے کو ہر قدم کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے، ایک برائی مٹتی ہے اور اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جماعت سے پیچھے رہنے والا ان تینوں خیرات و برکات سے محروم رہتا ہے۔ ❹ جماعت سے پیچھے رہنا منافق کی علامت ہے اور ایک مسلمان کو ہر حالت میں اس دھبہ سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیے اگر

ایک نابینا آدمی کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے تو آنکھوں والا کس طرح گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

٤٦...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

باب ٤٦: اذان کے بعد مسجد سے نکل کر جانا جائز نہیں

[1489] ٢٥٨-(٦٥٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَأَتْبَعَهُ أَبُوهُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1489]۔ ابوشعثاء بتاتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذان دے دی تو ایک آدمی مسجد سے اٹھ کر چلنے لگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی نظریں جما دیں حتیٰ کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس آدمی نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

فائدہ:...... جب انسان مسجد میں موجود ہو تو بلا کسی ضرورت اور بغیر کسی عذر کے جماعت چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے، ہاں اگر کسی نے دوسری جگہ جماعت کرانی ہے یا مسجد میں پانی نہیں ہے اور اسے پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہے یا وضو کر کے واپس آنے کی نیت ہے تو پھر وہ مسجد سے نکل سکتا ہے۔

[1490] ٢٥٩-(..) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَاٰى رَجُلًا يَّجْتَازُ الْمَسْجِدَ خَارِجًا بَعْدَ الْأَذَانِ فَقَالَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1490] اشعث بن ابی الشعثاء: اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ انہوں نے ایک آدمی کو اذان کے بعد مسجد سے باہر نکلتے دیکھا تو انہوں نے یہ کہا۔ رہا یہ تو اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

[1489] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الخروج من المسجد بعد الاذان برقم (٥٣٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية الخروج من المسجد بعد الاذان رقم (٢٠٤) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: التشديد في الخروج من المسجد بعد الاذان ٢/ ٢٩- وابن ماجه في (سننه) في الاذان والسنة بها، باب: اذا اذن وانت في المسجد فلا تخرج برقم (٧٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٧٧)

[1490] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٨٧)

مفردات الحدیث ❁ یجتاز: وہ گزرتا ہے، راستہ عبور کرتا ہے۔

۴۷...... بَابُ: فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ

باب ۴۷: عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

[1491] ۲۶۰-(۶۵۶) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ انَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ **((مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ))**

[1491] ۔عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شام کی نماز کے بعد مسجد میں تشریف لائے اور اکیلے بیٹھ گئے، میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا، انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے ساری رات نوافل پڑھے۔

[1492] (..) وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَسَدِيُّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1492] یہی روایت ابو سہل عثمان بن حکیم سے ایک دوسرا راوی بھی اسی طرح نقل کرتا ہے۔

فائدہ:...... عشاء اور صبح کی دونوں نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا، اس قدر اجر و ثواب اور خیر و برکت کا باعث ہے کہ انسان اپنا اکثر حصہ آرام اور نیند میں گزارنے کے باوجود پوری رات کی عبادت کا یا ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب پالیتا ہے۔

[1491] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی فضل صلاة الجماعة برقم (٥٥٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی جماعة برقم (٢٢١) وقال: حديث عثمان حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٢٣)

[1492] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٤٨٩)

[1493] ٢٦١-(٦٥٧) وحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ ((فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1493] ۔حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ تعالیٰ کی امان یا ذمہ داری میں ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی پناہ میں آنے والے کے بارے میں مطالبہ نہ کرے، (اگر کسی نے اس کی پناہ میں آنے والے کو ستایا اور اس نے اس کا مواخذہ کیا) تو وہ اس کو پکڑ کر جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔

مفردات الحدیث ❶ فی ذمة اللہ: وہ اللہ کی امان اور پناہ میں ہے یا اس کی ضمانت اور ذمہ داری میں ہے۔ ❷ من یطلبہ من ذمتہ بشیء: اگر کسی نے اس کی پناہ اور ذمہ داری کو کچھ نقصان پہنچایا پناہ میں آنے والے کو کچھ تکلیف پہنچا کر اس کی امان میں دخل اندازی کی۔ ❸ یُدْرِکُہ: وہ اس کو پکڑ لے گا، وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکے گا۔

[1494] ٢٦٢-(. .) وحَدَّثَنِيهِ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْقَسْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1494] حضرت جندب قسری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ اللہ کے حفظ و امان میں ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی امان ذمہ داری میں آنے والے کے بارے میں کچھ بالکل نا کرے کیونکہ وہ جس سے اپنی امان کے بارے میں کچھ مطالبہ کرے گا وہ اسے پکڑ لے گا پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔

فائدہ: ...... جندب قسری سے مراد جندب بن عکرمہ ہی ہے جو بجلی ہے شاید ان کا قسری قبیلہ سے تعلق ہو یا پڑوں ہو۔

[1493] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٢)
[1494] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٢)

[1495] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ ((فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1495] یہی روایت حسن بصری جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں لیکن آخری فقرہ یکبه فی نار جهنم ، اس کو جہنم میں اوندھے منہ پھینک دے گا۔ بیان نہیں کرتے۔

فوائد: ...... ❶ جندب بن سفیان بھی جندب بن عبد اللہ بجلی ہے اور سفیان اس کا دادا ہے کبھی نسبت باپ کی طرف کی گئی اور کبھی دادا کی۔ ❷ صبح کی نماز کا اہتمام اور پابندی کرنا تمام نمازوں کی پابندی اور انسان کے ایمان واخلاص کی دلیل ہے، اس لیے صبح کی نماز کی پابندی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے تحفظ (پناہ) میں آ جاتا ہے اور اس کو کسی قسم کا نقصان اور اذیت پہنچانے والا، اس کے تحفظ اور ذمہ داری کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا نشانہ بنتا ہے اور اپنے کیے کے وبال سے نہیں بچ سکتا۔ گویا کہ نمازوں کی حفاظت ونگہداشت، انسان کے تحفظ اور نگہداشت کی ضمانت ہے اور نمازوں کا ترک، اپنے آپ کو تحفظ اور نگہداشت سے محروم کرنا ہے اور آج کل کی بدامنی، دہشت گردی، غنڈہ گردی اور دنگا وفساد میں مسلمانوں کے تارک نماز ہونے کا بہت زیادہ دخل ہے کوئی نمازی اللہ تعالیٰ کی امان اور پناہ کو توڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۴۸...... بَابُ: الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ بِعُذْرٍ

باب ٤٨: عذر کی صورت میں نماز سے پیچھے رہ جانے کی اجازت

[1496] ۲۶۳ ـ(۳۳) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ

أَنَّ عُتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي وَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ وَدِدْتُ أَنَّكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي مُصَلًّى أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى قَالَ

[1495] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی جماعة برقم (۲۲۲) انظر (التحفة) برقم (۳۲۵۵)

[1496] تقدم تخريجه فی الايمان، باب: الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا برقم (۱٤۸) و برقم (۱٤۹)

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ)) قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرِ الصِّدِّيْقُ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ)) قَالَ فَأَشَرْتُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا وَرَائَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِى الْبَيْتِ رِجَالٌ ذَوُو عَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُلْ لَهُ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّمَا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ لِلْمُنَافِقِينَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ

[1496]۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جوان صحابہ کرام میں سے ہیں جو انصار سے جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نظر کمزور ہوگئی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں اور جب بارشیں ہوتی ہیں تو میرے اور ان کے درمیان والا نالہ بہنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے میں ان کی مسجد میں نہیں پہنچ سکتا کہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور میں چاہتا ہوں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ (میرے گھر) تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز گاہ بنالوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان شاء اللہ آؤں گا اور یہ کام کروں گا عتبان بتاتے ہیں کہ جب دن کافی بلند ہوگیا تو آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی، میں نے اجازت دے دی۔ آپ گھر داخل ہو کر بیٹھے نہیں، پھر فرمایا: تم اپنے گھر میں کس جگہ میرے نماز پڑھنے کو پسند کرتے ہو؟ میں نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے تو آپ نے دو رکعتیں ادا کیں، پھر سلام پھیر دیا، ہم نے آپ کے لیے جو قیمہ کی آمیزش سے مالیدہ تیار کیا تھا اس کے لیے آپ کو روک لیا، عتبان بیان کرتے ہیں (آپ کی آمد کا سن کر) ہمارے محلّہ کے ہمارے گرد و نواح کے لوگ جمع ہوگئے حتیٰ کہ ہمارے گھر میں کافی

تعداد میں لوگ اکٹھے ہو گئے تو ان میں سے کسی نے پوچھا، مالک بن دخشن کہاں ہے؟ تو ان میں سے کسی نے کہا، وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے میں یہ بات نہ کہو، کیا تمہیں معلوم نہیں اس نے اللہ کے چہرے کیلیے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، ہم تو اس کا رخ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے لیے دیکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے آگ کو حرام قرار دیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے۔ ابن شہاب کہتے ہیں میں نے بعد میں حصین بن محمد انصاری سے جو بنو سالم کے سرداروں میں سے ہیں، محمود بن ربیع کی اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو اس نے محمود کی تصدیق کی۔

مفردات الحدیث ❶ **خـزیـر**: گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس کو کھلے پانی میں پکانا اور پکنے کے بعد چولہے پر ہی گوشت پر آٹا چھڑک دینا۔ ❷ **ثـاب رجـال من اهل الدار**، محلے کے بہت سارے لوگ جمع ہو گئے یہاں دار سے مراد محلہ ہے، احاطہ یا حویلی نہیں۔ ❸ **سراتهم**، سرات سری کی جمع ہے، سردار۔

فوائد:...... ❶ کسی صاحب علم وفضل شخصیت کو خیر و برکت کے لیے گھر بلانا جائز ہے تا کہ اس سے کسی نیک کام کا افتتاح کروایا جائے۔ ❷ کسی متقی اور پرہیزگار شخصیت سے مسجد کا افتتاح کروانا اور اس سے نماز پڑھوانا جائز ہے، اسی طرح ضرورت کے لیے گھر میں نماز کے لیے جگہ مخصوص کرانا اور اس میں قابل احترام شخصیت سے نماز پڑھانے کی اپیل کرنا اور بعد میں خود اس جگہ نماز پڑھنا درست ہے۔ ❸ اگر کوئی انسان کسی بزرگ اور محترم شخصیت کو کسی نیک مقصد کی خاطر گھر میں بلائے تو اس کو اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور ایسے موقع پر کھانے کا اہتمام کرنا بھی درست ہے۔ ❹ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت سے ان شاء اللہ کہنا چاہیے، اس کو فرار کا بہانا نہیں بنانا چاہیے۔ ❺ اگر کسی بزرگ اور قابل احترام شخصیت کو بلایا جائے تو وہ اپنے ساتھ اپنے رفیق کو لے جا سکتا ہے۔ ❻ اگر کسی شخص کو گھر بلایا جائے تو وہ بلا اجازت گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کو اندر داخل ہونے کے لیے اجازت لینی ہوگی۔ ❼ کسی شخص کو جس مقصد کے لیے بلایا جائے، اسے سب سے پہلے اس کو پورا کرنا چاہیے۔ ❽ کبھی کبھار نفل باجماعت ادا کیے جا سکتے ہیں اور ان کی کم از کم تعداد دو ہے۔ ❾ اگر کسی جگہ کوئی بزرگ شخصیت آئے تو اس کی خدمت اور اس سے فیض (دینی مسائل) حاصل کرنے کے لیے وہاں کے لوگوں کو جمع ہونا چاہیے۔ ❿ اگر کوئی انسان کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر مسجد میں حاضر نہ ہو سکتا ہو۔ تو اس کے لیے گھر پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ⓫ کسی قرینہ کی بنا پر کسی پر نقد و تبصرہ کرنا یہ الزام تراشی اور جرم نہیں ہے۔ لیکن اگر سننے والے کے سامنے اس سے بہتر قرینہ اور علامت اس کے خلاف موجود ہو تو اس کو نقد اور تبصرہ کرنے والے کی اصلاح کرنی چاہیے کہ تمہارا قیافہ درست نہیں ہے۔ ⓬ منافقوں سے میل جول رکھنا، جبکہ انسان خود ان

سے متاثر نہ ہو اور ان کی حرکات کو درست نہ سمجھتا ہو جائز ہے۔ ⑬ لا الٰہ الا اللہ دین کو قبول کرنے کا عنوان ہے۔ اور اس بات کا عہد کرنا ہے کہ میں مکمل دین کو قبول کرتا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہونے کا عہد کرتا ہوں۔ ⑭ صدق دل سے دین کو قبول کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ خالص رکھنا، جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔ ⑮ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ لوگوں کے دلوں کے حالات سے آگاہ تھے، کیونکہ آپ نے، ابن دخشن کو منافق کہنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: الا تــراہُ، کیا تم اس کو دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا ہے تو کیا وہ انسان اس کے دل کے حالات سے آگاہی حاصل کر سکتا تھا، کسی کے اعمال وافعال اور سیرت وکردار کو دیکھ کر۔ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے، قرآن مجید میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے: ﴿فَلَعَرَفْتَهُمْ بسیمٰھم ولتعرفنھم فی لحن القول﴾ آپ ان کو علامت سے پہچان لیں گے اور آپ ان کو ان کے بات کرنے کے ڈھنگ اور اسلوب سے جان لیں گے۔ دلوں کے حالات کے بارے میں تو فرمایا گیا: لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ، (التوبہ) آپ ان کو نہیں جانتے ہم ہی ان کو جانتے ہیں۔ ⑯ نابینا انسان امام بن سکتا ہے۔

[1497] ٢٦٤-(. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ رَبِيعٍ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ أَوِ الدُّخَيْشِنِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مَحْمُودٌ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَفَرًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا قُلْتَ قَالَ فَحَلَفْتُ إِنْ رَجَعْتُ إِلَى عِتْبَانَ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ وَهُوَ إِمَامُ قَوْمِهِ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ ثُمَّ نَزَلَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَائِضُ وَأُمُورٌ نَرٰى أَنَّ الْأَمْرَ انْتَهَى إِلَيْهَا فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ

[1497]۔ ایک دوسری سند سے امام صاحب مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک آدمی نے کہا، مالک بن دخشن یا دخیشن کہاں ہے؟ اور یہ اضافہ ہے، محمود کہتے ہیں میں نے یہ حدیث چند

[1497] تقدم تخريجه في الايمان، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا برقم (١٤٨) و برقم (١٤٩)

لوگوں کو (جن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے سنائی۔ تو انہوں نے کہا، میں نہیں سمجھتا کہ جو بات تم بیان کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہو۔ تو میں نے دل میں قسم اٹھائی کہ اگر میں عتبان کو دوبارہ ملوں گا تو ان سے یہ حدیث پوچھوں گا، میں ان کے پاس دوبارہ آیا تو وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی لیکن وہ اپنی قوم کے امام تھے تو میں ان کے پہلو میں بیٹھ گیا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے پہلے کی طرح سارا واقعہ سنایا۔ زہری کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد بہت سے احکام نازل ہوئے اور بہت سی چیزیں فرض ہوئیں، ہمارے خیال میں ان کے بعد دین مکمل ہو گیا، لہٰذا جو انسان عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ظاہری مفہوم سے دھوکا نہ کھانا چاہتا ہو وہ ہماری وضاحت سے دھوکا کھانے سے بچ جائے۔

فائدہ :...... امام زہری کا مقصد یہ ہے کہ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے، جبکہ ابھی دین کے بہت سے فرائض اور احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے کوئی انسان اس دھوکا میں مبتلا نہ ہو کہ محض کلمہ کے اقرار سے انسان آگ سے بچ جائے گا اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم لے کر (کہ محض کلمہ نجات کا باعث ہے) اس کا فرمان نبوی ہونے سے انکار کیا، لیکن ہمارے بیان کردہ مفہوم کے مطابق، اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کی پوری وضاحت کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

[1498] ٢٦٥-(...) وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ إِنِّي لَأَعْقِلُ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ دَلْوٍ فِي دَارِنَا قَالَ مَحْمُودٌ فَحَدَّثَنِي عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَصَرِي قَدْ سَاءَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ إِلٰى قَوْلِهٖ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ وَحَبَسْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَشِيشَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ مِنْ زِيَادَةِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ

[1498]۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس کلی کی سمجھ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر میں ایک ڈول سے (پانی لے کر) کی تھی، محمود کہتے ہیں کہ مجھے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نظر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے اور دو رکعات نماز پڑھانے تک واقعہ سنایا اور یہ کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جو کھانا تیار کیا تھا، اس کے لیے آپ ﷺ کو روک لیا، اس کے بعد یونس اور معمر نے جو اضافہ کیا، وہ بیان نہیں کیا۔

[1498] تقدم تخريجه في الايمان، باب: الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا برقم (١٤٨) و برقم (١٤٩)

مفردات الحديث ❀ جشيشة: باریک آٹا ہنڈیاں میں پکا کر اس پر گوشت یا کھجوریں بکھیرنا۔

۴۹...... بَاب : جَوَازِ الْجَمَاعَةِ فِي النَّافِلَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى حَصِيرٍ وَخُمْرَةٍ وَثَوْبٍ وَغَيْرِهَا مِنَ الطَّاهِرَاتِ

باب ۴۹: نفل نماز باجماعت پڑھانا اور پاک چٹائی، بوریئے اور کپڑے وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے

[1499] ٢٦٦ـ(٦٥٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ((قُومُوا فَأُصَلِّيَ لَكُمْ)) قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

[1499]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے لیے تیار کردہ کھانے کے لیے بلایا، آپ ﷺ نے اس سے کھایا پھر فرمایا: اٹھو! میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو میں اپنی ایک چٹائی کی طرف گیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی، اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں نے ایک یتیم بچے کے ساتھ آپ کے پیچھے صف بنا لی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر تشریف لے گئے۔

مفردات الحديث ❀ **من طول ما لبس**: کثرت استعمال کی بنا پر یہاں لباس استعمال کے معنی میں ہے، یعنی کافی دیر سے وہ چٹائی بچھی ہوئی تھی، اس لیے گرد و غبار پڑنے سے سیاہ ہو چکی تھی۔

[1499] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة على الحصير برقم (٣٨٠) وفي الاذان: باب: وضوء الصبيان برقم (٨٦٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقومون (٦١٢) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يصلي ومعه الرجال والنساء برقم (٢٣٤) والنسائي في (المجتبى) في الامامة۔ اذا كانوا ثلاثة وامراة برقم (٨٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٩٧)

فوائد :...... ❶ کسی صاحب علم وفضل کے لیے کھانا تیار کرنا اور اس کے لیے اس کو اپنے گھر بلانا درست ہے۔ ❷ کسی مقصد کے لیے نماز کے اوقات کے سوا بغیر گھر والوں کے مطالبہ کے ان کے گھر میں نفل نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے اور گھر میں بچوں اور عورتوں کو نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے جماعت کرانا صحیح ہے۔ ❸ اگر امام کے ساتھ دو مقتدی ہوں تو وہ پیچھے کھڑے ہوں گے اور عورت بچوں کی صف میں بھی کھڑی نہیں ہوسکتی۔ ❹ زمین پر کوئی پاک چیز بچھا کراس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے، مٹی پر نماز پڑھنا لازم نہیں ہے۔

[1500] ٢٦٧-(٦٥٩) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو الرَّبِيعِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ شَيْبَانُ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَحْضُرُ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ ثُمَّ يَؤُمُّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ

[1500]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے اعلیٰ وعمدہ اخلاق سے متصف تھے، بسا اوقات آپ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوتے اور (نفلی) نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ جس چٹائی پر بیٹھے ہوتے اس کو صاف کرنے کا حکم دیتے، پھر اس کو دھویا جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ امامت کرواتے، ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تو آپ ہمیں نماز پڑھا دیتے اور ان کا بچھونا (چٹائی) کھجور کے پتوں کا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ يُكْنَسُ، كنس سے ہے، صاف کرنا، جھاڑنا۔ ❷ يُنْضَحُ، نَضْحٌ سے ہے، دھونا۔

فائدہ :...... آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے، تکلف اور تصنع سے کام نہیں لیتے، گھر میں عام استعمال ہونے والی چٹائی پر بیٹھ جاتے اور نماز کے وقت اس کو صاف کروا کر اس پر نماز پڑھ لیتے اور یہ نفلی نماز ہوتی تھی، فرض نماز آپ مسجد میں پڑھاتے تھے۔

[1500] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: الانبساط الى الناس برقم (٦١٢٩) وفي باب الكنية للصبي وقبل ان يولد الرجل برقم (٦٢٠٣) ومسلم في (صحيحه) في الاداب: باب: استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله الى صالح يحنكه وجواز تسميته يوم ولادته واستحباب التسمية بعبد الله وابراهيم وسائر اسماء الانبياء عليهم السلام برقم (٥٥٨٧) وفي الفضائل، باب: كان رسول الله ﷺ احسن الناس خلقا برقم (٥٩٧١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة على البسط برقم (٣٣٣) ←

[1501] ٢٦٨-(٦٦٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَ ((قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ)) بِكُمْ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَصَلَّى بِنَا فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ أَيْنَ جَعَلَ أَنَسًا مِنْهُ قَالَ جَعَلَهُ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ))

[1501] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور (گھر میں) صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام موجود تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو، میں تمہیں نماز پڑھا دوں، حالانکہ یہ کسی (فرض) نماز کا وقت نہ تھا، ایک آدمی نے (انس کے شاگرد) ثابت سے پوچھا، آپ نے انس کو کہاں کھڑا کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، آپ نے انس کو اپنے دائیں کھڑا کیا تھا، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے ہمارے لیے یعنی ہمارے گھرانے کے لیے دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی بھلائی کی دعا فرمائی تو میری ماں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا چھوٹا اور پیارا خادم (انس) اس کے حق میں دعا فرمائیں، آپ نے میرے لیے ہر قسم کی خیر کی دعا فرمائی اور میرے لیے دعا کرتے ہوئے آخر میں دعا کی: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد کثرت سے عنایت فرما اور اس میں اس کے لیے برکت ودیعت فرما۔

فوائد: ...... ❶ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی، آپ کے سو سے اوپر بچے (بیٹے، پوتے اور پوتیاں وغیرہ) تھے اور آپ کا (انس) باغ ہر سال دو دفعہ پھل دیتا تھا اور آپ کو ہر قسم کی فراوانی اور خوشحالی میسر تھی۔ ❷ اگر امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا صرف ایک ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

[1502] ٢٦٩-(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعَ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا

← وقال: حديث انس حديث حسن صحيح وفى البر والصلة، باب: ما جاء فى المزاح برقم (١٩٨٩) مختصرا وابن ماجه فى (سننه) فى الادب باب: المزاح برقم (٣٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٢)

[1501] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى فضائل الصحابة، برقم (٥٢٨٣) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: اذا كانوا رجلين وامراتين ٢/ ٨٦- انظر (التحفة) برقم (٤٠٩)

[1502] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الرجلين يوم احدهما صاحبه كيف

[1502]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی والدہ اور اس کی خالہ کو نماز پڑھائی، آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا اور عورتوں کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

فائدہ:...... عورتوں کی صف الگ ہوگی وہ مردوں یا بچوں کی صف میں شریک نہیں ہوں گی۔

[1503] (. .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنِیهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ یَعْنِی ابْنَ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1503] امام مسلم نے مذکورہ بالا روایت دوسرے اساتذہ کے واسطے سے بھی بیان کی ہے۔

[1504] ٢٧٠-(٥١٣) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی التَّمِیمِیُّ قَالَ انا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ کِلَاهُمَا عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَتْنِی عَنْ مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ کَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّی وَأَنَا حِذَآئَهُ وَرُبَّمَا أَصَابَنِی ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَکَانَ یُصَلِّی عَلَی خُمْرَةٍ

[1504]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور بعض اوقات سجدہ کرتے وقت آپ کا کپڑا مجھے لگ جاتا تھا اور آپ بوریئے (چھوٹی چٹائی) پر نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... انسان اپنی بیوی کے برابر کھڑے ہو کر (گھر میں) نماز پڑھ سکتا ہے۔

[1505] ٢٧١-(٦٦١) وحَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَأَبُوکُرَیْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِیَةَ ح و حَدَّثَنِی

یقومان برقم (٦٠٩) والنسائی فی (المجتبی) فی الامامة، باب: اذا کانوا رجلین وامراتین ٢/ ٨٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: الاثنان جماعة برقم (٩٧٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩)

[1503] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٥٠٠)

[1504] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحیض، باب: (٣٠) برقم (٣٣٣) وفی الصلاة باب: اذا اصاب ثوب المصلی امراته اذا سجد برقم (٣٧٩) وفی باب: اذا صلی الی فراش منه حائض برقم (٥١٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة علی الخمرة برقم (٦٥٦) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: الصلاة علی الخمرة برقم (١٠٢٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٠)

[1505] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة علی الحصیر برقم ←

سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَا

أَبُوْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ

[1505] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اس پر سجدہ کرتے ہیں۔

فائدہ:...... نماز میں پیشانی زمین پر لگانا ضروری نہیں ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز تواضع اور عجز و فروتنی کے اظہار کی خاطر، زمین پر نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

۵۰...... بَاب: فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

باب ۵۰: باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے لیے نماز کا انتظار کرنا

[1506] ۲۷۲-(۶۴۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِي بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِي سُوْقِهٖ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهٗ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهٗ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ))

← (۳۳۲) وحديث ابى سعيد حديث حسن- وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الصلاة على الخمرة برقم (۱۰۲۹) وفى: باب الصلاة فى الثوب الواحد برقم (۱۰۴۸) انظر (التحفة) برقم (۳۹۸۲)

[1506] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: الصلاة فى مسجد السوق برقم (۴۷۷) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل المشى الى الصلاة برقم (۵۵۹) وابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات، باب: فضل الصلاة فى جماعة برقم (۷۸۶) انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۰۲)

[1506] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے اکیلے گھر میں یا اکیلے بازار میں نماز پڑھنے سے بیس سے زائد درجہ ثواب کا باعث ہے کیونکہ جب کوئی نمازی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد میں آتا ہے اور صرف نماز ہی کی خاطر اٹھتا ہے۔ صرف نماز ہی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ اس کے سبب مٹا دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس طرح مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک نماز اس کو روکے رکھتی ہے (نماز کا انتظار کرتا ہے) وہ نماز میں سمجھا جاتا ہے اور تم میں سے کوئی ایک جب تک اپنے نماز پڑھنے والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ اس کو بخشش دے، اے اللہ! اس پر نظر رحمت فرما، اس کی توبہ قبول فرما جب تک وہ تکلیف نہیں پہنچاتا۔ جب تک کوئی نیا کام نہیں کرتا۔

مفردات الحدیث ❶ لا يَنْهَزُهُ: اس کو نماز کے سوا کوئی چیز نہیں اٹھاتی، آگے لا يريد الا الصلوة، اس کی تفسیر و توضیح ہے کہ وہ صرف نماز ہی کا ارادہ کرتا ہے۔ ❷ خُطْوَة: پیش کے ساتھ، قدم۔ ❸ خَطْوَة زبر کے ساتھ، ایک قدم اٹھانا۔ ❹ مالم یوذ کی تفسیر ہے مالم یحدث، یعنی ہوا خارج کر کے حاضرین (فرشتوں، انسانوں) کو اذیت و تکلیف پہنچایا، یا اس (مسجد) میں خلاف شریعت کسی حرکت کا ارتکاب کرنا۔

فائدہ:...... یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے اور وہاں اس کے فوائد گزر چکے ہیں، مقصد یہ ہے کہ دور کی مسافت سے آنے والے نمازی کو قدم زیادہ اٹھانے پڑتے ہیں، اس لیے اس کو اجر و ثواب بھی زیادہ ملتا ہے اور انسان جب تک مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے وہ نماز کے حکم میں ہوتا ہے اور فرشتوں کی دعاؤں کا حقدار ٹھہرتا ہے، اس لیے اس کو مسجد میں ادب و احترام اور وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جو دوسروں کے لیے تکلیف دہ ہو۔

[1507] (. .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ انا عَبْثَرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ

[1507] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی، اعمش کی سند ہی سے اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے۔

[1508] ٢٧٣۔(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

[1507] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٣٣٤) وبرقم (١٢٤٠١) وبرقم (١٢٤١٥)

[1508] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٤٣٧)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَأَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ))

[1508]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جب تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے حق میں یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا اور جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی خاطر رکا ہوا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

[1509] ۲۷۴۔(. .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ قُلْتُ مَا يُحْدِثُ قَالَ يَفْسُو أَوْ يَضْرِطُ))

[1509]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں نماز گاہ میں رہتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے معاف فرما، اے اللہ! اس پر رحمت فرما، حتیٰ کہ وہ چلا جائے یا وضو توڑ دے۔ ابورافع کہتے ہیں، میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یُحْدِثُ کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا، آہستہ یا بلند آواز سے ہوا خارج کر دے۔

[1510] ۲۷۵۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلٰوةُ))

[1510]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نماز میں ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے، گھر کی طرف پلٹنے سے نماز ہی رکاوٹ بنی ہے۔

[1509] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في فضل القعود في المسجد برقم (٤٧١) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٥١)

[1510] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد برقم (٦٥٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في فضل القعود في المسجد برقم (٤٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٧)

[1511] ٢٧٦-(. .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَحَدُكُمْ مَا قَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فِي صَلٰوةٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَدْعُو لَهُ الْمَلَائِكَةُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ))

[1511] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھے ہو نماز ہی میں ہو جب تک وضو نہ ٹوٹے، فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے معاف فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

[1512] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا

[1512] امام مسلم دوسری سند سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت نقل کرتے ہیں۔

٥١...... بَابُ: فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

باب ٥١: مسجدوں کی طرف جانے کے لیے زیادہ قدم اٹھانے کی فضیلت

[1513] ٢٧٧-(٦٦٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى فَأَبْعَدُهُمْ وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيهَا ثُمَّ يَنَامُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فِي جَمَاعَةٍ))

[1513] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نماز کا سب لوگوں سے زیادہ ثواب اس نمازی کو ملتا ہے جو اس کے لیے سب سے دور سے چل کر آتا ہے، اس کے بعد جو اس کے بعد دور سے چل کر آتا ہے اور جو آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے نماز کا انتظار کرتا ہے، اس کو اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے، جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔ابو کریب کی روایت میں مع الامام کے بعد فی جماعۃ کے الفاظ ہیں۔

[1511] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٩٦١)

[1512] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القعود في المسجد وانتظار الصلاة من المفضل برقم (٣٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢٣)

[1513] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، برقم (٦٥١) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٣)

[1514] ٢٧٨-(٦٦٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا عَبْثَرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلوٰةٌ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتُ لَهُ لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَآءِ وَفِي الرَّمْضَآءِ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ))

[1514] ۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی تھا، میرے علم میں مسجد سے اس سے زیادہ کسی کا فاصلہ نہ تھا۔ اور اس کی کوئی نماز (باجماعت) قضاء نہیں ہوتی تھی تو اسے کسی نے کہا یا میں نے کہا۔ اے کاش آپ تاریکی اور گرمی میں آسانی کے لیے سواری کے لیے گدھا خرید لیں تو اس نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ میرا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو، میں چاہتا ہوں میرا مسجد تک چل کر جانا اور جب میں گھر لوٹوں تو میرا لوٹنا لکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جمع کر دیا ہے۔

فائدہ:......انسان کا رات کی تاریکی میں اور گرمیوں کی شدت میں گھر سے مسجد تک جانا آنا لکھا جاتا ہے۔ اور ان چیزوں (گرمی، تاریکی، آمد ورفت) کا انسان کو اجر وثواب ملتا ہے، اس لیے مسجد سے مسافت کے بعد اور دوری سے ڈر کر یا اس کو بہانا بنا کر گھر میں نماز پڑھ لینا درست نہیں ہے، نماز کے لیے جس قدر مشقت برداشت کرے گا یا دور سے آئے گا، اتنا ہی اجر وثواب میں اضافہ ہوگا۔

[1515] (..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالاَعْلَى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا

عَنِ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِهِ

[1515] امام صاحب ایک دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1514] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل المشى الى الصلاة برقم (٥٥٧) وابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات، باب: الابعد فالابعد من المسجد اعظم اجرا برقم (٧٨٣) انظر (التحفة) برقم (٦٤)

[1515] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٥١٢)

[1516] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ فِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ وَيَقِيكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ قَالَ أَمَ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا حَتّٰى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ))

[1516] حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری آدمی تھا، اس کا گھر مدینہ میں سب سے زیادہ دور گھر تھا اور اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پڑھنے سے نہیں رہتی تھی، ہم نے اس کے لیے درد محسوس کیا (اس کی تکلیف کا ہمیں احساس ہوا) تو میں نے اسے کہا، اے فلاں! ایک کاش، آپ ایک گدھا خرید لیں، جو آپ کو گرمی اور زمین کے زہریلے کیڑوں سے بچائے، اس نے کہا، ہاں اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرا گھر طنابوں (رسیوں) کے ذریعہ محمد ﷺ کے گھر سے بندھا ہوا ہوتا تو مجھے اس کی یہ بات بہت ناگوار محسوس ہوئی حتیٰ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے اسے بلوایا تو اس نے آپ کو بھی اس قسم کا جواب دیا اور آپ کو بتایا، میں اپنے آنے جانے پر ثواب کی امید رکھتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے وہ اجر ملے گا، جس کی تم نے نیت کی۔

مفردات الحدیث ❶ **ھوام،** ھامة کی جمع ہے۔ زہریلے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔ ❷ **مُطَنَّب،** طَنَب سے ماخوذ ہے۔ خیمے کو رسیوں سے باندھنا۔ مقصد ہے کہ میرا گھر آپ ﷺ کے گھر سے متصل ہوتا۔ ❸ **حَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا:** میں نے سینہ پر بوجھ اٹھایا، مقصد یہ ہے کہ اس کے یہ الفاظ میرے لیے بہت ناگواری کا باعث بنے۔ ❹ **فی اِثْرِہ** اس چال اور آمد و رفت کے سبب۔

فائدہ :...... انصاری صحابی کا مقصد یہ تھا، میرا گھر مسجد سے دور ہے، مجھے آنے جانے میں مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اور میں یہ مشقت محض اس امید پر برداشت کرتا ہوں کہ مجھے اس کا اجر ملے گا، میں اپنے اجر و ثواب سے کسی صورت میں محروم نہیں ہونا چاہتا، یہ نہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے قرب و جوار کو پسند نہیں کرتا تھا۔

[1516] تقدم تخريجه برقم (١٥١٢)

[1517] (. .) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَزْهَرَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ

عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1517] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی عاصم کی مذکورہ سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1518] ٢٨٩-(٦٦٤) وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا

أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَتْ دِيَارُنَا نَائِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَبِيعَ بُيُوتَنَا فَنَقْتَرِبَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((**إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً**))

[1518]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر مسجد سے دور واقع تھے تو ہم نے چاہا، ہم اپنے گھروں کو فروخت کر کے مسجد کے قریب گھر خرید لیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور فرمایا: تمہیں ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ ملے گا۔

[1519] ٢٨٠-(٦٦٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ ((**إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ**))

[1519]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مسجد کے گرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ کے لوگوں نے چاہا مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کا پتہ چل گیا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اس کا ارادہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔

[1517] تقدم تخريجه برقم (١٥١٢)

[1518] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٧١١)

[1519] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣١٠٤)

[1520] ۲۸۱-(..) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((يَابَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) فَقَالُوا مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا

[1520]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوسلمہ کے لوگوں نے مسجد کے قریب آ جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ مسجد کے قریب جگہیں خالی تھیں، نبی اکرم ﷺ کو بھی اس کی خبر مل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا، ہمیں پسند نہیں ہے کہ ہم منتقل ہو چکے ہوتے۔

مفردات الحدیث ❶ بقاع، بقعة کی جمع ہے، قطعہ زمین، زمین کا ٹکڑا۔ ❷ آثار، اثر کی جمع ہے، پاؤں کا نشان۔

فائدہ:...... مسجد کے قریب، صرف اس غرض کے تحت جگہ لینا کہ زیادہ دور سے چل کر نہ آنا پڑے، درست نہیں ہے کیونکہ انسان جس قدر مسجد سے دور ہوگا، اس قدر اس کو اہتمام زیادہ کرنا پڑے گا، نماز کے لیے زیادہ فکر مندی، زیادہ مشقت اور دوری کی مسافت زیادہ وقت کی طالب ہوگی تو یہ ہر چیز اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہوگی۔ اگر اس کا سبب کوئی اور چیز ہو مثلاً مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے بچے مسجد میں پڑھ سکیں گے، بوڑھے اور مریض کے لیے بھی جماعت کے لیے مسجد میں جانا آسان ہوگا، ہمارے لیے تکبیر تحریمہ میں شرکت آسان ہوگی تو اس نیت کے تحت مسجد کے قریب آنا درست ہے۔

۵۲...... بَابُ: الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ تُمْحَى بِهِ الْخَطَايَا وَتُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ

باب ۵۲: مسجد میں نماز کے لیے چل کر آنے سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں

[1521] ۲۸۲-(۶۶۶) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ انَا عُبَيْدُاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ الْأَشْجَعِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلَى بَيْتٍ مِنْ

[1520] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۳۱۰۴)

[1521] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۱۵)

بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً))

[1521] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چل کر گیا، تاکہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فریضہ کو ادا کرے تو اس کے دو قدموں میں سے ایک قدم سے گناہ اتریں گے اور دوسرے سے درجہ بلند ہوگا۔

[1522] ۲۸۳ ـ(٦٦٧) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَفِي حَدِيثِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ)) قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا))

[1522] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو، جس سے وہ ہر روز پانچ دفعہ نہاتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کی، اس پر کوئی میل کچیل نہیں رہے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی تمثیل ایسی ہی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فائدہ ......نماز پڑھنے سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ چھوٹے گناہوں کے اثرات ظاہر بدن پر ہوتے ہیں، اس لیے ان کا ازالہ آسان ہوتا ہے، جس طرح جسم کی میل اگر انسان کے مساموں میں داخل نہ ہو، یا کپڑے میں میل جذب نہ ہو تو اس کا دھونا آسان ہوتا ہے لیکن اگر جسم پر لگنے والی میل، اس کے اندر سرایت کر جائے تو اس کو محض صابون سے صاف کرنا بھی آسان نہیں ہوتا، کبیرہ گناہوں کے اثرات انسان کے دل کو متاثر کرتے ہیں۔اس لیے وہ توبہ یا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

[1522] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلوات الخمس كفارة برقم (٥٢٨) والترمذي في (جامعه) في الامثال، باب: فضل الصلوات الخمس برقم (٢٨٦٨) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: فضل الصلوات الخمس ١/ ٢٣٠ و ٢٣١ ـ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٩٨)

[1523] ٢٨٤ ـ(٦٦٨) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ وَمَا يُبْقِي ذٰلِكَ مِنَ الدَّرَنِ))

[1523] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی تمثیل گہری نہر کی مانند ہے، جو کسی انسان کے دروازے پر بہہ رہی ہو، وہ اس سے روزانہ پانچ دفعہ نہاتا ہو۔ حسن بصری نے کہا، یہ غسل اس کے جسم پر میل کچیل چھوڑے گا؟

مفردات الحدیث ❶ غمر: زیادہ پانی یا گہرا پانی۔ ❷ دَرَنْ بدن پر لگنے والی میل کچیل۔

[1524] ٢٨٥ ـ(٦٦٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ))

[1524] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان (نماز کے لیے) مسجد میں آتا جاتا ہے، اس کے ہر آنے جانے پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار فرماتا ہے۔

فائدہ :......نماز کی پابندی اور اہتمام انسان کے لیے جنت میں ضیافت ودعوت کا سبب بنتا ہے اور مہمان والی تکریم وتعظیم کا سبب بنتا ہے۔ غدا رواح کا معنی مطلقاً آنا جانا ہے، صرف صبح وشام آنا جانا مراد نہیں ہے۔

٥٣...... بَاب: فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

باب ٥٣: صبح کی نماز کے بعد، اپنی نماز گاہ میں بیٹھنے کی فضیلت اور مسجدوں کی فضیلت

[1525] ٢٨٦ ـ(٦٧٠) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا سِمَاكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ

[1523] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٩)

[1524] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل من غدا الى المسجد ومن راح برقم (٦٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٢١٧)

[1525] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الفضائل، باب: تبسمه ﷺ وحسن عشرته برقم ←

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ أَوِ الْغَدَاةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ

[1525]۔ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں، میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ اس نے کہا، ہاں، بکثرت (بہت) آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے، سورج نکلنے تک اس جگہ تشریف رکھتے جب سورج نکل آتا تو پھر آپ اٹھتے اور صحابہ کرام ﷺ باہمی گفتگو کرتے، جاہلیت کے دور کی باتیں شروع ہو جاتیں تو وہ ہنستے اور آپ بھی مسکراتے۔

فائدہ: ......صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں ذکر واذکار اور تلاوت کے لیے بیٹھے رہنا اجر وثواب کا باعث ہے۔ اور پند وموعظت یا عبرت پذیری کے لیے اسلام سے قبل کے واقعات یا دوسرے تاریخی واقعات سننا اور سنانا جائز ہے۔ اور مسجد کے تقدس واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرورت کے وقت اس میں ہنسنا اور مسکرانا بھی جائز ہے۔

[1526] ۲۸۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا

[1526]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر پڑھنے کے بعد سورج کے اچھی طرح نکلنے تک اپنے مصلی پر ہی تشریف فرما رہتے تھے۔

(۵۹۸۹) وابو داود فی (سننہ) فی الصلاۃ، باب: الضحی برقم (۱۲۹۴) والنسائی فی (المجتبی) فی السھو، باب: قعود الامام فی الصلاۃ بعد التسلیم برقم ۳/ ۸۰ و ۸۱۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۱۵۵)

[1526] طریق وکیع عن سفیان اخرجہ ابو داود فی (سننہ) فی الادب، باب: فی الرجل یجلس متربعا برقم (۴۸۵۰) وطریق سماك عن جابر بن سمرۃ تفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۱۵۳)

[1527] (. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا أَبُوالْأَحْوَصِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جعفرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا

عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُولَا حَسَنًا

[1527] امام مسلم نے مذکورہ بالا روایت اپنے دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے لیکن اس میں (حَسَنًا) اچھی طرح نکلنے کے الفاظ نہیں ہیں۔

[1528] ۲۸۸۔(۶۷۱) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَانَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذُبَابٍ فِي رِوَايَةِ هَارُونَ وَفِي حَدِيثِ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا))**

[1528] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام جگہوں سے پسند جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کو ایسے مقامات پسند ہیں، جہاں لوگ اس کی یاد میں مصروف ہوں' ذکر واذکار کریں، تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر میں مشغول ہوں، کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس یا پڑھنے میں لگے ہوں اور یہ کام سب سے زیادہ مساجد میں ہوتے ہیں، اس لیے مساجد سب جگہوں سے پسندیدہ ہیں، اس کے برعکس بازار عموماً ذکر الٰہی سے خالی ہوتے ہیں۔ ہر وقت شور وشغب برپا رہتا ہے، کھلے عام جھوٹ، جھوٹی قسمیں، دھوکا، جعل سازی، آمیزش، ناجائز کاروبار عروج پر ہوتے ہیں، احکام شریعت کی کھلے عام مخالفت ہوتی ہے، اس لیے یہ جگہیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

۵۴...... بَاب :مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

باب ٥٤: امامت کا حقدار کون ہے؟

[1529] ۲۸۹۔(۶۷۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ))**

[1527] طريق قتيبة اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، برقم (٥٨٥) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: قعود الامام في مصلاه بعد التسليم ٣/ ٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٦٨) وطريق ابن المثنى انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٦)

[1528] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٢)

[1529] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: اجتماع القوم في موضع هم فيه←

[1529] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین نمازی ہوں تو ان میں سے ایک امام بنے اور ان میں امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن مجید کی خوب تلاوت کرتا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت کا حقدار وہ انسان ہے جسے قرآن مجید کے ساتھ خاص شغف وتعلق ہو اور وہ اس کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرتا ہو، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا قراءت سے مراد محض حفظ قرآن اور اس کی کثرت کے ساتھ تلاوت ہے یا اس سے مراد حفظ قرآن کے ساتھ اس کا علم وفہم بھی ہے، امام احمد کے نزدیک محض قاری مقدم ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک قرآن کا علم وفہم رکھنے والا عالم مقدم ہے، اگر قاری عالم بھی ہو تو اس کے مقدم ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[1530] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدِ الْأَحْمَرُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1530] امام مسلم نے دوسرے اساتذہ سے بھی قتادہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1531] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا

عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِينَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[1531] امام مسلم نے اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی ہے۔

[1532] ٢٩٠ـ(٦٧٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدِ الْأَحْمَرُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ

← سواء ٢/ ٧٧ وفي باب: الجماعة اذا كانوا ثلاثا (٨٣٩) انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٢)

[1530] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٢٧)

[1531] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣٤)

[1532] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من احق بالامامة برقم (٥٨٢) و برقم (٥٨٣) وبرقم (٥٨٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة ما جاء من احق بالامامة برقم (٢٣٥) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: من احق بالامامة ٢/ ٧٦ وفي باب: اجتماع القوم وفيهم الوالي ٢/ ٧٧ مختصرا۔ ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من احق بالامامة برقم (٩٨٠) انظر (التحفة) برقم (٩٩٧٦)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا

[1532]۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کی کتاب پڑھنے والا ہو اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو ان میں جو سب سے زیادہ سنت کا علم رکھتا ہو، پس اگر سنت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ امامت کروائے سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے اقتدار کی جگہ میں امامت نہ کرائے اور نہ ہی اس کے گھر میں، اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص جگہ پر بیٹھے۔اشج نے اپنی روایت میں سِلما کی جگہ سِنا کہا یعنی عمر میں زیادہ ہو۔

مفردات الحدیث ❶ سِلْم: اسلام لانا، مسلمان ہونا۔سلطان سیادت وحکومت۔ ❷ تکرمته: اس کی عزت وتکریم کی جگہ، کسی کی مسند۔یعنی مستقل امام کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پر امامت نہیں کروائی جاسکتی اور کسی کے گھر اس کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھا نہیں جا سکتا۔

فائدہ :......عہد نبوی میں فضیلت کا مدار، دین وتقویٰ تھا۔اس لیے سب سے پہلا معیار فضیلت قرآن مجید کے ساتھ شغف وتعلق تھا۔نماز کی امامت کے لیے زیادہ اہل اور موزوں وہ شخص ہے، جو کتاب اللہ کے ساتھ شغف وربط میں دوسروں سے فائق ہو، فضیلت کا دوسرا معیار سنت کا علم ہے اور ظاہر ہے اگر اقرأ سے مراد، کتاب اللہ کا علم رکھنے والا ہو تو پھر جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہوگا وہی قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہوگا کیونکہ سنت ہی قرآن کی شارح اور مفسر ہے اور نبی اکرم ﷺ سے جو قرآن پڑھتے تھے، آپ ﷺ ان کو اس کے حقائق ومعارف اور اس پر عمل کا طریقہ بھی بتاتے تھے، آپ ﷺ کے دور میں تیسرا معیار فضیلت ہجرت میں مقدم ہونا تھا۔اب یہ چیز باقی نہیں رہی اس لیے علماء نے اس کی جگہ صلاح وتقویٰ میں فوقیت وبرتری کو تیسرا معیار قرار دیا ہے۔ترجیح کا چوتھا معیار آپ نے اس میں پہلے اسلام لانے کو قرار دیا ہے اور اگلی حدیث میں عمر میں بزرگی کو معیار قرار دیا ہے یعنی اس کو مسلمان ہوئے زیادہ عرصہ ہو چکا ہو۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ جماعت میں جو شخص سب سے بہتر اور افضل ہو اس کو امام بنایا جائے، آج کل اس اہم ہدایت سے تغافل برتا جا رہا ہے، اس لیے امت میں بہت سی خرابیاں نے راہ بنالی ہے اور امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

[1533] (. .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ انَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا الْأَشَجُّ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1533] امام مسلم نے اپنے بہت سے دوسرے اساتذہ سے بھی مذکورہ بالا روایت کو بیان کیا ہے۔

[1534] ۲۹۱-(. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَكَ أَوْ بِإِذْنِهِ**))

[1534]۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جوان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو اور قراءت میں سب سے آگے ہو اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو ان کا امام وہ شخص بنے جو ہجرت میں سب سے آگے ہو، اگر ہجرت میں مساوی ہوں تو ان کی امامت وہ شخص کرے جوان میں عمر میں بڑا ہو۔ اور کسی آدمی کی اس کے گھر میں اور اس کے اقتدار میں امامت نہ کرواور نہ اس کے گھر میں اس کی عزت وتکریم کی جگہ پر بیٹھو، الا یہ کہ وہ تمہیں اجازت دے دے یا اس کی اجازت سے ہو۔

[1535] ۲۹۲-(٦٧٤) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا

[1533] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٣٠)

[1534] تقدم تخريجه برقم (١٥٣٠)

[1535] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة وكذلك بعرفة وجمع برقم (٦٣٠) (٦٣١) وفي باب من قال: ليوذن في السفر مؤذن واحد برقم (٦٢٨) وفي باب: اثنان فما فوقهما جماعة برقم (٦٥٨) وفي باب: اذا استووا في القراة فليؤمهم اكبرهم برقم (٦٨٥) وفي باب: المكث بين السجدتين برقم (٨١٩) وفي ←

فَسَأَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ))

[1535]۔حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ہم عمر نوجوان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مہربان اور نرم دل تھے تو آپ نے خیال کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کو چاہنے لگے ہیں، یعنی ہم گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا، ہم کن گھر والوں کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ تو ہم نے آپ کو بتا دیا، آپ نے فرمایا: اپنے خاندان کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں میں ٹھہرو، انہیں تعلیم دو اور انہیں حکم دو جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہارا امام بنے۔

فائدہ:......حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ چونکہ تقریباً ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصول تعلیم کے لیے حاضر ہوئے تھے اور سب نے برابر تعلیم حاصل کی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ ترجیح عمر میں بزرگی کو قرار دیا۔

[1536] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1536] امام مسلم نے یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

[1537] وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فِي نَاسٍ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

← الجهاد، باب: سفر الاثنين برقم (٢٨٤٨) وفي الادب، باب: رحمة الناس والبهائم برقم (٦٠٠٨) وفي اخبار الآحاد باب: ما جاء في اجازة الخبر الواحد الصدوق في الاذان والصوم والفرائض والاحاكم برقم (٧٢٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من احق بالامامة برقم (٥٨٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، برقم (٢٠٥) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: اذان المنفردين في السفر ٢/ ٨ و ٩ وفي الامامة، باب: تقدم ذوي السن رقم ٢/ ٧٧ وفي الاذان، باب: اجتزاء المرء باذان غيره في الحضر ٢/ ٩ و ٢/ ٢١ وابن ماجه في (سننه) في اقامة والسنة فيها، برقم (٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (١١١٨٣)

[1536] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٣٣)

[1537] تقدم تخريجه برقم (١٥٣٣)

[1537] حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگ تقریباً ہم عمر نوجوان تھے، پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی روایت بیان کی۔

[1538] ۲۹۳-(. .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِقْفَالَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَنَا ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا))

[1538]۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا دوست نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جب ہم نے آپ ﷺ کے ہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا، آپ نے ہمیں فرمایا: جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کا انتظام کرنا، پھر اقامت کہنا اور جو تم میں سے بڑا ہے وہ امامت کرائے۔

فائدہ:...... سفر میں بھی اذان اور جماعت کا اہتمام کرنا چاہیے، موذن کے لیے بہتر اور افضل ہونا شرط نہیں ہے، امامت کا حقدار افضل اور بہتر ہی ہے۔ آتے وقت سب ساتھی اکٹھے آئے، جاتے وقت سب سے آخر میں آپ ﷺ کو الوداع کہنے والے یہ دونوں ساتھی تھے، اس لیے آپ نے ان کی خصوصی ہدایات دیں۔

[1539] (. .) وحَدَّثَنَاه أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ قَالَ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ الْحَذَّاءُ وَكَانَا مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْقِرَاءَةِ

[1539] امام مسلم ایک دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے۔ خالد حذاء نے کہا، یہ دونوں قراءت میں برابر تھے۔

۵۵...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلٰوةِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ

باب ۵۵: جب مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو تمام نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے

[1540] ۲۹۴-(۶۷۵) حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا

[1538] تقدم تخريجه برقم (۱۵۳۳)

[1539] تقدم تخريجه برقم (۱۵۳۳)

[1540] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۵۶)

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَائَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهُ تَرَكَ ذٰلِكَ لَمَّا أُنْزِلَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

[1540]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت صبح کی نماز کی قراءت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے اور (رکوع سے) سر اٹھاتے تو فرماتے: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد، اللہ تعالیٰ کی جس نے حمد کی، اس نے اس کو سن لیا، اے ہمارے رب! حمد کا حقدار تو ہی ہے۔ پھر کھڑے کھڑے دعا کرتے: اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور سمجھے جانے والے مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضریوں کو سخت طریقہ سے روند ڈال اور یہ پکڑ یوسف علیہ السلام کے دور کی خشک سالی کی صورت میں ہو۔ اے اللہ! لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی پر لعنت فرما۔ پھر ہم کو خبر پہنچی کہ جب یہ آیت اتری آپ ﷺ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے، چاہے تو ان کو عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ (آل عمران: ۱۲۸) تو آپ ﷺ نے یہ دعا چھوڑ دی۔

فائدہ:...... جب مسلمان کسی مصیبت کا شکار ہوں، مثلاً دشمن کا خوف ہو، خشک سالی ہو، کوئی وباء پھیل جائے تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ کرنا بہتر ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے نزدیک، قنوت نازلہ نمازوں میں منسوخ ہے۔ علامہ ابن ہمام نے قنوت نازلہ کو شریعت مستمرہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور بئر معونہ میں شہید ہونے والے ستر قاریوں کے لیے آپ ﷺ نے ایک ماہ تک دعا فرمائی اور پھر چھوڑ دی کیونکہ مقصد پورا ہو گیا تھا، اس لیے قنوت نازلہ کا تعلق ضرورت سے ہے، اگر مسلمان خوف زدہ ہوں، مصیبت سے دو چار ہوں تو دعا کی جائے گی، ورنہ نہیں۔

نوٹ:...... ﴿ليس لك من الامر شئی﴾ الآیہ: سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مختار کل یا مختار مطلق نہیں ہیں۔ علامہ سعیدی نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن جواب کی بجائے غیر شعوری طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ علامہ آلوسی حنفی کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھتے ہیں: آپ ﷺ ان کو توبہ کے لیے مجبور کرنے پر قادر نہیں نہ توبہ سے روکنے پر، عذاب دینے پر قادر ہیں نہ معاف کرنے پر، یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھتے ہیں: آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار کے معاملات کا اللہ تعالیٰ علی الاطلاق مالک ہے خواہ انہیں ہلاک کر دے یا سزا دے، اسلام لانے پر ان کی توبہ قبول کرے یا اسلام نہ لانے پر ان کو عذاب اخروی دے۔ آپ ﷺ ان معاملات کے مالک نہیں ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/ ۳۲۹)

[1541] (. .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ ((وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ))

[1541] امام مسلم یہی روایت دوسری سند سے بیان کرتے ہیں لیکن اس میں اللهم العن لحیان ورعلا سے آخر تک کا حصہ بیان نہیں کرتے۔

[1542] ۲۹۵۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِي صَلٰوةٍ شَهْرًا إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَاءَ بَعْدُ فَقُلْتُ أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ لَهُمْ قَالَ فَقِيلَ وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا

[1542]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت کیا جب آپ سمع الله لمن حمده کہہ لیتے تو یہ دعائے قنوت پڑھتے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مسلمانوں

[1541] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: تسمية الوليد برقم (٦٢٠٠) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في القنوت في صلاة الفجر برقم (١٢٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٣١٣٢)

[1542] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: القنوت في الصلوات برقم (١٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٨٧)

کو نجات دے، اے اللہ! مضریوں کو بڑی شدت سے روند ڈال۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے دور کا قحط مسلط کر دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر میں نے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان لوگوں کے حق میں دعا کرنا چھوڑ دیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ یہ لوگ آ چکے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ وطاتك: وطاء پامالی کرنا، روندنا، مقصد یہ ہے ان کا مواخذہ فرما۔ ❷ سنين، سنة کی جمع ہے یہ لفظ قحط سالی کے لیے استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ ان کو قحط سالی سے دو چار فرما۔ ❸ تقدموا: وہ آ چکے ہیں، بعض حضرات نے اس کا ترجمہ مــاتو اکیا ہے، جو درست نہیں ہے کیونکہ سلمہ بن ہشام ۱۴ ہجری میں فوت ہوئے ہیں اور عیاش بن ابی ربیعہ ۱۵ ہجری میں، صرف ولید بن ولید آپ کی خدمت میں پہنچتے ہی وفات پا گئے تھے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان قیدیوں کی خلاصی اور نجات کے لیے نماز میں دعا کی جا سکتی ہے۔ ولید بن ولید، خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام، ابو جہل کا بھائی ہے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی ابو جہل کا ماں کی طرف سے بھائی ہے۔ یہ تینوں مشرکین مکہ کی قید میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں مشرکوں کی قید سے چھوٹ کر بھاگ آئے اور ان کی آمد کے بعد آپ نے دعا چھوڑ دی، اس لیے دعا چھوڑنے سے اس کا منسوخ ہونا کیسے ثابت ہوا، یہ تو مقصد پورا ہونے کی بنا پر ترک کر دی گئی تھی۔

[1543] (. .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ إِذْ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ((اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَى قَوْلِهِ ((كَسِنِي يُوسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1543] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ نے سمع الله لمن حمده کہا، پھر سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا کی: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، لیکن اس میں قال ابو هريره ثم رايت الخ والا حصہ نقل نہیں کیا۔

[1544] ٢٩٦-(٦٧٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ

[1543] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر، سورت النساء، باب: (فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم وكان الله عفوا غفورا) برقم (٤٥٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٠)

[1544] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: (١٢٦) برقم (٧٩٧) وابو داود في ←

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَاُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَآءِ الْآخِرَةِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ

[1544] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے قریب قریب نماز پڑھاؤں گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور صبح کی نماز میں قنوت کرتے تھے، مومنوں کے حق میں دعا کرتے اور کافروں پر لعنت بھیجتے۔

[1545] ۲۹۷۔(۶۷۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنَسٌ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ

[1545] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیس دن ان لوگوں کے خلاف دعا کی، جنہوں نے بئر معونہ کے لوگوں کو قتل (شہید) کر دیا تھا، آپ رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ کے لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، کے خلاف دعا کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہونے والے لوگوں کے بارے میں یہ آیت اتاری: ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے، وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اس سے راضی ہیں۔ ہم نے اس آیت کی تلاوت کی، بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

فائدہ:...... صفر ۴ ہجری میں ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنہ کے نام سے معروف تھا اور اپنی قوم کا سردار تھا۔ علاقہ نجد سے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے نہ اسے

← (سننه) في الصلاة: القنوت في الصلوات برقم (١٤٤٠) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: القنوت في صلاة الظهر ٢/ ٢٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢١)

[1545] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٩٥) وفي الجهاد، باب: فضل قول الله تعالى: ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون۔ الى قوله۔ وان الله لا يضيع اجر المومنين﴾ برقم (٢٨١٤) انظر (التحفة) برقم (٢٠٨)

قبول کیا نہ رد اور آپ کو بڑے مخلصانہ انداز میں یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے کچھ ساتھیوں کو میرے علاقہ میں بھیجیں امید ہے لوگ اسلام قبول کر لیں گے اور آپ کے لوگ میری پناہ میں ہوں گے، آپ نے تعلیم و تبلیغ کے لیے ستر قاری بھیجے تاکہ وہ معلم اور داعی کا فریضہ سرانجام دیں، آپ نے ان کا امیر منذر بن عمرو کو مقرر فرمایا، آپ نے ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل کے نام خط دیا تھا جب یہ وفد بئر معونہ نامی جگہ پر پہنچا تو وہاں سے حرام بن ملحان رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر عامر بن طفیل کی طرف روانہ ہوئے، اس نے خط دیکھے بغیر ہی اپنے آدمی کو اشارہ کر کے ان کو قتل کروا دیا، پھر اپنی قوم بنو عامر کو کہا کہ مدینہ سے آنے والے لوگوں پر حملہ کرو، لیکن انہوں نے اپنے سردار ابو براء کے عہد کو توڑنا گوارا نہ کیا، تب اس نے بنو سلیم کی شاخوں یعنی رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ کو اس کام پر آمادہ کیا، ان لوگوں نے مسلمان قاریوں کو شہید کر دیا، صرف دو آدمی زندہ بچے، آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ کو بے حد دکھ ہوا اور آپ نے ان قبائل کے خلاف ایک ماہ تک قنوت نازلہ فرمائی۔

ان شہداء کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور ان کا پیغام پہنچا دیا، جس کو وقتی طور پر پڑھا گیا، پھر وہ منسوخ ہو گیا، منسوخ شدہ آیات چونکہ اب قرآن میں نہیں ہیں، اس لیے وہ تواتر سے ثابت نہیں ہیں۔

نوٹ:...... اس واقعہ بئر معونہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب نہ تھا، وگرنہ آپ ابو براء کے کہنے پر ستر منتخب افراد کو اس کے علاقہ میں نہ بھیجتے، لیکن علامہ سعیدی اس کا انتہائی مضحکہ خیز جواب دیتے ہیں کہ آپ کو ان کی شہادت کا علم تھا، آپ نے اہل نجد کے مطالبہ تبلیغ پر انہیں نجد بھیج دیا تاکہ کل قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو قبول اسلام کے لیے تیرے نبی سے مبلغ مانگے تھے، اس نے نہیں بھیجے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۳۳۲)

حالانکہ اوپر یہ لکھا ہے کہ آپ نے ابو براء کے کہنے پر صحابہ کرام ﷺ کو بھیجا تھا اور اس نے ان کی حفاظت کی ضمانت دی تھی، اس کی ضمانت پر بھیجا تھا۔ پھر اگر آپ کو معلوم تھا تو آپ نے اس قدر رنج و ملال کا اظہار کیوں فرمایا اور ایک ماہ تک ان کے خلاف دعا کیوں فرمائی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روک دیا، مزید برآں یہ لوگ اہل نجد تک تو پہنچے ہی نہیں۔ بئر معونہ تو مکہ اور عسفان کے درمیان ہذیل کا علاقہ ہے، عامر بن طفیل نے تو ان کو راستہ میں ہی روک لیا تھا۔

[1546] ۲۹۸-(...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا

[1546] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم ←

[1546] ۔ امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں، کچھ عرصہ رکوع کے بعد۔

[1547] ۲۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))

[1547] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت کی، بنو عصیہ کے خلاف دعا کی۔

[1548] ۳۰۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ انَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُو عَلٰى بَنِي عُصَيَّةَ

[1548] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کی ہے۔ رعل اور ذکوان کے خلاف دعا کی اور فرمایا: ''عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

[1549] ۳۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

← (١٠٠١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: القنوت فى الصلوات برقم (١٤٤٤) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: القنوت فى صلاة الصبح ٢/ ٢٠٠ و ٢٠١ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فى القنوت قبل الركوع وبعده برقم (١١٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٤٥٣)

[1547] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم (١٠٠٣) وفى المغازى، باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة برقم (٤٠٩٤) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: القنوت بعد الركوع ٢/ ٢٠٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٠)

[1548] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: القنوت فى الصلوات برقم (١٤٤٥) مختصرا وتحفة الاشراف (٢٣٥)

[1549] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم (١٠٠٢) ←

عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أُنَاسٍ قَتَلُوا أُنَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ

[1549] ۔ عاصم بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، رکوع سے پہلے ہے تو میں نے کہا، کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قنوت رکوع کے بعد کی ہے؟ تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے (رکوع کے بعد) ایک مہینہ قنوت کیا، ان لوگوں کے خلاف دعا کی، جنہوں نے آپ ﷺ کے کچھ ساتھیوں کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا، قتل کر دیا تھا۔

فائدہ :...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے آپ قنوت ہمیشہ رکوع کے بعد نہیں کرتے تھے، آپ نے رکوع سے پہلے بھی قنوت کی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کرنے کے قائل ہیں۔ صحیح روایات کی روشنی میں قنوت نازلہ، رکوع کے بعد بلند آواز سے ہے۔ اس میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور مقتدی آمین کہیں گے۔ وتر میں قنوت امام احمد کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے لیکن نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آپ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وتر میں رکوع کے بعد قنوت سکھایا۔

[1550] ٣٠٢۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلَى سَرِيَّةٍ مَا وَجَدَ عَلَى السَّبْعِينَ الَّذِينَ أُصِيبُوا يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ كَانُوا يُدْعَوْنَ الْقُرَّاءَ فَمَكَثَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى قَتَلَتِهِمْ

[1550] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی جماعت (کی شہادت) پر اس قدر غمزدہ نہیں دیکھا، جس قدر آپ غمگین ان ستر آدمیوں پر ہوئے تھے جو بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہو گئے۔ ان کو قراء کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آپ ایک مہینہ تک ان کے قاتلین کے خلاف دعا کرتے رہے۔

← وفى الجنائز باب: من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن برقم (١٣٠٠) وفى: الجزية والموادعة، باب: دعاء الامام على من نكث عهدا برقم (٣١٧٠) وفى المغازى باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة و عاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٩٦) وفى الدعوات، باب: الدعاء على المشركين برقم (٦٣٩٤) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣١)

[1550] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٥٤٧)

[1551] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا حَفْصٌ وَابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قال مَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

[1551] یہ روایت امام صاحب دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کرتے ہیں جس میں وہ ایک دوسرے پر کچھ اضافہ کرتے ہیں۔

[1552] ٣٠٣۔(. .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوْا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

[1552]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ قنوت کی، رعل اور ذکوان اور عصیہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ان پر لعنت بھیجتے تھے۔

[1553] (. .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[1553] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے۔

[1554] ٣٠٤۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ

[1554]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے کچھ قبائل کے خلاف ایک ماہ دعائے قنوت کی، پھر اسے چھوڑ دیا۔

مفردات الحدیث ✲ اَحْيَاءٌ: حی کی جمع ہے، قبیلہ کو کہتے ہیں۔

[1551] تقدم تخريجه برقم (١٥٤٧)

[1552] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى التطبيق باب: اللعن فى القنوت ٢/ ٢٠٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٣)

[1553] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٥)

[1554] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى، باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٨٩) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: اللعن فى القنوت برقم (١٠٧٦) وفى باب: ترك القنوت برقم (١٠٧٨) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فى القنوت فى صلاة الفجر برقم (١٢٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٤)

[1555] ۳۰۵-(۶۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ نَا

الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ

[1555] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں دعائے قنوت کرتے تھے۔

[1556] ۳۰۶-(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ

[1556] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر اور مغرب میں دعائے قنوت کی۔

[1557] ۳۰۷-(۶۷۹) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةٍ ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ))

[1557] ۔حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں یہ دعا کی: ''اے اللہ! بنولحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے، لعنت بھیج، غفار کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اسلم کو سلامت رکھے۔''

[1558] ۳۰۸-(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ

[1555] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: القنوت في الصلوات برقم (١٤٤١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القنوت في صلاة الفجر برقم (٤٠١) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: القنوت في صلاة المغرب برقم ٢/ ٢٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٢)

[1556] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٥٣)

[1557] اخرجه مسلم في (صحيحه) في (فضائل الصحابة) باب: دعاء النبي ﷺ بغفار واسلم برقم (٦٣٨١) انظر (التحفة) برقم (٣٥٣٦)

[1558] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٥٥)

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ خُفَافُ بْنُ إِيمَاءٍ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ ((غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ)) ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَافٌ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ

[1558] ۔خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا۔ پھر اس سے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''غفار کو اللہ معاف فرمائے، اسلم کو محفوظ رکھے۔ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اے اللہ! بنولحیان پر لعنت بھیج اور رعل اور ذکوان پر لعنت نازل کر۔ پھر آپ نے سجدہ کیا۔ خفاف نے کہا: اس بنا پر کافروں پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔

[1559] (. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ وَأَخْبَرَنِيهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْقَعِ

عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ

[1559] امام صاحب ایک دوسری سند سے خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں خفاف کا یہ قول نہیں بیان کیا کہ اس وجہ سے کافروں پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔

فائدہ:......اس باب کی روایات سے صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن پاک و ہند کے نسخوں میں امام نووی نے اس باب میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور صبح کی نماز میں قنوت کا ہمیشہ کرنا مستحب ہونا اور اس کا موقع ومحل آخری رکعت میں رکوع کے بعد سر اٹھانے کے بعد ہے اور اس کا بلند پڑھنا بہتر ہے۔ امام شافعی کا یہی موقف ہے۔ امام مالک کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت سنت ہے۔ امام احمد اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قنوت نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ قنوت کا مدار مسلمانوں کی ضرورت وحاجت پر ہے۔ اگر مصیبت شدید ہو یا خطرہ زیادہ ہو اکثر یا سب نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی جائے گی۔ اگر خطرہ اور مصیبت کم ہو تو ایک یا دو نمازوں میں قنوت کر لیں گے۔

٥٦...... بَابٌ: قَضَاءِ الصَّلٰوةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا

باب ٥٦: فوت شدہ نمازوں کی قضائی اور قضائی میں جلدی کرنا بہتر ہے

[1560] ٣٠٩-(٦٨٠) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

[1559] تقدم تخريجه برقم (١٥٥٥)

[1560] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من نام عن صلاة او نسيها برقم (٤٣٥) ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَهُ حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ ((اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ)) فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيْ بِلَالُ)) فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللّٰهِ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ ((مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي)) قَالَ يُونُسُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا لِلذِّكْرٰى

[1560]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے۔ایک رات چلتے رہے حتیٰ کہ آپ پر نیند غالب آ گئی تو آپ نے پڑاؤ کیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم آج رات ہماری حفاظت کرو" حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب تک اللہ کو منظور رہا نفل پڑھتے رہے۔رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی سو گئے۔جب صبح کا وقت قریب آ گیا تو بلال رضی اللہ عنہ فجر کے پھوٹنے کی (جگہ) کی طرف رخ کر کے اپنی سواری کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو بلال رضی اللہ عنہ پر اس کی آنکھیں غالب آ گئیں کیونکہ وہ سواری کو ٹیک لگائے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ، بلال اور آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا حتیٰ کہ ان پر دھوپ پڑنے لگی۔سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے گھبرا کر فرمایا: اے بلال! بلال نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔میری روح کو اس ذات نے پکڑ لیا، جس نے آپ کی روح کو قبضہ میں کر لیا۔آپ نے فرمایا: "کوچ کرو" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔انہوں نے نماز کا اہتمام کیا (اذان اور اقامت کہی) آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔نماز پڑھنے کے بعد فرمایا: جو نماز بھول جائے، وہ یاد آتے ہی اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "میری یاد کے لیے نماز پڑھئے" (طٰہٰ:۱۴) ابن شہاب، ذکری (میری یاد کے لیے) کے بجائے للذکری (یاد آنے پر) پڑھتے تھے)

← برقم (٤٣٦) و ابن ماجه في سنة في الصلاة باب من نام عن الصلاة اونسيها برقم (٦٩٦)، التحفة (١٣٣٤٦)

فائدہ :...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بڑے پُراعتماد ہوکر یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ سو جائیں، میں آپ کو بیدار کروں گا۔ معلوم ہوتا ہے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی طرح، ان پر بھی نیند نے غلبہ پالیا اور جب دھوپ سے آپ سب سے پہلے بیدار ہوئے تو آپ کو نماز کے قضاء ہونے پر افسوس ہوا اور آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے معذرت کی کہ میں نے عمداً ایسے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی منظور تھا تو آپ نے اس غفلت کا باعث بننے والی زمین کو چھوڑنے کا حکم دیا اور آگے چل کر سب سے پہلے نماز کا اہتمام فرمایا۔ اسی لیے قضا شدہ نماز کو جتنا جلدی ممکن ہو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حتیٰ الوسع ایسی جگہوں سے پرہیز کرنا چاہیے جو انسان کو دینی امور سے غافل کر دیتی ہیں۔

[1561] ٣١٠ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ نَا أَبُو حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ)) قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوبُ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ

[1561]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کیا اور ہم سورج نکلنے تک بیدار نہ ہو سکے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر انسان اپنی سواری کا سر پکڑ لے یعنی لگام یا مہار پکڑ کر چل پڑے۔ کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے جس میں ہمارے ساتھ شیطان آ گیا ہے۔ ہم نے آپ کے حکم پر عمل کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا۔ پھر آپ نے وضو کر کے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں۔ پھر جماعت کھڑی کی گئی (اقامت کہی گئی) اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

فوائد :...... ❶ اگر مشترکہ طور پر نماز فوت ہو جائے تو وقت ملتے ہی اس کے لیے اہتمام کیا جائے گا۔ اذان کہہ کر سنتیں پڑھی جائیں گی۔ پھر اقامت کہہ کر جماعت کروائی جائے گی۔ اگر نمازیں ایک سے زائد فوت ہو جائیں تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دونوں ہیں۔ بعد والی نمازوں کے لیے اختیار ہے۔ ہر ایک کے لیے اذان اور اقامت کہہ لیں یا صرف اقامت پر اکتفا کر لیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد ہر نماز کے لیے اذان کے قائل ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی آخری قول میں اذان کے قائل نہیں۔ ❷ امام مالک، امام شافعی اور امام

[1561] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: كيف يقضي الفائت من الصلاة ١/ ٢٩٨ـ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٤)

احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سنتوں کی قضائی بہتر ہے۔ سنتیں نماز کے ساتھ رہ گئی ہوں یا صرف سنتیں باقی ہوں اور احناف کے نزدیک اگر صرف سنتیں رہ گئی ہوں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ فرضوں کے ساتھ قضاء ہے۔

[1562] ٣١١۔(٦٨١) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ رَبَاحٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((**إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا**)) فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهِ قَالَ فَنَعَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتّٰى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتّٰى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتّٰى كَادَ يَنْجَفِلُ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ ((**مَنْ هٰذَا**)) قُلْتُ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ ((**مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيرَكَ مِنِّي**)) قُلْتُ مَا زَالَ هٰذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ ((**حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ**)) ثُمَّ قَالَ ((**هَلْ تَرَانَا نَخْفٰى عَلَى النَّاسِ**)) ثُمَّ قَالَ ((**هَلْ تَرٰى مِنْ أَحَدٍ**)) قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ آخَرُ حَتّٰى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ فَمَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَالَ فَقُمْنَا فَزِعِينَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَأَةٍ كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوءًا دُونَ وُضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ ((**احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ**)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلٰى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي صَلٰوتِنَا ثُمَّ قَالَ ((**أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ**)) ثُمَّ قَالَ ((**أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ**

[1562] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٩٠)

الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا)) ثُمَّ قَالَ ((مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا قَالَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا)) قَالَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ)) ثُمَّ قَالَ ((أَطْلِقُوا لِي غُمَرِي))قَالَ وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَآءً فِي الْمِيضَأَةِ تَكَابُّوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى)) قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ صَبَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا)) قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَآءَ جَامِّينَ رِوَاءً قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ إِذْ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ انْظُرْ أَيُّهَا الْفَتٰى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي أَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ حَدِّثْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِحَدِيثِكُمْ قَالَ فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ أَنَّ أَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ

[1562]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: ''تم آج زوال سے لے کر رات بھر چلو گے اور کل صبح ان شاء اللہ پانی پر پہنچو گے'' تو لوگ چل پڑے کوئی کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہو رہا تھا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ چلتے رہے۔ میں بھی ساتھ تھا حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آ گئی اور اپنی سواری پر ایک طرف جھکے، میں نے آگے بڑھ کر آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے۔ پھر آپ چلتے رہے حتیٰ کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا تو آپ اپنی سواری پر ایک طرف جھک گئے۔ پھر میں نے آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا۔ حتیٰ کہ آپ سواری پر سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ پہنچا تو آپ پہلی دو بار سے زیادہ جھک گئے۔ قریب تھا کہ آپ گر جائیں تو میں نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سہارا دیا۔ آپ نے سر اٹھا کر پوچھا: ''یہ کون ہے؟''

میں نے کہا ابوقتادہ ہوں، آپ نے پوچھا تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ رات بھر سے آپ کے ساتھ اس طرح چل رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تیری حفاظت فرمائے، کیونکہ تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہارے خیال میں ہم لوگوں سے اوجھل ہو سکتے ہیں؟ پھر فرمایا: ''کیا تمہیں کوئی نظر آ رہا ہے؟'' میں نے کہا یہ سوار ہے۔ پھر میں نے کہا: یہ دوسرا سوار ہے، حتیٰ کہ سات سوار جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ راستہ سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنا سر زمین پر رکھ لیا۔ یعنی سونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔ پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے جبکہ سورج آپ کی پشت پر آچکا تھا اور ہم بھی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ'' تو ہم سوار ہو کر چل پڑے۔ حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا تو آپ سواری سے اترے۔ پھر آپ نے وضوء کا برتن طلب کیا جو میرے پاس تھا، اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو آپ نے اس سے تخفیف کے ساتھ وضوء کیا یعنی کم مرتبہ اعضاء دھوئے کہ کم پانی استعمال کیا اور برتن میں تھوڑا سا پانی بچ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ابوقتادہ سے فرمایا: ''ہمارے لیے اپنے برتن کو محفوظ رکھنا، جلد یہ کہ ایک بڑی خیر کا سبب ہوگا۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر صبح کی نماز پڑھائی، اس کو اسی طرح پڑھایا جس طرح روزانہ پڑھاتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہو گئے اور ہم ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے کہ نماز کے بارے میں جو ہم نے کوتاہی کی ہے اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟'' پھر آپ نے فرمایا: ہاں سو جانے کی صورت میں کوتاہی نہیں ہے، کوتاہی تو اس صورت میں ہے کہ انسان نماز نہ پڑھے (حالانکہ پڑھ سکتا ہے) یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔ جس کو یہ صورت (کہ سویا رہے) پیش آ جائے تو وہ بیدار ہونے پر نماز پڑھ لے اور اگلے دن نماز اپنے وقت پر پڑھے (عمداً مؤخر نہ کرے) پھر آپ نے پوچھا: ''تمہارے خیال میں لوگوں نے کیا کیا؟'' پھر فرمایا: لوگوں نے صبح کے وقت اپنے نبی کو اپنے اندر نہیں پایا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہیں اپنے پیچھے نہیں چھوڑ سکتے اور دوسرے لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے ہیں۔ پس اگر لوگ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو ہدایت پائیں گے (یعنی ان کی بات مان لیں گے تو میرے انتظار میں رکے رہیں گے کیونکہ میں تو پیچھے ہوں) پھر ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن کافی چڑھ آیا اور ہر چیز گرم ہوگئی اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم پیاسے مر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہلاک نہیں ہوگے'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرا چھوٹا پیالہ لاؤ'' اور آپ نے وضو کا برتن منگوایا۔ رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلا

رہے تھے جوں ہی لوگوں نے برتن میں معمول سا پانی دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے (ہر ایک کی خواہش تھی کہ میں پانی سے محروم نہ رہوں) تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق اختیار کرو، سب سیراب ہو جاؤ گے'' تو لوگوں نے آپ ﷺ کی بات پر عمل کیا۔ رسول اللہ ﷺ پانی انڈیلنے لگے اور میں انہیں پلانے لگا۔ حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی ڈالا اور مجھے فرمایا: ''پیو'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جب تک آپ ﷺ نہیں پی لیں گے میں نہیں پیوں گا۔ آپ نے فرمایا: لوگوں کو پانی پلانے والا آخر میں پیتا ہے تو میں نے پی لیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی پی لیا۔ پھر سب لوگ سیراب ہو کر آرام کے ساتھ پانی تک پہنچ گئے۔ ثابت کہتے ہیں، عبداللہ بن رباح نے بتایا میں جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نوجوان! سوچ لو، کیسے بیان کر رہے ہو کیونکہ اس رات کے سواروں میں سے ایک میں بھی ہوں تو میں نے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ واقعہ بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: تم کس خاندان سے ہو؟ میں نے کہا: انصار سے ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بیان کرو تم اپنے واقعات کو بہتر جانتے ہو تو میں نے لوگوں کو پورا واقعہ سنایا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس رات موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کسی نے اس واقعہ کو اس طرح یاد رکھا ہے جیسا تو نے یاد رکھا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **لَا يَلْوِي اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ**: کوئی ایک دوسرے کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا تھا، سب سیدھے رخ چل رہے تھے۔ ❷ **ابھار اللیل**: تھوڑا اللیل۔ رات آدھی گزر گئی۔ ❸ **نَعَسَ**: آپ کو اونگھ آ گئی۔ ❹ **دَعَمْتُهٗ**: میں نے آپ کو سہارا دیا، تاکہ آپ سیدھے ہو جائیں۔ ❺ **تھور اللیل**: رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔ ❻ **تھور النباء** سے ماخوذ ہے، عمارت گرنے لگی۔ ❼ **ینجفل**: گرنے لگی۔ **بما حفظت** میں سببیہ ہے اور ما مصدریہ ہے۔ یعنی بسبب ❽ **حفظك**: تیرے حفاظت کرنے کے سبب، تیری حفاظت کی بنا پر۔ ❾ **رَكْبٌ**، راکب کی جمع ہے۔ سوار، **میضاۃ**: لوٹا، وضو کرنے کا برتن۔ ❿ **وضو. دون وضوء**: عام وضو سے ہلکا۔ عام وضوء سے کم پانی استعمال کیا۔ ⓫ **يَهْمِسُ الى بعضٍ**: ایک دوسرے سے آہستگی کے ساتھ گفتگو کرنا۔ ⓬ **اسوۃ**: نمونہ، ماڈل۔ ⓭ **لیس فی النوم تفریط**: سوئے سوئے غیر اختیاری طور پر نماز فوت ہو جائے تو یہ تقصیر اور کوتاہی نہیں ہے۔ ⓮ **ما ترون الناس صنعوا: ثم قال**: مقصد یہ ہے کہ جب آپ نے سورج نکلنے کے بعد، ان پیچھے رہ جانے والے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی تو ان سے پوچھا تمہارے خیال میں دوسرے ساتھیوں کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہے کہ ہم کہاں ہیں؟

فوائد:...... ❶ حضور اکرم ﷺ نے سفر کے سلسلہ میں تمام ساتھیوں کو اعتماد میں لیا اور ان کو صورت حال سے

پوری طرح آگاہ فرمایا تاکہ وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور اس سفر میں بہت سے معجزات ظہور پذیر ہوئے اور آپ ﷺ نے آئندہ پیش آنے والے واقعات سے بھی آگاہ فرمایا لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ کو ایسی قوت حاصل تھی جس چیز سے آپ غیب کو جان لیتے تھے۔ رسول اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے آگاہ فرما دیتا ہے اور جس کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ اپنی حکمت کے تحت پوشیدہ رکھتا ہے۔ آپ کو صبح کے وقت سے آگاہ نہیں فرمایا۔ آپ نے نماز کے اہتمام کی خاطر ڈیوٹی مقرر کی تھی۔ محافظ بھی سو گئے، لیکن آپ نے اس واقعہ سے آگاہ نہیں فرمایا کہ یہ واقعہ بھی پیش آئے گا اور نہ ہی آپ ﷺ کو اپنی اونگھ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بار بار سہارا دینے کا پتہ چلا۔ ❷ آپ ﷺ نیند کی مجبوری کے تحت ساتھیوں سے الگ ہو کر لیٹ گئے اور ساتھیوں کو نماز کے بارے میں تاکید فرمائی۔ لیکن سب نیند کے ہاتھوں مجبور ہو کر سو گئے۔ سورج کے کافی بلند ہونے کے بعد آپ بیدار ہوئے، لیکن آپ نے ساتھیوں کو سرزنش اور توبیخ نہیں فرمائی۔ بلکہ ساتھی جب اس سلسلہ میں پریشان ہوئے کہ اس کوتاہی کا کفارہ کیا ہوگا تو ان کو حوصلہ دیا۔ ❸ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کی حفاظت کی تو آپ نے اس کی اس خدمت کا اعتراف فرمایا اور اس کو دعائے خیر دی۔ ❹ آپ ﷺ نے فوت شدہ نماز کو پورے اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا فرمایا اور غفلت والی جگہ کو چھوڑ کر نماز ادا کی اور ساتھیوں کو بتا دیا۔ اگر غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر سونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے تو انسان معذور تصور ہوگا، گناہ گار نہیں ہوگا۔ ہاں اس کو نیند سے بیدار ہونے کے بعد نماز پڑھ لینی چاہیے اور آئندہ نماز اپنے وقت پر پڑھے۔ تاخیر کو عادت نہ بنالے۔ یہ مقصد نہیں کہ اگلے دن، دوبارہ وقت پر اس نماز کا اعادہ کرے جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ ❺ آپ ﷺ نے وضوء کے برتن سے تخفیف کے ساتھ وضوء کیا اور اس میں کچھ پانی رہنے دیا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو بتا دیا کہ اس برتن کی حفاظت کرنا۔ یہ ایک عجیب خبر کا باعث بنے گا اور ایسے ہی ہوا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس سے ہلاکت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا حوصلہ کرو۔ کسی قسم کی ہلاکت سے دوچار نہیں ہوگے۔ اس معمولی پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ سب ساتھی اس سے سیراب ہو گئے اور جب سینکڑوں ساتھی معمولی پانی دیکھ کر ایک دوسرے سے پہلے پانی لینے کی کوشش کرنے لگے تو آپ نے فرمایا آرام و سکون سے پانی لو۔ تم سب سیراب اور آسودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا کہ سکون و اطمینان سے اپنی اپنی باری پر پانی لے کر تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ ❻ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ کر نماز پڑھی تو نماز پڑھنے کے بعد دوسرے ساتھیوں میں ہونے والی گفتگو سے آگاہ فرمایا اور

یہ بھی بتادیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے صحیح بات کی ہے اگر لوگ ان کی بات مان کر ہمارا انتظار کریں گے تو یہی فیصلہ صحیح ہوگا اور ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔ ❼ آپ ﷺ چونکہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے اس لیے آپ ﷺ نے سب سے آخر میں پانی نوش فرمایا اور اس بات کی عملی تعلیم دی کہ ساقی القوم آخرھم شربا پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔ ❽ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جس سفر کا واقعہ بیان کیا ہے، اگرچہ اس میں بھی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ موجود تھے لیکن جو واقعہ انہوں نے خود بیان کیا ہے وہ اس سے الگ واقعہ ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے دونوں واقعات ایک ہی سفر میں پیش آئے ہوں۔ ایک واقعہ میں آپ کے ساتھ صرف سات ساتھی تھے اور دوسرے واقعہ میں سب ساتھی ساتھ تھے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے۔ ❾ حضور اکرم ﷺ نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ تم زوال کے بعد سے لے کر رات بھر چلنے کے بعد پانی پر پہنچو گے۔ ایسے ہی ہوا جب لوگ پانی میں برکت کے بعد سیراب ہوکر آسودہ حالت میں چل پڑے تو پانی پر پہنچ گئے اسی طرح آپ ﷺ نے سفر میں جتنی پیشین گوئیاں فرمائی تھیں پوری ہوگئیں۔

[1563] ٣١٢-(٦٨٢) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَ نَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَارَجَاءِ الْعُطَارِدِيَّ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَأَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسْنَا فَغَلَبَتْنَا أَعْيُنُنَا حَتَّى بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَّا أَبُوبَكْرٍ وَكُنَّا لَا نُوقِظُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ إِذَا نَامَ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَامَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَأَى الشَّمْسَ قَدْ بَزَغَتْ قَالَ ((ارْتَحِلُوا)) فَسَارَ بِنَا حَتَّى إِذَا ابْيَضَّتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا ((فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا)) قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ فَصَلَّى ثُمَّ عَجَّلَنِي فِي رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَاءَ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ

[1563] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب، باب: علامات النبوة في الاسلام رقم (٣٥٧١) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٧٥)

نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ أَيْهَاهُ أَيْهَاهُ لَا مَاءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ مَسِيرَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللَّهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا حَتَّى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَتْنَا وَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا مُوتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَ بِرَاوِيَتِهَا فَأُنِيخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا عِطَاشٌ حَتَّى رَوِينَا وَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَ أَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ ((**هَاتُوا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ**)) فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كِسَرٍ وَتَمْرٍ وَصَرَّ لَهَا صُرَّةً فَقَالَ لَهَا ((**اذْهَبِي فَأَطْعِمِي هَذَا عِيَالَكِ وَاعْلَمِي أَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَائِكِ**)) فَلَمَّا أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقَدْ لَقِيتُ أَسْحَرَ الْبَشَرِ أَوْ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَى اللَّهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا

[1563]۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ہم رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ صبح کا وقت ہوگیا تو ہم نے پڑاؤ کیا اور ہم پر نیند نے غلبہ پالیا، حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ ہم میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ ہماری عادت تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ سو جاتے تو ہم آپ کو نیند سے جگاتے نہیں تھے، حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہوجاتے، پھر (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد) عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوگئے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہنے لگے اور تکبیر بھی بلند آواز سے کہتے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے۔ جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور سورج کو دیکھا کہ وہ نکل چکا ہے تو فرمایا ''کوچ کرو'' ہمارے ساتھ آپ بھی چلتے رہے، حتیٰ کہ سورج سفید ہوگیا (یعنی سرخی ختم ہوگئی دھوپ پھیل گئی) آپ ﷺ نے سواری سے اتر کر صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک آدمی لوگوں سے الگ رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو اس سے پوچھا: ''اے فلاں! تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی (جنابت کی بنا پر جماعت میں شریک نہیں ہوا) آپ نے اسے تیمّم کا حکم دیا اور اس نے مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر آپ نے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے آگے پانی کی

تلاش میں دوڑایا۔ کیونکہ ہمیں سخت پیاس لگ چکی تھی۔ ہم جا رہے تھے کہ اچانک ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان پاؤں لٹکائے ہوئے تھی تو ہم نے اس سے پوچھا: پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: دور بہت ہی دور۔ تم پانی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم نے پوچھا: تیرے گھر والوں سے پانی کتنی دور ہے؟ اس نے کہا ایک دن، رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ ہم نے اس کا معاملہ اس کے اختیار میں نہ رہنے دیا اور اس کو لے کر چل کر پڑے اور ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: اس نے آپ کو وہی کچھ بتایا جو ہمیں بتا چکی تھی اور اس نے آپ کو یہ بھی بتایا وہ تیموں والی ہے۔ اس کے کئی یتیم بچے ہیں۔ آپ نے اس کے پانی والے اونٹ کے بارے میں حکم دیا۔ اسے بٹھایا گیا۔ آپ نے اس کی مشکوں کے اوپر والے دہانوں میں کلی کی پھر اس کے اونٹ کو اٹھا دیا گیا تو ہم نے پانی پیا جبکہ ہم چالیس پیاسے آدمی تھے۔ ہم سیراب ہوگئے اور ہمارے پاس جو مشکیزہ اور برتن تھا اس کو ہم نے بھر لیا اور آپ ﷺ نے ساتھی کو غسل کروایا۔ ہاں ہم نے کسی اونٹ کو پانی نہیں پلایا اور اس کی مشکیں پھٹنے کو تھیں یعنی اس کی مشکیں پہلے سے بھی زیادہ بھر گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ ہم نے اس کے لیے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کیں اور آپ نے انہیں ایک تھیلی میں باندھ دیا اور اسے فرمایا: جاؤ، اسے اپنے بچوں کو کھلاؤ اور جان لو ہم نے تیرے پانی کو کچھ کم نہیں کیا۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو کہنے لگی آج میں سب انسانوں سے بڑے جادوگر کو مل چکی ہوں یا وہ نبی ہے جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے، اس نے یہ کام دکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ ان بستی والوں کو ہدایت دی۔ وہ مسلمان ہوئی اور بستی والے بھی مسلمان ہوگئے۔

مفردات الحدیث ① **اَدْلَجْنَا**: ہم تقریباً رات بھر چلتے رہے۔ ② **بَزَغَتِ الشَّمْسُ**: سورج نکل آیا۔ ③ **سادلة**: لٹکائے ہوئے۔ ④ **مزادتين**: مزادة، بڑی مشک، مزادتین وہ مشکیں جو اونٹ کے اوپر لادی جاتی ہیں۔ **ايهاه ايهاه**: بہت دور جہاں پہنچنے کی جلد امید نہ ہو۔ ⑤ **فلم نملكها من امرها شيئاً**: ہم نے اس کو اپنی مرضی نہ کرنے دی۔ ⑥ **موتمة**: یتیم بچوں والی جن کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ ⑦ **راوية**: پانی ڈھونے والے اونٹ۔ ⑧ **عزلاوين**: عزلاء کی تثنیہ ہے، پانی نکالنے والا منہ کبھی مشکیزے کے نچلے کی بجائے اوپر والے منہ کو بھی کہہ دیتے ہیں، جس سے پانی ڈالا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں اس کی صفت علیا لائی گئی ہے۔ ⑨ **تنضرح من الماء**: پانی کی زیادتی سے پھٹنا۔ ⑩ **كِسَرٌ**: كسرة کی جمع ہے، ٹکڑے۔ ⑪ **صرلها صرة**: اس کے لیے تھیلی باندھی۔ ⑫ **صرة**: تھیلی۔ ⑬ **لَمْ نَرْزَأْ**: ہم نے کچھ کم نہیں کیا۔ ⑭ **ذَيْتَ، ذَيْتَ**: كيت وكيت یا

كذا وكذا کے ہم معنی ہے۔ یعنی یہ کام کیے یا اس اس طرح کیا۔ 15 صرم: گھروں کا اجتماع، جماعت اور گروہ۔

فوائد :...... 1 حضور اکرم ﷺ بشر تھے، بشری تقاضا کی بنا پر ہی نیند نے آپ پر غلبہ پایا اور آپ نے نیند سے مجبور ہو کر رات کے آخری حصہ میں آرام کے لیے پڑاؤ کیا اور نماز کے لیے آپ نے یہ انتظام کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ جاگ کر صبح کا انتظار کریں اور جب فجر طلوع ہو تو ساتھیوں کو جگا دیں لیکن سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے وہ بھی سو گئے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ 2 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کو ادب و احترام کی بنا پر جگاتے نہیں تھے اور یہ بات بھی ملحوظ ہوتی تھی کہ ممکن ہے آپ پر نیند کی حالت میں وحی کا نزول ہو رہا ہو اور آپ کو بیدار کرنا اس میں خلل اندازی کا سبب بنے اور سورج کے بلند ہونے کی صورت میں جب آپ کو بیدار کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لیے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ آپ کو براہ راست بیدار نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کسی بزرگ اور واجب الاحترام شخصیت کو نماز کے لیے بیدار کرنا بے ادبی یا گستاخی نہیں ہے۔ 3 نیند کی وجہ سے اگر نماز قضا ہو جائے تو باعث افسوس تو ہے لیکن گناہ اور جرم نہیں ہے۔ 4 جو شخص مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شریک نہ ہو۔ اس سے اس کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ اگر اس کا عذر شرعی ہو تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ جنبی صحابی نے عدم واقفیت کی بنا پر تیمم نہ کیا۔ اس لیے نماز میں شریک نہ ہوا تو آپ نے اس سے اس کا سبب پوچھا، بتانے پر اس کو مسئلہ سمجھا دیا جس سے ثابت ہوا اگر پانی نہ ملے تو جنبی تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا اور بعد میں جب پانی مل جائے گا تو غسل کر لے گا۔ 5 ضرورت کے تحت اجنبی عورت سے بات چیت کرنا جائز ہے اور کافر کی چیز سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور کافر کے ساتھ احسان بھی کیا جا سکتا ہے۔ 6 پیاس کی ضرورت غسل جنابت پر مقدم ہے۔ پانی پینے کی ضرورت سے زائد ہو تو اس سے غسل کیا جائے گا۔ 7 اس واقعہ میں بھی آپ کے اس معجزہ کا ظہور ہوا کہ آپ نے مشکیزہ کا منہ کھول کر اس میں کلی فرمائی، اس مشکیزہ سے چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء کیا۔ پانی پیا اور اپنے پانی کے تمام برتن بھر لیے، جنبی صحابی کو غسل کروایا، بعض مشکیزہ کے پانی میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی بلکہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا معلوم ہوتا تھا۔ 8 نیند کی حالت میں دل اگرچہ بیدار ہوتا تھا، لیکن آنکھیں سو جاتی تھیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو فجر کے طلوع ہونے اور سورج کے نکلنے کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ سورج کا تعلق دیکھنے سے ہے جو آنکھوں کا فعل ہے، دل کا نہیں۔ 9 جب آپ ﷺ کی صبح کی نماز فوت ہو گئی تو آپ نے صبح کی نماز سے پہلے صبح کی سنتیں پڑھیں، جس سے معلوم ہوا کہ قضاء شدہ نماز کے ساتھ، اس کی سنتیں پڑھنا بہتر ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے احناف کے نزدیک سنتوں کی قضائی نہیں ہے، بعض احناف کا خیال ہے اگر نماز کے

ساتھ سنتیں قضا ہو جائیں تو پھر ان کی قضائی ہے، اگر صرف سنتیں رہ جائیں تو قضائی نہیں ہے۔ ⑩ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک قضاء ہونے والی نماز کے لیے اذان کہی جائے گی اور امام مالک اور امام شافعی کے قول جدید کے مطابق تکبیر کہہ لینا ہی کافی ہے۔

[1564] (. . .) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ نَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَسَرَيْنَا لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قُبَيْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوَقْعَةَ الَّتِي لَا وَقْعَةَ عِنْدَ الْمُسَافِرِ اَحْلٰى مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سَلْمِ بْنِ زَرِيرٍ وَزَادَ وَنَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَاٰى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ أَجْوَفَ جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِشِدَّةِ صَوْتِهِ بِالتَّكْبِيرِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوا)) وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

[1564] حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم رات بھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا آخری وقت یعنی صبح کے قریب کا وقت ہو گیا تو ہم اس طرح لیٹ گئے کہ مسافر کو اس سے زیادہ لذیذ لیٹنا نہیں ملتا۔ پھر ہمیں سورج کی گرمی ہی نے بیدار کیا۔ آگے کچھ کمی وبیشی کے ساتھ اسلم بن زریر کی مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی پریشان کن حالت دیکھی اور وہ بلند آواز اور زور آور تھے تو انہوں نے اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور تکبیر کو بلند آواز سے کہا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ ان کی بلند آواز سے بیدار ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کوئی نقصان نہیں، کوچ کرو اور حدیث کو آخر تک بیان کیا۔

مفردات الحدیث

① اَجْوَف: بلند آواز، آواز جس کے جوف (پیٹ) سے نکلے۔ ② جلید: قوی، طاقتور اور مضبوط۔ ③ لا ضیر: یعنی نیند کے سبب نماز کا لیٹ ہو جانا۔ باعث نقصان نہیں ہے۔ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1564] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٦١)

[1565] ٣١٣-(٦٨٣) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ۔

[1565]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوتے اور رات کو پڑاؤ کرتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے اور جب صبح کے قریب پڑاؤ کرتے تو اپنا بازو زمین پر رکھ لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔

فائدہ:...... اگر انسان صبح کے قریب آرام کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو اس انداز سے لیٹنے سے گریز کرے کہ نیند گہری آ جائے، بلکہ اس طرح بیٹھ کر کچھ آرام کرے کہ نماز کے لیے بیدار ہونا آسان ہو۔

[1566] ٣١٤-(٦٨٣) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا ((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ)) قَالَ قَتَادَةُ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي

[1566]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آ جائے اس وقت اسے پڑھ لے۔ اس کا یہی کفارہ ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی ﴿اقم الصلوٰة لذکری﴾ میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔

[1567] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ ((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ))

[1565] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٨٧)

[1566] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: من نسی صلاة فليصل اذا ذكرها ولا يعيد الا تلك الصلاة برقم (٥٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩)

[1567] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الرجل ينسى الصلاة برقم (١٧٨) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: فيمن نسی صلاة ١/ ٢٩٣۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: من نام عن الصلاة او نسيها برقم (٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٠)

[1567] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ ٹکڑا نقل نہیں کیا کہ اس کا کفارہ یہی ہے۔

[1568] ٣١٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالاَعْلٰى قَالَ نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُّصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا))

[1568] ۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی نماز پڑھنا بھول گیا یا اس سے سویا رہا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آتے ہی پڑھ لے۔"

[1569] ٣١٦-(. . .) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا الْمُثَنّٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ))

[1569] ۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز سے سویا رہے یا اس سے غافل ہو جائے تو اسے یاد آنے پر پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔"

فائدہ :......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جس وقت بھی نیند سے بیدار ہو یا بھول جانے کی صورت میں جب نماز یاد آ جائے وہ نماز پڑھ لے گا۔ ہاں بلاسبب اور عمداً اوقات مکروہ میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے کہ اوقات مکروہ میں نماز کی قضائی دی جاسکتی ہے۔ احناف کے نزدیک ان اوقات میں نماز کی قضائی دینا بھی درست نہیں ہے۔

[1568] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١١٨٩)

[1569] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٢٩)

اس کتاب کے کل ابواب (31) اور (267) احادیث ہیں۔

6

كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا

مسافروں کی نماز اور اس کے قصر کا بیان

حدیث نمبر 1570 سے 1731 تک

(بقیہ احادیث اگلی جلد میں)

٦...... كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا

٦ . مسافروں کی نماز اور اس کے قصر کا بیان

١...... بَاب صَلٰوةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا

باب ١: سفر پر نکلنے والوں کی نماز اور اس کا قصر کرنا

[1570] ١-(٦٨٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتْ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِى صَلَاةِ الْحَضَرِ

[1570]۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سفر اور حضر (اقامت) میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر میں نماز پہلی حالت پر برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

[1571] ٢-(...) وحَدَّثَنِى أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَمَّهَا فِى الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولٰى

[1571]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو اسے دو رکعت فرض قرار دیا۔ پھر حضر کی صورت میں اسے پورا کر دیا اور سفر میں نماز کو پہلی فرضیت پر قائم رکھا گیا۔

[1570] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: كيف فرضت الصلوات فى الاسراء برقم (٣٥٥) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: صلاة المسافر برقم (١١٩٨) والنسائى فى (المجتبى) فى الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة ١/ ٢٢٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٤٨)

[1571] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٩)

[1572] ٣-(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الصَّلٰوةَ أَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ

[1572]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آغاز میں نماز دو رکعت فرض کی گئی۔ پھر سفر کی نماز برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کر دی گئی۔ امام زہری کہتے ہیں میں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں نماز پوری کیوں پڑھتی ہیں؟ اس نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح وہ بھی تاویل کرتی ہیں۔

فوائد :...... ❶ نماز ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی ہے، مغرب کی نماز کے سوا باقی چاروں نمازیں دو دو رکعت تھیں، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد، مغرب اور فجر کے سوا نمازوں میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا، فجر میں قرأت طویل ہوتی ہے، اس لیے اس میں اضافہ نہیں کیا گیا اور مغرب کا انداز پہلے ہی جداگانہ تھا۔
❷ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پوری کیوں پڑھتے تھے؟ اس کے سبب اور وجہ یا تاویل میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر کا خیال ہے دوران سفر نماز میں قصر کرتے تھے اور جب کہیں پڑاؤ کر لیتے تو نماز پوری پڑھتے تھے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام دور تک پھیل گیا اور بعض ایسے لوگ بھی حج کرنے کے لیے آتے تھے جو دینی مسائل پوری طرح نہیں سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنی خلافت کا آدھا دور گزرنے کے بعد منیٰ میں نماز پوری پڑھنی شروع کر دی تھی تاکہ لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔
بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب منیٰ میں لوگوں نے رہائش کے لیے مکانات بنا لیے اور اس نے ایک بستی کی شکل اختیار کر لی تو انہوں نے نماز پوری پڑھنی شروع کر دی۔ بعض حضرات کا خیال ہے انہوں نے منیٰ میں شادی کر لی تھی اور انسان جہاں شادی کر لے وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہ اللہ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ اس لیے بقول امام ابن قیم رحمہ اللہ یہی جواب بہتر ہے اگرچہ اور بھی اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ ❸ سفر میں نماز کے قصر اور روزہ کے افطار کرنے کی رخصت ہے، اس لیے صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قصر کو فرض نہیں سمجھتے تھے، جس طرح کے سنن دارقطنی میں روایت ہے جس کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اے اللہ کے

[1572] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: يقصر اذا خرج من موضعه برقم (١٠٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة ٣/ ٧٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٩)

رسول ﷺ آپ نے نماز قصر پڑھی ہے اور میں نے نماز پوری پڑھی ہے۔ آپ نے روزہ رکھا ہے اور میں نے افطار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "احسنت یا عائشۃ" اے عائشہ رضی اللہ عنہا تو نے اچھا کیا ہے۔ 4 امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں قصر کرنا افضل اور پورا پڑھنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نزدیک قصر فرض ہے اکیلے کے لیے پوری نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں امام کی اقتدا میں جائز ہے۔ حالانکہ احناف کا اصول ہے کہ راوی کے فہم کو روایت پر ترجیح ہوگی اور یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل یہی ہے کہ وہ نماز پوری پڑھتی تھیں۔ اسی لیے احناف کو نماز پوری پڑھنی چاہیے۔

[1573] ٤-(٦٨٦) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ انَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بَابَيْهِ

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))

[1573]۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تمہیں کافروں کی طرف سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز میں قصر کرلو'' (النساء: ۱۰۱) اب تو لوگ بے خوف ہوگئے ہیں (پھر قصر کیوں کرتے ہیں) تو انہوں نے جواب دیا مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا، جس پر تم تعجب کر رہے ہو تو میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے تو اس کے صدقہ کو قبول کرو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا نماز قصر کا اصل سبب دشمن سے جنگ کا اندیشہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت پر احسان کرتے ہوئے اس کو عام کردیا کہ اگرچہ سفر میں کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ ہو تو تب بھی قصر کرسکتے ہو اس لیے "لیس علیکم جناح" اور صدقہ کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فرض نہیں ہے لیکن یہ چونکہ اللہ کا فضل و احسان ہے، اس لیے اس کا تقاضا یہی ہے کہ انسان انفرادی اور شخصی طور پر نماز قصر پڑھے ہاں اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھ لے۔

[1573] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة المسافر برقم (١١٩٩) وبرقم (١٢٠٠) والترمذی فی (جامعه) فی التفسير، باب ومن سورت النساء برقم (٣٠٣٤) والنسائی فی (المجتبى) فی تقصير الصلاة فی السفر، باب (١) ٣/ ١٢٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: تقصير الصلاة فی السفر برقم (١٠٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٥٩)

[1574] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

[1574] حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے مذکورہ بالا جواب دیا۔

[1575] ٥-(٦٨٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الآخَرُونَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

[1575]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے واسطہ سے اس کی زبان سے، حضر میں چار، سفر میں دو اور خوف (جنگ) میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

فائدہ:......سفر میں ظہر، عصر اور عشاء میں قصر ہے یعنی صرف دو رکعت نماز فرض ہے۔ مغرب اور فجر کی نماز میں سفر اور حضر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جنگ میں اگر جنگ سفر میں ہو تو ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک نماز قصر ہے۔ جنگی حالات کی بنا پر کیفیت میں فرق ہوسکتا ہے۔ تفصیل نماز خوف میں آئے گی۔

[1576] ٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَمْرٌو نَا قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ نَا أَيُّوبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

[1574] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٧١)

[1575] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون برقم (١٢٤٧) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة ١/ ٢٢٦ وفي تقصير الصلاة في السفر باب (١) ٣/ ١١٨ و ٣/ ١١٩ وفي صلاة الخوف ٣/ ١٦٩ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: تقصير الصلاة في السفر برقم (١٠٦٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٨٠)

[1576] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٧٣)

[1576] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مسافر پر دو رکعتیں، مقیم پر چار اور جنگ میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

فائدہ...... جمہور امت کے نزدیک مجاہد، ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلا پڑھے گا اور یہاں مراد امام کے ساتھ والی رکعت ہے لیکن حسن بصری، ضحاک اور امام اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک خوف میں ایک ہی رکعت فرض ہے۔

[1577] ۷۔(٦٨٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم

[1577] ۔موسیٰ بن سلمہ ہذلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب میں مکہ میں ہوں اور امام کے ساتھ نماز نہ پڑھوں تو پھر کیسے نماز پڑھوں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دو رکعت ہے۔

[1578] (...) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1578] امام صاحب نے قتادہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ سند سے دوسرے اساتذہ سے بھی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

[1579] ۸۔(٦٨٩) عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى جَآءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ اِلْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلّٰى فَرَاٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَآءِ قُلْتُ يُسَبِّحُوْنَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ صَلٰوتِي يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ ثُمَّ

[1577] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی تقصیر الصلاة فی السفر، باب: الصلاة بمكة برقم ٣/ ١١٩ وبرقم (٣/ ١١٩۔ انظر (التحفة) برقم (٦٥٠٤)

[1578] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٥٧٥)

[1579] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی تقصير الصلاة، باب: من لم يتطوع فی السفر دبر ←

صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

[1579]۔حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا۔ انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی، پھر وہ اور ہم اپنی قیام گاہ کی طرف بڑھے اور ہم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اچانک انہوں نے اس جگہ کی طرف نظر دوڑائی جہاں انہوں نے نماز پڑھائی تھی تو لوگوں کو دیکھا کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے سنتیں پڑھنی ہوتیں تو میں نماز پوری پڑھتا (قصر نہ کرتا) اے میرے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سے زائد نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی اور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زائد نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبضہ میں لے لیا اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی اور میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم سے وفات پا گئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔''

فوائد:...... ❶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین، نماز کے ساتھ، سفر میں سنن مؤکدہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اسی طرح وتر بھی پڑھتے تھے اور عام نوافل بھی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھتے تھے۔ اس لیے امام مالک، شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک سنن مؤکدہ کا حکم نوافل والا ہوگا۔ ان کو نفل کی حیثیت سے پڑھ لیا جائے گا۔ حافظ ابن قیم نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔ (زاد المعاد، طبع احیاء التراث الاسلامی، ج، ص ۳۵٦) ❷ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ کے سوا تمام مقامات پر سفر میں نماز قصر پڑھتے تھے۔ اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سفر میں آخر عمر تک دو رکعت سے زائد فرض نہیں پڑھے۔ ❸ احناف کے نزدیک مسافر اثنائے سفر میں سنت مؤکدہ نہ پڑھے اور حالت قیام میں پڑھ لے۔

[1580] ٩-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ

الصلاة وقبلها برقم (١١٠١) وبرقم (١١٠٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التطوع في السفر برقم (١٢٢٣) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر، باب: ترك التطوع في السفر ٣/ ١٢٣ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: التطوع في السفر برقم (١٠٧١) انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٣)

[1580] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٧٧)

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَآءَ ابْنُ عُمَرَ يَعُودُنِي قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمَا رَأَيْتُهُ يُسَبِّحُ وَلَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

[1580] ۔ حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں، میں ایک بیماری میں مبتلا ہوا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما میری عیادت کے لیے آئے تو میں نے ان سے سفر میں سنتیں پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا: میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہا ہوں تو میں نے آپ ﷺ کو سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اگر مجھے سنتیں پڑھنی ہوتیں تو میں نماز ہی پوری پڑھتا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔''

فائدہ :...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ سفر کی بنا پر مسافر کی سہولت اور آسانی کی خاطر فرض نماز میں تخفیف کردی گئی ہے تو سنن راتبہ کی پابندی کیوں ضروری ٹھہری؟ اگر مسافر کے لیے تخفیف وسہولت مطلوب نہ ہوتی تو نماز پوری پڑھنا ہی بہتر ٹھہرتا۔

[1581] ۱۰-(۶۹۰) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

[1581] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

[1581] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج، باب: من بات بذی الحلیفة حتی اصبح برقم (١٥٤٧) وفی باب: رفع الصوت بالاهلال برقم (١٥٤٨) وفی باب التحمید والتسبیح والتکبیر قبل الاحلال عند الرکوب علی الدابة برقم (١٥٥١) وفی باب من نحر هدیه بیده برقم (١٧١٢) وفی باب نحر البدن قائما برقم (١٧١٤) وبرقم (١٧١٥) وفی الجهاد، باب: الخروج بعد الظهر برقم (٢٩٥١) وفی باب الارتداف، فی الغزو والحج برقم (٢٩٨٦) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فی الاقران برقم (١٧٩٦) وفی الضحایا، باب: ما یستحب من الضحایا برقم (٢٧٩٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: صلاة العصر فی السفر ١/ ٢٣٧ـ انظر (التحفة) برقم (٩٤٧)

[1582] ١١-(. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعَا

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

[1582]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعات پڑھیں اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

[1583] ١٢-(٦٩١) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1583]۔ یحییٰ بن یزید ہنائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر نکلتے (اس کے بارے میں شعبہ کو شک ہے) تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

فوائد:...... ❶ حضور اکرم ﷺ نے چار قسم کے سفر فرمائے ہیں (۱) عام طور پر آپ ﷺ نے سفر جہاد کی خاطر کیا ہے۔ (۲) سفر ہجرت (۳) سفر عمرۃ (۴) سفر حج اور یہ چاروں سفر طویل تھے، آپ ﷺ کا کوئی سفر بھی ایسا نہیں ہے جو صرف نو یا دس میل تک کا ہو۔ ❷ امام مالک کے نزدیک مسافتِ قصر ایک دن کی مسافت ہے جو عام طور پر چوبیں میل بنتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔ جیسے امام نووی اور امام ابن قدامہ نے چار برد (یعنی اڑتالیس میل قرار دیا ہے کیونکہ ایک برید میں چار فرسخ ہوتے ہیں اور

[1582] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصير الصلاة، باب: يقصر اذا خرج من موضعه برقم (١٠٨٩) وفی الحج، باب: من بات بذی الحليفة حتی اصبح برقم (١٥٤٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: متی يقصر المسافر برقم (١٢٠٢) وفی المناسك، باب: فی وقت الاحرام برقم (١٧٧٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی التقصير فی السفر برقم (٥٤٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: عدد صلاة الظهر فی الحضر ١/ ٢٣٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦)

[1583] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: متی يقصر المسافر برقم (١٢٠١) انظر (التحفة) برقم (١٦٧١)

ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسافت قصر تین دن کی مسافت ہے۔ لیکن احناف عام طور پر میلوں میں اس کو اڑتالیس میل قرار دیتے ہیں۔ اس طرح ان تینوں اماموں کے نزدیک اگر اڑتالیس میل تک سفر کرنا ہو تو پھر انسان قصر کر سکتا ہے لیکن یہ تحدید اور تعیین کسی صحیح اور مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ سے مطلق سفر میں بلا تحدید و تعیین قصر ثابت ہے۔ اس لیے عرف عام میں جتنی مسافت کو سفر سمجھا جاتا ہے اس میں انسان نماز قصر کر سکتا ہے۔ مسافت کے تعیین کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان جب اپنے آپ کو مسافر سمجھے اور اس کا ضمیر مطمئن ہو کہ واقعی مسافر ہوں تو وہ قصر نماز پڑھے۔ ❸ انسان جب گھر سے سفر پر روانہ ہو جائے اور آبادی سے نکل جائے تو نماز کا وقت ہو جانے پر وہ قصر نماز پڑھے گا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو آپ ﷺ کا آخری سفر ہے۔ آپ نے ظہر کی نماز مدینہ میں پوری پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں قصر کی صورت میں ادا کی اور ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض حضرات نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب سے قصر کی مسافت تین فرسخ یعنی نو میل قرار دی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا کوئی سفر بھی اتنی کم مسافت کا ثابت نہیں ہے۔

[1584] ١٣ ـ (٦٩٢) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ إِلَى قَرْيَةٍ عَلَى رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ

[1584] ۔ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ میں شرحبیل بن سمط کی معیت میں ایک بستی میں گیا جو سترہ یا اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھی تو انہوں نے نماز دو رکعت ادا کی تو میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے جواب دیا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا: میں ویسے ہی کرتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ :...... یہ بات اوپر گزر چکی ہے کہ ذوالحلیفہ رسول اللہ ﷺ کا منتہائے سفر نہیں تھا کہ آپ اس سے آگے نہ گئے ہوں۔ دوران سفر مختلف اوقات میں آپ نے وہاں عارضی طور پر قیام فرمایا اور نماز قصر ادا کی کیونکہ آپ مسافر تھے اور مسافر آتے جاتے وقت آبادی سے باہر قصر کر سکتا ہے۔

[1584] اخرجه النسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر باب: (١) برقم (١٤٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٦٢)

[1585] ١٤-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنِ ابْنِ السِّمْطِ وَلَمْ يُسَمِّ شُرَحْبِيلَ وَقَالَ إِنَّهُ أَتٰى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا دُومِينَ مِنْ حِمْصَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا

[1585]۔ دوسری سند میں ہے کہ ابن سمط حمص کی دومین نامی جگہ پر پہنچے، جو اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھی (اور وہاں نماز قصر پڑھی)

[1586] ١٥-(٦٩٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

[1586]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ جانے کے لیے نکلے تو آپ ﷺ دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ واپس مدینہ پہنچ گئے۔ راوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ مکہ کتنا عرصہ ٹھہرے؟ انہوں نے جواب دیا: دس دن۔

فائدہ:...... اس حدیث میں حجۃ الوداع کے سفر کی طرف اشارہ ہے، آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو صبح کے بعد منیٰ چلے گئے اور نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات چلے گئے۔ دس ذوالحجہ کی رات مزدلفہ میں گزاری اور سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف واپس آ گئے اور تیرہ ذوالحجہ تک منیٰ میں رہے اور چودہ ذوالحجہ کو فجر سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف سفر اختیار کر لیا۔ اس طرح آپ نے مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح میں دس دن گزارے، خاص طور پر مکہ میں آپ نے بیس نمازیں ادا کیں۔ اس لیے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قصر بیس نماز تک ہے۔ اگر اس سے زائد عرصہ قیام کرنا ہو تو شروع ہی سے نماز پوری پڑھنی ہوگی اور احناف نے فتح مکہ کے ایام سے استدلال کرتے ہوئے مدت سفر پندرہ دن مقرر کی ہے حالانکہ یہ ایام جنگ تھے جن میں انسان اقامت کی نیت نہیں کرتا۔ علامہ غلام رسول صاحب کہتے ہیں: یہ روایات ہمیں تب مضر ہوتیں جب

[1585] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٨٢)

[1586] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: ما جاء في تقصير الصلاة برقم (١٠٨١) وفي المغازي، باب: مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح برقم (٤٢٩٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: متى يتم المسافر برقم (١٢٣٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كم تقصر الصلاة برقم (٥٤٨) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر باب (١) ٣/ ١١٨۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة برقم (١٠٧٧)۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٢)

ان میں یہ تصریح ہوتی کہ آپ ﷺ نے پندرہ، سترہ یا انیس دن قیام کی نیت کی ہوتی اور پھر آپ قصر کرتے رہتے کیونکہ اگر پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو۔ پھر قیام پندرہ دن سے زائد ہو جائے پھر بھی قصر پڑھی جاتی ہے۔ (ج۲،ص ۳۷۸) احناف کے پاس پندرہ دن کے لیے بطور دلیل کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ علامہ غلام رسول نے صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل پیش کیا ہے اور ان سے اس سلسلہ میں مختلف افعال منقول ہیں۔

[1587] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

[1587] یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

[1588] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

[1588] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے لیے مدینہ سے چلے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان فرمائی۔

[1589] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَجَّ

[1589] یہی روایت ایک اور سند سے منقول ہے لیکن اس میں حج کا تذکرہ نہیں ہے۔

٢...... بَابُ: قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى

باب ۲: منیٰ میں نماز قصر پڑھنا

[1590] ١٦-(٦٨٤) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[1587] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٨٤)
[1588] تقدم تخريجه برقم (١٥٨٤)
[1589] تقدم تخريجه برقم (١٥٨٤)
[1590] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٩)

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ بِمِنًى وَغَيْرِهِ رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا

[1590]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ اور دوسری جگہ یعنی اس کے نواح میں مسافر والی نماز پڑھی۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں دو رکعت نماز پڑھی بعد میں پوری چار پڑھنے لگے۔

[1591] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ بِمِنًى وَلَمْ يَقُلْ وَغَيْرِهٖ

[1591] ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت منقول ہے لیکن اس میں منیٰ کے ساتھ دوسری جگہ کا ذکر نہیں ہے۔

[1592] ۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ أَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ صَلّٰى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[1592]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر نے اور ابوبکر کے بعد عمر نے اور عثمان نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اور بعد میں عثمان رضی اللہ عنہ چار رکعت پڑھنے لگے۔ اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو چار رکعات پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

[1593] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ

[1593] امام صاحب نے دوسرے اساتذہ سے بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔

[1591] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٧١) و برقم (٦٩٥٣)
[1592] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٠)
[1593] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨١٣٣)

[1594] ۱۸-(. . . .) وحدثنا عبيدالله بن معاذ قال نا أبي قال نا شعبة عن خبيب بن عبدالرحمن سمع حفص بن عاصم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ثَمَانِيَ سِنِينَ أَوْ قَالَ سِتَّ سِنِينَ قَالَ حَفْصٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي فِرَاشَهُ فَقُلْتُ أَيْ عَمِّ لَوْ صَلَّيْتَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَوْ فَعَلْتُ لَأَتْمَمْتُ الصَّلٰوةَ

[1594]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے آٹھ یا چھ سال منیٰ میں مسافر والی نماز پڑھی۔ حفص بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ پھر اپنے بستر پر آ جاتے تھے۔ میں نے کہا: اے چچا! کاش آپ فرض نماز کے بعد دو سنتیں بھی پڑھ لیا کریں تو انہوں نے کہا: اگر میں ایسے کرتا تو نماز پوری پڑھ لیتا۔

فائدہ:...... ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف منیٰ میں چار رکعات پڑھنے لگے تھے۔ باقی مقامات پر دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

[1595] (. . . .) وحدثناه يحيى بن حبيب قال نا خالد يعني ابن الحارث ح و قال نا ابن المثنى قال حدثني عبدالصمد قالا نا

شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُولَا فِي الْحَدِيثِ بِمِنًى وَلٰكِنْ قَالَا صَلّٰى فِي السَّفَرِ

[1595] شعبہ کے شاگرد اور اوپر والی سند سے بیان کرتے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا منیٰ بلکہ دونوں نے کہا سفر میں نماز پڑھی۔

[1596] ۱۹-(۶۹۵) حدثنا قتيبة بن سعيد قال نا عبدالواحد عن الأعمش قال نا إبراهيم قال سمعت

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ

[1594] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٥)

[1595] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٥)

[1596] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الصلاة بمنى برقم (١٠٨٤) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة بمنى برقم (١٩٦٠) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر باب: (١) ٣/ ١١٩ و ٣/ ١١٩ و ١٢٠۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣٨٣)

[1596]۔عبد الرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں تو اس کا تذکرہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کیا گیا تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر بتایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ کاش چار رکعات میں میرا حصہ اگر شرف قبولیت حاصل کرنے والی رکعتیں ہوں۔

فائدہ:...... چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں نماز قصر پڑھتے تھے۔ اس لیے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہی چاہتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی منیٰ میں دو رکعت نماز ہی پڑھیں۔ لیکن اس رائے اور فکر کے باوجود وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر کے انتشار اور افتراق پیدا کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی اقتدا میں پوری نماز پڑھتے تھے اور اکیلے نماز قصر پڑھتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے انتشار اور افتراق ایک ناپسندیدہ حرکت ہے، اس سے بچنے کی خاطر ایک ایسی بات قبول کی جا سکتی ہے جو مرجوح ہو نیز آپ کے قول اور فعل کی موجودگی میں کسی بڑے سے بڑے انسان کا قول و فعل بھی حجت نہیں ہے اگرچہ اس پر بے جا تنقید و تبصرہ نہیں کیا جائے گا۔

[1597] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَا نَا عِيْسٰى كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1597] امام مسلم نے دوسرے اساتذہ سے بھی اسی مفہوم کی حامل حدیث بیان کی۔

[1598] ٢٠۔(٦٩٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ قَالَ يَحْيٰى أَنَا و قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ

[1598]۔حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں انتہائی پُر امن حالات میں کثیر تعداد کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔

[1597] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٩٤)

[1598] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الصلاة بمنى برقم (١٠٨٣) وفي الحج، باب: الصلاة بمنى برقم (١٦٥٦) وابو داود في (سننه) في المناسك، باب: القصر لاهل مكة برقم (١٩٦٥) والترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في تقصير الصلاة بمنى

[1599] ٢١-(. .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُوإِسْحٰقَ حَدَّثَنِي حَارِثَةُ بْنُ وَهْبِ الْخُزَاعِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ مُسْلِم حَارِثَةُ بْنُ وَهْبِ الْخُزَاعِيُّ هُوَ أَخُو عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لِأُمِّهٖ

[1599]۔ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں لوگوں کی بہت زیادہ تعداد کی موجودگی میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ امام مسلم فرماتے ہیں حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ، ماں کی طرف سے عبید اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بھائی ہیں۔

٣...... بَاب :اَلصَّلٰوةِ فِي الرِّحَالِ فِي الْمَطَرِ

باب ٣: بارش میں گھروں میں نماز پڑھنا

[1600] ٢٢-(٦٩٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ

[1600]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سرد اور ہوادار رات میں اذان دی اور کہا "الا صلوا فی الرحال" خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات سرد اور بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ کہہ دے "الا صلوا فی الرحال" سنو نماز گھروں میں پڑھ لو۔

[1601] ٢٣-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي

← برقم (٨٨٢) والنسائی فی (المجتبی) فی تقصير الصلاة فی السفر، باب: الصلاة بمنی ٣/ ١١٩ و ٣/ ١٢٠ ـ انظر (التحفة) برقم (٣٢٨٤)

[1599] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٥٩٦)

[1600] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: الرخصة فی المطر والعلة ان يصلی فی رحله برقم (٦٦٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التخلف فی الجماعة فی الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الاذان، باب: الاذان فی التخلف عن سجود الجماعة فی الليلة المطيرة برقم ٢/ ١٥ ـ انظر (التحفة) برقم (٨٣٤٢)

[1601] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٤)

ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ وَمَطَرٍ فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ أَنْ يَقُولَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ

[1601] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سردی، ہوا اور بارش والی رات میں اذان دی اور اذان کے آخر میں کہا۔خبردار اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔سنو! گھروں میں نماز پڑھو۔ پھر بتایا کہ جب سفر میں رات سرد ہوتی یا بارش ہو رہی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو یہ کہنے کا حکم دیتے: "الا صلوا فی رحالکم."

[1602] ٢٤۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلٰوةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَلَمْ يُعِدْ ثَانِيَةً أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

[1602] ۔نافع بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ضجنان پہاڑ پر اذان کہی پھر اوپر والی بات بیان کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا "الا صلوا فی رحالکم" اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دوبارہ "الا صلوا فی الرحال" کہنے کا ذکر نہیں ہے۔

فوائد :...... ❶ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے عذر اور مجبوری کی بنا پر اگر مسجد میں پہنچنا مشکل ہو تو نماز گھروں میں پڑھنا جائز ہے۔ایسی صورت میں نماز باجماعت ضروری نہیں ہے۔ ❷ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اذان عام دنوں کے مطابق دیتے تھے تاکہ جو لوگ مسجد میں آسکتے ہوں آجائیں اور اذان کے آخر میں رخصت کے کلمات کہہ دیتے تھے تاکہ جو کمزور بوڑھے اور مریض ہیں انہیں مسجد میں نہ آنے کی اجازت مل جائے۔اس لیے بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ کلمات اذان کے آخر میں کہنا بہتر ہے۔

[1603] ٢٥۔(٦٩٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُوخَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا فَقَالَ ((لِيُصَلِّ مَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ))

[1603] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے اور بارش ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کا دل چاہے، نماز اپنی قیام گاہ میں پڑھ لے۔"

[1602] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٢) انظر (التحفة) برقم (٧٨٣٤)

[1603] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة←

[1604] ٢٦-(٦٩٩) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ قَالَ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَاكَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ

[1604] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک بارش والے دن، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے فرمایا جب تم اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله کہو تو حی علی الصلاة نہ کہنا، صلوا فی بیوتکم کہنا، لوگوں نے گویا کہ اس کو ایک نیا کام خیال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ یہ کام انہوں نے کیا جو مجھ سے بہتر تھے، جمعہ پڑھنا لازم ہے۔ اور مجھے برا معلوم ہوا کہ میں تمہیں تنگی میں مبتلا کروں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔

مفردات الحدیث ✵ دَحْضٌ، زَلَلٌ، زَلَقٌ اور رَدْغٌ سب کلمات ہم معنی ہیں کیچڑ اور گارے کو کہتے ہیں جس میں انسان پھسلتا ہے۔

فوائد:...... ❶ صلوا فی بیوتکم اور صلوا فی رحالکم یا صلوا فی الرحال، ان سب کلمات کا مقصد مسجد میں حاضر ہونے سے رخصت دینا منظور ہے، کیونکہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اگر یہ کلمات نہ کہے جائیں تو مسجد میں آنا پڑے گا اور یہ چیز کمزوروں، بوڑھوں اور مریضوں کے لیے مشقت اور اذیت کا باعث ہوگی۔ ❷ کلمات رخصت، حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کی جگہ بھی کہے جاسکتے ہیں، ان کو اذان کے آخر میں کہنا ضروری نہیں ہے۔ ❸ کیچڑ اور گارے کی صورت میں جب جمعہ کے لیے مسجد میں آنا کسی کے لیے تکلیف اور مشقت کا باعث ہو تو وہ جمعہ چھوڑ سکتا ہے اور اس کی جگہ نماز ظہر گھر میں پڑھ لے گا، اسلام انسانوں کی سہولت اور آسانی کو ملحوظ رکھتا ہے اور مشقت و تکلیف کے اوقات میں تخفیف اور سہولت پیدا کرتا ہے۔

← او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى اذا كان المطر فالصلاة فى الرجال برقم (٤٠٩) انظر (التحفة) برقم (٢٧١٦)

[1604] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: الكلام فى الاذان برقم (٦١٦) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة فى الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٦) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الجماعة فى الليلة المطيرة برقم (٩٣٩) انظر (التحفة) برقم (٥٧٨٣)

[1605] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ

عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ قَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ و قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بِنَحْوِهِ

[1605] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیچڑ اور گارے والے دن ہمیں خطاب فرمایا، اوپر والی حدیث کے ہم معنی روایت سنائی لیکن جمعہ کا نام نہیں لیا اور کہا یہ کام اس شخصیت نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔حماد نے یہ روایت عبدالحمید کی بجائے عاصم سے بھی روایت کی ہے۔

[1606] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ هُوَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَعَاصِمٌ الْأَحْوَلُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

[1606] امام مسلم نے یہ روایت اپنے دوسرے استاد سے بھی بیان کی ہے۔لیکن اس میں یعنی النبی ﷺ کے الفاظ نہیں ہیں۔

[1607] ٢٨-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُالْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمَ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَالَ وَكَرِهْتُ أَنْ تَمْشُوا فِي الدَّحْضِ وَالزَّلَلِ

[1607] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ انہی عباس رضی اللہ عنہ کے مؤذن (جمعہ کے دن جب بارش ہو رہی تھی) اذان دی، آگے ابن علیہ (اسماعیل) کی طرح حدیث بیان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔

[1608] ٢٩-(. . .) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ

[1605] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٠٢)

[1606] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1607] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1608] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

حُمَيْدٍ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ مُؤَذِّنَهُ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَذَكَرَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

[1608]۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو حکم دیا، جیسا کہ معمر کی روایت میں ہے، جمعہ کے دن، بارش کے روز جیسا کہ دوسروں کی روایت میں ہے اور معمر کی حدیث میں ہے یہ کام اس شخص نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی نبی اکرم ﷺ نے کیا ہے۔

[1609] ۳۰۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وُهَيْبٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ أَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُؤَذِّنَهُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[1609]۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں اور بقول وہیب، ایوب نے یہ حدیث عبداللہ بن حارث سے نہیں سنی۔ (اور بقول ابن حجر رحمہ اللہ سنی ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن، بارش کے روز اپنے مؤذن کو حکم دیا جیسا کہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے۔

فائدہ:......امام بخاری رحمہ اللہ نے بارش کی اذان سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ضرورت کے تحت اذان میں گفتگو کرنا جائز ہے۔

۴......بَاب :جَوَازِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

باب ٤: سفر میں نفل نماز سواری پر پڑھنا چاہے اس کا رخ کسی بھی طرف ہو، جائز ہے

[1610] ۳۱۔(۷۰۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي سُبْحَتَهُ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ

[1610]۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نفلی نماز اپنی اونٹنی پر پڑھتے تھے خواہ اس کا رخ کسی طرف ہوتا۔

[1611] ۳۲۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

[1609] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1610] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٥)

[1611] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩١١)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ

[1611]۔ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نفل نماز اپنی سواری پر پڑھتے تھے،اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔

[1612] ٣٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ

[1612] ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے جبکہ آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف آ رہے ہوتے اپنی سواری پر، جدھر بھی اس کا رخ ہوتا اور اس کے بارے میں یہ آیت اتری (تم جدھر بھی منہ کرو، اللہ کی ذات ادھر ہی ہے۔)

فائدہ:......نفلی نماز ہر قسم کی سواری پر پڑھی جا سکتی ہے، اس میں ائمہ اربعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور قرآنی آیت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے، ہاں شروع میں اگر سواری کا رخ قبلہ کی طرف ہو سکے تو بہتر ہے، بعد میں اس کا رخ چاہے کسی طرف بھی ہو جائے اور آیت مبارکہ ﴿فاينما تولوا فثم وجه الله﴾ کا تعلق سفر میں نفلی نماز سے ہے کہ انسان سفر میں سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے۔سواری سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1613] ٣٤۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ

عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُبَارَكٍ وَابْنِ أَبِي زَائِدَةَ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عُمَرَ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ وَقَالَ فِي هٰذَا نَزَلَتْ

[1613] ۔ امام مسلم اپنے مختلف اساتذہ سے عبدالملک کی سند سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور ان میں ابن مبارک اور ابن ابی زائدہ کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھا: ﴿فاينما تولوا فثم وجه الله﴾ اور کہا یہ اسی مسئلہ کے بارے میں اتری ہے۔

[1614] ٣٥۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ

[1612] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى التفسير ، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٥٨) انظر (التحفة) برقم (٧٠٥٧)

[1613] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦١٠)

[1614] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة ، باب التطوع على الراحلة والوتر برقم ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ

[1614] ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا جبکہ آپ ﷺ کا رخ خیبر کی طرف تھا۔

[1615] ۳۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُاللهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ

[1615] ۔سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے راستہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہا تھا۔ پھر جب مجھے صبح ہو جانے کا اندیشہ محسوس ہوا میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھے پھر میں ان سے جا ملا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا، تم کہاں رہ گئے تھے؟ تو میں نے ان سے کہا، مجھے فجر ہو جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس لیے میں نے اتر کر وتر پڑھے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ نہیں ہے؟ تو میں نے کہا، کیوں نہیں، اللہ کی قسم۔ انہوں نے کہا، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ :......وتر کا حکم نفل نماز والا ہے، اس لیے سفر میں وتر بھی سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں، ان کے لیے سواری سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1616] ۳۷۔(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ

←(۱۲۲۶) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: الصلاۃ علی حار ۲/ ٦۰ تحفة الاشراف برقم (۷۰۸٦)

[1615] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوتر، باب: الوتر علی الدابة برقم (۹۹۹) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاۃ، باب: ما جاء فی الرتر علی الراحلة برقم (٤۷۲) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل باب: الوتر علی الراحلة ۳/ ۲۳۲ مختصرا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاۃ والسنة فیها، باب: ما جاء فی الوتر علی الراحلة برقم (۱۲۰۰) انظر (التحفة) برقم (۷۰۸۵)

[1616] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصلاۃ، باب: الحال التی یجوز فیها استقبال غیر ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

[1616]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز اپنی سواری پر پڑھتے تھے۔ اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

فائدہ:...... ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں جہاں مطلق نماز کا تذکرہ ہے اس سے مراد نفلی نماز ہے۔ کیونکہ ان کے بیٹے سالم کی روایت میں تصریح موجود ہے کہ آپ ﷺ فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

[1617] ۳۸۔(. .) وحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ

[1617]۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر اپنی سواری پر پڑھتے تھے۔

[1618] ۳۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ

[1618]۔ سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفل اپنی سواری پر پڑھتے ان کا رخ جدھر بھی ہوتا اور وتر بھی اس پر پڑھتے، ہاں اتنی بات ہے آپ ﷺ فرض اس پر نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... آپ کے دور میں سواریاں ایسی تھیں کہ انسان جہاں اور جب چاہتا ان سے اتر سکتا تھا۔ اب عام طور پر ایسے واقعات عام ہیں کہ انسان اپنی مرضی سے سواری کو نہیں روک سکتا۔ مثلاً بس، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز۔ اگر سواری انسان کی ذاتی ہو یا اس کو روکنا ممکن ہو تو نماز فرض سواری سے اتر کر پڑھنی چاہیے۔ لیکن اگر سواری اپنی

←القبلة ١/ ٢٤٣ و ٢٤٤۔ وفی القبلة، باب: الحال التی یجوز علیها استقبال غیر القبلة ٢/ ٦١۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٣٨)

[1617] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٦٣)

[1618] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصیر الصلاة، باب: ینزل للمكتوبة برقم (١٠٩٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التطوع علی الراحلة والوتر برقم (١٢٢٤) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: الحال التی یجوز فیها استقبال غیر القبلة ١/ ٢٤٣ و ٢٤٤۔ وفی القبلة، باب: الحال التی یجوز علیها استقبال غیر القبلة ٢/ ٦١۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٧٨)

نہ ہو یا سواری سے نماز کے وقت اترنا ممکن نہ ہو، پھر اگر دو نمازوں میں جمع تقدیم یا جمع تاخیر ممکن ہو تو اس پر عمل کر لینا چاہیے، لیکن اگر ریل یا ہوائی جہاز کا سفر ہو اور جمع ممکن نہ ہو تو پھر چونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق کشتی پر نماز جائز ہے۔ اس لیے ریل اور ہوائی جہاز میں فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے، لیکن قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ اگر کھڑے ہونا ممکن ہو تو پھر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے لیے علماء نے سنن ترمذی کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ ایک سفر میں تھے، نماز کا وقت ہو گیا۔ آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور زمین پر کیچڑ تھا۔ تو اذان اور اقامت سواری پر کہی گئی اور آپ نے سواری پر ہی امامت کروائی۔ اس وجہ سے امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک کے ایک قول کی رو سے ضرورت اور مجبوری کی بنا پر سواری پر فرض نماز جائز ہے۔ اسی طرح جنگی ضرورت کے تحت سواری پر فرض نماز جائز ہے۔ اس لیے اگر ریل گاڑی یا ہوائی جہاز سے اتر کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بحری جہاز کی طرح ان پر بھی نماز پڑھ لی جائے گی۔

[1619] ٤٠۔(٧٠١) وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

[1619]۔ حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سفر میں رات کو سواری پر نفل پڑھتے تھے اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔

[1620] ٤١۔(٧٠٢) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ تَلَقَّيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ ذٰلِكَ الْجَانِبَ وَأَوْمَأَ هَمَّامٌ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ

[1620]۔ انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو ہم نے آپ کا استقبال کیا، ہم آپ سے عین التمر مقام پر ملے تو میں نے انہیں دیکھا، وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا

[1619] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: صلاة التطوع على الدواب وحيثما توجهت به برقم (١٠٩٣) انظر (التحفة) برقم (٥٠٣٣)

[1620] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: صلاة التطوع على الحمار برقم (١١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٢٣٢)

رخ اس طرف تھا (ہمام نے قبلہ کی بائیں طرف اشارہ کیا) تو میں نے ان سے پوچھا، میں نے آپ کو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہ کام نہ کرتا۔

٥...... بَاب: جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ

باب ٥: سفر میں دو نمازیں جمع کرنا جائز ہے

[1621] ٤٢-(٧٠٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1621]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب تیز چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر لیتے۔

[1622] ٤٣-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي
نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بَعْدَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1622]۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب انہیں تیز رفتاری کی ضرورت ہوتی تو شفق (سورج کی سرخی) کے غروب ہونے کے بعد (عشاء کے وقت میں) مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب تیز چلنا مطلوب ہوتا تو مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر لیتے تھے۔

[1623] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ

[1623]۔ سالم اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب ان کو تیز چلنا مقصود ہوتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔

[1621] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الحال التي يجمع فيها بين الصلاتين برقم (٥٩٧) انظر (التحفة) برقم (٨٣٨٣)

[1622] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٠٧)

[1623] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الجمع في السفر بين المغرب والعشاء برقم (١١٠٦) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الحال التي يجمع فيها بين الصلاتين برقم ١/ ٢٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٢)

[1624] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ

[1624]۔ سالم بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ کو سفر میں تیز چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے حتی کہ اسے اور عشاء کی نماز کو جمع کر لیتے۔

فائدہ:...... جب انسان سفر میں ہو اور کسی ضرورت یا سبب کے تحت اسے سفر کو جلد از جلد طے کرنے کی ضرورت ہو تو وہ نماز کے لیے تین طریقے اختیار کر سکتا ہے۔(۱) جمع تقدیم، دو نمازوں، ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لے اور مغرب وعشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھ لے۔(۲) جمع تاخیر، دو نمازوں یعنی ظہر اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھ لے اور مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں پڑھ لے۔(۳) ظہر وعصر کو اس طرح پڑھے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں لے جائے کہ اس سے فراغت کے بعد عصر کا وقت ہو جائے تو اس طرح ظہر آخری وقت میں پڑھی گئی ہے اور عصر وقت کے شروع میں پڑھ لی گئی۔ لیکن دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھا گیا، مغرب اور عشاء کے لیے بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مغرب اپنے آخری وقت میں عشاء اپنے وقت کے شروع میں پڑھ لی جائے گی۔ احادیث سے سفر میں پہلے دونوں طریقے ثابت ہیں۔ اور ان دونوں صورتوں میں جمع حقیقی ہوتی ہے یعنی ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی گئی ہے اور ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام احمد اور امام مالک رحمہم اللہ اس کے قائل ہیں، لیکن احناف کے نزدیک پہلا طریقہ صرف عرفات میں ظہر اور عصر کے ساتھ خاص ہے کہ عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جائے گی اور دوسرا طریقہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے ساتھ خاص ہے کہ مغرب، عشاء کے وقت میں پڑھی جائے گی، ان دو مقامات کے سوا حقیقی جمع جائز نہیں ہے۔ اور جمع حقیقی پر دلالت کرنے والی احادیث کی وہ بلا وجہ تاویل کرتے ہیں۔

[1625] ٤٦-(٧٠٤) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[1624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: يصلي المغرب ثلاثا في السفر برقم (١٩٠١) انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٥)

[1625] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: ما يوخر الظهر الى العصر اذا ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ

[1625] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر لیتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر (سواری سے) اتر کر دونوں کو جمع کر لیتے، پس اگر سورج آپ ﷺ کے کوچ کرنے سے پہلے ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے۔

فائدہ:......اگر تیز رفتاری کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ ﷺ ظہر پڑھ کر سفر پر روانہ ہو جاتے اور عصر اپنے وقت میں پڑھتے۔ اگر تیزی مطلوب ہوتی تو پھر زوالِ آفتاب کے بعد ظہر کے ساتھ ہی عصر پڑھ لیتے، جیسا کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ نے کیا تھا۔

[1626] ٤٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ نَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْمَدَايِنِيُّ قَالَ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا

[1626] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جب دو نمازوں کو جمع کرنا چاہتے تو ظہر کو مؤخر کرتے حتی کہ عصر کا اوّل وقت ہو جاتا، پھر آپ دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے۔

[1627] ٤٨۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ

← ارتحل قبل ان تزيغ الشمس برقم (١١١١) وفي باب: اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب برقم (١١١٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١٨) وبرقم (١٢١٩) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء ١/ ٢٨٤ و ٢٨٧ بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٥)

[1626] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٢٣)

[1627] تقدم تخريجه برقم (١٦٢٣)

[1627]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر میں جلدی ہوتی ظہر کو عصر کے اول وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں کو جمع کر لیتے اور مغرب کو مؤخر کرتے اور جب شفق غروب ہو جاتا تو اسے اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

٦...... بَابُ: الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

باب ٦: حضر میں دو نمازیں جمع کرنا

[1628] ٤٩۔(٧٠٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ

[1628]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔

[1629] ٥٠۔(..) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ جَمِيعًا عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَسَأَلْتُ سَعِيدًا لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أَحَدًا مِّنْ أُمَّتِهِ

[1629]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو جمع کیا۔ ابوزبیر کہتے ہیں میں نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد) سعید سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، جیسے تو نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا، آپ ﷺ نے چاہا کہ اپنی امت کے کسی فرد کو تنگی اور دشواری میں نہ ڈالیں۔

فائدہ:...... بعض حضرات نے اس جمع کو مطر (بارش) پر محمول کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ آگے تصریح آ رہی ہے کہ یہ کام بارش کے دن نہیں کیا، یعنی سفر، خوف اور بارش تینوں میں سے کوئی ایک عذر بھی نہ تھا،

[1628] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١٠) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: الجمع بين الصلاتين فی الحضر ١/ ٢٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٠٨)

[1629] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٢٦)

لیکن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع صوری تھی کہ اخر الظهر وعجل العصر، علامہ البانی نے ان الفاظ کو مدرج قرار دیا ہے۔ نیز اخر الظهر سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ظہر کو عصر تک مؤخر کیا اور عصر میں جلدی کی کہ دونوں کو عصر کے اوّل وقت میں پڑھ لیا، اخر الظهر کا یہ معنی کرنا کہ ظہر اپنے آخری وقت میں پڑھی اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابوشعثاء اور اس کے شاگرد عمرو بن دینار نے بھی یہی تاویل کی ہے اور ان کے انداز اور اسلوب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو جمع صوری پر محمول کرتے تھے، سفر اور حضر کا امتیاز اور فرق بھی یہی چاہتا ہے کہ حضر میں شاذ ونادر طور پر جمع صوری جائز ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے اگرچہ بعض محدثین نے کبھی کبھار کسی مقصد کے تحت حضر میں جمع حقیقی کی بھی اجازت دی ہے، مثلاً دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ وضو کرنے میں وقت ہے یا کسی جگہ وعظ ونصیحت کی مجلس قائم ہے، درمیان میں وقفہ کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وعظ کے موقع پر ایسے کیا تھا، اس کو عادت بنانا درست نہیں ہے۔

[1630] ٥١-(. .) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا حَمَلَهُ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1630]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر جو غزوۂ تبوک کے لیے کیا تھا دو نمازوں کو جمع کیا، ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھا اور مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد) سعید کہتے ہیں، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا، آپ نے چاہا اپنی امت کو حرج اور تنگی میں نہ ڈالیں۔

[1631] ٥٢-(٧٠٦) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرٍ

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا

[1630] تقدم تخريجه برقم (١٦٢٦)

[1631] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢٠٦) وبرقم (١٢٠٨) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين الظهر والعصر ١/ ٢٨٥ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الجمع ←

[1631] ۔ ابوطفیل عامر، معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو آپ ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے تھے اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

[1632] ٥٣ـ(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ نَا عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ أَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ نَا

مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَقُلْتُ مَا حَمَلَهُ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1632] ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد) کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے ایسا کس مقصد کے لیے کیا؟ تو انہوں نے کہا، آپ نے چاہا امت کو دشواری نہ ہو۔

[1633] ٥٤ـ(٧٠٥) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَالَ كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا أَرَادَ إِلَى ذٰلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1633] ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بلا خوف وخطر اور بلا بارش ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا، وکیع کی روایت میں ہے سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا، تاکہ اپنی امت کو دشواری میں مبتلا نہ کریں اور ابومعاویہ کی حدیث میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کیا چاہا؟ انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا آپ کی امت کو دشواری نہ ہو۔

← بين الصلاتين في السفر برقم (١٠٧٠) انظر (التحفة) برقم (١١٣٢٠)

[1632] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٢٩)

[1633] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الجمع بين الصلاتين في الحضر برقم (١٨٧) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الجمع بين الصلاتين في الحضر ١/ ٢٩٠ـ انظر (التحفة) برقم (٥٤٧٤)

[1634] ٥٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذَاكَ

[1634]۔ جابر بن زید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعات (ظہر وعصر) اکٹھی پڑھیں اور سات رکعات (مغرب وعشاء) اکٹھی پڑھیں، عمرو کہتے ہیں میں نے ابوشعثاء (جابر بن زید) سے پوچھا کہ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر جلدی پڑھی، مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء میں تعجیل (جلدی کی، انہوں نے کہا، میرا خیال بھی یہی ہے۔) امام بخاری نے بھی یہی باب باندھا ہے۔ اخر الظهر وعجل العصر

فائدہ:...... ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے اس کو جمع تاخیر پر محمول کیا ہے کہ آپ نے پہلی نماز کو دوسری نماز کے آغاز تک مؤخر کر کے دونوں کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھا۔ اور احناف اس کو جمع صوری پر محمول کیا ہے کہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھا ہے۔ ہاں پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے ابتدائی وقت میں پڑھی گئی ہے، اسی طرح دونوں کو جمع کیا ہے، لیکن پڑھا اپنے اپنے وقت میں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمع کرنے کی جو علت اور سبب بیان کیا ہے یہ صورت اس کے منافی ہے۔ کیوں کہ بالکل آخری اور ابتدائی وقت کو ملحوظ رکھنا آسان کام نہیں ہے اور جمع تاخیر کی مذکورہ بالا روایات کے بھی یہ تاویل منافی ہے۔ جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس جمع کو آپ ﷺ کا طریقہ اور عادت قرار دے رہے ہیں جیسا کہ آگے روایت میں آ رہا ہے، گویا اس طرح سفر اور حضر کی نمازوں میں جمع کی صورت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک ہی ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے حضر میں یہ کام صرف ایک دفعہ ہی کیا ہے۔

[1635] ٥٦ـ(. .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ

[1634] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: تاخير الظهر الى العصر رقم (٥٤٣) وفی باب: وقت المغرب برقم (٥٦٢) وفی التهجد، باب: من لم يتطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٤) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١٤) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: الوقت الذی يجمع معه المقيم ١/ ٢٨٦ وفی باب: الجمع بين الصلاتين فی الحضر ١/ ٢٩٠ـ انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٧)
[1635] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٣٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

[1635]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں سات رکعات اور آٹھ رکعات نماز پڑھی یعنی ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں۔

[1636] ۵۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيْتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ لَا يَفْتُرُ وَلَا يَنْثَنِي الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ لَا أُمَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ فَحَاكَ فِي صَدْرِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهُ

[1636]۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد خطاب شروع کیا، حتی کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے نمودار ہوگئے اور لوگ کہنے لگے۔ نماز، نماز۔ پھر ان کے پاس بنو تمیم کا ایک آدمی آیا جو نہ سست پڑھتا تھا اور نہ باز آ رہا تھا، نماز، نماز کہے جا رہا تھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہےکیا تو مجھے سنت سے سکھا رہا ہے، پھر کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا، عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں تو اس سے میرے دل میں خلش اور کھٹکا پیدا ہوا۔ تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تصدیق کی۔

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انہوں نے دونوں نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں پڑھا اور اس کو سفر والی نماز کی طرح پڑھا۔ اس لیے اگلی روایت میں یہ الفاظ آئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور مرفوع روایات میں جمع حقیقی کی صراحت موجود ہے اور جمع صوری تو درحقیقت جمع ہے ہی نہیں۔ اس میں تو نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئی ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایات میں صرف جمع تاخیر کا تذکرہ ہوا ہے، کسی روایت میں جمع تقدیم کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس لیے جمع تقدیم کی روایات کی صحت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے، بعض صحیح قرار دیتے ہیں اور بعض ضعیف۔

[1636] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۹۰)

[1637] ۵۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لَا أُمَّ لَكَ أَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلٰوةِ وَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1637]۔ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، نماز پڑھو، آپ رضی اللہ عنہما خاموش رہے، اس نے پھر کہا، نماز پڑھو، وہ پھر بھی چپ رہے۔ اس نے پھر کہا، نماز تو آپ رضی اللہ عنہما چپ رہے۔ پھر کہنے لگے، تجھ پر حیرت ہے تو کیا ہمیں نماز کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو نمازیں جمع کر لیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ✵ **لا ام لك**: تیری ماں نہیں ہے یا تو اپنی ماں کو نہیں جانتا، یہ کلمہ کسی کی تردید اور مذمت کے وقت استعمال کرتے ہیں کہ تیرا یہ کام افسوس ناک ہے۔

فائدہ:...... احناف نے ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز پڑھنے کے عدم جواز کی دلیل، آیت مبارکہ ﴿ان الصلوة كانت على المومنين كتابا موقوتا﴾ (نساء ۱۰۳) کہ نماز مسلمانوں پر اوقات مقررہ میں فرض ہے، پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو اس کے شارح اور مبین نے جس پر قرآن اتارا گیا ہے اور وہ معلم قرآن ہے، نے بھی بیان کیا ہے۔ نیز اس آیت مبارکہ کا تعلق عام حالات سے ہے۔ اس لیے آیت کے اس ٹکڑا سے پہلے یہ الفاظ ہیں فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة جب تمہیں اطمینان اور سکون حاصل ہو تو پھر نماز کا اہتمام کرو، مزید برآں، مزدلفہ اور عرفات میں دو نمازوں کا ایک نماز کے وقت میں پڑھنا تو احناف کے نزدیک بھی جائز ہے کیا وہ اس آیت کے منافی نہیں ہے۔

۷...... بَاب: جَوَازِ الِانْصِرَافِ مِنَ الصَّلٰوةِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ

باب ۷: نماز سے فراغت کے بعد دائیں اور بائیں دونوں طرف پھرنا جائز ہے

[1638] ۵۹۔(۷۰۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْئًا لَا يَرٰى إِلَّا أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ

[1637] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۹۰)

[1638] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال برقم (۸۵۲) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: كيف الانصراف من الصلاة ←

[1638] ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنی ذات سے شیطان کو حصہ نہ دے، یہ نہ خیال کرے کہ اس پر لازم ہے کہ وہ نماز سے دائیں طرف ہی مڑے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں طرف پھرتے تھے۔

فائدہ:...... شریعت جس چیز کو لازم اور واجب قرار نہیں دیتی، اس کو اپنی طرف سے واجب ٹھہرنا، اپنے میں سے شیطان کو حصہ دینا ہے، اس لیے اس حدیث سے بقول علامہ سعیدی یہ قاعدہ مستنبط ہوا کہ شریعت نے جس عبادت کا جو حکم بیان کیا ہے، اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، جو شخص اس حکم سے تجاوز کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بدل کرنئی شریعت بنا رہا ہے، ہمارے خیال میں اس سے بڑھ کر اور گمراہی نہیں ہے شرح صحیح مسلم (ج:۲،ص:۴۱۸) لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فوت شدہ مسلمانوں کو ایصال ثواب کے لیے تیسرے، دسویں اور چالیسویں دن قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور صدقہ کرنا ثابت نہیں ہے تو کیا اس کا امر مستحب قرار دینا شریعت سازی نہیں ہے جب کہ صورت حال یہ ہے۔ تیجا، ساتواں اور دسواں وغیرہ نہ کرنے والی کو ملامت کی جاتی ہے اور یہ واجب ٹھہرانے کی علامت ہے۔ علامہ سعیدی لکھتے ہیں: واجب اور مستحب میں یہ فرق ہے کہ واجب کے تارک کو نہ کرنے پر ٹوکا جاتا ہے اور اسے ملامت کی جاتی ہے کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور مستحب کے تارک کو ملامت نہیں کی جاتی نہ ہی نہ کرنے پر ٹوکا جاتا ہے اگر کوئی شخص کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر ٹوک رہا ہے تو دوسرے لفظوں میں وہ اس مستحب کو واجب بنا رہا ہے العیاذ باللہ شرح صحیح مسلم الرواح: ۲/۴۱۸۔ پہلے تو تیجے، ساتویں وغیرہ کی اپنی طرف سے تعیین کرلی جب کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور پھر یہ کام نہ کرنے والے کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تو کیا یہ اس کو لازم اور واجب قرار دینا نہیں ہے جو گمراہی میں بدعت سیئہ ہے۔

[1639] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انَا عِيسٰى جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1639] امام صاحب اعمش ہی کے واسطہ سے دوسرے اساتذہ سے بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1640] ۶۰۔(۷۹۸) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ

← برقم (۱۰۴۲) والنسائی فی (المجتبی) فی السھو، باب: الانصراف من الصلاۃ ۳/ ۸۱ وابن ماجہ فی (سننہ) فی اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب: الانصراف من الصلاۃ برقم (۹۳۰) انظر (التحفۃ) برقم (۹۱۷۷)

[1639] تقدم تخریجہ فی الحدیث السابق برقم (۱۶۳۶)

[1640] اخرجہ النسائی فی (المجتبی) فی السھو باب: الانصراف من الصلاۃ ۳/ ۸۱۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۲۷)

عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ

[1640] سدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں نماز پڑھ لوں تو کیسے پھروں؟ اپنے دائیں یا اپنے بائیں؟ انہوں نے کہا میں نے تو زیادہ تر رسول اللہ ﷺ کو دائیں طرف پھرتے دیکھا ہے۔

[1641] ٦١-(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ

[1641]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف پھرا کرتے تھے۔

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بقول حضور اکرم ﷺ عام طور پر بائیں طرف پھرا کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ ﷺ عموماً دائیں طرف مڑا کرتے تھے۔ اس طرح ہر ایک نے اپنا اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے اور آپ ﷺ واقعتاً دونوں طرف پھرا کرتے تھے۔ اور دونوں طرح جائز اور سنت ہے اس لیے کسی ایک طرف کو لازم ٹھہرانا اور اس کی پابندی کرنا درست نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دائیں طرف کے بہتر ہونے کی وجہ سے انسان زیادہ دائیں طرف سے پھرے لیکن چونکہ آپ نے اس کی تعیین نہیں کی، اس لیے اسی کو متعین کر لینا شریعت سازی ہے جو جائز نہیں ہے۔

٨...... بَابُ: اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ

باب ٨: امام کی دائیں طرف (کھڑا ہونا) مستحب (پسندیدہ) ہے

[1642] ٦٢-(٧٠٩) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ))

[1641] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٣٨)

[1642] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الامام ينحرف بعد التسليم برقم (٦١٥) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: المكان الذي يستحب من الصف ٢/ ٩٤- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: فضل الصف برقم (١٠٠٦) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩)

[1642] ۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تو ہم آپ ﷺ کی دائیں طرف ہونا پسند کرتے۔ آپ رخ ہماری طرف کرتے تھے (یعنی دائیں مڑتے تھے) براء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا، مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔)

[1643] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ
عَنْ مِسْعَرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

[1643] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے۔ جس میں یقبل علینا بوجهه (آپ ﷺ رخ ہماری طرف کرتے) کے الفاظ نہیں ہیں۔

٩...... بَاب: كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ السُّنَّةُ الرَّاتِبَةُ كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَآءٌ عَلِمَ أَنَّهُ يُدْرِكُ الرَّكْعَةَ مَعَ الْإِمَامِ أَمْ لَا

باب ٩: مؤذن کی اقامت شروع کر لینے کے بعد نفل نماز کا آغاز کرنا درست نہیں ہے

وہ نفل سنت راتبہ جیسے صبح اور ظہر دوسری نمازوں کی سنتیں اور چاہے مقتدی کو یہ علم (یقین) ہو کہ وہ امام کے ساتھ (پہلی) رکعات پالے گا یا یہ علم نہ ہو

[1644] ٦٣-(٧١٠) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ
عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ))

[1644] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت شروع ہو جائے تو فرض نماز کے سوا، کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔''

[1643] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٤٠)

[1644] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر برقم (١٢٦٦) والترمذی فی (جامعه) ی فی الصلاة، باب: ما جاء اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (٤٢١) والنسائي فی (المجتبى) فی الامامة، باب: ما يكره من الصلاة عند الاقامة ٢/ ١١٦ و ٢/ ١١٧ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء اذا اقيمت الصلاة، فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١١٥١) انظر (التحفة) برقم (١٤٢٢٨)

[1645] (. .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[1645] امام صاحب نے دوسرے استاد سے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

[1646] ٦٤-(. . . .) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا رَوْحٌ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ))

[1646]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہے۔''

[1647] (. .) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1647] امام صاحب نے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

[1648] (. . .) وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ ا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ حَمَّادٌ ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرًا فَحَدَّثَنِي بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

[1648] امام صاحب ایک دوسرے استاد حماد بن زید کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کرتے ہیں، حماد کہتے ہیں پھر میں اپنے استاد کے استاد عمرو سے ملا اس نے مجھے یہ حدیث سنائی، لیکن اس نے اس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کی (یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا۔)

[1649] ٦٥-(٧١١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ

[1645] تقدم

[1646] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٤٢)

[1647] تقدم تخريجه برقم (١٦٤٢)

[1648] تقدم تخريجه برقم (١٦٤٢)

[1649] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (٦٦٣) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، ما يكره من الصلاة عند الاقامة ٢/ ١١٧ وابن ماجه في (سننه) في: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في اذا اقيمت الصلاة ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّي وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا نَقُولُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِي ((يُوشِكُ أَنْ يُّصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَالِكٍ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ وَقَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ خَطَأٌ

[1649]۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ جو بحینہ کے بیٹے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا جبکہ صبح کی نماز کے لیے اقامت کہی جا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے کچھ گفتگو فرمائی، جس کو ہم جان نہ سکے جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کو گھیر لیا، ہم پوچھ رہے تھے کہ تجھے رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا؟ اس نے بتایا، آپ نے مجھے فرمایا: ''اب تم میں سے کوئی صبح کی چار رکعات پڑھنے لگے گا'' قعنبی نے کہا، عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوالحسین مسلم کہتے ہیں قعنبی کا اس حدیث میں عن ابیہ (باپ کے واسطہ سے) کہنا لغزش ہے۔ امام مسلم کا مقصد یہ ہے کہ مالک، عبداللہ کا باپ ہے اور بحینہ، عبداللہ کی ماں ہے اور قعنبی نے بحینہ کو مالک کا باپ سمجھ لیا ہے۔

[1650] ٦٦۔(. . .) حدثنا قتيبه بن سعيد ابو عوانة عن سعد بن ابراهيم عن حفص بن عاصم عن ابن بحينة

عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَاٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ فَقَالَ ((أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا))

[1650]۔ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صبح کی نماز کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو صبح کی چار رکعات پڑھے گا؟

[1651] ٦٧۔(٧١٢) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ

← فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١١٥٣) انظر (التحفة) برقم (٩١٥٥)

[1650] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٤٦)

[1651] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر رقم (١٢٦٥) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: فيمن يصلي ركعتي الفجر والامام في الصلاة ٢/ ١١٧ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١٥٥٢) انظر (التحفة) برقم (٥٣١٩)

عَنْ عَاصِمٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلٰوتَيْنِ اعْتَدَدْتَ أَبِصَلٰوتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلٰوتِكَ مَعَنَا))

[1651] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی مسجد میں آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''اے شخص! تو نے دو نمازوں میں کون سی نماز کو فرض قرار دیا ہے؟ کیا اس نماز کو جو تو نے اکیلے پڑھی ہے یا اپنی اس نماز کو جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟''

فائدہ :...... اس باب میں آنے والی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مؤذن نماز کے لیے اقامت شروع کردے تو اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی جاسکتی، سوائے اس نماز کے جو امام کی اقتدا میں ادا کرنی ہے، اقامت کے شروع ہونے کے بعد نفل یا سنت کا آغاز کرنا جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور جو نماز وہ پہلے پڑھ رہا ہے تو اگر وہ آخری رکعت کے رکوع سے گزر چکا ہے تو اس کو مکمل کرلے، وگرنہ چھوڑ دے، کیونکہ عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی سنتیں پڑھنے والا، نماز شروع کر چکا تھا۔ پھر اقامت ہوگئی تو آپ ﷺ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کیا تم صبح کی چار رکعات پڑھو گے؟ تو گویا اس نے اقامت کے بعد ابھی دونوں رکعتیں پڑھنی تھیں، لیکن احناف کے نزدیک چونکہ صبح کی سنتوں کی بہت تاکید کی گئی ہے اس لیے اگر وہ دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوسکتا ہو تو وہ اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحتاً اقامت کے بعد صبح کی سنتیں مسجد میں پڑھنے کی ممانعت موجود ہے۔ اس لیے علامہ سعیدی لکھتے ہیں: (بظاہر اس حدیث سے امام شافعی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ فجر کی سنتوں کی تاکید بھی رسول اللہ ﷺ نے کی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ہی اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لیے اتباع حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اقامت فجر کے وقت سنت پڑھنا شروع نہ کرے (کیونکہ جن کے حکم سے سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ خود منع فرما رہے ہیں) اور اگر سنتیں پہلے سے شروع کی ہوئی ہیں تو جلد از جلد ختم کرکے جماعت میں شامل ہوجائے، علامہ دشتانی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو مارتے تھے جو اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھتا تھا کیونکہ سرکار نے اس سے منع کیا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۴۲۱)

مزید لکھتے ہیں: یہ انتہائی غلط طریقہ مروج ہے کہ مسجد میں فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور لوگ جماعت کی صفوں

سے متصل کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ امام باآواز بلند قرآن پڑھ رہا ہے جس کا سننا فرض ہے اور سنتوں میں مشغول شخص اس فرض کو ترک کر رہا ہے۔دوسری خرابی یہ ہے کہ سنتوں میں مشغول شخص بظاہر فرض اور جماعت سے اعراض کر رہا ہے اور تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کا یہ عمل اس باب کی احادیث کی مخالفت کو مستلزم ہے۔(ج:۲،ص:۴۲۱)

١٠...... بَابُ: مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

باب ۱۰: مسجد میں داخل ہوتے وقت کون سی دعا پڑھے گا

[1652] ٦٨-(٧١٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ))

قَالَ مُسْلِم سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى يَقُوْلُ كَتَبْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُوْلُ وَأَبُو أُسَيْدٍ

[1652]۔حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ یا ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو کہے اللهم افتح لی ابواب رحمتك . اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اللهم انی اسئلك من فضلك . اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔'' امام مسلم فرماتے ہیں میں نے یحیٰ بن یحیٰ سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے یہ حدیث سلیمان بن بلال کی کتاب سے لکھی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یحیٰ الحمانی اور ابواسید کہتے تھے یعنی او کی بجائے و کہتے تھے گویا یہ دونوں سے مروی ہے۔

[1653] (. . .) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1652] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد برقم (٤٦٥) والنسائی فی (المجتبى) فی المساجد، باب: القول عند دخول المسجد وعند الخروج منه برقم ٣/ ٥٣ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: الدعاء عند دخول المسجد برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (١١١٩٦)

[1653] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٤٩)

[1653] امام مسلم اپنے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں داخلہ کے وقت باب رحمت کھولنے کی دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ رحمت کا لفظ عام طور پر قرآن وحدیث میں اخروی اور دینی وروحانی انعامات واحسانات کے لیے استعمال ہوا ہے اور مسجد دینی وروحانی اور اخروی نعمتوں کے حصول کی جگہ ہے اور مسجد سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل وکرم یعنی رزق، مال ودولت میں برکت کی درخواست کرنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ فضل کا لفظ رزق مال ودولت کی داد ودہش اور ان میں فراوانی کے لیے استعمال ہوا ہے اور نماز جمعہ کے پڑھنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿وابتغوا من فضل الله﴾ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ تو گویا مسجد سے باہر کی دنیا کے لیے یہی مناسب ہے کہ انسان حصول رزق کی تگ ودو میں مصروف ہو جائے، اصل مقصد یہ ہے کہ انسان مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر کہیں بھی اور کسی وقت بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل نہ ہو ہر جگہ اسی کی سائلانہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

١١...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلٰوتِهِمَا وَأَنَّهَا مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ

باب ١١: دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اور یہ رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے اور یہ شرعاً تمام اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں

[1654] ٦٩-(٧١٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

[1654] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: اذا دخل المسجد فليركع ركعتين برقم (٤٤٤) وفي التهجد باب: ما جاء في التطوع من مني برقم (١١٦٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة عند دخول المسجد رقم (٤٦٧) وبرقم (٤٦٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين رقم (٣١٦) والنسائي في (المجتبى) في المساجد، باب: الامر بالصلاة قبل الجلوس فيه برقم ٢/ ٥٣ مختصراً۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من دخل المسجد فلا يجلس حتى يركع برقم (١٠١٣) انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٣)

[1654] ۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔''

[1655] ۷۰-(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ بْنِ خَلْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوسٌ قَالَ ((فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ))

[1655] ۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں اس حال میں داخل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے تو میں بھی بیٹھ گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھنے سے پہلے تمہیں دو رکعت نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے؟ تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھتے ہوئے دیکھا (اس لیے میں بھی بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں آئے تو دو رکعات نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔''

فائدہ:...... مسجد کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی نسبت ہے، جس کی بنا پر اسے بیت اللہ (اللہ کا گھر) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے حقوق اور اس میں داخلہ کے آداب اور اس کی تعظیم وتکریم کا یہ بھی تقاضا ہے کہ انسان اس میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرے، یہ گویا بارگاہ الٰہی کی سلامی ہے۔ اس لیے اس کو تحیۃ المسجد کا نام دیا جاتا ہے، جمہور ائمہ کے نزدیک چونکہ یہ عمل مسجد کے ادب وتعظیم کے تقاضا سے ہے اس لیے استحبابی عمل ہے۔ لیکن ظاہریہ کے نزدیک یہ فرض ہے۔ واضح رہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فرض، سنت یا نفل نماز پڑھ لینے سے تحیۃ المسجد کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود مسجد کی تعظیم وتکریم ہے جو حاصل ہو گئی ہے۔ ۲۔ اوقات نہی میں سببی نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ایک قول کی رو سے امام احمد اوقات نہیں میں کسی نماز کو سببی ہو یا غیر سببی جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن امام شافعی اور ایک قول کی رو سے جسے حافظ ابن تیمیہ نے اختیار کیا ہے امام احمد، سببی نماز کو اوقات نہیں میں جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ اذا دخل احدکم المسجد عام ہے اور نہی کا تعلق مطلق نماز سے ہے یعنی جس کا سبب نہ ہو۔ اس لیے صبح اور عصر کی نماز امام کے ساتھ دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا اور طواف کی رکعات پڑھنا جائز ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے اوقات نہی میں

[1655] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٥١)

سبھی نماز پڑھنا صحیح ہے، لیکن بلاضرورت سبب پیدا نہیں کرنا چاہیے۔
۳۔ مسجد میں داخلہ کے آداب وحقوق میں سے یہ بھی ہے کہ انسان باوضو ہو کر داخل ہو تا کہ بیٹھنے سے پہلے تحیة المسجد پڑھ سکے۔ اور تحیة المسجد بیٹھنے سے پہلے اگر بھول کر بیٹھ جائے تو کھڑا ہو کر پڑھ لے۔
۴۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو یا زوال ہو رہا ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو پھر طلوع اور غروب اور استوا کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ ان اوقات کے بارے میں خصوصی طور پر نہی وارد ہے۔
۵۔ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہے، اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو پھر کم از کم دو رکعتیں ہی پڑھ لے۔

[1656] ۷۱۔(۷۱۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ الْمَسْجِدَ فَقَالَ لِي ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[1656]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میرا نبی اکرم ﷺ کے ذمہ قرض تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ادا کیا اور مجھے رقم زائد دی اور میں آپ ﷺ کے پاس مسجد میں گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو رکعت نماز ادا کرو۔''

فائدہ:...... آپ ﷺ کا مختلف صحابہ کرام کو تحیة المسجد پڑھنے کا حکم دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ حتی الوسع اس عمل کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔

۱۲...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ قُدُومِهِ

باب ۱۲: سفر سے واپس آنے والے کے لیے سفر سے آتے ہی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے

[1657] ۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ

[1656] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: الصلاة اذا قدم من السفر برقم (٤٤٣) وفی الاستقراض باب: حسن القضاء برقم (٢٣٩٤) وفی الهبة، باب: الهبة المقبوضة وغير المقبوضة والمقسومة وغير المقسومة برقم (٣٦٠٣) وبرقم (٢٦٠٤) وفی الجهاد، برقم (٣٠٨٧) وفی باب: الطعام عند القدوم برقم (٣٠٨٩) وبرقم (٣٠٩٠) ومسلم فی (صحیحه) فی المساقاة، باب: بيع البعير واستثناء ركوبه برقم (٤٠٨١) وبرقم (٤٠٨٢) وفی صلاة المسافرين وقصرها باب: استحباب الركعتين فی المسجد لمن قدم من السفر اول قدومه برقم (١٦٥٤) وابو داود فی (سننه) فی البيوع والاجارات، رقم (٣٣٤٧) والنسائی فی (المجتبى) فی البيوع، باب الزيادة فی الوزن ٧/ ٢٨٣ و ٧/ ٢٨٤۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٧٨)
[1657] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٥٣)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ اشْتَرَى مِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِيْرً فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِي الْمَسْجِدَ ((فَأُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ))

[1657] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے مجھے مسجد میں آنے کا حکم دیا اور یہ کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں۔

[1658] ۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ ((الْآنَ حِينَ قَدِمْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ

[1658]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، میرا اونٹ آہستہ آہستہ چلنے لگا اور تھک گیا۔ پھر رسول اللہ (مدینہ میں) مجھ سے پہلے آ گئے اور میں اگلے دن صبح آیا (کیونکہ وہ مدینہ سے باہر اپنے گھر ٹھہر گئے تھے) تو میں مسجد میں آیا اور میں آپ کو مسجد کے دروازہ پر ملا، آپ نے پوچھا: ''تم اب پہنچے ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھو۔'' میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر واپس چلا آیا۔

[1659] ۷٤۔(۷۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنِي

[1658] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع، باب: شراء الدواب والحمیر برقم (۲۰۹۷) وفی الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الی مکان مسمی جاز برقم (۲۷۱۸) تعلیقا۔ ومسلم فی (صحیحه) فی النکاح، باب: استحباب نکاح البکر برقم (۳۶۲۶) انظر (التحفة) برقم (۳۱۲۷)

[1659] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد، باب: الصلاة اذا قدم من سفر برقم (۳۰۸۸) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد، باب: اعطاء البشیر برقم (۲۷۷۳) وبرقم (۲۷۸۱) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: الرخصة فی الجلوس فیه والخروج منه بغیر صلاة ۲/ ۵۳ انظر (التحفة) برقم (۱۱۱۳۲)

مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَعَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ

[1659]۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے دن کو چاشت کے وقت ہی واپس لوٹتے تھے تو جب آپ واپس آتے، مسجد سے آغاز فرماتے اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے پھر وہیں تشریف رکھتے (تاکہ گھر والوں کو آپ کی آمد کا علم ہو سکے۔)

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے معلوم ہوا سفر سے واپسی کے بعد اپنے گھر جانے سے پہلے اللہ کے گھر میں حاضر ہونا چاہیے، تاکہ اپنے گھر والوں کی ملاقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور ہدیہ عبودیت پیش کیا جا سکے۔ ❷ اگر کوئی انسان لوگوں کی عقیدت ومحبت کا مرکز ہو اور لوگ اس کی ملاقات وزیارت کے مشتاق ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ سفر سے واپسی پر تحیة المسجد ادا کرنے کے بعد کچھ دیر کے لیے مسجد میں بیٹھ جائے تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ اس سے ملاقات کی سعادت حاصل کر سکیں۔ ❸ سفر سے گھر واپسی ایسے وقت میں ہونی چاہیے جو ان کے علم میں ہو اور ان کے لیے دقت وکلفت کا باعث نہ ہو اس لیے آپ سفر سے واپسی میں آخری منزل عموماً مدینہ طیبہ کے قریب ہی کرتے تھے جس کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں یہ اطلاع ہو جاتی تھی کہ آپ کل صبح تشریف لانے والے ہیں۔ پھر آپ اس منزل سے صبح جلد ہی روانہ ہو کر چاشت کے وقت مدینہ منورہ پہنچ جاتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تاکہ گھر والوں کو آمد کا علم ہو جائے۔

۱۳...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ الضُّحٰى، وَأَنَّ أَقَلَّهَا رَكْعَتَانِ، وَأَكْمَلَهَا ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَأَوْسَطَهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتٌّ، وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

باب ۱۳: نمازِ چاشت پسندیدہ عمل ہے جو کم از کم دو رکعت، مکمل آٹھ رکعات اور درمیانی صورت چار یا چھ رکعات ہیں اور آپ نے اس کی محافظت و پابندی کی ترغیب دی ہے

[1660] ۷۵۔(۷۱۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ

[1660] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة الضحی برقم (۱۲۹۲) والنسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه ٤/ ١٥٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١١)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

[1660]۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا، نہیں، الا یہ کہ سفر سے واپس آئیں۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نماز چاشت کے بارے میں مختلف روایات ہیں، معلوم ہوتا ہے: آپ نماز چاشت پر مواظبت اور ہمیشگی نہیں فرماتے تھے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے آپ کو (گھر میں) میں کبھی چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ دوسروں سے سن کر آپ کے چاشت کی نماز پڑھنے کا تذکرہ فرمایا اور سفر سے واپسی کی صورت میں پڑھنے کا اعتراف کیا۔

[1661] ٧٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَيْسِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

[1661]۔ امام صاحب دوسرے استاد کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں، الا یہ کہ سفر سے واپس آئیں۔

[1662] ٧٧۔(٧١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ

[1662]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے نفل پڑھتے نہیں دیکھا اور میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی کام کو کرنا پسند فرماتے تھے، لیکن اس ڈر سے اسے

[1661] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه ٤/ ١٥٢ ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٧)

[1662] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل من غير ايجاب برقم (١١٢٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الضحى برقم (١٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٠)

نہیں کرتے تھے کہ لوگ بھی (آپ ﷺ کو دیکھ کر) وہ کام کریں گے اور وہ (ان کی دلچسپی کی بنا پر) ان پر فرض قرار دے دیا جائے گا۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مشاہدہ اور رؤیت کی نفی کی ہے۔ مطلقاً چاشت پڑھنے کا انکار نہیں کیا۔ اس لیے آپ کے نہ پڑھنے کی توجیہ ایسی کی ہے، جس کے دوام وہمیشگی اور دوسروں کے سامنے پڑھنے کی نفی ہوتی ہے۔ اس لیے ایک گروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی بنا پر اور بعض دوسری روایات کی بنا پر چاشت کی نماز نہ پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور دوسرے گروہ نے آپ کے پڑھنے کی روایات کی بنا پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور تیسری جماعت نے کبھی کبھار پڑھنے کو ترجیح دی اور حافظ ابن قیم نے کسی سبب کی بنا پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً سفر سے واپسی، فتح و کامیابی کا حصول، کسی کی زیارت و ملاقات کرنے کی صورت میں، اس وقت مسجد میں جانے کی بنا پر شکرانہ کے طور پر یا جو کسی دن ضرورت کی بنا پر رات کو تہجد نہ پڑھ سکا تو وہ پڑھ لے۔

[1663] ٧٨-(٧١٩) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي الرِّشْكَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّهُ سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها كَمْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَآءَ

[1663]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاذہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے۔

[1664] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ يَزِيدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ

[1664] مصنف نے یہی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے، اس میں ماشاء کی بجائے ماشاء اللہ ہے۔

[1665] ٧٩-(. . .) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ نَا قَتَادَةُ أَنَّ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةَ حَدَّثَتْهُمْ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ الضُّحٰى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ

[1665]۔ ایک اور سند ہے کہ معاذہ عدویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز چار رکعات پڑھتے تھے اور جس قدر اللہ تعالیٰ زیادہ چاہتا پڑھ لیتے۔

[1663] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الضحى برقم (١٣٨١) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٧)

[1664] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٦٠)

[1665] تقدم تخريجه برقم (١٦٦٠)

[1666] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1666] ایک اور سند سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: ...... اپنے مشاہدہ کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے چاشت کی نماز پڑھنے کی نفی کی ہے کہ میں نے آپ کو پڑھتے نہیں دیکھا اور یہاں دوسروں کے بتانے پر یا سفر سے واپسی پر پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے۔

[1667] ۸۰۔(۳۳۶) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أُمُّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيْثِهِ قَوْلَهُ قَطُّ

[1667]۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ ام ہانی نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ اس کے گھر تشریف لائے اور آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے آپ کو کبھی اس سے ہلکی یا خفیف نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ہاں آپ رکوع وسجود مکمل طریقہ سے کرتے تھے۔ ابن بشار نے اپنی روایت میں قط کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1668] ۸۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلٰى أَنْ أَجِدَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُحَدِّثُنِي ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِيطَالِبٍ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1666] تقدم تخريجه برقم (١٦٦٠)

[1667] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصير الصلاة، باب: من تطوع فی السفر فی غير دبر الصلوات وقبلها برقم (١١٠٣) وفی التهجد، باب: صلاة الضحی فی السفر برقم (١١٧٦) وفی المغازی، برقم (٤٢٩٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة الضحی برقم (١٢٩١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: برقم (٤٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٠٧)

[1668] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی الاستتار عند الغسل ←

اَتٰی بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا أَدْرِي أَقِيَامُهُ فِيهَا أَطْوَلُ أَمْ رُكُوعُهُ أَمْ سُجُودُهُ كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ قَالَتْ فَلَمْ أَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ قَالَ الْمُرَادِيُّ عَنْ يُونُسَ وَلَمْ يَقُلْ أَخْبَرَنِي

[1668] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا اور میری یہ آرزو اور خواہش تھی کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے بتائے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی ہے تو مجھے ام ہانی کے سوا کوئی نہ ملا جو مجھے یہ بتاتا۔ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ دن بلند ہونے کے بعد آئے تو کپڑا لا کر آپ کو پردہ مہیا کیا گیا تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ اٹھے اور آٹھ رکعات پڑھیں، میں نہیں جانتی کہ ان میں آپ کا قیام طویل تھا یا آپ کا رکوع یا آپ کا سجدہ یہ سب ارکان قریب قریب تھے اور ام ہانی نے بتایا میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

راوی نے اپنی روایت میں اخبرنی یونس کی جگہ عن یونس کہا۔

فائدہ:...... یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ ام ہانی کے گھر آپ ﷺ نے فتح کے شکرانہ کے طور پر چاشت کی نماز پڑھی تھی۔

[1669] ۸۲۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ ((مَنْ هٰذِهِ)) قُلْتُ أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا

← برقم (٦١٤) وفي اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة الضحى برقم (١٣١٩) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٣)

[1669] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: التستر في الغسل عن الناس برقم (٢٨٠) وفي الصلاة، برقم (٣٥٧) وفي الجزية والموادعة، باب: امان النساء وجوارهن برقم (٣١٧١) وفي الادب، باب: ما جاء في زعموا برقم (٦١٥٨) والترمذي في (جامعه) في السير، برقم (١٥٧٩) وفي الاستئذان باب: ما جاء في مرحبا برقم (٢٧٣٤) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ذكر الاستتار عند الاغتسال برقم ١/ ١٢٦ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٠١٨)

انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

[1669] ۔حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی طرف گئی تو میں نے آپ کو نہاتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھی۔ میں جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام ہانی کو خوش آمدید'' تو جب آپ نہانے سے فارغ ہوئے تو اٹھے اور آٹھ رکعات نماز پڑھی۔ آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ماں جایا بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے جسے میں پناہ دے چکی ہوں جو فلاں سے اور ہبیرۃ کا بیٹا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی پناہ دی، ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا یہ چاشت کا وقت تھا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا باپردہ نہانے والے شخص کو سلام کہنا اور اس سے ضروری گفتگو کرنا جائز ہے۔ جب کہ وہ کپڑا باندھے ہوئے، کیونکہ آپ بیٹی کے سامنے برہنہ نہیں ہو سکتے تھے۔ ❷ اگر کسی انسان کو عورت پناہ دے دے تو وہ نافذ العمل ہوگی۔ اس کی پناہ کو توڑنا درست نہیں ہے۔ امام شافعی اور جمہور کا یہی موقف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عورت کی دی ہوئی پناہ امام (امیر) کی صواب دید پر موقوف ہے۔ وہ برقرار رکھے یا توڑ دے اس کی مرضی ہے۔

[1670] ٨٢۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِهَا عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

[1670] ۔حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے اس کے گھر میں ایک کپڑے میں، جس کے دونوں جانب آپس میں مخالف جانب ڈالے گئے تھے آٹھ رکعات نماز پڑھی۔

[1671] ٨٤۔(٧٢٠) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ

[1670] تقدم تخرجه ی الحديث السابق برقم (١٦٦٦)

[1671] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة الضحی برقم (١٢٨٥) وبرقم ←

قَالَ نَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى))

[1671]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ (ہر جوڑ) پر صبح کو صدقہ ہے۔ پس ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور الحمدللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے، کسی کو نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور کسی کو برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور ان تمام امور کی جگہ دو رکعت نماز جو انسان چاشت کے وقت پڑھتا ہے کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ:...... صبح کو انسان جب اس حالت میں اٹھتا ہے کہ اس کا ہر عضو اور اس کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ کے طور پر صدقہ کرے اور ہر نیکی اور اجر وثواب کا کام صدقہ بن سکتا ہے اور اگر انسان ہر روز صبح کو چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لے تو ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ ادا ہو جاتا ہے کیونکہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کا ہر عضو اور ہر جوڑ حصہ لیتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بالغ انسان کو ہر دن، صبح کم از کم دو رکعات اپنی صحت وسلامتی کے شکرانہ کے طور پر پڑھ لینی چاہئیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی صحت وسلامتی کو برقرار رکھے اور اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ شر وفساد اور توڑ پھوڑ سے محفوظ رہے۔

[1672] ٨٥۔(٧٢١) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ نَا أَبُوالتَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوعُثْمَانَ النَّهْدِيُّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ

[1672]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین چیزوں کی تلقین فرمائی ہر ماہ تین روزے رکھوں، چاشت کی دو رکعتیں پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔

←(١٢٨٦) وفي الادب، باب: في اماطة الاذى عن الطريق برقم (٥٢٤٣) وبرقم (٥٢٤٤) انظر (التحفة) برقم (١١٩٢٨)

[1672] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: صلاة الضحى في الحضر برقم (١١٧٨) وفي الصوم، باب: صيام البيض برقم (١٩٨١) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: الحث على الوتر قبل النوم ٣/ ٢٢٩ و ٣/ ٢٢٩۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦١٨)

فائدہ:...... بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات کو احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے تھے دن کو بھی احادیث کے سماع کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، اس لیے ان کے لیے ان حالات میں رات کا قیام مشکل تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کی۔ جس سے معلوم ہوا طلبہ علم کا یہ کم از کم تربیتی کورس ہے کہ وہ ان تین باتوں کی پابندی کریں، اگر ان سے زائد امر کی پابندی کرلیں تو یہ اور بہتر ہوگا۔

[1673] (. . . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ وَأَبِي شِمْرٍ الضُّبَعِيِّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1673] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے۔

[1674] (. . .) وحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ نَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الدَّانَاجِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

[1674] ایک اور سند میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

[1675] ٨٦۔(٧٢٢) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ أَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَبِأَنْ لَا أَنَامَ حَتّٰى أُوتِرَ

[1675]۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب (محبوب) ﷺ نے مجھے تین باتوں کی تلقین فرمائی ہے۔ میں زندگی بھر ان کو ترک نہیں کروں گا ہر ماہ تین روزے، چاشت کی نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

نوٹ:...... جس طرح عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کے طویل وقفہ میں لوگوں کی راحت وسکون اور نیند کی

[1673] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٦٩)

[1674] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦٦٦)

[1675] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٩٧٤)

خاطر کوئی نماز فرض نہیں کی گئی لیکن اس وقفہ کے دوران تہجد کی کچھ رکعتیں پڑھنے اٹھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح فجر سے لے کر نماز ظہر تک طویل وقفہ میں لوگوں کی معاشی ضرورتوں کی رعایت رکھتے ہوئے کوئی نماز فرض نہیں کی گئی۔ لیکن اس وقفہ میں نفل اور استحباب کے طور پر صلوٰۃ الضحیٰ کے نام سے چند رکعتیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اگر یہ رکعتیں طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد پڑھی جائیں تو انہیں اشراق کا نام دیا جاتا ہے اور دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد پڑھی جائیں تو انہیں چاشت کہا جاتا ہے جو کم از کم دو ہیں اور اس سے زائد صحیح احادیث کی رو سے آٹھ رکعات تک ہیں چونکہ آپ ﷺ نے اس نماز پر ہمیشگی اور دوام نہیں فرمایا۔ اس لیے بعض لوگوں کو اس کا علم نہ ہو سکا اور انہوں نے انکار کیا، حتیٰ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے مسجد میں پڑھنے کو بدعت قرار دیا۔ لیکن جمہور اس نماز کے مستحب ہونے کا قائل ہے۔

۱۴...... بَاب: اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَتَخْفِيفِهِمَا وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا، وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقْرَأَ فِيهِمَا

باب ۱٤: فجر کی دو سنتوں کا مستحب ہونا، ان کی ترغیب دینا ان کو مختصر پڑھنا اور ان کی پابندی کرنا اور ان میں کیا پڑھنا پسندیدہ ہے

[1676] ۸۷-(۷۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ

[1676]۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے اور صبح نمودار ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

[1677] (...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح

[1676] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الاذان بعد الفجر برقم (٦١٨) وفی التهجد، باب: التطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٣) وفی باب الركعتان قبل الظهر برقم (١١٨١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ماجاء انه يصليهما فی البيت برقم (٤٣٣) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: الصلاة بعد طلوع الفجر ١/ ٢٨٣ وفی: قيام الليل وتطوع النهار، باب: وقت ركعتی الفجر ٣/ ٢٥٢ وفی باب: وقت ركعتی الفجر وذكر الاختلاف على نافع برقم ٣/ ٢٥٥۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الركعتين قبل الفجر برقم (١١٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٠١)

[1677] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٧٣)

وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ مَالِكٌ

[1677] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے نافع کی سند سے ہی یہی روایت امام مالک کی طرح بیان کرتے ہیں۔

[1678] ۸۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1678]۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ طلوعِ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ دو ہلکی رکعتوں کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

[1679] وحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا النَّضْرُ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1679] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

[1680] ۸۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1680]۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب فجر روشن ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... جب فجر طلوع ہو جائے تو اذان کے بعد نماز سے پہلے صرف فجر کی دو سنت پڑھی جاتی ہیں۔ بلا سبب اور کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ ہاں اگر کسی کی عشاء کی نماز رہ گئی ہو یا وتر رہ گئے ہوں تو ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔

[1681] ۹۰۔(۷۲٤) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا

[1681]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اذان سننے کے بعد فجر کی دو رکعت تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔

[1682] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ

[1678] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٧٣)
[1679] تقدم تخريجه برقم (١٦٧٣)
[1680] تقدم تخريجه برقم (١٦٧٣)
[1681] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٤١)
[1682] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩١) وبرقم (١٧١١٨) وبرقم (١٧٢٦٨)

انَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَاه عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا وَكِيعٌ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ

[1682] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی ہشام کی سند سے یہی روایت نقل کی ہے لیکن ابواسامہ نے اذا سمع الاذان کے بجائے اذا طلع الفجر نقل کیا ہے، جب فجر طلوع ہو جائے۔

[1683] ٩١-(. . .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

[1683]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے دوران دو رکعت پڑھتے تھے۔

[1684] ٩٢-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُ حَتّٰى إِنِّي أَقُولُ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ

[1684]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں دل میں کہتی تھی کیا آپ ﷺ نے ان میں فاتحہ پڑھی ہے؟

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ صبح کی سنتوں کو اختصار و تخفیف (ہلکی) کے ساتھ ادا کرتے تھے اور ان میں تلاوت زیادہ نہیں فرماتے تاکہ صبح کی فرض نماز میں قراءت طویل کی جا سکے۔

[1683] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان بعد الفجر برقم (٦١٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٨٣)

[1684] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: ما يقراء في ركعتي الفجر برقم (١١٧١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في تخفيفهما برقم (١٢٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٩١٣)

[1685] ٩٣-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَقُولُ هَلْ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

[1685]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہوجاتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعت ادا کرتے میں دل میں سوچتی کیا آپ ﷺ نے ان میں فاتحہ پڑھی ہے؟ یعنی ہلکی اور کم قرأت کرتے تھے۔

[1686] ٩٤-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ

[1686]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جس کی قدر اہتمام و پابندی صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعت کا کرتے تھے اور کسی نفل کا اس قدر اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

[1687] ٩٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

[1687]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نفل کے لیے بھی اس قدر سرعت و جلدی کرتے نہیں دیکھا، جس قدر سرعت آپ فجر کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں کے لیے کرتے تھے۔

فائدہ:...... صبح کی سنتوں کے لیے جلدی کرنا، ان کے اہتمام اور محافظت سے کنایہ ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ ان کو صبح کی نماز سے پہلے ہی پڑھا جائے۔ نماز فجر کے بعد ان کی

[1685] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٨١)

[1686] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد باب: تعاد ركعتي الفجر ومن ضحاهما تطوعا برقم (١١٦٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ركعتي الفجر برقم (١٢٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢١)

[1687] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٨٣)

قضائی کی ضرورت نہ پیش آئے۔ لیکن آج ہم ان سنتوں کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے تھے اس لیے بہت سے لوگ نماز فجر کے بعد ان کو پڑھتے ہیں جو ان کا اصل وقت نہیں ہے۔

[1688] ٩٦-(٧٢٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

[1688]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہیں۔''

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام اور پابندی اس قدر اجر وثواب کا باعث ہے کہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے۔ اس سب سے زیادہ قیمتی اور مفید ہے کیونکہ دنیا و مافیہا سب عارضی اور فانی ہیں اور آخرت کا اجر وثواب باقی اور غیر فانی ہے۔

[1689] ٩٧-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ قَالَ أَبِي نَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي شَأْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا))

[1689]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے طلوع فجر کے وقت کی دو رکعت کے بارے میں فرمایا: وہ دونوں مجھے پوری دنیا کے مقابلہ میں زیادہ پسند ہیں۔

[1690] ٩٨-(٧٢٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

[1688] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى ركعتى الفجر من الفضل برقم (٤١٦) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل، باب: المحافظة على الركعتين قبل الفجر برقم (١٧٥٨) انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٦)

[1689] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦٨٥)

[1690] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى تخفيفهما برقم (١٢٥٦) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب القرأة فى ركعتى الفجر ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ و ﴿وقل هو ←

[1690] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعت سنت میں قل یا ایها الکافرون اور قل هو الله احد پڑھیں۔

[1691] ۹۹۔(۷۲۷) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفَزَارِيُّ يَعْنِي مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

[1691] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعت سنت میں، پہلی رکعت میں قولوا آمنا بالله وما انزل الينا الاية بقرہ کی آیت (۱۳۶) اور دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت نمبر ۵۲ آمنا بالله واشهد بانا مسلمون پڑھتے تھے۔

[1692] ۱۰۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَالَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران:٦٤)

[1692] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں قولوا آمنا بالله وما انزل الينا اور آل عمران کی آیت ۶۴ تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم پڑھتے تھے۔

[1693] (. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ

← الله احد﴾ ۲/ ۱۵٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فيما يقرا فی الركعتين قبل الفجر برقم (١١٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٣٨)

[1691] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی تخفيفهما برقم (١٢٥٩) والنسائی فی (المجتبى) فی الافتتاح، باب القرأة فی ركعتی الفجر برقم (٩٤٣) انظر (التحفة) برقم (٥٦٦٩)

[1692] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٨٨)

[1693] تقدم تخريجه برقم (١٦٨٨)

[1693] یہی حدیث امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ :...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی سنتوں کی دوسری رکعت میں کبھی آل عمران کی آیت نمبر۵۲ پڑھتے تھے اور کبھی آیت نمبر۶۴ لیکن پہلی رکعت میں البقرہ کی آیت ۱۳۶ پڑھتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھنا ثابت ہے اس طرح یہ تین قسم کی قرأت ثابت ہوتی ہے ان میں سے جس کو بھی پڑھ لیا جائے بہتر ہے۔

۱۵...... بَاب: فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ

باب ۱۵: فرضوں سے پہلے اور بعد والی سنن راتبہ کی فضیلت اور ان کی تعداد

[1694] ۱۰۱-(۷۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثٍ يَتَسَارُّ إِلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ عَنْبَسَةُ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ

[1694] ۔عمرو بن اوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عنبسہ بن ابی سفیان نے اپنی مرض الموت میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایک خوش کن حدیث سنائی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن، رات میں بارہ رکعت ادا کیں، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے میں نے ان رکعات کو نہیں چھوڑا اور عنبسہ کہتے ہیں، جب سے میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا اور عمرو بن اوس کا بیان ہے کہ جب سے میں نے عنبسہ سے یہ روایت سنی ہے، میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا، اور نعمان بن سالم کا قول ہے، جب سے میں نے عمرو بن اوس سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

[1694] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تفريع ابواب التطوع وركعات السنة برقم (١٢٥٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٦٠)

فوائد :...... ❶ دن، رات میں پانچ فرض نمازیں اسلام کا رکن رکین اور لازمہ ایمان ہیں، جن کے بغیر ایمان کا قیام و بقا ممکن نہیں، لیکن ان کے علاوہ ان ہی کے آگے اور پیچھے کچھ رکعات پڑھنے کی ترغیب و تعلیم بھی رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، ان میں سے جن کے لیے آپ ﷺ نے تاکیدی الفاظ فرمائے ہیں اور دوسروں کو ترغیب و تشویق دلانے کے ساتھ ساتھ آپ نے عملاً ان کا خوب اہتمام فرمایا ہے تو ان کو سنن راتبہ یا سنن موکدہ کا نام دیا جاتا ہے اور اگر آپ نے ان کی ترغیب نہیں دی یا زیادہ اہتمام نہیں کیا تو ان کو سنن غیر موکدہ یا نفل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ❷ ائمہ اربعہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دن، رات میں بارہ رکعات یعنی دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد، سنن موکدہ ہیں اور ان کے سوا رکعات جن کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے۔ وہ سنن غیر موکدہ اور نوافل ہیں، جو انسان کے لیے اجر و ثواب کے حصول اور درجات و مراتب میں رفعت و بلندی کا باعث ہیں۔ ❸ فرضوں سے پہلے پڑھی جانے والی سنن موکدہ اور نوافل کا بظاہر مقصد یا حکمت و مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں سرگوشی اور حضوری ہے اور مسجد میں اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہے، اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر چند رکعات پڑھ کر دل کو دنیا کے مشاغل اور مصروفیات سے پھیر کر اللہ کے دربار سے کچھ آشنا اور مانوس کرلیا جائے تاکہ فرضوں کی ادائیگی میں پوری یکسوئی اور دلجمعی سے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہو سکے اور دل دنیا کے مشاغل میں ہی نہ الجھا رہے۔ ❹ فرضوں کے بعد پڑھے جانے والی سنن راتبہ یا نوافل کی بظاہر یہی حکمت اور مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو کمی اور کوتاہی رہ گئی ہے اس کا کچھ ازالہ اور تدارک ہو جائے۔ ❺ ہمارے اسلاف کرام کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب ان کے سامنے کوئی تاکیدی یا ترغیبی فرمان نبوی ﷺ آتا تو حتی الوسع اس کی پابندی اور اہتمام کرتے تھے، اس کے بارے میں کسی قسم کے تغافل یا تساہل اور سستی کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔

[1695] ١٠٢-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ((مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ))

[1695]۔ امام مسلم نے اپنے دوسرے استاد سے نعمان بن سالم کی سند ہی سے بیان کیا، کہ جس نے ایک دن میں بارہ رکعت نوافل پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

مفردات الحدیث ❋ یَغْتَـارُ الیه: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، اور یہ سرور سے ماخوذ ہے۔ یعنی حسرت اور خوشی کا سبب، باعث بننے والی اور یہاں سجدۃ، رکعت کے معنی میں ہے۔

[1695] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٩١)

[1696] ۱۰۳-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ و قَالَ عَمْرٌو مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ و قَالَ النُّعْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1696] ۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہر دن فرضوں کے سوا خوشی سے بارہ رکعات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے یا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' ام حبیبہ کہتی ہیں، اس دن سے میں ہمیشہ یہ رکعات پڑھ رہی ہوں، عمرو کہتے ہیں، اس وقت سے میں بھی ہمیشہ پڑھ رہا ہوں، نعمان کا بھی یہی قول ہے۔

[1697] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا نَا بَهْزٌ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَنْبَسَةَ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلّٰى لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

[1697] ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ بھی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کامل وضو کرتا ہے،، پھر ہر دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے...... آگے مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1698] ۱۰۴-(۷۲۹) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

[1696] تقدم تخريجه برقم (١٦٩١)

[1697] تقدم تخريجه برقم (١٦٩١)

[1698] طريق زهير بن حرب اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: التطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٢) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٤) وطريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم في (صحيحه) انظر (التحفة) برم (٧٨٤٩)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ

[1698] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد پڑھیں، اور دو رکعت جمعہ کے بعد پڑھیں، رہی مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتیں تو یہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں پڑھیں۔

فوائد: ...... ❶ ظہر سے پہلے عام طور پر آپ چار رکعات پڑھتے تھے اور بعض دفعہ آپ نے دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ظہر سے پہلے چار رکعت نہیں چھوڑتے تھے، دوسری روایت میں ہے، اگر آپ کی ظہر سے پہلے چار رکعات رہ جاتیں تو آپ ظہر کے بعد کی دو رکعت کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سنتوں کی قضائی دیتے تھے اور ظہر کے بعد بھی آپ نے چار رکعات پڑھنے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ ام حبیبہ کی سنن اربعہ میں صحیح روایت ہے کہ جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات کی پابندی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا۔ ❷ آپ سنن اور نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے خاص کر مغرب، عشاء، فجر اور جمعہ کی سنتیں آپ گھر پر ادا فرماتے تھے۔

١٦...... بَاب: جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا

باب ١٦: نفل نماز کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنا اور رکعت کی کچھ قراءت بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر کرنا جائز ہے

[1699] ١٠٥ ـ (٧٣٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي

[1699] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تفريع ابواب التطوع وركعات السبحة برقم (١٢٥١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٥) وفي باب ما جاء في الركعتين بعد العشاء برقم (٤٣٦) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٧)

بِـالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِـنَّ الْـوِتْـرُ وَكَـانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيلًا قَآئِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَـائِـمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَآئِمٌ وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1699] ۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے، پھر گھر سے نکلتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر واپس آتے اور دو رکعت ادا فرماتے، اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر گھر آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر آتے اور دو رکعت پڑھتے اور رات کو وتر سمیت نو رکعات پڑھتے، اور رات کو کافی دیر تک کھڑے نماز پڑھتے اور کافی دیر تک بیٹھے نماز ادا کرتے، اور جب کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے بیٹھے کر لیتے اور طلوع فجر کے بعد دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ:......بعض دفعہ حضور اکرم ﷺ رات کی نماز گیارہ رکعت سے کم پڑھتے تھے، اسی طرح بعض دفعہ آپ نماز میں طویل قرأت کھڑے ہو کر کرتے اور اس کے بعد رکوع اور سجدہ کرتے اور بعض دفعہ آپ نماز میں طویل قرأت بیٹھے بیٹھے کرتے، پھر رکوع کے لیے اٹھتے نہیں تھے بلکہ بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کر لیتے اور بعض دفعہ آپ قرأت کا کافی حصہ بیٹھے بیٹھے پڑھتے اور پھر آخر میں تیس یا چالیس آیات کھڑے ہو کر پڑھتے پھر اس کے بعد رکوع اور سجود کرتے، یہ آخری عمر کا فعل ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

[1700] ۱۰۶، ۱۰۷ـ(. . .) حَـدَّثَـنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَـنْ عَـائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُـصَـلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلّٰى قَآئِمًا رَكَعَ قَآئِمًا وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1700] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کافی دیر تک نماز پڑھتے رہتے، جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھ کر رکوع کرتے۔

[1700] اخـرجـه ابـو داود فـي (سـنـنـه) فـي الـصـلاة، باب: في صلاة القاعد برقم (٩٥٥) والنسائي فـي (الـمـجـتـبـى) فـي قيام الليل، باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذكر اختلاف الناقلين عن عائشة في ذلك ٣/ ٢١٩ و ٢٢٠ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠١)

[1701] ١٠٨-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّيْ قَاعِدًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

[1701] ۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں فارس میں بیمار تھا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا، میں نے اس کے بارے میں حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ کافی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے، اور حدیث مکمل بیان کی۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ ؓ کا رسول اللہ ﷺ کا فعل بیان کرنے سے یہ مقصد تھا کہ ضرورت اور مجبوری کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے، اگر بیٹھ کر نماز نہ ہوتی تو آپ بیٹھ کر نماز نہ پڑھتے، جمہور ائمہ کے نزدیک سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں، اگر کوئی شخص قیام کی قدرت نہیں رکھتا یا کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کے اجر وثواب میں کمی نہیں ہوگی اور اگر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کو آدھا ثواب ملے گا، فرض نماز قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ قیام فرض ہے، کسی عذر اور مجبوری کے سوا اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

[1702] ١٠٩-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1702] ۔عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا، آپ رات کافی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا کافی حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

[1703] ١١٠-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ

[1701] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٩٧)

[1702] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: في صلاة النافلة قاعدا برقم (١٢٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٥)

[1703] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٢٢٢)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ قَآئِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَآئِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1703]۔عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، آپ کافی دیر تک کھڑے ہوکر اور کافی دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو جب آپ کھڑے ہوکر نماز شروع کرتے تو رکوع کھڑے ہوکر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز کا آغاز کرتے تو رکوع بیٹھ کر کرتے۔

[1704] ١١١۔(٧٣١) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ

[1704]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رات کی کسی نماز میں رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر قرأت کرتے نہیں دیکھا، حتی کہ جب عمر رسیدہ (بوڑھے) ہو گئے تو بیٹھ کر قرأت کرنے لگے، یہاں تک کہ جب (طویل) سورت کی تیس یا چالیس آیات رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہوکر پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

[1705] ١١٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

[1704] طريق ابن الربيع الزهانى وطريق حسن بن الربيع وطريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق ابى كريب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٧) وبرقم (١٧٠١٣) وبرقم (١٧٢٥٠) وبرقم (١٧٢٧٧) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التهجد، باب: قيام النبى ﷺ بالليل فى رمضان وغيره برقم (١١٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٠٨)

[1705] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى تقصير الصلاة، باب: اذا صلى قاعدا ثم صح او وجد خفة ثم ما بقى برقم (١١١٩) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى صلاة القاعد برقم (٩٥٤) والترمذ فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٤) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل، باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذكر اختلاف الناقلين عن عائشة فى ذلك ٣/ ٢٢٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٩)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1705] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور بیٹھے بیٹھے قرأت کرتے، جب آپ کی قرأت سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر قرأت فرماتے، پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔

فائدہ:......حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ تہجد میں طویل قرأت فرماتے تھے، جب تک آپ عمر رسیدہ نہیں ہوئے اور جسم مبارک بھاری نہیں ہوا تھا تب تک آپ قرأت کھڑے ہو کر فرماتے رہے جب طبیعت میں عمر رسیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے، جسم بوجھل ہو گیا تو طویل قرأت کھڑے کھڑے مشکل ہو گئی تو آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کچھ رکعات کھڑے ہو کر پڑھ لیتے اور کچھ بیٹھ کر اور بعض دفعہ ایسے بھی کیا کہ قرأت کھڑے ہو کر شروع کرنے کی بجائے بیٹھ کر شروع کی اور آخر میں کھڑے ہو گئے۔اس لیے یہ جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر نماز شروع کرے اور پھر کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور پھر بیٹھ جائے، ظاہر ہے اس کی ضرورت اس صورت میں پیش آئے گی جب قرأت طویل کرنی ہو۔

[1706] ۱۱۳۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً

[1706] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر قرأت فرماتے تو جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنی دیر کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں انسان چالیس آیات پڑھ لیتا ہے۔

[1707] ۱۱٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

[1706] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: کیف یفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذکر اختلاف الناقلین عن عائشة فی ذلك برقم (١٦٤٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: فی صلاة النافلة قاعدا برقم (١٢٢٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٥٠)

[1707] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤١٠)

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ

[1707]۔علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت کیسے پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ قراءت کرتے رہتے تو جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے۔

فائدہ:...... بیٹھ کر قراءت کرنے کے بعد کھڑے ہو کر رکوع کرنے کی صورت وہی ہے، جو اوپر گزر چکی ہے۔

[1708] ۱۱۵۔(۷۳۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ

[1708]۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں، جب لوگوں (کے معاملات کی فکر مندی اور دیکھ بھال) نے آپ کو کمزور کر دیا۔

مفردات الحدیث ✲ حَطَمَهُ النَّاسُ: عربی محاورہ ہے حطم فلاناً اهلُهُ: گھر والوں نے اسے توڑ پھوڑ ڈالا یعنی ان کے معاملات کی فکر میں وہ کمزور ہو گیا۔

مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے امور و حالات کے فکر و اہتمام نے آپ کو کمزور کر دیا، جسمانی اعضاء کمزور ہو گئے اور آپ بڑھاپے سے دوچار ہو گئے۔

[1709] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1709] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1710] ۱۱٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ

[1708] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: صلاۃ القاعد فی النافلۃ وذکر الاختلاف علی ابی اسحاق فی ذلك ۳/ ۲۲۳۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱٦۲۱٤)

[1709] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱٦۲۱۹)

[1710] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: صلاۃ القاعد فی النافلۃ وذکر الاختلاف علی ابی اسحاق فی ذلك برقم ۳/ ۲۲۲۔ انظر (التحفۃ) برقم (۱۷۷۳٤)

قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ
عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ كَثِيرٌ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ

[1710] ۔حضرت عائشہ ؓ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو بتایا کہ نبی اکرم ﷺ وفات سے پہلے نماز کا بہت سا حصہ بیٹھ کر پڑھنے لگے یا بہت سی نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

[1711] ۱۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدٍ قَالَ حَسَنٌ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهٖ جَالِسًا

[1711] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے یا آپ کا بدن بھاری اور بوجھل ہو گیا تو آپ زیادہ نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

مفردات الحدیث
✻ بدن: اگر اس لفظ کو باب تفعیل سے بنائیں اور دال مشدد پڑھیں تو معنی ہو گا عمر رسیدہ ہو گئے، اور اگر اس کو شَرُفَ کے باب سے بنائیں اور دال مخفف پر پیش پڑھیں تو معنی ہو گا بھاری بھر کم ہو گئے۔

[1712] ۱۱۸۔(۷۳۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ
عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا

[1712] ۔حضرت حفصہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نفلی نماز بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا، حتی کہ وفات سے ایک سال پہلے تو آپ نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے کہ آپ سورہ پڑھتے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے حتی کہ وہ اپنے سے طویل سورت سے بھی لمبی ہو جاتی۔

مفردات الحدیث
✻ يُرَتِّلُها: اس کو آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے۔

[1713] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و

[1711] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٣٥٦)
[1712] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٣) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: صلاة القاعد في النافلة وذكر الاختلاف على ابي اسحاق في ذلك برقم (١٦٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٨١٢)
[1713] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٠٩)

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا بِعَامٍ وَّاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ

[1714] امام صاحب دوسرے اساتذہ سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں یہ ہے جب ایک یا دو سال رہ گئے۔

[1714] ۱۱۹۔(۷۳۴) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى صَلّٰى قَاعِدًا

[1714]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا انتقال نہیں ہوا حتی کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔

[1715] ۱۲۰۔(۷۳۵) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ)) قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ قُلْتَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ)) وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ ((أَجَلْ وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ))

[1715]۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، ''آدمی کی بیٹھ کر نماز آدھی نماز ہے۔'' تو میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا تو آپ نے پوچھا، اے عبداللہ بن عمرو، تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''آدمی کی بیٹھ کر نماز آدمی نماز کے برابر ہے۔'' یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں آدھا اجر ملتا ہے، اور آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھیے، آپ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔''

[1714] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۴۵)

[1715] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، فی صلاة القاعد برقم (۹۵۰) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: فضل صلاة القائم علی صلاة القاعد ۳/ ۲۲۳۔ انظر (التحفة) برقم (۸۹۳۷)

[1716] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ

[1716] مصنف نے یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... ❶ انسان کس قدر عظمت و بزرگی کا مالک ہو اور اس سے لوگوں کو کیسی ہی عقیدت ومحبت ہو اگر اس کے قول وفعل میں توافق نہ ہو بلکہ تضاد ہو تو دیکھنے والا اس کی بنا پر حیرت واستعجاب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور یہی چاہتا ہے کہ اس کے قول وفعل میں یکسانیت ہونی چاہیے تضاد نہیں۔ اور آج ہمارے قول وفعل کا تضاد ایک معمول بن چکا ہے، جس کی بنا پر ہمارے قول کا اثر ختم ہو گیا ہے، اور امت تباہی کا شکار ہو گئی ہے۔ ❷ رسول اللہ ﷺ کو یہ امتیاز اور خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اگر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھتے تو آپ کو پورا ثواب ملتا، لیکن آپ نے عموماً ضعف اور کمزوری کی بنا پر ہی بیٹھ کر نماز پڑھی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے۔

۱۷...... بَاب: صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ

باب ۱۷: رات کی نماز اور رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کی رکعات کی تعداد، اور وتر ایک رکعت ہے اور ایک رکعت نماز پڑھنا صحیح ہے

[1717] ۱۲۱-(۷۳۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1716] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧١٢)

[1717] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٣٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في وصف صلاة النبي ﷺ بالليل برقم (٤٤٠) وبرقم (٤٤١) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كيف الوتر بواحدة برقم (١٦٩٥) وفي باب كيف الوتر باحدى من عشرة ركعة ٣/ ٢٤٣- انظر (التحفة) برقم ١٦٥٩٣-

[1717]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے ان میں سے ایک وتر ہوتا تھا، آپ جب اس سے فارغ ہو جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آ جاتا تو آپ دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

[1718] ۱۲۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ

[1718]۔نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں سے فراغت سے لے کر فجر تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے، جب مؤذن صبح کی نماز کی اذان کہہ کر خاموش ہو جاتا اور آپ کے سامنے صبح روشن ہو جاتی اور آپ کے پاس مؤذن آ جاتا تو آپ اٹھ کر دو ہلکی رکعات پڑھتے پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، حتی کہ مؤذن آپ کے پاس اقامت کی اطلاع کے لیے آ جاتا۔ان تین امور میں واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے۔ترتیب اسی طرح ہے اذاتبين الفجر جب فجر روشن ہوجاتی وجاءة موذن اس کے لیے موذن آ جاتا ونسكت الموذن اور موذن اذان سے فارغ ہو جاتا پھر آپ دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ رات کو دو دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور آخر میں جا کر ایک رکعت الگ پڑھ لیتے تھے، اس طرح رات کی نماز وتر (طاق) ہو جاتی تھی۔ اور وتر سے فراغت کے بعد لیٹ جاتے تھے، بعض دفعہ وتر سے فراغت کی بجائے سنت فجر کے بعد لیٹ جاتے، اور مؤذن کی اقامت کی اطلاع تک لیٹے رہتے۔سنن ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے آپ نے فرمایا: اذا صلى احدكم ركعتي الفجر فليضطجع على اليمينه جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت پڑھے تو وہ اپنے دائیں لیٹ جائے۔

[1718] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٣٧) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: ايذان الموذنين الائمة بالصلاة برقم ٢/ ٣٠ وفي السهو، ←

[1719] (. . . .) وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
عَـنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ حَرْمَلَةُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَائَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِقَامَةَ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرٍو سَوَآءً

[1719] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے زہری کی اس سند سے روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں صبح کے روشن ہو جانے کا تذکرہ نہیں ہے، اس طرح مؤذن کی آمد کا اور ہے، اقامت کا ذکر نہیں ہے۔ باقی حدیث اوپر کی طرح ہے۔

[1720] ۱۲۳۔(۷۳۷) و حَـدَّثَـنَـا أَبُـو بَـكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا

[1720] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے، اس میں پانچ وتر ہوتے تھے، جن میں آپ صرف آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے۔

فائدہ: ......حضور اکرم ﷺ سے رات کی نماز کی مختلف صورتیں ثابت ہیں، آپ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھتے تھے، لیکن بعض دفعہ مصروفیت، مرض، نیند یا تکلیف کے سبب اس میں کمی بیشی کی ہے۔ آخری عمر میں سن رسیدہ ہونے کی بنا پر بھی آپ نے کمی کی ہے، اس لیے آپ سے سات، نو، گیارہ، تیرہ رکعات ثابت ہیں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے آپ کی رات کی نماز کی آٹھ شکلیں بیان فرمائی ہیں۔
وتر آپ نے کبھی آخر میں ایک ہی پڑھا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک بہتر طریقہ یہی ہے کہ آخر میں ایک ہی وتر پڑھا جائے، اور آپ نے ایک سلام سے درمیان میں بیٹھے بغیر تین وتر بھی پڑھے ہیں، اور پانچ بھی جن میں آپ صرف پانچویں رکعت پر بیٹھے ہیں، سات وتر بھی پڑھے ہیں، جن میں آپ چھٹی رکعت پر بیٹھے لیکن سلام ساتویں رکعت پر بیٹھ کر پھیرتے، اس طرح نو وتر پڑھے ہیں، آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سلام نودیں رکعت پر پھیرا ہے، یہ ساری ہی صورتیں جائز ہیں، احناف کے نزدیک وتر کی صرف ایک صورت ہے کہ وتر تین

←السجود بعد الفراغ من الصلاة ۳/ ٦٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٣)
[1719] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو باب: السجود بعد الفراغ من الصلاة ۳/ ٦٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٤)
[1720] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الوتر بخمس برقم (٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨١)

ہیں، اور ان کو مغرب کی طرح دو تشہدوں سے پڑھا جائے گا، حالانکہ صحیح ابن حبان کی روایت میں جس کو امام حاکم، امام ذہبی اور امام بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے اس صورت سے منع کیا گیا ہے۔

[1721] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1721] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

[1722] ١٢٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْ الْفَجْرِ

[1722] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعت سنت سمیت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

[1723] ١٢٥ـ(٧٣٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا ((عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي))

[1721] طريق ابى بكر بن ابى شيبة اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، بـاب: مـا جـاء فـى كم يصلى بالليل برقم (١٣٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٥٢) وطريق ابى كريب تفرد به مسلم۔ انظر التحفة برقم (١٦٨٤٢) وبرقم (١٧٢٧١)

[1722] اخـرجـه ابـو داود فـى (سـننه) فى الصلاة، باب: فى صلاة الليل برقم (١٣٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧١)

[1723] اخـرجـه البـخارى فى (صحيحه) فى التهجد، باب: قيام النبى ﷺ بالليل فى رمضان وغيره برقم (١١٤٧) وفـى صـلاة التـراويح باب فضل من قام رمضان برقم (٢٠١٣) وفى المناقب، باب: كان النبى ﷺ تنام عينه ولا ينام قلبه برقم (٣٥٦٩) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى صلاة الليل برقم (١٣٤١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء ←

[1723] ۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نماز کیسے پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، رمضان اوراس کے علاوہ مہینوں میں آپ گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے، چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اورطوالت کے بارے میں مت پوچھیے پھر چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اورطوالت کے بارے میں نہ پوچھیے، پھر تین رکعات پڑھتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔''

فائدہ :......آپ رات کی نماز میں قیام بہت ہی لمبا فرماتے تھے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ان کے حسن و طول کے بارے میں سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بنا پر آپ چار رکعات پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ فرماتے، پھر چار رکعات کے بعد وقفہ فرماتے اور پھر آخر میں تین رکعات پڑھتے، لیکن ان کے پڑھنے کی کیفیت وہی تھی، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت میں گزر چکی ہے کہ آپ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے۔ اور آخر میں ایک وتر پڑھتے تھے۔

[1724] ۱۲۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

[1724] ۔ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا، آپ تیرہ رکعت پڑھتے تھے، آٹھ رکعات پڑھتے، پھر وتر ادا فرماتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے اور جب رکوع کرنا چاہتے اٹھ کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے، پھر اذان اور صبح کی نماز کی اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بعض دفعہ وتروں سے فراغت کے بعد بھی دو رکعت پڑھ لیتے تھے، جو وتروں کا تتمہ اور تکملہ تھیں، مستقل نماز نہ تھی۔

← فی وصف صلاة النبی ﷺ برقم (٤٣٩) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار برقم ٣/ ٢٣٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٩)

[1724] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی صلاة اللیل برقم (١٣٤٠) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: اباحة الصلاة بین الوتر وبین رکعتی الفجر ←

[1725] (. . .) وحدثني زهير بن حرب قال نا حسين بن محمد قال نا شيبان عن يحيى قال سمعت أبا سلمة ح و حدثني يحيى بن بشر الحريري حدثنا معاوية يعني ابن سلام عن يحيى بن أبي كثير قال أخبرني

أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ مِنْهُنَّ

[1725] ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، آپ کھڑے ہو کر وتر سمیت نو رکعات پڑھتے تھے۔

[1726] ۱۲۷۔(. . .) وحدثنا عمرو الناقد قال نا سفيان بن عيينة

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَتْ صَلٰوتُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ

[1726]۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، اے امی، مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے کہا، آپ کی نماز رات کو رمضان اور غیر رمضان میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعات تھیں۔

[1727] ۱۲۸۔(. . .) حدثنا ابن نمير قال نا أبي قال نا حنظلة

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1727]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دس رکعات پڑھتے اور ایک وتر پڑھتے اور دو رکعت سنت فجر پڑھتے، یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔

← برقم ٣/ ٢٥١ وفي باب: وقت ركعتي الفجر وذكر الاختلاف على نافع برقم ٣/ ٢٥٦ و ٣/ ٢٥٦ بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٨١)

[1725] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٢١)

[1726] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣٠)

[1727] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ وكم كان النبي ﷺ يصلي من الليل برقم (١١٤٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٨)

فائدہ :......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ کا معمول یکساں تھا، جو عام طور پر وتر سمیت گیارہ رکعات تھا، ان میں کمی وبیشی کس سبب یا عذر کی بنا پر ہوئی ہے۔

[1728] ١٢٩ـ(٧٣٩) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُوإِسْحٰقَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا أَبُوخَيْثَمَةَ

عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ قَالَتْ وَثَبَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ قَامَ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ اغْتَسَلَ وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ

[1728] ۔ابو اسحاق کہتے ہیں، میں نے اسود بن یزید سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، جو اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصہ میں سو جاتے اور آخری حصہ میں بیدار ہو جاتے، پھر اگر بیوی سے کوئی ضرورت ہوتی تو اپنی ضرورت پوری کرتے پھر سو جاتے، جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو (بستر سے) اچھل پڑتے، اللہ کی قسم عائشہ نے وَثَبَ (کودنا، اچھلنا) کہا، قام (اٹھنا) نہیں کیا، پھر اپنے اوپر پانی بہاتے، اللہ کی قسم عائشہ نے غسل نہیں کہا، افاض علیه الماء کہا۔

میں آپ کی مراد کو خوب سمجھتا تھا۔ اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو انسان کے نماز کے لیے وضو کی طرح وضو فرماتے پھر دو رکعت (سنت فجر) پڑھتے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی رات کو جلد اٹھ کر، رات کی نماز سے فارغ ہو کر، بیوی سے تعلقات قائم کرنے کے بعد سو جاتے اور صبح کی اذان کے بعد جلدی بیدار ہو کر غسل فرما کر فجر کی سنتیں پڑھتے، صبح کی سنتیں ہر صورت نماز فجر سے پہلے پڑھتے۔

[1729] ١٣٠ـ(٧٤٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ

[1728] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الاختلاف على عائشة في احياء الليل برقم (١٦٣٩) مختصراـ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٢٠)

[1729] تفرد به مسلمـ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٣١)

عَنْ أَبِی إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يَكُونَ آخِرَ صَلٰوتِهِ الْوِتْرَ

[1729]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور نماز کے آخر میں وتر ہوتا۔

فائدہ:...... عام طور پر آپ کی رات کی نماز کا اختتام وتر پر ہوتا تھا، لیکن کبھی کبھار وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔

[1730] ۱۳۱۔(۷۴۱) حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ عَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُحِبُّ الدَّائِمَ قَالَ قُلْتُ أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي فَقَالَتْ كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى

[1730]۔ مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، آپ عمل پر دوام و ہمیشگی کو پسند فرماتے تھے، میں نے پوچھا، آپ کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ تو کہا، جب مرغ اذان دیتا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھتے۔

فائدہ:...... آپ کبھی آدھی رات کو، کبھی آدھی رات سے کچھ پہلے یا کچھ وقت بعد میں اٹھتے اور کبھی مرغ کی اذان پر اٹھتے اور وہ مرغ اذان آدھی رات کے بعد دیتا ہے۔

[1731] ۱۳۲۔(۷۴۲) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ السَّحَرُ الْأَعْلٰى فِي بَيْتِي أَوْ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

[1731]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ہمیشہ آپ کو رات کے آخری حصہ میں اپنے گھر میں یا اپنے پاس سوئے ہوئے پایا (یعنی رسول اللہ ﷺ کو رات کے آخری حصہ میں، میرے گھر میں یا میرے پاس سوئے ہوئے پایا۔)

مفردات الحدیث ① ما الفیٰ: نہیں پایا۔ ② السحر الاعلی: رات کا آخری حصہ، صبح کے قریب کا وقت۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ جب رات کی نماز سے صبح سے پہلے فارغ ہو جاتے تو لیٹ جاتے تھے، اور بعض دفعہ سو بھی جاتے تھے۔

[1730] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التهجد، باب: من نام عند السحر برقم (۱۱۳۲) وفی الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل برقم (٦٤٦١) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت قیام النبی ﷺ من اللیل برقم (۱۳۱۸) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی الضجعة بعد الوتر وبعد ركعتی الفجر برقم (۱۱۹۷) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۱۵)

[1731] تقدم

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street, Urdu Bazar, Lahore-Pakistan
E-Mail: nomania2009@gmail.com
9-789695-453360

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

تحفة المسلم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

جلد دوم

NOMANI

نام کتاب

تحفۃ المسلم

جلد دوم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری النیسابوری

ترجمہ و فوائد و شرح مفردات مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظرثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی رحمہ اللہ

تاریخ اشاعت: فروری 2017ء

مطبع: علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری النیسابوری

جلد سوم

کتاب الصلاۃ، کتاب الصیام (احادیث 1732 تا 2779)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح
صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث
فواد عبدالباقی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرستِ مضامین

(جلد سوم)

تحفۃ المسلم　صحیح مسلم　جلد سوم

اس کتاب کے کل ابواب (31) اور (267) احادیث ہیں۔

6

كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا

مسافروں کی نماز اور اس کے قصر کا بیان

حدیث نمبر 1732 سے 1836 تک

[1732] ١٣٣ ـ(٧٤٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ

[1732] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو میرے ساتھ گفتگو فرماتے، ورنہ (اگر میں بیدار نہ ہوتی) آپ لیٹ جاتے۔

[1733] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَّابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1733] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا فرض یا لازم یا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ امام ابن حزم کا نظریہ ہے، یہ ایک استحبابی عمل ہے۔

[1734] ١٣٤ ـ(٧٤٤) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَوْتَرَ قَالَ قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَة

[1734] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تو جب وتر پڑھنے لگتے تو فرماتے: ''اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔''

[1732] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التهجد، باب: من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع برقم (١١٦١) وفی باب: الحدیث بعد رکعتی الفجر برقم (١١٦٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، برقم (١٢٦٣) والترمذی، برقم (٤١٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١١)

[1733] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الاضطجاع بعدها برقم (١٢٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٧)

[1734] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٣٣)

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان رات کے آخری حصہ میں صرف وتر پڑھنے کے لیے بھی اٹھ سکتا ہے۔

[1735] ۱۳۵۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلٰوتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ

[1735] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ کے سامنے عرض میں لیٹی ہوتیں، جب آپ کے وتر باقی ہوتے تو آپ انہیں جگا دیتے اور وہ وتر پڑھ لیتیں۔

[1736] ۱۳۶۔(۷۴۵) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ وَاسْمُهُ وَاقِدٌ وَلَقَبُهُ وَقْدَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

[1736] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور اخیر میں آپ کے وتر سحری کے وقت کو پہنچ گئے۔

فائدہ :...... وتر کا آخری وقت سحری کا وقت ہے اور اس سے پہلے عشاء کی نماز کے بعد جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔ اور آپ نے امت کی سہولت کے لیے رات کے ہر حصہ میں اس پر عمل فرمایا ہے اور آپ زندگی کے آخری دور میں وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔

[1737] ۱۳۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

[1735] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٤٥١)

[1736] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب، ساعات الوتر برقم (٩٩٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت الوتر برقم (١٤٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٩)

[1737] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الوتر من اول الليل وآخره برقم (٤٥٦) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، وقت الوتر ٣/ ٢٣٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في الوتر آخر الليل برقم (١١٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥٣)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

[1737] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں، رات کے ابتدائی حصہ میں درمیان میں اور آخر میں آپ کے وتر صبح سحری کے وقت تک کو پہنچ گئے۔

[1738] ۱۳۸۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا حَسَّانُ قَاضِي كِرْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ

[1738] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور آخر میں آپ کے وتر رات کے آخری حصہ کو پہنچ گئے یا وتر کی انتہا آخری حصہ پر ہوئی ہے۔

۱۸...... بَابُ: جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ

باب ۱۸: رات کی نماز کے متفرقات اور جو اس سے سو یا رہا یا بیمار ہو گیا

[1739] ۱۳۹۔(۷٤٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّومَ حَتَّى يَمُوتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذٰلِكَ وَأَخْبَرُوهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوا ذٰلِكَ فِي حَيَاةِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَقَالَ ((أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ)) فَلَمَّا حَدَّثُوهُ بِذٰلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا

[1738] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها، باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة برقم (١٧٣٣)

[1739] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٤٢) وبرقم (١٣٤٣) وبرقم (١٣٤٤) وبرقم (١٣٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٤)

فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَحَكِيمٌ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ مَنْ مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا سَنَّ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا.

[1739]۔سعد بن ہشام بن عامر نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ (جہاد) کرنے کا ارادہ کیا تو مدینہ منورہ آ گئے اور وہاں اپنی جائداد فروخت کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس سے ہتھیار اور گھوڑے خرید لیں اور اپنی موت تک

رومیوں سے جہاد میں مشغول رہیں لہٰذا جب مدینہ آ گئے تو اہل مدینہ کے کچھ لوگوں سے ملے تو انہوں نے انہیں اس ارادہ سے روکا اور اسے بتایا، کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں چھ افراد نے اس کام کا ارادہ کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس سے روکا، اور فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟'' تو جب اہل مدینہ نے اسے یہ بتایا تو انہوں نے اپنی بیوی جس کو طلاق دے چکے تھے، سے رجوع کر لیا اور اس سے رجوع کے لیے گواہ بنائے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کیا میں تمہیں ایسی شخصیت سے آگاہ نہ کروں جو روئے زمین کے تمام افراد سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کو زیادہ جانتی ہیں؟ سعد نے کہا، وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، ان سے جا کر پوچھیں، پھر آ کر مجھے اس کا جواب بتانا۔ (سعد کہتے ہیں) میں ان کی طرف چل پڑا اور حکیم ابن افلح کو ملا اور اسے ان تک اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تو اس نے کہا، میں ان کے قریب نہیں جاؤں گا، کیونکہ میں نے انہیں ان دو جماعتوں کے بارے میں کچھ کہنے سے باز کیا تھا تو انہوں نے جانے پر اصرار کیا، سعد کہتے ہیں تو میں نے ان کو قسم دی تو وہ جانے کے لیے آمادہ ہو گئے تو ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چل پڑے، اور ان سے (پہنچ کر) حاضری کی اجازت طلب کی تو انہوں نے جازت مرحمت فرمائی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے، انہوں نے پوچھا، کیا حکیم ہو؟ انہوں نے اسے پہچان لیا، اس نے کہا، جی ہاں تو انہوں نے پوچھا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا، سعد بن ہشام ہے، انہوں نے پوچھا، ہشام کون؟ اس نے کہا، عامر کا بیٹا تو انہوں ے اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کے لیے کلمات خیر کہے۔ قتادہ نے بتایا (عامر) غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا، اے مومنو کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے، انہوں نے جواب دیا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، انہوں نے کہا، نبی اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی ہے (یعنی آپ کی سیرت و کردار عملی قرآن ہے)۔ سعد کہتے ہیں، میں نے اس پر اٹھنے کا ارادہ کر لیا، یہ تہیہ کر کے کہ موت تک کسی سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے پوچھا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے جواب دیا، کیا تم یـا یھـا المزمل نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آغاز میں رات کے قیام کو فرض قرار دیا ہے تو نبی اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے سال بھر قیام کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کی آخری آیات بارہ ماہ تک آسمان پر روکے رکھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخر میں تخفیف کا حکم نازل فرمایا تو رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ٹھہرا۔ سعد کہتے ہیں، میں نے پوچھا، اے مومنو کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے

فرمایا، ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ رات کو جب چاہتا آپ کو بیدار کر دیتا تو آپ مسواک کر کے وضو کر لیتے اور ۹ نو رکعات پڑھتے، ان میں آپ آٹھویں پر بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے اس کی حمد بیان کرتے اور دعا فرماتے، پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے، پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے، حمد بیان کرتے اور اس سے دعا فرماتے، پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے، پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، اے بیٹے! تو یہ گیارہ رکعات ہو گئیں تو جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے، اور گوشت بڑھ گیا (جسم مبارک بھاری ہو گیا) تو آپ سات وتر پڑھنے لگ گئے اور دو رکعتوں کے بارے میں پہلا طرز عمل قائم رکھا، اے بیٹے! یہ نو رکعات ہو گئیں، اور نبی اللہ ﷺ جب کوئی نماز شروع کرتے تو اس پر دوام و ہمیشگی کرنا پسند فرماتے، اگر رات کے قیام پر نیند یا بیماری غالب آ جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعات پڑھ لیتے، اور میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو، اور نہ ہی آپ نے کوئی رات صبح تک نماز پڑھی اور نہ رمضان کے سوا پورے مہینے کے روزے رکھے، سعد نے کہا، میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا اور انہیں ان کی حدیث سنائی تو انہوں نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا، اگر میں ان کے قریب جاتا ہوتا، یا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تو ان کے پاس جاتا تاکہ مجھے یہ حدیث روبرو سناتیں۔ سعد کہتے ہیں، میں نے کہا، اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے تو میں آپ کو ان کی حدیث نہ سناتا۔

مفردات الحدیث ❶ كُرَاع: گھوڑا۔ ❷ عـلـى رِجْعَتِهَـا: را پر زبر اور زیر دونوں آ سکتے ہیں۔ طلاق سے رجوع پر گواہ بنا لیے۔ ❸ بِرَدِّها عَلَيْكَ: تیرے سوال کا جو جواب دیں مجھے بتانا۔ ❹ فاستلحقته اليها: میں نے اس سے، ان کے پاس جانے کے لیے ساتھ چلنے کا مطالبہ کیا۔ ❺ ما انا بِقَارِبِها: میں ان کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ ❻ الشِّيـعَتَيـن: شیعہ گروہ اور جماعت کو کہتے ہیں، دو گروہوں سے مراد حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کرنے والے اور حضرت علی کے حمایتی ہیں، یعنی آپ کسی کا ساتھ نہ دیں۔ ❼ فَـأَبَـتْ فِيهِـا الاَّمُضِيًّا: انہوں نے ان کے معاملہ میں مداخلت نہ کرنے سے انکار کر لیا، یعنی قصاص کا مطالبہ کرنے والوں کی حمایت کی۔

فوائد:...... ❶ اگر کوئی کسی معاملہ میں مشورہ لے تو اسے مشورہ صحیح صحیح، شریعت کے مطابق دینا چاہیے، اور بیوی و بچوں سے الگ تھلگ ہو جانا اور جائیداد کو بیچ کر زندگی جہاد کے لیے وقف کر دینا درست نہیں ہے۔ زندگی کے ہر مسئلہ میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنایا جائے گا، اور ہر کام میں آپ کا طرز عمل ہی مشعل راہ ہوگا۔ ❷ اگر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہاں اس سے بہتر بتانے والا موجود ہو تو اس کی طرف راہنمائی کرنی چاہیے اور اس کے جواب سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہوگا۔ ❸ مسئلہ پوچھنے کے لیے عالم کے

آشنا اور واقف کار کو ساتھ لے جانا بہتر ہے۔ ④ حضور اکرم ﷺ کی زندگی، آپ کی سیرت و کردار اور ہر عمل قرآن کے مطابق تھا، گویا آپ قرآن کریم کی عملی تفسیر تھے۔ ⑤ جب تک پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں، تہجد سب کے لیے فرض تھی، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ پر ایک سال تک رات کا قیام فرض رہا پھر سورہ مزمل کی آخری آیت ان ربك يَعْلَمُ۔۔۔الآية سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، اور اکثر علمائے امت کے نزدیک تہجد کی نماز آپ ﷺ پر بھی فرض نہیں رہی تھی، لیکن آپ نے ساری عمر اس کی پابندی فرمائی ہے۔ ⑥ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، آپ آخری عمر میں نو رکعات پڑھتے تھے، جن میں صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے اور اس میں تشہد، ذکر و اذکار، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور دعا فرماتے اور پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھتے اور اس پر سلام پھیرتے اور قیام اللیل کو ہی وتر کہا جاتا ہے۔ اس لیے وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ ⑦ آخری عمر میں جب آپ عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ بھاری بھر کم بھی ہو گئے تو صرف سات رکعات پڑھنے لگے اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے تھے۔ ⑧ نیند یا بیماری کے غلبہ کی وجہ سے اگر آپ کی تہجد کی نماز رہ جاتی تو چونکہ آپ کا عمومی عمل رات میں گیارہ رکعات پڑھنے کا تھا۔ اس لیے اس کی جگہ آپ دن کو بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ ⑨ رات کے قیام کو ہی وتر بھی کہتے ہیں، یہ پہلے فرض تھا پھر اس کی فرضیت ختم ہوگئی۔ اب وتر فرض نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے۔ بعض لوگ اسے فرض قرار دیتے ہیں، بعض فرض سے نیچے واجب کا ایک درجہ اپنے پاس سے بنا کر واجب قرار دیتے ہیں، ان لوگوں کی بات درست نہیں۔

[1740] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَبِيعَ عَقَارَهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[1740] سعد بن ہشام نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، پھر مدینہ کی طرف چل پڑے تاکہ اپنی جائیداد فروخت کر دیں، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[1741] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ نَا قَتَادَةُ

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

[1740] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٣٦)

[1741] تقدم تخريجه برقم (١٧٣٦)

فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْوِتْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قُلْتُ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ

[1741] سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا، اس کے بعد پوری حدیث ہے اور اس میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، ہشام کون ہے؟ جواب ملا، عامر کا بیٹا، انہوں نے کہا، عامر اچھا آدمی تھا، احد کے دن شہید ہوا۔

[1742] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ كَانَ جَارًا لَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سَعِيدٍ وَفِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ أُصِيبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَفِيهِ فَقَالَ حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ أَمَا إِنِّي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا أَنْبَأْتُكَ بِحَدِيثِهَا

[1742] زرارہ بن اوفی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام میرا پڑوسی تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے اور اس میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، ہشام کون ہے؟ جواب ملا، عامر کا بیٹا، انہوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) کہا، وہ خوب انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہوا اور اس میں ہے، حکیم بن افلح نے کہا، یاد رکھیں، اگر میں جان لیتا، کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں آپ کو ان کی حدیث نہ بتاتا۔

فائدہ :...... اوپر والی طویل حدیث سے معلوم ہوتا کہ یہ الفاظ سعد بن ہشام نے کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ حکیم بن افلح نے کہے چونکہ یہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تھے الفاظ سعد نے کہے اور حکیم نے تائید کی، اس لیے اس کی طرف ہی نسبت کر دی گئی اور حضرت ابن عباس نے حضرت علی کی خاطر حضرت عائشہ کے پاس جانا چھوڑ دیا تھا، لیکن بعد میں جانا شروع کر دیا تھا۔

[1743] ١٤٠۔(. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

[1742] تقدم تخريجه برقم (١٧٣٦)

[1743] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كم يصلي من نام عن ←

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1743] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز جب رہ جاتی، بیماری یا کسی اور وجہ سے تو دن کو ۱۲ رکعات پڑھتے۔

[1744] ۱۴۱ ۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنَا عِيْسٰى وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ مَرِضَ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ

[1744] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی عمل شروع کرتے تو اس کو قائم رکھتے، اور جب رات کی نماز سے سو جاتے یا بیمار ہو جاتے تو دن کو ۱۲ رکعات پڑھ لیتے اور فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صبح تک نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ نے رمضان کے سوا مسلسل مہینہ بھر روزے رکھے۔

[1745] ۱۴۲ ۔(۷۴۷) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَانَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ))

[1745] ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے وظیفہ (معمول) سے سویا رہا یا اس کے کچھ حصہ سے سو گیا، اور اس نے اسے نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اسے اس کے لیے ایسے ہی رکھا جائے گا گویا کہ اس نے اسے رات ہی کو پڑھا ہے۔''

← صلاة او منعه وجع برقم ۳/ ۲۵۹۔ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: اذا نام عن صلاته بالليل صلى بالنهار برقم (٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٥)

[1744] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٩)

[1745] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من نام عن حزبه برقم (١٣١٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما ذكر فيما فاته حزبه من الليل فقضاه بالنهار برقم ←

فائدہ :...... اگر انسان کا رات کے کسی حصہ میں کوئی ورد یا وظیفہ اور عمل ہو اور وہ کسی وجہ سے رات کو وہ عمل یا وظیفہ نہ کر سکے تو اسے اس پر ہمیشگی و دوام کو برقرار رکھنے کے لیے دن کو ظہر سے پہلے پہلے کر لینا چاہیے۔ اس طرح وہ رات کو ادا کیا گیا عمل ہی شمار ہوگا اور اس کا دوام برقرار رہے گا۔

۱۹...... بَابُ: صَلَاةِ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ

باب ۱۹: اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں

[1746] ۱٤۳۔(۷٤۸) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَأٰى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلٰوةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ))

[1746]۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا، ہاں! یہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نماز اس کے سوا وقت میں پڑھنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''(اطاعت گزار) توبہ کرنے والے لوگوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے، جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ اوّاب: اَوْب سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے لوٹنا، رجوع کرنا، مراد ہے توبہ و انابت کرنے والے، اطاعت وفرمانبرداری کی طرف لوٹنے والے۔ ❷ تَرْمَضُ (س) رمضاء سے ماخوذ ہے، وہ ریت جو سورج کی حرارت وتپش سے گرم ہو کر تپنے لگتی ہے۔ ❸ الفِصَال: فَصِيل کی جمع ہے اونٹ یا گائے کا وہ بچہ جو ماں سے الگ کر دیا گیا ہو۔ مراد یہ ہے کہ جب اونٹوں کے چھوٹے بچوں کے پاؤں، ریت کی تپش سے جلنے لگتے ہیں۔

[1747] ۱٤٤۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ الشَّيْبَانِيُّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقَالَ ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ))

← (٥٨١) والنسائی فی (المجتبی) فی قيام الليل وتطوع النهار، باب: متى يقضى من نام حزبه من الليل برقم ٣/ ٢٥٩ و ٣/ ٢٦٠ موقوفاً۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فيما نام عن حزبه من الليل برقم (١٣٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٩٢)

[1746] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٨٢)

[1747] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٨٢)

[1747] ۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قباء کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: "توبہ کرنے والوں کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔"

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ لوگ راحت و آرام کے لیے مائل ہو چکے ہوتے ہیں، یعنی زوال سے کچھ پہلے، سورج کے طلوع ہونے سے لے کر زوال شمس تک جو نماز پڑھی جاتی ہے، وقت کے لحاظ سے اس کے مختلف نام ہیں، سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے کے بعد اشراق، خاصا بلند ہونے پر ضحیٰ (چاشت) اور زوال سے کچھ وقت پہلے صلوۃ الاوابین، چونکہ یہ راحت وسکون اور آرام کا وقت ہے، اس لیے اس کو افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی راحت و آرام کو قربان کر کے یہ نماز پڑھتا ہے۔

٢٠...... بَابُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

باب ٢٠ : رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے

[1748] ١٤٥-(٧٤٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى))

[1748] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، یہ اس کی تمام نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کی نماز دو، دو رکعت پر سلام پھیر کر پڑھنا بہتر ہے اور حضرت ابن عمر نے اس کا یہی مطلب سمجھا ہے، اس لیے احناف کی یہ تاویل کہ وہ دوسری رکعت پر بیٹھ کر اٹھتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فہم اور حدیث کے ظاہری مفہوم کے خلاف ہے اور احناف کے ہاں تو فہم راوی کو اس کی حدیث پر بھی ترجیح حاصل ہے اور یہاں فہم راوی کو نظر انداز صرف اس لیے کیا گیا ہے تاکہ وتر کی ایک رکعت کو تسلیم نہ کرنا پڑے اور یہ تاویل کی جاسکے کہ آخری دوگانہ کے ساتھ، دو رکعت کی بجائے ایک رکعت پڑھ کر تین وتر پڑھ لیے جائیں، حالانکہ یہ تاویل حدیث کے آخری الفاظ کہ یہ رکعت اس کی ساری نماز کو وتر بنا دے گی کے منافی ہے کیونکہ اس سے تو آخری دوگانہ وتر بنا ہے، پھر اس کو پہلے دوگانوں سے ملانے کی کیا ضرورت ہے؟

[1748] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب: ما جاء في الوتر رقم (٩٩٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الليل مثنى مثنى برقم (١٣٢٦) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الوتر بواحدة ٣/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٢٥)

[1749] ١٤٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ))

[1749] ۔امام صاحب مختلف سندوں کے بعد کہتے ہیں کہ سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو، دو رکعت ہے، اور جب تمہیں صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

[1750] ١٤٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَاهُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ))

[1750] ۔عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! رات کی نماز کی کیا کیفیت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب تمہیں صبح ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

[1751] ١٤٨ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَبُدَيْلٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّائِلِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً وَّاجْعَلْ آخِرَ صَلٰوتِكَ وِتْرًا)) ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَأَنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا أَدْرِي هُوَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1749] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الليل ركعتين برقم (١٣٢٠) انظر (التحفة) برقم (٦٨٣٠) و برقم (٧٠٩٩)

[1750] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كيف صلاة الليل ٣/ ٢٢٨۔ انظر (التحفة) برقم (٦٧١٠)

[1751] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: كم الوتر برقم (١٤٢١) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب الوتر ٣/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٦٧)

[1751] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا اور میں آپ کے اور سائل کے درمیان تھا تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! رات کی نماز کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دو، دو، پھر جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے، اور وتر اپنی نماز کے آخر میں پڑھ۔'' پھر آپ سے سال کے آخر میں ایک آدمی نے پوچھا، اور میں رسول اللہ ﷺ سے اسی جگہ (یعنی درمیان میں) پر تھا تو مجھے معلوم نہیں وہ وہی آدمی تھا یا کوئی اور تو آپ نے اسے اسی طرح جواب دیا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر آخر میں پڑھنا چاہیے یہ نہیں ہونا چاہیے کہ رات کو وتر پڑھ کر سو جائے، یا اٹھ کر وتر پڑھ لے، پھر دوگانہ نماز پڑھنا شروع کر دے، لیکن یہ اس کے لیے ہے جس کا تہجد کی نماز پڑھنا معمول ہو، رہا وہ انسان جس کا تہجد پڑھنا معمول نہیں ہے، کسی دن جاگ آ گئی تو اس نے چاہا کہ چلو جاگ تو آ ہی گئی ہے، نماز پڑھ لیں تو ایسا انسان اگرچہ سونے سے پہلے وتر پڑھ چکا ہے، وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اب اس کو آخر میں دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اگرچہ بعض صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ پہلے ایک رکعت کو اس نیت سے پڑھ لے کہ سونے سے پہلے پڑھا وتر، دوگانہ ہو جائے، پھر نماز دو، دو رکعت پڑھتا رہے اور آخر میں ایک وتر پڑھ لے مگر صحابی کا عمل ہے، رسول اللہ ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس نے نماز کے آخر میں وتر پڑھ لیا ہے تو اب وہ دو رکعت نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ وتر کے بعد تو دو رکعت حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اگرچہ آپ بیٹھ کر پڑھتے، کیونکہ آپ کے ثواب میں بیٹھنے کی صورت میں یعنی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمیں اٹھ کر پڑھنا چاہیے، کیونکہ ہمارے بیٹھنے سے اجر میں کمی واقع ہوتی ہے۔ نیز یہ فعل کبھی کبھا رہونا چاہیے، اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے اور بعض حضرات کے نزدیک آپ کی اقتدا اور اتباع کے نقطۂ نظر سے بیٹھ کر دو رکعت پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

[1752] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَبُدَيْلٌ وَعِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَهُ

[1752] امام صاحب دوسری سندوں سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے سوال کیا، دونوں استادوں نے اوپر والی روایت بیان کی مگر سال کے آخر میں پوچھنے والا واقعہ بیان نہیں کیا۔

[1752] تقدم تخريجه في الحديث السابق (١٧٤٨)

[1753] ١٤٩-(٧٥٠) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَأَبُوكُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ))

[1753]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''وتر صبح سے پہلے پہلے پڑھ لو۔''

مفردات الحديث ❊ بادروا: جلدی کرلو، عجلت سے کام لو۔

[1754] ١٥٠-(٧٥١) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ

[1754]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جو رات کو نماز پڑھے، وہ نماز کی انتہاء وتر پر کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی کا حکم دیتے تھے۔

[1755] ١٥١-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا يَحْيٰى كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا))

[1755]۔ امام صاحب دوسری سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''رات کو اپنی نماز کے آخر میں وتر پڑھو۔''

[1756] وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ، كَذٰلِكَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُهُمْ

[1753] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٦٨)

[1754] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل وتطوع النهار، باب وقت الوتر ٣/ ٢٣١۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٩٧)

[1755] طريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق ابن نمير تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٣٩) وبرقم (٧٩٧٧) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الوتر، باب: ليجعل آخر صلاته وترا برقم (٩٩٨) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى وقت الوتر برقم (١٤٣٨) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٥)

[1756] تقدم

[1756] ابن جریج نے کہا: نافع نے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: ''جو شخص رات کو نماز پڑھے وہ صبح سے پہلے نماز کا آخری حصہ وتر کو بنائے، رسول اللہ ﷺ ان (اپنے ساتھیوں) کو یہی حکم دیا کرتے تھے۔''

[1757] ١٥٣-(٧٥٢) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1757]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

[1758] ١٥٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1758]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''وتر، رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

[1759] ١٥٥-(٧٥٣) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))

[1759]۔ ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔'' اور میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

فائدہ:...... ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر آخر میں ایک ہی پڑھا جائے گا، اور اس صریح حدیث کی موجودگی میں یہ کہنا کہ دوگانہ سے ملی ہوئی ایک رکعت ہے، تعصب کی انتہاء ہے۔

[1760] ١٥٦-(٧٤٩) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَانَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عمر اَنَّ

[1757] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كم الوتر ٣/ ٢٣٢ وبرقم (١٦٨٩) انظر (التحفة) برقم (٨٥٥٨)

[1758] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٥٤)

[1759] تقدم تخريجه برقم (١٧٥٤)

[1760] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٠٦)

ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أُوتِرُ صَلٰوةَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى فَلْيُصَلِّ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِنْ أَحَسَّ أَنْ يُّصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى)) قال ابو كريب: عبيد الله بن عبدالله ولم يقل ابن عمر

[1760] ۔عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ مسجد میں تھے آواز دی اور کہا، اے اللہ کے رسول! میں رات کی نماز کو وتر کیسے بناؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو نماز پڑھے، دو دو رکعت پڑھے، پھر اگر وہ محسوس کرے کہ صبح ہو رہی ہے، ایک رکعت پڑھ لے تو یہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔“ ابو کریب نے عبیداللہ بن عبداللہ کہا، آگے ابن عمر نہیں کہا۔

[1761] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ قَالَ قُلْتُ إِنِّي لَسْتُ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ قَالَ إِنَّكَ لَضَخْمٌ أَلَا تَدَعُنِي أَسْتَقْرِءُ لَكَ الْحَدِيثَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ قَالَ خَلَفٌ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ صَلٰوةِ

[1761] ۔ابن سیرین کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، مجھے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں بتایئے، کیا میں ان میں قرأت طویل کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھ لیتے، میں نے کہا، میں آپ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا، انہوں نے کہا، تم بھاری بھر کم یعنی کند ذہن ہو، کیا مجھے بات تکمل کرنے کا موقع نہیں دو گے؟ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے، اور ایک وتر پڑھتے، اور صبح سے پہلے دو رکعت پڑھتے گویا آپ کو اقامت سنائی دے رہی ہے، خلف کی حدیث میں ہے، مجھے صبح سے پہلے دو رکعت کے بارے میں بتایئے، الغداۃ کے لفظ سے پہلے صلاۃ کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1761] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب ساعات الوتر برقم (٩٩٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب ما جاء في الوتر ركعة برقم (٤٦١) وقال: حديث ابن عمر هذا ←

فائدہ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی سنتوں میں قرأت لمبی نہیں کرتے تھے، اس لیے تمہیں ان میں لمبی قرأت نہیں کرنی چاہیے۔

[1762] ۱۵۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَفِيهِ فَقَالَ بَهْ بَهْ إِنَّكَ لَضَخْمٌ

[1762] ۔انس بن سیرین کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور میرے دوبارہ سوال پر کہا، بہ بہ، بس بس، رک جا تو ایک کند ذہن آدمی ہے۔

[1763] ۱۵۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ ((أَنْ تُسَلِّمَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[1763] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، اور جب تم سمجھو تمہیں صبح پا رہی ہے، یعنی صبح ہو رہی ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لو تو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، مثنیٰ، مثنیٰ کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔

فائدہ ...... یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ابن عمر، مثنیٰ مثنیٰ کا مفہوم یہی سمجھتے تھے کہ ہر دوگانہ پر سلام پھیرے اور آخر میں الگ ایک رکعت پڑھ لے، اس لیے اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ آخری دوگانہ پر سلام پھیرے بغیر اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر تین وتر بنا لے۔

[1764] ۱۶۰۔(۷۵۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

← حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الركعتين قبل الفجر برقم (١١٤٤) وفي باب: ما جاء في الوتر ركعة برقم (١١٧٤) انظر (التحفة) برقم (٦٦٥٢)

[1762] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٥٨)

[1763] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٣)

[1764] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في مبادرة الصبح بالوتر برقم ←

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا))

[1764] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پہلے پڑھ لو۔''

[1765] ١٦١۔(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ أَنَّ

أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ ((أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ))

[1765]۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا وتر کے بارے میں تو آپ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پڑھ لو۔''

٢١...... بَابُ: مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهُ

باب ٢١: جسے یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا وہ رات کے آغاز میں وتر پڑھ لے

[1766] ١٦٢۔(٧٥٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)) و قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَحْضُورَةٌ

[1766]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے خطرہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا، وہ وتر اس کے شروع میں پڑھ لے، اور اگر اسے امید ہو کہ وہ اس کے آخر میں اٹھے گا تو وہ وتر رات کے آخر میں پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز میں (فرشتوں کی یا دل کی) حاضری ہوتی ہے اور یہ افضل ہے، ابو معاویہ نے مشہودة کی جگہ محضورة کہا، (دونوں کا معنی ایک ہے۔)

←(٤٦٨) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الامر بالوتر قبل الصبح ٣/ ٢٣١۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من نام عن وتر او نسيه رقم (١١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٤)

[1765] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٦١)

[1766] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية النوم قبل الوتر برقم (٤٥٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الوتر آخر الليل برقم (١١٨٧) انظر (التحفة) برقم (٢٢٩٧)

[1767] ١٦٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِاللهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ فَإِنَّ قِرَائَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ))

[1767]۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم میں سے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں اٹھ نہیں سکے گا تو وہ وتر پڑھ لے، پھر سو جائے، اور جسے رات کو اٹھنے کا وثوق واعتماد ہو، وہ اس کے آخر میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں قرأت کے وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یا دل حاضر ہوتا ہے اور یہ بہتر ہے۔''

فائدہ:...... رات کو اٹھنے والے کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھے، لیکن جس کا یہ معمول نہیں ہے کہ وہ رات کو اٹھے، اسے وتر سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے، اگر اسے کسی دن جاگ آ جائے تو وہ رات کی نماز پڑھ سکتا ہے، دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

٢٢...... بَابٌ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ

باب ٢٢: بہترین نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو

[1768] ١٦٤۔(٧٥٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا أَبُوعَاصِمٍ قَالَ انا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُولُ الْقُنُوتِ))

[1768]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین نماز وہ ہے جس میں قنوت لمبا ہو۔''

مفردات الحدیث ❊ **قُنوت**: نماز، قیام، خشوع وخضوع، عجز وفروتنی، سکوت وخاموشی، دعا اور اطاعت وفرمانبرداری، سب معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور نماز میں یہ تمام معانی موجود ہیں اور یہاں بالاتفاق اس کا معنی قیام ہے۔ یعنی قرأت طویل کرنا، کیونکہ لمبی قرأت کے بغیر قیام لمبا نہیں ہوسکتا۔

[1767] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٥٢)

[1768] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في طول القيام في الصلوات برقم (١٤٢١) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٧)

[1769] ١٦٥-(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ قَالَ ((طُولُ الْقُنُوتِ)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1769]۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''لمبا قیام۔'' یعنی جس نماز میں قیام طویل ہو۔ ابوبکر نے حدثنا الا عمش کی جگہ عن الا عمش کیا۔

فائدہ:...... وتر میں دعائے قنوت کی کوئی روایت مصنف کی شرط پر نہیں ہے، اس لیے امام صاحب نے دعائے قنوت کا ذکر نہیں کیا، ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک وتر میں قنوت نہیں ہے، باقی تینوں ائمہ کے نزدیک قنوت وتر ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک پورا سال اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے، امام شافعی کے نزدیک رمضان کے آخری نصف میں کیونکہ حضرت ابی بن کعب رمضان کے آخری نصف میں ہی وتر کے اندر قنوت کرتے تھے، جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق نماز تراویح پڑھانے لگے تھے، امام احمد کا دوسرا قول بھی یہی ہے، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قنوت کا موقع اور محل رکوع کے بعد ہے، کیونکہ باقی نمازوں میں قنوت رکوع کے بعد کیا جاتا ہے اور احناف کے نزدیک قنوت رکوع سے پہلے ہے، اگر تمام احادیث کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے، وتر میں دونوں کی گنجائش ہے، رکوع سے پہلے پڑھ لے یا رکوع کے بعد۔

٢٣...... بَابٌ: فِي اللَّيْلِ سَاعَةٌ مُسْتَجَابٌ فِيهَا الدُّعَاءُ

باب ٢٣: رات میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے

[1770] ١٦٦-(٧٥٧) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ))

[1770]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ہے، جو مسلمان بندہ اس کو پا لیتا ہے، اس میں وہ دنیا اور آخرت کی جس خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہے اللہ اسے عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔''

[1769] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٣٢١)
[1770] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٣١٥)

[1771] ١٦٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))

[1771]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر رات میں ایک گھڑی ہے، مسلمان انسان اس کو پالیتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا بھی سوال کرتا ہے، وہ اسے عنایت فرماتا ہے۔''

فائدہ :...... ہر رات میں ایک گھڑی یقینی ہے، جس میں مسلمان انسان کی ہر نیک اور جائز دعا قبول ہوتی ہے، لیکن اس گھڑی کا تعین کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، لیکن اگلے باب کی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ یہ گھڑی رات کی آخری تہائی حصے میں ہے، اس لیے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ رات کے آخری تہائی حصہ میں اٹھے، اور اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی خیر کا سوال کرے۔

۲۴...... بَابُ: التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ

باب ٢٤ : رات کے آخری حصہ میں دعا اور یاد الٰہی کی ترغیب اور اس میں ان کی قبولیت

[1772] ١٦٨۔(٧٥٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْأَغَرِّ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ))

[1772]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب، جو بہت عظمت و بزرگی اور رفعت کا مالک ہے، ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، آسمان دنیا پر اترتا ہے، اور فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو پورا کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا کہ میں اسے بخش دوں۔''

[1771] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٥١)

[1772] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿يريدون ان يبدلوا كلام الله﴾ برقم (٧٤٩٤) وفي الدعوات، باب: الدعاء نصف الليل برقم (٦٣٢١) وفي: التهجد، باب: الدعاء والصلاة من آخر الليل برقم (١١٤٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اى الليل افضل برقم (١٣١٥) وفي السنة، باب: في الرد على الجهمية برقم (٤٧٣٣) والترمذي في (جامعه) في الدعوات باب: (٨٩) برقم (٣٤٩٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٣)

[1773] ١٦٩-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَنْزِلُ اللّٰهُ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَضِيءَ الْفَجْرُ))

[1773]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات، رات کا پہلا تہائی گزرنے کے بعد اترتا ہے اور فرماتا ہے، میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے اور میں اسے معاف کر دوں، صبح روشن ہونے تک وہ یہی اعلان فرماتا رہتا ہے۔

[1774] ١٧٠-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطٰى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهُ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ))

[1774]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا آدھا یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا کوئی سائل ہے، اسے دیا جائے، کیا کوئی دعا کرنے والا ہے، اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی بخشش کا طالب ہے، اسے بخشا جائے، حتیٰ کہ صبح پھوٹ پڑتی ہے، یعنی صبح ہو جاتی ہے۔''

[1775] ١٧١-(. . .) حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا مُحَاضِرٌ أَبُو الْمُوَرِّعِ قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَرْجَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْزِلُ اللّٰهُ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ لِثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ أَوْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ

[1773] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في نزول الرب عزوجل الى السماء الدنيا كل ليلة برقم (٤٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦٦)

[1774] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٨٩)

[1775] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٠٨٩)

عَدِيمٍ وَلَا ظَلُومٍ)) قَالَ مُسْلِم ابْنُ مَرْجَانَةَ هُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمَرْجَانَةُ أُمُّهُ

[1775]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آدھی رات یا رات کے آخری تہائی حصہ کے وقت آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کون مجھ سے دعا کرے گا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، یا مجھ سے سوال کرے گا، تا کہ میں اسے عنایت کروں، پھر فرماتے ہیں، کون اس ذات کو قرض دے گا، جو محتاج اور فقیر نہیں ہے اور نہ ہی حق مارنے والا ہے۔''

امام مسلم فرماتے ہیں ابن مرجانہ سے مراد سعید بن عبداللہ ہے اور مرجانہ اس کی ماں ہیں۔

[1776] (. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ((ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ مَنْ يُّقْرِضُ غَيْرَ عَدُومٍ وَلَا ظَلُومٍ))

[1776] امام صاحب دوسرے استاد سے سعد بن سعید کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے: ''پھر اللہ تبارک تعالیٰ اپنے ہاتھ پھیلا کر فرماتے ہیں: کون اس ذات کو قرض دے گا جو محتاج نہیں ہے، اور نہ ہی حق دبانے والی ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ عدیم اور عَدُوم: اعدم الرجل کے محاورہ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی محتاج و قلاش ہونا ہے۔ اس کے صیغہ صفت مُعْدِم، عَدِيم اور عَدُوم لاتے ہیں محتاج اور فقیر و قلاش۔

[1777] ۱۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنَيْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ يَرْوِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ نَزَلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ))

[1777]۔ حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتی کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے، آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے! کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے! کیا کوئی سوالی ہے! کیا کوئی دعا کرنے والا ہے، حتی کہ فجر پھوٹ پڑتی ہے۔''

[1776] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۰۸۹)

[1777] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۹۶۷)

[1778] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَنْصُورٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ

[1778] یہی حدیث مصنف ایک اور سند سے نقل کرتے ہیں، لیکن مذکورہ بالا روایت مکمل اور مفصل ہے۔''

فوائد :...... ❶ مذکورہ بالا روایت میں اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نازل ہونے کا تذکرہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اترنا یا نازل ہونا اس کی دوسری صفات کی طرف ایک فعلی صفت ہے، جس طرح اس کی ذات کی حقیقت اور کیفیت کو جاننا ممکن نہیں ہے، لیکن یہ طے ہے کہ وہ خالق ہے، اس لیے اس کی ذات بھی اس کی شان کے مطابق ہے مخلوق کی طرح نہیں ہے، اسی طرح تمام صفات ذاتی ہوں یا فعلی، ان کی کیفیت اور حقیقت کو جاننا ہمارے بس میں نہیں ہے، اور اس کی صفات، اس کی شان خالقیت کے مطابق ہیں۔ مخلوق کی صفات کے مشابہ اور مماثل نہیں ہیں۔ اور ان پر بلا کیف ایمان لانا تمام سلف امت صحابہ و تابعین، ائمہ دین فقہا اور محدثین کا عقیدہ ہے، اس لیے یہ تاویل کرنا کہ وہ متوجہ ہوتا ہے، یا اس کی رحمت اترتی ہے یا اس کے فرشتے اترتے ہیں، یہ پہلے اس کی صفات کو مخلوق کی صفات پر قیاس کرنا ہے اور پھر ان کا انکار کرنا ہے، اگر اس کی صفات کو اس کے شایان شان مانا جائے، ان کی کسی کیفیت و شکل کا تعین نہ کیا جائے تو صفات کے انکار کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ہے، کیا رحمت یا فرشتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں دوں، مجھے پکارو، میں دعا قبول کروں یا مجھ سے معافی طلب کرو، میں معاف کروں۔ ❷ اللہ تعالیٰ کے نزول کا وقت ابو ہریرہ کی پہلی حدیث میں رات کا آخری تہائی ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ پہلے تہائی گزرنے کے بعد اترتا ہے تو ظاہر ہے آخری تہائی، پہلے تہائی کے بعد ہی آتا ہے، اس لیے تیسری حدیث میں شطر الليل او ثلثاه ہے اور شطر کا معنی اہم حصہ بھی ہوتا ہے۔ اس لیے شطر اور ثلثاہ دو تہائی کا معنی ایک ہی ہے کہ وہ تہائی رات گزرنے کے بعد تیسری اور آخری تہائی میں اترتا ہے، اس لیے تمام روایات کا مقصد یہی ہے کہ آخری تہائی میں اعلان فرماتا ہے۔ اس لیے الفاظ میں بظاہر تعارض ہے لیکن حقیقتاً تضاد نہیں کہ ترجیح کی ضرورت پیش آئے امام ترمذی علامہ عراقی اور حافظ ابن حجر نے آخر تہائی کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ❸ کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے، جو محتاج اور حق مارنے والی نہیں، سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنا ہے اور اس کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر بندے کو واپس فرماتا ہے۔ ❹ ان روایات سے رات کے آخری تہائی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور بندوں کو شوق اور رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ اس وقت اٹھ کر اللہ کے حضور اپنی گزارشات پیش کریں، اس سے اپنی حاجات مانگیں، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی طلب کریں اور اپنے دامن کو اپنی مرادات سے بھریں۔

[1778] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٩٦٧)

٢٥...... بَاب: التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

باب٢٥: قیام رمضان یعنی تراویح کی ترغیب (شوق) دلانا

[1779] ١٧٣-(٧٥٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[1779] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کا قیام ایمان واحتساب کے ساتھ کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔''

[1780] ١٧٤-(...) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوُفِّيَ))رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذٰلِكَ

[1780] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی ترغیب اس کا تاکیدی حکم دیے بغیر دیتے تھے، آپ فرماتے: ''جس نے رمضان کا قیام ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ کی وفات تک معاملہ یہی رہا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاملہ یہی رہا اور عمر کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی صورت حال یہی رہی۔

[1779] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان، باب: تطوع قيام رمضان من الايمان برقم (٣٧) وفي صلاة التراويح، باب: فضل من قام رمضان برقم (٢٢٠٩) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ثواب من قام رمضان ايمانا واحتسابا برقم ٣/ ٢٠١ و ٢٠٢ وفي الصيام، باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك ٤/ ١٥٥- ١٥٧ وفي الايمان وشرائعه، باب: قيام رمضان برقم ٨/ ١١٧- انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٧)

[1780] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في قيام شهر رمضان برقم (١٣٧١) والترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: الترغيب في قيام رمضان وما جاء به من الفضل برقم (٨٠٨) والنسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف في معمر منه ٤/ ١٢٩ وفي ←

فوائد :...... ❶ عزیمۃ: تاکیدی اور لازمی حکم کو کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک تراویح کی ترغیب وشوق دلایا جاتا تھا۔ تمام نمازیوں کے لیے ایک امام کے پیچھے جماعت کا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔
❷ ایمان واحتساب: یہ دونوں دینی اصطلاحیں ہیں، جن سے ہمارے اعمال کا تعلق اور ربط ہمارے خالق و مالک کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اور یہی ایمان واحتساب ہی ہمارے اعمال کے لیے قلب وروح ہیں، جن سے ہمارے اعمال میں وزن اور جان پیدا ہوتی ہے اور کسی قدر وقیمت کے حامل ٹھہرتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر بڑے بڑے اعمال بھی بے وزن اور کھوکھلے ہیں، اور قیامت کے دن کسی قدر ومنزلت کے حامل نہیں ہوں گے۔ محض کھوٹے سکے ہوں گے اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا عمل اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ٹھہرتا ہے کہ اس کے سبب اس کے سالہا سال کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، ایمان کا یہ معنی ہے کہ اس کے عمل کی بنیاد اور اس کا محرک وداعی اللہ ورسول کو ماننا اور ان کے وعدہ و وعید پر یقین رکھنا ہے۔ یعنی عمل ایمان کا تقاضا اور مطالبہ سمجھ کر کرنا ہے۔ اس کے پس منظر میں اور کوئی خواہش اور جذبہ نہیں ہے اور احتساب کا مقصد یہ ہے کہ عمل کا سبب اور باعث اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہے کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہیں ہے، اور عملی وقت اس نیت کا انتظار رہے۔ استحضار ہے یعنی عمل کرتے وقت اجر وثواب کی یہ نیت کی جائے۔

[1781] ١٧٥۔(٧٦٠) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[1781]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جو لوگ لیلۃ القدر کا قیام ایمان واحتساب کے ساتھ کریں گے، ان کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

[1782] ١٧٦۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

← باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهرى فى الخبر فى ذلك ٤/ ١٥٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٧٠)
[1781] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: من صام رمضان ايمانا واحتسابا وفيه برقم (١٩٠١) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٤)
[1782] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٢٤)

عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَـنْ يَّـقُـمْ لَيْـلَةَ الْـقَـدْرِ فَيُوَافِقُهَا أُرَاهُ قَالَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ))

[1782] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لیلۃ القدر کا قیام کرے گا اور اس کو پالے گا (میرے خیال میں آپ نے فرمایا) ایمان اور احتساب کے ساتھ، اسے معاف کر دیا جائے گا۔''

[1783] ۱۷۷۔(۷٦۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى بِصَلٰوتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ ((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ)) قَالَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ

[1783] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ نے دوسری رات نماز پڑھی تو لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا، پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہیں لائے، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف اس چیز نے روکا کہ مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ نے آخری عشرے میں صرف تین دن مسجد میں تراویح کی جماعت کرائی ہے اور اس میں آٹھ رکعات تراویح اور تین وتر پڑھے ہیں، چونکہ ہر دن لوگوں کے شوق اور رغبت میں اضافہ ہوتا رہا اور ان کی تعداد بڑھتی رہی، اس لیے آپ نے صحابہ کرام کا شوق و رغبت دیکھ کر یہ خطرہ محسوس فرمایا کہ کہیں اس شوق و رغبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ تراویح کو لازم نہ ٹھہرا دے، اس لیے آپ نے جماعت موقوف فرما دی، اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کہ پانچ فرائض پر اضافہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ پانچ نمازیں تو روزانہ پڑھی جاتی ہیں اور تراویح کا تعلق صرف ماہ رمضان سے ہے، اس لیے اس کی فرضیت سے پانچ نمازوں میں اضافہ نہ ہوتا، رمضان تو صرف ایک ماہ ہی ہے، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تراویح نماز نفل ہی رہتی، لیکن جس نے پڑھنی ہوتی، اس کو جماعت کی پابندی لازماً کرنی پڑتی۔ اب آپ کے بعد چونکہ وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور نیا حکم جاری نہیں ہو سکتا، اس لیے جماعت کی صورت میں تراویح

[1783] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل من غير ايجاب برقم (١١٢٩) وفي صلاة التراويح، باب: فضل من قام رمضان رقم (٢٠١١) ﷺ ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في قيام شهر رمضان رقم (١٣٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٤)

پڑھنے کی فرضیت کا خطرہ نہیں رہا، اس لیے اب امت کے اکثر علماء، امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب (ساتھی) امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ کے نزدیک تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ مسلمانوں کا امتیاز اور شعار کی شکل اختیار کر گئی ہے لیکن امام مالک، امام ابو یوسف اور بعض شوافع کے نزدیک، اس کا گھر میں انفرادی طور پر اہتمام کرنا افضل ہے۔

[1784] ۱۷۸ـ(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُونَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِنْهُمْ يَقُولُونَ الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ ((**أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا**))

[1784] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھنی شروع کی، کچھ لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا چرچا کیا اور لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ دوسری رات نکلے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا، تیسری رات لوگ مسجد میں زیادہ جمع ہو گئے تو آپ نکلے اور انہوں نے آپ کی اقتدا کی، جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی، اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے ان میں سے کچھ لوگ نماز کی صدا بلند کرنے لگے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے، حتی کہ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے، جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر خطبہ پڑھ کر فرمایا: ''حمد و صلاۃ کے بعد! واقعہ یہ ہے کہ آج رات تمہارا معاملہ مجھ پر مخفی نہ تھا، لیکن مجھے یہ خدشہ پیدا ہو گیا، کہ رات کی نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، اور تم اس سے عاجز آ جاؤ۔''

[1784] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: من قال في الخطبة بعد الثناء: اما بعد برقم (٩٢٤) والنسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك ٤/ ١٥٥ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٣)

فائدہ:...... اگر انسان کے لیے کوئی چیز لازم اور فرض نہ ہو۔ محض اس کو اس کا شوق اور رغبت دلائی جائے تو وہ اس کو اپنے لیے گراں اور مشکل نہیں سمجھتا، لیکن فرضیت کی صورت میں پابندی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے شریعت میں نوافل کے مقابلہ میں فرائض کی تعداد کم ہے، اگر تراویح باجماعت فرض ہو جاتی تو انسان اس کا پابند ہو جاتا، اس لیے وہ اس میں گرانی اور مشقت سمجھتا اور اس سے عقیدت کے باوجود کمزوری اور بے بسی کا اظہار کرتا، جس کا آج ہم فرض نمازوں کی پابندی کی صورت میں مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ کتنے فیصد لوگ نماز باجماعت کا اہتمام اور پابندی کرتے ہیں، اس لیے آپ نے فرمایا: "فتعجزوا عنها" تم اس کو گراں سمجھتے اور عاجزی و کمزوری کا اظہار کرتے۔

نوٹ: ...... یہاں ہندو پاک کے نسخوں میں باب ہے، کہ شب قدر کے مندوب قیام کی تاکید اور ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں ہے۔

[1785] ۱۷۹۔(۷٦۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ وَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ قَامَ السَّنَةَ أَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ أُبَيٌّ وَاللّٰهِ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ يَحْلِفُ مَا يَسْتَثْنِي وَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيحَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَمَارَتُهَا أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ لَهَا

[1785]۔ زر بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جو انسان سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر کو پائے گا۔ تو ابی رضی اللہ عنہ نے کہا، بغیر اس کے کہ ان شاء اللہ کہیں کہ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے شب قدر رمضان میں ہے، اور اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں یہ کون سی رات ہے، یہ وہی رات ہے، جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، یہ ستائیسویں صبح کی رات ہے، اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے دن کی صبح سورج روشن، بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔

[1786] ۱۸۰۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي لُبَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ

[1785] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی ليلة القدر برقم (١٣٧٨) بنحوه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصوم باب ما جاء فی ليلة القدر برقم ٤/ ١٥٥ و ٤/ ١٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٨)

[1786] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٧٨٢)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا وَأَكْثَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ

[1786] ۔زر بن حبیش کہتے ہیں، مجھے ابی رضی اللہ عنہ نے لیلۃ القدر کے بارے میں کہا، اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں اچھی طرح علم رکھتا ہوں اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ وہی رات ہے، جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، یہ ستائیسویں رات ہے، ھی اللیلة التی امرنا بھا۔ کے بارے میں شعبہ کو شک لاحق ہوا ہے کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں کیونکہ یہ روایت انہیں ان کے ساتھی نے سنائی تھی۔

[1787] (. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَمَا بَعْدَهُ

[1787] امام صاحب دوسری اسناد سے شعبہ کی روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس میں یہ بیان نہیں کرتے شعبہ کو شک ہے سے لے کر آخر تک۔

فائدہ:...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ شب قدر ستائیسویں کو قرار دیتے تھے اور اس پر یقین کی بنا پر قسم بھی اٹھاتے تھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں، بعض دفعہ شب قدر ستائیسویں ہوتی ہے، شب قدر کے بارے میں روایات، رمضان کے روزوں کے ابواب میں روایت کی گئی ہیں، اس لیے اس کا تذکرہ وہیں ہوگا۔

٢٦...... بَاب :صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَدُعَآئِهِ بِاللَّيْلِ وَقِيَامِهِ

باب ٢٦: نبی ﷺ کی رات کی نماز اور دعاء اور آپ کا قیام

[1788] ١٨١-(٧٦٣) حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَتَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ وَلَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَنْتَبِهُ لَهُ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي

[1787] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٢)

[1788] تقدم تخريجه في الحيض باب: غسل الوجه واليدين اذا استيقظ من النوم برقم (٦٩٦)

عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَعَظِّمْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعًا فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ

[1788]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری۔ نبی اکرم ﷺ رات کو اٹھے اور اپنی (بول و براز کی) حاجت پوری کی، پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے، پھر اٹھے اور مشکیزے کے پاس آ کر اس کا بندھن کھولا، پھر درمیانہ وضو کیا، اور پانی زیادہ استعمال نہیں کیا اور وضو اچھی طرح کیا، پھر اٹھ کر نماز شروع کی تو میں اٹھا اور میں نے انگڑائی لی، اس ڈر سے کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کے حالات جاننے کی خاطر جاگ رہا تھا، میں نے وضو کیا، آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا تو رات کو رسول اللہ ﷺ کی نماز تیرہ رکعت مکمل ہوئی، پھر آپ لیٹ گئے، اور سو کر خراٹے لینے لگے، آپ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے، پھر آپ کے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کی اطلاع دی، آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی (سنت فجر ادا کیں) اور وضو نہ کیا اور اپنی دعاء میں کہا: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری آنکھوں میں نور پیدا کر دے اور میرے سننے میں نور پیدا فرما اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے نور کو بڑھا دے۔'' اور ابن عباس کے شاگرد کریب نے بتایا سات کا تعلق جسم سے ہے، اور سلمہ بن کہیل کہتے ہیں، میری ملاقات عباس رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے سے ہوئی تو اس نے مجھے وہ سات اعضاء بتائے، اس نے بتایا، میرے پٹھوں، میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میری کھال کو نور کر دے اور دو اور چیزیں بتائیں۔

مفردات الحدیث ❶ **شِنَاق**: اس رسی کو کہتے ہیں، جس سے مشکیزہ کو کھونٹی کے ساتھ باندھا جاتا ہے اور اس تسمہ کو بھی کہتے ہیں جس سے مشکیزہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ ❷ **تمطیت**: میں نے انگڑائی لی۔ ❸ **سبعاً فی التابوت**: اس کے معنی میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا معنی صدر (سینہ) کیا ہے، بعض دل کے ارد گرد پسلیاں وغیرہ، بعض نے صندوق کیا ہے، سات باتیں میرے صندوق میں لکھی پڑی ہیں لیکن صحیح معنی یہ ہے کہ سات چیزیں

جن کا انسانی جسم سے تعلق ہے لیکن میں ان کو بھول گیا ہوں، اس لیے ان کے شاگرد سلمہ بن کہیل نے حضرت عباس کے کسی لڑکے نے پوچھا، اس نے وہ سات چیزیں بتائیں، لیکن سلمہ لسان اور نفس بھول گئے، باقی پانچ بیان کر دیں۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت جماعت اور امامت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کسی کو نماز پڑھانے کی نیت کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پڑھ رہے تھے، اور بعد میں پیشگی اطلاع کے بغیر ابن عباس بھی آپ کے ساتھ شریک ہو گئے، جس سے معلوم ہوتا، نابالغ بچہ کی نماز اور اس کا مقتدی بننا صحیح ہے۔ ❷ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو وہ دائیں طرف کھڑا ہو گا، اگر وہ ناواقفیت کی بنا پر بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو اس کو گھما کر پیچھے سے دائیں طرف کیا جائے گا۔ ❸ کسی بزرگ یا نیک شخصیت کے حالات کا تجسس اس لیے کرنا تاکہ ان کو اپنایا جا سکے، درست ہے۔ ❹ آپ رات کو دعائے نوری کرتے تھے، جس کا مقصد یہ تھا کہ اے اللہ، میرے دل، میرے قالب، میرے روح، میرے جسم اور جسم کے ہر حصہ میں اور میری رگ رگ اور ریشہ میں نور بھر دے، صرف مجھے ہی از سرتا پیر نور نہ بنا بلکہ میرے گردوپیش، میرے آگے پیچھے، اور اوپر نیچے ہر طرف نور ہی نور کر دے۔ تاکہ میں لوگوں کے لیے ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے مشعل راہ بنوں، اور میرے ہر قول وفعل اور حرکت میں نور ہی نور ہو۔ ❺ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس آپ کو عالم الغیب نہیں سمجھتے تھے، اس لیے کہتے ہیں کہ میں انگڑائی لے کر اٹھا تاکہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کے حالات جاننے کے لیے جاگ رہا تھا۔ ❻ بقول امام قسطلانی عبداللہ بن عباس کا لڑکا علی بن عبداللہ تھا۔

[1789] ١٨٢-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي

[1789] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: قراءة القرآن بعد الحديث وغيره برقم (١٨٣) وفي الوتر، باب: ما جاء في الوتر برقم (٩٢٢) وفي العمل من الصلاة، باب: استعانة اليد في الصلاة اذا كان من امر الصلاة برقم (١١٩٨) والتفسير، باب ﴿والذين ←

الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

[1789]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات ام المؤمنین میمونہ کے ہاں گزاری جو ان کی خالہ ہیں تو میں سرہانے یعنی بستر کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول (لمبائی) میں لیٹے، رسول اللہ ﷺ سو گئے، جب رات آدھی ہوگئی یا اس سے کچھ قبل یا اس کے کچھ بعد تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے، اور اپنے ہاتھ سے اپنے چہرے سے نیند زائل کرنے لگے، پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی، پھر آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ابن عباس کہتے ہیں، میں اٹھا، اور میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح یہی عمل کیا، پھر جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر مروڑنے لگے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر وتر پڑھا، پھر لیٹ گئے، حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر دو ہلکی ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

فوائد :...... ❶ نابالغ محرم کا میاں بیوی کے ساتھ زمین پر ایک بستر میں سو جانا درست ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے سرہانے یا پائیں چوڑائی میں سوئے تھے اور آپ کی اہلیہ لمبائی میں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ آپ کا بستر زمین پر ہو۔ ❷ لیکن اس دور میں جنسی جذبات، وقت سے پہلے بیدار نہیں ہوتے تھے جبکہ آج پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے بچہ بلوغ سے بہت پہلے بالغ ہو جاتا ہے۔ اس لیے بچوں کے سامنے میاں بیوی کو اکٹھا لیٹنا نہیں چاہیے۔ ❸ نماز میں بیدار رکھنے کے لیے ساتھ کھڑا ہو جانے والے بچہ کا کان مروڑنا درست ہے۔ ❹ رات کو بیدار ہو کر آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنی چاہیے۔

← يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض﴾ برقم (٤٥٧٠) وفي باب ﴿ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظالمين من انصار﴾ برقم (٤٥٧١) وفي باب: ﴿ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان﴾ برقم (٤٥٧٢) وفي الاذان، باب: اذا قام الرجل عن يسار الامام فحوله الامام الى يمينه لم تفسد صلاتهما برقم (٦٩٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الليل برقم (١٣٦٤) وبرقم (١٣٦٧) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام ٣/ ٢١٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في كم يصلي بالليل برقم (١٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (٦٣٦٢)

[1790] ١٨٣-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْفِهْرِيِّ

عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى شَجْبٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ وَلَمْ يُهْرِقْ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ثُمَّ حَرَّكَنِي فَقُمْتُ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ نَحْوُ حَدِيثِ مَالِكٍ

[1790]۔ مصنف دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے۔
پھر آپ نے پانی کے ایک مشکیزے کا رخ کیا، مسواک کی اور وضو کیا، وضو مکمل کیا لیکن پانی بہت کم بہایا، پھر مجھے حرکت دی اور میں سیدھا ہو گیا، یعنی میری نیند دور ہو گئی۔ باقی حدیث مذکورہ بالا کی طرح ہے۔

مفردات الحدیث ✲ شَنٌّ اور شَجْبٌ: پرانے مشکیزہ کو کہتے ہیں، (بوسیدہ مشک)

[1791] ١٨٤-(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ فَصَلّٰى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهٖ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ

[1791]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سویا اور اس رات رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے، رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میں آپ کے بائیں کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں کر لیا، اس رات آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے خراٹے لیتے تھے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا، آپ تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، عمرو کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث بکیر بن الاشج کو سنائی تو اس نے کہا، کریب نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

فائدہ :...... امام صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث تقریباً پندرہ سندوں سے بیان کی ہے، بعض میں

[1790] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٨٦)
[1791] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٦)

تفصیل ہے اور بعض میں اجمال و اختصار، اس لیے اصل حقیقت تمام روایات کو سامنے رکھنے سے کھلتی ہے، وگرنہ بعض اجمالی روایات کو ہی سامنے رکھا جائے تو اس واقعہ کے بارے میں الجھن پیدا ہوتی ہے، ہر جگہ روایت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعہ سے متعلقہ تمام روایات کو اکٹھا کیا جائے اور مجموعہ سے مطلب و معنی اخذ کیا جائے۔

[1792] ۱۸۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقُلْتُ لَهَا إِذَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْقِظِينِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَعَلَنِي مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِي قَالَ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ احْتَبَى حَتَّى إِنِّي لَأَسْمَعُ نَفَسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1792]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی، ان سے میں نے عرض کیا، جب رسول اللہ ﷺ اٹھیں تو آپ مجھے بیدار کر دیں، رسول اللہ ﷺ اٹھے، میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کر لیا تو جب مجھے جھپکی آنے لگتی، آپ میرے کان کی لو پکڑ لیتے تو آپ نے گیارہ رکعات پڑھیں، پھر آپ نے گوٹھ ماری، حتی کہ میں آپ کے سونے کی وجہ سے آپ کی سانس کی آواز سن رہا تھا، یعنی آپ خراٹے لے رہے تھے تو جب آپ کے سامنے صبح واضح ہو گئی، آپ نے ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: ...... یہاں نماز کے آغاز میں جو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھی تھی، ان کو نظر انداز کر دیا گیا، کیونکہ آپ نے تیرہ رکعات پڑھی تھیں، جیسا کہ صراحتاً گذر چکا ہے، اور یہاں سونے کی صورت احتباء کو بتایا گیا ہے اور احتباء کہتے ہیں، اپنی ٹانگیں پیٹ کے ساتھ ملا کر پشت کی طرف سے کپڑے کے ساتھ باندھ لینا، تاکہ انسان کو گرنے سے سہارا میسر آ جائے۔

[1793] ۱۸٦۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

[1792] تقدم تخريجه برقم (١٧٨٦)

[1793] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: التخفيف في الوضوء برقم (١٣٨) وفي الاذان، باب اذا قام الرجل عن يسار الامام وحول الامام خلفه الى يمينه تحت صلاته برقم (٧٢٦) وفي باب: وضوء الصبيان ومن يجب عليهم الغسل والطهور وحضورهم ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءً خَفِيفًا قَالَ وَصَفَ وُضُوئَهُ وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ وَهٰذَا لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً لِأَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

[1793]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور بوسیدہ مشک سے جو لٹکی ہوئی تھی وضو کیا، وضو خفیف کیا، آپ کے وضو کی یہ کیفیت بیان کی کہ پانی کم استعمال کیا اور مرات بھی کم تھے (یعنی اعضاء تین دفعہ نہ دھوئے)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے اٹھ کر نبی اکرم ﷺ جیسا عمل کیا، پھر آ کر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، اور نماز پڑھی، پھر لیٹ کر سو گئے حتی کہ خراٹے لینے لگے، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو نماز کی اطلاع دی، آپ تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ سفیان بیان کرتے ہیں (سو کر اٹھ کر وضو نہ کرنا) نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور آپ کا دل نہیں سوتا۔

مفردات الحدیث ٭ أَخْلَفَنِي: مجھے پیچھے سے گھمایا تا کہ میں آپ کے سامنے نہ آؤں۔

فائدہ:...... گہری نیند سے انسان کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے اور ہوا کے خارج ہونے کا پتہ نہیں چلتا، اس لیے ایسی نیند کو وضوء کے ٹوٹنے کا محل اور موقعہ سمجھا جاتا ہے، اور انسان کو نئے سرے سے وضو کرنا پڑتا ہے، لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ہوش وحواس قائم رہتے تھے، اس لیے آپ کی گہری نیند کو مظنہ نقض (وضو ٹوٹنے کا محل) نہیں سمجھا جاتا۔ اور آپ نیند سے بیدار ہو کر اسی طرح بلا وضو نماز پڑھ لیتے تھے۔

[1794] ۱۸۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ

← الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم برقم (٨٥٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الرجل يصلی ومعه رجل برقم (٢٣٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الغسل، باب: الامر بالوضو من النوم ١/ ٢١٥ مختصرا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی القصد فی الوضوء وكراهية التعدی فيه برقم (٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٦)

[1794] تقدم تخريجه فی الحيض، باب: غسل الوجه واليدين اذا استيقظ من النوم برقم (٦٩٦)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقَيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ أَوْ الْقَصْعَةِ فَأَكَبَّهُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ بِنَفْخِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلٰوتِهِ أَوْ فِي سُجُودِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا أَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِي نُورًا))

[1794]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری، میں دیکھنے کا منتظر رہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں تو آپ اٹھے، پیشاب کیا پھر اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں دھوئیں، پھر سو گئے، پھر اٹھ کر مشکیزہ کے پاس گئے اور اس کا بندھن کھولا، پھر بڑے لگن یا پیالے میں پانی ڈالا اور اس کو اپنے ہاتھ سے جھکایا، پھر دو وضوؤں کے درمیان اچھی طرح وضو کیا، یعنی نہ وضو بہت ہلکا کیا اور نہ اس میں مبالغہ کیا، پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے، میں آ کر آپ کے پہلو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں کھڑا کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نماز پوری تیرہ رکعت ہوئی، پھر آپ سو گئے، حتی کہ خراٹے لینے لگے۔ اور ہم آپ کو جب آپ سو جاتے، آپ کے خراٹوں سے پہچانتے تھے، پھر آپ نماز کے لیے نکلے اور نماز پڑھائی، اور آپ اپنی نماز اور اپنے سجدہ میں یہ دعا مانگنے لگے، (اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما اور میرے کانوں میں نور، اور میری آنکھوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور پیدا فرما، اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور پیدا فرما، اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور کر دے، اور میرے لیے نور پیدا فرمایا، فرمایا مجھے سراپا نور بنا دے۔

مفردات الحدیث ❀ **لقيت**: میں نے انتظار کیا، دھیان رکھا۔ **جفنه**: (بڑا برتن)۔ **قصعة**: پیالہ۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، آپ نے دعائے نوری، اپنی نماز اور اپنے سجدہ میں بھی مانگی ہے، جب کہ بعض آگے آنے والی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ دعا نماز کے لیے جاتے وقت راستہ میں کی ہے، معلوم ہوتا ہے، آپ نے اس رات یہ دعا تینوں موقعوں پر کی ہے اور آپ نے اپنے ہر عضو کے منور ہونے یا سراپا نور ہونے کی دعا کی ہے تاکہ آپ کا ہر عضو وہی کام کرے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے، اور آپ کا کوئی عضو علم و ہدایت کی روشنی سے محروم نہ ہو، بلکہ آپ کی جہات ستہ (چھ سمتیں) نور اور روشنی سے ہی

منور ہوں، اور آپ کے ہر سو علم و ہدایت کی روشنی پھیلے۔

[1795] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلَمَةُ فَلَقِيتُ كُرَيْبًا فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَقَالَ ((وَاجْعَلْنِي نُورًا وَلَمْ يَشُكَّ))

[1795] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا تو رسول اللہ ﷺ آئے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن اس میں شک کے بغیر، واجعلنی نوراً ہے یعنی مجھے سراپا نور بنا دے۔

[1796] ۱۸۸-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَانَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي رِشْدِينٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا فَتَوَضَّأَ وُضُوءً بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً أُخْرَى فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً هُوَ الْوُضُوءُ وَقَالَ ((أَعْظِمْ لِي نُورًا)) وَلَمْ يَذْكُرْ وَاجْعَلْنِي نُورًا

[1796]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری اور مذکورہ بالا روایات بیان کی لیکن اس میں چہرے اور ہتھیلیاں دھونے کا ذکر نہیں ہے، ہاں، یہ کہا، پھر آپ مشک کے پاس آئے، اس کا بندھن کھولا، اور درمیانی قسم کا وضو کیا، پھر بستر پر آ کر سو گئے، پھر آپ دوبارہ اٹھے اور مشک کے پاس آئے، اس کا بندھن کھولا پھر دوبارہ وہی وضو کیا اور کہا ''مجھے عظیم نور دے۔'' اور یہ نہیں کہا، مجھے سراپا نور کر دے۔

فائدہ:...... ابو رشدین بن عباس کے مولیٰ کریب کی کنیت۔

[1797] ۱۸۹-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَلْمَانَ الْحَجْرِيِّ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ كريباً

حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُكْثِرْ مِنَ الْمَاءِ وَلَمْ يُقَصِّرْ فِي الْوُضُوءِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1795] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

[1796] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

[1797] تقدم تخريجه برقم (٦٩٦)

وَفِيهِ قَالَ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً قَالَ سَلَمَةُ حَدَّثَنِيهَا كُرَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَنَسِيتُ مَا بَقِيَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا وَّفِي لِسَانِي نُورًا وَّفِي سَمْعِي نُورًا وَّفِي بَصَرِي نُورًا وَّمِنْ فَوْقِي نُورًا وَّمِنْ تَحْتِي نُورًا وَّعَنْ يَمِينِي نُورًا وَّعَنْ شِمَالِي نُورًا وَّمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُورًا وَّمِنْ خَلْفِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَّأَعْظِمْ لِي نُورًا**))

[**1797**] ۔سلمہ بن کہیل کو کریب نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس گزاری، انہوں نے (ابن عباس) بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کر مشکیزہ کے پاس گئے اور اس سے پانی انڈیلا، اور وضو کیا، اور پانی زیادہ استعمال نہیں کیا، لیکن وضو میں کوئی کمی نہیں کی اور پورا واقعہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس رات دعا میں انیس کلمات کہے، سلمہ کہتے ہیں، کریب نے وہ کلمات مجھے بتائے تھے اور میں نے ان میں سے بارہ کلمات کو یاد رکھا اور باقی بھول گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میرے کان میں نور پیدا فرما اور میری آنکھ میں نور پیدا فرما، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے دائیں اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے اندر نور پیدا فرما اور مجھے زیادہ سے زیادہ نور دے۔''

مفردات الحدیث ❊ سکب اور صب: دونوں کی معنی (انڈیلنا) ڈالنا ہے۔

[**1798**] ۱۹۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رَقَدْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَ فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ

[**1798**] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب ﴿ان في خلق السماوات والارض﴾ برقم (٤٥٦٩) وفي الادب، باب: رفع البصر الى السماء وقوله تعالى: ﴿افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت﴾ برقم (٦٢١٥) وفي التوحيد، باب: ما جاء في تخليق السموات والارض وغيرهما من الخلائق وهو فعل الرب تبارك وتعالى وامره فالرب بصفاته وفعله وامره وهو الخالق المكون غير مخلوق وما كان بفعله وامره وتخليقه وتكوينه فهو مفعول مخلوق مكون برقم (٧٤٥٢) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٥)

[1798]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سویا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تھے اور میں دیکھنا چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت کیسی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ وقت اپنی اہلیہ سے گفتگو فرمائی اور پھر سو گئے، اور پورا واقعہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ (پھر اٹھے) وضو کیا اور مسواک کی۔

[1799] ١٩١۔(. . .) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالاَعْلٰی قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بن عبد الله بن عباس ابيه عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَّفِي لِسَانِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَّاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا وَّمِنْ أَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَّمِنْ تَحْتِي نُورًا اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي نُورًا))

[1799]۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے، پس (تہجد کے وقت) رسول اللہ ﷺ اٹھے، اور آپ نے مسواک کی اور وضو فرمایا اور آپ یہ آیات مبارکہ پڑھ رہے تھے، ''یقیناً آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور دن اور رات کی آمد ورفت میں خالص عقل رکھنے والوں کے لیے اسباق ہیں۔'' سورہ آل عمران کے ختم تک یہ آیات تلاوت فرمائیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجود بہت طویل کیا، پھر بستر کی طرف واپس پلٹے اور سو گئے، یہاں تک آپ کے سانس کی آواز سنائی دینے لگی یعنی خراٹے لینے لگے۔ پھر آپ نے اس طرح تین دفعہ کیا، چھ رکعات پڑھیں۔ ہر دفعہ آپ مسواک کرتے، وضو فرماتے اور ان آیات کی تلاوت فرماتے، پھر آپ نے تین وتر پڑھے پھر مؤذن

[1799] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: السواك لمن قام من الليل برقم (٥٨) وفي الصلاة باب: في صلاة الليل برقم (١٣٥٣) و (١٣٥٤) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب ذكر الاختلاف على حبيب بن ابي ثابت في حديث ابن عباس في الوتر ٣/ ٢٣٦۔ ٢٣٧۔ انظر (التحفة) برقم (٦٢٨٧)

نے اذان دی تو آپ نماز کے لیے نکلے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے، (اے اللہ!) میرے دل میں نور پیدا فرما، اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میری سمع و بصر میں نور پیدا فرما اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ! مجھے نور عنایت فرما دے۔''

فوائد:...... ❶ بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے، آپ نے آغاز میں دو خفیف رکعتیں پڑھیں، جن کو راوی نے یہاں نظر انداز کر دیا ہے، لیکن دوسری روایات کی رو سے دو پڑھی ہیں، پھر آپ نے تین مرتبہ الگ دو رکعت طویل قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ پڑھی ہیں اور ہر مرتبہ آپ درمیان میں سوئے ہیں، اور پھر نیند کے اثر کو زائل کرنے کے لیے مسواک اور وضو فرمایا ہے اور آیات آل عمران کی تلاوت فرمائی ہے۔ اس طرح چھ رکعات پڑھی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں، اور ان میں بھی چار دو، دو کر کے پڑھی ہیں اور آخر میں ایک وتر پڑھا ہے۔ راوی نے آخری دوگانہ کے بعد الگ پڑھے جانے والے وتر کو اس کا حصہ بنا کر تین وتر بنا دیئے ہیں، حالانکہ تفصیلی روایات میں یہ بات موجود ہے کہ آپ نے اس رات تیرہ رکعات پڑھی ہیں اور ہر دوگانہ پر سلام پھیرا ہے اور آخر میں ایک وتر پڑھا ہے، اس لیے مجمل اور مختصر روایات کا مفہوم، مفصل روایات کی روشنی میں ہی متعین ہوگا، وگرنہ تعارض ہوگا، کیونکہ اس روایت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل ۹ رکعات پڑھی ہیں، لیکن پچھلی روایات میں تیرہ رکعت پڑھنے کی صراحت گزر چکی ہے۔ ❷ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے، آپ ہر دو رکعت پڑھنے کے بعد سو جاتے تھے اور اٹھ کر دوبارہ نماز پڑھنے سے پہلے پورے اہتمام سے وضو فرماتے تھے، اس لیے اگر انسان نیند سے اٹھ کر دوبارہ وضو کرے تو انسان کے لیے چستی اور نشاط کا باعث ہوگا، آپ کی نیند ناقض وضو نہیں، اس کے باوجود آپ نے وضو فرمایا، لیکن معلوم ہوتا ہے، آپ نے اس رات عام معمول سے ہٹ کر کام کیا، ہر دو رکعت کے بعد سونا آپ کا معمول نہ تھا اور نہ ہی اٹھ کر دوبارہ وضو کرنا آپ کی عادت مبارکہ تھی، اور آپ رکعات بھی عام طور پر گیارہ ہی پڑھتے تھے، اور دعائے نوری مسجد کو جاتے ہی پڑھتے تھے، جب کہ اس رات آپ نے یہ دعا نماز اور سجدہ میں بھی پڑھی ہے۔

[1800] ١٩٢-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ ذَاتَ لَيْلَةٍ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ صَنَعَ ذٰلِكَ فَتَوَضَّأْتُ مِنَ الْقِرْبَةِ ثُمَّ قُمْتُ إِلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ يَعْدِلُنِي كَذٰلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ قُلْتُ أَفِي التَّطَوُّعِ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ

[1800] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٩٢٥)

[1800]۔ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفلی نماز پڑھنے کے لیے اٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر مشک کی طرف گئے اور وضو فرمایا، پھر اٹھ کر نماز شروع کر دی، جب میں نے آپ کو یہ کرتے دیکھا تو میں بھی اٹھا اور میں نے مشک سے وضو کیا، پھر میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی پشت کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا، اسی طرح پیچھے سے مجھے دائیں جانب پھیر لیا، عطاء کہتے ہیں، میں نے پوچھا، کیا یہ نفلی نماز میں تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں۔

مفردات الحدیث

✲ يَعْدِلُنِي كذالك: یعنی جس طرح آپ نے میرے ہاتھ کو اپنی پشت کے پیچھے سے پکڑا تھا، اسی طرح اپنے پیچھے ہی سے بائیں جانب سے دائیں جانب کر لیا۔

[1801] ١٩٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَانَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي الْعَبَّاسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبِتُّ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَامَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَتَنَاوَلَنِي مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ

[1801]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اور آپ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو وہ رات میں نے آپ کے ساتھ گزاری، آپ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور میں اٹھ کر آپ کے بائیں کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی پشت کے پیچھے سے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کر لیا۔

[1802] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ

[1802] مصنف نے ایک دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1803] ١٩٤۔(٧٦٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

اِبْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1801] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٥٦)

[1802] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: الرجلين بيوم احدهما صاحبه كيف يقومان برقم (٦١٠) انظر (التحفة) برقم (٥٩٠٨)

[1803] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: كيف صلاة النبي ﷺ وكم كان النبي ﷺ يصلي في الليل برقم (١١٣٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: منه برقم (٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (٦٥٢٥)

[1803] ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

[1804] ۱۹۵ ۔(۷۶۵) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1804] ۔زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میں نے دل میں خیال کیا) میں آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا گہری نظر سے مشاہدہ کروں گا، آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، یعنی بہت ہی زیادہ لمبی رکعتیں ادا کیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جو ان سے پہلی دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں جو اپنے سے پہلے دو رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلے سے کم تر تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلی سے کم تھیں، پھر وتر پڑھا۔تو یہ تیرہ رکعت ہوئیں۔

مفردات الحدیث ⁕ لَأَرْمُقَنَّ: میں گہری اور طویل نظر سے جائزہ لوں گا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا، آپ نماز کا آغاز دو خفیف رکعتوں سے فرماتے تھے، اس کے بعد دو انتہائی طویل رکعتیں پڑھتے، اس کے بعد ہر بعد والا دوگانہ پہلے سے کم ہوتا جاتا اور آخر میں آپ ایک وتر پڑھ لیتے اور آپ جس طرح خود آغاز میں دو ہلکی رکعتیں پڑھتے، دوسروں کو بھی یہی حکم دیتے تھے، جیسا کہ آگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے، اگر دو ہلکی رکعات کو شمار نہ کریں تو رکعات گیارہ ہوں گی۔

[1805] ۱۹۶ ۔(۷۶۶) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ نَا وَرْقَاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَشْرَعَةٍ

[1804] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٦٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في كم يصلي بالليل برقم (١٣٦٢) انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٣)

[1805] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٠٩٠)

فَقَالَ أَلَا تُشْرِعُ يَا جَابِرُ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَشْرَعْتُ قَالَ ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءً قَالَ فَجَاءَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ

[1805] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو ہم ایک گھاٹ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''اے جابر! کیا تم پانی پلانے کے لیے نہیں اترو گے؟'' میں نے کہا کیوں نہیں، رسول اللہ ﷺ اترے اور میں نے پانی پلانا شروع کیا، پھر آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، اور میں نے آپ کے لیے پانی رکھا، آپ واپس آئے اور وضو فرمایا، پھر اٹھ کر نماز پڑھنی شروع کی، آپ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی، جسے آپ نے مخالف اطراف پر ڈالا ہوا تھا، یعنی دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو دائیں کندھے پر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں کر لیا۔

مفردات الحدیث ✲ **مشرعة:** پانی کی گھاٹ۔ **الا تشرع:** کیا تم اونٹوں کو پانی پینے کے لیے گھاٹ پر نہیں لے جاؤ گے۔

فائدہ :......اگر مقتدی ایک ہو تو اسے (امام کے دائیں کھڑا ہونا ہوتا ہے، اگر وہ غلط جگہ پر کھڑا ہو جائے تو امام پکڑ کر اسے اپنے دائیں کھڑا کرے گا، اور اس فعل سے امام یا مقتدی کی نماز متاثر نہیں ہوگی۔

[1806] ۱۹۷۔(۷٦۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا هُشَيْمٌ قَالَ انَا أَبُو حُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ))

[1806] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، جب رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے، اپنی نماز کا افتتاح (ابتدا) دو ہلکی رکعتوں سے فرماتے۔

[1807] ۱۹۸۔(۷٦۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1806] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩٧)

[1807] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٦١)

[1807] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو (نماز کے لیے اٹھے) تو وہ اپنی نماز کی ابتداء دو ہلکی رکعتوں سے کرے۔''

[1808] ۹۹۔(۷۶۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ))

[1808] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آدھی رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو فرماتے: ''اے اللہ! تو ہی حمد کا حقدار ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اور تو ہی شکر کا مستحق ہے تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے اور تیرے لیے ہی حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کا (اور جو کچھ ان میں ہے ان کا مالک ہے، اور تو ہے برحق ہے اور تیرا وعدہ شدنی ہے اور تیرا قول اٹل ہے اور تیری ملاقات قطعی ہے اور جنت موجود ہے اور آگ موجود ہے، اور قیامت واقع ہو کر رہے گی، اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اور تجھ ہی پر میں ایمان لایا، اور تجھ ہی پر میں نے اعتماد و بھروسہ کیا۔ اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی توفیق سے تیرے منکروں سے جھگڑا کیا، اور تیرے ہی حضور میں فیصلہ لایا، یعنی تجھے ہی حکم تسلیم کیا۔ تو میرے اگلے پچھلے، چھپے اور کھلے گناہ بخش دے تو ہی میرا الٰہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **نور السموات والارض**: آسمان و زمین تجھ ہی سے منور اور روشن ہے۔ اور تیرے نور ہی سے آسمان و زمین والے ہدایت و رہنمائی حاصل کر رہے ہیں، اور تیرے ہی نور سے آسمان و زمین کی ہر چیز اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہی۔ ❷ **قیام السموٰت والارض**: آسمان و زمین کو تو ہی قائم رکھے ہوئے ہے تو ہر چیز کا نگہبان اور محافظ ہے اور آسمان و زمین تیرے ہی زیر انتظام چل رہے ہیں۔ ❸ **رب السمٰوت والارض**: رب کا معنی ہوتا ہے جس کی بات مانی جائے، جو ہر چیز کی ضرورت و حاجت کو پورا کرے

[1808] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (۷۷۱) والترمذی فی (جامعه) فی الدعوات، باب ما يقول اذا قام فی الليل الى الصلاة برقم (۳۴۱۸) انظر (التحفة) برقم (۵۷۵۱)

یعنی مشکل کشا اور حاجت روا ہو، آقا و مالک اور منتظم و مدبر ہو یعنی ہر چیز کا تو ہی مالک و آقا ہے۔ اور ہر جگہ تیری فرمانروائی ہے اور تو ہی ہر چیز کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ ④ انت الحق: حق کا استعمال مختلف معانی کے لیے ہوتا ہے جو چیز اپنے ظہور اور وجود کے لحاظ سے بالکل واضح اور بین ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کو حق کہا گیا۔ یہ اور جس کا واقع ہونا قطعی اور یقینی ہو، یعنی جو چیز شدنی ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے قیامت اور اللہ کی ملاقات کو حق کہا گیا ہے، اور جس کے وجود اور تحقق میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو وہ بھی حق ہے۔ اس لیے اللہ کے وعدے اور جنت و دوزخ کو حق کہا گیا ہے، اور جو چیز جھگڑے اور اختلاف کے درمیان قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے اس کو بھی حق کہتے ہیں، اس لیے اللہ کے قول اور قرآن کو حق کہا گیا ہے۔ باطل کے مقابلہ میں بھی یہ لفظ آتا ہے، اور غایت و مقصد کے لیے بھی، اس لیے آسمان و زمین کی تخلیق کو بالحق قرار دیا گیا ہے۔ ⑤ لک اسلمتُ: اسلام کا معنی ہے، اپنے آپ کو کسی کے حوالہ اور سپرد کر دینا، سر تسلیم خم کر دینا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔
⑥ الیک انبت: انابت، رجوع اور واپسی کو کہتے ہیں، یعنی میں نے ہر امر و معاملہ میں تیری طرف ہی رجوع کیا، اور تیری ہی طرف متوجہ ہوا۔ ⑦ بک خاصمتُ: تیرے مخالفین و منکرین سے تیرے ہی عطاء کردہ دلائل و براہین اور قوت و طاقت سے مقابلہ کیا۔ ⑧ الیک حاکمت: میں ہر فیصلہ تیری ہی عدالت میں لایا، تجھے ہی حکم و فیصل تسلیم کیا، تیرے سوا کسی کو بھی حکم نہیں مانا، اور جب میں ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے تیرا ہوں تو تو ہی میرے ہر قسم کے قصور اور کوتاہیاں معاف فرما۔ کیونکہ تو ہی میرا معبود اور الٰہ ہے۔ ⑨ ما قدمتُ وما اخرتُ: جو اس وقت کر چکا ہوں یا آئندہ مجھ سے صادر ہوں گے یا جو کام بعد میں کرنا چاہیے تھا، وہ میں نے پہلے کر دیا اور جو پہلے کرنا چاہیے تھا اس کو مؤخر کر دیا، پس تقدیم اور تاخیر کی کوتاہی کو معاف فرما۔

[1809] (. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهُ مَعَ حَدِيثِ مَالِكٍ لَمْ يَخْتَلِفَا إِلَّا فِي حَرْفَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ مَكَانَ قَيَّامُ قَيِّمٌ وَقَالَ وَمَا أَسْرَرْتُ وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَيُخَالِفُ مَالِكًا وَابْنَ جُرَيْجٍ فِي أَحْرُفٍ

[1809] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد في باب التهجد بالليل برقم (١١٢٠) وفي الدعوات؛ باب: الدعاء اذا انتبه في الليل برقم (٦٣١٧) وفي التوحيد، باب: قول الله تعالى: (هو الذي خلق السماوات والارض بالحق) برقم (٧٣٨٥) وفي باب قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة﴾ برقم (٧٤٤٢) وفي باب: قول الله تعالىٰ (يريدون ان يبدلوا كلام الله) برقم (٧٤٩٩) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام ←

[1809] یہی روایات امام مالک کی طرح ابن جریج اور ابن عیینہ نے بھی بیان کی ہیں، ابن جریج اور امام مالک کے الفاظ یکساں ہیں، صرف دولفظوں میں اختلاف ہے، ابن جریج نے قیام کی بجائے قیم کہا اور اسر رت کی جگہ ما اسر رت، ابن عیینہ کی روایت میں کچھ اضافہ ہے اور بعض کلمات میں مالک اور ابن جریج کی مخالفت ہے۔

[1810] (. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا عِمْرَانُ الْقَصِيرُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَاللَّفْظُ قَرِيبٌ مِنْ أَلْفَاظِهِمْ

[1810] امام صاحب نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا روایت سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے۔

[1811] ٢٠٠ـ(٧٧٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالُوا نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي

أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ))

[1811] ـ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں، میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی اکرم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تھے تو نماز کا آغاز کون سے کلمات سے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، جب آپ رات کو قیام کرتے تو نماز کا آغاز اس دعا سے کرتے، "اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے آقا اور مالک! اے آسمانوں

← ٣/ ٣٠٩ـ وابن ماجه في (سننه) في قامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل برقم (١٣٥٥) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٢)

[1810] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستفتح في الصلاة من الدعاء برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٤)

[1811] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (٧٦٨) والترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: ما جاء في الدعاء عند افتتاح الصلاة بالليل برقم (٣٤٢٠) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: باي شئي يستفتح صلاة الليل ٣/ ٢١٢ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل برقم (١٣٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٧٩)

اور زمین کو پیدا فرمانے والے! پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! تیرے بندے جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہیں تو ہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، جن باتوں میں اختلاف کیا گیا ہے تو ہی مجھے ان میں حق پر قائم کر رکھ یا اپنی توفیق سے مجھے جس حق میں اختلاف کیا گیا ہے، میری رہنمائی فرما، بے شک تو ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔"

[1812] ٢٠١-(٧٧١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّآ أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّآ أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّآ أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي وَإِذَا رَفَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ))

[1812] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين برقم (٧٤٤) وفی باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (٧٦٠) وبرقم (٧٦١) وفی باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (١٥٠٩) والترمذی: فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا رفع راسه من الركوع برقم (٢٦٦) وفی الدعوات باب: منه برقم (٣٤٢١) وبرقم (٣٤٢٢) وبرقم (٣٤٢٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح باب: نوع آخر من الذكر والدعاء بين التكبير والقراة ٢/ ١٣٠ وفی التطبيق، باب: نوع آخر منه برقم (١٠٤٩) وفی باب ←

[1812] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''میں نے اپنا چہرہ ہر طرف سے یکسو ہو کر، اس ذات کی طرف کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، میری نماز اور میری قربانی یا میرا ہر دینی عمل اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے، جو کائنات کا آقا و مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اس کا حکم ملا ہے اور میں فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں، اے اللہ! تو ہی بادشاہ اور مالک ہے، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے تو میرا مالک و آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس میرے سارے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں اور میری بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تیرے سوا بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں اور برے اخلاق میری طرف سے پھیر دے، تیرے سوا مجھ سے برے اخلاق کو دور کرنے والا کوئی نہیں، تیرے حضور حاضر ہوں اور تیری خدمت و اطاعت کے لیے تیار ہوں، ہر قسم کی خیر و بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی کا تیری طرف گزر نہیں ہے، مجھے تیرا ہی سہارا ہے اور تیری ہی طرف میرا رخ ہے تو برکت والا اور رفعت و بلندی والا ہے، میں تجھ سے بخشش کا سائل ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جب آپ رکوع کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوا ہوں اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی سپرد کر دیا ہے، میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میری رگ پٹھے تیرے ہی حضور جھکے ہوئے ہیں۔'' اور جب رکوع سے اٹھتے تو دعا کرتے: ''اے اللہ! ہمارے رب، تیرے ہی لیے حمد ہے، (ایسی وسیع اور بے انتہا) جس سے آسمانوں کی وسعتیں بھر جائیں اور زمین کی وسعتیں بھر جائیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یعنی درمیان کا سارا خلا پر ہو جائے اور ان کے سوا تو جو چاہے وہ بھر جائے۔'' اور جب آپ سجدہ کرتے تو کہتے: ''اے اللہ! میں تیرے حضور ی سجدہ ریز ہوں، اور میں تجھ پر ہی ایمان لایا اور اپنے آپ کو تیرے ہی حوالہ کیا، میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا، اور اس کی شکل و صورت بنائی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں تراشیں، اور برکت والا ہے، بہترین خالق۔'' پھر تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! جو خطائیں میں نے پہلے کیں یا بعد میں کیں اور چھپ کر کیں یا علانیہ کیں، اور جو بھی زیادتی میں نے کی اور جس کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے، سب معاف کر دے، مجھے بخش دے، تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، اور تیرے سوا عبادت کا مقدور کوئی نہیں ہے۔''

← نوع آخر برقم (١١٢٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٦٤) وفي باب: سجود القرآن برقم (١٠٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٢٨)

مفردات الحدیث ❶ **وجهت وجهي حنيفاً**: میں نے ہر طرف سے رخ پھیر لیا ہے اور ہر طرف سے کٹ کر آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف کر لیا ہے، اس لیے میرا مشرکوں سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ ❷ **صلاتي و نسكي**: نسك عبادت و بندگی اور ہر دینی کام کو کہتے ہیں لیکن یہاں مقصود قربانی ہے اور یہ دونوں لفظ محیای و مماتی کے مقابلہ میں ہیں کہ میری زندگی میں دوئی اور شراکت نہیں ہے، جب تک زندہ ہوں اس کی طرف متوجہ ہوں اور نماز اس کی علامت ہے اور جب میری موت آئے گی تو جان اسی پر قربان کروں گا، زندگی کے آخری سانس تک اس سے منہ نہیں موڑوں گا کیونکہ للّٰہ کا معنی ہے میری موت کا مالک وہی ہے اور کوئی اور اس کا مالک نہیں ہے۔ اس لیے موت وحیات اس کے لیے مختص ہیں، کسی اور کا ان میں کوئی حق اور حصہ نہیں ہے، کیونکہ وہی رب العالمین ہے یعنی تمام کائنات کا آقا، مالک و فرمانروا، پروردگار اور مدبر و منتظم ہے۔ کائنات کے نظم ونسق اور انتظام و انصرام میں کسی کا دخل نہیں ہے۔ اس لیے میری موت وحیات میں کسی کا دخل نہیں، اس لیے میں اس کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوں، اس کا بندہ اور غلام ہونے کی بنا پر اس بادشاہ حقیقی سے اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی کا طلب گار ہوں اور اس مالک کے بغیر یہ کام کوئی بھی نہیں کر سکتا، کیونکہ وہی الٰہ ہے۔ اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی توفیق وہی عنایت فرما سکتا ہے اور اخلاق سیئہ سے وہی بچا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اخلاق حسنہ کو اپنانے کی توفیق دے اور برے اخلاق سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر قسم کی خیر و بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے، اس لیے میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری پر قائم ہوں اور ہر وقت اس کے لیے تیار ہوں، وہ خالق شر ضرور ہے لیکن برائی کا اس کی طرف گزر نہیں۔

❸ **والشر ليس اليك**: یعنی شر تقرب اور نزدیکی کا باعث نہیں بن سکتا، کیونکہ شر تیری بارگاہ میں پہنچتا نہیں، تجھ تک صرف کلمات خیر اور اعمال صالحہ ہی پہنچتے ہیں، نہ شر کی تیری طرف نسبت ہو سکتی ہے کیونکہ تیری نسبت اور تیرے اعتبار سے وہ شر نہیں ہے بلکہ حکمت بالغہ پر مبنی ہے اس لیے اس میں شر ہمارے اعتبار سے ہے اور ادب و توقیر کی تقاضا بھی یہی ہے کہ شر کی نسبت اپنی طرف کی جائے، اپنے مالک اور آقا کی طرف نہ کی جائے، ہم چونکہ تیرے سہارا قائم ہیں، اس لیے ہمارا رخ تیری ہی طرف ہے، اور ہماری ہر چیز ہماری نس نس، انگ انگ اور جوڑ جوڑ تیرے حضور جھکا ہے، اور تو اپنے انعامات واحسانات کے سبب جو بے حد و بے انتہا ہیں، اس قدر حمد اور شکر کا حق دار ہے کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان خلا بھی اگر تیری حمد و شکر سے بھر جائیں تو بھی تیرے فیض و کرم کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم ہر قسم کی کوتاہیوں سے جو ہو چکی ہیں یا ہوں گی معافی کے خواستگار ہیں، کیونکہ ہم ہر قسم کی کھلی چھپی چھوٹی بڑی کوتاہیوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور تیرے سوا کوئی انہیں معاف نہیں کر سکتا۔

[1813] ٢٠٢-(. . .) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ آنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَا نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِي)) وَقَالَ ((وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)) وَقَالَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) وَقَالَ ((وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) وَقَالَ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ)) إِلٰى آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَقُلْ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ

[1813] ۔امام صاحب یہی روایت دوسرے استاد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اللہ اکبر کہنے کے بعد وجهت وجهي دعا پڑھتے۔ اور اس میں انا من المسلمین کی بجائے انا اول المسلمین ہے کہ میں سب سے پہلے اطاعت گزار ہوں اور اطاعت و فرمانبرداری میں پہلے مقام و مرتبہ پر فائز ہوں۔ اور اس میں ہے جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے اور صوّرہ کے بعد فاحسن صُوَرَہ، اس کو بہترین شکل و صورت عنایت فرمائی، اور اس میں ہے کہ اللهم اغفرلی ما قدمت والی دعا سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے، تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ :...... احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نماز کے آغاز میں مختلف دعائیں فرماتے تھے اور حدیث علی والی طویل دعا بھی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھتے تھے، اس لیے احناف کا یہ کہنا کہ یہ تکبیر تحریمہ سے پہلے شروع کی جائے گی درست نہیں ہے اور اس حدیث میں یہ قید بھی نہیں ہے کہ آپ یہ دعا رات کی نماز میں پڑھتے تھے۔ اگرچہ امام مسلم نے اس کو رات کی نماز کی احادیث میں ہی بیان کیا ہے۔

٢٧...... بَاب: اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَائَةِ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ

باب ۲۷ : رات کی نماز میں طویل قرأت کرنا مستحب ہے یعنی پسندیدہ عمل ہے

[1814] ٢٠٣-(٧٧٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ

[1813] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٠٩)

[1814] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده برقم (٨٧١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في التسبيح في الركوع ←

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضٰى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ ((رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ قَالَ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))

[1814]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی، آپ نے سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی، میں نے دل میں سوچا، آپ سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے، مگر آپ نے اس کے بعد قرأت جاری رکھی، میں نے سوچا، آپ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے، لیکن آپ پڑھتے رہے، میں نے سوچا، آخر میں رکوع کریں گے، مگر آپ نے سورہ نساء شروع کر دی، آپ نے وہ پوری پڑھ ڈالی، پھر آل عمران شروع کر دی، اس کو پورا پڑھ ڈالا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر قرأت فرماتے رہے، جب تسبیح والی آیت سے گزرتے، تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے (پڑھتے) تو سوال کرتے، اور جب تعوذ (اللہ سے پناہ مانگنا) والی آیت سے گزرتے تو اللہ سے پناہ مانگتے پھر آپ نے رکوع کیا، اور مسلسل "سبحان ربی العظیم" کہتے رہے، اور آپ کا رکوع آپ کے قیام کے قریب تھا، پھر آپ نے "سمع الله لمن حمده" کہا، پھر آپ نے طویل قومہ کیا، جو رکوع کے برابر تھا، پھر سجدہ کیا، اور "سبحان ربی الاعلیٰ" کہتے رہے اور آپ کا سجدہ، آپ کے قیام کے قریب تھا، اور جریر کی روایت میں ہے کہ آپ نے کہا "سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد"، یعنی ربنا لك الحمد کا اضافہ ہے۔

← والسجود برقم (٢٦٢) وبرقم (٢٦٣) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب: تعوذ القارى اذا مر باية عذاب ٢/ ١٧٦ و ١٧٧ باب: مساله القارى اذا مر بآية رحمة ٢/ ١٧٧ وفى التطبيق، باب نوع آخر ٢/ ٢٢٤ وفى قيام الليل وتطوع النهار، باب: تسوية القيام والركوع والقيام بعد الركوع والسجود والجلوس بين السجدتين فى صلاة الليل ٣/ ٢٢٥ و ٢٢٦ وفى التطبيق: باب الذكر فى الركوع برقم ٢/ ١٩٠ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى القراة فى صلاة الليل برقم (١٩٥١) وفى باب: ما يقول بين السجدتين برقم (٨٩٧) انظر (التحفة) برقم (٣٣٥١)

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات کی نماز میں قرأت طویل فرماتے تھے، اور قیام کی طوالت کے ساتھ، رکوع، قومہ اور سجدہ بھی قیام کی طرح لمبا کرتے اور اس میں تسبیحات کا تکرار فرماتے، قرأت آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، مزید برآں آیات کے مفہوم و معنی کے مطابق جہاں تسبیح کی ضرورت ہوتی، وہاں سبحان اللہ کہتے، جہاں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت ہوتی وہاں سوال کرتے اور جہاں اللہ تعالیٰ سے تعوذ سے پناہ طلب کرنے کی ضرورت ہوتی، وہاں تعوذ فرماتے، اس طرح قیام مزید طویل ہو جاتا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کی ترتیب سے پڑھنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ آپ نے آل عمران سے پہلے نساء پڑھی ہے، حالانکہ آل عمران پہلے ہے اور سورہ نساء بعد میں ہے۔ جو لوگ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں، ان کی بات حدیث کے خلاف ہے۔

[1815] ٢٠٤ ـ(٧٧٣) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَطَالَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قَالَ قِيلَ وَمَا هَمَمْتَ بِهِ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ

[1815] ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز شروع کی، آپ نے بہت طویل نماز پڑھی حتیٰ کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا تو ان سے پوچھا گیا، آپ نے کس بات کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا، میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دوں۔

[1816] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1816] امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے بھی یہی حدیث نقل کی ہے۔

فائدہ :...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رات کے نوافل آپ کی اقتداء میں پڑھنے شروع کیے اور آپ نے اس قدر طویل قیام فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے آپ کے ساتھ کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بیٹھ جاؤں، لیکن حضور اکرم ﷺ چونکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، اس لیے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ کی توقیر و تعظیم اور ادب و احترام کے منافی سمجھا، اس لیے اس کو برے فعل سے تعبیر کیا کہ

[1815] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: طول القيام في صلاة الليل برقم (١١٣٥) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في طول القيام في الصلوات برقم (١٤١٨) انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٩)

[1816] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨١٢)

آپ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں تو یہ ایک ناپسندیدہ طرز عمل ہے، اس لیے وہ دقت وکلفت کے باوجود کھڑے رہے اور نفل میں بیٹھنے کی گنجائش سے فائدہ اٹھانا گوارا نہ کیا۔

۲۸...... بَابُ: الْحَثِّ عَلٰى صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَإِنْ قَلَّتْ اذا نام طول الليل ولم يصل

باب ۲۸: رات بھر، صبح تک سوئے رہنے والے کی صورت حال (رات کی نماز کی ترغیب خواہ رکعات کم ہوں۔)

[1817] ۲۰۵۔(۷۷٤) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ))

[1817]۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو رات بھر صبح تک سویا رہا، آپ نے فرمایا: ''وہ ایسا شخص ہے کہ شیطان نے اس کے کانوں میں بول کر دیا ہے۔'' یا فرمایا: ''اس کے کان میں پیشاب کیا ہے۔''

فائدہ:...... انسان کے کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا، ایک استعارہ اور کنایہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ شیطان اس انسان کے بگاڑ اور فساد کا باعث بنا ہے، یعنی وہ شیطان کا پیروکار رہے اور اس پر شیطان حاکم وغالب ہے، اور یہ بعید نہیں ہے کہ واقعی شیطان بول کرتا ہے، لیکن جس طرح خود اس کا پتہ نہیں چلتا، اس کے بول کا بھی پتہ نہیں چلتا، لیکن اس کے سبب کانوں میں گرانی اور ثقل پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے انسان کی آنکھ ہی نہیں کھلتی اور وہ دن چڑھے تک سویا رہتا ہے، اور صبح کی فرض نماز میں بھی شریک نہیں ہو سکتا۔

[1818] ۲۰۶۔(۷۷۵) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ

[1817] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: اذا نام ولم يصل بال الشيطان فياذنه برقم (١١٤٤) وفي بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٧٠) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب في قيام الليل ٣/ ٢٠٤ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في قيام الليل برقم (١٣٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩٢٩٧)

[1818] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل من ←

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ أَلَا تُصَلُّونَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ ((وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا))

[1818] ۔حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، اور فرمایا: ''تم اٹھ کر نماز کیوں نہیں پڑھتے؟'' تو میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہمارے نفوس اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو جب وہ چاہتا ہے، ہمیں بیدار کر لیتا ہے، یا جب اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے، جب میں نے آپ سے یہ کہا آپ واپس چلے گئے، پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ واپس پلٹے ہوئے، اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے: ''انسان سب سے بڑھ کر حجت باز ہے۔''

فوائد:...... ❶ انسان اپنے عزیز و اقارب اور متعلقین کو نفل و نوافل کی ترغیب دے اور ان کے حالات کی خبر گیری کرے۔ ❷ انسان کو کسی کی نصیحت اور نیکی کے کام کی ترغیب پر کٹ حجتی سے کام نہیں لینا چاہیے، بلکہ اس کو قبول کرنا چاہیے اور اپنے قصور و کوتاہی کا اعتراف کرنا چاہیے یا کوئی واقعی عذر پیش کرنا چاہیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقدیر کو بہانہ بنایا، اس لیے آپ نے اس کو پسند نہیں کیا، اور آپ نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر اس پر حیرت اور تعجب کا اظہار کیا، کہ انہوں نے فوراً بلا سوچے سمجھے یہ جواب کیوں دیا۔

[1819] ۲۰۷-(۷۷٦) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))

← غير ايجاب برقم (١١٢٧) وفي التفسير، باب (وكان الانسان اكثر شئى جدلا) برقم (٤٧٢٤) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب وكان الانسان اكثر شيء جدلا برقم (٧٣٤٨) وفي التوحيد، باب: في المشيئة والارادة رقم (٧٤٦٥) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب في قيام الليل ٣/ ٢٠٥ و ٣/ ٢٠٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٧٠)

[1819] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الترغيب في قيام الليل ٣/ ٢٠٣ و ٢٠٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٧)

[1819]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان، جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ پر تھپکی دیتا ہے کہ ابھی رات بہت لمبی ہے تو جب انسان بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ وضو کرتا ہے، اس سے دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب نماز پڑھتا ہے، ساری گرہیں کھل جاتی ہیں، اور وہ صبح چاک و چوبند ہشاش بشاش پاک طبیعت کرتا ہے، وگرنہ صبح گندہ دل اور سست اٹھتا ہے۔''

فائدہ :......رات کو انسان جب سوتا ہے تو شیطان کی خواہش اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان رات بھر صبح تک سویا رہے اور وہ نماز فجر میں بھی شریک نہ ہو سکے، اس کے لیے وہ ہر مسلمان انسان کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ان کو مضبوط کرتا ہے تاکہ وہ کھل نہ سکیں، لیکن اگر انسان ہمت اور عزم سے کام لے کر اٹھ کھڑا ہو اور بیداری کی دعائیں پڑھے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، شیطان کی تاثیر کم ہو جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے تو اس سے دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اس کے تسلط و غلبہ کی کوشش مزید کمزور ہو جاتی ہے اور جب انسان کم از کم دوگانہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان کا حربہ و چال بالکل ناکام ہو جاتا ہے، انسان کی سستی و کاہلی کافور ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت میں خوشگواری اور ہشاشت و بشاشت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مستعد و ہوشیار ہو جاتا ہے، بڑے سکون و اطمینان سے صبح کی نماز میں شریک ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، شیطان کے تسلط و غلبہ اور اس کے کید و مکر سے آزادی کا پروانہ ذکر الٰہی اور نماز ہے، اس کے بغیر انسان شیطان سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا، اگر انسان رات بھر سویا رہے اور صبح کی نماز میں بھی شریک نہ ہو سکے تو انسان کے لیے راہ راست پر چلنا اور دینی زندگی گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، اچھے اور نیک کاموں کے لیے رغبت اور شوق پیدا نہیں ہوتا، ان سے غفلت اور کوتاہی برتتا ہے، طبیعت میں اس کے لیے آمادگی نہیں پاتا۔

۲۹...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ

باب ۲۹: نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے اور مسجد میں پڑھنا جائز ہے

[1820] ۲۰۸-(۷۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

[1820] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: كراهية الصلاة في المقابر برقم (٤٣٢) وابو داود في (سننه) في صلاة الرجل التطوع في بيته برقم (١٠٤٣) وفي باب فضل التطوع في البيت (١٤٤٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التطوع في البيت برقم (١٣٧٧) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٢)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اجْعَلُوا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا))

[1820]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کچھ نمازیں گھر میں پڑھا کرو، اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔''

فائدہ: ......فرض نمازوں کے لیے جماعت کی پابندی ضروری ہے، اس لیے وہ تو مسجد میں ہی پڑھی جائیں گی یا تحیۃ المسجد کا تعلق تو مسجد ہی سے ہے، اس کے سوا سنن موکدہ اور سنن غیر موکدہ، نوافل (چاشت، اشراق، اوابین، تہجد) گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل ہے اور لا تتخذوا ھا قبورا کا مقصد یہ ہے کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ، اور نہ گھروں کو قبرستان سمجھو، جہاں نماز نہیں ہوتی یا اپنے آپ کو قبرستان کے مردے نہ سمجھو، جن پر نماز نہیں ہے یا گھروں کو محض آرام گاہ نہ سمجھو کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے، اس لیے یہ سمجھو گھر تو محض سونے اور آرام کرنے کے لیے ہے۔

[1821] ۲۰۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا))

[1821]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''گھروں میں نماز پڑھو اور انہیں قبریں نہ ٹھہراؤ۔''

[1822] ۲۱۰۔(۷۷۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِي مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا))

[1822]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی مسجد کی نماز پوری کر لے، تو اپنی نماز سے اپنے گھر کے لیے بھی کچھ حصہ رکھے، کیونکہ اس کی اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے اللہ اس کے گھر میں خیر و بھلائی پیدا کرے گا۔''

[1821] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: التطوع في البيت برقم (۱۱۸۷) انظر (التحفة) برقم (۷۵۲۷)

[1822] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۳۲۲)

فائدہ :.......فرض نماز، مسجد کا حصہ ہے اور نفل و نوافل اور سنن گھر کا حصہ ہیں، جو انسان کے گھر میں خیر و برکت اور بھلائی کا باعث بنتے ہیں، انسان کے اہل و عیال اس کو دیکھ کر نماز پڑھتے اور سیکھتے ہیں، اللہ کی رحمت اور اس کے فرشتوں کے نزول سے شیطان اور اس کی ذریت وہاں سے بھاگتی ہے۔

[1823] ٢١١-(٧٧٩) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ))

[1823] ۔حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد نہیں کیا جاتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے۔''

فائدہ :.......گھروں کی زندگی اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا اہم اور سب سے عظیم ذریعہ نماز ہے تو جس گھر کے مکین نمازی ہوں گے اور وہ گھر میں نماز پڑھیں گے، ان کا گھر زندہ ہوگا اور وہ خود بھی زندہ ہوں گے، لیکن جس گھر والے نماز نہیں پڑھتے، وہ گھر بھی مردہ اور روحانی و اخلاقی طور پر اس کے باسی بھی مردہ۔ زندگی ایمان سے ملتی ہے اور نماز ایمان کی علامت اور شناخت ہے۔

[1824] ٢١٢-(٧٨٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ))

[1824] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے، جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

فائدہ :.......گھروں میں نماز نہ پڑھنا ان کو قبرستان قرار دینا ہے، جو شہر خموشاں ہیں اور اس میں دنیوی زندگی کی چہل پہل نہیں ہے۔ سورۃ بقرہ میں شیطانی ہتھکنڈوں کی وضاحت کی گئی ہے اور اس سے بچنے کا علاج تجویز کیا گیا

[1823] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: فضل ذكر الله عزوجل رقم (٦٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٤)

[1824] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦٩)

ہے، اس لیے اس میں یہ خاصہ ہے کہ اگر اس کو سوچ سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر عمل کی کوشش کی جائے تو شیطان کو انسان کی زندگی میں درآنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور جس طرح شیطان اذان سن کر دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، سورۃ بقرہ کی تلاوت سے بھی بدکتا ہے اور بھاگتا ہے اور انسان پر تسلط جمانے کی ہمت و حوصلہ نہیں پاتا۔

[1825] ٢١٣-(٧٨١) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُجَيْرَةً بِخَصَفَةٍ أَوْ حَصِيرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيهَا قَالَ فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُا يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ قَالَ ثُمَّ جَاؤُا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ قَالَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ))

[1825]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چٹائی کا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا اور رسول اللہ ﷺ اس میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے، لوگوں نے اس تک آپ کا پیچھا کیا اور آ کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے، پھر ایک اور رات آئے اور جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آنے میں تاخیر کر دی اور ان کے پاس تشریف نہ لائے، صحابہ کرام نے اپنی آوازیں بلند کیں، تاکہ آپ آوازیں سن کر تشریف لے آئیں، اور دروازے پر کنکر مارے، رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں ان کی طرف گھر سے نکلے اور انہیں فرمایا: تم مسلسل یہ کام کرتے رہے، حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ نماز تم پر لازم قرار دے دی جائے گی، تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، کیونکہ فرض نماز کے سوا انسان کی وہی نماز بہتر ہے جو گھر میں پڑھے۔

[1825] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: صلاة الليل برقم (٧٣١) وفي الادب باب: ما يجوز من الغضب والشدة لامر الله تعالى برقم (٦١١٣) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: ما يكره من كثرة السوال ومن تكلف ما لا يعنيه برقم (٧٢٩٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صلاة الرجل التطوع في بيته برقم (١٠٤٤) وفي باب فضل التطوع في البيت برقم (١٤٤٧) والترمذي في (جامعه) في باب: ما جاء في فضل صلاة التطوع في البيت برقم (٤٥٠) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك ٣/ ١٩٨۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٩٨)

مفردات الحدیث

❶ خصفة: کھجور کے پتے، حصیر چٹائی جو کھجور کے پتوں ہی سے بنائی جاتی ہے، اور آپ نے ایک محفوظ اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل اپنے کے لیے مسجد میں ایک طرف چٹائی کا احاطہ بنایا، تاکہ اس کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ ❷ تتبع اليه رجال: تلاش و جستجو سے لوگ وہاں تک پہنچ گئے، اور ایک گروہ جمع ہو گیا۔

فائدہ:...... حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختصار کے ساتھ آپ کی نماز تراویح کا ذکر ہے، جس پر بحث گزر چکی ہے۔

[1826] ٢١٤-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ))

[1826]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں چٹائی سے ایک حجرہ بنایا اور اس میں چند راتیں نماز پڑھی، حتی کہ آپ کے پاس لوگ جمع ہو گئے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، آپ نے فرمایا: ''اگر تم پر نماز فرض کر دی گئی تو تم سب اس کی پابندی نہیں کر سکو گے۔''

٣٠...... بَابُ: فَضِيلَةِ الْعَمَلِ الدَّائِمِ

باب ٣٠: دائمی عمل کی فضیلت

[1827] ٢١٥-(٧٨٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1826] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٢٢)

[1827] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب صلاة الليل برقم (٧٣٠) وفي اللباس باب: الجلوس لى الحصير ونحوه برقم (٥٨٦١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يؤمر به من القصر في الصلاة برقم (١٣٦٨) والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: المصلي يكون بينه وبين الامام سترة ٢/ ٦٨ و ٦٩ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما يستر المصلي برقم (٩٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٢٠)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيرٌ وَكَانَ يُحَجِّرُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلوتِهِ وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَثَابُوا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ)) وَكَانَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا عَمِلُوا عَمَلًا أَثْبَتُوهُ

[1827] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی اور آپ اس کو رات کو حجرہ بنا کر اس میں نماز پڑھتے تو صحابہ کرام بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور آپ دن کو اس کو بچھا لیتے تھے، ایک رات لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! اتنے اعمال کی پابندی کرو، جتنے کی تمہیں قدرت حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر و ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا۔تم ہی (عمل سے) اکتاؤ گے، اور اللہ کے نزدیک محبوب عمل وہ ہے جس پر دوام و ہمیشگی کی جائے، اگر چہ وہ تھوڑا ہی ہو'' اور آل محمد کا رویہ یہی تھا جب وہ کوئی عمل کرتے، اس کو ہمیشہ برقرار رکھتے۔

مفردات الحدیث ❁ ❶ ثابوا: لوگ جمع ہو گئے۔ ❷ ماتطیقون: جس کی طاقت رکھتے ہو۔ ❸ فإن اللّٰهَ: لَا يَمَلُّ حتى تملُّوا: اللہ تعالیٰ بدلہ و جزا دینے سے نہیں اکتائے گا، تم ہی عمل کرنے سے اکتاؤ گے، عربی محاورہ ہے۔ فلان لَا يَنْقَطِعُ حتى تنقطِع خصومة: فلاں انسان بحث و تمحیص سے نہیں تھکتا، اس کا فریق مخالف ہی تھک ہار کر بس کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ملل یا سآمه لفظ محض لفظی مشابہت کے طور پر استعمال ہوا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ تھکنے یا اکتانے سے پاک ہے۔

فائدہ:...... جب انسان کوئی نیک کام کرنا شروع کرے تو وہ اپنی مقدرت و طاقت کا لحاظ رکھے کہ میں یہ کام ہمیشہ کس حد تک کر سکتا ہوں، کیونکہ وہ کام جس پر ہمیشگی اور دوام کیا جائے، وہ اس کام سے بڑھ جاتا ہے جو زیادہ ہو اور چند دن کے بعد تھک ہار کر اس کو چھوڑ دیا جائے اور ظاہر ہے ایسے عمل سے مراد نفلی عمل ہے، جس کو انسان ذاتی اور شخصی طور پر اپنے ظروف و احوال کے مطابق اپناتا ہے وہ اعمال جو فرض ہیں، ان میں کمی و بیشی تو انسان کے اختیار سے باہر ہے، وہ تو شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق ہی کیے جائیں گے، اس لیے نفلی نماز کو انفرادی طور پر گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل قرار دیا گیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت عام افراد کی سہولت اور آسانی کے لیے شروع کروائی، لیکن بہتر اور پسندیدہ عمل اس کو قرار دیا گیا کہ اس انسان انفرادی طور پر رات کے آخری حصہ میں پڑھے۔

[1828] ٢١٦-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ ((أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ))

[1828] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس پر ہیشگی کی جائے اگرچہ کم ہو۔''

[1829] ٢١٧-(٧٨٣) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَطِيعُ

[1829] ۔علقمہ بیان کرتے ہیں، میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اے مومنوں کی امی جان! رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسے ہوتا تھا؟ کیا آپ (عمل کے لیے) کچھ ایام مخصوص فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں! آپ کا عمل دائمی ہوتا تھا، اور تم میں سے کس میں اس قدر استطاعت ہے جس قدر استطاعت رسول اللہ ﷺ میں موجود تھی؟

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ رمضان میں خصوصاً اس کے آخری عشرے میں قیام کا زیادہ اہتمام فرماتے، بلکہ بعض اوقات ساری رات بیدار رہتے، حدیث میں سوال سے مراد یہ ہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں سے کسی دن مثلاً جمعرات کو آپ کوئی خاص عمل زیادہ کرتے تھے؟ تو ام المومنین نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نفلی عبادت کے لیے ایام کی تخصیص نہیں کرتے تھے کہ آپ انہیں دنوں وہ کام کریں اور دوسرے دنوں میں وہ کام نہ کریں، تاکہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ کام انہیں دنوں کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے کسی اچھے اور نیک کام کے لیے اپنی طرف سے دن مخصوص کر لینا، اور پھر ہر صورت اس کی پابندی کرنا اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلانا، دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور ایجاد بندہ ہے، جس کی دین میں گنجائش نہیں ہے۔

[1828] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: القصد والمداومة على العمل برقم (٦٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٨)

[1829] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: القصر والمداومة على العمل برقم (٦٤٦٦) وفي الصوم باب: هل يخفى شيئا من الايام برقم (١٩٨٧) وابو داود في (سننه) في ما نومر به من القصر في الصلاة برقم (١٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٠٦)

[1830] ٢١٨ـ(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْهُ

[1830]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کام وہ ہے جس پر دوام کیا جائے، اگرچہ وہ قلیل مقدار میں ہو۔'' قاسم بن محمد کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی عمل شروع کرتیں تو اس کی پابندی کرتیں اور اس کو لازم کر لیتیں۔

٣١...... بَابُ: أَمْرِ مَنْ نَعَسَ فِي صَلَاتِهِ أَوِ اسْتَعْجَمَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ أَوِ الذِّكْرُ بِأَنْ يَرْقُدَ أَوْ يَقْعُدَ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ ذَلِكَ

باب ٣١: جسے نماز میں اونگھ آئے یا قرآن پڑھنا دشوار ہو جائے یا اسے ذکر کی قدرت نہ رہے اسے یہ حکم ہے کہ وہ سو جائے یا اس کیفیت کا خاتمہ تک بیٹھ جائے۔

[1831] ٢١٩ـ(٧٨٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فَإِذَا كَسِلَتْ أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ فَقَالَ ((حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ قَعَدَ)) وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ ((فَلْيَقْعُدْ))

[1831]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان رسی لٹکی ہوئی تھی تو آپ نے پوچھا، ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا، زینب کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی رہتی ہیں، جب سست پڑتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس کو پکڑ لیتی ہیں، اس پر آپ نے فرمایا: ''اسے کھول دو، ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے، جب تک چست اور ہشاش بشاش رہے، جب سست پڑ جائے یا تھک جائے تو بیٹھ رہے۔'' زہیر کی روایت میں قَعَدَ کی بجائے فَلْيَقْعُدْ ہے یعنی ماضی کی بجائے امر کا صیغہ ہے۔

[1830] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٥٦)

[1831] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: النعاس فى الصلاة برقم (١٣١٢)

[1832] وحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1832] یہی حدیث مصنف نے اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے دین کے اندر سہولت اور آسانی رکھی ہے اور انسان کو اس کی وسعت و مقدرت کے مطابق مکلف ٹھہرایا ہے، اس لیے نفلی عبادت میں انسان کو اس وقت تک ہی مشغول رہنا چاہیے، جب تک وہ چاک و چوبند ہو اور ہشاشت و بشاشت اور سہولت کے ساتھ اس کو کر سکتا ہو، جب اس میں سستی، کاہلی اور فتور و تھکن پیدا ہو جائے تو آرام کرے، جب سستی اور تھکن دور ہو جائے اور اس کے پاس فرصت اور موقع ہو تو پھر عمل کر لے۔

[1833] ٢٢٠-(٧٨٥) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ ((خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَمُ اللّٰهُ حَتّٰى تَسْأَمُوا))

[1833] عروہ بن زبیر کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبد العزیٰ ان کے پاس سے گزری جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس موجود تھے تو میں نے عرض کیا، یہ حولہ بنت تویت ہے، اور لوگوں کا خیال ہے، یہ رات بھر نہیں سوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات بھر نہیں سوتی! اتنا عمل اپناؤ، جس کی تم طاقت رکھتے ہو، اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتائے گا، تم ہی اکتا جاؤ گے۔''

[1834] ٢٢١-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

[1832] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد باب: ما يكره من التشديد في العبادة برقم (١١٥٠) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الاختلاف على عائشة في احياء الليل ٣/ ٢١٩ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في المصلي اذا نعس برقم (١٣٧١) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٣)

[1833] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٠)

[1834] طريق ابي بكر بن ابي شيبة اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: المداومة ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ فَقَالَ ((مَنْ هٰذِهِ)) فَقُلْتُ امْرَأَةٌ لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ ((عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا)) وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّهَا امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ

[1834]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس ایک عورت موجود تھی تو آپ نے پوچھا، "یہ کون ہے؟" اس پر میں نے کہا، یہ ایک عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی، آپ نے فرمایا، اتنا عمل اختیار کرو جو تمہارے بس میں ہو، اللہ کی قسم! اللہ ثواب دینے سے نہیں اکتائے گا تم ہی عمل سے اکتا جاؤ گے، اللہ کو وہی اطاعت پسند ہے، جس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔" ابو اسامہ کی روایت میں ہے، یہ بنو اسد کی عورت ہے۔

[1835] ۲۲۲۔(۷۸۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ))

[1835]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں اونگھنے لگے تو وہ سو جائے حتی کہ اس کی نیند دور ہو جائے، کیونکہ جب تم میں کوئی شخص اونگھ کی حالت میں نماز پڑھتا ہے تو ممکن ہے وہ دعا اور استغفار کرنے کی بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔"

فائدہ:...... انسان جب نماز پڑھتا ہے اور اس پر نیند غالب ہونا شروع ہوتی ہے تو اسے یہ معلوم نہیں رہتا،

←علی العمل برقم (٤٢٣٨) وبرقم (١٦٨١) وطریق زهیر بن حرب اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الایمان، باب احب الدین الی وادومه برقم (٤٣) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: الاختلاف علی عائشة فی احیاء اللیل ٣/ ٢١٨ وفی الایمان وشرائعه، باب: احب الدین الی الله عزوجل ٨/ ١٢٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٠٧)

[1835] طریق ابی بکر بن ابی شیبة وطریق ابن نمیر اخرجهما ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ما جاء فی المصلی اذا نعس برقم (١٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨٣) وطریق ابن کریب، تفرد به مسلم: انظر (التحفة) برقم (١٦٨٤٠) وطریق قتیبة←

میرے منہ اور زبان سے کیا نکلا ہے اور اس وجہ سے کسی نقطہ کی کمی وبیشی ہو جاتی ہے جیسا کہ معروف اردو شعر ہے:

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے

ایک نقطہ نے ہمیں محرم سے مجرم بنا دیا

انسان دعا کرتا ہے، اللهم اغفرلی اے اللہ! مجھے معاف فرما، اگر اس کی جگہ یہ کہہ دے اللهم اعفرلی! تو اس کا معنی ہوگا اے اللہ! مجھے زمین میں دھنسا دے، یا مجھے زمین پر پٹخ دے۔

[1836] ٢٢٣-(٧٨٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ))

[1836]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے اور اس کی زبان پر قرأت مشکل ہو جائے، زبان پر قرأت جاری نہ رہے (کیونکہ نیند آ رہی ہے) اور اسے پتہ نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے لیٹ جانا چاہیے۔''

مفردات الحدیث ❊ استعجم القرآن: قرأت میں بندش اور رکاوٹ پیدا ہو یا زبان میں روانی نہ رہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند کے غلبہ کی صورت میں، نماز پڑھنا بند کر دینا چاہیے، جب نیند کر لے تو پھر نماز پڑھ لے اور غلبہ نیند کا یہ مقصد ہے کہ زبان پر جاری ہونے والے الفاظ کا پتہ نہ رہے کہ میں نے کون سا لفظ پڑھا ہے، معنی کا جاننا لازم نہیں ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ انسان کم از کم نماز کی دعاؤں اور عام طور پر پڑھے جانے والی سورتوں کا معنی سیکھے تاکہ نماز کے اندر خشوع وخضوع پیدا ہو اور معانی ومطالب کی طرف دھیان کی وجہ سے اس کا ذہن ادھر ادھر نہ بھٹکے۔

نوٹ:...... عجمی نسخوں میں فضائل القرآن سے نئی کتاب شروع ہوگئی ہے لیکن عربی نسخہ میں ابھی کتاب صلاۃ المسافرین کے ابواب چل رہے ہیں۔

← اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة والنعستين او الخفقة وضوءا برقم (٢١٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: النعاس في الصلاة برقم (١٣١٠) انظر (التحفة) برقم (١٧١٤٧)

[1836] اخرجه ابو داود في (سننه) في النعاس في الصلاة برقم (١٣١١) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢١)



دعا کے تمام مسائل پر سب سے جامع کتاب

کتاب الدعا

مؤلف: ابوعبدالرحمن جیلان بن خضر عروسی

مترجم: الشیخ حافظ مبشر حسین

ہر انسان کی زندگی میں کچھ لمحات اور واقعات ایسے در پیش ہوتے ہیں کہ وہ دنیاوی ذرائع اور وسائل کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے بس اور مجبور محض محسوس کرتا ہے۔ اس عالم بے ساختہ میں اس کے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھتے ہیں اور اُسکی زبان پر چند دعائیہ کلمات ادا ہوتے ہیں۔اس صورت حال میں اپنے سے کسی بالاتر ہستی کو پکارنا، دعا اور مناجات کے زمرے میں شامل ہے۔دنیا کے ہر مذہب میں دعا کا یہ تصور موجود رہا ہے مگر اسلام نے دعا کی حقیقت کو مستقل عبادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود دعا ہی کو عبادت قرار دیا ہے۔قرآن مجید از آغاز تا اختتام مستقل دعاؤں سے عبارت ہے۔سورۂ فاتحہ سے بہتر آداب اور دعا کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔اور آخری دو سورتوں (معوذتین) سے بہتر استعاذہ اور مدد کے لیے کیا اذکار ہوسکتے ہیں۔المختصر اسلام سے بہتر حقیقتِ دعا کو کسی دوسرے مذہب نے پیش نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی نے اس کے آداب وضوابط اور کلمات عطا نہیں فرمائے۔مگر افسوس کہ آج علم کے بازار میں دعا کے نام پر ایسے مشرکانہ اور جہل آمیز کلمات ملتے ہیں جن کی ادائیگی سے پریشانیاں دور ہونے اور مصیبتیں ٹلنے کی بجائے ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہی میں کچھ اور اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے دعا اور اس سے متعلقہ مسائل، آداب، ضوابط اور قبولیت وعدم قبولیت، دعا کے تمام مسائل سمٹ آئے ہیں۔گویا دریا کو کوزے میں بند کردیا گیا ہے۔دعا کے ساتھ منسوب غیر شرعی تصورات جن میں توسّل وغیرہ کو بہت گمراہ کن انداز میں پیش کیا جاتا ہے، ان کی علمی اور شرعی دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔مسنون دعا ایک بندۂ مومن کو عرش الٰہی کے قریب تر اور قبولیت و استجابت کے مقام پر فائز کردیتی ہے اور دعاؤں کا غیر مسنون طریق اسے شرک و بدعت کے تحت الثریٰ میں گرادیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہمیں قبولیت دعا کا وہ خزانہ مل جائے گا جس سے زیادہ اس دنیا میں ہماری کوئی اور ضرورت نہیں ہے۔آیئے اس کتاب کے مطالعے سے ہم استجابت کے خزانوں کو حاصل کریں اور ہر نوع کی پریشانیوں سے نجات حاصل کریں۔اللہ تعالی اس علمی اور تحقیقی کاوش کو عامۃ الناس میں مقبول بنائے (آمین)

پروفیسر عبدالجبار شاکر

بیت الحکمت، لاہور (یکم ربیع الاول ۱۴۲۳ھ)

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک سٹال یا ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

E-Mail: nomania2000@gmail.com
Tel:042-37321865 Mob: 0334-4229127

اس کتاب کے کل ابواب (25) اور (114) احادیث ہیں۔

7

كِتَابُ فِضَائِلِ الْقُرْآنِ وغيره

قرآن کے فضائل اور اس کے متعلقات

حدیث نمبر 1837 سے 1950 تک

۷...... كِتَابُ فِضَائِلِ الْقُرْآنِ وغيره

۷. قرآن کے فضائل اور اس کے متعلقات

۱...... بَاب: الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَكَرَاهَةِ قَوْلِ نَسِيتُ آيَةَ كَذَا

باب ۱: قرآن کی نگہداشت کا حکم اور یہ کہنا میں نے فلاں آیت بھلا دی ہے (بھول گیا ہوں) ناپسندیدہ ہے (اور یہ کہنا جائز ہے، میں آیت بھلا دیا گیا ہوں)

[1837] ۲۲٤-(۷۸۸) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا))

[1837] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو ایک آدمی کی قراءت سنی تو فرمایا: اللہ اس انسان پر رحم فرمائے! اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی، جسے میں فلاں فلاں سورت سے چھوڑ چکا تھا۔''

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآنی آیات کی تبلیغ وکتابت کے بعد کسی آیت کو بھول بھی جاتے تھے، لیکن یہ بھولنا عارضی ہوتا تھا، بعض دفعہ وہ آیت خود ہی دوبارہ ذہن میں آ جاتی تھی، اور بعض دفعہ دوسرے سے سن کر اس لیے آپ نے فرمایا تھا، انسٰی كَمَا تَنْسَوْنَ، بشری حیثیت سے میں بھی تمہاری طرح بھول جاتا ہوں۔

[1838] ۲۲۵-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

[1837] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن، باب: نسيان القرآن وهل يقول نسيت آية كذا وكذا برقم (۵۰۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱٦۸۰۷)

[1838] حديث عبدة اخرجه البخاری فی كتاب الدعوات باب قوله تعالى: ﴿وصل عليهم﴾ ومن خص اخاه بالدعاء دون نفسه (٦۳۳۵) التحفة برقم (۱۷۰٤٦) وحديث ابی معاوية انفرد به مسلم (التحفة) برقم (۱۷۲۱۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا))

[1838]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی کی قرأت پر کان دھرے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے، اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلا دی ہے جو مجھے بھلا دی گئی تھی۔“

فائدہ :...... نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر میں رات کو تہجد پڑھنے والے دو آدمیوں کی آواز مسجد سے سنی، ایک آواز پہچان لی کہ یہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کو بھی دعا دی اور دوسرے صحابی عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ کی آواز بھی سنی، لیکن ان کو پہچان نہیں سکے، آیت یاد دلانے والے یہی تھے، ان کے حق میں بھی دعا فرمائی اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کو مسجد میں بلند آواز سے قرأت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ ریاء وسمع یا خود پسندی کے لیے نہ ہو، اور دوسروں کے لیے تکلیف یا ان کی عبادت میں خلل اندوزی کا باعث نہ بنے۔

[1839] ۲۲٦۔(٧٨٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ))

[1839]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حافظ قرآن کی مثال ان اونٹوں کی طرح ہے، جس کا پاؤں رسی سے باندھا گیا ہے، اگر اس نے ان کی نگہداشت کی تو وہ قابو میں رکھے گا، اور اگر انہیں چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔

مفردات الحدیث ❶ الابل الْمُعَقَّلَه: بندھے ہوئے اونٹ۔ معقّله: عقال سے ماخوذ ہے۔ عِقَال رسی کو کہتے ہیں۔ ❷ ان عَاهَدَ عليها اَمْسَكَهَا: اگر وہ (مالک) اونٹ کا خیال و دھیان رکھے گا اور رسی قائم رہے گی تو اونٹ اس کے قبضہ میں رہیں گے۔ ❸ وان اَطْلَقَهَا ذهبت: اگر انہیں رسی سے آزاد کر دے گا تو وہ چلے جائیں گے۔

فائدہ :...... اونٹ ایسا حیوان ہے جو بہت بھگوڑا ہے، وہ بھاگ کھڑا ہو تو رسی کو قابو کرنا آسان نہیں ہوتا، اس لیے رسی کو قابو رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی رسی میں بندھا رہے، کیونکہ رسی کھول دی یا ٹوٹ گئی تو وہ نکل کھڑا ہوگا، اس طرح قرآن مجید کو یاد رکھنے کی صورت اور اس کی عقال، اس کی تلاوت وقرأت پر استمرار و دوام ہے، اگر انسان اس کی ہمیشہ تلاوت نہیں کرے گا تو وہ اس کے ذہن سے نکل جائے گا اور اسے دوبارہ یاد کرنے کی محنت وکوشش

[1839] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠٣١) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: جامع ما جاء في القرآن ٢/ ١٥٤۔ انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٨)

برداشت کرنی پڑے گی،اس کے بغیر یاد نہیں ہوگا۔

[1840] ۲۲۷۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ نَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ **((وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ))**

[1840]۔یہی روایت امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کی ہے،موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''اگر حامل قرآن،رات اور دن کو اس کے پڑھنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے تو وہ اسے یاد رکھے گا،اور جب اس فریضہ کو سرانجام نہیں دے گا تو وہ اسے بھول جائے گا۔''

[1841] ۲۲۸۔(۷۹۰) و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا))**

[1841]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''انتہائی نازیبا بات ہے کہ کوئی انسان یہ کہے،میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں،بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے،قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت وہمیشگی کرو،کیونکہ وہ لوگوں کے سینے سے،بندھے ہوئے جانوروں سے (اونٹوں سے) سے زیادہ بھاگنے والا ہے۔''

[1840] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹۱۲) وبرقم (۸۱۹۲) وبرقم (۸٤۷۳) الا حديث ابن ابى عمر اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الادب، باب: ثواب القرآن برقم (۳۷۸۳) انظر (التحفة) برقم (۷٥٤٦)

[1841] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥۰۳۲) وفى باب: نسيان القرآن هل يقول: نسيت آية كذا وكذا برقم (٥۰۳۹) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت، باب: نسيان القرآن هل يقول: نسيت آية كذا وكذا برقم (٥۰۳۹) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت باب: (۱۰۰) برقم (۲۹٤۲) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب: جامع ما جاء فى القرآن برقم (۲/ ۱٥٤ و ۱٥٥۔ انظر (التحفة) برقم (۹۲۹٥)

فائدہ :...... نَسِيتُ آيَةَ كَذا و كذا کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے بھولنے میں اس کا اپنا دخل ہے، اس نے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے تکرار کرنے سے غفلت اور کوتاہی برتی اور اس کی بے دھیانی اور بے خیالی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قرآن مجید کا کچھ حصہ بھول گیا تو اس کا یہ غفلت برتنا اور قرآن مجید کی تلاوت سے کوتاہی برتنا، اس کی نگہداشت اور محافظت نہ کرنا انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے، اس لیے اصل مقصود اس لفظ کے استعمال کی کراہت و ناپسندیدگی نہیں ہے بلکہ اصل مقصود ان اسباب و وجوہ کی مذمت ہے، جن کی بنا پر یہ لفظ کہنے کی ضرورت پڑی، اور بَلْ هُوَ نُسِّيَ کا معنی یہ ہے کہ یہ اس کے جرم وقصور یا تلاوت قرآن کی محافظت ونگہداشت نہ کرنے کی سزا ہے، اگر وہ اس میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب نہ ہوتا تو یہ سزا نہ ملتی، جس طرح اونٹ اپنی رسی اور عقال کو تڑوانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اسے بھاگ دوڑ کا موقع ملے، اس طرح قرآن مجید اپنی تلاوت کی نگہداشت اور مواظبت چاہتا ہے وگرنہ حافظ کے سینہ سے نکل بھاگتا ہے، جس طرح اونٹ کا مالک پوری کوشش کرتا ہے کہ اونٹ کی رسی ٹوٹ نہ جائے، اسی طرح حافظ کی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ تلاوت قرآن کی محافظت و مداومت میں رخنہ پیدا نہ ہو اور یہ تسلسل و رابطہ ٹوٹ نہ جائے۔

[1842] ٢٢٩ـ(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللهِ تَعَاهَدُوا هَذِهِ الْمَصَاحِفَ وَرُبَّمَا قَالَ الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ))

[1842] ۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، ان مصاحف کے ساتھ تجدید عہد کرتے رہا کرو یعنی ان کی تلاوت کی پابندی کرو اور بعض دفعہ انہوں نے مصاحف کی بجائے قرآن کہا، کیونکہ وہ انسانوں کے سینوں سے، اونٹوں کے اپنی رسیوں سے بڑھ کر بھاگنے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں، بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **اشَدُّ تَفَصِّيا**: وہ زیادہ بھاگتا ہے یا زیادہ نکل کھڑا ہوتا ہے۔ ❷ **عُقُل**: عقال کی جمع ہے، زانو بند، جس رسی سے اونٹ کے پاؤں کو باندھا جاتا ہے۔ ❸ **تَعَاهَدُوا**: تجدید عہد کرو، اس سے تعلق ہر وقت قائم رکھو یعنی اس کی تلاوت کی پابندی کرو، درمیان میں زیادہ وقفہ نہ ہو۔

[1842] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٢٦٧)

[1843] ٢٣٠-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((بِئْسَمَا لِلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ سُورَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ أَوْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ))

[1843] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت بری بات ہے کہ آدمی کہے کہ میں فلاں فلاں سورت بھول گیا، یا فلاں فلاں آیت بھول گیا، بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔''

[1844] ٢٣١-(٧٩١) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَعَاهَدُوا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا)) وَلَفْظُ الْحَدِيْثِ لِأَبْنِ بَرَّادٍ۔

[1844] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرو، اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں محمد کی جان ہے! یہ اونٹوں کے اپنی رسیوں سے بڑھ کر بھاگنے والا ہے۔''

٢...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

باب٢: قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا پسندیدہ ہے

[1845] ٢٣٢-(٧٩٢) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ))

[1843] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠٣٢) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٩٢٨٥)

[1844] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: استذكار القرآن وتعاهده برقم (٥٠٣٣) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٢)

[1845] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: من لم يتقن بالقرآن برقم (٥٠٢٤) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: تزيين القرآن بالصوت ٢/ ١٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٤٤)

[1845]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اس قدر کان نہیں دھرتا (انتہائی توجہ سے سنتا) جس طرح نبی کی آواز پر جو خوش الحانی سے قرأت کر رہا ہو، کان دھرتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ اَذِنَ لِشَيْءٍ: کان دھرنا، اہتمام سے سننا، یعنی استماع کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا استماع بھی اس کی ذاتی صفات کی طرح اس کے شایان شان ہے، اس کی کیفیت وصورت کو نہیں جانا جا سکتا، اس لیے یہ تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس کی بنا پر نبی کو قرب بخشتا ہے، یا اس پر اجر جزیل اور وافر ثواب عنایت فرماتا ہے۔ ❷ يَتَغَنّٰى بالقرآن: وہ اپنی کتاب کی خوش الحانی اور حسن صوت کے ساتھ قرأت کرتا ہے، قرآن سے مراد یا تو مصدری معنی ہے قرأت کرنا یا مقروء مراد ہے یعنی جس کتاب کی وہ تلاوت قرأت کرتا ہے۔

فائدہ :...... قرآن مجید کو خوش آوازی اور خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے لیکن اس کو گانا اور تجوید کے اصول وضوابط کو نظر انداز کر کے ترنم پیدا کرنا پسندیدہ نہیں ہے اور یہ بھی تصنع اور بناوٹ سے پاک ہو، تکلف اور تصنع اللہ کے ہاں پسندیدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قل ما اسئلكم عليه من اجر وما انا من المتكلفين﴾ ''اے نبی! کہہ دے کہ میں تم سے اس پر مزدوری کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔''

بعض حضرات نے يتغنى کا معنی وہ کیا ہے جو گھوڑوں کے رکھنے والے کے اجر وثواب والی حدیث میں تغنّیا کا ہے یعنی قرآن یا اپنی کتاب کو باعث استغناء سمجھتا ہے، اس کے مقابلہ میں کسی اور کتاب کی ضرورت واحتیاج نہیں سمجھتا یا کسی انسان کا اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا۔

یہ معنی اگرچہ اپنی جگہ درست ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن اس حدیث میں مقصد خوش الحانی ہی ہے، جیسا کہ دوسری حدیث ہے زينوا القرآن باصواتكم، قرأت کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

[1846] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو كِلَاهُمَا

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ((كَمَا يَأْذَنُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ))

[1846] مصنف یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے، لیکن اس میں ما اَذِنَ نبی کے بجائے كما يأذنُ لِنَبِيّ کے الفاظ ہیں۔

[1847] ۲۳۳۔(. . .) حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1846] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٢٢٩) وبرقم (١٥٣٤٢)

[1847] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قول النبي ﷺ (الماهر بالقرآن مع ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ ((مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ))

[1847] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں دھرتا جس قدر کان اس نبی کی خوش الحانی پر دھرتا ہے جو قرأت خوش الحانی سے کرتا ہے، اس کو بلند آواز سے پڑھتا ہے۔''

فائدہ:...... حسن الصوت نبی کی آواز پر کان دھرنا جب کہ وہ بلند آواز سے قرأت کرتا ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ یتغنی بالقرآن سے مراد خوش الحانی اور بلند آوازی سے پڑھنا ہے، بے نیازی اور تکلف مراد نہیں ہے۔

[1848] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمِّي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ

عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعَ

[1848] مصنف نے یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بھی بیان کی ہے، لیکن سمع رسول اللّٰہ ﷺ کی بجائے إن رسول اللّٰہ ہے۔

[1849] ٢٣٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا هِقْلٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَأَذَنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ))

[1849] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں دھرتا جیسے وہ نبی پر کان دھرتا ہے جو خوش الحانی سے قرأت کرتا ہے، اس کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔''

[1850] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

← السفرة الكرام البررة وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (٧٥٤٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: استحباب الترتيل في القرآن برقم (١٤٧٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: تزيين القرآن بالصوت ٢/ ١٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٩٧)

[1848] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٤٤)

[1849] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٤)

[1850] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٠٠٥)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ فِي رِوَايَتِهِ ((كَإِذْنِهِ))

[1850] مصنف یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، صرف اس فرق کے ساتھ کہ پہلی جگہ أَذِنِہ تھا اور اس جگہ اِذْنِہ ہے، اس صورت میں معنی اجازت دینا ہوگا، پہلی صورت میں معنی کان دھرنا تھا۔ اس لیے بقول قاضی عیاض، اس میں، اس کام پر آمادہ کرنا اور حکم دینے کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔''

[1851] ٢٣٥-(٧٩٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِ الْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

[1851]۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس یا اشعری کو آل داؤد کی خوش الحانی میں سے حصہ ملا ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ مزمار: بانسری کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد حسن صوت اور خوش الحانی ہے۔

آل داؤد سے مراد، داؤد علیہ السلام ہیں، ان کا حسن صوت ضرب المثل ہے، کیونکہ ان کی آواز انتہائی خوبصورت تھی، اور عبد اللہ بن قیس، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔

[1852] ٢٣٦-(. . .) وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا طَلْحَةُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي مُوسَى ((لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ قِرَاءَتَكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

[1852]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ کو فرمایا: ''اگر تم مجھے کل رات دیکھتے جب میں تمہاری قرأت کو انتہائی توجہ سے سن رہا تھا، (تو تم بہت خوش ہوتے) تمہیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حسن آواز نصیب ہوئی ہے۔''

فائدہ ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو انتہائی شیریں آواز بخشی تھی، اور ان کی آواز میں قرآن سننے میں بڑا لطف آتا تھا، اس لیے ابوموسیٰ اشعری اپنے گھر میں تلاوت کر رہے تھے، وہاں سے حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گزر ہوا تو دونوں میاں بیوی ان کی قرأت سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہی واقعہ ایک رات دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ

[1851] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٩٩٩)

[1852] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٩١٠١)

پیش آیا، حضرت ابوموسیٰ کو معلوم ہوا تو کہنے لگے اگر اس وقت مجھے پتہ چلتا تو میں حسن صوت میں مزید حسن پیدا کر دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، قاری کا حسن صوت قرآن کی لذت اور مٹھاس میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

٣..... بَابُ: ذِكْرِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ سُورَةَ الْفَتْحِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ

باب ٣: فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ کی سورۂ فتح کی تلاوت کا تذکرہ

[1853] ٢٣٧-(٧٩٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ يَقُوْلُ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرٍ لَهُ سُورَةَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَرَجَّعَ فِي قِرَائَتِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا انِّي أَخَافُ أَنْ يَّجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَائَتِهِ

[1853]۔ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے سال، راستہ میں اپنی سواری پر سورۂ فتح کی تلاوت فرمائی اور اپنی قرأت میں آواز کو دہرایا، معاویہ بن قرۃ کہتے ہیں، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں تمہیں آپ کی قرأت کی نقل اتار کر سناتا۔

فائدہ:...... ترجیع، تکرار یا دہرانے کو کہتے ہیں، چونکہ آپ سواری پر تھے، اس لیے آواز میں زیروبم پیدا ہوتا تھا، سواری کی حرکت سے آواز میں لرزش پیدا ہوتی ہے، جس کی وجہ حسن صوت میں اضافہ ہوتا ہے اور سننے والے کو لذت وسرور حاصل ہوتا ہے، آپ کی آواز اور ترجیع سے عجیب کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

[1854] ٢٣٨-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سمعت

عَبْدَاللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ قَالَ فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا النَّاسُ لَأَخَذْتُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[1853] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المغازی، باب: این رکز النبی ﷺ الراية يوم الفتح برقم (٤٢٨١) وفی التفسير سورت الفتح، باب ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ برقم (٤٨٣٥) وفی التوحيد، باب: ذكر النبی ﷺ وروايته عن ربه برقم (٧٥٤٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة: باب استحباب الترتيل فی القرآن برقم (١٤٦٧) انظر (التحفة) برقم (٩٦٦٦)

[1854] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٨٥٠)

[1854] ۔حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے سورہ فتح پڑھتے ہوئے دیکھا، عبد اللہ بن مغفل کے شاگرد کہتے ہیں کہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ قرأت میں ترجیع کی یعنی گنگناہٹ پیدا کی، معاویہ کہتے ہیں اگر مجھے لوگوں (کے اجتماع) کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہارے لیے وہی طریقہ اپنا تا جو ابن مغفل نے نبی اکرم ﷺ کا بیان کیا تھا، یعنی اس طرح قرأت کر کے سناتا۔

فائدہ:...... حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے آپ کی قرأت کی حکایت ونقل کرتے ہوئے آواز کو کھینچا تھا جیسے آ آ آ۔

[1855] ۲۳۹۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَا نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ عَلَى رَاحِلَةٍ يَسِيرُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ

[1855] ۔امام صاحب نے دوسرے استاد سے یہی روایت نقل کی ہے، اور خالد بن حارث کی روایت یہی ہے کہ آپ چلتی ہوئی سواری پر سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

۴...... بَاب: نُزُولِ السَّكِينَةِ لِقِرَائَةِ الْقُرْآنِ

باب ۴: قرآن مجید کی تلاوت پر سکینت اترنا

[1856] ۲٤۰۔(۷۹۵) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُورُ وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ))

[1856] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس دو لمبی رسیوں میں بندھا ہوا گھوڑا کھڑا تھا، اسے ایک بدلی نے ڈھانپ لیا اور وہ بدلی گھومنے اور قریب آنے لگی اور اس

[1855] تقدم تخريجه برقم (۱۸۵۰)

[1856] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل القرآن، باب: فضل الكهف برقم (۵۰۱۱) انظر (التحفة) برقم (۱۸۳٦)

کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا، جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا: ''یہ سکینت تھی، جو قرآن کی قرأت کی بنا پر اتری۔''

مفردات الحدیث ❊ شَطَن: طویل اور لمبی رسی کو کہتے ہیں، جس سے گھوڑا باندھا جاتا ہے۔

فائدہ:...... سکینت، اطمینان قلب اور دلی سکون کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت کا نتیجہ ہے اور قرآن کی قرأت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے، اور اس حدیث میں اس کو ایک شکل دی گئی ہے، اس لیے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، سکینہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، جو طمانیت اور رحمت کا باعث بنتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔

[1857] ٢٤١-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَاءَ يَقُولُ قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ))

[1857]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سورۃ کہف کی قرأت شروع کی، اور گھر میں ایک چوپایہ تھا، وہ بدکنے لگا، اس نے دیکھا، کہ جانور کو دھند یا بدلی نے ڈھانپا ہوا ہے، اس نے یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کو بتایا، آپ نے فرمایا: ''اے شخص! پڑھتے رہتے، یہ تو سکینت تھی جو قرأت کے وقت اتری یا قرآن کی خاطر نازل ہوئی۔''

[1858] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ فَذَكَرَا نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا تَنْقُزُ

[1858] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں تَنْفِرُ کی بجائے تَنْقُزُ ہے۔ تنفر کا معنی بدکنا ہے اور تنقز کا اچھلنا کودنا کہ وہ کودنے لگا یا اچھلنے لگا۔

[1859] ٢٤٢-(٧٩٦) وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ

[1857] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب، باب: علامات النبوة في الاسلام برقم (٣٦١٤) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في فضل سورت الكهف برقم (٢٨٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٧٢)

[1858] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٥٤)

[1859] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤١٠٠)

قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ خَبَّابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرَى فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا قَالَ أُسَيْدٌ فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا قَالَ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيٰى قَرِيبًا مِنْهَا خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ))

[1859]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے کھلیان میں قرأت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا یا گھوڑی کودنے لگی، وہ پڑھتے رہے، پھر وہ دوبارہ کودنے لگی، وہ پڑھتے رہے وہ پھر گردش کرنے لگی، اسید کہتے ہیں، مجھے خوف پیدا ہوا کہ (وہ میرے بیٹے) یحییٰ کو روند ڈالے گی، میں اٹھ کر گھوڑی کے پاس گیا تو اچانک میرے سر پر سائبان جیسی کوئی چیز تھی، اس میں چراغوں جیسی چیزیں تھیں، وہ سائبان فضا میں چڑھ گیا تھا حتی کہ مجھے نظر آنا بند ہو گیا، میں صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس اثنا میں کہ میں کل آدھی رات اپنے کھلیان میں قرأت کر رہا تھا کہ اچانک میری گھوڑی چکر لگانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔'' میں نے کہا میں نے قرأت جاری رکھی، پھر وہ گھومی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔'' میں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے کہا اے ابن حضیر پڑھتے رہتے میں نے کہا، میں ہٹ گیا، قرأت سے باز آ گیا۔ (میرا بیٹا) یحییٰ اس کے قریب تھا، میں ڈر گیا کہ وہ اسے روند دے گی تو میں نے سائبان جیسی چیز دیکھی، اس میں چراغوں جیسی چیزیں تھیں، وہ فضا میں چڑھنے لگی حتی کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے، تیری قرأت سن رہے تھے، اور اگر تم پڑھتے رہتے تو لوگ صبح ان کو دیکھ لیتے، وہ ان سے اوجھل نہ ہوتے۔''

فائدہ :...... بعض حضرات نے سورہ کہف پڑھنے والا، حضرت اسید رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے، لیکن بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے، حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے

ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے، لیکن وہ بھی سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے، اس لیے سورۃ کہف پڑھنے والا کوئی تیسرا صحابی ہے یا انہوں نے بقرہ کے بعد سورہ کہف پڑھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، محال نہیں ہے۔

٥......بَابُ: فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ

باب ٥: حافظ قرآن کی فضیلت

[1860] ٢٤٣-(٧٩٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ))

[1860]۔ حضرت موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، نارنگی کی سی ہے، اس کی خوشبو عمدہ اور اس کا ذائقہ خوشگوار ہے اور وہ مومن جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا، اس کی مثال کھجور کی سی ہے، اس کی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ شیریں ہے، اور وہ منافق جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ریحانہ کے پھول کی ہے۔ اس کی خوشبو عمدہ ہے اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن (تمے) کی طرح ہے، اس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔''

فائدہ:...... ایمان ایک اعلیٰ اور عمدہ وصف ہے، جو مستقل طور پر ایک کمال اور خوبی ہے، اگر اس کے ساتھ قرآن مجید کا حق تلاوت ادا کیا جائے یعنی قرآن مجید کی تلاوت کی پابندی کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے، جیسا بعض روایات میں عمل کی صراحت موجود ہے تو یہ نور علیٰ نور ہے۔ ایمان کے حسن و کمال میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کو چار

[1860] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: فضل القرآن على سائر الكلام برقم (٥٠٢٠) وفي باب: من رايا بقراة القرآن، او تاكل به او فخره به. برقم (٥٠٥٩) وفي التوحيد، باب: قرآة الفاجر والمنافق واصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم برقم (٧٥٦٠) وابو داود في (سننه) في الادب، باب: من يومر ان يجالس برقم (٤٨٣٠) والترمذى في (جامعه) في الامثال، باب: ما جاء في مثل المومن القارى للقرآن وغير القارئ برقم (٢٨٦٥) وابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب: فضل من تعلم القرآن وعلمه برقم (٢١٤) انظر (التحفة) برقم (٨٩٨١)

چاند لگ جاتے ہیں، لیکن اگر قرآن مجید کا حق ادا نہ کیا جائے، اس کی تلاوت نہ کی جائے یا اس پر عمل نہ کیا جائے تو اس کا حسن و کمال ماند پڑ جاتا ہے، نفاق ایک بد خصلت ہے، لیکن ظاہری طور پر اس میں خوبی ہے اور باطنی طور پر خباثت ہے، اس لیے تلاوت قرآن اور اس پر سچا جھوٹا عمل بظاہر ایک خوبی ہے لیکن اگر منافق قرآن کی تلاوت نہ کرے اور اس پر کچھ نہ کچھ عمل بھی نہ کرے تو ظاہری خوبی بھی ماند پڑ جاتی ہے اور اندر کا خبث نمایاں ہو جاتا ہے، اس لیے بعض روایات میں لیس لھا ریح کی بجائے ریحھا مر ہے کہ اس کی کڑواہٹ سونگھی جا سکتی ہے، اس کے تلخ ذائقہ کا اثر اس کی بو پر بھی پڑتا ہے۔

[1861] (. . .) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ بَدَلَ الْمُنَافِقِ الْفَاجِرِ

[1861] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہمام کی روایت میں منافق کی جگہ فاجر (بدکار) کا لفظ ہے۔

٦...... باب: فَضْلِ الْمَاهِرِ بِالْقُرْآنِ وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ لَهُ اَجْرَانِ

باب ٦: ماہر قرآن کی فضیلت اور جو اس میں اٹکتا ہے اس کا اجر

[1862] ٢٤٤ـ(٧٩٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ))

[1862]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید میں مہارت پیدا کر لی، (اور اس کی بنا پر قرآن کو بے تکلف رواں پڑھنے لگا) وہ معزز اور فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو انسان قرآن مجید پڑھتا ہے اور (مہارت نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس میں اٹکتا ہے اور دشواری محسوس کرتا ہے اس کو دو اجر ملیں گے۔''

[1861] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٥٧)

[1862] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: سورت (عبس) برقم (٤٩٣٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في ثواب قراة القرآن برقم (١٤٥٤) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن باب: ما جاء في فضل قارى القرآن برقم (٢٩٠٤) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٢)

مفردات الحدیث ❶ الماهر بالقرآن: جو قرآن مجید کے لفظ اور پڑھنے میں ماہر اور پختہ ہو۔ حفظ واتقان کی وجہ سے قرأت کرنے میں لکنت اور زحمت نہیں ہوتی۔ ❷ السفرة الكرام البررة: سفرة، سافر کی جمع ہے مسافر، رسول اور ایلچی کو کہتے ہیں یا لکھنے والے اور اس سے مراد فرشتے ہیں۔ ❸ الكِرَام كريم کی جمع ہے، معزز ومحترم، البَرَرة، بار کی جمع ہے خوب کار وفادار اور اطاعت شعار۔ ❹ يَتَتَعْتَعُ فيه: اس میں اٹکتا ہے، توقف کرتا ہے، عدم مہارت کی بنا پر روانی پیدا نہیں ہوتی۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کے جو بندے قرآن کو اللہ کا کلام یقین کرتے ہوئے، اس سے شغف وتعلق رکھتے ہیں، اگر کثرت تلاوت اور اس کے اہتمام کی وجہ سے اس میں مہارت حاصل کر کے بے تکلف رواں پڑھتے ہیں، اس کے مطالب ومعانی پر غور وفکر کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو معزز ومحترم حامل وحی فرشتوں کی رفاقت ومعیت کی سعادت حاصل ہوگی، لیکن جو بندے ایمان کے تقاضے کی بنا پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، لیکن صلاحیت ومہارت کی کمی کی وجہ سے تکلف کے ساتھ اٹک اٹک کر پڑھتے ہیں اور اجر وثواب کے حصول کی خاطر، پڑھنے میں زحمت ومشقت برداشت کرتے ہیں، ان کو بھی دل برداشتہ یا شکستہ دل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ان کو تلاوت کے اجر وثواب کے ساتھ زحمت ومشقت اٹھانے کا الگ ثواب ملتا ہے۔

[1863] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ ((وَالَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ))

[1863] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، وکیع کے الفاظ یہ ہیں، ''جو قرأت کرتا ہے اور وہ اس کے لیے گراں اور مشقت کا باعث ہے، اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

۷...... بَاب: إِسْتِحْبَابِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ عَلَى أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْحُذَّاقِ فِيهِ وَإِنْ كَانَ الْقَارِئُ أَفْضَلَ مِنَ الْمَقْرُوءِ عَلَيْهِ

باب ۷: قرآن مجید اہل فضل اور اس میں مہارت وحذاقت رکھنے والوں کو سنانا بہتر ہے، اگرچہ پڑھنے والا سننے والے سے افضل وبرتر ہے

[1864] ٢٤٥ـ(٧٩٩) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ

[1863] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٥٩)

[1864] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: سورت ﴿لم يكن﴾ برقم ٤٩٦٠ ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأُبَيٍّ ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ)) قَالَ اللَّهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللَّهُ ((سَمَّاكَ لِي)) قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي

[۱۸۶۴]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔'' انہوں نے پوچھا، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا نام لے کر فرمایا ہے۔'' تو حضرت ابی رونے لگے۔

فائدہ:...... اہل علم اور صاحب کمال کی قدردانی کے لیے اس کو ایک اعلیٰ اور افضل شخصیت کا قرآن سنانا ایک پسندیدہ طرز عمل ہے، جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس کو شرف و سعادت نصیب ہوتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب کو ان کے قرآن میں مہارت و شغف کی بنا پر یہ بلند مقام نصیب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لے کر اپنے رسول کو ان کو قرآن مجید سنانے کی سعادت سے مشرف فرمانے کا حکم دیا، تاکہ آئندہ بھی کوئی استاد اپنے شاگرد کو قرآن سنانے میں عار محسوس نہ کرے اور تاکہ شاگرد اپنے استاد کا لہجہ اور طرز اور اچھی طرح محفوظ کرے اور آگے اپنے شاگردوں کو اسی طرح پڑھائے اور حضرت ابی بن کعب کو اس دوہری سعادت کے حصول پر اس قدر فرحت و مسرت حاصل ہوئی کہ وہ اس کا حق شکر ادا نہ کر سکتے تھے، اس لیے رو پڑے کہ میں کیا، میری حیثیت کیا، اور کہاں اتنا شرف کہ رب کائنات نام لے کر، اپنے رسول کو مجھے یہ شرف عنایت فرمانے کا حکم صادر فرمائے۔

[1865] ۲٤٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا)) قَالَ وَسَمَّانِي لَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَبَكَى

[1865]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔'' انہوں نے پوچھا، اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ یا آپ کو میرا نام بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' تو وہ رونے لگے۔

← ومسلم فی (صحیحه) فی فضائل الصحابة، باب: من فضائل ابی بن کعب وجماعة من الانصار، رضی الله عنهم جمیعا برقم (٦٢٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٠٠)

[1865] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مناقب الانصار باب: مناقب ابی بن کعب رضی الله عنه برقم (٣٨٠٩) وفی التفسیر، باب: سورت ﴿لم یکن﴾ برقم (٤٩٥٩) ومسلم فی (صحیحه) فی فضائل الصحابة باب؛ من فضائل ابی بن کعب وجماعة من ←

فائدہ:...... سورۃ لم یکن الذین کفروا ایک مختصر سورت ہے جس میں دین کے اصول ومبادی اور اہم ارکان کو بیان کیا گیا ہے۔ کافر ومشرک لوگوں کا انجام و مقام اور ایمان وعمل صالح سے متصف لوگوں کا شرف وقدر اور بدلہ بیان کیا گیا ہے۔

[1866] (...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ

[1866] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کی ہے۔

٨...... بَاب: فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَائَةِ مِنْ حَافِظِهِ لِلاسْتِمَاعِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَائَةِ وَالتَّدَبُّرِ

باب ٨: قرآن مجید سننے کی فضیلت اور حافظ قرآن سے سننے کے لیے پڑھنے کی فرمائش کرنا اور قرأت کے وقت رونا اور اس پر غور وفکر کرنا

[1867] ٢٤٧-(٨٠٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا رَفَعْتُ رَأْسِي أَوْ غَمَزَنِي رَجُلٌ إِلَى جَنْبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ دُمُوْعَهُ تَسِيلُ

← الانصار رضی الله عنهم برقم (٦٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٧)

[1866] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٨٦٢)

[1867] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل القرآن، باب من احب ان يستمع القرآن من غيره برقم (٥٠٤٩) وفی باب؛ قول المقرئ للقاری حسبك برقم (٥٠٥٠) وفی باب: البكاء عند قراءة القرآن برقم (٥٠٥٥) وبرقم (٥٠٥٦) وفی التفسير، سورت النساء باب ﴿فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هولاء شهيدا﴾ برقم (٤٥٨٢) وابو داود فی (سننه) فی العلم، باب: فی القصص برقم (٣٦٦٨) والترمذی فی (جامعه) فی التفسير باب: ومن سورت النساء برقم (٣٠٢٤) وبرقم (٣٠٢٥) انظر (التحفة) برقم (٩٤٠٢)

[1867] ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید سناؤ۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو سناؤں؟ آپ پر تو اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ میں اسے دوسرے سے سنوں۔'' تو میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء:۴۱) ''اس وقت کیا حال ہوگا، جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا، یا میرے پہلو میں موجود آدمی نے مجھے دبایا تو میں نے اپنا سر اٹھایا، میں نے دیکھا، آپ کے آنسو جاری تھے۔

فائدہ:...... آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خود قرآن مجید سنایا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید دوسروں کو سنانا یا دوسروں سے سننا دونوں ہی عمدہ اور اعلیٰ کام ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب سورہ نساء کی اس آیت پر پہنچے، جس میں آپ کے بلند و بالا مرتبہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی امت کے لوگوں پر گواہ ہوں گے یا سب امتوں کے گواہوں کی تصدیق فرمائیں گے تو آپ کو قیامت کے احوال میدان حشر کی شدت و وحشت اور اپنی امت پر شفقت و رحمت نے رلا دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو غور و فکر اور تدبر و تفکر سے سننا چاہیے تاکہ انسان اس کے مضامین سے متاثر ہو اور اس میں سوز و گداز اور رقت قلبی پیدا ہو، جس کا اظہار رونے کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔

[1868] (. . .) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَمِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ

عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ هَنَّادٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((اقْرَأْ عَلَيَّ))

[1868] امام صاحب نے یہ روایت دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے اور ہناد کی روایت میں جو اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جبکہ آپ منبر پر تھے، فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ۔''

[1869] ۲۴۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ

[1868] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٦٤)

[1869] تقدم تخريجه برقم (١٨٦٤)

وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا فَبَكَى قَالَ مِسْعَرٌ فَحَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مَا دُمْتُ فِيهِمْ أَوْ مَا كُنْتُ فِيهِمْ)) شَكَّ مِسْعَرٌ

[1869]۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مجھے قرآن مجید سناؤ،'' انہوں نے کہا، کیا میں آپ کو سناؤں جبکہ قرآن تو آپ ہی پر اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں اسے اپنے غیر سے سننا پسند کرتا ہوں۔'' ابراہیم کہتے ہیں کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سورہ نساء ابتدا سے اس آیت تک سنائی، اس وقت کیا حال ہوگا، جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' تو آپ اس آیت پر رو پڑے، مسعر نے ایک دوسری سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں ان پر گواہ اس وقت تھا جب تک میں ان میں رہا۔'' مسعر کو شک ہے ما دمت فیھم کہا یا ما کنتُ فیھم کہا۔

[1870] ۲۴۹۔(۸۰۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ لِي بَعْضُ الْقَوْمِ اقْرَأْ عَلَيْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ سُورَةَ يُوسُفَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَاللَّهِ مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قُلْتُ وَيْحَكَ وَاللَّهِ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي ((أَحْسَنْتَ)) فَبَيْنَمَا أَنَا أُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدْتُ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ قَالَ فَقُلْتُ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ لَا تَبْرَحُ حَتَّى أَجْلِدَكَ قَالَ فَجَلَدْتُهُ الْحَدَّ

[1870]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حمص میں تھا تو مجھے کچھ لوگوں نے کہا، ہمیں قرآن مجید سنائیں تو میں نے انہیں سورۃ یوسف سنائی تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اللہ کی قسم! یہ اس طرح نہیں اتری، میں نے کہا، تم پر افسوس، اللہ کی قسم! میں نے یہ سورت رسول اللہ ﷺ کو سنائی تھی تو آپ نے مجھے فرمایا: ''تو نے خوب پڑھا۔'' اس اثنا میں کہ میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک میں نے اس سے شراب کی بدبو محسوس کی تو میں نے کہا کیا تو شراب پی کر کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ تو یہاں سے جا نہیں سکتا، حتی کہ میں تجھے کوڑے لگواؤں، پھر میں نے اسے حد لگوائی۔

[1870] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبي ﷺ

[1871] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِي ((أَحْسَنْتَ))

[1871] امام صاحب نے یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے، لیکن ابو معاویہ کی روایت میں، فقال لی (احسنت) کے الفاظ نہیں ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا: ''تو نے بہت اچھا پڑھا۔''

فائدہ :...... قرآن مجید کی کسی ایک آیت کی تکذیب کفر وارتداد ہے، اس آدمی نے محض آپ کے اسلوب قرأت کا انکار کیا تھا۔ سورۃ کا انکار نہیں کیا تھا، لیکن چونکہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سورہ اس اسلوب و انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تھی، اس لیے انہوں نے اس کو کتاب اللہ کی تکذیب سے تعبیر کیا، اور پھر یہ حرکت اس نے شراب نوشی کی حالت میں کی تھی جس میں انسان کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے، اس لیے آپ نے اس حرکت پر گرفت نہیں کی، محض شراب نوشی پر امیر شہر سے حد لگوائی یا اس کی اجازت سے حد لگوائی، کیونکہ حد امیر یا قاضی کی اجازت کے بغیر نہیں لگائی جا سکتی۔

٩...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَعَلُّمِهِ

باب ٩: نماز میں قرآن مجید پڑھنے اور اس کے سیکھنے کی فضیلت

[1872] ٢٥٠-(٨٠٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ))

[1872] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ جب اپنے گھر واپس آئے تو اس میں تین حاملہ بڑی بڑی فربہ اونٹنیاں پائے؟'' ہم نے عرض کیا، جی ہاں

← برقم (٥٠٠١) انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٣)

[1871] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٦٧)

[1872] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الادب، باب: ثواب القرآن برقم (٣٧٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٧١)

آپ نے فرمایا: تین آیات جنہیں تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھتا ہے، وہ اس کے لیے تین حاملہ بھاری بھرکم اور موٹی تازی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ خَلِفَات: خَلِفة کی جمع ہے، اس حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی آدمی مدت حمل گزر چکی ہو۔ ❷ عِظَام: عظیم کی جمع ہے، قد و قامت میں بڑی، سِمان، سَمِین کی جمع فربہ، موٹی تازی۔

فائدہ:...... ایک مسلمان انسان کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے، نماز پڑھتا ہے اور اس میں انتہائی احترام وعقیدت سے قرأت کرتا ہے، ایک آیت کا اجر وثواب ایک موٹی تازی اور بھاری بھر کم حاملہ اونٹنی کے مل جانے سے بہتر ہے، اور اہل عرب کے ہاں اونٹ ہی سب سے اعلیٰ وعمدہ اور قیمتی سواری تھے، جو ان کے سفر وحضر، امن وجنگ کا ساتھی تھا، گویا ایک مسلمان کے لے سب سے قیمتی سامان اور اعلیٰ ثروت نیکیاں ہیں جو آخرت کی لازوال زندگی میں کام آنے والی ہیں، یہ دنیا کا عارضی وفانی مال نہیں چاہے وہ کتنا ہی قیمتی اور عمدہ کیوں نہ ہو۔ آخر فانی ہے۔

[1873] ٢٥١ ـ (٨٠٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ ((أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ))

[1873]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم چبوترے پر تھے تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون شخص پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح بُطحان یا عقیق کی وادی میں جائے، اور وہاں سے بغیر کسی کی حق تلفی اور قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لائے۔'' تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم سب کو یہ بات پسند ہے، آپ نے فرمایا: ''تو پھر تم میں سے کوئی شخص صبح مسجد میں کیوں نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں سیکھے یا ان کی قرأت کرے یا دوسرے کو سکھائے تو یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے اور تین آیات، تین سے بہتر اور چار اس کے لیے چار سے بہتر، اس طرح جتنی آیات سیکھے

[1873] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في ثواب قراة القرآن برقم (١٤٥٦) انظر (التحفة) برقم (٩٩٤٢)

سکھائے یا پڑھے گا، وہ اتنی تعداد میں اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

مفردات الحدیث ٭ وادی بطحان اور وادی عقیق: مدینہ منورہ کے قریبی مقامات ہیں اور صفہ آپ کے دور میں مسجد نبوی کا ایک چبوترہ تھا، جس پر سائبان تھا اور باہر سے آنے والے طلبہ اور ضرورت مند افراد اس میں ٹھہرتے تھے، جن کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی۔ کوماوین، کوماء کا تثنیہ ہے، بہت بڑی کوہان والی اونٹنی۔

١٠...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَسُورَةِ الْبَقَرَةِ

باب١٠: قرآن مجید، خاص کر سورۃ بقرہ پڑھنے کی فضیلت

[1874] ٢٥٢-(٨٠٤) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ نَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي

أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) قَالَ مُعَاوِيَةُ بَلَغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ السَّحَرَةُ

[1874]۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے، ''قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے سے تعلق وربط رکھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔'' دو روشن نورانی سورتیں بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل یا دو سائبان یا گویا کہ وہ پرندوں کی صف باندھے ہوئے دو قطاریں ہیں، اور اپنے سے تعلق وربط رکھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی، سورۃ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کی تلاوت پر مواظبت اور غور وفکر کرنا باعث برکت ہے اور اس کو نظر انداز کرنا باعث حسرت ہے، اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' معاویہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے۔

مفردات الحدیث ٭ ❶ زهراوين: زهراء کا تثنیہ ہے، روشن، چمکیلا، اپنی ہدایت وروشنی اور اجر عظیم کی بنا پر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو یہ نام ملا۔ ❷ غمامتان: غمامة بادل کو کہتے ہیں اور غياتيان، غياية سائبان

[1874] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٩٣١)

کو کہتے ہیں۔ ❸ فِرْقان: فِرق، ٹولی، گروہ۔ ❹ صَوَاف، صافة: پر پھیلائے ہوئے۔ ❺ بطلة سے مراد سحرة (ساحر کی جمع) یعنی جادوں گر ہیں۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قرآن اپنے اصحاب کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا، اصحاب قرآن سے وہ لوگ مراد ہیں، جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوئے، اس سے تعلق اور شغف کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا ذریعہ خیال کر کے، اس کی تلاوت کریں، اس میں تدبر وتفکر کریں، اس کے احکام و ہدایات پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام کریں، یا اس کی تعلیم و ہدایت کو عام کرنے اور پھیلانے کے لیے تعلیم و تدریس، تبلیغ وتصنیف کی صورت میں جدوجہد کریں، یہ سب لوگ قرآن کی سفارش کے حقدار ہوں گے، اس حدیث میں آپ نے قرآن مجید کی قرأت وتلاوت کی عمومی ترغیب کے بعد سورۃ بقرہ اور سورہ آل عمران کی قرأت کی مخصوص ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ قیامت میں اور حشر میں جب ہر شخص سایہ کا بہت ہی حاجت مند ہوگا، یہ دونوں سورتیں بادل یا سایہ دار چیز کی طرح یا پرندوں کے پروں کی طرح اپنے سے تعلق وشغف رکھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گی اور ان کی طرف سے مدافعت اور جواب دہی کریں گی، اور آخر میں مزید فرمایا: سورۃ بقرہ کے سیکھنے اور پڑھنے میں بڑی برکت ہے اور اس سے محرومی میں بڑا خسارہ ہے اور اہل بطالت سست و کاہل لوگ اس کی پابندی اور تلاوت کی طاقت نہیں رکھتے اور اس حدیث کے راوی معاویہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بَطَلَة سے مراد سَحَرہ جادوگر ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کا معمول ہوگا، اس گھر پر کسی جادوگر کا جادو نہیں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ پڑھنے کی خاصیت اور تاثیر یہ بتائی ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

[1875] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ ((وَكَاَنَّهُمَا)) فِي كِلَيْهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَغَنِي

[1875] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں او کانّھما کی جگہ وکانّھما ہے اور معاویہ کا قول کہ بطلہ کا معنی سحرہ ہے، بیان نہیں کیا گیا۔

[1876] ۲۵۳۔(۸۰۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

[1875] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٩٣١)

[1876] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی فضائل القرآن: باب: ما جاء فی سورت آل عمران برقم (٢٨٨٣) انظر (التحفة) برقم (١١٧١٣)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا))

[1876] ۔حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمار ہے تھے: ''قیامت کے دن قرآن کو اور ان قرآن والوں کو لایا جائے گا جو اس پر عمل کرتے تھے، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران وہ پیش پیش ہوں گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں آج تک نہیں بھولا، آپ نے فرمایا: ''گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ سائبان ہیں، جن کے درمیان روشنی اور نور ہے یا گویا کہ وہ دو صف باندھے ہوئے پرندوں کی قطاریں ہیں، وہ اپنے سے تعلق و رشتہ رکھنے والوں کی طرف سے وکالت و مدافعت کریں گی۔

مفردات الحدیث ❶ تَقْدُمُهُ: قرآن کے آگے آگے ہوں گی۔ ❷ شَرْق: روشنی، نور۔ ❸ حِزْقَان: دو گروہ، دو قطاریں۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اہل قرآن یا اصحاب قرآن وہی لوگ ہوں گے، جو قرآن کی محض قرأت و تلاوت پر کفایت نہیں کرتے، بلکہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور بار بار تلاوت کا اصلی مقصد یہی ہے کہ قرآنی ہدایات و احکامات ہر وقت پیش نظر رہیں اور سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران میں زندگی گزارنے کے بارے میں تمام سورتوں سے زیادہ اصول و ضوابط اور ہدایات و تعلیمات ملتی ہیں۔

١١...... بَاب: فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَالْحَثِّ عَلَى قِرَاءَةِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ

باب ١١: فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت اور بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے کی ترغیب

[1877] ٢٥٤-(٨٠٦) وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ قَالَا نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيلُ علیہ السلام قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أَبْشِرْ

[1877] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٥٤١)

بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ

[1877] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اس اثناء میں انہوں نے اوپر سے آواز سنی اور اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا: ''آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا ہے، آج کے سوا کبھی نہیں کھلا تو اس سے ایک فرشتہ اترا تو جبرائیل سے کہا یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتہ نے سلام عرض کیا اور آپ سے کہا، آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو، جو آپ ہی کو دیئے گئے ہیں، آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک فاتحہ الکتاب اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیات، آپ ان میں سے جو جملہ بھی پڑھیں گے، اس میں مانگی ہوئی چیز آپ کو ملے گی۔

فائدہ :......سورہ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کی روشنی میں انسان اپنا سفر طے کرتا ہے، سورۃ فاتحہ دین جو ضابطہ حیات اور روشن زندگی کا نام ہے، میں اس کا خلاصہ اور نچوڑ بیان کیا گیا ہے، اور اس کی روشنی میں چل کر ہی انسان کامیابی اور کامرانی سے صراط مستقیم پر گامزن ہو کر مقصود زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سورۃ بقرہ کی آخری آیات میں ارکان ایمان کا بیان ہے، اور اپنی کامیابی وکامرانی کے لیے دعا ہے، اور ہر مطلوب ومحبوب چیز کا سوال ہے۔

[1878] ۲۵۵۔(۸۰۷) وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ))

[1878]۔عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں، بیت اللہ کے پاس میری ملاقات حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا، مجھے آپ کی بیان کردہ، سورۃ بقرہ کی دو آیتوں کے بارے میں حدیث پہنچی ہے تو انہوں نے کہا، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص ان کو رات کو پڑھ لے گا، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

[1878] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تحزيب القرآن برقم (١٣٩٧) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في آخر سورت البقرة برقم (٢٨٨١) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: فيما يرجى ان يكفي من قيام الليل برقم (١٣٦٨) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٩)

فائدہ:......سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات سے مراد، آمن الرسول سے لے کر خاتم سورۃ مراد ہے اور کفتاہ کا مقصد ہے، وہ رات کے قیام سے کفایت کریں گی، شیطان کے شر وفساد سے اس کی حفاظت کریں گی، اور ہر قسم کی آفتوں اور مصائب سے تحفظ فراہم کریں گی، ان کا اجر وثواب انسان کے لیے کافی ہوگا۔

[1879] (...) وَ حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1879] امام صاحب نے یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کی ہے۔

[1880] ٢٦٥-(٨٠٨) وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[1880]۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی یہ دو آخری آیات پڑھیں، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔'' علقمہ کے شاگرد عبدالرحمن کہتے ہیں، میں براہ راست ابو مسعود کو ملا جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بیان کی۔

[1881] (...) وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1881] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1882] (...) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1879] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٧٥)

[1880] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)

[1881] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)

[1882] تقدم تخريجه برقم (١٨٧٥)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1882] ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

۱۲...... بَابُ: فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ

باب ۱۲: سورۃ کہف اور آیت الکرسی کی فضیلت

[1883] ۲۵۷-(۸۰۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷜ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ))

[1883]۔ حضرت ابو الدرداء ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان سورہ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرے گا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔

فائدہ:...... سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیات میں جو تمہیدی مضمون ہے اور اس کے ساتھ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس میں ہر دجالی فتنہ کا توڑ ہے کیونکہ اس میں زمین اور اس کے ساز وسامان کی رنگینی اور دلکشی کا نقشہ کھینچ کر اس کے عارضی اور فنا پذیر ہونے کا دلنشین انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے اور جس دل کو ان آیات میں بیان کردہ حقائق اور مضامین کا یقین نصیب ہو جائے گا وہ دل کسی دجالی فتنہ سے متاثر نہ ہو گا، اس طرح جو مسلمان ان آیات کی اس خاصیت اور برکت پر یقین رکھتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دے گا اور ان کی تلاوت کرتا رہے گا، وہ (اصحاب کہف) کی طرح محفوظ رہے گا۔

[1884] (...) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا هَمَّامٌ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ شُعْبَةُ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ وَ قَالَ هَمَّامٌ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ كَمَا قَالَ هِشَامٌ

[1884] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے، جس میں شعبہ کی حدیث میں آخری دس آیات کہا گیا ہے اور ہمام نے ہشام کی طرح ابتدائی دس آیات کہا ہے۔

[1883] اخرجه ابو داود في (سننه) في الملاحم، باب: خروج الدجال رقم (۴۳۲۳) والترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في فضل سورت الكهف برقم (۲۸۸۶) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۶۳)

[1884] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۸۸۰)

[1885] ۲۵۸۔(۸۱۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحِ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ ((وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ))

[1885]۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس کتاب اللہ کی کون سی آیت، سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو ہی خوب علم ہے، آپ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو، اللہ کی کتاب کی کون سی آیت تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ﴿اَللّٰـهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔''

فائدہ:......قرآن مجید کی آیات کلام الٰہی ہونے کے اعتبار سے یکساں حیثیت اور مقام کی حامل ہیں، لیکن اپنے مضامین ومطالب کے اعتبار سے ان کے اجر وثواب میں فرق ہے، مثلاً ایک طرف سورہ لہب ہے جس میں ابولہب کی بدانجامی اور بدکاری کا تذکرہ ہے اور دوسری طرف سورہ اخلاص ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات وحدانیت کا ذکر ہے تو ان دونوں کے مضامین میں زمین وآسمان کا فرق ہے، اس لیے ان کا اجر وثواب کیسے یکساں ہوسکتا ہے؟ اس طرح قرآن مجید کی تمام آیات سے آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ (سترہ دفعہ) تذکرہ ہے اور یہ تمام آیات قرآن کی سردار ہے۔

۱۳...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

باب۱۳: قل هو اللّٰه احد کی فضیلت

[1886] ۲۵۹۔(۸۱۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

[1885] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة: باب ما جاء فی آیة الکرسی برقم (۱٤٦٠) انظر (التحفة) برقم (۳۸)

[1886] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۹٦٦)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))
قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ قَالَ ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))

[1886] ۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ رات کو تہائی قرآن کی تلاوت کرے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، وہ تہائی قرآن کی تلاوت کیسے کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ قرآن مجید کے تہائی حصہ کے برابر ہے۔

فائدہ:...... قرآن مجید کے مضامین اور مطالب کو تین عنوانات کے تحت سمیٹا جاتا ہے (اگرچہ ایک اعتبار سے بقول شارح عقیدہ طحاویہ پورا قرآن مجید توحید کے گرد گھومتا ہے) توحید، رسالت (شریعت کے احکام) اور معاد (قیامت) یا بقول قاضی عیاض، صفات الٰہیہ، قصص اور احکام، اس سورۃ میں صفات الٰہیہ، توحید کا تذکرہ ہے، اس لیے یہ تہائی قرآن ہے، یا اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف اور خاصہ عنایت فرمایا ہے کہ اس کا اجر و ثواب، تہائی قرآن کے برابر ہے۔

[1887] ٢٦٠۔(...) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ الْعَطَّارُ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ))

[1887] ۔ امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے قتادہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تین اجزا (حصے) کیے ہیں، اور قرآن مجید کے اجزاء میں سے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کو ایک جز قرار دیا ہے۔'' اگرچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے علوم قرآن پانچ قرار دیے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے قرآن مجید کے مطالب مضامین کی تین عنوانات کے تحت تقسیم کی تائید ہوتی ہے۔

[1888] ٢٦١۔(٨١٢) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيٰى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ نَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْشُدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

[1887] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٩٦٦)

[1888] اخرجه الترمذي في (جامعه) في فضائل القرآن، باب: ما جاء في سورت الاخلاص برقم (٢٩٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤١)

فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ إِنِّي أُرَى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَذَاكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))

[1888]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع ہو جاؤ، کیونکہ میں تمہیں تہائی قرآن مجید سناؤں گا۔'' جو لوگ جمع ہو سکتے تھے، وہ جمع ہو گئے، پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے، سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ سنائی، پھر گھر میں چلے گئے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا، آپ کے پاس شاید آسمان سے کوئی اہم خبر آئی، جس کی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں، پھر نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا، میں ابھی تمہیں تہائی قرآن (قرآن کا تیسرا حصہ) سناؤں گا، خبردار یہ سورت قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔'' أُحْشُدُوا، جمع ہو جاؤ۔

[1889] ٢٦٢۔(. . .) وَحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ حَتّٰى خَتَمَهَا

[1889]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں تہائی قرآن سناتا ہوں تو آپ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ کو آخر تک پڑھا۔

[1890] ٢٦٣۔(٧١٣) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمِّي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ

عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلٰوتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ)) فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ

[1889] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٣٩٤)

[1890] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: ما جاء في دعاء النبي ﷺ امته الى ←

[1890] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا، اور قرأت کے آخر میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتا تھا۔ جب لشکر واپس آیا تو اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا، اس پر آپ نے فرمایا: ''اسے پوچھو، وہ ایسا کس مقصد کی خاطر کرتا ہے؟'' صحابہ کرام نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا، (میں اس لیے ایسا کرتا ہوں کہ) اس میں اللہ (رحمن) کی صفت بیان کی گئی ہے، اس بنا پر اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتا دو! اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔''

فائدہ :...... اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور صفات کا بیان انتہائی مؤثر انداز میں کیا گیا ہے تو اس سورۃ کا بار بار تکرار سے پڑھنا، اس بات کی علامت ہے کہ اس انسان کو اللہ اور اس کی صفات سے محبت و پیار ہے۔ کیونکہ ((مَنْ اَحَبَّ شَيْـأً اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ)) کسی عمل سے محبت و پیار اس کو بار بار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کسی شخص سے محبت و پیار اس کو بار بار یاد کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور جزاء وفاقا، بدلہ عمل کے مناسب ملتا ہے، اس لیے اللہ سے محبت، اس کی محبت کا باعث بنتی ہے اور وہ بھی اپنے محب کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

۱۴...... بَاب: فَضْلِ قِرَائَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب ١٤: معوذتین پڑھنے کی فضیلت

[1891] ٢٦٤ـ(٨١٤) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

[1891]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج رات جو آیات مجھ پر اتاری گئی ہیں، ان کے مثل کبھی نہیں دیکھی گئیں؟ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾''

فائدہ :...... یہ دونوں سورتیں، اس لحاظ سے بے مثال ہیں کہ ان میں ابتدا سے انتہا تک یعنی اول سے آخر تک تعوذ ہے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کے شرور چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے، پناہ طلب کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ

← توحيد الى الله تبارك و تعالى برقم (٧٣٧٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح باب: الفضل فى قرأة: ﴿قل هو الله احد﴾ ٢/ ١٧١ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٩١٤) (٦/ ٣١٥) ١٤٧٨ـ

[1891] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى فضائل القرآن، برقم (٢٩٠٢) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح فى باب: الفضل فى قراة المعوذتين ٢/ ١٥٨ـ انظر (التحفة) برقم (٩٩٤٨)

نے ان سورتوں میں شرور سے حفاظت کی بے پناہ تاثیر رکھی ہے، اس طرح یہ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رہنے کے لیے ہیں، حصن حصین (مضبوط قلعہ) ہیں اور دونوں اختصار کے باوجود اپنے مضمون میں انتہائی جامع اور کافی وشافی ہیں۔

[1892] ٢٦٥۔(. . . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُنْزِلَ أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ))

[1892]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئی ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئیں یعنی معوذتین۔''

[1893] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ وَكَانَ مِنْ رُفَعَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ

[1893] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بلند مرتبہ ساتھیوں میں سے تھے۔

١٥...... بَاب: فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ وَيُعَلِّمُهُ وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِّنْ فِقْهٍ أَوْغَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا

باب١٥: اس انسان کی فضیلت جو قرآن کے ساتھ لگا رہتا ہے اور اسے سکھاتا ہے، اور اس انسان کی فضیلت جو فقہ وغیرہ کی صورت میں حکمت سیکھتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے

[1894] ٢٦٦۔(٨١٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ

[1892] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٨٨)

[1893] تقدم تخريجه برقم (١٨٨٨)

[1894] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قول النبي ﷺ رجل اتاه الله القرآن فهو يقوم به اناء الليل واناء النهار، ورجل يقول: لو اوتيت مثل ما اوتي هذا فعلت كما يفعل برقم (٧٥٢٩) والترمذي في (جامعه) في البر والصلة، باب: ما جاء في الحسد برقم (١٩٣٦) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: الحسد برقم (٤٢٠٩) انظر (التحفة) برقم (٦٨١٥)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ))

[1894] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو خوبیاں قابل رشک ہیں، ایک اس آدمی کی خوبی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عنایت فرمائی پھر وہ دن رات کے اوقات میں اس کے حق کو ادا کرنے میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے اور وہ دن، رات کے اوقات میں اسے (شریعت کے مطابق) خرچ کرتا رہتا ہے۔''

فائدہ :...... دن اور رات کے اوقات میں قرآن پاک میں مشغول ہونے یا اس کے حق کی ادائیگی میں لگے رہنے کی مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ اس کے درس و تدریس، پڑھنے پڑھانے یا سیکھنے سکھانے میں مصروف رہتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہتا ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ وہ پورے فکر اور اہتمام کے ساتھ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے، چوتھی صورت یہ ہے کہ اسے جب بھی فرصت میسر آتی ہے، نماز میں یا اس کے بغیر اس کی تلاوت میں لگا رہتا ہے اور مال کے خرچ کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ ہر جائز ضرورت کے وقت اس کا تعلق اس کی شخصیت، خاندان سے ہو یا عزیز و اقارب سے، یا دین کی نشر و اشاعت سے ہو یا اس کے تحفظ و دفاع سے یا مسلمانوں کی شخصی اور اجتماعی ضرورت سے، ہر موقعہ اور محل پر بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے۔

[1895] ٢٦٧۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ))

[1895] ۔حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو شخصوں کے علاوہ کسی پر رشک جائز نہیں، ایک وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب عنایت فرمائی، اور وہ دن رات کے اوقات میں اس میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال و ثروت سے نوازا اور وہ دن، رات کے اوقات میں اس سے صدقہ کرتا رہتا ہے۔''

[1895] تفرد به مسلم: انظر التحفة برقم (۷۰۱۰)

مفردات الحدیث ❶ حسد: اس کی دو صورتیں ہیں (۱) حقیقی، جس میں حسد کرنے والا، صاحب نعمت سے، اسے حاصل شدہ نعمت کے زائل ہونے اور چھننے کی تمنا کرتا ہے کہ اس سے چھن جائے پھر مجھے ملے یا نہ ملے بہرحال اس کے پاس نہ رہے۔ ❷ مجازی: جس کو غبطہ اور رشک بھی کہتے ہیں، جس میں دوسرے سے نعمت کے زائل ہونے یا چھننے کی آرزو اور خواہش نہیں ہوتی، بلکہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہوتا کہ میں بھی یہ کام کر سکوں، پہلی صورت بالاتفاق منع ہے اور دوسری صورت قابل قدر ہے۔'' اور اس حدیث میں یہی مقصود ہے۔

[1896] ٢٦٨۔(٨١٦) وَ حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

[1896]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں کے علاوہ کسی پر رشک جائز نہیں، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے اور اسے حق کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے کی توفیق دی ہے، دوسرا وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے، حکمت (دین کا صحیح فہم) دیا اور وہ اس کے مطابق (اپنے اور دوسروں کے) فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

فائدہ:...... حکمت، کا معنی ہے، ہر چیز کو اس کے موقع اور محل پر رکھنا اور غیر صحیح محل سے روکنا اور اشیاء کی صحیح اور اصل حقیقت کو جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا، عادلانہ اور منصفانہ فیصلہ کرنا۔

[1896] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم، باب: الاغتباط في العلم والحكمة برقم (٧٣) وفي الزكاة، باب: انفاق المال في حقه برقم (١٤٠٩) وفي الاحكام، باب: اجر من قضى بالحكمة لقوله تعالى: ﴿من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون﴾ برقم (٧١٤١) وفي الاعتصام بالكتاب، والسنة، باب: ما جاء في اجتهاد القضاة بما انزل الله تعالى لقوله: ﴿ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون﴾ ومدح النبي ﷺ صاحب الحكمة حين يقضي بها ويعلمها ولا يتكلف من قبله مشاورة الخلفاء وسوالهم اهل العلم برقم (٧٣١٦) وابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: الحسد برقم (٤٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (٩٥٣٧)

[1897] ۲۶۹-(۸۱۷) وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ﷺ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ ﷺ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ ابْنَ ابْزٰى قَالَ وَمَنِ ابْنُ ابْزٰى قَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ إِنَّهُ قَارِءٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ ﷺ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ))

[1897] ۔ عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبد الحارث کی عسفان کے مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا، اس لیے حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اہل وادی یعنی مکہ کے لوگوں پر اپنا نائب کس کو بنایا ہے؟ نافع نے جواب دیا، اَبزیٰ کے بیٹے کو، تو پوچھا، اَبزیٰ کا بیٹا کون ہے؟ کہنے لگے ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم نے ان پر ایک غلام کو اپنا جانشین بنا ڈالا؟ تو نافع نے جواب دیا، اللہ کی کتاب پڑھنے والا ہے اور وہ فرائض کا علم رکھتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں تمہارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب مجید کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچے گرائے گا۔''

فائدہ :......قرآن مجید انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا دستور حیات اور ضابطۂ زندگی ہے اور اس کا فرمان اور عہد نامہ ہے۔ اس کی وفاداری اور تابعداری اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور اطاعت کیشی ہے اور اس نظام حیات اور دستور العمل سے انحراف اور بغاوت اللہ تعالیٰ سے انحراف اور سرکشی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے جو فرد اور جو قوم اس کو اپنا دستور زندگی سمجھ کر اپنے کاروبار حیات کو اس کا مطیع وفرمان بردار بنائے گی، اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز وسربلند فرمائے گا اور اس کے برعکس جو قوم اور امت اس سے انحراف اور سرکشی اختیار کرے گی اور اس پر ایمان لانے کے بعد اس پر عمل پیرا نہیں ہوگی تو وہ کبھی بھی عروج اور ترقی کی منازل طے نہیں کر سکے گی۔ اس اصول اور ضابطہ کے مطابق مسلمانوں کے عروج اور ترقی کے دور میں ان لوگوں کو ہی آگے لایا جاتا تھا اور انہیں عہدے اور مناصب ملتے تھے جو قرآنی علوم میں ماہر ہوتے تھے، اپنے علم قرآن کے بل بوتے پر ایک آزاد کردہ غلام مکہ کے گورنر کا جانشین بنا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر اعتراض کو واپس لے لیا اور رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنائی، لیکن حدیث میں ((اقواما))

[1897] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب فضل من تعلم القرآن وعلمه برقم (۲۱۸) انظر (التحفة) برقم (۱۰۴۷۹)

کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عروج وزوال کے اس الٰہی فیصلہ اور قانون کا تعلق افراد واشخاص سے نہیں ہے بلکہ قوموں اور امتوں سے ہے اور اسلام اور مسلمانوں کی پوری تاریخ اس حدیث کی صداقت کی آئینہ دار ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا تعلق اور رابطہ مجموعی طور پر دین سے جوڑا، انہیں سرفرازی اور عروج ملا، اور جب ان کا تعلق بحیثیت امت وقوم دین سے ٹوٹا تو وہ انحطاط اور زوال کا شکار ہوئے، جس کا آج ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

[1898] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَنَا أَبُوالْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّ لَقِيَ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِعُسْفَانَ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[1898] امام صاحب نے یہی حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے نقل کی ہے۔

۱۶...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَبَيَانِ مَعْنَاهَا

باب۱۶: قرآن کے سات حروف پر ہونے کا بیان اور اس کے مفہوم کی وضاحت

[1899] ۲۷۰-(۸۱۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرْسِلْهُ اقْرَأْ)) فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِي ((اقْرَأْ)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ))

[1898] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٨٩٤)

[1899] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الخصومات، باب: كلام الخصوم بعضهم فى بعض برقم (٢٤١٩) وفى فضائل القرآن، باب: انزل القرآن على سبعة احرف برقم (٤٩٩٢) وفى باب؛ من لم ير باسا ان يقول سورت البقرة و سورت كذا وسورت كذا برقم (٥٠٤١) وفى: استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: ما جاء فى المتاولين برقم (٦٩٣٦) وفى ←

[1899] ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہشام بن حکیم بن حزام کو سورہ فرقان اپنے انداز میں پڑھتے سنا، جو میرے اسلوب قرأت سے الگ تھا، حالانکہ یہ سورت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی تو قریب تھا کہ میں (اس کے مواخذہ و گرفت میں) جلد بازی سے کام لوں، لیکن میں نے اس کو مہلت دی حتی کہ انہوں نے سلام پھیر دیا، پھر میں اس کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچتا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، اور میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اس اسلوب و انداز کے سوا سورہ فرقان پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، (اور اسے فرمایا) پڑھو۔'' تو اس نے اس اسلوب اور لہجہ میں پڑھا، جس میں، میں نے اسے پڑھتے سنا تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے ہی نازل ہوا ہے۔'' پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''پڑھو۔'' میں نے پڑھا، اس پر بھی آپ نے فرمایا: ''ایسے ہی اترا ہے یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، پس ان میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو، اس طریقے سے پڑھ لو۔''

مفردات الحدیث

❶ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ: میں نے اس کے گلے میں، اس کی چادر ڈال کر کھینچا۔ ❷ كدت ان أعْجَلَ عليه: قریب تھا کہ میں جلدی سے اس پر پل پڑوں، قرأت کے دوران ہی اسے پکڑلوں۔

[1900] ۲۷۱-(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ

[1900] ۔مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا...... آگے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ قریب تھا کہ میں اس پر نماز میں پل پڑوں میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا، یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔

← التوحيد باب: قول الله تعالى ﴿فاقرؤا ما تيسر منه﴾ برقم (٧٥٥٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: انزل القرآن على سبعة احرف برقم (١٤٧٥) والترمذي في (جامعه) في القرأت باب: ماجاء انزل القرآن على سبعة برقم (٢٩٤٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: جامع ما جاء في القرآن ٢/ ١٥٠-١٥٢- انظر (التحفة) برقم (١٠٩٥١)

[1900] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٨٩٦)

مفردات الحدیث ✲ اُساوِرُہٗ: میں اس پر حملہ کروں۔

[1901] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ يُونُسَ بِإِسْنَادِهِ

[1901] مصنف نے یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ:......قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے، سات حروف سے کیا مراد ہے، یہ ایک انتہائی معرکۃ الاراء اور طویل بحث ہے، جس کو علوم قرآن کے مشکل ترین مباحث میں سے شمار کیا جاتا ہے، علامہ عبدالعظیم زرقانی نے اپنی کتاب، (مناھل العرفان ج،۱) میں اس پر بڑی مفصل بحث کی ہے اور چالیس کے قریب اقوال بتائے ہیں، میں ان میں سے صرف اس قول کو نقل کرتا ہوں، جسے انہوں نے دلائل کی روشنی میں راجح ترین قول قرار دیا ہے، کہ سات حروف سے مراد، اختلاف قرأت کی سات نوعتیں ہیں، علامہ ابن قتیبہ، امام ابوالفضل رازی، امام ابوبکر باقلانی اور محقق ابن الجزری نے اسے ہی اختیار کیا ہے، اور سب سے پہلے امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو اختیار کیا ہے، لیکن ان نوعیتوں کی تعین میں ان حضرات میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے، لیکن ان سب میں ابوالفضل رازی رحمہ اللہ کا استقرا، سب سے زیادہ جامع اور مانع ہے، اس لیے ہم اسے ہی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اسماء کا اختلاف: یعنی افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کا اختلاف۔
۲۔ افعال کا اختلاف: یعنی کسی قرأت میں ماضی کا صیغہ ہے، کسی میں مضارع کا اور کسی میں امر ہے۔
۳۔ وجوہ اعراب کا اختلاف: یعنی مختلف قرأتوں میں اعراب یا حرکات مختلف ہیں۔
۴۔ الفاظ کی کمی و بیشی کا اختلاف: یعنی ایک قرأت میں کوئی لفظ کم ہے اور دوسری میں زیادہ ہے۔
۵۔ تقدیم و تاخیر کا اختلاف: یعنی ایک قرأت میں کوئی لفظ پہلے ہے اور دوسری میں بعد میں ہے۔
۶۔ بدلیت کا اختلاف: ایک قرأت میں ایک لفظ ہے اور دوسری میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے، لیکن اسلام کے شروع شروع میں ایک لفظ کی جگہ دوسرے لفظ کا ہونا بکثرت تھا، لیکن رفتہ رفتہ جب اہل عرب قرآنی زبان سے پوری طرح مانوس ہو گئے تو یہ قسم دن بدن کم ہوتی گئی، یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان میں اپنی زندگی کا جبریل کے ساتھ آخری دور کیا، جسے عرضۂ اخیرہ کا نام دیا جاتا ہے، اس میں اس قسم کا اختلاف بہت کم رہ گیا، اس لیے موجودہ قرأت میں اس قسم کا اختلاف بہت کم ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس اختلاف کی طرف ہی اشارہ ہے، کہ جب معاملہ سات حروف تک پہنچ گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہر ایک شافی کافی ہے تاوقتیکہ آپ عذاب کی آیت کو رحمت سے یا رحمت کی آیت کو عذاب سے مخلوط نہ کر دیں، جیسے آپ کہتے ہیں، تَعَالِ، أَقْبِلْ،

[1901] تقدم تخرجه برقم (١٨٩٦)

هَلُمَّ ، اِذْهَبْ ، اَسْرِعْ ، عَجِّلْ ، یعنی ان الفاظ کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنا درست تھا۔

۷۔ لہجوں کا اختلاف: یعنی تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، اظہار اور ادغام کے اختلافات۔

[1902] ۲۷۲۔(۸۱۹) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ

ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ فَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ

[1902]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے قرآن ایک حرف پر پڑھایا، میں نے ان سے زیادہ کے لیے گفتگو کی، میں زیادہ کا تقاضا کرتا رہا اور وہ میرے لیے حروف میں اضافہ کرتے گئے، یہاں تک کہ بات سات حروف تک پہنچ گئی۔'' امام ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان سات حروف میں معاملہ یعنی مقصد و مطلب ایک ہی ہوتا ہے، حلال و حرام کے اعتبار سے کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔

[1903] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1903] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں۔

تنبیہ:...... یاد رہے کہ سبعۃ احرف سے مراد موجودہ سات قراءتیں نہیں بلکہ یہ تو مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کی ہی روایات ہیں جو سات بلکہ دس یا اس سے بھی زیادہ قاری حضرات سے مروی ہیں۔

[1904] ۲۷۳۔(۸۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ جَدِّهِ

[1902] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فضائل القرآن، باب: انزل القرآن علی سبعة احرف برقم (٤٩٩١) انظر (التحفة) برقم (٥٨٤٤)

[1903] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٨٩٩)

[1904] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: انزل القرآن علی سبعة احرف برقم (١٤٧٨) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: جامع ما جاء فی القرآن ٢/ ١٥٢ و ١٥٣ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٠)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَا فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَقًا فَقَالَ لِي ((يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ اقْرَأْ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ))

[1904]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آ کر نماز پڑھنے لگا اور اس نے ایسی قرأت کی جو میرے لیے غیر مانوس اور اجنبی تھی، پھر ایک اور آدمی آیا، اس نے ایسے انداز سے قرأت کی، جو پہلے آدمی سے جدا تھی، جب ہم سب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا، اس نے ایسے لہجے اور انداز سے قرأت کی جو میرے لیے غیر مانوس اور اجنبی تھی، اور دوسرا آیا تو اس نے اپنے ساتھی سے الگ انداز میں قرأت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا، ان دونوں نے قرأت کی، اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کے معاملہ اور حالت کی تحسین فرمائی تو میرے دل میں آپ کی تکذیب (جھٹلانا) کا داعیہ (شک و شبہ کی صورت میں) اس زور سے پیدا ہوا کہ اتنا شدید داعیہ جاہلیت کے دور میں بھی میرے اندر نہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے میری اس کیفیت و حالت کو دیکھا جو مجھ پر طاری تھی، تو میرے سینہ پر ہاتھ مارا، جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا، اور مجھے محسوس ہوا کہ میں ڈر کے مارے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، اور آپ نے مجھے فرمایا: ''مجھے حکم بھیجا گیا، کہ میں قرآن ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے اللہ کے حضور گزارش کی، کہ میری امت کے لیے آسانی فرمائیے تو مجھے دوبارہ حکم ملا، اسے دو حرف پر پڑھیے، میں نے پھر اس کے سامنے عرض کیا، کہ میری امت کے لیے آسانی فرمائیے تو مجھے سہ بارہ حکم ملا کہ اسے سات حروف پر پڑھیے، اور تیرے لیے، تیری ہر گذارش پر، جس کا تمہیں جواب ملا ہے، ایک دعا مانگنے کی اجازت ہے تو میں نے عرض کیا: ''اے میرے اللہ! میری امت کو بخش دے، اے میرے اللہ! میری امت کو بخش دے، اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لیے مؤخر کر لی ہے، جس دن تمام مخلوق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

مفردات الحدیث ❶ سُقِطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: جب آپ نے دونوں آدمیوں کی قرأت کی تحسین فرمائی تو میرے دل میں شیطان نے آپ کی تکذیب کا اس شدت اور زور سے وسوسہ پیدا کیا کہ اتنا شدید وسوسہ جاہلیت کے دور میں بھی میرے دل میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ ❷ ضَرَبَ فِي صَدْرِي: (جب آپ نے میرے چہرے سے میرے دل کی کیفیت بھانپ لی، تو میرے دل سے شیطانی وسوسے اور حق کے بارے میں اس کے پیدا کردہ شک و شبہ کو دور کرنے کے لیے) میرے سینہ پر ہاتھ مارا، تاکہ مجھے اطمینان اور تسکین حاصل ہو جائے۔ ❸ فَفِضْتُ عَرَقًا: تو میں اللہ کے ڈر اور خوف سے پسینہ سے شرابور ہو گیا، اور میری تمام حیرت اور پریشانی ختم ہو گئی اور میرا دل آپ کی حقانیت پر جم گیا۔ ❹ مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا: اپنی ہر عرض اور ہر درخواست پر ایک ایک دعا مانگ سکتے ہو، جس کی قبولیت قطعی اور یقینی ہے، آپ نے تین دفعہ درخواست کی تھی۔ اس لیے دو دفعہ اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا کی اور تیسری عرض کی دعا کو قیامت کے لیے شفاعت کبریٰ کے لیے محفوظ کر لیا۔

فائدہ:...... اس حدیث میں پہلی دفعہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں جبریل آئے تھے اور بعد میں آپ کے سوال کرنے پر، جا کر پوچھ کر آتے رہے ہیں، آگے اس دفعہ کو شمار کیا گیا تو چوتھی دفعہ آنے کا تذکرہ کیا۔

[1905] (...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِيخَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَرَأَ قِرَائَةً وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[1905]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اندر داخل ہوا، اور نماز شروع کر دی، اس نے ایک اسلوب میں قرأت کی، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[1906] ٢٧٤۔(٨٢١) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ

[1905] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٠١)
[1906] تقدم تخريجه برقم (١٩٠١)

أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَقَالَ ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا

[1906]۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو غفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں، آپ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کے حضور عفو اور بخشش کا سوال کرتا ہوں، اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر جبریل علیہ السلام، آپ کے پاس دوبارہ آیا اور کہا، اللہ تعالیٰ کی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی امت کو قرآن دو حرفوں پر پڑھایئے، آپ نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کے حضور عفو و بخشش کا خواستگار ہوں، اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تیسری دفعہ آئے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں، کہ آپ اپنی امت کو قرآن تین حرفوں پر پڑھائیں، آپ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو و درگذر اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں، اور یہ میری امت کے بس میں نہیں ہے۔'' پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس چوتھی مرتبہ آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن سات حرفوں پر پڑھائیں، وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے، صحیح پڑھیں گے۔

[1907] قَالَ مُسْلِمٌ وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1907] امام صاحب یہی حدیث دوسری سند سے لائے ہیں۔

١٧...... بَاب: تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ وَاجْتِنَابِ الْهَذِّ وَسُورَتَيْنِ فَأَكْثَرَ فِي رَكْعَةٍ

باب۱۷: قرأت آہستہ آہستہ کرنا، هذ یعنی تیزی میں حد سے بڑھ جانے سے اجتناب (پرہیز) برتنا اور ایک رکعت میں دو اور اس سے زیادہ سورتوں کے پڑھنے کا جواز

[1908] ٢٧٥۔(٨٢٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

[1907] تقدم تخريجه برقم (١٩٠١)

[1908] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل القرآن باب: تاليف القرآن برقم (٤٩٩٦)

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءً مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ أَوْ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَكُلَّ الْقُرْآنِ قَدْ أَحْصَيْتَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلٰكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيهِ نَفَعَ إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَخَلَ عَلْقَمَةُ فِي أَثْرِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرَنِي بِهَا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ نَهِيكُ ابْنُ سِنَانٍ

[1908]۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ نہیک بن سنان نامی ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا، اے ابوعبدالرحمٰن! آپ اس کلمہ کو کیسے پڑھتے ہیں، آپ اسے الف سمجھتے ہیں یا ء "مِن مَاءٍ غیر آسن ہے یامن ماءٍ غیر یاسنٍ" (پانی جس کا ذائقہ اور رنگ بدلا نہیں ہوگا۔) تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، اس لفظ کے سوا تمام قرآن مجید کی تحقیق تم نے کر لی ہے؟ اس نے کہا میں تمام مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں، اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، شعروں کی سی تیز رفتاری سے پڑھتے ہو؟ کچھ لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا، اور لیکن وہ جب دل پر پڑتا ہے اور اس میں راسخ ہو جاتا ہے تو نفع دیتا ہے۔ بہترین نماز وہ ہے جس میں رکوع اور سجدہ کو اہمیت حاصل ہے اور میں ان ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے، پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے اور علقمہ بھی ان کے پیچھے اندر چلے گئے، پھر واپس آئے اور کہا، مجھے انہوں نے وہ سورتیں بتا دی ہیں۔

مفردات الحدیث

❶ **آسِنٌ**: وہ پانی جس کا ذائقہ اور رنگ بدل جائے اس کو ماءٌ آسِنٌ یا ماءٌ یاسِن کہتے ہیں۔ ❷ **هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ**: جس طرح اشعار کو جلدی جلدی بلا سوچے سمجھے یاد کیا جاتا ہے اور نقل کیا جاتا ہے، اس طرح تم نے بلا سوچے سمجھے ایک رکعت میں اتنی سورتیں پڑھ ڈالیں، شعروں کی نقل و روایت میں تیزی ہوتی ہے لیکن مجمع میں پڑھتے وقت ترنم اور خوش الحانی کی جاتی ہے۔ ❸ **لا يجاوز تراقيهم**: ترقوة ہنسلی کو کہتے ہیں، یعنی قرأت دل تک نہیں پہنچتی اور اس کو متاثر نہیں کرتی، محض زبان پر رواں رہتی ہے، یا اوپر نہیں اٹھتی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں کر پاتی۔

← والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما ذكر فی قراة سورتین فی ركعة برقم (٦٠٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: قراة سورتین فی ركعة ٢/ ١٧٥ ـ انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٨)

فائدہ :...... قرآن مجید کی پہلی سات سورتوں کو طوال کہتے ہیں اور بعد والی وہ سورتیں جن کی آیات سو سے اوپر ہیں، مئین کہلاتی ہیں اور ان کے بعد والی جن کی آیات سو سے کم ہیں، مثانی کہلاتی ہیں اور اس کے بعد سورۃ حجرات سے شروع ہونے والی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں، حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل اس سے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ تک اوساط مفصل اور اس سے آگے آخر تک قصار مفصل ہیں، گویا کہ نہیک نامی انسان نے آخری منزل ایک رکعت میں پڑھی تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تم نے ٹھہر ٹھہر کر، غور وفکر اور تدبر کے ساتھ قراءت نہیں کی اور ابن نمیر کی روایت میں نہیک بن سنان کا نام نہیں ہے، بلکہ بنو بجیلہ کے ایک آدمی کی آمد کا ذکر ہے۔

[1909] ۲۷۶-(. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجَاءَ عَلْقَمَةُ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ سَلْهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ فِي تَأْلِيفِ عَبْدِاللّٰهِ

[1909] ۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو وائل نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا، جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا۔ اس کے آخر میں ہے کہ علقمہ آئے تاکہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں تو ہم نے اس سے کہا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ان باہم ملتی جلتی سورتوں کے نام پوچھنا جنہیں رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں پڑھتے تھے، وہ ان کے پاس اندر چلے گئے اور ان سے ان سورتوں کے بارے میں پوچھا، پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا، وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق مفصل کی (تقریباً) بیس سورتیں ہیں۔

[1910] ۲۷۷-(. . .) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ إِنِّي لَأَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اثْنَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ عِشْرِينَ سُورَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ

[1910] ۔ امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ان باہم متشابہ سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے یعنی بیس سورتیں دس رکعات میں۔

[1909] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٠٥)

[1910] تقدم تخريجه برقم (١٩٠٥)

[1911] ٢٧٨-(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَوْمًا بَعْدَ مَا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ فَأَذِنَ لَنَا قَالَ فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَيَّةً قَالَ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ أَلَا تَدْخُلُونَ فَدَخَلْنَا فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يُسَبِّحُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا وَقَدْ أُذِنَ لَكُمْ فَقُلْنَا لَا إِلَّا أَنَّا ظَنَنَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْبَيْتِ نَائِمٌ قَالَ ظَنَنْتُمْ بِآلِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ قَالَ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هِيَ لَمْ تَطْلُعْ فَأَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ فَنَظَرَتْ وَإِذَا هِيَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا فَقَالَ مَهْدِيٌّ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ كُلَّهُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا لَقَدْ سَمِعْنَا الْقَرَائِنَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقَرَائِنَ الَّتِي كَانَ يَقْرَؤُهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حٰمٓ

[1911] ۔ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے دروازے پر ٹھہر کر السلام علیکم کہا، انہوں نے ہمیں اجازت دے دی، اور ہم کچھ وقت کے لیے دروازہ پر رک گئے تو ایک لونڈی آئی اور اس نے آ کر کہا داخل کیوں نہیں ہوتے؟ تو ہم اندر چلے گئے، اور وہ بیٹھے تسبیحات پڑھ رہے تھے اور انہوں نے پوچھا، جب میں نے تمہیں اجازت دے دی تھی تو پھر تمہارے لیے داخلہ میں کون سی چیز رکاوٹ بنی؟ ہم نے عرض کیا، رکاوٹ تو کوئی نہیں تھی، ہم نے سوچا شاید بعض گھر کے افراد سوئے ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا: تم نے ام عبد کے بیٹے کے گھر والوں کے متعلق غفلت کا گمان کیا؟ پھر وہ تسبیح کرنے میں مشغول ہو گئے حتی کہ انہوں نے خیال کیا کہ سورج نکل آیا ہے تو فرمایا، اے لونڈی! دیکھو! کیا سورج نکل آیا ہے؟ اس نے دیکھا، ابھی سورج نہیں نکلا تھا، وہ پھر تسبیح میں مشغول ہو گئے، حتی کہ انہوں نے

[1911] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: الترتيل في القراة وقوله تعالى: ﴿ورتل القرآن ترتيلا﴾ وقوله تعالى: ﴿وقرآنا فرقناه لنقراه على الناس على مكث﴾ برقم (٥٠٤٣) انظر (التحفة) برقم (٩٣١٢)

خیال کیا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے تو کہا، اے لونڈی! دیکھو، کیا سورج طلوع ہو گیا ہے، اس نے دیکھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے تو انہوں نے کہا، شکریہ کے لائق اللہ ہے جس نے یہ دن لوٹا دیا، مہدی کہتے ہیں میرے خیال میں انہوں نے یہ بھی کہا، ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہمیں ہلاک نہیں کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، میں نے کل رات تمام مفصل سورتوں کی تلاوت کی، اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تیز جس طرح شعر تیزی سے نقل کیے جاتے ہیں، ہم نے ملتی جلتی سورتیں نقل کی ہیں اور مجھے وہ جوڑے یاد ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، مفصل میں سے اٹھارہ سورتیں اور حمٓ والی دو۔

فائدہ:...... صبح کی نماز سے سورج کے طلوع تک کے وقت کو غفلت اور لاپرواہی میں نہیں گزارنا چاہیے، اس میں اپنے آپ کو ذکر و اذکار میں مصروف رکھنا چاہیے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے تمام افراد خانہ کو بیدار رکھتے تھے، کیونکہ یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں مہلت بخشی اور ہماری زندگی کا خاتمہ نہیں کر دیا۔ اس لیے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اور دن کے ابتدائی وقت کو غفلت اور نیند میں نہیں گزارنا چاہیے۔

[1912] ٢٧٩۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَـنْ شَقِيقٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ إِنِّـى أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

[1912]۔ شقیق بیان کرتے ہیں، بنو بجیلہ کا ایک آدمی جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تیزی ہے، جیسے شعروں کے لیے تیزی کی جاتی ہے؟ مجھے وہ نظائر باہمی ملتی جلتی سورتیں معلوم ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں دو دو کر کے پڑھتے تھے۔

[1913] (. . .) حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَـنْ عَـمْرِو بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَآئِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه فَقَالَ إِنِّي قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ كُلَّهُ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ فَقَالَ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَـقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

[1912] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣٠٩)

[1913] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجمع بين السورتين في الركعة ←

[1913] وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہیں تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شعروں کی سی تیزی کے ساتھ؟ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے وہ نظائر معلوم ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر پڑھا کرتے تھے، انہوں نے مفصل سورتوں میں سے بیس سورتیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

فوائد :...... ❶ شقیق: ابو وائل کا نام ہے اور ام عبد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ❷ سورتوں کے جوڑے جوڑے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے نسخہ کی رو سے یہ ہیں۔ (۱) رحمن، نجم (۲) اقتربت الساعة اور الحاقه (۳) طور اور ذاریات (۴) واقعه اور نون (۵) سأل سائلٌ اور نازعات (۶) ویل للمطففین اور عبس (۷) مدثر اور مزمل (۸) هل أتى اور لا اقسم (۹) عم اور مرسلات (۱۰) دخان اور اذا الشمس کوّرت، ان میں حم والی سورت صرف دخان ہے اور تغلیباً اذا الشمس کو آل حمیم میں شمار کیا گیا ہے۔ ❸ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر، معانی و مطالب پر غور و فکر کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے جو انسان ایک رکعت میں ایک منزل پا لیتا ہے، وہ اس پر غور و فکر نہیں کر سکتا، اس لیے جو انسان قرآن مجید کے معانی سے آگاہ نہیں ہے، وہ جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے، بعض صحابہ کرام سے ایک رکعت میں قرآن مکمل طور پر پڑھنا ثابت ہے کیونکہ اس وقت وہ صرف قرأت کرتے تھے، الفاظ کے معانی اور مطلب پر غور و فکر کو دوسرے اوقات میں اٹھا رکھتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تین راتوں سے کم میں قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ (بخاری)

۱۸...... بَاب: مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقِرَائَةِ

باب۱۸: قرأت کے متعلقات

[1914] ۲۸۰-(۸۲۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ أَدَالًا أَمْ ذَالًا قَالَ بَلْ دَالًا سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مُّدَّكِرٍ)) دَالًا

← برقم (۷۷۵) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: قراة سورتین فی رکعة ۲/ ۱۷۵۔ انظر (التحفة) برقم (۹۲۸۸)

[1914] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر، سورت اقتربت الساعة، باب: ﴿تجری باعیننا جزاء لمن کان کفر ولقد ترکناها آیة فهل من مدکر﴾ برقم (۴۸۶۹) وفی باب: ﴿ولقد ←

[1914]۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے (اسود بن یزید سے جبکہ وہ مسجد میں قرآن کی تعلیم دے رہے تھے، سوال کیا، تم اس آیت کو کیسے پڑھتے ہو؟ ﴿فھل من مدکر﴾ دال پڑھتے ہو یا ذال؟ انہوں نے جواب دیا، کہ دال پڑھتا ہوں، میں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا، وہ بتا رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مدّکر دال کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ:...... عربی کے صرفیقاعدہ کی رو سے، اس کو دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، اگرچہ ہماری قرأت میں دال ہے، لیکن بعض قاریوں نے یہاں "ذال" پڑھا ہے۔

[1915] ٢١٨۔(. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ ((فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ))

[1915]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کلمہ کو ﴿هل من مدكر﴾ پڑھتے تھے، یعنی دال پڑھتے تھے۔

[1916] ٢٨٢۔(٨٢٤) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ فِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا قَالَ فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى قَالَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ وَأَنَا وَاللّٰهِ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ يُرِيدُونَ أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ فَلَا أُتَابِعُهُمْ

[1916]۔ علقمہ سے روایت ہے کہ ہم شام گئے تو ہمارے پاس ابودرداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے پوچھا،

← يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر﴾ برقم (٤٨٧٠) وفي باب ﴿اعجاز نخل منقعر۔ فكيف كان عذابي ونذر﴾ برقم (٤٨٧١) وفي باب: ﴿ولقد صبحهم بكرة عذاب مستقر فذوقوا عذابي ونذر﴾ برقم (٤٨٧٢) وبرقم (٤٨٧٤) وفي احاديث الانبياء، باب: قول الله عزوجل ﴿والى عاد اخاهم هودا قال يا قوم اعبدوا الله﴾ برقم (٣٣٤٥) وابو داود في (سننه) في الحروف والقرأت باب (١) برقم (٣٩٩٤) والترمذي في (جامعه) في القرأت، باب: ومن سورت القمر برقم (٢٩٣٧) انظر (التحفة) برقم (٩١٧٩)

[1915] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩١١)

[1916] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير سورت ﴿والليل اذا يغشى﴾ باب ﴿والنهار ←

کیا تم میں سے کوئی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں پڑھتا ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، میں پڑھتا ہوں، انہوں نے پوچھا تو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ آیت کیسے پڑھتے ہوئے سنا ہے؟﴿واللیل اذا یغشی﴾ میں نے کہا﴿واللیل اذا یغشی والذکر والانثی﴾ انہوں نے کہا، اور میں نے بھی اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے، لیکن یہ حضرات چاہتے ہیں کہ ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ پڑھوں، میں ان کے پیچھے نہیں چلوں گا۔''

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وما خلق کا لفظ نہیں تھا، لیکن دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قرأت میں یہ لفظ تھا، اس لیے مصحف عثمانی میں، صحابہ کرام کی اکثریت کی قرأت کو اختیار کیا گیا ہے، گویا وَمَا خَلَقَ کا لفظ بعد میں اترا۔

[1917] ٢٨٣-(. . .) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَى عَلْقَمَةُ الشَّامَ فَدَخَلَ مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى حَلْقَةٍ فَجَلَسَ فِيهَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيهِ تَحَوُّشَ الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي ثُمَّ قَالَ أَتَحْفَظُ كَمَا كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

[1917]۔ علقمہ شام آئے اور ایک مسجد میں داخل ہو گئے، اس میں نماز پڑھی، پھر لوگوں کے حلقہ میں جا کر بیٹھ گئے، ایک آدمی آیا تو میں نے محسوس کیا وہ لوگوں سے کچھ انقباض رکھتا ہے اور ان کی کیفیت و ہیئت سے ناراض ہے، وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا، پھر اس نے پوچھا، کیا تمہیں یاد ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کیسے پڑھتے تھے؟ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

فائدہ:...... اگر قوم سے مراد صحابہ کرام ہوں تو معنی یہ ہوگا، میں نے اس میں صحابہ کرام جیسا عام مجلسوں سے پرہیز دیکھا، اور انہیں جیسے ان کے طور و اطوار دیکھے اور قوم سے مراد حلقہ والے لوگ ہوں تو معنی ہو گا، میں نے دیکھا، انہوں نے ان میں بیٹھنا پسند نہیں کیا اور ان کے طور وطریقہ کو اچھا خیال نہیں کیا، اس لیے ایک طرف بیٹھے ان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔

[1918] ٢٨٤-(. . .) وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

← اذا تجلى﴾ برقم (٤٩٤٣) وفى باب ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ برقم (٤٩٤٤) والترمذى فى (جامعه) فى القرأت، باب: ومن سورت الليل برقم (٢٩٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٥٥)

[1917] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم

[1918] تقدم تخريجه برقم (١٩١٣)

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ مِنْ أَيِّهِمْ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ هَلْ تَقْرَأُ عَلَى قِرَائَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَأْ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى قَالَ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَؤُهَا

[1918]۔علقمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، تم کن لوگوں سے ہو؟ میں نے کہا، اہل عراق سے، انہوں نے پوچھا، ان کے کن لوگوں سے؟ میں نے کہا، اہل کوفہ سے، انہوں نے پوچھا، کیا تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا، ﴿والليل اذا يغشى﴾ پڑھو، میں نے پڑھا، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ وہ ہنس پڑے، پھر کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے۔

فائدہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی تعلیم کے لیے وہاں بھیجا تھا، اس لیے کوفہ کے اہل علم آپ کے شاگرد تھے اور آپ کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے، اور اہل شام کی قرأت اور تھی۔

[1919] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

[1919] علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام آیا، اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا، آگے ابن علیہ (اسماعیل بن ابراہیم) کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا۔

۱۹...... بَاب: الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيهَا

باب ۱۹: وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔

[1920] ۲۸۵۔(۸۲۵) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

[1919] تقدم تخریجه برقم (۱۹۱۳)

[1920] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب النهی عن الصلاة بعد الصبح ۱/ ۲۷۶۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۶۶)

[1920] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور صبح کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔

[1921] ۲۸۶۔(۸۲۶) وَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ دَاوُدُ نَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

[1921] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کئی ساتھیوں سے (یعنی بہت سے صحابہ سے) سنا ہے، ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

[1922] ۲۸۷۔(...) وَ حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ نَا سَعِيدٌ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ

[1922] ۔ یہی حدیث امام صاحب اپنے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، سعید اور ہشام کی حدیث میں ہے، صبح کے بعد حتی کہ سورج روشن ہو جائے یا سورج بلند اور روشن ہو جائے۔

فوائد: ...... ❶ اگر تشرق (ن) کو مجرد باب سے پڑھیں تو معنی ہوگا، حتی کہ سورج نکل آئے، یعنی طلوع ہونے کے معنی میں ہوگا، اگر اس کو مزید فیہ باب سے پڑھیں تو معنی ہوگا سورج روشن اور بلند ہو جائے، یعنی یہ طلوع

[1921] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس برقم (٥٨١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من رخص فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة برقم (١٢٧٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر برقم (١٨٣) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: النهي عن الصلاة بعد الصبح ١/ ٢٧٦ و ٢٧٧۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: النهي عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر برقم (١٢٥٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٩٢)

[1922] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩١٨)

کی تفسیر اور وضاحت کر دی گئی ہے کہ محض سورج کا نکل آنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کا بلند اور اونچا ہو جانا مقصود ہے۔ ❷ وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، وہ تفصیلی طور پر پانچ ہیں (۱) جب سورج نکل رہا ہو (۲) جب سورج غروب ہو رہا ہو (۳) نصف النہار کے وقت جب سورج ڈھلنے کے قریب ہو (۴) صبح کے بعد (۵) عصر کے بعد۔ اجمالی طور پر یہ اوقات تین ہیں۔ (۱) صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک (۲) جب سورج ٹھہرا ہوا ہو یعنی نصف النہار کے وقت (۳) نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔

صبح کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہے، احناف کے نزدیک، اور حنبلیوں کے مشہور قول کے مطابق، طلوع فجر سے سورج نکلنے تک صبح کی سنتوں اور نماز فجر کے سوا کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک نفلی نماز جائز نہیں ہے اور صبح کی سنتیں اگر پہلے نہ پڑھی ہوں تو ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔

ان کے اوقات میں نماز پڑھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف: (۱) ظاہریہ کے نزدیک ان اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے اور احادیث نہی منسوخ ہیں (۲) احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق طواف کی رکعات کے سوا، ہر قسم کے نوافل پڑھنا ناجائز ہے، احناف کے نزدیک ان اوقات میں (طلوع، غروب اور استواء) فرائض کی قضائی بھی درست نہیں ہے، لیکن غروب شمس کے وقت اس دن کی عصر پڑھی جا سکتی ہے، فجر کے بعد عصر کے بعد فرض نماز کی قضائی جائز ہے، لیکن، مالک، شافعی، اسحاق وغیرہم کے نزدیک ان تمام اوقات میں فرائض کی قضائی جائز ہے۔ (۳) امام شافعی کے نزدیک اور امام احمد کے ایک قول کی رو سے جسے حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہما نے پسند کیا ہے، ان اوقات میں سببی نماز یعنی جس نماز کا سبب اور علت موجود ہو، جیسے فوت شدہ نماز کی قضاء، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، سجود التلاوۃ، صلاۃ الکسوف اور صلوۃ الجنائز یہ جائز ہیں، اور صحیح موقف یہی ہے، لیکن سورج کے نکلتے وقت، سورج کے غروب ہوتے وقت اور سورج کے استواء کے وقت شعوری طور پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ چند منٹ انتظار کر لینا کوئی مشکل نہیں ہے، ہاں اس دن کی نماز فجر اگر ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پڑھ سکتا ہو، اس طرح اس دن کی عصر اگر سورج کے غروب سے ایک رکعت پہلے پڑھ سکتا ہو تو پھر ان کا پڑھنا صحیح احادیث کی رو سے جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک سورج کے استواء کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔ وہ اس کو منھی عنہ اوقات میں شمار نہیں کرتے، لیکن باقی ائمہ کے نزدیک صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ بھی ممنوع اوقات میں داخل ہے۔

علامہ سعیدی احناف کا موقف ان الفاظ میں لکھتے ہیں، ''طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور آفتاب کا استواء، جس کو عرف عام میں زوال کہتے ہیں، ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز ہے، خواہ نماز فرض ہو یا نفل، اداء یا قضاء، اور طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک ان اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، قضاء نماز، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز طواف ان اوقات میں بلا کراہت جائز ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۶۱۱)

[1923] ۲۸۸۔(۸۲۷) وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَآءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ

أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ))

[1923] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازِ عصر کے بعد سے غروب شمس تک کوئی نماز نہیں ہے اور نماز فجر سے طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں ہے۔“

فائدہ:.......جس طرح ظہر، شام اور عشاء کے بعد شریعت نے سنن راتبہ مقرر کی ہیں، اس طرح کوئی نماز فجر اور عصر کے بعد مقرر نہیں کی، لیکن فجر کی سنتیں آپ کے سامنے پڑھی گئیں اور آپ نے منع نہیں فرمایا، اسی طرح عصر کے بعد آپ نے خود ظہر کے بعد والی سنتیں پڑھی ہیں، جس سے معلوم ہوا اگر ان اوقات میں نماز کا سبب پیدا ہو جائے تو پھر یہی نماز جائز ہے، ہاں بلاسبب اور بلاوجہ، محض نفل کے شوق میں پڑھنا درست نہیں ہے۔

[1924] ۲۸۹۔(۸۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَتَحَرّٰى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا))

[1924] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے۔“

فائدہ:.......انسان فجر کے بعد یا عصر کے بعد شعور اور ارادہ سے بیٹھا رہے اور جب سورج نکلنے لگے یا ڈوبنے لگے تو اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے تو یہ جائز نہیں ہے، لیکن اگر کسی سبب کی بنا پر تاخیر ہوگئی، مثلاً وہ ان اوقات میں بیدار ہوا اور اس نے غیر شعوری طور پر ان اوقات میں عصر یا فجر کی نماز پڑھنی شروع کر دی تو وہ اپنی نماز مکمل کر سکے گا۔ بشرطیکہ طلوع اور غروب سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکتا ہو۔

[1923] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس برقم (٥٨٦) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: النهي عن الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٨۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٥٥)

[1924] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس برقم (٥٨٢) وفي باب: لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس برقم (٥٨٥) انظر (التحفة) برقم (٨٣٧٥)

[1925] ۲۹۰-(...) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالُوْا جَمِيعًا نَا هِشَامٌ
عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ))

[1925] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز کے لیے طلوع شمس کا قصد نہ کرو اور نہ اس کے غروب کا، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

فائدہ:...... جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو آفتاب کے پجاری اس کی عبادت کرتے ہیں، اس لیے شیطان اور اس کے چیلے چانٹے ان اوقات میں سورج کے مقابل اپنا سر کھڑا کر کے بزعم خویش، خوش ہوتے ہیں کہ ہماری عبادت ہو رہی ہے، اس لیے ان اوقات میں کفار کی مشابہت سے بچانے کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان اوقات میں نماز پڑھنے سے گریز کریں اور شیطان کو خوشی اور مسرت کا موقع فراہم نہ کریں۔

[1926] ۲۹۱-(۸۲۹) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَابْنُ بِشْرٍ قَالُوْا جَمِيعًا نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوْا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوْا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيبَ))

[1926] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو نماز مؤخر کر دو، حتی کہ وہ پورا نمایاں ہو جائے یعنی بلند ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہو جائے تو نماز مؤخر کر دو حتی کہ پوری طرح غروب ہو جائے۔''

[1927] ۲۹۲-(۸۳۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ

[1925] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس برقم (۵۸۲) وفي بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (۳۲۷۲) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: النهي عن الصلاة بعد العصر ۱/ ۲۷۹۔ انظر (التحفة) برقم

[1926] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۹۲۲)

[1927] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت باب: تاخير المغرب ۱/ ۲۵۹ و ۲۶۰۔ انظر (التحفة) برقم (۳۴۴۵)

عَنْ أَبِی بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ فَقَالَ ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ

[1927] ۔حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخمص نامی جگہ میں عصر کی نماز پڑھائی، اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا، اس لیے جو بھی اس کی نگہداشت اور محافظت کرے گا اس کو دوگنا اجر ملے گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ شاہد یعنی ستارہ طلوع ہو جائے۔''

فائدہ:...... فضیَّعُوھا کا مقصد یہ ہے کہ پہلی امتوں نے اس کا اہتمام اور پابندی نہیں کی اور حق ادا نہیں کیا، اور تم اس کی پابندی اور اہتمام کا بھی ثواب حاصل کرو، اور اس کے پڑھنے کا اجر بھی پاؤ، اور ستارہ کے طلوع کا مقصود سورج کا بالکل غروب ہو جانا ہے، کیونکہ سورج کی روشنی میں ستاروں کی روشنی نظر نہیں آتی۔

[1928] (. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ السَّبَائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ

[1928] مصنف اپنے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں کہ ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، آگے اوپر والی روایت ہے۔

[1929] ۲۹۳۔(۸۳۱) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ

[1928] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٢٤)

[1929] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: الدفن عند طلوع الشمس وعند غروبها برقم (٣١٩٢) والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في كراهية الصلاة على الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها برقم (١٠٣٠) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت ←

[1929] ۔حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین اوقات ہیں جن میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور اس سے بھی کہ ہم ان اوقات میں اپنے مردوں کو قبر میں داخل کریں، جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتی کہ وہ بلند ہو جائے، اور جب دو پہر کو ٹھہرنے والا ٹھہر جاتا ہے یعنی زوال کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب کے لیے جھکتا ہے حتی کہ وہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ :......طلوع شمس، غروب شمس اور زوال شمس ان تین اوقات میں جس طرح نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس طرح میت کو دفن کرنا بھی درست نہیں ہے۔

٢٠......باب: إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ

باب٢٠: عمرو بن عبسہ کا مسلمان ہونا۔

[1930] ٢٩٤-(٨٣٢) وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَبُو عَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ رضي الله عنه كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ قَالَ سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُسْتَخْفِيًا جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْتَ قَالَ ((أَنَا نَبِيٌّ)) فَقُلْتُ وَمَا نَبِيٌّ قَالَ ((أَرْسَلَنِي اللّٰهُ)) فَقُلْتُ وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ قَالَ ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ)) قُلْتُ لَهُ فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا قَالَ ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قَالَ وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَبِلَالٌ رضي الله عنهما مِمَّنْ آمَنَ بِهِ فَقُلْتُ إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنْ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي)) قَالَ

← بـاب: الساعات التى ينهى عن الصلاة فيها برقم ١/ ٢٧٥ وفى باب: النهى عن الصلاة نصف النهار ١/ ٢٧٧ وفى الجنائز: باب الساعات التى نهى عن اقبار الموتى فيهن ٤/ ٨٢ وابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ماجاء فى الاوقات التى لا يصلى فيها على الميت ولا يدفن برقم (١٥١٩) انظر (التحفة) برقم (٩٩٣٩)

[1930] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٧٥٩)

فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتَّى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا النَّاسُ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنِي قَالَ ((نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ)) قَالَ فَقُلْتُ بَلَى فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ ((صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَالْوُضُوءَ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ ((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلَّهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبُو أُمَامَةَ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُولُ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطَى هَذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو يَا أَبَا أُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَبَدًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

[1930] ۔عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب جاہلیت میں تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ لوگ گمراہ ہیں اور ان کے دین کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جبکہ وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، میں نے مکہ کے ایک آدمی کے

بارے میں سنا کہ وہ بہت سی باتیں بتاتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چھپے ہوئے ہیں اور آپ کی قوم آپ ﷺ کے خلاف دلیر اور جری ہے تو میں ایک چارہ (بہانہ) کر کے آپ کی خدمت میں مکہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ کی حیثیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' اس پر میں نے پوچھا، نبی کی حقیقت اور صفت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔'' تو میں نے کہا، آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی، بتوں کے توڑنے اور اللہ تعالیٰ کو ایک قرار دینے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے آپ سے پوچھا تو آپ کے ساتھ کس نے اس پیغام کو قبول کیا ہے، آپ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی بتاتے ہیں کہ اس وقت آپ پر ایمان لانے والوں میں ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے، میں نے کہا، میں آپ کا پیروکار ہوں، آپ نے فرمایا: ''اور تم اس وقت اس کی طاقت نہیں رکھتے، کیا تم میری حالت اور لوگوں کی حالت نہیں دیکھ رہے؟'' کہ لوگ میرے ساتھ کیا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں، لیکن اس وقت اپنے گھر لوٹ جاؤ، اور جب میرے بارے میں سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔'' تو میں اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے، اور میں اپنے گھر میں ہی آپ کے بارے میں حالات معلوم کرتا رہتا تھا، اور لوگوں سے پوچھتا رہتا جبکہ آپ مدینہ آ چکے تھے، حتی کہ میرے پاس اہل یثرب یعنی مدینہ کے کچھ لوگ آئے تو میں نے پوچھا، یہ مدینہ میں آنے والے آدمی کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا، لوگ تیزی سے اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں، یعنی اس کے دین کو قبول کر رہے ہیں۔ آپ کی قوم نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے، اس پر میں مدینہ آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تو وہی ہے، جو مجھے مکہ میں ملا تھا۔'' تو میں نے کہا، ہاں، اور پوچھا، اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے، جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، مجھے نماز کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھ اور پھر نماز سے رک جا حتی کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس (سورج) کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ کیونکہ نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کے نیزہ کا سایہ اس کے برابر ہو جائے،'' پھر نماز سے رک جا، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، اور پھر جب سایہ پھیلنا شروع ہو جائے (سورج ڈھل جائے) تو نماز پڑھ کیونکہ نماز کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اور حاضر ہوتے ہیں، حتی کہ عصر سے فارغ ہو جاؤ، پھر نماز سے باز آ جاؤ یہاں تک کہ سورج پوری طرح غروب ہو جائے، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں میں غروب ہوتا

ہے اور اس وقت کافر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔'' اس پر میں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! تو وضوء؟ مجھے اس کے بارے میں بھی بتایے، آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لیے پانی لاتا ہے، اور کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی کھینچ کر اس کو جھاڑتا ہے تو اس سے اس کے چہرے، منہ اور ناک کے نتھنوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے چہرہ کو اللہ کے حکم کے مطابق دھوتا ہے تو اس کی داڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں، پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں قدم ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں کے گناہ، اس کے پوروں سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، اللہ کی حمد و ثناء اور اس کے شایان شان بزرگی بیان کرتا ہے اور اپنے دل کو اللہ کے لیے (ہر قسم کے خیالات و تصورات سے) خالی کر لیتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکلتا ہے، جس طرح اس کی ماں نے اسے (ہر قسم کے گناہوں سے پاک) جنا ہوتا ہے۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث صحابی رسول ﷺ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے عمرو بن عبسہ! سوچو، تم کیا کہہ رہے ہو، ایک ہی جگہ آدمی کو اتنا کچھ مل جاتا ہے؟ اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابو امامہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں بھی سن رسیدہ ہو گئی ہیں، (کمزور ہو گئی ہیں) اور میری موت کا وقت بھی قریب آ چکا ہے اور مجھے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں جھوٹ بولنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک یا دو یا تین حتی کہ سات دفعہ گنا (شمار کیا) نہ سنا ہوتا تو میں اس حدیث کو کبھی بھی بیان نہ کرتا۔ لیکن میں نے تو آپ سے اس سے بھی زیادہ دفعہ سنا ہے۔

فوائد :...... ❶ بت پرستی ایک ایسا قبیح فعل ہے کہ اگر انسان عقل و شعور رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کے دور میں بھی اس کی ضلالت و گمراہی اور بے دینی کو سمجھ سکتا ہے اور ایک انسان معاشرے کے عام چال چلن کے خلاف کتنی ہی اعلیٰ اور عمدہ بات کرے اور کتنا ہی باکردار اور بلند اخلاق ہو لوگ اس کی مخالفت کے درپے ہو جاتے ہیں، اور اس کو اپنے مشن کے لیے جان جوکھوں میں ڈال کر عزم و حوصلہ اور استقلال و پامردی سے اپنا راستہ نکالنا پڑتا ہے اور آخر کار فتح حق کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے لیے جدوجہد مسلسل اور پیہم ہو اور اس کے لیے کسی قسم کی مداہنت یا کمزوری نہ دکھائی جائے اور نبی کی حقیقت یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرماتا ہے۔ ❷ نمازوں کے اوقات میں نمازیوں کی گواہی دینے کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں۔ ❸ زوال کا وقت چونکہ جہنم کے بھڑکائے جانے کا وقت ہے، اس لیے اس وقت میں انسان پوری طرح جمعیت خاطر اور حاضر دماغی سے کام نہیں لے سکتا اور اللہ کے

حضور راز و نیاز میں یکسوئی اور اطمینان قلبی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس وقت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ❹ وضو اطمینان اور سکون سے کرنے کی صورت میں اعضائے وضو کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر انسان اس اثنا میں توبہ کرے اور آخر میں دعائے توبہ پڑھے تو انسان ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور نومولود بچے کی طرح توبہ کی بنا پر پاک و صاف ہو جاتا ہے، اگر توبہ نہ کرے تو صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

٢١...... بَابُ: لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا

باب ٢١: طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت قصداً نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

[1931] ٢٩٥ ـ(٨٣٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ وَهِمَ عُمَرُ رضي الله عنه إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبُهَا

[1931] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہم لاحق ہوا ہے (کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بس اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان سورج کے طلوع یا اس کے غروب کے وقت نماز پڑھنے کا قصد کرے۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہ تھا کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں عصر کے بعد دو رکعات پڑھا کرتے تھے اور غروب کے وقت قصد و ارادہ سے اور عمداً نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے کیونکہ وہ فرماتے تھے، اگر اس وقت لوگوں کو اجازت دے دی گئی تو وہ غروب کے وقت میں نماز پڑھنے لگیں گے۔

[1932] ٢٩٦ ـ(. . .) وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ لَمْ يَدَعْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ((لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَصَلُّوا عِنْدَ ذٰلِكَ))

[1931] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى المواقيت، باب النهى عن الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٨ـ انظر (التحفة) برقم (١٦١٥٨)

[1932] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٦٠)

[1932] ۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا کبھی بھی نہیں چھوڑا، اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''سورج کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے کا قصد نہ کرو کہ اس وقت نماز پڑھنا شروع کر دو۔''

۲۲......بَابُ:مَعْرِفَةِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب ۲۲: ان دو رکعتوں کی معرفت (شناخت) جو نبی اکرم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے

[1933] ۲۹۷ـ(۸۳٤) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ ﷡ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷠ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ كُرَيْبٌ فدخلت عليها وبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ ﷞ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ﷞ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْمَعُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ قَالَ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ))

[1933] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السهو، باب: اذا كلم وهو يصلي فاشار بيده واستمع برقم (١٢٢٣) وفي المغازي، باب: وفد بني حنيفة، وحديث ثمامة بن آثال برقم (٤٣٧٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: الصلاة بعد العصر برقم (١٢٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠٧)

[1933] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کریب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس، عبد الرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور سب نے مجھے کہا، کہ ہم سب کی طرف سے انہیں سلام عرض کرنا اور ان سے عصر کے بعد کی دو رکعت کے بارے میں سوال کرنا، اور ان سے پوچھنا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ دو رکعتیں پڑھتی ہیں، جبکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ان سے روکتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں ان سے (پھیرنے کے لیے) ان کے پڑھنے پر مارتا تھا، کریب کہتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان حضرات نے جو پیغام دے کر مجھے بھیجا تھا میں نے ان تک پہنچایا، انہوں نے (عائشہ) جواب دیا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیے، میں ان حضرات کے پاس واپس آیا اور انہیں ان کے جواب سے آگاہ کیا، ان حضرات نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا، جس کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا۔ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ان دو رکعت سے روکتے تھے، پھر میں نے آپ کو یہ رکعات پڑھتے دیکھا، ہاں آپ نے ان کو اس وقت پڑھا جب آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، پھر عصر پڑھ کر آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے ان دو رکعتوں کو پڑھنا شروع کیا تو میں نے آپ کے پاس خادمہ بھیجی اور میں نے کنیز سے کہا، آپ کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جانا اور آپ سے عرض کرنا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، آپ سے پوچھتی ہیں، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے سنا ہے، آپ ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع فرما رہے تھے، اور اب آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں؟ اگر آپ ہاتھ کے اشارہ سے پیچھے ہٹائیں تو ہٹ جانا تو اس لونڈی نے ایسے ہی کیا، آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ آپ سے پیچھے ہٹ گئی، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! تو نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا ہے، صورت حال یہ ہے کہ میرے پاس عبد القیس خاندان کے کچھ افراد اپنی قوم کے اسلام لانے کی اطلاع دینے کے لیے آئے اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں کے پڑھنے سے مشغول رکھا، ہر یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔"

فوائد:...... ❶ انسان کی فطرت اور مزاج میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ کسی کے قول و فعل میں تضاد دیکھتا ہے تو چاہے یہ کام کرنے والی شخصیت کتنی ہی عظیم اور محبوب ہو وہ خلجان میں پڑ جاتا ہے اور اس کے قول و فعل کے تضاد کے سبب کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جن کے باپ کا نام ابو امیہ حذیفہ ہے، اس بنا پر آپ سے سوال کیا تھا۔ ❷ نماز ظہر کے بعد کی سنتیں اگرچہ فرض نہیں ہیں، لیکن چونکہ آپ ہمیشہ ان کی پابندی کرتے تھے، اس لیے آپ نے اس عادت کو برقرار رکھنے کے لیے سنتوں کی قضائی دی۔ امام شافعی، امام احمد کے نزدیک

سنتوں کی قضائی پسندیدہ ہے اور امام محمد کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے ایک قول کے مطابق نہیں ہے اور دوسرے قول کی انسان کو اختیار ہے، جیسے چاہے کر لے۔ ❸ عصر کے بعد سنتوں کی قضائی دینے سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد سببی نماز پڑھنا جائز ہے، اس بنا پر فرض نماز کی قضاء، نماز جنازہ اور نماز طواف کے بعد سب کے نزدیک جائز ہے تو پھر تحیۃ المسجد کیوں جائز نہیں ہے۔

[1934] ٢٩٨-(٨٣٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ ﵂ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي دَاوَمَ عَلَيْهَا

[1934] ۔ ابوسلمہ کی روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ ﷝ سے پوچھا ان دو رکعتوں کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ انہیں (ظہر کے بعد) عصر سے پہلے پڑھتے تھے، پھر ایک دن ان سے مشغول ہو گئے یا انہیں بھول گئے تو آپ نے انہیں عصر کے بعد پڑھا، پھر آپ نے انہیں ہمیشہ پڑھا، کیونکہ جب آپ کوئی نماز شروع کرتے تو اس پر دوام فرماتے تھے۔ اسماعیل کہتے ہیں، اثبتھا کا معنی ہے داوم علیھا آپ اس پر ہیشگی کرتے۔

[1935] ٢٩٩-(. . .) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَ مَسْرُوقٍ قَالَ نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ

[1935] ۔ حضرت عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

[1936] ٣٠٠-(. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ

[1934] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المواقيت، باب: الرخصة في الصلاة بعد العصر برقم (٥٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٥٢)

[1935] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٢) وبرقم (١٦٩٩٦)

[1936] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها برقم (٥٩٢) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الرخصة في الصلاة بعد العصر ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٠٩)

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

[1936] ۔حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے کہ دو نمازیں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں کبھی بھی میرے ہاں چھپے اور کھلے ترک نہیں کیا، فجر سے پہلے دو رکعت اور عصر کے بعد دو رکعت۔

[1937] ٣٠١۔(. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا نَشْهَدُ عَلٰى عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

[1937] ۔حضرت عائشہ ﷺ بیان فرماتی ہیں کہ جس دن بھی رسول اللہ ﷺ کی باری میرے ہاں ہوتی، آپ میرے ہاں دو رکعت یعنی عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

فائدہ :...... ان احادیث سے رسول اللہ ﷺ کا روزانہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہوتا ہے جب کہ دوسری احادیث میں آپ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث کی تطبیق سنن ابی داؤد کی صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا مگر اس حال میں کہ سورج بلند ہو اس سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد جب تک سورج بلند رہے نوافل خصوصاً دو رکعتیں پڑھ سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ ادا کیا کرتے تھے۔ ہاں جب سورج بلند نہ رہے تو پھر نماز پڑھنا منع ہے، صرف وہ نمازیں پڑھ سکتا ہے جن کا کوئی سبب ہو مثلاً قضاء، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ طواف وغیرہ۔ بلا سبب نوافل جائز نہیں، عصر کے بعد مطلق نماز سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ناواقف لوگ سورج کے نیچے چلنے جانے کے بعد بھی نفلی نماز نہ پڑھتے رہیں۔

٢٣...... بَاب: اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

باب ٢٣ : نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب (پسندیدہ) ہے

[1938] ٣٠٢۔(٨٣٦) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ

[1937] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها برقم (٥٩٣) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر برقم (١٢٧٩) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب الرخصة فی الصلاة بعد العصر ١/ ٢٨١۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٢٨)

[1938] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: الصلاة قبل المغرب برقم (١٢٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٦)

عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَضْرِبُ الْأَيْدِي عَلَى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَانَا

[1938]۔ مختار بن فلفل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے، اور ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج کے غروب ہو جانے کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے تو میں نے ان سے پوچھا، میں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا، آپ ہمیں پڑھتا دیکھتے تھے۔ آپ نے نہ حکم دیا اور نہ روکا۔

فائدہ:...... دوسری روایات سے آپ کا حکم دینا ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا، ((صَلُّوا قبل المغرب)) ''اور مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔'' (بخاری)

[1939] ۳۰۳۔(۸۳۷) وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَيَرْكَعُونَ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا

[1939]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہماری مدینہ میں عادت تھی کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے تھے اور دو دو رکعتیں پڑھتے تھے، حتی کہ ایک مسافر مسجد میں آتا تو یہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے کیونکہ لوگ کثرت سے یہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عہد مبارک میں نیکی کا شوق اور آخرت کی فکر بہت زیادہ تھی، اس لیے صحابہ کرام نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کرتے تھے، جیسے جیسے دنیوی مال و دولت کی رغبت بڑھتی گئی اور لوگوں کے مشاغل و مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا، اس قدر نوافل کا اہتمام کم ہوتا گیا، اس لیے بعد کے ادوار میں مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور اس ترک عمل کا یہ نتیجہ نکلا کہ بعض حضرات نے تو ان کو بدعت قرار دے دیا، اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ بھی ان کو سنت نہیں سمجھتے، حالانکہ لوگوں کے ترک کر دینے سے آپ کی سنت تو منسوخ نہیں ہو جاتی، جب یہ دو رکعت صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور آپ کا صحیح حکم بھی موجود ہے تو ان کے استحباب میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

[1939] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۸)

۲۴......بَابُ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ

باب ۲٤: ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نفل نماز ہے

[1940] ٣٠٤-(٨٣٨) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ

[1940]۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔'' آپ نے تین دفعہ فرمایا، اور تیسری دفعہ فرمایا: ''جو چاہے۔''

فائدہ:...... بخاری شریف کی حضرت عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا کہ آپ نے یہ بات خصوصی طور پر مغرب کے بارے میں فرمائی تھی۔

[1941] (. . . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((لِمَنْ شَآءَ))

[1941] مصنف صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا: ((لمن شاء)) جو چاہے (پڑھے)۔

فائدہ:...... جس طرح مغرب کے سوا چاروں نمازوں میں، اذان اور تکبیر کے درمیان سنن موکدہ یا نوافل ہیں، اسی طرح مغرب کی نماز سے پہلے بھی دو رکعت نفل ہیں۔

[1940] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: كم بين الاذان والاقامة ومن ينتظر الاقامة برقم (٦٢٤) وفي باب: بين كل اذانين صلاة لمن شاء برقم (٦٢٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب الصلاة قبل المغرب برقم (١٢٨٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة قبل المغرب برقم (١٨٥) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: الصلاة بين الاذان والاقامة ٢/ ٢٨ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في الركعتين قبل المغرب برقم (١١٦٢) انظر (التحفة) برقم (٩٦٥٨)

[1941] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٣٧)

۲۵...... بَاب: صَلٰوةِ الْخَوْفِ

باب ۲۵: نماز خوف یعنی جنگ میں نماز

[1942] ۳۰۵-(۸۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُولٰئِكَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً

[1942]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی، دو گروہوں میں سے ایک کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا تھا، پھر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے پلٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے، دشمن کی طرف رخ کر کے، اور وہ لوگ آئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھا دی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور ان گروہوں نے اپنی اپنی رکعت پڑھ لی۔

فوائد:...... ❶ نماز خوف کی مشروعیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ کب شروع ہوئی؟ بعض حضرات کے نزدیک سب سے پہلے غزوہ ذات الرقاع میں جو جمادی الاولیٰ ۴ھ میں ہوا نماز خوف پڑھی گئی، اور جنگ خندق میں اس لیے نہیں پڑھی گئی کہ جنگ کی نماز کا تعلق سفر سے ہے حضر سے نہیں، اور جنگ خندق مدینہ منورہ میں ہوئی، اس لیے اس میں نماز خوف نہیں پڑھی گئی اور بعض حضرات کے نزدیک اس کی اجازت غزوہ عسفان میں ملی، جو جنگ خندق کے بعد اور بقول امام ابن العربی آپ نے نماز خوف چوبیں دفعہ پڑھی ہے، اور اس کی سولہ صورتیں اور حافظ عراقی کے نزدیک سترہ ہیں، ابن حزم کے نزدیک چودہ اور حافظ ابن قیم کے نزدیک چھ صورتیں ہیں۔ ❷ آپ نے ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائی ہے اور دوسری رکعت ہر گروہ نے اپنے طور پر پڑھی ہے، ابن مسعود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے گروہ نے آپ کے سلام کے بعد اپنی دوسری رکعت پڑھ لی اور سلام پھیر کر دشمن کے سامنے چلا گیا پھر پہلے گروہ نے آ کر اپنی نماز پوری کر لی۔

[1942] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة ذات الرقاع برقم (٤١٣٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ثم يسلم فيقوم كل صف فيصلون لانفسهم ركعة برقم (١٢٤٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في صلاة الخوف برقم (٥٦٤) والنسائي في (المجتبى) في صلاة الخوف باب (١) ٣/ ١٧١۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٣١)

[1943] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ ﷠ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنٰى

[1943] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن عمر ﷠ رسول اللہ ﷺ کی نماز خوف کو بیان کرتے تھے، اور فرماتے میں نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[1944] ٣٠٦-(. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّآئِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷠ فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا أَوْ قَائِمًا تُومِئُ إِيمَآءً

[1944] ۔ حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض ایام جنگ میں نماز خوف پڑھائی، ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ میں، آپ نے اپنے ساتھ کھڑے ہونے والوں کو ایک رکعت پڑھا دی پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے گئے اور دوسری جماعت کے لوگ آ گئے، آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھا دی، پھر ان دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رکعت ادا کر لی، نافع کہتے ہیں، ابن عمر ﷠ نے بتایا، اگر خوف اس سے بڑھ کر ہو (صف بندی ممکن نہ ہو) تو نماز سواری پر یا پیدل اشارے سے پڑھ لیجیے۔

[1945] ٣٠٧-(٨٤٠) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

[1943] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٣)

[1944] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الخوف باب: صلاة الخوف رجالا اور کبانا برقم (٩٤٣) والنسائی فی (المجتبی) فی صلاة الخوف باب: (١) ٣/ ١٧٣۔ انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٦)

[1945] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی صلاة الخوف باب: (١) برقم (١٥٤٦) انظر (التحفة) برقم (٢٤٤١)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷠ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ جَابِرٌ ﷛ كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ

[1945] ۔حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷠ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں شریک تھا، آپ نے ہماری دو صفیں بنائیں، ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی (اور دوسری ان کے پیچھے) اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور ہم سب نے بھی تکبیر کہی، پھر آپ نے رکوع کیا اور ہم سب نے رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی اٹھایا، پھر آپ سجدہ کے لیے جھک گئے اور آپ سے متصل صف نے بھی سجدہ کیا، اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، جب آپ نے دونوں سجدے کر لیے اور آپ سے متصل صف (سجدے کر کے) آپ کے ساتھ کھڑی ہو گئی تو پچھلی صف نے سجدے کیے اور کھڑی ہو گئی۔ پھر پچھلی صف آگے آ گئی اور اگلی صف پیچھے چلی گئی، پھر آپ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور ہم سب نے بھی اٹھایا، پھر آپ اور آپ سے متصل صف نے جو پہلی رکعت میں پیچھے تھی، سجدے کے لیے اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، جب نبی اکرم ﷺ اور آپ سے متصل صف دونوں سجدوں سے فارغ ہوئی، پچھلی صف سجدے کے لیے جھکی، انہوں نے دونوں سجدے کیے، پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم سب نے بھی سلام پھیر دیا، حضرت جابر ﷛ نے بتایا، جس طرح تمہارے محافظ آج اپنے امیروں کی حفاظت کے لیے کرتے ہیں۔

مفردات الحديث ❶ ازاء، نحر، نحور: سب کا معنی، مقابلہ میں یعنی سامنے ہے۔ ❷ حَرَس: حارس کی جمع ہے، محافظ، باڈی گارڈ۔

[1946] ۳۰۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ علیہ السلام رَسُولَ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ وَقَالُوا إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلوٰةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ

[1946]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہینہ قبیلہ کے لوگوں سے جنگ لڑی۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بڑی شدید جنگ کی، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے کہا، اے کاش ہم ان پر یکبارگی حملہ کر کے ان کو ختم کر دیتے، جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے آگاہ کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتا دیا، اور ان لوگوں نے کہا، ابھی ان کی ایک اور نماز کا وقت آنے والا ہے، جو انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے تو جب عصر کا وقت آیا، آپ نے ہماری دو صفیں بنائیں کیونکہ مشرک ہمارے اور قبیلہ کے درمیان تھے، رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی، آپ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ پہلی صف والوں نے سجدہ کیا، جب یہ حضرات کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والوں نے سجدے کیے، پھر پہلی صف پیچھے آ گئی اور دوسری آگے بڑھ گئی اور پہلی صف والوں کی جگہ کھڑی ہو گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے (رکوع کے لیے) تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی اور آپ نے رکوع کیا، ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسری

[1946] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۷۲۷)

کھڑی رہی، جب دوسری صف نے سجدے کر لیے اور پھر سب بیٹھ گئے اور آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا، ابوزبیر کہتے ہیں، پھر جابر نے خصوصی طور پر فرمایا، جس طرح تمہارے یہ گورنر نماز پڑھاتے ہیں۔

فائدہ ...... جب دشمن سامنے قبلہ رخ ہو تو پھر نماز خوف کا طریقہ یہی ہے کہ تمام فوج کی دو صفیں بنائی جائیں گی، اور تمام فوج نماز میں مشغول ہوگی، رکوع کرنے تک تمام شریک رہیں گے، پھر سجدے صرف پہلی صف امام کے ساتھ کرے گی اور ان کے کھڑے ہونے کے بعد دوسری صف سجدے کرے گی، پھر دوسری رکعت میں پہلی صف دوسری کی جگہ آ جائے گی اور دوسری پہلی صف کی جگہ لے گی اور پہلی رکعت کی طرح نماز پڑھیں گے اور پھر تشہد میں تمام فوج بیٹھ جائے گی، دشمن سامنے نظر آ رہا ہوگا، پھر تمام فوج سلام پھیرے گی۔

دشمن کی گفتگو کی اطلاع جبرائیل نے جنگ عسفان میں دی تھی، اس لیے کہا جاتا ہے، نماز خوف کی اجازت، اس جنگ میں ملی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے وگرنہ جبرائیل علیہ السلام کو اطلاع دینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

[1947] ٣٠٩-(٨٤١) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهٗ صَفَّيْنِ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ يَلُونَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ

[1947] اخرجه البخاري في (صحيحه في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة ذات الرقاع برقم (٤١٢٩) وبرقم (٤١٣١) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يقوم صف مع الامام وصف وجاه العدو فيصلي بالذين يلونه ركعة ثم يقوم قائما حتى يصلي الذين معه ركعة اخرى ثم ينصرفون فيصفون وجاه العدو وتجئ الطائفة الاخرى فيصلي بهم ركعة ويثبت جالسا فيتمون لانفسهم ركعة اخرى ثم يسلم بهم جميعا برقم (١٢٣٧) وفي باب: من قال: اذا صلى ركعة وثبت قائما اتموا لانفسهم ركعة ثم سلموا ثم انصرفوا فكانوا وجاه العدو واختلف في السلام برقم (١٢٣٨) وبرقم (١٢٣٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في صلاة الخوف برقم (٥٦٥) والنسائي في (المجتبى) في صلاة الخوف باب (١) ٣/ ١٧٠ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الخوف برقم (١٢٥٩) انظر (التحفة) برقم (٤٦٤٥)

[1947] ۔حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی اور انہیں اپنے پیچھے دوصفوں میں کھڑا کیا، اور اپنے سے قریبی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہی رہے یہاں تک کہ پچھلوں نے رکعت پڑھ لی، پھر یہ آگے آ گئے اور ان سے اگلے پیچھے چلے گئے، پھر آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھا دی، پھر بیٹھ گئے حتی کہ پیچھے ہونے والوں نے رکعت پڑھ لی، پھر سلام پھیر دیا۔

[1948] ٣١٠-(٨٤٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَآئِفَةً صَفَّتْ وَصَلَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَآئِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَائَتِ الطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ

[1948] ۔صالح بن خوات اس صحابی سے نقل کرتے ہیں، جس صحابی نے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز خوف پڑھی تھی، ایک گروہ آپ کے ساتھ صف بندی کیے ہوئے تھا، اور دوسرا دشمن کے سامنے تھا، آپ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے اور انہوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر نماز مکمل کر لی (اور سلام پھیر کر) چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بند ہو گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے وہ رکعت جو رہتی تھی ان کو پڑھا دی، پھر بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر، نماز مکمل کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

فائدہ :...... پہلا گروہ آپ کے ساتھ تکبیر تحریمہ اور پہلی رکعت میں شریک تھا، دوسری رکعت اور سلام اپنے طور پر پھیرا، اور دوسرا گروہ آپ کے ساتھ آپ کی دوسری رکعت میں اور سلام پھیرنے میں شریک ہوا، اور ایک رکعت اپنے طور پر پڑھی، اور صالح بن خوات نے یہ روایت اپنے باپ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جیسا کہ امام ابن مندہ کی تصریح بلوغ المرام میں موجود ہے۔

[1949] ٣١١-(٨٤٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ أَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[1948] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٤٤)

[1949] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب غزوة بني المصطلق من خزاعة ←

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَتَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ ((**اَللّٰهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ**)) قَالَ فَتَهَدَّدَهٗ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهٗ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ

[1949] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے حتی کہ ہم ذات الرقاع نامی پہاڑ تک پہنچے، ہماری عادت تھی کہ جب ہم کسی سایہ دار جگہ پر پہنچتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے، ایک مشرک آدمی آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت پر لٹکائی گئی تھی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار پکڑ لی اور اسے میان سے نکال لیا، اور رسول اللہ ﷺ کو کہنے لگا، کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا، ''نہیں۔'' اس نے کہا تو آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے گا۔'' رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے اسے ڈرایا دھمکایا، اس نے تلوار میان میں ڈالی اور اسے لٹکا دیا، اس کے بعد نماز کے لیے اذان دی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر وہ گروہ پیچھے چلا گیا، اور آپ نے دوسرے گروہ کو بھی دو رکعت پڑھائی، اس طرح آپ ﷺ نے چار رکعات اور لوگوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث میں غورث بن حارث نامی مشرک کا واقعہ انتہائی اختصار سے بیان کیا گیا ہے، پورا واقعہ اس طرح ہے کہ جب آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے بچائے گا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور بقول ابن اسحاق جبریل علیہ السلام نے اس کو دھکا دیا تو تلوار گر گئی، آپ نے تلوار پکڑ کر اسے پوچھا، اور فرمایا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا، آپ اچھے پکڑنے والے بنیے، کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا، آپ نے فرمایا: ''تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا، میں عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑائی نہیں لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں کو آواز

← وهي غزوة المريسيع برقم (٤١٣٩) ومسلم في (صحيحه) في الفضائل باب: توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس برقم (٥٩١١) انظر (التحفة) برقم (٣١٥٦)

دی، ساتھی پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہے۔ آپ نے ساتھیوں کو واقعہ سے آگاہ فرمایا، اس کے بعد اسے چھوڑ دیا، اس نے واپس جا کر اپنی قوم کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور آپ کی تعریف کی، بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ہر گروہ کو الگ الگ دو رکعت نماز پڑھائی، اس طرح آپ کا دوسرا دوگانہ نفل تھا لیکن دوسرے گروہ کا فرض تھا تو معلوم ہوا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ❸ مصنف نے نماز کی جتنی صورتیں بیان کی ہیں، موقع محل کے مطابق سب صورتیں جائز ہیں، جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھی جائے گی، اس کو چھوڑا نہیں جائے گا۔ امام مالک اور امام شافعی نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث والے طریقہ کو پسند کیا ہے، امام احمد نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام ابوحنیفہ نے جابر رضی اللہ عنہ والے طریقہ کو یعنی حدیث نمبر ۳۰۸ کو۔

[1950] ۳۱۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّصَلّٰى بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

[1950]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے پہلے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، اس طرح رسول اللہ ﷺ نے چار رکعات پڑھیں اور ہر گروہ کو دو رکعات پڑھائی ہیں۔

[1950] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٤٦)

ضیاء الاسلام فی شرح الالمام باحادیث الاحکام

اردو ترجمہ : ابوضیاء محمود احمد غضنفر

تحقیق وتخریج : الاستاذ حسین اسماعیل الجمل

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو شرعی احکام کو نازل کرنے والا ہے حلال وحرام کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے جس نے اللہ کی رضا کی خاطر اس کی پیروی اختیار کی اسے وہ سلامتی کے راستے دکھلانے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسی توحید کا حامل ہے جو تقریر میں محکم انفظام اور اخلاص میں وافر الاقسام ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ان پر افضل واکمل درود وسلام پھر ان کی پاکیزہ اور معزز آل پر اور ان کے صحابہ کرام پر جو ہدایت کے ستارے ہیں۔

یہ علم حدیث کی ایک مختصر کتاب ہے جسے میں نے پوری ذمے داری سے صحیح احادیث پر مشتمل مرتب کیا اور اس کی تالیف اور احادیث کے انتخاب میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ جس نے اس کتاب کے مقصد کو سمجھ لیا اس کا رابطہ اس کے ساتھ اور مضبوط ہو گیا۔ گویا اس نے اسے یوں اپنی گرفت میں لیا جیسے کوئی بخیل مال کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اور اس نے اس کتاب کو بڑی محبت اور عقیدت سے اس کے اعلیٰ مقام ومرتبہ کے پیش نظر اپنے دل میں اتار لیا۔ اور میں نے اس کتاب کا نام ''کتاب الالمام باحادیث الاحکام'' رکھا ہے میں نے اس کتاب میں وہی حدیث درج کی ہے جسے محدثین اور باریک بین آئمہ جرح وتعدیل اور فقیہان ذی وقار نے ثقہ اور صحیح قرار دیا ہے محدثین وفقہاء میں سے ہر ایک کا مرکزی نکتہ ہوتا ہے جس کو وہ ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھتا ہے اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے راستے پر چلنے سے وہ پہلوتہی اختیار کرتا ہے ایسا طرز عمل اختیار کرنے میں خیر وبرکت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ ہمیں اس کتاب کے ذریعے دین ودنیا کے لحاظ سے نفع بہم پہنچائے، اور اس کتاب کو ہمارے لیے نور بنا دے جو ہمارے سامنے افشاں وفروزاں رہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو اسے زبانی یاد کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہمیں اس کتاب کی برکت کے ذریعے اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچائے۔

بلاشبہ ہمارا رب بند عقدے کھولنے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے وہ غنی اور کریم ہے۔

وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم

ابن دقیق العید رحمہ اللہ

پاکستان میں کتاب وسنت کی اشاعت کا قدیم ادارہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37321865
موبائل: 0334-4229127

Web: nomanibooks.com, E-Mail: nomania2000@hotmail.com

اس کتاب کے کل ابواب (18) اور (93) احادیث ہیں۔

8

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے متعلق احکام و مسائل

حدیث نمبر 1951 سے 2043 تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٨......كِتَابُ الْجُمُعَةِ

٨. جمعہ کے متعلق احکام و مسائل

[1951] ١-(٨٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1951]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کرے۔''

[1952] ٢-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1952]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''تم میں سے جو جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔''

[1953] (...) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

[1953] امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی ہے۔

[1951] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٣٠٧)

[1952] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب ما جاء فی الاغتسال فی الجمعة برقم (٤٩٣) والنسائی فی (المجتبى) فی الجمعة باب: حض الامام فی خطبته یوم الجمعة ٣/ ١٠٦ انظر (التحفة) برقم (٧٢٧٠) وبرقم (٦٨٧٤)

[1953] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٩٤٩)

[1954] (...) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِمِثْلِهِ

[1954] مصنف نے اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

فائدہ:...... اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ جمعہ کے لیے غسل کرنا فرض ہے، امام مالک اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ حافظ ابن حجر کا خیال ہے جمعہ کی صحت کے لیے غسل شرط نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل فرض ہے، حافظ ابن قیم کا نظریہ ہے کہ اگر انسان کو پسینہ آتا ہو، جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بنتا ہو، یعنی کام کاج کرنے والے لوگ، جن کے بدن سے بدبو اٹھ سکتی ہے، ان کے لیے غسل کرنا فرض ہے، بہرحال آداب و اخلاق اور جمعہ کے احترام کا تقاضا یہی ہے کہ جمعہ کے لیے غسل کیا جائے، اگرچہ جمہور کے نزدیک غسل کرنا سنت مستحبہ ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کا موقف یہی ہے، امام مالک، امام لیث اور امام اوزاعی کے نزدیک غسل جمعہ کے لیے جاتے وقت کرنا چاہیے، ابن عمر کی حدیث کا تقاضا یہی ہے اور جمہور کے نزدیک صبح کے بعد جب چاہے غسل کر سکتا ہے۔

[1955] ٣-(٨٤٥) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ

[1955] حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے کہ اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی داخل ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی، کہ یہ آنے کا کون سا وقت ہے؟ اس نے جواب دیا، میں آج مصروف تھا، میں نے گھر لوٹتے ہی اذان سنی تو میں صرف وضو کر کے حاضر ہو گیا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، صرف وضو ہی کیا ہے، حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیتے تھے؟

فائدہ:...... یہ حاضر ہونے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، مصروفیت کی بنا پر وقت کا احساس نہ ہو سکا، جب گھر پہنچے تو اس وقت اذان ہو گئی اور وہ وضو کر کے مسجد میں حاضر ہو گئے۔ غسل کے متعلق انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اعتراض کا

[1954] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٠٩)

[1955] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة۔ باب: فضل الغسل يوم الجمعة برقم (٨٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٥١٩)

کوئی عذر پیش نہیں کیا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے غسل نہیں کیا تھا، کیونکہ صحیح مسلم میں حمران سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کوئی دن نہیں گذرتا تھا جس میں غسل نہ کرتے ہوں، عذر نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جمعہ کو جاتے وقت غسل نہ کر سکے تھے جو کہ افضل تھا۔ (فتح الباری، حدیث ۸۷۸)

[1956] ٤-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ بِهِ عُمَرُ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ))

[1956]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس اثناء میں، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف تعریض کرتے ہوئے کہا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اذان کے بعد دیر لگاتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر المومنین! میں نے اذان سننے کے بعد وضو کرنے سے زائد کوئی کام نہیں کیا، پھر آ گیا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، صرف وضو ہی کیا ہے، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا کہ ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔''

فائدہ :...... حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ غسل جمعہ کے لیے آتے وقت کرنا چاہیے، اور جمعہ کے لیے غسل شرط نہیں ہے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس نہیں لوٹایا۔

١...... بَابُ: وُجُوبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ بَالِغٍ مِنَ الرِّجَالِ وَبَيَانِ مَا أُمِرُوا بِهِ

باب ١: جمعہ کے لیے غسل کرنا ہر بالغ مرد کے لیے ضروری ہے اور جس چیز کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے اس کا بیان

[1957] ٥-(٨٤٦) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

[1956] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة باب (٥) برقم (٨٨٨) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة باب: فی الغسل یوم الجمعة برقم (٣٤٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٦٧)

[1957] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: وضوء الصبیان ومتی یجب علیهم ←

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))

[1957]۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل کرنا لازم ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ جمعہ کے احترام وعظمت کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

[1958] ٦-(٨٤٧) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْعَبَاءِ وَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّيحُ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا))

[1958]۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ لوگ عوالی سے اپنے گھروں سے جمعہ کے لیے آتے تھے، اور وہ اونی چادروں میں آتے تھے، (راستہ میں) ان پر گردوغبار پڑتی تھی، جس کی وجہ سے ان سے بدبو پھوٹتی تھی، ان میں سے ایک انسان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ میرے ہاں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے کاش! تم آج کے دن کے لیے پاکیزگی اور صفائی حاصل کرلیا کرو۔''

[1959] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوا يَكُونُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

← الغسل والطهور وحضورهم الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم (٨٥٧) باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم برقم (٨٩٥) وفى الشهادات، باب: بلوغ الصبيان وشهادتم برقم (٢٦٦٥) وابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: فى الغسل يوم الجمعة برقم (٣٤١) والنسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: ايجاب الغسل يوم الجمعة برقم (١٣٧١) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى الغسل يوم الجمعة برقم ٣/ ٩٤ انظر (التحفة) برقم (٤١٦١)

[1958] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: من اين توتى الجمعة وعلى من تجب برقم (٩٠٢) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة باب: اللبس للجمعة برقم (١٠٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٣)

[1959] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: وقت الجمعة اذا زالت الشمس ←

[1959] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، لوگ کام کاج کرتے تھے، ان کے نوکر چاکر نہیں تھے، ان سے بدبو اٹھتی تھی تو ان سے کہا گیا، اے کاش! تم جمعہ کے دن نہا لیا کرو۔

مفردات الحدیث ❶ ينتابون الجمعة: وہ یکے بعد دیگرے جمعہ کے لیے آتے تھے، اس لیے باری باری آنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ کبھی کچھ آتے اور کبھی دوسرے آتے، کیونکہ نسائی شریف کی روایت میں يحضرون کا لفظ ہے اور من منازلهم، اپنے گھروں سے آتے تھے، بھی اس کا قرینہ ہے۔ ❷ عوالي: مدینہ کے ان مضافات کو کہتے ہیں، جو بلند تھے، اور تین، چار سے سات، آٹھ میل تک واقع تھے۔ ❸ العباء: عبائة کی جمع ہے اونی چادر کو کہتے ہیں، اس وقت لوگ اونٹ کے بالوں سے بناتے تھے۔ ❹ كُفاةٌ: کافِ کی جمع ہے، نوکر چاکر جو انسان کو کام کاج کے لیے کفایت کرتے ہیں۔ ❺ تفل: بدبو، کام کاج کے کپڑے، جب پسینہ آتا ہے تو ان سے بدبو محسوس ہوتی ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں جمعہ کے لیے غسل کرنے کا پس منظر اور سبب بتایا گیا ہے، اس لیے جمہور علماء اس پس منظر کی بناء پر غسل کو ضرورت پر محمول کرتے ہیں، اس کو جمعہ کے لیے ہر ایک کے لیے لازم قرار نہیں دیتے۔ لیکن جس طرح حج میں رمل مشرکین کے سامنے قوت کے اظہار کے لیے کیا گیا تھا، لیکن اس کے بعد اس کو باقی رکھا گیا۔ اسی طرح شروع میں تو سبب یہی تھا لیکن بعد میں آپ نے حکم عام دے دیا، جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

٢...... بَابُ: الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ٢: جمعہ کے دن خوشبو لگانا اور مسواک کرنا

[1960] ٧-(٨٤٦) وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ)) إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيبِ وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ

← برقم (٩٠٣) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة برقم (٣٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٥)

[1960] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب الطيب للجمعة برقم (٨٨٠) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: الغسل يوم الجمعة برقم (٣٤٤) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: الامر بالسواك يوم الجمعة برقم ٣/ ٩٣ وفي باب: الهياة للجمعة۔ انظر (التحفة) برقم (٤١١٦)

[1960]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل ہر بالغ پر ہے اور مسواک کرنا، اور حسب استطاعت خوشبو استعمال کرنا۔''

بکیر کی روایت میں عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں ہے اور خوشبو کے بارے میں ہے اگرچہ عورت کی خوشبو ہی ہو۔

[1961] ۸-(۸٤۸) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ

[1961]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے جمعہ کے دن کے غسل کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا، طاؤس کہتے ہیں: ''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ خوشبو یا تیل استعمال کرے اگر اس کے گھر میں موجود ہو؟ انہوں نے جواب دیا، میرے علم میں نہیں ہے۔

فائدہ :...... غسل کا مقصد میل کچیل سے صاف ہونا ہے تاکہ لوگوں کو اس کے پسینہ سے تکلیف نہ ہو، اس لیے منہ کی بدبو کے ازالہ کے لیے مسواک کرنی چاہیے، امام اسحٰق، امام داؤد اور ابن حزم کے نزدیک جمعہ کے لیے مسواک ضروری ہے، بلکہ امام اسحاق کے نزدیک ہر نماز کے لیے مسواک لازم ہے، اگر انسان عمداً مسواک نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ابن حزم کے نزدیک جمعہ کے سوا باقی نمازوں کے لیے مسواک کرنا سنت ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک جمعہ ہو یا غیر جمعہ، نماز کے لیے مسواک کرنا سنت ہے لازم یا فرض نہیں ہے۔

[1962] (. . .) وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1962] مصنف نے مذکورہ بالا حدیث ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔

[1963] ۹-(۸٤۹) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

[1961] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: الدهن للجمعة برقم (۸۸۵) انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٢)

[1962] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۹٥۸)

[1963] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم (۸۹٦) وفي احاديث الانبياء باب: ٥٤- برقم (۳٤۸٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ))

[1963] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ ہر ہفتہ میں ایک بار نہائے، اپنے سر اور اپنے جسم کو دھوئے۔''

[1964] ۱۰ ۔(۸۵۰) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ))

[1964] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، پھر مسجد چلا گیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا، اور جو دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے قربان کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا، گویا اس نے ایک سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو چوتھی ساعت میں گیا، اس نے گویا کہ مرغ قربان کیا، اور جو پانچویں گھڑی میں گیا، اس نے گویا کہ ایک انڈہ صدقہ کیا کیونکہ جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ (یاد دہانی) سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔''

فوائد:...... ❶ جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، سے مراد اکثر علماء کے نزدیک یہ ہے کہ غسل جنابت کی طرح پورے اہتمام سے اچھی طرح غسل کیا جائے، لیکن بعض تابعین کے نزدیک اس سے مراد تعلقات کے بعد غسل کرنا مراد ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، امام قرطبی نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ ❷ الساعة الاولی سے مراد، نماز فجر یا طلوع شمس کے بعد کی ساعات ہیں، کہ امام کے خطبہ جمعہ کے لیے آنے تک کے وقت کو فجر سے شروع کر

← والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب ایجاب الجمعة ۳/ ۸۷ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۲۲) وبرقم (۱۳۶۸۳)

[1964] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة برقم (۸۸۱) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الغسل یوم الجمعة برقم (۳۵۱) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی التبکیر الی الجمعة برقم (۴۹۹) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب وقت الجمعة ۳/ ۹۹۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۶۹)

کے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، پہلے حصہ میں آنے والے اس قدر ثواب حاصل کریں گے۔ گویا کہ انہوں نے اونٹ قربان کیا ہے، اس طرح دوسرے حصہ میں آنے والے بقرہ کے صدقہ کا ثواب پائیں گے۔ اور ساعات کے ابتداء اور انتہاء اس طرح درمیان کے اعتبار سے یہ جانور بھی قد وقامت اور چھوٹے بڑے ہونے میں منقسم ہوں گے یعنی جو پہلی ساعت کے آغاز میں آئے گا اس کا اونٹ قد وقامت اور قیمت میں زیادہ ہوگا اور اس ساعت کے آخر میں آنے والے کا اونٹ قد وقامت اور قیمت میں کم ہوگا، جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک یہ پانچ ساعات سورج ڈھلنے سے لے کر امام کی آمد تک شمار ہوں گی، متاخرین میں سے امام ابوالحسن سندھی اور امام محمد حیات سندھی نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے، لیکن دلائل کی رو سے جمہور کا موقف مضبوط ہے۔ ❸ امام کی آمد کے بعد، فضیلت والا ثواب ختم ہو جاتا ہے، صرف جمعہ کا ثواب حسب آمد ملتا ہے، کیونکہ خطیب کی آمد پر زائد ثواب کا رجسٹر بند ہو جاتا ہے، اور اس کے حال فرشتے خطبہ کے سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

٣...... بَابٌ: فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْخُطْبَةِ

باب ٣: جمعہ کے دن خطبہ میں خاموشی اختیار کرنا۔

[1965] ١١-(٨٥١) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ))

[1965]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو کہا، چپ رہ، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے، تو تو نے لغو (بے جا) کام کیا۔''

مفردات الحديث

❊ لغوت: باب ناقص ہے اور نَصَرَ ہے، اور دوسری حدیث میں لَغِيْتَ ہے یہ لَغِيَ يَلْغَیٰ (س) ہے معنی دونوں کا ایک ہے، بے جا، باطل اور مردود بات کرنا یا بے مقصد، فضول کام کرنا۔

فائدہ:...... امام کی آمد پر جب اذان کے بعد خطبہ شروع ہو جاتا ہے تو اس کو غور وتوجہ کے ساتھ سننا ضروری ہے۔

[1965] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة، باب: الانصات يوم الجمعة والامام يخطب برقم (٣٩٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی كراهية الكلام والامام يخطب برقم (٥١٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة باب: الانصاف للخطبة يوم الجمعة ٣/ ١٠٣ و ٣/ ١٠٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٠٦)

حتیٰ کہ اگر کوئی انسان اس کی مخالفت کرتے ہوئے گفتگو کر رہا ہو تو اس کو روکنا بھی درست نہیں ہے، یہ بھی غلط اقدام ہے، ائمہ اربعہ کا یہی موقف ہے، پس اگر انسان کو خطبہ کی آواز نہ پہنچ رہی ہو تو جمہور کے نزدیک پھر بھی خاموشی ضروری ہے، امام احمد اور امام شافعی کے ایک قول کی رو سے ایسی صورت میں خاموشی ضروری نہیں ہے۔

[1966] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مِثْلَهُ۔

[1966] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1967] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ

[1967] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، سند کے ایک راوی کے نام میں تھوڑا سا فرق ہے، کہ اس سے پہلی روایت میں عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کہا گیا تھا اور اس میں ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ آیا ہے۔

[1968] ۱۲۔(. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغِيتَ)) قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ

[1968]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے، کہا، چپ رہ تو تو نے بے جا اور غلط کام کیا۔''

ابو زناد کہتے ہیں، اصل لغت، فقد لغوت ہے لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت، فقد لغِيْتَ ہے۔

فائدہ:...... اگرچہ فصیح اور عام لغت کی رو سے یہ باب نصر ینصر سے ہے، لیکن قرآن مجید سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[1966] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٦٢)
[1967] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٨١)
[1968] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨١٠)

والی لغت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ کافروں نے کہا قرآن مجید نہ سنو بلکہ والغوافیہ، اس میں بے جا باتیں کرو، شوروشغب ڈالو تو اگر یہ نصر سے ہوتا تو غین پر پیش آنا چاہیے تھا، جبکہ قرآن میں زبر ہے۔

٤......بَابُ: فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ٤: جمعہ کے دن آنے والی ساعت

[1969] ١٣-(٨٥٢) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ((**فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ**)) زَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا

[1969]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، ''اس میں ایک ساعت ہے، جسے مسلمان بندہ نماز کی حالت میں پالے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اس کو مل جائے گا۔'' قتیبہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے اس ساعت کی قلت کو بیان کیا۔

[1970] ١٤-(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا

[1970]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک گھڑی ہے جسے مسلمان نماز میں کھڑا پا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہی دے دیتا ہے۔'' اور آپ نے ہاتھ سے اس کی قلت اور تھوڑا ہونے کو بیان کیا۔

مفردات الحدیث ☼ **یقللھا یزھدھا**: دوسرا لفظ اپنے لفظ کی تاکید ہے کیونکہ تزھید کا معنی بھی تقلیل ہے، کیونکہ کم اور حقیر چیز سے وہ انسان بے رغبتی اور پرہیز کرتا ہے۔

[1969] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة باب: الساعة التي في يوم الجمعة برقم (٩٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٨)

[1970] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة برقم (٦٤٠٠) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: ذكر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة ٣/ ١١٦ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٦)

[1971] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1971] امام وہ ایک اور استاد سے مذکور روایت بیان کرتے ہیں۔

[1972] (. . .) وحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ قَالَ نَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1972] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1973] ۱۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

[1973] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ساعت ہے جسے مسلمان اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتے ہوئے پاتا ہے تو اسے اس کا سوال مل جاتا ہے۔'' اور یہ ایک خفیف اور چھوٹی سی ساعت ہے۔''

[1974] (. . .) وَحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

[1974] مصنف صاحب یہی روایت ایک دوسری سند سے لائے ہیں لیکن اس میں ساعة خفيفة کا ذکر نہیں ہے۔

[1975] ۱۶۔(۸۵۳) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ

[1971] تقدم

[1972] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٧١)

[1973] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٢)

[1974] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٩)

[1975] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الاجابة، اية ساعة هي في يوم الجمعة برقم (١٠٤٩) انظر (التحفة) برقم (٩٠٧٨)

يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِى شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَم سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ))

[1975]۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو بردہ کی روایت ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سے، جمعہ کی ساعت کے بارے میں حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا، ہاں، میں نے ان سے یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یہ امام کے بیٹھنے سے لے کر نماز کے پڑھنے تک ہے۔''

فائدہ:...... ساعت کے جمعہ کے بارے میں بہت اختلافات ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چالیس سے زائد اقوال نقل کیے ہیں، لیکن صحیح ترین قول دو ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے، اور مسند احمد اور سنن میں مختلف صحابہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عصر کے بعد ہے، اس لیے بعض نے مسلم شریف کی روایت کو ترجیح دی ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ عصر کے بعد ہے، حافظ ابن قیم نے دلائل سے ترجیح عصر کے بعد کی ساعت کو دی ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ لوگوں کے اجتماع، ان کی نماز، ان کی اللہ کے حضور عاجزی اور تضرع اور گڑگڑانا کو بھی دعا کی قبولیت میں داخل ہے، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو ان دونوں اوقات میں دعا اور اللہ کے سامنے گڑگڑانے کی ترغیب دی ہے اور اس کا شوق و آمادگی دلائی ہے۔ لیکن یہ دونوں اوقات ایسے ہیں کہ ان میں انسان نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لیے قائم یصلی، کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، میں تاویل کی ضرورت ہے، اس کا یا تو یہ معنی کرنا ہوگا، کہ قیام سے مراد مواظبت اور پابندی ہے اور صلوۃ سے مراد دعا ہے کہ وہ دعا پر مواظبت اور پابندی کرتا ہے یا انتظار صلوٰۃ مراد ہوگا کہ وہ نماز کا منتظر ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس ساعت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ میں نے اعتراض کیا، ((تلك الساعة لا يصلى فيها)) اس گھڑی میں نماز نہیں پڑھی جاتی تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو انسان نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے فهو فى صلوٰة، وہ نماز ہی پڑھ رہا ہے۔ تو میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا، بس یہی بات ہے، اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ سوال حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے انہیں یہی جواب دیا تھا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ ساعت تو عصر کے بعد ہی ہے لیکن مطلوب دونوں جگہ دعا کرنا ہے، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطبہ کے دوران دعا مانگنا انصات اور خاموشی کے منافی نہیں ہے (کیونکہ علامہ شامی کے بقول تو یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک ہے، شرح صحیح مسلم، علامہ سعیدی، ج ۲، ص ۶۴۸)

٥...... بَابُ: فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ٥: جمعہ کے دن کی فضیلت

[1976] ١٧-(٨٥٤) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا هريره يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا))

[1976] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں اس سے نکالے گئے۔

[1977] ١٨-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ))

[1977] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان سارے دنوں میں جن میں سورج نکلتا ہے (یعنی ہفتہ بھر کے دنوں میں) سب سے بہترین دن جمعہ کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اس میں اسی سے نکالے گئے، اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔

فائدہ:...... **وقت کی فضیلت اور برتری کا انحصار ان بڑے بڑے اہم واقعات پر ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوتے ہیں یا واقع ہوں گے یا اللہ تعالیٰ کے انعامات وعنایات پر ہے جو اس دن انسانوں پر ہوتے ہیں، جمعہ کے دن کی برتری کا باعث بھی یہی امور ہیں کہ اس میں نسل انسانی کے جد اعلیٰ کو پیدا کیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محل میں ان کو عارضی طور پر رکھا گیا تاکہ ان کے دل میں اس کی محبت اور اس کے حصول کی لگن پیدا ہو، پھر ان کو نسل انسانی کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا تاکہ دنیا میں آ کر وہ اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دستور زندگی کے مطابق زندگی گزار کر جنت میں دائمی طور پر رہنے کی صلاحیت کا اظہار کرکے اس کے حصول**

[1976] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: ذكر فضل يوم الجمعة ٣/ ٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٥٩)

[1977] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في فضل يوم الجمعة برقم (٤٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٨٢)

کا استحقاق پیدا کریں اور فرشتوں کے سامنے دنیا میں خلافت کے نظام کے کمالات وخوبیوں کا ظہور ہو جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے انی اعلم مالا تعلمون، میں اشارہ فرمایا ہے اور آخر کار قیامت برپا کرکے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والوں کو انعام واکرام سے نوازا جائے، اس نے جمعہ میں پیش آنے والے تمام امور اللہ تعالیٰ کی حکمت وقدرت اور رحمت کے ظہور کا باعث ہونے کی بنا پر اس دن کی فضیلت اور برتری کا سبب ہیں۔ آدم علیہ السلام کا جنت سے اخراج بھی درحقیقت جنت میں مستقل اور دائمی رہائش کا پیش خیمہ ہونے کی بنا پر نعمت ہے کیونکہ جنت میں ان کا داخلہ عارضی تھا۔ ان کو پیدا تو خلافت ارضی ہی کے لیے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿انی جاعل فی الارض﴾

٦...... بَابُ: هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ٦: جمعہ کے دن کے لیے اس امت کی رہنمائی

[1978] ١٩۔(٨٥٥) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))

[1978]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اس لیے کہ ہر امت کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی، اور ہمیں وہ ان کے بعد دی گئی۔ پھر یہ دن جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ضروری ٹھہرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی، لوگ اس کے اعتبار سے ہمارے تابع (پیچھے) ہیں، یہود کی عبادت کا دن جمعہ کے اگلا یعنی ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کا دن اس کے بعد کا ہے، یعنی اتوار ہے۔

[1979] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِهِ))

[1979] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سب کے بعد آنے والے ہیں

[1978] تقدم تخريجه برقم (١٩٦٠)
[1979] تقدم تخريجه برقم (١٩٦٠)

اور قیامت کے دن ہم سب سے آگے ہوں گے۔ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

فائدہ:...... آدم علیہ السلام سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ان کے لیے آسمانی ہدایات کا انتظام کیا گیا، اور ہر دور میں اپنے اپنے وقت پر انسانوں کی رہنمائی کے لیے نبی اور رسول آتے رہے اور ان کی امتیں بنتی گئیں۔ ان میں تین امتیں سب سے برتر ہیں اور ان کے انبیاء اولوالعزم رسول ہیں، اور سب سے آخر میں آنے والی امت، امت مسلمہ ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ خیر الامم ہونے کی بنا پر قیامت کے دن ہر معاملہ میں پیش پیش ہوگی۔ بید کے معنی تین بن سکتے ہیں۔ اس کا معنی اگر غیر کرلیں تو نص ہوگا کہ پہلی امتوں کو یہ جزوی فضیلت اور برتری حاصل ہے کہ ان کو اللہ کی کتاب ہم سے پہلے ملی، اور اگر اس کا معنی علی یا مع کریں تو معنی ہوگا اس کے باوجود کہ وہ دنیا میں کتاب پہلے دیے گئے۔ ہمیں آخرت میں ان پر سبقت اور تقدم حاصل ہوگا، اگر اس کا معنی اجل لیں تو معنی ہوگا ہم اس لیے آخر میں ہیں کیونکہ انہیں کتاب ہم سے پہلے عنایت کی گئی۔ ہفتہ میں ایک دن، اجتماع ومسرت اور عید کا ہوتا ہے۔ اس میں ہمیں بڑی امتوں یہود ونصاریٰ پر تقدم حاصل ہے۔ یہودیوں کے اجتماع اور عید کا دن ہفتہ ہے اور عیسائیوں کا اتوار جبکہ ہمارا عید کا دن یا ہفتہ وار اجتماع اور عبادت کا دن جمعہ ہے جو ان سے پہلے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل وکرم اور اس کی ہدایت وتوفیق کا نتیجہ ہے کہ ہم نے ہفتہ واری عید اور اجتماع کے لیے اس دن کا انتخاب کیا۔ اور یہود ونصاریٰ کی طرح اللہ تعالیٰ کے اس مطلوب اور محبوب دن کو نظر انداز نہیں کیا۔

[1980] ۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ قَالَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَالْيَوْمَ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى))

[1980]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن اوّل ہوں گے اور ہم جنت میں داخل ہونے والوں میں اوّل ہوں گے۔ ہاں یہ بات ہے انہیں کتاب ہم سب سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، اور انہوں نے (اجتماع کے دن میں) اختلاف کیا اور ہماری اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اس حق کے سلسلہ میں، جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا۔ یہ (جمعہ کا دن) وہ دن ہے جو ان کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں (یعنی جمعہ کے دن کے لیے) ہماری رہنمائی فرمائی۔ آج کا دن ہمارا ہے اور اگلا دن یہود کا ہے اور اس سے اگلا دن عیسائیوں کا ہے۔

[1980] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۳۴۵)

فائدہ :...... امام ابن بطال اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہفتہ میں ایک دن اجتماع وعبادت کے لیے مقرر کرنے کا اختیار یہود کو بھی دیا گیا اور عیسائیوں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ اس مقصد کے لیے جمعہ کے دن کا انتخاب کریں، لیکن وہ اس انتخاب میں ناکام ہو گئے۔ یہود نے ہفتہ کا دن منتخب کر لیا اور عیسائیوں نے اتوار کا، اور بقول امام نووی ان کے لیے جمعہ کا دن معین تھا لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا کہ کیا ہمارے لیے اس کو تبدیل کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں، پھر یہ سمجھ کر کہ تبدیل کرنا جائز ہے۔ انہوں نے اس دن کو بدل ڈالا، اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر تھا لیکن انہوں نے حسب عادت اپنے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو تبدیل کر ڈالا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توفیق دی انصار نے ہجرت سے پہلے ہی حضرت سعد بن زرارہ کی سرکردگی میں اس دن جمع ہونا شروع کر دیا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ بنو سالم بن عوف میں پڑھا تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر بعد میں ہوئی تھی۔

[1981] ٢١-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

ابو هريره عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))

[1981]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، اس لیے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہ ان کا وہی دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اور اللہ تعالیٰ نے ہماری اس کے بارے میں رہنمائی فرمائی، اس لیے وہ لوگ اس سلسلہ میں ہمارے پیچھے ہیں، یہود کا آئندہ کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں ہے۔

[1982] ٢٢-(٨٥٦) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَضَلَّ

[1981] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٦)

[1982] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الایمان، باب: ادنی اهل الجنة منزلة فیها برقم ←

اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَآءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ))
وَفِي رِوَايَةِ وَاصِلٍ الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ

[1982]۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ بھلا دیا (جمعہ سے پھیر دیا) اس لیے یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن ہے۔ ان کے بعد اللہ ہمیں لایا، تو جمعہ کے بارے میں ہمیں ہدایت دی (اس طرح عظمت و تعظیم کے) دن جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو ٹھہرایا۔ (جس طرح وہ اس سلسلہ میں پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔ اہل دنیا میں ہم سب کے بعد کی امت ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے جن کا فیصلہ تمام لوگوں سے پہلے کیا جائے گا۔''

واصل کی روایت میں المقضی لھم کی جگہ المقضی بینھم ہے۔ ان کے باہمی فیصلے سب سے پہلے ہوں گے۔

[1983] ۲۳۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللّٰهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا)) فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ

[1983]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہماری جمعہ کے بارے میں رہنمائی کی گئی اور ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پھسلا (بہکا) دیا۔'' آگے اوپر والی روایت کے ہم معنی روایت ہے۔

۷...... بَابُ: فَضْلِ التَّهْجِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ۷: جمعہ کے دن جلد جانے کی فضیلت

[1984] ۲۴۔(۸۵۰) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ

← (۳۲۹) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب: ايجاب الجمعة ۳/ ۸۷۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: في فرض الجمعة برقم (۱۰۸۳) انظر (التحفة) برقم (۳۳۱۱)

[1983] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۹۷۹)

[1984] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: الاستماع الى الخطبة برقم (۹۲۹) وفي بدء الخلق باب ذكر الملائكة برقم (۳۲۱۱) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة ←

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَآئِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوْا الصُّحُفَ وَجَاءُوْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ))

[1984] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے آنے والوں کی ترتیب سے پہلے پھر پہلے کا نام لکھتے ہیں اور جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال نامے لپیٹ دیتے ہیں اور وعظ ونصیحت (تذکیر ویاد دہانی) سننے لگتے ہیں اور جلد آنے والے کی مثال اس انسان کی ہے جو اونٹ قربان کرتا ہے پھر اس کی طرح جو گائے قربان کرتا ہے، بعد والا اس کی طرح جو مینڈھا قربان کرتا ہے، پھر اس کے بعد والا اس کی طرح جو مرغی قربان کرتا ہے پھر اس کی طرح جو انڈا صدقہ کرتا ہے۔

[1985] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1985] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1986] ۲۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكٌ يَكْتُبُ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ مَثَّلَ الْجَزُورَ ثُمَّ نَزَّلَهُمْ حَتّٰى صَغَّرَ إِلٰى مَثَلِ الْبَيْضَةِ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَحَضَرُوا الذِّكْرَ))

[1986] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتہ پہلے آنے والے پھر پہلے آنے والے کا نام لکھتا ہے، آپ نے اونٹ کی مثال بیان کی، پھر ان

←باب التبكير الى الجمعة ۳/ ۹۷ و ۹۸۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳٤٦٥)

[1985] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب؛ التبكير الى الجمعة برقم ۳/ ۹۸ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فى التهجير الى الجمعة برقم (۱۰۹۲) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۳۸)

[1986] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۷۰)

کے درجات ومنازل کو بتدریج کم کر کے آخر میں انڈے کی مثال دی اور جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ رجسٹر (اعمال نامے) لپیٹ دیتے ہیں اور ذکر (یاددہانی) سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔"

٨...... بَابُ: فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ فِي الْخُطْبَةِ

باب ٨: خطبہ میں خاموش رہنے اور سننے والے کی فضیلت

[1987] ٢٦-(٨٥٧) وحَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ))

[1987] - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے غسل کیا، پھر جمعہ کے لیے آ گیا اور اس کے مقدر میں جتنی نماز تھی پڑھی۔ پھر چپ رہا حتی کہ خطیب اپنے خطبہ سے فارغ ہوگیا، پھر اس کے ساتھ نماز میں شرکت اختیار کی۔ اس کے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور تین دن کے زائد۔"

[1988] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا))

[1988] - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے وضو کیا اور وضو اچھی طرح کیا۔ پھر جمعہ کے لیے آیا۔ خطبہ پر کان دھرے اور چپ رہا، اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور تین دن زائد کے، اور جو کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو اور فضول کام کیا۔"

[1987] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٥)

[1988] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: فضل الجمعة برقم (١٠٥٠) والترمذي في (جامعه) باب: ما جاء في الوضوء يوم الجمعة برقم (٤٩٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الرخصة في ذلك برقم (١٠٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٠٤)

فائدہ .... ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ہے۔اس لیے جو انسان بڑے اہتمام کے ساتھ غسل کر کے، خطبہ سے پہلے جمعہ کے لیے آتا ہے اور مقدور بھر نفل ونوافل پڑھتا ہے اور خطبہ شروع ہونے پر توجہ کے ساتھ، خاموشی سے خطبہ سنتا ہے۔تو اس کے دس دن کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور باقی اجر وثواب الگ ہے۔

٩...... بَابُ: صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِينَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ

باب ٩: جمعہ کی نماز سورج کے ڈھلنے پر ہے

[1989] ٢٨-(٨٥٨) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا قَالَ حَسَنٌ فَقُلْتُ لِجَعْفَرٍ فِي اَيِّ سَاعَةٍ تِلْكَ قَالَ زَوَالَ الشَّمْسِ

[1989]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر واپس آ کر اپنے پانی لادنے کے اونٹوں کو آرام پہنچاتے تھے، حسن کہتے ہیں میں نے جعفر سے پوچھا، یہ کس وقت کی بات ہے؟ اس نے کہا: سورج کے ڈھلنے کے وقت کی۔

[1990] ٢٩-(. . .) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَا جَمِيعًا نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ مَتٰى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيحُهَا زَادَ عَبْدُاللّٰهِ فِي حَدِيثِهِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ

[1990]۔جعفر کے باپ محمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ جمعہ کس وقت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا۔آپ جمعہ پڑھاتے، پھر ہم اپنے پانی لادنے کے اونٹوں کے پاس جاتے اور انہیں آرام پہنچاتے۔عبداللہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے، جس وقت سورج ڈھل جاتا۔جمال سے مراد نواضح ہے مراد پانی لادنے والے اونٹ ہیں۔

[1989] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب: وقت الجمعة ٣/ ١٠٠ انظر (التحفة) برقم (٢٦٠٢)

[1990] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٩٨٦)

[1991] ٣٠ ـ(٨٥٩) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وقَالَ الآخَرَانِ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1991] ۔حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم قیلولہ اور کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔ابن حجر کی روایت میں اضافہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں۔

[1992] ٣١ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيِّ

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ

[1992] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ آفتاب کے زوال پر پڑھتے تھے۔پھر واپس لوٹتے اور سایہ تلاش کرتے تھے۔

[1993] ٣٢ ـ(. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ نَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ لِلْحِيطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ

[1993] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے اور واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ اس قدر نہ ہوتا کہ ہم ان کے سایہ میں چل سکتے۔

فائدہ:......روایات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز جلد پڑھتے تھے۔اور خطبہ لمبا چوڑا

[1991] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة باب: قول الله تعالى: ﴿فاذا قضيت الصلاة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله﴾ برقم (٩٣٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی وقت الجمعة برقم (١٠٩٩) انظر (التحفة) برقم (٤٧٠٦)

[1992] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المغازی، باب غزوة الحديبية برقم (٤١٦٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الجمعة برقم (١٠٨٥) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب: وقت الجمعة ٣/ ١٠٠ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی وقت الجمعة برقم (١١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٤٥١٢)

[1993] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٩٨٩)

نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ نماز جمعہ کے بعد دیواروں کا سایہ بہت نہیں پھیلا ہوتا تھا کہ انسان اس کی آڑ میں آرام سے چل سکے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمعہ زوالِ آفتاب سے پہلے شروع کرتے تھے۔ اور امام احمد اور امام اسحاق کا موقف یہی ہے اور مختلف روایات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعض دفعہ جمعہ زوال سے پہلے شروع کیا ہے۔ لیکن آپ کی عام عادت مبارکہ یہی تھی کہ آپ جمعہ زوال کے بعد شروع کرتے تھے لیکن وقت زیادہ نہیں لگاتے تھے۔ لیکن مولانا صفی الرحمان رحمہ اللہ کے بقول مدینہ منورہ میں ہیں زوال کے وقت سایہ بہت کم ہوتا ہے یعنی آدھی بالشت سے بھی کم ہوتا ہے اس لئے اگر جمعہ زوال کے فوراً بعد شروع کر دیا جائے تو جمعہ کے بعد دیواروں کے سایہ اس قدر نہیں ہوتا کہ اس میں چلا جا سکے۔

۱۰...... بَابُ: ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ

باب ۱۰: نماز جمعہ سے پہلے دو خطبے ہیں اور ان کے درمیان بیٹھا جائے گا

[1994] ۳۳-(۸۶۱) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ قَالَ أَبُوكَامِلٍ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ قَالَ كَمَا يَفْعَلُونَ الْيَوْمَ

[1994]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے، جیسا کہ آج کل کرتے ہو۔

[1995] ۳۴-(۸۶۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ

[1995]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیتے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے تھے، قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے۔

[1994] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب الخطبة قائما برقم (۹۲۰) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الجلوس بين الخطبتين برقم (۵۰٦) انظر (التحفة) برقم (۷۸۷۹)

[1995] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الخطبة قائما برقم (۱۰۹٤) انظر (التحفة) برقم (۲۱٦۹)

فائدہ :...... خطبہ جمعہ کا اصل مقصد قرآن کے ذریعہ لوگوں کو تذکیر، یاد دہانی ہے کہ انہیں ان کا مقصد زندگی یاد دلایا جائے۔

[1996] ۳۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَنْبَأَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلٰوةٍ

[1996]۔ سماک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، اس لیے جس نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں۔

فائدہ :...... جمعہ کے لیے دو خطبے ہیں، جن کے درمیان بیٹھا جائے گا۔ اور خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے اور بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

۱۱...... بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

باب ۱۱: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تجارت یا کوئی مشغلہ دیکھتے ہیں، تو تجھے کھڑا چھوڑ کر اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں

[1997] ۳۶۔(۸۶۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ عِيرٌ مِنَ

[1996] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الخطبة قائما برقم (۱۰۹۳) انظر (التحفة) برقم (۲۱۵۶)

[1997] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة، باب: اذا نفر الناس عن الامام فی صلاة الجمعة فصلاة الامام ومن بقی جائزة برقم (۹۳٦) وفی البیوع باب: قول الله عزوجل: ﴿واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا الیها وترکوك قائما﴾ برقم (۲۰۵۸) وفی باب: ﴿واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا الیها﴾ برقم، (٤٨٩٩) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر باب: ومن سورت الجمعة برقم (۳۳۱۱) تعلیقا۔ انظر (التحفة) برقم (۲۲۳۹)

الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا حَتَّى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

[1997] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ شام سے غلہ کا قافلہ آ گیا۔ لوگ اس کی طرف چلے گئے، حتیٰ کہ پیچھے صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ تو سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل کی گئی: ''اور جب تجارت یا کھیل، مشغلہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

[1998] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ قَائِمًا

[1998] امام صاحب یہی روایت دوسرے استاد سے اسی سند سے بیان کرتے ہیں اس میں ہے رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ قائماً کھڑے ہو کر کا ذکر نہیں ہے۔

[1999] ٣٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ سُوَيْقَةٌ قَالَ فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

[1999] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آ گیا۔ تو لوگ نکل کر اس کی طرف چلے گئے، صرف بارہ آدمی رہ گئے میں بھی ان میں تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری: ''اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل و مشغلہ دیکھا تو اس کی طرف بھاگ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔'' پوری آیت اتری۔

[2000] ٣٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى

[1998] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٩٩٤)

[1999] تقدم تخريجه برقم (١٩٩٤)

[2000] تقدم تخريجه برقم (١٩٩٤)

الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

[2000] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک غلہ کا قافلہ مدینہ آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اس کی طرف لپکے حتی کہ آپ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ ان میں ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے، اور یہ آیت اتری: ''اور جب انھوں نے تجارت یا مشغلہ دیکھا، اس کی طرف دوڑ گئے۔''

فائدہ:......ان احادیث میں ابتدائی دور کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، جبکہ مدینہ میں غلہ کی قلت تھی اچانک جمعہ کے دوران ایک غلہ کا قافلہ پہنچا ضرورت کی بنا پر صحابہ کرام غلہ خریدنے کے لیے چلے گئے کہ تاخیر کی بنا پر ہم کہیں محروم نہ رہ جائیں، اور بعض مرسل روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ کے بعد ہوتا تھا، نیز صحابہ کرام نے یہ خیال کیا کہ ہم جلد ہی غلہ کی خریداری سے فارغ ہو کر واپس آ جاتے ہیں، تو دونوں کام ہو جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف تنبیہ اتری تو آئندہ کے لیے وہ حضرات محتاط ہو گئے اور پھر کبھی یہ واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور صحابہ کرام نے ہر کام اور ہر مشغلہ پر نماز کو ترجیح دی۔

[2001] ٣٩-(٨٦٤) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوا إِلٰى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

[2001] ۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں آئے جبکہ عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا، تو انہوں نے فرمایا: ''اس خبیث کو دیکھو، بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جب انہوں نے تجارت یا مشغلہ دیکھا، اس کی طرف دوڑ گئے اور تمہیں کھڑے چھوڑ دیا۔''

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی خلاف سنت کام دیکھ کر برداشت نہیں کرتے تھے ایسا کام کرنے والے کو فوراً تنبیہ کرتے تھے۔ اس لیے جب حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، تو برملا کہا۔ اس خبیث کو دیکھو، یعنی اس کو خبیث کے نام سے پکارا۔

[2001] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: قيام الامام في الخطبة برقم ٣/ ١٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٢٠)

۱۲...... بَابُ: التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ

باب ۱۲: جمعہ چھوڑنے پر شدت وسختی

[2002] ٤٠-(٨٦٥) وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُوتَوْبَةَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حدثني الْحَكَمُ بْنُ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ))

[2002]۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ منبر کے اوپر فرما رہے تھے کہ جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آجائیں یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ (ان کے گناہ کی پاداش میں) ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے جمعہ کی غیر معمولی اہمیت ثابت ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معصیات ومنکرات کا عادی ہو جانے کی صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان نیکی وخیر کی صلاحیت اور استعداد سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کو نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔

۱۳...... بَابُ: تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ

باب ۱۳: نماز جمعہ اور خطبہ میں تخفیف

[2003] ٤١-(٨٦٦) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا

[2002] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجمعة باب؛ التشديد في التخلف عن الجماعة برقم ٣/ ٨٩۔ وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات، باب: التغليظ في التخلف عن الجماعة برقم (٧٩٤) انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٦)

[2003] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في قصد الخطبة برقم (٥٠٧) والنسائي في (المجتبى) في العيدين باب: القصد في الخطبة ٣/ ١٩١۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٦٧)

[2003] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا آپ کی نماز درمیانی تھی اور آپ کا خطبہ درمیانہ تھا۔

[2004] ٤٢ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلوٰتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ زَكَرِيَّاءُ عَنْ سِمَاكٍ

[2004] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتا تھا آپ کی نماز بھی درمیانی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ تھا۔

فائدہ:...... اسلام کا اصل کمال اور خوبی یہی ہے کہ اس میں اعتدال وتوسط اور درمیانہ روی ہے کسی جگہ بھی افراط وتفریط نہیں ہے اس اصول اور ضابطہ کے مطابق آپ کی نماز اور خطبہ میں نہ بہت طول ہوتا اور نہ بہت اختصار بلکہ دونوں کی مقدار معتدل اور متوسط ہوتی تھی۔ اس لیے خطبہ میں اعتدال خطیب کی سوجھ بوجھ اور عقل ودانش کی علامت ہے۔

[2005] ٤٣ـ(٨٦٧) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُولُ ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُولُ أَمَّا بَعْدُ ((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ))

[2005] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں، آواز بلند ہوجاتی تھی اور سخت غصہ اور جلال کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی حتی کہ ایسے

[2004] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٤)

[2005] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی العيدين، باب كيف الخطبة برقم ٣/ ١٨٨ و ١٨٩۔ وابن ماجه فی (المقدمة) باب: اجتناب البدع والجدل برقم (٤٥) انظر (التحفة) برقم (٢٥٩٩)

محسوس ہوتا تھا کہ گویا کہ آپ لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ فرماتے تھے کہ ''صبح حملہ آور ہوگا یا شام کو'' اور فرماتے تھے کہ ''میری بعثت اور قیامت کی آمد ان دو انگلیوں کی طرح ہے اور آپ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیتے تھے۔'' اور فرماتے: ''حمد وصلاۃ کے بعد، بلا شبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ یا بہترین ارشاد ورہنمائی محمد ﷺ کا طریقہ (طرز عمل) یا آپ کی رہنمائی ہے اور بدترین کام، نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔'' پھر فرماتے: ''میں ہر شخص کی جان پر (اس کے معاملات کے سلسلہ میں) اس سے زیادہ حقدار ہوں۔ جس شخص نے مال چھوڑا وہ تو اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل وعیال چھوڑا، ان کی پرورش میری طرف ہے اور میں ان کا ذمہ دار ہوں۔

فوائد :...... ❶ آپ کا خطبہ انتہائی پر جوش اور پر جلال خطبہ ہوتا تھا۔ آنکھوں میں جلال اتر آتا تھا۔ آواز بلند ہوجاتی تھی تاکہ آپ کی آواز سب تک پہنچ جائے اور آپ کے غصہ میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ تاکہ لوگ پورے اہتمام اور چوکسی کے ساتھ بات سنیں اور ان کو اہمیت دیں، اور ظاہر ہے یہ حال ہر خطبہ میں نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ خطیب کی کیفیت اور اس کی حرکات وسکنات اور اس کا اسلوب بیان خطبہ کے مضمون کے مطابق ہوتا ہے یعنی حال اور قال میں مطابقت ویکسانیت ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا تھا جبکہ آپ قیامت کی ہولناکیوں اور اس کی تباہی وبربادی سے ڈراتے تھے۔ یا انسانوں کو ان کے افعال بد اور گناہوں کی پاداش سے ڈراتے تھے۔ دشمن کی تباہ کاری سے ڈرا کر اس سے اپنے بچاؤ اور حفاظت پر آمادہ کرتے تھے۔ اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اس طرف اشارہ فرماتے تھے۔ جس طرح یہ دونوں قریب قریب ہیں۔ اور ان کے درمیان کوئی انگلی نہیں ہے۔ اسی طرح میری بعثت کے بعد قیامت بھی قریب ہے۔ اب میرے درمیان اور قیامت کے درمیان کوئی اور رسول یا نبی آنے والا نہیں ہے۔ میری ہی بعثت کے دور میں قیامت آنی ہے۔ اس لیے اس کی تیاری اور اہتمام کرلو۔ ❷ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بلند وبالا ہے اسی طرح اس کا کلام بھی سب سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور دین ودنیا کی تمام ضروری ہدایات وتعلیمات پر مشتمل ہے۔ ❸ اگر لفظ ہدی ھاء کے زبر اور دال کے سکون کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا طریقہ، رویہ، طرز عمل، سیرت اور اگر ھا کے پیش اور دال کے زبر کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا دلالت وارشاد یعنی رہنمائی ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کے لیے آپ کا رویہ اور طرز عمل ہی اسوہ اور نمونہ ہے اور آپ کی رہنمائی میں چلنا ہی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے۔ ❹ کل بدعة ضلالة: یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر محدث دین یعنی دین میں نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس لیے بدعت کی اقسام بنانا غلط ہے۔ امام شاطبی نے تفصیل سے اس کی تردید کی ہے۔ اور بدعت کا تعلق صرف دینی امور اور اعتقادات وعبادات سے ہے جن میں تغیر وتبدل کی ضرورت نہیں ہے۔ نئے نئے پیش آمدہ مسائل جو کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں حل کیے جاتے ہو یا استنباط اور اجتہاد

سے تعلق رکھتے ہیں وہ بدعت نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا: من احدث فی امرنا هذا، جس نے دین میں نئی بات نکالی مالیس منه جس کی دینی نصوص کی رو سے گنجائش نہیں ہے فهو رد وہ مردود ہے۔ لہٰذا وہ امور جن کی نصوص سے اجازت یا ضرورت ثابت ہوتی ہے وہ بدعت نہیں ہیں۔ ❺ انا اولی بکل مومن من نفسه: میرا ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ حق ہے۔ اس لیے اس کے تمام امور میں میرا فیصلہ اور میرا حکم نافذ العمل ہوگا، وہ اپنی زندگی کے معاملات میں میری ہدایات وتعلیمات یا میرے احکام وفرامین کو نظر انداز کر کے اپنے طور پر طے نہیں کرسکتا۔ اگر وہ مومن ہے تو وہ میری ہی ہر معاملہ میں اطاعت وفرمانبرداری بجا لائے گا۔ ❻ من ترك مالا فلا هله: مرنے والا اپنے پیچھے جو ترکہ چھوڑتا ہے وہ اس کے ورثاء کا حق ہے اس میں کوئی ان کا حصہ دار یا شریک نہیں ہے۔ ❼ من ترك دينا او ضياعا فاليّ وعليّ: جو مومن مقروض فوت ہوجاتا ہے اور اس کے ترکہ میں، قرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے تو وہ میں ادا کروں گا یعنی مسلمانوں کا بیت المال۔ اس کا ذمہ دار ہے لہٰذا قرض خواہ میرے پاس آئے اور بیت المال سے اپنا قرض وصول کرلے۔ اب یہ ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہے۔ اور اگر وہ پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑتا ہے جو اپنا انتظام خود نہیں کرسکتے تو ان کی پرورش اور خرچ میرے ذمہ ہے۔ یہ فریضہ میں سرانجام دوں گا۔ اور اب یہ ذمہ داری ایک اسلامی حکومت کی ہے کہ وہ یتیموں کی کفالت کرے۔

[2006] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ كَانَتْ خُطْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

[2006]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ کا خطبہ یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے، پھر اس کے بعد بلند آواز سے فرماتے اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2007] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ ((مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ

[2006] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٠٠٢)

[2007] تقدم تخريجه برقم (٢٠٠٢)

[2007]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دیتے، اور اس کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا کرتے، پھر فرماتے جسے اللہ راہِ راست پر چلائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ آگے ثقفی کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان کی۔

فائدہ:...... ہدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنے مقررہ اصول يهدى اليه من اناب ''جو رجوع کرتے ہیں انہیں اپنے تک پہنچنے کی توفیق دیتا ہے'' کے مطابق انہیں لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو اس کے اہل اور حقدار ہوتے ہیں اور انہیں ہدایت سے محروم کر کے گمراہی میں رہنے دیتا ہے، جو اپنے اندر اس کی صلاحیت اور استعداد پیدا نہیں کرتے۔

[2008] ٤٦ ـ(٨٦٨) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْاَعْلٰى وَهُوَ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوئَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))** أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((وَعَلٰى قَوْمِكَ))** قَالَ وَعَلٰى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ

[2008] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح، باب: ما يستحب من الكلام عند النكاح برقم ٦/ ٨٩، ٩٠ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: خطبة النكاح برقم (١٨٩٣) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٥٨٦)

[2008]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ از دشنوءہ قبیلہ کا فرد ضماد مکہ آیا وہ آسیب کا دم کرتا تھا اس نے مکہ کے بے وقوف اور کم عقل لوگوں سے سنا کہ محمد (ﷺ) دیوانہ ہے۔تو اس نے دل میں کہا، اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھوں شفا بخش دے، اس کے لیے وہ آپ سے ملا اور کہا: اے محمد ﷺ! میں جنات کے اثر کو زائل کرنے کے لیے دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھوں شفا بخشتا ہے، تو کیا آپ اس کی خواہش رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ حمد وشکر کا حقدار اللہ ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد کے طالب ہیں جس کو اللہ راہِ راست پر چلا دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ چھوڑ دے اسے کوئی راہِ راست پر نہیں چلا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے حمد وشہادت کے بعد! اس (ضماد) نے کہا، مجھے اپنی یہ کلمات دوبارہ سنائیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات اسے تین دفعہ سنائے یا ان کلمات کا اس کے سامنے تین دفعہ اعادہ کیا، تو اس نے کہا میں نے کاہنوں کا قول، جادوگروں کا قول اور شاعروں کا قول (سب کو) سنا ہے۔ میں نے تیرے ان کلمات جیسا قول نہیں سنا۔ یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہنے لگا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ساتھ اسلام کی خاطر بیعت کرتا ہوں۔تو اس نے آپ کی بیعت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قوم کی طرف سے بھی بیعت لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا، وہ ضماد کی قوم کے پاس سے گزرے، تو امیر لشکر نے کہا۔ کیا تم نے ان لوگوں کی کوئی چیز لی ہے؟ ایک لشکری نے کہا، میں نے ان کا ایک لوٹا لیا ہے۔تو اس نے کہا اسے واپس کر دو کیونکہ یہ لوگ ضماد کی قوم ہیں۔

فوائد:...... ❶ آپ کے خطبہ کے کلمات اس قدر جامع اور پر تاثیر ہیں کہ ایک صاحب دانش وبینش، ان کلمات کو سن کر ہی آپ کے دین کی حقانیت اور آپ کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ ان کلمات کے معانی اور مطالب کو سمجھتا ہو اور صاحب فکر اور اہل نظر ہو۔ ❷ ضماد کا تصور یہ تھا کہ جنون ودیوانگی آسیبی مرض ہے، جو جنات کی چھوت سے پیدا ہوتا ہے، اس لیے اس نے کہا: انی ارقی من هذا الريح ''میں جنات کے اثر کو دم سے زائل کرتا ہوں۔'' اگر آپ رغبت اور خواہش رکھتے ہوں تو میں آپ کو بھی دم کر دیتا ہوں، تو آپ نے اسے خطبہ کے کلمات سنائے، تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ اس افواہ میں حقیقت کتنی ہے اور افسانہ کتنا ہے۔ اس نے یہ کلمات سن کر تجزیہ وتحلیل کر کے بتا دیا کہ فن گفتگو کا کوئی ماہر اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔ ناموس البحر سمندر کی تہہ اور اس کی گہرائی کو کہتے ہیں کہ میں آپ کے کلام میں تو کمال درجہ کی فصاحت وبلاغت ہے۔ اس درجہ تک تو اس میدان کا کوئی شاہسوار نہیں پہنچ سکتا۔ ❸ جاہلیت کے دستور اور اصول کے مطابق کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم اپنے سردار کے پیچھے چلتا آپ نے ضماد کے اسلام لانے کو پوری قوم کے اسلام لانے کا پیش خیمہ قرار دیا۔ اور اس کی قوم کی طرف سے

بھی اسلام لانے کی بیعت لے لی۔

[2009] ٤٧-(٨٦٩) حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ طُولَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا))

[2009]۔ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ انتہائی مختصر اور انتہائی بلیغ (موثر) تو جب وہ منبر سے اترے ہم نے کہا اے ابو یقظان! آپ نے انتہائی بلیغ (پرتاثیر) اور انتہائی مختصر خطبہ دیا ہے۔ اے کاش آپ کچھ لمبا خطبہ دیتے، انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''انسان کی نماز کی طوالت اور اس کے خطبہ کا چھوٹا ہونا اس کی فقاہت (سوجھ بوجھ) کی علامت ہے۔ اس لیے نماز کو طویل کرو اور خطبہ چھوٹا دو اور بلاشبہ بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ **تنفست**: آپ سانس لیتے، یعنی خطبہ کچھ لمبا کرتے تو یہ بہتر ہوتا۔ ❷ **مئنة**: میم پر زبر ہے اور ہمزہ پر زیر ہے اور نون مشدد ہے۔ علامت، جس سے کسی چیز کی پہچان اور شناخت ہوتی ہے۔ ❸ **ان من البیان سحرا**: بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں، یعنی جس طرح جادو فوری طور پر اثر کرتا ہے اسی طرح بعض بیان اس قدر بلیغ اور مؤثر ہوتے ہیں کہ سامع ان کا فوری اثر قبول کرتا ہے اور اس کا دل خطیب کی گرفت میں ہوتا ہے وہ جدھر چاہے اسے مائل کر دے۔ اس خطیب نے یہ کام احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے کیا تو قابل تعریف ہے اور اگر حق کے خلاف باطل کی تائید میں کیا ہے تو قابل مذمت ہے۔ بہرحال وہ جادو کی طرح مؤثر ہر صورت میں ہے۔

فوائد:...... ❶ طوالت نماز: نماز کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے ہے جو اس کی یاد اور اس سے راز و نیاز پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس میں ہر انسان فرداً فرداً حصہ لیتا ہے اور اس میں ہر ایک کی دلچسپی کا سامان ہے۔ اس لیے اس میں طمانیت اور تسکین واعتدال کی ضرورت ہے اور نماز میں طوالت کی ضرورت ہے لیکن اس قدر نہیں کہ مقتدیوں کے لیے مشقت اور کلفت کا باعث بنے۔ ❷ خطبہ میں اختصار: خطبہ کا تعلق لوگوں سے ہے، خطیب ان کو مخاطب کرتا ہے۔ ہر انسان کا اس میں دخل نہیں ہے اور خطیب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس کی بات جامع، مؤثر اور مختصر ہو۔ اس میں طول بیانی سے کام نہ لیا گیا ہے۔ لیکن اصل وضع کے اعتبار سے چونکہ خطیب اس میں اپنی طلاقت لسانی اور زور بیان کا اظہار کرتا ہے اس لیے یہ طویل اور لمبا ہوتا ہے۔ اس لیے جمعہ کا خطبہ عام خطبوں سے مختصر رکھا گیا

[2009] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٥٣)

ہے کیونکہ اس کے کچھ مخصوص آداب اور احکام ہیں جن کی پابندی عام خطبوں میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ ان کے مقابلہ میں مختصر ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کے لیے اس کے پورے آداب اور احکام کا ملحوظ رکھنا اور انتہائی توجہ اور غور سے سننا ممکن ہو سکے۔ طول بیانی میں انہاک اور توجہ کا برقرار رکھنا ممکن نہیں ہوتا اور نہ ہی آداب واحکام کی پابندی آسان ہوتی ہے۔

[2010] ٤٨-(٨٧٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يُطِعْ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَقَدْ غَوِيَ))

[2010]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں خطاب کیا اور اس میں کہا: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے رشد وہدایت پالی۔ اور جو ان کی نافرمانی کرے گا یا جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بھٹک گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بہت برا خطیب ہے، یوں کہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (وہ گمراہ ہوا)۔"

ابن نمیر کی روایت میں غَوِیَ کی واؤ پر زیر ہے۔

مفردات الحدیث غوی کی واؤ پر زیر اور زبر دونوں پڑھے گئے اور فصیح لغت کی رو سے زبر صحیح ہے اور اس کا معنی ہے برائی اور شر میں انہاک ومشغولیت۔

فائدہ:...... خطبہ میں تعلیم کے مقابلہ میں طوالت ہوتی ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ ہیں۔ اس لیے وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے خطیب کو اللہ اور رسول کے لیے الگ الگ ضمیر لانی چاہیے، نیز معصیت میں ضمیر کو اکٹھا کرنے کی صورت میں یہ وہم لاحق ہوسکتا ہے کہ نافرمانی وہ ہے جو بیک وقت دونوں کی نافرمانی ہو، حالانکہ نافرمانی اللہ اور اس کے رسول کی الگ الگ بھی ہوسکتی ہے جس طرح اللہ کی نافرمانی جرم اور گناہ ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول کی نافرمانی بھی الگ طور پر گناہ اور جرم ہے۔ ہاں ان کی اطاعت اور محبت میں دوئی ممکن نہیں ہے۔ ایک کی محبت واطاعت دوسرے کی اطاعت ومحبت کو مستلزم ہے، اس لیے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ اور

[2010] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس برقم (١٠٩٩) وفى الادب باب: (٨٥) برقم (٤٩٨١) والنساى فى المجتبى فى النكاح باب مايكره من الخطبة ٦/ ٩٠ انظر التحفة برقم (٩٨٥٠)

رسول کا معصیت کے سلسلہ میں الگ الگ تذکرہ ہو، ہاں تعلیم کے موقع پر یا ایسے محل میں جہاں غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ تو پھر مفرد ضمیر (دونوں کے لیے ایک ضمیر) لانا جائز ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خطبہ حاجۃ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: ومن يعصهما فلا يضر الا نفسه ولا يضر الله شيئا: جوان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ اسلوب آپ نے تعلیم کے موقع پر اختیار فرمایا۔ اور ایسے لوگوں کو مخاطب بنایا جو اللہ اور رسول کے بارے میں کسی بدعقیدگی یا غلط فہمی کا شکار نہیں ہو سکتے تھے۔

[2011] ٤٩-(٨٧١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَآءَ يُخْبِرُ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ

[2011] ۔ صفوان بن یعلیٰ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر نادوا یا مالك پڑھتے ہوئے سنا۔

[2012] ٥٠-(٨٧٢) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ قَالَتْ أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

[2012] ۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی بہن بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق والقرآن المجید جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

[2013] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ

[2011] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق، باب: اذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣٠) وفي باب: صفة النار وانها مخلوقة برقم (٣٢٦٦) وفي التفسير باب: (ونادوا يا مالك ليقضي علينا ربك) برقم (٤٨١٩) وابو داود في (سننه) في الحروف والقرأت باب: (١) برقم (٣٩٩٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة على المنبر برقم (٥٠٨) انظر (التحفة) برقم (١١٨٣٨)

[2012] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجل يخطب على قوس برقم (١١٠٠) وبرقم (١١٠٢) وبرقم (١١٠٣) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: القراة في الصبح بقاف ٢/ ١٥٧- انظر (التحفة) برقم (١٨٣٦٣)

[2013] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٠٩)

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2013] مصنف نے یہی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ عمرہ کی بہن اس سے بڑی تھی۔

[2014] ٥١-(٨٧٣) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ

عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا حَفِظْتُ قٓ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ قَالَتْ وَكَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا

[2014] ۔حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی روایت ہے کہ میں نے سورۃ ق رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی ہے۔آپ ہر جمعہ میں اس کے ذریعہ خطاب فرماتے تھے اور ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا۔

[2015] ٥٢-(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ

عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ

[2015] ۔ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور دو یا ڈیڑھ سال ایک ہی رہا ہے اور میں نے سورۃ ق والقرآن المجید رسول اللہ ﷺ کی زبان ہی سے سن کر یاد کی ہے۔آپ ہر جمعہ میں جب لوگوں کو خطبہ دیتے تو اسے منبر پر پڑھتے تھے۔

فائدہ ......سورۃ ق ایک انتہائی جامع صورت ہے، اس میں انتہائی مؤثر وعظ وتذکیر ہے، اس لیے آپ خطبہ جمعہ میں اس کے مضامین کو جمعہ کے خطبہ کا موضوع بناتے تھے اور وقتاً فوقتاً اس کی مختلف آیات کے ذریعہ وعظ ونصیحت فرماتے اس طرح مختلف خطبات جمعہ میں یہ مکمل ہوئی کہ عورتوں نے اس کو تھوڑا تھوڑا سن کر یاد کرلیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آیات قرآنیہ کو ہی جمعہ کے خطبہ میں موضوع سخن بناتے تھے اور آپ کا خطبہ انہیں کے گرد گھومتا تھا۔

[2014] تقدم تخريجه برقم (٢٠٠٩)

[2015] تقدم تخريجه برقم (٢٠٠٩)

[2016] ۵۳-(۸۷٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ قَالَ رَاٰى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَّقُولَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ

[2016] ۔حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر دونوں ہاتھ بلند کرتے دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو بگاڑے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس سے زیادہ اشارہ نہیں کرتے تھے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

[2017] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ رَأَيْتُ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ رُؤَيْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

[2017] حصین بن عبد الرحمٰن کی روایت ہے کہ میں نے جمعہ کے دن بشر بن مروان کو دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا۔تو عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

فائدہ :......رسول اللہ ﷺ دعائے استسقاء (بارش کی دعا) کرتے وقت خطبہ جمعہ میں دونوں ہاتھ بلند فرماتے تھے۔لیکن جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے صرف انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے تھے اور جب بشر بن مروان نے آپ کے اس معمول کی مخالفت کی تو سیدنا عمارہ رضی اللہ عنہ اتنی سی بات کو برداشت نہ کر سکے اور اس سے نفرت و کراہت کا اظہار کرتے ہوئے اس کو بددعا دی، لیکن آج ہم نے آپ کے اسلوب و انداز کو نظر انداز کر کے کتنے نئے نئے طریقے نکال لیے ہیں۔اور ہمیں آپ کی مخالفت کا احساس تک نہیں ہے اور اگر کوئی متنبہ کرے تو کوئی اس کی بات کو سننا گوارا نہیں کرتا۔

۱۴...... بَابُ: التَّحِيَّةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب ۱٤: دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنا

[2018] ۵٤-(۸۷۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرٍو

[2016] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب رفع اليدين على المنبر برقم (١١٠٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كراهية رفع الايدي على المنبر برقم (٥١٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٣٧)

[2017] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠١٣)

[2018] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: اذا راى الامام رجلا جاء ←

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ)).

[2018]۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران ایک آدمی آیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔''

[2019] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّكْعَتَيْنِ

[2019] مصنف دوسری سند سے یہی روایت لائے ہیں اور اس میں دو رکعت کا ذکر نہیں ہے۔

[2020] ٥٥-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ((أَصَلَّيْتَ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ)) وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[2020]۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اٹھو اور دو رکعت پڑھو'' قتیبہ کی حدیث میں فَصَلِّ پس نماز پڑھو کی جگہ صَلِّ ہے یعنی فا نہیں ہے۔

[2021] ٥٦-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

← وهو يخطب امره ان يصلى ركعتين برقم (٩٣٠) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا دخل الرجل والامام يخطب برقم (١١١٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب برقم (٥١٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الجمعة، باب: مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر برقم (٣/ ١٠٧ـ انظر (التحفة) برقم (٢٥١١)

[2019] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٠٥)

[2020] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، باب: من جاء والامام يخطب صلى ركعتين خفيفتين برقم (٩٣١) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب برقم (١١١٢) انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٢)

[2021] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة باب: الصلاة يوما لجمعة لمن جاء ←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ لَا فَقَالَ ((ارْكَعْ))

[2021] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا جبکہ نبی پاک ﷺ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو۔''

[2022] ۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[2022] ۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حال میں آئے کہ امام آ چکا ہے تو وہ دو رکعت پڑھے۔''

[2023] ۵۸۔(. . .) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ فَارْكَعْهُمَا))

[2023] ۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن اس وقت آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، تو سلیک نماز پڑھے بغیر بیٹھ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ کر دو رکعت پڑھ۔''

←والامام يخطب برقم ۳/ ۱۰۳۔ انظر (التحفة) برقم (۲۵۵۷)

[2022] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى برقم (۱۱٦٦) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: الصلاة يوم الجمعة لمن جاء وقد خرج الامام برقم ۳/ ۱۰۱۔ انظر (التحفة) برقم (۲۵٤۹)

[2023] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۲۱) وفي (التحفة) والنبي ﷺ يخطب۔ ولم يذكر الهيئة۔

[2024] ٥٩ـ(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَنَا عِيسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ ((يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا))

[2024]۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن اس وقت آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے،تو وہ بیٹھ گیا، آپ نے اس سے فرمایا:''اے سلیک اٹھ کر دو مختصر رکعت پڑھو۔'' پھر آپ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس وقت پہنچے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے تو وہ دو رکعت پڑھے اور ان میں تخفیف واختصار کرے۔''

فائدہ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دینا ایک شخص یا جزئی واقعہ نہیں ہے بلکہ آپ نے بطور اصول اور ضابطہ فرمایا: اذا جاء احدكم يوم الجمعة والامام يخطب فليركع ركعتين وليتجوز فيهما کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اس وقت پہنچے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہے تو وہ دو مختصر رکعت پڑھے۔اب اس صریح اور صحیح روایت کی موجودگی میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔اس لیے یا تو انسان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے اس قدر پہلے پہنچے کہ وہ کم از کم دو رکعت پڑھ لے اور بہتر صورت یہی ہے۔وگرنہ اگر وہ خطبہ کے دوران آیا ہے تو وہ دو مختصر رکعت پڑھ لے۔امام شافعی، امام احمد اور تمام محدثین کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے اور مالکیوں اور احناف کے نزدیک اس صورت میں تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں ہے وہ اس کی خاطر حدیث کی ناقابل قبول توجیہات کرتے ہیں۔حضرت جابر بن عبداللہ کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ ''قاعد على المنبر'' اور دوسری میں ہے''رسول الله ﷺ يخطب'' مطلب ہے کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور خطبہ دینے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔یعنی خطبہ دینا چاہ رہے تھے اور پھر آپ نے اٹھ کر اس کو مخاطب فرمایا۔

[2024] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب اذا دخل الرجل والامام يخطب برقم (١١١٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب برقم (١١١٤) انظر (التحفة) برقم (٢٢٩٤)

۱۵...... بَابُ: حَدِيْثِ التَّعْلِيْمِ فِي الْخُطْبَةِ

باب ۱۵: خطبہ کے دوران (دین کی) تعلیم دینا یعنی دین سکھانا

[2025] ٦٠-(٨٧٦) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِيبٌ جَآءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِي مَا دِيْنُهُ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيَّ فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَآئِمَهُ حَدِيدًا قَالَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا

[2025]۔ حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک پردیسی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے معلوم نہیں ہے اس کا دین کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر میرے پاس پہنچ گئے۔ ایک کرسی لائی گئی میرے خیال میں اس کے پائے لوہے کے تھے تو رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ سکھایا تھا، اس میں سے مجھے سکھانے لگے۔ پھر اپنے خطبہ کے لیے بڑھے اور اس کو پورا کیا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا جو اجنبی اور ناواقف انسان دین کے بارے میں جاننا چاہتا ہو یا اسلام لانا چاہتا ہے تو اس کو دین کی تعلیم دینا اور مسلمان کرنا اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اس کی خاطر خطبہ جمعہ جو تمام حاضرین کے لیے ہے۔ اس کو کچھ وقت کے لیے بند کیا جا سکتا ہے اور دین کی تعلیم اور مسلمان کرنے کے بعد خطبہ جمعہ مکمل کیا جائے گا۔

۱۶...... بَابُ: مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب ۱۶: نماز جمعہ میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں گی

[2026] ٦١-(٨٧٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ

[2025] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزينة باب الجلوس على الكراسى ٣/ ١٠١- انظر (التحفة) برقم (١٢٠٣٥)

[2026] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقرا به في الجمعة برقم (١١٢٤) ←

فَصَلّٰى لَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ الْـجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

[2026] ۔ ابورافع کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ مروان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین یا قائم مقام مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور دوسری رکعت میں (سورہ جمعہ پہلی رکعت میں پڑھنے کے) بعد اذا جاء ك المنافقون، پڑھی، جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ سے لوٹے تو میں انہیں ملا اور ان سے کہا، آپ نے وہ دوسورتیں پڑھی ہیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

[2027] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْـجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولٰى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ وَرِوَايَةُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِثْلُ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2027] حضرت عبید اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ مروان رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قائمقام گورنر بنایا۔ آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔ اتنا فرق ہے کہ حاتم کی روایت میں ہے۔ انہوں نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اذا جاء ك المنافقون پڑھی۔ عبدالعزیز کی روایت، سلیمان بن بلال کی طرح ہے۔

فائدہ:...... آپ بعض دفعہ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھتے تھے کیونکہ اس میں جمعہ کے لیے اہتمام اور اس کے لیے کوشش کا حکم ہے اور دین ودنیا میں کامیابی کا نسخہ بتایا ہے اور دوسری رکعت میں اذا جاء ك المنافقون

← والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القراة فی صلاة الجمعة برقم (٥١٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی القراة فی الصلاة يوم الجمعة برقم (١١١٨) انظر (التحفة) برقم (١٤١٠٤)

[2027] تقدم تخريجه فی الحديث السابقبرقم (٢٠٢٣)

پڑھتے تاکہ امت کو نفاق کی مہلک بیماری سے ڈرائیں اور مال ودولت کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کی یاد اور نماز جمعہ سے غافل ہو کر ناکام ونامراد نہ ہوں بلکہ مال ودولت کو صرف کر کے آخرت کی فکر اور اہتمام کریں۔

[2028] ٦٢-(٨٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ

[2028]۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربك الاعلىٰ اور هل اتاك حديث الغاشيه پڑھتے تھے اور اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں ہی انہیں پڑھتے۔

فائدہ:...... ان دو سورتوں کے پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں انسان کے لیے درس عبرت ہے۔ سورہ اعلیٰ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں تدریج اور ترتیب ہے۔ اس لیے اپنے رب پر بھروسہ رکھو، جلد وہ وقت آئے گا جب تمہاری محنت وکوشش بار آور ہوگی اور تمہاری سعی بامراد ہوگی۔ پیغمبر اور مبلغ کا کام سنانا ہے اور سنیں گے صرف وہی لوگ جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور کامیابی انہیں خوش بختوں کے لیے ہے جنہوں نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ اپنے رب کو یاد کیا اور نماز پڑھی جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی لذت کو جو عارضی اور فانی ہے۔ آخرت پر جو بہتر اور پائیدار ہے ترجیح دیتے ہیں۔ وہ کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار نہیں ہو سکتے۔ دین کی پابندی ان کے بس کا روگ نہیں ہے اور سورہ غاشیہ میں بتایا گیا ہے جو لوگ قیامت سے بے فکر ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کن حالات سے سابقہ پیش آئے گا اور جو لوگ قیامت سے ڈرتے ہوئے زندگی گزار دیں گے۔ ان کو کس قسم کی کامیابی نصیب ہوگی۔

[2028] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب ما يقرا به في الجمعة برقم (١١٢٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة في العيدين برقم (٥٣٣) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة باب: ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير في القراة في صلاة الجمعة ٣/ ١١٢۔ وفي صلاة العيدين، باب: القراة في العيدين۔ ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ ←

[2029] (. . .) وحَدَّثناه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2029] یہی روایت امام صاحب نے ایک دوسری سند سے بیان کی ہے۔

[2030] ٦٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ

[2030]۔ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے خط لکھ کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: هل اتاك حديث الغاشية پڑھتے تھے۔

١٧...... بَابُ :مَايُقْرَأُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ١٧: جمعہ کے دن (فجر کی نماز میں) کون سی سورت پڑھی جائے گی

[2031] ٦٤۔(٨٧٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ

← و﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾ برقم ٣/ ١٨٤ وفي باب اجتماع العيدين وشهودهما برقم ٣/ ١٩٤۔ وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القراة في صلاة العيدين برقم (١٢٨١) انظر (التحفة) برقم (١١٦١٢)

[2029] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٢٥)

[2030] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، برقم (١١٢٣) والنسائي في (المجتبى) في الجمعة، باب ذكر الاختلا على النعمان بن بشير في القراة في صلاة الجمعة ٣/ ١١٢۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، برقم (١١١٩) انظر (التحفة) برقم (١١٦٣٤)

[2031] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقرا في صلاة الصبح يوم الجمعة برقم (١٠٧٤) وبرقم (١٠٧٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في ما يقرا به ←

[2031] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں جمعہ کے دن الم تنزیل السجدہ اور هل اتی علی الانسان حین من الدهر پڑھتے تھے۔اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے تھے۔

[2032] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و قَالَ نَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2032] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی ہے۔

[2033] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَوَّلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الصَّلٰوتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا كَمَا قَالَ سُفْيَانُ

[2033] امام صاحب نے ایک اور سند سے دونوں نمازوں کے بارے میں، سفیان کی طرح روایت بیان کی ہے۔

[2034] ٦٥-(٨٨٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتٰى

[2034] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں، جمعہ کے دن، الم تنزیل اور هل اتی پڑھتے تھے۔

← فی صلاة الصبح یوم الجمعة برقم (٥٢٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: القراة فی الصبح یوم الجمعة ٢/ ١٥٩ وفی الجمعة، باب: القراة فی صلاة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقین برقم ٣/ ١١٢ - وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب القراة فی صلاة الفجر یوم الجمعة برقم (٨٢١) انظر (التحفة) برقم (٥٦١٣)

[2032] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٠٢٨)

[2033] تقدم تخریجه برقم (٢٠٢٨)

[2034] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجمعة، باب: ما یقرا فی صلاة الفجر من الجمعة برقم (٨٩١) وفی سجود القرآن باب: سجدة تنزیل السجدة برقم (١٠٩٨) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح باب القراة فی الصبح یوم الجمعة ٢/ ١٥٩ - وابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب القراة فی صلاة الفجر یوم الجمعة برقم (٨٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٤٧)

[2035] ٦٦-(. . .) حَدَّثَنِی أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِ الم تَنْزِيلُ فِی الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِی الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا

[2035]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں، جمعہ کے دن، پہلی رکعت میں الم تنزیل اور دوسری رکعت میں هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ہمیشہ سورۃ سجدہ اور سورہ دہر کی تلاوت فرماتے تھے۔ کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی اور سورہ سجدہ میں قرآن مجید کی حقانیت وصداقت، دنیا کی تخلیق کی حکمت وغایت اور انسان کی پیدائش اور اس کی صلاحیت کا تذکرہ کرکے منکرین قیامت کے شبہات کا جواب اور ان کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ پھر مومنوں کی صفات اور ان کا انجام اور کافروں کا انجام بتایا ہے اور سورہ دہر میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل اور اطوار بیان کیے گئے ہیں۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سننے اور سمجھنے کی قوت عنایت کرکے اس کو خیر وشر کا امتیاز بخش کر کس طرح امتحان میں ڈالا ہے اور قیامت کے دن اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی کی صورت میں کیا نتائج برآمد ہوں گے، اس لیے احناف کا بیجا تاویل کرکے ان کی قرأت سے گریز کرنا، مناسب نہیں ہے۔

١٨...... بَابُ: الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب ١٨: جمعہ کے بعد نماز

[2036] ٢٧-(٨٨١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا))

[2036]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ پڑھ چکو، تو اس کے بعد چار رکعات پڑھو۔''

[2035] تقدم تخريجه برقم (٢٠٣١)

[2036] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣٥)

[2037] ٦٨-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا)) زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سُهَيْلٌ فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ

[2037]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعات پڑھو۔'' عمرو کی روایت میں ہے سہیل نے کہا اگر تمہیں کس وجہ سے جلدی ہو۔تو دو رکعت مسجد میں پڑھ لو اور دو رکعت واپس جا کر (گھر میں) پڑھ لو۔

[2038] ٦٩-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)) وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((مِنْكُمْ))

[2038]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔'' جریر کی حدیث میں منکم (تم میں سے) کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ :......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنی چاہیے۔امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی نظریہ ہے۔امام اسحاق کا قول ہے مسجد میں پڑھے تو چار پڑھے اور اگر گھر میں پڑھے تو دو پڑھ لے،شاہ ولی اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔لیکن امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جمعہ کی سنتوں کو گھر میں پڑھنا افضل ہے۔دو پڑھ لے یا چار۔

[2039] ٧٠-(٨٨٢) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

[2037] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى الصلاة بعد الجمعة برقم (١١٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٨٧)

[2038] طريق زهير بن حرب اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجمعة باب: عدد الصلاة بعد الجمعة فى المسجد ٣/ ١١٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٧) وطريق عمرو الناقد وابى كريب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٦٤)

[2039] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب ما جاء فى الصلاة قبل الجمعة وبعدها ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

[2039]۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب جمعہ پڑھ لیتے تو واپس جا کر اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے پھر انہوں نے (ابن عمر) بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔

[2040] ۷۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ قَالَ يَحْيَى أَظُنُّنِي قَرَأْتُ فَيُصَلِّيْ أَوْ أَلْبَتَّةَ

[2040]۔ نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی نفلی نماز کو بیان کیا، اور کہا کہ آپ جمعہ کے بعد گھر جا کر ہی دو رکعت پڑھتے تھے۔ یحییٰ کہتے ہیں ظن ہے یا یقین ہے کہ میں نے امام مالک کے سامنے فیصلی کا لفظ پڑھا۔

[2041] ۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ

[2041]۔ حضرت سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

← برقم (۵۲۲) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الصلاة بعد الجمعة برقم (۱۱۳۰) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷٦)

[2040] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة، باب: الصلاة بعد الجمعة وقبلها برقم (۹۳۷) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب تفريع ابواب التطوع وركعات السنة برقم (۱۲۵۲) والنسائی فی (المجتبى) فی الامامة، باب: الصلاة بعد العصر ۲/ ۱۱۹ وفی الجمعة، باب: صلاة الامام بعد الجمعة برقم ۳/ ۱۱۳۔ انظر (التحفة) برقم (۸۳٤۳)

[2041] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة قبل الجمعة وبعدها برقم (۵۲۱) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الصلاة بعد الجمعة برقم ۲/ ۲۲۳۔ انظر (التحفة) برقم (٦۹۰۱)

[2042] ٧٣-(٨٨٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَآءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّآئِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَا تُوصَلَ صَلٰوةٌ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ

[2042] ۔عمر بن عطاء بن ابی خوار سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے اسے سائب ابن اخت نمر کے پاس بھیجا وہ ان سے اس چیز کے بارے میں پوچھتے، جو ان کی نماز میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھی تھی، سائب نے کہا۔ ہاں، میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ، مقصورہ میں پڑھا تو جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اٹھ کر اپنی جگہ نماز پڑھی تو جب معاویہ رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو مجھے بلوایا اور کہا جو کام تو نے کیا ہے آئندہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو، تو اس کے ساتھ دوسری کوئی نماز نہ ملاؤ یہاں تک کہ گفتگو کر لو یا اس جگہ سے نکل جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ کوئی نماز دوسری نماز سے نہ ملائی جائے حتی کہ ہم گفتگو کرلیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔

[2043] (. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَآءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّآئِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِمَامَ

[2043] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ سائب نے کہا: جب سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ سَلَّمَ کے بعد امام کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[2042] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة بعد الجمعة برقم (١١٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١٤١٤)

[2043] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٣٩)

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز پڑھنے کے بعد فوراً بلا وقفہ اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ الا یہ کہ نماز کے بعد ذکر واذکار کرلے، کسی سے کوئی ضروری بات چیت کر لے یا جگہ بدل دے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ گھر جا کر پڑھے۔ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اصل مقصد، فرض اور نفل میں فصل وامتیاز کرنا ہے تاکہ یہ شبہ لاحق نہ ہو یہ ابھی فرض پڑھ رہا ہے۔ ❷ مقصورہ سے مراد وہ کمرہ ہے جو قبلہ کی دیوار میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خارجی کے حملہ کے بعد اپنے تحفظ کے لیے بنوایا تھا۔ اور اس کو بند کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے۔

اس کتاب کے کل ابواب (4) اور (26) احادیث ہیں۔

9

كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

کتاب عیدین

(عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز

حدیث نمبر 2044 سے 2069 تک

۹...... كِتَابُ صَلاَةِ الْعِيدَيْنِ

۹. کتاب عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز

[2044] ۱ ـ(۸۸٤) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكِ)) فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يُدْرٰى حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَ ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ

[2044]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز فطر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا ہوں، یہ سب نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے، پھر خطبہ دیتے ایک دفعہ آپ بلندی سے نشیب میں آئے۔ گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو (مردوں کو) بٹھا رہے ہیں

[2044] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: الخطبة بعد العيد برقم (٩٦٢) وفي باب: موعظة الامام للنساء يوم العيد برقم (٩٧٩) وفي التفسير باب: ﴿اذا جاءك المومنات يبايعنك﴾ برقم (٤٨٩٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ترك الاذان في العيد برقم (١١٤٧) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٤) انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٨)

پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے، حتی کہ عورتوں کے پاس آ گئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے آیت پڑھی: ''اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گی۔'' سورۃ ممتحنہ، آیت: ۱۲، پ: ۲۸ آپ مکمل آیت پڑھ کر فارغ ہوئے تو پھر فرمایا: ''تم اس پر قائم ہو'' تو ایک عورت نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے علاوہ ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا۔ ہاں اے اللہ کے نبی! اس وقت پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا: ''صدقہ کرو'' تو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ پھر کہا، لاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان۔ تو وہ اپنے چھلے اور انگوٹھیاں اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

[2045] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رحمه الله قَالَ نَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ

[2045] ۔عطاء کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے نماز عید خطبہ سے پہلے پڑھی۔ پھر آپ نے خطبہ دیا پھر آپ نے خیال کیا کہ آپ کی آواز عورتوں نے نہیں سنی۔ تو ان کے پاس آئے اور ان کو تذکیر (یاد دہانی) کی اور انہیں نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں، انگوٹھی، بالی، چھلا اور دوسری چیزیں ڈالنے لگیں۔

[2046](. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2046] امام صاحب ایک دوسری سند سے ایوب کے واسطہ سے ہی ایسی روایت لائے ہیں۔

[2045] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: العرض في الزكاة برقم (١٤٤٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الخطبة يوم العيد برقم (١١٤٢) وبرقم (١١٤٣) وبرقم (١١٤٤) والنسائي في (المجتبى) في العيدين باب: الخطبة في العيدين بعد الصلاة برقم ٣/ ١٨٤ و ١٨٥ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٣) انظر (التحفة) برقم (٥٨٨٣)

[2046] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٤٢)

[2047] ٣-(٨٨٥) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ وَأَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِينَ النِّسَآءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَآءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِينَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَحَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَآءَ حِينَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرَهُنَّ قَالَ إِي لَعَمْرِي إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ

[2047]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے ابتدا کی، پھر لوگوں کو خطاب فرمایا، تو جب نبی اکرم ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے (تو اتر کر اونچائی سے) عورتوں کے پاس آئے۔ انہیں تذکیر ونصیحت کی اور آپ بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے، یا ان کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں اس میں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج نے عطاء سے پوچھا، صدقہ فطر ڈال رہی تھیں؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ اس وقت نیا صدقہ کر رہی تھیں۔ عورتیں چھلے (بڑی انگوٹھیاں) ڈال رہی تھیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے پوچھا، کیا اب بھی امام کے لیے لازم ہے کہ (مردوں کے خطبہ سے) فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جائے اور انہیں تلقین اور نصیحت کرے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ میری جان کی قسم! یہ ان کے لیے لازم ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ یہ کام نہیں کرتے؟

[2048] ٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

[2047] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب المشي والركوب الى العيد بغير اذان ولا اقامة برقم (٩٥٨) وفي باب موعظة الامام للنساء يوم العيد برقم (٩٧٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: الخطبة يوم العيد برقم (١١٤١) انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٩)

[2048] اخرجه النسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: قيام الامام في الخطبة متوكئا على انسان ٣/ ١٨٦۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ ((تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَآءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكْوٰةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)) قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ

[2048] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا آپ نے خطبہ سے پہلے اذان اور تکبیر کہے بغیر نماز سے ابتدا کی۔ پھر بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حدود کی پابندی کا حکم دیا۔ اس کی اطاعت پر آمادہ فرمایا اور لوگوں کو نصیحت کی اور انہیں یاد دہانی (تذکیر) کی۔ پھر چل پڑے حتیٰ کہ عورتوں کے پاس آ گئے۔ انہیں وعظ وتذکیر کی اور فرمایا: ''صدقہ کرو کیونکہ تمہاری اکثریت جہنم کا ایندھن ہے، عورتوں کے درمیان سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی، اس نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو اور اپنے رفیق زندگی کی ناشکری کرتی ہو۔'' جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، وہ اپنے زیورات سے صدقہ کرنے لگیں، وہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور اپنی انگوٹھیاں ڈال رہی تھیں۔ (اقرط، قرط کی جمع ہے بالیاں جو کانوں میں ڈالتی ہیں۔)

مفردات الحدیث

❶ **سطة:** اگر یہ وسط سے ہو تو معنی ہوگا عورتوں کے درمیان سے۔ اسفع، کی تانیث سَفْعَاءُ ہے، سیاہی مائل کو کہتے ہیں۔ ❷ **حلی:** حلی کی جمع ہے زیورات۔ ❸ **تکفرن العشير:** عشیر۔ ساتھی اور رفیق کو کہتے ہیں مراد خاوند ہے اور یہ تکثرن الشکاة کی توضیح وتفسیر ہے کہ تم خاوند کی احسان فراموش ہو، ان کا شکوہ وشکایت ہی کرتی رہتی ہو۔ قرط اور خرص ہم معنی ہیں: بالیاں۔

[2049] ٥-(٨٨٦) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ

[2049] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: المشي والركوب الى العيد بغير اذان ولا اقامة برقم (٩٥٩) وبرقم (٩٦٠) انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٦)

الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةَ

[2049] ۔ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، عید الفطر کے دن اذان نہیں دی جاتی تھی اور نہ ہی عید الاضحیٰ کے دن۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد اس کے بارے میں عطاء سے پھر پوچھا تو انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ عید الفطر کے دن اذان نہیں ہے۔ امام کے نکلتے وقت اور نہ ہی نکلنے کے بعد، نہ تکبیر ہے نہ پکار وصدا اور نہ کوئی اور چیز، نہ اس دن اذان اور نہ اقامت۔

فوائد: ...... ❶ عیدین کی نماز حنابلہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور احناف کے نزدیک واجب ہے لیکن جمعہ کی طرح شہر والوں پر واجب ہے دیہات والوں پر نہیں۔ ❷ عیدین کی نماز کے لیے اذان اور تکبیر نہیں ہے اور عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیریں ہیں اور شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بغیر سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قیام میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ احناف کے نزدیک پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے بعد تین تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تین تکبیریں ہیں اور چوتھی تکبیر رکوع کے لیے ہے۔ راجح یہی ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہی جائیں۔ ❸ عیدین کا خطبہ جمعہ کے برعکس نماز کے بعد ہے۔ اور اس میں موقع ومحل کے مطابق وعظ ونصیحت اور تذکیر وتلقین ہے۔ اگر عورتوں تک آواز نہ پہنچے کیونکہ وہ الگ مردوں کے پیچھے ذرا ہٹ کر عیدین میں شریک ہوتی ہیں۔ تو ان کو مردوں کے بعد خصوصی ان کے ظروف واحوال کے مطابق وعظ ونصیحت کی جائے گی اور ان کو خصوصی طور پر صدقہ کی ترغیب دی جائے گی۔ اور وہ اپنے زیورات سے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کی مجاز ہیں۔ آج کل لاؤڈ سپیکر کی بنا پر الگ وعظ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ❹ عیدین کے لیے اذان، اقامت یا اعلان وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اس تہوار اور جشن مسرت میں خود اپنے طور اہتمام کر کے شرکت کرنی ہوگی۔

[2050] ٦-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ أَوَّلَ مَا بُويِعَ لَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَا قَالَ فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ قَالَ فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

[2050] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٤٦)

[2050]۔ عطاء بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو آغاز ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ واقعہ یہ ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی، تو آپ اس کے لیے اذان نہ کہلوائیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس دن اذان نہ کہلوائی۔ اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا کہ خطبہ نماز کے بعد ہے اور ایسے ہی کیا جاتا تھا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی۔

فائدہ:...... عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے جیسا کہ آج کل تبعین سنت کا معمول ہے۔ لیکن بنو امیہ کے دور میں بعض شہروں میں خطبہ پہلے دیا جاتا تھا اور نماز بعد میں پڑھی جاتی تھی۔ آج کل بھی اکثر لوگ عید کی نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیتے ہیں اور اس کا نام اردو تقریر رکھ لیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن سب سے پہلا کام جو ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے۔ اس لیے نماز سے پہلے نظمیں نعتیں پڑھنا یا تقریر کرنا سنت کے خلاف ہے۔ تقریر خطبہ نماز کے بعد ہونا چاہیے۔

[2051] ۷۔(۸۸۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

[2051]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو دفعہ نہیں کئی مرتبہ بلا اذان اور اقامت کے پڑھی ہے۔

[2052] ۸۔(۸۸۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

[2052]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

[2051] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: ترك الاذان في العيد برقم (١١٤٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء ان صلاة العيدين بغير اذان ولا اقامة برقم (٥٣٢) انظر (التحفة) برقم (٢١٦٦)

[2052] طريق عبدة بن سليمان اخرجه النسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: صلاة العيدين قبل الخطبة برقم (١٥٦٣) انظر (التحفة) برقم (٨٠٤٥) وطريق ابو اسامة اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب الخطبة بعد العبد برقم (٩٦٣) والترمذي في (صحيحه) في الصلاة باب: ما جاء في صلاة العيدين قبل الخطبة برقم (٥٣١) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة العيدين برقم (١٢٧٦) انظر (التحفة) برقم (٧٨٢٣)

[2053] ۹-(۸۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ ((تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا)) وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِي يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ

[2053] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن اور عید الفطر کے دن نکلتے تھے تو نماز سے آغاز فرماتے اور جب نماز پڑھ لیتے اور سلام پھیرتے۔تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے جبکہ وہ اپنی نماز گاہ ہی میں بیٹھے رہتے، اگر آپ کو کسی لشکر کے بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اس کا لوگوں سے تذکرہ فرماتے اور اگر اس کے سوا کوئی اور ضرورت ہوتی تو انہیں اس کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے صدقہ کرو، صدقہ کرو، زصدقہ کرو اور زیادہ صدقہ عورتیں دیا کرتی تھیں، پھر واپس آ جاتے۔اور یہی معمول قائم رہا۔حتی کہ مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا۔تو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نکلا، حتی کہ ہم عید گاہ میں پہنچ گئے تو دیکھا وہاں کثیر بن صلت نے مٹی اور اینٹوں سے منبر بنایا ہوا تھا۔تو مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا گویا کہ وہ مجھے منبر کی طرف کھینچ رہا ہے، اور میں اسے نماز کی طرف کھینچ رہا ہوں، جب میں نے اس کا یہ فعل دیکھا تو میں نے کہا۔نماز سے آغاز کا عمل کہاں گیا؟ تو اس نے کہا۔اے ابوسعید! ایسے نہیں ہے۔آپ جو جانتے ہیں اسے ترک کر دیا گیا ہے۔میں نے کہا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔جو میں جانتا ہوں تم اس سے بہتر طریقہ نہیں نکال سکتے۔تین دفعہ کہا اور پھر ہٹ گئے۔(مخاصرا، ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنا۔)

فائدہ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مروان بن حکم کی گورنری کے دور سے پہلے تک خطبہ سے عید کی نماز پہلے پڑھنے کا معمول جاری تھا، اس نے مدینہ میں نماز سے خطبہ پہلے دینے کا عمل شروع کیا، لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

[2053] تقدم تخريجه فى الايمان باب: بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات برقم (۲۳۹)

نے برملا اس کو روکا اور کہا۔ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ سے بہتر طریقہ نکالنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے تمہارا یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے لیکن مروان نے ان کی بات نہیں مانی۔ تو انہوں نے اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند نہیں کیا۔ اس کو صحیح بات سمجھانے پر اکتفا کیا۔ اور اس کے بعد اس کی اقتداء میں عید پڑھ لی، اور نماز کے بعد دوبارہ اس مسئلہ میں ان سے گفتگو کی۔

١...... بَابُ: ذِكْرِ إِبَاحَةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ إِلَى الْمُصَلّٰى وَشُهُوْدِ الْخُطْبَةِ مُفَارِقَاتٌ لِلرِّجَالِ

باب ۱: عیدین کے دن عورتوں کا عید گاہ کی طرف جانا اور خطبہ میں حاضر ہونا جائز ہے، وہ مردوں سے جدا ہوں گی

[2054] ١٠-(٨٩٠) حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ

[2054]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدین میں بالغہ، پردہ نشین عورتوں کو لے جایا کریں اور آپ نے حیض والی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی نماز گاہ سے الگ رہیں۔

مفردات الحدیث

❶ عواتق: عاتق کی جمع ہے اور ان عورتوں کو کہتے ہیں جو بالغہ ہیں یا قریب البلوغت ہیں یا شادی کے قابل ہیں، یا گھر والوں کے نزدیک معزز ہیں، یا انہیں کام کاج کے لیے گھر سے نکلنے کی مشقت سے آزادی مل چکی ہے۔ ❷ ذوات الخدور: خدور، خدر کی جمع ہے۔ گھر میں پردہ نشین۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عورتوں کو عیدین کے لیے نکلنا چاہیے حتی کہ حائضہ عورتیں جو نماز نہیں پڑھ سکتیں وہ بھی حاضر ہوں گی اور لوگوں کے ساتھ عیدین میں شرکت کے باوجود نماز گاہ سے الگ رہیں گی تاکہ نماز میں صفیں نہ ٹوٹیں، یا دوسری عورتوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنیں۔ لیکن انہیں بناؤ سنگھار اور میک اپ کر کے نہیں جانا چاہیے۔ لیکن عجیب بات احناف حضرات کہتے ہیں کہ آج کل حالات کے تغیر اور عورتوں کے بن ٹھن کر نکلنے کی بنا پر ان کا جمعہ، نماز اور عیدین میں جانا جائز نہیں ہے، جبکہ ان مواقع میں خطرات کم ہیں اور عام حالات میں

[2054] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين باب خروج النساء والحيض الى المصلى برقم (٩٧٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: خروج النساء في العيد برقم (١١٣٦) وبرقم (١١٣٧) والنسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: اعتزال الحيض مصلى الناس ٣/ ١٨١ ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في خروج النساء في العيدين برقم (١٣٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٥)

پبلک کے مقامات میں جانا زیادہ خطرناک ہے، اس سے نہیں روکتے۔ وہ ہر جگہ بلا روک ٹوک بن ٹھن کر دعوت نظارہ دیتی ہوئی آتی جاتی ہیں۔لیکن ان نیکی اور خیرات کے کاموں سے محروم رہتی ہیں۔

[2055] ۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْمُخَبَّأَةُ وَالْبِكْرُ قَالَتِ الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ

[2055]۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں عیدین کے لیے نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ پردہ نشین اور دوشیزہ کو بھی، وہ بتاتی ہیں کہ حیض والی عورتیں بھی نکلیں گی اور لوگوں کے پیچھے رہیں گی اور لوگوں کے ساتھ تکبیر کہیں گی۔

فائدہ:...... عیدگاہ کی طرف جاتے آتے وقت تکبیریں کہی جائیں گی اور یہ تکبیریں عورتیں بھی کہیں گی، لیکن ان کی آواز بلند نہیں ہوگی۔

[2056] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ ((لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا))

[2056]۔حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں جوان، حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو لے کر جائیں، لیکن حائضہ جائے نماز سے دور رہیں گی۔ وہ نیک کاموں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: اس کی بہن اس کو اپنی چادر پہنا دے۔''

مفردات الحدیث ✵ جلباب: کھلی چادر، یعنی وہ دوسری عورت سے عاریتاً چادر لے لے، یا یہ ممکن نہ ہو تو دونوں ایک چادر اوڑھ لیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو وعظ ونصیحت اور علمی مجالس میں شرکت کرنی چاہیے اور ذکر وفکر اور دعاؤں میں شریک ہونا چاہیے۔

[2055] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب التكبير ايام منى واذا غدا الى عرفة برقم (۹۷۱) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: خروج النساء في العبد برقم (۱۱۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۱۲۸)

[2056] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في خروج النساء في العيدين برقم (۵٤۰) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسعة فيها، باب: ما جاء في خروج ←

٢...... بَابُ: تَرْكِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلَّى

باب ۲: عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد میں نماز نہیں ہے۔

[2057] ١٣-(٨٨٤) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ انَا أَبِي قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ اَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سِخَابَهَا

[2057]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن باہر نکلے اور دو رکعت نماز پڑھائی اور اس سے پہلے یا بعد میں نماز نہیں پڑھی، پھر عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا۔عورتیں اپنی بالیاں، چھلے اور ہار (بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ عیدین کے لیے مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر نکلتے تھے اور میدان میں نماز پڑھتے تھے جس کو آپ نے بطور عیدگاہ منتخب فرما لیا تھا۔اس لیے عیدین کی نماز، محلہ یا گاؤں یا اگر ممکن ہو تو قصبہ سے باہر پڑھی جائے اور بڑے بڑے شہروں میں اب باہر نکلنا ممکن نہیں ہے۔اس لیے کسی پارک، سکول یا کالج وغیرہ میں پڑھی جائے (اور سخاب یہ ہار تھا جو خوشبو وغیرہ سے بنایا جاتا تھا۔)

[2058] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2058]۔مصنف صاحب نے یہی حدیث ایک اور سند سے بھی بیان کی ہے۔

← النساء في العيدين برقم (١٣٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٦)

[2057] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: الخطبة بعد العيد برقم (٩٦٤) وفي باب الصلاة قبل العيد وبعدها برقم (٩٨٩) وفي الزكاة التحريض على الصدقة والشفاعة فيها برقم (١٤٣١) وفي اللباس باب القلائد والسخاب للنساء برقم (٥٨٨١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة بعد صلاة العيد برقم (١١٥٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة با ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها الحديث (٥٣٧) والنسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: الصلاة قبل العيدين وبعدها برقم ٣/ ١٩٣- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الصلاة قبل صلاة العيد وبعدها برقم (١٢٩١) انظر (التحفة) برقم (٥٥٥٨)

[2058] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٥٤)

٣...... بَابُ :مَايُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْعِيْدَيْنَ

باب ٣: نماز عیدین میں کون سی سورت پڑھی جائے گی

[2059] ١٤ـ(٨٩١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

[2059] ۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا قرأت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔اور آپ ان میں سورۃ ق والقرآن المجید اور سورہ اقتربت الساعة وانشق القمر پڑھا کرتے تھے۔

[2060] ١٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا فُلَيْحٌ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقُلْتُ بِاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ

[2060] ۔حضرت ابوواقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں کیا پڑھا تھا؟ تو میں نے کہا اقتربت الساعة اور ق والقرآن المجید کی قرأت کی تھی۔

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ عیدین میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کی بجائے کبھی سورۃ ق اور سورۃ اقتربت الساعة بھی پڑھا کرتے تھے کیونکہ سورۃ ق میں قرآنِ مجید کی عظمت کے ذکر کے بعد مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کو ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ لوگوں کے اعمال واقوال کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کے لیے ہوشیار اور حاضر باش فرشتے مقرر ہیں اور اس کے لیے ایک رجسٹر ہے جس میں ان کا اندراج ہو رہا ہے، قیامت کی تصویر کشی ہے۔مکذبین کے حالات کی

[2059] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقرا في الاضحى والفطر برقم (١١٥٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة في العيدين برقم (٥٣٤) وبرقم (٥٣٥) والنسائي في (المجتبى) في العيدين، باب: القراة في العيدين بقاف واقتربت ٣/ ١٨٣ و ١٨٤۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في القراة في العيدين برقم (١٢٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٥١٣)

[2060] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٥٦)

تفصیل ہے اور ایمانداروں کی سرفرازی کا بیان ہے۔قوموں کے عروج وزوال کی داستان ہے۔رسول کی ذمہ داری کا بیان اور اس کے لیے جس صبر واستقامت کی ضرورت ہے اس کے حصول کے لیے نماز کی تلقین ہے۔اس طرح یہ سورۃ انتہائی عبرت انگیز اور سبق آموز ہے۔

اسی طرح سورۃ اقتربت الساعة میں مختلف قوموں کے حالات وواقعات بیان کر کے ان کے انجام سے سبق لینے کی ہدایت ہے اور بتایا گیا ہے کہ قرآنِ مجید عبرت ونصیحت اور یاد دہانی حاصل کرنے کے لیے ہر پہلو سے آراستہ ہے اس لیے تم اس سے فائدہ اٹھا کر اپنا انجام اچھا بنالو۔

۴...... بَابُ: الرُّخْصَةِ فِي اللَّعِبِ الَّذِيْ لَا مُعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيْدِ

باب ٤: عید کے دنوں میں ایسے کھیل کی اجازت ہے جو گناہ کا باعث نہ بنے

[2061] ١٦-(٨٩٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا))

[2061] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ انصار کی بچیوں میں سے دو بچیاں، انصار نے جنگ بعاث کے وقت جو اشعار ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہے تھے گا رہی تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ کوئی باقاعدہ فنکارہ نہ تھیں اور گانا ان کا پیشہ نہ تھا۔تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی ساز آواز؟ اور یہ عید کا دن تھا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کے لیے ایک مسرت اور شادمانی کا دن ہے اور یہ ہمارا تہوار یا جشن مسرت ہے۔"

[2062] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ

[2062] امام صاحب ایک دوسری سند سے یہی روایت لائے ہیں اور اس میں ہے کہ دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔

[2061] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين، باب: سنة العيدين لاهل الاسلام برقم (٩٥٢) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الغناء والدف برقم (١٨٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠١)

[2062] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢١١)

[2063] ١٧۔(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ ا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَضْرِبَانِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوبَكْرٍ فَكَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ عَنْهُ وَقَالَ ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ)) وَقَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ وَأَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدِرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْعَرِبَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ

[2063]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوبکر میرے ہاں تشریف لائے جبکہ ایام منیٰ (عید کے دن) میں میرے پاس دو بچیاں گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھا کر فرمایا: اے ابوبکر! انہیں چھوڑ یئے، کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو کھیلتا ہوا دیکھ رہی ہوں اور میں کم سن تھی، ذرا اندازہ لگاؤ اس بچی کا جو کھیل کی شوقین اور کم سن یا نو عمر تھی (کہ وہ کس قدر کھیل دیکھے گی۔)

مفردات الحدیث ❶ **جارية**: نوخیز لڑکی۔ ❷ **تقاولت الانصار**: وہ اشعار جو اوس اور خزرج نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی جرأت وبسالت اور تفوق وبرتری کے اظہار کے لیے کہے تھے۔ بعاث، اوس کے قلعہ کا نام ہے اور یوم بعاث سے مراد وہ وقت ہے جبکہ انصار کے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان جاہلیت کے دور میں معرکہ برپا ہوا تھا اور اس میں قبیلہ اوس غالب رہا تھا۔ ❸ **ليست بمغنتين**: گانا بجانا ان کا فن یا عادت نہ تھی کہ وہ نفسانی خواہشات وجذبات کو بھڑکاتیں، اور شہوت انگیز اشعار اور عورتوں کے حسن وجمال کے تذکرہ سے خواہشات کو مشتعل کرتیں اور حرام کاری کی تحریک پیدا کرتیں۔ ❹ **مزمور**: زمیر سے ماخوذ ہے۔ حسن صوت سریلی آواز اور خوش الحانی کو کہتے ہیں۔ اور عربی زبان میں خوش الحانی سے شعر پڑھنے کو بھی غنا گانا سے تعبیر کرتے ہیں۔ دف، ڈفلی: جو چمڑے سے بنائی جاتی ہے اور ڈھولکی کی طرح اس کو بجاتے ہیں، لیکن وہ ایک طرف سے کھلی ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے زیادہ آواز پیدا نہیں ہوتی۔ ایام منیٰ: اس سے مراد ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کے دن ہیں۔ ❺ **فاقدروا**: اندازہ لگاؤ، قیاس کرو۔ ❻ **العربة**: کھیل کی شوقین اور اس میں انتہائی دلچسپی لینے والی۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی اور مسرت وشادمانی کے موقع پر بچیاں جو پیشہ ور مغنیہ نہ ہوں اور وہ جسم کے مختلف پوز بنا کر اپنے جسمانی شہوت انگیز اعضاء کو عریاں نہ کر رہی ہوں اور وہ نفس میں ہیجان

[2063] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٤)

پیدا کرنے والے اور جذبات کو بھڑکانے والے فحش اشعار نہ پڑھ رہی ہوں، تو ایسے اشعار جو کسی کی مدح وتوصیف پر مشتمل ہوں ان میں کوئی گناہ نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بچیاں جنگی اشعار جن میں اپنے قومی مفاخر اور کارنامے بیان کیے گئے تھے یا اپنی قوم کی شجاعت وبہادری اور ان کے ظہور وغلبہ کا تذکرہ تھا پڑھ رہی تھیں۔ اور اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنا منہ دوسری طرف کر کے چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے، جس سے معلوم ہوتا تھا یہ کام جائز تو ہے پسندیدہ نہیں ہے وگرنہ آپ اس میں دلچسپی اور رغبت کا اظہار کرتے۔ اس لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق گانے گانا ناجائز ہے۔ اس طرح آلات موسیقی، معازف کی صورت میں ہوں جن کو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے یا مزامیر کی شکل میں جن کو منہ سے بجانا ہے کا سننا حرام ہے۔ ہاں نکاح، عید اور ولیمہ کے وقت دف بجانے کی اجازت ہے۔ اس لیے ائمہ اربعہ دف کو ان تین مواقع پر ہی بجانے کی اجازت دیتے ہیں یہ اجازت عام نہیں ہے۔ اور اس سے یہ بات خود بخود ثابت ہوتی ہے، جہاں جہاں آلاتِ موسیقی کا عمل دخل ہے وہ سب کام حرام ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور اس قسم کے دوسرے آلات۔ خاص کر جب کہ یہ پروگرام عورتیں ننگے منہ اور ننگے سر کرتی ہیں اور یہ پروگرام عموماً مغرب اخلاق اور عریانی وفحاشی، رہزنی اور دہشت گردی کی تعلیم دیتے ہیں اور نوجوانوں کے اخلاق اور ان کی سیرت وکردار کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس لیے ان آلات کا کاروبار کرنا، خرید وفروخت کرنا اور ان کا سننا سب شرعاً حرام ہیں۔ ❷ حبشیوں کے کھیل کا واقعہ ۷ ہجری میں پیش آیا جبکہ حبشہ سے وفد آیا تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آلات جنگ کے ساتھ کھیلنا اور جنگی آلات کے کرتب دکھانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ہتھیار اور آلات جنگ میں کام آتے ہیں اور ان کے کھیل اور کرتب سے ان کے استعمال میں مہارت اور ٹریننگ حاصل ہوتی ہے اس لیے فوج اور مجاہدین کا فوجی اور جہادی مظاہرے کرنا درست ہے تا کہ دوسروں کے دلوں میں بھی ان کی تربیت لینے کا شوق اور ولولہ پیدا ہو۔ فوج اور مجاہدین کی تربیت میں بھی کمال اور ہنر مندی پیدا ہو۔

[2064] ١٨-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ

عَائِشَةُ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ لِكَيْ أَنْظُرَ إِلَى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجْلِي حَتّٰى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ فَاقْدِرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ حَرِيصَةً عَلَى اللَّهْوِ

[2064] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: اصحاب الحراب في المسجد برقم (٤٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٠)

[2064] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے کمرہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور حبشی اپنے بھالوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں مشقیں کر رہے ہیں اور آپ مجھے اپنی چادر سے اوٹ کیے ہوئے ہیں تا کہ میں ان کے کرتب دیکھوں، پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے حتی کہ میں ہی واپس پلٹی تو اندازہ کرلو نو عمر لڑکی جو کھیل کی شوقین ہو وہ کتنی دیر تک کھڑی رہی ہوگی۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگی ہتھیاروں کا کھیل و کرتب یا ان کی ٹریننگ اور مشقوں کا مظاہرہ ضرورت کے تحت مسجد کی چار دیواری میں بھی ہوسکتا ہے اور اس مظاہرہ کے قریب کے گھروں کی عورتیں، پردہ کی اوٹ میں اس جہادی مظاہرہ کو دیکھ سکتی ہیں۔ مقصد یہ جنگی مشقیں دیکھنا ہو مردوں کے خدوخال دیکھنا نہ ہو۔لیکن گھر میں سے پردہ کی اوٹ میں جنگی ہتھیاروں کے مظاہرہ کے دیکھنے سے ہاکی، کرکٹ یا اس قسم کے اور کھیلوں کو کھیل کے میدان میں بن ٹھن کر بے حجاب دیکھنے اور کھلاڑیوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے کا جواز کیسے پیدا ہوسکتا ہے جہاں کھیل کی بجائے اپنی نمائش کا مظاہرہ زیادہ ہوتا ہے اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر حیا سوز کام کیے جاتے ہیں۔

[2065] ١٩-(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِالاَعْلَى وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ((دَعْهُمَا)) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ ((تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَآءَهُ خَدِّيْ عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ ((دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ)) حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ ((حَسْبُكِ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ((فَاذْهَبِي))

[2065] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں جنگ بعاث کے اشعار بلند آواز سے پڑھ رہی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ پھیر لیا۔اور

[2065] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين باب الحراب والدرق يوم العيد برقم (٩٤٩) وفي الجهاد والسير باب الدرق برقم (٢٩٠٦) انظر التحفة برقم ١٦٣٩١ و برقم (١٦٥٧٤)

ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے مجھے سرزنش کی اور کہا شیطانی آواز رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''انہیں چھوڑ یئے'' جب ان کی توجہ ہٹی تو میں نے ان کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ اور عید کا دن تھا، حبشی ڈھالوں اور بھالوں کے کرتب دکھا رہے تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی یا آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ''دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کو لگ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''اے ارفدہ کے بیٹو! اپنا مظاہرہ جاری رکھو۔'' حتی کہ جب میں اکتا گئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس'' میں نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا: ''چلی جاؤ''

مفردات الحدیث ❶ درق، درقة کی جمع ہے چمڑے کی ڈھال، حراب، حربة کی جمع بھالا، چھوٹا نیزہ۔

❷ بنو ارفدہ: حبشیوں کا لقب ہے۔

[2066] ٢٠ ـ(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ

[2066]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن حبشی مسجد میں اچھل کود کرتے یعنی ہتھیاروں کا مظاہرہ کرنے آئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور میں نے اپنا سر آپ ﷺ کے کندھے پر رکھا اور ان کا کھیل (کرتب) دیکھنے لگی حتی کہ میں خود ہی ان کے کھیل کے دیکھنے سے واپس پلٹ گئی۔

مفردات الحدیث ❊ یزفنون: اچھل کود رہے تھے۔

[2067] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْمَسْجِدِ

[2067] مصنف ایک دوسری سند سے روایت لائے ہیں اس میں مسجد کا ذکر نہیں ہے۔

[2068] ٢١ ـ(. . .) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لِعُقْبَةَ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَخْبَرَتْنِي

[2066] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٧)
[2067] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢٩٨)
[2068] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٧)

عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلَعَّابِينَ وَدِدْتُ أَنِّيْ أَرَاهُمْ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَاءٌ فُرْسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيقٍ بَلْ حَبَشٌ

[2068]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انہوں نے کھیلنے والوں کے بارے میں کہا، ان کا کھیل دیکھنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے، اور میں دروازہ پر کھڑی ہوکر آپ ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان سے دیکھ رہی تھیں اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ عطاء نے کہا وہ ایرانی تھے یا حبشی اور مجھے ابن عتیق یعنی عبید بن عمیر نے بتایا وہ حبشی تھے۔

[2069] ۲۲۔(۸۹۳) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ

[2069]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جبکہ حبشی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بھالوں سے کھیل رہے تھے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور کنکریاں اٹھانے کے لیے جھکے تاکہ ان سنگریزوں سے انہیں ماریں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے عمر! انہیں چھوڑیئے۔ ''انہیں کچھ نہ کہیں۔''

[2069] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: اللهو بالحراب ونحوها برقم (۲۹۰۱) انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۷۵)

اس کتاب کے کل ابواب (4) اور (19) احادیث ہیں۔

10

كِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِقَاءِ

نمازِ استسقاء

(بارش طلب کرنا)

حدیث نمبر 2070 سے 2088 تک

۱۰...... كِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِقَاءِ

۱۰. نمازِ استسقاء (بارش طلب کرنا)

[2070] ١ ـ (٨٩٤) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

[2070]۔ حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ گئے اور بارش کی دعا کی اور قبلہ رخ ہوکر اپنی چادر کو پلٹا۔

[2070] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء باب تحويل الرداء في الاستسقاء برقم (١٠١١) وبرقم (١٠١٢) وفي باب الاستسقاء وخروج النبي ﷺ في صلاة الاستسقاء برقم (١٠٠٥) وفي باب: الدعاء في الاستسقاء قائما برقم (١٠٢٣) وفي باب الجهر بالقراة في الاستسقاء برقم (١٠٢٤) وفي باب: كيف حول النبي ﷺ ظهره الى الناس برقم (١٠٢٥) وفي باب: صلاة الاستسقاء ركعتين برقم (١٠٢٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في اى وقت يحول رداه اذا استسقى برقم (١١٦١) وبرقم (١١٦٢) وبرقم (١١٦٤) وبرقم (١١٦٦) وبرقم (١١٦٧) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في صلاة الاستسقاء برقم (٥٥٦) والنسائي في (المجتبى) في الاستسقاء، باب: خروج الامام الى المصلى للاستسقاء ٣/ ١٥٥ و ١٥٦ وفي باب: الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج برقم ٣/ ١٥٦ وفي باب: تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء ٣/ ١٥٧ وفي باب: تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء ٣/ ١٥٧ وفيباب: متى يحول الامام رداه ٣/ ١٥٧ وفي باب: رفع الامام يده ٣/ ١٥٨ وفي باب: الصلاة بعد الدعاء ٣/ ١٦٣ وباب : كم صلاة الاستسقاء ٣/ ١٦٣ ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة الاستسقاء برقم (١٢٦٧) انظر (التحفة) برقم

[2071] ٢-(. . . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَـنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآئَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[2071] ۔عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ گئے اور بارش کی دعا کی، اور قبلہ رخ ہو کر اپنی چادر پلٹی اور دو رکعت نماز پڑھی۔

[2072] ٣-(. . . .) وحَـدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ا نَـا سُـلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ

[2072] ۔حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عید گاہ گئے اور جب آپ نے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا، قبلہ کی طرف رخ کر لیا اور اپنی چادر پلٹی۔

[2073] ٤-(. . . .) وحَـدَّثَـنِـي أَبُـو الطَّـاهِـرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَّـادُ بْـنُ تَـمِيـمٍ الْمَازِنِيّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَـوْمًا يَسْتَسْقِي فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآئَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[2073] ۔عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے سنا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بارش کی دعا مانگنے کے لیے نکلے۔ اپنی پشت لوگوں کی طرف کر کے اللہ سے دعا مانگتے رہے اور رخ قبلہ کی طرف تھا اور اپنی چادر پلٹی، پھر دو رکعت نماز ادا کی۔

فوائد: ...... ❶ بارش طلب کرنے کی تین صورتیں ہیں: (۱) انفرادی یا اجتماعی طور پر دعا کی جائے (۲) خطبہ جمعہ کے دوران دعا کرنا یا فرض نماز کے بعد دعا کرنا (۳) باہر کھلے میدان میں نکل کر خطبہ دینا اور تمام لوگوں کے ساتھ مل کر

[2071] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)
[2072] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)
[2073] تقدم تخريجه برقم (٢٠٦٧)

دعا کرنا۔ ❷ جب کھلے میدان میں نکل کر نماز استسقاء پڑھیں گے، تو جمہور علماء کا نظریہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھیں گے، پھر خطبہ دیا جائے گا۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک خطبے دو ہیں اور امام محمد کا نظریہ بھی یہی ہے، حنابلہ کے نزدیک خطبہ ایک ہے اور امام ابو یوسف کا موقف بھی یہی ہے۔ اور دعا خطبہ میں امام قبلہ رخ ہو کر کرے گا، اس میں ہاتھ اٹھائے گا مقتدی بھی اس کے ساتھ شریک ہوں گے۔ اور آخر میں امام اور مقتدی اپنی اپنی چادر پلٹیں گے اور خطبہ نماز سے پہلے بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کی تلقین ہوگی اور دعا بہر حال خطبہ میں ہی ہوگی اور چادر بھی یہیں پلٹی جائے گی۔ خطبہ نماز سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ ❸ امام مالک امام شافعی اور امام احمد اور صاحبین کے نزدیک نماز استسقاء سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز نہیں ہے۔ صرف کھلے میدان میں نکل کر دعا کی جائے گی اور چادر بھی نہیں پلٹی جائے گی۔ ❹ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نماز استسقاء عیدین کی طرح ہے یعنی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ اور جمہور علماء کے نزدیک نماز فجر کی طرح ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک انفرادی طور پر نمازِ استسقاء پڑھی جا سکتی ہے اور قرأت کے بلند ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

١...... بَابُ: رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِالدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

باب ۱: نمازِ استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھانا

[2074] ٥-(٨٩٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[2074]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا حتی کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

[2075] ٦-(٨٩٦) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاسْتِسْقَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ الْأَعْلَى قَالَ يُرَى بَيَاضُ إِبْطِهِ أَوْ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[2074] اخرجه النسائي في قيام الليل، باب: ترك رفع اليدين في الدعاء في الوتر ٣/ ٢٤٩۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤٤)

[2075] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: رفع الامام يده في الاستسقاء ←

[2075] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ استسقاء کے سوا کسی اور موقع پر دعا میں اس قدر ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے کہ جس سے آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دے۔عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے یری بیاض ابطه ''آپ کی بغل کی سفیدی'' یابیاض ابطیه دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

[2076] ٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَهُ

[2076] مصنف ایک اور سند سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2077] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَسْقٰى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ

[2077] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لیے دعا فرمائی اور ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

فوائد :...... ❶ حضور اکرم جس قدر ہاتھ دعائے استسقاء میں بلند کرتے تھے، عام طور پر دعا میں اتنے مبالغہ سے بلند نہیں کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استسقاء کے سوا کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔کیونکہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کی حدیثیں تو معناً متواتر ہیں اور تقریباً تیس صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنا مشاہدہ ہے جبکہ دوسرے صحابہ سے اور جگہ بھی یہ طریقہ ثابت ہے۔ ❷ عام طور پر دعا میں ہتھیلیاں اوپر ہوتی ہیں لیکن دعائے استسقاء میں جس طرح حالات کی تبدیلی کی خواہش اور نیک شگون کے لیے چادر پلٹی جاتی ہے اسی طرح ہتھیلیوں کی بجائے ان کی پشت آسمان کی طرف کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خشک سالی اور قحط کو خوش حالی میں تبدیل فرمادے۔

← برقم (١٠٣١) وفی المناقب، باب: صفة النبی ﷺ برقم (٣٥٦٥) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب رفع اليدين فی الاستسقاء برقم (١١٧٠) والنسائی فی (المجتبى) فی الاستسقاء، باب كيف يرفع ٣/ ١٥٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من كان يرفع يديه فی القنوت برقم (١١٨٠) انظر (التحفة) برقم (١١٦٨)

[2076] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٠٧٢)

[2077] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب رفع اليدين فی الاستسقاء برقم (١١٧١) انظر (التحفة) برقم (٣٢٣)

٢...... بَابُ: الدُّعَاءِ فِي الاِسْتِسْقَاء

باب ٢: بارش طلب کرنے کے لیے دعا کرنا

[2078] ٨-(٨٩٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا)) قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ حَوَلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)) فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي

[2078]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک آدمی دارالقضاء کی طرف والے دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کیا، پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور راستے بند ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں بارش سے نوازے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے۔ پھر کہا: اے اللہ!

[2078] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء باب: الدعاء اذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا برقم (١٠٢١) والنسائي في (المجتبى) في الاستسقاء، باب ذكر الدعاء ٣/ ١٦١۔ انظر (التحفة) برقم

ہمیں بارش عنایت فرما، اے اللہ! ہمارے لیے بارش نازل فرما، اے اللہ! ہمیں بارش سے نواز۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم آسمان میں نہ کوئی گھٹا دیکھتے تھے اور نہ بدلی یا بادل کا کوئی ٹکڑا۔ ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا محلہ نہ تھا۔ پھر اس کے پیچھے سے ڈھال جیسی چھوٹی سی بدلی اٹھی، جب آسمان کے وسط (درمیان) میں پہنچی تو پھیل گئی۔ پھر اس نے بارش برسائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! ہم نے ہفتہ بھر سورج نہ دیکھا۔ پھر اگلے جمعہ اسی دروازہ سے ایک آدمی داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر آپ کی طرف رخ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو گئے راستے بند ہو گئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم سے بارش روک لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا دیئے پھر کہا: اے اللہ! بارش ہمارے اردگرد برسا۔ ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! پہاڑیوں پر، ٹیلوں پر، وادیوں کے اندر (ندیوں میں) اور جنگلات پر برسا۔" بادل چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلتے مسجد سے نکلے۔ شریک کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا وہ پہلا آدمی ہی تھا، انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔

مفردات الحدیث

❶ **دار القضاء:** اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ جس کے بارے میں انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے قرض کی ادائیگی کی خاطر اسے فروخت کر دیا جائے۔ چونکہ یہ قرض کے چکانے کے لیے بیچا گیا تھا۔ اس لیے اس کا نام دار القضا پڑ گیا۔ ❷ **هلكت الاموال:** بارش کی بندش کی بنا پر، سبزہ اور چارہ کم پڑ گیا، اس لیے خوراک کی کمی کی بنا پر مویشی مرنے لگے۔ ❸ **انقطعت السبل:** خشک سالی کی بنا پر مویشی کمزور ہو گئے اور راستوں میں سبزہ اور چارہ کے نہ ملنے کی وجہ سے مویشیوں اور قافلوں کی آمد ورفت بند ہو گئی۔ ❹ **يغثنا:** اغاثہ مدد کرنا اور معونت دینا سے ماخوذ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہماری فریاد رسی فرماتے ہوئے بارش سے نوازے۔ ❺ **قزعة:** بادلی، بادل کا ٹکڑا۔ ❻ **سبت:** ہفتہ بھر، سات دن تک۔ ❼ **هلكت الاموال وانقطعت السبل:** بارش کی کثرت کی بنا پر مویشیوں کو چرانے کے لیے باہر لے جانا اور ان کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ پہلے بارش کے نہ ہونے سے یہ کام ہوا تھا اور اب اس کی کثرت نے یہ کام کر دکھایا۔ ❽ **آكام:** اكمة کی جمع ہے، پہاڑی۔ ❾ **ظراب:** ظرب کی جمع ہے۔ چھوٹے ٹیلے، بلند جگہ۔ ❿ **انقلعت:** بادل چھٹ گیا، بارش بند ہو گئی۔

فوائد:...... ❶ بارش کے لیے خطبہ جمعہ میں امام منبر پر جب خطبہ دے رہا ہو اس سے بارش کے لیے دعا کرنے کی اپیل کی جا سکتی ہے اور اسے چاہیے کہ وہ درخواست کو قبول کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر، منبر پر ہی دعا، تکرار کے ساتھ کرے۔ ❷ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو اسی قدر جلد جلد شرف قبولیت بخشا ہے کہ بارش کے لیے کسی قسم کے نشانات نہیں تھے۔ آسمان بالکل صاف شفاف تھا، بادل کا کوئی معمولی ٹکڑا بھی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک

چھوٹی سی گول بدلی اٹھائی، جو پھیل کر گھٹا بن گئی اور ہر طرف جل تھل ایک ہوگیا۔ ❸ ہفتہ بھر مسلسل بارش ہوتی رہی، کسی نے بارش کے بند ہونے کی درخواست نہ کی، ہفتہ کے بعد پھر وہی اعرابی آیا جیسا کہ بعض دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اس نے دوبارہ بندش کی اپیل کی، تو آپ نے بارش کے بند ہونے کی بجائے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ان جگہوں میں نازل فرما جہاں بارش کی ضرورت ہے، اور ہم سے بارش کو روک دے۔ جس سے معلوم ہوا بارش کی بندش کی دعا بھی محدود پیمانہ پر منبر کے اوپر ہی کی جاسکتی ہے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا فوراً قبول فرمائی، مدینہ کے اوپر بارش برسنا بند ہوگئی اور اردگرد برستی رہی۔

[2079] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِجَوْدٍ

[2079]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ خشک سالی کا شکار ہوگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر لوگوں کو خطاب فرمارہے تھے تو ایک بدوی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہوگئے، بال بچے بھوک کے مرنے لگے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔ اور اس میں ہے آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد، ہمارے اوپر نہیں۔'' اور آپ جس طرف اشارہ کرتے، بادل چھٹ جاتے حتی کہ میں نے مدینہ منورہ کو گڑھا کی طرح دیکھا، اور وادیٔ قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی، اور جدھر سے بھی کوئی شخص آیا اس نے بارش برسنے کی اطلاع دی۔

مفردات الحدیث

❶ سنة: قحط، خشک سالی۔ ❷ تفرجت: بادل چھٹ گئے، آسمان صاف ہوگیا۔ ❸ مثل الجوبة: مدینہ گڑھا کی طرح ہوگیا کہ مدینہ کے اوپر سے بادل چھٹ گئے، اور گولائی میں اردگرد برسنے لگے۔ ❹ جود: موسلا دھار بارش۔

[2079] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجمعة، باب: الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة برقم (۹۳۳) وفي باب: من تمطر في المطر حتى يتحادر على لحيته برقم (۱۰۳۳) وفي باب: ما قيل ان النبي ﷺ لم يحول رداه في الاستسقاء يوم الجمعة برقم (۱۰۱۸) والنسائي في (المجتبى)←

[2080] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالاَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا وَقَالُوا يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْاَعْلَى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوَالَيْهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ

[2080]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ لوگ کھڑے ہوکر آپ کے سامنے پکارنے لگے، اے اللہ کے نبی! بارش بند ہوگئی۔ پودے سرخ ہوگئے یا درختوں کے پتے سوکھ گئے، اور مویشی مرنے لگے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے اور عبد الاعلیٰ کی روایت میں ہے، مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور اس کے اردگرد بارش برسانے لگے اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں برس رہا تھا۔ میں نے مدینہ کو دیکھا وہ ایک دائرہ یا ٹوپی کی طرح اندر سے بارش سے محفوظ تھا۔

مفردات الحدیث

❀ ❶ **قحط المطر**: بارش رک گئی۔ ❷ **احمر الشجر**: بارش نہ ہونے سے پتے خشک ہوگئے یا ہریالی ختم ہوگئی۔ کیونکہ شجر کا اطلاق ہر قسم کی نباتات پر ہوجاتا ہے۔ ❸ **تقشعت**: بادل چھٹ گئے۔ مطلع صاف ہوگیا۔ ❹ **اکلیل**: پٹی، کسی چیز کو ہر طرف سے گھیرنے والی۔ اس لیے ٹوپی اور تاج پر اس کا اطلاق ہوجاتا ہے۔ جس طرح سر پر تاج، ہیٹ یا ٹوپی ہو تو وہ بارش سے محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح مدینہ بارش سے محفوظ ہوگیا۔

[2081] ۱۱۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتَّى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تَهُمُّهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ

[2081]۔امام صاحب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ایک اور سند سے لائے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو جوڑ دیا اور ہم رک گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ قوی اور مضبوط آدمی کو بھی گھر پہنچنے کی پریشانی اور فکر تھی۔

← في الاستسقاء، باب: رفع الامام يديه عند مسالة امساك المطر ٣/ ١٦٦ و ١٦٧ انظر (التحفة) برقم

[2080] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: الدعاء اذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا برقم (١٠٢١) والنسائي في (المجتبى) في الاستسقاء، باب: ذكر الدعاء ٣/ ١٦٠ و ١٦١۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٦)

[2081] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٥)

[2082] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ فَرَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَمَزَّقُ كَأَنَّهُ الْمُلَاءَ حِينَ يُطْوٰى

[2082]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو جمعہ کے دن جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے آپ کے پاس آیا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا میں نے بادلوں کو اس طرح پھٹتے دیکھا، گویا وہ ایک بڑی چادر تھی، جس کو لپیٹ دیا گیا۔

فائدہ:...... عام روایات میں بارش کی اپیل ایک بدو نے کی ہے۔لیکن ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ پکارنے لگے۔تو اس کی وجہ ہے کہ درخواست ایک ہی فرد نے کی تھی۔اس لیے اصل محرک اور داعی وہی تھا۔دوسرے لوگوں نے تو صرف اس کی تائید میں آواز بلند کی تھی۔اس لیے اپیل کی نسبت اسی کی طرف کی گئی ہے جبکہ خواہش مند اور تائید کنندہ سب تھے۔

[2083] ۱۳۔(۸۹۸) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ ((لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ))

[2083]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہم پر برسنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا بدن سے اٹھا دیا، حتی کہ بارش آپ کے بدن پر گرنے لگی۔ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ وہ اپنے رب کے حکم سے اس کے پاس سے نئی نئی آ رہی ہے۔"

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا بارش کا بند کرنا اور اس کا برسانا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔وہ جب چاہے روک لے کہ جب چاہے برسا دے، خواہ اس کے ظاہری اسباب کچھ ہی ہوں، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، کیونکہ آپ نے فرمایا: اپنے رب کے پاس سے نئی نئی آ رہی ہے اور بارش اوپر سے آتی ہے۔اس لیے اس سے برکت حاصل کرنا پسندیدہ ہے۔

[2082] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٧)

[2083] اخرجه ابو داود في (سننه) في الادب، باب: ما جاء في المطر برقم (٥١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٢٦٣)

٣...... بَابُ: التَّعَوُّذِ عِنْدَ رَوْيَةِ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ

باب ۳: ہوا اور بادل کو دیکھ کر پناہ مانگنا اور بارش برسنے سے فرحت اور خوشی کا اظہار کرنا

[2084] ١٤-(٨٩٩) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرَّ بِهِ وَذَهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ((إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰى أُمَّتِي)) وَيَقُولُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ ((رَحْمَةٌ))

[2084]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آندھی یا بادل ہوتا تو اس وقت آپ کے چہرے پر (خوف کی کیفیت) نمایاں ہوتی (اضطراب کی بنا پر) کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور جب بارش برسنا شروع ہوجاتی تو اس سے آپ خوش ہوتے اور خوف کی کیفیت دور ہوجاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے آپ ﷺ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے خطرہ پیدا ہوجاتا ہے کہ میری امت پر عذاب ہی مسلط نہ کردیا گیا ہو۔'' اور بارش کو دیکھ کر فرماتے: ''رحمت ہے۔''

[2085] ١٥-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)) قَالَتْ وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَآءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ يَاعَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا الخ))

[2084] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٧٦)

[2085] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: ما يقول اذا هاجت الريح برقم (٣٤٤٩) وابن ماجه في (سننه) في الدعاء باب: ما يدعو به الرجل اذا راى السحاب والمطر برقم (٣٨٩١) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٨٥)

[2085]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی، جب تیز ہوا چلتی دعا کرتے: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر و بھلائی کا طالب ہوں اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا اور جس چیز کو اس میں بھیجا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' بیان فرماتی ہیں جب آسمان پر بادل گرجتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا، اور آپ (اضطراب اور ڈر سے) کبھی اندر آتے اور کبھی باہر نکل جاتے، کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور جب بارش ہوجاتی آپ کی یہ کیفیت ختم ہوجاتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب مجھے اس کیفیت کا پتہ چلا تو میں نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! ہوسکتا ہے یہ وہی صورت ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھ کر کہا تھا: ''جب انہوں نے اسے (عذاب کو) بادل کی طرح اپنی بستیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔'' (الاحقاف:۲۴)

[2086] ۱۶۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَاٰى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَى النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفْتُ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ. فَقَالَ((يَا عَائِشَةُ مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا))

[2086] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر باب: فلما راوه عارضا مستقبل اودیتهم قالوا: (هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به ریح فیها عذاب الیم) برقم (٤٨٢٨) وبرقم (٤٨٢٩) وفی الادب باب: التبسم والضحك برقم (٦٠٩٢) وابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: ما یقول اذا هاجت الریح برقم (٥٠٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٦١٣٦)

[2086]۔ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو پوری طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کا کوا دیکھ لوں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے اور آپ جب بادل یا آندھی (تند وتیز ہوا) دیکھتے تو اس کا اثر آپ کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں جب وہ بادل دیکھتے ہیں، خوش ہو جاتے ہیں اسی امید پر کہ بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں آپ جب بادل دیکھتے ہیں تو میں آپ کے چہرے پر ناخوشی محسوس کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوتا کہ کہیں اس میں عذاب ہو۔ ایک قوم آندھی کے عذاب کا شکار ہوئی تھی، ایک قوم نے عذاب دیکھ کر کہا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا درجہ ومرتبہ کتنا ہی بلند وبالا کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ایسی چیز دیکھ کر جو تباہی وبربادی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیے اور تند وتیز ہوا یا آندھی کے وقت حدیث میں گزرنے والی دعا پڑھنی چاہیے۔

۴...... بَابٌ: فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُوْرِ

باب ٤: صبا اور دبور (مشرقی اور مغربی ہوا)

[2087] ١٧-(٩٠٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ))

[2087]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری بادِ صبا (مشرقی ہوا) سے مدد کی گئی ہے اور عادیوں کو بادِ دبور (مغربی ہوا) سے ہلاک کیا گیا۔

[2088] (...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و

[2087] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء، باب: قول النبي ﷺ (نصرت بالصبا) برقم (١٠٣٥) وفي بدء الخلق، باب ما جاء في قوله (وهو الذي يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته) برقم (٣٢٠٥) وفي احاديث الانبياء، باب قوله تعالى: ﴿والى عاد اخاهم هودا﴾ قال: ﴿يا قوم اعبدوا الله﴾ برقم (٣٣٤٣) وفي المغازي باب: غزوة الخندق برقم (٤١٠٥) انظر (التحفة) برقم (٦٣٨٦)

[2088] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٦١١)

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2088] امام صاحب کا ایک دوسری سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس تمام کائنات کا مالک اور مدبر ومنتظم اللہ تعالیٰ ہے اور جب انسان اس کا ہو جاتا ہے، تو وہ اس کی جس طرح چاہے مدد کر سکتا ہے تو اس کے عروج وزوال کا پس منظر یہی ہے کہ جو قوم اللہ کی فرمانبردار اور اطاعت کیش بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کائناتی قوتوں کو اس کی مدد پر مامور فرما دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کی مخالفت وطغیان میں آخری حدود کو پھلانگنے لگتی ہے تو تکوینی قوتوں سے اس کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔

اس کتاب کے کل ابواب (5) اور (34) احادیث ہیں۔

11

کِتَابُ الْکُسُوفِ
سورج اور چاند گرہن کا بیان

حدیث نمبر 2089 سے 2122 تک

۱۱...... كِتَابُ الْكُسُوفِ

۱۱. سورج اور چاند گرہن کا بیان

۱...... بَاب: صَلٰوةِ الْكُسُوفِ

باب ۱: نماز کسوف

[2089] ۱ - (۹۰۱) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ **((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ وَفِي رِوَايَةِ مَالِكٍ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ))**

[2089] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الكسوف باب الصدقة فی الكسوف برقم (۱۰۴۴) والنسائی فی (المجتبی) فی الكسوف باب: نوع آخر منه عن عائشة ۳/ ۱۳۲ـ انظر (التحفة) برقم (۱۷۱۴۸)

[2089]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج بے نور ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی طویل قیام فرمایا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور انتہائی طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور انتہائی طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور بہت لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر اپنا سر اٹھایا اور قیام کیا اور لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدے کیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور لوگوں کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ کسی کی موت وحیات سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو تکبیریں کہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو، اے امت محمدیہ! اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اس بات پر غیرت نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم ان باتوں کو جان لو، جن کو میں جانتا ہوں، تو تم بہت رؤو اور بہت کم ہنسو، یعنی روتے رہو اور ہنسنا بند کر دو۔ کیا میں نے پہنچا دیا۔ اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت وکاریگری کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔

فوائد:...... ❶ لغوی طور پر کسف، انکسف اور خسف انخسف اور احادیث کی رو سے ہم معنی ہیں اور شمس وقمر دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض نے (فقہاء نے) شمس کے لیے کسوف اور قمر کے لیے خسوف کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ کسوف کا معنی سیاہی مائل ہونا ہے اور خسوف کا کم ہونا، گھٹنا، ان کی روشنی مکمل طور پر بھی ختم ہو سکتی ہے اور جزوی طور پر بھی۔ ❷ اہل ہیئت کے نزدیک عام طور پر سورج کو گہن ۲۸، ۲۹ قمری تاریخ کو لگتا ہے اور چاند کو ۱۳، ۱۴ قمری تاریخ کو اور اصولی طور پر ہر چھ ماہ بعد سورج کو گرہن لگنا ممکن ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنے چھوٹے بھائی وکیل صاحب یعنی قاضی عبدالرحمٰن کے حوالہ سے جو علم ہیئت کے بہت بڑے ماہر تھے۔ یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیئس سالہ دور نبوت میں ۱۹ دفعہ کسوف شمس ہوا ہے۔ اور بقول بعض خسوف قمر صرف دو دفعہ اور بقول امام ابن حبان آپ نے ۵ ہجری میں نماز خسوف قمر پڑھی ہے اور سورج گرہن پہلی دفعہ ۹ اپریل ۶۰۹ء بمطابق ۲۸ ربیع الآخر ۴۰ میلاد نبوی میں اور آخری دفعہ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء بمطابق ۲۹ شوال ۱۰ ہجری بروز سوموار اور ہندوستان میں اس وقت ۲۸ شوال تھا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی ہے اور بقول بعض اس وقت دن کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اس طرح ہجرت کے بعد سورج کو گرہن دس دفعہ لگا، لیکن گرہن لگنے سے اس کا ہر جگہ نظر آنا ضروری نہیں ہے، اس لیے نماز خسوف میں

اختلاف ہے، امام مالک، شافعی اور احمد ؒ کے نزدیک صلاۃ الکسوف دو رکعتیں طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجود کے ساتھ ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور سجدے ہیں۔ ❸ اور پہلے رکوع سے اٹھ کر فاتحہ پڑھ کر قرأت شروع کی جائے گی اور احناف کے نزدیک صلاۃ الکسوف بھی عام نوافل کی طرح ہیں، یعنی ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہے لیکن صحیح مسلم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ایک رکعت میں بعض دفعہ دو، بعض دفعہ تین اور بعض دفعہ چار رکوع کیے۔ اور سنن ابی داؤد میں پانچ رکوع بھی آئے ہیں۔ اس لیے امام اسحٰق، ابن جریر اور ابن المنذر وغیرہم کے نزدیک تمام صورتیں جائز ہیں اور بقول امام نووی دلیل کی رو سے یہی مذہب قوی ہے اگر صلاۃ کسوف میں تکرار ثابت ہو جائے، جیسا کہ کسوف کی کثرت کا اور حدیثوں کے اختلاف کا تقاضا ہے تو اس صورت میں تمام صورتوں کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر نماز میں تکرار ثابت نہ ہو، جیسا کہ ائمہ اربعہ کا موقف ہے تو پھر احادیث کو ایک دوسرے پر ترجیح دیئے بغیر چارہ نہیں ہے، جیسا کہ امام بخاری ایک رکعت میں صرف دو رکوع والی روایات ہی مختلف صحابہ سے لائے ہیں، لیکن اس صورت میں بلاوجہ صحیح احادیث کو راجح اور مرجوح قرار دینا پڑے گا۔ ❹ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ؒ کے نزدیک صلاۃ الکسوف سنت مؤکدہ ہے اور احناف کے مختلف اقوال ہیں۔ واجب، سنت مؤکدہ، سنت غیرہ مؤکدہ اور امام ابوعوانہ کے نزدیک واجب ہے اور یہی دلیل کا تقاضا ہے۔ ❺ شوافع کے نزدیک صلاۃ الکسوف کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ کیونکہ سورج کے گرہن لگنے کا کوئی متعین وقت نہیں ہے اس لیے جب سورج گہنائے گا اس وقت نماز پڑھی جائے گی اور یہی صحیح موقف ہے احناف اور حنابلہ کے نزدیک اوقات کراہت میں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وقت چاشت سے لے کر سورج ڈھلنے تک ہے۔ ❻ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں، سورج کو آخری گہن اس وقت لگا، جس دن آپ کے شیر خوار صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر کے تھے اور عربوں میں زمانہ جاہلیت کے توہمات میں سے ایک وہم وخیال یہ بھی تھا کہ بڑے لوگوں کی موت وحیات پر سورج کو گہن لگتا ہے اور آپ کے صاحبزادے کی وفات کے دن سورج کے گہن میں آ جانے سے اس توہم پرستی اور غلط عقیدہ کو تقویت پہنچ سکتی تھی اور بعض لوگوں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر غیر معمولی خشیت اور انتہائی فکر مندی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو خصوصی طور پر صلاۃ کسوف کے لیے مسجد میں الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ کے ذریعہ جمع کیا، اور نماز میں آپ نے قیام، رکوع اور سجدے بھی بہت طویل کیے۔ اثنائے نماز میں دعا بھی بہت اہتمام اور ابتہال کے ساتھ کی، نماز کے بعد خطبہ دیا اور اس میں خصوصی طور پر اس خیال کی پرزور تردید کی کہ سورج یا چاند کو گہن کسی بڑے آدمی کی حیات یا موت کی وجہ سے لگتا ہے یہ تو دراصل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت اور صنعت، اس کی سطوت وہیبت اور اس کے جلال وجبروت کی نشانی ہے، جس کا مقصد لوگوں کو ان کے گناہوں اور جرائم سے باز رکھنا ہے کہ اس ذات کی پکڑ سے بچو، جو سورج اور چاند کو بھی بے نور کر سکتا ہے۔ جن کی روشنی سے دنیوی زندگی کا کاروبار چل رہا ہے۔ اس لیے آپ خطبہ میں توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کرنے کی تلقین فرماتے اور آپ نے فرمایا:

يخوف الله بها عباده، اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

[2090] ٢-(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ)) وَزَادَ أَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ))

[2090]۔مصنف صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے لائے ہیں۔اس میں یہ اضافہ ہے پھر آپ نے فرمایا: حمد وصلاۃ کے بعد، سورج اور چاند اللہ کی قدرت وکاریگری کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' اور یہ بھی اضافہ ہے۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے بات پوری طرح پہنچا دی یعنی اپنا فرض ادا کر دیا۔

[2091] ٣-(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَآئَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِرَائَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَائَةً طَوِيلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَائَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا

[2090] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢٢٠)

[2091] اخرجه البخاري في (الكسوف) باب: خطبة الامام في الكسوف برقم (١٠٤٦) او في العمل في الصلاة باب: اذا انفلتت الدابة في الصلاة برقم (١٢١٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب، من قال: اربع ركعات برقم (١١٨٠) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة ٣/ ١٣٠ و ١٣١ و ١٣٢- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الكسوف برقم (١٢٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٩٢)

فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَقَالَ أَيْضًا ((فَصَلُّوا حَتّٰى يُفَرِّجَ اللّٰهُ عَنْكُمْ))وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أُقَدِّمُ و قَالَ الْمُرَادِيُّ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) وَانْتَهٰى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[2091]۔ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے آئے۔ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قرأت کی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد کہا اور پھر کھڑے ہوگئے اور طویل قرأت کی جو پہلی سے کم تھی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے سے کم تھا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہا پھر سجدے کیے اور ابوطاہر نے سجدہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا حتی کہ چار رکوع اور چار سجدے مکمل کر لیے آپ کے سلام پھیرنے سے پہلے سورج روشن ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ (کی قدرت قاہرہ اور اس کے جلال و جبروت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے ہیں نہ کسی کی پیدائش پر، جب تم انہیں گرہن میں دیکھو تو نماز کی پناہ لو۔ اور فرمایا: ''نماز پڑھو، حتی کہ اللہ تمہاری مصیبت دور کر کے تمہارے لیے کشادگی کر دے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی اس جگہ پر وہ چیز دیکھ لی، جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، حتی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت کا ایک گچھا لینا چاہتا ہوں، جس وقت تم نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے آپ کو آگے بڑھا رہا ہوں حرملہ نے اقدم کہا اور مرادی نے اتقدم، آگے بڑھ رہا ہوں) اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ کو ریزہ ریزہ کر رہا ہے۔ جس وقت تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا، اور میں نے جہنم میں ابن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے سائبہ کو چھوڑا۔ ابوطاہر کی روایت فافزعوا الی الصلاۃ ''فوراً نماز کی پناہ لو، پر ختم ہوگئی۔'' اس نے بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❊ سوائب: سائبة کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ اونٹ ہے جس کو بتوں کی نذر کر کے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس سے کسی قسم کا کام نہیں لیا جاتا۔ وہ صرف مجاوروں کے لیے وقف ہو جاتا تھا۔

فائدہ :......اس حدیث میں جنت اور دوزخ کے دیکھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ نظارہ آپ نے ان مادی اور ظاہری آنکھوں سے کیا تھا۔ اگر آج سائنس اس قدر ترقی کر سکتی ہے کہ ایک انسان ایک جگہ کھڑے ہو کر تقریر کر رہا ہے اور لوگ ہر جگہ اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے گھر میں اس کی تقریر سن رہے ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں تو جو ذات تمام کائنات کی خالق اور مالک ہے اور سائنسدان اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہیں، تو وہ اگر اپنے نبی ﷺ کو اپنی جگہ، جنت اور دوزخ کا حقیقتاً نظارہ کرا دے تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ لیکن اس سے یہ ثابت کرنا کہ آپ ﷺ جب دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ سات آسمان آپ کے لیے حجاب نہیں بنتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں، یہ سب باتیں محض سینہ زوری ہیں۔ اگر آپ جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں تو مقامی هذا کی قید لگانے کی کیا ضرورت تھی، اور یہ کام صرف واقعہ کسوف میں ہی کیوں پیش آیا۔ جو ان حضرات کے نزدیک صرف ایک دفعہ آپ کے شیر خوار بیٹے کی وفات پر ۱۰ ہجری میں پیش آیا اور اپنے بیٹے کو موت سے کیوں نہیں بچا لیا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آخر میں لکھا ہے لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔ شرح صحیح مسلم، ج:۲، ص:۷۳۹ جب صورت حال یہ ہے تو پھر اس کی کیا حقیقت رہی ''کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ ﷺ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں۔''

اسی طرح اس واقعہ سے آپ کے علم غیب کو کشید کرنے کی لاحاصل بحث کی ہے اور اس کے تحت متضاد باتیں لکھی ہیں۔ اس میں فیصلہ کن بات وہی جو علامہ آلوسی کی تفسیر سے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کی آیت کی تفسیر سے نقل کی ہے۔

[2092] ٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَغَيْرُهُ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابِ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا ((الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ)) فَاجْتَمَعُوا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2092]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگ گیا، تو آپ نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ اعلان کرے ''نماز کے لیے حاضر ہو جاؤ'' لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہی اور دو رکعت میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

[2092] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الكسوف، باب: الجهر بالقراة فی الكسوف برقم (١٠٦٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الكسوف، باب: الامر بالنداء لصلاة الكسوف ٩/ ١٢٧ وفی باب: نوع آخر منه عن عائشة برقم (١٤٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٥١١)

[2093] ٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي صَلٰوةِ الْخُسُوفِ بِقِرَائَتِهٖ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2093]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صلاۃ خسوف میں قرأت بلند آواز سے کی۔ دو رکعت نماز چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ ادا کی۔

[2094] (٩٠٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2094]۔ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

[2095] (. . .) وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ

[2095] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کسوف اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ جس طرح عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

[2093] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب: الجهر بالقراة في الكسوف برقم (١٠٦٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ينادى فيها بالصلاة برقم (١١٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: الجهر بالقراة في صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦ و ١٤٧ وفي باب التشهد والتسليم في صلاة الكسوف برقم (١٤٩٦) مطولاً۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٢٨)

[2094] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: خطبة الامام في الكسوف برقم (١٠٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٨١) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب نوع آخر من صلاة الكسوف عن ابن عباس ٣/ ١٢٩۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٣٥)

[2095] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٩١)

[2096] ٦-(٩٠١) وحدثنا إسحق بن إبراهيم قال انا محمد بن بكر قال انا ابن جريج قال سمعت عطاء يقول سمعت

عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مَنْ أُصَدِّقُ حَسِبْتُهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ يَرْكَعُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفًا فَاذْكُرُوا اللَّهَ حَتَّى يَتَجَلَّيَا))

[2096] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگ گیا، تو آپ ﷺ نے بڑا پر مشقت یعنی طویل قیام کیا۔ سیدھے کھڑے ہوتے، پھر رکوع میں چلے جاتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے۔ دو رکعت میں (ہر رکعت میں) تین رکوع اور چار سجدے کیے۔ اس وقت سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ رکوع کے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے اور نہ کسی کی ولادت پر، لیکن وہ اللہ کی (وحدانیت اور ربوبیت کے) نشانات میں سے ہیں، ان کو بے نور کر کے وہ اپنے بندوں کو (اپنی قوت و طاقت اور غضب سے) ڈراتا ہے۔ جب تم ان کو گہن لگا دیکھو تو اللہ کو یاد کرو حتی کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

فائدہ:...... جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو یہ دیکھا جائے گا کہ ان کا کس قدر حصہ بے نور ہوا ہے اور اس کے مطابق نماز کسوف اور نماز خسوف پڑھی جائے گی۔ اگر مکمل گہن لگا ہے تو طویل قیام میں تین یا چار یا پانچ رکوع ہر رکعت میں کیے جائیں گے اور ہر بعد والا قیام اور رکوع پہلے سے کم ہوگا۔ اس طرح دو رکعت کو اس قدر لمبا کیا جائے گا کہ فراغت کے وقت تک سورج اور چاند روشن ہو چکے ہوں۔ اور اس کے لیے الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ سے لوگوں کو جمع ہونے کی دعوت دی جائے گی اور نماز میں قرأت بلند ہوگی۔

[2096] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: صلاة الكسوف برقم (١١٧٧) والنسائي في (المجتبى) باب: نوع آخر من صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ و ١٣٠ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٣)

[2097] ٧-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

[2097] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے نماز (کسوف) میں چھ رکوع اور چار سجدے کیے۔

٢...... بَابُ: ذِكْرِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ

باب ۲: نمازِ خسوف میں عذابِ قبر کا ذکر

[2098] ٨-(٩٠٣) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ عَائِشَةَ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَائِذًا بِاللَّهِ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ ذَلِكَ الرُّكُوعِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((**إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ**)) قَالَتْ عَمْرَةُ فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

[2098] ۔عمرہ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مانگنے کے لیے آئی، اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے پناہ میں رکھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے

[2097] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الكسوف باب: نوع آخر من صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ و ١٣٠- انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٥)

[2098] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: التعوذ من عذاب القبر في الكسوف برقم (١٠٤٩) وبرقم (١٠٥٠) وفي باب: صلاة الكسوف في المسجد برقم (١٠٥٥) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: نوع آخر منه عن عائشة ٣/ ١٣٣ و ١٣٤ وفي باب القعود على المنبر بعد صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦- انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٦)

رسول! لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا، عمرہ کہتی ہیں حضرت عائشہ ﷞ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ ایک صبح کسی سواری پر سوار ہو کر نکلے اور سورج کو گہن لگ گیا۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ میں بھی عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں آئی، اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر، اپنی نماز گاہ جہاں نماز پڑھاتے تھے، تک پہنچے، اور کھڑے ہو گئے، اور لوگ بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں، آپ نے دیر تک قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اٹھے (رکوع سے سر اٹھایا) اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے چھوٹا تھا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا، پھر رکوع سے سر اٹھایا (نماز سے فارغ ہوئے تو) سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے خطاب فرمایا: ''میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم قبروں میں دجال کے فتنہ کی طرح ابتلا اور آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔'' عمرہ کہتی ہیں، میں نے عائشہ ﷞ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سنتی تھی کہ آپ آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

[2099] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

[2099] مصنف نے مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔

٣...... بَابُ: مَاعُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ٣: نماز کسوف میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے جنت اور دوزخ کے حالات پیش کیے جانا

[2100] ٩-(٩٠٤) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ

[2099] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٩٥)

[2100] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٧٩) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: نوع آخر ٣/ ١٣٦ مختصرا انظر (التحفة) برقم (٢٩٧٦)

فَصَنَعَ نَحْوًا مِّنْ ذَاكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ ((اَنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ أَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ وَّإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيكُمُوهُمَا فَإِذَا خَسَفَا فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ))

[2100]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، ایک انتہائی گرمی کے دن سورج کو گہن لگ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ کچھ لوگ گرنے لگے، پھر آپ نے رکوع کیا، اور طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے اٹھے، اور طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھے، اور تقریباً پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھی۔ اس طرح چار رکوع اور چار سجدے ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا: مجھ پر وہ تمام چیزیں (جنت، دوزخ، حشر، نشر) جن میں تم داخل ہوگے (گزرو گے) پیش کی گئیں، مجھ پر جنت پیش کی گئی، حتی کہ اگر میں اس کے گچھے کو لینا چاہتا تو پکڑ لیتا یا آپ نے فرمایا میں نے ایک گچھا لینا چاہا، تو میرا ہاتھ اس تک نہ پہنچا، اور مجھ پر آگ پیش کی گئی، تو میں نے اس میں ایک اسرائیلی عورت دیکھی، جسے ایک بلی کی بنا پر عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے اسے باندھ رکھا، اور اسے کچھ نہ کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی اور میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔ اور لوگ کہا کرتے ہیں، سورج اور چاند صرف کسی عظیم شخصیت کی موت پر ہی بے نور ہوتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو وہ تمہیں دکھاتا ہے۔ جب وہ (کبھی) بے نور ہوں تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہو کہ وہ روشن ہو جائیں۔

مفردات الحدیث

❊ ❶ **تولجونه:** تم اس میں داخل کیے جاؤ گے، یعنی قیامت کے بعد تمام مراحل، جن سے انسان کو گزرنا پڑے گا اور تفصیل کرنے والی روایات سے معلوم ہوتا ہے مراد صرف جنت اور دوزخ اور ان کے بعض مناظر ہیں۔ ❷ **خشاش الارض:** زمین پر چلنے والے کیڑے مکوڑے یا چھوٹے پرندے اور چوہے وغیرہ۔ ❸ **قُصب:** قَصَب کی جمع ہے انتڑیاں۔

[2101] (...) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ هِشَامٍ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((وَرَأَيْتُ فِي النَّارِ امْرَأَةً حِمْيَرِيَّةً سَوْدَاءَ طَوِيلَةً وَلَمْ يَقُلْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ))

[2101] یہی روایت امام صاحب ایک دوسری سند سے بیان کرتے ہیں، ہاں یہ فرق اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آگ میں ایک حمیری سیاہ لمبی عورت دیکھی۔'' یہ نہیں کہا کہ (وہ اسرائیلی تھی۔)

فوائد:...... ❶ آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ کے مختلف مناظر دکھائے گئے، اور آپ نے جنت کا ایک گچھا توڑنا چاہا۔ لیکن چونکہ جنت کی اشیاء دنیا میں نہیں آسکتیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو محسوس ہوگیا کہ میں اس گچھا کو نہیں توڑ سکتا۔ اور اس حدیث میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے: ''میرا ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکا، اس لیے بعض احادیث کے الفاظ کو دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ جنت آپ کے تصرف اور ملکیت میں دے دی گئی، محض تحکم اور سینہ زوری ہے۔ ❷ جانوروں پر ظلم وستم کرنا، ان کو کھانے پینے سے محروم رکھنا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ ❸ عمرو بن لحی، عمرو بن مالک، عمرو بن عامر خزاعی ایک ہی شخص ہے۔ ❹ کسوف شمس کا یہ واقعہ ۱۳/ اگست ۶۳۰ء بمطابق ۲۸ ربیع الاول ۹ ہجری کو پیش آیا اور عرب میں اگست کے مہینہ میں گرمی شدید ہوتی ہے، کیونکہ وہاں بارش بہت کم پڑتی ہے اور اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نماز کسوف حضرت ابراہیم کی وفات پر نہیں پڑھی گئی، کیونکہ وہ تو جنوری میں واقع ہوئی، جو گرمی کا مہینہ نہیں ہے۔

[2102] ۱۰۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَأَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا

[2101] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٠٩٧)

[2102] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: اربع ركعات برقم (١١٧٨) انظر (التحفة) برقم (٢٤٣٨)

ثَلاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النِّسَاءِ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلٰوتِي هٰذِهِ لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلٰوتِي هٰذِهِ))

[2102]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے۔ سورج کو گہن لگ گیا، تو بعض لوگوں نے کہا، سورج کو گہن تو بس ابراہیم کی موت کی وجہ سے لگ گیا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو چھ رکوع، چار سجدوں کے ساتھ (دو رکعت نماز) پڑھائی۔ تکبیر تحریمہ سے آغاز کیا، پھر قرأت کی اور طویل قرأت کی، پھر قیام کے قریب رکوع کیا، پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور قرأت کی جو پہلی قرأت سے کم تھی، پھر قیام کے بعد رکوع کیا، پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا، اور قرأت کی جو دوسری قرأت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جو قیام کے قریب تھا۔ پھر رکوع سے اپنا سر اٹھایا، پھر سجدہ کے لیے جھکے اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور اس دوسری رکعت میں بھی تین رکوع کیے اور اس میں بھی ہر پہلا رکوع بعد والے رکوع سے طویل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع تقریباً سجدے کے برابر تھا۔ پھر آپ پیچھے ہٹے اور آپ کے پیچھے والی صفیں بھی پیچھے ہٹ گئیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ عورتوں تک پہنچ گئے، پھر آپ آگے بڑھے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی آگے بڑھ گئے۔ حتی کہ آپ اپنی جگہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے کہ سورج پہلی حالت کی طرف لوٹ چکا تھا یعنی روشن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے لوگو! سورج اور چاند تو بس اللہ کی قدرت (کاریگری) کی نشانیوں میں سے دو

نشانیاں ہیں، اور یہ کسی انسان کی موت کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے (ابوبکر نے موت بشر کہا) جب تم ان میں سے کسی کی یہ صورت حال دیکھو، تو اس کے روشن ہونے تک نماز پڑھو، اور تم سے جس چیز کا بھی وعدہ کیا گیا ہے، میں اسے اپنی اس نماز میں دیکھ چکا ہوں، آگ لائی گئی اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں اس ڈر سے پیچھے ہٹ رہا ہوں کہ میں اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤں یا مجھے اس کی بو نہ لگ جائے، حتی کہ میں نے اس میں ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی والے کو دیکھا۔ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے وہ اپنی اسی ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی کے ذریعہ حاجیوں کی چوری کرتا تھا۔ اگر پتہ چل جاتا تو کہہ دیتا یہ کپڑا میری لاٹھی کی ساتھ اٹک گیا تھا اور اگر پتہ نہ چلتا۔ وہ چیز لے کر چلتا بنتا اور حتی کہ میں نے اس میں (دوزخ میں) بلی والی عورت کو دیکھا، جس نے اسے باندھ رکھا، نہ اسے خود کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے کھا لیتی۔ حتی کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ پھر جنت کو لایا گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا حتی کہ میں اپنی اس جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کے پھل میں سے کچھ پکڑ لوں تاکہ تم اسے دیکھ سکو، پھر مجھے یہ حقیقت کھلی کہ مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے، جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں اپنی اس نماز میں دیکھ چکا ہوں۔''

فائدہ :...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم کی موت کے دن والے سورج گہن کے لیے نماز میں ہر رکعت میں تین رکوع کیے تھے اور یہ واقعہ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء بمطابق، ۲۹ شوال ۱۰ ہجری بروز سوموار پیش آیا اور چونکہ فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے۔ اس لیے یہاں بھی آپ نے وہی باتیں دہرائیں، جو پہلے بتا چکے تھے، اور آپ کو یہاں بھی جنت اور دوزخ کا نظارہ تقریباً اسی طرح کرایا گیا۔ ہاں پہلے حدیث میں، صاحب محجن کا واقعہ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **اضت الشمس**: سورج پہلی کیفیت کی طرف لوٹ آیا۔ ❷ **لفح**: لپٹ، یا لو اور تپش۔ ❸ **محجن**: ایک طرف سے مڑی ہوئی لاٹھی۔

[2103] ۱۱۔(۹۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ

[2103] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العلم باب: من اجاب الفتیا بإشارة الید والراس برقم (۸٦) وفی الوضوء باب: من لم یتوضا الا من الغشی المثقل برقم (۱۸٤) وفی باب: من قال فی الخطبة بعد الثناء اما برقم (۹۲۲) وفی السهو باب: الاشارة فی الصلاة برقم (۱۲۳۵) وفی الاعتصام بالکتاب والسنة باب: الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ برقم (۷۲۸۷) وفی الکسوف، باب: صلاة النساء مع الرجال فی الکسوف برقم (۱۰۵۳) انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۵۰)

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ نَعَمْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ إِلَى جَنْبِي فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ ((فَيُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ ((فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَأَطَعْنَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ)) لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ ((لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ))

[2103]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگ گیا، تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھی، میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، تو میں نے پوچھا، کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، اور رسول اللہ ﷺ نے بہت ہی طویل قیام کیا، حتی کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ میرے پہلو میں مشک پڑی ہوئی تھی میں نے وہ لے لی اور اپنے سر یا اپنے چہرے پر پانی ڈالنے لگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''اما بعد! کوئی چیز ایسی نہیں جس کا میں نے مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ مگر اب میں نے اپنی اس جگہ اس کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ حتی کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں مسیح دجال کے فتنہ وامتحان کے برابر یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے، راوی کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ اسماء نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، اور تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتے آ کر پوچھیں گے، تیری اس انسان کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟ رہا مومن یا موقن (یقین رکھنے والا) مجھے معلوم نہیں اسماء نے کون سا لفظ ان میں سے کہا۔ تو

وہ جواب دے گا: یہ محمد ﷺ ہیں۔ اور یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس کھلے دلائل اور ہدایت لے کر آئے۔ ہم نے ان کی بات کو قبول کیا اور اطاعت کی۔ تین دفعہ سوال وجواب ہوگا۔ اسے کہا جائے گا۔ سو جاؤ۔ ہمیں خوب علم ہے کہ تیرا ان پر ایمان ہے، مزے سے سو جا، اور رہا منافق یا شک وشبہ میں مبتلا شخص، معلوم نہیں اسماء رضی اللہ عنہا نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، تو وہ کہے گا۔ لوگوں کو میں نے کچھ کہتے ہوئے سنا وہی میں نے کہہ دیا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج گرہن لگنے کا یہ واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دونوں واقعات سے الگ ہے اور یہاں خطبہ کا مضمون بھی جدا ہے۔ لیکن یہاں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی کیفیت کیا تھی۔ ❷ اس حدیث میں ما علمك بهذا الرجل ہے اور بعض حدیثوں میں آگے لِمُحَمَّدٍ کے الفاظ ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے الذی بعث فیکم اور اس کے لیے آپ کا وہاں ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ نام سے اور وصف بتا کر پوچھا جائے گا۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسا کہ ہرقل نے قافلہ والوں سے کہا تھا۔

انى سائل هذا، عن هذا الرجل: کہ میں ابوسفیان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھنے والا ہوں، اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ آپ کی شکل نظر آئے گی تو پھر بھی بعید نہیں۔ آج ٹی وی پر ہر روز اس صورت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ تو اللہ کے لیے یہ کیا مشکل ہے۔ اس لیے اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ آپ کی مثل صورت پیش کی جائے گی۔ ❸ آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کی گواہی وہی شخص دے سکے گا۔ جو آپ پر دل کی گہرائی سے ایمان لایا تھا۔ اور جس نے محض سن سنا کر دوسروں کی دیکھا دیکھی گواہی دی اور خود تحقیق کر کے دل سے تصدیق نہ کی، وہ جواب نہیں دے سکے گا۔

[2104] ١٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَإِذَا هِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ

[2104]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، لوگ نماز میں کھڑے تھے اور وہ بھی نماز پڑھ رہی تھیں، تو میں نے پوچھا، لوگوں کو کیا ہوا؟ پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[2105] ١٣ـ(. . .) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَا تَقُلْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلَكِنْ قُلْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

[2104] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٠٠)

[2105] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٠١٧)

[2105] ۔عروہ کہتے ہیں سورج کے لیے کسوف کا لفظ نہ کہو۔خسوف کا لفظ استعمال کرو۔

فائدہ :......احادیث میں سورج کے لیے کسوف اور خسوف دونوں لفظ آئے ہیں۔اس لیے دونوں درست ہیں اور قرآنِ مجید میں چاند کے لیے خسف القمر آیا ہے۔

[2106] ١٤-(٩٠٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ فَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَالَتْ تَعْنِي يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيلًا لَوْ أَنَّ إِنْسَانًا أَتٰى لَمْ يَشْعُرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَ مَا حَدَّثَ أَنَّهُ رَكَعَ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ

[2106] ۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ گھبرا گئے یعنی اس دن جس وقت سورج کو گہن لگا تھا (اس گھبراہٹ کی بنا پر، جلد بازی میں) آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کی قمیص اٹھالی اور چل پڑے حتی کہ آپ کو آپ کی چادر لا کر دی گئی، آپ نے لوگوں کے ساتھ انتہائی طویل قیام کیا۔حتی کہ اگر ایسا انسان آتا جس کو یہ پتا نہ ہو کہ آپ (قیام کے بعد) رکوع کر چکے ہیں، تو اس کو (رکوع کے بعد) کے طویل قیام سے یہ پتہ نہ چل سکتا کہ آپ رکوع کر چکے ہیں۔

[2107] ١٥-(. . .) وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ قَالَ أَبِي قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ قِيَامًا طَوِيلًا يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ أَسَنَّ مِنِّي وَإِلَى الْأُخْرٰى هِيَ أَسْقَمُ مِنِّي

[2107] ۔امام صاحب دوسرے استاد سے ابن جریج ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔اس میں ہے آپ نے طویل قیام کیا۔قیام کرتے پھر رکوع میں چلے جاتے۔اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں (بیٹھنے کا ارادہ کرتی تو) ایک ایسی عورت پر نظر پڑتی جو مجھ سے عمر رسیدہ ہے اور دوسری کو دیکھتی جو مجھ سے بڑھ کر بیمار ہے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔کبھی انسان کے لیے اس سے عمر رسیدہ یا کمزور انسان اس کے حوصلہ کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے اور ان کو دیکھ کر انسان ہمت نہیں ہارتا اور کام میں مصروف رہتا ہے۔

[2106] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2107] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2108] ١٦۔(...) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَفَزِعَ فَأَخْطَأَ بِدِرْعٍ حَتَّى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَتْ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي ثُمَّ جِئْتُ وَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِسَ ثُمَّ أَلْتَفِتُ إِلَى الْمَرْأَةِ الضَّعِيفَةِ فَأَقُولُ هٰذِهِ أَضْعَفُ مِنِّي فَأَقُومُ فَرَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى لَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ

[2108]۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگ گیا اور آپ اس قدر خوف زدہ ہوگئے (حتی کہ جلد بازی سے) غلطی سے کسی بیوی کی کرتی (قمیص) اٹھا لی، حتی کہ آپ کو پیچھے سے آپ کی چادر لا کر دی گئی، میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد آئی اور مسجد میں داخل ہوگئی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو قیام میں دیکھا اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ آپ نے بہت لمبا قیام کیا حتی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں بیٹھنا چاہتی ہوں، پھر میں کمزور عورت کی طرف دھیان کرتی اور جی میں کہتی یہ تو مجھ سے زیادہ کمزور ہے۔ تو کھڑی رہتی، پھر آپ نے رکوع کیا اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ حتی کہ اگر کوئی آدمی اس حالت میں آتا تو اسے خیال ہوتا کہ ابھی تک آپ نے رکوع نہیں کیا۔

[2109] ١٧۔(٩٠٧) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَدْرَ نَحْوِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا

[2108] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤١)

[2109] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة برقم (١٠٥٢) وفي النكاح، باب: كفران العشير برقم (٥١٩٧) وفي الايمان باب: كفران العشير وكفر دون كفر برقم (٢٩) وفي الصلاة، باب: من صلى وقدامه تنور اونار او شي مما يعبد فاراد به الله برقم (٤٣١) وفي الاذان، باب: رفع البصر الى الامام في الصلاة برقم (٧٤٨) وفي بدء ←

ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ فَقَالَ ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ ((بِكُفْرِ الْعَشِيرِ وَبِكُفْرِ الْإِحْسَانِ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ))

[2109]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ساتھ لے کر نماز پڑھی، اور آپ نے اس قدر طویل قیام کیا کہ وہ سورۂ بقرہ کے بقدر تھا۔ پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا، اور وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا، اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے، پھر آپ نے طویل قیام کیا، اور وہ (اپنے سے) پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ اپنے سے پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور وہ اپنے سے پہلے قیام سے کم تھا اور پھر آپ نے طویل رکوع کیا، جو اپنے سے پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدے کیے پھر آپ نے سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور آپ نے فرمایا: ''آفتاب اور ماہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی کی

← الخلق: باب صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: القراة فی صلاة الكسوف برقم (١١٨٩) والنسائی فی (المجتبی) فی الكسوف باب قدر القراة فی صلاة الكسوف ٣/ ١٤٦ و ١٤٧ و ١٤٨ ۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٧٧)

حیات سے، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو اللہ کو یاد کرو (نماز پڑھو)۔'' لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا، آپ نے اپنی اس جگہ کوئی چیز پکڑنے کی کوشش کی ہے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا، اور میں نے اس سے گچھا پکڑنا چاہا، اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے، اور میں نے آگ کو دیکھا، تو میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا، اور میں نے دیکھا، اس کے رہنے والوں میں عورتوں کی کثرت ہے۔'' لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی ناشکری کی وجہ سے۔'' پوچھا گیا کہ وہ اللہ کی ناشکری ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''رفیق زندگی کی ناشکری کی وجہ سے اور احسان کی ناقدری کی وجہ سے، اگر انسان ان کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرتا رہے، پھر وہ اس سے کسی دن کوئی ناگوار بات دیکھے تو کہہ اٹھے گی میں نے تو تم سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

[2110] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيسٰى قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ

[2110] مصنف نے اپنے دوسرے استاد سے زید بن اسلم کی سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ اس میں کففت کی جگہ تکعکعت ہے۔ اس کا معنی بھی توقف کرنا اور باز رہنا ہے۔

۴...... بَابُ: ذِكْرِ مَنْ قَالَ إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِيْ أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ

باب ٤: ان راویوں کی روایت جو کہتے ہیں آپ نے چار سجدوں کے ساتھ آٹھ رکوع کیے

[2111] ۱۸-(۹۰۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ

[2111] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے چار سجدوں کے ساتھ آٹھ رکوع کیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

فائدہ :...... مسند بزار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل منقول ہے کہ انہوں نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کیے۔ اور سنن ابی داؤد میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کیے۔

[2110] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٠٦)

[2111] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من قال اربع ركعات برقم (١١٨٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في صلاة الكسوف برقم (٥٦٠) والنسائي في ←

[2112] ١٩ـ(٩٠٩) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ نَا حَبِيبٌ

عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا

[2112] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھائی قرأت کی، پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر سجدے کیے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔"

٥...... بَابُ: ذِكْرِ النِّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ

باب ٥: نماز کسوف کے لیے اعلان کرنا کہ الصلوۃ جامعة

[2113] ٢٠ـ(٩١٠) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَيْبَانُ النَّحْوِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ خَبَرِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُودِيَ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ

[2113] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا تو

← (المجتبى) في الصلاة باب: كيف صلاة الكسوف ٣/ ١٢٩ـ انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٧)

[2112] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٠٨)

[2113] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب طول السجود في الكسوف برقم (١٠٥١) وفي باب النداء بالصلاة جامعة في الكسوف برقم (١٠٤٥) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف باب: نوع آخر ٣/ ١٣٦ انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٣)

الصلوٰۃ جامعة کے ذریعہ اعلان کیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے۔ پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر سورج روشن ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں نے نہ اس سے کبھی لمبا رکوع کیا اور نہ کبھی اس سے لمبا سجدہ کیا۔

[2114] ٢١-(٩١١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ))

[2114]۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی (قدرت اور جلال و جبروت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے نور کر کے (اپنی ربوبیت اور قدرت و سطوت کا اظہار کر کے) اپنے بندوں کو (اپنی نافرمانی سے) ڈراتا ہے، اور یہ دونوں لوگوں میں سے کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے، اور جب ان میں سے کوئی نشانی دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ کو پکارو حتی کہ تمہاری یہ مصیبت دور کر دی جائے، یعنی گہن دور ہو جائے۔''

[2115] ٢٢-(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَا نا مُعْتَمِرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيْسَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا))

[2115]۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گہن نہیں لگتا، لیکن وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اور جب تم یہ نشانی دیکھو تو اٹھو اور نماز پڑھو۔''

[2114] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: الصلاة في كسوف الشمس برقم (١٠٤١) وفي باب: لا تنكسف الشمس لموت احد ولا لحياته برقم (١٠٥٧) وفي بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠٤) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف، باب: الامر بالصلاة عند كسوف القمر ٣/ ١٢٦۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الكسوف برقم (١٢٦١) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٣)

[2115] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١١١)

[2116] ٢٣-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُوأُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ وَمَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَوَكِيعٍ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ

[2116]۔ امام صاحب اپنے بہت سے اساتذہ سے اسماعیل کی اس سند سے روایت بیان کرتے ہیں۔ سفیان اور وکیع کی روایت میں ہے کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کے دن سورج کو گہن لگا، تو لوگوں نے کہا، سورج کو گہن ابراہیم کی موت کی وجہ سے لگا ہے۔

[2117] ٢٤-(٩١٢) حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلٰوةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ ((يُخَوِّفُ عِبَادَهُ))

[2117]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگ گیا تو آپ خوف زدہ ہو کر اس طرح اٹھے کہ آپ کو قیامت قائم ہو جانے کا ڈر ہو، حتی کہ مسجد میں آ گئے، اور آپ نے انتہائی طویل قیام، رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے آپ کو کسی نماز میں کبھی ایسے کرتے نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، یہ کسی کی موت وحیات کی بنا پر نہیں ہوتیں، لیکن اللہ ان کو اپنے بندوں کی تخویف (ڈرانا) کے لیے بھیجتا ہے۔ تو جب تم ان میں سے کوئی نشانی دیکھو، تو فوراً اس کے ذکر، دعا اور استغفار کی پناہ لو۔'' ابن العلاء کی روایت میں ہے، کسفت الشمس یعنی خسفت کی جگہ اور کہا یخوف عبادہ، یعنی یخوف بھا عبادہ کی جگہ۔

[2116] تقدم تخريجه برقم (٢١١١)

[2117] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب: الذكر في الكسوف برقم (١٠٥٩)←

[2118] ۲۵-(۹۱۳) وحَدَّثَنِی عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِیُّ قَالَ انَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ انَا الْجُرَيْرِیُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُمِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى مَا يَحْدُثُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰى جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

[2118]۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی اثنا میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اپنے تیر چلا رہا تھا کہ سورج کو گہن لگ گیا۔تو میں نے ان کو پھینک دیا اور جی میں کہا، کہ میں آج دیکھوں گا کہ سورج گہن کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کیا نیا کام کرتے ہیں، میں آپ کے پاس اس حال میں پہنچا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے، دعا تکبیر، تحمید اور تہلیل کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سورج روشن ہوگیا اور آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔

[2119] ۲۶-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَرْتَمِي بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى مَا حَدَثَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[2119]۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اپنے تیروں سے

← والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف، باب: الامر بالاستغفار فی الکسوف ۳/ ۱۵۳ و ۱۵٤۔ انظر (التحفة) برقم (۹۰٤٥)

[2118] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال: یرکع رکعتین برقم (۱۱۹۵) والنسائی فی (المجتبی) فی الکسوف باب التسبیح والتکبیر والدعاء عند کسوف الشمس ۳/ ۱۲٤ و ۱۲۵۔ انظر (التحفة) برقم (۹٦۹٦)

[2119] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۱۱۵)

تیراندازی کر رہا تھا کہ اچانک آفتاب گہن میں آ گیا، تو میں نے اپنے تیر پھینک دیئے اور جی میں کہا، اللہ کی قسم! میں چل کر دیکھوں گا کہ سورج کے گہن کے اس وقت میں رسول اللہ ﷺ پر کیا نئی کیفیت طاری ہوتی ہے یا آپ کیا نیا کام کرتے ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے، آپ تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر کے ساتھ دعا کرنے لگے، (اور یہ دعا و نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا حتی کہ سورج کا گہن چھٹ گیا اور وہ روشن ہو گیا) اور جب سورج روشن ہو گیا، آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔

فائدہ:......اس حدیث سے کسوف شمس کے وقت آپ ﷺ کا ایک اور اسلوب سامنے آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، سورج کو گہن زیادہ نہیں لگا تھا۔ آپ نے نماز شروع کی، اس میں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کرتے رہے، یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے تکرار کے ساتھ دعا کرتے رہے، اور آپ نے معمول کے مطابق عام نماز کی طرح دو رکعت نماز پڑھائی، اور رکعت میں ایک رکوع کیا، اس لیے ہر رکعت میں ایک سورت پڑھی، اور آپ نے دوسری رکعت سورج کے روشن ہونے کے بعد پڑھی، یا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جب سورج روشن ہوا آپ دو سورتیں اور دو رکعت پڑھ چکے تھے، یہ معنی نہیں ہے کہ آپ نے سورج کے روشن ہونے کے بعد نماز شروع کی، جیسا کہ حدیث کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت حدیث کے ابتدائی حصہ اور آخری حصہ میں تضاد پیدا ہوگا۔ شروع میں تو ہے کہ جب میں پہنچا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، یہ کسوف مذکورہ بالا کسوفوں سے جدا ہے، اور یہ بھی کسوفوں کے متعدد ہونے کی دلیل ہے۔

[2120] ٢٧-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ انَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ اَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا اَتَرَمّٰى بِأَسْهُمٍ لِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

[2120]۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنے تیروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج کو گہن لگ گیا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2120] تقدم تخريجه برقم (٢١١٥)

[2121] ٢٨-(٩١٤) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا))

[2121] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی شخص کی موت وحیات کے سبب بے نور نہیں ہوتے۔لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں پس جب تم ان کو بے نور دیکھو تو نماز پڑھو۔''

[2122] ٢٩-(٩١٥) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ نَا زَائِدَةُ قَالَ نَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْكَشِفَ))

[2122] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے،سورج کو گہن لگ گیا،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شمس وقمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں (جن کے گہن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور اس کی سطوت وشوکت کا اظہار ہوتا ہے) ان کو گہن نہ کسی کی موت سے لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات کے سبب،پس جب تم ان کو (گہن لگا) دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو،حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

[2121] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف، باب: في صلاة كسوف الشمس برقم (١٠٤٢) وفي بدء الخلق باب: صفة الشمس والقمر برقم (٣٢٠١) والنسائي في (المجتبى) في الكسوف باب: الامر بالصلاة عند كسوف الشمس ٣/ ١٢٥۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٧٣)

[2122] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الكسوف باب: الصلاة في كسوف الشمس برقم (١٠٤٣) وفي باب: الدعاء في الخسوف برقم (١٠٦٠) وفي الادب باب: من سمى باسماء الانبياء برقم (٦١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٩)

اس کتاب کے کل ابواب (37) اور (140) احادیث ہیں۔

12

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازے کا بیان

حدیث نمبر 2123 سے 2262 تک

۱۲...... كِتَابُ الْجَنَائِزِ

۱۲. جنازے کا بیان

۱...... بَابُ: تَلْقِينَ الْمَوْتَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

باب ۱: مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرنا

[2123] ۱ ـ (۹۱۶) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سعيد الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ))

[2123] ـ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کیا کرو۔''

[2124] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح و قَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2124] مصنف نے اپنے کئی اور اساتذہ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔

[2123] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز باب: في التلقين برقم (۳۱۱۷) والترمذي في (جامعه) في الجنائز باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء عنده برقم (۹۷٦) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز باب: تلقين الميت ٤/ ٥ـ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في تلقين الميت لا اله الا الله برقم (١٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (٤٤٠٣)
[2124] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٢٠)

[2125] ۲-(۹۱۷) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ قَالُوا جَمِيعًا نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

[2125]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔''

فائدہ :......موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو مررہے ہوں، یعنی ایسے لوگ جن کی موت کے آثار نمایاں ہو چکے ہوں اب چونکہ وہ دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو سدھار رہے ہیں اور آخرت میں کام آنے والی چیز توحید ہی ہے، اس لیے مرنے والے کے سامنے، لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہیے تاکہ وہ بھی اس کلمہ کو پڑھے اور اس کا خاتمہ، اس کلمہ پر ہو اور وہ جنت کا حقدار ٹھہرے، اور اگر وہ دوسروں کے پڑھنے سے اس طرف متوجہ نہ ہو، اور کلمہ اخلاص نہ پڑھے تو پھر اس کو لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے لیے کہا جائے گا، اور جب اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا ہے، تو پھر بار بار اس کو پڑھنے کے لیے نہیں کہا جائے۔ کہیں خدانخواستہ وہ بیماری کی شدت اور گھبراہٹ کی بنا پر جھنجھلا کر یہی نہ کہہ دے میں نہیں پڑھتا۔ اعاذنا اللہ منه .

۲...... بَابُ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

باب ۲: مصیبت کے وقت کیا کہا جائے

[2126] ۳-(۹۱۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا)) إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ

[2125] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى تلقين الميت لا اله الا الله برقم (١٤٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٨)

[2126] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

اللّٰهُ لِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ فَقَالَ ((أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ))

[2126] ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ (وہ کلمات کہے جن کے کہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے یعنی وہ کہے، ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عنایت فرما اور اس کی جگہ اس سے بہتر عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر بدل عطا فرماتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے، تو میں نے اپنے جی میں کہا، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کون سا مسلمان بہتر ہوسکتا ہے وہ پہلا کنبہ ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، پھر میں نے یہ کلمات کہہ ہی ڈالے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ رسول اللہ ﷺ عنایت فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے پیغام دینے کے لیے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیجا تو میں نے کہا، میری ایک بیٹی ہے اور میں بہت ہی غیرت مند ہوں، تو آپ نے فرمایا: ''اس کی بیٹی کے بارے میں ہم اللہ سے دعا کریں گے، کہ وہ اس کو اس سے بے نیاز کردے، اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کی (بیجا) غیرت ختم کردے۔''

مفردات الحدیث ❶ آجرنی (ن۔ض) مجھے (میرے صبر میں اور مصیبت کے غم پر) اجر اور صلہ دے۔ ❷ اخلف لی: مجھے اس کا جانشین اور بدل دے، غیور: حمیت وغیرت۔ جو مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے بارے میں ہوتی ہے۔

[2127] ٤۔(. . . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سَفِينَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)) قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوسَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[2127] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

[2127]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی بندہ جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے صلہ دے اور (مجھ سے چھن جانے والی چیز سے) اس کا بہتر بدل دے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر دیتا ہے اور اسے اس سے بہتر جانشین عنایت فرماتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے، تو میں نے اسی طرح کہا۔ جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر جانشین رسول اللہ ﷺ عنایت فرمائے۔

[2128] ٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَزَادَ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ عَزَمَ اللهُ لِي فَقُلْتُهَا قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2128]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ ہیں، وہ بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جیسا کہ ابواسامہ کی مذکورہ بالا روایت ہے، اور اس میں اضافہ ہے کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو میں نے دل میں سوچا، رسول اللہ ﷺ کے صحابی، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں عزم پیدا کرلیا، تو میں نے اس دعا کو پڑھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کر لی۔

فائدہ:...... جب مسلمان انسان مصیبت میں صبر کرتا ہے، اور چھن جانے والی چیز کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیز تھی اور وہی اس کا مالک تھا، بلکہ میرا مالک بھی وہی ہے، جب چاہے مجھے بلا سکتا ہے اور وہی چھننے والی چیز کا بہتر بدل عطا کرسکتا ہے۔ اس عقیدہ اور نظریہ کے تحت نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر وثواب کے ساتھ ساتھ اس کا مادی یا معنوی طور پر بہتر جانشین عنایت فرماتا ہے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تصور تھا کہ میرے حق میں میرے مرنے والے خاوند سے کون بہتر ہوسکتا ہے۔ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین کرتے ہوئے آپ کی بتائی دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی اکرم ﷺ کی زوجیت کا شرف بخشا اور آپ کی دعا سے ان کے دل میں پیدا ہونے والے خدشات غیرت اور بیٹی کا مسئلہ بھی دور فرما دیے۔

[2128] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٤٨)

٣...... بَابُ: مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ وَالْمَيِّتِ

باب ۳: بیمار اور مرنے والے کے پاس کیا کہا جائے؟

[2129] ٦-(٩١٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ)) قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ ((قُولِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً)) قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2129]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیمار یا مرنے والے کے پاس حاضر ہو، تو اچھی اور بہتر بات کہو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' آپ بیان کرتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پاگئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہو، اے اللہ! مجھے اور اسے معاف فرما دے، اور مجھے اس کے عوض، اس سے بہتر بدل عطا فرما۔'' تو میں نے یہ دعائیہ کلمات کہے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدل، ایسی شخصیت عطا فرمائی، جو میرے لیے ان سے بہتر ہے، یعنی محمد ﷺ۔

فائدہ:...... مریض یا مرنے والے کے پاس، زبان سے کلمات خیر ہی کہنے چاہئیں، جس سے نہ مریض اور مرنے والے کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور نہ ہی ان سے جزع اور فزع یا سوء ظن کا اظہار ہو، کیونکہ وہاں موجود فرشتے، حاضرین کی باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ جس کی بنا پر، ان کی قبولیت اور اثرات کا امکان بڑھ جاتا ہے، نیز جب وہ مرجائے، تو اس کے ورثاء کو یہ مسنون دعا پڑھنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہے، اس کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں۔ وہ انہیں اس کا نعم البدل عنایت فرمائے۔

[2129] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما يستحب ان يقال عند الميت من الكلام برقم (٣١١٥) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده برقم (٩٧٧) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز باب: كثرة ذكر الموت ٤/ ٥۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر برقم (١٤٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٨١٦٢)

۴...... بَابٌ: فِيْ إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ

باب ٤: مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا اور جب اس کی موت کا وقت آجائے تو اس کے حق میں دعا کرنا

[2130] ۷۔(۹۲۰) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ ((لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ)) ثُمَّ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ))

[2130]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ (موت کے بعد) ان کی آنکھیں اوپر کو کھلی ہوئی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کو بند کر دیا پھر فرمایا: ''جب روح قبض کر لی جاتی ہے (روح جسم سے نکال لی جاتی ہے) تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے۔ (اس لیے آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں) آپ کی بات سن کر) ان کے گھر کے لوگ چلا چلا کر رونے لگے (رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان کے حق میں بددعا تھیں) تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے نفسوں کے حق میں خیر اور بھلائی کی دعا کرو، کیونکہ تم جو کچھ کہہ رہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے خود اس طرح دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اور اس کا جانشین بن جا (اس کے بجائے تو ہی سرپرستی اور نگرانی فرما) اس کے پس ماندگان کی، اور اے کائنات کے مالک! بخش دے ہمیں اور اس کو، اور اس کی قبر کو اس کے لیے وسیع اور روشن و منور فرما۔''

فوائد:...... ❶ انسان کی روح، جب اس کے بدن سے نکل جاتی ہے۔ تو اس کی آنکھیں اس کا تعاقب کرتی ہیں، اس لیے اوپر کو کھلی رہ جاتی ہیں، اس لیے میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہیے۔ ❷ بیمار اور مرنے والے کے پاس فرشتے موجود ہوتے ہیں اس لیے اس کی وفات پر ایسے کلمات نہیں کہنے چاہئیں، جو خود انسان کے اپنے حق میں بد

[2130] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: تغميض الميت برقم (٣١١٨) وابن ماجه فى (سننه) باب: ما جاء فى تغميض الميت برقم (١٤٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠٥)

دعا بنتے ہوں، کیونکہ ان پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ ③ اہل علم اور اصحاب فضل کو اپنے دوست واحباب کے گھر ایسے مواقع پر پہنچنا چاہیے تاکہ ایسے حالات میں ان کی صحیح رہنمائی کر سکیں، ان کو غلط کاموں سے روکیں، اور مرنے والے کے حق میں دعائے مغفرت کریں۔ اور پس ماندگان کے لیے بھی دعائے خیر کریں، اور ان کو دعا کرنے کا طریقہ اور آداب عمل سے سکھائیں۔ اور ملک میں مروجہ مجالس ماتم کی ضرورت نہ رہے، جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں۔

[2131] ٨-(. . .) وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا الْمُثَنَّى بْنُ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا

خَالِدٌ الْحَذَّآءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَاخْلُفْهُ فِي تَرِكَتِهِ)) وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لَهُ فِي قَبْرِهِ)) وَلَمْ يَقُلْ ((افْسَحْ لَهُ)) وَزَادَ قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّآءُ وَدَعْوَةٌ أُخْرٰى سَابِعَةٌ نَسِيتُهَا

[2131]۔ امام صاحب خالد حذاء کی سند سے ہی یہ روایت اپنے دوسرے استاد سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (واخلفه فى تركته) اس کے پس ماندگان کے لیے تو نگہبان اور محافظ بن کر اس کر جانشینی فرما اور افسح له کی جگہ اوسع له اس کے لیے وسیع فرما اور خالد حذاء کہتے ہیں، ایک ساتویں دعا بھی کی جو میں بھول گیا ہوں۔

فائدہ: ...... شق بصره: آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، نظر اوپر کو اٹھ گئی۔ یہی معنی شخص بَصَرُهُ کا ہے۔ تبعه البصر یا يتبع بصره نفسه: اس کی بینائی، اس کی روح کا پیچھا اور تعاقب کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نکل جاتی ہے۔ فى عقبه فى الغابرين: پیچھے رہ جانے والی اس کی اولاد اور یہی معنی تركته کا ہے۔

اوپر جو دعا گزری ہے اللهم اغفر لابى سلمه سے نور له فيه تک چھ کلمات ہیں یا چھ دعائیں ہیں ساتواں کلمہ یا دعا راوی کو بھول گئی۔

٥...... بَابُ: فِي شُخُوصِ بَصَرِ الْمَيِّتِ يَتْبَعُ نَفْسَهُ

باب ٥: میت کی بینائی کا (آنکھوں کا) اس کی روح کے تعاقب کی بنا پر اوپر کو اٹھ جانا

[2132] ٩-(٩٢١) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ ا نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهُ)) قَالُوا بَلٰى قَالَ ((فَذٰلِكَ حِينَ يَتْبَعُ بَصَرُهُ نَفْسَهُ))

[2132]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم نہیں، تم دیکھ نہیں

[2131] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٠٢٧)
[2132] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٨٤)

رہے کہ جب انسان مرجاتا ہے، تو اس کی آنکھیں (نظر) اوپر کو اٹھ جاتی ہیں؟'' ساتھیوں نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ اس وقت کی بات ہے، جب اس کی بینائی، اس کی روح کا تعاقب کرتی ہے۔''

[2133] وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2133] امام صاحب اسی سند سے، اپنے دوسرے استاد کی روایت اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

٦...... بَابُ: الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ٦: میت پر رونا

[2134] ١٠۔(٩٢٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِي أَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيدِ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ)) مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ

[2134]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے، تو میں نے دل میں سوچا، پردیسی پردیس میں فوت ہوگیا، میں اس پر اتنا گریہ کروں گی کہ اس کا چرچا ہوگا۔ اس لیے میں نے ان پر رونے اور گریہ کرنے کی تیاری کرلی، کہ اچانک مدینہ کے بالائی علاقہ سے میرا ساتھ دینے اور مجھے مدد دینے کے لیے ایک عورت آئی اور اسے سامنے رسول اللہ ﷺ مل گئے، اور آپ نے فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتی ہو کہ جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا ہے، اس میں شیطان کو پھر داخل کردو؟'' آپ نے دوبار فرمایا۔ تو میں رونے سے رک گئی اور نہ روئی۔

فائدہ:...... اس رونے سے مراد، بین کرنا اور نوحہ کرنا ہے، جس میں چیخا چلایا جاتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اور سر اور رخسار پیٹے جاتے ہیں۔ سر پر خاک ڈالی جاتی ہے اور گریبان چاک کیا جاتا ہے۔

[2135] ١١۔(٩٢٣) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدٰى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ

[2133] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٦٠)

[2134] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٩٥)

[2135] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز۔ باب: قول النبي ﷺ (يعذب الميت ←

أَنَّ صَبِيًّا لَهَا أَوِ ابْنًا لَهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ((ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ))

[2135]۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود تھے کہ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک نے آپ کو بلانے کے لیے آپ کے پاس پیغام بھیجا اور آپ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا قریب المرگ ہے، (مر رہا ہے) تو آپ نے پیغام بر سے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا کر، ان کو بتاؤ، اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اور اسی کا ہے جو کچھ اس نے دیا ہے، اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں وقت مقرر ہے، اس لیے ان سے کہو وہ صبر کریں اور ثواب کی نیت کریں۔'' پیغام بر دوبارہ آیا، اور اس نے کہا، انہوں نے آپ کو قسم دی ہے کہ آپ ان کے پاس ضرور پہنچیں، اس پر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے، اور آپ کے ساتھ سعد ابن عبادہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، آپ کو بچہ پیش کیا گیا اور اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا، گویا کہ وہ پرانی مشک میں ہے (اور اس سے آواز پیدا ہو رہی ہے) تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے جواب دیا: ''یہ رحمت وشفقت ہے، جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے، جو رحم دل اور مہربان ہیں۔''

← بعض بكاء اهله) برقم (١٢٨٤) وفي المرض، باب: عيادة الصبيان برقم (٥٦٥٥) وفي القدر باب (وكان امر الله قدرا مقدورا) برقم (٦٦٠٢) وفي الايمان والنذور، باب: قول الله تعالى: ﴿واقسموا بالله جهد ايمانهم﴾ برقم (٦٦٥٥) وفي التوحيد، باب: قول الله تبارك وتعالى: ﴿قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ايا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى﴾ برقم (٧٣٧٧) وفي باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين﴾ برقم، (٧٤٤٨) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: في البكاء على الميت برقم (٣١٢٥) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة ٢١٨٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز باب: ما جاء في البكاء على الميت برقم (١٥٨٨) انظر (التحفة) برقم (٩٨)

[2136] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِيشَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ حَمَّادٍ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

[2136]۔ اور امام صاحب اپنے بعض دوسرے اساتذہ سے، مذکورہ سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں حماد کی مذکورہ روایت، کامل اور طویل ہے۔

[2137] ۱۲۔(۹۲۴) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَا أَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَأَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهٗ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِي غَشِيَّةٍ فَقَالَ ((أَقَدْ قَضٰى)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَبَكٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ ((أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا)) وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهٖ ((أَوْ يَرْحَمُ))

[2137]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی عیادت کے لیے آئے، آپ جب ان کے پاس اندر تشریف لائے، تو انہیں سخت تکلیف میں دیکھا، یا انہیں گھر والوں کی بھیڑ میں دیکھا، تو آپ نے پوچھا، کیا ختم ہو چکے؟ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نہیں ابھی فوت نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ (ان کی کیفیت دیکھ کر) رونے لگے، جب لوگوں نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم سن نہیں رہے؟ یعنی اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو، اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج و غم پر تو سزا نہیں دیتا، لیکن اس کی (غلط روی پر، یعنی زبان سے نوحہ اور ماتم کرنے پر) سزا بھی دیتا ہے اور اس کے (انا للہ پڑھنے پر اور دعاء و استغفار کرنے پر) رحمت بھی فرماتا ہے۔ اور آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

مفردات الحدیث

❁ ❶ ان للہ ما اخذ: یہ بچہ جو اللہ لے رہا ہے، جس کی اس نے جان نکال لی ہے، وہ اسی

[2136] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٣٢)

[2137] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: البكاء عند المريض برقم (١٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٠)

کا ہے، تمہارا نہیں ہے۔ اس لیے جب اس نے اپنی ہی چیز لی ہے تمہاری چیز نہیں لی، تو تمہیں اس پر جزع فزع کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ کیا اگر کوئی اپنی ودیعت کردہ یا امانت میں دی چیز واپس لے، تو امین کو اس پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟ اس لیے صبر وسکینت سے کام لو۔ ❷ **ولہ ما اعطی:** اس نے تمہیں کچھ بھی عنایت فرمایا ہے وہ اسی کا ہے، اس کی ملکیت سے نکل نہیں گیا ہے۔ اور اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرے۔ ❸ **کل شیء عندہ باجل مسمی:** اس نے جو کچھ بھی عنایت فرمایا ہے اس کے لیے وقت اور مدت بھی متعین فرمائی ہے، جب وہ مدت پوری ہو جائے گی اور اس کا وقت آ جائے گا تو وہ اس کو واپس لے لے گا۔ لہٰذا اپنا وقت پورا کرنے کے بعد جو چیز تم سے چلی گئی ہے اس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے تمہارا شکوہ شکایت بے جا ہے اگر انسان آپ کے ان کلمات جامعہ پر غور فرما لے تو اس کے لیے کسی چیز سے محروم ہونے کے بعد، اللہ تعالیٰ کی قضا اور اس کے فیصلہ وتقدیر پر راضی اور مطمئن ہونا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اس کے لیے صبر وتسلیم کا مرحلہ طے کرنا بڑا آسان ہے۔ ❹ **نفسہ تقعقع:** اس کی جان نکلنے سے گلے میں آواز پیدا ہو رہی تھی جیسا کہ شن، پرانی اور بوسیدہ مشک میں پانی ڈالنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ **غشیۃ:** غین پر زبر ہے اور شین پر زیر ہے اور یاء مشدد ہے مصیبت وتکلیف کی سختی بھی مراد ہو سکتی ہے اور جمع ہونے والے اعزہ واقارب کا اژدہام اور بھیڑ بھی۔

فوائد: ...... ❶ کسی کی موت پر شدت غم سے اس کے اعزہ واقارب اور دوست واحباب کا رنجیدہ اور غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح گریہ کے دوسرے آثار کا ظاہر ہونا ایک بالکل فطرتی بات ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ اس آدمی کے دل میں محبت وشفقت اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے، جو انسانیت کا ایک قیمتی اور پسندیدہ اثاثہ ہے۔ اس لیے شریعت نے اس پر قدغن یا پابندی عاید نہیں کی بلکہ ایک حد تک اس کی تحسین اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جن کے دلوں میں دوسروں کے لیے رحم اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے۔ ❷ اگر انسان زبان سے غلط کام لینے کی بجائے (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے، دعا اور استغفار کرتا ہے اور ایسی باتیں کرتا ہے جو اللہ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم کے حصول کا وسیلہ بنیں تو اس کا اعزہ واقارب اور میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ❸ حدیث میں آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بچی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی شدید بیماری کا تذکرہ ہے۔ حتی کہ ان کی والدہ کو ان کے چل بسنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کو شفا حاصل ہو گئی اور وہ آپ کے بعد تک زندہ رہی، حتی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد، ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ اور یہی صورت حال حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ وہ بھی آپ کی دعا کی برکت سے اس سخت بیماری سے صحت یاب ہو گئے تھے اور آپ کے بعد عہد صدیقی میں یا عہد فاروقی میں فوت ہوئے۔

٧...... بَابٌ: فِي عِيَادَةِ الْمَرْضَى

باب ۷: بیماروں کی عیادت و بیمار پرسی

[2138] ١٣-(٩٢٥) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ يَعْنِي ابْنَ غَزِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَآئَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ)) فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ)) فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَّلَا قُمُصٌ نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ

[2138]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انصاری آدمی نے آ کر آپ کو سلام عرض کیا اور پھر پشت پھیر کر چل دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصاری! میرے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟'' اس نے عرض کیا، بہتر ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون اس کی عیادت کے لیے جائے گا؟'' پھر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم دس سے زائد افراد تھے۔ ہمارے پاس جوتے تھے اور نہ ہی موزے نہ ٹوپیاں تھیں اور نہ ہی قمیصیں۔ اس طرح شوریلی زمین پر چل کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان کی قوم کے لوگ ان کے اردگرد سے ہٹ گئے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جانے والے قریب ہو گئے۔

فائدہ:...... دوست واحباب اور اعزہ واقارب کی عیادت کرنا کار ثواب اور سنت نبوی ہے۔

٨...... بَابٌ: فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى

باب ۸: مصیبت پر صبر پہلی چوٹ پر ہی کرنا چاہیے

[2139] ١٤-(٩٢٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ

[2138] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٢)

[2139] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: قول الرجل للمراة عند القبر: اصبری برقم (١٢٥٢) وفی باب: زیارة القبور برقم (١٢٨٣) وفی باب الصبر عند الصدمة ←

أَنَس بْن مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى))

[2139] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر وہی ہے جو پہلی چوٹ کے وقت کیا جائے۔

فائدہ:...... انسان پر جب مصیبت ٹوٹتی ہے یا وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے، تو اس وقت اپنا حوصلہ قائم رکھنا اور صبر کرنا مشکل ہوتا ہے، آہستہ آہستہ غم خود بخود غلط ہو جاتا ہے اور پریشانی کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہے۔اس لیے بعد میں صبر کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔اس لیے آپ نے فرمایا: اصل صبر جو اجر وثواب اور فضیلت کا سبب ہے وہ تو وہی ہے جو پہلی چوٹ، اور پہلے صدمہ کے وقت کیا جائے، جزع وفزع کے بعد صبر لا حاصل ہے۔

[2140] ۱۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰـى عَـلٰى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلٰى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ وَمَا تُبَالِي بِمُصِيبَتِي فَلَمَّا ذَهَبَ قِيلَ لَهَا اِنَّهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهٗ فَلَمْ تَجِدْ عَلٰى بَابِهٖ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ أَوْ قَالَ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ))

[2140] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس آئے، جو اپنے بچے پر رو رہی تھی، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اللہ سے ڈر کر صبر کر۔'' تو اس نے کہا، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ جب آپ چلے گئے تو اسے بتایا گیا، تجھے نصیحت کرنے والے تو اللہ کے رسول تھے، تو اس پر موت جیسی کیفیت طاری ہوگئی (وہ ڈر سے سہم گئی) وہ آپ کے دروازہ پر آئی، تو آپ کے دروازہ پر کوئی دربان نہ تھا۔ (وہ اندر چلی گئی) اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: (''صبر وہی ہے جو چوٹ پڑتے ہی یا پہلی چوٹ پر کیا جائے۔''

[2141] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ح وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ

← الاولى برقم (١٣٠٢) وفى الاحكام باب: ما ذكر ان النبى ﷺ لم يكن له بواب برقم (٧١٥٤) وابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: الصبر عند الصدمة برقم (٣١٢٤) والترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى ان الصبر فى الصدمة الاولى برقم (٩٨٨) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبه ٤/ ٢٢ انظر (التحفة) برقم (٤٣٩)

[2140] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٣٦)

[2141] تقدم تخريجه برقم (٢١٣٦)

إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالُوا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ

[2141] امام صاحب یہی روایت شعبہ ہی کی سند سے اپنے کئی اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ عبد الصمد کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی عورت کے پاس سے گزرے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا رہن سہن اور بود و باش اور لباس عام ساتھیوں کی طرح تھا، آپ کا کوئی مخصوص اور امتیازی لباس نہ تھا، نہ دنیا کے چوہدریوں کی طرح، آپ کے دروازے پر دربان بیٹھتے تھے، اس لیے ناواقف آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

٩...... بَابُ :الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

باب ٩: میت کے لیے اس کے گھر والوں کا رونا عذاب کا باعث بنتا ہے۔

[2142] ١٦۔(٩٢٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بِشْرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَا نَافِعٌ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ حَفْصَةَ بَكَتْ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ))

[2142]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہما (کی حالت کو دیکھ کر ان کی زندگی سے مایوس ہوکر) ان پر رونے لگیں، تو انہوں نے کہا، اے میری بیٹی! رک جاؤ، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔''

[2143] ١٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

[2142] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: النهي عن البكاء على الميت ٤/ ١٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥٥٦)

[2143] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما يكره من النياحة على الميت برقم (١٢٩٢) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب النياحة على الميت ٤/ ١٦ و ١٧ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الميت يعذب بما نيح عليه برقم (١٩٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٣٦)

[2143] ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو اس کی قبر میں، اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2144] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ))

[2144] یہ امام صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کو اس کی قبر میں، اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب پہنچتا ہے۔''

[2145] ۱۸۔(. . .) وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2145] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور وہ بیہوش ہو گئے تو ان پر چیخ وچلا کر رویا گیا، جب انہیں ہوش آیا، تو انہوں نے کہا، کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس پر اس کے خاندان یا زندہ کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2146] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2146] ۔حضرت ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہنے لگے، ہائے میرے بھائی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے صہیب! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس پر زندہ کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔''

[2144] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٤٠)

[2145] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥١٧)

[2146] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: قول النبي ﷺ (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه اذا كان النوح من سننه) برقم (١٢٩٠) انظر (التحفة) برقم (٩٠٩٤) وبرقم (١٠٥٨٥)

فائدہ :...... حی کا معنی زندہ بھی ہوتا ہے اور خاندان وقبیلہ بھی۔ اہل کی مناسبت سے اس کا معنی قبیلہ ہی ہوگا۔

[2147] ۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ أَبُو يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسٰى

عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ أَقْبَلَ صُهَيْبٌ مِنْ مَنْزِلِهٖ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ فَقَامَ بِحِيَالِهٖ يَبْكِي فَقَالَ عُمَرُ عَلَامَ تَبْكِي أَعَلَيَّ تَبْكِي قَالَ إِي وَاللّٰهِ لَعَلَيْكَ أَبْكِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ يُبْكٰى عَلَيْهِ يُعَذَّبُ)) قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ إِنَّمَا كَانَ أُولٰٓئِكَ الْيَهُودَ

[2147]۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے تو صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے آئے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر چلے گئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیوں رو رہے ہو؟ کیا مجھ پر روتے ہو؟ کہا، ہاں، اللہ کی قسم! اے امیر المومنین! آپ ہی کی خاطر رو رہا ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! تمہیں خوب علم ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس پر رویا جاتا ہے، اسے عذاب ہوتا ہے، راوی کا بیان ہے۔ یہ حدیث میں نے موسیٰ بن طلحہ کو سنائی، تو اس نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، اس سے مراد تو بس یہود تھے۔ (ان کو کفر کی بنا پر عذاب ہوتا ہے، جبکہ گھر والے رو رہے ہوتے ہیں۔)

[2148] ۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا طُعِنَ عَوَّلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ فَقَالَ يَا حَفْصَةُ أَمَا سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ)) وَعَوَّلَ عَلَيْهِ صُهَيْبٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَمَا عَلِمْتَ ((أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ))

[2148]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر بآواز بلند رونے لگیں، تو انہوں نے کہا، اے حفصہ! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جس پر بآواز بلند رویا جائے، اسے عذاب ملتا ہے، اور ان پر صہیب رضی اللہ عنہ بآواز بلند رونے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے صہیب! کیا تمہیں علم نہیں، جس پر بآواز بلند رویا جائے، اسے عذاب دیا جاتا ہے۔‘‘

[2147] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٤٣)

[2148] تقدم تخريجه

[2149] ٢٢-(٩٢٨) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْدُهُ قَائِدٌ فَأَرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ فَجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَكُنْتُ بَيْنَهُمَا فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنَّهُ يَعْرِضُ عَلَى عَمْرٍو أَنْ يَقُومَ فَيَنْهَاهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ فَأَرْسَلَهَا عَبْدُاللّٰهِ مُرْسَلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنَّا مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِي مَنْ ذَاكَ الرَّجُلُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَاكَ وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ قَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ قَالَ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا لَمْ يَلْبَثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أُصِيبَ فَجَآءَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهْ وَا صَاحِبَاهْ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ أَوَ لَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ فَأَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ بِبَعْضٍ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَزِيدُهُ اللّٰهُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ)) أُخْرٰى قَالَ أَيُّوبُ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَتْ إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِيْ عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِءُ

[2149]۔عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام ابان کے جنازہ کے منتظر تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عمرو بن عثمان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آگے سے پکڑ کر ایک آدمی لے کر آ گیا، میرے خیال میں اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے بارے میں بتایا، تو وہ آ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئے، تو میں ان دونوں کے درمیان تھا

[2149] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: قول النبي ﷺ (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه) برقم (١٢٨٦)

کہ اچانک گھر سے آواز بلند ہوئی، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا...... گویا کہ وہ عمرو کو اٹھ کر انہیں روکنے کا اشارہ کر رہے ہیں...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ، میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔'' راوی کا قول ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کو بالکل بلا قید بیان کیا یعنی میت کے یہودی ہونے یا بعض رونے کی قید نہیں لگائی۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حتی کہ ہم جب مقام بیداء پر پہنچے، تو انہوں نے اچانک ایک آدمی کو ایک درخت کے سایہ میں اترا ہوا دیکھا، انہوں نے مجھے کہا جاؤ اور معلوم کر کے مجھے بتاؤ وہ کون آدمی ہے، میں گیا، تو میں نے دیکھا وہ صہیب رضی اللہ عنہ ہیں، میں ان کے پاس واپس آیا اور میں نے بتایا، آپ نے مجھے حکم دیا تھا، میں آپ کو اس کا پتہ کر کے بتاؤں کہ وہ کون ہے۔ وہ صہیب رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے کہا، جا کر اسے کہو وہ ہمارے پاس آ جائے، میں نے کہا، ان کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی ہے، انہوں نے کہا، چاہے اس کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی ہے، بسا اوقات (ایوب نے کہا، انہیں کہو ہمارے ساتھ آملیں) تو جب ہم (مدینہ) پہنچے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد امیر المومنین زخمی کر دیئے گئے، تو صہیب رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آئے، ہائے میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تمہیں معلوم نہیں یا تم نے سنا نہیں (ایوب نے کہا، یا انہوں نے، الم تعلم، او لم تسمع کی بجائے، اولم تعلم او لم تسمع کہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' راوی نے بتایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بکاء کو مطلق، بلا قید کہا اور (ان کے باپ) عمر رضی اللہ عنہ نے بکاء کے ساتھ بعض کی قید لگائی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں، میں ان کے پاس سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول سنایا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا کہ ''میت کو کسی کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔'' اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اضافہ کر دیتا ہے۔'' بے شک اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں، مجھے قاسم بن محمد بن بتایا، جب عائشہ رضی اللہ عنہا تک عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول پہنچا۔ تو انہوں نے کہا۔ تم مجھے ایسے شخصوں کی بات سناتے ہو وہ جھوٹے نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی انہیں جھوٹا قرار دیتا ہے۔ لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے (حدیث کا صحیح مفہوم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعتراض کا جواب ہم آخر میں بیان کریں گے۔)

[2150] ٢٣-(٩٢٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

[2150] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٤٦)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهْ وَا صَاحِبَاهْ فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَحَدٍ)) وَلٰكِنْ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)) قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ

[2150] عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہوگیا، تو ہم اس کے جنازہ میں شرکت کے لیے آئے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی آ گئے۔ میں ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، کیونکہ میں ان میں سے ایک (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دوسرا آ کر میرے پہلو میں بیٹھ گیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا، اور وہ ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کیا تم رونے سے نہیں روکو گے؟ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بعض رونا کہا کرتے تھے، پھر انہوں نے بتایا، کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس لوٹا، حتی کہ ہم جب مقام بیداء پر پہنچے تو اچانک ان کی نظر ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے قافلہ پر پڑی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جاؤ دیکھو! یہ سوار کون ہیں؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے، میں نے آ کر انہیں بتایا، تو انہوں نے کہا، اسے میرے پاس بلاؤ، تو میں صہیب رضی اللہ عنہ کی طرف

لوٹ گیا، اور انہیں کہا، چلو، امیر المومنین سے جا ملو! تو جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور کہنے لگے، ہائے افسوس میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے صہیب! کیا تم مجھ پر روتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض گریہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو میں نے اس قول کا تذکرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے، نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''اللہ مومن کو کسی کے رونے پر عذاب دیتا ہے۔'' لیکن آپ نے تو فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے زیادتی کر دیتا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، (حقیقت کو جاننے کے لیے) تمہارے لیے قرآن کافی ہے کہ کوئی گناہ کا بوجھ اٹھانے والی جان، کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (فاطر، آیت: ۱۸) اور اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم (ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب میں) کچھ نہیں کہا۔

[2151] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ كُنَّا فِي جَنَازَةِ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا نَصَّهُ أَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو

[2151] عمرو، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام ابان کے جنازہ میں حاضر تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو صراحتاً نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا، جبکہ ایوب اور ابن جریج نے آپ کی طرف نسبت کی صراحت کی ہے اور ان دونوں کی حدیث، عمرو کی حدیث سے کامل ہے۔

[2152] ٢٤ ـ(٩٣٠) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))

[2152]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو خاندان کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

[2151] تقدم تخريجه برقم (٢١٤٦)

[2152] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٧٨٦)

[2153] ٢٥ ـ(٩٣١) وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْهُ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ ((أَنْتُمْ تَبْكُونَ وَأَنَّهُ لَيُعَذَّبُ))

[2153] ـ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا گیا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے، انہوں نے ایک چیز سنی لیکن پوری طرح محفوظ نہیں کی، بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، اور وہ رو رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم رو رہے ہو اور اسے سزا مل رہی ہے۔'' عذاب دیا جا رہا ہے۔

[2154] ٢٦ ـ(٩٣٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)) فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ أَوْ بِذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ)) وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ)) وَقَدْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ يَقُولُ حِينَ تَبَوَّؤُا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ

[2154] ـ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا

[2153] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى، باب: قتل ابو جهل برقم (٣٩٧٨) وابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: فى النوح (٣١٢٩) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: النياحة على الميت ٤/ ١٧ انظر (التحفة) برقم (٧٣٢٤)

[2154] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى، باب: قتل ابو جهل برقم (٣٩٧٩) وبرقم (٣٩٨٠) وبرقم (٣٩٨١) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: ارواح المومنين وغيرهم ٤/ ١١٠ و ١١١ ـ انظر (التحفة) برقم (٧٣٢٣) وبرقم (١٦٨١٨)

یہ فرمان بیان کرتے ہیں کہ "میت کو اس کی قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔" تو انہوں نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہ غلطی کر گئے (بھول کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بس یہ فرمایا تھا: "اسے اس کی غلطی یا گناہ کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں۔" اور یہ ان کے اس قول کی طرح ہے کہ آپ بدر کے دن، اس پرانے کنویں پر کھڑے ہوئے جس میں بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کی لاشیں تھیں، تو آپ نے انہیں جو بات کہی (یعنی هل وجدتم ما وعدتم، جس چیز کی تمہیں دھمکی دی جاتی تھی اس کو پالیا) یہ نہیں کہا کہ "میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، یہ سن رہے ہیں۔" اور آپ کی بات بتانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ غلطی کر گئے، آپ نے تو بس یہ کہا تھا (انہوں نے جان لیا ہے، میں انہیں جو کچھ بتایا کرتا تھا وہ حق ہے۔" پھر عائشہ رضی اللہ عنہا آیت پڑھی: "آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔" (نحل، آیت: ۸۰) "اور آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔" (فاطر، آیت: ۲۲) آپ اس وقت کی خبر دے رہے ہیں جبکہ وہ آگ میں اپنے ٹھکانے بنا چکے ہیں۔

[2155] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَحَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ أَتَمُّ

[2155] یہی حدیث امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں لیکن ابو اسامہ کی مذکورہ بالا حدیث زیادہ مکمل ہے۔

[2156] ۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ **((إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا))**

[2155] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٨١)

[2156] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه برقم (١٢٨٩) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الرخصة فی البکاء علی المیت برقم (١٠٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: النیاحة علی المیت ٤/ ١٧ و ١٨ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٤٨)

[2156] ۔عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، جبکہ انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتایا گیا کہ میت کو زندہ کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ ابوعبد الرحمٰن کو معاف فرمائے۔ یقیناً انہوں نے جھوٹ نہیں بولا، لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے، بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت جس پر رویا جا رہا تھا، کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں، اور اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔“

[2157] ۲۸۔(۹۳۳) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ الطَّائِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ بِالْكُوفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[2157] ۔علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں سب سے پہلے قرظہ بن کعب پر نوحہ کیا گیا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اسے اس پر نوحہ کیے جانے کے سبب عذاب دیا جائے گا۔“

[2158] (. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسْدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسْدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ

[2158] مصنف نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث دوسرے استاد سے نقل کی ہے۔

[2159] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ

[2159] امام صاحب نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ایک اور استاد سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... ❶ میت پر گھر والوں کے رونے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں: (ا) پہلا قول یہ ہے کہ میت پر مطلقاً، بلا قید، عمومی طور پر رونا حرام ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے، یا اس

[2157] تقدم تخريجه في (المقدمة) باب: تغليظ الكذب على فانه من يكذب على يلج النار برقم (٥)

[2158] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٥٤)

[2159] تقدم تخريجه برقم (١٢٥٤)

صورت میں ممنوع ہے، جبکہ مرنے والے کے سامنے اس پر رویا جاتا ہے اور وہ روکنے کی قدرت کے باوجود نہیں روکتا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت صہیب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو روکنے سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ رونا مطلقاً، میت کے لیے عذاب کا باعث نہیں بنتا کیونکہ یہ اس کا فعل نہیں ہے۔ دوسروں کے فعل کا اس سے کیسے مواخذہ کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہی تھا، بعض شوافع کا خیال بھی یہی ہے اور حضرت عائشہ کا خیال بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطور دلیل یہ آیت بھی پیش کی کہ الله اضحك وابكى، اللہ ہی نے ہنسایا اور رلایا ہے، لیکن جمہور امت اور ائمہ کے نزدیک، حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث اور معارضہ میں پیش کی جانے والی آیات میں تضاد نہیں ہے، اور یہ روایت اور بھی کئی صحابہ سے ثابت ہے۔ اس لیے صحیح بات یہ ہے جیسا کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ میت پر اس کے اعزہ واقارب اور دوست واحباب کا شدت غم وحزن کے سبب رنجیدہ اور غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح گریہ کے بے اختیار دوسرے آثار کا نمودار ہونا ایک فطرتی امر ہے۔ اس پر مواخذہ نہیں ہے لیکن اس پر نوحہ اور ندبہ وعویل کرنا قابل مواخذہ ہے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بعض جگہ ببعض البکاء، بعض رونوں کا ذکر ہے بعض جگہ بما نیح علیہ ہے جو اس پر نوحہ کیا گیا اور بعض جگہ يعول عليه حفصه وعول عليه صهيب کہ حفصہ اور صہیب ان پر بلند آواز سے روئے، تو حضرت عمر نے کہا المعول عليه يعذب، جس پر چیخا ہے اور چلایا گیا ہے، اس کو عذاب ہوگا۔ گویا عذاب کا تعلق رونے سے نہیں یہ فطری چیز ہے، ممانعت کا تعلق زبان سے ہے کہ اس سے غلط قسم کے کلمات اور آواز نکلتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ ان الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب، کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج وغم پر سزا نہیں دیتا۔ کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں۔ ولكن يعذب بهذا، زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس کی غلط روی، نوحہ وماتم، چیخ وپکار اور واویلا یا ندبہ دیتا ہے یا يرحم، اس کی سلامت روی، دعا واستغفار امہ الترجاع (انا للہ پڑھنا) پر رحمت فرماتا ہے۔ ❷ جمہور امت کے نزدیک میت پر بین اور نوحہ کرنا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، سر پر خاک ڈالنا، میت کے عذاب میں اضافہ کا سبب تب بنتے ہیں جب میت کا ان میں دخل ہو یا وہ ان کا باعث اور سبب ہو یا داعیہ اور محرک ہو، جیسا کہ حضرت عائشہ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے۔ ان الله يزيد الكافر عذابًا ببكاء اهله عليه کہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب اضافہ کرتا ہے۔ کیونکہ کافر اس کا محرک یا باعث وسبب ہوتا ہے، اس کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ

﴿وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ اور یہ لوگ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔
اور آپ نے ہرقل کو لکھا تھا: فان تولیت فانما علیك اثم الاریسیین . اگر تو نے ایمان لانے سے اعراض کیا تو تیری قوم کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔ اس لیے امام بخاری کا نظریہ، یہ ہے کہ حضرت عمر، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اقوال میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ان باپ بیٹا کا تعلق اس میت سے ہے جس نے اپنے اہل وعیال کے لیے غلط نمونہ اور غلط طرز عمل چھوڑا کہ کان النوح من سنته ، کہ نوحہ کرنا، بین کرنا یا چیخنا چلانا اس کا وطیرہ اور رویہ تھا۔ اہل وعیال نے اس سے سیکھ کر یہ کام کیا، جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ قابیل کو ہرقتل کے گناہ سے حصہ ملتا ہے لانہ اول من سن القتل کہ قتل کا طریقہ سب سے پہلے اس نے نکالا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ جب اہل وعیال کے غلط طور طریقہ اور غلط وطیرہ میں، میت کا دخل نہیں ہے تو لا تزر وازرة وزر اخری کے اصول کے مطابق، میت کو عذاب کیسے دیا جائے گا۔ اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا، وہ غلطی کر گئے یا بھول گئے یا انہوں نے مکمل حدیث نہیں سنی، بقول امام قرطبی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں اقوال میں تعارض نہیں۔ (۲) لیکن اکثر علماء کا خیال ہے کہ عذاب اس صورت میں ہے جبکہ مرنے والا خود رونے اور نوحہ وماتم کرنے کی وصیت کر گیا ہو، جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا۔ (۳) بعض حضرات کا خیال ہے عذاب اس صورت میں ہوگا، جب اس کے خاندان اور قوم وقبیلہ میں مرنے والے پر نوحہ اور ماتم کرنے کا رواج ہو اور اس نے کبھی ان کو اس کام سے روکا نہ ہو، یعنی ان کی تعلیم وتربیت میں کوتاہی کی ہو، اور نہ ہی مرتے وقت انہیں اس کام سے روکا ہو۔ (۴) گھر والے جن افعال یا محاسن اور خوبیوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں، وہی افعال اور کارنامے اس کے عذاب کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ جاہلیت کے دور میں لوگ قتل وغارت، اغواء، اور دہشت گردی کا ارتکاب کرتے تھے اور رونے والے انہیں برے افعال کا نام لے کر اس پر روتے تھے، یعنی وہ ریاست وسرداری جس کے بل بوتے پر لوگوں پر ظلم وستم ڈھایا تھا اور وہ شجاعت وبسالت جس کی بنا پر لوگوں کی عزت ومال لوٹا کرتا تھا، وہ محاسن اور خوبیاں شمار کر کے نوحہ کیا جاتا تھا۔ (۵) تعذیب سے مراد، گھر کے افراد کے ندبہ کرنے پر فرشتوں کا سرزنش اور توبیخ کرنا مراد ہے، کہ جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے، واعضداہ ہائے میرے بازو، وانا صراہ ہائے میرے معاون ومددگار واکا سیاہ ہائے مجھے لباس پہنانے والے تو فرشتے میت سے کہتے ہیں کیوں جناب آپ ایسے ہی تھے؟ (۶) جب مرنے والے کے احباب اور رشتہ دار، میت پر روتے پیٹتے اور نوحہ، بین کرتے ہیں، تو میت کو ان کے انہیں غلط کاموں سے تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن قیم وغیرہا نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔ ❸ بدر کے کنویں میں مشرکوں کی لاشوں کا آپ کی بات سننا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما غلطی کھا گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ انهم یسمعون ما اقول کہ میری بات سن رہے ہیں۔ لیکن جمہور امت نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ دوسرے صحابہ سے بھی یہ مروی ہے حضرت خود

تسلیم کرر ہے ہیں آپ نے فرمایا "یعلمون ما اقول" گویا "یسمعون" کے الفاظ نہیں فرمایا اور انک لا تسمع الموتی کا مطلب ہے کہ آپ کے سنانے کا اب ان کو کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دار العمل سے نکل چکے ہیں اور آپ کا تبلیغ ووعظ کا ان سے تعلق ختم ہو چکا ہے، اس لیے صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا تھا، یا رسول اللہ تخاطب قوما قد جیفوا، اے اللہ کے رسول آپ ایسے لوگوں سے مخاطب ہیں جو لاشیں بن چکے ہیں، اور ظاہر بات ہے اسباب عادیہ یا وسائل طبیعہ کی رو سے کسی انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ مردوں کو اپنی بات سنا سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اسباب ظاہریہ اور عادیہ کا پابند نہیں ہے وہ مسبب الاسباب ہے، وہ پوشیدہ اور باطنی اسباب پیدا کر لیتا ہے جو عام اسباب کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے قانون اور ضابطہ یہی ہے کہ ہم مردوں کو نہیں سنا سکتے، لیکن ان اللہ یسمع من یشاء اللہ تعالیٰ جسے چاہے سنا سکتا ہے اور وما انت بمسمع من فی القبور، آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بات سنا دی۔ وہ تو آسمان وزمین کو بات سنا دیتا ہے، اور اس نے تمام انسانوں کو اس دنیا میں آنے سے پہلے اپنی بات سنا دی تھی، وہ مردوں کو زندوں کے جوتوں کی آہٹ سنا دیتا ہے، اگر اس نے اپنے رسول کی بات سنا دی تو اس میں کیا استحالہ ہے اس لیے قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے اپنے نبی کی بات سنا دی، اس لیے آپ نے صحابہ کرام کو جواب دیا تھا۔

ما انتم باسمع لما اقول منهم: تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو، اس لیے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرح یہ الفاظ مروی ہیں کہ ما انتم باسمع لما اقول منهم، اس لیے قرآن مجید نے سنانے کی نفی کی ہے سننے کی نفی نہیں کی۔ لیکن مردوں سے استغاثہ کرنا ان کو پکارنا اور ان سے دعا کی اپیل کرنا جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تو ہمارے کام ہیں اللہ کا فعل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سنانے سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ ہماری بات بھی سنتے ہیں، کیونکہ ہمارا نہ سنا سکنا ایک اصول اور ضابطہ ہے، جس سے استثناء بغیر کسی دلیل اور نص کے ممکن نہیں ہے بس جس چیز کے اللہ کے سنانے کی صراحت ہے وہ مان لیں گے۔

١٠...... بَابُ: التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ

باب ١٠: نوحہ کرنے کے بارے میں سختی

[2160] ٢٩-(٩٣٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ نَا أَبَانُ قَالَ نَا يَحْيٰى أَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا

[2160] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢١٦٨)

مَالِكِ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ)) وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ

[2160] ۔حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں چار عادتیں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں، جن کو وہ ترک نہیں کریں گے، حسب ونسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے سبب بارش ماننا اور نوحہ کرنا۔'' اور آپ نے فرمایا: ''اگر بین کرنے والی، اپنی موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس حالت میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کا پیرہن اور کھجلی (خارش) کی قمیص ہوگی۔

فائدہ :...... امت میں چار عادات واطوار، جاہلیت کے اطوار وعادات سے کسی نہ کسی شکل میں باقی رہیں گی مجموعی حیثیت سے تمام لوگ ان سے باز نہیں آئیں گے، اگرچہ بہت سے لوگ ان سے بچ جائیں گے، اور آپ کی یہ پیش گوئی، حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ لوگ اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں اور دوسرے کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی خاندان میں پیدا ہونا انسان کا ذاتی اور اکتسابی کمال یا خوبی نہیں ہے، اگر دنیوی طور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اعلیٰ خاندان میں پیدا کر دیا ہے تو یہ اس کا احسان وکرم ہے جو شکر وسپاس کا تقاضا کرتا ہے نہ کہ فخر وگھمنڈ کے لائق ہے، اور بہت سی قوموں میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ فلاں ستارہ فجر کے وقت مغرب میں ڈوبتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا مشرق میں طلوع ہوتا ہے، اور یہ اس کے طلوع وغروب کا نتیجہ ہے کہ بارش اترتی ہے۔ حالانکہ بارش کے نزول میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ایک علامت قرار دیا جا سکتا ہے جس سے بارش کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ اس طرح بعض خاندانوں میں نوحہ کرنا اور سینہ کوبی کرنا یا ندبہ کرنا عام ہے، بلکہ دینی گھرانے بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں ہیں، جبکہ اس کی سزا اس قدر سنگین ہے کہ نوحہ کرنے والی کے تمام جسم پر خارش اور کھجلی مسلط کی جائے گی۔ اعاذنا اللہ منها .

[2161] (...) و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سمعت

[2161] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: ما ینهی من النوح والبکاء والزجر عن ذلك برقم (١٣٠٥) وفی باب: من جلس عند المصیبة یعرف فیه الحزن برقم (١٢٩٩) وفی المغازی، باب: غزوة موتة من ارض الشام برقم (٤٢٦٣) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: الجلوس عند المصیبة برقم (٣١٢٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: النهی عن البکاء علی المیت ٤/ ١٤ و ١٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٢)

عَائِشَةَ تَقُولُ لَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَائَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ فَأَتَاهُ فَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اذْهَبْ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ وَاللّٰهِ مَا تَفْعَلُ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ

[2161]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی، تو رسول اللہ ﷺ اس طرح بیٹھے کہ آپ پر غم کے آثار محسوس ہو رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑ یا جھری سے دیکھ رہی تھی، تو آپ کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! جعفر کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا: ''جاؤ جا کر انہیں روکو۔'' وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا، وہ اس کی بات نہیں مان رہی ہیں، آپ نے اسے دوبارہ حکم دیا کہ ''جا کر انہیں منع کرو۔'' وہ گیا اور پھر واپس آ کر کہا، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں (بات مان نہیں رہی ہیں۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے خود کلامی کی کہ اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے (تمہیں ذلیل وخوار کرے) اللہ کی قسم! تم وہ کام کر نہیں سکتے ہو، جس کا رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں، اور آپ کو بار بار بتا کر) آپ کو مشقت میں ڈالنے سے باز نہیں آتے ہو۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جعفر کی رشتہ دار عورتیں، فطرتی اور طبعی رونے سے بلند آواز سے رو رہی تھیں اور شدت غم وحزن کی بنا پر انہیں اس کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے وہ دوسرے کے روکنے پر بھی باز نہیں آ رہی تھیں، اور آپ شدت غم کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی تھے اور اپنے تین عزیز اور محبوب ساتھیوں کی شہادت پر دینی اور شرعی امور کی پاسداری فرما رہے تھے، در آخر کار بتانے والے کو قوت کے استعمال کا حکم دیا کہ انہیں زبردستی روکو، ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، لیکن وہ اس قدر جرأت اور ہمت نہیں کر سکتا تھا، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواہش کی کہ وہ آپ کو بار بار بتانے سے باز آ جائے، جس سے معلوم ہوتا ہے، وہ صرف آواز ہی بلند کر رہی تھیں، بین وغیرہ نہیں کر رہی تھیں، وگرنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو روکتے، اور اس آدمی کا مقصد سد ذریعہ تھا کہ یہ کہیں بین ہی نہ شروع کر دیں۔

[2162] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعِيِّ

[2162] امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کی ہے، جس میں ایک راوی عبدالعزیز من العناء کی بجائے من العی کہتا ہے، معنی ایک ہی ہے (عناء مشقت اور تکان کو کہتے ہیں اور عی کا معنی بھی یہی ہے یعنی تم رسول اللہ ﷺ کو مشقت اور تھکاوٹ میں ڈالنے سے باز نہیں آئے۔)

[2163] ٣١-(٩٣٦) حَدَّثَنِي أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْبَيْعَةِ أَلَّا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ

[2163]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کے ساتھ یہ عہد بھی لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی لیکن ہم میں کسی عورت نے پانچ عورتوں، ام سلیم، ام العلاء، معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی معاذ کی بیوی، یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے سوا کسی نے اس عہد کا حق ادا نہیں کیا۔

فائدہ:...... ابوسبرۃ کی بیٹی الگ عورت ہے۔ کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام تو ام عمرو بنت خلاد رضی اللہ عنہا ہے، اور پانچویں عورت خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ام عطیہ کے ساتھ بیعت کرنے والی عورتوں میں سے انہیں پانچ نے اس عہد کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اوران کے علاوہ اور بے شمار مسلمان عورتوں نے بھی نوحہ ترک کر دیا تھا۔ لیکن کچھ عورتیں ان میں کچھ کمزوری تھی۔

[2164] ٣٢-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْعَةِ أَلَّا تَنُحْنَ فَمَا

[2162] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٥٨)

[2163] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك برقم (١٣٠٦) والنسائي في (المجتبى) في البيعة، باب: بيعة النساء ٧/ ١٤٩ مختصرا انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٧)

[2164] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٤٠)

وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ

[2164]۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت میں یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم بین نہیں کریں گی، مگر ہم میں سے پانچ کے سوا، جن میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں، کسی اور عورت نے اس کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔ (مراد بیعت کرنے والی عورتوں میں سے پانچ ہیں، کل پانچ عورتیں مراد نہیں ہیں۔)

[2165] ٣٣۔(٩٣٧) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ))

[2165]۔حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۃ ممتحنہ کی یہ آیت اتری: ”عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، اور آخر میں ہے اور کسی نیک کام میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی۔“ (آیت: ١٢) وہ بتاتی ہیں (باز رہنے والی چیزوں میں) نوحہ بھی داخل تھا۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! فلاں خاندان کے سوا، کیونکہ انہوں نے جاہلیت کے دور میں نوحہ کرنے میں میرے ساتھ تعاون کیا تھا۔ اس لیے میرے لیے ان کے تعاون کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فلاں شخص کا خاندان مستثنیٰ ہے۔“

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض کام ناجائز ہوتے ہیں لیکن اللہ کا رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ اللہ کی منشا اور مرضی کے مطابق، بعض لوگوں کو وقتی طور پر اس کام کے کرنے کی اجازت دے دیتا ہے اور اس وقتی اجازت کے بعد وہ انسان بھی دوسروں کے ساتھ اس حکم میں شریک ہوتا ہے، لیکن اس وقتی اجازت کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مستقل طور پر یہ اختیار دے دیا ہے کہ آپ عمومی احکام میں سے جس فرد کو چاہیں خاص کر لیں، بلکہ یہ کام آپ ﴿لتحكم بين الناس بما اراك الله﴾ (النساء: ١٠٥) تا کہ آپ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں، جو بات اللہ تعالیٰ نے آپ کو سوجھائی ہے اصول کے مطابق کرتے ہیں اس لیے اگر آپ کا کوئی فیصلہ یا حکم اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی کے مطابق نہ ہوتا، تو فوراً آپ کو آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

[2165] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٢٩)

اور اللہ کا رسول اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور نمائندہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم متصور ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا: ﴿من يطع الرسول فقد اطاع الله﴾ (النساء: ٨٠) ''جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔'' اس لیے آپ نے بعض احکام قرآن سے زائد اور مستقل دیئے ہیں۔ جن کا بعض حضرات نے حیلوں بہانوں سے انکار کیا ہے۔ مثلاً آپ کا ایک شاہد (گواہ) کی موجودگی میں مدعی سے قسم لینا، دودھ روکے ہوئے جانور کو دو صاع کھجور دے کر، جانور کے مالک کو واپس کرنا، آپ کا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا وغیرہ بے شمار احادیث ہیں، جن کو یہ حضرات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

١١...... بَابُ: نَهْيِ النِّسَاءِ عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

باب ١١: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کرنا

[2166] ٣٤ـ(٩٣٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ انَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

[2166]۔ حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا۔ مگر اس کی تاکید نہیں کی جاتی تھی۔

[2167] ٣٥ـ(. . .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

[2167]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا، لیکن ہمیں تاکید نہیں کی گئی، سختی سے نہیں روکا گیا۔

فائدہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حکم ونہی کا فیصلہ آپ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے عورتوں کو جنازوں سے روکنے کا فرمان آپ نے ہی صادر فرمایا۔ لیکن ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ جنازوں کو لے جانا اور دفن کرنا، طاقت وہمت اور حوصلہ کے کام ہیں۔ عورتیں نرم دل اور صنف نازک ہونے کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکتیں، نیز مردوں کے ساتھ اگر انہیں جانے کی اجازت ہو، تو پھر اس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور میل جول ہوگا، جو

[2166] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٨)

[2167] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحيض، باب: الطيب للمراة عند غسلها من المحيض برقم (٣١٣) بلفظ قريب منه۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی اتباع الجنائز برقم (١٥٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٩)

شریعت کے احکام اور اس کی حدود کے منافی ہے۔ اس لیے عورتوں کو جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا، ہاں اگر بعض باہمت اور حوصلہ مند عورتیں، کسی مجبوری کے سبب، یا جزع فزع اور اختلاط سے بچ کر کبھی چلی جائیں، تو اس کی گنجائش ہے۔ لیکن اس سے سب کے جانے کی اجازت کشید نہیں کی جائے گی اور سب کو جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۱۲...... بَابٌ: فِيْ غَسْلِ الْمَيِّتِ

باب ۱۲: میت کو غسل دینا

[2168] ۳۶-(۹۳۹) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ))

[2168]۔ حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اگر تم اس سے زائد بار مناسب سمجھو، پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار میں کافور ڈال دینا یا کچھ کافور ڈال دینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا اور جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی، تو آپ نے ہمیں اپنی تہبند دی اور فرمایا اس کو اس کے جسم کا شعار بناؤ یعنی جسم کے گرد لپیٹ دو۔

فوائد:...... ❶ جمہور کے نزدیک میت کو غسل دینا فرض ہے، کوفیوں، اہل ظاہر اور امام مزنی کے نزدیک تین دفعہ غسل دینا واجب ہے اور اس سے زائد، پانچ یا سات دفعہ ضرورت کے تحت ہے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک غسل ایک تعبدی حکم ہے، جس کی فلاسفی اور حکمت معلوم نہیں ہے، یا نظافت اور صفائی ستھرائی کے لیے ہے۔ میت نجس (پلید)

[2168] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر برقم (١٢٥٣) وفی باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (١٢٥٤) وباب: يجعل الكافور فی الاخيرة برقم (١٢٥٨) وباب نقض شعر المراة برقم (١٢٦٠) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: كيف غسل الميت برقم (٣١٤٢ و ٣١٤٦) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ٤/ ٢٨۔ ٢٩ فی الجنائز، باب: غسل الميت بالماء والسدر ٤/ ٣١۔ وفی باب غسل الميت اكثر من خمس ٤/ ٣١۔ وفی باب: غسل الميت اكثر من سبعة ٤/ ٣١۔ وفی باب: الكافور فی غسل الميت ٤/ ٣٢۔ وفی باب الاشعار ٤/ ٣٣۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی غسل الميت برقم (١٤٥٨) وفی باب: ما جاء فی غسل الميت برقم (١٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٩٤)

نہیں ہوتی، وگرنہ پانی اور بیری کے پتوں سے پاکیزگی اور طہارت حاصل نہ ہوتی، لیکن احناف کے نزدیک موت سے انسان پلید ہوگیا، جس طرح وہ تمام حیوانات جن میں خون ہے۔ مرنے سے پلید ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: "المومن لا ینجس" (بخاری) ❷ میت کو آخری غسل دیتے وقت پانی میں کافور ڈالا جائے گا، یا غسل سے فراغت کے وقت اس پر کافور چھڑک دیا جائے گا۔ ❸ آپ ﷺ نے غسل سے فراغت کے بعد اپنے جسم اطہر سے تہبند اتار کر دی تاکہ اس کو میت کے جسم پر لپیٹ دیا جائے۔ اس سے آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے سوا کسی کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا، وگرنہ آپ کے بعد کم از کم خلفائے راشدین کے آثار سے ہی صحابہ کرام تبرک حاصل کرتے، اس لیے یہ آپ ہی کا خاصہ اور امتیاز ہے، اس لیے آپ کے ساتھ خاص ہے۔

[2169] ٣٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2169]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے آپ کی صاحبزادی کے بالوں کی تین چوٹیاں کر دیں۔

[2170] ٣٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

[2170]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی فوت ہوگئی، ام عطیہ کی روایت میں ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں اور امام مالک کی روایت میں ہے، وہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے جس وقت آپ کی بیٹی فوت ہوگئی جیسا کہ یزید بن زریع کی حدیث ہے۔

[2169] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: كيف غسل الميت برقم (٣١٤٣) والنسائي في (المجتبى) ٣/ في الجنائز، باب: الكافور في غسل الميت ٤/ ٣٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٣)

[2170] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٢١٦٥)

[2171] ٣٩۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ)) إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2171] ۔امام صاحب نے ایک دوسری سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ یا اگر تم مناسب خیال کرو تو اس سے زیادہ دفعہ۔'' ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم نے اس کے سر کی تین زلفیں کر دیں۔

[2172] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَأَنَا أَيُّوبُ قَالَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

[2172] حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا) اسے طاق مرتبہ غسل دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کے بالوں میں کنگھی کر کے ان کے تین مجموعے بنا دیئے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا غسل طاق مرتبہ دینا بہتر ہے۔ اگرچہ ضرورت کے مطابق وہ تین دفعہ یا پانچ دفعہ سے زائد ہی ہو۔

[2173] ٤٠۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ نَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَّاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي)) قَالَتْ فَأَعْلَمْنَاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ))

[2171] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (١٢٥٤) وفي باب: من يجعل الكافور في الاخير (١٢٥٨) وابن ماجه والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: ما جاء في غسل الميت (١٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٨١١٥)

[2172] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: ما يستحب ان يغسل وترا برقم (١٢٥٤) بلفظ قريب منه، وفي باب: يجعل الكافور في آخره برقم (١٢٥٩) مختصرا۔ وفي باب: نقض شعر المراة برقم (١٢٦٠) والنسائي في (المجتبى) ٤/ ٣٠ في باب: نقض راس الميت وفي باب: الكافور في غسل الميت ٤/ ٣٢ انظر (التحفة) برقم (١٨١١٦)

[2173] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٠)

[2173]۔ حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی (بڑی) بیٹی زینب ؓ فوت ہو گئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اسے طاق مرتبہ غسل دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور پانچویں دفعہ اس میں کافور یا کافور کا کچھ حصہ ڈال دینا، اور جب تم غسل دے چکو تو مجھے اطلاع دینا۔'' ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنی تہبند دی اور فرمایا: ''اس کو اس کے جسم کے ساتھ ملا دو۔''

[2174] ٤١-(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِحْدٰى بَنَاتِهِ فَقَالَ ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ أَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا

[2174]۔ حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی کسی ایک بیٹی کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے طاق مرتبہ غسل دو، پانچ دفعہ یا اس سے زائد۔'' جیسا کہ ایوب اور عاصم کی حدیث ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہم نے اس کے بالوں کے تین حصے کر دیے، دونوں کنپٹیوں کی طرف اور ایک پیشانی کی طرف۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بالوں کے تین گیسو بنا کر، دو سر کے دونوں طرف اور ایک سامنے ڈال دیا جائے گا۔ لیکن بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی دوسری بیٹی کے تینوں گیسو پیچھے ڈالے گئے تھے۔ اس لیے امام شافعی، اور احمد کے نزدیک تینوں گیسو پیچھے ڈالے جائیں گے اور بقول حافظ ابن حجر احناف کے نزدیک بال کھلے چھوڑ کر سامنے اور پیچھے منتشر طور پر ڈالے جائیں گے اور بقول امام عینی دو گیسو کر کے سامنے سینے پر ڈالے جائیں گے۔ لیکن یہ دونوں قول صریحاً حدیث کے خلاف ہیں۔

[2175] ٤٢-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

[2174] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: یلقی شعر المراة خلفها برقم (١٢٦٣) والترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی غسل المیت برقم (٩٩٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: غسل المیت وترا (٤/ ٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٥)

[2175] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: التیمن فی الوضوء والغسل برقم (١٦٧) وفی الجنائز، باب: ابدوا فی میامن المیت برقم (١٢٥٥) وباب: مواضع الوضوء من ←

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ أَمَرَهَا أَنْ تَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا))

[2175] ۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دینے کا حکم دیا تو فرمایا: ''دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے غسل دینا شروع کرنا۔''

[2176] ۴۳۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا))

[2176] ۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا تھا: ''اس کے دائیں اطراف اور وضوء کی جگہوں سے آغاز کرنا۔''

فائدہ:......میت کو غسل دیتے وقت، سب سے پہلے اسے وضو کرایا جائے گا۔ اور وضو کے لیے عام طور پر استنجا کی ضرورت بھی ہوتی ہے اس لیے پیٹ صاف کر کے، استنجا کروانے کے بعد وضو کرایا جائے گا اور نہلاتے وقت بھی دائیں طرف سے شروع کیا جائے گا اور پھر اسے حسب ضرورت طاق دفعہ غسل دیا جائے گا۔

۱۳...... بَابٌ: فِيْ كَفَنِ الْمَيِّتِ

باب: ۱۳ میت کا کفن

[2177] ۴۴۔(۹۴۰) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

← الميت برقم (١٢٥٦) وابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: كيف غسل الميت برقم (٣١٤٥) والترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى غسل الميت برقم (٩٩٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: ميامن الميت ومواضع الوضوء منه ٤/ ٣٠ انظر (التحفة) برقم (١٨١٢٤)

[2176] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٧٢)

[2177] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجنائز، باب: اذا لم يجد كفنا الا ما يوارى راسه او قدميه غطى راسه برقم (١٢٣٦) واخرجه فى مناقب الانصار، باب: هجرة النبى ﷺ واصحابه الى المدينة برقم (٣٨٩٧) وبرقم (٣٩١٤) وفى المغازى، باب غزوة احد برقم ←

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ضَعُوهَا مِمَّا يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدُبُهَا

[2177]۔حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی، اور ہمارا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا، اور ہم میں سے کچھ لوگ اگلے جہاں اس حال میں گئے کہ انہوں نے (دنیا میں) اپنا کچھ اجر حاصل نہیں کیا، یعنی ان کے دور میں فتوحات کے نتیجہ میں مال ودولت اور آرام وآسائش میسر نہ تھی انہیں میں مصعب بن عمیر بھی ہیں، وہ احد کے دن شہید ہوئے اور انہیں کفن دینے کے لیے ایک دھاری دار چادر کے سوا کچھ نہ ملا اور ہم جب اس چادر کو ان کے سر پر رکھتے، ان کے پاؤں کھل جاتے اور جب ہم اسے ان کے پیروں پر رکھتے تو سر کھل جاتا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کے سر کے قریب رکھو، اور اس کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔''
اور ہم میں سے بعض کے پھل پک چکے ہیں، (انہیں مال ودولت کی فراوانی حاصل ہے) اور وہ انہیں (پھلوں کو) چن رہا ہے، اسے ہر قسم کی سہولت وآسائش حاصل ہے۔

فائدہ......اگر حالات کی تنگی وترش کی بنا پر کپڑوں کے حصول میں دقت ہو، تو ضرورت اور مجبوری کے تحت ایک کپڑے کا کفن درست ہے اور وہ کپڑا بھی اگر تنگ ہو تو سر کو ڈھانپا جائے گا اور پاؤں کی طرف کوئی گھاس پھوس ڈال دیا جائے گا۔ ہجرت کے ابتدائی دور میں مسلمان تنگ دست اور مفلوک الحال تھے، بعد میں فتوحات کی برکات کے نتیجہ میں مال ودولت اور خدم وحشم کی ریل پیل ہوگئی اور مسلمانوں کو ہر قسم کی سہولتیں اور آسائش میسر آ گئیں اور یہ جہاد کی دنیوی برکت تھی۔اور آخرت میں یقیناً اجر وثواب اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔

(٤٠٤٧) واخرجه فى باب: من قتل من المسلمين يوم احد برقم (٤٠٨٢) وفى الرقاق، باب: ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها برقم (٦٤٣٢) وفى باب: فضل الفقر برقم (٦٤٤٨) وابو داود فى (سننه) فى الوصايا، باب: ما جاء فى الدليل على ان الكفن من جميع المال برقم (٢٨٧٦) والترمذى فى (جامعه) فى المناقب، باب: فى مناقب مصعب بن عمير رضى الله عنه برقم (٣٨٥٣) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: القميص فى الكفن ٤/ ٣٩ انظر (التحفة) برقم (٣٥١٤)

[2178] (...) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2178] امام صاحب نے یہی روایت اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے۔

[2179] ٤٥-(٩٤١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَإِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيهَا أَنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهُ لِيُكَفَّنَ فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَأَحْبِسَنَّهَا حَتّٰى أُكَفِّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ

[2179] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سحول بستی کی بنی ہوئی تین سفید سوتی چادروں میں کفن دیا گیا، ان کپڑوں میں نہ قمیص (کرتا) تھی اور نہ عمامہ (پگڑی) اور رہا حلہ (چادروں کا جوڑا) تو اس کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ پیدا ہو گیا، آپ ﷺ کے کفن کے لیے اسے خریدا گیا تھا۔ پھر حلہ چھوڑ دیا گیا اور آپ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور اس حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا میں اس کو اپنے کفن کے لیے روک کر رکھوں گا۔ پھر کہنے لگا، اگر اللہ تعالیٰ اسے اپنے نبی کے لیے پسند فرماتا تو آپ کو اس کا کفن دیتا، اس لیے انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دی۔

فوائد: ...... ❶ سحولية: سین پر زبر اور پیش دونوں آئے ہیں اگر سین پر زبر پڑھیں تو سفید یا سوتی کپڑے مراد ہوں گے، اور اس کو ایک بستی کی طرف منسوب کرنا ہی بہتر ہے یعنی سحولی کپڑے۔ ❷ امام شافعی، احمد اور محدثین کے نزدیک مرد کے کفن میں، تین چادریں ہیں، ان میں قمیص اور عمامہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ان کو داخل کیا جائے تو کپڑے پانچ بنیں گے۔ اور امام مالک کا موقف یہی ہے، احناف کے نزدیک تین کپڑے ہیں ان میں ایک کپڑا قمیص ہے، یعنی قمیص، چادر اور لفافہ لیکن ان تین کپڑوں میں قمیص کو داخل کرنا صریح روایت کے خلاف ہے۔

[2178] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (٢١٧٤)
[2179] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢١٠)

[2180] ٤٦-(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُدْرِجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَّلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُاللّٰهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا

[2180] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ایک یمنی حلہ (جوڑے) میں لپیٹا گیا، پھر آپ ﷺ سے حلہ اتار دیا گیا اور آپ کو تین سفید یمانی کپڑوں کا کفن دیا گیا، جن میں نہ کرتا تھا اور نہ ہی پگڑی، عبداللہ نے وہ جوڑا اٹھا لیا اور کہا مجھے اس میں کفنایا جائے گا، پھر کہا، رسول اللہ ﷺ کو اس میں کفنایا نہیں گیا، تو مجھے اس میں کفن کیوں دیا جائے اور اسے صدقہ کر دیا۔

[2181] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ إِدْرِيسَ وَعَبْدَةُ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ قِصَّةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

[2181] مصنف صاحب نے یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کی ہے، مگر ان کی حدیث میں عبداللہ بن ابی بکر کا واقعہ کا ذکر ہے۔

[2182] ٤٧-(. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهَا فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ

[2180] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢١٠)

[2181] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (برقم (١٦٩٣٢) و (١٦٩٦٧) و (١٧٠٣٥) و (١٧٢٨٠) واخرج حديث يحيى بن يحيى ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: في الكفن برقم (٣١٥٢) والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في كفن النبي ﷺ برقم (٩٩٦) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: كفن النبي ﷺ برقم (٤/ ٣٦) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في كفن النبي ﷺ برقم (١٤٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٦)

[2182] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٧٤٤)

[2182]۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، میں نے ان سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا، تین سفید سحولی کپڑوں میں۔

۱۴...... بَابُ:تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ

باب : ١٤ میت کو ڈھانپنا

[2183] ٤٨ـ(٩٥٢) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وقَالَ الْآخَرَانِ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ سُجِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ مَاتَ بِثَوْبٍ حِبَرَةٍ

[2183]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ کو یمنی دھاری دار چادر میں ڈھانپ دیا گیا۔

[2184] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَوَآءً

[2184] مصنف نے اپنے دوسرے دو اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

فائدہ:...... انسان کی وفات کے بعد اس کے پورے جسم پر کپڑا ڈال کر اسے ڈھانپ دیا جائے گا۔

۱۵...... بَابُ:فِيْ تَحْسِيْنِ كَفَنِ الْمَيِّتِ

باب : ١٥ میت کو اچھا کفن دینا

[2185] ٤٩ـ(٩٤٣) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَانَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

[2183] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللباس، باب: البرود والحبر والشملة برقم (٥٨١٤) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی الميت يسجى برقم (٣١٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٦٥)

[2184] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢١٨٠)

[2185] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: الكفن برقم (٣١٤٨) والنسائی فی ←

جابر بن عبداللہِ یُحدِّثُ أَنَّ النبیَّ ﷺ خطب یوماً فذکر رجلاً من أصحابہ قُبِض فکُفِّن فی کفنٍ غیر طائلٍ وقُبر لیلاً فزجر النبیُّ ﷺ أن یُقبر الرجلُ باللیل حتّٰی یُصلّٰی علیہ إلّا أن یُضطرّ إنسانٌ إلٰی ذٰلک وقال النبیُّ ﷺ ((إذا کفّن أحدکم أخاہ فلیُحسِّن کفنہ))

[2185] ۔ ابوزبیر بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کا تذکرہ فرمایا، جسے مرنے کے بعد حقیر سے چھوٹے کپڑے میں کفن دیا گیا، اور رات ہی کو دفن کر دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر سرزنش و توبیخ فرمائی کہ کسی آدمی کو جنازہ پڑھے بغیر رات کو دفن کر دیا جائے، الا یہ کہ کوئی انسان ایسا کرنے پر مجبور ہو اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔

فوائد :...... ❶ میت کی بھلائی اور بہتری کی خاطر اسے ایسے وقت میں دفن کیا جائے جس وقت اس کی نماز میں زیادہ لوگ شریک ہو کر اس کے لیے دعا کر سکیں۔ اور خصوصی طور پر آپ ﷺ کے دور میں، آپ دن کے جنازوں میں شریک ہوتے تھے، اس لیے دن کے جنازہ میں زیادہ لوگ جمع ہو جاتے تھے لیکن اگر رات کے جنازہ میں زیادہ لوگ جمع ہو سکتے ہوں تو رات کو بھی جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے بزرگوں کا جنازہ رات کو پڑھایا گیا۔ لیکن کفن کی خست و حقارت کے سبب اور نماز جنازہ کی پرواہ کیے بغیر رات کو دفن کرنا درست نہیں ہے۔ ❷ کفن صاف ستھرے، سفید اور اچھے کپڑے سے تیار کرنا چاہیے جو میت کو پوری طرح ڈھانپتا ہو، لیکن اچھے کا معنی قیمتی نہیں ہے کہ ریا و سمع کرتے ہوئے بیش قیمت کفن تیار کیا جائے بلکہ عام طور پر مرنے والا جو صاف ستھرا اور اچھا لباس پہنتا تھا، اسی قسم کا کفن ہونا چاہیے۔

١٦...... بَابُ: الإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

باب١٦: جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا

[2186] ٥٠۔(٩٤٤) وحدّثنا أبوبکر بن أبی شیبۃ وزُھیر بن حرب جمیعاً عن ابن عُیینۃ قال أبوبکر نا سُفیان بن عُیینۃ عن الزُّھری عن سعید

← (المجتبی) فی الجنائز، باب: الامر بتحسین الکفن ٣/ ٣٤۔ وفی باب: الساعات التی نھی عن اقبار الموتی فیھا برقم (٢٠١٣) انظر (التحفۃ) برقم ٢٨٠٥)

[2186] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی الجنائز، باب: السرعۃ بالجنازۃ برقم (١٣١٥) وابو داود فی (سننہ) فی الجنائز، باب: الاسراع بالجنازۃ برقم (٣١٨١) والترمذی فی ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))

[2186]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (جنازہ کو جلدی لے جاؤ، اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اگر وہ اس کے سوا ہے، تو پھر تم شر کو اپنی گردنوں سے اتارو گے۔

[2187] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ

[2187] مصنف نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ معمر کہتے ہیں، میرے علم میں اس نے اس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی ہے۔

[2188] ٥١۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ نَا وقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))

[2188]۔ مصنف اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جنازہ جلدی لے جاؤ کیونکہ اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب کر رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو تم شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

فائدہ:...... میت نیک ہو یا بد اسے ہر صورت میں تیز رفتاری سے لے جانا چاہیے تاکہ وہ جلد اپنے انجام تک پہنچے اور ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوں، اس لیے جنازہ کو جلدی لے جانا بالاتفاق مستحب ہے۔ اور ابن حزم رحمہ اللہ

← (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الاسراع بالجنازة برقم (١٠١٥) والنسائي في (المجتبى) في شهود الجنائز برقم (١٤٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٣١٢٤)

[2187] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٤٤) وبرقم (١٣٢٩٣)

[2188] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: السرعة بالجنازة برقم ٤/ ٤٢ انظر (التحفة) برقم (١٢١٨٧)

کے نزدیک فرض ہے۔ جمہور کے نزدیک عام رفتار سے تیزی مراد ہے، بھاگنا جائز نہیں ہے لیکن احناف کے نزدیک زیادہ تیز رفتاری مراد ہے، یعنی بہت تیزی کرنی چاہیے اور آج کل اس بات کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر چلنے کی توفیق دے۔

۱۷...... بَابُ: فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا

باب۱۷: نماز جنازہ پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت

[2189] ۵۲۔(۹۴۵) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ وَحَرْمَلَةَ قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ))** قَالَ **((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ انْتَهٰى))** حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ وَزَادَ الْآخَرَانِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ ضَيَّعْنَا قَرَارِيطَ كَثِيرَةً

[2189]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا حتیٰ کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ اس کو دفن کر دیا گیا، تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔ پوچھا گیا، دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مانند۔'' ابو طاہر کی روایت یہاں پر ختم ہوگئی، دوسرے دو استاد بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ پڑھ کر لوٹ آتے تھے، تو جب ان تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی تو کہنے لگے، ہم نے تو یقیناً بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے۔ (ان کے ثواب سے محروم رہ گئے)۔

[2190] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالْأَعْلَى ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

[2189] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من انتظر حتى تدفن برقم (۱۳۲۵) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: ثواب من صلى على جنازة ٤/ ٧٧- انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۵۸)

[2190] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من انتظر حتى تدفن (الحديث ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ

[2190] یہی روایت مصنف اپنے چار اور اساتذہ سے دو بڑے پہاڑوں تک بیان کرتے ہیں، اس کے بعد کا حصہ بیان نہیں کرتے، عبدالاعلیٰ کی روایت میں حتى تدفن کی جگہ حتى يفرغ تھا حتیٰ کہ اس سے فارغ ہوا جائے اور عبدالرزاق کی حدیث میں حتى توضع في اللحد ہے۔ یعنی حتیٰ کہ لحد میں اتار یا رکھ دیا جائے۔

[2191] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي رِجَالٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ ((وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ))

[2191] یہی روایت ایک اور استاد سے مروی ہے، اس میں ہے ''جو شخص اس کے دفن ہونے تک اس کے ساتھ رہا۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسلمان بھائی کے جنازہ میں صرف نماز جنازہ تک ساتھ رہا جائے تو ایک بڑے پہاڑ کے برابر اجر ملتا ہے، دوسری روایت میں احد پہاڑ کے برابر کا تذکرہ ہے اور اگر آغاز سے لے کر تدفین تک شرکت کی جائے تو دو احد پہاڑ کے بقدر اجر ملتا ہے، لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بخاری شریف میں مروی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر عظیم و جزیل اجر و ثواب کا حقدار صرف وہی مسلمان ہے جو ایمان کے تقاضا یا اللہ کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے، محض اجر و ثواب اور اللہ کی رضا کی خاطر شرکت کرتا ہے اگر محض، رشتہ دار ہونے یا امیر و کبیر ہونے یا وزیر و مشیر ہونے یا محض دیکھا دیکھی یا لحاظ داری یا کسی اور غرض و سبب کی خاطر شرکت کرتا ہے، تو پھر وہ اس قدر اجر و ثواب کا حق دار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ خلوص نیت اور حسن نیت کی توفیق بخشے۔

[2192] ٥٣-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ)) قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ))

← ١/ ١١٠) واخرجه النسائي في كتاب الجنائز، باب: ثواب من صلى على جنازة برقم (١٩٩٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) باب: ثواب من صلى على جنازة ومن انتظر دفنها برقم (١٥٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٦٦)

[2191] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢١٨٧)

[2192] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦١)

[2192]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز جنازہ ادا کی اور اس کے ساتھ (قبر پر نہیں گیا تھا) تو اسے ایک قیراط اجر ملے گا، پس اگر وہ اس کے ساتھ (قبر پر) گیا (اور دفن تک وہاں رہا) تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا، پوچھا گیا، دو قیراط کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: ان میں سے چھوٹا احد پہاڑ کے مانند ہے۔

[2193] ٥٤۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُوضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيرَاطَانِ)) قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا الْقِيرَاطُ قَالَ ((مِثْلُ أُحُدٍ))

[2193]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو اس کے ساتھ گیا، حتیٰ کہ اسے قبر میں رکھ دیا گیا، اس کے لیے دو قیراط ہیں۔'' ابو حازم کہتے ہیں، میں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! قیراط کی مقدار کیا ہے؟ انہوں نے کہا، احد پہاڑ کے مانند۔

[2194] ٥٥۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

[2194]۔ نافع بیان کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو جنازہ کے ساتھ (نماز تک رہا) اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، ابوہریرہ ہمیں بہت احادیث سناتے ہیں اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیج کر ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے، ہم نے تو یقیناً بہت سے قیراط ضائع کر دیے۔ (قراریط، قیراط کی جمع ہے)

فائدہ: ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو متہم نہیں سمجھتے تھے، ان کا خیال تھا، ایک معمولی کام پر اتنا بڑا اجر، ہمیں اس کا پتہ کیوں نہیں چل سکا، کہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھول چوک تو نہیں ہو گئی، اس لیے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

[2193] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٥٣)

[2194] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: فضل اتباع الجنائز برقم (١٣٢٣) وبرقم (١٣٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٧٢)

کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا پتہ چلا تو وہ خود انہیں پکڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور انہیں براہ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنوایا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اعتراف کرنا پڑا کہ کنت الزمنا لرسول اللہ ﷺ واعلمنا بحدیثہ، آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہم سے زیادہ آپ کی احادیث جاننے والے ہیں۔

[2195] ٥٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي حَيْوَةُ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ)) وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُخْبِرُهُ مَا قَالَتْ وَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ حَتَّى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُولُ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ بِالْحَصَى الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

[2195]۔ داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے باپ عامر بن سعد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مقصورہ والے خباب آ کر کہنے لگے، اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ جو کچھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سنتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا، اور اس کی نماز جنازہ ادا کی، پھر اس کے ساتھ رہا، حتیٰ کہ اس کو دفن کر دیا گیا، تو اس کو اجر کے دو قیراط ملیں گے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے، اور جو جنازہ پڑھ کر واپس لوٹ آیا، اسے ایک احد کے برابر اجر ملے گا۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خباب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں پوچھے، پھر انہیں واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے آگاہ کرے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مسجد کی کنکریوں سے مٹھی بھر لی اور ان کو لوٹ پوٹ کرنے لگے حتیٰ کہ فرستادہ نے آ کر بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کنکریاں ان کے ہاتھ میں

[2195] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فضل الصلاة علی الجنائز وتشییعها برقم (٣١٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٣٠١)

تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم جلد سوم

تھیں زمین پر پھینک دیں، پھر کہا، ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے (ان کے ثواب سے محروم ہو گئے)۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقصورہ سے مراد مسجد کے اندر چھوٹا کمرہ ہے جس میں گورنر یا اس کے حاشیہ میں کھڑا ہوتے اور خباب اس کا منتظم تھا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کی وسعت وجامعیت اور کمال پر اعتماد تھا، اس لیے اگر انہیں کسی مسئلہ یا حدیث کے بارے میں شک ہوتا تو وہ فوراً ان سے رجوع کر کے اپنی تسلی کر لیتے۔ ❷ جنازہ میں شرکت کے لیے میت کے گھر جانا چاہیے تاکہ ثواب پورا پورا حاصل کیا جا سکے۔

[2196] ٥٧-(٩٤٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ الْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ**))

[2196]۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز جنازہ پڑھی، اسے ایک قیراط اجر ملے گا، اور اگر وہ دفن تک حاضر رہا تو اسے دو قیراط اجر ملے گا، اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

[2197] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ ((**مِثْلُ أُحُدٍ**))

[2197] امام صاحب اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، سعید اور ہشام کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے قیراط کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''احد کی مثل ہے۔''

۱۸...... بَابُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ

باب۱۸: جس کی نماز جنازہ سو مسلمانوں نے پڑھی ان کی سفارش میت کے بارے میں قبول ہوگی

[2198] ٥٨-(٩٤٧) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ انَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ انَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ

[2196] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى ثواب من صلى على جنازة ومن انتظر دفنها برقم (١٥٤٠) انظر (التحفة) برقم (٢١١٥)

[2197] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢١٩٣)

[2198] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى الصلاة على الجنازة ←

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ)) قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحِجَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2198] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو کو پہنچ جائے، وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے حق میں سفارش کریں (یعنی اس کی مغفرت اور رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش ضرور قبول ہوگی۔'' سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں میں نے یہ روایت شعیب بن حجاب کو سنائی تو اس نے مجھے یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے سنائی۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کے جنازہ میں زیادہ سے زیادہ صحیح العقیدہ (جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے) مسلمانوں کی شرکت مطلوب ومحبوب ہے اور ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعا اور سفارش اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

۱۹......بَابُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ شُفِّعُوا فِيهِ

باب ۱۹: جس مسلمان کی چالیس مسلمان نماز جنازہ پڑھیں، ان کی سفارش میت کے بارے میں قبول ہوگی

[2199] ۵۹۔(۹۴۸) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ قَالَ الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي و قَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ

← والشفاعة للميت برقم (١٠٢٩) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: فضل من صلى عليه مائة مرة ٤/ ٧٦۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٨) وبرقم (١٦٢٩١)

[2199] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: فضل الصلاة على الجنازة وتشييعها برقم (٣١٧٠) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء فيمن صلى عليه جماعة من المسلمين برقم (١٤٨٩) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٤)

هُمْ أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2199] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے کا انتقال مقام قدید یا مقام عسفان میں ہوگیا، تو انہوں نے کہا، اے کریب! دیکھو، کس قدر لوگ جمع ہوگئے ہیں، میں باہر نکلا تو دیکھا اس کی خاطر کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں، تو میں نے انہیں اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے پوچھا: تیرے خیال میں وہ چالیس ہوں گے؟ میں نے کہا، جی ہاں! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنازہ باہر نکالو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جس مسلمان آدمی کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازے کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں (اور وہ نماز میں اس کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ اس کے حق میں ان کی سفارش کو ضرور قبول فرماتا ہے۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف کثرت ہی مطلوب اور باعث رحمت و برکت نہیں ہے بلکہ جنازہ پڑھنے والے اہل توحید مسلمان ہوں، جو اخلاص نیت کے ساتھ میت کے حق میں دعا اور سفارش کریں۔ اور قدید اور عسفان کے مکہ معظمہ سے کچھ فاصلہ پر رابغ کے آگے اور پیچھے دو مقام ہیں راوی کو شک کہ ان دو مقامات میں سے کس مقام پر یہ حادثہ پیش آیا۔

٢٠...... بَابُ: فِيمَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْ شَرٌّ مِنَ الْمَوْتَى

باب ٢٠: جس میت کے بارے میں لوگ اچھا یا برا تبصرہ کریں

[2200] ٦٠-(٩٤٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ قَالَ عُمَرُ فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ((وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ

[2200] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الثناء ٤/ ٥٠ ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٤)

لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ))

[2200]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی واجب ہوگئی ثابت ہوگئی، ایک اور جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''واجب ہوگئی، ضروری ہوگئی، ثابت ہوگئی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں، باپ قربان! ایک جنازہ گزرا اور اس کی تعریف اور خیر کا تذکرہ کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، لازم ہوگئی، ضروری ٹھہری اور دوسرا جنازہ گزرا، اس کی برائی اور مذمت بیان کی گئی۔ تب بھی آپ نے فرمایا، واجب ہوگئی، واجب ہوئی، واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تم نے بھلائی اور خیر کا ذکر کیا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی، اس کے لیے آگ واجب ہوگئی، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔''

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک جنازہ کی تعریف اور دوسرے کی برائی بیان کرنے والوں کو زمین پر اللہ کے گواہ قرار دیا ہے اور گواہی صرف اہل خیر اور نیک و متقی لوگوں کی معتبر ہوتی ہے، جس انسان کی تعریف کی گئی، اس کی اللہ و رسول سے محبت و عقیدت اور اطاعت و فرمانبرداری میں سعی و کوشش کا ذکر ہوا اور جس کی برائی بیان کی گئی، اس کے اعمال، اس کے برعکس بیان کیے گئے، اور انسان کی کامیابی اور ناکامی کا مدار اس کے اعمال و افعال ہی ہیں، اور ظاہر بات ہے کسی کی نیکی کی تعریف، نیک لوگ ہی کرتے ہیں۔ انما يعرف الفضل من الناس...... اصحاب فضل و خیر ہی فضل و خیر کی معرفت رکھتے ہیں، اس لیے ان ہی لوگوں کی تعریف و مذمت کا اعتبار ہے۔ برے لوگ تو بروں ہی کی تعریف کریں گے کیونکہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز، اس لیے برے لوگوں کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

[2201] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَتَمُّ

[2201] امام صاحب دوسرے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

[2201] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات، باب: تعديل كم يجوز برقم (٢٦٤٢) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الثناء على الميت برقم (١٤٩١) انظر (التحفة) برقم (٢٩٤) وحديث يحيى بن يحيى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٠)

پاس سے جنازہ گزرا، عبدالعزیز کے ہم معنی روایت بیان کی ہے لیکن عبدالعزیز کی روایت اس کے مقابلہ میں کامل ہے۔

٢١...... بَابُ: مَاجَاءَ فِي مُسْتَرِيحٍ وَمُسْتَرَاحٍ مِنْهُ

باب: ٢١ آرام پانے والا کون ہے اور کس سے مخلوق آرام پاتی ہے

[2202] ٦١-(٩٥٠) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ)) مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا ((وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ))

[2202] ۔ ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام (چھٹکارہ) حاصل ہوگیا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! مستریح اور مستراح منہ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''مومن بندہ دنیا کی تکلیفوں اور مشقتوں سے آرام پاتا ہے اور برے بندہ سے، بندوں، علاقوں اور درختوں اور حیوانات کو آرام مل جاتا ہے۔''

فائدہ:...... برے اور بدکار انسان کے ہاتھ اور زبان سے تمام مخلوق تنگ ہوتی ہے اور اس کی بدعملیوں اور کرتوتوں کی نحوست سے بھی مخلوق کے لیے اذیت اور تکلیف کا باعث بنتی ہے وہ ہر چیز کے خلاف ہاتھ اور زبان استعمال کرتا ہے اس کے گناہوں کے سبب بارش بند ہوتی ہے۔

[2203] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و قَالَ انَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ((يَسْتَرِيحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ))

[2202] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: سكرات الموت برقم (٦٥١٢) وبرقم (٦٥١٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: استراحة المومن بالموت ٤/ ٤٩ وفی باب: الاستراحة من الكفار برقم (١٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٨)

[2203] انظر تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢١٩٩)

[2203] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں، اور یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ ''مومن بندہ دنیا کی تکلیفوں اور مشقتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر لیتا ہے۔

۲۲...... بَابُ: فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: ۲۲ جنازہ پہ تکبیریں

[2204] ٦٢-(٩٥١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

[2204]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوا، لوگوں کو اس کی موت کی اطلاع دی اور انہیں لے کر نماز گاہ گئے اور جنازہ کے لیے چار تکبیریں کہیں۔

[2205] ٦٣-(...) وحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّجَاشِيَ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

[2205]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن شاہ حبشہ، نجاشی فوت ہوا، آپ نے ہمیں اس کی موت کی خبر دی اور فرمایا: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ

[2204] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه برقم (١٢٤٥) وفي باب: التكبير على الجنازة اربعا برقم (١٣٣٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة على المسلم يموت في بلاد الشرك برقم (٣٢٠٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٣ وفي باب: عدد التكبير على الجنازة برقم (١٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٢)

[2205] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد برقم (١٣٢٧) وبرقم (١٣٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٢١١)

نے ہماری عیدگاہ میں صف بندی فرمائی اور نماز جنازہ پڑھی، اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

[2206] (. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ كَرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا

[2206] امام صاحب نے مذکورہ بالا سندوں سے، اپنے تین اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی۔

[2207] ٦٤-(٩٥٢) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

[2207]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

[2208] ٦٥-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ)) فَقَامَ فَأَمَّنَا وَصَلَّى عَلَيْهِ

[2208]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج ایک نیک انسان، اصحمہ فوت ہوگیا ہے۔'' تو پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ہماری امامت فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

[2209] ٦٦-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

[2206] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٨٠) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: (النعى) ٤/ ٢٧ وباب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٢٠٤١) انظر (التحفة) برقم (١٣١٧٦)

[2207] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة اربعا برقم (١٣٣٤) وفي مناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٧٩) انظر (التحفة) برقم (٢٢٦٢)

[2208] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة برقم (١٣٢٠) ومناقب الانصار، باب: موت النجاشي برقم (٣٨٧٧) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٠۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٠)

[2209] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصفوف على الجنازة ٤/ ٧٠۔ انظر (التحفة) برقم (٢٦٧٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ)) قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ

[2209]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی فوت ہو گیا ہے، اٹھو اور اس کا جنازہ پڑھو۔'' تو ہم نے اٹھ کر دو صفیں باندھ لیں۔

[2210] ٦٧-(٩٥٣) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ)) يَعْنِي النَّجَاشِيَ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ ((إِنَّ أَخَاكُمْ))

[2210]۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی فوت ہو چکا ہے، تو اٹھو اور اس کا جنازہ پڑھو۔'' آپ کا مقصد نجاشی تھا، زہیر کی روایت میں اخالکم کی بجائے اخاکم ہے۔ (مقصد ایک ہی ہے)۔

فوائد:...... ❶ شاہ حبشہ کا لقب نجاشی ہے اور حبشہ کا ہر بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا اور آپ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہو کر مرنے والا النجاشی اصحمہ تھا جس کی وفات رجب ۹ ہجری میں ہوئی۔۲۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا انسان فوت ہوا جس کا امت مسلمہ کے ہاں مقام ومرتبہ، اس کی خوبیوں اور کمالات کی بنا پر، تسلیم شدہ ہو کہ سب لوگ اس کے احسان مند ہوں، تو اس کا غائبانہ جنازہ پڑھا جائے گا، حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ نے اس معتدل موقف کو اختیار کیا ہے۔ائمہ اربعہ کا اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ❷ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک غائبانہ جنازہ جائز ہے، کیونکہ بقول امام شافعی، صلاۃ جنازہ، دعا ہے اور دعا موجود اور غائب دونوں کے لیے ہو سکتی ہے، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ کی زندگی میں، آپ کے بہت سے ساتھی غائبانہ طور پر فوت ہوئے ہیں، لیکن آپ نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، خلاصہ یہی ہے کہ کسی عظیم شخصیت کی خدمات کے اعتراف کے طور پر نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا صحیح ہے اور ہر نیک آدمی کے لیے درست نہیں ہے۔ ❸ ائمہ اربعہ کا جنازہ کی چار تکبیرات ہونے پر اتفاق ہے۔

[2210] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الامر بالصلاة على الميت ٤/ ٥٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٦)

۲۳...... بَابُ: الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: ۲۳ قبر پر جنازہ پڑھنا

[2211] ٦٨-(٩٥٤) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا قَالَ الشَّيْبَانِيُّ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا قَالَ الثِّقَةُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ حَسَنٍ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ انْتَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَبْرٍ رَطْبٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفُّوا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِعَامِرٍ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2211]۔ امام شعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر (میت کے) دفن کے بعد نماز پڑھی اور اس میں چار تکبیرات کہیں، شیبانی کہتے ہیں، میں نے شعبی سے پوچھا، تمہیں یہ حدیث کس نے سنائی؟ انہوں نے کہا، ایک قابل اعتماد شخصیت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، یہ حسن کی روایت ہے، اور ابن نمیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نئی اور تازہ قبر پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں، میں نے (شیبانی نے) عامر (شعبی) سے پوچھا، تمہیں کس نے حدیث بیان کی؟ انہوں نے کہا: قابل اعتماد جو اس جنازہ میں شریک تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

[2211] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: الدفن بالليل برقم (١٣٤٠) واخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور وحضور الجماعة والعيدين والجنائز وصفوفهم برقم (٨٥٧) والجنائز، باب: الاذن بالجنازة برقم (١٢٤٧) بلفظ مقارب، وباب: الصفوف على الجنازة برقم (١٣١٩) وباب: صفوف الصبيان مع الرجال في الجنائز برقم (١٣٢١) بلفظ مقارب، وباب: سنة الصلاة على الجنائز برقم (١٣٢٢) وباب: صلاة الصبيان مع الناس على الجنائز برقم (١٣٢٦) بلفظ مقارب وباب الصلاة على القبر بعد ما يدفن برقم (١٣٣٦) وابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة برقم (٣١٩٦) بلفظ مقارب والترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١١٠٣٧) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الصلاة على القبر ٤/ ٨٥ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١٥٣٠) بلفظ مقارب۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٦٦)

[2212] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ح و إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

[2212] امام صاحب نے تقریباً سات اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی ہے لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

[2213] ٦٩-(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ جَمِيعًا عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلٰوتِهِ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوَ حَدِيثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا

[2213]۔ امام صاحب نے اپنے کئی اور اساتذہ سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ کے قبر پر نماز پڑھنے کی حدیث بیان کی ہے، لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں نہیں ہے کہ آپ نے چار تکبیرات سے نماز پڑھائی۔

[2214] ٧٠-(٩٥٥) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَ نَا غُنْدَرٌ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ثَابِتٍ
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ

[2214]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

[2215] ٧١-(٩٥٦) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ

[2212] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٠٨)

[2213] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٠٨)

[2214] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى الصلاة على القبر برقم (١٥٣١) انظر (التحفة) برقم (٢٨٣)

[2215] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى ←

لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي)) قَالَ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ ((دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ))

[2215]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشن (حبشی عورت) یا حبشی جوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے گم پایا (اس کو نہ دیکھا) تو اس عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا، وہ فوت ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی۔" راوی کا خیال ہے گویا کہ سب نے اس کے معاملہ کو حقیر خیال کیا، تو آپ نے فرمایا: "مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔" تو ساتھیوں نے اس کی قبر دکھائی، آپ نے اس انسان کا جنازہ پڑھا، پھر فرمایا: "یہ قبریں، قبر والوں کے لیے اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری ان پر نماز پڑھنے سے، ان کو (قبروں کو) ان کے لیے (اموات کے لیے) روشن اور منور فرما دیتا ہے۔

فوائد:...... ❶ مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کرنا ایک بہت اچھا کام ہے۔ اس کام کو حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے۔ ❷ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے، اگر ان میں سے کوئی غیر حاضر ہو یا نظر نہ آئے، تو اس کے بارے میں ساتھیوں سے معلومات حاصل کرنی چاہیے۔ ❸ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو عام جنازہ کا ہے، جمہور کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف میت کا ولی اگر اس نے جنازہ نہ پڑھا ہو، تو قبر پر جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ ❹ امام مالک کے نزدیک بھی قبر جنازہ پڑھنا صحیح نہیں ہے، یہ صرف نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ❺ قبر کی ظلمت اور اندھیرا، نیک لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں زائل ہو جاتا ہے اور قبر روشن ہو جاتی ہے۔

[2216]٧٢-(٩٥٧) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

← والعيدان برقم (٤٥٨) وباب: الخدم للمسجد برقم (٤٦٠) وفي الجنائز، باب: الصلاة على القبر بعد ما يدفن برقم (١٣٣٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: الصلاة على القبر برقم (٣٢٠٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في الصلاة على القبر برقم (١٥٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٥٠)

[2216] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: التكبير على الجنازة برقم (٣١٩٧) ←

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ كَانَ زَيْدٌ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا

[2216]۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے، اور انہوں نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں تو میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ بھی (بعض دفعہ) ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ...... نبی اکرم ﷺ عام طور پر جنازہ میں چار تکبیرات کہتے تھے، اور عام طور پر خلفاء راشدین کا بھی یہی طریقہ تھا لیکن بعض اوقات ان سے زائد تکبیریں بھی آپ سے ثابت ہیں یعنی پانچ سے سات تک۔

۲۴...... بَابُ: الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب: ۲۴ جنازہ (دیکھ کر) اس کے لیے کھڑے ہونا

[2217] ۷۳۔(۹۵۸) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ))

[2217]۔حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کی خاطر کھڑے ہو جاؤ، حتیٰ کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اسے (گردنوں سے اتار) رکھ دیا جائے۔

← واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی التكبير على الجنازة برقم (۱۰۲۳) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: عدد التكبير على الجنازة برقم (۴/ ۷۲) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فيمن كبر خمسا برقم (۱۵۰۵) انظر (التحفة) برقم (۳۶۷۱)

[2217] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: القيام للجنازة برقم (۱۳۰۷) واخرجه فی الجنائز، باب: متى يقعد اذا قام للجنازة برقم (۱۳۰۸) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: القيام للجنازة برقم (۳۱۷۲) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القيام للجنازة برقم (۱۰۴۲) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: الامر بالقيام للجنازة برقم (۴/ ۴۴) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القيام للجنازة برقم (۱۵۴۲) انظر (التحفة) برقم (۵۰۴۱)

[2218] ٧٤-(...) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ))

[2218] ۔ امام صاحب بہت سے اساتذہ کی سندوں سے نقل کرتے ہیں، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک جنازہ دیکھے وہ اگر جنازہ کے ساتھ نہیں جا رہا تو وہ کھڑا ہو جائے، حتیٰ کہ وہ اس سے آگے گزر جائے، یا اس کو پیچھے چھوڑنے سے پہلے ہی (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

[2219] ٧٥-(...) وَ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح وَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِينَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهُ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا))

[2219] ۔ امام صاحب مزید کئی اساتذہ کی اسانید سے لیث بن سعد کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ ابن جریج کی حدیث یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے۔ تو وہ اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو جائے، حتیٰ کہ وہ اسے پیچھے چھوڑ جائے، جبکہ وہ اس کے ساتھ نہ جا سکتا ہو۔''

[2220] ٧٦-(٩٥٩) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوا حَتّٰى تُوضَعَ))

[2220] ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی جنازہ کے ساتھ جاؤ، تو اس وقت تک نہ بیٹھو، جب تک اسے (زمین پر) پر رکھ نہ دیا جائے۔''

[2218] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢١٤)

[2219] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢١٤)

[2220] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٢٥)

[2221] ۷۷-(. . .) وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا مُعَاذُ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوضَعَ))

[2221]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ، اور جو جنازہ کے ساتھ جائے وہ اس کے رکھے تک نہ بیٹھے۔''

[2222] ۷۸-(۹۶۰) وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ ((إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا))

[2222]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گزرا، تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہو گئے، اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودن ہے، تو آپ نے فرمایا: ''موت دہشت ناک ہے یا گھبراہٹ کا باعث ہے، اس لیے تم جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

[2223] ۷۹-(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

[2221] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناكب الرجال، فان قعد امر بالقيام برقم (۱۳۱۰) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في القيام للجنازة برقم (۱۰۴۳) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: السرعة بالجنازة برقم (۴/ ۴۳) ايضا واخرجه في الجنائز في باب: الامر بالقيام للجنازة برقم (۴/ ۴۵) ايضا واخرجه في باب: الجلوس قبل ان توضع الجنازة برقم (۴/ ۷۷) انظر (التحفة) برقم (۴۴۲۰)

[2222] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من قام لجنازة يهودي برقم (۱۳۱۱) واخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: القيام للجنازة۔ (۳۱۷۴) واخرجه النسائي في الجنائز، باب: القيام الجنازة اهل الشرك (۴/ ۴۶) انظر (التحفة) برقم (۲۳۸۶)

[2223] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الرخصة في ترك القيام←

جَابِراً يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ

[2223] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے لیے جو آپ کے پاس سے گزرا کھڑے ہو گئے، حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

[2224] ٨٠۔(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَيْضاً أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيِّ حَتَّى تَوَارَتْ

[2224] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک یہودی کے جنازہ کی خاطر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

[2225] ٨١۔(٩٦١) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہما كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَ ((أَلَيْسَتْ نَفْسًا))

[2225] ۔ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما قادسیہ کے مقام پر تھے کہ ان کے پاس سے جنازہ گزرا، تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے، انہیں بتایا گیا کہ وہ اس زمین کا (کافر) باشندہ ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، آپ کو بتایا گیا، وہ یہودی ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا وہ ذی روح (جاندار) نہیں ہے؟

[2226] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ فَقَالَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ

[2226] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ ان دونوں نے

← برقم (٤/ ٤٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨١٨)

[2224] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٢٠)

[2225] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: من قام لجنازة يهودي برقم (١٣١٢) وبرقم (١٣١٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: القيام لجنازة اهل الشرك برقم (٤/ ٤٥) انظر (التحفة) برقم (٤٦٦٢)

[2226] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٢٢)

جواب دیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔

۲۵...... بَابُ: نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب: ۲۵ جنازہ کے لیے کھڑے ہونا منسوخ ہوگیا

[2227] ٨٢-(٩٦٢) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَنَحْنُ فِي جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ فَقَالَ لِي مَا يُقِيمُكَ فَقُلْتُ أَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ لِمَا يُحَدِّثُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رضي الله عنه فَقَالَ نَافِعٌ فَإِنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ

[2227]۔ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے مجھے جبکہ ہم ایک جنازہ میں تھے۔ کھڑے دیکھا اور وہ اس انتظار میں بیٹھ چکے تھے کہ اسے قبر میں اتار دیا جائے، تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کیوں کھڑے ہو؟ میں نے کہا، اس انتظار میں کہ جنازہ رکھ دیا جائے، کیونکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہی بیان کرتے ہیں تو نافع نے کہا، مجھے مسعود بن حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ اٹھے، پھر بیٹھ گئے۔

[2228] ٨٣-(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ فِي شَأْنِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَإِنَّمَا حَدَّثَ بِذٰلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَاٰى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ۔

[2227] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: القيام للجنازة برقم (٣١٧٥) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: الرخصة فی ترك القيام لها برقم (١٠٤٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) ى الجنائز، باب الوقوف للجنائز برقم (٤/ ٧٨) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی القيام للجنازة برقم (١٥٤٤) بمعناه انظر (التحفة) برقم (١٠٢٧٦)

[2228] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٢٢٤)

[2228] ۔مسعود بن حکم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنازوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، پھر بیٹھ گئے۔ نافع بن جبیر نے یہ روایت اس لیے بیان کی کہ اس نے واقد بن عمرو کو جنازہ کے رکھے جانے تک کھڑے ہوئے دیکھا۔

[2229] (. . .) وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2229] امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے یہی روایت نقل کی ہے۔

[2230] ۸۳۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ

[2230] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے، اور آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے، یعنی جنازہ میں۔

[2231] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2231] امام صاحب نے دوسرے دو اساتذہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

فائدہ :......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ اس کا معنی کیا ہے، امام بیضاوی کہتے ہیں کہ اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے، جب گزر جاتا یا نظروں سے اوجھل ہو جاتا تو بیٹھ جاتے، جیسا کہ مذکورہ بالا باب کی روایات میں یہ تصریح موجود ہے، اور امام ملا علی قاری کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق قبرستان میں یا قبر میں جنازہ رکھنے سے ہے کہ قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا صحیح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہیں بیٹھتے تھے، بعد میں بیٹھنے لگ گئے اور بعض کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق مطلقاً قیام سے ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں صحابہ و تابعین اور ائمہ میں اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ یہ استحبابی حکم ہے، کھڑا ہونا اور رکھے جانے تک کھڑے رہنا بہتر ہے اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہونا بہتر ہے اور بیٹھنا جائز ہے۔ امام احمد، امام اسحاق کے نزدیک اختیار ہے کوئی پابندی نہیں ہے جیسا چاہے کر لے اور حضرت ابو ہریرہ،

[2229] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۲٤)

[2230] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۲٤)

[2231] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۲٤)

ابن عمر، ابن زبیر، ابوسعید خدری، ابوموسیٰ اشعری، حسن بن علی رضی اللہ عنہم، امام اوزاعی، احمد، اسحاق محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جب تک قبرستان میں جنازہ رکھ نہ دیا جائے اس وقت تک بیٹھنا درست نہیں ہے لیکن ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور بعض صحابہ وتابعین کی رائے میں جنازہ کے لیے اٹھنا اور قبرستان میں رکھنے تک کھڑے رہنا منسوخ ہے۔

٢٦...... بَابُ: الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ

باب ٢٦ نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنا

[2232] ٨٥-(٩٦٣) وَ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) قَالَ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ
قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ. حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا.

[2232]۔حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کی دعا سے یہ الفاظ یاد کر لیے آپ اللہ کے حضور عرض کر رہے تھے، اے اللہ! اسے بخش دے، اور اس پر رحمت فرما، اس کو عافیت دے (عذاب سے بچا) اس کو معاف فرما دے، اس کی باعزت مہمانی فرما، اس کی قبر کو وسیع فرما دے (جہنم کی آگ اور اس کی سوزش وجلن کی بجائے) پانی سے، برف سے اور اولوں سے اسے نہلا دے، اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے، جس طرح تو نے اجلے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف فرما دیا ہے اور اس کو اس کے دنیا کے گھر کے بدلے میں اچھا گھر اور اس کے گھر والوں کے بدلے میں اچھے گھر والے اور اس کی رفیقہ حیات کے بدلہ میں اچھی رفیقہ حیات (بیوی) عطا فرما دے، اور اس کو جنت میں

[2232] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما يقول في الصلاة على الميت برقم (١٠٢٥) بمعناه واخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الوضوء بماء البرد برقم (١/ ٥١) واخرجه كذلك في الجنائز، باب: الدعاء برقم (٤/ ٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٠١)

داخل فرما، اور اسے عذاب قبر یا آگ کے عذاب سے پناہ دے۔'' (حدیث کے راوی عوف بن مالک کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی یہ دعا سن کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ میت میں ہوتا ہے۔

امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

[2233] (. . .) وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ

[2233] مصنف نے ایک اور استاد سے، اہل حدیث کی طرح روایت بیان کی ہے۔

[2234] ٨٦-(. . .) وَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْحِمْصِيِّ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَآءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)) قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ

[2234]۔ امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ ایک نماز جنازہ میں یہ دعا سنی آپ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحمت فرما، اس سے درگزر فرما، اسے عذاب سے عافیت وسلامتی عطا فرما، اس کی بہترین مہمان نوازی فرما، اس کی قبر کو فراخ کر دے، اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اسے گناہوں کی گندگی سے اس طرح صاف فرما، جس طرح سفید اجلا کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے گھر کے بدلہ میں اس کے گھر سے بہتر گھر دے، اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے بدلہ میں دے، اور اس کی بیوی کے

[2233] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٢٩)

[2234] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما يقول في الصلاة على الميت برقم (١٠٢٥) بمعناه واخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الوضوء بماء البرد برقم (١/ ٥١) واخرجه كذلك في الجنائز، باب: الدعاء برقم (٤/ ٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٠٢)

بدلہ میں اس سے بہتر بیوی عطا فرما، اور اسے قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' حضرت عوف رضی اللہ عنہ کا قول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میت کے حق میں دعا سن کر، میں نے خواہش کی، اے کاش یہ میت میں ہوتا۔

فوائد :...... ① امام مسلم رحمہ اللہ نے یہاں صرف حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا نقل فرمائی ہے اور آپ سے اور دعائیں بھی ثابت ہیں۔ نیز مصنف اس دعا کا موقعہ اور محل بھی بیان نہیں فرمایا، صحیح مسلم کے شارح، امام نووی نے ریاض الصالحین میں نماز جنازہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد نماز میں پڑھا جانے والا درود ابراہیم پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت اور عام مسلمانوں کے لیے دعائیں کریں، اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی عام لوگوں کی عادت کے برعکس لمبی دعا کر کے سلام پھیر دے۔ ② نماز جنازہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مختلف دعائیں ثابت ہیں، ان سب کو ملا کر یا بعض کو پڑھنا چاہیے اور دعائیں خوب اخلاص اور الحاح سے کرنی چاہییں اور یہ تبھی ممکن ہے جب دعائیں اور ان کا معنی ومفہوم یاد ہو۔ ③ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، سے ثابت ہوتا ہے، آپ نے یہ دعائیں اونچی آواز سے آہستہ آہستہ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھی تھیں کہ ان کو سن کر یاد ہو گئیں، اس طرح دوسرے صحابہ کی روایت سے بھی نماز جنازہ میں دعائیں بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سے بلند آواز سے دعائیں پڑھتے تھے، نیز کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے بلند آواز سے آمین کہتے تھے، اس لیے یہ طریقہ یعنی آمین کہنا درست نہیں ہے۔ ④ نماز جنازہ کے بعد، میت کے دفن تک آپ یا آپ کے خلفاء راشدین سے کوئی دعا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے بعد کی سب دعائیں خود ساختہ ہیں، حالانکہ یہ بات مسلم ہے کہ عبادات میں اصل چیز ثبوت ہے، رائے یا قیاس کا یہاں دخل نہیں ہے۔

٢٧...... بَابُ: أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ

باب ۲۷ : امام نماز جنازہ کے وقت، میت کے کس مقام کے سامنے کھڑا ہوگا

[2235] ٨٧ـ(٩٦٤) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلّٰى عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

[2235] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض ، باب: الصلاة على النفساء وسنتها برقم (٣٣٢) بمعناه واخرجه كذلك في الجنائز ، باب: الصلاة على النفساء اذا ماتت في نفاسها برقم (١٣٣١) بمعناه واخرجه كذلك في باب: اين يقوم من المراة والرجل برقم (١٣٣٢) ←

[2235] ۔حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی۔آپ نے ام کعب ؓ کی نماز جنازہ پڑھی تھی، جو نفاس کی حالت میں فوت ہوگئی تھیں۔رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ کے لیے،اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

[2236] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرُوا أُمَّ كَعْبٍ

[2236] مصنف نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی اسی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔لیکن انہوں نے ام کعب ؓ کا نام نہیں لیا۔

[2237] ۸۸۔(. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ لَقَدْ كُنْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ أَسَنُّ مِنِّي وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ وَسَطَهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلٰوةِ وَسَطَهَا

[2237] ۔حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نوخیز تھا اور میں آپ ﷺ کی باتوں کو یاد کیا کرتا تھا،اور اب مجھے بات کرنے سے صرف یہی چیز روک رہی ہے کہ یہاں پر بہت سے لوگ مجھ سے عمر میں بڑے (عمر رسیدہ) موجود ہیں،میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت

← بمعناہ۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: این یقوم الامام من المیت اذا صلی علیه برقم (٣١٩٥) واخرجه الترمذ فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء این یقوم الامام من الرجل والمراة برقم (١٠٣٥) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الحیض، باب: الصلاة علی النفساء برقم (١/ ١٩٥) واخرجه کذلك فی الجنائز، باب: الصلاة علی الجنائز قائما برقم (٤/ ٧١) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی این یقوم الامام اذا صلی علی الجنازة برقم (١٤٩٣) انظر (التحفة) برقم (٤٦٢٥)

[2236] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٢٣٢)

[2237] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٢٣٢)

کی جو نفاس کی حالت میں فوت ہوئی تھی، نماز جنازہ پڑھی ہے، رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ میں، اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے، عبداللہ بن بریدہ کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ اس کی نماز کے لیے اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

فوائد :...... ❶ نفاس والی عورت اگرچہ اس حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتی اور وہ اجر وثواب کے اعتبار سے شہداء کی صف میں داخل ہے، اس کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ❷ امام صاحب، میت کے جنازہ میں کہاں کھڑا ہوا جائے؟ اس سلسلہ میں صرف عورت کے بارے میں روایت لائے ہیں کہ اس کے جنازہ میں امام درمیان میں کھڑا ہوگا، لیکن مرد کے جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟ اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ ائمہ کا اس کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور ایک روایت کی رو سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہ موقف ہے کہ جنازہ میں امام مرد کے سر کے قریب اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہوگا اور حدیث کی رو سے یہی صحیح ہے، علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول چونکہ احادیث اور آثار کے مطابق ہے اس لیے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (صحیح مسلم: ۲/ ۸۱۱) اے کاش ہر جگہ، صحیح احادیث پر عمل کو ہی ترجیح دیں، قراءت فاتحہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں بلند آواز سے فاتحہ پڑھی اور فرمایا، یہ میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا، آپ ﷺ کا رویہ اور طرز عمل ہے، اور اس کی یہ تاویل کر دی ہے۔ آپ نے بطور دعا اور ثنا پڑھی تھی۔ (ج۲ص ۸۹۸) حالانکہ اس تاویل کا کوئی قرینہ اور دلیل نہیں ہے اور ایک بات یہ کہی ہے۔ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرضیت پر استدلال صحیح نہیں ہے، حالانکہ جس طرح قرآن کے حکم سے فرضیت ثابت ہوتی ہے حدیث صحیح سے بھی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایات کو تو امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے۔ اس وجہ سے وہ قطعیت اور یقین کا فائدہ دیتی ہیں، ان سے فرضیت کیوں ثابت نہیں ہوگی۔ امام ابن ہمام اور امام طحاوی نے بھی یہی تاویل کی ہے کہ ثناء دعا کے طور پر پڑھی ہے، چلو یہ حضرات دعا وثنا کے طور پر پڑھ لیا کریں، فاتحہ پڑھا تو کریں، اس جامع دعا سے محروم تو نہ رہیں۔

۲۸...... بَابُ: رُكُوبِ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ

باب۲۸: نماز جنازہ سے واپسی پر (سواری پر) سوار ہونا

[2238] ۸۹۔(۹۶۵) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ يَحْيَى أَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

[2238] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: الركوب بعد الفراغ من الجنازة برقم (٤/ ٨٦) انظر (التحفة) برقم (٢١٩٤)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِفَرَسٍ مُعْرَوْرَى فَرَكِبَ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ

[2238]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ننگی پیٹھ ایک گھوڑا لایا گیا، تو آپ ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ سے واپسی پر اس پر سوار ہوگئے، اور ہم آپ کے اردگرد پیدل چل رہے تھے۔

[2239] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ)) وَقَالَ شُعْبَةُ ((لِأَبِي الدَّحْدَاحِ))

[2239] حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ کے پاس ننگی پیٹھ والا گھوڑا لایا گیا، تو ایک آدمی نے اسے پکڑ کر روکے رکھا اور آپ اس پر سوار ہوگئے، وہ آپ کو اٹھا کر دلکی چال چلنے لگا (کودتا اچھلتا چل رہا تھا) اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے تھے اور دوڑ رہے تھے، قوم (لوگ) میں سے ایک آدمی نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں ابن ابی الدحداح رضی اللہ عنہ کے لیے کتنے خوشے لٹک رہے ہیں یا جھکے ہوئے ہیں؟'' شعبہ نے ابن الدحداح کی بجائے ابوالدحداح کہا۔

فائدہ:...... **جنازہ سے واپسی پر بالاتفاق سوار ہونا جائز ہے، جاتے وقت بلا عذر ضرورت درست نہیں ہے۔ کیونکہ چارپائی کو کندھا دینا ہوتا ہے۔**

٢٩...... بَابٌ: فِي اللَّحْدِ وَنَصْبِ اللَّبِنِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب: ٢٩ لحد (بغلی قبر) بنانا اور میت پر کچی اینٹیں لگانا

[2240] ٩٠-(٩٦٦) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمِسْوَرِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ

[2239] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، برقم (٦١٧٨) واخرجه الترمذی فی (سننه) فی الجنائز باب: ما جاء فی الرخصة فی ذلك برقم (١٠١٣) انظر (التحفة) برقم (٢١٨٠)

[2240] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب اللحد والشق برقم (٤/ ٨٠) ←

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[2240]۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وہ فوت ہو گئے تھے۔(اپنے لواحقین سے) کہا، میرے لیے لحد بنانا اور مجھ پر اچھے طریقے سے کچی اینٹیں لگانا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا، یعنی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی۔

فائدہ:...... بالاتفاق لحد بنانا بہتر ہے اور عام قبر بنانا بھی درست ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کچی اینٹیں لگائی تھیں اور قبر ایک بالشت اونچی بنائی تھی۔

۳۰...... بَابُ: جَعْلِ الْقَطِيفَةِ فِي الْقَبْرِ

باب: ۳۰ قبر میں چادر رکھنا

[2241] ۹۱۔(۹۶۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ وَوَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا أَبُو جَمْرَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ

قَالَ مُسْلِم أَبُو جَمْرَةَ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَأَبُو التَّيَّاحِ وَاسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ مَاتَا بِسَرْخَسَ

[2241]۔امام صاحب نے مختلف اساتذہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر رکھ دی گئی تھی۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ہے اور ابو التیاح کا نام یزید بن حمید ہے اور دونوں (ایک ہی سال میں) سرخس میں فوت ہوئے۔(ابو التیاح کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے)۔

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام نے محض اسی بنا پر یہ چادر قبر میں ڈال دی کہ آپ کے بعد اس کو

← واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في استحباب اللحد برقم (١٥٥٦) انظر (التحفة) برقم (٣٨٦٧)

[2241] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في الثوب الواحد يلقى تحت الميت في القبر برقم (١٠٤٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: وضع الثوب في اللحد برقم (٤/ ٨١) انظر (التحفة) برقم (٦٥٢٦)

کوئی استعمال نہ کرے لیکن چونکہ یہ بات درست نہ تھی، اس لیے بقول امام ابن عبدالبر اس کو نکال لیا گیا تھا۔ اور جمہور فقہاء نے میت کے نیچے کپڑے بچھانے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

۳۱...... بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ

باب: ۳۱ قبر کو ہموار یا برابر بنانے کا حکم

[2242] ۹۲-(۹۶۸) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ أَنَّ عَلِيَّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ وَفِي رِوَايَةِ هَارُونَ أَنَّ

ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ بِرُودِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ رضی اللہ عنہ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا

[2242]۔ ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم سرزمین روم کے جزیرہ بردوس میں، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی قبر (عام قبروں کے) برابر بنائی جائے۔ یا اس کی قبران کے حکم سے عام قبروں کے برابر بنائی گئی، پھر انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ اس کے ہموار عام قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

[2243] ۹۳-(۹۶۹) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

[2243]۔ ابوالہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا میں تمہیں اس کام

[2242] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی تسوية القبر برقم (۳۲۱۹) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: تسوية القبور اذا رفعت برقم (۴/ ۸۸) انظر (التحفة) برقم (۱۱۰۲۶)

[2243] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی تسوية القبر برقم (۳۲۱۸) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی تسوية القبر برقم (۱۰۴۹) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: تسوية القبور اذا رفعت برقم (۴/ ۸۶) انظر (التحفة) برقم (۱۰۰۸۳)

کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کسی مجسمہ اور تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں اور نہ کسی اونچی یا بلند قبر کو (عام قبروں کے) برابر کیے بغیر چھوڑوں۔

[2244] (...) وَ حَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا حَبِيبٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا

[2244] مصنف یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں۔ (یعنی تمثال کی جگہ تصویر کا لفظ ہے)

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی قبر کو عام قبروں سے بلند اور اونچا بنانا جائز نہیں ہے، اگر طاقت وقوت یعنی اقتدار واختیار ہو تو بلند قبروں کو زمین کے قریب کر دینا چاہیے، اس لیے بالاتفاق ایک بالشت سے اونچی قبر گرا کر اس کو عام قبروں کے برابر کر دیا جائے گا، قبر کو صرف عام زمین سے ممتاز کرنے کے لیے کچھ بلند رکھا جاتا ہے، لیکن افسوس آج کل عام طور پر آپ کے اس صریح فرمان کو نظر انداز کر کے قبریں اونچی بنائی جاتی ہیں۔
❷ امام ابوحنیفہ، مالک، احمد رحمہم اللہ کے نزدیک قبر اونٹ کی کوہان کی شکل میں بنائی جائے گی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہموار اور مسطح یعنی چوکور ہو گی لیکن زمین سے زیادہ بلند کسی کے نزدیک بھی نہیں بنائے جائے گی۔

۳۲...... بَابُ: النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

باب: ۳۲ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے کی ممانعت

[2245] ٩٤-(٩٧٠) وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ

[2245]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

[2244] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٤٠)

[2245] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: في البناء على القبر برقم (٣٢٢٦) و (٣٢٢٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها برقم (١٠٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الزيادة على القبور برقم (٤/ ٨٦) واخرجه كذلك في باب: البناء على القبر برقم (٤/ ٨٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في النهي عن البناء على القبور وتجصيصها والكتابة عليها برقم (١٥٦٣) انظر (التحفة) برقم (٢٢٧٤) و (٢٧٩٦)

[2246] (. . .) وَ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2246] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی حدیث بیان کی ہے۔

[2247] ۹۵۔(. . .) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نُهِيَ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ

[2247]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبر کو پختہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

فوائد:...... ❶ علامہ تورپشتی حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قبر کو پختہ بنانا یا اس پر خیمہ گاڑنا دونوں منع ہیں، کیونکہ ان کا فائدہ نہیں ہے اور یہ اہل جاہلیت کا وطیرہ اور عمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو فرمایا، اے غلام! اس کو اکھاڑ دو، میت کا عمل ہی اس کے لیے سایہ فراہم کرتا ہے، اور بعض احناف نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ مال کا ضیاع ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے مکہ کے ائمہ کو دیکھا وہ عمارت کو گرانے کا حکم دیتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا: شروع سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں، اس لیے (امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے) خلاف واقعہ ہے۔ اور دعویٰ اجماع غلط ہے۔ نیز وہ اجماع جو خلاف نص ہو قابل قبول نہیں ہے اور نہ ہی نص کے خلاف اجماع ممکن ہے۔ اسی طرح ابن عابدین نے قبر پر لکھنے کے جواز پر اجماع عملی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ امام ابیؒ رحمہ اللہ نے لکھا ہے، ائمۃ المسلمین نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا، اور نہ ہی انہوں نے اپنی قبروں پر لکھنے کی وصیت کی ہے۔ بلکہ ان کی اکثریت نے اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اپنی تصانیف میں بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح الملہم: ۲/ ۵۰۷)

لہٰذا یہ لوگوں کا غلط عمل ہے اس کو اجماع کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ کیا اب ساری دنیا کے مسلمانوں میں سود کا چال چلن ہے تو یہ جائز ہو جائے گا، نیز ان حضرات نے یہ دعویٰ علماء اور صلحاء کی قبروں کے لیے کیا تھا، اب یہ وبا عام ہوگئی ہے۔ تو کیا اس کو اجماع عملی کا نام دے کر، اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ حالانکہ اصل حقیقت حال یہ ہے کہ ہر دور

[2246] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲٤۲)

[2247] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: تجصيص القبور برقم (٤/ ٨٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في النهي عن البناء على القبور وتجصيصها والكتابة عليها برقم (١٥٦٢) انظر (التحفة) برقم (٢٦٦٨)

اور ہر زمانہ میں ائمہ المسلمین میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں اور اب بھی ہیں، جو ان غلط کاموں سے روکتے رہتے ہیں۔
یہی حال ان مزارات پر چادریں یا پھول چڑھانے کا ہے، اب لوگ قبروں والوں کو پکار کر، اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے نذر مانتے یا نیاز چڑھاتے ہیں اور یہ کام بالا جماع باطل ہے۔ (شرح صحیح مسلم سعیدی: ۲/ ۸۱۷)
تو کیا اب اس عمل کو جائز قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ سب لوگ کر رہے ہیں۔ ❷ جس طرح قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا ناجائز ہے، اسی طرح اس پر مجاور بن کر بیٹھنا درست نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، قبر پختہ بنانا، اس پر عمارت بنانا اور بیٹھنا منع ہے۔

۳۳...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ

باب ۳۳: قبر پر بیٹھنا اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ناجائز ہے

[2248] ۹۶-(۹۷۱) وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ))

[2248]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی انگاروں پر بیٹھ جائے اور وہ اس کی کپڑوں کو جلا کر اس کے کھال تک پہنچ جائیں تو یہ اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

[2249] (. . .) وَ حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَ حَدَّثَنِيهِ عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2249] امام صاحب نے اپنے دو دوسرے اساتذہ سے بھی، اس سند سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

[2250] ۹۷-(۹۷۲) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ

[2248] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۶۰۴)

[2249] تفرد مسلم بحديث قتيبة بن سعيد انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۱۳) واخرج حديث عمرو الناقدا النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: التشديد في الجلوس على القبور برقم (٤/ ٩٥) انظر (التحفة) برقم (۱۲٦٦۲)

[2250] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: كراهية القعود على القبر برقم (۳۲۲۹) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز، باب: ما جاء في كراهية المشي على القبور والجلوس عليها والصلاة اليها برقم (۱۰۵۰) و (۱۰۵۱) واخرجه النسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: النهي عن الصلاة الى القبر برقم (۲/ ٦٧) انظر (التحفة) برقم (۱۱۱٦۹)

عَنْ أَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا))

[2250] ۔حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

[2251] ۹۸۔(. . .) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ

عَنْ أَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا))

[2251] ۔ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو، اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔''

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے جس طرح قبر پر بیٹھنا اس کی تحقیر کا باعث ہے اور ناجائز ہے، اس طرح اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اس کی تعظیم کا باعث ہے یا کم از کم اس سے مشابہت رکھتا ہے، اس لیے ملا علی قاری نے لکھا ہے: اگر یہ حقیقتاً قبر یا صاحب قبر کی تعظیم کے لیے ہے تو تعظیم کرنے والا کافر ہے۔ (فتح الملہم: ج۲ ص۵۰۷) ❷ جب قبر پر بیٹھنا جائز نہیں ہے تو اس پر پیشاب و پاخانہ کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے، جو انتہائی نازیبا اور قبیح حرکت ہے۔ امام مالک بیٹھنے کی ممانعت کو اس پر محمول کرتے ہیں۔

۳۴...... بَابُ: الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۳۴: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

[2252] ۹۹۔(۹۷۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ قَالَ عَلِيٌّ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ أَنْ يَمُرَّ بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى سُهَيْلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ

[2251] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۲۴۷)

[2252] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الجنائز، باب: ما جاء فى الصلاة على الميت فى المسجد برقم (۱۰۳۳) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الجنائز، باب: الصلاة على الجنازة فى المسجد برقم (۴/ ۶۸) انظر (التحفة) برقم (۱۶۱۷۵)

[2252]۔عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لانے کا حکم دیا تاکہ وہ بھی ان کا جنازہ پڑھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلد بھول گئے، رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔

[2253] ۱۰۰۔(. . .) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَمُرُّوا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوا فَوُقِفَ بِهِ عَلَى حُجَرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِي كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذٰلِكَ وَقَالُوا مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى أَنْ يَعِيبُوا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوا عَلَيْنَا أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ

[2253]۔عباد بن عبداللہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھیں، لوگوں نے ایسے ہی کیا، جنازہ ان کے حجروں کے سامنے رکھ دیا گیا تاکہ وہ نماز جنازہ پڑھ لیں، پھر اسے باب الجنائز سے جو مقاعد (بیٹھنے کی جگہیں) کے قریب تھا، سے نکالا گیا۔ اور انہیں پتہ چلا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے، جنازوں کو مسجد میں نہیں لایا جاتا تھا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک بھی اعتراض پہنچا، تو انہوں نے فرمایا، کس قدر جلدی لوگ اس کام پر اعتراض کرنے لگے ہیں جس کا انہیں علم ہی نہیں ہے۔ ہم پر جنازہ مسجد میں لانے پر عیب (نکتہ چینی) لگایا گیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء کا جنازہ مسجد کے اندر پڑھا تھا۔

[2254] ۱۰۱۔(. . .) وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ

[2253] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٤٩)

[2254] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: الصلاة على الجنازة في المسجد برقم (٣١٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٣)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ قَالَ مُسْلِم سُهَيْلُ بْنُ دَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَيْضَاءِ أُمُّهُ بَيْضَاءُ

[2254]۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز جنازہ پڑھوں، تو ان پر اعتراض کیا گیا، اس پر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھا تھا۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سہیل بن دعد ہی بیضاء کے بیٹے ہیں۔ بیضاء ماں کا نام ہے، اصل نام دعد ہے، بیضاء کے نام سے معروف تھیں اور دوسرے بیٹے کا نام صفوان ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی، لیکن آپ عام طور پر جنازہ، عیدگاہ میں ہی پڑھتے تھے یا مسجد کے قریب جگہ تھی، جس کی طرف باب الجنائز کھلتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔

٣٥...... بَابُ: مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا

باب ٣٥: قبرستان میں داخل ہوتے وقت اہل قبرستان کے لیے کیا دعا کی جائے گی

[2255] ١٠٢-(٩٨٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ)) وَلَمْ يُقِمْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ ((وَأَتَاكُمْ))

[2255]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا

[2255] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٩٦)

(عائشہ رضی اللہ عنہا نے) جب بھی رسول اللہ ﷺ کی باری میرے ہاں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع (اہل مدینہ کا قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے: ''اے مومنوں کے گھر کے باسیو! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی نازل ہو۔ جس کا تم سے وعدہ تھا آ چکا، کل تک تمہیں مہلت ہے، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقد والوں کو معاف فرما۔'' اور قتیبہ کی روایت میں اتاکم کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:...... عـدًا مـؤجـلـون کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ابھی مکمل حساب کتاب شروع نہیں ہوا، اس کے لیے قیامت تک ڈھیل اور مہلت ہے۔ یا دنیا میں جس کل کی مہلت دی گئی تھی وہ آ چکا ہے، اور غرقد ایک درخت کا نام ہے، جو اہل مدینہ کے قبرستان میں تھا۔

[2256] ۱۰۳-(...) وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَ مَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ ((مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً)) قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ ((لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ ((فَأَنْتِ السَّوَادُ

[2256] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩١، ٩٢) واخرجه كذلك فی عشرة النساء، باب: الغيرة برقم (٧/ ٧٣) وبرقم (٤/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٩٣)

الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي)) قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ)) قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ ((فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ)) قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ من المومنين والمسلمين ويرحم الله الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ))

[2256]۔محمد بن قیس بن مخرمہ بن مطلب نے ایک دن ساتھیوں سے کہا، کیا میں تمہیں اپنے اور اپنی ماں کے بارے میں بات نہ بتاؤں؟ ساتھیوں نے خیال کیا کہ وہ اپنی وہ ماں مراد لے رہا ہے جس نے اسے جنا ہے، اس نے کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میری وہ رات آئی، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں ہوتے تھے، آپ گھر لوٹے (مسجد سے گھر آئے) اپنی چادر (چارپائی پر) رکھی اور اپنے جوتے اتار کر، اپنے پاؤں (پیئتی) کے پاس رکھے، اور اپنی تہبند کا ایک حصہ اپنے بستر پر بچھا کر لیٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنی دیر ٹھہرے کہ آپ نے خیال کیا کہ میں سوگئی ہوں تو آپ نے آہستگی (تاکہ میں بیدار نہ ہو جاؤں) سے اپنی چادر اٹھائی اور آہستگی سے اپنا جوتا پہنا اور دروازہ کھول کر نکلے اور اسے آہستگی سے بند کر دیا، اور میں نے بھی اپنی قمیص گلے میں ڈالی، اپنی اوڑھنی کو دوپٹہ بنایا (سر پر رکھا) اور اپنی تہبند باندھ لی، پھر میں آپ کے پیچھے چل نکلی، حتیٰ کہ آپ بقیع (قبرستان) پہنچ گئے اور آپ کافی دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ نے تین دفعہ ہاتھ اٹھائے، پھر آپ واپس پلٹے، اور میں بھی واپس لوٹی، آپ تیز ہو گئے، تو میں بھی تیز ہوگئی، آپ نے دوڑ لگائی تو میں بھی دوڑ پڑی، آپ نے تیز دوڑ شروع کی تو میں بھی تیز دوڑ پڑی، اور میں آپ سے پہلے آ گئی اور گھر میں داخل ہو کر لیٹ گئی، اتنے میں آپ بھی گھر داخل ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ سانس پھولا ہوا ہے، پیٹ ابھرا ہوا ہے۔'' میں نے کہا، کوئی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم بتا دو یا مجھے باریک بین، واقف آگاہ (اللہ تعالیٰ) بتا دے گا۔'' تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اور میں نے صورت حال بتا دی، آپ نے فرمایا: تو وہ شخص جو مجھے اپنے آگے نظر آ رہا تھا؟ میں نے کہا، ہاں۔ آپ نے میرے سینہ کو زور

سے دھکا دیا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو نے یہ خیال کیا کہ تم پر اللہ اور اس کا رسول زیادتی کرے گا؟ تیری باری میں کسی اور کے ہاں چلا جاؤں گا۔ میں نے دل میں کہا، لوگ کتنا ہی چھپائیں، اللہ اسے جانتا ہے (آپ کو بتا دیتا ہے) خود ہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے، ہاں کہا۔ (اور اپنے گمان ونظریہ کی تصدیق کی) آپ نے فرمایا: جب تو نے دیکھا، اس وقت میرے پاس جبریل آیا اور اس نے مجھے آواز دی اور اپنی آواز تجھ سے مخفی رکھی، میں نے تجھ سے پوشیدہ رکھ کر، اس کو جواب دیا، اور وہ اندر تیرے پاس نہیں آ سکتا تھا کیونکہ تم کپڑے اتار چکی تھی، (سونے کا لباس پہن لیا تھا) اور میں نے خیال کیا، تم سو چکی ہو۔ اس لیے میں نے تمہیں بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، اور مجھے خطرہ محسوس ہوا (اگر تم جاگ گئی تو اکیلی) وحشت محسوس کرو گی، جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ کے رب کا حکم ہے، اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، میں ان کے حق میں کیسے دعا کروں؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا، کہو: ''سلام ہو تم پر، اے گھروں والو! مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے، اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے۔ اور ہم اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔''

مفردات الحدیث

❶ ریثما: اتنی دیر تک۔ ❷ اجافة: اس کو یعنی دروازہ کو بند کر دیا۔ ❸ رُوَيْدَ: آہستگی سے بند کر دیا۔ ❹ جَعَلْتُ دِرعي في راس: میں نے اپنی کوئی (قمیص) (پہن لی، سر سے جسم وبدن پر ڈال لی۔ اختمرتُ: میں نے خمار (دوپٹہ) اوڑھ لیا، دوپٹہ سے سر ڈھانپ لیا۔ ❺ تَقَنَّعْتُ إِزاري: میں نے اپنی دھوتی باندھ لی، قناع اوڑھنی اور دوپٹہ کو کہتے ہیں، اور تقنع کا معنی ہوا دوپٹہ اوڑھ لیا، اور یہاں یہ معنی ہوا کہ ازار (دھوتی، تہبند) کو جسم کے گرد باندھ لیا۔ ❻ هَرْوَل: دوڑا۔ اور ❼ أَحْضَر تیز دوڑا۔ حضار میں هرولة سے زیادہ تیزی ہوتی ہے۔ ❽ حشيا: سانس کا پھولنا، دوڑ کی بنا پر اس کا اکھڑ جانا اور اس میں تیزی آنا۔ ❾ رابية: پیٹ کا اونچا اور بلند ہونا۔ پیٹ کا سانس کے پھولنے سے پھول جانا۔ ❿ سَــواد: شکل وصورت، ڈھانچہ، ہیولی، وجود۔ ⓫ لَهَدَنِي لَهْدَةً: زور سے دھکا دیا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے، اس لیے آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے اور پھر آگے آگے آنے کا پتہ نہ چل سکا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی یہی سمجھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر آپ کو مخفی چیز کا پتہ نہیں چل سکتا، اور اسی لیے آپ نے فرمایا، تم خود بتا دو، یا مجھے اللہ تعالیٰ بتا دے گا۔ ❷ قبرستان جانے کا اصل مقصد یہی ہے کہ مسلمان اموات کے لیے سلامتی اور بخشش کی دعا کی جائے اور ساتھ ہی اپنی موت کو یاد کیا جائے۔ کسی اور مقصد یا غرض کے لیے جانا، درست نہیں ہے۔

❸ قبرستان میں جا کر ہاتھ اٹھا کر طویل وقت تک دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

[2257] ١٠٤-(٩٨٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

[2257]۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو اس طرح جا کر کہیں،ابوبکر کی روایت ہے۔ السلام علی اهل الدیار ، اے گھر والو! سلام ہو۔اور زہیر کی روایت ہے۔ السلام علیکم اهل الدیار ، اے گھر والو تم پر سلام! مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت (سکھ، چین اور سکون) کا سوال کرتا ہوں۔

٣٦...... بَابُ :اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ ﷺ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ

باب ٣٦: نبی اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگنا

[2258] ١٠٥-(٩٧٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي))

[2257] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز ، باب: الامر بالاستغفار للمومنين برقم (٤/ ٩٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز ، باب: ما جاء في فيما يقال اذا دخل القبر برقم (١٥٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٠)

[2258] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز ، باب: في زيارة القبور برقم (٣٢٣٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز ، باب: زيارة قبر المشرك برقم (٤/ ٩٠) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجنائز ، باب: ما جاء في زيارة قبور المشركين برقم (١٥٧٢) واخرجه كذلك في باب: ما جاء في زيارة القبور برقم (١٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٣٩)

[2258]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے رب سے، اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت طلب کی، تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی، اور میں نے اللہ سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، تو اس نے مجھے اجازت دے دی۔

[2259] ۱۰۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ))

[2259]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی (اس کی قبر پر گئے) خود بھی روئے اور اپنے اردگرد والوں کو بھی رلایا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ میں اس کے لیے بخشش کی درخواست کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور میں نے اس سے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی، تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ موت یاد دلاتی ہیں۔

[2260] ۱۰۶۔(۹۷۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَهُوَ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

[2259] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٢٥٥)

[2260] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الاضاحى، باب: بيان ما كان من النهى عن اكل لحوم الاضاحى بعد ثلاث فى اول الاسلام وبيان نسخه واباحته الى متى شاء برقم (٥٠٨٦) واخرجه كذلك فى الاشربة، باب: النهى عن الانتباذ فى المزفت والدباء والحنتم والنقير وبيان ←

[2260] ۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تو ان کی زیارت کیا کرو، اور میں نے تمہیں تین دن سے زائد قربانیوں کے گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تم جب تک چاہو رکھ سکتے ہو، اور میں نے تمہیں مشکیزوں کے سوا چیزوں سے نبیذ پینے سے منع کیا تھا۔ اب تم ہر قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو، لیکن نشہ آور نہ پیو۔''

[2261] (. . .) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ الشَّكُّ مِنْ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانَ

[2261] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے متعدد اور اساتذہ سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مختار مطلق نہیں تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند اور مامور تھے، اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ ❷ ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور امام شعبی رحمہم اللہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے زیارت قبور مکروہ سمجھتے تھے لیکن ان کے بعد کے ائمہ کے نزدیک مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثریت کے نزدیک اگر خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کرے، بلکہ موت اور آخرت کی فکر کا احساس پیدا کرنے کا باعث ہو تو جائز ہے، اور آپ نے زیارت قبور کا جو مقصد بیان کیا ہے، اس مقصد کے مرد اور عورت دونوں ہی محتاج ہیں۔ ❸ آپ ﷺ کو اپنی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت تو مل گئی، لیکن استغفار کی اجازت نہیں ملی۔

← انه منسوخ وانه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا برقم (٥١٧٥) وبرقم (٥١٧٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الاشربة، باب: في الاوعية برقم (٣٦٩٨) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: زيارة القبور برقم (٤/ ٩٤) بمعناه۔ واخرجه كذلك في الضحايا، باب: الاذن في ذلك برقم (٧/ ٢٣٥) واخرجه كذلك في الاشربة، باب: الاذن في الشئي منها برقم (٨/ ٣١١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٠١)

[2261] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الاضاحي، باب: بيان ما كان في النهي عن اكل لحوم ←

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے تو اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ملت اسلام کے سوا کسی اور دین پر مرنے والے کے لیے استغفار کی اجازت نہیں ہے، لیکن کچھ علماء کا خیال ہے کہ استغفار تو اس کے لیے ہے جو غیر معصوم ہو یا گناہ گار ہو، اور آپ کی والدہ سے تو کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، اس پر سوال یہ ہے کہ اگر معصوم کے لیے استغفار کی ضرورت نہیں ہے، تو پھر حضور اکرم ﷺ کو آخری سورۃ، سورۂ نصر میں استغفار کا حکم کیوں دیا گیا کیا اس سے یہ وہم نہیں پیدا ہوسکتا کہ شاید آپ نے کوئی گناہ کیا ہو، جب کہ اصل حقیقت ہے کہ استغفار رفع درجات کا بھی باعث ہے، بہرحال علامہ سیوطی نے جو آپ کے والدین کے بارے میں، تین نظریات پیش کیے ہیں۔ وہ محل نظر ہیں لیکن جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، اس مسئلہ کو عام مجالس میں موضوع سخن بنانا درست نہیں ہے۔

٣٧...... بَابُ: تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهُ

باب۳۷: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

[2262] ١٠٧۔(٩٧٨) حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

[2262]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے تیر سے قتل کر ڈالا تھا، تو آپ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

مفردات الحدیث ❊ مَشَاقِص: مفرد۔ مِشْقَصْ: چوڑے تیرے۔

← الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام وبیان نسخه واباحته الی متی شاء برقم (٢٣٧) واخرجه فی الاشربة، باب: النهی عن الانتباذ فی المزفت والدباء والحنتم والنقیر وبیان انه منسوخ وانه الیوم حلال ما لم یصر مسکرا برقم (٦٤) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی الرخصة فی زیارة القبور برقم (١٠٥٤) وفی الاضاحی، باب: ما جاء فی الرخصة فی اکلها بعد ثلاث برقم (١٥١٠) وفی الاشربة، باب: ما جاء فی الرخصة ان ینبذ فی الظروف برقم (١٨٦٩) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الاشربة، باب: ذکر الاخبار التی اعتل بها من اباح شراب السکر برقم (٨/ ٣٢٠) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الاشربة، باب: ما رخص فیه من ذلك برقم (٣٤٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٢) وتفرد به مسلم فی حدیث ابن ابی عمر ومحمد بن رافع۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٨٩)

[2262] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجنائز، باب: ترك الصلاة علی من قتل نفسه برقم (٤/ ٦٦) انظر تحفة الاشراف برقم (٢١٥٧)

فائدہ :...... حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام اوزاعی رحمہما اللہ کا موقف یہی ہے کہ قاتل نفس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، لیکن امام حسن، قتادہ، نخعی، مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک خودکشی کرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی، آپ نے اس فعل اور حرکت سے باز رکھنے کے لیے توبیخ وسرزنش کے طور پر جنازہ نہیں پڑھا، جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے۔ ما انا فلا اصلی، میں نماز جنازہ نہیں پڑھتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنازہ پڑھنے سے نہیں روکا، اس لیے معلوم ہوتا ہے قابل احترام اور صاحب عظمت شخصیت کو جس کے نماز میں شریک نہ ہونے سے لوگ متاثر ہوں، نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور عام مسلمانوں کو جنازہ پڑھنا چاہیے۔ امام مالک کا ایک قول یہی ہے، اور امام مالک کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قاتل نفس، توبہ کا موقع نہیں پاتا، اس لیے اس کی توبہ نہ ہونے کی بنا پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، جس کا مطلب یہ ہوا، اگر اس کو کچھ زندگی ملی، جس میں توبہ کر سکا۔ تو پھر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔

اس کتاب کے کل ابواب (56) اور (232) احادیث ہیں۔

13

کِتَابُ الزَّكَاةِ
زکاۃ کا بیان

حدیث نمبر 2263 سے 2494 تک

۱۳...... كِتَابُ الزَّكَاةِ

۱۳. زکاۃ کا بیان

۱...... باب: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

باب ۱: پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں

[2263]۔ (۱) ۹۷۹ وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ))

[2263]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم (غلہ) میں صدقہ نہیں ہے اور نہ پانچ سے کم اونٹوں میں صدقہ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ ہے۔

[2264] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2263] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: ما ادری زكاته فليس بكنز برقم (۱٤۰۵). واخرجه كذلك فی باب: زكاة الورق برقم (۱٤٤۷). واخرجه ابوداود فی سنة فی الزكوٰة: باب ماتجب فيه الزكوٰة برقم (۱۵۵۸) واخرجه الترمذی فی المجتبى فی الزكوٰة، باب ماجاء فی صدقة الزرع والتمر والحبوب برقم (٦٤٦)، و (٦٤۷) واخرجه السنائی ۵/ ۳٦ و ۵/ ۳۷ واخرج كذلك فی باب زكوٰة التمر برقم (۵/ ۳۹) واخرجه كذلك فی باب زكوٰة الورق برقم ۵/ ٤۰ واخرجه كذلك فی باب زكوٰة الحبوب برقم ۵۸/ ٤۰ واخرجه كذلك فی باب القدر الذی تجب فيه الصدقة من الاموال برقم ۱۷۹۳۔

[2264] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۲۲٦۰)۔

[2264]۔امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بھی مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[2265](...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[2265] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ہاتھ کی پانچ انگلیوں سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے، پھر پہلی حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

[2266] ۳۔(...) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ

[2266]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔''

[2267] ٤۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ))**.

[2267]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم کھجوروں اور غلہ میں زکاۃ نہیں ہے۔

[2268] ٥۔(...) وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

[2265] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2266] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2267] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)
[2268] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ)).

[2268] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غلہ اور کھجوروں میں زکاۃ نہیں ہے حتیٰ کہ وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں اور نہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ سے کم اوقیہ چاندی میں زکاۃ ہے۔

[2269] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ

[2269] امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے اوپر والی روایت بیان کی ہے۔

[2270] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ.

[2270] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں تمر کھجور کی جگہ ثمر پھل کا لفظ ہے۔

[2271] ٦ ـ (٩٨٠) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ)).

[2271] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں صدقہ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم کھجوروں میں صدقہ نہیں ہے۔

فوائد :...... ❶ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی روایت میں غلہ اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق بیان کیا گیا ہے کہ اگر غلہ یا پھل پانچ وسق سے کم ہوں تو ان میں صدقہ (زکاۃ) فرض نہیں ہے، اگر کوئی اپنی خوشی سے نفلی طور پر صدقہ ادا کرے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن ان دونوں صحابہ کی ان روایات میں یہ بیان نہیں

[2269] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠) السابق برقم (٢٢٦٠)

[2270] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٦٠)

[2271] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٩٩)

ہے کہ صدقہ (زکاۃ) کس مقدار میں یعنی کتنا نکالنا ہوگا۔ اگلے باب کے تحت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے اس میں نکالے جانے والی مقدار کا ذکر موجود ہے اور اس روایت میں نصاب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ❷ جمہور امت کا جس میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ داخل ہیں۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ پانچ وسق سے کم غلہ اور پھلوں پر زکاۃ فرض نہیں ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے، جس قدر غلہ یا پھل یا سبزیاں زمین سے برآمد ہوں گی، کم ہوں یا زیادہ، ہر صورت میں اس سے دسواں بیسواں حصہ نکالنا ہوگا۔ پیداوار کی مقدار دس سیر ہو یا دس من یا اس سے کم وبیش، مگر یہ قول صریح حدیث کے خلاف ہے۔

❸ اوسق اور اوساق، وسق کی جمع ہے اور ایک وسق میں بالاتفاق ساٹھ صاع ہوتے ہیں، اس طرح پانچ وسق میں تین سو صاع ہوئے، اور ایک صاع میں ۴ مد ہوتے ہیں، یعنی انسان اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پھیلائے تو اس میں جس قدر غلہ یا پھل آ جائے گا، وہ مد کے برابر ہوگا، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایک مد میں کس قدر رطل غلہ یا پھل آتا ہے۔ ظاہر ہے صاع، رطل، مد پیمائش (ماپ) ہے وزن نہیں اور ان وسائل یا آلات کیل میں جو چیز ڈالی جائے گی۔ اس کے بھاری یا ہلکے ہونے کی بنا پر ان کے وزن میں اختلاف یقیناً پیدا ہوگا۔ احناف کے نزدیک چونکہ ایک مد میں دو رطل ہوتے ہیں، اس لیے ایک صاع میں آٹھ رطل ہوں گے، باقی ائمہ اور امت کے نزدیک ایک ۳/۱/۱ رطل کا ہوتا ہے اور چار مد میں ۳/۱/۵ رطل آتے ہیں، اس لیے پانچ وسق کی مقدار میں اختلاف ہوگا، اور اس اختلاف کی زد صدقۃ الفطر پر پڑے گی اور زکاۃ کا نصاب بھی متاثر ہوگا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک زکاۃ کے لیے تو نصاب ہی نہیں ہے) بہرحال، صاع کے وزن میں اختلاف ہے، علامہ یوسف قرضاوی نے تحقیقات کی روشنی میں اس کا وزن ۲۱۷۶ گرام نکالا ہے۔ جبکہ عام طور پر اہل حدیث اس کا وزن ۲ سیر ۱۰ چھٹانک تین تولہ اور چار ماشہ بناتے آئے ہیں کیونکہ ایک رطل کا وزن تقریباً آٹھ چھٹانک بنتا ہے، لیکن آج کل بعض اہل حدیث علماء نے وزن سوا دو سیر بنایا ہے۔ اس اعتبار سے پانچ وسق کا وزن ۱۶ من ۳۵ کلو ہوگا۔ کیونکہ ایک وسق کا وزن ۱۳۵ سیر ہوگا، جبکہ اکثر علماء کے نزدیک پانچ وسق کا وزن بیس من غلہ بنتا ہے، اور علامہ قرضاوی کی تحقیق کے مطابق ۶۵۳ کلوگرام یعنی سولہ من تیرہ کلوگرام ہوگا۔ اور یہ وزن گندم کے اعتبار سے ہے اور احناف کے مطابق تیس یا بتیس من ہوگا۔ ❹ پانچ اوقیہ چاندی پر بالاتفاق زکاۃ فرض ہے اور ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں، اس طرح پانچ اوقیہ میں دو سو درہم ہوں گے۔ ان پر بالاتفاق زکاۃ فرض ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ دس درہم کا وزن سات مثقال کے برابر ہے۔ اور ایک مثقال ۲/۱/۴ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا وزن بالاتفاق ساڑھے ۱/۲/۵۲ تولہ ہے۔ علامہ قرضاوی نے جدید تحقیق کی روشنی میں مثقال کا وزن ۴/۱/۴ گرام بنایا ہے۔ اس طرح دو سو درہم میں ایک سو چالیس مثقال ہوں گے اور ان کا وزن پانچ سو پچانویں گرام بنے گا۔ (خیال رہے پینتیس گرام وزن تین تولہ کے برابر ہے) سونے کا وزن اب تک ساڑھے سات تولہ بناتے رہے ہیں جو ساڑھے ستاسی گرام بنتا

ہے۔ کیونکہ سونے کا وزن بیس مثقال ہے اور علامہ یوسف قرضاوی کی تحقیق کے مطابق اس کا وزن پچاسی گرام ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک مثقال کا وزن ۴/۱/۴ گرام ہے۔ جبکہ پہلے اس کا وزن ۲/۱/۴ ماشہ بتایا جاتا تھا۔

۲......باب مَا فِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ

باب ۲: دسواں اور بیسواں حصہ کس چیز میں سے ہوگا؟

[2272] ۷-(۹۸۱) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ))

[2272]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن زمینوں کو دریا کا پانی یا بارش کا پانی سیراب کرے، ان میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جن زمینوں کو اونٹوں سے سیراب کیا جائے ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **الانھار**: نھر کی جمع ہے۔ نہر یعنی دریا کا پانی۔ ❷ **غیم**: بادل، بارش مراد ہے۔ ❸ **عُشور**: عشر کی جمع ہے دسواں حصہ۔ ❹ **سانیة**: اونٹ جس سے کنواں سے پانی نکال کر سیراب کیا جاتا ہے۔

فائدہ: ...... حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی جو قدرتی ہے، اس کو خود زمین سے نکالنا نہیں پڑتا، اس پر دسواں حصہ ہے۔ لیکن اس صورت میں جب پیداوار نصاب یعنی پانچ وسق یا اس سے زائد ہو، اور اگر پانی خود زمین سے نکالا جائے، تو چونکہ اس پر محنت ومشقت زیادہ کرنی پڑتی ہے اس لیے اس پر بیسواں حصہ ہے۔

۳......بَابُ: لَا زَكَاةَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَفَرَسِهِ

باب ۳: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں ہے

[2273] ۸-(۹۸۲) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ

[2272] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: صدقة الزرع برقم (۱۵۹۷) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: ما يوجب العشر وما يوجب نصف العشر برقم (۵/ ۴۲) انظر (التحفة) برقم (۲۸۹۵)

[2273] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

[2273] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں ہے۔

[2274] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ قَالَ عَمْرٌو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ يَبْلُغُ بِهِ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

[2274] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام میں زکاۃ نہیں ہے اور نہ ہی گھوڑے پر زکاۃ ہے۔

[2275] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ كُلُّهُمْ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2275] مصنف نے اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[2276] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سمعت ابا هريرة

يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ)).

[2276] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''غلام پر صرف صدقۃ الفطر لازم ہے۔''

← برقم (١٤٦٣) واخرجه كذلك في باب: ليس على المسلم في عبده صدقة برقم (١٤٦٤) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: صدقة الرقيق (١٥٩٤) و (١٥٩٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء ليس في الخيل والرقيق صدقة برقم (٦٢٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: زكاة الخيل برقم (٥/ ٣٥، ٥/ ٣٦) واخرجه كذلك في باب: زكاة الرقيق برقم (٥/ ٣٦) واخرجه ابن ماجه في كتاب الزكاة، باب: صدقة الخيل والرقيق برقم (١٨١٢) انظر (التحفة) برقم (١٤١٥٣)

[2274] تقدم تخريج في الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

[2275] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

[2276] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٧٠)

فائدہ ...... جمہور علمائے سلف کے نزدیک اپنے گھر کی ضروریات کے لیے رکھے گئے، غلام اور گھوڑے پر صدقہ نہیں ہے۔ اگر تجارت کے لیے ہوں تو پھر ظاہریہ کے سوا، سب کے نزدیک ان کی رقم پر صدقہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑوں پر زکاۃ ہے، اگر نسل کشی کے لیے نر اور مادہ دونوں ہوں، تو ہر ایک پر سالانہ ایک دینار (۲/ ۱/ ۴ ماشہ سونا) ہے اور صرف ایک جنس ہو، تو قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ دے یا ہر ایک پر ایک دینار یا دس درہم زکاۃ دے۔

۴...... باب: فِي تَقْدِيمِ الزَّكَاةِ وَمَنْعِهَا

باب ٤: وقت سے پہلے زکاۃ دینا اور زکاۃ کی ادائیگی روک لینا

[2277] ۱۱۔(۹۸۳) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)).

[2277] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکاۃ کی وصولی کے لیے بھیجا، آپ کو بتایا گیا، ابن جمیل، خالد بن ولید اور رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے زکاۃ نہیں دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل کو تو صرف یہ غصہ ہے کہ وہ محتاج تھا، اللہ تعالیٰ نے (احسان فرماتے ہوئے) اسے بے نیاز کر دیا (امیر بنا دیا) رہا خالد تو تم اس پر زیادتی کر رہے ہو، اس نے اپنی زرہیں اور ہتھیار (جنگی ساز وسامان) اللہ کی راہ میں روک رکھا ہے (جہاد کے لیے وقف کر ڈالا ہے) باقی رہے عباس تو اس کی زکاۃ میرے ذمہ ہے اور اتنی اس کے ساتھ اور بھی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں، انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ ما ینقم ابن جمیل: عربی بلاغت کی رو سے اس کو ذمت بما یشبه المدح کا نام دیا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہونے کی بجائے، اس نے ناقدری کی، گویا کہ اس کو یہ غصہ ہوا کہ مجھے مالدار کیوں کر دیا۔ ❷ اعتاد: عتاد کی جمع ہے مراد جنگی آلات ہیں، وہ ہتھیار ہوں یا گھوڑے وغیرہ۔ ❸ صِنوٌ: جڑ، کھجور کے دو درخت جس جڑ سے نکلتے ہیں، اس کو صنوان کہتے ہیں۔

[2277] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۷۰)

فوائد :...... ❶ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زکاۃ روکنے کی مختلف وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) زکاۃ کی وصولی کرنے والوں نے ان کے آلات حرب کو تجارت کا مال سمجھ کر مطالبہ کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہیں، تم ان سے زکاۃ کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔ (۲) انہوں نے زکاۃ کے مال کو مجاہدین کے لیے آلات واسلحہ خریدنے پر صرف کر دیا تھا۔ (۳) جس نے اس قدر مال فی سبیل اللہ وقف کر رکھا ہے اگر اس کے ذمہ زکاۃ ہوتی تو وہ کیوں نہ دیتا۔ اس لیے تمہارا یہ کہنا اس نے زکاۃ روک لی ہے، اس پر زیادتی ہے۔
❷ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زکاۃ نہ دینے کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں: (۱) پہلی توجیہ تو یہی ہے جو ترجمۃ الباب میں اختیار کی گئی ہے کہ ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سال کی زکاۃ پہلے وصول کر لی تھی، لیکن جن روایات کے سہارے یہ بات کہی گئی ہے، وہ سب ضعیف ہیں۔ (۲) اس سے دو سال کی زکاۃ کے برابر قرض لیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو زکاۃ میں شمار کر لیں گے۔ (۳) آپ نے ان کی زکاۃ اپنے ذمہ لے لی کہ وہ میرا چچا ہے اور باپ کی طرح ہے، اس لیے میں ان کی طرف سے ادا کروں گا۔ (۴) آپ نے فرمایا: ہم ان سے دو سال کا صدقہ وصول کریں گے اور ان سے یہ طعن اور الزام دور کریں گے کہ اس نے زکاۃ نہیں دی۔ (۵) ہم اس کو ایک سال کی مہلت دیتے ہیں، اگلے سال دو سالوں کی اکٹھی زکاۃ وصول کر لیں گے۔ اکثر علمائے امت کے نزدیک وقت سے پہلے زکاۃ مالک اپنی مرضی سے ادا کر سکتا ہے، لیکن بعض اہل علم کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

۵...... بَاب: زَكٰوةِ الْفِطْرِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ

باب ۵: صدقہ فطر مسلمان کھجور اور جو سے ادا کر سکتے ہیں

[2278] ۱۲-(۹۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

[2278]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر رمضان کے سبب ہر آزاد، غلام، مذکر اور مونث پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر (فطرانہ) مقرر کیا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

[2278] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين وبرقم (١٥٠٤) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كم يؤدي في صدقة الفطر برقم (١٦١١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في صدقة الفطر ←

[2279] ١٣-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ.

[2279] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر، ہر غلام اور آزاد پر اور چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمایا۔

[2280] ١٤-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ.

[2280] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکاۃ، آزاد اور غلام، مذکر اور مونث پر کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مقرر کی، اور لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو ان (تمر، جو) کے ایک صاع کے مساوی قرار دے دیا۔

[2281] ١٥-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

← برقم (٦٧٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: فرض زكاة رمضان على الصغير برقم (٥/ ٤٨) واخرجه كذلك في باب: فرض زكاة رمضان المسلمين دون المعاهدين برقم (٥/ ٤٨) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٦) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢١)

[2279] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥١) و (٧٩٦٤)

[2280] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر على الحر والمملوك برقم (١٥١١) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كم يؤدى في صدقة الفطر برقم (١٦١٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في صدقة الفطر برقم (٦٧٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: فرض زكاة رمضان برقم (٥/ ٤٧) واخرجه كذلك في باب: فرض زكاة رمضان على المملوك برقم (٥/ ٤٧) انظر (التحفة) برقم (٧٥١٠)

[2281] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر صاعا من تمر برقم (١٥٠٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٥) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٠)

[2281] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر کا حکم دیا، کھجوروں سے ایک صاع یا جو کا ایک صاع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں لوگوں نے گندم کے دو مدان کے ایک صاع کے برابر قرار دے لیے۔

[2282] ١٦-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ أَوْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

[2282] ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سبب، ہر مسلمان جان پر آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، کھجوروں سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع فطرانہ لازم ٹھہرایا۔

فوائد :...... ❶ رمضان ۲ ہجری میں فرض ہوا، اسی سال فطرانہ ضروری ٹھہرایا گیا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک صدقہ الفطر فرض ہے، اور احناف کے نزدیک واجب ہے، امام مالک کے دوسرے قول کے مطابق سنت موکدہ ہے، امام مالک کے ایک قول، امام شافعی کا قول جدید اور امام احمد کے نزدیک صدقہ الفطر عید کی رات کو غروب شمس کے وقت فرض ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ، امام لیث، امام شافعی رحمہم اللہ قول قدیم اور امام مالک رحمہ اللہ کے دوسرے قول کے مطابق عید کے دن، طلوع فجر کے وقت فرض ہوتا ہے یعنی اس وقت موجود تمام افراد پر لاگو ہوگا۔ ❷ صدقہ الفطر تمام مسلمان افراد پر فرض ہے، اس میں چھوٹے بڑے، آزاد غلام اور مذکر ومونث میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اور یہ عید الفطر سے قبل ادا کرنا ہوگا۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا موقف یہی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فطرانہ اس شخص پر فرض ہے جو عید کے دن اور اس کے ایک دن بعد کے لیے بھی اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے پینے کا سامان رکھتا ہو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر واجب ہے جو عید کے دن صاحب نصاب ہو یعنی اس پر زکاۃ فرض ہو۔ ❸ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کا فطرانہ خاوند کے ذمہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت اپنا فطرانہ خود ادا کرے گی۔ ❹ جمہور امت کے نزدیک غلام کا فطرانہ مالک کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ ❺ گندم اور انگوروں کے سوا، ہر جنس سے بالاتفاق ایک صاع فطرانہ ادا کرنا ہوگا۔ اور جمہور امت کے نزدیک گندم اور انگوروں سے بھی ایک صاع ادا کرنا ہوگا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہر جنس سے ایک صاع ادا کیا جاتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گندم کے بدیسی اور مہنگی ہونے کے سبب اس کا آدھا صاع مقرر کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہوا اگر ہم ایسی جنس سے فطرانہ ادا کریں جو ہم باہر سے منگواتے ہیں اور ہماری ملکی پیداوار کے مقابلہ میں وہ ہمیں بہت مہنگی پڑتی ہے۔ مثلاً کھجور اور انگور تو ہم نصف صاع

[2282] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٠)

ادا کر سکتے ہیں، اگرچہ بہتر صورت یہی ہے کہ ہم ہر جنس سے صاع ہی ادا کریں جیسا کہ آگے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث آ رہی ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک گندم اور منقہ کا نصف صاع ادا کرنا ہوگا۔

[2283] ۱۷-(۹۸۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

[2283]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زکاۃ فطر، طعام (خوراک) سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع یا کھجوروں سے ایک صاع یا پنیر سے ایک صاع یا منقیٰ کا ایک صاع نکالتے تھے۔

[2284] ۱۸-(...) حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

[2283] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: صدقة الفطر صاعا من طعام برقم (١٥٠٦) واخرجه كذلك فی باب: صاع من زبيب برقم (١٥٠٨) واخرجه كذلك فی باب: الصدقة قبل العيد برقم (١٥١٠) بمعناه۔ واخرجه كذلك فی باب: صاع من شعير برقم (١٥٠٥) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: كم يؤدی فی صدقة الفطر برقم (١٦١٦) و (١٦١٧) و (١٦١٨) ۔ واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الزكاة، باب: ما جاء فی صدقة الفطر برقم (٦٧٣) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: التمر فی زكاة الفطر برقم (٥/ ٥١) واخرجه كذلك فی باب: الزبيب برقم (٥/ ٥١) ۔ واخرجه كذلك فی باب: الدقيق برقم (٥/ ٥٢) ۔ واخرجه كذلك فی باب: الشعير برقم (٥/ ٥٣) ۔ واخرجه كذلك فی باب: الاقط برقم (٥/ ٥٣) ۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزكاة، باب: صدقة الفطر برقم (١٨٢٩) انظر (التحفة) برقم (٤٢٦٩) ۔

[2284] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٢٨٠) ۔

[2284] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں زکاۃ فطر ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع طعام سے یا پنیر سے یا جو سے یا ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع کشمش سے نکالتے تھے۔ اور ہم اس طریقہ کے مطابق نکالتے رہے یہاں تک کے ہمارے پاس امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ کے لیے تشریف لائے اور منبر پر لوگوں کو خطاب کیا اور لوگوں سے جو خطاب فرمایا اس میں یہ بھی کہا، کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام سے آنے والی گندم کے دو مد (نصف صاع) کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہیں، تو لوگوں نے اس قول کو اپنا لیا۔ (اس پر عمل کرنا شروع کر دیا) ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تو بہرحال اپنی پوری زندگی اسی پر عمل کرتا رہوں گا۔ یعنی ہمیشہ پہلے کی طرح ایک صاع نکالتا رہوں گا۔ (قیاس پر عمل نہیں کروں گا)۔

[2285] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأٰى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ.

[2285] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے۔ فطرانہ ہر چھوٹے بڑے اور آزاد غلام کی طرف سے تین جنسوں سے نکالتے تھے۔ کھجوروں سے ایک صاع، پنیر سے ایک صاع، جو کا ایک صاع۔ ہم ہمیشہ اس کے مطابق نکالتے رہے یہاں تک کہ امیر معاویہ کا دور آ گیا، انہوں نے خیال کیا کہ گندم کے دو مد (دو لپ) کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں تو پہلے طریقہ کے مطابق ہی نکالتا رہوں گا۔

[2286] ۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ.

[2285] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۰)۔
[2286] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۲۸۰)۔

[2286] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم فطرانہ تین جنسوں سے نکالا کرتے تھے۔ پنیر، کھجور اور جو۔

[2287] ۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عَدْلَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

[2287] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے گندم کے آدھے صاع کو کھجوروں کے صاع کے برابر قرار دیا ابوسعید نے اس سے انکار کیا، اور کہا، میں فطرانہ میں وہی چیز نکالتا رہوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں نکالا کرتا تھا، کھجوروں کا ایک صاع یا منقہ کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا پنیر سے ایک صاع۔

٦...... بَاب: الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الْعِيدِ

باب٦: فطرانہ نمازِ عید سے پہلے نکالنے کا حکم

[2288] ۲۲۔(۹۸۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ.

[2288] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ فطر کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے لوگوں کے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

[2289] ۲۳۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ

[2287] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٨٠)۔

[2288] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة قبل العيد برقم (١٥٠٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: متى تؤدى برقم (١٦١٠). واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء تقديمها قبل الصلاة برقم (٦٧٧)۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الوقت الذي يستحب ان تؤدى صدقة الفطر فيه برقم (٥/ ٥٤) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٢)۔

[2289] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٦٩٩)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ.

[2289] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فطرانہ نکالنے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے لوگوں کے عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

فائدہ :......صدقۃ الفطر کا عید کی نماز سے پہلے نکالنا ضروری ہے اگر بعد میں ادا کرے گا تو وہ صدقۃ الفطر نہیں ہوگا۔ اور آپ کے طرز عمل کا تقاضا یہی ہے کہ ہر جنس سے ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

۷...... بَاب: إِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ

باب ۷: زکاۃ نہ دینے والے کا گناہ

[2290] ۲۴۔(۹۸۷) وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ

[2290] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المساقاة، باب: شرب الناس وسقی الدواب من الانهار برقم (۲۳۷۱) وفی الجهاد، باب: الخیل لثلاثة برقم (۲۸۶۰) واخرجه كذلك فی المناقب، باب: ۲۸ برقم (۳۶۴۶) ۔ ۱۵ واخرجه كذلك فی التفسیر، باب: قوله: فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ برقم (۴۹۶۲)۔ واخرجه كذلك فی باب: ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔ برقم (۴۹۶۳) واخرجه كذلك فی الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاحكام التی تعرف بالدلائل برقم (۷۳۵۶) واخرجه النسائی فی (المجتبیٰ) فی الخیل، باب: ۱ برقم (۶/ ۲۱۶) انظر (التحفة) برقم (۱۲۳۱۶)

لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)) (الزلزلة: ٨-٧)

[2290]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو بھی سونے اور چاندی کا مالک، ان میں سے ان کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کرتا، تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ سے پرت (سلیٹیں، تختیاں اور پترے) بنائیں جائیں گے، اور انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان سے اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا، جب بھی وہ (پرت، تختیاں) ٹھنڈی ہو جائیں گی، اس کے لیے انہیں دوبارہ آگ میں تپایا جائے گا۔ اس دن میں یہ عمل مسلسل ہوگا، جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنا راستہ، جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا یا اسے ان کا راستہ دکھایا جائے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اور اونٹوں کا مالک بھی اگر حق ادا نہیں کرے گا اور ان کا حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن (جب انہیں پانی کی گھاٹ پر لے جایا جاتا ہے) ان کا دودھ ضرورت مندوں (غریبوں، مسکینوں) کے لیے وہیں دوھا جائے تاکہ انہیں دودھ کے حصول میں کوئی دقت نہ ہو، تو جب قیامت کا روز ہوگا تو اسے (مالک کو) ایک کھلے چٹیل میدان میں ان کے

(اونٹوں کے) سامنے بچھایا جائے گا وہ اونٹ اس حال میں آئیں گے کہ وہ انتہائی فربہ اور موٹے ہوں گے۔ اور وہ ان میں سے ایک ٹوڈا (بچہ) بھی گم نہیں پائے گا، وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اسے کاٹیں گے، جب ان کا پہلا اونٹ گزرے گا تو اس پر ان کا آخری لوٹا دیا جائے گا (مقصد یہ کہ مسلسل اس پر گزریں گے، وقفہ نہیں ہوگا، آخری گزرنے پر پہلا پہنچ جائے گا) یا ایک ریوڑ گزرنے پر دوسرا ریوڑ پہنچ جائے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی۔ یہاں تک کے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا اے اللہ کے رسول! تو گائیوں اور بکریوں (کے مالکوں کا) کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اور گائیوں اور بکریوں کا جو مالک بھی ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے، تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ اسے ان کے سامنے وسیع چٹیل میدان میں بچھایا جائے گا (سیدھے یا الٹے منہ لٹایا جائے گا) ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہیں پائے گا۔ ان میں کوئی (گائے یا بکری) نہ مڑے سینگوں والی ہوگی اور نہ بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے سینگوں کے، وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گی، جب پہلا ریوڑ گزر جائے گا تو ان کا دوسرا ریوڑ لایا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے برابر دن میں یونہی ہوتا رہے گا، حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر اسے اس کا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دکھایا جائے گا، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! تو گھوڑوں (کے مالکوں کا) کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آدمی کے لیے بوجھ (گناہ کا سبب) ہیں۔ دوسرے وہ جو آدمی کے لیے ستر ہیں (دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچاتے ہیں) تیسرے وہ ہیں جو آدمی کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں، بوجھ اور گناہ کا باعث وہ گھوڑے ہیں جن کو مالک ریاء، فخر اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھتا ہے۔ دوسرے وہ جو اس کے لیے پردہ پوشی کا باعث ہیں۔ جو اس آدمی کے گھوڑے جنہیں اس نے اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے، پھر ان کی پشتوں اور گردنوں میں اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولا (ضرورت مندوں کو عارضی طور پر سواری کے لیے دیتا ہے) تو یہ اس کے لیے ستر ہیں (اپنی ضرورت کے لیے دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچ جاتا ہے) رہے وہ گھوڑے جو اس کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں تو ایسے آدمی کے گھوڑے جس نے انہیں اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی خاطر باندھ رکھا ہے کس چراگاہ یا باغیچہ میں، تو یہ گھوڑے اسی چراگاہ یا باغ میں جو کچھ کھائیں گے، تو اس کے لیے کھانے کی اشیاء کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اگر گھوڑے نے اپنی رسی تڑوا کر ایک دو ٹیلوں کی دوڑ لگائی تو اللہ تعالیٰ اس کے نشانِ

قدم اور لید کی تعداد کے برابر اس کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کا مالک جب اسے لے کر کسی نہر پر گزرتا ہے اور وہ اس سے مالک کے ارادہ اور خواہش کے بغیر ہی پانی پی لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ مالک کے لیے جس مقدار میں گھوڑے نے پانی پیا ہے اس کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ (ان کے مالکوں سے کیسا سلوک ہوگا) آپ نے فرمایا: مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس آیت کے سوا جو یگانہ اور جامع ہے کوئی مستقل اور مخصوص حکم نازل نہیں ہوا، اور جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے (قیامت کے دن) دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ زلزال آیت نمبر ۷، ۸)

مفردات الحدیث ❶ الصفائح: صفیحة کی جمع ہے۔ پلیٹ، تختی، یعنی اس کے سونے، چاندی کو سلیٹ یا تختی کی طرح چوڑا کیا جائے گا۔ ❷ من نار: وہ آگ کی طرح گرم ہوں گی۔ ❸ بَرَدَتْ: ان تختیوں کی مدت وتپش میں کمی ہوگی (تو انہی پھر گرم کیا جائے گا) ❹ حتىٰ يقضى بين العباد: لوگوں کے حساب، کتاب کے اختتام تک، مانعین زکاۃ کو مسلسل اور پیہم عذاب ہوتا رہے گا۔ ❺ يَرىٰ سبيله: یری کو معروف اور مجہول دونوں طریقہ سے پڑھا گیا ہے، کہ وہ جنت یا دوزخ کا راستہ اپنے عملوں کے نتیجہ کے طور پر دیکھ لے گا، یا اسے عملوں کی پاداش میں اس کے اختیار وارادہ کے بغیر جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ ❻ حَلَبُها: حا اور لام دونوں پر زبر ہے، دودھ دوہنا۔ ❼ يوم ورودها: جب تیسرے یا چوتھے دن انہیں پانی پلانے کے لیے پانی کے گھاٹ پر لے جایا جاتا ہے۔ ❽ بُطِحَ: انہیں زمین پر بچھایا یا لٹایا جائے گا (اوندھے منہ یا پشت کے بل) ❾ قاع: کھلا میدان، وسیع زمین۔ ❿ قرقر: ہموار اور وسیع میدان یا چٹیل زمین۔ ⓫ اوفر ما كانت: انتہائی تعداد میں اور موٹے، فربہ حالت میں۔ ⓬ فصيل: ٹوڈا، اونٹ کا بچہ۔ ⓭ كلما مرَّ عليه اولاها رد عليها أخرها: بقول قاضی عیاض، امام نووی، امام قرطبی، ان الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہوگئی، صحیح ترتیب وہی ہے جو اگلی حدیث میں آ رہی ہے کہ كلما مضى عليه أخرا هارد عليه اولاها کہ آخری اونٹ گزرنے کے وقت پہلا اونٹ بھی گزرنے کے لیے واپس آ چکا ہوگا، درمیان میں وقفہ نہیں ہوگا، مسلسل چکر کی شکل برقرار رہے گی، یا یہ معنی کرنا پڑے گا کہ جب پہلا اونٹ آخر میں پہنچے گا تو آخری اونٹ شروع سے گزرنا چاہے گا۔ پھر دوسرے چکر میں، جب پہلا آغاز کرے گا تو آخری اونٹ انتہا پر پہنچ کر آغاز کرنے کے لیے آ چکا ہوگا۔ ⓮ عَقْصَاء: مڑے ہوئے سینگوں والی۔ ⓯ جَلْحاءُ: بے سینگوں کے، عَضباء، ٹوٹے سینگوں والی۔ ⓰ اخفاف: اونٹ کا پوڑ، کھر۔ ⓱ اظلاف، ظلف: گائے، بکری اور ہرن وغیرہ کے پاؤں ⓲ سُم: انسان کے لیے قدم، گھوڑے، خچر کے لیے حافِر کا لفظ استعمال ہوتا ہے، نواءً: دشمنی اور عداوت۔ ⓳ مَرَج: چراگاہ۔ ⓴ روضة: باغ۔ ㉑ طِوَل: اسی جس کے ساتھ گھوڑے کے پاؤں کو باندھا جاتا ہے، تاکہ گھوڑا کھونٹی کے گرد چلتا پھرتا رہے اور سبزہ چر لے۔ ㉒ استنت: دوڑا، بھاگا، چکر لگایا۔ شرف: اونچی جگہ، ٹیلہ، مراد شوط (چکر) ہے۔

فوائد :...... ❶ حقوق کی دو قسمیں ہیں:
ا۔حقوق لازمہ، جن کی ادائیگی کے بغیر چارہ نہیں ہے اور وہ مستقل اور دائمی ہیں، جیسا کہ فرض زکاۃ اور فطرانہ ہے۔۲۔ حقوق منتشرہ: جو وقتی اور عارضی ہوتے ہیں اور حوادث و واقعات سے تعلق رکھتے ہیں جن کو قرآن مجید میں سورۃ بقرہ آیت البر نمبر ۱۷۷ میں وآتی المال علی حبه کے تحت بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد ہے وآتی الزکوٰۃ، جب کوئی انسان لاچار اور مضطر ہو اور بھوکا مر رہا ہو تو یہ فرض و لازم ہوں گے، اور عام حالات میں اخلاق حسنہ، فضائل حمیدہ یا مکارم اخلاق شمار ہوں گے مثلاً کسی کو جفتی کے لیے نر دینا، پانی پلانے کے لیے ڈول دینا، کسی کو دودھ پینے کے لیے دودھ دینے والا جانور دینا، اونٹوں کو پانی کے گھاٹ پر دوھنا، یا کسی فقیر مسکین کو مفت دودھ دینا، کس محتاج کو عاریتاً سواری دینا۔ ❷ مانعین زکاۃ کے لیے پچاس ہزار سال کا حساب و کتاب کا دن، عذاب کا دن ہوگا، اگر اتنا عذاب اس کے گناہوں اور جرائم کے لیے کافی ہوگیا۔ تو وہ جنت کا راستہ لے گا اور اگر یہ سزا اور عذاب دوسرے گناہوں کے سبب ناکافی ہوا تو پھر مزید عذاب اور سزا کے لیے دوزخ کی راہ لے گا، اور تکمیل سزا یا شفاعت کے نتیجہ میں جنت میں آ جائے گا۔ ❸ عملوں کے ثواب و عقاب میں نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، ایک انسان گھوڑا اس لیے رکھتا ہے کہ وہ فخر و غرور یا گھمنڈ و عجب کا اظہار کر سکے یا اپنے مال و دولت کی نمائش کرے یا مسلمانوں کے خلاف اس سے کام لے سکے، تو اس کے لیے یہ گھوڑا گناہ اور سزا کا باعث ہوگا۔ ایک انسان اس لیے گھوڑا پالتا ہے کہ وہ اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھ سکے۔ دوسروں سے مانگنے کی ذلت سے بچ سکے، ضرورتمندوں کو بوقت ضرورت عارضی طور پر سواری کے لیے دے سکے، تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہوگا، اور سزا و عذاب سے ستر کا باعث بھی بنے گا، اور اگر انسان اہل اسلام کے تعاون کے لیے اور جہاد میں حصہ لینے یا مجاہدین کو وقف کرنے کے لیے گھوڑا پالتا تھا۔ تو اس کی ہر چیز، کھانا، پینا، بھاگنا، دوڑنا، نیکیوں کے حصول کا باعث بنے گا۔ ❹ جن کاموں کے لیے کسی مخصوص اجر و ثواب کی صراحت موجود نہیں ہے وہ تمام امور اور اعمال اس ضابطہ اور اصول کے تحت آتے ہیں کہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔ ❺ جن اموال اور حیوانات کی محبت میں گرفتار ہو کر زکاۃ دینے سے گریز کیا گیا ہوگا قیامت کے دن وہی مال اور حیوانات اپنی کامل ترین شکل و حالت میں عذاب اور تکلیف کا باعث بنیں گے، اور وہ ان سے جان نہیں چھڑا سکے گا۔

[2291] ٢٥۔(. . .) وحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ

[2291] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٨٧)

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَّاحِدًا وَقَالَ يُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ.

[2291] ۔ ھشام بن سعید بھی زید بن اسلم کی سند سے حفص بن میسرہ کی طرح آخر تک روایت بیان کرتے ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں جو اونٹوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا یعنی لا یودی حقها کے الفاظ ہیں درمیان میں منها لفظ نہیں ہے۔ لا یفقد منها فصیل واحد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے یکوی بها جنباه وجبهته وظهره جبکہ حفص کی روایت میں ہے تکوی بها جنبه وجبينهٗ وظهره۔

[2292] ٢٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قَالَ سُهَيْلٌ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الْبَقَرَ أَمْ لَا قَالُوا فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ

[2292] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجهاد، باب: ارتباط الخيل في سبيل الله برقم (٢٧٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٢٥)

أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُعِدُّهَا لَهُ فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرًا وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْرٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوْ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوا فَالْحُمُرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ. (الزلزلة:٨'٧)

مترجم اردو [2292]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی خزانہ کا مالک اس کی زکاۃ ادا نہیں کرے گا، اس کے خزانہ کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان سے اس کے دونوں پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا، حتیٰ کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا، اور کوئی بھی اونٹوں کا مالک نہیں ہے جو ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا مگر اسے ان اونٹوں کے سامنے، درآں حالیکہ وہ اپنی پوری تعداد اور جسامت میں ہوں گے چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا وہ اس پر دوڑیں گے، جب بھی آخری اونٹ گزرے گا، اس پر پہلا اونٹ دوبارہ لایا جائے گا حتیٰ کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا، اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، پھر اسے اس کا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دکھایا جائے گا، اور جو بھی بکریوں کا ملک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تو اسے ان کے سامنے ان کی انتہائی پوری تعداد اور فربہ حالت میں بچھایا جائے گا ایک وسیع و عریض چٹیل میدان میں وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی، ان میں کوئی مڑے سینگوں والی یا بے سینگوں کے نہیں ہوگی، جب آخری بکری گزرے گی اس وقت پہلی دوبارہ پہنچ جائیگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار تمھارے شمار سے پچاس ہزار سال ہوگی، پھر وہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔ سہیل کا قول ہے، میں نہیں جانتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیوں کا تذکرہ فرمایا، یا نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں یا فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک خیر بندھی ہوئی ہے، شک سہیل

کو پیش آیا ہے۔گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ یہ ایک آدمی کے لیے اجر وثواب کا باعث ہیں اور دوسرے کے لیے بوجھ اور گناہ کا سبب ہیں، اور کسی تیسرے آدمی کے لیے ستر (پردہ پوش) ہیں وہ گھوڑے جو انسانوں کے لیے اجر کا سبب ہیں۔تو وہ آدمی جو انہیں فی سبیل اللہ رکھتا ہے اور جہاد کے لیے تیار کرتا ہے۔تو ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ غائب ہوتا ہے۔اللہ اس کے لیے اسے اجر لکھتا ہے، اگر وہ انہیں چراگاہ میں چراتا ہے تو وہ جو کچھ کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے (کھانے) کے عوض اجر لکھتا ہے، اور اگر وہ انہیں نہر سے پانی پلاتا ہے۔تو ہر وہ قطرہ جو ان کے پیٹ میں گیا ہے۔اس کے عوض اجر لکھتا ہے حتیٰ کہ آپ نے ان کے پیشاب اور لید کے عوض اجر ملنے کا تذکرہ کیا۔اور اگر یہ ایک یا دو ٹیلے دوڑیں تو اس کے لیے ان کے ہر قدم کے عوض جو وہ اٹھاتے ہیں اجر لکھا جاتا ہے۔ یا وہ جس کے لیے وہ ستر ہیں، تو وہ آدمی جو انہیں عزت وشرف اور حسن و جمال کی خاطر رکھتا ہے اور ان کی پشتوں اور پیٹوں میں جو ہے اسے تنگی اور خوشحالی میں نہیں بھولتا۔ رہا وہ آدمی جس کے لیے وہ بوجھ ہیں تو وہ جو انہیں اترانے، سرکشی وطغیانی اور شوخی بگھارتے ہیں اور لوگوں کے دکھلاوے کے لیے رکھتا ہے، تو ایسے آدمی کے لیے یہ بوجھ اور گناہ کا باعث ہوں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، تو گدھوں کا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے مخصوص طور پر مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں فرمایا مگر یہ جامع اور یگانہ آیت کہ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔

مفردات الحدیث ① نواص: ناصية کی جمع ہے، پیشانی۔ ② الخیر: مال، نیکی وبہتری، مراد اجر وغنیمت ہے۔ ③ تکرماً وتجملاً: دوسروں سے اپنی عزت وشرف کو بچانے کے لیے اور اپنے حسنِ خصال اور خوبی کے اظہار کے لیے کہ سواری کسی سے مانگنی نہ پڑے اور ضرورت کے وقت کسی کو دے سکے۔ ④ اَشَراً: اترانا۔
⑤ بَطراً: حق سے سرکشی اور طغیان اختیار کرنا۔ ⑥ البذخ: فخر و گھمنڈ اور بڑائی کا اظہار کرنا۔

فائدہ :......گھوڑا ایک اعلیٰ اور بہترین سواری ہے اور اس سے جائز وناجائز ہر قسم کے کام لیے جاسکتے ہیں، اور اس کا سب سے بہتر استعمال یہ کہ اسے جہاد میں استعمال کیا جائے، اور قیامت تک اس کا یہ استعمال برقرار رہے گا، گویا قیامت تک جہاد میں استعمال ہو کر مالک کے لیے اجر وغنیمت کا باعث بنتا رہے گا۔

[2293] (...) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

[2293] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۱۲)

[2293] مذکورہ بالا حدیث مصنف اپنے دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، جو سہیل ہی کی سند سے ہے۔

[2294] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا

حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءُ ((عَضْبَاءُ)) وَقَالَ ((فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَظَهْرُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِينَهُ)).

[2294] مصنف اپنے ایک اور استاد سے سہیل کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں عقصا بڑے سینگوں والی کی جگہ عضباء ٹوٹے سینگوں والی ہے، اوراس میں ہے فیکوی بھاجنبه وظھره ۔ان سے اس کے پہلو اور پشت کو داغا جائے گا، اور جبینه (اس کی پیشانی) کا ذکر نہیں ہے۔

[2295] (. . .) حدثني هارون بن سعيد الايلي حدثنا ابن وهب: اخبرني عمرو بن الحارث ان بكيرا حدثه عن ذكوان عن ابي هريرة

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللّٰهِ أَوْ الصَّدَقَةَ فِي إِبِلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.

[2295] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان اپنے اونٹوں سے اللہ کا حق یا زکاۃ ادا نہیں کرتا۔آگے سہیل کے ہم معنی روایت ہے۔

[2296] ٢٧۔(٩٨٨) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا

[2294] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٢)

[2295] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: زكاة البقر برقم (١٤٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٠)

[2296] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٧)

بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَقَالَ أَبُوالزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

[2296]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو بھی اونٹوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے، تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ تعداد کی حالت میں آئیں گے جو کبھی اس کے پاس تھی اور وہ ان اونٹوں کے لیے وسیع چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا، اور وہ اسے اپنے پاؤں اور کھروں سے روندیں گے، اور جو گائیوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ تعداد ہونے کی صورت میں آئیں گی اور وہ ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا۔ وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے پیروں سے روندیں گی اور جو بکریوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے۔ تو وہ قیامت کے دن اپنی زیادہ سے زیادہ تعداد ہونے کی حالت میں آئیں گی اور وہ ان کے سامنے چٹیل میدان میں بیٹھے گا۔ وہ اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں کوئی بکری بغیر سینگوں کے ہوگی اور نہ ہی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی، اور نہ ہی کوئی خزانہ کا مالک ہے جو اس کا حق ادا نہیں کرتا مگر اس کا خزانہ قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا۔ اور اس کا اپنا منہ کھولے ہوئے تعاقب کرے گا اور جب وہ اس کے پاس پہنچے گا تو وہ اس سے بھاگے گا، تو وہ (سانپ) اسے آواز دے گا، اپنے اس خزانہ کو پکڑو جسے چھپا کر رکھا کرتے تھے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اور جب صاحب خزانہ دیکھے گا اس سے بچنے کی کوئی صورت اور چارہ نہیں ہے۔ اپنا ہاتھ اس (سانپ) کے منہ میں داخل کردے گا تو وہ اسے سانڈھ (نر اونٹ) کی طرح چبائے گا۔ ابو زبیر کہتے ہیں: یہ بات میں نے عبید بن عمیر سے سنی تھی۔ پھر ہم نے اس کے بارے میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح روایت سنائی۔ ابو زبیر کہتے ہیں، میں نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (پانی پر ان کا دودھ دوہنا) تاکہ ضرورت مند لے سکیں) اور اس کا ڈول عاریۃً (پانی پلانے کے لیے) دینا اور ان میں نر کو جفتی کے لیے مانگنے پر عاریۃً دینا، اور اونٹنی کو منیحۃً دودھ پینے، اون کاٹنے کے لیے عاریتاً دینا، اور کسی کو جہاد کے لیے سواری کے لیے دینا۔

مفردات الحدیث ❶ جَمَّاءُ: وہ بکری جس کے سینگ نہ ہوں۔ ❷ شجاعا اقرع: وہ سانپ جس کے زہر کی شدت کی بنا پر سر کے بال جھڑ گئے ہوں۔ یا وہ سانپ جو اپنی دم کے بل پر کھڑا ہو کر پیدل اور سوار پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر ڈنگ مارتا ہے۔ ❸ یقضمها قضم الفحل: نر اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کاٹے گا اور چبائے گا۔ منیحة کی دو قسمیں ہیں، ایک میں دوسرے کو حیوان، زمین یا گھر یا رحبہ کر دیا جاتا ہے، دوسری صورت میں اونٹنی، گائے اور بکری وغیرہا دودھ دینے والا جانور صرف دودھ پینے کے لیے کچھ وقت کے لیے دیا جاتا ہے اور پھر واپس لے لیا جاتا ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا، چاندی اور مال و دولت کو صرف تختیوں کی صورت میں ہی بنایا نہیں جائے گا بلکہ بعض اوقات میں اسے گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، کیونکہ صاحب مال دنیا میں اس پر سانپ بن کر بیٹھا تھا۔ پھر وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا، اور صاحب مال کے لیے اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں نکل سکے گی۔ اور وہ اپنے تحفظ کے لیے اس کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دے گا، جسے وہ سانڈھ کی طرح چبائے گا۔ ❷ اس حدیث میں حقوق منتشرہ جو باہمی اخوت و خیر خواہی اور مواسات ہمدردی کا مظہر ہیں، میں سے اونٹ کے سلسلہ میں چند ایک کی تعیین کی ہے کہ فقیروں، مسکینوں کو ان کا دودھ دینا یا عارضی طور پر دودھ پینے کے لیے کسی محتاج کو دے دینا، ضرورت مند کو پانی پلانے کے لیے ڈول دینا اور جفتی کے لیے وقتی طور پر کسی کو سانڈھ دینا، کسی مجاہد کو سواری مہیا کرنا۔

[2297] ٢٨۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي زَكُوتَهُ إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ.

[2297] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: مانع زكاة البقر برقم (٥/ ٢٧)۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٨٨).

[2297] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی، اونٹوں، گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ اسے قیامت تک کے دن ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا۔ کھروں والا جانور اسے اپنے کھروں سے روندے گا، اور سینگوں والا اسے اپنے سینگوں سے مارے گا ان میں اس دن کوئی بلا سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والا نہیں ہوگا۔ ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (ان میں سے نر کو جفتی کے لیے دینا، اور ان کے ڈول کو عاریۃً پانی پلانے کے لیے) دینا، اور ان کو کچھ وقت کے لیے دودھ پینے کے لیے دینا، اور ان کو پانی کے گھاٹ پر دوہنا (اور سواری کے قابل کو) مجاہد کو سواری کے لیے دینا اور جو مالک مال بھی اس کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تو وہ مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل ہوگا۔ اس کا مالک جہاں جائے گا اس کا پیچھا کرے گا۔ اور وہ اس سے بھاگے گا۔ اور اسے کہا جائے گا: یہ تیرا وہ مال ہے جسے روک روک کر رکھتا تھا۔ تو جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہے تو وہ اس کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کرے گا اور وہ اسے نر اونٹ کی طرح چبانا شروع کر دے گا۔

٨...... بَاب :إِرْضَاءِ السَّعَايَةِ

باب ٨: عاملین زکاۃ کو راضی کرنا (سعاۃ، زکاۃ کی وصول پر مقررہ لوگ)

[2298] ٢٩-(٩٨٩) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيَظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ

[2298] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ بدوی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کچھ زکاۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے زکاۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھا کرو۔ حضرت جریر بیان کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔ تو میرے پاس سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا ناراض نہیں گیا۔

[2298] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: رضا المصدق برقم (١٥٨٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اذا جاوز في الصدقات برقم (٥/ ٣١) انظر (التحفة) برقم (٣٢١٨)

[2299] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح
حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ انَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2299] امام صاحب نے اپنے تین اور اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

فائدہ :...... اسلام کی تعلیمات افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہیں۔ جن میں ہر انسان کو اپنے فرائض کی صحیح صحیح اور ذمہ داری سے ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اگر ہر انسان اپنا فرض ادا کرے گا۔ تو دوسرے کا حق خود بخود ادا ہو جائے گا۔ اس لیے مطالبہ حقوق کی بجائے ادائیگی فرض پر زور دیا گیا ہے، یہاں مالداروں کو تلقین کی گئی ہے کہ زکوۃ کی وصولی کے لیے آنے والے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور زکاۃ کی ادائیگی میں پس و پیش یا حیل و حجت سے کام نہ لیں اور ان کو خوش خوش واپس بھیجیں، دوسری جگہ آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے والوں کو مناسب ہدایات دی ہیں، تا کہ وہ لوگوں پر ظلم وزیادتی نہ کریں۔

٩...... بَاب: تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَّا يُؤَدِّي الزَّكٰوةَ

باب ٩. جو لوگ زکاۃ ادا نہیں کرتے ان کی عقوبت وسزا میں شدت کا بیان

[2300] ٣٠-(٩٩٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ ((هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

[2299] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٩٥)

[2300] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: زكاة البقر برقم (١٤٦٠) بمعناه۔ واخرجه كذلك في الايمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ برقم (٦٦٣٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء عن رسول الله ﷺ في منع الزكاة بمعناه۔ الزكاة ←

[2300] ۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہی لوگ سب سے زیادہ ناکام اور نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آ کر آپ کے پاس بیٹھا ہی تھا اور میں نے قرار و ثبات حاصل نہیں کیا تھا کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں، باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ زیادہ مال دار لوگ ہیں، مگر جس نے ادھر، ادھر یہاں، وہاں، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں (ہر ضرورت کے موقعہ پر) خرچ کیا۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو بھی اونٹوں یا گائیوں یا بکریوں کا مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا، تو وہ قیامت کے دن، زیادہ سے زیادہ تعداد ہونے کی حالت میں اور فربہ ہو کر آئیں گے۔ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گے، اور اپنے کھروں سے اسے پامال کریں گے، جب بھی ان میں سے آخری گزرے گا ان میں سے پہلا واپس آ چکا ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔

فائدہ:...... مالداروں کا یہ قومی و دینی فریضہ ہے کہ وہ دین کے کاموں میں اور اجتماعی و قومی مفادات کے موقعہ پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنی اپنی بساط کے مطابق خرچ کریں، وگرنہ وہ دنیا و آخرت میں ناکام اور نقصان سے دوچار ہوں گے، اور دنیا میں ہی لوگوں کی نفرت اور غیظ و غضب کا نشانہ بنیں گے۔

[2301] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوتُ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا)).

[2301] حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آگے وکیع کی مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین پر جو بھی آدمی فوت ہوتا ہے اور اونٹ یا گائے یا بکریاں پیچھے چھوڑتا ہے، جن کی اس نے زکاۃ ادا نہیں کی۔

← من التشديد برقم (٦١٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: التغليظ في حبس الزكاة برقم (٥/ ١٠). واخرجه في باب: مانع زكاة الغنم برقم (٥/ ٢٩) ـ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: ما جاء في منع الزكاة، برقم (١٧٨٥) انظر (التحفة) برقم (١١٩٨١)

[2301] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٢٩٧) ـ

[2302] ٣١-(٩٩١) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ)).

[2302]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے (میرے لیے خوشی کا باعث نہیں ہے) کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تیسرا دن مجھ پر اس طرح آئے کہ میرے پاس اس میں سے دینار بچا ہوا موجود ہو، سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنا قرض چکانے کے لیے تیار رکھوں۔

[2303] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[2303] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے ایک اور استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ:...... مالدار انسان کے لیے بلند ترین اور اعلیٰ مقام یہ ہے کہ وہ مال کو خرچ کرتا رہے، اس کو سنبھال کر، یا جمع کر کے نہ رکھے، لیکن اس بلند ترین درجہ پر فائز ہونا ہر مالدار کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لیے یہ محض ایک ترغیبی اور استحبابی چیز ہے، لازمی اور ضروری نہیں ہے۔

١٠...... بَابُ: التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ

باب ١٠. صدقہ کی ترغیب وتشویق (صدقہ پر آمادہ کرنا)

[2304] ٣٢-(٩٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاكَ عِنْدِي ذَهَبًا أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هٰكَذَا حَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهٰكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَهٰكَذَا عَنْ شِمَالِهِ)) قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا فَقَالَ

[2302] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٣)۔

[2303] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٩٩)۔

[2304] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاستقراض، باب: اداء الدیون برقم (٢٣٨٨) ←

يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا)) وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولٰى قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَّبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ فَقَالَ ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)).

[2304] ۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شام کے وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی پتھریلی زمین میں چل رہا تھا۔ اور ہم احد پہاڑ دیکھ رہے تھے۔ تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا اے اللہ رسول! میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ احد پہاڑ میرے پاس سونے کی شکل میں موجود ہو اور تیسری شام اس صورت میں آئے کہ میرے پاس اس سے ایک دینار بچا ہوا موجود ہو سوائے اس دینار کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے تیار رکھوں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ میں اسے اللہ کے بندوں میں خرچ یا تقسیم کردوں، اس طرف (آپ نے مٹھی بھر کر آگے ڈالا) اور اس طرح دائیں طرف اور اس طرح بائیں طرف، پھر ہم چلتے رہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: (ابوذر) میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: (زیادہ مالدار ہی قیامت کے دن کم رتبہ ہوں گے) مگر جس نے اِدھر، اُدھر، ہر جگہ خرچ کیا۔ آپ نے پہلے کی طرح (آگے دائیں، بائیں) کی طرف اشارہ فرمایا، پھر ہم چل پڑے، آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میرے آنے تک اس حالت میں رہنا، یعنی یہیں ٹھہرے رہنا، کہیں نہ جانا، آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے چھپ گئے۔ میں نے شور اور آواز سنی، تو میں نے دل میں کہا۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو کسی دشمن کا سامنا ہے، تو میں نے آپ کے پاس پہنچنے کا قصد کیا۔ پھر مجھے آپ کا فرمان یاد آ گیا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ہلنا، تو میں نے آپ کا انتظار کیا، تو جب آپ تشریف لائے، تو میں نے ان آوازوں کا تذکرہ کیا جو میں نے سنی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے، میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کی امت کا جو فرد اس حال میں

← واخرجه كذلك فى بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢٢٢) بمعناه۔ واخرجه كذلك فى الاستئذان، باب: من اجاب بلبيك وسعديك برقم (٦٢٦٨) واخرجه كذلك فى الرقاق، باب: المكثرون هم المقلون برقم (٦٤٤٣) واخرجه كذلك فى باب: قول النبى ﷺ (ما يسرنى ان عندى مثل احد هذا ذهبا) برقم (٦٤٤٤). واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الايمان، باب: ما جاء فى افتراق هذه الامة برقم (٢٦٤٤) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩١٥).

فوت ہوگا کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے پوچھا اے جبرئیل! اگر چہ اس نے چوری اور زنا کیا ہو؟ اس نے جواب دیا اگر چہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب کیا ہو۔

[2305] ٣٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَبُوذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَائَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللَّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ((**ذَاكَ جِبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ**)).

[2305]۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات نکلا تو اچانک دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چلے جا رہے ہیں، آپ کے ساتھ کوئی شخص نہیں ہے، تو میں نے خیال کیا، آپ اس بات کو ناپسند کر رہے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ چلے، تو میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا۔ آپ نے مجھے مڑ کر دیکھ لیا۔ اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ابوذر ہوں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ نے فرمایا: (ابوذر! آ جاؤ) تو میں آپ کے ساتھ کچھ دیر چلا آپ نے فرمایا: زیادہ مال والے ہی قیامت کے دن کم مرتبہ ہوں گے، مگر جن کو اللہ نے مال عطا فرمایا: اور انہوں نے اسے دائیں، بائیں، اور آگے پیچھے پھونک ڈالا اور اس میں نیکی کے کام کیے، میں آپ کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا۔ تو آپ نے فرمایا (یہاں بیٹھو) تو آپ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا، جس کے گرد پتھر تھے اور آپ نے مجھے فرمایا۔ (یہاں بیٹھو، حتیٰ کہ میں تیرے پاس لوٹ آؤں، آپ پتھریلی زمین میں چلے حتیٰ

[2305] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٠١)

کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور وہاں ٹھہرے رہے اور کافی دیر تک ٹھہرے رہے، پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ میری طرف آتے ہوئے فرما رہے تھے۔ (خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو) جب آپ تشریف لے آئے تو میں صبر نہ کر سکا اور میں نے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر نثار فرمائے! آپ سیاہ پتھروں کے کنارے کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟ میں نے کسی کو کچھ جواب دیتے نہیں سنا، آپ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے، جو سیاہ پتھروں کے کنارے میرے سامنے آئے، اور کہا، اپنی امت کو بشارت دیجئے، جو اس حالت میں فوت ہوگا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو میں نے کہا اے جبریل! اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کا مرتکب ہوا ہو، اس نے کہا جی ہاں! میں نے پھر پوچھا: خواہ وہ چور ہو یا زانی؟ اس نے کہا، ہاں، میں نے پھر تیسری بار پوچھا: خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو؟ اس نے کہا ہاں، اور اگرچہ وہ شرابی ہی کیوں نہ ہو۔

فوائد :...... ❶ مالداروں کو اپنا وافر مال ہر قسم کے نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیے، اگر وہ قیامت کے دن بلند مراتب پر فائز ہونا چاہتے ہیں۔ مگر اگر وہ اپنا مال وجوہ خیر اور اسلام اور اہل اسلام کی بہتری اور مفادات کے حصول کے لیے کھلے دل سے، ہر وقت اور ہر موقع پر اپنی قدرت کے مطابق خرچ نہیں کریں گے۔ تو وہ اعلیٰ درجات سے محروم رہیں گے۔ ❷ توحید کا اصل خاصہ اور خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اگر انسان اس کا صحیح حق ادا کرے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا، لیکن اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کی تو اس خاصہ اور امتیاز کے ظہور میں رکاوٹ پیدا ہوگی، اور اس رکاوٹ کے ازالہ تک دوزخ میں رہنا پڑے گا، اور آخر کار دوزخ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ ❸ چوری اور زنا انتہائی قبیح جرائم ہیں جو دوسروں کے مال اور عزت و ناموس پر ڈاکہ زنی ہیں، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے تعجب کے انداز میں پوچھا: چوری اور زنا کا مرتکب بھی جنت میں چلا جائے گا، تو جبریل نے جواب دیا۔ ایسا انسان بھی جنت سے محروم نہیں رہے گا، بلکہ ان سے بڑھ کر جرم، شراب نوشی کا مرتکب بھی موحد ہونے کی صورت میں جنت سے محروم نہیں رہے گا۔ حالانکہ شرابی ہر قسم کی شرم و حیا سے عاری ہوتا ہے اور اس سے کسی قسم کی خیر کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔

١١...... باب: فِي الْكَنَّازِينَ لِلْأَمْوَالِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ

باب ١١: مالوں کو جمع کر کے سمیٹ کر رکھنے والوں کے بارے میں اور ان کے لیے شدت و سختی کا بیان

[2306] ٣٤-(٩٩٢) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ

[2306] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: ما ادي زكاته فليس بكنز برقم (١٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١١٩٠٠)

عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ الْجَسَدِ أَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُؤُسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرٰى أُحُدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ **((فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ))** ثُمَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتّٰى أَلْحَقَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

[2306]۔ اُحنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں مدینہ آیا، اس اثناء میں کہ میں قریشی سرداروں کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا، جس کے کپڑے موٹے تھے جسم میں خشونت تھی اور چہرہ پر بھی سختی تھی، وہ آ کر ان کے پاس رک گیا، اور کہنے لگا، مال و دولت سمیٹنے والوں کو اس گرم پتھر سے آگاہ کرو (اطلاع و خبر دو) جس کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، اور اسے ان کے ایک فرد کے پستان کی نوک پر رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ اس کے کندھے کی باریک ہڈی سے نکلے گا۔ اور اسے اس کے شانوں کی باریک ہڈیوں پر رکھا جائے گا، حتیٰ کہ وہ اس کے پستانوں کے سروں سے حرکت کرتا ہوا نکلے گا۔ احنف کہتے ہیں، لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے اور میں نے ان میں سے کسی کو اس کو کچھ جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا، اور وہ واپس پلٹ گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ حتیٰ کہ وہ ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گیا، تو میں نے کہا، میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ آپ نے انہیں جو کچھ کہا ہے، انہوں نے اسے ناپسند سمجھا ہے، اس نے کہا، ان لوگوں کو کچھ عقل و شعور نہیں ہے۔ میرے گہرے دوست ابوالقاسم ﷺ نے مجھے بلایا، میں نے لبیک کہا، تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں احد نظر آ رہا ہے؟ میں نے دیکھا کہ کس قدر سورج کھڑا ہے (دن باقی ہے) کیونکہ میں سمجھ رہا تھا۔ آپ مجھے اپنی کسی ضرورت کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا، میں اسے دیکھ رہا ہوں، تو آپ نے فرمایا: (یہ بات میرے لیے مسرت کا باعث نہیں

ہے کہ میرے پاس اس کے برابر سونا ہو اور میں اس تمام کو خرچ کر ڈالوں، مگر تین دینار جنہیں قرض چکانے کے لیے رکھ چھوڑوں) اس کے باوجود یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں، انہیں کچھ عقل نہیں ہے میں نے اس سے پوچھا آپ کا اپنے قریشی بھائیوں سے کیا معاملہ ہے؟ اپنی ضرورت کے لیے ان کے پاس نہیں جاتے اور نہ ان سے کچھ لیتے ہیں، اس نے جواب دیا، نہیں، تیرے رب کی قسم! نہ میں ان سے دنیا کی کوئی چیز مانگوں گا اور نہ ہی ان سے کسی دینی مسئلہ کے بارے میں پوچھوں گا، حتیٰ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے جاملوں۔

مفردات الحدیث ❶ **مَلَأٌ:** اشراف و سردار۔ ❷ **أَخْشَنُ:** سخت اور کھردرا، جس میں ملائمت اور نرمی نہ ہو۔ ❸ **رَضْفٌ:** گرم پتھر۔ ❹ **يُحْمٰى عليه:** اسے تپایا اور گرم کیا جائے گا۔ ❺ **حَلَمه ثديه،** سر پستان۔ ❻ **نُغُض:** شانے (کندھے) کے کنارے کی پتلی اور باریک ہڈی۔ ❼ **لا تعتريهم:** اپنی ضرورت پوری کرنے کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔

فوائد :...... ❶ جمہور صحابہ و تابعین اور جمہور امت کے نزدیک کنز اس خزانہ اور مال و دولت کو کہتے ہیں، جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے، لیکن مال کا مالک اس کی زکاۃ ادا کرنے کی بجائے اس پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو محتاجوں، ضرورتمندوں کی ضروریات کے لیے صرف کر کے، اللہ کا شکر گزار نہیں بنتا ہے، لیکن جو مال حد نصاب کو نہیں پہنچتا، کنز نہیں ہے کیونکہ شریعت نے اس پر زکاۃ فرض نہیں کی۔ لہٰذا وہ نصاب جس سے زکاۃ ادا کر دی جائے وہ بھی کنز نہیں رہے گا۔ کیونکہ مالک نے اسے محتاجوں اور ضرورتمندوں پر خرچ کیا ہے، اس لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (ما بلغ ان تودى زكاته فزكىٰ فليس بكنز) جو مال زکاۃ کی ادائیگی کے نصاب کو پہنچا اور اس کی زکاۃ ادا کر دی گئی تو وہ کنز نہیں ہے (سنن ابی داود) علامہ عراقی کہتے ہیں سنده جيد، اس کی سند عمدہ اور قابل اعتماد ہے۔ ہاں جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ انسان کے لیے بلند ترین مقام جس پر ہمیشہ کم لوگ ہی فائز ہوتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ وہ ضروریات سے زائد اپنا تمام مال و دولت دین اور اہل دین کی ضروریات میں صرف کر دے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے موقع پر اپنا تمام مال و متاع آپ کے سامنے لا رکھا تھا۔ اور یہ شرف صرف ابوبکر کو ہی حاصل ہوا تھا۔ ❷ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ، یہ تھا (غلہ و خوراک مویشیوں کے سوا) مسلمان اپنا تمام مال و دولت یعنی سونا، چاندی اور کیش کی صورت میں جو کچھ ہے۔ وہ اپنی ضرورت سے زائد سب کا سب خرچ کر دیں۔ اور یہ اس کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ اس طرح وہ وجوبی و لازمی اور استحبابی و مندوب حکم میں امتیاز نہیں کرتے تھے، حالانکہ یہ بات مقاصد شریعت اور اس کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ تمام انسان اعلیٰ معیار اور بلند مقام پر یکساں طور پر فائز نہیں ہو سکتے۔ تمام افراد کو تو فرائض ہی کا پابند کیا جا سکتا ہے۔ اگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ ہی لازم ہوتا، تو پھر زکاۃ، صدقات اور وراثت مال کی تقسیم کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ اور کم از کم خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اس کی لازمی طور پر پابندی کرتے،

حالانکہ یہ ابھی بتا چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی نے بھی اپنا تمام اندوختہ پیش نہیں کیا تھا اور امت میں سے کسی امام نے اس نظریہ کو قبول نہیں کیا۔ لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اپنے نظریہ پر عمل کیا، اور کھانے پینے یا لباس کے سوا کوئی مال و متاع یا ساز و سامان نہیں جوڑا اور اشتراکیوں کی طرح محض پر فریب نعرہ لگانے پر اکتفا نہیں کیا کہ اپنے گھر میں عیش و عشرت کا ہر سامان جمع ہے، وافر بینک بیلنس ہے۔ اور زبان پر نعرہ ابوذری ہے۔

[2307] ۳۵۔(...) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا خُلَيْدٌ الْعَصَرِيُّ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِكَيٍّ فِي ظُهُورِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ أَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحَّى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا أَبُوذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُولُ قُبَيْلُ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي هٰذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِينِكَ فَدَعْهُ.

[2307]۔ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت میں فروکش تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے گزرے، مال جمع کرنے والوں کو ان داغوں کی خبر دو جو ان کی پشتوں پر لگائے جائیں گے اور ان کے پہلوؤں سے نکلیں گے۔ اور ان داغوں کی جو ان کی گدیوں پر لگائے جائیں گے، ان کی پیشانیوں سے نکلیں گے پھر وہ الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گئے، میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ قریشیوں نے بتایا، یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، میں اٹھ کر ان کے پاس چلا گیا، اور پوچھا، ابھی آپ کیا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے وہی بات کہی ہے جو میں نے ان کے نبی ﷺ سے سنی ہے، میں نے پوچھا، ان وظائف (حکومت کی طرف سے ملنے والے) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا، لے لو، کیونکہ آج یہ معونت (مدد) کا باعث ہیں، اور جب یہ تیرے دین کی قیمت ٹھہریں تو انہیں چھوڑ دینا۔

فائدہ:...... حکومت سے عطایا اور وظائف اس صورت میں قبول کیے جا سکتے ہیں، جب ان کی خاطر اپنا دین فروخت نہ کرنا پڑے، اگر ان کے عوض اپنا دین قربان کرنا پڑے تو یہ لینا جائز نہیں ہوں گے، کیونکہ یہ وظائف نہیں بلکہ اس کے دین کو خریدنے کے لیے رشوت اور معاوضہ ہوں گے اور حکومت بڑے بڑے لوگوں کو ساتھ ملانے کے لیے انہیں بڑی بڑی رقموں سے نوازے گی۔ اور اس طرح اپنی سیاہ کاریوں کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرے گی۔

[2307] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳۰۳)

۱۲...... بَاب: الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

باب ۱۲: خرچ کرنے پر آمادہ کرنا اور خرچ کرنے والے کو بدلہ کی بشارت دینا

[2308] ٣٦-(٩٩٣) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

[2308]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا) اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ (ابن نمیر نے ملای کی بجائے مَلْآن کہا) دن، رات مسلسل بہتا ہے۔ اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

[2309] ٣٧-(....) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)).

[2309]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے خرچ کرو، میں آپ پر خرچ کروں گا) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ دن رات خرچ کرنے سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی، مجھے بتاؤ، اس نے آسمان و زمین کی تخلیق سے لے کر کس قدر خرچ کیا ہے (اس کے باوجود) اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کمی نہیں ہوئی) آپ نے فرمایا اس کا عرش پانی پر ہے، اس کا دوسرا ہاتھ قبض کرتا ہے (مارتا ہے) کسی کو بلند کرتا ہے اور کسی کو پست کرتا ہے۔

فوائد:...... ❶ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں لیکن اس کی ذات کی طرح اس کے ہاتھوں کی کیفیت جاننا ممکن نہیں ہے۔

[2308] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٩٩)

[2309] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: ﴿وكان عرشه على الماء، وهو رب العرش العظيم﴾ برقم (٧٤١٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٧١١)

ہاں اتنا ماننا ضروری ہے کہ وہ اس کی شان کے مناسب و لائق ہیں، مخلوقات جیسے نہیں ہیں، اس لیے تاویل یا تشبیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ❷ جائز اور صحیح مواقع پر خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور ملنے کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ وَمَا اَنْفَقْتُمْ من شیء فھو یخلفه ۔تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عنایت فرماتا ہے، اس کو حدیث قدسی میں یوں بیان کیا ہے، اے آدم زادے خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اس لیے وجوہ خیر، اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ رزق کی تنگی اور وسعت و فراخی یا عزت، ذلت، عروج و پستی کا مالک وہی ہے یہ ان کے اپنے بس میں نہیں ہے۔

١٣...... بَاب: فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

باب ۱۳: اہل و عیال اور غلاموں پر خرچ کرنے کی فضیلت اور ان کو ضائع کرنے یا ان کے خرچ روکنے کا گناہ

[2310] ٣٨ـ(٩٩٤) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ**)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ.

[2310] ـ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دینار جسے انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے انسان اپنے جہادی جاندار سواری پر صرف کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں آپ نے ابتدا عیال سے فرمائی، پھر ابو قلابہ کہنے لگے۔ اس آدمی سے بڑھ کر اجر کس آدمی کا ہوسکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، انہیں سوال کی ذلت سے بچاتا ہے یا اللہ انہیں اس کے ذریعہ نفع پہنچاتا ہے اور غنی کرتا ہے۔ (عیال جن کے نان و نفقہ کا انسان ذمہ دار ہے۔ اس کے بیوی بچے، نوکر، چاکر یا غلام)۔

[2310] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البر والصلة، باب: ما جاء فی النفقة فی الاهل برقم (١٩٦٦) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد، باب: فضل النفقة فی سبيل الله برقم (٢٧٦٠) انظر (التحفة) برقم (٢١٠١)

[2311] ٣٩-(٩٩٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ زُفَرَ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ)).

[2311] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو نے گردن کی آزادی کے لیے خرچ کیا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس نے مسکین پر صدقہ کیا ہے۔ اور ایک دینار وہ جسے تو نے اپنے اہل پر صرف کیا ہے۔ ان سب میں سب سے زیادہ اجر تمہیں اس دینار پر ملے گا، جسے تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا ہے۔

فائدہ :...... اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا، اور ان کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا انسان کی شخصی ذمہ داری ہے اور فرض ہے۔ اور ظاہر ہے فرض کی ادائیگی انسان کی اولین ذمہ داری ہے، اور اس کا اجر وثواب بھی سب سے بڑھ کر ہے، کیونکہ باقی کام ہر موقع پر، یا ہر وقت فرض عین نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کا درجہ بھی بعد میں ہے فرض کے بعد نوافل کی باری آتی ہے۔

[2312] ٤٠-(٩٩٦) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ الْكِنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ)).

[2312] ۔خیثمہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ ناگہاں ان کا وکیل ونگران ان کے پاس آیا۔ اندر داخل ہوا۔ تو انہوں نے پوچھا، غلاموں کو ان کی خوراک دے دی ہے۔ اس نے کہا نہیں، انہوں نے کہا، جاؤ۔ انہیں ان کا خرچ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، انسان کے لیے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ جن کا وہ مالک ہے ان کی خوراک روک لے یعنی فرض میں کوتاہی ناقابل معافی ہے۔

[2311] تفرد به مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٤٧)

[2312] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٦٢٢)

۱۴...... بَاب: اَلِابْتِدَآءِ فِی النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

باب ۱۴. خرچ کی ابتدا اپنی ذات سے کرے، پھر اپنے اہل سے پھر قرابت داروں سے

[2313] ۴۱۔(۹۹۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ)).

[2313]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عذرہ کے ایک آدمی نے ایک غلام اپنے مرنے کی صورت میں آزاد کر دیا، (کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہوگا) رسول اللہ ﷺ تک یہ معاملہ پہنچا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے سوا مال ہے؟ تو اس نے کہا، نہیں، اس پر آپ نے فرمایا: اسے (غلام کو) مجھ سے کون خریدے گا؟ اسے نعیم بن عبداللہ عذری نے آٹھ سو (۸۰۰) درہم میں خرید لیا، اور قیمت لا کر رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دی، آپ نے اسی آدمی کو دی پھر آپ نے فرمایا: اپنے نفس سے ابتدا کر، اس پر صدقہ کر، اگر کچھ بچ جائے، تو تیرے اہل کے لیے ہے، اگر تیرے اہل سے کچھ بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کے لیے ہے۔ اور اگر تیرے قرابت داروں سے کچھ بچ جائے، تو ادھر ادھر خرچ کر۔ آپ ﷺ کا مقصد تھا آگے اور اپنے دائیں اور بائیں (ضرورت مندوں میں) تقسیم کر دے۔

[2314] (...) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ.

[2313] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الایمان، باب: جواز بیع المدبر برقم (۲۵۹) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، باب: ای الصدقة افضل برقم (۵/ ۶۹، ۵/ ۷۰) واخرجه کذلک فی البیوع، باب: بیع المدبر برقم (۷/ ۳۰۴) انظر (التحفة) برقم (۲۹۲۲)

[2314] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی العتق، باب: بیع المدبر برقم (۳۹۵۷) واخرجه ←

[2314] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ابو مذکورہ نامی انصاری آدمی نے اپنا غلام اپنے مرنے پر آزاد کر دیا، جس کا نام یعقوب تھا۔ آگے لیث کی مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

فائدہ:...... انسان پر سب سے مقدم حق اس کا اپنا ہے اور اپنی جائز ضروریات پر، مناسب انداز سے صرف کرنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ صرف دوسروں پر خرچ کرنے سے ہی اجر نہیں ملتا، اپنے بعد سب سے مقدم اہل و عیال کا حق ہے اور پھر درجہ بدرجہ رشتہ داروں کا حق ہے اس لیے حقوق کی ادائیگی میں اقرب فالاقرب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، بلاوجہ مقدم کو مؤخر نہیں کیا جا سکتا، اور ضرورت و حاجت کی صورت میں مدبر غلام کو فروخت کرنا جائز ہے، اور مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک یہ کہہ دے تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا۔

١٥...... بَاب: فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ

باب ۱۵: رشتہ داروں، خاوند، اولاد اور والدین اگرچہ کافر ہوں، پر خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کی فضیلت

[2315] ٤٢-(٩٩٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِئْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِئْرَحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا

← النسائي في (المجتبى) في البيوع، باب: بيع المدبر برقم (٧/ ٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٢٦٦٧)

[2315] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الزكاة على الاقارب برقم (١٤٦١) واخرجه كذلك في الوكالة، باب: اذا قال الرجل لوكيله: ضعه حيث اراك الله برقم (٢٣١٨) واخرجه كذلك في الوصايا، باب: اذا وقف او اوصى لاقاربه ومن الاقارب برقم (٢٧٥٢) واخرجه كذلك في باب: اذا وقف ارضا ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة برقم (٢٧٦٩) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون﴾ الى قوله ﴿به عليم﴾ برقم (٤٥٥٤) واخرجه كذلك في الاشربة، باب: استعذاب الماء برقم (٥٦١١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٤)

وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ۔

[2315]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے اوران کا بیرحاء نامی باغ انہیں سب سے زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا، رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جاتے اور اس کا عمدہ پانی نوش فرماتے۔تو جب یہ آیت اتری: تم نیکی حاصل نہیں کرسکو گے جب تک اپنی محبوب چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے۔آل عمران: ۲) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اورعرض کیا، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ تم نیکی حاصل نہیں کرسکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں دو اور مجھے اپنے اموال سے سب سے زیادہ میرا یہ بیرحاء باغ پسند ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اس امید پر کہ وہ اللہ کے ہاں میرے لیے نیکی کا سامان اور آخرت کا ذخیرہ بنے گا اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اسے خرچ فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب، یہ سودمند اور نفع بخش مال ہے، یہ فائدہ بخش مال ہے، میں نے تیری بات سن لی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے اقارب کو (رشتہ داروں کو) دے دو۔تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے عزیزوں اور عم زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

[2316] ۴۳۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بِيْرَحَاءَ لِلّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ))** قَالَ فَجَعَلَهَا فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

[2316]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ تم حق ادا نہیں کرسکو گے، حتی کہ اپنی محبوب ترین چیز (اللہ کی راہ میں) صرف کردو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سے ہمارا مال چاہتا ہے اے اللہ کے رسول! میں آپ کو گواہ بنا کر، اپنی بیرحاء زمین اللہ تعالیٰ کے لیے دیتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے رشتہ داروں کو دے دو تو انہوں نے حضرت حسان بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دے دی۔

[2316] اخرجه ابو داود في الزكاة، باب: في صلة الرحم برقم (١٦٨٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الاحباس، باب: الاحباس كيف يكتب الحبس وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه برقم (٦/ ٢٣١، ٦/ ٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (٣١٥)

فائدہ :...... دور کے رشتے دور بھی رشتہ دار ہی ہیں، اس لیے اگر وہ ضرورت مند اور محتاج ہوں تو وہ زیادہ حقدار ہیں، حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتویں پشت میں جا کر رشتہ دار بنتے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے اسی حکم پر کہ رشتہ داروں کو دو، ان کو باغ تقسیم کر دیا۔

[2317] ٤٤۔(٩٩٩) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ)).

[2317]۔ حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک لونڈی آزاد کی۔ اور اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: اگر تم اسے اپنے ماموؤں کو دیتیں، تو تمہیں اجر زیادہ ملتا۔

فائدہ :...... باپ کے رشتہ داروں کی طرح ماں کے رشتہ دار اور اسکے بھائی بھی، انسان کے رشتے دار ہیں اور ان کو دینا بھی اجر و ثواب میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا عورت اپنا مال خاوند کو بتائے بغیر بھی خرچ کر سکتی ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ اس کو اعتماد میں لے۔

[2318] ٤٥۔(١٠٠٠) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِاللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُاللَّهِ بَلْ ائْتِيهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ

[2317] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الهبة، باب: هبة المرأة لغير زوجها، وعتقها اذا كان لها زوج، فهو جائز اذا لم تكن سفيهة، فاذا كانت سفيهة لم يجز برقم (٢٥٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٧٨)

[2318] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الزكاة على الزوج والايتام في الحجر برقم (١٤٦٦) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في زكاة الحلي برقم (٦٣٥) و (٦٣٦) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: الصدقة على ذي قرابة برقم (١٨٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٨٧)

مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِاللَّهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ**)).

[**2318**]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں کا گروہ! صدقہ کرو، اگرچہ اپنے زیورات سے کرو۔ تو میں (اپنے خاوند) عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا۔ تم کم مال والے آدمی ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ کے پاس جا کر یہ مسئلہ پوچھ لو (کہ اگر تمہیں دینا) کفایت کرتا ہو (تو ٹھیک ہے) وگرنہ میں کسی اور کو دے دوں گی، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا، بلکہ تم خود ہی آپ کے پاس جاؤ تو میں گئی، اور ایک اور انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر کھڑی تھی اور اس کو میرے والے مسئلہ پوچھنے کی حاجت تھی، اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بہت بارعب تھا۔ (آپ سے ہیبت آتی تھی) ہمارے پاس اندر سے بلال رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے کہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو بتاؤ کہ دروازہ پر دو عورتیں آپ سے پوچھتی ہیں کہ اگر وہ صدقہ اپنے خاوندوں کو دے دیں اور ان یتیم بچوں کو جو ان کی کفالت میں ہیں، تو کفایت کر جائے گا؟ اور آپ کو ہمارے بارے میں نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، تو بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے بلال سے پوچھا: وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا: ایک انصاری عورت ہے اور ایک زینب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی زینب؟ انہوں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی، تو رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بتایا کہ (انہیں دہرا اجر ملے گا، صلہ رحمی رشتہ داری) کا اجر اور صدقہ کا اجر۔

[**2319**] ٤٦۔(. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ فَذَكَرْتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللَّهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ

[**2319**] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣١٥)

فَقَالَ ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

[2319]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت ہی مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: (صدقہ کرو) اگر چہ اپنے زیورات ہی سے سہی۔آگے ابواحوص کی مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ:......حضرت زینب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں نفلی صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اس کے خاوند کو دینے کی بھی اجازت دی حالانکہ بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار خاوند ہے اس لیے اس کو ملنے والا صدقہ بیوی پر بھی خرچ ہوگا،اس کے باوجود آپ نے اسے دوہرے اجر کا باعث قرار دیا ہے۔اسی پر فرضی صدقات کو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بھی ان رشتہ داروں کو دیے جا سکتے ہیں،جن کے نان ونفقہ کا انسان پابند یا ذمہ دار نہیں ہے،امام شافعی،صاحبین (امام ابو یوسف،امام محمد) اہل ظاہر اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک بیوی خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے۔امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد کے ایک قول کی رو سے نفلی صدقہ دے سکتی ہے،فرضی صدقہ دینا جائز نہیں ہے،امام بخاری نے صدقہ کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ اس میں نفلی وفرضی کی تخصیص نہیں ہے،اس لیے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

[2320] ٤٧-(١٠٠١) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ نَعَمْ لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

[2320]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے میری اولاد پر مجھے خرچ کرنے پر اجر ملے گا؟ جبکہ میں انہیں چھوڑ تو سکتی نہیں ہوں کہ وہ ادھر ادھر سے مانگتے پھریں،آخر وہ میرے ہی بیٹے ہیں،تو آپ نے فرمایا: ہاں،تمہیں ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔

[2321] (....) وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا

[2320] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الزكاة على الزوج والايتام في الحجر برقم (١٤٦٧) واخرجه كذلك في النفقات، باب: ﴿وعلى الوارث مثل ذلك﴾ وهل على المرأة منه شئى؟ برقم (٥٣٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦٥)

[2321] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣١٧)

عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2321] امام صاحب اپنے دوسرے دو استادوں سے ہشام کی سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اولاد کی کفالت اور نان ونفقہ کا ذمہ دار باپ ہے، اگر باپ کی غربت یا موت کے باعث عورت محنت ومزدوری کر کے ان کی کفالت کرتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی حقدار ہے، اگرچہ وہ اپنی ہی اولاد کو پال رہی ہے۔

[2322] ٤٨-(١٠٠٢) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً)).

[2322]۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، اگر اپنے اہل پر بھی ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو یہ اس کا صدقہ ہے۔

[2323] (...) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2323] مصنف اپنے تین اور استادوں سے، شعبہ ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انسان ذمہ دار ہے۔ اگر وہ اس فرض کو ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہے، تو وہ اس پر بھی اجر وثواب کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا اہل وعیال پر خرچ کرتے وقت فرض کی ادائیگی اور اجر وثواب کے حصول کی نیت کرنی چاہیے۔

[2322] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان، باب: ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة ولكل امرى مانوى برقم (٥٥) واخرجه كذلك في المغازى، باب: ١٢ برقم (٤٠٠٦) بمعناه۔ واخرجه كذلك في النفقات، باب: فضل النفقة على الاهل برقم (٥٣٥١) واخرجه الترمذى في (جامعه) في البر والصلة، باب: ما جاء في النفقة في الاهل برقم (١٩٦٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اى الصدقة افضل برقم (٥/ ٦٩) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٦)

[2323] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣١٩)

[2324] ٤٩۔(١٠٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[2324]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ (صلہ رحمی کی) خواہش مند ہے (اور محروی سے) خائف بھی ہے (کہ شاید میں اسے کچھ نہ دوں) کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

[2325] ٥٠۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)).

[2325]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قریش کے ساتھ معاہدہ صلح کے دور میں میری والدہ آئی اور وہ مشرکہ تھی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ (صدقہ کی) خواہش مند ہے، تو کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

فائدہ:...... اگر کسی انسان کے ماں، باپ کافر ہوں تو پھر بھی وہ احترام اور صلہ رحمی کے حقدار ہیں، اور ان کے بچوں پر ان کے کمزور ضعیف ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کے نان ونفقہ کا اہتمام کریں، اور بچیاں بھی ان سے صلہ رحمی کریں۔

[2324] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهدية للمشركين برقم (٢٦٢٠) من كتاب الهبة، واخرجه كذلك في الجزية والموادعة باب: ١٨ برقم (٣١٨٣) واخرجه كذلك في الادب، باب: صلة الولد المشرك برقم (٥٩٧٨) واخرجه كذلك في باب: صلة المرأة امها ولها زوج برقم (٥٩٧٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: الصدقة على اهل الذمة برقم (١٦٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٢٤)

[2325] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٢١)

١٦......بَاب: وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

باب ١٦: میت کی طرف سے صدقہ کا ثواب اس تک پہنچنا

[2326] ٥١-(١٠٠٤) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[2326]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے اور اس نے کسی قسم کی وصیت نہیں کی۔ میرا خیال ہے اگر اس کو بات چیت کا موقعہ ملتا، تو وہ صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں، تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

[2327] (...) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ تُوصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ الْبَاقُونَ.

[2327] امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے، ہشام ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔ ابو سلمہ کی روایت میں، ابن بشر کی روایت کی طرح لم تُوصِ (اس نے وصیت نہیں کی) کے الفاظ ہیں، لیکن باقیوں کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

[2326] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧١٩٠)

[2327] اخرج مسلم حديث زهير بن حرب فی (صحیحه) فی الوصايا، باب: وصول ثواب الصدقات الی الميت برقم (٤١٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٢٩) واخرج مسلم حديث ابی كريب فی (صحیحه) فی الوصايا، باب: وصول ثواب الصدقات الی الميت برقم (٤١٩٨) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الوصايا، باب: من مات ولم يوص هل يتصدق عنه برقم (٢٧١٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث علی بن حجر، انظر (التحفة) برقم (١٧١١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث الحكم بن موسى۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٥٨)

فائدہ:...... اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ انسان اپنی ہی محنت اور کوشش کا مالک ہے۔ دوسرے کی محنت اور کوشش کا جس میں اس کا کسی قسم کا دخل نہیں ہے یعنی وہ اس کا باعث یا سبب نہیں، اس کی تحریک اور عمل میں اس کا حصہ نہیں ہے، وہ اس کا مالک بھی نہیں ہے۔ لیکن جن کے عمل و کردار میں، اس کا کسی قسم کا دخل ہے۔ اور اس کا تھوڑا بہت اس سے تعلق ہے، وہ اس کا اگرچہ مالک نہیں ہے، مالک کرنے والا ہی ہے لیکن اپنے دخل اور تعلق کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، اس کو بھی اس سے ثواب ملے گا۔ مالک اپنی چیز اگر خود کسی کو دے دے اور اللہ چاہے تو اس اہداء اور عطا کو قبول کرے کیونکہ اجر دینے والا تو وہی ہے اور اگر نہ چاہے تو قبول نہ کرے، عبادات مالیہ، میں بالاتفاق اہل سنت کے نزدیک، دوسرے کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے اور اس کی طرف سے صدقہ و خیرات بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن عبادات بدنیہ میں ہر جگہ نیابت جائز نہیں ہے، مثلاً کوئی کسی کی طرف سے اس کی زندگی میں نماز نہیں پڑھ سکتا، تلاوت نہیں کرسکتا، صحت و سلامتی سے متصف ہے تو اس کی طرف سے حج نہیں کرسکتا اور روزہ نہیں رکھ سکتا، لیکن مرنے کے بعد ان میں سے بعض کاموں کی اجازت ہے۔ اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے، اس کے فوت شدہ روزے رکھے جاسکتے ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں نصوص موجود ہیں کہ صحابہ و تابعین کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے، لیکن جس عبادت کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے اور صحابہ و تابعین کا مجموعی عمل اس کا موید نہیں ہے، اس کے بارے میں اپنی طرف سے قیاس ورائے سے کام لے کر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ جس طرح کسی کی طرف سے قرآن مجید پڑھنا، نماز پڑھنا اور نفلی روزے رکھنا۔

۱۷...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

باب ۱۷: ہر قسم کی نیکی کو صدقہ کا نام دیا جاسکتا ہے

[2328] ۵۲-(۱۰۰۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

[2328]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔ قتیبہ کی روایت ہے تمھارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

[2328] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: فی المعونة للمسلم برقم (٤٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٣٣١٣)

[2329] ٥٣-(١٠٠٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ ((**أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا.

[2329]۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! سرمایہ دار اجر وثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ضرورت سے زائد مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کرنے کی صورت نہیں پیدا کی؟ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے ایک دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اور بیوی سے تعلقات قائم کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا جب ہم میں سے کوئی اپنی نفسانی خواہش (جنسی ضرورت) پوری کرتا ہے، اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟ آپ نے جواب دیا بتاؤ، اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا ہے، تو کیا اسے اس پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح جب وہ اسے جائز محل پر رکھتا ہے تو اسے اجر بھی ملتا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ دُثُور: دَثْر کی جمع ہے مال کثیر کو کہتے ہیں۔

فائدہ:......شریعت کی مقرر کردہ حدود کے مطابق جو کام بھی کیا جائے، بشرطیکہ مقصود شریعت کی پابندی اور اپنے فریضہ کی ادائیگی ہو تو ہر کام اجر وثواب کا باعث ہے حتیٰ کہ طبعی اور جنسی ضرورت کو پورا کرنا بھی۔ صحیح نیت کی صورت میں ثواب کا باعث ہے۔ جیسا کہ شریعت کی حدود و قیود کو پامال کرنا اور ان کی خلاف ورزی کرنا گناہ اور نقصان کا سبب ہے۔ اس طرح نیکی کا ہر کام اور عمل ذکر و اذکار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے یعنی اجر وثواب کا سبب ہے۔

[2329] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩٣٢)

[2330] ٥٤-(١٠٠٧) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ)) وَالثَّلَاثِ مِائَةِ ((السُّلَامَى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)) قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ ((يُمْسِي)).

[2330]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بَنُو آدم (آدم کی اولاد) میں سے ہر انسان کے تین سو ساٹھ (٣٦٠) جوڑ بنائے گئے ہیں، تو جس نے اللہ اکبر کہا، لا الہ الا اللہ کہا۔ سبحان اللہ کہا: استَغْفِرُ اللّٰه کہا۔لوگوں کے راستہ سے پتھر ہٹایا، یا لوگوں کے راستہ سے کانٹا یا ہڈی دور کی، نیکی کی تلقین کی یا برائی سے روکا، تین سو ساٹھ (٣٦٠) جوڑوں کی تعداد کے برابر، تو وہ اس دن اس طرح چلے پھرے گا کہ وہ اپنے آپ کو دوزخ سے دور کر چکا ہے۔ بعض دفعہ راوی نے یمشی کی جگہ یمسی (شام کرنا) کہا۔

مفردات الحدیث ❊ مِفْصَل: سَلَامٰی ، ہڈیوں کے جوڑ، انگلیوں کے پورے۔

[2331] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عَنْ مُعَاوِيَةُ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ.

[2331] مصنف یہی حدیث دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں، وَاَمَرَ کی جگہ اَوْ اَمَر بمعروفٍ ہے۔اور یَمْشِیْ چلتا ہے کی جگہ یُمْسِیْ شام کرتا ہے، آیا ہے۔

[2332] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُلِقَ ((كُلُّ إِنْسَانٍ بِنَحْوِ)) حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ.

[2330] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (١٦٢٧٦)

[2331] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (١٦٢٧٦)

[2332] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (١٦٢٧٦)

[2332] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں بھی فانه يَمْشِي يَوْمَئِذٍ (وہ اس دن چلتا ہے) آیا ہے۔

[2333] ٥٥-(١٠٠٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ

[2333]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ ہے، پوچھا گیا ہے۔ بتایئے اگر انسان کے پاس طاقت نہ ہو؟ (وہ صدقہ نہ کر سکے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کام کاج کرے اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ کہا گیا: بتایئے اگر وہ ایسا نہ کر سکے؟ فرمایا: ضرورت مند اور لاچار و مجبور پریشان حال کی مدد کرے۔ آپ سے عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا: نیکی یا خیر و بھلائی کی تلقین کرے۔ عرض کیا گیا بتایئے اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا: برائی سے رک جائے۔ یہ بھی (اپنے اوپر) صدقہ ہے۔ مَلْهُوْف لاچار، مجبور، مظلوم، پریشان حال، رنجیدہ۔

[2334] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2334]۔ یہی روایت امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

[2335] ٥٦-(١٠٠٩) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ

[2333] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صدقة العيد برقم (١٤٤٥) واخرجه كذلك في الادب، باب: كل معروف صدقة برقم (٦٠٢٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة العيد برقم (٥/ ٦٤، ٥/ ٦٥) انظر (التحفة) برقم (٩٠٨٧)

[2334] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٣٠)

[2335] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلح، باب: فضل الاصلاح بين الناس والعدل ←

صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).

[2335] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور لوگوں کے ہر جوڑ کے ذمہ صدقہ ہے، ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: عدل و انصاف سے دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا صدقہ ہے، آپ کسی کی اس کے چوپایہ کے بارے میں مدد کرتے ہیں، اسے اس پر سوار کرتے ہیں یا اس کو اس کا سامان اٹھا کر دیتے ہیں یہ بھی صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا بول بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جو آپ نماز کے لیے اٹھاتے ہیں، صدقہ ہے، راستہ سے جو تکلیف دہ چیز دور کرتے ہو صدقہ ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ پیدا کیے ہیں اور ان کا شکریہ ہے کہ انسان ان اعضاء سے وہی کام لے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور ان کی صحت و سلامتی کے لیے صحیح اور نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد میں مشغول رہے۔ مخلوق کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے، ممکن حد تک ان کا تعاون کرے۔ اسی طرح جوڑوں کی نوازش کا شکر بھی ادا ہو جائے گا اور اجر و ثواب بھی ملے گا۔ انسان کے بس میں اگر کچھ بھی نہ ہو، تو اگر دوسروں کا بھلا نہیں کر سکتا تو ان سے برائی کر کے، اپنا نقصان تو نہ کرے۔ کم از کم دوسروں کو تکلیف دینے ہی سے باز رہے تاکہ جرم و گناہ سے بچ جائے اور یہ اپنے اوپر صدقہ ہوگا۔

۱۸...... بَاب :فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ

باب ۱۸: خرچ کرنے والے اور بخیل بننے والے کی حالت

[2336] ۵۷۔(۱۰۱۰) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((**مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا**)).

← بينهم برقم (٢٧٠٧) واخرجه كذلك في الجهاد والسير، باب: فضل من حمل متاع صاحبه في السفر برقم (٢٨٩١) واخرجه كذلك في باب: من اخذ بالركاب ونحوه برقم (٢٩٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٠٠)

[2336] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: قول الله تعالى: ﴿فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى، واما من بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى﴾ برقم (١٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٨١)

[2336]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دن جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں، دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک دعا کرتا ہے، اے اللہ (جائز) خرچ کرنے والے کو اس کی جگہ مال دے۔ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک رکھنے والے کے مال کو ضائع کر دے (وہ اپنے مال سے فائدہ نہ اٹھا سکے)۔

فائدہ:......شریعت کے مطابق خرچ کرنے والا روزانہ فرشتہ کی دعا کا حقدار ٹھہرتا ہے اور جائز مواقع پر خرچ کرنے سے بخل اور کنجوسی کرنے والا روزانہ فرشتے کی بددعا لیتا ہے، جس کی بنا پر وہ مال کو صحیح موقع اور محل پر صرف کر کے اجر وثواب کا حقدار نہیں بن سکتا۔ بلکہ وہ مال اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔ لوگوں کی طنز و ملامت اور بددعائیں لیتا ہے۔

۱۹...... بَاب: التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا

باب ۱۹: صدقہ کرنے کی ترغیب اور شوق دلانا پیشتر اس کے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا ہی نہ ملے

[2337] ۵۸۔(۱۰۱۱) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ نا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ عَنْ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي أُعْطِيهَا لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا)).

[2337]۔حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ کرو، قریب ہے کہ ایسا وقت آ جائے کہ انسان اپنا صدقہ لے کر گھومے گا جس کو دے گا وہ کہے گا۔ اگر آپ ہمارے پاس کل لاتے تو میں اسے قبول کر لیتا، اب تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس طرح اسے صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

[2338] ۵۹۔(۱۲۔۱) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

[2337] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة قبل الرد برقم (١٤١١) واخرجه كذلك فی باب: الصدقة باليمين برقم (١٤٢٤) واخرجه كذلك فی الفتن، باب: ٢٥ برقم (٧١٢٠) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: التحريض على الصدقة برقم (٥/ ٧٧) انظر (التحفة) برقم (٣٢٨٦)

[2338] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة قبل الرد برقم (١٤١٤) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٧)

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)). وفي رواية ابن براد (وترى الرجل)).

[2338] ۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگوں پر یقیناً ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی اس میں اپنا سونے کا صدقہ لے کر گھومے گا۔ پھر بھی کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت سے یہ صورت حال پیش آئے گی کہ ایک آدمی کے تحفظ و پناہ میں چالیس عورتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ ابن براد کی روایت میں یُرٰی الرجلُ کی جگہ تَرٰی الرَّجلُ آیا ہے۔

[2339] ٦٠ ـ(١٥٧)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكُوةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا)).

[2339] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم میں مال بڑھ جائے گا اور پانی کی طرح بہے گا یعنی عام ہو جائے گا۔ حتی کہ آدمی اپنے مال کی زکاۃ لے کر چلے پھرے گا۔ تو اس سے اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ حتی کہ عرب کے (ریگستان اور پہاڑی علاقے) چراگاہوں اور نہروں والے بن جائیں گے۔

[2340] ٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا أَرَبَ لِي فِيهِ)).

[2340] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم میں مال کی فراوانی ہوگی، تو وہ عام ہو جائے گا حتی کہ مال کے مالک کو فکر و پریشانی ہوگی کہ اس سے اس کا صدقہ کون قبول کرے گا۔ اس کے لیے آدمی کو بلایا جائے گا تو وہ کہے گا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

[2339] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٨)

[2340] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٨)

[2341] ٦٢-(١٠١٣) وحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قُطِعَتْ يَدِي ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا)).

[2341] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر گوشے سونے اور چاندی کے ستونوں کی شکل میں اگل دے گی (زمین اپنے تمام خزانے باہر نکالے گی) تو قاتل آ کر (دیکھے گا) اور کہے گا، اس کی خاطر میں نے قتل کیا تھا، رشتہ داری توڑنے والا آ کر (دیکھ کر) کہے گا، اس کی خاطر میں نے قطع رحمی کی، چور آ کر (دیکھ کر) کہے گا۔ اس کے سبب میرا ہاتھ کاٹا گیا، پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے، اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔

فائدہ:......ان تمام احادیث کا تعلق مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری دور سے ہے، جب قیامت کا زمانہ قریب آئے گا جنگوں کے نتیجہ میں مرد ہلاک ہو جائیں گے عورتیں رہ جائیں گی۔ زمین اپنے خزانے اگل دے گی، لوگوں کے دلوں میں مال و دولت کی ہوس ختم ہو جائے گی اور آخرت کی فکر بڑھ جائے گی، اگرچہ اس کی کچھ جھلک حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں دیکھی جا چکی ہے، لیکن اصل ظہور آخری دور میں ہوگا۔ جب برکات ارضی کا پورا پورا ظہور ہوگا۔

٢٠...... بَابُ: قَبُولِ الصَّدَقَةِ من الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا

باب ٢٠: پاکیزہ کمائی سے صدقہ کی قبولیت اور اس کی نشوونما

[2342] ٦٣-(١٠١٤) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ)).

[2341] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الفتن، باب: منه برقم (٢٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٢٢)

[2342] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزکاة، باب: الصدقة من كسب طيب برقم (١٤١٠) ←

[2342]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسان پاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے...... تو رحمٰن اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے (قبول فرماتا ہے) وہ اگرچہ ایک کھجور رہی ہو۔ پھر وہ رحمان کی ہتھیلی میں پھلتا پھولتا ہے (بڑھتا ہے) حتی کہ پہاڑ سے بھی بڑا ہو جاتا ہے، جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے (گھوڑے کا بچہ) یا ٹوڈے (اونٹ کا بچہ) کو پالتا پوستا ہے۔

[2343] ٦٤۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا اللّٰهُ بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ قَلُوصَهُ حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَعْظَمَ)).

[2343]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی انسان پاک کمائی سے ایک کھجور بھی خرچ نہیں کرتا، مگر اللہ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لیتا ہے اور اسے اس طرح پالتا پوستا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کو پالتا پوستا ہے، حتی کہ وہ (کھجور) پہاڑ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔

[2344] (. . .) وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ ((مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا)) وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ ((فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا)).

[2344] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے یہی روایت سہیل کی سند سے بیان کرتے ہیں، روح کی حدیث میں ہے۔ پاکیزہ کمائی سے اور اسے اللہ صحیح موقع و محل پر رکھتا ہے اور سلیمان کی حدیث میں فی حقها کی جگہ فی موضعها اسے اس کے محل پر رکھتا ہے۔ (مقصد دونوں الفاظ کا ایک ہی ہے)

← تعليقا واخرجه كذلك في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ وقوله عزوجل: ﴿اليه يصعد الكلم الطيب﴾ برقم (٧٤٣٠) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في فضل الصدقة برقم (٦٦١) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الصدقة من غلول برقم (٥/ ٥٧) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: فضل الصدقة برقم (١٨٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٧٩)

[2343] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٩)

[2344] اخرجه البخاري حديث امية في (صحيحه) في الزكاة، باب: الصدقة من كسب طيب برقم (١٤١٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤١) واخرج البخاري حديث احمد بن عثمان ←

[2345] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ۔

[2345] امام صاحب یہی حدیث اپنے دوسرے استاد سے یعقوب کی ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2346] ٦٥۔(١٠١٥) وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ))** فَقَالَ يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ **((يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ))**.

[2346]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (ہر نقص و کمزوری سے) اور پاک مال ہی قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، جس بات کا حکم رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور صحیح و درست کام کرو (نیک کام کرو) جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے آگاہ ہوں (جانتا ہوں) مومنون آیت ۵۱ اور فرمایا: اے مومن! جو پاک رزق ہم نے تمہیں عنایت فرمایا ہے اس سے کھاؤ۔ بقرہ آیت ۱۷۲۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا، جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال غبار آلود، آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کو غذا حرام کی دی گئی، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

← فی (صحیحه) فی التوحید، باب: قوله تعالی ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ وقوله تعالى: ﴿اليه يصعد الكلم الطيب﴾ برقم (٧٤٣٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٨١٩) وتفرد مسلم فی تخريج حديث سليمان عن سهيل۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٧٥)

[2345] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة من كسب طيب برقم (١٤١١) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٨)

[2346] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة (٢٩٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤١٣)

مفردات الحدیث ❶ **فَلُوّ**: بچھیرا، گھوڑے کا بچہ۔ ❷ **فَصِیل**: ٹوڈا، اونٹ کا بچہ۔ ❸ **قَلُوص**: نوجوان اونٹ۔ ❹ **اَشْعَثَ**: پراگندہ بال۔ ❺ **اَغْبَرَ**: غبار آلود جسم۔ ❻ **غُذِيَ**: پالا پوسا گیا۔

فوائد :...... ❶ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص اور کمزوری سے پاک صاف ہے، اس لیے پاک صاف چیز کو قبول فرماتا ہے۔ ناجائز اور حرام مال اس کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے ناپاک اور حرام مال صدقہ کرنا، اپنے آپ سے دھوکا اور فراڈ ہے، کیونکہ اللہ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور ان کے پیروکاروں کو پاک مال کھانے اور اچھے عمل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ پاک رزق کھانے سے ہی نیک عمل کی تعریفیں ملتی ہے (اور صدقہ بھی نیک کام ہے اور اسے وہی کر سکتا ہے جس کا مال حلال اور پاک ہوگا۔ ❷ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور غنی ہے وہ صدقات و خیرات کا محتاج نہیں ہے۔ وہ انسان کی بھلائی اور بہتری کے لیے اس کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ قیامت دن ایک کھجور بھی جو اخلاص اور نیک نیتی سے صحیح اور برمحل، پاک مال سے صرف کی گئی ہے ایک پہاڑ کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انسان کے لیے نفع رساں ہو۔ ❸ جس طرح ناپاک اور حرام مال اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے، اسی طرح ناپاک بندہ۔ جس کو حرام مال سے پالا پوسا گیا اور وہ حرام مال بھی کھاتا، پیتا اور پہنتا ہے اللہ کے ہاں باریابی کا شرف حاصل نہیں کر سکتا، اور ایسا انسان اپنی دعا کی قبولیت کی امید نہیں رکھ سکتا، قبولیت دعا کے لیے، کمائی کا پاک اور جائز ہونا بنیادی شرط ہے، استدراج (ڈھیل کی مصلحت) کے طور پر بظاہر اگر کسی کی دعا قبول کر لی جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، جس کا مدار اس کی حکمت پر ہے۔

٢١...... بَاب: اَلْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِّنَ النَّارِ

باب ٢١: صدقہ کی ترغیب اگرچہ وہ کھجور کی پھانک یا پاکیزہ بول ہی کیوں نہ ہو، اور وہ آگ سے پردہ اور آڑ بنتا ہے

[2347] ٦٦ـ(١٠١٦) حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ)).

[2347] ۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص آگ سے بچ سکتا ہے۔ اگرچہ کھجور کے ٹکڑا کے سبب ہی سہی...... تو وہ ایسا کرے۔

[2347] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة برقم (١٤١٧) انظر (التحفة) برقم (٩٨٧٢)

مفردات الحدیث ☆ **شِقّ**: پھانک، ٹکڑا، حصہ یا نصف حصہ۔

[2348] ٦٧۔(. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ**)) زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ ((**وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ**)) وَقَالَ إِسْحَقُ قَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ.

[2348]۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ یقیناً اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے دائیں دیکھے گا۔ تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے، اور اپنے بائیں دیکھے گا۔ تب بھی آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی دکھائی دیں گے۔ اور اپنے آگے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ ہی دکھائی دے گی، اس لیے آگ سے بچو، اگرچہ آدھی کھجور ہی کے ذریعہ ابن حجر کی روایت میں یہ اضافہ ہے (اگر پاکیزہ بول یا اچھی بات سے ہی سہی)۔ اسحاق کی روایت میں اعمش اور خیثمہ کے درمیان عمرو بن مرہ کا اضافہ ہے۔

[2349] ٦٨۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ

[2348] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق، باب: من نوقش الحساب عذب برقم (٦٥٣٩) واخرجه كذلك في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٤٣) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم برقم (٧٥١٢) واخرجه الترمذي في (جامعه) في صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ باب: في القيامة برقم (٢٤١٥) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في مقدمته، باب: فيما انكرت الجهمية برقم (١٨٥) واخرجه كذلك في الزكاة، باب: فضل الصدقة برقم (١٨٤٣) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٢)

[2349] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: طيب الكلام برقم (٦٠٢٣) واخرجه كذلك في (الرقاق) باب من نوقش الحساب عذب برقم (٦٥٤٠) واخرجه كذلك في

عَـنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الـنَّارَ فَأَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّـارَ ثُـمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو كُرَيْبٍ كَأَنَّمَا وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

[2349]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا تذکرہ کیا اور منہ پھیر لیا۔ اور ڈرایا یا چوکنا کیا، پھر فرمایا: آگ سے بچو۔ پھر اعراض کیا اور رخ پھیر لیا، حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا۔ گویا کہ آپ ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب، جس کے پاس اتنی بھی سکت نہ ہو تو اچھے بول کے باعث۔ ابو کریب کی روایت میں کـانـمـا کا لفظ نہیں ہے اور عن اعمش کی جگہ حدثنا اعمش ہے۔

[2350] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ

عَـنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهُ ذَكَـرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

[2350]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا تذکرہ فرمایا، اس سے پناہ طلب کی اور رخ کا بدل لیا، اس طرح تین دفعہ کیا۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب، اگر یہ بھی نہ مل سکے، تو اچھے اور پاکیزہ بول کے سبب۔

مفردات الحدیث ☆ اَشَاحَ: منہ پھیر لیا۔

فائدہ:...... آپ ﷺ نے دوزخ کا تذکرہ اس انداز سے فرمایا گویا آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور پھر اپنے اطوار احوال سے اس کے خوف وخطرہ سے آگاہ فرمایا اور اس سے بچنے کی ترکیب اور طریقہ بھی بتایا کہ انسان کو صدقہ وخیرات کو معمولی اور حقیر کام نہیں سمجھنا چاہیے، جس قدر بھی ممکن ہو۔ اسی کی عادت ڈالنی چاہیے اور نہیں تو کم از کم دوسروں سے بول چال تو خوش اسلوبی اور اچھے طریقہ سے کرنا چاہیے، اچھا اور پاکیزہ بول بھی عذاب سے بچاتا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال کا وجود ہے اس لیے انسان انہیں اپنے دائیں بائیں اور سامنے دیکھے گا۔

← باب: صفة الجنة والنار برقم (٦٥٦٣) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزكاة، باب: القليل من الصدقة برقم (٥/ ٧٥) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٣)

[2350] انظر تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٣٤٦)

[2351] ٦٩-(١٠١٧) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ((إِلَى آخِرِ)) الْآيَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ((وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ)) اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ ((تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ)) حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)).

[2351]۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس کچھ لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن گلے میں دھاری دار اونی چادریں یا عبائیں پہنے ہوئے، اور تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا رخ انور متغیر ہو گیا، آپ اندر تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے اور بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان اور اقامت کہی، آپ نے نماز پڑھ کر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، پوری آیت پڑھی نساء آیت ا۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان اور محافظ ہے۔ اور سورۃ حشر کی آیت کو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس غور و فکر کرے اس نے آنے والے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ کے (غضب اور نافرمانی سے)

[2351] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی العلم، باب: من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة برقم (١٥) باختصار۔ واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: التحريض على الصدقة برقم (٥/ ٧٥) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المقدمة، باب: من سن سنة حسنة او سيئة برقم (٢٠٣) انظر (التحفة) برقم (٣٢٣٢)

بجوآیت ۱۸۔ ہر آدمی اپنا (دینار، درہم، اپنا کپڑا اپنا گندم کا صاع، کھجور کا صاع صدقہ کرے، حتیٰ کہ آپ نے فرمایا خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے) تو ایک انصاری ایک تھیلی لایا، اس کا ہاتھ اس کو اٹھانے سے بے بس اور عاجز ہو رہا تھا، بلکہ عاجز ہو ہی گیا تھا، پھر لوگ لگا تار لا رہے تھے، حتیٰ کہ میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارکہ (خوشی و مسرت) سے جگ مگ کر رہا تھا گویا کہ اس پر سونے کا جھول پھیرا گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں اچھا طریقہ اپنایا، تو اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جنہوں نے (اسے دیکھ کر) اس کے بعد اس پر عمل کیا۔ بغیر اس کے کہ اجر وثواب میں کسی قسم کی کمی ہو اور جس نے اسلام میں غلط راہ عمل اختیار کی (بری چال اپنائی) اس پر اس کا گناہ اور بوجھ ہوگا اور اس کے بعد (اس کے دیکھا دیکھی) جو اس پر عمل کریں گے ان کا گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔

فوائد ...... ❶ مسلمانوں کے فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر آپ انتہائی طور پر پریشان ہوگئے، حتیٰ کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ پریشانی کے عالم میں کبھی گھر کے اندر جاتے اور کبھی باہر تشریف لاتے کہ ان کے تعاون اور مدد کی کوئی راہ نکلے اس کے لیے آپ نے نماز کا وقت ہونے پر اذان کہلوا کر نماز کا اہتمام کیا۔ لوگ اکٹھے ہوگئے تو نماز پڑھا کر انہیں وحدت انسانی کا سبق دیا، آخرت کی فکر اور احساس اجاگر کیا، اور پھر صدقہ کی تلقین کی، مسلمانوں نے اپنے دینی بھائیوں کی مدد و اعانت میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی روا نہ رکھی بلکہ فوراً لوگ اپنے گھروں سے کھانے کی اشیاء اور کپڑے لانے لگے۔ حتیٰ کہ کھانے اور کپڑے کے دو بڑے ڈھیر جمع ہوگئے۔ مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ اور تعاون و اعانت کی صورت دیکھ کر مسرت و شادمانی سے آپ کا چہرہ لہلہا اٹھا اور جگ مگ کرنے لگا۔ اسلام مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے یہی جذبہ خیر خواہی اور ہمدردی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ❷ بعض واجب الاحترام اور قابل قدر علماء نے اس حدیث سے کل بدعة ضلالة کے عموم میں تخصیص پیدا کی ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ کل بدعة ضلالة میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں۔ اور اس کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے حاشیہ آرائی کی ہے، حالانکہ اس حدیث میں بدعت کا لفظ ہی نہیں ہے بلکہ سَنَّ سنة کا لفظ ہے اور سنة اس راستہ کو کہتے ہیں، جس پر لوگوں کی آمد و رفت ہو یعنی وہ ڈگر یا راہِ عمل جو پہلے سے موجود ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں تھیلی لانے والے صحابی نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا۔ صرف صدقہ کرنے میں پہل کی تھی، اس اعتبار سے وہ بارش کا پہلا قطرہ بنے، گویا کتاب و سنت سے ثابت شدہ عمل کو اختیار کرنے میں پہل کی، اسی طرح جو انسان کتاب و سنت کی رو سے ممنوع عمل کو اختیار کرنے میں پہل کرے گا) وہ سب کے گناہ میں شریک ہوگا اس طرح کتاب و سنت سے ثابت شدہ عمل اگر کہیں متروک ہو چکا ہو تو اس جگہ جو شخص اس کو رواج دے گا وہ اس پر عمل کرنے والوں لوگوں کے اجر وثواب کا حقدار ہوگا۔ اگر کسی گاؤں یا علاقہ میں غلط کام نہیں ہو رہا،

مثلاً کہیں ٹی۔وی، یا وی۔سی۔آر موجود نہیں ہے جو سب سے پہلے لائے گا وہ بعد والوں کے جرم میں شریک ہوگا۔
اب اگر کوئی صاحب علم کتاب لکھتا ہے اور اس کا مقصد دین کی اشاعت وتبلیغ یا کتاب وسنت کی تفہیم ہے، جس کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن اس کی کوئی شکل وصورت متعین نہیں فرمائی کہ صرف فلاں طریقہ اور فلاں شکل میں دین اور کتاب وسنت کی اشاعت کرنا۔ اس لیے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ما لم یرد به السنة ہے، جس کا سنت میں ذکر نہیں ہے، محض سینہ زوری ہے اور غلط سوچ ہے، فلاں فلاں امام یا عالم کے بدعت کی قسمیں بنانے سے، یہ قسمیں صحیح نہیں ہو جائیں گی، جبکہ آپ کی صحیح حدیث ہے کل بدعة ضلالة۔ اور علماء کا ایک گروہ اس کا صحیح مفہوم، اس کے عموم کی صورت میں ہی بیان کرتا ہے، اور تقسیم کو غلط قرار دیتا ہے جیسا کہ علمائے احناف میں سے شیخ احمد سرہندی نے ایسے ہی کیا ہے اور ہم مناسب موقع پر ان کی عبارت نقل کریں گے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں جن کی طرف لوگوں کی التفات وتوجہ نہیں ہے یا اس پر لوگوں نے عمل چھوڑ دیا ہے یا کسی مخصوص موقعہ اور وقت نیک کام میں جو پہل کرتا ہے اور آگے بڑھ کر اس کا آغاز کرتا ہے وہ من سَنَّ سنة حسنة کا مصداق ہے۔
اور جو انسان کسی ناجائز یا حرام چیز کی ترویج کرتا ہے یا کسی خاص موقعہ اور وقت پر اس میں پہل کرتا ہے اور اس کے کرنے میں آگے ہوتا ہے، دوسرے وہ کام بعد میں اس کو دیکھ کر کرتے ہیں وہ من سَنَّ سنة سيئة کا مصداق ہے۔ اور جو کام دینی ضرورت اور دین کے تقاضا کے تحت شروع کیے گئے ہیں اور ان کی شکل وصورت متعین اور مخصوص نہیں ہے۔ ان میں وقت وحالات کی تبدیلی کے تحت تبدیلی ہو سکتی ہے، ان سے بدعت کے جواز پر استدلال کرنا جبکہ اس میں یعنی بدعت میں تو ایک شکل وصورت مخصوص اور متعین کر دی جاتی ہے درست نہیں ہے۔

[2352] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ
الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ.

[2352] امام صاحب دو اور اساتذہ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جیسا کہ ابن جعفر کی روایت گزر چکی ہے۔ امام صاحب کے استاد ابن معاذ کی حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا۔

[2353] ٧٠۔(. . .) حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوا نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

[2352] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٣٤٨)
[2353] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٣٤٨)

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ)) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الْآيَةَ۔ (الحج:۱)

[2353] ۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قوم اون کی دھاری دار تہبند باندھے آئی۔ اور پورا واقعہ بیان کیا، اور اس میں ہے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر چھوٹے منبر پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، الآیۃ۔

[2354] ۷۱۔(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((عَلَيْهِمُ الصُّوفُ)) فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ۔

[2354] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ بدوی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اون پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کی بدحالی دیکھی کہ وہ حاجت مند ہیں، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

۲۲...... بَاب: الْحَمْلِ بِأُجْرَةٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيدِ عَنْ تَنْقِيصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيلٍ

باب ۲۲: صدقہ کرنے کے لیے اجرت پر بار برداری کرنا (بوجھ اٹھانا) اور کم صدقہ دینے والے کی تنقیص (مذمت) سے انتہائی سختی سے منع کرنا

[2355] ۷۲۔(۱۰۱۸) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

[2354] تفرد مسلم في تخريجه في (صحيحه) في العلم، باب: من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة برقم (٦٧٤٢) و (٦٧٤٣) و (٦٧٤٤) انظر (التحفة) برقم (٣٢٢٠)

[2355] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة برقم (١٤١٥) (١٤١٦) واخرجه كذلك في الاجارة، باب: من آجر نفسه ليحمل على ←

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ اَلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ (التوبة:٧٩) وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ.

[2355]۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ملتا تو ہم بوجھ ڈھوتے تھے، ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے آدھا صاع صدقہ کیا۔ ایک دوسرا انسان اس سے کافی زیادہ لایا۔ تو منافق کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کو اس (ابو عقیل) کے صدقہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس دوسرے نے تو محض دکھلاوا کیا ہے تو اس پر یہ آیت مبارکہ اتری جو لوگ اپنی خوشی سے صدقہ کرنے والوں مومنوں پر اور ان لوگوں پر جو محنت و مشقت کر کے ہی صدقہ کر سکتے ہیں۔ طعن وطنز کرتے ہیں، بشر نے بالمُطَّوِّعِیْن کا لفظ نہیں کہا۔

[2356] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ ح وحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا.

[2356] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے یہی روایت بیان کرتے ہیں اور سعید بن ربیع کی روایت میں ہے کُنَّا نحامل علی ظهورنا، ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لادتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا انسان کو صدقہ و خیرات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے اس کے لیے محنت و مزدوری یا بار برداری سے ہی کام لینا پڑے اور صدقہ میں اپنی استطاعت وقدرت رکھتے ہوئے کمی وبیشی کی جا سکتی ہے اور اس میں لوگوں کے طعن وتشنیع کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے کیونکہ بدعمل اور برے لوگ نیک عمل سے بچنے کے لیے نیکیوں پر طعن وتشنیع کر کے اپنی بد عملی اور بدکاری پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

← ظهره ثم تصدق به واجر الحمال برقم (٢٢٧٣) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿الذين يلمزون المطوعين من المومنين في الصدقات﴾ برقم (٤٦٦٨) و (٤٦٦٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب؛ جهد المقل برقم (٥/ ٥٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: معيشة اصحاب النبي ﷺ برقم (٤١٥٥) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩١)
[2356] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٥٢)

۲۳...... بَاب: فَضْلِ الْمَنِيحَةِ

باب ۲۳: دودھ دینے والا جانور عاریۃً دینے کی فضیلت

[2357] ۷۳-(۱۰۱۹) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُو بِعُسٍّ وَتَرُوحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ)).

[2357]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں آپ نے فرمایا: کیا کوئی آدمی ہے۔ جو کسی خاندان کو ایسی دودھ دینے والی اونٹنی دودھ پینے کے لیے دے، جو صبح ایک بڑا پیالہ دودھ بھر کر دے اور شام کو بھی بڑا پیالہ بھر کر دودھ دے، بلاشبہ اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **منیحة**: اس عطیہ اور تحفہ کو کہتے ہیں جو عارضی اور وقتی طور پر کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دیا جائے اور پھر واپس لے لیا جائے۔ ❷ **عُسٌّ، القدح الكبير**: بڑا پیالہ۔

[2358] ۷٤-(۱۰۲۰) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحِهَا وَغَبُوقِهَا)).

[2358]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چند خصلتوں سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: جس نے دودھ دینے والا جانور عاریۃً دیا، تو اس کا صبح کا دودھ صدقہ ہوگا اور اس کا شام کا دودھ صدقہ ہوگا۔

مفردات الحدیث ❶ **صَبُوح**: صبح کا دودھ۔ ❷ **غَبُوق**: شام کا دودھ۔ یہ دونوں لفظ صدقہ سے بدل ہونے کی بنا پر مجرور ہوں گے یا ظرف بن کر منصوب۔

فائدہ:...... کسی ضرورت مند اور محتاج خاندان کو عاریۃً دودھ پینے کے لیے جانور دینا اتنا ہی اجر و ثواب کا باعث ہے جتنا صبح و شام کا دودھ صدقہ بنتا ہے۔ جس سے صبح و شام اجر ملتا ہے۔ اسی طرح ضرورت مند گھرانہ کو پھل دار درخت کا عطیہ، عارضی طور پر یا مستقل طور پر عنایت کر دینا بھی اجر و ثواب کا بہت بڑا سبب ہے۔

[2357] تفرد مسلم فی تخرجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۷۰۸)
[2358] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳٤۱٦)

۲۴...... بَاب: مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ

باب ۲٤: دینے والے (سخی) اور بخیل کی تمثیل

[2359] ۷۵-(۱۰۲۱) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ)) أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

[2359]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خرچ کرنے والے اور صدقہ دینے والے کی مثال اس آدمی کی مثال ہے جو چھاتی سے لے کر گلے تک دو کرتے یا دو زرہیں پہنے ہوئے ہے۔ جب خرچ کرنے والے اور دوسرے راوی کے بقول صدقہ دینے والا۔ صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ (پورے جسم پر) پھیل جاتی ہے یا پوری ہو جاتی ہے۔ اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ (اپنی جگہ) جسم پر سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے حتی کہ اس کے پوروں کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نقش پا کو مٹا دیتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کو وسیع کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتی یا کھلتی نہیں ہے۔

فائدہ:...... سخی اور بخیل کی صحیح تمثیل اگلی روایات میں آ گئی ہے، اس حدیث میں تقدیم و تاخیر اور تحریف ہو گئی ہے۔ مثل المنفق والمتصدق کی جگہ مثل المنفق والبخیل ہونا چاہیے کمثل رجل کی جگہ کمثل رجلین ہونا چاہیے جبّتان او جنّتان کی جگہ جنّتان ہے۔ تُجِنّ بنانه و تعفو اثره کا تعلق متصدق سے ہے بخیل سے نہیں ہے۔ اور یوسّعها فلا تتسع کا تعلق بخیل سے ہے۔

[2360] ۷٦-(...) حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا

[2359] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، باب: جيب القميص من عند الصدر وغيره برقم (٥٧٩٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة البخيل برقم (٥/ ٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٥١٧) و (١٣٦٨٤)

[2360] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٥٦)

تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا)) قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ.

[2360]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی تمثیل بیان کی کہ دو آدمیوں کی مثال کی مانند ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ چھاتی سے ہنسلی تک بندھے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ دیتا ہے، تو وہ پھیل جاتی ہے یا کھل جاتی ہے حتی کہ اس کی پاؤں کی انگلیوں کو چھپا لیتی ہے اور اس کے نقش قدم کو مٹا ڈالتی ہے، اور بخیل جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، وہ سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ اپنی انگلی گریبان میں داخل کر رہے تھے، اگر تم دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ کشادہ کرنا چاہتے ہیں وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

[2361] ۷۷۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلٰى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلٰى صَاحِبَتِهَا)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ)).

[2361]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال، دو آدمیوں کی مثال ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کشادہ ہو جاتی ہے حتی کہ اس کے نقش پا کو مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس پر سکڑ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسلی سے بندھ جاتے ہیں۔ اور ہر حلقہ دوسرے حلقہ کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ وہ اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کر نہیں سکتا۔

[2361] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: مثل المتصدق والبخيل برقم (١٤٤٣) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: ما قيل في درع النبي ﷺ والقميص في الحرب برقم (٢٩١٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة البخيل برقم (٥/ ٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٢٠)

فائدہ :...... جب سخی انسان صدقہ کرنے کی نیت اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں کشادگی اور حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دل کھول کر کشادہ دلی سے خرچ کرتا ہے، اور اس کا صدقہ پھل پھول کر اس کے گناہوں کو مٹا ڈالتا ہے اور کنجوس و بخیل آدمی جب بھی صدقہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا دل تنگ پڑتا ہے اور اس کے ہاتھ سکڑ جاتے ہیں۔ وہ خرچ کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں پاتا۔ اور اس کا مال اس کے لیے خیر و برکت کا باعث نہیں بنتا۔

۲۵...... بَاب: ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ غَيْرِ أَهْلِهَا

باب۲۵ : صدقہ کرنے والے کو اجر ملتا ہے اگر چہ وہ صدقہ نااہل، غیر مستحق کے ہاتھ لگ جائے

[2362] ۷۸-(۱۰۲۲) حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ وَعَلَى سَارِقٍ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهِ)).

[2362]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا، میں آج رات صدقہ کروں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک زانیہ کے ہاتھ میں رکھ دیا، تو لوگ صبح باتیں کرنے لگے، کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے، اس آدمی نے کہا: اے اللہ! تو ہر حالت میں قابل تعریف ہے۔ زانیہ کو صدقہ دے بیٹھا ہوں آج میں ضرور صدقہ کروں گا۔ پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک مالدار کو تھما دیا، صبح لوگ باتیں کرنے لگے۔ کہ رات مالدار کو صدقہ دیا گیا، اس نے کہا: اے اللہ! قابل تعریف تو ہی ہے۔ میرا صدقہ غنی کو ملا، میں ضرور صدقہ کروں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اسے ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا، لوگ صبح باتیں کرنے لگے کہ چور کو صدقہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: اے اللہ! تیرے لیے ہی حمد ہے، صدقہ، زانیہ، غنی اور چور کو ملا، اس کے پاس کوئی (خواب میں) آیا اور اسے بتایا گیا، رہا تیرا صدقہ تو وہ قبول ہو چکا ہے، رہی زانیہ تو شاید وہ

[2362] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۱۱)

اس کے سبب زنا سے بچ جائے، اور شاید مالدار سبق حاصل کرے اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا ہے، اس میں سے صدقہ کرے اور شاید چور اس کے باعث اپنی چوری سے باز آ جائے۔

فائدہ :...... اخلاص نیت سے جو صدقہ کیا جائے وہ اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، اگرچہ وہ غیر شعوری طور پر غیر مستحق آدمی کو دے دیا جائے، یہ صدقہ نفلی تھا، لیکن اگر فرض صدقہ (زکاۃ) مالدار کو دے دیا جائے، اگرچہ فقیر سمجھ کر ہی دیا جائے تو امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک اس کو دوبارہ ادا کرنا پڑے گا لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک صدقہ ادا ہو گیا، اس لیے دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور حدیث کا تقاضا یہی ہے کیونکہ صدقہ کا لفظ عام واجبی اور نفلی دونوں پر اس کا اطلاق کرتا ہے۔

٢٦..... بَاب: أَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِينِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِإِذْنِهِ الصَّرِيحِ أَوِ الْعُرْفِيِّ

باب ٢٦: امانت دار خزانچی، اور عورت کا اجر جب وہ خاوند کے گھر سے بغیر خرابی کے اس کی صریح یا عرفی اجازت سے صرف کرے

[2363] ٧٩-(١٠٢٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوعَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ أَبُو عَامِرٍ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ)).

[2363]۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، امانت دار خازن جو نافذ کرتا ہے یا جو دینے کا حکم دیا گیا ہے، اسے کامل، پورا پورا، خوش دلی سے دیتا ہے اور اس کے حوالہ کرتا ہے جس کے بارے میں اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

فائدہ :...... خازن جو پوری دیانت و امانت سے مال کی حفاظت کرتا ہے اور مالک کے حکم کے مطابق خوش دلی سے اس کے کہنے کے مطابق لوگوں کو پورا پورا مال دیتا ہے، وہ بھی اجر و ثواب کا حقدار ہے اور صدقہ کرنے والا شمار ہوگا۔ اور دونوں کو مستقل اجر ملے گا وہ ایک دوسرے کے اجر ملے گا، وہ ایک دوسرے کے کمی کا باعث نہیں ہوں گے۔

[2363] اخرجه البخاری فی (صحیحه فی الزکاة، باب: اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غیر مفسد برقم (١٤٣٨) واخرجه کذلك فی الاجارة، باب: استئجار الرجل الصالح برقم (٢٢٦٠) واخرجه کذلك فی الوکالة، باب: وکالة الامین فی الخزانة ونحوها برقم (٢٣١٩) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزکاة، باب: اجر الخازن برقم (١٦٨٤) واخرجه النسائی فی ←

[2364] ٨٠-(١٠٢٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)).

[2364]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت گھر کے کھانے سے کسی بگاڑ اور خرابی کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اسے خرچ کرنے کے سبب اجر ملے گا۔ اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کے سبب اس کا اجر ملے گا۔ اور خازن کو بھی اجر ملے گا۔ وہ ایک دوسرے کے اجر میں کسی قسم کی کمی کا باعث نہیں بنیں گے۔

[2365] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا.

[2365] مصنف یہی روایت بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں من طعام بيتها کی جگہ من طعام زوجها ہے۔ یعنی خاوند کے طعام سے ہے۔

[2366] ٨١-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

← (المجتبى) في الزكاة، باب: اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه برقم (٥/ ٧٩، ٥/ ٨٠) انظر (التحفة) برقم (٩٠٣٨)

[2364] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الزكاة، باب: من امر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه برقم (١٤٣٧) واخرجه كذلك في باب: اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد برقم (١٤٣٥) بمعناه۔ واخرجه كذلك في باب: اجر المرأة اذا تصدقت او اطعمت من بيت زوجها غير مفسدة برقم (١٤٤١) واخرجه كذلك في البيوع، باب: قول الله تعالى: ﴿وانفقوا من طيبات ما كسبتم﴾ برقم (٢٠٦٥) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: المرأة تتصدق من بيت زوجها برقم (١٦٨٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: في نفقة المرأة من بيت زوجها برقم (٦٧٢) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات، باب: ما للمراة من مال زوجها برقم (٢٢٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٠٨)

[2365] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٦١)

[2366] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٦١)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا)).

[2366] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت خاوند کے گھر سے بغیر کسی بگاڑ وفساد کے خرچ کرتی ہے تو اس کو اس کی حیثیت کے مطابق اجر ملے گا۔ اور خاوند اس کے مقام کے مطابق، کیونکہ اس نے کمایا ہے اور بیوی نے خرچ کیا ہے اور خازن کو بھی اس کے اعتبار سے اور اللہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

[2367] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ عَنْ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

[2367] مصنف اس کے ہم معنی روایت دوسرے استاد سے اعمش ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :...... کسی صدقہ وخیرات میں انسان کا جس قدر دخل اور عمل ہے اس کے مطابق اسے اجر ملے گا، اور ہر انسان اپنی جگہ اجر لے گا وہ دوسرے ساتھی یا حصہ دار کے اجر میں کسی کمی کا سبب نہیں بنے گا اور بیوی کے لیے عرفی اجازت کافی ہے ہاں، اگر انفاق کی صورت خصوصی ہو عام طور پر کیے جانے والا معروف خرچ نہ ہو تو پھر خصوصی اور صریح اجازت کی ضرورت ہوگی۔ بگاڑ یا خرابی کی صورت یہ ہے کہ اپنی ضرورت اور حاجت کی چیز بلا اذن صریح کسی کو دے دے۔

۲۷...... بَابُ مَا أَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ

باب ۲۷: غلام جو اپنے آقا و مالک کے مال سے خرچ کرتا ہے

[2368] ۸۲۔(۱۰۲۵) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَاهُ حَفْصٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَأَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ ((نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)).

[2367] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۳٦۱)

[2368] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: صدقة العبد برقم (٥/ ٦٤) بمعناه۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات، باب: ما للعبد ان يعطي ويتصدق برقم (۲۲۹۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰۸۹۹)

[2368] ۔آبی اللحم کے آزادکردہ غلام عمیر سے روایت ہے کہ میں غلام تھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دے سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اجر تمہیں آدھا آدھا ملے گا۔

نوٹ:...... حضرت عبداللہ یا حویرث رضی اللہ عنہ نامی صحابی نے جاہلیت کے دور میں ہی ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ جو بتوں کے تقرب اور خوشنودی کے لیے ذبح کیے جاتے تھے۔ اس لیے ان کو ابی اللحم (گوشت کا منکر) کا نام دیا گیا۔ لیکن افسوس آج مسلمان غیر اللہ کے تقرب اور خوشنودی کے لیے مختلف مزاروں کے لیے نذر و نیاز کے نام حیوان ذبح کرتے ہیں اور مسلمان انہیں بڑے شوق سے تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں۔

[2369] ٧٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ

عَنْ عُمَيْرًا مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآئَنِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ فَقَالَ ((الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا)).

[2369]۔حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزادکردہ غلام عمیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے آقا نے گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے بنانے کا حکم دیا، میرے پاس ایک مسکین آ گیا تو میں نے اس میں سے اسے کچھ کھانے کے لیے دے دیا۔ میرے آقا کو اس کا پتہ چل گیا تو اس نے مجھے مارا، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے اسے بلا کر پوچھا: تو نے اسے کیوں مارا ہے۔ اس نے کہا: میرے حکم کے بغیر، میرا طعام دے دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اجر تم دونوں کو ملے گا۔

فائدہ:...... حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرفی اجازت سمجھ کر مسکین کو کھانے کے لیے گوشت دے دیا، انہیں یہ خیال نہ تھا کہ مالک ناراض ہوگا۔ کیونکہ مالک کی ناراضی کی صورت میں کوئی چیز دینا جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ تک جب معاملہ پہنچا، تو آپ ﷺ نے مالک کو بتا دیا کہ عام معمول و دستور کے مطابق اگر غلام کوئی چیز دے دے تو یہ روا ہے اور دونوں کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اجر ملتا ہے۔

[2370] ٨٤۔(١٠٢٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

[2369] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٦٥)

[2370] اخرجه البخاري في (صحيحة) في البيوع، باب: قوله تعالى: ﴿وانفقوا من طيبٰت ما ←

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ)).

[2370]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے، اور اس کے گھر میں اس کی موجودگی میں (اپنے کسی محرم کو) اس کی اجازت کے بغیر گھر نہ آنے دے، اور اس کی (صریح) اجازت کے بغیر اس کی کمائی سے جو کچھ خرچ کرے گی، تو اس کا آدھا اجر خاوند کو ملے گا۔

فوائد:...... ❶ عورت خاوند کے گھر سے عام استعمال کی اشیاء، معمولی مقدار میں معاشرتی عرف کے مطابق خرچ کر سکتی ہے اور اس عرفی اجازت سے خاوند کے علم کے بغیر خرچ کیا گیا مال بھی خاوند کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہے کیونکہ اس کا کسب کردہ ہے اور عورت بھی خرچ کرنے کے سبب ثواب میں حصہ دار ہے، لیکن ہر ایک کا مستقل ثواب ہوگا۔ آدھا آدھا کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایک ثواب ہے جو دونوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ❷ کسی اجنبی یا غیر محرم کا کسی کے گھر میں آنا جانا درست نہیں ہے۔ ہاں خاوند کی اجازت سے محرم یا غیر محرم رشتہ دار اس کی موجودگی میں آ سکتا ہے، اور اس کی غیر حاضری میں بھی اس کی اجازت سے اس صورت میں آ سکتا ہے، جب یہ آمد و رفت کسی خرابی کا باعث نہ ہو، اس طرح عورت رمضان کے علاوہ روزے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی تا کہ باہمی حسن معاشرت میں خلل پیدا نہ ہو۔

٢٨...... بَاب: مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ وَأَعْمَالَ الْبِرِّ

باب ٢٨: جس نے صدقہ کے ساتھ دوسرے نیک کام سرانجام دیے

[2371] ٨٥-(١٠٢٧) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

← كسبتم ﷺ برقم (٢٠٦٦) واخرجه كذلك في (النفقات) باب: نفقه المرأة اذا غاب عنها زوجها ونفقة الولد برقم (٥٣٦٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: المرأة تتصدق من بيت زوجها برقم (١٦٨٧) واخرجه كذلك في الصوم، باب: المرأة تصوم بغير اذن زوجها برقم (٢٤٥٨) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦٩٥)

[2371] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الريان للصائمين برقم (١٨٩٧) واخرجه كذلك في فضائل الصحابة، باب: قول النبي ﷺ (لو كنت متخذا خليلا) برقم (٣٦٦٦) ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَوٰةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَوٰةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَارَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

[2371]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا۔اسے جنت میں آواز دی جائے گی کہ اے اللہ کے بندے (ادھر آؤ) تیرے لیے خیر وخوبی ہے یعنی اس دروازہ سے داخلہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ جسے نماز سے شغف و پیار ہوگا اسے باب الصلاۃ (نماز کا دروازہ) سے پکارا جائے گا۔ اور جسے جہاد کا شوق ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے پکارا جائے گا، اور جو اہل صدقہ سے ہوگا۔ اسے باب صدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا۔ اسے سیرابی کے دروازہ سے پکارا جائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کسی انسان کو ان تمام دروازوں سے پکارے جانے کی ضرورت نہیں ہے (کیونکہ داخل تو ایک ہی دروازہ سے ہونا ہے) تو کیا کوئی ایسا بھی (خوش نصیب ہے) جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے آپ انہیں میں سے ہوں گے۔

فوائد:...... ❶ من انفق زوجين مختلف معانی ہوسکتے ہیں۔ا۔جس نے جوڑا خرچ کیا، یعنی دو گھوڑے، دو غلام، دو اونٹ، دو لوٹ۔۲۔ دو قسم کا مال خرچ کیا، یعنی درہم اور دینار، درہم اور کپڑا، دینار اور جانور۔۳۔جس نے انفاق (خرچ کرنا) کو عادت بنالیا اور یہ کام بار بار کرتا رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید ہے: ﴿فارجع المصر كرتين﴾ نظر بار بار دوڑائیے۔ پہلا معنی راجح ہے کیونکہ بعض روایات میں دو اونٹ، دو بکریاں اور دو درہم کی تصریح آئی ہے۔ ❷ ایک انسان جو تمام اوامر ونواہی کی پابندی کرتا ہے تمام حدود وقیود شرعی کا اہتمام کرتا ہے۔لیکن اپنی طبعی مناسبت اور مذاق کی وجہ سے کسی خاص نیکی کا اس پر غلبہ ہے اور وہ اسے فرض حد سے بڑھ کر بار بار ادا کرتا ہے۔

← واخرجه الترمذي في (جامعه) في المناقب، باب: في مناقب ابي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما برقم (٣٦٧٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم برقم (٤/ ١٦٨) واخرجه كذلك في الزكاة، باب: وجوب الزكاة برقم (٥/ ٩) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: فضل من انفق زوجين في سبيل الله برقم (٦/ ٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٩)

کسی کو نفلی صدقہ وخیرات سے پیار ہے اور کسی کو نفلی نماز کا شوق ہے، کوئی نفلی روزے کثرت سے رکھتا ہے اور کوئی بار بار جہاد کے لیے گھر سے نکلتا ہے، کوئی حج کا بار بار اہتمام کرتا ہے، تو وہ صرف ان اعمال خیر کے دروازہ سے گمنامی اور خاموشی سے داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو اس کے مخصوص دروازہ سے تکریم وتعظیم کے لیے آواز دی جائے گی کہ ادھر آؤ، تمہارے لیے ادھر بہتری اور خوبی ہے۔ ❸ بعض خوش نصیب افراد تمام امور خیر سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ان سب کا حق الوسع اہتمام کرتے ہیں تو ان کی تعظیم وتوقیر کے لیے ہر دروازہ ان کے لیے سراپا پکار ہوگا۔ اور ہر دروازہ خواہش کرے گا کہ یہ مجھ سے داخل ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ہی خوش نصیب افراد میں سے ہیں۔

اس صحیح امر صریح حدیث کے باوجود بھی جو ان سے کدورت وبغض رکھتے ہیں وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔

[2372] (. . .) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

[2372]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت یونس ہی کی سند سے دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2373] ٨٦-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ**)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي ((**لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ**)).

[2373]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرتا ہے، اسے جنت کے دروازوں کے پہریدار ہر دروازہ سے آواز دیں گے، اے فلاں، ادھر آؤ۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ ایسے فرد کے لیے تو کسی قسم کی تباہی اور مشکل نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ آپ ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔

[2374] ٨٧-(١٠٢٨) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ

[2372] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٦٨)

[2373] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير، باب: فضل النفقة في سبيل الله برقم (٢٨٤١) واخرجه كذلك في بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (٣٢١٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٣)

[2374] اخرجه مسلم في (صحيحه) في فضائل الصحابة، باب: من فضائل ابي بكر الصديق ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَصْبَحَ مِنكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ عَادَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

[2374]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے روزے دار کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے، میں! آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے جنازہ کے ساتھ کون گیا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں! آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں نے، آپ نے کہا: تو آج تم میں سے کس نے بیمار کی تیمارداری کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں نے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس انسان میں بھی یہ نیکیاں جمع ہوتی ہیں، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: ...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ہر نیکی اور ہر خیر و بھلائی کرنے کا جذبہ فراواں تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے جس نیکی کے بارے میں بھی سوال کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو سرانجام دے چکے تھے۔

٢٩...... بَاب: الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

باب ٢٩: خرچ کرنے کی ترغیب دینا اور گن گن کر رکھنے کا ناپسندیدہ ہونا

[2375] ٨٨۔(١٠٢٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنْفِقِي أَوِ انْضَحِي أَوِ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ)).

[2375]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرچ کر (یا دے، یا لٹا دے) اور گن گن کر نہ رکھ، ورنہ اللہ بھی گن گن کر دے گا۔

← رضي الله عنه برقم (١٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٥)

[2375] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، التحريض على الصدقة والشفاعة فيها برقم (١٤٣٣) واخرجه كذلك في الهبة، باب: هبة المرأة لغير زوجها وعتقها اذا كان لها زوج برقم (٢٥٩٠) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الاحصاء في الصدقة برقم (٥/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤٨)

[2376] (. . . .) وحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْفَحِي أَوِ انْضَحِي **((أَوِ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ))**.

[2376] حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لٹا دے (عطا کر، یا خرچ کر) اور شمار نہ کر (رکھنے کے لیے) تو اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا، اور سنبھال کر نہ رکھ وگرنہ اللہ بھی تم سے جمع کر کے رکھے گا۔

[2377] (. . . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا هِشَامٌ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

[2377] امام صاحب مذکورہ بالا حدیث دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[2378] ٨٩۔(. . . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ **((ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ))**.

[2378]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس اس مال کے سوا جو مجھے زبیر دیتا ہے، کوئی چیز نہیں ہے۔ تو کیا جو وہ مجھے لا کر دیتے ہیں اگر میں اس میں سے تھوڑا سا خرچ کر دوں تو مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا بہت جو کچھ تمہارے بس میں ہو خرچ کرو، اور جوڑ جوڑ کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے جوڑ جوڑ کر رکھے گا۔

[2376] اخرجه مسلم وتفرد به۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٣)

[2377] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٣)

[2378] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة، باب: الصدقة فيما استطاع برقم (١٤٣٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الاحصاء فی الصدقة برقم (٥/ ٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٧١٤)

مفردات الحدیث ❶ اِنْضَحِي: عطا کر، دے دے۔ ❷ اِنْفَحِي: عطا کر، دے دے، کیونکہ نَضْح اور نَفْح دونوں کا معنی عطا کرنا ہے اور نَضْح کا معنی انڈیلنا بھی ہوتا ہے تو اس صورت میں معنی ہوگا کشادہ دستی سے لٹا دے۔ رضخ کا معنی ہوتا ہے تھوڑا یا کم دینا کچھ نہ کچھ دینا۔ ❸ لا تُحْصِي: شمار نہ کر گن گن کر نہ رکھ۔ مقصد یہ ہے جمع کر کے اور ذخیرہ بنا کر نہ رکھ، ضرورت کی جگہ پر خرچ کر دے۔ ❹ لَا تُوعِي: دعاء (برتن) میں ڈال کر نہ رکھ، یعنی جوڑ جوڑ کر اور بند کر کے نہ رکھ۔ ❺ فَيُوعِي الله عليك: اللہ تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ یعنی اپنی رحمت و برکت کے دروازے تم پر بند کر دے گا۔

فائدہ:...... ان احادیث کا پیغام یہ ہے کہ انسان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ جو مال و دولت وہ کمائے یا کسی ذریعہ سے اسے حاصل ہو۔ اسے اپنی اور دینی ضروریات کے لیے کشادہ دستی سے خرچ کرے اور اس فکر میں نہ پڑے کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے فی سبیل اللہ کتنا خرچ کروں اگر انسان حساب کر کے خرچ کرے گا۔ تو اللہ بھی حساب کر کے دے گا۔ اگر انسان بے حساب دے گا، تو اللہ بھی اپنی رحمت کے دروازے، بے حساب کھول دے گا۔

۳۰...... بَاب: الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ

باب ۳۰: صدقہ پر، اگر چہ کم میں ہو، آمادہ کرنا، اور کم اور تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر باز نہ رہنا

[2379] ۹۰-(۱۰۳۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

[2379]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اے مسلمان عورتو! پڑوسن، پڑوسن کے لیے تحفہ حقیر نہ سمجھے اگر چہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔

فوائد:...... ❶ ایک دوسرے کے معمولی اور کم تحفہ کو حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مقصود تو دلی محبت و پیار اور تعلق کا اظہار ہے۔ کہ معمولی چیز کے وقت بھی یاد رکھا، بڑی چیز کی صورت کیونکر نظر انداز کرے گا۔ ❷ کوفی نحویوں کے نزدیک نساء المسلمات میں نساء موصوف اور المسلمات صفت ہے اور موصوف کی صفت کی طرف اضافت جائز ہے۔ بصری نحویوں کے نزدیک یہاں موصوف محذوف ہے یعنی نساء النفس المسلمات یا ایجائات المسلمات

[2379] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: لا تحقرن جارة لجهارتها برقم (٦٠١٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١٥)

۳۱...... بَاب: فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ

باب ۳۱: صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت

[2380] ۹۱-(۱۰۳۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ**)).

[2380]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل امام، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے، وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر الگ ہوتے ہیں (ہر حالت میں ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں) اور ایسا آدمی جسے منصب دار (حسب ونسب والی) حسین عورت بذات خود، دعوت بدکاری دے اور وہ (دل وزبان سے) کہہ دے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جس نے اس انداز سے صدقہ کیا۔ کہ اس کے بائیں کے خرچ سے دایاں آگاہ نہیں۔ (ترتیب الٹ گئی ہے اصل میں ہے دائیں کے خرچ سے بایاں واقف نہیں) اور وہ آدمی جس نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

فائدہ:...... اس حدیث کا مقصد ان تمام امور خیر کی تلقین اور ترغیب دینا ہے اور امام سے مقصود صاحب منصب و عہدہ ہے جس سے وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگرچہ درجات و مراتب میں فرق ہے، اپنے اپنے عہدہ کے مطابق سایہ ملے گا۔ ظل کی اللہ کی طرف نسبت محض تشریف و تعظیم کے لیے ہے جیسے بیت اللہ ناقۃ اللہ اصل مقصد اللہ کے عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (منة المنعم ج۲، ص۱۱۲، حاشیه نمبر ۹۱)

[2380] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد برقم (٦٦٠) واخرجه كذلك في الزكاة، باب: الصدقة باليمين برقم (١٤٢٣) واخرجه كذلك في الرقاق، باب: البكاء من خشية الله عزوجل برقم (٦٤٧٩) ←

[2381] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَقَالَ ((وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ)).

[2381] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے ابوسعید خدری یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں اس میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو مسجد سے وابستہ اور اٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکلتا ہے حتی کہ اس میں لوٹ آئے۔

۳۲...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ

باب ۳۲: بہترین صدقہ، تندرست اور حریص انسان کا صدقہ ہے

[2382] ۹۲-(۱۰۳۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ فَقَالَ ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

[2382] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا اس حال میں صدقہ کرنا، کہ تو تندرست اور حریص ہے، تمہیں فقر کا اندیشہ ہے اور تونگری کی امید ہے اور تاخیر نہ کر حتیٰ کہ جب تیری جان حلق میں پہنچ جائے، تو کہنے لگو، اتنا فلاں کا ہے اور اتنا فلاں کا ہے اب تو فلاں (وارث) کا ہو چکا ہے۔

← بمعناه۔ واخرجه كذلك في فضل من ترك الفواحش برقم (٦٨٠٦) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الزهد، باب: ما جاء فی الحب فی الله برقم (٢٣٩١) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٦٤)

[2381] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٧٧)

[2382] اخرجه البخاری فی الزكاة باب؛ فضل صدقة الشحيح۔ الصحيح برقم (١٤١٩) واخرجه كذلك فی الوصايا، باب: الصدقة عند الموت برقم (٢٧٤٨) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الوصايا، باب: ما جاء فی كراهية الاضرار فی الوصية برقم (٢٨٦٥) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: ای الصدقة برقم (٥/ ٦٩) واخرجه كذلك فی الوصايا، باب: الكراهية فی تاخير الوصيه برقم (٦/ ٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٠٠)

[2383] ٩٣-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا فَقَالَ ((أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

[2383] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا! اے اللہ کے رسول! کون سے صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، تیرے باپ کی قسم: تجھے ضرور اس سے آگاہ کیا جائے گا، تم اس وقت صدقہ کرو جبکہ تندرست حریص ہو، فقر واحتیاج کا تمہیں خطرہ ہو اور زندگی کی امید ہو، اور اس قدر تاخیر نہ کر کہ جب تیری جان حلق تک پہنچ جائے، تو پھر کہے، فلاں کا اتنا ہے اور فلاں کا اتنا ہے۔ وہ تو فلاں کا ہو چکا ہے۔

فائدہ:......آپ نے وابیك عربی محاورہ کے مطابق محض کلام میں زور تاکید پیدا کرنے کے لیے فرمایا: قسم مقصود نہ تھی، یا محض اس کے سوال پر حیرت واستعجاب کا اظہار کرنا تھا اور آپ کا مقصد یہ تھا صدقہ کرنے میں عجلت سے کام لینا چاہیے، معلوم نہیں کب موت آجائے یا نیت بدل جائے، اور صحیح سے مراد یہ ہے کہ تندرست ہو یا کسی خطرناک اور موذی بیماری میں مبتلا نہ ہو اور شحیح کا معنی یہ ہے کہ ضروریات زندگی کے لیے مال کا حریص اور خواہش مند ہو، محض جذبہ خیر کی قوت ہی صدقہ کرنے کا باعث ہو۔ اگر اپنی ضروریات کو ترجیح دیتا تو خرچ نہ کرتا، کفایت شعاری سے کام لے کر صدقہ کیا۔

[2384] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ

حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ

[2384] مصنف اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت لائے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس نے پوچھا: کون سا صدقہ افضل ہے؟

فائدہ:......موت کے آثار نمایاں ہونے کے بعد صدقہ اس لیے باعث فضیلت نہیں ہے کہ اب تو اس کا مال اس سے چھن کر اس کے وارثوں کو مل رہا ہے اور وارثوں کا حق اس کے بتائے بغیر ہی متعین ہے۔ اس کے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

[2383] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٧٩)

[2384] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٧٩)

۳۳...... بَاب :بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلَى هِيَ الْآخِذَةُ

باب ۳۳: اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نچلا ہاتھ لینے والا ہے

امام نووی نے نچلا ہاتھ لینے والا قرار دیا جبکہ حدیث میں مانگنے والا ہاتھ نچلا قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

[2385] ۹۴-(۱۰۳۳) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّائِلَةُ)).

[2385]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبکہ آپ منبر پر صدقہ کا اور مانگنے سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نچلا مانگنے والا ہے۔

[2386] ۹۵-(۱۰۳۴) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسٰى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)).

[2386]۔حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل صدقہ یا خیر الصدقہ بہتر صدقہ وہ ہے جس کی پشت پر تونگری اور بے نیازی ہو اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے کی ابتدا اپنے زیر کفالت افراد سے کرو۔

[2385] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزكاة، باب: لا صدقة الا عن ظهر غنی برقم (۱۴۲۹) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: فی الاستعفاف برقم (۱۶۴۸) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: اليد السفلى برقم (۵/ ۶۱) انظر (التحفة) برقم (۸۳۳۷)

[2386] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: ای الصدقة افضل برقم (۵/ ۶۹) انظر (التحفة) برقم (۳۴۳۵)

فائدہ :...... اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت سے نوازے تو کشادہ دستی کا آغاز ان افراد سے کرنا چاہیے جن کے نان و نفقہ کا انسان ذمہ دار ہے یعنی اول خویش بعد درویش، اور صدقہ دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ خود یا جن کے نان ونفقہ کا وہ ذمہ دار ہے اس مال کے محتاج نہ ہوں الا یہ کہ وہ سب ایثار پیشہ ہوں، اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو دینے میں خوشی محسوس کرتے ہوں یعنی غنائے قلبی حاصل ہو یا غنائے مال۔

[2387] ۹۶-(۱۰۳۵) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَسَعِيدٍ

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

[2387]۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مال مانگا، تو آپ نے مجھے عطا فرمایا: میں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے مجھ دے دیا۔ میں نے آپ سے پھر سوال کیا، تو آپ نے مجھے عنایت کر دیا، پھر فرمایا: یہ مال سرسبز و شاداب ہے۔ (آنکھوں کو لبھانے والا ہے) اور شریں ہے (دلکش ہے) تو جو اسے نفس کی چاہت وطمع کے بغیر لے گا۔ اس کے لیے باعث برکت ہوگا۔ اور جو نفس کی حرص و چاہت سے لے گا وہ اس کے لیے برکت کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ اس انسان کی طرح ہوگا۔ جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا، اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

فائدہ :...... انسان کے امتحان کے لیے اللہ تعالیٰ نے مال کے اندر دو پہلو رکھے ہیں، ظاہر کے اعتبار سے وہ آنکھوں کے لیے کشش کا باعث ہے انسان کی آنکھوں میں جچتا ہے اور باطنی اعتبار سے اس کے اندر شیرینی اور مٹھاس ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کا دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے یا وہ دلکش اور دل فریب ہے اور انسان کے حق میں بہتر یہی ہے۔ وہ اپنی محنت اور کوشش سے کمائے، مفت میں مال لینے کا حریص اور خواہش مند نہ ہو، اگر کہیں سے اسی کی طلب وخواہش کے بغیر مل جائے تو اس کو لے کر آگے خرچ کر دے، مال کی حرص و آز ایسی بھوک ہے جو کبھی مٹنے کا نام نہیں لیتی۔

[2387] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (١٤٧٢) مطولا، واخرجه كذلك في باب: الوصايا، باب تاويل قوله تعالى: ﴿من بعد وصية يوصى بها او دين﴾ برقم (٢٧٥٠) مطولا۔ واخرجه كذلك في فرض الخمس، باب: ما كان النبي ﷺ يعطى المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٤٣) مطولا۔ واخرجه ←

[2388] ٩٧-(١٠٣٦) وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوْا نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

[2388]۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آدم کے فرزند! اللہ کی دی ہوئی دولت جو اپنی ضرورت سے زائد ہو اس کا خرچ کر دینا ہی تیرے لیے بہتر ہے۔ اور اس کو روکنا تیرے لیے برا ہے اور گزارے کے بقدر رکھنے پر تم پر کوئی ملامت نہیں، اور سب سے پہلے ان پر خرچ کرو، جن کے نان و نفقہ کی تم پر ذمہ داری ہے، اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

فائدہ :...... آدمی کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ جو دولت کمائے یا کسی ذریعہ سے اسے ملے، اس میں سے اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی ضرورت کے بقدر رکھ لے اور باقی نیک کاموں میں یا اللہ کے بندوں پر خرچ کر دے، اور اس کی کوشش میں ہو کر وہ دینے والا بنے لینے والا نہ بنے۔

٣٤...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

باب ٣٤: سوال کرنے کی ممانعت

[2389] ٩٨-(١٠٣٧) وَحَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْجَهْضَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيْثَ إِلَّا حَدِيْثًا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيْفُ النَّاسَ فِي اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَقُوْلُ ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ فَمُبَارَكٌ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْئَلَةٍ وَشَرَةٍ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

← كذلك في الرقاق، باب: قول النبي ﷺ: (هذا المال خضرة حلوة) برقم (٦٤٤١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في صفة القيامة، باب٢٩ برقم (٢٤٦٣) مطولا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: اليد العليا برقم (٥/ ٦٠) واخرجه كذلك في باب: مسألة الرجل في امر لا بد له منه برقم (٥/ ١٠١، ٥/ ١٠٢) انظر (التحفة) برقم (٣٤٢٦)

[2388] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الزهد، باب: منه برقم (٢٣٤٣) انظر (التحفة) برقم (٤٨٧٩)

[2389] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٢٢)

[2389]۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ان احادیث کے سوا، احادیث بیان کرنے سے بچو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیان کی جاتی تھیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو (روایات کے سلسلہ میں) اللہ سے ڈرایا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: میں تو بس خازن ہوں، تو میں جس کو خوش دلی سے دوں اس کے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی اور جس کو میں مانگنے پر اور حرص کے سبب دوں، اس کی حالت اس انسان جیسی ہوگی جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

فوائد:...... ❶ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد تک مختلف علاقے فتح ہو چکے تھے ان ممالک میں یہود و نصاریٰ کے اہل علم، اپنی کتب کی روایات لوگوں میں بیان کرتے تھے، اس لیے اہل کتاب کی روایات کثرت سے پھیلنے لگیں تھیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے حکم سے روایات کے بیان میں بہت حزم و احتیاط سے کام لیا جاتا تھا۔ اور اب عجمیوں کے عام اختلاط سے اس میں کمی واقع ہوگئی تھی۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی روایات پر اعتماد کرو۔ ❷ دین کی سوجھ بوجھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہے جو انہیں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ خیر یعنی عظیم بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور جو لوگ دین کی سوجھ بوجھ اور اس کے عمیق علم و فہم سے محروم ہیں وہ خیر عظیم سے محروم ہیں۔ ❸ انما انا خازن: میں تو محافظ اور نگہبان ہوں مالک اللہ تعالیٰ ہے میں تو اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیتا ہوں آگے آ رہا ہے کہ انما ان قاسم و یعطی الله: میرا کام تو اللہ کی طرف سے ملنے والے علم، فقہ اور مال کی اس کے حکم کے مطابق تقسیم کرنا ہے۔ ہر ایک کو اللہ کی عطا کردہ صلاحیت استعداد کے مطابق ملتا ہے، میں تقسیم کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا اور نہ کسی کو محروم کرتا ہوں، علم و فہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت و قابلیت پر مبنی ہے اور مال کی تقسیم بھی اللہ کے حکم کے مطابق ہے میں تو حکم کا پابند ہوں۔ ❹ بلا ضرورت و مجبوری مانگنا، یا کسی کو مجبور کر کے اور اصرار کر کے لینا، خیر و برکت سے محرومی کا باعث بنتا ہے، اگر کوئی کسی کو اہل سمجھ کر خوش دل اور رغبت و شوق سے دیتا ہے تو وہ لینے والے کے لیے خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔

[2390] ٩٩-(١٠٣٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ هَمَّامٍ

[2390] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، الالحاف في المسألة برقم (٥/ ٩٨) انظر (التحفة) برقم (١١٤٦)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَلُنِيْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْئَلَتُهُ مِنِّيْ شَيْئًا وَّاَنَالَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتُهُ)).

[2390] ۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصرار اور الحاح سے سوال نہ کرو، اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور اس کے سوال کرنے کی بنا پر میں اسے کچھ دے دیتا ہوں، حالانکہ میں دینا نہیں چاہتا تھا تو میرے اس کو دینے میں برکت نہیں ہوگی۔

[2391] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِيْ دَارِهٖ بِصَنْعَآءَ فَاَطْعَمَنِيْ مِنْ جَوْزَةٍ فِيْ دَارِهٖ عَنْ اَخِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ

[2391] عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں میں وہب بن منبہ کے گھر صنعاء ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنے گھر کے اخروٹ کھلائے، اور اپنے بھائی سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت سنائی۔

[2392] ۱۰۰۔(۱۰۳۷) وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ)).

[2392] ۔حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے (اللہ جس کے ساتھ بہت بڑی خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین کا گہرا فہم عطا فرماتا ہے۔ اور میں تو بس تقسیم کنندہ ہوں، اور دینے والا اللہ ہی ہے)۔

[2391] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٣٨٧)

[2392] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى العلم، باب: من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين برقم (٧١) واخرجه كذلك فى الاعتصام، باب: قول النبى ﷺ: لا تزول طائفة من امتى ظاهرين على الحق وهم اهل العلم برقم (٧٣١٢) واخرجه كذلك فى فرض الخمس، باب: قوله تعالى: ﴿فان لله خمسه وللرسول﴾ برقم (٣١١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٤٠٩)

۳۵...... بَابُ: الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ

باب ۳۵: مسکین وہ ہے جو غنی یا بے نیاز نہیں ہے لیکن اس کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے

[2393] ۱۰۱-(۱۰۳۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا)).

[2393]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل مسکین یہ گردش کرنے والا جو لوگوں میں گھومتا پھرتا ہے نہیں ہے، جو ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں لے کر لوٹ جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: تو مسکین کون ہے؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: جس کے پاس اتنی دولت وتونگری نہیں ہے جو اس کی ضروریات سے اس کو مستغنی کر دے، یعنی اپنی ضروریات پوری کرنے کا سامان اس کا پاس نہیں ہے اور اس کے احتیاج کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے کوئی چیز مانگتا ہے۔

فائدہ:...... مسکین وہ پیشہ ور سائل اور گداگر نہیں ہیں، جو در بدر گھوم پھر کر لوگوں سے مانگتے ہیں بلکہ اصل مسکین اور صدقہ کے مستحق ایسے باعفت ضرورت مند ہیں۔ جو شرم وحیاء اور عفت نفس کی وجہ سے لوگوں پر اپنی حاجت مندی ظاہر نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے سوال کرتے ہیں۔ ایسے مسکینوں کی خدمت مدد شرعاً مطلوب اور محبوب ہے۔

[2394] ۱۰۲-(...) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا)).

[2394]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجوریں یا ایک دو لقمے لے کر لوٹ جاتا ہے، اصل مسکین تو عفت نفس کا مالک ہے (جو سوال نہیں کرتا) اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو، وہ لوگوں سے لپٹ کر (اصرار سے) نہیں مانگتے۔

[2393] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۰۰)

[2394] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير، برقم (۴۵۳۹) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الزكاة، باب: تفسير المسكين برقم (۵/ ۸۵) انظر (التحفة) برقم (۱۴۲۲۱)

فائدہ :......عربی محاورہ اور اسلوب کے اعتبار سے اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے ہی نہیں کہ اصرار کی ضرورت پیش آئے۔

[2395] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ.

[2395] امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

٣٦...... بَاب: كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ

باب ٣٦: لوگوں سے سوال کرنا، ناجائز ہے

[2396] ١٠٣ ـ (١٠٤٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ، أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((**لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ**)).

[2396] ۔حمزہ بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص سوال کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

[2397] (. . .) وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((مُزْعَةٌ)).

[2397] مصنف اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں مزعة (ٹکڑا) کا لفظ نہیں ہے۔

[2398] ١٠٤ ـ (. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ ؓ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا

[2395] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩١)
[2396] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: من سأل الناس تكثرا برقم (١٤٧٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: المسألة برقم (٥/ ٩٤) انظر (التحفة) برقم (٦٧٠٢)
[2397] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩٣)
[2398] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٣٩٣)

يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ)).

[2398]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے (مانگنا اس کی عادت بن جاتا ہے) حتی کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

[2399] ۱۰۵۔(۱۰۴۱) وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا سَاَلَ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ)).

[2399]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے ان کا مال، اپنا مال بڑھانے کے لیے مانگتا ہے، وہ تو بس آگ کا انگارہ مانگتا ہے، کم کرلے یا بڑھالے، زیادہ کرلے۔

فائدہ:...... بلا ضرورت اور مجبوری کے محض مال میں اضافہ کی حرص و ہوس کی خاطر سوال کرنا ناجائز ہے۔ جو قیامت کے دن انسان کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا انسان اپنے چہرے کی رونق و حسن گوشت سے محروم ہوگا اور یہ درہم و دینار اس کے لیے آگ کا انگارہ بنیں گے۔

[2400] ۱۰۶۔(۱۰۴۲) حَدَّثَنِيْ هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ بَيَانٍ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَاَنْ يَّغْدُ وَاَحَدُكُمْ فَيَحْطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَلِيَسْتَغْنِيْ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)).

[2400]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص صبح جا کر اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر لے آئے اور اس سے صدقہ کرے اور لوگوں سے (مانگنے سے) بے نیاز اور مستغنی ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی سے مانگے وہ اسے دے یا محروم رکھے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے افضل ہے اور (کشادہ دستی کا) آغاز اپنے زیر کفالت افراد سے کرو۔

[2399] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، باب: من سال عن ظهر غنى برقم (١٨٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٠)

[2400] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في النهي عن المسألة برقم (٦٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٢٩٣)

[2401] (. . .) وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيْعَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بَيَانٍ۔

[2401] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم میں سے کسی کا صبح صبح جا کر اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر، لا کر بیچنا، پھر اوپر کی حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

[2402] ١٠٧۔(. . .) وَحَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ وَيُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ ((لَأَنْ يَّحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ رَجُلًا يُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ))۔

[2402]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی لکڑیوں کا گٹھا اکٹھا کرے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لا کر بیچ دے، اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی سے سوال کرے وہ اسے دے یا محروم رکھے۔ یعنی دے یا نہ دے۔

فائدہ:...... ایک مسلمان کے شایانِ شان یہ طرزِ عمل ہے کہ وہ خود محنت و مزدوری کرے، خود کمائی کر کے دوسروں کو دینے کے قابل بنے یا کم از کم اپنی ضروریات ہی پوری کر لے اور مانگنے کی ذلت و رسوائی سے بچ جائے۔

[2403] ١٠٨۔(١٠٤٣) وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ سَلَمَةُ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الدَّارِمِيُّ أَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيْبُ الْأَمِيْنُ أَمَّا هُوَ فَحَبِيْبٌ إِلَيَّ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِيْ هُوَ فَأَمِيْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ رضی اللہ عنہ قَالَ

[2401] تقدم تخريجه في الحديث السابق رقم (٢٣٩٧)

[2402] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع، باب: كسب الرجال وعمله بيده برقم (٢٠٧٤) واخرجه كذلك في المساقات، باب: بيع الحطب برقم (٢٣٧٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: المسألة برقم (٥/ ٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٩٣٠)

[2403] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: كراهية المسألة برقم (١٦٤٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: البيعة على الصلوات الخمس برقم (١/ ٢٢٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجهاد، باب: البيعة برقم (٢٨٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٩١٩)

كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ ((اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ .

[2403] ۔ابو مسلم خولانی کہتے ہیں مجھے محبوب قابل اعتماد، جو مجھے محبوب بھی ہے اور میرے نزدیک امانتدار بھی ہے، عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس نو، آٹھ یا سات آدمی تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ اور ہم نے نئی نئی بیعت کی تھی۔ تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ تو ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ہم بیعت کر چکے ہیں۔ اب، کس بات کے لیے بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازوں کا اہتمام کرو گے اور فرمانبرداری اختیار کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی، اور لوگوں سے کوئی چیز بھی نہیں مانگو گے۔ تو میں نے ان میں سے بعض ساتھیوں کو دیکھا، ان میں سے کسی کا کوڑا گر جاتا۔ تو کسی سے اسکے اٹھا دینے (پکڑا دینے) کے لیے نہ کہتا۔

فائدہ :..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ جو عہد و پیمان باندھتے تھے یا جس چیز کی بیعت کرتے تھے اس کو پورے اہتمام اور انتہائی جانفشانی سے کامل ترین انداز میں پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور ان کا یہی جذبہ اطاعت اور نہایت درجہ کی عفت و پرہیزگاری ان کے لیے دنیوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کا باعث بنی اور آج کے مسلمانوں کو بھی اللہ اس کی توفیق ارزاں فرمائے۔ (آمین)

٣٧..... بَاب: مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ

باب ۳۷: کس کے لیے مانگنا جائز ہے

[2404] ١٠٩-(١٠٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ يَحْيَى اَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِيَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيِّ

[2404] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: ما تجوز فيه المسألة برقم (١٦٤٠) واخرجه ←

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ ((أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا)).

[2404]۔قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بہت بڑے تاوان یا کسی کے قرض کی ذمہ داری قبول کی اور اس کے لیے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مانگنے کے لیے حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو، حتیٰ کہ ہمارے پاس صدقہ آ جائے تو ہم تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے قبیصہ! سوال تین قسم کے افراد میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے، ایک وہ آدمی جس نے کسی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی، تو اس کے لیے اس وقت تک سوال جائز ہے کہ وہ رقم پوری ہو جائے (اسے مل جائے) پھر وہ سوال سے باز آ جائے، اور دوسرا وہ آدمی جو کسی آفت کا شکار ہوا جس نے اس کا مال تباہ کر ڈالا، اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اسے اس قدر رقم مل جائے جس سے اس کی گزران درست ہو جائے یا اس کی گزران صحیح ہو جائے اور تیسرا وہ آدمی جو فقر و فاقہ سے دو چار ہو گیا، حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین عقل مند افراد گواہی دیں کہ فلاں آدمی فاقہ زدہ ہو گیا ہے تو اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی درست گزران پا لے، یا اس کی گزران صحیح ہو جائے، ان صورتوں کے سوا سوال کرنا، اے قبیصہ! حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **تَحَمَّلْتُ حَمَالَة:** میں نے کسی امر خیر کے لیے دوسروں کی طرف سے بہت بڑی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائی۔ ❷ **اصابته جائحة:** وہ کسی قدرتی آفت کا شکار ہوا جس سے اس کی پیداوار غلہ پھل یا مال کا نقصان ہوا۔ ❸ **اجتاحت ماله:** سارا مال تباہ و برباد کر ڈالا، اس کا کچھ نہ چھوڑا۔ ❹ **قوامًا من عَيْشٍ یا سَدَادًا مِنَ عَيْشٍ:** جس سے اس کا گذارہ ہونے لگا، جس سے اس کی ضرورت پوری ہو گئی، وہ مانگنے کا محتاج نہ رہا۔ ❺ **الحجا:** عقل و دانش۔ ❻ **سُحت:** حرام۔

← النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الصدقة لمن تحمل بحمالة برقم (٥/ ٨٩) واخرجه كذلك في باب: فضل من لا يسأل الناس شيئا برقم (٥/ ٩٧) انظر (التحفة) برقم (١١٠٦٨)

فائدہ :...... اسلام کا عام ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ مانگنا جائز نہیں ہے ہاں اگر انسان کے پاس سوال کے سوا کوئی چارا نہ رہے کیونکہ اس نے دین یا اہل دین کی خاطر کوئی بہت بڑا جرمانہ یا تاوان یا قرض ادا کرنا ہو اور وہ دوسروں سے امداد لیے بغیر اس کو ادا نہ کرسکتا ہو۔ یا وہ کسی قدرتی آفت اور مصیبت کا شکار ہو گیا ہے، جس سے اس کا تمام مال تباہ ہو گیا ہے، اور اس کے پاس گذارہ کے لیے کچھ نہیں بچا، یا وہ افلاس و ناداری کا شکار ہو کر محتاج ہو گیا ہے تو ان صورتوں میں اپنی ضرورت و حاجت کے پوری ہونے تک وہ مانگ سکتا ہے، اس کے بعد سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اسلام میں پیشہ ورانہ گداگری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن افسوس جس رسول نے یہ ہدایت دی ہے، اس کی امت میں پیشہ ور سائلوں اور گداگروں کا ایک طبقہ موجود ہے اور اس کے لیے مختلف مصنوعی سوانگ بھرے جاتے ہیں اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو عالم یا پیر بن کر معزز قسم کی گداگری کرتے ہیں یہ لوگ سوالی اور گداگری کے علاوہ فریب دہی اور دین فروشی کے بھی مجرم ہیں، مساجد و مدارس کے نام سے چندہ لیں یا دینی اجتماعات (عید میلاد النبی اور عرس وغیرہ) محافل کے نام سے غنڈہ گردی کر کے جبری چندہ وصول کریں۔

۳۸...... بَابُ اِبَاحَةِ الْاَخْذِ لِمَنْ اُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا اِشْرَفٍ

باب ۳۸: اگر بغیر سوال اور طمع نفس کے ملے تو اس کا لینا جائز ہے

[2405] ۱۱۰ـ(۱۰۴۵) وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَدْكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالاً فَقُلْتُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خُذْهُ وَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)).

[2405]۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضور کسی ایسے آدمی کو دیجیے جس کو مجھ سے اس کی زیادہ ضرورت ہو! حتی کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ مجھے بہت سارا مال دیا، تو میں نے عرض کیا کسی ایسے فرد کو دیجیے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے، تو رسول اللہ ﷺ

[2405] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: من اعطاه الله شيئا من غير مسألة ولا اشراف نفس برقم (١٤٧٣) واخرجه كذلك في الاحكام، باب: رزق الحاكم والعاملين عليها برقم (٧١٦٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة برقم (٥/ ١٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٢٠)

نے فرمایا: اس کو لے لو اور جو مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لیے دل میں چاہت اور طمع کی اور نہ ہی تم نے سوال کیا، تو اس کو لے لیا کرو، اور جو مال اس طرح نہ ملے اس کی طرف توجہ یا اس کا خیال دل میں نہ لاؤ۔

[2406] ۱۱۱۔(...) وَحَدَّثَنِی اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُعْطِی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْعَطَآءَ فَيَقُوْلُ لَهُ عُمَرُ اَعْطِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم افقر اليه منى فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهُ.

[2406]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو عطیہ دیا کرتے تھے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ عرض کیا کرتے: اے اللہ کے رسول! اس کو دیجیے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لے لیجیے اور اپنے مال بنا لیجیے یا اس کو صدقہ کر دیجیے (اور اپنا اصول بنالو) جو مال تمہیں اس طرح ملے کہ تم نے دل میں اس کی چاہت اور طمع نہیں کی اور نہ ہی اس کا سوال کیا، تو اس کو لے لیجیے، اور جو مال اس طرح نہ ملے اس کا دل میں خیال نہ لاؤ۔ سالم بیان کرتے ہیں اسی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے اور جو چیز ملتی تھی اس کو رد نہیں کرتے تھے۔

[2407] (...) وَحَدَّثَنِی اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِی ابْنُ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[2407] امام صاحب ایک دوسری سند سے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2406] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٠)

[2407] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاحكام، باب: رزق الحاكم والعالمين عليها برقم (٧١٦٣) بمعناه۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الزكاة، باب: فی الاستعفاف برقم (١٦٤٧) واخرجه كذلك فی الخراج والامارة والفیء، باب: فی ارزاق العمال برقم (٢٩٤٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزكاة، باب: من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة برقم (٥/ ١٠٣، ٥/ ١٠٤، ٥/ ١٠٥) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٤٨٧)

[2408] ۱۱۲۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ اَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَلِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ خُذْمَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ)).

[2408]۔ابن الساعدی مالکی سے روایت ہے کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی وصولی کے لیے مقرر کیا، تو جب میں اس کام سے فارغ ہوا، اور انہیں صدقہ کا مال لا کر دے دیا، انہوں نے میرے کام کی مزدوری مجھے دینے کا حکم دیا، تو میں نے عرض کیا، میں نے تو یہ کام محض اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہے اور میرا اجر اللہ کے پاس ہے تو انہوں نے کہا، جو تمہیں دیا جا رہا ہے لے لو، کیونکہ میں نے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کیا تھا، تو آپ نے مجھے میرے کام کی مزدوری دینا چاہی، تو میں نے بھی تیرے والا جواب دیا۔ (تمہارے والی بات کہی) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں بغیر مانگے کوئی چیز دی جائے، تو اسے استعمال کرو (اور چاہو تو) صدقہ کر دو۔

[2409] (. . .) وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ اَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

[2409] ابن الساعدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ وصول کرنے کے لیے عامل بنایا اور لیث کی طرح روایت بیان کی۔

فائدہ:...... احادیث بالا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن السعدی کا کمال زہد اور دنیوی مال و دولت سے بے رغبتی کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے اگر حکومت کسی انسان کو کوئی چیز اس کی قومی و دینی یا ملی خدمات کے عوض کوئی سند یا نشان اور مالی مفاد دے، جیسے نشان حیدر، ستارہ جرأت تو اس کا لینا جائز ہے، لیکن اگر وہ سیاسی رشوت کے طور پر یہ نشانات یا روٹ پرمٹ، امپورٹ، ایکسپورٹ کے لائسنس اور ٹھیکے دے، تاکہ وہ اس کے ناجائز اور غلط کاموں میں اس کی حمایت کرے اور دین فروشی کرے تو یہ چیزیں لینا ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن اگر

[2408] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤٠٤)
[2409] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤٠٤)

ناجائز کاموں کی حمایت اور اس کی ایجنٹی مقصود نہ ہو، محض تالیف قلبی یا کسی دینی ضرورت کے لیے اس کو حج، عمرہ یا کسی غیر ملکی اور یا ملکی کانفرنس میں شرکت کی دعوت ہو، تو پھر حسب ضرورت جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ چیز اس کے دامن کو داغدار نہ کرے اور لوگوں میں اس کے بارے میں غلط تاثر قائم نہ ہو سکے۔

٣٩...... بَاب: كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا

باب ٣٩: حرصِ دنیا کی کراہت و ناپسندیدگی

[2410] ١١٣-(١٠٤٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)).

[2410]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے، زندگی کی محبت اور مال کی محبت۔

[2411] ١١٤-(. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ)).

[2411]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے کا دل جوان رہتا ہے، طویل زندگی اور مال کی محبت میں۔

[2412] ١١٥-(١٠٣٧) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

[2410] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧٠٩)

[2411] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه فی العمر برقم (٦٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٢٤)

[2412] اخرجه الترمذی فی (المجتبی) فی الزهد، باب: ما جاء فی قلب الشيخ شاب علی حب اثنتين برقم (٢٣٣٩) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزهد، باب: الاهل والاجل برقم (٤٢٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٤)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)).

[2412] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے (بڑھاپے کے سبب اس کی ساری قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں) مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان (طاقتور) ہو جاتی ہیں، دولت کی حرص اور زیادتی عمر کی حرص۔

فائدہ:...... تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ انسانوں کا عام حال یہی ہے کیونکہ انسان کے نفس میں بہت سی غلط خواہشات جنم لیتی ہیں، جو اسی صورت میں پوری ہوسکتی ہیں، جبکہ اس کے ہاتھ میں مال و دولت ہو اور ان خواہشوں کی لذتوں اور بربادیوں سے محفوظ رکھنا عقل وشعور کا کام ہے، بڑھاپے میں جب عقل مضمحل اور کمزور ہو جاتی ہے تو اس کا خواہشات پر کنٹرول ڈھیلا پڑ جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں بہت سی خواہشات، ہوس کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں اور اس کی وجہ سے عمر کی زیادتی کے ساتھ مال و دولت کی حرص اور چاہت اور بڑھ جاتی ہے تاکہ وہ خوب کھیل کھیلے لیکن اللہ کے نیک بندے جنھوں نے اس دنیا اور اس کی خواہشات کی حقیقت اور اس کے انجام کو سمجھ لیا ہے اور اپنے نفسوں کی صحیح تربیت کی ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

[2413] (. . .) وَحَدَّثَنِي اَبُوْغَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بِمِثْلِهِ

[2413] امام صاحب نے اپنے دو اور استادوں سے یہی روایت نقل کی ہے۔

[2414] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِنَحْوِهِ

[2414] امام صاحب نے اپنے دو استادوں سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور اس میں شعبہ کے قتادہ سے اور قتادہ کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کی صراحت موجود ہے (جبکہ اوپر کی روایات میں عن قتادہ، عن انس ہے)۔

[2413] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله عليه فی العمر برقم (٦٤٢١) انظر (التحفة) برقم (١٣٦١)

[2414] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه فی العمر برقم (٦٤٢١) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٨)

۴۰...... بَاب لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَابْتَغَى ثَالِثًا

باب ۴۰: اگر ابن آدم کے پاس (مال کی) دو وادیاں (دو میدان یا دو جنگل) ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا

[2415] ۱۱۶۔(۱۰۴۸) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

[2415]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابن آدم (آدمی) کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان اور دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا، اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے ہی بھرے گا (مال و دولت کی ہوس ختم نہ ہونے والی ہوس کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا)۔ اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی فرماتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کر لیتا ہے۔

[2416] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أُنْزِلَ أَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُولُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ .

[2416] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اور مجھے پتہ نہیں ہے کہ آپ پر وہ بات نازل ہوئی تھی یا آپ از خود فرما رہے تھے، آگے ابو عوانہ کی مذکورہ بالا روایت ہے۔

[2417] ۱۱۷۔(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ لَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

[2417]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابن آدم کے پاس سونے کا بھرا ہوا میدان یا جنگل ہو تو وہ چاہے گا اسے ایک اور وادی مل جائے، اور اس کا منہ (حرص و آز) تو مٹی ہی

[2415] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۹)
[2416] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۸۷)
[2417] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۶۸)

بھرے گی، اور اللہ اپنا رخ اور اپنی توجہ اللہ کی طرف کرنے والے پر نظر عنایت فرماتا ہے۔

[2418] ۱۱۸ ـ(۱۰۴۹) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءَ يَقُوْلُ

ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ يَقُوْلُ ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ اَمْ لَا قَالَ وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

[2418] ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی وادی ہو تو وہ چاہے گا اس کو اس جیسی اور مل جائے، اور آدمی کے نفس کو مٹی ہی (قبر میں) بھرے گی، اور اللہ حرص و آز سے باز آنے والے پر رحمت و عنایت فرماتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں، اور زہیر کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مذکور نہیں ہے۔

[2419] ۱۱۹ ـ(۱۰۵۰) حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ

عَنْ اَبِيْ قَالَ بَعَثَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ رضی اللہ عنہ اِلٰى قُرَّاءِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ اِلَيْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ اَنْتُمْ خِيَارُ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ فَاتْلُوْهُ وَلَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ كَمَا قَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّا كُنَّا نَقْرَاُ سورة كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِي الطُّوْلِ وَالشِّدَّةِ بِبَرَاءَةَ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَاُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِاِحْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِيْ اَعْنَاقِكُمْ لَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

[2419] ـ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے قاریوں کو بلوایا، تو ان کے پاس تین سو (۳۰۰) آدمی آئے، جو قرآن پڑھ چکے تھے تو انہوں نے کہا، تم اہل بصرہ کے بہترین افراد اور ان کے قاری ہو، قرآن پڑھتے

[2418] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الرقاق، باب: ما يتقى من فتنة المال، وقوله تعالى: ﴿انما اموالكم واولادكم فتنة﴾ برقم (٦٤٣٦) و (٦٤٣٧) انظر (التحفة) برقم (٥٩١٨)

[2419] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٩٠١٢)

رہا کرو، کہیں طویل مدت گزرنے سے تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہوگئے۔ اور ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جسے ہم طوالت اور (وعیدوں) کی سختی میں سورہ براءۃ سے تشبیہ دیا کرتے۔ تو میں اسے بھول گیا، ہاں اس کا یہ ٹکڑا مجھے یاد ہے، اگر آدمی کے پاس مال کے دو میدان ہوں تو وہ تیسرا میدان چاہے گا اور آدمی کے پیٹ کو تو مٹی ہی بھرے گی، اور ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جس کو ہم مسبحات کی سورت سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ اس کو بھی میں بھلا چکا ہوں، ہاں اس سے مجھے یہ یاد ہے اے ایمان والو! ایسی بات کا دعویٰ کیوں کرتے ہو، جو کرتے نہیں ہو، وہ گواہی کے طور پر تمہاری گردنوں میں لکھ دی جائے گی، اور قیامت کے دن تم سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔

فائدہ:...... (۱) مال و دولت کی حرص و ہوس عام انسانوں کی گویا فطرت ہے، اگر دولت سے ان کا گھر بھی بھرا ہو اور جنگل کے جنگل اور میدان کے میدان بھی بھرے پڑے ہوں۔ تب بھی ان کا دل قانع نہیں ہوتا ہے اور وہ اس میں اور زیادتی اور اضافہ ہی چاہتے ہیں اور زندگی کی آخری سانس تک ان کی ہوس کا یہی حال رہتا ہے، اور بس قبر میں ہی جا کر دولت کی اس بھوک اور ہوس سے ان کو چھٹکارا ملتا ہے، آج کل کے جاگیردار، سرمایہ دار و صنعت کار اور سول و فوجی بیوروکریٹس، بلکہ ہر تاجر اور دکاندار اور ہر ملازم اس حرص و ہوس کی زندہ مثال بن چکا ہے البتہ جو بندے دنیا اور دنیا کی مال و دولت سے اپنا رخ اللہ کی طرف پھیر لیں اور اس سے اپنا تعلق جوڑ لیں ان پر اللہ کی خصوصی عنایت نازل ہوتی ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اطمینان قلب، غنائے نفس اور قناعت نصیب فرما دیتا ہے۔ (۲) قرآن مجید کی بعض سورتیں، آغاز میں آخرت کی فکر اور دنیا سے زہد و بے رغبتی کے سلسلہ میں عارضی طور پر اتریں تھیں۔ لیکن چونکہ ان کا قرآن کی حیثیت سے باقی رہنا منظور نہیں تھا۔ اس لیے وہ رسول اور امت کے ذہن سے اتر گئیں۔ اس لیے بعض صحابہ کے ذہن میں کچھ معنی و مفہوم تو محفوظ رہا، لیکن ان کے صحیح الفاظ اور قرآنی اسلوب و بلاغت محفوظ نہ رہا اور اب وہ قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لیے قرآن ہونے کی شروط بھی ان کے اندر مفقود ہیں اور مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کے شروع سبحان کا لفظ یا اس کے مشتقات سبّح، یسبح سبح اسم ربك وغیرہ آئے ہیں۔

۴۱...... بَاب لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ

باب ٤١: غنی وتونگری ساز و سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے۔ (قناعت کی فضیلت اور اس کی ترغیب)

[2420] ۱۲۰-(۱۰۵۱) وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[2420] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: القناعة برقم (٤١٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٩٢)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ)).

[2420]۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دولت مندی مال و دولت یا مال و اسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔

فائدہ :...... تونگری اور محتاجی، خوشحالی اور بدحالی کا تعلق روپیہ پیسہ اور مال و اسباب سے زیادہ آدمی کے دل سے ہے اگر دل غنی اور بے نیاز ہے تو آدمی تونگر اور خوشحال ہے اور اگر دل حرص وطمع کا اسیر ہے تو دولت کے ڈھیروں کے باوجود وہ خوشحالی سے محروم اور محتاج و پریشان حال ہے، سعدی علیہ الرحمہ کا مشہور قول ہے "تونگری بدل است نہ بہ مال۔

۴۲...... بَاب تَخَوُّفِ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا

باب ۴۲: دنیا کی جو رونق وخوبی حاصل ہوگی اس سے ڈرانا۔ (دنیا کی زینت، اور اس کی وسعت وفراخی سے فریب کھانے سے ہوشیار اور چوکنا کرنا)۔

[2421] ۱۲۱۔(۱۰۵۲) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَتَقَارَبَا فِى اللَّفْظِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِى سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ ؓ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ ((لَا وَاللّٰهِ مَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَّا مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْخَيْرَ لَايَاْتِى اِلَّا بِخَيْرٍ اَوْ خَيْرٌ هُوَ ((اِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ اَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[2421] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الفتن، باب: فتنة المال برقم (۳۹۹۵) انظر (التحفة) برقم (۴۲۷۳)

[2421] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے۔ اے لوگو! دنیا کی زیب وزینت جو تمہیں حاصل ہوگی کے سوا اور کس چیز کا خطرہ یا خدشہ واندیشہ نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا خیر، شر کا سبب بنے گا؟ (خیر کے نتیجہ میں شر پیدا ہوگا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت کے لیے خاموش ہوگئے پھر فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں نے عرض کیا تھا۔ کیا خیر کے سبب شر پیدا ہوسکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: خیر، خیر ہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے لیکن کیا دنیا کی زیب وزینت اور اس کی بھجت ورونق خیر ہے، جو سبزہ موسم بہار اگاتا ہے، وہ اپھارے سے مار ڈالتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے، مگر سبزہ کھانے والا وہ جانور جو کھاتا ہے اور جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں (وہ سیر ہو جاتا ہے) وہ سورج کا رخ کرتا ہے اور بیٹھ کر گوبر اور پیشاب کرتا ہے پھر جگالی کرتا ہے اور ہضم کرنے کے بعد دوبارہ چرنے چگنے لگتا ہے تو جو انسان مال جائز طریقہ سے لیتا ہے، اس کے لیے وہ برکت کا باعث بنتا ہے اور جو انسان مال ناجائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

[2422] ۱۲۲۔(. . .) حَدَّثَنِی اَبُوالطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَالَ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَّا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوْا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْاَرْضِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ ((لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَايَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ اِنَّ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا تَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[2422] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزكاة، باب: الصدقة على اليتامى برقم (١٤٦٥) واخرجه كذلك فى الجهاد، باب: فضل النفقة فى سبيل الله برقم (٢٨٤٢) واخرجه كذلك فى الجمعة، باب: يستقبل الامام القوم واستقبال الناس الامام اذا خطب برقم (٩٢١) واخرجه كذلك فى الرقاق، باب: ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها برقم (٦٤٢٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فى الزكاة، باب: الصدقة على اليتيم برقم (٥/ ٩٠، ٥/ ٩١) انظر (التحفة) برقم (٤١٦٦)

[2422]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ اور اندیشہ دنیا کی اس زینت اور تازگی کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: دنیا کی رونق اور ترو تازگی سے کیا مراد ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین کی برکات۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا خیر، شر کے لانے کا سبب بن جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: خیر، خیر ہی کے لانے کا سبب بنتا ہے خیر، خیر ہی لاتا ہے خیر، خیر کا ہی پیش خیمہ ہے، جو سبزہ اور نباتات موسم بہار اگاتا ہے وہ قتل کر دیتا ہے یا قریب الموت کر دیتا ہے مگر وہ چرنے والا جانور، جو چرتا چگتا ہے جب اس کی دونوں کوکھیں پھول جاتی ہیں (وہ سیر ہو جاتا ہے) تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے، پھر جگالی کرتا ہے، پیشاب کرتا ہے اور گوبر کرتا ہے، پھر اٹھ کر دوبارہ کھانا شروع کر دیتا ہے یہ مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے، تو جو اسے جائز طریقہ سے لے گا اور جائز موقع و محل پر خرچ کرے گا، تو وہ بہت ہی معاون و مددگار ہے اور جو اسے ناجائز طریقہ سے لے گا۔ وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے، سیر نہیں ہوتا۔

[2423] ١٢٣ـ(. . .) وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ ((إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا يُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ ((أَنَّى هٰذَا السَّائِلُ)) وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ ((إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

[2423] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤١٩)

[2423]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، تو آپ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تمہارے بارے جس چیز کا خطرہ اور خدشہ ہے، وہ دنیا کی رونق و شادابی اور زینت ہے جو تمہارے لیے وافر کر دی جائے گی۔ یا عام کر دی جائے گی۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا۔ کیا خیر، شر لاتا ہے؟ اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب دینے سے خاموش رہے، اسے کہا گیا تیرا کیا معاملہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری گفتگو کا جواب نہیں دیتے۔ اور ہم نے دیکھا، آپ پر وحی اتاری جا رہی ہے، آپ پسینہ پونچھتے ہوئے، اپنے معمول کی حالت میں آ گئے، اور آپ نے فرمایا: یہ سائل (قابل قدر اور لائق تعریف ہے) گویا کہ آپ نے اس کی تحسین فرمائی، اور فرمایا (واقعہ یہ ہے کہ خیر، شر کا سبب نہیں بنتا لیکن) موسم ربیع جو چارہ اور گھاس اگاتا ہے (اس کا زیادہ استعمال) قتل کر دیتا ہے یا قریب الموت کر دیتا ہے، مگر سبزہ کھانے والا وہ حیوان، جو کھاتا ہے، حتی کہ جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں وہ تو سورج کی ٹکیہ طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے، پھر گوبر لید اور پیشاب کرتا ہے (ہضم کرنے کے بعد) پھر دوبارہ چرتا چگتا ہے اور بلاشبہ یہ (دنیا کا) مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے اور یہ مسلمان کا بہترین ساتھی ہے۔ جو اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیتا ہے (یا جو الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے) اور حقیقت یہ ہے جو اس کو ناحق طور پر لیتا ہے وہ اس انسان کی طرح ہے جو کھاتا ہے سیر نہیں ہوتا۔ اور وہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بنے گا۔

فوائد:...... ❶ مال و دولت کی کثرت اور فراوانی خطرناک ہے کیونکہ ان الانسان لیطغیٰ ان راہ استغنی بے شک انسان، حد سے نکل جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ وہ غنی ہو گیا ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو، اپنے بعد حاصل ہونے والے مال و اسباب کی کثرت اور زیادتی سے ڈرایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کے امتحان و ابتلاء کی خاطر، مال و دولت میں حسن و زیبائش اور رونق و بھجت رکھی ہے تاکہ اس کی طرف اس کی نظریں اٹھیں اور ان میں بچ جائے اور اس میں شیرینی و مٹھاس رکھی ہے تاکہ وہ اس کے دل کو لبھائے اور وہ اس کو ہر حالت میں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ❷ دنیا کا مال و دولت اگر جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے اور اس کے حصوں میں ناجائز ذرائع اختیار نہ کیے جائیں اور اس کو اسراف و تبذیر میں پڑ کر عیش و عشرت میں صرف نہ کیا جائے بلکہ جس طرح صحیح اور جائز طریقہ سے کمایا ہے اس طرح صحیح اور جائز مصرف میں اس کو صرف کیا جائے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو کر، دین و ایمان اور ان کے تقاضوں سے انحراف و اعراض کرتے ہوئے اس پر سانپ بن کر نہ بیٹھا جائے: تو یہ انسان کا بہترین ساتھی اور معاون ہے انسان اس سے ہر قسم کے امور خیر اور نیک مقاصد میں حصہ لے سکتا ہے اور تمام اہل حقوق کے حق ادا کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں یہ خیر ہی ہے اور خیر ہی کا باعث ہے لیکن اگر انسان اس کو جائز طریقہ سے نہیں کماتا یا اس کو عیش و

عشرت میں اڑاتا ہے یا اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کو سمیٹ سمیٹ کر رکھتا ہے تو پھر یہ انسان کی تباہی و بربادی کا باعث ہے، جیسا کہ آج کل دولت کی ریل وپیل نے اہل ثروت اور اصحاب مال کو الا ماشاء اللہ دین اہل دین اور قوم وملت کے مفادات سے یکسر غافل کر دیا ہے اور انہیں ہر وقت یہی دھن اور فکر رہتی ہے کہ کس طرح زیادہ مال جمع کیا جائے ان کی مثال اس حیوان کی ہے، جو موسم ربیع کے بہترین سبزہ کو دیکھ کر بلا تحاشا کھائے جاتا ہے حتی کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور انتڑیاں پھٹ جاتی ہیں اور وہ مر جاتا ہے یا اس کی کوکھ کو کاٹ کر پیٹ سے سبزہ نکال کر بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ایسا انسان مال و دولت کی حرص و آز میں اس انسان کی طرح ہو جاتا ہے جسے بھوک کی بیماری لاحق ہوتی ہے اور اس کی بھوک کبھی بھی نہیں مٹتی، اس طرح ان اصحاب ثروت کی ہوس پوری نہیں ہوتی (جیسا کہ پچھلے باب کی احادیث میں گزر چکا ہے) انہیں مال بڑھانے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور مال ہی ان کا معبود مطلوب اور مقصود ٹھہرتا ہے۔

۴۳...... بَاب: فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ

باب ۴۳: عفت (سوال سے بچنا) اور صبر کی فضیلت (سوال نہ کرنے، صبر اور قناعت کی فضیلت اور ان سب کی ترغیب دلانا)

[2424] ۱۲۴ـ(۱۰۵۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ رضی اللہ عنہم سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى إِذَا نَفِدَمَا عِنْدَهُ قَالَ ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّصْبِرْ يُّصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِّنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَّأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)).

[2424]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا

[2424] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (١٤٦٩) واخرجه كذلك في الرقاق، باب: الصبر عن محارم الله برقم (٦٤٧٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: الاستعفاف برقم (١٦٤٤) واخرجه الترمذي في (جامعه) في البر والصلة، باب: ما جاء في الصبر برقم (٢٠٢٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة برقم (٥/ ٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤١٥٢)

آپ نے ان کو دے دیا، انہوں نے پھر مانگا، آپ نے دے دیا۔ حتی کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس جو بھی مال ہو گا میں اسے ہرگز تم سے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا (تمہیں دوں گا) اور جو سوال سے بچنے کی کوشش کرے گا اللہ اسے بچنے کی توفیق دے گا۔ (اسے مال وقناعت سے نوازے گا) اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرے گا اللہ اس کو بے نیاز کر دے گا اور جو صبر کرے گا (سوال سے باز رہے گا) اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی قوت عنایت فرمائے گا۔ اور کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔

فائدہ:...... اگر انسان اپنے اندر اخلاص و دیانت سے مقدور بھر اچھی اور اعلیٰ صفات پیدا کرنے کی کوشش اور محنت کرتا ہے اور اس کے لیے محنت و مشقت برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کو مشکل اور تنگ حالات سے نکالتا ہے۔

[2425] (. . .) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاَسْنَادِ نَحْوَهُ

[2425] مصنف صاحب اس کے ہم معنی روایت اپنے دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

٤٤...... بَاب فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ

باب ٤٤: گزران اور قناعت

[2426] ١٢٥۔(١٠٥٤) وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُرَحْبِيْلُ وَهُوَ ابْنُ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَاآتَاهُ)).

[2426] ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب و بامراد ہوا وہ انسان جو مسلمان ہو گیا اور اسے بقدر کفاف روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ دیا اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ جس بندہ کو ایمان و اسلام کی دولت نصیب فرمائے اور ساتھ ہی اس دنیا میں رہنے سہنے کے لیے بقدر ضرورت سامان فراہم فرمائے تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور

[2425] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٢١)

[2426] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الزهد، باب: ما جاء في الكفاف والصبر عليه برقم (٢٣٤٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزهد، باب: القناعة برقم (٤١٣٨) انظر (التحفة) برقم (٨٨٤٨)

پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قناعت اور طمانیت کی دولت بھی نصیب فرما دے۔تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس اکیلے کامیابی وکامرانی کی دلیل ہے۔

[2427] ۱۲۶-(۱۰۵۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ قَالُوْا نَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)).

[24127]۔حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کو اس قدر روزی عنایت فرما جو اس کی ضرورت پوری کر سکے۔

فائدہ:......قوت اتنی خوراک کو کہتے ہیں جو انسان کو مرنے نہ دے یعنی جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء اور داعیان دین کے لیے بہتر صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بقدر ضرورت دے تا کہ وہ کسی کے دست نگر نہ ہوں، لیکن دنیوی تکلفات آرائش و آسائش اور ٹھاٹھ باٹھ سے بچ کر رہیں تا کہ غریب اور کم مال لوگوں کے لیے وہ نمونہ بنیں، وہ مال و دولت کے زیادہ سے زیادہ حصول کو نصب العین نہ بنائیں، لیکن ایسی زندگی سے اللہ کی پناہ مانگیں، جس میں انہیں دوسروں کا دست نگر ہونا پڑے یا سرمایہ داروں کی چاپلوسی اور تملق سے کام لینا پڑے۔اور اپنے دینی مشاغل کے لیے ان کے پیچھے پیچھے بھاگنا پڑے۔

۴۵...... بَاب: اِعْطَاء مَنْ سَالَ بِفُحْشٍ وَغِلْظَةٍ

باب ٤٥: جس نے بے باکی و بے حیائی سے اور سختی سے سوال کیا اس کو دینا

[2428] ۱۲۷-(۱۰۵٦) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اِسْحٰقُ اَحَدَّثَنَا. وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ

[2427] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الرقاق، باب: كيف كان عيش النبى ﷺ واصحابه وتخليهم عن الدنيا برقم (٦٤٦٠) واخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الزهد والرقائق، باب: الدنيا سجن المومن وجنة الكافر برقم معيشة النبى ﷺ واهله برقم (٢٣٦١) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الزهد، باب: القناعة برقم (٤١٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٨٩٨)

[2428] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٤٥٧)

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ قَالَ ((اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ بَيْنَ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

[2428]۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے آپ نے فرمایا: انہوں نے سوال پر اصرار کر کے ایسی صورت حال بنا دی تھی کہ یا تو یہ لوگ مجھ سے بے حیائی اور بے شرمی سے مانگیں گے یا مجھے بخیل قرار دیں گے تو میں بخیل نہیں ہوں۔

فائدہ:...... بسا اوقات کسی کے شر اور فساد سے بچنے کے لیے نا اہل ہونے کے باوجود، اسے کچھ مادی مفاد پہنچا کر اس کا منہ بند کرنا، وقت کے حالات وظروف کا تقاضا ہوتا ہے اور مصلحت وحکمت اس کا تقاضا کرتی ہے اور ایسے کرنا پڑتا ہے۔

[2429] ۱۲۸۔(۱۰۵۷) حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَیْمَانَ الرَّازِیُّ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا ح وَحَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِعَطَاءٍ .

[2429]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا جبکہ آپ ایک نجران چادر، جس کے کنارے موٹے تھے، اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ کو ایک بدوی آ ملا اور اس نے آپ کی چادر کو اس قدر زور سے کھینچا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گردن کے ایک طرف دیکھا، جس پر اس کے انتہائی زور سے کھینچنے کے باعث چادر کے حاشیہ (کنارہ) نے نشان بنا ڈالا تھا، پھر اس نے کہا، اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے، اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنس پڑے اور اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔

[2429] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فرض الخمس، باب: ما كان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس ونحوه برقم (۳۱۴۹) واخرجه كذلك فی اللباس، باب: البرود←

[2430] (...) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ اِلَيْهِ جَبْذَةً رَجَعَ نَبِيُّ ﷺ فِي نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهُ حَتّٰى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتّٰى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[2430] مصنف نے مذکور بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ سے اسحاق ہی کی سند سے بیان کی ہے۔ عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ پھر اس نے آپ کو اپنی طرف اس قدر زور سے کھینچا کہ آپ بدو کے سینہ سے جا لگے، اور ہمام کی روایت میں ہے اس نے آپ کو کھینچا حتیٰ کہ چادر پھٹ گئی اور اس کے کنارہ کا نشان رسول اللہ ﷺ کی گردن پر رہ گیا۔ یا اس کا کنارہ آپ کی گردن میں رہ گیا۔

فائدہ:...... بدو لوگ علم وتہذیب سے کورے ہوتے ہیں اور ادب واحترام سے ناآشنا، اس لیے آپ نے اس کی نادانی اور کم عقلی کے سبب اس کی گستاخی اور بے ادبی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا مقصد پورا فرمایا۔

[2431] ۱۲۹۔(۱۰۵۸) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُولِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ ((خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ)) قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)).

← والحبر والشملة برقم (٥٨٠٩) واخرجه كذلك فى التبسم والضحك برقم (٦٠٨٨) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اللباس، باب: لباس رسول الله ﷺ برقم (٣٥٥٣) انظر (التحفة) برقم (٢٠٥)

[2430] تفرد مسلم فى تخريجه حديث سلمة بن شعيب. انظر (التحفة) برقم (١٧٩) وكذلك حديث زهير بن حرب وعمر بن يونس انظر (التحفة) برقم (١٨٨) وكذلك حديث زهير بن حرب وعبد الصمد بن عبدا الوارث. انظر (التحفة) برقم (٢١٨)

[2431] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الهبة، باب: كيف يقبض العبد والمتاع برقم (٢٥٩٩) واخرجه كذلك فى الشهادات، باب: شهادة الاعمى وامره ونكاحه وانكاحه ومبايعته ←

[2431]۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم کیں۔ اور مخرمہ کو کوئی چیز نہ دی، تو مخرمہ نے کہا، اے میرے بیٹے! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، تو میں ان کے ساتھ چلا، انہوں نے کہا۔ اندر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری خاطر بلا لاؤ، میں نے ان کے کہنے پر آپ کو بلایا۔تو آپ اسی حال میں اس کی طرف آئے کہ آپ (کے کندھے) پر ان میں سے ایک قبا تھی، آپ نے فرمایا: یہ میں نے تیرے لیے چھپا کر رکھی تھی۔اس نے اس کا جائزہ لیا آپ نے فرمایا: مخرمہ کو پسند ہے۔

[2432] ۱۳۰۔(. . .) حَدَّثَنِی اَبُوالْخَطَّابِ زِیَادُ بْنُ یَحْیَی الْحَسَّانِیُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ اَبُوْصَالِحٍ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ السُّخْتِیَانِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَتْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْبِیَةٌ فَقَالَ لِی اَبِی مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا اِلَیْهِ عَسَی اَنْ یُّعْطِیَنَا مِنْهَا شَیْئًا قَالَ فَقَامَ اَبِی عَلَی الْبَابِ فَتَکَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم صَوْتَهٗ فَخَرَجَ وَمَعَهٗ قَبَاءٌ وَهُوَ یُرِیْهِ مَحَاسِنَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ((خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ)).

[2432]۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں تو مجھے میرے باپ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، امید ہے آپ ہمیں بھی ان میں سے کوئی عنایت فرما دیں گے، میرے باپ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر گفتگو کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچان لی اور آپ قباء لے کر نکلے، اور آپ اسے اس کی خوبیاں بتلاتے ہوئے فرما رہے تھے میں نے یہ تمہارے لیے چھپائی تھی، میں نے یہ تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔

فائدہ:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے مزاج اور طبیعت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی دلجوئی اور مدارات فرماتے کہ بلاوجہ ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کچھ حدت و شدت تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کا مقصد سمجھ کر اس کو بات کرنے کا موقعہ ہی نہیں دیا اور پہلے ہی اسے ایک قبا عنایت فرما دی۔

←وقبوله فی التاذین وغیره وما یعرف بالاصوات برقم (۲٦۵۷) واخرجه کذلك فی فرض الخمس، باب: قسمة الامام ما یقدم علیه ویخبی لمن لم یحضره او غاب عنه برقم (۳۱۲۷) واخرجه کذلك فی اللباس، باب: القباء وخروج حریر برقم (۵۸۰۰) واخرجه کذلك فی باب: المزرر بالذهب برقم (۵۸٦۲) تعلیقا۔ واخرجه کذلك فی الادب، باب: المداراة مع الناس برقم (٦۱۳۲) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی اللباس، باب: ما جاء فی الاقبیة برقم (٤۰۲۸) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الادب، باب: ۵۳ برقم (۲۸۱۸) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزنی، باب: لبس الاقبیة برقم (۸/ ۲۰۵) انظر (التحفة) برقم (۱۱۲٦۸)

[2432] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲٤۲۸)

۴۶...... بَابُ إِعْطَاءِ مَنْ يُخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ

باب ٤٦: جن کے ایمان کے بارے میں اندیشہ ہو ان کو دینا

[2433] ١٣١-(١٥٠) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ ((إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)) وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرَارُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ

[2433] ۔ عامر بن سعد اپنے باپ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کو نظر انداز کر دیا۔ اس کو نہ دیا حالانکہ میرے نزدیک ان سب سے پسندیدہ تھا۔ میں اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو راز دارانہ انداز میں کہا، اے اللہ کے رسول! کیا معاملہ ہے آپ فلاں سے اعراض فرما رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: (یا اطاعت گزار) تو میں کچھ دیر خاموش رہا، پھر مجھ پر اس کے بارے میں میری معلومات غالب آ گئیں، تو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے آپ فلاں کو نہیں دے رہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے صحیح مومن پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: یا فرمانبردار میں کچھ دیر چپ رہا۔ پھر میں اس کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا اور میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ فلاں کو نہیں دے رہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یا اطاعت کیش۔ آپ نے فرمایا: میں ایک ایسے آدمی کو دیتا ہوں جس کے مقابلہ میں مجھے دوسرا اس سے محبوب ہوتا ہے۔ اس ڈر سے کہ وہ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیا جائے۔

[2433] تقدم تخريجه في كتاب الايمان، باب: تالف قلب من يخاف على ايمان لضعفه والنهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع برقم (٣٧٨)

[2434] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ رضی اللہ عنہ بِهٰذَا الْاَسْنَادِ عَلٰى مَعْنٰى حَدِيْثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[2434] امام صاحب نے اپنے کئی دوسرے اساتذہ سے یہی روایت زہری ہی کی سند سے نقل کی ہے۔

[2435] (. . .) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ اسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ هٰذَا يَعْنِي حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ ((اَقِتَالًا اَيْ سَعْدُ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ)).

[2435] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے محمد بن سعد کی یہ روایت بیان کرتے ہیں اس میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور کندھے کے درمیان مارا پھر فرمایا: (اے سعد! کیا لڑائی چاہتے ہو؟ میں ایک ایسے آدمی کو دیتا ہوں۔

فوائد:...... ❶ ایمان کا تعلق قلب و دل سے ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں انسان یقین اور قطعیت سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے جس کا انسان مشاہدہ کرتا ہے۔ اس لیے اس کی اطاعت کیشی اور فرمانبرداری کا ظاہری اعمال کے لحاظ سے اظہار ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ کا مقصد تھا کہ اس کے اسلام کی گواہی دو، ایمان کے بارے میں قطعیت کا اظہار نہ کرو۔ لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اس نظریہ کا غلبہ تھا کہ عطیہ میں ان لوگوں کا حق مقدم ہے جو ایمان و ایقان میں برتر ہیں، اس لیے وہ آپ کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور اپنے لفظ ہی کا تکرار کرتے رہے۔ ❷ بعض لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے ہیں اور اسلام کی حقیقت ان کے دل میں رچی بسی نہیں ہوتی وہ یہی سمجھتے ہیں۔ اسلام لانے سے ہم دنیوی مال و دولت حاصل کر سکیں گے۔ اس لیے ان کی تالیف قلبی کے لیے جب تک ان کی حقیقت اسلام تک رسائی نہ ہو کچھ نہ کچھ دینا مناسب ہوتا ہے اور جن کے دل میں

[2434] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٣٠)

[2435] تقدم تخريجه في كتاب الايمان، باب: تأليف قلب من يخاف على ايمان لضعفه والنهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع برقم (٣٧٩)

ایمان وعقیدہ راسخ ہو جاتا ہے۔ وہ دنیوی مال و دولت کو کوئی اہم حیثیت نہیں دیتے کہ اس سے محرومی کی صورت میں ان کے ایمان و یقین میں ضعف پیدا ہو جائے یا وہ نعوذ باللہ دین سے برگشتہ ہو کر آگ کا ایندھن بنیں، اس لیے ان کو اپنا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان کے بارے میں بدعقیدگی یا بدظنی کا خطرہ نہیں ہوتا۔

٤٧...... بَاب: إِعْطَاء الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ

باب ٤٧: تالیف قلبی کے لیے (کمزور ایمان والوں کو اسلام پر پختہ کرنے کے لیے) دینا اور مضبوط ایمان والوں کا صبر وثبات سے کام لینا

[2436] ١٣٢-(١٠٥٩) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷛ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُولُ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ **((مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ))** فَقَالَ لَهُ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَاللهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُونَ))** بِهِ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ رَضِينَا قَالَ **((فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ))** قَالُوا سَنَصْبِرُ.

[2436]۔ حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بنو ہوازن کے بہت سے اموال بطور فئی عنایت فرمائے، اور رسول اللہ ﷺ قریشی سرداروں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو کچھ انصاریوں نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے۔ آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ

[2436] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، باب: القبة الحمراء من آدم برقم (٥٨٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٦١)

رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں، یعنی ہماری تلواریں ان کے خونوں سے رنگین ہیں وہ کافر تھے اور ہم مسلمان، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی گفتگو بتائی گئی تو آپ نے انصار کو بلوا بھیجا اور انہیں ایک چمڑے کے خیمہ میں جمع کیا، جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے یا تمہارے بارے میں مجھے پہنچی ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اہل رائے نے تو کوئی بات نہیں کہی۔ لیکن ہمارے نوعمر جوانوں نے کہا ہے۔ اللہ اپنے رسول کو معاف فرمائے، وہ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں (اسلام کی خاطر) ان سے جنگیں کرتے رہے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو جو نئے نئے کفر سے نکلے ہیں، ان کی تالیف کے لیے (اسلام پر جمانے کے لیے) دیتا ہوں، کیا تم اس پر راضی اور مطمئن نہیں ہو کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر لوٹو؟ اللہ کی قسم! جو کچھ تم لے کر لوٹ رہے ہو وہ اس سے بہت بہتر ہے جو وہ لے کر لوٹ رہے ہیں۔ تو انصار نے کہا: کیوں نہیں۔ اے اللہ کے رسول! ہم راضی اور مطمئن ہیں، آپ نے فرمایا: بے شک تم بہت زیادہ اپنے اوپر ترجیح پاؤ گے (تمہیں نظر انداز کر کے دوسروں کو آگے بڑھایا جائے گا) تو صبر کرنا یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو بے شک میں حوض پر ہوں گا۔ انصار نے کہا، ہم ضرور صبر کریں گے۔

مفردات الحدیث ❊ **سُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِم:** عربی محاورہ ہے جس میں مبالغہ مطلوب ہوتا ہے۔ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں مگر مقصود ہوتا ہے ان کے خون ہماری تلواروں سے رواں دواں ہیں ہماری تلواریں ان کے خونوں سے رنگین ہیں۔

[2437] (. . .) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَأَمَّا أُنَاسٌ حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ

[2437] ایک اور سند سے امام صاحب یہی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہوازن کے بہت سے اموال بطور فئی دیئے، آگے مذکورہ حدیث بیان کی، ہاں یہ فرق ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا ہم صبر نہ کر سکے اور أنا اناس منا کی جگہ أنا اناسٌ کہا۔

[2437] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد، باب: قوله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم، (٧٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٥٠٦)

[2438] (. . .) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالُوا نُصْبِرُ كَرِوَايَةِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[2438] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں اس میں سنصبر کی جگہ نَصْبِرُ ہے۔ہم صبر کریں گے۔

فائدہ :...... بعض دفعہ اپنے امیر یا بزرگ کے فعل کے اندر جو حکمت اور مصلحت ہوتی ہے انسان اپنی نوخیزی یا نا تجربہ کاری اور کم عقلی کی بنا پر سمجھ نہیں سکتا، اس لیے وہ کام انسان کے نزدیک قابل اعتراض یا غیر مناسب ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کی حکمت و مصلحت بتا دی جاتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔اس لیے ایسے مواقع پر ادھر ادھر تنقید یا طعن و تشنیع کی بجائے اگر براہ راست گفتگو کر لی جائے۔تو معاملہ حل ہو جاتا ہے۔اس لیے ایسے مواقع پر امیر یا قابل احترام شخصیت کو بھی تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں اور ساتھیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔بعض مواقع پر اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے لیے کسی کے شر سے بچنے کے لیے اسے کچھ دینا پڑتا ہے کس کو اسلام کی طرف راغب اور مائل کرنے کے لیے دینے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ اس کے مسلمان ہونے سے اس کا با اثر خاندان یا قبیلہ مسلمان ہوسکتا ہے کہ بعض دفعہ نئے نئے مسلمان ہونے والوں کو اسلام پر جمانے کے لیے کچھ دینا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ اسلام اور اہل اسلام کی بہتری اور مفاد کے لیے ہوگا۔اپنے ذاتی اور شخصی یا گروہی مفاد کے لیے نہیں،اس لیے مصارف زکاۃ میں بھی مؤلفة قلوبهم کا مصرف اور مد رکھی گئی ہے۔

[2439] ۱۳۳۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا أَجْبُرهم الا إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِهِمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[2438] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۲)

[2439] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب، باب: ابن اخت القوم منهم ومولى القوم←

[2439]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع فرمایا: اور پوچھا کیا تم میں کوئی اور تو نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہمارے بھانجے کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کا بھانجا ان میں داخل ہے۔ تو آپ نے فرمایا: قریش نئے نئے جاہلیت اور مصیبت سے نکلے ہیں اور میں چاہتا ہوں ان کی دلجوئی کروں یعنی ان کے زخم مندمل کروں اور ان کو مانوس کروں، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو لوگ دنیا لے کر گھروں کو لوٹیں اور تم اپنے گھروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر لوٹو؟ اگر لوگ ایک میدان میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی یا درہ میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

[2440] ١٣٤۔(. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قُسِمَ الْغَنَآئِمُ فِىْ قُرَيْشٍ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ هٰذَا الْهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ وَاِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ ((مَا الَّذِىْ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ)) قَالُوْا هُوَالَّذِىْ بَلَغَكَ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ قَالَ ((اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِىَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَ الْاَنْصَارِ)).

[2440]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوگیا اور (حنین کی) غنیمتیں قریش میں تقسیم کی گئی، تو انصار نے کہا، یہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں (اور ہماری غنیمتیں) ان کو دی جا رہی ہیں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ان کو جمع کیا۔ اور فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ تک پہنچی ہے؟ انہوں نے کہا۔ بات وہی ہے جو آپ تک پہنچ چکی ہے۔

← منهم برقم (٣٥٢٨) واخرجه كذلك فى الفرائض، باب: مولى القوم من انفسهم وابن الاخت منهم برقم (٦٧٦٢) واخرجه كذلك فى فرض الخمس، باب: ما كان النبى ﷺ يعطى المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٤٦) واخرجه كذلك فى مناقب الانصار، باب: غزوة الطائف فى شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٤) واخرجه كذلك فى الفرائض، باب: مولى القوم من انفسهم وابن الاخت منهم برقم (٦٧٦١) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى المناقب، باب: فضل الانصار وقريش برقم (٣٩٠١) مطولا۔ واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الزكاة، باب: ابن اخت القوم منهم برقم (٥/ ١٠٦، ٥/ ١٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٤)

[2440] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المناقب، باب: مناقب الانصار برقم (٣٧٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٧)

کیونکہ وہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے، آپ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں کو دنیا لے کر لوٹیں اور تم اپنے گھروں کو رسول اللہ ﷺ کو لے کر لوٹو، اگر لوگ ایک وادی یا درہ میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا درہ میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا انصار کے درہ میں چلوں گا۔

[2441] ١٣٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ الْحَرْفَ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ ((يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) فَقَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ ((أَنَا عَبْدُاللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ ((يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ)) فَسَكَتُوا فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا)) وَتَذْهَبُونَ ((بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)) قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

[2441] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حنین کا وقت آیا۔ ہوازن اور غطفان اور دوسرے لوگ اپنے بیوی بچوں اور مویشیوں کو لے کر آگے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس ہزار اور فتح مکہ کے وقت آزاد کردہ لوگ تھے، وہ پشت دکھا گئے، حتی کہ آپ ﷺ اکیلے رہ گئے، تو آپ نے اس دن دو دفعہ الگ آواز دی درمیان میں کچھ نہیں کہا، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر آواز دی او اے انصار یا اے جماعت انصار

[2441] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة الطائف في شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٣) و (٤٣٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦)

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! حاضر ہیں، خوش ہو جایئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، پھر آپ نے بائیں طرف التفات فرمایا، اور کہا۔ انصار کے گروہ انہوں نے کہا: لبّیك ، اے اللہ کے رسول خوش ہو جایئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور آپ سفید خچر پر سوار تھے، آپ نے اتر کر کہا، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مشرک شکست کھا گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو غنیمت کا بہت مال ملا، تو آپ نے اسے مہاجروں اور فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا، اس پر انصار نے کہا جب سختی اور شدت کا موقع ہوتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمتیں دوسروں کو دی جاتی ہیں۔ یہ بات آپ تک بھی پہنچ گئی تو آپ نے انہیں ایک خیمہ میں جمع کیا، اور فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا بات ہے جو مجھے تمہارے بارے میں پہنچی ہے؟ وہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: اے انصاری کی جماعت! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے جائیں (دنیا کا مال و دولت لے لیں) اور تم محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاؤ انہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم راضی ہیں، تو آپ نے فرمایا: (اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا) ہشام کہتے ہیں، میں نے پوچھا اے ابوحمزہ (حضرت انس کی کنیت ہے) اس وقت آپ موجود تھے؟ انہوں نے کہا۔ میں آپ سے کہاں غائب ہو سکتا تھا طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے آپ نے ان پر احسان فرمایا ان کو قتل نہ کیا اور قیدی بھی نہ بنایا بلکہ آزاد کر دیا۔

[2442] ١٣٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي السُّمَيْطُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَآءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَآءُ مِنْ وَرَآءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلٰى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنِ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ قَالَ يَا لَلْأَنْصَارِ يَا لَلْأَنْصَارِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ هٰذَا حَدِيثُ عِمِّيَةٍ قَالَ قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَايْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذٰلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ

[2442] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفة) برقم (٨٩٧)

فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهِشَامِ بْنِ زَيْدٍ.

[2442] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکہ فتح کرلیا، پھر ہم نے حنین کا رخ کیا۔ اور مشرک میرے مشاہدہ کے مطابق بہترین صف بندی کر کے مقابلہ میں آئے، پہلے گھوڑ سواروں کی صف پھر جنگجوؤں اور لڑنے والوں کی صف، ان کے پیچھے عورتوں کی صف (تاکہ یہ لوگ اگر بھاگیں تو عورتیں عار دلائیں) پھر بکریوں کی صف پھر اونٹوں کی صف اور ہماری تعداد بہت زیادہ تھی جو چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، اور ہمارے ایک طرف کے گھوڑ دستہ کے امیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ہمارے گھوڑ سوار ہماری پشتوں کی طرف مڑنے لگے اور کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ہمارے شاہ سوار سامنے سے ہٹ گئے اور بدو بھاگ گئے اور وہ لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی (اے مہاجرو! اے مہاجرو!) پھر آپ نے فرمایا! اے انصاریو! اے انصاریو! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ جماعت کی روایت ہے۔ ہم نے کہا، لبیک، اے اللہ کے رسول! اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ہم اللہ کی قسم! دشمن تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اللہ نے اس کو شکست سے دو چار کردیا، اور یہ سارا مال ہمارے قبضہ میں آ گیا۔ پھر ہم طائف کی طرف چلے گئے اور چالیس (۴۰) دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ پھر ہم مکہ واپس آئے اور وہاں پڑاؤ کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کو سو سو اونٹ دینے لگے، پھر حدیث کا باقی حصہ بیان کیا۔ جیسا کہ اوپر کی روایات میں قتادہ، ابو التیاح اور ہشام بن زید کی روایات میں گزر چکا ہے۔

فوائد :...... ❶ مُجَنَّبَة: گھوڑ سوار دستہ کو کہتے ہیں اور یہ دو ہوتے ہیں۔ جو لشکر کے میمنہ اور میسرہ (دائیں اور بائیں) ہوتے ہیں۔ ❷ عِمِّيَّة، عُمِّيَّة: اس صورت میں اس کا معنی شدت وسختی ہوگا۔ عَمِيَّة اس صورت میں معنی جماعت ہوگا یا چچے کہ یہ حدیث (واقعہ) ایک جماعت نے سنائی یا میرے چچوں نے سنائی ہو یا ابتدائی واقعات کا خود مشاہدہ کیا۔ اور لوگوں کے منتشر ہو جانے کے بعد والا حصہ دوسروں سے سنا۔ ❸ يَالَ الْمُهَاجِرِين اور يَالَ الانصار میں لام استغاثہ کے لیے ہے اور چونکہ ان کو مدد ونصرت کے لیے بلایا جارہا ہے اس لیے مفتوح ہے۔ اگر ان کی مدد مطلوب ہوتی تو پھر لام پر زیر ہوتی ہے، جیسا کہ کہتے ہیں یا لَزَيد لِعَمرو: اے زید! عمرو کی دادرسی کرو، عمرو کی مدد کرو۔ ❹ چھ ہزار تعداد بتانا راوی کا وہم ہے صحیح تعداد، دس ہزار اور دو ہزار طلقاء یعنی کل بارہ ہزار ہے۔

[2443] ١٣٧ـ(١٠٦٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُونَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ ـ

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ تُخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ
قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةً

[2443] ۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے، اور عباس بن مرداس کو اس سے کم دیے۔تو عباس بن مرداس نے یہ شعر پڑھے: ''کیا آپ میری غنیمت اور میرے گھوڑے عبید کی غنیمت، عیینہ اور اقرع کے درمیان قرار دیتے ہیں حالانکہ بدر اور حابس کسی مجمع (معرکہ) میں مرداس سے بڑھ نہیں سکتے، اور میں ان دونوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، اور آج آپ جس کو پست قرار دیں گے اس کو بلند نہیں کیا جا سکے گا تو آپ نے اس کو بھی سو پورے کر دیے۔''

[2444] ١٣٨ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً

[2443] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٦٣)

[2444] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٤٤٠)

[2444]۔مصنف اسی سند سے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں، ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیے، آگے اوپر والی روایت بیان کی اور اتنا اضافہ کیا، اور آپ نے علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیے۔

[2445] (. . .) وحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ

[2445] مصنف نے مذکورہ سند سے اپنے دوسرے استاد سے روایت بیان کی ہے، لیکن اس میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی شعروں کا تذکرہ ہے۔

[2446] ۱۳۹۔(۱۰۶۱) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِي)) وَيَقُولُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا)) لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ ((أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[2446]۔حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین فتح کر کے غنیمتیں تقسیم کیں۔تو جن کی تالیف قلبی مقصود تھی ان کو خوب دیا، تو آپ تک یہ بات پہنچی انصار بھی دوسرے لوگوں کی طرح

[2445] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٤٠)

[2446] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى، باب: غزوة الطائف فى شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٠) واخرجه كذلك فى التمنى، باب: ما يجوز من اللو، وقوله تعالى: ﴿لو ان لى بكم قوة﴾ برقم (٧٢٤٥) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٥٣٠٣)

حصہ لینا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر انہیں خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا۔ اور اللہ میرے ذریعہ تمہیں ہدایت نصیب فرمائی؟ اور تم محتاج و ضرورت مند تھے، اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی فرما دیا کیا تم منتشر اور باہمی دشمن نہ تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں متحد اور یکجا کر دیا اور وہ کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول کا احسان اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کا احسان بہت زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا: ((اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو ایسے تھا، ایسے تھا، ایسے ہوا، ایسے ہوا، آپ نے بہت سی باتیں گنوائیں عمرو کا خیال ہے وہ اسے یاد نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں، اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ گھروں کو لے جاؤ؟ انصار قریب تر ہیں اور لوگ ان کے بعد ہیں اور اگر ہجرت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں بھی انصار کا فرد شمار ہوتا اور اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، تم میرے بعد ترجیح کا معاملہ پاؤ گے، تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھے حوض پہ ملو۔))

مفردات الحدیث ❶ شِعَار: وہ کپڑا جو جسم پر لگتا ہے یعنی اندرونی کپڑا، مقصود یہ ہے انصار میرے خصوصی اور جگری، قابل اعتماد ساتھی ہیں۔ ❷ دِثَار: اوپر والا یعنی بیرونی کپڑا، عام لوگ دوسرے درجہ پر اور انصار کے بعد ہیں۔

فوائد:...... ❶ بعض دفعہ کوئی معاملہ یا رویہ ساتھیوں کے لیے غلط فہمی کا باعث بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے وقت میں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کے سامنے معاملہ کی اصل حقیقت کھول کر بیان کی جائے تاکہ ان کی غلط فہمی دور ہو جائے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں، اگر معاملہ پر فوری طور پر قابو نہ پایا جائے اور ساتھیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو معاملہ آہستہ آہستہ سنگین ہو جاتا ہے بدظنیاں بڑھتی رہتی ہیں اور کسی دن جذبات کا لاوا پھٹ جاتا ہے اور نئے نئے مسائل جنم لیتے ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، عام طور پر اصحاب اقتدار اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں نہیں لیتے اور آہستہ آہستہ دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہوتا رہتا ہے جو کسی بھی ضرورت کے وقت خرابی کا باعث بن جاتا ہے...... نیز اولین حیثیت دین و ایمان اور عقیدہ کو حاصل ہے کیونکہ وہ اعتماد کی بنیاد ہے، اگر اعتماد برقرار ہو تو ساتھیوں کو راضی اور مطمئن کرنا آسان ہے اور بداعتمادی کی فضاء میں راضی کرنا آسان نہیں ہے۔ جبکہ آج کل اوّل و آخر حیثیت مالی مفادات کو حاصل ہے جن کو مالی مفادات نہیں ملتے وہ ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مالی مفادات کی خاطر دشمن کو بھی دوست بنا لیتے ہیں۔ اس لیے تمام معاملات دگرگوں ہو گئے ہیں اور اتحاد و یگانت کا فقدان ہے۔ ❷ آپ نے واقعہ حنین میں جس ترجیح اور برتری سے انصار کو آگاہ فرمایا تھا وہ شیخین (ابوبکر و عمر) کے ادوار کے بعد ظاہر ہو گیا۔ حکومتی اور

انتظامی ادوار میں انہیں نظر انداز کر دیا گیا جس کے برے اثرات بھی نکلے۔ ❸ حضور نے فرمایا اے انصار تم کہہ سکتے ہو کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور ہم نے آپ کی تصدیق کی، انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، ہم نے آپ کی نصرت و حمایت کی، انہوں نے آپ کو نکال دیا اور ہم نے آپ کو جگہ دی، ضرورت کے وقت ہم نے آپ کی ہمدردی اور غمگساری کی، لیکن انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے۔ بہر حال آپ نے ہر اعتبار سے انصار کی دل جوئی فرمائی، اور ان کو اپنے قریبی اور خصوصی ساتھی ہونے کا احساس دلوایا اور بتایا میرا مرنا، جینا تمہارے ہی ساتھ ہے۔ میرے دل میں تمہاری محبت احترام میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی اور دوسرے مجھے تم سے قریب اور عزیز نہیں ہو گئے ہیں، میں نے محض ان کی تالیف قلبی کے لیے ان کو مال دیا ہے اور تمہیں تالیف قلبی کی ضرورت نہیں ہے۔

[2447] ١٤٠-(١٠٦٢) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذْ لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا

[2447]۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو غنیمت کی تقسیم میں ترجیح دی، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے، عیینہ کو بھی اتنے ہی اونٹ دیے اور دوسرے عرب سرداروں کو بھی دیے، اس طرح اس دن تقسیم غنیمت میں ان کو ترجیح دی۔ تو ایک آدمی کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا گیا اور اللہ کی رضا کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ تو میں نے دل میں کہا، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گا، تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بات کی آپ کو

[2447] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس، باب: ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٥٠) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الطائف في شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٧) انظر (التحفة) برقم (٩٣٠٠)

اطلاع دی، آپ کے چہرے کا رنگ بدل کر سرخ ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا (اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے، تو پھر عدل کون کرے گا؟) پھر آپ نے فرمایا: (اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی۔ (ان کی قوم نے ان پر ہر قسم کے الزامات عائد کیے اور مخالفت کی) اور انہوں نے صبر سے کام لیا، تو میں نے دل میں سوچا۔ آئندہ کبھی بھی میں آگے اس قسم کی بات نہیں بتاؤں گا۔ (آپ کو تکلیف و اذیت کی بات بتا کر آزردہ خاطر نہیں کروں گا) صِرف: ایک قسم کا سرخ رنگ ہے جس سے چمڑا رنگا جاتا ہے۔ اور اس کا اطلاق خون پر بھی ہوجاتا ہے۔

[2448] ١٤١-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ ((ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)).

[2448]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مال تقسیم کیا۔ تو ایک آدمی نے کہا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ کو بتا دیا، لہٰذا آپ انتہائی غصہ میں آگئے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ حتیٰ کہ میں نے خواہش کی کاش میں آپ کو یہ بات نہ بتاتا۔ پھر آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

فوائد:...... ❶ یہ اعتراض کرنے والا معتب بن قشیر نامی منافق تھا۔ اور اگلے باب میں اعتراض کرنے والا خارجیوں کا لیڈر اور سرغنہ اور ان کا پیش رو حرقوص بن زہیر السعدی ہے۔ یہ دونوں فرد الگ الگ ہیں۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے آپ مال غنیمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی منشا اور مرضی کے مطابق فرماتے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول ہی عادلانہ تقسیم نہیں کریں گے تو پھر دنیا میں منصفانہ تقسیم کون کرسکتا ہے۔

[2448] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء، باب: ٢٨ برقم (٣٤٠٥) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الطائف في شوال سنة ثمان برقم (٤٣٣٦) واخرجه كذلك في الادب، باب: من اخبر صاحبه بما يقال فيه برقم (٦٠٥٩) واخرجه كذلك في باب: الصبر في الاذى برقم (٦١٠٠) واخرجه كذلك في الاستئذان، باب: اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة والمناجاة برقم (٦٢٩١) واخرجه كذلك في الدعوات، باب: قول الله تبارك وتعالى: ﴿وصل عليهم﴾ برقم (٦٣٣٦) انظر (التحفة) برقم (٩٢٦٤)

3 آپ بشری تقاضا کے تحت ایک انتہائی نامعقول بات سن کر متاثر ہو گئے اور آپ پر شدید غضب طاری ہو گیا۔ لیکن آپ نے پیغمبرانہ تحمل و برداشت سے کام لیا اور بتایا پیغمبروں کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ باتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن وہ صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ لیکن چونکہ وہ نام نہاد مسلمان تھا۔ اس لیے آپ نے اسے اس گستاخی اور بے ادبی پر سزا نہیں دی۔ 4 کسی کو کوئی بات اس مقصد کے تحت بتانا کہ وہ اپنی عزت کا دفاع کر سکے یا بدفہمی اور غلط فہمی دور کر سکے۔ یہ غیبت اور چغلی نہیں ہے۔ ہاں بگاڑ اور فساد کے لیے لگائی بجھائی کرنا جائز نہیں ہے۔ 5 بعض انسانی رسول کے فیصلہ اور حکم کی حکمت اور مصلحت کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو ایسی انسان کو رسول کے حکم پر مطمئن ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں کسی بدگمانی یا بدظنی کا شکار ہو کر اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

۴۸...... بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ

باب ٤٨. خوارج اور ان کی صفات وعلامات کا تذکرہ

[2449] ١٤٢ ـ (١٠٦٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْتُلَ هَذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ ((مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[2449]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حنین سے واپسی کے وقت جعرانہ میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی، اور رسول اللہ ﷺ اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے، تو اس نے کہا، اے محمد! انصاف کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو تباہ ہو! اگر میں عدل نہیں کر رہا تو عدل کون کرے گا؟ تو ناکام ہوا اور خسارے میں پڑا۔ اگر میں عدل نہیں کر رہا ہوں (جس کا متبوع ومقتدی ہی نعوذ باللہ) غیر منصف ہے تو پھر تابع اور مقتدی کی حالت کیا ہوگی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا: (اس بات

[2449] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٩٦)

سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ باتیں کریں کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو مروا دیتا ہوں، یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اس سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے)۔

مفردات الحدیث ❶ خِبْتَ و خَسِرتَ: اگر مخاطب کے صیغے ہوں (اور واضح صورت یہی ہے) تو معنی ہوگا جس کو ایسا مقتدیٰ اور پیشوا ملا جو غیر منصف ہے اس کی ناکامی و نامرادی یا نقصان میں کیا شبہ ہوسکتا ہے اور اگر متکلم کا صیغہ ہو تو معنی ہوگا اگر میں مقتدیٰ اور پیشوا ہو کر بھی عادل نہیں ہوں، تو پھر مجھ سے زیادہ ناکام اور نامراد گھاٹے کا شکار کون ہے۔ ❷ لا یُجَاوِز حناجرهم: ان کے حلق اور حنجرہ سے نیچے نہیں اترتا۔ ان کے دل اس کے فہم و معرفت سے عاری ہیں، اور اس کی تلاوت سے سوائے طوطے کی طرح الفاظ دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، یا ان کی انتہا پسندی اور حرفیت پسندی کی بنا پر ان کا عمل اور تلاوت اوپر نہیں چڑھتی اور اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ ❸ یمرقون منه: قرأت سے بلا فائدہ اور فہم و سمجھ نکل جاتے ہیں۔ اس سے ان کے دل و دماغ متاثر نہیں ہوتے۔ ❹ کما یمرق السهم من الرَّمِيّة: جس طرح تیر، شکار سے اس حالت میں نکل جاتا ہے کہ اس کی کوئی چیز اسی کو نہیں لگی ہوتی۔ الرَمِيّة اس شکار کو کہتے ہیں جس پر تیر پھینکا جاتا ہے۔ یعنی فعیلة، مفعولة کے معنی میں ہے۔

فائدہ:...... یہ واقعہ ۸ھ میں حنین سے واپسی پر جعرانہ کے مقام پر پیش آیا جبکہ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے سے ہر گزرنے والے کو چاندی کی مٹھی عنایت فرما رہے تھے اور اس میں دینی حکمت و مصلحت کے تحت کمی وبیشی ہوسکتی ہے، محض خواہش نفس سے یہ کام نہیں ہوسکتا اور اس بد بخت نے اس کو خواہش نفس کا شاخسانہ قرار دے کر یہ گستاخانہ بات کہہ ڈالی۔ جس امت کا رسول ہی یہ رویہ اختیار کرے، اس میں عدل و انصاف کہاں سے پیدا ہوسکتا ہے اور اسے عدل و انصاف کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے۔ لیکن انتہا پسند لوگ جو دینی حکم اور مصالح کو نہیں سمجھتے۔ وہ ہر جگہ ایسا ہی ردیہ اپناتے ہیں اور شرعی حکموں پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے آپ کو عقل کل کا مالک سمجھ کر ان کا انکار کر دیتے ہیں اور اپنے جرم کی پردہ پوشی کے لیے یہ کہتے ہیں یہ شرعی حکم ہی نہیں ہے۔

[2450] (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[2450] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۰۱) و (۲۹۹٦)

[2450] مصنف اپنے دوسرے دو اساتذہ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے۔ آگے اوپر والی حدیث بیان کی۔

[2451] ۱۴۳۔(۱۰۶۴) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ**)) فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي**)) قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ**)).

[2451]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں ملا کچھ سونا بھیجا یعنی غیر صاف شدہ سونا رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ نے اسے چار (۴) اشخاص میں تقسیم فرما دیا۔ یعنی اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری (جو بنو کلاب کا ایک فرد ہے) اور زید الخیر طائی

[2451] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاحاديث الانبياء باب: قول الله تعالى: ﴿والى عاد اخاهم هودا قال يا قوم اعبدوا الله﴾ برقم (٣٣٤٤) واخرجه كذلك في المغازي، باب: بعث علي بن ابي طالب رضي الله عنه وخالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع برقم (٤٣٥١) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿المؤلفة قلوبهم وفي الرقاب﴾ برقم (٤٦٦٧) باختصار۔ واخرجه كذلك في التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ برقم (٧٤٣٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في السنة، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، باب: المؤلفة قلوبهم برقم (٥/ ٨٧) واخرجه كذلك في تحريم الدم، باب: من شهر سيفه ثم وضعه في الناس برقم (٧/ ١١٨) انظر (التحفة) برقم (٤١٣٢)

جو بنو نبہان رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کو دے دیا...... اس پر قریش ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کیا آپ ﷺ نجدی سرداروں کو دیں گے اور ہمیں محروم چھوڑ دیں گے؟ تو آپ نے فرمایا یہ کام میں نے ان کی تالیف (مانوس کرنا) کے لیے کیا اتنے میں ایک آدمی آ گیا، جس کی داڑھی گھنی تھی، رخسار ابھرے ہوئے تھے، آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی بلند تھی، یا کن پٹی ابھری ہوئی تھی، سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: اے محمد! اللہ سے ڈر، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا! کیا وہ اہل زمین کے بارے میں مجھ پر اعتماد فرماتا ہے اور تم مجھ پر بے اعتمادی کرتے ہو؟) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی (لوگوں کا خیال ہے وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے، جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، وہ اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر میں نے ان کو پالیا، تو انہیں عادیوں کی طرح ختم کر ڈالوں گا۔

مفردات الحدیث ❶ زید الخیر کو جاہلیت کے دور میں زید الخیل کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ گھوڑوں کے شوقین تھے۔ ❷ صنادید: صندید کی جمع ہے سردار، چوہدری، وڈیرا۔ ❸ کث اللحیۃ: گھنی داڑھی والا۔ ❹ مشرف الوجنتین: مشرف، بلند، ابھرا ہوا۔ ❺ وجنۃ: رخسار کا بلند گوشت۔ ❻ غائر: اندر کو دھنسا ہوا۔ ❼ ناتئ الجبین: ناتی بلند، اونچا، جبین، کن پٹی، مراد جبھۃ، پیشانی والا حصہ ہے۔ ❽ ضئضئ: نسل، اصل، عنصر۔

[2452] ۱٤٤-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ

[2452] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٤٨)

مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ ((لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ)) قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِنْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2452]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رنگے ہوئے چمڑے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جسے مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔تو آپ نے اسے چار آدمیوں، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھا علقمۃ بن علاثۃ ہے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کر دیا۔تو آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا، ان سے ہم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ نبی اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچ گئی۔تو آپ نے فرمایا: ((کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اور آسمان والا مجھے امین سمجھتا ہے، صبح اور شام میرے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں)) ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا، جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں تھیں، گال ابھرے ہوئے تھے، پیشانی اونچی تھی، داڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا اور تہبند پنڈلی تک اٹھا ہوا تھا۔اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر، آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس، کیا میں تمام اہل زمین سے اللہ سے زیادہ ڈرنے کے قابل نہیں ہوں۔ پھر آدمی پیٹھ کر چل دیا، تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: (نہیں، ممکن ہے یہ نمازی ہو) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کتنے نمازی ہیں۔ جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دل چیرنے کا اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، کہ ان کے دل کی بات جانوں۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں پھر آپ نے اس پر نظر دوڑائی جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، اور فرمایا: (واقعہ یہ ہے کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب کو آسانی سے پڑھیں گے، اور وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، وہ دین (اطاعت) سے اس طرح نکلیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے) ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا۔ (اگر میں نے ان کو پالیا تو قوم ثمود کی طرح ان کو تہس نہس کر ڈالوں گا)۔

تنبیہ:...... چوتھا فرد جس کو سونا ملا وہ علقمہ تھا۔ عامر بن طفیل نہیں تھا، وہ تو پہلے فوت ہو چکا تھا۔

مفردات الحدیث

❶ ادیم مقروظ: کیکر کی چھال یا اس کے تکوں سے رنگا ہوا چمڑا۔ ❷ لم تحصل: اس کو حاصل نہیں کیا گیا تھا یا الگ اور ممتاز نہیں کیا گیا تھا۔ ❸ ناشز الجبھۃ: بلند اور اونچی پیشانی والا۔ ❹ انقب قلوب الناس: لوگوں کے دل چیر کر ان کے دل کی بات معلوم کروں۔ یعنی میں ظاہر کا پابند ہوں، سریرہ اور باطن کا محاسبہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ❺ مُقَفٍّ: قفا یعنی گدی پچھلی طرف کر کے جانے والا۔ ❻ رَطْبًا: تازہ کو کہتے ہیں لیکن اس سے مقصود آسانی اور سہولت کے ساتھ پڑھنا ہے جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔ ❼ لَيِّنًا رَطْبًا: ہمیشہ پڑھنے کی وجہ سے آسانی وسہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

فوائد:...... ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقعہ ۸ھ میں جعرانہ کے مقام پر پیش آیا۔ جبکہ آپ نے مختلف لوگوں میں چاندی تقسیم کی اور ابوسعید خدری کی روایت میں یہ واقعہ ۹ھ کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غیر صاف شدہ سونا بھیجا اور آپ نے تالیف قلبی کی خاطر چار نجدی سرداروں میں اسے تقسیم کر دیا۔ اور بقول محمد بن اسحاق امام سیرت ومغازی دونوں جگہ گستاخی کا مرتکب اور آپ کو نشانہ تنقید بنانے والا ذوالخویصرہ مرقوص بن زہیر تمیمی ہے۔ ❷ اس کے قتل کی اجازت پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے طلب کی تھی اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جیسا کہ اگلی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اور اس کے قتل کی اجازت نہ دینے کی وجہ وہی ہے کہ ابھی اس کی نسل کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ نیز یہ نام نہاد مسلمان تھا اور نماز پڑھتا تھا۔ اس کے قتل کے نتیجہ میں آپ کے خلاف غلط پروپیگنڈا ہوسکتا تھا۔ جس سے ابھی دینی اور سیاسی طور پر بچنے کی ضرورت تھی لیکن اب اگر کوئی بدبخت آپ کو گالی دے یا توہین وتنقیص کے کلمات کہے۔ تو وہ ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب القتل ہے اور اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ❸ خوارج نے جب تک مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔ ان کو قتل نہیں کیا گیا۔ لیکن جب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی تو انہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹھکانے لگایا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

[2453] ١٤٥-(. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَحَدَّثَ نَاتِي الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا فَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ

[2453] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٤٨)

مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ لَيِّنًا رَطْبًا)) وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ ((لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2453]۔ مصنف اپنے ایک اور استاد سے عمارۃ بن القعقاع کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں صرف علقمہ بن علاثہ کا نام ہے، عامر بن طفیل کا ذکر نہیں ہے اسی طرح ناشز الجبهة کی بجائے ناتی الجبهة ہے اور یہ اضافہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چل پڑا، تو آپ کے پاس خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ (اللہ کی تلوار) حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی نسل سے جلدی ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب بہت آسانی سے تازہ بتازہ (روزانہ) پڑھیں گے، عمارہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا۔ (اگر میں نے ان کو پالیا، تو ثمودیوں کی طرح تہس نہس کر ڈالوں گا)۔

[2454] ۱۴۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدُ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ أَوْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِالْوَاحِدِ وَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

[2454]۔ امام صاحب اپنے استاد، ابن نمیر سے مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چار شخصوں زید الخیر، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا، اور یہاں عبدالواحد کی روایت کی طرح ناشز الجبهة کا لفظ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس کی نسل سے جلد ہی ایک قوم نکلے گی) اور یہ بیان نہیں کیا۔ (اگر میں نے ان کو پالیا، تو ثمودیوں کی طرح قتل کر ڈالوں گا)۔

[2455] ۱۴۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

[2454] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٤٨)

[2455] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المناقب، باب: علامات النبوة فى الاسلام برقم (٣٦١٠) واخرجه كذلك فى فضائل القرآن، باب: اثم من راى بقرائة القرآن، او اكل به، او فجر به برقم (٥٠٥٨) واخرجه كذلك فى الادب، باب: ما جاء فى قول الرجل ويلك، برقم (٦١٦٣) ←

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهَا قَالَ لَا أَدْرِي مَنِ الْحَرُورِيَّةُ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ)).

[2455]۔ ابوسلمہ اور عطاء بن یسار، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حروریہ کے بارے میں پوچھا؟ کیا آپ نے ان کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، حروریہ کا تو مجھے پتہ نہیں ہے، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس امت میں (فی کہا منہا نہیں کہا) ایک قوم نکلے گی۔ تم اپنی نمازوں کو ان کے مقابلہ میں ہیچ سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلق یا گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اسی طرح نکلیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔ تیرانداز اس کی لکڑی کو دیکھتا ہے اس کے پھل کو اس کے پر کو دیکھتا ہے اور اس کی نوک یا اس کے آخری کنارہ کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتا؟ کہ کہیں اس کے خون میں سے کچھ لگا ہے۔

مفردات الحدیث

❶ **سہم**: تیر کی لکڑی، رصاف، پٹھا جو چھڑ میں تیر کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر لگایا جاتا ہے۔ تیر کی باڑہ۔ ❷ **نصل**: تیر کا پھل۔ ❸ **فوقہ**: سوفار، تیر کی نوک۔

[2456] ١٤٨-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْفِهْرِيُّ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ

← واخرجه كذلك فى استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: قتل الخوارج والملحدين بعد اقامة الحجة عليهم برقم (٦٩٣١) واخرجه كذلك فى باب: من ترك قتل الخوارج للتأليف ولئلا ينفرد الناس عنهم برقم (٦٩٣١) واخرجه كذلك فى باب: من ترك قتل الخوارج للتأليف ولئلا ينفرد الناس عنهم برقم (٦٩٣٣) واخرجه ابن ماجه فى المقدمة فى (سننه) باب: فى ذكر الخوارج برقم (١٦٩) انظر (التحفة) برقم (٤٤٢١)

[2456] انظر تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٤٥٢)

عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَالضَّحَّاكُ الْهَمْدَانِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ))** فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلٰى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ))** قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي نَعَتَ.

[**2456**]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس بنو تمیم کا ایک فرد ذوالخویصرہ آیا۔ اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! انصاف کیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس! اگر میں عدل نہیں کرتا، تو عدل کون کرے گا؟ اگر میں عدل نہیں کر رہا، تو میں تو ناکامی اور گھاٹے کا شکار ہو گیا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دیے، اس کے کچھ ساتھی ہیں۔ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں کم تر خیال کرو گے، اور اپنے روزوں کو ان کے مقابلہ میں ہیچ سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے، ان کی ہنسلی سے اوپر نہیں اٹھے گا (قبول نہیں ہوگا)۔ اسلام (فرمانبرداروں) سے اس طرح نکلیں گے، جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے، اس کے پھل کو دیکھا جائے گا۔ اس میں کچھ بھی نہیں پایا جائے گا، اس کے پھل کی جڑ کو دیکھا جائے گا اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے گا اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ پھر اس کے پر کو دیکھا جائے گا۔ اس پر کچھ نہیں پایا جائے گا، تیر گوبر اور خون سے تجاوز کر گیا ہے (لیکن اس پر لگا کچھ بھی نہیں) ان کی علامت و نشانی ایک سیاہ آدمی ہے، اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا گوشت کے ہلتے ہوئے ٹکڑہ کی طرح لوگوں کے (مسلمانوں کے) باہمی اختلاف کے وقت نکلیں گے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ لڑی جبکہ میں ان کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے اس آدمی کے تلاش کرنے کا حکم دیا، تو وہ مل گیا اسے ان کے پاس لایا گیا حتی کہ میں نے اسے اس حالت وصفت پر پایا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

مفردات الحدیث ❶ نضیّ: پیکان، تیر کی لکڑی۔ ❷ قُذَذ: قُذَّة کی جمع ہے، تیر کا پر۔ ❸ تَدَدَرُ: حرکت کرتا ہے ہلتا جلتا ہے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ نے اس روایت میں جن جن چیزوں کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی، ان کا ظہور اسی طرح ہوا، ان لوگوں نے واقعہ تحکیم کے وقت خروج کیا، مسلمانوں سے الگ ہوگئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کو کافر قرار دیا، حروراء نامی عراق کی بستی جو کوفہ کے قریب تھی میں ان کا اجتماع ہوا اس لیے ان کو حروریہ کا نام بھی دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے قول یخرجون کی وجہ سے خارجی کہا گیا اور یمرقون کی بنا پر مارقہ کہا گیا، لمبی لمبی نمازیں پڑھتے تھے۔ خوب روزے رکھتے تھے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے لیکن اس کا رنگ ان پر نہیں چڑھا تھا، مسلمان امیر وحاکم کی اطاعت سے بالکل کورے تھے۔ قرآنی ہدایات وتعلیمات کا اثر نہ ہونے کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور نشان زدہ آدمی بھی انہیں ہی ملا۔

[2457] ۱٤۹-(۱۰٦٥) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ سِيمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ ((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ)) قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا ((الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً)) قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ.

[2457]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے اندر نکلنے والے کچھ لوگوں کا تذکرہ فرمایا کہ وہ لوگوں میں افتراق کے وقت نکلیں گے جس کی نشانی ہمیشہ سر منڈانا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ بدترین لوگ ہوں گے حق سے قریب تر گروہ ان کو قتل کرے گا) آپ نے ان کے بارے میں تمثیل بیان کی یا بات فرمائی کہ انسان شکار یا نشانہ کو تیر مارتا ہے، وہ پھل دیکھتا ہے تو اسے نشانے پر لگنے کی دلیل (خون یا گوبر) نظر نہیں آتی، وہ پیکان کو دیکھتا ہے تو بھی کوئی حجت نظر نہیں آتی۔ پھر وہ سوفار (تیر کی نوک) دیکھتا ہے۔ تو وہ کوئی نشان نہیں دیکھتے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اہل عراق! تم ہی نے ان کو قتل کیا ہے۔

[2457] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٥٣)

[2458] ١٥٠-(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

[2458]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں افتراق (گروہ بندی) کے وقت ایک گروہ الگ ہوگا۔ اسے حق سے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔

[2459] ١٥١-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ)).

[2459]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ بن جائیں گے۔ ان کے اندر سے ایک فرقہ نکلے گا ان کے قتل کا کام دونوں گروہوں سے حق کے زیادہ قریب گروہ سرانجام دے گا۔

[2460] ١٥٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

[2460]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں گروہ بندی کے وقت ایک فرقہ نکلے گا ان کے قتل کا کام وہ گروہ سرانجام دے گا۔ جو دونوں گروہوں سے حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

[2461] ١٥٣-(. . .) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّاكِ الْمِشْرَقِيِّ

[2458] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى السنة ، باب: ما يدل على ترك الكلام فى الفتنة برقم (٤٦٦٧) انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٠)

[2459] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٤)

[2460] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣١٧)

[2461] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٨٣)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ۔

[2461]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اختلاف پیدا کرنے والی گروہ بندی میں نکلیں گے، ان دونوں گروہوں میں سے حق سے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔

فائدہ:...... آپ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بعد امت قاتلین عثمان کے سلسلہ میں دو گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور دوسرا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ، دونوں گروہ اپنے اپنے موقف کو درست تصور کرتے تھے ایک کے سامنے ایک پہلو تھا اور دوسرے کے سامنے دوسرا پہلو تھا۔ دونوں صاحب فکر و نظر اور اہل حل وعقد تھے اور خلوص نیت سے متصف تھے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف حق سے قریب تر تھا اور اس کو اپنانا یا اختیار کرنا زیادہ صحیح اور درست تر تھا، لیکن دوسرا گروہ سراسر باطل یا ناحق پر نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے اس گروہ کی تردید یا تغلیط نہیں کیونکہ انہوں نے بھی پورے اخلاص اور سوچ و بچار کے ساتھ موقف اختیار کیا تھا۔ اس لیے اس گروہ یا اس کے قائد کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کرنا۔ ان سے بغض و کینہ رکھنا۔ کوئی پسندیدہ حرکت نہیں ہے، جبکہ آپ نے قصور وار یا خطا کار بھی قرار نہیں دیا ہے ان کے مدمقابل کو اقرب الی الحق یا اولیٰ بالحق قرار دینے سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ دوسرے کا حق سے کوئی تعلق رابطہ نہیں تھا۔ نیز مجتہد تو خطا کار بھی ہو تو وہ اجر سے محروم نہیں رہتا، اس لیے اس کے خلاف زبان طعن کیسے دراز کی جا سکتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دوسرے گروہ کے بارے میں فرماتے ہیں ربنا واحد، ونبینا واحد، ودعوتنا فی الاسلام واحدة، لا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ﷺ ولا یستزیدوننا والامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء۔ (نھج البلاغہ جلد۲، صفحہ ۱۱۴، تحقیق امام عبدہ بحوالہ رحماء بینھم حصہ چھارم صفحہ: ۱۸۳) ہمارا رب ایک ہے، ہمارا نبی ایک ہے۔ اسلام کے بارے میں ہماری دعوت ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے بڑھ کر ہیں اور نہ وہ ہم سے بڑھے ہوئے ہیں ہمارا اور ان کا دینی معاملہ ایک جیسا ہے مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور خود حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں گروہوں کو فئتین عظیمتین من المسلمین مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں قرار دیا ہے۔ (بخاری شریف: ج۱، صفحہ ۵۳۰)

۴۹...... بَاب التَّحْرِيضِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ

باب ۴۹. خارجیوں کے قتل پر آمادہ کرنا

[2462] ۱۵۴-(۱۰۶٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشَجُّ ثَنَا وَكِيعٌ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[2462]۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤں تو آسمان سے گر پڑنا (تباہ و برباد ہونا) مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں آپ کی طرف ایسی بات منسوب کروں، جو آپ نے نہیں فرمائی۔ اور جب میں آپس کی بات کروں تو جنگ ایک چال اور تدبیر ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی، کم عمر، کم عقل، بظاہر مخلوق کی بہترین بات کہیں گے، قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جس طرح تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو ان کو قتل کر دینا، کیونکہ ان کے قتل میں قیامت کے دن اللہ کے ہاں قاتل کو اجر ملے گا۔

فوائد:...... ❶ خوارج کا ظہور مختلف ادوار میں ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوگا یہ قرآن کے نام سے انتہا پسندی کرتے ہیں اپنے پہلے ظہور میں انہوں نے ان الحکم الا للّٰہ کا نعرہ بلند کر کے، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما

[2462] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المناقب، باب: علامات النبوة فی الاسلام برقم (۳٦۱۱) واخرجه كذلك فی فضائل القرآن، باب: اثم من رائی بقرائة القرآن، او تاكل به او فجر به برقم (۵۰۵۷) واخرجه كذلك فی استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: قتل الخوارج والملحدين بعد اقامة الحجة عليهم برقم (٦۹۳۰) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی السنة، باب: فی قتال الخوارج برقم (٤٧٦٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی تحريم الدم، باب: من شهر سيفه ثم وضعه فی الناس برقم (۷/ ۱۱۹)

کے خلاف خروج کیا تھا۔ ❷ الحربُ خَدعةٌ: لڑائی ایک چال اور خفیہ تدبیر ہے جو گروہ اور جماعت بہتر چال اور عمدہ تدبیر اختیار کر لیتی ہے وہ کامیاب ہوتی ہے دشمن کی چال اور تدبیر سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ آج کل مسلمان یہود و ہنود کی چالوں سے غافل ہو کر ان کے نرغہ میں ہیں۔

[2463] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2463] امام صاحب نے مذکورہ روایت اپنے تین اساتذہ سے اعمش ہی کی سند سے بیان کی ہے۔

[2464] (. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[2464] امام صاحب نے مذکورہ روایت اپنے چار اساتذہ سے جو جریر اور ابو معاویہ سے اعمش کی سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔ نقل کی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں (وہ دین سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ تیر، شکار سے گزر جاتا ہے)۔

[2465] ۱۵۵-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

[2463] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٥٩)

[2464] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٥٩)

[2465] اخرجه ابو داود في (سننه) في السننه، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٣) واخرجه ابن ماجه في المقدمة في (سننه) في ذكر الخوارج برقم (١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٣٣)

[2465] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ہاتھ ناقص یا چھوٹا سا ملا ہوا ہوگا۔ اگر تم اترانے نہ لگو، تو میں تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان کے قتل کرنے والوں سے کیا وعدہ کیا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپ نے براہ راست اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں! رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!

[2466] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا

[2466] عبیدہ بیان کرتے ہیں میں تمہیں وہی حدیث سناؤں گا جو میں نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے سنی ہے، پھر مذکورہ بالا مرفوع حدیث سنائی: (مخدج اور مودن کا معنی ناقص ہے اور مثدون کا چھوٹا مجتمع)

[2467] ١٥٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ حَدَّثَنِي

زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صلی اللہ علیہ وسلم لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ

[2466] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٦٢)

[2467] اخرجه ابو داود في (سننه) في السنة، باب: في قتال الخوارج برقم (٤٧٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٠١٠٠)

اللّٰهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ.

[2467]۔زید بن وہب جہنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے والے اس لشکر میں تھا جو خارجیوں کے ساتھ جنگ کے لیے گیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ ان کے مقابلہ میں تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، اور نہ تمہاری نمازوں کی ان کی نمازوں کے مقابلہ کوئی حیثیت ہوگی۔اور نہ تمہارے روزوں کی ان کے روزوں کے مقابلہ میں کچھ حیثیت ہوگی۔(وہ یہ کام کثرت سے کریں گے)۔
وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان کے لیے ہے (ان کے حق میں نافع اور مفید ہے) حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا۔(ان کے خلاف حجت و دلیل بنے گا) ان کی نماز یعنی قرأت ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گی یعنی ان پر اثر انداز نہیں ہوگی، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے) اگر ان کی سرکوبی کرنے والا لشکر یہ جان لے، کہ ان کے حق میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کے ذریعہ کیا فیصلہ ہو چکا ہے۔تو وہ باقی عمل سے اس پر بھروسہ کرلیں، (اور اعمال کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں) اس کی نشانی یہ ان کے اندر ایک آدمی ہے جس کا بازو ہے لیکن کہنی سے نچلا حصہ نہیں ہے اس کے بازو کے سرے پر عورت کے پستان کی طرح ہے۔جس پر سفید بال ہیں۔تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور ان کو چھوڑ رہے ہو کہ تمہارے بیوی اور بچوں اور اموال کو نقصان پہنچائیں، اللہ کی قسم! مجھے امید ہے یہی لوگ وہ قوم ہے کیونکہ انہوں نے ناحق خون ریزی کی اور لوگوں کے مویشیوں پر حملہ کیا تم اللہ کا نام لے کر ان کی طرف چلو، سلمہ بن کہیل کہتے

ہیں، مجھے زید بن وہب نے ایک ایک منزل کے بارے میں بتایا۔ حتی کہ بتایا۔ کہ ہم ایک پل سے گزرے، اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا۔ جب ہماری ان سے مڈبھیڑ (ٹکراؤ) ہوئی، اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا، اپنے نیزے ڈال دو (پھینک دو) اور میانوں سے اپنی تلواریں سونت لو، کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہ لوگ حروراء کے دن کی طرح قسموں کے ذریعہ تم سے صلح کا مطالبہ کریں گے۔ تو انہوں نے لوٹ کر اپنے نیزے دور پھینک دیئے، اور تلواریں سونت لیں۔ اور لوگوں نے ان پر نیزوں سے حملہ کیا، اور وہ قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرے اور لوگوں (حضرت علی کے ساتھیوں) سے اس دن صرف دو آدمی قتل ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا، ان میں ناقص ہاتھ والے کو تلاش کرو، لوگوں نے اسے تلاش کیا، اور وہ نہ ملا، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خود تلاش کے لیے نکلے حتی کہ ایسے لوگوں تک پہنچے جو قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرے ہوئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، ان کو ہٹاؤ، تو وہ اس حال میں ملا کہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر کہا: اللہ نے سچ فرمایا: اور اس کے رسول نے اس کا پیغام پہنچایا، عبیدہ سلمانی اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور کہا: اے امیر المومنین! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، آپ نے واقعی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، اس نے آپ سے تین دفعہ قسم لی اور آپ نے اس کے سامنے (دوسروں کو سنانے کے لیے) تین دفعہ قسم اٹھائی۔

مفردات الحدیث ❶ السرح السارح، السارحۃ، چرنے والے مویشی۔ ❷ نَزَّلَنِي نزلًا: یعنی نَزَّلَنِی منزلا منزلا، ایک ایک پڑاؤ کا تذکرہ کیا۔ ❸ قَنْطَرَۃ: پل جس کا نام دبزجان تھا، جہاں حضرت علی نے خطاب فرمایا۔ ❹ جُفُون: جَفْن کی جمع ہے میان۔ ❺ وَحَّشُوا برماحهم، اپنے نیزے دور پھینک دیے تاکہ تلواریں حائل کریں۔ ❻ شجرهم الناس: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان پر پل پڑے، اور خوارج ڈھیر ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

[2468] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ ((يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَى

[2468] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۲۳۰)

يَدَيْهِ طُبْىُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ)) فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتّٰى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ وَأَنَا حَاضِرُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْأَسْوَدَ

[2468]۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے کہا: حاکم صرف اللہ ہے، فیصلہ کا حق اسی کو ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حق بات غلط مقصد کے لیے کہی گئی ہے (صحیح بات سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کی حالت بیان کی تھی۔ اور میں وہ وصف ان لوگوں میں پاتا ہوں، (وہ زبان سے حق بات کہیں گے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا، اور قرآن کے اس سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے مبغوض اس کے نزدیک یہی لوگ ہیں، ان میں ایک سیاہ رنگ آدمی ہے۔ اس کا ایک ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے سر پستان کی طرح ہے) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا تو کہا، اسے تلاش کرو لوگوں نے اسے تلاش کیا، لیکن انہیں کچھ نہ ملا، فرمایا: دوبارہ تلاش کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے دو یا تین دفعہ کہا۔ پھر وہ ایک کھنڈر میں مل گیا، تو لوگوں نے لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ عبیداللہ کہتے ہیں میں بھی اس معاملہ کو دیکھ رہا تھا۔ (وہاں موجود تھا) اور ان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو سنا تھا۔ یونس کی روایت میں ہے۔ بکیر نے کہا مجھے ایک آدمی نے ابن حنین کے واسطے سے بتایا۔ اس نے کہا میں نے اس سیاہ آدمی کو دیکھا تھا۔

٥٠...... بَابُ الْخَوَارِجِ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

باب ٥٠: خوارج تمام لوگوں اور حیوانات سے بدتر ہیں (تمام مخلوق سے برے ہیں)

[2469] ١٥٨ـ(١٠٦٧) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ)) فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو

[2469] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المقدمة، باب: فی قتال الخوارج برقم (١٧٠)

الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[2469]۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت سے یا جلد ہی میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی، وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اسطرح نکل جائیں گے، جیسے کہ تیر شکار سے نکلتا ہے، پھر دین کی طرف واپس نہیں لوٹیں گے، یہ لوگ انسانوں اور حیوانوں میں سب سے بدتر لوگ ہوں گے، ابن الصامت کہتے ہیں، میں حکم غفاری کے بھائی رافع بن عمرو غفاری کو ملا، میں نے کہا، اس قسم کی حدیث جو میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے اور میں نے اس کے سامنے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا، یہ حدیث میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (خلق، انسان، خلیقہ، حیوان)

[2470] ۱۵۹۔(۱۰۶۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ

سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

[2470]۔یسیر بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنیف سے پوچھا، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کا تذکرہ سنا ہے؟ انہوں نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔ (ایک قوم ہے وہ زبان سے قرآن مجید کی تلاوت کریں گے وہ ان کی ہنسلی سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین سے اس طرح نکلیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

[2471] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ.

[2471] امام صاحب اپنے استاد ابوکامل سے یہی روایت سلیمان کی سند سے نقل کرتے ہیں، اس میں ہے، اس سے (مشرق سے) کچھ لوگ (اقوام) نکلیں گے۔

[2470] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم برقم (٦٩٣٤) انظر (التحفة) برقم (٤٦٦٥)

[2471] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٤٦٧)

[2472] ١٦٠ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أَبُوإِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُؤُوسُهُمْ)).

[2472] ۔سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مشرق کی طرف ایک قوم حیران و پریشان نکلے گی، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

مفردات الحدیث ٭ **يَتِيهُ**: حیران و پریشان پھریں گے راہ راست تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

نوٹ: ...... کوفہ کی قریبی بستی حروراء سے نکلنے والے خوارج کو آپ نے مشرق سے نکلنے والے قرار دیا ہے۔

٥١...... بَاب: تَحْرِيمِ الزَّكٰوةِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى آلِهِ وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُونَ غَيْرِهِمْ

باب ٥١: زکاۃ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے حرام ہے دوسرے قریش کے لیے نہیں

[2473] ١٦١ـ(١٠٦٩) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

[2473] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے لی، اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوڑو، چھوڑو، (تھوتھو) اسے پھینک دو کیا تمہیں معلوم نہیں، ہم صدقہ نہیں کھا سکتے؟

[2474] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ)).

[2472] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٦٧)

[2473] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: ما يذكر في الصدقة للنبي ﷺ برقم (١٤٩١) واخرجه كذلك في الجهاد والسير، باب: من تكلم بالفارسية والرطانة برقم (٣٠٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٣)

[2474] مصنف اپنے کئی اساتذہ سے شعبہ ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں ہے۔''

[2475] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ ((أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

[2475] مصنف اپنے دو اور اساتذہ سے شعبہ سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ ابن معاذ نے بیان کیا ہے کہ: ''بلاشبہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

[2476] ١٦٢ـ(١٠٧٠) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلٰى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي ثُمَّ أَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا)).

[2476]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واقعہ یہ ہے میں اپنے گھر لوٹتا ہوں اور اپنے بستر پر گری پڑی ایک کھجور پاتا ہوں، پھر میں اسے کھانے کے لیے اٹھا لیتا ہوں پھر میں ڈرتا ہوں کہ یہ صدقہ کی نہ ہوں، تو اسے ڈال دیتا ہوں۔''

[2477] ١٦٣ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلٰى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي أَوْ فِي بَيْتِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً أَوْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأُلْقِيهَا)).

[2477]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بلاشبہ میں اپنے گھر والوں کی

[2474] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٠)

[2475] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٠)

[2476] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٧)

[2477] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٨)

طرف لوٹتا ہوں اور اپنے بستر پر گری ہوئی ایک کھجور پاتا ہوں، یا گھر میں پڑی ہوئی پاتا ہوں، تو اسے میں کھانے کے ارادہ سے اٹھالیتا ہوں، پھر میں ڈر جاتا ہوں کہ یہ صدقہ یا صدقہ کی ہی نہ ہو، تو اسے پھینک دیتا ہوں۔''

[2478] ١٦٤ـ(١٠٧١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا

[2478]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک کھجور ملی، تو آپ نے فرمایا: ''اگر اس کے بارے میں صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔''

[2479] ١٦٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِيقِ فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا)).

[2479]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اگر صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔''

[2480] ١٦٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا)).

[2480]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک کھجور (گری پڑی) ملی تو آپ نے فرمایا: ''اگر صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔''

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ کے لیے صدقہ فرض ہو یا نفلی حرام ہے۔ آل اس میں داخل ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں اختلاف ہے بنو ہاشم کے لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک زکاۃ (صدقہ مفروضہ) حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سہم ذوی القربی (آپ کی قرابت کی بنا پر غنیمت میں حصہ) سے محروی کی صورت میں جائز ہے۔ بعض شافعی

[2478] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع، باب: ما يتنزه من الشبهات برقم (٢٠٥٥) واخرجه كذلك في اللقطة، باب: اذا وجد تمرة في الطريق برقم (٢٤٣١) انظر (التحفة) برقم (٩٢٣)

[2479] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٥)

[2480] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧٨)

اور مالکی بھی اس کے قائل ہیں۔امام ابو یوسف کے نزدیک بنو ہاشم کا صدقہ ایک دوسرے کے لیے جائز ہے کسی اور سے لینا جائز نہیں، مالکیہ کے چار قول ہیں۔(۱) مطلقا منع ہے (۲) مطلقا جائز ہے (۳) نفلی جائز ہے (۴) فرض جائز ہے۔ اکثر احناف شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نفلی صدقہ جائز ہے، فرضی صدقہ جائز نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک آپ کی آل میں بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں داخل ہیں۔امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بنو مطلب آل میں داخل نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے لیے صدقات لینا جائز ہے۔ امام احمد کے بنو مطلب کے بارے میں دونوں قول ہیں۔امام شافعی کا قول صحیح ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے "انما بنو المطلب وبنو ھاشم شئی واحد" حقیقت یہ کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی اولاد ایک ہی چیز ہیں۔ ❷ جس چیز کا استعمال بڑوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ بڑوں کو چاہیے کہ چھوٹوں کو بھی اس کے استعمال سے روکیں۔

۵۲...... بَاب تَرْكِ اسْتِعْمَال آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ

باب ۵۲: آل نبی کو صدقہ کی وصولی کے لیے مقرر کرنا درست نہیں ہے

[2481] ۱۶۷ ـ(۱۰۷۲) حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَالْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَا وَاللّٰهِ لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَاهُ فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ أَرْسِلُوهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ

[2481] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفیء، برقم (۲۹۸۵) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة، برقم (۵/ ۱۰۵) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (۹۷۳۷)

وَأَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلَى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّي إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتَّى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ ادْعُوَا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِي فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا)) وَكَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِي.

[2481]۔ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عباس بن مطلب رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! اگر ہم دونوں لڑکوں (مجھے اور فضل بن عباس) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں اور یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں، اور آپ ان دونوں کو ان صدقات کی وصولی کے لیے بھیج دیں اور لوگ جو کچھ لا کر دیں یہ دونوں لا کر دیں۔ اور لوگوں کو جو کچھ ملتا ہے وہی یہ دونوں حاصل کرلیں۔ (تو بہتر ہوگا) وہ دونوں یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، اور ان کے پاس ٹھہر گئے انہوں نے انہیں بھی یہ بات بتائی، تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایسا نہ کرو۔ اللہ کی قسم! آپ یہ کام نہیں کریں گے۔ تو ربیعہ بن حارث ان کے در پے ہو گئے (ان کو برا بھلا کہا) اور کہا اللہ کی قسم! تم محض ہم سے حسد کی بنا پر یہ باتیں کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تو ہم نے تو اس سے آپ سے حسد نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (چلو پھر) ان دونوں کو بھیج لو، دونوں لڑکے چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (وہاں) لیٹ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو ہم آپ سے پہلے آپ کے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے، حتی کہ آپ تشریف لائے اور ہمارے کان پکڑ لیے، پھر فرمایا: ''تم دونوں کے دل میں جو کچھ جمع ہے ظاہر کرو۔'' پھر آپ اندر داخل ہوئے اور ساتھ ہی ہم بھی داخل ہو گئے۔ اس دن آپ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم نے کلام ایک دوسرے کے سپرد کی (ہر ایک نے دوسرے کو بات کرنے کے لیے کہا) پھر ہم میں سے ایک نے گفتگو شروع کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ سب لوگوں سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور سب لوگوں سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم دونوں نکاح کی عمر (بلوغت) کو پہنچ گئے ہیں اور ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں بھی ان صدقات کی وصولی کے لیے مقرر فرمائیں۔ ہم بھی لوگوں کی طرح آپ کو لا کر دیں گے اور ہم بھی وہ لے لیں گے۔ جیسے (جو) ان کو ملتا ہے آپ کافی دیر تک خاموش

رہے حتی کہ ہم نے دوبارہ گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہمیں پس پردہ آپ سے بات نہ کرنے کا اشارہ کرنے لگیں، پھر آپ نے فرمایا: ''صدقہ آل محمد کے لیے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو بس لوگوں کا میل کچیل ہے (لوگوں کے جان و مال کو پاک صاف کرتا ہے) میرے پاس محمیہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ، (وہ خمس پر مامور تھے) اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو بھی بلاؤ۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ سے کہا اس لڑکے (فضل بن عباس) سے اپنی بچی کا نکاح کر دو تو اس نے، اسے بچی کا نکاح دے دیا، اور نوفل بن حارث کو کہا: (اس لڑکے کو اپنی بچی بیاہ دو) یعنی میری خاطر تو اس نے میرا نکاح کر دیا اور آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''ان دونوں کی طرف سے اتنا اتنا حق مہر خمس سے ادا کر دو'' زہری بیان کرتے ہیں مجھے استاد نے مہر کی رقم نہیں بتائی۔

[2482] ١٦٨-(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ

عَبْدَالْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيهِ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَائَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَنَا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللهِ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا ((**إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ**)) وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ**)) وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ.

[2482]۔ حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، تم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ آگے مالک کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی پھر اس پر لیٹ گئے، اور کہا: میں ہوں جوزر (سانڈھ) ہے یعنی معاملہ فہم ہوں، اور اللہ کی قسم! میں اس جگہ کو نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم دونوں کے بیٹے، جس مقصد کے لیے انہیں بھیج رہے ہو اس کا جواب لے کر واپس لوٹ آئیں، اور اس حدیث میں ہے۔ پھر آپ نے ہمیں فرمایا: یہ

[2482] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٧٨)

صدقات تو لوگوں کا میل کچیل ہیں اور یہ محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے جائز نہیں ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: (میرے پاس محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ) وہ بنو اسد کا ایک فرد تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے خمس کی وصولی کے لیے عامل بنایا تھا، (قاضی عیاض کا خیال ہے وہ بنوزبید کا فرد تھا)۔

مفردات الحدیث

❶ القرام: سید سردار، نر اونٹ، مقصود یہ ہے معاملہ فہم ہوں اور صائب الرائے ہوں۔ ❷ لا اَرِيمُ مكانى: اپنی جگہ نہیں چھوڑوں گا یا اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ ❸ الحَورُ: جواب، چوکہ حور کا اصل معنی رجوع اور واپسی ہے، اس لیے یہ معنی بھی ہوسکتا ہے۔ وہ ناکام لوٹ آئیں۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مصارف زکاۃ (زکاۃ کی مدات (میں کسی معرف کے اعتبار سے بھی آپ کی آل کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور آپ نے ان کے مہر کی رقم خمس میں سے اپنے حصہ، یا رشتہ داروں کے حصہ سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے زکاۃ: لوگوں کی میل کچیل ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے اس کو شیر مادر سمجھ کر ہضم نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ آج کل یہ وبا عام ہو چکی ہے۔

٥٣...... بَاب: إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِبَنِي هَاشِمٍ

باب ٥٣: نبی اکرم ﷺ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے تحفہ قبول کرنا جائز ہے۔ اگرچہ وہ تحفہ دینے والے کو صدقہ کی صورت ہی میں ملا ہو۔ کیونکہ صدقہ جب جس کو صدقہ دیا گیا ہے۔ وصول کر لیتا ہے تو وہ اب صدقہ نہیں رہتا۔ اس لیے ان تمام افراد کے لیے حلال ہو جاتا ہے، جن کے لیے صدقہ لینا حرام ہے

[2483] ١٦٩-(١٠٧٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ

جُوَيْرِيَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ ((قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

[2483]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا کوئی کھانے کی چیز ہے۔'' میں نے عرض کیا، نہیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ہمارے پاس بکری کی اس ہڈی کے سوا جو میری آزاد کردہ لونڈی کو دی تھی۔ کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے آپ نے فرمایا: ''اسے ہی لے آؤ، وہ اپنے صدقہ اور محل پر پہنچ گئی ہے۔''

[2483] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٩٠)

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس انسان کو صدقہ لینا جائز ہے، اگر وہ اس کو کسی اور کو تحفہ کے طور پر دے تو اس کے لیے اگرچہ صدقہ لینا جائز نہ ہو یہ تحفہ لینا جائز ہوگا۔ کیونکہ اب وہ صدقہ نہیں رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا، ازواج مطہرات کے موالی کے لیے صدقہ لینا جائز تھا۔ اگرچہ حضور ﷺ کے موالی آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں اختلاف ہے۔

[2484] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2484] اس کی ہم معنی روایت امام صاحب نے اپنے اور تین اساتذہ سے زہری کی سند سے بیان کیا ہے۔

[2485] ۱۷۰-(۱۰۷٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَتْ بَرِيرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[2485]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کچھ گوشت نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ جو اسے صدقہ میں ملا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

فائدہ:......صدقہ لینے والا ایک اعتبار سے صدقہ دینے والے کا احسان مند اور ممنون ہوتا ہے اور اس کو اپنے سے برتر اور بہتر تصور کرتا ہے۔ لیکن ہدیہ دینے والا قبول کرنے والے کو معزز المحترم سمجھ کر ہدیہ پیش کرتا ہے اور اس کا ممنون احسان ہوتا ہے اس لیے آپ کے لیے ہدیہ قبول کرنا جائز تھا۔ صدقہ قبول کرنا روانہ تھا۔ نیز ہدیہ کی صورت میں عام طور پر جواباً ہدیہ دیا جاتا ہے، اس لیے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[2486] ۱۷۱-(۱۰۷۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[2484] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۹۰)

[2485] اخرج البخاری فی (صحیحه) حدیث ابی بکر بن ابی شیبة وحدیث محمد بن المثنی فی الزکاة، برقم (۱٤۹۵) واخرجه کذلك فی الهبة، برقم (۲۵۷۷)

[2486] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۹۳۳)

[2486]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گائے کا گوشت پیش کیا گیا اور بتایا گیا، یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطور صدقہ دیا گیا ہے، تو آپ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے، ہمارے لیے تو ہدیہ ہے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوا گائے کا گوشت کھانا درست ہے، اگرچہ گائے کا گوشت، گائے کے دودھ کے مقابلہ میں نقصان دہ ہے۔

[2487] ۱۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ)).

[2487]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مقدمہ سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔(۱) لوگ اس کو صدقہ دیتے تھے اور وہ ہمیں تحفہ دیتی تو میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: ''وہ اس پر صدقہ ہے اور تمہارے لیے ہدیہ ہے، لہٰذا اسے (بلاہچکچاہٹ) کھالو۔''

فائدہ:......دوسرا حکم یہ ہے کہ نسبت آزادی دینے والے کی طرف ہوگی، تیسرا۔ اگر لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو آزاد ہونے والی لونڈی کو اپنا نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر خاوند آزاد ہو، تو پھر یہ اختیار نہیں ملے گا۔

[2488] ۱۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

[2488]۔امام صاحب اپنے دوسرے دو اساتذہ سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[2487] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (۳۷٦۰) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الطلاق، باب: خیار الامة برقم (٦/ ١٦١) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٢٨)

[2488] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهبة، باب: قبول الهدیة برقم (٢٥٨٧) واخرجه مسلم فی (صحیحه) فی العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (٣٧٦١) و (٣٧٦٢) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی لطلاق، باب: خیار الامة تعتق و زوجها مملوك برقم (٦/ ١٦٥، ٦/ ١٦٦) واخرجه كذلك فی البیوع، باب: البیع یكون فیه الشرط الفاسد فیصح البیع ویبطل الشرط برقم (٦/ ٢٥٢، ٦/ ٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٧٤٩٠)

[2489] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ)).

[2489] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور وہ ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔''

[2490] ۱۷۴-(۱۰۷٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

[2490]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ کی ایک بکری بھیجی، میں نے اس میں سے کچھ حصہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا، جب رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کیا آپ کے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، مگر یہ بات ہے کہ نسیبہ (ام عطیہ) رضی اللہ عنہا نے اس بکری سے کچھ حصہ بھیجا ہے جو آپ نے ان کے ہاں بھیجی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی جگہ پہنچ گئی ہے۔''

۵۴...... بَاب قَبُولِ النَّبِيِّ الْهَدِيَّةَ وَرَدِّهِ الصَّدَقَةَ

باب ٥٤: نبی اکرم ﷺ ہدیہ (تحفہ) قبول فرما لیتے اور آپ صدقہ رد کر دیتے

[2491] ۱۷۵-(۱۰۷۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ

[2489] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح، باب: الحرة تحت العبد برقم (٥٠٩٧) واخرجه كذلك في الطلاق، باب: لا يكون بيع الامة طلاقا برقم (٥٢٧٩) واخرجه كذلك في الاطعمة، باب: الأدم برقم (٥٤٣٠) واخرجه مسلم في (صحيحه) في العتق، باب: انما الولاء لمن اعتق برقم (٣٧٦٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق، باب: خيار الامة برقم (٦/ ١٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٩)

[2490] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: قدر كم يعطى من الزكاة والصدقة ومن اعطى شاة برقم (١٤٤٦) واخرجه كذلك في باب: اذا تحولت الصدقة برقم (١٤٩٤) واخرجه كذلك في الهبة، باب: قبول الهدية برقم (٢٥٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٨١٢٥)

[2491] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٤)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا۔

[2491]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا۔ آپ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے، اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اسے کھا لیتے اور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے، تو اس سے نہ کھاتے۔

٥٥...... بَاب: الدُّعَاءِ لِمَنْ اَتٰى بِصَدَقَةٍ

باب ٥٥: صدقہ لانے والے کو دعا دینا

[2492] ١٧٦ ـ(١٠٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سمعت عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي اَوْفٰى ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)) فَأَتَاهُ أَبِي أَبُو اَوْفٰى بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِي اَوْفٰى

[2492]۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب لوگ اپنا صدقہ لاتے، آپ فرماتے: اے اللہ ان پر رحمت فرما۔ میرے باپ ابواوفیٰ آپ کے پاس اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! ابواوفی کی آل یعنی اس پر رحمت نازل فرما۔

[2493] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ

[2493] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت شعبہ ہی کے سند سے بیان کرتے ہیں اس میں صرف یہ الفاظ ہیں آپ نے فرمایا: ان پر رحمت نازل فرما۔ گویا اللھم کا لفظ نہیں ہے۔

[2492] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة برقم (١٤٩٧) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية برقم (٤١٦٦) واخرجه كذلك في الدعوات، باب: قوله تعالى: ﴿وصل عليهم﴾ برقم (٦٣٣٢) واخرجه كذلك في باب: هل يصلى على غير النبي ﷺ برقم (٦٣٥٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، برقم (١٥٩٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الزكاة، برقم (٥/ ٣١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الزكاة، برقم (١٧٩٦) انظر (التحفة) برقم (٥١٧٦)

[2493] انظر تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٨٩)

فائدہ: ......آپ کا زکاۃ لانے والوں کے لیے دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ کی تعمیل میں تھا۔ کیونکہ دعا ملنے سے انسان کو ایک طرح سے سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ آپ تو کسی کو لفظ صلوٰۃ کے ذریعہ دعا دے سکتے تھے لیکن ہمارے لیے غیر انبیاء کے لیے الگ اور مستقل طور پر لفظ صلوٰۃ اور سلام استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ رافضی ائمہ اہل بیت کو نبی کے درجہ دیتے ہیں اور ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں اس لیے ان الفاظ کے استعمال سے ان بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، صاحبین اور جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے۔ صرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔

٥٦......بَاب: إِرْضَاءِ السَّاعِي مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا

باب ٥٦: زکاۃ وصول کرنے والے کو راضی رکھنا بشرطیکہ وہ ناجائز مطالبہ نہ کرے

[2494] ١٧٧-(٩٨٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُالْأَعْلَى كُلُّهُمْ عَنْ دَاوُدَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ)).

[2494]۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ تمہارے ہاں سے اس حال میں جائے کہ وہ خوش ہو۔

فائدہ: ......حکومت کے کارکنان اور حکومت سے جب کہ وہ اسلامی حکومت ہو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پابند ہو۔ تو ہر حالت میں اطاعت وفرمانبرداری سے پیش آنا چاہیے، تاکہ باہمی اعتماد اور اتفاق کی فضا برقرار رہے اور ایک دوسرے سے بدظنی اور بدگمانی کی بنا پر حالات میں کشیدگی اور بگاڑ پیدا نہ ہو لیکن یہ اطاعت صحیح اور جائز کاموں میں ہوگی۔ نافرمانی اور ناجائز کاموں میں نہیں ہوگی۔

[2494] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الزكاة، باب: ما جاء فی رضاء المصدق برقم (٦٤٧) و (٦٤٨) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزكاة، باب: اذا جاوز فی الصدقة برقم (٥/ ٣١، ٥/ ٣٢) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الزكاة، باب: ما ياخذ المصدق من الابل برقم (١٨٠٢) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢١٥)

اس کتاب کے کل ابواب (40) اور (285) احادیث ہیں۔

14

كِتَابُ الصِّيَامِ

روزوں کا بیان

حدیث نمبر 2495 سے 2779 تک

۱۴...... كِتَابُ الصِّيَامِ

۱۴. روزوں کا بیان

۱...... بَابُ: فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب ۱: ماہ رمضان کی فضیلت

[2495] (۱۰۷۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا ثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ)).

[2495]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔

[2496] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ)).

[2495] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: هل يقال: رمضان او شهر رمضان برقم (۱۸۹۸) و (۱۸۹۹) باختصار۔ واخرجه كذلك في بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (۳۲۷۷) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: فضل شهر رمضان برقم (۴/ ۱۲۶، ۴/ ۱۲۷) واخرجه كذلك في باب: ذكر الاختلاف على الزهري فيه برقم (۴/ ۱۲۷) و (۴/ ۱۲۷) و (۴/ ۱۲۸) و (۴/ ۱۲۸) و (۴/ ۱۲۸) انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۴۲)

[2496] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۴۹۲)

[2496]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان آتا ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

[2497] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ بِمِثْلِهِ)).

[2497] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان داخل ہوتا ہے آگے سابقہ حدیث ہے۔

مفردات الحدیث ❶ صُفِّدَتْ: قید کر دیے جاتے ہیں، ہتھکڑی لگا دی جاتی ہے۔ ❷ سُلْسِلَتْ: جکڑ دیے جاتے ہیں۔ زنجیروں میں باندھ دیے جاتے ہیں۔

فائدہ:...... حضرت شاہ ولی اللہ کے بقول، جنت اور رحمت کے دروازے کھلنا، دوزخ کے دروازے بند ہونا اور شیاطین کا مقید اور بے بس ہونا ان لوگوں کے اعتبار سے ہے جو اللہ کے صالح اور اطاعت شعار بندے ہیں، یعنی اہل ایمان ہیں۔ جو رمضان میں خیر و سعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے استفادہ کی خاطر طاعات و حسنات میں مشغول اور منہمک ہوتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھ کر ذکر و فکر اور تلاوت میں وقت گزارتے ہیں۔ اور رات کو تراویح، دعا و استغفار میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے متاثر ہو کر عام مومنوں کے دل بھی رمضان مبارک میں عام مہینوں کے مقابلہ میں عبادات اور نیکیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں اور بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بہت سے غیر محتاط اور آزاد منش مسلمان بھی رمضان میں اپنی روش میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کر لیتے ہیں، باقی رہے کفار اور خدا ناشناس لوگ اور وہ خدا فراموش، آخرت فراموش، بلکہ خدا سے ناآشنا اور غفلت شعار لوگ جو رمضان اور اس کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے اور اس کے آنے پر ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ تو ان بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے احادیث میں اسی قسم کی بشارتیں جہاں بھی آئیں درحقیقت ان تمام کا تعلق صحیح ایماندار لوگوں سے ہے۔ جو لوگ خود ہی اپنے آپ کو ان سعادتوں اور برکتوں سے محروم رکھتے ہیں اور بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر وہ مطمئن ہیں۔ تو پھر اللہ کے ہاں ان کے لیے محرومی و نامرادی کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔

(حجة الله البالغه ج ۲، ص ٥٠ طبعه منيريه)

[2497] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٤٩٢)

۲...... بَاب: وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

باب ۲: ماہ رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھا جائے گا اور چاند دیکھ کر افطار کریں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر رمضان کے آغاز میں یا آخر پر بادل چھا جائیں۔ تو مہینہ کی گنتی پورے تیس دن ہوگی

[2498] ۳۔(۱۰۸۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2498]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رمضان کا تذکرہ کیا: اور فرمایا: روزہ نہ رکھو حتی کہ تم چاند دیکھ لو، اور اسے افطار نہ کرو، حتی کہ چاند دیکھ لو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو، تو اس کی مدت پوری کرو۔

فائدہ:...... فاقدروا لہ: کا ترجمہ جمہور کے نزدیک یہ ہے مہینہ کے آغاز سے تیس دن گن لو، بعض حضرات نے معنی کیا ہے کہ پھر منازل قمر کا حساب کر کے پتہ چلا لو، اور بعض نے معنی کیا ہے پھر اس کے لیے تنگی پیدا کرو اور اسے بادلوں کے نیچے مان کر مہینہ انتیس (۲۹) کا بنا لو، لیکن یہ دونوں معانی۔ آگے آنے والی صحیح حدیث کے خلاف ہیں اسی طرح حنابلہ کا مطلع صاف ہو آسمان پر بادل یا گرد وغبار نہ ہونے کی صورت میں تو نظر نہ آنے کی صورت میں مہینہ تیس کا ماننا اور بادل یا گرد وغبار ہو تو پھر مہینہ انتیس کا ماننا۔ صحیح حدیث کے منافی ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی گرد وغبار کی صورت میں رمضان فرض کر کے روزہ رکھ لے گا، تو وہ روزہ نہیں ہوگا۔ حافظ ابن تیمیہ اور امام ابن قیم نے جمہور کا موقف قبول کیا ہے۔

[2499] ٤۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ)).

[2498] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: قول النبی ﷺ: اذا رايتم الهلال فصوموا واذا وايتموه فافطجائز۔ برقم (۱۹۰٦) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: ذكر الاختلاف علی الزهری فی هذا الحديث برقم (٤/ ۱۳٤) انظر (التحفة) برقم (۸۳٦۲)

[2499] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۸۵۲)

[2499]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کھول کر اشارہ کر کے بتایا اور فرمایا مہینہ اس طرح ہے، مہینہ ایسے ہے۔ اور تیسری دفعہ انگوٹھا بند کر کے فرمایا ایسے ہے، لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزہ رکھوا گر چاند تم سے مخفی ہو جائے تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

[2500] ٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا

عَنْ عُبَيْدُاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِيْنَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ)).

[2500]۔ امام صاحب نے ابن عمر سے عبیداللہ کی مذکورہ سند سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اگر بادل ہو جائیں تو تیس دن پورے کرلو، جیسا کہ اوپر اسامہ کی روایت ہے۔

[2501] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَالَ فَاقْدِرُوا لَهُ وَلَمْ يَقُلْ ثَلَاثِيْنَ

[2501] امام صاحب اپنے استاد عبیداللہ بن سعید سے عبیداللہ کی مذکورہ سند ہی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کیا اور فرمایا: مہینہ انتیس کا ہوتا ہے مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا بھی ہوتا ہے۔ اور فرمایا: فاقدرو له گنتی پوری کرو، اور ثلاثین کا لفظ نہیں کہا۔

[2502] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2502]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے اس لیے چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نہ دیکھے بغیر افطار کرو اگر آسمان ابر آلود ہو تو گنتی (تیس) پوری کرلو۔

[2503] ٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ نَافِعٍ

[2500] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٨٠)

[2501] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨١٩٧)

[2502] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: الشهر یکون تسعا وعشرين برقم (٢٣٢٠) و (٢٣٢١) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٣٦)

[2503] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٦٦٩)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ ((فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2503] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے تو جب چاند دیکھ لو، روزہ رکھ لو، اور جب اسے دیکھ لو تو افطار کر لو یعنی عید کر لو، اگر بادل ہو جائیں تو گنتی پوری کر لو۔

[2504] ۸۔(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

اِبْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2504]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چاند دیکھ لو روزہ رکھو، اور جب اسے دیکھ لو افطار کرو (عید کرلو) اور اگر بادل چھا جائیں تو گنتی پوری کرلو۔

[2505] ۹۔(. . .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ

عَنْ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ إِلَّا أَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

[2505] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے۔ چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور اسے دیکھے بغیر رمضان ختم نہ کرو۔ الا یہ کہ مطلع پر بادل چھا جائیں۔ اگر تمہارا مطلع ابر آلود ہو تو اس کی گنتی پوری کرو۔

[2506] ۱۰۔(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[2504] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: هل یقال: رمضان، او شهر رمضان برقم (۱۹۰۰) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصوم، باب: ذکر الاختلاف علی الزهری فی هذا الحدیث برقم (٤/ ۱۳٤) انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٣)

[2505] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٣)

[2506] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٣٦)

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ

[2506]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ، اس طرح، اس طرح، اس طرح ہوتا ہے۔ اور تیسری دفعہ اپنا انگوٹھا بند کرلیا۔

[2507] ۱۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْأَشْيَبُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ)).

[2507]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

[2508] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَّتِسْعًا)).

[2508]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا، دس اور دس اور نو (انتیس) بھی ہوتا ہے۔

[2509] ۱۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ إِبْهَامَ الْيُمْنٰى أَوِ الْيُسْرٰى.

[2509]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دو

[2507] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحي بن ابى كثير في خبر ابى سلمة فيه برقم (٤/ ١٣٩) انظر (التحفة) برقم (٨٥٨٣)

[2508] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٤٦٦)

[2509] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطرجائز برقم (١٩٠٨) باختصار۔ واخرجه كذلك في الطلاق، باب: اللعان برقم (٥٣٠٢) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحيى بن ابى كثير في خبر ابى سلمة۔ فيه۔ برقم (٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٦٦٦٨)

دفعہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھولا اور تیسری بار اشارہ کے وقت دائیں یا بائیں انگوٹھے کو بند کر لیا۔

[2510] ١٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)) وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ الشَّهْرُ ثَلَاثُونَ وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ.

[2510]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس کا ہوتا ہے۔شعبہ نے تین بار ہاتھوں کی انگلیوں کو ملایا اور تیسری بار انگوٹھا الگ کر لیا۔عقبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: مہینہ تیس کا بھی ہوتا ہے اور دونوں کو تین بار ملایا۔

[2511] ١٥۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ

[2511]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم امی امت ہیں ہم لکھتے نہیں ہیں اور حساب نہیں کرتے، مہینہ، ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔اور تیسری دفعہ انگوٹھا بند کر لیا۔اور مہینہ ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔یعنی پورے تیس دن کا۔

[2512] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ

[2510] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحيى بن ابى كثير في خبر ابى سلمة فيه۔ برقم (٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٠)

[2511] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: النبي ﷺ: (لا نكتب ولا نحسب) برقم (١٩١٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الشهر يكون تسعا وعشرين برقم (٢٣١٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على يحيى بن ابى كثير في خبر ابى سلمة فيه۔ برقم (٤/ ١٣٩، ٤/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٧٥)

[2512] تقدم

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ لِلشَّهْرِ الثَّانِي: ثَلَاثِيْنَ.

[2512] امام صاحب یہی روایت اپنے استاد محمد بن حاتم سے اسود بن قیس ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس نے دوسرے مہینہ کے لیے تیس دن کا ذکر نہیں کیا۔

[2513] ١٦-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ رَجُلًا يَقُولُ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ النِّصْفِ فَقَالَ لَهُ مَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ **((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ وَهٰكَذَا فِي الثَّالِثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَبَسَ أَوْ خَنَسَ إِبْهَامَهُ))**.

[2513]۔ سعد بن عبیدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج رات نصف ماہ کی رات ہے تو انہوں نے اس سے کہا، تمہیں کیسے پتہ چلا کہ آج رات آدھا ماہ گزر گیا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہینہ ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دو دفعہ اپنی دس دس انگلیوں سے اشارہ کیا۔ اور ایسا ہے (تیسری دفعہ اپنی سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور اپنے انگوٹھے کو روک لیا یا ہٹا لیا یعنی اپنے انگوٹھے کو بند کر لیا) حَبَسَ روک لیا، خَنَسَ ہٹا لیا، پیچھے کر لیا۔

[2514] ١٧-(١٠٨١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا))**.

[2514]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور جب اسے دوبارہ دیکھو تو روزہ افطار کر دو (عید کر لو) اور اگر چاند دکھائی نہ دے، تو تیس روزے رکھو۔

[2515] ١٨-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ

[2513] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٤٨)

[2514] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصوم، باب: ذكر الاختلاف على الزهري في هذا الحديث برقم (٤/ ١٣٣، ٤/ ١٣٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب ما جاء في: صوموا لرؤيته وافطجائز لرؤيته برقم (١٦٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٣١٠٢)

[2515] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٥)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ)).

[2515] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھو روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر مہینہ کا چاند دکھائی نہ دے تو گنتی پوری کرلو (تیس دن پورے کرو)۔

[2516] ۱۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

[2516] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کا تذکرہ کیا اور فرمایا: جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو اگر مطلع ابر آلود اور اگر چاند تمہیں دکھائی نہ دے تو گنتی تیس کرو۔

[2517] ۲۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْهِلَالَ فَقَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

[2517] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کا تذکرہ کیا تو فرمایا: جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تمہیں اسے پھر دیکھ لو تو روزہ افطار کرو پس اگر تم پر گرد وغبار چھا جائے تو تیس دن گنو۔

مفردات الحدیث ❁ اغمی، غُمِّيَ، غُمَّ: سب کا مقصد یہ ہے کہ رؤیت کے درمیان۔ ابر، یا گرد وغبار حائل ہو جائے۔

[2516] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: قول النبی ﷺ: (اذا رایتم الهلال فصوموا واذا رایتموه فافطجائز) برقم (۱۹۰۹) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: اکمال شعبان ثلاثین اذا کان غیم وذکر اختلاف الناقلین عن ابی هریرة برقم (۴/ ۱۳۳) انظر (التحفة) برقم (۱۴۳۸۲)

[2517] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی عبیدالله بن عمر فی هذا الحدیث برقم (۴/ ۱۳۴) انظر (التحفة) برقم (۱۳۷۹۷)

فوائد :...... ❶ اسلام میں رمضان کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا دارومدار رویت ہلال (چاند دیکھنا) پر رکھا گیا ہے کسی علم وفن اور آلات یا قرینہ وقیاس پر نہیں رکھا تا کہ ہر علاقہ اور ہر دور کے لوگوں کے لیے سہولت اور آسانی رہے۔ یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے کہ ہم امی لوگ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے۔ ❷ چاند ہر فرد کے لیے دیکھنا ضروری نہیں ہے کہ جس کو چاند نظر نہ آئے وہ روزہ نہ رکھے یا اس وقت روزہ رکھنا نہ چھوڑے جب تک مہینہ تیس کا نہ ہو جائے۔ اور نہ یہ مقصد ہے کہ چاند دیکھتے ہی روزہ شروع ہو جائے گا اور چاند دیکھتے ہی روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ روزہ کا آغاز سحری سے ہوگا اور افطار کا آغاز سورج کے غروب سے ہوگا۔ ❸ جمہور کے نزدیک اگر چاند نظر نہ آئے، بادل ہوں یا مطلع صاف ہو، دونوں صورتوں میں مہینہ شعبان تیس کا شمار ہوگا۔ حنابلہ کے نزدیک اگر مطلع صاف ہو تو حکم یہی ہے، لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو یا گرد وغبار ہو، تو پھر حنابلہ کے تین قول ہیں۔ ۱۔ رمضان کی حیثیت سے روزہ رکھنا فرض ہے۔ ۲۔ فرض یا نفل کوئی روزہ جائز نہیں ہے ہاں قضاء، کفارۃ، نذر یا اگر یہ عادت کے مطابق ہے۔ تو پھر جائز ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک رمضان کی حیثیت سے نہیں رکھا جاسکتا ایسے جائز ہے۔ ۳۔ امام وقت کی رائے کا لحاظ ہے۔ اگر امام روزہ رکھ لے۔ تو لوگ بھی رکھیں اگر امام روزہ نہ رکھے تو لوگ بھی روزہ نہ رکھیں۔ ❹ روزہ رکھنے کے لیے جمہور کا قول یہ ہے کہ ایک دیندار اور قابل اعتماد آدمی کا دیکھنا کافی ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک دو آدمیوں کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔ امام ابوحنیفہ کا ایک قول جمہور والا ہے لیکن مشہور اور معروف قول یہ ہے کہ اگر مطلع ابر آلود ہے تو پھر تو ایک آدمی کی گواہی کافی ہے لیکن اگر مطلع صاف وشفاف تو پھر اتنے لوگ گواہی دیں کہ ان کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے۔ حالانکہ حدیث میں یہ فرق و امتیاز وارد نہیں ہے۔ ❺ اگر ایک انسان مثلاً سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھ کر آخری دنوں میں پاکستان آ گیا، اب اس کے روزے تیس ہو گئے ہیں لیکن پاکستان میں چاند نظر نہیں آیا، تو بعض حضرات کے نزدیک اس کو پاکستانیوں کے ساتھ روزہ رکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہاں چاند نظر نہیں آیا۔ اور آپ کا فرمان ہے الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ ہے اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے اور ظاہر ہے اس حدیث کا تعلق تو اس فرد سے ہے جو ابتدا اور انتہاء دونوں میں لوگوں کے ساتھ تھا، اور مہینہ تیس دن سے زائد نہیں ہوتا اور روزے تو ایک ماہ کے رکھے جاتے ہیں۔ ہاں یہ بات ہے اسے اس دن کھلم کھلا نہیں کھانا چاہیے یا نفلی روزہ رکھ لے۔ اگر وہ یہاں پاکستان سے روزے رکھ کر سعودی عرب گیا ہے، اور ابھی اس کے اٹھائیس روزے ہوئے تھے کہ وہاں عید ہوگئی تو وہ وہاں عید کر لے گا اور بعد میں وہاں کے حساب سے روزے پورے کرے گا۔

٣...... بَاب لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

باب ۳: رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہیں رکھا جائے گا

[2518] ٢١-(١٠٨٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُبَارَكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ

[2518]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھو، مگر وہ آدمی جس کا روزہ رکھنے کا معمول ہو تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

[2519] (...) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[2519] امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے یحییٰ بن ابی کثیر کی سند ہی سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ ...... رمضان کے استقبال یا احتیاط کی نیت سے رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا درست نہیں ہے کیونکہ شریعت نے روزہ چاند کے دیکھنے پر رکھا ہے، اس لیے کسی تکلف یا شک وشبہ میں مبتلا ہو کر احتیاطی یا استقبالی روزہ رکھنا درست نہیں ہے ہاں قضاء، نذر یا روزہ اس کے معمول کے مطابق آ جائے، مثلاً کسی نے نذر مانی تھی کہ میں فلاں ماہ سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھوں گا یا اگلے سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھوں گا۔ یا اس کا معمول اور عادت ہے کہ وہ سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے تو یہ دن رمضان سے ایک دن پہلے آ گیا ایسی صورت میں وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

[2518] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء لا تقدموا الشهر بصوم برقم (٦٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٠٦)

[2519] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٦٠) و (١٥٣٧٨) و (١٥٤١٦) واخرج البخارى فى (صحيحه) حديث ابن المثنى عن ابى عامر عن هشام فى الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين برقم (١٩١٤) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: فيمن يصل شعبان برمضان برقم (٢٣٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٢)

۴...... بَابُ: الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ

باب ۴: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے

[2520] ۲۲-(۱۰۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ)).

[2520] ۔امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ میں ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت سنائی کہ جب انتیس دن گزر گئے میں انہیں گنتی رہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آغاز مجھ سے فرمایا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے پاس ایک ماہ نہ آنے کی قسم اٹھائی تھی۔ اور آپ انتیس دن کے بعد تشریف لے آئے ہیں۔ میں گنتی رہی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ انتیس کا ہے۔

[2521] ۲۳-(۱۰۸٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَائَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ ((إِنَّمَا الشَّهْرُ)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ

[2521] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے الگ ہوگئے پھر آپ انتیس تاریخ کو ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا، آج تو انتیس تاریخ ہی ہے۔ تو آپ

[2520] اخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الطلاق، باب: فی الایلاء واعتزال النساء وتخییرهن برقم (۳۶۸۰) مطولا۔ واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی التفسیر، باب: ومن سورة التحریم برقم (۳۳۱۸) مطولا۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: کم الشهر، وذکر الاختلاف علی الزهری فی الخبر عن عائشة برقم (٤/ ۱۳۷) انظر (التحفة) برقم (۱٦٦۳۵)

[2521] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۲٦)

نے فرمایا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ آپ نے دونوں ہاتھ تین بار ملائے اور آخری بار ایک انگلی روک لی۔ یعنی انتیس (۲۹) کا۔

[2522] ٢٤۔(. . .)حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ)) ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِنْهَا

[2522]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ ایک ماہ کے لیے اپنی عورتوں سے الگ ہو گئے اور ہمارے پاس انتیس تاریخ کی صبح کو تشریف لائے۔ (انتیس کے گزرنے کے بعد والی صبح) بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی تو انتیس دن پورے ہوئے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ ملایا، دو دفعہ دونوں ہاتھوں کی پوری انگلیاں ملائیں اور تیسری دفعہ ان میں سے نو کو ملایا۔

[2523] ٢٥۔(١٠٨٥)حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا قَالَ إِنَّ ((الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَّعِشْرِينَ يَوْمًا)).

[2523]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے پاس

[2522] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨١٩)

[2523] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قول النبي ﷺ اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطجائز۔ برقم (١٩١٠) واخرجه كذلك في النكاح، باب: هجرة النبي ﷺ نساءه في غير بيوتهن برقم (٥٢٠٢) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الطلاق، باب: الايلاء برقم (٢٠٦١) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠١)

ایک ماہ تک نہیں جائیں گے۔ جب انتیس دن گزر گئے تو آپ صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمارے پاس ایک مہینہ نہیں آئیں گے، آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

[2524] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[2524] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے ابن جریج کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[2525] ٢٦ ـ (١٠٨٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَقَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا

[2525] ۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: مہینہ ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ ایک انگلی کم کر دی۔

[2526] ٢٧ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا مَرَّةً

[2526] ۔محمد بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ ایسا، ایسا، ایسا ہوتا ہے۔ دس اور دس اور ایک دفعہ نو یعنی انتیس۔

[2527] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قُهْزَادَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ وَسَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ، بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

[2524] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥١٩)

[2525] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على اسماعيل فى خبر سعد بن مالك فيه برقم (٤/ ١٣٨، ٤/ ١٣٩) مرسلاً۔ واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى الشهر تسع وعشرون برقم (١٦٥٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٢٠)

[2526] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٢١)

[2527] تقدم

[2527] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

۵...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ

باب ۵: ہر علاقہ والوں کے لیے اپنی رؤیت کا اعتبار ہے اور اگر ایک علاقہ کے لوگ چاند دیکھ لیں تو ان سے دور والوں کے لیے رؤیت ثابت نہیں ہوگی

[2528] ۲۸-(۱۰۸۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا. وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ تَكْتَفِي

[2528] - کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، میں شام آیا اور اور ان کی ضرورت پوری کی۔ اور چاند جبکہ میں شام ہی میں تھا نمودار ہوگیا، میں نے چاند جمعہ کی رات دیکھا، پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آ گیا، تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ پوچھا، پھر چاند کا تذکرہ کیا اور کہا، تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا۔ تو انہوں نے پوچھا: تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا ہے۔ سب نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا، تو انہوں نے کہا۔ لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات دیکھا ہے، اس لیے ہم روزہ رکھتے رہیں گے حتی کہ تیس پورے ہو جائیں یا ہمیں نظر آ جائے۔ میں نے کہا: کیا

[2528] اخرجه ابو داو فى (سننه) فى الصوم، باب: اذا رئى الهلال فى بلد قبل الآخرين بليلة برقم (۲۳۳۲) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء لكل اهل بلد رؤيتهم

آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اوران کے روزہ کو کافی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی حکم دیا ہے، یحییٰ بن یحییٰ کی حدیث میں ہے لا نکتفی او تکتفی: ہم کافی نہیں سمجھیں گے یا آپ کافی نہیں سمجھتے۔

فوائد :...... ❶ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں ائمہ میں اختلاف ہے کہ اگر ایک علاقہ میں چاند نظر آ جائے تو دوسرے علاقوں کے لوگ کیا کریں؟ ۱۔ امام اعظم یعنی امیر و حاکم رؤیت قبول کر لے، تو سب کو روزہ رکھنا ہوگا وگرنہ جہاں نظر آیا ہے وہیں کے لوگ روزہ رکھیں گے۔ ۲۔ ہر علاقہ کے لیے اپنی اپنی رؤیت ہے۔ ۳۔ اگر ایک علاقہ میں چاند نظر آ جائے تو ہر جگہ کے لوگوں کو اس کا اعتبار کرنا ہوگا۔ ۴۔ اختلاف مطلع کا لحاظ ہے، جن علاقوں کا مطلع ایک ہے، اگر ایک علاقہ میں نظر آ گیا ہے تو دوسرے میں بھی نظر آنا چاہیے تھا۔ کس سبب یا عارضہ کی وجہ سے نظر نہیں آ سکا۔ اس طرح ایک مطلع والوں کے لیے آپس میں رؤیت بہتر ہے۔ عراقیوں اور امام نووی کا موقف یہی ہے، اور یہی بات درست ہے۔ اگر مطالع الگ الگ ہیں ایک جگہ نظر آنے سے دوسری جگہ نظر آنا ضروری نہیں ہے تو پھر ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لیے معتبر نہیں ہے۔ ۵۔ ایک صوبہ یا ایک ملک کے سب علاقوں کا ایک حکم ہے۔ ۶۔ اور بقول نووی، غزالی وغیرہما مسافت قصر کا لحاظ ہے۔ مسافت قصر سے کم ہو تو حکم ایک ہے وگرنہ الگ الگ۔ ❷ موجودہ دور میں رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کا اعتبار ہے وہ شرعی اصولوں کے مطابق گواہی لے کر اعلان کر دے تو وہ معتبر ہوگا۔ ❸ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد لیث بن سعد رحمہم اللہ اور بعض شوافع کا یہ مسلک بیان کیا جاتا ہے کہ صوموا لرؤیة وافطروا لرؤیة، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزے ختم کرو، کا حکم عام ہے سب مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ تمام مسلمان ممالک میں روزے کا آغاز اور اختتام یکساں ہونا چاہیے اور چاند کی تاریخ تقریباً یکساں ہونی چاہیے حالانکہ واقعہ یہ ممکن نہیں ہے۔ دوسری طرف اس بات پر سب کا اتفاق ہے اگر دو جگہوں کا فاصلہ غیر معمول ہو جیسے حجاز اور اندلس تو ان کا حکم الگ الگ ہے۔ (بدایة المجتهد ج ۱) ❹ رمضان کے چاند کے لیے ایک آدمی کی شہادت اکثر علماء کے نزدیک کافی ہے اور شوال کے چاند کے لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک دو آدمیوں کی شہادت معتبر ہے۔ لیکن قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے امام ابوثور رحمہ اللہ کے موقف کی تائید کی ہے کہ شوال کے لیے بھی رمضان کی طرح ایک گواہی کافی ہے۔

برقم (٦٩٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: اختلاف اهل الآفاق في الرؤية برقم (٤/ ١٣١) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٧)

٦...... بَاب: بَيَانِ أَنَّهُ لَا اعْتِبَارَ بِكِبَرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهِ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلَاثُونَ

باب ٦: چاند کا چھوٹا یا بڑا ہونا معتبر نہیں، اللہ دکھانے کی خاطر اس کو بڑھا دیتا ہے۔ اس لیے اگر نظر نہ آئے، تو دن تیس مکمل کیے جائیں گے۔

[2529] ٢٩ـ(١٠٨٨)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ تَرَائَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ قَالَ فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ)).

[2529]۔ ابوالبختری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عمرہ کے لیے نکلے، جب بطن نخلہ نامی مقام پر پڑاؤ کیا تو ہم نے ایک دوسرے کو چاند دکھایا، بعض لوگوں نے کہا تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا دوسری رات کا ہے اور ہماری ملاقات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے پوچھا: ہم نے چاند دیکھا، تو بعض لوگوں نے کہا۔ تیسری رات کا چاند ہے اور بعض لوگوں نے کہا، دوسری رات کا ہے۔ آپ نے پوچھا تم نے اسے کس رات دیکھا؟ تو ہم نے بتایا کہ فلاں فلاں رات کو دیکھا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اسے دیکھنے کے لیے بڑھا دیتا ہے، درحقیقت وہ اس رات کا ہے۔ جس رات تم نے اسے دیکھا ہے۔ مَدَّہٗ: دیکھنے کے لیے اس کی مدت رؤیت بڑھا دی۔

[2530] ٣٠ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ قَالَ أَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ

[2529] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٦١)

[2530] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٦١)

فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَسْأَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ)).

[2530]۔ ابوالبختری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رمضان کا چاند ذاتِ عرق میں دیکھا، تو ہم نے ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے کے لیے، مدت زیادہ دیتا ہے، (بڑھا دیتا ہے) اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو گنتی (تیس) پوری کرو۔

فائدہ:...... **چاند کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔ اعتبار (دیکھنے) کا ہے جس دن دیکھا جائے گا اگر مطلع ابر آلود ہو وہ اسی دن کا ہوگا۔**

۷...... بَاب بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرَ اَعِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ

باب ۷: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے، کا مفہوم

[2531] ۳۱۔(۱۰۸۹)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

[2531]۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ناقص نہیں ہوتے۔

[2532] ۳۲۔(...)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ سُوَيْدٍ وَخَالِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ)) فِي حَدِيثِ خَالِدٍ ((شَهْرَا عِيدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

[2532]۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید کے دو ماہ کم نہیں ہوتے۔ خالد کی حدیث میں ہے۔ عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔

[2531] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: شهرا عيد لا ينقصان برقم (١٩١٢) و (١٩١٣) تعليقا۔ واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الشهر يكون تسعا وعشرين برقم (٢٣٢٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، برقم (٦٩٢) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في شهري العيد برقم (١٦٥٩) انظر (التحفة) برقم (١١٦٧٧)

[2532] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٢٦)

فائدہ:...... اس حدیث کا معنی بقول بعض یہ ہے کہ رمضان اور ذوالحجہ ہمیشہ تیس، تیس کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ مفہوم واقعہ اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے، اس لیے یہ معنی مراد نہیں ہوسکتا، اور امام احمد نے نزدیک معنی یہ ہے بیک وقت دونوں کم نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہے تو دوسرا لازماً تیس (۳۰) کا ہوگا لیکن یہ بھی مشاہدہ اور واقعہ کے خلاف ہے دونوں مہینے ایک ہی سال انتیس، انتیس کے ہو جاتے ہیں۔ صحیح بات امام اسحاق بن راہویہ کی ہے کہ مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا اجر وثواب کم نہیں ہوتا۔ یا یہ معنی کیا جائے ان کے احکام دونوں صورتوں میں یکساں ہیں۔ یا یہ مقصود یہ کہ عام طور پر دونوں انتیس انتیس کے نہیں ہوتے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ اور لحاظ عموم واکثر کا ہوتا ہے۔

٨...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ

باب ٨: روزہ کا آغاز طلوع فجر سے ہوگا اور انسان طلوع فجر تک، کھا پی سکتا ہے اور دوسرے کام بھی کرسکتا ہے اور اس فجر کی صورت و کیفیت جس سے احکام یعنی روزہ کا شروع ہونا اور صبح کی نماز کے وقت کا آغاز ہونا اور اس کے علاوہ احکام کا تعلق ہے

(اور وہ دوسری فجر ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں اور وہ پھیل جاتی ہے اور احکام میں پہلی فجر یعنی فجر کاذب جو بھیڑیے کے دم کی طرح لمبی ہوتی ہے کا اثر نہیں ہے)

[2533] ٣٣-(١٠٩٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)).

[2533]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری یہاں تک کہ تم پر فجر کا سفید دھاگا، سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔ بقرہ آیت ۱۸۷۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں، ایک سفید رنگ کی رسی اور ایک سیاہ رنگ کی رسی رکھ لیتا ہوں، تاکہ میں رات اور دن میں امتیاز کرسکوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (پھر تو) تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے (جس کے نیچے رات دن چھپ جاتے ہیں) ان سے مراد تو رات کی سیاہی اور دن کی روشنی ہے۔

[2533] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قوله تعالى: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩١٦) ←

فائدہ :...... اس آیت مبارکہ کا نزول تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے بہت پہلے ہو چکا ہے، کیونکہ وہ تو نو (۹) یا دس (۱۰) ہجری کو مسلمان ہوئے، جبکہ روزے ۲ ہجری میں فرض ہو چکے ہیں۔ اس لیے آیت کے نزول سے مراد ان کو سکھانا اور تعلیم دینا ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ لیکن انہوں نے عربی محاورہ کو ظاہری معنی پر محمول کیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے تکیہ کے نیچے یا تمہاری گدی اور گردن کے نیچے اگر دن، رات سما گئے، تو پھر تو تمہارا تکیہ اور گدی بہت چوڑی ہے۔ پھر انہیں بتا دیا۔ اس سے مراد، سفید دھاگا نہیں بلکہ رات کی سیاہی اور دن کی روشنی ہے۔

[2534] ٣٤-(١٠٩١) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا أَسْوَدَ فَيَأْكُلُ حَتّٰى يَسْتَبِينَهُمَا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْفَجْرِ فَبَيَّنَ ذٰلِكَ

[2534]۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت اتری اور کھاؤ پیو، یہاں تک تم پر سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ تو بعض لوگ ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لے لیتے اور ان دونوں کے ممتاز اور نمایاں ہونے تک کھاتے رہتے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے، من الفجر، فجر سے کا لفظ اتار کر مفہوم کو واضح کر دیا ہے۔

فائدہ :...... من الفجر کے نزول سے پہلے بعض افراد نے ظاہری معنی مراد لیا، اور بعض نے جو عربی اسلوب سے پوری طرح آشنا تھے یا ذہین وفطین اور سمجھدار تھے، پہلے ہی صحیح معنی لیا، اس لیے وضاحت کے لیے من الفجر کا لفظ اتارا گیا۔ لیکن بعض افراد پھر بھی نہ سمجھ سکے تو آپ نے اپنے قول سے اس کی تصریح اور وضاحت فرما دی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے بغیر آیات قرآنی کا صحیح مفہوم سمجھنا عجمیوں کے لیے تو بہت مشکل ہے۔

[2535] ٣٥-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

واخرجه كذلك فى التفسير، باب: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد﴾ الى قوله ﴿تتقون﴾ برقم (٤٥٠٩) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٩) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧١) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥٦)

[2534] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٧٤١)

[2535] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: قول الله تعالى: ﴿كلوا واشربوا ←

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْأَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رِئْيُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

[2535] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری۔ اور کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگا سے واضح ہو جائے تو جب آدمی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو وہ اپنے پیروں سے سیاہ اور سفید دھاگا باندھ لیتا۔ تو وہ اس وقت تک کھاتا، پیتا رہتا۔ حتی کہ اس کے سامنے ان کا منظر ظاہر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس آیت کا یہ ٹکڑا اتارا۔ من الفجر ، تو پھر انہوں نے جان لیا، کہ اسے مراد رات، دن ہے۔

مفردات الحدیث ❀ رِأيٌ: منظر، نظارہ۔

[2536] ۳۶۔(۱۰۹۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

[2536] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے، تو کھاتے پیتے رہو، حتی کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان سن لو۔

[2537] ۳۷۔(. . . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

← حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩١٧) واخرجه كذلك فى التفسير ، باب: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد﴾ الى قوله ﴿تتقون﴾ برقم (٤٥١١) انظر (التحفة) برقم (٤٧٥٠)

[2536] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة ، باب: ما جاء فى الاذان بالليل برقم (٢٠٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الاذان ، برقم (٢/ ١٠) انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٩)

[2537] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠١١)

[2537]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو اذان دیتا ہے، لہٰذا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔ (حتی کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سن لو)۔

[2538] ٣٨۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا)).

[2538]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو (۲) مؤذن تھے۔ بلال اور نابینا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رات کو اذان دیتا ہے، اس لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان تک کھاتے پیتے رہو۔ انہوں نے بتایا۔ ان دونوں میں صرف اتنا فرق تھا کہ ایک اترتا تو دوسرا چڑھتا۔

فوائد: ...... ❶ صبح کے لیے نبی اکرم ﷺ کے دو مستقل مؤذن تھے، ایک رات کو صبح سے پہلے اذان دیتے تھے تاکہ لوگ صبح کی نماز کے لیے اہتمام اور تیاری کریں اور جو کافی وقت سے تہجد پڑھ رہے ہیں وہ کچھ آرام کر لیں، یا سستا لیں اور جنہوں نے روزہ رکھنا ہے وہ روزہ کا اہتمام کر لیں، لیکن یہ اذان صبح کی نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی، پھر صبح کی نماز کے لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ ❷ دونوں اذانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مقصد زیادہ وقت کا متقاضی نہ تھا بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کے بعد کچھ دیر، صبح صادق کا انتظار کرتے، کچھ دعا و استغفار کرتے اور جب صبح صادق کے طلوع کا وقت قریب ہوتا تو بلند جگہ سے اتر کر، ابن ام مکتوم کو آگاہ کرتے تاکہ وہ صبح کی اذان دینے کے لیے تیار ہو جائیں تو وہ تیار ہو کر بلند جگہ پر اذان دینے کے لیے چڑھ جاتے۔

[2539] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2539] امام صاحب نے اپنے استاد ابن نمیر سے یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے۔

[2540] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِالْإِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[2538] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٠٦)

[2539] تقدم تخریجه فی الحدیث برقم (٨٤٠)

[2540] تقدم تخریجه فی الحدیث برقم (٨٤٠)

[2540] امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے عبیداللہ کی دونوں سندوں سے (عبیداللہ، عن نافع، عن ابن عمر، عبیداللہ عن القاسم، عن عائشہ) ابن نمیر کی حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔

[2541] ٣٩-(١٠٩٣) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَقَالَ لَيْسَ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَصَوَّبَ يَدَهُ وَرَفَعَهَا ((حَتّٰى يَقُولَ هٰكَذَا وَفَرَّجَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ)).

[2541] ۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان یا نداء سحری کھانے سے نہ روک دے کیونکہ وہ اذان یا نداء رات کو دیتا ہے تا کہ قیام کرنے والے کو (سحری یا آرام کی طرف) لوٹا دے (یا اگر کوئی اور ضرورت ہو تو پوری کرے) اور سونے والے کو بیدار کر دے۔ اور فرمایا: صبح اس، اس طرح نہیں ہے آپ نے ہاتھ نیچے کیا اور اوپر اٹھایا، حتی کہ اس طرح ہو اپنی دونوں انگلیوں کو کھول دیا، کہ وہ دائیں، بائیں پھیل جائیں۔

[2542] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِي يَقُولُ هٰكَذَا)) وَجَمَعَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ نَكَسَهَا إِلَى الْأَرْضِ ((وَلٰكِنَّ الَّذِي يَقُولُ هٰكَذَا)) وَوَضَعَ الْمُسَبِّحَةَ عَلَى الْمُسَبِّحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ.

[2542] مصنف اپنے ایک اور استاد سے سلیمان تیمی ہی کی سند سے اس فرق کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں

[2541] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: الاذان قبل الفجر برقم (٦٢١) واخرجه كذلك فی الطلاق، باب: الاشارة فی الطلاق والامور برقم (٥٢٩٨) واخرجه كذلك فی اخبار الآحاد، باب: ما جاء فی اجازة الخبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام برقم (٧٢٤٧) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الاذان، باب: الاذان فی غير وقت الصلاة برقم (٢/ ١١) باختصار۔ واخرجه كذلك فی الصيام۔ باب: كيف الفجر برقم (٤/ ١٤٨) باختصار۔ ١٢٨ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی تاخير السحور برقم (١٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (٩٣٧٥)

[2542] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٥٣٦)

کہ آپ نے فرمایا: فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو (آپ نے اپنی انگلیوں کو مجتمع کر کے بعد میں زمین کی طرف جھکا دیا) لیکن فجر وہ ہے جو اس طرح ہو آپ نے انگشت شہادت کو دوسری انگشت شہادت پر رکھا اور دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ دائیں بائیں کھول دیے۔

[2543] ٤٠-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَانْتَهٰى حَدِيثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((يُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ)) و قَالَ إِسْحٰقُ قَالَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا)) وَلٰكِنْ يَقُولُ هٰكَذَا يَعْنِي الْفَجْرَ هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيلِ

[2543]۔ مصنف یہی حدیث دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں معتمر کی حدیث یہاں ختم ہو جاتی ہے کہ: وہ سونے والے کو بیدار کرے اور قیام کرنے والے کو سحری یا آرام یا اور کسی ضرورت کے لیے لوٹا دے۔ اور اسحاق بیان کرتے ہیں جریر کی حدیث میں ہے۔ فجر ایسے نہیں ہے بلکہ ایسے ہے یعنی فجر وہ ہے جو چوڑائی میں پھیلتی ہے اور وہ اوپر لمبائی میں نہیں ہے۔

[2544] ٤١-(١٠٩٤) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ حَدَّثَنِي وَالِدِي أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ ((لَا يَغُرَّنَّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنَ السَّحُورِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيرَ)).

[2544]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کو یہ فرماتے سنا: تم میں سے کسی کو بلال کی نداء سحری سے دھوکا میں مبتلا نہ کرے اور نہ یہ سفیدی حتی کہ چوڑائی میں پھیل جائے۔

مفردات الحديث

※ سَحُور: سحری کے لیے تیار کردہ کھانا۔ سُحُور: سحری کا کھانا، کھانا۔

[2545] ٤٢-(. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ عَنْ أَبِيهِ

[2543] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٦)

[2544] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت السحور برقم (٢٣٤٦) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في بيان الفجر برقم (٧٠٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: كيف الفجر برقم (٤/ ١٤٨) انظر (التحفة) برقم (٤٦٢٤)

[2545] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ لِعَمُودِ الصُّبْحِ حَتّٰى يَسْتَطِيرَ هٰكَذَا)).

[2545]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں بلال کی اذان دھوکا میں مبتلا نہ کرے اور نہ یہ سفیدی (جو صبح کو ستون کی طرح ہوتی ہے) حتی کہ وہ چوڑائی میں پھیل جائے۔

[2546] ۴۳۔(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيلُ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْتَطِيرَ هٰكَذَا)) وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ يَعْنِي مُعْتَرِضًا

[2546]۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سحری سے بلال کی اذان دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور افق کی اس طرح اوپر کو لمبائی میں اٹھنے والی سفیدی، حتی کہ وہ اس طرح چوڑائی میں پھیل جائے۔ حماد نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چوڑائی میں پھیلا کر اس کی نقل اتاری۔

[2547] ۴۴۔(...) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَوَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَبْدُوَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)).

[2547]۔ سوادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے خطبہ دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: بلال کی نداء تمہیں دھوکا نہ دے اور نہ یہ سفیدی حتی کہ فجر ظاہر ہو جائے یا فرمایا فجر پھوٹ پڑے۔

[2548] (...) وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ هٰذَا

[2548] حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

[2546] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

[2547] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

[2548] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٣٩)

فائدہ :...... سحری کھانے کا وقت صبح صادق تک ہوتا ہے۔ جو مشرق میں دائیں بائیں روشن ہوتی ہے۔ اس سے پہلے صبح کاذب ہوتی ہے جس میں روشنی مشرق میں بھیڑیے کی دم کی طرح اوپر کو لمبائی میں ہوتی ہے۔

٩...... باب: فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اِسْتِحْبَابِهٖ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهٖ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ

باب ٩: سحری کھانے کی فضیلت اور اس کے استحباب کی تاکید اور بہتر یہ ہے سحری آخری وقت میں کھائی جائے اور افطار غروب ہوتے ہی کیا جائے

[2549] ٤٥-(١٠٩٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً)).

مترجم اردو [2549]۔ امام صاحب مختلف سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانا باعث برکت بنتا ہے۔

فائدہ :...... اسلام اعتدال و توسط اور میانہ روی کا نام ہے۔ اس لیے آپ نے سحری کھانے کی ترغیب دی اور یہ بھی کہ سحری آخری وقت میں کی جائے اور افطار غروب کے ساتھ ہی کر دیا جائے، تاکہ بھوکا پیاسا رہنے کا وقت بلاضرورت طویل نہ ہو، اور سحری کھانے سے انسان کی قوت کار اور توانائی میں زیادہ کمزوری پیدا نہ ہو، سحری کے لیے اٹھے تاکہ اسے کچھ نہ کچھ یاد الٰہی کا موقعہ بھی مل سکے اور صبح کی نماز میں بھی شریک ہو سکے، اس کے بر خلاف اگر سحری نہ کھائی جائے گی۔ تو سحر خیزی نہ ہو سکے گی اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھی انسان محروم رہے گا۔ اور کھانے پینے سے محرومی کی بنا پر جلد ہی بھوک پیاس ستائے گی اور انسان کی قوت کار اور طاقت عمل متاثر ہو گی۔ بھوک و پیاس کا وقفہ طویل ہونے کی وجہ سے روزہ دار تکلیف میں مبتلا ہو گا۔ اس سے قریب قریب حالت اس صورت میں ہو گی جب انسان سحری بہت جلد کھا کر سو جائے گا، نیز اسی صورت میں نماز با جماعت سے محرومی کا بھی اندیشہ ہے اس لیے آپ نے فرمایا: سحری کھانا باعث برکت ہے یعنی اس سے محروم رہنا، برکت سے محرومی کا باعث ہے۔

[2549] تفرد مسلم فی تخریج حدیث یحییٰ بن یحیی وابی بکر بن ابی شیبة۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٧) و (١٠٦٥) واخرج الترمذی فی (جامعه) حدیث قتیبة بن سعید فی الصوم، باب: ما جاء فی فضل السحور برقم (٧٠٨) واخرجه النسائی فی كذلك فی (المجتبى) فی الصيام، باب: الحث على السحور برقم (٤/ ١٤١) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٧)

[2550] ٤٦-(١٠٩٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ)).

[2550]۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں وجہ امتیاز سحری کھانا ہے۔

[2551] (...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ ح وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[2551] مصنف یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے موسیٰ بن علی کی سند میں سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اسلام عبادات میں اپنے تشخص اور امتیاز کو قائم رکھتا ہے، چونکہ اہل کتاب سحری میں نہیں کھاتے، اس لیے آپ نے سحری کھانے کی ترغیب دی ہے۔

[2552] ٤٧-(١٠٩٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِينَ آيَةً

[2552]۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوگئے، راوی نے پوچھا: سحری اور قیام میں کس قدر وقفہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا پچاس آیات کی تلاوت کے بقدر۔

فائدہ:...... رمضان میں اذان اور نماز کے درمیان زیادہ فاصلہ ہونا چاہیے اور سحری سے اذان سے پہلے فارغ ہونا چاہیے۔

[2550] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في توكيد السحور برقم (٢٣٤٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في فضل السحور برقم (٧٠٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: فضل ما بين صيامنا وصيام اهل الكتاب برقم (٤/ ١٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٤٩)

[2551] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٤٥)

[2552] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت الفجر برقم (٥٧٥) واخرجه كذلك في الصوم، باب: قدر كم بين السحور وصلاة الفجر برقم (١٩٢١) واخرجه الترمذي ←

[2553] (. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ

[2553] امام صاحب اپنے دواور اساتذہ سے قتادہ ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[2554] ٤٨-(١٠٩٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)).

[2554] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ خیر و خوبی سے متصف رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔

فائدہ:...... انسان کے لیے دنیوی اور اخروی بہتری اور بھلائی کا راز اسلام کے اصول وضوابط کا اہتمام اور پابندی کرنے میں ہے اور ناکامی و نامرادی ان کے بارے میں افراط وتفریط اختیار کرنے میں ہے۔ جو انسان سحری کھانے میں تاخیر کرتا ہے اور روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ وقت ہونے کے بعد غلو اور افراط سے کام لیتے ہوئے تاخیر روا نہیں رکھتا تو وہ اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتا ہے، خود شارع نہیں بنتا۔ اس لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی راہ پر گامزن رہتا ہے اور جادۂ اعتدال سے محروم نہیں ہوتا۔

[2555] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[2555] امام صاحب اپنے دواور استادوں سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

← في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في تاخير السحور برقم (٧٠٣) و (٧٠٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: قدر ما بين السحور وبين صلاة الصبح برقم (٤/ ١٤٣) واخرجه كذلك في باب: ذكر اختلاف هشام وسعيد على قتادة فيه برقم (٤/ ١٤٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في تاخير السحور برقم (١٦٩٤) انظر (التحفة) برقم (٣٦٩٦)

[2553] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٤٧)

[2554] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في تعجيل الافطار برقم (١٦٩٧) انظر (التحفة) برقم (٤٧٢٢)

[2555] تفرد مسلم في تخريجه حديث قتيبة۔ انظر (التحفة) برقم (٤٧٨٦) واخرج الترمذي حديث زهير ابن حرب في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في تعجيل الافطار برقم (٦٩٩) انظر (التحفة) برقم (٤٦٨٥)

[2556] ٤٩-(١٠٩٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسٰى.

[2556]۔ ابوعطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا: اے ام المومنین! محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ چھوڑنے میں جلدی کرتا ہے اور جلد نماز پڑھتا ہے اور دوسرا تاخیر سے روزہ کھولتا ہے اور تاخیر سے نماز پڑھتا ہے، انہوں نے پوچھا: ان دونوں میں سے کون جلد روزہ کھول کر جلد نماز پڑھتا ہے؟ ہم نے جواب دیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ (یعنی ابن مسعود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ابو کریب کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ دوسرا صحابی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ:...... ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ ہی کا رویہ اور لائحہ عمل اسوۂ حسنہ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما بھی مسلم فقیہ ہیں جو ہر حیثیت سے حضور اکرم ﷺ کی اقتدا اور پیروی فرماتے تھے جیسا کہ ان کے فضائل میں آیا ہے۔

[2557] ٥٠-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ قَالَ

[2556] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: ما يستحب في تعجيل الفطر برقم (٢٣٥٤) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في تعجيل الافطار برقم (٧٠٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على سليمان بن مهران في حديث عائشة في تاخير السحور واختلاف الفاظهم برقم (٤/ ١٤٣، ٤/ ١٤٤، ٤/ ١٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٩٩)

[2557] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥١)

عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ

[2557]۔ابوعطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروق رحمہ اللہ نے ان سے عرض کیا کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں۔ دونوں ہی خیر اور بھلائی کے کام سے کوتاہی نہیں برتتے، ان میں سے ایک مغرب کی نماز اور روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب کی نماز اور روزہ کھولنے میں تاخیر کرتا ہے۔تو انہوں نے پوچھا: مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ مسروق رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی ابن مسعود تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ **لا یالو عن الخیر**: خیر کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

فائدہ:...... حضرات احناف اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ بالفعل ایسا نہیں ہے۔ مغرب کی نماز اور افطار کے سلسلہ میں ان کے طرز عمل کو نہیں اپناتے۔

۱۰...... بَاب: بَيَانِ وَقْتِ انْقِضَآءِ الصَّوْمِ وَخُرُوجِ النَّهَارِ

باب ۱۰: روزہ کے پورا ہونے کا وقت اور دن کا اختتام

[2558] ۵۱۔(۱۱۰۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاتَّفَقُوا فِي اللَّفْظِ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ نُمَيْرٍ ((فَقَدْ)).

[2558]۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات آ جائے اور دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کے افطار کا وقت ہو گیا۔ ابن نمیر نے فقد کا لفظ بیان نہیں کیا یعنی صرف افطر کہا۔

فائدہ:...... جب مشرق میں اندھیرا ہو جائے اور مغرب میں روشنی ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ روزہ کا وقت پورا ہو گیا اور اب شرعی طور پر روزہ کا اختتام ہو گیا۔ کیونکہ دن جس میں

[2558] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم برقم (١٩٥٤) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت فطر الصائم برقم (٢٣٥١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء اذا اقبل الليل وادبر النهار فقد افطر الصائم برقم (٦٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٧٤)

روزہ رکھنا ہوتا ہے اختتام کو پہنچ گیا ہے اس لیے اب روزہ جاری رکھنے کا وقت نہیں رہا۔ اس لیے روزہ دار کو روزہ کھول دینا چاہیے اپنی طرف سے غلو اور افراط کا شکار ہو کر بلاضرورت اور بلاوجہ روزہ برقرار نہیں رکھنا چاہیے جبکہ اس کا وقت ہی باقی نہیں ہے۔

[2559] ۵۲-(۱۱۰۱) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ ((فَنَزَلَ فَجَدَحَ)) فَأَتَاهُ بِهِ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ ((إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)).

[2559] - حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ماہ رمضان کے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب سورج غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! سواری سے اتر کر ہمارے لیے ستو بھگو یا گھول۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابھی تو دن موجود ہے، آپ نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ وہ اترا اور ستو تیار کر کے آپ کے پاس لے آیا، تو آپ نے ان کو پی لیا۔ پھر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا: جب سورج ادھر ڈوب جائے اور اس سمت (مشرق) سے رات آ جائے تو روزہ دار وقت افطار میں داخل ہوگیا۔

[2560] ۵۳-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)).

[2559] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصوم في السفر والافطار برقم (١٩٤١) واخرجه كذلك في باب: متى يحل فطر الصائم برقم (١٩٥٥) واخرجه كذلك في باب، يفطر بما يتيسر من الماء او غيره برقم (١٩٥٦) واخرجه كذلك في باب: تعجيل الافطار برقم (١٩٥٨) واخرجه كذلك في الطلاق، باب: الاشارة في الطلاق والامور برقم (٥٢٩٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: وقت فطر الصائم برقم (٢٣٥٢) انظر (التحفة) برقم (٥١٦٣)

[2560] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)

[2560] ۔حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو جب سورج غروب ہوگیا، آپ نے ایک آدمی سے کہا: اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کر۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اے کاش آپ شام کریں، آپ نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ اس نے کہا، ابھی ہمارے سر پر دن باقی ہے۔ پھر وہ اترا، اور آپ کے لیے ستو بھگوئے، تو آپ نے پیے پھر آپ نے فرمایا: جب تم دیکھو، رات ادھر سے آ گئی ہے (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا) تو روزے دار افطار کے وقت میں داخل ہوگیا۔

فائدہ:...... چونکہ غروب آفتاب کے بعد شفق کی سرخی اور روشنی کے کچھ آثار باقی ہوتے ہیں اس لیے اس صحابی نے یہ سمجھا کہ افطار کا وقت ان آثار کے ختم ہونے کے بعد ہوگا کیونکہ یہ اس کے خیال میں دن کا حصہ ہے اس لیے اس نے خیال کیا شاید آپ کی نظر ان آثار پر نہیں ہے۔ اس لیے آپ کو آگاہ کرنے کی خاطر عرض کیا، ابھی دن باقی ہے شام نہیں ہوئی۔ تو آپ نے سب ساتھیوں کی آگاہی کے لیے فرمایا کہ روزہ کھولنے کا تعلق اور مدار غروب آفتاب پر ہے کیونکہ اسی سے دن انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا، روزے دار کو غروب شمس کے ساتھ ہی روزہ کھول دینا چاہیے۔

[2561] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ يَقُولُ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ

[2561] حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے (سفر پر) جبکہ آپ روزہ دار تھے۔ تو جب سورج غروب ہوگیا، آپ نے فرمایا: اے فلاں! اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کر۔ ابن مسہر اور عباد بن العوام کی طرح روایت بیان کی۔

[2562] ٥٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادٍ وَعَبْدِالْوَاحِدِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهُ ((وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا)) إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهُ

[2561] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)
[2562] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٥٤)

[2562] ۔ امام صاحب اپنے چار اور اساتذہ سے ابن مسہر، عباد اور عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہم کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں اوران میں سے کسی کی روایت میں ماہ رمضان کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی ہشام کے سوا کسی کی حدیث میں یہ ہے اور ادھر سے رات ہو جائے۔

۱۱...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ الْوِصَالِ

باب ۱۱: روزہ میں وصال سے ممانعت

[2563] ۵۵-(۱۱۰۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى)).

[2563] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا: صحابہ نے عرض کیا، آپ وصال کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **وصال:** کھائے پیے بغیر، یعنی بلا افطار، کئی دن تک مسلسل روزہ رکھنا۔

[2564] ۵۶-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى.

[2564] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں وصال کیا تو لوگوں نے بھی شروع کر دیا، تو آپ نے ان کو منع فرمایا: آپ سے عرض کیا گیا، آپ بھی تو صال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، کیونکہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

[2565] (...) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

[2563] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الوصال، ومن قال ليس في الليل صوم: لقوله تعالى: ﴿ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (۱۹۶۲) ۱۳۶ واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في الوصال برقم (۲۳٦۰) انظر (التحفة) برقم (۸۳۵۳)

[2564] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹٦۵)

[2565] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵۷۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي رَمَضَانَ.

[2565] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں، فی رمضان کا لفظ نہیں ہے۔

[2566] ٥٧-(١١٠٣) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا

[2566]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا افطار مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا: تو ایک مسلمان آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔ تو جب لوگوں نے وصال پر اصرار کیا (لوگ وصال سے نہ رکے) تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن، پھر دوسرے دن بلا افطار وسحری روزہ رکھا، پھر انہوں نے چاند دیکھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا: اگر چاند لیٹ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ اور وصال کرتا۔ گویا جب وہ وصال سے باز نہ آئے۔ تو آپ نے انہیں بطور عبرت وسزا یہ فرمایا۔

[2567] ٥٨-(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ)) قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِي ذٰلِكَ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ))

[2567]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصال سے بچو۔ صحابہ کرام نے

[2566] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحدود، باب: کم التعزیر والادب برقم (٦٨٥١) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢١)

[2567] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩١٦)

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی وصال کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اس مسئلہ و معاملہ میں میرے جیسے نہیں ہو، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا، پلاتا ہے، تم انہی اعمال کی ذمہ داری قبول کرو، جو تمہارے بس اور طاقت میں ہوں۔

[2568] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَاكْلَفُوا مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ))

[2568] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے اس فرق سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس کام کی ذمہ داری قبول کرو جس کی تم میں طاقت ہو۔

[2569] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.

[2569] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے روکا جیسا کہ عمارہ، ابوزرعہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2570] ۵۹-(۱۱۰۴) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَامَ أَيْضًا حَتَّى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّا خَلْفَهُ جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ فَصَلَّى صَلٰوةً لَا يُصَلِّيهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهُ حِينَ أَصْبَحْنَا أَفَطَنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ ((نَعَمْ ذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ)) قَالَ فَأَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَذَاكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَأَخَذَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يُوَاصِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُونَ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي أَمَا وَاللَّهِ لَوْ تَمَادَّ لِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ)).

[2568] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۰۱)

[2569] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۴۲۱)

[2570] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التمنی، باب: ما یجوز فی اللو، وقوله تعالی: ﴿لو ان لی بکم قوة﴾ برقم (۷۲۴۱) تعلیقا۔ انظر (التحفة) برقم (۴۰۷)

[2570] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رمضان میں نماز پڑھتے تھے، میں بھی آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، ایک اور آدمی آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا، حتی کہ ہم ایک جماعت بن گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ میں بھی آپ کے پیچھے ہوں، تو آپ نے نماز میں تخفیف شروع کر دی۔ پھر آپ اپنے گھر چلے گئے۔ تو ایسی نماز پڑھی جو ہمارے پاس نہیں پڑھی تھی۔ جب صبح ہوئی، تو ہم نے آپ سے پوچھا: کیا آپ کو رات ہمارا پتہ چل گیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس چیز نے تو مجھے اس کام پر آمادہ کیا، جو میں نے کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کے آخری دنوں میں وصال کرنا شروع کر دیا تو آپ کے ساتھیوں میں سے بھی کچھ لوگوں نے وصال کرنا شروع کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے وصال کرنا کیوں شروع کر دیا ہے! تم میرے جیسے نہیں ہو، ہاں اللہ کی قسم! اگر یہ ماہ لمبا ہوتا تو میں اس انداز سے وصال کرتا کہ تشدد پسند، اپنے تشدد اور انتہا پسندی سے باز آ جاتے۔

[2571] ٦٠۔(. . .) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَاصَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ((لَوْ مُدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي)) أَوْ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

[2571] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے شروع میں وصال کیا، تو کچھ مسلمانوں نے بھی وصال کرنا شروع کر دیا۔ آپ تک بھی اطلاع پہنچ گئی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر ہمارا ماہ طویل کر دیا جاتا تو ہم اس انداز سے وصال کرتے کہ انتہاء پسند، اپنی انتہا پسندی سے رک جائے۔ تم میرے جیسے نہیں ہو، یا فرمایا، میں تمہارے مثل نہیں ہوں کیونکہ میں دن اس حال میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

مفردات الحدیث

❶ التعمق: عمق و گہرائی میں اترنا، معاملہ میں مبالغہ، شدت اور انتہاء و پسندی اختیار کرنا۔ حد سے تجاوز کرنا اول شهر رمضان راوی کا وہم ہے کیونکہ یہ بعد والے الفاظ سے مناسبت اور مطابقت نہیں رکھتا، اور مذکورہ بالا روایت کے بھی مخالف ہے۔ اس لیے یہاں بھی فی آخر شهر رمضان ہونا چاہیے، جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے۔ ❷ أَظَلُّ: میں دن گزارتا ہوں۔ أَبِيتُ: میں رات گزارتا ہوں۔ ❸ تُمَادُّلنا، مُدَّلنا: لمبا ہو جاتا دن بڑھ جاتے۔

[2571] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التمني، باب: ما يجوزمن اللو، وقوله تعالى: ﴿لو ان لي بكم قوة﴾ برقم (٧٢٤١) انظر (التحفة) برقم (٣٩٤)

[2572] ٦١-(١١٠٥) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ نَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

[٢٥٧٢] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے امت کے لوگوں پر رحمت وشفقت کی خاطر انہیں وصال سے روکا، تو انہوں نے کہا، آپ بھی تو وصال کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: میں تمہاری ہیئت و کیفیت میں نہیں ہوں، کیونکہ مجھے تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

فائدہ :...... ❶ آپ چونکہ امت کے لیے اسوہ حسنہ ہیں، اس لیے صحابہ کرام مشقت وکلفت برداشت کر کے بھی آپ کا رویہ اور طرز عمل جہاں تک ممکن ہوتا اختیار کرنے کی کوشش فرماتے۔ اسی کے مطابق آپ کے وصال کرنے کو معلوم کر کے وصال کرنے لگے، لیکن چونکہ وصال میں بغیر افطار اور سحری کے مسلسل روزے رکھے جاتے ہیں اور دنوں کی طرح راتیں بھی بلا کھائے پئے گزرتی ہیں، اس لیے ایسے روزے تکلیف اور مشقت کا باعث ہونے کی بنا پر ضعف اور کمزوری بھی پیدا کرتے ہیں، اس لیے یہ خطرہ ہی نہیں عام لوگوں کے اعتبار سے واقعہ ہے کہ انسان اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ دوسرے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے آپ نے امت کو اس طرح روزے رکھنے سے منع فرما دیا، اور آپ کا معاملہ اس کے برعکس ہے، جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔ ❷ ايكم مثلي: تم میں سے کون میری مثل ہے: بعض حضرات نے اس حدیث سے کشید کیا ہے کہ کسی وجودی معنی میں کائنات کا کوئی شخص آپ کی مثل نہیں ہے، اس لیے انما انا بشر مثلكم: جو وجودی معنی ہے کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں کا معنی کیا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح معبود نہیں ہوں، حالانکہ اس حدیث کا معنی بالکل واضح ہے، کہ انكم لستم في ذالك مثلي، کہ تم اس وصال کے معاملہ میں میری مثل نہیں۔ کیونکہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور تمہارے ساتھ اس کا یہ معاملہ نہیں ہے وگرنہ آپ بھی عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ سوتے جاگتے تھے۔ بیوی بچوں والے تھے۔ بول کا شکار ہو جاتے تھے۔ پھر اس سے امتناع نظیر کا مسئلہ نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آپ کی نظیر پیدا کرنا محال بالذات ہے حالانکہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے اشخاص پیدا کر سکتا ہے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وسعت وکمال کو ثابت کرنا ہے کہ آپ جیسا صاحب کمال و جمال پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ ممکن ہے، اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ

[2572] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الوصال، ومن قال: ليس في الليل صيام لقوله تعالى: ﴿ثم اتموا الصيام الى الليل﴾ برقم (١٩٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٤٧)

اگر وہ پیدا کر سکتا ہے تو وہ اس کو آپ کی طرح خاتم الانبیاء بھی بناتا، تو اس طرح خاتم الانبیاء ایک ہوتا۔ دوسرا خاتم الانبیاء نہ ہوتا، لہٰذا دونوں کا برابر ہونا ممتنع اور محال بالذات ہے، لہٰذا آپ کی نظیر ممتنع بالذات ہے۔ آپ جیسے پیدا کرنا کا لازمی نتیجہ خاتم الانبیاء بنانا نہیں ہے، مقصد صرف انسانی کمالات وخوبیاں پیدا کرنا ہے وگرنہ تو کوئی ایک انسان دوسرے کی نظیر ومثیل نہیں بن سکتا، ہر ایک میں کوئی نہ کوئی وجہ امتیاز موجود ہے۔ تو پھر آپ کی نظیر کے امتناع کی بحث کی کیا ضرورت رہی۔ ③ انی ابیتُ یطعمنی ربی ویسقینی: میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ انی اَظَلُّ یطعمنی ربی ویسقینی، میرا دن اس طرح گزرتا ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے، اب پہلے فرمان کی رو سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے اگر آپ کھاتے پیتے تھے، تو پھر آپ کا وصال کیسا ہوا، دوسرے فرمان پر یہ اشکال ہے کہ دن کو تو کھانا پینا جائز نہیں ہے، نیز دن کو کھانے پینے والا تو روزہ دار ہی نہیں ہوسکتا۔ تو آپ روزے دار اور وصال کرنے والے کیسے بن گئے۔ اس کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے۔

(ا) آپ کا کھانا پینا وصال یا روزے کے منافی تب ہوتا، اگر آپ کا طعام معتاد یعنی دنیوی ہوتا، یا آپ معتاد طریقہ کے مطابق ظاہری طور پر منہ سے کھاتے، یا خود کھاتے۔ نہ یہ کھانا معتاد تھا اور نہ طریق اکل معتاد تھا۔ اور نہ آپ نے خود کھایا۔

(ب) جمہور کے نزدیک کھانا پینا مجازی معنی میں ہے کہ کھائے پیے بغیر، بھوک و پیاس کے باوجود آپ کے قلب وجگر اور روح کو وہ طاقت اور توانائی میسر رہتی تھی جس سے آپ کی قوت کار اور صحت متاثر نہیں ہوتی تھی، یا بقول بعض صوم وصال کی صورت میں آپ کو کھائے پیے بغیر سیری اور سیرابی حاصل ہو جاتی تھی اور آپ کی بھوک پیاس مٹ جاتی تھی، اس طرح جمہور کے نزدیک قوت وتوانائی بھوک و پیاس کی موجودگی میں حاصل ہوتی تھی اور دوسرے قول کے مطابق، قوت وتوانائی، بھوک و پیاس ختم کر کے سیری اور سیرابی سے حاصل ہوتی تھی، لیکن یہ وصال کے ساتھ خاص ہے۔ عام حالات میں آپ کو بھوک و پیاس محسوس ہوتی تھی، اور آپ پیٹ پر بھوک کی بنا پر پتھر بھی باندھتے تھے۔ اور بقول امام نووی رحمہ اللہ یہ غیر مادی اور روحانی غذا تھی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف دھیان وتوجہ کی بنا پر کھانے پینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ گویا روزے کی حالت میں آپ پر اس قدر انوار و تجلیات الٰہیہ کا فیضان ہوتا، جس سے لذت مناجات اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی جو غذائے قلبی بنتی جس کی بنا پر مادی غذا کی ضرورت نہ رہتی ایک شاعر کہتا ہے:

لها احادیث من ذکراك تشغلها
عن الشراب وتلهیها عن الزاد

''اسے تیرے ذکر و یاد کی باتیں، مشروب اور زاد سے مشغول اور غافل کر دیتی ہیں۔'' دوسرا کہتا ہے:

وذکرك للمشتاق خیر شراب
وکل شراب دونه سراب

''اس کے لیے تیری یاد ہی بہترین مشروب ہے۔ جس کے مقابلہ ہر قسم کا مشروب محض سراب اور بے حقیقت ہے۔''

❹ ممانعت وصال کی روایات کا اصل مقصد اور منشاء یہ ہے کہ بندے مشقت اور تکلیف میں مبتلا نہ ہوں اس لیے آپ نے سحر تک وصال کی اجازت دی اور صحابہ کو دو دن وصال بھی کرایا، دوٹوک انداز میں منع نہیں فرمایا: بلکہ اپنے وصال کی علت وسبب کا اظہار فرمایا: اس لیے اگر کوئی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسا باہمت اور حوصلہ مند انسان انفرادی اور شخصی طور پر ایسا موجود ہو، جو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ وصال بھی کر سکتا ہو تو وہ اپنا شوق پورا کر کے دیکھ لے۔ اس لیے امام احمد، امام اسحاق، بعض شوافع اور موالک اور احناف کے نزدیک وصال حرام نہیں ہے مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ اکثر ائمہ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک حرام ہے۔

۱۲...... بَاب :بَيَانِ أَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلٰى مَنْ لَّمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهُ

باب ۱۲: روزہ کی حالت میں بوسہ دینا حرام نہیں ہے جبکہ یہ شہوت انگیزی کا باعث نہ بنے

[2573] ٦٢-(١١٠٦) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ إِحْدٰى نِسَائِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ.

[2573]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کا روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے پھر وہ ہنس پڑتیں۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ کی ہنسی کا سبب یہ ہے کہ وہ اشارہ اس بات کا اظہار کر دیں کہ میں خود صاحب واقعہ ہوں اور چشم دید گواہ ہوں یا وہ وقت یاد کر کے کہ کبھی ایسا دور بھی تھا اور حضور کا اس قدر پیار اور محبت حاصل تھا۔ ہنس دیتی تھیں یا اس لیے ہنس پڑتیں کہ مسئلہ بتانے کی خاطر ایسی باتوں کا بھی اظہار کرنا پڑتا ہے، جن کا اظہار عام حالات میں پسندیدہ نہیں ہے۔ امام احمد، امام اسحاق اور امام داؤد ظاہری کے نزدیک روزے دار کے لیے بلاتخصیص (ہر ایک کے لیے) بوسہ لینا جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک ہر ایک کے لیے مکروہ ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک جوان کے لیے مکروہ ہے اور بوڑھے کے لیے جائز ہے۔ امام مالک کا ایک قول یہی ہے اور ایک قول یہ ہے نفل میں جائز ہے۔ فرض روزہ میں جائز نہیں ہے اگر انزال ہو جائے تو بالاتفاق روزہ فاسد ہو جائے گا۔ مذی کی صورت میں احناف وشوافع کے نزدیک روزہ ہو جائے گا اور امام مالک کے نزدیک روزہ مکمل کرنا ہوگا اور قضائی دینی پڑے گی امام احمد کے نزدیک افطار کر کے قضائی ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جوان ہو یا بوڑھا۔ روزہ فرض ہو یا نفل، اگر اپنی خواہشات اور جذبات پر کنٹرول کر سکتا ہے تو جائز ہے اگر بے قابو ہونے کا اندیشہ ہے تو جائز نہیں ہے۔

[2573] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٣٣)

[2574] ٦٣-(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ نَعَمْ

[2574] ۔سفیان ﷫ بیان کرتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن القاسم سے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سے حضرت عائشہ ﷞ کی یہ حدیث سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا، ہاں۔

[2575] ٦٤-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ.

[2575]۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں میرا بوسہ لے لیتے اور تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش وضرورت یا مخصوص عضو پر اس طرح قابو پا سکے، جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت وحاجت اور مخصوص عضو پر کنٹرول رکھتے تھے۔

مفردات الحدیث ٭ اَرَبٌ: ضرورت وحاجت اور خواہش نفس۔ اِرْبٌ: ضرورت وحاجت یا مخصوص عضو۔

[2576] ٦٥-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ ح و حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ أَمْلَكُكُمْ لِإِرْبِهِ.

[2574] تفرد مسلم في تخريجه- انظر (التحفة) برقم (١٧٤٨٦)

[2575] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في القبلة للصائم برقم (١٦٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٤٠)

[2576] اخرجه ابو داود حديث يحيى بن يحيى في (سننه) في الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (٢٣٨٢) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في مباشر الصائم برقم (٧٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١٥٩٥) و (١٧٤٠٧) وتفرد مسلم في تخريجه حديث شجاع بن مخلد في (صحيحه) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٤٤)

[2576]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے اور روزہ کی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ لیکن آپ ﷺ اپنے عضو پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے (تم جذبات سے بے قابو ہو کر، انتہاء تک پہنچ سکتے ہو)۔

[2577] ٦٦۔(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

[2577]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے۔ اور آپ تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر کنٹرول رکھنے والے تھے۔

[2578] ٦٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ

[2578]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بیوی سے جسم ملا لیتے تھے۔

[2579] ٦٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ إِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْنَا لَهَا أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ أَوْ مِنْ أَمْلَكِكُمْ لِإِرْبِهِ شَكَّ أَبُو عَاصِمٍ.

[2579]۔ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بیوی کو چمٹا لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ لیکن آپ تم سب سے اپنی خواہش پر زیادہ قابو رکھتے تھے یا سب سے زیادہ، جذبات پر کنٹرول رکھنے والوں میں سے تھے، ابو عاصم نے شک کا اظہار کیا ہے۔

[2577] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧١)

[2578] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٧١)

[2579] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في المباشرة للصائم برقم (١٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٢)

[2580] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ لِيَسْأَلَانِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[2580] اسود اور مسروق رحمہ اللہ دونوں ام المومنین کے پاس سوال کرنے کے لیے گئے، پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

[2581] ٦٩۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ

[2581]۔حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے، (بھانجے کو اپنی بیوی کی طرف راغب کرنے کی ضرورت تھی)۔

[2582] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2582] امام صاحب نے دوسرے استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[2583] ٧٠۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

[2584]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں (روزہ کی حالت میں) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2584] ٧١۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

[2580] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٥٧٤)

[2581] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٩)

[2582] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٩)

[2583] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: القبلة برقم (٢٣٨٣) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی القبلة للصائم برقم (٧٢٧) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی القبلة للصائم برقم (١٦٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٢٣)

[2584] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٥٧٨)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ

[2584] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2585] ٧٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ

[2585] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2586] ٧٣۔(١١٠٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

[2586] ۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

[2587] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

[2587] امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2588] ٧٤۔(١١٠٨) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَلْ هٰذِهِ لِأُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((**أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَخْشَاكُمْ لَهُ**)).

[2585] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤١٤)

[2586] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: ما جاء فی القبلة للصائم برقم (١٦٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٩٨)

[2587] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٢٥٨١)

[2588] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٦٨٣)

[2588] ۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا روزے دار بوسہ لے سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا اس (ام سلمہ) سے پوچھ لے۔تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں، انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے پچھلے ذنب معاف کر چکا ہے (اس لیے آپ کے لیے جائز ہوسکتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

ہاں، اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اس کی حدود کی پابندی کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔

فائدہ:......حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا حضور اگر آپ بوس وکنار کر لیتے ہیں تو آپ کے لیے یہ ممکن ہے کیونکہ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔اس میں لفظ ذنب قابل غور ہے۔کیونکہ اس کا اطلاق، کسی کی شان سے فروتر یا خلاف اولیٰ کام سے لے کر بڑے سے بڑے جرم وگناہ پر ہو جاتا ہے اس لیے ائمہ تفسیر وحدیث نے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔بقول علامہ آلوسی یہاں گناہ کا معنی نہیں ہے بلکہ ذنب ان کاموں کو کہا گیا ہے جن کو آپ اپنی شان سے فروتر خیال کرتے تھے، اور علامہ ابومسعود کے نزدیک بعض اوقات آپ تبلیغ اور تشریع کے پیش نظر، افضل اور اولیٰ کام ترک کر دیتے، تا کہ مسلمانوں کو پتہ چل سکے ان کاموں کا ترک کرنا بھی جائز ہے، یا بعض دفعہ آپ نے کسی کام سے روکا اور پھر اس کو کر بھی لیا تا کہ پتہ چل سکے یہ کام مکروہ تنزیہی ہے، حرام نہیں، آپ نے اس کو بھی ذنب خیال کرلیا، اور بقول علامہ عینی، اس کا تعلق حسنات الابرار سیات المقربین سے ہے اور بقول علامہ عزالدین، تمام انبیاء علیہم السلام مغفور لھم ہیں، لیکن ان کی مغفرت کا دنیا میں آپ کی طرح اعلان نہیں ہوا، اسی وجہ سے میدان حشر میں اولوالعزم رسول بھی شفاعت کبریٰ سے نفسی نفسی کہہ کر گریز کریں گے اور آپ بغیر کسی فکر وتشویش اور جھجک کے اطمینان اور شرح صدر سے شفاعت فرمائیں گے اور بقول تاج الدین سبکی یہ آپ کی عزت افزائی کے لیے فرمایا گیا ہے، اور قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین ج ۳ میں خصوصیت ۱۲ کے تحت بڑی تفصیل سے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں ذنب کا معنی الزام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے۔﴿ولهم عَلَيَّ ذَنب فاخاف ان يقتلون﴾ ان کا میرے ذمہ الزام ہے۔اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔لیکن اگر مختلف احادیث کا سیاق وسباق سامنے رکھا جائے۔تو معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام یہ سمجھتے کہ آپ اگر خلاف اولیٰ یا بظاہر نامناسب کام کرلیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔مثلاً بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ہے کہ حضور صحابہ کرام کو ایسے اعمال کا حکم دیتے جس میں زیادہ مشقت وکلفت نہ ہوتی، تو وہ عرض کرتے، انا لنا كهيئتك، ہمارا معاملہ آپ جیسا نہیں ہے کیونکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب معاف ہوچکے ہیں (اس لیے آپ کے لیے آسان اور کم عبادت بھی کافی ہے) تو آپ کے چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں ہو جاتے، اور فرماتے میں تم سب سے زیادہ اللہ کی حدود کی پابندی کرنے والا ہوں اور تم

سب سے زیادہ اس کا علم رکھتا ہوں اس لیے میرا عمل تم سب سے بہتر اور اعلیٰ ہونا چاہیے۔ اسی طرح عمر بن ابی سلمہ کی مذکورہ بالا روایت ہے کہ اگر آپ بوس و کنار کرلیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ (خلاف اولیٰ اور آپ کی شان سے فروتر) معاف ہو چکے ہیں اس طرح آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت آرہی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں بعض دفعہ نماز کے وقت جنبی ہوتا ہوں، تو کیا میں روزہ رکھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ایسی صورت حال میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ تو اس نے کہا لَسْتَ مثلنا: کیونکہ غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر: تو آپ نے فرمایا: میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ ان چیزوں کو جانتا ہوں جن سے مجھے بچنا ہے، اس طرح اسی صحابی نے جنابت کی حالت کو روزہ کے مناسب نہ سمجھا، لیکن حضور کے لیے اسی کو جائز خیال کیا۔ اسی طرح ایک متفق علیہ حدیث ہے آپ بعض دفعہ اس قدر طویل قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے، تو آپ سے عرض کیا گیا، آپ کو اس قدر مشقت کی کیا ضرورت ہے وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر: تو آپ نے فرمایا: افلا اكون عبداً شكورًا: کیا عزت افزائی پر اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذنب سے مراد خلاف اولیٰ آپ کی شان سے فروتر یا خوب تر کو چھوڑ کر مباح کام کرنا ہے جو فی نفسہ گناہ نہیں ہے نہ برا کام ہے، لیکن آپ کی شان اعلیٰ و افضل سے کم تر ہے۔

۱۳...... بَاب: صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

باب ۱۳: حالت جنابت میں اگر فجر طلوع ہو جائے تو جنبی کا روزہ صحیح ہے

[2589] ۷۵-(۱۱۰۹) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُصُّ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنهما فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا

[2589] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصائم يصبح جنبا برقم (١٩٢٥) و (١٩٢٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: فيمن اصبح جنبا من شهر رمضان برقم (٢٣٨٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في الجنب يدركه الفجر وهو يريد الصوم برقم (٧٧٩) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦٩٦) و (١٨٢٢٨)

حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى مَرْوَانَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبْتَ إِلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ قَالَ فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرُ ذٰلِكَ كُلِّهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ أَقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذٰلِكَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ

[2589]۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اپنی روایات کے بیان میں، میں نے یہ روایت بھی سنی کہ جس کو فجر جنابت کی حالت میں پالے وہ روزہ نہ رکھے، میں نے یہ بات اپنے باپ عبدالرحمٰن بن حارث کو بتائی انہوں نے اس کا انکار کیا، تو عبدالرحمٰن چلے اور میں بھی ساتھ تھا حتی کہ ہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن نے ان دونوں سے یہ مسئلہ پوچھا، ان دونوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے صبح کے وقت جنبی ہوتے اس کے باوجود آپ روزہ رکھ لیتے، ابوبکر کہتے ہیں پھر ہم مروان کے پاس گئے تو عبدالرحمٰن نے اس بات کا تذکرہ اس سے بھی کیا، تو مروان نے کہا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم ضرور حضرت ابوہریرہ کے پاس جاؤ اور ان کے قول کی تردید کرو، تو ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ابوبکر پورے واقعہ میں ساتھ رہا، عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ کو یہ واقعہ سنایا، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ان دونوں نے یہ بات کہی ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا، ہاں! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ دونوں بہتر جانتی ہیں۔ پھر ابوہریرہ نے اپنے قول کی نسبت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کی کہ میں نے تو یہ بات فضل سے سنی تھی، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی، اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ (قول) سے رجوع کر لیا، ابن جریج نے عبدالملک سے پوچھا: کیا ان دونوں (ازواج) نے فی رمضان کہا تھا، انہوں نے کہا، ایسے ہی کہا کہ آپ بلا احتلام صبح کے وقت جنبی ہوتے تھے، پھر روزہ رکھ لیتے تھے۔

فائدہ:...... ایک انسان بیوی سے تعلقات قائم کرتا ہے، لیکن غسل طلوع فجر کے بعد نماز کے لیے کرتا ہے اور روزہ جنابت کی حالت میں ہی رکھ لیتا ہے اس میں کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے، جمہور ائمہ اربعہ کا موقف یہی ہے۔ آیت مبارکہ فالٓن باشروھن اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتی ہے اور حضرت فضل کی حدیث کا تعلق یا تو ابتدائی دور سے ہے جبکہ رات کو تعلقات زن وشو درست نہ تھے، بعد میں جب تعلقات کی اجازت مل گئی تو اس

حالت میں روزہ رکھنا بھی درست ٹھہرا، یا اس کا یہ مقصد ہے کہ بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ روزہ رکھنے سے پہلے پہلے غسل کر لے، تاکہ غفلت و کاہلی دور ہو جائے اور آسانی کے ساتھ جماعت کے ساتھ مل سکے، یا یہ مقصد ہو کہ وہ طلوع فجر تک تعلقات میں مشغول رہا، طلوع فجر کے بعد فارغ ہوا، جبکہ روزہ کا وقت نکل رہا تھا۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ حدیث فضل کا تعلق اس انسان سے ہے جس نے عمداً غسل نہیں کیا، حالانکہ وہ غسل کر سکتا تھا، اگر اٹھا ہی دیر سے ہے، وقت غسل نہیں ہے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک نفل روزہ درست ہے اور فرض درست نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک دونوں میں درست نہیں، بعض کے نزدیک روزہ رکھے گا لیکن قضائی دینی ہوگی، بعض کے نزدیک فرض کی صورت میں قضائی ہے، نفل کی صورت میں نہیں اور صحیح موقف جمہور کا ہے کیونکہ قرآن وحدیث دونوں اس کے مؤید ہیں۔

[2590] ٧٦-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ

[2590]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو رمضان میں فجر اس حالت میں ہو جاتی کہ آپ بلا احتلام (تعلقات کی بنا پر) جنبی ہوتے تھے، پھر آپ نہاتے اور روزہ رکھتے تھے۔

[2591] ٧٧-(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَرْوَانَ أَرْسَلَهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا مِنْ حُلُمٍ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي.

[2591]۔ ابوبکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسے مروان رحمہ اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تاکہ ان سے پوچھے: کیا وہ آدمی جو صبح جنابت کی حالت میں کرتا ہے روزہ رکھ سکتا ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ تعلقات کی صورت میں جنابت کی بنا پر، نہ کہ احتلام کی وجہ سے، صبح جنبی اٹھتے، پھر نہ روزے چھوڑتے اور نہ اس کی قضائی دیتے۔

[2590] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اغتسال الصائم برقم (١٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠١)

[2591] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٨٤)

فائدہ:......اس حدیث سے ان کی تردید ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ روزہ رکھے گا لیکن قضائی دے گا۔

[2592] ۷۸۔(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ.

[2592]۔حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی بیویاں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جماع سے نہ کہ احتلام سے صبح جنبی اٹھتے، پھر روزہ رکھ لیتے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوگئی ہے جو کہتے ہیں نفل روزہ رکھنا جائز ہے۔فرض رکھنا جائز نہیں۔

[2593] ۷۹۔(۱۱۱۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو طُوَالَةَ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَفْتِيهِ وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ أَفَأَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَصُومُ)) فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ ((وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي)).

[2593]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس فتوی پوچھنے آیا، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نماز کا وقت اس حال میں آلیتا ہے کہ میں جنبی ہوتا ہوں کہ کیا میں روزہ رکھوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی نماز کا وقت اس حالت میں ہو جاتا ہے کہ میں جنبی ہوتا ہوں، تو میں روزہ رکھتا ہوں۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہماری مثل نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب

[2592] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٨٤)

[2593] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: فيمن اصبح جنبا في شهر رمضان برقم (٢٣٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٨١٠)

معاف کر چکا ہے (آپ کی مغفرت کا تو دنیا ہی میں اعلان ہو چکا ہے) تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان چیزوں کو جاننے والا ہوں جن سے مجھے بچنا چاہیے۔

[2594] ۸۰۔(۱۱۰۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ .

[2594] ۔سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا جو صبح جنابت کی حالت میں اٹھتا ہے۔ کیا وہ روزہ رکھے؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ صبح جنابت کی حالت میں کرتے اور پھر روزہ رکھ لیتے تھے۔ حالانکہ آپ کو احتلام نہیں ہوتا تھا۔ (یعنی تعلقات سے جنبی ہوتے تھے)۔

۱۴..... بَاب: تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ، وَوُجُوبِ الْكَفَّارَةِ الْكُبْرَى فِيهِ وَبَيَانِهَا، وَأَنَّهَا تَجِبُ عَلَى الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَتَثْبُتُ فِي ذِمَّةِ الْمُعْسِرِ حَتَّى يَسْتَطِيعَ

باب ۱۴: رمضان کے دنوں میں روزے دار کے لیے تعلقات قائم کرنا، سخت حرام ہے اور اس پر بڑا کفارہ پڑتا ہے۔ اور کفارہ کا بیان، اور کفارہ مالدار اور تنگ دست دونوں پر لازم ہے، لیکن تنگدست کے لیے یہ سہولت ہے کہ وہ (مقدرت) وسہولت کے وقت ادا کر دے

[2595] ۸۱۔(۱۱۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

[2594] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ترك الوضوء مما غيرت النار برقم (۱/ ۱۰۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۱٦۰)

[2595] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا جامع في رمضان ولم يكن له شئي فتصدق عليه فليكفر برقم (۱۹۳٦) واخرجه كذلك في باب: المجامع في رمضان هل يطعم اهله من الكفارة اذا كانوا محاويج برقم (۱۹۳۷) واخرجه كذلك في الهبة، باب: اذا وهب هبة فقبضها الآخر ولم يقل قبلت برقم (۲٦۰۰) واخرجه كذلك في النفقات، باب: نفقة المعسر على اهله برقم (۵۳٦۸) واخرجه كذلك في الادب، باب: التبسم والضحك برقم (٦۰۸۷) واخرجه كذلك في باب: ما جاء في قول الرجل: ويلك برقم (٦۱٦٤) واخرجه كذلك في كفارات الايمان باب: قوله تعالى: ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم والله ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا أَهْلَكَكَ)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ لَا قَالَ ((ثُمَّ جَلَسَ)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا قَالَ أَفْقَرَ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ))۔

[2595] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تباہ و برباد ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تجھے کس چیز نے تباہ و برباد کر ڈالا؟ اس نے کہا، رمضان میں اپنی بیوی سے تعلقات قائم کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ایک گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر وہ بیٹھ گیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کی ایک ٹوکری لائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: یہ صدقہ کر دو۔ اس نے عرض کیا، کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟ مدینہ کے دونوں سنگلاخ زمینوں کے درمیان کوئی گھرانہ، ہم سے زیادہ اس کا محتاج نہیں ہے، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے حتی کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا: جاؤ اور اسے اپنے اہل کو کھلاؤ۔

[2596] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزِّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ.

← مولاكم۔ وهو العليم الحكيم﴾ متى تجب الكفارة على الغنى والفقير برقم (٦٧٠٩) واخرجه كذلك فى باب: يعطى فى الكفارة عشرة مساكين قريبا كان او بعيدا برقم (٦٧١١) واخرجه كذلك فى الحدود، باب: من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الامام فلا عقوبة عليه بعد التوبة اذا جاء مستفتيا برقم (٦٨٢١) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: كفارة من اتى اهله فى رمضان برقم (٢٣٩٠) و (٢٣٩١) و (٢٣٩٢) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى كفارة الفطر فى رمضان برقم (٧٢٤) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى كفارة من افطر يوما من رمضان برقم (١٦٧١) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٥)

[2596] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2596] امام صاحب ایک دوسرے استاد سے زہری کی سند سے ابن عیینہ کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ ایک عرق جس میں کھجوریں تھیں اور عرق، زنبیل (ٹوکری) کو کہتے ہیں۔ اور اس میں یہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس طرح ہنس پڑے کہ آپ کی کچلیاں نمایاں ہوگئیں۔

[2597] ٨٢۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((**هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً**)) قَالَ لَا قَالَ ((**وَهَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا**)).

[2597]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رمضان میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا، پھر اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا: تو آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس غلام ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا مسلسل دو مال روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

[2598] ٨٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

[2598]۔امام صاحب اپنے استاد محمد بن رافع سے یہی روایت، زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ چھوڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے گردن آزاد کرنے کا حکم دیا، پھر ابن عیینہ کی طرح حدیث بیان کی۔

[2599] ٨٤۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

[2597] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)
[2598] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)
[2599] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2599]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو جس نے رمضان میں روزہ کھول دیا تھا حکم دیا کہ وہ گردن آزاد کرے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

[2600] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[2600]امام صاحب اپنے استاد عبد بن حمید سے زہری ہی کی سند سے ابن عیینہ کے موافق روایت بیان کرتے ہیں۔

[2601] ۸۵۔(۱۱۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَجَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ

[2601]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں جل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ”کیوں؟“ اس نے کہا میں رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا گیا، آپ نے فرمایا: ”صدقہ کر، صدقہ کر۔“ اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے تو آپ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا، آپ کے پاس کھانے کی دو ٹوکریاں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

[2602] ۸۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ وَلَا قَوْلُهُ نَهَارًا.

[2600] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٠)

[2601] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: اذا جامع في رمضان برقم (١٩٣٥) واخرجه كذلك في الحدود، باب: من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الامام فلا عقوبة عليه بعد التوبة اذا جاء مستفتيا برقم (٦٨٢٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: كفارة من اتى اهله في رمضان برقم (٢٣٩٤) و (٢٣٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٦١٧٦)

[2602] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٦)

[2602] - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن اس حدیث کے آغاز میں ''صدقہ کر، صدقہ کر'' اور ''دن کے وقت'' کا ذکر نہیں ہے۔

[2603] ۸۷-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ احْتَرَقْتُ احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا شَأْنُهُ)) فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ ((تَصَدَّقْ)) فَقَالَ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَالِي شَيْءٌ وَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا)) فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَصَدَّقْ بِهٰذَا)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَيْرَنَا فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ قَالَ ((فَكُلُوهُ)).

[2603] - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی رمضان میں مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جل گیا، میں جل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' تو اس نے کہا، میں نے بیوی سے تعلق قائم کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ کر،'' تو اس نے کہا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور نہ مجھ میں اس کی قدرت ہے، آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' تو وہ بیٹھ گیا، اسی اثنا میں ایک آدمی گدھا ہانکتا ہوا آیا، جس پر کھانا لدا ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جلنے والا کہاں ہے جو ابھی آیا تھا۔'' اس پر وہ آدمی کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو صدقہ کر دو۔'' تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی اور پر؟ اللہ کی قسم! ہم بھوکے ہیں، ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کھا لو۔''

فوائد: ...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے جو رمضان کے دنوں میں تعلقات زن و شوہر قائم کرے اس پر کفارہ واجب ہے، اگر یہ کام عمداً جان بوجھ کر کیا تو یہ ائمہ اربعہ کا اتفاقی مسئلہ ہے، اگر یہ کام نسیاناً، بھول کر کیا تو احناف اور شوافع کے نزدیک قضاء اور کفارہ نہیں ہے۔ امام احمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ پڑے گا۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک قضاء اور کفارہ صرف تعلقات سے روزہ توڑنے پر ہے، کھانے، پینے کی صورت میں

[2603] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٦)

صرف روزہ کی قضائی ہے، کفارہ نہیں ہے اور احناف و مالکیہ کے نزدیک جماع، اکل اور شرب تینوں صورتوں میں قضاء اور کفارہ ہے، مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق، کفارہ میں صرف ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ گردن کی آزادی یا دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا، دوسرے قول کی رو سے کھانے پینے کی صورت میں تینوں میں اختیار ہے اور جماع کی صورت میں صرف اطعام ہے، تیسرے قول کے مطابق ہر حالت میں اختیار ہے۔

جمہور ائمہ کے نزدیک اگر کوئی آدمی رمضان کے روزہ میں اس غلطی کا ارتکاب کر لے تو اگر وہ غلام آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو صحیح و سالم اور تندرست مسلمان غلام آزاد کرے، احناف کے نزدیک کافر غلام بھی آزاد کیا جا سکتا ہے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، جمہور کے نزدیک کھانا ہر مسکین کے لیے ایک مد یعنی پندرہ (۱۵) صاع، احناف کے نزدیک گندم کا نصف صاع یعنی تیس صاع اور باقی اجناس سے ساٹھ (۶۰) صاع، جمہور کے نزدیک کفارہ مرد اور عورت دونوں پر ہے اور شوافع و اوزاعی کے نزدیک صرف مرد پر، جمہور کے نزدیک فقر و فاقہ کی صورت میں کفارہ ساقط نہیں ہوگا، استطاعت و مقدرت کے لیے ڈھیل اور رخصت مل جائے گی، لیکن عیسیٰ بن دینار، مالکی اور شوافع کے ایک قول کے مطابق کفارہ ساقط ہو جائے گا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت کا ظاہری تقاضا یہی ہے اور امام احمد کا مشہور قول یہی ہے اور امام زہری کے نزدیک کفارہ کا سقوط اس آدمی کے ساتھ خاص ہے۔ ❷ کفارہ اگر اطعام ہو تو اس کی ادائیگی دوسرا آدمی کر سکتا ہے، یعنی فقر و فاقہ کی صورت میں صدقہ سے اس کا تعاون کیا جا سکتا ہے۔ ❸ اگر کفارہ دوسرا آدمی ادا کرے تو جس کی طرف سے کفارہ ادا کیا جا رہا ہے وہ اگر محتاج اور ضرورت مند ہے تو وہ بھی اور اس کے گھر والے بھی کھا سکتے ہیں۔

۱۵...... بَاب: جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ إِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَأَكْثَرَ

باب ۱۵: اگر سفر معصیت (نافرمانی) نہ ہو تو مسافر ماہ رمضان میں روزہ چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ سفر دو یا اس سے زائد منزلیں ہوں اور جو مسافر بلا ضرر روزہ رکھ سکتا ہے، اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے اور جسے مشقت و کلفت ہو اس کے لیے چھوڑنا افضل ہے

[2604] ۸۸-(۱۱۱۳) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

[2604] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر برقم (۱۹٤٤) واخرجه کذلك فی الجهاد، باب: الخروج من رمضان برقم (۲۹۵۳) واخرجه کذلك فی المغازی، باب: غزوة الفتح فی رمضان برقم (٤۲۷۵) و(٤۲۷۹) مطولا۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، برقم (٤/ ۱۸۹) انظر (التحفة) برقم (۵۸٤۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ.

[2604] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان میں نکلے اور روزہ رکھا اور جب کدید نامی جگہ پر پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے آخری عمل کی پیروی کرتے تھے۔ یہ سب سے زیادہ نیا پھر اس سے زیادہ نیا۔

فائدہ:......فتح مکہ کا واقعہ ۸ھ میں پیش آیا اور کدید مکہ سے بیالیس میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔

[2605] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُفْيَانَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيٰى قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ يَعْنِي وَكَانَ يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[2605] امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے زہری ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، یحییٰ کہتے ہیں سفیان نے کہا، مجھے معلوم نہیں ہے یہ کس کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کو اختیار کیا جاتا تھا۔

[2606] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ.

[2606] امام صاحب اپنے استاد محمد بن رافع سے نقل کرتے ہیں کہ زہری نے کہا روزہ کھولنا آپ ﷺ کے دونوں عملوں میں سے آخری عمل تھا اور رسول اللہ ﷺ کے عمل میں سے آخری عمل کو ہی لیا جاتا ہے، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ (۱۳) رمضان المبارک کی صبح مکہ پہنچے تھے۔

[2607] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوا يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ.

[2605] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)
[2606] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)
[2607] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٥٩٩)

[2607] امام صاحب اپنے استاد حرملہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے نئے سے نئے عمل کی پیروی کرتے تھے اور اس کو نسخ کرنے والا محکم عمل سمجھتے تھے۔

[2608] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فَصَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

[2608] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں سفر پر نکلے، روزہ رکھتے رہے، جب عسفان نامی مقام پر پہنچے تو پانی کا برتن منگوایا اور اسے دن کے وقت ہی پی لیا تاکہ لوگ اس عمل کو دیکھ لیں، پھر آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا، حتی کہ مکہ پہنچ گئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزے رکھے بھی ہیں اور روزے چھوڑے بھی ہیں، لہٰذا جس کا جی چاہے، روزے رکھے اور جس کا جی چاہے، روزے نہ رکھے۔

فائدہ :...... اس حدیث میں فتح مکہ والے سفر کا ذکر ہے، آپ ﷺ مدینہ سے روزے رکھتے ہوئے چلتے رہے، جب مقام عسفان پر پہنچے، جو مکہ معظمہ سے ۳۵ یا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے تو جب مکہ قریب آ گیا تو آپ ﷺ نے خطرہ محسوس کیا کہ قریبی وقت میں کوئی مقابلہ یا معرکہ نہ پیش آ جائے، اس لیے مسلمانوں کی قوت وطاقت کی بحالی کے لیے آپ نے مناسب سمجھا کہ روزے نہ رکھے جائیں، اس لیے آپ ﷺ نے سب کو دکھانے کے لیے سب کے سامنے دن کے وقت پانی نوش فرمایا تاکہ کسی کے لیے روزہ چھوڑنا گراں نہ گزرے، اس سے معلوم ہوا روزہ قضاء کرنے میں کوئی مصلحت اور حکمت ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر روزہ چھوڑنے میں کوئی مصلحت اور حکمت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

[2609] ۸۹-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَا تَعِبْ عَلَى مَنْ صَامَ وَلَا عَلَى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ.

[2608] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: من افطر في السفر ليراه الناس برقم (١٩٤٨) مطولا۔ واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الفتح في رمضان برقم (٤٢٧٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الرخصة في الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر برقم (٢٣١٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على منصور برقم (٤/ ١٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٩)

[2609] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٢٩)

[2609]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ رکھنے والے کو برا نہ کہو اور نہ روزہ نہ رکھنے والے کو برا کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا۔

فائدہ:...... سفر میں روزہ رکھنے، نہ رکھنے کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔

(۱) سیدنا عمر، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم، زہری، نخعی اور ابن ظاہر کے نزدیک سفر میں فرض روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اگر رکھے گا تو کفایت نہیں کرے گا اور اقامت (حضر) میں اس کی قضاء لازم ہوگی۔ (۲) سعید ابن المسیب، اسحاق، اوزاعی اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک افطار افضل ہے۔ (۳) اگر رمضان اقامت میں شروع ہو گیا، بعد میں سفر پر نکلا تو افطار جائز نہیں۔ (۴) اگر انسان روزہ رکھ سکتا ہے اور روزہ رکھنے سے تکلیف اور مشقت یا نقصان کا اندیشہ نہیں ہے تو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے، اگر روزہ رکھنے سے تکلیف یا مشقت یا نقصان کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (۵) اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ (۶) جس عمل میں سہولت اور آسانی ہو وہی افضل ہے، یعنی اگر بعد میں قضاء مشکل ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، اگر قضاء میں سہولت اور آسانی ہو تو یہ افضل ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اور ابن المنذر رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ موقع اور محل کا لحاظ رکھا جائے گا، اگر دشمن سے ٹکراؤ کا خطرہ ہے یا روزہ رکھنے میں حضر کے مقابلہ میں زائد تکلیف اور مشقت ہے یا عجب و ریاء کا اندیشہ ہے یا دوسروں کے لیے بوجھ اور کلفت کا باعث بنے گا یا شرعی رخصت کو اہمیت نہیں دیتا، یا اس کا عمل دوسروں کے لیے نمونہ بنتا ہے تو پھر روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر روزہ رکھنے میں تکلیف و مشقت یا ضرر کا اندیشہ نہیں، یا بعد میں نہ رکھ سکنے کا خطرہ ہے یا سب ساتھیوں کے ساتھ روزہ رکھنے کی سہولت اور آسانی میسر ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

[2610] ۹۰-(۱۱۱٤) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلٰى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ

[2610]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال، رمضان میں مکہ کے سفر پر نکلے اور روزہ رکھتے رہے حتی کہ کراع الغمیم نامی جگہ پر پہنچے اور لوگوں نے بھی روزے رکھے، پھر

[2610] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في كراهية الصوم في السفر برقم (۷۱۰) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اسم الرجل برقم (٤/ ۱۷۷) انظر (التحفة) برقم (۲۵۹۸)

آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا لیا اور اسے بلند کیا تا کہ لوگ بھی اس کو دیکھ لیں، پھر آپ نے پی لیا، بعد میں آپ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ روزے دار ہیں تو آپ نے فرمایا، یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے سب کو دکھا کر جنگی مصلحت اور لوگوں کی سہولت و آسانی کے لیے پانی پیا، تا کہ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء کریں اور سب لوگوں کو عملاً پتہ چل جائے کہ سفر میں روزہ افطار بھی کیا جا سکتا ہے، اس کے باوجود کچھ لوگوں نے آپ کی اقتداء اور متابعت نہ کی اور آپ کی خلاف ورزی کی، اس لیے آپ نے ان کو نافرمان قرار دیا، محض اس وجہ سے نافرمان نہیں کہا، کہ انہوں نے روزہ رکھا، روزہ تو آپ ﷺ بھی اب تک رکھتے چلے آ رہے تھے

نوٹ:...... کراع الغمیم بھی عسفان کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، اکثریت کے نزدیک عسفان کا مکہ سے فاصلہ اڑتالیس میل ہے، کراع الغمیم کا چالیس اور کدید کا بیالیس میل تو یہ قریبی مقامات ہر ایک نے جس کو معروف و مشہور سمجھا، اس کا نام لے لیا۔

[2611] ۹۱۔(. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ

عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَّآءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.

[2611]۔ یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، لوگوں کے لیے روزہ مشقت کا باعث بن رہا ہے اور وہ آپ کے فعل کے منتظر ہیں تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا۔

[2612] ۹۲۔(۱۱۱۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَاٰى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ)).

[2611] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٥)

[2612] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحر (ليس من البر الصيام في السفر) برقم (١٩٤٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم باب: اختيار الفطر برقم (٢٤٠٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اسم الرجل برقم (٤/ ١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٢٦٤٥)

[2612]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو آپ نے ایک آدمی دیکھا، جس کے گرد لوگ جمع ہو چکے ہیں اور اس پر سایہ کیا گیا ہے تو آپ نے پوچھا: ''اسے کیا ہوا؟'' لوگوں نے بتایا روزے دار آدمی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں تمہارا روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

[2613] (. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا بِمِثْلِهِ

[2613] امام صاحب اپنے دوسرے استاد عبید اللہ بن معاذ سے اس طرح روایت بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی دیکھا۔

[2614] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يَبْلُغُنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَزِيدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي هٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّذِي رَخَّصَ لَكُمْ)) قَالَ فَلَمَّا سَأَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ.

[2614] امام صاحب اپنے استاد احمد بن عثمان نوفلی سے شعبہ کی مذکورہ سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبہ نے کہا، یحییٰ بن ابی کثیر سے مجھے اس روایت میں اضافہ کی اطلاع پہنچی تھی۔ اس سند میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو رخصت تمہیں دی ہے اس کو قبول کرو۔'' شعبہ کہتے ہیں، جب میں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے پوچھا تو انہیں یہ اضافہ یاد نہیں تھا۔

فائدہ:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سفر میں اللہ تعالیٰ نے روزہ افطار کرنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اور نبی اکرم ﷺ خود بھی اس پر عمل کیا ہے تو پھر کسی مسلمان کا ایسے حال میں روزہ رکھنا کہ وہ خود مشقت اور کلفت میں مبتلا ہو کر گر جائے اور دوسروں کو اس کی دیکھ بھال میں مصروف ہونا پڑے، کوئی نیکی کی بات نہیں، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ بلا مشقت وکلفت اور اندیشۂ ضرر سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں، جیسا کہ اہل ظاہر نے سمجھا ہے۔

[2615] ۹۳-(۱۱۱٦) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

[2613] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٧)
[2614] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٠٧)
[2615] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٦)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

[2615]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سولہ رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگی سفر پر تھے، ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا تھا اور بعض نے روزہ نہ رکھا تھا، روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کی مذمت نہ کی اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر عیب لگایا۔

[2616] ٩٤۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ التَّيْمِيِّ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ

عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ هَمَّامٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ التَّيْمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهِشَامٍ لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ.

[2616]۔ امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے قتادہ رضی اللہ عنہ ہی کی سند سے مذکورہ روایت بیان کی ہے، لیکن تاریخوں میں اختلاف ہے، تیمی عمر بن عامر اور ہشام کی حدیث میں ۱۸ رمضان، سعید کی حدیث میں ۱۲ رمضان اور شعبہ کی روایت میں ۱۸ یا ۱۹ رمضان ہے۔

نوٹ:...... (ان حدیثوں میں تضاد نہیں ہے کیونکہ ان سب تاریخوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، کیونکہ آپ مدینہ سے دس (١٠) رمضان کو نکلے ہیں۔ بعد میں پورا رمضان سفر میں رہے ہیں۔)

[2617] ٩٥۔(. . .) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَمَا يُعَابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارُهُ.

[2616] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٧٦)

[2617] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في الرخصة في السفر برقم (٧١٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابي نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨) انظر (التحفة) برقم (٤٣٤٤)

[2617] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو روزے دار پر اس کے روزہ کے سبب اعتراض نہیں کیا جاتا تھا اور نہ افطار کرنے والے پر روزہ نہ رکھنے کے سبب۔

[2618] ٩٦۔(...) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ.

[2618] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر نکلتے تو ہم میں روزے دار بھی ہوتے اور روزہ نہ رکھنے والے بھی، نہ صائم، مفطر پر ناراض ہوتا اور نہ مفطر، صائم پر، ان کا نظریہ تھا جو طاقت اور ہمت پا کر روزہ رکھ لے تو یہ بہتر ہے اور جو کمزوری محسوس کر کے روزہ نہ رکھے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔

[2619] ٩٧۔(١١١٧) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ كُلُّهُمْ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ رضی اللہ عنہما قَالَا سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلَا يَعِيبُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

[2619] ۔حضرت ابوسعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزہ کی ہمت پانے والا روزہ رکھتا تھا اور ہمت و طاقت سے محروم روزہ چھوڑ دیتا تھا تو کوئی دوسرے کو برا نہیں کہتا تھا۔

[2620] ٩٨۔(١١١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

[2618] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى الرخصة فى السفر برقم (٧١٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابى نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٢٥)

[2619] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابى نضرة المنذر بن مالك بن قطعة فيه برقم (٤/ ١٨٨، ٤/ ١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٣١٠٢)

[2620] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩)

[2620]۔حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سفر میں رمضان کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا، ہم نے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزے دار نے بے روزہ پر اعتراض نہ کیا اور نہ بے روزے نے روزے دار پر۔

[2621] ۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوا لِي أَعِدْ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانُوا يُسَافِرُونَ فَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَقِيتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ

[2621]۔حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سفر میں روزہ رکھا تو ساتھیوں نے مجھے کہا دوبارہ روزہ رکھو تو میں نے انہیں بتایا کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سفر کرتے تھے تو روزے دار، روزہ نہ رکھنے والے پر تنقید نہ کرتا اور نہ ہی بے روزہ، روزہ رکھنے والے پر، پھر میں ابن ابی ملیکہ سے ملا، اس نے مجھے یہی خبر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنائی۔

۱۶......بَابُ: أَجْرَ الْمُفْطِرِ فِي السَّفَرِ إِذَا تَوَلَّى الْعَمَلَ

باب ۱۶: کام کی سرانجام دہی پر سفر میں روزہ نہ رکھنے والے کا اجر

[2622] ۱۰۰۔(۱۱۱۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوْا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ))۔

[2622]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض روزے سے نہیں تھے تو ایک سخت گرمی کے دن ہم ایک منزل پر اترے اور ہم میں سے سب

[2621] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٤)

[2622] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد، باب: فضل الخدمة فی الغزو برقم (٢٨٩٠) بمعناه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: فضل الافطار فی السفر علی الصيام برقم (٤/ ١٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٧)

سے زیادہ سایہ حاصل کرنے والا شخص وہ تھا جس کے پاس کمبل تھا اور ہم میں سے بعض وہ تھے جو سورج سے اپنے ہاتھ سے بچ رہے تھے، روزے رکھنے والے تو گر پڑے اور روزہ نہ رکھنے والے اٹھے، انہوں نے سب کے لیے خیمے لگائے اور سب کی سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو اجر، روزہ نہ رکھنے والے لے گئے۔''

[2623] ۱۰۱-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَأَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ وَعَمِلُوا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ ((**فِي ذَٰلِكَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ**)).

[2623]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو بے روزہ خدمت پر کمربستہ ہو گئے یا انھوں نے کمر بند باندھ لیے اور کام کرنے لگے اور روزے دار کام نہ کر سکے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو اجر، بے روز لے گئے۔''

مفردات الحدیث (الف) تَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ: روزہ نہ رکھنے والوں نے کمر بند کس لیے۔ (ب) وہ خدمت کے لیے کمربستہ اور چوکس ہو گئے۔ (ج) انہوں نے حزم واحتیاط کو اختیار کیا۔

فائدہ:...... روزہ دار اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے اپنا کام بھی نہ کر سکے اور روزہ نہ رکھنے والوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزہ داروں کا کام بھی کیا، اس طرح انہوں نے روزہ داروں کی خدمت کر کے ثواب زیادہ کما لیا۔

[2624] ۱۰۲-(۱۱۲۰) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَزَعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ**)) فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ فَقَالَ ((**إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا**)) وَكَانَتْ عَزْمَةً فَأَفْطَرْنَا ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ.

[2623] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲٦۱۷)

[2624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الصوم في السفر برقم (۲٤۰٦) انظر (التحفة) برقم (٤۲۸۳)

[2624]۔قزعہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو چکے تھے، جب لوگ ان کے پاس سے بکھر گئے تو میں نے کہا، جو یہ لوگ پوچھ رہے تھے میں اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھوں گا، میں نے ان سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے بتایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے سفر کے لیے نکلے، جبکہ ہم روزہ دار تھے تو ہم ایک منزل پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ نہ رکھنا یہ تمہارے لیے زیادہ طاقت بخش ہے۔'' یہ روزہ نہ رکھنے کی رخصت تھی تو ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، پھر ہم ایک دوسری منزل پر اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صبح دشمن تک پہنچ جاؤ گے اور روزہ نہ رکھنا یہ تمہارے لیے زیادہ طاقت کا باعث ہوگا، لہٰذا روزہ نہ رکھو۔'' اور یہ حکم قطعی تھا، اس لیے ہم نے روزہ نہ رکھا، پھر انہوں نے بتایا میں نے اس کے بعد سفر میں ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھتے دیکھا۔

١٧...... بَابُ التَّخْيِيرِ فِي الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ

باب ١٧: سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے

[2625] ١٠٣۔(١١٢١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

[2625]۔حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور چاہو تو نہ رکھو۔''

[2626] ١٠٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ.

[2626]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ایسا انسان ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہے تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ رکھ لو اگر چاہو اور روزہ چھوڑ دو اگر چاہو۔''

[2625] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧١٤٦)

[2626] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: الصوم فی السفر برقم (٢٤٠٢) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: سرد الصیام برقم (٤/ ٢٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٥٧)

[2627] ١٠٥-(. . .) وحَدَّثَناه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

[2627]۔ امام صاحب اپنے استاد یحییٰ بن یحییٰ سے یہی روایت ہشام ہی کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا، میں ایک آدمی ہوں، میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں۔

[2628] ١٠٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ حَمْزَةَ قَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ.

[2628]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، میں روزہ رکھنے والا آدمی ہوں، کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟

[2629] ١٠٧-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا وقَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ قَالَ هَارُونُ فِي حَدِيثِهِ هِيَ رُخْصَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنَ اللّٰهِ.

[2629]۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سفر میں روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ افطار کرنا، اللہ کی طرف سے رخصت ہے تو جس نے اس کو قبول کیا تو اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا تو اس پر کوئی گناہ یا تنگی نہیں ہے۔'' ہارون کی حدیث میں وہی صرف رخصت کا لفظ ہے، من اللہ (اللہ کی طرف سے) کا لفظ نہیں ہے۔

[2627] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٢١)

[2628] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في الصوم في السفر برقم (١٦٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨٦) و (١٧٠٢٥)

[2629] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الصوم في السفر برقم (٢٤٠٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر الاختلاف على سليمان بن يسار حديث ضمرة ابن عمرو فيه برقم (٤/ ١٨٥، ٤/ ١٨٦) بمعناه۔ واخرجه كذلك في باب: ذكر الاختلاف على عروة في حديث ضمرة فيه برقم (٤/ ١٨٧) واخرجه كذلك في باب: ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه ←

[2630] ۱۰۸۔(۱۱۲۲) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَبْدُاللهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

[2630]۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ماہ رمضان میں، شدید گرمی میں سفر پر نکلے حتیٰ کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے ہمارے بعض اپنے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے اور ہم میں روزہ دار صرف رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

[2631] ۱۰۹۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيِّ

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَبْدُاللهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

[2631]۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپؐ کے بعض سفروں میں شدید گرمی میں دیکھا حتیٰ کہ انسان گرمی کی شدت کی بنا پر اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور ہم میں روزہ دار صرف رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

۱۸...... بَاب: إِسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب ۱۸: عرفہ کے دن حاجی کے لیے بہتر ہے کہ وہ عرفات میں روزہ نہ رکھے

[2632] ۱۱۰۔(۱۱۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

← برقم (۴/ ۱۸۷) واخرجه كذلك في باب: سرد الصيام برقم (۴/ ۲۰۷) انظر (التحفة) برقم (۳۴۴۰)

[2630] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: ۳۵ برقم (۱۹۴۵) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: من اختار الصيام برقم (۲۴۰۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۷۸)

[2631] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في الصوم في السفر برقم (۱۶۶۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۹۱)

[2632] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: الوقوف على الدابة بعرفة برقم ←

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

[2632] ۔ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے پاس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں بحث کی تو بعض نے کہا، آپ ﷺ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا، آپ کا روزہ نہیں ہے تو میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا، جبکہ آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اسے پی لیا۔

[2633] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

[2633] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے ابونضر کی سند ہی سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اپنے اونٹ پر ٹھہرے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور عمیر مولیٰ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بجائے عمیر مولیٰ ام الفضل رضی اللہ عنہا ہے۔

[2634] (. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ

[2634] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابن عیینہ کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں اور اس میں عمیر مولیٰ ام الفضل رضی اللہ عنہا ہے۔

[2635] ۱۱۱۔(. . .) عَنْ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا

(١٦٦١) واخرجه كذلك فى باب: صوم يوم عرفة برقم (١٦٥٨) واخرجه كذلك فى الصوم، بـاب: صوم يوم عرفة برقم (١٩٨٨) و (١٩٨٨) تعليقا۔ واخرجه كذلك فى الاشربة، باب: شرب اللبن برقم (٥٦٠٤) واخرجه كذلك فى باب: من شرب وهو واقف على بعيره برقم(٥٦١٨) واخرجه كذلك فى باب: الشرب فى الاقداح برقم (٥٦٣٦) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: فى صوم يوم عرفة برقم (٢٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٥٤)

[2633] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

[2634] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

[2635] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٦٢٧)

تَقُولُ شَكَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَعْبٍ فِيهِ لَبَنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

[2635]۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں شک کا اظہار کیا، جبکہ ہم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، میں نے آپ کی خدمت میں لکڑی کا ایک پیالہ بھیجا جس میں دودھ تھا۔ اور آپ ﷺ اس وقت عرفات میں تھے اور آپ نے اسے پی لیا۔

[2636] ۱۱۲۔(۱۱۲۴) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ۔

[2636]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں شک کیا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا برتن ارسال کیا، جبکہ آپ ٹھہرنے کی جگہ (عرفات) میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا، جبکہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

فائدہ:...... عرفہ کے دن چونکہ حاجی، منٰی سے عرفات جاتے ہیں، وہاں ظہر وعصر کی نماز جمع کرتے ہیں اور امام خطبہ دیتا ہے، پھر شام تک میدان عرفات میں دعا اور استغفار کے لیے وقوف کرنا ہوتا ہے اور آفتاب کے غروب ہوتے ہی مزدلفہ کی طرف واپس آنا ہوتا ہے، ان کاموں کی سرانجام دہی کی بناء پر حاجی کے لیے روزہ مشکل اور مشقت کا باعث بنتا ہے، اس لیے حاجیوں کے لیے عرفہ کے دن روزہ رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کی خاطر، عرفہ کے دن جبکہ آپ میدان عرفات میں اپنے اونٹ پر تھے اور وقوف فرما رہے تھے، سب کے سامنے دودھ نوش فرمایا، تاکہ سب دیکھ لیں کہ آج آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے اور دودھ دونوں بہنوں ام الفضل اور میمونہ رضی اللہ عنہما کے باہمی مشورہ سے بھیجا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے، اس لیے اس کی نسبت دونوں کی طرف ہو سکتی ہے اور عمیر، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے مولیٰ تھے، لیکن ہر وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے شاگرد اور قابل اعتماد تھے، اس لیے ان کو مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ اور جمہور علماء کے نزدیک حاجیوں کے لیے عرفہ کا روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

[2636] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم يوم عرفة برقم (۱۹۸۹) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۷۹)

١٩...... بَاب: صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ

باب ۱۹: عاشورہ کے دن کا روزہ

[2637] ١١٣ ـ(١١٢٥) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

[2637]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو آپ نے خود روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس روزہ کے رکھنے کا حکم دیا، جب رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے، اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ :...... زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور کعبہ کو غلاف بھی پہناتے تھے، روزہ رکھنے کی تین وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) ملت ابراہیمی میں دس کا روزہ تھا یہودیوں اور عیسائیوں سے سیکھا تھا۔ (۲) قریش نے جاہلیت کے دور میں کسی انتہائی قبیح گناہ کا ارتکاب کیا، جس کو انہوں نے انتہائی ناگوار خیال کیا تو کسی نے انہیں بطور کفارہ روزہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ (۳) وہ جاہلیت کے دور میں خشک سالی سے دوچار ہوئے اور اس کے ختم ہونے پر بطور شکرانہ روزہ رکھا۔ چونکہ روزہ ایک پسندیدہ عمل تھا، اس لیے آپ بھی یہ روزہ رکھتے تھے، ہجرت مدینہ کے بعد، جب آپ ﷺ نے یہود کو روزہ رکھتے دیکھا تو ان سے اس کا سبب پوچھا، انہوں نے بتایا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں بنو اسرائیل، فرعونیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم احناف کے نزدیک وجوب کے لیے تھا اور باقی ائمہ کے نزدیک استحباب تاکیدی کے لیے اور اب بالاتفاق اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

[2638] ١١٤ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَرَكَ عَاشُورَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَرِوَايَةِ جَرِيرٍ.

[2637] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٦)

[2638] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩٨)

[2638] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے ہشام ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس حدیث کے آغاز میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کا روزہ رکھتے تھے اور حدیث کے آخر میں، عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، جریر کی طرح اس کو نبی اکرم ﷺ کا قول قرار نہیں دیا۔

[2639] (. . .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَآءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ۔

[2639] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، عاشورہ کے دن کا روزہ زمانہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا، جب اسلام آ گیا (روزے فرض ہو گئے) تو جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا چھوڑ دیا۔

[2640] ١١٥۔(. . .) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

[2640]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرضیت رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، جب رمضان فرض کر دیا گیا تو جو چاہتا عاشورہ کے دن کا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا۔

[2641] ١١٦۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ عَاشُورَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْهُ)).

[2639] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التفسیر، باب: ﴿یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾ برقم (٤٥٠٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٤)

[2640] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٥)

[2641] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: وجوب صوم رمضان، وقول الله تعالی: ﴿یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾ برقم (١٨٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦٨)

[2641]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، پھر (مدینہ آنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا یا آپ ﷺ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا، حتی کہ رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔''

[2642] ١١٧۔(١١٢٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ عَاشُورَآءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ)).

[2642]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل جاہلیت عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان بھی رمضان کی فرضیت سے پہلے اس کا روزہ رکھتے تھے، جب رمضان فرض کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاشورہ ایام اللہ میں سے ایک دن ہے تو جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ:...... ''ایام اللہ'' سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر احسان و انعام فرمایا، اس لیے سورہ ابراہیم میں فرمایا: ﴿ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ﴾ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات سے تذکیر و نصیحت کیجیے۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد کیا۔

[2643](...) و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا عَنْ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ

[2643] امام صاحب یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[2644] ١١٨۔(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[2642] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٦٦)

[2643] حديث محمد بن المثنى ، اخرجه البخارى فی (صحيحه) فی التفسير ، باب: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (٤٥٠١) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی صوم يوم عاشوراء برقم (٢٤٤٣) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٦) وتفرد مسلم فی تخريجه حديث ابی بكر بن ابی شيبة۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٣)

[2644] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (١٧٣٧) انظر (التحفة) برقم (٨٢٨٥)

((كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ)).

[2644]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کے دن کا تذکرہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسا دن ہے جس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے تو تم میں سے جو پسند کرے کہ اسے روزہ رکھنا چاہیے تو وہ رکھ لے اور جو ناپسند کرے نہ رکھے۔''

[2645] ۱۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ)) وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ.

[2645]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عاشورہ کے دن کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ''یہ دن، جس کا اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے تو جو اس کا روزہ رکھنا پسند کرے، وہ روزہ رکھ لے اور جو اس کا روزہ ترک کرنا پسند کرے، وہ اسے ترک کر دے۔'' اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کا روزہ نہیں رکھتے إلّا یہ کہ ان کے معمول کے موافق آ جاتا۔

[2646] ۱۲۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَاءً.

[2646]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کے دن کے روزہ کا ذکر کیا گیا، آگے لیث بن سعد کی حدیث کے مثل، بیان کیا۔

[2647] ۱۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنِي

[2645] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۵۱۸)

[2646] تفرد مسلم في تخرجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۷۹۰)

[2647] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (۲۰۰۰) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (۶۷۸۲)

عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ)).

[2647]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورہ کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دن کا اہل جاہلیت روزہ رکھا کرتے تھے تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔''

[2648] ۱۲۲۔(۱۱۲۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ إِلَى الْغَدَآءِ فَقَالَ أَوَلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُورَآءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا يَوْمُ عَاشُورَآءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تُرِكَ و قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ تَرَكَهُ.

[2648]۔ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، جبکہ وہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا، اے ابومحمد، آؤ، صبح کا کھانا کھالو تو اشعث نے کہا، کیا آج عاشورہ کا دن نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، کیا جانتے ہو، عاشورہ کے دن کی حقیقت کیا ہے؟ اشعث نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ تو ایک ایسا دن ہے جس کا رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے روزہ رکھا کرتے تھے۔

جب ماہ رمضان کا حکم نازل ہو گیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

[2649] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ.

[2649] امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اس میں، جب رمضان کا حکم نازل ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔

[2650] ۱۲۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ

[2648] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲)

[2649] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲)

[2650] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۹۲) و (۹۵٤۳)

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ يَا أَبَامُحَمَّدٍ ادْنُ فَكُلْ قَالَ إِنِّي صَآئِمٌ قَالَ كُنَّا نَصُومُهُ ثُمَّ تُرِكَ.

[2650]۔قیس بن سکن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس رحمہ اللہ، عاشورہ کے دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا، اے ابومحمد، قریب ہوں اور کھانا کھائیں، اشعث نے کہا، میں روزے دار ہوں، عبداللہ نے کہا، ہم بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے، پھر چھوڑ دیا گیا۔

[2651] ۱۲۴ ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَآءَ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَإِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ.

[2651]۔علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس رحمہ اللہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس عاشورہ کے دن گئے، جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے تو اشعث نے کہا، اے عبدالرحمٰن، آج کا دن تو عاشورہ کا دن ہے تو انہوں نے جواب دیا، رمضان کی فرضیت کے نزول سے پہلے اس کا روزہ رکھا جاتا تھا، جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوگیا، اسے چھوڑ دیا گیا، اس لیے اگر آپ کا روزہ نہیں ہے تو کھا لیں۔

فائدہ:......رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کے روزہ کا جس قدر اہتمام کیا جاتا تھا اور اس کے لیے ترغیب دی جاتی تھی، فرضیت رمضان کے بعد اس کے لیے وہ اہتمام اور تاکید وترغیب نہ رہی اور آپ ﷺ نے اس کی نگہبانی ونگرانی ترک کر دی، اس لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا روزہ نہ رکھتے تھے اور بعض اس کے اجر وثواب کے حصول کے لیے اہتمام کرتے تھے، اب بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

[2652] ۱۲۵ ـ(۱۱۲۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ.

[2651] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: ﴿يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾ برقم (٤٥٠٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤٥٣)

[2652] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٣٢)

[2652] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں عاشورہ کے دن کے روزہ کی تلقین فرماتے تھے اور اس کے لیے ہمیں آمادہ کرتے تھے اور اس کے بارے میں ہمارا دھیان رکھتے اور نگرانی فرماتے تھے، جب رمضان فرض ٹھہرا، نہ آپ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ روکا اور نہ اس دن ہماری نگرانی اور نگہداشت کی۔

فائدہ :...... آپ ﷺ رمضان کی فرضیت سے پہلے جس قدر ترغیب وتشویق اور تاکید وتلقین فرماتے رہے بعد میں اس قدر تاکید یا ترغیب نہیں دی، وگرنہ مطلقاً ترغیب وتحریض تو بعد میں بھی کی گئی ہے، اس کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ خود بھی روزہ رکھتے تھے۔

[2653] ١٢٦-(١١٢٩) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيبًا بِالْمَدِينَةِ يَعْنِي فِي قَدْمَةٍ قَدِمَهَا خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ ((هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَآءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ)).

[2653] ۔حمید بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان مدینہ آئے اور انہوں نے عاشورہ کے دن خطبہ دیا، میں نے ان سے خطبہ میں سنا، انہوں نے کہا، تمہارے علماء کہاں ہیں؟ اے اہل مدینہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: ''یہ یوم عاشورہ ہے، اللہ تعالیٰ تم پر اس کا روزہ فرض قرار نہیں دیا، میں روزے دار ہوں تو تم میں سے جو پسند کرے کہ وہ روزہ رکھے، وہ روزہ رکھ لے اور جو افطار پسند کرے، وہ روزہ نہ رکھے۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے، جس کا اظہار فتح مکہ کے بعد کیا۔)

[2654] (...) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2654] امام صاحب ایک اور استاد سے ابن شہاب ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[2655] (...) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

[2653] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (٢٠٠٣) انظر (التحفة) برقم (١١٤٠٨)

[2654] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٤٨)

[2655] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٤٨)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ ((إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَّصُومَ فَلْيَصُمْ)) وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَيُونُسَ.

[2655] امام صاحب ایک اور استاد سے زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس دن کے بارے میں سنا، ''میں روزے دار ہوں تو جو چاہے کہ روزہ رکھے، وہ روزہ رکھ لے۔'' مالک اور یونس کی حدیث کا بقیہ حصہ بیان نہیں کیا۔

[2656] ۱۲۷۔(۱۱۳۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ)) فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

[2656]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا؟ انہوں نے جواب دیا، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عنایت فرمایا تھا تو ہم اس کے احترام و تعظیم کی خاطر روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم تمہارے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں۔'' اس لیے آپ نے، اس کے روزہ کا حکم دیا۔

فائدہ: ......رسول اللہ ﷺ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تھے اور ۲ ہجری کے رمضان کی فرضیت سے پہلے آپ ﷺ نے یہودیوں کو محرم میں روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ نے ان سے پوچھا، اس طرح عاشورہ کے دن کی تاکیدی تلقین یا امر ایک ہی سال دیا گیا، کیونکہ آپ کو اس کا پتہ مدینہ آنے کے بعد چلا، پہلے آپ قریش کے روزہ رکھنے کی وجہ سے روزہ رکھتے تھے اور اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد کے موقع پر یہودی

[2656] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿وجاوزنا ببني اسرائيل البحر فاتبعهم فرعون وجنوده بغيا وعدوا حتى اذا ادركه الغرق، قال: آمنت انه لا اله الا الذي آمنت به بنو اسرائيل وانا من المسلمين﴾ برقم (٤٦٨٠) واخرجه في باب: ﴿ولقد اوحينا الى موسى ان اسر بعبادي فاضرب لهم طريقا في البحر يبسا لا تخاف دركا ولا تخشى، فاتبعهم فرعون بجنوده فغشيهم من اليم ما غشيهم، واضل فرعون قومه وما هدى﴾ برقم (٤٧٣٧) واخرجه في مناقب الانصار، باب: اتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة برقم (٣٩٤٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم يوم عاشوراء برقم (٢٤٤٤) انظر (التحفة) برقم (٥٤٥٠)

قبائل شمسی سال کے اعتبار سے روزہ رکھے ہوئے تھے تو پھر بھی آپ نے تو دس (۱۰) محرم کا ہی روزہ رکھنے کا حکم دیا اور وہ رمضان کی فرضیت سے پہلے ایک ہی آیا۔

[2657] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ بَشَّارٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

[2657] امام صاحب نے اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت ابو بشر کی سند ہی سے بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔

[2658] ۱۲۸۔(. .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ)) فَقَالُوا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ)) فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

[2658]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا تو آپ نے یہودیوں سے دریافت کیا، یہ دن جس کا تم روزہ رکھتے ہو، اس کی کیا حقیقت وخصوصیت ہے؟ انہوں نے کہا، یہ بڑی عظمت والا دن ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرقاب کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس کا روزہ رکھا، اس لیے ہم بھی (ان کی پیروی میں) اس دن روزہ رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا موسیٰ علیہ السلام سے تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی (فرائض وواجبات کی طرح تاکیدی) حکم دیا۔

فائدہ:...... مکہ میں آپ ﷺ قریش کے ساتھ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، لیکن دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیتے

[2657] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥١)

[2658] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشورا برقم (٢٠٠٤) واخرجه كذلك في احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وهل اتاك حديث موسى- وكلم الله موسى تكليما﴾ برقم (٣٣٩٧) انظر (التحفة) برقم (٥٥٢٨)

تھے، مدینہ میں آ کر آپ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ وہ مبارک تاریخی دن ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی تھی، فرعون اور اس کے لشکریوں کو غرقاب کیا تھا، اس لیے موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور احسان کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھتے تھے تو آپ نے بھی ان کی اقتداء میں عاشورہ کا روزہ خود بھی رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا ایسا تاکیدی حکم دیا جیسا کہ حکم فرائض و واجبات کے لیے دیا جاتا ہے، جس کی تفصیل آگے باب ۲۱ میں آ رہی ہے۔

[2659] (. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ.

[2659] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کی بجائے، ابن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہے، اس کا نام (عبداللہ) نہیں لیا۔

[2660] ۱۲۹ ـ (۱۱۳۱) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَآءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَّخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صُومُوهُ أَنْتُمْ)).

[2660]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم عاشورہ ایسا دن تھا جس کی یہود تعظیم کرتے تھے اور اسے عید (مسرت) کا دن قرار دیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔''

[2661] ۱۳۰ ـ (. . .) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ فَذَكَرَ بِهٰذَا الْاسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ يَتَّخِذُونَهُ عِيدًا وَيُلْبِسُونَ نِسَآئَهُمْ فِيهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصُومُوهُ أَنْتُمْ.

[2661]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، اسے عید کا دن قرار

[2659] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٣)

[2660] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (٢٠٠٥) واخرجه كذلك في مناقب الانصار، باب: اتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة برقم (٣٩٤٢) انظر (التحفة) برقم (٩٠٠٩)

[2661] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٥)

دیتے تھے اور اپنی عورتوں کو ان کے زیورات پہناتے تھے اور ان کو بہترین لباس پہناتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔''

مفردات الحدیث ※ الشارة، الشُّورة: بہترین حالت، بناؤ سنگار۔ بہترین لباس

فائدہ: ...... یہود موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء میں عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے اور اس کی عظمت و احترام کے پیش نظر، اس کو جشن اور تہوار کا دن قرار دے کر بہترین لباس پہنتے اور بناؤ سنگار بھی کرتے تھے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چونکہ ۷ھ میں فتح خیبر کے وقت تشریف لائے ہیں، اس لیے انہوں نے اہل خیبر کے حالات ہی بیان کیے۔

[2662] ۱۳۱ ـ (۱۱۳۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ.

[2662] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دن کا روزہ اس کو دوسرے دنوں پر فضیلت دیتے ہوئے رکھا ہو، سوائے اس دن کے اور نہ آپ ﷺ نے کسی مہینہ کی فضیلت کی بنا پر پورا مہینہ روزے رکھے، سوائے اس ماہ یعنی رمضان کے۔

[2663] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2663] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

۲۰...... بَاب: أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِيْ عَاشُورَاءَ

باب ۲۰: عاشورہ کا روزہ کس دن رکھا جائے گا

[2664] ۱۳۲ ـ (۱۱۳۳) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ

[2662] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صيام يوم عاشوراء برقم (۲۰۰۶) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: صوم النبي ﷺ۔ بابي هو وامي۔ وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك برقم (٤/ ٢٠٤) انظر (التحفة) برقم (٥٨٦٦)

[2663] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٧)

[2664] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: ما جاء عاشوراء اليوم التاسع برقم (٢٤٤٦) و (٢٤٤٦) تعليقا۔ واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء عاشورا اي يوم هو برقم (٧٥٤) انظر (التحفة) برقم (٥٤١٢)

عَنْ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَائَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ ((قَالَ نَعَمْ)).

[2664] ۔حکم بن اعرج ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس پہنچا، جبکہ وہ زمزم کے پاس اپنی چادر کو سرہانہ (تکیہ) بنائے ہوئے تھے تو میں نے ان سے پوچھا، مجھے عاشورہ کے روزے کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے جواب دیا، جب محرم کا چاند دیکھ لو تو اس کو گنتے رہو اور نویں دن کی صبح روزہ کی حالت میں کرو، میں نے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ اس کا روزہ ایسے ہی رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال، اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو نویں (۹) تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا، جیسا کہ آگے ابن عباس ؓ کی روایت آ رہی ہے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آئندہ ہم دسویں محرم کی بجائے یہ روزہ نویں محرم ہی کو رکھا کریں گے، دوسرا یہ کہ آئندہ سے ہم دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کا بھی روزہ رکھا کریں گے، تاکہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے طرز عمل میں فرق ہو جائے اور مشابہت ختم ہو جائے اور مسند احمد کی روایت سے اسی دوسرے نص کو ترجیح حاصل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو۔'' جمہور امت کا اس معنی پر اتفاق ہے، اگرچہ اس دور کے بعض علماء کا خیال ہے کہ ہمارے زمانہ میں چونکہ یہود و نصاریٰ کا کوئی کام بھی قمری مہینوں کے حساب سے نہیں ہوتا، اس لیے اب کسی اشتراک اور تشابہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور لہٰذا فی زماننا رفع تشابہ کے لیے نویں یا گیارہویں کا روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، طحاوی کی روایت ہے کہ ابن عباس ؓ نے کہا، یہود کی مخالفت کرو اور نویں، دسویں دونوں کا روزہ رکھو۔ فتح الملہم ص ۱۴۵، ج ۳۔

[2665] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي

الْحَكَمُ بْنُ الْأَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْزَمَ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ.

[2665]۔حکم بن اعرج ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے (جبکہ وہ زمزم کے پاس اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے) عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا؟ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[2665] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٥٩)

[2666] ١٣٣-(١١٣٤) وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَقُولُ حِينَ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[2666] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا اپنا معمول بنا لیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، (یہ گویا ان کا قومی و مذہبی شعار ہے اور اس دن روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک اور تشابہ پیدا ہوتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ، جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔'' عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

[2667] ١٣٤-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَئِنْ بَقِيتُ ((إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

[2667] ۔عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا روزہ رکھوں گا۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، آپ ﷺ کی مراد عاشورہ کا روزہ تھا۔

فائدہ ...... چونکہ رسول اللہ ﷺ نے نویں کے روزے کی خواہش فرمائی تھی، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہہ دیا تھا، آپ ﷺ نویں کا روزہ رکھتے تھے۔

[2666] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: ما روی ان عاشوراء الیوم التاسع برقم (٢٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (٦٥٦٦)

[2667] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: صیام یوم عاشوراء برقم (١٧٣٦) انظر (التحفة) برقم (٥٨٠٩)

٢١...... بَاب مَنْ أَكَلَ فِي عَاشُورَاءَ فَلْيَكُفَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

باب ٢١: جس نے عاشورہ کے دن کھا پی لیا ہے، وہ بقیہ دن اس سے باز رہے

[2668] ١٣٥ ـ (١١٣٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ ((**مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ إِلَى اللَّيْلِ**)).

[2668] ۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن اسلم قبیلہ کا ایک آدمی بھیجا اور اسے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو ''جس نے روزہ نہیں رکھا، وہ روزہ رکھ لے اور جس نے کھا پی لیا ہے تو وہ (دن کا باقی حصہ) رات تک روزہ پورا کرے۔''

[2669] ١٣٦ ـ (١١٣٦) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ بْنِ لَاحِقٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِي حَوْلَ الْمَدِينَةِ ((**مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ**)) فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

[2669] ۔ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی انصار کی بستیوں میں اطلاع بھیجی کہ ''جنہوں نے صبح روزہ کی حالت میں کی، (ابھی تک کچھ کھایا پیا

[2668] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: اذا نوى بالنهار صوما برقم (١٩٢٤) واخرجه كذلك فی باب: صيام يوم عاشوراء برقم (٢٠٠٧) واخرجه كذلك فی اخبار الآحاد، باب: ما كان يبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الامراء والرسل واحدا بعد واحد برقم (٧٢٦٥) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الصيام، باب: اذا لم يجمع من الليل، هل يصوم ذلك اليوم من التطوع برقم (٤/ ١٩٢) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٨)

[2669] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: صوم الصبيان برقم (١٩٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٣٣)

نہیں) وہ اپنا روزہ پورا کریں اور جنہوں نے صبح افطار کی حالت میں کی، (کچھ کھا پی لیا ہے) وہ دن کا باقی حصہ کا روزہ پورا کریں۔'' اس کے بعد، ہم خود روزہ رکھتے تھے اور ان شاء اللہ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم مسجد کو چلے جاتے تو ان کے لیے روئی کا کھلونا (گڑیا) بناتے، جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو ہم انہیں افطار تک اس گڑیا کے ذریعہ بہلا کر لے جاتے۔''

[2670] ١٣٧ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْعَطَّارُ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رُسُلَهُ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيهِمْ حَتَّى يُتِمُّوا صَوْمَهُمْ.

[2670] ۔ خالد بن ذکوان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے عاشورہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے انصار کی بستیوں میں اپنے پیغام بر بھیجے، بشر کی طرح حدیث بیان کی، بس اتنا فرق ہے کہ اس نے کہا، ہم ان کے لیے روئی کی گڑیا بناتے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتے تو جب وہ ہم سے کھانا مانگتے تو ہم انہیں وہ گڑیا غافل کرنے کے لیے دے دیتے تاکہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیں یا حتی کہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے۔

فائدہ :...... حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں آمد کے بعد، جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا اور اس کا مسلمانوں کو عمومی حکم دینے کے لیے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی ان بستیوں میں جہاں انصار رہتے تھے، یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، وہ آج کے دن روزہ رکھیں اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو، وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں پئیں، بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں اور پھر انصار نے اس کا اس قدر اہتمام کیا کہ انہوں نے چھوٹے بچوں کو بھی روزے رکھوائے اور ان کو مشغول و مصروف کرنے کے لیے تاکہ وہ کھانے پر اصرار نہ کریں، روئی کے کھلونے تیار کر کے ان کو بہلایا، احناف نے اس تاکیدی حکم سے عاشورہ کی فرضیت پر استدلال کیا ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ فرض روزے کے لیے بھی رات کو نیت کرنا ضروری نہیں ہے، باقی ائمہ کے نزدیک فرض روزے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے اور اگر عاشورہ کا روزہ فرض ہوتا تو اس کی بھی رات کو نیت کی جاتی، اس کی تاکید اور اہتمام

[2670] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٦٤)

کا لوگوں کو پہلے پتہ ہی نہ تھا، آپ ﷺ نے صبح کے بعد اس کا اعلان کروایا، اس لیے اس کی نیت رات کو ممکن نہ تھی۔ اس لیے اس سے صرف اس قدر بات ثابت ہوسکتی ہے، اگر کوئی رات بھر سویا رہا، طلوع فجر کے بعد بیدار ہوا تو وہ اس طرح روزہ رکھ سکتا ہے، جب اسے یہ پتہ چلے آج روزہ ہے۔

۲۲...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى

باب ۲۲: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے

[2671] ۱۳۸-(۱۱۳۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

[2671] - ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام ابو عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عید کی نماز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھی، وہ تشریف لائے، نماز پڑھائی، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور کہا، یہ دو دن وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک وہ دن جو تمہارے روزے چھوڑنے کا دن ہے اور دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا، یوم الفطر کا روزہ اس لیے منع ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے بعد ''فطر کا دن'' یعنی روزہ نہ رکھنے اور کھانے پینے کا دن قرار دیا ہے، اس لیے اس دن روزہ رکھنے میں منشاء الٰہی کی مخالفت ہے اور یوم النحر کا روزہ اس لیے منع کیا کہ وہ قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے، گویا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس دن جو قربانیاں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے کی جائیں، اس کے بندے ان قربانیوں کا گوشت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت سمجھ کر خوش خوش کھائیں اور وہ انسان بلا شبہ بڑا متکبر اور نمک حرام ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی عام دعوت کے دن، دانستہ روزہ رکھ لے۔

[2671] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم يوم الفطر برقم (۱۹۹۰) واخرجه كذلك في الاضاحي، باب: ما يوكل من لحوم الاضاحي وما يتزود منها برقم (۵۵۷۱) اخرجه مسلم في (صحيحه) في الاضاحي، باب: بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام، وبيان نسخه واباحته الى متى شاء برقم (۵۰۷۰) و (۵۰۷۱) و (۵۰۷۲) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، برقم (۲۴۱۶) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، برقم (۷۷۱) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، برقم (۱۷۲۲) انظر (التحفة) برقم (۱۰۶۶۳) و (۱۰۳۳۰)

[2672] ١٣٩-(١١٣٨) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ.

[2672] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں، قربانیوں کا دن اور فطر کا دن کے روزے سے منع فرمایا۔

[2673] ١٤٠-(٨٢٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ

عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِي يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

[2673] ۔قزعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت اچھی لگی۔ میں نے ان سے پوچھا، کیا آپ نے یہ روایت براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا، تو کیا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہوں جو میں نے سنی نہیں ہے؟ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو دنوں قربانیوں کا دن اور رمضان سے فطر دن میں روزہ رکھنا درست اور مناسب نہیں ہے۔"

[2674] ١٤١-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ.

[2674] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں، فطر کا دن اور قربانی کا دن کے روزے سے منع فرمایا۔

[2672] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٦٧)

[2673] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: صوم یوم النحر برقم (١٩٩٥) مطولا۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: فی النهی عن صیام یوم الفطر والاضحی برقم (١٧٢١) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٤٢٧٩)

[2674] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: صوم یوم الفطر برقم (١٩٩١) مطولا۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی صوم العیدین برقم (٢٤١٧) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (٤٤٠٤)

[2675] ١٤٢ـ(١١٣٩)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَـنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَـوَافَـقَ يَـوْمَ اَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَمَـرَ الـلّٰـهُ تَعَالَى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

[2675]۔زیاد ابن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور پوچھا، میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور وہ دن اضحیٰ کا دن یا فطر کا دن نکل آیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:......امت کے نزدیک بالاتفاق عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ رکھنا حرام ہے، لیکن اگر کسی نے ان دنوں کے روزے کی نذر مانی تو جمہور ائمہ کے نزدیک وہ نذر کالعدم ہوگی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نذر منعقد ہو جائے گی اور اس کی قضاء ضروری ہوگی اور اگر اسی دن روزہ رکھ لے تو ہو جائے گا یعنی اگر کسی نے نذر مانی کہ میں فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا یا فلاں ماہ کے پہلے ہفتہ میں سوموار کا یا جمعرات کا روزہ رکھوں گا اور وہ دن اتفاق سے عید کا دن نکلا تو جمہور کے نزدیک روزہ کی نذر کالعدم ہوگی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قضاء لازم ہے کیونکہ نذر منعقد ہو چکی ہے۔

[2676] ١٤٣ـ(١١٤٠) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحَى

[2676]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں، فطر کے دن اور قربانی کے دن سے منع فرمایا۔

٢٣...... بَاب: تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ٢٣: ایام تشریق (۱۱ تا ۱۳) میں روزہ رکھنا حرام ہے

[2677] ١٤٤ـ(١١٤١) وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

[2675] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصوم، باب: صوم یوم النحر برقم (١٩٩٤) واخرجه کذلك فی الایمان والنذور برقم (٦٧٠٦) انظر (التحفة) برقم (٦٧٢٣)

[2676] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩٤)

[2677] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٨٧)

[2677] ۔حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایام تشریق کھانے اور پینے کے دن ہیں۔''

فائدہ:......ایام تشریق سے مراد ۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک کے چار دن ہیں، یہ چونکہ کھانے پینے کے ایام ہیں اس لیے ان میں روزہ رکھنا جائز نہیں، لیکن قرآن مجید میں متمتع کے بارے میں فرمایا کہ اگر اس کے پاس ہدی نہ ہو تو وہ دس روزے رکھے اور (ثلٰثة ايام فى الحج) ہوں یعنی تین روزے حج کے دنوں میں رکھنے ہوں گے اور یہ آیت عام ہے کہ یہ دن قربانی سے پہلے ہوں یا بعد میں، اس لیے اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق ایام تشریق میں روزے کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہیں لیکن امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق اور امام شافعی کے ایک قول کی رو سے متمتع، قارن اور محصر کے لیے ایام تشریق کے روزے جائز ہیں۔

[2678] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ

عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ خَالِدٌ فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَزَادَ فِيهِ وَذِكْرٍ لِلّٰهِ.

[2678] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں ''یاد الٰہی کے دن'' ہونے کا اضافہ ہے۔

[2679] ١٤٥ـ(١١٤٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)).

[2679] ۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ ''جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور منیٰ کے ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔'' (ایام منیٰ سے مراد ایام تشریق ہیں)۔

[2680] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا

[2678] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٨٧)
[2679] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٣٧)
[2680] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٣٧)

إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَنَادَيَا.

[2680] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابراہیم بن طہمان ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، صرف یہ فرق ہے کہ پہلی روایت میں فنادی ہے، (اس نے اعلان کیا) اور اس میں فنادیا ہے، دونوں نے اعلان کیا۔

٢٤...... بَاب: كَرَاهِةِ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مُنْفَرِدًا

باب ٢٤: اکیلے جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے

[2681] ١٤٦-(١١٤٣) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ.

[2681] محمد بن عباد بن جعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کے روزے سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، اس گھر کے رب کی قسم!

[2682] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2682] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس قسم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

[2683] ١٤٧-(١١٤٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَايَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ**)).

[2681] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: صوم يوم الجمعة، واذا اصبح صائما يوم الجمعة فعليه ان يفطر برقم (١٩٨٤) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: فی صيام يوم الجمعة برقم (١٧٢٤) انظر (التحفة) برقم (٢٥٨٦)

[2682] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٦٨٦)

[2683] اخرجه البخاری فی (صحيحه) حديث ابی بكر بن ابی شيبة فی الصوم، باب: صوم ←

[2683] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص، جمعہ کا روزہ نہ رکھے، الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے کا (جمعرات کا) یا اس کے ایک دن بعد (ہفتہ) کا روزہ بھی رکھے۔

[2684] ۱٤٨۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)).

[2684] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام اور عبادت کے لیے مخصوص نہ کرو اور تم لوگ دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے مخصوص نہ کرو الا یہ کہ وہ تمہارے روزے کے معمول کے دنوں میں آ جائے۔

فائدہ:...... جمعہ کے دن کی فضیلت کی بنا پر اس بات کا امکان تھا کہ لوگ اس دن کو نفلی روزہ رکھنے اور رات کو قیام و تلاوت کے لیے مخصوص کر لیں اور آہستہ آہستہ اس کے ساتھ فرض و واجب کا معاملہ کرنے لگیں، حالانکہ شریعت نے اس کو فرض و واجب نہیں ٹھہرایا تو اس طرح بدعت کا دروازہ کھل جائے گا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دن یا رات میں اپنی طرف سے کسی عبادت کی راہ بند کرنے کے لیے یہ حکم صادر فرمایا، جس سے ثابت ہوا، شریعت نے جس کو لازم نہیں ٹھہرایا، اس کو لازم ٹھہرانا یا اس کے ساتھ لازم جیسا سلوک کرنا درست نہیں ہے اور یہ کسی عبادت کے لیے اپنے طور پر کسی دن کی تخصیص نہیں کر سکتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد کے نزدیک اس طرح امام مالک کے نزدیک جمعہ کے دن بلا قید روزہ رکھنا جائز ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک، حدیث کے مطابق جمعہ کی تخصیص جائز نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اس کے معمول کے دنوں میں آ جائے، مثلاً ایک انسان ہمیشہ یکم، گیارہ اور اکیس تاریخ کو روزہ رکھتا ہے تو ان میں سے کوئی تاریخ جمعہ کو پڑ جائے تو پھر جمعہ کا روزہ رکھنا جائز ہوگا اور احناف کا جمعہ کے روزہ کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا روزہ کم ہی چھوڑتے تھے، سے استدلال

← يوم الجمعة، واذا اصبح صائما يوم الجمعة فعليه ان يفطر برقم (١٩٨٥) واخرجه ابن ماجه في (سننه) كذلك في الصيام، باب: في صيام يوم الجمعة برقم (١٧٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٣٦٥) واخرجه ابو داود في (سننه) حديث يحيى بن يحيى في الصوم، باب: النهي ان يخص يوم الجمعة لصوم برقم (٢٤٢٠) واخرجه كذلك الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في كراهية صوم يوم الجمعة وحده برقم (٧٤٣) واخرجه كذلك ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: في صيام يوم الجمعة برقم (١٧٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٠٣)

[2684] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٢٧)

درست نہیں ہے، کیونکہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ہمیشہ جمعرات کو بھی روزہ رکھتے تھے، دوسری روایت ہے کہ آپ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور اگلے مہینہ منگل، بدھ اور جمعرات کا، اس لیے آپ اکیلے جمعہ کا روزہ نہیں رکھتے تھے کہ باقی دنوں کو نظر انداز فرمادیں۔

٢٥...... بَاب :بَيَانِ نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ بِقَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

باب ٢٥: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ﴾ دوسرے فرمان ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ﴾ سے منسوخ ہوگیا

[2685] ١٤٩ـ(١١٤٥)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

[2685] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں، (لیکن وہ روزہ نہ رکھیں) تو وہ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔'' (البقرہ، آیت:١٨٤) تو جو انسان روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینا چاہتا، وہ ایسا کر لیتا، حتی کہ بعد والی آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ اتری تو اس نے اس رخصت کو منسوخ کر دیا۔

[2686] ١٥٠ـ(. . .) حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

[2685] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ برقم (٤٥٠٧) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: نسخ قوله تعالى: ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ برقم (٢٣١٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ برقم (٧٩٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: تاويل قول الله عزوجل: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ برقم (٤/ ١٩٠) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٤)

[2686] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٨٠)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدَى بِطَعَامِ مِسْكِينٍ حَتَّى أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.[البقرة:١٨٥]

[2686] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیتا، حتی کہ یہ آیت اتری ''جو شخص تم میں سے اس ماہ (رمضان) کو پالے، (اس میں مقیم ہو) وہ روزے رکھے۔'' (بقرہ، آیت: ۱۸۵)

فائدہ:......آیت مبارکہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ کے محکم اور منسوخ ہونے میں اختلاف ہے، کیونکہ ﴿الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ کے معنی ومفہوم میں اختلاف ہے لیکن آیت کا سیاق وسباق اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ آغاز اسلام میں جب لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہیں تھے تو عارضی طور پر روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ مقرر کیا گیا، لیکن فرمایا یہی گیا ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ اور تمہارے حق میں روزہ رکھنا ہی بہتر ہے، نیز اس فقر وفاقہ کے دور میں کتنے لوگ فدیہ ادا کرنے کی سکت رکھتے تھے، بعد میں یہ عارضی رخصت بھی منسوخ ہوگئی، ہاں بوڑھا اور عورت اور دائمی مریض، جن کے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے، وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں یا جمہور کے نزدیک ایک مد غلہ دے دیں اور احناف کے نزدیک نصف صاع اور ان کے نزدیک صاع بھی ۴½ سیر کا ہے، لہٰذا سوا دو سیر گندم فدیہ دینا ہوگا۔

٢٦...... باب: جَوَازِ تَاخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مَالَمْ يَجِئْ رَمَضَانُ آخَرُ لِمَنْ أَفْطَرَ بِعُذْرٍ كَمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَحَيْضٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ

٢٦...... جس نے کسی عذر، مرض، سفر اور حیض وغیرہ کی بنا پر روزہ چھوڑا ہو اس کے لیے رمضان (کے روزوں) کی قضا اگلے رمضان کی آمد (سے پہلے) تک مؤخر کرنے کا جواز

[2687] ١٥١ـ(١١٤٦) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ بِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

[2687] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان برقم (١٩٥٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصيام عن الحائض برقم (٢٣١٨) واخرجه ابن ماجه

[2687]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں، میرے ذمہ رمضان کے روزے ہوتے تو میں ان کی شعبان کے سوا کسی ماہ میں قضائی نہ دے سکتی تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی مصروفیت ہوتی تھی۔

[2688] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[2688] مصنف ایک اور استاد سے یحییٰ بن سعید ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کی بنا پر ہوتا تھا۔

[2689] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ لِمَكَانِهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ يَحْيَى يَقُولُهُ

[2689] مصنف ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ ان کے نبی اکرم کی خدمت میں حاضری کی بنا پر ہوتا تھا۔'' آپ ﷞ کی خاطر وہ روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں۔

[2690] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا

عَنْ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيثِ الشُّغْلُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[2690] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت یحییٰ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغولیت کا ذکر نہیں ہے۔

[2691] ۱۵۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

في (سننه) في الصيام، باب: تاخير قضاء رمضان برقم (۲۳۹۹) واخرجه النسائي في الصيام، باب: وضع الصيام، باب: ما جاء في قضاء رمضان برقم (۱٦٦٩) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۷۷)

[2688] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲٦۸۲)

[2689] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲٦۸۲)

[2690] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲٦۸۲)

[2691] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: الاختلاف على محمد بن ابراهيم فيه برقم (٤/ ۱۵۰) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷٤۱)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتُفْطِرُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

[2691]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں روزہ (حیض وغیرہ) کی بنا پر افطار کرتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شعبان کی آمد تک قضائی نہیں دے سکتی تھی۔

فائدہ: ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کسی سبب، مرض، سفر یا مجبوری اور عذر حیض، نفاس، حمل وغیرہ کے سبب رہ جائیں تو ان کا رمضان کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں ہے، اگلے رمضان کی آمد سے پہلے پہلے، جب چاہے وہ روزے رکھ سکتا ہے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن چونکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے شرف کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتی تھیں، اس لیے وہ شعبان ہی میں روزوں کی قضائی دیتی تھیں، کیونکہ اس ماہ میں آپ ﷺ بکثرت روزے رکھتے تھے، ائمہ اربعہ کا مؤقف یہی ہے۔

٢٧...... بَاب: قَضَآءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب ٢٧: میت کی طرف سے روزوں کی قضائی دینا

[2692] ١٥٣-(١١٤٧) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)).

[2692]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمہ کچھ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔''

[2693] ١٥٤-(١١٤٨) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ

[2692] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: من مات وعليه صوم برقم (١٩٥٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: فيمن مات وعليه صيام برقم (٢٤٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٨٢)

[2693] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: من مات وعليه صوم برقم (١٩٥٣) واخرجه ابو داود في (سننه) في الايمان والنذور، باب: فيمن مات وعليه صيام صام عنه وليه ←

شَهْرٍ فَقَالَ ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)).

[2693]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بتایئے، اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا، ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔''

[2694] ۱۵۵۔(...) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا فَقَالَ ((لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى)) قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ جَمِيعًا وَنَحْنُ جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

[2694]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں تو کیا میں ان کو اس کی طرف سے رکھ سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا: ''اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تو اس کی طرف سے اسے ادا کرتا؟ اس نے کہا، ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کا قرض زیادہ حق دار ہے کہ اس کو چکایا جائے۔''
سفیان کا قول ہے کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے بتایا، جب مسلم (بطین) نے یہ حدیث سنائی، ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے اور ان دونوں نے بتایا، یہ روایت ہم نے مجاہد سے بھی، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے سنی۔

[2695] (...) وحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

← برقم (٣٣١٠) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی الصوم عن الميت برقم (٧١٦) و (٧١٧) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: من مات وعليه صيام من نذر برقم (١٧٥٨) انظر (التحفة) برقم (٥٦١٢)

[2694] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٦٨٨)

[2695] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٦٨٨)

عَـنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

[2695] امام صاحب نے اپنے استاد ابوسعید اشج سے یہ روایت اعمش (سلیمان) سے سلمہ بن کہیل، حکم بن عتیبہ اور مسلم بطین تینوں نے، سعید بن جبیر، مجاہد اور عطاء کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ بات صراحتاً ثابت ہوتی ہے کہ میت کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے اور اسے روزے رکھنے چاہئیں اور آپ ﷺ نے یہ بات ایک مثال کے ذریعہ سمجھائی جب کہ روزہ انسان کے ذمہ اللہ کا حق ہے، جو قرض کے حکم میں ہے، جس طرح انسانی قرض کی ادائیگی ضروری ہے، اس سے بڑھ کر اللہ کے قرض کی ادائیگی لازمی ہے اور حج کی طرح روزہ بھی ایسا حق ہے، جس کی انسان کی زندگی میں بھی نیابت، عذر یا مجبوری کی صورت میں جائز ہے، لیکن نماز کی نیابت بالاتفاق جائز نہیں ہے، اس لیے اہل ظاہر کے نزدیک آپ ﷺ کے حکم کی بنا پر، ولی کے لیے روزے رکھنا ضروری ہے، محدثین، ابوثور اور بعض شوافع کے نزدیک بھی ان صحیح احادیث کی بنا پر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے اور امام ابن تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے اور حافظ ابن حزم نے اس کی پرزور وکالت کی ہے، لیکن احناف اور شوافع جو عبادات میں بھی (یعنی بدنی عبادت میں) قیاس سے کام لے کر میت کی طرف سے تلاوت قرآنی جائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ نماز کی طرح خالص بدنی عبادت ہے جس میں نیابت آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، ان کے نزدیک ولی، میت کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا اور صحیح احادیث کے مقابلہ میں صحابہ کے اقوال پیش کرتے ہیں یا ایسے قواعد وضوابط جو وضعی ہیں یا یہاں چسپاں نہیں ہوتے، پیش کرتے ہیں۔ بہرحال امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اگر میت نے اپنے مال سے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کی ہو تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے، اگر وصیت نہ کی ہو تو مستحب ہے، امام احمد اور اسحاق کے نزدیک نذر کی صورت میں روزے رکھے جائیں گے اور رمضان کی صورت میں امام شافعی کی طرح ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے ظاہری معنی کو ترجیح دی ہے۔

[2696] ١٥٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ

[2696] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٨٨)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ أَكَانَ يُؤَدِّي ذٰلِكِ)) عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَصُومِي عَنْ أُمِّكِ))۔

[2696]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں فوت ہوگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے ہیں، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بتایئے! اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا اور تو اس کو ادا کر دیتی تو کیا یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا؟'' اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ۔''

فائدہ:...... قرض اللہ کا ہو یا کسی بندے کا، اس کی ادائیگی ضروری ہے اور قرض دوسرا آدمی بھی ادا کر سکتا ہے۔

[2697] ۱۵۷۔(۱۱۴۹) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَبُو الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ ((وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((صُومِي عَنْهَا)) قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ ((حُجِّي عَنْهَا))۔

[2697]۔حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا میں آپ کے پاس ایک عورت آ گئی اور اس نے پوچھا، میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ میں دی اور اب میری ماں فوت ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اجر ثابت ہو گیا اور وراثت کی بنا پر تیری لونڈی واپس مل گئی۔'' اس نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے رکھ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے روزہ رکھو۔'' اس نے پوچھا، اس نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو۔''

[2697] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة، باب: من تصدق بصدقة ثم ورثها برقم (١٦٥٦) باختصار۔ واخرجه كذلك في الوصايا، باب: في الرجل يهب الهبة ثم يوصى له بها او يرثها برقم (٢٨٧٧) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الزكاة، باب: ما جاء في المتصدق يرث صدقته برقم (٦٦٧) واخرجه كذلك في الحج، باب: ٧٦ برقم (٩٢٩) باختصار۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: من مات وعليه صيام من نذر برقم (١٧٥٩)

فوائد :...... ❶ اگر کوئی انسان صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ وراثت کی بناء پر اس کے پاس واپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے اس کا لینا جائز ہے اور اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ ❷ والدین کی طرف سے نفلی حج بھی کیا جا سکتا ہے۔ ❸ ولی رمضان کے روزوں کی طرح میت کی طرف سے نذر کے روزے بھی رکھ سکتا ہے، اگرچہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک روزے رکھنے جائز نہیں ہیں اور امام احمد کے نزدیک رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا اور نذر کے روزے رکھ سکتا ہے۔

[2698] ۱۵۸-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

[2698]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں ((انا جالس عند رسول اللّٰه)) کے بجائے ((كنت جالساً عند النبی)) ہے اور اس میں ایک ماہ کے بجائے دو ماہ کے روزے ہیں۔

[2699] (...) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

[2699] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں ایک ماہ کے روزہ کا ذکر ہے۔

[2700] (...) وحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

[2700] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں دو ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے۔

[2701] (...) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَكِّيِّ

← باختصار۔ واخرجه كذلك في الصدقات، باب: من تصدق بصدقة ثم ورثها برقم (٢٣٩٤) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٨٠)

[2698] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (٢٦٩٢)

[2699] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٦٩٢)

[2700] تقدم تخريج

[2701] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٣٧)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

[2701] امام صاحب ایک اور استاد سے سلیمان بن بریدہ کی اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

فائدہ:...... مختلف احادیث میں کہیں مرد کی آمد کا تذکرہ ہے اور کہیں عورت کا، بعض جگہ ایک ماہ کے روزے ہیں اور بعض جگہ دو ماہ کے اور بقول امام نووی ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، سوال مرد نے بھی کیا اور عورت نے بھی، ایک ماہ کے بارے میں سوال ہوا اور دو ماہ کے بارے میں بھی اور ان سب احادیث سے مشترکہ طور پر یہ بات ثابت ہوئی کہ ولی، میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور ان احادیث کے مخالف کوئی صحیح اور مرفوع حدیث موجود نہیں ہے اور ان احادیث کو اطعام پر محمول کرنا، بلاوجہ اور بلاضرورت ہے اور ظاہری معنی پر محمول کرنے میں کوئی مانع یا رکاوٹ موجود نہیں ہے اور ان احادیث صحیحہ پر تنقید اور اعتراض بیجا ہے۔

۲۸...... بَاب: الصَّائِمِ يُدْعَى لِطَعَامٍ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ

باب ۲۸: روزے دار کو اگر کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ کہہ دے میں روزے دار ہوں

پاکستانی نسخہ:...... روزے دار کو جب کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزہ افطار نہ کرنا چاہے یا اسے گالی دی جائے یا لڑائی پر آمادہ کیا جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ کہہ دے میں روزے دار ہوں اور وہ اپنے روزے کو شہوت انگیزی اور اشتعال وغیرہ سے بچائے گا، (کیونکہ پاکستانی نسخہ میں اگلا باب اس باب میں داخل کر دیا گیا ہے۔)

[2702] ۱۵۹ـ(۱۱۵۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ رِوَايَةً وَقَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ))

[2702]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کسی کو کھانے کی طرف بلایا جائے، جبکہ وہ روزے دار تو وہ کہہ دے، میں روزے دار ہوں۔

[2702] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: ما يقول الصائم اذا دعي الى الطعام برقم (٢٤٦١) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في اجابة الصائم الدعوة برقم (٧٨١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، برقم (١٧٥٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٧١)

فائدہ:...... اگرچہ نفلی نیکی کا اخفاء بہتر ہے لیکن ضرورت کے وقت اس کا اظہار ہو سکتا ہے، نیز دعوت کے لیے روزہ کا افطار کرنا ضروری نہیں ہے، حاضر ہو کر خیر و برکت کی دعا کر سکتا ہے، اگر دعوت دینے والا مجبور کرے اور اس کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہو تو پھر روزہ کھولا بھی جا سکتا ہے۔

۲۹...... بَاب: حِفْظِ اللِّسَانِ لِلصَّائِمْ

باب ۲۹: روزے دار کا زبان کی حفاظت کرنا

[2703] ۱۶۰-(۱۱۵۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ رِوَايَةً قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنْ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ.

[2703]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا کسی دن روزہ ہو تو وہ شہوت انگیز حرکت نہ کرے اور نہ شور و غوغا کرے اور نہ جذبات کی رو میں بہہ جائے (جہالت نادانی کا کام نہ کرے) اگر کوئی انسان اسے گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑے پر ابھارے تو وہ سوچ لے، میں تو روزہ دار ہوں، میں تو روزے دار ہوں۔'' فلیقل دل میں کہے، سوچ لے یا زبان سے کہہ دے۔

فائدہ:...... جس طرح روزے دار کے لیے کھانے پینے اور تعلقات زن و شوہر سے احتراز ضروری ہے، اسی طرح روزے کی حالت میں اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کو خلاف شریعت کاموں سے بچانا ضروری ہے، زبان سے فحش گفتگو یا فحش حرکات، بلاضرورت شور و شرابا اور چیخ و پکار کرنا، حلم و تحمل کے برعکس جذبات کی رو میں بہہ کر جہالت و نادانی کے کام کرنا یا کوئی اشتعال دلا کر گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ کرے تو اس کے ساتھ الجھنا درست نہیں ہے، بلکہ وہ دل میں سوچ لے یا ضرورت اور موقع و محل کا تقاضا ہو تو زبان سے بھی کہہ دے، میں روزے دار ہوں اور میرے لیے سب و شتم اور لڑائی جھگڑا کرنا ناجائز ہے۔ **شاتمه**: گالی گلوچ پر ابھارے۔ **قاتله**: لڑائی جھگڑے پر اکسائے۔

۳۰...... بَاب: فَضْلِ الصِّيَامِ

باب ۳۰: روزوں کی فضیلت

[2704] ۱۶۶۱-(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ

[2703] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۹۱)

[2704] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذكر الاختلاف علی ابی صالح فی هذا الحديث برقم (٤/ ١٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٤٥)

سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

[2704]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''اللہ عزوجل نے فرمایا، ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، مگر روزہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔''

[2705] ١٦٢۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصِّيَامُ جُنَّةٌ.

[2705]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے۔''

[2706] ١٦٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ

اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)).

[2706]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا فرمان ہے ابن آدم، انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، مگر روزہ کیونکہ وہ میرے لیے ہے تو میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو اس دن وہ بیہودہ اور فحش گفتگو نہ کرے اور نہ شور وشغب

[2705] تفرد مسلم فی تخریجہ۔ انظر (التحفۃ) برقم (١٣٨٨٥)

[2706] اخرجہ البخاری فی (صحیحہ) فی الصوم، باب: ھل یقول انی صائم اذا شتم برقم (١٩٠٤) واخرجہ النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی ابی صالح فی ھذا الحدیث برقم (٤/ ١٦٣) انظر (التحفۃ) برقم (١٢٨٥٣)

کرے، پس اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو وہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزہ دار کی منہ کی بو، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہوگی اور روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں، جو اس کے لیے شادمانی کا باعث بنتی ہیں جب وہ روزہ کھولتا ہے تو اپنے فطر سے خوش ہوتا ہے نمبر۲ اور جب اپنے رب کو ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

[2707] ١٦٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَة ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

[2707]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کے ہر اچھے عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سوگنا تک بڑھایا جاتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، مگر روزہ، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، میری خاطر بندہ اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں، ایک مسرت افطار کے وقت اور دوسری مسرت اللہ کی بارگاہ میں شرف باریابی کے وقت اور اس کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔''

[2708] ١٦٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہما قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّوْمَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَرِحَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

[2707] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام باب: ما جاء فى فضل الصيام برقم (١٦٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٧٠) و (١٢٥٢٠)

[2708] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر الاختلاف على ابى صالح فى هذا الحديث برقم (٤/ ١٦٢) انظر (التحفة) برقم (٤٠٢٧)

[2708]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا ارشاد ہے، بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دوں گا، روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جب روزہ افطار کرتا ہے، خوش ہوتا ہے اور جب اللہ سے ملاقات ہوگی، خوش ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔''

[2709] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ ابْنِ سَلِيطٍ الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ وَهُوَ أَبُو سِنَانٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ، فَرِحَ.

[2709] یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے ابوسنان ضرار بن مرہ کی ہی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، ''جب اللہ کے حضور شرف باریابی ملے گا اور وہ اسے اجر وثواب سے نوازے گا، خوش ہوگا۔''

مفردات الحدیث

❶ الصِّيَامُ جُنَّةٌ: روزہ ڈھال ہے، جو روزہ دار کو شیطان ونفس کے حملوں سے بچاتا ہے، وہ اس کو بیہودہ اور فحش گفتگو سے، شور وشغب سے، سب وشتم اور لڑائی جھگڑے سے بچاتا ہے، اس لیے بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے ناحق اور باطل کلام اور باطل کام نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح روزہ انسان کے لیے گناہ ومعصیت اور شریعت کی حدود کی پامالی سے ڈھال بن کر اللہ کے غیض وغضب اور ناراضی سے ڈھال بنتا ہے اور شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب کے محل، آتش دوزخ سے بھی ڈھال بنے گا۔ ❷ للصائم فرحتان: ایک مومن بندہ جب اللہ کے فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق عمل پر خوش ہوتا ہے کہ اس نے فرض اور حق کی ادائیگی کی توفیق دی، دوبارہ خوشی اس وقت ہوگی جب قیامت کے دن روزہ کا اجر اور مزدوری بے حد وحساب لے گا۔ ❸ خُلُوفُ فَمِ الصائم: بھوک وپیاس کے نتیجہ میں روزہ دار کے منہ سے جو بو پیدا ہوتی ہے تو انسانوں کے لیے جتنی اچھی اور جتنی پیاری اور پسندیدہ ومحبوب مشک کی خوشبو ہوتی ہے تو بلاشبہ اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے، لیکن یہ منہ کی بو، مسواک وغیرہ سے زائل نہیں ہوتی، اس لیے روزہ دار کو وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کے اجر وثواب سے محروم رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روزہ کی جو خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان کی گئی ہیں، وہ انھی روزہ داروں کے لیے ہیں، جن کا روزہ شہوت نفس اور کھانے پینے کے علاوہ گناہوں اور بری اور ناپسندیدہ باتوں اور کاموں سے ڈھال بنتا ہے، جو

[2709] تقدم تخريجه

شخص روزہ رکھے لیکن برے کاموں اور غلط باتوں سے پرہیز نہ کرے اس کے لیے بھوک و پیاس کے سوا کوئی فضیلت و برکت نہیں ہے۔ ❹ رفث: بیہودہ اور شہوت انگیز، گندی باتیں اور حرکتیں۔ ❺ الجهل: حلم اور حکمت کے مقابلہ میں ہے، اشتعال انگیز اور جذباتی قول و فعل، غیر دانشمندانہ اور نادرست قول و فعل۔ ❻ خُلْفَة: خُلُوف، خلو معدہ کے نتیجہ میں اٹھنے والی منہ کی بو۔ ❼ صَخَب، سَخَب: چیخ و پکار، شور و غل۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ کو اس قدر فضیلت اور قدر و منزلت حاصل ہے کہ امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی تو یہ ہے کہ ایک نیکی کا اجر و ثواب کم از کم دس گنا ملے گا، مگر بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات، موقع و محل کی مناسبت، عمل کرنے والے کے اخلاص و خشیت کی بنا پر اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا تک پہنچ جاتا ہے مگر روزہ اس عام قانون رحمت سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، کیونکہ روزہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہی کے حصول کی خاطر رکھا جاتا ہے، جس میں ریاکاری نہیں ہو سکتی، جس نے ریاکاری کرنی ہو وہ بغیر روزے کے کھا پی کر بھی دعوت افطار میں شریک ہو سکتا ہے، اس لیے فرمایا: وہ میری ہی خاطر اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے، اس لیے میں ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی قربانی اور نفس کشی کا اجر و ثواب اور صلہ و جزا دوں گا اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ روزہ میں انسان عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفت استغناء اور بے نیازی کا مظہر بنتا ہے اور اپنی طبعی و فطری ضروریات سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی خاطر اجتناب اور پرہیز کرتا ہے۔

[2710] ١٦٦ـ(١١٥٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ وَهُوَ الْقَطَوَانِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ)).

[2710]۔ حضرت سہل بن سعد ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک خاص دروازہ ہے جسے "الریّان" کہا جاتا ہے، اس سے قیامت کے دن صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے سوا کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا، پکارا جائے گا، کہاں ہیں روزہ دار؟ تو وہ اس سے داخل ہوں گے، جب ان کا آخری فرد داخل ہو جائے گا، دروازہ بند ہو جائے گا تو اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔"

فائدہ:...... روزے میں جس تکلیف کا سب سے زیادہ احساس ہوتا ہے، وہ پیاس ہے، اس لیے روزہ کا جو صلہ

[2710] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: الريان للصائمين برقم (١٨٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤٦٩٥)

اور انعام دیا جائے گا، اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی ہے، اس مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے لیے جو دروازہ داخلہ کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اس کا نام ریان (پورا پورا اور بھرپور سیراب) ہوگا۔

٣١...... بَاب: فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لِمَنْ يُّطِيقُهُ بِلَا ضَرَرٍ وَّلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ

باب ٣١: اللہ کی راہ میں بغیر کسی نقصان دہ تکلیف اور حق کو فوت کرنے کے روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے کے روزہ رکھنے کی فضیلت

[2711] ١٦٧-(١١٥٣) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

[2711]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک روزے کے عوض اس کے چہرے (ذات) کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

[2712] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2712] یہی روایت مصنف اپنے دوسرے استاد سے سہیل ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[2713] ١٦٨-(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَسُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيَّ يُحَدِّثُ

[2711] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد، باب: فضل الصوم في سبيل الله برقم (٢٨٤٠) واخرجه الترمذي في (جامعه) في فضائل الجهاد، باب: ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله برقم (١٦٢٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ثواب من صام يوما في سبيل الله عزوجل وذكر الاختلاف على سهل بن ابي صالح في الخبر في ذلك برقم (٤/ ١٧٣) واخرجه كذلك في ذكر الاختلاف على سفيان الثوري فيه برقم (٤/ ١٧٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: صيام يوم في سبيل الله برقم (١٧١٧) انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٨)

[2712] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٠٤)

[2713] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٠٤)

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

[2713]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔''

فائدہ: ...... فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے، اگر جہاد کے لیے نکلا ہوا مجاہد جب کہ دشمن کے مقابلہ میں میدان میں موجود ہو، لیکن جنگ ہو نہیں رہی یا اس قدر ہمت و طاقت کا مالک ہو کہ روزہ سے جہادی کاموں میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہیں دکھا رہا تو اس کا چہرہ یعنی ذات ایک روزہ کے نتیجہ میں اس قدر طویل مسافت آتش جہنم سے دور ہو جائے گا گویا جہاد کی برکت سے اجر میں اضافہ ہوگا۔

۳۲...... بَاب: جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّآئِمِ نَفْلًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب ۳۲: نفلی روزہ زوال سے پہلے نیت کر کے رکھا جا سکتا ہے اور نفلی روزہ بغیر عذر کے توڑا جا سکتا ہے

[2714] ۱۶۹۔(۱۱۵٤) وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَتْنِی عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عِنْدَنَا شَیْءٌ قَالَ فَإِنِّی صَآئِمٌ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَائَنَا زَوْرٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيهِ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ)) صَآئِمًا

[2714] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی الرخصة فی ذلك برقم (٢٤٥٥) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: صيام المتطوع بغير تبييت برقم (٧٣٣) و (٧٣٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: النية فی الصيام والاختلاف علی طلحة بن يحيى فی خبر عائشة برقم (٤/ ١٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٧٢)

قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَّالِهِ فَإِنْ شَآءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَآءَ أَمْسَكَهَا.

[2714]۔حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میں روزہ دار ہوں'' پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، تو ہمارے پاس تحفہ بھیجا گیا یا ہمارے پاس مہمان آ گئے، (ان کے پاس ہدیہ تھا، یا ان کی خاطر ہدیہ پہنچا) تو جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس ہدیہ آیا ہے، یا ہمارے پاس مہمان آئے ہیں اور میں نے آپ کے لیے کچھ چھپا رکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا، وہ حیس ہے (کھجور، گھی اور پنیر کا آمیزہ)، آپ نے فرمایا: ''لائیے۔'' تو میں اسے لے آئی اور آپ نے کھالیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں روزے سے تھا۔'' طلحہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث مجاہد کو سنائی تو اس نے کہا، یہ ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی اپنے مال سے نفلی صدقہ لاتا ہے تو اس کی مرضی ہے اس کو صدقہ کر دے یا روک لے۔

[2715] ۱۷۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِينِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ.

[2715]۔حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا، ''کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' تو ہم نے کہا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اب ہم روزہ دار ہیں۔'' پھر ایک اور دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں مالیدہ کا ہدیہ ملا ہے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے کھلائیے، میں نے تو آج روزے کی نیت کی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

فائدہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ نفلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جا سکتی ہے، دوسری یہ کہ نفلی روزہ توڑا بھی جا سکتا ہے اور نفلی روزہ توڑنا جرم یا گناہ نہیں ہے۔امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا یہی موقف ہے۔اگرچہ اس کی جگہ روزہ رکھنا مستحب ہے تاکہ اجر و ثواب حاصل ہو سکے، امام مالک

[2715] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۷۰۷)

اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک، نفلی روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے والا گناہ گار ہے اور اس پر قضائی واجب ہے کیونکہ یہ اپنے عمل کو باطل اور رائیگاں ٹھہرانا ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ نفلی روزہ رکھنے والا شرعی طور پر بااختیار ہے کہ چاہے وہ روزہ پورا کرے یا کسی وجہ سے توڑنا چاہے تو توڑ دے، وہ پورا کرنے کا پابند نہیں ہے، اگر پابند ہوتا تو پھر توڑنے کی صورت میں عمل باطل ٹھہرتا۔

٣٣...... بَاب: أَكْلُ النَّاسِي وَشُرْبُهُ وَجِمَاعُهُ لَا يُفْطِرُ

باب ٣٣: بھول کر کھانا، پینا اور جماع کرنا، روزہ نہیں توڑتا

[2716] ١٧١ـ(١١٥٥) وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الْقُرْدُوسِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ.

[2716]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا، وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا ہے (اس نے خود ارادہ کر کے روزہ نہیں توڑا ہے، اس لیے اس کا روزہ برقرار ہے۔)

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور احمد کا یہی موقف ہے۔ امام نووی نے جماع کو اس پر قیاس کیا ہے، اکثریت کا یہی موقف ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک تینوں صورتوں میں قضاء ہے، کفارہ نہیں ہے۔ امام احمد کے نزدیک عمل زوجیت بھول کر ممکن نہیں ہے، اس لیے اس میں قضاء اور کفارہ ہے، عطاء، لیث اور اوزاعی کے نزدیک جماع کی صورت میں قضاء ہے، کفارہ نہیں ہے۔

٣٤...... بَاب: صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَاسْتِحْبَابِ أَنْ لَا يُخَلِّي شَهْرًا مِنْ صَوْمٍ

باب ٣٤: رمضان کے سوا دیگر مہینوں میں نبی اکرم ﷺ کا روزے رکھنا اور پسندیدہ بات یہی ہے کہ کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ چھوڑا جائے

[2717] ١٧٢ـ(١١٥٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ

[2716] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٠٨)

[2717] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام فی باب: اختلاف الفاظ النقلین لخبر عائشة فیه برقم (٤/ ١٥٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٣)

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهٖ وَلَا أَفْطَرَهٗ حَتّٰى يُصِيبَ مِنْهُ.

[2717]۔عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا رسول اللہ ﷺ رمضان کے سوا کسی اور متعین ماہ کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم! ماہ رمضان کے سوا کسی مہینے کے آپ ﷺ نے پورے روزے کبھی نہیں رکھے، یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور نہ پورے ماہ کے چھوڑے، روزے کچھ نہ کچھ رکھے بغیر چھوڑے ہیں۔

[2718] ۱۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ

وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهٗ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كُلَّهٗ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهٗ كُلَّهٗ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهٖ ﷺ

[2718]۔عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، میرے علم میں رمضان کے سوا آپ ﷺ نے کسی ماہ کے مکمل روزے نہیں رکھے اور نہ پورے ماہ کے روزے چھوڑے، آپ ﷺ ہر ماہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے تھے حتی کہ سفر آخرت پر چلے گئے۔

مفردات الحدیث ✲ مضیٰ لوجہ اور مضی سبیلہ، دونوں کا مقصد، فوت ہو جانا اور سفر آخرت اختیار کرنا ہے۔

[2719] ۱۷٤۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ حَمَّادٌ وَأَظُنُّ أَيُّوبَ قَدْسَمِعَهٗ مِنْ

عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ.

[2718] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٨)

[2719] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى سرد الصوم برقم (٧٦٨) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: صوم النبى ﷺ بابى هو وامى۔ وذكر ←

[2719]۔عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے، حتی کہ ہم کہتے تھے، روزے رکھ لیے ہیں، روزے رکھ رہے ہیں اور روزے چھوڑ دیتے، حتی کہ ہم کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے چھوڑ رہے ہیں، آپ روزے چھوڑ رہے ہیں اور انہوں نے بتایا جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے ہیں، میں نے آپ کو کبھی بھی رمضان کے سوا پورے ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

[2720] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا.

[2720] امام صاحب یہی روایت قتیبہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس سند میں ہشام اور محمد کا نام نہیں لیتے۔

[2721] ۱۷۵۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ.

[2721]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے، حتی کہ ہم یہ خیال کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب ناغہ نہیں کریں گے اور آپ روزے نہ رکھتے حتی کہ (مسلسل روزے نہ رکھنے سے) ہمیں خیال گزرتا، اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں۔

فائدہ:...... نفلی روزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی لگا بندھا دستور اور معمول نہ تھا، بلکہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل بلاناغہ روزے رکھنا شروع کر دیتے اور کبھی مسلسل روزے رکھنے میں ناغہ کرتے، کبھی ایسا کرتے کہ ایک ماہ

← اختلاف الناقلين للخبر في ذلك برقم (٤/ ١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٢)

[2720] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧١٢)

[2721] اخرجه البخاری في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم شعبان برقم (١٩٦٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: كيف كان يصوم النبي ﷺ برقم (٢٤٣٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصوم النبي ﷺ بابي هو وامي۔ وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك برقم (٤/ ١٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٠)

شروع میں ہفتہ، اتوار اور پیر کا روزہ رکھ لیتے اور اگلے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ لیتے، ہر ہفتہ، سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے۔ مقصد یہ تھا کہ نفلی روزوں کے رکھنے میں تنگی اور مشکل نہ ہو بلکہ وسعت کا راستہ کھلا رہے، تاکہ ہر شخص اپنے احوال وظروف اور اپنی ہمت کے مطابق روزے رکھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ نفلی روزے ماہ شعبان میں رکھتے تھے، کیونکہ اس مہینے میں بارگاہ الٰہی میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور آپ چاہتے تھے کہ جب آپ کے اعمال پیش ہوں تو آپ روزے سے ہوں، لیکن آپ کا کوئی مہینہ، بلکہ کوئی ہفتہ روزوں سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

[2722] ۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ ﷞ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

[2722]۔ ابوسلمہ ﷫ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷞ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا، آپ ﷺ روزے رکھتے رہتے حتی کہ ہمارا خیال ہوتا، روزہ رکھتے ہی رہیں گے اور (کبھی) آپ روزے شروع نہ کرتے حتی کہ ہمیں خیال گزرتا، آپ مسلسل ناغہ کریں گے، اور میں نے آپ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، کیونکہ آپ شعبان کے بہت کم روزے چھوڑتے تھے۔ (للاکثر حکم الکل کے اصول کے مطابق آپ ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔)

[2723] ۱۷۷۔(۷۸۲) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابوسَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَمَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَكَانَ يَقُولُ ((أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ)).

[2722] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥١) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام النبي ﷺ برقم (١٧١٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٢٩)

[2723] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم شعبان برقم (١٩٧٠)واخرجه ←

[2723] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سال بھر کسی ماہ میں شعبان سے زیادہ روزے دار نہیں ہوتے تھے اور آپ فرماتے تھے، ''اس قدر اعمال کرو، جو تمہارے بس میں ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر و ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا، تم خود ہی (عمل کرنے سے) اکتا جاؤ گے۔'' اور آپ ﷺ فرماتے تھے، ''اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر صاحب عمل ہیشگی کرے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔''

[2724] ١٧٨۔(١١٥٧) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَا صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُومُ إِذَا صَامَ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُومُ.

[2724] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سوا کسی کامل ماہ کے روزے نہیں رکھے، جب روزے شروع کرتے، رکھتے ہی رہتے، حتی کہ کہنے والا کہتا نہیں اللہ کی قسم! آپ ﷺ ناغہ نہیں کریں گے اور جب روزے شروع نہ کرتے، ناغہ ہی کرتے رہتے تھے حتی کہ کہنے والا خیال کرتا، نہیں اللہ کی قسم! آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

[2725] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ غُنْدَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

[2725] امام صاحب محمد بن بشار اور ابو بکر بن نافع سے، ابو بشر کی ہی سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں ہے، جب سے آپ ﷺ مدینہ آئے ہیں، آپ نے کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھے۔

[2726] ١٧٩۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ

← النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه برقم (٤/ ١٥١) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٨٠)

[2724] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصيام، باب: ما يذكر من صوم النبي ﷺ وافطاره برقم (١٩٧١) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، برقم (٤/ ١٩٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام النبي ﷺ برقم (١٧١١) انظر (التحفة) برقم (٥٤٤٧)

[2725] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧١٧)

[2726] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، برقم (٢٤٣٠) انظر (التحفة) برقم (٥٥٥٤٠)

فِي رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷠ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ.

[2726]۔عثمان بن حکیم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ماہ رجب میں، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رجب کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا، میں نے ابن عباس ﷠ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات) روزے شروع کرتے، حتی کہ ہمیں خیال گزرتا کہ آپ ﷺ افطار نہیں کریں گے (اور بسا اوقات اس کے برعکس) روزے شروع نہ کرتے حتی کہ ہم خیال کرتے، آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

[2727] (. . . .) وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2727]امام صاحب نے اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2728] ١٨٠ ـ (١١٥٨) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ﷛ ح و حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ ﷛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ.

[2728]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے رہتے حتی کہ خیال کیا جاتا روزے رکھتے ہی رہیں گے اور آپ ﷺ روزے شروع نہ کرتے حتی کہ خیال کیا جاتا، روزے افطار ہی کرتے رہیں گے۔

٣٥...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

باب٣٥: ہمیشہ روزہ رکھنا (صوم الدہر) اس شخص کے لیے منع ہے جس کو اس سے تکلیف پہنچے یا حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے یا عیدین اور ایام تشریق کا روزہ بھی نہ چھوڑے اور افضل یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے

[2729] ١٨١ ـ (١١٥٩) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ يُونُسَ

[2727] تقدم تخريجه

[2728] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٤٨)

[2729] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: حق الاهل في الصوم برقم (١٩٧٦)←

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَقُولُ لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((آنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذٰلِكَ))** فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا))** وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ **((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ))** قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ **((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ))** قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

[2729]۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے بارے میں یہ اطلاع دی گئی کہ وہ کہتا ہے، میں زندگی بھر رات کو قیام کروں گا اور دن کو روزہ رکھوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ہی ہے جو یہ باتیں کرتا ہے؟'' تو میں نے آپ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! واقعی میں نے یہ باتیں کہی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ کام نہیں کر سکو گے۔ اس لیے روزہ رکھو بھی اور افطار بھی کرو، نیند بھی کرو اور قیام بھی اور ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ ہر نیکی کا درجہ کم از کم دس (۱۰) گنا ہے، اس طرح یہ روزے ہمیشہ ہمیشہ کے برابر ہو جائیں گے۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس

← واخرجه كذلك فی احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وآتينا داود زبورا﴾ برقم (۳٤۱۸) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی صوم الدهر تطوعا برقم (۲٤۲۷) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الصيام، باب: صوم يوم و افطار يوم، وذكر اختلاف الفاظ الناقلين فی ذلك لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ۲۱۱) انظر (التحفة) برقم (۸٦٤٥)

سے زیادہ اور بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو، یہ داؤدی روزہ ہے اور یہ بہترین روزے ہیں۔'' میں نے کہا، میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے۔'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اگر میں آپ کی تین دن کی بات تسلیم کر لیتا تو یہ میرے لیے، میرے اہل و مال سے زیادہ پیاری ہوتی، (کیونکہ بڑھاپا، کمزوری میں، ان کے لیے اپنی بات کی پابندی دقت اور مشقت کا باعث بنی رہی تھی)

[2730] ۱۸۲-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ الرُّومِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا

يَحْيٰى قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيدَ حَتّٰى نَأْتِيَ أَبَاسَلَمَةَ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ رَسُولًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَدْخُلُوا وَإِنْ تَشَاؤُا أَنْ تَقْعُدُوا هَا هُنَا قَالَ فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هَا هُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) فَقُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ ((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) قَالَ ((وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ

[2730] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، حق الضيف في الصوم برقم (١٩٧٤) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: حق الجسم في الصوم برقم (١٩٧٥) واخرجه كذلك في الادب، باب: حق الضيف برقم (٦١٣٤) واخرجه كذلك في النكاح، باب: لزوجك عليك حق برقم (٥١٩٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: صوم يوم وافطار يوم وذكر اختلاف الفاظ الناقلين في ذلك لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٠)

عَشْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قَالَ وَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ)) قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

[2730]۔ یحییٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں اور عبداللہ بن یزید چلے حتی کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے ان کی طرف ایک قاصد بھیجا تو وہ ہمارے پاس باہر آ گئے، ان کے گھر کے دروازہ کے پاس مسجد تھی اور جب وہ ہماری طرف آئے تو ہم مسجد میں تھے تو وہ کہنے لگے، اگر چاہو تو گھر چلو اور چاہو تو یہیں بیٹھے رہو، ہم نے کہا، نہیں، ہم یہیں بیٹھیں گے، آپ احادیث سنائیں، انہوں نے کہا، مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر رات قرآن ختم کرتا تھا، میرا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا، یا آپ نے مجھے بلوایا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قرآن پڑھتے رہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں ایسا کرتا ہوں اور میرا مقصد خیر ہی ہے، آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے ہر ماہ تین روزے کافی ہیں۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر تیری بیوی کا حق ہے، تجھ پر تیرے مہمانوں کا حق ہے اور تجھ پر تیرے جسم کا حق ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو، وہ سب لوگوں سے بڑھ کر عبادت گذار تھے۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! داؤدی روزے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔'' آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید ایک ماہ میں پڑھا کرو۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''ہر دس دن میں پڑھا کرو۔'' میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہر سات دن میں پڑھ، اس سے زیادہ نہ کرو، کیونکہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمانوں کا تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے'' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے اوپر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں، مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تجھے معلوم نہیں ہے، امید ہے تمہیں طویل عمر ملے گی۔'' کہتے ہیں جو بات مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمائی تھی، اس تک پہنچ گیا ہوں تو جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، چاہتا ہوں، اے کاش میں نے نبی اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی۔

[2731] ۱۸۳ـ(...) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ ((كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا ((وَلَمْ يَقُلْ وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلٰكِنْ قَالَ وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)).

[2731]۔ یہی حدیث مجھے زہیر بن حرب نے، یحییٰ ہی کی سند سے سنائی، اس میں ہر ماہ تین روزے کیا کرو کہ بعد یہ اضافہ ہے،'' کیونکہ تجھے ہر نیک کام کا دس گنا اجر ملے گا، اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے روزے ہو گئے'' اور اس حدیث میں یہ بھی ہے میں نے کہا، نبی اللہ داود علیہ السلام کے روزے کیسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نصف الدہر'' حدیث میں قرآن پڑھنے کا ذکر تک نہیں ہے اور نہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تجھ پر تیرے مہمانوں کا حق ہے،'' لیکن یہ فرمایا: ''تجھ پر تیری اولاد کا حق ہے۔''

[2732] ۱۸٤ـ(...) حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ

وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ)).

[2732]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید ہر ماہ ختم کرو۔'' میں نے عرض کیا، مجھ میں (اس سے زیادہ کی) قوت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیس رات میں پڑھ لیا کرو۔'' میں نے عرض کیا، مجھ میں قوت ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''ہر سات دن میں ختم کرو، اس پر اضافہ نہ کرنا۔''

[2733] ۱۸۵ـ(...) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ

[2731] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٢)

[2732] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل القرآن، باب: قول المقرى للقارى: حسبك برقم (٥٠٥٣) و (٥٠٥٤) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٢)

[2733] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه برقم (١١٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذم من ←

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ بِمِثْلِ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)).

[2733]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔“

[2734] ۱۸۶۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَزْعُمُ أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما يَقُولُ بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِأَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ)) قَالَ إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ ((فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام)) قَالَ وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)) قَالَ مَنْ لِي بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ)).

← ترك قيام الليل برقم (٣/ ٢٥٣) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى قيام الليل برقم (١٣٣١) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦١)

[2734] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصوم، باب: صوم الدهر برقم (١٩٧٧) واخرجه كذلك فى باب: صوم داود عليه السلام برقم (١٩٧٩) واخرجه كذلك فى احاديث الانبياء، باب: قوله تعالى: ﴿وآتينا داود زبورا﴾ برقم (٣٤١٩) واخرجه كذلك فى التهجد، باب: ٢٠ برقم (١١٥٣) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الصيام، باب: صوم عشرة ايام من الشهر واختلاف الفاظ الناقلين لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١٣، ٤/ ٢١٤، ٤/ ٢١٥) واخرجه كذلك فى باب: ذكر الاختلاف على عطاء فى الخبر فيه برقم (٤/ ٢٠٦) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصيام، باب: ما جاء فى صيام الدهر برقم (١٧٠٦) انظر (التحفة) برقم (٨٦٣٥)

[2734] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں اور رات بھر قیام کرتا ہوں یا تو آپ نے مجھے بلایا، یا میں خود آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا: ''کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم روزے رکھتے ہو، ناغہ نہیں کرتے ہو؟ اور رات بھر نماز پڑھتے ہو؟ ایسے نہ کرو، کیونکہ تیری آنکھ کا بھی حق (حصہ) ہے اور تیرے نفس کا حق (حصہ) ہے اور تیرے اہل (بیوی بچے) کا حق (حصہ) ہے، لہٰذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی اور ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھو اور باقی نو کا تجھے ثواب مل جائے گا، میں نے عرض کیا، میں اپنے اندر اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''داؤدی روزے رکھ لیا کرو۔'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا، داؤدی روزے کس طرح تھے؟ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور لڑائی میں بھاگتے نہیں تھے۔'' عبداللہ نے کہا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کی ضمانت کون دے سکتا ہے؟ کہ میں لڑائی میں بھاگوں گا نہیں۔ عطاء کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں، صیام دہر کا (ہمیشہ ہمیشہ کا روزہ) ذکر کیسے ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، (کیونکہ عادت بن جانے کی بنا پر روزہ کا احساس اور اثر ختم ہو جائے گا۔) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، جس نے ہر دن روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، (کیونکہ روزے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔)

[2735] (. . .) مُسْلِمٌ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِم أَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ثِقَةٌ عَدْلٌ.

[2735] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے ابن جریج ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں عطاء کہتے ہیں، ابو العباس الشاعر نے خبر دی ہے، امام مسلم فرماتے ہیں، ابو العباس السائب بن فروغ مکہ کا باشندہ، ثقہ اور عادل ہے، (عام شاعروں کی طرح غیر معتبر نہیں ہے۔)

[2736] ۱۸۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ

[2735] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2736] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

وَنَهِكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)).

[2736] ۔عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبد اللہ بن عمرو! تم روزانہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو اور تم جب ایسا کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھیں اندر دھنس جائیں گی اور کمزور ہو جائیں گی، جس نے ہر دن روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، ہر ماہ تین روزہ رکھنا، پورے ماہ کے روزے رکھنا ہے۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو داؤدی روزے رکھو، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور مقابلہ کے وقت بھاگتے نہیں تھے۔''

مفردات الحدیث ❶ هَجَمَتْ: اندر دھنس جائے گی، ❷ نَهِكَتْ: کمزور پڑ جائے گی۔ ❸ نُهِكْتَ: تم کمزور اور لاغر ہو جاؤ گے۔

[2737] (. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَنَفِهَتْ النَّفْسُ.

[2737] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا نفس تھک ہار جائے گا۔''

[2738] ۱۸۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ ((فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ)).

[2738] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا مجھے اطلاع نہیں ملی کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور ہر دن روزہ رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا، میں یہ کام کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''جب تم یہ کام کرتے رہو گے تیری آنکھیں اندر دھنس جائیں گی اور تیرا نفس عاجز آ جائے گا، تیری آنکھ کا حق ہے، تیرے نفس کا حق ہے اور تیرے گھر والوں کا حق ہے، قیام کرو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار کرو۔''

[2737] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2738] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٢٦)

[2739] ۱۸۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبَّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا**)).

[2739] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب روزوں سے زیادہ پسند داؤدی روزے ہیں اور سب نفلی نمازوں سے داؤد علیہ السلام کی نماز پسند ہے، وہ آدھی رات تک سوتے، پھر تہائی رات قیام کرتے اور آخری چھٹے حصہ میں سو جاتے (گویا رات کا صرف تہائی حصہ قیام کرتے اور رات کے اول اور آخر میں نیند کرتے تھے) اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔''

[2740] ۱۹۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((**أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلٰوةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ**)) قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَعَمْرُو بْنُ أَوْسٍ كَانَ يَقُولُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ قَالَ نَعَمْ.

[2740] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کو سب روزوں سے زیادہ پسند روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں، وہ نصف الدہر (ایک دن روزہ، ایک دن ناغہ) روزے رکھتے تھے اور اللہ کو سب نمازوں سے زیادہ (رات کی نماز) داؤد علیہ السلام کی نماز پسند ہے، وہ آدھی رات تک سوتے، پھر (تہائی رات)

[2739] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: من نام عند السحر برقم (١١٣١) واخرجه كذلك في احاديث الانبياء، باب: احب الصلاة الى الله صلاة داود واحب الصيام الى الله صيام داود برقم (٣٤٢٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم يوم و فطر يوم برقم (٢٤٤٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر صلاة النبي داود عليه السلام بالليل برقم (٣/ ٢١٤، ٣/ ٢١٥) واخرجه كذلك في الصيام، باب: صوم نبي الله داود عليه السلام برقم (٤/ ١٩٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء في صيام داود عليه السلام برقم (١٧١٢) انظر (التحفة) برقم (٨٨٩٧)

[2740] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣١)

قیام کرتے، پھر آخر میں سو جاتے، آدھی رات کے بعد تہائی رات قیام کرتے تھے۔'' ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا، کیا عمرو بن اوس یہ کہتے تھے کہ وہ آدھی رات کے بعد تہائی رات قیام کرتے تھے اس نے جواب دیا، ہاں۔

[2741] ١٩١-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ ((سَبْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((أَحَدَ عَشَرَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرُ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

[2741]۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں، مجھے ابوالملیح نے بتایا کہ میں تیرے باپ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو اس نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کے لیے چمڑے کا ایک تکیہ پیش کیا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ زمین پر فروکش ہو گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تجھے ہر ماہ تین روزے کفایت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! (یہ کافی نہیں ہیں،) آپ نے فرمایا: ''پانچ'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''سات۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''نو۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''گیارہ'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''داؤدی روزوں سے اوپر کوئی روزہ نہیں، آدھا زمانہ، ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔''

[2741] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم، باب: صوم داود عليه السلام برقم (١٩٨٠) واخرجه كذلك في الاستئذان، باب: من القى له وسادة برقم (٦٢٧٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: صيام خمسة ايام من الشهر برقم (٤/ ٢١٦) انظر (التحفة) برقم (٨٩٦٩)

[2742] ۱۹۲ ـ (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ ((إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) قَالَ((صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)).

[2742] ـ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور باقی کا تمہیں ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، اب اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''دو دن روزے رکھو، باقی (عشرے) کا تمہیں ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دن روزے رکھو، باقی کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''چار دن روزہ رکھو، باقی کا اجر تمہیں مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں بہترین روزے صوم داؤد ہیں، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔''

[2743] ۱۹۳ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ قَالَ

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَأَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا)) فَكَانَ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي أَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ.

[2742] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصیام، باب: ذكر الزيادة فی الصیام والنقصان، وذكر اختلاف الناقلين لخبر عبدالله بن عمرو فيه برقم (٤/ ٢١٧) واخرجه كذلك فی باب: صيام اربعة ايام من الشهر برقم (٤/ ٢١٢) انظر (التحفة) برقم (٨٨٩٦)

[2743] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٦٤٩)

[2743] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو، ایسا نہ کرو، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حصہ ہے، روزہ رکھو بھی اور روزہ افطار بھی کرو، ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو تو یہ صوم الدہر ہو جائیں گے، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''تو داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو، وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بعد میں) کہا کرتے تھے، اے کاش! میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی رخصت قبول کر لیتا۔

فائدہ :...... دین اسلام چونکہ اعتدال اور میانہ روی کا دین ہے، اس لیے دین کے ساتھ دنیوی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کرتا، بلکہ دونوں کے حسین امتزاج کی دعوت دیتا ہے، اپنے جسم و جان، اہل و عیال اور دوست و احباب کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے اور انسان پر صرف اتنا بوجھ ڈالتا ہے، جس سے انسان کے دنیوی حقوق و فرائض متاثر نہ ہوں اور نہ اس کے جسم و جاں کو ضرر و نقصان یا ضرورت سے زائد مشقت و کلفت کا بار برداشت کرنا پڑے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ذوق عبادت بہت بڑھا ہوا تھا، وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نفل پڑھتے، جن میں پورا قرآن مجید ختم کرتے، باپ نے شکایت کی کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق نظر انداز کر رہے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم نے جو رویہ اختیار کیا ہے، یہ تمہارے جسم و جان کے لیے تباہی کا باعث بنے گا اور اہل و عیال اور دوسروں کے حقوق بھی متاثر ہوں گے، اس لیے اعتدال اور میانہ روی اختیار کرتے ہوئے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کرو اور آسان رویہ اختیار کرو، ایک ماہ میں تین روزے رکھو اور ایک ماہ میں قرآن مجید ختم کرو، یہ امت کے عام افراد کے اعتبار سے روحانی تربیت، تزکیہ نفس اور تقرب الٰہی کا بہترین نسخہ ہے، لیکن اپنے ظروف اور احوال اور جسم و جان، اہل و عیال اور دوست و احباب کے حقوق کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر اضافہ جائز ہے، اس لیے صوم الدہر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، جمہور امت کے نزدیک اگر صوم الدہر سے کسی کا حق ضائع نہ ہو، باقی عبادات متاثر نہ ہوں اور روزہ رکھنے میں اپنی معیشت و معاشرت میں خلل اور خرابی پیدا نہ ہو، انسان کے نفس کو ضرر لاحق نہ ہو تو اس صورت میں جائز ہے بشرطیکہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں مستحب ہے، اکثر احناف، احمد اور اسحاق کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ ابن حزم اور بعض احناف کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کے لیے قاعدہ کلیہ یا عام ضابطہ بنانا، جس میں استثناء نہ ہو، ممکن نہیں ہے۔ اصل چیز تمام حقوق کی ادائیگی ہے، ہر صاحب حق کو اس کا حق ملنا چاہیے، اگر حقوق میں کوتاہی پیدا ہوتی ہے تو پھر یہ جائز نہیں، اگر حق واجب فوت ہو

گا تو یہ مکروہ تحریمی ہوں گے اور اگر حق مندوب فوت ہوگا تو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ اور نامناسب ہوں گے، اس لیے آپ کا روزوں کے بارے میں مستقل معمول نہ تھا اور آپ نے داؤدی روزوں کو ترجیح دی تھی، بشرطیکہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔'' یہی حال قراءت قرآن کا ہے کہ جتنی قراءت پر ہمیشگی ممکن ہو، حقوق و فرائض متاثر نہ ہوں اور طبیعت کے اندر نشاط قائم رہے اور دل میں بیزاری اور اکتاہٹ پیدا نہ ہو، ایک انسان تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا ہے، وہ ہر وقت دن، رات فارغ ہے، کوئی کام کاج نہیں ہے، وہ فرصت کے ہر لمحہ میں پڑھ سکتا ہے، اگر اس کو معانی اور مطالب کا پتہ ہی نہیں ہے اور نہ سیکھنے کا شوق و ذوق تو وہ اپنی نیت کے مطابق، جس قدر قرآن چاہے ختم کرسکتا ہے۔

٣٦...... بَاب :اِسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَآءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

باب ٣٦: ہر ماہ تین روزے، عرفہ کا روزہ، عاشورہ، پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا مستحب ہے

[2744] ١٩٤ـ(١١٦٠) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ اَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ.

[2744]۔ معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں تو میں نے پوچھا، مہینے کے کن دنوں میں، کن تاریخوں میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، اس کی فکر و اہتمام نہیں فرماتے تھے، مہینہ کے کن دنوں میں روزہ رکھیں، یعنی جن دنوں چاہتے روزہ رکھ لیتے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا معین اور مستقل دستور نہ تھا، لیکن آپ ساتھیوں کو ایام ایض ١٣ـ١٤ـ١٥ تاریخ کے روزہ رکھنے کی تلقین کرتے تھے، اس لیے اگر صرف تین روزے رکھنے ہوں تو یہی افضل ہیں۔

[2744] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: من قال: لا يبالی من ای شهر برقم (٢٤٥٣) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی صوم ثلاثة ايام من كل شهر برقم (٧٦٣) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی صيام ثلاثة ايام من كل شهر برقم (١٧٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٦)

[2745] ١٩٥ـ(١١٦١)وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ ((يَا فُلَانُ أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هٰذَا الشَّهْرِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)).

[2745] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یا کسی اور شخص سے پوچھا، جبکہ وہ سن رہے تھے، اے فلاں شخص! کیا تم نے اس ماہ کے آخر میں روزے رکھے ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں۔'' آپ نے فرمایا: جب افطار کرو تو دو روزے اور رکھو۔'' (آپ نے سوال شعبان کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔)

فائدہ:......جمہور اہل لغت اور اہل حدیث کے نزدیک سَـرَرُ سے مراد مہینہ کے آخری ایام ہیں، کیونکہ ان میں چاند چھپ جاتا ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد مہینہ کے ابتدائی دن ہیں اور بعض کے نزدیک یہ سـرّۃ السنی (اس کا وسط و درمیان) سے ماخوذ ہے اور ایام ابیض مراد ہیں۔

[2746] ١٩٦ـ(١١٦٢) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَجُلٌ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رضی اللہ عنہ غَضَبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) أَوْ قَالَ ((لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((وَيُطِيقُ

[2745] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: الصوم من آخر الشهر برقم (١٩٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٩)

[2746] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی صوم الدهر تطوعا برقم (٢٤٢٥) و (٢٤٢٦) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصوم، باب: ما جاء فی فضل صوم عرفة برقم (٧٤٩) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الصيام، باب: ذكر الاختلاف علی غيلان بن جرير فيه برقم (٤/ ٢٠٧) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصيام، باب: ما جاء فی صيام داود عليه السلام برقم (١٧١٣) واخرجه كذلك فی باب: صيام يوم عرفة برقم (١٧٣٠) واخرجه كذلك فی باب: صيام يوم عاشوراء برقم (١٧٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٢١١٧)

ذٰلِكَ اَحَدٌ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّي طُوِّقْتُ السنة ذَاكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)).

[2746]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا، آپ ﷺ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزوں کے بارے میں آپ کا معمول اور دستور کیا ہے) تو اس کی بات سے (سوال سے) رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناراضی کو دیکھا تو کہنے لگے، ہم راضی اور مطمئن ہیں، اللہ کو اپنا رب مان کر اور اسلام کو اپنا ضابطۂ حیات مان کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر، اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ کی ناراضی اور اس کے رسول کی ناراضی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار باران کلمات کو دہرانے لگے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، (آپ کے مزاج مبارک میں جو ناگواری پیدا ہو گئی تھی اس کا اثر زائل ہو گیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! وہ شخص کیسا ہے، جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے، جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا کسی میں اس کی طاقت ہے؟'' (یعنی یہ بہت مشکل ہے، ہمیشہ روزہ رکھنے سے بھی زیادہ مشکل، اس لیے اس کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اس کے بارے میں کیا فرمان ہے، جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ صوم داود علیہ السلام ہے۔'' (جن کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی جسمانی قوت بخشی تھی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے، جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائی جائے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے کے تین روزے اور رمضان تا رمضان یہ (اجر و ثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ اور میں عرفہ کے دن (نو ذوالحجہ) کے روزے کے بارے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا یعنی اس کی برکت سے دو سال کے گناہوں کی گندگیاں دھل جائیں گی اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ عاشورہ (دس محرم) کے روزہ سے گزشتہ سال کے صغیرہ گناہ دھل جائیں گے۔''

فائدہ:...... حدیث کا اصل مفہوم اور مقصد تو بالکل واضح ہے، لیکن چند ضمنی باتیں وضاحت طلب ہیں۔

آپ ﷺ اس سوال سے ناراض ہو گئے تو آپ کے رخ انور پر ناگواری اور برہمی کے آثار نمایاں ہو گئے کہ آپ

کس طرح روزے رکھتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا سوال غلط اور نامناسب تھا اس کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ میں کس طرح روزے رکھوں اور میرے لیے کون سا طرز عمل مناسب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بہت سے شعبوں اور امور زندگی میں، منصب نبوت اور مصالح امت کی رعایت کی بنا پر ایسا طرز عمل بھی اختیار فرماتے تھے جس کی پیروی ہر ایک شخص کے بس میں نہیں اور نہ ہی مناسب ہے۔ اس لیے سائل کو روزے رکھنے کے لیے آپ کا معمول نہیں پوچھنا چاہیے تھا کیونکہ آپ شفیق استاد اور مربی بھی تھے، اس لیے آپ کی ناگواری دراصل تربیت کا ہی حصہ تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سوال سے آپ کی ناگواری محسوس کر کے تمام مسلمانوں کی طرف سے بار بار ایسے کلمات دہرائے جن سے آپ کی ناگواری زائل ہوگئی اور اس کے بعد نفلی روزوں کے بارے میں صحیح طریقے سے سوالات کیے اور آپ نے جوابات مرحمت فرمائے۔

لا صام ولا افطر یا لم یصم ولم یفطر کا مقصد یہ ہے کہ یہ پسندیدہ طرز عمل نہیں ہے کیونکہ روزہ عادت بن جائے گا تو اس کا اثر اور احساس ختم ہو جائے گا۔

آخر میں آپ نے فرمایا روزوں کے سلسلہ میں عام مسلمانوں کے لیے یہی کافی ہے کہ رمضان کے فرض روزے رکھ لیا کریں اور اس کے علاوہ ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کریں، جو ((والحسنة بعشرا مثالها)) ہر نیک عمل کا اجر کم از کم دس گناہ کے اصول کے مطابق، پورے ماہ کا ثواب مل جائے گا اور یہ صوم الدہر بن جائیں گے، مزید اجر وثواب کے لیے یوم عرفہ اور یوم عاشورہ کا روزہ رکھ لیا کریں، لیکن واضح رہے عرفہ کا روزہ غیر حاجیوں کو اس دن کی رحمتوں اور برکتوں میں حصہ دار بنانے کے لیے ہے جو عرفات میں حاجیوں پر نازل ہوتی ہیں، حاجیوں کے لیے اس دن کی مخصوص اور مقبول ترین عبادت میدان عرفات کا وقوف ہے۔

[2747] ١٩٧-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((وَمَنْ يُطِيقُ ذَٰلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ

[2747] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)

عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ قَالَ ((لَيْتَ أَنَّ اللّٰهَ قَوَّانَا لِذٰلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ قَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) قَالَ فَقَالَ ((صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلٰى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيسِ لَمَّا نُرَاهُ وَهْمًا.

[2747] ۔حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم راضی اور مطمئن ہیں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو مقصد زندگی مان کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور اپنی بیعت کی صحت و درستگی پر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صوم دہر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے روزہ رکھا نہ افطار کیا، پھر آپ سے دو دن کے روزے اور ایک دن کے افطار کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''اس کی کس کو طاقت ہے؟'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور دو دن افطار کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طاقت دے۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور آپ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے، جس میں، میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے مبعوث کیا گیا، یا اس میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان تا رمضان (اجر وثواب میں) صوم دہر ہیں، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''یہ گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورہ کے دن کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' امام مسلم فرماتے ہیں، پس حدیث میں شعبہ کی روایت میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ سے سوموار اور جمعرات کے روزے کے بارے میں سوال ہوا، لیکن ہم نے جمعرات کے تذکرہ سے خاموشی اختیار کی کیونکہ ہمارے خیال میں اس کا ذکر وہم ہے، (کیونکہ آپ کی ولادت اور بعثت کا تعلق صرف پیر سے ہے، جمعرات سے نہیں۔)

فوائد :...... ❶ ہر ماہ کے تین روزوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ شعبہ کے نزدیک ہر ماہ کے تین ابتدائی دن مراد ہیں بعض کے نزدیک ہر عشرہ کا پہلا دن، بعض کے نزدیک ایک ماہ میں ہفتہ، اتوار اور سوموار کو رکھے اور اگلے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کو رکھے، بعض کے نزدیک ہر ماہ کے آخری دن مراد ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے ایام ابیض مراد ہیں اور آپ کا طرز عمل یہی تھا، آپ نے تعیین نہیں فرمائی تا کہ امت کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہو۔ ❷ آپ ﷺ نے سوموار کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ وہ خیر و برکت والا دن ہے، جس میں میری پیدائش ہوئی اور اس دن میری بعثت ہوئی، مجھ پر قرآن کا نزول شروع ہوا، گویا ایک محرک شکر کا جذبہ تھا کہ اس دن عظیم نعمتیں حاصل ہوئیں اور دوسرا محرک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ اس دن اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں اس پیشی کے دن میں روزہ سے ہوں اور یہ دوسرا محرک جمعرات کے روزہ میں بھی موجود ہے۔ ❸ ایک عجیب وغریب استدلال، اور اس کا جواب: آپ سوموار کو روزہ رکھتے تھے، جس کا سبب آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ یہ میری ولادت اور نبوت سے سرفرازی اور نزول قرآن کا دن ہے، اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم میلاد کی خوشی کی اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا، اس یوم میلاد کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خوشی منانے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا ایک طریقہ اور صورت معین فرمادی ہے اور آپ نے زندگی بھر اس پر عمل کیا کہ آپ ہمیشہ سوموار کو روزہ رکھتے تھے تو کیا اگر میلاد النبی کا دن اگر کسی کو منانا ہے تو اس کا طریقہ اور صورت یہی نہیں ہے کہ سوموار کو روزہ رکھا جائے کیونکہ آپ نے ولادت والے دن صرف روزہ رکھا ہے، اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا؟ اس سے ربیع الاول میں جلوس نکالنے، گانے بجانے، چراغاں کرنے، آرائشی محرابوں اور دروازوں، گلی کوچوں اور مساجد میں روشنیوں کا استدلال کیسے ہو گیا؟ جبکہ آپ کی پیروی اور اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے معین کردہ طریقہ پر اضافہ نہ کیا جائے۔ آپ ہر سوموار کو خوشی مناتے اور شکریہ ادا کرتے تو صرف ربیع الاول کی تخصیص کیوں کر لی گئی؟ جبکہ عید میلاد النبی کے دن عام طور پر سوموار بھی نہیں ہوتا، اگر یوم عاشورہ دس محرم کو دلیل بنایا جائے تو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے تو صرف روزہ رکھا، عید کا سلسلہ بعد میں یہود نے نکالا تو یہ یہود کی سنت اور طریقہ منانا ہے، نہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا کرنا ہے، مزید برآں، آپ کی پیدائش کا ماہ تعین نہیں ہے، بعض محرم مانتے ہیں، بعض رمضان اور بعض ربیع الاول اور حقیقت یہ ہے کہ میلاد کا مہینہ متعین نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے، جہاں نسی کا چال چلن اور رواج تھا، جس کی بنا پر حج کے ماہ بھی بدل جاتے تھے، اس لیے نسی کی تقدیم وتاخیر کی بنا پر آپ کی پیدائش کا مہینہ صحیح طور پر متعین کرنا ممکن نہیں ہے، جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کی دنیوی زندگی، اس مہینہ میں ختم ہوئی ہے اور اب سطح ارضی پر آپ مسلمانوں کے سامنے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کی طرح موجود نہیں ہیں، اس لیے صحابہ تابعین اور

تبع تابعین کا دور ختم ہو گیا اور اب یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ خوشی منانے کا طریقہ اگر وہی ہے، جو عید میلاد النبی کی صورت میں اختیار کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس دن آپ کو نبوت ملی اور وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور قرآن مجید سے یہ صراحتہ ثابت ہے کہ نزول قرآن کا آغاز رمضان میں ہوا ہے تو رمضان کے لیے عید کا یہ طریقہ آج تک کیوں نہیں اختیار کیا گیا؟ قل بفضل الله وبرحمته فبذالك فليفرحوا کو ملا علی قاری نے محفل میلاد کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے اور اس فضل اور رحمت کا اصل مصداق تو نص قرآنی کی رو سے قرآن مجید ہے۔ اگر چہ آپ کے رحمت ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے، آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا تو حکم دیا تھا اور وہ بھی آغاز ہجرت میں تاکیدی اور احناف کے نزدیکی وجوبی اور بعد میں اس تاکید کو بھی ختم کر دیا، لیکن سوموار کے روزے کی تو آپ نے تلقین اور تاکید بھی نہیں فرمائی اور اگر آپ کے روزے رکھنے سے عید میلاد النبی کا ثبوت ملتا تو یقیناً صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے تین قرون جن کی خیریت کی آپ نے گواہی دی ہے، ان میں اس کو ضرور منایا جاتا، یا کم از کم ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ ہی اس کی تلقین کرتے، یا کم از کم حدیث میں نہیں تو فقہ کی کتابوں میں ہی اس کا تذکرہ کیا جاتا۔ امام ملا علی قاری نے اس سلسلہ میں جو انیس دلائل پیش کیے ہیں، ان میں سے اکثریت کا ربیع الاول کی محافل سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ کام تو ہر وقت مطلوب اور محبوب ہیں، عجیب بات ہے، سب سے پہلی دلیل ابولہب کی خوشی کے واقعہ کو بنایا ہے، جس نے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا تھا، اس روایت میں ہے کہ ابولہب نے لونڈی کو آپ کی ولادت سے پہلے آزاد کیا تھا ((قال عروة ثويبة مولاة لابي لهب كان ابولهب اعتقها......)) اس کے بعد خواب کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس پر حافظ ابن حجر نے لکھا ہے ان الخبر مرسل ارسله عروة ولم يذكر من حدثه به فتح الباری المطبعہ السلفیۃ: ج:۹، ص:۱۴۵ جبکہ اصل حقیقت کہ اس نے ثویبہ کو ہجرت نبوی کے بعد آزاد کیا تھا۔ آپ کی ولادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ تفصیل کے لیے طبقات ابن سعد، ج:۱، ۱۰۸ ذكر من ارضع رسول الله ﷺ، الاصابة فی تمیز الصحابۃ، ج:۴، ص:۶۵، ابن حجر الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۱۲ ابن عبد البر اور کافر کا عمل نص قرآنی کی رو سے رائیگاں ہے سورہ فرقان میں وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا لیکن آپ کی بعثت و نبوت کے بعد وہ آپ کا بدترین دشمن بن گیا تھا اور یہ واقعہ بخاری ج ۲ میں موجود ہے اور خواب کا واقعہ ہے، جس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر کے تصدیق اور تائید بھی نہیں کروائی گئی تو یہ واقعہ محبت اور دلیل کیسے بن گیا کیا خواب شرعی دلیل اور حجت نہیں بن سکتا؟ سب سے بڑی اور قوی دلیل بدعت کی تقسیم کی ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، حالانکہ بقول مجدد الف ثانی جب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ ((كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة ،)) (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے تو پھر بدعت میں حسن کہاں سے پیدا ہو گیا وہ دوسری

جگہ لکھتے ہیں، (علمائے کرام) نے کہا ہے بدعت کی دو قسمیں ہیں، حسنہ اور سیئہ، حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں، جو آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور وہ سنت کو رفع نہ کرے اور بدعت سیئہ وہ ہے جو مانع سنت ہے، (اس اصول کے مطابق بھی عید میلاد النبی بدعت سیئہ ہے، کیونکہ یہ مانع سنت ہے، ان حضرات میں سے اس دن روزہ جو اس دن کی سنت ہے، کتنے لوگ رکھتے ہیں؟ یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کس بدعت میں حسن اور نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا اور ظلمت کدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتا، اگرچہ آج مبتدع کے عمل کو ضعف بصارت کی وجہ سے طہارت و تروتازگی میں دیکھتے ہیں، لیکن کل جب کہ بصیرت تیز ہوگی تو دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ انجام خسارت و ندامت کے سوا کچھ نہ تھا۔

مجدد الف ثانی کا کلام بدعت کے سلسلہ میں قابل دید ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے، مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸۶، دفتر دوم مکتوب ۲۱ اور ۲۳، نیز کیا عیدین کے لیے جبری، غنڈہ گردی سے چندہ لیا جاتا ہے اور خلاف شریعت حرکتیں کی جاتی ہیں؟ جب کہ عید میلاد النبی میں سب کچھ ہو رہا ہے۔

[2748] (. . .) وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ .

[2748] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے شعبہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[2749] (. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَنْ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ الِاثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَمِيسَ.

[2749] امام صاحب اپنے استاد احمد بن سعید اور اس کی سند سے غیلان بن جریر سے شعبہ کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں سوموار کا ذکر ہے، جمعرات کا ذکر نہیں ہے۔

[2750] ۱۹۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ ((فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)).

[2748] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)
[2749] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٨)
[2750] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١١٨)

[2750]۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں میری ولادت ہوئی ہے اور اس میں مجھ پر وحی کا نزول ہوا ہے۔''

فائدہ:...... جس طرح اس حدیث سے عید میلاد النبی کو کشید کیا جاتا ہے، اسی طرح جشن نزول قرآن کشید کر کے عید نزول القرآن منا کر، اپنی روزی کی خاطر خواہ بندوبست کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ماہ رمضان تو خصوصی طور پر ہمدردی وغمگساری اور صدقہ وخیرات کا مہینہ ہے۔

٣٧...... بَاب: صَوْمِ شَهْرِ شَعْبَانَ

باب ۳۷: سَرَرَ شعبان کے روزے

[2751] ۱۹۹-(۱۱۶۱) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ وَلَمْ أَفْهَمْ مُطَرِّفًا مِنْ هَدَّابٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ ((لِآخَرَ أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ)) قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا ((أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)).

[2751]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے یا دوسرے شخص سے پوچھا، ''کیا تو نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم روزے رکھ چکو تو دو روزے رکھ لینا۔''

[2752] ۲۰۰-(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ)).

[2752]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا، کیا تو نے

[2751] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم، باب: الصوم من آخر الشهر برقم (۱۹۸۳) تعليقا۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی التقدم برقم (۲۳۲۸) انظر (التحفة) برقم (۱۰۸٤٤)

[2752] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: فی التقدم برقم (۲۳۲۸) انظر (التحفة) برقم (۱۰۸۵۵)

اس ماہ کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رمضان کے روزے رکھ چکو تو اس کی جگہ دو روزے رکھ لینا۔''

[2753] ٢٠١۔ (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) يَعْنِي شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَقَالَ لَهُ ((إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ)) شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِيهِ قَالَ وَأَظُنُّهُ قَالَ يَوْمَيْنِ.

[2753]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا، ''کیا تو نے اس ماہ کے سُرَر سے کوئی روزہ رکھا ہے؟'' مراد ماہ شعبان تھا۔ اس نے کہا، نہیں تو آپ نے اسے فرمایا: ''جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جاؤ تو ایک یا دو روزے رکھ لینا۔'' شعبہ کو اس میں شک ہے اور خیال یہی ہے کہ آپ نے دو روزے کہا۔

[2754] (...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ وَيَحْيَى اللُّؤْلُؤِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَانِئٍ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2754] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... سُرَر ماہ سے مراد بقول بعض مہینہ کے ابتدائی ایام ہیں اور بقول بعض درمیانی ایام کیونکہ یہ سُرَۃ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی درمیان ہے اور اس سے مراد ایام ابیض ہیں جن کی تلقین مستقل باب میں آ رہی ہے، لیکن جمہور کے نزدیک یہ استسرار یعنی پوشیدہ ہونا، چھپ جانا سے ماخوذ ہے، اس لیے اس سے مراد مہینہ کے آخری دن ہیں، لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ نے شعبان کے آخری دنوں کے روزہ سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو صرف شعبان کے آخری دن، رمضان کے استقبال کے لیے یا احتیاطی طور پر ایک دو روزے رکھتا ہے، لیکن جو انسان ہمیشہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں روزے رکھتا ہے، اس کو اپنی عادت کے مطابق روزے رکھنے چاہئیں اور اس شخص نے ممانعت سے ڈر کر ہی چھوڑے تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: ''ان کی قضائی دینا تاکہ تیری عادت برقرار رہے۔

[2753] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٧)

[2754] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٧)

۳۸...... بَاب: فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

باب ۳۸: محرم کے روزوں کی فضیلت

[2755] ۲۰۲-(۱۱۶۳) حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ)).

[2755]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں اور بہترین نماز، فرض نماز کے بعد، رات کی نماز ہے۔''

فائدہ :...... محرم کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت صرف اس کے شرف وفضل اور عظمت کے اعتبار کے لیے ہے اور یہ چار محترم مہینوں میں سے ایک ہے، اس لیے امام نووی کا خیال ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزے اشہر حرم، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے ہیں۔

بعض کا خیال ہے، اس سے مراد صرف عاشورہ کا روزہ ہے، کیونکہ آپ اس کا روزہ رکھتے تھے اور زیادہ روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے، کیونکہ اس ماہ میں سالانہ اعمال رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اگر اس کا پورا محرم مراد ہوتا تو آپ جب افضل روزے اس کے ہیں، اس میں زیادہ روزے رکھتے، جبکہ یہ محترم مہینہ بھی ہے، اس سے سال کا آغاز بھی ہوتا ہے اور سال کا آغاز، اگر خیر و برکت اور نیک کام سے ہو تو سال کے باقی مہینوں میں بھی خیر وخوبی کے دوام اور ہمیشگی کی امید ہوسکتی ہے، اہل علم کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے، آپ کو محرم کی فضیلت کا علم آخر عمر میں ہوا، یا شاید آپ کو اس ماہ میں کوئی مجبوری اور عذر پیش آجاتا ہو۔

[2756] ۲۰۳-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

[2755] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصوم، باب: صوم المحرم برقم (۲٤۲۹) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل صلاة اللیل برقم (٤۳۸) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: فضل صلاة اللیل برقم (۳/ ۲۰٦، ۳/ ۲۰۷) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: صیام اشهر الحرم برقم (۱۷٤۲) انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۹۲)

[2756] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۲۷٤۷)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ وَأَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ((أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ)).

[2756] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا، فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ اور ماہ رمضان کے بعد کون سے (ماہ) کے روزے افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب سے بہتر نماز، آدھی رات کی نماز ہے اور افضل روزے ماہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بہتر اور برتر نماز تہجد ہے، اگرچہ اکثر علماء نے سنن راتبہ کو افضل قرار دیا ہے، تہجد کی نماز میں کلفت و مشقت زیادہ ہے، ریا اور سمع کا احتمال بھی کم ہے اور آغاز میں یہ فرض بھی رہی ہے، اس لیے آپ نے اس کو افضل قرار دیا اور سنن راتبہ، فرض نمازوں کا تتمہ اور تکملہ اور ان میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے اعتبار سے افضل ہیں۔

[2757] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي ذِكْرِ الصِّيَامِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

[2757] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں صرف روزوں کا تذکرہ ہے۔

۳۹...... بَاب :اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ

باب ۳۹: رمضان کی پیروی میں، اس کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے

[2758] ۲۰۴-(۱۱٦٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)).

[2757] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٣٧)

[2758] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: في صوم ستة ايام من شوال برقم (٢٤٣٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: ما جاء في صيام ستة من شوال برقم (٧٥٩) ←

[2758]۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کی مثل (برابر) ہے۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عید الفطر کے بعد یہ چھ روزے پے در پے اور متصل رکھے جائیں، اگرچہ جائز یہ بھی ہے کہ ماہ شوال کے اندر اندر جب چاہے اور جیسے چاہے رکھ لیے جائیں، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کے نزدیک یہ روزے رکھنے چاہیں تاکہ صوم الدہر کا ثواب مل سکے، رمضان کا مہینہ ۲۹ کا ہو تب بھی اللہ کے فضل و کرم سے ثواب ۳۰ روزوں کا ہی ملتا ہے اور شوال کے چھ نفلی روزے ملا کر تعداد ۳۶ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کریمانہ اصول اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا کے مطابق ۳۶ کا دس گناہ ۳۶۰ ہوگا اور قمری سال کے دن تین سو ساٹھ ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں، اس لیے جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھے، وہ اس حساب سے ۳۶۰ روزوں کے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک یہ روزے مکروہ ہیں، امام ابویوسف کے نزدیک متصلا رمضان کے فوراً بعد مکروہ ہیں، لیکن بعد میں الگ جائز ہیں، جبکہ متاخرین مالکیہ اور احناف جواز کے قائل ہیں، ابن رشد اور ابن ہمام رحمہ اللہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

[2759] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

[2759]۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[2760] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[2760] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بھی یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

← واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: صيام ستة ايام من شوال برقم (١٧١٦) انظر (التحفة) برقم (٣٤٨٢)

[2759] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٥٠)

[2760] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٥٠)

۴۰...... بَاب: فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْحَثِّ عَلٰى طَلَبِهَا وَبَيَانِ مَحَلِّهَا

باب ۴۰: شب قدر کی فضیلت اور اس کی تلاش پر ابھارنا اور اس کے موقع ومحل کا بیان

[2761] ۲۰۵-(۱۱۶۵) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

[2761]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر (رمضان کے) آخری ہفتہ میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہے، (ایک دوسرے کے موافق ہے) اس لیے جو شخص شب قدر کا متلاشی ہو تو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔''

[2762] ۲۰۶-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

[2762]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔''

[2762] ۲۰۷-(...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأٰى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَاطْلُبُوهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا)).

[2763]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں

[2761] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل ليلة القدر، باب: التماس ليلة القدر في السبع الاواخر برقم (۲۰۱۵) انظر (التحفة) برقم (۸۳۶۳)

[2762] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من روى في السبع الاواخر برقم (۱۳۸۵) انظر (التحفة) برقم (۷۲۳۰)

[2763] تفرد مسلم في تخرجه۔ انظر (التحفة) برقم (۶۸۳۴)

ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارا خواب آخری عشرہ کے بارے میں دیکھتا ہوں، اس لیے لیلۃ القدر، اس کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

[2764] ۲۰۸-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ ((إِنَّ نَاسًا مِنْكُمْ قَدْ أُرُوا أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْأُوَلِ وَأُرِيَ نَاسٌ مِنْكُمْ أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)).

[2764] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سنا تم میں سے کچھ لوگ یہ دکھائے گئے ہیں کہ یہ پہلے ہفتہ میں ہے اور تم سے کچھ لوگ یہ دکھائے گئے کہ یہ آخری ہفتہ میں ہیں تو تم اسے آخر دھاکے میں تلاش کرو۔

[2765] ۲۰۹-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي)).

[2765]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو، اگر تم میں سے کوئی کمزور اور عاجز ہو جائے تو وہ آخری سات دنوں میں تلاش میں سست نہ پڑے۔''

[2766] ۲۱۰-(. . .) وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن جبلة قال سمعت ان عمر رضی اللہ عنہ يحدث

عن النبي ...... أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)).

[2766]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شب قدر کو ڈھونڈنا چاہے، وہ اسے آخری عشرے میں ڈھونڈے۔''

[2764] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٩)

[2765] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٣)

[2766] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٧٣)

[2767] ۲۱۱-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ جَبَلَةَ وَمُحَارِبٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ أَوْ قَالَ فِي السبع الْأَوَاخِرِ)).

[2767]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کا وقت آخری عشرے یا آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔''

[2768] ۲۱۲-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ و قَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِيتُهَا)).

[2768]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی، پھر مجھے گھر کے کسی فرد نے جگا دیا تو میں اسے بھول گیا، اس لیے باقی (آخری) عشرے میں تلاش کرو۔ (ایک راوی نے نسیتُھا، نون کے پیش اور سین مشدد پڑھا ہے اور ایک نے نون زبر اور سین کو مخفف پڑھا ہے۔)

[2769] ۲۱۳-(۱۱۶۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينِ تَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ

[2767] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٧٢)

[2768] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢٥)

[2769] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: هل یصلی الامام بمن حضر؟ وهل یخطب یوم الجمعة فی المطر برقم (٦٦٩) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: السجود علی الانف والسجود علی الطین برقم (٨١٣) واخرجه كذلك فی باب: من لم یمسح جبهته وانفه حتی صلی برقم (٨٣٦) باختصار۔ واخرجه كذلك فی فضل لیلة القدر، باب: التماس لیلة القدر فی السبع الاواخر برقم (٢٠١٦) واخرجه كذلك فی باب: تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر برقم (٢٠١٨) واخرجه كذلك فی الاعتكاف، باب: الاعتكاف فی العشر الاواخر والاعتكاف فی المساجد كلها برقم (٢٠٢٧) واخرجه كذلك فی باب: الاعتكاف ←

يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ مُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدْ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ طِينًا وَمَاءً.

[2769]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ مہینہ کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے تو جب بیس راتیں گزر جاتی اور اکیسویں شب کی آمد ہوتی تو اپنے گھر لوٹ جاتے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ معتکف ہوتے، وہ بھی گھروں کو لوٹ جاتے، پھر ایک ماہ جس میں آپ نے اعتکاف کیا تھا، اس رات ٹھہر گئے، جس میں آپ واپس لوٹ جایا کرتے تھے، یعنی اکیسویں رات بھی ٹھہر گئے، لوگوں کو خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اس کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: ''میں اس (درمیانی) عشرہ کا اعتکاف کرتا تھا، اب مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میں اس آخری عشرہ کا اعتکاف کروں تو جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف بیٹھے ہیں، وہ رات اپنے معتکف (جائے اعتکاف) میں بسر کریں، کیونکہ مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی تھی، پھر بھلا دی گئی، اس لیے اسے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو، میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اکیسویں رات ہم پر بارش ہوئی اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ

←وخروج النبی ﷺ صبیحة عشرین برقم (٢٠٣٦) واخرجه كذلك فی باب: من خرج من اعتكاف عند الصبح برقم (٢٠٤٠) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: السجود على النف والجبهة برقم (٨٩٤) و (٨٩٥) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: السجود على الانف برقم (٩١١) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: فیمن قال لیلة احدى وعشرین برقم (١٣٨٢) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی التطبیق، باب: السجود على الجبین برقم (٢/ ٢٠٨، ٢/ ٢٠٩) بمعناه باختصار۔ واخرجه كذلك فی السهو، باب: ترك مسح الجبهة بعد التسليم برقم (٣/ ٧٩، ٣/ ٨٠) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصیام، باب: فی لیلة القدر برقم (١٧٦٦) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: الاعتكاف فی خیمة المسجد برقم (١٧٧٥) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٩)

کے مصلی (نماز گاہ) میں پانی ٹپکا، جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ کا چہرہ مٹی اور پانی سے تر ہو چکا تھا۔

[2770] ٢١٤-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ((**فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكِفِهِ**)) وَقَالَ وَجَبِينُهُ مُمْتَلِئًا طِينًا وَمَاءً.

[2770] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں درمیانی عشرے میں اعتکاف کرتے تھے اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں فَـلْيَبِـتْ رات گزارے کی بجائے فَلْيَثْبُتْ: ٹھہرا اور جما رہے تھے اور مُبْتَلّ تر تھی کی جگہ مُـمْتَـلِلاءً ہے آلودہ تھی اور وَجـه کی بجائے جَبِيْن (پیشانی) کا لفظ ہے۔

[2771] ٢١٥-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ ((**إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ**)) النَّاسُ مَعَهُ قَالَ ((**وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ**)) فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

[2770] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2771] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2771] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر ایک ترکی خیمہ میں جس کے دروازے پر چٹائی تھی، درمیان عشرے کا اعتکاف کیا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے چٹائی کو پکڑ کر خیمہ کے ایک طرف ہٹا دیا، پھر اپنا سر خیمہ سے نکالا اور لوگوں سے گفتگو شروع کی تو وہ آپ کے قریب ہو گئے، اس پر آپ نے فرمایا: ''میں نے اس شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میں نے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا، پھر مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ وہ آخری عشرے میں ہے تو جو تم میں سے اعتکاف کرنا پسند کرے تو وہ اعتکاف کرے تو لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، (یعنی معتکف آپ کے ساتھ بیٹھے رہے) آپ نے فرمایا: ''اور مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق رات ہے اور میں اس کی صبح مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔'' آپ نے اکیسویں رات پھر قیام کیا، جب اکیسویں کی صبح ہوئی، بارش ہو چکی تھی، جس سے مسجد ٹپک پڑی تو میں نے مٹی اور پانی دیکھا اور آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر نکلے تو آپ کی پیشانی اور ناک کا بانسہ مٹی اور پانی سے تر تھا اور یہ آخری عشرے کی اکیسویں رات تھی۔

[2772] ٢١٦ ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأَتَيْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ رضي الله عنه وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْوُسْطٰى مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نَسِيتُهَا أَوْ أُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وِتْرٍ وَإِنِّي أُرِيتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيَرْجِعْ)) قَالَ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ وَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمُطِرْنَا حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ قَالَ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ.

[2772] ۔ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا تذکرہ کیا، پھر میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ میرے دوست تھے تو میں نے ان سے کہا، کیا آپ ہمارے ساتھ نخلستان میں جائیں گے؟ وہ پانچ گزی چادر اوڑھے ہوئے نکلے، (اگر لفظ خميسة ہو تو معنی پانچ گزی چادر ہوگا، اگر خميصة ہو تو معنی گرم

[2772] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

منقش چادر ہوگا)۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کا ذکر سنا ہے تو انہوں نے کہا، ہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی دھاکہ کا اعتکاف کیا تو ہم نے بیسویں کی صبح نکلنے کی تیاری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ ''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی اور میں بھول گیا ہوں یا بھلا دیا گیا ہو، اسے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں (اس رات) پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں تو جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے، وہ واپس آ جائیں، یعنی اپنا سامان واپس منگوا لیے اور معتکف میں رہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم (ذہنی طور پر) واپس لوٹ آئے (اور سامان منگوا لیا اور خیموں میں لوٹ گئے) اور ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آ رہا تھا، ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بادل امنڈ آئے اور ہم پر مینہ برسا، حتی کہ مسجد کی چھت ٹپکپڑی کیونکہ وہ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی، پھر نماز کھڑی کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے حتی کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔

[2773] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ كِلَاهُمَا

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ وَعَلٰى جَبْهَتِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرُ الطِّينِ۔

[2773] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، اس میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت حاصل کی، آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسہ پر مٹی کا اثر (نشان) تھا۔

[2774] ۲۱۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَبْلَ أَنْ تُبَانَ لَهُ فَلَمَّا انْقَضَيْنَ أَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ أُبِينَتْ لَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَأَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَأُعِيدَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ

[2773] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦١)

[2774] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٤٣)

يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)) قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ قَالَ إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَتْ ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ وَ قَالَ ابْنُ خَلَّادٍ مَكَانَ يَحْتَقَّانِ يَخْتَصِمَانِ.

[2774] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا درمیانی عشرہ کا شب قدر کی تلاش میں اعتکاف کیا، جبکہ ابھی آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا تھا، جب یہ دن، رات ختم ہو گئے تو آپ نے خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دیا، پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ آخری عشرے میں ہے تو آپ نے دوبارہ خیمہ لگانے کا حکم دیا، پھر لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا: ''اے لوگو! شب قدر میرے لیے بیان کر دی گئی تھی اور میں تمہیں بتانے کے لیے نکلا تو دو آدمی آئے، ان میں سے ہر ایک حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا، ان کے ساتھ شیطان تھا تو میں وہ بھول گیا، پس اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، اسے نویں، ساتویں، پانچویں میں تلاش کرو، ابو نضرہ کہتے ہیں، میں نے کہا، اے ابوسعید! ہماری نسبت اس گنتی کو آپ لوگ زیادہ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں، اس کام کے ہم لوگ تمہارے بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں، ابونضرہ کہتے ہیں، میں نے پوچھا، نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جب بیس کے بعد ایک گزر جائے تو اس سے متصل بائیس ہے، وہ نویں ہیں اور جب تیئسویں گزر جائے، اس کے بعد جو رات آئے گی، وہ ساتویں ہے۔ تو جب پچیسویں رات گزر جائے گی تو اس کے ساتھ والی پانچویں ہے۔

ابن خلاد نے يَحْتَقَّانِ ہر ایک حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا) کی جگہ يُخْتَصِمَانِ کہا ہے کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

فائدہ :...... آخری عشرہ کی راتوں کا شمار اگر ماہ کے آخری طرف سے کیا جائے اور مہینہ تیس کا ہو تو جو تفسیر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے وہ درست ہے، لیکن اگر آغاز، آخری عشرہ کے آغاز سے کیا جائے تو مراد اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں ہوگا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے اس سال شب قدر اکیسویں تھی اور آپ نے حکم بھی یہی دیا ہے کہ شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو، اسی طرح عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے یہ رات تیئسویں تھی، اس لیے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا یہ معنی کرنا ہوگا، نویں کے بعد والی یعنی اکیسویں، ساتویں کے بعد والی تھی تیئسویں، پانچویں کے بعد والی تھی پچیسویں، وگرنہ بائیسویں، چوبیسویں اور چھبیسویں تو طاق راتیں نہیں ہیں۔

[2775] ٢١٨-(١١٦٨) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ وَقَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَأَرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ**)) قَالَ فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْصَرَفَ وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ عَلٰى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ يَقُولُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

[2775]۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی اور میں نے اس کی صبح اپنے آپ کو پانی اور مٹی میں سجدے کرتے دیکھا'' حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، تیئسویں کی رات ہم پر بارش برسی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پانی اور مٹی کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک پر موجود تھا، عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ شب قدر تیئسویں ہے۔

فائدہ:...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، پانی اور مٹی والی علامت اکیسویں رات کی بیان کی ہے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے تیئسویں رات کی، معلوم ہوتا ہے، اس نشانی کا ظہور مختلف اوقات میں، مختلف طاق راتوں میں ہوا ہے۔

[2776] ٢١٩-(١١٦٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ ((**الْتَمِسُوا وَقَالَ وَكِيعٌ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ**)).

[2776]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو تلاش کرو، رمضان کے آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔'' ابن نمیر نے التمسو ھا کہا اور وکیع نے تحروا کہا:

مفردات الحدیث ✻ **اَلْتَمِسُوا، تَحَرَّوْا**: دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

[2777] ٢٢٠-(٧٦٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَعَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ سَمِعَا

[2775] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥١٤٤)

[2776] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٩)

[2777] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح برقم (١٧٩) و (١٨٠) و (١٨٠) م۔

زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

[2777]۔حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (سال کی ہر رات قیام کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہوگی تو انہوں نے فرمایا، عبد اللہ پر اللہ رحمت فرمائے، ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک رات کے قیام) پر اعتماد و قناعت نہ کرلیں، ورنہ ان کو خوب پتہ تھا کہ شب قدر رمضان میں ہے اور اس کے بھی آخری عشرہ میں اور وہ ستائیسویں (۲۷) رات ہے، پھر انہوں نے پوری قطعیت کے ساتھ) بغیر ان شاء اللہ کہے، قسم کھا کر کہا، وہ ستائیسویں رات ہی ہے تو میں نے دریافت کیا اے ابوالمنذر (حضرت ابی کی کنیت ہے) یہ آپ کس بنا پر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، اس علامت یا نشانی کی بنا پر کہتا ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی کہ شب قدر متعین طور پر ستائیسویں شب میں ہی ہوتی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک خاص نشانی بتائی تھی، وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے عموماً ستائیسویں شب کی صبح ہی کو پائی گئی، اس لیے انہوں نے پوری قطعیت اور یقین کے ساتھ یہ بات کہی کہ شب قدر متعین طور پر ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے،" بعض دوسرے صحابہ نے اپنی رؤیت اور مشاہدہ کے اعتبار سے اکیسویں، تیئسویں شب کے بارے میں یہی بات کی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صرف تیئسویں شب کو ہی مسجد نبوی میں قیام کے لیے آیا کرتے تھے۔

[2778] ۲۲۱۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي لُبَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ
عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا قَالَ شُعْبَةُ

[2778] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٦٩)

وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ.

[2778] ۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں، حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے شب قدر کے بارے میں کہا، اللہ کی قسم! میں اسے جانتا ہوں، شعبہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا، مجھے زیادہ یقین (ظن غالب) اس بات پر ہے، یہی وہ رات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے قیام کا حکم دیا اور یہ ستائیسویں رات ہے، ان الفاظ میں شک شعبہ کو ہے کہ یہ وہی رات ہے جس کے قیام کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، شعبہ کہتے ہیں یہ الفاظ میرے ایک ساتھی نے استاد سے نقل کیے تھے۔

[2779] ۲۲۲۔(۱۱۷۰) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ)).

[2779] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہم نے لیلۃ القدر کا باہمی تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''کس کو یاد ہے کہ شب قدر اس رات میں ہے جس کی صبح چاند طشت کے ایک ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❊ **جفنة:** پیالے کو کہتے ہیں اور شق نصف اور آدھے کو، مقصد یہ ہے کہ یہ رات آخری راتوں میں ہے، کیونکہ چاند کی یہ کیفیت آخری راتوں میں ہوتی ہے۔

فوائد :...... ❶ لیلۃ القدر، قدر کے مختلف معانی ہیں، (۱) تعظیم یا عظمت، فرمایا: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ انہوں نے اللہ کی پوری طرح عظمت و بڑائی کو نہیں پہچانا، اس رات کو عظمت اور بزرگی حاصل ہے، کیونکہ اس میں قرآن مجید اترا، فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کا نزول ہوتا ہے، اس میں کیے گئے عمل کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور صاحب عمل کو شرف و منزلت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) قدر (تضیق و تنگی) فرمایا ﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ﴾ جس کا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا متعین طور پر یقینی اور قطعی علم نہیں ہے، علم کی روشنی میں نہیں ہے یا فرشتوں کی کثرت سے زمین تنگ پڑ جاتی ہے۔

[2779] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۵۱)

(۳) قدر: تقدیر کے معنی میں ہے، تقدیر کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اپنی حکمت کے تقاضے کے تحت، مخصوص مقدار، مخصوص کیفیت و ہیئت اور مخصوص مقدار و مدت کے لیے پیدا فرماتا ہے، پورے سال کے احکام، قوموں کے عروج و زوال، زندگی، موت، رزق، بارش کے بارے میں فیصلے اس رات طے ہوتے ہیں، فرمایا: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ تمام حکیمانہ فیصلے اس مبارک رات میں کیے جاتے ہیں۔

(۴) قَدَر: قدرت و طاقت، اس رات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے، ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے، ہر کام کی انجام دہی کے لیے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور جبرائیل آتے ہیں، ہر طرف مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی پھیل جاتی ہے۔

❷ لیلة القدر: لیلة مبارکة: خیر و برکت اور بڑھوتری اور فیضان الٰہی کی رات ہے، اس میں قرآن جیسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے، فرمان باری ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ﴾ ہم نے اسے قدر و منزلت والی رات میں اتارا ہے اور دوسری جگہ فرمایا ﴿انا انزلناه فى ليلة مباركة﴾ اور قرآن مجید کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ﴾ رمضان کا مہینہ ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے، لہٰذا اس سے یہ بات طے ہوگئی کہ لیلۃ القدر رمضان سے باہر نہیں ہے، لیکن یہ رات کون سی ہے؟ اس کا قطعی تعین مشکل ہے کیونکہ اس کی تعیین آپ ﷺ کے سامنے خواب میں کئی دفعہ ہوئی اور ہر دفعہ کسی نہ کسی سبب سے آپ بھول گئے، اسی لیے آپ نے کبھی تو یہ فرمایا: اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، کبھی فرمایا، اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرو اور کبھی فرمایا اس کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور کبھی آپ نے اس کی علامت اور نشانی بتلائی، اس طرح آپ نے اس کو متعین نہیں فرمایا تاکہ لوگ عبادت کو کسی ایک رات کے ساتھ خاص نہ کریں، اس لیے علماء میں اس کی تعیین کے بارے میں بہت اختلاف ہے، حافظ ابن حجر ﷫ نے اس کے بارے میں پینتالیس (۴۵) اقوال نقل کیے ہیں، صحیح بات یہ ہے کہ یہ آخری عشرہ کی طاق رات ہے اور اس میں بدلتی رہتی ہے، اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ کے بیان کردہ قرائن کہ اللہ کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق اعداد میں زیادہ پسندیدہ عدد سات ہے، سات زمینیں، سات آسمان، سات دن، سات طواف، سات اعضائے سجود، سات دفعہ سعی اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ اس سورۃ میں تین دفعہ آیا ہے، لہٰذا ستائیس حروف ہوئے وغیرہ اور حضرت ابی بن کعب ﷜ کے یقین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زیادہ گردش ستائیسویں میں ہے، لیکن یہ نہیں کہ ہر دفعہ یہی رات ہو۔ ❸ شب قدر: اپنے اپنے علاقوں یا ملکوں کے اعتبار سے ہے اور ہر ملک کے لوگ طاق رات کی تعیین اپنے روزوں کے اعتبار سے کریں۔


ہر گھر کی ضرورت
ہر لائبریری کی زینت
مطبوعات
نعمانی
مومن کے عقائد
حیات انبیاء
کتاب الدعا
پھول گلستان
شادیاں
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
0334-4229127, 042-37321865
E-Mail: nomania2000@gmail.com

نعمانی کتب خانہ

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street, Urdu Bazar, Lahore-Pakistan

E-Mail: nomania2000@gmail.com

9789696453380

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

جلد چہارم

کتاب الاعتکاف۔ کتاب العتق (حدیث 2760 تا 3600)

تخریج الاحادیث

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

تحفۃ المسلم

جلد چہارم

شرح صحیح مسلم (اردو)

[illegible]

[illegible] مولانا عبدالعزیز علوی

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری

[illegible]: صلاح الدین علی عبدالموجود

[illegible]: فواد عبدالباقی

تاریخ اشاعت: فروری 2017ء

مطبع: علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری النیسابوری

جلد چہارم

کتاب الاعتکاف۔ کتاب العتق (حدیث 2780 تا 3800)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری

مقدمہ وسوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37321865

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرستِ مضامین

(جلد چہارم)

تحفۃ المسلم اردو شرح صحیح مسلم جلد چہارم

تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم جلد چہارم

تحفۃ المسلم صحیح مسلم جلد چہارم

اس کتاب کے کل ابواب (4) اور (10) احادیث ہیں۔

15

كِتَابُ الِاعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

حدیث نمبر 2780 سے 2790 تک

۱۵...... كِتَابُ الاِعْتِكَافِ

۱۵۔ اعتکاف کا بیان

۱...... بَاب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

باب۱: رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا

[2780] ۱۔(۱۱۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

[2780]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔

[2781] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمَسْجِدِ

[2781]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے مسجد میں وہ جگہ بھی دکھائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے۔

[2780] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۸٤۹۰)

[2781] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتكاف، باب: الاعتكاف في العشر الاواخر، والاعتكاف في المساجد كلها برقم (۲۰۲۵) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: اين يكون الاعتكاف؟ برقم (۲٤٦٥) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: في المعتكف يلزم مكانا من المسجد برقم (۱۷۷۳) انظر (التحفة) برقم (۸٥۳٦)

[2782] ٣-(١١٧٢) وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

[2782] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

[2783] ٤-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ

[2783] حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... ❶ اعتکاف کا لغوی معنی رکنا، ٹھہرنا اور پابندی کرنا ہے، لیکن شرعی طور پر انسان کا مخصوص انداز میں عبادت کے لیے مسجد میں ٹھہرنا، اعتکاف کہلاتا ہے اور یہ بالاتفاق سنت ہے اور رمضان کے آخری عشرے میں ہو گا اور فقہی طور پر کچھ وقت کے لیے عبادت کی نیت سے مسجد میں بیٹھنا بھی اعتکاف ہے، ظاہر ہے آپ سے دس دن سے کم اعتکاف ثابت نہیں ہے۔ ❷ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور ظاہر ہے اگر اعتکاف رمضان میں ہے تو روزہ رکھنا ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے، کیونکہ اعتکاف کے لیے رمضان شرط نہیں ہے، آپ نے شوال میں اعتکاف کیا تھا اور حضرت عمر ؓ نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ ❸ امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام داود ؒ اور جمہور کے نزدیک اعتکاف کے لیے مرد اور عورت کے لیے مسجد شرط ہے اور احناف کے نزدیک عورت گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے گی، حالانکہ ازواج مطہرات ؓ مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھتی تھیں، گھر میں اعتکاف کرنا ان سے ثابت نہیں ہے، تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ عورت صرف اس صورت میں مسجد میں اعتکاف کرے گی، جبکہ اس کے لیے پردہ کا صحیح انتظام ہوں اور عورتوں اور مردوں کے اختلاط کا اندیشہ نہ ہو اور اس کی عصمت و پاکدامنی کے لیے کسی قسم کا خطرہ نہ ہو اور یہ کسی بدنیتی پر مبنی نہ ہو۔

[2782] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠٥)

[2783] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٩) و (١٦٩٩٩) و (١٧٢٢٢)

[2784] ٥-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

[2784] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی، آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن (بیویاں) اعتکاف بیٹھی تھیں۔

٢......بَابُ: مَتَى يَدْخُلُ مَنْ أَرَادَ الِاعْتِكَافَ فِي مُعْتَكَفِهِ

باب ٢: جو اعتکاف کرنا چاہتا ہو، وہ اپنے حجرے میں کب داخل ہو؟

[2785] ٦-(١١٧٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ لَمَّا أَرَادَ الِاعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ زَيْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ آلْبِرَّ تُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ.

[2785] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھتے، پھر اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہوتے، ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیا اور لگا دیا گیا کیونکہ آپ نے رمضان کے آخری عشرے کے اعتکاف کا ارادہ فرمایا تھا، اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ

[2784] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتكاف، باب: الاعتكاف في العشر الاواخر والاعتكاف في المساجد كلها برقم (٢٠٢٦)۔ واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب:الاعتكاف برقم (٢٤٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٣٨)

[2785] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتكاف، باب: اعتكاف النساء برقم (٢٠٣٣) بمعناه۔ واخرجه كذلك في باب: الاجنبية في المسجد برقم (٢٠٣٤) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: الاعتكاف في شوال برقم (٢٠٤١) واخرجه كذلك في باب: من اراد ان ←

نصب کرنے کا حکم دیا، وہ بھی لگا دیا گیا اور بیویوں نے بھی اپنے خیمے لگانے کا حکم دیا، ان کے لیے بھی خیمے نصب کر دیے گئے تو جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھ کر دیکھا تو بہت سے خیمے نظر آئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا ان کا ارادہ نیکی ہے؟'' تو آپ نے اپنا خیمہ اکھاڑنے کا حکم دیا اور اسے کھول دیا گیا، آپ نے رمضان کا اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کے پہلے دس دنوں کا اعتکاف کیا۔

[2786] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحٰقَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ إِسْحٰقَ ذِكْرُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُنَّ أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الْأَخْبِيَةَ لِلِاعْتِكَافِ.

[2786] ۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا ابو معاویہ کی حدیث کے ہم معنی ہے اور ابن عیینہ، عمرو بن حارث اور ابن اسحاق کی روایت میں اعتکاف کے لیے خیمے لگوانے والی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام عائشہ، حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن ذکر کیے گئے ہیں۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک کام دیکھا دیکھی کیا جائے تو اس میں محض اطاعت و نیکی کی بجائے ریس اور غیرت کا احتمال ہے، عورت مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے اور مرد کسی سبب سے اسے اعتکاف سے روک سکتا ہے اور اعتکاف کی قضائی، رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں بھی ہو سکتی ہے۔ ❷ امام اوزاعی، ثوری اور لیث رحمہم اللہ کے نزدیک اعتکاف گاہ میں صبح کی نماز کے بعد داخل ہوگا، گویا اعتکاف کا آغاز صبح سے کرے گا، لیکن

← يعتكف ثم بدا له ان يخرج برقم (٢٠٤٥) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصوم، باب: الاعتكاف برقم (٢٤٦٤) واخرجه الترمذي في الصوم، باب: ما جاء في الاعتكاف برقم (٧٩١) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في المساجد، باب: ضرب الخباء في المساجد برقم (٢/ ٤٤، ٢/ ٤٥) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: ما جاء فيمن يبتدى الاعتكاف، وقضاء الاعتكاف برقم (١٧٧١) بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٠)

[2786] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٧٧)

ائمہ اربعہ کے نزدیک مسجد میں بیس رمضان کو سورج کے غروب سے پہلے پہلے داخل ہوگا اور اعتکاف گاہ میں اکیس کی صبح کو داخل ہوگا، کیونکہ آخری عشرہ کی پہلی رات اکیسویں ہے، جس میں لیلۃ القدر کا احتمال ہے اور اس کے بغیر عشرہ ناقص ہوگا، قاضی ابو یعلیٰ کے نزدیک آپ ﷺ بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف گاہ میں داخل ہوتے تھے، علامہ سندھی نے اس کو ترجیح دی ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ((اذا اَرَادَ ان یَعْتَکِفَ)) جب آپ اعتکاف کی نیت کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف گاہ میں داخل ہو جاتے۔

٣...... بَاب: اِلاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب ٣: رمضان کے آخری دس دنوں میں جدو جہد کرنا

[2787] ٧۔(١١٧٤) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِيعَفُورٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ اَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ.

[2787] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے، گھر والوں کو جگاتے اور خوب کوشش کرتے اور کمر ہمت کس لیتے۔

فائدہ:...... رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے، رات کا اکثر حصہ جاگ کر گزارتے اور ان راتوں میں پہلے کی نسبت زیادہ وقت عبادت میں گزارتے اور ازواج مطہرات کو بھی شب بیداری کے لیے اٹھاتے، اس طرح عبادت کے لیے خوب اہتمام کرتے، شَدَّ مِئْزَرَهُ، کا لفظ عربی اسلوب اور محاورہ کے لحاظ سے دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے (ا) عورتوں سے الگ تھلگ رہنا، جیسا کہ عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔

قَوْمٌ اذا حاربوا شَدُّوا مآ زرهم ۔ عن النساء ولو باتت باطهار

[2787] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل ليلة القدر، باب: العمل في العشر الاواخر من رمضان برقم (٢٠٢٤) واخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في قيام شهر رمضان برقم (١٣٧٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: الاختلاف على عائشة في احياء الليل برقم (٣/ ٢١٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام، باب: في فضل العشر الاواخر من شهر رمضان برقم (١٧٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٧)

وہ ایسے جنگجو اور بہادر لوگ ہیں کہ لڑائی کے دنوں میں عورتوں سے تہبند باندھ لیتے ہیں یعنی الگ تھلگ رہتے ہیں اگرچہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہوں۔(۲) عبادت کے لیے کمر ہمت کس لینا اور عبادت کا خوب اہتمام کرنا۔

[2788] ٨۔(١١٧٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ قَالَتْ

عَائِشَةُ ﷞ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

[2788]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس (۱۰) دنوں میں اس قدر جدوجہد اور سعی وکوشش کرتے کہ باقی دنوں میں اس قدر محنت اور کوشش نہ کرتے۔

٤...... بَاب: صَوْمِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ

باب ٤: ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے

[2789] ٩۔(١١٧٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ.

[2789]۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی عشرہ ذوالحجہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

[2790] ١٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَصُمِ الْعَشْرَ.

[2788] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: منه برقم (٧٩٦) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الصوم، باب: فى فضل العشر الاواخر من شهر رمضان برقم (١٧٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٢٤)

[2789] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصوم، باب: فى فطر العشر برقم (٢٤٣٩) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصوم، باب: ما جاء فى صيام العشر برقم (٧٥٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٤٩)

[2790] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٧٨١)

[2790]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ ذوالحجہ کے روزے نہیں رکھے۔

فائدہ:......عشرہ ذوالحجہ سے، ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن مراد ہیں، کیونکہ دس تاریخ کو تو عید الاضحیٰ ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سبب سے اس کے روزے ترک کیے ہوں گے وگرنہ اس عشرہ میں نیک عمل کرنے کی بہت فضیلت ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام یا عشرہ ایسا نہیں ہے جن میں نیک عمل، اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں۔(بخاری) اور عمل صالح کا لفظ عام ہے، اس میں ہر اچھا اور نیک عمل داخل ہے، وہ روزہ ہو یا نماز اور ذکر واذکار، تلاوت قرآن ہو یا صدقہ وخیرات اور پیچھے نو ذوالحجہ کے بارے میں روایت گزر چکی ہے کہ وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور سنن ابی داؤد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو ذوالحجہ کو روزہ رکھنے کا تذکرہ موجود ہے۔

سنن نسائی میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ((اربع لم يكن يدعهن النبي صلى الله عليه وسلم صيام عاشوراء والعشر وثلاثه ايام من كل شهر و ركعتين قبل الفجر)) چار امور ایسے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ترک نہیں کرتے تھے۔(۱) عاشورہ (اس یوم) کا روزہ (۲) عشرہ ذوالحجہ کا روزہ۔(۳) ہر ماہ تین روزے۔(۴) نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں۔

اس کتاب کے کل ابواب (102) اور (607) احادیث ہیں۔

16

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

حدیث نمبر 2791 سے 3397 تک

۱۶...... كِتَابُ الْحَجِّ

۱۶. حج کا بیان

۱...... بَاب: مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ لُبْسُهُ وَمَا لَا يُبَاحُ

باب ۱: حج اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے کیا پہننا جائز ہے اور کیا جائز نہیں ہے اور اس کے لیے خوشبو کا استعمال حرام ہے

[2791] ۱-(۱۱۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ)).

[2791]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کرتا قمیص پہنو اور نہ (سر پر) پگڑیاں باندھو، نہ شلوار یا پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ موزے پہنو، اگر کسی کو جوتا میسر نہ ہو تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگا ہو۔

[2791] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: ما لا يلبس المحرم من الثياب برقم (١٥٤٢) واخرجه كذلك فی اللباس، باب: البرانس برقم (٥٨٠٣) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحج، باب: ما يلبس المحرم برقم (١٨٢٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: النهی عن لبس البرانس فی الاحرام برقم (٥/ ١٣٣) واخرجه كذلك فی باب: النهی عن لبس القميص للمحرم برقم (٥/ ١٣٢) واخرجه ابن ماجه فی المناسك، ←

مفردات الحديث ❀ ❶ مُحْرِم: بیت اللہ کی حاضری کے لیے حج یا عمرہ کی خاطر، میقات سے فقیرانہ لباس پہن کر جانے والا ❷ قُمُص: قمیص کی جمع ہے، عَمَائم: عِمامة کی جمع ہے پگڑی۔ ❸ سَرَاوِيلات: سَراويل کی جمع ہے اور یہ سِروال کی جمع ہے، شلوار، پاجامہ اور ان سے مراد جسمانی ساخت اور وضع کے مطابق سلے ہوئے کپڑے ہیں، وہ قمیص، کرتا، صدری، کوٹ ہو یا شلوار، پاجامہ اور پینٹ یا پتلون۔ ❹ برانس: بُرْنُس کی جمع ہے، وہ کوٹ جس کے سر پر رکھنے کی ٹوپی بھی سلی ہو، برانڈی یا اوورکوٹ، عمائم اور برانس سے اشارہ ہے کہ سر پر کوئی چیز نہیں رکھی جا سکتی، وہ پگڑی، رومال ہو یا ٹوپی اور ہیٹ وغیرہ۔ ❺ خِفاف: خُفّ کی جمع ہے، موزہ، یعنی پاؤں کو ڈھانپا نہیں جا سکتا، موزے یا جرابیں پہننا درست نہیں ہے، ہاں اگر جوتا اور چپل وغیرہ میسر نہ ہو تو پھر اس کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہنا جا سکتا ہے، ❻ زعفران: معروف چیز ہے اور وَرْس ایک خوشبودار؟ زرد بوٹی ہے، مقصود یہ ہے کہ حالت احرام میں خوشبو استعمال نہیں کی جا سکتی اور نہ خوشبودار کپڑا یا تیل استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ :...... سائل نے ان کپڑوں کے بارے میں سوال کیا تھا جو محرم پہن سکتا ہے، لیکن آپ ﷺ نے جواب یہ دیا کہ فلاں فلاں کپڑے نہ پہنے تو اس طرح آپ نے جواب میں اس طرف اشارہ کیا کہ پوچھنے کی بات یہ نہیں کہ محرم کون سے کپڑے پہنے، بلکہ یہ دریافت کرنا چاہیے تھا کہ کس قسم کے کپڑے نہیں پہننے چاہییں، کیونکہ ممنوع کپڑے چند ایک ہیں اور جو پہنے جا سکتے ہیں، وہ بے شمار ہیں، سلے ہوئے کپڑے مردوں کے لیے جائز نہیں ہیں، لیکن عورتوں کے لیے ان کی ممانعت نہیں ہے، ہاں خوشبو کی ممانعت ہے، وہ موزے پہن سکتی ہے لیکن دستانے استعمال نہیں کر سکتی اور نہ منہ پر نقاب ڈال سکتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے کھلے چہرے پھرتی رہے، جیسا آج کل یہ فیشن بن چکا ہے، اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو وہ اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے اوٹ کر لے جیسا کہ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادر سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کرتی تھیں اور جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔"

[2792] ٢ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

← باب: ما يلبس المحرم من الثياب برقم (٢٩٣٢) واخرجه كذلك في باب: باالسراويل والخفين للمحرم اذا لم يجد ازاراو نعلين برقم (٢٩٣٢) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٥) ٢٢٤

[2792] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، باب: العمائم برقم (٥٨٠٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: ما يلبس المحرم برقم (١٨٢٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: النهي عن الثياب المصبوغة بالورس والزعفران في الاحرام برقم (٥/ ١٢٩) انظر (التحفة) برقم (٦٨١٧)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ﷺ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

[2792] ۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا، محرم کس قسم کا لباس پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''محرم، قمیص نہ پہنے، عمامہ نہ باندھے نہ برانی (برساتی) پہنے نہ شلوار پاجامہ پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جسے ورس یا زعفران لگا ہو اور نہ موزے پہنے، اگر وہ جوتے نہ پائے تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔''

[2793] ۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ ((مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

[2793] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو زعفران اور اس سے رنگ ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا اور فرمایا جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

[2794] ٤۔(١١٧٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ ((السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ)).

[2793] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللباس، باب: النعال السبتية وغيرها برقم (٥٨٥٢) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: النهی عن الثياب المصبوغة بالورس والزعفران فی الاحرام برقم (٥/ ١٢٩) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المناسك، باب: السراويل والخفين للمحرم اذا لم يجد ازارا او نعلين برقم (٢٩٣٢) انظر (التحفة) برقم (٧٢٢٦)

[2794] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی جزاء الصيد، باب: لبس الخفين للمحرم اذا لم يجد النعلين برقم (١٨٤١) بمعناه واخرجه كذلك فی باب: اذا لم يجد الازار فليلبس السراويل برقم (١٨٤٣) واخرجه كذلك فی اللباس، باب: السراويل برقم (٥٨٠٤) بمعناه۔ واخرجه كذلك فی باب: النعال السبتية وغيرها برقم (٥٨٥٣) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی لبس السراويل والخفين للمحرم اذا لم يجد الازار والنعلين برقم (٨٣٤) ←

[2794]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے ''شلوار یا پاجامہ، اس کے لیے ہے جسے تہبند نہ ملے اور موزے اس کے لیے ہیں، جسے جوتے میسر نہ ہوں۔'' یعنی جب وہ محرم ہو۔

[2795] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ.

[2795] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے عمرو بن دینار ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرفات کے خطبہ میں یہ باتیں سنی تھیں۔

[2796] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ كُلُّ هَؤُلَاءِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهُ.

[2796] امام صاحب اپنے پانچ اور اساتذہ سے عمرو بن دینار ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، شعبہ کے سوا کسی نے بھی عرفات کے خطبہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

[2797] ٥-(١١٧٩) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ)).

← بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار برقم (٨/ ٢٠٥، ٨/ ٢٠٦) واخرجه كذلك في باب: الرخصة في لبس الخفين في الاحرام لمن لا يجد نعلين برقم (٥/ ١٣٥) بمعناه۔ واخرجه كذلك في الزينة، باب: لبس السراويل برقم (٨/ ٢٠٥، ٨/ ٢٠٦) بمعناه۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: السراويل والخفين للمحرم اذا لم يجد ازارا او نعلين برقم (٢٩٣١) انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٥)

[2795] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٨٦)

[2796] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٨٦)

[2797] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٢٨)

[2797] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس شخص کے پاس چادر نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے۔‘‘

فائدہ:...... حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موزے کاٹنے کا ذکر نہیں ہے، اس لیے امام احمد کے نزدیک موزے کاٹنا درست نہیں ہے بلکہ مال کا ضیاع ہے لیکن باقی ائمہ اور محدثین کے نزدیک کاٹنے کی وضاحت ابن عمر کی روایت میں موجود ہے، اس لیے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم بلا قید (مطلق) حدیث، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی قید والی حدیث پر عمل (محمول) ہوگی اور شرعی حکم مال کا ضیاع نہیں ہے، لیکن نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سنن نسائی میں موجود اور اس میں کاٹنے کا حکم ہے اور اسی طرح اوسط للطبرانی میں حضرت جابر کی روایت میں بھی کاٹنے کا حکم ہے لہٰذا تمام روایات میں کاٹنے کا تذکرہ موجود ہے اس لیے ابن عمر کی روایت کو منسوخ قرار دینا درست نہیں ہے۔ جو شخص بغیر کاٹے موزے پہنے گا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کو فدیہ دینا ہوگا اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس کا فدیہ نہیں ہے، اسی طرح اگر تہبند نہ ملے تو شلوار ان سلا کر کے چادر کی طرح بنانا ہوگا، ورنہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک دم لازم آئے گا۔ امام شافعی اور احمد کے نزدیک فدیہ نہیں ہے۔

[2798] ٦۔(١١٨٠) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي قَالَ وَأُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ)).

[2798] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب برقم (١٥٣٦) تعليقا۔ واخرجه كذلك فی باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج برقم (١٧٨٩) واخرجه كذلك فی المغازی، باب: غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان برقم (٤٣٢٩) واخرجه كذلك فی فضائل القرآن، باب: نزل القرآن بلسان قريش والعرب برقم (٤٩٨٥) واخرجه كذلك فی جزاء الصيد، باب: اذا احرم جاهلا وعليه قميص برقم (١٨٤٧) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحج، باب: الرجل يحرم فی ثيابه برقم (١٨١٩) و (١٨٢٠) و (١٨٢١) و (١٨٢٢) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی الذی يحرم ←

[2798] ۔حضرت صفوان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جبکہ آپ ﷺ جعرانہ میں تھے، وہ ایک جبہ (لمبا کوٹ) پہنے ہوئے تھا، جس پر ایک مخلوط خوشبو لگی ہوئی تھی یا اس پر زردی کا اثر تھا تو اس نے آپ سے پوچھا، آپ مجھے میرے عمرے میں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ راوی کہتے ہیں، آپ پر وحی کا نزول ہونے لگا اور آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میری خواہش تھی کہ میں نبی اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھوں کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو، یعلیٰ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو نبی اکرم ﷺ کو دیکھے جبکہ آپ پر وحی اتر رہی ہو؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا تو میں نے آپ کو دیکھا، آپ خراٹے لے رہے تھے، صفوان کہتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے کہا، جیسے جوان اونٹ خراٹے لیتا ہے، جب آپ کی یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمرہ کے بارے میں دریافت کرنے والا کہاں ہے؟ اپنے سے زردی کی چھاپ دور کر دے یا خُلوق مخلوط خوشبو کا اثر زائل کر دے اور اپنا جبہ اتار دے اور اپنے عمرہ میں اس طرح کرے جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔“

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے امام شافعی، امام اسحاق اور امام داؤد رحمہم اللہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی انسان جہالت و ناواقفیت سے یا بھول کر خوشبودار کپڑا پہن لے تو اس پر کفارہ نہیں ہے، علم ہوتے ہی اسے فوراً ایسا کپڑا اتار دینا چاہیے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس پر فدیہ ہے اور امام احمد سے دونوں اقوال منقول ہیں، امام ابن قدامہ نے عدم کفارہ کے قول کو ترجیح دی ہے، خُلُوق: اس خوشبو کو کہتے ہیں جس میں زعفران وغیرہ کی آمیزش ہو۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی قرآن کے علاوہ بھی اترتی تھی جو سنت میں محفوظ ہے، فرق یہ ہے کہ اگر آپ پر الفاظ اور معانی دونوں کا نزول ہوتا تو اس وحی کو قرآن کی صورت میں محفوظ کیا جاتا تھا اور یہ وحی متلو کہلاتی ہے کیونکہ اس کو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اگر صرف معانی اور مفاہیم و مطالب کا نزول ہوتا یا الفاظ کا نزول ہوتا لیکن ان کی تلاوت کا حکم نہ ہوتا اور نہ کہ قرآنی شکل ملتی تو وہ وحی غیر متلو کہلاتی اور حدیث نبوی یا حدیث قدسی کی شکل میں محفوظ کی جاتی۔ جعرانہ میں آپ غزوہ طائف سے واپسی کے وقت ٹھہرے ہوئے تھے یہ آٹھ ہجری ذوالقعدہ کا واقعہ ہے۔

[2799] ٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَأَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

← وعليه قميص او جبة برقم (٨٣٦) باختصار۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الجبة في الاحرام برقم (٥/ ١٣٠) واخرجه كذلك في مناسك الحج، باب: في الخلق للمحرم برقم (٥/ ١٤٢، ٥/ ١٤٣) انظر (التحفة) برقم (١١٨٣٦)

[2799] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٩٠)

وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هٰذَا وَأَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ قَالَ ((أَنْزِعُ عَنِّي هٰذِهِ الثِّيَابَ وَأَغْسِلُ عَنِّي هٰذَا الْخَلُوقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)).

[2799] ۔حضرت صفوان بن یعلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جبکہ آپ ﷺ جعرانہ میں تھے، ایک آدمی آیا اور میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، وہ سلے ہوئے کپڑے یعنی جبہ پہنے ہوئے تھا اور وہ خُلوق سے لت پت تھا تو اس نے کہا، میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور میں نے اسے پہنا ہوا ہے اور میں خوشبو سے بسا ہوا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم حج میں کیا کرتے؟'' اس نے کہا، میں ان کپڑوں کو اتار دیتا اور اپنے آپ سے اس خوشبو (خلوق) کو دھوڈالتا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''جو کچھ تم حج کی حالت میں کرتے ہو وہی اپنے عمرہ کے لیے کرو۔''

مفردات الحدیث

❶ مُقَطَّعات: کاٹ کر، الگ الگ کر کے، جسم کے مطابق سلے ہوئے۔

❷ مُتَضَمِّخٌ: لت پت، کثرت سے استعمال کیے ہوئے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان حج کے آداب واحکام سے واقف تھا، اس لیے اس کو اتنا بتانا ہی کافی تھا کہ اس طرح کرو، جس طرح حج میں کرتے ہو۔

[2800] ٨-(. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ

صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه لَيْتَنِي أَرَى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ

[2800] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٩٠)

مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ ((أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)).

[2800]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے عطا کو بتایا، کہ یعلی رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ کاش میں نبی اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھوں جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو تو جب نبی اکرم ﷺ جعرانہ میں تھے اور نبی اکرم ﷺ کو ایک کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے کچھ ساتھی، آپ کے ساتھ تھے، جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، اچانک آپ کے پاس ایک آدمی آیا، جو جبہ پہنے ہوئے تھا اور خوشبو سے لت پت تھا تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اس انسان کے بارے میں کیا ارشاد ہے، جس نے عمرہ کا احرام ایک جبہ میں، خوشبو سے معطر ہو کر باندھا؟ کچھ وقت آپ نے اسے دیکھا، پھر خاموش ہو گئے اور آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے کہا آؤ تو یعلی رضی اللہ عنہ آ گئے اور اپنا سر (کپڑے کے) اندر داخل کر دیا، ناگہاں نبی اکرم ﷺ کا چہرہ سرخ تھا، کچھ وقت تک آپ خراٹے لیتے رہے پھر یہ کیفیت دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا، ''کہاں ہے وہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے بارے میں دریافت کیا تھا؟'' اس آدمی کو تلاش کر کے لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ خوشبو جو تیرے جسم پر ہے، اس کو تین دفعہ دھو ڈالو اور جبہ کو اتار دو، پھر اپنے عمرہ میں وہی کام کرو جو اپنے حج میں کرتے ہو۔''

[2801] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ ((انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)).

[2801]۔صفوان بن یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا،

[2801] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٩٠)

جبکہ آپ جعرانہ میں تھے، اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا، اس کے ڈاڑھی اور سر کے بال زرد رنگ سے رنگے ہوئے تھے اور وہ جبہ پہنے ہوئے تھا، اس نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور آپ ﷺ میری حالت دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''اپنا جبہ اتار دو اور اپنے سے زردی کو دھو ڈالو اور جو کچھ تم اپنے حج میں کرتے تو وہی اپنے عمرہ میں کرو۔''

[2802] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ أَخْبَرَنِي

صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ خَمَّرَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ)) فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ ((انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ الَّذِي بِكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ)).

[2802]۔صفوان بن یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ کے پاس ایک آدمی جبہ پہنے ہوئے آیا، جس پر خلوق کا اثر تھا، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو میں کیسے کروں؟ آپ ﷺ اس سے خاموش ہو گئے اور اسے کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ پر وحی اترتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو اوٹ کرتے، آپ پر سایہ کرتے تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، میں چاہتا ہوں، جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو تو میں آپ کے ساتھ کپڑے میں اپنا سر داخل کروں تو جب آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے سے آپ کو ڈھانپ دیا، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ کپڑے میں اپنا سر داخل کر دیا اور میں نے آپ کو دیکھا، جب آپ سے یہ کیفیت زائل ہو گئی تو آپ نے فرمایا: ''ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' آپ کے پاس وہ آدمی آیا، اس پر آپ نے فرمایا: ''اپنا جبہ اپنے سے اتار دو اور تجھ پر جو خلوق کا اثر (نشان) ہے، اس کو دھو ڈالو اور اپنے عمرہ میں وہی کام کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو۔''

[2802] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٧٩٠)

٢...... بَاب: مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ٢: حج اور عمرہ کے میقات

[2803] ١١ـ(١١٨١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ ((فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا)).

[2803]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ میقات مقرر کیا اور اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قَرْن منازل، اہل یمن کے لیے یلملم، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چاروں میقات ان علاقوں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور ان سب لوگوں کے لیے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات سے گزریں، جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو، پس جو لوگ ان مقامات کے اندر ہوں تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اس طرح چلے گا، حتی کہ اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔''

فائدہ:...... توقیت کا معنی مقرر کرنا یا تعیین وتحدید کرنا ہے اور شریعت نے حج کے لیے دو قسم کے میقات مقرر کیے ہیں۔ (١) میقات زمانی: وہ مہینے جن سے پہلے حج کے لیے احرام باندھنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ان کو اشہر الحج کہا جاتا ہے۔ (٢) میقات مکانی: وہ مقامات جہاں سے حج اور عمرہ کے لیے احرام باندھے بغیر آگے نہیں بڑھا جا سکتا، لیکن ان سے پہلے جمہور کے نزدیک احرام باندھنا جائز ہے، امام اسحاق اور داود کے نزدیک جائز نہیں، بعض احناف وشوافع کے نزدیک یہ بہتر ہے اور امام مالک کے نزدیک ان سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے اور یہ میقات بالاتفاق پانچ ہیں۔ (١) ذوالحلیفہ، جو مکہ سے سب سے زیادہ دور میقات ہے اور مدینہ سے صرف دس (١٠) کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اب مدینہ کی آبادی یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ (٢) جحفہ، جو بحرِ احمر سے دس (١٠) کلومیٹر دور ہے اور بے آباد جگہ ہے اور وادی جموم کے راہ سے مکہ مکرمہ سے ١٨٦ کلومیٹر دور جگہ ہے، اب لوگ رابغ

[2803] اخرجه البخاری فی (صحيحه فی الحج، باب: مهل اهل الشام برقم (١٥٢٦) واخرجه كذلك فی باب: مهل من كان دون المواقيت برقم (١٥٢٩) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحج، باب: فی المواقيت برقم (١٧٣٨) بمعناه۔ واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: من كان اهله دون الميقات برقم (٥/ ١٢٦) انظر (التحفة) برقم (٥٧٣٨)

جو ایک بہت بڑا شہر ہے سے احرام باندھتے ہیں۔ اہل لبنان، اہل شام، اردن، فلسطین، مصر، سوڈان، افریقہ کے لوگ یہیں سے احرام باندھتے ہیں۔ (۳) قرن منازل: جو مکہ مکرمہ سے سب سے قریبی میقات ہے اور تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے یا ۴۵ کلومیٹر ہے۔ (۴) یلملم، جو مکہ مکرمہ کے جنوب میں تہامہ کی ایک پہاڑی ہے اور مکہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۵) ذات عرق: مکہ معظمہ سے شمال مشرق میں عراق سے جانے والے راستہ پر ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

یہ پانچوں میقات ان علاقوں کے باشندوں کے لیے ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے تمام علاقوں کے ان لوگوں کے لیے ہیں جو حج اور عمرہ کے لیے ان سے گزریں اور جو لوگ ان سے دور سے گزریں، وہ ان کے محاذات (مقابلہ) میں جہاں سے گزرے ہیں، احرام باندھیں اور جن لوگوں کا گھر، میقات کے اندر واقعہ ہے، ان کا میقات ان کا گھر ہی ہے حتیٰ کہ اہل مکہ، اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے۔

جمہور کے نزدیک حج کے لیے جانے والا اگر احرام باندھے بغیر ان مقامات سے گزر جائے اور احرام باندھنے کے لیے واپس نہ آئے تو اس پر دم لازم ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک تلبیہ کہتے ہوئے واپس آئے گا، امام مالک کے نزدیک قریب ہو تو واپس آئے گا اور امام احمد کے نزدیک واپس آنے کی صورت میں بھی دم دینا ہوگا، امام ابن حزم کے نزدیک احرام کے بغیر گزرنے والے کا حج نہیں ہوگا۔ جو لوگ میقات اور مکہ کے درمیان رہتے ہیں، ان کے لیے اپنے گھر سے احرام باندھنا ضروری ہے، تاخیر کی صورت میں دم دینا پڑے گا، لیکن احناف کے نزدیک حرم سے پہلے پہلے احرام باندھنا کفایت کر جائے گا، اس طرح اہل مکہ کے لیے مکہ سے احرام باندھنا لازم ہے، لیکن احناف کے نزدیک آخر حل تک تاخیر جائز ہے اور یہ بات صریح حدیث کے خلاف ہے۔ اگر ایک میقات والا، دوسرے میقات کے علاقہ میں چلا جائے تو اس کو اس میقات سے احرام باندھنا چاہیے، اپنے میقات تک مؤخر نہیں کرنا چاہیے، مثلاً شامی آدمی مدینہ آ گیا ہے تو اسے ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا ہوگا، جحفہ تک مؤخر نہیں کر سکتا۔ اگر تاخیر کرے گا تو جمہور کے نزدیک گناہ گار ہوگا اور دم پڑے گا، اگرچہ بعض ائمہ کے نزدیک تاخیر خلاف افضل ہے، لیکن جائز ہے اور اہل مکہ کو عمرہ کے لیے احرام کے لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک حرم سے حل میں نکلنا ہوگا اور بقول علامہ سندھی امام بخاری کے نزدیک حل میں نکلنے کی ضرورت نہیں ہے، حج اور عمرہ دونوں کے لیے میقات مکہ ہی ہے۔

[2804] ۱۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

[2804] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب مهل اهل مكة للحج والعمرة برقم (١٥٢٤) واخرجه كذلك في باب: مهل اهل اليمن برقم (١٥٣٠) واخرجه كذلك في جزاء ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْـجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ ((هُنَّ لَهُمْ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَـى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ)).

[2804]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو، اہل شام کے لیے جحفہ کو، اہل نجد کے لیے قرن منازل کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مقامات ان علاقوں کے باشندوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو حج اور عمرہ کے ارادے سے دوسری جگہوں سے ان مقامات پر آئیں اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر ہیں تو وہ جہاں سے چلیں احرام باندھ لیں حتیٰ کہ مکہ کے باشندے مکہ سے احرام باندھیں گے۔''

فائدہ:...... امام شافعی رحمہ اللہ نے ((ممن اراد الحج والعمرۃ)) ، جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے، سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ کے بغیر ان مقامات سے گزرتا ہے، مثلاً کسی ضرورت یا تجارت یا کسی سے ملاقات کے لیے مکہ جانا چاہتا ہے تو اس کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، امام ابن حزم اور ابن تیمیہ نے بھی اس موقف کو اختیار کیا ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے اور بقول صاحب تیسیر العلام جو لوگ حل سے مکہ میں بار بار آتے جاتے ہیں، مثلاً لکڑہارے، سبزی اور پھل فروش، ملازم اور مزدور ان کے لیے امام ابوحنیفہ کے سوا تمام ائمہ کے نزدیک احرام باندھے بغیر آنا جانا جائز ہے۔ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ مواقیت کے اندر رہتے ہیں اور انہیں ہر روز مکہ میں آنا جانا ہوتا ہے، ان کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے لیکن جو لوگ مواقیت سے باہر سے آتے ہیں اور انہیں کبھی کبھار اس کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں بغیر احرام باندھے ان مقامات سے نہیں گزرنا چاہیے۔ جس طرح اہل مکہ اگر اپنی ضروریات کے لیے مکہ سے باہر جائیں اور پھر احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل ہوں تو یہ بالاتفاق جائز ہے، اسی طرح ضرورت مند اگر مکہ میں داخل ہوں تو ان پر بھی بالاتفاق احرام کی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ علامہ سرخسی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ اس لیے اختلاف صرف مواقیت سے باہر سے آنے والوں کے لیے ہے، امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد کے نزدیک میقات سے باہر کے لوگ کسی صورت میں احرام باندھے بغیر ان مقامات سے گزر نہیں سکتے اور امام شافعی کے نزدیک یہ پابندی صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو حج یا عمرہ کرنا چاہتے ہیں، دوسروں کے لیے یہ پابندی نہیں ہے۔

← الصيد، باب: دخول الحرم ومكة بغير احرام برقم (١٨٤٥) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: ميقات اهل اليمن برقم (٥/ ١٢٣) واخرجه كذلك فى مناسك الحج، باب: من كان اهله دون الميقات برقم (٥/ ١٢٦) انظر (التحفة) برقم (٥٧١١)

[2805] ١٣-(١١٨٢) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

[2805] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔'' حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے دوسروں سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل یمن احرام یلملم سے باندھیں۔

[2806] ١٤-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

[2806] ۔حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، اہل شام جحفہ سے احرام باندھیں اور اہل نجد قرن منازل سے احرام باندھیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، مجھے بتایا گیا اور میں نے خود نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں۔''

[2807] ١٥-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ

[2805] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: ميقات اهل المدينة برقم (١٥٢٥) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في المواقيت برقم (١٧٣٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: ميقات اهل المدينة برقم (٥/ ١٢٢) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: مواقيت اهل الآفاق برقم (٢٩١٤) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٦)

[2806] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: مهل اهل نجد برقم (١٥٢٨) انظر (التحفة) برقم (٦٩٩١)

[2807] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٣٧)

أَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْهُ قَالَ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ)).

[2807] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے، اہل شام کے لیے احرام گاہ مُہیعہ یعنی جحفہ ہے اور اہل نجد کے لیے احرام گاہ قرن ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبکہ میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا، اہل یمن کے لیے میقات یلملم ہے۔''

[2808] ١٦۔(١١٨٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَ حَدَّثَنَا ۔ وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ قَالَ ((وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

[2808] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، اہل شام، جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، مجھے بتایا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل یمن احرام یلملم سے باندھیں۔''

[2809] ١٧۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ ثُمَّ انْتَهٰى فَقَالَ أُرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

[2809] ۔ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے احرام گاہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا، میں نے سنا ہے، پھر ابوزبیر رک کر کہنے لگا، میرا خیال ہے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سنا۔

[2810] ١٨۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ

[2808] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٣)

[2809] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج ، باب: مهل اهل نجد برقم (١٥٢٧) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج ، باب: میقات اهل نجد برقم (٥/ ١٢٥) انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٤)

[2810] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٣)

عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ أَحْسَبُهُ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

[2810]۔ابوزبیر کہتے ہیں، میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے احرام گاہ کے بارے میں پوچھا گیا، میرا گمان ہے جابر نے اس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرا راستہ جحفہ ہے اور اہل عراق کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے اور اہل نجد کے لیے احرام گاہ قرن منازل ہے اور اہل یمن کے لیے احرام گاہ یلملم ہے۔''

فائدہ:...... الطریق الآخر سے مراد بعض حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ اہل مدینہ اگر دوسرے راستہ سے مکہ معظمہ جائیں تو وہ جحفہ سے احرام باندھ سکتے ہیں اور بعض شارحین کا خیال ہے اس سے مراد دوسرے راستہ والے ہیں یعنی اہل شام جن کا میقات جحفہ ہے جب کہ دوسری روایات میں گزر چکا ہے۔

تنبیہ:...... ذات عرق کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ میقات اہل عراق کے لیے نبی اکرم ﷺ نے مقرر فرمایا ہے یا اس کی تعیین اہل عراق کے دریافت کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے کی تھی، ائمہ دونوں طرف گئے ہیں۔

٣...... بَاب: التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا

باب ٣: تلبیہ، اس کی کیفیت اور اس کا وقت

[2811] ١٩-(١١٨٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

[2811]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تلبیہ کہتے تھے: ''میں تیرے

[2811] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التلبية برقم (١٥٤٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: كيف التلبية برقم (١٨١٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في المناسك الحج، باب: كيف التلبية برقم (٥/ ١٦٠) انظر (التحفة) برقم (٨٣٤٤)

حضور حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں، ساری حمد و تعریف کا حق دار تو ہی ہے اور ساری نعمتیں تیری ہی ہیں اور ساری کائنات پر فرماں روائی بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک و سہیم نہیں۔'' اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ میں ان کلمات کا اضافہ کرتے تھے، میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیری اطاعت کے لیے تیار ہوں، ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے، میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں تیری ہی طرف راغب ہوں اور عمل تیری ہی توفیق سے تیری ہی خوشنودی کے لیے ہے۔

مفردات الحدیث ✽ لبیك اور سعدیك: تکرار اور کثرت کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ تیری اطاعت و عبادت کے لیے ہر وقت تیار اور حاضر ہوں۔

فوائد:...... ❶ شارحین حدیث کے قول کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کے لیے بلاوا دلوایا تھا تو حج کے لیے جانے والا بندہ جب احرام باندھ کر یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو گویا وہ ابراہیم علیہ السلام کی پکار اور اللہ تعالیٰ کے بلاوے کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنے گھر کی حاضری کے لیے اپنے خلیل سے ندا دلوائی تھی تو میں حاضر ہوں، حاضر ہوں اور اس حاضری کے لیے بار بار تیار ہوں۔ ❷ جمہور کے نزدیک تلبیہ کے انہیں الفاظ پر کفایت کرنا بہتر ہے جو آپ سے ثابت ہیں، اگرچہ ان پر دعائیہ اور تعظیم کے کلمات کا اضافہ جائز ہے کیونکہ آپ کے سامنے کچھ کلمات کا اضافہ کیا گیا تو آپ نے ان پر اعتراض نہیں کیا، لیکن خود ان کلمات پر اضافہ نہیں فرمایا۔ ❸ امام شافعی اور احمد کے نزدیک تلبیہ کہنا سنت و فضیلت ہے، اس کے چھوڑ دینے سے کچھ لازم نہیں آتا۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک تلبیہ واجب ہے، اس کے ترک سے دم لازم آئے گا، بعض حضرات کے نزدیک تلبیہ واجب ہے لیکن اگر احرام کی نیت سے تکبیر و تہلیل اور تسبیح کہہ لے تو کفایت ہو جائے گی، امام ثوری، اہل ظاہر اور امام ابوحنیفہ کے ایک قول کی رو سے تلبیہ احرام کا رکن ہے، جس طرح تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر احرام نہیں ہوگا۔

[2812] ۲۰-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَنَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

[2812] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج، باب: الاهلال عند مسجد ذی الحليفة برقم (١٥٤١) واخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الحج، باب: امر اهل المدينة بالاحرام من عند مسجد ذی الحليفة برقم (٢٣) و (٢٤) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك، باب: فی وقت الاحرام برقم (١٧٧١) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی من ای موضع احرام النبی ﷺ برقم (٨١٨) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: العمل فی الاهلال برقم (٥/ ١٦٣) انظر (التحفة) برقم (٧٠٢٠)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ فَقَالَ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالُوا وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ هٰذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَافِعٌ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَزِيدُ مَعَ هٰذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

[2812]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری جب مسجد ذوالحلیفہ کے پاس آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو آپ ﷺ اس طرح تلبیہ کہتے، ''میں تیرے حضور حاضر ہوں، اے اللہ، میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں، تمام تعریفات اور ہر قسم کی نعمتیں تیری ہی ہیں اور اقتدار اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''
اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے، رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد نافع کہتے ہیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کلمات پر یہ اضافہ کرتے تھے، میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں تیری اطاعت کی سعادت کے حصول کے لیے ہر وقت تیار ہوں اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اور میں تیرا ہی سوالی ہوں اور عمل تیری ہی توفیق اور تیری ہی رضا کے لیے ہے۔

[2813] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ.

[2813] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے تلبیہ رسول اللہ ﷺ کی زبان ہی سے سیکھا ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

مفردات الحدیث ✽ أَهَلَّ: چاند دیکھ کر بلند آواز سے چلانے کو اھلال کہتے ہیں، اسی طرح بچہ کے رونے کو بھی اہلال کہتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے کوئی چیز نامزد کرنے کے لیے کہتے ہیں، ''اھل لغیر اللّٰہ'' اللہ کے سوا کے لیے اس کو نامزد کیا اور اھل بالحج کا معنی ہوتا ہے، حج کے لیے تلبیہ کہنا، چونکہ احرام باندھنے کے وقت تلبیہ کہا جاتا ہے، اس لیے احرام باندھنے کو بھی اہلال سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

فائدہ:...... تلبیہ کہنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد متصل تلبیہ کہا، لیکن اس کا علم صرف ان چند لوگوں کو ہو سکا جو وہاں

[2813] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۲۰۸)

آپ ﷺ کے قریب موجود تھے، اس کے بعد جب آپ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس اونٹنی پر سوار ہوئے اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے پھر دوبارہ تلبیہ کہا، جن لوگوں نے آپ کا پہلا تلبیہ نہیں سنا تھا تو انہوں نے سمجھا، آپ نے تلبیہ پہلی دفعہ ناقہ پر سوار ہو کر کہا، پھر جب ناقہ چل پڑی اور مقام بیداء پر پہنچی تو پھر آپ نے تیسری دفعہ تلبیہ پڑھا، جن لوگوں نے پہلا اور دوسرا تلبیہ آپ سے نہیں سنا تھا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے تلبیہ کا آغاز مقام بیداء پر پہنچ کیا" اصل حقیقت یہ ہے کہ احرام کے بعد ہر نئے موڑ اور نئے مرحلے پر تلبیہ کہا جائے گا اور اس کے ساتھ صبح و شام اور دوسرے مواقع پر مسنون ادعیہ اور تکبیرات وتحمیدات بھی پڑھی جائیں گی۔ مرد تلبیہ بلند آواز سے کہیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے۔ تلبیہ ہر حالت میں کہا جائے گا، تلبیہ کہنے والا پاک ہو یا ناپاک۔

[2814] ٢١۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ فَإِنَّ سَالِمَ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) لَا يَزِيدُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يُهِلُّ بِإِهْلَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔

[2814]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ کہتے ہوئے اس حال میں سنا کہ آپ کے سر کے بال (گوند وغیرہ) سے جمے ہوئے تھے، آپ فرما رہے تھے، میں تیرے حضور حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، تمام

[2814] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من اهل ملبدا برقم (١٥٤٠) واخرجه كذلك في اللباس، باب: التلبيد برقم (٥٩١٥) مطولاً۔ واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: التلبيد برقم (١٧٤٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: التلبيد عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٦) واخرجه كذلك في باب: كيف التلبية برقم (٥/ ١٥٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: من لبد راسه برقم (٣٠٤٧) انظر (التحفة) برقم (٦٩٧٦)

تعریفات وستائش، سب نعمتیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، حضور اکرم ﷺ ان کلمات پر اضافہ نہیں فرماتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھتے، پھر جب آپ ﷺ کی اونٹنی، مسجد ذوالحلیفہ کے پاس آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے ان کلمات کے ساتھ تلبیہ کہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے کلمات سے تلبیہ کہتے تھے اور (بعد میں) کہتے میں تیرے سامنے حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور تیری اطاعت کی سعادت کے لیے حاضر ہوں، ساری خیر تیرے ہاتھوں میں ہے، میں حاضر ہوں، رغبت تیری طرف ہے اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ کی اقتداء میں، آپ ﷺ کے تلبیہ پر کچھ کلمات کا اضافہ کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد، وہیں اپنی ناقہ پر سوار ہو کر جب ناقہ آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی، تلبیہ کہا، گویا اس وقت سے آپ محرم ہوئے، اصل حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

[2815] ٢٢-(١١٨٥) وحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ فَيَقُولُونَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ.

[2815]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ کہتے تھے، ہم تیرے حضور حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں تو رسول اللہ ﷺ فرماتے، ''تم برباد ہو، یہیں رک جاؤ، بس کرو، لیکن وہ آگے کہتے، مگر وہ شریک جو تیرا ہے تو ہی اس کا اور اس کی مملوکہ چیزوں کا مالک ہے، یا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ یہ کلمات وہ اس وقت کہتے جب طواف کر رہے ہوتے۔

فائدہ:...... مَا مَلَكَ میں ما نافیہ بن سکتا ہے، اس صورت میں معنی ہوگا تو ہی اس کا مالک ہے، وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور ما موصولہ بھی بن سکتا ہے تو معنی ہوگا تو ہی اس کا اور جس کا وہ مالک ہے، مالک ہے۔ اس تلبیہ سے ثابت ہوتا ہے، وہ کسی کو بھی اللہ کے برابر اور شریک قرار نہیں دیتے تھے، صرف یہی سمجھتے تھے کہ کچھ چیزوں کا اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے یا وہ ان کی سفارش کو رد نہیں کرتا اور آج کے نام نہاد مسلمان تو اس سے بھی

[2815] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٧٣)

آگے گزر چکے ہیں اور کہتے ہیں، احد، احمد کے پردہ میں دنیا میں اتر آیا ہے اور اس کے پاس وحدت کے سوا کیا ہے، جو کچھ لینا ہے، ہم محمد ﷺ سے لے لیں گے، اسی طرح اولیاء اور بزرگوں کو بہت سی چیزوں کا اختیار بخشتے ہیں۔

۴...... بَاب: أَمْرِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْإِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

باب ٤: اہل مدینہ کو حکم ہے کہ وہ احرام ذوالحلیفہ کی مسجد سے باندھیں

[2816] ٢٣-(١١٨٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ ﷺ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذَا الْحُلَيْفَةِ.

[2816]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ بیداء تمہارا وہ مقام ہے کہ جس کے بارے میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ نہیں کہا مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے، یعنی آپ ﷺ نے بیداء سے نہیں، ذوالحلیفہ کی مسجد سے ہی احرام باندھا تھا۔

[2817] ٢٤-(. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ.

[2817]۔سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا جاتا احرام بیداء سے ہے تو وہ کہتے بیداء جس کے بارے میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہو، رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں باندھا مگر درخت کے پاس سے جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر کھڑی ہوئی۔

فائدہ:...... بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے تلبیہ یا احرام مقام بیداء سے شروع کیا تھا چونکہ خلاف واقعہ تھا آپ ﷺ تلبیہ اور احرام کا آغاز، مسجد ذوالحلیفہ سے کر چکے تھے، اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کذب سے تعبیر کیا، لیکن ان لوگوں نے چونکہ آپ ﷺ کا تلبیہ بیداء میں سے سنا تھا، اس سے پہلے نہیں سنا تھا، اس لیے وہ بیداء کا نام لیتے تھے جیسا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفصیل نقل کر چکے ہیں۔

[2816] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٠٤)
[2817] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٠٤)

٥...... بَاب: بَيَانِ اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يُّحْرِمَ حِيْنَ تَنْبَعِثُ بِهِ رَاحِلَتُهُ مُتَوَجِّهًا اِلٰى مَكَّةَ لَا عَقِبَ الرَّكْعَتَيْنِ

باب ٥: تلبیہ اس وقت کہا جائے گا جس وقت سواری کھڑی ہو گی (پاکستانی نسخہ میں باب اس طرح ہے، بہتر یہ ہے کہ تلبیہ اس وقت کہے جب اس کی سواری اس کو لے کر مکہ کی طرف چل پڑے، دو رکعت نماز کے بعد تلبیہ نہ کہے)

[2818] ٢٥-(١١٨٧) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَاابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتّٰى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

[2818] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: غسل الرجلين فی النعلين ولا يمسح على النعلين برقم (١٦٦) مطولاً۔ واخرجه كذلك فی اللباس، باب: النعال السبتية وغيرها برقم (٥٨٥١) مطولاً۔ واخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك الحج، باب: فی وقت الاحرام برقم (١٧٧٢) مطولاً۔ واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الطهارة، باب: الوضوء فی النعل برقم (١/ ٨١) واخرجه كذلك فی مناسك الحج، باب: العمل فی الاهلال برقم (٥/ ١٦٣) واخرجه كذلك فی باب: ترك استلام الركنين الآخرين برقم (٥/ ٢٣٢) واخرجه كذلك فی الزينة، باب: تصفير اللحية برقم (٨/ ١٨٦) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اللباس، باب: الخضاب بالصفرة برقم (٣٦٢٦) انظر (التحفة) برقم (٧٣١٦)

[2818]۔ عبید بن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، اے ابو عبد الرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے دیکھا ہے جو میں نے آپ کے ساتھیوں میں سے کسی اور کو کرتے نہیں دیکھا، انہوں نے پوچھا، اے ابن جریج! وہ کون سے کام ہیں؟ ابن جریج نے کہا، میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (بیت اللہ) کے (چار) ارکان میں سے صرف دو یمانی رکنوں کو مس کرتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے، آپ زرد رنگ سے (بال) رنگتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے جب آپ مکہ میں ہوتے ہیں لوگ تو چاند دیکھ کر احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھ ذوالحجہ تک احرام نہیں باندھتے تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، رہا ارکان کا مسئلہ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو یمانی کونوں کے سوا (کونے) کو مس کرتے نہیں دیکھا، رہے سبتی جوتے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنتے دیکھا جو بالوں کے بغیر تھے اور ان میں وضو کرتے تھے، اس لیے میں ان کو پہننا پسند کرتا ہوں، رہا زرد رنگ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ استعمال کرتے دیکھا، اس لیے میں اس کے استعمال کو پسند کرتا ہوں اور رہا احرام کا مسئلہ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک احرام باندھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی۔

مفردات الحدیث ❶ **لا یمانیین**: بیت اللہ کے چار کونے ہیں، وہ رکن (کونہ) جس میں حجر اسود ہے اور اس سے طواف کا آغاز ہوتا ہے اس کو بوسہ دینا ہوتا ہے، اگر براہ راست بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اس کو بوسہ دیا جاتا ہے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو محض اشارہ کافی ہے اور اشارہ کی صورت میں ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اس سے اگلے دو کونے شامی اور عراقی ہیں، ان کو تغلیباً شامیان کہا جاتا ہے، چوتھا رکن (کونہ) جو حجر اسود سے پہلے ہے، یمانی ہے، کیونکہ وہ یمن کی جہت میں ہے، اس کو صرف ہاتھ لگایا جاتا ہے، رکن یا ہاتھ کو چوما نہیں جاتا، رکن حجر اسود اور رکن یمانی کو ایک کے نام کو غلبہ دے کر یمانیان کہہ دیا جاتا ہے، جیسے ماں و باپ کو ابوان، شمس و قمر کو قمران اور ابوبکر و عمر کو عمران کہہ دیا جاتا ہے، یہ دونوں کونے چونکہ ابراہیمی بنیادوں پر ہیں، اس لیے صرف ان دونوں کو مس کیا جاتا ہے اور اس پر ائمہ اربعہ اور محدثین کا اتفاق ہے۔ ❷ **النعال السبتية**: نعال، نعل کی جمع ہے، چپل، جوتا اور سبت مونڈنے کو کہتے ہیں یا رنگدار چمڑے کو کہتے ہیں، اس کی تفسیر خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کردی ہے کہ بن بال جوتے اور آپ ان کو پہن کر ہی وضو کر لیتے تھے۔ ❸ **تصبغ بالصفرة**: آپ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں، یہ رنگ بالوں اور کپڑوں دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

فوائد:...... ❶ حدیث میں مذکورہ چاروں کام مجموعی اعتبار سے صرف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیا کرتے تھے، یا ابن جریج نے صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ چاروں کام کرتے دیکھا کیونکہ بعض صحابہ چاروں کونوں کو مس کرتے تھے،

خاص کر اس وقت جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی تعمیر ابراہیمی بنیادوں پر کر دی تھی، اس طرح بعض تابعین بھی چاروں کونوں کو مس کرتے تھے، لیکن اب یہ اختلاف ختم ہو چکا ہے۔ ❷ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ احرام اور تلبیہ ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی شروع کر دینا چاہیے لیکن چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور تلبیہ کا آغاز اس وقت کیا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ سے حج کے لیے چلے تھے اور مکہ میں افعال حج کا آغاز یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) جس میں لوگ اپنے جانوروں کو اس دور میں پانی پلایا کرتے تھے کو ہوتا ہے، اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں تلبیہ آٹھ ذوالحجہ کو شروع کرتے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ تلبیہ کا آغاز، مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سوار ہو کر شروع کیا جائے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسجد کے اندر دو رکعت پڑھنے کے بعد تلبیہ شروع کر دیا جائے۔ اس لیے امام نووی نے باب، اپنے مسلک کے مطابق ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی روشنی میں باندھا ہے کہ تلبیہ کا آغاز سوار ہو کر کیا جائے گا۔ اس کا تعلق اپنے ملک اور علاقہ سے چلتے وقت سے ہے، مکہ میں امام شافعی کے نزدیک تلبیہ اور احرام آٹھ ذوالحجہ سے شروع کرنا افضل ہے اور احناف کے نزدیک یکم ذوالحجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ظہر پڑھی اور پھر مصلی پر ہی احرام باندھ کر صدائے لبیک بلند کی۔

[2819] ٢٦۔(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ أَرْبَعَ خِصَالٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى إِلَّا فِي قِصَّةِ الْإِهْلَالِ فَإِنَّهُ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَهُ بِمَعْنًى سِوٰى ذِكْرِهِ إِيَّاهُ.

[2819]۔ عبید بن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ بارہ مرتبہ حج اور عمرہ کیا، میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے آپ میں چار خصائل دیکھے ہیں، آگے مذکورہ بالا روایت ہے لیکن اہلال والا واقعہ بیان نہیں کیا۔

[2820] ٢٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

[2819] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨١٠)

[2820] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٧٠)

[2820]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکاب میں پاؤں رکھا اور آپ ﷺ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے ذوالحلیفہ سے تلبیہ شروع کر دیا۔

[2821] ۲۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً.

[2821]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے تھے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ کہنا شروع کیا۔

[2822] ۲۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

[2822]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے، پھر جب وہ آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ کہنا شروع کیا۔

٦...... بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

باب ٦: ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھنا

[2823] ۳۰۔(۱۱۸۸) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا. وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ

[2821] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من اهل حين استوت به راحلته قائمة برقم (١٥٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: العمل في الاهلال برقم (٥/ ١٦٣) انظر (التحفة) برقم (٧٦٨٠)

[2822] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: قوله تعالى: ﴿ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم﴾ برقم (١٥١٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: العمل في الاهلال برقم (٥/ ١٦٣) انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٠)

[2823] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: التعريس بذي الحليفة برقم (٥/ ١٢٧) انظر (التحفة) برقم (٧٣٠٨)

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلّٰى فِي مَسْجِدِهَا.

[2823] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر حج کے آغاز میں رات ذوالحلیفہ میں گزاری اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فائدہ :...... آپ ﷺ حج کے لیے مدینہ منورہ سے پچیس (۲۵) ذوالقعدہ کو ہفتہ کے دن ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد نکلے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں آ کر ادا کی، رات ذوالحلیفہ میں بسر کی اور اتوار کے دن کی نماز ظہر پڑھنے کے بعد وہاں سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، مہینہ انتیس دن کا تھا، اس لیے آپ ﷺ چار ذوالحجہ کو اتوار کے دن مکہ معظمہ پہنچ گئے اور نو (۹) ذوالحجہ عرفہ کا دن، جمعہ المبارک تھا۔

۷...... بَاب: الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب ۷: محرم کا احرام کے وقت خوشبو لگانا

[2824] ۳۱۔(۱۱۸۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

[2824] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تو میں نے آپ کے احرام کے لیے آپ ﷺ کو خوشبو لگائی اور طواف افاضہ سے پہلے جب آپ ﷺ حلال ہوئے، میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔

[2825] ۳۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

[2825] ۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کے احرام کے وقت، احرام کے لیے خوشبو لگائی اور آپ کے طواف افاضہ سے پہلے حلال ہوتے وقت، حلال ہونے کے لیے بھی خوشبو لگائی۔

[2824] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٦)

[2825] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٣٩)

[2826] ۳۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

[2826]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے، آپ ﷺ کے احرام کے لیے اور طواف افاضہ سے پہلے، آپ کے حلال ہونے کے لیے خوشبو لگائی۔

[2827] ۳۴۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ.

[2827]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولنے اور احرام باندھنے کے لیے خوشبو لگائی۔

[2828] ۳۵۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

[2828]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولنے اور احرام باندھتے وقت ہندوستان سے آنے والی خوشبو (ذریرہ) لگائی۔

[2826] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: الطيب عند الاحرام وما يلبس اذا اراد ان يحرم ويترجل بدهن برقم (۱۵۳۹) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: الطيب عند الاحرام برقم (۱۷۴۵) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (۵/ ۱۳۷) انظر (التحفة) برقم (۱۷۵۱۸)

[2827] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: ما يحل للرجل اذا رمى جمرة العقبة برقم (۳۰۴۲) انظر (التحفة) برقم (۱۷۵۳۸)

[2828] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، باب: الذريرة برقم (۵۹۳۰) انظر (التحفة) برقم (۱۶۳۷۷)

[2829] ٣٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ.

[2829] ۔عثمان بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، آپ نے رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھتے وقت کون سی خوشبو لگائی تھی؟ انہوں نے جواب دیا، سب سے بہتر خوشبو۔

[2830] ٣٧-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ.

[2830] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے احرام سے پہلے جو سب سے عمدہ خوشبو لگا سکتی تھی لگاتی، پھر آپ احرام باندھتے۔

[2831] -(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ.

[2831] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے احرام کے لیے جب احرام باندھتے اور آپ کے طواف افاضہ سے پہلے احرام کھولنے کے لیے جو مجھے سب سے عمدہ خوشبو میسر ہوتی، وہ لگاتی تھی۔

[2832] ٣٩-(١١٩٠) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

[2829] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللباس، باب: ما يستحب من الطيب برقم (٥٩٢٨) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦٥)

[2830] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٨٢١)

[2831] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩١٨)

[2832] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: الطيب عند الاحرام وما يلبس اذا←

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيْبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ خَلَفٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلٰكِنَّهُ قَالَ وَذَاكَ طِيبُ إِحْرَامِهِ.

[2832]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں گویا کہ میں ابھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، حالانکہ آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے، خلف کی روایت میں آپ کے محرم ہونے کا ذکر نہیں ہے، یہ لفظ ہے کہ وہ آپ کے احرام کی خوشبو تھی۔

[2833] ٤٠۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُهِلُّ.

[2833]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں تلبیہ کہتے ہوئے خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

[2834] ٤١۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُلَبِّي

[2834]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

[2835] (. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

← اراد ان يحرم ويترجل بدهن برقم (١٥٣٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٩) واخرجه كذلك في باب: موضع الطيب برقم (٥/ ١٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٨)

[2833] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: موضع الطيب برقم (٥/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٤)

[2834] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: الطيب عند الاحرام برقم (٢٩٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٤٥)

[2835] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٤) و(١٧٦٤٥)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ.

[2835] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں گویا کہ میں واقعی یہ منظر دیکھ رہی ہوں، آگے مذکورہ بالا وکیع کی حدیث کی طرح ہے۔

[2836] ٤٢-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[2836] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں واقعی رسول اللہ ﷺ کی مانگ کے ہر حصہ میں خوشبو کی چمک دیکھتی جبکہ آپ حالت حرام میں ہوتے۔

[2837] ٤٣-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[2837] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں واقعی رسول اللہ ﷺ مانگ کے ہر حصہ میں خوشبو کی چمک دیکھتی جبکہ آپ محرم ہوتے۔

[2838] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَهُوَ السَّلُولِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ وَهُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِيإِسْحٰقَ السَّبِيعِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعَ ابْنَ الْأَسْوَدِ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرَى وَبِيصَ الدُّهْنِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

[2836] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: من تطيب ثم اغتسل وبقى اثر الطيب برقم (٢٧١) واخرجه كذلك في اللباس باب: الفرق برقم (٥٩١٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: موضع الطيب برقم (٥/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٢٨)

[2837] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللباس، برقم (٥٩٢٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، برقم (٥/ ١٤٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٠١٠)

[2838] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٢٩)

[2838]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو جو بہترین خوشبو آپ ﷺ کو میسر ہوتی، استعمال کرتے، پھر اس کے بعد میں آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں تیل کی چمک دیکھتی۔

[2839] ٤٥۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[2839]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں کستوری کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

[2840] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[2840] مصنف اپنے ایک اور استاد سے حسن بن عبید اللہ کی سند ہی سے مذکورہ بالا روایت جیسی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2841] ٤٦۔(١١٩١) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

[2841]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے دن، بیت اللہ کے طواف سے پہلے ایسی خوشبو لگاتی تھی، جس میں کستوری کی آمیزش ہوتی۔

[2839] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك، باب: الطيب عند الاحرام برقم (١٧٤٦) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٢٥)

[2840] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٨٣١)

[2841] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الحج، باب: ما جاء فى الطيب عند الاحلال قبل الزيارة برقم (٩١٧) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: اباحة الطيب عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٢٦)

[2842] ٤٧-(١١٩٢) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا۔

[2842] ۔ابراہیم بن محمد بن منتشر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو خوشبو لگا کر احرام باندھتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو، یہ کام کرنے سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں تارکول مل لوں، پھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں آگاہ کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو، میں تارکول مل لوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں یہ کام کروں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، خود میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے احرام باندھتے وقت خوشبو لگائی تھی، پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے، پھر آپ نے صبح احرام باندھا۔

مفردات الحدیث ❋ ❶ أَنْضَخُ طِيبًا: مجھ سے خوشبو کی مہک پھوٹے، خا اور حا أَنْضَخُ اور أَنْضَحُ دونوں ہم معنی ہیں۔ ❷ لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ: میں تارکول یا گندھک سے لت پت ہوں۔

[2842] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: اذا جمع ثم عاد برقم (٢٦٧) واخرجه كذلك في باب: من تطيب ثم اغتسل وبقي اثر الطيب برقم (٢٧٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الغسل، باب: اذا تطيب واغتسل وبقي اثر الطيب برقم (١/ ٢٠٣) واخرجه كذلك في الغسل والتيمم، باب: الطواف على النساء في غسل واحد برقم (١/ ٢٠٩) واخرجه كذلك في مناسك الحج، باب: موضع الطيب برقم (٥/ ١٤١) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٩٨)

[2843] ٤٨-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا.

[2843]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی، پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے اور صبح احرام باندھتے جبکہ آپ ﷺ سے خوشبو پھوٹ رہی ہوتی۔

[2844] ٤٩-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ؓ يَقُولُ لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ ؓ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

[2844]۔ابراہیم بن محمد بن منتشر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا، میں تار کول مل لوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو تو میں حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور انہیں ابن عمر ؓ کے قول سے آگاہ کیا، اس پر انہوں نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی، پھر آپ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس گئے، پھر صبح احرام باندھ لیا۔

فوائد:...... ① حضرت عائشہ ؓ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلی اور دس ذوالحجہ کو رمی جمار، قربانی اور تحلیق وتقصیر کے بعد طواف افاضہ جس کو طواف رکن اور طواف زیارت بھی کہتے ہیں، اس سے پہلے انسان خوشبو لگا سکتا ہے اور بقول امام نووی احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے، اگرچہ اس خوشبو کا اثر اور نشان احرام باندھنے کے بعد بھی موجود رہے اور انسان سے خوشبو پھوٹتی رہے۔

صحابہ اور تابعین کی اکثریت، جمہور فقہاء، محدثین اور ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد کا یہی موقف ہے، امام ابو یوسف، امام داود کا بھی یہی نظریہ ہے۔لیکن بعض صحابہ اور تابعین، امام مالک، امام زہری اور امام محمد کے نزدیک احرام سے پہلے خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔احرام کی حالت میں بالاتفاق جائز نہیں ہے، اگر محرم احرام کی حالت میں طیب (خوشبو) استعمال کرے گا تو امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک اس پر کفارہ ہے۔

[2843] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٣٤)
[2844] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٣٤)

امام مالک کے نزدیک خوشبو اگر فوراً زائل کر دے تو کفارہ نہیں ہے، اگر خوشبو برقرار رہے تو کفارہ ہوگا۔ ❷ وہ خوشبو جس کا جرم (مادہ) احرام کے بعد بھی قائم رہے، امام مالک اور امام محمد کے نزدیک بدن اور کپڑوں دونوں میں ناجائز ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک دونوں میں جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک بدن میں جائز ہے، کپڑوں میں جائز نہیں ہے۔ ❸ محرم کے لیے پھول سونگھنا، امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے، اگر پھول سونگھے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک پھول سونگھنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر سونگھ لے گا تو فدیہ نہیں ہے، امام احمد حضرت عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں اس کو جائز قرار دیتے ہیں اور محدثین کا موقف یہی ہے اور بقول علامہ عینی، وہ نباتات یا پھول جن کی مہک کو پسند کیا جاتا ہے، ان کی تین قسمیں ہیں، (ا) وہ نباتات اور پھول جن کو خوشبو حاصل کرنے کے لیے کاشت نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان سے خوشبو تیار کی جاتی ہے، ان کو سونگھنا جائز ہے، (ب) وہ نباتات جن کو خوشبو کی خاطر بویا جاتا ہے، لیکن ان سے خوشبو تیار نہیں کی جاتی، جیسے نرگس، گینڈا وغیرہ، امام شافعی اور ابوثور کے نزدیک ان کو سونگھنا جائز نہیں ہے، سونگھنے پر فدیہ ہوگا، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ان کا سونگھنا مکروہ ہے، لیکن اس پر فدیہ نہیں ہے۔ (ج) وہ پھول جو خوشبو کے حصول کے لیے لگائے جاتے ہیں اور ان سے خوشبو تیار کی جاتی ہے، گلاب، چنبیلی وغیرہ، ان پر فدیہ ہوگا۔ ❹ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی باری لازم نہ تھی، لیکن آپ ﷺ نے اپنے اختیار سے باری کی پابندی اختیار کی ہوئی تھی، اس لیے سفر پر جاتے وقت، سفر سے واپسی کے وقت یا نئے سرے سے باری شروع کرتے وقت، آپ سب کے پاس تشریف لے جاتے تھے، اس لیے آپ حج کا احرام باندھنے سے پہلے، سب کے پاس تشریف لے گئے، اس کے باوجود بھی کہ آپ نے اس سے خوشبو استعمال کی اور بعد میں غسل فرمایا، خوشبو کا اثر آپ کی مانگ میں موجود رہا۔

٨...... بَاب: تَحْرِيمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

باب ٨: محرم کے لیے شکار کی حرمت (پاکستانی نسخہ، حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھنے والے کے لیے خشکی کا کھایا جانے والا جانور شکار کرنا حرام ہے)

[2845] ٥٠۔(١١٩٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

[2845] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: اذا اهدى للمحرم حمارا وحشيا حيا لم يقبل برقم (١٨٢٥) واخرجه كذلك في الهبة، باب: قبول الهدية برقم (٢٥٧٣) واخرجه كذلك في باب: من لم يقبل الهدية لعلة برقم (٢٥٩٦) واخرجه الترمذي في (جامعه) ←

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ۔

[2845]۔حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جنگلی گدھا پیش کیا، جبکہ آپ ﷺ مقام ابواء یا ودان میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس کر دیا، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کی کیفیت (ملال) کو دیکھا تو فرمایا: ''ہم نے صرف اس بنا پر اسے تجھے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔''

[2846] ۵۱۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ۔

[2846]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت صعب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو جنگلی گدھا پیش کیا، آگے مذکورہ بالا واقعہ ہے۔

[2847] ۵۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ.

[2847]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں ہے، میں نے آپ کو جنگلی گدھے کا گوشت پیش کیا۔

فائدہ......حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے جنگلی گدھا شکار کیا اور آپ ﷺ کے حضور

← في الحج، باب: ما جاء في كراهية لحم الصيد للمحرم برقم (٨٤٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد برقم (٥/ ١٨٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: ما ينهى عن المحرم من الصيد برقم (٣٠٩٠) انظر (التحفة) برقم (٤٩٤٠)

[2846] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٣٧)

[2847] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٣٧)

ابواء یا ودان میں پیش کیا، یہ دونوں مقام قریب قریب ہیں، چونکہ گدھا آپ کے لیے شکار کیا گیا تھا، اس لیے آپ نے اسے قبول نہ فرمایا، پھر اس نے ذبح کر کے اس کا کچھ گوشت پیش کیا تو پھر بھی آپ نے رد کر دیا، کیونکہ جو شکار محرم کے لیے کیا جائے، وہ زندہ ہو یا اس کا گوشت ہو محرم کے لیے اس کو کھانا درست نہیں ہے، جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے اور محدثین کا نظریہ بھی یہی ہے، جبکہ امام مالک کے نزدیک محرم کے لیے کیا گیا شکار، حلال کے لیے بھی جائز نہیں ہے اور اگر حلال شکار اپنے لیے کرے، محرم کا اس میں کسی قسم کا دخل اشارتاً یا کنایتاً بھی نہ ہو اور وہ خود محرم کو پیش کرے تو جمہور ائمہ اور محدثین کے نزدیک، محرم کے لیے اس کا کھانا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں جائز ہے، بعض صحابہ، امام لیث اور امام اسحاق کے نزدیک کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

[2848] ٥٣ـ(١١٩٤)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا مُحْرِمُونَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ۔

[2848]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو جنگلی گدھا بطور تحفہ پیش کیا، جبکہ آپ ﷺ محرم تھے تو آپ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ''اگر ہم محرم نہ ہوتے تو اسے قبول کر لیتے۔''

[2849] ٥٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةِ مَنْصُورٍ

عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ شِقُّ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ۔

[2849]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے پیش کرتے ہیں، حکم سے منصور بیان کرتے

[2848] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد برقم (٥/ ١٨٥) انظر (التحفة) برقم (٥٤٩٩) و (٥٤٧٧)

[2849] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٤٠)

ہیں کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگلی گدھے کی ٹانگ تحفتاً پیش کی اور شعبہ کہتے ہیں، جنگلی گدھے کا عَجُز (پچھلا دھڑ) پیش کیا، جس سے خون بہہ رہا تھا اور شعبہ دوسرے استاد حبیب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگلی گدھے کا آدھا یا ایک پہلو پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کر دیا۔

فائدہ :...... ان روایات میں اختلاف نہیں ہے، پہلے جنگلی گدھا زندہ پیش کیا، پھر اس کا ایک پہلو، یعنی پچھلی ٹانگ جس کو پچھلے دھڑ سے تعبیر کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صورتوں میں رد کر دیا، اس لیے حدیث میں کوئی اضطراب اور اختلاف نہیں ہے، احناف کا اس کو مضطرب کہہ کر رد کرنا بھی محض سینہ زوری ہے، اسی طرح اس کو دوسری روایات کے مخالف اور معارض قرار دینا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ تطبیق کی صورت موجود ہے کہ جہاں شکار کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے، وہ حلال نے اپنے لیے کیا تھا اور جہاں رد کیا گیا ہے، وہ محرم کے لیے کیا گیا تھا۔

[2850] ٥٥-(١١٩٥) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ أُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ إِنَّا حُرُمٌ.

[2850] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے یاداشت کے لیے پوچھا، آپ نے مجھے شکار کے اس گوشت کے بارے میں کیا بتایا تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محرم ہونے کی حالت میں ہدیۃً پیش کیا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، آپ کو گوشت کا ایک ٹکڑا یا ایک عضو ہدیۃً پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد کر دیا اور فرمایا: ''ہم اسے کھا نہیں سکتے کیونکہ ہم محرم ہیں۔''

[2851] ٥٦-(١١٩٦) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

[2850] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد برقم (٥/ ١٨٤) انظر (التحفة) برقم (٣٦٦٣) و (٥٧٠٠)

[2851] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد برقم (١٨٢٣) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: ما قيل في الرماح برقم (٢٩١٤) واخرجه كذلك في الذبائح والصيد باب: ما جاء في التصيد برقم (٥٤٩١) واخرجه كذلك في باب: التصيد على الجبال برقم (٥٤٩٢) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: لحم ←

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَأَسْرَجْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ رُمْحِي ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّي سَوْطِي فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي وَكَانُوا مُحْرِمِينَ نَاوِلُونِي السَّوْطَ فَقَالُوا وَاللَّهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ فَأَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ أَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوهُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ ((**هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوهُ**)).

[2851] ۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، حتی کہ جب ہم قاحہ مقام پر پہنچے ہم میں سے بعض محرم تھے، بعض غیر محرم تھے، اچانک میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا، وہ ایک دوسرے کو کوئی چیز دکھا رہے ہیں، میں نے دیکھا تو وہ جنگلی گدھا تھا، میں نے اپنے گھوڑے پر کاٹھی ڈالی اور اپنا نیزہ لے کر میں سوار ہو گیا تو مجھ سے میرا کوڑا گر گیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب محرم تھے، مجھے میرا کوڑا پکڑا دو، انہوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم! شکار کے سلسلہ میں ہم تمہاری کسی قسم کی مدد نہیں کریں گے تو اتر کر میں نے اپنا کوڑا اٹھایا اور پھر سوار ہو گیا اور میں نے پیچھے سے جنگلی گدھے کو جا لیا اور وہ ایک ٹیلے کے پیچھے تھا، میں نے اسے نیزے کا نشانہ بنایا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں (اسے شکار کر لیا) اور اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا، بعض کہنے لگے اسے کھا لو اور بعض نے کہا نہ کھاؤ اور حضور اکرم ﷺ ہمارے آگے تھے، میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آپ ﷺ کو جا ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حلال ہے، اسے کھا لو۔''

[2852] ۵۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى

← الصيد للمحرم برقم (١٨٥٢) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في اكل الصيد للمحرم برقم (٨٤٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: ما يجوز للمحرم اكله من الصيد برقم (٥/ ١٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٢١٣١)

[2852] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٤٣)

عَلٰی فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبٰی بَعْضُهُمْ فَأَدْرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللّٰهُ))

[2852]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے،حتی کہ جب مکہ کا کچھ راستہ طے کرلیا تو وہ اپنے کچھ محرم ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے، جبکہ وہ خود محرم نہیں تھے تو انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے درخواست کی کہ اسے اس کا چابک پکڑا دیں، انہوں نے اس سے انکار کر دیا، انہوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا، اس سے بھی انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے اسے خود ہی لیا پھر گدھے پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا، نبی اکرم ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے اس سے کھالیا اور کچھ نے (کھانے سے) انکار کر دیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو جا ملے اور آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمایا ہے۔''

[2853] ۵۸۔(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ)).

[2853]۔مصنف یہی روایت جنگلی گدھے کے بارے میں، زید بن اسلم سے ابونضر کی مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے۔''

[2854] ۵۹۔(...) وحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي

[2853] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الذبائح والصید، باب: ما جاء فی التصید برقم (٥٤٩١) واخرجه كذلك فی الجهاد، باب: ما قیل فی الرماح برقم (٢٩١٤) واخرجه كذلك فی الاطعمة، باب: تعرق العصد برقم (٥٤٠٧) واخرجه كذلك فی الهبة، باب: من استوهب من اصحابه شیئا برقم (٢٥٧٠) تعلیقا۔ واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی اكل الصید للمحرم برقم (٨٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٠)

[2854] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی جزاء الصید، باب: اذا صاد الحلال فاهدی ←

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ إِذْ نَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ لَقِيتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَدْتُ وَمَعِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ

[2854]۔ حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ والے سال میرے باپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے، ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور انہوں نے احرام نہ باندھا، رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ دشمن غیقہ نامی جگہ میں گھات میں ہے، رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس دوران میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا، وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے، ناگہاں میں نے دیکھا تو میری نظر ایک جنگلی گدھے پر پڑی، میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے نیزہ مار کر، اسے حرکت کرنے سے روک دیا، میں نے ان سے مدد مانگی، انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا، ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہمیں خطرہ محسوس ہوا، ہمیں آپ ﷺ سے الگ کر دیا جائے گا تو میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا، کبھی گھوڑے کو دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلتا تو آدھی رات میں بنو غفار کے ایک آدمی کو ملا، میں نے پوچھا، رسول اللہ ﷺ سے تیری ملاقات کہاں ہوئی تھی؟ اس نے جواب دیا، میں نے آپ کو تِعہن نامی چشمہ پر چھوڑا ہے اور آپ سُقیا مقام پر جا کر

← للمحرم الصيد كله برقم (١٨٢١) واخرجه كذلك في باب: اذا راى المحرمون صيدا فضحكوا ففطن الحلال برقم (١٨٢٢) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية برقم (٤١٤٩) واخرجه مسلم في (صحيحه) في الحج، باب: تحريم الصيد للمحرم برقم (٢٨٤٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اذا ضحك المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله اياكله ام لا؟ برقم (٥/ ١٨٥، ٥/ ١٨٦) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: الرخصة في ذلك اذا لم يصد له برقم (٣٠٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٩)

قیلولہ فرمائیں گے، جس میں آپ کو جا ملا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھی آپ کو سلام اور رحمت بھیجتے ہیں اور انہیں خطرہ ہے کہ کہیں دشمن انہیں آپ سے الگ نہ کر ڈالے، آپ ان کا انتظار فرمائیں، آپ نے ان کا انتظار فرمایا، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ بچا ہوا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے کہا: ''اسے کھا لو۔'' حالانکہ وہ سب محرم تھے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ کی طرف روانگی کے بعد، اہل مدینہ کو پتہ چلا کہ دشمن آپ ﷺ کی گھات میں ہے، اس لیے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو آپ کے پیچھے بھیجا گیا کہ وہ جا کر آپ کو اطلاع دیں کہ دشمن آپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، وہ آپ سے مقام روحاء سے پہلے جا ملے، آپ نے انہیں ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی خبر گیری کے لیے ساحل سمندر کی طرف بھیج دیا، چونکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے نہیں نکلے تھے، اس لیے وہ غیر محرم تھے اور باقی ساتھی محرم تھے۔ وہ دوبارہ آپ ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں جا ملے، وہاں سے آپ نے انہیں صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجا، پھر وہ واپس آ کر آپ کے کچھ ساتھیوں سے جو پیچھے رہ گئے، آ ملے اور یہ شکار کا معاملہ پیش آ گیا، شکار کے سلسلہ میں ساتھیوں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کیا تھا، اس لیے انہوں نے اپنے لیے شکار کیا، بعد میں ساتھیوں کو کھانے کی دعوت دی، بعض نے قبول کر لی اور بعض نے رد کر دی، کیونکہ وہ سمجھتے تھے محرم کے لیے شکار کرنا جائز نہیں ہے تو شاید کھانا بھی جائز نہ ہو، بعد میں یہ معاملہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور ان کے اطمینان و تشفی کے لیے فرمایا، اگر کچھ بقایا ہے تو ہمیں بھی پیش کرو، جیسا کہ آگے آ رہا ہے اور پھر آپ ﷺ نے بھی تناول فرمایا۔

[2855] ٦٠ـ(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاجًّا وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى تَلْقَوْنِي قَالَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قِبَلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوا أَكَلْنَا لَحْمًا وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ قَالَ فَحَمَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[2855] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی جزاء الصید، باب: لا یشیر المحرم الی الصید لکی یصطاده الحلال برقم (١٨٢٤) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: اذا اشار المحرم الی الصید فقتله الحلال برقم (٥/ ١٨٦ ـ ١٨٧) انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٢)

قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ ((هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ قَالَ قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا)).

[2855]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے قصد و ارادہ سے نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے، آپ ﷺ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو جن میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، ایک طرف بھیج دیا، آپ نے فرمایا: ''ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلو حتی کہ مجھ سے آ ملو۔'' انہوں نے ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا، جب وہ سب رسول اللہ ﷺ کی طرف پھرے تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے احرام باندھ لیا، انہوں نے احرام نہ باندھا، چلتے چلتے انہوں نے جنگلی گدھے دیکھے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، ساتھیوں نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت کھا لیا اور کہنے لگے، ہم نے محرم ہونے کے باوجود گوشت کھا لیا، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو انہوں نے گدھی کا باقی ماندہ گوشت اٹھا لیا، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم محرم تھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ محرم نہ تھے اور ہم نے جنگلی گدھے دیکھے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک گدھی کا شکار کر لیا، ہم نے پڑاؤ کیا اور اس میں سے گوشت کھا لیا، پھر ہم نے کہا، ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں، حالانکہ ہم محرم ہیں تو ہم نے اس کا بقایا گوشت ساتھ لے لیا، آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تم میں سے کسی نے اس کو مشورہ دیا تھا یا کسی قسم کا اس کی طرف اشارہ کا تھا؟'' انہوں نے جواب دیا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''اس کا باقی ماندہ گوشت بھی کھا لو۔''

[2856] ٦١-(. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيعًا

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا)) وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ ((أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ)) قَالَ شُعْبَةُ لَا أَدْرِي قَالَ ((أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ)).

[2856]۔امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، شیبان کی روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم میں سے کسی نے اس کو ان پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟'' شعبہ کی

[2856] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٤٧)

روایت میں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اشارہ کیا، یا مدد کی، یا شکار کیا؟ (شکار کا مشورہ دیا)'' شعبہ کہتے ہیں، مجھے پتہ نہیں، آپ نے اَعَنتُم (تم نے مدد کی) کہا یا اَصَدْتُم، تم نے شکار کیا کہا۔

فوائد:...... ❶ روایت نمبر ٦٠ میں، حَاجًا کا لفظ آیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ عمرہ کے لیے نکلے تھے، جیسا کہ دوسری روایت میں صراحت موجود ہے، اس لیے حاجًا اپنے لغوی معنی میں ہوگا، یعنی بیت اللہ کے قصد اور ارادہ سے نکلے، حج کا یہاں اصطلاحی مفہوم مراد نہیں ہے، یا بقول امام ابن قیم رحمہ اللہ یہ لفظ راوی کا وہم ہے۔ ❷ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، لیکن اس کے باوجود، کچھ ساتھیوں نے میقات سے احرام نہیں باندھا تھا، امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق، اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اگر کوئی انسان مکہ مکرمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہیں جاتا تو اس کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، لیکن باقی تینوں ائمہ کے نظریہ کے مطابق، اس میں اشکال پیش آتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کوئی آدمی میقات سے احرام باندھے بغیر مکہ مکرمہ نہیں جا سکتا۔ اس لیے یہاں تاویل کی ضرورت ہے، دوسری روایات کی روشنی میں معنی گویا، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے پہلے سے احرام باندھا ہوا تھا، یہ نہیں ہے کہ انہوں نے اب جب ساحل سمندر سے نبی اکرم ﷺ کو ملے تو احرام باندھ لیا، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے احرام نہ باندھنے کی وجہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

[2857] ٦٢-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ ((كُلُوهُ)) وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

[2857]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا، میرے سوا سب نے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے جنگلی گدھے کا شکار کیا اور میں نے اپنے محرم ساتھیوں کو کھلایا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ ہمارے پاس اس سے بچا ہوا گوشت ہے، آپ نے فرمایا: ''اسے کھالو'' اور مخاطب سب محرم تھے۔

[2857] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٨٤٦)

[2858] ٦٣-(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوا مَعَنَا رِجْلُهُ قَالَ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلَهَا.

[2858]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور وہ سب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا محرم تھے اور وہ غیر محرم تھے اور آگے مذکورہ بالا روایت ہے اور اس میں یہ ہے، آپ ﷺ نے پوچھا، ''کیا تمہارے پاس اس کو کوئی حصہ ہے؟'' انہوں نے جواب دیا، اس کی ٹانگ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے لے کر کھالیا۔

[2859] ٦٤-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَإِسْحٰقُ عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ ((هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمَرَهُ بِشَيْءٍ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَكُلُوا))

[2859]۔عبداللہ بن ابی قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ایک محرم جماعت کے ساتھ تھے اور وہ غیر محرم تھے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، اس میں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا، ''کیا تم میں سے کسی انسان نے انہیں اشارہ کیا تھا، یا کسی قسم کا مشورہ دیا تھا؟'' انہوں نے جواب دیا، نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کھالو۔''

[2860] ٦٥-(١١٩٧) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ

[2858] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهبة، باب: من استوهب من اصحابه شيئا برقم (٢٥٧٠) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: اسم الحمار برقم (٢٨٥٤) واخرجه كذلك في الاطعمة، باب: تعرق العضد برقم (٥٤٠٦) و (٥٤٠٧) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيد، باب: اباحة اكل لحوم حمر الوحش برقم (٧/ ٢٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٠٩٩)

[2859] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٠١)

[2860] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المناسك الحج، باب: ما يجوز للمحرم اكله من الصيد برقم (٥/ ١٨٢) انظر (التحفة) برقم (٥٠٠٢)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2860] ۔ معاذ بن عبد الرحمٰن بن عثمان تیمی رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے، انہیں پرندہ تحفتاً پیش کیا گیا، جبکہ وہ سوئے ہوئے تھے، ہم میں سے بعض نے کھا لیا اور بعض نے پرہیز کیا تو جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، انہوں نے کھانے والوں سے موافقت کی اور کہا، ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا تھا۔

فائدہ :...... یہ شکار چونکہ حلال نے اپنے لیے کیا تھا اور بعد میں اس میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہدیتاً پیش کر دیا، اس لیے انہوں نے کھانے والوں کے موقف کی تائید کی۔

۹...... بَاب: مَا يُنْدَبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهِ قَتْلُهُ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

باب ۹: محرم اور غیر محرم کے لیے، حل اور حرم میں جن جانوروں کو قتل کرنا مندوب ہے۔

[2861] ٦٦-(١١٩٨) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ مِقْسَمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَهَا.

[2861] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار جانور سب کے سب فاسق ہیں، ان کو حل اور حرم میں قتل کر دیا جائے، چیل، کوا، چوہا اور باؤلا کتا۔'' عبید اللہ بن مقسم کہتے ہیں، میں نے قاسم سے پوچھا، سانپ کے بارے میں بتلایئے؟ اس کو، اس کی ذلت واہانت کی بنا پر مارا جائے۔

[2862] ٦٧-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

[2861] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٤٣)

[2862] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج ، باب: باب قتل الحية برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا)).

[2862] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ فاسق جانور، انہیں حل اور حرم میں قتل کر دیا جائے، سانپ، چتکبرا کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا یا درندہ اور چیل۔''

مفردات الحدیث ❶ فواسق: فاسق کی جمع ہے، فسق کا معنی ہے، نکلنا، خارج ہونا اور ان جانوروں کو فاسق کہنے کی وجہ یہ ہے، یہ باقی حیوانات کے حکم تحریم قتل میں ان سے خارج ہیں یا حلال ہونے کے حکم سے خارج ہیں یا یہ ایذاء پہنچانے اور فساد و بگاڑ پھیلانے میں اور عدم انتفاع میں دوسروں سے خارج ہیں۔ ❷ الكلب العقور: عقور کا معنی ہے چیرنے پھاڑنے والا، زخمی کرنے والا، اس لیے جمہور علماء کے نزدیک اس سے مراد تمام درندے ہیں، چیتا، بھیڑیا اور شیر وغیرہ سب اس میں داخل ہیں اور حنفیوں کے نزدیک اس سے مراد کاٹنے والا کتا ہے۔ ❸ الغُرابُ الابقع، ابقع: جس کا پیٹ اور پشت سفید ہو۔

فوائد:...... ❶ خمس کی قید حصر کے لیے نہیں ہے، اس لیے بعض روایات میں چار ہیں، بعض میں پانچ اور بعض میں چھ ہیں۔ یعنی عقرب بچھو کا تذکرہ اور بعض میں السبع العادی، حملہ کرنے والا درندہ آیا ہے۔ ❷ امام مالک کے نزدیک ان جانوروں کے قتل کے حلال ہونے کی علت ان کی ایذا رسانی اور فساد ہے، اس لیے وہ جانور جو موذی ہے، اس کا قتل جائز ہے، امام شافعی کے نزدیک علت عدم اکل ہے، اس کا کھانے کے قابل نہ ہونا، اس لیے شوافع کے نزدیک حیوانات کی تین قسمیں ہیں، (۱) جن کا قتل مستحب ہیں، یہ وہ جانور ہیں جو موذی ہیں (۲) جن کا قتل جائز ہے، یہ وہ ہیں جن میں نفع اور ضرر دونوں ہیں یا نفع ونقصان کچھ بھی نہیں ہے، لیکن ان کا کھانا جائز نہیں ہے (۳) جن کا کھانا جائز ہے، ان کا قتل جائز نہیں ہے، اگر محرم ان کا شکار کرے گا تو اس کو فدیہ دینا پڑے گا۔
حنابلہ کے نزدیک ہر وہ جانور جو انسان پر حملہ آور ہو یا اس کو ایذا دے، محرم اس کو قتل کر سکتا ہے، علامہ ابن قدامہ کے نزدیک کوے کے ساتھ ابقع کی قید اتفاقی ہے، اس لیے ہر کوا قتل کیا جائے گا۔
احناف کے نزدیک صرف ان پانچ جانوروں کا قتل جائز ہے، باقی کے قتل پر فدیہ پڑے گا اور حنفیوں کے نزدیک زاغ، یعنی غراب زرع جو دانا کھاتا ہے، کھانا جائز ہے۔

[2863] ٦٨-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

← (٥/ ١٨٨ ـ ١٨٩) واخرجه كذلك في باب: قتل الحية في الحرم برقم (٥/ ٢٠٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: ما يقتل المحرم برقم (٣٠٨٧) انظر (التحفة) برقم (١٦١٢٢)

[2863] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: قتل الغراب في الحرم برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[2863]۔حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پانچ فاسق جاندار ان کو حرم میں قتل کر دیا جائے، بچھو، چوہا، چیل، کوا اور درندہ یا کاٹنے والا (باولا) کتا۔''

[2864] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[2864]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[2865] ٦٩۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[2865]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پانچ فاسق جاندار ان کو حرم میں قتل کر دیا جائے، چوہا، بچھو، کوا، چیل اور درندہ۔''

[2866] ٧٠۔(. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

[2866]۔امام صاحب زہری کی سند سے ایک اور استاد سے حضرت عائشہ ؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ فاسق جانداروں کو حل و حرم میں قتل کرنے کا حکم دیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

←(٥/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٢)

[2864] تفردبه مسلم فی تخریجه۔ انظر التحفة برقم (١٧٠٠٠)

[2865] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی بدء الخلق، باب: اذا وقع الذباب فی شراب احدكم فليغمسه فان فی احد جناحيه داء وفی الآخر شفاء، وخمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم برقم (٣٣١٤) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما يقتل المحرم من الدواب برقم (٨٣٧) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی المناسك الحج، باب: قتل الحداة فی الحرم برقم (٥/ ٢١٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٢٩)

[2866] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٨٥٧)

[2867] ۷۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ تُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ)).

[2867] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جاندار، سب کے سب فاسق ہیں، ان کو حرم میں قتل کر دیا جائے، کوا، چیل، باؤلا کتا، بچھو اور چوہا۔''

[2868] ۷۲۔(۱۱۹۹) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فِي الْحُرُمِ وَالْإِحْرَامِ.

[2868] ۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جاندار ہیں، ان کے قتل کرنے والے پر وہ ان کو حرم یا احرام کی حالت میں قتل کر دے کوئی گناہ نہیں ہے، چوہا، بچھو، کوا، چیل اور درندہ یا باؤلا کتا۔'' ابن ابی عمر کی روایت میں ہے، محترم جگہوں میں اور احرام کی حالت میں۔''

حُرُم، حَرام کی جمع ہے اور یہاں مراد محترم مقامات ہیں۔

[2869] ۷۳۔(۱۲۰۰) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ

[2867] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: ما يقتل المحرم من الدواب برقم (۱۸۲۹) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: قتل الفارة في الحرم برقم (۵/ ۲۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۶۶۹۹)

[2868] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: ما يقتل المحرم من الدواب برقم (۱۸۴۶) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: قتل الغراب برقم (۵/ ۱۹۰۔ ۱۹۱) انظر (التحفة) برقم (۶۸۲۵)

[2869] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: ما يقتل المحرم من الدواب برقم (۱۸۲۸) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: قتل الفارة في الحرم برقم (۵/ ۲۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۵۸۰۴)

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[2869]۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جاندار، سب کے سب فاسق ہیں، ان کے قتل کرنے والے پر کوئی تنگی گناہ نہیں ہے، بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کاٹنے والا کتا، یعنی درندہ۔''

[2870] ۷۴۔(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي إِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَوْ أُمِرَ أَنْ يَقْتُلَ الْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْغُرَابَ.

[2870]۔زید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، محرم کون سے جاندار قتل کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک بیوی نے بتایا، آپ ﷺ نے حکم دیا یا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ چوہا، بچھو، چیل، درندہ اور کوا قتل کر دیا جائے۔

[2871] ۷۵۔(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي إِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَوْ أُمِرَ أَنْ يَقْتُلَ الْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْغُرَابَ وَالْحَيَّةَ قَالَ وَفِي الصَّلَاةِ أَيْضًا۔

[2871]۔زید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، انسان احرام کی حالت میں کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے نبی اکرم ﷺ کی ایک بیوی نے بتایا کہ آپ ﷺ درندے، چوہے، چیل، کوے اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرمایا نماز میں بھی۔

[2872] ۷۶۔(۱۱۹۹) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

[2870] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: ما يقتل المحرم من الدواب برقم (١٨٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٣٧٣)

[2871] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٦٢)

[2872] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: ما يقتل المحرم من الدواب ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَآبِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[2872]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ہیں، محرم پر ان کے قتل کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، کوا، چیل، بچھو، چوہا اور درندہ۔''

[2873] ۷۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَاذَا سَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ يُحِلُّ لِلْحَرَامِ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَآبِّ فَقَالَ لِي عَنْ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَآبِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[2873]۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں، میں نے نافع سے پوچھا، آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کن جانوروں کو محرم کے لیے قتل کرنے کا حلال ہونا سنا ہے؟ مجھے نافع نے جواب دیا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''پانچ جاندار ہیں، ان کے قتل کرنے والے پر، ان کے قتل کرنے میں کوئی تنگی (گناہ) نہیں ہے، کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

[2874] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ

← برقم (١٨٢٦) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: ما يقتل المحرم من الدواب قتل الكلب العقور برقم (٥/ ١٨٨) انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٥)

[2873] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٨٧)

[2874] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: قتل الفارة برقم (٥/ ١٨٩) انظر (التحفة) برقم (٨٢٩٨) وتفرد مسلم فی تخريج حديث شيبان بن فروخ وحديث ابی بكر بن ابی شيبة۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٧١) و (٧٦١٢) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) حديث ابن نمير، باب: ما يقتل المحرم برقم (٣٠٨٨) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٦) وحديث ابی كامل اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، باب: قتل الحداة برقم (٥/ ١٩٠) انظر (التحفة) برقم (٧٥٤٣) واخرج كذلك حديث ابن المثنی فی باب: قتل الغراب برقم (٥/ ١٩٠) انظر (التحفة) برقم (٨٥٢٣)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحْدَهُ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلَى ذٰلِكَ ابْنُ إِسْحٰقَ.

[2874]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے بہت سے اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، جو سب کے سب، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبی ﷺ کہتے ہیں،صرف ابن جریج، عن نافع، عن ابن عمر ﷠ سمعت النبی ﷺ کہتے ہیں اور ابن اسحاق،بھی ابن جریج کی متابعت کرتے ہیں گویا سمعت النبی ﷺ کی تصریح صرف ابن جریج اور ابن اسحاق کرتے ہیں، باقی سب عن النبی ﷺ کہتے ہیں۔

[2875] ۷۸۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ فَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ وَعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

[2875]۔ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ''پانچ جاندار ہیں، ان میں سے کسی کے حرم میں قتل کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[2876] ۷۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ﷠ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى)).

[2876]۔حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور، جو ان کو محرم ہونے کی صورت میں قتل کر دے گا تو اس پر ان کے بارے میں کوئی گناہ نہیں ہے، بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا، کوا اور چیل۔''

فائدہ:......عام روایات میں غراب کا لفظ بلا قید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے کوے کا قتل جائز ہے۔

[2875] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۳۱۱)

[2876] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (۷۱۳۸)

١٠...... بَاب: جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا كَانَ بِهِ أَذًى وَوُجُوبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهِ وَبَيَانِ قَدْرِهَا

باب ١٠: اگر محرم کو تکلیف ہو تو اس کے لیے سر منڈوانا جائز ہے اور سر مونڈنے کی بنا پر اس پر فدیہ لازم ہے اور اس کی مقدار کا بیان

[2877] ٨٠-(١٢٠١) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قَالَ الْقَوَارِيرِيُّ قِدْرٍ لِي و قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ بُرْمَةٍ لِي وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ)) قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَدْرِي بِأَيِّ ذٰلِكَ بَدَأَ)).

[2877]۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دوران حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے تکلیف پہنچا رہی ہیں؟'' میں نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سر منڈوا لیجیے اور تین دن روزہ رکھ لیجیے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیں، یا ایک قربانی کر دیجیے۔'' ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں، آپ ﷺ نے ان تین چیزوں میں سے پہلے کس کا نام لیا، یعنی آغاز کس سے کیا۔

مفردات الحدیث ❋ قِدْرَ اور بُرمة: دونوں کا معنی ہنڈیا کیتھے ہے۔

[2877] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المحصر، باب: قول الله تعالى: ﴿فمن كان منكم مريضا او به اذى من راسه ففدية من صيام او صدقة او نسك﴾ برقم (١٨١٤) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: قول الله تعالى ﴿او صدقة﴾ برقم (١٨١٥) واخرجه كذلك في باب: النسك شاة برقم (١٨١٧) و (١٨١٨) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية، برقم (٤١٥٩) و (٤١٩٠) و (٤١٩١) واخرجه كذلك في المرض، باب: ما رخص للمريض ان يقول: اني وجع، او واراساه، او اشتد بي الوجع برقم (٥٦٦٥) باختصار۔ واخرجه كذلك في الطب، باب: الحلق من الاذى برقم (٥٧٠٣) واخرجه كذلك في كفارات الايمان، باب: قول الله تعالى: ﴿فكفارته اطعام عشرة مساكين﴾ برقم (٦٧٠٨) باختصار۔ واخرجه ابو داود ←

[2878] (. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

[2878] امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[2879] ٨١-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضي الله عنه قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ ﷺ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأَظُنُّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَنِي بِفِدْيَةٍ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (البقرة:١٩٦) مَا تَيَسَّرَ

[2879]۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ: میرے بارے میں اتری ہے تو تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو اور وہ سر منڈا لے تو وہ فدیہ کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ کرے، یا قربانی کرے۔ (آیت نمبر ۱۹۶، سورہ بقرہ) میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جا۔'' میں قریب ہو گیا، آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جا،'' میں قریب ہو گیا تو آپ نے پوچھا، ''کیا جوئیں تجھے تکلیف پہنچا رہی ہیں؟'' ابن عون کہتے ہیں، میرے خیال میں کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہاں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو آپ نے مجھے بطور فدیہ حکم دیا کہ روزوے، صدقہ اور قربانی میں سے جو آسان ہو اس پر عمل کرو۔''

مفردات الحدیث

✵ ھوام: ھامة کی جمع ہے، ہر زہریلی چیز کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق کیڑے مکوڑوں پر بھی ہو جاتا ہے۔

← فی (سننه) فی المناسك، باب: فی الفدية برقم (١٨٥٦) و (١٨٥٧) و (١٨٥٨) و (١٨٥٩) و (١٨٦٠) و (١٨٦١) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی المحرم يحلق راسه فی احرامه ما عليه برقم (٩٥٣) واخرجه كذلك فی تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧٣) و (٢٩٧٤) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: فی المحرم يوذيه القمل فی راسه برقم (٥/ ١٩٥) انظر (التحفة) برقم (١١١١٤)

[2878] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٨٦٩)

[2879] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٨٦٩)

[2880] ۸۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنِي

كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ)) قَالَ فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ)).

[2880] ۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آ کر اس کے پاس رکے درآں حالیکہ اس کے سر سے جوئیں جھڑ رہی تھیں، تو آپ نے پوچھا، کیا تیری جوئیں تیرے لیے تکلیف کا باعث بن رہی ہیں؟'' میں نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا سر منڈ والو۔'' کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ آیت مبارکہ: تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو جس کی بنا پر وہ سر منڈوا لے تو اس پر فدیہ ہے، روزے رکھے یا صدقہ کرے یا قربانی کرے۔'' (بقرہ، آیت ۱۹۶)۔ میرے بارے میں اتری ہے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تین روزے رکھ لو، یا ایک فرق (تین صاع) چھ مسکینوں پر صدقہ کر دو، یا جو قربانی میسر ہو کر ڈالو۔''

[2881] ۸۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ وَحُمَيْدٍ وَعَبْدِالْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهِ فَقَالَ ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هٰذِهِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ((أَوْ اذْبَحْ شَاةً)).

[2881] حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ میں تھا۔ اور وہ محرم تھا، وہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں اس کے چہرے پر گر رہی تھیں تو آپ نے پوچھا: کیا تجھے یہ زہریلے جانور تکلیف دیتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: اپنا سر منڈوا اور چھ مسکینوں کے درمیان ایک فرق (تین صاع) کھانا تقسیم کر یا تین روزے رکھ لے یا ایک قربانی کر دے۔ ابن نجیح کہتے ہیں یا ایک بکری ذبح کر دے۔

[2880] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٨٦٩)

[2881] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٨٦٩)

[2882] ٨٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ لَهُ آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((احْلِقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِينَ)).

[2882]۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانہ میں اس کے پاس سے گزرے اور اس سے پوچھا: ''کیا تیرے سر کی جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟'' اس نے کہا، ہاں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنا سر منڈا لو، پھر ایک بکری کی قربانی ذبح کر دو، یا تین روزے رکھ لو، یا تین صاع کھجوریں چھ مساکین کو دے دو۔

[2883] ٨٥ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلٰى كَعْبٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ كَعْبٌ رضی اللہ عنہ نَزَلَتْ فِيَّ كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي فَحُمِلْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِي فَقَالَ ((مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا أَرٰى أَتَجِدُ شَاةً)) فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً.

[2883]۔ حضرت عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو اس پر فدیہ ہے، روزے یا صدقہ یا قربانی؟ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا، (یہ آیت)

[2882] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٦٩)

[2883] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المحصر، باب: الاطعام في الفدية نصف صاع برقم (١٨١٦) واخرجه كذلك في التفسير، باب: ﴿فمن كان منكم مريضا او به اذى من راسه﴾ برقم (٤٥١٧) واخرجه الترمذي في (جامعه) في تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧٣) تعليقا۔ واخرجه ابن ماجه (في سننه) في المناسك، باب: فدية المحصر برقم (٣٠٧٩) انظر (التحفة) برقم (١١١١٢)

میرے بارے میں اتری ہے، میرے سر میں تکلیف تھی تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا گیا، جبکہ جوئیں میرے چہرے پر جھڑ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا تھا کہ تجھے تکلیف اس حد تک پہنچ رہی ہے، جو میں دیکھ رہا ہوں، کیا تیرے پاس بکری ہے؟'' میں نے کہا، نہیں تو یہ آیت اتری، اس پر فدیہ ہے روزے یا صدقہ یا قربانی، آپ ﷺ نے بتایا روزے تین ہیں، یا چھ مسکینوں کا کھانا، ہر مسکین کے لیے آدھا صاع کھانا کہا خاص طور پر میرے بارے میں اتری ہے اور اس کا حکم تم سب کے لیے ہے۔

[2884] ٨٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مَعْقِلٍ حَدَّثَنِي

كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينَيْنِ صَاعٌ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ خَاصَّةً فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَّأْسِهِ ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً.

[2884]۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ احرام باندھ کر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے اور ان کے سر اور ڈاڑھی میں کثرت سے جوئیں پڑ گئیں، نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور ایک سر مونڈنے والے کو بلوایا، اس نے اس کا سر مونڈ دیا، پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تجھ میں قربانی کی استطاعت ہے؟'' کعب رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھ میں اتنی استطاعت نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا، تین روزے رکھ لو، یا چھ مساکین کو کھانا دے دو، ہر دو مسکینوں کو ایک صاع تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت خاص طور پر اس کے بارے میں اتاری کہ تم میں سے جو بیمار ہے یا اس کے سر میں تکلیف ہو۔'' لیکن اس کا حکم تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

فوائد:...... ❶ سفر حدیبیہ کے دوران حضور اکرم ﷺ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ وہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے ہیں اور ان کے سر سے جوئیں، ان کے چہرہ پر گر رہی ہیں تو آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے پوری طرح جائزہ لیے بغیر ان سے پوچھا کہ کیا یہ جوئیں تیرے لیے تکلیف کا باعث بن رہی ہیں، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے انہیں بتا دیا کہ سر منڈوا لو اور جو فدیہ سہولت و آسانی کے ساتھ میسر ہو دے دو، یہ کہہ کر آپ تشریف لے گئے، بعد میں کسی ساتھی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی شدت کا تذکرہ کیا تو آپ نے انہیں بلوا بھیجا، تکلیف کی شدت کی بنا پر انہیں اٹھا کر لے جایا گیا تو

[2884] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٧٥)

آپ نے بہت قریب سے ان کا جائزہ لیا اور تکلیف کی شدت دیکھ کر فرمایا، میں نے اس وقت جب تمہیں پہلے دیکھا تھا، اس قدر تکلیف محسوس نہیں کی تھی، پھر آپ نے فوری سر مونڈنے والے کو بلوا کر سر منڈوایا اور انہیں کفارہ کی تلقین کی؛" آپ نے پہلے یہ حکم وحی خفی کے ذریعہ دیا تھا۔ بعد میں اس کی تائید میں قرآنی صورت میں وحی جلی کا نزول ہوا، لیکن اس میں کفارہ کا بیان اجمالی انداز میں ہے، اس کی تفصیل و وضاحت وحی خفی (حدیث) میں موجود ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے، قرآن کو آپ کی حدیث کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے، قرآن میں صرف روزوں اور صدقہ کا تذکرہ ہے، لیکن کتنے روزے رکھے جائیں اور کتنی مقدار میں صدقہ ادا کیا جائے، اس کی تفصیل اور وضاحت موجود نہیں ہے، اس طرح نسیکہ کی وضاحت نہیں، ان چیزوں کی تفصیل اور تفسیر حدیث میں موجود ہے۔

❷ اگر محرم کو سر کی کسی تکلیف کی بنا پر، سر منڈوانے کی ضرورت پیش آ جائے تو بالاتفاق سر منڈوا سکتا ہے اور اس کا اسے فدیہ ادا کرنا ہوگا کہ وہ تین روزے رکھ لے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے، یعنی ہر مسکین کو آدھا صاع خوراک مہیا کرے یا بکری کی قربانی کرے، ائمہ ثلاثہ، امام مالک، شافعی، احمد اور محدثین کے نزدیک ہر قسم کا غلہ و اناج نصف صاع ادا کرنا ہوگا، لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک گندم کا نصف صاع ہوگا اور باقی اجناس پورا صاع دینا ہوں گی، حالانکہ حدیث میں کھجور کے تین صاع کی صراحت موجود ہے، یعنی ہر ایک مسکین کو آدھا صاع کھجور دی جائے اور ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی، صدقے اور روزہ میں ترتیب ضروری نہیں ہے کہ اگر قربانی نہ کر سکتا ہو تو پھر روزے رکھے، روزے نہ رکھتا ہو تو پھر صدقہ کرے۔ بلکہ اختیار ہے تین کاموں میں سے جو چاہے کر لے۔

۱۱...... بَاب: جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

باب ۱۱: محرم کے لیے سینگی لگانا جائز ہے

[2885] ۸۷-(۱۲۰۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[2885]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

[2885] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: الحجامة للمحرم برقم (١٨٣٥) واخرجه كذلك في الطب، باب: الحج في السفر والاحرام برقم (٥٦٩٥) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: المحرم يحتجم برقم (١٨٣٥) واخرجه الترمذ في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في الحجامة للمحرم برقم (٨٣٩) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الحجامة للمحرم برقم (٥/ ١٩٣) انظر (التحفة) برقم (٥٧٣٧)

[2886] ٨٨-(١٢٠٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَأْسِهِ.

[2886] ۔حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ کے راستہ میں احرام کی حالت میں سر کے درمیان پچھنے لگوائے۔

فائدہ:......ضرورت کی بنا پر بالاتفاق محرم سینگی لگوا سکتا ہے، اگر سینگی لگوانے کی صورت میں بال کٹوانے پڑیں تو اس پر بالاتفاق فدیہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک دم ہے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ ہے، اگر بال نہ ٹوٹیں تو فدیہ نہیں ہے، اگر بلا ضرورت پچھنے لگوائے اور بال نہ ٹوٹیں تو جمہور کے نزدیک جائز ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے۔

١٢...... بَاب: جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ

باب ١٢: محرم کے لیے آنکھوں میں دوا ڈالنا جائز ہے

[2887] ٨٩-(١٢٠٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى

عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ.

[2886] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: الحجامة للمحرم برقم (١٨٣٦) واخرجه كذلك في الطب، باب: الحجامة على الراس برقم (٥٦٩٨) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: حجامة المحرم وسط راسه برقم (٥/ ١٩٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الطب، باب: موضع الحجامة برقم (٣٤٨١) انظر (التحفة) برقم (٩١٥٦)

[2887] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: يكتحل المحرم برقم (١٨٣٨) و (١٨٣٩) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في المحرم يشتكي عينه فيضمدها بالصبر برقم (٩٥٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الكحل للمحرم برقم (٥/ ١٤٣) انظر (التحفة) برقم (٩٧٧٧)

[2887]۔نبیہ بن وہب رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ابان بن عثمان کے ساتھ نکلے، جب مَلَل نامی جگہ پر پہنچے تو عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں اور جب مقام روحاء پر پہنچے تو تکلیف شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے مسئلہ پوچھنے کے لیے ابان بن عثمان کے پاس آدمی بھیجا، انہوں نے پیغام بھیجا کہ ان پر ایلوے کا لیپ کر لو، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں، جس کی احرام کی حالت میں آنکھیں دکھتی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایلوے کا لیپ کرایا۔

[2888] ۹۰-(. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنِي

نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنُهُ فَأَرَادَ أَنْ يَكْحُلَهَا فَنَهَاهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ.

[2888]۔نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں دکھنے لگیں تو اس نے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہا، تو ابان بن عثمان نے اسے روک دیا اور اسے ان پر ایلوے کا لیپ کرنے کا حکم دیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے ایسا کرنے کے لیے فرمایا تھا۔

فائدہ :...... ائمہ کا اتفاق ہے کہ علاج معالجہ کے لیے محرم کے لیے ایسی چیز سے لیپ کرنا جائز ہے، جس میں خوشبو نہ ہو اور اس صورت میں فدیہ نہیں ہے، اگر ایسی چیز کے لیپ کرنے کی ضرورت ہو، جس میں خوشبو ہو تو پھر لیپ کرنا جائز ہوگا اور فدیہ لازم آئے گا، اس طرح زیب و زینت کے لیے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، امام احمد اور اسحاق کے نزدیک ناجائز ہے، اگر معمولی خوشبو ہو تو صدقہ ہے، اگر خوشبو زیادہ ہو تو اس پر دم ہے، اگر بیماری کی وجہ سے خوشبو دار سرمہ استعمال کرے تو اسے روزوں، صدقہ اور قربانی میں سے کوئی ایک کفارہ دینا ضروری ہے، یہی صورت خوشبودار دوا پینے اور خوشبودار مرہم استعمال کرنے کی ہے۔

۱۳...... بَاب: جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهُ وَرَأْسَهُ

باب ۱۳: محرم کے لیے بدن اور سر دھونا جائز ہے

[2889] ۹۱-(۱۲۰۵) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ

[2888] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۸۷۹)

[2889] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد، باب: الاغتسال للمحرم برقم (۱۸٤۰)

سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهٰذَا حَدِيثُهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ.

[2889]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مقام ابواء میں اختلاف پیدا ہو گیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور رضی اللہ عنہ نے کہا، محرم اپنا سر نہیں دھو سکتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن قیس کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا، (عبداللہ کہتے ہیں) میں نے انہیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان نہاتے ہوئے پایا، جبکہ انہیں ایک کپڑے سے پردہ کیا گیا تھا، میں نے انہیں سلام عرض کیا تو انہوں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ میں نے کہا، میں عبداللہ بن حنین ہوں، مجھے آپ کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیجا ہے کہ میں آپ سے پوچھوں، رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے نیچے کیا، حتی کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا، (مجھ پر ان کا سر ظاہر ہو گیا) پھر انہوں نے پانی ڈالنے والے انسان کو کہا، پانی ڈال، اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو حرکت دی، دونوں ہاتھوں کو آگے اور پیچھے لے گئے پھر کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

← واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: المحرم يغتسل برقم (١٨٤٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: غسل المحرم برقم (٥/ ١٢٨ـ ١٢٩) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: المحرم يغسل راسه برقم (٢٩٣٤) انظر (التحفة) برقم (٣٤٦٣)

[2890] ٩٢-(. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَأَمَرَّ أَبُو أَيُّوبَ بِيَدَيْهِ عَلٰى رَأْسِهِ جَمِيعًا عَلٰى جَمِيعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا أُمَارِيكَ أَبَدًا.

[2890]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں کہ زید بن اسلم نے مذکورہ بالا سند سے بیان کیا، ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مکمل طور پر پورے سر پر پھیرا اور دونوں کو آگے اور پیچھے لے گئے تو مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، میں آپ کے ساتھ کبھی بحث نہیں کروں گا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوا، علماء میں کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں، کسی تیسرے صاحب علم سے شرعی نص کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شرعی نص کے سامنے آنے پر اپنے قیاس واجتہاد اور اپنے قول ونظریہ کو چھوڑ دیا جائے گا اور فیصلہ کن چیز شرعی نص (کتاب وسنت) ہی ہے اور باپردہ ہو کر دوسرے انسان کی مدد سے غسل کرنا جائز ہے اور غسل کرنے والے کو سلام بھی کہا جائے گا، نیز محرم کے لیے، تبرید (ٹھنڈک کا حصول) نظافت اور طہارت کے لیے غسل کرنا ائمہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے، لیکن بالوں کو ٹوٹنے سے بچایا جائے گا اور خوشبودار صابن استعمال نہیں کیا جائے گا، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس خوشبودار صابن کے استعمال پر دم واجب ہوگا، اگر کسی عذر اور مجبوری کی بنا پر استعمال کرے گا تو پھر تین کفاروں میں سے کوئی ایک لازم ہوگا۔

١٤...... بَاب: مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

باب ١٤: محرم کے مرنے کی صورت میں کیا کیا جائے گا

[2891] ٩٣-(١٢٠٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

[2890] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٨١)

[2891] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم برقم (١٢٦٨) بمعناه۔ واخرجه كذلك في جزاء الصيد، باب: المحرم يموت بعرفة برقم (١٨٤٩) واخرجه ابو داود في (سننه) في الجنائز، باب: المحرم يموت كيف يصنع به برقم (٣٢٣٨) و (٣٢٣٩) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في المحرم يموت في احرامه برقم (٩٥١) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم اذا مات برقم (٤/ ٣٩)←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

[2891] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک آدمی اپنے اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی تو وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے دونوں کپڑوں کا کفن دو اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کے دن اللہ اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔''

مفردات الحدیث ❊ **وُقِصَ**: سواری سے گر کر گردن کا ٹوٹ جانا۔

[2892] ۹۴۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَأَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَأَوْقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ و قَالَ عَمْرٌو فَوَقَصَتْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ قَالَ أَيُّوبُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا وَقَالَ عَمْرٌو فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي)).

[2892] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا کہ وہ اچانک اپنی سواری سے گر گیا، ایوب کی روایت میں، اسے سواری نے گرا کر گردن توڑ ڈالی یا گرا کر مار ڈالا، عمرو نے فَوَقَصَتْهُ کہا، گرا کر گردن توڑ دی، اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو، ایوب کہتے ہیں، کیونکہ قیامت کے دن اللہ اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا، عمرو کہتے ہیں، کیونکہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا، وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔

← واخرجه كذلك فى مناسك الحج، باب: تخمير المحرم وجهه وراسه برقم (٥/ ١٤٥) واخرجه كذلك فى باب: النهى عن تخمير راس المحرم اذا مات برقم (٥/ ١٩٧) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المناسك، باب: المحرم يموت برقم (٣٠٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٥٨٢)

[2892] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجنائز، باب: الكفن فى ثوبين برقم (١٢٦٥) واخرجه كذلك فى باب: الحنوط للميت برقم (١٢٦٦) واخرجه كذلك فى باب: كيف يكفن المحرم برقم (١٢٦٨) واخرجه كذلك فى جزاء الصيد، باب: المحرم يموت بعرفة برقم (١٨٥٠) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى الجنائز، باب: المحرم يموت كيف يصنع به برقم (٣٢٣٩) و (٣٢٤٠) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: النهى عن ان يحنط المحرم اذا مات برقم (٥/ ١٩٦) انظر (التحفة) برقم (٥٤٣٧) و (٥٥٨٢)

مفردات الحدیث ❶ وَقَصَتْه اور او قصته، دونوں کا معنی ہے گرا کر گردن توڑ دی اور أقصعته کا معنی ہے، اسے فوراً قتل کر دیا۔ ❷ حُنُوط: اس خوشبو کو کہتے ہیں، جو خاص طور پر میت کے لیے تیار کی جاتی ہے۔

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب محرم احرام کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کی حالت احرام برقرار رہے گی، اس لیے اس کو احرام کے کپڑوں کا کفن دیا جائے گا، اس کا سر بھی نہیں ڈھانپا جائے گا اور نہ ہی خوشبو لگائی جائے گی، امام احمد، امام شافعی، اسحاق اور محدثین کا یہی موقف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس کا احرام ختم ہو جائے گا، اس لیے، اسے عام اموات کی طرح کفن دیا جائے گا، اس کو سلے ہوئے کپڑے پہنانا، سر ڈھانپنا، خوشبو لگانا جائز ہے، لیکن یہ صحیح حدیث کے خلاف ہے اور محض اپنے وضعی قاعدہ کے تحت، اس حدیث کو اس آدمی کے ساتھ خاص قرار دیا گیا ہے۔ باقی رہا بیری کے پتوں سے غسل دینا تو یہ خوشبو کے لیے نہیں ہے، اگر بالفرض خوشبو ہو بھی تو حدیث میں موت کی صورت میں اس کا حکم موجود ہے۔

[2893] ٩٥-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ.

[2893]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں وقوف (عرفہ میں ٹھہرنا) کیے ہوئے تھا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[2894] ٩٦-(. . .) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْبِسُوهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي)).

[2894]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک محرم آدمی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آیا اور وہ اپنے اونٹ سے گر گیا، جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے دونوں کپڑے پہناؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو، کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے آئے گا۔''

[2893] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٥٥)

[2894] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٨٨٣)

[2895] ۹۷۔(. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)) وَزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ.

[2895]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آیا، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں ہے، صرف اتنا فرق ہے، اس میں یہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قیامت کے دن تلبیہ کہنے والا اٹھایا جائے گا۔'' اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ سعید بن جبیر نے گرنے کی جگہ کا نام نہیں لیا۔

[2896] ۹۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)).

[2896]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اس کی سواری نے گرا کر گردن توڑ دی، جبکہ وہ محرم تھا اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے دونوں کپڑوں کا کفن دو، اس کے سر اور چہرہ کو نہ ڈھانپو، کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہنے والا اٹھایا جائے گا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم کے فوت ہونے کی صورت میں اس کا چہرہ بھی نہیں ڈھانپا جائے گا، اس لیے محرم کے لیے چہرہ ڈھانپنے کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، امام شافعی، احمد کے نزدیک چہرہ ڈھانپنا جائز ہے، کیونکہ حضرت عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، زید بن ثابت اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم وغیرہم سے اس کا جواز ثابت ہے اور اس حدیث میں چہرہ ڈھانپنے کی ممانعت سر کے کھلا رکھنے کی خاطر ہے، لیکن امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس روایت کی بنا پر محرم کے لیے زندگی میں چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں ہے۔

[2897] ۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

[2895] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٨٣)

[2896] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٨٣)

[2897] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم برقم (١٢٦٧) ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا)).

[2897] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اس کی اونٹنی نے گرا کر اس کی گردن توڑ ڈالی، جس سے وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے دونوں کپڑوں کا کفن دو، اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا، کیونکہ یہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے بال جمے ہوئے ہوں گے۔''

[2898] ۱۰۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا)).

[2898] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اس کی اونٹنی نے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ ڈالی، جبکہ وہ محرم تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے، اسے خوشبو نہ لگائی جائے اور نہ اس کا سر ڈھانپا جائے، کیونکہ وہ قیامت کے دن جمے ہوئے بالوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔

[2899] ۱۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ

← واخرجه كذلك في جزاء الصيد، باب: سنة المحرم اذا مات برقم (۱۸۵۱) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: تخمير المحرم وجهه وراسه برقم (۵/ ۱۴۴۔ ۱۴۵) واخرجه كذلك في باب: غسل المحرم بالسدر اذا مات برقم (۵/ ۱۹۵) واخرجه كذلك في باب: كم يكفن المحرم اذا مات برقم (۵/ ۱۹۶) واخرجه كذلك في باب: النهي عن ان يخمر وجه المحرم وراسه اذا مات برقم (۵/ ۱۹۷) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: المحرم يموت برقم (۳۰۸۴) انظر (التحفة) برقم (۵۴۵۳)

[2898] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۸۸۹)

[2899] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۸۸۹)

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا خَارِجٌ رَأْسُهُ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَدَّثَنِي بِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ خَارِجٌ رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا

[2899] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس احرام کی حالت میں آیا، وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا، اس نے اس کی گردن توڑ ڈالی تو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلایا جائے اور اسے دو کپڑوں کا کفن دیا جائے، اس کو خوشبو نہ لگائی جائے اور اس کا سر کفن سے باہر ہو، شعبہ کہتے ہیں بعد میں استاد نے مجھے اس طرح روایت سنائی کہ اس کا سر اور چہرہ باہر ہو، کیونکہ وہ قیامت کے دن جمے ہوئے بالوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

[2900] ۱۰۲۔(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ قَالَ

ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يَكْشِفُوا وَجْهَهُ حَسِبْتُهُ قَالَ وَرَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُهِلُّ۔

[2900] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا، اس کی اونٹنی نے اسے گرا کر اس کی گردن توڑ ڈالی، جس سے وہ مر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے غسل دو، خوشبو اس کے قریب نہ لانا اور نہ اس کا چہرہ ڈھانپنا، کیونکہ قیامت کے دن یہ تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

[2901] ۱۰۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اغْسِلُوهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا وَلَا تُغَطُّوا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّي))۔

[2901] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا، اس کی اونٹنی نے

[2900] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٠٩)
[2901] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٢٥)

اسے گرا کر اس کی گردن توڑ ڈالی، جس سے وہ مر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے نہلاؤ اور خوشبو اس کے قریب نہ لانا اور نہ اس کا چہرہ ڈھانپنا کیونکہ (قیامت کے دن) اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

۱۵...... بَاب: جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلُ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهِ

باب ۱۵: محرم کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ شرط لگا لے کہ وہ بیماری وغیرہ کے عذر سے احرام کھول دے گا

[2902] ۱۰۴۔(۱۲۰۷)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا ((أَرَدْتِ الْحَجَّ)) قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ.

[2902]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا، ''کیا تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا، اللہ کی قسم! میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں، (میں بیمار ہوں) تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''حج کا ارادہ کر لے اور شرط لگا لے اور یوں کہہ لے، اے اللہ! میں اس جگہ حلال ہو جاؤں گی، جہاں تو مجھے روک لے گا۔'' وہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے لیے احرام باندھنے والا یہ شرط لگا سکتا ہے کہ اگر میں راستہ میں بیمار پڑ گیا تو میں جہاں بیمار پڑ گیا وہیں احرام کھول دوں گا، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا یہی نظریہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک یہ شرط لگانا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ اجازت صرف حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے لیے مختص تھی، لیکن اس کی تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، علامہ سعیدی کا اس حدیث کے بخاری میں ہونے کا انکار درست نہیں ہے۔ یہ حدیث كتاب النكاح باب الا كفاء فی الدين میں موجود ہے۔

[2903] ۱۰۵۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ.

[2902] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح، باب: الاكفاء فی الدين برقم (٥٠٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٨١١)

[2903] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: كيف يقول اذا اشترط برقم (٥/ ١٦٨ ـ ١٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٤٤) و (١٧٢٤٥) ٢٧٣

[2903] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حج کرنا چاہتی ہوں، جبکہ میں بیمار ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج کر اور یہ شرط لگا لے، میں وہیں حلال ہو جاؤں گی (احرام کھول دوں گی) جہاں تو مجھے روک لے گا۔''

[2904] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مِثْلَهُ.

[2904] امام صاحب یہی حدیث اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[2905] ١٠٦ـ(١٢٠٨) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ وَأَبُوعَاصِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ ((أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي)) قَالَ فَأَدْرَكَتْ.

[2905] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، میں بیمار رہنے والی عورت ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج کا احرام باندھ لے اور شرط لگا لے، میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں (اے اللہ) تو مجھے روک لے گا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، اس کو حج کرنے کا موقعہ مل گیا تھا۔

[2906] ١٠٧ـ(. .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ

[2904] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٨٩٥)

[2905] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المناسك، باب: كيف يقول اذا اشترط برقم (٥/ ١٦٨) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: الشرط في الحج برقم (٢٩٣٨) انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٤)

[2906] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الاشتراط في الحج برقم (٥/ ١٦٧) انظر (التحفة) برقم (٥٥٩٥)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ ضُبَاعَةَ أَرَادَتِ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2906]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے شرط لگانے کا حکم دیا تو اس نے حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ایسے ہی کیا۔

[2907] ۱۰۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا رَبَاحٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِضُبَاعَةَ حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ أَمَرَ ضُبَاعَةَ.

[2907]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”حج کر اور شرط لگا لے، (اے اللہ) میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“ اسحاق کی روایت میں قال لضباعة کی بجائے امر ضباعة ہے کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا۔

۱۶...... بَاب: إِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْإِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ

باب ۱۶: نفاس والی عورتوں کا احرام باندھنا اور ان کے لیے احرام کے لیے غسل کرنا مستحب ہے، حائضہ کا بھی یہی حکم ہے

[2908] ۱۰۹۔(۱۲۰۹) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ يَأْمُرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

[2908]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو شجرہ کے پاس محمد بن ابی بکر کی

[2907] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٩٤)

[2908] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك، باب: الحائض تهل بالحج برقم (١٧٤٣) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المناسك، باب: النفساء والحائض تهل بالحج برقم (٢٩١١) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠٢)

پیدائش کی بنا پر نفاس شروع ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، اسے کہو کہ وہ غسل کر لے اور احرام باندھ لے۔

[2909] ۱۱۰-(۱۲۱۰) حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

[2909]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں جب مقام ذوالحلیفہ میں انہیں نفاس شروع ہوگیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اسے حکم دیا کہ وہ غسل کر لے اور احرام باندھ لے۔

تنبیه:...... شجرہ، ذوالحلیفہ کے پاس ہے۔

فائدہ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفاس والی عورت حج کا احرام باندھ سکتی ہے اور حائض کا بھی یہی حکم ہے۔ جمہور، امام ابوحنیفہ، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور احمد کے نزدیک احرام کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک فرض ہے، حیض ونفاس والی عورت حج اور عمرہ کے تمام افعال ادا کرے گی، صرف طواف نہیں کر سکے گی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا، احرام کے لیے دو رکعتیں ضروری نہیں ہیں۔ حیض ونفاس والی نماز نہیں پڑھ سکتی۔

۱۷...... بَابُ: بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ

باب ۱۷: احرام کی صورتیں (اور انسان کے لیے حج افراد، تمتع اور قران جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کے ساتھ حج کی نیت کر لے اور قارن، افعال حج سے کب حلال ہوگا)

[2910] ۱۱۱-(۱۲۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

[2909] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الاغتسال من النفاس برقم (۱/ ۱۲۲) واخرجه كذلك في الحيض والاستحاضة، باب: ما تفعل عند الاحرام برقم (۱/ ۱۹۵) واخرجه كذلك في مناسك الحج، باب: اهلال النفساء برقم (۵/ ۱٦٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: النفساء والحائض تهل بالحج برقم (۲۹۱۳) انظر (التحفة) برقم (۲٦۰۰)
[2910] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: كيف تهل الحائض والنفساء برقم (۱۵۵٦)

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا))** قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ **((انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ))** قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ **((هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ))** فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

[2910]۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہم نے عمرے کا احرام باندھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس ہدی ہے تو وہ عمرہ کے ساتھ حج کے لیے بھی تلبیہ کہے، پھر وہ جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے، اس وقت تک احرام نہ کھولے۔'' حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں میں مکہ، حیض کی حالت میں پہنچی، اس لیے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ ہی صفا و مروہ کی سعی کر سکی تو میں نے اس کا شکوہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سر کے بال کھول دے اور کنگھی کر لے اور حج کا تلبیہ کہہ اور عمرہ کے افعال چھوڑ دے۔'' تو میں نے ایسے ہی کیا، جب ہم حج سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر ﷠ کے ساتھ مقام تنعیم بھیجا، میں نے عمرہ کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے عمرے کی جگہ ہے۔'' تو جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، انہوں نے بیت اللہ، صفا اور مروہ کے چکر لگائے، پھر احرام کھول دیا، پھر جب وہ منیٰ سے واپس آئے تو انہوں نے اپنے حج کے لیے دوبارہ طواف کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فوائد:...... ❶ حج کب فرض ہوا، اس کے بارے میں اختلاف ہے، مشہور قول دو ہیں، ٦ھ اور ٩ھ ہجری، صحیح

← واخرجه كذلك في باب: طواف القارن برقم (١٦٣٨) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في افراد الحج برقم (١٧٨١) واخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ذكر الامر بذلك للحائض عند الاغتسال للاحرام برقم (١/ ١٣٢) باختصار۔ واخرجه كذلك في المناسك، باب: في المهلة بالعمرة تحيض وتخاف فوت الحج برقم (٥/ ١٦٦۔ ١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩١)

قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد، جب مکہ معظمہ پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو گیا تو ۹ھ میں حج فرض ہوا، لیکن اس سال آپ نے خود حج نہیں کیا، بلکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور اس حج میں چند اہم اعلانات کروائے گئے تاکہ جب آئندہ سال آپ خود حج فرمائیں تو اس میں جاہلیت کے گندے اور مشرکانہ طور طریقوں کی آمیزش نہ ہو اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کرنے کے صحیح طور طریقے سیکھ لیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی خصوصی اہتمام سے تشہیر کروائی گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ رہ کر مناسک حج اور دین کے دوسرے مسائل اور احکام سیکھ سکیں، اس لیے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی خاطر جوق در جوق اس حج میں شرکت کے لیے آئے اور راستہ میں بھی رفقائے سفر میں اضافہ ہوتا رہا۔ ❷ حج کی اقسام: حج کی تین قسمیں ہیں، (۱) حج افراد، جس کے لیے میقات سے باہر سے جانے والا، اپنے مقررہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھتا ہے اور حج سے فراغت تک محرم ہی رہتا ہے۔ (۲) حج تمتع، حج کے لیے جانے والا اپنے میقات سے صرف عمرہ کے لیے احرام باندھتا ہے اور یہ احرام حج کے مہینوں میں باندھا جائے گا، پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے، پھر تحلیق یا تقصیر کے بعد احرام کھول دیتا ہے اور آٹھ ذوالحجہ کو نئے سرے سے حج کے لیے احرام باندھتا ہے اور حج کے تمام افعال نئے سرے سے ادا کرتا ہے، یعنی دس (۱۰) ذوالحجہ کو منیٰ سے آ کر، طواف افاضہ کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے اور حج سے فارغ ہو جاتا ہے، طواف افاضہ سے پہلے، رمی، قربانی اور تحلیق یا تقصیر کر لیتا ہے۔ (۳) حج قران: جس کے لیے حاجی، میقات سے عمرہ اور حج دونوں کے لیے احرام باندھتا ہے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام نہیں کھولتا، بلکہ حج سے فراغت کے بعد حلال ہوتا ہے، یعنی طواف افاضہ سے پہلے احرام کھولتا ہے، جبکہ وہ قربانی کرنے کے بعد تحلیق یا تقصیر کر لیتا ہے۔ ❸ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن ۲۵ ذوالحجہ ۱۰ھ کو نماز ظہر کے بعد، مدینہ منورہ سے نکلے ہیں اور رات ذوالحلیفہ میں گزاری ہے، اگلے دن اتوار کو نماز ظہر کے بعد مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا ہے۔ چونکہ عربوں کا دستور یہ چلا آ رہا تھا کہ وہ جب حج کے لیے نکلتے تو صرف حج کا احرام باندھتے تھے، حج کے ساتھ عمرہ نہیں کرتے تھے، اس لیے مدینہ منورہ سے نکلتے وقت سب کا ارادہ صرف حج ہی کا تھا، لیکن جب وادی عقیق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے ساتھ عمرہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے لوگوں کو عمرہ کا تلبیہ کہنے کا مشورہ دیا، اس لیے بعض لوگوں نے یہاں سے صرف عمرہ کا تلبیہ کہنا شروع کیا، لیکن آپ کے پاس چونکہ ہدی (قربانی کا جانور) تھی، اس لیے آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملا لیا اور آپ قارن بن گئے، ازواج مطہرات نے بھی عمرہ کا تلبیہ کہنا شروع کر دیا اور حج کو فسخ کر ڈالا، لیکن کچھ لوگ صرف حج کے احرام پر قائم رہے، حتی کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے طواف سے فراغت کے بعد ان تمام لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دیا، جن کے پاس قربانی نہیں تھی، اس طرح یہ سب لوگ متمتع ہو گئے، اگرچہ جب مدینہ سے چلے تھے

تو سب کا ارادہ حج افراد کا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے لیے یہ عذر پیش فرمایا، چونکہ میرے پاس ہدی ہے، اس لیے میں احرام کھول کر متمتع نہیں بن سکتا، اگر میرے پاس قربانی نہ ہوتی تو میں بھی تمہاری طرح عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیتا۔ ❹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی دوسری ازواج مطہرات کی طرح پہلے عمرہ کرنے کی نیت کر لی تھی، لیکن چونکہ وہ طواف بیت اللہ سے پہلے حائضہ ہو گئیں تھیں، اس لیے وہ پہلے عمرہ نہ کر سکیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو بھی حج قران کرنے کا حکم دیا، کیونکہ اس میں عمرہ کے افعال، حج کے افعال میں داخل ہو جاتے ہیں، اس لیے جن لوگوں نے حج قران کیا تھا، انہوں نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی صرف ایک دفعہ کی، جبکہ حج تمتع کرنے والوں نے طواف افاضہ کرنے کے بعد دوبارہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔ ❺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چونکہ حج تمتع کا ارادہ کر لیا تھا، جس میں عمرہ اور حج الگ الگ ہوتے ہیں، لیکن وہ حیض کے عذر کی بنا پر الگ عمرہ نہ کر سکیں، جبکہ باقی ازواج مطہرات نے الگ عمرہ کر لیا تھا، اس لیے ان کی خواہش تھی کہ میں بھی الگ عمرہ کروں، حالانکہ حج قران کے ساتھ ان کا عمرہ ہو چکا تھا۔ ان کی خواہش کے پیش نظر آپ ﷺ نے حج سے فراغت کے بعد انہیں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ، مقام تنعیم سے جو حل میں واقع ہے، دوبارہ عمرہ کروایا۔ ❻ حج کی تینوں قسموں کے جواز میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن امام مالک، امام شافعی کے نزدیک حج افراد افضل ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک، حج تمتع اور حج قران دونوں حج افراد سے افضل ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک حج قران افضل ہے اور امام احمد کے نزدیک حج تمتع افضل ہے۔ حافظ ابن قیم کے نزدیک متمتع سے وہ قارن افضل ہے، جو قربانی ساتھ لاتا ہے، اگر قربانی ساتھ نہیں لاتا تو متمتع افضل ہے۔ ❼ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد اور محدثین کے نزدیک، قارن کے لیے ایک طواف اور ایک سعی فرض ہے اور متمتع کے لیے دو طواف اور دو سعی، امام ابوحنیفہ کے نزدیک قارن کے لیے بھی دو طواف اور دو سعی لازم ہیں، لیکن یہ موقف صحیح حدیث کے خلاف ضعیف احادیث کی بنیاد پر ہے، جیسا کہ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں تفصیل سے بیان کیا ہے، زاد المعاد ج ۲ ص ۱۳۶ تا ۱۴۰۔ امام احمد اور بعض دوسرے حضرات کا ایک قول یہ ہے کہ متمتع بھی ایک سعی پر کفایت کر سکتا ہے، اگرچہ افضل دو سعی ہیں۔

[2911] ١١٢-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ

[2911] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، برقم (٣١٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٤٣)

أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ ﷞ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ أَحْلِلْ مِنْهَا.

[2911]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے بعض نے عمرہ کا تلبیہ کہا اور کسی نے حج کا، حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور اس کے پاس قربانی نہیں ہے، وہ حلال ہو جائے، (تحلیق و تقصیر کر لے) اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی ساتھ لایا ہے تو وہ اس وقت تک احرام نہ کھولے، جب تک ہدی نحر نہ کر لے اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے، وہ اپنا حج پورا کر لے۔'' حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ مجھے حیض آنے لگا اور میں عرفہ کے دن تک حائضہ ہی رہی اور میں نے عمرہ کا ہی تلبیہ کہا تھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں سر کے بال کھول لوں اور کنگھی کر لوں اور حج کا تلبیہ کہوں اور افعال عمرہ چھوڑ دوں تو میں نے ایسے ہی کیا، حتی کہ جب میں اپنے حج سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ﷠ کو بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرہ کی جگہ، تنعیم سے عمرہ کر لوں، جس سے میں حج کا دن آنے تک حلال نہیں ہو سکی تھی۔

فائدہ: ...... رسول اللہ ﷺ نے، حج کو مکمل کرنے کا حکم اس وقت دیا تھا جب کہ آپ ﷺ نے ابھی ان تمام لوگوں کے لیے حج فسخ کر کے عمرہ کا حکم نہیں دیا تھا، جن کے پاس ہدی نہیں تھی، لیکن جب آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے اور آپ نے ان تمام لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دے دیا تھا، جن کے پاس قربانی نہیں تھی اور حضرت عائشہ ﷞ کو مکہ پہنچنے سے پہلے سرف مقام پر حیض آنا شروع ہو گیا تھا، اس لیے وہ طواف بیت اللہ نہیں کر سکتی تھیں اور طواف بیت اللہ کے بغیر صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں ہو سکتی، اس لیے وہ عمرہ نہ کر سکیں اور عمرہ کے ساتھ ہی حج کا ارادہ کر کے اسے قران بنا لیا، جیسا کہ آگے اس کی صراحت آ جائے گی۔

[2912] ۱۱۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ أَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا

[2912] تفرد مسلم في تخريجه- انظر (التحفة) برقم (١٦٦٥٧)

يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِي قَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِي أَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا.

[2912] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، میں نے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے اپنے ساتھ ہدی نہیں لی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ساتھ ہدی ہے، وہ اپنے عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے، پھر وہ اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے۔'' تو مجھے حیض شروع ہو گیا تو جب عرفہ کی رات آئی، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو عمرہ کا احرام باندھا تھا تو میں اپنے حج کے بارے میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے سر کھول دے، کنگھی کر لے اور عمرہ کے افعال سے رک جا اور تلبیہ کہہ۔'' تو جب میں اپنے حج سے فارغ ہو گئی، آپ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا، اس نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر کے میرے اس عمرہ کی جگہ، جس کے ادا کرنے سے میں رک گئی تھی، مجھے تنعیم سے عمرہ کروایا۔

[2913] ١١٤۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَعَهُ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ.

[2913] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو حج اور عمرہ کا احرام باندھنا چاہے، ایسا کر لے اور جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے، وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے، وہ اس کا احرام باندھ لے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور میں بھی ان لوگوں میں تھی، جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔

[2913] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٤٥٢)

فائدہ:.......لوگوں کی یہ تقسیم آغاز سفر کے اعتبار سے ہے، آپ ﷺ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا، آگے جا کر اس میں عمرہ کو داخل کر لیا، اس لیے آپ ﷺ قارن ہو گئے، کیونکہ آپ کے ساتھ ہدی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت میں گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: ''جس کے ساتھ ہدی ہے، وہ حج کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ لے۔'' اور آخر کار تمام وہ لوگ جن کے ساتھ ہدی نہیں تھی، وہ متمتع بن گئے تھے، خواہ پہلے انہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، یا صرف حج کا۔

[2914] ١١٥-(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ مِنكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ)) قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ)) قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي وَخَرَجَ بِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

[2914]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحجہ کے چاند کے طلوع کے قریبی دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے (راستہ میں) فرمایا: ''تم میں سے جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے، وہ اس کا احرام باندھ لے، اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔'' تو لوگوں میں سے کچھ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور کچھ نے حج کا احرام باندھ لیا اور میں ان لوگوں میں سے تھی، جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا، ہم چلتے چلتے مکہ پہنچ گئے، مجھے عرفہ کا دن اس طرح آیا کہ میں حائضہ تھی اور میں نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا تھا، میں نے اس کا شکوہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمرہ کے افعال چھوڑ دو اور اپنا سر کھول دو اور کنگھی کر لو حج کا تلبیہ کہو۔'' میں نے ایسے ہی کیا، جب محصب کی رات آ گئی اور اللہ تعالیٰ

[2914] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمرة، باب: العمرة ليلة الحصبة وغيرها برقم (١٧٨٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: العمرة من التنعيم برقم (٣٠٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٤٨)

نے ہمارا حج پورا کر دیا تھا، آپ ﷺ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا، اس نے مجھے پیچھے سوار کر لیا اور مجھے لے کر تنعیم کی طرف نکل کھڑے ہوئے میں نے عمرہ کا احرام باندھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج اور الگ عمرہ پورا کر دیا۔ (ہشام کہتے ہیں) اس الگ عمرہ کے لیے ہدی، صدقہ یا روزہ کی ضرورت نہ پڑی۔ (آپ ﷺ ۲۵ ذوالحجہ کو مدینے سے نکلے تھے۔)

تنبیہ:...... علامہ السعیدی نے غیر شعوری طور پر امسکی عن العمرة کا ترجمہ عمرہ کے افعال چھوڑ دو کیا ہے۔ شرح صحیح مسلم، ج۳، ص۳۸۰۔ حالانکہ حنفی موقف کے مطابق، عمرہ ختم کر دیا گیا تھا، یہ ترجمہ شافعی اور محدثین کے موقف کے مطابق ہے کہ عمرہ کے افعال الگ طور پر ادا کرنے چھوڑ دیئے تھے، عمرہ نہیں چھوڑا تھا، اس کو حج میں داخل کر لیا تھا، جیسا کہ آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت آ رہی ہے کہ یَسَعُكِ طَوافُكِ لِحَجِّكِ و عُمْرَتِكِ، تیرا یہ طواف تیرے حج اور عمرہ دونوں کے لیے کافی ہے اور افعال عمرہ کے ترک کے سبب کسی قسم کا کفارہ لازم نہیں آیا تھا، یہ مقصد نہیں ہے کہ قران کا دم بھی نہیں تھا۔

[2915] ١١٦ـ(. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدَةَ

[2915]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم ذوالحجہ کے چاند کے قریب دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہمارا خیال صرف حج کرنے کا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو عمرہ کا احرام باندھنا پسند کرے تو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔'' آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[2916] ١١٧ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا و قَالَ فِيهِ قَالَ عُرْوَةُ فِي ذٰلِكَ إِنَّهُ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

[2916]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم ذوالحجہ کے چاند کے نظر آنے کے قریبی دنوں میں رسول اللہ ﷺ

[2915] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠١٤)

[2916] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٢)

کے ساتھ نکلے، ہم میں سے کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہم میں سے کسی نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض کا صرف حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا، آگے مذکورہ بالا دونوں روایتوں کی طرح بیان کیا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے، عروہ نے اس کے بارے میں کہا، اللہ تعالیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج اور عمرہ دونوں مکمل کر دے اور ہشام کہتے ہیں، عمرہ کو حج میں داخل کرنے کی بنا پر قربانی یا روزے یا صدقہ لازم نہیں آیا۔

[2917] ۱۱۸۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

[2917]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام تھا، بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا، جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، وہ (عمرے کے افعال ادا کرنے کے بعد) حلال ہو گئے، رہے وہ لوگ جنہوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، یا حج اور عمرہ کا احرام باندھا تھا، انہوں نے احرام نہ کھولا، یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا۔

فائدہ:......اس حدیث کو منکر قرار دیا گیا ہے، حالانکہ اس حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب آپ نے ابھی ان لوگوں کو جن کے پاس قربانی نہیں تھی، حج کو فسخ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو ان کے لیے یہ حکم تھا کہ وہ دس ذوالحجہ سے پہلے احرام نہ کھولیں، بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد تو آپ نے صرف ان کو محرم رہنے کی اجازت دی تھی، جو گھر سے قربانی ساتھ لائے تھے، اس لیے اب صرف حج کرنے والا کوئی نہیں رہ گیا تھا، قربانی ساتھ لانے والے قارن تھے اور جن کے پاس قربانی نہیں تھی، وہ متمتع بن گئے تھے، ہاں اگر اس توجیہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر یہ حدیث دوسری صحیح حدیثوں کے خلاف ہو گی۔

[2917] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم یکن معه هدی برقم (۱۵٦۲) واخرجه کذلك فی المغازی، باب: حجة الوداع برقم (٤٤٠٨) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك، باب: فی افراد الحج برقم ←

[2918] ١١٩-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((أَنَفِسْتِ)) يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِي)) قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَآئِهِ بِالْبَقَرِ.

[2918]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے اور اس وقت ہمارا خیال صرف حج کرنے کا تھا، حتی کہ جب ہم مقام سرف پر پہنچے یا اس کے قریب پہنچے، مجھے ماہواری آ گئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں رو رہی تھی، آپ نے پوچھا، کیا تجھے نفاس یعنی حیض آ گیا ہے، میں نے جواب دیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لازم ٹھہرایا ہے، (ان کی طبیعت و مزاج کا جز ہے) جو کام حاجی کرتے ہیں، وہ کرو، ہاں اتنی بات ہے کہ پاکیزگی کے غسل سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور آپ نے ازواج کی طرف سے گائے کی۔

فائدہ:...... جب مدینہ منورہ سے نکلے تھے تو عربوں کے دستور کے مطابق سب کی نیت حج کرنے کی تھی، تبدیلی آگے جا کر کرنی پڑی، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کے ساتھ عمرہ کرنے کا حکم وحی خفی کے ذریعہ نازل ہوا۔

← (١٧٧٩) و (١٧٨٠) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: افراد الحج برقم (٥/ ١٤٥) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المناسك، باب: الافراد بالحج برقم (٢٩٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٨٩)

[2918] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحيض، باب: الامر بالنفساء اذا نفس برقم (٢٩٤) واخرجه كذلك فى الاضاحى، باب: الاضحية للمسافر والنساء برقم (٥٥٤٨) واخرجه كذلك فى باب: من ذبح ضحية غيره برقم (٥٥٥٩) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الطهارة، باب: ما تفعل المحرمة اذا حاضت برقم (١/ ١٥٤) واخرجه كذلك فى الحيض والاستحاضة، باب: بدء الخلق وهل يسمى الحيض نفاسا برقم (١/ ١٨٠) واخرجه كذلك فى مناسك الحج، باب: ترك التسمية عند الاهلال برقم (٥/ ١٥٦) واخرجه كذلك فى باب: ما يفعل من اهل بالحج واهدى برقم (٥/ ٢٤٥، ٥/ ٢٤٦) واخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المناسك، باب: الحائض تقضى المناسك الا الاطواف برقم (٢٩٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٨٢)

[2919] ۱۲۰-(...) حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)) فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ قَالَ ((مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي)) قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ ((اجْعَلُوهَا عُمْرَةً)) فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَفَضْتُ قَالَتْ فَأُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوا أَهْدٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي عَلٰى جَمَلِهِ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتّٰى جِئْنَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا.

[2919]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہمیں صرف حج پیش نظر تھا، حتی کہ ہم مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے پوچھا، کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا، اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں اس سال حج کے لیے نہ نکلتی، آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟ شاید تمھیں حیض شروع ہو گیا ہے؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایسا معاملہ ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لازم ٹھہرایا ہے، جو کام حاجی کرتے ہیں، تم بھی کرو، صرف اتنی بات ہے کہ جب تک پاک نہ ہو جاؤ، بیت اللہ کا طواف نہ کرنا'' تو جب میں مکہ پہنچی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا: ''اپنے حج کو عمرہ بنا ڈالو۔'' تو تمام لوگ ان کے سوا جن کے پاس ہدی تھی، حلال ہو گئے اور ہدی نبی اکرم ﷺ، ابو بکر، عمر اور اصحاب ثروت کے پاس تھی، پھر جب وہ منی کی طرف

[2919] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: تقضي الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت برقم (٣٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠١)

چلے تو انہوں نے احرام باندھ لیا تو جب قربانی کا دن آ گیا، میں پاک ہوگئی، (حیض آنا بند ہوگیا) مجھے رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ کا حکم دیا، پھر ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ہدی میں گائے ذبح کی ہے، جب محصب کی رات ہوئی، میں نے عرض کیا، لوگ الگ حج اور عمرہ کر کے لوٹیں گے اور میں صرف الگ حج کر کے لوٹوں گی؟ تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا، اس نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کر لیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے، میں نوعمر لڑکی تھی، مجھے اونگھ آ جاتی تو میرا چہرہ پالان کی پچھلی لکڑی سے ٹکراتا، حتی کہ ہم تنعیم پہنچ گئے، میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا جو لوگوں کے اس عمرہ کی جگہ تھا، جو انہوں نے کیا تھا۔

فوائد :...... ❶ طواف افاضہ جس کو طواف زیارت اور طواف رکن بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد وہ طواف، جو دس ذوالحجہ کو رمی جمار، قربانی اور تحلیق یا تقصیر کرنے کے بعد منیٰ سے مکہ مکرمہ آ کر کیا جاتا ہے۔ ❷ جن لوگوں کے پاس ہدی نہیں تھی، آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ وہ اپنے حج کو فسخ کر کے، اس کو عمرہ بنا لیں، اب اس میں اختلاف ہے کہ کیا، حج کے لیے احرام باندھنے والا، مکہ پہنچ کر، اپنے حج کو عمرہ میں بدل سکتا ہے، یا نہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک حج کا احرام باندھ کر اسے فسخ کر کے عمرہ بنا لینا، صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا اور اب اس کی اجازت نہیں ہے، لیکن امام احمد، امام داود اور حافظ ابن تیمیہ و ابن قیم اور محدثین کے نزدیک، جو انسان ہدی ساتھ لے کر نہیں گیا، اسے حج کو عمرہ سے تبدیل کرنا ہوگا۔ ❸ اگر انسان مکہ مکرمہ پہنچ کر، وہاں سے عمرہ کرنا چاہتا ہے تو وہ جمہور علماء کے نزدیک حرم سے باہر جا کر حل سے احرام باندھے گا، اگر حرم کے اندر سے ہی احرام باندھ کر عمرہ کرے گا تو امام شافعی کے مشہور قول کے مطابق اس کا عمرہ صحیح ہوگا لیکن ترک میقات کی وجہ سے دم (قربانی) لازم آئے گا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا یہ عمرہ صحیح نہیں ہے، وہ حرم سے باہر جا کر نئے سرے سے احرام باندھے اور عمرہ کرے، جمہور کے نزدیک عمرہ صحیح ہے، لیکن چونکہ خارج حرم نہیں گیا، اس طرح حل اور حرم جمع نہیں ہوئے، اس لیے دم (خون) لازم ہے۔ امام مالک کے نزدیک تنعیم سے عمرہ کرنا لازم ہے، اس کے بغیر عمرہ نہیں ہوگا، باقی ائمہ کے نزدیک حل کے کسی مقام سے بھی عمرہ کر سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، عمرہ اس صورت میں ہے جب انسان، باہر سے مکہ میں داخل ہو، مکہ سے باہر نکل کر عمرہ کرنا، سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (اس حج والے عمرہ کے) کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے، آپ ﷺ کے ساتھ حج میں بے شمار لوگ تھے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے بھی حج سے فراغت کے بعد عمرہ نہیں کیا اور آپ نے سال میں ایک ہی عمرہ کیا، ایک سال میں دو عمرے نہیں کیے، اس لیے امام مالک کے نزدیک سال میں ایک ہی عمرہ کرنا چاہیے،

لیکن جمہور کے نزدیک زیادہ عمرے بھی ہو سکتے ہیں، لیکن آج کل جو رواج پڑ گیا ہے کہ روزانہ حرم سے باہر تنعیم میں آتے ہیں اور عمرہ کرتے ہیں اور اس کے لیے چند بال کاٹ لیتے ہیں، اس کا تو کوئی ثبوت نہیں ہے۔

[2920] ١٢١ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْمَاجِشُونِ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا وَلَا قَوْلُهَا وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ.

[2920]۔ حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے، ہم نے حج کا تلبیہ کہا، حتی کہ جب ہم سرف جگہ پر پہنچے تو مجھے حیض آنے لگا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی، اس کے بعد اوپر والی ماجشون کے روایت کے مطابق ہے، ہاں اتنی بات حماد کی اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ ہدی نبی اکرم ﷺ، ابو بکر، عمر اور صاحب ثروت حضرات کے پاس تھی، پھر جب متمتع منیٰ کو چلے تو انہوں نے احرام باندھا اور نہ ہی اس میں حضرت عائشہ ﷞ کا یہ قول ہے، میں کم عمر لڑکی تھی، میں اونگھنے لگتی تو میرا چہرہ پالان کی پچھلی لکڑی کو لگتا۔

[2921] ١٢٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي خَالِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

[2921]۔ حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد کیا۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ ﷞ کی دوسری روایات کی روشنی میں اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں، حج تمتع کرنے والوں کی طرح الگ عمرہ نہیں کیا، یا اس سے مراد ابتدائی حالت کو بیان کرنا ہے، جب آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔

[2920] اخرجه داود فی (سننه) فی المناسك، باب: فی افراد الحج برقم (١٧٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٧٧)

[2921] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك، باب: فی افراد الحج برقم (١٧٧٧) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی افراد الحج برقم (٨٢٠) واخرجه النسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج، باب: افراد الحج برقم (٥/ ١٤٥) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المناسك، باب: الافراد بالحج برقم (٢٩٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٥١٧) فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج﴾ برقم (١٥٦٠) واخرجه←

[2922] ١٢٣ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتّٰى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا)) فَمِنْهُمُ الْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَ رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)) قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ ((وَمَا لَكِ)) قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ ((فَلَا يَضُرُّكِ فَكُونِي فِي حَجِّكِ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ)) قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتّٰى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ ((اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا)) قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهٖ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((هَلْ فَرَغْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ فَآذَنَ فِي أَصْحَابِهٖ بِالرَّحِيلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

[2922]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے مہینوں میں حج کے اوقات میں اور حج کی راتوں میں، حج کا احرام باندھ کر نکلے، حتی کہ ہم نے مقام سرف پر پڑاؤ کیا تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور فرمایا: ''تم میں سے جس کے پاس ہدی نہیں ہے، وہ اس حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنانا چاہے، تو وہ ایسا کر لے اور جس کے پاس ہدی ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا۔'' تو بعض نے جن کے پاس ہدی نہ تھی، اس کو عمرہ بنا لیا اور بعض نے رہنے دیا، رہے رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ کے پاس اور آپ کے صاحب استطاعت کچھ ساتھیوں کے پاس ہدی تھی، پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو

← كذلك في العمرة، باب: المعتمر اذا طاف طواف العمرة ثم خرج هل يجزئه من طواف الوداع برقم (١٧٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٣٤)

[2922] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: قول الله تعالى: ﴿الحج اشهر معلومات ←

آپ نے پوچھا، ''کیوں روتی ہوا؟'' میں نے عرض کیا، آپ نے اپنے ساتھیوں سے جو گفتگو فرمائی ہے، میں نے سن لی ہے، میں نے عمرہ کے بارے میں بھی سن لیا ہے (اور میں عمرہ نہیں کر سکتی) آپ ﷺ نے پوچھا، ''تمہیں کیا ہو؟'' میں نے عرض کیا، میں نماز نہیں پڑھ سکتی، آپ نے فرمایا: ''تو یہ تیرے لیے نقصان کا باعث نہیں، حج کا احرام برقرار رکھو، امید ہے، اللہ تمہیں عمرہ کی توفیق بھی دے گا تو بھی تو آدم علیہ السلام کی بیٹیوں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی لکھا ہے جو ان کے لیے لکھا ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں اپنے حج کے احرام میں رہی، حتی کہ ہم نے منی میں پڑاؤ کیا تو میں نے غسل کیا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ وادی محصب میں اترے تو عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلوایا اور فرمایا: ''اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جاؤ، تاکہ، وہ عمرہ کا احرام باندھے، پھر بیت اللہ کا طواف کرے اور میں تم دونوں کا یہیں انتظار کروں گا'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم حرم سے نکلے اور میں نے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف کیا، صفا اور مروہ کے چکر لگائے اور ہم آدھی رات واپس آئے اور آپ ﷺ اپنی جگہ پر ہی تھے تو آپ نے پوچھا: ''کیا فارغ ہو گئی ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ پھر آپ نے ساتھیوں میں کوچ کا اعلان کر دیا، وہاں سے چل کر بیت اللہ سے گزرے اور صبح کی نماز سے پہلے اس کا طواف کیا، پھر مدینہ کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔

[2923] ١٢٤۔(...) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ.

[2923]۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم میں سے بعض نے حج مفرد کا احرام باندھا، بعض نے قران کیا اور بعض نے تمتع کیا۔

[2924] (...) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَتْ عَائِشَةُ حَاجَّةً.

[2924] قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

[2925] ١٢٥۔(...) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ

[2923] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٤١)

[2924] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٤١)

[2925] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج، باب: ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن ←

عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ؓ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيلَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيثِ عَلٰى وَجْهِهِ.

[2925]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم ذوالقعدہ کے پانچ دن رہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہمارا خیال یہی تھا کہ حج کرنا ہے، حتی کہ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، جس کے پاس ہدی نہیں ہے، وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے، حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نحر کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے، یحییٰ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد کے سامنے بیان کی تو انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! اس نے (یعنی عمرہ نے) تمہیں حدیث صحیح طور پر بتائی ہے۔

[2926] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[2926]امام صاحب نے یہی حدیث اپنے دو اور اساتذہ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

[2927] ۱۲۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ح وَعَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ

← برقم (١٧٠٩) بمعناه۔ واخرجه كذلك في باب: ما يوكل من البدن وما يتصدق برقم (١٧٢٠) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: الخروج آخر الشهر برقم (٢٩٥٢) مطولا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الوقت الذي خرج فيه النبي ﷺ من المدينة للحج برقم (٥/ ١٢٢) واخرجه كذلك في باب: اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى برقم (٥/ ١٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٣)

[2926] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩١٧)

[2927] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمرة، باب: اجر العمرة على قدر النصب برقم (١٧٨٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٩١٦) و (١٥٩١٧) و (١٧٤٦٧)

وَاحِدٍ قَالَ ((انْتَظِرِي فَإِذَا طَهَرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ غَدًا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكِ أَوْ قَالَ نَفَقَتِكِ)).

[2927]۔ حضرت ام المومنین (عائشہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! لوگ دو (مستقل) عبادتیں کر کے واپس جائیں گے اور میں ایک عبادت (مستقل طور پر) کر کے لوٹوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انتظار کرو، جب تم پاک ہو جاؤ تو تنعیم کی طرف نکل جانا اور وہاں سے احرام باندھ لینا اور پھر ہمیں فلاں فلاں جگہ کے قریب آ ملنا، (راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کل) لیکن اس کا ثواب تمہاری مشقت یا فرمایا تھا تمہارے خرچ کے مطابق ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے اجر و ثواب میں، تکلیف و مشقت اور نفقہ و خرچہ میں کمی و بیشی کے نتیجہ میں اجر و ثواب میں کمی و بیشی ہوتی ہے، جو لوگ دور دراز سے جا کر، محنت و مشقت برداشت کر کے عمرہ کرتے ہیں، یا حج کرتے ہیں، ان کو اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔

[2928] ۱۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ أَحَدِهِمَا مِنَ الْآخَرِ

أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[2928]۔ ابن عون ام قاسم اور ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، لیکن دونوں کی حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! لوگ دو عبادتیں کر کے واپس جائیں گے، اس کے بعد مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[2929] ۱۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا و قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ

[2928] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩١٩)

[2929] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع والافراد بالحج، وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦١) مطولا۔ واخرجه كذلك في باب: اذا حاضت المراة بعدما افاضت برقم (١٧٦٢) مطولا واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في افراد الحج برقم (١٧٨٣) باختصار۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى برقم (٥/ ١٧٧ ـ ١٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٤)

فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ الْهَدْيَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ ((أَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ)) قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ ((فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ ((عَقْرَى حَلْقَى أَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ بَلَى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا و قَالَ إِسْحٰقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَمُتَهَبِّطٌ.

[2929]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہمارا تصور یہی تھا کہ ہم حج کریں گے، جب ہم مکہ پہنچے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہی لوگوں کو جو ہدی ساتھ نہیں لائے تھے احرام کھول دینے کا حکم دے دیا، وہ بیان کرتی ہیں کہ جو لوگ ہدی ساتھ نہیں لائے تھے، انہوں نے احرام کھول دیا، (حلال ہو گئے) اور آپ کی بیویاں ہدی نہیں لائی تھیں، اس لیے وہ بھی حلال ہو گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، مجھے حیض شروع ہو گیا، اس لیے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی تو جب محصب کی طرف آئی، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! لوگ عمرہ اور حج کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے لوٹوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''کیا جن راتوں ہم مکہ پہنچے تھے تو نے طواف نہیں کیا تھا؟'' میں نے عرض کیا، جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کے ساتھ مقام تنعیم کے پاس جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھ لو، پھر فلاں فلاں جگہ آ کر ہم سے مل جانا۔'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، میرا خیال ہے، میں آپ حضرات کو (جانے سے) روک لوں گی، آپ نے فرمایا: ''زخمی، سرمنڈی، کیا تم نے قربانی کے دن طواف نہیں کیا تھا؟'' صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''کوئی مضائقہ نہیں، چلو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ مجھے اس حال میں ملے کہ آپ مکہ سے فراز (بلندی) کو چڑھ رہے تھے اور میں، مکہ کی طرف اتر رہی تھی، یا میں چڑھ رہی تھی اور آپ اس کی طرف اتر رہے تھے، اسحاق نے منهبطة اور مُنْهَبِط کی جگہ مُتَهَبِّطة اور مُتَهَبِّط کہا، معنی ایک ہی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **عقری**: حلقی کے لغوی معانی مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن عرب لوگ یہ الفاظ اس قسم کے مواقع پر لغوی معانی کے اعتبار سے استعمال نہیں کرتے، محض تکیہ کلام کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

فوائد :...... ❶ اگر کسی عورت کو مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے یا طواف کا آغاز کرنے سے پہلے، حیض شروع ہو جائے تو

وہ ابتدائی طواف (طواف قدوم) نہیں کرے گی اور صفا اور مروہ کی سعی چونکہ بیت اللہ کے طواف کے بعد کرنی ہوتی ہے، اس لیے وہ سعی بھی نہیں کر سکے گی، ان کے علاوہ حج کے تمام مناسک (اعمال) بجالائے گی، اسی طرح، اگر عورت کو طواف افاضہ (جو دس ۱۰ ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے) کے بعد حیض شروع ہو جائے تو اسے آخری طواف (طواف وداع کے لیے رکنا ضروری نہیں ہے، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو سکے گی۔ ❷ صحیح صورت حال یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ سے محصب کی طرف چڑھ رہی تھیں اور آپ محصب سے مکہ کی طرف اترنے کے لیے تیار ہو چکے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہنچنے پر روانہ ہو گئے، جیسا کہ حدیث نمبر ۱۲۳ میں گزر چکا ہے۔

[2930] ۱۲۹۔(. . .)وحَدَّثَناه سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نُلَبِّي لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

[2930]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، تلبیہ کہتے ہوئے چل پڑے، حج یا عمرہ کی تعیین نہیں کر رہے تھے، آگے منصور کی مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے۔

[2931] ۱۳۰۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ قَالَ ((أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ)) قَالَ الْحَكَمُ كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ ((وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا)).

[2931]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چار یا پانچ ذوالحجہ کو میرے پاس غصہ کی حالت میں تشریف لائے تو میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! آپ کو کسی نے ناراض کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے، آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں پتہ نہیں چلا، میں نے لوگوں کو ایک کام کا (احرام کھولنے کا) حکم دیا ہے تو وہ

[2930] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: افراد الحج برقم (٥/ ١٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٧)

[2931] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٧٨)

اس کی تعمیل میں پس و پیش کر رہے ہیں، (حکم کہتے ہیں، میرے خیال میں آپ نے تردد کے معنی پر دلالت کرنے والا لفظ بولا تھا)، اگر مجھے جس چیز کا بعد میں علم ہوا ہے، مجھے اس کا پہلے علم ہو جاتا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا، حتی کہ اس کو یہاں خرید لیتا، پھر میں بھی ان کی طرح حلال ہو جاتا۔"

فائدہ:...... لو انی استقبلت الخ کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے مدینہ منورہ سے چلتے وقت اس بات کا علم ہو جاتا کہ حج کا احرام فسخ کر کے، عمرہ کرنا پڑے گا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا، (کیونکہ ہدی ساتھ لانے کی وجہ سے آپ کے لیے قران ضروری تھا) اور تمہاری طرح عمرہ کر کے احرام کھول دیتا اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو نئے سرے سے حج کا احرام باندھتا اور حج تمتع کی بنا پر قربانی یہیں مکہ سے خرید لیتا، کیونکہ صحابہ کرام کو اس بنا پر، احرام کھولنے میں تردد پیدا ہو رہا تھا کہ آپ خود احرام باندھے ہوئے تھے اور صحابہ کرام بھی آپ کی متابعت کرنا چاہتے تھے اور بعض حضرات نے اس کا یہ معنی لیا ہے کہ اگر آغاز ہی میں مجھے تمہارے اس تردد اور اضطراب کا پتہ چل جاتا تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور تمہاری طرح عمرہ کر کے احرام کھول دیتا، لیکن چونکہ مجھے تمہارے تردد اور اضطراب کا پہلے علم نہیں ہو سکا، اس لیے میں قربانی ساتھ لایا ہوں، اس لیے میں عمرہ کر کے حلال نہیں ہو سکتا، تمہارے پاس ہدی نہیں ہے، اس لیے تم حلال ہو جاؤ۔

تنبیہ:...... حجۃ الوداع کا تعلق آپ ﷺ کی زندگی کے آخری چند مہینوں سے ہے اور اس میں آپ فرما رہے ہیں، مجھے پہلے اس چیز کا علم نہیں تھا تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے، باقی رہا، اس کا یہ معنی کرنا، "لوگو میں تمہارے رنج و قلق پر پہلے متوجہ ہو جاتا تو میں ہدی روانہ نہ کرتا۔" تو یہ معنوی تحریف ہے، اسی طرح تو معتزلہ و جہمیہ کی طرح، ہر جگہ تاویل کر کے اپنا مطلب نکالا جا سکتا ہے۔

[2932] ۱۳۱۔(...) وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُونَ.

[2932]۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ چار یا پانچ ذوالحجہ کو مکہ پہنچے تھے، آگے منذر کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے اور اس میں یَتَرَدَّدُوْنَ پس و پیش کر رہے ہیں کہ لفظ کے بارے میں حکم کے شک کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ (۴) چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔

[2932] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٧٨)

[2933] ۱۳۲-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّفْرِ ((يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)) فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

[2933] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (عائشہ) عمرہ کا احرام باندھا تھا، وہ مکہ آئیں تو بیت اللہ کے طواف سے پہلے ہی حیض شروع ہو گیا، انہوں نے تمام احکام ادا کیے، کیونکہ انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا تھا تو نبی اکرم ﷺ انہیں کوچ کے دن فرمایا: ''تیرا یہ طواف تیرے حج اور عمرہ کے لیے کافی ہے۔'' انہوں نے اس پر اکتفاء کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن کو تنعیم بھیجا تو انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج قران کیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''تیرا طواف، تیرے حج اور عمرہ کے لیے کافی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قران کے لیے ایک ہی طواف اور سعی کافی ہے، حج اور عمرہ کے لیے الگ الگ طواف اور سعی کی ضرورت نہیں ہے اور جمہور کا یہی موقف ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

[2934] ۱۳۳-(. . .) وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُجْزِءُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)).

[2934] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں حیض مقام سرف میں شروع ہوا اور وہ اس سے عرفہ کے دن پاک ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''تیرا صفا اور مروہ کا طواف تمہیں تمہارے حج اور عمرہ کے لیے کفایت کرے گا۔''

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقام سرف پر حیض شروع ہوا، عرفات میں انتہاء کو پہنچا اور دس ذوالحجہ کو انہوں نے غسل کر کے طواف افاضہ کیا اور اس کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کی، اس طواف اور سعی کو رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے کافی قرار دیا۔

[2933] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٦١)

[2934] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٧٩)

[2935] ١٣٤-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ قَالَتْ

عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَرْجِعُ النَّاسُ بِأَجْرَيْنِ وَأَرْجِعُ بِأَجْرٍ فَأَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَنْطَلِقَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَرْفَعُ خِمَارِي أَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِي فَيَضْرِبُ رِجْلِي بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ.

[2935] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا لوگ دو ثواب لے کر لوٹیں گے اور میں ایک اجر لے کر واپس جاؤں گی؟ تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ اس کو لے کر تنعیم جاؤ، عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، تو اس نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کر لیا تو میں اپنی گردن کو ننگی کرنے کے لیے اپنے دوپٹے کو اٹھانے لگی تو وہ سواری کے بہانے میرے پاؤں پر مارتے (کہ پردہ کیوں نہیں کرتی ہو) میں نے اس سے کہا، تجھے کوئی نظر آ رہا ہے (جس سے پردہ کروں) میں نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر ہم آگے بڑھے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس محصب میں پہنچ گئے۔

[2936] ١٣٥-(١٢١٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَخْبَرَهُ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ أَخْبَرَنِي

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

[2936] ۔حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیچھے سوار کر کے، اسے تنعیم سے عمرہ کروائے۔

[2935] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الحجر برقم (٥/ ٢١٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٥٢)

[2936] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمرة، باب: عمرة التنعيم برقم (١٧٨٤) واخرجه كذلك في الجهاد، باب: ارداف المراة خلف اخيها برقم (٢٩٨٥) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في العمرة من التنعيم برقم (٩٣٤) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: العمرة من التنعيم برقم (٢٩٩٩) انظر (التحفة) برقم (٩٦٨٧)

[2937] ١٣٦ ـ (١٢١٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا بِعُمْرَةٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتّٰى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ ((الْحِلُّ كُلُّهُ)) فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ ((مَا شَأْنُكِ)) قَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ ((إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ)) فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى إِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا)) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ ((فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)) وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.

[2937]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج مفرد کا احرام باندھ کر چلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کا احرام باندھ کر چلیں، حتیٰ کہ جب ہم سرف مقام پر پہنچ گئے، انہیں حیض آنا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ جب ہم مکہ پہنچے، ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے، وہ احرام کھول دے تو ہم نے پوچھا، حلال ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مکمل حلت۔'' تو ہم بیویوں کے پاس گئے اور خوشبو لگائی اور اپنے کپڑے پہن لیے، ہمارے اور عرفہ کے درمیان چار دن باقی تھے، پھر ہم نے ترویہ کے دن (آٹھ ذوالحجہ کو) احرام باندھا، رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہیں روتے ہوئے پایا، آپ ﷺ نے پوچھا، ''تمہیں کیا ہوا؟'' انہوں نے جواب دیا، میری حالت یہ ہے، میں حائضہ ہوں، لوگ احرام کھول چکے ہیں اور میں نے احرام نہیں کھولا اور نہ میں نے بیت اللہ کا طواف

[2937] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في افراد الحج برقم (٢٧٨٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: في المهلة بالعمرة تحيض وتخاف فوت الحج برقم (٥/ ١٦٥) انظر (التحفة) برقم (٢٩٠٨)

کیا ہے اور لوگ اب حج کے لیے جا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کی فطرت میں رکھ دی ہے، تم غسل کر کے، حج کا احرام باندھ لو۔'' تو میں نے ایسے ہی کیا اور تمام مقامات پر وقوف کیا، (ٹھہری) حتی کہ جب پاک ہو گئی تو کعبہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہو گئی ہو۔'' تو اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کھٹک محسوس کر رہی ہوں کہ میں حج سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی، (حالانکہ میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! اسے لے جاؤ اور اسے تنعیم سے عمرہ کرواؤ۔'' اور یہ محصب کی رات کا واقعہ ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ مکہ مکرمہ پہنچ کر، عمرہ کا طواف کر کے احرام کھول دیں، وہ مکمل طور پر حلال ہو جاتے ہیں اور ان پر احرام کی کوئی پابندی برقرار نہیں رہتی، حتی کہ ان کے لیے جنسی تعلقات قائم کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے اور وہ حج کے لیے نئے سرے سے احرام آٹھ ذوالحجہ کو باندھیں گے اور اس کے لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ وہ آٹھ تاریخ کو غسل کر کے احرام باندھیں، اگر عورت حائضہ ہو تو وہ بھی غسل کر لے، نیز اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ پر حج کا احرام باندھا تھا، عمرہ کو ترک نہیں کیا تھا، اس لیے آپ کا حج، حج قران تھا، حج مفرد نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہو گئی ہو۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنعیم سے جو عمرہ کیا، وہ محض دل کے کھٹک اور خلجان کو دور کرنے کے لیے تھا، عمرہ ترک نہیں کیا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کی قضائی دی ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حج قران کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔

[2938] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا. وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رضي الله عنهما يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها وَهِيَ تَبْكِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

[2938] حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، جبکہ وہ رو رہی تھیں، آگے لیث کی مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے، لیکن اس سے پہلے کا جو حصہ لیث نے بیان کیا ہے، وہ اس حدیث میں نہیں ہے۔

[2938] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: افراد الحج برقم (١٧٨٦) انظر (التحفة) برقم (٢٨١٢)

[2939] ١٣٧ـ(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا سَهْلًا إِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَأَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ مَطَرٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2939] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے حج میں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا، آگے لیث کی مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا اور اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ساتھیوں کے لیے آسانی چاہتے تھے، (نرم اخلاق کے مالک تھے) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز کی خواہش یا فرمائش کرتیں تو آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے، فرمائش پوری فرما دیتے) اس لیے، اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور اس نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا۔

مطر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، ابو زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کرتیں تو اس طرح کرتیں، جیسے نبی اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا، (یعنی حج کے بعد تنعیم سے عمرہ کرتی تھیں۔)

[2940] ١٣٨ـ(. . .)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) قَالَ قُلْنَا أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ قَالَ فَأَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَانَا الطَّوَافُ الْأَوَّلُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

[2939] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٤٥)

[2940] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٣٣)

[2940] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر چلے، ہمارے ساتھ عورتیں، اور بچے تھے تو جب ہم مکہ پہنچے، ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جس کے پاس ہدی نہیں ہے، وہ حلال ہو جائے۔'' ہم نے پوچھا، کس قسم کا حل مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پورے طور پر حلال ہو جاؤ۔'' تو ہم بیویوں کے پاس آئے، ہم نے کپڑے (سلے ہوئے) پہن لیے اور ہم نے خوشبو استعمال کی تو جب ترویہ کا دن (آٹھ ذوالحجہ) آیا، ہم نے حج کا احرام باندھ لیا اور ہمارے لیے صفا اور مروہ کا پہلا طواف ہی کافی ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سات افراد اونٹ اور گائے کی قربانی میں شریک ہو جائیں۔

فوائد:...... ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بچے بھی تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے، بچوں کا حج کرنا صحیح ہے، ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد، محدثین اور جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک بچے کو حج کروانا درست اور باعث اجر وثواب ہے، لیکن اگر بلوغت کے بعد اسے حج کرنے کی طاقت میسر ہو تو اسے نئے سرے سے حج کرنا ہوگا، بلوغت سے پہلے کا حج اس کے لیے کافی نہیں ہوگا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک بچے کا حج محض مشق اور تمرین کے لیے ہے، اس میں کسی قسم کا اجر وثواب نہیں ہے۔ ❷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ہمارے لیے صفا اور مروہ کا پہلا طواف کافی ہو گیا، یہ قارن کے اعتبار سے ہے، متمتع کو طواف افاضہ کے بعد دوبارہ صفا اور مروہ کی سعی کرنی ہوگی، جمہور کا یہی موقف ہے۔ امام مالک اور امام ابن تیمیہ کے نزدیک متمتع کے لیے بھی ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔ ❸ اونٹ اور گائے کی ہدی (قربانی) میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں، یعنی ان کے سات حصے کیے جا سکتے ہیں، اگر اکیلا کرنا چاہے تو بہتر ہے۔

[2941] ۱۳۹۔(۱۲۱٤) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ.

[2941] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حلال ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جب منیٰ کا رخ کریں تو حج کا احرام باندھ لیں، تو ہم نے ابطح سے احرام باندھا۔

فائدہ:......صحابہ کرام ابطح میں ٹھہرے ہوئے تھے، جو محصب کے قریب کنکریلی زمین تھی، اس لیے آٹھ ذوالحجہ کو منی کی طرف جاتے وقت وہیں سے احرام باندھا، انسان مکہ میں جہاں قیام کیے ہو، وہیں سے حج کے لیے احرام باندھ لے گا۔

[2941] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٤)

[2942] ١٤٠-(١٢١٥) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

[2942]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا تھا، محمد بن بکر کی روایت میں اضافہ ہے، جو پہلے کر چکے تھے۔

فائدہ: ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج قران کیا تھا، انہوں نے طواف قدوم کے ساتھ ہی سعی کر لی تھی، پھر طواف افاضہ کے بعد دوبارہ سعی نہیں کی، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ ہو سکے تو پھر طواف افاضہ کے بعد سعی کرنا ہوگی، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا طواف قدوم نہیں کر سکیں تھیں تو انہوں نے سعی طواف افاضہ کے بعد کی تھی، لیکن جو حضرات متمتع تھے، انہوں نے دوبارہ طواف افاضہ کے بعد سعی کی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے اصحاب ثروت قارن تھے، اس لیے انہوں نے ایک ہی سعی کی تھی، آپ نے طواف تین کیے تھے، طواف قدوم، طواف افاضہ اور طواف وداع، لیکن سعی ایک ہی کی تھی۔

[2943] ١٤١-(١٢١٦) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہما فِي نَاسٍ مَعِي قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ حِلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِينَا فَقَالَ ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ

[2942] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: طواف القارن برقم (١٨٩٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: كم طواف القارن والمتمتع بين الصفا والمروة برقم (٥/ ٢٤٤) انظر (التحفة) برقم (٢٨٠٢)

[2943] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشركة، باب: الاشتراك في الهدى والبدن برقم (٢٥٠٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الوقت الذى وافى فيه النبى صلی اللہ علیہ وسلم مكة برقم (٥/ ٢٠٢) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٨)

وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوا)) فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا)) قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَقَالَ لِأَبَدٍ.

[2943]۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کچھ ساتھیوں کے ساتھ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بتایا کہ ہم نے یعنی محمد ﷺ کے ساتھیوں نے، صرف خالص حج کا احرام باندھا اور نبی اکرم ﷺ چار ذوالحجہ کی صبح مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا، عطاء کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں سے تعلقات قائم کرو۔'' عطاء کہتے ہیں، آپ نے تعلقات قائم کرنا ان کے لیے ضروری قرار نہ دیا لیکن ان کے لیے انہیں جائز قرار دے دیا۔ ہم نے آپس میں کہا، جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں عورتوں کے پاس جانے کے لیے فرما دیا ہے تو ہم عرفہ جائیں گے اور ہمارے عضو مخصوص سے منی ٹپک رہی ہو گی، (یعنی تھوڑا عرصہ پہلے ہم تعلقات قائم کر چکے ہوں گے) عطاء کہتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے، گویا کہ میں آپ (جابر) کے ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ ہم میں خطاب کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم خوب جانتے ہو، میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ اطاعت گزار ہوں اور اگر میرے پاس ہدی نہ ہوتی تو میں بھی تمہاری طرح حلال ہو جاتا۔ اگر مجھے پہلے اس چیز کا پتہ چل جاتا، جس کا بعد میں پتہ چلا ہے تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا، اس لیے تم احرام کھول دو۔'' تو ہم نے بات سنی اور اطاعت کرتے ہوئے احرام کھول دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے فرائض سرانجام دے کر آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا، ''تو نے احرام کس نیت سے باندھا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا، جس نیت سے نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''قربانی کیجئے اور محرم ٹھہریے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، وہ آپ کے لیے بھی ہدی لائے تھے، حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ کے لیے۔''

فائدہ: ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل سے معلوم ہوا کہ انسان مبہم نیت سے احرام باندھ سکتا ہے اور بعد میں تعیین کر سکتا ہے، مثلاً جیسا احرام میرے ساتھیوں نے باندھا ہے، میرا احرام بھی اس کے مطابق ہے اور بعد میں ساتھیوں

سے پوچھ کر تعیین کر لے گا، اسی طرح آپ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو جو جواب دیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کی نیت کر لینا ہمیشہ کے لیے جائز ہے اور جمہور کے نزدیک جن میں امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی داخل ہیں، اس کا مطلب یہ ہے، حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کی اجازت ہمیشہ کے لیے ہے، صرف اس سال کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، کیونکہ جمہور کے نزدیک اب حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا درست نہیں ہے، جس نیت سے احرام باندھا تھا، اس پر عمل کیا جائے گا، لیکن امام احمد، امام داود کے نزدیک اگر محرم ہدی ساتھ نہیں لایا تو پھر اس کے لیے حج تمتع کرنا لازم ہے۔ اس لیے اس کو حج کا احرام، عمرہ کا احرام بنانا پڑے گا، حافظ ابن قیم نے اس پر زاد المعاد ج ۲ ص ۱۷۶ تا ۲۱۲ میں تفصیلی بحث کی ہے، بعض حضرات نے اس کا معنی یہ لیا ہے کہ حج قران کی اجازت اس سال کے لیے ہے یا افعال عمرہ کو افعال حج میں داخل کرنا قیامت تک کے لیے ہے۔

[2944] ۱۴۲۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهِ صُدُورُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا نَدْرِي أَشَيْءٌ بَلَغَهُ مِنَ السَّمَاءِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ((أَيُّهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ)) قَالَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

[2944]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھا تو جب ہم مکہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں احرام کھولنے اور حج کو عمرہ قرار دینے کا حکم دیا تو یہ چیز ہمارے لیے انتہائی ناگواری کا باعث بنی اور اس سے ہمارے سینے میں تنگی (گھٹن) پیدا ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچ گئی، اسکا ہمیں علم نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم آسمانی وحی سے ہوا، یا لوگوں کی طرف سے پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! احرام کھول دو، اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی تمہاری طرح احرام کھول دیتا۔“ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس پر ہم حلال ہو گئے، حتی کہ عورتوں سے تعلقات قائم کیے اور حلال والا ہر کام کیا، حتی کہ جب ترویہ کا دن آیا اور ہم مکہ سے روانہ ہو گئے تو ہم نے حج کا احرام باندھا۔

[2944] اخرجه البخاری فی (صحيحة) فی الحج، باب: الاهلال من البطحاء وغيرهما للمكی وللحاج اذا خرج الی منی برقم (۳/ ۵۰٦) انظر (التحفة) برقم (۲٤۳۷)

[2945] ١٤٣-(...) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ مُتَمَتِّعًا بِعُمْرَةٍ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِأَرْبَعَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ النَّاسُ تَصِيرُ حَجَّتُكَ الْآنَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلَى عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي

جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ سَاقَ الْهَدْيَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ فَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا وَأَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً قَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ افْعَلُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا)).

[2945]۔موسیٰ بن نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں عمرہ سے فائدہ اٹھانے کی نیت سے احرام باندھ کر ترویہ کے دن سے چار دن پہلے مکہ پہنچا تو لوگوں نے کہا، اب تیرا حج مکی ہوگا (یعنی میقات سے حج کا احرام باندھنے والا ثواب نہیں ملے گا) تو میں عطاء بن ابی رباح کے پاس گیا اور ان سے مسئلہ پوچھا، عطاء نے بتایا، مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، میں نے اس سال جب رسول اللہ ﷺ ہدی ساتھ لے کر گئے تھے، آپ کے ساتھ حج کیا، لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا احرام کھول دو، یعنی حج کی بجائے عمرہ قرار دے لو، بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کرو، سر کترو الو اور حلال ہو جاؤ۔ جب ترویہ کا دن آ جائے تو حج کا احرام باندھ لینا اور جس حج کا احرام باندھا ہے، اس کو حج تمتع بنا لو۔'' لوگوں نے عرض کیا، ہم اس کو تمتع کیسے بنا لیں جبکہ ہم نے حج (مفرد) کا احرام باندھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو حکم میں دیتا ہوں، اس پر عمل کرو اور اگر میں ہدی ساتھ نہ لایا ہوتا تو جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں، میں بھی اسی طرح کرتا، لیکن اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا، جب تک ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہ نہیں پہنچتی۔'' تو لوگوں نے ایسے ہی کیا۔

فائدہ:...... حضرت عطاء کا مقصد یہ ہے، اگر حج تمتع میں ثواب کم ہوتا تو آپ لوگوں کا حج فسخ کروا کر، انہیں عمرہ کرنے کا حکم کیوں دیتے۔

[2945] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج، وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦٨) انظر (التحفة) برقم (٢٤٩٠)

[2946] ١٤٤ـ(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيِّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضي الله عنهما قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

[2946] ـ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر (مکہ) پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے عمرہ قرار دینے کا حکم دیا اور اس بات کا کہ ہم حلال ہو جائیں اور آپ کے پاس چونکہ ہدی تھی، اس لیے آپ اسے عمرہ قرار نہ دے سکے۔

١٨...... بَابُ فِي الْمُتْعَةِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ١٨: حج اور عمرہ سے متمتع ہونا

[2947] ١٤٥ـ(١٢١٧)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوْتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ.

[2947] ـ ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم دیتے تھے، اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع کرتے تھے، یہ بات میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو بتائی تو انہوں نے بتایا، یہ حدیث میرے ذریعہ ہی پھیلی ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جس چیز کو جیسے چاہتا تھا، حلال کر دیتا تھا، اور قرآن مجید کا ہر حکم

[2946] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٠٤)

[2947] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٤٢٥)

اپنی جگہ لے چکا ہے، اس لیے تم حج اور عمرہ اس طرح پورا کرو، جیسے تمھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور ان عورتوں کے نکاح کو یقینی اور دائمی ٹھہراؤ، پھر میرے پاس جو ایسا آدمی لایا جائے گا جس نے ایک مقررہ مدت تک کے لیے نکاح کیا ہوگا تو میں اس کو رجم کر کے رہوں گا پتھروں سے مار دوں گا۔

[2948] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: فَافْصِلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ.

[2948] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اور اس میں یہ ہے کہ اپنے حج کو عمرہ سے جدا کرو، کیونکہ اس طرح تمہارا حج الگ پورا ہوگا اور تمہارا عمرہ الگ پورا ہوگا۔

فائدہ:...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج تمتع کرنے کی اجازت دی ہے، اور تمتع کی دو صورتیں ہیں، (ا) حج کے مہینوں میں، حج سے پہلے عمرہ کر لیا جائے، اور پھر اس سفر میں دوبارہ حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے، اصطلاحی طور پر اسے حج تمتع کہتے ہیں، (ب) ایک سفر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حج اور عمرہ دونوں ایک ہی احرام سے کر لیے جائیں، اصطلاحی طور پر اس کو حج قران کہتے ہیں، لیکن قرآن کی رو سے یہ دونوں حج تمتع کہلاتے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح حضرت عثمان کس تمتع سے روکتے تھے؟ صحیح بات یہ ہے کہ تمتع سے روکنے کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا حضرت عثمان، عبداللہ بن زبیر وغیرہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں روکا۔ اور متعۃ الحج کی دو صورتیں جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روکتے تھے، یہ ہیں۔

(ا) حج کے احرام کو فسخ کر کے، اس کی جگہ پہلے عمرہ کیا جائے، اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے، جس کو متعۃ الفسخ کا نام دیا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ خاص سمجھتے تھے، جیسا کہ جمہور کا موقف ہے، اس لیے متعۃ الفسخ کرنے والے کو مارتے تھے، لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کا نظریہ یہ تھا، جس کے پاس ہدی نہ ہو، یعنی وہ میقات سے ہدی ساتھ لے کر نہ جائے، اسے اب بھی متعۃ الفسخ پر عمل پیرا ہونا ہو گا، جیسا کہ امام احمد، امام ابن تیمیہ، ابن قیم اور ابن حزم وغیرہم کا موقف ہے، (ب) حضرت عمر تمتع اور قران سے اس لیے روکتے تھے کہ وہ چاہتے تھے، حج اور عمرہ الگ الگ سفر میں کیے جائیں، تاکہ سال بھر بیت اللہ کا طواف ہوتا رہے اور لوگ حج اور عمرہ دو سفروں میں کریں، تاکہ انہیں زیادہ تکلیف و مشقت برداشت کرنی پڑے اور ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو، اس طرح حج مفرد کرنا اور پھر عمرہ کرنا ان کے نزدیک افضل تھا، اس لیے وہ فرماتے

[2948] تقدم تخريجه

تھے، ((افصلوا حجكم من عمرتكم)) اپنے حج کو اپنے عمرہ سے الگ کرو، اور حج اور عمرہ کی یہ کیفیت ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق افضل ہے، (زاد المعاد ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۴)۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع اور حج قران سے حج افراد کی ترغیب اور تحریض کی خاطر روکتے تھے، اس کو منع قرار نہیں دیتے تھے، لیکن چونکہ وہ خلیفہ تھے، اس لیے ان کا روکنا ایک حتمی نص کی شکل اختیار کر لیتا تھا، نکاح متعہ کے بارے میں تفصیل نکاح کے باب میں آئے گی۔

[2949] ۱۴۶-(۱۲۱۶) وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

[2949]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور ہم حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے عمرہ قرار دینے کا حکم دیا۔

۱۹...... بَاب: حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۱۹: نبی اکرم ﷺ کا حج

[2950] ۱۴۷-(۱۲۱۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ حَاتِمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى

جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهٰى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى رَأْسِي فَنَزَعَ زِرِّي الْأَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلٰى مَنْكِبِهٖ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهُ إِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلّٰى

[2949] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من لبى بالحج وسماه برقم (۱۵۷۰) انظر (التحفة) برقم (۲۵۷۵)

[2950] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: صفة حجة النبي ﷺ برقم (۱۹۰۵) و (۱۹۰۹) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: حجة رسول الله ﷺ برقم (۳۰۷٤) انظر (التحفة) برقم (۲۵۹۳)

بِنَا فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ ((اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي)) فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (البقرہ: ١٢٥) فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (البقرۃ:١٥٨) ((أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)) فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ ((لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً))

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرٰى وَقَالَ ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ)) مَرَّتَيْنِ ((لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ)) وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رضي الله عنها مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهٰذَا قَالَ فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحَرِّشًا عَلٰى فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ)) قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلٰى مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ ((دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ

قَائِلُونَ)) قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَدَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ((أَيُّهَا النَّاسُ السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ كُلَّمَا)) اَتٰى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ اَرْخٰى لَهَا قَلِيلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ ((انْزِعُوا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ)) فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ .

[2950]۔ جعفر بن محمد باقر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ ہم چند ساتھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ہم سے دریافت کیا، کہ ہم کون کون ہیں، (ہر ایک نے اپنے متعلق بتایا) یہاں تک کہ میری باری آگئی، تو میں نے بتایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں، (حضرت جابر اس وقت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے) تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے سر پر رکھا، اور میرے کرتے کا اوپر والا بٹن کھولا اور پھر اس سے نیچے کا بٹن کھولا، پھر اپنی ہتھیلی میرے دونوں پستانوں کے درمیان (میرے سینے پر) رکھی، اور میں ان دنوں بالکل نوجوان لڑکا تھا، اور فرمایا: اے میرے بھتیجے! تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں، تم جو چاہے مجھ سے (بے تکلف) پوچھ سکتے ہو، میں نے ان سے پوچھا، وہ نابینا ہو چکے تھے، اور نماز کا وقت ہو چکا تھا، تو وہ ایک چادر لپیٹ کر کھڑے ہو گئے، وہ جب اسے اپنے کندھوں پر رکھتے تو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے، اس کے کنارے ان کی طرف لوٹ آتے، (نیچے گر جاتے) حالانکہ ان کی بڑی چادر ان کے پہلو میں کھونٹی یا ٹیبل پر پڑی ہوئی تھی، مگر انہوں نے بڑی چادر اوڑھ کر نماز پڑھانا ضروری خیال نہ کیا، چھوٹی چادر کو لپیٹ کر ہی نماز پڑھائی) انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی (نماز سے فراغت کے بعد) میں نے پوچھا، مجھے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں (تفصیلاً) بتائیں۔ انہوں نے ہاتھ کی انگلیوں سے نو کی گنتی کا اشارہ کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو (۹) سال تک (مدینہ) رہے اور کوئی حج نہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال لوگوں میں اعلان کروایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے جانے والے ہیں، اس اطلاع سے بہت بڑی تعداد میں لوگ مدینہ آ گئے، ہر ایک کی آرزو اور خواہش یہ تھی، کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل جیسا عمل کرے، (آپ کی پوری پوری پیروی کرے) ہم سب لوگ آپ کی معیت میں (مدینہ سے) روانہ ہوئے، حتی کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے، تو یہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو حضرت اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ایسی حالت میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غسل کر لو اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (ظہر کی) نماز پڑھی، پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو گئے، حتی کہ جب آپ کی اونٹنی مقام بیداء پر پہنچی، تو میں نے اپنی حد نظر تک آپ کے آگے سوار اور پیدل لوگ دیکھے، آپ کے دائیں طرف بھی یہی کیفیت تھی اور بائیں طرف بھی یہی حالت تھی، (حد نظر تک ہر طرف آدمی ہی آدمی سوار اور پیادہ نظر آ رہے تھے) اور آپ کے پیچھے بھی یہی صورت تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے، آپ پر ہی قرآن نازل ہوتا تھا، اور آپ ہی اس کی حقیقت (اس کا صحیح مطلب و مدعا) جانتے تھے، ہمارا رویہ یہ تھا کہ جو کچھ آپ کرتے تھے، ہم بھی وہی کچھ کرتے تھے (ہم نے ہر عمل میں آپ کی

پیروی کی) آپ نے بلند آواز سے (بیداء پر) توحید کا یہ تلبیہ کہا:

((لَبَّيكَ اللهم لبيك، لبيك، لا شريك لك لبيك، إنّ الحمد والنعمة لك والْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ))

اور لوگوں نے وہ تلبیہ پڑھا جواب پڑھتے ہیں، (جس میں آپ کے تلبیہ پر بعض الفاظ کا اضافہ تھا) رسول اللہ ﷺ نے ان کے تلبیہ کی تردید اور تغلیط نہیں کی اور خود اپنا تلبیہ ہی پڑھتے رہے (اپنے تلبیہ کی پابندی کی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہماری نیت صرف حج کی تھی، ہم عمرہ کو نہیں جانتے تھے، (عمرہ ہمارے ذہن میں نہیں تھا) یہاں تک کہ ہم (سفر پورا کر کے) آپ کے ساتھ بیت اللہ پہنچ گئے، تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا (اور طواف شروع کر دیا) آپ نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا، (وہ چال چلے جس سے قوت و شجاعت کا اظہار ہوتا تھا) اور باقی چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے پھر آپ مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف بڑھے اور یہ آیت پڑھی:

﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ، آیت نمبر ۱۲۵) ''مقام ابراہیم کو قبلہ بناؤ''

اور مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھو، اور آپ اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا، میرے باپ (محمد باقر) بیان کرتے تھے اور میرے علم کے مطابق وہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ہی بتاتے تھے کہ آپ نے دوگانہ، طواف میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی، پھر آپ رکن (حجر اسود) کی طرف واپس آئے اور اسے چوما، (یہ چومنا سعی کے لیے تھا) پھر آپ باب صفا سے صفا کی طرف چلے گئے، تو جب صفا کے قریب پہنچے، یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ۱۵۸)

بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، میں اس جگہ سے آغاز کرتا ہوں، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے، تو صفا سے ابتدا کی اور اس پر اس حد تک اوپر چڑھے کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا، اس وقت آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے، اللہ کی توحید اور کبریائی بیان فرمائی اور یہ دعا پڑھی: لا الـه الا الـلـه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وعلى كل شئى قدير ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ ، وَنَـصَـرَ عَبْـدَهٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) اللہ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں، وہی تنہا معبود و مالک ہے، اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں، ساری کائنات پر اس کی فرمانرائی ہے، اور حمد و ستائش کا حقدار وہی ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی تنہا مالک و معبود ہے۔ اس نے (مکہ پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سر بلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندے کی اس نے (بھرپور) مدد فرمائی، (کفر و شرک کے لشکروں کو) تنہا اس نے شکست دی، آپ نے یہ کلمات تین دفعہ فرمائے اور ان کے درمیان دعا مانگی، اس کے بعد مروہ کی طرف (جانے کے لیے)

اترے حتی کہ جب آپ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے، تو آپ دوڑ پڑے، حتی کہ جب آپ کے قدم نشیب سے اوپر آ گئے، تو آپ عام رفتار کے مطابق چلے، یہاں تک کہ مروہ پر آ گئے، اور آپ نے یہاں بالکل وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا، یہاں تک کہ جب آپ آخری چکر پورا کر کے مروہ پر پہنچے تو آپ نے (ساتھیوں کو مخاطب کر کے) فرمایا: ''اگر پہلے میرے دل میں وہ بات آ جاتی، مجھے اس کا پہلے پتہ چل جاتا) جو بعد میں مجھے معلوم ہوئی، تو میں قربانی کے جانور مدینہ سے ساتھ نہ لاتا، اور اس طواف وسعی کو جو میں نے کیا ہے، عمرہ بنا دیتا، اس لیے تم میں سے جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں آئے ہیں، وہ اپنا احرام ختم کر دیں، اور اپنے طواف وسعی کو عمرہ بنا دیں۔'' اس پر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا یہ حکم (کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے) خاص ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے یہی حکم ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے فرمایا: ''عمرہ حج میں داخل ہو گیا، عمرہ حج میں داخل ہو گیا، خاص اسی سال کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔'' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے لیے (مزید) جانور لے کر آئے، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ احرام ختم کر کے حلال ہو چکی ہیں اور رنگین کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی استعمال کیا ہے، حضرت علی نے اس پر، ان پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا، (اور ان کے اس طرز عمل کو غلط قرار دیا) تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے، امام جعفر کہتے ہیں، حضرت علی عراق میں کہا کرتے تھے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تاکہ انہیں فاطمہ کے خلاف بھڑکاؤں، کہ اس نے یہ حرکت کی ہے، اور آپ سے وہ بات پوچھوں، جو فاطمہ نے آپ کے بارے میں بیان کی تھی، تو میں نے آپ کو بتایا کہ میں نے اس کی اس حرکت پر اعتراض کیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اس نے (فاطمہ نے) سچ کہا ہے، اس نے سچ بتایا ہے۔'' تو نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟'' میں نے کہا، میں نے یہ نیت کی تھی کہ میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں، جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے، آپ نے فرمایا: ''میں تو چونکہ قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں (اس لیے میں حج سے پہلے احرام ختم کر کے حلال نہیں ہو سکتا، اور تم نے میرے احرام کی نیت کی ہے) اس لیے تم حلال نہیں ہو سکتے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ قربانی کے جو جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے، ان کی مجموعی تعداد سو تھی، حضرت جابر نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان صحابہ کے سوا جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے، سب لوگوں نے احرام ختم کر دیا اور بال ترشوا کر حلال ہو گئے، پھر جب ترویہ کا دن (آٹھ ذوالحجہ کا دن) ہوا، سب لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا، (اور احرام ختم کر کے حلال ہونے والوں نے) حج کا احرام باندھ لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو گئے، (وہاں پہنچ کر) آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں،

پھر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا، (آپ عرفات کی طرف چل پڑے) اور آپ نے حکم دیا بالوں سے بنے ہوئے خیمہ کو آپ کے لیے مقام نمرہ میں گاڑ دیا جائے، رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور قریش کو اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا، کہ آپ مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے، جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ اس سے آگے گزر کر عرفات پہنچ گئے، اور آپ نے دیکھا کہ آپ کا خیمہ نمرہ میں نصب کر دیا گیا ہے، آپ وہاں اتر گئے، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا، تو آپ نے قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا، آپ سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آ گئے، اور لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا: ''لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح کہ آج عرفہ کے دن، اس مبارک ماہ میں، تمہارے اس مقدس ومحترم مہینے میں، خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (تمام رسم ورواج) میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں، (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور جاہلیت (اسلام کی روشنی سے پہلے کی تاریکی اور گمراہی کا زمانہ) کے خون بھی پامال ہیں، (اب کوئی آدمی زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لے سکے گا۔) اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانہ کے خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے خون کو پامال کرتا ہوں، (اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا) جو قبیلہ بنو سعد کے ایک گھر میں دودھ پیتا تھا، اور اسے قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا، اور جاہلیت کے دور کے سودی مطالبات کو پامال کرتا ہوں، (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سود وصول نہیں کر سکے گا) اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود (اپنے چچا) عباس بن عبدالمطلب کے سود کے بارے میں اعلان کرتا ہوں، کہ وہ سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے، (اب وہ کسی سے اپنا سود وصول نہیں کریں گے) اے لوگو! عورتوں کے (حقوق اور ان کی ساتھ برتاؤ کے) بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم وقانون (نکاح کے کلمات) سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کر لیا ہے، تمہارا ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں، (اس کو تمہارے گھر آنے کا موقع نہ دیں) جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو، اگر وہ ایسا کریں، تو انہیں ایسی مار مارو جو شدید نہ ہو، (تنبیہ اور آئندہ سد باب کے لیے کچھ خفیف سزا دے سکتے ہو) اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ دستور اور عرف کے مطابق، ان کے کھانے پینے اور پہننے کا بندوبست کرو، اور میں تمہارے اندر وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے (اس کی پیروی کرو گے) تو پھر ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ ہے، اللہ کی کتاب، (قرآن، اس کا قانون، جو کتاب وسنت کی شکل میں موجود ہے) (قیامت کے دن) تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، (کہ میں نے تمہیں اللہ کی ہدایات اور احکام پہنچائے تھے یا نہیں) تو تم کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا، ہم گواہی دیں گے (اب بھی دیتے ہیں) کہ آپ نے اللہ کا پیغام اور احکام پہنچا

دیے، (رہنمائی اور تبلیغ کا) حق اور فریضہ ادا کر دیا، نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، تو آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: ''اے اللہ گواہ ہو جا، اے اللہ گواہ رہ! پھر آپ نے اذان اور اقامت کہلوائی، اور ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہلوائی اور عصر کی نماز پڑھائی، اور دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر (میدان عرفات میں) مقام وقوف پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصواء کا رخ پتھر کی چٹانوں کی طرف کر دیا، اور پیدل چلنے والا مجمع اپنے سامنے کر لیا، اور آپ قبلہ رخ ہو گئے، اور آپ یہاں تک ٹھہرے رہے کہ سورج غروب ہو گیا، اور کچھ زردی ختم ہو گئی، حتی کہ جب سورج کی ٹکیا غائب ہو گئی تو آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا، اور رسول اللہ ﷺ مزدلفہ کی طرف واپس چل پڑے، جبکہ قصواء کی مہار اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کے اگلے حصہ سے لگ رہا تھا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے کہہ رہے تھے: ''اے لوگو! سکینت وطمانیت اختیار کرو، سکینت اور نرمی سے چلو۔'' جب راستہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے اور پہاڑی پر پہنچتے تو اونٹنی کی مہار کچھ ڈھیلی کر دیتے، تاکہ وہ اوپر چڑھ سکے حتی کہ مزدلفہ کو پہنچے، تو وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو تکبیروں سے پڑھی اور دونوں کے درمیان کسی قسم کی نفل نماز نہیں پڑھی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے، یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی، تو جب صبح اچھی طرح آپ کے سامنے واضح ہو گئی، آپ نے ایک اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام پر پہنچے، (جو مزدلفہ کے حدود میں ایک بلند ٹیلہ تھا) یہاں آ کر قبلہ رخ کھڑے ہو گئے، اللہ سے دعا کی، اس کی تکبیر، تہلیل وتمجید اور توحید کے کلمات کہتے ہوئے کھڑے رہے، یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا، اور اچھی طرح روشنی پھیل گئی۔ پھر سورج نکلنے سے پہلے ہی منیٰ کی طرف لوٹے، اور اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کر لیا، وہ خوبصورت بالوں والے، سفید رنگ اور خوبصورت نوجوان تھے، جب آپ منیٰ کو روانہ ہوئے، تو آپ کے پاس سے عورتوں کی جماعت چلتی ہوئی گزری، تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کو دیکھنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، تو فضل رضی اللہ عنہ، اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر دیکھنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ دوسری طرف پھیر کر فضل کے چہرہ پر رکھ دیا، وہ اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر دیکھنے لگتے، حتی کہ آپ وادی محسر کے درمیان پہنچ گئے، اور اپنی سواری کو کچھ تیز کر دیا، پھر درمیانی راستہ پر چلے، جو جمرہ کبریٰ (بڑا جمرہ) پر پہنچتا ہے، حتی کہ اس جمرہ پر آ گئے جو درخت کے پاس ہے، (یہی جمرہ کبریٰ یا جمرہ عقبہ تھا) اور اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے، یہ سنگ ریزے چھوٹے چھوٹے تھے، جیسے انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں، (جو چنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپ نے سنگریزے نشیبی جگہ سے پھینکے

تھے، پھر آپ قربان گاہ کی طرف پلٹے اور تریسٹھ (۶۳) اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا، پھر جو باقی رہ گئے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیے، اور انہوں نے انہیں نحر کر دیا، اور آپ نے انہیں اپنی قربانی میں شریک کر لیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ سے ایک گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا جائے، یہ سارے ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے، تو آپ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس گوشت سے کھایا اور شوربا پیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طواف افاضہ (طواف زیارت) کے لیے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے، طواف کیا، اور آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں ادا فرمائی، اس کے بعد، بنو عبد المطلب کے پاس آئے، جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اے عبد المطلب کی اولاد! پانی کھینچو، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ تمہاری پانی کی خدمت پر غالب آ جائیں گے، (اس کو مناسک حج کا حصہ سمجھ کر تم سے ڈول چھین لیں گے) تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔'' انہوں نے ایک ڈول بھر کر آپ کو دیا اور آپ نے اس سے نوش فرمالیا۔

مفردات الحدیث ❶ سَئَلَ عن القوم: اپنے پاس آنے والے لوگوں سے پوچھا، تم کون ہو، کیونکہ وہ اس وقت عمر کے آخری حصہ میں اندھے ہو چکے تھے۔ ❷ نَزَعَ زِرّی الاعلیٰ: میرا اوپر کا بٹن کھولا، مقصد ان کا سینہ ننگا کر کے پیار و شفقت سے اس پر ہاتھ رکھنا تھا۔ ❸ نِسَاجَة: ایک بنی ہوئی چھوٹی چادر۔ ❹ مِشْجَب: کپڑے رکھنے کا سٹول۔ ❺ استَثْفِرِیْ: لنگوٹی باندھ لے۔ ❻ اَهَلَّ بالتوحید: تلبیہ کہنا شروع کیا، ❼ اِسْتَلَمَ الرُّکن: حجر اسود کو بوسہ دیا، اسے چوما۔ الرکن کا لفظ جب بلا قید آئے تو اس سے مراد حجر اسود ہوتا ہے۔ ❽ اِنْصَبَّتْ قدماه: آپ کے قدم نشیب میں اترے، آپ نشیبی حصہ میں پہنچے۔ ❾ مُحَرِّشًا: بھڑکانا، کسی کے خلاف اشتعال دلوانا، اسم فاعل، بھڑکانے والا۔ ❿ نَمِرَة: عرفات سے متصل وادی ہے جو عرفات کا حصہ نہیں ہے۔ ⓫ المشعر الحرام: مزدلفہ کی ایک پہاڑی ہے جس کو قزح بھی کہتے ہیں، قریش دور جاہلیت میں یہیں رک جاتے تھے، آگے عرفات تک نہیں جاتے تھے، کیونکہ وہ حدود حرم سے باہر ہے اور ان کا تصور تھا، اہل حرم کو حرم سے نہیں نکلنا چاہیے۔ ⓬ بَطْن الوادی: اسے سے مراد وادی عرفہ ہے جو امام مالک کے سوا، باقی ائمہ کے نزدیک عرفات میں داخل نہیں ہے۔ ⓭ کَحُرْمَةِ یومکم هذا: جس طرح اس دن کی حرمت و تعظیم انتہائی شدید اور مؤکد ہے، اس طرح ایک دوسرے کا خون بہانا یا مال لوٹنا انتہائی قبیح جرم اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ⓮ کلمة الله: اس سے مراد عقد نکاح، ایجاب و قبول کے کلمات ہیں۔ ⓯ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ: وہ مار جو سخت اور شدید نہ ہو، کیونکہ بَرْح کا معنی مشقت ہے۔ ⓰ لا یُوْطِئْنَ فُرُشَکم احداً تکرَهُوْنَه: کسی ایسے مرد یا عورت کو اپنا ہو یا غیر گھر میں داخل ہونے اور بیٹھنے کی جازت نہ دیں، جس کو خاوند پسند نہ کرتا ہو۔ ⓱ کِتَابَ الله: اللہ تعالیٰ کا قانون اور ضابطہ، قرآن میں ہو یا سنت میں، جس طرح کہ (فاغد یاانیس) والی حدیث میں ہے، اور قرآن مجید مراد لینا

بھی صحیح ہے کیونکہ اصل ضابطہٗ الٰہی تو وہ ہے، سنت تو اس کی شارح اور مفسر و مبین ہے۔ ⑱ يـنـكـتـها الى النّاس: لوگوں کی طرف جھکاتے تھے، جس طرح زمین کھودنے کے لیے (اس) کو نیچے کیا جاتا ہے، اس طرح اپنی انگلی سے لوگوں کی طرف اشارہ فرماتے تھے، ⑲ صَـخَـرَات: جبل رحمت کے دامن میں پھیلے ہوئے پتھر، جبل رحمت، عرفات کے درمیان میں ہے، جس کے پاس کھڑے ہو کر عرفات میں وقوف کرنا مستحب ہے۔ ⑳ حَبْلَ الْمُشَاة: پیدل چلنے والوں کی جمع ہونے کی جگہ، اگر جَبـل المشاة ہو تو مراد ہوگا، پیدل چلنے والوں کا راستہ۔ ㉑ شَـنَقَ: اس کو اپنی طرف کھینچا، تنگ کیا۔ ㉒ مـورك رَحْلِه: پالان کا اگلا حصہ۔ ㉓ أَرْخىٰ: ڈھیلا چھوڑ دیا۔ ㉔ وَسِيم: خوبصورت، حسین و جمیل۔ ㉕ وادِيْ مُـحَسِّـر: جس وادی میں آ کر اصحاب الفیل کے ہاتھی تھک ہار گئے تھے، یا بے بس اور عاجز ہو گئے تھے۔ ㉖ جَـمـرة الكبرىٰ: جمرہ عقبہ جو اس وقت شجرہ کے پاس تھا، دس (۱۰) ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرہ پر کنکر مارے جاتے ہیں۔ ㉗ حـصـى الـخَذْف: وہ چھوٹے چھوٹے سنگریزے جو دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکے جا سکتے ہیں۔ ㉘ اِنْزِعُوْا: ڈول کھینچ کر پانی پلاؤ۔

[2951] ١٤٨-(. . .) و حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِى حَدَّثَنَا جَـعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِى أَبِىْ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَسَـاقَ الْـحَـدِيْـثَ بِـنَـحْوِ حَدِيْثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيْلَ وَزَادَ فِى الْحَدِيْثِ وَكَانَتْ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلٰى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِـنَ الْـمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلُهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَـمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ.

[2951] ۔جعفر بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بتایا، میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا، آگے حاتم بن اسماعیل کی مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا، اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ عربوں کا دستور تھا، انہیں ایک ابو سیارہ نامی آدمی گدھے کی ننگی پشت پر سوار ہو کر مزدلفہ سے واپس منیٰ لاتا تھا، تو جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے مشعر حرام کی طرف بڑھ گئے، تو قریش کو یقین تھا کہ آپ اس پر کفایت کریں گے (مشعر حرام سے وقوف کریں گے) اور یہی آپ کی منزل یا پڑاؤ ہوگا، مگر آپ اس سے بھی آگے گزر گئے، اور اس کی طرف توجہ نہ کی، حتی کہ عرفات پہنچ کر اترے۔

[2951] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٢٩٤١)

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی حج ۱۰ھ میں فرمایا ہے، اور اگلے سال ربیع الاول میں اس جہان فانی کا سفر اختیار کیا، اور آپ کے حج کے سفر کی تفصیلی روداد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے، اس لیے ہم اس روایت کی روشنی میں اختصار کے ساتھ صرف حج سے متعلقہ امور بیان کرتے ہیں۔

(۱) انسان جب حج یا عمرہ کی نیت سے اپنے میقات پر پہنچے، تو احرام باندھنے کے لیے غسل کرے، عورت اگر حائضہ ہو یا نفاس والی ہو اس کو بھی غسل کرنا چاہیے، اور نفاس والی عورت خون سے تحفظ کے لیے لنگوٹ باندھ لے۔

(۲) احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز ادا کرے، اگر فرض نماز کے بعد احرام باندھ لے تو یہ بھی کافی ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے نماز ظہر کے بعد تلبیہ کہنا شروع کر دیا تھا، احرام کے لیے الگ دو رکعت نماز نہیں پڑھی تھی۔

(۳) قرآن کا علم اور عمل آپ ہی سے سیکھا جا سکتا ہے، اس لیے تمام صحابہ کرام نے اعمال حج میں نبی اکرم ﷺ کے طریقہ اور عمل کو مشعل راہ بنایا۔ (۴) اپنے میقات سے تلبیہ کہنا شروع کر دیا جائے گا، ذوالحلیفہ سے تمام حضرات نے حج کا تلبیہ کہا تھا، وادی عقیق میں پہنچ کر آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا، اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے احرام کو بھی حج کے لیے ہی قرار دیا ہے، کیونکہ آغاز اس سے ہوا تھا۔ (۵) بہتر یہ ہے کہ تلبیہ کے انہیں کلمات کو کافی سمجھا جائے، جن کی آپ ﷺ نے پابندی فرمائی تھی، امام مالک، امام شافعی اور محدثین کا یہی موقف ہے، اگرچہ ان الفاظ پر اضافہ جائز ہے، کیونکہ آپ کے سامنے کچھ الفاظ کا اضافہ کیا گیا، لیکن آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ (۶) بیت اللہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے طواف کیا جائے گا، جس کو طواف قدوم کہتے ہیں، جس کا آغاز حجر اسود کو چوم کر کیا جائے گا، بیت اللہ کے گرد مقام حجر کے اوپر سے سات چکر لگائے جائیں گے، حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک ایک چکر ہوگا، پہلے تین چکروں میں قوت وجلاوت کے اظہار کے لیے رمل کیا جائے گا، اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کیے جائیں گے، اور رمل کا تعلق صرف پہلے طواف سے ہے، باقی طوافوں میں رمل نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری روایات کی روشنی میں طواف قدوم میں اضطباع ہوگا، جس کا مطلب ہے کہ محرم اپنے اوپر والی چادر اپنے دائیں ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالے گا، گویا دائیں کندھے کو ننگا رکھے گا، اور بائیں کو ڈھانپے گا، اور یہ کام ساتوں چکروں میں برقرار رہے گا، ہر چکر کے آغاز میں حجر اسود کو بوسہ دیا جائے گا، اگر بوسہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر اس کو چوم لیا جائے گا، یہ بھی ممکن نہ ہو، تو اشارہ کرنا کافی ہوگا اور رکن یمانی کو ہاتھ لگایا جائے گا اور اسے چومنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۷) طواف قدوم سے فارغ ہو کر، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کرنا ہوں گی، پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص کی قرآت کی جائے گی، اس سے فراغت کے بعد، صفا پر جا کر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا آغاز ہوگا، اور صفا سے اگر بیت اللہ

پر نظر ڈالی جا سکے تو بہتر ہے وگرنہ کھڑے ہو کر مسنون دعائیں کی جائیں گی، پھر وہاں سے مروہ کی طرف چلیں گے، اور نشیبی جگہ پر پہنچ کر جس کی نشان دہی سبز لائٹوں سے کر دی گئی ہے، تیز چلیں گے، یا عام انداز سے دوڑیں گے، اور نشیب سے گزر کر عام رفتار سے چلیں گے، عورتیں نہیں دوڑیں گی، اگرچہ یہ ہاجرہ علیہا السلام کی سنت ہے۔ مروہ پر پہنچ کر صفا والی دعائیں کی جائیں گی، اور یہ ایک چکر ہو جائے گا، اس طرح ساتواں چکر مروہ پر جا کر مکمل ہو جائے گا، اس کے بعد حج تمتع کرنے والا تقصیر یا تحلیق کر کے احرام کھول دے گا اور حلال ہو جائے گا، آپ نے ان صحابہ کرام کو جن کے پاس قربانی نہیں تھی، احرام کھولنے کا حکم دیا تھا، اور آپ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ اب عمرہ ہمیشہ کے لیے حج میں داخل ہو گیا ہے، اس لیے حج کے ساتھ عمرہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اس کے لیے حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدلنا بھی جائز ہے۔ عورت بالوں کو آخر سے ایک پورا کے برابر کاٹ لے گی۔ (۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آپ کے لیے مزید قربانیاں لے کر آئے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب احرام کھول کر، حلال ہو کر رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے اور سرمہ لگائے ہوئے دیکھا، تو اپنی ناراضی کا اظہار کیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انسان حج سے فراغت کے بعد احرام کھول سکتا ہے، انہوں نے جواب دیا، میں نے یہ کام والد محترم کے حکم پر کیا ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تصدیق کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی، جس سے ثابت ہوا، خاوند کو اپنی بیوی کے افعال پر نظر رکھنی چاہیے، اور خلاف شریعت امور کے ارتکاب پر اس کا خود بھی محاسبہ کرنا چاہیے اور ضرورت ہو تو اس کے باپ سے بھی شکایت کرنی چاہیے، اور اپنے حج کے تلبیہ کے بارے میں عرض کیا، میں نے حج کے بارے میں وہی نیت کی ہے، جس نیت سے آپ نے احرام باندھا ہے، اس سے معلوم ہوا، ضرورت کے تحت بلاتعیین نوعیت حج (افراد، تمتع، قران) احرام باندھا جا سکتا ہے، اور مکہ مکرمہ پہنچ کر تعیین کر لی جائے گی۔ (۹) ترویہ کے دن یعنی آٹھ ذوالحجہ کو متمتع نئے سرے سے احرام باندھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوں گے، لیکن جن لوگوں نے حج مفرد اور حج قران کا احرام باندھا تھا، یعنی مفرد اور قارن، چونکہ وہ طواف قدوم کے بعد احرام نہیں کھول سکتے، اس لیے وہ اپنے اسی احرام کے ساتھ منیٰ کا رخ کریں گے، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کرنا ہوں گی، اور ۹ ذوالحجہ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف جانا ہو گا۔ (۱۰) عرفات میں داخل ہونے سے پہلے وادی نمرہ میں اتریں گے، بہتر یہی ہے، اور سورج کے ڈھلنے کے بعد امام وادئ عرنہ میں خطبہ دے گا، اور اس میں لوگوں کی اجتماعی ضرورت کے مطابق، موقع اور محل کی مناسبت سے مسائل کی تلقین کرے گا، جیسا کہ آپ نے جان و مال کی حفاظت، جاہلیت کی رسوم کی پامالی اور عورتوں کے حقوق کے بارے میں تلقین فرمائی، خاوندوں کے حقوق بیان کیے اور کتاب اللہ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ خطبہ

سے فراغت کے بعد امام ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرے گا اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں ہے۔ (۱۱) نمازوں سے فراغت کے بعد عرفات میں شام تک بیت اللہ کی طرف رخ کر کے وقوف (ٹھہرنا) کرنا ہوگا، اور بہتر یہ ہے کہ وقوف جبل رحمت جو میدان عرفات کے درمیان میں ہے، کے دامن میں کیا جائے اور جب سورج پوری طرح غروب ہو جائے، تو پھر عرفات سے نماز مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف واپسی ہوگی اور مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا جائے گا، اور رات یہیں گزاری جائے گی۔ (۱۲) جب دس (۱۰) ذوالحجہ کی فجر اچھی طرح طلوع ہو جائے گی، تو صبح کی نماز باجماعت ادا کی جائے گی، اور نماز فجر سے فراغت کے بعد، مشعر حرام کے پاس آ کر، انسان، دعا، تہلیل، وتکبیر اور توحید کے کلمات کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے گی، اور سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف روانگی ہوگی۔ (۱۳) منیٰ پہنچ کر جمرہ کبریٰ جسے جمرہ عقبہ بھی کہا جاتا ہے، پر سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماری ہوں گی اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا جائے گا، رمی جمار سے فراغت کے بعد قربان گاہ میں آ کر قربانی کی جائے گی، اس کے بعد تحلیق یا تقصیر کرنا ہوگی۔ (۱۴) منیٰ کے اعمال سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں گے، اور طواف افاضہ کریں گے، طواف افاضہ کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، احرام تو منیٰ کے افعال سے فراغت کے بعد کھول دیا جاتا ہے، نہا دھو کر اور خوشبو لگا کر کپڑے بدل لیے جاتے ہیں، لیکن طواف افاضہ کے بعد زن وشوہر تعلقات پر پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے، جو طواف افاضہ سے قبل تک برقرار رہتی ہے۔ (۱۵) طواف افاضہ سے فراغت کے بعد واپس منیٰ جانا ہوتا ہے، یہ خیال رہے، طواف افاضہ میں متمتع کے لیے صفا اور مروہ کی سعی بھی ضروری ہے، اور مفرد اور قارن اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کر چکے ہیں، تو ان کے لیے سعی ضروری نہیں ہے، اگر انہوں نے پہلے سعی نہیں کی، تو پھر انہیں بھی سعی کرنا ہوگی۔

۲۰...... بَاب: مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ

باب ۲۰: عرفات کا ہر حصہ موقف ہے

[2952] ۱۴۹۔(...) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِهِ ذَٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)).

[2952] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك، برقم (۱۹۰۷) و (۱۹۰۸) باختصار واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج، برقم (۵/ ۲۵۶) مختصراً۔ واخرجه كذلك فی برقم (۵/ ۲۶۵) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (۲۵۹۶)

[2952]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہاں نحر کیا ہے، اور منیٰ کا ہر حصہ قربان گاہ ہے، اپنے پڑاؤ میں نحر کر سکتے ہو، اور میں یہاں ٹھہرا ہوں، اور عرفہ پورے کا پورا قیام گاہ ہے، اور جمع (مزدلفہ) کی ہر جگہ قیام گاہ ہے اور میں یہاں ٹھہرا ہوں۔''

[2953] ١٥٠۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا.

[2953]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا، پھر اپنے دائیں جانب چلے، تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکر عام چال میں لگائے۔

٢١...... بَاب: فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾

باب ٢١: وقوف کرنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، پھر تم لوٹو، جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں

[2954] ١٥١۔(١٢١٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ. [البقرة: ١٩٩]

[2953] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في كيف الطواف برقم (٨٥٦) مطولا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: كيف يطوف اول ما يقدم وعلى اى شقيه ياخذ اذا استلم الحجر برقم (٥/ ٢٢٨، ٥/ ٢٢٩) انظر (التحفة) برقم (٢٥٩٧)

[2954] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس﴾ برقم (٤٥٢٠) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: الوقوف بعرفة برقم (١٩١٠) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: رفع اليدين في الدعاء بعرفة برقم (٥/ ٢٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٧١٩٥)

[2954] ۔حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ قریش اور ان کے طریقہ پر چلنے والے، مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے اور خود کو حُمس (دین میں متصلب اور پختہ) کہتے تھے اور باقی عرب عرفہ میں وقوف کرتے تھے، جب اسلام کا دور آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عرفات پہنچ کر وقوف کرنے کا حکم دیا، پھر وہاں سے واپس لوٹے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''پھر وہاں سے لوٹو، جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں۔'' (بقرہ، آیت نمبر ۱۹۹)

[2955] ۱۵۲۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ كَانُوا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُونَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَكَانَ الْحُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نُفِيضُ إِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ رَجَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

[2955] ۔ہشام ؒ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ عرب حمس قریش کو چھوڑ کر، بیت اللہ کا ننگے طواف کرتے تھے، اور حمس سے مراد قریش اور ان کی اولاد ہے، عرب ان کے سوا جن کو قریش کپڑے عنایت کر دیتے، برہنہ طواف کرتے تھے، مرد، مردوں کو کپڑے دیتے اور عورتیں عورتوں کو دیتیں، اور حمس مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے، اور باقی سب لوگ عرفات پہنچتے تھے، ہشام کہتے ہیں، مجھے میرے باپ نے حضرت عائشہ ؓ سے نقل کیا کہ حمس ہی کی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''پھر وہاں سے واپس لوٹو، جہاں سے لوگ واپس لوٹتے ہیں۔'' وہ بیان فرماتی ہیں کہ سب لوگ عرفات سے واپس لوٹتے اور حمس مزدلفہ سے واپس آ جاتے تھے، وہ کہتے تھے، ہم حرم ہی سے واپس لوٹ آئیں گے، تو جب یہ آیت نازل ہوئی ''وہاں سے واپس لوٹو، جہاں سے لوگ واپس لوٹتے ہیں۔'' تو وہ عرفات تک پہنچ کر لوٹنے لگے۔

فائدہ:......قریش حرم کے باشندے تھے، اس لیے ان کا یہ نظریہ تھا کہ حرم کے باشندوں کو حدود حرم سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور عرفات حدود حرم سے باہر واقع ہے، اس لیے وہ مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے، قرآن نے اس نظریہ کی تردید کر کے، قریش کو بھی عرفات میں وقوف کرنے کا حکم دیا، اور وقوف عرفات حج کا اہم ترین رکن ہے، اگر یہ رہ

[2955] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٥٢)

جائے تو حج نہیں ہوگا، کسی قسم کے فدیہ سے بھی اس کی تلافی ممکن نہیں ہے، اس پر پوری امت کا اتفاق ہے، اور وقوف عرفات کا وقت ۹ ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے، اور اگلے دن ۱۰ ذوالحجہ کی صبح تک رہتا ہے، اس لیے جو شخص اس وقت کے اندر اندر عرفات پہنچ گیا، اس کا حج ہو جائے گا، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور جمہور امت کا یہی نظریہ ہے، صرف امام احمد کے نزدیک وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے روز صبح ہی شروع ہو جاتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف ہے۔

[2956] ١٥٣ ـ (١٢٢٠) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ

مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ.

[2956]۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرا اونٹ گم ہو گیا اور میں اس کی تلاش میں عرفہ کے دن نکلا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے دیکھا، میں نے دل میں کہا، اللہ کی قسم! یہ تو حمس سے ہیں، تو وہ اس جگہ کیوں آ گئے؟ قریش حمس میں شمار ہوتے تھے۔''

٢٢...... بَاب فِي نَسْخِ التَّحَلُّلِ مِنَ الْإِحْرَامِ وَالْأَمْرِ بِالتَّمَامِ

باب ۲۲: احرام سے نکلنا منسوخ ہے، احرام کو پورا کرنا ہوگا

(پاکستانی نسخہ) احرام کو معلق کرنا، یعنی فلاں کے احرام کی طرح احرام باندھنا جائز ہے

[2957] ١٥٤ ـ (١٢٢١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي أَحَجَجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

[2956] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: الوقوف بعرفة برقم (١٦٦٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: رفع اليدين في الدعاء بعرفة برقم (٥/ ٢٥٥) انظر (التحفة) برقم (٣١٩٣)

[2957] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من اهل في زمن النبي ﷺ كاهلال النبي ﷺ برقم (١٥٥٩) واخرجه كذلك في باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج ←

قَالَ ((فَقَدْ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ)) قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

[2957]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے، آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا حج کا احرام باندھا ہے؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں، تو آپ نے فرمایا: ''تو نے کیسے تلبیہ کہا ہے؟'' میں نے کہا، حاضر ہوں (لبیک) اس اہلال (احرام) کی نیت سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام ہے، آپ نے فرمایا: ''تو نے اچھا کیا ہے، بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کرو اور احرام ختم کر کے حلال ہو جاؤ۔'' میں نے بیت اللہ، اور صفا و مروہ کا طواف کیا، پھر (اپنے قبیلہ) بنو قیس کی ایک عورت کے پاس آیا، اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں، پھر میں نے حج کا احرام باندھا، اور میں لوگوں کو اس کا فتویٰ دیا کرتا تھا، حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آ گیا، تو مجھے ایک آدمی نے کہا، اے ابو موسیٰ! یا اے عبد اللہ بن قیس! اپنے بعض فتووں سے رک جاؤ، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں ہے، تیرے بعد امیر المؤمنین نے حج کے بارے میں کیا نیا فرمان جاری کیا ہے، تو حضرت ابوموسیٰ نے کہا، اے لوگو! جسے ہم نے فتویٰ دیا ہے، وہ ذرا توقف کرے، کیونکہ امیر المؤمنین آ رہے ہیں، انہیں کی اقتدا کرنا (پیروی کرنا)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو میں نے ان سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے فرمایا، اگر ہم کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوں، تو وہ ہمیں (حج اور عمرہ الگ الگ) پورا کرنے کا حکم دیتی ہے، اور اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک حلال نہیں ہوئے، جب تک ہدی اپنے محل پر نہیں پہنچ گئی، یعنی آپ نحر سے پہلے حلال نہیں ہوئے۔

← لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦٥) باختصار۔ واخرجه كذلك فى باب: الذبح قبل الحلق برقم (١٧٢٤) باختصار۔ واخرجه كذلك فى باب: متى يحل المعتمر برقم (١٧٩٥) باختصار۔ واخرجه كذلك فى المغازى، برقم (٤٣٤٦) باختصار۔ واخرجه كذلك فى باب: حجة الوداع برقم (٤٣٩٧) باختصار۔ واخرجه النسائى فى مناسك الحج، باب: التمتع برقم (٥/ ١٧١) واخرجه كذلك فى باب: الحج بغير نية يقصده المحرم برقم (٥/ ١٥٦۔ ١٥٧) انظر (التحفة) برقم (٩٠٠٨)

[2958] (. . .) وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2958] یہی روایت امام صاحب ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[2959] ١٥٥-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ)) قُلْتُ لَا قَالَ ((فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ)) فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَهٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هٰذَا الَّذِي أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ قَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ [البقره: ١٩٦] وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

[2959]۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ بطحائے مکہ میں قیام کیے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تو نے کس طرح احرام باندھا ہے؟'' میں نے جواب دیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے، آپ نے پوچھا: ''کیا ہدی ساتھ لائے ہو؟'' میں نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو بیت اللہ، صفا اور مروہ کا طواف کرو، پھر حلال ہو جاؤ۔'' میں نے بیت اللہ، اور صفا اور مروہ کا طواف کیا، پھر اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا، اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی اور میرا سر دھویا، میں لوگوں کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں اس کے مطابق فتویٰ دیتا تھا، (کہ حج تمتع کرو) میں حج کے ایام میں کھڑا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا، تمہیں معلوم نہیں ہے، امیر المومنین نے حج کے بارے میں کیا نیا حکم جاری فرمایا ہے، تو میں نے کہا، اے لوگو! جسے ہم

[2958] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٤٨)

[2959] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٤٨)

نے کوئی فتویٰ دیا ہے، وہ ذرا توقف کرے (اس پر عمل سے رک جائے) یہ امیر المؤمنین آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں، انہیں کی پیروی کرنا، جب وہ پہنچ گئے، میں نے کہا، اے امیر المؤمنین! یہ حج کے بارے میں آپ نے کیا نیا فرمان جاری کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، اگر ہم کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوں، تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''حج اور عمرہ دونوں کو (الگ الگ) اللہ کے لیے پورا کرو۔'' اور اگر ہم اپنے نبی علیہ السلام کی سنت کو اختیار کریں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدی کے نحر کرنے تک حلال نہیں ہوئے۔

[2960] ١٥٦-(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا أَبَا مُوسٰى كَيْفَ قُلْتَ حِينَ أَحْرَمْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ هَلْ سُقْتَ هَدْيًا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

[2960]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تھا، اور میری واپسی آپ کے پاس اس سال ہوئی، جس میں آپ نے حج فرمایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابوموسیٰ! جب تم نے احرام باندھا تھا تو کیا کہا تھا؟'' میں نے عرض کیا، میں نے کہا تھا، ((لبيك اهلالاً كاهلال النبي صلی اللہ علیہ وسلم)) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام جیسا احرام باندھ کر حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی ہدی ساتھ لائے ہو؟'' میں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ، بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرو، پھر حلال ہو جاؤ۔'' آگے شعبہ اور سفیان کی طرح روایت ہے۔

[2961] ١٥٧-(١٢٢٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسٰى

عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتّٰى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ

[2960] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٤٨)

[2961] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: التمتع برقم (٥/ ١٥٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: التمتع بالعمرة الى الحج برقم (٢٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٨٤)

عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرِسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُسُهُمْ.

[2961]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حج تمتع کا فتویٰ دیا کرتا تھا، تو مجھے ایک آدمی نے کہا، اپنے اس فتویٰ سے باز رہو، کیونکہ تمہیں پتہ نہیں ہے، تیرے بعد امیر المؤمنین نے حج کے بارے میں کیا نیا حکم جاری کیا ہے، حتیٰ کہ بعد میں ان کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھے خوب معلوم ہے، نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے حج تمتع کیا ہے، لیکن میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ پیلو کے درخت کے نیچے اپنی عورتوں سے تعلق قائم کریں، پھر حج کرنے کے لیے چلیں، اوران کے سروں سے پانی کے قطرات گر رہے ہوں (غسل جنابت کے سبب)۔

فوائد: ...... ❶ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت اپنا احرام کسی دوسری محترم شخصیت جس کی اقتدا کرنی ہو، کے احرام پر معلق کیا جا سکتا ہے، اور اس ابہام کی تعیین بعد میں اس کے ساتھ مل کر ہو سکتی ہے۔ ❷ میقات سے احرام باندھنے کے بعد عمرہ کیے بغیر اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا، ہاں کسی ضرورت یا مانع کی صورت میں، احرام کی کیفیت میں تبدیلی جائز ہے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا احرام، رسول اللہ ﷺ پر معلق کیا تھا، آپ قارن تھے، کیونکہ ہدی ساتھ لانے کی وجہ سے آپ حج سے فراغت سے پہلے احرام کھول نہیں سکتے تھے، لیکن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہدی نہ تھی، اس لیے آپ نے انہیں حج تمتع کرنے کا حکم دیا، وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ ❸ قرآن کی اصطلاح کی رو سے حج تمتع اور حج قران دونوں (چونکہ ایک ہی سفر میں دونوں سرانجام دیئے جاتے ہیں) حج تمتع کہلاتے ہیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے حج تمتع کیا تھا، لیکن وہ حج تمتع سے ایک مصلحت اور حکمت کے تحت روکتے تھے، وہ اس کے جواز کے منکر نہ تھے، تفصیل حدیث نمبر ۱۴۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

۲۳...... بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ

باب ۲۳: حج تمتع کا جائز ہونا

[2962] ۱۵۸۔(۱۲۲۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَقِيقٍ كَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ يَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَجَلْ وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

[2962] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۹۲)

[2962]۔ عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے روکتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، لیکن ہم اس وقت خوف زدہ تھے۔

فائدہ :...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حج افراد کو افضل سمجھتے تھے، اور خوف زدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع آپ کے حکم کی بنا پر کیا، حکم عدولی سے تو بعد میں بھی خائف رہنا چاہیے، ہم آپ کی حکم عدولی سے خائف تھے، اس لیے ہم نے حج افراد کو فسخ کر کے حج تمتع بنا لیا تھا، دشمن کا خوف مراد نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ مکہ فتح ہو چکا تھا، اور وہاں کسی قسم کا ڈر نہیں رہا تھا۔

[2963] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ.

[2963] امام صاحب مذکورہ بالا حدیث اپنے دوسرے استاد سے شعبہ ہی کی مذکورہ سند سے بیان کرتے ہیں۔

[2964] ١٥٩ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہما بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلٰى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَنْهٰى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ فَلَمَّا أَنْ رَاٰى عَلِيٌّ ذٰلِكَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا.

[2964]۔ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما عُسفان نامی مقام پر اکٹھے ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے یا (حج کے ایام میں) عمرہ کرنے سے منع کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، کس مقصد سے آپ اس کام سے روکتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ ہمیں اس بحث سے معذور ہی سمجھیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں اس مسئلہ میں تمہیں (آزاد) کیسے چھوڑ سکتا ہوں، تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حالات دیکھے تو دونوں (حج و عمرہ) کا تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔

[2963] تقدم تخريج

[2964] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦٩) بمعناه باختصار۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: التمتع برقم (٥/ ١٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٠١١٤)

[2965] ١٦٠ ـ(١٢٢٤)وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً.

[2965] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حج تمتع، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ خاص تھا۔

[2966] ١٦١ ـ(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ.

[2966] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حج تمتع کی رخصت صرف ہمارے لیے تھی۔

[2967] ١٦٢ ـ(. . .)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ

أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ.

[2967] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دومتعے ہمارے لیے ہی جائز تھے، یعنی، حج تمتع اور عورتوں سے متعہ۔

فائدہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نزدیک حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا اور پھر حج کرنا، یعنی متع فسخ الحج، حضرت عمر کی طرح اس سال کے ساتھ خاص تھا، اب جائز نہیں ہے، اسی طرح عورتوں سے متع کی اجازت عہد نبوی میں تھی، آخرکار اس کی اجازت منسوخ ہوگئی تھی، آج کل جوانسان قربانی ساتھ لے کر نہ جائے، اسے میقات سے صرف عمرۂ احرام باندھنا چاہیے اور حج تمتع کی نیت کرنی چاہیے، تاکہ اس اختلاف سے نکل سکے۔

[2968] ١٦٣ ـ(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ أَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ إِنِّي أَهُمُّ أَنْ أَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لٰكِنْ أَبُوكَ لَمْ

[2965] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي برقم (٥/ ١٧٩، ٥/ ١٨٠) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: من قال: كان فسخ الحج لهم خاصة برقم (٢٩٨٥) انظر (التحفة) برقم (١١٩٩٥)

[2966] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٥٥)

[2967] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٥٥)

[2968] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٥٥)

يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذٰلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُونَكُمْ.

[2968]۔ عبد الرحمٰن بن ابی الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کی خدمت میں حاضر ہوا اوران سے کہا، میرا اس سال حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کرنے کا ارادہ ہے، تو ابراہیم نخعی نے کہا، لیکن تیرا باپ تو یہ ارادہ نہیں کر سکتا تھا، اور ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے بیان کیا، کہ اس کا ربذہ مقام پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا، تو میں نے ان سے اس کا (حج تمتع کا) تذکرہ کیا، تو انہوں نے جواب دیا، یہ ہمارے لیے خاص تھا، تمہیں اجازت نہیں ہے۔

[2969] ١٦٤۔(١٢٢٥) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِي بُيُوتَ مَكَّةَ.

[2969]۔ غنیم بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے جواب دیا، ہم نے یہ اس وقت کیا ہے، جبکہ یہ (حضرت معاویہ) عُرُش یعنی مکہ کے مکانوں میں کفر کی حالت میں تھے۔

[2970] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ.

[2970] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسرے استاد سے سلیمان تیمی ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ صراحت ہے کہ "ھذا" سے ان کی مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

[2971] (. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ.

[2969] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩١١)

[2970] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩١١)

[2971] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩١١)

[2971] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، سفیان کی روایت میں المتعة فی الحج کے الفاظ ہیں۔

فائدہ:...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے متعہ کا اطلاق حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے پر کیا ہے، کیونکہ جاہلیت کے دور میں، حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز تصور نہیں کیا جاتا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عمرة القضاء کے وقت مسلمان ہوئے تھے، لیکن باپ کے خوف کی بنا پر، انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار اپنے باپ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر کیا، اس لیے وہ حجۃ الوداع کے وقت جبکہ اصطلاحی حج تمتع ہوا ہے، قطعاً مسلمان تھے، چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت عثمان کی اقتداء میں حج تمتع سے روکتے تھے، جس میں عمرہ، حج کے مہینوں میں ہوتا ہے، اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اور حضرت عثمان کا موقف حضرت عمر رضی اللہ عنہ والا تھا۔

[2972] ١٦٥ـ(١٢٢٦) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَعْمَرَ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ ارْتَأَى كُلُّ امْرِءٍ بَعْدُ مَا شَاءَ أَنْ يَرْتَئِيَ.

[2972]۔ مطرف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تمہیں آج ایسی حدیث سناتا ہوں، جس سے تمہیں اللہ تعالیٰ آج کے بعد نفع پہنچائے گا، جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو عشرہ ذوالحجہ میں عمرہ کرنے کا حکم دیا، اور کسی آیت کے ذریعہ اس کو منسوخ قرار نہیں دیا گیا، اور آپ نے بھی اپنی وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا، اس کے بعد جو انسان چاہے اپنی رائے سے کوئی رائے قائم کر لے (اس کا اعتبار نہیں ہے۔)

[2973] ١٦٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ارْتَأَى رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ يَعْنِي عُمَرَ.

[2972] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المناسك، باب: التمتع بالعمرة الى الحج برقم (٢٩٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٥٦)

[2973] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٢٩٦٢)

[2973]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، ان کے استاد ابن حاتم کی روایت میں یہ ہے، ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا رائے قائم کر لی، ان کا اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا، (کیونکہ وہ حج تمتع سے روکتے تھے)

[2974] ۱٦٧۔(. . .)وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتّٰى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ.

[2974]۔مطرف بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں، امید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے فائدہ پہنچائے گا، رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا، پھر اپنی وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا، اور نہ قرآن ہی میں اس کی حرمت نازل ہوئی، حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے (فرشتوں کی طرف سے) سلام کہا جاتا تھا، حتی کہ میں نے (بیماری کی شدت کی بنا پر) داغ لگوایا تھا، تو مجھے (سلام کہنا) چھوڑ دیا گیا، پھر میں نے داغ لگوانا چھوڑ دیا، تو سلام دوبارہ شروع ہو گیا۔

فوائد:...... ❶ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کی شکایت تھی اور وہ اس مصیبت پر صبر کرتے تھے، اس وجہ سے فرشتے ان کو سلام کہتے تھے، بیماری کی شدت کی بنا پر انہوں نے آگ سے داغ لگوانا شروع کیا، تو فرشتوں نے سلام کہنا چھوڑ دیا، انہوں نے داغ لگوانا ترک کر دیا، تو فرشتے پھر سلام کہنے لگے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ اکٹھا کرنے سے ایک حکمت اور مصلحت کی بنا پر روکتے تھے، اور اس سے یہ رائے قائم ہونا شروع ہو گئی تھی کہ حج اور عمرہ اکٹھا کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے حضرت عمران رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس کی رائے کو درست نہیں سمجھتے تھے، اور اس سے اختلاف کا اظہار کرتے تھے۔

[2975] (. . .)وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

[2975] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، صرف اس قدر فرق ہے کہ اوپر کی روایت میں عن مطرف ہے اور اس میں سمعتُ مُطَرِّفاً ہے، یعنی سننے کی صراحت موجود ہے۔

[2974] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: القران برقم (٥/ ١٤٩) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٦)

[2975] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٦٤)

[2976] ١٦٨ - (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جعفرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

[2976] ۔مطرف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے، اپنی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی ہے، مجھے بلا بھیجا، اور کہا، میں تمہیں چند احادیث سنانا چاہتا ہوں، امید ہے، اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہیں ان سے فائدہ پہنچائے گا، اگر میں زندہ رہا تو میرے بارے میں یہ نہ بتانا، اور اگر میں فوت ہوگیا، تو چاہو، تو بیان کر دینا، واقعہ یہ ہے کہ مجھے (فرشتوں کی طرف سے) سلام کہا جاتا ہے، (زندگی میں یہی بات چھپانا مقصود ہے) جان لو، نبی اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھا کیا، پھر اس کے بارے میں کتاب اللہ میں کچھ نہیں اترا (جس سے اس کی ممانعت ثابت ہو) اور نہ ہی اس سے نبی اللہ ﷺ نے روکا ہے۔ایک آدمی نے اس کے متعلق اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

[2977] ١٦٩ - (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

[2977] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھا کیا، پھر اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں اترا، اور نہ ہی ان سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے، ایک آدمی نے اس کے متعلق اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

[2976] اخرجه النسائي في (المجتبى) مناسك الحج، باب: القران برقم (٥/ ١٤٩) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٥١)

[2977] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٦٦)

[2978] ١٧٠-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَآءَ.

[2978]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا اور اس کے بارے میں (ممانعت کے سلسلہ میں) قرآن نہیں اترا، ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

[2979] ١٧١-(...) وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ تَمَتَّعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ.

[2979]۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا اور ہم نے آپ کے ساتھ حج تمتع کیا، (ایک ہی سفر میں، حج اور عمرہ کیا، اکٹھا ہو یا الگ الگ)

[2980] ١٧٢-(...) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي رَجَآءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَعْنِي مُتْعَةَ الْحَجِّ وَأَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ بَعْدُ مَا شَآءَ.

[2980]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں آیت المتعہ یعنی حج تمتع کے بارے میں آیت اتری اور اس کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا، پھر ایسی کوئی آیت نہیں اتری جو حج تمتع کی آیت کو منسوخ کر دے، اور نہ ہی اس سے اپنی وفات تک رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ بعد میں ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

[2978] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع على عهد رسول الله ﷺ برقم (١٥٧١) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٥٠)

[2979] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: القران برقم (٥/ ١٥٠) واخرجه كذلك في باب: التمتع برقم (٥/ ١٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٥٣)

[2980] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: ﴿فمن تمتع بالعمرة الى الحج﴾ برقم (٤٥١٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٧٢)

[2981] ۱۷۳-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَصِيرِ حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَأَمَرَنَا بِهَا.

[2981]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ اس میں آپ نے اس کا حکم دیا کی جگہ یہ ہے ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا۔

فائدہ :...... آية المتعة سے مراد یہ آیت ہے:

﴿فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ:۱۹۶)

پس جب تمہیں امن حاصل ہو جائے، تو جو شخص حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھالے یا جو شخص عمرے سے لے کر حج تک فائدہ اٹھالے، تو اسے جو قربانی میسر ہو کرلے۔

۲۴...... بَاب: وُجُوبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ وَأَنَّهُ إِذَا عَدِمَهُ لَزِمَهُ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ

باب ۲٤: متمتع پر قربانی کرنا (خون بہانا) لازم ہے، اور اگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے گھر لوٹ کر رکھے

[2982] ۱۷٤-(۱۲۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ

[2981] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۲۹۷۰)

[2982] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحج، باب: من ساق البدن معه برقم (۱٦۹۱) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك، باب: الاقران برقم (۱۸۰۵) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: التمتع برقم (۵/ ۱۵۱) انظر (التحفة) برقم (٦۸۷۸)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى اَهْلِهِ)) وَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

[2982]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کو حج سے ملا کر تمتع کیا اور قربانی کی، آپ ذوالحلیفہ سے قربانی ساتھ لائے تھے، اور رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کا تلبیہ کہا، پھر حج کا تلبیہ کہا، اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھایا (یعنی حج تمتع کیا) بعض لوگوں نے قربانی کی اور وہ قربانی ساتھ لائے تھے، اور بعض قربانی ساتھ نہیں لائے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے، آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو قربانی لایا ہے، تو اس کے لیے جو چیز حرام ہو چکی ہے، وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوگی، جب تک حج پورا نہ کر لے، اور تم میں سے جو حضرات قربانی نہیں لائے، وہ بیت اللہ، صفا اور مروہ کا طواف کریں، اور بال ترشوا کر احرام ختم کر دیں، پھر حج کا احرام باندھیں، اور قربانی کر لیں، اور جو ہدی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھ لے، اور سات گھر لوٹ کر رکھ لے۔'' اور رسول اللہ ﷺ جب مکہ پہنچے، تو آپ نے طواف کیا، سب سے پہلے رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیا، پھر سات چکروں میں سے تین میں رمل کیا، اور چار چکروں میں عام چال چلے، پھر جب آپ نے بیت اللہ کا طواف مکمل کر لیا، تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی، پھر سلام پھیر کر چل دیئے، اور صفا پر آ گئے، اور صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے، اور جب تک اپنا حج کرنے سے فارغ نہیں ہوئے، تب تک حج سے حرام ہونے والی چیزیں آپ کے لیے حلال نہیں ہوئیں، اور آپ نے نحر کے دن (دس ذوالحجہ کو) قربانی کی اور طواف افاضہ کیا، اور طواف افاضہ کرنے کے بعد آپ کے لیے حرام ہونے والی ہر چیز حلال ہو گئی، اور لوگوں میں سے جس نے قربانی کی، اور قربانی ساتھ لایا تھا، اس نے بھی اس طرح کیا، جس طرح آپ نے کیا تھا۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت حج مفرد کا احرام باندھا تھا، پھر اس کے ساتھ عمرہ کو ملا لیا، اور تلبیہ کہتے وقت حج سے پہلے عمرہ کا نام لیا، ((لبیك عن عمرة وحج)) اس طرح آپ قارن بن گئے، اور قرآنی اصطلاح اور لغت کی رو سے حج قران کو حج تمتع سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور حج تمتع اگر اصطلاحی معنی میں ہو، تو اس سے مراد ہو گا کہ حج سے پہلے حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے ہی حج کا احرام باندھ لے۔ ❷ جس وقت انسان حج تمتع کرتا ہے تو اس پر قربانی کرنا لازم ہے، لیکن اگر اسے قربانی کی استطاعت نہیں ہے تو پھر وہ قربانی کی جگہ دس روزے رکھے گا، تین روزے دس ذوالحجہ سے پہلے، مذاہب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شوافع اور مالک کا نظریہ یہ ہے کہ یہ تین روزے عمرہ سے فراغت کے بعد رکھے جائیں گے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ تین روزے حج کا احرام باندھ کر رکھے جائیں، یعنی چھ، سات اور آٹھ ذوالحجہ کا روزہ رکھا جائے، اگر حج کا احرام باندھنے سے پہلے رکھ لے، یعنی حج کا احرام آٹھ ذوالحجہ سے پہلے نہ باندھے اور اس سے پہلے روزے رکھ لے تو پھر بھی درست ہے، اگر عمرہ کے افعال سے فراغت سے پہلے روزے رکھے گا، تو یہ روزے کفایت نہیں کریں گے، اگر یہ روزے دس ذوالحجہ سے پہلے نہ رکھ سکے، تو یہ روزے ایام تشریق (۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ) کو رکھے جا سکتے ہیں، حنابلہ کا موقف بھی یہی ہے، لیکن ان کے نزدیک عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے عید کے دن سے پہلے پہلے رکھنا جائز ہے، اور افضل یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ کر آخری روزہ عرفہ نو ذوالحجہ کا ہو) اگر ایام تشریق کے بعد روزے رکھے گا، تو گناہ گار ہو گا، لیکن دم نہیں پڑے گا۔

حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں دس روزے مسلسل رکھنے ہوں گے، اور تاخیر کی بنا پر ایک قربانی واجب ہو گی۔

حنفیہ کے نزدیک بھی عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد سے عید کے دن سے پہلے پہلے رکھنا جائز ہے، اگر کسی نے یہ روزے نہ رکھے اور عید کا دن آ گیا، تو اس کے لیے قربانی ناگزیر ہے، اگر قربانی نہ کر سکے، تو وہ قربانی کے بغیر اپنا احرام کھول دے گا اور صاحب الفقه ائمه المذهب الاربعه کے قول کے مطابق اس پر دو قربانیاں (ہدایہ اولین ص ۲۶۰) لازم آئیں گی، اور بقول امام نووی جب توفیق ہو گی، قربانی کرے گا، اس میں سے باقی سات روزوں کے بارے میں ائمہ کا موقف یہ ہے، (احناف کے نزدیک جب حج سے فارغ ہو کر منی سے مکہ لوٹ آئے، تو سات روزے رکھ لے گا، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ سات روزے وطن واپس آ کر رکھے جائیں گے، مالکیہ کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہی ہے۔

[2983] ۱۷۵۔(۱۲۲۸)وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[2983] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من ساق البدن معه برقم (١٦٩١) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٤٥)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَتُّعِ النَّاسِ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2983] ۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے حج تمتع اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں کے حج تمتع کی روایت، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح بیان کرتی ہیں۔

۲۵...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ إِلَّا فِي وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ

باب ۲۵: حج قران کرنے والا اس وقت حلال ہوگا، جس وقت حج افراد کرنے والا حلال ہوتا ہے

[2984] ۱۷۶ ـ (۱۲۲۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

[2984] ۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگ حلال ہو چکے ہیں، اور آپ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بالوں کو چپکا لیا ہے، اور اپنی ہدی کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے، اس لیے میں قربانی کرنے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔''

[2985] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ لَمْ تَحِلَّ بِنَحْوِهِ.

[2985] یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ نے احرام کیوں نہیں کھولا؟ آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[2984] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦٦) واخرجه كذلك في باب: فتل القلائد للبدن والبقر برقم (١٦٩٧) واخرجه كذلك في باب: من لبد راسه عند الاحرام وحلق برقم (١٧٢٥) واخرجه كذلك في المغازي، برقم (٤٣٩٨) بمعناه۔ واخرجه كذلك في اللباس، باب: التلبيد برقم (٥٩١٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، برقم (١٨٠٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: تقليد الهدى برقم (٥/ ١٧٢) واخرجه كذلك في باب: التلبيد عند الاحرام برقم (٥/ ١٣٦) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: من لبد راسه برقم (٣٠٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٠٠)

[2985] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٧٤)

[2986] ١٧٧ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ ((إِنِّي قَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَبَّدْتُ رَأْسِي فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ)).

[2986] ۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ لوگ احرام کھول چکے ہیں، اور آپ نے اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالا ہے، اور اپنے سر کے بال چپکا لیے ہیں، اس لیے میں اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتا، جب تک حج سے فارغ نہ ہو جاؤں۔''

[2987] ١٧٨ـ(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

[2987] ۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اے اللہ کے رسول! آگے باب کی پہلی روایت جو امام مالک سے مروی ہے کی طرح ہے، ''میں قربانی کرنے تک حلال نہیں ہوسکتا۔''

[2988] ١٧٩ـ(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُالْمَجِيدِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي ((فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ)) هَدْيِي.

[2988] ۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سال اپنی بیویوں کو احرام کھولنے کا حکم دیا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، تو میں نے سوال کیا، آپ کو حلال ہونے سے کون سی چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بال چپکا لیے ہیں اور اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈال دیا ہے، اس لیے میں جب تک اپنی ہدی نحر نہ کرلوں، حلال نہیں ہوسکتا۔''

فائدہ:...... قارن افعال عمرہ کی ادائیگی کے بعد حلال نہیں ہوسکتا، وہ حج افراد کرنے والے کی طرح محرم ہی رہے گا اور دس (١٠) ذوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد احرام کھولے گا۔

[2986] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٧٤)

[2987] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٧٤)

[2988] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٧٤)۔

٢٦...... بَابٌ: بَيَانِ جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْإِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ

باب ٢٦: احصار کی صورت میں احرام کھولنا جائز ہے اور قران کرنا بھی جائز ہے

[2989] ١٨٠-(١٢٣٠) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰى إِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَآءِ الْتَفَتَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا جَآءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهٖ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى أَنَّهٗ مُجْزِءٌ عَنْهُ وَأَهْدٰى.

[2989]۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے دور میں عمرہ کرنے کے لیے نکلے، اور فرمایا: ''اگر مجھے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا گیا، تو ہم اس طرح کریں گے، جیسا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیا تھا، وہ (مدینہ) سے نکلے اور (میقات سے) عمرہ کا احرام باندھا اور چل دیئے، جب مقام بیداء پر پہنچے، اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، حج اور عمرہ کا معاملہ یکساں ہے، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لی ہے، پھر چل پڑے، جب بیت اللہ پہنچے تو اس کے سات چکر لگائے اور صفا اور مروہ کے درمیان بھی سات چکر لگائے، اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا، ان کی رائے میں ان کے لیے یہی کافی تھا، اور انہوں نے قربانی کی۔

فوائد:...... ① احصار کے بارے میں اختلاف ہے، بہت سے صحابہ اور تابعین کے نزدیک جو چیز بھی بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بنے، دشمن ہو یا مرض وزخم یا کسی قسم کا خوف وخطرہ وہ احصار ہے، اور احناف کا موقف بھی یہی ہے، لیکن امام مالک، امام شافعی، امام احمد کے نزدیک احصار کا تعلق صرف دشمن سے ہے، اس کے سوا کسی صورت میں احرام کھولنا جائز نہیں ہے، ہرصورت میں جب موقعہ ملے گا، بیت اللہ کا طواف کر کے احرام کھولے گا۔ ② فتنہ سے مراد جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حجاج بن یوسف کے درمیان جنگ ہونے کا خطرہ ہے، جس کا تعلق ۷۲ھ سے ہے۔ ③ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج قران کیا تھا، اور اس کے لیے صرف ایک سعی کی تھی، جو طواف قدوم کے ساتھ کر لی تھی، بعد میں طواف افاضہ کے ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تھی، اور حج قران کے لیے قربانی دی تھی، جس پر امام ابن حزم رحمہ اللہ کے سوا تمام

[2989] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المحصر، باب: اذا احصر المعتمر برقم (١٨٠٦) واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية برقم (٤١٨٣) باختصار- انظر (التحفة) برقم (٨٣٧٤)

ائمہ کا اتفاق ہے، امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی صرف متمتع پر لازم ہے، قارن پر قربانی نہیں ہے۔

[2990] ۱۸۱-(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ كَلَّمَا عَبْدَاللّٰهِ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ فَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ إِنْ خُلِّيَ سَبِيلِي قَضَيْتُ عُمْرَتِي وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [الاحزاب: ۲۱] ثُمَّ سَارَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْحَجِّ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ.

[2990]۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، جن دنوں حجاج، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے مکہ پہنچا تھا، عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی، دونوں نے عرض کیا، اگر آپ اس سال حج نہ کریں، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے، لوگوں میں جنگ ہوگی، جو آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگی، تو انہوں نے جواب دیا، اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ کھڑی ہوئی، تو میں ویسے کروں گا، جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا، جبکہ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تھے، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے عمرہ کی نیت کر لی ہے، پھر وہ (مدینہ سے) چل پڑے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو عمرہ کا تلبیہ کہا، پھر کہا، اگر میرا راستہ چھوڑ دیا گیا، تو میں اپنا عمرہ ادا کروں گا، اور اگر میرے اور عمرہ کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی گئی تو ویسے کروں گا جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:۲۱)

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔'' پھر چل پڑے، جب مقام بیداء کی پشت پر پہنچے، کہنے لگے دونوں

[2990] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة الحديبية برقم (٤١٨٤) باختصار- انظر (التحفة) برقم (٨١٦٩)

(حج اور عمرہ) کا معاملہ یکساں ہی ہے، اگر میرے اور عمرہ کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی، تو میرے اور حج کے درمیان بھی رکاوٹ پیدا ہوگی، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے عمرہ کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے، پھر چل پڑے، حتی کہ مقام قُدَید سے ہدی خرید لی، پھر دونوں کے لیے (حج اور عمرہ کے لیے) بیت اللہ اور صفا و مروہ کا ایک ہی طواف کیا، پھر دونوں سے اس وقت تک حلال نہیں ہوئے، حتی کہ دونوں سے حج کرکے نحر کے دن حلال ہوگئے۔

[2991] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجَّ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَكَانَ يَقُولُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

[2991] نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، جس سال حجاج، ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے آیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا، اور مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا، حدیث کے آخر میں ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے، جس نے حج اور عمرہ اکٹھا کیا، اس کے لیے ایک طواف کافی ہے، اور وہ اس وقت حلال نہیں ہوگا، جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے۔

[2992] ١٨٢-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي وَأَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[2991] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٨١)

[2992] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج، باب: طواف القارن برقم (١٦٤٠) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسک الحج، باب: اذا اهل بعمرة هل یجعل معها حجا برقم (٥/ ١٥٨) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٩)

[2992] ۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس سال حجاج، ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں اترا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کرنے کا ارادہ کیا، تو ان سے عرض کیا گیا، لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے، اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیں گے، تو انہوں نے جواب دیا، ''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں، میں ویسے کروں گا، جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے عمرہ کی نیت کر لی ہے، پھر چل پڑے حتی کہ جب مقام بیداء کی بلندی پر پہنچے، کہنے لگے، حج اور عمرہ کی صورت حال یکساں ہی ہے۔

[2993] ۱۸۳۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ حِينَ قِيلَ لَهُ يَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ.

[2993] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ واقعہ بیان کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا تذکرہ صرف حدیث کے آغاز میں کیا ہے جب ان سے کہا گیا کہ وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے تو کہا تب میں ویسے کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور حدیث کے آخر میں یہ بھی نہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا لیث نے اس کا تذکرہ کیا تھا۔

٢٧......بَابٌ: فِي الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ

باب۲۷ : حج افراد اور حج قران

[2994] ۱۸٤۔(۱۲۳۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا.

[2994]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (یحییٰ رحمہ اللہ کی رو سے) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج افراد کا تلبیہ کہا اور (ابن عون کی روایت کی رو سے) رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کا تلبیہ کہا۔

[2993] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: طواف القارن برقم (١٦٣٩) واخرجه كذلك فی باب: من اشترى الهدى من الطريق برقم (١٦٩٣) انظر (التحفة) برقم (٧٥٢٣)

[2994] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٢١)

[2995] ١٨٥ـ(١٢٣٢) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَسٌ مَا تَعُدُّونَنَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)).

[2995]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے ہوئے سنا، بکر کہتے ہیں، میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے کہا، آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا تھا، تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ملا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول سنایا، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، تم ہمیں تو بچہ ہی سمجھتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبيك عمرة و حجاً کہتے ہوئے سنا۔

[2996] ١٨٦ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَنَسٍ فَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ كَأَنَّمَا كُنَّا صِبْيَانًا.

[2996]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا، بکر کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا، ہم نے حج کا احرام باندھا، تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹا، اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا، ہم تو گویا بچے ہی تھے۔

فائدہ:...... ذوالحلیفہ سے احرام، سب نے حج افراد کا باندھا تھا، بعد میں جب وادی عقیق میں، حج کے ساتھ عمرہ کا حکم نازل ہوا تو آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملا لیا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائی کیفیت بیان کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بعد والی، اس لیے دونوں روایات میں تضاد نہیں ہے، کیونکہ حدیث نمبر ۱۷۴ میں خود حضرت ابن عمر نے بیان کیا ہے اور آپ ﷺ نے حج اور عمرہ کو ملایا تھا۔

[2995] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: بعث علي بن ابي طالب عليه السلام وخالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع برقم (٤٣٥٣) و (٤٣٥٤) بمعناه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: القران برقم (٥/ ١٥٠، ٥/ ١٥١) انظر (التحفة) برقم (٦٦٥٧)

[2996] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٨٥)

٢٨...... بَاب: مَا يَلْزَمُ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ

باب ۲۸: حج کا احرام باندھنے والے کے لیے، مکہ پہنچ کر، طواف اور سعی لازم ہے

پاکستانی نسخہ ہے: حاجی کے لیے طواف قدوم اور اس کے بعد سعی مستحب ہے

[2997] ١٨٧ - (١٢٣٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيَصْلُحُ لِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا.

[2997]۔ وبرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا، کیا عرفات میں وقوف سے پہلے میرے لیے بیت اللہ کا طواف کرنا درست ہے، انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ تو اس آدمی نے کہا، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، عرفات پہنچنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کر، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے حج کیا، اور عرفات جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا، تو کیا تیرے لیے، اگر تیرا، دعویٰ ایمان سچا ہے، نبی اکرم ﷺ کے قول کو اختیار کرنا صحیح ہے یا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول۔

[2998] ١٨٨ - (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَأَيُّنَا أَوْ أَيُّكُمْ لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا۔

[2998]۔ وبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا، میں نے حج کا احرام باندھا ہے، تو کیا میں بیت اللہ کا طواف کروں؟ انہوں نے فرمایا: تیرے لیے کیا رکاوٹ ہے؟ اس نے کہا، میں نے

[2997] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: طواف من افراد الحج برقم (٥/ ٢٢٤) انظر (التحفة) برقم (٨٥٥٥)

[2998] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٨٧)

فلاں کے بیٹے کو دیکھا ہے، وہ اسے ناپسند کرتا ہے، اور آپ ہمیں اس سے زیادہ محبوب ہیں۔ کیونکہ انہیں ہم نے دنیا کی آزمائش میں پڑتے دیکھا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم میں سے یا تم میں سے کون دنیا کے فتنہ میں مبتلا نہیں ہے؟ پھر فرمایا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے حج کا احرام باندھا، اور بیت اللہ کا طواف کر کے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، اگر تم دعویٰ ایمان میں سچے ہو تو تمہارے لیے اللہ کا طریقہ اور اس کے رسول کا طریقہ، فلاں کے طریقہ سے اتباع کے زیادہ لائق ہے۔

فائدہ :...... حج افراد اور حج قران کرنے والے کے لے طواف قدوم، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل کے نزدیک واجب نہیں ہے، اگر کوئی شخص ایسے تنگ وقت میں مکہ معظمہ پہنچتا ہے کہ اگر وہ طواف قدوم کرنے لگے، تو اس کا عرفات کا وقوف رہ جائے گا، جو بالا جماع حج کا رکن اعظم ہے، جس کے بغیر حج کالعدم ہے، تو وہ طواف قدوم کیے بغیر عرفات چلا جائے گا، اور اس پر دم لازم نہیں آئے گا، لیکن امام مالک، ابوثور اور بعض شافعی ائمہ کے نزدیک طواف قدوم واجب ہے، اگر یہ رہ جائے تو ایک جانور کی قربانی لازم آتی ہے، قاضی شوکانی نے بھی طواف قدوم کو آپ کے فعل کی بنا پر لازم قرار دیا ہے، لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ اگر انسان کے پاس ہدی نہیں ہے، تو وہ وقوف عرفات سے پہلے، بیت اللہ کا طواف نہ کرے، اگر وہ بیت اللہ کا طواف کرے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے پاس قربانی نہیں تھی، انہیں اس طواف کو عمرہ بنانے کا حکم دیا، لہٰذا یہ متمتع ہو جائے گا، مفرد یا قارن نہیں رہے گا، لیکن اگر اس کے پاس قربانی ہو، تو پھر طواف قدوم اور سعی کر سکتا ہے، اس کے بارے میں یہ کہنا وہ مفرد کے لیے طواف قدوم کے قائل نہیں تھے، درست نہیں ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فتنہ دنیا میں مبتلا اس لیے قرار دیا گیا ہے، کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے گورنر بن گئے تھے، جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی عہدہ یا منصب قبول نہیں کیا تھا۔

۲۹...... بَاب: بَيَانِ اَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَّا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَاَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَّا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُوْمِ وَكَذٰلِكَ الْقَارِنُ

باب ۲۹: عمرہ کا طواف احرام باندھنے والا سعی سے پہلے طواف کر کے حلال نہیں ہوگا اور حج کا احرام باندھنے والا طوافِ قدوم سے حلال نہیں ہوگا، اسی طرح حج قران والا ہے

[2999] ۱۸۹۔(۱۲۳۴) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

[2999] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: قول الله تعالی: ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ برقم (۳۹۵) واخرجه كذلك فی الحج، باب: صلى النبی ﷺ لسبوعه ركعتين برقم (۱۶۲۳) بمعناه۔ واخرجه كذلك فی باب: من صلى ركعتی الطواف خلف المقام برقم (۱۶۲۷) باختصار۔ واخرجه كذلك فی باب: ما جاء فی السعی بين الصفا والمروة برقم (۱۶۴۵) ←

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

[2999]۔عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا، جو مکہ آ کر عمرہ کرنا چاہتا ہے، اس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا، لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی، کیا وہ اپنی بیوی سے تعلقات قائم کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے، بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی، اور صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے، اور رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں، (کوئی انسان سعی سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا)۔

[3000] (...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

[3000] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف عمل، اگر کسی جلیل القدر صحابی کا بھی ہو، تو وہ قابل قبول نہیں ہے، آپ ﷺ کے صریح قول اور فعل کی موجودگی میں کسی کا قول و فعل نظر انداز کر دیا جائے گا، آپ ﷺ ہی کے قول و فعل پر عمل ہوگا۔

پاکستانی نسخہ: حج کا احرام باندھنے والا طواف قدوم سے حلال نہیں ہوگا، یہی حکم قارن کا ہے۔

[3001] ۱۹۰۔(۱۲۳۵) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ

و (۱٦٤٧) باختصار۔ واخرجه كذلك في العمرة، باب: متى يحل المعتمر برقم (۱۷۹۳) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: طواف من اهل بعمرة برقم (٥/ ٢٢٥) واخرجه كذلك في باب: اين يصلي ركعتي الطواف برقم (٥/ ٢٣٥) باختصار واخرجه كذلك في باب: خروج النبي ﷺ الى الصفا من الباب الذي يخرج منه برقم (٥/ ٢٣٥) باختصار۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، برقم (۲۹۵۹) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (۷۳۵۲)

[3000] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۲۹۸۹)

[3001] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من طاف بالبيت اذا قدم مكة قبل ان

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذٰلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِينِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلُنِي أَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رضي الله عنها أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَؤُنَ بِشَيْءٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَآنِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

[3001]۔ محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ایک عراقی آدمی نے مجھے یہ کہا، میری خاطر، عروہ بن زبیر سے دریافت کیجئے، ایک آدمی حج کا احرام باندھتا ہے، تو جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لیتا ہے، تو کیا وہ حلال ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر وہ تمہیں یہ جواب دیں کہ وہ حلال نہیں ہوگا، تو ان سے کہنا، ایک آدمی اس کا قائل ہے، تو میں نے

← يرجع الى بيته ثم صلى ركعتين ثم خرج الى الصفا برقم (١٦١٤) و (١٦١٥) باختصار۔ واخرجه كذلك في باب: الطواف على وضوء برقم (١٦٤١) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٩٠)

عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے کہا، جو حج کا احرام باندھتا ہے، وہ حج سے فراغت کے بعد حلال ہوگا، میں نے کہا، ایک آدمی کا یہی قول ہے، تو انہوں نے کہا، ان سے کہنا، ایک آدمی بتاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کیا ہے، اور کیا وجہ ہے حضرت اسماء اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا کیا ہے، میں ان (عروہ) کے پاس آیا، اور ان سے اس کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا، یہ سائل کون ہے؟ میں نے کہا، میں نہیں جانتا، انہوں نے کہا، کیا وجہ ہے وہ خود آ کر مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ میرا گمان ہے وہ عراقی ہے، میں نے کہا، مجھے معلوم نہیں، انہوں نے کہا، اس نے غلط کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا، تو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، آپ نے مکہ پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ کیا، کہ آپ نے وضو کیا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا، اور سب سے پہلا کام یہی کیا کہ بیت اللہ کا طواف کیا، پھر وہ حج کے سوا نہیں بنا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کیا، میں نے انہیں دیکھا، انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا، اور وہ حج کے سوا نہیں بنا، پھر میں نے اپنے باپ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، انہوں نے بھی سب سے پہلا کام یہی کیا کہ بیت اللہ کا طواف کیا، پھر وہ حج کے سوا نہیں بنا، پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو ایسے کرتے دیکھا، لیکن ان کا حج ہی رہا (یعنی کسی کا حج طواف قدوم سے فسخ ہو کر عمرہ نہیں بنا) پھر آخری شخص جس کو میں نے یہ کام کرتے دیکھا، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے حج کو فسخ کر کے عمرہ نہیں بنایا، یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ان سے کیوں نہیں پوچھتے؟ جو صحابہ کرام فوت ہو چکے ہیں، جب وہ مکہ میں قدم رکھتے، بیت اللہ کے طواف سے پہلے کوئی کام نہیں کرتے تھے، پھر وہ حلال نہیں ہوتے تھے، میں نے اپنی والدہ اور خالہ (عائشہ) کو دیکھا ہے، وہ جب آتی ہیں، طواف سے پہلے کوئی کام نہیں کرتی ہیں، اس کے باوجود حلال نہیں ہوتی ہیں، اور مجھے میری والدہ نے بتایا ہے کہ وہ اس کی بہن، زبیر اور فلاں فلاں نے فقط عمرہ کیا، جب انہوں نے رکن اسود کا بوسہ لیا، تو حلال ہو گئے، عراقی نے جو بیان کیا ہے وہ غلط ہے۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا طواف بیت اللہ سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے، امام مالک، امام شافعی، احمد بن حنبل اور محدثین کے نزدیک طواف کے لیے باوضو ہونا شرط ہے، اس کے بغیر طواف نہیں ہوگا۔ احناف کے نزدیک طہارت شرط نہیں ہے بلکہ واجب ہے، اگر بلا طہارت طواف کرے گا تو طواف ہو جائے گا، لیکن ترک واجب کی بناء پر ایک بکری کی قربانی دینی ہوگی۔ ❷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ ہے کہ جو انسان حج افراد کا احرام باندھتا ہے، اگر وہ قربانی ساتھ نہیں لاتا، اور آ کر بیت اللہ کا طواف کر لیتا ہے، تو اس کا یہ طواف اور سعی عمرہ میں بدل جائیں گے، اور حج فسخ ہو جائے گا، کیونکہ آپ نے حجۃ الوداع میں یہی حکم دیا تھا، کہ جن کے پاس ہدی نہیں ہے، وہ سب حلال ہو جائیں اور اس حدیث کا آخری حصہ ((فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ

حَـلُّـوا)) وہ رکن اسود کو بوسہ دینے سے فارغ ہو گئے، (حلال ہو گئے) یعنی جب انہوں نے طواف قدوم کر لیا اور اس کے بعد سعی کر لی تو حلال ہو گئے، یہی ابن عباس کا نظریہ ہے، اور جو لوگ حلال نہیں ہوئے، وہ وہی تھے جن کے پاس قربانیاں تھیں، لیکن اکثر ائمہ اور بہت سے صحابہ کرام کا موقف یہ ہے کہ فسخ کا حکم حجۃ الوداع سے خاص ہے، اب طواف کا آغاز کرنے کے بعد حج کو فسخ نہیں کیا جا سکتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بیت اللہ کے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے وہ حلال ہو جائے گا، بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ جس کے پاس قربانی نہیں ہے، اور وہ بیت اللہ کا طواف کر لیتا ہے، تو اب اس کو سعی کر کے حلال ہونا پڑے گا، اگر وہ حلال نہیں ہونا چاہتا، تو بیت اللہ کا طواف قدوم نہ کرے، حج کے لیے طواف افاضہ ہی کرے اور حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حلال ہونے والوں میں شمار کیا گیا ہے، یہ اس اعتبار سے تو درست ہے کہ انہوں نے حج تمتع کی نیت کر لی تھی، جس میں عمرہ کر کے انسان حلال ہو جاتا ہے، لیکن بعد میں جب انہیں حیض آنے لگا، تو وہ اپنی اس نیت پر عمل نہیں کر سکیں تھیں، کیونکہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی تھیں، اس لیے ان کی طرف حلال ہونے کی نسبت محض نیت اور ارادہ کے اعتبار سے ہے، عملاً ایسا نہیں ہوا، حضرت عروہ نے سب حضرات کے طواف کا تذکرہ کیا ہے، سعی کو نظر انداز کر دیا ہے، کیونکہ یہ تو معلوم ہی ہے، سب نے طواف کے بعد سعی کی تھی، ان کا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ طواف وسعی سے حلال ہونا ضروری نہیں ٹھہرتا، یہ سب حضرات قارن تھے اور ان کے پاس قربانیاں تھیں، اس لے ان کا احرام نہ کھولنا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سعی ضروری نہیں ہے، کیونکہ سعی عمرہ اور حج کا رکن ہے، اس کے بغیر نہ عمرہ ہو سکتا ہے اور نہ حج، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور باقی محدثین رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، لیکن امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، اور حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی واجب ہے لیکن رکن نہیں ہے، امام ابن قدامہ کے نزدیک امام احمد کا موقف بھی یہی ہے، اگر رہ جائے تو ایک جانور کی قربانی سے تلافی ہو سکتی ہے۔ بعض صحابہ و تابعین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ سنت ہے، نہ رکن ہے اور نہ واجب، سوال یہ ہے کہ جب آپ نے سعی کی ہے تو آپ کے اسوہ حسنہ ہونے کا تقاضا کیا ہے، فقہی موشگافیوں کی بجائے ایک مسلمان کے پیش نظر ہر عمل میں یہ رہنا چاہیے کہ آپ نے یہ کام کیسے کیا، جب کہ یہ فرمان بھی موجود ہے۔

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)) میری طرح نماز پڑھو، ((خذوا عنی مناسككم)) حج میں میرے طرز عمل کو اپناؤ، تو اس لیے ہر کام آپ کے طریقہ کے مطابق کیا جائے گا۔

[3002] ١٩١ ـ (١٢٣٦) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

[3002] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب ما يفعل من اهل بعمرة واهدى ←

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) فَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

[3002]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے نقل کرتے ہیں، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم احرام باندھ کر چلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس قربانی ہے، وہ اپنا احرام برقرار رکھے، اور جو قربانی ساتھ نہیں لایا، وہ حلال ہو جائے۔'' میرے پاس قربانی نہیں تھی، اس لیے میں نے احرام کھول دیا، اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی تھی، اس لیے وہ حلال نہ ہوئے، وہ بیان کرتی ہیں، میں نے اپنے (حلال ہونے والے) کپڑے پہن لیے، پھر نکل کر زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جا بیٹھی، تو وہ کہنے لگے، میرے پاس سے چلی جاؤ، تو میں نے کہا، کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ میں تم پر جھپٹ پڑوں گی؟

[3003] ۱۹۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْخِي عَنِّي اسْتَرْخِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

[3003]۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم حج کا احرام باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ پہنچے، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی، صرف یہ فرق ہے کہ اس روایت میں قُومِي عَنِّي کی جگہ دو دفعہ اسْتَرْخِي عَنِّي ہے، مجھ سے دور ہو جا، مجھ سے دور ہو جا۔

[3004] ۱۹۳۔(۱۲۳۷) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو

← برقم (٥/ ٢٤٦) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: فسخ الحج برقم (٢٩٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٣٩)

[3003] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٩٢)

[3004] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمرة، باب: متى يحل المعتمر برقم (١٧٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٢٣)

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُونِ تَقُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ أَنَّ مَوْلٰى أَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ.

[3004]۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں، کہ وہ جب بھی حجون سے گزرتیں، میں انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا، اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے، ہم آپ کے ساتھ اس حال میں یہاں اترے کہ ہمارے خوراک کے تھیلے ہلکے تھے، (خوراک کم تھی) ہماری سواریاں بھی تھوڑی تھیں اور زادسفر بھی کم تھا، میں، میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا، زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کا ارادہ کیا، جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کر لیا، ہم حلال ہو گئے، پھر ہم نے (آٹھ ذوالحجہ کو) زوال کے بعد حج کا احرام باندھا، امام صاحب کے استاد ہارون کی روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام کا نام نہیں لیا گیا، حقائب، حقيبة کی جمع ہے، سامان وغیرہ رکھنے کا تھیلا مراد ہے۔

فائدہ:......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے راستہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حج کو عمرہ سے تبدیل کر لیا، لیکن حضرت عائشہ حیض کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عمرہ تو کر لیا، لیکن ہدی ساتھ لانے کی وجہ سے حلال نہ ہو سکے، باقی حضرات نے آٹھ ذوالحجہ کو نئے سرے سے حج کا احرام باندھا۔

۳۰...... بَابٌ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ

باب ۳۰: حج تمتع کا بیان

[3005] ۱۹۴-(۱۲۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَخَّصَ فِيهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ هٰذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ فِيهَا فَادْخُلُوا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيهَا.

[3005] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۳۳)

[3005] ۔مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں دریافت کیا؟ انہوں نے اس کی اجازت دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے روکتے تھے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے، ان کے پاس جاؤ، اور ان سے پوچھ لو، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ ایک بھاری بھرکم اور نابینا عورت تھیں، انہوں نے بتایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی ہے۔

[3006] ١٩٥۔(. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ جَمِيعًا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَفِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِي مُتْعَةُ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ.

[3006] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ایک کے استاد نے اپنی روایت میں صرف متعہ کہا، متع الحج نہیں کہا اور دوسرے کے استاد نے کہا، مجھے معلوم نہیں ہے، مسلم قری نے متعہ الحج کہا یا متعۃ النساء۔

[3007] ١٩٦۔(١٢٣٩) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْقُرِّيُّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُولُ أَهَلَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ.

[3007] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کے ساتھ) عمرہ کا تلبیہ کہا اور آپ کے ساتھیوں نے حج کا تلبیہ کہا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جو ساتھی ہدی ساتھ لائے تھے، حلال نہ ہوئے، اور باقی حلال ہو گئے، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل تھے، جو ہدی ساتھ لائے تھے، اس لیے وہ محرم ہی رہے۔

[3008] ١٩٧۔(. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا

[3006] تفرد مسلم في تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٣٣)

[3007] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في الاقران برقم (١٨٠٤) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى برقم (٥/ ١٨١) انظر (التحفة) برقم (٦٤٦٢)

[3008] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٢٩٩٧)

شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا.

[3008] ۔یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں،لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ اور ایک اور آدمی ان لوگوں میں سے تھے، جن کے ساتھ ہدی نہ تھی، اس لیے دونوں حلال ہو گئے۔(صحیح بات یہ ہے کہ حضرت طلحہ کے پاس قربانی تھی،جیسا کہ حضرت جابر کی متفق علیہ حدیث ہے)

٣١...... بَاب: جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ

باب ٣١: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے

[3009] ١٩٨ ـ(١٢٤٠)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ ((قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ)).

[3009] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (جاہلیت کے دور میں) لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین میں سب سے بڑی برائی سمجھتے تھے،اور وہ محرم کے مہینہ کو صفر قرار دیتے اور کہتے تھے،جب اونٹوں کی پشتوں کے زخم ٹھیک ہو جائیں،اور نقش قدم مٹ جائیں یا زخموں کے نشان مٹ جائیں اور ماہ صفر گزر جائے تو عمرہ کرنے والوں کے لیے عمرہ حلال ہو جاتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی چار ذوالحجہ کی صبح (مکہ مکرمہ) پہنچے اور انھوں نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا، آپ نے انہیں، اس کو عمرہ قرار دینے کا حکم دیا، یہ بات ان کے لیے انتہائی گرانی کا باعث بنی، تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کس قسم کا حلال ہونا ہے، آپ نے فرمایا: ''مکمل طور پر حلال ہو جاؤ۔''

[3009] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى برقم (١٥٦٤) واخرجه كذلك في مناقب الانصار، باب: ايام الجاهلية برقم (٣٨٣٢) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى برقم (٥/ ١٨٠ ـ ١٨١) انظر (التحفة) برقم (٥٧١٤)

مفردات الحدیث ❶ بَرَأَ الدَّبَرُ: سفر میں اونٹوں کی پشتوں پر ساز وسامان لادنے سے، ان کی پشتیں چھل جاتی ہیں، سفر سے واپسی کے بعد کچھ عرصہ آرام ملنے سے وہ زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ ❷ عَفَا الْأَثَرَ: لوگوں اور سواریوں کی آمدورفت سے راستہ پر نشان قدم پڑ جاتے ہیں، اور جب آمدورفت بند ہو جائے، تو یہ نقش مٹ جاتے ہیں، ایک ماہ کا عرصہ گزرنے پر دونوں کام حاصل ہو جاتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ زخم درست ہونے کے بعد ان کے نشان بھی مٹ جائیں۔ ❸ تَعَاظَمَ: انتہائی ناگواری اور گرانی پیدا ہوگئی، کیونکہ یہ لوگ حج سے پہلے عمرہ کے عادی نہ تھے، بلکہ اس کو جرم وگناہ تصور کرتے تھے، اس سے پہلے ذوالقعدہ میں عمرے کیے گئے ہیں، لیکن ان کے بعد حج نہیں کیا گیا، اس لیے وہاں ناگواری پیدا نہ ہوئی اور نہ ہی رسم جاہلیت پر زد پڑی۔

فائدہ:...... عرب لوگ جنگ وجدال اور لوٹ مار کے عادی تھے، اس لیے مسلسل تین ماہ قتل و غارت اور لوٹ مار سے رکے رہنا ان کے لیے بہت مشکل تھا، اس لیے انہوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ حج سے فراغت کے بعد، اس کام کو شروع کرنے کے لیے انہوں نے محرم کو صفر بنا ڈالا، اور اس میں لوٹ مار کی عادت پوری کر لی، اس کے بعد والے مہینہ کو محرم بنا ڈالا اور اس میں عمرہ کر لیتے، قرآن مجید نے اس رسم کو ''نسی'' کا نام دیا ہے، اور اس کو کافرانہ فعل قرار دیا ہے۔

[3010] ۱۹۹-(. . .) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُولُ أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ ((مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً))

[3010]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لیے احرام باندھا، اور چار ذوالحجہ کو پہنچ کر، صبح کی نماز (مکہ مکرمہ میں) ادا کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو فرمایا: ''جو حج کے احرام کو عمرہ سے بدلنا چاہتا ہو، وہ اس کو عمرہ کا احرام قرار دے لے۔''

[3011] ۲۰۰-(. . .) وحَدَّثَنَاه إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْمُبَارَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ كُلُّهُمْ

[3010] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: كم اقام النبي ﷺ في حجته برقم (١٠٨٥) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: الوقت الذي وافى فيه النبي ﷺ مكة برقم (٥/ ٢٠١-٢٠٢) انظر (التحفة) برقم (٦٥٦٥)

[3011] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٠٠)

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ وَأَمَّا أَبُو شِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيَّ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ.

[3011]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے، کچھ لفظی فرق کے ساتھ بیان کرتے ہیں، روح اور یحییٰ بن کثیر نے تو نصر رحمہ اللہ کی مذکورہ روایت کی طرح یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا، لیکن ابوشہاب کی روایت میں ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر چلے، ان سب اساتذہ کی روایت یہی ہے کہ آپ نے صبح کی نماز بطحاء میں ادا کی، لیکن جہضمی (نصر رحمہ اللہ) کی مذکورہ بالا روایت میں بطحاء کا تذکرہ نہیں ہے۔

[3012] ۲۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً.

[3012]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی عشرہ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو حج کا تلبیہ کہتے ہوئے پہنچے، تو آپ نے انہیں، اسے عمرہ بنا دینے کا حکم صادر فرمایا۔

[3013] ۲۰۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ بِذِي طَوًى وَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَوِّلُوا إِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ.

[3013]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز مقام ذوطویٰ میں پڑھی اور آپ چار ذوالحجہ کو پہنچے تھے، اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا، جس کے پاس قربانی نہیں ہے، وہ اپنے اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دیں لیں۔

[3014] ۲۰۳۔(۱۲٤۱) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ

[3012] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٠٠٠)

[3013] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٠٠٠)

[3014] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك، باب: فى افراد الحج برقم (١٧٩٠) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، برقم (٥/ ١٨١) انظر (التحفة) برقم (٦٣٨٧)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[3014]۔ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھا لیا ہے، (اس کے لیے الگ سفر نہیں کرنا پڑا) تو جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے، وہ مکمل طور پر حلال ہو جائے (احرام کھول دے) کیونکہ عمرہ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہو چکا ہے۔''

فائدہ:......اب جاہلیت کے رسم و رواج کے برعکس، حج کے مہینوں میں، تمتع اور قران کی شکل میں حج کے ساتھ عمرہ کیا جا سکتا ہے، اس میں کسی قسم کی قباحت برائی اور گناہ نہیں ہے۔

[3015] حَدَّثَنَا ٢٠٤ـ(١٢٤٢) مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَنِي بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3015]۔ ابو جمرہ ضبعی ﷫ بیان کرتے ہیں، میں نے حج تمتع کا ارادہ کیا، تو لوگوں نے مجھے اس سے روکا، میں ابن عباس ﷠ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انھیں نے مجھے حج تمتع کرنے کا مشورہ دیا، پھر میں بیت اللہ کی طرف چل پڑا، عمرہ کر کے سو گیا، تو خواب میں میرے پاس آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہا، عمرہ قبول ہے، اور حج مبرور (ہر عیب و نقص اور جرم و گناہ سے پاک) ہے، میں نے حضرت ابن عباس ﷠ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اپنے خواب سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ابو القاسم ﷺ کا طریقہ ہے، (قبول کیوں نہ ہوتا؟)

[3015] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدی برقم (١٥٦٧) واخرجه كذلك فی باب: ﴿فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدی، فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة كاملة ذلك لمن لم يكن اهله حاضری المسجد الحرام﴾ برقم (١٦٨٨) انظر (التحفة) برقم (٦٥٢٧)

٣٢...... بَاب: تَقْلِيدِ الْهَدْيِ وَإِشْعَارِهِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب ۳۲: احرام کے وقت قربانی کے گلے میں قلادہ ڈالنا اور کوہان کے دائیں طرف زخم لگانا

[3016] ٢٠٥ ـ(١٢٤٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ.

[3016] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی، پھر اپنی اونٹنی کو منگوایا اور اس کی کوہان کے دائیں طرف زخم لگایا اور خون کو صاف کر دیا، اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا، پھر اپنی اونٹنی (سواری) پر سوار ہوئے، جب آپ کی سواری بیداء پر سیدھی کھڑی ہوئی، تو آپ نے حج کا تلبیہ کہا۔

مفردات الحدیث

❶ أَشْعَرَهَا: اشعار سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے، علامت ونشانی، آگاہی واعلام، اور یہاں مقصد ہے، قربانی کے کوہان کے پاس علامت اور نشان کے طور پر، زخم لگانا، تاکہ لوگوں کو اس کے ہدی ہونے کا پتہ چل سکے۔ ❷ قَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ: گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالنا۔

فائدہ:...... اونٹ کے کوہان کی دائیں طرف چھری یا کسی اور دھار والا آلہ سے خون بہانا، امام ابوحنیفہ کے سوا تمام ائمہ کے نزدیک مستحب ہے، لیکن امام مالک اونٹ کی کوہان کے بائیں جانب اشعار کرنے کے قائل ہیں، متاخرین احناف نے امام صاحب کے قول (کہ اشعار بدعت ہے، اشعار مثلہ ہے؛) کی تاویل کی ہے، کہ ان کا قول ان لوگوں کے اشعار کے بارے میں ہے، جو انتہائی گہرا زخم لگاتے تھے، جس کی وجہ سے اونٹ کی ہلاکت کا خدشہ ہوتا تھا، وگرنہ امام ابوحنیفہ اشعار کو کیسے مکروہ کہہ سکتے ہیں، جبکہ بکثرت احادیث سے اشعار ثابت ہے، شرح صحیح مسلم، ج ۳، ص ۴۷۲، سعیدی، فتح الملہم ج ۳ ص ۳۱۰۔

اس طرح ہدی کی گردن میں (خواہ بکری ہو) جوتیوں کا ہار ڈالا جائے گا، امام مالک بکری کے گلے میں ہار ڈالنے کے قائل نہیں ہیں۔

[3016] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في الاشعار برقم (١٧٥٢) و (١٧٥٣) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في اشعار البدن برقم (٩٠٦) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: اى الشقين يشعر برقم (٥/ ١٧٠) واخرجه كذلك في باب: سلت الدم ←

[3017] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ.

[3017] امام صاحب اپنے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں ہے نبی اکرم ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے، اور نماز ظہر پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

٣٣...... بَاب: قَوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ أَوْ تَشَعَّبَتْ بِالنَّاسِ

باب ٣٣: ابن عباس سے یہ کہا یہ کیا فتویٰ ہے جو دلوں میں بیٹھ گیا ہے یا لوگوں کو پریشان کر دیا ہے یا انتشار میں ڈال دیا ہے

[3018] ٢٠٦-(١٢٤٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ أَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

[3018] ۔ بنو ہجیم کے ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، یہ فتویٰ جو لوگوں کے دلوں میں جم گیا ہے، یا جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے، کیا ہے، کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا، وہ حلال ہو جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہاری ناگواری کے باوجود، تمہارے نبی ﷺ کی سنت (طریقہ) ہے۔

نوٹ:...... اس حدیث کا اور بعد میں آنے والی احادیث ٢٠٨ تک کا مذکورہ بالا باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پاکستانی نسخوں میں، ان تین حدیثوں پر یہ باب قائم کیا گیا ہے، ابن عباس کو کسی کا کہنا، آپ کا یہ فتویٰ جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے۔

مفردات الحدیث

❶ تَشَغَّفَتْ: دلوں میں جاگزیں ہو گیا ہے۔ ❷ تَشَعَّبَتْ: پریشان کر دیا ہے۔ ❸ تَشَغَّبَتْ: انتشار و افتراق پیدا کر دیا ہے۔

← عن البدن برقم (٥/ ١٧١) واخرجه كذلك في باب: تقليد الهدى برقم (٥/ ١٧٢-١٧٣) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك، باب: اشعار البدن برقم (٣٠٩٧) انظر (التحفة) برقم (٦٤٥٩)

[3017] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٠٦)

[3018] تفرد مسلم في تخريجه- انظر (التحفة) برقم (٦٤٦٠)

[3019] ٢٠٧۔(۔ ۔ ۔)وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

[3019]۔ ابوحسان کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، اس مسئلہ کا لوگوں میں چرچا ہو گیا ہے، جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا، وہ حلال ہو جائے، طواف عمرہ ٹھہرتا ہے، انہوں نے جواب دیا، تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے، خواہ تمہیں ناگوار گزرے۔

مفردات الحدیث ✲ تَفَشَّغَ: پھیل گیا، عام ہو گیا۔

[3020] ٢٠۔(١٢٤٥)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ [الحج: ٣٣] قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[3020]۔ عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، بیت اللہ کا طواف کرنے والا حاجی ہو یا حاجی نہ ہو (عمرہ کرنے والا ہو) وہ حلال ہو جائے گا، ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے سوال کیا، وہ کس دلیل کی بنا پر یہ کہتے ہیں؟ عطاء نے جواب دیا، اللہ کے اس فرمان کی رو سے ”قربانی کے پہنچنے کی جگہ بیت اللہ ہے۔“ (سورۃ حج، آیت نمبر ٣٣) میں نے کہا، یہ تو وقوف عرفات کے بعد ہے، عطاء نے جواب دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، یہ وقوف عرفات کے بعد ہو یا پہلے، اور وہ یہ بات نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے لیتے تھے، کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں صحابہ کو حلال ہونے کا حکم دیا تھا۔

فائدہ :...... ان احادیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس مشہور نظریہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک اگر کسی نے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا ہے، لیکن وہ میقات سے یا خارج حرم سے ہدی ساتھ نہیں لایا، تو اگر وہ طواف قدوم کرے گا، اسے اس کو عمرہ بنا کر حلال ہونا پڑے گا۔ طواف بیت اللہ کے بعد صرف وہ شخص

[3019] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٦٤٦٠)

[3020] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المغازی، باب: حجة الوداع برقم (٤٣٩٦) انظر (التحفة) برقم (٥٩٢١)

محرم رہ سکتا ہے، جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، گویا وہ حج کا احرام فسخ کر کے، اسے عمرہ بنا دے گا، اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے گا، پھر بعد میں حج کے لیے مکہ مکرمہ سے احرام باندھے گا، امام احمد، امام اسحاق، حافظ ابن حزم، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم وغیرہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نظریہ کو قبول کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے، زاد المعاد، ج ۲، ص ۱۶۶ تا ۲۰۶

۳۴...... باب: التَّقْصِيرِ فِي الْعُمْرَةِ

باب ۳٤: عمرہ میں بال چھوٹے کروانا

پاکستانی نسخہ: عمرہ کرنے والے کے لیے بال ترشوانا جائز ہے، سر منڈوانا لازم نہیں ہے، اور بہتر یہ ہے تحلیق و تقصیر مروہ پر ہو۔

[3021] ۲۰۹-(۱۲٤٦) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَعْلَمُ هٰذَا إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ.

[3021]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال مروہ کے پاس، تیر کی دھار یا قینچی سے کاٹے تھے؟ تو میں نے انہیں جواب دیا، میرے نزدیک، میرے علم میں تمہارا یہ فعل، تمہارے خلاف دلیل ہے۔

فائدہ:...... انسان جب عمرہ کرتا ہے، تو بال مروہ پر کٹواتا یا منڈواتا ہے، اور حج میں بال منیٰ میں کٹوائے یا منڈوائے جاتے ہیں، اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوا، یہ واقعہ عمرہ کا ہے، جبکہ حضرت معاویہ، حج تمتع اور حج قران سے روکتے تھے، حج افراد کا حکم دیتے تھے، اس لیے حضرت ابن عباس نے فرمایا، یہ واقعہ تمہارے خلاف جاتا ہے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ عمرۃ القضاء یا عمرہ جعرانہ سے تعلق رکھتا ہے، کیونکہ وہ صلح حدیبیہ کے بعد دل سے مسلمان ہو چکے تھے، اگرچہ اسلام کا اظہار فتح مکہ کے وقت کیا ہے، اور حجۃ الوداع میں آپ کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں تقسیم کیے تھے اور آپ نے وہیں سر منڈوایا تھا۔

[3022] ۲۱۰-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ

[3021] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، برقم (۱۷۳۰) واخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك، باب: في الاقران برقم (۱۸۰۲) و (۱۸۰۳) واخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج، باب: التمتع برقم (۵/ ۱۵۳_۱۵٤) انظر (التحفة) برقم (۱۱٤۲۳)

[3022] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۰۱۱)

عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ أَوْ رَأَيْتُهُ يُقَصِّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ.

[3022] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مروہ پر، تیر کے پیکان سے کاٹے تھے، یا میں نے آپ کو دیکھا، مروہ پر آپ کے بال تیر کے پیکان سے کاٹے جا رہے ہیں۔

نوٹ:...... پاکستانی نسخہ میں آنے والی احادیث پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے۔

۳۵...... باب: جَوَازِ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ

باب۳۵: حج تمتع اور حج قران کا جواز

[3023] ۲۱۱۔(۱۲۴۷)حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

[3023] ۔حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے بلند آواز سے تلبیہ کہتے ہوئے نکلے، جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے ہمیں اس حج کے تلبیہ کو عمرہ قرار دینے کا حکم دیا، ان لوگوں کے سوا جو ہدی لائے تھے، جب ترویہ کا دن آیا اور ہم منیٰ کو چلے تو ہم نے حج کا احرام باندھا۔

[3024] ۲۱۲۔(۱۲۴۸)وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہما قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا

[3024] ۔حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم مکہ پہنچے اور ہم حج کے لیے بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے تھے۔

مفردات الحدیث ☆ نَصْرُخُ صراخاً: آواز بلند کر رہے تھے۔

[3023] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٢٢)

[3024] تفرد مسلم فی تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٢٢)

[3025] (١٢٤٩)حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

[3025]۔ ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم، متعۃ الحج اور متعۃ النساء کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم نے یہ دونوں متعے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ان دونوں سے روک دیا تھا، پھر ہم ان کی طرف نہیں لوٹے، یعنی انہیں نہیں کیا۔

فائدہ:...... متعۃ الحج سے مراد، حج تمتع اور حج قران ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حج افراد کی ترغیب دیتے تھے، اور متعۃ النساء کی بحث نکاح کے باب میں آئے گی۔

نوٹ:...... بلند آواز سے تلبیہ کہنے سے مساجد میں ذکر بالجہر پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ تلبیہ کو شرعی حکم کے تحت بلند آواز سے کہا جاتا ہے، اس طرح امام کے سلام پھیرنے کے وقت، بعض دعائیہ کلمات بلند آواز سے کہنے سے استدلال کرنا بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ آپ چند الفاظ ہی بلند آواز سے کہتے تھے، تاکہ سب کو سلام پھیرنے کا علم ہو سکے، باقی تمام دعائیں آہستہ آواز سے ہی کرتے تھے۔ علاوہ ازیں تلبیہ میں یا نماز کے بعد ذکر میں لوگوں کا بیک آواز کی شکل میں آواز بلند کرنا سنت سے ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ مسنون یہی ہے کہ ہر شخص الگ الگ بلند آواز سے لبیک کہے اور ذکر کرے۔

٣٦...... بَاب: إِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَدْيِهِ

باب ٣٦: نبی اکرم ﷺ کا احرام باندھنا اور ہدی ساتھ لینا

[3026] ٢١٣۔(١٢٥٠)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ

[3025] اخرجه مسلم في (صحيحه) في النكاح، باب: نكاح المتعة وبيان انه ابيح ثم نسخ، واستقر تحريمه الى يوم القيامة برقم (٣٤٠٣) انظر (التحفة) برقم (٣١٠٩)

[3026] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من اهل في زمن النبي ﷺ كاهلال النبي ﷺ برقم (١٥٥٨) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ١٠٩ برقم (٩٥٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٥)

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمَ أَهْلَلْتَ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ)).

[3026] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حاضر ہوئے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم نے احرام کس مقصد سے باندھا؟'' انہوں نے جواب دیا، میں نے نبی اکرم ﷺ جیسا احرام باندھا، آپ نے فرمایا: ''اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔''

[3027] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَانَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَلْتُ.

[3027] مصنف صاحب یہی روایت دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، جس میں بہز اَحْلَلْتُ کی بجائے حَلَلْتُ کہتا ہے۔

[3028] ۲۱٤۔(۱۲۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ وَعَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوا أَنَسًا رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)).

[3028] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں کا اکٹھا تلبیہ کہتے ہوئے سنا، ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وحجًا، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وحجًا،)) میں تیرے پاس عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔ میں تیرے پاس عمرہ اور حج کے لیے بار بار حاضر ہوں۔

[3029] ۲۱۵۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ

أَنَسًا رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا و قَالَ حُمَيْدٌ قَالَ أَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ)).

[3029] ۔امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں ایک راوی ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)) کہتا ہے اور دوسرا ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وحَجٍ)) کہتا ہے۔

[3027] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۳۰۱٦)

[3028] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك، باب: فى الاقران برقم (۱۷۹۵) واخرجه النسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج، باب: القران برقم (٥/ ۱٥۰) انظر (التحفة) برقم (۷۸۱)

[3029] تفرد مسلم فى تخريجه۔ انظر (التحفة) برقم (٥۷۰)

[3030] ٢١٦-(١٢٥٢) وحَدَّثَنَا سَعِيْدُوْا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ

عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا.

[3030]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، حضرت ابن مریم علیہ السلام فجّ الروحاء مقام سے حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھا تلبیہ کہیں گے۔

لِيَثْنِيَنَّهُمَا: دونوں کو ملائیں گے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آمد کے بعد عمرہ اور حج کریں گے۔

[3031] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ.

[3031] امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، اس میں ہے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔

[3032] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

[3032] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت کرتے ہیں، جس کے الفاظ مذکورہ بالا دونوں حدیث کی طرح ہیں۔

٣٧...... بَاب: بَيَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَمَانِهِنَّ

باب ٣٧: نبی اکرم ﷺ کے عمروں کی تعداد اور ان کا زمانہ (وقت)

[3033] ٢١٧-(١٢٥٣) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا

[3030] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٩٣)

[3031] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٩٣)

[3032] تفرد مسلم فی تخریجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٩٣)

[3033] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج، باب: كم اعتمر النبی ﷺ برقم (١٧٧٨۔١٧٧٩۔١٧٨٠) واخرجه كذلك فی الجهاد، باب: من قسم الغنيمة فی غزوه وسفره برقم (٣٠٦٦) ←

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعْرَانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

[3033] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے، اور اپنے حج والے عمرہ کے سوا، سب کے سب ذوالقعدہ میں کیے، ایک حدیبیہ والا عمرہ یا حدیبیہ کے وقت کا عمرہ ذوالقعدہ میں کیا، دوسرا اگلے سال ذوالقعدہ میں کیا، تیسرا جعرانہ سے، جہاں حنین کی غنیمتیں تقسیم کی تھیں، ذوالقعدہ میں کیا، اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ (ذوالحجہ میں) کیا۔

[3034] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَدَّابٍ.

[3034] قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کیے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، (مدینہ سے) صرف ایک حج اور چار عمرے کیے، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[3035] ٢١٨ـ(١٢٥٤) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى.

[3035] ۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کتنے غزوات میں حصہ لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، سترہ (١٧) میں، اور حضرت

← واخرجه كذلك في المغازي، باب: غزوة الحديبية وقول الله تعالى: ﴿لقد رضي الله عن المومنين اذ يبايعونك تحت الشجرة﴾ برقم (٤١٤٨) واخرجه ابو داود في (سننه) في الحج، باب: العمرة برقم (١٩٩٤) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء كم عن حج النبي ﷺ برقم (٨١٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٣)

[3034] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٢٣)

[3035] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة العشيرة او العسيرة برقم ←

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) انیس (۱۹) غزوات میں شرکت کی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں، ایک حج مکہ میں کیا تھا۔

[3036] ۲۱۹۔(۱۲۵۵) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَعَمْرِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ.

[3036]۔عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں، میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، اور ہم ان (عائشہ) کے مسواک کرنے کی آواز سن رہے تھے، وہ مسواک کر رہی تھی، میں نے پوچھا، اے ابوعبدالرحمٰن! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب میں عمرہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آواز دی، اے امی جان! جو کچھ ابوعبدالرحمٰن کہہ رہے ہیں، کیا وہ آپ سن نہیں رہیں ہیں؟ انہوں نے پوچھا، وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا، وہ کہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ رجب میں کیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ تعالیٰ، ابوعبدالرحمٰن کو معاف فرمائے، مجھے اپنی زندگی کی قسم! آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا، اور آپ نے جو عمرہ بھی کیا، یہ ان کے ساتھ تھے، عروہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سن رہے تھے، لیکن انہوں نے، لا یا نعم (نہ یا ہاں) نہ کہا، خاموش رہے۔

فائدہ:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں، پہلا عمرہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے سال، ذوالقعدہ میں، جو محض اجر و ثواب کے لحاظ سے ہوا، عملاً آپ کو ساتھیوں سمیت روک دیا گیا، دوسرا اگلے سال ۷ھ ذوالقعدہ میں جو قضا (صلح) کے

← (۳۹۴۹) واخرجه كذلك فى باب: حجة الوداع برقم (٤٤٠٤) واخرجه كذلك فى باب: كم غزا النبى ﷺ برقم (٤٤٧١) واخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الجهاد والسير، باب: عدد غزوات النبى ﷺ برقم (٤٦٦٩) و (٤٦٧٠) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الجهاد، باب: ما جاء فى غزوات النبى ﷺ وكم غزا برقم (١٦٧٦) انظر (التحفة) برقم (٣٦٧٩)

[3036] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى العمرة، باب: كم اعتمر النبى ﷺ برقم (١٧٧٦) ←

نتیجہ میں ہو، اس لیے عمرہ القضاء کہلایا، تیسرا ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد جعرانہ سے کیا، اور چوتھے عمرہ کا احرام، حج کے ساتھ ذوالقعدہ میں باندھا، اگرچہ ادا، ذوالحجہ میں کیا گیا، اوران سب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شریک تھے لیکن ایک عمرہ کو رجب میں قرار دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے، بسا اوقات انسان ایک واقعہ میں شریک ہوتا ہے، لیکن اس کے وقت ماہ یا سال کو بھول جاتا ہے، اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔

[3037] ۲۲۰-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ الضُّحٰى فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ يَاأَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ أَلَا تَسْمَعِينَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلٰى مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

[3037] ۔ مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں اور عروہ بن زبیر مسجد میں داخل ہوئے، دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس تشریف فرما ہیں، اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں، تو ہم نے ان (ابن عمر) سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے جواب دیا، بدعت ہے، عروہ نے ان سے پوچھا، اے ابوعبدالرحمٰن! رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، چار، ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا، تو ہم نے ان کی تغلیط اور تردید کو مناسب نہ سمجھا، اور ہم نے حجرہ میں حضرت عائشہ کے مسواک کی آواز سنی، تو عروہ نے پوچھا، اے ام المؤمنین! کیا آپ سن نہیں رہی ہیں، کہ ابوعبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھا، کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہ رحمہ اللہ نے کہا، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے، ان میں ایک رجب میں تھا، انہوں نے جواب دیا، اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے! وہ ہر عمرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، اور آپ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

← بمعناه باختصار- واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج، باب: ما جاء فی عمرة رجب برقم (۹۳٦) بمعناه باختصار- واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المناسك، باب: العمرة فی رجب برقم (۲۹۹۸) بمعناه باختصار- انظر (التحفة) برقم (۷۳۲۱) و (۱٦۳۷٤)

[3037] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العمرة، باب: كم اعتمر النبی ﷺ برقم (۱۷۷۵) ←

فائدہ :......لوگ اجتماعی طور پر مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے، اس مخصوص صورت کو کہ لوگ مسجد میں جمع ہو کر نماز چاشت ادا کریں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت قرار دیا، جس سے معلوم ہوا، صحابہ کرام کسی عبادت کے لیے اپنی طرف سے مخصوص شکل بنا لینے کو بھی بدعت قرار دیتے تھے، گویا کہ یہ بدعت اصلی اور ذاتی نہیں تھی، بلکہ بدعت وصفی تھی، جو اپنے اصل اور ذات کے اعتبار سے تو ثابت ہوتی ہے، لیکن مخصوص ہیئت اور کیفیت اپنی طرف سے وضع کر لی جاتی ہے، وگرنہ چاشت کی نماز تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ چاشت کی نماز کی بحث میں گزر چکا ہے۔

۳۸...... بَاب: فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

باب ۳۸: ماہ رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

[3038] ۲۲۱-(۱۲۵۶) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا)) قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ ((فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً)).

[3038]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت کو (جس کا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نام بتایا تھا، راوی نام بھول گیا ہے) فرمایا: ''تمہیں ہمارے ساتھ حج کرنے میں کیا رکاوٹ پیش آئی؟'' اس نے جواب دیا، ہمارے پاس پانی لانے والے دو ہی اونٹ تھے، ایک پر میرا خاوند اور بیٹا حج کرنے کے لیے چلے گئے اور ایک اونٹ ہمارے لیے پانی لانے کے لیے چھوڑ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا، کیونکہ ماہ رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے (ثواب کے) برابر ہے۔

← باختصار۔ واخرجه كذلك فى المغازى، باب: عمرة القضاء برقم (٤٢٥٣ و ٤٢٥٤) واخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك، باب: العمرة برقم (١٩٩٢) باختصار۔ واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الحج، باب: ما جاء فى عمرة رجب برقم (٩٣٧) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (٧٣٨٤)
[3038] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى العمرة، باب: عمرة رمضان برقم (١٧٨٢) والنسائى فى (المجتبى) فى الصيام باب الرخصة فى انه يقال لشهر رمضان: رمضان برقم (٤/ ١٣١) انظر (التحفة) برقم (٥٩١٣)

[3039] ٢٢٢-(. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا)) قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ ((فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي)).

[3039]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری عورت جسے ام سنان کہا جاتا تھا، پوچھا: ''تجھے ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روکا؟'' اس نے جواب دیا، ابوفلاں (یعنی اس کا خاوند) کے پاس دو ہی پانی لانے والے اونٹ تھے، ان میں سے ایک پر اس نے اور اس کے بیٹے نے حج کا ارادہ کیا، دوسرے پر ہمارا غلام (باغ کو) پانی پلاتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

فائدہ:...... عمرہ سال کے تمام مہینوں میں ہوسکتا ہے، لیکن اگر رمضان میں عمرہ کیا جائے، تو رمضان کی برکات و رحمتوں کے نتیجہ میں اس کا اجر وثواب حج کے برابر ہوتا ہے، یعنی حج کے فوائد و برکات میسر آتے ہیں، اگرچہ اس کے حج کا فریضہ ادا نہیں ہوتا، حج اپنے وقت پر کرنا ہوگا۔

٣٩...... بَاب: اسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

باب ٣٩: پسندیدہ طرز عمل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں بالائی حصہ سے داخل ہو اور نشیبی حصہ سے نکلے (تاکہ آمدورفت الگ الگ راستوں سے ہو)

[3040] ٢٢٣-(١٢٥٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

[3039] اخرجه البخاري في (صحيحه) باب: حج النساء برقم (١٨٦٣) انظر (التحفة) برقم (٥٨٨٧)

[3040] طريق ابي بكر بن ابي شيبة وطريق ابن نمير تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٦٧) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من اين يخرج من مكة برقم (١٥٧٦) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: دخول مكة برقم (١٨٦٦)

[3040] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے) درخت والے راستہ سے نکلتے اور مُعَرس کے راستہ سے واپس آتے، اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو بلند گھاٹی، کے راستہ سے داخل ہوتے اور نشیبی گھاٹی سے نکلتے۔

فائدہ ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کے لیے اپنے شہر یا گاؤں سے نکلنے اور واپس آنے کا راستہ بدلنا بہتر ہے، اس طرح عبادت گاہ کا راستہ، آمدورفت کے لیے الگ الگ ہونا پسندیدہ ہے، حج اور عیدین کے لیے آپ ﷺ اس پر عمل فرماتے تھے، لیکن اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں ہے۔

[3041] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ.

[3041] ۔امام صاحب یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے نقل کرتے ہیں، اور زہیر کی روایت میں وضاحت ہے کہ وہ بلند گھاٹی جو بطحاء کے پاس ہے۔

[3042] ۲۲۴۔(۱۲۵۸)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

[3042] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تک پہنچے، تو اس کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور نشیبی یا پست حصہ سے نکلے۔

[3043] ۲۲۵۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ أَبِي يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَبِي أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ.

[3041] تقدم تخريجه

[3042] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: من اين يخرج من مكة برقم (١٥٧٧) وابو داود فی (سننه) فی المناسك، باب: دخول مكة برقم (١٨٦٩) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی دخول النبی ﷺ مكة من اعلاها وخروجه من اسفلها برقم (٨٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٢٣)

[3043] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: من اين يخرج من مكة برقم (١٥٧٨) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: دخول مكة برقم (١٨٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٩٧)

[3043] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال کداء مکہ کا بالائی حصہ سے داخل ہوئے، ہشام بیان کرتے ہیں، میرے والد محترم، دونوں جانبوں (بالائی ونشیبی) سے داخل ہوتے تھے، اور وہ اکثر طور پر بالائی حصہ کی راہ سے داخل ہوتے۔

نوٹ:...... مکہ کی بلند جانب کَدَاء ہے اور پست جانب کُدیٰ۔

۴۰...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْمَبِيتِ بِذِي طُوًى عِنْدَ إِرَادَةِ دُخُولِ مَكَّةَ وَالِاغْتِسَالِ لِدُخُولِهَا وَدُخُولِهَا نَهَارًا

باب ۴۰: مکہ میں داخلہ کے وقت بہتر ہے رات ذوطویٰ میں گزاری جائے، اور دن کو داخل ہوتے وقت غسل کیا جائے

[3044] ۲۲۶۔(۱۲۵۹)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَاتَ بِذِي طَوًى حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيدٍ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيٰى أَوْ قَالَ حَتّٰى أَصْبَحَ.

[3044] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات، صبح ہونے تک ذی طویٰ میں بسر کی، پھر مکہ میں داخل ہوئے، اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے، ابن سعید کی روایت ہے حتی صبح کی نماز پڑھی، یحیٰی کہتے ہیں، یا یہ کہا حتی کہ صبح ہوگئی۔

[3045] ۲۲۷۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طَوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

[3044] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: دخول مكة نهارا او ليلا برقم (١٥٧٤) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٥)

[3045] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الاهلال مستقبل القبلة برقم (١٥٥٣) وفي باب: برقم (١٥٧٣) وفي باب: من نزل بذي طوى اذا رجع من مكة برقم (١٧٦٩) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: دخول مكة برقم (١٨٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٥١٣)

[3045] ۔ نافع سے روایت ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ تشریف لاتے، رات ذی طویٰ میں گزارتے، صبح کے بعد غسل کرتے، پھر دن کے وقت مکہ میں داخل ہوتے، اور نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل بھی یہی بیان کرتے۔

فائدہ :...... مکہ معظمہ میں داخلہ کے آداب میں سے ہے کہ انسان رات ذی طوی میں گزارے، صبح کی نماز وہیں پڑھے، پھر غسل کر کے دن کے وقت مکہ میں داخل ہو، امام مالک کے سوا، باقی ائمہ کے نزدیک یہ غسل مکہ معظمہ کے لیے ہے، اس لیے حیض و نفاس والی عورت کے لیے بھی مستحب ہے اور امام مالک کے نزدیک خانہ کعبہ کے طواف کے لیے ہے، اس لیے حیض و نفاس والی عورت کے لیے غسل نہیں ہے، کیونکہ وہ طواف نہیں کرسکتیں، اس طرح بعض شوافع کے سوا، سب کے نزدیک دن کے وقت داخل ہونا، بہتر ہے۔

[3046] ۲۲۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طَوًى وَيَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ.

[3046] ۔ حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لاتے، تو پڑاؤ ذی طویٰ پر کرتے، وہیں رات بسر کرتے حتی کہ صبح کی نماز پڑھتے، اور رسول اللہ ﷺ کی نماز گاہ ایک بڑے ٹیلے پر ہے، اس مسجد میں نہیں، جو وہاں بنا دی گئی ہے، لیکن اس کے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر۔

مفردات الحدیث ❊ أَكَمَةٌ غَلِيظَةٌ: پختہ بلند ٹیلہ۔

[3047] ۲۲۹۔(۱۲۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ

[3046] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: المساجد التي على طرف المدينة والمواضع التي صلى فيها النبي ﷺ برقم (٤٨٤) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: دخول مكة برقم (٤/ ١٩٩) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٠)

[3047] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: المساجد التي على طرف المدينة والمواضع التي صلى فيها النبي ﷺ برقم (٤٩٢) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٢)

الَّذِي بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشْرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ.

[3047] ۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نافع کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف اس پہاڑ کی دونوں چوٹیوں کے درمیان رخ کیا، جوان کے اور بڑے پہاڑ کے درمیان تھا، اور جو مسجد وہاں بنادی گئی ہے، اس کو ٹیلے کے کنارے کی مسجد کے بائیں طرف کرتے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلہ پر ہے، اس ٹیلہ سے کم وبیش دس ہاتھ چھوڑ کر، پھر طویل پہاڑ کی دو چوٹیوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے، جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

۴۱...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ فِي الْعُمْرَةِ وَفِي الطَّوَافِ الْأَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ

باب ۴۱: عمرہ کے طواف اور حج کے پہلے طواف میں رمل کرنا مستحب (بہتر پسندیدہ) ہے

[3048] ۲۳۰۔(۱۲۶۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بِبَطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

[3048] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے، تو تین چکروں میں رمل کرتے اور چار میں عام چال چلتے، اور جب صفا اور مروہ کے چکر لگاتے تو وادی کے اندر دوڑتے (نشیبی جگہ جس کی نشاندہی سبز ٹیوبوں سے کی گئی ہے) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس طرح کرتے تھے۔

فائدہ:...... عمرہ یا حج کرنے والا جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے گا تو وہ بیت اللہ میں جا کر سب سے پہلے، طواف قدوم جسے طواف ورود اور طواف تحیہ بھی کہتے ہیں، کرے گا، تین چکروں میں قوت وطاقت کے اظہار والی تیز چال چلے گا، اور بعد والے چار چکروں میں عام چال چلے گا، (پورے طواف میں اضطباع کرے گا، جس کی تفصیل گزر چکی ہے)

[3049] ۲۳۱۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

[3048] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹٦۸)

[3049] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من طاف بالبيت اذا قدم مكة قبل ان←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِي أَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

[3049]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ کے لیے پہنچتے ہی طواف کرتے، تو بیت اللہ کے تین چکر تیز چل کر لگاتے، پھر چار چکر معمول کی چال سے لگاتے، پھر دو رکعت طواف ادا فرماتے، اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے۔

[3050] ۲۳۲۔(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ

سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ حِينَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ.

[3050]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ پہنچتے دیکھا، جب پہنچتے ہی پہلا طواف کرتے، جب حجر اسود کا استلام کرتے، (بوسہ دیتے) سات میں سے تین چکروں میں رمل کرتے۔

[3051] ۲۳۳۔(۱۲۶۲)وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا.

[3051]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا، اور چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے۔

[3052] ۲۳۴۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

← يرجع الى بيته ثم صلى ركعتين ثم خرج الى الصفا برقم (١٦١٦) وابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: الدعاء فى الطواف برقم (١٨٩٣) والنسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج باب: كم يمشى برقم (٥/ ٢٢٩) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٣)

[3050] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحج باب: استلام الحجر الاسود حين يقدم مكة اول ما يطوف ويرمل ثلاثا (١٦٠٣) فى (المجتبى) فى مناسك الحج باب: الخبب فى الثلاثة من السبع برقم (٥/ ٢٣٠) انظر (التحفة) برقم (٦٩٨١)

[3051] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٣٥)

[3052] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: فى الرمل برقم (١٨٩١) انظر (التحفة) برقم (٧٩٠٦)

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُ.

[3052]۔نافع بیان کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔

[3053] ۲۳۵۔(۱۲۶۳) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

[3053]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے تین چکروں میں حجر اسود سے اس تک پہنچنے تک رمل کیا۔

[3054] ۲۳۶۔(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

[3054]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا۔

[3055] ۲۳۷۔(۱۲۶۴) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشْيَ أَرْبَعَةِ أَطْوَافٍ أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ

[3053] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الحج باب: ما جاء فى الرمل من الحجر الى الحجر برقم (۸۵۷) والنسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج باب: الرمل من الحجر الى الحجر برقم (۵/ ۲۳۰) وابن ماجه فى (سننه) فى المناسك باب: الرمل حول البيت برقم (۲۹۵۱) انظر (التحفة) برقم (۲۵۹٤)

[3054] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۳۰٤۲)

[3055] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: فى الرمل برقم (۱۸۸۵) انظر (التحفة) برقم (۵۷۷٦)

الْمُشْرِكُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَالِ وَكَانُوا يَحْسُدُونَهُ قَالَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثًا وَيَمْشُوا أَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُولُونَ هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا مُحَمَّدٌ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوتِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ.

[3055]۔ ابوطفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا، بتلایئے کیا بیت اللہ کے تین چکروں میں رمل کرنا، اور چار چکروں میں چلنا، کیا سنت ہے؟ کیونکہ آپ کی قوم اس کو سنت خیال کرتی ہے، انہوں نے جواب دیا، وہ ٹھیک بھی کہتے ہیں اور غلط بھی، میں نے پوچھا، آپ کے قول صَدَقُوا وَكَذَبُوا (سچ بھی اور جھوٹ بھی) کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ (عمرة القضاء کے لیے) مکہ تشریف لائے، تو مشرکوں نے کہا، محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی کمزور ہونے کی وجہ سے بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکیں گے، مشرک آپ سے حسد رکھتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ساتھیوں کو حکم دیا، تین چکروں میں رمل کریں اور چار عام چال چلیں، میں نے آپ سے پوچھا، اے ابن عباس! مجھے صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر چکر لگانے کے بارے میں بتایئے، کیا وہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کی قوم اس کو سنت سمجھتی ہے، انہوں نے کہا، وہ سچے اور جھوٹے ہیں، میں نے پوچھا، آپ کے اس قول وہ سچے اور جھوٹے ہیں، کا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے، وہ کہہ رہے تھے، یہ محمد ﷺ ہیں، حتی کہ نوجوان عورتیں بھی گھروں سے نکل آئیں، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ہٹانے کے لیے لوگوں کو مارا نہیں جاتا تھا جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ سوار ہو گئے، پیدل چل کر سعی کرنا افضل ہے۔

فائدہ:..... طواف عمرہ اور طواف قدوم میں، پہلے تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل (مونڈھے ہلاتے ہوئے، آہستہ آہستہ دوڑنا، جمہور جن میں ائمہ اربعہ شامل ہیں کے نزدیک آپ سے ثابت ہے، اس لیے مسنون ہے، لیکن رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں ہے، اس کے آغاز کا سبب وہی ہے، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے، لیکن جب یہ مشرکین کو دکھانے کے لیے کیا گیا تھا، تو اس وقت حجر اسود سے رکن یمانی تک کیا گیا آگے رکن یمانی سے حجر اسود تک نہیں کیا گیا۔ گویا چکر مکمل نہیں تھا، بعد میں آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر، حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا تھا، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا

موقف صحابہ وتابعین اور ائمہ میں سے کسی نے قبول نہیں کیا، ہاں بعض تابعین مثلاً طاؤس عطاء، حسن بصری اور سعید بن جبیر وغیرہم کے نزدیک رمل حجر اسود سے رکن یمانی تک ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ جو لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی سوار ہو کر سنت سمجھتے ہیں، وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی، تو اس کا مقصد یہ ہے کہ عام طور پر سعی پیدل چل کر ہی کی جاتی ہے، اور یہی افضل ہے، لیکن کسی عذر یا ضرورت کے لیے سوار ہو کر کر لینا بھی سنت ہے، لیکن سنت عام قرار دینا درست نہیں ہے۔

[3056] (. . .) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ أَهْلُ مَكَّةَ قَوْمَ حَسَدٍ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُونَهُ.

[3056] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے نقل کرتے ہیں کہ لیکن اس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مکہ کے لوگ حاسد تھے، یہ نہیں کہا، وہ آپ ﷺ سے حسد رکھتے تھے۔

[3057] ٢٣٨ـ(. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا.

[3057] ۔ابوطفیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگائے اور یہ سنت ہے، انہوں نے جواب دیا، انہوں نے سچ کہا اور جھوٹ بھی بولا۔

[3058] ٢٣٩ـ(١٢٦٥) عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أُرَانِي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَصِفْهُ لِي قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُهُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلَى نَاقَةٍ وَقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يُدَعُّونَ عَنْهُ وَلَا يُكْرَهُونَ.

[3058] ۔ابوطفیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا، میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا، مجھے دیکھنے کی کیفیت بتاؤ، میں نے کہا، میں نے آپ کو مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر دیکھا، لوگوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے، لوگوں کو آپ ﷺ سے دور نہیں ہٹایا جاتا تھا، یا دھکے نہیں دیے جاتے تھے، نہ دور رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

[3056] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٤٤)

[3057] تقدم تخريجه برقم (٣٠٤٤)

[3058] تقدم تخريجه برقم (٣٠٤٤)

مفردات الحدیث ❶ لَا يُدْفَعُون عنه: دور ہٹانے کے لیے دھکے دیئے جاتے تھے۔ ❷ لَا يُكْرَهُون: دور رہنے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا اور انہیں سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی جاتی تھی۔

۴۲...... بَاب اسْتِحْبَابِ اِسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُوْنَ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ

باب ٤٢: طواف میں دونوں یمانی رکنوں کا استلام مستحب باقی دونوں کا نہیں

[3059] ٢٤٠-(١٢٦٦)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَبْجَرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ

لِابْنِ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمَّى وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِي الْحِجْرَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَيَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هٰؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

[3059]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی مکہ مکرمہ تشریف لائے اور انہیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر ڈالا تھا، مشرکوں نے کہا، کل تمہارے ہاں ایسے لوگ آئیں گے، جنہیں بخار نے کمزور کر دیا ہے، اور انہیں اس سے تکلیف پہنچی ہے، تو وہ حجر کی طرف بیٹھ گئے، نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا: ''رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام چال چلیں (کیونکہ مشرکوں کو نظر نہیں آ سکتے تھے) تاکہ مشرکین کو ان کی قوت، طاقت کا مشاہدہ کر لیں، مشرکین (دیکھ کر) کہنے لگے، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے، یہ تو فلاں فلاں سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آپ نے تمام چکروں میں رمل کرنے کا حکم محض ان پر شفقت فرماتے ہوئے نہیں دیا۔

[3059] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: كيف كان بدء الرمل برقم (١٦٠٢) وفي المغازي باب: عمرة القضاء برقم (٤٢٥٦) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في الرمل برقم (١٨٨٦) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: العلة التي من اجلها سعى النبي ﷺ بالبيت برقم (٥/ ٢٣١) انظر (التحفة) برقم (٥٤٣٨)

[3060] ٢٤١-(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

[3060]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعی اور بیت اللہ کے طواف میں رمل صرف مشرکوں کو اپنی قوت دکھانے کے لیے کیا تھا۔

٤٣...... بَابُ اسْتِحْبَابِ إِسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

باب ٤٣: طواف میں دو یمانی رکنوں کا استلام مستحب ہے

[3061] ٢٤٢-(١٢٦٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

[3061]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف دو یمانی رکنوں کا استلام کرتے دیکھا ہے۔

[3062] ٢٤٣-(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّينَ.

[3062]۔ حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ بنو جمح کے گھروں کی طرف سے بیت اللہ کے ارکان سے صرف حجر اسود اور اس کے ساتھ والے رکن کا استلام کرتے تھے۔

[3060] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: ما جاء في السعي بين الصفا والمروة برقم (١٦٤٩) وفي المغازي باب: عمرة القضاء برقم (٤٢٥٧) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: السعي بين الصفا والمروة برقم (٥/ ٢٤٢) انظر (التحفة) برقم (٥٩٤٣)

[3061] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من لم يستلم الا الركنين اليمانين برقم (١٦٠٩) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: استلام الاركان برقم (١٨٧٤) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: مسح الركنين اليمانين برقم (٥/ ٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٦)

[3062] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ترك استلام الركنين الآخرين برقم (٥/ ٢٣٢) وابن ماجه في (المناسك) باب استلام الحجر برقم (٢٩٤٦) انظر (التحفة) برقم (٦٩٨٨)

[3063] ۲٤٤ـ(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ.

[3063] حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے تھے۔

[3064] ۲٤٥ـ(۱۲٦۸)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ مُذْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

[3064] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکنوں، یمانی اور حجر کا استلام کرتے دیکھا ہے، میں نے ان کا استلام شدت (بھیڑ) اور آسانی کسی صورت میں ترک نہیں کیا۔

فائدہ:...... جہاں تک ممکن ہو، حجر اسود کا استلام کرنا چاہیے یعنی بوسہ لینا چاہیے لیکن اگر بھیڑ اور اژدحام کی بنا پر دھکم پیل اور دوسروں کو تکلیف دیے بغیر ممکن نہ ہو، تو پھر استلام نہیں کرنا چاہیے، رکن یمانی کو تو صرف ہاتھ لگانا ہوتا ہے، اس لیے اس میں زیادہ دقت پیش نہیں آتی، لیکن حجر اسود کو بوسہ دینا ہوتا ہے، اس لیے یہاں، بہت بھیڑ ہو جاتی ہے، جس کی بنا پر اس کو ہاتھ لگا کر، ہاتھ چومنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔

[3065] ۲٤٦ـ(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

[3065] ۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر پھر ہاتھ کو چومتے دیکھا، انہوں نے بتایا، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا، میں نے کبھی اسے ترک نہیں کیا۔

[3063] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: استلام الركنين في كل طواف برقم (٥/ ٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (٧٨٨٠)

[3064] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الرمل في الحج والعمرة برقم (١٦٠٦) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ترك استلام الركنين الآخرين برقم (٥/ ٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (٨١٥٢)

[3065] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩١٠)

[3066] ٢٤٧-(١٢٦٩) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ الْبَكْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

[3066] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو رکن یمانی کے سوا کا استلام کرتے نہیں دیکھا۔

فائدہ:...... حجر اسود اور رکن یمانی کو تغلیباً رکنان یمانیان کہہ دیا جاتا ہے، چونکہ یہ دونوں ابراہیمی بنیادوں پر ہیں، اس لیے ان کا استلام کیا جاتا ہے، اور حجر اسود کو دوہری فضیلت حاصل ہے، اس لے، اس کو صرف ہاتھ ہی نہیں لگایا جاتا بلکہ بالاتفاق اس کو بوسہ دینا مسنون ہے، اگرچہ بعض صحابہ چاروں کونوں کا استلام کرتے تھے، لیکن ائمہ میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔

۴۴...... بَاب: إِسْتِحْبَابِ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فِي الطَّوَافِ

باب ٤٤: طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

[3067] ٢٤٨-(١٢٧٠) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرٌو ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ.

[3067] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا، پھر فرمایا، ہاں اللہ کی قسم! مجھے خوب پتہ ہے تو ایک پتھر ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا، ہارون کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ عمرو نے کہا، اس طرح مجھے یہ روایت زید بن اسلم نے اپنے باپ سے سنائی، (اسلم حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔)

[3066] تقدم

[3067] طريق حرملة بن يحيى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥٢٤) وطريق هارون بن سعيد الايلى اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحج باب: الرمل فى الحج والعمرة برقم (١٦٠٥) وفى باب: تقبيل الحجر برقم (١٦١٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٨٦)

[3068] ٢٤٩ـ(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ.

[3068]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا: میں تمہیں بوسہ دے رہا ہوں، حالانکہ میں جانتا ہوں تو یقیناً ایک پتھر ہے،لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔

[3069] ٢٥٠ـ(. . .)حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَالْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَصْلَعَ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِي رِوَايَةِ الْمُقَدَّمِيِّ وَأَبِي كَامِلٍ رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ.

[3069]۔عبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں، میں نے اصلع یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا، اور وہ کہہ رہے تھے، اللہ کی قسم! میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں، جبکہ میں خوب جانتا ہوں، تو ایک پتھر ہے، اور یقیناً نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا، مقدمی اور ابوکامل کی روایت میں، اصلع کی بجائے اُصَیْلِعَ ہے (جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے ہوں، اسے اَصْلَعَ کہتے ہیں)۔

فائدہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فعل کی اقتدا اور اتباع کرے، اس فعل کی حکمت اور فلاسفی اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے، چونکہ آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا ہے، اس لیے ہم اس کو بوسہ دیتے ہیں، رکن یمانی کو ہاتھ لگایا ہے، بوسہ نہیں دیا، اس لیے اس کو صرف ہاتھ لگایا جاتا ہے، بوسہ نہیں دیا جاتا، لیکن حجر اسود کو بوسہ دینے سے نیک لوگوں اور بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے جائز ہونے کے لیے استدلال کرنا درست نہیں ہے، اگر یہ کام درست ہوتا تو صحابہ کرام، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پاؤں ہر ملاقات پر چومتے اور صحابہ کرام کا یہ فعل تواتر قولی اور تواتر عملی سے ثابت ہوتا، نیز اس سے ذاتی اور عطائی قدرت پر استدلال بھی بے محل ہے، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز میں کوئی نفع

[3068] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٠٥٦٦)

[3069] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: استلام الحجر برقم (٢٩٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٨٦)

رکھ دیا ہے، تو اس کا یہ معنی نہیں ہے، نفع کی صلاحیت اس کو عطا کر دی ہے، مثلاً اگر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا، آپ سے محبت کرنا، آپ کی اطاعت کرنا، جنت میں جانے کا باعث ہے، تو اس کا یہ معنی کیسے ہو گیا، کہ آپ کی ذات کو نفع پہنچانے کی قدرت دے دی گئی ہے۔ اس لیے یہ استدلال کس قدر حیران کن ہے، رسول اللہ ﷺ کی نفع رسانی سے کون انکار کر سکتا ہے، کہ انسان محمد رسول اللہ ﷺ کہے تو جنت کا مستحق ہو جاتا ہے، بلکہ اس وقت تک کوئی شخص جنت میں جانے کا مستحق نہیں ہوگا، جب تک، وہ محمد رسول اللہ ﷺ نہیں کہے گا، اللہ اکبر۔ جن کے نام کی نفع رسانی کا یہ عالم ہے، ان کی ذات کی نفع رسانی کا کیا عالم ہوگا، اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ کی نفع رسانی کا انکار کرتا ہے، وہ آپ کا نام نہ لے اور ہمیں جنت میں جا کر دکھائے، شرح صحیح مسلم، سعیدی ج ۳ ص ۵۰۱۔ کوئی اللہ کے اس بندے سے پوچھے، جنت میں داخلہ آپ کی رسالت پر ایمان کا نتیجہ ہے، یا آپ کا نام لینا ہی، جنت میں داخلہ کا باعث ہے، اگر کوئی انسان، دن میں ہزار مرتبہ آپ کے نام کی تسبیح پڑھے، لیکن آپ پر ایمان نہ لائے، تو کیا وہ جنت میں داخل ہو سکے گا، (ابو طالب نے آپ کا ہر کٹھن اور مشکل موقعہ پر ساتھ دیا، آپ کی ہر طرح خدمت کی، اس کو جنت میں داخلہ نہ مل سکا، اور یہ آپ کو بھی تسلیم ہے، صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۳۵، بہر حال یہ ذاتی اور عطائی کی تقسیم محض ایک سراب ہے، جس سے جاہلوں اور ناواقفوں کو پھانسا جاتا ہے۔

[3070] ۲۵۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ.

[3070]۔ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے، میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

[3071] ۲۵۲۔(۱۲۷۱) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ

[3070] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: ما ذكر في الحجر الاسود برقم (١٥٩٧) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في تقبيل الحجر برقم (١٨٧٣) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في تقبيل الحجر برقم (٨٦٠) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقبيل الحجر برقم (٥/ ٢٢١٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٧٣)

[3071] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: استلام الحجر الاسود برقم (٥/ ٢٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٦٠)

أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالْأَعْلَى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا.

[3071]۔سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا، اور اس کے ساتھ چمٹ گئے، اور فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، وہ تجھے بہت اہمیت دیتے تھے، تجھ سے محبت کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ✻ حَفِيَّ بِه کا معنی ہوتا ہے، کس پر لطف وکرم اور مہربانی کرنا اس پر توجہ دینا۔

فائدہ:...... اکثر ائمہ کے نزدیک حجر اسود پر پیشانی رکھنا یا رخسار رکھنا جائز ہے، امام مالک کے نزدیک حجر اسود پر سجدہ کرنا اور رخسار رکھنا بدعت ہے لیکن قاضی عیاض مالکی نے ان کی رائے کو شاذ اور منفرد قرار دیا ہے۔

[3072] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَلٰكِنِّي رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهُ۔

[3072] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں چمٹنے کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ ہے، میں نے ابو القاسم ﷺ کو تجھ پر بہت مہربان پایا ہے۔

نوٹ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، مجھے حجر اسود نفع بھی دیتا ہے، اور نقصان بھی، پھر اس کے لیے ایک طویل روایت بیان کی، حالانکہ اس کا ایک راوی ابو ہارون بالاتفاق ضعیف ہے، بلکہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک جھوٹا ہے، شرح صحیح مسلم، سعیدی ج ۳ ص ۴۹۹۔

۴۵...... بَاب: جَوَازِ الطَّوَافِ عَلٰى بَعِيرٍ وَّغَيْرِهِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَنَحْوِهِ لِلرَّاكِبِ

باب ٤٥. سواری (اونٹ وغیرہ) پر سوار ہو کر طواف کرنا جائز ہے، اور سوار چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کا استلام کرے گا

[3073] ۲۵۳۔(۱۲۷۲) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

[3072] تقدم تخريجه برقم (۳۰۶۰)
[3073] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: استلام الركن بالمحجن برقم (۱۶۰۷) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: استلام الركن بالمحجن برقم (۵/ ۲۳۳) وفي ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

[3073] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کا استلام چھڑی سے کیا۔

[3074] ٢٥٤ ۔(١٢٧٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهِ لِأَنْ يَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ.

[3074] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ کا طواف اپنی سواری پر کیا، حجر اسود کو اپنی چھڑی لگاتے تھے، تا کہ آپ ﷺ بلند ہوسکیں اور لوگ آپ کو دیکھ کر آپ سے سوال کر سکیں، کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔

[3075] ٢٥٥ ۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلِيَسْأَلُوهُ فَقَطْ.

[3075] ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی اپنی سواری پر بیٹھ کر کی، تا کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، اور آپ بلند ہوسکیں، تا کہ لوگ آپ سے پوچھ سکیں، کیونکہ لوگ آپ کے گرد بھیڑ کیے ہوئے تھے۔

ابن خشرم کی روایت میں تا کہ لوگ آپ ﷺ سے سوال کر سکیں، کے الفاظ نہیں ہیں۔

← المساجد باب: ادخال البعير في المسجد برقم (٢/ ٤٧) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: من استلم الركن بمحجنه برقم (٢٩٤٨) انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٧)

[3074] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الطواف الواجب برقم (١٨٨٠) انظر (التحفة) برقم (٢٨٠٣)

[3075] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٦٣)

[3076] ٢٥٦-(١٢٧٤) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ.

[3076]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا، آپ ﷺ حجر اسود کا استلام کرتے تھے، تا کہ لوگوں کو آپ سے دور ہٹانے کی ضرورت نہ پڑے، (آپ لوگوں کو دور ہٹانا پسند نہیں کرتے تھے)

[3077] ٢٥٧-(١٢٧٥) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا الطُّفَيْلِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ.

[3077]۔حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ اپنی چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔

[3078] ٢٥٨-(١٢٧٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ ((طُوفِي مِنْ وَرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ)) قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ.

[3076] اخرجه النسائي في (المجتبى) باب: الطواف بالبيت على الراحلة برقم (٥/ ٢٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٥٧)

[3077] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الطواف بالواجب برقم (١٨٧٩) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: من استلم الركن بمحجنه برقم (٢٩٤٩) انظر (التحفة) برقم (٥٠٥١)

[3078] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: ادخال البعير في المسجد للعلة برقم (٤٦٤) وفي الحج باب: طواف النساء مع الرجال برقم (١٦١٩) وفي باب: من صلى ركعتي الطواف خارجا من المسجد برقم (١٦٢٦) وفي باب المريض يطوف راكبا برقم (١٦٣٣) وفي التفسير باب: (١) برقم (٤٨٥٣) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الطواف ←

[3078]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیماری کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا: ''تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے طواف کر لو۔'' میں نے طواف کیا، رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور ((والطور و کتاب مسطور)) کی تلاوت کر رہے تھے۔

فائدہ:...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، ضرورت کے تحت کسی چیز پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی جائز ہے، جیسا کہ آج کل بیمار، کمزور اور بوڑھے لوگ، پالکی یا ریڑھی پر سوار ہو کر طواف کر لیتے ہیں، اس طرح مسئلہ بتانے کے لیے اگر بھیڑ ہو، تو عالم بلند جگہ پر بیٹھ کر سوالات کے جوابات دے سکتا ہے، اور ضرورت کے تحت حلال جانوروں کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے۔

امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو مردوں سے الگ تھلگ رہ کر طواف کرنا چاہیے، خواہ مخواہ مردوں میں نہیں گھسنا چاہیے، اور اگر حجر اسود کو بوسہ نہ دیا جا سکے، تو چھڑی لگا کر چھڑی کو بوسہ دے دیا جائے۔

٤٦...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَّا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ

باب ٤٦: صفا اور مروہ کی سعی حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہو سکتا

[3079] ٢٥٩-(١٢٧٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأَظُنُّ رَجُلًا لَو لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَتْ مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِي فِيمَا كَانَ ذَاكَ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهِلُّونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيئُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُونَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَرِهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوا.

← الواجب برقم (١٨٨٢) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: كيف طواف المريض برقم (٥/ ٢٢٣) وفي باب: طواف الرجال مع النساء برقم (٥/ ٢٢٤) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: المريض يطوف راكبا برقم (٢٩٦١) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦٢)

[3079] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٢٢٣)

[3079] ۔عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، میرا خیال ہے، اگر کوئی آدمی صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے، تو یہ چیز اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے، انہوں نے پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ''صفا اور مروہ اللہ کے دین کے شعار ہیں، جو شخص حج یا عمرہ کرے، تو اس پر ان کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، (بقرۃ، آیت نمبر ۱۷۸)، تو انہوں نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ اس انسان کا حج اور عمرہ کامل قرار نہیں دے گا، جس نے صفا اور مروہ کا طواف نہ کیا، اگر تیرا گمان درست ہوتا تو اللہ یوں فرماتا، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اگر وہ ان کا طواف نہ کرے، اور تم جانتے، ایسے کیوں نازل ہوا؟ اس کا سبب یہ ہے، کہ جاہلیت کے دور میں انصار سمندر کے کنارے پر واقع دو بتوں جن کو اساف اور نائلہ کہتے تھے، ان کے لیے احرام باندھتے، پھر آ کر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے، پھر سر منڈواتے، جب اسلام کا دور آیا، تو انہوں نے جاہلیت کی رسم سے بچنے کے لیے، ان کے درمیان طواف کرنا ناپسند کیا، اس پر یہ آیت اتری کہ صفا اور مروہ اللہ کے دین کی امتیازی باتوں میں داخل ہیں، (اس لیے ان سے کراہت اور دوری مناسب نہیں) تو وہ ان کا طواف کرنے لگے۔

فائدہ :...... اساف اور نائلہ دو بت تھے، جو صفا اور مروہ پر رکھے گئے تھے، بعض انصاری قبائل، صفا اور مروہ کا طواف ان کی خاطر کرتے تھے، جب اسلام آ گیا، انہوں نے خیال کیا، اگر اب ہم نے ان کا طواف کیا، تو یہی سمجھا جائے گا کہ ہم جاہلی رسم کے مطابق یہ کام کر رہے ہیں، اس لیے ہمیں یہ کام نہیں کرنا چاہیے، ان کو ساحل سمندر پر واقع قرار دینا راوی کا وہم ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ آیت میں صفا اور مروہ کے طواف کرنے والے سے گناہ کو ساقط اور دور قرار دیا گیا ہے، اگر ان کے طواف کی ضرورت نہ ہوتی، تو طواف نہ کرنے والے سے گناہ اٹھانا چاہیے تھا، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور محدثین کے نزدیک صفا اور مروہ کے درمیان سعی، حج اور عمرہ کا رکن ہے، جس کے بغیر نہ عمرہ ہو سکتا ہے اور نہ حج، لیکن امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور حسن بصری رحمہم اللہ کے نزدیک سعی حج اور عمرہ کے لیے واجب ہے، فرض اور رکن نہیں ہے، اس لیے دم (قربانی) سے اس کی تلافی ہو جائے گی، اور حج ہو جائے گا، اور امام ابن قدامہ کے نزدیک امام احمد کا یہی قول ہے، بعض صحابہ عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہ یہ رکن ہے اور نہ واجب، سنت ہے،'' صحیح حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ یہ رکن ہے۔

[3080] ۲۶۰-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرٰى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَتَطَوَّفَ بَيْنَ

[3080] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: السعي بين الصفا والمروة برقم (٢٩٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٠)

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ؟ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هَذَا فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

[3080]۔عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میں سمجھتا ہوں، اگر میں صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کروں تو کوئی گناہ نہیں ہے، انہوں نے پوچھا، کیوں؟ میں نے عرض کیا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے، صفا اور مروہ اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو شخص حج اور عمرہ میں ان کا طواف کرے تو کوئی گناہ نہیں ہے، انہوں نے فرمایا: اگر بات وہ ہوتی جو تو کہتا ہے، تو آیت اس طرح ہوتی، اگر ان کا طواف نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں، یہ آیت کچھ انصاری لوگوں کے بارے میں اتری ہے، جب وہ احرام باندھتے، جاہلیت کے دور میں، مناۃ کے لیے احرام باندھتے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی جائز نہ سمجھتے، تو جب وہ حج کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آئے، انہوں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، مجھے اپنی عمر کی قسم! جو صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرے گا، اللہ اس کا حج پورا نہیں کرے گا۔ (اس کا حج قبول نہیں ہوگا)

فائدہ:...... اس حدیث میں انصار کے دوسرے گروہ کا تذکرہ ہے، جو جاہلیت کے دور میں صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے، اور اپنی عادت کے مطابق اب بھی اس کے لیے تیار نہ تھے، اس آیت کے ذریعے ان کے دلوں کی کراہت کو دور کر دیا گیا۔

[3081] ۲۶۱۔(...)حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ

[3081] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: (ومناة الثالثة الاخرى) برقم (٤٨٦١) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٦٥) والنسائي في (المجتبى) ومناسك الحج باب: ذكر الصفا والمروة برقم (٥/ ٢٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٨)

لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ و قَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ قَالَ أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ .

[3081]۔عروہ بن زبیر ؒ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ ؓ سے کہا، میرے نزدیک اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے، تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر میں ان کے درمیان طواف نہ کروں تو کوئی پرواہ نہیں ہوگی، انہوں نے فرمایا، تم نے بہت بری بات کہی ہے، اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ نے ان کا طواف کیا، اور (آپ کی اتباع میں) مسلمانوں نے ان کا طواف کیا، (اس لیے یہ) مسلمانوں کا طریقہ ہے، اصل بات یہ ہے جو لوگ مشلّل پر واقعہ مناۃ بت کے لیے احرام باندھتے تھے، وہ لوگ صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے، جب اسلام کا دور آیا تو ہم نے اس کے بارے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں، تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، اس پر ان کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، زہری کہتے ہیں، میں نے یہ بات ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بتائی، تو انہیں بات بہت پسند آئی، اور کہنے لگے، علم اس کا نام ہے، میں نے بہت سے اہل علم سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں، جو عرب صفا اور مروہ کے درمیان طواف سے گریز کرتے تھے، وہ کہتے تھے، ہمارا ان دو پتھروں کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہوگی، اور کچھ دوسرے انصار کہتے تھے، ہمیں بس بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اور ہمیں صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، صفا اور مروہ اللہ کے دین کی امتیازی علامات میں سے ہیں، ابو بکر بن عبد الرحمٰن ؒ کہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں، یہ آیت ان دونوں گروہوں کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں آیت کے نزول کا ایک اور پس منظر بیان کیا گیا ہے کہ حج کے سلسلہ میں، پہلے چونکہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی تصریح نازل نہیں ہوئی تھی، اس لیے بعض لوگوں نے خیال کیا، اگر سعی نہ بھی کریں، تو کوئی حرج نہیں ہے، تو فرمایا: ''یہ تو شعائر اللہ، دین کے امتیازی نشانات اور علامات میں سے ہیں، ان کو نظر انداز کرنا، ممکن نہیں ہے، کیونکہ شعائر، دین و شریعت کے وہ مظاہر ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کسی معنوی حقیقت کا شعور پیدا کرنے کے لیے بطور ایک نشان اور علامت مقرر کیے گئے ہیں۔

[3082] ٢٦٢ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا.

[3082]۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے، جس میں یہ بھی ہے، انہوں نے (انصار کے ایک گروہ نے) عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم (جاہلیت کے دور کی وجہ سے) صفا اور مروہ کے درمیان طواف میں گناہ محسوس کرتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، تو جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ ان کا طواف کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان طواف کرنا مقرر کیا ہے، اس لیے کسی کے لیے ان کے طواف کو ترک کی گنجائش نہیں ہے۔

[3083] ٢٦٣ـ(. . .) وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ

[3082] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٦٦)

[3083] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٦)

ذٰلِكَ حِينَ أَسْلَمُوا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ.

[3083]۔عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا کہ انصار اور غسان اسلام لانے سے پہلے، مناۃ کے لیے احرام باندھتے تھے، اس لیے انہوں نے (حسب عادت) صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں حرج محسوس کیا، ان کے آباؤ اجداد کا یہی طریقہ تھا، کہ جو مناۃ کا احرام باندھتا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرتا، اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج کرے، یا عمرہ کرے، تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان کا طواف کرے، اور جس نے کوئی نیکی خوش دلی کے ساتھ کی، تو اللہ قبول کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

[3084] ۲٦٤۔(۱۲۷۸)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا.

[3084]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انصار صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں حرج محسوس کرتے تھے، حتیٰ کہ یہ آیت اتری، بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، تو جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان کا طواف کرے۔

فائدہ:...... روایات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ انصار کے دو گروہ تھے، ان میں ایک جاہلیت کے دور میں اساف اور نائلہ کی خاطر صفا اور مروہ کا طواف کرتا تھا، اور دوسرا مناۃ کے طواف کی بنا پر ان کا طواف نہیں کرتا، ان دونوں گروہوں نے اسلام لانے کے بعد صفا اور مروہ کے طواف میں حرج محسوس کیا، ان دونوں اور تیسرے گروہ کے دل میں کھٹکنے والی بات کو اللہ نے اس آیت سے دور فرما دیا۔

[3084] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: ما جاء في السعي بين الصفا والمروة برقم (١٦٤٨) وفي التفسير باب: قوله ﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما ومن تطوع خيرا فان الله شاكر عليم﴾ برقم (٤٤٩٥) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٦٦) انظر (التحفة) برقم (٩٢٩)

٤٧...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ لَا يُكَرَّرُ

باب ٤٧: سعی میں تکرار نہیں ہے

[3085] ٢٦٥-(١٢٧٩)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا.

[3085]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے (قربانی ساتھ لانے والے) ساتھیوں نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک بار ہی طواف کیا تھا۔

[3086] (. . .)و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

[3086]امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ ایک ہی طواف پہلا طواف کیا تھا، یعنی طواف افاضہ کے بعد سعی نہیں کی تھی۔

٤٨...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب ٤٨: بہتر یہ ہے کہ حج کرنے والا جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک تلبیہ جاری رکھے، یعنی قربانی کے دن تک

[3087] ٢٦٦-(١٢٨٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

[3085] تقدم تخريجه في الحج باب: بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقرآن وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه برقم (٢٩٣٤)

[3086] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٧٤)

[3087] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: النزول بين عرفة وجمع برقم (١٦٦٩) انظر (التحفة) برقم (١١٠٥٥)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ [۳:۷۷] قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

[3087] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں عرفات سے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، تو جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے پہلے بائیں گھاٹی پر پہنچے تو اونٹ بٹھا کر پیشاب کیا، پھر آپ ﷺ واپس آئے، تو میں نے پانی ڈالا، اور آپ نے ہلکا وضو کیا، پھر میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز پڑھنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر مزدلفہ پہنچے، اور نماز پڑھی، پھر مزدلفہ کی صبح، رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کو پیچھے سوار کر لیا۔ فضل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ جمرہ عقبہ پہنچنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

[3088] ٢٦٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

[3088] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ سے فضل رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا، تو فضل نے مجھے بتایا، نبی اکرم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔

[3089] ٢٦٨۔(١٢٨٢)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

[3088] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: التلبية والتكبير غداة النحرين يرمي الجمرة والارتداف في السير برقم (١٦٨٥) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: متى يقطع التلبية برقم (١٨١٥) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء متى تقطع التلبية في الحج برقم (٩١٨) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: التلبية في السير برقم (٥/ ٢٦٨) انظر (التحفة) برقم (١١٠٥٠)

[3089] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الامر بالسكينة في الافاضة من ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

[3089]۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، آپ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح، چلتے وقت لوگوں سے فرمایا، ''سکینت وسکون کو لازم پکڑو۔'' اور آپ اپنی اونٹنی کو (تیز چلنے سے) روکے ہوئے تھے، حتیٰ کہ وادی محسر میں داخل ہو گئے، جو منیٰ کا حصہ ہے، آپ نے فرمایا: ''دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکنے والی کنکریاں، جمرہ مارنے کے لیے اٹھا لو۔'' اور آپ رمی جمرہ تک تلبیہ کہتے رہے۔

فائدہ:...... اکثر صحابہ، تابعین، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرتے وقت تلبیہ کہنا بند کر دیا جائے گا، لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے، تلبیہ رمی جمرہ عقبہ ختم کرتے وقت ختم کیا جائے گا، امام ابن حزم، بعض شوافع اور محدثین کا موقف یہی ہے، بعض صحابہ مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سعد بن ابی وقاص، علی رضی اللہ عنہم، امام مالک، امام اوزاعی، امام لیث اور حسن بصری رحمہم اللہ کے نزدیک عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد تلبیہ کہنا بند کر دیا جائے گا، معلوم ہوتا ہے، ان حضرات کو آپ کے فعل کا علم نہیں ہو سکا، جس سے معلوم ہوتا ہے، بعض دفعہ قریب ترین ساتھیوں سے بھی آپ کا فعل اوجھل رہ جاتا تھا، حضرت عائشہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہما ازواج مطہرات میں سے ہیں اور سعد و علی رضی اللہ عنہما عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اس لیے ہمارے لیے حجت و دلیل آپ کا طریقہ ہے، کسی جلیل القدر صحابی یا امام کا طرز عمل آپ کے خلاف حجت نہیں بن سکتا۔

نوٹ:...... امام ابن قدامہ نے امام احمد کا موقف امام ابوحنیفہ، امام شافعی والا قرار دیا ہے، اور امام نووی نے، ابن حزم اور محدثین والا، (المغنی لابن قدامہ، تحقیق اکدکتور ترکی، ج ۵، ص ۲۹۷، صحیح مسلم، مع نووی ج ۱، ص ۴۱۵)

[3090] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ: لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ: وَالنَّبِيُّ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

← عرفة برقم (٥/ ٢٥٨) وفي باب: الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى برقم (٥/ ٢٦٧) وفي باب: من اين يلتقط الحصى برقم (٥/ ٢٦٩) انظر (التحفة) برقم (١١٠٥٧)

[3090] تقدم

[3090] امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ تذکرہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ رمی جمرہ تک تلبیہ کہتے رہے اور یہ اضافہ ہے، نبی اکرم ﷺ ہاتھ کے اشارے سے بتا رہے تھے، جیسے چٹکی سے انسان کنکری پھینکتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کنکریاں وادی محسر سے لی تھیں، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک کے نزدیک، رمی جمرہ سے پہلے جہاں سے چاہے کنکریاں لے سکتا ہے، امام شافعی اور محدثین کے نزدیک مزدلفہ سے لینا بہتر ہے، کنکری ایسی ہوگی جسے دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکا جا سکے۔

[3091] ٢٦٩-(١٢٨٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدِاللّٰهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هٰذَا الْمَقَامِ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ)).

[3091] ۔حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مزدلفہ میں تھے، اس مقام میں میں نے اس شخصیت سے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی، یہ کہتے سنا، "لبيك اللهم لبيك۔"

[3092] ٢٧٠-(. . .) وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَبّٰى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هٰذَا فَقَالَ عَبْدِاللّٰهِ أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ)).

[3092] ۔عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ سے واپسی کے وقت تلبیہ پڑھا، تو کہا گیا، یہ کوئی جنگلی (بدوی) آدمی ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا لوگ بھول گئے ہیں، یا راہ راست سے بھٹک گئے ہیں، جس شخصیت پر سورہ بقرہ اتری ہے، اس جگہ میں نے اس کو یہ کہتے سنا: "لبيك اللهم لبيك۔"

[3091] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: التلبية بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٥) انظر (التحفة) برقم (٩٣٩١)

[3092] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٧٩)

[3093] (. . .) وحَدَّثَنَاه حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3093] امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کی ہے۔

[3094] ٢٧١ـ(. . .) وحَدَّثَنِيهِ يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي الْبَكَّائِيَّ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ثُمَّ لَبَّى وَلَبَّيْنَا مَعَهُ.

[3094] ۔حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور اسود بن یزید ﷭ بیان کرتے ہیں، ہم نے عبداللہ بن مسعود ﷜ سے مزدلفہ میں سنا، وہ کہہ رہے تھے، میں نے یہاں اس شخصیت سے جس پر سورہ بقرہ اتری ہے، سنا، وہ کہہ رہے تھے: "لبيك اللهم لبيك۔" پھر حضرت عبداللہ ﷜ نے تلبیہ کہنا شروع کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ تلبیہ کہا۔

فائدہ:...... جمرہ عقبہ پر رمی کرنا واجب ہے، اگر وہ رہ جائے تو ایک جانور کی قربانی ضروری ہے، جمہور کے نزدیک کنکریوں کی تعداد سات ہے، اور ان کو الگ الگ پھینکا جائے گا، اور ہر ایک کے ساتھ اللہ اکبر کہا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک اگر تین یا اس سے زائد کنکریاں رہ جائیں تو ایک جانور کی قربانی ضروری ہے، اگر تین سے کم ہوں تو فی کنکری گندم دینی ہوگی، امام ابوحنیفہ کے نزدیک نصف صاع اور شافعی کے نزدیک پورا صاع۔

٤٩...... بَاب: التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

باب ٤٩: عرفہ کے دن منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تلبیہ اور تکبیر کہنا

[3095] ٢٧٢ـ(١٢٨٤) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

[3093] تقدم تخريجه برقم (٣٠٧٩)

[3094] تقدم تخريجه برقم (٣٠٧٩)

[3095] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: متى يقطع التلبية برقم (١٨١٦) انظر (التحفة) برقم (٧٢٧١)

[3095] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف چلے، ہم میں سے بعض تلبیہ کہہ رہے تھے اور بعض تکبیر کہہ رہے تھے۔

[3096] ۲۷۳۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَعَجَبًا مِّنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُولُوا لَهُ مَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ.

[3096] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم عرفات کی صبح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم میں سے کچھ اللہ اکبر کہہ رہے تھے، اور بعض لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے، لیکن ہم اللہ اکبر کہہ رہے تھے، عبداللہ بن عبداللہ کے شاگرد کہتے ہیں، میں نے استاد سے کہا، اللہ کی قسم! آپ پر انتہائی تعجب ہے کہ آپ نے ان سے یہ نہیں پوچھا، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے دیکھا؟

[3097] ۲۷٤۔(۱۲۸۵)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

[3097] ۔محمد بن ابی بکر ثقفی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، جبکہ دونوں منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے، آپ حضرات اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، کیا، کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا، ہم میں سے تہلیل کہنے والا، لا الہ الا اللہ کہتا، اس کو کوئی نہ ٹوکتا اور ہم میں سے تکبیر کہنے والا، اللہ اکبر کہتا، اسے بھی کوئی نہ روکتا۔

[3096] تقدم تخريجه برقم (۳۰۸۳)

[3097] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العيدين باب: التكبير ايام منى واذا غدا الى عرفة برقم (۹۷۰) وفي الحج باب: التلبية والتكبير اذا غدا من منى الى عرفة برقم (۱٦٥۹) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: التكبير في المسير الى عرفة برقم (٥/ ۲٥۰) وفي باب: التلبية برقم (٥/ ۲٥۱) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الغدو من منى الى عرفات برقم (۳۰۰۸) انظر (التحفة) برقم (۱٤٥۲)

[3098] ٢٧٥-(...)وحدثني سريج بن يونس حدثنا عبدالله بن رجاء عن موسى بن عقبة حدثني محمد بن أبي بكر قال قلت

لأنس بن مالك غداة عرفة ما تقول في التلبية هذا اليوم قال سرت هذا المسير مع النبي ﷺ وأصحابه فمنا المكبر ومنا المهلل ولا يعيب أحدنا على صاحبه.

[3098] ۔محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرفہ کی صبح، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ اس دن تلبیہ کہنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، میں نے یہ مسافت یا سفر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ طے کیے ہم میں سے کوئی اللہ اکبر کہہ رہا تھا، اور کوئی لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا، اور ہم میں سے کوئی دوسرے ساتھی پر اعتراض نہیں کر رہا تھا۔

فائدہ: ...... منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے ہوئے، تلبیہ، تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہنا درست ہے۔

٥٠...... باب: الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة واستحباب صلوتي المغرب والعشاء جميعا بالمزدلفة في هذه الليلة

باب٥٠: عرفات سے مزدلفہ آ کر، اس رات مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے مزدلفہ میں پڑھنا مستحب ہے

[3099] ٢٧٦-(١٢٨٠)حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن موسى بن عقبة عن كريب مولى ابن عباس

عن أسامة بن زيد أنه سمعه يقول دفع رسول الله ﷺ من عرفة حتى إذا كان بالشعب نزل فبال ثم توضأ ولم يسبغ الوضوء فقلت له الصلوة قال الصلوة أمامك فركب فلما جاء المزدلفة نزل فتوضأ فأسبغ الوضوء ثم أقيمت الصلوة فصلى المغرب ثم أناخ كل إنسان بعيره في منزله ثم أقيمت العشاء فصلاها ولم يصل بينهما شيئا.

[3098] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٨٥)

[3099] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: اسباغ الوضوء برقم (١٣٩) وفي باب: الرجل يوضي صاحبه برقم (١٨١) وفي الحج باب: النزول بين عرفة وجمع برقم (١٦٦٧) وفي باب: الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة برقم (١٦٧٢) وابو داود في (سننه) في ←

[3099] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے، جب گھاٹی کے پاس پہنچے، تو سواری سے اتر کر پیشاب کیا، پھر وضو کیا، اور پورا وضو نہیں کیا، (ہلکا وضو کیا) میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، نماز پڑھنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہے۔'' اور سوار ہو گئے، جب مزدلفہ پہنچے، اتر کر وضو کیا اور کامل وضو کیا، پھر تکبیر کہی گئی اور آپ نے مغرب کی نماز ادا کی، پھر ہر انسان نے اپنا اونٹ اپنی جگہ پر بٹھایا، پھر عشاء کی تکبیر کہی گئی، آپ نے عشاء پڑھی، اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ :...... مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت جمع کر کے پڑھنا مسنون ہے، اس بارے میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے، اور ان دونوں کے درمیان وقفہ جائز ہے، لیکن مسنون یہ ہے کہ اس وقفہ میں کوئی سنت یا نفل نماز نہ پڑھی جائے، سنت یہی ہے کہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا جائے، لیکن اگر کوئی شخص راستہ میں انہیں مغرب کے وقت جمع کر کے پڑھ لے، یا اپنے اپنے وقت پر تو یہ بھی جائز ہے، اگرچہ بہتر نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور بعض دوسرے حضرات کا یہی موقف ہے، ان کے نزدیک جمع بین الصلاتین سفر کی وجہ سے ہے، لیکن امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، داؤد ظاہری اور بعض مالکی علماء کے نزدیک مغرب وعشاء کی نمازوں کا مزدلفہ سے پہلے پڑھنا یا عشاء کے وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی پڑھ لے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے پہلے ان کا ارادہ کر لے، کیونکہ ان کو جمع کر کے پڑھنا مناسک حج میں داخل ہے، (امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک طلوع فجر سے پہلے اعادہ نہ کر سکے، تو اعادہ نہیں کر سکے گا۔)

[3100] ۲۷۷۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ أَتُصَلِّي فَقَالَ ((الْمُصَلَّى أَمَامَكَ)).

[3100] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپسی کے وقت قضائے حاجت کے لیے کسی گھاٹی میں گئے، پھر میں نے آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی ڈالا اور پوچھا، کیا آپ نماز پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز گاہ آگے ہے۔''

← المناسك باب: الدفعة من عرفة برقم (١٩٢٥) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: النزول بعد الدفع من عرفة برقم (٥/ ٢٥٩) وبرقم (٣٠٢٥) انظر (التحفة) برقم (١١٥)
[3100] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٨٧)

[3101] ۲۷۸-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أُسَامَةُ أَرَاقَ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

[3101] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے، جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو اتر کر پیشاب کیا، (حضرت اسامہ نے پیشاب کے لیے، پانی بہایا کا کنایہ نہیں کیا) آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، لیکن وضو میں تکمیل مرات نہیں کیا، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز پڑھنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہے۔'' پھر چل پڑے اور مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

[3102] ۲۷۹-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي

كُرَيْبٌ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِينَ رَدِفْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ النَّاسُ فِيهِ لِلْمَغْرِبِ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاقَتَهُ وَبَالَ وَمَا قَالَ أَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ حَتَّى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلُّوا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَانْطَلَقْتُ أَنَا فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ.

[3102] ۔کریب کہتے ہیں، میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا، جب آپ عرفہ کی شام رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے تھے، تو آپ نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، ہم اس گھاٹی پر پہنچے، جہاں لوگ مغرب کے لیے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھا کر پیشاب کیا، (اسامہ نے پانی

[3101] تقدم تخريجه برقم (٣٠٨٧)
[3102] تقدم تخريجه برقم (٣٠٨٧)

بہایا نہیں کہا) پھر پانی منگوایا، اور خفیف وضو کیا، (تین دفعہ نہیں کیا) تو میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز پڑھنی ہے، آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہے۔'' پھر سوار ہو کر مزدلفہ پہنچ گئے، آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں نے اپنی جگہوں میں اونٹ بٹھائے، پالان نہیں کھولے، حتی کہ اقامت کہلوا کر نماز عشاء پڑھی، پھر لوگوں نے پالان کھولے، میں نے پوچھا، صبح کے وقت آپ نے کیسے کیا؟ انہوں نے کہا، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ سوار ہو گئے، اور میں تو اس کے پہلے جانے والوں کے ساتھ پیدل چل پڑا۔

[3103] ۲۸۰۔(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَتَى النَّقْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَهْرَاقَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ((الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ)).

[3103]۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اس درہ پر پہنچے، جہاں (بنوامیہ کے) امراء اترتے ہیں، اتر کر آپ نے پیشاب کیا، (اسامہ نے بال کہا، اہراق نہیں کہا) پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور ہلکا پھلکا وضو کیا، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز پڑھنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہے۔''

[3104] ۲۸۰۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الشِّعْبَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

[3104]۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹے ہیں، تو وہ آپ کے پیچھے سوار تھے، جب آپ ﷺ گھاٹی پر پہنچے، تو اپنی سواری کو بٹھایا، پھر قضائے حاجت کے لیے گئے، جب آپ واپس آئے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا، اور آپ ﷺ نے وضو کیا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ پہنچ گئے اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا۔

[3103] تقدم تخريجه برقم (۳۰۸۷)

[3104] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۲)

[3105] ۲۸۲-(۱۲۸٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلٰى هَيْئَتِهِ حَتّٰى أَتٰى جَمْعًا.

[3105]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹے، اسامہ آپ کے پیچھے سوار تھے، اسامہ نے بتایا، آپ ﷺ معمول کے مطابق چلتے رہے، یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

[3106] ۲۸۳-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا

هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ أَوْ قَالَ سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

[3106]۔ ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں اسامہ سے پوچھا گیا، یا میں نے اسامہ بن زید سے دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے عرفات سے واپسی پر اپنے پیچھے سوار کیا تھا، میں نے پوچھا، رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپسی کے وقت کیسے چلتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، معمولی تیز رفتار چل رہے تھے، جب کچھ کشادہ جگہ آتی تو تیزی میں اضافہ کر دیتے تھے۔

[3107] ۲۸٤-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ

[3105] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: الرکوب والارتداف فی الحج برقم (۱٥٤۳) والنسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: فرض الوقوف بعرفة برقم (٥/ ۲٥۷) انظر (التحفة) برقم (۹٥)

[3106] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: السیر اذا دفع من عرفة برقم (۱٦٦٦) وفی الجهاد باب: السرعة فی السیر برقم (۲۹۹۹) وفی المغازی باب: حجة الوداع برقم (٤٤۱۳) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: الدفعة من عرفة برقم (۱۹۲۳) والنسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: کیف السیر من عرفة برقم (٥/ ۲٥۹) وفی باب: الرخصة للضعفة ان یصلوا یوم النحر الصبح بمنی برقم (٥/ ۲٦۷) وابن ماجه فی (سننه) فی المناسك باب: الدفع من عرفة برقم (۳۰۱۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰٤)

[3107] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۳۰۹٤)

وحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ۔

[3107] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، جس میں حمید کی روایت میں یہ اضافہ ہے، نَصّ میں عَنق سے تیزی زیادہ ہے۔

[3108] ٢٨٥۔(١٢٨٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ

أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

[3108] ۔حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں پڑھی۔

[3109] (. . .)وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

[3109] مصنف یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، جس میں ابن رمح عبد اللہ بن یزید خطمی کے بارے میں یہ بتاتے ہیں کہ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں کوفہ کے گورنر تھے۔

[3110] ٢٨٦۔(٧٠٣)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

[3108] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من جمع بينهما ولم يتطوع برقم (١٦٧٤) وفي المغازي في باب: حجة الوداع برقم (٤٤١٤) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت باب: الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة برقم (١/ ٢٩١) وفي مناسك الحج باب: الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٠) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الجمع بين الصلاتين بجمع برقم (٣٠٢٠) انظر (التحفة) برقم (٣٤٦٥)

[3109] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٠٩٦)

[3110] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة بجمع برقم (١٩٢٦) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت باب: الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة برقم (١/ ٢٩١) انظر (التحفة) برقم (٦٩١٤)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

[3110]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے ادا فرمائی۔

[3111] ۲۸۷۔(۱۲۸۸)وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُصَلِّي بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ.

[3111]۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا، دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی، مغرب کی تین رکعات پڑھیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں نماز اسی طرح پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے، وفات پا گئے۔

[3112] ۲۸۸۔(. . . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَالْعِشَآءَ بِإِقَامَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَلَّى مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

[3112]۔سعید بن جبیر نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک تکبیر سے ادا کیں، پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا، انہوں نے یہ نمازیں اسی طرح (ایک تکبیر سے) پڑھیں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا، نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

[3111] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٠٩)

[3112] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة بجمع برقم (١٩٣٠) وبرقم (١٩٣١) وبرقم (١٩٣٢) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة برقم (٨٨٨) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة باب: صلاة العشاء في السفر برقم (١/ ٢٤٠) وفي الاذان باب: الاذان لمن جمع بين الصلاتين بعد ذهاب وقت الاولى منهما برقم (٢/ ١٦) وفي باب: الاقامة لمن جمع بين الصلاتين برقم (٢/ ١٦) وفي المواقيت باب: الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة برقم (١/ ٢٩١) وفي مناسك الحج باب: الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٥٢)

[3113] ٢٨٩ـ(. . . .)وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ.

[3113] ۔امام صاحب نے یہی روایت ایک دوسرے استاد سے نقل کی ہے کہ آپ نے دونوں نمازیں ایک اقامت سے پڑھیں۔

[3114] ٢٩٠ـ(. . . .)وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ.

[3114] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا، مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اقامت سے پڑھیں۔

[3115] ٢٩١ـ(. . . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰكَذَا صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَكَانِ.

[3115] ۔سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس مزدلفہ پہنچے، انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت سے پڑھائیں، پھر پلٹ کر بتلایا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ ہمیں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

فائدہ :......امام شافعی، امام احمد، ابن حزم کے نزدیک مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ادا کرنا مسنون ہے، امام زفر اور امام طحاوی کا موقف بھی یہی ہے، بعض احناف کے نزدیک دونوں کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت ہے، امام احمد کے ایک قول کے مطابق اور امام خرقی اور ابن المنذر کا قول بھی یہ ہے، بلا اذان ہر نماز کے لیے الگ الگ تکبیر ہے، امام مالک کے نزدیک ہر نماز کے لیے الگ اذان اور الگ تکبیر ہے، یہ ابن عمر، عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا فعل ہے، اس کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔

[3113] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (٣١٠٠)
[3114] تقدم تخريجه برقم (٣١٠٠)
[3115] تقدم تخريجه برقم (٣١٠٠)

٥١...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِصَلوٰةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَالْمُبَالَغَةِ فِيهِ بَعْدَ تَحَقُّقِ طُلُوعِ الْفَجْرِ

باب ٥١: مزدلفہ میں قربانی کے دن، صبح کے یقینی طلوع کے بعد، غلس (اندھیرا) میں، مبالغہ کرتے ہوئے صبح کی نماز پڑھنا پسندیدہ ہے

[3116] ٢٩٢-(١٢٨٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلوٰةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلوٰةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

[3116]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز اس کے وقت پر پڑھتے دیکھا ہے، مگر دو نمازیں، مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اور آپ نے اس دن صبح کی نماز (عام معمول سے) پہلے وقت سے پہلے پڑھی۔

[3117] (. . .) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ.

[3117] امام صاحب یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ سے نقل کرتے ہیں، اس میں ہے، (عام دنوں سے) زیادہ اندھیرے میں پڑھی۔

فائدہ :...... اس حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایام حج کی نمازوں کے بارے میں، آپ کا معمول نقل کیا ہے کہ آپ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی اور صبح کی نماز عام دنوں سے زیادہ اندھیرے میں، طلوع فجر کے فوراً بعد پڑھ لی، لیکن اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ صرف مزدلفہ میں آپ نے صبح کی نماز اندھیرے

[3116] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: متى يصلى الفجر بجمع برقم (١٦٨٢) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة بجمع برقم (١٩٣٤) والنسائي في (المجتبى في مناسك الحج باب: الجمع بين الظهر والعصر بعرفة برقم (٥/ ٢٥٤) وفي باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٠) وفي باب: الوقت الذي يصلي فيه الصبح بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦٢) وفي المواقيت باب: الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة برقم (١/ ٢٩١) انظر (التحفة) برقم (٩٣٨٤)

[3117] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١٠٤)

میں پڑھی ہے، آگے پیچھے خوب روشنی پھیلنے کے بعد پڑھتے تھے، یا مزدلفہ کے سوا کہیں دو نمازیں جمع نہیں کی، خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت کے منافی ہے کہ آپ نے عرفات میں بھی ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کیا تھا، اس لیے جب دوسری صحیح روایات سے ہمیشہ صبح کا اندھیرے میں پڑھنا ثابت ہے یا دو نمازوں کا جمع کرنا، ثابت ہے، تو ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، مزدلفہ میں آپ ﷺ نے اندھیرے کے اس وقت سے بھی پہلے نماز ادا فرمائی جس میں روزانہ ادا کی۔

۵۲...... بَاب :اِسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى فِي أَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ

باب ۵۲: کمزور عورتوں اور بچوں کو رات کے آخری حصہ میں، بھیڑ سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ بھیجنا مستحب ہے اور باقی کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وہیں ٹھہریں اور صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں

[3118] ۲۹۳ـ(۱۲۹۰) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحَبَسَنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ وَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُونَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

[3118]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ سے پہلے اور لوگوں کے دھکم پیل سے پہلے (منیٰ) چلی جائیں، کیونکہ وہ بھاری بھر کم عورت تھیں، (قاسم نے ثَبِطَة کا معنی ثقيلة بھاری جسم کیا ہے) تو آپ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی، تو وہ آپ کی واپسی سے پہلے روانہ ہو گئی، اور آپ نے ہمیں صبح تک روکے رکھا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ واپس آئے، اے کاش! میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لیتی، جس طرح سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت مانگ لی تھی، اور میں اجازت لے کر واپس روانہ ہوتی تو یہ میرے لیے ہر خوش کن بات سے زیادہ پسندیدہ چیز ہوتی۔

فائدہ :...... امام ابوحنیفہ، شافعی، احمد، اسحاق وغیرہم کے نزدیک، مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے، یعنی اگر رہ جائے تو

[3118] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من قدم ضعفة اهله بالليل فيقفون بالمزدلفة ويدعون ويقدم اذا غاب القمر برقم (۱٦۸۱) انظر (التحفة) برقم (۱۷٤۳٦)

ایک جانور کی قربانی ضروری ہے، امام مالک کے نزدیک یہ سنت ہے، اس لیے رہ جائے تو قربانی ضروری نہیں ہے، علقمہ، نخعی، شعبی اور ابن خزیمہ کے نزدیک یہ حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوگا، یہ وقوف مشعر حرام کے پاس بہتر ہے اور وادی محسر کے سوا، وقوف مزدلفہ کے پورے میدان میں ہو سکتا ہے، بہتر ہے قیام پوری رات کیا جائے، اور صبح کی نماز کے بعد، جب خوب روشنی پھیل جائے، تو سورج نکلنے سے پہلے منی کو روانہ ہو جائے، البتہ عورتوں، بچوں اور بوڑھے مردوں کے لیے صبح کی نماز سے پہلے، رات کا تہائی حصہ گزرنے کے بعد روانگی کی اجازت ہے۔ باقی افراد کے لیے کتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے، اس میں اختلاف ہے، امام شافعی اور احمد کے نزدیک آدھی رات تک ٹھہرنا واجب ہے، امام مالک کے نزدیک کچھ وقت ٹھہرنا واجب، اگر مزدلفہ میں رات کو گزارا، لیکن وقوف نہ کیا، تو اس پر دم ہے، المغنی لابن قدامہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ (فتح الربانی کے مصنف نے امام مالک کے نزدیک وقوف کو سنت قرار دیا ہے) اور صاحب ہدایہ نے وقوف مزدلفہ کو امام شافعی کے نزدیک رکن قرار دیا ہے، اس طرح ائمہ کے مسالک نقل کرنے میں مصنفین کے درمیان اختلاف موجود ہے۔

[3119] ۲۹۴۔(. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَا تُفِيضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ.

[3119]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بھرکم جسم کی عورت تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مزدلفہ سے رات کے وقت واپس جانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اے کاش! میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لیتی، جیسا کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کر لی تھی، حضرت عائشہ امام حج کے ساتھ ہی واپس جایا کرتی تھیں۔

[3120] ۲۹۵۔(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ

[3119] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٤۷۳)

[3120] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى برقم (٥/ ٢٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠٣)

فَأُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَأَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ إِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا.

[3120]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں چاہتی ہوں، میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی، جیسا کہ آپ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی تھی، تو میں بھی صبح کی نماز منیٰ میں پڑھ کر لوگوں کی آمد سے پہلے جمرہ پر کنکریاں مار لیتی، عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اجازت لے لی تھی؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں، وہ بھاری بھر کم عورت تھیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔

[3121] ۲۹۶۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3121]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3122] ۲۹۷۔(۱۲۹۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي

عَبْدُاللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَآءَ قَالَ قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ ارْحَلْ بِي فَارْتَحَلْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ هَنْتَاهْ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ.

[3122]۔حضرت اسماء کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے دریافت کیا، جبکہ وہ مزدلفہ والے گھر کے پاس تھیں، کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا نہیں، تو وہ کچھ وقت تک نماز پڑھتی رہیں،

[3121] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من قدم ضعفة اهله بالليل فيقفون بالمزدلفة ويدعون ويقدم اذا غاب القمر برقم (۱۶۸۰) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: من تقدم من جمع الى منى لرمى الجمار برقم (۳۰۲۷) انظر (التحفة) برقم (۱۷۴۷۹)

[3122] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من قدم ضعفة اهله بالليل فيقفون بالمزدلفة ويدعون ويقدم اذا غاب القمر برقم (۱۶۷۹) انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۲۲)

پھر پوچھا، اے بیٹا! کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ انہوں نے کہا، مجھے لے چلو، ہم چل پڑے، حتیٰ کہ انہوں نے جمرہ پر کنکریاں ماریں، پھر اپنی قیام گاہ پر صبح کی نماز پڑھی، میں نے پوچھا، اے محترمہ! ہم نے بہت اندھیرے میں کام کر لیا، انہوں نے جواب دیا، بالکل نہیں، اے بیٹے! نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو اجازت دے دی تھی۔

[3123] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَتِهِ: قَالَتْ: لَا، أَيْ بُنَيَّ! اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لِظُعُنِهِ.

[3123] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے نقل کرتے ہیں، اس روایت میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا، نہیں، اے بیٹا! نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو اجازت دی تھی۔

[3124] ۲۹۸-(۱۲۹۲) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

[3124]۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزدلفہ سے رات ہی کو روانہ کر دیا تھا۔

[3125] ۲۹۹-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ اِلَى مِنًى وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ.

[3125]۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے عہد میں اندھیرے میں ہی جمع سے (مزدلفہ) منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے تھے، اور ناقد کی روایت میں مِن جَمْعٍ کی جگہ مِن مزدلفة ہے۔ (مزدلفہ کو جمع اور مشعر حرام بھی کہہ دیتے ہیں۔)

[3123] تقدم

[3124] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بالمزدلفة برقم (٥/ ٢٦١، ٥/ ٢٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٥٠)

[3125] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٣١١١)

[3126] ٣٠٠-(١٢٩٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الثَّقَلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

[3126] ۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزدلفہ سے رات ہی کو سامان یا کمزوروں (عورتوں، بچوں) کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

[3127] ٣٠١-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

[3127] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کمزور اہل کے ساتھ پہلے بھیج دیا تھا۔

[3128] ٣٠٢-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

[3128] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا، جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کمزور گھر والوں کے ساتھ پہلے بھیج دیا تھا۔

[3126] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز باب: اذا اسلم الصبي فمات هل يصلى عليه وهل يعرض على الصبي الاسلام برقم (١٣٥٧) وفي الحج باب: من قدم ضعفة اهله بليل برقم (١٦٧٨) وفي جزاء الصيد باب: حج الصبيان برقم (١٨٥٦) وفي التفسير باب: قوله (وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله) الى قوله (الظالم اهلها) برقم (٤٥٨٧) وابو داود في (سننه) في المناسك باب:التعجيل من جمع برقم (١٩٣٩) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بمزدلفة برقم (٥/ ٢٦١) انظر (التحفة) برقم (٥٨٦٤)

[3127] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١١٣)

[3128] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بمزدلفة برقم (٥/ ٢٦١) وفي باب: الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى برقم (٥/ ٢٦٦) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: من تقدم من جمع الى منى لرمى الجمار برقم (٣٠٢٦) انظر (التحفة) برقم (٥٩٤٤)

[3129] ٣٠٣-(١٢٩٤)وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَحَرٍ مِنْ جَمْعٍ فِي ثَقَلِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ أَبَلَغَكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي بِلَيْلٍ طَوِيلٍ قَالَ لَا إِلَّا كَذٰلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا إِلَّا كَذٰلِكَ.

[3129] ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے، مزدلفہ سے سحری کے وقت اپنے سامان کے ساتھ روانہ کر دیا تھا، ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے پوچھا، کیا آپ تک یہ روایت پہنچی ہے، کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، مجھے رات رہتے بھیجا؟ اس نے جواب دیا، نہیں، مگر یہ الفاظ کہ سحر کے وقت، میں نے ان سے پوچھا، کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نے فجر سے پہلے کنکریاں پھینکی، اور انہوں نے فجر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ بالا الفاظ ہی کہے۔

[3130] ٣٠٤-(١٢٩٥)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أُولٰٓئِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3130] ـ سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ضعیف گھر والوں کو پہلے روانہ کر دیتے تھے، وہ مزدلفہ میں رات کو مشعر حرام کے پاس ٹھہر جاتے، اور جب تک چاہتے اللہ کا ذکر کرتے، پھر وہ امام کے (مشعر حرام میں) وقوف اور روانگی سے پہلے چل پڑتے، ان میں سے بعض منیٰ میں نماز فجر کے وقت پہنچ جاتے، اور بعض اس کے بعد پہنچتے، جب وہ پہنچ جاتے، تو جمرہ کو کنکریاں مارتے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے، ان کو (ضعیفوں کو) رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے۔

[3129] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٩٢٦)

[3130] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من قدم ضعفة اهله بليل فيقفون بالمزدلفة ويدعون ويقدم اذا غاب القمر برقم (١٦٧٦) انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٢)

فائدہ :...... قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو سورج نکلنے کے بعد کنکریاں مارنا بالاتفاق افضل ہے، لیکن کمزور لوگ جو رات کو منیٰ پہنچ جاتے ہیں، وہ اگر آدھی رات کے بعد کنکریاں ماریں، تو امام عطاء ابن ابی لیلیٰ، اور شافعی کے نزدیک جائز ہے، امام احمد، امام مالک، اسحاق اور احناف کے نزدیک، طلوع فجر کے بعد پھینکنا جائز ہے، لیکن امام مجاہد، ثوری اور نخعی کے نزدیک طلوع شمس کے بعد ہی رمی کرنا ہوگا۔

۵۳...... بَاب: رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَتَكُونُ مَكَّةُ عَنْ يَسَارِهِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

باب ۵۲: جمرہ عقبہ پر کنکریاں وادی کے اندر سے ماری جائیں گی، مکہ بائیں طرف ہوگا اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنی ہوگی

[3131] ۳۰۵۔(۱۲۹۶) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أُنَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ هٰذَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

[3131]۔ عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ عقبہ کو وادی کے اندر سے سات کنکریاں ماریں، وہ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کچھ لوگ اس کے اوپر سے کنکریاں مارتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، یہ اس کے مارنے کی جگہ ہے، جس پر سورہ بقرہ اتری۔

[3131] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: رمي الجمار من بطن الوادي برقم (١٧٤٧) وفي باب: رمي الجمار بسبع حصيات برقم (١٧٤٨) وفي باب: من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره برقم (١٧٤٩) وفي باب: يكبر مع كل حصاة برقم (١٧٥٠) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في رمي الجمار برقم (١٩٧٤) والترمذي في (جامعه) في الحج) في الحج باب: ما جاء كيف ترمي الجمار برقم (٩٠١) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: المكان الذي ترمى منه جمرة العقبة برقم (٥/ ٢٧٣-٢٧٤) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: قدر حصى الرمي برقم (٣٠٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩٣٨٢)

[3132] ٣٠٦-(. . .) وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلِّفُوا الْقُرْآنَ كَمَا أَلَّفَهُ جِبْرِيلُ السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِهِ فَسَبَّهُ وَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَأَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِي فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ إِنَّ النَّاسَ يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هٰذَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

[3132]۔امام اعمش سے روایت ہے، میں نے حجاج بن یوسف سے سنا، جبکہ وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا، قرآن کو اس طرح مرتب کرو، جس طرح اسے جبریل نے مرتب کیا تھا، وہ سورۃ جس میں بقرہ کا تذکرہ ہے، وہ سورۃ جس میں عورتوں (نساء) کا تذکرہ ہے، وہ سورہ جس میں آل عمران کا تذکرہ کیا گیا ہے، اعمش کہتے ہیں، میری ابراہیم سے ملاقات ہوئی، میں نے اسے حجاج کی بات بتائی، اس نے حجاج کو برا بھلا کہا، اور کہا، مجھے عبدالرحمٰن بن یزید نے بتایا، کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، وہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے، وادی کے اندر چلے گئے، اور جمرہ عقبہ کی طرف رخ کر کے وادی کے اندر سے سات کنکریاں ماریں، وہ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے، میں نے پوچھا، اے ابوعبدالرحمٰن! لوگ تو جمرہ کے اوپر سے کنکریاں مارتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہی جگہ ہے، (جہاں سے) اس ذات نے کنکریاں ماریں، جن پر سورۃ بقرہ اتری تھی۔

فائدہ:...... حجاج بن یوسف کا موقف یہ تھا کہ سورہ بقرہ، سورۃ نساء یا سورہ آل عمران نہیں کہنا چاہیے، بلکہ یہ کہنا چاہیے، وہ سورۃ جس میں بقرہ کا تذکرہ ہے، وہ سورہ جس میں نساء کا تذکرہ ہے، وہ سورہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے، امام ابراہیم نخعی کا مقصد ہے، اس تکلف کی کیا ضرورت ہے، جب کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو سورۃ بقرہ، سورۃ نساء وغیرہ کے نام سے یاد کیا ہے، باقی قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کی ترتیب اور مصحف کی اشاعت تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے، حجاج بن یوسف بنوامیہ کا گورنر ہو کر اس کی مخالفت کیسے کر سکتا تھا اور آیات وسورتوں کی ترتیب توقیفی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتایا، آپ نے اس کے مطابق آیتوں اور سورتوں کو مرتب کیا، صرف سورہ انفال اور سورۃ توبہ کے بارے میں اختلاف ہے، کہ ان کی ترتیب توقیفی ہے، یا

[3132] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١١٨)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے، اور کنکریاں مارنا جمہور کے نزدیک واجب ہے، اگر کسی شخص نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں نہیں ماریں، حتی کہ ایام تشریق بھی گزر گئے، تو اس کا حج صحیح ہوگا، لیکن اس کو ایک جانور قربان کرنا ہوگا۔ احناف کا موقف بھی یہی ہے لیکن بعض مالکیوں کے نزدیک رمی رکن ہے، اس لیے اس کے بغیر حج نہیں ہوگا۔ کنکریاں مارنے والا عقبہ کی طرف رخ کر کے اس طرح کھڑا ہوگا کہ مکہ مکرمہ اس کے بائیں ہو اور منیٰ دائیں۔ اب وادی کے اندر سے مارنے کا مسئلہ نہیں رہا، کیونکہ وہاں صاف شفاف سڑکیں بن چکی ہیں، اب کنکریاں اللہ اکبر کہہ کر الگ الگ جمرہ کے دائرہ کے اندر پھینکنی ہوں گی، اگر سب کنکریاں بیک بار پھینک دے گا، تو ائمہ اربعہ کے نزدیک ایک کنکری شمار ہوگی۔

[3133] وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ.

[3133] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، میں نے حجاج سے سنا، وہ کہہ رہا تھا، سورۃ البقرۃ نہ کہو، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3134] ۳۰۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِاللهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

[3134] ۔عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، انہوں نے جمرہ پر سات کنکر مارے، بیت اللہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور فرمایا، یہ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ، جس پر سورۃ بقرہ اتری تھی۔

[3135] ۳۰۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

[3135] ۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں ہے، جب وہ جمرہ عقبہ پر پہنچے۔

[3133] تقدم تخريجه برقم (٣١١٨)
[3134] تقدم تخريجه برقم (٣١١٨)
[3135] تقدم تخريجه برقم (٣١١٨)

[3136] ۳۰۹-(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُحَيَّاةِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى أَبُو الْمُحَيَّاةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِاللّٰهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُاللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

[3136] ۔عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا، کچھ لوگ جمرہ پر کنکریاں عقبہ کے اوپر سے مارتے ہیں، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وادی کے اندر سے کنکریاں مار کر کہا، یہاں سے، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الہٰ نہیں اس شخص نے کنکریاں ماریں تھیں، جس پر سورۃ بقرہ نازل کی گئی ہے۔

فائدہ :...... جمرۂ عقبہ، جس کو جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں، مکہ کی طرف منیٰ سے آخری جمرہ ہے، اور قربانی کے دن صرف اس کو کنکریاں مارنی ہوتی ہیں، لیکن کنکریاں مارنے کے بعد یہاں رک کر دعا نہیں کی جاتی۔

۵۴...... بَاب: إِسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا وَبَيَانِ قَوْلِهِ ﷺ لِتَأْخُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ

باب ۵٤: قربانی کے دن سوار ہو کر جمرہ عقبہ کی رمی کرنا بہتر ہے، اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے، ''مجھ سے اپنے حج کے احکام سیکھ لو۔''

[3137] ۳۱۰-(۱۱۹۷) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

عَنْ أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ ((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ)).

[3137] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کو سواری پر کنکریاں مارتے دیکھا، اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو، کیونکہ میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں حج نہ کرسکوں۔''

[3136] تقدم تخريجه برقم (۳۱۱۸)

[3137] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: في رمي الجمار برقم (۱۹۷۰) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الركوب الى الجمار واستظلال المحرم برقم (۵/ ۲۷۰) انظر (التحفة) برقم (۲۸۰٤)

فائدہ :...... جس دور میں لوگ، اونٹ پر سوار ہو کر حج کرتے تھے، اس کے مطابق، قربانی کے دن سوار ہو کر رمی کرنا ہی بہتر تھا، لیکن اب یہ صورت نہیں رہی ہے، اس لیے اب پیدل چل کر ہی رمی کرنا ہوتا ہے، اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، چونکہ فرضیت حج کے بعد آپ کا یہ پہلا حج تھا، جس کے آخری ہونے کے اشارات بھی موجود تھے، اس لیے آپ نے اس کا خصوصی اہتمام فرمایا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر، آپ سے افعال حج سیکھ سکیں، اس لیے آپ نے بہت سے افعال حج اونٹ پر سوار ہو کر ادا کیے تاکہ لوگ آپ کے طریقہ کو دیکھ سکیں اور ضرورت ہو تو پوچھ بھی سکیں۔

[3138] ٣١١-(١٢٩٨) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ

عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا.

[3138] - حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے حجۃ الوداع آپ کے ساتھ کیا، میں نے آپ کو دیکھا، جب آپ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں اور واپس پلٹے تو آپ اپنی سواری پر تھے، حضرت بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے، ان میں سے ایک آپ کی سواری آگے سے پکڑ کر چل رہا تھا، اور دوسرا دھوپ سے بچانے کے لیے اپنا کپڑا آپ کے سر پر بلند کیے ہوئے تھا (آپ کو سایہ کیے ہوئے تھا) آپ نے بہت سی باتیں فرمائیں، پھر میں نے آپ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اگر تم پر ایک نکٹا (نک کٹا) غلام (راوی کے خیال کے مطابق) سیاہ فام، امیر مقرر کر دیا جائے، اور تمہاری قیادت کتاب اللہ کے مطابق کرے، تو اس کی بات سننا اور اس پر عمل کرنا۔''

[3138] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: في المحرم يظلل برقم (١٨٣٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٣١٠)

فوائد:...... ❶ حج میں گرمی سے بچنے کے لیے چھتری استعمال کرنا، یا سایۂ بان کے نیچے بیٹھنا درست ہے۔ احرام کی حالت میں سر پر کپڑا وغیرہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ❷ اگر حاکم اعلیٰ کی طرف سے، کسی ایسے انسان کو کسی علاقہ یا محکمہ کا سربراہ بنا دیا جائے، جو دنیوی اعتبار سے کسی بلند و بالا خاندان کا نہ ہو یا شخصی وجاہت اور حسن و جمال سے محروم ہو، لیکن کام قرآن وسنت کی روشنی میں کرتا ہو تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری فرض ہے، اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس کے احکام اور اعمال دین کے منافی ہیں، تو پھر اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

[3139] ٣١٢ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ جَدَّتِهِ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مُسْلِم وَاسْمُ أَبِي عَبْدِالرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ وَهُوَ خَالُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوَى عَنْهُ وَكِيعٌ وَحَجَّاجٌ الْأَعْوَرُ.

[3139]۔ حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے حجۃ الوداع، آپ کی معیت میں کیا اور میں نے بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، ان میں سے ایک آپ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا اپنا کپڑا بلند کر کے آپ کو گرمی سے سایہ کیے ہوئے تھا، حتی کہ آپ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں، امام مسلم فرماتے ہیں، ابوعبد الرحیم کا نام خالد بن ابی یزید ہے، اور یہ محمد بن مسلمہ کا ماموں ہے، وکیع اور حجاج اعور اس کے شاگرد ہیں۔

٥٥...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ

باب ٥٥: بہتر یہ ہے کہ جمرہ پھینکنے کی کنکر، چٹکی سے پھینکے جانے والی کنکری کے برابر ہو

[3140] ٣١٣ـ(١٢٩٩) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

[3139] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١٢٥)

[3140] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في ان الجمار يرمى بها مثل حصى الخذف برقم (٨٩٧) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: المكان الذي ترمى منه جمرة العقبة برقم (٥/ ٢٧٤) انظر (التحفة) برقم (٢٨٠٩)

[3140] ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ چٹکی سے پھینکے جانے والی کنکری سے مارتے دیکھا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جمرات مارنے کے لیے چھوٹی کنکریاں جو مٹر کے دانے کے برابر یا اس سے تھوڑی سی بڑی ہوں، استعمال کرنا چاہیے، بڑے کنکر، جوتے وغیرہ مارنا درست نہیں ہے۔

٥٦...... بَاب: بَيَانِ وَقْتِ اِسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ

باب٥٦: کنکریاں مارنے کا بہتر وقت

[3141] ٣١٤ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

[3141] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں چاشت کے وقت ماریں، اور بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد۔

[3142] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[3142] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کا یہی طرز عمل بیان کیا ہے۔

فائدہ :...... جمہور کے نزدیک قربانی کے دن، سورج چڑھنے کے بعد کنکریاں مارنا افضل ہے، اور بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد، اگر ایام تشریق میں سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارے گا، تو ائمہ اربعہ کے نزدیک کنکریاں دوبارہ مارنی ہوں گی، تیسرے دن احناف اور امام احمد کے نزدیک سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مار سکتا ہے، لیکن روانگی، سورج ڈھلنے کے بعد ہوگی۔

[3141] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فی رمی الجمار برقم (١٩٧١) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی رمی النحر ضحی برقم (٨٩٤) والنسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: وقت رمی جمرة العقبة یوم النحر برقم (٣٠٦٣) وابن ماجه فی (سننه) فی المناسك باب: رمی الجمار ایام التشریق برقم (٥/ ٢٧٠) انظر (التحفة) برقم (٢٧٩٥)

[3142] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٣١٢٨)

۵۷...... بَاب :بَيَانِ أَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ

باب ۵۷: ہر جمرہ پر کنکریاں سات مارنی ہوں گی

[3143] ۳۱۵۔(۱۳۰۰)وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِاللهِ الْجَزَرِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِلاسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَإِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ.

[3143] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، استنجا میں ڈھیلے طاق ہوں اور جمرات پر کنکریاں طاق ماری جائیں، صفا اور مروہ کے درمیان سعی طاق بار ہو اور طواف طاق بار ہو اور تم میں سے کوئی جب استنجا کرے طاق ڈھیلے استعمال کرے۔

مفردات الحدیث ✲ **تَوٌّ**: کا معنی طاق ہے۔

فائدہ:...... ہر جمرہ پر کنکریاں سات مارنی ہوں گی اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا جائے گا۔ جمرہ عقبہ کے سوا، ہر جمرہ پر کھڑے ہو کر، قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے گی، اگر کنکریاں سات سے کم مارے گا، تو اس کے بارے میں تفصیل حدیث نمبر ۱۲۷ کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔

۵۸...... بَاب :تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

باب ۵۸: سر منڈوانا، بال کٹانے سے افضل ہے، اور بال کٹوانا جائز ہے

[3144] ۳۱۶۔(۱۳۰۱)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

[3143] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۵۳)

[3144] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: الحلق والتقصیر عند الاحلال برقم (۱۷۲۷) تعلیقا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی الحلق والتقصیر برقم (۹۱۳) انظر (التحفة) برقم (۸۲۶۹)

[3144] ۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوایا اور آپ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے سر منڈوایا اور بعض نے بال کٹوائے، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' ایک بار فرمایا یا دو بار، پھر فرمایا: ''اور بال کٹوانے والوں پر بھی۔''

[3145] ۳۱۷۔(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اَللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((اَللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ)).

[3145] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' لوگوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے پھر دعا فرمائی: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور بال کٹوانے والوں پر بھی۔''

[3146] ۳۱۸۔(. . .)أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

[3146] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ نے عرض کیا اور مقصرین بال کٹوانے والوں پر؟'' اے اللہ کے رسول! آپ نے دعا کی، ''اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ نے عرض کیا، اور بال کٹوانے والوں پر؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے دعا فرمائی ''اور سر کے بال چھوٹے کروانے والوں پر بھی۔''

[3145] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الحلق والتقصير عند الاحلال برقم (١٧٢٧) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الحلق والتقصير برقم (١٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (٨٣٥٤)

[3146] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الحلق برقم (٣٠٤٤) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٧)

[3147] ٣١٩۔(. . .)وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةُ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

[3147]عبیداللہ اسی سند سے بیان کرتے ہیں اور کہا حدیث میں ہے جب چوتھی بار پوچھا آپ نے فرمایا: اور بال کٹوانے والوں پر

[3148] ٣٢٠۔(١٣٠٢)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ.

[3148]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔'' صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔'' صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اے اللہ منڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اور بال کٹوانے والوں کے لیے تو آپ نے فرمایا:''اور بال کٹوانے والوں کو بھی۔''

[3149](. . .)وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[3149]امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا مفہوم کے حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3150] ٣٢١۔(١٣٠٤)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[3147] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٣٧)

[3148] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الحلق والتقصير عند الاحلال برقم (١٧٢٨) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الحلق برقم (٣٠٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٠٤)

[3149] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠١٥)

[3150] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٣١٢)

[3150] ۔ یحییٰ بن حصین اپنی دادی سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ حجۃ الوداع میں سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار دعا فرمائی اور بال کٹوانے والوں کے لیے ایک بار۔ وکیع رحمہ اللہ کی روایت میں حجۃ الوداع کا ذکر نہیں ہے۔

[3151] ۳۲۲۔(۱۳۰۴)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[3151] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں سر منڈوایا تھا۔

فائدہ:...... سر منڈوانا بالاتفاق بال کٹوانے سے افضل ہے، اور تحلیق و تقصیر حج کی عبادات میں سے ایک عبادت ہے، ائمہ اربعہ کا صحیح قول یہی ہے، احرام کھولنے کے لیے حلق یا تقصیر واجب ہے۔

امام مالک، امام ابوحنیفہ اور اسحاق وغیرہم کے نزدیک اگر احرام کھولنے کے بعد حلق یا تقصیر کرے گا، تو اس کو ایک جانور کی قربانی کرنا ہوگی۔ امام شافعی، امام احمد، اور ابو یوسف کے نزدیک، قربانی کے آخری دن تک تحلیق یا تقصیر کر سکتا ہے، اگر اس سے بھی تاخیر کرے گا، تو امام احمد کے نزدیک دم پڑے گا۔

امام احمد اور امام مالک کے نزدیک پورا سر منڈوانا فرض ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر منڈوانا فرض ہے، اور امام شافعی کے نزدیک تین بال منڈوانا فرض ہے، لیکن آپ کا عمل ہی ہمارے لیے اسوہ ہے، آپ نے پورا سر منڈوایا تھا، اور عمرہ میں بال بھی مکمل کٹوائے تھے، اور عورتوں کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں ہے۔ لیکن چند بالوں کو کٹوا لینا درست ہے، اور حلق میں امام ابوحنیفہ کے سوا باقی ائمہ کے نزدیک سر کے دائیں حصہ کو پہلے منڈوانا مستحب ہے، اگر کسی کے سر کے بال نہ ہوں، تو اس کے سر پر استرا پھیر دیا جائے گا۔

۵۹...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ ثُمَّ يَحْلِقَ وَالِابْتِدَاءِ فِي الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْأَيْمَنِ مِنْ رَأْسِ الْمَحْلُوقِ

باب ۵۹: قربانی کے دن سنت طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جمرہ عقبہ پر رمی کرے پھر قربانی کرے، پھر سر منڈوائے اور سر منڈوانے والے کے سر کو دائیں طرف سے مونڈنا شروع کیا جائے

[3152] ۳۲۳۔(۱۳۰۵)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

[3151] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: حجة الوداع برقم (٤٤١٠) برقم (٤٤١١) وابو داود في (سننه) في الحلق والتقصير برقم (١٩٨٠) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٤)

[3152] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الحلق والتقصير برقم (١٩٨١) وبرقم (١٩٨٢)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰی مِنًی فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ.

[3152]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ پہنچنے پر جمرہ عقبہ کے پاس آئے اور اس کو کنکر مارے، پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے، اور قربانی کی، پھر حجام سے فرمایا: ''مونڈو۔'' اور اپنی دائیں طرف اشارہ کیا، پھر بائیں طرف آ گے کی، پھر اپنے بال لوگوں کو عنایت فرمانے لگے۔

[3153] ۳۲٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهٖ لِلْحَلَّاقِ هَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهٗ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهٗ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا أَبُو طَلْحَةَ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَبِي طَلْحَةَ

[3153]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، ابو بکر کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے حجام سے فرمایا: ''لو'' اور اس طرح اپنے ہاتھ سے دائیں طرف اشارہ کیا، اور اس طرف کے بال اپنے قریب موجود لوگوں میں تقسیم کر دیے، پھر حجام کو بائیں طرف اشارہ کیا، اس نے اس طرف کو مونڈا، تو آپ نے یہ بال ام سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے، ابو کریب کی روایت میں ہے، اس نے دائیں طرف سے شروع کیا، اور آپ نے ان بالوں کو ایک ایک، دو، دو کر کے لوگوں میں بانٹ دیا، پھر آپ نے بائیں طرف اشارہ کیا، اس نے اس کو بھی اسی طرح مونڈ دیا، پھر آپ نے پوچھا، ''ادھر ابوطلحہ ہے؟'' اور یہ بال ابوطلحہ کو دے دیے۔

[3154] ۳۲۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْبُدْنِ

← والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی ای جانب الراس يبدا فی الحلق برقم (٩١٢) وبرقم (٩١٢) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٦)

[3153] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣١٣٩)

[3154] تقدم تخريجه برقم (٣١٣٩)

فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَقَالَ بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِهِ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِيمَنْ يَلِيهِ ثُمَّ قَالَ ((احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ)) فَقَالَ ((أَيْنَ أَبُو طَلْحَةَ)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

[3154] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں، پھر اونٹوں کی طرف پلٹ کر انہیں نحر کیا، اور حجام بیٹھا ہوا تھا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ کیا، اس نے آپ کے دائیں طرف کے بال مونڈے، آپ نے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر دیے، پھر فرمایا: ''دوسری طرف مونڈو۔'' آپ نے پوچھا، ''ابوطلحہ کہاں ہے؟'' اور اس طرف کے بال اسے دے دیئے۔

[3155] ۳۲۶۔(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَسَّانَ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ.

[3155] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں، اور اپنی قربانیاں نحر کیں تو سر منڈوایا، سر مونڈنے والے کے سامنے اپنی دائیں طرف کی، اس نے اسے مونڈ دیا، پھر آپ نے ابوطلحہ کو طلب کیا، اور وہ بال اسے دے دیئے، پھر حجام کے سامنے بائیں طرف کر کے فرمایا: ''مونڈ۔'' اس نے اسے بھی مونڈ دیا، وہ بال بھی آپ نے ابوطلحہ کو دیئے، اور فرمایا: ''لوگوں میں تقسیم کر دو۔''

فائدہ:...... قربانی کے دن حج کرنے والے نے چار کام کرنے ہوتے ہیں، اور ان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مزدلفہ سے آ کر جمرہ عقبہ پر رمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے، اس کے بعد مکہ مکرمہ جا کر طواف افاضہ کرے، متمتع اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا، مفرد اور قارن اگر طواف قدوم کے بعد سعی کر چکے ہیں، تو انھیں اب سعی کی ضرورت نہیں ہے، اور ائمہ اربعہ کے نزدیک سنت یہی ہے کہ سر منڈوانے والے کے سر کے دائیں جانب سے سر مونڈنے کا آغاز کیا جائے گا، امام ابوحنیفہ کی طرف بائیں جانب سے آغاز منقول ہے، لیکن متاخرین احناف کے نزدیک امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا، نبی اکرم ﷺ کے بال عظمت و تکریم کے حامل تھے، اس لیے ان کو لوگوں میں بانٹ دیا گیا، لیکن اب یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ کے بال معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مونڈے تھے، اور آپ نے دائیں طرف کے بال دوسرے لوگوں میں بانٹنے کے لیے ابوطلحہ کو دیئے تھے، اور بائیں طرف کے بال ابوطلحہ کو ام سلیم کے لیے دیئے تھے، اس لیے ایک روایت میں ام سلیم کو دینے کا تذکرہ ہے۔

[3155] تقدم تخریجه برقم (۳۱۳۹)

٦٠...... بَاب: مَنْ حَلَقَ قَبْلَ النَّحْرِ أَوْ نَحَرَ قَبْلَ الرَّمْيِ

باب٦٠: جس نے قربانی سے پہلے سرمنڈوالیا یا کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر دی

[3156] ٣٢٧-(١٣٠٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَآءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

[3156] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں منیٰ میں لوگوں کے لیے ٹھہرے تاکہ وہ آپ سے دریافت کر سکیں، ایک آدمی نے آ کر پوچھا، اے اللہ کے رسول! میں نے لاعلمی میں قربانی کرنے سے پہلے سر مونڈ لیا، آپ ﷺ نے جواب دیا: ''قربانی کر، کوئی حرج نہیں ہے۔'' پھر دوسرے نے آ کر پوچھا، اے اللہ کے رسول مجھے پتہ نہیں تھا، میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی، آپ نے فرمایا: ''کنکریاں مار، کوئی حرج نہیں ہے۔'' راوی کا بیان ہے، جس چیز کے بھی مقدم یا مؤخر (آگے پیچھے) کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔''

فائدہ:...... اکثر فقہاء محدثین کے نزدیک جن میں امام شافعی، اسحاق، ابو یوسف اور محمد شامل ہیں، کا موقف یہ ہے کہ قربانی کے دن چاروں کاموں میں ترتیب سنت ہے، فرض یا واجب نہیں ہے، اگر کوئی شخص اس ترتیب کو بھول جائے، جو کام پہلے کا ہے، اسے بعد میں اور جو بعد کا ہے اسے پہلے کر لے، خواہ جان بوجھ کر یا بھول کر یا نہ

[3156] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العلم باب: الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها برقم (٨٣) وفی باب: السوال والفتیا عند رمی الجمار برقم (١٢٤) وفی الحج باب: الفتیا علی الدابة عند الجمرة برقم (١٧٣٦ - ١٧٣٧ - ١٧٣٨) وفی الایمان والنذور باب: اذا حنث ناسیا من الایمان برقم (٦٦٦٥) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فیمن قدم شیئا قبل شئی فی حجه برقم (٢٠١٤) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فیمن حلق قبل ان یذبح او نحر قبل ان یرمی برقم (٩١٦) وابن ماجه فی (سننه) فی المناسك باب: من قدم نسكا قبل نسك برقم (٣٠٥١) انظر (التحفة) برقم (٨٩٠٦)

جاننے کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ یا قربانی نہیں ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے فرمان ''کسی قسم کا حرج نہیں ہے۔'' سے ثابت ہو رہا ہے، امام احمد کے نزدیک بھی ترتیب سنت ہے، اگر کوئی شخص بھول کر یا ناواقفیت کی بنا پر اسے الٹ دے، تو اس کے ذمہ کوئی قربانی نہیں ہے، لیکن اگر وہ جان بوجھ کر الٹے، تو پھر امام احمد سے دو قول منقول ہیں، ایک کی رو سے اس کے ذمے قربانی ہے، اور دوسرے کی رو سے قربانی نہیں ہے، حضرت حسن بصری، ابراہیم نخعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مفرد کے لیے ان تمام کاموں میں ترتیب سنت ہے، لیکن متمتع اور قارن کے لیے رمی، قربانی، اور حلق یا تقصیر کے درمیان ترتیب واجب ہے، اس کے الٹ جانے کی صورت میں متمتع پر ایک اور قارن پر دو جانوروں کی قربانی ضروری ہے، اور زفر کے نزدیک تین جانوروں کی قربانی کرنا ہوگی، امام مالک کے نزدیک اگر قربانی سے پہلے حجامت کرالے، تو اس کے ذمہ قربانی نہیں ہے، لیکن اگر رمی سے پہلے حجامت کرالے تو اس کے ذمہ قربانی ہے۔ امام مالک کے نزدیک اگر کوئی شخص کنکریاں مارنے سے پہلے طواف افاضہ کر لے، تو ایک قول کی رو سے طواف ہو جائے گا، مگر اس کے ذمہ قربانی ہوگی، دوسرے قول کی رو سے طواف افاضہ کا اپنے وقت پر اعادہ کرنا ہوگا۔ باقی ائمہ کے نزدیک طواف افاضہ ہو جائے گا، قربانی یا اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے جو کام آپ نے جیسے کیا ہے ہمیں ویسے ہی کرنا چاہیے اپنی یا کسی کی رائے کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

[3157] ٣٢٨-(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ أَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((افْعَلُوا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ)).

[3157]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (منیٰ میں) اپنی سواری پر وقوف کیا، (ٹھہرے) تو لوگ آپ ﷺ سے پوچھنے لگے، ان میں سے کسی نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے علم نہیں تھا کہ رمی (کنکریاں) نحر (قربانی) سے پہلے ہیں، اس لیے میں نے رمی سے پہلے نحر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمی کرلو اور کوئی حرج نہیں ہے۔'' دوسرا کہنے لگا، مجھے معلوم نہیں تھا، کہ نحر، حلق (سر مونڈنا) سے پہلے

[3157] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١٤٣)

ہے تو میں نے نحر سے پہلے حلق کر لیا، آپ نے فرمایا: ''نحر کرو، اور کوئی حرج نہیں ہے۔'' اس دن، جس ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، جس کو بھول اور ناواقفیت کی بنا پر آگے پیچھے کیا گیا ہے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی فرماتے سنا: ''یہ کام کر لو اور کوئی حرج نہیں ہے۔''۔

[3158] (. . .) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَى آخِرِهِ.

[3158] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے نقل کرتے ہیں۔

[3159] ٣٢٩۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

[3159] ۔حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) کو خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میں نہیں سمجھتا تھا کہ فلاں فلاں کام فلاں فلاں کام سے پہلے ہے، پھر دوسرا آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میرا خیال تھا کہ دونوں کام فلاں فلاں سے پہلے ہیں، ان تین کاموں کے بارے میں کہا، (یعنی رمی، نحر، حلق) آپ نے جواب دیا، ''کر لو، کوئی حرج نہیں ہے۔''

[3160] ٣٣٠۔(. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي جَمِيعًا

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيسَى إِلَّا قَوْلَهُ لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ وَأَمَّا يَحْيَى الْأُمَوِيُّ فَفِي رِوَايَتِهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ.

[3158] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)

[3159] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)

[3160] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)

[3160] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اساتذہ، عبد بن حمید اور سعید بن یحییٰ اموی سے کرتے ہیں، عبد بن حمید کے استاد ابن ابی بکر کی روایت تو (ان تین چیزوں کے بارے میں کے سوا) (کیونکہ اس نے ان کا ذکر نہیں کیا)، عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے، اور یحییٰ اموی کی روایت میں ہے، میں نے نحر سے پہلے حلق کیا، رمی سے پہلے نحر کیا، اور اس جیسا کام۔

[3161] ۳۳۱۔(. . .)وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)).

[3161] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک آدمی نے کہا، میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلق کر لیا، آپ نے فرمایا: ''ذبح کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔'' اس نے کہا، کنکریاں مارنے سے پہلے، ذبح کر لیا، آپ نے فرمایا: ''کنکریاں مارو، کوئی حرج نہیں ہے۔''

[3162] ۳۳۲۔(. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

[3162] ۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں اونٹنی پر سوار دیکھا، تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3163] ۳۳۳۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((ارْمِ وَلَا

[3161] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)
[3162] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)
[3163] تقدم تخريجه برقم (٣١٤٣)

حَرَجَ)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ فَمَا رَأَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ ((افْعَلُوا وَلَا حَرَجَ)).

[3163] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جبکہ آپ جب عقبہ کے پاس کھڑے تھے، قربانی کے دن، آپ کے پاس ایک آدمی آیا، اور کہا، اے اللہ کے رسول! میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوا لیا، آپ نے فرمایا: ''کنکریاں مارو، کوئی حرج نہیں ہے۔'' دوسرا آ کر کہنے لگا، میں نے رمی سے پہلے ذبح کر لیا، آپ نے فرمایا: ''رمی کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔'' ایک اور آدمی آ کر کہنے لگا، میں نے رمی سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے، آپ نے فرمایا: ''رمی کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔'' حضرت عبداللہ کہتے ہیں، میں نے نہیں دیکھا، کہ اس دن آپ نے جواب اس کے سوا کوئی اور جواب دیا ہو، ''کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔''

[3164] ٣٣٤۔(١٣٠٧)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

[3164] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے، ذبح حلق رمی اور تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے۔''

٦١...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب ٦١. طواف افاضہ، قربانی کے دن (دس ١٠ ذوالحجہ) کرنا بہتر ہے

[3165] ٣٣٥۔(١٣٠٨)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ.

[3164] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: اذا رمى بعد ما امسى او حلق قبل ان يذبح ناسيا او جاهلا برقم (١٧٣٤) انظر (التحفة) برقم (٥٧١٣)

[3165] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الافاضة في الحج برقم (١٩٩٨) انظر (التحفة) برقم (٨٠٢٤)

[3165]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ نحر کے دن کیا، پھر واپس آ کر نماز ظہر منیٰ میں پڑھی، نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف افاضہ، نحر کے دن کرتے تھے، (یوم النحر سے مراد دس ۱۰ ذوالحجہ کا دن ہوتا ہے) پھر واپس آ کر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھتے تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہی بتاتے تھے۔

[3166] ٣٣٦ـ(١٣٠٩)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

[3166]۔ عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، مجھے ایسی بات کی روشنی میں بتایئے، جو آپ نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھی ہو، کہ آپ نے یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) پانی پلانے کے دن نماز ظہر کہاں ادا کی؟ انہوں نے جواب دیا، منیٰ میں، میں نے پوچھا، آپ نے روانگی کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ جواب دیا، ابطح (محصب) میں، پھر فرمایا، تم اس طرح کرو جس طرح تمہارے امرا کرتے تھے۔

فائدہ:...... طواف افاضہ جسے طواف زیارت اور طواف رکن بھی کہتے ہیں، جس کے بغیر حج ہی نہ ہوگا، اس کا مسنون وقت، قربانی کے روز، رمی، قربانی اور حلق یا تقصیر کے بعد ہے، آپ نے قربانی کے روز، طواف افاضہ کرنے کے بعد، ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی، جبکہ آپ پہلے نماز ظہر مکہ میں پڑھ چکے تھے، یا مکہ میں نماز ظہر کے وقت پڑھی جانے والی نماز کی دو رکعتیں تھیں، پھر منیٰ واپس آ کر صحابہ کرام کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک، طواف افاضہ کا وقت قربانی کے روز طلوع فجر کے بعد شروع ہو جاتا ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک آخری وقت ۱۲ ذوالحجہ ہے اور امام مالک کے نزدیک ۱۳ ذوالحجہ، اس کے بعد آنے کی صورت میں ایک جانور کی قربانی ضروری ہے، امام مالک کا دوسرا قول یہ ہے کہ تاخیر پر قربانی ضروری نہیں، امام شافعی، امام احمد اور صاحبین (ابو یوسف و محمد) کے نزدیک اس کا وقت قربانی کے روز آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے، اور اس کے آخری وقت کی تعیین نہیں ہے، تاخیر کی وجہ سے اس پر قربانی نہیں ہے، لیکن طواف زیارت کے بغیر مکمل طور پر حلال

[3166] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: اين يصلي الظهر يوم التروية برقم (١٦٥٣) وبرقم (١٦٥٤) وفي باب: من صلى العصر يوم النفر بالابطح برقم (١٧٦٣) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الخروج الى منى برقم (١٩١٢) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ١١٦ برقم (٩٦٤) انظر (التحفة) برقم (٩٨٨)

نہیں ہو سکے گا، اگر وہ وطن طواف زیارت کیے بغیر چلا گیا، تو احرام باندھ کر واپس آ کر، جب چاہے طواف زیارت کرے گا، ائمہ آربعہ کا یہی موقف ہے، حسن بصری کے نزدیک اس کو اگلے سال حج کرنا ہوگا۔ اگر اس نے طواف زیارت کے بغیر عورت سے تعلقات قائم کر لیے، تو اس کے ذمہ دم (قربانی) کا جانور ہوگا۔ (المغنی لابن قدامہ، ج ۵، ص ۲۲۵۔ ۲۲۶، الدکتور الترکی)

۶۲...... بَاب :اِسْتِحْبَاب نُزُولِ الْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ

باب ٦٢: کوچ کے دن، محصب میں پڑاؤ کرنا اور نماز وہیں ادا کرنا بہتر ہے

[3167] ٣٣٧-(١٣١٠)عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ.

[3167]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وادی ابطح میں اترا کرتے تھے۔

فائدہ:...... مُحَصَّب کو حصبه، ابطح، بُطْحاء، اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ نے منیٰ سے واپسی کے بعد وادی محصب میں قیام فرمایا تھا، اور یہیں سے آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے واپس ہوئے تھے، آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین یہاں قیام کرتے تھے، اس لیے ائمہ اربعہ کے نزدیک، یہاں قیام کرنا مسنون ہے، لیکن بعض ائمہ کا حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق نظریہ، یہ ہے، یہاں قیام سنت نہیں ہے، بلکہ آپ محض اپنی سہولت اور آسانی کے لیے یہاں ٹھہرے تھے۔

[3168] ٣٣٨-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيبَ سُنَّةً وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ.

[3168]۔ نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وادی محصب میں ٹھہرنا سنت سمجھتے تھے، اور وہ سفر کے دن ظہر کی نماز حَصْبہ میں پڑھتے تھے، نافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء محصب میں اترتے رہے ہیں۔

[3169] ٣٣٩-(١٣١١)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

[3167] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٧٧)
[3168] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٦٩٥)
[3169] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠٠١)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُولُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ.

[3169] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے، وہاں رسول اللہ ﷺ محض اس لیے اترے تھے کہ وہاں سے جاتے وقت نکلنا آپ کے لیے آسان تھا۔

[3170] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3170] امام صاحب اپنے اور تین اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[3171] ۳۴۰۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَتْ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

[3171] ۔ سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابو بکر، عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وادی ابطح میں اترتے تھے، عروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بتاتے ہیں، وہ ایسا نہیں کرتی تھیں، وہ فرماتی تھیں، رسول اللہ ﷺ وہاں محض اس لیے اترے تھے، کیونکہ وہ ایسی منزل تھی، جہاں سے آپ کے لیے (مدینہ منورہ کے لیے) نکلنا آسان تھا۔

[3172] ۳۴۱۔(۱۳۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو

[3170] طریق ابی بکر بن ابی شیبۃ اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الحج باب: نزول المحصب برقم (٣٠٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٨) وطريق ابی الربيع الزهرانی تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٨) وطريق ابی كامل اخرجه الترمذی فی: الحج باب: من نزل الابطح برقم (٩٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٥)

[3171] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦٤٥)

[3172] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: المحصب برقم (١٧٦٦) والترمذی ←

عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3172] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، محصب میں اترنا کوئی دینی مسئلہ نہیں ہے، وہ تو محض ایک منزل ہے، جس میں آپ نے پڑاؤ کیا تھا۔

[3173] ۳۴۲۔(۱۳۱۳)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ الْأَبْطَحَ حِينَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلَكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ.

[3173] ۔حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے ابطح میں ٹھہرنے کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن میں اپنے طور پر آیا اور میں نے آپ کا خیمہ یہاں لگا دیا، آپ وہاں آ کر ٹھہر گئے، امام صاحب کے ایک استاد قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سامان کی حفاظت پر مامور تھے۔

[3174] ۳۴۳۔(۱۳۱۴)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

[3174] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل ہم ان شاءاللہ خیف بنو کنانہ میں ٹھہریں گے، جہاں انہوں نے کفر پر باہمی قسمیں اٹھائیں تھیں۔

[3175] ۳۴۴۔(...)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي

← فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی نزول الابطح برقم (۹۲۲) انظر (التحفة) برقم (۵۹٤۱)

[3174] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التوحيد باب: فی المشيئة والارادة برقم (۷٤۷۹) انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۱۸)

[3175] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: نزول النبی ﷺ مكة برقم (۱۵۹۰)←

الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)) وَذٰلِكَ إِنَّ قُرَيْشًا وَبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْنِي بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ.

[3175] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، منیٰ میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل ہم خیف بنی کنانہ میں اتریں گے، جہاں انہوں نے آپس میں کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں، اس کی صورت یہ ہے کہ قریش اور بنو کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف، آپس میں قسمیں اٹھائی تھیں کہ ہم ان سے اس وقت تک شادی و بیاہ اور خرید و فروخت نہیں کریں گے، جب تک یہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالہ نہیں کرتے، خیف بنی کنانہ سے آپ کی مراد وادی محصب تھی۔

[3176] ۳۴۵۔(...)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ أَبُو هُرَيْرَةَ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

[3176] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہماری قیام گاہ ان شاء اللہ، جب اللہ تعالیٰ نے فتح دی ہے، خیف ہوگی، جہاں انہوں نے آپس میں کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں۔

فائدہ:...... حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف واپسی کے وقت ظہر، عصر، شام اور عشاء کی نمازیں، وادی محصب میں پڑھی تھیں، اور پھر وہاں سے صبح سے پہلے روانہ ہو کر، بیت اللہ کا طواف وداع فرمایا تھا۔

۶۳...... بَابُ: وُجُوبِ الْمَبِيتِ بِمِنًى لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّرْخِيصِ فِي تَرْكِهِ لِأَهْلِ السِّقَايَةِ

باب ۶۳: ایام تشریق کی راتیں، منیٰ میں گزارنا فرض ہے اور پانی پلانے والوں کو اس پر عمل نہ کرنے کی رخصت ہے

[3177] ۳۴۶۔(۱۳۱۵)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ

← وابو داود فی المناسك باب: التحصیب برقم (۲۰۱۱) انظر (التحفة) برقم (۱۵۱۹۹)

[3176] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۳۱)

[3177] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: هل یبیت اصحاب السقایة او غیرهم ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ.

[3177]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے، آب زمزم پلانے کے لیے منیٰ کی راتوں کو مکہ میں گزارنے کی اجازت طلب کی، تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔

فائدہ:...... منیٰ میں دو یا تین راتیں بسر کرنا فرض ہے، یہ امام مالک، امام شافعی، محدثین اور امام احمد کا ایک قول ہے، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جو شخص بلا عذر منیٰ میں کوئی رات بھی بسر نہ کرے تو اس کے ذمہ ایک قربانی واجب ہے، امام مالک کے نزدیک ہر رات کے بدلے، ایک قربانی واجب ہے، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے دوسرے قول کے مطابق منیٰ میں ایام تشریق کی راتیں بسر کرنا سنت ہے، اگر کوئی شخص بلا عذر منیٰ میں یہ راتیں نہ گزارے تو وہ تارک سنت ہوگا، لیکن اس کے ذمہ کوئی قربانی ضروری نہ ہوگی، البتہ جس شخص کو کوئی عذر ہو، وہ مکہ معظمہ یا کسی دوسری جگہ یہ راتیں بسر کرسکتا ہے، جمہور ائمہ جن میں امام ابوحنیفہ، شافعی اور مالک داخل ہیں، کا یہی مسلک ہے، لیکن امام احمد اور بعض شافعی علماء کے نزدیک یہ رخصت صرف آب زمزم پلانے والوں اور اونٹوں کے چرواہوں کے لیے خاص ہے، اور اب یہ عذر یا ضرورت باقی نہیں رہی۔

[3178] (...) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِيهِ عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3178] امام صاحب مذکورہ بالا روایت بعض دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کرتے ہیں۔

← بمكة ليالى منى برقم (١٧٤٥) وابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: يبيت بمكة ليالى منى برقم (١٩٥٩) وابن ماجه فى (سننه) فى المناسك باب: البيتوتة بمكة ليالى منى برقم (٣٠٦٥) انظر (التحفة) برقم (٧٩٣٩)

[3178] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحج باب: هل يبيت اصحاب السقاية او غيرهم بمكة ليالى منى برقم (١٧٤٤) انظر (التحفة) برقم (٨٠٣٣)

٦٤...... بَاب: فَضْلِ قِيَامٍ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَىٰ اَهْلِهَا وَاِسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا

باب ٦٤: پانی پلانے کی خدمت سرانجام دینے کی فضیلت اور یہ کام کرنے والوں کی تعریف اور اس کے پینے کا پسندیدہ ہونا

[3179] ٣٤٧-(١٣١٦) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِي أَرَى بَنِي عَمِّكُمْ يَسْقُونَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُونَ النَّبِيذَ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ وَقَالَ أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوا فَلَا نُرِيدُ تَغْيِيرَ مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

[3179]۔ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بدوی آپ کے پاس آ کر کہنے لگا، کیا وجہ ہے، میں دیکھ رہا ہوں، تمہارے چچا زاد، دودھ اور شہد پلاتے ہیں، اور آپ نبیذ پلاتے ہیں؟ اس کا سبب احتیاج وفقر ہے یا بخل کنجوسی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، الحمد للہ۔ ہم نہ محتاج ہیں اور نہ بخیل، (بات یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سواری پر آپ کے پیچھے اسامہ سوار تھے، آپ نے پانی طلب فرمایا، ہم نے آپ کو نبیذ کا ایک برتن پیش کیا، آپ نے پیا، اور باقی ماندہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو پلایا، اور آپ نے فرمایا: ''تم نے بہت اچھا اور خوب کام کیا، ایسے ہی کرتے رہنا۔'' اس لیے ہم نہیں چاہتے، جس چیز کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، اس میں تبدیلی نہ کریں۔

فائدہ: ...... پانی میں کھجوروں یا منقہ کو ڈال دیا جاتا ہے، کچھ وقت گزرنے کے بعد، کھجوروں اور منقی کی مٹھاس، پانی میں پیدا ہو جاتی ہے، یہ نبیذ کہلاتا ہے، اور نشہ پیدا ہونے سے پہلے پہلے اس کا پینا جائز ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے معلوم ہوتا ہے، وہ آپ کے فرمان میں کسی قسم کا تغیر و تبدیلی پسند نہیں کرتے تھے، حالانکہ بظاہر لوگوں کو آب زمزم میں دودھ اور شہد ملا کر پلانا زیادہ بہتر اور اچھا نظر آتا ہے، لیکن آپ نے چونکہ نبیذ پلانے کے عمل کو جاری رکھنے کا حکم دیا تھا، اس لیے انہوں نے اس تبدیلی کو گوارا نہ کیا۔ ایک مسلمان کا کام یہی ہے کہ وہ آپ کی بات اور عمل کی پابندی کرے۔

[3179] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: نبيذ بئر السقاية برقم (٢٠٢١) انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٣)

٦٥...... بَاب: فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُومِ الْهَدْيِ وَجُلُودِهَا وَجِلَالِهَا

باب ٦٥: ہدی کے گوشت، چمڑے اور جھل کا صدقہ کرنا

پاکستانی نسخہ میں یہ اضافہ ہے، قصاب کو اس میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا، قربانی کی نگہداشت میں نیابت جائز ہے۔

[3180] ٣٤٨-(١٣١٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ ((نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا)).

[3180]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کا حکم دیا، اور یہ کہ ان کا گوشت، چمڑے اور جھل صدقہ کر دوں، اور قصاب کی اجرت میں اس سے کچھ نہ دوں، آپ نے فرمایا: ''ہم اسے اجرت اپنے پاس سے دیں گے۔''

[3181] (...) وَحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3181] یہی روایت امام محمد اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3182] (...) وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أَجْرُ الْجَازِرِ.

[3182] امام صاحب ایک اور سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں قصاب کی اجرت کا تذکرہ نہیں ہے۔

[3180] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الجلال للبدن برقم (١٧٠٧) وفي باب: لا يعطى الجزار من الهدى شيئا برقم (١٧١٦) وفي باب: يتصدق بجلود الهدى برقم (١٧١٧) وفي باب: يتصدق بجلال البدن برقم (١٧١٨) وفي الوكالة باب: وكالة الشريك في القسمة وغيرها برقم (٢٢٩٩) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: كيف تنحر البدن برقم (١٧٦٩) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: من جلل البدنة برقم (٣٠٩٩) وفي الاضاحي باب: جلود الاضاحي برقم (٣١٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٢١٩)

[3181] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١٦٧)

[3182] تقدم تخريجه برقم (٣١٦٧)

[3183] ٣٤٩-(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷛ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا

[3183]۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے حضرت علی ﷛ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں قربانی کے اونٹوں کی نگہداشت کا حکم دیا، اور انہیں حکم دیا، وہ ان سب کے گوشت، چمڑے اور جھل مسکینوں میں بانٹ دیں، اور قصاب کی اجرت میں، ان سے کچھ نہ دیں۔

[3184] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَنْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷛ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِمِثْلِهِ.

[3184] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... حاجی اپنی مسنون یا نفلی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے، اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، اور اکثر ائمہ کے نزدیک، وہ تمتع اور قران کی قربانی کا گوشت بھی کھا سکتا ہے، البتہ کسی دوسری واجب قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد اور محدثین کا موقف یہی ہے، ان حضرات کے نزدیک تمتع اور قران کی قربانی، دم شکرانہ ہے، امام شافعی کے نزدیک یہ دم جبر ہے، اس لیے کفارہ کی قربانی کی طرح اس کا گوشت کھانا بھی جائز نہیں ہے، قربانی کا خود کرنا بہتر ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ خود نحر فرمائے تھے، لیکن دوسرے کو نائب بنانا بھی جائز ہے، جیسا کہ آپ کے باقی اونٹ حضرت علی ﷛ نے ذبح کیے تھے، قربانی کا گوشت، چمڑا اور اونٹ پر ڈالا جانے والا جھل بھی صدقہ کیا جائے گا، اور اگر کھال وغیرہ قصاب نے اتاری ہے، تو اس کی اجرت اپنی طرف سے ادا کی جائے گی، اس کے عوض گوشت یا کھال وغیرہ نہیں دی جا سکتی، احناف کے نزدیک کھال بیچ کر اس کے عوض گھر میں بنفسہ استعمال ہونے والی چیز خریدی جا سکتی ہے، مثلاً ڈول یا جراب وغیرہ۔

[3183] تقدم تخريجه برقم (٣١٦٧)
[3184] تقدم تخريجه برقم (٣١٦٧)

٦٦...... بَاب: جَوَازِ الِاشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ

باب ٦٦: قربانی میں شراکت اور گائے اور اونٹ کے سات حصے کرنا
(گائے اور اونٹ کا سات کے لیے کافی ہونا)

[3185] ٣٥٠-(١٣١٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

[3185]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ کو سات آدمیوں کی طرف سے نحر کیا اور گائے کو بھی سات کی طرف سے ذبح کیا۔

[3186] ٣٥١-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

[3186]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اونٹ اور گائے میں شریک ہونے کا حکم دیا، ہم میں سے سات ایک بدنہ (اونٹ، گائے) میں شریک ہوئے۔

فائدہ:...... ایک اونٹ یا ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، خواہ قربانی واجب ہو یا نفل وغیرہ اور خواہ تمام شریک ہونے والوں کی نیت قربانی کرنے کی ہو یا ان میں سے بعض کا ارادہ محض گوشت کھانا ہو، جمہور علماء، امام شافعی، امام احمد اور عام محدثین کا مسلک یہی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اونٹ یا گائے میں شرکت صرف اس صورت میں جائز ہے، جب سب کا ارادہ قربانی ہی کرنے کا ہو، اگر بعض کا ارادہ محض گوشت حاصل کرنا ہو،

[3185] اخرجه ابو داود في (سننه) في الضحايا باب: في البقر والجزور عن كم تجزى برقم (٢٨٠٩) والترمذي في (جامعه) ي الحج باب: ما جاء في الاشتراك في البدنة والبقرة برقم (٩٠٤) وفي الاضاحي باب: ما جاء في الاشتراك في الاضحية برقم (١٥٠٢) وابن ماجه في (سننه) في الاضاحي باب: عن كم تجزى البدنة والبقرة برقم (٣١٣٢) انظر (التحفة) برقم (٢٩٣٣)

[3186] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٧٣٤)

تو شراکت جائز نہیں ہے، قربانی خواہ واجب ہو یا مسنون یا نفل، امام مالک کے نزدیک قربانی میں شرکت جائز نہیں ہے، ایک اونٹ یا ایک گائے کی قربانی صرف ایک آدمی کر سکتا ہے، امام داود ظاہری اور بعض مالکیہ کا نظریہ یہ ہے، نفلی قربانی میں اشتراکیت جائز ہے، اور واجب میں جائز نہیں، امام ابن حزم کے نزدیک اونٹ کی قربانی میں سات کی بجائے دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں، لیکن دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ عام قربانیوں کے لیے ہے، حج کے لیے نہیں ہے۔

[3187] ٣٥٢-(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

[3187]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا، تو ہم نے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے نحر کیا، اور گائے کی قربانی بھی سات کی طرف سے کی۔

[3188] ٣٥٣-(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُورِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ.

[3188]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج اور عمرہ میں سات آدمی ایک ہدی میں شریک ہوئے، ایک آدمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہدی میں اتنے ہی شریک کیے جائیں گے، جتنے اونٹ میں شریک کیے جائیں گے، انہوں نے جواب دیا، جزور (اونٹ) بھی بدنہ (ہدی) ہی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حدیبیہ میں موجود تھے، وہ بیان کرتے ہیں، ہم نے اس دن ستر (۷۰) اونٹ نحر کیے، ایک اونٹ میں ہم سات افراد شریک تھے۔

فائدہ:...... بدنہ یا ہدی سے مراد وہ گائے اور اونٹ ہے، جو احرام باندھتے وقت ساتھ لیا جائے، اور جزور (اونٹ) وہ ہے جو قربانی کے وقت خریدا جائے، لیکن قربانی میں دونوں کا حکم ایک ہے۔

[3187] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٨٨٤)

[3188] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٥)

[3189] ۳۵۴۔(...)وحدثنی محمد بن حاتم حدثنا محمد بن بکر أخبرنا ابن جریج أخبرنا أبو الزبیر أنہ سمع

جابر بن عبداللہ یحدث عن حجۃ النبی ﷺ قال فأمرنا إذا أحللنا أن نھدی ویجتمع النفر منا فی الھدیۃ وذلک حین أمرھم أن یحلوا من حجھم فی ھذا الحدیث.

[3189]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم حلال ہوں، قربانی دیں، اور ہم میں سے چند ہدی میں شریک ہو جائیں، یہ اس موقع کی بات ہے، جب آپ نے ہمیں حج سے حلال ہونے کا حکم دیا تھا، اس حدیث میں یہی ہے۔

[3190] ۳۵۵۔(...)حدثنا یحیی بن یحیی أخبرنا ھشیم عن عبد الملک عن عطاء

عن جابر بن عبداللہ قال کنا نتمتع مع رسول اللہ ﷺ بالعمرۃ فنذبح البقرۃ عن سبعۃ نشترک فیھا.

[3190]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا کرتے تھے، تو ہم سات شریک ہو کر ایک گائے ذبح کرتے تھے۔

[3191] ۳۵۶۔(۱۳۱۹)حدثنا عثمان بن أبی شیبۃ حدثنا یحیی بن زکریاء بن أبی زائدۃ عن ابن جریج عن أبی الزبیر

عن جابر قال ذبح رسول اللہ ﷺ عن عائشۃ بقرۃ یوم النحر.

[3191]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

[3192] ۳۵۷۔(...)وحدثنی محمد بن حاتم حدثنا محمد بن بکر أخبرنا ابن جریج ح و حدثنی سعید بن یحیی الأموی حدثنی أبی حدثنا ابن جریج أخبرنی أبو الزبیر أنہ سمع

جابر بن عبداللہ یقول نحر رسول اللہ ﷺ عن نسائہ وفی حدیث ابن بکر عن

[3189] تفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۸٤٥)

[3190] اخرجہ ابو داود فی (سننہ) فی الضحایا باب: فی البقرۃ والجزور عن کم یجزی برقم (۲۸۰۷) انظر (التحفۃ) برقم (۲٤۳٥)

[3191] تفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۸٤٦)

[3192] تفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (۲۸٤٦)

عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ.

[3192] ۔امام صاحب یہ روایت دو راویوں سے بیان کرتے ہیں، ایک راوی یحییٰ اموی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی نحر کی اور ابن بکر کی حدیث میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اپنے حج میں ایک گائے کی۔

٦٧...... بَاب :إِسْتِحْبَابِ نَحْرِ الْبُدْنِ قِيَامًا مُقَيَّدَةً

باب ٦٧: اونٹ کو ایک پاؤں باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنا پسندیدہ ہے

[3193] ٣٥٨ـ(١٣٢٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم.

[3193] ۔ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس پہنچے، جبکہ وہ اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا، انہوں نے فرمایا، اس کو اٹھا کر، کھڑا کر کے (بایاں) پیر باندھ کر نحر کر یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

٦٨...... بَاب :إِسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ لِمَنْ لَا يُرِيدُ الذَّهَابَ بِنَفْسِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَقْلِيدِهِ وَفَتْلِ الْقَلَائِدِ وَأَنَّ بَاعِثَهُ لَا يَصِيرُ مُحْرِمًا وَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِذٰلِكَ

باب ٦٨. جو انسان خود نہیں جانا چاہتا، اس کے لیے بہتر ہے، حرم میں ہدی، ہار بٹ کر اور ہار ڈال کر بھیجے، اور ہدی بھیجنے کے سبب وہ محرم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے کوئی چیز ممنوع ہوگی

[3194] ٣٥٩ـ(١٣٢١)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

[3193] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: نحر الابل بعده برقم (١٧١٣)٤٢٥ وابو داود في (سننه) في المناسك باب: كيف تنحر البدن برقم (١٧٦٨) انظر (التحفة) برقم (٦٧٢٢)

[3194] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: فتل القلائد للبدن والبقر برقم (١٦٩٨) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: من بعث بهدية واقام برقم (١٧٥٨) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: فتل القلائد برقم (٥/ ١٧١) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: تقليد البدن برقم (٣٠٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٨٢)

عَـائِشَةَ قَـالَـتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُهْـدِى مِـنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِـدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

[3194]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہدی روانہ فرماتے، اور میں آپ کی ہدی کے قلادے (ہار) بٹتی، پھر آپ ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے، جن سے محرم بچتا ہے۔

[3195] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3195] امام صاحب یہی حدیث ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[3196] ٣٦٠۔ (. . .) وحَـدَّثَـنَـاه سَـعِيـدُ بْـنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهِ.

[3196]۔ امام صاحب اپنے چند اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، گویا کہ اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے گلے کے ہار بٹ رہی ہوں، آگے مذکورہ روایت کی طرح۔

[3197] ٣٦١۔ (. . .) وحَـدَّثَـنَـاه سَـعِيـدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُـفْيَـانُ عَـنِ الـزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَـدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ.

[3197]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار اپنے ان دونوں ہاتھوں

[3195] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣١)

[3196] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٤)

[3197] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: هل يوجب تقليد الهدی احراما برقم (٥/ ١٧٥)

سے بٹتی تھی، پھر آپ نہ کسی چیز سے الگ ہوتے، اور نہ ہی کسی چیز کو چھوڑتے۔

[3198] ٣٦٢۔(. . .)عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

[3198] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے گلے کے ہار اپنے ہاتھوں سے بنائے، پھر آپ نے ان کا اشعار کیا، اور گلے میں ہار ڈالا، پھر انہیں بیت اللہ روانہ کر دیا اور خود مدینہ میں رہے، اور آپ پر ان چیزوں میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہوئی، جو آپ کے لیے (پہلے) حلال تھی۔

[3199] ٣٦٣۔(. . .)وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ.

[3199] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ ہدی روانہ فرماتے، میں اس کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹتی، پھر آپ کسی ایسی چیز سے نہ رکتے، جس سے حلال نہیں رکتا ہے۔

[3200] ٣٦٤۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

[3200] ۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، میں نے وہ ہار اس اون سے بٹے تھے جو ہمارے پاس تھی، تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس حلال ہی رہے، حلال جس طرح اپنی بیوی کے پاس آتا ہے، آپ ﷺ بھی

[3198] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من اشعر وقلد بذى الحليفة ثم احرم برقم (١٦٩٦) وفي باب: اشعار البدن برقم (١٦٩٩) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: من بعث بهدية واقام برقم (١٧٥٧) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقليد الابل برقم (٥/ ١٧٣) وفي باب: اشعار الهدى برقم (٥/ ١٧٠) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: اشعار البدن برقم (٣٠٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٣٣)

[3199] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٤)

[3200] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: القلائد من عهن برقم (١٧٠٥) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: من بعث بهدية واقام برقم (١٧٥٩) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ما يفتل منه القلائد برقم (٥/ ١٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٦٦)

آتے، یا جس طرح مرد اپنی بیوی سے فائدہ اٹھاتا ہے، آپ بھی اٹھاتے۔

[3201] ٣٦٥۔(...) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

[3201]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو پایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بکریوں کی قربانی کے ہار بٹتی، آپ اسے بھیج دیتے، پھر ہمارے ہاں حلال ہی رہتے۔

[3202] ٣٦٦۔(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

[3202]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، بسا اوقات میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار بنائے، آپ ہار قربانی کے گلے میں ڈال کر اسے روانہ کر دیتے، اور خود ٹھہرے رہتے، کسی ایسی چیز سے پرہیز نہ کرتے، جس سے محرم پرہیز کرتا ہے۔

[3203] ٣٦٧۔(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا.

[3201] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: تقليد الغنم برقم (١٧٠٣) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی تقليد الغنم برقم (٩٠٩) والنسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج باب: فتل القلائد برقم (٥/ ١٧٢) وفی باب: تقليد الغنم برقم (٥/ ١٧٣) وبرقم (٥/ ١٧٤) وفی باب: هل يوجب تقليد الهدى احراما برقم (٥/ ١٧٥، ٥/ ١٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٥)

[3202] اخرجه البخاری فی (صحيحه) باب: تقليد الغنم برقم (١٧٠٢) والنسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج باب: فتل القلائد برقم (٥/ ١٧١) وابن ماجه فی (سننه) فی المناسك باب: تقليد البدن برقم (٣٠٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٤٧)

[3203] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحج باب: تقليد الغنم برقم (١٧٠١) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فی الاشعار برقم (١٧٥٥) والنسائی فی (المجتبى) فی مناسك ←

[3203]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی قربانی کے لیے بکریوں کو بھیجا اور ان کے گلوں میں ہار ڈالے۔

[3204] ٣٦٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ، فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

[3204]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم بکریوں کے گلے میں ہار ڈال کر انہیں بھیج دیتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال ہی ہوتے ان سے آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوتی۔

[3205] ٣٦٩۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

[3205]۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں، ابن زیاد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جو شخص قربانی روانہ کرتا ہے، اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی جو حج کرنے والے پر حرام ہوتی ہیں، حتی کہ قربانی نحر کر دی جائے، اور میں اپنی ہدی روانہ کر چکا ہوں، آپ مجھے اپنا نظریہ لکھ بھیجیں، عمرہ بیان کرتی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، بات وہ نہیں ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے

← الحج باب: تقليد الغنم برقم (٥/ ١٧٣) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: تقليد الغنم برقم (٣٠٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٤٤)

[3204] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تقليد الغنم برقم (٥/ ١٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٣١)

[3205] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: من قلد القلائد بيده برقم (١٧٠٠) وفي الوكالة باب الوكالة في ابدن وتعاهدها برقم (٢٣١٧) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: هل يوجب تقليد الهدى احراما برقم (٥/ ١٧٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩٩)

خود رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے، پھر آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے قربانیوں کے گلے میں ڈالا، اور میرے باپ کے ہاتھ انہیں روانہ کر دیا، اور قربانیوں کے نحر کرنے تک رسول اللہ ﷺ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی، جو اللہ نے آپ ﷺ کے حلال کی تھی۔

فائدہ:......اس حدیث کی سند میں خط لکھنے والے کا نام ابن زیاد بتایا گیا ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دور نہیں پایا، بلکہ یہ خط لکھنے والا زیاد بن ابی سفیان ہے جو زیاد بن ابیہ کے نام سے معروف ہے، جیسا کہ صحیح بخاری، مؤطا امام مالک، سنن ابی داؤد وغیرہ، معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔

[3206] ٣٧٠-(. . .)وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ.

[3206]۔مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے پردہ کی اوٹ سے تالی بجا کر بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بناتی تھی، پھر آپ انہیں روانہ کر دیتے، اور کسی ایسی چیز سے، قربانی نحر کرنے تک باز نہ رہتے، جس سے محرم باز رہتا ہے۔

[3207] (. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[3207] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے ثابت ہوتا ہے، اپنے علاقہ میں رہتے ہوئے قربانی بھیجنا مسنون ہے، اور قربانی روانہ کرتے وقت اس کے امتیاز اور شناخت کے لیے تاکہ کوئی اس پر دست درازی نہ کرے، گلے میں اون وغیرہ کو بٹ کر ہار ڈال دیا جائے گا، اونٹ ہوں تو ان میں پرانی جوتیوں کو پرو دیا جائے گا، قربانی اگر اونٹ ہو تو اس کو کوہان پر چیرا دیا جائے گا، گائے یا بکری ہو تو صرف ہار ڈالیں گے، جمہور کا نظریہ یہی ہے، امام ابو حنیفہ، اور امام مالک کے نزدیک بکری کے گلے میں ہار نہیں ڈالا جائے گا، اور ائمہ اربعہ کے نزدیک قربانی بھیجنے والا محرم

[3206] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: تقليد الغنم برقم (١٧٠٤) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: فتل القلائد برقم (٥/ ١٧١) انظر (التحفة) برقم (١٧٦١٦)
[3207] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣١٩٣)

نہیں ہوگا، اس لیے اس کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں مجاہد اور ابن سیرین کا مسلک یہ ہے کہ وہ محرم ہوگا اور جب تک بیت اللہ میں ہدی ذبح نہیں کی جاتی، اس پر ان تمام چیزوں سے اجتناب لازم ہوگا، جن سے محرم اجتناب کرتا ہے۔

٦٩...... بَاب: جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا

باب ٦٩: ضرورت کے وقت ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا جائز ہے

[3208] ٣٧١-(١٣٢٢)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ((ارْكَبْهَا)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

[3208] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، ایک انسان کو قربانی کا اونٹ ہانکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ ہدی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جا۔'' دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا، تیرے لیے خرابی ہو۔

فائدہ:...... امام احمد اور اسحاق کے نزدیک قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا جائز ہے، اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک اگر اور سواری نہ ہو تو سوار ہونا ضروری ہے، امام شافعی کے نزدیک احتیاج ضرورت کی صورت میں سوار ہونا جائز ہے، امام مالک کا موقف یہی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اضطراری حالت میں سوار ہونا جائز ہے، امام شافعی اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، اور امام ابن العربی مالکی کے نزدیک بقدر ضرورت سوار ہونا جائز ہے۔

[3209] (. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً.

[3209] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ اس اثناء میں ایک آدمی گلے میں ہار پڑا ہوا اونٹ ہانک رہا تھا۔

[3208] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: ركوب البدن برقم (١٦٨٩) وفي الوصايا باب: هل ينتفع الواقف بوقفه برقم (٢٧٥٥) وفي الادب باب: ما جاء في قول الرجل ويلك برقم (٦١٦٠) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في ركوب البدن برقم (١٧٦٠) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ركوب البدنة برقم (٥/ ١٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠١)

[3209] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٨٩٣)

لطیفہ:...... اس حدیث سے بعض حضرات نے یہ بات نکالی ہے کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے، اور انسانوں کا کام تو ان پر سوار ہونا ہے نہ کہ مقلد بننا۔

[3210] ۳۷۲۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْلَكَ ارْكَبْهَا)) فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا)).

[3210]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جبکہ ایک آدمی گلے میں ہار ڈالا اونٹ ہانک رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تمہارے لیے خرابی ہو، اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے عرض کیا، یہ حج کی قربانی ہے، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس، اس پر سوار ہو جا، تم پر افسوس! اس پر سوار ہو جا۔''

[3211] ۳۷۳۔(۱۳۲۳)وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ وَأَظُنُّنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ((ارْكَبْهَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

[3211]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو ہدی کا اونٹ ہانک رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا، یہ ہدی ہے، آپ نے دو یا تین دفعہ فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔''

[3212] ۳۷٤۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ وَإِنْ.

[3210] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٩)

[3211] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ركوب البدنة لمن جهده المشي برقم (٥/ ١٧٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٦)

[3212] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٤)

[3212] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک بدنہ یا ہدیہ (قربانی کا اونٹ) لے جایا گیا، آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے عرض کیا، یہ بدنہ یا ہدیہ ہے، آپ نے فرمایا: ''خواہ یہی ہے۔''

[3213](. . .)وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ الْأَخْنَسِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَساً يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

[3213] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اس میں صرف بدنہ کا لفظ ہے۔

[3214] ٣٧٥-(١٣٢٤)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا)).

[3214] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہدی پر سوار ہونے کا مسئلہ پوچھا گیا؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جب لا چار ہو جاؤ، تو سواری ملنے تک عرف و دستور کے مطابق سوار ہو جاؤ۔''

[3215] ٣٧٦-(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا

عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا.

[3215] ۔ابوزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''جب تک سواری نہ ملے تو دستور و عرف کے مطابق سوار ہو جاؤ۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر سواری نہ ہو، تو پھر ایسے طریقے سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہوا جا سکتا ہے، جو اس کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث نہ بنے، امام مالک اور بعض حضرات کا نظریہ یہی ہے۔

[3213] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٥٤)

[3214] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: في ركوب البدن برقم (١٧٦١) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: ركب البدنة بالمعروف برقم (٥/ ١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨٠٨)

[3215] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٩٥٤)

٧٠...... بَاب: مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيقِ

باب٧٠: قربانی جب راستہ میں ہلاک ہو جائے تو کیا کیا جائے گا

[3216] ٣٧٧ـ(١٣٢٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوقُهَا فَأَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيِيَ بِشَأْنِهَا إِنْ هِيَ أُبْدِعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَأَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ نَتَحَدَّثُ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَأْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسِتَّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمَّرَهُ فِيهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ ((انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ)).

[3216]۔ موسیٰ بن سلمہ ہذلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور سنان بن سلمہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے، سنان اپنے ساتھ قربانی کا اونٹ لے کر چلا، اور وہ راستہ میں ٹھہر گیا، تو سنان، اس کے معاملہ میں بے بس ہو گیا، کہ اگر وہ اونٹ تھک ہار گیا، تو وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے، اس نے سوچا، اگر میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا، تو میں اس کے بارے میں تحقیق کروں گا، اس نے بتایا، میں دوپہر کے وقت چل پڑا، تو جب ہم بطحاء میں اترے، اس نے کہا، آؤ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر، ان سے گفتگو کریں، اس نے جا کر، ان سے اپنی قربانی کی صورت حال بیان کی، تو انہوں نے فرمایا، تم نے مسئلہ واقف کار سے دریافت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی سپرداری میں سولہ (١٦) قربانیاں روانہ فرمائیں، وہ شخص چل پڑا، پھر واپس آ گیا، اور پوچھنے لگا، اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی تھک ہار کر بیٹھ جائے، تو میں اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کو نحر کرکے، اس کے گلے میں دونوں جوتے، اس کے خون میں رنگ دینا، پھر اس کے پہلو پر رکھ دینا پھر تو اور تیرے رفقاء میں سے کوئی بھی اس سے نہ کھائے۔''

[3216] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فی الهدی اذا عطب قبل ان یبلغ برقم (١٧٦٣) انظر (التحفة) برقم (٦٥٠٣)

مفردات الحدیث ❶ أَزْحَفَتْ عليه: تھک ہار کر رک گیا۔ ❷ عَيِي بشأنها: وہ اس کا حکم مسئلہ جاننے سے عاجز آ گیا۔ ❸ أُبْدِعَتْ: تھک ہار کر ٹھہر گیا، چلنے کے قابل نہ رہا۔ ❹ اهل رفقتك: تیرے رفیق اور قافلہ کے لوگ۔

فائدہ:...... قربانی کا جو جانور راستہ میں تھک ہار کر، چلنے کے قابل نہ رہے تو اس کو ذبح کر کے اس کے گلے میں جو، جوتیوں کا ہار تھا، اسے خون میں رنگ کر، اس پر ڈال دیں، تاکہ پتہ چل سکے، یہ حج کی قربانی کا جانور ہے، جسے دوسرے لوگ کھا سکتے ہیں، لیکن قافلہ میں شریک لوگ اس کو نہیں کھا سکتے، جمہور کا (امام مالک، ابوحنیفہ، احمد) یہی نظریہ ہے، اگر ہدی واجب تھی (یعنی تمتع اور قران کے لیے تھی) تو اس کی جگہ اور قربانی کرنا ہوگی، اور امام شافعی کے نزدیک اگر قربانی نفلی تھی، تو پھر اس کا کھانا، کھلانا اور بیچنا درست ہے، اگر قربانی واجب ہو اور انسان اس کو ذبح نہ کرے، تو پھر اس کا دودھ استعمال کر سکتا ہے، کیونکہ اس نے اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا ہے، نفلی کی صورت میں عوض نہیں ہے، اس لیے اس کو ذبح کرنا ہوگا، جمہور کا یہی موقف ہے۔

[3217] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِالْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ.

[3217] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی معیت میں اٹھارہ قربانیاں روانہ فرمائیں، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن اس میں ابتدائی واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

[3218] ٣٧٨-(١٣٢٦) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ ((إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ)).

[3218]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوقبیصہ ذؤیب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ

[3217] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٠٣)

[3218] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: في الهدى اذا عطب برقم (٣١٠٥) انظر (التحفة) برقم (٣٥٤٤)

نے مجھے قربانیاں دے کر بھیجتے اور فرماتے: ''اگر تھکنے سے کسی کی ہلاکت کا خطرہ محسوس کرو، تو اسے نحر کر دینا، پھر اس کی جوتیوں کو اس کے خون میں ڈبو کر، اس کے پہلو پر مارنا، لیکن تو خود اور تیرے قافلہ والوں میں سے کوئی اسے نہ کھائے۔''

۷۱...... بَاب: وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنِ الْحَائِضِ

باب ۷۱: طواف وداع کا وجوب اور حیض والی عورت سے اس کا ساقط ہونا۔

[3219] ۳۷۹۔(۱۳۲۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتّٰى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)) قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي.

[3219]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (حج کے بعد) لوگ ہر طرف سے نکل جاتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی انسان سفر اختیار نہ کرے، جب تک آخری وقت میں بیت اللہ کا طواف نہ کر لے، زہیر کی روایت میں ینصرفون کے بعد فی کا لفظ نہیں ہے۔

[3220] ۳۸۰۔(۱۳۲۸) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ.

[3220]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آخری وقت میں بیت اللہ کا طواف کریں، لیکن حیض والی عورت کو سہولت دی گئی ہے، (وہ پہلے جا سکتی ہے)۔

فائدہ:...... الوداعی طواف جسے حاجی مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت کرتا ہے، واجب ہے، یعنی اگر کوئی شخص یہ

[3219] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: الوداع برقم (۲۰۰۲) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: طواف الوداع برقم (۳۰۷۰) انظر (التحفة) برقم (۵۷۰۳)

[3220] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطهارة باب: المراة تحيض بعد الافاضة برقم (۳۲۹) وفي الحج باب: طواف الوداع برقم (۱۷۵۵) وفي باب: اذا حاضت المراة بعدما افاضت برقم (۱۷٦۰) انظر (التحفة) برقم (۵۷۱۰)

طواف نہیں کرے گا، تو اس کے ذمہ ایک جانور کی قربانی ضروری ہے لیکن حائضہ عورت کو اجازت ہے اگر اس نے طواف افاضہ کر لیا ہے، تو وہ طواف وداع کیے بغیر روانہ ہو سکتی ہے، جمہور صحابہ وائمہ امام ابو حنیفہ، شافعی، احمد، اور محدثین کا یہی موقف ہے لیکن امام مالک اور داؤد ظاہری کے نزدیک طواف وداع سنت ہے۔

[3221] ٣٨٠-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ

عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تُفْتِي أَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِمَّا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا بِذَٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُولُ مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ.

[3221]۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ حائضہ عورت آخری وقت میں بیت اللہ کا طواف کیے بغیر واپس جا سکتی ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اگر آپ یہ نہیں مانتے، تو آپ فلاں انصاری عورت سے پوچھیں، کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ حکم دیا تھا؟ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ہنستے ہوئے واپس آئے اور وہ کہہ رہے تھے، میرے خیال میں آپ نے سچ ہی فرمایا ہے۔

[3222] ٣٨٢-(١٢١١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ أَنَّ

عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ حِيضَتَهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلْتَنْفِرْ.

[3222]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو گیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے حیض کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ ہمیں روک

[3221] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٩)

[3222] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الحائض تنفر قبل ان تودع برقم (٣٠٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٨٧)

لے گی؟" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اے اللہ کے رسول! وہ طواف افاضہ میں بیت اللہ کا طواف کر چکی ہے، اور طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہوا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو چلے۔"

[3223] ٣٨٣-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ زَوْجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

[3223]۔ امام صاحب اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا طہارت کی حالت میں طواف افاضہ کرنے کے بعد حیض شروع ہو گیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3224] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنٰى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

[3224] امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آنے لگا ہے۔ زہری کی حدیث والا مفہوم ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

[3225] ٣٨٤-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ أَنْ تَحِيضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ أَنْ تُفِيضَ قَالَتْ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا صَفِيَّةُ قُلْنَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذَنْ.

[3225]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہمیں اندیشہ تھا کہ صفیہ کو طواف افاضہ سے پہلے حیض شروع ہو جائے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور پوچھا: "کیا صفیہ ہمیں روک لے گی؟" ہم نے عرض کیا، وہ طواف افاضہ کر چکی ہے، آپ نے فرمایا: "تب کوئی حرج نہیں ہے۔"

[3223] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٦)

[3224] طريق قتيبة اخرجه الترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في المراة تحيض بعد الافاضة برقم (٩٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٥١٢) وطريق زهير بن حرب وطريق محمد بن المثنى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٧٤) وبرقم (١٧٤٨٨)

[3225] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: في الزكارة يوم النحر برقم (١٧٣٣) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٣٧)

[3226] ٣٨٥۔(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ قَدْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ)) قَالُوا بَلٰى قَالَ ((فَاخْرُجْنَ)).

[3226]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حیض آنے لگا ہے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''شاید، وہ ہمیں روک لے گی، کیا اس نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف افاضہ نہیں کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو چلو۔''

[3227] ٣٨٦۔(. . .) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَإِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ۔

[3227]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے وہ ارادہ کیا، جو مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے، تو آپ کو بتایا گیا، اے اللہ کے رسول! وہ تو حائضہ ہے، آپ نے فرمایا: ''تو وہ ہمیں روک لے گی۔'' سب ازواج نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ قربانی کے دن طواف زیارت کر چکی ہے، آپ نے فرمایا: ''تو پھر تمہارے ساتھ روانہ ہو جائے۔''

[3228] ٣٨٧۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

[3226] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض باب: المراة تحيض بعد الافاضة برقم (٣٢٨) والنسائي في (المجتبى) في الحيض باب: المراة تحيض بعد الافاضة برقم (١/ ١٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٤٩)

[3227] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٤٣)

[3228] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: قوله تعالى: ﴿ولا يحل لهن ان يكتمن ما خلق الله في ارحامهن﴾ برقم (٥٣٢٩) وفي الادب باب: قوله ﷺ: (تربت يمينك) و (عقرى حلقى) برقم (٦١٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٢٧)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً فَقَالَ ((عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ لَهَا ((أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَانْفِرِي)).

[3228]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے سفر کرنے کا ارادہ کیا، تو اچانک دیکھا، کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازہ پر کبیدہ خاطر، غمزدہ کھڑی ہے، آپ نے فرمایا: ''سرمنڈی تو ہمیں روک لے گی۔'' پھر آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا تھا؟'' اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو چل۔''

فائدہ:...... ان مختلف روایات میں تضاد نہیں ہے، مجموعی طور پر تمام صورت حال پیش آئی تھی، سب ازواج مطہرات کو اس واقعہ کا علم تھا، سب نے تصدیق کی تھی، اس لیے بعض دفعہ کسی کا انفرادی نام لیا گیا، اور بعض دفعہ سب کا مشترکہ طور پر۔

[3229] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ جَمِيعًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ الْحَكَمِ غَيْرَ أَنَّهُمَا لَا يَذْكُرَانِ كَئِيبَةً حَزِينَةً.

[3229] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں کبیدہ خاطر غمزدہ کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ دُخُولِ الْكَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِهِ وَالصَّلٰوةِ فِيهَا

باب ۷۲: حاجی وغیرہ کے لیے بہتر ہے کہ وہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھے، اور اس کی تمام اطراف میں دعا مانگے

[3230] ۳۸۸۔(۱۳۲۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

[3229] طريق يحيى بن يحيى اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: الادلاج المحصب برقم (۱۷۷۱) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الحائض تنفر قبل ان تودع برقم (۳۰۷۳) انظر التهة برقم (۱۵۹٤٦) وحديث زهير بن حرب تفردبه مسلم انظر التحفه برقم (۱۵۹۹۳)۔

[3230] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: قوله تعالى: ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ برقم (۳۹۷) وفي باب: الابواب والغلق للكعبة والمساجد برقم (٤٦٨) وفي ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَعَلَ عَمُودَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَائَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى.

[3230]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ، بلال، عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے، اور اس کا دروازہ بند کر لیا، پھر آپ کچھ وقت اندر ٹھہرے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب باہر نکلے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا عمل کیا؟ اس نے بتایا، آپ نے دوستون اپنے بائیں اور ایک دائیں اور تین ستون اپنے پیچھے کیے، اس وقت بیت اللہ کے چھ ہی ستون تھے، پھر آپ نے نماز پڑھی۔

[3231] ۳۸۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَأَرْسَلَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَأَمَرَ بِالْبَابِ فَأُغْلِقَ فَلَبِثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَتَلَقَّيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا وَبِلَالٌ عَلَى إِثْرِهِ فَقُلْتُ

← باب: الصلاة بين السواري في غير الجماعة برقم (٥٠٤) وبرقم (٥٠٥) وفي باب: ٩٧ برقم (٥٠٦) وفي التهجد باب: ما جاء في التطوع مثنى مثنى برقم (١١٦٧) وفي الحج باب: اغلاق الميت برقم (١٥٩٨) وفي باب: الصلاة في الكعبة برقم (١٥٩٩) وفي الجهاد باب: الردف على الحمار برقم (٢٩٨٨) وفي المغازي باب: دخول النبي ﷺ من اعلى مكة برقم (٤٢٨٩) وفي المغازي باب: حجة الوداع برقم (٤٤٠٠) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة في الكعبة برقم (٢٠٢٣) وبرقم (٢٠٢٤) وبرقم (٢٠٢٥) والنسائي في (المجتبى) في المساجد باب: الصلاة في الكعبة برقم (٢/ ٣٣-٣٤) وفي القبلة باب: مقدار ذلك برقم (٢/ ٦٣) وفي مناسك الحج باب: دخول البيت برقم (٥/ ٢١٧) وفي باب: موضع الصلاة في البيت برقم (٥/ ٢١٧-٢١٨) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: دخول الكعبة برقم (٣٠٦٣) انظر (التحفة) برقم (٢٠٣٧) وبرقم (٨٣٣١)

[3231] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢١٧)

لِبِلَالٍ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى.

[3231] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور کعبہ کے صحن میں اترے، آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا، وہ چابی لے کر آیا اور دروازہ کھول دیا، پھر نبی اکرم ﷺ، حضرت بلال، اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے، اور آپ کے حکم سے دروازہ بند کر دیا گیا، اور یہ سب کچھ دیر اندر ٹھہرے، پھر اس نے دروازہ کھول دیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں سب لوگوں سے آگے بڑھ کر، رسول اللہ ﷺ کو باہر نکلتے ہوئے ملا، آپ کے پیچھے بلال تھے، تو میں نے حضرت بلال سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ میں نے پوچھا، کہاں؟ اس نے کہا، دو ستونوں کے درمیان، سامنے رخ کر کے، اور میں یہ بھول گیا کہ اس سے یہ پوچھوں، آپ نے کتنی رکعات پڑھیں۔

[3232] ۳۹۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَتُعْطِينِهِ أَوْ لَيَخْرُجَنَّ هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي قَالَ فَأَعْطَتْهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

[3232] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور اسے کعبہ کے صحن میں لا بٹھایا، پھر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوا کر فرمایا: ''میرے پاس چابی لاؤ۔'' وہ اپنی ماں کے پاس گیا، اس نے اسے کنجی دینے سے انکار کر دیا، عثمان نے کہا، اللہ کی قسم! کنجی مجھے دے دو، وگرنہ یہ تلوار میری پشت سے پار ہو جائے گی (میں خودکشی کرلوں گا، یا وہ مجھے مار ڈالیں گے) تو اس نے اسے کنجی دے دی، اس نے لا کر نبی اکرم ﷺ کو پیش کر دی، پھر اس نے دروازہ کھولا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3233] ۳۹۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

[3232] تقدم تخريجه برقم (٣٢١٧)

[3233] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٤) وبرقم (٨٠٥١) وبرقم (٨١٩٦) وقد تقدم تخريجه في مسند بلال برقم (٣٢١٧)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيلًا ثُمَّ فُتِحَ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3233] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے، حضرت اسامہ، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے، پھر انہوں نے کافی دیر دروازہ بند رکھا، پھر دروازہ کھول دیا گیا، تو میں سب سے پہلے دروازہ میں پہنچا، اور بلال کو ملا، میں نے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا، اگلے دوستونوں کے درمیان، اور میں بھول گیا، اس سے پوچھوں، رسول اللہ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھیں؟

[3234] ۳۹۲۔(. . .)وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ فَمَكَثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالُوا هَهُنَا قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى.

[3234] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں کعبہ کے پاس پہنچا، تو رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید اور بلال رضی اللہ عنہم اس میں داخل ہو چکے تھے، اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دروازہ بند کر دیا تھا، یہ حضرات کافی دیر تک اندر رہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ باہر نکلے، اور میں سیڑھی پر چڑھ کر اندر چلا گیا، اور میں نے پوچھا، نبی اکرم ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یہاں، اور میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھیں ہیں۔

[3235] ۳۹۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[3234] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢١٧)

[3235] اخرجه البخاري في (صحيحه) في كتاب الحج، باب: اغلاق البيت ويصلى في اى نواحي البيت شاء برقم (١٥٩٨) انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٨) وقد تقدم تخريجه برقم (٣٢١٧)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

[3235]۔سالم رحمہ اللہ اپنے باپ (ابن عمر) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا، تو جب انہوں نے دروازہ کھولا، سب سے پہلے میں داخل ہوا، میں بلال رضی اللہ عنہ کو ملا اور اس سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا، ہاں، دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔

[3236] ٣٩٤۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ أَحَدٌ ثُمَّ أُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ فَأَخْبَرَنِي بِلَالٌ أَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

[3236]۔سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے، ان کے ساتھ کوئی اور داخل نہیں ہوا، پھر ان پر دروازہ بند کر دیا گیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے حضرت بلال یا حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔

[3237] ٣٩٥۔(١٣٣٠)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا

ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِدُخُولِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتّٰى

[3236] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠١٢) تقدم تخريجه برقم (٣٢١٧)

[3237] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: موضع الصلاة من الكعبة برقم (٥/ ٢٢٠) انظر (التحفة) برقم (٩٦)

خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيهَا أَفِي زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ.

[3237] ۔ ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا، کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا ہے کہ تمہیں طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور تمہیں کعبہ کے اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا، اس نے جواب دیا، وہ اس میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتے تھے، لیکن میں نے انہیں یہ کہتے سنا ہے کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کی تمام اطراف میں دعا مانگی، اور اس میں نماز نہیں پڑھی، حتی کہ آپ باہر نکل آئے، تو جب آپ باہر نکلے، بیت اللہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں، اور آپ نے فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔'' میں نے اس سے پوچھا، اس کے جوانب سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کے کونوں میں؟ اس نے کہا، بلکہ بیت اللہ تمام اطراف سے سامنے۔

[3238] ۳۹۶۔(۱۳۳۱) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ.

[3238] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اس میں چھ ستون تھے، تو آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ:...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے، اور حضرت اسامہ کے بقول آپ نے محض تمام اطراف و جوانب میں دعا فرمائی ہے، نماز نہیں پڑھی ہے، لیکن تمام محدثین کا اصولی قاعدہ ہے کہ مثبت، منفی پر مقدم ہے یعنی کسی واقعہ کے بارے میں زائد چیز بتانے والے کی بات مانی جائے گی، نفی کرنے والے کی بات نظر انداز کر دی جائے گی، کیونکہ ہر ایک اپنے علم کے مطابق بات کرتا ہے اور ایک کا علم دوسرے سے زائد ہو سکتا ہے، چونکہ آپ نے اندر داخل ہو کر دعا اور نماز، دونوں کام کیے ہیں، اس لیے ہر ایک نے جو دیکھا تھا بتا دیا، حضرت اسامہ دور، دعا میں مشغول رہے، اور آپ نے دعا سے فراغت کے بعد دو خفیف رکعات پڑھیں، حضرت بلال پاس تھے، انہوں نے دیکھ لیا، حضرت اسامہ دور تھے، دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا، اس لیے وہ نہ دیکھ سکے، یا ہو سکتا ہے، آپ دو دفعہ داخل ہوئے ہوں، ایک دفعہ نماز پڑھی اور ایک دفعہ نہ پڑھی، اس لیے حضرت اسامہ سے نفی اور اثبات دونوں ثابت ہیں، لیکن بیت اللہ میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا، مناسک حج میں داخل نہیں ہے، اس لیے جمہور کے نزدیک آپ حجۃ الوداع میں کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے،

[3238] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٩٦٦)

تا کہ لوگ اس کو حج کا حصہ نہ سمجھ لیں، نیز کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے، اگر کعبہ کا دروازہ بند ہو تو جمہور جس میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بھی داخل ہیں، کے نزدیک کعبہ کے کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا صحیح ہے، خواہ نماز فرض ہو یا نفل، امام مالک کے نزدیک فرض نماز وتر، فجر کی سنتیں اور طواف کی دو رکعات صحیح یا جائز نہیں، عام نفل پڑھنا جائز ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک کوئی نماز، خواہ فرض ہو یا نفل، پڑھنا جائز نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی بات ہی نقل کرتے تھے۔

[3239] ٣٩٧ـ(١٣٣٢) وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ قَالَ لَا.

[3239]۔ اسماعیل بن خالد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی اکرم ﷺ اپنے عمرہ میں، بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے، انہوں نے کہا، نہیں۔

فائدہ:...... عمرۃ القضاء ۷ھ میں بیت اللہ پر مشرکین مکہ کا تسلط تھا اور کعبہ کے اندر بت رکھے ہوئے تھے، اس لیے آپ بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوئے، فتح مکہ کے وقت جب قریش کا غلبہ ختم ہو گیا، اور بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا، تب آپ اندر داخل ہوئے، اور دعا و نماز سے لطف اندوز ہوئے۔

٧٣...... بَاب: نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا

باب ٧٣: کعبہ کو توڑ کر تعمیر کرنا

[3240] ٣٩٨ـ(١٣٣٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتْ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا)).

[3240]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اگر تیری قوم، کفر سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی، تو میں کعبہ کو توڑ کر اس کو ابراہیمی بنیادوں پر استوار کرتا، کیونکہ قریش نے جب اسے (نئے سرے) تعمیر کیا، تو اسے کم کر دیا، اور میں اس کے پچھواڑے ایک دروازہ بناتا۔

[3239] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥١٥٦)

[3240] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: فضل مكة وبنيانها برقم (١٥٨٥) والنسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: بناء الكعبة برقم (٥/ ٢١٥) انظر (التحفة) برقم (١٧١٩٧)

[3241] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3241] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3242] ۳۹۹۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ)) فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

[3242]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے، تیری قوم نے جب کعبہ تعمیر کیا، اسے ابراہیمی بنیادوں سے کم کر دیا؟'' تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ اسے ابراہیمی بنیادوں پر نہیں لوٹائیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری قوم کفر سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی تو میں یہ کام کر دیتا۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، (یعنی یقیناً سنی ہے) تو میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے حجر (حطیم) کے قریبی رکنوں کا استلام کرنا اس لیے چھوڑا ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر مکمل طور پر ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہوئی تھی۔

فائدہ:...... بیت اللہ کی تعمیر مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہے، سب سے پہلی تعمیر فرشتوں نے کی، پھر آدم علیہ السلام نے پھر حضرت شیث علیہ السلام، طوفان نوح میں یہ غرقاب ہو گیا، اور اس کی بنیادیں بھی نظروں سے اوجھل ہو گئیں، تو چوتھی دفعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے باپ بیٹا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے اس کو نئے سرے سے تعمیر کیا، حضرت ابراہیم کے

[3241] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۰۰۲)

[3242] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحج باب: فضل مكة وبنيانها برقم (۱۵۸۳) وفی احاديث الانبياء باب (۱۰) برقم (۳۳٦۸) وفی التفسير باب: قوله تعالى ﴿واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم﴾ برقم (٤٤٨٤) والنسائی فی (المجتبى) فی مناسك الحج باب: بناء الكعبة برقم (٥/ ٢١٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٨٧)

بعد بنو عمالقہ سے پھر بنو جرہم نے پھر قصی نے آٹھویں بار اس کو قریش نے تعمیر کیا، اور اس تعمیر میں حضور اکرم ﷺ بھی شریک تھے، حجر اسود مقررہ جگہ آپ ﷺ ہی نے رکھا تھا، لیکن چونکہ قریش نے اس کی تعمیر میں خالص حلال مال صرف کیا تھا، اور وہ کم تھا، اس لیے حطیم والا حصہ چھوڑ دیا گیا، اور رکن یمانی اور رکن حجر اسود کے سوا باقی دونوں رکن اپنی صحیح بنیادوں پر تعمیر نہ ہو سکے، اس لیے بیت اللہ کا طواف حجر (حطیم) کے اوپر سے کیا جاتا ہے، لیکن اس طرف والے دونوں رکنوں کا ابراہیمی بنیادوں پر نہ ہونے کی وجہ سے استلام نہیں کیا جاتا، حضور اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ کعبہ کو توڑ کر نئے سرے سے تعمیر کریں، اور اس کی کرسی زمین کے قریب رکھیں، تاکہ لوگ اس میں داخل ہو سکیں، اور اس کے دو دروازے رکھیں تاکہ ایک سے لوگ داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں، اور آمد و رفت میں سہولت ہو جائے، لیکن چونکہ قریش فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے، اس لیے خطرہ تھا، کہ یہ نئی تعمیر ان کے لیے فتنہ اور آزمائش کا باعث بنے گی، اور یہ چیز اس وقت کی دینی مصلحت کے خلاف تھی، اس لیے آپ نے فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے ایک اولیٰ اور بہتر کام کو ترک کر دیا، اس لیے حکام کے لیے ضروری ہے، کہ وہ عوام کے مصالح اور فوائد کا لحاظ رکھیں لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ شرکیہ اور کفریہ افعال و اعمال کا پیش خیمہ اور سبب بنتے ہیں۔ اس لیے اگر سعودی حکام نے پختہ قبروں اور مزاروں کو گرایا تھا، تو یہ قابل تعریف کام کیا تھا، نہ کہ قابل مذمت کیا، نماز کو چھوڑنا اور سودی کاروبار کرنا، اور تصویر سازی کو اس لیے نظر انداز کیا جا سکتا ہے، کہ مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ناجائز کاموں کی مرتکب ہے، اگر ان افعال بد پر ان کا مواخذہ شروع کیا جائے، تو عوام میں تنفر، توحش اور جذباتی ابال پیدا ہوگا، اور وہ تمام حکومت کے خلاف ہو جائیں گے، اس طرح اگر زکاۃ کے حصول، حدود و تعزیرات شرعیہ کے اجراء اور دیگر احکام شرعیہ کے نفاذ میں کوئی رو رعایت نہیں کرنی چاہیے، تو مزاروں اور قبروں پر گنبدوں کی تعمیر کے لیے رو رعایت کیوں برتی جائے، اور ان کے گرانے پر اعتراض کیوں کیا جائے، جبکہ یہ کام سعودی علماء کے نزدیک ناجائز ہیں، اور شرک کا پیش خیمہ ہیں۔

[3243] ٤٠٠-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ.

[3243] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٢٩)

[3243] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تیری قوم نئی نئی دور جاہلیت یا دور کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا، اور میں اس کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا، اور میں حجر کو اس میں داخل کر دیتا۔''

[3244] ۴۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي يَعْنِي عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ.

[3244] ۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تیری قوم شرک سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر اس کو زمین کے ساتھ ملا دیتا اور اس کے دو دروازے بناتا، ایک دروازہ مشرق کی جانب اور دوسرا دروازہ مغربی جانب اور حجر میں سے چھ ہاتھ کی جگہ کعبہ میں شامل کر دیتا، کیونکہ قریش نے جب کعبہ بنایا تھا، اتنا اس کو کم کر دیا تھا۔

[3245] ۴۰۲۔(. . .) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمْ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ

[3244] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الحجر برقم (٥/ ٢١٨) بدون ذكر القصة۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٩٠)

[3245] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٣١)

النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ)) قَالَ فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ.

[3245]۔عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ کے دور میں، اہل شام نے بیت اللہ پر حملہ کیا اور بیت اللہ جل گیا، اور اس کا جو حال ہوا تھا ہوا، تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے حج کے لیے آنے تک اسے اسی طرح چھوڑ دیا، وہ چاہتے تھے لوگوں کو ان کے خلاف جرأت دلائیں یا ان کے خلاف اشتعال دلائیں اور بھڑکائیں، تو جب لوگ واپس جانے لگے، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے لوگو! کعبہ کے بارے میں مشورہ دو، میں اسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا اس کا جو حصہ کمزور ہو گیا ہے، اس کو درست کر دوں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھ پر ایک رائے کھلی ہے، میں سمجھتا ہوں، آپ اس کے کمزور شدہ حصہ کو درست کر دیں، اس گھر کو رہنے دیں، جس پر لوگ مسلمان ہوئے، ان پتھروں کو چھوڑ دیں، جن پر لوگ اسلام لائے اور جن پر رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو وہ اسے نئے سرے سے تعمیر کیے بغیر نہیں رہے گا، (یعنی نئی تعمیر کے بغیر مطمئن نہیں ہوگا۔) تو تمہارے رب کے گھر کو ایسے کیسے چھوڑا جا سکتا ہے؟ میں تین بار استخارہ کروں گا، پھر اپنے کام کا عزم کروں گا، پھر جب تین دن گزر گئے، (تین بار استخارہ کر لیا) تو انہوں نے اس کے توڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا، لوگوں کو ڈر محسوس ہوا، کہ سب سے پہلے جو آدمی (کعبہ گرانے کے لیے) چڑھے گا، اس پر آسمانی آفت نازل ہوگی، حتی کہ ایک آدمی چڑھ کر اس کے پتھر

گرانے لگا، تو جب لوگوں نے اس کو کسی آفت میں گرفتار ہوتے نہ دیکھا، تو وہ مسلسل گرانے لگے، اور انہوں نے اسے توڑ کر زمین تک پہنچا دیا، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردے ڈال دیئے، (تاکہ لوگ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ سکیں اور انکے گرد طواف ہو سکے) حتی کہ اس کی عمارت بلند ہو گئی، اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ کفر سے نئے نئے نہ نکلے ہوتے، اور میرے پاس اتنا خرچہ بھی نہیں، کہ میں اس کو نئے سرے سے بنا سکوں، تو میں اس میں حجر سے پانچ ہاتھ داخل کر دیتا اور میں اس کا ایک دروازہ ایسا بناتا جس سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرا دروازہ ایسا بناتا جس سے لوگ باہر نکلتے۔'' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس وقت میرے پاس خرچہ موجود ہے، اور مجھے لوگوں سے خطرہ بھی نہیں ہے، تو انہوں نے (کعبہ میں) حجر سے پانچ ہاتھ زمین شامل کر دی، حتی کہ انہوں نے (ابراہیمی) بنیاد کو ظاہر کیا اور اسے لوگوں نے دیکھا، اس پر عمارت تعمیر کی گئی، کعبہ کی لمبائی (اوپر کو) اٹھارہ ہاتھ تھی، جب انہوں نے اس میں (حجر کے حصہ کا) اضافہ کیا، تو اسے کم سمجھا اور اس کی لمبائی (اونچائی) میں دس ہاتھ کا اضافہ کر دیا، اور اس کے دو دروازے بنائے، ایک جس سے اس میں داخل ہوا جائے اور دوسرا جس سے باہر نکلا جائے، جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، حجاج نے عبدالملک بن مروان کو اس کی اطلاع دی، اور اسے بتایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی عمارت کی تعمیر ایسی بنیادوں پر کی ہے، جنہیں اہل مکہ کے عادل (معتبر) لوگوں نے دیکھا ہے، تو عبدالملک نے لکھا، ہمیں ابن زبیر کی لت پت سے کوئی سروکار نہیں ہے، اس لیے اس نے جو لمبائی میں اضافہ کیا، اس کو رہنے دو اور جو حطیم سے اس میں بڑھایا ہے، اس کو اصل کی طرف لوٹا دو اور جو دروازہ کھولا ہے، اسے بھی بند کر دو، تو حجاج نے اسے توڑ کر پہلی تعمیر کی طرف لوٹا دیا۔

فائدہ:...... یزید کے لشکر نے ۶۴ھ میں اہل مکہ کا محاصرہ کیا تھا، اور اس سلسلہ میں منجنیق کو استعمال کیا تھا، جس کے پتھر بیت اللہ کو لگے، اور اس میں آگ بھڑک اٹھی، جس سے کعبہ جل گیا اور اس کے پتھر کمزور ہو گئے ۶۴ھ میں جب یزید کی وفات کے بعد محاصرہ اٹھا لیا گیا تو بیت اللہ کو چند ماہ اسی طرح رہنے دیا گیا، تاکہ لوگوں کو بنوامیہ کے خلاف بھڑکایا جا سکے، کیونکہ یجرأھم کا معنی ہے، ان کے خلاف جرأت و شجاعت دکھانے پر آمادہ کر سکیں، اور یُحَرِّبھم کا معنی ہے، ان کے غیظ و غضب کو بھڑکا سکیں یا ان کو لڑائی پر آمادہ کر سکیں، حج کے بعد انہوں نے استخارہ کر کے کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کروایا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق اس میں بیت اللہ کے متروکہ حصہ کا اضافہ کیا، اور اس کے لیے ابراہیمی بنیادوں کو ننگا کر کے لوگوں کو دکھایا گیا تاکہ کسی کے دل میں شک وشبہ نہ گزرے، جب اس کو ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کر دیا گیا، تو اس کے چاروں کونوں کا استلام شروع ہو گیا۔ ۷۳ھ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، تو حج کے بعد اس کو پھر نئے سرے سے پہلی صورت پر تعمیر کر دیا گیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا اضافہ ختم کر دیا گیا۔

[3246] ٤٠٣-(...) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ عَطَاءٍ يُحَدِّثَانِ

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا أَظُنُّ أَبَا خُبَيْبٍ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ مَا كَانَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلَى أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَبْنُوهُ فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهُ)) فَأَرَاهَا قَرِيبًا مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ هٰذَا حَدِيثُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ وَزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوعَيْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِينَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُونَهُ يَرْتَقِي حَتَّى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوهُ فَسَقَطَ)) قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهُ وَمَا تَحَمَّلَ.

[3246]۔عبد اللہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، حارث بن عبد اللہ، عبد الملک بن مروان کے پاس اس کی خلافت کے زمانہ میں قاصد بن کر آیا، تو عبد الملک نے کہا، میں نہیں سمجھتا کہ ابوخبیب یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات سنی ہے جس کے سننے کا وہ دعویٰ کرتا ہے، حارث کہنے لگا، کیوں نہیں! میں نے ان سے (عائشہ رضی اللہ عنہا) یہ روایت سنی ہے، عبد الملک نے کہا، تو نے انہیں کیا فرماتے سنا ہے؟ اس نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیری قوم نے بیت اللہ کی تعمیر میں کمی کر دی اور اگر اس نے شرک کو نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا، تو انہوں نے جتنا حصہ اس میں سے چھوڑ دیا ہے، اس کو دوبارہ بنا دیتا، اگر تیری قوم کا میرے بعد اس کو دوبارہ بنانے کا ارادہ بن جائے تو آؤ میں تمہیں وہ حصہ دکھا دوں، جو اس میں سے انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔“ تو آپ نے انہیں (عائشہ رضی اللہ عنہا کو) تقریباً سات ہاتھ جگہ دکھائی، یہ عبد اللہ بن عبید کی روایت ہے اور اس میں ولید بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کے زمین پر رکھے ہوئے دو دروازے ایک مشرق کی جانب اور ایک مغرب کی جانب بنا دیتا، اور تم جانتی ہو تیری قوم نے بیت اللہ کا دروازہ

[3246] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٥٦)

اونچا کیوں رکھا تھا؟'' انہوں نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فخر و تکبر کے لیے کہ اس میں صرف وہی شخص داخل ہو سکے جسے وہ چاہیں، جب کوئی آدمی اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ اسے چڑھتے رہنے دیتے، حتی کہ جب وہ داخل ہوا چاہتا، اس کو دھکا دے دیتے، تو وہ گر جاتا۔'' عبدالملک نے حارث سے پوچھا، کیا تو نے خود انہیں (عائشہ کو) یہ کہتے سنا ہے؟ اس نے کہا، ہاں، تو عبدالملک کچھ وقت اپنی چھڑی سے زمین کریدتا رہا (سوچ و بچار کرتا رہا) پھر کہنے لگا، کاش میں، اس نے جو بوجھ اٹھایا تھا، اس کے لیے چھوڑ دیتا (صحیح یا غلط کام کرنے کا ذمہ دار وہی ٹھہرتے)

[3247] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ.

[3247] امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3248] ٤٠٤ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتُهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوا فِي الْبِنَاءِ)) فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ لَا تَقُلْ هٰذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هٰذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ.

[3248]۔ ابوقزعہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، عبدالملک بن مروان بیت اللہ کے طواف کے دوران کہنے لگا، اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو تباہ کرے، کیونکہ وہ ام المومنین (عائشہ رضی اللہ عنہا) کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے، یا ان کے بارے میں جھوٹ کہتا ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تیری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا، تو میں بیت اللہ کو توڑ کر اس میں حجر کا حصہ داخل کر دیتا، کیونکہ تیری قوم نے اس کی تعمیر (عمارت) میں کمی کر دی تھی۔''

[3247] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٥٦)
[3248] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٥٦)

تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ رحمہ اللہ نے کہا، اے امیر المؤمنین! یہ بات نہ کہیے، میں نے خود ام المؤمنین کو یہ فرماتے سنا ہے، عبدالملک نے کہا، اگر میں یہ بات اس کے گرانے سے پہلے سن لیتا تو میں اسے ابن زبیر کی تعمیر پر رہنے دیتا۔

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد، حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کعبہ کو دوبارہ قریش کی بنیاد پر تعمیر کر دیا تھا، خلافت بنو عباس میں ہارون رشید نے اس کو دوبارہ ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو امام مالک رحمہ اللہ نے اسے کہا، اے امیر المؤمنین، اب آپ ایسا نہ کریں، لوگ اس کی تعمیر کو کھلونا بنالیں گے، اور ہر کہ آمد عمارت نو ساخت کا معاملہ شروع ہو جائے گا، اس طرح بیت اللہ کی وقعت بھی کم ہو گی اور اس کی ہیبت وعظمت بھی ختم ہو جائے گی، پھر تمام ائمہ نے امام مالک کی موافقت کی، اس لیے اب تک کعبہ کی تعمیر، قریش کی تعمیر پر قائم ہے، اور کسی نے اس کو بدلنے کی کوشش نہیں کی، اور حطیم کا تقریباً چھ ہاتھ حصہ، بیت اللہ سے باہر رہ گیا ہے، اور اپنے اپنے انداز کے مطابق کسی نے اس کو پانچ ہاتھ قرار دیا ہے، اور کسی نے اس سے زائد، اس لیے بالاتفاق حطیم کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کا یہی فرمان ہے۔

٧٤...... بَاب جَدْرِ الْكَعْبَةِ وَبَابِهَا

باب ٧٤: کعبہ کی دیوار اور اس کا دروازہ

[3249] ٤٠٥-(...) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ ((فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ)).

[3249]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کی دیوار کے بارے میں دریافت

[3249] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: فضل مكة وبنيانها برقم (١٥٨٤) وفي التمني باب: ما يجوز من اللو وقوله تعالى ﴿لو ان لي بكم قوة﴾ برقم (٧٢٤٣) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: الطواف بالحجر برقم (٢٩٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٠٥)

کیا، کہ کیا وہ بیت اللہ کا حصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' میں نے پوچھا، تو انہوں نے اسے بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''تیری قوم کے پاس خرچہ کم تھا۔'' میں نے عرض کیا، تو اس کا دروازہ کیوں بلند رکھا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری قوم نے یہ کام اس لیے کیا تا کہ وہ جسے چاہیں اس میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک لیں، اور اگر تیری قوم جاہلیت کے دور سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی، جس کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے دل میں اس کو ناگوار محسوس کریں گے، تو میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کرنے کے بارے میں سوچتا اور اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملانے کے بارے میں سوچتا۔''

[3250] ٤٠٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْحِجْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَقَالَ فِيهِ فَقُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ وَقَالَ ((مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ)).

[3250]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجر کے بارے میں سوال کیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے، اور اس میں یہ ہے، میں نے عرض کیا، کیا بات ہے کہ اس کا دروازہ بلند ہے، اور سیڑھی کے بغیر اس تک چڑھا نہیں جا سکتا؟ اور آپ نے فرمایا: ''اس ڈر سے کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گی۔''

٧٥...... بَاب: الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَهَرَمٍ وَنَحْوِهِمَا أَوْ لِلْمَوْتِ

باب ٧٥: دائمی بیماری، بڑھاپے وغیرہ کے سبب عاجز و بے بس ہونے والے اور میت کی طرف سے حج کرنا

[3251] ٤٠٧ـ(١٣٣٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

[3250] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٣٦)

[3251] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: وجوب الحج وفضله برقم (١٥١٣) وفي جزاء الصيد باب: الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة برقم (١٨٥٤) وفي باب: حج المراة عن الرجل برقم (١٨٥٥) وفي المغازي باب: حجة الوداع برقم (٤٣٩٩) وفي الاستئذان باب: قوله تعالى: ﴿يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستاذنوا......﴾ برقم (٦٢٢٨) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الرجل يحج مع غيره برقم (١٨٠٩) ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[3251] ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، تو آپ کے پاس خثعم قبیلہ کی ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی، فضل اس عورت کو دیکھنے لگے، اور عورت اسے دیکھنے لگی، اور رسول اللہ ﷺ فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دوسرے رخ کی طرف پھیرنے لگے، عورت نے کہا، اے اللہ کے رسول! اللہ کا اپنے بندوں پر فرض حج، میرے باپ پر اس حال میں فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا ہے، تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

[3252] ٤٠٨-(١٣٣٥) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحُجِّي عَنْهُ.

← والنسائی فی (المجتبی) فی مناسك الحج باب: الحج عن الميت الذی لم يحج برقم (٥/ ١١٦) وفی باب: الحج عن الحی الذی لا يستمسك علی الرجل برقم (٥/ ١١٧) وفی باب: تسبية قضاء الحج بقضاء الدين برقم (٥/ ١١٨) وفی باب: حج المراة عن الرجل برقم (٥/ ١١٩) وفی آداب القضاة باب: الحكم بالتشبيه والتمثيل وذكر الاختلاف علی الوليد بن مسلم فی حديث ابن عباس برقم (٨/ ٢٢٨) وفی باب: ذكر الاختلاف علی يحيی بن ابی اسحاق فی الحديث برقم (٨/ ٢٢٩) انظر (التحفة) برقم (٥٦٧٠)

[3252] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی جزاء الصيد باب: الحج عمن لا يستطيع الثبوت علی الراحلة برقم (١٨٥٣) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی الحج عن الشيخ الكبير والميت برقم (٩٢٨) والنسائی فی (المجتبی) فی آداب القضاة باب: الحكم بالتشبية والتمثيل وذكر الاختلاف علی الوليد بن مسلم فی حديث ابن عباس برقم (٨/ ٢٢٧) وابن←

[3252] ۔حضرت فضل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرا باپ بہت بوڑھا ہے، اس پر اللہ کا فریضہ حج، فرض ہو چکا ہے اور وہ اپنے اونٹ کی پشت پر بیٹھ نہیں سکتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اس کی طرف سے حج کر۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی انسان پر حج فرض ہو چکا ہو، لیکن وہ کسی عذر کی بنا پر خود حج نہ کر سکتا ہو، تو اس کی طرف سے دوسرا مرد یا عورت حج کر سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے، لیکن مالکیہ کے نزدیک کسی کی طرف سے حج نہیں کیا جا سکتا، جمہور کے نزدیک مالدار شخص اگر مجبوری کی وجہ سے خود حج نہ کر سکتا ہو، تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی سے اپنی جگہ حج کروائے، اس طرح میت کی طرف سے بھی حج کیا جا سکتا ہے، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک میت کے ترکہ سے حج کرنا، اگر اس نے مال چھوڑا ہو اور زندگی میں اس پر حج فرض ہو چکا ہو، تو اس کی طرف سے حج کرنا لازم ہے، امام شافعی کا نظریہ بھی یہی ہے اور جمہور کے نزدیک حج بدل انسان کر سکتا ہے، جس نے اپنا حج کر لیا ہو اور احناف کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے، صرف بہتر ہے کہ اس نے پہلے اپنا حج کیا ہو، پھر حج بدل کرے۔

٧٦...... بَاب: صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ

باب ٧٦: بچے کا حج صحیح ہے اور اس کو حج کروانے والے کے لیے ثواب ہے

[3253] ٤٠٩ ـ(١٣٣٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ ((رَسُولُ اللهِ)) فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)).

[3253] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روحاء مقام پر ایک قافلہ کو ملے اور آپ نے پوچھا: ''کون لوگ ہو؟'' انہوں نے کہا، مسلمان ہیں، انہوں نے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

← ماجه في (سننه) في المناسك باب: الحج عن الحي اذا لم يستطع برقم (٢٩٠٩) انظر (التحفة) برقم (١١٠٤٨)

[3253] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: في الصبي يحج برقم (١٧٣٦) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: الحج بالصغير برقم (٥/ ١٢٠-١٢١) انظر (التحفة) برقم (٦٣٣٦)

''اللہ کا رسول ہوں۔'' تو ایک عورت نے آپ کے سامنے ایک بچہ پیش کیا اور پوچھا، کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اور اجر تمہیں ملے گا۔''

[3254] ٤١٠ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)).

[3254]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھایا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا اس کا حج درست ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور اجر تجھے ملے گا۔''

[3255] ٤١١ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ.

[3255]۔ حضرت کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک عورت نے بچہ اٹھایا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور تجھے ثواب ملے گا۔''

[3256] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ.

[3256] مصنف مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے کا حج صحیح ہے، اور کروانے والے کو ثواب ملتا ہے، لیکن یہ حج بلوغت کے بعد فرض ہونے والے حج کا بدل نہیں بن سکتا، بلوغت کے بعد استطاعت کی صورت میں حج کرنا فرض ہوگا، عام طور پر علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ احناف کے نزدیک بچے کا حج صحیح نہیں ہے، لیکن علامہ کاسانی حنفی نے لکھا ہے، بچے کا حج نفلی ہوگا، اختلاف صرف اس مسئلہ میں ہے، اس پر کسی کوتاہی اور قصور کی صورت میں دم لازم آئے گا یا نہیں، ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک، اگر بچہ سے کوئی قصور ہو جائے تو اس پر دم ہوگا، کیونکہ اس کے سرپرست نے کوتاہی کی ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم نہیں پڑے گا، بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۱۲۰۔

[3254] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٧٠)
[3255] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٤٠)
[3256] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: صحة حج الصبي واجر من حج به برقم (٥/ ١٢٠) انظر (التحفة) برقم (٦٣٦٠)

٧٧...... بَاب: فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ

باب ٧٧: عمر میں حج ایک دفعہ فرض ہے

[3257] ٤١٢ - (١٣٣٧) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا)) فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ)) ثُمَّ قَالَ ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ)).

[3257]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض قرار دیا ہے، اس لیے حج کرو۔'' تو ایک آدمی نے دریافت کیا، کیا ہر سال؟ اے اللہ کے رسول! آپ خاموش رہے، حتیٰ کہ اس نے تین دفعہ پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں، ہاں کہہ دیتا، تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم ہر سال کر نہ سکتے۔'' پھر فرمایا: ''جن چیزوں کا میں تذکرہ نہ کروں، تم ان کی تفصیل پوچھنا چھوڑ دو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے اور انہوں نے سوالات بہت کیے اور پھر انبیاء کی مخالفت کی، تو جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر اپنی قدرت کے مطابق عمل کرو، اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں، تو اس سے باز رہو۔''

فائدہ: ...... امر، فعل مامور کے کرنے کا مطالبہ کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے اس کا ایک دفعہ کر لینا کافی ہے، اور اس کا بار بار کرنا ضروری نہیں ہے، صحیح بات یہی ہے، ہاں اگر تکرار پر دلالت کرنے کا قرینہ اور دلیل موجود ہو تو پھر اسے بار بار بجا لانا ہوگا، اور آپ کا یہ فرمانا، ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ)) تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں، اس بات کی دلیل ہے، کہ شریعت میں کسی حکم کے وارد ہوئے بغیر کوئی حکم فرض نہیں ہوتا، یعنی شریعت نے جس چیز سے خاموشی اور سکوت اختیار کیا ہے، تو اس کو کرنا جائز ہے، الا یہ کہ وہ کام شریعت کے کسی حکم کے منافی ہو، اس طرح آپ کا یہ فرمانا، ((اذا امرتکم بشئی فاتوا منه ما استطعتم))

[3257] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: وجوب الحج برقم (٥/ ١١٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٦٧)

اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اپنی استطاعت اور مقدرت کے مطابق عمل کرنے کا پابند ہے، اگر وضو نہیں کر سکتا، تیمم کر لے، کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے، قوت و طاقت کے بل بوتے پر برائی نہیں روک سکتا، زبان سے روکے، زبان سے نہیں روک سکتا، تو دل میں اس کے ازالہ کی تدبیر پر غور وفکر کرے، اسی طرح آپ نے فرمایا، ((اذا نهيتكم عن شيء فدعوهُ)) جس سے معلوم ہوتا ہے، برائی سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ کام کرنے میں تو محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، لیکن چھوڑنا اس قدر مشکل اور سخت طلب نہیں ہے، اس لیے اس پر مکمل طور پر عمل کرنا چاہیے اور اس کے ارتکاب سے بچنا چاہیے۔

٧٨...... بَاب: سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ

باب ۷۸: حج وغیرہ کا سفر محرم کی معیت میں کرنا چاہیے

[3258] ٤١٣-(١٣٣٨) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

[3258]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت تین دن کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔“

[3259] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ...... فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ ...... و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِيهِ ((ثَلَاثَةً إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

[3259] امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، ابوبکر کی روایت میں ہے، تین دن سے زائد، اور ابن نمیر کی روایت ہے، تین دن کے لیے اس کے ساتھ محرم ہونا چاہیے۔

[3260] ٤١٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ

[3258] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصیر الصلاة باب: فی کم یقصر الصلاة برقم (١٠٨٧) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: فی المراة تحج بغیر محرم برقم (١٧٢٧) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٧)

[3259] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٦٩)

[3260] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠١)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

[3260]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے تین راتوں کی مسافت کا سفر کرے۔“

[3261] ٤١٥۔(٨٢٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ

عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا)).

[3261]۔قزعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی، جو مجھے بہت اچھی لگی، تو میں نے ان سے دریافت کیا، کیا آپ نے یہ روایت براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: تو کیا میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ بات کہتا ہوں جو میں نے سنی نہیں ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تین مسجدوں کے سوا کسی جگہ کا رخت سفر نہ باندھو، میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔“ اور میں نے آپ سے یہ بھی سنا، ”کوئی عورت کسی وقت دو دن کا سفر نہ کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر ہونا چاہیے۔“

فائدہ:...... عورت بغیر محرم کے کتنی مسافت کا سفر کر سکتی ہے، اس کے بارے میں مختلف روایات آئی ہیں، معلوم ہوتا ہے، آپ ﷺ سے مختلف مواقع پر، مختلف مسافت کے بارے میں سوال کیا گیا، اور آپ نے اس کے مطابق جواب دیا، کسی نے تین دن کی مسافت کے بارے میں سوال کیا، کسی نے دو دن کے بارے میں اور کسی نے ایک دن

[3261] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: مسجد بيت المقدس برقم (١١٩٧) وفي جزاء الصيد باب: حج النساء برقم (١٨٦٤) وفي الصوم باب: صوم يوم النحر برقم (١٩٩٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في اي المساجد افضل برقم (٣٢٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في الصلاة في مسجد بيت المقدس برقم (١٤١٠) انظر (التحفة) برقم (٤٢٧٩)

کے بارے میں، آپ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ بغیر محرم کے سفر جائز نہیں ہے، بعض روایات میں ایک برید کی مسافت آئی ہے، جو بارہ میل ہے اور بعض میں تین میل آیا ہے صحیح بات یہی ہے جو بھی سفر ہے کم ہو یا زیادہ جس سے معلوم ہوتا ہے، عورت کو بغیر محرم کے سفر نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ اس باب کے آخر میں حضرت ابن عباس کی روایت آ رہی ہے، ((لا تُسافِرِ المرأة الامع ذی محرم)) ، کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، لیکن احناف کے نزدیک تین دن سے کم مسافت کا سفر، بغیر محرم کے کر سکتی ہے، سفر حج کے بارے میں اختلاف ہے، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک، اگر سفر میں امن اور اطمینان وسکون حاصل ہو، جس کی تین صورتیں ہیں، (۱) شوہر ساتھ ہو، (۲) ایسا رشتے دار ساتھ ہو، جس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۳) چند معتبر اور قابل اعتماد عورتیں ساتھ ہوں، ان تینوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے، تو عورت پر حج کرنا لازم ہے، اس کے بغیر وہ حج نہیں کر سکتی، عطاء، سعید بن جبیر، ابن سیرین اور اوزاعی رحمہم اللہ کا موقف بھی یہی ہے، احناف اور حنابلہ کے ہاں عورت محرم کے بغیر حج نہیں کر سکتی، ہاں اگر مسافت تین دن سے کم ہو تو احناف کے نزدیک حج کرے گی، علامہ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے اگر امن کا زمانہ ہو اور عورت کو اعتماد ہو تو وہ تنہا بھی سفر کر سکتی ہے، مولانا بدر عالم میرٹھی نے بھی اس کی تائید کی ہے، فیض الباری، ج ۳، ص ۳۹۷۔ صحیح بات یہ ہے کہ عام حالات میں محرم کے بغیر سفر نہیں کرنا چاہیے، اگر کوئی مجبوری یا عذر ہو اور محرم ساتھ نہ جا سکتا ہو، تو پھر عورت فرض حج کر سکتی ہے، بشرطیکہ قابل اعتماد عورتیں اور ان کے محرم ساتھ ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی جگہ کو مقدس ومتبرک اور محترم سمجھ کر یا اجر وثواب میں اضافہ کا باعث سمجھ کر یا اس میں دعا اور عبادت کی نذر مان کر رخت سفر باندھنا، تین مساجد کے سوا جائز نہیں ہے، ہاں کسی اور مقصد کی خاطر مثلاً حصول علم، تجارت، سیر وسیاحت کے لیے کسی بھی جگہ کا سفر کیا جا سکتا ہے۔

[3262] ٤١٦-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعًا فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي نَهَى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَاقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيثِ.

[3262]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنیں، جو مجھے بہت پسند آئیں اور اچھی لگیں، آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت دو دن کی مسافت کا سفر اپنے خاوند یا محرم کے بغیر کرے، اور باقی حدیث بیان کی۔

[3262] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٤٨)

[3263] ٤١٧-(. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

[3263]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین دن کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔''

[3264] ٤١٨-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُسَافِرْ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)).

[3264]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین رات سے زائد کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔''

[3265] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

[3265] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں فوق ثلاث لیال ،تین رات سے اوپر کی بجائے اکثر من ثلاث، تین سے زائد کا ذکر ہے۔

[3266] ٤١٩-(١٣٣٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا)).

[3266]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان عورت کے لیے جائز

[3263] تقدم تخريجه برقم (٣٢٤٨)
[3264] تقدم تخريجه برقم (٣٢٤٨)
[3265] تقدم تخريجه برقم (٣٢٤٨)
[3266] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحج باب: في المراة تحج بغير محرم برقم (١٧٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٦١)

نہیں ہے کہ وہ ایک رات کی مسافت کسی اپنے محرم مرد کے بغیر طے کرے۔"

[3267] ٤٢٠۔(. . .) حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ سَعِیدٍ عَنِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ أَبِی سَعِیدٍ عَنْ أَبِیهِ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِیرَةَ یَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِی مَحْرَمٍ)).

[3267]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن، رات کی مسافت اپنے محرم کے بغیر طے کرے۔"

[3268] ٤٢١۔(. . .) وحَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ یَحْیَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِیدِ بْنِ أَبِی سَعِیدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِیهِ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِیرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِی مَحْرَمٍ عَلَیْهَا)).

[3268]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے محرم کے بغیر ایک دن، رات کی مسافت طے کرے۔"

[3269] ٤٢٢۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ یَعْنِی ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَیْلُ بْنُ أَبِی صَالِحٍ عَنْ أَبِیهِ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

[3269]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن کا سفر اپنے محرم کے بغیر کرے۔"

[3267] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصیر الصلاة باب: فی کم یقصر الصلاة؟ وسمی النبی ﷺ یوما ولیلة سفرا برقم (١٠٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٢٤)

[3268] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: المراة تحج بغیر محرم برقم (١٧٢٤) والترمذی فی (جامعه) فی الرضاع باب: ما جاء فی کراهیة ان تسافر المراة وحدها برقم (١١٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١٧)

[3269] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٣)

[3270] ٤٢٣-(١٣٤٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

[3270]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زائد کا سفر، اپنے باپ یا اپنے بیٹے یا اپنے خاوند یا اپنے بھائی یا اپنے محرم کے بغیر کرے۔''

[3271] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3271] یہی روایت امام صاحب دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3272] ٤٢٤-(١٣٤١) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ((انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

[3272]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مرد،

[3270] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: في المراة تحج بغير محرم برقم (١٧٢٦) والترمذي في جامعه) في الرضاع باب: ما جاء في كراهية ان تسافر المراة وحدها برقم (١١٦٩) وابن ماجه في (سننه) في الحج باب: المراة تحج بغير ولي برقم (٢٨٩٨) انظر (التحفة) برقم (٤٠٠٤)

[3271] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٥٧)

[3272] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد باب: حج النساء برقم (١٨٦٢) وفي الجهاد باب: من اكتتب في جيش فخرجت امراته حاجة او كان له نذر هل يوذن له برقم (٣٠٠٦) وفي النكاح باب: لا يخلون رجل بامراة الا ومعها ذو محرم والدخول على المغيبة برقم (٥٢٣٣) انظر (التحفة) برقم (٦٥١٤)

کسی عورت کے ساتھ، اس کے محرم کے بغیر تنہائی میں نہ رہے یا اکیلا نہ ہو اور عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔'' تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج پر جا رہی ہے، اور میرا نام فلاں فلاں لڑائی میں لکھ دیا گیا ہے، آپ نے فرمایا: ''جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا، اگر خاوند اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جا سکتا ہو، تو اسے ایسے فریضہ کو ترک کر دینا چاہیے، جس کے لیے وقت متعین نہیں ہے، یا اس کی جگہ کوئی اور شخص جا سکتا ہے۔

[3273] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3273] یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[3274] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

[3274] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ ''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اس کے محرم کے بغیر اکیلا نہ رہے۔''

٧٩...... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

باب ۷۹: حج وغیرہ کے سفر پر روانہ ہونے والا کون سی دعا پڑھے

[3275] ٤٢٥-(١٣٤٢) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

[3273] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٥٩)

[3274] تقدم تخريجه برقم (٣٢٥٩)

[3275] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: ما يقول الرجل اذا سافر برقم (٢٥٩٩) والترمذي في (جامعه) في الدعوات باب: ما يقول اذا ركب الناقة برقم (٣٤٤٧) انظر (التحفة) برقم (٧٣٤٨)

مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)).

[3275] علی ازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سکھایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر باہر روانہ ہونے کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے، تین دفعہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے ''پاک اور مقدس ہے وہ ذات جس نے ہماری سواری کے لیے اپنی اس مخلوق کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے اور ہمارے قابو میں کر دیا ہے۔'' (اور خود ہم میں اس کی طاقت نہ تھی، کہ ہم اپنی ذاتی تدبیر و طاقت سے اس طرح قابو یافتہ ہو جاتے، اس نے اپنے فضل و کرم سے ایسا کر دیا ہے۔) اور ہم (بالآخر) اپنے اس مالک کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکوکاری اور پرہیزگاری کی درخواست کرتے ہیں اور ان اعمال کی جو تیری رضا کا باعث ہوں، اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان کر دے، اور اس کی طوالت کو (اپنی قدرت و رحمت سے) مختصر کر دے، (لپیٹ دے) اے اللہ! تو ہی ہمارا سفر میں رفیق اور ساتھی ہے اور گھر والوں میں نگران اور دیکھ بال کرنے والا ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، سفر کی مشقت اور زحمت سے اور اس بات سے کہ میں کوئی رنج دہ بات دیکھوں اور سفر سے واپسی پر اہل و عیال یا مال و جائیداد میں کوئی بری بات پاؤں۔'' اور جب سفر سے واپس آتے، تب بھی یہی دعا کرتے، اور آخر میں ان کلمات کا اضافہ کرتے، ''ہم سفر سے واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد و ستائش کرنے والے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ وَعْثَا: مشقت وشدت، کآبة: رنج دہ اور پریشانی کا باعث بات۔ ❷ اَلْمُنْقَلَبُ: واپس، لوٹنا۔

فائدہ:...... اس دعا کا ایک ایک کلمہ اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے، اس لیے یہ ایک انتہائی بلیغ اور جامع دعا ہے۔ اس دور اور زمانہ کی بہترین اور اعلیٰ سواری اونٹ تھا، جو صحرائی جہاز کہلاتا تھا، اس لیے اس پر سوار کو اپنی بلندی اور برتری کا احساس یا گھمنڈ پیدا ہو سکتا تھا، اس طرح دیکھنے والوں کے دلوں میں اس کی عظمت اور بڑائی کا خیال پیدا ہو سکتا، جس طرح آج کل ہوائی جہاز اور بہترین گاڑیوں پر سوار ہونے والوں کا حال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اللہ اکبر کہہ کر اس پر تین ضربیں لگائیں، اور بتا دیا، عظمت و کبریائی صرف اللہ کے لیے ہے، اگلے جملہ میں اس حقیقت کا اعتراف اور اظہار فرمایا کہ اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دینا اور ہم کو اس کے استعمال کی قدرت دینا بھی اللہ کا فضل و کرم ہے، ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں، اس کے احسان و کرم کے بغیر کہیں بھی ہر قسم کی سواری بے قابو ہو سکتی ہے، اور انسان کی تباہی اور موت کا باعث بن سکتی ہے، اس کے بعد فرمایا، جس طرح ہم آج اس سفر پر روانہ ہو رہے ہیں، اسی طرح ایک دن اس دنیا سے رخت سفر باندھ کر ہم اپنے آقا اور رب کے حضور پیش ہونے والے ہیں، جو اس زندگی کا حاصل اور مقصود و مطلوب ہے، اس لیے ہمیں اس کی فکر و اہتمام اور تیاری سے کسی وقت

غافل نہیں ہونا چاہیے، اس لیے آپ نے اس کے بعد یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس سفر میں مجھے نیکی اور پرہیز گاری کی اور ان اعمال کی توفیق عنایت فرما، جو تیری رضا اور خوشنودی کے حصول کا باعث ہوں، اس کے بعد سفر میں سہولت و آسانی اور اس کے جلد پورا ہونے کی دعا فرمائی، اس کے بعد یہ عرض کیا کہ سفر میں میرا اعتماد و بھروسہ تیری ہی رفاقت و مدد پر ہے اور گھر بار، اہل وعیال اور مال و متاع جس کو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان کا نگران و نگہبان بھی تو ہی ہے، پھر آخر میں سفر کی مشقت وزحمت سے یا دوران سفر میں یا واپسی پر کسی تکلیف دہ حادثہ سے پناہ مانگی ہے، اور سفر سے واپسی پر بھی یہی دعا فرمائی اور آخر میں ان کلمات کا اضافہ فرمایا، کہ ہم واپس ہو رہے ہیں، اپنے قصوروں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں، اور ہم اپنے آقا و مولیٰ کی ہی عبادت اور حمد وثنا کرتے ہیں۔

[3276] ٤٢٦ـ(١٣٤٣) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

[3276]۔ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے، تو سفر کی مشقت، رنج دہ واپسی، کمال کے بعد زوال، مظلوم کی بددعا، اور اہل وعیال اور مال و متاع میں برے نظارہ سے پناہ مانگتے۔

مفردات الحدیث ❶ الحَوْر کے معنی ہیں، پگڑی کے پیچ یا بل کھول دینا۔ ❷ کون کا معنی ہے، حاصل ہونا، قرار ملنا، مقصد یہ ہے کہ استقامت و درستگی کے بعد فساد اور بگاڑ کا پیدا ہو جانا، یا بقول امام ترمذی، ایمان سے کفر کی طرف لوٹنا، اطاعت سے معصیت کی طرف آ جانا، ایک چیز سے اس سے بدتر کی طرف لوٹ آنا۔

فائدہ:...... سفر میں انسان مختلف حالات سے دوچار ہوتا ہے، اس میں بہت خطرناک موڑ بھی آتے ہیں، اور کسی سے ظلم و زیادتی بھی ہو سکتی ہے، اس لیے آپ سفر پر روانہ ہوتے وقت، اپنی نیکی و اطاعت اور صحیح رویہ پر استقامت وثبات کی دعا فرماتے، کہ کہیں سفری صعوبتوں اور مشکلات کی وجہ سے، حالات اصلاح اور بہتری کے بجائے فساد و بگاڑ کا رخ نہ اختیار کر لیں، اور میں حاصل شدہ بہتر اشیاء سے محروم نہ ہو جاؤں۔

[3277] ٤٢٧ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و

[3276] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات باب: ما يقول اذا خرج مسافرا برقم (٣٤٣٩) والنسائي في (المجتبى) في الاستعاذة باب: الاستعاذة من الحور بعد الكور برقم (٨/ ٢٧٢) وفي باب: الاستعاذة من دعوة المظلوم برقم (٨/ ٢٧٣) وابن ماجه في (سننه) في الدعاء باب: ما يدعو به الرجل اذا سافر برقم (٣٨٨٨) انظر (التحفة) برقم (٥٣٢٠)

[3277] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٦٣)

حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا جَمِيعًا ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ)).

[3277] ۔امام صاحب یہی روایت اپنے تین اور اساتذہ سے نقل کرتے ہیں، مگر عبدالواحد کی روایت میں فی المال والاھــــل کا لفظ ہے اور محمد بن خازم (ابو معاویہ کی روایت میں واپسی کے وقت اہل کا لفظ پہلے ہے، اور دونوں کی روایت میں ہے، ''اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

٨٠...... بَاب: مَا يَقُولُ إِذَا قَفَلَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

باب ٨٠: حج وغیرہ کے سفر سے واپسی پر کیا دعا پڑھے

[3278] ٤٢٨-(١٣٤٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

[3278] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ، غزوات، سرایا، حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے اور کسی ٹیلہ یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے، پھر دعا فرماتے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی ہے، اور وہی تعریفوں کا مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم واپس لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور سجدہ ریز ہونے والے ہیں، اپنے رب ہی کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندہ کی نصرت فرمائی، اور تنہا سب لشکروں کو شکست دے دی۔

مفردات الحدیث ❶ قَفَلَ: واپس لوٹا۔ ❷ جُيُوش: جیش کی جمع ہے، بڑا لشکر۔ ❸ سَرَايَا: سرية کی جمع ہے، چھوٹا لشکر، اوفٰی، چڑھتے، بلند ہوتے۔ ❹ ثنية: پہاڑی، ٹیلہ۔ ❺ فَدْفَد: زمین کا بلند اور سخت ٹکڑا۔

[3278] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٧) وبرقم (٨١٧٩)

فائدہ :...... انسان جب کسی بلند اور اونچی پہاڑی یا ٹیلہ پر چڑھتا ہے، تو اس میں بلندی اور رفعت کا احساس پیدا ہوتا ہے، تو اس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی بلندی اور رفعت کا سبق یاد دلایا گیا ہے، اور آپ نے اپنی امت کو عملاً یہ تلقین فرمائی ہے کہ وہ کسی بلندی پر چڑھتے وقت، اللہ تعالیٰ کی بلندی اور برتری کا اظہار واقرار کریں، تا کہ ان کے اندر اپنی برتری اور بڑائی کا غرور یا سودا جنم نہ لے سکے، اور جنگ احزاب (خندق) کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جو مسلمانوں کی خصوصی نصرت و مدد فرمائی تھی اس کو یاد، دلایا ہے، تا کہ مسلمانوں کو یہ یاد رہے کہ اسلام اور دین ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت حاصل کی جا سکتی ہے، جس طرح کہ اس کی توفیق سے سفر کے تمام مراحل بخیر و خوبی سرانجام پا سکتے ہیں، اللہ کی توفیق اور نصرت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

[3279] (. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ.

[3279] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، ان میں ایک کی روایت میں تکبیر دو دفعہ کہنے کا ذکر ہے۔

[3280] ٤٢٩-(١٣٤٥) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلَى نَاقَتِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ ((آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ)).

[3279] طريق زهير اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء ما يقول عند القفول من الحج والعمرة برقم (٩٥٠) انظر (التحفة) برقم (٧٥٣٩) وطريق ابن ابی عمر اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العمرة باب: ما يقول اذا رجع من الحج او العمرة او الغزو برقم (١٧٩٧) وفی الدعوات باب: الدعاء اذا اراد سفرا اور جع برقم (٦٣٨٥) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی التكبير علی كل شرف فی المسير برقم (٢٧٧٠) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٢) وطريق ابن رافع تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٣)

[3280] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد باب: ما يقول اذا رجع من الغزو برقم (٣٠٨٥) وبرقم (٣٠٨٦) وفی اللباس باب: ارداف المراة خلف الرجل ذا محرم برقم (٥٩٦٨) وفی الادب باب: قول الرجل: جعلنی الله فداك برقم (٦١٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٤)

[3280] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم یعنی میں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آ رہے تھے، اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی اونٹنی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھیں، حتی کہ جب ہم مدینہ کی سرزمین کی پشت پر پہنچے، آپ نے یہ الفاظ کہنے شروع کر دیئے: ''لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے۔'' آپ یہی الفاظ بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔

[3281] (. . . .) وحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

[3281] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

٨١...... بَاب: التَّعْرِيسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلٰوةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ

باب ۷۱: حج اور عمرہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ میں رات گزارنا (پڑاؤ کرنا) اور وہاں نماز پڑھنا

[3282] ٤٣٠۔(١٢٥٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

[3282] ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی کنکریلی زمین پر اپنا اونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی، اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

[3283] ٤٣١۔(. . . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُنِيخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا.

[3283] ۔نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ کی کنکریلی زمین پر اونٹ بٹھاتے تھے، جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اونٹ بٹھاتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے۔

[3281] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٦٧)

[3282] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: (١٤) برقم (١٥٣٢) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: زيارة القبور برقم (٢٠٤٤) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: التعريس بذي الحليفة برقم (٥/ ١٢٧) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٨)

[3283] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٣٠٨)

[3284] ٤٣٢-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي أَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ يُنِيخُ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3284] ۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ سے واپس آتے، تو ذوالحلیفہ کے کنکروں والے حصہ پر اونٹ بٹھاتے، جہاں رسول اللہ ﷺ اونٹ بٹھایا کرتے تھے۔

[3285] ٤٣٣-(١٣٤٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

[3285] ۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ (ابن عمر) سے بیان کرتے ہیں کہ رات کے آخری حصہ میں، ذوالحلیفہ کے پڑاؤ (منزل) میں، خواب میں آپ سے کہا گیا، آپ مبارک بطحاء میں ہیں۔

مفردات الحديث ❶ **بطحاء:** کنکروں یا سنگریزوں والی زمین۔ ❷ **مُعَرَّس:** پڑاؤ، منزل۔

[3286] ٤٣٤-(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لِسُرَيْجٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[3284] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: النزول بذي طوى قبل ان يدخل مكة والنزول بالبطحاء التي بذي الحليفة اذا رجع من مكة برقم (١٧٦٧) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٣)

[3285] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: قول النبي ﷺ: العقيق واد مبارك برقم (١٥٣٥) وفي الحرث والمزارعة باب (١٦) برقم (٢٣٣٦) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ المنبر والقبر برقم (٧٣٤٥) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: التعريس بذي الحليفة برقم (٥/ ١٢٧) انظر (التحفة) برقم (٧٠٢٥)

[3286] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٧٢)

وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ۔

[3286] ۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا، جبکہ آپ ذوالحلیفہ کی وادی عقیق کے اندر اپنے پڑاؤ میں تھے، اور آپ سے کہا گیا، آپ مبارک بطحاء میں ہیں، راوی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ سالم نے نماز کی جگہ میں جہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اونٹ بٹھایا کرتے تھے، اونٹ بٹھائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ کا قصد کرتے تھے، اور وہ بطن وادی کی مسجد سے نشیب میں ہے، اور وہ جگہ مسجد اور قبلہ کے درمیان ہے۔

فائدہ ......حضور اکرم ﷺ حج اور عمرہ پر جاتے وقت اور واپسی پر ذوالحلیفہ میں پڑاؤ کرتے تھے، اور وہاں نماز پڑھتے تھے، اس لیے امام مالک کے نزدیک وہاں اترنا اور نماز پڑھنا بہتر ہے، واپسی پر وہاں اترنا اور نماز پڑھنا حج کا حصہ نہیں ہے، وادی عقیق، متبرک وادی ہے، اس لیے آپ کی اقتداء میں، بعض اہل مدینہ وہاں آ کر نماز پڑھتے تھے۔

٨٢...... بَاب: لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

باب ٨٢: مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے، اور کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے، اور حج اکبر کے دن کی وضاحت

[3287] ٤٣٥-(١٣٤٧) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُولُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[3287] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: ما يستر من العورة برقم (٣٦٩) وفي الحج باب: لا يطوف بالبيت عريان ولا يحج مشرك برقم (١٦٢٢) وفي الجزية والموادعة باب: كيف ينبذ الى اهل العهد برقم (٣١٧٧) وفي المغازي باب: حج ابي بكر بالناس في سنة تسع برقم (٤٣٦٣) وفي التفسير باب: ﴿فسيحوا في الارض اربعة اشهر واعلموا انكم غير معجزي الله وان الله مخزي الكافرين﴾ برقم (٤٦٥٥) وفي باب: ﴿واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر ان الله بري من المشركين ورسوله فان تبتم فهو خير لكم وان توليتم فاعلموا انكم غير معجزي الله وبشر الذين كفروا بعذاب اليم﴾ برقم (٤٦٥٦) وابو داود في ←

[3287]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا، اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک گروہ کے ساتھ، قربانی کے دن بھیجا کہ لوگوں میں اعلان کرو، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے، اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے، ابن شہاب کہتے ہیں، کہ حمید بن عبد الرحمان، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر یہ کہتے تھے کہ قربانی کا دن ہی حج اکبر کا دن ہے۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مشرک، بیت اللہ میں حج کے لیے داخل نہیں ہوسکتا، اور حج ایک فریضہ ہے، جس کے لیے بیت اللہ مقرر ہے، تو اگر مشرک حج کے لیے داخل نہیں ہوسکتا، تو عام حالات میں بالاولیٰ داخل نہیں ہوسکتا، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک تمام حرم کا یہی حکم ہے، امام مالک کے نزدیک مشرک (کافر) کسی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک حرم مکہ کے سوا مساجد میں مسلمانوں کی اجازت سے داخل ہوسکتا ہے، احناف کے نزدیک غیر معاہد یعنی جن کا مسلمانوں سے معاہدہ نہ ہو، کو حرم اور باقی مساجد میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا، لیکن اہل ذمہ کو حرم اور باقی تمام مساجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ ❷ حج کو حج اکبر کہتے ہیں، اور عمرہ کو حج اصغر، اور حج اکبر کا دن، قربانی کا دن ہے، اور مجاہد کے نزدیک حج قران، حج اکبر ہے اور حج افراد، حج اصغر ہے، اور بقول بعض عرفہ کا دن حج اصغر ہے، اور قربانی کا دن حج اکبر، اور امام ثوری کے نزدیک حج کے تمام ایام ہی حج اکبر کے دن ہیں، ان تمام اقوال میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ یہاں محض اضافت ونسبت کی بنا پر حج اکبر یا حج اصغر کا نام دیا ہے اور اس کی بڑی دلیل یہی دی جاتی ہے کہ جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا، اس سال یوم عرفہ، جمعہ کے دن تھا، اور اس حج کو آپ نے حج اکبر کا نام دیا تھا، حالانکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر عرفہ کا دن جمعہ کا دن نہیں تھا، اور اس میں مشرکوں سے برأت کا اعلان قربانی کے دن کیا گیا ہے اور اس اعلان کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (التوبة:٣)

"اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو صاف اطلاع ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حج اکبر کا دن، قربانی کا دن ہے، جس میں حج کے سب سے زیادہ اور اہم مناسک ادا کیے جاتے ہیں، اس لیے اس دن منیٰ میں اعلان براءت کیا گیا تھا، اس لیے یہ بات بلا دلیل ہی مشہور

← (سننه) في المناسك باب: يوم الحج الاكبر برقم (١٩٤٦) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: قول عزوجل: ﴿خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ برقم (٥/ ٢٣٤) انظر (التحفة) برقم (٦٦٢٤)

ہے کہ جو حج جمعہ کے دن آئے، وہ حج اکبر ہے، اسی طرح یہ حدیث بھی بے اصل ہے، کہ جب جمعہ کا دن، عرفہ کا دن ہوتا ہے تو یہ حج باقی دنوں کے ستر (۷۰) حجوں سے افضل ہے۔

٨٣...... بَاب: فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب ٨٣: عرفہ، حج، عمرہ اور عرفہ کے دن کی فضیلت

(پاکستانی نسخوں میں پہلی حدیث پر عرفہ کے دن کی فضیلت کا باب قائم کیا گیا ہے، اور بعد والی روایتوں پر حج اور عمرہ کی فضیلت کا باب ہے۔)

[3288] ٤٣-(١٣٤٨) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ)).

[3288]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا، اور وہ قریب ہوتا ہے، اور فرشتوں کے سامنے (وہاں موجود) لوگوں پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے، یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

فائدہ:...... مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس سے اس حدیث کا صحیح معنی معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور فرشتوں کو فرماتا ہے، میرے یہ بندے پراگندہ بال، خاک آلود آئے ہیں، میری رحمت کے امیدوار ہیں، میرے عذاب سے خوف زدہ ہیں، حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے، اگر یہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔'' اس فخر و مباہات کے اظہار کے بعد ان سے پوچھتا ہے، آخر ان لوگوں نے اپنا گھربار، اہل عیال، کاروبار کس مقصد کے لیے چھوڑا ہے، اپنے مال، وقت کو خرچ کر کے، سفر کی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کرتے ہوئے کیوں آئے ہیں، یعنی میری بخشش، رضا مندی اور قرب ولقاء کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہوسکتا، صرف مجھے راضی کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے آئے ہیں، تاکہ انہیں میرا تقرب حاصل ہو۔

[3288] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المناسك الحج باب: ما ذکر فی یوم عرفة برقم (٥/ ٢٥١-٢٥٢) وابن ماجه فی (سننه) فی المناسك باب: الدعاء بعرفة برقم (٣٠١٤) انظر (التحفة) برقم (١٦١٣١)

۸۴...... بَاب: فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ۸۴: حج اور عمرہ کی فضیلت

[3289] ۴۳۷-(۱۳۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)).

[3289]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ ان کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا جنت سے کم نہیں۔''

فائدہ:...... سال کے ہر حصہ میں عمرہ کے جواز پر جمہور کا اتفاق ہے، البتہ امام ابو یوسف قربانی اور ایام تشریق میں، اور امام ابوحنیفہ عرفہ اور قربانی کے دن اور ایام تشریق میں عمرہ کرنے کو صحیح نہیں سمجھتے، جمہور کے نزدیک جو شخص حج نہیں کر رہا، وہ ان دنوں میں عمرہ کر سکتا ہے، لیکن حج کرنے والا نہیں کر سکتا، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ابوثور کے نزدیک عمرہ سنت ہے، اور حضور اکرم ﷺ نے سال میں ایک ہی مرتبہ عمرہ فرمایا ہے، جمہور کے نزدیک سال میں عمرہ بار بار کیا جا سکتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے، اگر ہو سکے تو ہر ماہ عمرہ کرو، امام مالک نے ایک سے زائد عمروں کو مکروہ قرار دیا ہے، زاد المعاد ج ۲ ص ۹۳ طبع جدید مکتبہ (مؤسسۃ الرسالہ)

حج مبرور:...... وہ حج جس میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو یا وہ حج جو ریاء اور سمع کے لیے نہ کیا گیا ہو، محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو، یا وہ حج جس سے حاجی متاثر ہو اور حج کے بعد گناہوں سے احتراز کرے، اور بقول بعض جو حج مقبول ہو، ظاہر ہے وہ حج مقبول ہو گا، جو اخلاص نیت سے، حج کے پورے آداب اور احکام کو ادا کرتے ہوئے، گناہوں سے بچتے ہوئے کیا جائے۔

[3290] (. . .) وحَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ

[3289] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمرة باب: وجوب العمرة وفضلها برقم (۱۷۷۳) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: فضل العمرة برقم (۵/ ۱۱۵) وابن ماجه في سننه في المناسك باب: فضل الحج والعمرة برقم (۲۸۸۸) انظر التحفة برقم (۱۲۵۷۳)

[3290] طريق سعيد بن منصور تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۵۸) طريق محمد بن عبدالملك الاموي اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: فضل الحج المبرور برقم (۵/ ۱۱۲-۱۱۳) انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۶۱) وطريق ابن نمير تفرد به مسلم۔ انظر ←

وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ انس.

[3290] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے بہت سے اساتذہ سے روایت کی ہے۔

[3291] ٤٣٨-(١٣٥٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَتٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

[3291] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بیت اللہ آیا (حج کیا) فحش اور بے ہودہ کام نہ کیا اور نہ نافرمانی کی، تو وہ اس حال میں لوٹے گا، جیسا اسے اس کی والدہ نے جنا تھا۔

[3292] (. . .) وحَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ وَأَبِي الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ.

[3292] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے کئی اور اساتذہ سے کرتے ہیں، جس میں ہے کہ جس نے حج کیا، بے ہودہ حرکت اور نافرمانی نہ کی۔''

← (التحفة) برقم (١٢٥٦٤) وطريق ابي كريب ومحمد بن المثنى اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الحج باب: ما ذكر فى فضل العمرة برقم (٩٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٥٦)

[3291] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المختصر باب: قوله تعالى: ﴿فلا رفث﴾ برقم (١٨١٩) وفى باب: قوله عزوجل: ﴿ولا فسوق ولا جدال فى الحج﴾ برقم (١٨٢٠) والترمذى فى (جامعه) فى الحج باب: ما جاء فى ثواب الحج والعمرة برقم (٨١١) والنسائى فى (المجتبى) فى مناسك الحج باب: فضل الحج برقم (٥/ ١١٤) وابن ماجه فى (سننه) فى المناسك باب: فضل الحج والعمرة برقم (٢٨٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٣١)

[3292] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٢٧٨)

[3293] (. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

[3293] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... انسان جب اخلاص اور حسن نیت سے سنت کے مطابق حج کرتا ہے، تو وہ ہر قسم کے گناہوں بچتا ہے، اور گزشتہ گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا ہے، اس لیے اس کے تمام چھوٹے اور بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے، جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک وصاف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حج مبرور کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے اور انہیں پیدا ہونے والے بچے کی طرح پاک صاف کر کے آئندہ زندگی میں راہ راست پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

٨٥...... بَاب: نُزُولِ بِمَكَّةَ لِلْحَاجِ وَتَوْرِيثِ دُورِهَا

باب ۸۵: حاجی کا مکہ مکرمہ میں اترنا اور مکہ کے گھروں کی وراثت کا مسئلہ

[3294] ٤٣٩-(١٣٥١) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ)) وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

[3294]۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ

[3293] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: فضل الحج المبرور برقم (١٥٢١) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٠٨)

[3294] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: توريث دور مكة وبيعها وشرائها وان الناس في المسجد الحرام سواء خاصة لقوله تعالى: ﴿ان الذين كفروا ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام الذي جعلناه للناس سواء العاكف فيه والباد ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب اليم﴾ برقم (١٥٨٨) وفي الجهاد باب: اذا اسلم قوم في دار الحرب ولهم مال وارضون فى لهم برقم (٣٠٥٨) وفي المغازي باب: اين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح برقم (٤٢٨٢) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: التحصيب برقم (٢٠١٠) وابن ماجه في (سننه) في المناسك باب: دخول مكة برقم (٢٩٤٢) وفي الفرائض باب: ميراث اهل الاسلام من اهل الشرك برقم (٢٧٣٠) انظر (التحفة) برقم (١١٤)

مکہ میں اپنے (آبائی) گھر میں ٹھہریں گے (اتریں گے) تو آپ نے جواب دیا، ''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی ٹھکانا یا گھر چھوڑے ہیں؟'' عقیل اور طالب دونوں ابو طالب کے وارث ٹھہرے تھے، اور حضرت جعفر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو وراثت سے کچھ نہ ملا تھا، کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے، اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔

[3295] ٤٤٠ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا)).

[3295]۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں قیام کریں گے؟ اور یہ آپ کے حج کے موقع کی بات ہے، جب ہم مکہ کے قریب پہنچ گئے تھے، تو آپ نے جواب دیا: ''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان یا قیام گاہ چھوڑی ہے؟''

[3296] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِّنْ مَّنْزِلٍ)).

[3296] حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اور انہوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ان شاء اللہ آپ کل کہاں نزول فرمائیں گے؟ اور یہ فتح مکہ کی بات ہے، آپ نے فرمایا: ''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے۔''

فائدہ:...... مکہ مکرمہ کے مکانات اور زمینوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ان میں وراثت چلے گی، اور ان کی خرید و فروخت اور ان کو کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں، اس اختلاف کی دو وجوہ ہیں۔ (۱) مکہ صلح سے فتح ہوا ہے یا جنگ اور قوت کے بل بوتے پر، اگر قوت و طاقت کے بل بوتے پر فتح ہوا ہے، تو مکہ کے گھر مسلمانوں کے تھے، یا احسان کرتے ہوئے مکہ والوں کو دے دیئے گئے۔ (۲) المسجد الحرام سے مراد، بیت اللہ ہے یا پورا حرم کا علاقہ، نیز سواء العاكف فيه والباد، اس میں مقیم اور باہر سے آنے والے برابر ہیں، سے مراد امن و احترام میں

[3295] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٨١)

[3296] تقدم تخريجه برقم (٣٢٨١)

برابر یا ہر چیز میں برابر ہیں۔ اس وجہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے فتح مکہ کے وقت بھی سوال کیا، کہ آپ کہاں ٹھہریں گے، تو آپ نے جواب دیا کہ عقیل نے بنو عبدالمطلب کے تمام مہاجر لوگوں کے مکانات فروخت کر دیئے ہیں، کیونکہ ابو طالب کی وفات کے وقت، عقیل اور طالب دونوں کافر تھے، اس لیے وہ دونوں ہی وارث بنے تھے، اور عقیل نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا، اور عبدالمطلب کا وارث ابو طالب بنا تھا، اور جاہلیت کے اصول کے مطابق بڑا بیٹے ہونے کے سبب عبدالمطلب کی تمام جائیداد اس کے پاس تھی، اس لیے حضور ابو طالب کے گھر میں رہتے تھے، حج کے موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا، شاید فتح مکہ کے بعد، آپ نے اپنے گھر کو واپس لے لیا ہوگا۔ بقول امام نووی، امام شافعی اور ان کے ہم نوا حضرات کے نزدیک مکہ صلح سے فتح ہوا تھا، اس لیے اس کے مکانات مکہ کے باشندوں کی ملک میں رہے، اور ان کا حکم باقی شہروں کی طرح ہے، ان میں ان کی وراثت جاری ہوگی اور ان کے لیے ان کا بیچنا، رہن رکھنا، کرایہ پر دینا، ہبہ کرنا، ان کے بارے میں وصیت کرنا اور باقی تمام تصرفات صحیح ہوں گے، لیکن امام ابوحنیفہ، مالک، اوزاعی اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک مکہ بزور بازو فتح ہوا ہے، اس لیے یہ تمام تصرفات ناجائز ہوں گے۔ صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۳۶۔ لیکن درمختار میں ہے "جاز بيع بناء بيوت مكة وارضها بلا كراهة وبه قال الشافعي وبه يفتى" (فتح الملهم ۳/ ۳۸۷)

مکہ کی عمارات اور ان کی جگہ بیچنا بلا کراہت جائز ہے، یہی امام شافعی کا قول ہے، اور اس پر ہمارا فتویٰ ہے، صاحب لامع الدراری نے صاحبین کا قول یہی قرار دیا ہے، اور امام ابوحنیفہ، اسے بھی ایک روایت یہی کی ہے، ((لانها مملوكة لاهلها)) کیونکہ مکہ کے باشندوں کی ملکیت ہیں۔ ج ۵، ص ۱۷۳۔ حافظ ابن قیم نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مکہ کی عمارات کے سلسلہ میں ہر قسم کا تصرف جائز ہے، خواہ خرید وفروخت ہو یا ہبہ یا وراثت یا کرایہ پر دینا، لیکن اگر عمارت گر جائے تو محض خالی زمین کے سلسلہ میں کسی قسم کا تصرف درست نہیں ہے۔

۸۶...... بَاب: جَوَازِ الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ

باب ۸۶: مکہ سے ہجرت کر جانے والے کے لیے حج اور عمرہ سے فراغت کے بعد تین دن تک ٹھہرنا جائز ہے، اس سے زائد ٹھہرنا درست نہیں ہے۔

[3297] ۴۴۱۔(۱۳۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[3297] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناسب الانصار باب: اقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه برقم (۳۹۳۳) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في ان يمكث المهاجر بمكة بعد الصدر ثلاثا برقم (۹۴۹) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة باب: ←

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا)).

[3297] ۔حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سائب بن یزید رحمہ اللہ سے سوال کیا، کیا تو نے مکہ میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو سائب رحمہ اللہ نے جواب دیا، میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''مہاجر (منیٰ سے) واپسی کے بعد تین دن ٹھہر سکتا ہے۔'' گویا کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس سے زائد قیام نہ کرے۔

[3298] ٤٤٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا.

[3298] ۔عبد الرحمن بن حمید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے ہم نشینوں یا مجلس میں موجود لوگوں سے پوچھا، کیا تم نے مکہ میں رہائش اختیار کرنے کے بارے میں کچھ سنا ہے، تو سائب بن یزید نے کہا، میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر، مناسک حج ادا کرنے کے بعد، تین دن تک مکہ میں ٹھہر سکتا ہے۔''

[3299] ٤٤٣ـ(. . .) وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ.

← تقصير الصلاة في السفر باب المقام الذي يقصر الصلاة برقم (٣/ ١٢٢) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة برقم (١٠٧٣) انظر (التحفة) برقم (١١٠٠٨)

[3298] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٨٤)

[3299] تقدم تخريجه برقم (٣٢٨٤)

[3299] ۔حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ نے سائب بن یزید رحمۃ اللہ سے پوچھا، تو سائب نے جواب دیا، میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''منیٰ سے واپسی کے بعد، مہاجر، مکہ میں تین راتیں ٹھہر سکتا ہے۔''

[3300] ٤٤٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثٌ.

[3300] ۔حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مناسک حج سے فراغت کے بعد، مکہ میں، مہاجر، تین دن تک قیام کر سکتا ہے۔''

[3301] (. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3301] امام صاحب ایک اور سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... جو لوگ فتح مکہ سے پہلے، مکہ سے ہجرت کر گئے تھے، اگر وہ حج یا عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئیں، تو انہیں، حج وعمرہ کی ادائیگی کے بعد صرف تین دن مکہ میں ٹھہرنے کی اجازت دی گئی تھی، جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ اگر انسان سفر پر جائے، اور وہ کہیں تین دن یا ان سے کم رہنے کا ارادہ کرے گا، تو وہ مسافر کے حکم میں ہو گا، اور اگر وہ تین دن سے زائد قیام کرنے کی نیت کرے، تو وہ مقیم تصور ہو گا، مسافر نہیں ہو گا، کیونکہ آپ نے مہاجر کے لیے تین دن ٹھہرنے کو اقامت قرار نہیں دیا۔

٨٧...... بَاب: تَحْرِيمِ صَيْدِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ

باب ٨٧: مکہ حرم ہے، اس میں شکار کرنا، گھاس کاٹنا، درخت کاٹنا یا ہمیشہ اعلان کرنے کی نیت کے سوا وہاں سے گری پڑی چیز اٹھانا جائز نہیں ہے

[3302] ٤٤٥۔(١٣٥٣) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ

[3300] تقدم تخريجه برقم (٣٢٨٤)

[3301] تقدم تخريجه برقم (٣٢٨٤)

[3302] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز باب: الاذخر والحشيش فی القبر برقم (١٣٤٩)←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ((إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

[3302]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب ہجرت کا حکم نہیں رہا، لیکن جہاد ہے، اور نیت، تو جب تمہیں جہاد کے لیے کوچ کرنے کو کہا جائے تو چل پڑو۔'' اور فتح کے دن فتح مکہ کے موقع پر فرمایا: ''یہ شہر اللہ نے اس کو اس دن سے محترم قرار دیا ہے، جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا، لہٰذا اللہ کے حکم سے قیامت تک کے لیے اس کا ادب و احترام ضروری ہے، اور مجھ سے پہلے اللہ نے کسی کو یہاں قتال کرنے کی اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی دن کے تھوڑے سے وقت کے لیے وقتی اجازت دی گئی (اور وقت ختم ہو جانے کے بعد) اب قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ کے محترم قرار دینے سے اس کا ادب و احترام واجب ہے (اور ہر وہ اقدام اور عمل جو اس کے تقدس و احترام کے منافی ہے، حرام ہے) اس علاقہ کے خاردار درخت اور جھاڑ بھی نہ کاٹے اور نہ چھانٹیں جائیں، یہاں کے کسی قابل شکار جانور کو پریشان نہ کیا جائے، اور اگر کوئی گری پڑی چیز نظر آئے تو اس کو وہی اٹھائے جو اس کا اعلان اور تشہیر کرتا رہے، اور یہاں کی سبز گھاس نہ کاٹی

← تعليقا وفي الحج باب: فضل الحرم برقم (١٥٨٧) وفي جزاء الصيد باب: لا يحل القتال بمكة برقم (١٨٣٤) وفي الجهاد والسير باب: فضل الجهاد والسير برقم (٢٧٨٣) وفي باب: وجوب التفسير برقم (٢٨٢٥) وفي باب: لا هجرة بعد الفتح برقم (٣٠٧٧) وفي الجزية والموادعة باب: اثم الغادر للبر والفاجر برقم (٣١٨٩) ومسلم في (صحيحه) في الامارة باب: المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام الجهاد والخير وبيان معنى لا هجرة بعد الفتح برقم (٤٨٠٦) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: تحريم حرم مكة برقم (٢٠١٨) وفي الجهاد باب: في الهجرة هل انقطعت برقم (٢٤٨٠) والترمذي في (جامعه) في السير باب: ما جاء في الهجرة برقم (١٥٩٠) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: حرمة مكة برقم (٥/ ٢٠٣، ٥/ ٢٠٤) وفي باب: تحريم القتال فيه برقم (٢٨٧٥) وفي البيعة باب: ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة برقم (٧/ ١٤٦) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٨)

اکھاڑی جائے۔'' (اس پر آپ کے چچا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اذخر گھاس مستثنیٰ فرما دیجئے، کیونکہ یہاں کے کاریگر، لوہار، زرگر) اس کو استعمال کرتے ہیں، اور گھروں کی چھتوں کے لیے بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اذخر گھاس مستثنیٰ ہے۔''

فائدہ:...... فتح مکہ سے پہلے، جب مکہ پر اہل کفر اور شرک کا اقتدار تھا، جو اسلام اور اہل اسلام کے جانی دشمن تھے، مکہ میں رہ کر کسی مسلمان کے لیے اسلامی زندگی گزارنا تقریباً ناممکن تھا، اور مدینہ جو اس وقت اسلامی مرکز روئے زمین پر اسلام زندگی کی واحد تعلیم گاہ اور تربیت گاہ تھی، اس میں مسلمانوں کی قوت مجتمع کرنا ضروری تھا، ان حالات میں ہجرت فرض تھی اور بڑی فضیلت اور اہمیت کی حامل تھی، جب ۸ھ میں اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ پر اسلامی اقتدار وغلبہ قائم کروا دیا، تو پھر مکہ سے ہجرت کی ضرورت ختم ہوگئی، آپ نے فتح مکہ ہی کے دن اعلان کر دیا، اب ہجرت کا حکم ختم ہوگیا، اس لیے اب اپنے علاقہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا نہیں ہے، لیکن اگر کوئی انسان ایسے علاقہ میں رہتا ہے، جہاں اسلام اور اہل اسلام کو برداشت نہیں کیا جاتا، اور اہل اسلام کا ایمان اور جان محفوظ نہیں ہے، وہ اجتماعی طور پر اپنا دفاع نہیں کر سکتے، بلکہ کفر اختیار کرنے پر مجبور ہیں، تو پھر انہیں ایسے علاقہ کو چھوڑنا، اگر ان کے لیے ممکن ہو، انہیں کہیں پناہ مل سکتی ہو، تو انہیں ایسے علاقہ سے ہجرت کرنا چاہیے، اب عام لوگوں کے لیے ہجرت کی فضیلت وسعادت حاصل کرنے کا دروازہ بند ہو چکا ہے، لیکن جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ، گناہوں اور برے اعمال سے باز آنے کا راستہ کھلا ہے، اور گناہوں اور منہیات کو چھوڑنے والے کو بھی، آپ نے مہاجر کا نام دیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام اور دین کی پابندی کی نیت اور بالخصوص اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کی نیت سے انسان اپنے لیے سعادت وفضیلت حاصل کر سکتا ہے، دوسرا اعلان آپ نے یہ فرمایا کہ شہر مکہ کی عظمت وحرمت دور قدیم سے چلی آ رہی ہے اور یہ محض رسم ورواج یا کسی فرد یا پنچایت اور حکومت کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، اور قیامت تک کے لیے ہے، اگرچہ اس کی حرمت کی تشہیر، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے، کیونکہ کعبہ کی تعمیر جدید انہوں نے کی اور اس وقت اس جگہ آبادی شروع ہوئی جو اب قیامت تک قائم رہے گی۔

(۳) اس ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ حرم مکہ کی حدود میں بالاتفاق کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کو ڈرانا اور پریشان کرنا اور اس کا پیچھا کرنا ناجائز ہے، خواہ انسان احرام کی حالت میں ہو یا نہ ہو، اور جمہور ائمہ کے نزدیک جو شخص حرم کی حدود میں شکار کرے گا، اس کے ذمہ وہی فدیہ ہے جو احرام کی حالت میں شکار کرنے پر عائد ہوتا ہے، اس طرح اس پر بھی اجماع ہے کہ حرم کی حدود میں ہر اس درخت کا توڑنا اور کاٹنا ناجائز ہے، جو قدرتی طور پر اگا ہو، البتہ اذخر، سبزیاں اور ترکاریاں یا پھول جنہیں انسان اپنی محنت سے اگاتا ہے، انہیں کاٹنا اور توڑنا جائز ہے، اور جمہور ائمہ کے نزدیک ایسے درخت کا توڑنا اور کاٹنا بھی جائز ہے، جسے انسان نے خود اپنی محنت سے اگایا ہو، لیکن امام

شافعی کے نزدیک ایسے درخت کا کاٹنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اس سے مسواک کاٹی جا سکتی ہے اور حنابلہ میں سے ابن قدامہ نے امام شافعی کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (المغنی، ج ۵، ص ۱۸۵۔۱۸۶) (قتل وقتال کی بحث آگے آرہی ہے۔)

[3303] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ)) وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ ((الْقَتْلَ)) وَقَالَ ((لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا)).

[3303] امام صاحب یہ روایت ایک دوسرے استاد سے تھوڑے سے فرق سے لائے ہیں، اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ یہ حرمت آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت سے ہے، اور قتال (لڑائی) کی جگہ قتل کا لفظ ہے، اور لا یلتقط (گری پڑی چیز اٹھانا) کے بعد لُقطتُه (اس کی گری پڑی چیز) کا ذکر ہے۔

[3304] ۴۴۶۔(۱۳۵۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

[3304]۔ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ وہ (یزید کی طرف

[3303] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٨٩)

[3304] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم باب: ليبلغ العلم الشاهد الغائب برقم (١٠٤) وفي جزاء الصيد باب: لا يعضد شجر الحرم برقم (١٨٣٢) وفي المغازي باب: (٥١) برقم (٤٢٩٥) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في حرمة مكة برقم (٨٠٩) وفي الديات باب: ما جاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو برقم (١٤٠٦) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: تحريم القتال فيه برقم (٥/ ٢٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٠٥٧)

سے گورنر تھا اور اس کے حکم سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف) مکہ پر چڑھائی کرنے کے لیے لشکر تیار کر کے روانہ کر رہا تھا کہ: اے امیر! مجھے اجازت دیجئے، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بیان کروں، جو آپ نے فتح مکہ کے اگلے دن (مکہ میں) ارشاد فرمایا تھا، میں نے اپنے کانوں سے وہ فرمان سنا تھا، اور میرے دل و دماغ نے اسے یاد کر لیا تھا، اور جس وقت وہ فرمان آپ کی زبان مبارک سے صادر ہو رہا تھا، اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا تھا: ''مکہ کو اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے، اس کی حرمت یا احترام کا فیصلہ لوگوں نے نہیں کیا، اس لیے جو انسان اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یہاں خون ریزی کرے، اور وہ یہاں کے درختوں کو بھی نہ کاٹے، اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کو سند بنا کر رخصت کا اپنے لیے جواز نکالے، تو اس کو کہہ دو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی، اور تجھے اجازت نہیں دی ہے، اور مجھے بھی بس، اللہ تعالیٰ نے دن کے تھوڑے سے وقت کے لیے (عارضی اور وقتی) اجازت دی تھی، اور آج اس وقت اس طرح حرمت لوٹ آئی جس طرح حرمت موجود تھی، (اور آپ نے فرمایا) جو لوگ یہاں موجود ہیں، (جنہوں نے میری بات سنی ہے) وہ دوسرے غیر موجود لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں،'' تو ابو شریح رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا، آپ کو عمرو نے کیا جواب دیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، اس نے کہا کہ: اے ابو شریح! میں یہ باتیں تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دے سکتا، نہ ہی کسی ایسے آدمی کو جو کسی کا ناحق خون کر کے بھاگ آئے، یا کسی کا نقصان کر کے بھاگ آئے، پناہ دے سکتا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ خُرْبَة یا خَرْبَة کا اصل معنی اونٹ چرانا ہے، اس سے مراد زمین میں چوری یا ڈاکہ سے فساد پھیلانا بھی مراد لیا جاتا ہے۔

فوائد:...... ❶ حرم کے اندر جنگ و جدال کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اگر اہل مکہ کسی عادل حکمران کے خلاف بغاوت کر دیں، تو اس کے بارے میں دو نظریات ہیں، بقول امام ماوردی، جمہور کے نزدیک، جب تک لڑائی سے بچنا ممکن ہو، لڑائی سے گریز کرتے ہوئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے گا، جس سے بغاوت کو فرو کیا جا سکے، اگر لڑائی کے بغیر چارہ نہ رہے، تو پھر باغیوں سے لڑائی لڑی جائے گی، لیکن ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے، جس سے وہ لوگ بھی متاثر ہوں، جو جنگ میں شریک نہیں ہوتے، باغیوں سے جنگ حقوق اللہ میں داخل ہے، اور حقوق اللہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، لیکن دوسروں کے نزدیک قتال کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، احادیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے، فتح الباری، ج ۴، ص ۶۳، اور حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھا تھا، اس لیے ابو شریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کے جواب میں کہا تھا۔

((قَدْ كُنْتُ شاهدًا وَكُنْتَ غائِبًا اَمَرَنَا اَنْ يُبَلِّغَ شَاهِدُنَا غائبنا وقد بَلَّغْتُكَ))

میں حاضر تھا، اور تم موجود نہیں تھے، اور آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ جو یہاں موجود ہیں، وہ ان تک بات پہنچا دیں، جو حاضر نہیں ہیں، اور میں نے تم تک یہ بات پہنچا دی ہے۔ (فتح الباری، ج ۴، ص ۵۹)۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مقصد منشاء سمجھنے کے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں، جن کے سامنے آپ نے یہ بات فرمائی، اور جنہوں نے اس کا موقع اور محل دیکھا۔ ❷ اس حدیث میں ہے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے، اس کے لیے مکہ میں خون بہانا جائز نہیں ہے، اور اللہ نے اپنے رسول کو کچھ وقت کے لیے قتال کی اجازت دی تھی، اس سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ مکہ جبر و قوت سے فتح ہوا تھا، اور آپ نے اہل مکہ پر احسان و کرم فرماتے ہوئے انہیں طلقاء (آزاد) قرار دیا، اور ان کے اموال کو غنیمت کا مال نہ ٹھہرایا اور نہ ان کے اہل و عیال کو قیدی بنایا، لیکن امام شافعی کے نزدیک مکہ صلحاً فتح ہوا، (سبل السلام، ج ۲، ص ۲۹۲)۔ ❸ اگر کوئی انسان حرم کے اندر قابل حد جرم کا ارتکاب کرتا ہے، تو بالاتفاق اس پر حد جاری کی جائے گی، لیکن اگر کوئی انسان حرم سے باہر جرم کا ارتکاب کر کے حرم میں پناہ لیتا ہے، تو اس کے بارے میں اختلاف ہے، امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس پر حد قائم کی جائے گی، امام ابو حنیفہ، اور امام احمد کے نزدیک حرم کے اندر حد نہیں لگائی جائے گی، بلکہ اس کا معاشرتی مقاطعہ کر کے یا وعظ و نصیحت کر کے حرم سے باہر نکالا جائے گا، اور خارج حرم، حد قائم کی جائے گی، حافظ ابن حزم نے اس موقف کی پرزور انداز میں تائید کی ہے۔

[3305] ٤٤٧-(١٣٥٥) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ هُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي

هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ

[3305] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی اللقطة باب: كيف تعرف لقطة اهل مكة برقم (٢٤٣٤) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: تحريم حرم مكة برقم (٢٠١٧) وفی العلم باب: فی كتاب العلم برقم (٣٦٤٩) وبرقم (٣٦٥٠) وفی الديات باب: ولی العمد يرضی بالدية برقم (٤٥٠٥) والترمذی فی (جامعه) فی السير باب: ما جاء فی حكم ولی القتيل فی القصاص والعفو برقم (١٤٠٥) وفی العلم باب: ما جاء فی الرخصة فيه برقم (٢٦٦٧) والنسائی فی (المجتبی) فی القسامة باب: هل يوخذ من قاتل العمد الدية اذا عفا ولی المقتول عن القود برقم (٨/ ٣٨) وابن ماجه فی (سننه) فی الديات باب: من قتل له قتيل فهو بالخيار بين احدى ثلاث برقم (٢٦٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٨٣)

وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّفْدٰى وَإِمَّا أَنْ يُّقْتَلَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ)) قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ ((اكْتُبُوا لِي)) يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

[3305]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ پر فتح دی، تو آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھ روک دیا، اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو غلبہ عنایت فرمایا، واقعہ یہ ہے کہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال قرار نہیں دیا گیا تھا، (کسی کو اس پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں ملی) اور یہ میرے لیے بھی دن کے کچھ وقت کے لیے حلال ٹھہرایا گیا، (جنگ کی اجازت دی گئی) اور یہ میرے بعد ہرگز کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا۔لہٰذا اس کے شکار کو پریشان نہ کیا جائے، اور نہ یہاں سے کانٹے کاٹے جائیں، اور یہاں گری پڑی چیز اٹھانا صرف اس کے لیے جائز ہے، جو اس کی تشہیر اور اعلان کرنا چاہتا ہو، اور جس انسان کا کوئی قریبی قتل کر دیا جائے اس کو دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا حق ہوگا، یا دیت لے لے یا قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دیا جائے۔'' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اذخر کو مستثنیٰ قرار دے دیں، اے اللہ کے رسول! کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذخر گھاس مستثنیٰ ہے۔'' تو ایک یمنی آدمی، ابو شاہ نامی کھڑا ہوا، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو شاہ کو لکھ دو۔'' (امام اوزاعی کے شاگرد) ولید کہتے ہیں، میں نے اوزاعی سے پوچھا، ابو شاہ کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے لکھوا دیجئے؟ انہوں نے جواب دیا، مراد یہ خطبہ ہے جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

فوائد:...... ❶ جمہور کے نزدیک مکہ میں گری پڑی چیز وہی اٹھا سکتا ہے، جس نے ہمیشہ ہمیشہ تشہیر اور اعلان کرنا ہو، جو ایسا نہیں کر سکتا، وہ نہ اٹھائے، لیکن احناف، اکثر مالکیہ اور بعض شوافع کے نزدیک، اس کا حکم بھی باقی علاقوں جیسا ہے، اور یہاں مقصد مبالغہ ہے، اور اس تصور و خیال کو ختم کرنا ہے کہ حاجی مختلف اکناف و اطراف سے آتے ہیں اور پتہ نہیں یہ کس کی چیز ہے، اس لیے اعلان و تشہیر کا کیا فائدہ، اس لیے اس وہم کو دور کیا اور فرمایا،

اس کی تشہیر میں عام اصول اور ضابطہ کے مطابق ضروری ہے، (لقطہ کا حکم اپنے موقع اور محل پر آئے گا اور ساعت مخصوصہ عصر تک تھی) ❷ جمہور کے نزدیک کانٹے کاٹنا بھی جائز نہیں ہے، اور بعض شوافع کا یہ موقف درست نہیں ہے کہ تکلیف دہ کانٹے کاٹے جا سکتے ہیں، اس طرح شکار کو اس کی جگہ سے اٹھانا اور پریشان کرنا بھی جائز نہیں ہے، مالکیہ اور احناف کے نزدیک حرم کی گھاس چرانا بھی جائز نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک جس طرح اذخر انسانی ضرورت ہے، گھاس حیوانوں کی ضرورت ہے، اس لیے جانوروں کو چرانا جائز ہے۔ ❸ جمہور کے نزدیک قتل اور دیت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حق، مقتول کے ورثاء کو ہے، لیکن امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اختیار قاتل کو ہے، ظاہر بات تو یہ ہے، اس کا فیصلہ باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے، کیونکہ اصل تو قصاص ہے، اب اگر ورثاء دیت قبول نہیں کرتے، یا قاتل دیت کی ادائیگی پر آمادہ نہیں ہے، تو پھر جبر کیسے ممکن ہے۔ ❹ حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کے لکھوانے کے سوال سے ثابت ہوتا ہے، آپ کی زندگی کے آخری دور میں لکھنے کا رواج ہو چکا تھا، اس لیے آپ نے کسی کو شخصی طور پر لکھنے کا حکم نہیں دیا، بکہ عام حکم دیا کہ ((اکتبوا لابی شاہ)) ابوشاہ کو لکھ دو، آپ کی زندگی میں ہی احادیث لکھنے کا کام شروع ہو گیا تھا، لیکن تمام احادیث کو یکجا کرنے کا کام بعد میں ہوا۔

[3306] ٤٤٨۔(. . .) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِّنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَّمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْطَى يَعْنِي الدِّيَةَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

[3306] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم باب: كتابة العلم برقم (١١٢) وفي الديات باب: من قتل له قتيل فهو بخير النظرين برقم (٦٨٨٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٢)

[3306]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خزاعہ نے فتح مکہ کے سال بنولیث کا ایک آدمی اپنے ایک مقتول کے بدلہ میں جو بنولیث نے قتل کیا تھا،قتل کر دیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی،تو آپ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے مکہ میں ہاتھی کو(داخل ہونے سے)روک دیا تھا،اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو غلبہ عنایت فرمایا ہے،خبردار! یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال قرار نہیں دیا گیا(کہ وہ اس پر حملہ آور ہو)اور نہ ہرگز میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا،خبردار! میرے لیے بھی دن کے کچھ وقت کے لیے حلال قرار دیا گیا تھا،خبردار! اب وہ اس وقت محترم ہے،اس کے کانٹے،گرائے نہیں جاسکیں گے،اور نہ ہی اس کے درخت کاٹے جائیں گے،اور اس کی گری پڑی چیز وہی اٹھا سکے گا،جو تشہیر کرنا چاہتا ہو،اور جس شخص کا کوئی عزیز قتل کر دیا جائے تو اسے دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا حق حاصل ہوگا،یا تو اسے دیت دلوائی جائے گی یا مقتول کے ورثاء کو قصاص دلوایا جائے گا،(قاتل ان کے حوالہ کیا جائے گا کہ وہ قتل کر دیں)اس کے بعد ایک یمنی آدمی ابوشاہ نامی آیا اور اس نے عرض کیا،اے اللہ کے رسول! مجھے لکھوا دیں،تو آپ نے فرمایا:''ابو شاہ کو لکھ دو۔'' قریش میں سے ایک آدمی نے عرض کیا،اذخر کو مستثنیٰ قرار دیں،کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں کے لیے استعمال کرتے ہیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اذخر مستثنیٰ ہے۔''

فائدہ:......اذخر کا استثناء آپ نے وحی سے فرمایا یا عدم حرج کے اصول کے مطابق،وضع حرج کے لیے اجتہاد فرمایا،جس کو اللہ تعالیٰ نے برقرار رکھا،اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ آپ کو احکام صادر کرنے کا اختیار تھا اور آپ حلال وحرام کا اختیار رکھتے تھے۔

۸۸...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ بِلَا حَاجَةٍ

باب ۸۸: مکہ مکرمہ میں بلاضرورت ہتھیار اٹھانا منع ہے

[3307] ٤٤٩-(١٣٥٦) حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ)).

[3307]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،آپ فرما رہے تھے،''تم میں سے کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔''

فائدہ:......جمہور علماء امت کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مکہ اور حدود حرم میں کسی مسلمان کو دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھانا اور اس کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے،اگر اس کے ہاتھ میں لینے سے کسی کو اذیت اور زخم لگنے کا خطرہ نہ ہو تو محض ہتھیار ہاتھ میں لے لینا ناجائز نہیں ہے۔

[3307] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٩٥٥)

٨٩...... بَاب: جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

باب ٨٩: بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے

[3308] ٤٥٠-(١٣٥٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَمَّا الْقَعْنَبِيُّ فَقَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَمَّا قُتَيْبَةُ فَقَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ و قَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ أَحَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ.

[3308]۔ امام یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے پوچھا، کیا آپ کو ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنائی کہ نبی اکرم ﷺ فتح کے سال مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے تھے کہ آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ نے خود اتارا، تو ایک شخص نے آ کر بتایا، ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' امام مالک نے جواب دیا، ہاں۔

فائدہ:...... اس روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر خود تھا، اگلی روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، اصل بات یہ ہے کہ جب آپ داخل ہوئے ہیں، تو آپ کے سر پر خود تھا، پھر جب آپ نے اسے اتار لیا، تو پھر سر پر سیاہ پگڑی باندھ لی اور بغیر احرام کے داخل ہونے کا باعث یہ ہے کہ آپ کا عمرہ کرنا مقصود تھا، آپ تو فتح مکہ کے لیے نکلے تھے، مسئلہ گزر چکا ہے، اور ابن خطل کو اس لیے قتل کروا دیا، کیونکہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا تھا، اور اپنے مسلمان خادم کو قتل کر دیا تھا، نیز وہ آپ کی ہجو کرتا تھا، اور اس نے دو لونڈیاں رکھی تھیں، جو آپ کو اور مسلمانوں کو برا بھلا کہتی تھیں، اور اس حدیث سے امام مالک اور امام شافعی نے حد قائم کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے، لیکن دوسروں کے نزدیک اس کو ارتداد کی بنا پر قتل کیا تھا، قصاص کے طور پر قتل نہیں کیا تھا۔

[3308] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد باب: دخول الحرم ومكة بغير احرام برقم (١٨٤٦) وفي الجهاد باب: قتل الاسير وقتل الصبر برقم (٣٠٤٤) وفي المغازي باب: اين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح برقم (٤٢٨٦) وفي اللباس باب: المغفر برقم (٥٥٠٨) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: قتل الاسير ولا يعرض عليه الاسلام برقم (٢٦٨٥) والترمذي في (جامعه) في الجهاد، باب: ما جاء في المغفر برقم (١٦٩٣) والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: دخول مكة بغير احرام برقم (٥/ ٢٠١) وابن ماجه في (سننه) في الجهاد باب: السلاح برقم (٢٠٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٧)

[3309] ٤٥١ـ(١٣٥٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ الثَّقَفِيُّ و قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارِ الدُّهْنِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

[3309]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے، قتیبہ کی روایت ہے، فتح مکہ کے دن داخل ہوئے، اور آپ کے سر پر بلا احرام ہونے کی بنا پر سیاہ عمامہ تھا۔

[3310] (. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

[3310] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

[3311] ٤٥٢ـ(١٣٥٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

[3311]۔جعفر بن عمرو بن حریث اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں خطاب فرمایا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

[3309] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: دخول مكة بغير احرام برقم (٥/ ٢٠١) وفي الزينة باب: لبس العمائم السود برقم (٨/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (٢٩٤٧)

[3310] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجهاد باب: ما جاء في الالوية برقم (١٦٧٩) م والنسائي في (المجتبى) في الزينة باب: لبس العمائم السود برقم (٨/ ٢١١) انظر (التحفة) برقم (٢٨٩٠)

[3311] اخرجه ابو داود في (سننه) في اللباس باب: في العمائم برقم (٤٠٧٧) والنسائي في (المجتبى) في الزينة باب: لبس العمائم الحر قانية برقم (٨/ ٢١١) وفي باب: ارخاء طرف العمامة بين الكتفين برقم (٨/ ٢١١) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الخطبة يوم الجمعة برقم (١١٠٤) وفي الجهاد باب: لبس العمائم في الحرب برقم (٢٨٢١) وفي اللباس باب: العمامة السوداء برقم (٣٥٨٤) وفي باب: ارخاء العمامة بين التكفين برقم (٣٥٨٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٧١٦)

[3312] ٤٥٣-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ قَالَ حَدَّثَنِي وَفِي رِوَايَةِ الْحُلْوَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ.

[3312] ۔حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، گویا کہ میں اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے (سر پر) سیاہ عمامہ ہے، اور آپ نے اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں، ابوبکر کی روایت میں منبر کا ذکر نہیں ہے۔

٩٠...... بَاب: فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا

باب ٩٠: مدینہ کی فضیلت اور نبی اکرم ﷺ کا اس کے لیے برکت کی دعا کرنا، اور اس کی حرمت وعظمت کا بیان، اس کے شکار اور درختوں کی حرمت اور اس کے حرم کی حدود کا بیان

[3313] ٤٥٤-(١٣٦٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ)).

[3313] ۔حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت کی تشہیر کی اور اس کے باشندوں کے حق میں دعا فرمائی، اور میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا، اور میں اس کے صاع اور مد کے بارے میں اس سے دگنی دعا کرتا ہوں، جتنی ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔

[3314] ٤٥٥-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ ح و

[3312] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٢٩٨)

[3313] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بركة صاع النبي ﷺ ومده برقم (٢١٢٩) انظر (التحفة) برقم (٥٣٠١)

[3314] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٠٠)

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح و حَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ كُلُّهُمْ

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى هُوَ الْمَازِنِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ ((بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ)) وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِي رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ.

[3314]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت کئی دوسرے اساتذہ سے کرتے ہیں، وہیب کی روایت میں دراوردی کی روایت کی طرح، ابراہیم علیہ السلام سے دگنی دعا کا ذکر ہے، لیکن سلیمان بن بلال اور عبدالعزیز بن مختار کی روایت میں ہے، جیسی ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

[3315] ٤٥٦۔(١٣٦١) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ)).

[3315]۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے مکہ کو حرم ٹھہرایا اور میں مدینہ کے دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان والے علاقے کو حرام قرار دیتا ہوں۔''

مفردات الحدیث

❊ **لابة:** اس علاقہ کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر ہوں، اور مدینہ کے مشرق اور مغرب کے دونوں علاقے پتھریلے ہیں۔

[3316] ٤٥٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذَلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذَلِكَ.

[3315] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٦٧)

[3316] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٨٠)

[3316] ۔ نافع بن جبیر بیان کرتے ہیں، کہ حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا اور اس میں مکہ، اہل مکہ اور وہاں کے ادب و احترام کا ذکر کیا، تو اسے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے آواز دی، کیا وجہ ہے، میں تم سے مکہ، اہل مکہ اور اس کی حرمت کا تذکرہ سن رہا ہوں، لیکن تم نے مدینہ، اہل مدینہ اور اس کی حرمت کا ذکر نہیں کیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دونوں سنگریزوں کے درمیان کے علاقہ کو حرم قرار دیا ہے، اور آپ کا یہ فرمان، ہمارے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا موجود ہے، اگر چاہو تو میں تمہیں اسے پڑھا سکتا ہوں، اس پر مروان خاموش ہو گیا، پھر کہا، اس کا کچھ حصہ میں نے بھی سنا ہے۔

[3317] ٤٥٨۔(١٣٦٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي أَحْمَدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَسْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا)).

[3317] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے حرم ہونے کا اعلان کیا، اور میں مدینہ کے دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان کے حصہ کے حرم ہونے کا اعلان کرتا ہوں، اس کے کانٹے دار درخت نہیں کاٹے جائیں گے، اور نہ اس کا شکار کیا جائے گا۔“

[3318] ٤٥٩۔(١٣٦٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي

عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَدَعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[3318] ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں حرم قرار دیتا ہوں، مدینہ کے دونوں حدوں کے درمیانی علاقہ کو، اس کے خار دار درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کے شکار کو قتل نہ کیا جائے۔“ اور آپ نے یہ بھی فرمایا: ”مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے، اگر وہ (اس کی خیر و برکت کو) جانتے ہوں، کوئی انسان

[3317] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٤٨)

[3318] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٨٥)

اس کو بے نیازی اختیار کرتے ہوئے نہیں چھوڑے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ، اس سے بہتر بندے کو بھیج دے گا، (جانے والا ہی خیر و برکت سے محروم ہوگا، اس کے جانے سے مدینہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی) اور جو کوئی بندہ اس کی تنگیوں ترشیوں اور مشقتوں پر صبر کر کے وہاں پڑا رہے گا، تو میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا، اور اس کے حق میں شہادت دوں گا۔"

مفردات الحدیث ❶ عِضَاه، عِضَاهَة اور عِضَهَة کی جمع ہے، بڑا کانٹے دار درخت۔ ❷ لأواء: بھوک اور تنگدستی۔ ❸ جهد: مشقت وکلفت۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث اور اس کے ہم معنی دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا علاقہ بھی حرم ہے اور واجب الاحترام ہے، اور اس میں ہر وہ عمل اور اقدام منع ہے، جو اس کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہو، اس کے درختوں کو کاٹنا اور جانوروں کا شکار کرنا جائز نہیں ہے، ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے لیکن ائمہ احناف کے نزدیک، درختوں کو کاٹنا اور جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے، محض یہ اس کی زیبائش اور زینت کے خلاف ہے۔ ❷ مدینہ منورہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جو انسان وہاں کی دقتوں، کلفتوں اور بھوک و شدت کو صبر و سکون سے برداشت کرے گا، وہ وہاں کی خیرات و برکات سے متمتع ہوگا اور اسے یہ شرف حاصل ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے کہ اس کے قصور اور اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں، اور اس کو بخش دیا جائے اور اس کے اعمال صالحہ اور ایمان اور اس کے صبر و شکیب کی شہادت دیں گے، یا نیک اور اطاعت گزار لوگوں کے لیے شہادت دیں گے، اور اہل معاصی کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

[3319] ٤٦٠-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنِي

عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.

[3319]۔ ایک اور استاد سے امام صاحب مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص بھی اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا، جس طرح سیسہ پگھلتا ہے، یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

فائدہ:...... دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے، یہ انجام قیامت کے دن ہوگا اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا انسان

[3319] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٨٥)

اپنے ارادہ اور عزم میں ناکام و نامراد ہوگا، اور جلدی دنیا میں اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

[3320] ٦١-(١٣٦٤) وحدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد جميعا عن العقدي قال عبد أخبرنا عبد الملك بن عمرو حدثنا عبدالله بن جعفر عن إسمعيل بن محمد

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ.

[3320]۔ عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سوار ہو کر اپنے گھر جو عقیق میں واقع تھا کی طرف چلے تو راستہ میں ایک غلام کو درخت کاٹتے یا اس کے پتے جھاڑتے پایا، تو اس کا سامان چھین لیا، تو جب حضرت سعد واپس آئے، ان کے پاس غلام کے مالک آئے اور ان سے کہا، (گفتگو کی) کہ ان کے غلام کو یا ان کو وہ کچھ واپس کر دیں، جو ان کے غلام سے لیا ہے، تو انہوں نے کہا، اللہ کی پناہ کہ میں وہ چیز واپس کر دوں جو رسول اللہ ﷺ نے بطور انعام عنایت فرمائی ہے، اور سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان مدینہ کی حرمت و عظمت کو پامال کرتے ہوئے، وہاں سے درخت کاٹے گا یا شکار کرے گا، تو اس سے اس کا ساز و سامان چھین لیا جائے گا، لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک اس نے ایک ناجائز کام کیا، لیکن اس پر کسی قسم کا تاوان یا فدیہ نہیں ہے، لیکن صحابہ کرام کا عمل تو اس حدیث کے مطابق رہا ہے، اگرچہ بعد والوں نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

[3321] ٤٦٢-(١٣٦٥) حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة بن سعيد وابن حجر جميعا عن إسمعيل قال ابن أيوب حدثنا إسمعيل بن جعفر أخبرني عمرو بن أبي عمرو مولى المطلب بن عبدالله بن حنطب أنه سمع

[3320] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٦٨)

[3321] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد باب: فضل الخدمة في الغزو برقم (٢٨٨٩) وفي احاديث الانبياء باب: (١٠) برقم (٣٣٦٧) وفي المغازي باب: احد جبل يحبنا ونحبه برقم (٤٠٨٤) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ والمنبر والقبر برقم (٧٣٣٣) والترمذي في (جامعه) في المناقب باب: في فضل المدينة برقم (٣٩٢٢) انظر (التحفة) برقم (١١١٦)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)).

[3321] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''انصاری لڑکوں سے کوئی لڑکا تلاش کرو، وہ میری خدمت کرے۔'' تو ابوطلحہ مجھے لے کر اپنے پیچھے سوار کر کے نکلے، جب بھی کسی منزل پر رسول اللہ ﷺ اترتے، میں آپ کی خدمت کرتا اور حدیث میں یہ بھی بیان کیا، پھر آپ واپس مدینہ کی طرف آئے، حتی کہ جب احد آپ پر نمایاں ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' تو جب آپ مدینہ پر جھانکے (اس کے قریب پہنچے) فرمایا: ''اے اللہ میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیانی جگہ محترم قرار دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ! ان کے مد اور ان کے صاع میں برکت فرما۔''

[3322] (...) وحَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

[3322] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں ما بین جبليها کی بجائے ما بين لا بتيها ہے۔

فائدہ: ...... مدینہ کے مشرق اور مغرب میں دو سنگریزوں کے علاقے ہیں، اور جنوب و شمال میں دو پہاڑ، عیر اور ثور ہیں، جن لوگوں نے ان دونوں کا یا ایک کا انکار کیا ہے، وہ ناواقفیت پر مبنی ہے، تفصیل کے لیے محمد فواد عبدالباقی کا حاشیہ، مسلم، ج ۲، ص ۹۹۶ تا ۹۹۸ دیکھئے۔

[3323] ٤٦٣ ـ (١٣٦٦) وحَدَّثَنَاه حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ

[3322] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٠٨)

[3323] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: حرم المدينة برقم (١٨٦٧) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: اثم من آوى محدثا برقم (٧٣٠٦) انظر (التحفة) برقم (٩٣٢)

كَـذَا إِلَـى كَـذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هٰذِهِ شَدِيدَةٌ ((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَـدَثًـا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَا ئِكَةِ وَالـنَّـاسِ أَجْـمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) قَالَ فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ أَوْ آوٰى مُحْدِثًا.

[3323] ۔ عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس بن عیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک (عیر سے ثور تک) تو جس نے اس میں کوئی جرم کیا، پھر مجھ سے کہا، یہ بڑی شدید وعید ہے کہ ''جس نے اس میں کوئی جرم کیا، تو اس پر لعنت ہے، اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی، اللہ اس سے قیامت کے دن کوئی توبہ وفدیہ یا فرض اور نفل قبول نہیں کرے گا۔'' ابن انس نے یہ اضافہ کیا اور جس نے مجرم کو پناہ دی، (اس کے لیے بھی یہی وعید ہے۔)

[3324] ٤٦٤ـ(١٣٦٧) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَـاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

[3324] ۔ عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں، وہ حرم ہے، اس کی گھاس نہیں کاٹی جائے گی، جس نے یہ حرکت کی، اس پر اللہ، فرشتوں، اور سب لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔

[3325] ٤٦٥ـ(١٣٦٨) حَـدَّثَـنَـا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ)).

[3325] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان کے (اہل مدینہ کے) پیمانہ میں برکت فرما، ان کے صاع میں برکت فرما کہ اوران کے مد میں برکت فرما۔

[3324] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣١٠)

[3325] اخـرجـه الـبـخـاري فـي (صـحـيـحـه) في البيوع باب: بركة صاع النبي ﷺ ومده برقم (٢١٣٠) وفـي الاعـتـصـام بالكتاب والسنة باب: ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم ومـا اجـتـمـع عـلـيـه الـحـرمـان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ ولا مهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ والمنبر والقبر برقم (٧٣٣١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٣)

فائدہ :...... صاع اور مد دونوں پیمانے ہیں، اس دور میں غلہ وغیرہ کی خرید و فروخت ان ہی پیمانوں سے ہوتی تھی، اور ان میں برکت کا مفہوم و مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کا ایک صاع یا ایک مد جتنے آدمیوں کے لیے یا جتنے دنوں کے لیے کفایت کرتا ہے، اہل مدینہ کا صاع اور مد اس سے زیادہ آدمیوں اور دنوں کے لیے کافی ہو۔

[3326] ٤٦٦ ـ(١٣٦٩) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّامِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ)).

[3326] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! مدینہ میں اس سے دگنی برکت فرما، جتنی مکہ میں برکت رکھی ہے۔''

[3327] ٤٦٧ ـ(١٣٧٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ.

[3326] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب برقم (١٨٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٥٩)

[3327] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: حرم المدينة برقم (١٨٧٠) وفي الجزية والموادعة باب: ذمة المسلمين وجوارهم واحدة يسعى بها ادناهم برقم (٣١٧٢) وفي باب: اثم من عاهد ثم غدر برقم (٣١٧٩) وفي الفرائض باب: اثم من تبرا من مواليه برقم (٦٧٥٥) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما يكره من التعمق والتنازع والغلو في الدين ←

[3327]۔ ابراہیم تیمی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا، جس کا یہ گمان ہے کہ ہمارے پاس پڑھنے کے لیے اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ (ان کی تلوار کی نیام کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا) کے سوا کچھ ہے وہ جھوٹ بولتا ہے، اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمروں اور کچھ زخموں (کی دیت) کا ذکر ہے، اور اس میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ، عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے، تو جس نے اس میں کسی قسم کا جرم کیا یا مجرم کو تحفظ و پناہ دی، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، اس کا کوئی فرض قبول کرے گا، نہ نفل، مسلمانوں کی امان و پناہ یکساں ہے، ان کا کم حیثیت فرد بھی یہ کام کر سکتا ہے، اور جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف نسبت کی یا جس نے اپنے آزاد کرنے والوں کے سوا کی طرف نسبت کی، اس پر اللہ، فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں فرمائے گا۔'' ابوبکر اور زہیر کی حدیث، ''ان کا ادنیٰ فرد پناہ دے سکتا ہے۔'' پر ختم ہو گئی، ان کی روایت میں بعد والا حصہ نہیں ہے، اس طرح، ان کی روایت میں صحیفہ کے تلوار کی نیام کے ساتھ لٹکنے کا ذکر نہیں ہے۔

فوائد :...... ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی بعض لوگوں نے یہ بات پھیلا رکھی تھی کہ حضرت علی کے پاس موجودہ قرآن کے سوا کچھ اور علوم بھی ہیں، جو صرف آپ کو ہی بتائے گئے ہیں، اس لیے آپ سے اس کے بارے میں مختلف مواقع پر سوال کیا گیا اور آپ نے بھی مختلف مواقع اور مختلف مناسبتوں سے اس کی تردید اور تکذیب فرمائی، لیکن اس تصریح کے باوجود بھی بعض لوگوں کا اب بھی یہی دعویٰ ہے، کہ نعوذ باللہ قرآن میں بھی کمی کر دی گئی ہے، جبکہ وہ فرما رہے ہیں، ہم بھی وہ کتاب اللہ پڑھتے ہیں، جو سب کے پاس ہے، ہمارے پاس اس سے زائد نہیں ہے، اور ان کے صحیفہ کی اشیاء بھی دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ❷ حدث سے مراد، جرم یا بدعت ہے، اور محدث سے مراد مجرم یا بدعتی ہے، جس طرح جرم اور بدعت پر سخت وعید ہے، اس طرح بدعتی اور مجرم کو تحفظ اور پناہ دینا بھی شدید جرم ہے، جس کی بنا پر انسان، اللہ، فرشتوں، اور تمام انسانوں کی لعنت کا حقدار ٹھہرتا ہے، اور جمہور کے نزدیک صرف سے مراد فرض ہے، اور عدل سے نفل، اللہ کی لعنت سے مراد، اس کی رحمت سے محرومی ہے اور فرشتوں کی لعنت سے مراد، اس دعا اور استغفار سے محرومی ہے جو وہ مومنوں کے لیے کرتے ہیں، جس کی تفصیل سورہ مومن کی آیات ۷ تا ۹ میں ہے، اور لوگوں کی لعنت سے مراد، اس کے لیے رحمت سے محرومی کی بددعا کرنا ہے۔ ❸ مسلمانوں کا امان اور پناہ دینا یکساں اور برابر حیثیت رکھتا ہے، کوئی بھی مسلمان کسی بھی کافر

← والبدع برقم (٧٣٠٠) ومسلم فی صحیحه فی العتق باب: باب: تحريم تولی العتيق غير مواليه برقم (٣٧٧٣) وابو داود فی (سننه) فی المناسك باب: تحريم المدينة برقم (٢٠٣٤) والترمذی فی (جامعه) فی الولاء والهبة عن رسول الله ﷺ باب: ما جاء فيمن تولى غير مواليه او ادعى الى غير ابيه برقم (٢١٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٣١٧)

کو اگر امان اور تحفظ دے دے تو سب مسلمان اس کے پابند ہوں گے، جمہور کا یہی قول ہے۔ ❹ کسی مسلمان کا اپنے نسب کو چھوڑ کر کسی اور خاندان کی طرف نسبت کرنا یا غلام کا اپنے آزاد کرنے والوں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنا بھی انتہائی شدید جرم ہے۔ ❺ عیر اور ثور جنوب شمال مدینہ میں دو پہاڑ ہیں، تفصیل کے لیے (دیکھئے فواد عبدالباقی کا حاشیہ مسلم ج ۲، ص ۹۹۵ تا ۹۹۷)۔

[3328] ٤٦٨۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ إِلٰى آخِرِهِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ ((فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ)) وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

[3328]۔امام صاحب اعمش ہی کی سند سے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اور اس میں یہ اضافہ ہے، جس نے کسی مسلمان کی پناہ کو توڑا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کے فرض اور نفل قبول نہیں کیے جائیں گے، ان دونوں کی حدیث میں، جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف نسبت کی کا ذکر نہیں ہے، اور حکیم کی روایت میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

[3329] (. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَوَكِيعٍ إِلَّا قَوْلَهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهُ.

[3329] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے ابن مسہر اور وکیع کی اعمش سے مذکورہ بالا سند والی حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں، جس نے اپنے موالی کے غیر کی طرف نسبت کی،'' کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی اس پر لعنت کا ذکر ہے۔

[3330] ٤٦٩۔(١٣٧١) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ

[3328] تقدم تخريجه برقم (٣٣١٤)

[3329] تقدم تخريجه برقم (٣٣١٤)

[3330] اخرجه مسلم في (صحيحه) في العتق باب: تحريم تولي العتيق غير مواليه برقم (٣٧٧١) ←

عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ)).

[3330]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ حرم ہے، اس لیے جس نے اس میں جرم کیا یا مجرم کو پناہ اور ٹھکانا دیا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کے نفل اور فرض قبول نہیں کیے جائیں گے۔

فائدہ:...... ان حدیثوں میں قبول نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان پر اجر و ثواب نہیں دے گا اور نہ یہ گناہوں کا کفارہ بنیں گے، اور نہ ہی ان سے درجات میں رفعت و بلندی حاصل ہوگی، اگر چہ وہ ان کا تارک شمار نہیں ہوگا۔

[3331] ٤٧٠۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ)).

[3331]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے، اور یہ اضافہ ہے، مسلمانوں کا عہد و پیمان برابر ہے، ان کا ادنیٰ فرد بھی یہ کام سرانجام دے سکتا ہے، تو جو شخص کسی مسلمان کی پناہ کو توڑے گا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کے نفل اور فرض قبول نہیں ہوں گے۔

[3332] ٤٧١۔(١٣٧٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)).

← وابو داود في (سننه) في الادب باب: في الرجل ينتمي الى غير مواليه برقم (٥١١٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٣٧٦)

[3331] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٨٥)

[3332] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج باب: لا بتي المدينة برقم (١٨٧٣) والترمذي ←

[3332]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، اگر میں مدینہ میں ہرنیاں چرتی دیکھوں تو میں انہیں پریشان یا ہراساں نہیں کروں گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اس کے دونوں حروں کا درمیان کا علاقہ حرم ہے۔''

[3333] ٤٧٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا حَوْلَ الْمَدِينَةِ حِمًى.

[3333]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دونوں حروں کے درمیانی علاقہ کو حرمت والا قرار دیا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تو اگر میں اس کے دونوں حروں کے درمیان ہرنیوں کو پاؤں تو انہیں ہراساں یا خوف زدہ نہیں کروں گا، اور آپ نے مدینہ کے گرد بارہ (۱۲) میل کے علاقہ کو حمیٰ (ممنوعہ علاقہ جس میں نہ کوئی درخت کاٹا جا سکتا ہے، اور نہ کسی جانور کا شکار کیا جا سکتا ہے) قرار دیا ہے۔

[3334] ٤٧٣۔(١٣٧٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ)) قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

[3334]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا دستور تھا کہ جب وہ درخت پر پہلا پھل (نیا پھل) دیکھتے (تو اس کو لاکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے، آپ اس کو قبول فرما کر یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت پیدا کر، اور ہمارے پھلوں اور پیداوار میں برکت فرما، اور ہمارے صاع میں برکت رکھ اور ہمارے مد میں برکت دے، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے خاص بندے، تیرے

➜ في (جامعه) في المناقب باب: في فضل المدينة برقم (٣٩٢١) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٥)
[3333] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٩٤)
[3334] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الدعوات باب: ما يقول اذا راى الباكورة من الثمر برقم (٣٤٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٤٠)

خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، اور انہوں نے مکہ کے لیے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے ویسی ہی دعا کرتا ہوں، جیسی انہوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی، اور اس کے ساتھ اتنی ہی مزید،" پھر آپ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ نیا پھل اسے دے دیتے۔

[3335] ٤٧٤-(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ.

[3335]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سب سے پہلا پھل لایا جاتا تھا، تو آپ یوں دعا فرماتے: "اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت دے اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت در برکت فرما۔" پھر آپ وہ پھل موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو عنایت فرماتے۔

فائدہ:...... مدینہ میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوب آباد و شاداب رہے، اور اس کے مکینوں پر اللہ کا فضل و کرم ہو، پھلوں اور پیداوار میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ پھل اور پیداوار زیادہ سے زیادہ ہوں، یعنی فصل بھرپور ہو، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے، جو انہوں نے اس وقت کی تھی، جب اپنی بیوی اور شیرخوار بچے کو مکہ کی بے آباد اور بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ رہے تھے: "اے اللہ! تو اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت و الفت پیدا کر دے، اور ان کو ان کی ضرورت کا رزق اور پھل پہنچا اور اس کو امن و سلامتی والا علاقہ بنا دے، (سورۂ بقرہ، سورۂ ابراہیم) رسول اللہ ﷺ نے بطور نظیر اس دعا کا ذکر کر کے، اللہ تعالیٰ سے یہی دعا، مزید اضافے کے ساتھ کی، اس دعا کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کا رزق اور پھل مکہ کی طرح مدینہ میں پہنچ رہا ہے، اور جن ایمان والے بندوں کو مکہ سے محبت ہے، ان سب کو مدینہ سے بھی محبت و پیار ہے، اور اس محبوبیت میں مدینہ کا حصہ مکہ سے بڑھ کر ہے، نیز آپ نے اس دعا میں ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کا بندہ، اس کا خلیل اور اس کا نبی کہا ہے، لیکن اپنے آپ کو صرف بندہ اور نبی کہا، خلیل ہونے کا تذکرہ نہیں کیا، یہ تواضع اور کسر نفس آپ کا اخلاق ہے، اور پھر آپ نیا اور درخت کا پہلا پھل نئے پھل اور کمسن بچے کی مناسبت سے، یہ سبق دینے کے لیے، اس کو عنایت فرماتے، کہ ایسے موقعوں پر چھوٹے معصوم بچوں کو مقدم رکھنا چاہیے، کیونکہ وہ تھوڑی چیز لے کر خوش ہو جاتے ہیں۔

[3335] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الاطعمة باب: اذا اتى باول الثمرة برقم (٣٣٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٠٧)

٩١...... بَاب التَّرْغِيبِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالصَّبْرِ عَلَى لَأْوَائِهَا

باب ٩١: مدینہ میں رہائش رکھنے اور اس کی تکالیف ومصائب پر صبر کرنے کی ترغیب

(پاکستانی نسخوں میں یہ باب حدیث ۱۳۷۷، ص ۴۸۱ سے شروع ہوتا ہے، جبکہ یہ حدیث ۱۳۷۴ ہے۔)

[3336] ٤٧٥۔(١٣٧٤) حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ حَدَّثَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَّشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيفِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلْ الْزَمْ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللّٰهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((مَا هٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ)) مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ ((وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ)) لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ ((لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ)) وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتّٰى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ.

[3336]۔ مہری رحمہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید سے روایت ہے کہ مدینہ میں گزران کی مشکل اور شدت سے دوچار ہونا پڑا تو وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ میرے بال بچے

[3336] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٦)

بہت ہیں، اور ہم مشقت و تنگی میں مبتلا ہیں، اس لیے میں چاہتا ہوں، اپنے اہل و عیال کو کسی سرسبز و شاداب علاقہ میں منتقل کر لوں، تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایسے نہ کر، مدینہ کو ہی لازم پکڑ، کیونکہ ہم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، میرا خیال ہے، انہوں نے کہا، حتی کہ ہم عسفان پہنچ گئے، تو وہاں آپ نے چند راتیں قیام فرمایا، تو لوگوں نے کہا، ہم یہاں بے مقصد یا بے کار ٹھہرے ہوئے ہیں اور پیچھے ہمارے بال بچوں کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں ہے، ہم ان کے بارے میں بے خوف نہیں ہیں اور یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی، تو آپ نے فرمایا: ”مجھے تمہاری طرف سے یہ کیا بات پہنچی ہے؟ (راوی کا قول ہے، میں نہیں جانتا، آپ نے کیا الفاظ فرمائے) اس ذات کی قسم، جس کی میں قسم اٹھاتا ہوں، یا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں پختہ ارادہ کر چکا ہوں، یا اگر تم چاہو (راوی کا قول ہے، میں نہیں جانتا، آپ نے ان دونوں میں سے کیا کہا) میں اپنی اونٹنی پر پالان رکھنے کا حکم دوں اور جب تک مدینہ نہ پہنچ جاؤں، اس کی کوئی گرہ نہ کھولوں (یعنی مدینہ تک مسلسل سفر کروں) اور آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور اس کی حرمت کا اعلان کیا، میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں، اس کے دونوں طرف کے دروں (پہاڑوں) کے درمیان کا علاقہ واجب الاحترام ہے، اس میں خون ریزی نہ کی جائے اور نہ اس میں کسی کے خلاف ہتھیار اٹھایا جائے، اور کسی درخت کے پتے جانوروں کی ضرورت کے سوا نہ جھاڑے جائیں، اے اللہ! ہمارے شہر میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے مد میں برکت ڈال ہمارے صاع میں برکت ڈال اے اللہ ہمارے مد میں برکت ڈال اے اللہ ہمارے صاع میں برکت ڈال، اے اللہ! ہمارے شہر مدینہ میں برکت نازل فرما، برکت کے ساتھ دو برکتیں اور نازل فرما، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کی قسم! مدینہ کی کوئی گھاٹی یا درہ نہیں ہے، جس پر تمہاری واپسی تک دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں“ پھر آپ نے لوگوں کو فرمایا: ”کوچ کرو“ تو ہم چل پڑے، اور ہم مدینہ کی طرف بڑھے، پس اس ذات کی قسم! جس کی ہم قسم اٹھاتے ہیں، یا جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے، حماد کو شک ہے کیا لفظ کہا، ہم نے مدینہ میں داخل ہو کر ابھی پالان بھی نہیں اتارے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا، اس سے پہلے انہیں کسی چیز نے انہیں (حملہ پر) برانگیختہ نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❶ رِيف ج ارياف: سرسبز و شاداب علاقہ۔ ❷ خُلُوف: ان کی حفاظت و نگہداشت کرنے والا ان کے پاس کوئی نہیں ہے۔ ❸ مازم: پہاڑ درہ یا پہاڑی، شعب، گھاٹی، درہ۔ ❹ شعب: پہاڑی راستہ۔

فائدہ ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق صحابہ کرام کی غیر حاضری میں، مدینہ منورہ کی حفاظت و نگرانی فرشتے کر رہے تھے، اس لیے کسی کو مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی، حالانکہ صحابہ کرام کی آمد سے پہلے کوئی

ظاہری مانع یا رکاوٹ موجود نہ تھی، لیکن ان کی آمد کے ساتھ ہی مدینہ پر حملہ ہوگیا، جب ظاہر طور پر حفاظت و نگہداشت کرنے والے آ چکے تھے، تو فرشتوں کی حفاظت ختم ہوگئی اور حملہ ہوگیا۔

[3337] ٤٧٦۔(. . .)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا

أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ)).

[3337]۔مہری کے آزاد کردہ غلام ابو سعید، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، ''اے اللہ! ہمارے لیے، ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما، اور ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں عطا فرما، (یعنی مکہ کی ایک برکت کے مقابلہ میں مدینہ میں دگنی برکت پیدا کر۔)

[3338] (. . .)وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3338]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[3339] ٤٧٧۔(. . .)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَا إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا آمُرُكَ بِذٰلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا)).

[3339]۔مہری کے مولیٰ ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ حرہ کے زمانہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مدینہ سے کہیں اور چلے جانے کا مشورہ لیا، اور ان سے وہاں کی مہنگائی (گرانی) اور اپنے بال بچوں کی کثرت کی شکایت کی، اور ان سے عرض کیا، میں مدینہ کی بھوک اور تکالیف پر صبر نہیں کر سکتا، تو انہوں نے اسے جواب دیا تجھ پر افسوس، میں تمہیں یہ مشورہ نہیں دے سکتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

[3337] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٧)
[3338] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٧)
[3339] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤١٥)

یہ فرماتے سنا ہے: ''کوئی انسان یہاں کی تکالیف پر صبر کرتے ہوئے نہیں مرتا، مگر میں اس کی قیامت کے دن، بشرطیکہ وہ مسلمان ہو، سفارش کروں گا، یا شہادت دوں گا۔''

فائدہ: ...... واقعہ حرہ سے مراد، وہ واقعہ جو ۶۳ھ میں پیش آیا، جس میں مدینہ منورہ میں بہت قتل و غارت ہوئی تھی، کیونکہ اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے خلیفہ بننے کے بعد، اس کی بجائے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا، اور حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ، زین العابدین نے اس میں یزید کا ساتھ دیا تھا (طبقات لابن سعد، ج ۵، ص ۲۱۵)

امام زین العابدین یزید کے سپہ سالار کے پاس گئے، اس نے آپ کو خوش آمدید کہا، اور کہا: ((ان امیر المؤمنین اوصانی بك خیرا)) مجھے امیر المؤمنین نے آپ کے ساتھ خوش اسلوبی اور بہترین رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی تھی، امام زین العابدین نے فرمایا، ((وصل اللّٰه امیر المؤمنین)) اللہ امیر المؤمنین کو اپنے ساتھ بہتر رابطہ قائم کرنے کی توفیق دے۔ (حوالہ بالا) گویا حضرت زین العابدین، یزید کے طرز عمل پر مطمئن تھے۔

[3340] ٤٧٨-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ)) قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ.

[3340]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میں نے مدینہ کے دونوں سنگریزوں (پتھریلے میدانوں) کا درمیانی علاقہ حرم قرار دیا ہے، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا،'' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمٰن کہتے ہیں، ابوسعید ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں پرندہ دیکھتے یا کسی کو اس حال میں پکڑ لیتے کہ اس کے ہاتھ میں پرندہ ہے، تو وہ اس کے ہاتھ سے چھڑوا کر اسے آزاد کر دیتے۔

فائدہ: ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ حرم کے کسی پرندہ کو پکڑنا درست نہیں ہے۔

[3341] ٤٧٩-(١٣٧٥) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو

[3340] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤١٢٣)

[3341] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٦٦٦)

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ.

[3341] ۔حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''یہ حرم ہے، امن کی جگہ ہے۔''

[3342] ٤٨٠ ـ(١٣٧٦)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ)).

[3342] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ہم مدینہ پہنچے، تو وہ وبائی علاقہ تھا، (جس میں پردیسی کثرت سے بیمار ہو رہے تھے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، بیمار ہو گئے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی بیمار پڑ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی بیماری کو دیکھا تو دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ڈال دے، جیسے مکہ کی محبت رکھی ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر اور اس کو صحت بخش شہر بنا دے، اور ہمارے لیے اس کے صاع اور مد میں برکت ڈال دے، اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔

مفردات الحدیث ✽ وبيئة: وبائی علاقہ، جہاں لوگ جلد جلد موت کا شکار ہوتے ہیں۔

فائدہ :...... آپ کی ہجرت کے وقت جحفہ میں یہود آباد تھے، آپ نے وبا کے ادھر منتقل ہونے کی دعا فرمائی، جس سے ثابت ہوا کفار کے لیے بیماری اور ہلاکت و تباہی کی دعا کرنا جائز ہے، اس طرح مسلمانوں کے لیے صحت و سلامتی کی اور مسلمانوں کے ملک کے لیے صحت افزا مقام ہونے کی دعا کرنا چاہیے، بعض متصوفین (تصوف زدہ) کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ دعا خلاف توکل ہے، کیونکہ دعا بھی اللہ کے حضور جاتی ہے، جو افتقار و احتیاج کی علامت ہے اور بہت بڑی عبادت ہے، اس طرح معتزلہ کا اس کو خلاف تقدیر کہہ کر بے فائدہ کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ دعا بھی تقدیر کا حصہ ہے، اور آپ کی دعا ہی کا یہ اثر ہے کہ جحفہ کا پانی بخار کا سبب بنتا ہے۔

[3343] (. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3343] ۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[3342] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠٨٢)

[3343] اخرجه البخاري في صحيحه) في الحج باب: (١٢) برقم (١٨٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٨١٦)

[3344] ٤٨١-(١٣٧٧)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَآئِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[3344]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو بندہ بھی مدینہ کی تنگی وترشی پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا، یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

فائدہ:......اس حدیث میں "او" کا لفظ اگر تنویع وتقسیم کے لیے ہو تو اس کا یہ معنی ہوگا، کہ آپ اہل مدینہ میں سے گناہ گاروں کی سفارش فرمائیں گے، اور نیکوکاروں کے حق میں گواہی دیں گے، یا اپنے دور کے لوگوں کے حق میں گواہی دیں گے، اور بعد کے لوگوں کے بارے میں سفارش کریں گے، اگر "او" واؤ کے معنی میں ہو تو سفارش اس کی کہ ان کے قصور اور کوتاہیاں معاف کر دی جائیں اور ان کو بخش دیا جائے اور شہادت اس کے ایمان اور اعمال صالحہ کی اور اس بات کی کہ یہ بندہ تنگیوں اور تکلیفوں پر صبر کیے مدینہ ہی میں پڑا رہا، اور یہ اپنے دور کے لوگوں کے حق میں ہوگی۔

[3345] ٤٨٢-(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ الْأَجْدَعِ

عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُاللّٰهِ اقْعُدِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَآئِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[3345]۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ یحنس بیان کرتے ہیں کہ میں فتنہ (واقعہ حرہ) کے عرصہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو ان کے پاس ان کی آزاد کردہ لونڈی سلام عرض کرنے کے لیے آئی، اور کہا، اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے یہاں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے، ہمارے حالات بڑے تنگ ہیں، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا، اے بے وقوف اور نادان عورت بیٹھ رہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو بندہ مدینہ کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کرے گا، قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا، یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

[3344] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٢٤٩)

[3345] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٥٦١)

[3346] ٤٨٣ـ(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ قَطَنٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى مُصْعَبٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَآئِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي الْمَدِينَةَ.

[3346]۔ حضرت مصعب (بن زبیر) کے مولیٰ یُحنّس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، ''جو مدینہ کی تنگیوں اور تکالیف پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا، یا اس کی سفارش کروں گا۔''

[3347] ٤٨٤ـ(١٤٧٨)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيدًا)).

[3347]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جو امتی مدینہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کر کے وہاں رہے گا، میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا، یا اس کے حق میں شہادت دوں گا۔''

[3348] (. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسٰى أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ الْقَرَّاظَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3348]۔ امام صاحب ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[3349] (. . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسٰى أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ الْقَرَّاظَ يَقُولُ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ بِمِثْلِهِ)).

[3346] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٥٦١)
[3347] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩٣)
[3348] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٠٨)
[3349] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی المناقب باب: فی فضل المدينة برقم (٣٩٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٨٠٤)

[3349]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی بندہ مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرے گا'' آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ :...... اہل مدینہ کے حق میں آپ کی خصوصی سفارش ہو گی، اس لیے آپ نے ایک دوسری روایت میں فرمایا: ''جو اس کی کوشش کر سکے کہ اس کی موت مدینہ میں واقع ہو تو وہ مدینہ میں مرے، کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ (احمد، ترمذی) اور اس شفاعت کا مقصد یہ ہو گا کہ ان کے درجات زیادہ بلند ہوں، یا ان کے لیے حساب و کتاب آسان ہو، یا اللہ تعالیٰ ان کو عرش کا سایہ فراہم کر کے ان کی عزت افزائی کرے، ان کو نورانی منبر ملیں اور یہ لوگ جلد جنت میں داخل ہو جائیں، اس لیے بعض علماء خیال ہے کہ اگر مدینہ منورہ میں رہائش کا موقع ملے، تو وہاں رہائش اختیار کر لینا چاہیے، کیونکہ عام طور پر موت وہیں آتی ہے، جہاں انسان رہتا ہے، تاہم بندہ دوسری جگہ فوت ہونے کی دعا اور آرزو ضرور کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سعادت سے مشرف فرمائے، جو ذات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بظاہر ناممکن بات یعنی مدینہ میں شہادت دے سکتی ہے، وہ ہمیں مدینہ میں موت بھی دے سکتی ہے۔ (آمین)

٩٢...... بَاب: صِيَانَةِ الْمَدِينَةِ مِنْ دُخُولِ الطَّاعُونِ وَالدَّجَّالُ إِلَيْهَا

باب ۹۲: مدینہ کی اس میں طاعون اور دجال کے داخل ہونے سے حفاظت

[3350] ٤٨٥۔(١٣٧٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ.

[3350]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ کے ابواب یعنی داخلہ کی جگہوں پر فرشتے ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو گا۔

[3351] ٤٨٦۔(١٣٨٠) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ)).

[3350] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل المدينة باب: لا يدخل الدجال المدينة برقم (١٨٨٠) وفی الطب باب: ما يذكر فی الطاعون برقم (٥٧٣١) وفی الفتن باب: لا يدخل الدجال المدينة برقم (٧١٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٤٢)

[3351] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩٤)

[3351]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح (دجال) مدینہ کا عزم کر کے آئے گا یہاں تک کہ احد کے پیچھے اترے گا، پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں ہلاک ہوگا۔

فائدہ:...... مسند احمد اور سنن ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا کہ دجال کا ظہور خراسان سے ہوگا پھر خراسان سے گزرے گا جہاں یہودی رہائش پذیر ہوں گے، پھر شام وعراق کے درمیان کے مدینہ کا قصد کرے گا یہ تینوں علاقے مدینہ منورہ کے مشرق میں ہے۔

۹۳...... باب المدينة تنفى شرارها وتسمى طابة وطيبة

باب ۹۳: مدینہ بھٹی کی طرح اپنے شہروں کو چھانٹ دے گا اور اس کا نام طابہ اور طیبہ ہے

[3352] ٤٨٧۔(١٣٨١)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

[3352]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا آدمی اپنے چچا زاد اور قریبی کو دعوت دے گا، سہولت وآسائش کی طرف سہولت وآسائش کی طرف آ، حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا اگر وہ علم رکھتے ہوں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان میں کوئی ایک اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جانشین پیدا کرے گا، خبردار مدینہ بھٹی کی طرح ہے یا دھونکی کی طرح ہے جو ردی، نکمے کو نکال دے گا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتی کہ مدینہ اپنے بروں کو نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل نکال دیتی ہے۔

[3353] ٤٨٨۔(١٣٨٢)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

[3352] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٥٩)

[3353] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: فضل المدينة وانها تنفي الناس برقم (١٨٧١) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٨٠)

[3353] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی، لوگ اس کو یثرب کا نام دیتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ ہے، وہ لوگوں کو اس طرح ممتاز کر دیتا ہے، جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو الگ کر دیتی ہے۔''

فائدہ:...... ''بستیوں کو کھا جائے گی'' کا مطلب ہے کہ جس طرح کھانے والا کھانے پر غلبہ پاتا ہے، اس طرح یہاں سے اسلامی لشکر فتوحات حاصل کر کے مختلف ممالک پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور اس سے ہر طرف دین کی نشر واشاعت ہو گی، لوگ ان کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے، جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں اس کا ظہور ہو چکا ہے، اور دوسرا معنی یہ ہے، کہ اہل مدینہ کو غلہ اور رزق، دوسرے علاقوں کی غنیموں اور خراج دینے سے حاصل ہو گا، منافق اور بدعقیدہ لوگ مدینہ کو یثرب کا نام دیتے تھے، لیکن آپ کو یہ نام اس لیے پسند نہیں تھا، کہ اگر اس کو تثریب'' سے ماخوذ مانیں تو اس کا معنی سرزنش وتوبیخ اور طعن وملامت ہوگا اور اگر ''یثرب'' سے ماخوذ مانیں، تو پھر معنی، بگاڑ اور فساد ہوگا، اور یہ دونوں باتیں ناپسندیدہ ہیں، اور مدینہ کا لفظ اگر دین سے ماخوذ مانیں، تو دین کا معنی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور یہ اہل اطاعت کا سب سے پہلا مرکز بنا تھا، اور اگر اس کو مدن سے مانیں تو اس کا معنی اجتماع اور اکٹھ ہے اور یہ مسلمانوں کی ہجرت گاہ ہونے کی بنا پر ان کا مرکز تھا اور آپ اچھا نام رکھنا پسند فرماتے تھے اور برے نام ناپسند کرتے تھے۔

(۲) بعض حضرات نے بستیوں کو کھا جائے گی، سے یہ استدلال کیا ہے کہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ سے افضل ہے حالانکہ آپ نے فتح مکہ سے واپسی کے سفر میں فرمایا تھا: ((واللّٰهِ اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰه وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰه)) ''اللہ کی قسم، تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر جگہ ہے اور اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) دوسری روایت میں ہے: ((ما اَطْيَبَكَ مِنْ بَلَد واَحَبَّكَ اِلَيَّ)) (ترمذی) ''تو کس قدر پاکیزہ اور دل پسند شہر ہے، اور تو مجھے کس قدر محبوب ہے۔''

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ مکہ معظمہ تمام روئے زمین میں سب سے افضل اور باعظمت مقام ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے، اور ہونا بھی یہی چاہیے کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمتوں کا محل ہے اور قیامت تک کے لیے تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے، اور اس کے حرم کے آداب واحترام اور اس کی حرمت کو پامال کرنے پر سزا پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، اور حرم مدینہ کے بارے میں اختلاف موجود ہے، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک مدینہ افضل ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک مکہ مکرمہ افضل ہے۔

[3354] (. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى

[3354] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٤٠)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيعًا

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيدَ.

[3354]۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں (خبث) میل کچیل کے بعد الحدید (لوہا) کا ذکر نہیں ہے۔

[3355] ٤٨٩ ـ (١٣٨٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا)).

[3355]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بدو (جنگلی) نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، تو اسے مدینہ میں شدید بخار چڑھ گیا، تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اے محمد! میری بیعت واپس کرو، رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا، پھر وہ دوبارہ آپ ے پاس آ کر کہنے لگا، میری بیعت واپس کر دو، تو آپ نے انکار کر دیا، تیسری دفعہ حاضر ہو کر پھر کہنے لگا، میری بیعت واپس کر دو، آپ نے پھر انکار کر دیا، تو بدو چلا گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو بس بھٹی کی طرح ہے، میل کچیل اور گندگی کو الگ کر دیتا ہے، اور پاک چیز کو خالص اور ممتاز کر دیتا ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ يَنْصَعُ: خالص اور صاف کر دیتا ہے، اس لیے خالص اور صاف کو الناصع کہتے ہیں۔

فائدہ:...... آپ کے دور میں خالص اور پاک صاف ایمان والے لوگ دوسروں سے ممتاز ہو جاتے تھے، اگرچہ عارضی اور وقتی طور پر چھپ جاتے تھے، جن کی طرف ((لا تعلمهم نحن نعلمهم)) (آپ انہیں نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں) میں اشارہ ہے۔

[3355] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاحكام باب: بيعة الاعراب برقم (٧٢٠٩) وفي باب: ما بايع ثم استقال البيعة برقم (٧٢١١) وفي الاعتصام بالكتاب والسنةباب: ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ والمنبر والقبر برقم (٧٣٢٢) والترمذي في (جامعه) ى المناقب باب: في فضل المدينة برقم (٣٩٢٠) والنسائي في (المجتبى) في البيعة باب: استقالة البيعة برقم (٤١٩٦) انظر (التحفة) برقم (٣٠٧١)

[3356] ٤٩٠ ـ(١٣٨٤)وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَهُوَ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ ((وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)).

[3356]۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ طابہ ہے، اور یہ گندگی اور پلیدی کو الگ کر دیتا ہے، جس طرح آگ چاندی کی میل کچیل کو علیحدہ کر دیتی ہے۔''

[3357] ٤٩١ ـ(١٣٨٥)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ

[3357]۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ''طابہ'' رکھا ہے۔''

فائدہ :......طابہ اور طیبہ کا معنی پاکیزہ اور خوشگوار ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اسم بامسمیٰ کر دیا، مدینہ میں روحوں کے لیے جو خوشگواری، جو سکون وطمانیت اور پاکیزگی ہے، وہ اسی کا خاصہ اور امتیاز ہے۔

٩٤...... بَاب: مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللَّهُ

باب ٩٤: اہل مدینہ کے لیے جو برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ اس کو پگھلا دے گا

[3358] ٤٩٢ ـ(١٣٨٦)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يُحَنَّسَ

[3356] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: المدينة تنفي الخبث برقم (١٨٨٤) وفي المغازي باب: غزوة احد وقوله تعالى: ﴿واذ غدوت من اهلك تبوى المومنين مقاعد للقتال والله سميع عليم﴾ برقم (٤٠٥٠) وفي التفسير باب: قوله تعالى: ﴿فما لكم في المنافقين فئتين والله اركسهم﴾ برقم (٤٥٨٩) ومسلم في (صحيحه) في صفات المنافقين واحكامهم باب: برقم (٦) (٦م) مطولا۔ والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة النساء برقم (٣٠٢٨) انظر (التحفة) برقم (٣٧٢٧)

[3357] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٧١)

[3358] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٠٧)

عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ)) يَعْنِي ((الْمَدِينَةَ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ)).

[3358]۔ابوعبداللہ قراظ کہتے ہیں، میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت سے کہتا ہوں، کہ انہوں نے کہا، ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس شہر یعنی مدینہ کے باشندوں سے برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا، جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔''

[3359] ٤٩٣۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ح و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَرَّاظَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوْءٍ يُرِيدُ)) الْمَدِينَةَ ((أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ)) قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ يُحَنَّسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوْءٍ شَرًّا.

[3359]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا، جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔'' ابن حاتم کہتے ہیں، ابن یحنس کی روایت میں، ''سوء'' کی جگہ ''شر'' کا لفظ ہے۔

[3360] (. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسٰى ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جَمِيعًا سَمِعَا أَبَا عَبْدِاللهِ الْقَرَّاظَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3360]۔امام صاحب، اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[3361] ٤٩٤۔(١٣٨٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ نُبَيْهٍ أَخْبَرَنِي دِينَارٌ الْقَرَّاظُ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبَا وَقَّاصٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ)).

[3361]۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اہل مدینہ سے برائی

[3359] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٠٧)
[3360] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٠٧)
[3361] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٤٩)

کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا، جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

[3362] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نُبَيْهٍ الْكَعْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوءٍ.

[3362]۔ حضرت سعد بن مالک کی مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان ہے، جس میں ہے، "کسی ناگوار اور گھناؤنی یا برائی کا۔"

مفردات الحدیث ٭ **دَهْمٌ: آفت یا مصیبت یا انتہائی ناگوار اور خطرناک کام۔**

[3363] ٤٩٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الْقَرَّاظِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدًا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مُدِّهِمْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

[3363]۔ حضرت ابو ہریرہ اور سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! اہل مدینہ کے مد میں برکت ڈال دے، حدیث بیان کی، جس میں ہے، جو اس کے باشندوں سے برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا، جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے، (حل ہو جاتا ہے)

نوٹ: ...... ان احادیث کا مفہوم حدیث نمبر ۳۲۶۰ کے تحت گزر چکا ہے۔

۹۵...... بَاب: التَّرْغِيبِ فِي الْمَدِينَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْأَمْصَارِ

باب ۹۵: فتوحات کے دور میں مدینہ منورہ میں رہنے کی ترغیب

[3364] ٤٩٦۔(١٣٨٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ

[3362] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٤٩)

[3363] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٤٩)

[3364] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: من رغب عن المدينة برقم (١٨٧٥) انظر (التحفة) برقم (٤٤٧٧)

قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)).

[3364]۔حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام فتح ہوگا، تو مدینہ سے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کو لے کر اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے نکلیں گے، حالانکہ مدینہ میں ان کے لیے رہنا بہتر ہوگا، اے کاش! وہ اس کو جانتے، پھر یمن فتح ہوگا، تو کچھ لوگ مدینہ سے اپنے متعلقین کو لے کر اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے نکلیں گے، درآں حالیکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہوگا، کاش وہ اس حقیقت کو جانتے، پھر عراق فتح ہوگا، تو کچھ لوگ اپنے اہل کو لے کر، سواریوں کو ہانکتے نکلیں گے، حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا، کاش وہ سمجھتے۔''

مفردات الحدیث ❊ يُبُسُّونَ (ض۔ ن، افعال): بقول ابوعبید، اپنی سواریوں کو ہانکیں گے، اور بقول داؤدی، اپنی سواریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کریں گے، اور بقول بعض لوگوں کو سرسبز وشاداب علاقوں کی دعوت دیں گے۔

فائدہ:......اس حدیث میں آپ نے چند پیش گوئیاں فرمائی ہیں، جن کا ظہور ہو چکا ہے:

(ا) آپ نے یہ خبر دی کہ شام، یمن اور عراق فتح ہوں گے، اور یہ تینوں علاقے خلفائے راشدین، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں فتح ہوئے، جس سے ان کی خلافت کی حقانیت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمنوا منكم ....الآية﴾ کا وعدہ انہیں کے ہاتھوں پورا ہوا۔

(ب) آپ نے فرمایا تھا، ان علاقوں کی فتوحات کے وقت کچھ لوگ مدینہ کو چھوڑ کر ان علاقوں میں جا بسیں گے، حالانکہ مدینہ میں اقامت ان کے لیے بہتر ہوگی، تو واقعی کچھ لوگ اہل وعیال اور اپنے متعلقین کو لے کر ان ملکوں میں جا بسے۔

(ج) ان علاقوں کی فتوحات آپ کے بیان کردہ فرمودہ ترتیب کے مطابق واقع ہوئیں، پہلے یمن فتح ہوا، پھر شام اور عراق، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے، لیکن اس کا مصداق وہ لوگ ہیں، جو دوسرے علاقوں کو ترجیح دیتے ہوئے اور مدینہ سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے بغیر کسی دینی ضرورت کے دوسرے علاقوں میں جا بسے، جو مدینہ کی محبت کو دل میں بٹھائے ہوئے کسی دینی ضرورت کے تحت دوسری جگہ جا بسے، وہ اس کا مصداق نہیں ہیں۔

[3365] ٤٩٧۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ

[3365] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٥١)

يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)).

[3365] ۔حضرت سفیان بن ابی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یمن فتح کیا جائے گا تو کچھ لوگ سواریوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے، اور اپنے اہل وعیال اور اپنے فرمانبردار لوگوں کو سوار کر کے لے جائیں گے، حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہوگا، کاش وہ (اس کی خوبیوں اور برکات) کو جانتے پھر شام فتح کیا جائے گا، تو کچھ لوگ اس علاقہ کو مزین اور محبوب ٹھہراتے ہوئے لوگوں کو چلنے کی دعوت دیں گے، اور اپنے اہل اور اطاعت گزار لوگوں کو سوار کر کے لے جائیں گے، حالانکہ مدینہ کی رہائش ان کے حق میں بہتر ہوگی، کاش وہ سمجھتے، پھر عراق مفتوح ہوگا، کچھ لوگ اس کی سرسبز و شادابی کی دعوت دیں گے، اور اپنے متعلقین اور اطاعت کیشوں کو سوار کر کے لے جائیں گے، حالانکہ مدینہ کی اقامت ان کے لیے بہتر ہوگی، کاش وہ اس کا ادراک کر سکتے۔''

٩٦...... باب: اخباره ﷺ بترك الناس المدينة على خير ما كانت

باب ٩٦: وہ وقت جب مدینہ کے باشندے اس کے بہترین حالات میں اس کو چھوڑ جائیں گے

[3366] ٤٩٨۔(١٣٨٩) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمَدِينَةِ ((لَيَتْرُكَنَّهَا أَهْلُهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِي)) يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِم أَبُو صَفْوَانَ هٰذَا هُوَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِينَ كَانَ فِي حَجْرِهِ.

[3366] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بارے میں فرمایا: ''اس کے باشندے یقیناً اسے اس کی بہترین حالت میں رزق کے متلاشیوں کی ماتحتی میں چھوڑ جائیں گے۔'' رزق کے متلاشیوں سے مراد درندے اور پرندے ہیں، امام مسلم فرماتے ہیں، ابوصفوان عبداللہ بن عبدالملک یتیم تھا، اور

[3366] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٣٥٩)

اس نے دس سال ابن جریج کی گود میں پرورش پائی۔

مفردات الحدیث ✽ عوافی: عافیة کی جمع ہے، خالی جگہ میں رزق کی تلاش میں آنے والے درندوں اور پرندوں کو کہتے ہیں۔

[3367] ٤٩٩-(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ((ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوهِهِمَا)).

[3367]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ مدینہ کو اس کی بہترین حالت میں چھوڑ جائیں گے، اس میں صرف عوافی ٹھہریں گے، عوافی سے مراد درندے اور پرندے ہیں، پھر مزنیہ قبیلے کے دو چرواہے مدینہ جانے کے ارادے سے نکلیں گے، اپنی بکریوں کو آواز دیں گے، اور اسے وحشیوں کی زمین پائیں گے، جب ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے، تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔'' اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بکریوں کو وحشی پائیں گے، کیونکہ وہ مدینہ تو پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔

فائدہ:...... آپ کی یہ پیشین گوئی یقیناً سچی ہے، جس کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا، کہ مدینہ آبادی سے بالکل خالی ہو جائے گا، اور اس میں جنگلوں کے درندے اور پرندے ڈیرہ ڈال لیں گے، مزینہ کے دو چرواہے اس کا رخ کریں گے، تو وقوع قیامت کی بنا پر اس میں داخل نہیں ہوسکیں گے، ان کے داخلہ سے پہلے قیامت برپا ہو جائے گی۔

٩٧...... بَاب: مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

باب ٩٧: قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے

[3368] ٥٠٠-(١٣٩٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

[3367] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٢٠) وبرقم (١٣٢٢١)

[3368] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: فضل ما بين المنبر والقبر برقم (١١٩٥) انظر (التحفة) برقم (٥٣٠٠)

[3368] ۔ حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کی درمیان جگہ جنت کے چمنوں میں سے ایک چمن ہے۔''

[3369] ۵۰۱ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

[3369] ۔ حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''میرے گھر اور منبر کا درمیانی علاقہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

[3370] ۵۰۲ ـ (۱۳۹۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي)).

[3370] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''

فوائد :...... ❶ میرے گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، اس لیے بعض روایتوں میں بیتی کی جگہ قبری کا لفظ آیا ہے، روضۃ من ریاض الجنۃ کا معنی یہ ہے کہ یہ ٹکڑا جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس لیے یہاں ذکر وفکر اور عبادت میں مصروف ہونا، مسجد نبوی کی باقی جگہ کے مقابلہ میں زیادہ نزول رحمت اور حصول سعادت کا باعث ہے، وگرنہ عام مفہوم کے اعتبار سے تو آپ نے تمام

[3369] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۳۵۵)

[3370] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: فضل ما بين القبر والمنبر برقم (۱۱۹۶) وفي فضائل المدينة باب: (۱۲) برقم (۱۸۸۸) وفي الرقاق بـاب: في الحوض وقوله تعالى: ﴿انا اعطيناك الكوثر﴾ برقم (٦٥٨٨) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة بـاب: مـا ذكـر الـنبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمـدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ والمنبر والقبر برقم (۷۳۳۵) وبرقم (۱۲۲٦۷)

مساجد کو ریاض الجنۃ قرار دیا ہے، کیونکہ ایک خالص مسلمان کے لیے ان میں عبادت، دخول جنت کا باعث ہے، اور یہ معنی نہیں ہے کہ یہ فی الوقت جنت کا ٹکڑا ہے اگر چہ بعض نے یہ بھی مراد لیا ہے کہ یہ ٹکڑا جنت سے اترا ہے اس لیے جنت میں واپس جائے گا۔ کیونکہ دنیا ایک عارضی اور فانی جگہ ہے، اس کی کسی چیز کو دوام و استمرار حاصل نہیں ہے، مزید برآں جنت کی صفت تو یہ ہے کہ وہاں نہ بھوک لگے گی نہ پیاس، اور نہ دھوپ ستائے گی، اور نہ برہنگی ہوگی، جب کہ یہاں تو آپ کو بھوک اور پیاس لاحق ہوتی تھی، اس لیے اس حدیث کو بنیاد بنا کر اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہوئے اس پر اجماع کا دعوی کرنا، کہ آپ کا روضہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے، اور اس کی بنا پر حافظ ابن تیمیہ ؒ کو محض تشنیع اور کفر و فسق کا نشانہ بنانا، محض سینہ زوری ہے صحابہ و تابعین یا خیر القرون کے کن ائمہ اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے، کہ آپ کا روضہ، عرش و کعبہ سے افضل ہے؟ کیا ان ادوار کے لوگوں کو آپ سے محبت و عقیدت یا پیار ہم سے کم تھا؟ ❷ میرا منبر حوض پر ہے، منبر کے قریب طہارت کا التزام و پابندی، آپ کے حضور حوض کوثر سے سیرابی کا باعث بنے گا، اور آپ حوض پر اپنے منبر مبارک پر ہی تشریف فرما ہوں گے، دنیوی منبر کو ہی نیا وجود مل جائے، تو اللہ کی قدرت کے سامنے، یہ بھی کوئی ناممکن نہیں ہے، اور یہ جنت سے نیا منبر بھی مراد ہو سکتا ہے۔

٩٨...... بَاب: أُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

باب ٩٨: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا اور ہمیں اس سے محبت ہے۔

[3371] ٥٠٣-(١٣٩٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِي الْقُرٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَآءَ فَلْيَمْكُثْ)) فَخَرَجْنَا حَتّٰى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((هٰذِهِ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

[3371]۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کے سفر کا تذکرہ کرتے ہیں، اس میں ہے، واپسی پر جب ہم وادیٔ

[3371] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل المدينة باب: المدينة طابة برقم (١٨٧٢) وفي المغازي باب: نزول النبي ﷺ الحجر برقم (٤٤٢٢) وفي المناقب باب: فضل دور الانصار برقم (٣٧٩١) ومسلم في (صحيحه) في الفضائل باب: في معجزات النبي ﷺ برقم (٥٩٠٧) وبرقم (٥٩٠٨) وابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفي برقم (٣٠٧٩) انظر (التحفة) برقم (١١٨٩١)

القریٰ (جو تیماء اور خیبر کے درمیان ہے) پہنچے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جلدی ہے، تم میں سے جو چاہے، وہ میرے ساتھ جلد چل پڑے، اور جو چاہے ٹھہر جائے۔'' تو ہم آپ کے ساتھ چل پڑے، حتی کہ ہم مدینہ پر جھانکنے لگے، یعنی قریب پہنچ گئے، تو آپ نے فرمایا: ''یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے، اور یہ ایسا پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

[3372] ٥٠٤-(١٣٩٣) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

[3372]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احد ایسا پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت کرتا، اور ہمیں اس سے محبت ہے۔''

[3373] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

[3373]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا: ''احد کو ہم سے محبت ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں ادراک اور شعور رکھا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیتے، تو وہ بھی اللہ کی خشیت کے خوف سے، فروتنی اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا (سورہ حشر) اور دوسری جگہ فرمایا: ''ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ اور حنانہ بھی آپ کے فراق پر ہچکیاں لے کر رویا تھا، اس ادراک اور شعور کی بنا پر احد پہاڑ آپ سے محبت کرتا تھا اور جواباً آپ بھی اس سے محبت کرتے تھے، اسی لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ آپ سے محبت کرے، کیونکہ انسان پتھر سے گیا گزرا نہیں ہو سکتا، اور محبت کا معیار آپ کی اطاعت واتباع ہے۔

٩٩...... بَاب: فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

باب ٩٩: مکہ اور مدینہ کی مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت

[3374] ٥٠٥-(١٣٩٤) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

[3372] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: احد جبل يحبنا ونحبه برقم (٤٠٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٥)

[3373] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٥٩)

[3374] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في فضل الصلاة ←

بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

[3374] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز پڑھنا، مسجد حرام کے سوا مساجد میں، ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔''

[3375] ٥٠٦-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَ حَدَّثَنَا . وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

[3375] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز میری اس مسجد میں، دوسری مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔''

[3376] ٥٠٧-(. . .) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَا ذٰلِكَ أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ

← في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ برقم (١٤٠٤م) انظر (التحفة) برقم (١٣١٤٤)

[3375] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٢٩٧)

[3376] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة برقم (١١٩٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في اي المساجد افضل برقم (٣٢٥) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة باب: فضل مسجد النبي ﷺ والصلاة برقم (٢/ ٣٥) وفي مناسك الحج باب: فضل الصلاة في المسجد الحرام برقم (٥/ ٢١٤) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ برقم (١٤٠٤) وانظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٤) وبرقم (١٣٥٥١)

عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ حَتّٰى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا أَنْ لَّا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ)).

[3376]۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور جہنیوں کے آزاد کردہ غلام ابوعبداللہ الاغر (جو حضرت ابو ہریرہ کے تلامذہ میں سے ہیں) دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنا، مسجد حرام کے سوا باقی مساجد سے ہزار نماز افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں، اور آپ کی مسجد (انبیاء کی) آخری مسجد ہے، ابوسلمہ اور ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی بنا پر کہتے تھے، اس چیز نے ہمیں ابو ہریرہ سے اس حدیث کے بارے میں تحقیق کرنے سے روک دیا، حتی کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، ہم نے باہمی اس بات کا تذکرہ کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ ہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں گفتگو کیوں نہ کی تاکہ اگر انہوں نے یہ حدیث آپ سے سنی تھی، تو اس کی نسبت آپ کی طرف کر دیتے، ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ آ کر بیٹھ گئے، تو ہم نے یہ حدیث بیان کر کے کہ ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صراحت کروانے کے سلسلہ میں جو کوتاہی ہوئی تھی، اس کا تذکرہ کیا تو عبداللہ بن ابراہیم نے ہم سے کہا، میں شہادت دے کر کہتا ہوں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔''

فائدہ:...... مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب کس قدر ہے، اس کی تفصیل ہم آخر میں پیش کریں گے، پہلے صرف اس قدر بتانا مطلوب ہے کہ مرزائی حضرات کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ جب آخر المساجد کے بعد نئی مساجد بنانا آپ کی مسجد کے آخر المساجد ہونے کے منافی نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا، آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے بھی منافی نہیں ہے، کیونکہ اس حدیث کی وضاحت کشف الاستار عن زوائد بزار، ج ۲، ص ۵۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت کی حدیث سے ہو جاتی ہے، آپ نے فرمایا:

((أَنَا خَاتَمُ الْأَنبياء او مسجدى خاتم مساجد الانبياء))

''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد، انبیا کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔''

اس لیے یہ حدیث بھی ان کے خلاف ہے، حق میں نہیں ہے۔

[3377] ٥٠٨ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ أَبِيعُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ

يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ أَوْ كَأَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

[3377]۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں، میں نے ابو صالح سے پوچھا، کیا آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں حدیث سنی ہے، انہوں نے کہا، نہیں، لیکن مجھے عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ نے بتایا کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد سے سوائے مسجد حرام کے ہزار نماز سے بہتر ہے، یا ہزار کے برابر ہے۔''

[3378] (. . .)وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوْا: حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3378]۔ یہی روایت امام صاحب نے چند اور اساتذہ سے بیان کی ہے۔

[3379] ٥٠٩ـ(١٣٩٥)وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

[3379]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز، مسجد حرام کے سوا باقی مساجد سے ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔''

[3380] (. . .)وَحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَاه

[3377] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٦٣)

[3378]تقدم تخريجه

[3379] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٠٠)

[3380] طريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق محمد بن المثنى تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة)←

ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

[3380]۔امام صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت چند اور اساتذہ سے عبید اللہ کی سند سے ہی بیان کرتے ہیں۔

[3381] (. . .) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

[3381]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[3382] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3382]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[3383] ٥١٠۔(١٣٩٦) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى فَقَالَتْ إِنْ شَفَانِي اللّٰهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((صَلٰوةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ)).

[3383]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت، ایک بیماری میں مبتلا ہوگئی، تو اس نے کہا، اگر

← برقم (٧٨٥٥) وبرقم (٨٠٣٨) وطريق ابن نمير اخرجه ابن ماجه في سننه في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ برقم (١٤٠٥) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٨)

[3381] اخرجه النسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: فضل الصلاة في المسجد الحرام برقم (٥/ ٢١٣) وبرقم (٢٨٩٨) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥١)

[3382] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٧٧)

[3383] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المساجد باب: فضل الصلاة في المسجد الحرام برقم (٢/ ٣٣) وفي مناسك الحج باب: فضل الصلاة في المسجد الحرام برقم (٥/ ٢١٣) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٥٧)

اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخش دی تو میں جا کر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھوں گی، وہ شفایاب ہوگئی، پھر نکلنے کی تیاری کی تو سلام عرض کرنے کے لیے حضرت میمونہ، نبی اکرم ﷺ کی بیوی کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور انہیں اپنے ارادہ سے آگاہ کیا، تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، بیٹھ رہو اور جو کھانا (سفر کے لیے) تیار کیا ہے کھالو، اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''اس میں نماز باقی مساجد سے ہزار نماز سے افضل ہے، سوائے مسجد کعبہ کے۔''

نوٹ:...... امام صاحب نے یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے بیان کی ہے، لیکن امام بخاری نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد عن میمونہ بیان کی ہے، ابن عباس کا واسطہ بیان نہیں کیا، اور ائمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور ابن عباس کے واسطہ کو وہم قرار دیا ہے۔

فائدہ:...... ان حدیثوں میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب عام مساجد سے ایک ہزار گنا زیادہ ہے، لیکن مسجد حرام کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد حرام سے اس قدر زیادہ ثواب نہیں ہے، اور دوسری صحیح احادیث میں تصریح موجود ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مسجد میں نماز مسجد حرام کو چھوڑ کر باقی مساجد سے ایک ہزار گنا افضل ہے، اور مسجد حرام میں اس کو چھوڑ کر ایک لاکھ گنا افضل ہے۔ (عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۶۸۵، حدیث ابو ہریرہ کے تحت) اور حضرت ابو الدرداء کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام میں نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے، اور میری مسجد میں نماز ایک ہزار نماز کے برابر ہے، اور بیت المقدس میں پانچ سو نماز کے برابر ہے۔ (عینی ج ۳، ص ۶۸۶)

امام نجار نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، اور صحیح ابن حبان کی روایت ہے، جو صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد اور دوسری کتب میں بھی موجود ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز، مسجد حرام کے علاوہ مساجد سے ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، اور مسجد حرام میں نماز میری اس مسجد سے سو گنا افضل ہے۔ (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، ج ۴، ص ۴۹۹، الدکتور شعیب ارناؤوط وغیرہ)

اب ان روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ عام مساجد سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب ہزار گنا زیادہ ہے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب رکھتا ہے، جو مسجد نبوی سے سو گنا زیادہ ہے، اور ان حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، اور بعض معاصرین نے حضرت جابر کی مذکورہ بالا روایت کو علامہ عینی کے حوالہ سے تحریف کرتے ہوئے یوں لکھا ہے: ((صلوۃ فی مسجدی ھذا فضل من مأۃ الف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام))

''میری مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ مساجد سے ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام کا ثواب بھی عام مساجد سے ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔''

اس طرح دونوں حدیثوں میں تعارض ثابت کر دیا، حالانکہ عمدۃ القاری میں ((صلوٰۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلاۃ فیما سواہ)) (ج۳،ص۶۸۵، فتح الملہم، ج۳،ص۴۱۷) میں بھی یہی الفاظ ہیں، مزید برآں ان صحیح احادیث کو چھوڑ کر قیاسی گھوڑے چلاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے لیے مکہ کے مقابلہ میں ((ضعفی ما جعلت بمکۃ)) کی دعا فرمائی ہے، تو معنی ہوا، مدینہ میں مکہ سے چوگنی برکتیں نازل فرما، حالانکہ دوسری روایات میں لفظ مثلی آیا ہے، یعنی دو چند، اب اس پر یہ عمارت استوار کی، کہ مسجد حرام میں پڑھی ہوئی نمازوں کا اجر اس سے چار گنا زیادہ ہوگا، تو کیا کوئی مسلمان بقائمی ہوش و حواس، صحیح احادیث کے مقابلہ میں، یہ طرز اختیار کر سکتا ہے کہ حدیثوں میں تحریف کرے اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں قیاسی گھوڑے دوڑائے)

نوٹ:...... احادیث کی تحقیق و تخریج کرتے ہوئے ایک عجیب انکشاف ہوا کہ صاحب مرعاۃ المفاتیح نے ملا علی قاری کے حوالہ سے لکھا ہے:

((صلاۃ فی المسجد الحرام افضل من الصلاۃ فی مسجدی ھذا بماۃ الف صلاۃ و اسنادہ علی شرط الشیخین)) ''مسجد حرام میں ایک نماز مسجد نبوی کی ایک نماز سے ایک لاکھ گنا افضل ہے۔''

اور یہ بات مرقاۃ ج۲ص ۱۸۷ پر موجود ہے، اور حوالہ حافظ ابن حجر کا دیا ہے، حالانکہ فتح الباری، ج۳،ص ۶۷، طبعہ سلفیہ میں یہ روایت صحیح ابن حبان اور مسند احمد کے حوالہ سے لکھی ہے، اور ماۃ صلاۃ ایک سو گنا افضل ہے، لکھا ہے، اور صحیح ابن حبان، میں بھی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، ماۃ صلاۃ ہی ہے، اس طرح دونوں حضرات سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ ابن حزم کے حوالہ سے حضرت عمر کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ

((صلاۃ فی المسجد الحرام افضل من مائۃ الف صلوٰۃ فی مسجد النبی ﷺ))

''مسجد حرام میں نماز پڑھنا، مسجد نبوی سے ایک لاکھ گنا افضل ہے۔''

اور اسی طرح مرقات سے علامہ شبیر احمد نے بھی فتح الملہم ج ۳،ص ۴۱۸، یہ دونوں باتیں نقل کی ہیں، حالانکہ حافظ ابن حزم نے محلی ج ۷،ص ۲۸۷ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے،

((صلاۃ فی المسجد الحرام افضل من مائۃ صلاۃ فی مسجد النبی ﷺ وھذا سند کاشمس فی الصحۃ))

اس طرح علامہ عبیداللہ اور علامہ شبیر احمد دونوں نے فتح الباری اور محلی کی طرف مراجعت کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی، حالانکہ یہ دونوں باتیں بالکل خلاف واقعہ تھیں، اس کا معنی تو یہ ہوا کہ مسجد حرام میں نماز عام مساجد کی نماز سے دس کروڑ گنا افضل ہے، جس کا ان میں کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

نوٹ:...... عجیب بات یہ ہے کہ علامہ شبیر احمد مرقاۃ کے حوالہ سے، عبداللہ بن زبیر سے غلط روایت نقل کرتے ہیں، اور اسی

صفحہ پراوپر یہی روایت حافظ ابن حجر کے حوالہ سے جہاں سے ملا علی قاری نے لیا، صحیح نقل کر آئے ہیں، فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۷۔
اسی طرح علامہ عبید اللہ مرعاۃ، ج ۱، ص ۴۵۳ پر فتح الباری سے صحیح الفاظ نقل کر آئے ہیں، اور یہاں، مائۃ کے بعد الف کا اضافہ نقل کر رہے ہیں اور اس کے معنی و مفہوم پر غور نہیں کرتے، اس سے یہ اصول صحیح ثابت ہوتا ہے کہ اصل کی طرف مراجعت کرنی چاہیے، محض نقل پر اعتماد نہیں کر لینا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات نقل، اصل کے مطابق نہیں ہوتی۔
اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ نووی کے نزدیک مسجد نبوی میں اس جگہ نماز پڑھنا قابل فضیلت ہے، جو حضور اکرم ﷺ کے دور میں تعمیر ہو چکی تھی، بعد میں تعمیر ہونے والے حصہ کو یہ شرف حاصل نہیں ہے، لیکن حافظ ابن تیمیہ نے اس کی پرزور دلائل سے تردید کی ہے، اور بعد کی تعمیرات کو بھی اس ثواب کا حامل قرار دیا ہے۔
(۳) مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی قدر: امام مالک، شافعی، اور احمد کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی انسان مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں سے کسی میں نماز پڑھنے کی نذر مانتا ہے، تو اس پر اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے، لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے، مگر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے قول سے معلوم ہوتا ہے، اگر افضل مسجد میں نماز پڑھ لی جائے، تو مفضول مسجد میں پڑھنا ضروری نہیں ہے، مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد نبوی میں اور مسجد نبوی کی بجائے مسجد حرام میں پڑھ لے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کہ آپ سے ایک آدمی نے پوچھا، میں نے نذر مانی ہے، جب مکہ فتح ہو گا، تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا، آپ نے فرمایا: ''یہیں نماز پڑھ لو۔'' (فتح الملہم، ج ۳، ص ۴۲۳)

۱۰۰...... بَابُ: فَضْلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ

باب ۱۰۰: سفر صرف تین مساجد کے لیے اختیار کیا جائے، (تین مساجد کی فضیلت)

[3384] ۵۱۱-(۱۳۹۷) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هٰذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى)).

[3384]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین مسجدوں کے سوا کجاوے نہ کسے جائیں (سواری پر سفر نہ کیا جائے) میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''

[3384] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب: فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة برقم (۱۱۸۹) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في اتيان المدينة برقم (۲۰۳۳) والنسائي في (المجتبى) في المساجد باب: ما تشد الرحال اليه من المساجد برقم (۲/ ۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۳۰)

[3385] ٥١٢۔(. . .)وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ)).

[3385]۔امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کجاوے یا پالان تین مسجدوں کے لیے ہی کسے جائیں۔''

[3386] ٥١٣۔(. . .)وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ أَبِي أَنَسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَلْمَانَ الْأَغَرَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ إِيلِيَاءَ.

[3386]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر بس تین مسجدوں کے لیے کیا جا سکتا ہے، مسجد کعبہ، میری مسجد، اور مسجد ایلیا (بیت المقدس)۔''

فائدہ:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی جگہ کو مقدس و متبرک سمجھ کر، یا اس کو اجر وفضیلت میں اضافہ کا باعث سمجھ کر، وہاں نماز پڑھنے یا دعا مانگنے یا عبادت کی غرض سے جانا جائز نہیں ہے، مقدس و متبرک اور عظمت و احترام یا تقرب الٰہی کا باعث صرف یہی تین مساجد ہیں، لیکن جگہ کو محترم و معظم سمجھے بغیر کہیں دینی و دنیوی ضرورت مثلاً حصول علم، تجارت، کاروبار، عزیز و اقارب کی ملاقات، جہاد اور سیر و سیاحت کے لیے جانا اس کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ان صورتوں میں جگہ کو متبرک و مقدس نہیں سمجھا جاتا۔ (حجۃ اللہ، ۳، ج ا، ص ۱۹۲)

۱۰۱...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى هو مسجد النبی ﷺ بالمدينة

باب ۱۰۱: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے، وہ مسجد مدینہ کی مسجد نبوی ہے

[3387] ٥١٤۔(١٣٩٨)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ قَالَ أَبِي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ ((هُوَ مَسْجِدُكُمْ

[3385] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في الصلاة في مسجد البيت المقدس برقم (١٤٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٨٣)

[3386] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٤٦٧)
[3387] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٧)

هٰذَا)) لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ هٰكَذَا يَذْكُرُه.

[3387]۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں، میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری گزرے، تو میں نے ان سے پوچھا، وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی، اس کے بارے میں تو نے اپنے والد کو کیا بیان کرتے سنا ہے؟ اس نے بتایا، میرے والد نے کہا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں، آپ کی کسی زوجہ محترمہ کے گھر میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ دونوں مساجد میں سے کون سی مسجد ہے، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ تو آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر اسے زمین پر مارا، پھر فرمایا: ''وہ تمہاری یہ مسجد ہے۔'' یعنی مسجد مدینہ، تو میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں، میں نے تیرے والد سے اسی طرح بیان کرتے سنا ہے۔

[3388] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَ حَدَّثَنَا. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيسَعِيدٍ فِي الْإِسْنَادِ.

[3388]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں ابوسلمہ، براہ راست ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، عبدالرحمٰن بن ابی سعید کا ذکر نہیں کرتے۔

فائدہ......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسجد جس کو قرآن مجید نے اسس علی التقویٰ قرار دیا ہے، اس کا اولین اور اصلی مصداق مسجد نبوی ہے، کیونکہ آپ نے زور پیدا کرنے اور تاکید کے لیے کنکریاں اٹھا کر زمین پر مار کر اس کی توثیق کی ہے، اور اس سے پہلے منافقین کی بنا کردہ مسجد ضرار کا تذکرہ ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا: ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ اس میں کبھی قیام نہ کریں، اور آپ کا دائمی قیام مسجد نبوی میں رہا ہے، اگرچہ ثانوی طور پر اور بالتبع مسجد قبا بھی اس کا مصداق ہے، اور اس کو اسس علی التقویٰ قرار دینا مسجد نبوی کے اسس علی التقویٰ ہونے کے منافی نہیں ہے، دونوں اپنی اپنی جگہ اسس علی التقویٰ ہیں، کیونکہ دونوں کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے، اس لیے آپ ہر ہفتہ قبا تشریف لے جاتے تھے، اور وہاں نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۲...... بَاب: فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيهِ وَزِيَارَتِهِ

باب ۱۰۲: مسجد قبا کی فضیلت، اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کی زیارت کے لیے جانا

[3389] ٥١٥۔(١٣٩٩) حَدَّثَنَا أَبُوجَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ

[3388] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٧)
[3389] اخرجه البخاري في (صحيحه)، برقم (١١٩١) انظر (التحفة) برقم (٧٥٣٢)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ كَانَ يَزُورُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا.

[3389]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء کی زیارت کے لیے سوار ہو کر اور پیدل چل کر جایا کرتے تھے۔

[3390] ۵۱٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ أَبُوبَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ۔

[3390]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء میں تشریف لے جاتے، سوار اور پیدل، اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے، ابوبکر اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں، ابن نمیر نے کہا، اس میں دو رکعتیں پڑھتے۔

[3391] ۵۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

[3391]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، قباء، سوار اور پیدل تشریف لاتے تھے۔

[3392] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ الثَّقَفِيُّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ.

[3392] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اور استاد کی توثیق کرتے ہیں۔

[3393] ۵۱۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ

[3390] طريق ابى بكر بن ابى شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۸۵٦) وطريق محمد بن عبدالله بن نمير اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى فضل الصلاة فى مسجد مكة والمدينة برقم (۱۱۹٤) تعليقا۔ وابو داود فى (سننه) فى المناسك برقم (۲۰٤۰) انظر (التحفة) برقم (۷۹٤۱)

[3391] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى فضل الصلاة فى مسجد مكة والمدينة باب: اتيان مسجد قباء ماشيا وراكبا برقم (۱۱۹٤) وابو داود فى (سننه) فى المناسك باب: فى تحريم المدينة برقم (۲۰٤۰) انظر (التحفة) برقم (۸۱٤۸)

[3392] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸٤۳٥)

[3393] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى المساجد، برقم (۲/ ۳۷) انظر (التحفة) برقم (۷۲۳۹)

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ أَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي قُبَآءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

[3393]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، قباء، سوار اور پیدل تشریف لایا کرتے تھے۔

[3394] ۵۱۹۔(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي قُبَآءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

[3394]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، قباء، سوار ہو کر اور پیدل چل کر تشریف لایا کرتے تھے۔

[3395] ۵۲۰۔(. . .)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِي قُبَآءَ كُلَّ سَبْتٍ وَّكَانَ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ۔

[3395]۔عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر ہفتہ کے دن قباء تشریف لے جاتے اور بیان کرتے تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہاں ہر ہفتہ تشریف لاتے دیکھا ہے۔

[3396] ۵۲۱۔(. . .)وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَآءَ يَعْنِي كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

[3396]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، قباء، ہر ہفتہ تشریف لاتے، کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل چل کر، ابن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

[3397] ۵۲۲۔(. . .)وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ.

[3394] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۱۴۳)

[3395] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۱۷۲)

[3396] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۱۷۲)

[3397] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتصام والسنة باب: ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلى النبي ﷺ والمنبر برقم (۷۳۲٦) انظر (التحفة) برقم (۷۱۵۲)

[3397]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں ہر ہفتہ کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں، تو آپ ﷺ نے چند دن قباء میں قیام فرمایا تھا، اور یہاں مسجد کی تعمیر شروع کی تھی، اور آپ یہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اسی طرح آپ نے سب سے پہلے اس مسجد کی بنیاد رکھی تھی، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسجد کو اسس علی التقویٰ کا نام دیا تھا، لیکن مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ نے بنفس نفیس حصہ لیا تھا، اور وہیں ہمیشہ نمازیں ادا فرماتے تھے، اس لیے آپ نے اس کو اسس علی التقویٰ فرمایا، اور آغاز تعمیر کے اعتبار سے مسجد قباء اولین مسجد ہے، اس لیے جمہور اس کو بھی اس کا مصداق قرار دیتے ہیں، مسجد قباء مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں، دو، تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے، جس میں عمرو بن عوف کا خاندان مقیم تھا، اور آپ سب سے پہلے انہیں کے ہاں آ کر ٹھہرے تھے، اس لیے آپ ﷺ ہر ہفتہ، وہاں مسجد میں تشریف لے جاتے، تاکہ ان لوگوں کے حالات سے آگاہ ہو سکیں، اور جو لوگ جمعہ پڑھنے مسجد نبوی میں کسی عذر کی بنا پر نہیں آ سکتے تھے، ان سے مل لیں، اور بقول علامہ عینی، جمعہ کے دن چونکہ جمعہ کے وقت، مسجد قباء میں نماز نہیں ہوتی تھی، اس لیے آپ کی تشریف آوری اور نماز سے اس کا بھی تدارک ہو جاتا، اور اس طرح یہود کی بھی مخالفت ہو جاتی تھی، جو ہفتہ کے دن میں کام کے لیے نہیں نکلتے تھے، اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے، انسان اپنے طور پر کسی نیک کام کے لیے، دن مقرر کر سکتا ہے، لیکن اس کو دین و شریعت قرار دے کر دوسروں کو اس کی تلقین و تبلیغ نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اس میں تقدیم و تاخیر کو جرم و گناہ قرار دے سکتا ہے، اپنی سہولت و آسانی کے لیے اس میں تبدیلی کر سکتا ہے۔

اس کتاب کے کل ابواب (24) اور (170) احادیث ہیں۔

17

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

حدیث نمبر 3398 سے 3567 تک

١٧...... كِتَابُ النِّكَاحِ

١٧. نکاح کا بیان

١...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ وَوَجَدَ مُؤْنَةً، وَّاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ

باب ١: جس شخص کا دل چاہتا ہو اور کھانا پینا میسر ہو اس کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے اور جو شخص کھانا پینا مہیا کرنے سے قاصر ہو وہ روزوں میں مشغول رہے

[3398] ١-(١٤٠٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِاللهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَلَا نُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً لَعَلَّهَا تُذَكِّرُكَ بَعْضَ مَا مَضَى مِنْ زَمَانِكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).

[3398] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصوم باب: الصوم لمن خاف على نفسه العزبة برقم (١٩٠٥) وفی النكاح باب: قول النبی ﷺ (من استطاع الباة فليتزوج) برقم (٥٠٦٥) وابو داود فی (سننه) فی النكاح باب: التحريض على النكاح برقم (٢٠٤٦) والترمذی فی (جامعه) فی النكاح باب: ما جاء فی فضل التزويج والحث عليه برقم (١٠٨١) تعليقا۔ والنسائی فی (المجتبى) فی الصيام باب: ذكر الاختلاف على محمد بن ابی يعقوب فی حديث ابی امامة فی فضل الصائم برقم (٤/ ١٧٠، ٤/ ١٧١) وفی النكاح باب الحث على النكاح برقم (٦/ ٥٧)←

[3398]۔ علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے، اور وہ ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ٹھہر گئے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہم تمہاری شادی کسی نوجوان لڑکی سے نہ کر دیں، شاید وہ تمہیں گزشتہ دور کی یاد تازہ کر دے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر آپ یہ بات کہتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ فرما چکے ہیں، ''اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو، وہ شادی کر لے، کیونکہ نکاح سے نظریں خوب جھک جاتی ہیں اور شرم گاہ اچھی طرح محفوظ ہو جاتی ہے اور جو شخص (نان و نفقہ کی ادائیگی) کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ روزوں کی پابندی کرے، کیونکہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ النِّكاح: لغتاً ملاپ اور تداخل کو کہتے ہیں، جیسا کہ کہتے ہیں، ((نكح المطر الارض))، بارش زمین میں جذب ہوگئی، ((نكح النعاس العَيْن)) اونگھ آنکھ میں سرایت کر گئی، ((نكحتُ القمح فى الارض)) میں نے زمین میں گندم بو دی، ((نكحتِ الحصاة اخفاف الابل)) کنکر اونٹوں کے پاؤں میں چھپ گئے، اس لیے امام زھری کہتے ہیں، کلام عرب میں نکاح تعلقات قائم کرنے کو کہتے ہیں، اور شادی کرنے کو بھی، اس لیے نکاح کہتے ہیں، کہ دو زن و شوہر کے تعلقات کا سبب ہے اور امام زجاجی کے نزدیک کلام عرب میں نکاح کا اطلاق، عقد (نکاح پڑھانے) اور تعلقات قائم کرنے پر ہوتا ہے، ابوعلی فارسی کا قول ہے، اگر یوں کہیں، ((نكح فلانة، او بنت فلان)) تو معنی ہوگا اس سے شادی کی، اور اگر کہیں ((نَكَحَ امرأته اوزوجتَه)) تو معنی ہوگا، تعلقات قائم کیے۔

لیکن قرآن مجید میں عام طور پر یہ شادی کرنے کے معنی میں آیا ہے، شوافع کے نزدیک اس کا حقیقی معنی عَقد (شادی کرنا) ہے اور تعلقات قائم کرنا مجازی معنی ہے اور احناف کے نزدیک اس کے برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں معنی میں حقیقی استعمال ہوتا ہے، مشترک لفظی ہے، قرینہ سے ایک معنی کا تعین ہو جاتا ہے۔ ❷ الباءة: یہ مُبَاوة سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے، (منزل، ٹھکانہ) اور اس کا لغوی معنی جماع ہے، اور شادی کرنے پر اس کا اطلاق اس لیے ہوتا ہے کہ خاوند، بیوی کو گھر مہیا کرتا ہے، وِجاءٌ: اس کا اصل معنی دبانا ہے، اس لیے خصی کرنے پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

فائدہ :...... اگر ایک انسان، قوت مردانہ رکھنے کی بنا پر، نکاح کرنے کا شوق و رغبت رکھتا ہے اور وہ اس کی بھی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ نکاح کے اخراجات برداشت کر سکتا ہے، یعنی بیوی کو گھر، لباس، طعام، اور اس کے لوازمات مہیا کر سکتا ہے، تو وہ شادی کر لے، اگر بیوی کے اخراجات یا اس کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا، تو ضبط نفس کے لیے روزے رکھے۔

← وبرقم (٦/ ٥٨) وابن ماجه فى (سننه) فى النكاح باب: ما جاء فى فضل النكاح برقم (١٨٤٥) انظر (التحفة) برقم (٩٤١٧)

اگر انسان نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور شادی نہ کرنے کی صورت میں زنا کا خطرہ ہے، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک اس صورت میں نکاح کرنا فرض ہے، اور ظاہریہ کا قول بھی یہی ہے، اور اس صورت میں یہ عبادت ہے، شوافع کے نزدیک اس صورت میں نکاح کرنا مستحب ہے اور انہوں نے جمہور کا یہی قول قرار دیا ہے، اگر انسان کے اندر غلبہ شہوت نہ ہو اور نکاح کی طاقت ہو تو شوافع کے نزدیک عبادت کے لیے نکاح نہ کرنا بہتر ہے، لیکن امام ابوحنیفہ، بعض شوافع اور بعض مالکیہ کے نزدیک نکاح کرنا افضل ہے، اور صحیح بات یہی ہے، کیونکہ ((مـن رغب عن سنتی فـلیس منی)) جو شخص میرے طریقہ سے یا عمل اور رویہ سے اعراض کرتا ہے، وہ مجھ سے نہیں ہے، اور آپ نے جوانوں سے خطاب اس لیے فرمایا، کیونکہ عام طور پر شادی کا محرک اور داعیہ ان میں موجود ہوتا ہے، اور عمر ڈھلنے سے کمی آ جاتی ہے، مطلب یہ نہیں ہے کہ بڑی عمر کو اس کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی، یا وہ شادی نہیں کر سکتا، بلکہ اگر بڑی عمر والا، باکرہ دوشیزہ سے شادی کر لے تو اس میں عہد شباب کا دور لوٹ آتا ہے، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، کہ ہم تیری نوجوان لڑکی سے شادی کر دیں، اور وہ تمہیں گزشتہ دور کے ایام یاد کرا دے، لیکن وہ اپنے ظروف وحالات کی بنا پر اس کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے، اس لیے جواب دیا، کہ اس کی اصل ضرورت تو نوجوانوں کو ہے، مجھے اس عمر میں اس کی خواہش نہیں رہی۔

[3399] ٢-(. . .)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ إِنِّي لَأَمْشِي مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى إِذْ لَقِيَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ هَلُمَّ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ فَاسْتَخْلَاهُ فَلَمَّا رَاٰى عَبْدُاللّٰهِ أَنْ لَيْسَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَالَ قَالَ لِي تَعَالَ يَا عَلْقَمَةُ قَالَ فَجِئْتُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَلَا نُزَوِّجُكَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ جَارِيَةً بِكْرًا لَعَلَّهُ يَرْجِعُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

[3399] ۔علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، کہ ان کی اچانک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، تو انہوں نے کہا، آیئے، اے ابوعبدالرحمٰن! انہیں الگ لے گئے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جان لیا، انہیں خواہش نہیں ہے، انہوں نے مجھے بلایا، اے علقمہ آؤ، میں آ گیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا، اے ابوعبدالرحمان! ہم آپ کی شادی دوشیزہ لڑکی سے نہ کر دیں، شاید وہ تمہارے اندر گزشتہ دور کی یاد تازہ کر دے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر آپ یہ بات کہتے ہیں، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[3399] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٨٤)۔

[3400] ٣-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).

[3400] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے نوجوانوں کا گروہ! تم میں سے جو گھر بسانے کی استطاعت رکھتا ہے، وہ نکاح کر لے، کیونکہ اس سے نظر خوب نیچی ہوتی ہے، اور شرم گاہ اچھی طرح (غلط کاری) سے بچ جاتی ہے، اور جو گھر آباد نہ کرسکتا ہو، وہ روزوں کی پابندی کرے، وہ اس کی شہوت کو توڑ دیں گے۔

فائدہ:...... انسان کے اندر جب جنسی قوت کو غلبہ اور زور ہوتا ہے، تو اس سے اس کا دل و دماغ متاثر ہوتا ہے، اس لیے وہ خوبصورت اور حسین و جمیل عورتیں دیکھنے کا دلدادہ ہو جاتا ہے، اور ان سے دل کے اندر پیار و محبت محسوس کرتا ہے، اور اس کی قوت رجولیت بھی اس سے متاثر ہوتی ہے، اس لیے اگر جائز طریقہ سے پانی کے اخراج کا موقعہ نہ ملے تو وہ اس کے لیے غلط ذرائع استعمال کرتا ہے، موجودہ دور میں پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا، جنسی ڈائجسٹ اور ناول اور عریاں و فحش تصاویر کے حامل اخبارات و رسائل اور ٹی وی، نوجوانوں میں جنسی ہیجان برپا کر کے انہیں جنس کے لیے بلا رہے ہیں، اگر مناسب وقت پر شادی کر دی جائے، تو انسان نظر بازی سے بچ سکتا ہے، جو غلط کاری کا بنیادی ذریعہ اور سبب ہے اور اس طرح انہیں شرم گاہ کو بھی گناہوں کی آلودگی سے بچا سکتا ہے، اگر کسی وجہ سے کسی پر نظر پڑ جائے اور وہ اس سے متاثر ہو جائے، تو اس کا علاج اور مداوا بھی کر سکتا ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے، اگر کسی وجہ سے شادی نہ کر سکے، تو روزہ رکھ کر اپنی غذا اور خوراک میں کمی کرے تو قوت شہوت پر کنٹرول کر سکے گا، لیکن ہم نے تو بدقسمتی سے روزہ کو بسیار خوری اور خوش خوری کا ذریعہ بنا کر، اس کو جنسی قوت میں اضافہ کا باعث بنا چھوڑا ہے، اور ضبط نفس کے مقصد کو پس پشت پھینک دیا ہے، اس لیے روزوں سے بھی یہ مقصد پورا نہیں ہو رہا۔

[3401] ٤-(...) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَمِّي عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

[3400] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: من لم يستطع الباءة فليصم برقم (٥٠٦٦) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في فضل التزويج والحث عليه برقم (١٠٨١) والنسائي في (المجتبى) في الصيام باب: ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم برقم (٤/ ١٦٩) وبرقم (٤/ ١٧١) وفي النكاح باب: الحث على النكاح برقم (٦/ ٥٨) انظر (التحفة) برقم (٩٣٨٥) ـ

[3401] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٨٦) ـ

مَسْعُودٍ قَالَ وَأَنَا شَابٌّ يَوْمَئِذٍ فَذَكَرَ حَدِيثًا رُئِيتُ أَنَّهُ حَدَّثَ بِهِ مِنْ أَجْلِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَزَادَ قَالَ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ۔

[3401]۔عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا چچا علقمہ اور (بھائی) اسود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور میں ان دنوں نوجوان تھا، تو میرے خیال میں انہوں نے میری ہی خاطر ایک حدیث بیان کی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آ گے مذکورہ بالا روایت بیان کی اور آ گے یہ اضافہ ہے، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد میں نے شادی کر لی۔

[3402] (. . .)حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَأَنَا أَحْدَثُ الْقَوْمِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ۔

[3402]۔عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور میں سب میں سے نوخیز یا نوعمر تھا، آ گے مذکورہ بالا روایت ہے، لیکن یہ نہیں ہے، میں نے تھوڑے ہی عرصہ بعد شادی کر لی۔

[3403] ٥۔(١٤٠١)وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا آكُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَنَامُ عَلٰى فِرَاشٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))۔

[3403]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے چند ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ کے خفیہ اعمال یا پوشیدہ عبادات کے بارے میں دریافت کیا، اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا، میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا، اور دوسرے نے کہا، میں گوشت نہیں کھاؤں گا، تیسرے نے کہا، میں بستر پر نہیں سوؤں گا، (آپ کو پتہ چلا) تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، انہوں نے اس اس طرح کہا ہے؟ لیکن میرا طریقہ یہ ہے، نماز پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں، اور چھوڑتا بھی

[3402] تقدم تخريجه برقم (٣٣٨٦)۔

[3403] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: النهي عن التبتل برقم (٦/ ٦٠) انظر (التحفة) برقم (٣٣٤)۔

ہوں، اور میں نے عورتوں سے شادی کی ہے، تو جو شخص میرے طرز عمل سے اعراض کرے گا، تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

فائدہ :...... حضرت سعید بن المسیب کی مرسل روایت سے معلوم ہوتا ہے، ازواج مطہرات سے پوچھ کر، کہ آپ کا گھر میں عمل کیا تھا، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم نے یہ باتیں کیں، کیونکہ انہیں اپنے اعتبار سے ازواج مطہرات کے بیان کردہ اعمال کم محسوس ہوئے، اور انہوں نے خیال کیا، آپ کے اعتبار کے لحاظ سے تو یہ کافی ہیں، لیکن ہماری حیثیت و مقام کے لحاظ سے ہمیں ان سے زیادہ اعمال کی ضرورت ہے، تو آپ نے غلط فہمی دور فرمائی اور ایک اصول بیان فرمایا، کہ میں تم سب سے اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت زیادہ رکھتا ہوں، اور اللہ کے احکام و حدود کا سب سے بڑھ کر پابند ہوں، (جیسا کہ بخاری شریف میں تصریح موجود ہے) اس لیے تمہارے لیے میرا طرز عمل یا طریق کار اور رویہ مشعل راہ ہے، تمہیں اس کی پابندی کرنی چاہیے، اور جو میرا لائحہ عمل اور طریقہ کافی نہیں سمجھتا، اس کا میرے ساتھ کوئی محبت و عقیدت کا تعلق نہیں ہے، اور وہ میرا ساتھی نہیں ہے۔

[3404] ٦-(١٤٠٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا۔

[3404] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو الگ تھلگ رہنے کی اجازت نہیں دی، اگر آپ ﷺ اس کو اجازت دے دیتے، تو ہم اپنی جنسی قوت کو ختم کر ڈالتے، (خصی ہو جاتے)

[3405] ٧-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ رُدَّ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلُ وَلَوْ أُذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

[3404] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: ما يكره من التبتل والخصاء برقم (٥٠٧٣) وبرقم (٥٠٧٤) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في النهي عن التبتل برقم (١٠٨٣) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: النهي عن التبتل برقم (٦/ ٥٨) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: النهي عن التبتل برقم (١٨٤٨) انظر (التحفة) برقم (٣٨٥٦)۔

[3405] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٣٩٠)۔

[3405] ۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو لذات وشہوات ترک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، اگر ان کو اجازت مل جاتی تو ہم خصی ہو جاتے۔

[3406] ٨۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنِ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ فَنَهَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ ذٰلِكَ لَاخْتَصَيْنَا.

[3406] ۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ نے دنیوی لذائذ سے الگ تھلگ ہونے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرما دیا، اور اگر آپ ﷺ انہیں اس کی اجازت مرحمت فرما دیتے، تو ہم اپنی جنسی خواہش ختم کر ڈالتے۔

فائدہ:...... تبتل کا اصل معنی علیحدگی اور یکسوئی اختیار کرنا ہے، یعنی دنیوی لذات وشہوات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر چھوڑ دینا، اور رہبانیت اختیار کر لینا ہے، اور اس میں سب سے بڑی رکاوٹ، گھر، اور اہل وعیال اور ان کے معاش کے انتظامات ہیں، اس لیے اگر انسان شادی نہ کرے، تو دنیا کے اکثر جھمیلوں سے آزاد ہوتا ہے، اور اس کے لیے ترک دنیا آسان ہو جاتا ہے، اس لیے جب انسان خصی ہو جائے تو نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری، کے مطابق، خلوت یا ترک دنیا میں حائل رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے، لیکن اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا، وہ جلوت وخلوت میں چاہتا ہے کہ انسان کاروبار حیات میں مصروف رہ کر عبادت کے لیے وقت نکالے اور اللہ کا طاعت گزار بنے۔

٢...... بَاب نَدْبِ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ إِلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَيُوَاقِعَهَا

باب ٢: پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اگر کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور اس پر دل ریجھ جائے یا وہ دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے خواہش پوری کر لے

[3407] ٩۔(١٤٠٣) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

[3406] تقدم تخريجه برقم (٣٣٩٠)۔

[3407] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: ما يؤمر به من غض البصر برقم (٢١٥١) والترمذي في (جامعه) في الرضاع باب: ما جاء في الرجل يرى المرأة تعجبه برقم (١١٥٨) انظر (التحفة) برقم (٢٩٧٥)۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً لَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ)).

[3407]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑ گئی، تو آپ ﷺ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے اور وہ ایک کھال کو رنگنے کے لیے مل رہی تھیں، ان سے اپنی خواہش پوری کی، پھر باہر ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''عورت شیطان کی شکل میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں واپس مڑتی ہے، تو جب تم میں سے کسی کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے (اور اس کا خیال دل میں جگہ بنا لے) تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے (اور اپنی ضرورت پوری کر لے) تو اس سے اس کے دل کے خیالات ختم ہو جائیں گے۔''

مفردات الحدیث ① تَمْعَسُ: وہ مل رہی تھیں۔ ② مَنِيئَةٌ: وہ کھال جو دباغت کے لیے پھیلائی جائے۔ ③ تقبل المرأة وتدبر في صورة شيطان: جس طرح شیطان انسان کو برے خیالات وافکار اور برے اعمال وافعال پر آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے، اور راہ راست سے ورغلاتا ہے، اس طرح عورت کی آمدورفت، انسان کے دل میں شہوانی خیالات وتصورات کو ابھارتی ہے، اور انسان اس کو جنسی تصورات سے دیکھتا ہے اور اس کے دل ودماغ پر شہوانی خیالات چھا جاتے ہیں، اور اس میں ہیجان انگیز حرکات ابھرتی ہیں۔

فائدہ:...... جب انسان کی کسی عورت پر نظر پڑ جائے، اور اس کے تصورات دل میں جم جائیں، جس سے اس کے دل میں جنسی ہیجان پیدا ہو جائے، اسے دیکھ کر اس کے دل میں اس کی طرف رغبت اور میلان پیدا ہو تو وہ بجائے اس کے کہ نظر بازی میں مبتلا ہو وہ اگر شادی شدہ ہے، فوراً اپنی بیوی کے پاس آ کر، اپنی خواہش پوری کر لے، اگرچہ دن کا وقت ہو اور وہ کسی کام کاج میں مصروف ہو، اور بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی صورت میں اپنا کام کاج چھوڑ کر، اپنے خاوند کے پاس آئے، رسول اللہ ﷺ چونکہ امت کے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں، اس لیے آپ نے اس صورت حال کا ادراک کر کے امت کو اپنے قول اور عمل سے اس کا حل بتا دیا تاکہ انسان سارا دن ان خیالات میں کھویا نہ رہے، لیکن اگر انسان غیر شادی شدہ ہے، تو وہ فوراً نظر بازی یا دیدہ پھاڑنے سے باز آئے اور شیطان سے اللہ کی پناہ میں آئے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کا ورد کرے اور ان خیالات کو جھٹک دے، اگر استطاعت ہو تو فوراً شادی کا بندوبست کرے، وگرنہ روزوں کے ذریعے ضبط نفس کا ملکہ پیدا کرے، اگر وہ شہوانی اور جنسی خیالات کا اسیر رہے گا، تو اس سے اس کا ہی دل ودماغ اور بدن ونظر متاثر ہوں گے اور اس میں اخلاقی بگاڑ پیدا ہوگا، جس سے اس کی قوت کار متاثر

ہوگی، اس طرح دینی و دنیوی نقصانات کا شکار ہوگا۔

[3408] (. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً وَلَمْ يَذْكُرْ تُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ.

[3408]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑ گئی، آگے اس فرق کے ساتھ روایت بیان کی کہ آپ اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے اور وہ ایک چمڑا رنگنے کے لیے مل رہی تھیں، اور اس میں عورت کے شیطانی صورت میں واپس مڑنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[3409] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ

قَالَ جَابِرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ)).

[3409]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کسی کو عورت اچھی لگے اور اس کا تصور دل میں جاگزیں ہو جائے، تو وہ اپنی بیوی کا رخ کرے، اور اس سے تعلقات قائم کرلے، اس سے اس کے جی میں آنے والے خیالات جاتے رہیں گے۔“

۳...... بَابُ: نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب۳: نکاح متعہ، وہ مباح تھا، اس کی اباحت منسوخ ہوگئی، پھر ضرورت کے تحت مباح ٹھہرا، پھر یہ اباحت قیامت تک کے لیے ہمیشہ کے لیے منسوخ کر دی گئی

[3410] ۱۱۔(۱٤۰٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ وَابْنُ بِشْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ

[3408] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲٦۸٥)۔

[3409] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹٦٤)۔

[3410] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: قوله تعالى: ﴿لا تحرموا طيبات ما←

عَبْدَاللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِى فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلٰى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُاللّٰهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ.[المائدة:٨٧]

[3410]۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے، اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں ہوتی تھیں، تو ہم نے عرض کیا، کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا، پھر آپ ﷺ نے ہمیں عورت سے ایک کپڑے کے عوض ایک مدت مقررہ تک کے لیے نکاح متعہ کی اجازت دی، پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی، ''اے ایمان والو! نہ حرام ٹھہراؤ ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال ٹھہرائی ہیں، اور نہ حدود سے تجاوز کرو، یقیناً اللہ حدود توڑنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، (المائدہ، آیت ۸۷)

[3411] (. . .) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِى خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَلَمْ يَقُلْ قَرَأَ عَبْدُاللّٰهِ.

[3411]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں قرأ عبد اللّٰه کی بجائے قرأ علينا هذه الآية (انہوں نے ہمیں یہ آیت سنائی) کے الفاظ ہیں۔

[3412] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ كُنَّا وَنَحْنُ شَبَابٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَسْتَخْصِى وَلَمْ يَقُلْ نَغْزُو.

[3412]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، اس میں كُنَّا (ہم) کے بعد نغزو کا لفظ نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ ہم نوجوان تھے، تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟

← احل الله لكم﴾ برقم (٤٦١٥) وفى النكاح باب: تزويج المعسر الذى معه القرآن والاسلام برقم (٥٠٧١) وفى باب: ما يكره من التبتل والخصاء برقم (٥٠٧٥) انظر (التحفة) برقم (٩٥٣٨)۔

[3411] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٣٩٦)۔

[3412] تقدم تخريجه برقم (٣٣٩٦)۔

فائدہ :...... انسان کے اندر جنسی قوت ایک فطری اور طبعی قوت ہے، جس سے انسان اپنی اولاد کے حصول کی خواہش جو طبعی اور فطرتی ہے، کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لیے یہ ایک طیب اور پاکیزہ خواہش ہے، خصی ہو کر اپنے آپ کو اس جائز اور حلال چیز سے محروم کرنا درست نہیں ہے، اس لیے ایسی دواؤں کا استعمال جائز نہیں ہے، جس سے یہ قوت ختم ہو جائے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم﴾ کی تلاوت فرما کر خصی ہونے کی حرمت پر استدلال فرمایا ہے، نہ کہ حلت متعہ پر۔

[3413] ١٣ـ(١٤٠٥) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

[3413]۔ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ہمارے سامنے آ کر اعلان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

[3414] ١٤ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَانَا فَأَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ.

[3414]۔ حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں متعہ کی اجازت دی۔

فائدہ :...... جاہلیت کے دور میں شراب نوشی اور زنا کی وبا عام تھی اور نچلی سطح کے لوگ اس میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، بلکہ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے خود اپنی بیویوں کو شکیل و وجیہ یا بہادر و شہسوار اور خطیب و شاعر کے پاس بھیجتے تھے، تاکہ بیٹا انہی صفات کا حامل پیدا ہو، اس طرح پست قبائل کی عورتیں اور لونڈیاں، چند مخصوص یا عام لوگوں سے جنسی تعلقات قائم کرتی تھیں، لیکن ان صورتوں میں وہ کسی نہ کسی کا بیٹا ٹھہرتا تھا، اور وہ اس کو لینے پر مجبور ہوتا تھا، اور ایک صورت متعہ کی تھی جس کا تعلق سفر سے تھا، حضر و اقامت سے نہ تھا،

[3413] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: نهى رسول الله ﷺ عن نكاح المتعة آخرا برقم (٥١١٧) وبرقم (٥١١٨) انظر (التحفة) برقم (٢٢٣٠)۔

[3414] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٣٩٩)۔

جس کی صورت یہ تھی کہ کوئی انسان کسی علاقہ میں کسی ضرورت و حاجت کے تحت جاتا اور اسے وہاں چند دن ٹھہرنے کی ضرورت ہوتی، تو وہ اپنے قیام و طعام اور ساز و سامان کی حفاظت کی خاطر کسی عورت سے اتنے عرصہ کے لیے جتنا اس نے قیام کرنا ہوتا، شادی کر لیتا، ابتدائے اسلام میں متعہ کی اس صورت کو جنگی سفروں میں گوارا کیا گیا، اور پھر بتدریج آہستہ آہستہ، شراب کی حرمت کے انداز میں منع کر دیا گیا، اب اس کا کیا حکم ہے، اس پر ہم آخر میں بحث کریں گے۔

[3415] ١٥-(. . .) وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ عَطَاءٌ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ نَعَمْ اسْتَمْتَعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

[3415]- عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما عمرہ کرنے کے لیے تشریف لائے تو ہم ان کی قیام گاہ پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو لوگوں نے ان سے مختلف مسائل دریافت کیے، پھر متعہ کا ذکر چھیڑ دیا، تو انہوں نے کہا، ہاں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں اس سے فائدہ اٹھایا۔ (متعہ کیا)

[3416] ١٦-(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

[3416]- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ ہم کھجور اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض چند دن کے لیے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں متعہ کر لیا کرتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر منع کر دیا۔

فائدہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی سے متعہ کیا ہے، وہ کوفہ میں تھے، اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انہوں نے اعتراف کر لیا، اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے دور کا حوالہ دیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کے منع کرنے کے بعد نکاح متعہ کرتے ہیں، دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن کے لیے اجازت دی تھی پھر منع فرما دیا تھا، آپ نے منبر پر، برملا اس کا تذکرہ کیا، لیکن کسی صحابی نے اس

[3415] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٤٦٣)-
[3416] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٨٥٠)-

کا انکار نہیں کیا، حالانکہ جب انہوں نے مہر میں زیادتی سے روکا تھا، تو ایک عورت نے انہیں ٹوک دیا تھا، اس لیے اگر حضرت عمر کی بات ان کے ہاں قابل قبول نہ ہوتی، تو وہ اس پر اعتراض کرتے، اعتراض نہ کرنا اسی بات کی بین دلیل ہے کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث حرمت کی تشہیر اور اعلان فرما دیا، تو سب کو پتہ چل گیا، جنہیں پہلے معلوم نہ تھا، انہیں بھی معلوم ہو گیا، حضرت جابر اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہما نے عدم علم کی بنا پر، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں سفر میں اس سے فائدہ اٹھایا، جب پتہ چل گیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے باز آ گئے۔

[3417] ١٧ ـ (. . .) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ عَاصِمٍ

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

[3417]۔ ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عورتوں سے متعہ اور حج تمتع میں اختلاف ہو گیا ہے، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم نے یہ دونوں کام رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیے ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ان دونوں سے منع کر دیا، تو ہم نے پھر یہ نہیں کیے۔

فائدہ ...... حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظریہ، حج تمتع کی بحث میں گزر چکا ہے، اور متعۃ النساء، کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

[3418] ١٨ ـ (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَى عَنْهَا.

[3418]۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس والے سال (فتح مکہ کے سال) عورتوں سے متعہ کرنے کی تین دن کے لیے اجازت دی تھی، پھر اس سے منع فرما دیا تھا۔

[3417] تقدم تخريجه في الحج باب: التقصير في العمرة برقم (٣٠١٥)۔
[3418] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٢٠)۔

[3419] ١٩-(١٤٠٦)وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ

عَنْ سَبْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِي فَقُلْتُ رِدَائِي وَقَالَ صَاحِبِي رِدَائِي وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ الَّتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا)).

[3419] ۔حضرت سبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ کرنے کی اجازت دی، تو میں اور ایک اور آدمی بنو عامر کی ایک عورت کے پاس گئے، وہ گویا کہ ایک کڑیل جان اور دراز گردن اونٹنی تھی، ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا، تو اس نے کہا، کیا دو گے؟ میں نے کہا، اپنی چادر اور میرے ساتھی نے بھی کہا، اپنی چادر اور میرے ساتھی کی چادر، میری چادر سے عمدہ تھی، اور میں اپنے ساتھی سے زیادہ جوان تھا، جب وہ میرے ساتھی کی چادر پر نظر ڈالتی تو اس کو پسند کرتی اور جب مجھ پر نظر ڈالتی تو میں اسے پسند آتا، پھر اس نے کہا، تو اور تیری چادر میرے لیے کافی ہیں، تو میں اس کے ساتھ تین دن رہا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا، ''جس کے پاس متعہ کے لیے کوئی عورت ہو، وہ اس کو چھوڑ دے۔''

[3420] ٢٠-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ فَأَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلِي عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ فَبُرْدِي خَلَقٌ وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي فَبُرْدٌ جَدِيدٌ غَضٌّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَسْفَلِ

[3419] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى النكاح باب: فى نكاح المتعة برقم (٢٠٧٢) وبرقم (٢٠٧٣) والنسائى فى (المجتبى) فى النكاح باب: تحريم المتعة برقم (٦/ ١٢٧) وابن ماجه فى (سننه) فى النكاح باب: النهى عن نكاح المتعة برقم (١٩٦٢) انظر (التحفة) برقم (٣٨٠٩)۔
[3420] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٤٠٥)۔

مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ فَقُلْنَا هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا قَالَتْ وَمَاذَا تَبْذُلَانِ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدَهُ فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَرَاهَا صَاحِبِي تَنْظُرُ إِلَى عِطْفِهَا فَقَالَ إِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ وَبُرْدِي جَدِيدٌ غَضٌّ فَتَقُولُ بُرْدُ هٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ أَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3420]۔ ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میرا باپ فتح مکہ کے غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اس نے کہا، ہم وہاں پندرہ یعنی رات دن شمار کر کے تیس دن، رات رہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ النساء (عورتوں سے متعہ کرنے) کی اجازت دے دی، تو میں اور میرے خاندان کا ایک آدمی چلے، اور میں اس سے زیادہ خوبصورت تھا، اور وہ قریباً بدصورت تھا، ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک چادر تھی، میری چادر پرانی تھی اور میرے عمزاد کی چادر نئی تھی اور تازہ چمکدار، حتی کہ جب ہم مکہ کے نشیب یا بالائی حصہ میں پہنچے، تو ہمیں ایک نوجوان عورت ملی جو طاقت ور نوجوان، دراز گردن اونٹ کی طرح تھی، تو ہم نے کہا، کیا ہم میں سے ایک کے ساتھ متعہ کرنے کے لیے آمادہ ہے، اس نے پوچھا تم دونوں کیا خرچ کرو گے تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پھیلا دی۔ تو وہ دونوں مردوں کو دیکھنے لگی، اور میرا ساتھی اس کو دیکھ رہا تھا، وہ اس کے میلان کا منتظر تھا، یا اس کے پہلو کو دیکھ رہا تھا، اس لیے کہا، اس کی چادر بوسیدہ ہے، اور میری چادر نئی اور تر و تازہ ہے، (خوش رنگ ہے) تو اس نے دو تین بار کہا، اس کی چادر میں کوئی حرج نہیں، یعنی کوئی مضائقہ نہیں، پھر میں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اس کے پاس سے اس وقت تک نہیں گیا، جب تک رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام قرار نہیں دیا۔

مفردات الحدیث ✽ **بکرۃ:** طاقتور نوجوان اونٹ۔ **عیطاء:** دراز گردن معتدل جسم۔ **عنطنطۃ** کا بھی یہی معنی ہے۔

[3421] (. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي

عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ وَزَادَ قَالَتْ وَهَلْ يَصْلُحُ ذَاكَ وَفِيهِ قَالَ إِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ مَحٌّ.

[3421] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔

[3421]۔ ربیع بن سبرۃ جہنی رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم فتح مکہ کے سال، مکہ گئے، آگے مذکورہ بالا روایت کی جس میں یہ اضافہ ہے، اس عورت نے پوچھا، کیا یہ درست ہے؟ اور یہ بھی ہے، میرے ساتھی نے کہا، اس کی چادر پرانی اور بوسیدہ ہے۔

[3422] ٢١۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا))

[3422]۔ حضرت ربیع بن سبرہ جہنی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! بے شک میں نے واقعی تمھیں عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی تھی۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے تو جس کے پاس ان میں سے کوئی ہو، اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے انھیں دے دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لو۔

[3423] (. . .) وحَدَّثَناه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

[3423]۔ امام صاحب عمر بن عبدالعزیز سے اسی سند سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے دیکھا، آگے اوپر والی روایت ہے۔

[3424] ٢٢۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا.

[3424]۔ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فتح مکہ کے موقع پر متعہ کرنے کا حکم دیا جبکہ ہم مکہ میں داخل ہوئے اور ہمیں اس سے نکلنے سے پہلے ہی روک دیا۔

[3422] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔
[3423] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔
[3424] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔

[3425] ٢٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ فَخَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ حَتَّى وَجَدْنَا جَارِيَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَخَطَبْنَاهَا إِلَى نَفْسِهَا وَعَرَضْنَا عَلَيْهَا بُرْدَيْنَا فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ فَتَرَانِي أَجْمَلَ مِنْ صَاحِبِي وَتَرَى بُرْدَ صَاحِبِي أَحْسَنَ مِنْ بُرْدِي فَآمَرَتْ نَفْسَهَا سَاعَةً ثُمَّ اخْتَارَتْنِي عَلَى صَاحِبِي فَكُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِفِرَاقِهِنَّ.

[3425]۔حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال اپنے ساتھیوں کو عورتوں سے لطف اندوز ہونے کا حکم دیا تو میں اور بنو سلیم سے میرا ساتھی نکلے حتی کہ ہم نے بنو عامر کی ایک دوشیزہ کو پالیا جو طاقت ور نوجوان دراز گردن اونٹ کی طرح تھی تو ہم نے اسے اس کی ذات کے بارے میں پیغام دیا اور ہم نے اسے اپنی چادریں پیش کیں تو دیکھنے لگی تو مجھے اپنے ساتھی سے زیادہ خوبصورت دیکھتی اور میرے ساتھی کی چادر کو میری چادر سے بہتر دیکھتی، کچھ وقت اس نے اپنے نفس سے مشورہ کیا، پھر مجھے میرے ساتھی پر پسند کیا، تو ہم تین دن اکٹھے رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان سے الگ ہو جانے کا حکم دیا۔

[3426] ٢٤۔(. . .) عَنْ سَبْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ.

[3426]۔ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

[3427] ٢٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

[3427]۔ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت متعہ النساء سے منع فرمایا۔

[3428] ٢٦۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ

[3425] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔
[3426] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔
[3427] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔
[3428] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ زَمَانَ الْفَتْحِ مُتْعَةِ النِّسَآءِ وَأَنَّ أَبَاهُ كَانَ تَمَتَّعَ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ.

[3428]۔ ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دور میں متعہ یعنی متعۃ النساء سے منع فرمایا، اور میرے باپ نے دو سرخ چادروں کے عوض متعہ کیا تھا۔

فائدہ :...... حضرت ربیع کے باپ اور ان کے ساتھی نے دو سرخ چادریں عورت پر پیش کی تھیں، اور عورت نے ان کو پسند کیا تھا۔

[3429] ۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ كَمَا أَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعَمْرِي لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلٰى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللّٰهِ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ جَآءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ فَأَمَرَهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ مَهْلًا قَالَ مَا هِيَ وَاللّٰهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ إِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ ثُمَّ أَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّينَ وَنَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ ثُمَّ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَسَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ وَأَنَا جَالِسٌ.

[3429]۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں کھڑے ہو کر کہا، کچھ لوگ جن کے دل اللہ نے اندھے کر دیے ہیں، جس طرح ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے، وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، ایک مرد (عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کی طرف اشارہ کر رہے تھے، انہوں نے بلند آواز سے جواب دیا،

[3429] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔

تم کم فہم، کم علم ہو، مجھے اپنی عمر کی قسم! پرہیزگاری کے امام، رسول اللہ ﷺ کے دور میں متعہ کیا جاتا تھا، تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، خود اس کا تجربہ کرو، اللہ کی قسم! اگر تم یہ کام کرو گے، تو میں تمہیں یقیناً تمہارے مناسب پتھروں سے رجم کر دوں گا، مذکورہ بالا سند سے ہی ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ مجھے خالد بن مہاجر بن سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ وہ ایک آدمی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ ایک آدمی نے آ کر اس سے متعہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا، تو اس نے، اسے اس کا فتویٰ دے دیا تو اسے ابن ابی عمرۃ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا، ذرا توقف کرو! اس نے کہا، کیوں کس وجہ؟ اللہ کی قسم! یہ کام امام المتقین کے عہد میں کیا جا چکا ہے، ابن ابی عمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا، آغاز اسلام ایک لاچار اور مضطر کے لیے اس کی رخصت تھی، جیسا کہ اس کے لیے مردار، خنزیر کے گوشت اور خون کی رخصت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے دین کو محکم کر دیا، اور اس سے روک دیا، ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے ربیع بن سبرۃ جہنی نے اپنے باپ سے روایت سنائی، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بنو عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں کے عوض فائدہ اٹھایا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ سے منع فرما دیا، ابن شہاب بیان کرتے ہیں، میں نے ربیع بن سبرۃ سے یہ روایت اس وقت سنی تھی، جبکہ وہ میری موجودگی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو سنا رہے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ **جلف:** جاف دونوں ہم معنی ہے۔ کم فہم، کم علم، سخت مزاج۔

فائدہ :...... حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے دور خلافت میں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اشارۃً سخت الفاظ میں تنقید کی، کیونکہ وہ سمجھتے تھے، جب حضور اکرم ﷺ نے کھلے انداز میں مختلف مواقع پر (فتح مکہ، حجۃ الوداع) سب کے سامنے منع فرما دیا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے فرمان کی تشہیر اور اعلان فرما دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی دو ٹوک انداز میں بیان کر دیا، تو اب کسی کے لیے اس کی گنجائش نہیں رہی، اس لیے انہوں نے یہ بھی کہا، کہ دوسروں کو فتویٰ دیتے ہو، ذرا خود کرو تو پھر دیکھو، ہم تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا، جب آپ نے فتح مکہ کے وقت مجبوری کے تحت رخصت دے دی تھی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب یہی انتہائی مجبوری کی صورت میں، مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی طرح اس رخصت کو استعمال کیا جا سکتا ہے، اس لیے انہوں نے بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو کم فہم، کم علم اور بے ادب و نادان قرار دیا، اور بقول قاضی عیاض، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آخر کار اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا، بہر حال ان سے دونوں قسم کی روایات مروی ہیں، لیکن پانی کی موجودگی میں تیمم کی ضرورت نہیں رہتی، صحیح احادیث کی موجودگی میں کسی کی رائے معتبر نہیں ہے۔

[3430] ۲۸-(...) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي عَبْلَةَ

[3430] تقدم تخريجه برقم (٣٤٠٥)۔

عَـنْ عُـمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ ((أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِّنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ)).

[3430]۔ ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ متعہ سے منع کیا اور فرمایا، ''خبردار، سنو! متعہ آج سے قیامت کے دن تک کے لیے حرام ہے۔'' اور جس نے کوئی چیز دے رکھی ہے، وہ اسے واپس نہ لے۔''

[3431] ٢٩۔(١٤٠٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا

عَـنْ عَـلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰـى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

[3431]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

[3432] (. . .)وحَدَّثَنَاه عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِفُلَانٍ إِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ.

[3432]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، کہ محمد بن علی نے (اپنے باپ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

[3431] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: غزوة خيبر برقم (٤٢١٦) وفي النكاح باب: نهى رسول الله ﷺ عن نكاح المتعة آخرا برقم (٥١١٥) وفي الذبائح والصيد باب: لحوم الحمر الانسية برقم (٥٥٢٣) والحيل باب: الحيلة في النكاح برقم (٦٩٦١) ومسلم في (صحيحه) في الصيد والذبائح باب: تحريم اكل لحم الحمرة الانسية برقم (٤٩٨١) وبرقم (٤٩٨٢) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في تحريم نكاح المتعة برقم (١١٢١) وفي الاطعمة باب: ما جاء في لحوم الحمرة الانسية برقم (١٧٩٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تحريم المتعة برقم (٦/ ١٢٥، ٦/ ١٢٦) وفي الصيد والذبائح باب: تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية برقم (٧/ ٢٠٢، ٧/ ٢٠٣) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: النهي عن نكاح المتعة برقم (١٩٦١) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٦٣)۔

[3432] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤١٧)۔

ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا، تم سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہو، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3433] ٣٠۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

[3433]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے وقت نکاح متعہ اور گھریلو (پالتو) گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

[3434] ٣١۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَآءِ فَقَالَ مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

[3434]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ عورتوں سے متعہ کے بارے میں گنجائش پیدا کر رہے ہیں، تو کہا، ٹھہرو! اے ابن عباس! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔

[3435] ٣٢۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

[3435]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقعہ پر، متعۃ النساء، اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے روک دیا تھا۔

فوائد: ...... ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرما دیا تھا، اور فتح مکہ کے وقت عارضی اجازت ایک استثنائی رخصت تھی، اور کوئی استثنائی صورت دلیل و حجت

[3433] تقدم تخريجه برقم (٣٤١٧)۔
[3434] تقدم تخريجه برقم (٣٤١٧)۔
[3435] تقدم تخريجه برقم (٣٤١٧)۔

نہیں بن سکتی، اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استدلالی نظریہ درست نہیں ہے، انہیں اس سے باز آنا چاہیے، اس لیے عرض کیا، تم راہ راست سے سرگرداں اور بھٹکے ہوئے ہو۔ ❷ جاہلیت کے دور میں نکاح متعہ کی دوصورتیں تھیں، ایک میں کم اجرت یا مزدوری پر چند دنوں کے لیے، محض مرد اور عورت کی رضامندی سے بغیر والدین کی اجازت اور گواہوں کے متعہ کیا جاتا تھا، جس کو نکاح متعہ کا نام دیا جاتا ہے، اس میں متعہ کرنے والا، گھر بسانے کی اور حمل کی صورت میں نتیجہ حمل کو قبول کرنے کی نیت نہیں کرتا تھا، اور نہ عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا تھا، اس میں طلاق، ظہار، ایلا، لعان، وراثت وغیرہ نکاح کے احکام جاری نہیں ہوتے تھے۔ اور دوسری صورت نکاح موقت کی تھی، جس میں والدین کی رضامندی سے طویل عرصہ کے لیے، مہر مقرر کر کے، گھر بسانے کے لیے نکاح کیا جاتا تھا، اس میں گواہ بھی ہوتے تھے، اور طلاق بھی، ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک دونوں صورتیں ناجائز اور حرام ہیں، لیکن امام زفر کے نزدیک نکاح موقت جائز ہے، وقت مقررہ پر طلاق دینے کی شرط ناجائز ہے اور یہ نکاح ابدی ہوگا، وقت مقررہ کالعدم ہوگا، اصل بات یہ ہے کہ شریعت نے نکاح کچھ اغراض ومقاصد کے لیے مقرر کیا ہے، محض جنسی ہوس پوری کرنا اور پانی کا اخراج مطلوب نہیں ہے، کیونکہ فطرتی اور طبعی طور پر مرد اور عورت حصول اولاد کے لیے ایک دوسرے کے لیے کشش کا باعث ہیں، اور اس کے لیے گھر بسانے پر آمادہ رہتے ہیں، جس میں سکون واطمینان کے ساتھ زندگی گزار سکیں، اور اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی میں ایک دوسرے کے لیے محبت ومودت اور رحمت وشفقت رکھی ہے اور عورت کو مرد کے لیے باعث سکون قرار دیا ہے، اگر انسان کی فطرت مسخ نہ ہو جائے، تو مرد اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اس کی بیوی ہر جائی ہو، اور نہ کوئی عورت اس بات کو برداشت کرتی ہے کہ اس کے میاں کے دل میں کسی اور کے لیے جگہ ہو، اور ہر جگہ منہ مارتا پھرے، اس لیے وہ سوکن کو بھی ٹھنڈے پیٹ قبول نہیں کرتی، شریعت اسلامیہ نے کچھ عرصہ تک کے لیے وقتی ظروف واحوال اور لوگوں کے رسوم ورواج کو ملحوظ رکھتے ہوئے، جاہلیت کے طریقہ پر قدغن عائد نہیں کی، اگرچہ اس کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی، اس لیے صرف جنگی سفروں میں، اس کو گوارا کیا، لیکن جب حالات بہتر ہو گئے، مسلمانوں کی حکومت مستحکم ہو گئی اور وہ سیاسی طور پر ایک قوت غالبہ بن گئے، تو اس پر کلہاڑا چلا دیا اور جنگ خیبر کے وقت اس کو منع قرار دے دیا، پھر فتح مکہ کے موقعہ پر انتہائی شدید ضرورت کی بنا پر صرف تین دن کے لیے اس میں استثنائی صورت پیدا کی گئی، اور اس کے بعد اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منع قرار دے دیا گیا، اب چونکہ کسی نئے رسول یا نبی کی آمد کا امکان نہیں رہا، اس لیے استثنائی صورت کی گنجائش نہیں رہی تھی، اس لیے آپ نے جنگ خیبر کے موقعہ پر تو قیامت تک کے لیے حرمت کی بات نہیں کی تھی، لیکن فتح مکہ کے موقعہ پر، قیامت تک کے لیے حرمت کا اعلان فرمایا، اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر جہاں ہر علاقہ اور ہر جگہ کے مسلمان کثیر تعداد میں موجود تھے، اس کا دوبارہ اعلان فرمایا، نکاح متعہ میں مقصود صرف چند دن کے لیے پانی کا اخراج ہے جبکہ دین وشریعت کی رو سے عورت حرث ہے، یعنی کھیتی ہے، جس سے پیداوار مقصود ہوتی ہے،

محض بیج ڈال کر اس کو ضائع کرنا مطلوب نہیں ہوتا، اسی لیے دبر میں تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے، اگر پانی کا بہاؤ ہی مقصد ہوتا یا ضرورت و مجبوری ہوتی، تو کم از کم حیض کے دنوں میں اس کی گنجائش رکھ لی جاتی، اس لیے متعہ کی حرمت میں عقل ونقل اور فطرت انسانی کی رو سے کوئی شک وشبہ نہیں، ہاں نکاح موقت میں، اگر حقیقی نکاح کی تمام شروط موجود ہوں، یعنی طلاق، ایلاء، لعان، ظہار، عدت، وراثت، نان ونفقہ اور اولاد کی ذمہ داری کی قبولیت، صرف یہ ناجائز شرط ہو کہ میں اتنے عرصہ کے بعد تمہیں طلاق دے دوں گا، تو پھر اس شرط کو باطل ٹھہرا کر، اس کو نکاح صحیح قرار دینے کی گنجائش حنفی مسلک میں موجود ہے، جیسا کہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے، اگر شرط اتنی طویل مدت کی رکھی گئی، جتنی مدت عام طور پر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، تو پھر یہ نکاح صحیح ہے، (فتح الملہم، ج۳، ص ۷۳۹) مگر متعہ کی حرمت کی صریح احادیث کی موجودگی میں اس نکاح کو صحیح قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔

۴...... بَاب: تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا فِي النِّكَاحِ

باب ۴: عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا

[3436] ۳۳-(۱۴۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)).

[3436]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی اور اس کی پھوپھی کو، اور بیوی اور اس کی خالہ کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔''

[3437] ۳۴-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُنَّ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

[3437]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے سے

[3436] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: لا تنكح المرأة على عمتها برقم (٥١٠٩) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: الجمع بين المرأة وعمتها برقم (٦/ ٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٣٨١٢)۔

[3437] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: الجمع بين المرأة وعمتها برقم (٦/ ٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٤١٥٦)۔

منع فرمایا ہے، بھتیجی اور اس کی پھوپھی، بھانجی اور اس کی خالہ۔

[3438] ٣٥۔(. . .)وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ قَالَ ابْنُ ابى امامة مَسْلَمَةَ مَدَنِیٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ وَلَدِ أَبِى أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُنْكَحُ الْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ الْأَخِ وَلَا ابْنَةُ الْأُخْتِ عَلَى الْخَالَةِ)).

[3438]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''بھتیجی کی موجودگی میں اس کی پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے، اور بھانجی کی موجودگی میں اس کی خالہ سے نکاح نہ کیا جائے۔''

[3439] ٣٦۔(. . .)وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ الْكَعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرٰى خَالَةَ أَبِيهَا وَعَمَّةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

[3439]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد بھتیجی اور اس کی پھوپھی، بھانجی اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرے، ابن شہاب کہتے ہیں، عورت کے باپ کی خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی کا بھی ہمارے خیال میں یہی حکم ہے۔

[3440] ٣٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا)).

[3440]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی

[3438] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: لا تنكح المرأة على عمتها برقم (٥١١٠) وابو داود فی (سننه) فی النكاح باب: ما يكره ان يجمع بينهن من النساء برقم (٢٠٦٦) والنسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: الجمع بين المرأة وعمتها برقم (٦/ ٩٦) انظر التحفة برقم (١٤٢٨٨)۔

[3439] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٤٢٤)۔

[3440] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٣٠)۔

پھوپھی کے ساتھ یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے۔"

[3441] (. . .) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3441]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3442] ۳۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((قَالَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللهُ لَهَا)).

[3442]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح کے بعد اپنا پیغام نہ بھیجے، اور نہ ہی اپنے بھائی کے بھاؤ کے بعد بھاؤ لگائے، اور نہ ہی کسی عورت سے نکاح کے بعد اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ سے نکاح کرے اور نہ ہی کوئی عورت نکاح کے لیے پچھلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے کہ نتیجتاً اس کا برتن انڈیل دے، وہ نکاح کرے، جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے، وہ اس کو مل کر رہے گا۔

فوائد:...... ❶ اصول یا ضابطہ یہ ہے کہ جن دو عورتوں میں سے ایک کو مرد فرض کرنے کی صورت میں اس کا دوسری سے نکاح نہ ہو سکے، ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے خالہ اور بھانجی، بھتیجی اور پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا، خواہ یہ رشتہ نسب وخون سے ہو یا دودھ سے، خوارج اور بعض شیعہ کے سوا تمام امت کا اس پر اتفاق ہے، پھوپھی، باپ کی بہن ہو یا دادا اور اس کے اوپر کے اعتبار سے، اسی طرح خالہ، ماں کی بہن ہو یا نانی اور اس کے اوپر کے اعتبار سے، خوارج اور شیعہ نے قرآنی آیت ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ مذکورہ عورتوں کے سوا، تمہارے لیے حلال ہیں۔ (نساء، آیت نمبر ۲۴) سے استدلال کیا ہے، حالانکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں ﴿لا تنكحوا المشركات﴾ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ (البقرہ، آیت نمبر ۲۲۱) کے ذریعہ مشرکات سے نکاح حرام کیا جا چکا ہے، آیت کے عموم کی تخصیص کے بعد خبر واحد سے تخصیص، احناف کے نزدیک بھی جائز ہے، جبکہ باقی ائمہ کے نزدیک بلا قید، آیت کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے، اور یہ حدیث تو کئی صحابہ سے مروی ہے۔ ❷ اگر ایک مرد کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے چکا ہے، اور اس کے ولی نے

[3441] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۷۹)۔

[3442] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها برقم (۱۹۲۹) انظر (التحفة) برقم (۱٤٥٦۲)۔

اس کی طرف اپنے میلان کا اظہار کر دیا ہے، یا ہاں کر دی ہے، تو پھر کسی دوسرے مرد کے لیے پیغام دینا جائز نہیں، اس طرح اگر ایک انسان کا دوسرے سے بھاؤ طے ہو رہا ہے یا طے ہو چکا ہے تو دوسرے کا دخل درست نہیں ہے، ایک مرد کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اس کی پہلی بیوی موجود ہے، تو اس دوسری عورت کے لیے پہلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس طرح پہلی بیوی ظاہری اسباب کی رو سے، نان و نفقہ، گھر بار اور خاوند سے محروم ہو سکتی ہے، اس طرح اس کو نقصان پہنچانا درست نہیں ہے، یہ دوسری شادی کر لے، اس کی قسمت کا اس کو مل کر رہے گا، اس کے لیے پہلی کو نقصان پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[3443] ٣٩-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحْرِزُ بْنُ عَوْنِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا أَوْ أَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِءَ مَا فِي صَحْفَتِهَا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ رَازِقُهَا.

[3443]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایک عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح کیا جائے، یا کوئی عورت نکاح کے لیے اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کر کے اس کے برتن میں جو کچھ ہے اس کو انڈیل دے، یقیناً اللہ اس دوسری کا بھی رازق ہے، (پہلی کے برتن کو اپنے لیے انڈیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔)

[3444] ٤٠-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى وَابْنِ نَافِعٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

[3444]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد عورت کی موجودگی میں اس کی پھوپھی کو یا اس کی خالہ کو نکاح میں لائے۔

[3445] (. . .) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3443] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٦٦)۔

[3444] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: الجمع بين المرأة وعمتها برقم (٦/ ٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٩٠)

[3445] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٣٠)۔

[3445] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

٥...... بَاب: تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَكَرَاهَةِ خِطْبَتِهِ

باب ٥: محرم کا نکاح کرنا یا منگنی کا پیغام دینا (محرم کے لیے نکاح کرنا حرام ہے اور پیغام نکاح مکروہ ہے)

[3446] ٤١-(١٤٠٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللهِ أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَحْضُرُ ذٰلِكَ وَهُوَ أَمِيرُ الْحَجِّ فَقَالَ أَبَانُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ وَلَا يَخْطُبُ)).

[3446] ۔نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کی شادی، شیبۃ بن جبیر کی بیٹی سے کرنے کا ارادہ کیا، تو ابان بن عثمان جو امیر الحج تھے کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ نکاح میں آئیں، تو ابان نے جواب دیا، میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنا نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کروائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

[3447] ٤٢-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ حَدَّثَنِي نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ بَعَثَنِي عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مَعْمَرٍ وَكَانَ يَخْطُبُ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَلَى ابْنِهِ فَأَرْسَلَنِي إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَقَالَ أَلَا أُرَاهُ أَعْرَابِيًّا إِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكَحُ أَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ عُثْمَانُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[3447] ۔نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں، مجھے عمر بن عبید اللہ بن معمر نے بھیجا، وہ شیبۃ بن عثمان کی بیٹی اپنے بیٹے کے لیے لینا چاہتے تھے، تو مجھے ابان بن عثمان کی طرف بھیجا، وہ موسم حج کے امیر تھے، تو انہوں نے جواب دیا،

[3446] اخرجه ابو داود في (سننه) في المحرم يتزوج برقم (١٨٤١) وبرقم (١٨٤٢) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في كراهة تزويج المحرم برقم (٨٤٠)۔ والنسائي في (المجتبى) في مناسك الحج باب: النهي عن ذلك برقم (٥/ ١٩٣) وفي النكاح باب: النهي عن نكاح المحرم برقم (٦/ ٨٨۔ ٦/ ٨٩) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: المحرم يتزوج برقم (١٩٦٦) انظر (التحفة) برقم (٩٧٧٦)۔

[3447] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٣٢)۔

میرے خیال میں وہ (عمر) بدوی ہے، ''محرم نہ اپنی شادی کر سکتا ہے، اور نہ ہی دوسرا اس کی شادی کر سکتا ہے۔'' یہ بات مجھے حضرت عثمان نے، رسول اللہ ﷺ سے نقل کی تھی۔

[3448] ٤٣۔(...) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى ح قَالَ وحَدَّثَنِي أَبُوالْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ)).

[3448]۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنی شادی کرتا ہے، اور نہ دوسرے کی شادی کرتا ہے اور نہ نکاح کا پیغام دیتا ہے۔''

[3448] ٤٤۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ)).

[3449]۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ نکاح کرتا ہے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دیتا ہے،'' یعنی اس کے لیے یہ کام روا نہیں ہے۔

[3450] ٤٥۔(...) حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ

عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَرَادَ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ طَلْحَةَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فِي الْحَجِّ وَأَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ فَأُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ أَلَا أُرَاكَ عِرَاقِيًّا جَافِيًا إِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ)).

[3450]۔ نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر نے اپنے بیٹے طلحہ کی شادی شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے حج کے دنوں میں کرنے کا ارادہ کیا، اور ابان بن عثمان اس وقت امیر حج تھے، اس لیے ابان کی طرف

[3448] تقدم تخريجه برقم (٣٤٣٢)۔

[3449] تقدم تخريجه برقم (٣٤٣٢)۔

[3450] تقدم تخريجه برقم (٣٤٣٢)۔

پیغام بھیجا، میں نے طلحہ بن عمر کی شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے، تو میں چاہتا ہوں، آپ بھی اس میں حاضر ہوں، تو ابان نے اسے جواب دیا، میرے خیال میں تم عراقی، نادان اور کم فہم ہو، میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''محرم نکاح نہیں کرتا ہے، یعنی نکاح نہیں کر سکتا۔''

فائدہ:...... حضرت ابان بن عثمان نے عمر بن عبید اللہ کو عراقی کا نام دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، منکرین سنت یا سنت سے ناواقف لوگوں کی کثرت، عراق میں تھی، اس علاقہ کے لوگ سنت سے جاہل تھے، جس طرح جنگلی اور بدوی لوگ سنت سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لیے عراق کی سرزمین تمام بدعتیوں کے لیے زرخیز رہی ہے، اور اس سرزمین سے مختلف قسم کے فتنہ پرور لوگوں نے سر اٹھایا ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام لیث، امام اسحاق، امام اوزاعی وغیرہم کا قول اس حدیث کے مطابق ہے، اگر امام بخاری اس حدیث کو نہیں لائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک ضعیف ہے۔

[3451] ٤٦-(١٤١٠) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ أَنَّهُ نَكَحَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

[3451]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے شادی کی جبکہ آپ محرم تھے، ابن نمیر (مصنف کے استاد) یہ اضافہ کرتے ہیں، کہ یہ روایت میں نے زہری کو سنائی، تو اس نے کہا، مجھے یزید بن الاصم نے بتایا، کہ آپ نے اس وقت، ان سے نکاح کیا تھا، جبکہ آپ حلال تھے۔

[3452] ٤٧-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[3451] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: نكاح المحرم برقم (٥١١٤) والترمذی فی (جامعه) فی الحج باب: ما جاء فی الرخصة فی ذلك برقم (٨٤٤) والنسائی فی المجتبی فی مناسك الحج باب: الرخصة فی النكاح للمحرم برقم (٥/ ١٩١) وفی النكاح باب: الرخصة فی نكاح المحرم برقم (٦/ ٨٨) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: المحرم يتزوج برقم (١٩٦٥) انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٦)۔

[3452] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٤٣٧)۔

[3452]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی، اس وقت کی جبکہ آپ محرم تھے۔

[3453] ٤٨۔(١٤١١)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو فَزَارَةَ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

[3453]۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی جبکہ آپ حلال تھے، یزید بن الاصم کہتے ہیں کہ میمونہ رضی اللہ عنہا، میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ ہیں۔

فائدہ:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح عمرۃ القضاء ۷ھ میں کیا ہے، ظاہر ہے اس عمرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابن عباس اور یزید بن الاصم میں سے کوئی بھی نہ تھا، اس لیے دونوں نے کسی دوسرے سے سنا ہے، یزید بن الاصم براہ راست حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی حلال ہونے کی حالت میں کی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اگرچہ، یزید سے علم وفضل اور مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بہت بلند ہیں، لیکن یہ کوئی فکری یا نظری یا استنباطی چیز نہیں ہے، جس میں علم وجہ ترجیح بن سکے، یہ تو ایک بات یا واقعہ کو یاد رکھنا ہے، جس کو بسا اوقات ایک جاہل زیادہ یاد رکھتا ہے، نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام رساں ابورافع بھی، یزید بن الاصم کی تائید کرتے ہیں، اور اگر عمرو بن دینار نے، یزید بن الاصم پر اعرابی بوّال علی عقبہ، کہ وہ جنگلی تھا، اور اپنی ایڑھیوں پر پیشاب کرتا تھا کی پھبتی کسی ہے، تو یہ بلا محل ہے، کیونکہ جیسا کہ ہم بتا چکے واقعہ یاد رکھنے میں جنگلی، عالم پر فائق ہوسکتا ہے، نیز سعید بن المسیب، سعید التابعین نے، اس کے مقابلہ میں یہ کہا ہے، جبکہ میمونہ جو صاحب واقعہ ہیں، خود یہ فرماتی ہیں، کہ میرے ساتھ آپ نے شادی حلال ہونے کی حالت میں کی، تو پھر ابن عباس کا قول وہم پر محمول ہوگا۔(سبل السلام، ج ۳، ص ۱۷۰، جمعیہ احیاء التراث الاسلامی)

مزید برآں اگر بالفرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح بھی دی جائے، تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جو قولی ہے، معارض ہے، اور احناف کا اصول ہے قول اور فعل میں تعارض ہو تو قول کو ترجیح دی جائے گی یا بقول شاہ ولی اللہ فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہوگا، یا فعل قول سے منسوخ ہوگا۔(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱، ص ۱۲۸)

[3453] اخرجه ابو داود في (سننه) في المناسك باب: المحرم يتزوج برقم (١٨٤٣) والترمذي في (جامعه) في الحج باب: ما جاء في الرخصة في ذلك برقم (٨٤٥) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: المحرم يتزوج برقم (١٩٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٨٢)۔

٦..... بَاب: تَحْرِيمِ الْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتّٰى يَأْذَنَ أَوْ يَتْرُكَ

باب ٦: بھائی کی منگنی پر منگنی کرنا ناجائز ہے الا یہ کہ وہ اجازت دے دے یا چھوڑ دے

[3454] ٤٩۔(١٤١٢) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ)).

[3454]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کے سودے کے اوپر سودا نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی منگنی پر منگنی کرو۔''

[3455] ٥٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبِعْ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ)).

[3455]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص، اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، اور نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے، الا یہ کہ وہ اسے اجازت دے دے۔''

[3454] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البيوع باب: لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى يأذن له او يترك برقم (٢١٣٩) وفی باب: النهی عن تلقی الركبان برقم (٢١٦٥) ومسلم فی (صحيحه) فی البيوع باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التعرية برقم (١٧٩٠) وفی باب: تحريم تلقی الجلب برقم (٣٧٩٩) وابو داود فی (سننه) فی البيوع والاجارات باب: فی التلقی برقم (٣٤٣٦) والترمذی فی (جامعه) فی البيوع باب: ما جاء فی النهی عن البيع على بيع اخيه برقم (١٢٩٢) والنسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: النهی ان يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (٦/ ٧١) وفی البيوع باب: بيع الرجل على بيع اخيه برقم (٧/ ٢٥٨) وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه برقم (٢١٧١) انظر (التحفة) برقم (٨٢٨٤)۔

[3455] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی البيوع باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التعرية برقم (٣٧٩١) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: لا يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (١٨٦٨) انظر (التحفة) برقم (٨١٨٥)۔

[3456] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3456]۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[3457] (. . .) و حَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3457]۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔

[3458] ٥١۔(١٤١٣) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ أَوْ يَتَنَاجَشُوا أَوْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ أَوْ يَبِيعَ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا أَوْ مَا فِي صَحْفَتِهَا زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ وَلَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ.

[3458]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے، جنگلی (بدوی) کے لیے شہری سودا کرے، یا کوئی شخص، خریدنے کی نیت کے بغیر بھاؤ چڑھائے، یا کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے

[3456] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٧٢)۔

[3457] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٧٢)۔

[3458] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى يأذن له او يترك برقم (٢١٤٠) ومسلم في (صحيحه) في البيوع باب: تحريم بيع الحاضر للبادي برقم (٣٨٠٣) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (٢٠٨٠) وفي البيوع والاجارات باب: في النهي عن النجش برقم (٣٤٣٨) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (١١٣٤) وفي الطلاق باب: ما جاء لا تسال المرأة طلاق اختها برقم (١١٩٠) وفي البيوع باب: ما جاء لا يبيع حاضر لباد برقم (١٢٢٢) وفي باب: ما جاء في كراهية النجش في البيوع برقم (١٣٠٤) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (١٨٦٧) وفي باب: التجارات باب: لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه برقم (٢١٧٢) وفي باب: ما جاء في النهي عن النجش برقم (٢١٨٤) وفي باب: النهي ان يبيع حاضر لباد برقم (٢١٧٥) انظر (التحفة) برقم (١٣١٢٣)۔

یا بھائی کے سودا پر سودا کرے، اور نہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے، تاکہ جو کچھ اس کے برتن یا پلیٹ میں ہے، اپنے لیے انڈیل لے، عمرو کی روایت میں یہ اضافہ ہے، نہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ کرے۔

[3459] ٥٢۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعِ الْمَرْءُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا يَخْطُبِ الْمَرْءُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ الْأُخْرٰى لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا)).

[3459]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے کی نیت کے بغیر نرخ نہ چڑھاؤ، نہ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ شہری جنگلی کے لیے سودا کرے، اور نہ کوئی شخص بھائی کی منگنی پر منگنی کرے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی طلاق کا مطالبہ کرے، تاکہ جو کچھ اس کے برتن میں ہے، اپنے لیے انڈیل لے۔''

[3460] ٥٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَلَا يَزِدِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ.

[3460] ۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اتنا فرق ہے، ''کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر قیمت نہ بڑھائے۔''

[3461] ٥٤۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَتِهِ)).

[3459] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٣٦٤)۔

[3460] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الشروط باب: ما یجوز من الشروط فی النكاح برقم (١٧٢٣) والنسائی فی (المجتبى) فی البيوع باب: سوم الرجل على سوم اخيه برقم (٧/ ٢٥٨) وفی باب: النجش برقم (٧/ ٢٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٧١)۔

[3461] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی البيوع باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التعرية برقم (٣٧٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩٥)۔

[3461]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مسلمان اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے اور نہ اس کی منگنی پر منگنی کرے۔''

[3462] ٥٥۔(...) وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ وَسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

[3462]۔امام صاحب ایک اور استاد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

[3463] (...) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ وَسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِمَا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا ((عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَخِطْبَةِ أَخِيهِ)).

[3463]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے، نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے۔''

[3464] ٥٦۔(١٤١٤) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ وَغَيْرِهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ فَلَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ)).

[3464]۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن، مومن کا بھائی ہے، اس لیے کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے، اور اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے، حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ:...... بیوع سے متعلقہ احکام کی وضاحت آ گے، کتاب البیوع میں آئے گی، اور اس بات پر جمہور کا اتفاق ہے، کہ جب پیغام بھیجنے والے کا پیغام منظور کر لیا جائے، تو پھر اس کے بعد پیغام بھیجنا اور نکاح کرنا ناجائز ہے، اگر

[3462] تقدم

[3463] اخرجه مسلم في (صحيحه) في البيوع باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم والنجش وتحريم التعرية برقم (٣٧٩٣) انظر (التحفة) برقم

[3464] اخرجه مسلم في (صحيحه) في البيوع باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التعرية برقم (٣٧٩٣) انظر (التحفة) برقم (٩٩٣٢)۔

نکاح کرے گا، گناہ گار ہو گا، لیکن نکاح صحیح ہو گا اور امام داؤد ظاہری کے نزدیک یہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا، اور امام مالک کے نزدیک تعلقات سے قبل پتہ چل جائے گا تو نکاح فسخ ہو گا، بعد میں پتہ چلے تو فسخ نہیں ہو گا۔

٧...... بَاب: تَحْرِيمِ نِكَاحِ الشِّغَارِ وَبُطْلَانِهِ

باب ٧: نکاح شغار کی حرمت اور اس کا باطل ہونا

[3465] ٥٧-(١٤١٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

[3465]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے، اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کی شادی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دے، اور ان کے درمیان مہر نہ ہو۔"

[3466] ٥٨-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ.

[3466]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن یہاں یہ اضافہ ہے، عبید اللہ کہتے ہیں، میں نے نافع سے پوچھا، شغار کسے کہتے ہیں؟ (گویا مذکورہ بالا روایت میں شغار کی تعریف نافع نے کی ہے، مرفوع نہیں ہے)

[3467] ٥٩-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السَّرَّاجِ عَنْ نَافِعٍ

[3465] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: الشغار برقم (٥١١٢) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في الشغار برقم (٢٠٧٤) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في النهي عن نكاح الشغار برقم (١١٢٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تفسير الشغار برقم (٦/ ١١٢) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: النهي عن الشغار برقم (١٨٨٣) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٣)۔

[3466] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيل باب: الحيلة في النكاح برقم (٦٩٦٠) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في الشغار برقم (٢٠٧٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: الشغار برقم (٦/ ١١٠) انظر (التحفة) برقم (٨١٤١)۔

[3467] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٥٥)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ.

[3467]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

[3468] ٦٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)).

[3468]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں شغار نہیں ہے۔''

[3469] ٦١۔(١٤١٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوأُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيالزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأُزَوِّجُكَ ابْنَتِي أَوْ زَوِّجْنِي أُخْتَكَ وَأُزَوِّجُكَ أُخْتِي.

[3469]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے، ابن نمیر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو یوں کہے، تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو اور میں اپنی بیٹی کی شادی تجھ سے کردوں گا، یا اپنی بہن کی شادی مجھ سے کردو، میں اپنی بہن کی شادی تجھ سے کردیتا ہوں۔

[3470] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ زِيَادَةَ ابْنِ نُمَيْرٍ.

[3470]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اور اس میں ابن نمیر کا اضافہ نہیں ہے۔

[3471] ٦٢۔(١٤١٧) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ.

[3471]۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

[3468] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٧٩)۔

[3469] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: تفسير الشغار برقم (٦/ ١١٢) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: النهی عن الشغار برقم (١٨٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٦)۔

[3470] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٤٥٤)۔

[3471] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٥١)۔

رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

مفردات الحدیث ✽ شغار: کا لغوی معنی اٹھانا ہے، کہتے ہیں۔ شَغَرَ الْكَلْبُ: کتے نے پیشاب کرنے کے لیے ٹانگ اٹھائی، گویا نکاح شغار کا معنی ہوا، تم میری بیٹی سے نکاح اس صورت میں کر سکتے ہو، جب تم مجھے اپنی بیٹی کا نکاح دو، اس کے بغیر تم میری بیٹی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، ہمارے عرف میں اس کو وٹہ سٹہ کا نکاح کہا جاتا ہے۔

فائدہ:...... وٹہ سٹہ کا نکاح بالاتفاق ممنوع ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے، یہ نکاح ہو جانے کی صورت میں باطل ہوگا یا نہیں، امام شافعی، اور امام احمد کے نزدیک باطل ہوگا، اور امام مالک کے نزدیک اگر تعلقات قائم نہیں ہوئے تو باطل ہے، اور اگر تعلقات قائم ہو چکے ہیں، تو باطل نہیں ہے، صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے، اگر اس کے ناجائز ہونے کا علم ہے تو پھر تو یہ باطل ہوگا، اگر نکاح کے بعد پتہ چلا تو پھر حالات وظروف کا لحاظ رکھا جائے گا، اگر نکاح ختم کرنے سے خرابی اور فساد زیادہ پیدا ہوتا ہو، تو اس شرط کو کالعدم قرار دے کر نکاح کو قائم رکھا جائے، شرط کے کالعدم ہونے کا معنی یہ ہے، اگر ایک سے کسی وجہ سے نباہ نہیں ہوا، تو اس کے مقابلہ میں بلاوجہ، طلاق نہ دی جائے، یا ایک کے خاوند نے کسی سبب اور وجہ کی بنا پر بیوی کو سرزنش وتوبیخ کی ہے، تو دوسری پر بلاوجہ غصہ نہ نکالا جائے، یا وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے اپنے میکے نہ بیٹھ رہیں، لیکن احناف کے نزدیک چونکہ شغار کی ممانعت کا سبب بلا مہر نکاح کرنا اور فرج کو مہر قرار دینا ہے، اس لیے اگر مہر مثل مقرر کر دیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا، حالانکہ وٹہ سٹہ کی حرمت کا سبب وہ بگاڑ اور فساد ہے، جو اس کے نتیجہ میں رونما ہوتا ہے، اور ہمارے معاشرہ میں اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ مہر کے مقرر کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

٨...... بَاب: الْوَفَاءِ بِالشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

باب ٨: نکاح میں مقررہ کردہ شرطوں کو پورا کرنا

[3472] ٦٣-(١٤١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)) هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ الْمُثَنَّى غَيْرَ أَنَّ ابْنَ الْمُثَنَّى قَالَ ((الشُّرُوطِ)).

[3472] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: الشروط في المهر عند عقده النكاح ←

[3472]۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب شرطوں سے زیادہ پورا کرنے کی حقدار وہ شرطیں ہیں، جن سے تم نے شرم گاہوں کو اپنے لیے حلال ٹھہرایا ہے۔'' بعض راویوں نے شرط کا لفظ مفرد بولا اور بعض نے شروط جمع کا لفظ استعمال کیا۔

فائدہ:...... میاں بیوی جب شادی کرتے ہیں، تو نکاح سے ان کے کچھ مقاصد اور اغراض ہوتے ہیں، اور کچھ شروط ایسی ہوتی ہیں، جو خود نکاح کا تقاضا ہیں، اس لیے ان شروط سے مراد وہ شرطیں ہیں، جو تقاضا کے منافی نہ ہوں، اگرچہ وہ نکاح کے مقتضیٰ سے زائد ہوں، مثلاً عورت مہر مثل سے زیادہ کا تقاضا کرے، یا بہتر اور اچھی رہائش کی شرط لگائے، اور خاوند اس کے دوشیزہ ہونے یا کسی مخصوص خاندان سے ہونے کی شرط لگائے، لیکن عورت یہ شرط لگائے کہ پہلی بیوی کو طلاق دو یا خاوند شرط لگائے کہ میں نان ونفقہ نہیں دوں گا، یا تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا، تو یہ درست نہیں ہے، یا فریقین میں کوئی خلاف اسلام شرط لگائے، مثلاً مرد کہے، تم پردہ نہیں کر سکو گی یا عورت کہے، میں پردہ نہیں کروں گی، تو ایسی شرطوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۹...... بَاب: اِسْتِئْذَانِ الثَّيِّبِ فِي النِّكَاحِ بِالنُّطْقِ وَالْبِكْرِ بِالسُّكُوتِ

باب ۹: شوہر دیدہ سے نکاح کی اجازت بول کر اور کنواری سے سکوت کا کافی ہونے کا بیان

[3473] ٦٤-(١٤١٩) حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ ((أَنْ تَسْكُتَ)).

← برقم (٢٧٢١) وفي النكاح باب: الشروط في النكاح برقم (٥١٥١) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في الرجل يشترط لها دارها برقم (٢١٣٩) والترمذي في ((جامعه)) في النكاح باب: ما جاء في الشرط عند عقده النكاح برقم (١١٢٧) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: الشروط في النكاح برقم (٦/ ٩٢-٩٣) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الشروط في النكاح برقم (١٩٥٤) انظر (التحفة) برقم (٩٩٥٣)۔

[3473] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: لا ينكح الاب وغيره البكر والثيب الا برضاهما برقم (٥١٣٦) وفي الاكراه باب: لا يجوز نكاح المكره برقم (٦٩٤٦) وفي الحيل باب: في النكاح برقم (٦٩٦٨) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: اذن البكر برقم (٦/ ٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٥)۔

[3473]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شوہر دیدہ کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر نہ کیا جائے، اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی، (سکوت)۔''

فائدہ:...... ایم کا اصل معنی ہے، بے شوہر والی عورت، جیسا کہ فرمان باری ہے، ﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ﴾ (اپنی بے شوہر والی عورتوں کی شادی کرو) لیکن اس باب میں مذکورہ احادیث میں، اس سے مراد ایسی عورت ہے، جو شادی شدہ ہو اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد کسی سبب سے خواہ وہ شوہر کا انتقال ہو یا طلاق وخلع، بے شوہر ہو گئی، ہو بعض روایات میں اس کو ثیب کا نام دیا گیا ہے، ایسی عورت کے بارے میں ہدایت دی گئی ہے کہ اس کی رائے اور مرضی معلوم کیے بغیر اس کی شادی نہ کی جائے، اور یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی رائے یا رضا مندی کا اظہار زبان سے یا واضح اشارے سے کرے اور کنواری لڑکی کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے، لیکن دوشیزہ لڑکیوں کو جبکہ وہ شرم وحیاء سے متصف ہوں، آزاد اور کھلی نہ ہوں، زبان یا اشارہ سے اجازت دینا مشکل ہوتا ہے، اس لیے ان کی اجازت کے لیے ان کی خاموشی یا رضامندی کا کوئی قرینہ یا اشارہ ہی کافی ہے، اور یہ بات واضح ہے، وہی لڑکی زبان سے یا سکوت سے رضامندی کا اظہار کر سکتی ہے، جو سن شعور وتمیز کو پہنچ چکی ہو، اور سوچنے، سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہو، شادی کے مقصد اور مفہوم کو سمجھتی ہو، لیکن اگر کوئی لڑکی ابھی نکاح وشادی کے بارے میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہے اور کسی مجبوری یا مصلحت کے تقاضہ کے تحت اس کی شادی کرنی ہے، کوئی بہت اچھا اور مناسب رشتہ ملتا ہے، اور ولی خیر خواہ اور ذمہ دار ہے، کسی خودغرض یا دنیوی مفاد کا حریص ولالچی نہیں ہے، بلکہ بچی کی بہتری اور بھلائی کے جذبہ کے تحت اس کی شادی کرنا چاہتا ہے، تو اپنی خیر خواہانہ صوابدید کے مطابق خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

[3474] (. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ كُلُّهُمْ

[3474] طریق زهیر بن حرب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٦٤) وطریق ابراهیم بن موسی اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی النکاح باب: ما جاء فی استئمار البکر والثیب برقم (١١٠٧) وابن ماجه فی (سننه) فی النکاح باب: استئمار البکر والثیب برقم (١٨٧١) انظر و ←

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ وَإِسْنَادِهِ وَاتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيثِ هِشَامٍ وَشَيْبَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

[3474]۔ امام صاحب نے بہت سے اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، اور تین راویوں، ہشام، شیبان اور معاویہ بن سلام کے الفاظ بھی یکساں ہیں۔

[3475] ٦٥۔(١٤٢٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ قَالَ ذَكْوَانُ مَوْلٰى عَائِشَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَارِيَةِ يُنْكِحُهَا أَهْلُهَا أَتُسْتَأْمَرُ أَمْ لَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ تُسْتَأْمَرُ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّهَا تَسْتَحْيِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَذٰلِكَ إِذْنُهَا إِذَا هِيَ سَكَتَتْ)).

[3475]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سند سے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے لڑکی کے بارے میں دریافت کیا، جب اس کے گھر والے اس کی شادی کرنا چاہیں، تو کیا اس سے مشورہ لیا جائے گا، یا نہیں؟ (تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا، "ہاں۔" اس سے مشورہ لیا جائے گا:" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا، وہ تو شرم و حیا محسوس کرے گی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کی اجازت یہی ہے کہ وہ خاموشی اختیار کرے۔"

← (التحفة) برقم (١٥٣٨٤) وطريق زهير بن حرب عن حسين بن محمد اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحيل باب: فی النكاح برقم (٦٩٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧١) وطريق عمرو الناقد تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤١٩) وطريق عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤١٧)۔

[3475] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: لا ينكح الاب وغيره والبكر والثيب الا برضاهما برقم (٥١٣٧) وفی الحيل باب: فی النكاح برقم (٦٩٧١) والنسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: اذن البكر برقم (٦/ ٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٧٥) [٣٤٦١ اخرجه ابو داود فی (سننه) فی النكاح باب: فی الثيب برقم (٢٠٩٨) وبرقم (٢٠٩٩) وبرقم (٢١٠٠) والترمذی فی (جامعه) فی النكاح باب: ما جاء فی استئمار البكر والثيب برقم (١١٠٨) والنسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: استئذان البكر فی نفسها برقم (٦/ ٨٤۔٨٥) وفی باب: استئما الاب البكر فی نفسها برقم (٦/ ٨٥) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: استئمار البكر والثيب برقم (١٨٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٥١٧)۔

[3476] ٦٦-(١٤٢١) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا))**.

[3476]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ عورت کا اپنے نفس کے بارے میں اپنے ولی سرپرست سے زیادہ حق ہے، اور کنواری کا باپ، اس کے نفس (نکاح) کے بارے میں اس سے اجازت حاصل کرے، اور اس کی اجازت، اس کی خاموشی ہے؟'' امام مالک نے اس بات کی تصدیق کی کہ میں نے یہ روایت سنی ہے۔

[3477] ٦٧-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا))**.

[3477] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے ولی کی بنسبت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے، اور کنواری لڑکی سے رائے لی جائے گی، اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔

[3478] ٦٨-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ **((الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَرُبَّمَا قَالَ وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا))**.

[3478] ۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ بالا روایت میں کہ ''شوہر دیدہ اپنے ولی کے اعتبار سے اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے، اور اس کی اجازت، اس کی خاموشی ہے۔'' اور بسا اوقات آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا سکوت ہی اس کا اقرار ہے۔''

فائدہ:...... اسلام دین فطرت ہے، کیونکہ خالق فطرت کا نازل کردہ ہے، اس لیے اس میں اعتدال اور توازن کو قائم رکھا گیا ہے، جس مسئلہ کا تعلق دو فریقوں سے ہوتا ہے، اس میں دونوں کی رعایت اور لحاظ رکھا جاتا ہے، کسی ایک فریق کو دوسرے کا حق مارنے یا جبر کرنے کی جازت نہیں دی جاتی، نکاح کا مسئلہ دو فریقوں سے تعلق رکھتا

[3476] تقدم

[3477] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٦١)۔

[3478] تقدم تخريجه برقم (٣٤٦١)۔

ہے، عورت اور اس کے سرپرست یعنی اس کی پرورش و پرداخت کرنے والا اس کا والد، اس لیے شریعت اسلامیہ میں، دونوں کی رائے اور رضامندی کو اہمیت دی گئی ہے، یہ بات عورت کے شرم و حیاء اور اس کے شرف کے منافی ہے کہ وہ اپنا نکاح خود کرے، اور اس سے خرابیاں اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں، شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں، صرف عورتوں کو نکاح کا فیصلہ کرنے کا اختیار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنی کم عقلی کی بنا پر بدفکری کا شکار ہو جاتی ہیں، اور صحیح فیصلہ نہیں کر پاتیں، اور بسا اوقات ایسی جگہ شادی رچا لیتی ہیں، جو ان کے خاندان کے لیے عار اور بدنامی کا باعث بنتی ہیں، اور لوگوں میں طبعی اور جبلی طور پر یہ بات عام ہے کہ وہ اس معاملہ میں حل وعقد کا اختیار مردوں کو دیتے ہیں، کیونکہ تمام نفقات انہوں نے برداشت کیے ہوتے ہیں، ولی کو نکاح میں اہمیت دینا اس کے مقام و شرف کا اقرار ہے، اور عورت کو اختیار دینا اس کی بےحیائی اور بےشرمی کا شاخسانہ ہے، اور ولی کو نظر انداز کر کے اس کا حق مارنا ہے۔ (حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۲۷)

امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک شوہر دیدہ اور بالغہ کنواری کا ولی کے بغیر نکاح کرنا صحیح ہے، اگرچہ بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ وہ ولی کی اجازت سے نکاح کرے، فرق صرف اس قدر ہے، ان کے نزدیک ولی کی اجازت شرط نہیں ہے، امام داؤد ظاہری نے کنواری کے لیے ولی کی اجازت کو شرط قرار دیا ہے، اور شوہر دیدہ کے لیے شرط قرار نہیں دیا، ائمہ کی آراء سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اختلاف صرف ولی کی اجازت کی شرط میں ہے، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نکاح ولی ہی کے ذریعہ ہونا چاہیے، عورت کے لیے یہ ٹھیک نہیں ہے کہ وہ خود اپنا نکاح کرے اور بےشرمی و بےحیائی کا مظاہرہ کرے اور نہ سرپرست کے لیے اس پر جبر کرنا اور اس کی رائے اور مشورہ کو نظر انداز کرنا، یا اس کے مفادات کو نقصان پہنچانا درست ہے، دونوں کو ایک دوسرے کے حق کو خوش دلی سے تسلیم کرنا اور ادا کرنا چاہیے اور باہمی مشورہ سے اس کا فیصلہ کرنا چاہیے اور آج کے مغربی تہذیب کے دلدادہ افراد سے پہلے یہ مسئلہ کبھی اختلافی نہیں رہا، ہمیشہ عورت اپنے سرپرستوں کے خیرخواہانہ اور ناصحانہ طرز عمل پر مطمئن رہی ہیں، آج کل کی مادر پدر آزادی نے اس کو مسئلہ بنایا ہے۔

۱۰...... بَاب: تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ

باب ۱۰: باپ کا نابالغہ دوشیزہ کا نکاح کر دینا

[3479] ٦٩۔(١٤٢٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ

[3479] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مناقب الانصار باب: تزويج النبی ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها برقم (٣٨٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٩)۔

أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِسِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَتْ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَوُعِكْتُ شَهْرًا فَوَفَى شَعْرِي جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ هَهْ هَهْ حَتَّى ذَهَبَ نَفَسِي فَأَدْخَلَتْنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ.

[3479] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی، جبکہ میں چھ برس کی تھی اور میرے ساتھ شب زفاف گزاری یا میری رخصتی اس وقت ہوئی، جبکہ میں نو برس کی تھی، اور جب ہم مدینہ پہنچے تو مجھے ایک ماہ تک بخار چڑھتا رہا (اور میرے بال گر گئے) میرے بال کانوں تک بڑھ گئے، تو (میری ماں) ام رومان میرے پاس آئیں، جبکہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی، اس نے مجھے بلند آواز سے بلایا، تو میں اس کی خدمت میں حاضر ہوگئی، اور مجھے معلوم نہیں تھا، وہ مجھ سے کیا چاہتی ہیں، تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لا کر اس نے دروازہ پر روک لیا، میں نے ہاہ، ہاہ کیا، حتی کہ میرا سانس پھولنا رک گیا، اور وہ مجھے گھر لے گئیں اور وہاں انصاری عورتیں موجود تھیں، انہوں نے کہا، خیر و برکت پاؤ، اور بہترین نصیبہ ہو، تو ماں نے مجھے ان کے سپرد کر دیا، انہوں نے میرا سر دھویا اور میرا بناؤ سنگھار کیا، اور مجھے خوف زدہ صرف اس چیز نے کیا کہ چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، اور انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔

مفردات الحدیث ❶ بنی بِیْ: میری رخصتی عمل میں آئی، کیونکہ عورت کے لیے شب زفاف الگ جگہ تیار کی جاتی تھی۔ ❷ وُعِكْتُ: مجھے بخار آنے لگا۔ ❸ جُمَيْمة: وہ بال جو کانوں تک پہنچتے ہوں۔ ❹ أُرْجُوحة: جھولا، وہ لمبی لکڑی جس کے درمیان حصہ کو زمین میں نصب لکڑی پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے دونوں طرف بچیاں بیٹھ کر اس کو اوپر نیچے کرتی ہیں، هه هه: اکھڑی اکھڑی سانس کی آواز۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، کسی مصلحت اور حکمت وضرورت کے تحت نابالغہ بچی کی شادی بھی ہو سکتی ہے، اور رخصتی اس وقت عمل میں آئے گی، جب بچی خاوند کے پاس جا سکتی ہو، اس کے لیے کسی عمر کی قید یا حد نہیں ہے، کیونکہ عورتوں کی صحت وقوت، مزاج اور قد و کاٹھ اور نشوونما کی کیفیت یکساں نہیں ہوتی، نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر متفق علیہ کی روایت کے مطابق چھ سال سے اوپر اور سات سال سے کم تھی، اس لیے بعض روایات میں چھ سال آیا، اور بعض میں کسر کو پورا کرتے ہوئے یا تغلیباً سات سال کہہ دیا گیا ہے۔

اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ باپ دادا چونکہ انتہائی خیر خواہ اور مشفق و مہربان ہوتے ہیں، اور وہ کبھی اپنے مفادات کو بچی کے نقصان وضرر پر ترجیح نہیں دیتے، اس لیے وہ نابالغہ لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں، باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی نابالغہ کی شادی نہیں کر سکتا، اور بالغہ ہو جانے کے بعد امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور تمام علمائے حجاز کے نزدیک بچی کو نکاح فسخ کروانے کا حق حاصل نہیں ہوگا، لیکن اہل عراق کے نزدیک اس کو خیار فسخ حاصل ہوگا، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اور جمہور کے نزدیک اگر باپ دادا کے سوا کسی ولی نے نابالغہ کا نکاح کر دیا تو وہ باطل ہوگا، لیکن امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک، لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، اور امام ابو یوسف کے نزدیک فسخ کا اختیار نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، رخصتی کے وقت عورتیں جمع ہو سکتی ہیں، اور دلہن کا بناؤ سنگھار کرنا بھی صحیح ہے، اور عورتیں جمع ہو کر دلہن کی خوشی اور شادمانی کا باعث بنیں اور اس کو دعا کے ساتھ رخصت کریں، اور دلہن کو دن کے وقت بھی دولہا کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔

[3480] ٧٠-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

[3480] - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی، جبکہ میں چھ برس کی تھی اور میرے ساتھ زفاف اس وقت منایا جبکہ میں نو برس کی ہو گئی تھی۔

[3481] ٧١-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

[3481] - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی جبکہ وہ سات برس کی تھیں، اور آپ کے پاس اس وقت بھیجا گیا، جبکہ وہ نو برس کی تھیں، اور ان کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں، اور ان سے فوت اس وقت ہوئے جبکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نابالغہ بچیاں، گڑیوں سے کھیل سکتی ہیں، اور یہ گڑیاں محض نام کی تصویریں ہوتی ہیں، کیونکہ خود بچیاں، کپڑوں سے بناتی ہیں، گویا نقل، اصل کے مطابق نہیں ہوتی، اور اگر ان کو

[3480] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٠٦٦)-

[3481] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٦٥٨)-

تصویریں مان لیا جائے، تو ظاہر یہ ہے، ہجرت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے، اور تصویروں کی حرمت بعد میں ہوئی ہے، اس لیے اس حدیث سے بچیوں کے لیے موجودہ دور کی مشینی گڑیوں کا جواز نہیں نکالا جا سکتا، الا یہ کہ وہ محض خاکہ ہوں، اس میں رنگ نہ بھرا گیا ہو۔

[3482] ۷۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

[3482] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی، جبکہ وہ چھ برس کی تھیں، اوران کی رخصتی عمل میں آئی، جبکہ وہ نو برس کی تھیں، اوران سے وفات ہوئی جبکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

۱۱...... بَاب: اسْتِحْبَابِ التَّزَوُّجِ وَالتَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ وَاسْتِحْبَابِ الدُّخُولِ فِيهِ

باب ۱۱: شادی کروانا اور شادی کرنا، شوال میں بہتر ہے اور اس میں رخصتی پسندیدہ ہے

[3483] ۷۳۔(۱۴۲۳) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَائَهَا فِي شَوَّالٍ.

[3483] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں میرے ساتھ شادی کی اور شوال میں میری رخصتی ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ کی نظر میں آپ کی ازواج میں سے، مجھ سے زیادہ کون خوش نصیب تھی، (کس سے زیادہ پیار تھا) اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہی پسند تھا کہ وہ اپنے خاندان کی بچیوں کو شوال میں رخصت کریں۔

[3482] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: انكاح الرجل ابنته الصغيرة برقم (٦/ ٨٢-٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٦)۔

[3483] اخرجه الترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في الاوقات التي يستحب فيها النكاح برقم (١٠٩٣)۔ والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: التزويج في شوال برقم (٦/ ٧٠) وفي باب: البناء في شوال برقم (٦/ ١٣٠) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: متى يستحب البناء برقم (١٩٩٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٥٥)۔

[3484] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِعْلَ عَائِشَةَ.

[3484]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، لیکن اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ شوال میں شادی اور زفاف کو منحوس خیال کرتے تھے، جیسا کہ اب بھی بعض لوگوں میں اس کے اثرات باقی ہیں، اس جاہلی نظریہ کی تردید کی خاطر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ماہ شوال میں شادی اور رخصتی کو بہتر اور پسندیدہ سمجھتی تھیں، اسی طرح بعض لوگ محرم میں شادی کو منحوس خیال کرتے ہیں، یہ بھی جاہلانہ خیال ہے۔

١٢...... بَاب: نَدْبِ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِ الْمَرْأَةِ وَكَفَّيْهَا لِمَنْ يُرِيدُ تَزَوُّجَهَا

باب ١٢: جو کسی عورت سے شادی کا ارادہ کرے، تو اس کے لیے اس کے چہرے اور ہتھیلیوں پر نظر ڈال لینا پسندیدہ ہے

[3485] ٧٤-(١٤٢٤) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا قَالَ لَا قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا))**.

[3485]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اور اس نے عرض کیا، اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا ہے، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو نے اس پر نظر ڈال لی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ، اس کو دیکھ لو، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (عیب ونقص) ہے۔''

[3486] ٧٥-(. . .) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

[3484] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٦٨)۔

[3485] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: اذا استشار رجل رجلا في المرأة هل يخبره بما يعلم برقم (٦/ ٧٧) وفي باب: اباحة النظر قبل التزويج برقم (٦/ ٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٦)۔

[3486] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٧٠)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي عُيُونِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا)) قَالَ قَدْ نَظَرْتُ إِلَيْهَا قَالَ ((عَلَى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا)) قَالَ عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ كَأَنَّمَا تَنْحِتُونَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هَذَا الْجَبَلِ مَا عِنْدَنَا مَا نُعْطِيكَ وَلَكِنْ عَسَى أَنْ نَبْعَثَكَ فِي بَعْثٍ تُصِيبُ)) مِنْهُ قَالَ فَبَعَثَ بَعْثًا إِلَى بَنِي عَبْسٍ بَعَثَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فِيهِمْ.

[3486]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، میں نے ایک انصاری عورت کو شادی کا پیغام دیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو نے اسے دیکھ لیا ہے؟ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔'' اس نے کہا، میں دیکھ چکا ہوں، آپ نے دریافت فرمایا: ''اس کا کتنا مہر رکھا ہے؟'' اس نے عرض کیا، چار اوقیہ چاندی پر (نکاح کیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے (تعجب سے) فرمایا: ''چار اوقیہ پر؟'' گویا تم اس پہاڑ کے پہلو یا کونہ سے چاندی تراش لیتے ہو، ہمارے پاس تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، لیکن ممکن ہے، ہم تمہیں کسی لشکر میں بھیج دیں، تجھے اس سے کچھ مل جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے بنو عبس کی طرف ایک پارٹی بھیجی اور اس آدمی کو بھی اس میں بھیج دیا۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ کے اس قسم کے ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ نکاح اور شادی کا معاملہ بہت اہم ہے، ساری عمر کی رفاقت کے لیے ایک فیصلہ اور معاہدہ ہوتا ہے، اس لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ معاملہ ناواقفی و بے خبری کے ساتھ اندھیرے میں ہو، اس کو واقفیت اور بصیرت کے ساتھ ہونا چاہیے، اس کی ایک صورت تو یہ ہے، اگر پہلے سے عزیز برادری اور شناسائی نہیں ہے، (کیونکہ خاندانی عورتوں کو انسان عام طور پر جانتا پہچانتا ہوتا ہے) تو اپنی عورتوں کے ذریعہ صحیح معلومات حاصل کرے یا اس پر خود ایسے طریقہ سے نظر ڈال لے، کہ اس کو پتہ بھی نہ چل سکے، لیکن اس کام کو نظر بازی کا ذریعہ نہ بنائے، عورت کا چہرہ اور ہاتھ چونکہ عورت نہیں ہیں، گھر میں عورت ان کو ننگا رکھتی ہے، صرف باہر نکلتے وقت یا گھر میں غیر محرم کی آمد کے وقت ہی اس کا پردہ کرتی ہے، اس لیے منگیتر کے لیے ایک دفعہ دیکھنے کی ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کی اجازت ہے، بلکہ بہتر ہے، اور آپ نے انصاری عورتوں کی آنکھوں میں عیب کی نشان دہی فرمائی ہے، ثابت ہوتا ہے، ضرورت کے وقت جذبہ خیر خواہی سے کسی عیب کی نشان دہی کی جا سکتی ہے، اور آپ کا یہ فرمانا، گویا کہ تم پہاڑ سے کچھ تراش لیتے یا کاٹ لیتے ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے، مہر مقرر کرتے وقت اپنی حیثیت اور اپنی آمدن کا لحاظ رکھنا چاہیے کیونکہ مہر کی ادائیگی ضروری ہے، اتنا مہر مقرر نہیں کرنا چاہیے کہ انسان دے ہی نہ سکے، یا پھر معاف کروانے کے لیے حیلے، بہانے کرے، اور یہ بھی درست

نہیں ہے کہ انسان صاحب حیثیت ہو، شادی پر لاکھوں خرچ کرے، اور مہر معمولی باندھے، افراط وتفریط دونوں ہی شریعت کی منشاء کے خلاف ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سوا، تمام ازواج کا مہر پانچ سو درہم باندھا تھا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر نجاشی نے ادا کیا تھا، اس لیے وہ زیادہ تھا، مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق چار ہزار دینار تھا، اور اس کو ترجیح دی گئی ہے، اگرچہ سنن کی روایت میں چار ہزار درہم ہے۔

۱۳...... بَاب: الصَّدَاقِ وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ وَّخَاتَمَ حَدِيدٍ وَغَيْرَ ذٰلِكَ

باب ۱۳: مہر کا بیان اور وہ قرآن کی تعلیم، لوہے کی انگوٹھی اور ان کے سوا کم وبیش ہوسکتا ہے اور اگر خاوند کی استطاعت سے باہر یا اس کی بربادی کا باعث نہ ہو تو پانچ سو درہم بہتر ہے

[3487] ٧٦-(١٤٢٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ ((فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)) فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِّنْ حَدِيدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتِمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ)) وَّإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ

[3487] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی النکاح باب: تزویج المعسر لقوله تعالی: ﴿ان یکونوا فقراء یغنهم الله من فضله﴾ برقم (٥٠٨٧) وفی اللباس باب: خاتم الحديد برقم (٥٨٧١) انظر (التحفة) برقم (٤٧١٨)۔

كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ ((تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((اذْهَبْ فَقَدْ مُلِّكْتَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) هٰذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ وَحَدِيثُ يَعْقُوبَ يُقَارِبُهُ فِي اللَّفْظِ.

[3487] ۔حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، اسے اوپر سے دیکھا، پھر نیچے سے دیکھا، یعنی نیچے سے اوپر تک دیکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا، جب عورت نے دیکھا، کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، تو بیٹھ گئی، اس پر آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی اٹھا، اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے، تو آپ اس سے میرا نکاح کر دیں، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کچھ ہے؟'' اس نے عرض کیا، نہیں، اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، اور دیکھو تمہیں کچھ ملتا ہے؟'' وہ گیا پھر واپس آ کر کہنے لگا، نہیں، اللہ کی قسم، مجھے کچھ نہیں ملا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دیکھو، تلاش کرو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا، نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہیں، لیکن میری یہ تہبند ہے، حضرت سہل کہتے ہیں، اس کے پاس اوپر والی چادر بھی نہ تھی، اس کو آدھی دے دوں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اپنی چادر (تہبند) کا کیا کرو گے؟'' اگر تو اسے پہنے گا تو اس پر کچھ نہ ہوگا اگر وہ پہنے گی تو مجھ پر کچھ نہیں ہوگا اگر وہ پہنے تو وہ آدمی بیٹھ گیا، حتی کہ کافی دیر بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا، تو اسے بلانے کا حکم دیا، جب وہ واپس آ گیا، آپ نے فرمایا: ''تمہیں قرآن مجید کس قدر یاد ہے؟'' اس نے عرض کیا، مجھے فلاں، فلاں سورۃ آتی ہے، اس نے سورتیں شمار کیں، آپ نے پوچھا، انہیں زبانی پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ، جو قرآن مجید تمہیں یاد ہے، اس کے عوض، اسے تیرے نکاح میں کر دیا۔'' یہ ابن ابی حازم کی روایت ہے، اور یعقوب کی روایت کے الفاظ بھی اس سے ملتے جلتے ہیں۔

[3488] ۷۷۔(...) وحَدَّثَنَاه خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ

[3488] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٦٧٢)۔

زَائِدَةَ قَالَ ((انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ)).

[3488]۔ مصنف یہی روایت چند اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، جو ایک دوسرے سے کم وبیش بیان کرتے ہیں، زائدہ رحمہ اللہ کی روایت میں یہ ہے، جاؤ، میں نے اس کی تیرے ساتھ شادی کر دی ہے، اسے قرآن مجید کی تعلیم دو۔'

فوائد:...... ❶ کسی عورت کا کسی نیک اور صالح انسان کو خود بخود نکاح کی پیش کش کرنا جائز اور درست ہے لیکن بلامہر نکاح کرنا قرآن کی آیت خالصة لك (یہ آپ کا خاصہ) کی رو سے، حضور اکرم ﷺ کے سوا جائز نہیں ہے، اس کو مہر دینا پڑے گا، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، اگر کوئی عورت نکاح کی پیشکش کرے تو اسے اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ پسندیدگی کی صورت میں نکاح کرنے کی نیت ہو، اور اگر اس کی ضرورت نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ زبان سے جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کر لی جائے، تاکہ وہ سمجھ جائے کہ میری پیشکش منظور نہیں ہے، اور اگر وہ خاموشی سے نہ سمجھ سکے تو پھر اس کو اچھے طریقہ سے جواب دے دیا جائے، جیسا کہ عورت کا بار بار پوچھنے پر آپ نے آخر کار فرما دیا تھا، ((مالی فی النساء من حاجة)) مجھے عورت کی خواہش نہیں ہے۔ (فتح الملہم، ج ۳، ص ۴۷۷) ❷ بہتر یہ ہے کہ نکاح کے وقت مہر کا تعین کر دیا جائے، اور مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، اس میں میاں بیوی کی حیثیت اور مقام کا لحاظ رکھ جائے گا، جیسا کہ ہم حدیث نمبر ۷۵ کے تحت لکھ چکے ہیں، امام مالک کے نزدیک مہر کم از کم ۱/۴ چوتھائی دینار ہو گا، اور احناف کے نزدیک دس درہم، اس سے کم نہیں ہو گا، بعض حضرات نے اس سے کم وبیش حد مقرر کی ہے، لیکن صحیح احادیث کی رو سے جمہور کے نزدیک اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ ❸ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، تعلیم قرآن کو مہر بنانا اور تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، لیکن متاخرین احناف نے اس کو جائز قرار دیا ہے، لیکن قرآن مجید کو مہر ٹھہرانے میں ائمہ نے بلا ضرورت تاویل سے کام لیا ہے، امام ابو حنیفہ، امام مالک اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک اس کو مہر مثل ادا کرنا پڑے گا۔ ❹ اگر عورت، مفلس مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے تیار ہو، اور وہ تنگی، ترشی میں گزارہ کر سکتی ہو، تو پھر نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر عورت آسودہ حال خاندان کی ہو اور وہ فقر و فاقہ کی زندگی نہ گزار سکتی ہو تو پھر اس کا نکاح ایک مفلس سے نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ آپ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا، ''معاویہ تو مفلس ہے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر لے۔'' اور آپ نے اس عورت کی شادی اس سے پوچھ کر اس کی رضامندی سے کی تھی، اور آپ اس کے ولی تھے، اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، نکاح کے لیے خطبہ ضروری نہیں ہے، اگرچہ اہل ظاہر خطبہ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ (فتح الملہم، ج ۳، ص ۴۸۴)

[3489] ٧٨-(١٤٢٦) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَهٰذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ.

[3489] ۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیویوں کو) کتنا مہر دیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، آپ کی بیویوں کا مہر، بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا، اور پوچھا، تمہیں نش کے بارے میں علم ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں، انہوں نے بتایا، آدھا اوقیہ کو کہتے ہیں، اس طرح پانچ سو درہم ہو گئے، اور یہی رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر ہے۔

فائدہ:......ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں، اور بارہ اوقیہ کے ۴۸۰ (چار سو اسی) درہم بن گئے، اور نش کی مقدار بیس (۲۰) درہم ملا کر پانچ سو درہم ہو گئے، لیکن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر چونکہ نجاشی نے ادا کیا تھا، اس لیے اس نے چار ہزار درہم یا چار ہزار دینار دیے تھے، اور حضرت صفیہ کا مہر ان کی آزادی تھی، اور بہتر یہ ہے کہ مہر کا کم از کم حصہ پہلی رات ہی ادا کر دیا جائے، جیسا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا۔

[3490] ٧٩-(١٤٢٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ

[3489] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: الصداق برقم (٢١٠٥) والنسائي في (المجتبى) في النكاضح باب: القسط في الاصدقة برقم (٦/ ١١٦، ٦/ ١١٧) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: صداق النساء برقم (١٨٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣٩)۔

[3490] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: كيف يدعى للمتزوج برقم (٥١٥٥) وفي الدعوات باب: الدعاء للمتزوج برقم (٦٣٨٦) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في الوليمة برقم (١٠٩٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: دعاء من لم يشهد التزويج برقم (٦/ ١٢٨) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الوليمة برقم (١٩٠٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨٨)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ ((فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[3490] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے (کپڑوں) پر زرد رنگ کے آثار دیکھے، تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا، کے عوض شادی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی ہو۔

فوائد:...... ❶ امام مالک کے نزدیک کپڑوں، پر زعفران چھڑکنا جائز ہے، امام ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے اور بعض حضرات کے نزدیک شادی کے وقت رنگدار خوشبو کا استعمال مرد کے لیے بھی جائز ہے، لیکن عام طور پر یہی کیا جاتا ہے، یہ رنگ عورت کی خوشبو سے لگ گیا تھا، کیونکہ عورتوں کی خوشبو رنگدار اور بلا مہک ہونی چاہیے، اور گٹھلی کے برابر سونا، پانچ درہم ہوتا ہے۔ ❷ نکاح کے بعد ولیمہ کرنا سنت ہے، اگرچہ اہل ظاہر اور بعض شوافع نے اسے فرض قرار دیا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ شب زفاف کے بعد ہو، اور بعض مالکیوں کے نزدیک نکاح کے فوراً بعد بہتر ہے، اور ولیمہ کے لیے کوئی مقدار معین نہیں ہے، اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق کرنا چاہیے۔

[3491] ۸۰۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[3491] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سونے کی گٹھلی کے عوض نکاح کیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ولیمہ کرو، خواہ بکری ہی ہو۔''

[3492] ۸۱۔(. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ

[3491] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤٤۰)۔

[3492] طريق شعبة عن حميد تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٤) وطريق شعبة عن قتاده اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: قوله تعالى: ﴿وآتوا النساء صدقاتهن نحلة﴾ برقم (٥١٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٥)۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[3492] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے عوض نکاح کیا اور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''ولیمہ کرو، خواہ بکری ہی ہو۔''

[3493] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً.

[3493] ۔امام صاحب یہی روایت مختلف اساتذہ سے نقل کرتے ہیں، لیکن ابن وہب کی روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ایک عورت سے شادی کی۔

[3494] ۸۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَا أَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ ((كَمْ أَصْدَقْتَهَا)) فَقُلْتُ نَوَاةً وَفِي حَدِيثِ إِسْحٰقَ مِنْ ذَهَبٍ.

[3494] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ مجھ پر شادی کی مسرت و شادمانی کے آثار تھے، میں نے عرض کیا، میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا، ''تم نے کتنا مہر مقرر کیا ہے؟'' تو میں نے کہا، ایک گٹھلی، اسحاق کی روایت میں ہے، سونے کی گٹھلی۔

[3495] ۸۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَاسْمُهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

[3493] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٤٧٧)۔

[3494] تقدم تخريجه برقم (٣٤٧٧)۔

[3495] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٣)۔

[3495]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے گٹھلی کے برابر سونے کے عوض شادی کی۔

[3496] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ وَلَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ ذَهَبٍ

[3496]۔امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ ہے، سونے سے کا ذکر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے کسی نے کیا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام شادی کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کو بلانا ضروری خیال نہیں کرتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے، وہ اس موقعہ پر اکٹھ نہیں کرتے تھے، اپنے ہی خاندان کے چند افراد کے سامنے یہ فریضہ سرانجام دے دیا جاتا تھا، اگر وہ اس کے لیے زیادہ اہتمام کرتے ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کو کیسے نظر انداز کر سکتے تھے؟ گھر کی برکت کے لیے، نکاح کے لیے تو آپ ﷺ ضرور تکلیف دیتے کہ آپ ﷺ نکاح پڑھائیں۔ ❷ "اولم ولوبشاة" ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہو۔ بعض نے کم از کم مقدار پر محمول کیا ہے جیسا کہ آپ نے مفلس آدمی کو کہا تھا،"ولو خاتما من حديد" چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو، بعض نے اس کو کثرت پر محمول کیا ہے۔

۱۴...... بَابٌ: فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا

باب ١٤: لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کرنے کی فضیلت

[3497] ٨٤۔(١٣٦٥) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ قَالَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ ((أَكْبَرُ

[3496] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٣)

[3497] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة باب: ما يذكر فی الفخذ برقم (٣٧١)۔ ومسلم فی (صحيحه) فی الجهاد والسير باب: غزوة خيبر برقم (٤٦٤١) وابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: ما جاء فی حكم ارض خيبر برقم (٣٠٠٩) والنسائی فی (المجتبى) فی النكاح باب: البناء فی السفر برقم (٦/ ١٣٢) انظر (التحفة) برقم (٩٩٠)۔

خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ قَالَ عَبْدُالْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً وَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَهُ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ ((اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً)) فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ((ادْعُوهُ بِهَا)) قَالَ فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ ((خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا)) قَالَ وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا فَقَالَ ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ)) قَالَ وَبَسَطَ نِطَعًا قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[3497]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا قصد کیا اور ہم نے اس کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی، پھر نبی اکرم ﷺ سوار ہوئے اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ کے پیچھے سوار تھا۔تو نبی اکرم ﷺ نے (اپنی سواری) خیبر کی گلیوں میں دوڑا دی (اور ہم نے بھی اپنی سواریاں دوڑائیں) اور میرا گھٹنا نبی اکرم ﷺ کی ران سے چھو رہا تھا، اور نبی اکرم ﷺ کی ران سے تہبند کھسک گئی یا سرک گئی تو مجھے نبی اکرم ﷺ کی ران کی سفیدی نظر آنے لگی، جب آپ ﷺ بستی میں داخل ہوگئے تو آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر تباہ و برباد ہو یا خیبر ویران ہوگیا ہم جب کسی قوم کے آنگن یا چوک میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔'' آپ نے یہ کلمات تین دفعہ فرمائے، اور لوگ اپنے کام کاج کے لیے نکل چکے تھے۔اس لیے انہوں نے کہا: محمد، اللہ کی قسم! عبدالعزیز کی روایت میں ہے، ہمارے بعض ساتھیوں نے یہ الفاظ بیان کیے۔ محمد لشکر کے ساتھ آ گیا، اور ہم نے خیبر کو طاقت اور زورِ بازو سے فتح کیا، اور قیدیوں کو یکجا اکٹھا کیا گیا، تو آپ کے پاس حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور ایک باندی لے لو۔'' تو انہوں نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو لے لیا۔اس پر نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ نے دحیہ کو قریظہ اور بنونضیر کی آقا صفیہ بنت حیی عنایت کر دی ہے؟ وہ تو آپ کے شایانِ شان تھی، آپ نے فرمایا: ''اسے اس سمیت بلاؤ۔'' تو وہ اس کو لے

کر حاضر ہوا تو جب نبی اکرم ﷺ نے اس پر نظر ڈالی فرمایا: ''قیدیوں میں سے اس کے سوا کوئی اور لونڈی لے لو۔'' اور آپ نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی، حضرت ثابت رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، اے ابوحمزہ! (حضرت انس کی کنیت ہے) اس کو مہر کیا دیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، اس کا نفس، اس کو آزاد کیا اور اس سے شادی کر لی، حتی کہ جب (واپسی پر) راستہ میں ہی تھے، تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں تیار کر کے رات کو آپ کو پیش کر دیا، اور آپ ﷺ صبح کو نوشہ (دولہا) بن چکے تھے اور آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس کچھ ہو وہ لے آئے۔'' اور آپ نے چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا، تو کوئی آدمی پنیر لا رہا ہے اور کوئی آدمی کھجور لا رہا ہے اور کوئی گھی لا رہا ہے۔ ان سے صحابہ کرام نے مالیدہ تیار کیا، اور یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

فوائد:...... ❶ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری دوڑا رہے تھے اور دوسرے صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ اپنی سواریاں دوڑا رہے تھے، تیز رفتاری کی بنا پر آپ ﷺ کی ران کھل گئی اور بھیڑ کی بنا پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا گھٹنا آپ ﷺ کی ران سے مل گیا اور ان کی نظر آپ کی ننگی ران پر پڑ گئی، آپ نے عمداً اپنی ران ننگی نہیں کی تھی۔ ❷ چونکہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے ہیں، سب سے اگلا حصہ مقدمہ، سب سے پچھلا حصہ ساقہ، درمیان والا حصہ قلب جس پر اصل انحصار ہوتا ہے، دایاں حصہ میمنہ اور بایاں حصہ میسرۃ۔ اس لیے لشکر کو خمیس کہہ دیتے ہیں۔ ❸ بقول بعض حضرت صفیہ کا نام زینب تھا۔ آپ کے اپنے لیے انتخاب کرنے پر صفیہ کا نام دیا گیا، چونکہ وہ حسین وجمیل اور خاندانی طور پر حسب ونسب والی شریف اور بنوقریظہ اور بنونضیر کی آقا تھیں، اس لیے جب حضرت دحیہ کی درخواست پر انہیں بطور فضل وانعام ایک لونڈی لینے کا حق دیا گیا اور انہوں نے حضرت صفیہ کو پسند کر لیا، اس پر ایک آدمی نے اعتراض کیا اور عرض کیا وہ تو آپ ہی کے لائق اور مناسب ہے۔ تو آپ نے حضرت دحیہ کو اس کے عوض سات لونڈیاں دے کر انہیں واپس لے لیا، تاکہ دوسروں کے دلوں میں ان کے بارے میں حسد وکینہ پیدا نہ ہو، جو کسی خرابی یا فساد کا باعث بنے۔ اس لیے اس ہبہ کی واپسی کا جواز نہیں نکلتا۔ ❹ اس حدیث سے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب سے) ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان اپنی لونڈی کو اس شرط پر آزاد کرتا ہے کہ وہ اس سے، اس کی آزادی کے عوض میں شادی کرے گا تو یہ جائز ہے اور اس لونڈی کو اپنے آقا سے بلا مہر نکاح کرنا ہوگا۔ امام احمد، امام ابویوسف، امام اسحاق اور امام اوزاعی وغیرہم کا یہی موقف ہے، لیکن امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی کے نزدیک یہ شرط صحیح نہیں ہے۔ اس کو الگ مہر دینا ہوگا یا لونڈی کی قیمت مقرر کر کے، اس قیمت کو مہر قرار دینا ہوگا، اور آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کو تبرعاً (اللہ کی رضا کے لیے) آزادی دی تھی۔ پھر اس کی رضامندی سے بلا مہر شادی کر لی تھی، اور یہ آپ کی خصوصیت ہے عورت بلا مہر اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہے، لیکن ظاہر حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ جب آقا لونڈی سے بلا نکاح اور بلا مہر فائدہ اٹھا سکتا ہے، تو اگر وہ اس پر احسان کرتے ہوئے اس کو آزاد کر کے بلند مقام دے کر اس سے شادی کر لے تو اس کے لیے مہر کو کیوں لازم ٹھہرایا

جائے۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے مہر دے دے تو اچھی بات ہے۔ ❺ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے سفر میں شادی اور رخصتی عمل میں لائی جاسکتی ہے اور ولیمہ میں رفقاء حصہ ڈال سکتے ہیں۔ اور ولیمہ کی دعوت کے لیے گوشت کا اہتمام کرنا ضروری نہیں ہے۔

[3498] ۸۵-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَعَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ حَبْحَابٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ

عَنْ أَنَسٍ كُلُّهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَفِي حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ تَزَوَّجَ صَفِيَّةَ وَأَصْدَقَهَا عِتْقَهَا.

[3498]۔ امام صاحب اپنے چھ مختلف اساتذہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ اور معاذ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے صفیہ سے شادی کی اور اسے اس کی آزادی کا مہر دیا یعنی آزادی کو مہر ٹھہرا لیا۔

[3498] طريق ابى الربيع الزهرانى وطريق قتيبة بن سعيد بن حماد وطريق قتيبة عن ابى عوانة اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الخوف باب: التكبير والغلس بالصبح والصلاة عند الاغارة والحرب برقم (٩٤٧) وفى النكاح باب: من جعل عتق الامة صداقها برقم (٥٠٨٦) وابو داود فى (سننه) فى النكاح باب: فى الرجل يعتق امة ثم يتزوجها برقم (٢٠٥٤)۔ والترمذى فى (جامعه) فى النكاح باب: ما جاء فى الرجل يعتق الامة ثم يتزوجها برقم (١١١٥) والنسائى فى (المجتبى) فى النكاح باب: التزويج على العتق برقم (٦/ ١١٤) وابن ماجه فى (سننه) فى النكاح باب: الرجل يعتق امته ثم يتزوجها برقم (١٩٥٧) انظر (التحفة) برقم (٢٩١) وبرقم (١٠١٧) وبرقم (١٠٦٧) وبرقم (١٤٢٩) وطريق محمد بن عبيد الغبرى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥١٧) وطريق زهير بن حرب وطريق محمد بن رافع اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى النكاح باب: الوليمة ولو بشاة برقم (٥١٦٩) والنسائى فى (المجتبى) فى النكاح باب: التزويج على العتق برقم (٦/ ١١٥) انظر (التحفة) برقم (٩١٢)

[3499] ٨٦۔(١٥٤)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الَّذِي يُعْتِقُ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا لَهُ أَجْرَانِ.

[3499]۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کرتا ہے فرمایا: ''اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

فائدہ:......اس حدیث کی تشریح کتاب الایمان، حدیث نمبر ۱۵۴ کے تحت گزر چکی ہے۔

[3500] ٨٧۔(١٣٦٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدَمِي تَمَسُّ قَدَمَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْنَاهُمْ حِينَ بَزَغَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ أَخْرَجُوا مَوَاشِيَهُمْ وَخَرَجُوا بِفُؤُوسِهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ وَمُرُورِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) قَالَ وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَوَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تُصَنِّعُهَا لَهُ وَتُهَيِّئُهَا قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَتَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَ وَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلِيمَتَهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فُحِصَتِ الْأَرْضُ أَفَاحِيصَ وَجِيءَ بِالْأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيهَا وَجِيءَ بِالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ قَالَ وَقَالَ النَّاسُ لَا نَدْرِي أَتَزَوَّجَهَا أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ قَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا فَقَعَدَتْ عَلَى عَجُزِ الْبَعِيرِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَهَا فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَدَفَعْنَا قَالَ فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ الْعَضْبَاءُ وَنَدَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَدَرَتْ فَقَامَ فَسَتَرَهَا وَقَدْ أَشْرَفَتِ النِّسَاءُ فَقُلْنَ أَبْعَدَ اللّٰهُ الْيَهُودِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَوَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِي وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَعَ.

[3499] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: فضل من ادب جاريته وعلمها برقم (٢٥٤٤) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها برقم (٢٠٥٣) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: عتق الرجل جاريته ثم يتزوجها برقم (٦/ ١١٥) انظر (التحفة) برقم (٩١٠٨)۔

[3500] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: غزوة خيبر برقم (٤٦٤٢) انظر (التحفة) برقم (٣٤٩)۔

قَالَ أَنَسٍ وَشَهِدْتُ وَلِيمَةَ زَيْنَبَ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَ يَبْعَثُنِي فَأَدْعُو النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ وَتَبِعْتُهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلَانِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ لَمْ يَخْرُجَا فَجَعَلَ يَمُرُّ عَلَى نِسَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ ((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ)) فَيَقُولُونَ بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ فَيَقُولُ بِخَيْرٍ فَلَمَّا فَرَغَ رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ إِذَا هُوَ بِالرَّجُلَيْنِ قَدِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَأَيَاهُ قَدْ رَجَعَ قَامَا فَخَرَجَا فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَمْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بِأَنَّهُمَا قَدْ خَرَجَا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ أَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ ((لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ)) [الاحزاب:۵۳].

[3500]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم سے لگ رہا تھا۔ تو ہم ان کے پاس سورج کے روشن ہونے (اچھی طرح طلوع ہونے پر) پہنچے اور انہوں نے (گھروں سے) اپنے مویشی نکال لیے تھے، اور اپنے کلہاڑے، ٹوکریاں، بیلچے، کدال، یارسیاں بھی ساتھ لے جا رہے تھے، تو وہ کہنے لگے، محمد لشکر کے ساتھ آ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیبر برباد ہو یا خیبر تباہ ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ عزوجل نے انہیں شکست سے دو چار کیا اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک خوبرو لونڈی آئی، اور اسے رسول اللہ ﷺ نے سات لونڈیوں کے عوض خرید لیا پھر اسے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمایا تاکہ وہ اسے بنا سنوار کر، اسے تیار کرے۔ راوی کا خیال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ وہ ام سلیم ہی کے گھر (ان کے پاس) عدت گزارے (یعنی استبرائے رحم ہو، جو لونڈی کے لیے ضروری ہے) اور وہ لونڈی صفیہ بنت حیی تھی، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولیمہ میں، کھجور، پنیر اور گھی رکھا۔ زمین کو کرید کر، چمڑے کے دستر خوان لا کر اس میں رکھے گئے، اور پنیر اور گھی لایا گیا جس سے لوگ سیر ہوئے۔ لوگ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آپ نے اس سے شادی کی ہے یا اسے ام ولد بنایا ہے۔ کہنے لگے اگر آپ نے اسے پردہ میں رکھا تو وہ آپ کی بیوی ہوگئی اور اگر اسے پردہ میں نہ رکھا تو وہ ام ولد ہوگی، تو جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا، اسے پردہ میں کیا اور وہ اونٹ کے پچھلے حصہ پر بیٹھیں تو لوگوں نے جان لیا کہ آپ نے اس سے شادی کی ہے، تو جب صحابہ کرام مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے سواری کو تیز کر دیا اور ہم نے

بھی سواریاں دوڑائیں، اور (آپ کی) عضباء اونٹنی نے ٹھوکر کھائی، جس سے رسول اللہ ﷺ گر گئے اور وہ بھی گر گئیں، آپ نے کھڑے ہو کر اسے پردہ کیا، اور عورتیں دیکھ رہی تھیں، اس لیے کہنے لگیں اللہ تعالیٰ یہودن کو دور کرے۔ ثابت نے پوچھا اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ گر پڑے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، اللہ کی قسم! آپ گر پڑے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو روٹی اور گوشت سے سیر فرمایا، اور آپ لوگوں کو بلانے کے لیے مجھے بھیجتے تھے، تو جب فارغ ہو گئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا، دو آدمی (کھانے سے فراغت کے بعد) پیچھے رہ گئے اور بات چیت میں محو ہو گئے، اور گھر سے نہ نکلے۔ آپ اپنی ازواج کے ہاں سے گزرنے لگے، ان میں سے ہر ایک کو ان الفاظ میں سلام کہتے، السلام علیکم، تم پر سلامتی ہو، اے گھر والو! تمہارا کیا حال ہے؟'' وہ جواب میں کہتیں، اے اللہ کے رسول! خیریت ہے، آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ آپ فرماتے: ''اچھی یا بہتر ہے۔'' جب اس سے فارغ ہو کر لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا تو جب (گھر کے) دروازہ پر پہنچے، تو ان دونوں آدمیوں کو بات چیت میں مشغول پایا، جب انہوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ واپس آ گئے ہیں اٹھ کر چل دیے، اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں میں نے آپ کو خبر دی یا آپ پر وحی اتری کہ وہ دونوں گھر سے نکل گئے ہیں۔ تو آپ لوٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا۔ جب آپ نے اپنا پاؤں دروازے کی دہلیز (چوکھٹ) پر رکھا۔ تو میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ''نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔'' (سورۃ الاحزاب: ۵۳)

مفردات الحدیث ❶ **تصنعها**: اسے بنائے سنوارے۔ ❷ **فؤوس**: فاس کی جمع ہے۔ کلہاڑا، تیشہ۔ ❸ **مکاتل**: مکتل کی جمع ہے، ٹوکری۔ ❹ **مرور**: مر کی جمع ہے، بیلچہ اور بقول قاضی عیاض رسیاں جن کے ذریعہ کھجور کے درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ ❺ **تعتد فی بیتها**: ام سلیم کے پاس مدت حیض گزارے تا کہ پتہ چل سکے کہ وہ حاملہ نہیں ہے۔ ❻ **الافاحیص**: افحوص کی جمع ہے، مقصد یہ ہے کہ دستر خوان بچھانے کے لیے زمین کو تھوڑا سا کھودا گیا۔ ❼ **ندر**: ندور سے ماخوذ ہے جس کا معنی الگ ہونا اور نکلنا ہے اور یہاں مراد گرنا ہے۔

فوائد :...... ❶ نکاح کے وقت سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر نہ تھے اور نہ ہی سب دعوتِ ولیمہ میں شریک تھے۔ اس لیے سب کو اس نکاح کا پتہ نہ چل سکا۔ اس لیے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نکاح گواہوں کے بغیر ہو سکتا ہے جیسا کہ امام مالک کا نظریہ ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اہل البیت کا اولین اور اصلی مصداق ہے، اور اس کے لیے جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: سلام علیکم، کیف انتم یا اهل البیت؟ یقولون: (ہر بیوی نے پوچھا) اور پردہ کا حکم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے وقت نازل ہوا۔

[3501] ٨٨-(١٣٦٥) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح وحَدَّثَنِي بِهِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا

أَنَسٌ رضی اللہ عنہ قَالَ صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ فِي مَقْسَمِهِ وَجَعَلُوا يَمْدَحُونَهَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَيَقُولُونَ مَا رَأَيْنَا فِي السَّبْيِ مِثْلَهَا قَالَ فَبَعَثَ إِلَى دِحْيَةَ فَأَعْطَاهُ بِهَا مَا أَرَادَ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّي فَقَالَ أَصْلِحِيهَا قَالَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا جَعَلَهَا فِي ظَهْرِهِ نَزَلَ ثُمَّ ضَرَبَ عَلَيْهَا الْقُبَّةَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَأْتِنَا بِهِ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِفَضْلِ التَّمْرِ وَفَضْلِ السَّوِيقِ حَتَّى جَعَلُوا مِنْ ذَلِكَ سَوَادًا حَيْسًا فَجَعَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ ذَلِكَ الْحَيْسِ وَيَشْرَبُونَ مِنْ حِيَاضٍ إِلَى جَنْبِهِمْ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى إِذَا رَأَيْنَا جُدُرَ الْمَدِينَةِ هَشِشْنَا إِلَيْهَا فَرَفَعْنَا مَطِيَّنَا وَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَطِيَّتَهُ قَالَ وَصَفِيَّةُ خَلْفَهُ قَدْ أَرْدَفَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَعَثَرَتْ مَطِيَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصُرِعَ وَصُرِعَتْ قَالَ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَلَا إِلَيْهَا حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَتَرَهَا قَالَ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ لَمْ نُضَرَّ قَالَ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَخَرَجَ جَوَارِي نِسَائِهِ يَتَرَاءَيْنَهَا وَيَشْمَتْنَ بِصَرْعَتِهَا.

[3501]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ، حضرت دحیہ کے حصہ میں آئیں اور صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تعریف بیان کرنے لگے اور کہنے لگے ہم نے قیدیوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھی۔ آپ نے دحیہ کو طلب کیا اور اس کے عوض جو انہوں نے مانگا دے دیا، پھر اسے میری والدہ (ام سلیم) کے سپرد کر دیا اور فرمایا: ''اس کا بناؤ سنگھار کرو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ خیبر سے روانہ ہو گئے، حتی کہ جب اسے پیچھے چھوڑ آئے تو پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت صفیہ کے لیے (استبرائے رحم کے بعد) خیمہ لگوایا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زادِ راہ بچا ہو، وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔'' تو کوئی آدمی بچی ہوئی کھجوریں لایا تو کوئی بچے ہوئے ستو لایا، حتی کہ اس سے لوگوں نے ان چیزوں کے آمیزہ کا ڈھیر لگا دیا، اور اس آمیزہ سے کھانے لگے، اور ان کے پہلو میں آسمانی پانی کے جو حوض تھے، ان سے پانی پی لیتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

[3501] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٦)۔

بیان کرتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا صفیہ کے لیے ولیمہ تھا۔ پھر ہم چل پڑے حتی کہ جب ہم نے مدینہ کی دیواروں کو دیکھا تو ہمارے اندر نشاط اور اس کا شوق پیدا ہوگیا اور ہم نے اپنی سواریوں کو تیز کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری کو تیز کر دیا، اور صفیہ کو آپ نے اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا۔ آپ کی سواری کو ٹھوکر لگی (لڑکھڑائی) جس سے آپ اور وہ گر گئیں، لوگوں میں سے کوئی ایک آپ کو اور انہیں دیکھ نہیں رہا تھا، حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں پردہ کیا، پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔'' ہم مدینہ میں داخل ہوگئے تو آپ کی بیویوں کی باندیاں نکلیں وہ انہیں (صفیہ کو) ایک دوسری کو دکھاتی تھیں اور ان کے گرنے پر خوش ہو رہی تھیں۔

١٥...... بَاب: زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّنُزُولِ الْحِجَابِ وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ

باب ۱۵: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی، پردہ کا نزول اور شادی کے ولیمہ کا ثبوت

[3502] ٨٩-(١٤٢٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا جَمِيعًا نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَهٰذَا حَدِيثُ بَهْزٍ قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ قَالَ فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتّٰى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي حَتّٰى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي وَنَكَصْتُ عَلٰى عَقِبِي فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ قَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ قَالَ فَقَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ قَالَ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوا أَوْ أَخْبَرَنِي قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَنَزَلَ الْحِجَابُ قَالَ وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي

[3502] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: صلاة المرأة اذا خطبت واستخارتها بها برقم (٦/ ٧٩) انظر (التحفة) برقم (٤١٠)

حَدِیْثِهٖ لَا تَدْخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ.

[3502]۔ بہز رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو آپ نے (اس کے سابقہ خاوند) حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میری طرف سے اسے پیغام دو۔'' تو حضرت زید گئے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے آٹے کا خمیر اٹھا رہی تھیں (گوندھنے کے بعد بہتر ہونے کے لیے رکھ چھوڑا تھا) حضرت زید بیان کرتے ہیں تو جب میں نے اسے دیکھا تو میرے دل میں ان کی قدر ومنزلت کی بڑائی بیٹھ گئی (کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بننے والی تھیں) حضور اکرم ﷺ کے اسے منگنی کا پیغام دینے کی بنا پر میں اسے دیکھ نہیں سکتا تھا (ہیبت وجلال کی بنا پر) میں نے اس کی طرف اپنی پشت کردی اور اپنی ایڑیوں پر لوٹ کر عرض کیا۔ اے زینب! رسول اللہ ﷺ نے تجھے پیغام بھیجا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ جب تک میں اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں (استخارہ نہ کرلوں) میں کوئی جواب نہیں دوں گی۔ وہ اپنی سجدہ گاہ میں (استخارہ کے لیے) کھڑی ہوئیں اور قرآنِ مجید کا نزول ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ بلا اجازت اس کے پاس چلے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ساتھیوں کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے دن چڑھے ہمیں روٹیاں اور گوشت کھلایا، لوگ (فارغ ہوکر) گھر سے نکل گئے اور کچھ آدمی کھانے کے بعد گھر میں باتوں میں لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا، آپ یکے بعد دیگرے اپنی بیویوں کے کمروں میں جانے لگے۔ انہیں سلام کہتے اور وہ پوچھتیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں میں نے آپ کو بتایا کہ لوگ چلے گئے ہیں یا آپ نے مجھے خبر دی، پھر آپ چلے حتی کہ گھر میں داخل ہوگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کا حکم نازل ہوگیا۔ اور لوگوں کو اس کے مناسب نصیحت کی گئی۔ ابن رافع کی حدیث میں آیت کا تذکرہ ہے کہ ''نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو، الا یہ کہ کھانے کے لیے بلایا جائے۔ لیکن اس کے پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھ رہو...... اور اللہ حق کے بیان میں نہیں شرماتا۔''

فائدہ :...... حضور اکرم ﷺ نے جاہلیت کی رسم کو ایک آزاد کردہ غلام، کسی شریف زادی اور اعلیٰ خاندان کی خاتون کا کفو نہیں ہوسکتا، چاہے وہ کس قدر خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک ہو اور دین وتقویٰ کے بلند معیار پر فائز ہو، لوگوں کے اس تصور کو توڑنے کے لیے اپنی پھوپی زاد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، جو خاندانِ بنو اسد سے تعلق رکھتی تھیں، ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے ساتھ کردیا، لیکن یہ معاشرتی اصلاح کا پہلا واقعہ تھا۔ اس لیے منافق مرد اور عورتوں نے فتنہ اٹھایا کہ محمد (ﷺ) نے ایک معزز گھرانے کی حسین وجمیل اور ذہین وفطین

شریف خاتون کا دامن اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ باندھ دیا ہے، اس طرح حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا دونوں کو ایک دوسرے سے بدگمان کرنے کی کوشش کی۔ حضرت زید کو محسوس ہوا کہ زینب اپنی نسبی شرافت کی بنا پر اپنے آپ کو مجھ سے فائق اور برتر سمجھتی ہیں۔ اس وجہ سے میرے ساتھ نکاح کو ناپسند کرتی ہیں، اور میری اطاعت نہیں کرتیں اور حضرت زینب کے مزاج میں بھی کچھ تمکنت اور تیزی تھی جس کو حضرت زید کی حساس اور خوددار طبیعت نے زیادہ محسوس کیا اور طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فیصلہ کو ایک دوسری جاہلی رسم کے خاتمہ کا ذریعہ بنانا چاہا جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے: ''پس جب زید نے اپنی ضرورت وحاجت پوری کرلی (اور اپنا رشتہ کاٹ لیا، عدت ختم ہوگئی) تو ہم نے اس کو تم سے بیاہ دیا کہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں، جب کہ وہ ان سے اپنا تعلق بالکل کاٹ لیں، کوئی تنگی باقی نہ رہے اور اللہ کا فیصلہ شدنی (اٹل) تھا۔'' (الاحزاب: ۳۷)

اس طرح اللہ کے فرمان کے مطابق ۵ ہجری کے آغاز یا اختتام پر آپ نے حضرت زینب سے نکاح کرلیا۔ چونکہ یہ نکاح اللہ کے فرمان اور حکم پر ہوا، اس کی صورت عام نکاح والی نہیں تھی کہ حضرت زینب کے استخارہ کا انتظار کیا جاتا اور اس کے اولیاء کی مرضی معلوم کی جاتی۔ اس لیے اس کو زوجنکھا (ہم نے اس سے آپ کی شادی کردی) سے تعبیر کیا ہے اور حضرت زینب بھی فخریہ طور پر فرماتی تھیں کہ اور بیویوں کے نکاح ان کے ولیوں نے کیے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا۔ میرے نکاح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ حکم دیا اور دوسری ازواج کے نکاح کے لیے خصوصی حکم نازل نہیں ہوا۔ اس لیے اس کا یہ معنی لینا ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کردیا۔ اس کے لیے ایجاب وقبول اور گواہوں کی ضرورت پیش نہیں آئی، بلکہ آپ کا یہ نکاح شرعی قواعد اور ضوابط کے مطابق ہوا۔ اور اس نکاح کے ولیمہ میں پردے کا حکم نازل ہوا۔ اور اس میں بتایا گیا جب کسی تقریب کے سلسلہ میں تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے، تو جاؤ اور بلا اجازت ودعوت ناخواندہ مہمان بن کر خود ہی نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانے کے انتظار میں پکنے سے پہلے نہ جاؤ۔ جب بلایا جائے تو وقت کے وقت داخل ہو اور جب کھا چکو تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ، باتوں میں لگے ہوئے وہاں بیٹھے نہ رہو۔

[3503] ۹۰۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ

[3503] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: من اولم على بعض نسائه اكثر من بعض برقم (۵۱۷۱) وابو داود في (سننه) في الاطعمة باب: في استحباب الوليمة عند النكاح برقم (۳۷۴۳) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الوليمة برقم (۱۹۰۸) انظر (التحفة) برقم (۲۸۷)۔

عَنْ أَنَسٍ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً.

[3503] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے روایت کرتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنی بیویوں میں سے کس بیوی کے نکاح پر اس قدر ولیمہ کیا ہو۔ جس قدر زینب کے نکاح پر ولیمہ کیا۔کیونکہ آپ نے ایک بکری ذبح کی تھی۔

[3504] ۹۱۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَا أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ أَكْثَرَ أَوْ أَفْضَلَ مِمَّا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بِمَا أَوْلَمَ قَالَ أَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتَّى تَرَكُوهُ.

[3504] ۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں میں کسی بیوی سے نکاح پر اس سے زیادہ یا بہتر وعمدہ ولیمہ نہیں کیا جیسا ولیمہ حضرت زینب سے نکاح پر کیا۔ حضرت ثابت بنانی نے پوچھا وہ ولیمہ کیا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، انہیں اس قدر روٹیاں اور گوشت کھلایا حتی کہ لوگوں نے (سیر ہوکر) باقی کھانا چھوڑ دیا۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر نکاح پر یکساں دعوت ولیمہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ موقع محل اور حالات کے مطابق جو چاہے کھلا سکتا ہے۔

[3505] ۹۲۔(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَعَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى كُلُّهُمْ عَنْ مُعْتَمِرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا

[3504] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۲۵)۔

[3505] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: قوله تعالى: ﴿لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام غير ناظرين اناه ولكن اذا دعيتم فادخلوا﴾ الى قوله: ﴿ان ذلكم كان عند الله عظيما﴾ برقم (٤٧٩١) وفي الاستئذان باب: آية الحجاب برقم (٦٢٣٩) وفي باب: من قام من مجلسه او بيته ولم يستاذن اصحابه او تهيا للقيام ليقوم الناس برقم (٦٢٧١) انظر (التحفة) برقم (١٦٥١)۔

ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ زَادَ عَاصِمٌ وَابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ فَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ قَالَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا﴾.

[3505]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ لوگوں کو کھانے کی دعوت دی، وہ کھا کر باتوں میں مشغول ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ نے اٹھنے کا انداز اختیار کیا (تاکہ سب اٹھ جائیں، لیکن پھر بھی) کچھ لوگ نہ اٹھے، تو جب آپ نے یہ صورت حال دیکھی اٹھ کھڑے ہوئے، تو جب آپ کھڑے ہو گئے، اکثر لوگ چل پڑے۔

عاصم اور ابن عبد الاعلیٰ کی روایت میں ہے تین آدمی بیٹھے رہے، نبی اکرم ﷺ (ازواج مطہرات کے پاس گھوم پھر کر) واپس آئے تاکہ گھر میں داخل ہوں، تو وہ (تینوں) بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر وہ بھی اٹھ کر روانہ ہو گئے۔ میں نے آ کر آپ کو اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں، تو آپ آ کر گھر میں داخل ہونے لگے، اور میں بھی داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿یایھا الذین آمنوا.....﴾ ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے، نہ انتظار کرتے ہوئے کھانے کی تیاری کا...... سے لے کر...... یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنگین باتیں ہیں۔ (احزاب: ۵۳)

[3506] ۹۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ إِنَّ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ لَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالَ أَنَسٌ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ فَمَشٰى فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ

[3506] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاطعمة باب: قوله تعالى: ﴿فاذا طعمتم فانتشروا﴾ برقم (٥٤٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٠٥)۔

حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

[3506] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پردے کے احکام کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت کرتے تھے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح اس حال میں کی کہ آپ زینب بنت جحش کے دولھا بنے ہوئے تھے۔آپ نے ان سے مدینہ میں شادی کی تھی، اور لوگوں کو دن چڑھے کھانے کے لیے بلایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور عام لوگوں کے اٹھ جانے کے بعد کچھ آدمی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازہ تک پہنچ گئے۔پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ واپس آ گئے۔میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا لیکن وہ تو ابھی تک اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے، اس پر آپ دوبارہ واپس چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ تک پہنچ گئے اور وہاں سے لوٹ آئے، میں بھی لوٹ آیا۔تو وہ جا چکے تھے۔آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرما دی تھی۔

[3507] ۹۴۔(. . .)وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((ضَعْهُ)) ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَادْعُ لَنَا فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ)) قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدَكُمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوا حَتَّى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَتَحَلَّقْ عَشْرَةٌ عَشْرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ

[3507] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: الهدية للعروس برقم (٥١٦٣) تعليقا۔ والترمذی فی (جامعه) فی التفسير باب: ومن سورة الاحزاب برقم (٣٢١٨) والنسائی فی (المجتبیٰ) فی النكاح باب: الهدية لمن عرس برقم (٦/ ١٣٦) انظر (التحفة) برقم (٥١٣)۔

وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ فَقَالَ لِي ((يَا اَنَسُ ارْفَعْ)) قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَّوَجْهُهَا اِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلٰى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَاَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوْا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوْا الْبَابَ فَخَرَجُوْا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَاَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَرَاَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا وَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ اِلٰى﴾ اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ الْجَعْدُ قَالَ اَنَسٌ اَنَا اَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْاٰيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ.

[3507] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور اپنی اہلیہ کے پاس گئے میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے (کھجور، ستو اور گھی کا) مالیدہ (حیس) تیار کر کے ایک تھال میں رکھا اور کہا، اے انس! اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرو، اور عرض کرو، یہ میری والدہ نے آپ کے لیے پیش کیا ہے۔ اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں، اے اللہ کے رسول! یہ ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے، میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میری ماں آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں، یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے معمولی سا تحفہ ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اسے رکھ دو۔'' پھر فرمایا: ''جاؤ میری طرف سے فلاں، فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ۔'' اور (ان کے علاوہ) جو بھی تمہیں ملے۔'' آپ نے چند آدمیوں کے نام لیے، تو میں بلا لایا، جن کے آپ نے نام لیے اور جو اور مجھے ملے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد کہتے ہیں، میں نے پوچھا، ان کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا، تقریباً تین سو، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے انس! تھال لے آؤ۔'' لوگ اندر آ گئے، حتیٰ کہ چبوترہ اور حجرہ بھر گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس دس آدمی حلقہ بنا لیں اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے۔'' سب نے سیر ہو کر کھایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہو جاتا، حتیٰ کہ تمام لوگوں نے کھانا کھا لیا، پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''اے انس! اٹھا لو۔'' میں نے اٹھایا تو میں جان نہیں سکا جب میں نے رکھا تھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں میں سے کچھ حضرات، رسول اللہ ﷺ کے

گھر میں باتوں میں مشغول ہو کر بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی اہلیہ دیوار کی طرف منہ پھیر کر بیٹھی ہوئی تھیں، ان کا بیٹھنا آپ پر گراں گزرا، تو رسول اللہ ﷺ بیویوں کو سلام کرنے نکل گئے۔ پھر واپس آئے، جب انہوں نے آپ کو واپس لوٹتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ وہ آپ کے لیے گرانی کا سبب بنے ہیں تو وہ جلدی جلدی دروازے کی طرف لپکے، اور سب نکل گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پردہ لٹکا کر اندر داخل ہوگئے، اور میں (پردہ سے باہر) حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ تھوڑی دیر بعد نکل کر میرے پاس آ گئے اور یہ آیت اتری، اور رسول اللہ ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کو سنائی: ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے، نہ انتظار کرتے ہوئے کھانے کی تیاری کا لیکن جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو، پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو، یہ باتیں نبی کے لیے باعث اذیت تھیں، لیکن وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے (شرم وحیا کی بنا پر) اور اللہ تعالیٰ حق کے اظہار میں شرم نہیں کرتا (کسی کا لحاظ نہیں کرتا) اور جب تم کو نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کی بیویوں سے کبھی اس کے بعد نکاح کرو یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین باتیں ہیں۔'' (احزاب: ۵۳) حضرت جعد کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے پہلے یہ آیت میں نے سنیں اور نبی اکرم ﷺ کی ازواج کو پردے کا حکم دے دیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو گوشت اور روٹی کھلوائی اس کے ساتھ ہی۔

فائدہ :...... اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ ایک معجزے کا بیان موجود ہے کہ آپ کی برکت سے چند آدمیوں کا کھانا تقریباً تین سو آدمیوں نے کھایا، لیکن کھانا پھر بھی کم نہ ہوا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ کھانا اب زیادہ ہے یا پہلے زیادہ تھا۔ نیز اس موقع پر، عورتوں کے لیے خصوصی طور پر ازواج مطہرات کے لیے جو امت کے لیے ماں کی حیثیت رکھتی ہیں، پردے کے احکام نازل ہوئے، جن کی یہ حکمت بیان کی گئی کہ اگر کسی کو ان سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دندناتا ہوا ان کے سامنے نہ چلا جائے بلکہ پردے کی اوٹ سے مانگے کیونکہ یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے والا ہے اور ان کے دلوں کو بھی۔ اب اگر صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے دلوں کی پاکیزگی اور طہارت کا طریقہ پردہ ہے۔ اور یہ طریقہ اس ذات کا تجویز کردہ ہے جس نے انسان کا دل بنایا ہے اور اس کی کمزوریوں سے اچھی طرح واقف ہے تو اب ہمارے لیے یہ کہنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ پردہ تو دل کی حیا کا نام ہے، اگر آنکھ میں شرم ہے اور دل میں حیا ہے تو پردہ کی کیا ضرورت، کیا آنکھ میں شرم اور دل میں حیا پردہ کے بغیر ممکن ہے یا ہماری آنکھوں میں شرم اور دل میں حیا، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات سے بھی بڑھ کر ہے جن کے لیے ہر مسلمان کی آنکھ میں احترام وعقیدت کا جذبہ اور ہر مسلمان کے دل میں محبت وعظمت کا داعیہ موجزن

تھا اور ہے۔ اگر ان کو پردے کی ضرورت تھی تو آج تو اس سے بدرجہا زیادہ ضرورت ہے جبکہ شرم وحیا کا جنازہ بھی نکل چکا ہے اور عورتیں تنگ، چست، نیم عریاں بلکہ شوخ وشنگ، رنگ برنگ کے زرق وبرق لباس زیب تن کر کے، شمع محفل بننے کی شوقین، سڑکوں، بازاروں، دفتروں، ہسپتالوں میں دعوت نظارہ دیتی پھرتی ہیں اور گینگ ریپ کے واقعات عام ہو رہے ہیں بلکہ گھروں تک سے جوان لڑکیوں کو اٹھایا جا رہا ہے۔ دن بدن یہ مسئلہ شدت اور سنگین صورت اختیار کر رہا ہے اور اب تو ننھے منے بچوں کو اٹھا کر بدفعلی کر کے قتل کرنے کے واقعات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور نوجوان بچوں، بچیوں کے ساتھ بدفعلی کے واقعات کی ویڈیو بنا کر ان کے ماں باپ کو بلیک میل کیا جا رہا ہے اور ویڈیو دکھانے کی دھمکیاں دے کر ان سے پیسے بٹورے جا رہے ہیں۔

[3508] ٩٥-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ أَهْدَتْ لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَقَالَ أَنَسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((اذْهَبْ فَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ))** فَدَعَوْتُ لَهُ مَنْ لَقِيتُ فَجَعَلُوا يَدْخُلُونَ عَلَيْهِ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ وَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى الطَّعَامِ فَدَعَا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَلَمْ أَدَعْ أَحَدًا لَقِيتُهُ إِلَّا دَعَوْتُهُ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَخَرَجُوا وَبَقِيَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَطَالُوا عَلَيْهِ الْحَدِيثَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَحْيِي مِنْهُمْ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ شَيْئًا فَخَرَجَ وَتَرَكَهُمْ فِي الْبَيْتِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ**﴾ قَالَ قَتَادَةُ غَيْرَ مُتَحَيِّنِينَ ﴿**طَعَامًا وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا حَتَّى بَلَغَ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ**﴾.

[3508]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں پتھر کے برتن میں مالیدہ پیش کیا۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور میرے پاس جو مسلمان بھی تمہیں ملے، لے آؤ۔'' مجھے جو بھی ملا میں نے اسے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہا، وہ آپ کے پاس آتے جاتے اور کھا کر نکل جاتے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھانے پر رکھا۔ اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کو جو کلمات منظور تھے وہ اس کی خاطر پڑھے۔ میں نے کسی بھی ملنے والے کو دعوت دینا نہیں چھوڑا (ہر ملنے والے کو دعوت دی) لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور نکل

[3508] تقدم تخريجه برقم (٣٤٩٣)۔

گئے اور ان میں چند لوگ رہ گئے اور انہوں نے طویل گفتگو کی۔ اور نبی اکرم ﷺ (کریم النفس کی بنا پر) انہیں کچھ کہنے سے شرم محسوس کرنے لگے اور انہیں گھر میں چھوڑ کر باہر نکل آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لیے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو۔ وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس حرکت سے تکلیف ہوتی ہے، مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ تعالیٰ حق کے اظہار سے نہیں شرماتا اور جب تم ان سے (نبی کی بیویوں سے) کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔ یہی طریقہ تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ اور ان کے دلوں کے لیے بھی۔

۱۶...... بَاب: الْأَمْرِ بِإِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ

باب ۱٦: دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم

[3509] ۹٦-(۱٤۲۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا)).

[3509]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت کے لیے بلایا جائے تو اسے جانا چاہیے۔“

[3510] ۹۷-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيُجِبْ قَالَ خَالِدٌ فَإِذَا عُبَيْدُ اللَّهِ يُنَزِّلُهُ عَلَى الْعُرْسِ)).

[3510]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ دی جائے تو وہ قبول کرلے۔“ عبید اللہ کے شاگرد خالد کہتے ہیں کہ عبید اللہ اس کو شادی کی دعوت پر محمول کرتے ہیں (جبکہ بعض کے نزدیک اس دعوتِ ولیمہ سے مراد ہر اجتماعی دعوت ہے)۔

[3511] ۹۸-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

[3509] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: حق اجابة الوليمة والدعوة ومن اولم سبعة ايام ونحوه ولم يوقت النبي ﷺ يوما ولا يومين برقم (٥١٧٣)۔

[3510] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٨٤)۔

[3511] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: اجابة الداعي برقم (١٩١٤) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٩)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ)).

[3511]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو شادی کی دعوت کے لیے بلایا جائے تو قبول کر لے۔''

[3512] ۹۹۔(. . .)حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ)).

[3512]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعوت کے لیے حاضر ہو، جب تمہیں دعوت دی جائے۔''

[3513] ۱۰۰۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ)).

[3513]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا بھائی دعوت دے، تو وہ قبول کرلے شادی کی دعوت ہو یا اس جیسی اور تقریب۔

[3514] ۱۰۱۔(. . .)وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ دُعِيَ إِلَى عُرْسٍ أَوْ نَحْوِهِ فَلْيُجِبْ)).

[3514]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے شادی کی دعوت دی جائے یا اس جیسی تقریب کی تو وہ قبول کرلے۔''

[3515] ۱۰۲۔(. . .)حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ

[3512] اخرجه ابو داود في (سننه) في الاطعمة باب: ما جاء في اجابة الدعوة برقم (۳۷۳۸) انظر (التحفة) برقم (۷۵۳۷)

[3513] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳٤۹۸)۔

[3514] اخرجه ابو داود في (سننه) في الاطعمة باب: ما جاء في اجابة الدعوة برقم (۳۷۳۹) انظر (التحفة) برقم (۸٤٤۲)۔

[3515] اخرجه الترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في اجابة الداعي برقم (۱۰۹۸) انظر (التحفة) برقم (۷٤۹۸)۔

بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ)).

[3515] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعوت میں حاضر ہو جب تمہیں دعوت دی جائے۔''

[3516] ۱۰۳۔(. . .)وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَجِيبُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَيَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

[3516] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس دعوت کو قبول کرو جب تمہیں اس کے لیے بلایا جائے۔'' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، بقول نافع رحمہ اللہ ہر دعوت میں حاضر ہوتے تھے شادی کی ہوتی یا کوئی اور، اور اس میں روزہ کی حالت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔

[3517] ۱۰٤۔(. . .)وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيتُمْ إِلٰى كُرَاعٍ فَأَجِيبُوا)).

[3517] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہیں بکری کے پائے کی بھی دعوت دی جائے، تو اسے قبول کرو۔''

[3518] ۱۰۵۔(۱٤۳۰)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَآءَ طَعِمَ وَإِنْ شَآءَ تَرَكَ)) وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنّٰى ((إِلٰى طَعَامٍ)).

[3516] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: اجابة الداعي في العرس وغيره برقم (٥١٧٩) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٦)۔

[3517] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٣٩)۔

[3518] اخرجه ابو داود في (سننه) في الاطعمة باب: ما جاء في اجابة الدعوة برقم (٣٧٤٠) انظر (التحفة) برقم (٢٧٤٣)۔

[3518] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے، وہ قبول کرے۔اگر چاہے تو کھا لے اور چاہے تو نہ کھائے، ابن المثنیٰ کی روایت میں الی طعام (کھانے کے لیے) کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ :......دعوت ولیمہ کا اطلاق عام طور پر شادی کے بعد کی دعوت کے لیے ہوتا ہے۔اور یہ دعوت ظاہریہ، امام مالک کے مشہور قول اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق فرض ہے۔اور شافعیہ کے زیادہ صحیح قول کے مطابق اس دعوت کو قبول کرنا فرض ہے اور کسی عذر کی بنا پر اس کو چھوڑا جا سکتا ہے۔امام مالک اور حنابلہ کا بھی یہی قول ہے۔صاحب ہدایہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔بعض نے قبولیت کو فرض کفایہ اور بعض نے مستحب قرار دیا ہے۔صحیح قول یہی ہے کہ بلا عذر شرعی کسی دعوت کو رد نہیں کرنا چاہیے۔جبکہ جمہور کے نزدیک دعوت ولیمہ کے سوا دعوت قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔لیکن کھانا کھانا ضروری نہیں ہے۔حاجت ہو تو کھائے ورنہ محض حاضری سے مسلمان بھائی کی دلجوئی کرے، اس کو دعا دے۔

[3519] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

[3519] امام صاحب نے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[3520] ١٠٦۔(١٤٣١) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ)).

[3520] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو جب دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، پھر اگر روزہ دار ہو تو دعا کردے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھا لے۔''

فائدہ :......اگر دعوت قبول کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ یا عذر نہ ہو تو اسے روزہ کی حالت میں بھی قبول کر لینا چاہیے، اگر صاحب دعوت اصرار کرے اور روزہ نفلی ہو تو اس کو توڑا بھی جا سکتا ہے، اگر وہ اصرار نہ کرے تو پھر روزہ کی حالت میں اس کے لیے خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کی دعا کردے یا اس کے گھر میں خیر و برکت کے لیے نماز پڑھ لے۔

[3519] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الصيام باب: من دعي الى طعام وهو صائم برقم (١٧٥١) انظر (التحفة) برقم (٢٨٣٠)۔

[3520] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٧)۔

[3521] ۱۰۷-(۱۴۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

[3521]۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے۔ اس دعوت ولیمہ کا کھانا بہت برا کھانا ہے جس کے لیے دولت مندوں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے، اور جس نے اس دعوت میں شرکت نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ:...... دعوت ولیمہ ہو یا عام دعوت، اس کو امیروں کے لیے مخصوص کرنا یا بہترین اور اعلیٰ کھانوں کے لیے ان کو ترجیح دینا اور فقراء ومساکین کو نظر انداز کرنا، جیسا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق آج کل ہو رہا ہے یہ دعوت ولیمہ کے مقصد کے منافی ہے۔ دعوت میں محتاجوں اور ضرورت مندوں کا حق ہے۔

[3522] ۱۰۸-(...) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ هَذَا الْحَدِيثُ ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْأَغْنِيَاءِ)) فَضَحِكَ فَقَالَ لَيْسَ هُوَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ سُفْيَانُ وَكَانَ أَبِي غَنِيًّا فَأَفْزَعَنِي هَذَا الْحَدِيثُ حِينَ سَمِعْتُ بِهِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ)).

[3522]۔ سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابوبکر! یہ حدیث کس طرح ہے کہ برا کھانا، امیروں کا کھانا ہے؟ تو انہوں نے ہنس کر کہا، حدیث اس طرح نہیں ہے کہ بدترین کھانا امیروں کا کھانا ہے، سفیان کہتے ہیں، میرے والد امیر تھے، اس لیے جب میں نے یہ حدیث سنی تو میں گھبرا گیا (مجھے پریشانی لاحق ہوئی) اس لیے میں نے اس کے بارے میں زہری سے دریافت کیا، تو انہوں نے مجھے عبدالرحمن اعرج کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سنائی کہ بدترین کھانا، ولیمہ کا کھانا ہے اور اوپر والی امام مالک کی حدیث سنائی۔

[3521] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی النكاح باب: من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله برقم (٥١٧٧) وابو داود فی (سننه) فی الاطعمة باب: ما جاء فی اجابة الدعوة برقم (٣٧٤٢) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: اجابة الداعی برقم (١٩١٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٥٥)۔

[3522] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٥٠٧)۔

[3523] ١٠٩ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ح وَعَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

[3523]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدترین کھانا، ولیمہ کا کھانا ہے، آگے امام مالک کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

[3524] وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ ذَلِكَ.

[3524] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3525] ١١٠ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْأَعْرَجَ يُحَدِّثُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

[3525]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے۔ حاضر ہونے والوں کو محروم رکھا جاتا ہے، اور انہیں دعوت دی جاتی ہے، جو آنے سے انکار کرتے ہیں، اور جس نے دعوت کو قبول نہ کیا، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

فائدہ:...... عام طور پر فقراء اور مساکین یا محتاج وضرورت مند دعوت کو بلا حیل وحجت شوق ورغبت سے قبول کر لیتے ہیں، لیکن ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اصحاب مال وثروت، دعوت قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں اس میں شرکت کے لیے ناز نخرے کرتے ہیں بلکہ حاضری کو اپنا احسان سمجھتے ہیں، لیکن ان کو باصرار دعوت دی جاتی ہے۔ جبکہ اسلامی اخوت وبھائی چارے اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اگر دعوت میں کسی معصیت یا بدعت وخرافات کا دخل نہ ہو تو اس کو ہر صورت میں قبول کرنا چاہیے، اگر دعوت میں دکھاوا، نام آوری اور خودستائی وشہرت مقصود ہو یا کسی مطلب برآری کے لیے بلایا ہو یا کوئی شرعی قباحت ہو تو نہیں جانا چاہیے۔

[3523] تقدم تخريجه في حديث الاعرج عن ابي هريرة برقم (٣٥٠٧) وعن سعيد بن المسيب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٨٩)۔

[3524] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧١١)۔

[3525] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٢٩)۔

١٧...... بَاب :لَا تَحِلُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَيَطَأَهَا ثُمَّ يُفَارِقَهَا وَتَنْقَضِي عِدَّتُهَا

باب ۱۷: جس عورت کو تین طلاقیں مل چکی ہو، وہ طلاق دینے والے کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک اور خاوند سے شادی کر کے، اس سے تعلقات قائم نہ کرے اور پھر وہ اسے اپنی مرضی سے چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے

[3526] ١١١ـ(١٤٣٣)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)) قَالَتْ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ وَخَالِدٌ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَنَادٰى يَاأَبَابَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3526]۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رفاعہ کی بیوی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی، اس نے مجھے تیسری طلاق دے دی، تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی اور اس کے پاس تو بس کپڑے کے ڈورے کی طرح ہے (جس میں تناؤ نہیں ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ''کیا تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے؟ یہ نہیں ہوگا، جب تک تو اس سے لطف اندوز نہ ہو لے اور وہ تجھ سے لذت ومٹھاس حاصل نہ کر لے (تم ایک دوسرے سے تعلقات قائم نہ کر لو) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں، کہ حضرت ابوبکر بھی آپ کے پاس موجود تھے اور حضرت خالد (ابن سعید) دروازہ پر اجازت کے منتظر کھڑے تھے، تو اس نے بلند آواز سے کہا، اے ابوبکر! کیا آپ اس عورت کو سن نہیں رہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا پکار رہی ہے (شرم وحیا والی بات کو بے باکی سے کہہ رہی ہے۔)

[3526] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات باب: شهادة المختبي برقم (٢٦٣٩) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء فيمن يطلق امرأته ثلاثا فيتزوجها آخر فيطلقها قبل ان يدخل بها برقم (١١١٨) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الرجل يطلق امرأته ثلاثا فتزوجت فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول برقم (١٩٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٦)۔

[3527] ١١٢-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ نَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَأَنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ بِهُدْبَةٍ مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا فَقَالَ ((**لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ**)) وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

[3527]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو فیصلہ کن تیسری طلاق دے دی، تو اس نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی، پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں رفاعہ کی بیوی تھی، تو اس نے مجھے آخری تیسری طلاق دے دی، اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی اور وہ اللہ کی قسم! اس کے پاس تو بس اس پھندنے کی طرح ہے اور اس نے اپنی بڑی چادر کا ڈورا پکڑ لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ہنس کر مسکراتے ہوئے فرمایا: ''شاید تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے، یہ نہیں ہوگا، حتی کہ تو اس کی حلاوت ومٹھاس چکھ لے اور وہ تجھ سے حلاوت وشیرینی چکھ لے (تم دونوں ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو لو) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے، اور خالد بن سعید بن عاص حجرہ کے دروازہ پر تھے۔ ابھی انہیں اجازت نہیں ملی تھی، تو خالد ابوبکر کو پکارنے لگے، تم اس عورت کو ان باتوں کو کھلم کھلا رسول اللہ ﷺ کے سامنے کہنے سے روکتے کیوں نہیں ہو یا ڈانٹتے کیوں نہیں ہو؟

مفردات الحدیث

☆ بت طلاق اس نے آخری فیصلہ کن طلاق دے دی، کوئی طلاق باقی نہیں چھوڑی یعنی آخری تیسری طلاق دے دی جس کے بعد کوئی طلاق نہیں ہے۔

فائدہ:...... حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ بنت وھب کے واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب عورت کو الگ الگ تین طلاقیں مل جائیں، تو وہ تیسری طلاق کے بعد پہلے خاوند کے لیے، اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی، جب

[3527] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٧)۔

تک وہ کسی اور خاوند سے نکاح کر کے اس سے خوش دلی کے ساتھ آباد رہنے کے لیے تعلقات زن وشوہر قائم نہ کرلے، کیونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر، صاحب اولاد تھے، لیکن یہ دوسری بیوی، ان سے خوش دلی کے ساتھ تعلقات قائم نہیں کرتی تھی اس لیے انہیں انتشار نہیں ہوتا تھا یا اس کی تسلی نہیں ہوتی تھی جب کہ یہ اصل میں پہلے خاوند کو دل دے چکی تھی، اس لیے آپ نے فرمایا: اپنے خاوند سے خود بھی لذت اندوز ہو اور اس کو بھی لطف اندوز ہونے کا موقع دے۔

حضرت سعید بن المسیب کے سوا تمام صحابہ وتابعین کا اس پر اتفاق ہے اور یہی درست ہے کہ اگر دوسرا خاوند تعلقات قائم کرنے کے بعد اگرچہ انزال نہ بھی ہو، اپنی مرضی اور ارادے سے بلا کسی شرط وجبر یا حیلہ کے طلاق دے، تو وہ عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے شادی کرسکتی ہے، اور حضرت سعید بن المسیب کے نزدیک محض نکاح کرنا کافی ہے جبکہ حسن بصری کے نزدیک انزال شرط ہے۔

[3528] ۱۱۳-(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ.

[3528]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو (آخری) طلاق دے دی تو اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے شادی کرلی، وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کو کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! رفاعہ نے تین طلاقوں کی آخری طلاق دے دی ہے۔ آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3529] ۱۱٤-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُطَلِّقُهَا فَتَتَزَوَّجُ رَجُلًا فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ قَالَ ((لَا حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا)).

[3529]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں دریافت کیا گیا، جس سے ایک آدمی شادی کرتا ہے۔ پھر اسے طلاق دے دیتا ہے اور وہ دوسرے مرد سے شادی کرلیتی ہے اور وہ اسے اس سے تعلقات قائم کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے۔ کیا وہ اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ (وہ اس سے نکاح کرسکتا ہے) آپ نے فرمایا: ''نہیں'' جب تک وہ اس سے (لطف اندوز نہ ہولے۔)''

[3528] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب باب: التبسم والضحك برقم (٦٠٨٤) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: طلاق البتة برقم (٦/ ١٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٣١)۔

[3529] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٤٣)۔

[3530] (. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3530] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت ہشام کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[3531] ۱۱۵۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَأَرَادَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((لَا حَتّٰى يَذُوقَ الْآخِرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْأَوَّلُ)).

[3531]۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس عورت نے ایک اور آدمی نے نکاح کر لیا۔ پھر اسے تعلقات قائم کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی، تو اس کے پہلے خاوند نے اس سے نکاح کرنا چاہا، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک دوسرا بھی، اس سے پہلے کی طرح لذت حاصل نہ کر لے۔

[3532] (. . .)وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ جَمِيعًا

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ.

[3532] امام صاحب دو اور اساتذہ سے عبیداللہ کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3530] طريق ابى بكر بن ابى شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٤٠) وطريق ابى كريب اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الطلاق باب: من قال لامرأته: انت على حرام برقم (٥٢٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٠٠)۔

[3531] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الطلاق باب: من جوز لطلاق الثلاث لقوله تعالى: ﴿الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان﴾ برقم (٥٢٦١)۔ والنسائی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: احلال المطلقة ثلاثا والنكاح الذى يحلها به برقم (٣٤١٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٥٣٦)۔

[3532] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٥١٧)

۱۸...... بَاب: مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ

باب ۱۸: تعلقات کے وقت کون سی دعا کرنا پسندیدہ ہے (جماع کے وقت کی پسندیدہ دعا)

[3533] ۱۱۶ـ(۱۴۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)).

[3533] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی بیوی سے تعلقات قائم کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے، اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان کے (شر سے) بچا اور ہم کو جو اولاد دے، اس سے بھی شیطان کو دور رکھ، تو اگر اس مباشرت کے نتیجہ میں ان کے لیے بچہ مقدر ہوگا، تو شیطان کبھی اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا (وہ ہمیشہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔)

فائدہ......: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مباشرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی دعا نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے غافل رہ کر جانوروں کی طرح شہوت نفس کا تقاضا پورا کرلیا جائے، تو ایسی مباشرت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ شیطان کے شر سے محفوظ نہیں رہے گی اور اس دور میں پیدا ہونے والی نسل کے احوال، اخلاق، عادات جو عام طور پر خراب و برباد ہیں اس کی خاص بنیاد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی ہدایات اور ارشادات سے استفادہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ان کی قدر شناسی کی ہمت و حوصلہ دے۔

[3534] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و

[3533] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء باب: التسمية على كل حال وعند الوقاع برقم (١٤١) وفي بدء الخلق باب: ابليس وجنوده برقم (٣٢٧١) وبرقم (٣٢٨٣) وفي النكاح باب: ما يقول الرجل اذا اتى اهله برقم (٥١٦٥) وفي الدعوات باب: ما يقول اذا اتى اهله برقم (٦٣٨٨) وفي التوحيد باب: السوال باسماء الله تعالى والاستعاذة بها برقم (٧٣٩٦)۔ وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في جامع النكاح برقم (٢١٦١)۔ والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما يقول اذا دخل على اهله برقم (١٠٩٢) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: ما يقول اذا دخلت عليه اهله برقم (١٩١٩) انظر (التحفة) برقم (٦٣٤٩)۔

[3534] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥١٩)۔

حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّ شُعْبَةَ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ ((بِاسْمِ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ ((بِاسْمِ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ مَنْصُورٌ أُرَاهُ قَالَ ((بِاسْمِ اللّٰهِ)).

[3534] امام صاحب اپنے چار اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن شعبہ کی روایت میں باسم اللہ کا ذکر نہیں ہے اور عبدالرزاق کی روایت میں باسم اللہ کا ذکر ہے، اور ابن نمیر کی روایت میں ہے منصور نے کہا، میرا خیال ہے استاد نے باسم اللہ کا لفظ کہا۔

فائدہ :...... حضرت عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ فراغت کے وقت یہ دعا کرے: اللھم لا تجعل للشيطان فيما رزقتني نصيبا. اے اللہ! تو مجھے جو اولاد دے، اس میں شیطان کا دخل نہ رکھنا۔ (اس کا حصہ نہ ہو۔)

١٩...... بَابُ: جَوَازِ جِمَاعِهِ امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ قُدَّامِهَا وَمِنْ وَّرَآئِهَا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلدُّبُرِ

باب ١٩: بیوی سے تعلقات قبل میں قائم کیے جائیں گے، آگے سے کرے یا پیچھے سے، دبر سے تعرض نہیں کیا جائے گا (بیوی کے اندام نہانی میں ہر جہت سے تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔)

[3535] ١١٧ـ(١٤٣٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ. [البقرة:٢٢٣]

[3535]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے، اگر مرد اپنی بیوی کے اگلے حصہ پیچھے سے (آگے) مباشرت کرے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، تو تم اپنی کھیتی میں جس طرف سے چاہو آ ؤ۔'' (البقرۃ:٢٢٣)

[3535] اخرجه الترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٧٨) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: النهي عن اتيان النساء في ادبارهن برقم (١٩٢٥) انظر (التحفة) برقم (٣٠٣٠)۔

[3536] ١١٨-(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ يَهُودَ كَانَتْ تَقُولُ إِذَا أُتِيَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا ثُمَّ حَمَلَتْ كَانَ وَلَدُهَا أَحْوَلَ قَالَ فَأُنْزِلَتْ ((نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ)).

[3536]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ جب عورت کی اندام نہانی میں پچھلی جہت (دبر) سے مباشرت کی جائے اور حمل ٹھہر جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ اس پر یہ آیت اتری: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ۔''

[3537] ١١٩-(. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ: وَزَادَ فِي حَدِيثِ النُّعْمَانِ عَنِ الزُّهْرِيِّ: إِنْ شَاءَ مُجَبِّيَةً ، وَإِنْ شَاءَ غَيْرَ مُجَبِّيَةٍ غَيْرَ أَنَّ ذٰلِكَ فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ

[3537]۔امام صاحب اپنے چھ اساتذہ سے حضرت جابر کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں نعمان اپنی حدیث میں زہری سے یہ اضافہ بیان کرتے ہیں۔ اگر چاہے تو بیوی کو الٹا لٹائے، اور چاہے تو کسی اور جہت سے مباشرت

[3536] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٠٣٩)-

[3537] طريق قتيبة بن سعيد وطريق عبد الوارث وطريق محمد بن المثنى عن وهب بن جرير وطريق عبيدالله بن سعيد وطريق سليمان بن معبد تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٠٠٩) وبرقم (٣٠٤١) وبرقم (٣٠٤٥) وبرقم (٣٠٧٩) وبرقم (٣٠٩١) وطريق محمد بن المثنى عن عبدالرحمن اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: قوله تعالى: ﴿نسائوكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم وقدموا لانفسكم﴾ برقم (٤٥٢٨)- وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في جامع النكاح برقم (٢١٦٣) انظر (التحفة) برقم (٣٠٢٢)-

کرے (سیدھا لٹا کر، پہلو پر لٹا کر، اکڑوں کر کے) لیکن مباشرت ایک ہی سوراخ (جو کھیتی کا محل ہے) میں ہوگی۔

فائدہ :...... مختلف احادیث اور آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مباشرت کا ایک محل اور جگہ ہے جس کو قرآن مجید نے کھیتی کے انتہائی جامع اور بلیغ لفظ سے تعبیر کیا ہے اور نکاح ومباشرت کے اصل مقصد کو بھی واضح کر دیا ہے کہ مباشرت سے مقصود اولاد کا حصول اور نسلِ انسانی کی افزائش ہے۔ کھیتی میں بیج، اس کو ضائع کرنے کے لیے نہیں ڈالا جاتا، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حالت طہر یا حیض، کسی صورت میں بھی، محل کشت کو چھوڑ کر، محل فرث وپاخانہ کی جگہ میں نہیں آیا جا سکتا۔ کھیتی میں آنے کے لیے کوئی بھی جہت اور کیفیت اختیار کی جا سکتی ہے۔ لیکن جگہ ہر صورت میں ایک ہی رہے گی، جو بیج ڈالنے کا محل ہے اور مقصود حصول اولاد ہوگا۔

۲۰...... بَاب :تَحْرِيمِ امْتِنَاعِهَا مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا

باب ۲۰: عورت کے لیے اپنے خاوند کے بستر پر آنے سے رکنا ناجائز ہے

[3538] ۱۲۰۔(۱٤۳٦)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)).

[3538]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے خاوند کے بستر سے (بلا عذر ومجبوری) علیحدہ ہو کر رات گزارتی ہے تو فرشتے صبح ہونے تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

[3539] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. وَقَالَ: حَتَّى تَرْجِعَ.

[3539] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں (صبح ہونے تک کی بجائے) یہ الفاظ ہیں (حتی کہ وہ بستر کی طرف لوٹ آئے۔)

[3540] ۱۲۱۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

[3538] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها برقم (٥١٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٨٩٧)۔

[3539] تقدم

[3540] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٥٥)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهَا فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا)).

[3540]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جس مرد کی بیوی، اسے اپنے بستر پر بلانے پر، اس کے پاس آنے سے انکار کر دیتی ہے، تو وہ ذات جو اوپر ہے، اس وقت تک اس سے ناراض رہتی ہے، جب تک شوہر اس سے راضی نہیں ہو جاتا۔''

[3541] ۱۲۲۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)).

[3541]۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کی دعوت دیتا ہے، اور وہ اس کے پاس نہیں آتی جس سے وہ ناراضی کی حالت میں رات بسر کرتا ہے، تو فرشتے صبح ہونے تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

فائدہ:...... بیوی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی خواہش کا احترام کرے اور اس کے طلب کرنے یا اس کی خواہش کے مطابق اس کے بستر پر حاضر ہو اور بلا کسی عذر و مجبوری، حاضری سے انکار نہ کرے، حالت حیض میں بھی تعلقات زن و شوہر سے بچتے ہوئے، باہمی میل جول اور محبت و پیار کے اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر جماع کا خطرہ ہو تو پھر خاوند کو احتراز کرنا چاہیے، اور اگر خاوند اس کی خاطر بلائے، تو عورت کو انکار کر دینا چاہیے، اگر وہ بلا شرعی عذر یا مجبوری (بیماری، لاغری وغیرہ) کے انکار کرتی ہیں، تو پھر وہ فرشتوں کی لعنت کی مستحق ٹھہرتی ہے۔

۲۱...... بَاب: تَحْرِيمِ إِفْشَاءِ سِرِّ الْمَرْأَةِ

باب ۲۱: عورت سے مباشرت کا راز ظاہر کرنا حرام ہے

[3542] ۱۱۲۳۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ الْعُمَرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

[3541] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی بدء الخلق باب: اذا قال احدکم: آمین والملائكة فی السماء فوافقت احداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (۳۲۳۷) وفی النکاح برقم (۵۱۹۳) وابو داود فی (سننه) فی النکاح برقم (۲۱٤۱) انظر (التحفة) برقم (۱۳٤۰٤)۔

[3542] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب باب: فی نقل الحدیث برقم (٤۸۷۰) انظر (التحفة) برقم (٤۱۱٤)۔

أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)).

[3542] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے ہاں وہ انسان بدترین درجہ میں ہوگا، جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس سے ہم بستری کرتی ہے پھر وہ اس کا راز فاش کر دیتا ہے۔''

[3543] ١٢٤ ۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ ((إِنَّ أَعْظَمَ)).

[3543]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں قیامت کے دن وہ انسان سب سے بڑا امانت میں خیانت کرنے والا ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دیتی ہے۔ پھر وہ اس کے راز کو ظاہر کر دیتا ہے۔'' ابن نمیر کی روایت میں، اعظم سے پہلے من نہیں ہے۔

فائدہ:...... میاں بیوی، ایک دوسرے سے ہم بستری لوگوں سے چھپ کر کرتے ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ ایک پوشیدہ کام ہے، جس کا اظہار درست نہیں ہے۔ اس لیے اگر میاں بیوی اس حرکت وعمل کا نقشہ دوسروں کے سامنے کھینچتے ہیں، تو یہ امانت میں خیانت اور مخفی راز کا افشاء کرنا ہے، جو انتہائی قبیح حرکت اور قابل مواخذہ عمل ہے۔

٢٢...... بَاب: حُكْمِ الْعَزْلِ

باب ٢٢: عزل کا حکم (انزال کے وقت بیوی کو الگ کر کے مادہ منویہ باہر خارج کرنا تا کہ حمل نہ ٹھہرے)

[3544] ١٢٥ ۔(١٤٣٨)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ

عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو صِرْمَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ فَسَأَلَهُ

[3543] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٢٧)۔

[3544] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الرقيق برقم (٢٢٢٩) وفي العتق باب:←

أَبُو صِرْمَةَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْعَزْلَ فَقَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ بَلْمُصْطَلِقِ فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَرَغِبْنَا فِي الْفِدَاءِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا لَا نَسْأَلُهُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَتَكُونُ)).

[3544] ۔ ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں اور ابوصرمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو ابوصرمہ نے ان سے دریافت کیا۔ اے ابوسعید! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنو مصطلق (غزوۂ مریسیع) میں شریک ہوئے تو ہم نے عرب کی معزز عورتوں کو قیدی بنا لیا، ہمیں عورتوں سے علیحدہ ہوئے کافی عرصہ ہو گیا تھا یا عورتوں سے علیحدگی ہمارے لیے شاق گزر رہی تھی اور ہم ان کے فدیہ کے بھی خواہاں تھے، (جو حاملہ ہونے کی صورت میں انہیں فروخت کرنا ممکن نہ تھا) اس لیے ہم نے چاہا ان سے لطف اندوز ہوں اور عزل کریں، پھر ہم نے سوچا کہ ہم یہ کام رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ان سے پوچھے بغیر ہی کر لیں! تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اگر عزل نہ کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت تک جس جان کے پیدا کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گا (عزل اس میں حائل نہیں ہو سکے گا۔)

فائدہ :...... غزوہ بنو مصطلق جسے غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے، یہ چھ ہجری شعبان میں پیش آیا تو بنو مصطلق ایک قبیلہ ہے اور مریسیع ایک چشمہ ہے۔ کرائم کریمہ کی جمع ہے۔ شریف اور نفیس، عزوبة: بیویوں سے علیحدگی۔ سبایا: سبیہ کی جمع ہے، قیدی لونڈیاں۔

[3545] ۱۲٦ ۔ (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

← من ملك من العرب رقيقا فوهب وباع وجامع وسبى الذرية برقم (٢٥٤٢) وفي المغازي باب: غزوة بني المصطلق من خزاعة وهي غزوذة المريسيع برقم (٤١٣٨) وفي التوحيد باب: قوله تعالى: ﴿هو الله الخالق البارئ المصور﴾ برقم (٧٤٠٩) وفي القدر باب: وكان امر الله قدرا مقدورا برقم (٦٦٠٣) وفي النكاح باب: العزل برقم (٥٢١٠) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: ما جاء في العزل برقم (٢١٧٢) انظر (التحفة) برقم (٤١١١)۔

[3545] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٢٩)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنٰى حَدِيثِ رَبِيعَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ ((كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[3545] ۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ ہے، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جن کو پیدا کرنا ہے ان کو لکھا جا چکا ہے، (ان کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔)

[3546] ۱۲۷۔(. . .)حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ أَصَبْنَا سَبَايَا فَكُنَّا نَعْزِلُ ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((لَنَا وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ)).

[3546] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے جنگ میں عورتیں قید کر لیں، ہم ان سے عزل کرنا چاہتے تھے۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا: ''تم یہ کرنا چاہتے ہو؟ کیا واقعی تم یہ کرتے ہو؟ اور تم یہ کرنا چاہتے ہو؟ اور تم یہ کر کے رہو گے؟ جس روح نے قیامت تک پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

[3547] ۱۲۸۔(. . .)وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَعَمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)).

[3547] ۔حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم عزل نہ کرو تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے۔''

[3548] ۱۲۹۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزٌ قَالُوا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ

[3546] تقدم تخريجه برقم (٣٥٢٩)۔
[3547] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٠٣)۔
[3548] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٠٣)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْعَزْلِ ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)) وَفِي رِوَايَةِ بَهْزٍ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَعَمْ.

[3548] ۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے، شعبہ کی انس بن سیرین کے واسطہ سے سند سے مذکورہ حدیث بیان کرتے ہیں لیکن ان کی روایت میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا: ''تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم یہ کام نہ کرو کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے۔'' حمل کا ٹھہرنا، نہ ٹھہرنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ بہز کی روایت میں ہے شعبہ نے کہا، معبد نے انس سے پوچھا، کیا تو نے یہ روایت ابوسعید سے سنی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔

[3549] ۱۳۰۔(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَوْلُهُ لَا عَلَيْكُمْ أَقْرَبُ إِلَى النَّهْيِ)).

[3549] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''تم پر کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم یہ کام نہ کرو، کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے۔'' امام محمد بن سیرین کہتے ہیں، آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''لا علیکم تم پر کوئی حرج نہیں۔'' نہی پر زیادہ دلالت کرتا ہے، یعنی کام نہ کرنا بہتر ہے۔

[3550] ۱۳۱۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ فَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتّٰى رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ وَمَا ذَاكُمْ قَالُوا الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ تُرْضِعُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ وَالرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ قَالَ ((فَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ هٰذَا زَجْرٌ.

[3549] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: العزل برقم (٦/ ١٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٤١١٣)۔

[3550] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٣٤)۔

[3550] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کے سامنے عزل کا ذکر چھڑا تو آپ نے پوچھا: ''یہ کیوں کرتے ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا۔ انسان کی بیوی دودھ پلا رہی ہوتی ہے اور وہ اس سے مباشرت کرتا ہے، لیکن وہ اس کے حاملہ ہونے کو پسند نہیں کرتا (اس لیے عزل کرتا ہے) اور ایک انسان کی لونڈی ہوتی ہے، وہ اس سے مباشرت کرتا ہے اور اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہے، آپ نے فرمایا: ''تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ (حمل) تو تقدیر کی بات ہے۔'' ابن عون کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث حسن بصری کو سنائی، تو اس نے کہا، اللہ کی قسم! یہ تو گویا کہ سرزنش وتوبیخ ہے یعنی عزل پر ناراضی کا اظہار ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے عزل کرنے کی دو وجوہ ثابت ہوتی ہیں، اور یہ دونوں شخصی اور انفرادی ہیں اور کسی خاص مجبوری اور عذر کی بنا پر ہیں۔ (۱) آزاد عورت سے، انزال کے وقت اس لیے الگ ہو کر مادہ منویہ باہر خارج کرتا ہے کیونکہ وہ دودھ پلا رہی ہوتی ہے اور حمل ٹھہرنے کی صورت میں، دودھ پینے والے بچہ کی صحت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ (۲) لونڈی سے عزل اس لیے کرنا چاہتا ہے تاکہ اولاد لونڈی اور غلام بننے سے محفوظ ہوجائے یا اس کی قیمت میں کمی واقع نہ ہوجائے یا ام ولد بن جانے کی صورت میں اس کو فروخت کرنا ممکن نہ رہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا یہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے کہ عزل کیا جائے گا تو بچہ پیدا نہیں ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچہ پید اکرنے کا فیصلہ ہوچکا ہے تو اس کو روکنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا، جیسا کہ آگے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں تصریح آرہی ہے، کیونکہ ایک آدمی اس مقصد سے بیوی سے عزل کرتا ہے کہ بیوی کو حمل نہ ٹھہرے، تو اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت بچہ پیدا کرنے کی ہوگی تو ایسا ہوگا کہ وہ وقت پر عزل نہ کرسکے گا اور مادہ منویہ اندر ہی خارج ہوجائے گا یا عزل کرے گا لیکن مادہ کا کوئی جز پہلے ہی خارج ہوجائے گا اور اسے پتہ بھی نہ چل سکے گا، اس طرح انسانی تدبیر ناکام رہے گی اور اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا۔ اس لیے ان احادیث کی روشنی میں ائمہ نے عزل کو مکروہ ہی قرار دیا ہے۔ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا یہی موقف تھا۔ کیونکہ اس میں درحقیقت غیر شعوری یا شعوری طور پر نسل انسانی کی افزائش کو کم کرنا ہے اور عورت کی لذت کو بھی منقطع کرنا ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ اولاد پر برانگیختہ کیا ہے اور ایسی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے، جو بچہ پیدا کرنے والی ہو، احناف، موالک اور شوافع کے نزدیک آزاد عورت کی اجازت اور رضا کے بغیر اس سے عزل نہیں ہوسکتا۔ اب بالفرض اگر عزل کی اجازت بھی ہو تو اس کی بنیاد پر ضبط ولادت کی تحریک اور منصوبہ بندی کا جواز کیسے نکل سکتا ہے، جس کی بنیاز زمانہ جاہلیت کا گمراہانہ نقطہ نظر ہے کہ اگر انسانی نسل بڑھتی رہے گی، آبادی میں اضافہ ہوتا رہے گا تو تمام انسانوں کو روٹی نہ ملے گی۔ گویا جو ذات انسانوں کو پیدا کرتی ہے وہ رازق نہیں ہے۔ انسان خود اپنا رازق ہے، شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ شخصی اور انفرادی مصلحت کا تقاضا تو عزل ہوسکتا ہے، لیکن نوع انسانی کی مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ عزل نہ کیا جائے تاکہ ولادت زیادہ ہو اور نسل انسانی بڑھتی رہے۔

[3551] (. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثْتُ مُحَمَّدًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بِحَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ يَعْنِي حَدِيثَ الْعَزْلِ فَقَالَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ۔

[3551] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3552] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْنَا لِأَبِي سَعِيدٍ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْعَزْلِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ اِلٰى قَوْلِهِ ((الْقَدَرُ)).

[3552] معبد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابوسعید سے دریافت کیا، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[3553] ۱۳۲ـ(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَنَا سُفْيَانُ وقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ قَزْعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((وَلِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يَقُلْ فَلَا يَفْعَلْ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَّخْلُوقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا)).

[3553] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عزل کا تذکرہ ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تم یہ کام کیوں کرتے ہو؟'' اور آپ نے یہ نہیں فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی یہ حرکت نہ کرے۔'' ''کیونکہ جو جان بھی پیدا ہونی ہے، اللہ اس کو پیدا کر کے رہے گا۔''

[3554] ۱۳۳ـ(. . .) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَهُ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ ((مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ))

[3551] تقدم تخريجه برقم (۳۵۳٤)۔
[3552] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٠٣)۔
[3553] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التوحيد باب: قوله تعالى: ﴿هو الله الخالق البارئ المصور﴾ برقم (٧٤٠٩) تعليقا۔ وابو داود في (سننه) في النكاح باب: ما جاء في العزل برقم (٢١٧٠) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في كراهية العزل برقم (١١٣٨) انظر (التحفة) برقم (٤٢٨٠)۔
[3554] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٨٧)۔

[3554]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام پانی سے بچہ پیدا نہیں ہوتا، اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے، تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔''

[3555] (. . .) حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْهَاشِمِيُّ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3555] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... مرد و عورت کا ہر تعلق، حمل کا باعث نہیں بنتا، یعنی مباشرت سے حمل کا ٹھہرنا ضروری نہیں ہے۔ انسان بیوی سے مقاربت کرتا رہتا ہے، لیکن بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا پورا یا سب مادہ، حمل کا باعث نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی بھی جز اس کا باعث بن سکتا ہے بہرحال حمل کا قرار اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ پر موقوف ہے۔ انسان کی قدرت سے باہر ہے، اس لیے عزل انسان کے لیے کارگر نہیں ہوسکتا۔

[3556] ١٣٤-(١٤٣٩) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ لِي جَارِيَةً هِيَ خَادِمُنَا وَسَانِيَتُنَا وَأَنَا أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ ((اعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ)) لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ ((قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)).

[3556]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، میری ایک لونڈی ہے جو ہماری خدمت گار بھی ہے اور ہمارے لیے پانی بھی فراہم کرتی ہے اور میں اس سے مباشرت کرتا ہوں اور یہ نہیں چاہتا کہ اسے حمل قرار پائے، (کیونکہ حمل اور وضع حمل کے نتیجہ میں وہ سب کام کاج نہیں کر سکے گی) تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر کے دیکھ لے، کیونکہ اس کے لیے جو مقدر ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔'' کچھ دن ٹھہرنے کے بعد وہ آدمی آیا اور کہنے لگا، باندی تو حاملہ ہوگئی ہے آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں بتا چکا ہوں، اس کو پیدا ہو کر رہے گا، جو اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔''

[3555] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٩٨٧)-

[3556] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: ما جاء في العزل برقم (٢١٧٣) انظر (التحفة) برقم (٢٧١٩)-

مفردات الحدیث ✲ وَسَانِيَتُنَا، السانية: وہ اونٹ جس سے پانی کھینچا جاتا ہے، چونکہ وہ کنویں سے پانی لاتی تھی اس لیے اس کو سانیہ کا نام دیا۔

[3557] ١٣٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عِيَاضٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً لِي وَأَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ ذٰلِكَ لَنْ يَمْنَعَ شَيْئًا أَرَادَهُ اللّٰهُ)) قَالَ فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْجَارِيَةَ الَّتِي كُنْتُ ذَكَرْتُهَا لَكَ حَمَلَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ)).

[3557]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، کہ میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرنا چاہتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کام اللہ کے ارادہ ومشیت میں حائل نہیں ہوسکتا۔'' (کچھ عرصہ کے بعد) وہ آدمی آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! جس لونڈی کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تھا اسے حمل ٹھہر گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' یعنی میں جو کچھ کہتا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس لیے یقینی اور اٹل ہوتا ہے۔

[3558] (. . .) وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ حَسَّانَ قَاصُّ أَهْلِ مَكَّةَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ عِيَاضِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ النَّوْفَلِيُّ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ.

[3558] امام صاحب ایک اور استاد سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3559] ١٣٦ـ(١٤٤٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ زَادَ إِسْحٰقُ قَالَ سُفْيَانُ لَوْ كَانَ شَيْئًا يُنْهٰى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْآنُ.

[3557] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣٩٦)۔

[3558] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣٩٦)۔

[3559] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: العزل برقم (٥٢٠٨) والترمذي في جامعه في النكاح باب: ما جاء في العزل برقم (١١٣٧) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: العزل برقم (١٩٢٧) انظر (التحفة) برقم (٢٤٦٨)۔

[3559]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نزولِ قرآن کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے۔ اسحاق کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ سفیان نے کہا، اگر یہ قابل نہی کام ہوتا یا اس سے روکنے کی ضرورت ہوتی تو ہمیں قرآنِ مجید کے ذریعہ اس سے روک دیا جاتا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کام یا عمل عہد نبوی میں ہوتا رہا، اور اس سے قرآن وسنت میں روکا نہیں گیا تو یہ اس کے جواز کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر یہ کام ناجائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعہ اس سے آگاہ کر دیا جاتا اور قرآن یا حدیث میں اس کی نہی آ جاتی۔

[3560] ١٣٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ لَقَدْ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

[3560]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں عزل کرتے تھے۔

[3561] ١٣٨۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَلَغَ ذَلِكَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا.

[3561]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے دور میں عزل کیا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ تک بات پہنچی تو آپ نے ہمیں (دوٹوک انداز میں، قطعیت کے ساتھ) منع نہیں فرمایا۔

٢٣...... بَاب: تَحْرِيمِ وَطْئِ الْحَامِلِ الْمَسْبِيَّةِ

باب ٢٣: حاملہ قیدی عورت سے مباشرت ممنوع ہے

[3562] ١٣٩۔(١٤٤١) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى بِامْرَأَةٍ مُجِحٍّ عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُلِمَّ بِهَا)) فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ)).

[3562]۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیمہ کے دروازہ پر ایک ایسی عورت سے

[3560] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٨٩)۔
[3561] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٨٢)۔
[3562] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح برقم (٢١٥٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٢٤)۔

گزرے، جس کا زمانہ ولادت بالکل قریب تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''شاید وہ شخص اس سے قربت کرنا چاہتا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا، جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا ارادہ ہے کہ میں اس شخص پر ایسی لعنت بھیجوں جو قبر میں بھی اس کے ساتھ جائے۔ وہ اس کو کیسے وارث بنائے گا جبکہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے؟ وہ اس سے کیسے خدمت لے گا، جبکہ وہ اس کے لیے جائز نہیں ہے؟ مجح: قریب الولادت۔

[3563] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3563] امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... حاملہ عورت سے مباشرت جائز نہیں ہے کیونکہ وضع حمل میں تاخیر کے باعث، بچہ کے بارے میں شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بچہ اس مسلمان کا ہے جس کی لونڈی ہے کیونکہ حمل چھ ماہ بعد وضع ہوا ہے، اور مسلمان کا بن سکتا ہے یا یہ پہلے خاوند کا ہے اور اس نے اس کی کشت کو سیراب کیا ہے۔ اگر وہ کافر خاوند کا بچہ ہے، تو وہ اس کا وارث کیسے بن سکتا ہے۔ اور اگر وہ اس مسلمان مالک کا بچہ ہے تو پھر وہ اس کو غلام کیسے بنا سکتا ہے۔ اپنے بیٹے کو تو غلام نہیں بنا سکتا اس لیے اس خرابی اور فساد سے بچنے کے لیے شریعت نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ حاملہ عورت سے مباشرت نہیں ہوسکتی۔

۲۴...... بَاب: جَوَازِ الْغِيلَةِ وَهِيَ وَطْئُ الْمُرْضِعِ وَكَرَاهِةِ الْعَزْلِ

باب ۲۴: غیلہ یعنی دودھ پلانے والی عورت سے مجامعت جائز ہے اور عزل ناپسندیدہ ہے۔

[3564] ۱۴۰۔(۱۴۴۲) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُوالْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ)) قَالَ مُسْلِم وَأَمَّا خَلَفٌ فَقَالَ عَنْ جُذَامَةَ الْأَسَدِيَّةِ وَالصَّحِيحُ مَا قَالَهُ يَحْيٰى بِالدَّالِ .

[3564]۔ حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں دودھ پلانے والی عورت سے مباشرت کرنے سے منع کر دوں حتی کہ مجھے یاد آیا

[3563] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٤٧)۔

[3564] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطب باب: في الغيل برقم (٣٨٨٢) والترمذي في (جامعه) في الطب باب: ما جاء في الغيلة برقم (٢٠٧٦) وبرقم (٢٠٧٧) والنسائي في الغيل برقم (٢٠١١) انظر (التحفة) برقم (١٥٧٨٦)۔

کہ رومی اور فارسی دودھ پلانے والی عورت سے مجامعت کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو نقصان نہیں پہنچتا۔'' امام مسلم فرماتے ہیں: میرے استاد خلف نے جذامہ اسدیہ، ذال منقوطہ کے ساتھ کہا لیکن صحیح بات دوسرے استاد یحییٰ کی ہے کہ یہ دال بلا نقطہ ہے۔

مفردات الحدیث ❊ غیلہ اور غیلہ: زیر اور زبر کے ساتھ۔ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کو کہتے ہیں اور ابن السکیت کے نزدیک حاملہ عورت کے دودھ پلانے کو غیلہ کہتے ہیں۔

فائدہ:...... حکماء کا خیال ہے: حاملہ عورت کے دودھ میں بیماری پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ دودھ پینے والا بچہ لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے، اس لیے عرب اس دودھ سے احتراز کرتے تھے۔ لیکن دودھ میں بیماری اور تبدیلی کا پیدا ہونا قطعی اور یقینی نہیں ہے، بعض دفعہ یہ نقصان کا باعث بنتا ہے خاص کر جبکہ بچہ چھوٹا ہو، اس لیے آپ نے جب فارسیوں اور رومیوں کے بارے میں یہ معلوم کر لیا۔ انہیں غیلہ سے نقصان نہیں پہنچتا تو آپ ﷺ نے عربوں کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کیا کہ انہیں اس کام سے منع نہ کیا جائے۔ اگر کوئی احتراز کر لے، تو یہ بہتر ہے۔ (حجۃ اللہ، ج:۲، ص:۱۳۵)

[3565] ١٤١-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُوالْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ فَإِذَا هُمْ يُغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ ذٰلِكَ شَيْئًا)) ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ)) زَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فِي حَدِيثِهِ عَنِ الْمُقْرِءِ وَهِيَ ((وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ)).

[3565] - حضرت عکاشہ کی ہمشیرہ حضرت جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''میں نے ارادہ کر لیا کہ میں غیلہ سے روک دوں، تو میں نے روم اور فارس کے بارے میں غور کیا، وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کی ماں سے تعلقات قائم کرتے ہیں اور یہ کام ان کی اولاد کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا۔'' پھر صحابہ کرام نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پوشیدہ طور پر زندہ کو دفن کرنا ہے۔'' عبید اللہ نے اپنی روایت میں اپنے استاد مقرء سے یہ اضافہ کیا، یہ فعل اس آیت کا مصداق ہے: ''جب زندہ دفن کی گئی سے سوال کیا جائے گا۔'' (التکویر: ۸)

فائدہ:...... نطفہ چونکہ اولاد کا سبب اور باعث بنتا ہے، اس لیے اس کو ضائع کرنا سعی لا حاصل کرنا، اپنے طور پر تخم اور بیج کو ضائع کرنا ہے اور اس طرح یہ گویا اپنی نیت اور ارادے کے اعتبار سے پوشیدہ طور پر اولاد کو ضائع کرنا ہے،

[3565] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٤٩)۔

لیکن یہ حدیث دوسری حدیث کے منافی نہیں ہے، جس میں آپ نے یہود کے عزل کو موؤدہ صغریٰ قرار دینے کی تکذیب کی ہے۔ کیونکہ یہودیوں کا تصور یہ تھا کہ عزل کی صورت میں حمل کا قرار ممکن نہیں ہے۔ اس سے بچہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا اور یہ بات قطعاً غلط ہے، جس بچے کے پیدا ہونے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے وہ عزل کے باوجود پیدا ہو کر رہتا ہے۔

[3566] ١٤٢ ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْعَزْلِ وَالْغِيلَةِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((الْغِيَالِ)).

[3566] ۔حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آگے عزل اور غیلہ کے بارے میں مذکورہ بالا سعید بن ابی ایوب کی حدیث کی طرح بیان کیا اور غیلہ کی بجائے غیال کہا۔

[3567] ١٤٣ ـ(١٤٤٣) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمَقْبُرِيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَ وَالِدَهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ)) فَقَالَ الرَّجُلُ أُشْفِقُ عَلَى وَلَدِهَا أَوْ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّومَ)) وَ قَالَ زُهَيْرٌ فِي رِوَايَتِهِ ((إِنْ كَانَ لِذٰلِكَ فَلَا مَا ضَارَ ذٰلِكَ فَارِسَ وَلَا الرُّومَ)).

[3567] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''یہ حرکت تم کیوں کرتے ہو؟'' تو اس آدمی نے جواب دیا، میں اس کے بچے یا اولاد کے بارے میں ڈرتا ہوں (کہ حمل قرار پکڑنے سے دودھ پینے والے بچے کو نقصان پہنچے گا۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ نقصان دہ ہوتا تو فارسیوں اور رومیوں کو نقصان پہنچاتا۔''
نمیر نے اپنی روایت میں بیان کیا: ''اگر یہ بات ہے تو عزل نہ کر، کیونکہ اس فعل سے فارس اور روم والوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔''

[3566] تقدم تخريجه برقم (٣٥٤٩)۔
[3567] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣)۔

اس کتاب کے کل ابواب (20) اور (84) احادیث ہیں۔

18

كِتَابُ الرِّضَاعِ

دودھ پلانا

حدیث نمبر 3568 سے 3651 تک

۱۸......كِتَابُ الرِّضَاعِ

۱۸. دودھ پلانا

۱...... بَاب: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

باب ۱: رضاعت سے ولادت کی طرح رشتے حرام ہوجاتے ہیں

[3568] ۱ـ(۱٤٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَإِنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُرَاهُ فُلَانًا)) لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ)).

[3568]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے میں نے ایک آدمی کی آواز سنی، وہ حضرت حفصہ کے گھر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے، تو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! یہ آدمی آپ کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے، یہ فلاں ہے یعنی حضرت حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اگر فلاں زندہ

[3568] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات والانساب والرضاع المستفيض والموت القديم برقم (٢٦٤٦) وفي الخمر باب: ما جاء في بيوت الزواج النبي ﷺ وما نسب من البيوت اليهن برقم (٣١٠٥) وفي النكاح باب: ﴿وامهاتكم اللاتي ارضعنكم﴾ برقم (٥٠٩٩) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: لبن الفحل برقم (٦/ ١٠٢-١٠٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٠٠)

ہوتا، جو میرا رضاعی چچا تھا، وہ میرے پاس آ سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (نسب وخون) سے حرام ہوتے ہیں۔''

[3569] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح قَالَ وحَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

[3569]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جو ولادت سے حرام ہو جاتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔''

[3570] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ۔

[3570] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ✻ رضاع اور رضاعت: را کے زبر اور زیر دونوں طرح سے ہے اہل تہامہ کے نزدیک سمع سے ہے اور اہل نجد کے نزدیک (ضرب) سے، رضع الصبی کا معنی ہوگا: بچے نے عورت کا پستان چوسا۔

فائدہ:......عورت کے پستان کے دودھ کا مدت رضاعت کے دوران بچہ کے پیٹ میں پہنچنا، خواہ بچہ خود چوسے یا اس کے حلق میں دودھ ڈالا جائے یا ناک کے ذریعہ، اس کے پیٹ میں داخل کر دیا جائے۔ ان تینوں صورتوں میں رضاعت ثابت ہوگی۔ ماں کے علاوہ جو عورت دودھ مدت رضاعت میں پلاتی ہے، وہ چونکہ بچے کی نشو ونما اپنے دودھ سے کرتی ہے اور اس کے گوشت، ہڈیوں اور خون میں اس کے دودھ کا دخل ہوتا ہے اور وہ اس کے پالنے پوسنے اور پرورش و پرداخت میں ماں کی طرح پیار ومحبت سے تمام تکالیف اور مصائب برداشت کرتی ہے۔ اس لیے وہ بھی ماں کے حکم میں ہوتی ہے اور اس کی اولاد بچے کے بہن بھائی بن جاتے ہیں اور اس کا خاوند اور اس کے عزیز و اقارب اس کے ماں، باپ کے رشتہ داروں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں اور رضاعت کا حکم نسب وخون والا ہو جاتا ہے۔ اس لیے امت کے نزدیک بالاتفاق، رضاعی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، اور چچا، ماموں، رضاعی بیٹے کی بیوی، اور رضاعی باپ کی بیوی، محرمات میں شمار ہوں گے، اگرچہ رضاعی بیٹے کی بیوی

[3569] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ما يحرم من الرضاع برقم (٦/ ٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٠٢)

[3570] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٥٤)

اور رضاعی باپ کی بیوی میں رضاعت ومصاہرت دونوں کا دخل ہے یعنی اس کے رضاعی بیٹے کی بیوی ہے یا رضاعی باپ کی بیوی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نسب اور صہر سے حرام ہونے والے تمام اصول اور فروع، رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

۲...... بَابُ تَحْرِيْمِ الرَّضَاعَةِ مِنْ مَاءِ الْفَحْلِ

باب ۲: حرمت رضاعت میں نر (شوہر) کے نطفہ کا دخل ہے

[3571] ۳-(۱۴۴۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

[3571]۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالقعیس کا بھائی افلح آیا اور اس نے ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، وہ عائشہ کا رضاعی چچا تھا اور پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے، اس لیے حضرت عائشہ نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہیں اپنے اس کام (عمل) کی خبر دی، تو آپ نے مجھے انہیں اجازت دینے کا حکم دیا۔

فائدہ:...... ابوالقعیس کا بھائی افلح جس کو بعض روایات میں ابوالجعد کہا گیا ہے اور بعض میں ابن القعیس ایک آدمی ہے جو حضرت عائشہ کا رضاعی چچا ہے، لیکن اس کو ابوالقعیس قرار دینا راوی کا وہم ہے۔
اور حدیث نمبر ا میں جس رضاعی چچا کو فوت شدہ قرار دیا گیا ہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا اور یہ افلح ان کے رضاعی باپ ابوالقعیس کا بھائی تھا، اور حضرت عائشہ نے دونوں کا حکم الگ الگ سمجھا، اس لیے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حرمت رضاعت کا تعلق صرف مرضعہ (دودھ پلانے والی) سے نہیں ہے بلکہ اس کے خاوند کے اصول اور فروع سے بھی ہے۔ کیونکہ رضاعت میں خاوند کا بھی اثر اور عمل و دخل ہے اور یہ مسئلہ اب سب کے درمیان اتفاقی ہے۔ اگرچہ بعض صحابہ، تابعین اور بعض فقہاء خاوند کا دودھ میں دخل تسلیم نہیں کرتے تھے۔

[3571] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: لبن الفحل برقم (۵۱۰۳)۔ والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: لبن الفحل برقم (۶/ ۱۰۳) انظر (التحفة) برقم (۱۶۵۹۷)۔

[3572] ٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ ((تَرِبَتْ يَدَاكِ أَوْ يَمِينُكِ)).

[3572] ـحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا، افلح بن ابی قعیس آیا۔ آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ میں نے کہا، مجھے تو بس عورت نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے تو دودھ نہیں پلایا، آپ نے فرمایا: ’’تیرے دونوں ہاتھ یا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (دودھ میں خاوند کی تاثیر ہے۔)‘‘

فائدہ:......اس حدیث افلح کو ابوقعیس کا بیٹا بتایا گیا ہے، یہ راوی کا وہم ہے، ان ابوالقعیس، افلح کا بھائی ہے جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے اور پیچھے بھی گزر چکا ہے۔

[3573] ٥ـ(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ أَبَا عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لِأَفْلَحَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَنِي يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَكَرِهْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ قَالَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ائْذَنِي لَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ.

[3573]ـحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ابوالقعیس کا بھائی افلح پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد آیا اور ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اور ابوالقعیس حضرت عائشہ کا رضاعی باپ تھا حضرت عائشہ نے جواب دیا، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک افلح کو اجازت نہیں دوں گی، جب تک رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کرلوں، کیونکہ مجھے ابوالقعیس نے تو دودھ نہیں پلایا بلکہ مجھے دودھ تو اس کی بیوی نے پلایا ہے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابوالقعیس کا بھائی

[3572] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی النکاح باب: لبن الفحل برقم (٦/ ١٠٣)۔ وابن ماجه فی (سننه) فی باب: لبن الفحل برقم (١٩٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٣)۔

[3573] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٧)۔

افلح میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرنے آیا تھا، میں نے آپ سے پوچھے بغیر اس کو اجازت دینا اچھا نہیں سمجھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آنے کی اجازت دے دو۔'' عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، جن رشتوں کو نسب وولادت سے حرام قرار دیتے ہو، ان رشتوں کو رضاعت سے بھی حرام قرار دو۔''

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ ''رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔'' لیکن مؤطا امام مالک میں ان کا یہ طرز عمل بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہنوں اور بھتیجیوں نے جن بچیوں کو دودھ پلایا تھا، حضرت عائشہ ان کو تو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی تھیں، لیکن ان کے بھائیوں کی بیویوں نے جن کو دودھ پلایا تھا، وہ ان کے پاس نہیں آ سکتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے وہ رضاعت میں مرد کی تاثیر کی قائل نہ تھیں۔ اس کا جواب حافظ ابن عبدالبر نے یہ دیا ہے۔ اپنے محارم کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا ضروری نہیں ہے۔ عورت کو اختیار ہے اگر وہ کسی کو اجازت نہ دینا چاہے تو اجازت نہ دے۔ اور علامہ باجی نے اس کے دو جواب دیئے ہیں:

۱...... یہ قول ان کی اپنی رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ روایت کے منافی ہے (بلکہ اپنے بیان کردہ اصول کے بھی منافی ہے) اس لیے یہ راوی کا وہم ہے۔

۲...... بہنوں اور بھتیجیوں کی اولاد کو تو ہر صورت میں آنے کی اجازت دیتی تھیں، لیکن بھائیوں کی بیویوں کی صرف اس اولاد کو اجازت دیتی تھیں، جو ان کے بھائیوں کے نکاح میں آنے کے بعد کی ہے، جن بچوں کو انہوں نے ان سے شادی سے پہلے دودھ پلایا تھا یا بڑی عمر کے ہونے کی صورت میں دودھ پلایا تھا، ان کو اجازت نہیں دیتی تھیں، حالانکہ وہ رضاعت کبیر کی قائل ہیں، اور حضرت شاہ ولی اللہ کا خیال ہے یہ حضرت عائشہ محض تورع اور احتیاط کے طور پر کرتی تھیں، جیسا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے ابن زمعہ سے پردہ کا حکم دیا تھا۔

[3574] ٦-(. . .) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ ((فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ زَوْجَ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَرْضَعَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها.

[3574]۔ یہی حدیث امام صاحب، زہری کی مذکورہ اسناد سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالقعیس کا بھائی افلح، ان کے ہاں اجازت طلب کرنے کے لیے آیا۔ اور اس میں یہ ہے: ''یہ تیرا چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔'' اور ابوالقعیس اس عورت کا خاوند تھا جس نے حضرت عائشہ کو دودھ پلایا تھا۔

[3574] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦٥٩)۔

[3575] ٧-(. . .) وحَدَّثَنا أَبُوبكرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا أنا ابنُ نُمَيرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ إِنَّ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ))** قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ أَنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.

[3575] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرنے آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیے بغیر اس کو اجازت دینے سے انکار کردیا، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا۔ میرا رضاعی چچا میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرتا تھا، میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کردیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا چچا ہے، وہ تیرے پاس آ سکتا ہے۔'' میں نے کہا، مجھے دودھ تو عورت نے پلایا ہے، مرد نے تو دودھ نہیں پلایا ہے، آپ نے فرمایا: ''وہ تیرا چچا ہے، تیرے پاس آ سکتا ہے۔''

فوائد :...... ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے، اگر مسئلہ کے بارے میں علم نہ ہو یا شک ہو، تو اس پر اہل علم سے پوچھے بغیر عمل نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے بغیر افلح کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ ❷ عورت کو غیر محرم سے پردہ کرنا چاہیے اور خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ ❸ محرم کو بھی اجازت لے کر آنا چاہیے۔ ❹ اگر سائل مفتی کے سامنے اپنے طور پر کوئی ترجیح یا تعلیل بیان کرے، جو درست نہ ہو تو اس کو مناسب تنبیہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ آپ حضرت عائشہ کی تعلیل، مجھے مرد نے تو دودھ نہیں پلایا نیز انکار وزجر کے طور پر فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

[3576] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

[3576] امام صاحب ایک اور استاد سے ہشام کی مذکورہ سند سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالقعیس کے بھائی نے مجھ سے اجازت طلب کی، آگے مذکورہ روایت ہے۔

[3575] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الرضاع باب: ما جاء في لبن الفحل برقم (١١٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨٢)۔

[3576] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٩)۔

[3577] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا أَبُو الْقُعَيْسِ.

[3577] امام صاحب ایک اور استاد سے ہشام ہی کی سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ ہے کہ ان سے ابوالقعیس نے اجازت طلب کی۔ اس کو ابوالقعیس قرار دینا راوی کا وہم ہے کیونکہ وہ تو رضاعی باپ ہے نہ کہ چچا۔

[3578] ۸۔(. . .) عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَبُو الْجَعْدِ فَرَدَدْتُهُ قَالَ لِي هِشَامٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُو الْقُعَيْسِ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ قَالَ ((فَهَلَّا أَذِنْتِ لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُكِ أَوْ يَدُكِ)).

[3578]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے رضاعی چچا نے ملنے کی اجازت طلب کی جو ابوالجعد تھا، میں نے اس کو واپس لوٹا دیا۔ ہشام نے بتایا وہ ابوالقعیس تھا، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ بتایا، آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے اجازت کیوں نہ دی؟ تیرا دایاں ہاتھ یا (صرف) ہاتھ خاک آلود ہو۔''

[3579] ۹۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَأَخْبَرَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((لَهَا لَا تَحْتَجِبِي مِنْهُ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ)).

[3579]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے افلح نامی رضاعی چچا نے مجھ سے ملنے کی اجازت طلب کی، میں نے اس سے پردہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے انہیں فرمایا: ''اس سے پردہ نہ کرو، کیونکہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔''

[3577] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٢٤)۔

[3578] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: لبن الفحل برقم (٦/ ١٠٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٥)۔

[3579] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات باب: الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض والموت القديم برقم (٢٦٤٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ما يحرم من الرضاع برقم (٦/ ٩٩) وفي باب: لبن الفحل برقم (٦/ ١٠٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٦٩)۔

[3580] ۱۰-(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ بْنُ قُعَيْسٍ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَأَرْسَلَ إِنِّي عَمُّكِ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((لِيَدْخُلْ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ)).

[3580]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے افلح بن قعیس نے ملنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت نہ دی، اس نے پیغام دیا، میں تیرا چچا ہوں، میرے بھائی کی بیوی نے تمہیں دودھ پلایا ہے میں نے اجازت دینے سے (پھر بھی) انکار کردیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ بتایا آپ نے فرمایا: ''وہ تیرے پاس آ سکتا ہے، کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔''

۳...... بَابُ تَحْرِيمِ ابْنَةِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ

باب۳: رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے

[3581] ۱۱-(۱۴۴۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِيبَكْرٍ قَالُوا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ ((وَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

[3581]۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے آپ قریش سے انتخاب کرتے ہیں اور ہمیں (بنو ہاشم کو) نظر انداز کر دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارے ہاں کوئی رشتہ ہے؟'' میں نے عرض کیا۔ جی ہاں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔''

[3580] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٦٤)۔

[3581] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تحريم بنت الاخ من الرضاعة برقم (٦/ ٩٩، ٦/ ١٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٠١٧١)

مفردات الحدیث ☆ تَنَوَّقُ : اصل میں تتنوق ہے جو نیقہ سے ماخوذ ہے۔اعلیٰ اور عمدہ کو کہتے ہیں یہاں انتخاب کرنا پسند کرنا ہے۔

فائدہ :......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور آپ سے عمر میں دو، چار سال بڑے تھے۔اور انہیں ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا تھا اور اس لونڈی ثویبہ نامی نے آپ کو بھی بعد میں دودھ پلایا تھا، ابولہب نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا چکے تھے۔(طبقات ابن سعد، ج:۱،ص: ۱۰۸) اور حضرت حمزہ کی اس بیٹی کے نام میں بہت اختلاف ہے۔مشہور نام عمارہ ہے جو مکہ میں اپنی والدہ کے پاس تھی اور عمرۃ القضا سے واپسی پر آپ کے ساتھ مدینہ آ گئی تھی اور آپ نے اسے حضرت جعفر کی حضانت میں دے دیا تھا۔اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کسی صاحب علم وفضل کو اپنے خاندان اور قبیلہ کی بچی کے نکاح کی پیشکش کی جا سکتی ہے اور اس سلسلہ میں دوسری روایت کی روشنی میں اس کے حسن وجمال کا تذکرہ بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ حسن وجمال بھی باعث کشش ہے۔

[3582] (. . .) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيبَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3582] امام صاحب اپنے چار مختلف اساتذہ سے، اعمش کی مذکورہ سند سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3583] ۱۲-(۱۴۴۷) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدَ عَلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ)).

[3583]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیں، تو آپ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور رضاعت سے وہ رشتہ حرام ہو جاتا ہے جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے۔''

[3582] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٦٦)۔

[3583] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات باب: الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض والموت القديم برقم (٢٦٤٥) وفي النكاح باب: ﴿وامهاتكم اللاتي ارضعنكم﴾ ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب برقم (٥١٠٠) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تحريم بنت الاخ من الرضاع برقم (٦/ ١٠٠)۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب برقم (١٩٣٨) انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٨)۔

[3584] ١٣-(...) وحَدَّثَنَاه زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مِهْرَانَ الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ كِلَاهُمَا

عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ هَمَّامٍ سَوَاءً غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ شُعْبَةَ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ ((ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ)) وَفِي رِوَايَةِ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ.

[3584]۔امام صاحب اپنے تین مختلف اساتذہ کی سند سے ہمام کی مذکورہ سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں مگر شعبہ کی حدیث آپ کے اس قول پر ختم ہوگئی ہے''وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔'' اور سعید کی روایت میں ہے''واقعہ یہ ہے رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جونسب سے حرام ہوتے ہیں۔'' (ہمام کی روایت میں نسب کی جگہ رحم کا لفظ ہے) اور بشر بن عمر کی روایت میں قتادہ نے سماع کی تصریح کی ہے۔قتادہ مدلس راوی ہے اس لیے اس کا عنعنہ معتبر نہیں ہے۔

[3585] ١٤-(١٤٤٨) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُولُ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَيْنَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ عَنِ ابْنَةِ حَمْزَةَ أَوْ قِيلَ أَلَا تَخْطُبُ بِنْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ ((إِنَّ حَمْزَةَ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

[3585]۔حضرت ام سلمہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں؟ یا آپ سے عرض کیا گیا، آپ حمزہ بن عبدالمطلب کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا:''حمزہ میرا رضاعی بھائی ہے۔''

فائدہ:......معلوم ہوتا ہے، حمزہ کی بیٹی سے نکاح کا سوال کرنے والوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حضرت حمزہ صرف چچا ہی نہیں رضاعی بھائی بھی ہیں یا یہ مسئلہ عام نہیں ہوا تھا کہ حقیقی بھتیجی کی طرح رضاعی بھائی کی بیٹی سے بھی نکاح حرام ہے۔

[3584] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٦٨)۔
[3585] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٤٨)

٤...... بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ وَأُخْتِ الْمَرْأَةِ

باب ٤: ربیبہ (بیوی کی بچی) اور بیوی کی بہن سے نکاح نہیں ہوسکتا

[3586] ١٥ ـ(١٤٤٩) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ ((أَفْعَلُ مَاذَا)) قُلْتُ تَنْكِحُهَا قَالَ أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي قَالَ ((فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قُلْتُ فَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ ((بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

[3586]۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا، کیا آپ میری بہن، ابوسفیان کی بیٹی سے رغبت نہیں رکھتے؟ آپ نے پوچھا: ''میں کیا کروں؟'' میں نے کہا، آپ اس سے نکاح کرلیں، آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس کو پسند کرتی ہے؟'' میں نے کہا، میں اکیلی ہی تو آپ کی بیوی نہیں ہوں، اور آپ کی رفاقت کی خیر میں مجھے اپنی بہن کی شراکت بہت محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیری موجودگی میں وہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔'' میں نے کہا، مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، آپ نے پوچھا: ''ام سلمہ کی بیٹی۔'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے

[3586] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: ﴿وامهاتكم اللاتي ارضعنكم﴾ ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب برقم (٥١٠١) وفي باب: ﴿وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن﴾ برقم (٥١٠٦) وفي باب: ﴿وان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف﴾ برقم (٥١٠٦) وفي باب: عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير برقم (٥١٢٣) وفي النفقات باب: المراضع في المواليات وغيرهن برقم (٥٣٧٢) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تحريم الربيبة التي في حجرة برقم (٦/ ٩٤) وفي باب: تحريم الجمع بين الام والبنت برقم (٦/ ٩٥) وفي تحريم الجمع بين الاختين برقم (٦/ ٩٦) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب برقم (١٩٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٧٥)

فرمایا: "اگر وہ میری گود میں پروردہ نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، اس لیے مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔"

[3587] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ كِلَاهُمَا

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَوَآءً.

[3587] یہی روایت مصنف اپنے دو اور اساتذہ سے ہشام بن عروہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ......حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا چونکہ آپ کی اکیلی بیوی نہیں تھیں، آپ کی اور بیویاں بھی تھیں، اس لیے انہوں نے چاہا، جب میرے ساتھ اور بیویاں موجود ہیں کہ میں ان کو گوارا کر رہی ہوں تو اپنی بہن کو اس شرف ومنزلت میں شریک کیوں نہ کرلوں، کیونکہ انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ بیک وقت دو بہنیں نکاح میں نہیں آ سکتیں یا وہ سمجھتی تھیں جس طرح آپ چار سے زائد شادی کر سکتے ہیں، اسی طرح دو بہنوں سے بیک وقت نکاح بھی کر سکتے ہیں اور ان کی اس بہن کا نام جیسا کہ آگے آ رہا ہے عزہ تھا۔ اگرچہ بعض نے اس کا نام حمنہ اور دُرّہ بھی بیان کیا ہے، لیکن مسلم کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ (۲) حضرت ابوسلمہ کی بیٹی کا صحیح نام دُرّہ ہی ہے۔ اس کو ذرّہ یا حمنہ کا نام دینا درست نہیں ہے۔ اس طرح اس کو زینب جس کا پہلا نام بَرّہ تھا، قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔ (۳) ربیبہ سے مراد بیوی کی پہلے خاوند سے بیٹی ہے، جس کی دوسرا خاوند نگہداشت اور سرپرستی کرتا ہے۔ اگرچہ وہ اس کی تربیت وکفالت میں نہ ہو۔ اور گود کی قید اغلبی ہے یعنی عام طور پر ایسے ہوتا ہے یہ شرط اور احتراز کے لیے نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ربا کے ساتھ اضعافا مضاعفہ کی قید ہے، جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے۔

[3588] ١٦-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ شِهَابٍ كَتَبَ يَذْكُرُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتُحِبِّينَ ذٰلِكَ)) فَقَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِي)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ ((بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ)) قَالَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّهَا لَمْ

[3587] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٧١)۔

[3588] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧١)۔

تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

[3588] ۔حضرت زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ میری ہمشیرہ عزہ سے نکاح کر لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تو اس کو پسند کرتی ہے؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں، اور مجھے یہ بات انتہائی پسند ہے کہ آپ کی زوجیت کے شرف وبھلائی میں، میری بہن شریک ہو جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے نکاح تو میرے لیے روا نہیں ہے۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، آپ نے پوچھا: ''ابوسلمہ کی بیٹی؟'' میں نے عرض کی، جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ میری سرپرستی میں پرورش نہ پائے ہوتی۔تو پھر بھی میرے لیے جائز نہ تھی۔ کیونکہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیوی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کوثویبہ نے دودھ پلایا تھا، اس لیے مجھ پر اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو پیش نہ کیا کرو۔''

[3589] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسْلِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِهِ عَزَّةَ غَيْرُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ.

[3589] امام صاحب یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے یزید بن ابی حبیب کے واسطہ سے زہری کی سند سے بیان کرتے ہیں۔لیکن کسی نے یزید بن ابی حبیب کے سوا عزہ کا نام نہیں لیا۔

٥...... بَاب فِي الْمَصَّةِ وَالْمَصَّتَانِ

باب ٥: ایک دو دفعہ پستان چوسنا

[3590] ١٧۔(١٤٥٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ح و حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

[3589] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧١)۔
[3590] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: هل يحرم ما دون خمس رضعات برقم (٢٠٦٣)←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ سُوَيْدٌ وَزُهَيْرٌ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ)).

[3590]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو دفعہ دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

مفردات الحدیث ❊ مصة(ن۔س) ایک بار پستان چوسنا۔

[3591] ۱۸۔(۱۴۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِي فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا أُخْرٰى فَزَعَمَتِ امْرَأَتِي الْأُولٰى أَنَّهَا أَرْضَعَتْ امْرَأَتِي الْحُدْثٰى رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)) قَالَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ۔

[3591]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اور الفاظ یحییٰ کے ہیں، حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ میرے گھر میں تھے، اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میری ایک بیوی تھی، اس کی موجودگی میں، میں نے ایک اور عورت سے شادی کرلی، میری پہلی بیوی کا دعویٰ ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو دودھ پلایا ہے، ایک یا دو مرتبہ، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو چسکیوں سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔''

[3592] ۱۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ ح وثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا

← والترمذي في (جامعه) في الرضاع باب: ما جاء لا تحرم المصة والمصتان برقم (۱۱۵۰) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: القدر الذي يحرم من الرضاعة برقم (۶/ ۱۰۱) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا تحرم المصة ولا المصتان برقم (۱۹۴۱) انظر (التحفة) برقم (۱۶۱۷۹)۔

[3591] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: القدر الذي يحرم من الرضاعة برقم (۶/ ۱۰۰۔۱۰۱)۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا تحرم المصة ولا المصتان برقم (۱۹۴۰) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۵۱)۔

[3592] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۵۷۶)۔

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ قَالَ ((لَا)).

[3592]۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا ایک دفعہ دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔''

[3593] ٢٠۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ)).

[3593]۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دو دفعہ رضعة یا ایک دو دفعہ مصة سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔''

مفردات الحدیث ✽ رضعة اور مصة یا املاجة کا معنی ایک دفعہ چوسنا ہے۔

[3594] ٢١۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا إِسْحٰقُ فَقَالَ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ ((أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّتَانِ وَأَمَّا))ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ وَالرَّضْعَتَانِ وَالْمَصَّتَانِ۔

[3594]۔یہی روایت مصنف اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔اسحاق نے رضعتان اور مصتان کہا اور ابن ابی شیبہ نے رضعتان ومصتان کہا (معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔)

[3595] ٢٢۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)).

[3593] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧٦)۔
[3594] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧٦)۔
[3595] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧٦)۔

[3595]۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دفعہ اور دو دفعہ دودھ چوسانا حرام قرار نہیں دیتا۔

[3596] ٢٣۔(. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ أَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ فَقَالَ ((لَا)).

[3596]۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا ایک دفعہ چوسنا حرام قرار دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

فوائد :...... ❶ حدیث میں رضاعت کے لیے تین لفظ استعمال ہوئے۔ مصۃ: اس کا معنی ہوتا ہے، پستان چوسنا۔ بچہ جب ایک دفعہ عورت کا دودھ چوس لیتا ہے، چاہے وہ ایک قطرہ ہی ہو، تو یہ مصہ کہلاتا ہے۔ املاجۃ: اس کا معنی ہوتا ہے، عورت کا بچے کے منہ میں اپنا پستان ڈال دینا، جب عورت نے پستان بچہ کے منہ میں ڈال دیا، پھر بچہ نے نکال دیا، تو یہ املاجہ ہوگا۔ مرضعۃ: اس کا معنی علامہ شیرازی نے مہذب میں اور ابن قدامہ نے المغنی میں اور حافظ ابن قیم نے زاد المعاد، ج:۵، ص: ۵۱۱ مکتبہ الفرقان میں یہ بیان کیا ہے کہ بچہ جب عورت کا پستان منہ میں ڈال کر پینا شروع کردے اور سیر ہو کر اپنی مرضی سے بلا کسی سبب اور وجہ کے چھوڑ دے، تو یہ ایک مرضعہ ہوگا، اگر سانس لینے کے لیے یا کسی چیز کو دیکھ کر اس میں دلچسپی لیتے ہوئے چھوڑا اور پھر فوراً دوبارہ پینا شروع کردیا یا ایک پستان کو چھوڑ کر فوراً دوسرا شروع کردیا تو یہ ایک ہی رضعہ ہوگا، جس طرح انسان کھانا کھاتا ہے درمیان میں پانی بھی پی لیتا ہے۔ ایک کھانا چھوڑ کر دوسری قسم کا کھانا، کھانا شروع کردیتا ہے، تو یہ ایک دفعہ کھانا (اکلۃ) ہی تصور ہوتا ہے۔ ❷ مقدار رضاعت میں ائمہ کا اختلاف ہے، مشہور اقوال اور مسالک تین ہیں: (۱) رضاعت کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں حرمت ثابت ہوگی، ایک گھونٹ جس سے روزہ افطار ہو جاتا ہے، وہ باعث حرمت ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک کا یہی موقف ہے۔ امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، بلکہ امام لیث بن سعد نے اس کو اجماعی مسئلہ قرار دیا ہے۔ زاد المعاد، ج:۵، ص: ۵۰۷۔ لیکن امام شوکانی نے لیث بن سعد کو امام شافعی کا ہمنوا قرار دیا ہے۔ الدراری المضیہ، ج:۲، ص: ۲۱۲۔ بہر حال اکثریت کا موقف یہی ہے۔ (۲) ایک دو دفعہ رضعہ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، تین اور اس سے زائد رضعہ سے حرمت ثابت ہوگی۔ امام ابوثور، ابوعبید، ابن المنذر، داؤد ظاہری کا نظریہ یہی ہے اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ (۳) حرمت کے لیے کم از کم پانچ رضعات ہونا ضروری ہے امام شافعی، امام احمد کا راجح قول، امام ابن حزم اور اسحاق بن راہویہ کا یہی موقف ہے اور صحیح حدیث کی رو سے جیسا کہ آگے آ رہی ہے۔ یہ راجح قول ہے، کیونکہ رضاعت سے اصل

[3596] تقدم تخريجه برقم (٣٥٧٦)۔

مقصود یہی ہے کہ وہ بچے کے جسم کی تعمیرانہ تشکیل میں اثر انداز ہو اس کے گوشت و پوست اور ہڈیوں میں اس کا دخل ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھئے حجۃ اللہ، ج:۲، ص: ۱۳۱، ۱۳۲۔ (۴) حرمت کے لیے دس رضعات کی ضرورت ہے۔ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

٦...... بَاب التَّحْرِيْم بِخَمْسِ رَضَعَاتٍ

باب ٦: حرمت پانچ رضعات سے ثابت ہوتی ہے

[3597] ٢٤-(١٤٥٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

[3597]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں قرآنِ مجید میں نازل ہوا تھا کہ دس یقینی رضعات سے حرمت لازم ٹھہرتی ہے۔ پھر ان رضعات کو پانچ یقینی رضعات سے منسوخ کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک (بعض لوگ) ان کی قرآن کی طرح قرأت کرتے تھے۔

فائدہ:...... پانچ رضعات کی تلاوت بھی رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بالکل آخری دور میں منسوخ ہو گئی تھی، لیکن جن حضرات کو نسخ کا ابھی پتہ نہیں چل سکا تھا وہ اس کی قرأت کرتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کی قرأت منسوخ ہو چکی تھی اس لیے مصحف امام میں ان کو لکھا نہیں گیا اور اس پر امت کا اتفاق ہے، لیکن ان کا حکم برقرار ہے۔

[3598] ٢٥-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ

عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ وَهِيَ تَذْكُرُ الَّذِي يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ ثُمَّ نَزَلَ أَيْضًا خَمْسٌ مَعْلُومَاتٌ.

[3597] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: هل يحرم ما دون خمس مصات برقم (٢٠٦٢) والترمذي في (جامعه) في الرضاع باب: ما جاء لا تحرم المصة ولا المصتان برقم (١١٥٠) م- والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: القدر الذي يحرم من الرضاعة برقم (٦/ ١٠٠) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (١٩٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩٧)۔

[3598] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٩٤٢)۔

[3598] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرمت رضاعت کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا، قرآنِ مجید میں دس یقینی رضعات کا حکم نازل ہوا پھر نیز پانچ یقینی کا حکم نازل ہوا۔

[3599] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ بِمِثْلِهِ.

[3599] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

٧...... بَاب رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ

باب ۷: رضاعت کبیر (بالغ کا عورت کا دودھ پینا)

[3600] ٢٦-(١٤٥٣) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَرٰى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ وَهُوَ حَلِيفُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرْضِعِيهِ)) قَالَتْ وَكَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ)) زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3600] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں سالم کے گھر آنے سے ابوحذیفہ کے چہرے پر ناگواری محسوس کرتی ہوں حالانکہ وہ اس کا حلیف ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اپنا دودھ پلا دے۔'' اس نے پوچھا میں اس کو دودھ کیسے پلا دوں؟ وہ تو بڑا آدمی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ''مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے یعنی جوان مرد ہے۔'' عمرو کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ وہ (سالم) بدر میں حاضر ہو چکا ہے اور ابن ابی عمر کی روایت میں تبسم کی جگہ فضحك کا لفظ ہے۔

فائدہ: ......حضرت سالم بن معقل ایک انصاری عورت فاطمہ بنت یسار نامی کے غلام تھے۔ اس نے ان کو آزاد

[3599] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٤٢)۔

[3600] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (٦/ ١٠٥)۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (١٩٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٨٤)۔

کرکے، آزاد چھوڑ دیا، تو وہ حضرت ابوحذیفہ کے حلیف بن گئے، جس کو مولی الموالاۃ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ پھر حضرت ابوحذیفہ نے انہیں اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا، اوران کو بیٹا تصور کرنے لگے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ ہی گھر میں رہتا تھا۔ جب قرآن مجید میں متبنیٰ بنانے سے منع کردیا گیا اور پردہ کا حکم بھی نازل ہوگیا، تو اس کی آمد ورفت سے حضرت ابوحذیفہ کراہت محسوس کرنے لگے، لیکن اب اس کو الگ کرنا بھی مشکل ہو چکا تھا۔ اس لیے حضرت ابوحذیفہ کی بیوی حضرت سہلہ نے آپ سے اس اشکال کا حل پوچھا، تو آپ نے فرمایا: اس کو دودھ پلا دو، لیکن چونکہ وہ جوان مرد ہو چکے تھے، اور مسجد قباء میں امام مسجد تھے، جن کی اقتدا میں مہاجرین اور انصار نماز پڑھتے تھے۔ اس لیے حضرت سہلہ نے عرض کیا، اس کو اپنا دودھ کیسے پلا دوں، پھر بقول ابن سعد، صاحب الطبقات الکبریٰ، انہوں نے پانچ دن تک ایک برتن میں بقدر ایک دفعہ دودھ نکال کر پلایا، جس سے پانچ رضعات مکمل ہوگئیں، اور حضرت ابوحذیفہ کے دل سے کراہت ختم ہوگئی۔

مسئلہ رضاعت کبیر: ائمہ کا مدت رضاعت کے بارے میں اختلاف ہے، حافظ ابن قیم نے زاد المعاد، ج:۵ میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں مشہور اقوال چار ہیں: (۱) جمہور امت کا موقف یہ ہے جس کی ظاہر قرآن سے تائید ہوتی ہے، مدت رضاعت دو سال ہے امام شافعی، امام احمد، صاحبین (ابو یوسف، محمد) اور مؤطا کی رو سے امام مالک کا قول بھی یہی ہے۔ (۲) امام زفر کے نزدیک تین سال ہے (تکملۃ فتح الملہم، ج:۱، ص:۵۲) اور حافظ ابن قیم کے نزدیک امام زفر کا موقف امام ابوحنیفہ والا ہے۔ (۳) امام مالک کے نزدیک دو سال کے بعد کا کچھ عرصہ تاکہ بچہ دودھ چھوڑنے کا عادی ہو جائے معاف ہے، لیکن یہ عرصہ کتنا ہوگا اس کے بارے میں مختلف اقوال نقل ہوئے ہیں، لیکن مالکیہ کے نزدیک مختار قول دو ماہ کا عرصہ ہے۔ (۴) مدت رضاعت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تیس ماہ یعنی ڈھائی سال ہے، اور بقول حافظ ابن قیم ایک قول صاحبین کے موافق ہے۔ لیکن امام ابوجعفر طحاوی نے، جمہور کے قول کو اختیار کیا ہے اور ابن نجیم نے دلیل کی رو سے اسے ہی قوی قرار دیا ہے اور علامہ تقی عثمانی نے بھی جمہور کے قول کو دلیل کی رو سے قوی قرار دیا ہے، اگرچہ امام ابوحنیفہ کے قول کو عقل ونقل کی رو سے صحیح قرار دینے کی پرزور وکالت کی ہے۔ (تکملہ فتح الملہم، ج:۱، ص:۵۴)۔ اس بنیاد پر جمہور کے نزدیک رضاعت کبیر سے حرمت ثابت نہیں ہوتی اور حضرت سالم کی رضاعت، ان کے ساتھ خاص ہے، لیکن حافظ ابن تیمیہ کے نزدیک رضاعت صغیر سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور مجبوری کی صورت میں استثنائی طور پر محض پردہ نہ کرنے کی رخصت کے لیے رضاعت کبیر جائز ہے لیکن یہ بہرحال ایک استثنائی اور مجبوری کی صورت ہے۔ عام اصول یا ضابطہ نہیں ہے۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد، ج:۵ میں اور امام شوکانی نے نیل الاوطار (ج:۶) میں اس کی پرزور وکالت کی ہے۔ حافظ ابن حزم کے نزدیک رضاع کبیر اور رضاع صغیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حضرت عائشہ، حضرت علی، عروہ بن زبیر عطاء بن ابی رباح اور لیث بن سعد کا یہی قول ہے۔ حضرت حفصہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور قاسم بن محمد سے بھی یہی منقول ہے۔ حافظ ابن قیم نے ابن حزم اور داؤد کو جمہور کا ہم نوا قرار دیا ہے اور حضرت عائشہ کا ہم نوا بھی قرار

دیا ہے اور یہی بات صحیح ہے کیونکہ المحلی مسئلہ:۱۸۶۹،ص:۱۷ میں یہی قول اختیار کیا گیا ہے۔

[3601] ۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَائِشَةَ أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ فَأَتَتْ تَعْنِي ابْنَةَ سُهَيْلٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوا وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ **((أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ وَيَذْهَبِ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ))** فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ۔

[3601]۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ کا مولیٰ سالم ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہائش پذیر تھا، تو ان کی بیوی (سہلہ بنت سہیل) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ سالم مردوں کی حد بلوغ کو پہنچ گیا ہے اور جن باتوں کو وہ سمجھتے ہیں ان کو سمجھنے لگا ہے، اور وہ ہمارے ہاں آتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں، ابوحذیفہ دل میں اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس کو دودھ پلا دے اور اس کے لیے محرم بن جانا اور ابوحذیفہ کے دل کی کراہت ختم ہو جائے گی۔'' میں واپس آ گئی اور میں نے اس کو دودھ پلا دیا، اور ابوحذیفہ کے دل سے نفرت نکل گئی۔

[3602] ۲۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ سَالِمًا لِسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ مَعَنَا فِي بَيْتِنَا وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ قَالَ **((أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي))** عَلَيْهِ قَالَ فَمَكَثْتُ سَنَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا لَا أُحَدِّثُ بِهِ وَهِبْتُهُ ثُمَّ لَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا مَا حَدَّثْتُهُ بَعْدُ قَالَ فَمَا هُوَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَحَدِّثْهُ عَنِّي أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْنِيهِ.

[3601] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (٦/ ١٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٦٤)۔

[3602] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٨٦)۔

[3602]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! سالم، ابوحذیفہ کا حلیف ہمارے ساتھ گھر میں رہتا ہے اور وہ مردوں کی حد بلوغ کو پہنچ گیا ہے اور ان باتوں کو جاننے لگا ہے جن کو مرد جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دودھ پلا کر اس کے لیے حرام ہو جاؤ۔'' ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں ایک سال یا اس کے قریب تک خوف اور ہیبت کے مارے میں نے یہ حدیث بیان نہ کی پھر میری ملاقات قاسم سے ہوئی، تو میں نے ان سے کہا آپ نے مجھے ایک حدیث سنائی تھی جو میں نے ابھی تک کسی کو نہیں سنائی۔ انہوں نے پوچھا، وہ کون سی حدیث ہے؟ تو میں نے انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا، اسے میرے واسطہ سے بیان کرو، بلاشبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سنائی ہے۔

[3603] ٢٩۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لِعَائِشَةَ إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ الَّذِي مَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا لَكِ فِي رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُسْوَةٌ قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ وَفِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكِ))**.

[3603]۔حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ کے پاس ایک بلوغت کے قریب لڑکا آتا ہے، جس کا میں اپنے پاس آنا پسند نہیں کرتی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، کیا آپ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ نہیں ہیں؟ ابوحذیفہ کی بیوی نے آپ سے کہا، اے اللہ کے رسول! سالم میرے پاس آتا ہے حالانکہ وہ جوان ہو چکا ہے، اور ابوحذیفہ کے دل میں اس سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو تاکہ وہ تمہارے پاس آ جا سکے۔''

مفردات الحدیث ❊ **الا یفع:** جو نوجوان بلوغت کو پہنچ رہا ہوں لیکن ابھی بالغ ہوا نہ ہو اجمع ایفاع۔

[3604] ٣٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ

[3603] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (٦/ ١٠٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٤١)۔

[3604] تقدم تخريجه برقم (٣٥٨٨)۔

أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا تَطِيبُ نَفْسِي أَنْ يَرَانِي الْغُلَامُ قَدِ اسْتَغْنَى عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ لِمَ قَدْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرْضِعِيهِ)) فَقَالَتْ إِنَّهُ ذُو لِحْيَةٍ فَقَالَ ((أَرْضِعِيهِ يَذْهَبْ مَا فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ)) فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ.

[3604]۔حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جو نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہیں، حضرت عائشہ سے یہ کہتے ہوئے سنا، اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند نہیں کرتی یا میرا نفس گوارا نہیں کرتا کہ مجھے ایسا نوجوان دیکھے جو رضاعت سے مستغنی ہو چکا ہے، تو انہوں نے پوچھا کیوں؟ جبکہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ چکی ہے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں ابوحذیفہ کے چہرے پر، سالم کی آمد سے ناگواری محسوس کرتی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو۔'' اس نے عرض کیا۔ وہ تو داڑھی والا ہے (دودھ کیسے پلاؤں) آپ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو، ابوحذیفہ کے چہرے سے کبیدگی ختم ہو جائے گی۔''

[3605] ۳۱۔(۱۴۵۴) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ أَنَّ أُمَّهُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا

أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ أَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ أَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَرَى هٰذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِسَالِمٍ خَاصَّةً فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا رَائِينَا.

[3605]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ تمام ازواج مطہرات نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ رضاعت کبیر سے کسی کو اپنے پاس آنے دیں، اور حضرت عائشہ سے کہا، اللہ کی قسم! ہمارے خیال میں یہ تو محض ایک رخصت تھی جو آپ نے مخصوص طور پر صرف سالم کو دی، اس لیے کوئی انسان ہمارے پاس اس رضاعت سے نہیں آ سکتا اور نہ ہی ہمیں دیکھ سکتا ہے۔

[3605] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: رضاع الكبير برقم (٦/ ١٠٦)۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا رضاع بعد فصال برقم (١٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٧٤)۔

فائدہ:...... اصول رضعت، انما الرضاعة من المجاعة: رضاعت وہی معتبر ہے، جب اس سے بھوک ختم ہوتی ہو یعنی جب بچہ کی اصل غذا دودھ ہی ہو دوسری چیزیں اسے صرف ثانوی طور پر دی جاتی ہوں۔ اس لیے ازواج مطہرات کا یہ موقف تھا کہ رضاعت صرف اس وقت تک سبب حرمت بنتی ہے جب بچہ دودھ پی رہا ہو، مدت رضاعت جو دو سال ہے۔ اس کے بعد رضاعت معتبر نہیں ہے اور آپ نے جو سہلہ بنت سہیل کو اجازت دی تھی، وہ ان کے خصوصی حالات کی بنا پر ان کے لیے ہی سالم کے لیے مخصوص اجازت تھی۔

٨...... بَاب إِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

باب ٨: رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کے عرصہ میں ہو

[3606] ٣٢-(١٤٥٥) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذَٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ ((انْظُرْنَ إِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ))

[3606]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ ایک آدمی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو یہ چیز آپ کے لیے ناگوار گزری اور میں نے آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے۔ تو میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اپنے رضاعی بھائیوں کے بارے میں غور وفکر کرلیا کرو، رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کو ختم کرتی ہو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے جب دودھ پینے والا بچہ صرف دودھ کا خواہش مند ہو اور اس سے اس کی بھوک مٹتی ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ عورت کا دودھ کسی طریقہ سے بھی، پیٹ میں داخل ہونے دے گا تو وہ رضیع سمجھا جائے گا۔ اگر دودھ ایسے وقت میں بچہ کو دیا گیا ہے، جس سے اس کی بھوک نہیں ختم ہوتی، اور وہ اس کی غذا نہیں بنتا، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے لا رضاع الا ما شد العظم

[3606] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات باب: الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض والموت القديم برقم (٢٦٤٧) وفي النكاح باب: من قال: لا رضاع بعد حولين برقم (٥١٠٢) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في رضاعة الكبير برقم (٢٠٥٨) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: القدر الذي يحرم من الرضاعة برقم (٦/ ١٠٢) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: لا رضاع بعد فصال برقم (١٩٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥٨)

وانبت اللحم، رضاعت وہی معتبر ہے، جو ہڈیوں کو مضبوط کرے اور گوشت کو نشوونما دے، اور یہ حقیقت ہے کہ عام طور پر دودھ یہ کام اسی صورت میں کرتا ہے جب کئی دفعہ پیا جائے محض ایک دو دفعہ پینے سے یہ بچے کی نشوونما اور تعمیر وتشکیل کا باعث نہیں بنتا۔ اور انتہائی عجیب بات ہے کہ علامہ تقی انما الرضاعة من المجاعة کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ اس رضاعت سے حرمت ثابت ہوگی جو چھوٹی عمر میں ہو جب بچہ دودھ پی رہا ہو اور ((یسد اللبن جوعته)) دودھ اس کی بھوک کو ختم کرے کیونکہ اس کا معدہ کمزور ہوتا ہے، اس لیے دودھ ہی اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس سے اس کا گوشت نشوونما پاتا ہے، جس سے وہ ایک طرح سے مرضعہ کا جزو بن جاتا ہے۔ تکملہ، ج:۱، ص: ۵۸۔ لیکن جب اس سے حافظ ابن حجر نے پانچ رضعات کے معتبر ہونے پر استدلال کیا، تو اس کا جواب دیا کہ من سببیہ ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ رضاع باعث تحریم ہے ((ما کان بسبب الجوع)) جو بھوک کی وجہ سے ہو یہ معنی نہیں ہے، وہ رضاع محرم ہے جو ماسد الجوع، جو بھوک کا انسداد وخاتمہ کرے اور اس سے بچہ سیر ہو جائے، تکملہ، ج:۱، ص: ۶۵۔ اور آگے لکھتے ہیں، گوشت پوست کو نشوونما کی معرفت کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات رضاع قلیل سے وہ نشوونما پا جاتا ہے اور بسا اوقات کثیر سے بھی نشوونما نہیں پاتا۔ لہٰذا مطلق رضاع ہی محرم ہے۔ اگر یہی صورت حال ہے تو پھر آپ نے یہ کیوں فرمایا: ((لا یحرم من الرضاع الا ما انتقی الامعاء)). وہی رضاع تحریم کا باعث ہے جو انتڑیوں کو کشادہ کر دے، پھر مطلق رضاعت ہی معتبر ہے۔ پھر تو ابن حزم کا قول صحیح ہے۔ مجاعۃ کے عموم میں چھوٹے بڑے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے رضاعت کبیر معتبر ہے۔

[3607] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا نَا شُعْبَةُ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ

عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ كَمَعْنَى حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَالُوا مِنَ الْمَجَاعَةِ.

[3607] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے چھ اور اساتذہ کی سند سے بیان کی ہے، لیکن ان کی حدیث میں، عن المجاعۃ کی جگہ من المجاعۃ ہے۔ (امام صاحب کی اس کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں عن المجاعۃ والا نسخہ صحیح ہے۔ من المجاعۃ کی صورت میں تو دونوں میں کوئی اختلاف نہیں رہتا، حالانکہ امام صاحب اختلاف ثابت کر رہے ہیں۔)

[3607] تقدم تخريجه برقم (٣٥٩١)

۹..... بَاب: جَوَازِ وَطْئِ الْمَسْبِيَّةِ بَعْدَ الِاسْتِبْرَآءِ وَإِنْ كَانَ لَهَا زَوْجٌ انْفَسَخَ نِكَاحُهَا بِالسَّبْيِ

باب ۹: استبراء رحم کے بعد باندی سے تعلقات زن وشو قائم کرنا جائز ہے۔ اگر اس کا خاوند موجود ہو تو لونڈی بننے سے اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا

[3608] ۳۳۔(۱۴۵۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسَ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا فَكَأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ أَيْ فَهُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

[3608]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ حنین کے موقع پر ایک لشکر وادی اوطاس کی طرف روانہ کیا، ان کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا اور باہمی جنگ کے نتیجہ میں مسلمان ان پر غالب آ گئے اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا، تو گویا رسول اللہ ﷺ کے بعض ساتھیوں نے، ان کے مشرک خاوند موجود ہونے کی وجہ سے ان سے صحبت کرنا گناہ خیال کیا۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''شادی شدہ عورتیں تمہارے لیے جائز نہیں ہیں مگر جو عورتیں تمہارے قبضہ میں آ جائیں وہ۔'' (نساء: ۲۴) یعنی وہ تمہارے لیے حلال ہیں جب ان کی عدت پوری ہو جائے۔

فائدہ:...... جنگ اوطاس کا واقعہ فتح مکہ کے بعد پیش آیا، جس میں بنو ہوازن جو مشرک تھے شکست کھا کر بھاگ گئے لیکن چونکہ وہ ساتھ اپنی عورتوں کو بھی لائے تھے۔ اس لیے وہ مسلمانوں کی قید میں آ گئیں، اور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن کافروں سے جنگ ہے، ان کی عورت اگر بلا خاوند قید ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا

[3608] اخرجه ابو داود في (سننه) في النكاح باب: في وطء السبايا برقم (۲۱۵۵) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في الرجل يسبى الامة ولها زوج هل يحل له ان يطاها برقم (۱۱۳۲م) وفي التفسير باب: ومن سورة النساء برقم (۳۰۱۶) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: تأويل قوله عزوجل: ﴿والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم﴾ برقم (۶/ ۱۱۰) انظر (التحفة) برقم (۴۴۳۴)

اور جس کے حصہ میں آئے گی وہ ایک حیض کے ذریعہ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ وہ حاملہ نہیں ہے اس سے صحبت کر سکے گا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک مباشرت کے لیے باندی ہونے کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ وہ استبرائے رحم کے بعد، مسلمان ہو چکی ہو یا کتابی عورت ہو اگر بت پرست یا مجوسیہ ہو اور اسلام نہ لا چکی ہو تو پھر مباشرت جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کے نزدیک فسخ نکاح کا سبب، عورت کا قید میں آنا ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک میاں بیوی کے وطن کا مختلف ہونا ہے، اس لیے اگر خاوند دارالحرب میں ہے اور بیوی دارالسلام میں تو نکاح فسخ ہوگا۔ اگر میاں بیوی دونوں قید میں آ گئے ہیں تو نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ احناف کا یہی موقف ہے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک عورت اکیلی قید میں آئے یا میاں بیوی دونوں ہر صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا، لیکن اگر دارالسلام میں شادی شدہ باندی، آگے بیچ دی جائے، تو ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک خریدار کے لیے خاوند سے طلاق لیے بغیر محض استبراء رحم سے اس سے مباشرت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ خرید و فروخت سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض صحابہ اور تابعین خرید و فروخت کو بھی فسخ نکاح کا سبب قرار دیتے ہیں۔

[3609] ٣٤-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا نَا عَبْدُالْاَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيالْخَلِيلِ أَنَّ أَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيَّ حَدَّثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ سَرِيَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْهُنَّ فَحَلَالٌ لَكُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

[3609]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حنین کے موقع پر ایک دستہ بھیجا، مذکورہ روایت بیان کی، مگر اس روایت میں یہ ہے، شادی شدہ عورتوں میں سے جو تمہارے ملک (قبضہ) میں آ جائیں، وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ لیکن عدت کے خاتمہ کا ذکر نہیں کیا۔

[3610] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3610] امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے قتادہ کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3611] ٣٥-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ

[3609] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٩٣)۔

[3610] تقدم تخريجه برقم (٣٥٩٣)۔

[3611] اخرجه الترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في الرجل يسبي الامة ولها زوج ←

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَصَابُوا سَبْيًا يَوْمَ أَوْطَاسَ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾۔ [النساء: ٢٤]

[3611]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جنگ اوطاس کے دن ایسی عورتوں کو قیدی بنایا جن کے خاوند موجود تھے، اس لیے ان سے صحبت سے اندیشہ محسوس کیا تو یہ آیت اتاری گئی: ''اور شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں، مگر وہ عورتیں جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں۔''

[3612] (...) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[3612] امام صاحب مذکورہ بالا روایت، قتادہ کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... حدیث نمبر ۳۴ میں امام قتادہ اپنے استاد ابوالخلیل اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوعلقمہ ہاشمی کا واسطہ بیان کرتے ہیں اور حدیث نمبر ۳۵ ابوالخلیل براہِ راست حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اور سند دونوں طرح ہی صحیح ہے، کیونکہ ابوالخلیل نے دونوں طرح یہ حدیث سنی ہے، بلواسطہ بھی اور بلا واسطہ بھی۔

۱۰...... بَابٌ: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ

باب ۱۰: بچہ صاحب فراش کا ہے، اور شبہات سے بچنا چاہیے

[3613] ٣٦۔(١٤٥٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى

← هل يحل له ان يطاها برقم (١١٣٢) في التفسير باب: ومن سورة النساء برقم (٣٠١٧) انظر (التحفة) برقم (٤٠٧٧)۔

[3612] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٥٩٦)۔

[3613] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه برقم (٢٢١٨) وفي باب: من ادعى اخا او ابن اخ برقم (٦٧٦٥) وفي الحدود باب: للعاهر الحجر برقم (٦٨١٧)۔ والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الحاق الولد بالفراش اذا لم ينفعه صاحب الفراش برقم (٦/ ١٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٥٨٤)۔

شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى شَبَهِهِ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ)) قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَوْلَهُ ((يَا عَبْدُ)).

[3613] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بچہ کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما نے جھگڑا کیا۔حضرت سعد نے کہا، یہ اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے مجھے یہ تلقین کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کی (عتبہ سے) مشابہت پر نظر دوڑائیں، اور عبد بن زمعہ نے کہا، یہ میرا بھائی ہے۔اے اللہ کے رسول! میرے باپ کے بستر پر، اس کی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی شکل وشبہات پر نظر ڈالی، اور عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت دیکھی، اور فرمایا: اے عبد، یہ تجھے ملے گا۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے ناکامی ہے اور ''اے سودہ تم اس سے پردہ کرو۔'' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں اس لڑکے نے کبھی حضرت سودہ کو نہیں دیکھا۔محمد بن رمح کی روایت میں یا عبد کا لفظ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ✻ للعاهر الحجر: عربوں کے محاورہ کے مطابق ''له الحجر یابفیه الحجر'' کا معنی ناکامی اور نامرادی ہوتا ہے۔اور اس حدیث میں یہی معنی مراد ہے، اگرچہ عام معنی کی رو سے یہ معنی بنتا ہے، زانی کے لیے پتھر ہیں۔

فائدہ: ......فراش سے مراد وہ عورت ہے جس سے مباشرت کی جائے۔ وہ آزاد ہو یا لونڈی، یہ لڑکا جس کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس کا نام عبدالرحمان تھا، جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد زمعہ کی لونڈی سے تھا۔ جس سے حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے زنا کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں یہ بچہ پیدا ہوا تھا۔ اس لیے عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ یہ میرا بچہ ہے۔ عتبہ کافر ہی فوت ہوگیا اور فتح مکہ کے وقت حضرت سعد نے اس بچہ کو بھائی سے مشابہت کی بنا پر پکڑا۔ زمعہ فتح مکہ سے قبل ہی کفر کی حالت میں فوت ہو چکا تھا۔ اور اس کا بیٹا عبد، فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوگیا تھا۔ اس لیے اس نے حضرت سعد سے جھگڑا کیا کہ یہ تو میرے والد کی مفروشہ لونڈی کا ہے۔ اس لیے میرا بھائی ہے۔ آپ نے اصول کے مطابق عبد کے حق میں کہا۔ کیونکہ زمعہ نے انکار نہیں کیا تھا اور اس کی مفروشہ لونڈی سے تھا۔ اس لیے اس کا ٹھہرا لیکن چونکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی اس لیے آپ نے حزم واحتیاط اختیار کرنے کے لیے عبد کی بہن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اس سے پردہ کرو۔''

اور عورت مفروشہ تبھی بنتی ہے جب اس سے اس کے شوہر یا مالک نے صحبت کی ہو یا کم از کم صحبت کا امکان ہو، اگر

صحبت کا امکان نہیں ہے۔ نکاح کے بعد رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ان کے ملاپ کا امکان ہے، نکاح کے وقت مرد امریکہ میں ہے اور عورت پاکستان میں۔ تو اس کے بعد جب مرد پاکستان آیا نہیں اور عورت امریکہ گئی نہیں لیکن اس کے باوجود عورت کو بچہ پیدا ہو گیا، تو وہ بچہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک خاوند کا تصور نہیں ہوگا۔ لیکن احناف کے نزدیک چونکہ فراش ہونے کے لیے صرف نکاح ہی کافی ہے۔ اس لیے اگر صحبت کا امکان نہ بھی ہو تو وہ بچہ خاوند کا قرار پائے گا بشرطیکہ حمل کا امکان ہو۔

[3614] (. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قال انا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِمَا الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلَمْ يَذْكُرَا ((وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)).

[3614] امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی سند سے زہری کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن مذکورہ بالا حدیث سے اس حدیث میں یہ فرق ہے کہ معمر اور ابن عیینہ دونوں نے (الولد للفراش) بچہ بستر کے لیے ہے، کے بعد (للعاهر الحجر) زانی کے لیے ناکامی ہے، بیان نہیں کیا۔

[3615] ٣٧-(١٤٥٨) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)).

[3615] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا بستر کا ہے اور زانی کے لیے ناکامی ہے۔''

[3614] طريق سعيد بن منصور اخرجه البخاري في الخصومات باب: دعوى الوصي للميت برقم (٢٤٢١) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: الولد للفراش برقم (٢٢٧٣) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: فراش الامة برقم (٦/ ١٨١) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الولد للفراش وللعاهر الحجر برقم (٢٠٠٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٥) وطريق عبد بن حميد تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦٦٠)۔

[3615] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الحاق الولد بالفراش اذا لم ينفعه صاحب الفراش برقم (٦/ ١٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٨٢) وبرقم (١٥٢٧٦)۔

[3616] (. . .) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُالا عْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا انَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَمَّا ابْنُ مَنْصُورٍ فَقَالَ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَمَّا عَبْدُالاَعْلَى فَقَالَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوْ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنْ سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ مَرَّةً عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ.

[3616] امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن ان میں یہ اختلاف ہے کہ یہ ابو ہریرہ کے کس شاگرد کی روایت ہے سعید بن المسیب کی یا ابوسلمہ کی یا دونوں کی، یا ان میں سے کسی ایک کی۔

۱۱...... بَاب: اَلْعَمَلِ بِإِلْحَاقِ الْقَائِفِ الْوَلَدَ

باب ۱۱: قیافہ شناس کا بچہ کا نسب کسی سے ثابت کرنا قابل عمل یا معتبر ہے

[3617] ۳۸۔(۱۴۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ ((أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ)).

[3617]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس خوش وخرم تشریف لائے۔ آپ کے

[3616] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الرضاع باب: ما جاء ان الولد للفراش برقم (۱۱۵۷) والنسائی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: الحاق الولد بالفراش اذا لم ينفعه صاحب الفراش برقم (٦/ ۱۸۰)۔ وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: الولد للفراش وللعاهر الحجر برقم (۲۰۰٦) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۳٤)۔

[3617] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الفرائض باب: القائف برقم (٦٧٧٠) وابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: ما جاء فی القافة برقم (۲۲٦۸) والترمذی فی (جامعه) فی الولاء والهبة باب: ما جاء فی القافة برقم (۲۱۲۹) والترمذی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: القافة برقم (٦/ ۱۸٤) انظر (التحفة) برقم (۱٦۵۸۱)۔

چہرے کے خطوط دمک رہے تھے، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجزز نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہا، یہ قدم ایک دوسرے کا جز اور حصہ ہیں۔''

فائدہ:...... حضرت زید رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا تھا اور حضرت اسامہ کا انتہائی سیاہ، اس لیے کافر ان کے نسب پر طعن وتشنیع کرتے تھے، اور نسب کی شناخت میں جاہلیت کے دور میں عرب قیافہ شناس کے قول کو بہت اہمیت دیتے تھے اور عرب بنو مدلج جس سے مجزز تھا اور بنو اسد کی قیافہ شناسی کے معترف تھے، اس لیے جب حضرت زید اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے قدموں کو دیکھ کر قیافہ شناس مجزز مدلجی نے ان کے نسب کی تصدیق کر دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے انتہائی خوشی ہوئی کہ ان عرب کافروں کے اپنے معیار اور ضابطہ کی رو سے بھی اسامہ کا حضرت زید کا بیٹا ہونا ثابت ہوگیا ہے، اس لیے اب ان کے لیے حضرت اسامہ کے نسب پر طعن کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک قیافہ شناس کا قول معتبر ہے، امام مالک کے ایک قول کے مطابق لونڈیوں کی اولاد میں معتبر ہے اور آزاد عورت کی اولاد کے بارے میں معتبر نہیں اور دوسرے قول کے مطابق، دونوں کے حق میں معتبر ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ، صاحبین اور امام اسحاق کے نزدیک قیافہ شناس کا قول معتبر نہیں ہے، لیکن آپ کی مسرت اور شادمانی اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے اشتباہ اور اختلاف کو دور کیا جاسکتا ہے، کیونکہ بچے کے نین نقش اور اس کی جسمانی بناوٹ اس کے والدین یا اس کے ننھیال یا ددھیال سے ملتی جلتی ہوتی ہے، جس کا ایک ماہر قیافہ شناس پتہ چلا لیتا ہے۔ عویمر عجلانی کے واقعہ میں آپ نے باہمی مشابہت کی نشاندہی فرمائی تھی، اسی طرح اعرابی کے واقعہ میں جس نے بچہ کے سیاہ رنگ کا ہونے کی بنا پر تعجب کا اظہار کیا تھا۔ اس میں بھی لعل ابنك هذا نزعه عرق، تیرے اس بچے کو کسی رگ ننھیال یا ددھیال کی نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے، اس مشابہت کی طرف صریح اشارہ موجود ہے اور اس سے قیافہ شناس استدلال کرتا ہے، کیونکہ قیافہ نام ہے اعتبار الشبه بالحاق النسب، نسب کے الحاق کے لیے مشابہت کا اعتبار کرنا۔ (تکملہ فتح الملہم، ج:۱،ص:۸۴۔

[3618] ۳۹-(. . .) وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا فَقَالَ يَا عَائِشَةَ أَلَمْ

[3618] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الفرائض باب: القائف برقم (٦٧٧١) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: من القافة برقم (٢٢٦٧) والترمذي في (جامعه) في الولاء والهبة باب: ما جاء في القافة برقم (٢١٢٩م) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: القافة برقم (٦/ ١٨٥) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: القضاء بالقرعة برقم (٢٣٤٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٣)۔

تَرَى اَنَّ مُجزِّزًا الْمُدْلِجِلّى دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اَنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

[3618] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس خوش خوش تشریف لائے۔اور فرمایا: ”اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ میرے پس مجزز مدلجی آیا اور اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا، انہوں نے اپنے سر ایک چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں ننگے تھے۔تو اس نے کہا، یہ پاؤں ایک دوسرے کا جز ہیں۔“

[3619] ٤٠۔(. . .) وحَدَّثَنَاه مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ قَائِفٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَعْجَبَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا .

[3619] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک قیافہ شناس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آیا، جبکہ اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما دونوں لیٹے ہوئے تھے، تو اس نے کہا، یہ پاؤں ایک دوسرے کا جز ہیں، اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بات اچھی لگی، اور آپ نے اس کی اطلاع عائشہ کو دی۔

[3620] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ وَكَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفًا.

[3620] امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ کی سندوں سے زہری کی سند ہی سے بیان کرتے ہیں، اور یونس کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ مجزز قیافہ شناس تھا۔

۱۲...... بَاب: قَدْرِ مَا تَسْتَحِقُّهُ الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ مِنْ إِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَهَا عُقْبَ الزِّفَافِ

باب ۱۲: شب زفاف (رخصتی) کے بعد باکرہ (کنواری) اور بیوہ دلہن کے پاس خاوند کس قدر ٹھہرے گا

[3621] ٤١۔(١٤٦٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ

[3619] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل الصحابة باب: مناقب زيد بن حارثة مولى النبی صلی اللہ علیہ وسلم برقم (٣٧٣١) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٠٢)۔

[3620] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٨)۔

[3621] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی باب: المقام عند البكر برقم (٢١٢٢) وابن ماجه فی ←

لِأَبِيكْرٍ قَالُوا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ **((إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِي))**.

[3621] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سند سے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ سے شادی کی تو اس کے ہاں تین دن ٹھہرے اور فرمایا: ”تم اپنے شوہر کی نظروں میں کم تر نہیں ہو، یا تیری وجہ سے تیرے خاندان کی حیثیت کم نہ ہوگی، اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن ٹھہروں گا اور اگر تمہارے ہاں سات دن قیام کروں گا تو اپنی دوسری بیویوں کو بھی سات دن دوں گا۔“

[3622] ۴۲. (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ

أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا **((لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ))**.

[3622] ۔ابو بکر بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور اس کے ہاں ٹھہرے، تو اسے صبح فرمایا: ”تم اپنے خاوند کے نزدیک کم رتبہ نہیں ہو، اگر تم چاہو تو تمہارے ہاں سات دن تک ٹھہروں اور چاہو تو تین دن ٹھہر کر باری شروع کر دوں۔“ انہوں نے عرض کیا: تین دن ہی دیجیے (تاکہ باری جلد آ سکے۔)

[3623] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَخَذَتْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنْ شِئْتِ زِدْتُكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهِ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ))**.

← (سننه) في النكاح باب: الاقامة على البكر والثيب برقم (١٩١٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٢٩)۔

[3622] تقدم تخريجه برقم (٣٦٠٦)۔

[3623] تقدم تخريجه برقم (٣٦٠٦)۔

[3623] ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے ہاں گئے، پھر ان کے ہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا، تو انہوں نے آپ کا کپڑا تھام لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو تمہیں اور وقت دے دیتا ہوں اور میں اس کا حساب رکھوں گا، کیونکہ کنواری کو نکاح سے سات راتیں ملتی ہیں اور شوہر دیدہ کو تین۔''

[3624] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

[3624] امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[3625] ٤٣۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ هٰذَا فِيهِ قَالَ ((إِنْ شِئْتِ أَنْ أُسَبِّعَ لَكِ وَأُسَبِّعَ لِنِسَآئِي وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي)).

[3625] ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی، اور اس سلسلہ میں ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کچھ باتیں بیان کی، ان میں یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو کہ میں تمہیں سات راتیں دوں تو دوسری بیویوں کو بھی سات راتیں دوں گا۔ کیونکہ اگر میں تمہیں سات راتیں دوں، تو دوسری بیویوں کو بھی سات راتیں دوں گا۔''

[3626] ٤٤۔(١٤٦١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ قُلْتُ إِنَّهُ رَفَعَهُ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ كَذٰلِكَ.

[3624] تقدم تخريجه برقم (٣٦٠٦)۔

[3625] تقدم تخريجه برقم (٣٦٠٦)۔

[3626] اخرجه البخاري في (صحيحة) في النكاح باب: اذا تزوج البكر على الثيب برقم (٥٢١٣) وفي باب: اذا تزوج الثيب على البكر برقم (٥٢١٤) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في المقام عند البكر برقم (٢١٢٤) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في القسمة للبكر والثيب برقم (١١٣٩) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: الاقامة على البكر والثيب برقم (١٩١٦) انظر (التحفة) برقم (٩٤٤)۔

[3626]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر شوہر دیدہ کے بعد کنواری سے شادی کرے تو اس کے ہاں سات دن قیام کرے اور اگر کنواری کے بعد شوہر دیدہ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن ٹھہرے، خالد کہتے ہیں اگر میں کہوں کہ انس رضی اللہ عنہ اس قول کو آپ کی طرف منسوب کیا، تو میں سچا ہوں گا، لیکن انہوں نے کہا تھا سنت یہی ہے۔

[3627] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ الْبِكْرِ سَبْعًا قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3627]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سنت یہ ہے کہ کنواری کے ہاں سات دن ٹھہرے، خالد کہتے ہیں، اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں۔انہوں نے اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی۔

فائدہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تین دن کو پسند کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تین دن باری میں شمار نہیں ہوں گے۔اور پھر باری جلدی آ جائے گی، اور دوسری حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نئی دلہن اگر کنواری ہو تو اس کو باری سے الگ سات دن ملیں گے، پھر باری شروع ہوگی اور اگر شوہر دیدہ ہو تو تین دن کے بعد باری کا آغاز ہو جائے گا۔امام مالک، شافعی، احمد، اسحاق، شعبی اور نخعی وغیرہم جمہور علماء کا یہی موقف ہے، امام سعید بن المسیب حسن بصری، نافع اور اوزاعی کے نزدیک کنواری کے لیے تین دن اور بیوہ کے لیے دو دن زائد ہوں گے۔لیکن احناف کے نزدیک پہلے دن سے ہی باری ہوگی، کوئی زائد دن نہیں ملے گا، پھر نئی دلہن کے پاس جتنے دن ٹھہرے گا بعد میں ہر بیوی کے ہاں اتنے ہی دن ٹھہرے گا۔لیکن یہ بات حدیث کے منافی ہے۔نیز جب صحابی من السنۃ کا لفظ استعمال کرے تو یہ جمہور محدثین کے نزدیک حکما مرفوع ہے، اور خالد راوی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

١٣...... بَاب: الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَبَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ تَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ لَيْلَةٌ مَعَ يَوْمِهَا

باب ۱۳: بیویوں کے درمیان تقسیم، سنت یہ ہے کہ ہر بیوی کو ایک رات، دن دے

[3628] ٤٦-(١٤٦٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ

[3627] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦١١)۔
[3628] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤١٧)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ لَا يَنْتَهِي إِلَى الْمَرْأَةِ الْأُولَى إِلَّا فِي تِسْعٍ فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِي يَأْتِيهَا فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَجَاءَتْ زَيْنَبُ فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ هٰذِهِ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَتَقَاوَلَتَا حَتَّى اسْتَخَبَتَا وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى ذٰلِكَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ اخْرُجْ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِلَى الصَّلٰوةِ وَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ الْآنَ يَقْضِي النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ فَيَجِيءُ أَبُو بَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِي وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيدًا وَقَالَ أَتَصْنَعِينَ هٰذَا.

[3628] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی (وفات کے وقت) نو بیویاں تھیں، آپ جب ان میں باری تقسیم کرتے تو پہلی باری والی بیوی کے پاس نویں رات پہنچتے۔ اور وہ سب ہر رات اس بیوی کے ہاں اکٹھی ہوجاتیں، جس کی باری ہوتی تھیں، ایک دن آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے (ان کی باری تھی)، تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، یہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں، آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ تو دونوں میں تکرار ہوگئی، حتی کہ شور پیدا ہوگیا، اور نماز کی اقامت ہوگئی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور انہوں نے دونوں کی آوازیں سن لیں تو عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! نماز کے لیے تشریف لائیے، اوران کے منہ میں مٹی ڈال دیجیے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں (دل میں) ابھی نبی اکرم ﷺ نماز ادا کریں گے تو ابوبکر ان کے ساتھ آ جائیں گے اور مجھے ہی سرزنش وتوبیخ کریں گے، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرلی تو عائشہ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں سخت سرزنش کی اور کہا: کیا تم یہ حرکت کرتی ہو؟

مفردات الحدیث ✲ استخبتا، سخب ہے شور وشرابہ، آوازوں کا ٹکراو۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے ہیں، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک، دوسری شادی نہیں کی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی شوہر دیدہ بیوی تھیں جس کے ساتھ آپ نے پچیس سال کی عمر میں جبکہ ان کی عمر چالیس سال ہوچکی تھی شادی کی۔ ان کی وفات کے بعد ۱۰ نبوت کے بعد حضرت سودہ سے شادی کی کیونکہ امور خانہ داری میں دقت پیش آ رہی تھی۔ پھر ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلام پھیلنے لگا تو آپ نے دینی ضرورتوں کے تحت کہ آپ کے مختلف خاندانوں سے قریبی مراسم قائم ہوں اور وہ آپ کا دست وبازو بنیں، نیز آپ کی گھریلو زندگی کے تمام حالات امت کے سامنے آ جائیں اور ازواج کے ذریعہ عورتوں میں دین کی اشاعت وترویج ہو، آپ نے

مختلف قبائل کی شوہر دیدہ عورتوں سے، ان کی دلجوئی اور ان کے خاندانوں کی انست ومحبت کے حاصل کرنے کے لیے مختلف اوقات میں نکاح کیے، حضرت سودہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پھر ۳ ہجری میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور اسی سال حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو کہ تین ماہ زندہ رہیں، پھر ان کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور پھر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے، ان کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے، پھر جویریہ رضی اللہ عنہا سے، پھر صفیہ رضی اللہ عنہا پھر آخر میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ آپ نے کوئی شادی جنسی ہوس پوری کرنے کے لیے نہیں کی، کیونکہ اگر آپ نعوذ باللہ جنس پرست ہوتے تو جوانی میں چالیس سال کی بیوہ کے ساتھ شادی کر کے، جوانی اور ادھیڑ عمر کے پچیس سال اس کی رفاقت میں نہ گزارتے، آپ پر باری فرض نہ تھی اس کے باوجود آپ نے باری مقرر کی اور اس کی پابندی کی عام طور پر جس بیوی کی باری ہوتی تمام ازواج مغرب کے بعد اس کے ہاں جمع ہو جاتیں، ایک دن یہ عجیب واقعہ پیش آ گیا کہ رات کی تاریکی کی وجہ سے کیونکہ چراغ کا رواج عام نہ تھا) آپ نے زینب رضی اللہ عنہا کی آمد پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا، لیکن انہوں نے بتایا زینب رضی اللہ عنہا آ چکی ہیں، اس لیے ان کی موجودگی محبت و پیار کا اظہار مناسب نہیں ہے، یا زینب رضی اللہ عنہا کی طرف ہاتھ بڑھایا یہ سمجھ کر کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں تو عائشہ نے عرض کی، وہ تو زینب ہے اور آج باری میری ہے۔ اس پر باہمی تکرار ہو گیا، جس سے آوازیں بلند ہو گئیں، اور یہ شور جاری تھا کہ نماز عشاء کا وقت ہو گیا اور اسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا انہوں نے عرض کیا حضور ان کو سختی سے روک دیں اور نماز کے لیے تشریف لائیں۔ پھر نماز کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اندیشہ کے مطابق انہیں جا کر سرزنش و توبیخ کی۔

۱۴...... بَاب: جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضَرَّتِهَا

باب ١٤: اپنی باری، اپنی سوکن کو دینا جائز ہے

[3629] ٤٧-(١٤٦٣) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَأَةٍ فِيهَا حِدَّةٌ قَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ.

[3629]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کسی عورت کو نہیں دیکھا، جس جیسا میں ہونا پسند کرتی، سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ کے۔ وہ ایک ایسی عورت تھی جس میں تیزی (حدت) تھی یعنی وہ گرم مزاج تھیں۔

[3629] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧١)-

جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو اس نے اپنی باری جو انہیں رسول اللہ ﷺ سے حاصل تھی، مجھے دے دی۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ سے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی، اس لیے رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دیتے تھے۔ اس کا اپنا اور سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

مفردات الحدیث ✲ مسلاخ: جلد، چمڑا یعنی میری آرزو اور تمنا یہ تھی۔ میں ان جیسی ہو جاؤں، کیونکہ وہ انتہائی متین اور سنجیدہ تھیں، نہایت سخی اور صابرہ وعبادت گزار تھیں۔

فائدہ:...... حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ آپ اسے طلاق دے دیں گے اور واقعی آپ نے طلاق دے دی، اور پھر ان کی خواہش پر کہ میں چاہتی ہوں کہ میں قیامت کے دن آپ کی بیویوں میں اٹھوں۔ آپ نے رجوع فرما لیا، شاید اس کی یہ حکمت ہوئی کہ آپ عملاً اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرنا چاہتے تھے کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی زیادتی یا روگردانی کا خطرہ ہو تو ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ (نساء:۹، ۱۷۸) نیز عملاً طلاق دینے اور رجوع کرنے کا امت کے لیے اسوہ چھوڑیں، کیونکہ معلم کتاب تھے۔ چونکہ حضرت سودہ کو کبرسنی کی بنا پر مردوں کی خواہش نہیں رہی تھی۔ اس لیے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی کیونکہ وہ محبوبہ رسول تھیں، جس سے معلوم ہوا عورت اپنی باری سوکن کو دے سکتی ہے، کیونکہ یہ اس کا حق ہے لیکن خاوند کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر خاوند کو باری چھوڑ دے تو پھر خاوند جس کو چاہے دے سکتا ہے۔ شوافع اور حنابلہ کا یہی موقف ہے اور احناف میں علامہ ابن الہمام اور شامی نے اس موقف کو اختیار کیا ہے، لیکن اگر دونوں کا دن متصل نہ ہو تو باقی ازواج کی رضا کے بغیر اس کو متصل نہیں کیا جا سکتا۔

[3630] ۴۸۔(...) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ قَالَتْ وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِي.

[3630]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سند سے ہشام ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئیں، آگے مذکورہ بالا روایت ہے اور شریک کی روایت میں یہ اضافہ ہے وہ پہلی عورت تھیں جس سے آپ نے میرے بعد شادی کی۔

[3630] طريق ابي بكر بن ابي شيبة اخرجه ابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: المرأة تهب يومها لصاحبتها برقم (١٩٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٧١٠١) وطريق عمرو الناقد اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح برقم (٥٢١٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٩٧) وطريق مجاهد بن موسى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٥٤)۔

فائدہ: ...... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے کس عورت سے شادی کی، تو بقول عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے پہلے شادی کی لیکن بعض حضرات کا خیال ہے کہ سودہ سے پہلے شادی کی۔ لیکن رخصتی تو بالاتفاق سودہ کی پہلے ہوئی ہے۔

[3631] ٤٩-(١٤٦٤) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَقُولُ وَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ [الاحزاب: ٥١] قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ.

[3631]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، مجھے ان عورتوں پر غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیتی تھیں، اور میں کہتی، کیا کوئی عورت اپنے آپ کو ہبہ کرنا گوارا کر سکتی ہے؟ تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ''آپ اپنی ازواج میں سے جسے چاہیں پیچھے ہٹا دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں، اور جسے اپنے سے علیحدہ کر دیا اگر اس کو بلانا چاہیں (تو آپ کو کوئی حرج نہیں)۔'' (احزاب: ۵۱) تو میں نے کہا، اللہ کی قسم! میرے خیال میں آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

فائدہ: ...... وہ عورتیں، جنھوں نے اپنا آپ نبی اکرم ﷺ کو ہبہ کرنا چاہا تھا وہ بقول حافظ ابن حجر تین تھیں۔ خولہ بنت حکیم، فاطمہ بنت شریح اور لیلی بنت الحلیم رضی اللہ عنہن، لیکن آپ نے کسی کی پیشکش قبول نہیں فرمائی۔ ترجی اور تووی کی علماء نے مختلف تفسیریں کی ہیں: (۱) جمہور کے نزدیک آپ پر باری لازم نہ تھی، جس کو چاہیں اپنے پاس بلائیں اور جس کو چاہیں نہ بلائیں۔ (۲) جسے چاہیں طلاق دے دیں اور جس کو چاہیں اپنے نکاح میں رکھیں۔ (۳) اس آیت کا تعلق ان عورتوں سے ہے جنھوں نے اپنے آپ کو ہبہ کیا تھا کہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ ان کی پیشکش قبول فرمالیں چاہیں تو رد کر دیں اور حضرت عائشہ کے نظریہ کے مطابق اس کا تعلق تیسرے قول ہی سے ہے، لیکن بالاتفاق آپ نے باری کی پابندی کی ہے اور اس رخصت پر عمل نہیں کیا۔

[3631] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: قوله عزوجل: ﴿ترجي من تشاء منهن وتؤوي اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك﴾ برقم (٤٧٨٨) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ذكر امر رسول الله ﷺ في النكاح وازواجه وما اباح الله عزوجل لنبيه ﷺ وحظره على خلقه زيادة في كرامته وتنبيها لفضيلته برقم (٦/ ٥٤). انظر (التحفة) برقم (١٦٧٩٩)

[3632] ٥٠-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ أَمَا تَسْتَحْيِي امْرَأَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ فَقُلْتُ إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ.

[3632]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں کہا کرتی تھی کیا وہ عورت جو اپنا نفس کسی کو ہبہ کرتی ہے اسے شرم نہیں آتی؟ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''آپ بیویوں میں سے جسے چاہیں دور کریں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں۔'' تو میں نے کہا، آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

[3633] ٥١۔(١٤٦٥) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوا وَلَا تُزَلْزِلُوا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِي لَا يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ.

[3633]۔ عطاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس کے ساتھ، نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں مقام سَرف میں حاضر تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ ہیں، تو جب تم ان کی چارپائی کو اٹھاؤ تو اسے جھٹکے نہ دینا اور نہ ہی زیادہ حرکت دینا، اور آرام وسکون کے ساتھ چلنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی نو بیویاں تھیں، آپ آٹھ کو باری دیتے تھے اور ایک کو باری نہیں دیتے تھے۔ عطاء کہتے ہیں، جس کو باری نہیں دیتے تھے وہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا تھیں۔

فائدہ:...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ سب ازواج کے بعد عمرۃ القضاء ۷ ہجری میں ذوالقعدہ میں آپ نے مقام سرف پر ان سے شادی کی تھی۔ پہلے ان کا نام برہ تھا۔ سرف جو مکہ مکرمہ سے

[3632] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: هل للمرأة ان تهب نفسها لاحد برقم (٥١١٣). تعليقا۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: التي وهبت نفسها للنبي ﷺ برقم (٢٠٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٤٩)۔

[3633] اخرجه البخاري في (صحيحه) في باب: كثرة النساء برقم (٥٠٦٧) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ذكر امر رسول الله ﷺ في النكاح وازواجه وما اباح الله عزوجل لنبيه ﷺ وحظره على خلقه زيادة في كرامته وتنبيها لفضيلته برقم (٦/ ٥٣) انظر (التحفة) برقم (٥٩١٤)

نو (۹) میل یا اس سے کم وبیش فاصلہ پر ہے، ہی پر سب ازواج سے آخر میں ۶۱ ہجری وفات پائی۔لیکن یہ عطاء کا وہم ہے کہ آپ صفیہ ؓ کو باری نہیں دیتے تھے۔آپ نے سب کی باری مقرر فرمائی تھی۔آخر میں صرف سودہ ؓ نے اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو ہبہ کر دی تھی، لیکن ان کی باری تو بہر حال تھی۔اس لیے آپ ان کے پاس بھی جاتے تھے۔لیکن رات عائشہ ؓ کے ہاں ٹھہرتے تھے۔

[3634] ٥٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ عَطَآءٌ كَانَتْ آخِرَهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ.

[3634]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ اضافہ ہے عطاء نے کہا۔وہ سب سے آخر میں فوت ہوئی تھیں اور انہوں نے مدینہ میں وفات پائی تھی۔

فائدہ:......حضرت میمونہ ؓ کی وفات مدینہ میں قرار دینا کسی راوی کا وہم ہے۔کیونکہ سرف جگہ مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلہ پر اب بھی موجود ہے اور حضرت میمونہ ؓ کی قبر بھی وہاں موجود ہے۔

١٥...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّيْنِ

باب ۱۵: دیندار عورت سے نکاح کرنا مستحب ہے

[3635] ٥٣-(١٤٦٦)حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِيسَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)).

[3635]۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار بنیادوں یا اسباب کی بنا پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی بنا پر، اس کے حسب وخاندان کی بنا پر، اس کے حسن وجمال کی خاطر اور اس کی دین داری کے سبب۔تم دین دار عورت سے شادی کر کے کامیابی حاصل کرو۔تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

[3634] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦١٨)۔

[3635] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: الاكفاء في الدين برقم (٥٠٩٠) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: ما يؤمر به من تزويج ذات الدين برقم (٢٠٤٧) والنسائي في ←

فائدہ:......لوگ عام طور پر نکاح کرتے وقت عورت کے حسن وجمال اور مال وخاندان کو دیکھتے ہیں اس کے

دین واخلاق کی باری بالکل آخر میں آتی ہے، حالانکہ اسلامی رو سے اصل چیز عورت کا دین وایمان اور اس کا اخلاق ہے، دین کی بنیاد پر اگر دوسری چیزیں بھی موجود ہوں تو نور علی نور ہے، لیکن دین کو چھوڑ کر باقی خصائل یا وجوہ واسباب کو اختیار کرنا، مرد کے لیے پریشانی کا باعث ہے، جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: ''عورت سے شادی محض حسن وجمال کی بنا پر نہ کرو کیونکہ ان کا حسن، ان کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ نہ مال کی خاطر شادی کرو۔ مال سرکش اور طغیان کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن دین کی بنیاد پر شادی کرو، دیندار سیاہ اور بدسلیقہ لونڈی بھی افضل ہے۔''

[3636] ٥٤ ـ (٧١٥) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ

عَنْ عَطَاءٍ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَقِيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ)) قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ قَالَ ((فَذَاكَ إِذَنْ إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)).

[3636]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت سے شادی کی، پھر میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو آپ نے پوچھا: ''اے جابر! شادی کر لی ہے؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''کنواری ہے یا بیوہ؟'' میں نے کہا، شوہر دیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا، اس سے اٹھکیلیاں کرتے؟'' میں نے عرض کیا، میری بہت سی ہمشیرگان ہیں، مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہیں وہ میرے اور ان کے درمیان حائل ہی نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: ''تب ٹھیک ہے۔'' کیونکہ عورت سے شادی اس کے دین، اس کے مال، اور اس کے حسن وجمال کی خاطر کی جاتی ہے۔ تم دیندار کو لازم پکڑو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

← (المجتبى) في النكاح باب: كراهة تزويج الزناة برقم (٦/ ٦٨) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: تزويج ذات الدين برقم (١٨٥٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٠٥)۔

[3636] اخرجه النسائي في (المجتبى) في النكاح باب: على ما تنكح المرأة برقم (٦/ ٦٥) وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: تزويج الابكار برقم (١٨٦٠) انظر (التحفة) برقم (٢٤٣٦)۔

١٦...... بَاب :اِسْتِحْبَابِ نِكَاحِ الْبِكْرِ

باب ١٦: کنواری دوشیزہ سے نکاح کرنا مستحب ہے

[3637] ٥٥-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلْ تَزَوَّجْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا)) قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ ((فَأَيْنَ أَنْتَ مِنَ الْعَذَارَى وَلِعَابِهَا)) قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ وَإِنَّمَا قَالَ ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)).

[3637]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے ایک عورت سے شادی کی، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے پوچھا: ''کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا، بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم کنواری لڑکیوں اور ان کی ملاعبت (ہنسی مذاق) سے کیوں غافل رہے؟'' شعبہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار کو سنائی تو اس نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''دوشیزہ سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔''

مفردات الحدیث ✲ عذاریٰ: عذراء کی جمع ہے۔ کنواری دوشیزہ کو کہتے ہیں، لعاب کے لام پر اگر کسرہ (زیر) پڑھیں تو یہ لَاعَبَ کا ملاعبہ کے معنی میں مصدر ہوگا۔ مراد باہمی پیار ومحبت کا اظہار ہے اور اگر لام پر پیش پڑھیں تو مراد ہوگا بوس وکنار۔ اس کا لعاب دہن چوسنا، لیکن معلوم ہوتا ہے، عمرو بن دینار سے اس کو لعاب ہی قرار دیا تھا۔ اس لیے اس پر اعتراض کیا اور اپنے الفاظ سنائے۔ اور یہ عورت حضرت سہلہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا تھیں جو انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتی تھیں اور یہ واقعہ غزوۂ تبوک یا ذات الرقاع سے واپسی پر پیش آیا۔ (یعنی سوال، جواب کا)

[3638] ٥٦-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

[3637] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح باب: تزويج الثيبات برقم (٥٠٨٠) انظر (التحفة) برقم (٢٥٨٠)۔

[3638] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النفقات باب: عون المرأة زوجها في ولده برقم (٥٣٦٧) وفي الدعوات باب: الدعاء للمتزوج برقم (٦٣٨٧) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في تزويج الابكار برقم (١١٠٠) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: نكاح الابكار برقم (٦/ ٦١) انظر (التحفة) برقم (٢٥١٢)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ أَوْ قَالَ سَبْعَ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ)) قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ)) قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) أَوْ قَالَ ((تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ أَوْ سَبْعَ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ آتِيَهُنَّ أَوْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَجِيءَ بِامْرَأَةٍ تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْ قَالَ لِي خَيْرًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الرَّبِيعِ ((تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) ((وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ)).

[3638]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ فوت ہو گئے اور نو یا سات بیٹیاں چھوڑ گئے تو میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی، اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اے جابر! تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے جواب دیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کنواری ہے یا بیوہ؟'' میں نے کہا: وہ تو بیوہ ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''دوشیزہ سے شادی کیوں نہ کی، تو اس سے کھیلتا وہ تم سے کھیلتی یا آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے ہنستا مسکراتا وہ تم سے ہنستی مسکراتی۔'' میں نے آپ سے عرض کیا۔ عبداللہ نے وفات کے وقت نو یا سات بیٹیاں چھوڑیں، اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ان کے پاس ان جیسی نو عمر بیاہ لاؤں، اور اس بات کو پسند کیا، ان کے پاس ایسی عورت لاؤں جو ان کی خبر گیری اور اصلاح کرے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت دے۔'' یا آپ نے میرے لیے خیر کے کلمات کہے، ابوربیع کی روایت میں ہے: ''تم اس سے کھیلتے، وہ تم سے کھیلتی، تم اس سے خوش طبعی کرتے وہ تم سے خوش مذاقی کرتی۔''

فائدہ:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کنواری عورت سے شادی کرنا بہتر ہے، کیونکہ اس کا کسی پہلے خاوند سے واسطہ نہیں پڑا ہوتا، جس کے ساتھ بسا اوقات اس کا دل ملا ہوتا ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے، جس کے سبب وہ دوسرے خاوند کو پورا پورا مقام نہیں دے سکتی، لیکن کسی مصلحت اور حکمت کے تحت بیوہ سے شادی کرنا بہتر ہے۔ حضرت جابر کی سات یا چھ بہنیں کنواری تھیں اور دو یا تین شادی شدہ تھیں اس لیے بعض جگہ نو آیا ہے اور بعض جگہ سات یا چھ۔

[3639] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

[3639] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی باب: قوله تعالی: ﴿اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا والله ولیهما وعلی الله فلیتوکل المومنون﴾ برقم (٤٠٥٢) انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٥)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ قَالَ ((أَصَبْتَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[3639] یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے جابر! تو نے نکاح کر لیا ہے؟'' لیکن روایت صرف یہاں تک بیان کی ہے۔ ایسی عورت لاؤں جو ان کی دیکھ بھال کرے اور انہیں کنگھی کرے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے ٹھیک کام کیا۔'' بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

[3640] ٥٧-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا أَقْبَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا يُعْجِلُكَ يَا جَابِرُ)) قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَقَالَ ((أَبِكْرًا تَزَوَّجْتَهَا أَمْ ثَيِّبًا)) قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا ((قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ ((أَمْهِلُوا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا أَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)) قَالَ وَقَالَ ((إِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ)).

[3640]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو جب ہم واپس آئے، تو میں نے اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز کرنا چاہا۔ تو مجھے پیچھے سے ایک سوار ملا، اور اس نے اپنی چھڑی سے اسے کچوکا لگایا، تو میرا اونٹ انتہائی تیز رفتاری سے چلنے لگا۔ جتنا تیز رفتار اونٹ کبھی تو نے چلتے دیکھا ہوگا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو پایا۔ آپ نے پوچھا: ''اے جابر! تمہیں تیزی کیوں ہے؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا، بلکہ بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''دوشیزہ سے کیوں نہ کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی؟'' جب ہم مدینہ پہنچے اور گھروں میں داخل ہونے لگے، تو آپ نے فرمایا: رک جاؤ تاکہ ہم رات

[3640] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی النكاح باب: تزويج الثيبات برقم (٥٠٧٩) وفی باب: طلب الولد برقم (٥٢٤٥) وبرقم (٥٢٤٦) وفی باب: تستحد المغيبة وتمتشط الشعثة برقم (٥٢٤٧) واخرجه مسلم فی (صحیحه) فی الامارة باب: كراهة الطروق وهو الدخول ليلا لمن ورد من سفر برقم (٤٩٤١) وبرقم (٤٩٤٢) وبرقم (٤٩٤٣) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی الطروق برقم (٢٧٧٨) انظر (التحفة) برقم (٢٣٤٢)۔

کو داخل ہوں، پراگندہ بال، کنگھی کر سکے اور جس عورت کا خاوند گھر سے باہر ہے وہ زیر ناف بال صاف کرلے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''جب گھر پہنچو، تو دانش مندی اور سمجھ داری سے کام لینا۔''

مفردات الحدیث ❶ **قطوف**: ست رفتار۔ ❷ **شعثة**: پراگندہ بال۔ ❸ **مغيبة**: جس کا شوہر غائب ہو۔ ❹ **الكيس**: جماع، اولاد طلب کرنا، عقل ودانش، حزم واحتیاط اور نرمی وقناعت اور سکون وٹھہراؤ۔

فائدہ: ...... حضرت نبی اکرم ﷺ نے چھڑی حضرت جابر ہی سے لی تھی، اس پر کچھ پڑھا تھا اور اس کے منہ پر پانی بھی چھڑکا تھا، اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، اگر خاوند کچھ مدت کے بعد گھر آئے اور اس کی آمد کا وقت معلوم نہ ہو تو وہ آمد کی اطلاع دے کر کچھ توقف کرے تاکہ عورت کو اپنے بناؤ سنوار کا موقع مل جائے، اس صورت میں رات کو بھی گھر جا سکتا ہے، اگر آنے کا وقت معلوم ہو تو پھر توقف اور انتظار کی ضرورت نہیں ہے اور کسی وقت بھی گھر میں داخل ہو سکتا ہے اور بیوی کے پاس جاتے وقت حزم واحتیاط اور سکون واطمینان کو اختیار کرے گا۔ عجلت بازی اور تیزی اختیار نہیں کرے گا کیونکہ اصل مقصد اولاد کا حصول ہوگا محض پانی کا بہانا مقصد نہیں ہوگا۔

[3641] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالْمَجِيدِ الثَّقَفِيَّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي فَأَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قُلْتُ أَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ((ارْكَبْ)) فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((أَتَزَوَّجْتَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا)) فَقُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ ((أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَتَبِيعُ جَمَلَكَ)) قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((الْآنَ حِينَ قَدِمْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ ((ادْعُ لِي جَابِرًا)) فَدُعِيتُ فَقُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ فَقَالَ ((خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ)).

[3641] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها برقم (١٦٥٥)۔

[3641] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا میرا اونٹ سست رفتار چلنے لگا، میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، تو آپ نے پوچھا: ''جابر ہو؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے پوچھا: ''کیا معاملہ ہے؟'' میں نے عرض کیا، میرا اونٹ آہستہ آہستہ چلنے لگا ہے وہ تھک گیا ہے اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں، آپ سواری سے اترے اور اسے خمیدہ چھڑی سے کچوکا لگایا، پھر فرمایا: ''سوار ہو جا'' تو میں سوار ہو گیا، اور میں اپنے اونٹ کو آپ سے آگے بڑھنے سے روک رہا تھا، آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے جواب دیا، جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا، بلکہ وہ ثیب (بیوہ) ہے۔ آپ نے فرمایا: ''دوشیزہ سے کیوں نہیں، تم باہمی اٹھکیلیاں کرتے؟'' میں نے عرض کیا، میری بہنیں ہیں، اس لیے میں نے چاہا ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں اپنے دامن میں لے، ان کی کنگھی پٹی کرے اور ان کی دیکھ بھال رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تم پہنچ رہے ہو، تو جب گھر پہنچو، عقل اور احتیاط سے کام لینا۔'' پھر آپ نے پوچھا: ''کیا اپنا اونٹ بیچو گے؟'' میں نے کہا (آپ کے اصرار کے بعد) جی ہاں، تو آپ نے مجھ سے اسے ایک اوقیہ (چالیس درہم) میں خرید لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ) پہنچے اور صبح کو میں بھی (اپنے محلّہ سے) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں مسجد میں آیا اور آپ کو میں نے مسجد کے دروازہ پر پایا۔ آپ نے پوچھا: ''ابھی پہنچے ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے اونٹ کو چھوڑ دے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ۔'' میں نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی اور پھر واپس آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ وہ مجھے چالیس درہم تول دے، بلال نے مجھے چاندی تول دی اور ترازو جھکایا، میں لے کر چل دیا۔ جب میں نے پشت پھیری، تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جابر کو بلاؤ۔'' مجھے بلایا گیا تو میں نے سوچا، اب آپ میرا اونٹ واپس کر دیں گے، اور مجھے اس سے زیادہ ناپسند کوئی اور چیز نہ تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا اونٹ لے لو، اور تمہیں اس کی قیمت بھی دی۔''

فائدہ :...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی ایک اونٹ تھا جس سے وہ پانی ڈھونے کا کام لیتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تکرار و اصرار پر آپ کو بیچ دیا، آپ نے اس کی بہت قیمت دی، اس لیے اب اس کو واپس لینا پسند نہیں تھا اور یہ خطرہ بھی تھا کہ اس کی سست رفتاری لوٹ نہ آئے، یا وہ سمجھتے تھے، آپ اونٹ کے ساتھ قیمت بھی دیں گے اور دونوں چیزیں لینا مناسب نہیں ہے۔ اور آپ نے انہیں جو ایک قیراط زیادہ دلوایا تھا وہ اس کو ہمیشہ اپنی تھیلی میں رکھتے تھے، حتی کہ وہ واقعہ حرہ میں ضائع ہو گیا۔

[3642] ۵۸۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِی حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ

[3642] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (٢٧١٨) تعليقا۔ ومسلم في (صحيحه) في المساقاة باب: بيع البعير ←

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ إِنَّمَا هُوَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ قَالَ فَضَرَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ نَخَسَهُ أُرَاهُ قَالَ بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِي حَتّٰى إِنِّي لَأَكُفُّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ)) قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ ((أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ)) قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ وَقَالَ لِي ((أَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ أَبِيكَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((ثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا)) قَالَ قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ ((فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا)) قَالَ أَبُو نَضْرَةَ فَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ اِفْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ.

[3642]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں چل رہے تھے اور میں پانی پلانے والے اونٹ پر سوار تھا۔ جو سب لوگوں کے پیچھے تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی چیز سے جو آپ کے پاس تھی مارا یا کچوکا لگایا تو وہ اس کے بعد سب لوگوں سے آگے نکلنے لگا۔ وہ میرے روکنے پر مجھ سے کشمکش کرتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم مجھے یہ اتنی اتنی قیمت پر دیتے ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! وہ آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم مجھے یہ اتنی اتنی قیمت پر بیچتے ہو؟ اللہ تمہیں معاف فرمائے۔'' میں نے عرض کیا وہ آپ کا ہے۔ اے اللہ کے نبی! اور آپ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا اپنے باپ کے بعد تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''بیوہ سے یا کنواری سے؟'' میں نے عرض کیا، بیوہ سے، آپ نے فرمایا: ''کنواری سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے خوش طبعی کرتے وہ تم میں سے خوش لگی کرتی، وہ تم سے دل لگی کرتی تم اس سے دل لگی کرتے؟'' ابونضرہ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ محاورہ اور روزمرہ کا معمول تھا یا تکیہ کلام تھا۔ وہ کہتے یہ یہ کام کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔

فائدہ :...... حضرت جابر کے واقعہ نکاح سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں مجلس نکاح قائم کرنے اور اس میں دوست واحباب یا علماء اور مشائخ کو دعوت دینے کا رواج اور اہتمام نہ تھا، اس لیے آپ نے جابر سے پوچھا، تم نے شادی کر لی ہے؟ آپ کا حضرت جابر سے خصوصی تعلق اور رابطہ تھا اور آپ نے شادی کی خبر سن کر ان کے لیے دعائے خیر بھی کی، اور آپ سے زیادہ صحابہ کرام کے نزدیک کوئی محبوب اور محترم اور بابرکت شخصیت نہ تھی۔ اور آپ نے بھی جابر سے یہ نہیں فرمایا: بھئی تم نے مجھے کیوں دعوت نہ دی۔ اگر یہ شرعاً مطلوب ہوتا تو آپ اس کے اہتمام کی

← واستشناء ركوبه برقم (٤٠٧٨) والنسائي في (المجتبى) في البيوع برقم (٧/ ٢٩٩، ٧/ ٣٠٠) واخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات برقم (٢٢٠٥) انظر (التحفة) برقم (٣١٠)۔

تلقین وتاکید فرماتے۔اسی طرح آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے جسم یا کپڑوں پر زرد رنگ کی چھاپ دیکھ کر پوچھا: اوران کے بتانے پر اس کو برکت کی دعا دی، کیونکہ شریعت میں اصل مطلوب نکاح میں سہولت اور آسانی پیدا کرنا ہے اور فریقین کو خرچہ کی مشقت سے بچانا ہے۔

۱۷...... بَاب: الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَآءِ

باب ۱۷: عورتوں کے بارے میں خیر خواہی اور ہمدردی کی تلقین

[3643] ۵۹۔(...) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا))

[3643]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی سرشت میں کجی ہے وہ ایک رویہ پر قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو کجی کو برداشت کر کے فائدہ اٹھالو اور اگر اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق ہے۔''

[3644] ۶۰۔(...) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا)).

[3644]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ جب کسی معاملہ سے دوچار ہو کوئی بات پیش آئے تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اور عورتوں سے خیر خواہی کرو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے اس کو توڑ دو گے۔ اور اگر اس کو چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ عورتوں سے خیر خواہی کرو۔

فائدہ:...... عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، کے دو معنی بن سکتے ہیں: (۱) عورت میں طبعی اور فطرتی طور پر کچھ

[3643] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۷۰۱)۔
[3644] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء برقم (۳۳۳۱) انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۳۴)

قصور اور کجی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿خلق الانسان من عمل﴾ (انبیا:۳۷) انسان جلد باز ہے دوسرا معنی ہے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿خلقکم من نفس واحدۃ﴾ انسانوں کو ایک ہی جان (آدم) سے پیدا کیا ہے۔ ﴿خلق منھا زوجھا﴾ اس سے اس کی بیوی (حوا) کو پیدا کیا۔ (نساء:۱) اگر حوا، آدم کی بائیں پسلی سے پیدا نہیں ہوئی، تو پھر انسانوں کی تخلیق ایک نفس کی بجائے دو نفسوں سے ہوئی ہے، حالانکہ قرآن مجید نے ایک نفس سے تخلیق قرار دی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حوا کی تخلیق جب آدم علیہ السلام سوئے ہوئے تھے تو ان کی بائیں چھوٹی پسلی سے ہوئی، پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ کج ہوتا ہے، اس لیے عورت میں زیادہ کجی اس کی زبان میں ہوتی ہے۔ اور استوصوا بالنساء خیرا کے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں ان کے بارے میں اپنے نفسوں سے خیر خواہی اور ہمدردی چاہو، (۲) ان کے بارے میں خیر خواہی کی نصیحت قبول کرو، (۳) ان کے بارے میں ایک دوسرے کو خیر خواہی کی تلقین کرو، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عورت اگرچہ پسلی کے اعلیٰ اور زیادہ کج حصہ سے پیدا کی گئی ہے۔ اس کا یہ مقصد نہیں ہے ان کی اصلاح کی کوشش نہیں کرنی چاہیے یا انہیں خیر کی تلقین اور بھلائی کا حکم نہیں دینا چاہیے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ان سے پیار و محبت اور رفق و ملائمت کا رویہ اختیار کر کے ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، تشدد اور انتہاء پسندی اختیار نہیں کرنی چاہیے، اس لیے امام بخاری نے باب قوا انفسکم واھلیکم قائم کیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ اور قرآن مجید میں ہے ﴿فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن﴾ (نساء) انہیں نصیحت کرو، ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو، اور ان کو مارو۔ لیکن ضرب شدید نہ ہو یا معاملہ طلاق تک نہ پہنچے کہ گھر کا نظام ہی بکھر جائے۔

[3645] ٦١-(١٤٦٨) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ أَوْ قَالَ غَيْرَهُ)).

[3645]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد، مومن بیوی سے بغض و عناد نہ رکھے، اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے، تو دوسری خصلت کو پسند کر سکتا ہے۔'' یا آپ نے آخر کی بجائے غیرہ فرمایا۔

مفردات الحدیث ✵ فرك (س) فركا: بغض و عناد رکھنا، یہ لفظ صرف میاں بیوی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

[3646] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ

[3645] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٦٨)۔
[3646] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٦٨)۔

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3646] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... شوہر کو بیوی کے بارے میں دل میں بغض وعناد نہیں رکھنا چاہیے، اگر اس کی بعض عادات ناپسندیدہ ہیں تو اس میں پسندیدہ عادات بھی تو ہوں گی، ان کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے، کہ یہ بھی ممکن ہے اور صبر وشکیب کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس سے نجیب وسعید اولاد عنایت فرمادے، جو انسان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور بنے، اور اس کا نام روشن کردے۔

۱۸...... بَاب لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

باب ۱۸: اگر حوا نہیں ہوتی تو کبھی عورت اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی

[3647] ٦٢-(١٤٦٨) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)).

[3647] حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر حوا (خیانت کرتی) تو کوئی عورت اپنے شوہر سے کبھی خیانت نہ کرتی۔''

فائدہ:...... حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ شیطان نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے حوا کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ اور پھر انہوں نے آدم کو بھی اکسایا اور درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دلائی، ان کا شیطان کے وسوسہ کو قبول کرکے، آدم کو اس کام کے لیے آمادہ کرنا ہی ان کی خیانت تھی، قرآن مجید میں ہے: ﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾ پھر شیطان نے ان کے لیے وسوسہ ڈالا۔ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ اور دونوں سے بار بار قسم اٹھا کر کہا۔ لیکن شارحین حدیث امام نووی، حافظ ابن حجر نے یہی لکھا ہے کہ شیطان کے وسوسے میں پہلے حوا آئیں اگرچہ کوشش تو دونوں کو بہلانے پھسلانے کی تھی جدید شارحین نے بھی یہی نقل کیا ہے۔ (دیکھئے منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم، ج:۲،ص:۲۲۷ تکملۃ فتح الملہم، ج:۱،۱۲۶) اور تمام عورتیں چونکہ حوا کی اولاد ہیں، اس لیے ان کے اندر بھی یہ کمزوری موجود ہے کہ وہ جلد راہ راست سے بہک جاتی ہیں اور اپنے خاوند کو بھی اپنے پیچھے لگانے کی کوشش کرتی ہیں، اور اس کے لیے نقصان وخرابی کا باعث بنتی ہیں، اس لیے شوہر کو غضبناک ہونے کی بجائے حزم واحتیاط اختیار کرتے ہوئے ان کی خواہشات پر قابو پانا چاہیے، یہ ایسے ہی جیسا کہ دوسری حدیث ہے۔ آدم نے (بھول کر) انکار کیا، اور اب انکار کی عادت اس کی اولاد میں بھی موجود ہے۔

[3647] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٨١)-

[3648] ٦٣-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَا بَنُو إِسْرَآئِيلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)).

[3648]۔امام صاحب صحیفہ ہمام بن منبہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت بدبودار نہ ہوتا، اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت کبھی اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔''

فائدہ:...... بنواسرائیل سے پہلے لوگوں کے اندر کھانے کا ذخیرہ کرنا گوشت کو اٹھار کھنے کا رواج نہ تھا، اس لیے کھانا خراب نہیں ہوتا تھا اور گوشت کے اندر بدبو پیدا نہیں ہوتی، لیکن بنو اسرائیل نے کھانا رکھنا شروع کردیا اور گوشت کو بھی رکھنے لگے اور ان سے یہ عادت بعد والی اقوام میں سرایت کر گئی اور اس کا چلن عام ہوگیا۔ اس لیے کھانا خراب ہو جاتا ہے اور گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، لیکن اب نئی ایجادات کے نتیجہ میں امیر لوگ اس سے بچنے لگے ہیں۔

۱۹...... باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة

باب ۱۹: دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے

[3649] ٦٤-(١٤٦٩) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرِ الْهَمْدَانِيُّ. حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ. حَدَّثَنَا حَيْوَةُ. أَخْبَرَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ)).

[3649]۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا متاع ہے (چند روزہ سامان ہے) اور دنیا کا بہترین متاع (فائدہ بخش سامان) نیک عورت ہے۔''

فائدہ:...... علامہ تقی عثمانی نے مختلف احادیث کی روشنی میں عورت میں مطلوبہ صفات مندرجہ ذیل ذکر کی ہیں۔

[3648] اخرجه البخاري في (صحيحه) في احاديث الانبياء باب: قوله عزوجل: ﴿وواعدنا موسى ثلاثين ليلة واتممناها بعشر فتم ميقات ربه اربعين ليلة وقال موسى لاخيه هارون اخلفني في قومي واصلح ولا تتبع سبيل المفسدين ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارني انظر اليك قال لن تراني﴾ الى قوله ﴿وانا اول المومنين﴾ برقم (٣٣٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٠٣)۔

[3649] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المرأة الصالحة برقم (٦/ ٦٩)۔ وابن ماجه في (سننه) في النكاح باب: افضل النساء برقم (١٨٥٥) انظر (التحفة) برقم (٨٨٤٩)۔

(۱) دین دار ہو، (۲) حسب ونسب والی ہو، (۳) کنواری ہو، (۴) پیار ومحبت کرنے والی بچے جننے والی ہو، (۵) امور خانہ داری کا سلیقہ رکھتی ہو، (۶) خاوند کی اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو، (۷) پاکدامن ہو، (۸) حسن وجمال سے متصف ہو، (۹) بہت زیادہ غیرت مند ہو، (۱۰) سادہ مزاج ہو تکلفات کی رسیا نہ ہو، اس سے نکاح کے لیے مشقت وکلفت نہ اٹھانی پڑے۔ احادیث کے لیے دیکھیے (تکملہ، ج:۱، ص: ۱۲۰، ۱۲۱)

۲۰...... بَابُ: الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ

باب۲۰: عورتوں کے بارے میں تلقین

[3650] ۶۵ ـ (۱۴۷۰) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ إِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ)).

[3650] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی طرح ہے اگر اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے۔ اور اگر اسی طرح چھوڑ دو گے، تو اس کی کجی اور ٹیڑھ پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکو گے۔''

مفردات الحدیث ✲ عـــوَج: نظر آنے والی چیزوں کی کجی اور ٹیڑھ کو کہتے ہیں اور غیر مادی اشیاء میں کجی کو عِوَج کہتے ہیں۔

فائدہ ...... آپ نے عورت کو پسلی کے ساتھ تشبیہ دے کر، انتہائی بلیغ اور مؤثر طریقہ سے، یہ بات سمجھا دی ہے کہ جس طرح پسلی کو سیدھا کرنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح عورت کو بالکل سیدھا کر دینا کہ اس کی کجی اور نقص مکمل طور پر دور ہو جائے ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے طبعی اور فطرتی طور پر اس کی سرشت میں کچھ درشتی اور بداخلاقی رکھی ہے اس کو گوارا کرنا چاہیے۔ اور اس کی کجی کو مکمل طور پر دور کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، وگرنہ اس کا نتیجہ ناچاقی اور طلاق نکلے گا۔

[3651] (...) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

[3651] امام صاحب دوسرے استاد سے اوپر والی حدیث نقل کرتے ہیں۔

[3650] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۶۳)۔

[3651] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الطلاق باب: ما جاء فی مداراة النساء برقم (۱۱۸۸) انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۴۷)۔

اس کتاب کے کل ابواب (9) اور (90) احادیث ہیں۔

19

كِتَابُ الطَّلَاق

طلاق کا بیان

حدیث نمبر 3652 سے 3742 تک

۱۹...... كِتَابُ الطَّلَاق

۱۹. طلاق کا بیان

۱...... بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا

باب ۱: حائضہ عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر طلاق دینا حرام ہے، اگر وہ مخالفت کرے تو دینے کی صورت میں واقع ہوجائے گی اور خاوند کو رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا

[3652] ۱ـ(۱٤۷۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)).

[3652]ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیوی کو حیض کی حالت میں، رسول اللہ ﷺ کے دور میں طلاق دے دی، تو حضرت عمر بن الخطاب نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرلے (عورت کی طرف مراجعت کرے) پھر اسے چھوڑ دے حتی کہ وہ پاک ہوجائے (حیض بند ہوجائے) پھر اسے حیض آئے، پھر پاک ہوجائے، اس کے بعد اگر چاہے تو روک لے اور چاہے تو اس کے قریب جانے سے پہلے طلاق دے دے، یہ وہ وقت ہے، جس میں اللہ عزوجل نے طلاق دینے کی اجازت دی ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ طلاق طہر میں دی جائے۔

[3652] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: قوله تعالى: ﴿يا ايها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة﴾ برقم (٥٢٥١) وابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: فی طلاق السنة برقم (٢١٧٩)ـ والنسائی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: وقت الطلاق للعدة التی امر الله عزوجل ان يطلق لها النساء برقم (٦/ ١٣٨) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٦)ـ

مفردات الحدیث ❊ الطلاق: اگر یہ باب (ن۔ک) سے ہو تو معنی ہوگا عورت کا الگ ہو جانا یا جدا ہو جانا۔ اور اگر باب تفعیل سے ہو تو معنی ہوگا خاوند کا بیوی کو بندھن سے کھول دینا۔

فائدہ :...... یہودیوں کے ہاں طلاق صرف تحریری دی جا سکتی ہے اور طلاق کے بعد عورت کسی سے بھی شادی کر سکتی ہے، اور آئندہ کبھی بھی کسی صورت میں پہلے خاوند کی بیوی نہیں بن سکتی۔ خاوند کو طلاق دینے کی مکمل آزادی ہے، لیکن اب بعض پابندیاں لگ چکی ہیں۔ عیسائیوں کے اصل دین کے مطابق مرد کسی صورت میں عورت کو طلاق نہیں دے سکتا، لیکن اب طلاق کا مسئلہ عیسائیوں اور ان کے ہاں بازیچہ اطفال بن چکا ہے، مرد اور عورت میں ہر ایک ایک دوسرے کو معمولی بات پر طلاق دے سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے جنوبی علاقہ کے اکثر لوگ طلاق کے قائل ہو چکے ہیں اور شمالی علاقہ میں بھی آغاز ہو چکا ہے۔ اور دین اسلام کی رو سے ناگزیر حالات میں خاوند، اس طہر میں جس میں بیوی کے قریب نہ گیا ہو ایک طلاق دے سکتا ہے، لیکن بیوی کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر خاوند طلاق دینا چاہتا ہے تو طہر کی حالت میں صرف ایک طلاق دے پھر رجوع نہ کرے تو عورت عدت (تین حیض یا وضع حمل یا اگر حیض نہ آ رہا ہو تو تین ماہ) کے بعد اس سے جدا ہو جائے گی۔ بعض لوگ رجوع کیے بغیر ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے کر تین طلاقیں پوری کرتے ہیں یہ قرآن مجید کے حکم ﴿فامساك بمعروف او تسريح باحسان﴾ کے خلاف ہے۔ بیک وقت تین طلاقیں دینا جائز نہیں ہے۔ اس طرح حیض میں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق دے گا تو امام مالک، احناف اور داؤد ظاہری کے نزدیک رجوع کرنا لازم ہے اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک رجوع مستحب ہے اور حنابلہ کا مختار قول یہی ہے۔ اسی طرح اگر خاوند ہر طہر میں طلاق دیتا ہے تو جمہور کے نزدیک یہ طلاق ہو جائے گی کیونکہ وہ ابھی تک خاوند کی قید سے مکمل آزاد نہیں ہوئی۔

[3653] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ قُتَيْبَةُ نَا لَيْثٌ وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُّطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ)) وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ

[3653] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: ﴿وبعولتهن احق بردهن﴾ برقم (٥٣٣٢) وابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: فی طلاق السنة برقم (٢١٨٠) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٧)۔

ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِي بِهٰذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ قَالَ مُسْلِم جَوَّدَ اللَّيْثُ فِي قَوْلِهٖ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً.

[3653] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔الفاظ یحییٰ کے ہیں،حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی،تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے طہر تک روکے رکھے۔ پھر اسے اس کے ہاں دوسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اسے اس حیض سے پاک ہونے تک مہلت دے۔ پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے،تو وہ جب پاک ہو جائے تو اس کے قریب جانے سے پہلے اسے طلاق دے، یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ ابن رمح کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ سوال کرنے والے کو کہتے اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں،تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا (رجوع کا) حکم دیا تھا۔ اور اگر تو نے تیسری طلاق دی ہے تو وہ تم پر اس وقت تک حرام ہو چکی ہے،جب تک وہ تیرے سوا کسی اور خاوند سے قربت نہ کر لے،اور بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں جو اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی تو نے نافرمانی کی ہے۔امام مسلم فرماتے ہیں: امام لیث نے "تطليقة واحدة" ایک طلاق کے لفظ کو خوب محفوظ رکھا ہے۔

فائدہ:......امام لیث کے سوا عام راویوں نے طلاق کی مقدار کہ ابن عمر نے کتنی طلاقیں دی تھیں کو نظر انداز کر دیا ہے اور بعض نے غلطی سے اس کو تین قرار دیا ہے۔لیکن امام لیث نے نظر انداز بھی نہیں کیا اور غلطی بھی نہیں کی بلکہ صحیح طور پر مقدار کو یاد رکھا اور اس کا تذکرہ کیا،اور آپ ﷺ نے حیض کے بعد والے طہر میں طلاق دینے کی اجازت نہیں دی تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ رجوع طلاق دینے کے لیے کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عرصہ تک پاس رہنے کی وجہ سے شاید باہمی پیار ومحبت پیدا ہو جائے اور حالات سازگار ہونے سے طلاق کی نوبت نہ آئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے یہ حیض میں طلاق دینے کے جرم وگناہ کی سزا کے طور پر ہو اس لیے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک اس حیض سے متصل طہر میں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔لیکن مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں یہ بہتر ہے لازم نہیں ہے،اور امام طحاوی کا قول بھی یہی ہے،اور جمہور کے نزدیک اس طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی ہے جائز نہیں ہے۔

[3654] ٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

[3654] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩٨٢)-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)) قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا صَنَعَتِ التَّطْلِيقَةُ قَالَ وَاحِدَةٌ اعْتَدَّ بِهَا.

[3654] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، حیض کی حالت میں طلاق دے دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رجوع کا حکم دو، پھر وہ پاک ہونے تک اسے چھوڑ دے، پھر اسے ایک اور حیض آنے دے، پھر جب اس دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اس سے قربت سے پہلے، اسے طلاق دے دے یا روک لے، (طلاق نہ دے) کیونکہ یہی عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔'' عبید اللہ کہتے ہیں، میں نے نافع سے سوال کیا، اس طلاق کا کیا بنا، اس نے کہا، ایک طلاق شمار ہوئی۔

[3655] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عُبَيْدِاللّٰهِ لِنَافِعٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِي رِوَايَتِهِ فَلْيَرْجِعْهَا و قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَلْيُرَاجِعْهَا.

[3655] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں، عبید اللہ کے نافع سے سوال کا ذکر نہیں کرتے۔ ابن المثنیٰ کی روایت یر جعھا ہے اور ابوبکر کی روایت یراجعھا، معنی دونوں کا رجوع کرنا ہے۔

[3656] ۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا

[3655] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الرجعة برقم (٦/ ٢١٢ـ ٢١٣)۔ وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: طلاق السنة برقم (٢٠١٩) انظر (التحفة) برقم (٧٩٢٢)۔

[3656] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الرجعة برقم (٦/ ٢١٣ـ انظر (التحفة) برقم (٧٥٤٤)۔

سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُولُ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ.

[3656]۔ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو حضرت عمر نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ رجوع کرے، پھر اسے ایک اور حیض کے آنے تک مہلت دے، پھر اسے حیض سے پاک ہونے کی مہلت دے، پھر اسے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے، یہ وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے، اور جب ابن عمر رضی اللہ عنہ اس مرد کے بارے میں سوال کیا جاتا، جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے، تو وہ فرماتے۔ اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے رجوع کا حکم دیا تھا۔ پھر یہ کہ اسے ایک اور حیض آنے تک کی مہلت دوں۔ پھر حیض سے پاک ہونے کی مہلت دوں، پھر قربت سے پہلے اسے طلاق دوں، اور اگر تو نے تیسری طلاق دی ہے تو تو نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخالفت کی ہے، جو اس نے تجھے بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں دیا تھا اور وہ تجھ سے جدا ہوگئی ہے۔

فائدہ:...... اگر طلاق پہلی یا دوسری حیض کی حالت میں دی گئی ہو، تو چونکہ ان کے بعد رجوع ہو سکتا ہے، اس لیے خاوند کو رجوع کرنا ہوگا۔ لیکن اگر تیسری طلاق حیض میں دی ہے، تو تیسری کے بعد رجوع کا امکان نہیں ہے اس لیے یہ جرم اور گناہ تو ہے لیکن رجوع نہیں کر سکے گا اور اس کی بیوی عدت گزرنے کے بعد آگے شادی کرے گی۔ اس سے دوبارہ شادی نہیں کر سکے گی۔

[3657] ٤۔(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى مُسْتَقْبَلَةً سِوَى حَيْضَتِهَا الَّتِي طَلَّقَهَا فِيهَا فَإِنْ بَدَا لَهُ)) أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ حَيْضَتِهَا قَبْلَ أَنْ ((يَمَسَّهَا فَذَلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ)) وَكَانَ عَبْدُاللَّهِ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً

[3657] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٩٢٢)-

وَّاحِدَةً فَحُسِبَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَرَاجَعَهَا عَبْدُاللّٰهِ كَمَا أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3657]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا: ''اسے رجوع کا حکم دو، حتی کہ اسے نئے سرے سے، پہلے حیض کے سوا جس میں طلاق دی ہے اور حیض آنے لگے، پھر اگر وہ چاہے تو اس حیض سے پاک ہونے پر صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے یہ طلاق اس عدت کے مطابق ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔'' اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیوی کو ایک طلاق دی تھی، تو وہ طلاق شمار ہوئی اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق رجوع کر لیا۔

[3658] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحُسِبَتْ لَهَا التَّطْلِيقَةُ الَّتِي طَلَّقْتُهَا.

[3658]۔یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے زہری کی سند کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں یہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے بیوی سے رجوع کر لیا اور میں نے اس طلاق کو جو اسے دی تھی طلاق شمار کیا۔

فائدہ:...... حیض کی حالت میں طلاق دینا تو جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی نے یہ حرکت کی تو ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ طلاق شمار ہوگی، لیکن حافظ ابن حزم کے نزدیک یہ طلاق شمار نہیں ہوگی اور حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ طلاق نہیں ہوگی۔ لیکن صاحب واقعہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا تقاضا یہی ہے کہ یہ طلاق شمار ہوگی۔ جیسا کہ اگر کوئی انسان قربت وصحبت کے بعد طلاق دیتا ہے تو یہ حرکت ناجائز ہے، لیکن طلاق شمار ہوتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کی ناراضی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حالت حیض میں تعلقات قائم نہیں ہو سکتے تو اس سے یہ بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ واقعی میاں بیوی کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا پتہ حالت طہر سے چل سکتا ہے جس میں میاں بیوی میں قربت ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس میں طلاق کی اجازت کا نہ ہونا واضح تھا۔ یا کم از کم اس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کر لیتے۔

[3659] ٥۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ

[3658] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: وقت الطلاق للعدة التی امر الله عزوجل ان يطلق لها النساء برقم (٦/ ١٣٩) انظر (التحفة) برقم (٦٩٢٧)۔

[3659] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: فی طلاق السنة برقم (٢١٨١) والترمذی ←

قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ عَنْ سَالِمٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا)).

[3659] ۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس سے رجوع کرنے کا حکم دو، پھر وہ اسے طہر یا حمل کی حالت میں طلاق دے۔''

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی صورت میں تعلقات کے بعد بھی طلاق دینا جائز ہے۔ ابن الہمام حنفی ابواسحاق شیرازی اور ابن قدامہ حنبلی نے اس کو اختیار کیا ہے، لیکن بعض مالکیہ کے ہاں حمل کی حالت میں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔

[3660] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقُ بَعْدُ أَوْ يُمْسِكُ)).

[3660] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رجوع کرنے کا حکم دو حتی کہ وہ پاک ہو جائے، پھر اسے ایک اور حیض آئے، پھر وہ پاک ہو جائے، پھر بعد میں طلاق دے دے یا روک لے۔''

[3661] ٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ
عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ مَكَثْتُ عِشْرِينَ سَنَةً يُحَدِّثُنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ

← فی (جامعه) فی الطلاق واللعان باب: ما جاء فی طلاق السنة برقم (١١٧٦) والنسائی فی (المجتبى) فی الطلاق باب: ما يفعل اذا طلق تطليقة وهي حائض برقم (٦/ ١٤١)۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطلاق باب: الحامل كيف تطلق برقم (٢٠٢٣) انظر (التحفة) برقم (٦٧٩٧)۔

[3660] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٨٧)۔

[3661] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الطلاق باب: اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق برقم (٥٢٥٢) وفی باب: من طلق وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق برقم (٥٢٥٨) →

امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهِيَ حَائِضٌ فَأُمِرَ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَجَعَلْتُ لَا أَتَّهِمُهُمْ وَلَا أَعْرِفُ الْحَدِيثَ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا غَلَّابٍ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ الْبَاهِلِيَّ وَكَانَ ذَا ثَبَتٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَأُمِرَ أَنْ يَرْجِعَهَا قَالَ قُلْتُ أَفَحُسِبَتْ عَلَيْهِ قَالَ فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

[3661] ۔امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بیس برس تک ایک قابل اعتماد شخص یہ بیان کرتا رہا کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں تین طلاقیں دی تھیں، تو انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا گیا تو میں ان کو متہم قرار نہیں دیتا تھا لیکن مجھے حدیث کے معنی ومفہوم کا پتہ نہیں چلتا تھا۔حتی کہ میری ملاقات ابوغلاب یونس بن جبیر باہلی سے ہوئی جو ثقہ تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تو آپ نے رجوع کا حکم دیا، ابوغلاب نے پوچھا تو کیا وہ شمار ہوئی؟ انہوں نے کہا، یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں یا شمار کیوں نہیں ہوگی، اگر وہ عاجز آ گیا (اور صحیح طریقہ سے طلاق نہ دے سکا) اور اس نے بے وقوفوں والا کام کیا (اور حالت حیض میں طلاق دے دی)؟ یا اگر وہ عاجز آ گیا (رجوع نہ کیا) اور دیوانوں والا کام کیا (آپ کے حکم پر عمل نہ کیا)؟ (تو کیا طلاق نہ ہوگی)۔

[3662] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ قَالَا نَا حَمَّادٌ

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ.

[3662] امام صاحب یہی روایت اپنے دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ نے اسے حکم دیا۔

[3663] ۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ

← وفي باب: مراجعة الحائض برقم (٥٣٣٣) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في طلاق السنة برقم (٢١٨٣) وبرقم (٢١٨٤) والترمذي في (جامعه) في الطلاق واللعان باب: ما جاء في طلاق السنة برقم (١١٠٧٥) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الطلاق لغير العدة وما يحتسب منه على المطلق برقم (٦/ ١٤١، ٦/ ١٤٢) وفي باب الرجعة برقم (٣٥٧٧) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: طلاق السنة برقم (٢٠٢٢) انظر (التحفة) برقم (٨٥٧٣)۔

[3662] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٤٦)۔

[3663] تقدم تخرجه برقم (٣٦٤٦)۔

يُرَاجِعَهَا حَتَّى يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَقَالَ ((يُطَلِّقُهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا)).

[3663]۔امام صاحب نے اپنے ایک اور استاد سے، ایوب کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا؟ تو آپ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا، حتی کہ وہ اسے طہر میں قربت کیے بغیر طلاق دے، اور آپ نے فرمایا: ''وہ اسے عدت کے آغاز کے لیے طلاق دے۔'' یعنی عدت کے شروع میں طلاق دے۔

فائدہ:......امام نووی اور حافظ ابن حجر نے، اسی لفظ سے استدلال کیا ہے کہ عدت طہر شمار ہوں گے اور قروء سے مراد طہر ہے حیض نہیں۔ امام سرخسی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ عدتیں دو ہیں، مردوں کے اعتبار سے عدت تطلیق کہ شوہر ایسے طہر میں طلاق دے جس میں بیوی کے قریب نہیں گیا، اور عدت نساء کہ وہ حیض کے اعتبار سے تین حیض انتظار وتوقف کریں، امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ قروء سے یہاں مراد حیض ہے۔ اگرچہ یہ لغوی طور پر طہر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

[3664] ٩-(. . .) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ تَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

[3664]۔ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، ایک آدمی نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے۔ تو انہوں نے کہا، کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے واقف ہو؟ اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دریافت کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا، پھر عدت کا آغاز کرکے یعنی اسی حیض سے عدت شمار نہ کرے، بلکہ طہر میں طلاق دے کر عدت کا آغاز کرے، میں نے ان سے پوچھا، اگر مرد اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دے، تو کیا وہ اس طلاق کو شمار کرلے گا؟ انہوں نے جواب دیا، رک جاؤ، کیا اگر وہ عاجز آ گیا اور حماقت کا کام کیا؟ یعنی اس کا عجز اور حماقت طلاق کے شمار میں حائل نہیں ہوگا۔

[3664] تقدم تخريجه برقم (٣٦٤٦)۔

[3665] ١٠-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((**لِيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا**)) قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ بِهَا قَالَ مَا يَمْنَعُهُ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

[3665]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ رجوع کر لے۔تو جب پاک ہوجائے، تو چاہے تو طلاق دے دے۔'' یونس بن جبیر کہتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا۔انہوں نے جواب دیا، انہیں کون سی چیز اس سے روکتی تھی، بتاؤ اگر وہ عاجز آ تا اور حماقت سے کام لیتا تو طلاق شمار نہ ہوتی؟''

[3666] ١١-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ فَقَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((**مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا**)) قَالَ فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا قُلْتُ فَاعْتَدَدْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا لِيَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا وَإِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ.

[3666]۔انس بن سیرین بیان کرتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی اس بیوی کے بارے میں، جسے انہوں نے طلاق دی تھی؟ تو انہوں نے کہا، میں نے اس کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی، اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: ''اسے اس سے رجوع کرنے کا حکم دو تو جب وہ پاک ہوجائے، تو وہ طہر کے آغاز میں طلاق دے دے۔'' تو میں نے اس سے رجوع کرلیا۔پھر اسے طہر کے شروع میں طلاق دے دی، میں نے پوچھا، کیا جو طلاق آپ نے حیض کی حالت میں دی تھی، آپ نے اسے شمار کیا؟ انہوں نے جواب دیا، میں اس کو شمار کیوں نہ کرتا؟ اگر میں عاجز آ گیا تھا، اور میں نے حماقت سے کام لیا تھا۔(اسے صحیح وقت کی بجائے غلط وقت میں طلاق دی۔)

[3665] تقدم تخريجه برقم (٣٦٤٦)۔

[3666] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق برقم (٥٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٦٦٥٣)۔

[3667] ١٢۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا)) قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ فَمَهْ.

[3667]۔ انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر آپ ﷺ کو بتا دیا، آپ نے فرمایا: ''اسے رجوع کرنے کا حکم دو، پھر جب پاک ہو جائے تو طلاق دے دے۔'' میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ ﷺ نے اس طلاق کو شمار کیا؟ انہوں نے کہا، تو اور کیا کیا۔''

[3668] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا ((لِيَرْجِعْهَا)) وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَتَحْتَسِبُ بِهَا قَالَ فَمَهْ.

[3668]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے شعبہ کی مذکورہ سند سے بیان کرتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اس میں یراجع کی جگہ یرجع ہے اور یہ کہ میں نے ان سے پوچھا، کیا آپ اس کو طلاق شمار کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا، تو اور کیا ہوگا۔

[3669] ١٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَذَهَبَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلٰى ذٰلِكَ لِأَبِيهِ.

[3669]۔ طاؤس سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا،

[3667] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٥١)۔

[3668] تقدم تخريجه برقم (٣٦٥١)۔

[3669] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الرجعة برقم (٦/ ٢١٣) انظر (التحفة) برقم (٧١٠١)۔

جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی؟ انہوں نے کہا، کیا عبداللہ بن عمر کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا، اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، تو عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے اسے، اس سے رجوع کرنے کا حکم دیا، ابن جریج کہتے ہیں، طاؤس نے اپنے بیٹے کو اس قدر حدیث سنائی یا طاؤس کا بیٹا کہتا ہے، میں نے اپنے باپ سے اس سے زیادہ حدیث نہیں سنی۔

[3670] ١٤-(. . .) وحَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِی أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ أَيْمَنَ مَوْلٰى عَزَّةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ ذٰلِكَ كَيْفَ تَرٰى فِی رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ لِيُرَاجِعْهَا فَرَدَّهَا وَقَالَ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَقَرَأَ النَّبِیُّ ﷺ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِی قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١].

[3670]۔ ابوزبیر کہتے ہیں، میں نے عزۃ کے آزاد کردہ غلام، عبدالرحمٰن بن ایمن کو سنا، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کر رہے تھے، اور میں بھی سن رہا تھا، آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے، جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی؟ تو انہوں نے جواب دیا، ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا؟ عرض کیا، عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''وہ اس سے رجوع کرلے'' تو اس نے لوٹا لیا اور فرمایا: ''جب پاک ہو جائے، تو طلاق دے دے یا روک لے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں آپ نے یہ آیت پڑھی: ''اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہو، تو عدت کا آغاز کرنے کے لیے دو۔'' (طلاق:١)

فائدہ: ......ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم لعدتهن کی تفسیر وتوضیح کے لیے شاگردوں کو قبل عدتهن بتاتے تھے۔

[3670] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: فی طلاق السنة برقم (٢١٨٥) والنسائی فی (المجتبی) فی الطلاق باب: وقت الطلاق للعدة التی امر الله عزوجل ان يطلق لها النساء برقم (٦/ ١٣٩) انظر (التحفة) برقم (٧٤٤٣)۔

اس لیے یہ کلمہ تفسیر کے لیے ہے یہ قرآن کا حصہ یا جز نہیں ہے۔ اس لیے ابن مسعود تفسیر کے لیے اس کو قبل طهرهن (طہر کے شروع میں) پڑھتے۔

[3671] (. . . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ.

[3671] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہی واقعہ بیان کرتے ہیں۔

[3672] (. . . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَجَّاجٍ وَفِيهِ بَعْضُ الزِّيَادَةِ قَالَ مُسْلِم أَخْطَأَ حَيْثُ قَالَ عُرْوَةَ إِنَّمَا هُوَ مَوْلَى عَزَّةَ.

[3672] امام صاحب ایک اور استاد سے، حجاج کی مذکورہ بالا روایت کی طرح، حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں کچھ اضافہ ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں، راوی نے غلطی سے مولیٰ عروہ کہا ہے حالانکہ وہ عزۃ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں مذکورہ اضافہ، امام صاحب نے عمداً حذف کر دیا ہے، جس کو امام ابوداود نے بیان کر کے فرمایا ہے۔ یہ ٹکڑا تمام احادیث کے مخالف ہے، یعنی فردها ولم يرها شيئا ۔ آپ نے میری بیوی لوٹا دی، اور اس طلاق کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

٢...... بَاب: طَلَاقِ الثَّلَاثِ

باب ۲: تین طلاقیں

[3673] ١٥ ـ (١٤٧٢) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ.

[3671] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٥٥)۔

[3672] تقدم تخريجه برقم (٣٦٥٥)۔

[3673] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطلاق باب: نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث برقم (٢٢٠٠) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة برقم (٦/ ١٤٥) انظر (التحفة) برقم (٥٧١٥)۔

[3673]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، ابوبکر کے زمانہ میں اور حضرت عمر کی خلافت میں دو سال تک، تین طلاقیں (جو بیک وقت دی گئیں) ایک شمار ہوتی تھیں، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے ایک ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی ہے، جس میں ان کے لیے مہلت اور ڈھیل تھی۔ تو اگر ہم اس کو نافذ کر دیں (تو وہ باز آ جائیں گے) تو انہوں نے اس کو نافذ کر دیا۔

[3674] ١٦۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَتَعْلَمُ أَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

[3674]۔طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ابوصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا آپ کو علم ہے کہ تین طلاقوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے دور میں اور تین سال تک عمر کی خلافت میں، ایک ہی قرار دیا جاتا تھا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، ہاں۔

[3675] ١٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ

أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ أَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً فَقَالَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ.

[3675]۔طاؤس سے روایت ہے کہ ابوصہباء نے حضرت ابن عباس سے کہا، اپنی نئی چیزوں یا انوکھی چیزوں میں سے کوئی چیز بتائیں، کیا تین طلاقیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے دور میں ایک شمار نہیں ہوتی تھیں تو انہوں نے فرمایا: ایسا ہی تھا۔ تو جب حضرت عمر کا دور آیا تو لوگوں نے مسلسل طلاقیں دینا شروع کر دیا تو انہوں نے انہیں ان پر لاگو کر دیا۔

فوائد:...... ❶ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طہر میں یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا بدعت اور حرام ہے اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، حضرت عمر، علی، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا قول بھی یہی ہے

[3674] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٥٨)۔

[3675] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٩٣)۔

(تکملہ: ج۱،ص: ۱۵۲)۔ اور امام شافعی کے نزدیک ناجائز نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے، ایک طہر میں تین طلاقیں نہ دے۔ اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے، اور حضرت عمر بھی اس کو ناجائز خیال کرتے تھے۔ (تکملہ فتح الملہم، ج:۱،ص: ۱۵۲)۔ اور حضرت عمر اس پر سزا بھی دیتے تھے۔ مجمع الانہر، ص: ۳۸۲ پر لکھا ہے، ابتدائی دور میں حضرت عمر کے دور تک جب کوئی شخص بیک وقت تین طلاقیں دے دیتا تو انہیں ایک قرار دیا جاتا، لیکن جب لوگوں میں بکثرت ساتھ یہ کام ہونے لگا، تو انہوں نے تہدید یعنی سرزنش اور توبیخ کے لیے ان کو تین ہی نافذ کر دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کام ایک انتظامی تدبیر کی خاطر کیا تھا تاکہ لوگ اس حرکت سے باز آ جائیں، یہ کوئی مستقل اور ہمیشہ کے لیے فیصلہ نہیں تھا، اور نہ ہی وہ اس کے مجاز تھے، اس لیے صحابہ کرام نے بھی اس کو ایک عارضی اور وقتی حکم سمجھ کر قبول کر لیا، جیسا کہ حج تمتع کے سلسلہ میں عام طور پر ان کے حکم کو قبول کر لیا گیا تھا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر ندامت کا اظہار بھی کیا تھا۔ (اغاثة اللهفان، ص: ۱۸۱، ۱۸۲) ❷ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں تین، چار نظریات یا اقوال ہیں: (۱) ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں واقع ہو جائیں گی۔ اگرچہ امام شافعی اور امام احمد کے ایک قول کے مطابق جائز اور لازم ہے اور امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کے دوسرے کے مطابق حرام اور واقع ہے۔ (۲) بیک وقت تین طلاقیں دینا حرام ہے، لیکن طلاق ایک ہی واقع ہوگی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے بعض اصحاب کا قول یہی ہے۔ بعض صحابہ اور تابعین سے بھی منقول ہے۔ حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم نے اس کو ترجیح دی ہے۔ اور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ (۳) بعض معتزلہ اور بعض شیعہ کا یہ قول ہے کہ اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اور بقول امام نووی، حجاج بن ارطاۃ، ابن مقاتل اور محمد بن اسحاق کا قول یہی ہے۔ لیکن الفروع من الکافی جو شیعہ کی مستند کتاب ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں یہ ایک طلاق ہوگی۔ حافظ ابن تیمیہ نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین اور ان کے بیٹے جعفر سے یہی قول نقل کیا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ج: ۳۳،ص: ۷۰۹) چوتھا موقف یہ ہے عورت اگر مدخولہ ہے تو تین طلاقیں ہوں گی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق ہوگی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل حافظ صلاح الدین یوسف۔

۳...... بَاب: وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ عَلٰى مَنْ حَرَّمَ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يَنْوِ الطَّلَاقَ

باب ۳: جو شخص اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام قرار دیتا ہے لیکن طلاق کی نیت نہیں کرتا، اس پر کفارہ واجب ہوگا

[3676] ۱۸۔(۱۴۷۳) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي الدَّسْتَوَائِيَّ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

[3676] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْحَرَامِ يَمِينٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔

[3676] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیوی کو کہنا تو مجھ پر حرام ہے، قسم ہے، اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

فوائد:...... ❶ اگر کوئی انسان اپنی بیوی کو کہتا ہے تو مجھ پر حرام ہے، اس میں فقہاء کا بہت اختلاف ہے۔ (۱) امام شافعی کے نزدیک اگر اس نے طلاق یا ظہار کی نیت کی تو اس کو نیت پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر طلاق یا ظہار کی نیت کے بغیر اس عورت کو حرام قرار دیا تو یہ اگرچہ قسم نہیں ہے، لیکن اس لفظ پر قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اگر کوئی نیت ہی نہیں کی اور یہ لفظ کہا، تو امام شافعی کے صحیح قول کے مطابق اسے قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لفظ لغو ہے اور اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہیں ہوگا۔ ❷ امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ اس لفظ سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ۔ لیکن اگر اس نے تین سے کم کی نیت کی ہے تو صرف غیر مدخولہ کے بارے میں اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ حضرت علی کا بھی یہی قول ہے۔ ❸ حنابلہ کے نزدیک، ایک قول کے مطابق ظہار ہے۔ دوسرے قول کے مطابق یہ تین طلاقیں ہیں۔ تیسرے قول کے مطابق اگر بغیر کسی نیت کے کہا تو قسم ہے، اگر طلاق یا ظہار کی نیت کی تو نیت کے مطابق عمل ہوگا۔ ❹ احناف کے نزدیک اس سے نیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر نیت ایلاء یا ظہار یا ایک بائنہ طلاق یا تین طلاقوں کی، تو نیت کا اعتبار ہوگا۔ اگر کوئی نیت نہ کی، تو متقدمین احناف کے نزدیک ایلاء ہوگا اور متاخرین کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی، اور اس پر فتویٰ ہے۔ اگر اس نے کہا، میں نے یہ لفظ جھوٹ موٹ کہا تھا تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہوگا۔ متقدمین احناف کے نزدیک یہ ایلاء تھا اور متاخرین اس کو طلاق بائنہ قرار دیتے ہیں۔ اور اگر اس نے دو طلاقوں کی نیت کی۔ تو یہ ایک بائنہ طلاق ہوگی لیکن امام زفر کے نزدیک دونوں واقع ہو جائیں گی۔ ❺ امام شعبی اور امام مسروق کے نزدیک یہ کلام اس طرح لغو ہے، جس طرح امام مالک، امام شافعی بلکہ جمہور کے نزدیک یہ کہنا لغو ہے کہ یہ کھانا مجھ پر حرام ہے یا یہ پانی یا کپڑا حرام ہے، اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اس طرح امام نووی نے، چودہ مذاہب بیان کیے ہیں۔ چونکہ سورہ تحریم کی آیت حرمت شہد کے بارے میں نازل ہوئی اور اس میں ہے ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم﴾ بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اس سے حضرت ابن عباس کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

← لك تبتغى مرضات ازواجك والله غفور رحيم﴾ برقم (٤٩١١) وفى الطلاق باب: ﴿لم تحرم ما احل الله لك﴾ برقم (٥٢٦٦) وابن ماجه فى (سننه) فى الطلاق باب: الحرام برقم (٢٠٧٣) انظر (التحفة) برقم (٥٦٤٨)۔

[3677] ١٩ـ(. . . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ
ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا حَرَّمَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ فَهِيَ يَمِينٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ لَقَدْ ﴿كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

[3677]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اگر انسان اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دیتا ہے، تو یہ قسم ہے اس کو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا اور کہا، تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

[3678] ٢٠ـ(١٤٧٤) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ
عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يُخْبِرُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا قَالَتْ فَتَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ((**بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ**)) فَنَزَلَ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ [التحريم:١] إِلَى قَوْلِهِ إِنْ تَتُوبَا لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا.

[3678]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور وہاں شہد پیتے۔ تو میں نے اور حفصہ نے ایکا (اتفاق) کیا کہ ہم سے جس کے ہاں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ کہے۔ مجھے آپ سے مغافیر کی بو محسوس ہوتی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ ہم میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہ بات کہی، تو آپ نے فرمایا: ''بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے

[3677] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٦١)۔
[3678] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات ازواجك والله غفور رحيم﴾ برقم (٤٩١٢) وفي الطلاق باب: ﴿لم تحرم ما احل الله لك﴾ برقم (٥٢٦٧) وفي الايمان والنذور باب: اذا حرم طعاما برقم (٦٦٩١) وابو داود في (سننه) في الاشربة باب: شراب العسل برقم (٣٧١٤)۔ والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: تاويل هذه الآية على وجه آخر برقم (٦/ ١٥١-١٥٢) وفي الايمان والنذور باب: تحريم ما احل الله عزوجل برقم (٧/ ١٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٢)۔

ہاں شہد پیا ہے اور آئندہ نہیں پیوں گا۔'' اس پر یہ آیت اتری: ''آپ وہ چیز کیوں حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال قرار دی ہے۔'' ان تتوبا (عائشہ وحفصہ) تک تحریم (آیت:۱-۴) اور جب نبی اپنی کسی بیوی سے راز کی بات کہی کہ میں نے شہد پیا ہے۔ (آیت:۳)

مفردات الحدیث ✻ مغافیر :مغفور کی جمع ہے۔ یہ عرفط نامی بوٹی کا ایک قسم کا پھول ہے جس سے بدبو پھوٹتی ہے۔

فائدہ:......حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کو چونکہ یہ بات معلوم تھی کہ آپ حضرت زینب کے ہاں شہد پیتے ہیں اور شہد کی مکھیاں علاقہ کی جڑی بوٹیوں سے رس چوس کر شہد تیار کرتی ہیں، اور مدینہ کے علاقہ میں عرفط بوٹی تھی، جس کے پھول سے بدبو پھوٹتی تھی۔ اس لیے دونوں نے توریہ وتعریض سے کام لیتے ہوئے۔ سوالیہ انداز میں پوچھا کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے، تا کہ رس کی بدبو کی طرف اشارہ کیا جاسکے اور آپ بو کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس طرح آپ شہد پینے کے لیے حضرت زینب کے ہاں زیادہ قیام نہیں کریں گے اور ان کا یہی مقصود تھا، اور آیت میں راز کی بات کہی، اس لیے فرمایا گیا ہے کہ بخاری شریف میں ہے: قد حلفت میں نے قسم اٹھائی ہے۔ ولا تخبری بذالك احدا ۔ تم کسی کو اس کی خبر نہ دینا، اور ایک اور روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ نے حضرت حفصہ کی باری کے دن، حضرت حفصہ کے گھر میں، حضرت ماریہ قبطیہ کو بلا لیا تھا، کیونکہ حضرت حفصہ آپ سے اجازت لے کر اپنے باپ کے گھر کچھ وقت کے لیے چلی گئی تھیں، واپسی پر انہوں نے، جب رسول اللہ ﷺ کو غسل کیے ہوئے دیکھا تو اعتراض کیا، تو آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا، اور فرمایا اس کی اطلاع کی دوسری بیوی کو نہ دینا لیکن حضرت حفصہ نے درمیانی دیوار پر ہاتھ مار کر حضرت عائشہ کو متوجہ کر کے انہیں بتا دیا۔ اور ان دونوں واقعات کے بعد سورہ تحریم کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی بنیاد یہی دوسرا واقعہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس کو قسم قرار دیا گیا ہے کہ ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم﴾ (التحریم:۲) اللہ تعالیٰ نے تم پر قسموں کو کھول ڈالنا لازم ٹھہرایا ہے۔

[3679] ۲۱-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

[3679] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاطعمة باب: الحلوى والعسل برقم (٥٤٣١) وفي الاشربة باب: الباذق ومن نهى عن كل مسكر من الاشربة برقم (٥٥٩٩) وفي الطب باب: الدواء بالعسل برقم (٥٦٨٢) وابو داود في (سننه) في الاشربة باب: في شراب العسل برقم (٣٧١٥) والترمذي في (جامعه) في الاطعمة باب: ما جاء في حب النبي ﷺ الحلواء والعسل برقم (١٨٣١) وابن ماجه في (سننه) في الاطعمة باب: الحلواء برقم (٣٣٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٩٦)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ دَارَ عَلَى نِسَآئِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ لَهُ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِئَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهٰذَا سَوَآءً.

[3679]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد پسند تھا اور آپ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو تمام بیویوں کے ہاں چکر لگاتے اور ان کے قریب بیٹھتے۔ایک دفعہ حضرت حفصہ کے ہاں گئے اور عام معمول سے زیادہ ان کے پاس رک گئے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو مجھے بتایا گیا۔ان کی قوم کی کسی عورت نے انہیں شہد کا ایک کپا ہدیہ کے طور پر دیا ہے۔تو انہوں نے آپ کو وہ پلایا ہے تو میں نے دل میں کہا، ہم اللہ کی قسم! اس کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں گے۔ میں ے اس کا تذکرہ سودہ سے کیا اور انہیں کہا، جب وہ آپ کے ہاں آئیں گے تو آپ کے قریب بیٹھیں گے، تو ان سے کہنا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ فوراً فرمائیں گے نہیں، تو ان سے کہنا، یہ بو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ یہ بات انتہائی ناگوار تھی کہ آپ سے بو آئے۔تو آپ یقیناً یہ فرمائیں گے، حفصہ نے مجھے کچھ شہد پلایا ہے۔تو ان سے کہنا، اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہے، اور میں بھی آپ سے یہی کہوں گی۔ اور تو بھی اے صفیہ، یہی کہنا۔ تو جب

آپ سودہ کے ہاں آئے، تو سودہ بیان کرتی ہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، قریب تھا کہ میں آپ کو بلند آواز سے وہ بات کہوں جو آپ نے (عائشہ نے) مجھے کہی تھی۔ حالانکہ آپ ابھی دروازہ پر تھے، تیرے ڈر کی خاطر، جب رسول اللہ ﷺ قریب پہنچے سودہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ انہوں نے کہا، یہ بو کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: (حفصہ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے) انہوں نے کہا، شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہے، جب آپ میرے پاس تشریف لائے، تو میں نے بھی آپ کو اسی طرح کہا، پھر صفیہ کے ہاں گئے۔ انہوں نے بھی ایسے ہی کہا، تو جب حفصہ کے ہاں پہنچے، انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو اس سے (شہد سے) نہ پلاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں، سودہ نے کہا سبحان اللہ! ہم نے آپ کو اس سے محروم کر دیا ہے، تو میں نے اسے کہا، خاموش رہو۔

مفردات الحدیث ✲ **عرفط**: ایک کانٹے دار درخت ہے، جس کی گوند کو مغافیر کہتے ہیں یا یہ ایک بوٹی ہے، جو کانٹے دار ہے اور زمین پر پھیل جاتی ہے، اور اسے سفید پھل لگتا ہے۔

فائدہ: ......عورتوں کے اندر چونکہ غیرت طبعی طور پر سوکن کے خلاف زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے وہ یہ برداشت نہیں کر سکتیں کہ خاوند کس سوکن کے ہاں ان سے زیادہ ٹھہرے، اسی طبعی تقاضا کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تدبیر سوچی اور توریہ کے ذریعہ اس پر عمل کیا، اور اس لیے آپ نے اس کو گوارا فرمایا۔ اور کسی ردعمل کا اظہار نہ فرمایا، اور شہد پینے کا واقعہ کس کے ہاں پیش آیا۔ صحیحین کی روایات کی رو سے، یہ دو بیویوں کے ہاں پیش آیا۔ حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن۔ حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور امام کرمانی وغیرہم کے نزدیک پہلے آپ نے حضرت حفصہ کے ہاں شہد پیا، تو آپ نے شہد پینا چھوڑ دیا لیکن حرام نہیں ٹھہرایا۔ پھر آپ نے زینب کے ہاں پیا۔ یہ سمجھ کر ضروری نہیں ہے۔ ہر شہد میں عرفط کے پھل یا گوند کی آمیزش ہو یا اس کو بو ہو، کیونکہ اگر اس کی مقدار معمولی ہو تو اس کا اثر نمایاں ہوگا۔ جب آپ نے زینب کے ہاں پیا اور دوبارہ پہلے والی صورت حال پیش آئی۔ تو آپ نے سمجھ لیا، مدینہ کے ہر شہد میں عرفط کے پھل یا گوند کی بساند موجود ہے، اس لیے آپ نے اس کو حرام ٹھہرا لیا۔ اپنی حد تک کہ میں اس کو استعمال نہیں کروں گا۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو مطلقاً حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا، درست نہیں ہے اور اس بنیاد پر مذکورہ تطبیق پر اعتراض نہیں ہو سکتا، چونکہ حرمت کا باعث زینب والا واقعہ بنا ہے، جس میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے اکا کیا تھا۔ اس لیے قرآن مجید میں ان دونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن قاضی عیاض امام قرطبی اور امام نووی نے حضرت زینب والے واقعہ کو ترجیح دی ہے اور اس کے لیے کچھ وجوہ ترجیح علماء نے بیان کی ہیں، جن کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

[3680] (. . .)وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3680] ۔امام مسلم کی صحیح مسلم کے راوی ابواسحاق ابراہیم مذکورہ بالا روایت امام صاحب کے ہم پلہ ہوکر ابواسامہ سے ایک واسطہ سے بیان کرتے ہیں، اور امام مسلم اپنے دوسرے استاد سے بھی ہشام بن عروہ کی ہی سند سے بیان کرتے ہیں۔

۴...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ!

باب ٤: نیت کے بغیر محض بیوی کو اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی

[3681] ۲۲۔(۱٤۷٥) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ

عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ ((**إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ**)) قَالَتْ قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ ((**إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا**)) [الاحزاب: ۲۸، ۲۹] قَالَتْ فَقُلْتُ فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

[3680] تقدم

[3681] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿وقل لازواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا وزينتها امتعكن واسرحكن سراحا جميلا﴾ برقم (٤٧٨٥) وفي باب: ﴿وان كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخره فان الله اعد للمحسنات منكن اجرا عظيما﴾ برقم (٤٧٨٦) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة الاحزاب برقم (٣٢٠٤) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ما افترض الله عزوجل على رسوله ﷺ وحرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه برقم (٦/ ٥٥) وفي الطلاق باب: التوقيت في الخيار برقم (٦/ ١٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٦٧)۔

[3681]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اور یہ الفاظ حرملہ بن یحییٰ تجیبی کے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں کو (دنیا اور آخرت میں سے ایک کے انتخاب کا) اختیار دے دیں، آپ نے ابتدا مجھ سے کی اور فرمایا: ''میں تم سے ایک معاملہ کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ تم پر کوئی تنگی نہیں ہے اگر (اس کے بارے میں فیصلہ کرنے میں) جلد بازی سے کام نہ لو۔ حتی کہ اپنے والدین سے صلاح ومشورہ کرلو۔ وہ بیان کرتی ہیں آپ کو خوب معلوم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجیے، اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو، تو آؤ۔ میں تمہیں دنیا کا ساز وسامان دوں اور بڑے اچھے طریقہ سے تمہیں رخصت کروں، اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم خوب کاروں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' (سورۃ احزاب: ۲۸،۲۹) تو میں نے عرض کیا، اس میں کون سی بات ہے جس کے لیے والدین سے مشورہ کروں؟ کیونکہ میں تو اللہ اس کے رسول اور دار آخرت کی خواہاں ہو، وہ بیان کرتی ہیں پھر تمام ازواج نے وہی فیصلہ کیا جو میں نے کیا تھا۔

فائدہ: ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اسباب ووجوہ کی بنا پر ازواج مطہرات سے ناراض ہوئے، جو پے در پے، یکے بعد دیگرے پیش آئے، پہلے شہد والا واقعہ پیش آیا، اس کے بعد ماریہ قبطیہ کا واقعہ رونما ہوا۔ پھر ازواج مطہرات نان ونفقہ میں اضافہ کے مطالبہ پر متفق ہو گئیں، اس طرح کچھ امور پیش آئے، جو آگے آرہے ہیں، جن کی بنا پر آپ نے ایک ماہ ایلا کرتے ہوئے ازواج سے علیحدگی اختیار کرلی، اور ایلا کے خاتمہ پر آیت تخییر نازل ہوئی۔ جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو اپنے پاس رہنے اور جدا ہونے کا اختیار دیا۔ اور آغاز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیونکہ وہی سب سے زیادہ محبوبہ تھیں، اور چونکہ آپ ان کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتے تھے، اس لیے ان کی خیر خواہی کے پیش نظر، ان کی نوخیزی اور ناتجربہ کاری سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے یہ مشورہ بھی دیا کہ فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا۔ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کرلینا، جو آپ کے جانثار تھے اور وہ حضرت عائشہ آپ سے علیحدگی گوارا نہیں کرسکتے تھے، لیکن حضرت عائشہ نے اپنی کمال ذہانت وفطانت اور اصابت فکر کی بنا پر، مشورہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور فوراً آپ کے ساتھ زندگی گزارنے کو ترجیح دی، یہ واقعہ ۹ ہجری میں پیش آیا، جس سے معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت تک ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا بقید حیات تھیں اور باقی ازواج نے بھی اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کا انتخاب کیا۔ اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ آپ نے انہیں طلاق تفویض کی تھی کہ وہ طلاق لینے کا حق رکھتی ہیں یا آپ نے طلاق دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا تھا، جب وہ دنیا کو اختیار کرلیں گی، امام مجاہد اور شعبی، تفویض کے قائل ہیں اور امام حسن بصری اور قتادہ وعدہ کے۔

[3682] ٢٣-(١٤٧٦) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا إِذَا كَانَ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتْ تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ فَقَالَتْ لَهَا مُعَاذَةُ فَمَا كُنْتِ تَقُولِينَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ لَمْ أُوثِرْ أَحَدًا عَلَى نَفْسِي.

[3682] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کسی بیوی کی باری ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ہم سے اجازت لے کر دوسری کے پاس جاتے، حالانکہ یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔ ان میں سے جس کو چاہیں الگ رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس جگہ دیں۔ (سورۃ احزاب: ۵۱) تو معاذۃ رحمہا اللہ نے ان سے پوچھا، تو آپ جب رسول اللہ ﷺ آپ سے اجازت طلب کرتے تھے۔ کیا جواب دیتی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا، میں کہتی تھی، اگر یہ معاملہ میرے بس میں ہے تو میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دیتی۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا۔ آپ کی وضاحت و معاشرت اور آپ کی خدمت اور آپ سے استفادہ کی جو برکات اور خیرات ہیں ان سے میں محروم ہونا نہیں چاہتی۔

[3683] (. . .) وحَدَّثَنَاه الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ انا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ انا عَاصِمٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3683] امام مذکورہ بالا روایت ایک دوسرے استاد کی سند سے، عاصم ہی سے بیان کرتے ہیں۔

[3684] ٢٤-(١٤٧٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَعُدَّهُ طَلَاقًا.

[3682] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿ترجي من تشاء منهن وتووى اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك﴾ برقم (٤٧٨٩) وابو داود في (سننه) في النكاح باب: في السم بين النساء برقم (٢١٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٥)۔

[3683] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٦٦)۔

[3684] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: من خير ازواجه برقم (٥٢٦٣) والترمذي في (جامعه) في الطلاق باب: ما جاء في الخيار برقم (١١٧٩) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ما افترض الله عزوجل على رسوله ﷺ وحرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه برقم (٦/ ٥٦) وفي الطلاق باب: في المخيرة تختار زوجها برقم (٦/ ١٦١) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٢٤)۔

[3684]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا (کہ نکاح میں رہیں یا نہ رہیں) تو ہم نے اس اختیار دینے کو طلاق شمار نہیں کیا۔

فائدہ :......ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء کے نزدیک، بیوی کو اختیار دینا، جبکہ اس نے خاوند کو اختیار کر لیا، طلاق نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن بصری کے نزدیک محض اختیار دینے سے طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور امام لیث کے نزدیک طلاق بائنہ جس سے رجوع نہیں ہو سکتا واقع ہو جائے گی اور امام خطابی نے غلط طور پر اس کی نسبت امام مالک کی طرف بھی کی ہے، لیکن قاضی عیاض مالکی نے اس سے انکار کیا ہے۔ صحیح احادیث کی رو سے جمہور کا موقف ہی صحیح ہے۔

[3685] ۲۵۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ مَا أُبَالِي خَيَّرْتُ امْرَأَتِي وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً أَوْ أَلْفًا بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي وَلَقَدْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقَالَتْ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَكَانَ طَلَاقًا.

[3685]۔امام مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں جب بیوی نے مجھے پسند کر لیا تھا تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں نے بیوی کو ایک کا اختیار دیا تھا یا سو کا یا ہزار کا۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کر چکا ہوں انہوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق تھی؟

[3686] ۲۶۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَيَّرَ نِسَائَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

[3686]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا تو یہ طلاق نہیں تھی۔

[3687] ۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهُ طَلَاقًا.

[3687]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا، ہم نے آپ کو اختیار کیا

[3685] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٦٨)۔
[3686] تقدم تخريجه برقم (٣٦٦٨)۔
[3687] تقدم تخريجه برقم (٣٦٦٨)۔

تو آپ نے اس کو طلاق شمار نہیں کیا۔

[3688] ۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ (قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ) عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعْدُدْهَا عَلَيْنَا شَيْئًا.

[3688]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ کو اختیار کیا، تو آپ نے اس کو ہمارے لیے کچھ شمار نہیں کیا۔

[3689] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ.

[3689] امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3690] ۲۹۔(۱۴۷۸) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلَ أَبُوبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِبَابِهِ لَمْ يُؤْذَنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَالَ فَأُذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَأَقُولَنَّ شَيْئًا أُضْحِكُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَأَلَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((هُنَّ حَوْلِي كَمَا

[3688] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: من خير ازواجه برقم (٥٢٦٢) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في الخيار برقم (٢٢٠٣) والترمذي في (جامعه) في الطلاق باب: ما جاء في الخيار برقم (١١٧٩م) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: ما افترض الله عزوجل على رسوله ﷺ وحرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه برقم (٦/ ٥٦) وفي الطلاق باب: في المخيرة تختار زوجها برقم (٦/ ١٦١) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: الرجل يخيره امرأته برقم (٢٠٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٤)۔

[3689] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٧٢)۔

[3690] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧١٠)۔

تَرٰى يَسْأَلُنِي النَّفَقَةَ)) فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا فَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُولُ تَسْأَلْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا أَوْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ ((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا)) قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتّٰى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَتَلَا عَلَيْهَا الْآيَةَ قَالَتْ أَفِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُ قَالَ ((لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا)).

[3690]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر آئے اور رسول اللہ ﷺ سے باریابی کی اجازت طلب کی اور لوگوں کو دیکھا، وہ آپ کے دروازہ پر بیٹھے ہیں، ان میں سے کسی کو اجازت نہیں دی گئی، حضرت جابر کہتے ہیں۔ ابوبکر کو اجازت مل گئی، تو وہ اندر چلے گئے، پھر حضرت عمر آئے اور اجازت طلب کی، انہیں بھی اجازت مل گئی۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے گرد وپیش آپ کی بیویاں تھیں اور آپ غمزدہ، خاموش تھے۔ تو حضرت ابوبکر سے دل میں سوچا، میں ایسی بات کہوں گا۔ جس سے حضور اکرم ﷺ کو ہنس آجائے گی، تو کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! اے کاش آپ (میری بیوی) خارجہ کی بیٹی کی حالت دیکھتے! اس نے مجھ سے نان ونفقہ کا سوال کیا۔ تو میں نے کھڑے ہو کر اس کا گلا دبوچ لیا، اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: یہ میرے گرد ہیں، جیسا کہ دیکھ رہے ہو اور مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں۔'' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اس کا گلہ دبانا شروع کر دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا دونوں کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز مانگ رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے، تو انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! یہ آپ سے کبھی بھی ایسی چیز کا سوال نہیں کریں گی، جو آپ کے پاس نہیں ہوگی، پھر آپ ان سے ایک ماہ یا انتیس دن الگ تھلگ رہے، پھر آپ پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اے نبی! اپنی بیویوں کو فرما دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے تم خوب کاروں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے، تک۔'' تو آپ نے حضرت عائشہ سے ابتدا کی اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ پیش کرنا چاہتا ہوں، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں، تم اس میں جلد بازی سے کام نہ لینا، حتی کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! تو آپ نے اسے آیت سنائی، اس نے جواب دیا کیا آپ کے بارے

میں۔ اے اللہ کے رسول! اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ بلکہ میں اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں، اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ میری بات کو اپنی کسی بیوی کو نہ بتائیں، آپ نے فرمایا: ''ان میں سے جو بھی پوچھے گی، میں اس کو بتا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دشواری پیدا کرنے والا اور لغزشوں کا خواہاں بنا کر نہیں بھیجا، لیکن مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ معنت: مشقت اور دشواری میں ڈالنے والا۔ ❷ متعنت: لغزش اور غلطی کا طالب۔

فائدہ: ...... اللہ تعالیٰ نے طبعی طور پر عورتوں کے دل میں زیورات اور بہترین لباس کی خواہش رکھی ہے، اور جب فتح خیبر کے بعد حالات بہتر ہو گئے تو ازواج مطہرات کے دل میں بھی ان چیزوں کی خواہش پیدا ہوئی، لیکن آپ چاہتے تھے، آپ کے گھر میں سادگی اور زہد وقناعت ہی رہے۔ اور ازواج کے دل میں دنیا کی محبت پیدا نہ ہو، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کی موافقت کی اور اپنی اپنی بیٹی کو دبوچ لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مار پیٹ سے منع فرما دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی طبعی غیرت کے تحت کہ آپ ہی کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ رہے، یہ درخواست کی کہ میری بات کسی اور بیوی کو نہ بتائیں، ممکن ہے کوئی آپ سے فراق کو پسند کر لے، لیکن آپ نے ان کی درخواست کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ ان میں کوئی ایک دنیا کی زیب وزینت کی طرف مائل ہو۔ اگر کوئی عورت تفویض طلاق کو استعمال کرتے ہوئے علیحدگی کو پسند کر لیتی ہے، تو امام مالک اور لیث کے نزدیک یہ تین ہوں گی امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک بائنہ طلاق ہوگی، خاوند کو حق رجوع حاصل نہیں رہے گا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک ایک رجعی طلاق ہوگی۔ خاوند کو حق رجوع حاصل ہوگا اور طلاق شریعت میں دراصل رجعی ہی ہے۔ اور ائمہ اربعہ کے نزدیک تخییر کا تعلق اسی مجلس سے ہے، جس میں اختیار دیا گیا ہے، الا یہ کہ خاوند سوچ وبچار کے لیے کچھ مہلت دے دے۔ ہنسانے والی بات بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے لیکن حدیث میں لو رایت بنت خارجہ کا لفظ ہے۔ یہ ابوبکر کی بیوی ہے، حضرت عمر کی کوئی بیوی بنت خارجہ نہیں یا بنت زید نہیں ہے اس لئے صحیح یہی ہے کہ یہاں ابوبکر ہی مراد ہیں اس لئے ابوبکر نے ہی عمر سے پہلے اپنی بیٹی عائشہ کا گلا دبوچا تھا۔

٥...... بَابُ: فِي الْإِيلَاءِ وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ وَتَخْيِيرِهِنَّ، وَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ

باب ٥: ایلاء اور عورتوں سے الگ ہو کر ان کو اختیار دینا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''اگر تم دونوں اس کے خلاف متحد ہو جاؤ گی''

[3691] ٣٠ـ(١٤٧٩) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ سِمَاكٍ أَبِي زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي

[3691] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٠٤٩٨)

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَآئَهٗ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُونَ بِالْحَصٰى وَيَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نِسَائَهٗ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ لَأَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا لِي وَمَا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ بِعَيْبَتِكَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهَا يَا حَفْصَةُ أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحِبُّكِ وَلَوْلَا أَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتْ أَشَدَّ الْبُكَاءِ فَقُلْتُ لَهَا أَيْنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ هُوَ فِي خِزَانَتِهٖ فِي الْمَشْرُبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَيْهِ عَلٰى نَقِيرٍ مِنْ خَشَبٍ وَهُوَ جِذْعٌ يَرْقٰى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَيَنْحَدِرُ فَنَادَيْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ وَاللّٰهِ لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِي فَأَوْمَأَ إِلَيَّ أَنْ ارْقَهْ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى حَصِيرٍ فَجَلَسْتُ فَأَدْنٰى عَلَيْهِ إِزَارَهٗ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهٖ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَإِذَا أَفِيقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ قَالَ **((مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ))** قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهٰذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ لَا أَرٰى فِيهَا إِلَّا مَا أَرٰى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرٰى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفْوَتُهٗ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ فَقَالَ **((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا))** قُلْتُ بَلٰى قَالَ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ حِينَ دَخَلْتُ وَأَنَا أَرٰى فِي وَجْهِهِ الْغَضَبَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَشُقُّ عَلَيْكَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ

مَعَكَ وَمَلَائِكَتَهُ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَأَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُونَ مَعَكَ وَقَلَّمَا تَكَلَّمْتُ وَأَحْمَدُ اللَّهَ بِكَلَامٍ إِلَّا رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ يُصَدِّقُ قَوْلِي الَّذِي أَقُولُ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ آيَةُ التَّخْيِيرِ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ وَكَانَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ وَحَفْصَةُ تَظَاهَرَانِ عَلَى سَائِرِ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّقْتَهُنَّ قَالَ لَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُونَ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى يَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَفَأَنْزِلُ فَأُخْبِرَهُمْ أَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَلَمْ أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتَّى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ وَحَتَّى كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَنَزَلْتُ فَنَزَلْتُ أَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّمَا يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا يَمَسُّهُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ قَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ)) فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي لَمْ يُطَلِّقْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ [النساء:۸۳] فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذَلِكَ الْأَمْرَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّخْيِيرِ.

[3691] ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی بیویوں زمین سے علیحدگی اختیار کی تو میں مسجد میں داخل ہوا، اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ کنکریوں کے ساتھ زمین پر نکتے لگا رہے ہے یعنی زمین کھود رہے ہیں (غم اور فکر کی بنا پر) اور کہہ رہے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے اور یہ پردہ اترنے سے پہلے کی بات ہے۔ابھی انہیں پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔عمر کہتے ہیں، میں نے دل میں کہا، میں آج اس معاملہ کو جان کر رہوں گا۔تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور پوچھا، اے ابوبکر کی بیٹی! کیا تیری یہ حالت ہوگئی کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائے؟ تو اس نے کہا، تیرا مجھ سے کیا واسطہ۔اے خطاب کے بیٹے! تم اپنی گٹھڑی (سامان دان) کی خبر لو (اپنی بیٹی سے پوچھو) تو میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور اس سے پوچھا، اے حفصہ! کیا تم اس حد تک پہنچ گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو دکھ پہنچاؤ؟ اللہ کی قسم! تجھے خوب معلوم ہے، اللہ کے رسول ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے، اور اگر میرا پاس نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تجھے طلاق دے

دیتے۔تو وہ زور وشور سے رونے لگیں۔تو میں نے اس سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا، وہ اپنے گودام میں، اپنے چبارے میں ہیں۔ میں داخل ہوا تو دیکھا آپ کے غلام رباح، بالا خانہ کی چوکھٹ پر بیٹھے ہیں اور اپنے دونوں پاؤں کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے ہوئے ہیں اور وہ کھجور کا تنہ تھا جس پر رسول اللہ ﷺ چڑھتے اور اترتے تھے، یعنی سیڑھی تھی۔ میں نے آواز دی، اے رباح! مجھے رسول اللہ ﷺ سے حاضر ہونے کی اجازت لے دو، تو رباح نے بالا خانہ کی طرف دیکھا، پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا، میں نے پھر (کچھ وقفہ کے بعد) کہا، اے رباح! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت لے دو۔تو رباح نے بالا خانہ کی طرف دیکھا، پھر میری طرف دیکھا اور کچھ نہ کہا، پھر میں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا، اے رباح! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری کی اجازت لے دو، کیونکہ میں یہ خیال کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ کا تصور یہ ہے کہ میں حفصہ کی خاطر آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیں تو میں اس کی گردن ماردوں گا۔ اور میں نے اپنی آواز بلند کی تو اس نے مجھے اشارہ کیا، چڑھ آؤ۔تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، تو میں بیٹھ گیا، اور آپ نے اپنی تہبند اپنے اوپر کر لی اور آپ کے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا، اور چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال رکھے تھے، میں نے اپنی نظر رسول اللہ ﷺ کے خزانہ (گودام) میں دوڑائی، تو میں نے چند مٹھی جو دیکھے جو ایک صاع کے بقدر تھے، اور ایک کونے میں اتنی ہی کیکر کی چھال تھی اور ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا، تو میری آنکھیں بہہ پڑیں، مجھے رونا آ گیا، آپ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ اے خطاب کے بیٹے! میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں، اس چٹائی کے آپ کے پہلو پر نشان بن گئے ہیں، اور یہ آپ کا خزانہ ہے اور اس میں وہی کچھ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ قیصر و کسریٰ پھلوں اور نہروں میں زندگی گزار رہے ہیں اور آپ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا یہ خزانہ ہے، آپ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر مطمئن اور راضی نہیں ہو کہ ہمیں آخرت ملے اور انہیں دنیا؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں آپ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھ رہا تھا۔تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ کو بیویوں کے معاملہ میں کیا دشواری ہے؟ اگر آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے، تو اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے، اور جبرائیل اور میکائیل، اور میں اور ابوبکر اور مومن آپ کے ساتھ ہیں، اور کم ہی میں نے گفتگو کی ہے۔مگر ...... میں اللہ کی حمد کرتا ہوں ...... میں نے امید رکھی کہ اللہ میری اس گفتگو کی جو میں نے کی ہے تصدیق فرمائے گا۔ اور یہ آیت، آیت تخییر نازل ہوئی، امید ہے اس کا رب، اگر وہ تمہیں طلاق دے دے، تو وہ اسے

تمہارے بدلہ میں تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا اور اگر تم دونوں اس کے خلاف متحد ہو گئیں، تو اللہ اس کا (اپنے نبی کا) کارساز ہے اور جبرئیل اور نیک مومن اور مزید برآں فرشتے اس کے معاون ہیں۔ (سورۃ تحریم: ۴) عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے تمام نبی کی بیویوں پر زور ڈالا تھا، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ان کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں مسجد میں داخل ہوا، تو لوگ (غم اور فکر سے) زمین پر کنکریوں کے ساتھ نکتے لگا رہے تھے، کہتے تھے۔ اللہ کے رسول نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ کیا میں ان کے پاس اتر کر انہیں خبر دوں کہ آپ نے انہیں طلاق نہیں دی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگر تم چاہو۔'' تو میں آپ سے گفتگو کرتا رہا حتی کہ چہرے سے غصہ زائل ہو گیا، حتی کہ آپ کے دندان مبارک کھل گئے اور آپ ہنس پڑے، اور آپ کے دانتوں کی ہنسی سب لوگوں سے زیادہ حسین تھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور میں بھی اترا، میں کھجور کے تنے کو پکڑے ہوئے اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہاتھ لگائے بغیر اس طرح اترے گویا زمین پر چل رہے ہیں، میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ بالا خانہ میں انتیس دن رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔'' تو میں نے بلند آواز سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی، اور یہ آیت اتری: ''جب ان کے پاس امن یا جنگ کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول یا اصحاب امر (سوچ و بچار کے اہل) کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں (بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں) تو وہ اس کی حقیقت کو جان لیتے۔ (نساء: ۸۳) تو میں نے اس معاملہ کی حقیقت کو نکالا اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔

مفردات الحدیث ❶ **ینکتون بالحصی:** زمین پر فکر مند اور غمزدہ ہو کر کنکریوں کے ساتھ نکتے لگا رہے تھے۔ ❷ **علیك بعیبتك:** عیبة: اس برتن یا تھیلی کو کہتے ہیں جس میں انسان اپنے بہترین کپڑے اور قیمتی اشیاء محفوظ کرتا ہے، مراد اپنی اصل دلچسپی کی چیز ہے یعنی اپنی بیٹی حفصہ کو وعظ و نصیحت کرو۔ ❸ **لو لا انا لطلقتك رسول الله:** میرے لحاظ اور رعایت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق نہیں دے رہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت حفصہ کو طلاق دے دی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خاطر اور ان کے روزہ دار اور تہجد گزار ہونے کی بنا پر، اللہ کی طرف سے آپ کو رجوع کا حکم ملا تھا۔ ❹ **مشربة:** مشروب خانہ، مَشرُبة: بالا خانہ۔ ❺ **اسکفة:** چوکھٹ، دہلیز۔ ❻ **قرظ:** کیکر کے پتے، جن سے کچے چمڑے رنگے جاتے ہیں۔ رفیق: وہ چمڑا جو ابھی پوری طرح رنگا نہ گیا ہو۔ ❼ **وان تظاهرا علیه:** اے عائشہ و حفصہ! اگر تم دونوں ایک ایسے کام پر ایکا اور اتفاق کر لو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکلیف دہ ہے اور اس کا راز ظاہر کر دو، تو تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ، جبریل، مومن اور فرشتے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار ہیں۔ ❽ **تحسر اللهب**

عن وجهه: آپ کے رخ انور سے غصہ کے آثار مٹ گئے۔ ⑨ کشر: مسکراہٹ سے دانت ظاہر ہو گئے۔
⑩ اتشبث بالجذع (میں گرنے کے خوف سے) تنے کو پکڑ کر اتر رہا تھا۔ ⑪ وما یمسه بیده: اور آپ انتہائی اعتماد و وثوق سے بلا خوف وخطر، بغیر سہارا لیے (ہاتھ لگائے) اتر رہے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کو تخییر دینے کا واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے پیش آیا ہے۔ حالانکہ واقعہ تخییر کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں موجود تھے، اور وہ اپنے والدین کے ساتھ فتح مکہ ۸ ہجری کے بعد مدینہ منورہ آئے ہیں اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی آپ کے نکاح میں آ چکی تھیں اور پردہ کے احکام انہیں کی شادی کے موقع پر ان کے ولیمہ میں ۴ ہجری یا ۵ ہجری میں نازل ہو چکے تھے۔ اس لیے واقعہ تخییر کو پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے قرار دینا محض راوی کا وہم ہے، جو اسے اس لیے پیدا ہو گیا کہ حضرت عمر، حضرت عائشہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا، حالانکہ سوال و جواب پس پردہ ہوئے تھے۔ نیز اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آیت ﴿اذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به﴾ جب امن یا جنگ کی کوئی بات ان کے سامنے آتی ہے، تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں، جبکہ مشہور یہ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت کا نزول جنگی معاملات کی تشہیر، جو منافق غلط طریقہ سے مسلمانوں میں بد دلی پھیلانے کے لیے کرتے تھے، کے سلسلہ میں ہوا ہے، تو یہ دونوں قسم کے واقعات، حالت امن میں غلط طور پر طلاق دینے کی تشہیر اور حالت جنگ میں جھوٹی جنگی خبروں کی تشہیر کے سلسلہ میں نازل ہوئی یا دونوں اس کا مصداق ہیں۔ صحابہ کرام جس واقعہ پر کوئی آیت چسپاں ہوتی یا اس پر صادق آتی، اگرچہ وہ نزول کے بعد یا پہلے پیش آ چکا ہوتا، تو کہہ دیتے نزلت فی کذا۔ یہ واقعہ بھی اس کا مصداق ہے۔

[3692] ۳۱-(...) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[3692] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير باب: ﴿تبتغی مرضات ازواجك والله غفور رحيم قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم﴾ برقم (٤٩١٣) وفی باب: ﴿واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حديثا فلما نبأت به واظهره الله عليه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأنی العليم الخبير﴾ برقم (٤٩١٤) وفی باب: ﴿ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبكما﴾ برقم (٤٩١٥) وفی النكاح باب: حب الرجل نساه بعضهن افضل من بعض برقم (٥٢١٨) وفی اللباس باب: ما كان النبی ﷺ يتجوز من اللباس والبسط برقم (٥٨٤٣) وفی اخبار الآحاد باب: ما جاء فی اجازة الخبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام برقم (٧٢٥٦) وفی باب قوله تعالى: ﴿لا تدخلوا بيوت النبی الا ان يؤذن لكم﴾ برقم (٧٢٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٥١٢)

عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ ﷺ يُحَدِّثُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعَ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي عَنْهُ فَإِنْ كُنْتُ أَعْلَمُهُ أَخْبَرْتُكَ قَالَ وَقَالَ عُمَرُ وَاللهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَأْتَمِرُهُ إِذْ قَالَتْ لِي امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ لَهَا وَمَا لَكِ أَنْتِ وَلِمَا هَاهُنَا وَمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ قَالَ عُمَرُ فَآخُذُ رِدَائِي ثُمَّ أَخْرُجُ مَكَانِي حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي قَدْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا وَحُبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِيَّاهَا ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ قَالَ فَأَخَذَتْنِي أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَأَتَى صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ وَقَالَ افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ ثُمَّ آخُذُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يُرْتَقَى إِلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ فَأُذِنَ لِي

قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُورًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أُهُبًا مُعَلَّقَةً فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمَا الدُّنْيَا وَلَكَ الْآخِرَةُ)).

[3692]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں سال بھر یہ ارادہ کرتا رہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مفہوم پوچھوں، لیکن ان کی ہیبت کی بنا پر ان سے پوچھ نہ سکا حتی کہ وہ حج کے لیے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب واپس پلٹے، تو وہ راستہ کے کسی حصہ پر اپنی ضرورت (قضائے حاجت) کے لیے پیلو کے درخت کی طرف ہٹ گئے، (مڑ گئے) میں بھی ان کی فراغت کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ پھر ان کے ساتھ چل پڑا۔ تو میں نے کہا، اے امیر المومنین! آپ کی بیویوں میں سے وہ دو کون سی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایکا یا اتحاد کر لیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا، اللہ کی قسم! میں ایک سال سے آپ سے اس کے بارے میں پوچھنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ لیکن آپ کے رعب کی بنا پر ہمت نہیں کر سکا، انہوں نے کہا، ایسا مت کرو، جس چیز کے بارے میں تم یہ سمجھو کہ مجھے اس کا علم ہے تو مجھ سے پوچھ لو، اگر مجھے علم ہوگا تو میں تمہیں بتا دوں گا، پھر حضرت عمر کہنے لگے، اللہ کی قسم! ہم جاہلیت کے دور میں عورت کو کسی شمار قطار میں نہیں سمجھتے تھے (انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے) حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں جو اتارنا چاہا، اتارا اور ان کو جو دینا تھا، دیا (ان کے حقوق مقرر فرمائے) اور انہوں نے بتایا۔ اس اثنا میں کہ میں ایک معاملہ پر غور و فکر یا سوچ و بچار کر رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھے کہہ دیا، اگر آپ ایسا، ایسا کر لیں تو بہتر ہے۔ تو میں نے اس سے کہا، تجھے میرے معاملہ سے کیا دلچسپی یا تعلق ہے؟ اور جو کام میں کرنا چاہتا ہوں، تجھے اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس نے مجھ سے کہا، تم پر حیرت ہے، اے خطاب کے بیٹے! آپ باہمی گفتگو کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، حالانکہ تیری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو جواب دے لیتی ہے، جس کی بنا پر آپ دن بھر ناراض رہتے ہیں، عمر کہتے ہیں، میں نے اسی وقت اپنی چادر اٹھائی اور نکل کھڑا ہوا، حتی کہ حفصہ کے پاس پہنچ گیا، اور اس سے پوچھا، اے میری بیٹی! تم رسول اللہ ﷺ کو ایسا جواب دیتی ہو جس سے آپ دن بھر ناراض رہتے ہیں۔ تو حفصہ نے کہا، اللہ کی قسم! ہم آپ کو جواب دے لیتی ہیں۔ تو میں نے کہا، جان لو میں

تمہیں، اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی ناراضی سے ڈراتا ہوں۔ اے میری بیٹی! تمہیں یہ (عائشہ ؓ) جو اپنے حسن و جمال پر نازاں ہے، دھوکا میں نہ ڈال دے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں، پھر میں اس سے نکل کر حضرت ام سلمہ کے پاس گیا۔ کیونکہ وہ میری عزیزہ تھیں، اور میں نے ان سے گفتگو کی۔ تو ام سلمہ ؓ نے مجھ سے کہا، تجھ پر تعجب ہے، اے خطاب کے بیٹے! تو ہر چیز میں دخل دیتا ہے، حتی کہ یہ بھی چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان دخل دے۔ حضرت عمر کہتے ہیں، تو اس نے مجھے اس طرح نشانہ بنایا کہ میں دل میں جو پاتا تھا اس سے پھیر دیا گیا۔ میں نے اس سلسلہ میں مزید گفتگو نہ کی۔ اور میں اس کے ہاں سے نکل گیا اور میرا ایک انصاری ساتھی تھا جب میں آپ کی مجلس سے غیر حاضر ہوتا تو وہ آ کر مجھے (دن بھر کی) باتیں بتاتا اور جب وہ غیر حاضر ہوتا تو میں اسے جا کر باتیں بتاتا۔ اور ہم ان دنوں ایک غسانی بادشاہ سے خوف زدہ تھے، ہمیں بتایا گیا تھا کہ وہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ اس سے ہمارے سینے خوف سے لبریز (بھرے ہوئے) تھے۔ تو میرا انصاری ساتھی آیا، دروازہ پر دستک دی اور کہا، کھولو، کھولو، میں نے پوچھا کیا غسانیوں نے حملہ کر دیا ہے؟ تو اس نے کہا، اس سے بھی سنگین واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں۔ تو میں نے کہا، حفصہ اور عائشہ کا ناک خاک آلود ہو، پھر میں نے اپنے کپڑے لیے اور نکل کھڑا ہوا حتی کہ میں آپ کے ہاں پہنچ گیا، اور رسول اللہ ﷺ اپنے بالا خانہ میں تھے، جس تک میڑھی سے چڑھا جاتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا سیاہ فام غلام سیڑھی کے سرے پر بیٹھا تھا۔ میں نے کہا، میں عمر ہوں (اجازت چاہتا ہوں) تو مجھے اجازت مل گئی، حضرت عمر ؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مذکورہ بات چیت سنائی، تو جب میں ام سلمہ ؓ کی بات پر پہنچا، رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے، اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس کے اور آپ کے درمیان کوئی بچھونا نہ تھا، اور آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور آپ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتے جمع تھے، اور آپ کے سر پاس کچے چمڑے لٹک رہے تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو پر چٹائی کے نشان دیکھے اور میں رونے لگا۔ آپ نے پوچھا: ''کیوں روتے ہو؟'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کسریٰ اور قیصر کس قدر آرام و سہولت میں ہیں۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں (اور اس قدر تنگی)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان دونوں کو دنیا نصیب ہو اور تمہارے حصہ میں آخرت آئے؟''

مفردات الحدیث ❶ **أتمرہ**: میں اس کے بارے میں سوچ وبچار میں مشغول تھا۔ ❷ **ان تراجع**: تیری بات کا جواب دیا جائے۔ ❸ **اخذتنی اخذا**: مجھے نشانہ بنایا۔ ❹ **کسرتنی عن بعض ما اجد**: بعض

باتیں جو میں کہنا چاہتا تھا، ان سے پھیر دیا۔ ان کے کرنے کا موقعہ اور گنجائش نہ چھوڑی۔ ⑤ عجلة: سیڑھی۔ مصبور: بندھا ہوا یا جمع شدہ گٹھا۔ ⑥ اهب یا اهب: اهاب کی جمع ہے۔ وہ چمڑا جو رنگا نہیں گیا۔

[3693] ۳۲۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ مَعَ عُمَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ كَنَحْوِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ شَأْنُ الْمَرْأَتَيْنِ قَالَ حَفْصَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ وَزَادَ فِيهِ وَأَتَيْتُ الْحُجَرَ فَإِذَا فِي كُلِّ بَيْتٍ بُكَاءٌ وَزَادَ أَيْضًا وَكَانَ آلَى مِنْهُنَّ شَهْرًا فَلَمَّا كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ نَزَلَ إِلَيْهِنَّ.

[3693]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (حج سے) واپس آیا، حتی کہ جب ہم مر الظہران نامی جگہ پر پہنچے، آگے مذکورہ بالا سلیمان بن بلال کی طویل حدیث بیان کی، ہاں یہ فرق ہے کہ میں نے پوچھا، دو عورتوں کا معاملہ کیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، حفصہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ میں (ازواج مطہرات کے) گھروں کے پاس آیا، اور ہر گھر میں رونے کی آواز تھی اور یہ بھی اضافہ، آپ نے ان سے ایک ماہ کا ایلاء کیا تھا۔ تو جب انتیس دن گزر گئے آپ ان کے پاس اتر آئے۔

مفردات الحدیث ❀ ① حجر: حجرة کی جمع ہے، مراد آپ کی ازواج کے گھر ہیں۔ ② آلى ایلاء: قسم اٹھانا۔

فائدہ :...... فقہی طور پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایلاء یہ ہے کہ خاوند یہ قسم اٹھائے کہ میں چار ماہ تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ پھر اگر خاوند نے اپنی قسم کی مدت مکمل کر لی اور بیوی سے صحبت نہ کی۔ تو اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر اس مدت کے اندر اندر صحبت کر لی، تو قسم ٹوٹ جائے گی اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اور امام مالک، شافعی، احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک، چار ماہ گزر جانے کے بعد خاوند سے کہا جائے گا، بیوی سے تعلقات قائم کر دیا طلاق دو، محض مدت (چار ماہ) گزرنے پر طلاق واقع نہیں ہوگی، اور ان ائمہ کے نزدیک ایلاء اسی صورت میں ہوگا، جب چار ماہ سے زائد مدت، صحبت نہ کرنے کی قسم اٹھائی ہو، چار ماہ سے کم مدت کی صورت میں فقہی ایلاء نہیں ہوگا، محض قسم ہوگی، اگر پوری کر لی تو کفارہ نہیں ہے اور اگر قسم توڑ دی تو قسم کا کفارہ ہوگا، اور اگر بلا تعیین مدت قسم اٹھائی یا پانچ، چھ ماہ کی مدت مقرر کی تو اسے چار ماہ گزرنے کے بعد صحبت کرنی ہوگی یا طلاق دینی

[3693] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٧٦)

پڑے گی، اگر ایک ماہ کی قسم اٹھائی اور مہینہ کے پہلے دن کھائی تو پھر اس ماہ کا اعتبار ہوگا، انتیس کا ہو یا تیس کا، اگر درمیان میں قسم اٹھائی تو پھر تیس دن شمار کرنے ہوں گے۔

[3694] ٣٣-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ وَهُوَ مَوْلَى الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَبِثْتُ سَنَةً مَا أَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى صَحِبْتُهُ إِلَى مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ ذَهَبَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَقَالَ أَدْرِكْنِي بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ وَرَجَعَ ذَهَبْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَذَكَرْتُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ فَمَا قَضَيْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ رضی اللہ عنہما.

[3694]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان عورتوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں (آپ کے خلاف) ایکا اور اتحاد کیا تھا۔ مجھے ایک سال تک اس کا موقع ومحل نہ مل سکا، حتی کہ میں ان کے ساتھ مکہ روانہ ہوا (واپسی پر) جب ہم مرالظہر ان جگہ پر پہنچے وہ قضائے حاجت کے لیے گئے اور کہا تم پانی کا لوٹا لے کر مجھے ملو، میں ان کے لیے پانی کا لوٹا لایا، جب وہ حاجت سے فارغ ہوکر واپس آئے، تو میں ان پر پانی ڈالنے لگا، اور مجھے اپنا سوال یاد آ گیا، تو میں نے پوچھا، اے امیر المومنین! وہ کون سی دو عورتیں ہیں؟ میں نے ابھی اپنی بات بھی مکمل نہیں کی تھی، حتی کہ انہوں نے کہہ دیا، عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما۔

امام سفیان بن عیینہ نے عبید بن حنین کو حضرت عباس کا مولیٰ قرار دیا ہے حالانکہ وہ زید بن خرکاب کا مولیٰ تھا۔

فائدہ :...... حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا آپ کے خلاف ایکا اور اتحاد یہ تھا کہ آپ نے جو بات حضرت حفصہ کو اس ہدایت کے ساتھ بتائی تھی کہ تم نے اسے آگے کسی کو نہیں بتانا، انہوں نے وہ بات بر بنائے محبت واخلاص، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی جب اللہ تعالیٰ نے اس افشائے راز سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ فرما دیا، اور آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس پر استفسار فرمایا، تو انہوں نے تعجب سے پوچھا آپ ﷺ کو کس نے بتایا۔ آپ ﷺ نے بتا دیا کہ مجھے علیم وخبیر ذات نے اطلاع دی ہے۔ اور انہیں اس حرکت پر تنبیہ کی لیکن انہوں نے اس تنبیہ کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دی کہ میں نے یہ بات آپ ہی کی دوسری معتمد اور محبوب بیوی کو بتا کر کوئی سنگین جرم نہیں کیا کہ آپ اس پر میری گرفت فرمائیں، تو انہوں نے اس تدلل وناز اور اعتماد کی بنا پر جو میاں بیوی میں باہمی محبت و پیار کی بنا پر ہوتا ہے، آپ سے خفگی اور کچھ لاتعلقی کا اظہار کیا اور دوسری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

[3694] تقدم تخريجه برقم (٣٦٧٦)

نے بھی اس خفگی اور ناراضی میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا کہ اگر اس نے مجھے یہ بات بتا دی تو کیا ہوا، آخر میں بھی تو آپ کی بیوی ہی ہوں، کوئی غیر یا اجنبی تو نہیں ہوں۔ تو پھر اس پر عتاب کیوں، اس کا معنی تو یہ ہوا۔ آپ نے مجھے غیر خیال کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے بھی آپ سے محبت کے ناز اور تدلل کی بنا پر، ناراضی میں، حضرت حفصہ کا ساتھ دیا۔ تو انہیں بتا دیا گیا اگر تم روٹھ جاؤ گی تو یہ نہ سمجھو، اس سے رسول اکرم ﷺ کی مجلس سونی ہو جائے گی، پیغمبر کی دلچسپی اور توجہ کا اصل مرکز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ان کا مولیٰ اور مرجع ہے۔ پھر جبریل امین آپ کے ساتھ ہیں، جو آپ کے پاس وحی لاتے ہیں۔ پھر مومنین صالحین ہیں، جن کی آپ تربیت اور تزکیہ فرماتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فرشتے، آپ کے ہر مشکل میں رفیق اور معاون و مددگار ہیں۔ اس لیے اللہ کا رسول ان کی محبت و رفاقت کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ اس کی محبت اور رفاقت و معیت کی محتاج ہیں۔

[3695] ٣٤-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [التحريم: ٤] حَتَّى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ عُمَرُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ أَتَانِي فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا قَالَ عُمَرُ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ كَرِهَ وَاللّٰهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ قَالَ هِيَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ ثُمَّ أَخَذَ يَسُوقُ الْحَدِيثَ قَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا

[3695] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العلم باب: التناوب فی العلم برقم (٨٩) وفی المظالم باب: الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة فی السطوح وغيرها برقم (٢٤٦٨) وفی النكاح باب: موعظة الرجل ابنته لحال زوجها برقم (٥١٩١) وفی الادب باب: التكبير والتسبيح عند التعجب برقم (٦٢١٨) تعليقا۔ والترمذی فی (جامعه) فی صفة القيامة باب (٢٧) برقم (٢٤٦١) والنسائی فی (المجتبی) فی عشرة النساء باب: هجرة المرأة زوجها برقم (١ / ١٤٨) وفی الصيام باب: كم الشهر وذكر الاختلاف على الزهری فی الخبر عن عائشة برقم (٤ / ١٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٠٧)۔

يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ بِالْعَوَالِي فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَانْطَلَقْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ أَتَهْجُرُهُ إِحْدَاكُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكِ يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِينِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَآتِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُونَا فَنَزَلَ صَاحِبِي ثُمَّ أَتَانِي عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ثُمَّ نَادَانِي فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَاذَا أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ نَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لَا أَدْرِي هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ فَأَتَيْتُ غُلَامًا لَهُ أَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا عِنْدَهُ رَهْطٌ جُلُوسٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلِ حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْتُ أَطَلَّقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَقَالَ ((لَا)) فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَوْ رَأَيْتَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِي يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ

تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكِ مِنْهُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاهُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمُ مِنْكِ وَأَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكِ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَقُلْتُ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((نَعَمْ)) فَجَلَسْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فِي الْبَيْتِ فَوَاللهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ إِلَّا أُهَبًا ثَلَاثَةً فَقُلْتُ ادْعُ اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللهَ فَاسْتَوٰى جَالِسًا ثُمَّ قَالَ **((أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا))** فَقُلْتُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى عَاتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

[3695]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں کافی عرصہ سے خواہش مند (آرزومند) تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی ان دو بیویوں کے بارے میں دریافت کروں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کرو تو میں تمہارے لیے زیبا ہے، تمہارے دل تو اللہ کی طرف مائل ہو ہی چکے ہیں۔'' (تحریم: ۴) حتی کہ حضرت عمر حج کے لیے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا، تو جب راستہ کے ایک حصہ پر پہنچے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستہ سے ایک طرف ہٹے اور میں بھی پانی لے کر ان کے ساتھ ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے قضائے حاجت کی، پھر میرے پاس آ گئے، تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا، تو میں نے پوچھا، اے امیر المومنین! نبی اکرم ﷺ کی وہ دو کون سی بیویاں ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تم اللہ کی طرف رجوع کرو، تو یہی تمہارے شایانِ شان ہے، تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم پر تعجب ہے، اے ابن عباس! زہری کہتے ہیں، اللہ کی قسم! انہوں نے سوال کو ناپسند کیا، اور جواب کا کتمان نہیں کیا، کہا وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں، پھر واقعہ سنانے لگے، کہا، ہم قریش کی جماعت، ایسے لوگ تھے جو عورتوں پر غالب تھے، تو جب ہم مدینہ پہنچے، ہمارا واسطہ ایسے لوگوں سے پڑا، جن پر ان کی عورتیں غالب تھیں، تو ہماری عورتیں بھی ان کی عورتوں سے ان کی عادت سیکھنے لگیں (ان کی راہ پر چل پڑیں) اور میرا گھر بالائی علاقہ بنوامیہ بن زید میں تھا۔ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا، تو وہ مجھے جواب دینے لگی، میں نے اس کے جواب دینے کو معیوب سمجھا (اس کو برا مانا) تو اس نے کہا، میرے جواب دینے میں

کون سی برائی؟ اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ کی بیویاں آپ کو جواب دے لیتی ہیں اور ان میں سے بعض آپ کو رات تک چھوڑ بھی دیتی ہیں (آپ سے دور ہو جاتی ہیں) تو میں گھر سے چلا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا، اور میں نے پوچھا، کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو؟ اس نے کہا، جی ہاں، تو میں نے پوچھا، تم میں سے کوئی دن سے لے کر رات تک آپ سے الگ بھی ہو جاتی ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں، میں نے کہا، تم میں سے جس نے یہ حرکت کی وہ نامراد اور ناکام ہو گئی (نقصان اٹھایا) کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئی ہو کہ اس پر اللہ ناراض ہو جائے کیونکہ اس کا رسول ﷺ ناراض ہے۔ وہ تو تباہ و برباد ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کو جواب نہ دینا اور نہ آپ سے کچھ مانگنا، جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگ لینا، یہ بات تجھے فریب میں نہ ڈال دے کہ تیری سوکن یعنی عائشہ تجھ سے زیادہ حسین و جمیل اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے (اس لیے ناز و تدلل میں مبتلا ہے) کہا، میرا ایک انصاری پڑوسی تھا، اور ہم باری باری (اپنے محلہ سے) اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ اترتا اور دوسرے دن میں اترتا اور وہ مجھے آ کر وحی وغیرہ کی خبر دیتا، اور اس طرح میں اس کو آگاہ کرتا، اور ہم باہم گفتگو کرتے تھے کہ غسانی گھوڑوں کو کھریاں لگوا رہے ہیں (حملہ کی تیاری کر رہے ہیں) تاکہ ہم پر حملہ کریں۔ میرا ساتھی اترا، پھر شام کو میرے ہاں آیا، میرا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر مجھے آواز دی، تو میں نکل کر اس کے پاس آیا، اس نے کہا، ایک انتہائی ناگوار واقعہ پیش آ گیا ہے، میں نے پوچھا، کون سا؟ کیا غسانی آ گئے ہیں؟ کہا، نہیں بلکہ اس سے سنگین تر اور بڑا، نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ تو میں نے کہا، حفصہ نامراد ہو گئی اور نقصان سے دوچار ہوئی۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ کام ہو کر رہے گا حتی کہ جب میں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اپنے کپڑے پہن لیے، پھر اترا اور حفصہ کے پاس پہنچ گیا اور وہ رو رہی تھی، تو میں نے پوچھا، کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی ہے۔ اس نے کہا، مجھے پتہ نہیں، آپ ادھر بالا خانہ میں الگ تھلگ ہو چکے ہیں، تو میں آپ کے سیاہ فام غلام کے پاس آیا اور کہا، عمر کے لیے اجازت طلب کرو، وہ گیا، پھر میری طرف آ گیا اور بتایا، میں نے آپ کا تذکرہ آپ سے کیا تو آپ خاموش رہے، میں وہاں سے چلا حتی کہ منبر کے پاس جا کر بیٹھ گیا، تو وہاں میں نے ایک گروہ بیٹھا ہوا پایا، ان میں بعض رو رہے تھے، میں کچھ دیر بیٹھا رہا، پھر پریشانی نے غلبہ کیا، تو میں غلام کے پاس آیا اور کہا، عمر کے لیے اجازت مانگ، تو وہ اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا میں نے تیرا تذکرہ آپ سے کیا تو آپ چپ رہے ہیں۔ تو میں پشت پھیر کر واپس لوٹ آیا، تو اچانک غلام مجھے آواز دینے لگا اور کہا، داخل ہو جایئے آپ کو اجازت مل گئی ہے۔ تو میں نے داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا، اور آپ کو دیکھا کہ آپ چٹائی کے بان پر آرام فرما رہے تھے، جس نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے۔ تو میں نے پوچھا، کیا آپ نے اے اللہ کے رسول! اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ آپ نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: ''نہیں'' تو میں نے (تعجب و حیرت اور خوشی سے) کہا، اللہ اکبر، اگر

آپ اے اللہ کے رسول! ہمارے حالات سے آگاہ ہوں، اور ہم قریش کا گروہ یا خاندان، ایسے لوگ ہیں جو عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جن پر ان کی عورتوں کا غلبہ ہے، تو ہماری عورتیں بھی، ان کی عورتوں سے ان کی عادات سیکھنے لگیں، میں اپنی بیوی پر ایک دن ناراض ہوا تو اس نے فوراً ہی مجھے جواب دیا، میں نے اسے جواب دینے پر ٹوکا۔ تو اس نے کہا، تم میرے جواب دینے میں کیا برائی پاتے ہو؟ اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ کی بیویاں بھی آپ کو جواب دیتی ہیں، اور ان میں سے کوئی ایک دن بھر شام تک آپ سے الگ ہو جاتی ہے، تو میں نے کہا، ان میں سے جس نے یہ حرکت کی وہ نامراد ہوئی اور نقصان اٹھایا، کیا ان میں سے کوئی ایک اس بات سے بے خوف ہو سکتی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے کیونکہ اس کا رسول ناراض ہو گیا ہے، تو وہ تو ہلاک ہو گئی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا، تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں حفصہ کے پاس گیا اور اس سے کہا، تمہیں یہ چیز دھوکا میں مبتلا نہ کرے کہ تیری سوکن تجھ سے خوب صورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیاری ہے۔ (اس لیے اس ثمرہ کی بنا پر وہ یہ کام کر لیتی ہے) تو آپ دوبارہ مسکرائے، تو میں نے آپ کا دل بہلانے کے لیے کہا (کچھ باتیں عرض کروں) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''ہاں'' تو میں بیٹھ گیا اور اپنا سر (نظر) گھر میں دوڑائی، اللہ کی قسم! میں نے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر پڑے سوائے تین کچے چمڑوں کے، تو میں نے عرض کیا، اللہ سے دعا فرمائیے۔ اے اللہ کے رسول ...... کہ وہ آپ کی امت کے لیے فراوانی فرمائے، اس نے فارسیوں اور رومیوں کو کشادگی عنایت فرما رکھی ہے، حالانکہ وہ اللہ کے عبادت گزار نہیں ہیں، تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: ''کیا تم شک میں مبتلا ہو؟ اے خطاب کے بیٹے، وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں عمدہ چیزیں جلدی ہی دنیوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔'' میں نے کہا، میرے لیے بخشش طلب کیجیے، اے اللہ کے رسول! اور آپ نے قسم اٹھائی تھی۔ ان سے انتہائی ناراضی کی بنا پر، کہ ان کے پاس ایک ماہ تک نہیں جائیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا۔

فائدہ: ...... امام زہری کا یہ کہنا، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوال کو ناپسند کیا، مگر جواب نہیں چھپایا درست نہیں ہے۔ کیونکہ تعجب کا اظہار سوال کی ناپسندیدگی پر نہیں تھا، سوال کی تو ترغیب اور حوصلہ افزائی کی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ تعجب اس بات پر کیا کہ حضرت عمر انہیں علم و فضل میں بلند مقام پر فائز سمجھتے تھے اور علم تفسیر میں وہ بہت شہرت رکھتے تھے۔ تو ان پر یہ بات کیسے مخفی رہ گئی اور آج تک انہوں نے کیوں نہ پوچھا۔

[3696] ٣٥-(١٤٧٥) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا وقَالَ إِسْحٰقُ انا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَضَى تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ

[3696] تقدم تخريجه في الصيام باب: الشهر يكون تسعا وعشرين برقم (٢٥١٦)

عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)) ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ أَجْرًا عَظِيمًا قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ أَوَ فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا تُخْبِرْ نِسَائَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتًا)) قَالَ قَتَادَةُ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا مَالَتْ قُلُوبُكُمَا.

[3696] ۔امام زہری بیان کرتے ہیں، مجھے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا کہ جب انتیس راتیں گزر گئیں (دن سمیت) تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے، ابتدا مجھ سے کی، تو میں نے پوچھا (آپ کہیں بھول تو نہیں گئے) اے اللہ کے رسول! آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ہمارے پاس ایک ماہ تک نہیں آئیں گے اور آپ انتیسویں دن تشریف لے آئے ہیں۔ میں انہیں (بڑی بے صبری سے) گنتی رہی ہوں، آپ نے فرمایا: ''یہ مہینہ انتیس کا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عائشہ! میں تجھے ایک بات بتانے لگا ہوں تم پر کوئی تنگی نہیں ہے، اگر اس کے جواب میں جلد بازی نہ کرو، حتی کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔'' پھر آپ نے مجھے آیت سنائی: ''اے نبی! اپنی بیویوں کو فرما دیجیے، سے لے کر اجراً عظیماً تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، آپ کو خوب علم تھا...... اللہ کی قسم ...... کہ میرے والدین، مجھے آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے، تو میں نے کہا، کیا اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ لوں، میں تو اللہ اس کے رسول اور دارِ آخرت کی خواہاں ہوں۔ معمر کہتے ہیں، مجھے ایوب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر دی کہ اس نے کہا، اپنی بیویوں کو نہ بتایئے کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام رساں بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کی لغزشوں کا طالب بنا کر نہیں بھیجا۔'' قتادہ کہتے ہیں صغت قلوبکما کا معنی ہے۔ تمہارے دل جھک چکے ہیں۔

فائدہ :...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ، انصاری کی بات سننے کے بعد صبح کی نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو کی۔ پھر اس دن کے بعد بھی، وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ جب انتیسویں دن حاضر ہوئے تو حضور بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی نیچے اتر آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، آپ بالا خانہ میں انتیس دن ٹھہرے ہیں آپ نے تو ایک ماہ کی قسم اٹھائی تھی اور یہی بات جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے عرض کی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عمر کو آپ کی بیویوں سے الگ ہونے کا علم تو پہلے ہی

ہو، جیسا کہ حدیث نمبر ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے اور اٹھائیسویں دن انصاری سے طلاق دینے کی اطلاع دی ہو، تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتیسویں دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے طلاق دینے کے بارے میں سوال کیا، یہی بات ازواج تک بھی پہنچ چکی تھی، اس لیے حضرت حفصہ رو رہی تھیں۔ آپ نے جب یہ جواب دیا۔ میں نے طلاق نہیں دی، تو حضرت عمر نے خوشی سے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا، جس کو ازواج مطہرات نے اپنے گھروں میں سنا، تو انہیں حضرت عمر کے سوال اور آپ کے جواب کا پتا چل گیا۔ اور پھر آپ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر کے ساتھ نیچے اترے، تو انہوں نے آپ سے مہینے کے بارے میں سوال کیا، اور شام کے بعد جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی آپ سے یہی سوال کیا کہ کہیں آپ بھول تو نہیں گئے، آپ نے تو قسم ایک ماہ کے لیے اٹھائی تھی۔

٦...... بَابُ: الْمُطَلَّقَةِ الْبَائِنِ لَا نَفَقَةَ لَهَا

باب ٦: جسے تین طلاقیں مل چکی ہوں، اس کو نان ونفقہ نہیں ملے گا

[3697] ٣٦-(١٤٨٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ ((تِلْكِ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي)) قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ ((انْكِحِي أُسَامَةَ)) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ.

[3697] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في نفقه المبتوتة برقم (٢٢٨٤) وبرقم (٢٢٨٥) وبرقم (٢٢٨٦) وبرقم (٢٢٨٧) وبرقم (٢٢٨٩) والنسائي في (المجتبى) في النكاح باب: خطبة الرجل اذا ترك الخاطب او اذن له برقم (٦/ ٧٤) وفي باب: اذا استشارت المرأة رجلا فيمن يخطبها هل يخبرها بما يعلم برقم (٦/ ٧٥) وفي الطلاق باب: الرخصة في ذلك برقم (٦/ ١٤٥) وفي باب: الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها برقم (٦/ ٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٣٨)

[3697]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے اسے الگ کرنے والی طلاق دے دی یعنی تیسری طلاق دے دی، اور وہ خود غیر حاضر تھا۔ اس لیے اس کے وکیل نے، اس کے پاس کچھ جو بھیجے، جو اس (فاطمہ) نے پسند نہ کیے، تو وکیل نے کہا، اللہ کی قسم! تیرا ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس بات کا آپ سے تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ''تیرا نان ونفقہ خاوند کے ذمہ نہیں ہے۔'' اور اسے فرمایا: اپنی عدت ام شریک کے گھر پوری کر۔ پھر فرمایا: ''وہ ایک ایسی عورت ہے، جس کے پاس میرے ساتھی جمع ہوجاتے ہیں، ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار لے کیونکہ وہ نابینا آدمی ہے، وہاں (پردہ کے) کپڑے اتار سکوگی، تو جب عدت پوری ہوجائے، تو مجھے آگاہ کرنا۔'' جب میری عدت پوری ہوگئی، تو میں نے آپ کو بتایا، معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے مجھے پیغام بھیجا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوجہم تو اپنے کندھے سے اپنی لاٹھی نہیں اتارتا اور معاویہ تو فقیر (تنگدست) ہے۔ اس کے پاس مال نہیں ہے، تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلے۔'' میں نے اس کو ناپسند کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: ''اسامہ سے نکاح کرلے۔'' تو میں نے (آپ کے کہنے پر) اس سے نکاح کرلیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر پیدا کی اور مجھ پر رشک ہونے لگا۔

مفردات الحدیث ❊ فلا یضع عصاہ عن عاتقہ کی تفسیر وتشریح دوسری روایت کررہی ہے کہ وہ ضراب۔ (للنساء) وہ عورتوں کو بہت مارتا ہے یا یضرب النساء: وہ عورتوں کو مارتا ہے، اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ وہ ہر وقت سفر پر رہتا ہے۔ صعلوك: فقیر وتنگدست (جبکہ تم مال کی حریص اور خواہشمند ہو۔)

فائدہ: ...... اگر عورت کو طلاق رجعی ملی ہو، یعنی خاوند رجوع کرسکتا ہو، تو وہ اس کو نان ونفقہ اور رہائش دینے کا پابند ہے، لیکن اگر خاوند رجوع نہیں کرسکتا، تو پھر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کی رو سے وہ نان ونفقہ اور مسکن (رہائش) دینے کا پابند نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہ حاملہ ہو اور قرآن سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اور ائمہ کا اس میں اختلاف ہے، احناف ائمہ کے نزدیک مطلقہ ثلاثہ اور مبتوتہ کو ہر صورت میں وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ نفقہ اور مسکن ملے گا۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی تھا۔ امام مالک اور شافعی کے نزدیک سکنی (رہائش) ہر صورت میں دینا ہوگی، اور نفقہ اس صورت میں دینا ہوگا۔ جب حاملہ ہو، امام لیث اور اوزاعی وغیرہ کا بھی نظریہ ہے، امام احمد، اسحاق اور محدثین کے نزدیک نان ونفقہ اور مسکن صرف حاملہ ہونے کی صورت میں ملے گا۔ اس کے بغیر نہیں، امام شعبی، حسن بصری وغیرہما کا یہی مسلک ہے اور یہی درست ہے۔

[3698] ۳۷۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ وَقَالَ قُتَيْبَةُ أَيْضًا نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ كِلَيْهِمَا

[3698] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٨١)

حَـدَّثَـنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ (يعنى اِبْنَ أَبِى حَازِمٍ) عَنْ أَبِى سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهُ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فِى عَهْدِ النَّبِىِّ ﷺ وَكَانَ أَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةً دُوْنَ فَـلَـمَّـا رَأَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَأُعْلِمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـإِنْ كَانَ لِى نَفَقَةٌ أَخَذْتُ الَّذِى يُصْلِحُنِى وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ لِى نَفَقَةٌ لَمْ آخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ وَلَا سُكْنٰى

[3698]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے خاوند نے اسے نبی اکرم ﷺ کے دور میں طلاق دے دی، اور اسے کم تر نفقہ دیا، تو جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو کہا، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گی، اگر میرے لیے نفقہ ہوا تو اپنی حیثیت کے مطابق لوں گی اور اگر میرے لیے نفقہ نہ ہوا، تو کچھ نہ لوں گی، تو میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے نفقہ اور مسکن دونوں ہی نہیں ہیں۔''

[3699] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِى أَنَسٍ عَنْ أَبِى سَلَمَةَ اَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَأَخْبَرَتْنِى أَنَّ زَوْجَهَا الْمَخْزُوْمِىَّ طَلَّقَهَا فَـأَبٰى أَنْ يُّنْفِقَ عَلَيْهَا فَجَآئَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا نَفَقَةَ لَكِ فَانْتَقِلِى فَاذْهَبِى إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُوْنِى عِنْدَهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ**)).

[3699]۔ ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، تو اس نے مجھے بتایا کہ میرے مخزومی خاوند نے، مجھے طلاق دے دی، اور پورا خرچ دینے سے انکار کردیا، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے نفقہ نہیں ہے، خاوند کے گھر سے منتقل ہوجا، اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں چلی جا، اور وہاں رہ، کیونکہ وہ نابینا آدمی ہے، تو وہاں اپنا پردے کا کپڑا اتار سکے گی۔''

فائدہ :...... جس قدر مرد کے لیے عورت کو دیکھنے کی پابندی ہے، اسی قدر شدت کے ساتھ عورت پر پابندی نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزارنے کی تلقین کی۔ کیونکہ وہ اندھا ہونے کی وجہ سے اس کو دیکھ نہیں سکیں گے۔ اس لیے وہ وہاں پردہ اتار سکے گی اور وہ خود ان کو نظر شہوت سے نہ دیکھے اور فتنہ انگیز نظر نہ ڈالے۔

[3699] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨١)

[3700] ۳۸-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهُ لَيْسَ لَكِ عَلَيْنَا نَفَقَةٌ فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي نَفَرٍ فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَقَالُوا إِنَّ أَبَا حَفْصٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا مِنْ نَفَقَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ)) وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا ((أَنْ لَا تَسْبِقِينِي بِنَفْسِكِ وَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَأْتِيهَا الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ فَانْطَلِقِي إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَإِنَّكِ إِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ)) فَانْطَلَقَتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

[3700] ۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا کہ ابوحفص ابن مغیرہ مخزومی نے اسے تیسری طلاق دے دی، پھر یمن چلا گیا، اور اس کے گھر والوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا، تیرا نفقہ ہمارے ذمہ لازم نہیں ہے، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ چلا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے، اور پوچھا، ابوحفص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، تو کیا اس کو خرچ ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے خرچ نہیں ملے گا اور اس کو عدت گزارنی ہوگی۔'' اور آپ نے فاطمہ کو پیغام بھیجا: ''مجھے اطلاع دیے بغیر یا مجھ سے پوچھنے سے پہلے اپنے بارے میں (نکاح کا) فیصلہ نہ کرنا۔'' اور اسے حضرت ام شریک کے گھر منتقل ہونے کا حکم دیا، پھر اسے پیغام بھیجا: ''ام شریک کے ہاں مہاجرین اولین آ جاتے ہیں، ابن ام مکتوم نابینا کے ہاں چلی جاؤ، کیونکہ تو وہاں جب اپنا دوپٹہ اتارے گی تو وہ تمہیں دیکھ نہیں سکے گا۔'' وہ ان کے ہاں چلی گئی اور جب اس کی عدت گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے کر دیا۔''

[3701] ۳۹-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[3700] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨١)

[3701] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨١)

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ح وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا أَبُوسَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ كَتَبْتُ ذٰلِكَ مِنْ فِيهَا كِتَابًا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَأَرْسَلْتُ إِلىٰ أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ وَاقْتَصُّوا الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ((لَا تَفُوتِينَا بِنَفْسِكِ)).

[3701] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سند سے ابوسلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے براہِ راست سن کر نوشتہ لکھا، اس نے بتایا، میں بنومخزوم کے ایک فرد کی بیوی تھی، اس سے مجھے قطعی (الگ کرنے والی) طلاق دے دی، میں نے اس کے خاندان والوں کو نفقہ کے حصول کے لیے پیغام بھیجا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ لا تسبقینی کی جگہ لا تفوتینا ہے (مقصد دونوں کا ایک ہی ہے۔)

[3702] ٤٠۔(. . .) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَفْتِيهِ فِي خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى فَأَبٰى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَهُ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا وَ قَالَ عُرْوَةُ إِنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

[3702] ۔حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو بتایا کہ میں ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کی بیوی تھی، اس نے تین طلاقوں کی آخری طلاق دے دی، تو وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں، اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی، تو آپ نے اسے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا کے ہاں منتقل ہونے کا حکم دیا۔ مروان نے مطلقہ کے خاوند کے گھر سے نکل جانے کے بارے میں (ابوسلمہ) کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا، اور عروہ بیان کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ بنت قیس کی اس بات کا انکار کیا، (کیونکہ وہ مسکن کی قائل تھیں۔)

[3703] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ

[3702] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨١)

[3703] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨١)

ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ مَعَ قَوْلِ عُرْوَةَ إِنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ.

[3703]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا حدیث،عروہ کے قول سمیت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... ابوعمرو، جس کو ابوحفص بھی کہتے ہیں، اور اس کے باپ کو حفص بن مغیرہ اور عمرو بن مغیرہ کہتے ہیں، حضرت خالد بن ولید کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو پہلے دو طلاقیں الگ الگ دے کر رجوع کر لیا تھا۔ پھر بعد میں تیسری بھی دے دی جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا، اس لیے بعض راویوں نے اس کو البتہ سے تعبیر کیا۔ بعض نے طلقها کہا اور بعض نے طلقها ثلاثا کہا، اور در حقیقت یہ آخری تیسری طلاق تھی، جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں رہتی۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں صراحت ہے کہ یہ تین طلاقوں میں سے آخری طلاق تھی۔

[3704] ٤١۔(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ فَأَرْسَلَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَةٍ فَقَالَا لَهَا وَاللّٰهِ مَا لَكِ نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ فَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي الْاِنْتِقَالِ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ أَيْنَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ)) وَكَانَ أَعْمٰى تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ يَسْأَلُهَا عَنِ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَتْهُ بِهِ فَقَالَ مَرْوَانُ لَمْ نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنِ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِينَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ فَبَيْنِي وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ((لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ)) [الطلاق:١] الْآيَةَ قَالَتْ هٰذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مُرَاجَعَةٌ فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ فَكَيْفَ تَقُولُونَ لَا نَفَقَةَ لَهَا إِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلًا فَعَلَامَ تَحْبِسُونَهَا.

[3704]۔عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حفص بن مغیرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن روانہ ہوا، اور اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو آخری طلاق جو باقی رہ گئی تھی بھیج دی اور حارث بن ہشام اور

[3704] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الطلاق باب: فى نفقة المبتوتة برقم (٢٢٩٠) والنسائى فى (المجتبى) فى النكاح باب: تزوج المولى العربية برقم (٦/ ٦٢-٦٣) وفى الطلاق باب: نفقة الحامل المبتوتة برقم (٦/ ٢١٠-٢١١) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٣١)

عیاش بن ابی ربیعہ کو اسے نفقہ دینے کا کہہ دیا، تو ان دونوں نے اسے کہا، اللہ کی قسم! تجھے صرف حاملہ ہونے کی صورت میں نفقہ ملے گا، تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کی بات آپ کو بتائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے خرچ نہیں ملتا۔'' تو اس نے آپ سے منتقل ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ اس نے عرض کیا، کہاں؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''ابن ام مکتوم کے ہاں۔'' وہ نابینا تھے، وہ وہاں پردہ کے کپڑے اتار سکتی تھیں اور وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے، جب اس کی عدت پوری ہوگئی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کر دیا۔ مروان نے اس کے (فاطمہ کے) پاس قبیصہ بن ذویب کو بھیجا کہ وہ اس سے اس واقعہ کے بارے میں دریافت کرے، اس نے اسے یہ واقعہ سنا دیا، مروان کہنے لگا۔ ہم نے یہ حدیث صرف ایک عورت سے سنی ہے۔ اور ہم اس موقف کو اپنائیں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے، تو جب فاطمہ تک مروان کی بات پہنچی، اس نے کہا میرے اور تمہارے درمیان قرآنِ مجید فیصل ہے، اللہ کا فرمان ہے: ''ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو'' (سورہ طلاق: ۱) کہنے لگیں یہ آیت اس عورت کے بارے میں ہے جس کا خاوند رجوع کا حق رکھتا ہے اور تیسری طلاق کے بعد کون سا معاملہ پیش آ سکتا ہے؟ اور تم یہ کیوں کہتے ہو، اگر وہ حاملہ نہیں ہے، تو اس کو نفقہ نہیں ملے گا؟ اسے کس بنا پر روکتے ہو؟

فائدہ:...... عام لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ مطلقہ ثلاثہ کو سکنیٰ ملے گا اور نفقہ نہیں ملے گا، اس لیے حضرت فاطمہ نے کہا اس کو نفقہ نہیں ملتا ہے، تو پھر روکنے کا سبب کیا ہے۔ اور سکنیٰ اور نفقہ میں فرق کرنے کی دلیل کون سی ہے؟ اور آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ آیت کا آخری حصہ، گھر میں روکنے کا سبب یہ بیان کرتا ہے، ممکن ہے، ایک گھر میں رہنے سے رجوع کی صورت بن سکے اور تیسری طلاق کے بعد تو رجوع کا امکان ہی نہیں رہتا، اس لیے سکنیٰ اس کو کس بنیاد پر ملے گا۔

[3705] ۴۲-(. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَأَشْعَثُ وَمُجَالِدٌ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَدَاوُدُ كُلُّهُمْ

[3705] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطلاق باب: من انكر ذلك على فاطمة بنت قيس رقم (٢٢٩١) والترمذي في (جامعه) في الطلاق واللعان باب: ما جاء في المطلقة ثلاثا لا سكنى لها ولا نفقة برقم (١١٨٠) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الرخصة في ذلك برقم (٦/ ١٤٤) وفي باب: الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها برقم (٦/ ٢٠٨، ٦/ ٢٠٩) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: من طلق ثلاثا في مجلس واحد برقم (٢٠٢٤) وفي باب: المطلقة ثلاثا هل لها سكنى ونفقة برقم (٢٠٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٢٥)

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَقَالَتْ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.

[3705] ۔امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف جو فیصلہ دیا اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے فیصلہ کن طلاق دے دی۔تو میں نفقہ اور سکنیٰ کے بارے میں اس کے خلاف مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئی۔تو آپ نے مجھے نہ سکنیٰ دلوایا اور نہ ہی نفقہ اور مجھے عدت ابن ام مکتوم کے گھر گزارنے کا حکم دیا۔

[3706] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ وَدَاوُدَ وَمُغِيرَةَ وَإِسْمٰعِيلَ وَأَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَنْ هُشَيْمٍ.

[3706] امام شعبی سے روایت ہے کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3707] ٤٣۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ حَدَّثَنَا

الشَّعْبِيُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبِ ابْنِ طَابٍ وَسَقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ قَالَتْ طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا فَأَذِنَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي.

[3707] ۔امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے،تو انہوں نے ابن طاب نامی کھجوروں سے ہماری ضیافت کی اور بہترین جو کے ستوؤں سے ہماری تواضع کی تو میں نے ان سے پوچھا، جسے تین طلاقیں مل چکی ہوں وہ عدت کہاں گزارے؟ انہوں نے جواب دیا، میرے خاوند نے مجھے تیسری طلاق دے دی،تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے خاندان میں عدت گزارنے کی اجازت دے دی۔

[3708] ٤٤۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ

[3706] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٦٨٩)
[3707] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨٩)
[3708] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨٩)

سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا قَالَ ((لَيْسَ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ)).

[3708] ۔حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا مطلقہ ثلاثہ کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے نہ سکنیٰ ہے اور نہ نفقہ ہے۔''

[3709] ٤٥۔(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَأَرَدْتُ النُّقْلَةَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((انْتَقِلِي إِلَى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهُ)).

[3709] ۔حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے تینوں طلاقیں دے دیں تو میں نے اس کے ہاں سے منتقل ہونا چاہا، اس لیے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو آپ نے فرمایا: ''اپنے چچا زاد عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا اور اس کے ہاں عدت گزار۔''

[3710] ٤٦۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ بِحَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً ثُمَّ أَخَذَ الْأَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهِ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْ نَسِيَتْ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ((لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ)). [الطلاق:١]

[3710] ۔ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں (کوفہ کی) بڑی مسجد میں اسود بن یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور شعبی رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے، تو شعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی، کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو رہائش اور نفقہ نہ دلوایا، تو اسود نے کنکریوں کی مٹھی لے کر اس پر ماری، اور کہا، تم پر افسوس! تو ایسی حدیث بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ حدیث سن کر) کہا تھا۔ ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت

[3709] تقدم تخریجه برقم (٣٦٨٩)

[3710] تقدم تخریجه برقم (٣٦٨٩)

ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑیں گے، ہمیں معلوم نہیں ہے، شاید اس نے حدیث یاد رکھی ہے یا بھول گئی ہے۔ اس کے لیے رہائش اور نفقہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔'' (سورۃ طلاق:۱)

[3711] (. . .) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ بِقِصَّتِهِ.

[3711]۔ امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی رو سے کتاب وسنت کے مطابق چونکہ مطلقہ ثلاثہ کو نفقہ اور سکنیٰ ملتا ہے۔ اس لیے انہوں نے حضرت فاطمہ کے بارے میں فرمایا، شاید وہ واقعہ کی پوری تفصیل یاد نہیں رکھ سکیں، اور انہوں نے یہی بات حضرت عمار کے واقعہ تیمم کے بارے میں کہی تھی، جب کہ اصل بات یہ ہے کہ صاحب واقعہ کا واقعہ بھول جانا، بہت شاذ ونادر ہے، اس لیے جس طرح حضرت عمار اور تیمم کا واقعہ بیان کرتے تھے اور محدثین نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس طرح حضرت فاطمہ بھی اپنا واقعہ پورے یقین کے ساتھ بیان کرتی تھیں اور حضرت عمر کی پیش کردہ آیت کو اپنے حق میں دلیل تصور کرتی تھیں، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

[3712] ٤٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ بْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ تَقُولُ إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي)) فَآذَنْتُهُ فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ وَأَبُو جَهْمٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ)) فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا أُسَامَةُ أُسَامَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((طَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَكِ)) قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَاغْتَبَطْتُ.

[3712]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے تیسری طلاق دے دی۔ تو مجھے

[3711] تقدم تخريجه برقم (٣٦٨٩)
[3712] اخرجه الترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه برقم (١١٣٥) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: ارسال الرجل الى زوجته بالطلاق برقم (٦/ ١٥٠) وفي باب: النفقة البائنة برقم (٦/ ٢١٠) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: المطلقة ثلاثا هل لها سكنى ونفقة برقم (٢٠٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٣٧)

رسول اللہ ﷺ نے سکنٰی اور نفقہ نہ دلوایا، وہ بیان کرتی ہیں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تیری عدت گزر جائے، تو مجھے اطلاع دینا۔'' میں نے آپ کو اطلاع دی، اور مجھے معاویہ، ابوجہم اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے نکاح کا پیغام بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو فقیر آدمی ہے اس کے پاس کچھ مال نہیں ہے، اور رہا ابوجہم تو وہ عورتوں کو بہت مارنے والا آدمی ہے، لیکن اسامہ بن زید ٹھیک ہے۔'' تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے کراہیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا، اسامہ! اسامہ رضی اللہ عنہ (یعنی وہ کم تر حیثیت کا مالک ہے اور میں خاندانی ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے حق میں بہتر ہے۔'' وہ بیان کرتی ہیں، آپ کے کہنے پر میں نے اس سے شادی کر لی اور قابل رشک بن گئی۔''

[3713] ٤٨-(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِطَلَاقِي وَأَرْسَلَ مَعَهُ بِخَمْسَةِ آصُعِ تَمْرٍ وَخَمْسَةِ آصُعِ شَعِيرٍ فَقُلْتُ أَمَا لِي نَفَقَةٌ إِلَّا هٰذَا وَلَا أَعْتَدُّ فِي مَنْزِلِكُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((كَمْ طَلَّقَكِ)) قُلْتُ ثَلَاثًا قَالَ ((صَدَقَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ اِعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ تُلْقِي ثَوْبَكِ عِنْدَهُ فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي)) قَالَتْ فَخَطَبَنِي خُطَّابٌ مِنْهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ مُعَاوِيَةَ تَرِبٌ خَفِيفُ الْحَالِ وَأَبُو الْجَهْمِ مِنْهُ شِدَّةٌ عَلَى النِّسَاءِ أَوْ يَضْرِبُ النِّسَاءَ أَوْ نَحْوَ هٰذَا وَلٰكِنْ عَلَيْكِ بِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ)).

[3713]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے عیاش بن ابی ربیعہ کے ذریعہ مجھے طلاق بھیجی اور اس کے ہاتھ پانچ صاع کھجور اور پانچ صاع جو بھی بھیجے، میں نے پوچھا، کیا مجھے یہی خرچ ملے گا؟ اور میں تمہارے مکان میں عدت نہیں گزار سکوں گی، اس نے جواب دیا، نہیں، تو میں اپنے کپڑے درست کیے، اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو آپ نے پوچھا: ''اس نے تمہیں کتنی طلاقیں دی ہیں؟'' میں نے کہا، تین، آپ نے فرمایا: ''اس نے ٹھیک کہا، تجھے نفقہ نہیں ملے گا۔ اپنے چچا زاد ابن ام مکتوم کے ہاں اپنی عدت گزار، کیونکہ وہ نابینا ہے۔ تو وہاں اپنے پردہ کے کپڑے اتار سکے گی، اور جب تیری عدت ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔'' وہ بیان کرتی ہیں، مجھے پیغام نکاح بھیجنے والوں نے پیغامِ نکاح بھیجا۔ ان

[3713] تقدم تخریجه في الحديث السابق برقم (٣٦٩٦)

میں معاویہ اور ابوجہم بھی تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو فقیر اور پتلے حال والا ہے اور ابوجہم عورتوں سے سختی سے پیش آتا ہے یا عورتوں کو مار پیٹ یا اس قسم کا کام کرتا ہے۔ لیکن تو اسامہ بن زید کو قبول کر لے۔''

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، یہ بات معروف تھی کہ مطلقہ ثلاثہ کے لیے، نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے، اس لیے یہ بات عیاش بن ابی ربیعہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہی، اور اس کے مکان چھوڑنے کا اشارہ کرنے پر وہاں سے منتقل ہونا چاہا۔ اس لیے یہ کہنا وہ تیز طبیعت کی مالک تھی یا زبان دراز تھی، یا اپنے دیوروں کو تنگ کرتی تھی۔ اس لیے آپ نے اس کو رہائش چھوڑنے کا حکم دیا۔ درست نہیں ہے، اگر یہ سبب تھا تو پھر اس بات کی شکایت خاوند کے گھر والوں کو کرنی چاہیے تھی، مزید برآں اس کا مکان الگ تھا جیسا کہ حدیث نمبر ۵۳ سے محسوس ہوتا ہے، اس لیے یہ سبب کیسے بن گیا۔

[3714] ٤٩-(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَخَرَجَ فِي غَزْوَةِ نَجْرَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَزَادَ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّفَنِي اللّٰهُ بِأَبِي زَيْدٍ وَكَرَّمَنِي اللّٰهُ بِأَبِي زَيْدٍ.

[3714]۔ ابوبکر بن ابی جہم بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فاطمہ بنت قیس کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا، تو اس نے جواب دیا، میں ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی، اور وہ نجران کی لڑائی میں شرکت کے لیے چلا گیا۔ اور آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور یہ اضافہ کیا، تو میں نے اسامہ سے شادی کر لی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوزید کے ذریعہ مقام شرف و مرتبہ بخشا اور اللہ نے مجھے ابوزید کے ذریعہ عزت بخشی (ابوزید حضرت اسامہ کی کنیت ہے۔)

[3715] ٥٠-(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ زَمَنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَدَّثَتْنَا أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَاتًّا بِنَحْوِ حَدِيثِ سُفْيَانَ.

[3715]۔ ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابوسلمہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔

[3714] تقدم تخريجه برقم (٣٦٩٦)
[3715] تقدم تخريجه برقم (٣٦٩٦)

تو اس نے ہمیں بتایا۔ اس کے خاوند نے اسے طلاق بتہ (کاٹنے والی) دے دی۔ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[3716] ۵۱۔(...) وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنِ الْبَهِيِّ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً.

[3716]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے خاوند نے مجھے تینوں طلاقیں دے دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے رہائش اور نفقہ مقرر نہ کیا (کچھ بھی نہ دلوایا۔)

[3717] ۵۲۔(۱۴۸۱) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ تَزَوَّجَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَطَلَّقَهَا فَأَخْرَجَهَا مِنْ عِنْدِهِ فَعَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ عُرْوَةُ فَقَالُوا إِنَّ فَاطِمَةَ قَدْ خَرَجَتْ قَالَ عُرْوَةُ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِذٰلِكَ فَقَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ خَيْرٌ فِي أَنْ تَذْكُرَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

[3717]۔ حضرت ہشام بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی سے شادی کی۔ اور اسے طلاق دے کر اپنے ہاں سے نکال دیا۔ حضرت عروہ نے ان پر اعتراض کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے گھر سے چلی گئی تھی۔ عروہ نے کہا، تو میں نے حضرت عائشہ کو آ کر خبر دی، تو انہوں نے کہا، فاطمہ بنت قیس کے حق میں اس واقعہ کو بیان کرنا اچھا نہیں ہے (کیونکہ حضرت عائشہ کے نزدیک یہ حضرت فاطمہ کے مخصوص حالات کی بنا پر ہوا تھا۔)

[3718] ۵۳۔(۱۴۸۲) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ قَالَ فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ.

[3716] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۲۹)

[3717] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۸۴۴)

[3718] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها برقم (۲۰۸/۶) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: هل تخرج المرأة في عدتها برقم (۲۰۳۳) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۳۲)

[3718]۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، میرے خاوند نے مجھے تینوں طلاقیں دے دی ہیں۔ اور مجھے خطرہ ہے کہ مجھ پر ہجوم کیا جائے گا (کوئی اچانک گھس آئے گا) تو آپ نے اسے مکان بدلنے کا حکم دیا۔

[3719] ٥٤-(١٤٨١) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ خَيْرٌ أَنْ تَذْكُرَ هٰذَا قَالَ تَعْنِي قَوْلَهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.

[3719]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں فاطمہ کے لیے یہ بیان کرنا کہ اس کے لیے نہ رہائش ہے اور نہ نفقہ بہتر نہیں ہے۔

[3720] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَيْ إِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَمَا صَنَعَتْ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي إِلٰى قَوْلِ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَا خَيْرَ لَهَا فِي ذِكْرِ ذٰلِكَ.

[3720]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، فاطمہ کے حق میں یہ بات بیان کرنا بہتر نہیں ہے۔ یعنی (مطلقہ ثلاثہ کے لیے) نہ رہائش ہے اور نہ خرچہ۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کیا آپ کو حکم کی فلاں بیٹی کی حرکت کا علم ہے؟ اس کے خاوند نے اسے طلاق بتہ دے دی تو وہ اس کے گھر سے چلی گئی۔ تو انہوں نے کہا، بہت برا کام کیا، عروہ نے پوچھا۔ کیا آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات نہیں سنی؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، اس کے حق میں یہ بیان کرنا بہتر نہیں ہے۔ (کیونکہ اگر میں اس کی وجہ بیان کروں گی، تو اسے تکلیف ہوگی۔)

فائدہ: ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف یہ تھا کہ حضرت فاطمہ کو اپنے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت خاص اسباب کی بنا پر تھی۔ اس لیے مخصوص حالات کی بات کو عام نہیں کیا جا سکتا اور اگر فاطمہ یہ حدیث بیان کریں گی تو ہمیں ان حالات سے پردہ اٹھانا پڑے گا جو ان کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ موقف

[3719] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: قصة فاطمة بنت قيس وقوله: ﴿واتقوا الله ربكم لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة وتلك حدود الله﴾ الى قوله: ﴿عسر يسرا﴾ برقم (٥٣٢٣) وبرقم (٥٣٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٩٢)

[3720] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: قصة فاطمة بنت قيس وقوله: ﴿واتقوا الله ربكم لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة وتلك حدود الله﴾ الى قوله: ﴿عسر يسرا﴾ برقم (٥٣٢٤) وبرقم (٥٣٢٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٨٠)

درست نہیں کیونکہ حضرت فاطمہ کے اندر کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی، جیسا کہ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد، ج ۵، ص ۵۳۸ تفصیل سے لکھا ہے۔

۷...... بَاب: جَوَازِ خُرُوجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي النَّهَارِ لِحَاجَتِهَا

باب ۷: طلاق بائن کی عدت اور شوہر کی وفات کی عدت میں، عورت ضرورت کے تحت، دن کو گھر سے نکل سکتی ہے

[3721] ۵۵-(۱۴۸۳) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قال ابْنُ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ يَقُولُ طُلِّقَتْ خَالَتِي فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا)).

[3721]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، الفاظ ہارون بن عبداللہ کے ہیں، کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میری خالہ کو طلاق مل گئی، تو اس نے نخلستان سے اپنی کھجوریں توڑنے کا ارادہ کیا۔ تو اسے ایک آدمی نے گھر سے نکلنے پر ڈانٹا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، اپنی کھجوریں توڑ، کیونکہ ہوسکتا ہے، تم صدقہ کرو یا کوئی اور نیکی کرو۔''

فائدہ: ...... عدت وفات میں ائمہ اربعہ اور اکثر علماء کے نزدیک عورت دن کے وقت اپنے گھر سے نکل سکتی ہے اور عدت طلاق میں بھی ائمہ ثلاثہ، مالک، شافعی، احمد اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک، عورت ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نہیں نکل سکتی کیونکہ قرآن مجید کا حکم ہے، لا یخرجن وہ نہ نکلیں، حالانکہ یہاں نکلنے سے مراد، خاوند کے گھر سے چلے جانا ہے، مزید برآں، عدت وفات میں احناف نکلنے کی اجازت اس لیے دیتے ہیں کہ بیوہ کا نان ونفقہ خاوند کے ذمہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ نفقہ کی تلاش میں دن کو نکل سکتی ہے۔ اسی طرح طلاق بائن کی صورت میں بھی نفقہ خاوند کے ذمہ نہیں ہے، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور ائمہ ثلاثہ کا یہی موقف ہے۔

[3721] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في المبتوتة تخرج بالنهار برقم (٢٢٩٧) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: خروج المتوفى عنها بالنهار برقم (٦/ ٢٠٩) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: هل تخرج المرأة في عدتها برقم (٤/ ٩٠-٩١) انظر (التحفة) برقم (٢٧٩٩)

٨...... بَاب: انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ

باب ۸: حاملہ کی عدت، عدت وفات ہو یا عدت طلاق، وضع حمل ہے

[3722] ٥٦-(١٤٨٤) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ حَرْمَلَةُ حَدَّثَنَا و قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ انا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ إِلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ فِي بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّكِ تَرْجِينَ النِّكَاحَ إِنَّكِ وَاللَّهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ تَتَزَوَّجَ حِينَ وَضَعَتْ وَإِنْ كَانَتْ فِي دَمِهَا غَيْرَ أَنْ لَا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَطْهُرَ.

[3722]۔ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جا کر، ان سے پوچھو کہ تمہارا واقعہ کیا ہے اور جب تو نے رسول اللہ ﷺ

[3722] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: (١٠) برقم (٣٩٩١) تعليقا وفي الطلاق باب: ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾ برقم (٥٣١٩) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في عدة الحامل برقم (٢٣٠٦) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: عدة الحامل المتوفى عنها زوجها برقم (٦/ ١٩٥-١٩٦) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج برقم (٢٠٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٩٠)

سے مسئلہ پوچھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا جواب دیا تھا۔ تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو اطلاع دیتے ہوئے لکھا کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا ہے کہ وہ سعد بن خولہ جو بنو عامر بن لوی کے فرد تھے، کی بیوی تھی، اور وہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے تھے۔ تو وہ حجۃ الوداع کے موقع پر، جبکہ وہ حاملہ تھی، وفات پا گئے۔ ان کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس نے بچا جنا، اور جب وہ نفاس سے نکلی، تو اس نے منگنی کا پیغام دینے والوں کی خاطر بناؤ سنگھار کیا، تو اس کے پاس بنو عبدالدار کے فرد ابوسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ آئے، اور اس سے پوچھا، کیا بات ہے میں تمہیں بنی سنوری دیکھ رہا ہوں؟ شاید تم نکاح کرنا چاہتی ہو، یقیناً اللہ کی قسم! تو اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم پر چار ماہ اور دس دن نہ گزر جائیں، سبیعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، جب اس نے مجھے یہ بات کہی تو میں نے شام کو اپنے کپڑے اوڑھے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئی؟ تو آپ ﷺ نے مجھے بتایا، کہ جب میں نے وضع حمل کیا تھا، اس وقت سے شادی کے قابل ہو چکی ہوں، اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا، کہ اگر میں چاہوں تو شادی کر سکتی ہوں۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں، میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وضع حمل کے بعد عورت شادی کر لے۔ اگرچہ ابھی ولادت کا خون جاری ہو۔ ہاں اس کا خاوند جب تک وہ خون سے پاک نہ ہو جائے، اس سے تعلقات قائم نہ کرے۔

مفردات الحدیث

❶ **لم تنشب**: اس پر زیادہ مدت نہ گزری، یعنی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد۔ ❷ **فلما تعلت من نفاسها**: جب وہ ولادت کے خون سے پاک ہو گئی، نفاس بند ہو گیا۔

فائدہ: ...... حضرت ابوسنابل رضی اللہ عنہ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ کو منگنی کا پیغام دیا تھا، اور ان کے بعد ابوبشر بن حارث رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا۔ جو حضرت ابوسنابل کے مقابلہ میں جوان تھا۔ اس لیے انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ وہ اس کی طرف مائل ہو گی اور اس کا ولی بھی، موجود نہیں تھا، اس لیے وہ سمجھتے تھے، ولی مجھے ترجیح دے گا۔ اس لیے کہنے لگے تم ابھی شادی نہیں کر سکتی ہو، لیکن مسئلہ یہ ہے: جس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اور جمہور صحابہ و تابعین کا یہی نظریہ ہے کہ جب عورت، خاوند کی وفات کے وقت یا طلاق کے وقت حاملہ ہو، تو وضع حمل ہوتے ہی، اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔ چاہے حمل چند دن کے بعد وضع ہو جائے یا نو، دس ماہ کے بعد، لیکن حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے، جو بھی بعد میں ہو، اس کا لحاظ رکھنا ہو گا۔ مثلاً اگر وضع حمل پانچ ماہ کے بعد ہو، تو اس کا اعتبار ہو گا، اور اگر چار ماہ دس دن سے پہلے وضع حمل ہو جائے۔ تو چار ماہ دس دن کا اعتبار ہو گا۔ اس طرح جمہور فقہاء کے نزدیک بچہ جننے کے بعد، ولادت کے خون کے دوران ہی عورت شادی کر سکتی ہے، ہاں خاوند، صحبت خون سے پاک ہونے کے بعد کر سکے گا۔ لیکن حسن بصری، شعبی اور ابراہیم نخعی کے نزدیک، نفاس سے پاک ہونے کے بعد شادی کر سکے گی۔

[3723] ٥٧-(١٤٨٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَابْنَ عَبَّاسٍ اجْتَمَعَا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ الْمَرْأَةَ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِدَّتُهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَدْ حَلَّتْ فَجَعَلَا يَتَنَازَعَانِ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ وَإِنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ.

[3723]۔سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہا ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ، دونوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے بیٹھے ہوئے، اس عورت کے بارے میں باہمی گفتگو کر رہے تھے، جو اپنے خاوند کی وفات کے چند راتیں بعد بچہ جنتی ہے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، عدت وفات اور عدت حمل میں سے جو بعد میں آئے گی، وہی اس کی عدت ہوگی، اور ابوسلمہ رحمہ اللہ نے کہا، وہ (وضع حمل سے) عدت سے گزر گئی ہے۔ تو وہ اس میں اختلاف کرنے لگے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کا ہم نوا ہوں، تو انہوں نے حضرت ابن عباس کے مولیٰ کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا، تو اس نے آ کر انہیں بتایا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے خاوند کی وفات کے چند راتوں بعد بچہ جنا اور اس نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ نے اسے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔

[3724] (...) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح قَالَ وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ اللَّيْثَ قَالَ فِي حَدِيثِهِ فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَلَمْ يُسَمِّ كُرَيْبًا.

[3723] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن ومن يتق الله يجعل له من امره يسرا﴾ برقم (٤٩٠٩) والترمذي في (جامعه) في الطلاق، برقم (١١٩٤) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق، برقم (٦/ ١٩٢-١٩٣) وبرقم (٣٥١٢) وبرقم (٣٥١٣) وبرقم (٣٥١٤) وبرقم (٣٥١٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٠٦)

[3724] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٠٧)

[3724]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن لیث کی روایت میں بھیجنے والے کا نام نہیں بیان کیا گیا کہ وہ کریب تھا۔

فائدہ:...... کسی مسئلہ میں دلیل کی روشنی میں چھوٹا بڑے سے اختلاف کرسکتا ہے، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن تابعی ہیں اور حضرت ابن عباس صحابی سے اختلاف کر رہے ہیں، اگر دلیل کی روشنی میں صحابی کا قول چھوڑا جاسکتا ہے، تو کسی امام کی مخالفت کرنا کیونکر جرم ہے، نیز یہاں آپ نے سبیعہ رضی اللہ عنہا کو شادی کی اجازت دی ہے، تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ عورت خود اپنا نکاح کرسکتی ہے، یا اس کو ولی کی ضرورت نہیں ہے، نکاح تو اپنے معروف طریقہ کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔

٩...... بَاب: وُجُوبِ الْإِحْدَادِ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ وَتَحْرِيمِهِ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

باب ٩: عدت وفات میں سوگ ضروری ہے اور اس کے سوا تین دن کے سوا ناجائز ہے

[3725] ٥٨-(١٤٨٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ قَالَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُوسُفْيَانَ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

[3725]۔ حمید بن نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے یہ تین احادیث بیان کیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے باپ ابوسفیان رضی اللہ عنہ

[3725] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز باب: احداد المرأة على زوجها برقم (١٢٨٠-١٢٨١-١٢٨٢) وفي الطلاق وفي الطلاق باب: مراجعة الحائض برقم (٥٣٣٥) وفي برقم (٥٣٣٨) وفي الطب باب: الاثمد والكحل من الرمد برقم (٥٧٠٦) وابو داود في (سننه) في الطلاق برقم (٢٢٩٩) والترمذي في (جامعه) في الطلاق، برقم (١١٩٥) وبرقم (١١٩٦) وبرقم (١١٩٧) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق، برقم (٦/ ١٨٨، ٦/ ١٨٩)

فوت ہوئے تو میں ان کے پاس گئی، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی، وہ خلوق تھی یا کوئی اور اور ایک بچی کو لگائی، پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ مل لیا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مگر بات یہ ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے: ”جو عورت اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے، مگر خاوند پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرنا ہوگا۔“

[3726] (١٤٨٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ حَمِيمٌ لِأُمِّ حَبِيبَةَ فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْهُ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

[3726]۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، پھر جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی فوت ہوئے، تو میں ان کے پاس گئی، تو انہوں نے خوشبو منگوا کر، ملی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”کسی عورت کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے، کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ جائز نہیں ہے، مگر خاوند پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرنا ہوگا۔“

[3727] (١٤٨٨) قَالَتْ زَيْنَبُ سَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَا" مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ: لَا ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ

[3727]۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا خاوند فوت ہوگیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی ہے، کیا ہم اسے سرمہ ڈال دیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں“ دو یا تین مرتبہ فرمایا نہیں، پھر فرمایا: ”یہ تو بس چار ماہ دس دن ہیں، اور تم میں سے ہر ایک جاہلیت کے دور میں سال گزرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھیں۔“

[3728] (١٤٨٩) قَالَ حُمَيْدٌ: قُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ:

[3726] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٠٩)

[3727] تقدم

[3728] تقدم

كَانَتِ الْمَرْأَةُ، إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

[3728] ۔حمید کہتے ہیں میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا، سال گزرنے پر مینگنی پھینکنے سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا، جب عورت کا شوہر فوت ہو جاتا، تو وہ ایک کٹیا میں داخل ہو جاتی اور اپنے بدترین کپڑے پہن لیتی اور خوشبو یا اس قسم کی کوئی چیز استعمال نہ کرتی، حتی کہ اس پر سال گزر جاتا، پھر اس کے پاس کوئی جاندار، گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا، اور وہ اسے اپنی شرمگاہ سے ملتی، اور جس جانور کو بھی ملتی وہ کم ہی زندہ رہتا، پھر وہ کٹیا سے نکلتی، تو اسے ایک مینگنی دی جاتی اور وہ اسے پھینک دیتی (کہ اتنا حق بھی ادا نہیں ہوا) اس کے بعد جو خوشبو وغیرہ استعمال کرنا چاہتی، کر لیتی۔

مفردات الحدیث ✲ تفتض: عدت کو ختم کرتی، جس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک سال صفائی اور ستھرائی نہ کرنے کی بنا پر اس کی شکل وصورت، خوفناک ہو جاتی اور پانی استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جسم میں زہر نا کی پیدا ہو جاتی، اسے کوئی جاندار پیش کیا جاتا، جسے وہ اپنے مخصوص حصہ کے ساتھ ملتی، تو وہ جانور مر جاتا اور یہ اس کے عدت کے خاتمہ کا اعلان ہوتا۔ اور وہ اس کے بعد فوراً گھر جا کر نہاتی دھوتی، اور ایک مینگنی پھینک کر اس طرف اشارہ کرتی کہ خاوند کے سوگ کا کچھ حق بھی ادا نہیں ہو سکا۔

فوائد :...... ❶ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا جو بھائی رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعد فوت ہوا، وہ ابواحمد تھا کیونکہ عبداللہ جنگ احد میں شہید ہو گیا تھا، اور عبیداللہ بن جحش جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا، وہ مرتد ہو گیا تھا اور حبشہ میں مر گیا تھا۔ ❷ سوگ کا معنی ہے کہ عورت اپنی عدت میں زیب و زینت اور ہار سنگھار استعمال نہیں کر سکتی، اپنی پوری مدت میں اس طرح رہے گی کہ ایسی شکل وصورت اور لباس وہیئت سے اس کی بیوگی اور غمزدگی کا اظہار ہوگا، شوخ وشنگ اور خوبصورت رنگین کپڑے، جو زیب و زینت کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اسی طرح زیورات، ہار سنگھار، اور بناؤ وسنوار میک اپ (غازہ، پاؤڈر وغیرہ) کا استعمال جائز نہیں ہے، اور بغیر انتہائی شدید ضرورت کے سرمہ استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ شدید ضرورت کی صورت میں رات کو سرمہ استعمال کیا جائے گا اور دن کو اسے صاف کر دیا جائے گا۔ جمہور کا یہی موقف ہے، لیکن اہل ظاہر کے نزدیک، سرمہ لگانا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ زینت کی چیز ہے۔ اگر دوا ایسی ہو جو زینت کا باعث نہیں ہے، تو پھر درست ہے۔ ❸ ہر بیوہ عورت پر سوگ کرنا واجب ہے، چاہے وہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، چھوٹی ہو یا بڑی، مسلمہ ہو یا اہل کتاب سے، آزاد ہو یا لونڈی (جبکہ نکاح میں ہو) جمہور کا یہی نظریہ ہے، لیکن احناف اور بعض مالکیہ کے نزدیک سوگ مسلمان بالغہ پر ہے، بچی ذمی عورت پر نہیں ہے مطلقہ ثلاثہ کے سوگ میں اختلاف ہے، امام مالک اور شافعی کے

نزدیک اس پر سوگ نہیں ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر بھی سوگ ہے اور شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیز، مثلاً باپ، بھائی یا بیٹا۔ اس کے انتقال پر اگر کوئی عورت اپنا دلی صدمہ سوگ کی صورت میں ظاہر کرے، تو اس کی صرف تین دن تک کے لیے اجازت ہے۔ اس سے زیادہ سوگ منانا ناجائز ہے۔

[3729] ٥٩ـ(١٤٨٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ حَمِيمٌ لِأُمِّ حَبِيبَةَ، فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْهُ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

[3729]۔ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا کوئی عزیز فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اسے اپنے بازوؤں پر ملا، اور فرمایا: میں یہ اس کے لیے کر رہی ہوں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو عورت اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ تین دن سے زائد سوگ منائے، مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرنا ہوگا۔''

[3730] (١٤٨٧ / ١٤٨٨) وَحَدَّثَتْهُ زَيْنَبُ عَنْ أُمِّهَا، وَعَنْ زَيْنَبَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[3730]۔ حمید بن نافع کو حضرت زینب بنت ام سلمہ نے اپنی والدہ اور نبی اکرم ﷺ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے یا ازواج مطہرات میں سے کسی بیوی سے روایت سنائی۔

[3731] ٦٠ـ(١٤٨٨) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلٰى عَيْنِهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَكُونُ فِي شَرِّ بَيْتِهَا فِي أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا فِي بَيْتِهَا حَوْلًا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَخَرَجَتْ أَفَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

[3731]۔ حمید بن نافع کو حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے روایت سنائی کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا، تو اس کے گھر والوں کو اس کی آنکھوں کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا، تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت

[3729] تقدم
[3730] تقدم
[3731] تقدم

میں حاضر ہوئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک بدترین گھر میں، ٹاٹ یا جھل پہن کر، یا بدترین کپڑا پہن کر اپنے گھر میں ایک سال رہتی تھی، اور جب اس کے سامنے سے کتا گزرتا (ایک سال کے بعد) تو مینگنی پھینک کر (کٹیا سے) نکلتی۔ تو کیا اب چار ماہ اور دس دن گزارنا مشکل ہے؟'' حلس: احلاس، ٹاٹ، بچھونا جو فرش پر بچھایا جاتا ہے۔

[3732] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ بِالْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي الْكُحْلِ وَحَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُخْرَى مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ تُسَمِّهَا زَيْنَبَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ.

[3732]۔ حمید بن نافع دونوں حدیثیں، ام سلمہ کی سرمہ لگانے والی حدیث اور ام سلمہ اور نبی اکرم ﷺ کی کسی دوسری بیوی کی حدیث سنائی، لیکن زینب کا نام نہیں لیا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، سرمہ لگانے سے گریز کرنا ہی بہتر ہے۔

[3733] ٦١۔(١٤٨٨/ ١٤٨٦) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُحَدِّثُ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ تَذْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ بِنْتًا لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَهِيَ تُرِيدُ أَنْ تَكْحُلَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ)).

[3733]۔ حمید بن نافع کو حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنائی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو بتایا، اس کی بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھ درد کرتی ہے، تو وہ چاہتی ہے اسے سرمہ ڈال دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک سال گزرنے پر، مینگنی پھینکتی تھی اور اب تو صرف چار ماہ اور دس دن ہیں۔''

[3734] ٦٢۔(١٤٨٦) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا أَتَى أُمَّ حَبِيبَةَ نَعِيُّ أَبِي سُفْيَانَ دَعَتْ فِي الْيَوْمِ

[3732] تقدم تخريجه برقم (٣٧٠٩)
[3733] تقدم تخريجه برقم (٣٧٠٩)
[3734] تقدم تخريجه برقم (٣٧٠٩)

الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهِ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

[3734]۔حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اسے اپنے بازؤں اور رخساروں پر ملا اور فرمایا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خاوند فوت ہو چکا ہے، جس کے لیے زینت کرنی ہوتی ہے)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو عورت اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے تین دن سے زائد سوگ کرنا جائز نہیں ہے، مگر خاوند پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔''

[3735] ٦٣ ـ(١٤٩٠) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَتْهُ

عَنْ حَفْصَةَ أَوْ عَنْ عَائِشَةَ أَوْ عَنْ كِلْتَيْهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَوْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا)).

[3735]۔نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یا دونوں سے روایت سنائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے یا اللہ اور اس کے رسول کو مانتی ہے۔ اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں ہے، مگر خاوند پر سوگ ہوگا۔''

[3736] (. . .) وحَدَّثَنَاه شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ حَدِيثِ اللَّيْثِ مِثْلَ رِوَايَتِهِ.

[3736]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3737] ٦٤ ـ(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ

[3735] طريق صفية عن عائشة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٦٦) وطريق صفية عن حفصة اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: عدة المتوفى عنها زوجها برقم (٦/ ١٨٩) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق برقم (٢٠٨٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٨١٧)

[3736] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧١٥)

[3737] تقدم تخريجه برقم (٣٧١٥)

عَنْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ دِينَارٍ وَزَادَ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

[3737]۔صفیہ بنت ابی عبید بیان کرتی ہیں، میں نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بیوی سے، نبی ﷺ سے بیان کرتے ہوئے سنا، جس میں اوپر والی حدیث میں یہ اضافہ ہے ''وہ شوہر پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرے گی۔''

[3738] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ.

[3738]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت نبی ﷺ کی کسی بیوی کا نام لیے بغیر، اپنے دو استادوں سے بیان کرتے ہیں۔

[3739] ٦٥۔(١٤٩١) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا**)).

[3739]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ میت پر خاوند کے سوا تین دن سے زائد سوگ منائے۔''

[3740] ٦٦۔(٩٣٨) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((**لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ**)).

[3740]۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت میت پر تین دن سے زائد سوگ نہ منائے، مگر خاوند پر چار ماہ اور دس دن (سوگ منائے) اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے الا یہ کہ اس کا دھاگا

[3738] تقدم تخريجه برقم (٣٧١٥)

[3739] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الطلاق باب: باب هل تحد المرأة على غير زوجها برقم (٢٠٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤١)

[3740] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الحيض باب: الطيب للمراة عند غسلها من المحيض برقم (٣١٣) وفى الطلاق باب: تلبس الحادة ثياب العصب برقم (٥٣٤٢) وابو داود ←

ہی رنگا گیا ہو، اور نہ سرمہ لگائے، اور نہ کسی قسم کی خوشبو استعمال کرے، مگر جب حیض سے پاک ہو تو کچھ قسط یا اظفار نامی خوشبو استعمال کرلے (کیونکہ ان میں مہک نہیں ہوتی)۔

فائدہ:...... رنگ دار کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جس کے رنگ میں خوشبو کی آمیزش ہوتی ہے یا شوخ وشنگ ہونے کی بنا پر وہ زیب وزینت کا باعث بنتا ہے، پرانا رنگدار کپڑا جس میں خوبصورتی اور کشش باقی نہیں ہے اور نہ ہی وہ آرائش وزیبائش کے لیے ہوتا ہے، اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[3741] (. . . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((عِنْدَ أَدْنَى طُهْرِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ))

[3741]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے: ''طہر کے آغاز میں تھوڑا سے قسط یا اظفار سے پاکیزگی حاصل کرلے۔''

[3742] ٦٧۔(. . . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَقَدْ رُخِّصَ لِلْمَرْأَةِ فِي طُهْرِهَا إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ.

[3742]۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ منانے سے منع کیا جاتا تھا، مگر خاوند پر چار ماہ اور دس دن کا سوگ تھا، اور نہ سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو لگائیں اور نہ ہی رنگا ہوا کپڑا پہنیں اور عورت کو حیض سے پاک ہوتے وقت رخصت تھی کہ جب وہ غسل حیض کرے تو تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرلے۔

← فی (سننه) فی الطلاق برقم (٢٣٠٢) وبرقم (٢٣٠٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الطلاق باب: ما تجتنب الحادة من الثياب المصبغة برقم (٦/ ٢٠٣)

[3741] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٣٧٢٠)

[3742] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحيض باب: الطيب للمراة عند غسلها من المحيض برقم (٣١٣) وفی الطلاق برقم (٥٣٤١) انظر (التحفة) برقم (١٨١١٧)

اس کتاب کی کل (27) احادیث ہیں۔

20

کِتَابُ اللِّعَانِ

لعان کے بارے میں

حدیث نمبر 3743 سے 3769 تک

۲۰...... كِتَابُ اللِّعَانِ

۲۰. لعان کے بارے میں

[3743] ١-(١٤٩٢) وحدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَسَلْ لِي عَنْ ذٰلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا))** قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

[3743] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: من جواز الطلاق الثلاث لقوله تعالیٰ: ﴿فامساك بمعروف او تسريح باحسان﴾ برقم (٥٢٥٩) وفی اللعان برقم (٥٣٠٨) وفی التلاعن فی المسجد برقم (٥٣٠٩) وفی الصلاة باب: القضاء واللعان فی المسجد بین الرجال والنساء برقم (٤٢٣) وفی التفسیر باب: ﴿والذين يرمون ازواجهم ولم يكن لهم شركاء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين﴾ برقم (٤٧٤٥) وفی باب: ﴿والخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين﴾ برقم (٤٧٤٦) وفی الحدود باب: من اظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة برقم (٦٨٥٤) وفی الاحكام باب: من قضى ولا عن فی ←

[3743]۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا، اے عاصم! آپ مجھے بتائیں، اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے اور تم اسے (قاتل کو) قتل کر دو؟ یا وہ کیا کرے؟ تو آپ میری خاطر رسول اللہ سے پوچھ کر بتائیں، اے عاصم! تو عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے ایسے مسائل (جو ابھی پیش نہیں آئے) کے بارے میں پوچھنا ناپسند کیا، اور اس کی مذمت کی، حتی کہ عاصم نے جو کراہت وناپسندیدگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، وہ اس پر شاق گزری، تو جب عاصم گھر واپس ان کے پاس حضرت عویمر آئے، اور پوچھا، اے عاصم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا جواب دیا؟ حضرت عاصم نے حضرت عویمر سے کہا، تو میرے لیے خیر کا سبب نہیں بنا، وہ مسئلہ جس کے بارے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے ناپسند فرمایا۔ حضرت عویمر نے کہا، اللہ کی قسم! جب تک اس مسئلہ کے بارے میں، میں آپ سے دریافت نہ کرلوں، میں باز نہیں آؤں گا۔ تو حضرت عویمر چلے، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے درمیان میں پہنچ گئے، اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں، ایک آدمی دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کے پاس پاتا ہے تو کیا اسے قتل کردے تو آپ اس کو قتل کردیں گے؟ یا وہ کیا کرے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل ہو چکا ہے، تم جا کر اسے لے آؤ۔'' حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، تو ان دونوں نے لعان کیا، اور میں بھی لوگوں کے ساتھ، آپ کی مجلس میں حاضر تھا، تو جب میاں بیوی لعان سے فارغ ہو گئے، تو حضرت عویمر نے کہا، اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اس کو اپنے پاس رکھوں، تو میں نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، اس لیے پیش ازیں کہ آپ اسے حکم دیتے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، امام ابن شہاب کہتے ہیں، لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہوگیا (کہ لعان سے دونوں میں تفریق ہو جاتی ہے)۔

مفردات الحدیث ✲ لعان: ملاعنة اور تلاعن کا معنی ہوتا ہے، خاوند بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور شرعی طور پر اس کا معنی یہ ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی پر زنا کرنے کی تہمت لگاتا ہے، لیکن اس کے پاس چار گواہ نہیں ہیں تو وہ شرعی قاضی کے پاس جاتا ہے، تو قاضی دونوں کو بلا کر تلقین و نصیحت کرتا ہے، اگر دونوں اپنی اپنی بات پر

← المسجد برقم (٧١٦٥) وفی الاعتصام بالکتاب والسنة باب: ما یکره من التعمق والتنازع والغلو فی الدین والبدع برقم (٧٣٠٤) وابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: فی اللعان برقم (٢٢٤٥ و ٢٢٤٧ و ٢٢٤٨ و ٢٢٤٩ و ٢٢٥٠ و ٢٢٥١) والنسائی فی (المجتبی) فی الطلاق باب: الرخصة فی ذلك برقم (٦/ ١٤٣-١٤٤) وابن ماجه فی (سننه) فی الطلاق باب: اللعان برقم (٢٠٦٦) انظر (التحفة) برقم (٤٨٠٥)

اصرار کریں، تو پھر وہ ان سے گواہیاں لیتا ہے، اور آغاز مرد سے کرتا ہے، وہ چار بار کہتا ہے، میں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس نے فلاں مرد سے زنا کیا ہے اور میں اس بات میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہے گا، اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اس کے بعد عورت چار بار الگ الگ کہے گی، میں اللہ کو گواہ بناتی ہوں کہ میرا خاوند، مجھ پر تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے گی، اگر میرا خاوند اس تہمت لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان سے وہ عورت، اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی، اور اب ان میں کسی صورت میں بھی نکاح کی گنجائش نہیں رہے گی اور اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ عورت کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا وارث نہیں ہوگا اور نہ اس کی طرف منسوب ہوگا اور چونکہ گواہیوں کا آغاز مرد کرتا ہے اور اس کی حیثیت مضبوط ہے، وہی لعان کرتا ہے اور اپنی پانچویں گواہی میں، اپنے لیے لعنت کی بددعا کرتا ہے، اس لیے، اس شہادت کو لعان کا نام دیا گیا ہے، اور لعان کا یہ واقعہ پہلی دفعہ شعبان ۱۰ ہجری میں پیش آیا ہے، ائمہ احناف کے نزدیک لعان، ان گواہیوں کا نام ہے جن کو اللہ کی قسم کے ذریعہ مؤکد کیا گیا ہے جن میں لعنت ہے اور ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی اور احمد کے نزدیک، ان قسموں کا نام ہے جن کو شہادت کے لفظ سے مؤکد کیا گیا ہے۔ اس لیے اہلیت قسم ہونے کے سبب، مسلمان اور اس کی کافر بیوی، اور کافر میاں بیوی میں لعان ہوسکتا ہے، لیکن احناف کے نزدیک اس کے لیے اہلیت شہادت کا ہونا ضروری ہے اور یہ اہلیت مسلمان، بالغ، عاقل، اور ان کے بقول جس پر حد قذف نہ لگ چکی ہو، پائی جاتی ہے۔ اس لیے صرف مسلمان میاں بیوی میں ہی مذکورہ شروط کی موجودگی میں لعان ہو سکے گا۔

فوائد :...... ❶ حضرت عاصم بن عدی، حضرت عویمر کے باپ کے چچا زاد تھے، اور عجلان قبیلہ کے سربراہ تھے۔ اور عویمر کی بیوی، حضرت عاصم کی بیٹی یا بھتیجی تھی، اس لیے عویمر نے سوال کے لیے ان کا انتخاب کیا۔ ❷ حضور اکرم ﷺ نے اس سوال کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ آپ سمجھتے تھے یہ واقعہ پیش نہیں آیا ہے، اس لیے یہ سوال بلا ضرورت اور بلا محل ہے، اور بلاوجہ کسی مسلمان مرد اور عورت کی پردہ دری ہے اور اس سے بے حیائی کی اشاعت کا موقع پیدا ہوتا ہے۔ ہاں ایسا سوال جو کسی پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں ہو، محض تکلف اور بال کی کھال اتارنے کے لیے نہ ہو، تو وہ پوچھنا چاہیے۔ اس لیے آپ ایسے سوالات کے بلا تکلف جوابات مرحمت فرماتے تھے۔ اس لیے جب عویمر نے آپ ﷺ کو بتا دیا کہ حضور میں اس سے دوچار ہو چکا ہوں، تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور یہ واقعہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آ چکا تھا۔ اس لیے، اس نے بھی آپ ﷺ سے سوال کیا، جیسا کہ آگے آ رہا ہے، اس کے بعد ان آیات کا نزول ہوا، تو جب دوبارہ عویمر آئے، اس وقت آیات نازل ہو چکی تھیں، اس لیے یہ آیات دونوں کے واقعہ پر چسپاں ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ یکساں ہیں، اس لیے دونوں کو سبب نزول ٹھہرانا درست ہے۔ ❸ حضرت عویمر کا تصور یہ تھا کہ لعان کرنے سے میاں بیوی میں جدائی نہیں ہوتی، اس لیے انہوں نے تفریق پیدا کرنے کی خاطر بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، اور نبی اکرم ﷺ نے اس پر انکار اس لیے نہ کیا کہ

اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے بعض حضرات کا یہ کہنا کہ لعان سے تفریق نہیں ہوتی، جب تک کہ خاوند طلاق نہ دے، درست نہیں ہے۔ لعان ہی تفریق کا باعث ہے۔ ❹ لعان کا یہ واقعہ مسجد نبوی میں، جمعہ کے دن، عصر کے بعد ہوا۔

[3744] ٢۔(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْأَنْصَارِيَّ مِنْ بَنِي الْعَجْلَانِ أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَكَانَ فِرَاقُهُ إِيَّاهَا بَعْدُ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ حَامِلًا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَى أُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ أَنَّهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا.

[3744]۔ حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر انصاری رضی اللہ عنہ جو بنو عجلان سے تعلق رکھتے تھے عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن یہاں حدیث میں زہری کا قول، کہ اس کا اپنی بیوی سے الگ ہو جانا، بعد میں، لعان کرنے والوں میں رائج ہو گیا، داخل کر دیا گیا ہے، اور اس حدیث میں یہ اضافہ ہے وہ عورت حاملہ تھی، اور اس کا بیٹا، اپنی ماں ہی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، پھر اس پر عمل جاری ہو گیا۔ کہ بیٹا اپنی ماں کا وارث ہو گا اور ماں کو اس سے وہ حصہ ملے گا، جو اللہ نے ماں کے لیے مقرر کیا ہے۔

فائدہ:...... لعان کی صورت میں بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا، ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ و تابعین کا یہی نظریہ ہے، اس لیے باپ کی طرف اس کی نسبت نہیں ہوگی، اور وراثت صرف ماں کی طرف سے جاری ہوگی، یعنی ماں کی طرف سے بہن، بھائی ہی اس کے وارث ہوں گے۔ اس لیے اگر اس کی وارث صرف اس کی ماں ہے، تو اس کو اصحاب فروض کی حیثیت سے تہائی حصہ لگے گا۔ اور باقی امام مالک، امام شافعی کے نزدیک بیت المال میں چلا جائے گا، اور ایک قول امام احمد کا یہ ہے کہ باقی، ماں کے عصبات کو ملے گا، اور دوسرا قول یہ ہے کہ ماں ہی اس کی عصبہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک باقی مال بھی ماں کی طرف لوٹایا جائے گا۔

[3745] ٣۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهِمَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَزَادَ فِيهِ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[3744] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٧٢٣)

[3745] تقدم تخريجه برقم (٣٧٢٣)

فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ذَاكُمُ التَّفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ)).

[3745] ۔ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن شہاب نے، لعان کرنے والوں اور اس کے طریقہ کے بارے میں حضرت سہل بن سعد، جو بنو ساعدہ کے فرد ہیں، کی حدیث کی روشنی میں بتایا کہ ایک انصاری آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! بتایئے، ایک آدمی نے دوسرے مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے؟ اور آگے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا، اور اس حدیث میں یہ اضافہ ہے، تو دونوں نے میری موجودگی میں مسجد میں لعان کیا، اور حدیث میں یہ بھی بیان کیا، خاوند نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنے طور پر، اسے تین طلاقیں دے دیں، اور نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ہی اس سے جدائی اختیار کرلی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لعان کرنے والوں کے درمیان اس طرح جدائی ہوگی۔“

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا، مجلس لعان ہی میں، لعان کی بنا پر، میاں بیوی میں تفریق ہو جائے گی۔ امام مالک، امام شافعی کا یہی نظریہ ہے اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ احناف کے نزدیک، تفریق، قاضی کے حکم سے ہوگی، حالانکہ یہاں آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا، اور علامہ تقی صاحب لکھتے ہیں، ہمارے نزدیک تفریق، طلاق سے ہوگی یا حکم حاکم سے۔(تکملة فتح الملهم، ج:١، ص: ٢٤٠)

[3746] ٤-(١٤٩٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمْرَةِ مُصْعَبٍ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَمَضَيْتُ إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِي قَالَ إِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ صَوْتِي قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ادْخُلْ فَوَاللهِ مَا جَاءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا حَاجَةٌ فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدٌ وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيفٌ قُلْتُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أَنْ لَوْ وَجَدَ أَحَدُنَا امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي

[3746] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الطلاق باب: ما جاء فى اللعان برقم (١٢٠٢) وفى التفسير باب: ومن سورة النور برقم (٣١٧٨) والنسائى فى (المجتبى) فى الطلاق باب: عظة الامام الرجل والمرأة عند اللعان برقم (٦/ ١٧٥) - ١٧٦) انظر (التحفة) برقم (٧٠٥٨)

سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ [النور:٦-٩] فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ قَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ قَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

[3746]۔حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے مصعب ابن زبیر کے دور حکومت میں لعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ تو پتہ نہ چلا، کہ میں اس کا کیا جواب دوں، اس لیے میں مکہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کی طرف چلا، اور (جا کر) غلام سے کہا، میرے لیے اجازت طلب کرو، اس نے کہا، وہ قیلولہ کر رہے ہیں، تو انہوں نے میری آواز سن لی، پوچھا، ابن جبیر ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں، کہا، آ جاؤ۔ اللہ کی قسم! تم اس وقت کسی ضرورت کے تحت ہی آئے ہو۔ تو میں اندر داخل ہو گیا۔ تو وہ ایک آ تھر (چٹائی)، پر لیٹے ہوئے تھے، اور ایک تکیہ کا سہارا لیا ہوا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا، اے ابوعبدالرحمان! کیا لعان کرنے والوں میں تفریق پیدا کر دی جائے گی؟ انہوں نے (حیرت واستعجاب سے) کہا، سبحان اللہ! ہاں، سب سے پہلے اس مسئلہ کے بارے میں فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا۔ اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! بتائیے، ہم میں سے کوئی اگر بیوی کو بے حیائی کا کام کرتے ہوئے پائے، تو کیا کرے؟ اگر وہ کسی سے کلام کرے گا، تو انتہائی ناگوار بات کرے گا اور اگر خاموشی اختیار کرے گا تو بھی ایسی ہی صورت حال ہوگی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے، اور اسے کوئی جواب نہ دیا تو وہ اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی، جس مسئلہ کے بارے میں، میں نے آپ سے دریافت کیا تھا، میں اس میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیات اتاریں: ''اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں'' (آیت:٦ سے لے کر آیت:٩ تک)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاوت فرمائی اور اسے وعظ ونصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب (حد قذف، اسّی کوڑے) آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت ہلکا ہے۔ اس نے کہا، نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا، میں نے اس پر جھوٹ نہیں باندھا، پھر آپ نے اس کی بیوی کو بلایا اور اسے نصیحت وتذکیر کی، اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب (سنگسار

کرنا) آخرت کے مقابلہ میں ہلکا ہے عورت نے کہا، نہیں، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ وہ (خاوند) جھوٹا ہے تو آپ نے مرد سے ابتدا فرمائی۔ اس نے چار مرتبہ گواہی دی، اللہ کی قسم، میں سچا ہوں، اور پانچویں بار گواہی دی اگر میں جھوٹوں میں سے ہوں، تو مجھ پر اللہ کی پھٹکار۔ پھر دوسری بار، عورت کو بلایا، تو اس نے اللہ کی قسم اٹھا کر چار گواہیاں دیں، میرا خاوند جھوٹا ہے، اور پانچویں شہادت یہ دی اگر وہ سچا ہو تو اس پر (مجھ پر) اللہ کا عذاب نازل ہو، پھر آپ نے ان کے درمیان تفریق پیدا کر دی۔ حضرت مصعب بن زبیر اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے دور میں عراق کے گورنر تھے۔

[3747] (. . . .) وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، زَمَنَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَلَمْ أَدْرِ مَا أَقُولُ: فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

[3747] سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں، مجھ سے مصعب بن زبیر کے عہد میں، لعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو مجھے پتہ نہ چل سکا کہ میں کیا جواب دوں، تو میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، بتایئے کیا لعان کرنے والوں میں تفریق کی جائے گی آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

فائدہ: ...... مالکیہ کے نزدیک تفریق، عورت کی گواہیوں کے بعد ہوگی، شوافع اور سحنون مالکی کے نزدیک، خاوند کی شہادت کے بعد ہی ہو جائے گی، اور احناف کے نزدیک امام یا قاضی تفریق کرے گا۔ حالانکہ اس حدیث کا معنی ہے کہ لعان کے سبب آپ نے ان میں تفریق کر دی، یعنی ان کو بتا دیا کہ لعان ہی سے تمہارے درمیان تفریق ہو چکی ہے۔

[3748] ٥-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا

[3747] تقدم

[3748] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: صداق الملاعنة برقم (٥٣١١) وفي باب: قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب فهل منكما من تائب برقم (٥٣١٢) وفي باب: المهر للمدخول عليها وكيف الدخول او طلقها قبل الدخول والميس برقم (٥٣٤٩) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في اللعان برقم (٢٢٥٨) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: استتابة المتلاعنين بعد اللعان برقم (٦/ ١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٧٠٥٠)

كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا قَالَ زُهَيْرٌ فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

[3748] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اور الفاظ یحییٰ کے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کو فرمایا: ''تمہارا محاسبہ اللہ کرے گا اور تم میں سے ایک بہر حال جھوٹا ہے، اب تمہارا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔'' اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کوئی مال نہیں ہے، اگر تم نے اس کے بارے میں سچ بولا ہے تو وہ اسے ملے گا کیونکہ تم نے اس کی شرم گاہ کو اپنے لیے روا کرلیا ہے (اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو) اور اگر تم نے اس پر افترا باندھا ہے، تو اس کے سبب تم اس سے بہت دور ہو چکے ہو۔ زہیر کی روایت میں عمرو کے سعید سے اور سعید کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع کی تصریح ہے، عنعنہ نہیں ہے۔

فائدہ:.......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لعان کی صورت میں، مرد اپنی بیوی سے مہر واپس نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے الزام میں سچا ہے تو وہ اس سے اس کے عوض فائدہ اٹھا چکا ہے۔ اور اگر الزام میں جھوٹا ہے تو پھر تو مہر کے مطالبہ کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ اگر وہ غیر مدخولہ ہے تو پھر جمہور کے نزدیک مطلقہ کی طرح آدھا مہر ملے گا، ابوزناد، حماد اور حکم کے نزدیک پورا مہر ملے گا، امام زہری اور امام مالک کے نزدیک کچھ نہیں ملے گا۔

[3749] ٦۔(. . .) وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ ((اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)).

[3749] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عجلان کے میاں اور بیوی میں تفریق کردی اور فرمایا: ''اللہ جانتا ہے، تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے کے لیے تیار ہے؟''

فائدہ:.......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے لعان سے فراغت کے بعد، دوبارہ انہیں تلقین کی اور توبہ کی ترغیب دلائی، اگر ان میں سے کوئی اعتراف کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی۔

[3750] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ

[3749] تقدم

[3750] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٧٢٨)

سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اللِّعَانِ فَذَكَرَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اللِّعَانِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3750]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر کہتے ہیں، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لعان کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[3751] ۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِلْمِسْمَعِيِّ وَابْنِ الْمُثَنَّى قَالُوا نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقْ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ سَعِيدٌ فَذُكِرَ ذَٰلِكَ لِعَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ.

[3751]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، الفاظ مسمعی اور ابن مثنی کے ہیں، سعید بن جبیر کہتے ہیں، مصعب نے لعان کرنے والوں میں تفریق نہ کی۔ سعید کہتے ہیں، اس بات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے بنو عجلان کے بھائیوں، یعنی میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دی تھی۔

[3752] ۸۔(۱۴۹۴) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ ح و قَالَ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَفَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِأُمِّهِ قَالَ نَعَمْ.

[3752]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنی بیوی سے لعان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں جدائی ڈال دی اور بچے کو ماں کے ساتھ ملایا، امام مالک نے نافع سے اس روایت کے سماع کی تصدیق کی، اس لیے کہا: ہاں میں نے سنا ہے۔

[3751] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: التفريق بين المتلاعنين برقم (٦/ ١٧٦-١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٧٠٦١)

[3752] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطلاق باب: يلحق الولد بالملاعنة برقم (٥٣١٥) وفي الفرائض باب: ميراث الملاعنة برقم (٦٧٤٨) وابو داود في (سننه) في الطلاق باب: في اللعان برقم (٢٢٥٩) والترمذي في (جامعه) في الطلاق باب: ما جاء في اللعان برقم (١٢٠٣) والنسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: نعني الولد باللعان والحاقه بامه برقم (٦/ ١٧٨) وابن ماجه في (سننه) في الطلاق باب: اللعان برقم (٢٠٦٩) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٢)

[3753] ٩ـ(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَامْرَأَتِهِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

[3753] ـ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا اور ان میں جدائی ڈال دی۔

[3754] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3754] ـ امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3755] ١٠ـ(١٤٩٥) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رضی اللہ عنہ إِنَّا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ وَاللّٰهِ لَأَسْأَلَنَّ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ افْتَحْ وَجَعَلَ يَدْعُو فَنَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ هٰذِهِ الْآيَاتُ فَابْتُلِيَ بِهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاعَنَا فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ فَذَهَبَتْ لِتَلْعَنَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَهْ)) فَأَبَتْ فَلَعَنَتْ فَلَمَّا أَدْبَرَا قَالَ ((لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا)) فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا.

[3753] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٦٠) برقم (٧٩٨٣)

[3754] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الطلاق باب: التفريق بين المتلاعنين برقم (٥٣١٤) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٠)

[3755] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: اللعان برقم (٢٢٥٣) وابن ماجه فی (سننه) فی الطلاق باب: اللعان برقم (٢٠٦٨) انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٥)

[3755] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، الفاظ زہیر کے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کی رات مسجد میں حاضر تھے کہ ایک انصاری آدمی آیا اور اس نے پوچھا، اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو دیکھے اور اس کے بارے میں زبان کھولے تو تم اسے کوڑے لگاؤ گے اور اگر قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دو گے اور اگر کوئی چپ رہے، تو غیظ وغضب کے ساتھ چپ رہے گا۔ اللہ کی قسم! میں یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر رہوں گا، تو جب اگلا دن ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا، اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے اور اس کے بارے میں گفتگو کرے تو آپ ﷺ اسے کوڑے لگائیں گے اور اگر قتل کر دے، تو آپ ﷺ اسے قتل کر دیں گے یا غیظ وغضب کے ساتھ چپ رہے، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ، اس مسئلہ کا حکم واضح فرما۔'' اور دعا فرمانے لگے، تو آیت لعان اتری اور جو خاوند اپنی بیوی پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس، اپنے سوا کوئی گواہ نہیں ہے'' یہ ساری آیات اتریں۔ اور لوگوں میں وہی انسان اس مسئلہ سے دوچار ہوا، تو وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لعان کیا، مرد نے اللہ کے نام کی چار شہادتیں دیں کہ وہ سچا ہے (سچوں میں سے ہے) پانچویں دفعہ لعنت بھیجی کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو (جھوٹا ہو) تو اس پر اللہ کی پھٹکار، وہ عورت بھی لعان کرنے لگی تو آپ نے فرمایا: ''رک جا، باز رہ۔'' اس نے انکار کر دیا اور لعان کیا، تو جب میاں بیوی پشت پھیر کر چل دیئے، آپ نے فرمایا: ''شاید، بچہ سیاہ فام، گھٹے جسم کا پیدا ہوگا'' تو وہ سیاہ، گھٹے جسم والا پیدا ہوا۔

فائدہ: ...... معلوم ہوتا ہے کہ یہ انصاری آدمی ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے، کیونکہ اس کی بیوی نے کچھ پس وپیش کرتے ہوئے قسمیں اٹھائی تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: جس مرد سے اس نے حرکت کی ہے، اس کے مشابہ بچہ پیدا ہوگا، اور ایسا ہی پیدا ہوا، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا، اگر لعان کے ضابطہ کے تحت اس کو سزا مل سکتی ہوتی تو پھر میں اس کا انتظام کرتا اور اس کو سبق سکھاتا، لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔

[3756] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا

عَنْ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3756] ۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت کرتے ہیں۔

[3757] ١١-(١٤٩٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ

[3756] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٣٤)

[3757] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: اللعان في قذف الرجل زوجته برجل ←

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأَنَا أُرٰى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا فَقَالَ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَآءَ وَكَانَ أَخَا الْبَرَآءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ أَوَّلَ رَجُلٍ لَاعَنَ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ فَلَاعَنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ وَإِنْ جَآءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَآءَ**)) قَالَ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا جَآءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ.

[3757] ۔محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، کیونکہ میں سمجھتا تھا انہیں اس کا علم ہے، انہوں نے بتایا، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ غلط کاری کی تہمت لگائی۔ جو براء بن مالک کا اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی تھا۔ یہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے اسلام کے دور میں لعان کیا، اس نے بیوی سے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت پر نظر رکھنا، اگر اس نے بچہ، سفید اور کھلے بالوں والا اور خراب آنکھوں والا جنا تو وہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کا ہے، اور اگر بچہ سرمئی آنکھوں والا، گھنگھریالے بالوں والا، باریک پنڈلیوں والا جنا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔'' تو مجھے بتایا گیا کہ اس نے سرمئی آنکھوں والا، گھنگھریالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **جعد**: گٹھے اور مضبوط جسم والا یا گھنگھریالے بالوں والا، یا پستہ قد، بخیل۔ ❷ **سبط**: کھلے بالوں والا۔ ❸ **تام الخلقت**: پورے جسم والا۔ ❹ **قضيء العينين**: جس کی آنکھوں میں، آنسوؤں کی کثرت یا سرخی سے خرابی اور بگاڑ ہو۔ ❺ **حمش الساقين**: پتلی پنڈلیوں والا۔ ❻ **حموشه**: باریکی کو کہتے ہیں۔

[3758] ١٢-(١٤٩٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيَّانِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رُمْحٍ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَقَالَ

← بعينه برقم (٦/ ١٧١) وفى باب: كيف اللعان برقم (٦/ ١٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٦١)

[3758] اخرجه البخاري فى (صحيحه) فى الطلاق باب: قوله ﷺ: (لو كنت راجما بغير بينة) برقم (٥٣١٠) وفى باب: قول الامام: اللهم بين برقم (٥٣١٦) وفى الحدود باب: من اظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة برقم (٦٨٥٦) والنسائى فى (المجتبى) فى الطلاق باب: قول الامام: اللهم بين برقم (٦/ ١٧٣، ٦/ ١٧٤) وبرقم (٦/ ١١٧٤، ٦/ ١٧٥) انظر (التحفة) برقم (٦٣٢٨)

عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ خَدْلًا آدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ)) فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ.

[3758]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر چھڑا تو عاصم نے اس کے بارے میں گفتگو کی، پھر مجلس سے چلے گئے۔ تو ان کے پاس ان کی قوم کا ایک آدمی یہ شکایت لے کر آیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا ہے۔ تو عاصم نے کہا، میں اس معاملے سے اپنی بات کی بنا پر دو چار ہوا ہوں۔ تو وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس کی بیوی کی صورتِ حال کی خبر دی، اور وہ آدمی (عویمر) زرد اور دبلا پتلا اور کھلے بالوں والا تھا۔ اور جس آدمی کے بارے میں دعویٰ کیا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے، وہ بھری پنڈلیوں والا، گندمی رنگ والا اور بہت موٹا تازہ تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! واضح فرما۔'' تو اس نے اس مرد کے مشابہہ بچہ جنا، جس کے بارے میں اس کے خاوند نے بتایا تھا کہ وہ اس عورت کے پاس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں لعان کروایا تو مجلس میں سے ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا اس عورت کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر رجم کرتا، تو اس کو رجم کر دیتا؟ ابن عباس نے جواب دیا۔ نہیں، وہ ایسی عورت تھی جو مسلمان ہو کر بے حیائی کے کام کرتی تھی۔ یعنی اس کی چال ڈھال اور ہیئت سے اس کے فاحشہ ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ لیکن اس کے بارے میں گواہ موجود نہیں تھے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لعان بچہ جننے کے بعد ہوا، لیکن دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ لعان پہلے ہوا تھا۔ ❷ کسی عورت کو فحش گفتگو یا حرکات سے، زنا کے ثبوت کے بغیر، رجم نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے آپ نے اس عورت پر محض قرائن اور تشہیر سے حد نافذ نہیں فرمائی۔ ❸ حضرت عاصم نے جب پہلی مرتبہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تھا، اس وقت ان کو واقعہ کا پتا نہیں تھا۔ آیات کے نزول کے بعد انہیں پتا چلا۔ کیونکہ عویمر نے بتا دیا تھا۔ اور یہ تینوں افراد عویمر، ان کی بیوی اور جس سے اس

نے زنا کیا تھا۔ تینوں ان کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے کہا میں یہ مسئلہ پوچھنے پر اس واقعہ سے دوچار ہوا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے ہلال بن امیہ اور عویمر رضی اللہ عنہما دونوں کی بیویوں کے ساتھ شریک بن سحماء ہی ملوث تھا۔ (فتح الباری، ج:۹، ص: ۵۵۵، مکتبہ دارالسلام)

[3759] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ كَثِيرَ اللَّحْمِ قَالَ جَعْدًا قَطَطًا.

[3759] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لعان کرنے والوں کا تذکرہ کیا گیا، جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے۔ اس حدیث میں کثیر اللحم بہت گوشت والا کے بعد ہے جعدا قططا، انتہائی گھنگھریالے بالوں والا۔ قطط: انتہائی گھنگھریالے، حبشیوں کی طرح۔

[3760] ۱۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ أَهُمَا اللَّذَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ.

[3760] ۔ عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے لعان کرنے والوں کا تذکرہ کیا گیا تو ابن شداد نے پوچھا، کیا یہ وہی دو ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا، تو اس عورت کو رجم کرتا۔'' تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں۔ وہ عورت کھلم کھلا فحش حرکات کرتی تھی۔ ابن ابی عمرو کی روایت میں قاسم بن محمد، براہ راست ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع کی تصریح کرتے ہیں۔

[3759] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٣٧)

[3760] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: من اظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة برقم (٦٨٥٥) وفي التمني باب: ما يجوز من اللو وقوله تعالى: ﴿لو ان لي بكم قوة﴾ برقم (٧٢٣٨) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: من اظهر الفاحشة برقم (٢٥٦٠) انظر (التحفة) برقم (٦٣٢٧)

[3761] ١٤-(١٤٩٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا قَالَ)) سَعْدٌ بَلٰى وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِسْمَعُوا إِلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ)).

[3761] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! بتایئے ایک آدمی، دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ پاتا ہے۔ کیا اس کو قتل کردے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، کیوں نہیں؟ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی بات سنو، وہ کیا کہتا ہے۔''

فائدہ ...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بلٰی کیوں نہیں، کا لفظ آپ کی بات کا انکار کرنے کے لیے نہیں کہا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ کون غیرت مند، جواں ہمت یہ کر سکتا ہے کہ اس وقت اپنے آپ پر قابو پائے اور گواہوں کی تلاش میں نکلے، اس لیے آپ نے فرمایا، اس غیرت مند کی بات سنی ہو، اس میں کس قدر غیرت وحمیت ہے۔ وہ اس قدر غیرت مند تھے کہ باکرہ دوشیزہ ہی سے شادی کرتے تھے اور اگر کسی بیوی کو طلاق دے دیتے تھے تو ان کی غیرت سے خوفزدہ ہو کر کوئی اس سے شادی کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

[3762] ١٥-(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَؤُمْهِلُهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ نَعَمْ.

[3762] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! اگر میں کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو کیا اسے چار گواہوں کے لانے تک، مہلت دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[3763] ١٦-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ

[3761] اخرجه ابو داود في (سننه) في الديات باب: في من وجد مع اهله رجلا ايقتله برقم (٤٥٣٢) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: الرجل يجد مع امرأته رجلا برقم (٢٦٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٩٩)

[3762] اخرجه ابو داود في (سننه) في الديات باب: في من وجد مع اهله رجلا ايقتله برقم (٤٥٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٣٧)

[3763] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٧٧)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا لَمْ أَمَسَّهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِسْمَعُوا إِلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ إِنَّهُ لَغَيُورٌ وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي)).

[3763]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو میں اسے اس وقت تک کچھ نہ کہوں (ہاتھ نہ لگاؤں) یہاں تک کہ چار گواہ لے آؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا، ممکن نہیں ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں تو یقیناً اس کے اس سے پہلے ہی تلوار کا نشانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی بات پر کان دھرو۔ وہ بلاشبہ غیرت مند ہے، اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے (اس کے باوجود اس کا قانون یہی ہے۔)

[3764] ۱۷-(۱۴۹۹) حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُوكَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرُ مُصْفِحٍ عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي مِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)).

[3764]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر میں کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو بغیر اس کے تلوار کو چوڑائی میں کروں یا اس سے درگزر کروں، اس کی گردن اڑا دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ تک ان کا قول پہنچا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت و تعجب ہے؟ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں، اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، اللہ نے غیرت کی بنا پر ہی،

[3764] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحدود باب: من رای مع امرأته رجلا فقتله برقم (٦٨٤٦) وفی التوحید باب: قوله ﷺ: (لا شخص اغیر من الله) برقم (٧٤١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٥٣٨)

بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا۔ بے حیائی کھلی ہو یا چھپی، اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی شخص کو معذرت پسند نہیں ہے، اس لیے اس نے رسولوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی شخص کو تعریف ومدح پسند نہیں ہے۔ اس لیے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

[3765] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ غَيْرَ مُصْفِحٍ وَلَمْ يَقُلْ عَنْهُ.

[3765]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں غَیْرَ مُصْفِحٍ کے بعد عنه کا لفظ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ✲ مصفح: ف پر اگر زبر ہو تو معنی ہوگا، تلوار کو چوڑائی سے نہیں ماروں گا، بلکہ سیدھی دھار سے گردن اڑاؤں گا اور اگر ف پر زیر ہو تو معنی ہوگا۔ میں چشم پوشی اور درگزر سے کام نہیں لوں گا۔

فوائد:...... ❶ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت وحقیقت کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت وحقیقت ہی کی طرح جاننا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ہم صفت غیرت اور صفت حب سے اللہ تعالیٰ کو متصف مانیں گے، لیکن اس کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں گفتگو نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت اور حب اس کی شان ہی کے مطابق ہوگی۔ ❷ اگر کوئی انسان کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے دیکھتا ہے، اور اس کو قتل کر دیتا ہے، تو یہ بات اللہ کے ہاں تو اگر زانی شادی شدہ ہو عذر مقبول ہوگا اور آخرت میں اس پر مواخذہ نہیں ہوگا، لیکن دنیوی قانون اور ضابطہ کی رو سے جمہور فقہاء کے نزدیک اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کر دے، یا زانی کے ورثاء اس بات کا اعتراف کریں کہ اس نے اس حرکت کا ارتکاب واقعی کیا ہے۔ اور اگر گواہ دو پیش کرے، تو جمہور کے نزدیک پھر بھی اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن امام احمد اور اسحاق کے نزدیک اس صورت میں قصاص نہیں ہوگا، اور بعض حضرات کے نزدیک امام کی اجازت کے بغیر قتل کرنے کے باعث ہر صورت میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور بعض کے نزدیک اگر قرائن سے اس کا سچا ہونا ثابت ہو جائے، تو پھر تعزیر کافی ہوگی، قتل نہیں کیا جائے گا۔ ❸ لا شخص احب اليه العذر من الله. اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ کسی کے پاس عذر اور بہانہ یا حجت نہ ہو، جس کی بنا پر وہ معذور قرار پائے۔ اس لیے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شخص کا استعمال، اس کی شان کے مطابق ہے، جیسا کہ انسان کی شخصیت اس کی شان کے مطابق ہے۔

[3765] تقدم تخرجه برقم (٣٧٤٣)

[3766] ۱۸ ـ (۱۵۰۰) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَمَا أَلْوَانُهَا)) قَالَ حُمْرٌ قَالَ ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ)) قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ ((فَأَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ)) قَالَ ((عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ)) قَالَ وَهٰذَا عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ.

[3766] ۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے بیان کرتے ہیں اور الفاظ قتیبہ کے ہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کا ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا، جی ہاں۔آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کس رنگ کے ہیں؟'' اس نے کہا، سرخ رنگ کے۔آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا ان میں کوئی خاکستری (مٹیالا) کا بھی ہے؟'' اس نے کہا، ان میں خاکستری بھی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ان میں کہاں سے آ گئے؟'' اس نے کہا، ہوسکتا ہے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو بھی ممکن ہے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔''

مفردات الحدیث ❶ اورق جمع ورق: خاکستری، مٹیالا۔ ❷ عــرق: جڑ، اصل، رگ، مقصود خاندانی نسبت ہے۔

فائدہ:...... بنوفزارہ کے فرد ضمضم بن قتادہ نے اپنی رنگت کا لحاظ کرتے ہوئے، بیٹے کی سیاہ رنگت پر ناپسندیدگی اور تعجب کا اظہار کیا۔اور آپ سے اس کا تذکرہ، آپ نے بات سمجھانے کے لیے ایک تشبیہ اور تمثیل پیش کی تھی کہ بات ذہن نشین ہوجائے۔یہ قیاس اصطلاحی نہیں ہے کہ اس کو دلیل قیاس بنایا جاسکے، لیکن بہرحال اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، محض اختلاف رنگت سے بچے کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور اس طرح بچے کی رنگت پر تعجب اور ناپسندیدگی کا اظہار الزام تراشی اور تہمت قرار نہیں دیا جائے گا۔یا قذف میں تعریض واشارہ پر حد نہیں ہے تصریح کی صورت میں ہی قذف شمار ہوگا اور جمہور کا یہی موقف ہے۔

[3766] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: اذا شك فی الولد برقم (۲۲۶۰) والنسائی فی (المجتبی) فی الطلاق باب: اذا عرض بامرأته وشكت فی ولده واراد الانتفاء منه برقم (۶/ ۱۷۸) وابن ماجه فی (سننه) فی النكاح باب: الرجل یشك فی ولده برقم (۲۰۰۲) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۲۹)

[3767] ١٩-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وحَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ جَمِيعًا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَدَتِ امْرَأَتِي غُلَامًا أَسْوَدَ وَهُوَ حِينَئِذٍ يُعَرِّضُ بِأَنْ يَنْفِيَهُ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ.

[3767] - امام صاحب مذکورہ بالا روایت چار اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن معمر زہری سے اس طرح بیان کرتے ہیں، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے، اور وہ اس طرح اس کے اپنا ہونے کی نفی کی طرف اشارہ اور تعریض کر رہا تھا، اور حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے بچے کی اپنا ہونے کی نفی یا انکار کی اجازت نہیں دی۔

[3768] ٢٠-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((مَا أَلْوَانُهَا)) قَالَ حُمْرٌ قَالَ ((فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَأَنّٰى هُوَ)) قَالَ لَعَلَّهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((وَهٰذَا لَعَلَّهُ يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ لَهُ)).

[3768] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا،

[3767] طريق اسحاق بن ابراهيم اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: اذا شك فی الولد برقم (٢٢٦١) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الطلاق باب: اذا عرض بامرأته وشكت فی ولده واراد الانتفاء منه برقم (٦/ ١٧٨، ٦/ ١٧٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٧٣) وطريق ابن رافع تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٢)

[3768] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاعتصام بالكتاب والسنة باب: من شبه اصلا معلوما باصل مبين وقد بين النبی ﷺ حكمهما ليفهم السائل برقم (٧٣١٤) وابو داود فی (سننه) فی الطلاق باب: اذا شك فی الولد برقم (٢٢٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٣١١)

اے اللہ کے رسول! میری بیوی نے سیاہ فام بچہ جنا ہے، اور میں اسے انوکھا محسوس کرتا ہوں یا مجھے اس پر حیرت وتعجب ہے (میں اجنبیت اور بیگانگی محسوس کرتا ہوں) تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' اس نے جواب دیا، سرخ رنگ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا ان میں کوئی مٹیالا بھی ہے؟'' اس نے کہا، جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''وہ کہاں سے آ گیا؟'' اس نے کہا، شاید وہ اے اللہ کے رسول! اس کی کسی اصل نے اسے کھینچ لیا ہو۔'' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس کو بھی شاید اس کے کسی اصل (دادا، نانا) نے کھینچ لیا ہو۔''

فائدہ :...... انی انکرتہ: میں اس کا انکار کرتا ہوں، معنی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ تو صریح قذف ہے، حالانکہ آپ نے اس کو قذف قرار نہیں دیا۔

حضرت ابراہیم نے جب فرشتوں کو دیکھا، تو نکرھم: ان کو اجنبی اور بیگانہ نہ پایا اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو فرمایا: انکم قوم منکرون. تم اجنبی اور بیگانہ لوگ ہو۔

[3769] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمِ.

[3769]۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کرتے تھے۔

فائدہ :...... امام ابن شہاب یہ روایت اوپر حضرت سعید بن المسیب اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن، دونوں کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر چکے ہیں۔

کتاب اللعان کے تحت کوئی باب قائم نہیں کیا گیا، اس لیے ہم نے باب کا اضافہ نہیں کیا، پچھلی کتاب کے باب کے نمبر کو ہی درج کیا ہے، نمبر بڑھایا نہیں ہے۔

مولانا صفی الرحمان رحمہ اللہ نے یہاں سترہ (۱۷) باب قائم کیے ہیں جن کی روشنی میں احادیث کا الگ الگ مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

[3769] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٩٨)

اس کتاب کے کل ابواب (7) اور (31) احادیث ہیں۔

21

كِتَابُ الْعِتْقِ
آزادی اور حریت

حدیث نمبر 3730 سے 3800 تک

۲۱...... كِتَابُ الْعِتْقِ

۲۱. آزادی اور حریت

١...... بَابُ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ

باب۱: جس نے کسی غلام کی ملکیت میں سے اپنا حصہ آزاد کیا

[3770] ١-(١٥٠١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))**.

[3770]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، اور اس کے پاس اتنا مال ہے، جو غلام (کے باقی حصہ) کی قیمت ادا کر سکتا ہے، تو اس کی خاطر منصفانہ قیمت لگائی جائے گی، اور وہ اپنے حصہ داروں کو ان کے حصے (کی رقم) ادا کر دے گا، اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا، اگر اس کے پاس قیمت نہ ہو، تو اس نے جتنا حصہ آزاد کیا ہے اتنا آزاد ہو گیا۔

مفردات الحدیث ❶ عِتْق: عتق کا لفظ مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، کرم، جمال، شرف ونجابت، آزادی اور حریت، اور جب کہیں أَعْتَقَ العبد فلان تو معنی ہوگا، اس نے غلام کو آزاد کر دیا۔ ❷ شِرْكٌ حصہ۔

فائدہ:...... اسلام نے جنگی قیدیوں کو پہلے سے موجود اور رواج پذیر، نظریہ کے مطابق ان کی بہتری اور تعلیم و

[3770] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين او امة بين الشركاء برقم (٢٥٢٢) ومسلم في (صحيحه) في الايمان والنذور باب: من اعتق شركاً له في عبد برقم (٤٣٠١) وابن ماجه في (سننه) في العتق باب: من اعتق عبدا واشترط خدمته برقم (٢٥٢٨) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٨)

تربیت کی خاطر ان کو غلام بنانے کی اجازت دی ہے لیکن ان کو یونانیوں، رومیوں اور مغربی اقوام کے دستور کے مطابق ڈھور ڈنگروں کی طرح نہیں رکھا، اور ان کو شرف انسانیت سے محروم نہیں کیا، ان کو شرف انسانی بخشا اور ان کے حقوق بیان کیے، بلکہ ان کو بھائی قرار دیا، ان سے حسن سلوک کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا: اکرموهم کرامة اولادكم، ان کو اپنی اولاد کی طرح عزت وشرف دو۔ اور فرمایا: کوئی انسان، عبدی (میرا غلام) امتی (میری لونڈی) نہ کہے، اور مملوک اپنے آقا کو ربی نہ کہے، اور آپ ﷺ نے زندگی کے آخری سانس کے وقت فرمایا: الصلاة وما ملكت ايمانكم، نماز اور اپنے مملوکوں کا دھیان رکھنا، اس لیے مختلف طریقوں سے ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دلائی، اس اصول کے مطابق اگر کوئی مشترکہ غلام میں اپنا حصہ آزاد کرتا ہے اور اس کو باقی حصہ آزاد کرنے کی توفیق حاصل ہے، تو اس کو یہی حکم دیا کہ وہ باقی حصہ بھی آزاد کرے۔

[3771] (. . .) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ.

[3771] امام صاحب مذکورہ بالا حدیث اپنے دس اساتذہ کی سند سے، نافع کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔

[3771] طريق قتيبة بن سعيد اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين او امة بين الشركاء برقم (٢٥٢٥) تعليقا۔ ومسلم في (صحيحه) في الايمان باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٤٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٨٢٨٣) وطريق شيبان بن فروخ اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: كراهية التطاول على الرقيق وقوله عبدي او امتي برقم (٢٥٥٣) ومسلم في (صحيحه) في الايمان باب: من اعتق شركاً له في عبد برقم (٤٣٠٣)، انظر (التحفة) برقم (٧٦١٠) وطريق ابي الربيع اخرجه البخاري في صحيحه في الشركة باب: تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل برقم (٢٤٩١) وفي العتق باب: اذا اعتق شركا له في عبد برقم (٤٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٧٥١١) ـ وطريق ابن نمير اخرجه مسلم في (صحيحه) في الايمان باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٤٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (٧٩٩٠) ←

٢...... بَابُ ذِكْرِ سِعَايَةِ الْعَبْدِ

باب ٢: غلام سے محنت ومزدوری کروانا

[3772] ٢-(١٥٠٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْمَمْلُوكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا قَالَ ((يَضْمَنُ)).

[3772]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اوران میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے، تو وہ دوسرے کے حصہ کا ضامن ہوگا۔

[3773] ٣-(١٥٠٣) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ **((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ))**.

[3773]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو اس کو آزاد اس کے مال سے کیا جائے گا اگر وہ مال دار ہے اگر اس کے پاس مال نہیں ہے، تو غلام سے محنت ومزدوری (کمائی) کرائی جائے گی لیکن اس کو مشقت میں نہیں ڈالا جائے گا۔

مفردات الحديث ❶ **شِقْصٌ**: حصہ، اس کو شقیص بھی کہتے ہیں۔ ❷ **اُسْتُسْعِيَ**: اس سے محنت ومزدوری

← انظر (التحفة) برقم (٧٤٩٧) وطريق هارون بن سعيد الايلي اخرجه مسلم في (صحيحه) في الايمان باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٤٣٠٤) انظر (التحفة) برقم (٧٤٨١) وطريق محمد بن رافع اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين او امة بين الشركاء برقم (٢٥٢٥) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٨٤٣١)

[3772] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشركة باب: تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل برقم (٢٤٩١) وفي باب: الشركة في الرقيق برقم (٢٥٠٤) وفي العتق، برقم (٢٥٢٦) وبرقم (٢٥٢٧) ومسلم في (صحيحه) في الايمان، برقم (٤٣٠٧) برقم (٤٣٠٨) وبرقم (٤٣٠٩) وبرقم (٤٣١٠) وابو داود في (سننه) في العتق باب: فيمن اعتق نصيبا له في مملوك برقم (٣٩٣٤) وبرقم (٣٩٣٥) وبرقم (٣٩٣٦)

[3773] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٥١)

کروائی جائے گی، تاکہ دوسرے حصہ دار کے حصہ کی رقم اس کو ادا کر دی جائے۔ ③ **غیر مَشقُوق علیه**: بغیر اس کے کہ اس کو مشقت اور کلفت میں ڈالا جائے، آسانی اور سہولت سے وہ کما کر دے دے۔

فائدہ:...... اگر ایک غلام میں، ایک سے زائد حصہ دار ہیں اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے، تو باقی حصہ کے بارے میں کیا ہوگا، اس کے بارے میں مشہور اقوال تین ہیں: (۱) امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کرنے والا مال دار ہے تو اس کا حصہ آزاد ہو گیا، اور اس کے شریک کو اختیار ہے، چاہے تو اپنا حصہ آزاد کر دے، یا غلام سے محنت و مزدوری کروا کر اپنے حصہ کی منصفانہ قیمت وصول کر لے اور غلام مکاتب کے حکم میں ہوگا، اور ان دونوں صورتوں میں ولاء (نسبت) حصہ داروں میں مشترک ہوگی، یا آزاد کرنے والے کو باقی حصہ کا ضامن ٹھہرایا جائے گا، اور اس سے عادلانہ قیمت وصول کر لی جائے گی۔ اور ولاء صرف آزاد کرنے والے کے لیے ہوگی، اگر آزاد کرنے والا مال دار نہیں ہے تو مذکورہ پانچ صورتوں پر عمل ہوں گا، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مال دار ہے تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور وہ دوسرے حصہ دار کو عادلانہ قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا، اور اگر وہ غریب ہے تو رقم غلام سے محنت و مزدوری کروا کر ادا کرے گا، اور دونوں صورتوں میں ولاء کا حق دار وہی ہوگا۔ (۳) امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اگر اپنا حصہ آزاد کرنے والا مال دار ہے، تو غلام پورا آزاد ہو جائے گا اور وہ اپنے شریک کو اس کے حصہ کی منصفانہ قیمت دے گا، اور اگر وہ غریب ہے تو غلام کا اتنا حصہ آزاد ہوگا، جتنا اس نے آزاد کیا ہے، باقی حصہ غلام ہے اور شریک اس سے اپنے حصہ کے بقدر خدمت اور کام لے سکے گا، امام مالک کا موقف بھی یہی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ ان کے نزدیک مال دار ہونے کی صورت میں جب وہ اپنے حصہ دار کو رقم ادا کر دے گا تو اس کے بعد غلام مکمل آزاد ہوگا، محض ضمانت پر آزاد نہیں ہوگا۔

[3774] ٤-(...) وحَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ((إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ قُوِّمَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعٰى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)).

[3774]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس صورت میں غلام کی منصفانہ قیمت لگائی جائے گی، پھر جس نے حصہ آزاد نہیں کیا اس کی خاطر محنت و مزدوری کروائی جائے گی، بغیر اس کے کہ اس کو مشقت میں ڈالا جائے۔

[3775] (...) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَنْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ.

[3774] تقدم تخريجه برقم (٣٧٥١)
[3775] تقدم تخريجه برقم (٣٧٥١)

[3775]۔ امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں قوم علیہ کے بعد، عبد کا لفظ نہیں ہے۔

٣...... بَاب :إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

باب ۳: ولاء آزادی دینے والے کو ملے گی

[3776] ٥۔(١٥٠٤) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَائَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

[3776]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کرنے کے لیے خریدنے کا ارادہ کیا، تو اس کے مالکوں نے کہا، ہم آپ کو اس شرط پر بیچیں گے کہ اس کی نسبت آزادی ہماری طرف ہوگی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی شرط تمہیں آزادی دینے سے نہ روکے، کیونکہ ولاء تو صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔

[3777] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ)).

[3776] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: اذا اشترط شروطا في البيع لا تحل برقم (٢١٦٩) وفي المكاتب باب: ما يجوز من شروط المكاتب ومن اشترط شرطا ليس في كتاب الله برقم (٢٥٦٢) وفي الفرائض باب: اذا اسلم على يديه برقم (٦٧٥٧) وابو داود في (سننه) في الفرائض باب: في الولاء برقم (٢٩١٥) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: البيوع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع ويبطل الشرط برقم (٧/ ٣٠٠) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٤)

[3777] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المكاتب باب: ما يجوز من شروط المكاتب ومن ←

[3777]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، بریرہ ان کے پاس اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلہ میں مدد لینے کے لیے آئی، اور اس نے اپنی مکاتبت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا، اپنے مالکوں کے پاس جاؤ، اگر وہ چاہیں تو میں تمہارا تمام بدل کتابت ادا کر دیتی ہوں اور تیری نسبت آزادی میری طرف ہوگی، میں رقم دے دیتی ہوں، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ اپنے مالکوں سے کیا، تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا، اگر وہ تمہیں رقم دے کر ثواب لینا چاہتی ہے، تو وہ ثواب کمائے (نسبت اس کی طرف نہیں ہوگی) نسبت آزادی ہماری ہی طرف ہوگی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اسے خرید لے، نسبت تو صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کے قانون، حکم کی رو سے درست نہیں، جس نے ایسی شرط لگائی، جو اللہ کے حکم میں روا نہیں ہے، تو وہ اس کا مطالبہ نہیں کر سکے گا، اگرچہ سو دفعہ شرط لگا لے، اللہ کی شرط ہی صحیح ہے اور مضبوط ہے۔

فوائد:...... ❶ ایسی شرط جو شرعی حکم کے منافی ہو، اور وہ حکم شرعی واضح ہو تو ایسی شرط لغو ہوگی، اس کا لگانا اور نہ لگانا برابر ہے اور وہ کالعدم ہوگی، کیونکہ ایسی شرط کا پورا کرنا شرعی طور پر ان کے بس میں نہیں۔ ❷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ میں تمہارا بدل کتابت ادا کر دیتی ہوں، اس سے ان کا اصل مقصد، بریرہ کو خرید کر آزاد کرنا تھا، جیسا کہ پہلی روایت میں، اردت ان تشتری جارية تعتقها، کہ آزاد کرنے کے ارادہ سے لونڈی خریدنی چاہی، کیونکہ اگر مقصود محض بدل کتابت کی ادائیگی ہوتا، تو یہ تو محض ایک نیکی اور تبرع کا کام ہوتا، اور اس صورت میں نسبت آزادی، مکاتبت کرنے والے مالک کی طرف ہوتی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابتاعی فاعتقی، خرید کر آزاد کرو۔ ❸ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مکاتب، غلام یا لونڈی، اگر اس بات پر آمادہ ہو کہ اس کو دوسرا فرد خرید کر آزاد کر دے، تو اس کو خریدنا جائز ہے۔ امام احمد، مالک اور امام ابو نخعی کا یہی موقف ہے، امام شافعی، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک، مکاتب غلام یا لونڈی کو خریدنا جائز نہیں ہے جب تک وہ بدل کتابت کی ادائیگی سے عاجز ہو کر دوبارہ غلام نہ بن جائے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر غلام، بیع پر آمادہ ہو تو پھر جائز ہے، وگرنہ نہیں۔ ❹ ليس فی كتاب الله کا معنی ہے، شرط جو اللہ کے قانون اور حکم کے منافی ہو، وہ حکم قرآنی سے ثابت ہو یا سنت سے یا جس کا جواز اللہ کے حکم سے ثابت نہ ہو۔

← اشترط شرطا ليس فی كتاب الله برقم (٢٥٦١) وفی الشروط باب: الشروط فی البيوع برقم (٢٧١٧) وابو داود فی (سننه) فی العتق باب: فی بيع المكاتب اذا فسخت الكتابة برقم (٣٩٢٩) والترمذی فی (جامعه) فی الوصايا باب: ما جاء فی الرجل يتصدق او يعتق عند الموت برقم (٢١٢٤) والنسائی فی (المجتبى) فی البيوع كتاب: بيع المكاتب برقم (٧/ ٣١٦) وفی باب: المكاتب يباع قبل ان يقضی من كتابته شيئا برقم (٧/ ٣٠٥، ٧/ ٣٠٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٨٠)

[3778] ٧-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فَقَالَ ((لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ مِنْهَا ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ)).

[3778] ۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی، اے عائشہ! میں نے اپنے مالکوں سے ۹ اوقیہ پر کتابت کی، ہر سال ایک اوقیہ (چالیس درہم) ادا کرنا ہوگا، آگے اوپر والی حدیث اور اس میں یہ اضافہ ہے (ان کا شرط لگانا، تمہیں خریدنے سے نہ روکے، خرید اور آزاد کر دے) پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطاب کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: امابعد۔

[3779] ٨-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنَّ أَهْلِي كَاتَبُونِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي تِسْعِ سِنِينَ فِي كُلِّ سَنَةٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقُلْتُ لَهَا إِنْ شَاءَ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ الْوَلَاءُ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَأَتَتْنِي فَذَكَرَتْ ذَلِكَ قَالَتْ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ ((لَا هَا اللَّهِ)) إِذَا قَالَتْ فَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) فَفَعَلْتُ قَالَتْ ثُمَّ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشِيَّةً فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ فُلَانًا)) وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

[3779] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور کہا، میرے مالکوں نے میرے

[3778] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المكاتب باب: المكاتب ونجومه في كل سنة نجم برقم (٢٥٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٢)

[3779] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المكاتب باب: استعانة المكاتب وسواله الناس برقم (٢٥٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٨١٣)

ساتھ، نو سال کے عرصہ کے لیے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے، ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا، آپ میرا تعاون فرمائیں، تو میں نے اسے جواب دیا، اگر تیرے مالک چاہیں تو میں ساری رقم یکمشت ادا کر کے تمہیں آزاد کر دیتی ہوں اور نسبت آزادی میری طرف ہوگی، تو میں ایسا کر دیتی ہوں، اس نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا انہوں نے ولاء اپنے لیے لیے بغیر، اس سے انکار کر دیا، تو اس نے آ کر مجھے بتایا تو میں نے اس کی سرزنش کی، اور کہا، اللہ کی قسم! تب نہیں ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے بھی بات سن لی اور مجھ سے پوچھا، تو میں نے آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا: خرید لو اور اسے آزاد کر دو، اور ان کی ولاء کی شرط مان لو، ولاء تو اس کو ملتی ہے، جس نے آزادی دی۔ تو میں نے ایسا کیا، پھر شام کو آپ نے خطاب فرمایا: اللہ کی حمد وثناء بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا: امابعد! لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں، جن کی اللہ کے حکم میں گنجائش نہیں ہے؟ جو شرط بھی ایسی ہوگی، جس کی اللہ کے قانون میں گنجائش نہیں، تو وہ باطل ہے، اگرچہ سو شرط ہوں، اللہ کا حکم ہی صحیح ہے اور اللہ کی شرط ہی مستحکم ہے، تم میں سے کچھ مردوں کو کیا ہو گیا ہے، ان میں سے کوئی کہتا ہے تم فلاں کو آزاد کر دو اور نسبت آزادی میری طرف ہوگی، ولاء تو بس آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

مفردات الحدیث ✻ کاتبونی: کتابت معنی ہے کہ غلام اپنے آقا کو کہتا ہے، میں آپ کو اتنی رقم، اتنی قسطوں میں، اتنے عرصہ میں ادا کروں گا اور آپ مجھے آزاد کر دیں، قسطوں کی مکمل ادائیگی کے بعد غلام آزاد ہو جائے گا، اگر آقا نے اس کی بات کو مان لیا، آقا خود بھی یہ پیشکش کر سکتا ہے۔

فائدہ :...... آپ کسی کی غلطی اور گناہ پر، تمام کے سامنے روبرو، نام لے کر آگاہ نہیں کرتے تھے، بلکہ نام لیے بغیر، اس کام سے ٹوک دیتے تھے، اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شرط کے قبول کر لینے کا حکم اس لیے دیا، تاکہ اس طرح، اس سے روکنے اور سب کو آگاہ کرنے کی صورت پیدا ہو جائے، اور پھر وہ خود بخود ہی اس شرط سے دستبردار ہو جائیں گے، اس کا مطالبہ چھوڑ دیں گے، اور لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ کے حکم کے منافی شروط کالعدم ہیں، ان کے لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[3780] ۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ نَا وَكِيعٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَّمْ يُخَيِّرْهَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ ((أَمَّا بَعْدُ)).

[3780] طريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠٠٣) وطريق ابي ←

[3780] ۔امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی اسناد سے ہشام بن عروہ کی سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ہشام کے شاگرد جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اور بریرہ کا خاوند غلام تھا، اس لیے (بریرہ کی آزادی پر) آپ نے اسے اختیار دیا (کہ وہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے) تو اس نے اپنے لیے علیحدگی پسند کی اور اگر وہ (شوہر) آزاد ہوتا، تو آپ اسے (بریرہ کو) اختیار نہ دیتے، اور ان حضرات کی روایت میں (امابعد) کا لفظ نہیں ہے۔

[3781] ۱۰۔(. . .) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا وَلَائَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) قَالَتْ وَعَتَقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَتْ وَكَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ)).

[3781] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، بریرہ کے سلسلہ میں تین فیصلے ہوئے (تین مقدمات بنے) اس کے مالکوں نے اسے بیچنا چاہا اور اپنے لیے ولاء کی شرط کے ساتھ، میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: اس کو خرید لے اور اسے آزاد کر دے، کیونکہ ولاء تو اسے ہی ملے گی جو آزاد کرے گا۔ اور وہ آزاد ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا، (اپنے خاوند مغیث سے علیحدگی اختیار کر لی) اور لوگ اس کو صدقہ دیتے تھے اور وہ اس میں سے ہمیں تحفہ دیتی تھی، میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور تمہارے لیے ہدیہ ہے، اس لیے اسے کھا لو۔

[3782] ۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

← كريب اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الاحكام باب: المكاتب برقم (٢٥٢١) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٦٣) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المكاتب باب: استعانة المكاتب وسؤاله الناس برقم (٢٥٦٣) وابو داود فى (سننه) فى الطلاق باب: فى المملوكة تعتق وهى تحت حر او عبد برقم (٢٢٣٣) والترمذى فى (جامعه) فى الرضاع باب: ما جاء فى المرأة تعتق ولها زوج برقم (١١٥٤) والنسائى فى (المجتبى) فى الطلاق باب: خيار الامة تعتق وزوجها مملوك برقم (٦/ ١٦٤_١٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٠)

[3781] تقدم تخريجه فى الزكاة باب: اباحة الهدية للنبى ﷺ ولبنى هاشم وبنى المطلب وان كان المهدى ملكها بطريق الصدقة وبيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد من كانت الصدقة محرمة عليه برقم (٢٤٨٤)

[3782] تقدم تخريجه فى الزكاة باب: اباحة الهدية للنبى ﷺ ولبنى هاشم وبنى المطلب وان ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ)) وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَأَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ صَنَعْتُمْ لَنَا مِنْ هٰذَا اللَّحْمِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[3782] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو انصاریوں سے خریدا، اور انہوں نے ولاء کی شرط لگائی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کے لیے ہے جس نے احسان کیا ہے (آزادی دی ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا، اور اس کا شوہر غلام تھا، اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور ہدیہ گوشت دیا، تو اے کاش! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس گوشت سے ہمارے لیے سالن تیار کرتیں؟'' حضرت عائشہ نے کہا: یہ تو بریرہ کو صدقہ دیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارے لیے تحفہ ہے۔

[3783] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ فَاشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ)) لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمٌ فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ)) وَّخُيِّرَتْ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ لَا أَدْرِي.

[3783] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اس نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدنا چاہا تو انہوں نے اس کی ولاء کی شرط لگائی، تو میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو خرید لے اور اس کو آزاد کر دے، ولاء تو اسے ہی ملے گی جو آزاد کرے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ میں گوشت پیش کیا گیا، اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا یہ بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔'' اور اسے اختیار دیا گیا، اور عبدالرحمٰن نے کہا، اس کا خاوند آزاد تھا، شعبہ کہتے ہیں، پھر میں نے اس سے اس کے خاوند کے بارے میں پوچھا؟ تو کہا، مجھے معلوم نہیں ہے۔

← كان المهدى ملكها بطريق الصدقة وبيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه برقم (٢٤٨٤)

[3783] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٧٦١)

فائدہ:...... بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بریرہ کا خاوند، جس کا نام مغیث تھا، وہ اس کے پیچھے پیچھے روتا ہوا گردش کر رہا تھا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر رواں تھے، مجھے یہ منظر اب بھی یاد ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے کہا، اے عباس! کیا تمہیں اس پر حیرت نہیں ہو رہی کہ مغیث کو بریرہ سے کس قدر پیار ہے اور بریرہ کو مغیث سے کس قدر نفرت ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بریرہ کو اختیار دینے کا سبب، اس کا غلام ہونا تھا، اگر وہ آزاد ہوتا تو بیوی کو اختیار نہ ملتا، ائمہ ثلاثہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے، لیکن امام ابوحنیفہ، نخعی اور شعبی وغیرہ کے نزدیک، لونڈی کو آزاد ہونے پر ہر حالت میں اختیار ملے گا۔ خاوند آزاد ہو یا غلام، اور اہل ظاہر کا موقف بھی یہی ہے اور اس اختلاف کا اصل سبب، مغیث کا آزاد یا غلام ہونا ہے۔ ائمہ ثلاثہ اس کے بریرہ کی آزادی کے وقت غلام ہونے کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ بعد میں وہ بھی آزاد ہو گیا تھا، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا، جب کسی محتاج اور فقیر کو کوئی چیز صدقہ میں ملے، تو وہ اس کا مالک بن کر جو چاہے، اس میں تصرف کر سکتا ہے اور اب اگر وہ دوسرے کو تحفہ دیتا ہے یا بیچتا ہے، تو وہ صدقہ نہیں رہے گا، اور اس صورت میں اس کو ہاشمی اور مال دار بھی اگر وہ کھانے کی چیز ہے، کھا سکے گا، حضرت بریرہ کے ان تینوں واقعات سے علماء نے چار سو مسائل کا استنباط کیا ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور سنن دارقطنی میں ایک چوتھے فیصلہ کا ذکر ہے کہ آپ نے آزاد عورت والی عدت پوری کرنے کا حکم دیا۔

[3784] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3784] ۔شعبہ نے پہلی سند سے اس طرح روایت بیان کی ہے۔

[3785] ١٣ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي هِشَامٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ أَبُو هِشَامٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا.

[3784] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٦١)

[3785] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطلاق باب: خيار الامة تعتق وزوجها مملوك برقم (٦/ ١٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٥٤)

[3786] تقدم تخريجه في الزكاة باب: اباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب وان ← كان المهدي ملكها بطريق الصدقة وبيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه برقم (٢٤٨٦)

[3785] ۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے، حضرت عائشہ کی حدیث، عروہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں، بریرہ کا خاوند غلام تھا۔

[3786] ١٤۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ خُيِّرَتْ عَلٰى زَوْجِهَا حِينَ عَتَقَتْ وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدُمٍ مِنْ أُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ((**أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً عَلَى النَّارِ فِيهَا لَحْمٌ**))فَقَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَكَرِهْنَا أَنْ نُطْعِمَكَ مِنْهُ فَقَالَ((**هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ مِنْهَا لَنَا هَدِيَّةٌ**))وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا((**إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ**)).

[3786] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ کے واقعات سے، تین رویے (طرز عمل) معلوم ہوئے، جب آزاد ہوئی تو اسے خاوند کے سلسلہ میں اختیار ملا، اور اسے گوشت دیا گیا، اور رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے جبکہ ہنڈیا چولہے پر تھی تو آپ ﷺ نے کھانا طلب کیا، تو آپ ﷺ کو روٹی اور گھر میں تیار کیا گیا سالن پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا، کیا مجھے چولہے پر گوشت والی ہنڈیا دکھائی نہیں دے رہی؟ آپ کو جواب ملا، کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کو اس میں کھلانا پسند نہیں کیا، تو آپ نے فرمایا: وہ اس پر صدقہ ہے اور اس کی طرف سے ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہی ہے۔

[3787] ١٥۔(١٥٠٥) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَأَبٰى أَهْلُهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

[3787] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کا ارادہ کیا، تو لونڈی کے مالکوں نے ولاء اپنے لیے ہونے کے بغیر، اس سے انکار کر دیا، تو اس نے اس

[3787] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٧٨)

[3788] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٨٦)

کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: ''ان کی بیجا شرط تمہیں اس مقصد سے نہ روکے، کیونکہ ولاء تو اس کو ملتی ہے، جس نے آزاد کیا ہے۔

۴...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

باب ٤: ولاء کو بیچنا اور کسی کو ہبہ کرنا ناجائز ہے

[3788] ١٦-(١٥٠٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ قَالَ مُسْلِم النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

[3788]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا، امام مسلم فرماتے ہیں، اس حدیث کے سلسلہ میں تمام لوگ عبداللہ بن دینار کے محتاج ہیں، (ان کے سوا کسی سے یہ روایت مروی نہیں ہے)۔

مفردات الحدیث ولاء: واؤ پر زبر ہے، نسبت آزادی، جس کی بناء پر آزاد کرنے والا جس کو آزاد کرتا ہے اس کا وارث بنتا ہے، تو جس طرح نسب (خاندان) کی تبدیلی کسی صورت میں ممکن نہیں ہے، یہی حکم ولاء کا ہے۔

فائدہ:...... اس مسئلہ پر اب علماء کا اتفاق ہے کہ جاہلیت کے رواج کے مطابق یا اس پر عمل کرتے ہوئے، ولاء کی خرید و فروخت یا ہبہ کرنا جائز نہیں ہے، اور بعض صحابہ سے جو اس کے خلاف منقول ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے ان تک یہ روایت نہیں پہنچی تھی، اور یہ روایت عام طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف عبداللہ بن دینار کے واسطہ سے ہی مروی ہے، اگرچہ صحیح ابن عوانہ اور ثقات ابن حبان میں، عبداللہ بن دینار کے ساتھ نافع کو بھی شریک کیا گیا ہے۔

[3789] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ الثَّقَفِيَّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ إِلَّا الْبَيْعُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْهِبَةَ

[3789] طريق ابى بكر بن ابى شيبة اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الولاء والهبة باب: ما جاء فى النهى عن بيع الولاء وعن هبته برقم (٢١٢٦) انظر (التحفة) برقم (٧١٧١) وطريق يحيى ←

[3789]۔ امام صاحب اپنے نو اساتذہ کی سندوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن ایک راوی عبداللہ بن دینار کے شاگرد عبیداللہ سے صرف خرید وفروخت کا ذکر کرتا ہے، ہبہ کا تذکرہ نہیں کرتا۔

۵...... بَاب: تَحْرِيمِ تَوَلّي الْعَتِيقِ غَيْرَ مَوَالِيهِ

باب ۵: آزاد شدہ غلام کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آزاد کرنے والے کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے

[3790] ١٧-(١٥٠٧) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى كُلِّ بَطْنٍ عُقُولَهُ ثُمَّ ((كَتَبَ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَتَوَالٰى مَوْلٰى رَجُلٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ)) ثُمَّ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ لَعَنَ فِي صَحِيفَتِهِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ.

[3790]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہر خاندان پر دیت کو لازم ٹھہرایا، پھر لکھا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کے آزاد کردہ غلام سے اس کی اجازت کے بغیر دوستانہ قائم کرے، پھر مجھے بتایا گیا کہ آپ نے اپنی تحریر میں، ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی۔

فائدہ:...... اگر توالی سے مراد محض تعاون وتناصر کا تعلق ہے، تو پھر یہ اس کے آقا جس نے آزاد کیا ہے کی اجازت سے جائز ہے اور اگر مراد، نسبت ہے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ آپ نے مولیٰ کو ولاء کے بیچنے یا ہبہ کرنے سے منع کر دیا ہے، اس لیے جب مفہوم مخالف، منطوق کے مخالف ہو تو وہ حجت اور دلیل نہیں ہے۔ اس لیے حدیث سے یہ ثابت کرنا کہ مفہوم مخالف یا دلیل خطاب، حجت نہیں ہے، درست نہیں ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے سوا جمہور فقہاء (چھ شروط کے ساتھ) مفہوم مخالف کی تمام اقسام سوائے مفہوم لقب کے معتبر مانتے ہیں اور ہر خاندان پر دیت لازم ٹھہرانے کا مقصد یہ ہے کہ قتل خطاء اور شبہ عمد میں، قاتل کے خاندان کے لوگ دیت ادا کریں گے۔

← بن ايوب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٢) وطريق ابن نمير اخرجه البخاري في (صحيحه) في الفرائض، برقم (٦٧٥٦) والترمذي في (جامعه) في البيوع، برقم (١٢٣٦) وابن ماجه في (سننه) في الفرائض، برقم (٢٧٤٧) انظر (التحفة) برقم (٧١٥٠) وطريق ابن المثنى اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: الولاء برقم (٧/ ٣٠٦) انظر (التحفة) برقم (٤٦٧١) وطريق ابن المثنى عن محمد بن جعفر اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: الولاء وهبته برقم (٢٥٣٤)

[3790] اخرجه النسائي في (المجتبى) في القسامة باب: صفة شبه العمد وعلى دية الاجنة وشبه العمد وذكر اختلاف الفاظ الناقلين بخبر ابراهيم عن عبيد بن فضيلة عن المغيرة برقم (٨/ ٥٢) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٣)

[3791] ۱۸۔(۱۵۰۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

[3791]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے موالی کی اجازت کے بغیر اپنے آپ کو کسی کی طرف منسوب کیا، تو اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت برسے اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔

مفردات الحدیث ❊ **عدل:** ناپ، استقامت، بدل، فدیہ، ضامن، صرف، وزن، قیمت، دیت، سفارش، رشوت۔

[3792] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

[3792]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے موالی (آزاد کرنے والے) کی اجازت کے بغیر کسی سے اپنی نسبت کی، تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن، اس کے فرض قبول ہوں گے نہ نفل۔

[3793] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَمَنْ وَالٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ)).

[3793]۔ یہی روایت امام صاحب ایک دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں: جس نے اپنے موالی کے سوا کسی اور کی طرف ان کی اجازت کے بغیر نسبت کی۔

[3794] ۲۰۔(۱۳۷۰) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

[3791] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٨٢)

[3792] تقدم تخريجه في الحج باب: فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها برقم (٣٣١٧)

[3793] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٤٠٩)

[3794] تقدم تخريجه في الحج باب: فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها برقم (٣٣١٤)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)).

[3794]۔ ابراہیم تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطاب فرمایا جس میں کہا، جس شخص کا گمان یہ ہے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس نوشتہ (صحیفہ) کے سوا کوئی اور پڑھنے کی چیز ہے، تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور نوشتہ ان کی تلوار کی میان کے ساتھ لٹک رہا تھا، اس میں اونٹوں کی عمروں کا ذکر ہے، اور زخموں کے بارے میں کچھ چیزیں ہیں، اور اس میں یہ بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مدینہ، عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے، تو جس نے اس میں کوئی حرکت کی یا نئی چیز نکالی، یا جرم کے مرتکب اور بدعتی کو پناہ دی، اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن اللہ اس کے فرض قبول کرے گا، اور نہ نفل، تمام مسلمانوں کا عہد امان برابر ہے، ان کا ادنی (کم درجہ فرد) بھی امان دے سکتا ہے، اور جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی یا موالی کے سوا کسی طرف منسوب ہوا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

فائدہ:...... اس حدیث کی توضیح حدیث نمبر ۳۷۰ ۱ کے تحت کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٦...... بَاب: فَضْلِ الْعِتْقِ

باب ٦: آزاد کرنے کی فضیلت

[3795] ٢١-(١٥٠٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ

[3795] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: في العتق وفضله برقم (٢٥١٧) وفي كفارات الايمان باب: قوله تعالى: ﴿او تحرير رقبة﴾ واى رقبة ازكى برقم (٦٧١٥) والترمذي في (جامعه) في النذور والايمان باب: ما جاء في ثواب من اعتق رقبة برقم (١٥٤١) انظر (التحفة) برقم (١٣٠٨٨)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)).

[3795]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمان غلام کو آزاد کیا، اللہ اس کے ہر عضو کے عوض آزاد کرنے والے کا عضو آگ سے آزاد کردے گا۔

مفردات الحدیث ✽ اِرْب: ج اراب، عضو۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت اور آگ سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کامل الاعضاء مسلمان غلام آزاد کرنا ہوگا، وگرنہ یہ فضیلت حاصل نہ ہو سکے گی۔

[3796] ۲۲۔(. . . .) وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ أَبِي غَسَّانَ الْمَدَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِهِ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)).

[3796]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گردن آزاد کی، اللہ اس کے ہر عضو کے بدلہ میں، اس کے اعضاء میں ایک عضو آگ سے آزاد فرمائے گا، حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ کے عوض اس کی شرم گاہ آزاد کرے گا۔

فائدہ :...... جو لوگ، اتنی بڑی بڑی نیکیاں کرتے ہیں یقیناً وہ لوگ اپنی گناہوں کی بخشش کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں، اس لیے یہ اشکال بے محل ہے کہ غلام آزاد کرنے سے کیا، مرتکب کبیرہ کی بھی بخشش ہو جاتی ہے جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ گناہ کبیرہ، بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

[3797] ۲۳۔(. . . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى يُعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)).

[3797]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان گردن (غلام) آزاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض ایک عضو آگ سے آزاد کرے گا، حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ کے عوض اس کی شرم گاہ آزاد کردے گا۔

[3796] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٧٤)

[3797] تقدم تخريجه برقم (٣٧٧٤)

[3798] ٢٤۔(...) وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ يَعْنِي أَخَاهُ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَيُّمَا امْرِءٍ مُّسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُّسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ)) قَالَ فَانْطَلَقْتُ حِينَ سَمِعْتُ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرْتُهُ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَأَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ.

[3798]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان فرد نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس کا ایک ایک عضو آگ سے آزاد کرے گا، سعید بن مرجانہ (جو حضرت علی بن حسین زین العابدین کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے) بیان کرتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سن کر چلا اور یہ حدیث حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ کو بتائی، تو انہوں نے اپنا وہ غلام آزاد کر دیا جس کے عبداللہ بن جعفر انہیں دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتے تھے۔

فائدہ:......اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے مذکر غلام کو آزاد کرنا بہتر ہے، اور اصل بات یہ ہے اس کا انحصار اس کی افادیت اور قیمت پر ہے، جو اپنی افادیت ومنفعت میں بڑھ کر ہے اور زیادہ قیمتی ہے۔اس کا آزاد کرنا بہتر ہے، غلام ہو یا لونڈی، کیونکہ رقبہ (گردن) کا لفظ عام ہے، اور حدیث کا مخرج ایک ہی ہے۔

٧...... بَاب: فَضْلِ عِتْقِ الْوَالِدِ

باب ۷: اپنے باپ کو آزاد کرنے کی فضیلت

[3799] ٢٥۔(١٥١٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَّالِدًا إِلَّا أَنْ يَّجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((وَلَدٌ وَّالِدَهُ)).

[3799]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا، الا یہ کہ وہ اسے کسی ملکیت میں پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، (وَلَد والده) بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

[3798] تقدم تخريجه برقم (٣٧٧٤)

[3799] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البر والصلة باب: ما جاء في حق الوالدين برقم (١٩٠٦) وابن ماجه في (سننه) في الادب باب: بر الوالدين برقم (٣٦٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٥)

[3800] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ وثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالُوا ((وَلَدٌ وَّالِدَهُ)).

[3800]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، سب نے وَلَدَ والدًا، کی بجائے وَلَدَ وَالِدُہٗ کہا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا، اپنے باپ کا جو اس پر حق ہے، اس کو کسی صورت میں بھی ادا نہیں کر سکتا، کیونکہ عام طور پر یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی کا باپ ہو اور وہ کسی کا غلام بن جائے، تو وہ اس کو خرید کر آزاد کر دے، جمہور کے نزدیک کبھی اگر ایسی صورت پیش آ جائے، تو باپ، بیٹے کے خریدنے سے ہی آزاد ہو جائے گا، جبکہ اہل ظاہر کے نزدیک اسے آزاد کرنا ہوگا۔

[3800] اخرجه ابو داود في (سننه) في الادب باب: في بر الوالدين برقم (٢٥٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٦٠)

پاکستان میں پہلی مرتبہ مکمل تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

(۲ کلر پرنٹنگ کے ساتھ)

تفسیر ابن کثیر

ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھی ؒ

- یہ کتاب حافظ ابن کثیر ؒ کا بڑا علمی کارنامہ ہے۔ جسے مولانا محمد جونا گڑھی ؒ نے آسان اُردو ترجمہ میں ڈھالا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر کو دیگر تفاسیر میں یہ انفرادی مقام حاصل ہے کہ یہ تفسیر بالروایت میں سب سے زیادہ مفید کتاب ہے۔ حافظ ابن کثیر ؒ اس کتاب میں تفسیر القرآن بالقرآن کے اُصول پر سب سے پہلے ایک آیت کی تفسیر اُسی مضمون کی دوسری آیت کی روشنی میں کرتے ہیں۔ پھر محدثین کی مشہور کتابوں سے اُن کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں اُن کی اسانید ورجال پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اسکے بعد آثار صحابہؓ وتابعین ؒ کو لاتے ہیں۔
- اُردو زبان میں پہلی بار احادیث کی تخریج میں صحیحین (بخاری ومسلم) کے ساتھ ساتھ دیگر کتب احادیث ،ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل، ابن خزیمہ، ابو العلی، بیہقی، طبرانی، طیالسی، مسند الحمیدی، مجمع الزوائد وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے نیز علامہ البانی ؒ کی سلسلہ احادیث صحیحہ وضعیفہ کے حوالہ جات بھی نقل کیے گئے ہیں۔
- مارکیٹ میں موجود دیگر شائع شدہ تراجم میں بعض جگہوں پر اصل کتاب سے ترجمہ ہی نہ کیا گیا تھا اور اشخاص اور مقامات کے قدیم ناموں میں اغلاط کی بھرمار تھی جن کو مذکورہ جدید ایڈیشن میں حتی مقدور درست کیا گیا ہے۔
- اُردو ترجمہ میں موجود بعض پرانے الفاظ کو جدید اُردو کے الفاظ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر کا یہ ایڈیشن جدید اُسلوب میں اعلیٰ تحقیقی معیار اور ۲ کلر کی پرنٹنگ پر انتہائی عمدہ نفیس کاغذ میں مظبوط جلد بندی کے ساتھ نعمانی کتب خانہ کے روایتی طباعتی ذوق کا آئینہ دار ہے۔
- یہ منفرد علمی ذخیرہ منگوانے کے لیے نعمانی کتب خانہ کے قریبی ڈیلروں کے علاوہ ذیلی ایڈریس پر رقم ایڈوانس منی آرڈر ڈاک سے روانہ کی جاسکتی ہے۔
- قیمت عام ایڈیشن 00-1600 روپے بمہ ڈاک خرچ ● قیمت اعلیٰ ایڈیشن 00-2100 روپے بمہ ڈاک خرچ

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک سٹال یا ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@gmail.com
Tel:042-37321865 Mob: 0334-4229127

9 789695 453360

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street, Urdu Bazar, Lahore-Pakistan

E-Mail: nomania2000@gmail.com